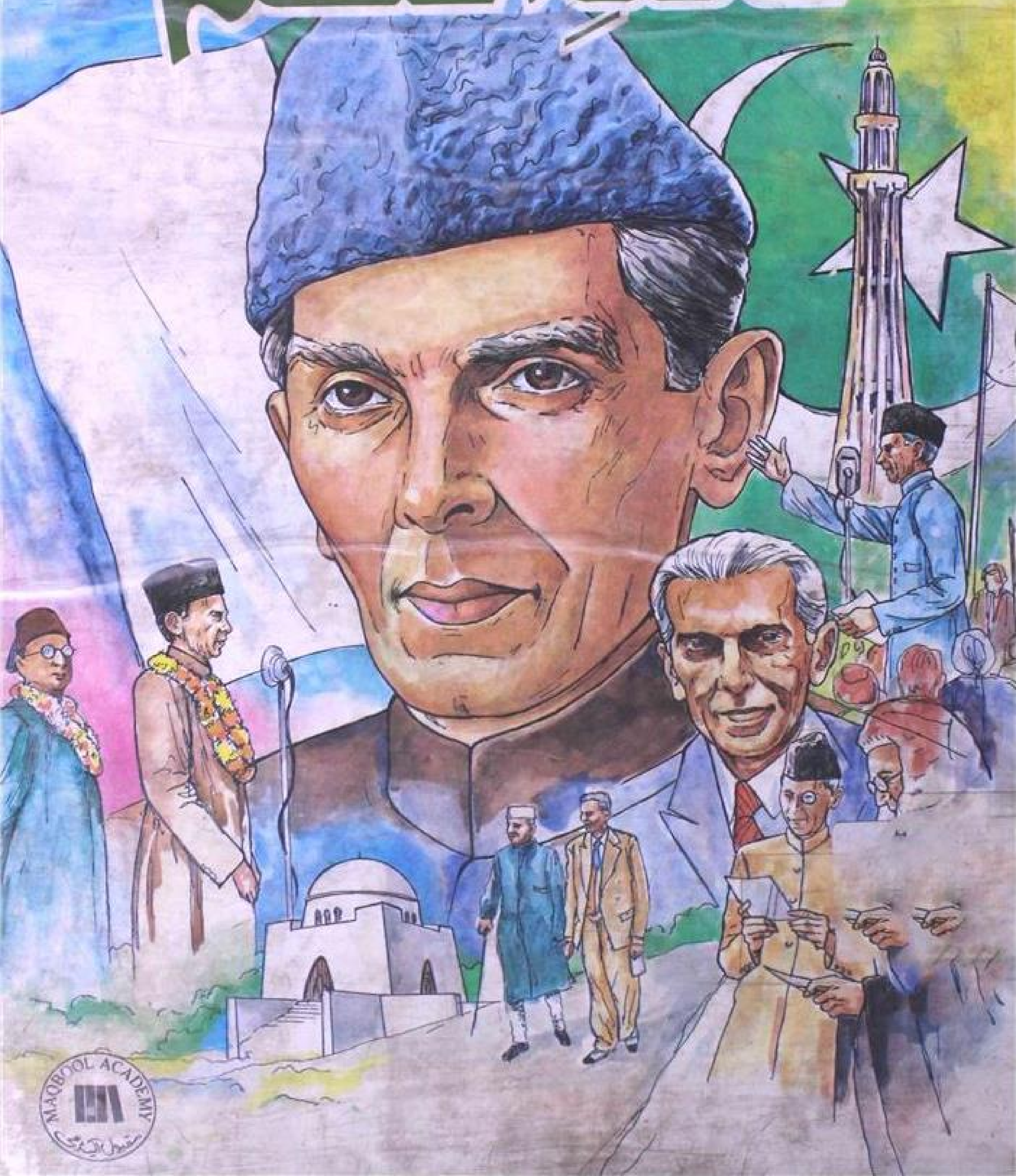
انسائیکلوپیڈیا
قائدِ اعظمؒ



MAQBOOL ACADEMY
مقبول اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسائیکلوپیڈیا قائداعظمؒ

زاہد حسین انجم

مقبول اکیڈمی شاہراہ قائدِاعظم لاہور

۱۹۹۱ء

مقبول اکیڈمی

دیال سنگھ مینشن شاہراہ قائد اعظم لاہور

قیمت : /۱۲۰۰ روپے

مطبع: معراج دین پرنٹرز۔ لاہور



تعارف

یورپ اور خصوصاً برطانیہ میں صنعتی انقلاب کے بعد مشینوں کی بدولت انسانی زندگی میں تبدیلی کی رفتار تیز ہو گئی۔ اور اب ٹیکنالوجی کے عہد میں تو (سپیڈ) میں حیرت انگیز طور پر اضافہ ہوا ہے۔ گویا بیسویں صدی کے ان آخری سالوں میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اس قدر سرعت اور تیز رفتاری پیدا ہو گئی ہے کہ اس سبک رفتار اور تیز گام روش نے علوم و فنون جیسے شعبوں کو بھی خوب متاثر کیا ہے حالانکہ ان شعبوں میں تامل اور توقف کو بروئے کار لانا ہی پڑتا ہے۔ مگر اس تیز روی کے اثرات اتنے ہمہ گیر ہیں کہ فنی علمی اور تحقیقی کام بھی سرعت اور روانی کا تقاضا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کام کو مناسب وقت پر سرانجام دینے کے لئے تحقیقی لوازم (Reseach Tools) یعنی حوالہ جاتی کتب کی ضرورت اور اہمیت کا احساس عام ہوا۔ اس تحقیقی لازمہ میں انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب و تدوین سرفہرست آتی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا صرف محققین، مصنفین اور مولفین کی ہی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ وسعت معلومات کے پیش نظر دنیا کا ہر پڑھا لکھا آدمی ایسی دستاویز کی ضرورت محسوس کرتا ہے جو فوری طور پر اس کے سوال کا جواب اور اس کی مطلوبہ معلومات فراہم کردے۔ یہ خدمت کتاب لغت اور انسائیکلوپیڈیا سے بہتر طور پر کوئی کتاب سرانجام نہیں دے سکتی حتیٰ کہ کمپیوٹر کو معلومات فراہم کرنے میں بھی یہ کتب معاون اول ثابت ہوتی ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا یونانی الاصل لفظ ہے جس کے معنی ہیں معارف، علم یا معلومات کا مکمل دائرہ۔ انسائیکلوپیڈیا دو یونانی لفظوں یعنی Encyklios (مکمل دائرہ) Paideia (علم) پر مشتمل ہے۔ لیکن اس سے مراد ایسی کتاب ہے جو موجود انسانی علم کے مختلف شعبوں کے حقائق پر محیط ہو اس کی ایک یا ایک سے زیادہ جلدیں ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر انسائیکلوپیڈیا ایک ایسی کتاب ہے جو ممکنہ طور پر معلوم انسانی "علم" یعنی مختلف علوم و فنون اور اس کے متعلقات کا مکمل احاطہ کرتی ہے۔ انسائیکلوپیڈیائی انداز کا ابتدائی کام افلاطون کے ایک شاگرد سے منسوب ہے۔ ازاں بعد اس نوعیت کی علمی دستاویز اپنی افادیت کے بل بوتے پر صدیوں سے مقبولیت کا سفر طے کر رہی ہے۔ اس کا ایک سنگ میل سولہویں صدی کی چوتھی دہائی ہے۔ انگریزی میں اس کا سب سے پہلا نمونہ ۱۵۳۱ء میں سامنے آیا۔ کوئی دو صدیاں بعد دنیا کے مشہور ترین انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کا پہلا ایڈیشن ۱۷۷۱ء میں برطانیہ سے شائع ہوا۔ انیسویں صدی کے موڑ پر یہ انسائیکلوپیڈیا ایک امریکن فرم کی تحویل میں چلا گیا۔ جس نے اس کا چوبیس جلدوں میں چودھواں ایڈیشن ۱۹۲۹ء میں شائع کیا۔ (۳)

اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب یہ انسائیکلوپیڈیا متواتر نظرثانی کے اصول پر شکاگو یونیورسٹی کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے اور اس کا قریبی ایڈیشن چند برس پہلے شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی میں اور بہت سے انسائیکلوپیڈیا شائع ہو رہے ہیں ان میں کئی اپنی افادیت اور اہمیت کے اعتبار سے

بر ٹینکا کے ہم پایہ قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ ان کے ساتھ عملی ضرورتوں کے تحت ان گنت مختصر انسائیکلوپیڈیا بھی اشاعت پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اب عالمی تہذیب و تمدن کی ترقی کے باعث تمام علوم میں اس طور وسعت پیدا ہو رہی ہے کہ علم کی ایک شاخ سے دوسری شاخیں پھوٹ رہی ہیں لہٰذا اب ضمنی مضامین کے لئے بھی خصوصی انسائیکلوپیڈیا مرتب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً انسائیکلوپیڈیا آف پالیٹکس۔ انسائیکلوپیڈیا آف آرٹ۔ انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام وغیرہ۔

انسائیکلوپیڈیا کے خطوط پر یا اس کے مماثل ایک اور سلسلہ کتب بھی قائم ہے۔ ہماری مراد مختلف موضوعات پر مبنی ڈکشنریوں سے ہے۔ مثلاً ڈکشنری آف اسلام' ڈکشنری آف ہسٹری' ڈکشنری آف فرنچ لٹریچر' ڈکشنری آف فزکس' ڈکشنری آف بیالوجی اور بیاگرافیکل ڈکشنری وغیرہ۔ اس نوع کی ڈکشنری

(ا) کسی مخصوص مضمون' موضوع یا شعبہ سے متعلق ہوتی ہے۔

(ب) انسائیکلوپیڈیا کے مقابلے میں اس کے اندراجات میں اختصار ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

(ج) اصطلاحات کی وضاحت ہوتی ہے۔

(د) صرف مخصوص موضوع سے متعلق نامور شخصیات کا مختصر تعارف ہوتا ہے۔

(ہ) متعلقہ مضمون کے نظری مباحث کا آغاز ارتقاء اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں شاید اختلاف کی گنجائش نہیں کہ ترقی یافتہ اقوام کے وسیع علمی ذخیرہ کے مقابلے میں اردو کا علمی سرمایہ بہت کم ہے۔ مثلاً زبانوں کی ترقی میں کتب ایسی لغت کو سب سے بنیادی ضرورت خیال کیا جاتا ہے۔ جو نت نئی تحقیق کی روشنی میں شائع ہوتی ہیں۔ تاکہ مختصر وقفوں کے دوران میں ایک زبان میں داخل ہونے والے نئے الفاظ اور اصطلاحات ریکارڈ ہو جائیں اور انہی وقفوں میں لفظوں کے معانی میں نئے پہلو کا اضافہ بھی ضبط تحریر میں آ جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ اردو میں اس بنیادی تقاضے کو ہمارے علمی اداروں اور لغت نویسوں نے عموماً بوجوہ پیش نظر نہیں رکھا۔ اس لئے اردو میں لغت سازی جیسا بنیادی کام نظر انداز ہوتا چلا آ رہا ہے سو پچاس سال قبل پرانی کتب لغت کی اشاعت نو سے مطمئن ہو جانا چنداں نیک فال نہیں ہے۔ کتب لغت کے بعد اور بعض صورتوں میں تو اس سے بھی پہلے حوالہ جاتی کتب کی احتیاج محسوس ہوتی ہے۔ ممکن ہے بیسویں صدی کو پانچویں صدی چھٹی دہائی سے پہلے گنتی کی حوالہ جاتی کتب تلاش کی جا سکیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اردو میں تا ایں دم پانچ سات انسائیکلوپیڈیا ہی شائع ہو پائے ہیں جن میں سے ایک وقیع انسائیکلوپیڈیا (اردو جامع انسائیکلوپیڈیا) کے مرتب جناب زاہد حسین انجم ہی ہیں۔

جنرل انسائیکلوپیڈیا' موضاعاتی ڈکشنری یا کسی ایک مضمون یا موضوع پر خصوصی انسائیکلوپیڈیا کے علاوہ عہد ساز شخصیات (بشمول قومی ہیرو) سے متعلق انسائیکلوپیدیا بھی طبع ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی عظیم شخصیت کی سوانح عمری' اس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا کا قائم مقام نہیں ہو پاتی۔ سوانح عمری قلم بند کرنے کے فنی تقاضے اور مخصی انسائیکلوپیڈیا کے دائرہ کار اور مقاصد میں بہت فرق ہے۔ اس لئے کہ سوانح عمری فوری حوالہ (Ready Reference) کی بنیادی شرط پورا نہیں کرتی۔ پاکستان میں اس نوع کا اردو میں دائرہ متعارف اقبال' ڈاکٹر ملک حسن اختر صاحب کا مرتب کردہ ہے اس کے بعد زاہد حسین انجم کا مرتب کردہ زیر نظر دائرہ معارف ہے۔ انجم صاحب نے یہ انسائیکلوپیڈیا مرتب کر کے ایک اہم قومی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ کیونکہ اقبال اور قائداعظم جیسے قومی زعما کی زندگی کے احوال واقعات اور حقائق کے علاوہ ان کے کارناموں کے حوالوں کی

شب و روز ضرورت پڑتی ہے۔

جناب زاہد حسین انجم ان چند باہمت اور لگن سے سرشار مصنفین اور مولفین میں شامل ہیں جو محدود وسائل اور محدود اوقات کار کے باوجود قابل قدر علمی کام کر رہے ہیں۔ اور کام ایسا جو اداروں کے کرنے کا ہوتا ہے توفیق الٰہی کی بدولت وہ اسے تن تنہا پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ زاہد حسین انجم اپنے دفتری اوقات کے بعد تحقیقی مطالعہ اور اس کے نتائج کو قلم بند کرنے کے لئے کیسے وقت نکالتے ہیں ایک ناقابل فہم سی بات ہے۔ بہرحال ان کی تالیفات اور مرتبات کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نجی امور، آرام اور تفریح کے اوقات، علمی و تحقیقی مشاغل کی نذر کرتے ہیں۔ بلاشبہ علم و فن کی ترویج کے لئے ایسا ہی ذاتی و شخصی ایثار کام آتا ہے۔ زاہد حسین انجم اب تک ۔۔۔۔۔ کی عمر میں ایک ضخیم انسائیکلوپیڈیا، اہل قلم کی ڈائریکٹری، متعدد کتب معلومات، سوانح، پاکستان کے سیاسی مسائل مثلاً خارجہ پالیسی اور عالمی تعلقات پر کم و بیش پون صد (۷۵) کتابیں تصنیف و تالیف کر چکے ہیں۔ ہم ان کی صحت، سلامتی فکر اور جولانی قلم کے لئے دعا کرتے ہیں خدا ان کی ہمت کو جواں اور تازہ دم رکھے۔

ڈاکٹر صدیق جاوید

شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور

اپنی بات

تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ کرۂ ارض پر جب بھی کوئی قوم غلامی کے طوفانوں سے نبرد آزما ہوئی تو اس قوم کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے میر کارواں بھیجا۔ اور پھر اس کی پیروی کرتے ہوئے وہ قوم اپنی منزل مقصود کو پانے میں کامیاب ہو گئی۔

بعینہٖ برصغیر پاک و ہند میں بھی جب غلامی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا مسلمانوں کی زندگی کا مقدر بن گیا اور اس مظلوم قوم پر ہر طرف سے ظلم و ستم کی بارش ہونے لگی تو اچانک ایک طرف سے روشنی کی کرن نمودار ہوئی جس نے جلد ہی تمام تاریکیوں کو اپنے اندر سمو لیا۔ روشنی کی یہ کرن قائداعظم کی صورت میں ابھری تھی۔

قائداعظم نے ابتداء میں کانگریس کی رکنیت اختیار کی پھر مسلم لیگ میں شامل ہوئے وہ سات سال تک دونوں جماعتوں کے اجلاسوں میں شرکت کرتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کانگریس اور گاندھی مسلمانوں کے ساتھ ناروا سلوک کر رہے ہیں اور مسلمان بھی ان سے ہمدردی اور بہتری کی توقع نہیں کر سکتے تو انہوں نے کانگریس سے استعفیٰ دے دیا۔ آخر کار علامہ اقبال کی ترغیب پر مسلم لیگ کی باگ دوڑ سنبھال لی اور پھر وفات تک اس جماعت کے ارتقاء کے لئے شبانہ روز کام کرتے رہے۔

ان دنوں مسلمان بڑی کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور ہندو صرف معیشت اور اقتصادیات پر ہی قابض نہ تھے بلکہ وہ اپنی عیار سیاست کے ذریعے مسلمانوں کے تشخص کو بھی نیست و نابود کرنے میں مصروف کار تھے تاکہ یہ قوم آہستہ آہستہ قوم رسول ہاشمی کے بلند و بالا تعلیم سے قطعی طور پر ناآشنا ہو جائے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس گرداب سے نکالنے کے لئے مسلمانوں کو ایک سیاسی پلیٹ فارم (آل انڈیا مسلم لیگ) پر مجتمع کرنے کی انتھک کوشش کی اور اس کوشش کے نتیجے میں انہوں نے مسلمان قوم کو سخت خطروں، ہندوؤں کی عیاریوں اور انگریزوں کی ریشہ دوانیوں سے بچاتے ہوئے منزل پاکستان کی جانب گامزن کیا اس مقصد کے حصول کے لئے قائداعظم نے اپنی ذہانت، لگن، سیاسی بصیرت اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں کے اندر عمل کی قوت پیدا کی۔ اور ان کی صفوں میں تنظیم اور ان کے اندر یقین کامل کے جذبے کو ابھارا اور وہ اس طرح ایک آزاد اور خود مختار مملکت کے قیام کے لئے آگے بڑھے۔ کامیابی نے ان کے قدم چوم لئے بلاشبہ مسلمانوں کے لئے یہ ایک عظیم کامیابی تھی کیوں کہ قائداعظم کے سامنے صرف ایک آزاد اور خود مختار مملکت کا قیام ہی نہ تھا بلکہ اس سے بھی ارفع و اعلیٰ مقاصد تھے جن کے لئے انہوں نے فرمایا تھا۔

قیام پاکستان صرف حصول مقصد نہیں بلکہ عظیم ترین مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہاں ہم اسلامی اصولوں کے مطابق ایک صحیح اسلامی مملکت کے خواہاں ہیں۔

وہ ایک جامع الحیثیت شخصیت کے مالک تھے اور قدرت نے ان کو بے پناہ خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ قیام پاکستان کا کارنامہ ایک عظیم معرکہ تھا اور اسی بنا پر قائداعظم کو دنیا بھر کے رہنماؤں اور مملکت ساز ہستیوں میں نمایاں مقام ملا۔ ان سے ایک بار پوچھا گیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ لکھ رہے ہیں تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔

"کہ نہیں ہم تو تاریخ بنا رہے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ ہمارے بعد آنے والے لوگ لکھیں

گے۔"

اگر قائداعظم کی صورت میں برصغیر کے مسلمانوں کو رہبر نہ ملتا تو مسلمانوں کی تقدیر آنے والے ادوار میں ہندوؤں اور انگریزوں کے قبضے میں رہتی۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو انہوں نے صرف ہندوؤں' انگریزوں کو ہی شکست نہیں دی بلکہ مخالف مسلمان رہنما بھی اس سے دوچار ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

قائداعظم کی زندگی پر برصغیر کے ادیبوں اور شاعروں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ شاعروں نے اپنے کلام سے عظمت قائد کے گن گائے' ادیبوں اور دانشوروں نے حیات قائداعظم پر سینکڑوں کتابیں مرتب کیں بالخصوص قائداعظم سال "۱۹۷۶" کی نسبت سے بین الاقوامی سطح پر قابل قدر تحقیقی مواد شائع کیا گیا۔ مگر ہمارے دانشوروں مورخوں اور قائداعظم کے رفقاء میں سے کسی نے بھی اپنے عظیم قائد کے سوانح افکار پر تاریخی اہمیت کا سارا مواد یکجانہ کیا اور اس طرح اتنا سارا مواد طبع ہونے کے باوجود قائد کی سوانح کئی پہلوؤں سے تشنہ رہی۔ جس کا مجھے بہت احساس ہوا۔

اس جذبہ محرکہ کے پیش نظر میں نے پختہ عزم کر لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو میں قائداعظم پر ایک جامع انسائیکلوپیڈیا مرتب کروں گا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔ انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کے دوران میں میرا یہ احساس ابھرا کہ اگر ہم اجتماعی طور پر قائداعظم کے افکار' نظریات' ارشادات تعلیمات اور اصولوں کو سامنے رکھیں اور ان کی زندگی کردار اور جدوجہد کو مشعل راہ بنائیں تو میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے کامل یقین سے یہ کہتا ہوں کہ ملک دشمن عناصر سے ہمارا معاشرہ بالکل پاک اور صاف ہو جائے گا۔ اور یہ سرزمین واقعتاً بالکل پاک و صاف ہو جائے گی جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔

انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کی کوشش میں مجھے جہاں قائداعظم پر لکھی گئی تمام کتابوں سے نہ صرف استفادہ کرنا پڑا وہاں اخبارات و رسائل کے خصوصی ایڈیشن بھی میری توجہ کا مرکز بنے رہے۔ میں نے اپنے طور پر کوشش کی کہ حیات قائداعظم کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہ رہ جائے اور نظروں سے اوجھل نہ ہو نیز ہر زاویئے سے قائد کی سیرت و عظمت مکمل نظر آئے۔

چونکہ میں نے یہ کام انفرادی طور پر کیا ہے جب کہ اس قسم کے جامع مواد کا جمع کرنا بڑے بڑے اداروں اور دانشوروں کا کام ہے۔ اس لئے اس میں کئی جگہوں پر خامیوں اور کوتاہیوں کا پایا جانا بعید از قیاس نہیں ہے جس کے لئے میں اپنے قارئین سے پیشگی معذرت خواہ ہوں۔

میں اپنے قارئین سے گزارش کروں گا کہ وہ مجھے میری خامیوں اور کوتاہیوں سے آگاہ کریں تاکہ دوسرا ایڈیشن بہتر صورت میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا سکے۔

میں اس مقصد کے حصول میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو ہمارے معتبر دانشور اور قاری صاحبان ہی کر سکتے ہیں۔ میں اپنے دوست احباب کے مفید مشوروں کا منتظر رہوں گا۔

آخر میں میں اپنے ناشر جناب ملک مقبول احمد کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھے یہ عظیم کام کرنے کے لئے ہر ممکن تعاون فراہم کیا اور اسے خوبصورت انداز میں شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

مجھے امید ہے کہ قارئین میری پہلی کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی اپنے لئے مفید پائیں گے اور میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

احقر العباد
زاہد حسین انجم

آ

آباد احمد بیگم:

تحریک پاکستان کی رہنما، انہوں نے کئی مرتبہ قائداعظم سے ملاقات کی اور ان کے جلسے جلوسوں میں بھی شرکت کی۔ بیگم آباد احمد نے بتایا کہ قائداعظم زندگی کے ہر شعبے میں وقت کی پابندی کے خواہاں تھے۔ ایک مرتبہ قائداعظم کو علی گڑھ میں مسلم لیگ کے کارکنوں سے خطاب کرنے کے لئے آنا تھا۔ علی گڑھ کی خواتین کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے خواتین کے ایک جلسے کا اہتمام کر ڈالا، اور مس قمر جہاں جعفر علی کو دہلی بھیجا کہ وہ قائداعظم سے جلسے کا وقت لے لیں لیکن بوجوہ ایسا نہ ہو سکا، چنانچہ بیگم آباد اور مس قمر جہاں علی گڑھ پہنچ گئیں اور قائد سے درخواست کی کہ وہ ان کی درخواست قبول کریں۔ بیگم آباد کے بقول قائد نے درخواست تو منظور کر لی لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہمیں تلقین کی کہ آئندہ ہر کام ضبط و نظم سے ہونا چاہئے اور اس وقت بھی آپ کو جلسے کا اعلان کرنے سے پہلے مجھ سے وقت لے لینا چاہئے تھا۔

آباؤ اجداد:

قائداعظم محمد علی جناح پانیلی (کاٹھیاواڑ) کے ایک ایسے تاجر خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو گوند، مچھلی اور مچھلی کے اعضاء کی تجارت کرتا تھا۔ اس خاندان کے پونجا میگھ جی جو قائداعظم کے دادا لگتے تھے ۱۸۶۱ء میں ترک وطن کر کے کراچی آ گئے اور پھر اسے ہی وطن ثانی بنایا۔

آبنوس:

قائداعظم محمد علی جناح کی کوٹھی واقع مالا بار ہل میں میز، کرسیاں، صوفے، سب آبنوس کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔

اس لکڑی کا تعلق جنس پرسیمن سے ہے۔ مرصع کاری اور پیانوں کی کلیدیں بھی بنائی جاتی ہیں۔

آتش چنار:

کشمیری رہنما شیخ محمد عبداللہ کی خود نوشت۔ اس میں انہوں نے دہلی میں قائداعظم کی ایک ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

محترم جناح صاحب کچھ بے تابی سے میری باتیں سنتے رہے ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے لگتا تھا کہ وہ ان باتوں سے خوش نہیں ہوئے لیکن حق یہ ہے کہ انہوں نے کمال صبر سے میری ساری گفتگو سنی اور پھر ایک مرد بزرگ کی فہمائش کے انداز میں کہنے لگے۔

"میں آپ کے باپ کی طرح ہوں اور میں نے سیاست میں بال سفید کئے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ ہندو پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کبھی آپ کے دوست نہیں بن سکتے۔ میں نے زندگی بھر انہیں اپنانے کی کوشش کی لیکن مجھے ان کا اعتماد پانے میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ وقت آئے گا جب آپ کو میری بات یاد آئے گی اور آپ محسوس کریں گے۔ آپ ایک ایسی قوم پر کیسے اعتبار کر سکتے ہیں جو آپ کے ہاتھوں سے پانی پینا تک پاپ سمجھتی ہے۔ ان کے سماج میں آپ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ وہ آپ کو ملیچھ سمجھتے ہیں۔"

اس سلسلے میں انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا۔

"ایک بار بمبئی میں میں اپنی بیوی کے ساتھ میز پر دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا کہ نوکر ایک ملاقاتی کا کارڈ اندر لایا۔ یہ مشہور ہندو لیڈر پنڈت مدن موہن مالویہ تھے۔ میں کھانے کی میز پر سے اٹھ گیا اور انہیں اندر لے آیا۔ جب وہ بیٹھے تو میں نے ان سے کھانے کے لئے کہا اور کھانے کی دعوت دی۔ مالویہ جی نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں مذہبی وجوہ کی بنا پر آپ کے ساتھ ایک میز پر کھانا نہیں کھا سکتا۔

"میں نے جواب دیا آپ ساتھ ہی دوسری میز لگا کر کچھ کھائیے مگر مالویہ جی نے کہا یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ نیچے مشترکہ قالین بچھا ہوا ہے اور اس کے ذریعے چھوت آ سکتی ہے۔ اس پر میں نے قالین ہٹوا دیا اور مالویہ جی کی خدمت میں پھل اور دودھ پیش کئے۔"

جناح صاحب نے اس واقعے کو خاصی رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ جس قوم کے برگزیدہ لیڈروں کا یہ حال ہو، وہ آپ کو کیسے جینے دے گی۔

(ہفت روزہ اذان، سری نگر یکم تا ۷ مئی ۸۶ء)

آتش فشاں:

لاہور کا ایک مشہور طباعتی ادارہ، اس ادارے نے قائداعظم محمد علی جناح پر متعدد کتب شائع کی ہیں۔

۱۹۷۷ء میں قائداعظم کے صد سالہ جشن پیدائش کے موقع پر اپنے جریدے آتش فشاں کا نمبر شائع کیا تھا۔

منیر احمد منیر اسی ادارے کے روح رواں ہیں قائداعظم پر شائع ہونے والی کتابوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ قائداعظم جناح (جیسا میں انہیں جانتا ہوں)

۲۔ میرا بھائی (از فاطمہ جناح)

۳۔ قائداعظم پر قاتلانہ حملہ (از اکبر اے پیر بھائی بار ایٹ لاء)

۴۔ قائداعظم (ابتدائی تیس سال) رضوان احمد

۵۔ حالات قائداعظم (خالد اختر افغانی)

آتش نوا:

دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں نوائے وقت کے مدیر جناب حمید نظامی نے قائداعظم کی تقریر کے چند پہلوؤں سے اختلاف کیا تقریر ختم ہوئی تو حمید نظامی کا خیال تھا کہ قائداعظم ناراض ہوں گے اس خدشے کے سبب وہ قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ شفقت و محبت سے پیش آئے اور انہیں اپنے افکار و خیالات کو جرأت سے پیش کرنے پر مبارکباد دی۔ اس سے جناب حمید نظامی کا حوصلہ بلند ہوا اور انہوں نے حق گوئی اور بے باکی کو اپنی زندگی کا شعار بنالیا۔ قائداعظم نے ان کی حق گوئی و بے باکی پر انہیں آتش نوا کا خطاب دیا۔

مضمون قائداعظم (از حکیم آفتاب احمد قرشی)

۲۵ دسمبر ۱۹۷۵ء نوائے وقت لاہور

آتمارام:

قائداعظم محمد علی جناح نے علم الدین شہید کے مقدمہ کی پیروی کے سلسلے میں ۱۵ جولائی کو لاہور میں جسٹس براڈوے اور جسٹس جانسن کے روبرو علم الدین کی بے گناہی ثابت کی۔ آتما رام لاہور کا کباڑی تھا اس نے علم الدین کے خلاف شہادت دی تھی قائداعظم نے شہادت پر جرح کرتے ہوئے کہا کہ:

(۱) کوئی دکاندار اتنا باریک بین نہیں ہو سکتا کہ اپنے ہر گاہک کو یاد رکھے، جو کہ اس کی دکان پر صرف ایک ہی مرتبہ آیا ہو۔ اس کباڑی نے ملزم کو شناخت پریڈ کے دوران ملزم کے چہرے کے ایک نشان کو دیکھ کر پہچانا ہے ظاہر ہے کہ پولیس نے اسے یہ نشان بتلا دیا ہو گا جس کی بنا پر اس نے ملزم کو شناخت کر لیا۔

(۲) گواہ آتما رام کا دعویٰ تھا کہ وہ چاقو پہچان سکتا ہے لیکن جب چاقو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ اسے پہچان نہ سکا گواہ آتما رام نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اس کی نظر کمزور ہے۔

آتما سنگھ سردار:

راولپنڈی کا ایک رئیس، تعلق نامدھاری سکھوں کے فرقے سے تھا، ان کے روحانی مرشد سری گورو پرتاپ سنگھ تھے۔

سردار آتما سنگھ نے قائداعظم محمد علی جناح کو یکم جولائی ۱۹۴۴ء کو سیدپوری روڈ راولپنڈی سے نواب بہادر یار جنگ کی موت کے سلسلے میں لکھا۔ اس کا متن ہے

سیدپوری روڈ راولپنڈی
یکم جولائی ۱۹۴۴ء
مائی ڈیر مسٹر جناح

ہمارے دوست نواب بہادر یار جنگ کی بے وقت موت کی خبر سن کر حقیقتاً میں سکتے میں آگیا۔ دراصل وہ ہیرا تھے قوم اور ان کے احباب کے لئے یہ ناقابل تلافی نقصان ہے انہوں نے اپنے لئے ابدی گھر کا انتخاب کر لیا ہے آیئے اس قادر مطلق سے دعا مانگیں کہ ان کی پاک روح کو دائمی امن و چین نصیب کرے اور پس ماندگان کو یہ شدید صدمہ برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے۔

میں نے حیدر آباد بیگم صاحبہ کو تعزیتی تار ارسال کر دیا ہے۔ براہ کرم میری بہترین ہمدردیاں قبول فرمائیں۔

آپ کا مخلص
آتما سنگھ

مسٹر ایم اے جناح
قائداعظم سری نگر کشمیر

قائد کا خط بنام آتما سنگھ

مہمان خانہ نمبر ۴
سری نگر۔ کشمیر
۵ جولائی ۱۹۴۴ء

ڈیئر آتما سنگھ

نواب بہادر یار جنگ کی اندوہناک وفات کے بارے میں آپ کا تعزیت نامہ ملا میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

مسٹر آتما سنگھ

سید پوری روڈ راولپنڈی

قائداعظم جب سری نگر سے راولپنڈی تشریف لائے تو سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے اصرار پر انہوں نے آتما سنگھ کے ہاں جانا قبول کر لیا۔ سردار موصوف نے سو کے قریب معززین شہر اور علاقہ کو بھی مدعو کیا۔ شامیانوں کے نیچے دریوں اور قالینوں پر چاندنیاں بچھوائی گئی تھیں تمام مہمان دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے۔ قائداعظم شیروانی پہنے وہاں پہنچے اور سب کے ساتھ فرش پر بیٹھ گئے اس موقع پر مختصر سا پروگرام ہوا۔ پیر صاحب گولڑہ شریف کے قوال محبوب نے چند منٹ قوالی بھی کی، بعد ازاں چائے پلائی گئی قائداعظم نے چند گھونٹ چائے کے لئے کھایا کچھ نہیں۔ انہوں نے وہاں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ گزارے۔

آخری اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کونسل:

۱۳ دسمبر ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا آخری اجلاس خالق دینا ہال کراچی میں بلایا گیا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسلم لیگ کو دو علیحدہ تنظیموں آل انڈیا مسلم لیگ اور آل پاکستان مسلم لیگ میں تقسیم کر دیا جائے قائداعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اس آخری اجلاس کی صدارت کی۔ اس میں جو قرارداد منظور کی گئی اس کا متن یہ ہے۔

"کونسل اسلامیان پاکستان اور مملکت کے تمام دوسرے وفادار شہریوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس نوزائیدہ مملکت کی تعمیر و ترقی میں حتی الوسع زیادہ سے زیادہ حصہ لیں تاکہ کم سے کم عرصہ میں اس مملکت کو معاشرتی انصاف پر مبنی ایک مثالی جمہوری مملکت کے طور پر دنیا میں باعزت مقام و مرتبہ حاصل ہو سکے۔ اور یہ مملکت اسلامی تعلیمات کے مطابق انسانی آزادی اور عالمی امن کی علم بردار بن سکے اور پاکستان ایک ایسا ملک بن سکے جو عسکری اعتبار سے مضبوط، اخلاقی اور مادی دولت سے مالا مال ہو اور جس میں تمام شہری مساوی حقوق سے بہرہ مند ہوں اور خوف، احتیاج اور جہالت سے مکمل طور پر آزاد ہوں۔

آخری اے ڈی سی:

قائداعظم کے آخری اے ڈی سی لیفٹننٹ مظہر احمد تھے۔

آخری الفاظ:

گیارہ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جب حضرت قائداعظم محمد علی جناح کو کوئٹہ سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی لایا گیا تو وہ بے حد کمزور ہو چکے تھے۔ نو بجے رات کے قریب کمزوری زیادہ بڑھ گئی تو ان کے ذاتی معالج لیفٹننٹ کرنل الٰہی بخش اور ڈاکٹر مستری ریاض علی شاہ بھی آ گئے، معالجین نے ان کا معائنہ کیا اور ٹیکہ لگایا۔ اس وقت حضرت قائداعظم بے ہوش تھے اور نبض کی رفتار بھی غیر مسلسل تھی قدرے حالت سنبھلی، چند منٹ تک حالت اچھی رہی، پھر دل ڈوبنے لگا، نبض پھر غیر مسلسل ہو گئی آنکھیں پتھرانے لگیں۔ سانس رک رک کر آنے لگا اور اسی بے ہوشی کے عالم میں قائد نے کہا

اللہ ———— پاکستان

ان کے مصنوعی دانت پہلے ہی نکال دیئے گئے تھے اس لئے ان دو لفظوں کے سوا کچھ سمجھ نہ آسکا۔ اس کے چند ثانئے بعد دس بج کر پچیس منٹ پر قائداعظم نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

آخری اور قطعی رہبر:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء کو حیدر آباد دکن میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"اس وقت میدان سیاست میں ہندو اور مسلمان کی جنگ ہو رہی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ کون فتح یاب ہو گا۔ علم غیب خدا کو ہے لیکن میں ایک مسلمان کی حیثیت سے علی الاعلان کہہ سکتا ہوں، کہ اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوہ صبر و رضا پر کاربند ہوں اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت یا کئی طاقتیں مل کر بھی مغلوب نہیں کر سکتیں ہم تعداد میں کم ہونے کے باوجود اس طرح کامیاب ہوں گے جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران اور روم کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے تھے۔

آخری پریس کانفرس (بھارت میں):

قائداعظم محمد علی جناح نے کراچی آنے سے پہلے نئی دہلی میں اپنی آخری پریس کانفرس ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو بلائی، قائداعظم اس روز بڑے خوش تھے کیوں کہ انہوں نے اپنی منزل پالی تھی اس موقع پر ایک ہندو نے قائداعظم سے پوچھا کیا پاکستان دینی ریاست ہوگی۔ انہوں نے کہا کیا آپ دینی ریاست کا مطلب بتائیں گے۔ اخباری نمائندے نے کہا کہ دینی ریاست وہ ہوتی ہے جہاں ایک خاص مذہب کے لوگوں مثلاً مسلمانوں کو مکمل شہریت حاصل ہو لیکن غیر مسلموں کو مکمل شہری قرار نہ دیا گیا ہو۔ مسٹر جناح نے کہا۔

"خواہ مخواہ کے بے سوچے سمجھے الفاظ استعمال کرنے کا کیا فائدہ"۔ اسی کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ پاکستانکی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی میں ہو گا۔ پریس کانفرنس میں ہندوستان اور پاکستان کے مابین دوستانہ تعلقات استوار کرنے اور پاکستان میں اقلیتوں کی حفاظت کا اعلان بھی کیا گیا۔

آخری پریس کانفرنس (پاکستان میں)

قائداعظم نے قیام پاکستان کے بعد فروری ۱۹۴۸ء میں سبی میں پہلی اور آخری پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

آخری پیغام:

قائداعظم نے قوم کے نام بیماری کی حالت میں جو آخری پیغام دیا وہ ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو ریڈیو پاکستان کراچی سے نشر ہوا اس روز قیام پاکستان کی پہلی سالگرہ بھی تھی، پیغام کا متن یہ ہے

اہل پاکستان

آج ہم آزادی کی پہلی سالگرہ منا رہے ہیں ایک سال ہوا اہل پاکستان کو کامل اختیارات سونپے گئے تھے اور موجودہ ترمیم شدہ دستور کے تحت حکومت پاکستان نے ملکی معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا۔ ہم نے سال بھر کے حوادث کا مقابلہ ہمت، عزم اور تدبر سے کیا ہے اور دشمن کے حملوں کا جن کا ذکر اس سے پہلے بار بار کیا جا چکا ہے خصوصاً مسلمانوں کو بہ حیثیت قوم کے ختم کر دینے کے پہلے سے طے کئے ہوئے پروگرام کی روک تھام اور ملکی تعمیرات کا اصل کام کر کے ایک حیرت ناک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ہمارے تعمیری اور اصلاحی کام کا نتیجہ ہمارے بہترین دوستوں کی توقعات سے بڑھ چڑھ کر نکلا۔ میں آپ سب کو وزیراعظم کی قیادت میں اپنے وزراء کو دستور ساز اسمبلی اور مجالس قانون ساز کے ارکان کو مختلف انتظامی محکموں کے افسروں اور دفاعی فوجوں کے ارکان کو ان کارناموں پر جو انہوں نے اس تھوڑے سے عرصے میں انجام دیئے ہیں مبارک باد دیتا ہوں اور میں اہل پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری کوششوں میں ہمارا ساتھ دیا اور صبر و تحمل کا ثبوت دیا جو ہم نے پہلے سال کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کی۔

لیکن یہی کافی نہیں! یاد رکھئے کہ پاکستان کا قیام دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر واقعہ ہے یہ دنیا کی عظیم ترین اسلامی ریاستوں میں سے ہے اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا مملکت پاکستان سال بہ سال اپنے عظیم الشان فرائض انجام دیتی رہے گی بشرطیکہ ہم ایمانداری، تن دہی اور بے غرضی سے اس کی خدمت کرتے رہیں۔ مجھے اپنے عوام پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ وہ ہر صورت حال سے اسی طرح عہدہ بر آ ہوں گے جو ہماری گزشتہ اسلامی تاریخ کی شان و شوکت اور روایات کے شایان شان ہو گا۔

ان لاکھوں مہاجرین کی داستان جنہیں ہماری سرحد کے اس پار اپنے گھروں کو چھوڑ کر پاکستان میں پناہ لینی پڑی سب کو معلوم ہے کہ یہ المناک حادثہ اس وقت پیش آیا کہ ابھی ہماری نئی مملکت کو اپنے پاؤں جمانے کا مشکل سے وقت ملا تھا اور فی الواقعہ اس کی لپیٹ میں بہت سے وہ لوگ بھی آ گئے جنہیں سرکاری ملازمتوں کی حیثیت سے خود حکومت کی انتظامی مشینری کو قائم کرنا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ اپنے ان بے گھر اور ستم رسیدہ بھائیوں کے لئے جو کچھ کرنا چاہئے تھا وہ نہیں کیا جا سکا، ان میں سے بہت سے لوگ ابھی تک بہت سی مشکلات سے دوچار ہیں محض یہ واقعہ کہ مہاجرین کی ایک بڑی تعداد اپنے نئے گھروں میں ایک نئی مسرور زندگی کی امید کے ساتھ آباد کر دی گئی ہے، کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے اگر اہل پاکستان اخوت کے اس جذبہ کا اظہار نہ کرتے جو انہوں نے کیا۔ پاکستان کے وجود میں آتے ہی دیگر ذرائع سے اس کا گلا گھونٹنے کی تدبیروں میں ناکام ہو کر ہمارے دشمنوں کو یہ آس تھی کہ ان کا دلی منشاء اقتصادی چالبازیوں سے پورا ہو جائے گا۔ ان تمام دلائل سے کام لے کر

جن کی تہہ میں محض عداوت اور کینہ پروری کام کر رہی تھی انہوں نے یہ پیش گوئی کہ پاکستان کا دیوالیہ نکل جائے گا۔ لیکن یہ جھوٹے نجومی اپنی چالوں میں ناکام رہے۔ ہمارے پہلے بجٹ میں بچت ہوئی اور توازن تجارت ہمارے حق میں ہے۔ اس کے ساتھ اقتصادی میدان میں بھی ہم نے ہمہ گیر اور مسلسل ترقی کی ہے۔ کسی مملکت کی تاریخ میں ایک سال کا عرصہ اس کے کارناموں کا جائزہ لینے اور اس کے مستقبل کا اندازہ لگانے کے لئے مختصر ہے لیکن جس طرح ہم نے زبردست مشکلات پر قابو پایا ہے اور گذشتہ بارہ مہینوں میں جو ٹھوس ترقی کی ہے اس کی بنا پر ہم یہ امید کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ہمارا مستقبل شاندار ہو گا۔ جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے ہمیں انتظامی معاملات بالکل نئے سرے سے شروع کرنے پڑے۔ مغربی پنجاب میں یہ صورت حالات پیش آئی کہ پاکستان قائم ہوتے ہی وہاں کا نظام حکومت تقریباً درہم برہم ہونے والا تھا لیکن مجھے خوشی ہے کہ ہم نے ان تمام امور کا جو ہماری یک جہتی کے لئے خطرہ بنے ہوئے تھے کامیابی سے مقابلہ کیا اور وقت کے بعض بڑے بڑے مسائل کے بارے میں حکومت پاکستان نے نہ صرف اپنا عزم بالجزم ظاہر کیا بلکہ اس امر کا بھی ثبوت دیا کہ وہ ان مختلف عالمگیر مسائل سے بھی کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہو سکتی ہے جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہے ہیں۔

قدرت نے آپ کو سب کچھ بخشا ہے۔ آپ کے وسائل لامحدود ہیں۔ آپکے ملک کی بنیاد رکھی جا چکی ہے اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس بنیاد پر جلد سے جلد اور بہتر سے بہتر عمارت تعمیر کریں لہٰذا بڑھتے چلے جائیے خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد۔

آخری تصویر

قائداعظم محمد علی جناح کی آخری تصویر ماہ نو کے فوٹو گرافر نے کھینچی۔ تصویر میں قائداعظم میاں ارشد حسین سے مصافحہ کر رہے ہیں ان کے درمیان خواجہ شہاب الدین کھڑے ہیں اور قائد کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح کھڑی ہیں۔

آخری تقریر

قائداعظم محمد علی جناح نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح کیا اس افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

مسٹر گورنر، ڈائریکٹران دولت پاکستان بنک،

خواتین و حضرات!

دولت پاکستان بنک کا افتتاح، مالیات کے بعد ان میں ہماری خود مختاری کی علامت ہے اور آج یہاں رسم افتتاح ادا کرنے کی غرض سے اپنی موجودگی پر مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے گزشتہ سال اگست میں پاکستان کے قیام کے ساتھ ساتھ ہمارے اپنے بنک کا قیام قابل عمل نہیں سمجھا گیا تھا۔ ایک ایسے ادارے کے وجود میں آنے سے پیشتر جو نوٹ جاری کرنے اور بینکنگ جیسے فنی اور نازک کام کا ذمہ دار ہو۔ کافی ابتدائی کام ضروری ہے۔ اس تیاری کی غرض سے پاکستانی نظام زر اور ریزرو بنک آرڈر ۱۹۴۷ء کے تحت قرار دیا گیا تھا۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء تک ریزرو بنک آف انڈیا پاکستان میں کرنسی اور بینکنگ کے کام کا ذمہ دار ہو گا بعد میں محسوس کیا گیا کہ ہمارے ملک کا بہترین مفاد اسی میں ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو۔ ریزرو بنک آف انڈیا کو پاکستان میں اس کے فرائض سے سبکدوش کر دیا جائے چنانچہ حکومت ہند اور ریزرو بنک کی رضامندی سے یہ فرائض ایک پاکستانی ادارے کو منتقل کرنے کی تاریخ تین مہینے قبل مقرر کر دی گئی ساتھ ہی یہ بھی طے پایا کہ ہماری کرنسی اور بینکنگ کے کام کا انتظام کرنے کے لئے کسی دوسرے ادارہ کی بجائے بہتر یہی ہے کہ پاکستان کا ایک مرکزی بنک قائم کیا جائے اس فیصلہ کے بعد پاکستان میں اس کام کے جاننے والوں کے چھوٹے سے گروہ کے پاس ابتدائی امور کی تکمیل کے لئے بہت کم وقت رہ گیا مگر انہوں نے اپنی انتھک کوشش اور سخت محنت سے اپنا کام مقررہ تاریخ تک ختم کر لیا اور یہ ان کے لئے نہایت قابل فخر امر ہے۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم سب ان کی محنت کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مسٹر گورنر

جیسا کہ آپ نے تذکرہ کیا ہے۔ غیر منقسم ہندوستان میں بینکنگ کے کام پر غیر مسلم چھائے ہوئے تھے اور پاکستان سے ان کے چلے جانے سے ہماری نوزائیدہ مملکت کی اقتصادی زندگی میں بہت کچھ خلل واقع ہو گیا ہے۔ تجارت اور صنعت کے نظام کو عمدگی کے ساتھ چلانے کے لئے یہ لازمی ہے کہ غیر مسلموں کے چلے جانے سے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اسے بغیر کسی تاخیر کے پر کیا جائے، مجھے یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ پاکستانی

افراد کو بینکنگ کی ٹریننگ دینے کی اسکیمیں بنائی گئی ہیں۔ میں ان اسکیموں کی ترقی کو دلچسپی سے دیکھتا رہوں گا اور مجھے یقین ہے کہ تمام متعلقہ اشخاص اور ادارے جن میں بینکنگ اور یونیورسٹیاں بھی شامل ہیں ان اسکیموں کو ترقی دینے میں دولت پاکستان بنک کے ساتھ اشتراک عمل کریں گے۔ بینکنگ ایک نیا اور وسیع میدان ہے جس میں ہمارے نوجوانوں کی ذہانت اپنے پورے پورے جوہر دکھا سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بڑی تعداد میں ٹریننگ کی مجوزہ سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے آگے آئیں گے۔ اس طرح وہ نہ صرف اپنے آپ کو فائدہ پہنچائیں گے بلکہ اپنی مملکت کو خوشحال بنانے میں بھی امداد دیں گے۔ دولت پاکستان بنک کو ہمارے ملک کی اقتصادی زندگی سدھارنے کے سلسلے میں جو اہم خدمات انجام دینی ہوں گی ان پر مجھے تفصیلی بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس بنک کی زری پالیسی کا پاکستان کے اندر اور بیرونی دنیا کے ساتھ ہماری تجارت اور کاروبار پر براہ راست اثر پڑے گا اور ہماری اس کے سوا اور کیا خواہش ہو سکتی ہے کہ آپ کی پالیسی سے پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو اور آزادی کے ساتھ تجارت ہو سکے۔ ہمارے موجودہ اقتصادی مسائل پر جنگ کے زمانہ میں جو مالیاتی پالیسی اختیار کی گئی اس کا بڑی حد تک اثر پڑا ہے۔ اخراجات زندگی غیر معمولی طور پر بڑھ جانے سے سماج کا غریب طبقہ جس میں مقررہ آمدنی رکھنے والے لوگ بھی شامل ہیں بری طرح متاثر ہوا اور یہ امر بہت حد تک اس بے چینی کا موجب ہے جو اس وقت ملک میں پائی جاتی ہے حکومت پاکستان کی پالیسی یہ ہے کہ قیمتیں ایسی ہوں جو صارف اور مال تیار کرنے والے دونوں کے لئے منصفانہ ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس نازک مسئلہ کو کامیابی کے ساتھ حل کرنے کے لئے آپ اس مہم پر کوشش کریں گے۔

آپ کا شعبہ تحقیقات بینکنگ کے طریقوں کو اسلام کے مقرر کردہ سماجی اور اقتصادی اصولوں کے معیار پر لانے کے سلسلے میں جو کام کرے گا میں اسے بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھتا رہوں گا۔ مغرب کے اقتصادی نظام نے بنی نوع انسان کے لئے ایسے ایسے مسائل پیدا کر دیئے ہیں جو کسی طرح حل ہونے میں نہیں آتے اور ہم میں سے بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا اس وقت جس تباہی سے دوچار ہے اس سے اسے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔ یہ نظام انسان، انسان کے درمیان انصاف کرنے اور بین الاقوامی چپقلش کو رفع کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس کے برعکس یہی نظام پچھلی نصف صدی میں دو عالمگیر جنگوں کا بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔ مغربی دنیا جو مشینوں اور صنعتی صلاحیتوں کی مالک ہے اپنی بعض خوبیوں کے باوجود اس وقت جس ابتر حالت میں ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی لہٰذا ہمارے لئے عوام کو خوشحال اور فارغ البال بنانے کے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مغرب کے اقتصادی نظام کے نظری اور عملی طریقے کو اختیار کرنا بے سود ہو گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ایک نئی راہ عمل اختیار کریں اور دنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کریں جو انسانی اخوت اور سماجی انصاف کے صحیح اسلامی نظریات پر مبنی ہو۔ اس طرح ہم اپنی ذمہ داری ادا کر سکیں گے جو ہم پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتی ہے اور عالم انسانی کو امن کا وہ تنہا پیغام دے سکیں گے جو اسے تباہی سے بچا سکتا ہے اور اس کی خوشحالی، بہتری اور ترقی کا موجب ہو سکتا ہے۔

خدا کرے کہ دولت پاکستان بنک کو ترقی نصیب ہو اور وہ ان اعلیٰ مقاصد کو پورا کرے جو اس کے سامنے ہیں۔

مسٹر گورنر!

اب میں آخر میں آپ کا، آپ کے رفقائے کار کا اور ان معزز مہمانوں کا جن کی اس تقریب میں موجودگی ان کے جذبہ خیر خواہی کی دلیل ہے اپنے پرجوش استقبال کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس عزت افزائی کا بھی ممنون ہوں کہ آپ نے دولت پاکستان بنک کے افتتاح کی یہ تاریخی تقریب ادا کرنے کی مجھے دعوت دی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بنک بڑھتے بڑھتے ہمارا سب سے بڑا قومی ادارہ ہو جائے گا اور ساری دنیا میں اپنے فرائض پوری کامیابی کے ساتھ انجام دے گا۔

آخری چیف جسٹس (غیر منقسم ہند)

لارڈ پیٹرک ایسپز سپنس غیر منقسم ہندوستان کے آخری چیف جسٹس تھے وہ قائداعظم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ایسا کوئی مرد یا عورت اس دنیا میں نہیں ہے جو اس کی دیانتداری کے خلاف انگشت نمائی کر سکے۔ میرے واقف کار لوگوں میں وہ سب سے زیادہ راست باز تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے انہوں نے تمام زندگی ایک لمحے کے لئے بھی کسی کو فریب دینے کی کوشش نہیں کی۔ وہ کسی کو دھوکے میں نہ رکھتے تھے کہ ان کا موقف کیا ہے وہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے کیا ذرائع استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

آخری خط

قائداعظم محمد علی جناح نے آخری خط پاکستان کی بری فوج کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی کو لکھا ۔اس کا متن یہ ہے۔

گورنر جنرل ہاؤس نمبر ۴۷۵ جی جی (سی)

کراچی

کیمپ کوئٹہ

یکم ستمبر ۱۹۴۸ء

ڈیئر سر ڈگلس

آپ کی چٹھی عددی ۰۰۰۸/۱/سی ان سی محررہ ۲۶ اگست ۱۹۴۸ء کا شکریہ۔

میں نے آپ کے خط کی ایک نقل نائب صدر قائداعظم ریلیف فنڈ کو بھیج دی ہے اور میں نے تین لاکھ روپیہ کی امداد کی منظوری قائداعظم ریلیف فنڈ میں سے دے دی ہے جو کہ ان اخراجات کے لئے مناسب ہے جو تھل پراجیکٹ کے مہاجر فوجیوں کی بہبود کے لئے ہیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

جنرل ڈگلس گریسی

کے سی آئی ای۔ سی بی۔ ای۔ ایم سی

کمانڈر انچیف افواج پاکستان

جی ایچ کیو راولپنڈی

آخری دستخط

قائداعظم اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بیماری کے دوران بھی اس وقت تک کام کرتے رہے جب تک کہ ان میں کام کرنے کی ذرا بھی سکت باقی تھی۔ قائداعظم نے اس آخری سرکاری دستاویز پر دستخط ثبت کئے جس میں اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لئے سر محمد ظفر اللہ خاں کو مکمل اختیارات دیئے گئے تھے۔

آخری دن

قائداعظم کے سیکرٹری جناب فرخ امین نے قائد کے آخری دن کی روئداد اس طرح بیان کی ہے۔

میری کوشش یہ ہوتی کہ جہاں تک ممکن ہو میں قائداعظم کی خدمت میں نہ جاؤں اس لئے کہ وہ جونہی مجھے دیکھتے تو انہیں کوئی نہ کوئی سرکاری کام یاد آجاتا اور اس کے متعلق گفتگو شروع کر دیتے۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کوئٹہ میں انہوں نے مجھے طلب فرمایا اور پوچھا! کیا سب کچھ تیار ہے فرض کرو میں آج ہی کراچی جانا چاہتا ہوں۔ کراچی پہنچ کر قائداعظم نے ملیر کے جس مکان میں ٹھہرنا تھا وہاں کے سارے انتظامات مکمل ہو چکے تھے لیکن ہم لوگوں کا خیال تھا کہ ہم ۱۵ ستمبر سے پہلے وہاں نہیں جائیں گے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ اس پر تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا: کیا مجھے کوئی ضروری کاغذ دکھانا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی نہیں۔ قائداعظم کچھ نہیں بولے لیکن اس بات نے مجھے اس قدر متاثر کیا کہ ان کی حالت اس قدر نازک ہے پھر بھی ان کے دل سے مملکت کے کاموں کا خیال نہیں جاتا۔

آخری سالگرہ

قائداعظم محمد علی جناح کی آخری سالگرہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ان کے اپنے آزاد ملک میں منائی گئی۔ لیڈی غلام حسین ہدایت اللہ روزنامہ جنگ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں لکھتی ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ہم نے اس دن سندھ گورنر ہاؤس میں قائداعظم کے اعزاز میں ایک دعوت کا انتظام کیا تھا اس روز ایک اہم سیاسی عہدے کے لئے کسی نام کے اعلان کا ملک بھر میں بے چینی سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ قائداعظم نے کہا اس نامزدگی کے مسئلہ کو تمام لوگوں نے صرف ایک فرد یعنی مجھ پر چھوڑ دیا ہے۔

آخری سفر لندن

قائداعظم آخری بار ۳ دسمبر ۱۹۴۶ء کو لندن کے ہوائی اڈے پر اترے ان کے ہمراہ لیاقت علی خان، وائسرائے ہند لارڈ ویول، پنڈت نہرو اور سردار بلدیو سنگھ بھی تھے انہیں وزیراعظم برطانیہ نے اپنے ہاں مدعو کیا تھا۔ ان دنوں لندن میں بنگالی نژاد مقامی بیرسٹر مسٹر عباس نے اپنی قیام گاہ کو پاکستان ہاؤس کا نام دے رکھا تھا۔ ان کی آمد پر زبردست نعرے بلند ہوئے۔ ہوائی اڈے پر قائداعظم نے کہا کہ میں دھوپ لایا ہوں۔

۱۴ دسمبر کو انہوں نے کنگز وے ہال میں پاکستانیوں سے خطاب کیا اور کہا کہ انگریز پوچھتا ہے کہ آخر ہم کیا چاہتے ہیں۔ ہمارے مطالبات کیا ہیں۔ اس کا سیدھا سادا جواب ہے پاکستان۔ کیا اب انگریز سنگینوں کے سائے میں اقتدار ہندو اکثریت کو منتقل کر جائے گا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں انگشت شہادت کو ہلاتے ہوئے کہا کہ ہم آزاد ہوں گے اور پاکستان بن کر رہے گا۔

مضمون۔ "قائداعظم کا آخری سفر لندن"

از مجید نظامی

نوائے وقت

۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء

آخری قطرۂ خوں

قائداعظم محمد علی جناح کو ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء کو مسلم نمبر ایسوسی ایشن کے سیکرٹری نے بذریعہ تار یقین دلایا کہ اگر آپ کو ہمارے خون کی ضرورت پڑی تو ہم اپنا آخری قطرہ خون تک پاکستان کے لئے بہا دیں گے۔

آخری قیام گاہ

زیارت ریذیڈنسی قائداعظم کی آخری قیام گاہ تھی۔ یہ دو منزلہ عمارت ہے اور اس میں خوبصورت لان ہیں جن کی مثال پورے ملک میں نہیں ملتی۔ ہر سال ہزاروں افراد اسے دیکھنے آتے ہیں ۱۹۵۴ء تک بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ جنرل اور چیف کمشنر اس عمارت کو اپنی موسم گرما کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال کرتے تھے لیکن اس کے بعد یہ صرف اعلیٰ حکام اور دوسری اہم شخصیتوں کے لئے مخصوص کر دی گئی۔

آخری ملاقاتی

قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ جس خوش نصیب نے آخری ملاقات کی وہ ملک مراد خاں سارنگ زئی ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں ان کی عمر ۱۰۲ برس تھی۔ وہ زیارت کے باشندے ہیں۔ انہوں نے حضرت قائداعظم سے کئی ملاقاتیں کیں اور مجموعی طور پر بابائے قوم سے ڈیڑھ گھنٹہ تک بات چیت کی۔ قائد پہلی مرتبہ ۱۹۴۶ء میں زیارت تشریف لے گئے۔ انہوں نے گورنر جنرل کے ایجنٹ برائے کوئٹہ قلات مسٹر منکاف کے توسط سے قائد سے ملاقات کی۔ قائد نے ان سے متعدد سوالات کئے جن میں تعلیم کا سوال بھی شامل تھا۔ اس موقع پر میں نے کہا۔ مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے مجھے مدرسے سے اٹھا لیا گیا۔ قائداعظم نے اپنی گردن اٹھائی اور کہا کہ اب تم اپنے بچوں کو پڑھاؤ اس سے دین پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں مسلمانوں کے لئے کر رہا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ مسلمانوں کو ان کی کھوئی ہوئی عظمت واپس مل جائے۔ میں خود کو مسلمانوں کی خدمت کے لئے وقف کر چکا ہوں۔ قائد سے ان کی آخری ملاقات بھی زیارت میں ہوئی لیکن قیام پاکستان کے بعد اس موقع پر قائداعظم نے کہا۔ میری کوئی اولاد پاکستان میں نہیں ہے۔ پاکستان میں بسنے والا ہر باشندہ میری اولاد ہے۔ میری اکیلی جان ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی تو پاکستان کے تمام حالات آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائیں گے پاکستان کو قدرت نے لامحدود وسائل عطا کئے ہیں۔ ان کو استعمال کر کے ایک دن ہم پاکستان کو فلاحی مملکت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

روزنامہ مشرق لاہور

۱۱ ستمبر ۱۹۶۷ء

مضمون۔ علی اختر رضوی۔

آخری نرس

دیکھئے اکرام تھمنیل مسز۔

آخری ہفتہ

تین ستمبر کی شام کو جب ہم قائداعظم کے پاس پہنچے تو وہ معمول سے زیادہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ صبح کے وقت چند گھنٹوں کے لئے انہیں سردی لگی تھی لیکن بعد میں سردی کا احساس جاتا رہا۔ ڈاکٹر شاہ نے آپ کا ٹمپریچر لیا اور مجھے پر معنی نظروں سے دیکھتے ہوئے تھرمامیٹر میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے دیکھا تو ۹۹ ٹمپریچر تھا۔ قائداعظم کا ٹمپریچر معمولاً صبح ۹۶ اور شام کو ۹۷٫۵ درجے سے شاذ ہی بڑھتا تھا۔ پانچ ہفتوں کی تسلی بخش صحت کے بعد حرارت کا یوں یکایک بڑھ جانا بہت تشویش ناک تھا۔ چنانچہ بڑی احتیاط سے ان کا معائنہ کیا۔ مختلف طریقوں سے دیکھا بھالا لیکن پھر بھی بخار کا

سبب دریافت نہ کر سکے۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ شاید یہ حرارت زکام یا کسی اور معمولی شکایت کا باعث ہو ہم نے بخار کا معمولی مکسچر تجویز کیا اور خوراک میں موجودہ حالات کے مطابق ردوبدل کر دیا۔

اگلے روز ۴ ستمبر کو ٹمپریچر دن بھر نارمل ہی رہا لیکن ۸ بجے بڑھ کر ۹۹ء۸ درجے ہو گیا۔ اب میں نے ضروری سمجھا کہ رات کی نرس رکھنے پر زور دوں۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ کیا یہ مشورہ مس جناح کے اشارے سے دیا جا رہا ہے؟ میں نے کہا تجویز تو مس جناح ہی کی ہے لیکن خود میں بھی آپ کے لئے نرس ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ رات کے وقت نرس کا نہ ہونا تشویش سے خالی نہیں وہ بڑے صبر سے میری بات سنتے رہے اور جب میں نے بات ختم کر لی تو فرمایا "نرس کے بارے میں مجھے آپ سے اتفاق نہیں میری حالت اتنی خراب نہیں ہے آپ یونہی فکر کر رہے ہیں۔" میں نے یہ کہہ کر اعتراض رفع کرنا چاہا کہ نرس رات کو آپ کی خواب گاہ میں نہیں رہا کرے گی، بلکہ ساتھ والے ڈریسنگ روم میں موجود رہے گی تاکہ بوقت ضرورت بلائی جا سکے۔ لیکن وہ برابر یہ کہہ کر انکار کرتے رہے اگر ایسی ہی ضرورت ہوئی تو بڑی آسانی سے گھنٹی بجا سکتا ہوں ایک ملازم رات بھر کمرے کے باہر ہی جاگتا رہتا ہے وہ آجایا کرے گا۔ یہ سن کر میں چپ رہا کمرے کے باہر مجھے مس جناح ملیں اور میں نے انہیں اپنی ناکامی کا حال بتایا۔ ہمیں خدشہ تھا کہ اگر رات کو کچھ ہو گیا تو ساری دنیا ہمیں ذمہ دار ٹھہرائے گی اس لئے ہم چاہتے تھے کہ اپنے خود سر مریض کو کسی طرح رام کر لیں مجھے ایک نہایت عمدہ ترکیب سوجھی۔ اگلی صبح میں نے سول سرجن سے پوچھا کہ آپ کے پاس کوئی اچھی نرس ہے، جو رات کی ڈیوٹی ادا کر سکے اتفاق سے ایک نرس جو نہ صرف محنتی تھی بلکہ ہوشیار بھی تھی، ریلوے ہسپتال میں موجود تھی۔ ہم نے اسے تیار رہنے کو کہا تاکہ جب ریذیڈنسی میں اس کی ضرورت محسوس ہو تو بلا توقف پہنچ جائے۔ جب میں قائداعظم سے ملا تو کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ ایک نرس کا انتظام کر لیا گیا ہے اور وہ جلد ہی خدمت کے لئے حاضر ہو جائے گی میں قائداعظم کو غور سے دیکھتا رہا کہ ان پر اس بات کا کیا اثر ہوتا ہے لیکن انہوں نے بس اتنا ہی کہا۔ اچھی بات ہے۔ اگر وہ اتنی ہی اچھی ہے جیسی دن کی نرس تو مجھے کوئی عذر نہیں میں نے اطمینان کا سانس لیا اور یہ دیکھ کر کہ دن والی نرس بھی سن رہی ہے کہا "میرا خیال ہے کہ وہ اگر اس سے بہتر نہ ہوئی تو کم از کم اس جیسی ضرور ہو گی۔" میں نے بڑے فاتحانہ انداز سے مس جناح کو اپنی کامیابی کا حال سنایا اور فوراً جا کر نرس لے آیا۔

۵ ستمبر کی صبح کو قائداعظم کا ٹمپریچر پھر نارمل تھا۔ ڈاکٹر شاہ اور میرے طبّی معائنہ سے یہ پتہ نہ چل سکا کہ شام کو حرارت کیوں ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ ان کے بلغم میں کسی قدر اضافہ ہو گیا تھا۔ رات کو انہیں زیادہ کھانسی نہیں آئی تھی اور ان کا خیال تھا بلغم زیادہ تر ناک کے پیچھے نرخرے اور گلے سے جاری ہے۔ ان کی ناک بند رہنے کے باعث انہیں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ ایک قسم کا تیل ناک میں لگاتے رہیں، ہم نے ایک بار پھر ان کی بلغم اور خون وغیرہ کی تفتیش کرنی چاہی۔ ان کی ایکس رے تصویر صرف بستر علالت پر لی جا سکتی تھی چنانچہ ہم نے ڈاکٹر عالم کو بلانے کا پھر انتظام کیا جو اپنے آلات سمیت لاہور جا چکے تھے غلام احمد نے جو ابھی یہیں تھے تفتیش شروع کی شام کے وقت انہوں نے ہمیں اپنے نتائج سے آگاہ کیا جن سے پتہ چلا کہ بلغم میں نمونیہ کے جراثیم اور خون میں سخت متعدی جراثیم موجود ہیں۔ خون کے معائنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرخ ذرات میں پچھلے پندرہ دنوں سے جب کہ ان کے خون کا معائنہ کیا گیا تھا اور اضافہ ہو گیا ہے۔ اس مختصر عرصہ میں خون کی یہ اصلاح بتا رہی تھی کہ اصل بیماری بھی دور ہو رہی ہے کیونکہ بیماری کے دوران میں نیا خون ذرا دیر سے پیدا ہوتا ہے۔

خواہ مقوی دوائیں کیوں نہ دی جائیں لیکن نمونیہ کے متعدی جراثیم کا ایک ایسے وقت پر ظاہر ہونا جب کہ مریض ہماری توقع کے خلاف اچھا ہو رہا ہو۔ بہت بڑے صدمہ کی بات تھی۔ اگرچہ بعض مجرب دواؤں کی ایجاد سے نمونیہ کا علاج بڑا آسان ہو گیا ہے پھر بھی مریض کی عمر، اصل بیماری کے اثرات اور اونچے مقام کی مضر آب و ہوا مریض کی صحت یابی کے خلاف تھی۔ ایک اور مشکل، بیماری کی نسبت مریض کا اپنا رویہ تھا۔ زیارت میں ہمارے کہنے سے وہ ہفتے تک دن میں دو بار ٹیکہ لگواتے رہے لیکن ہمیں ڈر تھا کہ کہیں قائداعظم تین تین گھنٹے کے وقفے پر نئی دوا کے ٹیکے لگوانے سے انکار نہ کریں۔ ایک اور موثر دوا انہیں راس نہ آنے کی وجہ سے نہیں دی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ گردوں کی کمزوری کے باعث دوا کی پوری خوراک بھی نہیں

دے سکتے تھے۔

مس جناح کو یہ سب کچھ بتا کر ہم قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی عام حالت بدستور تھی لیکن آنکھوں میں چمک تھی اور چہرہ دمکا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر جو شبہ دل میں پیدا ہوا تھرمامیٹر کے ذریعے اس کی تصدیق ہو گئی۔ ان کا ٹمپریچر ۱۰۰ درجے سے کچھ ہی کم نکلا۔ نبض بھی ٹمپریچر کے لحاظ سے زیادہ تیز چل رہی تھی اور کبھی کبھی ڈوب جاتی تھی۔ اپنی تحقیقات کے نتائج سے آگاہ کر کے ہم نے کہا کہ نمونیہ کے جراثیم کے باعث آپ کو پھیپھڑوں کی متعدی بیماری ہے۔ خوش قسمتی سے نئی مجرب دوائیں اس کے لئے تیر بہدف ہیں۔ قائداعظم ہماری تشخیص سے چنداں فکرمند نہ ہوئے اور انہوں نے پوچھا اب کیا ارادہ ہے جب انہیں معلوم ہوا کہ ہم نئی دوا کے ٹیکے لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو انہوں نے پہلے پہل یہ کہہ کر روکنا چاہا کہ ایک دن اور انتظار کر کے دیکھ لیا جائے کہ ٹمپریچر کتنا رہتا ہے لیکن ہمارے اصرار پر آخر ٹیکہ لگوانے کے لئے آمادہ ہو گئے لیکن وہاں دوا کی جو قسم درکار تھی وہ ختم ہو چکی تھی اور ہم عام قسم کی دوا استعمال کرنا نہیں چاہتے تھے جو اس وقت موجود تھی۔ سول سرجن نے ہمیں بتایا کہ مطلوبہ دوا ہمیں ایک مقامی دوا فروش کی دوکان سے مل جائے گی لیکن وہاں بھی نہ نکلی۔ مجبوراً ہم نے فیصلہ کیا کہ دوا کی جو قسم بھی دستیاب ہے اسے ہی استعمال کر کے دیکھیں چنانچہ رات کے ساڑھے دس بجے ڈاکٹر شاہ نے انہیں پہلا ٹیکہ لگایا ٹیکے سے قائداعظم کو کافی تکلیف ہوئی لیکن کوئی منٹ بھر میں جاتی رہی۔ ہم سے ان کی معمولی تکلیف بھی دیکھی نہیں جا سکتی تھی مگر ٹیکے دیئے بغیر چارہ نہ تھا۔

خوش قسمتی سے اگلے دن ہمیں دوا کی جو قسم ہم چاہتے تھے وہ مل گئی اور ہم نے معمولی قسم کی دوائی کا استعمال چھوڑ دیا نئی دوا سے قائداعظم کو کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی اور وہ بلاتامل ٹیکہ لگوا لیتے تھے۔

چھ تاریخ کی صبح کو ان کا ٹمپریچر نارمل ہو گیا لیکن شام تک پھر بڑھ گیا قائداعظم نے اس پر بھی کوئی شکایت نہ کی اور جب بھی ان سے پوچھا گیا تو یہی جواب دیا کہ حالت میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی۔ نہ کھانسی بڑھی تھی نہ بھوک کم ہونے کی کوئی علامت نظر آئی تھی۔

سات تاریخ کو جب بلغم کا معائنہ کیا گیا تو اس میں نمونیہ کے جراثیم نہیں نکلے اور ہم دعا مانگتے رہے کہ شام تک ٹمپریچر نہ بڑھنے پائے لیکن بارہ بجے کے قریب ایک اور پیچیدگی پیدا ہو گئی انہیں تھوڑا تھوڑا پیشاب بار بار آنے لگا جسم میں کپکپی سی محسوس ہوتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ٹمپریچر بھی بڑھ گیا تنفس کی تکلیف نے انہیں اتنا پریشان کیا کہ ساری کھڑکیاں کھلوا دیں اور میز کا پنکھا منگوا لیا۔

اے ڈی سی نے مجھے فون کیا اور میں ڈاکٹر شاہ کو ساتھ لے کر ریذیڈنسی پہنچا۔ ہم نے قائداعظم کا معائنہ کیا اور پھر آکسیجن دینی شروع کی جو کہ میں نے احتیاطاً ریذیڈنسی میں رکھ چھوڑی تھی آکسیجن سے تنفس کو فائدہ ہوا اور بے چینی میں کافی کمی ہوئی۔

قائداعظم کی حالت اب ہمارے نزدیک تشویش ناک ہو گئی تھی چنانچہ ہماری رائے ہوئی کہ بعض دوسرے (خصوصاً غیر ممالک کے) ڈاکٹروں سے مشورہ کیا جائے محترمہ فاطمہ جناح نے ہم سے اتفاق کیا میں نے مشورہ کی غرض سے لندن کے دو مشہور ڈاکٹروں کا نام تجویز کیا انہیں خیال آیا کہ شاید قائداعظم انہیں بلانا پسند نہ کریں کیونکہ انہیں لندن کے ڈاکٹروں کا ۱۹۳۴ء میں تلخ تجربہ ہو چکا تھا ان کی بیماری کی صحیح تشخیص نہ ہو سکی تھی اور قائداعظم کو جرمنی جا کر دوسرے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا پڑا تھا تب کہیں جا کر صحیح تشخیص ہوئی تھی۔ لہٰذا محترمہ فاطمہ جناح نے تجویز کیا کہ کسی امریکن یا جرمن ڈاکٹر کو بلایا جائے چونکہ میں لندن کے ڈاکٹروں سے ہی واقف تھا میں نے ان کے حق میں رائے دی۔ ڈاکٹر شاہ نے ایک امریکن ڈاکٹر کا نام تجویز کیا جسے وہ اچھی طرح جانتے تھے اور محترمہ فاطمہ جناح نے اسے بھیجنے کے لئے مسٹر اصفہانی کو تار ڈلوا دیا۔ تار میں لکھا گیا تھا کہ قائداعظم کی حالت نازک ہے اور دو ڈاکٹر جن میں سے ایک کا نام لکھا جا رہا ہے ایک خاص ہوائی جہاز سے فوراً روانہ کر دیئے جائیں ہمارا خیال تھا کہ مسٹر اصفہانی کو یہ تار سات تاریخ کی شام کو مل جائے گا اور اگر وہ ڈاکٹروں سے فوراً بات کر سکے تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر امریکہ سے روانہ ہو سکیں گے اور غالباً اڑتالیس گھنٹے میں یعنی ۱۰ ستمبر تک کوئٹہ پہنچ جائیں گے۔ قائداعظم کو اس کارروائی کی اطلاع نہیں دی گئی تھی کیونکہ ہمیں ڈر تھا کہ وہ اسے پسند نہیں

فرمائیں گے شام کے وقت قائداعظم کا بخار اور بڑھ گیا گردوں کی سوجن کے لئے ایک نئی دوا کے ٹیکے لگانے شروع کر دیئے گئے۔

آٹھ ستمبر کو میں نے محترمہ فاطمہ جناح کو کہا کہ امریکن ماہرین کے پہنچنے میں ممکن ہے کچھ دیر لگ جائے اس لئے ایک اور ڈاکٹر کو مشورے میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ کچھ دیر بحث کے بعد ہم نے کراچی سے ڈاکٹر ایم اے مستری کو بلوانے کا فیصلہ کیا۔ ہمیں یقین نہ تھا کہ قائداعظم ایک نئے معالج پر رضامند ہوں گے لیکن پھر بھی ہمت کر کے ان کی اجازت کے بغیر ڈاکٹر مستری کو بلا ہی لیا گیا۔ اس دن ٹمپریچر اور بڑھ گیا۔ محترمہ فاطمہ جناح نے مجھے رات کے کھانے پر رکنے کے لئے کہا لیکن میں ان سے اجازت لے کر گھر چلا گیا۔ میں ضرورت کے وقت موجود رہنے کے خیال سے کھانا کھا کر فوراً ریذیڈنسی واپس لوٹ آیا اور ساڑھے گیارہ بجے تک محترمہ فاطمہ جناح سے باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر چلی گئیں اور میں نچلی منزل میں ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ میرا سونے کا کمرہ اوپر کی منزل میں تھا لیکن اس خیال سے کہ نرس کو اچانک میری ضرورت نہ پڑے میں جاگتا رہا اور کچھ رسالے نکال کر پڑھنے لگا۔ آدھی رات کے قریب مجھے قدموں کی چاپ سنائی دی جیسے کوئی بڑی تیزی سے نیچے اتر رہا ہے یہ سمجھ کر کہ نرس نے رات کے ملازم کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا ہے میں تیزی میں کمرے سے باہر نکلا لیکن خدا کا شکر ہے کہ ملازم میری طرف نہیں آیا۔ اس کے بعد میں رسالہ میں محو ہو گیا اور کہیں دو بجے جا کر اپنی خواب گاہ میں گیا لیکن سونے سے پہلے ایک بار قائداعظم کی حالت دیکھنے کے لئے گیا نرس سے معلوم ہوا کہ وہ بے چین ہیں اور محترمہ فاطمہ جناح بے چینی بڑھنے پر اپنے ہاتھ سے ان کو آکسیجن پہنچاتی ہیں۔ آکسیجن لینے کے بعد انہیں ایک آدھ گھنٹے کے لئے غنودگی آ جاتی ہے ڈاکٹر غلام محمد جنہیں میں نے ریذیڈنسی میں ٹھہرالیا تھا تاکہ ضرورت کے وقت میری مدد کریں میرے ساتھ والے کمرے میں سو رہے تھے تین بجے تک مجھے نیند نہیں آئی۔

دوسرے دن یعنی ۹ ستمبر کو صبح سویرے ہی اٹھ بیٹھا اور قائداعظم کی صحت کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد تیز چائے کی پیالی پی جس سے طبیعت کچھ چونچال ہوئی۔ اس ملازم کے ہاتھ جو میرے لئے چائے اور محترمہ فاطمہ جناح کی طرف سے ناشتہ کرنے کا پیغام لے کر آیا تھا میں نے باورچی سے فرنچ آملیٹ بنانے کی فرمائش کی اور جتا دیا کہ اس میں ایک صحت مند بھوکے آدمی کی رعائت رکھی جائے ناشتہ میرے کمرے میں چنا گیا اور میں لذیذ آملیٹ اور سیاہ کافی سے خوب لطف اندوز ہوا۔ ناشتہ کے بعد میں نے جا کر قائداعظم کی حالت معلوم کی ٹمپریچر نارمل تھا لیکن عام حالت میں کوئی نمایاں فرق نہیں آیا تھا۔ صرف کمزوری تھی جو بخار اور کم خوراک کی وجہ سے ہوئی تھی پیشاب کی تکلیف کم تھی لیکن اس کی مقدار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تھا۔ نرس سے معلوم ہوا کہ محترمہ فاطمہ جناح تقریباً ساری رات جاگتی اور اپنے بھائی کے کمرے میں بار بار جھانکتی رہیں۔ اور جب دیکھتی تھیں کہ بے چینی بڑھ گئی ہے تو خود آکر آکسیجن پہنچاتی تھیں میں ان کے اس محبت اور خدمت کے پاکیزہ جذبے سے بہت متاثر ہوا۔ یہ بڑی حیرت کی بات تھی کہ دبلا پتلا ہونے کے باوجود کس طرح وہ مسلسل دن رات تیمار داری کے سخت فرائض انجام دے رہی تھیں۔

ڈاکٹر مستری ۹ ستمبر کی صبح کو یہاں پہنچے۔ ۱۹۳۱ء کے بعد یہ میری ان سے پہلی ملاقات تھی اس سال گائز ہسپتال لندن میں ہم دونوں نے ایک ساتھ ایم۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی وہ جے جے ہسپتال بمبئی میں فزیشن تھے اور کچھ دن سے ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی میں اعزازی پروفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے میں نے انہیں بیماری کا مکمل حال سنایا اور یہ بھی بتایا کہ اب تک ہم کیا کرتے رہے ہیں اس کے بعد انہیں قائداعظم کی خدمت میں لے گیا۔ مریض کو دیکھنے کے بعد انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جو کچھ مناسب اور ممکن تھا وہ ہوتا رہا ہے اور کسی مزید کارروائی کی گنجائش نہیں ہے ان کے نزدیک امریکن ڈاکٹر بھی اس کے علاوہ کچھ اور نہ کر سکیں گے ہم نے محترمہ فاطمہ جناح کو اپنی متفقہ رائے بتا دی۔ شام کے وقت قائداعظم کا ٹمپریچر نارمل سے ذرا زیادہ رہا لیکن عام حالت میں کوئی نمایاں فرق نہیں پڑا تاہم قائداعظم نے ریڈیو پر خبریں سننے کی خواہش ظاہر کی۔

دو چار دن سے قائداعظم کشمیر کے خیال میں غلطاں و پیچاں تھے۔ ایک بار جب تیز حرارت اور بے چینی کے عالم میں مس جناح نے آپ کو اس مسئلہ کے متعلق بڑبڑاتے سنا۔ اور موقع پر ایسی ہی حالت میں وہ یہ کہتے سنے گئے۔ ”کہ کشمیر کمیشن کو آج مجھ سے ملنا تھا وہ اب تک کیوں نہیں آئے؟ کہاں چلے گئے؟“

ان کی ہذیان سے ہم فکر مند ہو گئے لیکن ساتھ ہی کشمیر سے ان کی قلبی وابستگی نے ہمیں بے حد متاثر کیا آخری دم تک کشمیر کی گتھی بدستور ان کے افکار و احساسات پر حاوی رہی اور وہ اسی ادھیڑ بن میں رہے۔

ایک دن مسٹر امین نے آکر ایک بہت اہم شخص کے لئے قائد اعظم سے ملنے کی اجازت مانگی جو اسی وقت خاص ہوائی جہاز سے پہنچے تھے میں نے جواب دیا کہ میرے نزدیک قائد اعظم کی جان سے زیادہ کوئی بات اہم نہیں ہے اور میں کسی کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں دے سکتا۔

مسٹر امین ایک بار پھر یہی درخواست لے کر آئے اور کہنے لگے کہ اس ملاقاتی کو ایک بہت بڑے معاملے میں قائد اعظم سے گفتگو کرنی ہے۔ میں نے نام پوچھا تو امین صاحب نے کہا کہ یہ راز کی بات ہے اور میں اسے افشا نہیں کر سکتا میں نے اس دفعہ بھی انکار کر دیا۔ قائد اعظم کی وفات کے بعد جب مجھے ان صاحب کا نام معلوم ہوا تو میں نے بڑا شکر ادا کیا کہ ملاقات نہ ہونے دی۔ اس گفتگو سے قائد اعظم کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا اور شاید اس کے صدمے سے جانبر نہ ہوتے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس ملاقات سے سیاسی حالات کی رفتار پر کیا اثر پڑتا۔ کیونکہ کسی کو علم نہیں کہ قائد اعظم اس ملاقاتی کو کیا مشورہ دیتے۔ میرا تو اس واقعہ سے صرف ڈاکٹر کی حیثیت سے سروکار تھا اور میں نے وہی کیا جو اپنے مریض کے حق میں مناسب سمجھتا تھا۔

چار بج کر پندرہ منٹ پر ہم ماری پور کے ہوائی اڈے پر اترے اور ہمارا بوجھ ہلکا ہوا۔ جوں ہی جہاز میں سے نکلا تو گورنر جنرل کے ملٹری سیکرٹری کرنل نوبیلو کو ایمبولینس کار لئے کھڑے پایا لیکن ان کے ساتھ کوئی بھی نرس نہ تھی کراچی میں گرمی تھی مگر تیز ہوا چل رہی تھی اس لئے شدت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ جہاز کے اندر چونکہ حبس تھا ہم نے فوراً قائد اعظم کو لے جا کر ایمبولینس میں لٹا دیا۔ مس جناح اور نرس جو کوئٹہ سے ساتھ آئی تھی ایمبولینس میں بیٹھ گئیں اور ڈاکٹر مستری، ملٹری سیکرٹری اور میں گورنر جنرل کی موٹر کار میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے ہوائی اڈے سے گورنر جنرل کی قیام گاہ نو دس میل تھی ہم نے یہ فاصلہ نہایت سست رفتاری سے طے کیا۔

ہم نے ابھی بمشکل چار میل طے کئے ہوں گے کہ ایمبولینس رک گئی معلوم ہوا کہ انجن میں خرابی پیدا ہو گئی ہے ڈرائیور نے ہمیں یقین دلایا کہ وہ اسے جلدی درست کر لے گا لیکن کوئی بیس منٹ تک وہ مصروف رہا لیکن گاڑی پھر بھی نہ چل سکی۔ مس جناح نے ملٹری سیکرٹری کو نئی گاڑی لانے کے لئے روانہ کیا ڈاکٹر مستری ان کے ہمراہ گئے۔

ایمبولینس میں حبس تھا نرس اور ملازم پنکھا ہلا رہے تھے لیکن قائد اعظم کو پھر بھی پسینہ آرہا تھا ہم نے سوچا کہ انہیں کسی اور کار میں لے جائیں لیکن اس میں سٹریچر نہیں رکھا جا سکتا تھا اور وہ کمزور اتنے تھے کہ پچھلی سیٹ پر ٹیک نہیں لگا سکتے تھے اور پھر پسینہ سے ان کے کپڑے بھیگ چکے تھے پھر باہر ہوا بھی تیز چل رہی تھی اور انہیں ہوا لگ جانے کا بھی اندیشہ تھا۔ جوں ہی میں نے ان کا معائنہ کیا تو سخت خوفزدہ ہوا۔ ان کی نبض نحیف اور بے قاعدہ ہوتی جا رہی تھی میں ٹرک کی طرف دوڑا اور تھرمس لے آیا اس میں گرم چائے تھی مس جناح نے انہیں فوراً پیالہ بھر چائے پلائی۔ انہوں نے بتلایا کہ دن بھر میں پہلی مرتبہ انہوں نے اب غذا لی وہ اب تک انکار کرتے آئے تھے اور صرف پھلوں کا رس ہی دو ایک بار چکھا تھا میں نے مس جناح سے کہا کہ صورت حال امید افزا ہے۔ ایمبولینس کی خرابی تکلیف دہ تھی ورنہ اس کے علاوہ تمام باتیں مریض کے حق میں تھیں اور اس صورت میں جبکہ وہ ہوائی جہاز کا سفر سہار چکے تھے یہ کتنا بڑا المناک حادثہ ہوتا اگر وہ برلب سڑک ہی جاں بحق ہو جاتے۔ نہایت بے چینی سے میں نے پھر ان کی نبض کو محسوس کیا۔ چائے کے ایک پیالے نے انہیں بحال کر دیا تھا خوش قسمتی سے نبض باقاعدہ ہو گئی تھی میں شہر کی طرف نظر جمائے تھا لیکن ایمبولینس آنے کی کوئی علامت نہ تھی بہت سے ٹرک اور موٹریں ہمارے پاس سے گزر رہے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی ہمارے کام کا نہ تھا آخر کار اس اذیت بخش طویل وقفہ کے بعد ایمبولینس آن پہنچی اور ہم نے فوراً قائد اعظم کو اس میں بٹھایا اور آگے بڑھے۔ اس ایمبولینس پر گورنر جنرل کا جھنڈا نہیں لہرا رہا تھا اس لئے کسی کو معلوم نہیں ہوا تھا کہ قائد اعظم اس خطرناک حالت میں کراچی کی سڑکوں پر سے گزر رہے تھے۔

چھ بج کر دس منٹ پر ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچے یعنی ماری پور، ہوائی اڈے پر اترنے کے تقریباً دو گھنٹے بعد ــــ ہمارے اطمینان قلبی کا اندازہ نہیں ہو سکتا جو سفر کے بخیریت طے پا جانے پر ہمیں نصیب ہوا جو شاید ایک المناک حادثہ کی شکل اختیار کر لیتا۔

ایمبولینس قائداعظم کے کمرے کے دروازے کے عین سامنے رک گئی اور انہیں سٹریچر پر لٹا دیا گیا۔ نرس نے ان کی حرارت دیکھی اور نبض کو محسوس کیا۔ حرارت معمولی تھی اور نبض بالکل باقاعدہ جب قائداعظم کی طرف سے مجھے کچھ اطمینان ہوا تو میں ملٹری سیکرٹری کے کمرے میں گیا ہاتھ منہ دھویا اور غٹا غٹ چائے کے چار پیالے چڑھا گیا۔ چند منٹ کے بعد ڈاکٹر مستری قائداعظم کے کمرے میں گئے تو وہ سو رہے تھے۔

میں پیلس ہوٹل پہنچا جہاں مجھے قیام کرنا تھا۔ جلدی سے کھانا کھایا اور پھر گورنر جنرل کے ہاں ٹیلی فون کیا تاکہ کار آ جائے اور میں وہاں پہنچ جاؤں مجھے ان کے اے ڈی سی کا پیغام دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ قائداعظم کی نبض بے قاعدہ ہو گئی ہے اور مجھے فوراً وہاں پہنچنا ہے۔

میں نو بج کر پندرہ منٹ پر قائداعظم کے پاس تھا جب میں نے ان کا معائنہ کیا تو ان کی نبض نحیف تھی اور کچھ بے قاعدہ بھی۔ انہیں پسینہ بھی آ رہا تھا اس کی وجہ معلوم کرنے سے پہلے میں نے انہیں ایک مقوی قلب ٹیکہ لگانا چاہا اور منہ سے خون کا دورہ تیز کرنے کی دوا پلانے کو کہا۔ لیکن وہ دوا نہ پی سکے اور وہ منہ کے گوشے میں سے باہر بہہ گئی میں نے کچھ اینٹیں اور لکڑی کے ٹکڑے طلب کئے کہ ان کے پلنگ کا پچھلا حصہ اونچا کیا جا سکے میں نے ان کی ٹانگوں پر پٹیاں بھی لپیٹنی چاہیں تاکہ خون تیز دورہ کرتے ہوئے خاص جگہوں پر جا پہنچے لیکن ان چیزوں کا اس گھر میں ملنا مشکل تھا میں نے پلنگ کا پچھلا حصہ خود ہی اٹھا رکھنا چاہا پلنگ بہت بوجھل تھا میں نے اسے چھ انچ کے قریب اٹھا تو لیا لیکن اسے زیادہ دیر اٹھائے نہ رکھ سکتا تھا مس جناح نے میرا ہاتھ بٹانا چاہا لیکن میں نے انہیں منع کر دیا اور کچھ کتابیں لانے کو کہا کہ اینٹوں کی جگہ استعمال کی جائیں پھر بھی نبض بہتر نہ ہوئی جب میں اس طرح مصروف کار تھا تو ڈاکٹر مستری اور ڈاکٹر شاہ آئے میں نے ڈاکٹر شاہ کو نس میں ٹیکہ لگانے کو کہا۔ وہ ایسے ٹیکے لگانے کے ماہر ہیں لیکن یہاں ناکام رہے اس لئے کہ نسیں بالکل کام نہیں کر رہی تھیں نرس انہیں متواتر آکسیجن دیئے جا رہی تھی مقوی قلب دوا پھر منہ سے پلانے کی کوشش کی گئی لیکن قائداعظم اسے پی نہ سکے۔ ہم بے بس سے ہو کر رہ گئے۔

ایک اور ٹیکہ لگانے کے بعد میں نے قائداعظم کو پھر سے یقین دلایا۔ "حضور ہم نے آپ کو تقویت کے لئے ٹیکہ لگایا ہے۔ یہ فوراً اثر دکھائے گا انشاءاللہ آپ زندہ اور سلامت رہیں گے۔"

قائداعظم نے اپنا سر ہلایا اور آہستہ سے کہا "اوں ہوں نہیں۔" یہ آخری الفاظ تھے جو ان کی زبان سے نکلے اور اس کے آدھ گھنٹہ بعد وہ چل بسے۔ مس جناح اتنی نڈھال تھیں کہ ان سے بات نہ کر سکیں۔ اس وقت کمرے میں فقط مس جناح، ایک نرس اور تین ڈاکٹر تھے۔ دس بجے نبض کچھ بہتر ہوئی اور ہمیں موہوم سی امید بندھی لیکن دس منٹ بعد پھر نحیف ہو گئی۔ دس بجکر بیس منٹ پر نبض کلائی پر سے محسوس تک نہ کی جا سکتی تھی اور جب میں نے حرکت قلب معلوم کرنے کا آلہ لگایا مجھے قلب کی حرکت محسوس نہ ہوئی ___ قائداعظم فوت ہو چکے تھے۔ میں نے مس جناح کی طرف دیکھا کہ بس انجام ہو چکا ہے وہ غم سے اتنی نڈھال ہوئیں کہ گرا چاہتی تھیں ہم نے انہیں سہارا دیا اور دوسرے کمرے میں لے جا کر کرسی پر بٹھا دیا اور قلب کی قوت کے لئے کچھ پلایا۔ ان کی حالت قابل رحم تھی۔ ہم ان کے غم میں پوری طرح شریک تھے لیکن کسی طرح ان کی تسکین کا سامان نہیں کر سکتے تھے۔

اگرچہ چھتیس گھنٹے پہلے ہم مس جناح کو بتا چکے تھے کہ ہمارے خیال میں قائداعظم کے چوبیس پچیس گھنٹے سے زائد رہنے کا ایک فیصدی بھی امکان نہیں ہے لیکن ان کے فوت ہو جانے پر ہم بھی اس صدمہ سے چکرا گئے۔ میں اس عرصہ میں کسی معجزہ کے لئے دعا مانگتا رہا اور آخری دم تک ناامید نہیں ہوا لیکن افسوس یہ معجزہ نہ ہو گا۔

کرنل الٰہی بخش (معالج خاص)

آدم جی سر

قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھی۔ ۱۹۲۸ء میں قائداعظم سے ان کا تعلق قائم ہوا۔ قیام پاکستان کے موقع پر سر آدم جی نے قائد کو ایک بلینک چیک پیش کیا۔ قائد نے ان کی وفات پر کہا تھا۔

میں آدم جی داؤد کے انتقال پر حد سے زیادہ رنجیدہ ہوں۔ وہ ایک سچے اور مخلص مسلمان تھے۔ انہوں نے جدوجہد آزادی میں پورا تعاون کیا۔ ہم اس نقصان کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ جبکہ ان کی خدمات کی ہمیں بہت ضرورت تھی۔ مسلمانوں کی ترقی کے لئے انہوں نے بڑا کام کیا۔

وہ ۳۰ جون ۱۹۸۰ء کو جیت پور میں پیدا ہوئے انہوں نے ایک پرائیویٹ سکول میں گجراتی کی چند جماعتیں پڑھیں اور اس کے ساتھ انگریزی کے بعض اسباق بھی۔ حالات کے باعث تعلیم حاصل نہ کر سکے انہوں نے تعلیم کے فروغ کے لئے تمام تر توانائیاں صرف کیں اور قوم نے انہیں بابائے تعلیم کا خطاب دیا قیام پاکستان کے بعد وہ پٹ سن کی صنعت کے بادشاہ کہلائے۔ وہ ایک بنکار بھی تھے انہوں نے آدم جی انشورنس کمپنی اور مسلم کمرشل بنک بھی قائم کیا۔

قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر روزنامہ ڈان کی نئی دہلی سے اشاعت میں ہاتھ بٹایا قائداعظم کی ہدایت پر ہی انہوں نے کل ہند مسلم ایوان تجارت کی تنظیم قائم کی جس کے وہ پہلے صدر تھے آل انڈیا مسلم لیگ کے پہلے صدر کی حیثیت سے بھی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ۱۹۰۷ء میں اس کے صدر منتخب ہوئے تھے۔

ان کا انتقال ۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء کو ہوا۔

آدم جی۔ عبدالواحد

ممتاز صنعت کار اور سابق چیئرمین پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم کا مکمل ساتھ دیا۔

وہ ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے

ان کا انتقال ۱۹۷۲ء میں ہوا۔

آرام باغ

بمبئی کا مشہور باغ۔ اس باغ میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی اہلیہ رتن بائی کی قبر ہے۔

آرائشی اشیاء

قائداعظم محمد علی جناح کے نوادرات میں سے جو آرائشی اشیاء دستیاب ہوئی ہیں ان میں یہ شامل ہیں۔ منقش مرتبان، چینی مرتبان نیلے رنگ میں، سبز رنگ کی مٹی کی نقشین طشتری جس پر قرآنی آیات کندہ ہیں۔

کینوس کے ایک تھیلے میں نوگاف کلینز، بلجیم کی تیار کردہ بارہ بور کی دو شاٹ گنیں ان میں سے ایک گن پر نمبر ۱۰۶۴۰ جبکہ ڈبل بیرل کی رائفل پر نمبر ۶۳۲۴۴ لکھا ہے سٹینڈر رائفل نمبر ۳۰۳ پشاور کے ایک مستری محمد شریف نے افغان آرمز فیکٹری نمک منڈی پشاور میں تیار کی۔ سٹینڈر رائفل ۳۰۳ یہ درہ آدم خیل کی بنی ہوئی ہے ایک اور شاٹ رائفل مسلم آرمز اینڈ ایمونیشن فیکٹری پشاور میں تیار ہوئی۔ جسے فیکٹری کے مالک اللہ بخش سلیم نے قائد کی خدمت میں پیش کیا۔

ایک مڑی ہوئی تلوار جس پر ایک آیت کریمہ کندہ ہے۔

شمشیر کوفت گری: یہ تلوار ڈسٹرکٹ مسلم لیگ علی گڑھ نے ۶ فروری ۱۹۳۸ء کو پیش کی تھی۔

ایک خنجر (چمڑے کے کیس میں) جس کے ایک سرے پر شیر ببر کا سر دھات سے بنایا گیا ہے۔

ایک اور تلوار اور ایک میان

فولاد کی ایک چھوٹی سی ڈھال

ایک خنجر جس پر قائداعظم کی تصویر کندہ ہے اور دوسری طرف کے دستے پر محترمہ فاطمہ جناح کی تصویر کندہ کی گئی ہے۔ یہ تھل سکاؤٹس نے پیش کی۔

آرتھر مور

اسٹیٹس میں کلکتہ کے مدیر۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۱ اپریل ۱۹۴۵ء کو مسٹر ابوالحسن اصفہانی کو تار دیا اس میں انہوں نے مسٹر اصفہانی کو لکھا کہ مسٹر آرتھر مور سے یہ معلوم کریں کہ آیا وہ ڈان کی ادارت قبول کریں گے یا نہیں نیز کتنا معاوضہ لیں گے۔

آرٹلری میدان

کراچی کا وسیع و عریض میدان جہاں سندھ صوبائی مسلم لیگ کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے انعقاد میں حضرت علامہ ظہور الحسن درس، سرحاجی عبداللہ ہارون، محمد ایوب کھوڑو، جی ایم سید، پیر علی محمد راشدی اور مولانا عبدالحئی افغانی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آر۔ جی۔ کیسی

آسٹریلیا کے سابق وزیر خارجہ۔ وہ دو سال (۱۹۴۴ء۔ ۱۹۴۵ء) تک متحدہ بنگال کے گورنر رہے اور انہوں نے اپنے قیام ہندوستان کے دوران ایک کتاب بعنوان "ہندوستان میں دو سال" (Two years in India) میں قائداعظم پر بحث

کرتے ہوئے لکھا۔

قائداعظم اختیار اور ذمہ داری کے تقاضوں کو نبھانا بھی خوب جانتے ہیں۔ وہ صاف اور سیدھی بات کرتے ہیں اور جب کوئی بات کہتے ہیں تو اس کے مفہوم کے بارے میں کسی کو مغالطہ باقی نہیں رہتا۔

("An Australian in India") میں قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وہ آہنی ڈسپلن کے مالک تھے اور انہوں نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا موقع نہ آنے دیا جس سے ان کی اپنے مقصد کی لگن میں کسی قسم کی کمی یا حرف آئے۔

مسٹر جناح کی شخصیت اور ان کی صلاحیتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ وہ اپنی ذات میں مسلم لیگ ہیں۔ اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ان کا نصب العین پاکستان ہے تو پھر پاکستان ہی ان کا نصب العین ہوگا وہ ایسے شخص ہیں جن کے فیصلوں یا جن کی اتھارٹی کو ان کے رفقاء چیلنج نہیں کر سکتے۔

آرچ بشپ

قائداعظم محمد علی جناح نے کرسچین مشن سکول کراچی میں تعلیم پائی اس وقت اس کا انتظام اور نگرانی کراچی کے آرچ بشپ کے ذمہ تھی۔

آرچ بولڈ

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی سہولت کی خاطر قیام پاکستان کے فوراً بعد انہیں اپنا معاشی اور مالی مشیر مقرر کیا۔

آرڈیننس فیکٹریز

قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم محمد علی جناح نے ملک میں اسلحہ فیکٹری کے قیام پر غور کیا اور اس ضمن میں ایک غیر ملکی ماہر نیوٹن بوتھ کو منصوبہ تیار کرنے کا کام سونپا گیا تھا جس نے فیکٹریز کے قیام کے بارے میں جلد ہی قائداعظم کو رپورٹ پیش کر دی تھی جس کے بعد کابینہ اور متعلقہ کمیٹیوں کے اجلاس ہوئے۔ قائداعظم کی خواہش کے مطابق اکتوبر ۱۹۴۸ء میں کابینہ نے آرڈیننس فیکٹریز قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پہلی فیکٹری راولپنڈی میں سی ایم ایچ کے قریب ایک چھوٹی سی عمارت میں قائم کی گئی جس نے ۱۹۵۱ء میں پیداوار شروع کر دی تھی۔ واہ فیکٹری نے ۱۹۵۲ء میں کام شروع کیا۔

بحوالہ بانی پاکستان حضرت قائداعظم اور دفاع پاکستان
تحریر۔ عبدالنصیر غوری
روزنامہ جنگ کراچی
۱۵۔ اگست ۱۹۷۷ء

۱۵ جون ۱۹۷۶ء کو واہ آرڈیننس فیکٹری میں حضرت قائداعظم کا صد سالہ جشن منایا گیا۔ تحریک پاکستان کے پرانے لیڈر قاضی محمد عیسیٰ نے اپنی تقریر میں بابائے قوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ

بابائے قوم بہت بڑے آئین دان ہی نہیں بلکہ وہ سلجھے ہوئے فرد تھے جنہیں نفاست کا بڑھ چڑھ کر ذوق حاصل تھا۔ قائداعظم مسلمانوں کو اپنے عقائد اور طور طریقوں کے اعتبار سے غیر مسلموں سے بالکل علیحدہ اور منفرد سمجھتے تھے اور انہوں نے دو قوموں کا نظریہ بھی عین قرآنی تعلیمات کے مطابق پیش کیا۔ انہوں نے اسی لئے ببانگ دہل یہ اعلان کر دیا تھا کہ اس برصغیر کے مسلمان ہرگز ایک اقلیت کی حیثیت نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک جداگانہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قائداعظم نے اسلام کی اساس پر ملک حاصل کیا اور اس کے حصول کے لئے برصغیر کے مسلمانوں میں جوش عمل پیدا کیا۔ یہ قائداعظم کا بہت بڑا کارنامہ تھا کہ انہوں نے جنگ و جدل کے بغیر مسلمانوں کا علیحدہ آزاد وطن حاصل کر لیا مگر افسوس ہم نے قائد کے بتائے ہوئے راستوں کو یکسر بھلا دیا۔

آرڈیننس فیکٹریز واہ (بمطابق ۱۹۸۸ء)

مصنوعات:

خود کار رائفل جی ۳۔ اے ۳ اور مشین گن ایم جی ۳ سب مشین گن ایم پی ۵۔ ریکائل لیس رائفل ۱۰۶ ملی میٹر لائٹ مارٹر ۶۰ ملی میٹر۔ ۸۱ ملی میٹر اور ۱۲۰ ملی میٹر اور گولہ بارود۔

آر کو نم

صوبہ مدراس میں رائل انڈین ائر فورس کا ڈپو جس میں اکثر تحریک پاکستان اور قائداعظم پر بحث ہوئی۔ اسی ڈپو کے ڈاک خانے سے جناب عقیل قریشی نے جو ان دنوں ایئر فورس میں ملازم تھے قائداعظم کی خدمت میں چند روپوں کا منی آرڈر بھیجا جس کی رسید انہیں دس یوم کے بعد قائداعظم کے دستخطوں سے ملی۔

آرمڈ کور سنٹر (نوشہرہ)

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۳۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو اس کور کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے انہیں تلقین کی کہ جماعت کی حمیت و عزت کا دامن کبھی نہ چھوڑیئے یعنی اپنی رجمنٹ پر فخر، پوری کور پر فخر اور اپنے ملک پاکستان پر فخر اور اس کے لئے بچی لگن پاکستان آپ کے بل پر قائم ہے اور آپ پر ملک کے محافظوں کی حیثیت سے پورا اعتماد رکھتا ہے۔

رسالے کو اپنا منصب ادا کرنے کے لئے بہترین افسر اور جوان درکار ہوتے ہیں اس کا انحصار بڑی حد تک آپ پر ہے کہ وہ اس اعلیٰ معیار تک پہنچتے ہیں یا نہیں آپ رنگروٹ کو تیار کرتے ہیں اور اسے ایک تربیت یافتہ سپاہی بنا کر بھیجتے ہیں آپ افسروں اور جوانوں کو اپنے مخصوص شعبہ دفاع کی جدید ترین فنی ترقیوں سے آشنا کرتے ہیں۔ اسی تعلیم اور تربیت پر آرمڈ کور کی کارکردگی کا انحصار ہے۔ آپ میں سے جو زیر تربیت ہیں عزم کر لیں کہ جان فشانی سے کام کریں گے اور جو مواقع یہاں میسر ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

اس سنٹر کا قیام یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے حصے میں آنے والے رسالے کے افسروں، جوانوں اور ساز و سامان کو اکٹھا کر کے عمل میں لایا گیا۔ اس کے پہلے کمانڈنگ افسر گائڈز کے میجر (بعد ازاں کرنل) پیر عبداللہ شاہ تھے۔ ابتدا میں آرمڈ کور سنٹر اور سکول اکٹھے تھے مگر بعد میں سکول کو خود مختار حیثیت دی گئی۔ سکول کے پہلے کمانڈنٹ لیفٹننٹ کرنل (بعد میں جنرل) گل حسن تھے۔ اس سکول کو ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو قومی پرچم سونپا گیا۔

اسے ہوم آف آرمر بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ اپریل ۱۹۶۳ء کو سنٹر کو نیشنل اسٹینڈرڈ دیا گیا۔

۱۸۔ اپریل ۱۹۷۹ء کو جنرل محمد ضیا الحق نے رجمنٹل کلر دیا۔ انہوں نے افسروں اور جوانوں سے خطاب میں کہا۔

"پاکستان آرمی کی تاریخ اور ملکی دفاع میں آرمڈ کور سنٹر کے کردار اور اس کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ واحد ادارہ ہے جسے قائداعظم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ صدر نے رن کچھ اور پاک بھارت جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں آرمڈ کور سنٹر اور سکول سے تعلق رکھنے والے مجاہدوں کے کارناموں کا ذکر بھی کیا۔

آرمی بل

اس بل پر قائداعظم نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔

"اگر حکومت برطانیہ نے ہندوستانی فوج کو ہندوستان کی خواہش کے خلاف استعمال کیا تو میں اور میری جماعت حکومت کی مشنری کو ناکارہ کر دے گی۔ میں میدان میں نکل کر حکومت کا مقابلہ کروں گا۔"

آرمی سٹیڈیم (راولپنڈی)

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۴۸ء میں آرمی سٹیڈیم راولپنڈی میں خطاب کرنا تھا اور اس ضمن میں جلسے کا انتظام وکٹوریہ گراؤنڈ (اب آرمی سٹیڈیم) میں کیا گیا تھا۔ عین موقع پر اعلان ہوا کہ علالت کے باعث قائداعظم تشریف نہیں لا رہے۔ سلامی راجا غضنفر علی خاں، وزیر بحالیات نے لی۔

آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی

یہ کالج ۱۹۷۶ء میں قائم کیا گیا تھا یہاں منتخب طلبا اور طالبات کو ایم بی بی ایس کرانے کے بعد میڈیکل کور میں کمیشن دیا جاتا ہے۔ یہ آرمی میڈیکل کالج کے طور پر ۱۹۷۷ء میں قائم ہوا اور اب اس کا الحاق قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے ہے۔

۳ جنوری ۱۹۷۹ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کالج کا معائنہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"طلبا کو چاہئے کہ وہ محنت سے خود کو قوم کی خدمت کے لئے تیار کریں اور سیاست سے طلبا دور رہیں۔"

آریہ سماج

ہندوؤں کا ایک فرقہ جسے سوامی دیانند نے ۱۸۷۵ء میں قائم کیا تھا۔ یہ فرقہ مسلمانوں کے بارے میں متعصبانہ نظریات رکھتا تھا۔ اس ضمن میں ان کی اشتعال انگیزی کو روکنے کے لئے ۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں ایک اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں ایک سو ہندو مسلم رہنماؤں نے شرکت کی شرکاء میں۔ سر سندر ناتھ بینرجی، کرشن گوکھلے، سر سندر لال، سر سلطان محمد آغا خان، نواب وقار الملک، سر ابراہیم رحمت اللہ۔ محمد علی جناح۔ حسن امام۔ مولانا محمد علی جوہر۔ حکیم

اجمل خان۔ شفیع احمد بار ایٹ لاء اور مولوی رفیع الدین احمد شامل تھے۔ اتحاد کانفرنس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

آریامہر

قائداعظم محمد علی جناح نے جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو اپنے عہدے کا حلف اٹھایا تو اس وقت رضا شاہ پہلوی ایران کے حکمران تھے۔ انہیں آریامہر بھی کہا جاتا تھا۔

آزاد، شیخ محمد عثمان

ممتاز صحافی، انہوں نے ۱۹۲۹ء میں دہلی سے قومی گزٹ کے نام سے ایک روزنامہ شائع کیا۔ یہ چار صفحات پر مشتمل تھا۔ قومی گزٹ پر اپنی صاف گوئی کی وجہ سے اشتہارات کا دروازہ بند تھا۔ جب قائداعظم نے مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالی تو انہوں نے مسلم لیگ میں شامل ہو کر آزادی کی جدوجہد میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی جماعت کی وجہ سے ۱۹۳۹ء میں دہلی کی صوبائی حکومت نے قومی گزٹ کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا۔ پھر غازی آباد سے قومی گزٹ دہلی والا کے نام سے شائع کیا۔

دہلی میں ہندوؤں کے خلاف نظم پر پابندی کے بعد قومی گزٹ کے بعد روزنامہ انجام جاری کیا۔ جو ۱۹۶۳ء تک شائع ہوتا رہا۔

آزاد، محمد حنیف

قائداعظم کے ڈرائیور۔ پاکستان کے ممتاز اداکار۔

وہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ غلام صابر الیکٹریکل انجینئر تھے۔ وہ تحریک خلافت میں حصہ لینے کی پاداش میں گرفتار بھی ہوئے۔

آزاد نے تعلیم کی تکمیل کے بعد امپیریل فلم کمپنی میں آٹھ آنے یومیہ پر ایکٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ حقدار پہلی فلم تھی جس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی میں رہائش اختیار کی۔ تقسیم کے بعد ہیر رانجھا فلم میں اداکاری کے جوہر دکھائے لیکن وہ ریلیز نہ ہوئی۔ اکبر علی میں اکبر اعظم کا کردار ادا کیا۔

۱۹۳۵ء میں قائداعظم کے ڈرائیور ہوئے اور پانچ سال تک ان کے ساتھ رہے۔

ہدایت کار بھی تھے۔ مزاحیہ فلم تین مرد ایک عورت ان کی واحد فلم تھی جس کی ہدایت کاری خود کی۔ سچائی، کندن، دو آنسو، غیرت، پنجرہ، دوپٹہ، آغوش، گلنار، شرارے، انتخاب، نذرانہ اور قاتل جیسی مشہور فلموں میں کام کیا۔

وہ پانچ سال تک قائد کے ڈرائیور رہے۔ وہ قائداعظم کے حسن سلوک کا ایک واقعہ سناتے ہیں۔

قائداعظم سے ملنے کے لئے رائے پور کا ایک اسٹیشن ماسٹر دہلی آیا اور سیکرٹری سے قائداعظم سے ملنے کی خواہش کی سیکرٹری نے کہا کہ وہ بہت مصروف ہیں اور اگر وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے وقت دیتے رہیں تو پھر تحریک پاکستان جیسا عظیم کام کیسے سرانجام دیں گے۔ سیکرٹری نے اسے واپس لوٹ جانے کا مشورہ دیا لیکن اسٹیشن ماسٹر مجھ سے ملا اور بتایا کہ بڑی دور سے آیا ہوں قائداعظم تک پہنچانے کے سلسلے میں تم میری مدد کرو۔ میں نے اسی دن قائداعظم سے تذکرہ کیا اور انہیں بتایا کہ اس اسٹیشن ماسٹر کو محض اس لئے ترقی نہیں دی جا رہی کہ وہ مسلمان ہے حالانکہ امتحان پاس کر چکا ہے اور اصولی طور پر اسے بی گریڈ ملنا چاہئے۔ قائد اسی وقت اس سے ملے۔ جی آئی پی ریلوے کے ایک اعلیٰ انگریز عہدیدار کو رقعہ لکھ کر اس دھاندلی کی طرف توجہ دلائی۔ فوری کارروائی ہوئی اور پندرہ منٹ کے اندر اندر اسے بی گریڈ دیئے جانے کے احکامات جاری ہوگئے۔ اسٹیشن ماسٹر خوشی خوشی کاندھے پر پھلوں کا ٹوکرا لادے قائداعظم کا شکریہ ادا کرنے واپس آیا۔ میں نے جب قائداعظم کو اطلاع دی تو انہوں نے محض اس لئے ملنے سے انکار کر دیا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص مجھ سے کہے کہ میں آپ کا ممنون ہوں یا آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔

البتہ قائداعظم نے اسے یہ پیغام ضرور بھجوایا خوب محنت سے کام کرو۔

آزاد حنیف کی شادی قائداعظم نے ۱۹۴۰ میں کرائی تھی۔

(روزنامہ مشرق لاہور ۲۵ دسمبر ۱۹۶۷ء)

آزاد، مولانا ابوالکلام

قائداعظم محمد علی جناح، مولانا ابوالکلام آزاد کو کانگریس کا "شوبوائے" کہا کرتے تھے قائداعظم اور مولانا کے مابین

اکتوبر ۱۹۳۹ء اور جولائی ۱۹۴۰ء میں مختصر خط و کتابت ہوئی ان کے اپنے قول کے مطابق وہ ۱۷ اگست ۱۸۸۸ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولوی خیر الدین وہاں سے نقل مکانی کر کے کلکتے میں مقیم ہوگئے مولانا نے گھر پر تعلیم پائی ۱۹۰۲ء میں کلکتہ سے ماہنامہ لسان الصدق اگست ۱۹۰۸ء میں امرتسر سے وکیل جاری کیا۔ والد کے انتقال کے بعد ایران، عراق، شام اور ترکیہ کی سیاحت کی۔ ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ کو ہفتہ وار الہلال دینی و سیاسی دعوت کی غرض سے جاری کیا جو نومبر ۱۹۱۴ء میں ضمانت ضبط ہو جانے کے باعث بند ہو گیا۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں البلاغ جاری کیا۔ مارچ ۱۹۱۶ء میں حکومت بنگال نے صوبے سے اخراج کا حکم دیا اور ساڑھے تین سال رانچی میں بحالت نظر بندی گزارے۔ رہائی کے بعد ۱۹۲۰ء میں خلافت، ترک موالات اور عدم تعاون کی تحریکوں میں سرگرم حصہ لیا ۱۹۲۱ء میں پھر گرفتار ہوئے اور قید کاٹی۔ اس مقدمے میں جو بیان عدالت میں دیا وہ قول فیصل کے نام سے طبع ہوا۔ ترک موالات کی دعوت کے لئے ایک ہفتہ وار اخبار پیغام جاری کیا۔ ۱۹۲۷ء میں الہلال کو بحال کر دیا گیا لیکن سیاسی سرگرمیوں کے باعث بند کرنا پڑا تحریک آزادی ہند میں قید و بند کی مجموعی مدت دس سال چند مہینے، دو مرتبہ آل انڈیا نیشنل کانگریس کے صدر بنے۔ ۱۹۴۷ء سے وفات تک بھارت کے وزیر تعلیم رہے۔

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

تذکرہ جامع الشواہد۔ قول فیصل۔ غبار خاطر۔ ترجمان القرآن حصہ اول و دوم۔ خلافت و جزیرۃ العرب وغیرہ۔

آزاد جناح مراسلت

لکھنؤ

۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء

مائی ڈیر مسٹر جناح

براہ مہربانی ہندو مسلم مسئلہ کے سلسلے میں آپ مجھے غلط تصور نہ کریں میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ فرقہ وارانہ اتحاد کے سلسلے میں تمام تعریف و توصیف اپنے حق میں سمیٹنا چاہتا ہوں اور نہ ہی ۳۸۔ ۱۹۳۷ء میں جب آپ سے ملا تھا اور کانگریس لیگ تصفیہ کے لئے آپ سے بات چیت کی تھی اس وقت کوئی ایسی خواہش موجود تھی میری خواہش اور کوشش صرف اس مقصد کے گرد محدود رہے گی کہ کانگریس اور لیگ کے مابین ایک باوقار معاہدہ طے پاجائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس کی مسلمانوں اور ملک کو فوری ضرورت ہے اور اس میں تاخیر مضرت رساں ہے میں یہاں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں کسی حالت میں بھی اس ضمن میں اپنی کوششوں کو عوام کے علم میں لانا پسند نہیں کرونگا میں صرف اپنے ضمیر کے مطابق اپنا فرض ادا کرنا چاہتا ہوں۔ شاید مستقبل میں کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جو حقیقت کو آپ پر واضح کردے اور اس وقت آپ محسوس کریں گے کہ آپ میرے بارے میں غلط فہمیوں کی بنیاد پر خیال آرائی کرتے رہے ہیں۔

گزشتہ اگست کے اختتام پر جب جنگ کی خبریں عام ہوئیں تو میرے ذہن میں جو سب سے پہلا سوال بیدار ہوا وہ یہ تھا کہ اس موقع کو مذکورہ مقصد کے لئے استعمال کیا جائے اس وقت سے اس کوشش میں اب تک مصروف ہوں۔ میں نے آپ کو گزشتہ روز تار دیا تھا کیونکہ دہلی کے مذاکرات سے جو صورت حال پیدا ہوئی تھی اس میں مزید کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے اور یہ مسئلہ ایک مخصوص نکتہ پر پہنچ کر رک گیا ہے اس کو فوری طور پر آگے بڑھانا چاہئے مگر اس ضمن میں مناسب طریقہ کار کیا ہونا چاہئے؟ کیا کانگریس کے صدر آپ کو خط لکھیں؟ یا کوئی اور طریقہ کار اختیار کیا جائے میں اس سلسلے میں آپ کا موقف جاننا چاہتا ہوں تاکہ میں اس کے مطابق ہی اس مسئلہ کو آگے بڑھاؤں میں آج کلکتہ روانہ ہو رہا ہوں۔

آپ کا مخلص

اے کے آزاد

مذکورہ خط کے دو روز بعد ابوالکلام آزاد نے قائد کو یہ خط لکھا۔

لکھنؤ

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء

مائی ڈیر جناح

جوبات میں نے اپنے گزشتہ خط میں تحریر کی تھی۔ اب اس کے جواب کی ضرورت نہیں رہی ہے کیوں کہ مسٹر نندن نے آپ سے اپنی ملاقات کی بابت جواہرلال کو تفصیل سے لکھ دیا ہے جواہرلال نے گزشتہ شب یہ خط مجھ کو دکھایا تھا اور میں نے ان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ فوری طور پر آپ سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم

کریں اور ساتھ ہی ساتھ ایک تفصیلی خط آپ کو تحریر کریں۔ وہ بہت جلد ملاقات کی کوشش کریں گے اگر اس ماہ کی ۲۲ تاریخ کو وار دھامیں ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کی تاریخ مقرر نہ ہوگئی ہوتی تو وہ آپ سے اس سے قبل ہی ملاقات کی کوشش کرتے بہر حال جیسے ہی میٹنگ ختم ہوگی وہ آپ سے ملیں گے بہتر یہی ہوگا کہ اس مسئلہ پر فوری طور پر پیش رفت ہو۔ وقت نہایت مناسب ہے اور ضروری ہے کہ اس وقت کو پورے طور پر استعمال کیا جائے۔

آپ کا مخلص

اے کے آزاد

۱۲ جولائی ۱۹۴۰ء

بصیغہ راز

آپ کا ۹ جولائی ۱۹۴۰ء کا بیان دہلی کانگریس کی قرار داد میں حکومت کا مطلب واضح طور پر ایک ایسی مشترکہ کابینہ ہے جو کسی ایک واحد جماعت تک محدود نہ ہو لیکن کیا لیگ کی حیثیت یہ ہے کہ وہ کسی ایسے صوبائی انتظام کے لئے بھی جس کی بنیاد دو قومی اسکیم پر نہ ہو متفق نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا ہے تو براہ مہربانی بذریعہ تار وضاحت کیجئے۔

آزاد

بمبئی سے شائع ہونے والا روزنامہ۔ ۱۹۲۳ء کے انتخابات میں اس اخبار نے قائد اعظم کی انتخابی مہم میں کھل کر ان کی حمایت کی۔

آزاد

کلکتہ سے شائع ہونے والا مسلمانوں کا واحد اخبار یہ ۱۹۳۶ء میں مولانا محمد اکرم خاں کی ادارت میں شائع ہوتا تھا اور مسلم لیگ کے کاز کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ڈھاکہ سے بنگالی میں آزاد کے نام سے روز نامہ جاری کیا۔

آزاد

لاہور سے شائع ہونے والا روزنامہ۔ قائد اعظم کے انتقال پُر ملال کے موقع پر اس اخبار نے ان الفاظ میں قائد کو خراج عقیدت پیش کیا۔

اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کے بعد بابائے ملت۔ قائد اعظم محمد علی جناح عالم اسلام کے سب سے بڑے مسلمان سیاست دان اور صاحب تدبر شخص تھے ان کی وفات حسرت آیات نے دنیائے اسلام کو یتیم کر دیا ہے۔

آزاد پارٹی

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۴ نومبر ۱۹۲۳ء کو بلا مقابلہ قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے انہی دنوں میں سوراج پارٹی نے آزاد اراکین کو بھی اپنا ہم نوا بنالیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سوراج پارٹی نے خلافت کے مسئلے پر کوئی بات نہ کی اور صرف آئینی اختیارات کو استعمال کیا یہ بات قائد اعظم کو بہت اچھی لگی تھی بعد ازاں سوراج پارٹی نے مرکزی اسمبلی میں حکومت کی خواہ مخواہ مخالفت شروع کر دی۔ ان کے خیال میں یہ رویہ ملک کے لئے بہت نقصان دہ تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ جو اصلاحات ملتی جائیں وہ قبول کر لینی چاہئیں اور مزید اصلاحات کے لئے جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔

مرکزی ایوان سوراج پارٹی سے اس اختلاف کی بنا پر انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور ایک آزاد پارٹی بنائی اور خود اس کے لیڈر بن گئے۔ آزاد پارٹی کے ذریعے انہوں نے حکومت کی ان کارروائیوں کی پُرزور حمایت کی جن سے ہندوستان کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اسی جماعت کے ذریعے انہوں نے فوجداری کے قانون اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے متعلق قانون بنانے میں حکومت کا ساتھ دیا۔ ریلوے کی کارکردگی، باہر کے ملکوں میں ہندوستانی باشندوں کی دیکھ بھال کاروبار اور صنعتوں کی بہتری، سکوں اور نوٹوں کی بہتر تنظیم انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ اس کے علاوہ بھی اس پارٹی کی بدولت مسلمانوں کو کئی فوائد حاصل ہوئے۔

آزاد پٹھان ریاست

۲۸ جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے صوبہ سرحد کے مسئلے پر قائد اعظم نے نئی دہلی میں ایک بیان میں فرمایا کہ صوبہ سرحد کی کانگریس کی وہ قرار داد جس میں ایک آزاد پٹھان ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ہز میجسٹی کے تین جون ۱۹۴۷ء کے تقسیم ہند کے اس منصوبے کی

صریحاً خلاف ورزی ہے جسے کانگریس بھی قبول کر چکی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مسلمان اس بات کو سمجھ لیں کہ وہ اولاً مسلمان ہیں اور بعد میں پٹھان اور یہ صوبہ سرحد کی انتہائی بدقسمتی ہوگی اگر وہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل نہیں ہوگا۔ اس موقع پر انہوں نے صوبہ سرحد کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شمولیت کے لئے اس کے حق میں ووٹ دیں۔

آزاد سبحانی، مولانا عبدالقادر

مسلم لیگ کے رکن، قائداعظم کی رہنمائی میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کے موقع پر انہوں نے انتہائی گرمجوشی سے کام کیا۔

۱۹۱۳ء میں مچھلی بازار کانپور میں مسجد کو شہید کیا گیا تو خود میدان میں اترے تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات میں بھی حصہ لیا سید الاحرار مولانا حسرت موہانی کے زیر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کے احمد آباد اجلاس میں آزادی کامل کی قرار داد انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ ابتداء میں کانگریس کے رکن تھے لیکن بعدازاں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تحریک پاکستان کے آغاز پر کلکتہ میں قیام کیا۔ عیدین مولانا ابوالکلام آزاد کی اقتداء میں ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔

وہ سکندر پور ضلع بلیا میں پیدا ہوئے۔ فلسفے میں بلند درجہ حاصل تھا۔ اچھے مقرر بھی تھے مولانا کا نام پہلے پہل مچھلی بازار کانپور کی مسجد کے انہدام کے ہنگامے میں نمایاں ہوا۔ مولانا قید ہو گئے اور مسجد کے معاملے کے سلجھنے کے بعد ہی رہا ہوئے۔

مدرسہ الٰہیات کانپور کے پرنسپل اور فلسفہ کے استاد رہے انہوں نے تحریک دعوت کا آغاز کیا جس کا مقصد مسلمانوں کو فرقہ وارانہ تعصبات سے بچانا تھا۔ ترک موالات میں وہ سب کچھ چھوڑ کر جدوجہد آزادی کے لئے وقف ہو گئے۔ لباس صرف دو کپڑوں پر مشتمل تھا۔

بھارت میں جولائی ۱۹۵۷ء میں انتقال کیا۔

آزاد سکھ ریاست

قائداعظم محمد علی جناح سے ۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء کو برطانوی ہائی کمشنر برائے ہندوستان سر ٹی شون نے ملاقات کی۔ ملاقات میں قائداعظم نے کہا سکھ سخت غلطی کر رہے ہیں ان کی تعداد ۳۵ لاکھ ہے اور اگر پنجاب تقسیم ہو گیا تو ایک حصے میں بیس لاکھ اور دوسرے میں پندرہ لاکھ رہ جائیں گے۔ ان کے لئے کہیں بہتر یہ ہے کہ وہ سب یکجا پاکستان میں رہیں جہاں یہ بہتر سلوک کی توقع کر سکتے ہیں۔ انہوں نے (قائداعظم) بے حد کوشش کی کہ سکھ یہ بتائیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور وعدہ کیا کہ وہ پوری ہمدردی سے ان کے مطالبات پر غور کریں گے اس ضمن میں سکھوں کے رہنما گیانی کرتار سنگھ نے اپنا ایک ایلچی قائداعظم کے پاس بھیجا تو دوسری طرف انہوں نے پنجاب کے گورنر سر ایوک جنکنز سے صاف صاف کہہ دیا کہ سکھ آزاد پنجاب کو تسلیم کر لیں گے جس میں انہیں مناسب تحفظات دیئے جائیں لیکن سکھ پاکستان میں ضم ہونے پر اتفاق نہیں کر سکتے۔ اس کا حوالہ سر ایوک جنکنز نے ۷ مئی ۱۹۴۷ء کو سردار گیانی کرتار سنگھ اور اجل سنگھ سے ملاقات کی روداد میں دیا۔ قائداعظم نے اپریل ۱۹۴۷ء میں سکھوں کی علیحدہ مملکت کے قیام اور تقسیم ہند کے بعد اس کی پاکستان میں شمولیت کی تجویز پر اس زمانے کی سکھ قیادت سے بات چیت پر آمادگی ظاہر کی تھی۔

مضمون۔ "تحریک پاکستان کے دور کے نئے نئے انکشافات"

از آصف جیلانی

روزنامہ جنگ کراچی (۴ جنوری ۱۹۸۲ء)

آزاد رکن (کونسل)

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹ ستمبر ۱۹۲۳ء کو کونسلوں کے انتخابات میں حصہ لینے کے لئے اپنا انتخابی منشور جاری کیا۔ اس کے اہم نکات یہ تھے۔

مجھے علم ہے کہ ملک میں اس مسئلہ پر اختلاف رائے موجود ہے انڈین نیشنل کانگرس اور خلافت کانفرنس اس وقت دہلی میں خصوصی اجلاس منعقد کر رہی ہیں اور مجھے امید ہے کہ جلدی ہی ان کے فیصلے قوم کے سامنے آجائیں گے لیکن کونسل میں شمولیت کے بارے میں ان کا فیصلہ انکار میں ہو یا اقرار میں بہر صورت میں ہمیشہ کی طرح بھی اس بات پر قائم ہوں کہ ہمارے لئے بہتر یہی ہے کہ ہم کونسلوں میں اپنے نمائندے بھیجیں میں نے آپ کے حلقے سے اسمبلی کے لئے اپنی نامزدگی داخل کی ہے دراصل میں رائے دہندگان کے خیالات معلوم کرنا چاہتا ہوں

جن کو آخر کار اس سوال کو حل کرنا ہو گا میں آپ کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کے دعوے نہیں کرنا چاہتا کیوں کہ ۱۹۰۶ء کے اجلاس کانگریس سے لے کر اب تک کی میری سیاسی زندگی اور سرگرمیاں آپ کے سامنے ہیں۔ میں نے اب تک حتی المقدور عوام کی تمناؤں کی تکمیل کے لئے نہایت خلوص اور نیک نیتی سے خدمات انجام دی ہیں۔ ایک بات جس کا میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عوامی مقاصد اور ہندوستان کی فلاح میرا نصب العین ہو گا جس طرح سے کہ ماضی میں بھی یہی اصول میرا سرمایہ رہے ہیں۔ میں حکومت سے کسی خطاب یا عہدے کا خواہاں نہیں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتیں ملک کی خدمت کے لئے وقف کر دوں۔

آزاد کشمیر

کشمیر کا وہ حصہ جسے کشمیری حریت پسندوں نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ڈوگرہ راج سے آزاد کرایا۔ قائد اعظم اگرچہ آزاد کشمیر نہ جاسکے تاہم ان کے عہد میں اس کا قیام عمل میں آیا اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مختصر اس کا ذکر کیا جائے۔

اس کے شمال میں چین کا صوبہ سنکیانگ اور سطح مرتفع جنوب میں پاکستان اور مقبوضہ کشمیر، مشرق میں چین کا صوبہ تبت اور مغرب میں افغانستان اور پاکستان واقع ہیں۔ اس کا رقبہ ۴۴۹۲ مربع میل اور آبادی پچیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے یہ پانچ اضلاع میرپور، مظفر آباد، کوٹلی، باغ اور پونچھ پر مشتمل ہے۔ دریائے جہلم، دریائے نیلم، دریائے توی اور دریائے سندھ مشہور دریا ہیں۔ مظفر آباد صدر مقام ہے تمباکو، پوست، کپاس، چاول اور سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں جنگلات آزاد کشمیر کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دیودار، اخروٹ، چیل اور آم کے درخت عام ہیں کشمیری زبان کے علاوہ اردو سرکاری زبان کے طور پر بھی بولی جاتی ہے گھی، کپڑے اور دیا سلائیاں تیار کرنے کی صنعتیں ہیں۔ گریفائٹ ابرق باکسائٹ، سوپ سٹون اور کوئلہ علاقہ کی اہم معدنیات ہیں۔ مظفر آباد میں ہوائی اڈہ، ریڈیو سٹیشن اور یونیورسٹی کے دفاتر بھی ہیں۔

ایک نشری سٹیشن تراڑ کھل میں ہے موجودہ صدر سردار عبدالقیوم اور وزیر اعظم سکندر حیات ہیں۔

آزادی (منزل بہ منزل)

یکم اگست: سندھ میں پٹرولیم کمپنی کے پندرہ سو مزدوروں نے ہڑتال ختم کرنے سے انکار کر دیا۔

۲۔ اگست: مسٹر ایف ایم خاں کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کا جنرل منیجر مقرر کیا گیا وہ پہلے پاکستانی ہیں جنہیں یہ عہدہ دیا گیا۔

پنجاب پاکستان ایمبولینس ایسوسی ایشن نے انڈونیشیا کے لئے میڈیکل مشن بھیجا۔

۳۔ اگست: بھارت اور پاکستان اور صوبوں کے گورنر جنرل اور گورنر مقرر کر دیئے گئے۔ رئیر ایڈمرل وائیکاؤنٹ ماؤنٹ بیٹن بھارت کے اور قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ صوبائی گورنروں کے نام یہ ہے۔

پنجاب: سر رابرٹ فرانس موڈی
صوبہ سندھ: مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ
شمال مغربی سرحدی صوبہ: سر جارج کننگھم
بلوچستان: ایجنٹ ٹو گورنر جنرل

مسٹر گاندھی نے مہاراجا کشمیر سے ملاقات کی۔

آزاد کشمیر ریڈیو

اگرچہ آزاد کشمیر ریڈیو سے قائد اعظم کا براہ راست رابطہ قائم نہ ہوا تاہم یہ ان کے عہد میں قائم کیا گیا تھا لہٰذا اس کے کوائف بھی شامل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

آزاد کشمیر ریڈیو نے ۱۶ اپریل ۱۹۴۸ء کو تراڑ کھل میں اپنی نشریات کا آغاز کیا۔ جب اس کی نشریات فضا میں گونجیں تو بھارتی ریڈیو اور پراپیگنڈہ سب ماند پڑ گئے۔

جناب مجید نظامی، یوسف ظفر، اشفاق احمد خان، کیپٹن ممتاز ملک، ممتاز مفتی، ن۔ م۔ راشد، اعجاز بٹالوی، مختار صدیقی، مسعود قریشی جیسے معروف اہل قلم کی خدمات میسر آئیں۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں آزاد کشمیر ریڈیو نے بھارتی ریڈیو (آکاش وانی) کے پراپیگنڈے کا موثر ترین جواب دے کر ثابت کر دیا کہ حق و صداقت کی آواز کو طاقت کے زور پر دبایا نہیں جاسکتا۔

آزاد کشمیر ریڈیو کے سربراہوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ایس اے حمید
۲۔ جناب یوسف ظفر
۳۔ جناب سجاد حیدر
۴۔ جناب ایس ایم طاہر
۵۔ جناب عطاحسین کلیم
۶۔ جناب محمد عمر
۷۔ جناب ایس ایم رفیق
۸۔ جناب سید حسن ذکی کاظمی
۹۔ منصور تابش
۵ مئی ۱۹۸۵ء سے

آزاد کشمیر کابینہ

قائداعظم کے عہد حکومت (اگست ۱۹۴۷ء تا ستمبر ۱۹۴۸ء)۔ میں جب ریاست جموں و کشمیر کا ایک بہت بڑا حصہ ڈوگرہ تسلط سے آزاد کرالیا گیا تو مجاہدین آزادی نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو سردار ابراہیم خاں کی سربراہی میں حکومت آزاد کشمیر کے قیام کا اعلان کر دیا۔ سردار ابراہیم نے صدارتی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد ان افراد پر مشتمل کابینہ کا اعلان کیا۔

۱۔ میجر علی احمد شاہ	وزیر دفاع
۲۔ چودھری عبداللہ خاں بھلی	وزیر مال
۳۔ خواجہ غلام دین وانی	وزیر داخلہ
۴۔ سید نذیر حسین شاہ	وزیر خزانہ
۵۔ خواجہ ثناءاللہ شمیم	وزیر خوراک

آزاد میدان، بمبئی

بمبئی کا مشہور و معروف میدان جہاں ۱۹۳۹ء میں قائداعظم نماز عیدالفطر کے اجتماع میں شریک ہوئے۔ قائداعظم جماعت کی پہلی صف میں کھڑے تھے اور دوسری صف میں مسٹر عنایت تھے۔ مولانا خجندی نے نماز عید کی امامت کے فرائض انجام دیئے۔

مسٹر عنایت کا آبائی وطن بمبئی ہے۔

آزاد وطن

قائداعظم نے آزاد وطن کے بارے میں فرمایا۔

"ہندو اکثریت کی جارحانہ فرقہ پرستی کے پیش نظر اکھنڈ بھارت کا تخیل ایک پُرفریب طلسم ہے اور "مشترکہ قومیت" کا نعرہ بے معنی ڈھونگ ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ جان و مال کی بازی لگا کر اکثریت کے صوبوں میں اپنا آزاد و خود مختار قومی وطن حاصل کریں ورنہ قیامت تک وہ سکون اور عافیت کی فضا میں سانس نہ لے سکیں گے اور انجام کار ان کا وجود ختم ہو جائے گا"۔

آزاد ہند فوج

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو آزاد ہند فوج کے بارے میں آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی کو ان الفاظ میں بیان کیا۔

"میں قبل ازیں مسلم لیگ کی حکمت عملی اور روش کی وضاحت کر چکا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ دوسری جماعتیں اور مجلسیں بدستور یہ نعرہ نہ لگاتی رہیں گی کہ یہ فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ میں نے صاف اور واشگاف الفاظ میں آزاد ہند فوج سے متعلق اپنے سابقہ بیان میں مسلم لیگی پالیسی کی تشریح کر دی تھی۔ بایں ہمہ بعض ذمہ دار حلقوں میں انڈین نیشنل آرمی کے بارے میں ہماری کامل ہمدردی کو فرقہ وارانہ رنگ دیا جا رہا ہے۔ انڈین نیشنل آرمی کے افسروں اور سپاہیوں کو ہر ممکن امداد دینے کا معاملہ پنجاب مسلم لیگ اپنے ہاتھ میں لے چکی ہے یہ امداد بلالحاظ رنگ و نسل و قومیت دی جائے گی اور مجھے امید واثق ہے کہ مسلم لیگ اس مد میں ہر ممکن امداد دے گی۔ مزید برآں میں یہ امر بھی واضح کر چکا ہوں کہ سبکدوش ہونے والے سپاہیوں اور جان قربان کرنے والے سپاہیوں کے کنبوں اور رشتہ داروں کے لئے ہر ممکن امداد فراہم کریں گے"۔

آزاد ہندوستان کی صدارت اور وزارت

قائداعظم محمد علی جناح کو تحریک قیام پاکستان کے ایام میں یہ پیش کش کی گئی تھی کہ اگر وہ پاکستان کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں تو انہیں آزاد ہندوستان کا پہلا وزیراعظم یا صدر بنا دیا

جائے گا لیکن قائداعظم نے اس پیش کش کو ٹھکرادیا کیونکہ وہ اقتدار کے خواہش مند نہیں تھے بلکہ وہ مسلمانوں کے لئے اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے۔

ماخذ۔ روزنامہ جنگ کراچی۔ ۲۸ اگست ۱۹۷۰ء

آزادی (منزل بہ منزل)

سلامتی کونسل نے صفر کے مقابلے میں آٹھ ووٹوں سے یہ قرارداد منظور کرلی کہ دونوں فریق (قوم پرست انڈونیشیا اور ولندیزی فوجیں) فوری طور پر اپنی کاروائیاں بند کردیں اور اقوام متحدہ کی امن فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔ برطانیہ۔ فرانس اور بلجیم نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ ڈچ فوج کی ظالمانہ کاروائی ۲۰ جولائی ۱۹۴۷ء سے جاری تھی۔

سویرا (لاہور) کا تیسرا شمارہ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد شائع ہوا۔ اسے احمد ندیم قاسمی، نذیر چودھری اور ساحر لدھیانوی نے ترتیب دیا تھا۔ اس کے اداریئے سے ایک اقتباس:

سویرا کا گزشتہ نمبر ان ارمانوں کے ہجوم میں شائع ہوا تھا جو عروس آزادی کی آمد کا اعلان سن کر کروڑوں دلوں میں پھولوں کی طرح مہک رہے تھے۔ تازہ شمارہ ان کھنڈروں سے چھپ رہا ہے جن سے انسانیت کے زخموں کی سڑاند آرہی ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ آزادی کی صبح سعید پر اپنے ساتھیوں اور رفیقوں کی خدمت میں سویرا ایک خاص نمبر پیش کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ادارہ نے بڑے بڑے منصوبے باندھے تھے لیکن جب آزادی کا لہولہان سویرا طلوع ہوا تو سارا پنجاب شعلوں کی لپیٹ میں تھا دھوئیں کے بادل اتنے گہرے تھے کہ مجروح انسانیت کو غیر ملکی جھنڈوں کی جگہ قومی جھنڈا لہرائے جانے کا منظر دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ فرقہ وارانہ فسادات نے انسانیت کو دھرتی کی کوکھ سے نوچ کر بربریت کے راستوں پر پھینک دیا ہے اور حیات کو اس حد تک منتشر کر ڈالا ہے کہ قومی تعمیر کے تمام تصورات الجھ کر رہ گئے ہیں۔

سویرا کے اسی شمارے میں کرشن چندر، عصمت چغتائی فیض احمد فیض، اسرار الحق مجاز اور سعادت حسن منٹو کے مضامین شائع ہوئے۔ ان مضامین سے اس وقت کی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۴۔ اگست ۱۹۴۷ء مسٹر جے پی جیف کاک کو پاکستان کی شہری ہوابازی کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کیا گیا۔ سپیشل ملٹری کمانڈ (پنجاب باؤنڈری فورس) کا قیام عمل میں آیا۔ اس میں بارہ اضلاع شامل کیئے گئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ لاہور۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ ہوشیار پور۔ جالندھر۔ فیروز پور۔ لدھیانہ۔ منٹگمری۔ لائل پور۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ۔ اور سیالکوٹ۔

۵۔ اگست خان افتخار حسین ممدوٹ مغربی پنجاب لیگ اسمبلی کے لیڈر منتخب ہوئے جب کہ خواجہ ناظم الدین کو مشرقی بنگال لیگ اسمبلی کا لیڈر منتخب کیا گیا مسٹر یوپی کن کو پاکستان میں برما کا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا۔

جگنو وہ پہلی فلم تھی جو سب سے پہلے ۵۔ اگست کو ریلیز ہوئی۔ بمبئی میں یہ پاکستان بننے کے بعد دکھائی گئی۔ کراچی تین لاکھ آبادی کا چھوٹا سا شہر تھا اس لئے یہ یہاں مقبول نہیں ہوئی۔

وانسرائے ہند نے قائداعظم محمد علی جناح، سردار پٹیل اور لیاقت علی خاں کو بتایا کہ سکھ رہنما ان کے منصوبے کو ناکام بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے تقسیم ہند کی رپورٹوں کے حوالے سے قائداعظم کو مطلع کیا کہ ان کے قتل کی سازش کی جارہی ہے لہذا قائداعظم نے فوری طور پر دہلی چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

۶۔ اگست۔ نوابزادہ لیاقت علی خان اپنی بیگم رعنا لیاقت علی خان اور دو بچوں کے ہمراہ خصوصی طیارہ کے ذریعے ہندوستان سے پاکستان آئے۔ سندھ پٹرولیم کمپنی کے مزدوروں کی ہڑتال ختم ہوگئی۔

۷۔ اگست۔ قائداعظم اپنی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ نئی دہلی سے کراچی پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔

۱۴۔ اگست۔ پاکستان کی مسلح افواج کے کمانڈر انچیفس نے عہدے سنبھالے۔

۱۔ بری فوج۔ سر فرینک میسروی
۲۔ فضائی فوج۔ وائس مارشل ایل پیری کین
۳۔ بحری فوج۔ ریئر ایڈمرل ڈبلیو جیفرڈ

ان کا تقرر ۳۰ جولائی ۱۹۴۷ء کو عمل میں آیا تھا۔

۸۔ اگست ۱۹۴۷ء۔ سر فریڈرک بورن کو مشرقی بنگال کا گورنر مقرر کیا گیا۔ مسٹر حبیب ابراہیم رحمت اللہ کو انگلستان میں پاکستان کا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا۔

آزادی

قائداعظم محمد علی جناح آزادی کی قدر و قیمت بخوبی جانتے تھے۔ انہوں نے متعدد مقامات پر آزادی کے متعلق فرمایا تھا۔ مسولی پٹم اسٹوڈنٹس کے نام اپنے ایک پیغام میں ۲۳ مئی ۱۹۴۵ء کو فرمایا۔

آزادی انمول ہے۔ اس کی قیمت نہیں لگائی جا سکتی اور اس کے حصول کے لئے ہر قربانی ہیچ ہے۔ اس حقیقت کو اپنے دماغ میں جگہ دیجئے اور اپنی تربیت اس طرح کیجئے کہ آپ اس وقت زندگی کی کشمکش کا مردانگی، شجاعت، اعتماد اور جرأت سے مقابلہ کر سکیں جب آپ کے کاندھوں پر ذمہ داری آ پڑے اتحاد، یقین اور نظم کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔

قائداعظم نے عوام کو آزادی کی اہمیت کا احساس اپنی متعدد تقاریر میں دلایا ہے اس ضمن میں انہوں نے آزادی کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

آزادی کا مطلب بے لگام ہو جانا نہیں ہے آزادی کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ دوسرے لوگوں اور مملکت کے مفادات کو نظر انداز کر کے آپ جو چاہیں کر گزریں۔ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور پہلے سے کہیں زیادہ اب یہ ضروری ہے کہ آپ ایک منظم و منضبط قوم کی طرح کام کریں۔ اس وقت ہم سب کو چاہئے کہ تعمیری جذبہ پیدا کریں۔ جنگ آزادی کے دنوں کی جنگ جوئی کی اب ضرورت نہیں رہی۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے جنگ جویانہ جذبات اور جوش و خروش کا مظاہرہ آسان ہے اور ملک و ملت کی تعمیر کہیں زیادہ مشکل ہے۔

خطاب ڈھاکا یونیورسٹی ۱۶۔ مارچ ۱۹۴۸ء

آزادی کا منشور

دیکھئے آزادیٔ رائے۔

آزادیٔ رائے

قائداعظم ہمیشہ آزادیٔ رائے کو اہمیت دیتے رہے اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

ڈان کے ایڈیٹر مسٹر الطاف حسین نے لکھا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد میں نے ایک مضمون لکھا تھا جسے بالواسطہ قائداعظم پر اعتراض سے تعبیر کیا جا سکتا تھا۔ انہوں نے ملاقات پر فرمایا۔ میں تمہارا مضمون پڑھ چکا ہوں۔ اس کے بعد ان کی زبان سے وہ الفاظ نکلے جنہیں میں تمام صحافت نگاروں کے لئے آزادی کا منشور سمجھتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا:

کسی موضوع پر غور کرو اور اپنے دل میں فیصلہ کر لو اگر تم اس نتیجے پر پہنچ جاؤ کہ ایک خاص نظریہ یا اعتراض پیش کرنا ضروری ہے تو بالکل وہی لکھ ڈالو جو حقیقتاً تم نے محسوس کیا ہے۔ کبھی اس خیال سے پس و پیش نہ کرو کہ کوئی ناراض ہو جائے گا یہاں تک کہ اپنے قائداعظم کی ناراضگی کی بھی پرواہ نہ کرو۔

مضمون "قائداعظم۔ چند جھلکیاں"

از ریاض خالد

روزنامہ آفاق لاہور

۲۵ دسمبر ۱۹۵۶ء

آزادیٔ صحافت

قائداعظم محمد علی جناح آزادیٔ صحافت کے پر جوش حامی تھے۔ بمبئی میں مسلم صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں فرمایا۔

تنقید صحافی کا حق ہے انہیں اختیار ہے کہ وہ مجھ پر بھی بے لاگ تنقید کریں۔ "ایڈیٹر ڈان جناب الطاف حسین کو فرمایا۔

"کسی موضوع پر غور کرو اور اپنے دل میں فیصلہ کر لو اگر تم اس نتیجہ پر پہنچو کہ ایک خاص نظریہ یا اعتراض پیش کرنا ضروری ہے تو بالکل وہی لکھ ڈالو جو حقیقتاً تم نے محسوس کیا ہے۔ اس خیال سے کبھی پس و پیش نہ کرو کہ کوئی ناراض ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ میری ناراضگی کی بھی پرواہ نہ کرو۔

مضمون "قائداعظم اور جمہوریت"

از حکیم آفتاب احمد قرشی

نوائے وقت لاہور

۱۱۔ ستمبر ۱۹۷۹ء

آزادیٔ نسواں

قائداعظم محمد علی جناح نے ۹ مارچ کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سٹوڈنٹس کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

ایک دوسرا اہم معاملہ جس پر میں زور دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک عالمی برادری میں باوقار مقام حاصل نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کی خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم نہ چلتی ہوں ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم طرح طرح کے خراب رسوم اور رواجوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور یہ انسانیت کے خلاف سب سے بڑا جرم ہے کہ ہم نے اپنی خواتین کو قیدیوں کی طرح گھروں کی چار دیواری میں بند کر رکھا ہے۔ یہ کہنے سے میرا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہمیں مغربی طرز زندگی کی برائیوں کی بھی تقلید کرنی چاہئے مگر ہمیں خواتین کا مرتبہ اپنی اسلامی اقدار اور نظریات کے معیاروں تک بلند کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ ہماری خواتین جیسی پسماندہ اور افسوسناک زندگی گزار رہی ہیں اس کی اجازت کوئی معاشرہ اور نظام بھی نہیں دے سکتا۔ یہی آپ کا فرض ہے کہ ہر شعبہ حیات میں خواتین کو اپنے ساتھ لے کر چلیں اور ایسا کرتے ہوئے مغرب کے مذموم طریقے اختیار کرنے سے گریز کریں۔ آپ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی جاہل اور ان پڑھ آپ کے بچوں کی مناسب دیکھ بھال کر سکے گی حالانکہ عورت اس کی ہر طرح اہل ہے کہ وہ بچوں کی صحیح خطوط پر تربیت کر سکے۔

آزمائش کی گھڑی (سنبھلئے اور سنبھالئے)

قائداعظم محمد علی جناح کی وفات پر روزنامہ احسان لاہور نے قائد کو آزمائش کی گھڑی کے عنوان کے تحت ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

قائداعظم کی ظاہری زندگی ختم ہو گئی لیکن ملت اسلامیہ کی زندگی کا جو چراغ وہ روشن کر گئے ہیں وہ کبھی گل نہیں ہو سکتا۔ ان کی ظاہری آنکھیں آج بند ہو گئی ہیں لیکن ان کی روح ہمیں ہمیشہ دیکھتی رہے گی۔ ان کی وفات نے ہمیں بیچ منجدھار میں اکیلا چھوڑ دیا ہے لیکن ان کی زندگی کے نہ مٹنے والے نقوش ایک روشن مینار کی طرح ہمیشہ ہمارے سامنے رہیں گے۔ اس کی روشنی کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔

آج جبکہ ہماری کشتی مشکلات کے ہجوم میں چاروں طرف سے گھری ہوئی ہے قائداعظم جیسے ناخدا کا ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جانا ایک ایسا سانحہ ہے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اسے بیان کرتے ہوئے قلم کا جگر شق ہوتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں ——— آہ. موت! تیرا بے رحم تیر جب چلتا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ اس کا نشانہ کون بن رہا ہے۔ تو نے قائداعظم کے جسد خاکی کو آرام کی ابدی نیند نہیں سلایا۔ انسانیت کے اس محسن اعظم کو ہم سے چھین لیا جس نے باطل کی آندھیوں اور ضلالت کے خوفناک طوفانوں میں ہمیشہ صداقت کا چراغ روشن رکھا۔ اس نے اپنی زندگی کو جسمانی راحت کے لئے کبھی وقف نہیں کیا ورنہ آج اس کی صحت و تندرستی پر موت کا تیر اس آسانی سے اپنا وار نہ چلا سکتا۔ مشکلات کے طوفانوں نے اسے چاروں طرف سے گھیرا مگر وہ مشکلات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہمیشہ آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ اس کا جسم جواب دے رہا تھا مگر اس کا ہاتھ کام کرنے سے کبھی نہ تھکا۔ اس کا دماغ تھک تھک کر چور ہو جاتا تھا مگر مظلوم انسانیت کی پکار کا جواب دینے سے وہ کبھی نہ تھکا۔ وہ چاہتا تو پوری زندگی راحت و آرام کی رنگین وادیوں میں گزار دیتا اور اپنی زندگی کے عارضی لمحوں میں کچھ اور اضافہ کر لیتا مگر اس نے بے فکری کی زندگی کو ہمیشہ فکرمندی کی زندگی پر قربان کیا۔ پچاس سال تک مخالفتوں اور رقابتوں کا ہجوم ہر طرف سے اس کا دامن کھینچتا رہا مگر وہ مسکراتا ہوا برابر ان کا مقابلہ کرتا چلا گیا۔ ہندو امپیریلزم نے بار بار بھرپور وار کئے. لالچ دیئے. ڈرایا دھمکایا. آنکھیں دکھائیں. جھڑکیاں دیں ایک ہاتھ میں جام عشرت اور دوسرے میں زہر قاتل کا منظر دکھا کر اصول پسندی کی کٹھن اور پُرخار وادی سے دور ہٹانا چاہا۔ اپنوں نے چھوڑا۔ غیروں نے جھنجھوڑا۔ مگر وہ مرد حق اندیش لالچ اور خوف کی ان تمام طوفانی آزمائشوں کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

ہوا تھی تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے تھے انداز خسروانہ

اس کے سامنے مشکلات کے بیسوں پہاڑ کھڑے کئے گئے۔ خون آشام زبانیں چاروں طرف سے لپکیں، بجلیاں چمکیں، شعلے بھڑکے، جنہوں نے اس کے ساتھیوں تک کو بدحواس کر دیا مگر وہ پہاڑ کی طرح اپنی جگہ اٹل رہا برابر آگے بڑھتا چلا گیا تا آنکہ پاکستان کو ایک زندہ، مستقل اور پائیدار ملک کی حقیقت سے دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

پاکستان کے قیام کے بعد ہماری سیاسی و معیشی زندگی کا ہر ریشہ ٹوٹا ہوا

تھا۔ بساط بچھائی گئی تھی مگر ہر مہرے کو موزوں جگہ رکھنے کا کام باقی تھا۔ قائد اعظم کی ستر سالہ (قائد اعظم کی عمر ۷۲ برس تھی) عمر کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ آرام فرماتے۔ مگر اس ضعیف العمری کے باوجود انہوں نے نوجوانوں سے زیادہ محنت وہمت سے کام لیا۔ ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑنے اور بکھرے ہوئے دانوں کو سمیٹنے میں دن رات ایک کر دیا۔ اس بے اندازہ محنت نے جسمانی طور پر آپ کی صحت کو کمزور کر دیا مگر اس کے باوجود آپ نے اس کی پرواہ نہ کی اور ملک کے الجھے ہوئے حالات کی بنا پر ایک لمحے کے لئے بھی اپنی ذمہ داریوں سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ وہ برابر کام کرتے رہے اور آخر اپنی اس سعئی پیہم کی راہ میں شہید ہوگئے۔

آسام

قائد اعظم محمد علی جناح ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء کو بذریعہ ریل کلکتہ سے آسام کے دورے پر روانہ ہوئے۔ ان کے ڈبے میں لاؤڈ سپیکر بھی نصب تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر سٹیشن پر قائد اعظم ان کے اعزاز میں جمع ہونے والے مسلمانوں سے خطاب کر سکیں۔

قائد اعظم نے ۴ مارچ کو آسام مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انتخابات کے لئے جو شاندار کام کیا ہے اس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ منظم اور باضابطہ طور پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ طلباء قوم کا خوش نما پھول ہیں۔

قائد نے اس موقع پر سر سعد اللہ اور گورنر آسام سے بھی ملاقات کی۔ ۵ مارچ کو حکومت آسام نے اعلان کیا کہ قائد جہاں بھی جائیں اس روز مقامی تعطیل ہوگی۔

آسام سٹوڈنٹس فیڈریشن

دیکھئے آسام۔

آسٹریا

محمد اسد جو یہودی نژاد آسٹروی باشندے تھے نے قائد اعظم محمد علی جناح کو ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء کو ڈلہوزی (پنجاب) سے خط لکھا اس میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ آسٹریا کے باشندے ہیں اور ۱۹۲۶ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ قائد اعظم نے انہیں ۱۰ نومبر ۱۹۴۶ء کو دہلی سے ان کے خط کا جواب دیا۔

آسٹریا وسطی یورپ کا ایک ملک ہے۔ رقبہ ۳۲۳۷۵ مربع میل اور آبادی ۸۰ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

آسٹریلیا

قیام پاکستان کے بعد ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے آسٹریلیا کے عوام کے نام ایک نشری تقریر میں فرمایا۔

مغربی پاکستان کو ہندوستان کے تقریباً ایک ہزار میل نے مشرقی پاکستان سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ باہر کے ملک کے کسی طالب علم کے ذہن میں جو پہلا سوال پیدا ہو سکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے؟ اس قدر علیحدہ اور دور افتادہ علاقوں میں حکومت کی وحدت کیسے قائم رہ سکتی ہے؟ میں اس سوال کا صرف ایک لفظ سے جواب دے سکتا ہوں۔ یہ یقین ہے قادر مطلق پر اپنے آپ پر اور اپنے مقدر پر یقین۔

آسٹریلیا بحرہند اور بحرالکاہل کے مابین ایک بڑا جزیرہ ہے جسے براعظم کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا رقبہ ۲۹۷۱۰۸۱ مربع میل اور آبادی ۱۴۵۷۴۴۸۸ نفوس (بمطابق ۱۹۸۱ء) پر مشتمل ہے۔

آصف جاہ ہفتم

نظام حیدر آباد دکن۔ انہوں نے سقوط حیدر آباد دکن سے چھ ماہ پہلے مشتاق احمد خاں کو ایجنٹ جنرل کی حیثیت سے پاکستان میں ان کی تقرری کا خط قائد اعظم کو لکھا تھا اس خط میں انہوں نے قائد اعظم کو رسمی القاب مائی ڈیئر قائد اعظم کے لقب سے خطاب کیا۔ اس تعارفی خط میں انہوں نے حیدر آباد اور پاکستان کے باہمی تعلقات کو اور زیادہ استوار کرنے پر زور دیا تھا۔

وہ ۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے اور ۲۴ فروری ۱۹۶۷ء کو انتقال کیا۔ اردو کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی میں پوری دستگاہ حاصل تھی۔ جامعہ عثمانیہ قائم کی اس کے ساتھ ایک دارالترجمہ کا بھی انتظام کیا۔

۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم ہوئی تو وہ حیدر آباد دکن کو ایک آزاد اور خود مختار مملکت کی حیثیت سے دیکھنا چاہتے تھے لیکن ایسا نہ کر سکے۔

آصف علی

کانگریس کے سرگرم رکن۔ کانگریس کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف ہر اقدام کی حمایت میں پیش پیش رہے۔ جب قائداعظم محمد علی جناح نے یوم نجات منانے کا اعلان کیا تو وہ بھی اس کے مخالفین میں شامل تھے۔

وہ ۱۱ مئی ۱۸۸۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اسٹفنن کالج دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے لئے لنکنزان لنڈن میں داخلہ لیا اور بیرسٹری کی ڈگری لی۔ واپسی پر کانگریس کی رکنیت اختیار کرلی۔ انہوں نے دہلی کے میونسپل کمشنری اور کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے لئے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۴ء میں کانگریس پارلیمانی بورڈ کے سیکرٹری بنے۔ نیشنلٹ مسلم پارٹی کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۴۶ء میں جب ہندوستان میں عبوری کابینہ کا قیام عمل میں آیا تو وہ اس کے رکن مقرر ہوئے۔ ازاں بعد وزیر ریلوے اور مواصلات اور سفیر امریکا کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۳ء اڑیسہ کے گورنر رہے۔

ان کے متعلق یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد جب واپسی پر قاہرہ میں ٹھہرے تو ایک بھکاری کو کچھ رقم دی جب اسے معلوم ہوا کہ وہ ہندوستانی ہیں تو اس نے یہ کہہ کر رقم لوٹادی کہ وہ محکوم ملک کے باشندے سے کچھ نہیں لیتا۔ اس واقعہ نے آصف علی کو سیاسی لیڈر بنا دیا۔ ترک موالات کی تحریک میں حصہ لیا اور قید کاٹی۔ بیماری کے باعث سوئٹزرلینڈ میں علاج کے لئے گئے لیکن وہیں ۱۳ اپریل ۱۹۵۳ء کو انتقال کیا۔ میت درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء میں دفن کی گئی۔

آغا اشرف

مرقع قائداعظم کے مرتب۔ وہ آغا ارشد حسین کے ہاں لاہور میں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے انہوں نے سینئر کیمبرج تک تعلیم مکمل کی۔ ایک عرصہ تک فلمی دنیا سے منسلک رہے قیام پاکستان کے بعد افسانے، ڈرامے، ناول اور ہر قسم کی کتابیں لکھ کر شہرت حاصل کی اور متعدد انعامات لئے۔

اردو اور پنجابی میں لکھتے ہیں۔ تصانیف کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔ تاہم چند کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

افق سے افق تک، کرن کرن اندھیرا، لمحوں کے بھنور، ہمارے غازی ہمارے شہید، لہو لہو مٹی، ایک جنگ ایک المیہ، اسلامی کانفرنس کی کہانی (انعام یافتہ)، اجتماع ملت اسلامیہ، بدلاں دی چھاں، جہاد پاکستان، دل اک دیوا، اسلام اور غلامی وغیرہ۔

آغا تراب

برصغیر کے مشہور پائلٹ۔ وہ اکثر قائداعظم کو اپنے ہوائی جہاز میں لے کر جاتے کیوں کہ وہ قائداعظم کے سچے عقیدت مندوں میں سے تھے۔

آغا حسین ہمدانی

محمد علی جناح قائداعظم اور فاطمہ حیات اور خدمات کے مصنف۔ وہ قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ وثقافت اسلام آباد سے بحیثیت ریسرچ فیلو ۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۷ء تک منسلک رہے۔ ازاں بعد لیکچرار کی حیثیت سے ان کا تقرر گورنمنٹ ڈگری کالج گوجر خاں کے شعبہ تاریخ میں ہوا۔

آغا خاں، سوم

اسماعیلی فرقے کے موروثی پیشوا۔ مسلم لیگ کے بانی رکن اور صدر۔ قیام پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم کا ساتھ دیا اور دامے، درمے اور سخنے حصہ لیا۔

وہ ۲ نومبر ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام سر سلطان محمد تھا۔ ۱۹۰۲ء میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے۔ اسی سال دہلی میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا جو اجلاس منعقد ہوا وہ اس کے صدر تھے۔ وہ ہمیشہ مسلمانان ہند کے معاملات میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔ جو وفد ۱۹۰۶ء میں مسلمانوں کے مطالبات وائسرائے کے سامنے پیش کرنے کے لئے گیا تھا۔ اس میں شرکت کی۔ کل ہند مسلم لیگ کی تاسیس میں ان کا حصہ ہے۔ مسلم یونیورسٹی کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے سرگرم کوششیں کیں۔ (۱۹۱۰ء) اس بنا پر ۱۹۱۱ء میں دہلی میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کی۔ گول میز کانفرنس کے دو اجلاسوں (۱۹۳۰ء۔ ۱۹۳۱ء) میں

برطانیہ اور جمعیت اقوام میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔

بڑے دولت مند تھے گھڑ دوڑ سے خاصی دلچسپی تھی۔ رفاہی کاموں پر روپیہ خرچ کرتے رہے۔ ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو انتقال کیا۔ وصیت کے مطابق اسوان بند (مصر) کے قریب دفن کیا گیا۔

ہزہائی نس آغا خاں نے قائداعظم کی وفات پر کہا:

"قائداعظم کی وفات ایک ایسا اندوہناک صدمہ ہے جو ان کی زندگی میں اس سے قبل کبھی نہیں گزرا۔ میں نے اپنی زندگی میں قائداعظم سے بڑی شخصیت کا انسان نہیں دیکھا"

آغا سید لال، بادشاہ

اکتوبر ۱۹۳۶ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح صوبہ سرحد کے دورے پر پشاور آئے تو ان کی آمد سے قبل جناب آغا سید لال بادشاہ بخاری نے ایک مجلس استقبالیہ بنائی۔ آغا صاحب اس کے صدر اور خان پیر بخش خاں ایڈووکیٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ آغا سید لال بادشاہ کی درخواست پر منڈی بیری مکہ توت محلہ میں قائد نے ان کے مکان پر قیام کیا۔ غالباً ۱۹۸۷ء میں انتقال کیا۔

آغا شاہی

اعلیٰ سرکاری افسر اور وزیر خارجہ پاکستان۔ قائداعظم محمد علی جناح کی ان سے ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ لندن سے واپسی پر ملیر چھاؤنی میں ٹھہرے ہوئے تھے اس وقت جناب آغا شاہی اسسٹنٹ کلکٹر ٹھٹھہ تھے۔ قائد سے ایک گھنٹہ ان کی ملاقات ہوئی۔ اس دوران میں انہوں نے کیبنٹ مشن پلان کے بارے میں قائد سے کہا کہ کیبنٹ مشن پلان کے بعد اب تین سطحوں پر حکومتیں قائم ہوں گی۔ (۱) پروونشل (۲) زونل (۳) فیڈرل۔ اور کہیں دس برس کے بعد ہندوستان کے مسلمان ریفرنڈم کے ذریعے یہ فیصلہ کریں گے کہ انہیں پاکستان چاہئے یا نہیں۔ قائداعظم نے عقابی نظریں ان کے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اب ہماری منزل صرف پاکستان ہے۔ کیبنٹ مشن مرچکا ہے اور یہ دوبارہ کبھی زندہ نہ ہوگا۔ نیز ہندوستان کے مسلمانوں کو ان پر پورا پورا بھروسہ ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ان کا قائد انہیں کبھی مایوس نہیں کرے گا"۔

بحوالہ اردو ڈائجسٹ جون ۱۹۸۱ء

انٹرویو الطاف حسن قریشی۔

وہ ۱۹۲۰ء میں بنگلور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پریذیڈنسی کالج مدراس سے ایم اے اقتصادیات کیا اور یونیورسٹی بھر میں اول آئے۔ پھر الہ آباد یونیورسٹی سے قانون کا امتحان پاس کیا اور آئی سی ایس کرنے کے بعد ۱۹۴۳ء میں انڈین سول سروس میں شمولیت اختیار کرلی۔ قیام پاکستان سے ایک سال قبل وہ ٹھٹھہ میں کلکٹر کے منصب پر فائز تھے۔ جب پاکستان دستور ساز اسمبلی وجود میں آئی تو انہیں ایوب کھوڑو کا دستوری مشیر بنا دیا گیا ۱۹۴۸ء میں سر ظفراللہ خاں کی سربراہی میں جو وفد اقوام متحدہ گیا وہ اس میں شامل تھے۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے دفتر خارجہ سے منسلک ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں واشنگٹن میں بطور قونصلر، ۱۹۶۱ء میں ایڈیشنل فارن سیکرٹری، ۱۹۶۱ء میں ہی رکن کانگو کمیشن ۱۹۷۲ء میں چین میں پاکستان کے سفیر ۱۹۷۷ء میں سیکرٹری جنرل انچیف امور خارجہ، ۱۹۷۸ء میں اقوام متحدہ کے نسلی امتیاز کے خاتمہ کی کمیٹی کے رکن بنے۔ ۱۹۶۰ء میں تمغہ پاکستان اور ۱۹۶۴ء میں ستارہ قائداعظم کا اعزاز ملا۔ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۲ء میں پاکستان کے وزیر خارجہ رہے۔

آغا شوکت علی:۔

تحریک پاکستان کے رہنما اور قائداعظم کے میزبان، قائد جب ۱۹۴۴ء میں کشمیر گئے تو انہیں میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

وہ جنوری ۱۹۲۲ء میں سری نگر میں آغا ظفر علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم پائی پھر ایس پی کالج سے فارغ التحصیل ہو کر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم اے اور صحافت میں ڈپلوما حاصل کیا۔ قائد جب بھی سری نگر جاتے تو وہ ان کے اعزاز میں عشائیہ دیتے۔ ۱۹۴۲ء میں آغا صاحب کشمیر سول سروس میں لے لئے گئے لیکن جب ۱۹۴۴ء میں قائد کشمیر گئے تو انہوں نے آغا صاحب سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب بھی کوئی پڑھا لکھا نوجوان یونیورسٹی سے نکلتا ہے وہ نوکری کی تلاش میں چل نکلتا ہے حالانکہ اسے قوم کی خدمت کرنی چاہئے۔ قائد نے شملہ سے آغا صاحب کو خط بھی لکھا چنانچہ ۱۹۴۵ء میں ملازمت سے

استعفیٰ دے کر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس میں شامل ہو گئے اور پھر اس کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ تحریک پاکستان اور تحریک آزادی کشمیر کے لئے بھی کام کیا۔ اس ضمن میں جیل گئے ۱۹۴۹ء میں قیدیوں کے تبادلہ کے سلسلہ میں رہائی ملی۔

سیاسیات کشمیر سے علیحدگی کے بعد امریکا میں پرنسٹن انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل آفیسر سے منسلک ہو گئے انھی ایام میں ان کی کتاب روسی سنٹرل ایشیا میں جدیدیت شائع ہوئی۔ ان دنوں لاہور میں مقیم ہیں۔

آغا طاہرہ بیگم

آل انڈیا مسلم لیگ کی خواتین سب کمیٹی کی رکن اور سیاسی و سماجی کارکن، قائداعظم محمد علی جناح کی آواز پر حیدر آباد سندھ میں سندھ مسلم ویمنز کانفرنس منعقد کی۔

وہ ۱۵ جون ۱۹۱۸ء کو آغا محمد اسحاق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ہاں کراچی میں پیدا ہوئیں۔ کالج میں زیر تعلیم تھیں کہ ان کی شادی ہو گئی۔ چنانچہ تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور سیاسی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ قائد کی آواز پر آل انڈیا مسلم لیگ کی خواتین سب کمیٹی کی رکن اور ضلعی کمیٹی کی سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ عورتوں کی فلاح و بہبود کو ہمیشہ اپنا مقصد حیات بنایا۔ مارچ ۱۹۴۷ء میں سندھ مسلم ویمنز کانفرنس قائم کی۔ ۱۹۵۱ء میں نیپلز میں خواتین کی بین الاقوامی کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ اس کے بعد لیڈر ایکس چینج پروگرام کے تحت امریکا کا دورہ کیا۔ ۱۹۵۳ء میں سندھ اسمبلی کی رکن بنیں۔ ازاں بعد پاکستان انڈسٹریز فیڈریشن کی ڈائریکٹر مقرر ہوئیں۔

حیدر آباد میں پاک روس دوستی کی انجمن قائم کی۔ ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان کی اسمبلی کی رکن تھیں۔ اقوام متحدہ اور دوسرے بین الاقوامی اداروں میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

کئی کتابیں لکھیں جن میں ہمارا پاکستان اور قائداعظم جناح بڑی مقبول ہوئیں۔ شوہر آغا اعجاز حسین حیدر آباد میں قانون کی پریکٹس بھی کرتے رہے۔

آغا محمد جان

دیکھئے اے ایم جان۔

آفتاب احمد خاں صاحب زادہ

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۱۵ء میں مسلم لیگ کے جس اجلاس میں شرکت کی۔ اس میں صاحب زادہ آفتاب احمد خاں بھی شامل تھے۔

وہ ۴ مئی ۱۸۶۷ء کو کنج پورہ (کرنال) میں پیدا ہوئے۔ کیمبرج یونیورسٹی سے بی اے آنرز کی ڈگری لی اور قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۸۹۴ء میں وکالت شروع کر دی۔ سرسید احمد خاں نے انہیں مدرستہ العلوم کا ٹرسٹی مقرر کیا۔

۱۹۱۷ء میں اسٹیٹ کونسل آف انڈیا کے رکن منتخب ہونے کے بعد لندن کا قصد کیا۔ وہاں سے واپسی پر علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنا دیئے گئے ۱۹۲۴ء میں اسٹیٹ کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں ان پر فالج کا حملہ ہوا جو بالآخر ۱۸ جنوری ۱۹۳۰ء کو جان لیوا ثابت ہوا۔ مدفن علی گڑھ میں ہے۔

آفریدی قبائل

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ء کو خیبر ایجنسی کے آفریدی قبائل کے نام ایک پیغام میں کہا۔

میرا مشورہ مسلمانان پاکستان کو بلکہ تمام مسلمانوں کو جو پاکستان سے باہر ہیں صرف یہ ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی اکثریت میں ہیں بدلے کی کاروائی کرنا یا کسی طرح بھی جذبہ انتقام سے مغلوب ہو کر عمل کرنا انتہائی غیر دانشمندانہ اقدام ہو گا۔ اس قسم کا ہر عمل تعلیمات اسلامی کے خلاف بھی ہے اور ہمارے لئے غیر سود مند بھی اور نہ ہی ایسی کاروائی ان مسلمانوں کی امداد و اعانت کے مقاصد کو نفع پہنچا سکتی ہے جو ہندوستان میں یا اس برعظیم کے کسی حصے میں بھی اقلیتوں کی صورت میں ہیں اور ان کی تعداد کم ہے۔

آقائے رزم

ایران کے وزیراعظم۔ انہوں نے ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء کو قائداعظم کی ۷۵ویں سالگرہ پر انہیں ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

آج ۲۵ دسمبر کو ہمارے پاکستانی بھائی اپنے وطن اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہمارے دوست اور ہمسایہ مملکت پاکستان

کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کے یوم ولادت کی تقریب منا رہے ہیں وہ خوش ہیں کہ اس مرد عظیم کی ہمت اور کوشش سے انہیں آزادی کی نعمت میسر ہوئی۔ آج سے ۷۵ برس قبل یہ عظیم انسان کراچی کے ایک متوسط خاندان میں پیدا ہوا اور اس کے ۷۱ برس بعد یہ شخص اپنے آہنی عزم اور اپنے یقین کی قوت سے دس کروڑ ملت کے لئے ایک آزاد مملکت تخلیق کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کی تخلیق کے لئے اس نے خون کا ایک قطرہ تک نہیں بہنے دیا اور یہ اس زمانے کی بات ہے۔ جب ایک ایک انچ زمین کے لئے خونریزی ہوتی تھی۔ قائداعظم، اتحاد۔ یقین محکم اور تنظیم کے اصول کا مجسمہ تھے۔ انہوں نے ملت پر ان تین صفات کی اہمیت واضح کی۔ وہ ملت کے لئے جذبہ عمل کا سرچشمہ تھے اور ان کی تعلیمات واضح اور محکم اصول پر مبنی تھیں۔ انہوں نے اپنے پیروؤں کو سیاست اور حکومت کے فن کی ایسی تربیت دی کہ ان کی وفات پر پاکستان کو ضعف نہیں پہنچا بلکہ پاکستان زندگی کے ہر شعبہ میں برابر ترقی کر رہا ہے۔ آج کی تقریب سعید پر میں قائداعظم کی ہمشیرہ، پاکستان کی ملت اور حکومت کو سلام و نیاز بھیجتا ہوں مجھے امید ہے کہ قائداعظم کی تعلیمات کی روشنی میں پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن رہے گا اور وہ بین الاقوامی زندگی میں اپنا جائز مقام حاصل کر کے رہے گا۔ آخر میں میں خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ پاکستان اور ایران کی باہمی اخوت اور دوستی ہمیشہ قائم رہے۔

آکاس بیل

لندن میں کرسمس کے موقع پر عیسائی خاندانوں میں رواج تھا کہ اگر کوئی گھر میں لگی ہوئی آکاس بیل کے نیچے چلا جاتا تو ایسی صورت میں بوسہ لینے کی اجازت تھی۔ اتفاق سے اس دن قائداعظم جس گھر میں پے انگ گیسٹ کے طور پر مقیم تھے۔ آکاس بیل کے نیچے کھڑے تھے کہ خاتون خانہ کی لڑکی مس ڈریک آ گئیں۔ مس ڈریک نے قائداعظم کو پکڑ کر رسم پوری کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ ہمارے معاشرے میں ایسا نہیں ہوتا تاہم اس کا یہ فائدہ ہوا کہ قائداعظم کے اس رویئے کی وجہ سے آئندہ سے مس ڈریک کے نخروں سے انہیں نجات مل گئی۔

آکسفورڈ یونیورسٹی

قائداعظم محمد علی جناح جب انگلستان گئے تو انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں بھی تقاریر کیں۔ یہ دو قدیم ترین یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ آغاز بارہویں صدی میں ہوا۔ اقامتی کالجوں کے نظام کا آغاز ۱۲۶۴ء میں ہوا۔ اس سے تقریباً تین درجن کالج منسلک ہیں۔

آکنلیک سر کلاڈ، فیلڈ مارشل

۱۹۴۷ء میں جب کشمیر میں بھارتی افواج کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے گورنر جنرل قائداعظم نے پاک فوج کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی کو حکم دیا کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ وادی جموں و کشمیر میں پیش قدمی کرے تاکہ بھارتی جارحیت کو روکا جا سکے انگریز کمانڈر انچیف نے قائد کا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ہاؤسن اپنی کتاب گریناڈ بوائنڈ میں لکھتے ہیں گورنر موڈی نے گورنر جنرل جناح کا پیغام جنرل گریسی کو دیا لیکن گریسی نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر موڈی نے ٹیلی فون پر جنرل گریسی کو برا بھلا بھی کہا۔ جنرل گریسی کی درخواست پر جنرل آکنلیک لاہور پہنچے اور قائداعظم سے ملے دوران گفتگو تلخ کلامی بھی ہوئی اور آکنلیک نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا کہ اگر آپ نے یہ احکامات واپس نہ لئے تو پاک فوج میں تمام انگریز افسروں کو ملازمتوں سے فوری طور پر واپس بلا لیا جائے گا۔ اس لئے جناح کو مجبوراً اپنے احکامات واپس لینے پڑے۔

مضمون۔ نوائے وقت ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء
از میجر معین باری

آگرہ (اجلاس مسلم لیگ)

آل انڈیا مسلم لیگ کا ساتواں سالانہ اجلاس ۳۰۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء کو محمد ابراہیم رحمت اللہ کی صدارت میں مشن سکول آگرہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں پانچ ہزار افراد نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں قائداعظم نے یہ تجویز پیش کی کہ سیکرٹری آف سٹیٹ کونسل میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی جائیں۔

۱۔ سیکرٹری کی تنخواہ انگریزی گریڈ کے مطابق ہونی چاہئے۔

۲۔ کونسل کے نصف ارکان کو بذریعہ انتخاب مقرر کیا جائے۔
۳۔ نامزد ارکان میں سے نصف ارکان غیر سرکاری ہونے چاہئیں۔
۴۔ بقیہ نصف سرکاری ارکان کا تقرر اس بنا پر کیا جائے کہ وہ ہندوستان میں دس سال تک ملازم رہے ہوں۔
۵۔ ارکان کے عہدے کی مدت پانچ سال سے زیادہ نہ ہو۔
تمام تجاویز کی منظوری متفقہ طور پر عمل میں آئی۔

قائداعظم نے اس اجلاس میں نہ صرف دستوری اور آئینی تقریر کی بلکہ وزیر ہند کے غیر ذمہ دارانہ بیانات کو بھی حرف تنقید بنایا۔

۱۳ دسمبر ۱۹۴۲ء کو قائداعظم کو آگرہ کے مسلمانوں نے ایک استقبالیہ دیا تھا اس موقع پر انجمن تاجران جفت چرم کے صدر منشی خادم علی خاں نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لئے قائداعظم کو پانچ ہزار روپے کی تھیلی پیش کی جس پر قائداعظم نے کہا کہ آگرہ میں ایک مسلم کالج کے قیام کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جارہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر آگرہ کے مسلمانوں نے ہمت اور اوالعزمی سے کام لیا تو کالج ضرور بن کر رہے گا۔ ہم جان کی قربانی نہیں مانگتے بلکہ مال کی قربانی چاہتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جب دوبارہ آگرہ آؤں گا تو جیسے تاج محل کو دیکھتا ہوں ویسے کالج کو بھی دیکھوں گا۔ قائداعظم کے ارشادات کی تکمیل کے لئے ریاض الدین احمد نے کراچی میں جناح کالج کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔

علاوہ ازیں انہوں نے ۱۹۴۶ء میں آگرہ میں جناح ٹیکنیکل اینڈ انڈسٹریل کالج بھی قائم کیا تھا۔

آل انڈیا جمعیتہ العلماء اسلام

۱۹۴۵ء میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی زیر قیادت آل انڈیا جمعیتہ العلماء اسلام کا قیام عمل میں آیا اس میں ہندوستان کے تقریباً ۵۰۰ علماء نے شرکت کی یہ اجلاس کلکتہ کے محمد علی پارک میں ہوا اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناح کی خدمات جلیلہ کے سلسلے میں ایک قرارداد منظور کر لی گئی اس میں کہا گیا تھا کہ

آل انڈیا جمعیتہ العلماء اسلام کا یہ اجلاس قائداعظم محمد علی جناح کی ان خدمات جلیلہ کا پُرزور اعتراف کرتا ہے جو گزشتہ برسوں میں انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے سرانجام دیں۔ ملت اسلامیہ کی تنظیم مدافعت اور اس کے استقلال کے لئے لیگ کے صدر محب محترم جناب محمد علی جناح کی خدمات تاریخی حیثیت حاصل کر چکی ہیں اور یہ اجلاس ملت اسلامیہ اور اس کے علماء و مشائخ کی طرف سے ان کی خدمت میں مخلصانہ شکریہ پیش کرتا ہے اور انہیں اپنی محبت اور ہمدردی اور عملی تائید کا یقین دلاتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر، صحت، ایمان اور عزم میں برکت دے اور انہیں ملت کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

آل انڈیا ریڈیو (آخری تقریر)

قائداعظم محمد علی جناح نے تقسیم برصغیر کے ۳ جون ۱۹۴۷ء کے منصوبے پر آل انڈیا ریڈیو سے اپنی پہلی اور آخری تقریر کی تقریر کے آخر میں انہوں نے پاکستان زندہ باد کے الفاظ استعمال کئے۔

تیز دیکھئے ——— تین جون منصوبہ۔

آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن

اس تنظیم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ۱۹۳۵ء میں اس کا جو اجلاس ہندوستان کے مشہور شہر لکھنؤ میں ہوا اس کی صدارت حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے کی جب کہ اجلاس کا افتتاح پنڈت نہرو نے کیا۔ اس تنظیم کا قیام آل انڈیا کانگریس کے عزائم کی تکمیل کے لئے عمل میں لایا گیا تھا۔ اس کے پہلے اجلاس میں بدیع الدین، واجد بخش قادری، محمد نعمان اور راحت سعید چھتاری نے شرکت کی۔

آل انڈیا فیڈریشن آف دی مسلم چیمبرز آف

کامرس اینڈ انڈسٹری

یہ ادارہ قائداعظم محمد علی جناح کی تحریک پر ۱۹۴۳ء میں قائم کیا گیا۔ اس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان تجارت کے معاملے میں بھی ہندوؤں کے دست نگر نہ رہیں۔

آل انڈیا کانگریس

قائداعظم محمد علی جناح ابتداء میں آل انڈیا کانگریس میں شامل ہوئے اور اپنی عمر عزیز کے تقریباً پچیس برس کانگریس میں رہے۔ اس دوران میں انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے حتی المقدور کوششیں کیں اس سارے عرصے میں ان کا کردار بے داغ رہا گاندھی اور نہرو کے برعکس ان کی کسی انگریز وائسرائے یا اس کی لیڈی سے جذباتی یا ذاتی تعلقات نہ تھے کافی عرصہ تک وہ کانگریس کے صدر کے ذاتی سیکرٹری بھی رہے۔ کانگریس کے اجلاس میں انہیں ایک بڑے رہنما کی حیثیت بھی حاصل تھی مگر جب انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ہندو اور مسلم کبھی ایک نہیں ہوسکتے تو انہوں نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کرلی۔

آل انڈیا مسلم ریلوے ایمپلائز ایسوسی ایشن

ریلوے میں چونکہ ہندو ملازمین کی اکثریت تھی اور وہ اپنی یونین ہونے کی بنا پر اپنے تمام حقوق و مطالبات کو اکثریت کے بل بوتے پر منوا لیتے تھے قائداعظم محمد علی جناح نے ریلوے میں ملازم مسلمانوں کے حقوق و مفادات کے حصول کے لئے اس تنظیم کے قیام کی ہدایت کی چنانچہ یہ تنظیم ۱۹۴۴ء میں عمل میں آئی۔

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے قیام سے پہلے ہندوستانی طلبا کی صرف ایک تنظیم آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن کام کر رہی تھی۔ اگرچہ مسلمان طلباء بھی اس کے رکن تھے تاہم اس کی سرپرستی کانگریس کر رہی تھی مسلم لیگ کے ارکان نے اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی۔ تنظیم کے آئینی ڈھانچے کی تکمیل کے سلسلے میں جنوری ۱۹۳۸ء میں کلکتہ میں پہلا اجلاس بلایا گیا۔ قائد نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی اور تنظیم کے دستور کی تدوین کے سلسلے میں اپنے گراں قدر مشورے بھی دیئے۔

آل انڈیا مسلم لیگ

دیکھئے مسلم لیگ۔

آل انڈیا مسلم لیگ اور قائداعظم کی تقرری

بطور گورنر جنرل

اگست ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی یہ خواہش تھی کہ وہ پاکستان اور ہندوستان کو آزادی ملنے کے بعد دونوں آزاد ممالک کا مشترکہ گورنر جنرل بن جائیں۔ آل انڈیا کانگریس تو رضامند ہوگئی لیکن لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو جب آل انڈیا مسلم لیگ کی منظوری نہ ملی تو ان کے بار بار کے اصرار کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری لیاقت علی خان لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو آگاہ کریں چنانچہ انہوں نے ۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو یہ خط لکھا جس کا متن یہ ہے۔

ڈیر لارڈ ماؤنٹ بیٹن

مسٹر جناح کو آپ کا ۴ جولائی ۱۹۴۷ء کا خط شام کو ساڑھے چھ بجے ملا۔ مجھے اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ آپ کو مطلع کروں کہ آل انڈیا مسلم لیگ جو کہ جانشین اور واحد اتھارٹی ہے ہز مجیسٹی بادشاہ کو یہ مشورہ دیتی ہے کہ وہ پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے مسٹر ایم اے جناح کا نام منظور کرلیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کانگریس آپ کو انڈین ڈومینین کا گورنر جنرل رکھنا چاہتی ہے اور اگر آپ اسے منظور کرلیں گے تو ہمیں خوشی ہوگی اور ہمیں امید ہے کہ دونوں گورنر جنرل آپس میں مل جل کر اور باہمی تعاون کے ساتھ تقسیم کے معاملات منصفانہ طور پر تکمیل کو پہنچائیں گے۔

آپ کا مخلص، لیاقت علی خاں

آل انڈیا مسلم لیگ (ویمن سب کمیٹی)

قائداعظم محمد علی جناح ابتداء ہی سے چاہتے تھے مسلم ہندوستان کی خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان کے سلسلے میں خدمات انجام دیں۔ چنانچہ ۱۹۳۷ء میں جب انہوں نے مسلم لیگ میں نئی روح پھونکی تو اس موقع پر انہوں نے مسلم خواتین کو آزادی کی جدوجہد میں شریک ہونے کی تلقین کی۔ جس کے نتیجے میں ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۳۸ء آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس پٹنہ میں قائداعظم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس

میں خواتین کی ایک سب کمیٹی قائم کی گئی۔ اجلاس میں جو قرار دادیں منظور کی گئی تھیں ان میں کہا گیا تھا۔

یہ بات ضروری ہے کہ خواتین کو ان کی ترقی کے مناسب مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ وہ مسلمانان ہند کی سماجی، اقتصادی اور سیاسی تحریک آزادی کی جدوجہد میں شریک ہو سکیں۔ چنانچہ یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ویمن سب کمیٹی قائم کی جائے جس کے اراکین حسب ذیل ہوں گے اور حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر انہیں مزید رکن اپنے ساتھ شامل کرنے کا اختیار ہو گا۔

۱۔ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے تحت صوبائی اور ضلعی ویمن سب کمیٹیوں کا قیام۔

۲۔ بھاری مقدار میں خواتین کو مسلم لیگ کارکن بنانا۔

۳۔ تمام ہندوستان کی مسلم خواتین میں زیادہ سے زیادہ سیاسی شعور پیدا کرنے کے لئے زبردست پروپیگنڈا کرنا۔

۴۔ مسلم معاشرے کی بہبود کے لئے ان کی تمام معاملات میں رہنمائی کرنا اور انہیں مشورے دینا جن کا ان سے بخوبی تعلق ہو۔

مسلم لیگ کی پہلی سب کمیٹی میں جن خواتین نے شمولیت اختیار کی صوبہ وار ان کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ صوبہ پنجاب بیگم شاہنواز، مسز رشیدہ لطیف، لیڈی جمال خاں، لیڈی عبدالقادر، بیگم وقار النساء نون، بیگم سلمیٰ تصدق حسین۔

۲۔ بمبئی: مس فاطمہ جناح، مسز فیض طیب جی

۳۔ بنگال، بیگم شہاب الدین۔ مسز ایم اصفہانی

۴۔ یوپی، بیگم حبیب اللہ، بیگم اعزاز رسول، بیگم وسیم، بیگم محمد علی، بیگم نواب اسماعیل خاں، مس راحیلہ خاتون۔

۵۔ سی پی: مس نادر جہاں آف سیونی، بیگم نواب صدیق خاں

۶۔ بہار: لیڈی امام۔ بیگم اختر۔

۷۔ آسام: مسز عطاالرحمٰن، مسز جے خاں۔

۸۔ سندھ: مسز طیب جی، لیڈی ہدایت اللہ، بیگم شعبان اور لیڈی ہارون۔

۹۔ سرحد: بیگم حاجی سعد اللہ خاں، مسز خواجہ اللہ بخش۔

۱۰۔ دہلی: مسز حسین ملک، مسز نجم الحسن، بیگم رحمٰن۔

۱۱۔ مدراس: مسز عائشہ مکہ مورو حاجی، مسز قریشی۔

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی (پہلا اجلاس)

ورکنگ کمیٹی کا پہلا اجلاس ۴ جون ۱۹۳۸ء کو منعقد ہوا۔ مسلم لیگ کے لئے آئین کے تحت ورکنگ کمیٹی ان ارکان پر مشتمل تھی۔

۱۔ مسٹر جناح۔ صدر آل انڈیا مسلم لیگ۔
۲۔ نوابزادہ لیاقت علی خاں۔ سیکرٹری مسلم لیگ۔
۳۔ حاجی سر عبداللہ ہارون (سندھ)
۴۔ مولانا شوکت علی (یوپی)
۵۔ عبدالمجید سندھی (سندھ)
۶۔ سید عبدالرؤف شاہ (سی پی)
۷۔ ملک برکت علی (پنجاب)
۸۔ سر کریم بھائی ابراہیم (بمبئی)
۹۔ سردار اورنگ زیب (سرحد)
۱۰۔ کے بی سعد اللہ (سرحد)
۱۱۔ سر سکندر حیات خاں (پنجاب)
۱۲۔ نواب محمد اسماعیل خاں (یوپی)
۱۳۔ راجا امیر احمد خاں (یوپی)
۱۴۔ چودھری خلیق الزماں (یوپی)
۱۵۔ حاجی عبدالستار سیٹھ (مدراس)
۱۶۔ عبدالمتین چودھری (آسام)
۱۷۔ سر اے ایم کے دہلوی (بمبئی)
۱۸۔ مسٹر فضل الحق (بنگال)
۱۹۔ عبدالرحمٰن صدیقی (بنگال)
۲۰۔ ناظم الدین (بنگال)
۲۱۔ سید عبدالعزیز (بہار)
۲۲۔ محمد عاشق وارثی (بہار)

ان ۲۲ ارکان کو قائداعظم نے نامزد کیا تھا گاہے گاہے کسی کی موت یا ریٹائرمنٹ پر جو نئے رکن نامزد کئے گئے ان کے نام یہ ہیں۔

۲۳۔ قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان)
۲۴۔ محمد حسن اصفہانی (کلکتہ)
۲۵۔ سر سعد اللہ (آسام)
۲۶۔ نواب افتخار حسین ممدوٹ (پنجاب)

۲۷۔ چودھری کرامت علی (پنجاب)
۲۸۔ میاں بشیر احمد (پنجاب)
۲۹۔ بیگم محمد علی (یوپی)
۳۰۔ مسٹر حسین امام (بہار)
۳۱۔ جی ایم سید (سندھ)
۳۲۔ مسٹر آئی آئی چندریگر (بمبئی)
۳۳۔ سردار عبدالرب نشتر
۳۴۔ مولانا اکرم خاں (بنگال)
۳۵۔ لطیف الرحمن (بہار)
۳۶۔ مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ (سندھ)
۳۷۔ مسٹر ایوب کھوڑو (سندھ)
۳۸۔ مسٹر ایم ہاشم گزدر (سندھ)
۳۹۔ خان بخت جمال۔

آل انڈیا مسلم نیوز پیپرز ایڈیٹرز کانفرنس

چونکہ اس وقت تک مسلم لیگ کی سرگرمیوں کی مکمل روئیداد بھیجنے کے لئے مسلمانوں کا کوئی اپنا ادارہ نہ تھا اس لئے قائداعظم نے آل انڈیا مسلم نیوز پیپرز ایڈیٹرز کانفرنس کے قیام کی ہدایت کی۔ اس ادارے کا قیام ۱۹۴۷ء میں عمل میں آیا۔

آل انڈیا مسلم ویمنز سب کمیٹی

قائداعظم اس وقت سے خواتین میں بیداری کا جذبہ پیدا کرنے کے حامی تھے جب کہ وہ لندن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے انہوں نے وہاں عورتوں کو ووٹ کا حق دینے کی زبر دست حمایت کی اور کئی برسوں کے بعد جب وہ نو منظم مسلم لیگ کے صدر ہوئے تو انہوں نے آل انڈیا مسلم ویمنز سب کمیٹی کے قیام کی قرارداد پیش کی۔ قائداعظم کے اس اقدام سے خواتین نے پردہ میں رہ کر اور پردے سے باہر آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاسوں میں شرکت کی اور مسلم ویمن اسٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی جس کے اجلاسوں میں طالبات شریک ہوتی تھیں۔

آل پارٹیز کانفرنس (احمد آباد)

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں ملک کے تمام مکاتب فکر اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل افراد نے صوبائی کانفرنس (صوبہ بمبئی) کے سولہویں اجلاس منعقدہ احمد آباد میں شرکت کی چونکہ اس میں تمام مکاتب فکر نے حصہ لیا تھا اس لئے اسے آل پارٹیز کانفرنس کا نام دیا گیا۔ یہ کانفرنس قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بری اور بحری افواج کے کارڈ کو مکمل طور پر ہندوستانی بنایا جائے۔ جداگانہ طریق انتخاب کے بارے میں فرمایا کہ ایسا ضرورت کے تحت کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو کونسلوں کے ایوانوں میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں نمائندگی دی جانی چاہئے۔

انہوں نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میرا عقیدہ ہے کہ تمام باشعور انسان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہماری حقیقی ترقی کا راز برادر اقوام کی خیر خواہی، نیک سگالی، ہم آہنگی اور باہمی تعاون کے جذبے میں پوشیدہ ہے ان کا اتحاد ہی ان کی ترقی کا نقطہ ماسکہ ہے اور یاد رکھیں کہ یہ معاملہ ایسا ہے جو ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔

آل پارٹیز کانفرنس (کلکتہ)

سائمن کمیشن کو متفقہ آئینی فارمولا پیش کرنے کے لئے ۱۹ فروری ۱۹۲۸ء کو پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی گئی اس میں یہ طے پایا کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ متفقہ آئین تیار کیا جاسکے۔ اس کمیٹی نے جلد ہی رپورٹ مرتب کر لی۔ اس کمیٹی نے جو سفارشات پیش کیں انہیں نہرو رپورٹ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

کمیٹی نے مسلمانوں کی ان تجاویز کو جسے کانگریس کی مجلس عاملہ نے بھی تسلیم کر لیا تھا یکسر نظر انداز کر دیا تھا اور ہندو مہاسبھا کے ڈر سے مسلمانوں کے بنیادی مطالبات کو بھی رد کر دیا۔ یہ رپورٹ قائداعظم کی عدم موجودگی میں مرتب کی گئی۔ قائداعظم ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو وطن واپس آئے تو انہوں نے مسلمانوں سے متحد ہونے کی اپیل کی۔ نیز نہرو رپورٹ پر رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے ۲۲ دسمبر ۱۹۲۸ء کو کلکتہ میں آل پارٹیز نیشنل کنونشن منعقد ہوا۔ قائداعظم نے تین ترامیم پیش کیں۔

۱۔ مسلمانوں کو مرکز میں ایک تہائی نمائندگی دی جائے

۲۔ پنجاب اور بنگال کے صوبوں میں مسلمانوں کو نمائندگی کم از کم دس سال کے لئے آبادی کے تناسب پر ہو۔ اور اس مدت کے بعد اس میں ردو بدل کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ فاضل قوت مرکز کی بجائے صوبائی حکومتوں کو دی جائے۔

ان تمام تجاویز کو مسترد کر دیا گیا۔ چنانچہ قائد اعظم نے چودہ نکات پیش کئے۔

آل پاکستان اسپنسرز ایسوسی ایشن

۱۹۴۸ء کے اوائل میں قائد اعظم محمد علی جناح کے مشورے سے جمشید سروانجی مہتا نے آل انڈیا اسپنسرز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جس کے پہلے صدر خود قائد اعظم محمد علی جناح تھے اور جنرل سیکرٹری جمشید سروانجی مہتا تھے اس کا سرمایہ ایک کروڑ روپے رکھا گیا تھا۔

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ قائد اعظم محمد علی جناح اور جمشید سروانجی کے انتقال کے بعد اس ادارے کا کیا حشر ہوا۔

وہ کراچی میں ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ یہیں پڑھے اور بڑے ہوئے اور کاروبار سنبھالا۔ کراچی میونسپل کارپوریشن کے سابق صدر حاتم علوی نے انہیں جدید کراچی کے بانی کا لقب دیا تھا۔ وہ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۳ء تک کراچی بلدیہ کے منتخب صدر رہے اور ۱۹۳۳ء میں کراچی میونسپل کارپوریشن کا پہلا میئر چنا گیا۔ اگرچہ وہ پارسی تھے لیکن انہوں نے انسانیت کے لئے بہت کام کیا۔

بحوالہ جمشید سرونجی مہتا از مظہر یوسف

روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ اگست ۱۹۷۷ء

وہ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ممبر، چیمبر آف کامرس کے صدر اور بائی نیشنل سندھ کالج کے معتمد، خازن ڈی جے کالج، بی وی ایس پارسی اسکول۔ صوبہ سندھ کے چیف اسکاؤٹ تھے۔ ۱۹۲۸ء میں بمبئی سے سندھ کی علیحدگی پر ایک مدلل اور مبسوط پمفلٹ لکھا۔

انہیں بمبئی میں نائٹ ہڈ کا اعزاز بھی پیش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔

آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس

یہ کانفرنس ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں منعقد ہوئی اس موقع پر قائد نے اپنے پیغام میں کہا۔

”اگر ہمیں حقیقی تیز رفتار اور نتیجہ خیز ترقی کرنی ہے تو ہمیں تعلیم کے مسئلے پر خصوصی توجہ دینی چاہئے اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر چلانا ہے جو ہمارے لوگوں کے مزاج کے مطابق ہو۔ جو ہماری ثقافت اور تاریخ سے ہم آہنگ ہو جو دنیا بھر میں ہونے والی وسیع ترقیوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ہو۔

آل پاکستان بوائے سکاوٹ کانفرنس

یہ کانفرنس ۱۱ دسمبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں منعقد ہوئی اس میں بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح سے درخواست کی گئی کہ وہ پاکستان کا چیف سکاؤٹ کا عہدہ سنبھال لیں جسے انہوں نے منظور کر لیا۔

آل پاکستان قائد اعظم فٹ بال ٹورنامنٹ

۲ فروری ۱۹۷۰ء کو ڈویژنل فٹ بال ایسوسی ایشن کوئٹہ کے اجلاس میں جس کی صدارت وائس چیئرمین خان صالح محمد خاں مندوخیل نے کی۔ ایک قرارداد کے ذریعے سینٹ جان فٹ بال ٹورنامنٹ کا نام آل پاکستان قائد اعظم فٹ بال ٹورنامنٹ رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر ایسوسی ایشن کے سیکرٹری خیر محمد نے بتایا کہ قائد اعظم ۱۹۴۵ء میں دہلی میں کھیلے جانے والے اس میچ میں مہمان خصوصی تھے جو ہزارہ الیون اور دہلی مسلم لیگ کے مابین ہوا۔ جسے دہلی مسلم لیگ نے جیت لیا۔ میچ کے دوران ہزارہ الیون کا ایک کھلاڑی احمد علی پھلو کا پیر زخمی ہو گیا۔ میچ کے اختتام پر جب یہ کھلاڑی انعام لینے کے لئے سٹیج پر گیا تو اس وقت اس کے پیر سے خون بہہ رہا تھا۔ قائد نے اس موقع پر دہلی مسلم لیگ کے سیکرٹری کو توجہ دلائی اور کہا کہ یہ کھلاڑی بہت دور سے اور پاکستان سے آیا ہے (حالانکہ اس وقت پاکستان نہ بنا تھا) اس زخم کی طرف توجہ دو کیونکہ پاکستان کے جوانوں کا خون بہت قیمتی ہے اسے یوں ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

آل پاکستان مسلم لیگ

پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو قائداعظم کے پاس تین عہدے تھے یعنی گورنر جنرل، صدر مجلس آئین ساز اور صدر کل ہند مسلم لیگ چنانچہ انہوں نے پاکستان اور ہندوستان کی مسلم لیگوں کے الگ الگ قیام کے لئے کل ہند مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری اور پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خاں کو ہدایت کی کہ وہ کل ہند مسلم لیگ کی کونسل کا کراچی میں اجلاس طلب کریں چنانچہ نومبر ۱۹۴۷ کو کل ہند مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس طلب کرنے کے لئے سرکلر جاری کیا جنانچہ ۱۵ دسمبر کونسل کے اجلاس کے روبرو آل انڈیا مسلم لیگ کو ختم کر کے پاکستان اور ہندوستان کی دو الگ الگ مسلم لیگیں قائم کی گئیں اس طرح آل پاکستان مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا اور چودھری خلیق الزماں اس کے چیف آرگنائزر مقرر ہوئے۔

آل پاکستان مسلم یوتھ

قائداعظم محمد علی جناح نے یہ تنظیم فروری ۱۹۴۸ء میں نوجوانوں کو منظم کرنے کے لئے قائم کی۔ محترمہ فاطمہ جناح اس کی پہلی صدر اور جواد بیگ کے بڑے بھائی جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے اور جواد بیگ اس کے رکن۔ قائداعظم کے انتقال کے بعد فاطمہ جناح نے یوتھ لیگ کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا پھر یوتھ بھی ختم ہو گئی۔

آل پنجاب اردو کانفرنس

۱۳ فروری ۱۹۴۱ء کو دوسری کل پنجاب اردو کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا تو قائداعظم نے اس کے لئے مندرجہ ذیل پیغام دیا۔

"اردو ہماری قومی زبان ہے ہمیں اس کو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ آلودگیوں سے پاک اور مخالفین کے جارحانہ اور معاندانہ عزائم سے بچائے رکھنے کے لئے اپنی پوری توانائی اور زور لگا دینا چاہئے۔"

آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس

۱۹۳۱ء میں جب ڈوگرہ حکومت نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی تو مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیل گیا۔ سری نگر سنٹرل جیل کے سامنے پولیس نے بے شمار کشمیریوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ چودھری غلام عباس اور شیخ عبداللہ نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لئے ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ چودھری غلام عباس اس کے سیکرٹری جنرل بنے۔ ۹ فروری ۱۹۴۲ء کو اس جماعت نے مطالبۂ پاکستان کی بھرپور حمایت کی اور کہا کہ جموں و کشمیر کے ۳۵ لاکھ مسلمان جموں اور کشمیر کو پاکستان کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ چودھری غلام عباس کی دعوت پر قائداعظم محمد علی جناح کشمیر گئے تو مسلم کانفرنس نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا قائداعظم نے اس موقع پر ایک جلسہ سے بھی خطاب فرمایا۔

آل رضا لکھنوی، سید

انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔

تو اپنا محسن اعظم ہے قائد اعظم
تیرا خیال، تیرا پاس غم کبھی نہ مٹے
خدا سے لے کے دیا تو نے ہم کو پاکستان
یہ وہ کرم ہے کہ یاد کرم کبھی نہ مٹے
کچھ کے کچھ تو یہ نعمت عطا ہوئی ہم کو
یہ فکر معتبر و تازہ دم کبھی نہ مٹے
اس اقتدار پر فائز کیا، ہمیں تو نے
کہ نبھ سکے تو یہ اپنا بھرم کبھی نہ مٹے
تری طرح جو سمجھ لیں مزاج خود داری
خودی کا پاس خدا کی قسم کبھی نہ مٹے
ہوائیں خاک اڑاتی ہیں اور اڑ جائیں گی
خدا کرے تیرا نقش قدم کبھی نہ مٹے

آمد کراچی (قیام پاکستان پر)

قائداعظم محمد علی جناح دہلی میں مقیم تھے کہ قیام پاکستان کا اعلان ہو گیا وہ آزادی کی تقریبات سے ایک ہفتہ قبل یعنی ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ وائسرائے ہند

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے خصوصی طیارے میں نئی دہلی سے کراچی تشریف لائے۔ نئی دہلی سے روانگی پر قائد کو مسلمانوں نے بڑے پرجوش انداز میں الوداع کیا۔ قائد نے اس موقع پر کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ دہلی کے اس تاریخی شہر میں سب امن سے رہیں گے ماضی کو دفن کر دینا چاہئے اور ہمیں ہندوستان اور پاکستان میں دو آزاد ریاستوں کی طرح از سرنو کام شروع کرنا چاہئے۔

۷ اگست کو حکومت نے کراچی میں عام تعطیل کا اعلان کیا تھا۔ شام کو جب قائد اعظم کا خصوصی طیارہ سرور ایئر پورٹ (ماری پور) پر پہنچا تو ہوائی اڈے پر سب سے پہلے خاں لیاقت علی خاں نے قائداعظم کا استقبال کیا۔ بعدازاں ہزاروں افراد نے قائد کو خوش آمدید کہا۔ قائداعظم نے سندھ کے وزیروں اور افسروں سے مصافحہ کیا اور پھر یہ قافلہ گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔

آمریت

قائداعظم محمد علی جناح کو بعض حلقوں کی جانب سے آمر کہا جاتا ہے یہ قائد اعظم کی ذات پر صریحاً الزام تراشی کے مترادف ہے۔ کانگریس کی جانب سے انہیں مسلم لیگ کا ہٹلر بھی کہا گیا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ قائداعظم دوسروں پر اپنے خیالات ٹھونسنا نہیں چاہتے تھے اس کے برعکس وہ کامل سکون اور اطمینان سے مخالف فریق کے دلائل سنتے اور ان کا مناسب جواب بھی دیتے اگر انہیں کسی طرح آمر قرار دے بھی دیا جائے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ دس کروڑ مسلمان انہیں ایسا دیکھنا چاہتے تھے۔

آنریبل جناح

برطانوی پارلیمانی روایت کے مطابق جب کوئی شخص امپیریل لیجسلیٹو اسمبلی کا رکن بنتا اور اپنے اس عہدہ کا حلف اٹھالیتا تو اسی دن سے اس کے نام کے پہلے آنریبل کا لاحقہ سرکاری طور پر شامل کر دیا جاتا۔ اس کا رواج اسمبلیوں اور سرکاری تقریبات تک محدود رہا قائداعظم کے نام کے ساتھ لفظ آنریبل کا اضافہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۰ء کو کیا گیا۔

آنکھوں کا پہلا معائنہ

۱۹۳۶ء میں جب حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کو آنکھوں کی شدید تکلیف لاحق ہوئی تو انہوں نے دہلی کی مشہور عینک ساز فرم لارنس اینڈ میو کمپنی سے آنکھوں کا پہلا معائنہ ۱۷ جون ۱۹۳۶ء کو کرایا۔

آنند بازار پتریکا

اس اخبار کے ایڈیٹر مسٹر ستیند رناتھ موجمدار تھے اور یہ اخبار مسلم لیگ کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ کرتا تھا ایڈیٹر موصوف تنگیل کے رہنے والے تھے۔ ایک دن ایڈیٹر موصوف نے سید ابو سعید چودھری وائس چانسلر ڈھاکا یونیورسٹی اور صدر بنگلہ دیش سے کہا تھا کہ

"کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے جناح اس قدر خوددار اور با اصول ہیں کہ اگر ہم اسے ہندوستان کا تخت شاہی بھی دے دیں تب بھی وہ مطالبۂ پاکستان سے دست بردار نہیں ہوں گے۔"

آنند بھون

الٰہ آباد کا وہ مقام جہاں سے پنڈت جواہر لال نہرو نے یکم دسمبر ۱۹۳۹ء کو اور ۹ دسمبر ۱۹۳۹ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں خطوط تحریر کئے۔

آواز دوست

یہ کتاب جناب مختار مسعود نے تصنیف کی اور اسے فیروز سنز لاہور نے جنوری ۱۹۷۳ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا۔ مصنف نے کتاب کو پرکاہ اور پارہ سنگ کے نام سے منسوب کیا۔ وہ اپنی اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۳۰ پر لکھتے ہیں۔

میں نے قائداعظم کو پہلی بار ۱۹۳۸ء میں دیکھا تھا۔ علی گڑھ کے چھوٹے سے ریلوے سٹیشن پر ایک چھوٹا سا ہجوم جمع تھا ریل آئی تو اس ہجوم میں ذرا سی ہلچل ہوئی پہلے درجے کے ڈبے سے جو شخص نکلا وہ کسی تکلف یا توقف کے بغیر سید ہالوگوں کے دلوں میں اتر گیا۔ روشن بیضوی چہرہ، چمکدار آنکھیں اور گونج دار آواز، کم گو اور کم آمیز، خاموشی میں باوقار اور گفتگو میں بارعب

استادگی میں اتنے سیدھے کے اپنی بلند قامت سے بلند تر اور اپنی پختہ عمر سے کم تر لگتے تھے۔ اس کے بعد وہ سال میں دو بار علی گڑھ آتے رہے۔

وہ حبیب منزل میں ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ میرس روڈ پر نواب صدر یار جنگ کی کوٹھی تھی۔ ان دنوں کے معیار سے یہ ایک چھوٹا سا محل تھا اس محل کو سر مزمل اللہ خاں مزمل پیلس نواب چھتاری کی سعید منزل اور دوسرے روساء کی کوٹھیوں پر فوقیت حاصل تھی چند ماہ بعد قائد پھر علی گڑھ آئے اور جلسہ عام سے خطاب کیا جلسے کے خاتمے پر میں نے البم قائداعظم کے سامنے کر دی۔ وہ ابھی دوسری البم پر دستخط کر رہے تھے۔ ایک رعب دار آواز آئی (Wait) تھوڑی دیر بعد خود ہی میرے ہاتھ سے آٹو گراف البم لی اور دستخط کر دیئے۔ یہ ۲ اپریل ۱۹۳۹ء کی بات ہے۔

ایک بار جب قائداعظم پھر علی گڑھ آئے تو میں نے علامہ اقبال کی یہ نظم پڑھی۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں

اسی بند میں اقبال کا وہ مصرع بھی شامل ہے جسے جوہری توانائی کے بارے میں شاعرانہ دریافت کی سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مصرعہ یہ ہے۔

لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

آوان سان

برما کے سابق وزیر اعظم۔ وہ قائداعظم سے بڑے متاثر تھے انہوں نے قائد کے بارے میں یہ کہا کہ

مجھے قائداعظم محمد علی جناح سے مل کر بے انتہا مسرت ہوئی۔ قائداعظم نے برما کی آزادی میں بے پناہ دلچسپی کا اظہار کیا۔ وہ دل سے چاہتے ہیں کہ برمی عوام اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ میں نے آج تک جن لوگوں سے ملاقات کی ہے ان سب میں سے مسٹر محمد علی جناح نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔

ائر سر سی پی رام سوامی

ٹراونکور کے دیوان۔ اس ریاست نے ۱۱ جون ۱۹۴۷ء کو اعلان کیا کہ اسے آزاد ریاست تصور کیا جائے۔ پاکستان کی طرف سے اس کی آزادی کی حمایت کی گئی۔ اس ضمن میں آئر سر سی پی رام سوامی نے ۱۸ جون ۱۹۴۷ء کو قائداعظم کو تار دیا اس تار میں کہا گیا تھا کہ

آپ نے اخبارات میں جو غیر مبہم اور پر جوش بیانات دیئے ہیں میری طرف سے شکریہ قبول کیجئے میں نے تحریک پاکستان اور تقسیم بھارت کی شدومد سے مخالفت کی تھی۔

آپ نے اپنی قرارداد کے ذریعے یہ اہم مقصد حاصل کر لیا ہے اور اسے ایک اٹل حقیقت بنا دیا ہے میں آپ سے آپ کی رہنمائی میں قائم ہونے والی مملکت کا بقیہ ہند سے تعاون کا امیدوار ہوں۔

مشترکہ اور متعلقہ تجارت کو حل کرنے کے لیئے دونوں مملکتوں سے سفارتی روابط کی امید رکھتا ہوں۔

۲۰ جون ۱۹۴۷ء کو نئی دہلی سے قائداعظم نے آئر سر سی پی رام سوامی کو یہ تار بھیجا۔

" آپ کی تار جس میں آپ نے نیک خواہشات کا اظہار کیا تھا کا بہت شکریہ۔ "

" پاکستان کو آپ کے ساتھ روابط قائم کر کے بڑی خوشی ہوگی اور ٹراونکور ریاست سے سفارتی تعلقات کے قیام کو تیار ہے میں ٹراونکور کی خوشحالی اور بہبود کے لئے اپنی خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔ "

آئر لینڈ

۱۹۲۸ء میں قائداعظم محمد علی جناح لندن کے سفر پر گئے تو جب جہاز ساؤتھمپٹن کی بندرگاہ پر پہنچا تو قائداعظم محمد علی جناح آئرلینڈ تشریف لے گئے اتفاق سے دیوان چمن لال بھی قائداعظم کے ہمراہ تھے لیکن وہ پیرس چلے گئے انہیں وہاں جا کر اس بات کا علم ہوا کہ مسز جناح بیمار ہیں چنانچہ انہوں نے پیرس سے بذریعہ تار قائداعظم کو ان کی مسز کی بیماری کے بارے میں مطلع کیا چنانچہ قائداعظم آئرلینڈ سے پیرس روانہ ہو گئے۔

آئس برگ (ICEBURG)

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائداعظم محمد علی جناح کی تحمل مزاجی، بردباری کی بنا پر انہیں آئس برگ کا خطاب دیا تھا۔

آئیل پینٹنگز

برصغیر ہندو پاکستان کے بیشتر آرٹسٹ قائداعظم کے مداح تھے چنانچہ انہوں نے قائداعظم کی متعدد تصاویر بنائیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

قائداعظم کی ایک آئیل پینٹنگ دہلی کے آرٹسٹ قیصر شفیق نے بنائی دوسری آئیل پینٹنگ آرٹسٹ جے ہار ملٹے کی ہے۔ یہ پینٹنگ انہوں نے ۱۹۴۸ء میں بنائی۔

آئندہ نسل

قائداعظم آئندہ نسل سے بڑی توقعات وابستہ رکھتے تھے اسی لئے انہوں نے آئندہ نسل کے بارے میں فرمایا۔ آپ کے پاس اس سے بھی بڑی کامیابی کی کنجی ہے وہ کنجی ہے آپ کی آئندہ نسل اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کیجئے کہ وہ پاکستان کے قابل فخر شہری اور موزوں سپاہی بن سکیں۔ آپ نے پاکستان کے لئے بہت سی قربانیاں دی ہیں۔ اس پاکستان کے لئے جسے اب ساری دنیا مسلمہ حقیقت تسلیم کر چکی ہے۔ بس ایک قدم اور آگے بڑھانا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب ساری دنیا کی قومیں پاکستان کی تعریف و توصیف کریں گی۔

انشاء اللہ

آئین

پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے بارے میں قائداعظم کا ذہن بڑا صاف تھا۔ انہوں نے اپنی متعدد تقاریر میں اس کا اظہار کیا ہے یہاں صرف چند واقعات کا ہی ذکر کیا جا رہا ہے۔

جولائی ۱۹۴۷ء میں قائداعظم دہلی میں اپنی رہائش گاہ پر تشریف فرما تھے علامہ شبیر احمد عثمانی اپنے چند رفقاء سمیت قائد سے ملاقات کے لئے تشریف لائے اور گفتگو کا آغاز یوں ہوا۔

علامہ عثمانی: قائداعظم آپ کو قیام پاکستان مبارک ہو۔

قائداعظم: مبارکباد کے مستحق تو آپ لوگ ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔

علامہ عثمانی: اب جبکہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان بن رہا ہے آپ یہ فرمائیں کہ پاکستان میں آئین کون سا ہو گا۔

قائد نے بلاجھجک دوٹوک انداز میں کہا۔

پاکستان میں قرآنی آئین ہو گا۔ میں نے قرآن پاک ترجمے سمیت پڑھا ہے اور میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ قرآنی آئین سے بڑھ کر کوئی آئین نہیں ہو سکتا۔

انہوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

میں نے مسلمانوں کا ایک سپاہی بن کر پاکستان کی جنگ جیتی ہے میں قرآنی آئین کا ماہر نہیں ماہر آپ اور آپ جیسے علماء ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ دوسرے علماء کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے نئے ملک پاکستان کے لئے قرآنی آئین کا مسودہ تیار کریں۔

فروری ۱۹۴۸ء میں امریکا کے باشندوں کے نام ایک نشری پیغام میں فرمایا۔

"پاکستان کا دستور ابھی پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے بنانا ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ اس دستور کی حتمی شکل کیا ہو گی لیکن مجھے اتنا یقین ضرور ہے کہ یہ دستور جمہوری نوعیت کا ہو گا جس میں اسلام کے تمام بنیادی اصول شامل ہوں گے کیوں کہ یہ اصول آج بھی اتنے ہی قابل عمل ہیں جتنے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے تھے یہ اسلام اور اس کے تصورات ہیں جنہوں نے ہمیں جمہوریت کا سبق سکھایا ہے اس نے ہمیں سکھایا ہے کہ تمام انسان برابر ہوتے ہیں اور ہر انسان کے ساتھ حق و انصاف کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

آئینی ترمیم

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۸ جولائی ۱۹۴۸ء کو ایک نیا حکم جاری کیا جس کے تحت پاکستان کے عارضی آئین کی دفعہ ۹۲ کے بعد دفعہ ۹۲ الف کا اضافہ کیا گیا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی وقت گورنر جنرل پاکستان کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ ایسی ہنگامی صورتحال پیدا ہو گئی ہے جو پاکستان یا اس کے کسی حصہ کے تحفظ کے لئے خطرہ بن سکتی ہے یا صوبائی حکومت ایکٹ کے تحت نظم و نسق نہ چلا سکتی ہو تو اسے توڑ سکتا ہے۔

ا

ابراہیم رحمت اللہ

برطانیہ میں پاکستان کے پہلے سفیر۔ انہیں ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی شام کو قائداعظم نے گورنر ہاؤس کراچی میں طلب فرمایا اور حکم دیا کہ وہ لنڈن (برطانیہ) جاکر پاکستانی سفارتخانے کا چارج لیں۔ انہوں نے قائداعظم سے درخواست کی کہ وہ اپنے ساتھ پاکستانی پرچم بھی لے جانا چاہتے ہیں چنانچہ اسی دن دستور ساز اسمبلی کا خصوصی اجلاس طلب کیا گیا جس میں پاکستانی پرچم کا خاکہ جسے قائداعظم نے تیار کیا تھا منظور کر لیا گیا یہ منظور شدہ پرچم اخبارات کو ۱۲ اگست کو مہیا کیا گیا اور یہ ۱۳ تاریخ کو اخبارات میں طبع ہوا۔

وہ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے بمبئی میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن رہے بمبئی کی بندرگاہ کے ٹرسٹی کے فرائض بھی انجام دیئے۔ (۱۹۲۱ء ۱۹۳۰ء) جج انکوائری کمیٹی کے رکن بھی مقرر ہوئے (۱۹۲۹ء)

قیام پاکستان کے بعد انہیں برطانیہ میں پاکستان کا پہلا سفیر مقرر کیا گیا۔

ابن حسن جارچوی

وہ قائداعظم کے بڑے معتقد تھے اور انہیں پاکستان سے بھی دلی لگاؤ تھا بمبئی میں قائداعظم کے الیکشن میں دیگر رہنماؤں کے ہمراہ انہوں نے مسلسل کئی کئی گھنٹے معرکتہ الآراء تقاریر کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قائداعظم نے اپنے حریف حسین بھائی لالجی جو خوجہ برادری کے متفقہ امیدوار تھے کو بھاری اکثریت سے شکست دی۔

وہ ۱۹۰۵ء میں بلند شہر یوپی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری لی۔ بعدازاں بی ٹی کا امتحان علی گڑھ سے پاس کیا۔ ۱۹۲۳ء میں اسکندر لیگ منعقدہ کانفرنس میں شرکت کی۔ اس کی صدارت مرزا قلیچ بیگ نے کی استاد جامعہ ملیہ (۱۹۳۱ـ۱۹۳۷ء) ۱۹۳۸ء میں راجا صاحب محمود آباد کو دینی تعلیم دینے کا فریضہ سونپا گیا۔ بعدازاں وہ شیعہ ڈگری کالج لکھنؤ کے پرنسپل رہے۔ مسلم لیگ میں شمولیت (۱۹۳۵ـ ۱۹۴۵ء) میں کرپس مشن کے سامنے پیش ہوئے تاکہ برصغیر میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کے نظریئے کی وضاحت کر سکیں۔

۱۹۵۱ء میں بھارت سے کراچی آئے اور انسٹیٹیوٹ آف کلچر اینڈ ریسرچ قائم کیا۔ ایک درجن سے زائد کتابیں لکھیں۔ ۱۶ جولائی ۱۹۷۳ء کو انتقال کیا۔

ابن سعود

قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر سعودی عرب پر ابن سعود کی حکومت تھی۔ انہوں نے ۱۹۳۲ء تا ۱۹۵۳ء سعودی عرب پر حکومت کی وہ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران جب عربوں میں ترکوں کے خلاف آزادی کی تحریک کو فروغ ہوا تو ابن سعود نے نجد کی خودمختاری کا اعلان کیا (۱۹۱۷ء) اور شریف مکہ کو شکست دے کر حجاز کو بھی نجدی سلطنت میں ۱۹۲۴ء میں شامل کر لیا ۱۹۳۲ء میں سلطان ابن سعود نے اپنی ریاست کا نام سعودی عرب رکھا وہ اتحاد عرب کے بڑے حامی اور مسلمانوں کی سائنسی اور علمی ترقی کے بڑے خواہاں تھے پاکستان سے بھی انہیں بڑی محبت تھی۔ پاکستان سعودی عرب تعلقات کا آغاز اس وقت ہوا جب ۱۹۴۳ء میں شاہ سعود نے قائداعظم محمد علی جناح کو بنگال کے قحط زدہ عوام کی امداد کے لئے دس ہزار پونڈ کا عطیہ دیا۔ ۱۹۴۶ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک وفد مرزا ابوالحسن اصفہانی کی سربراہی میں امریکا گیا تو شاہ سعود نے وفد کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ شاہ سعود نے جب پاکستان کا دورہ کیا تو انہوں نے کراچی میں مہاجرین کی آبادکاری کے لئے ایک بستی قائم کی جس کا نام سعود آباد رکھا گیا۔

ان کے عہد میں عرب میں تیل کے چشمے دریافت ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں انتقال کیا۔

ابوالاعلیٰ مودودی

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں جو ہنگامے ہوئے تھے ان کے نتیجے میں لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور

ان ہنگاموں کی تحقیقات کے سلسلے میں جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں جسٹس محمد منیر بار بار قائداعظم کی اس تقریر سے جو اگست ۱۹۴۷ء کو انہوں نے مجلس دستور ساز میں کی تھی یہ استدلال دینے کی کوشش کر رہے تھے کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانا قائداعظم کے پیش نظر نہ تھا لیکن مولانا مودودی نے ۸ نومبر ۱۹۵۳ء کو جیل سے ایک تفصیلی بیان کمیٹی کے نام بھیجا تھا جو درج ذیل ہے۔

اصولی سوالات پر بحث کرنے سے پہلے میں اس غلط فہمی کو صاف کر دینا چاہتا ہوں جو قائداعظم کی اس تقریر سے پیدا ہوئی جو انہوں نے ۱۱۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی مجلس دستور ساز میں کی تھی۔ اس تقریر سے تین نتیجے نکالے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ قائداعظم نے اس تقریر میں ایک ایسی پاکستانی قومیت کی بنا ڈالنے کا اعلان کیا تھا جو وطنیت پر مبنی ہو اور جس میں پاکستان کے ہندو، مسلمان اور عیسائی وغیرہ سب ایک ہوں۔ دوم یہ کہ مرحوم نے اس تقریر میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ پاکستان کا دستور غیر مذہبی نوعیت کا یعنی SECULAR ہو گا۔ سوم یہ کہ مرحوم کی اس تقریر کو کوئی ایسی آئینی حیثیت حاصل ہے جس کی وجہ سے پاکستان کے باشندے یا اس کے دستور ساز اب اس کے کھینچے ہوئے خطوط سے ہٹ نہیں سکتے۔ میرے نزدیک یہ تینوں نکات جو اس تقریر سے بطور نتیجہ نکالے جاتے ہیں صحیح نہیں ہیں اور اپنی اس رائے کے لئے میرے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(ا) قائداعظم کی اس تقریر کے الفاظ خواہ بظاہر پہلے اور دوسرے مفہوم کے حامل ہیں مگر ہمارے لئے یہ باور کرنا بہت مشکل ہے کہ ان کا منشا بھی حقیقت میں وہی تھا جو ان کے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے اس لئے کہ ان کے مرتبے کے انسان سے ہم یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ پاکستان کے قیام سے پہلے دس سال تک جن اصولوں کو بنیاد بنا کر لڑتے رہے ان سے وہ پاکستان قائم ہوتے ہی یک لخت پلٹ گئے ہوں گے اور انہیں اصولوں کے قائل ہو گئے ہوں گے جن کے خلاف انہوں نے اپنی ساری قوم کو ساتھ لے کر جنگ کی تھی نیز ہم یہ گمان بھی نہیں کر سکتے کہ وہ قیام پاکستان کے پہلے ہی یکایک اپنے ان تمام وعدوں سے پھر گئے ہوں گے جو انہوں نے بارہا صاف اور صریح الفاظ میں اپنی قوم سے کئے تھے اور جن کے اعتماد ہی پر قوم ان کو اپنا لیڈر مان کر اپنی جان و مال ان کے اشاروں پر قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوئی تھی۔ پھر ہمارے لئے یہ ماننا بھی ممکن نہیں ہے کہ قائداعظم ایسی متضاد باتیں کر سکتے تھے کہ ۱۱۔ اگست کو ایک اعلان کریں اور پھر اس کے بعد بار بار اس کے بالکل خلاف باتوں کا مسلمان پبلک کو یقین دلاتے رہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک ان کی مذکورہ بالا تقریر کو ان کے اگلے اور پچھلے ارشادات کی روشنی میں سمجھنا زیادہ بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ہم اس کا کوئی ایسا مفہوم لیں جو ان کی تمام باتوں کے خلاف جاتا ہے جو انہوں نے اس سے پہلے فرمائیں اور اس کے بعد بھی فرماتے رہے۔

(ب) سب کو معلوم ہے کہ قائداعظم کی کانگریس سے لڑائی تھی ہی دو قومی نظریے کی بنیاد پر۔ ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء تک ان کا مستقل نظریہ یہ تھا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور وہ غیر مسلموں سے مل کر ایک متحدہ وطنی قومیت نہیں بنا سکتے ان کے متعلق ان کی بہت سے تحریروں اور تقریروں میں سے ایک تحریر کا اقتباس میں یہاں نقل کروں گا جو ستمبر ۱۹۴۴ء میں گاندھی جی کے ساتھ اپنی خط و کتابت میں لکھی تھی۔

"ہم اس کے قائل ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں جو قوم کی ہر تعریف اور معیار پر پوری اترتی ہیں، ہم دس کروڑ کی ایک قوم ہیں مزید براں ہم ایک ایسی قوم ہیں جو ایک مخصوص اور ممتاز تہذیب و تمدن، زبان و ادب، آرٹ اور فن تعمیر، احساس، اقدار، متناسب قانونی احکام و اخلاقی ضوابط رسم و رواج و تقویم (کیلنڈر) تاریخ اور روایات، رجحانات و عزائم کی مالک ہے۔ خلاصۂ بحث یہ ہے کہ زندگی اور اس کے متعلقات کے بارے میں ہمارا اپنا ایک امتیازی زاویۂ نگاہ ہے اور قانون بین الاقوامی کی ہر دفعہ کے لحاظ سے ہم ایک قوم ہیں"۔

ماخذ۔ "مسٹر جناح کی تقریریں اور تحریریں"
بہ زبان انگریزی۔ مرتبہ جمیل الدین احمد
صفحہ نمبر ۱۸۱_۱۸۲

وہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد (حیدر آباد دکن) میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد کا وطن دہلی تھا۔ ابتدائی تعلیم درس میں حاصل کی ازاں بعد والد بزرگوار کے ساتھ دہلی آ گئے اور وہیں ممتاز علماء سے دینی علوم میں دسترس حاصل کی۔ صحافتی زندگی کا آغاز جمعیت العلماء ہند کے اخبار الجمعیت کی ادارت سے کیا۔ ۱۹۲۶ء میں صرف ۲۳ برس کی عمر میں الجہاد حق

الاسلام کے نام سے ایک کتاب لکھی اور یہی کتاب بادخر علمی دنیا میں انہیں متعارف کرانے کا ذریعہ بنی۔ ۱۹۲۹ء میں تاریخ آصفیہ لکھی۔ ۱۹۳۳ء میں حیدر آباد سے ایک مجلّہ ترجمان القرآن جاری کیا جوان کی زندگی کے بعد بھی جاری رہا۔ ۱۹۳۸ء میں پٹھان کوٹ چلے آئے اور مولوی نیاز علی کے دار السلام میں کام کرنے لگے۔ ۲۵ ۔ اگست ۱۹۴۱ء کو جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے۔ ۱۹۵۳ء میں تو انہیں پھانسی کی سزا دی گئی تھی لیکن بعدازاں اسے سزائے قید میں تبدیل کر دیا گیا۔ دور ایوبی میں ان کی جماعت کو ابتلاء سے گزرنا پڑا۔ بھٹو دور حکومت کے آخری ایام میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے بھی ان کی شخصیت کا احترام کیا اور ملکی صورت حال کے بارے میں تبادلہ خیالات کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کی۔

...... مولانا اعلیٰ پائے کے انشاپرداز، مفکر، مقرر اور عالم دین تھے۔ تفہیم القرآن (تفسیر قرآن) لکھ کر عالمی شہرت پائی۔ ان کی متعدد تصانیف عرب ممالک کی مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہیں۔

کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۱۹۷۹ء میں انتقال کیا اور لاہور میں دفن ہوئے۔

ابوالحسن اصفہانی، مرزا

قائداعظم کے معتمد ساتھی۔ انہیں پہلی بار قائداعظم سے ملاقات کا موقع ۱۹۲۰ء میں صرف اٹھارہ برس کی عمر میں ملا۔ وہ راجا صاحب محمود آباد کے بعد قائداعظم کو دوسروں سے نسبتاً زیادہ ملے۔ انہوں نے قائداعظم پر کتاب "قائداعظم جناح میری نظر میں" بھی لکھی۔

وہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے بہت بڑے صنعتکار اور قائداعظم کے مداحوں میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم کلکتہ میں مکمل کی۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے انگلستان کا قصد کیا۔ ۱۹۲۵ء میں اپنے آبائی پیشے تجارت کو اپنایا۔ ۱۹۳۷ء میں بنگال لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ ۱۹۴۲ء میں غیر منقسم ہند کی مجلس دستور ساز کے رکن بنے۔ ۱۹۴۸ء میں سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ امریکا اور برطانیہ میں پاکستان کے سفیر رہے۔

۱۹۴۵ء تا اگست ۱۹۵۵ء مرکزی وزیر صنعت رہے اقوام متحدہ، امریکا اور برطانیہ میں سفارتی خدمات انجام دیں ان کی کتاب "قائداعظم جناح میری نظر میں" نے مقبولیت عامہ حاصل کی قائداعظم اور مرزا ابوالحسن اصفہانی کے مابین مراسلت کا آغاز ۱۹۳۶ء کے نصف آخر میں ہوا اور یکم ستمبر ۱۹۴۸ء کو یہ سلسلہ ختم ہوا۔

ان کا انتقال ۱۸ نومبر ۱۹۸۱ء کو ہوا انہیں ۱۹ نومبر کو کراچی میں سپرد خاک کیا گیا۔

ابوالحسن اصفہانی جناح خط و کتابت

قائداعظم محمد علی جناح نے جناب ایم اے ایچ اصفہانی کو بھی خطوط لکھے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ یہ خط انہیں قائد کی وفات کے دو روز بعد ملا۔

گورنر جنرل ہاؤس نمبر ۴۶۹ بی جی (سی)
کیمپ کوئٹہ
یکم ستمبر ۱۹۴۸ء

میرے عزیز حسن

تمہارے اس خط کا شکریہ جس میں تم نے میری صحت کے بارے میں اپنی تشویش ظاہر کی ہے میری کراچی واپسی کا ابھی کوئی تعین نہیں ہوا تمہیں یہ سوچ کر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ میں کراچی واپس ہونے کے لئے غیر دانشمندانہ طور پر جلد بازی سے کام لوں گا۔ مزید یہ کہ خود ڈاکٹر مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے تمہاری فکر مندی کا بہت شکریہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

تمہارا مخلص
ایم اے جناح
ہز ایکسیلنسی مرزا ابوالحسن اصفہانی
سفیر پاکستان برائے امریکا

۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء

مائی ڈیر مسٹر جناح

جبکہ شیاما پرشاد مکرجی کی قیادت میں حزب مخالف کی طرف سے برابر کیچڑ اچھالی جا رہی ہے اور اصفہانی کے پاک و صاف نام کو مٹی میں ملانے کی مسلسل کوشش کی جا رہی ہے جبکہ حکومت ان دونوں کے خلاف الزامات کا دنداں شکن جواب دے رہی ہے

جبکہ حزب اختلاف کے موقف اور اس کے بیانات کی ہندو اخبار اور خبر رساں ایجنسیاں برابر نشر و اشاعت کر رہی ہیں اور خبر رسانی کے یہی سب ذرائع حکومت کے موقف پر جزوی یا کلی طور پر پردہ ڈالنے میں مصروف ہیں مجھے آئندہ برے دن نظر آ رہے ہیں۔ ایسے دن جن کو نمودار ہونے سے اس صوبے کی کوئی بھی حکومت، خواہ وہ کسی بھی پارٹی کی ہو، نہیں روک سکتی سوائے اس کے کہ مرکزی حکومت ان صوبوں سے جہاں صورت حال بہتر ہے بنگال میں مسلسل اور بڑی مقدار میں اناج کی در آمد کا انتظام کرنے کی سنجیدہ کوشش کرے۔ اقوام متحدہ کا بھی فرض ہے کہ وہ ہوشیار ہوں اور بنگال میں جو صورت حال پیدا ہو رہی ہے اس پر سنجیدگی سے غور کریں، انہیں چاہئے کہ ان ملکوں سے جہاں زائد از ضرورت غلہ موجود ہے اسے لانے کے لئے جہازوں میں جگہ خالی رکھنے کا انتظام کریں جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں صوبے کی کوئی حکومت بھی معجزہ نہیں دکھا سکتی کوئی معجزہ اتنا اناج پیدا نہیں کر سکتا جو لوگوں کی غذا کے لئے کافی ہو جبکہ کچھ یا تقریباً کچھ بھی دستیاب نہیں ہو رہا مجھے خوفناک دن آتے نظر آ رہے ہیں خدا کرے میرا خیال غلط ہو۔ مجھے ڈر ہے کہ ہمیں ۱۵ اکتوبر سے ۱۵ دسمبر تک کے عرصے میں ایک ہولناک بحران میں سے گزرنا ہو گا۔ جس کی نظیر تاریخ میں موجود نہیں ہے۔

غذائی صورت حال میں کوئی بہتری نہیں ہو رہی۔ پنجاب کی وزارت جس کے پاس فالتو غذا موجود ہے، بجائے اس کی پوری مدد کرنے کے، بنگال کی کمزوریاں تلاش کرنے اور نقائص بیان کرنے میں مشغول ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ خضر حیات خاں بالکل بنئے چھوٹو رام کے زیر اثر ہیں جو سیاسی اسباب کی بناء پر ہماری مدد کرنے کے لئے نہیں بلکہ پریشان کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

اگر وہ لوگ جو مدد کر سکتے ہیں اور ان لوگوں میں حکومت ہند، چرچل اور روز ویلٹ کو بھی شامل سمجھتا ہوں، فوراً مدد نہیں کرتے تو بنگال ایک قبرستان بن جائے گا اور پھر کسی کو اس پر تعجب نہ کرنا چاہئے کہ آئندہ مردم شماری کے وقت صوبے کی مسلمان اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے۔

مجھے یقین ہے کہ ہماری اس مصیبت کے وقت آپ بنگال کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا آپ خضر حیات اور وائسرائے ہند سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے؟ کیا آپ چرچل اور روز ویلٹ کی توجہ بنگال کی فوری ضرورت کی جانب منعطف نہیں کر سکتے؟ کیا آپ فوری امداد کا مطالبہ نہیں کر سکتے؟ بنگال جاپانیوں کے خلاف پہلا دفاع بن گیا ہے۔ اقوام متحدہ کا مقدس فرض ہے کہ وہ اس کی مدد کو پہنچیں۔ انہیں امریکہ، برازیل، کینڈا اور آسٹریلیا سے چاول اور گیہوں لانا چاہئے کیونکہ ان ملکوں کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ اناج موجود ہے۔

شاید یہاں کے ہمارے بہت سے رہنما اس قدر مایوسی کا اظہار کرنے سے انکار کریں گے جتنا کہ میں نے کیا ہے۔ لیکن اپنی اس عادت کے مطابق کہ میں اپنے دل کی بات آپ پر صاف ظاہر کر دیتا ہوں، میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ مہربانی سے مجھے معاف کر دیں۔

آپ کا بہت مخلص۔

حسن۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

میں اس خط میں ایک کارٹون ملفوف کر رہا ہوں جو ۷ اکتوبر ۱۹۴۳ء کے جگنتر میں نکلا تھا، جگنتر امریتا بازار پتریکا کا بنگالی ایڈیشن ہے اور اسی کمپنی کی ملکیت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنگال کی سیاست ذلت و خواری کی کن گہرائیوں تک پہنچ سکتی ہے، کارٹون بنانے والے نے فی الواقع اپنے دیوتاؤں اور دیویوں کا مذاق اڑایا ہے۔

نواب اسماعیل خاں اور نواب زادہ آج کل مشرقی بنگال کا دورہ کر رہے ہیں۔ وہ ۲۳ ماہ حال کو واپس آئیں گے اور ۲۴ کو شمالی بنگال اور مغربی بنگال کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ یہ دورہ ۲۸ ماہ حال تک ختم ہو جائے گا۔ میں نے انہیں اپنے دورے کے دوران میں ہمارے سب امدادی مرکزوں کا معائنہ کرنے کا اختیار دے دیا ہے اور اس کا بھی کہ وہ جو مرکز قائم کرنا چاہیں کر لیں۔ اس کا خرچ مسلم چیمبر آف کامرس برداشت کرے گا، یہ دورہ اور اس کے ساتھ ان دونوں کا نئے مرکز کھولنا ہماری تنظیم کے حق میں مفید ہو گا اور جو لوگ مصیبت میں ہیں انہیں یہ احساس ہو گا کہ لیگ ایک اچھی خدمت انجام دے رہی ہے۔

میں خوشی سے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ جب ہمارا آئندہ بلیٹن

شائع ہو گا تو ہم حقیقت کی اشاعت کریں گے، کہ مسلم چیمبر آف کامرس نے پورے بنگال میں ساٹھ مفت دودھ اور دلئے کے مراکز قائم کئے ہیں۔ ان مرکزوں میں روزانہ تقریباً اڑتیس ہزار آدمیوں کو کھانا دیا جائے گا۔ یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔ اس پیمانے پر ہمارا یہ کام ان رقموں کی وجہ سے ممکن ہو گیا ہے، جو آپ کی کرم گسترانہ اپیل کی بدولت ہمیں ہندوستان بھر سے ملتی رہتی ہیں۔ مجھے ایک بات کا اطمینان ہے اور وہ یہ ہے کہ جو روپیہ وصول ہو رہا ہے اس کی ایک پائی بھی نہ تو ضائع کی جا رہی ہے اور نہ اس پر کوئی ناجائز تصرف کر رہا ہے۔

مس جناح اور آپ کو آداب و سلام۔

آپ کا بہت مخلص

حسن۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ، مالابار ہل

۲۳ اکتوبر ۱۹۴۳ء

مائی ڈیر حسن

آپ کے خط مورخہ ۱۸ اکتوبر کا جس کا ساتھ وہ تراشہ بھی تھا جس میں جگنتر کا کارٹون ہے، بہت شکریہ، لیکن مجھے ڈر ہے کہ میں بنگالی اتنی اچھی نہیں جانتا کہ میں اسے سمجھ سکوں سوائے اس کے کہ آپ خود اس کی وضاحت کریں، تاہم میں نے اسے رکھ لیا ہے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

اس سے خوشی ہوئی کہ لیگ کے رہنما آج کل بنگال میں ہیں اور آپ لوگ حتی الامکان ان مصائب کو کم کرنے کے لئے کوشاں ہیں، جو تمام بیانات کے مطابق واقعی ہولناک ہیں۔

مجھے ہز مجسٹی شاہ ابن سعود سے دس ہزار روپے کی رقم بطور عطیہ ملی تھی جو میں بھیج چکا ہوں اور مجھے آپ سے یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ اس رقم کو مناسب طریقے سے صرف کیا گیا ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے مجلس عاملہ کا جلسہ ۱۳ کو ہو رہا ہے۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ۱۴۔ نومبر کو ہو گا۔ اس وقت تک ہم یہ زیادہ اچھی طرح جان سکیں گے کہ موجودہ صورت حال کیا ہے، میں نواب اسماعیل خاں کی رپورٹ کا جو آج کل بنگال کا دورہ کر رہے ہیں، منتظر ہوں، اور بنگال کی امداد کرنے کے لئے جو کچھ بھی کر سکتے ہیں ضرور کریں گے۔

جہاں تک آپ کی کمپنی کے خلاف بے ہودہ الزامات کا تعلق ہے، ہم اس معاملے پر بھی غور کریں گے۔ لیکن یہاں بیٹھے ہوئے مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ فی الحال ان الزامات کو نظرانداز کر دینا چاہئے اور انہیں حقارت سے ٹھکرا دینا چاہئے لیکن اگر آپ کی کمپنی کی نیک نیتی کے خلاف کیچڑ اچھالنے کی کوئی مزید کوشش کی گئی تو پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا ہو سکتا ہے، میں اس کارروائی کا حال توجہ سے اور تنقیدی نظر سے اخباروں میں پڑھتا رہا ہوں اور مجھے یہ معلوم ہے کہ ہمارے مخالفین اس سے محض سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں، نیز یہ کہ اس کا سبب کینہ اور دشمنی ہے اور ظاہر ہے کہ ان کا یہ پروپیگنڈہ جو بد نیتی پر مبنی ہے ناکام ہو گا۔

مس جناح کی اور میری طرف سے آپ سب کو بہت بہت سلام دعا پہنچے۔

آپ کا بہت مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

بنام حسن اصفہانی صاحب، ۵ کاماک اسٹریٹ، کلکتہ

۲۹۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء

مائی ڈیر مسٹر جناح

آپ کے خط مورخہ ۲۳ ماہ حال کا شکریہ جو مجھے ۲۷ء کو ملا۔

جب ہماری ملاقات ہو گی تو میں جگنتر کے کارٹون کی توضیح کر دوں گا۔

آپ نے جو دس ہزار کا چیک بھیجا تھا وہ ابھی موصول نہیں ہوا۔ یہ ضرور راستے میں ہو گا۔ چیمبر فنڈ کے لئے ہمارے پاس عنقریب تین لاکھ کے نقد عطیات اور جنس کی شکل میں ایک لاکھ روپے کے عطیات ہو جائیں گے، مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ نواب صاحب اور نواب زادہ اس کام سے خوش ہیں جو کیا جا رہا ہے۔

جہاں تک ہماری شرکت کے خلاف بے ہودہ الزامات کا تعلق ہے، میرا خیال ہے کہ اب کافی کہا جا چکا ہے اور کچھ عرصے سے خاموشی معلوم ہو رہی ہے، جب دہلی میں اجلاس ہو گا تو یہ فیصلہ کرنا آپ کا اور لیگ کا کام ہے کہ آیا لیگ اور عوام کی بے لوث خدمت کا صلہ محض خاموشی ہے اور احتجاج کا ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکلنا چاہئے۔ جہاں تک بنگال کی وزارت کا تعلق ہے اس نے ہمیں بار بار خراج تحسین و آفریں پیش کیا ہے اور ہماری

قربانیوں اور خدمت کا اعلانیہ اعتراف کیا ہے۔ کیونکہ وزارت کے ارکان یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری خدمت کے بغیر وہ اتنے عرصے تک اپنے عہدوں پر قائم نہیں رہ سکتے تھے۔ لیکن وزارت کو جانبدار کہا جاتا ہے اور جو کچھ وہ کہتی ہے یا بیان کرتی ہے اسے ماننے سے ایسی غیر سیاسی ایجنسیاں بھی جیسے کہ اے۔ پی۔ آئی، برسرعام انکار کرتی ہیں خیال فرمایئے کہ یہاں سے ۱۸ اکتوبر کو اے۔ پی۔ آئی بنگالیوں کے بارے میں سہروردی کے حقائق پر مبنی بیان بھیجتی ہے لیکن سوائے کلکتہ کے سارے ہندوستان میں کوئی بھی اخبار اسے نہیں چھاپتا۔ اب یہ پتا چلا ہے کہ قصور اے۔ پی۔ آئی کے بمبئی دفتر کا تھا۔ اس دفتر نے ہم پر زیر ناف وار کیا ہے بنگال کی حکومت یہاں اے پی آئی سے اس کے بارے میں استفسار کر رہی ہے اور اے۔ پی۔ آئی کا جواب یہ ہے کہ اس نے مکمل بیان بھیج دیا تھا۔ بمبئی ہر خبر تقریر اور بیان کو جو لیگ کے حق میں ہو دبا دیتا ہے اور بظاہر ہمارے دشمنوں کے ہر قول اور بیان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرتا ہے اور پھر بھی اے پی آئی کو غیر سیاسی ہونے کا دعویٰ ہے۔ ہندوستان کے ہر "قومی" اخبار کے کالموں میں بنگالیوں کی کارروائیوں اور معاملات کے بارے میں کس قدر بے کار اور مہمل باتیں چھپتی رہی ہیں۔ جب ان کے جواب دیئے جاتے ہیں اور مبہم الزامات کی تردید کی جاتی ہے اور ان کے پرخچے اڑا دیئے جاتے ہیں تو وہ انہیں چھاپتے ہی نہیں۔ یہ نہ تو انصاف کی بات ہے اور نہ مناسب و زیبا۔ اے۔ پی۔ آئی بمبئی کو اپنے اس رویئے کی توجیہہ کرنا پڑے گی۔

اگر مسلم لیگ کے ارباب حل وعقد ان لوگوں کی کوئی مدد و حمایت نہیں کر سکتے جو لیگ اور عوام کی خدمت کر رہے ہیں اور ان ناپاک چالبازیوں کے مقابلے میں لڑ رہے ہیں تو پھر اور کون کرے گا؟ اور جب کہا جائے گا تو کون کام کرنے کے لئے تیار ہو گا؟

مس جناح اور آپ کو سلام و آداب

آپ کا بہت مخلص

حسن

۲۸ جولائی

مائی ڈیئر مسٹر جناح

ہندوستان کے مسلمانوں پر خدائے تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے آپکو قاتل کے خنجر کا وار روکنے کے لئے حاضر دماغی عطا کر کے آپ کی جان بچائی۔

خدا کرے کہ آپ جلد تندرست ہو جائیں اور اپنی قوم کی خدمت اور رہنمائی کے لئے تادیر زندہ و سلامت رہیں۔

میرے بھائی مرزا احمد ضرور آپ سے ملے ہوں گے۔

آداب و سلام

آپ کا بہت مخلص

حسن

۳ اگست

مائی ڈیئر حسن

آپ کے تار اور خط کا بہت بہت شکریہ، فکر نہ کریں، خدا کا شکر ہے کہ میں بالکل ٹھیک ہوں، باقی عندالملاقات، آپ کی ہمدردی و خیر خواہی کا شکریہ۔ احمد یہاں آئے تھے، اور ان سے میری طویل گفتگو ہوئی۔ وہ اب لکھنؤ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں اور جلد کلکتے آ کر پورا واقعہ بتائیں گے۔

مس جناح اور میری طرف سے بہت بہت سلام و دعا

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

مائی ڈیئر حسن

تمہیں معلوم ہو گا کہ مجھے دہلی میں رکنا پڑا تھا۔ اب میں یہاں سے ۱۹ کو چلا جاؤں گا، میں نے اپنی روانگی اس لئے ملتوی کر دی تھی کہ میں مسٹر جوزف سے ملنا چاہتا تھا وہ آخر کار ۱۲ کو آئے کیونکہ مواصلات کی دشواریوں کی بنا پر انہیں مدراس سے ریل میں جگہ ملنے میں دقت ہوئی اور علاوہ ازیں انہیں یہ بھی خیال تھا کہ میں بمبئی جا چکا ہوں۔

وہ ۱۲ کو آئے اور اگرچہ مجھے اس کا افسوس رہا کہ آپ نہیں آسکے، تاہم دہلی میں جتنی بھی جلدی ممکن ہوا ایک روزنامہ نکالنے کے حق میں یا اس کے خلاف جو بھی باتیں ہیں ہم ان پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ آیا ڈان کو روزنامے کے طور پر جاری کیا جائے اور دوسرا یہ تھا کہ کیا یہ اچھا نہ ہو گا کہ اسٹار آف انڈیا کو دہلی میں منتقل کر دیا جائے۔ سب حالات پر غور و فکر کے بعد ہم یہ رائے قائم کرنے کی جانب مائل

تھے کہ اسٹار کو دہلی سے نکالنا چاہئے۔

اس کے اسباب حسب ذیل ہیں کہ (۱) یہ پہلے سے ہی ایک جائنٹ اسٹاک کمپنی اور مسلم پریس کمپنی کی ملکیت ہے اور اس کے مہتممین جو اقدامات بھی مناسب سمجھیں کر سکتے ہیں (۲) کلکتہ میں حالات ایسے ہیں کہ اسٹار کو یا تو کہیں اور اپنا گھر تلاش کرنا پڑے گا اور یا بالکل بند ہو جائے گا جو بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی، میں نے سنا ہے کہ دوسرے اخبارات بلکہ تجارتی کمپنیاں بھی خوفزدہ ہیں اور انہوں نے ضرورت پڑنے پر اور جگہ منتقل ہو جانے کے انتظامات کر لئے ہیں (۳) کلکتہ کے موجودہ حالات کی وجہ سے آپ کے اخبار کی اشاعت کم ہو جائے گی، ان کے علاوہ اور بھی کئی وجوہ ہیں جن کی تفصیل سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارا خیال یہ ہوا کہ جو معینہ تجویز ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ:۔

اس سے پہلے کہ اسٹار آف انڈیا کو کلکتہ میں مجبوراً بند کرنا پڑے اور اس کے لئے کہیں اور کوئی گھر نہ ہو ہمیں اسے دہلی میں منتقل کر دینا چاہئے۔ ایسا کرنے کی صورت میں ہمارے پیش نظر بعض سرسری اندازے تھے اور میرا خیال ہے کہ جو نقصان غالباً برداشت کرنا پڑے گا اسے اپنی زر کی رسیدیں DEBENTURES جاری کر کے پورا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان رسیدوں کے جاری کرنے کی صحیح رقم کا تعین یہ جاننے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے کہ آمدنی اور خرچ کے لحاظ سے اسٹار کی موجودہ حالت کیا ہے۔

خرچ کی بڑی بڑی مدیں یہ ہوں گی (۱) عملہ ادارت و انتظام (۲) دفتر کا کرایہ بشمول ٹیلیفون وغیرہ (۳) اے پی اور رائٹر سے خبریں لینے کی اجرت (۴) طباعت کے اخراجات اور کاغذ کی قیمت، دوسری طرف آمدنی اور بالخصوص اشتہاروں کی مدوں پر، جو بہت اہم ہیں، غور کرنے کی ضرورت ہوگی۔

سرسری طور پر حساب لگانے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر ہم اسٹار آف انڈیا کو دہلی سے چلانا چاہیں تو ممکن ہے کہ تین سے چار ہزار روپے تک کا ماہوار خسارہ اٹھانا پڑے، یعنی تقریباً پچاس ہزار روپے سالانہ کا۔

میرا خیال ہے کہ ایک لاکھ روپے کی واپسی زر کی رسیدیں جاری کرنے کے لئے روپیہ جمع کر لینا دشوار نہ ہوگا اور اس سے اسٹار کو دو سال تک چلانا ممکن ہو جائے گا اور اگر قسمت نے یاوری کی تو اس سے بھی زیادہ عرصے تک۔ ظاہر ہے کہ آپ کی اور مسٹر احمد کی غیر حاضری میں ہم اس معاملے میں کوئی مزید کارروائی نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ ہمیں اسٹار کو چلانے کے موجودہ اخراجات اور آمدنی کا صحیح علم ہو، اور نہ ہی آپ کی منظوری کے بغیر ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ میں ۱۹ کو روانہ ہو رہا ہوں، اور اگر مسٹر احمد بمبئی میں ہوئے تو میں ان سے رابطہ قائم کروں گا آپ بھی مہربانی سے انہیں لکھ دیں۔

اسٹار کو دہلی سے نکالنے کا فائدہ نہ صرف بنگال کو پہنچے گا بلکہ پورے ہندوستان کو۔ دہلی سے یہ اخبار لیگ کے پیغام کو نہ صرف دارالحکومت میں پہنچائے گا بلکہ پورے شمالی ہندوستان اور بنگال میں بھی۔ یاد رکھئے کہ آخری تجزیئے کے بعد یہ دہلی ہی ہے جو بنگال پر متصرف ہے۔ علاوہ ازیں ممکن ہے کہ ان خطرناک حالات کے باعث جن کا ہمیں بنگال میں سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اسٹار کلکتہ میں بے چارگی کی حالت میں رہ جائے۔

آج کل نہ صرف دہلی کے بلکہ پنجاب اور یو۔ پی۔ کے مسلمانوں میں بھی ایک قومی جوش اور جذبہ موجود ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر اسٹار کو دہلی سے جاری کیا گیا تو اس کی اشاعت جنگل کی آگ کی طرح پھیل جائے گی۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ اس وقت ہفت نامہ ڈان کی مجموعی اشاعت بھی ۳۵۰۰ ہے اور اس کی مزید مانگ ہے جسے ہم پورا نہیں کر سکتے۔

جہاں تک مطبع اور دوسری باتوں کا تعلق ہے ہم نے ان پر غور کیا ہے، یہاں ہمارے پورے اطمینان کے مطابق انتظامات ہو سکتے ہیں۔ نیز ایک بہت مرکزی علاقے میں مطبع سے متعلق دفاتر کے لئے مناسب و موزوں جگہ بھی موجود ہے۔

لہٰذا آخر میں اب یہ شکل ہے کہ اگر آپ کو اتفاق ہو تو ہمارے سوچنے کی صرف یہ بات رہ جاتی ہے کہ ہمیں کتنے ماہوار نقصان کی تلافی کرنا پڑے گی۔ کیونکہ اگر ہم اس کا انتظام کر سکیں تو ہم آگے چل سکتے ہیں۔ قدرتی طور پر میری رائے یہ ہے کہ ہم واپسی زر کی رسیدیں جاری کر کے اس کا انتظام کر سکتے ہیں اور یہاں دہلی میں بہت سے ایسے آدمی ہیں جو ایک دم ۳۵ سے ۴۰ روپے تک کی رسیدیں خریدنے پر تیار ہو جائیں گے اور اسی طرح پنجاب اور یو۔ پی۔ میں بھی بہت سے لوگ راضی ہو جائیں گے

اس طرح اگر ہم مل کر صلاح و مشورہ کریں تو ایک لاکھ

روپے کی فراہمی کوئی دشوار کام نہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ ہے کہ اسٹار کمپنی کی ملکیت رہے گا اور اس کا انتظام بورڈ آف ڈائرکٹرز کی نگرانی اور تصرف میں رہے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ کی اطلاع کے لئے اس کی بخوبی وضاحت کر دی ہے کہ ہماری بات چیت کا خلاصہ کیا تھا اور ہم اس معاملے کو کہاں تک طے کر سکتے ہیں۔ مزید تفصیلات آپ کو مسٹر جوزف سے معلوم ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ اور نوابزادہ لیاقت علی خاں ہمارے مذاکرات کے وقت موجود تھے۔

رہے مسٹر دو تو مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا ہوا, لیکن مجھے امید ہے کہ آپ نے بتا دیا ہو گا کہ میں نے اپنی روانگی ملتوی کر دی ہے۔ میں بمبئی ۱۹ کو جا رہا ہوں اور اس تاریخ کے بعد میں ان سے کسی دن بخوشی ملنے کو تیار ہوں برائے مہربانی مجھے مطلع کیجئے کہ ان کے بمبئی آنے کا کب تک امکان ہے اور ان کے مشاغل کیا ہوں گے۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

۲۰ مئی

ڈیئر مسٹر جناح,

میں آپ کے خط کے لئے شکر گزار ہوں جو مجھے مسٹر پوتھن جوزف نے لا کر دیا ہے۔

میرے بھائی مرزا احمد اب تک بمبئی میں ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس وقت تک ان سے مل چکے ہوں گے, ان کے دفتر کا ٹیلی فون نمبر ۲۲۶۲۵ ہے, میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ اپنی تجویز پر ان سے بھی تبادلہ خیالات کر لیں, نقصان ۴ ہزار روپے سے زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ تاہم میرا خیال یہ ہے کہ خواہ دہلی میں ہمارا کوئی اخبار ہو یا نہ ہو, ہمیں اسٹار آف انڈیا کو کلکتہ ہی میں جاری رکھنا چاہئے۔ عملہ ہو یا نہ ہو۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ دہلی میں ایک دفتر مجوزہ روزنامے کو وہاں چلانے کے لئے کھول لیا جائے اور جیسا کہ اسٹیٹمین نے کر رکھا ہے۔ دہلی سے مشترک اداریئے بھیج دیئے جایا کریں۔ اس طرح کلکتہ کو اسٹار کے چلانے کے لئے صرف دو نیوز ایڈیٹرز اور ایک سب ایڈیٹر کی ضرورت ہو گی, لیکن ہمیں اس کا بھی لحاظ رکھنا ہے کہ اخباروں کے کاغذ کی مقررہ مقدار روز بروز کم کی جا رہی ہے, چنانچہ یکم جون سے ایک آنے کے اخبار کو چار صفحے سے زیادہ حجم کی اجازت نہ ہو گی, گویا آئندہ مہینے کے شروع سے اخبار کی تیاری کے لئے بہت کم مواد کی ضرورت ہوا کرے گی۔ یہ بات دریافت طلب ہے کہ آیا حکومت فی الحال کسی نئے اخبار کو مستقل حیثیت سے یا کسی موجودہ روزنامے کے ایڈیشن کے طور پر نکالنے کی اجازت دے گی یا نہیں, کیونکہ اگر مطلوبہ اجازت نہ مل سکے یا اس کام کے لئے کاغذ کا کوٹہ نہ مل سکے تو اسے نکالنے کا خیال بالکل بیکار ہو گا۔ غالباً آپ دہلی میں ضروری استفسارات کر چکے ہوں گے۔

آپ کا مخلص

حسن

۳۰ مئی

مائی ڈیئر حسن,

آپ کا ۲۰ مئی کا خط مجھے مل گیا۔ جواب میں تاخیر کا افسوس ہے, لیکن بمبئی میں مسٹر احمد سے میری طویل گفتگو ہوئی تھی جس کی کیفیت انہوں نے آپ کو ضرور بتائی ہو گی۔ میں اب ان کے ٹھیک ٹھیک جواب کا منتظر ہوں۔ میری یہ پختہ رائے ہے کہ اس وقت ہمیں موجودہ موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے, بلکہ ایک روزنامہ ضرور نکالنا چاہئے اور اسٹار آف انڈیا کو منتقل کرنا ہی ایک قابل عمل تجویز ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس معاملہ میں بیل کو سینگوں سے پکڑ لیں تو وہ قابو میں آ جائے گا اور رک جائے گا۔ لوگوں میں بہت جوش و خروش ہے اور آپ کو فوراً امداد مل جائے گی۔ علاوہ ازیں جو بات زیادہ قابل غور ہے وہ یہ سوچنا ہے کہ یہ ہمارے مقصد کے لئے بلاشبہ لازمی ہے۔ ہمیں اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔ تاہم میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

۱۵ جون

مائی ڈیئر حسن

مجھے آپ کا ۱۰ جون کو خط موصول ہوا۔ جہاں تک میں اندازہ کر سکتا ہوں جن دو مسئلوں پر ہمیں غور و فکر کرنا ہے وہ یہ ہیں (۱) آیا موجودہ مسلم پریس اینڈ پبلیکیشنز لمیٹڈ اسٹار آف انڈیا کو دہلی میں قائم کرے, مسٹر احمد نے مختلف دشواریاں بتائی

ہیں۔ اب یہ آپکا کام ہے کہ آپ اندازہ کریں کہ ان پر غلبہ پایا جاسکتا ہے یا نہیں کیونکہ آپ کو صورت حال سے بہترین واقفیت حاصل ہے۔ آپ کو یہ بھی سوچنا ہے کہ اگر ان دشواریوں کو دور کیا جاسکے تو کیا آپ اسٹار آف انڈیا کو ایک روزنامے کی حیثیت سے دہلی میں منتقل کر دیں گے اور ساتھ ہی اسے کلکتہ سے ایک شام کے اخبار کی حیثیت سے چلاتے رہیں گے (۲) آیا یہ مناسب ہو گا کہ کسی ایک بالکل نئے ادارے کی مدد سے ہم دہلی میں ایک نیا روزنامہ جاری کریں۔ اگر ایسا ہو اسٹار آف انڈیا کا نام کچھ زیادہ کار آمد نہ ہو گا اور اس کے بجائے اسے ڈان کہنا بہتر ہو گا اور اس نام کے ہفت روزہ اخبار ہی کو روزنامے میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ ہفت روزہ اخبار کی حیثیت سے ڈان کی اشاعت پانچ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور اس سے لوگ پورے ہندوستان بلکہ باہر کے ملکوں میں بھی واقف ہیں لیکن اصلی سوال یہ ہے کہ آپ کیا معین کردار ادا کرنے کو تیار ہیں اور ہماری کتنی مدد کر سکتے ہیں۔

جو معلومات میرے پاس تھیں وہ میں آپ کو پہلے ہی بھیج چکا ہوں۔ لیاقت مزید جزئیات پر غور کر رہے ہیں اور میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ آپ سے خط و کتابت کریں۔ اگر آپ اور لیاقت مل کر کوئی روزنامہ جاری کر سکیں جس کی اس وقت ہمیں سخت ضرورت ہے تو یہ آپ کے لئے ایک طرہ امتیاز و افتخار ہو گا۔

مجھے پورا اعتماد ہے کہ آپ کو حتماً نہ صرف دہلی بلکہ پورے شمالی ہندوستان، بالخصوص پنجاب، بہار اور یوپی میں پرجوش امداد ملے گی۔ اس کام کا درحقیقت یہی وقت ہے۔ لہٰذا مہربانی سے اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کریں اور آپس میں صلاح و مشورہ کر کے مسٹر احمد، سر آدم جی اور دیگر حضرات کو ترغیب دیں اور جتنی بھی مدد و اعانت کر سکتے ہیں ضرور کریں۔

جہاں تک اس دوسری قرارداد کا تعلق ہے، جو آپ نے تجویز کی ہے، اس کا سب انحصار اس چیز پر ہے کہ قرارداد منظور ہو جانے کے بعد آپ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے لیکن بہرحال اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ڈائریکٹرز کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ اسٹار آف انڈیا کے نام کو کسی ایسے اخبار کے لئے ان شرائط پر جو ڈائریکٹرز مناسب سمجھیں استعمال کر لیا جائے۔

میں آپ کے اس خط کی نقل جو آپ نے اپنے قانونی مشیروں کو لکھا تھا اور ان کا جواب جو آپ نے ازراہ عنایت اپنے خط کے ساتھ مجھے بھیجا تھا واپس کر رہا ہوں۔

سلام و دعا

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

۲۲ جون

مائی ڈیر مسٹر جناح

میں آپ کے ۱۵ ماہ حال کے خط اور اس کے ساتھ کے ملفوفات کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ دو روز ہوئے مجھے لیاقت کا ایک خط ملا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں انہیں اسٹار آف انڈیا کو چلانے کے خرچ کے بارے میں کچھ تفصیل بھیجوں یہ تفصیل انہیں بھیجی جا رہی ہے۔

میرے بھائی نے مجھے آپ کو یہ بتانے کا اختیار دے دیا ہے کہ آپ دہلی میں جس نام سے بھی اخبار نکالنا پسند کریں ہم اصفہانی بڑی خوشی سے اس کی مدد کریں گے اور ایک نیک مقصد کے لئے حسب حیثیت کام کریں گے۔ ہم ایک سال تک ایک ہزار روپے ماہانہ تک کے خسارے کی ذمہ داری لینے کو تیار ہیں۔ جہاں تک آدم جی کا تعلق ہے، ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ کو خود ان سے بات کرنا چاہئے اگر آپ ایسا کریں تو بہت بہتر ہو گا۔

آپ کا مخلص

حسن

۱۹ ستمبر

ڈیر مسٹر جناح

آخر کار میں نے مسٹر پوتھن جوزف کو دہلی جانے پر راضی کر لیا ہے، وہ آئندہ ہفتے کے آخر میں کلکتہ سے روانہ ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ ابھی تک اسٹار کے لئے مجھے کوئی ان کا بدل نہیں مل سکا ہے۔

اخباروں کے لئے کاغذ کی صورت حال بہت مشکل ہوتی جا رہی ہے اور وہ مسئلہ جو آئندہ چھ ماہ میں اخباری کاروبار کے سامنے آئے گا ناقابل حل معلوم ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ حکومت ہند فوراً کافی مقدار میں کاغذ درآمد کرنے کے لئے کوئی اقدام کرے تاکہ اس ملک کے کثیر التعداد اخباروں کو جو کاغذ وہ مقررہ اوقات پر دیتی ہے اس کے لئے کافی مقدار فراہم ہو جائے۔ ہمارے اخبار کا کاغذ ابھی تک کراچی

میں پڑا ہوا ہے اس لئے کہ اسے وہاں سے لانے کی سہولتیں مفقود ہیں۔ دریں اثنا میرا ذخیرہ تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اپنی کوششوں سے میں اب تک صرف ڈیڑھ سو ریم کی حقیر مقدار حاصل کر سکا ہوں اور ایک دوسرے دکاندار کے ہاں صرف دو سو ریم اور مل سکتے ہیں۔ لیکن بارہ روپے دس آنے فی ریم کے حساب سے۔

آپ کا مخلص

حسن

۲۱ ستمبر

مائی ڈیر حسن

اس تار کے جواب میں جو میں نے انہیں دیا تھا اور جس میں درخواست کی گئی تھی کہ

نواب زادہ لیاقت علی خاں نے انہیں ڈان کی طرف سے مدیر کے عہدے کی جو پیشکش کی تھی وہ اسے قبول کر لیں۔ مسٹر پوتھن جوزف کا تار مجھے کل موصول ہوا۔ اس کے تار سے آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ آپ انہیں ساڑھے بارہ سو روپے کی پیشکش کر چکے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو میں اس پر قائم رہوں گا۔ مہربانی سے یہ انتظام کر دیں کہ وہ فوراً دہلی پہنچ جائیں۔

میں دہلی میں خاص طور پر اسی لئے رکا ہوا ہوں کہ یہ معاملہ طے ہو جائے اور سب انتظامات مکمل ہو جائیں۔ میں ان کے جواب کا انتظار کر رہا تھا۔

اس خط کے ہمراہ میں ان کے تار اور اپنے جواب کی نقلیں بھیج رہا ہوں۔

مہربانی سے بذریعہ تار مطلع کیجئے کہ آپ مسٹر پوتھن جوزف کو فوراً بھیجنے کا انتظام کر سکتے ہیں یا پھر ہمیں کوئی اور انتظام کرنا پڑے گا۔ میری سمجھ میں یہ ٹھیک سے نہیں آیا کہ ان کا یہ کہنے سے کیا مطلب ہے کہ میں آپ سے "ان کی ملازمت کو ختم کرنے کے لئے کہوں اور جب ہی وہ دہلی روانہ ہو سکیں گے۔"

سلام و دعا۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

۱۹ ستمبر

مائی ڈیر مسٹر جناح

جوزف میرے ساتھ ایک صبر آزما کھیل کھیلتے رہے ہیں اور انہیں راضی کرنے کے لئے مجھے اپنے صبر و تحمل کے ایک ایک آؤنس سے کام لینا پڑا ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں ان سے بخوبی واقف ہوں، وہ ایک اعلیٰ درجے کے صحافی ہیں لیکن جہاں روپے پیسے کی بات آ پڑے تو وہاں ان کی شہرت عجیب و غریب رہی ہے، وہ جہاں بھی جاتے ہیں کسی نہ کسی مشکل میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جب وہ کسی ایسے شخص سے روپیہ وصول کرنا چاہتے ہوں جو ان کے خیال میں دینے کی قدرت رکھتا ہے تو وہ سب اچھے اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ وہ یوں بہت دل کش آدمی ہیں لیکن روپے پیسے کے معاملات میں دل شکن واقع ہوئے ہیں۔

تاہم انہوں نے آج روانہ ہو جانے کا وعدہ کیا ہے۔ مجھے انہیں اپنی جیب سے پانچ سو روپے دینا پڑے۔ لیاقت کی یہ اجازت کہ انہیں ڈان کے حساب میں پانچ سو روپے دے دیئے جائیں، مجھے آج صبح موصول ہوئی۔ جب میں انہیں یہ رقم بھیج رہا تھا تو مجھے ان کا ایک رقعہ ملا جس میں انہوں نے درخواست کی تھی کہ انہیں اکتوبر ۱۹۴۲ء کی تنخواہ بھی دے دی جائے۔ یہ بڑی زیادتی ہے اور میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے انہیں آج خط لکھا ہے اس کی نقل ملفوف ہے، اور اگر وہ اب بھی ہوش میں نہ آئے اور یہ سمجھتے رہے کہ ان کی خدمات کے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا اور لہٰذا وہ جو سر بھی چھیڑنا چاہئیں ہمیں اس کے ساتھ ناچنا پڑے گا تو میں انہیں یہ ہرگز نہ کرنے دوں گا۔ اگر وہ آج رات دہلی روانہ نہ ہوئے تو میں انہیں ایسے یقینی طور پر جیسے کہ میں زندہ ہوں پیر کی صبح کو نوٹس دے کر ان کی خدمات ختم کر دوں گا۔ میرا ارادہ اٹل ہے انہیں آئندہ سر پھرے بکرے کا کردار ادا کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔

جوزف کے رویئے سے مجھے شرمندگی ہوئی۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ کو میری دشواری کا احساس ہو گا اور آپ پر یہ حقیقت بھی منکشف ہو جائے گی کہ ڈان کو روزنامے کے طور پر جاری کرنے میں جو تاخیر ہو رہی ہے وہ میری وجہ سے نہیں ہے۔

جی ہاں، میں نے جوزف سے ساڑھے بارہ سو کا وعدہ کیا تھا۔

کیونکہ لیاقت نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر ضرورت ہو تو میں اس حد تک جا سکتا ہوں۔ انہیں ایک ہزار میں دیتا تھا، اور سو روپے ہفت نامہ ڈان سے ملتے تھے۔ لہٰذا ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنی موجودہ تنخواہ سے کم پر راضی ہو جائیں گے قرین مصلحت نہیں تھا۔

اگر جوزف آج روانہ ہو گئے اور مجھے امید ہے اور دعا بھی کرتا ہوں کہ ایسا ہو، تو مہربانی سے ان سے کہہ دیجئے کہ وہ اسٹار آف انڈیا کے سوا کسی اور ہندوستانی روزنامے یا ہفت نامے کے لئے اپنے نام سے کوئی مقالہ نہ لکھیں گے۔ ہم نے اپنے معاہدے میں یہ شرط درج نہیں کی تھی اور وہ ان بنیادی اصولوں کے علی الرغم جن کی پابندی اعلیٰ درجے کے اخباروں کے مدیروں کے لئے لازمی سمجھی جاتی ہے، اپنے دستخط سے ہندو اور اوریئنٹ وغیرہ کے لئے مقالات لکھتے رہے ہیں۔ اس کی اجازت نہ ہونا چاہئے، کیونکہ اس سے اس اخبار کی بدنامی ہوتی ہے، جس نے انہیں ملازم رکھا ہے۔

سلام و دعا۔

آپ کا مخلص

حسن

۲۶ ستمبر

مائی ڈیئر حسن

مجھے آپ کا ۱۹ ستمبر کا خط مل گیا ہے، جس میں آپ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ مسٹر پوتھن جوزف یہاں اس ہفتے کے آخر تک آجائیں گے۔ جہاں تک دوسرے معاملے یعنی اخبار کے کاغذ کا تعلق ہے میں نے آپ کا خط نوابزادہ لیاقت علی خاں کو دے دیا ہے تاکہ وہ آپ سے رابطہ قائم کر سکیں۔ میں آپ کو ایک خط جس کے ساتھ ان تاروں کی نقلیں ملفوف تھیں جو میرے اور مسٹر پوتھن جوزف کے درمیان آئے، گئے تھے، پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ اب تک آپ کو مل گیا ہو گا۔

مجھے آپ کا وہ تار بھی مل گیا ہے، جس میں آپ نے اطلاع دی ہے کہ مسٹر جوزف یہاں اس ہفتے کے آخر تک پہنچ جائیں گے۔ مہربانی سے ضروری انتظامات کر دیں اور اس کا خیال رکھیں کہ وہ فوراً بلا کسی مزید تاخیر کے روانہ ہو جائیں۔

امید ہے کہ آپ بالکل بخیریت ہوں گے۔ میری اور مس جناح کی طرف سے آپ سب کو دعا و سلام۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

۱۰ اورنگ زیب روڈ، نئی دہلی

۱۳ اکتوبر ۱۹۴۲ء

مائی ڈیر حسن

مجھے آپ کا ۲۶ ستمبر کا خط مل گیا اور میں اس کے لئے آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے نام جوزف کا خط پڑھ لیا ہے اور آپ کی خواہش کے مطابق اسے واپس کر رہا ہوں۔ جوزف آگئے ہیں اور انہوں نے یہ کام سنبھال لیا ہے، اور ہمیں امید ہے کہ ہم عید کے روز روزنامہ ڈان نکال سکیں گے۔

اخباری کاغذ کے بارے میں آپ کے خیالات کے سلسلے میں آپ کا خط میں لیاقت کو بھیج رہا ہوں اور میں ان سے کہوں گا کہ وہ اس کاغذ کے بارے میں، جو آپ نے ڈان کے لئے دہلی میں مہیا کر دیا ہے، آپ کو خط لکھیں۔ مجھے بالکل بھروسہ ہے کہ ایک خاندان کے افراد کی حیثیت سے ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے، میں آپ کا اور مسٹر احمد کا اس تمام مدد کے لئے جو آپ دونوں نے کی ہے، بہت ممنون ہوں۔

رہی آپ کی وہ ضمانت جو آپ نے جوزف کی تنخواہ کے بارے میں دی ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ آپ ہمیں بارہ ہزار کی ایک رقم یک مشت دے دیں اور اس طرح ہم جوزف اور عملے کے کسی بھی رکن کی تنخواہ دے سکیں گے۔ آپ سے یہ درخواست کرنے کا سبب یہ ہے کہ ہم نے اس کام کو چند افراد کی مدد ہی سے شروع کیا ہے جنہوں نے کہا ہے کہ وہ نقصانات کی تلافی کا خطرہ مول لینے کو تیار ہیں۔ اس منصوبے کو مسلم لیگ کے فنڈ سے شروع نہیں کیا گیا۔ وہ دو آدمی جنہوں نے زیادہ تر روپیہ دیا ہے ایک تو آپ ہیں اور ایک دوسرے آپ جیسے ہمدرد عوام اور محب وطن مسلم لیگی۔ لہٰذا ان امدادی رقموں کو میں محض امداد نہیں سمجھتا بلکہ یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہ معاونین در حقیقت ایک سنڈیکیٹ کی تشکیل کرتے ہیں اور جب ہم ایک کمپنی قائم کریں گے، جیسا کہ مستقبل قریب میں کرنا پڑے گا، تو میرا خیال ہے کہ انہیں کم از کم اس رقم یا رقوم کے بقدر حصے ملنا چاہئیں، جو انہوں نے ہمیں دی ہیں۔ اسی وجہ سے یہ تجویز کر رہا ہوں کہ بجائے اس کے کہ

آپ ہر ماہ جوزف کی تنخواہ دیتے رہیں اور اس طرح اپنا روپیہ ضائع کرتے رہیں، یہ بہتر ہو گا کہ ایک رقم یک مشت دے دیں اور کچھ عرصے کے بعد اسے حصوں کی شکل میں واپس لے لیں۔ آپ میری تجویز پر غور کریں اور اسے مسٹر احمد کے سامنے بھی رکھیں۔ اور پھر مجھے بتائیں کہ آپ کی رائے کیا ہے۔

اس منصوبے کو شروع کرنے اور قائم کرنے میں جو مدد آپ نے دی ہے اور جس دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں اس کے لئے میں آپ کا ایک بار پھر بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میں اس اخبار کو ایک واقعی اول درجے کا انگریزی روزنامہ بنتے دیکھوں گا جو ہندوستان کے مسلمانوں کی حقیقی اور سچی آواز ہو گا۔ میری دانست میں اب تک ہر بات ہمارے موافق ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہندوستان کے مسلمانوں کو کبھی میسر نہ تھی اور اگر ہم اپنے مقصد کو پورا کر سکے تو اس سے دوسرے صوبوں کو بھی تقلید کا خیال پیدا ہو گا کیونکہ اخبار پڑھنے والے عوام کی تعداد بڑھ رہی ہے، اور لوگ ہندوستان کے مسلمانوں کی خبریں اور خیالات جاننے کے بہت مشتاق ہیں۔

امید ہے کہ آپ سب بعافیت ہوں گے۔ آپ سب کو میری اور مس جناح کی طرف سے بہت بہت سلام و دعا پہنچے۔

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء

مائی ڈیر مسٹر جناح،

میں ایک سطر محض آپ کو یہ اطلاع دینے کی غرض سے لکھ رہا ہوں کہ آج میں نے آدم جی کو پندرہ ہزار روپے کی وہ رقم لوٹا دی ہے جسے اسٹار آف انڈیا برداشت کر رہا تھا ہم نے جو روپیہ اب تک لگایا تھا وہ بھی واپس ہو گیا ہے۔

آپکا مخلص
حسن

۱۸ مئی ۱۹۴۵ء

مائی ڈیر مسٹر جناح،

.... الطاف حسین ڈان میں آرہے ہیں۔ وہ ایک قابل لکھنے والے ہیں اور یقیناً بہت کارآمد ثابت ہوں گے۔ کیا آپ نے ڈان کو کمپنی کے طور پر رجسٹر کرانے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ پندرہ مہینے ہوئے کہ آپ نے مجھ سے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا تھا۔ ڈان خوب چل رہا ہو گا۔ میرے نزدیک آئندہ ترقی کے لئے روپیہ بچانے کا یہی وقت ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اخباروں کی موجودہ خوش حالی اور زیادہ عرصہ تک باقی نہ رہے گی۔ گورنمنٹ کی سرپرستی بالخصوص بھرتی وغیرہ کے سلسلے میں اشتہارات کی شکل میں، جس سے آج کل بہت آمدنی ہو رہی ہے۔ بتدریج کم ہوتی جائے گی۔

دعا و سلام

آپ کا بہت مخلص
حسن

ابوالحسنات، سید محمد احمد قادری

حکیم۔ عالم دین۔ مصنف۔ مورخ۔ مفسر۔ طبیب اور شاعر۔ انہوں نے دوبار قائداعظم محمد علی جناح کے ہمراہ صوبہ سرحد کا دورہ کیا۔

وہ ۱۸۹۶ء میں سید دیدار علی شاہ صاحب کے ہاں ریاست الور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مفتی زین العابدین سے حاصل کی۔ فقہی کتب مولانا حافظ محمد نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے پڑھیں۔ شعر و ادب کا ذوق بھی تھا۔ مسلم لیگ کے لئے بڑا کام کیا۔ جمعیت العلمائے ہند کے مخالف تھے۔ قیام پاکستان کے بعد جمعیت العلمائے پاکستان کی بنیاد رکھی۔ تحریک آزادی کشمیر میں حصہ لیا اور غازیان کشمیر کی امداد کے لئے ایک تحریک بھی چلائی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں قائم کی گئی مجلس عمل کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ختم نبوت کے سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جیل کی پیہم سختیوں نے ان کی صحت پر برا اثر ڈالا۔ جو ان کی وفات کا باعث بنیں۔ مسجد وزیر خاں لاہور میں ایک عرصہ تک خطابت کے جوہر دکھائے۔ اور عامۃ المسلمین کے استفادے کے لئے دن رات کام کیا۔ وہ اعلیٰ پائے کے مصنف بھی تھے جن میں تفسیر الحسنات (پہلے دو حصے، ۱۰ پارے) طیب الوردہ علی قصیدۃ البردہ اور ترجمہ کشف المحجوب شامل ہیں۔

۲۰ جنوری ۱۹۶۰ء کو لاہور میں واصل علی اللہ ہوئے۔

ابوالقاسم فضل الحق

ممتاز مسلم لیگی راہنما۔ قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ

کی پالیسیوں کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دیا تھا لیکن ۸ ستمبر ۱۹۴۶ء کو انہیں اس وجہ سے دوبارہ مسلم لیگ کا رکن بنا لیا گیا کہ انہوں نے اخباری بیانات اور قائداعظم کے نام خطوط میں غیر مشروط طور پر وفاداری اور مسلم لیگ سے تعاون کا یقین دلایا تھا۔

وہ ۱۸۷۳ء میں ضلع باریسال (بنگلہ دیش) میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے تک تعلیم مکمل کی۔ ۱۸۹۵ء میں ایل ایل بی کی ڈگری لی اور ۱۹۱۳ء میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۱۳ء میں بنگال لیجسلیٹو کونسل کے رکن اور ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر بنے۔ خلافت کانفرنس کے بھی صدر رہے۔ ۱۹۲۴ء میں بنگال کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ گول میز کانفرنس میں مندوب کی حیثیت سے شرکت کی۔ ۱۹۳۵ء میں کلکتہ کے پہلے میئر منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں بنگال کے وزیر اعلیٰ بنے۔ لاہور میں قرار داد پاکستان منظور ہوئی تو اس اجلاس میں بھی ان کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مشرقی پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل بھی رہے۔ ۱۹۵۵ء میں مرکزی وزیر داخلہ ۱۹۵۶ء میں گورنر مشرقی پاکستان رہے۔ ۲۷۔ اپریل ۱۹۶۲ء کو انتقال کیا۔

ابوالہول

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۲۸ء میں جب لندن گئے تو راستے میں انہوں نے دیوان چمن لال کے کہنے پر نہر سویز کے ساحل پر قیام کیا۔ اس دوران میں انہوں نے ابوالہول کو بھی دیکھا اور قائداعظم نے اونٹ پر بھی سواری کی۔ ابوالہول کے سامنے دونوں رہنماؤں نے تصاویر بھی اتروائیں۔

یہ مجسمہ (مصر) کے علاقے میں ہے۔ اس کی لمبائی ۱۸۹ فٹ اور اونچائی ۶۵ فٹ ہے۔

یہ مجسمہ تقریباً تین ہزار برس قبل ایک چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس کے پنجے اور دھڑ شیر کے ہیں اور سر انسان کا ہے۔ اسے سورج دیوتا کی حیثیت حاصل تھی۔ اس کی صورت بگڑ جانے کی وجہ سے عربوں نے اسے ابوالہول یعنی خوف کا باپ کا نام دیا۔

ریڈی لپس کی داستان میں وہ دیوتاؤں کی تخریبی قوتوں کی نمائندگی کرتا تھا۔ وہ ہر آنے جانے والے سے یہ پہیلی پوچھتا تھا کہ وہ کون ہے جو صبح کو چار ٹانگوں پر چلتا ہے۔ دوپہر کو دو ٹانگوں پر اور شام کو تین ٹانگوں پر۔ جو بھی اس پہیلی کی بوجھ نہ بتا سکتا اسے عفریت ہلاک کر ڈالتا تھا۔ آخر ریڈی لپس نے یہ پہیلی بوجھ لی اس پر ابوالہول نے چٹان سے گر کر خودکشی کر لی اور ریڈی لپس ایتھنز کا بادشاہ بن گیا۔

ابو سعید انور

تحریک پاکستان کے رہنما قائداعظم محمد علی جناح سے ان کی پہلی ملاقات مارچ ۱۹۳۶ء میں لاہور میں ہوئی۔ وہ ۱۹۱۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تعلیم ہندو سبھا سکول میں حاصل کی۔ امرتسر میں ہائی سکول میں زیر تعلیم تھے کہ بوجوہ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ ۱۹۳۰ء میں تین ماہ قید کاٹی بعد میں کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی۔ اور ایک بار پھر تین سال قید بامشقت کاٹی۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں ضلع بدر کر دیئے گئے۔ مجلس اتحاد ملت میں شمولیت اختیار کر کے اس کے سیکرٹری بنے۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور ہفت روزہ پاکستان کے مدیر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور میں مہاجرین کی آبادی کے لئے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۱ء میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن اور ۱۹۵۲ء میں ویسٹ پاکستان فیڈریشن آف لیبر کے صدر منتخب ہوئے۔ سردار عبدالرب نشتر نے انہیں مسلم لیگ کی سنٹرل ورکنگ کمیٹی کا رکن نامزد کیا۔ اور ۱۲ سال تک اس عہدے پر رہے۔ ۱۹۶۴ء میں کمبائنڈ اپوزیشن پارٹیز کے سربراہ رہے اور ایوب خاں کے صدارتی انتخابات میں ان کی مخالفت کی اور محترمہ فاطمہ جناح کا ساتھ دیا۔ تحریک استقلال کے بانی رکن تھے۔ ۱۹۷۷ء میں پاکستان قومی اتحاد کے قیام پر اس کے سیکرٹری اطلاعات بنے۔ روزنامہ زمیندار لاہور کے نائب مدیر بھی رہے۔

لاہور میں انتقال کیا۔

اپالو ہوٹل

بمبئی کا ایک مشہور ہوٹل۔ قائداعظم جب ۱۸۹۶ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے بمبئی آئے تو ان کے والد نے اپنے بیٹے کو اپنے گھر کی بجائے ہوٹل میں ٹھہرانا مناسب سمجھا تاکہ وہ علیحدہ رہ کر اپنے وکالتی کاروبار کو خوب چمکا سکیں چنانچہ انہوں نے اس ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۱۰ میں ۱۸۹۸ء کے آخر (یعنی

۲۳ ستمبر) تک قیام کیا۔

اتحاد المسلمین، مجلس

یہ انجمن مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے نواب بہادر یار جنگ نے قائم کی تھی۔ اس جماعت نے بڑا کام کیا۔ حیدر آباد دکن اور اس کے باہر اس کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اتحاد کا سفیر

قائداعظم محمد علی جناح کی ان تقاریر کا مجموعہ، جنہیں مسز سروجنی نائیڈو نے اپنے تعارفی نوٹ کے ساتھ (۲ فروری ۱۹۱۸ء) مرتب کیا۔ اس کا دیباچہ سر علی محمد خاں (والد راجا صاحب محمود آباد امیر محمد خاں) نے ۳۰ جنوری ۱۹۱۸ء کو لکھا۔ مسز سروجنی نائیڈو نے سرورق کے اندرونی صفحے پر چند مصرعے بھی لکھے جن کا مفہوم بقول کرم حیدری یہ ہے۔

خود اپنی روح کے قانون کے مطابق زندگی بسر کرنا سیکھ اور اگر لوگ تجھے مرعوب کرنا چاہیں تو کچھ توجہ نہ دے اور اگر لوگ تجھ سے نفرت کریں تو بھی پرواہ نہ کر تو اپنے گیت گائے جا تو اپنا کام کیئے جا صرف اپنی امیدوں پر بھروسہ کر، صرف اپنی دعاؤں سے کام رکھ۔

یہ کتاب مدراس کے اشاعتی ادارے گنیش اینڈ کمپنی نے ۱۹۱۸ء میں شائع کی۔

اٹیلی کلیمنٹ رچرڈ لارڈ

۱۰ جولائی ۱۹۴۷ء کو لارڈ اٹیلی نے دار العوام میں اعلان کیا کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن بھارت کے اور قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کے گورنر جنرل ہوں گے۔

وہ ۱۸۸۳ء میں سٹینی میں پیدا ہوئے ہیلے بری اور آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۶ء تا ۱۹۰۹ء وکالت کی سوشلزم کی طرف رجحان تھا چنانچہ فیبئن سوسائٹی کی رکنیت اختیار کی۔ ۱۹۱۰ء میں ٹائن بی ہال کے سیکرٹری بنے۔ ۱۹۱۳ء میں لندن سکول آف اکنامکس میں سوشل سائنس کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۹ تا ۱۹۲۰ء سٹیپنی کے میئر رہے۔ ۱۹۲۲ء تا ۱۹۵۰ء لیبر جماعت کے ٹکٹ پر ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۵ء میں حزب اختلاف کے لیڈر بنے جولائی ۱۹۴۵ء کو انہیں برطانیہ کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ انہوں نے اقتدار سنبھالتے ہی قومیانے کی پالیسی کو اپنایا۔ ۱۹۵۱ء میں وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۹۵۵ء میں انہیں آرڈر آف میرٹ کا خطاب ملا تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

1- The Labour Party in Perspective

2-As it happened

انہوں نے ۱۹۶۷ء میں انتقال کیا۔

قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر برطانیہ کے وزیر اعظم لارڈ اٹیلی تھے۔ انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا تھا۔

"پاکستان کے لئے مسٹر جناح کی ٹھوس ارادت اور ان کی انتھک کوشش یاد رہے گی۔"

اثر صہبائی

۱۹۳۵ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح کشمیر کے دورے پر سری نگر گئے تو سری نگر ہائی کورٹ میں ایک مقدمے کے سلسلے میں چیف جسٹس سر برجور دلال اور جسٹس بودھ راج ساہنی کے ڈویژن بینچ کے سامنے پیش ہوئے۔ یہ مقدمہ عدت سے متعلق تھا اس مقدمہ میں اثر صہبائی نے ان کے وکیل معاون کی حیثیت سے کام کیا اثر صہبائی نے مقدمہ کی تیاری جس محنت سے کی اسے قائداعظم نے سراہا تھا۔

وہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کا پورا نام عبدالسمیع پال تھا۔ مورث اعلیٰ وادی کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ میں آکر آباد ہوئے تھے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں مکمل کی ۱۹۲۲ء میں بی اے ایل ایل بی کرنے کے بعد وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ ۱۹۲۹ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے فلسفہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد سرکاری وکیل کی حیثیت سے خدمات دیں۔ ۱۹۵۶ء میں ریٹائر ہوئے تو لاہور میں سکونت اختیار کی اور یہیں ۱۹۶۴ء میں وفات پائی۔ روح صہبائی، جام صہبائی، جام طہور اور راحت کدہ مجموعہ ہائے کلام ہیں۔

اجمیری گیٹ (دہلی)

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسواں سالانہ اجلاس ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء کو بعد از نماز عشاء شروع ہوا اور رات گئے تک جاری

رہا۔ اجلاس کی صدارت نے کی قائداعظم نے تقریر کرنے کے لئے مائک سنبھالا تو پورا پنڈال اللہ اکبر۔ قائداعظم زندہ باد اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ قائداعظم نے اس موقع پر بہ حروف انگریزی ایک طویل تقریر کی۔ اس اجلاس میں قائداعظم کی ایک تصویر بھی رکھی ہوئی تھی جو کافی مہنگی بکی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ الہ آباد کے اجلاس کے بعد اس سال مسلم لیگ نے تمام ہندوستان میں روز افزوں ترقی کی ہے۔ اقلیت کے صوبوں کو فراموش نہ کیجئے کیونکہ یہ وہ صوبے ہیں جنہوں نے اس وقت روشنی پھیلائی جب اکثریتی صوبوں میں اندھیرے کے سوا کچھ نہ تھا۔ قائداعظم کی تقریر کے بعد قائد ملت نواب بہادر یار جنگ نے مسلم لیگ کے لئے چندے کی اپیل کی چنانچہ آٹھ لاکھ روپیہ جمع ہوگیا۔

اچاریہ سی راج گوپال

بھارتی سیاست دان۔ انہوں نے مسلم لیگ اور کانگریس میں سمجھوتہ کرانے کی غرض سے ایک فارمولا بھی تیار کیا۔ او اس ضمن میں قائداعظم سے بھی تبادلہ خیالات کیا۔

وہ ۱۸۷۸ء میں جنوبی ہند میں پیدا ہوئے۔ سنٹرل کالج بنگلور سے بی اے اور پریذیڈنسی کالج مدراس سے ایل ایل بی کیا۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ کے خلاف عدم تعاون کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں جیل کاٹی۔ ۱۹۳۴ء میں مدراس کے وزیراعظم بنے قائداعظم سے تبادلہ خیالات کرنے کے لئے ایک فارمولا تیار کیا۔ ہندوؤں کو ان کی یہ حقیقت پسندی ایک آنکھ نہ بھائی چنانچہ کچھ عرصہ کانگریس سے علیحدہ رہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل کے عہدے سے سبکدوش ہوئے تو وہ ۱۹۴۸ء سے ۲ جنوری ۱۹۵۰ء تک گورنر جنرل رہے بعد ازاں کابینہ میں شامل کر لئے گئے۔ صوبہ مدراس کانگریس کے صدر بھی رہے وزارت اور کانگریس سے مستعفی ہونے پر سوتنترا سوشلسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی اور وفات تک اسی جماعت سے منسلک رہے۔

۱۹۷۲ء میں وفات پائی۔

اچھوت

قائداعظم کو اقلیتی فرقوں کے مفادات بھی بڑے عزیز تھے اور وہ انہیں اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے مکمل آزادی دینے کے خواہاں تھے۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۸ء کو پسماندہ وفد سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پسماندہ اقوام کی خوشحالی کے لئے ہمارے دلوں میں بالخصوص خیر سگالی اور دوستی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ زمانہ آپ کو صدیوں سے کچلتا رہا ہے آپ دوسرے فرقوں کے مقابلہ میں زیادہ مدد کے مستحق ہیں۔ میں نے ہمیشہ آپ کے مفاد کی حمایت کی ہے اور آئندہ بھی ایسا کرتا رہوں گا۔“

اس سے قبل اچھوتوں کے ایک وفد نے قائد سے ۲۵ ستمبر ۱۹۴۶ء کو بھی ملاقات کی اس وفد نے درخواست کی کہ ان کا معاملہ بھی وائسرائے کے سامنے پیش کیا جائے ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو بھی قائد نے ان کی مدد کرنے کا اعادہ کیا۔

احتشام الحق تھانوی

ممتاز عالم دین اور سیاسی رہنما۔ مولانا تھانوی نے قیام پاکستان سے پہلے ۱۹۴۴ء میں نئی دہلی میں تحریک پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم سے بات چیت کی اور اس کے بعد سے قائداعظم کے رفیق کار رہے۔ جنوری ۱۹۴۸ء میں ہندو مسلم فسادات کے سلسلے میں بات چیت کے لئے مولانا شبیر احمد عثمانی نے انہیں قائداعظم کے پاس بھیجا۔

وہ ۱۹۱۵ء میں کیرانہ (یوپی) میں پیدا ہوئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے ذہنی وابستگی کی بنا پر تھانوی کہلائے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی سے وابستہ رہنے کے سبب سیاسی طور پر مسلم لیگ کی حمایت اور مسلمانوں کی وعظ و تبلیغ کے ذریعے زبردست خدمت کرتے رہے۔ ریڈیو پاکستان سے ان کا درس قرآن ایک عرصہ تک نشر ہوتا رہا ٹنڈو الہ یار (سندھ) کا دینی مدرسہ انہوں نے ہی قائم کیا تھا۔ مرکزی جمعیت العلمائے اسلام تھانوی گروپ کے سربراہ بھی رہے ایوب مخالف تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا رویت ہلال کے مسئلہ پر چند ماہ کی نظر بندی کی صعوبت برداشت کی۔ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین

رہے۔ ۱۹۷۷ء میں مستعفی ہوئے مدراس میں ۱۹۸۰ء میں انتقال کیا۔ وہ وہاں سیرت کانفرنس میں شرکت کے لئے گئے تھے۔

احرار الاسلام مجلس

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان سے برطانوی سامراج کے انخلاء کی جدوجہد کے سلسلے میں تحریک خلافت کے بعد اسلام دوست انقلابی گروہ نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کی سربراہی میں مارچ ۱۹۳۰ء میں مجلس احرار قائم کی اس جماعت نے ۱۹۴۷ء تک مسلسل ۱۷ سال آزادی وطن اور احیاء دین کے لئے کام کیا اور جماعت کے ہر فعال رکن نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے سیاسیات سے قطعی علیحدہ رہتے ہوئے، خدمت خلق، تبلیغ اشاعت دین، جذبہ جہاد کی تلقین اور ملکی دفاع کے استحکام کے لئے سرفروشانہ خدمات سرانجام دیں۔ جب ملکی دستور کی منظوری کا مرحلہ سامنے آیا اور جداگانہ طریق انتخاب کے فیصلہ کے باوجود مرزائیوں کو مسلمانوں میں شریک کیا گیا تو مجلس احرار نے دوسری جماعتوں کے تعاون سے ان کا سختی سے احتساب کیا اور مجلس کو کچل دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں مجلس احرار نے تحریک تحفظ ختم نبوت کو جاری رکھا اور جب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا گیا مجلس کے کارکنان آرام سے نہ بیٹھے۔

احسان (روزنامہ)

یہ اخبار ۱۹۳۴ء میں ملک نوراالٰہی نے لاہور سے جاری کیا۔ اسے ممتاز اہل قلم کا تعاون حاصل تھا اس کے ادارتی عملے میں آقائے مرتضیٰ احمد خان میکش، چراغ حسن حسرت، انعام اللہ خاں ناصر، محمد اشرف خاں عطا، جناب ابوالعلاء حاجی لق لق، جناب غلام ربانی لودھی اور جناب عطاءاللہ سجاد جیسے لوگ شامل تھے۔ مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش اس کے مدیر تھے۔ یہ انقلاب کے مقابلے میں جو یونینسٹ کا ترجمان تھا مسلم لیگ کا نقیب بن گیا اس میں علامہ اقبال کا کلام ایکس شاعر کے نام سے شائع ہوتا تھا۔

۱۹۴۰ء میں روزنامہ احسان کے مدیر خلیل صحافی نے قائداعظم سے درخواست کی کہ وہ ان کے دفتر میں آکر ٹیلی پرنٹر سروس کا افتتاح کریں۔ چنانچہ قائداعظم دہلی دروازہ کے باہر اس جہازی بلڈنگ میں گئے جہاں روزنامہ کا دفتر تھا۔ قائداعظم ٹیلی پرنٹر کے قریب کھڑے ہوگئے اور کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اسی موقع پر ایسوسی ایٹ پریس آف انڈیا کی طرف سے یہ پیغام تہنیت موصول ہوا "ہم روزنامہ احسان کے تمام عملے کو قائداعظم محمد علی جناح کی آمد اور ٹیلی پرنٹر کے افتتاح پر مبارکباد پیش کرتے ہیں"

احسان رشید، ڈاکٹر

کراچی یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور ممتاز ادیب پروفیسر رشید احمد صدیقی کے صاحب زادے۔ قائداعظم سے ان کا رابطہ بچپن میں اس وقت ہوا جب علی گڑھ میں انہوں نے قائداعظم کے سامنے اپنی آٹوگراف بک رکھ دی اور اصرار کیا کہ اس پر ضرور کچھ نہ کچھ لکھ کر دیں چنانچہ قائداعظم نے مسکراتے ہوئے آٹوگراف بک پر یہ عبارت لکھ کر دستخط کر دیئے۔

"ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچوں سے بہت پیار کرتے تھے بڑے ہو کر اس بات کو یاد رکھنا۔"

احمد آباد

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۸ نومبر ۱۹۴۰ء کو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک جلسہ عام منعقدہ منگل داس میموریل ہال میں تقریر کی اور فرمایا۔

"ہندوستان کو تقسیم کر دینا چاہئے تاکہ ہندو اور مسلمان اچھے پڑوسیوں کی طرح رہ سکیں۔ اگر ہندوؤں نے سارا ہندوستان لینے کی کوشش کی تو وہ سارے کا سارا کھو دیں گے۔ اگر انہوں نے ایک تہائی مسلمانوں کو دینے پر رضامندی کا اظہار کیا تو انہیں ۲/۳ مل جائے گا۔ ہندو صوبوں کی مسلم اقلیتیں اپنی تقدیر پر شاکر و صابر رہیں گی۔ قیام پاکستان کے بعد ہندو صوبوں کی مسلم آبادی کو ہجرت عام کی رائے نہیں دوں گا۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں صرف یہ ہے کہ مسلم اکثریتی صوبوں میں جہاں اب بھی پاکستان ہے مرکزی حکومت کا اقتدار ہندو اکثریت کے ہاتھوں میں نہ جانے پائے۔

ہندو مہاسبھا نہایت بے تکے پن سے اقلیم ہند پر ہندو راج کی فکر کر رہی ہے کانگریس کی زبان پر جمہوریت، مشترکہ انتخاب اور قومی حکومت ہے لیکن جمہوریت معنوی اعتبار سے دنیا کے کسی حصہ میں موجود نہیں حتیٰ کہ انگلستان میں بھی اونچا طبقہ حکومت کرتا ہے لیکن ہندوستان میں تو ایسی جمہوریت کا امکان ہی نہیں۔ مذہب کا کیا ذکر مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تہذیبی یا معاشرتی کوئی شے مشترک نہیں۔ ایک قومی حکومت جو مجلس قانون ساز کے منتخب ارکان کو جوابدہ ہو۔ صرف ایک مشتعل ہندو اکثریت کے تابع فرمان ہو کر تشکیل پا سکتی ہے اس میں مسلمان اور دوسری اقلیتیں قطعی ہندو راج کے رحم و کرم پر ہوں گی۔

۱۲۔ جنوری ۱۹۴۵ء تا ۱۶ جنوری ۱۹۴۵ء قائداعظم نے احمد آباد میں جا کر تقاریر کیں۔

یہ بھارت کے صوبہ گجرات کا صدر مقام اور بہت بڑا صنعتی شہر ہے اس کی آبادی ۲۵ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے کپڑے کے کارخانوں کے لئے مشہور ہے۔ دریائے سابرمتی کے پاس کنارے پر آباد ہے۔ دریا کے دوسری طرف گاندھی جی کا سابرمتی آشرم ہے۔

احمد انصاری

قائداعظم کے پی اے وہ بی اے ایل ایل بی تھے اور لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔

احمد۔ ایم بی مسٹر جسٹس

ہائی کورٹ کے سابق جج اور قائداعظم کے دستوری مشیر۔

احمد بشیر۔

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور تحریک پاکستان گولڈ میڈل حامل، انہوں نے مجلس کبیر پاکستان کے بانی رکن کی حیثیت سے حضرت قائداعظم۔ مسلمان رہنماؤں کے علاوہ لارڈ لنلتھگو اور لارڈ زیٹ لینڈ کو تحریک پاکستان کے سلسلے میں خطوط لکھے۔

وہ ۱۹۲۰ء میں مردان میں پیدا ہوئے پنجاب یونیورسٹی سے بی کام کیا (۱۹۳۹ء) اور اسی یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس کی سند (۱۹۴۱ء) لی۔ دوران تعلیم چوہدری رحمت علی کی قائم کردہ پاکستان قومی تحریک کے لئے کام کیا۔ مجلس کبیر پاکستان کے بانی رکن بھی تھے۔ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنؤ کے لئے پنجاب کے نوجوان طلباء کے گروپ میں مندوب کی حیثیت سے شامل تھے۔ ۱۹۴۰ء میں قائداعظم نے ہندوستان کی تقسیم کے سلسلے میں مختلف سکیموں پر غور کرنے کے لئے حاجی سر عبداللہ ہارون کی سربراہی میں جو کمیٹی بنائی وہ اس کے رکن تھے۔ قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو انہوں نے قائداعظم کی ہدایت پر آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ وہ ایک عرصہ تک مختلف جریدوں سے وابستہ رہے۔ ۱۹۴۶ء میں ہفت روزہ سندھ ٹائمز کے ایڈیٹر بنے پھر کراچی سے اپنا روزنامہ قندیل جاری کیا۔ اے پی پی میں بھی ملازمت کی اور ۱۹۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۴ء پاکستان ایٹمی توانائی کمیشن میں ڈائریکٹر کے عہدے پر کام کیا۔ ان کی آخری ملازمت اے پی پی کے ڈائریکٹر جنرل کی تھی اور اسی حیثیت سے ریٹائر ہوئے

احمد حبیب

پاکستان کے ممتاز سرمایہ کار وصنعت کار اور حبیب بنک لمیٹڈ کے بانی۔ وہ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے انہوں نے حبیب گروپ آف کمپنیز کے تحت سرمایہ کاری کی صنعتی کمپنیاں قائم کرنے کے علاوہ حیدری کنسٹرکشن کمپنی بھی قائم کی تھی۔ قیام پاکستان سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد غریبوں اور ناداروں کے لئے تعلیمی اور خیراتی ادارے قائم کئے۔ ۳ نومبر ۱۹۸۰ء کراچی میں انتقال ہوا۔ خراسان پانچ میوہ شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

احمد حسین ملک یا قائد ثانی

اسلامیہ کالج گوجرانوالا کے پرنسپل ملک احمد حسین کی شکل قائد سے کافی حد تک ملتی تھی۔ اسی لئے انہیں قائد ثانی کہا جاتا تھا۔

وہ ۱۸۹۱ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے سکاچ مشن ہائی سکول اور انٹرمیڈیٹ مرے کالج سیالکوٹ سے پاس کرنے کے

بعد ۱۹۱۴ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی اے اور سینٹ سٹیفن کالج دہلی سے ایم اے فلسفہ کا امتحان پاس کیا۔ ملازمت کا آغاز ایڈورڈ کالج پشاور سے کیا۔ پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ پڑھاتے رہے بابائے قوم سے ان کی شکل کافی حد تک ملتی تھی اکثر لوگ اور طالبعلم انہیں قائد ثانی کہہ کر یاد کرتے تھے ازاں بعد انہوں نے گورنمنٹ کالج سرگودھا میں خدمات انجام دیں اور ۱۹۴۷ء میں پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ یہاں سے فراغت کے بعد بیس سال تک انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ کے پرنسپل رہے (۱۹۴۸ء_۱۹۶۸ء)

۳ جون ۱۹۷۶ء کو ان کا انتقال ہوا۔

احمد خاں ملک

انہوں نے مئی ۱۹۳۸ء میں قائداعظم کی خدمت میں مسلم لیگ کی ترقی اور سرگرمیوں سے متعلق مقامی اخبارات کے اقتباسات بھیجے قائداعظم نے انہیں شکریئے کا خط بھی لکھا۔

احمد خاں ملک نے قومی سرمایہ کاری کی اسکیم بھی قائداعظم کی خدمت میں بھیجی جو بعدازاں کتابی صورت میں شائع ہوئی۔

احمد خاں ملک بنگلور میں تجارت کے پیشے سے منسلک تھے۔ وہ مسلم لیگ پراپیگنڈہ سکیم کے بھی خالق تھے اپنی اسکیم میں انہوں نے یہ تجویز دی کہ اگر ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں میں سے آدھے لوگ روزانہ ایک پیسے کی بچت کریں اور پانچ سال تک اس پر عملدرآمد کریں تو ایک سو تیس کروڑ روپیہ اکٹھا ہو سکتا ہے ان کا مقصد مسلمانوں کی پسماندگی کو دور کرنا تھا مسلم بنک آف انڈیا، قومی انشورنس کمپنی، میوچل پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ جیسی اسکیموں کے خاکے بھی انہی کے پیش کردہ تھے۔

قائداعظم بنام احمد خان

مالابار ہل

بمبئی

تاریخ ندارد

جناب محترم

۲۳ اور ۲۸ مئی ۱۹۳۹ء کے خطوط اور مقامی اخبارات کے اقتباسات (جو آپ نے ارسال کئے ہیں) کے لئے میں انتہائی مشکور ہوں۔ بلاشبہ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ بحالت موجودہ ہم ابھی اپنے مقاصد کی ابتدائی منزل میں ہیں۔ میں نے آپ کے مشوروں کو سمجھ لیا ہے لیکن اگر ان تجاویز میں سے چند ایک پر بھی عملدرآمد اور اس کی اشاعت ہو جائے تو ایک کثیر رقم حاصل ہو سکتی ہے مجھے اس کا احساس ہے کہ مسلم لیگ کی مالی حالت اس قدر مستحکم نہیں ہے لیکن ہم جس شاہراہ پر بڑھ رہے ہیں وہ آپ کے مجوزہ مشوروں سے موافقت رکھتی ہے مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ مسلم لیگ کے عروج و ترقی کے معاملے میں انتہائی دلچسپی رکھتے ہیں۔

آپ کا مخلص۔ ایم اے جناح

احمد خاں ملک نے یکم اگست ۱۹۳۹ء کو کمرشل اسٹریٹ بنگلور چھاؤنی سے جو خط لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے اس خط میں انہوں نے قائداعظم کے لئے یہ الفاظ لکھے بنام فخر قوم افتخار الملک، ناخدائے کشتی وطن۔ قائداعظم عالی جناب معلی القاب محمد علی جناح متع اللہ المسلمین بطول حیاتکم صدر اعظم آل انڈیا مسلم لیگ، قوم و ملک کے مخدوم ـــــ زندہ باشی۔ اپنے اس خط میں انہوں نے قائداعظم کے خط کا شکریہ ادا کیا اور لکھا کہ آپ نو کروڑ مسلمانوں کی امیدوں کے واحد مرکز کہلاتے ہیں۔ مسلمانوں کے جذبات اور حقوق کے سب سے بڑے حمایتی اور ترجمان ہیں۔

احمد سعید، پروفیسر

قائداعظم کی متعدد کتابوں کے مرتب اور مصنف۔ وہ ۱۹۴۲ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی سے تاریخ (۱۹۶۵ء) اور سیاسیات (۱۹۶۶) میں ایم اے کیا۔ ۱۹۶۷ء میں ایم اے او کالج سے وابستہ ہوئے اور تب سے ایم اے او کالج لاہور میں صدر شعبہ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی (۱۹۷۲)
(۲) ذکر مجذوب (۱۹۷۳)
(۳) حصول پاکستان (۱۹۷۳)
(۴) بزم اشرف کے چراغ (۱۹۷۵)
(۵) قائداعظم اور مسلم پریس (۱۹۷۶)
(۶) گفتار قائداعظم (۱۹۷۶)
(۷) اشاریہ قائداعظم (۱۹۷۶)

(۸) نگارشات قائداعظم (۱۹۷۶)

(۹) اقبال اور قائداعظم (۱۹۷۷)

(۱۰) حیات قائداعظم چند نئے پہلو (۱۹۷۸)

(۱۱) قائداعظم مسلم پریس کی نظر میں (۱۹۸۱)

(۱۲) تاریخ پاکستان (۱۹۸۰)

(۱۳) ایسٹرن ٹائمز آن قائداعظم (۱۹۸۳)

(۱۴) مطالعہ پاکستان (۱۹۸۳)

(۱۵) اگر پاکستان نہ بنتا

(۱۶) انجمن اسلامیہ امرتسر

احمد سعید خاں چھتاری

قائداعظم کے معتمد ساتھی۔ انہوں نے ۹۴ سال کی عمر میں ۶ جنوری ۱۹۸۲ کو علی گڑھ میں انتقال کیا۔ وہ تحریک آزادی کی اہم شخصیت بھی تھے۔ وہ ۱۹۲۲ سے ۱۹۲۶ء تک یوپی کی حکومت کے ہوم ممبر رہے۔ ۱۹۲۹ میں انہیں یوپی کا گورنر بنا دیا گیا۔ ۱۹۳۶ میں وزیر اعلیٰ (یوپی) بنے۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۶ء تک حیدر آباد دکن کی وزارت عظمیٰ پر فائز رہے۔ بھارت کی راجیا سبھا کے منتخب رکن تھے۔ اور دو مرتبہ اس منصب کے لئے منتخب ہوئے سیدنا طاہر سیف الدین کے انتقال پر ۱۹۶۵ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ وہ نظام حیدر آباد کے چیف ٹرسٹی بھی تھے۔

۷ جنوری کو انہیں سرکاری اعزاز کے ساتھ علی گڑھ سے ۳۵ میل دور چھتاری کے مقام پر دفن کیا گیا۔

احمد سعید دہلوی

انہوں نے ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مراد آباد کی جامع مسجد میں ایک تقریر کے دوران حضرت قائداعظم کی سیاسی بصیرت کے بارے میں فرمایا کہ

مسلمانوں کے قائداعظم ہونے کے وہ (محمد علی جناح) بجا طور پر مستحق ہیں۔ اس اعتراف کے باوجود وہ کانگریسی رہے۔ وہ جمعیت العلمائے ہند کے سیکرٹری تھے انہوں نے مزدور کی حیثیت سے زندگی کی ابتداء کی پھر مدرسہ امینیہ دہلی سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ نہایت خوش بیان واعظ تھے۔ جمعیتہ العلماء ہند کے قیام کے ساتھ ہی اس کے سیکرٹری بنے۔ ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں پیش پیش رہے اور متعدد بار جیل گئے۔ انہیں آزادی پاکستان سے شدید اختلاف تھا مگر ہندوستان کی آزادی کے بعد انہیں خود بھی وہاں کے مسلمانوں کے انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرنا پڑی۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ وفات سے قبل قرآن پاک کے ترجمے اور تفسیر کا مسودہ بھی مکمل کیا۔ سحبان الہند کے خطاب سے یاد کئے جاتے تھے۔

۴ دسمبر ۱۹۵۹ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

احمد علی

قائداعظم محمد علی جناح کے بھائی۔ وہ ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۲ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ان کا انتقال ہوا۔ افسوس کہ ان کے مکمل حالات دستیاب نہیں۔

احمد محی الدین

قائداعظم محمد علی جناح کے سب سے پہلے اے ڈی سی ۱۹۳۹ء ۱۹۴۰ء ۱۹۴۱ء اور ۱۹۴۲ء کے اوائل میں جب قائداعظم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ تشریف لائے تو وہ قائداعظم کے اے ڈی سی رہے۔ وہ کچھ عرصہ مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سالار اعلیٰ بھی رہے۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ انگریزی کے استاد پروفیسر جمیل الدین احمد نے اپنی کتاب قائداعظم محمد علی جناح ——— اے پولیٹیکل بائیوگرافی کے صفحہ اول پر ان کی تصویر شائع کی ہے۔ انگریزی میں شاعری بھی کرتے رہے انہوں نے اسٹریچی ہال علی گڑھ میں قائد کے سامنے ایک نظم پڑھی جس کا عنوان تھا۔ ODE TO MR JINNAH! اس نظم کو سن کر قائد نے ان کی حوصلہ افزائی کی۔

احمد ندیم قاسمی

ممتاز شاعر، ادیب اور صحافی۔ انہوں نے ان الفاظ میں قائداعظم کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

تو نے اسلام کا بول بالا کیا

تو نے ان ظلمتوں میں اجالا کیا

جن کو صدیوں سے افرنگ ڈھالا کیا
تو نے ان رستوں کو اجاگر کیا
جن پہ صدیقؓ و فاروقؓ چلتے رہے
بحر ہستی میں اسلام کی لہر تھا
قائد ہند کیا قائد دہر تھا

وہ ۱۹۱۶ء میں انگہ (ضلع خوشاب) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں ایجرٹن کالج بہاولپور سے بی اے کیا۔ ۱۹۴۲ء میں ہفت روزہ پھول اور تہذیب نسواں لاہور کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں ادب لطیف کی ادارت کے فرائض سنبھالے۔ ۱۹۴۵ء میں ان تینوں مجلّوں کی ادارت سے مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۴۸ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین صوبہ پنجاب کے سیکرٹری اور ۱۹۴۹ء میں کل پاکستان انجمن ترقی پسند مصنفین کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے ۱۹۵۱ء میں پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت چھ ماہ کے لئے نظر بند کر دیئے گئے۔

۱۹۵۳ء میں روزنامہ امروز لاہور اور کراچی کے مدیر مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت ایک سال کے لئے نظر بند رہے۔ ۱۹۶۳ء میں ادبی مجلّہ "فنون" جاری کیا۔

اس وقت مجلس ترقی ادب لاہور کے ناظم ہیں۔

رم جھم، جلال و جمال، شعلۂ گل، دشتِ وفا، چوپال، بگولے، طلوع و غروب، سیلاب و گرداب، آنچل، آبے، آس پاس، درو دیوار، سناٹا، بازار حیات، برگ حنا، گھر سے گھر تک، کپاس کا پھول، نیلا پتھر، ادب کی تعلیم کا مسئلہ اور تہذیب و فن اہم تصانیف ہیں۔

۱۹۶۴ء میں آدم جی ادبی انعام دشتِ وفا پر اور ۱۹۷۶ء میں محیط پر آدم جی ادبی انعام ملا۔

۱۹۶۸ء میں تمغۂ حسن کارکردگی اور بعد ازاں ستارۂ امتیاز کے اعزازات حاصل کئے۔

احمد یار خاں دولتانہ

قائد اعظم محمد علی جناح جب ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کے سلسلے میں لاہور آئے تو انہوں نے میاں احمد یار خاں دولتانہ کے توسط سے سر فضل حسین کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کریں۔

وہ ۱۸۹۶ء میں لڈن (وہاڑی) میں رئیس غلام قادر خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ مجلس قانون ساز پنجاب کے رکن رہے اور یونینسٹ پارٹی کے سیکرٹری منتخب ہوئے مستحقوں کی امداد، دوستوں کی خدمت اور شاعروں اور ادیبوں کی اعانت کے لئے مشہور رہے۔ خود بھی شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔

۱۹۴۰ء میں انتقال کیا۔

مئی ۱۹۳۶ء میں جب حضرت قائد اعظم لاہور تشریف لائے تو انہوں نے جیل روڈ پر جہاں ان دنوں اپوا کالج ہے نواب احمد یار خاں دولتانہ کی کوٹھی میں قیام کیا۔ جس روز قائد اعظم نے لاہور میں قدم رکھا تو روزنامہ انقلاب اور سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ذریعے مسلم لیگی رہنماؤں کو پنجاب سے دور رہنے کا مشورہ دیا گیا۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے تو پہلے صفحے پر دو کالمی سرخی جمائی جس کا عنوان تھا۔ HANDS OFF THE PUNJAB

"انقلاب" میں ذوالجناحیوں کا مذاق اڑایا گیا تھا۔

احمد یار ہائی سکول مستونگ

بلوچستان کا واحد سکول جہاں ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو قائد اعظم تشریف لائے اور اس سکول کی وزیٹر بک میں اپنے تاثرات رقم فرمائے۔

یہ سکول ۱۹۰۴ء میں بہ حیثیت پرائمری سکول کھولا گیا ۱۹۱۸ء میں مڈل اور ۱۹۳۸ء میں ہائی بنایا گیا۔ قیام پاکستان تک چاروں ریاستوں کا یہ واحد ہائی سکول تھا۔ قائد کے ہمراہ جناب کے ایچ خورشید بھی تھے۔ میر عبدالباقی بلوچ نے حسب معمول دعا پڑھی جس کے بول یہ تھے۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری

اس لئے انہیں قائد اعظم کے سامنے ایک کاغذ پر لکھے ہوئے کچھ اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنے کو کہا گیا۔ ان میں سے ایک شعر یہ تھا۔

الٰہی یہ مسلمانانِ ہندوستان کہتے ہیں
ہمیں وہ ملک دے دے جس کو پاکستان کہتے ہیں

جب وہ اپنی نشست پر جانے لگے تو قائد نے بلایا اور اشعار والا کاغذ لے کر مسٹر کے ایچ خورشید کو دے دیا اس کے بعد قائداعظم نے مختصر تقریر کی جس کا آخری فقرہ یہ تھا

ہم پاکستان جرور (ضرور) حاصل کریں گے۔

بحوالہ حرمت ۶ تا ۲۶ اگست ۱۹۸۲ صفحہ نمبر ۴۲۱

اخبارات

قائداعظم محمد علی جناح اخبارات کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ انہیں ابتدا ہی میں مسلم اخبارات کی کمزوری کا احساس تھا چنانچہ انکی کوشش رہی کہ مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ زیادہ سے زیادہ اخبارات کی طرف مائل ہو۔ ۱۹۳۶ء سے قبل برصغیر میں ایک مستحکم مسلم پریس کا وجود نہ تھا۔ قائداعظم کو مسلمانوں کی اس خامی یا کمی کا بخوبی احساس تھا چنانچہ ان کی کوشش یہی تھی کہ کسی نہ کسی طرح ایسے مسلم اخبارات میدان میں آجائیں جن کا اصول غیر متزلزل ہو نتیجتاً لاہور سے روزنامہ احسان اور زمیندار صرف دو ایسے اخبارات تھے جو مسلم لیگ کے سوفیصد حامی تھے۔ انقلاب سر سکندر حیات کے ذاتی رجحانات کے اشارے پر مسلم لیگ کی حمایت کر رہا تھا۔ جب سر سکندر حیات نے مسلم لیگ کی طرف سے نظریں پھیرلیں تو انقلاب نے بھی اپنی پالیسی بدل دی اس وقت پنجاب میں مسلم لیگ کا کوئی مضبوط پریس نہیں تھا۔ اس کے برعکس کانگریس کے پاس ٹریبون اور ایک حد تک سول ملٹری جیسے مضبوط اور موثر اخبارات تھے۔ اور اردو کے محاذ پر پرتاپ، ملاپ، تیج اور دیر بھارت بھی تھے جو شاید معیار کے لحاظ سے زمیندار اور احسان کے پایہ کے نہ تھے لیکن ان کی عددی حیثیت تھی اور یہ عددی حیثیت پروپیگنڈے کے ماہروں کے لئے ایک طاقتور حربہ تھی۔

قائداعظم کی کوششوں سے کلکتہ سے اسٹار آف انڈیا کے نام سے مسلم لیگ کا پہلا انگریزی اخبار نکالا گیا جس نے مسلمانوں کے حق خوداختیاری، جداگانہ طریق انتخاب اور دوسرے مسائل کی ڈٹ کر ترجمانی کی اور یو۔ پی۔ بہار۔ بنگال میں اسٹار آف انڈیا نے مسلم لیگ کے مقاصد کی ترجمانی اور کانگریس کے مسلم دشمن عزائم کی حقیقت واشگاف کر کے مسلم لیگ کے لئے اعلیٰ اور باشعور طبقہ میں راہ ہموار کی۔ قائداعظم اس اخبار کی جرأت مندانہ حکمت عملی سے بڑے خوش تھے۔ اگرچہ اسے ملک گیر حیثیت حاصل نہ تھی اور نہ ہی اسٹیٹسمین اور ٹائمز آف انڈیا کے معیار کا تھا۔ قائداعظم کو اس پر سخت افسوس تھا کہ مسلمانوں میں اول تو ہندوؤں اور اینگلو انڈینوں کے برابر کے صحافی تھے ہی نہیں اور اگر تھے بھی تو کانگریس کی آغوش میں تھے آخر کار ایک طویل عرصے کے انتظار کے بعد الطاف حسین کی ادارت میں دہلی سے روزنامہ ڈان کا اجرا ہوا۔ ڈان کے ساتھ ہی اردو اخبارات نے بھی تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اردو اخبارات اور صحافیوں نے پاکستان کی تحریک کے لئے اپنی تمام متاع داؤ پر لگادی۔ اگر صحافی نہ ہوتے تو پروپیگنڈا کی جنگ میں کانگریس اور انگریز کو شکست دینا اکیلے مسلم لیگ کے بس کی بات نہ تھی۔

صحافیوں نے پاکستان کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا اور جس بے جگری کے ساتھ انہوں نے پاکستان کی جنگ لڑی۔ اس کا اعتراف قائداعظم نے بھی کیا۔ پنجاب میں زمیندار نے مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے جو قربانیاں دیں ان کی مثال شاید صحافت کی تاریخ میں نہ ملے۔ جناب حمید نظامی بھی اس جنگ میں پیچھے نہ رہے۔

اختر حسین

علم دوست اور ادب نواز اور قائداعظم کے معتقد، تحریک قیام پاکستان کے سلسلے میں بھی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جس وقت وہ سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر تھے تو قائداعظم اور نواب ممدوٹ سیالکوٹ تشریف لائے۔ دونوں محبوب اور مقتدر لیڈروں سے جناب اختر حسین نے اپنے گھر میں قیام کے لئے درخواست کی جسے انہوں نے بخوبی قبول کر لیا۔ اس وقت سر چھوٹو رام پنجاب کے بااثر وزیر تھے وہ سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ سرکاری ملازم ہوتے ہوئے بھی قیام پاکستان کی اندرون خانہ مدد کر رہا ہے۔

روزنامہ جنگ کراچی ۷ اجولائی ۱۹۸۷ء

مضمون مرزا نواب بیگ

وہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علی گڑھ اور سینٹ جان کالج کیمبرج میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۶ء میں انڈین سول سروس میں شمولیت اختیار کی۔ متحدہ ہندوستان کی حکومت میں صوبہ

پنجاب کے اسسٹنٹ کمشنر کے علاوہ محکمہ تعلیم، صحت اور مال میں اعلیٰ عہدوں پر کام کیا۔ پنجاب کے فنانشل کمشنر بھی رہے۔ ۱۹۴۴ء میں او۔ بی آئی کا اعزاز ملا۔ قیام پاکستان کے بعد انہیں پنجاب کا فنانشل کمشنر مقرر کیا گیا اس دوران انہوں نے متعدد سرکاری کمیٹیوں کے رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ نوابزادہ لیاقت علی کے قتل کے تحقیقاتی کمیشن کے رکن بنے۔ ستمبر ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۰ء گورنر مغربی پاکستان کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ قبل ازیں وزارت دفاع کے سیکرٹری تھے۔ گورنر کے عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد انجمن ترقی اردو کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں ہلال پاکستان کا اعزاز ملا۔ ۱۵ جولائی ۱۹۷۳ء کو انتقال کیا۔

اخراجات صد سالہ جشن

یکم ستمبر ۱۹۷۶ء کو وفاقی وزیر تعلیم مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ ۷۶۔۱۹۷۵ء اور ۷۷۔۱۹۷۶ء کے دوران قائداعظم کے صد سالہ یوم پیدائش کی تقریبات کے لئے ایک کروڑ ۹۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ اس میں سے ۹۰ لاکھ روپیہ صوبائی حکومتوں نے دیا۔ ۱۵ جون ۱۹۷۶ء تک اس پر ۱۵ لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

اردو

قائداعظم اگرچہ اچھی طرح اردو نہیں بول سکتے تھے تاہم وہ یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کی زبان اردو ہو۔ اس ضمن میں انہوں نے سب سے پہلے ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء کو لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے منعقدہ نویں اجلاس کی صدارت کے دوران میں دیگر قراردادوں کے ساتھ اردو زبان کو ملکی زبان تسلیم کرانے کے سلسلے میں قرارداد منظور کرائی قرارداد میں کہا گیا تھا کہ۔

بعض عناصر اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ملکی زبان ہونے کی صورت میں اردو کو جو مقام حاصل ہے وہ نہ رہے۔ لیگ اس کارروائی کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے اور ان تمام لوگوں سے جو ہندوستانی قومیت کے فروغ و استحکام میں دلچسپی رکھتے ہیں پرزور سفارش کرتی ہے کہ وہ اردو کی حمایت کریں اس لئے کہ تنہا یہ زبان سارے ملک کی مشترکہ زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ازاں بعد ۱۹۳۷ء میں لکھنؤ میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے پچیسویں اجلاس میں بھی جو قائداعظم کی زیر صدارت منعقد ہوا اردو کی حمایت اور سرپرستی کے لئے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں یہ کہا گیا تھا۔

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کے تمام اردو داں حضرات سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنی زبان کے تحفظ کے لئے ہر ممکن کوشش سرانجام دیں اور جن علاقوں میں یہ مروج نہیں ہے۔ وہاں اس کی اشاعت کے لئے موثر انتظامات کئے جائیں اور حکومت کے تمام دفاتر، عدلیہ، مقننہ، ریلوے اور محکمہ ڈاک میں اس کے استعمال کی صورتیں پیدا کی جائیں۔

دسمبر ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ۲۶ ویں اجلاس میں جو پٹنہ میں منعقد ہوا اپنی انگریزی تقریر کے فوراً بعد اردو زبان میں تقریر کی۔ یہ پہلا اجلاس تھا جس میں قائد نے اردو میں پہلی بار تقریر کی۔ اس میں انہوں نے فرمایا۔

وہ مسلمان جو کانگریس جماعت سے وابستہ ہیں انہیں چاہئے کہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اس میں نہ صرف ان کا اپنا فائدہ ہے بلکہ پوری قوم کا فائدہ ہے۔

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم جب ڈھاکا گئے تو اس وقت بھی انہوں نے کہا کہ پاکستان کی ایک ہی قومی زبان اردو اور بس اردو ہوگی۔

اردو شعراء

قائداعظم محمد علی جناح پر جتنی نظمیں آج تک لکھی گئی ہیں اتنی کسی بھی لیڈر کے متعلق نہیں لکھی گئیں۔ ہر نظم میں خلوص کی شدت اور محبت و عقیدت کی چمک بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ فرق صرف فنکاری کا ہے۔ پاکستان کے تمام صف اول کے شعراء نے بارگاہ قائداعظم میں اپنی اپنی نظمیں پیش کی ہیں۔ ان میں سید عابد علی عابد، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، علامہ سیماب اکبر آبادی، ابوالاثر حفیظ جالندھری حفیظ ہوشیارپوری، احمد ندیم قاسمی، قیوم نظر، یوسف ظفر، تابش دہلوی، ش ضحیٰ، اختر ہوشیارپوری، قتیل شفائی، سیف الدین سیف، ظہیر کاشمیری اور میاں بشیر احمد کے نام قابل ذکر ہیں۔

ارون، لارڈ

ہندوستان کے وائسرائے (۱۹۲۶ــــ ۱۹۳۱) قائداعظم کے ساتھ بھی ان کی خط و کتابت رہی۔

قائداعظم نے انہیں ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو میڈن ہوٹل دہلی سے خط تحریر کیا۔ یہ خط نجی اور خفیہ قسم کا تھا تاہم شریف الدین پیرزادہ نے اس خط کے مندرجات اپنی کتاب قائدز کارسپانڈنس میں دیئے ہیں۔ قائداعظم نے اس خط میں ان سے استدعا کی کہ شاہی کمیشن میں دو ہندوستانیوں کو بھی شامل کیا جائے۔ ۲ فروری ۱۹۲۸ء کو وائسرائے ہند لارڈ ارون نے لیجسلیٹو اسمبلی کے دہلی سیشن کا افتتاح کیا تو قائد نے بھی اس میں شرکت کی۔ مئی ۱۹۲۹ء میں شملہ میں وائسرائے ہند نے جو دعوت دی اس میں قائد بھی شامل ہوئے۔ یکم نومبر ۱۹۲۷ء کو لارڈ ارون نے قائد کے خط کا جواب دیا۔ ۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کو قائداعظم نے پھر لارڈ ارون کو خط لکھا۔ اس خط میں انہوں نے لارڈ ارون سے کہا تھا کہ انہوں نے ہندوستان کے دستوری مسائل پر گاندھی اور پٹیل وغیرہ سے انٹرویو لیئے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ آپ ان سے ملاقات کریں گے۔ چنانچہ قائد کے کہنے پر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کو ملاقات کی۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۹ء کو قائد نے پھر لارڈ ارون کو خط لکھا اس میں انہوں نے لارڈ ارون سے دریافت کیا کہ ہندوستانی لیڈروں سے ملاقات کے بعد آپ نے کیا نتائج اخذ کیے ہیں۔ ازاں بعد بھی دونوں رہنماؤں میں خط و کتابت جاری رہی۔

اسپرٹ آف یوتھ

لکھنؤ سے جاری ہونے والا پرچہ۔ اس کے اجراء پر قائداعظم نے یکم نومبر ۱۹۴۱ء کو اپنے پیغام میں فرمایا۔

"یہ رسالہ نہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کی بلاخوف و خطر اور اخلاص سے وکالت کرے گا بلکہ نوجوانوں کے لئے صحافت کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے معاون و مددگار اور تربیت گاہ ثابت ہو گا جس کی مسلم انڈیا کو اشد ضرورت ہے اور نوجوانوں کو اپنے خیالات و جذبات کے اظہار کا ایک ذریعہ بھی بنے گا۔

اسپرٹ آف دی ٹائم

عبدالستار خیری کو قائداعظم نے ۱۸ ستمبر ۱۹۳۸ء کو جو خط لکھا اس میں انہوں نے اپنی علالت کے سبب جواب میں تاخیر کی معذرت کی اور لکھا کہ اسپرٹ آف دی ٹائم ارسال کرنے پر میرا شکریہ قبول کیجئے۔ نیز یہ کہ وہ دلچسپی اور توجہ کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں گے۔

یہ ماہنامہ تھا اور اسے انہوں نے جون ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کی خدمت کے لئے جاری کیا تھا۔ اس ماہنامے کی بدولت ہندوستان میں چند جرمن اداروں سے اشتہارات بھی ملے۔ عبدالستار خیری کی اہلیہ اس کی مدیرہ اور مالکہ تھیں یکم جولائی ۱۹۳۹ء کو یہ اخبار بند ہو گیا۔

اسپنس، ایس این

سندھ مدرسۃ الاسلام ہائی سکول کے پرنسپل، سکول کے پرنسپل کو اپنے ہونہار طالب علم سے بڑی محبت تھی چنانچہ انہوں نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم کو اس جشن میں شریک ہونے کے لئے ایک خط لکھا جس کا متن یہ ہے۔

کراچی

۲۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ڈیر مسٹر جناح

مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی ہے کہ ماہ نومبر کے ابتدائی دنوں میں آپ کا ارادہ کراچی آنے کا ہے۔ ہم خاص طور پر اس لئے بھی خوش ہیں کہ ہم اس سکول کا صد سالہ جشن منانے کے انتظامات کر رہے ہیں۔ یہ اسکول اس صوبے کا سب سے پرانا اسکول ہے۔ ہم یہ جشن ۹ سے ۱۶ نومبر کے درمیان منا رہے ہیں۔ ہمارے جشن کا افتتاح ہفتہ ۹ نومبر کو شام کے ساڑھے پانچ بجے سے ساڑھے سات بجے تک ہو گا۔ یہ جشن ہز ایکسیلنسی گورنر سندھ کی سرپرستی میں منایا جا رہا ہے کیا آپ براہ کرم کچھ وقت نکال سکتے ہیں اور اس موقع پر موجود ہو سکتے ہیں اور حاضرین جلسہ سے مختصراً خطاب کر سکتے ہیں اور کیا آپ اسکول کے سالانہ کھیلوں کے موقع پر اور انعامات کی تقسیم کے موقع پر صدارت کر سکتے ہیں جو ہفتہ ۱۶ نومبر سہ پہر کے وقت منعقد ہو گی۔

ہم بڑے فخر کے ساتھ آپ کو اپنے سابق طالب علموں میں شمار کرتے ہیں اور ہمیں یہ جان کر خوشی ہوتی ہے کہ اس اسکول نے ہندوستان کے سب سے ممتاز فرزندوں میں سے ایک فرزند کی ابتدائی تعلیم میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیا ہے۔

میں بہت شکر گزار ہوں گا اگر آپ یہ اطلاع دیں کہ آپ نے اس سکول میں کب تعلیم پائی اور اس زمانے کی کچھ دلچسپ باتوں کی تفصیلات براہ کرم اپنی زندگی کی تفصیلات کے لئے اپنی کسی اچھی سوانح حیات کی نشان دہی بھی کر دیں تاکہ آپ کی زندگی کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو سکیں۔

میں عنقریب اسکول کے صد سالہ جشن کا پروگرام آپ کو بھیج رہا ہوں اور اپنے دعوت نامہ کی قبولیت کا منتظر ہوں۔

آپ کا مخلص

پرنسپل

نوٹ:۔ ہمیں بڑی خوشی ہوگی اگر آپ کی بہن بھی آپ کے ساتھ تقسیم انعامات کی تقریب میں شریک ہوں۔

قائداعظم کا جواب

دہلی

۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء

ڈیئر مسٹر اسپنس

آپ کا ۲۳ اکتوبر کا لکھا ہوا خط ملا۔ شکریہ۔ کاش میں ۹ سے ۱۶ نومبر تک کراچی میں ہوتا اور اس اسکول کے صد سالہ جشن میں شریک ہو سکتا جس اسکول میں مجھے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ آپ کے اسکول کے قدیم طالب علم کی حیثیت سے میں اس صد سالہ جشن کی مسرتوں میں پوری طرح شریک ہوں۔

میں صرف ایک کتاب سے واقف ہوں جو ایم ایچ سید نے لکھی ہے اور اس کا نام جناح ہے یا ایک پمفلٹ سے واقف ہوں جسے مسٹر اکبر اے پیر بھائی بمبئی کے بار ایٹ لاء نے لکھا ہے جس میں میری زندگی کا ایک خاکہ لکھا ہوا ہے اور اس کا نام ہے۔ "جناح قاتل کے مقابل"۔

پہلے میرا پروگرام ۱۶ نومبر سے پہلے کراچی آنے کا تھا لیکن بدقسمتی سے ۲۰ نومبر سے پہلے کراچی نہیں آسکوں گا۔

میں اور مس جناح دونوں آپ کی دعوت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ماخذ

(۱) جی الانہ، ص، ۱۰، قائداعظم جناح۔ ایک قوم کی سر گزشت۔ ۱۹۷۶ء، کراچی۔)

(۲) سی ایم ایس ہائی اسکول واقع لارنس روڈ کراچی کے داخلہ رجسٹرڈ سے ماخوذ۔ یہ رجسٹر ہنوز اسکول کے موجودہ پرنسپل کی تحویل میں ہے۔ مذکورہ خطوط کی نقول بھی اسکول کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔

اسٹار آف انڈیا

مشہور انگریزی اخبار ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان قائم ہوا تو اس نے یہ سرخی لگائی۔

REMEMBER TODAY IS PAKISTANDAY

ترجمہ:۔ یاد رکھیے آج کا دن یوم پاکستان ہے۔

یہ اخبار ۱۹۳۷ء میں کلکتہ سے جاری کیا گیا۔

اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن

۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء کو جب وفاقی حکومت نے سال ۱۹۷۶ء کو قائداعظم کا سال قرار دیا تو اس سال اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن نے ایک خوبصورت اور دیدہ زیب کیلنڈر شائع کیا۔

اس کا قیام ۱۹۷۲ء میں عمل میں آیا۔ ۱۹۷۲ء سے لے کر تادم تحریر کارپوریشن کی اصلاح کے لئے متعدد اقدامات کئے گئے مثلاً ایجنٹوں کی تعداد کو محدود کر کے ذمہ دار افراد کو اس کام پر لگایا گیا۔ ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر مراعات میں اضافہ کیا گیا اور ملازمین کی اندھا دھند بھرمار ختم کر دی گئی۔

اسٹیٹسمین

دہلی سے شائع ہونے والا مشہور انگریزی جریدہ۔ اس اخبار نے ۱۹ اپریل ۱۹۱۸ء کو قائداعظم کے ساتھ سرڈنشاء پٹیٹ کی

صاحب زادی مس رتی بائی کی شادی کی خبر شائع کی۔ اخبار نے یہ خبر لگائی۔

سرڈنشا پٹیٹ کی اکلوتی صاحب زادی مس رتن بائی کل مشرف بہ اسلام ہو گئیں اور آج ان کا بیاہ آنریبل ایم اے جناح سے رچے گا۔

اسلام

قائداعظم محمد علی جناح اسلام کے بہت بڑے شیدائی تھے۔ انہوں نے تحریک پاکستان سے قبل اور بعد میں جتنی بھی تقاریر کیں انکے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کا عمیق مطالعہ کیا تھا اس ضمن میں ان کی تقریروں سے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اسلام محض رسوم، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ہر مسلمان کے لئے ضابطہ حیات بھی ہے جس کے مطابق وہ اپنی روزمرہ زندگی، افعال و اعمال حتیٰ کہ سیاست اور معاشیات اور دوسرے شعبوں میں بھی عمل پیرا ہوتا ہے۔"

"میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ دانستہ اور شرارت سے یہ پراپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔ اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح قابل اطلاق ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔"

۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"اپنے میں حوصلہ پیدا کیجئے، موت سے خوف نہ کھایئے۔ ہمارے مذہب نے یہی سکھایا ہے کہ ہمیشہ موت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ پاکستان اور اسلام کی عزت بچانے کے لئے ہمیں موت کا مقابلہ بہادری سے کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بہتر وسیلہ نجات اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ حق کی خاطر شہید کی موت مرے۔"

اسلام اور قائداعظم

اسے جناب محمد حنیف شاہد نے مرتب کیا اور مکتبہ زریں جہازی بلڈنگ موڑ سمن آباد رستم پارک نے دسمبر ۱۹۷۶ء میں قائداعظم کے صد سالہ جشن کے سلسلے میں شائع کیا۔ کتاب کے مضامین میں (۱) قائداعظم کی خانگی زندگی (۲) عشق رسول اور قائداعظم (۳) مذہبی مسلک (۴) کردار مومن (۵) اسلامی تقریبات کے پیام (۶) اسلامی تہذیب کے داعی (۷) مسلم مفاد کے علمبردار (۸) اتحاد اسلامی کے نقیب (۹) پاکستان اسلام کی تجربہ گاہ (۱۰) قائداعظم اور یوم نجات (۱۱) وقف اعلیٰ الاولاد بل (۱۲) غازی علم الدین شہید کا مقدمہ (۱۳) مسجد شہید گنج اور قائداعظم (۱۴) قائداعظم علماء کی نظر میں (۱۵) قائداعظم اور عالم اسلام (۱۶) عالم اسلام اور قائداعظم۔

یہ کتاب ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کتاب میں ان لوگوں کے لئے مدلل جوابات فراہم کئے گئے ہیں جو کہتے تھے کیا قائداعظم مسلمان تھے کیا وہ مسلمانوں کے قائد تھے۔

وہ یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو لاہور میں میاں عزیزالدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۶۳ء میں ڈپلوما ان لائبریری سائنس، ۱۹۶۵ء میں سرٹیفکیٹ ان فرنچ لینگوج اور ازاں بعد ایم اے اردو کے امتحانات پاس کئے اور پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں ملازمت اختیار کر لی۔ بعدازاں سعودی عرب چلے گئے اور وہاں ریاض کی سرکاری لائبریری میں لائبریرین ہو گئے۔

تصانیف:۔

اقبالیات۔ مفکر پاکستان۔ نذر اقبال۔ اقبال چودھری محمد حسین کی نظر میں۔ علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی نظریات۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام۔ اقبال اور پنجاب کونسل۔ اقبال کی کہانی اقبال کی زبانی۔ اقبال کی بارگاہ میں۔ اسلام ٹری بیوٹس ٹو اقبال (انگریزی)۔ اقبال دی گریٹ لائٹ آف اسلام۔

قائداعظم۔ پنجاب کی کہانی قائداعظم کی زبانی۔ قائداعظم پر قاتلانہ حملہ۔ اسلام اور قائداعظم۔ قائداعظم (انگریزی)۔ سپیچز سٹیٹ منٹس اینڈ رائٹنگز آف

قائد اعظم۔

افواج پاکستان۔ میجر طفیل محمد شہید، نشان حیدر۔ کیپٹن سرور شہید، نشان حیدر۔ نشان حیدر متفرق۔

دیگر۔ سیرت رضا۔ مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش تک۔

اسلام آباد یونیورسٹی

دیکھئے قائد اعظم یونیورسٹی۔ یہ نام اسے ۶ نومبر ۱۹۷۵ء کو دیا گیا۔

اسلامیہ کالج بمبئی

قائد اعظم محمد علی جناح نے فروری ۱۹۴۳ء میں اسلامیہ کالج بمبئی کے طلباء سے خطاب فرمایا۔

"ہندو اور مسلمان آپس میں اتفاق کر لیں اور اتفاق کی شکل یہ ہے کہ مسلمانوں کا مطالبہ مان لیا جائے حکومت برطانیہ کہتی ہے کہ ہم ہر اختیار دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ کوئی متفقہ مطالبہ پیش ہو۔

موجودہ تعطل کے ازالے کے لئے حکومت کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس تعطل کو ہندوؤں کی حق شناسی ایک لمحہ میں دور کر سکتی ہے۔ وہ مسلمانوں کا مطالبہ آج مان لیں تعطل دور ہو سکتا ہے۔"

اسلامیہ کالج پشاور

پاکستان کی عظیم درس گاہ، اس درس گاہ کے نوجوانوں نے تحریک پاکستان کے دنوں میں مسلم لیگ اور قائد اعظم کا بھرپور ساتھ دیا اور حب الوطنی کے جذبات کو پروان چڑھایا۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے جن تعلیمی اداروں کو اپنی جائیداد میں سے حصہ دینے کی وصیت کی تھی ان میں اسلامیہ کالج پشاور بھی شامل ہے۔ اسے صاحب زادہ عبدالقیوم نے ایک مدرسہ دارالعلوم اسلام کی حیثیت سے قائم کیا تھا جسے ایک سال میں ہی ترقی دے کر ۱۹۱۳ء میں کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ ازاں بعد پشاور سے ۵ میل دوری پر کالج کی نئی اور دیدہ زیب عمارت تعمیر کی گئی۔

اس کالج نے صوبہ سرحد کے عوام میں قومی بیداری اور جذبہ حریت پیدا کرنے میں نہایت اہم خدمات انجام دیں۔

صوبہ سرحد کے نوجوانوں کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ مغربی علوم سے بہرہ ور کرنے کے لئے علی گڑھ کالج کی طرز پر صاحب زادہ عبدالقیوم خاں نے جو ان دنوں اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ تھے نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اس کالج کے قیام کی بنیاد رکھی اس ضمن میں ایک کمیٹی بنائی گئی اور مئی ۱۹۱۲ء تک ۸۱۲۴۶۶ روپے جمع کئے گئے۔ باب خیبر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ۹۹۶ کنال اراضی بہ عوض تیں ہزار ایک سو چھیاسٹھ روپے میں خرید کر دارلعلوم اسلامیہ سرحد کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا گیا۔ اس کا سنگ بنیاد حاجی صاحب ترنگ زئی نے رکھا۔ مارچ ۱۹۱۳ء میں کالجیٹ سکول کا افتتاح ہوا۔ اور درس و تدریس کا کام شروع ہوا۔ ابتداء میں اس کالج میں ۲۵ طلباء نے داخلہ لیا۔ اسلامیہ کالج پشاور کی عمارت مغلیہ طرز تعمیر کا نمونہ ہے اسے یہ شرف بھی حاصل رہا ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح تین مرتبہ اس کالج میں تشریف لائے۔ پہلی بار ۱۹۳۶ء میں دوسری بار نومبر ۱۹۴۵ء میں اور تیسری بار ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو اور طلباء اور اساتذہ سے خطاب بھی فرمایا۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی وصیت میں اسلامیہ کالج کے لئے اپنی کل جائیداد میں سے ایک تہائی حصہ وقف کیا تھا۔

۱۹۸۸ء میں اس کالج کی ڈائمنڈ جوبلی منائی گئی۔

اسلامیہ کالج لاہور

تحریک پاکستان کے دنوں میں اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء نے جو کردار ادا کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اسلامیہ کالج کے طلباء کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے قائد کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے سیاست گی پرخار وادی میں قدم رکھا۔ اس کالج کے طلباء نے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بھی قائم کی۔ ۱۹۴۰ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر حضرت قائد اعظم نے جلسہ کی صدارت کی اور اس موقع پر طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"قوم کی تمام امیدیں آپ سے وابستہ ہیں آپ ہی قوم کے اصل معمار ہیں تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے ملی فرائض کو نہ بھولئے۔" نومبر ۱۹۴۲ء میں قائد اعظم جب پنجاب کے

دورے پر اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کی دعوت پر ریواز ہوسٹل میں تشریف لائے تو اس موقع پر ممتاز صحافی ظہور عالم شہید نے ان کی خدمت میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ قائد نے اس وقت طلباء سے مختصر خطاب فرمایا۔ ۱۹۴۴ء میں حبیبیہ ہال لاہور میں خطاب فرمایا۔ مارچ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں بھی قائد لاہور تشریف لائے۔ ۱۹۴۶ء میں شملہ کانفرنس کے دوران اسلامیہ کالج کے طلباء نے قائداعظم کے محافظوں کا کردار ادا کیا۔

مارچ ۱۹۴۶ء میں جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر حکیم آفتاب احمد قرشی نے قائداعظم کو جلسہ کی صدارت کرنے کی درخواست کی۔ اپنے صدارتی خطاب میں قائداعظم نے اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کی ان خدمات کو سراہا جو انہوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں انجام دی تھیں۔ قائداعظم نے فرمایا۔

LAST YEAR WE MET IN MARCH (1945) THIS YEAR WE ARE MEETING IN MARCH, LET US MARCH ON.

ترجمہ:۔ گزشتہ برس ہم مارچ (۱۹۴۵) میں ملے تھے اس سال ہم مارچ میں ملاقات کر رہے ہیں۔ آیئے ہم آگے بڑھیں۔

اس کالج کی بنیاد انجمن حمایت اسلام لاہور نے ۱۸۹۲ء میں رکھی تاکہ شمالی ہند کے مسلمانوں کو جدید علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات سے بھی کماحقہ مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا جا سکے۔ اس ضمن میں انجمن نے حکومت سے ڈی اے وی کالج کی عمارت حاصل کی اور اسلامیہ کالج کی پرانی عمارت سے بی اے، بی ایس سی اور ایم اے کی کلاسز کو اس میں منتقل کیا۔ ۱۹۵۸ء میں اسلامیہ کالج سول لائنز کو ایک کالج کی حیثیت حاصل ہو گئی اور نامور ماہر تعلیم پروفیسر حمید احمد خاں اس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء سے اسلامیہ کالج سول لائنز میں انٹر آرٹس کلاسوں کا اجراء ہوا۔ ۱۹۷۱ء میں اس سطح پر سائنس کی تدریس بھی شروع کر دی گئی۔ ۱۹۷۲ء میں یہ کالج قومی تحویل میں لے لیا گیا۔

اسلامیہ ہائی سکول (کوئٹہ)

بلوچستان کی مشہور اور پہلی قومی درسگاہ، جس کا قیام ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۰ء کے مابین انجمن اسلامیہ حنفیہ اہل پنجاب و ہند (اب انجمن اسلامیہ) عمل میں آیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اس سکول کو چھوٹا علی گڑھ کہا تھا اور اسی اسکول میں مسلمانوں کے جلسوں سے خطاب کیا تھا۔

اسلامیہ ہائی سکول (مری روڈ)

راولپنڈی کا مشہور سکول جہاں قائداعظم محمد علی جناح نے ۵ مئی ۱۹۳۶ء کو ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔

یہ سکول قیام پاکستان تک راولپنڈی میں مسلمانوں کا واحد سکول تھا۔ اسے انجمن اسلامیہ (رجسٹرڈ) راولپنڈی نے ۱۸۹۶ء میں کرائے کی عمارت میں قائم کیا پھر سیٹھ ماموں جی نے عمارت کے لئے چار ہزار روپے دیئے۔ ۱۸۹۹ء میں موجودہ سکول کی عمارت تعمیر ہوئی۔ اور اس کا نام ماموں جی اسلامیہ ہائی سکول پڑا۔ موجودہ عمارت ۱۹۱۴ء کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔ ۱۹۴۰ء میں سکول کے نام سے ماموں کا لفظ حذف کر دیا گیا۔

تحریک پاکستان کے سلسلے میں اس سکول کے طلباء نے اہم کردار ادا کیا۔ ۲۶ فروری ۱۹۴۱ء کو نواب بہادر یار جنگ، قاضی عیسیٰ، مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا کرم علی فرخ آبادی نے خطاب کیا۔ ۷، ۸ مارچ ۱۹۴۲ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا دوسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ ۱۹۴۲، ۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۴ء میں یوم پاکستان کے سلسلے میں جلسے ہوئے۔

جون ۱۹۴۴ء میں راولپنڈی ڈسٹرکٹ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عمل کے معزز ارکان نے تقریریں کیں۔

اسلامی ریاست (تشکیل کا منصوبہ)

۲۵ فروری ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۶واں اجلاس قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ممتاز زعماء نے برصغیر میں اسلامی ریاست کی تشکیل کے سلسلے میں اپنی اپنی تجاویز پیش کیں۔

چودھری خلیق الزماں نے کہا کہ حکومت برطانیہ کو انڈیا

ایکٹ ۱۹۳۵ء میں ترمیم کرنی چاہئے۔ لیکن ہم نے تاحال اپنی منزل کو متعین نہیں کیا اور اس سے قبل فیڈریشن کے مسئلے پر انکار کر چکے ہیں لہٰذا غیر وفاقی صورت میں مسلم آبادی والے اکثریتی صوبوں (شمال مغربی سرحدی صوبہ، پنجاب، صوبہ سندھ، بلوچستان، بنگال اور آسام پر مشتمل ایک جداگانہ اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنا چاہئے اور ہندو اکثریت والے علاقے کانگریس کے لئے رہنے دیئے جائیں۔ سر سکندر حیات خان نے چودھری صاحب کی اس تجویز سے اتفاق نہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ان کے گزشتہ مطالبہ یعنی مسلمانوں کی جداگانہ مملکت سات علاقوں پر مشتمل ہو یعنی پنجاب اور بنگال کے دو علاقے علیحدہ علیحدہ صوبوں پر مشتمل ہوں اور دونوں اسلامی مملکت میں شامل ہوں۔

یہ دونوں تجاویز دو گھنٹے تک زیر بحث رہیں بالآخر چودھری خلیق الزماں کی تجویز کو اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا اور قائداعظم نے سر سکندر حیات خاں کی تجویز اکثریت رائے سے نامنظور کر دی۔ اسی تجویز کو بنیاد بنا کر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی۔

اسلم

قائداعظم محمد علی جناح جب ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے لاہور تشریف لائے تو انہیں پتہ چلا کہ ۱۹ مارچ کے سانحہ میں بہت سے خاکسار ہلاک ہونے کے علاوہ بہت سے زخمی بھی ہو چکے ہیں اور زخمی میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قائداعظم اسی روز میو ہسپتال تشریف لے گئے اور وہاں جا کر انہوں نے زخمیوں کی عیادت کی اور وہ منظر بھی کتنا دل خراش تھا۔ زخمی خاکساروں نے ہاتھوں میں بیڑیاں پہنی ہوئی تھیں اور جب قائداعظم ہسپتال کے اس حصے میں پہنچے جہاں خاکسار تھے تو سالار کی آواز "اسلم" کی گونج بلند ہوتے ہی بیڑیوں والے ہاتھ قائداعظم کو پرخلوص سلامی پیش کر رہے تھے۔

قائداعظم اس سے سخت متاثر ہوئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ وہ اس وقت تک لاہور نہیں چھوڑیں گے جب تک مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا۔

قائداعظم نے حکومت سے گفت و شنید کے لئے وقت مانگا انہوں نے خاکساروں کو تمام سرگرمیاں بند کر دینے کی ہدایت کی تاکہ صلح کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

بالآخر قائداعظم کی آواز کانوں میں سنائی دی کہ حکومت پنجاب خاکساروں کا ایک بھی مطالبہ منظور نہیں کرتی لہٰذا میں بہ حیثیت صدر آل انڈیا مسلم لیگ حکومت پنجاب کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر خاکساروں کا مطالبہ منظور نہ کیا گیا تو میں مسلم لیگ کو بھی خاکساروں میں شامل کر کے دوبارہ محاذ قائم کر دوں گا۔

(الاصلاح ۲ اگست ۱۹۴۲ء)

اسماعیل خاں نواب

دیکھئے محمد اسماعیل خاں نواب۔

اشاریہ قائداعظم

اسے پروفیسر احمد سعید نے ۱۹۷۶ء میں قومی کمیٹی برائے صد سالہ تقریبات پیدائش قائداعظم محمد علی جناح کے لئے لکھا اور نیشنل بک فاؤنڈیشن لاہور نے اسے شائع کیا۔

ہزاروں صفحات پر بکھرے ہوئے مواد کو پروفیسر احمد سعید نے جس طرح ترتیب دیا ہے اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک ادارے کا کام تھا جسے تن تنہا پروفیسر احمد سعید صاحب نے مرتب کیا۔ تاہم ان کی محنت ضائع نہیں گئی اور "تحقیق" کام کرنے والوں کے لئے یہ کتاب کسی خزینے سے کم نہیں ہے۔ اشاریہ کی تیاری کے لئے انہوں نے پیسہ اخبار، زمیندار، انقلاب، عصر جدید کلکتہ، کوہستان، امروز، مشرق، حریت، جسارت، نوائے وقت کے علاوہ متعدد ڈائجسٹوں، ہفتہ وار اخبارات سے استفادہ کیا ہے۔

اشرف علی تھانوی، مولانا

قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر ۲۳ اپریل ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی میں شمولیت کے لئے تحریری دعوت نامہ ارسال کیا گیا۔ اس خط پر نوابزادہ لیاقت علی خان کے دستخط تھے جب مولانا کو یہ دعوت نامہ ملا تو وہ اس میں شرکت کے لئے بڑے خوش تھے اور ان کی خواہش تھی

کہ وہ ۱۹۴۰ء کی قرار داد پاکستان کے حق میں اجلاس میں تقریر بھی کریں۔ لیکن بیماری کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ اس ضمن میں انہوں نے نوابزادہ لیاقت علی خان کو لکھا کہ وہ بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے اور میری بجائے مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا شبیر احمد عثمانی شرکت کریں گے۔ بالآخر بیماری نے آن لیا اور ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء کو مولانا اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ماخذ۔ روزنامہ مشرق بمورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء
مضمون احسان بخش صابری۔

اصغر خاں، ائیر مارشل ریٹائرڈ

پاکستان کی فضائی فوج کے پہلے کمانڈر انچیف۔ وہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۱ء کو جموں سری نگر میں پیدا ہوئے انہوں نے ۱۹۳۶ء میں پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں گریجوایشن کی اور اسی سال کے آخر میں نویں رائل دکن ہارس میں کمیشن افسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں انڈین ائیر فورس نے ان کی خدمات مستعار لے لیں اسی سال کے آخر میں انہوں نے انبالہ اور سکندر آباد سے ہوابازی کی تربیت لی۔ اگلے سال نمبر ۳ سکواڈرن انڈین ائیر فورس پشاور میں تعینات ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں برما میں بطور فلائٹ کمانڈر خدمات انجام دیں اور جنگ برما میں حصہ لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں جاپانی ملٹری ٹارگٹس پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں سکواڈرن لیڈر کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۱۹۴۶ء میں برطانیہ گئے اور وہاں سے جیٹ طیاروں کو اڑانے کی تربیت حاصل کی۔ اوائل ۱۹۴۷ء میں فلائنگ ٹریننگ سکول انبالہ میں چیف فلائنگ انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔ قیام پاکستان کے موقع پر پاکستان ائر فورس کالج رسالپور (نوشہرہ) کو منظم کرنے کا فریضہ انجام دیا۔ جب قائداعظم رسالپور گئے تو انہوں نے قائداعظم کا خیر مقدم کیا۔

۱۹۴۹ء میں گروپ کیپٹن بنا دیئے گئے اور اس حیثیت سے انہوں نے آپریشنل گروپ پاکستان ائر فورس کی کمان سنبھالی۔ اسی سال انہیں رائل ائیر فورس سٹاف کالج برطانیہ سے اعلیٰ کارکردگی کا انعام ملا۔ ۱۹۵۳ء میں گریجوایشن مکمل کی۔ ۱۹۵۷ء میں صرف ۳۶ سال کی عمر میں ایر وائس مارشل بنا دیئے گئے۔ اس موقع پر وہ پاکستان کے پہلے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں ائر مارشل ہو گئے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ سے چند ماہ قبل ریٹائر ہو گئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد محکمہ سول ایوی ایشن کے چیف ایڈمنسٹریٹر بنے۔ اسی سال سیٹو میں ملٹری ایڈوائزر بنے۔ ہلال قائداعظم اور ہلال پاکستان کے اعزازات سے بھی نوازے گئے لیکن انہوں نے یہ اعزازات واپس کر دیئے۔ ۱۹۶۹ء میں جسٹس پارٹی بنا کر سیاست میں وارد ہوئے اسی سال اپنی جماعت کو پی ڈی پی میں مدغم کر دیا۔ ۱۹۷۰ء میں تحریک استقلال کی بنیاد رکھی دسمبر ۱۹۷۰ء میں راولپنڈی سے قومی اسمبلی کے انتخاب میں ناکام رہے ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں قومی اسمبلی کے رکن بنے اور اسی سال قومی اتحاد کی تحریک میں شامل ہو کر بھٹو حکومت کو ناکام بنا دیا۔ لاہور میں قومی اتحاد کی تحریک کا آغاز بھی انہوں نے کیا تھا وہ مسٹر بھٹو کے ساتھ قومی اتحاد کے مذاکرات سے مطمئن نہ ہوئے چنانچہ انہوں نے قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کر لی۔ پھر ایم آر ڈی میں شمولیت اختیار کی۔

اصلاحات سرحد

دیکھئے مسلم تجاویز۔

اصول پسندی

یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو جب قائداعظم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرنے کے لئے وقت مقررہ پر تشریف لائے تو اس وقت تک افسران نہیں آئے تھے اور ان کی کرسیاں خالی پڑی تھیں قائداعظم نے خالی کرسیاں فوراً وہاں سے اٹھوانے کا حکم دیا تاکہ جو افسران بعد میں آئیں انہیں کھڑا رہنا پڑے اور انہیں وقت کی پابندی کا احساس ہو۔

چنانچہ یہی کچھ ہوا دیر سے آنے والے افسروں کو کھڑا ہونا پڑا اور کسی نے بھی انہیں کرسی پیش کی نہ ہی کرسی لانے کی جرأت کی۔ قائداعظم کے جانے کے بعد دیر سے آنے والے آفیسر بڑے شرمندہ ہوئے اور انہوں نے معذرت چاہی۔

اظہر امرتسری

روزنامہ زمیندار لاہور کے مدیر اعلیٰ۔ وہ ۱۹۰۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ وہ کسی مدرسہ سے باقاعدہ طور پر فارغ التحصیل نہ تھے لیکن اردو اور فارسی پر ملکہ حاصل کرنے کے بعد وہ مشہور شعراء اور ادیبوں میں شمار کئے جانے لگے۔ انہوں نے کانگریس خلافت، کشمیر، شہید گنج اور دوسری تحریکوں میں حصہ لیا۔ اتحاد ملت کے سیکرٹری رہے اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ترجمان سرحد کے ایڈیٹر رہے اور عالمگیر، خیام اور دوسرے رسائل میں کام کرنے کے بعد ۱۹۳۶ء میں ادارہ زمیندار میں شامل ہوئے۔ اسلام کا ماضی حال اور مستقبل اور خونی تحریکیں تصانیف ہیں۔

انتقال ۹ دسمبر ۱۹۵۰ء کو لاہور میں ہوا۔

اظہر حسین زیدی، مولانا

۱۹۴۲ء میں قائداعظم بمبئی سے مرکزی اسمبلی کی نشست کے امیدوار تھے۔ ان کے مخالفین نے بمبئی کے ایک شیعہ سیٹھ حسین بھائی لال جی کو کھڑا کر دیا تھا۔ اس ضمن میں بمبئی میں انتخابی جلسوں سے خطاب کرنے کے لئے جو کمیٹی قائم کی گئی مولانا اظہر حسین زیدی بھی اس میں شامل تھے۔ ان کا انتقال دسمبر ۱۹۸۵ء میں ہوا۔

قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھی۔ انہوں نے ۱۹۴۶ء میں قائد کی انتخابی مہم میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ وہ ۱۹۱۲ء میں ضلع بجنور کے قصبہ نگلا میں سید ابن حسن زیدی کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے نوگاؤاں سادات میں مولانا سید سبط نبی سے تعلیم حاصل کی تکمیل کے بعد ذکر محمد و آل محمد کی محافل و مجالس سے خطاب کیا اور لوگوں کے دلوں پر اپنی خطابت کا سکہ بٹھایا۔ ۱۹۳۵ - ۳۶ء میں لاہور تشریف لائے تو عوام نے انہیں خطیب آل محمدؐ کا خطاب دیا۔ ۱۹۴۲ء میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلم لیگ کے لئے کام کیا۔

قائداعظم کے مقابلے پر بمبئی کے ایک شیعہ سیٹھ حسین بھائی لال جی تھے۔ اس موقع پر مسلم لیگ ہائی کمان جو راجا صاحب محمود آباد، راجا غضنفر علی اور لیاقت علی خاں جیسے زعماء پر مشتمل تھی نے مولانا کے ہمراہ شیعہ علماء کو بمبئی میں انتخابی جلسوں سے خطاب کے لئے کہا تاکہ شیعہ حضرات کی حمایت بھی حاصل کی جاسکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتخابات میں سیٹھ حسین بھائی لال جی کو شکست ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور میں اپنا وطن ثانی بنایا اور دینی کاموں میں مشغول ہوگئے۔ ابتداء میں مولانا نے پاکستان میں پہلے اغلاط سے مبرا قرآن حکیم کی تدوین میں حصہ لیا۔ پھر اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے فقہ، حدیث اور تفسیر میں یکساں مہارت تھی۔ انہوں نے دسمبر ۱۹۸۵ء میں لاہور میں انتقال کیا۔ مجموعۂ تقاریر بنام خطیب آلِ محمد (پانچ حصے) شائع ہوا۔

اعزازی تعمیراتی مشیر اور مہندس

قائداعظم محمد علی جناح کے مزار کی تعمیرات کی نگرانی کے لئے جناب مسٹر ایم رحمٰن نے اعزازی کنسلٹنگ انجینئر اور مسٹر ایم اے احد نے اعزازی آرکیٹیکٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

اعظم خان جنرل محمد

قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ ان کی ملاقات ۱۹۳۸ء میں حیدر آباد دکن میں ہوئی۔ بقول ان کے قائد اس وقت اس بات کے قائل ہو چکے تھے کہ ہندو اور مسلمان ایک ساتھ نہیں رہ سکتے اور برصغیر کی تقسیم ناگزیر ہے وہ قائد کی صاف گوئی انداز گفتگو اور اصول پسندی سے بڑے متاثر ہوئے۔

وہ ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے تعلیم کی تکمیل کے بعد انڈین آرمی میں کمیشن حاصل کیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں مارشل لاء کے ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے ۱۹۵۸ء میں جب ملک میں مارشل لاء نافذ ہوا تو انہیں مرکزی وزیر بحالیات مقرر کیا گیا۔ اس حقیقت سے انہوں نے محکمہ بحالیات کو از سر نو منظم کیا اور کراچی میں صرف چھ ماہ کے عرصے میں کورنگی کالونی تعمیر کرائی جو تعمیرات کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے۔ اپریل ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۲ء گورنر مشرقی پاکستان رہے۔ اس حیثیت سے انہوں نے مشرقی پاکستان کے عوام کی خدمت کے لئے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا اسی بنا پر انہیں مشرقی پاکستان کے عوام بہت چاہتے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں جناح مسلم لیگ کے نام سے ایک سیاسی جماعت بنائی۔ لاہور میں مقیم ہیں۔

اعلان بالفور

قائد اعظم محمد علی جناح فلسطینیوں کی مکمل آزادی اور ان کے موقف کے خواہاں تھے اس ضمن میں انہوں نے ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء کو شملہ سے غیر منقسم بنگال کے ایک رکن قانون ساز اسمبلی مسٹر شوکت علی کو جو خط تحریر کیا اس کا اصل موتمر عالم اسلامی کی تحویل میں ہے اس خط میں انہوں نے کہا تھا۔

" مجھے اس پر مسرت ہے کہ آپ فلسطین کانفرنس اور بنگال مسلم کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں۔"

" ازراہ مہربانی بنگال کے مسلمانوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ انہیں مسلم لیگ کا ساتھ دینا چاہئے اور اس کی پالیسی و پروگرام کی حمایت کرنی چاہئے جو نہ صرف مسلمانوں کے مفاد میں ہے بلکہ مجموعی طور پر پورے ملک کے مفاد میں ہے مجھے یقین ہے کہ بنگال کے مسلمان فلسطینی عربوں کی ٹھوس حمایت کریں گے۔"

اعلان جنگ

قائد اعظم محمد علی جناح نے دسمبر ۱۹۳۸ء میں پٹنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جو خطبہ دیا تھا اسے اعلان جنگ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

افتخار الدین، میاں

(۸ اپریل ۱۹۰۸ء — ۶ جون ۱۹۶۲ء)

۱۹۴۵ء کے بعد کانگریس سے علیحدگی کے بعد قائد اعظم کے ساتھی کی حیثیت سے مسلم لیگ سے وابستگی اختیار کی۔

وہ باغبان پورہ لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے ایچی سن کالج لاہور اور انگلستان کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں کانگریس میں شامل ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں کامیاب ہو کر پنجاب کانگریس کی اسمبلی کے رکن بنے۔ ۱۹۳۸ء میں کانگریس سوشلسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی ۱۹۴۰ء میں پنجاب کانگریس کے صدر بنے کانگریس کی ہندوستان چھوڑ تحریک میں بھرپور حصہ لیا چنانچہ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک قید رہے پھر اختلافات کی بنا پر کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں کامیاب ہوئے اور یونینسٹ پارٹی کے صدر خضر حیات کی وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک کی قیادت کی۔ اگست ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کی ممدوٹ وزارت میں وزیر مہاجرین رہے۔ نومبر ۱۹۵۰ء میں آزاد پاکستان پارٹی قائم کی۔ اسے ۱۹۵۶ء میں نیشنل عوامی پارٹی میں ضم کر دیا گیا۔ پروگریسو لمیٹڈ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کے تحت پاکستان ٹائمز (۱۹۴۶ء) اور روزنامہ امروز (۱۹۴۸ء) کی اشاعت عمل میں آئی۔ ۶ جون ۱۹۶۲ء کو انتقال کیا۔

افتخار اللہ خاں راجا۔

تحریک پاکستان کے رہنما۔ ۱۹۸۹ء میں انہیں تحریک پاکستان کے سلسلے میں نمایاں خدمات انجام دینے پر تحریک پاکستان گولڈ میڈل ملا۔ انہوں نے جولائی ۱۹۴۴ء میں قائد اعظم کو وزیر آباد میں میزبانی کا شرف حاصل کیا۔

وہ ۱۹۲۱ء میں راجا احسان اللہ خاں تحصیلدار کے ہاں وزیر آباد میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی میں گریجویشن میں داخلہ لیا۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانی ارکان میں سے تھے لاء کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے کہ تحریک پاکستان میں حصہ لینا شروع کر دیا قیام پاکستان کے بعد وزیر آباد میں پریکٹس کرنے لگے، جولائی ۱۹۴۴ء میں قائد اعظم محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ کشمیر سے لاہور جاتے ہوئے مختصر وقت کے لئے وزیر آباد ٹھہرے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ افسر بحالیات مقرر ہوئے۔ بعد ازاں ترقی کرتے کرتے سیکرٹری کے عہدے پر جا پہنچے۔

۲۴ مارچ ۱۹۸۵ء کو انتقال کیا۔

افتخار حسین ممدوٹ

اگست ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح نے اعلان کیا کہ مسلمانوں کو حکومت برطانیہ نے جو خطابات دیئے ہیں واپس کر دیئے جائیں تو نواب افتخار حسین ممدوٹ نے اس بات پر لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے اپنا خطاب واپس کیا۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں انہوں نے لاہور میں قائد اعظم کے ساتھ ایک بڑے جلسے سے خطاب کیا۔

وہ ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا ازاں بعد پولیس اکیڈمی ساگر (حیدر آباد دکن) سے تربیت حاصل کی۔ ۱۹۲۹ء میں

واپس لاہور آئے تو حکومت ہند نے انہیں ریاست ممدوٹ میں اعزازی مجسٹریٹ مقرر کر دیا۔ ۱۹۴۲ء میں والد کی وفات کے بعد پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے (۱۹۴۶ء) ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۹ء تک پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہے ازاں بعد گورنر سندھ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر خاں کی حکومت میں وزیر مال رہے۔ وفات سے پہلے کونشن مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر تھے۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو انتقال ہوا۔ نماز جنازہ مولانا احتشام الحق تھانوی نے پڑھائی اور قبرستان میانی صاحب میں دفن ہوئے۔

افتخار علی، ملک

ملک برکت علی کے صاحب زادے۔ انہیں متعدد بار اپنے والد کے ہمراہ قائداعظم سے ملنے کا موقع ملا۔ انہوں نے سب سے پہلے لاہور میں ۱۹۳۶ء میں اس وقت ملاقات کی جب وہ آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے۔ دوسری مرتبہ ان کی ملاقات قائداعظم سے لاہور ریلوے اسٹیشن پر ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ وہ بمبئی سے محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ لاہور آئے تھے۔

پھر مارچ ۱۹۴۰ء میں وہ قائداعظم سے ملے ستمبر ۱۹۴۴ء میں سری نگر میں ان کی ملاقات ہوئی۔

اکتوبر ۱۹۴۴ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا جو اجلاس لاہور میں ہوا اس کی صدارت قائداعظم نے کی اس اجلاس میں بھی ملک افتخار علی موجود تھے۔ آخری بار انہوں نے قائداعظم سے اپریل ۱۹۴۶ء میں دہلی میں ملاقات کی۔

وہ ۱۹۲۳ء میں لاہور میں ملک برکت علی کے ہاں ٹمپل روڈ کی ایک کوٹھی میں پیدا ہوئے۔ یہیں گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم مکمل کی۔ اور سرکاری ملازمت اختیار کرلی۔ سرکاری ملازمت کے باوجود ہمیشہ حب الوطنی کی روایات کی پاسداری کی۔ جائنٹ سیکرٹری کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

ان کا انتقال ۴ مئی ۱۹۸۶ء کو ہوا۔

انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح پر "قائداعظم محمد علی جناح اے ٹاورنگ اسٹیٹسمین" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی یہ کتاب ۷۰۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے فیروز سنز پرنٹرز نے شائع کیا۔

افضل حق چودھری

۲۱ مئی ۱۹۳۶ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے سنٹرل پارلیمانی بورڈ کے قیام کے لئے جن راہنماؤں کے ناموں کا اعلان کیا ان میں افضل حق چودھری بھی شامل تھے وہ جماعت احرار کے ممتاز راہنما تھے اور ۱۸۹۱ء میں گڑھ شنکر (ہوشیار پور) میں چودھری امیر خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ امرتسر میں دینی تعلیم مکمل کی۔ امرتسر میں ایف اے کرنے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا لیکن بعد ازاں دیال سنگھ کالج منتقل ہوئے لیکن بوجوہ تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر کی حیثیت سے قلعہ پھلور (لدھیانہ) چلے گئے۔ تربیت کی تکمیل کے بعد انہیں تھانہ صدر میں تعینات کیا گیا۔

تحریک خلافت کے ایام میں ۱۹۲۱ء میں لدھیانہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے خطاب کیا جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ ان کے ذمہ تھی چنانچہ امیر شریعت کو گرفتار کر لیا۔ لیکن بعد ازاں نوکری چھوڑ دی اور امیر شریعت کے دامن شفقت میں لے لئے گئے۔ لدھیانہ سے واپس گڑھ شنکر جا کر تحریک عدم تعاون میں حصہ لینے کی پاداش میں چودہ فروری ۱۹۲۲ء کو ہوشیار پور جیل میں قید کر دیئے گئے مقدمہ چلا تو چھ ماہ قید کا حکم ہوا۔ اس دوران میں انہوں نے راولپنڈی کے سکھ مسلم فسادات کے نتیجے میں اسمبلی سے کرپان کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے کلہاڑی رکھنے کا بل پاس کرایا۔ ابتداء میں مسلم کانفرنس کی اور بعد ازاں کانگریس کی رکنیت اختیار کی سینتہ گرہ تحریک کے دوران ۹ ماہ کے لئے گورکھ پور جیل میں بھیج دیئے گئے اور وہیں انہوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب لکھی ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار کے قیام پر اس کے رکن بنے۔ تحریک کشمیر میں انہیں ملتان سنٹرل جیل بھیج دیا گیا۔ تحریک کشمیر کے بعد تحریک شہید گنج مسجد میں حصہ لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جب احرار نے انگریزی فوج میں بھرتی نہ ہونے کے لئے قرار داد منظور کی تو دوسرے رہنماؤں کے ساتھ انہیں بھی قید کر لیا گیا۔ اور ڈیڑھ سال قید کاٹنے کے بعد رہائی ملی، خطوط افضل حق، اسلام میں امراء کا وجود نہیں (مقالہ) پاکستان اور اچھوت (مقالہ) اہم تصانیف ہیں۔

۸ جنوری ۱۹۴۲ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال کیا۔

افغانستان

افغانستان کے بارے میں قائد اعظم کی پالیسی بڑی واضح تھی اور وہ افغانستان کے ساتھ گہرے برادرانہ تعلقات کے خواہاں تھے۔ اس ضمن میں دسمبر ۱۹۴۷ء میں انہوں نے شاہ افغانستان کے ایلچی سے ملاقات کے دوران فرمایا کہ "پاکستان کی حکومت اور عوام افغانستان کی مسلم مملکت کے لئے دوستی کے گہرے اور شدید جذبات رکھتے ہیں افغانستان ہمارا سب سے پہلا اور قریبی پڑوسی ہے جس سے پاکستان کے لوگ کئی صدیوں سے اور کئی نسلوں سے بے شمار مذہبی ثقافتی اور معاشرتی روابط رکھتے ہیں۔

اس کا رقبہ ۲۵۳۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۶۲۲۷۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے دار لحکومت کابل ہے اس کے شمال میں روس، مغرب میں ایران، جنوب اور مشرق میں پاکستان واقع ہیں۔ چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے اس کی تمام تر تجارت پاکستان کے راستے سے ہوتی ہے گندم، چاول اور پھلوں کی کاشت ہوتی ہے گیس وغیرہ بھی اس کی آمدنی کا ذریعہ ہے بلمند سب سے لمبا دریا ہے۔

۱۹۷۹ء میں روس نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اپنی افواج یہاں داخل کیں تاہم پاکستان کے ساتھ معاہدہ جنیوا (اپریل ۱۹۸۸ء) میں طے پایا تو یہاں سے روسی فوجوں کا انخلاء شروع ہوا۔

افکار قائد اعظم

قائداعظم کی تاریخ ساز تقاریر اور افکارات و نظریات کا مجموعہ اسے جناب محمود عاصم نے مرتب کیا ہے اور مکتبہ عالیہ لاہور نے سال قائد اعظم کی نسبت سے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔

اس کتاب میں ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۸ء تک کی وہ تمام تقاریر تاریخ وار شامل کی گئی ہیں جن کے مطالعہ سے قاری تحریک پاکستان میں ہونے والی پیش رفت کا سن وار اندازا لگا سکتا ہے اس مجموعے سے قوم کی سیاسی جدوجہد اور قائد اعظم کے رہنما اصول و افکار کی نشان دہی ہوتی ہے اس طرح تحریک آزادی کا پورا نقشہ اور ملت کی ساری جدوجہد ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

مرتب کتاب یکم جون ۱۹۵۱ء کو جناب نذیر احمد کے ہاں لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۷۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا اور تدریس کو بطور پیشہ اپنایا۔ صحافتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

تصانیف و تالیفات

(۱) آزادی کی کہانی (۲) افکار قائد اعظم (۳) اقبال کے ملی افکار (۴) نشان حیدر (۵) عالم اسلام (۶) شگوفے۔

اقبال ڈے

علامہ اقبال سے قائد اعظم کو بڑی محبت تھی اور وہ ان کے اسلامی نظریات سے بڑے متاثر تھے مرکزیہ مجلس اقبال نے ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال ڈے منایا تو قائد اعظم محمد علی جناح نے بھی اس میں شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت قائد اعظم کو اس تاریخی قرارداد کو پیش کرنے پر مبارکباد دی گئی۔ قائد اعظم نے مرکزیہ مجلس اقبال کے اراکین کا شکریہ ادا کیا۔

اقبال علامہ، سر، محمد

قائد اعظم محمد علی جناح علامہ اقبال کے معتقد اور ان سے بڑے متاثر تھے۔ علامہ اقبال کے انتقال پر ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو فرمایا۔

"مجھے علامہ اقبال کی وفات کی خبر سن کر بے حد رنج ہوا وہ عالمی شہرت کے ایک نہایت ممتاز شاعر تھے ان کی شہرت اور ان کی تخلیقات اور کارنامے ہمیشہ زندہ و تابندہ رہیں گے ملک اور مسلمانوں کی انہوں نے اتنی خدمات سرانجام دی ہیں کہ ان کے ریکارڈ کا مقابلہ عظیم ترین ہندوستان کی خدمت سے کیا جاسکتا ہے جو کبھی پیدا نہ ہو گا حال تک وہ پنجاب کی صوبہ مسلم لیگ کے صدر تھے جبکہ ایک غیر متوقع علالت نے انہیں مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا وہ کل ہند مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کے زبردست حامی تھے میرے لئے وہ ایک رہنما دوست اور فلسفی تھے تاریک ترین لمحات میں جس سے مسلم لیگ کو گزرنا پڑا وہ چٹان کی طرح قائم رہے اور وہ ایک لمحہ کے لئے کبھی متزلزل نہ ہوئے۔ صرف تین دن قبل انہوں نے اس کامل اتحاد کا پڑھا ہو گا جو کلکتہ میں مسلمان قائدین کے مابین ہوا۔ آج میں فخرو

مباہات سے کہہ رہا ہوں کہ مسلمانان پنجاب اب پورے طور پر مسلم لیگ کے ساتھ اور مسلم لیگ کے پرچم تلے آ چکے ہیں جو یقیناً علامہ اقبال کے لئے عظیم ترین اطمینان کا واقعہ تھا اس مفارقت میں میری نہایت مخلصانہ اور عمیق ترین ہمدردیاں ان کے خاندان کے ساتھ ہیں۔ اس نازک وقت میں ہندوستان کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص ناقابل تلافی صدمہ پہنچا ہے۔"

حیدر آباد دکن میں جب علامہ اقبال کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا تو قائداعظم نے یہ پیغام ارسال کیا۔

"میں اس تعزیتی جلسہ میں آپ کے ساتھ شریک ہوں مسلمانوں اور ہندوستان کے اقبال کے کھوئے جانے کے غم میں آپ کا برابر کا حصہ دار ہوں۔"

۱۹۳۸ء کے آخری مہینوں میں پٹنہ میں علامہ اقبال کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس میں کہا گیا تھا۔

"علامہ اقبال کی موت مسلمانان ہند کے لئے ناقابل تلافی صدمہ ہے وہ میرے احباب میں سے تھے۔ ان کا شمار دنیا کے بہترین شعراء میں ہوتا ہے۔ جب تک اسلام زندہ ہے ان کا نام بھی زندہ رہے گا۔ ان کی شاعری مسلمانوں کی حقیقی امنگوں کی ترجمان ہے۔ ہم اور ہمارے بعد آنے والی نسلیں ان سے وجدان حاصل کرتی رہیں گی۔"

مارچ ۱۹۴۰ء میں جب قائداعظم لاہور تشریف لائے تو پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں یوم اقبال کی تقریب منائی گئی۔ اجلاس کی صدارت شیر بنگال مولوی فضل الحق نے کی ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کی یہ تقریب قائد کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

اس موقع پر قائداعظم نے فرمایا

اگر میں مسلمانوں کے نصب العین اسلامی ریاست کے حصول تک زندہ رہا اور اس وقت مجھے اقبال کی تخلیقات اور مسلم ریاست کی حکمرانی میں سے کسی ایک کو چننے کے لئے کہا گیا تو میں بلا تامل اقبال کو منتخب کروں گا۔ اقبال نے ہندوستان کے مسلمانوں میں سیاسی و قومی شعور بیدار کرنے میں بڑی خدمت سر انجام دی ہے اقبال دنیا بھر میں مشہور ہے اور اس کا شمار عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے اور ہمیں اپنے ایسے بڑے عظیم الشان شاعر پر بڑا فخر ہے۔ اقبال میرے پرانے دوست تھے۔ میں نے اپنے خیالات ان کے سامنے پیش کئے انہوں نے فوراً لبیک کہا اور اس وقت سے تادم مرگ اقبال ایک چٹان کی طرح میرے ساتھ کھڑے رہے اقبال ایک عظیم شاعر تھے جنہیں دنیا کے بہترین ادب کی تاریخ میں ایک مستقل مقام حاصل ہے اقبال کی شاعری زندہ رہے گی جب تک اردو زبان زندہ ہے۔ اقبال فعال شخصیت بھی تھے جس نے مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے میں بڑی اہم خدمات سرانجام دیں مسلمانوں کے لئے اقبال شیکسپیئر سے بھی بڑا تھا۔

۲۲ نومبر ۱۹۴۲ء کو لاہور میں مزار اقبال پر حاضر دیتے ہوئے قائد نے کہا۔

"۱۹۳۶ء میں حکیم مشرق علامہ اقبال کی ذات گرامی سے دل جمعی ہوئی علامہ اقبال نے ہمیں پاکستان کا نظریہ دیا اور اسی نظریئے کے حصول پر ہندی مسلمانوں کی آزادی کا انحصار تھا۔"

۱۹۴۴ء میں لاہور میں یوم اقبال کی سالانہ تقریب کے موقع پر بھی قائداعظم نے ان پیغامات سے ملتے جلتے ایک پیغام بھیجا۔

وہ ۷ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے والد بزرگوار کا نام شیخ نور محمد تھا ابتدائی تعلیم کے بعد سکاچ مشن سکول سے میٹرک امتیاز کے ساتھ پاس کیا اور سکاچ مشن کالج میں داخل ہوئے۔ عربی و فارسی کے متبحر عالم مولوی میر حسن کی تعلیم نے اعلیٰ علمی و ادبی ذوق پیدا کیا۔ ۱۸۹۵ء میں ایف اے اور جون ۱۸۹۷ء میں سیکنڈ ڈویژن میں بی اے کے امتحانات پاس کئے اور انگریزی و عربی میں اول آئے اور دو طلائی تمغے حاصل کئے۔ ۱۸۹۹ء میں ایم اے فلسفہ کی ڈگری لی۔ ۱۳ مئی ۱۸۹۹ء کو اورینٹل کالج لاہور میں میکلوڈ پنجاب عربک ریڈر اور ۴ جنوری ۱۹۰۱ء کو گورنمنٹ کالج لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی مقرر ہوئے ۱۹۰۵ء میں یورپ گئے اور وہاں سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔ ۱۹۲۸ء میں مدراس کی مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی دعوت پر جنوبی ہند تشریف لے گئے اور اسلامی افکار کی جدید تشکیل پر اہم لیکچر دیئے۔ ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے الہ آباد کے اجلاس میں تصور پاکستان کا خاکہ پیش کیا۔ ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں مسلمانان برصغیر پاک و ہند کی نمائندگی کی۔ ۱۹۳۳ء میں سید سلیمان ندوی اور سر راس مسعود کے ہمراہ نادر شاہ کی دعوت پر کابل گئے۔

علامہ اقبال کو لڑکپن ہی سے شعر کہنے کا شوق تھا وہ داغ دہلوی سے اصلاح لیتے رہے۔

کتب:
اسرار خودی، رموز بے خودی، پیام مشرق، زبور عجم، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد اے اقوام شرق، بانگ درا، بال جبریل، ضرب کلیم، ارمغان حجاز۔

۱۹۷۷ء میں ان کا صد سالہ جشن منایا گیا۔

اقبال کوثر

کلا ضلع جہلم کے ممتاز شاعر، انہوں نے قائداعظم کے نام "جناح" کے عنوان سے یہ قطعہ لکھا۔

وہ باصفا وہ مجاہد وہ مردِ حر وہ فقیر
وہ جس کے پیشِ نظر قوم کی حیات رہی
وہ جس نے راہ کی دشواریوں سے کام لیا
مگر صعوبتِ منزل کی داستان نہ کہی

ان کا اصل نام محمد اقبال۔ والد بزرگوار کا نام میاں فضل حسین ہے۔ وہ ۴ اپریل ۱۹۳۲ء کو کلا گوجراں ضلع جہلم میں پیدا ہوئے میٹرک تک تعلیم پائی ٹھیکیداری کو پیشے کے طور اپنایا شاعری کا شوق دوران تعلیم ہی پیدا ہوا۔ برصغیر کے مشہور مشاعروں میں شرکت کر کے سامعین سے داد وصول کر چکے ہیں۔

اقبال کے آخری دو سال

ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کی کتاب اس کتاب میں انہوں نے علامہ اقبال کے نام قائداعظم کے دو خطوط شامل کئے ہیں۔

اقبال مہدی

پاکستان کے ممتاز مصور۔ انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی وہ قد آدم تصویر بنائی جب وہ وکیل کے لباس میں تھے اس تصویر کی نقاب کشائی صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۷ء کو کراچی میں کی۔

اقربانوازی سے نفرت

قائداعظم کو اقربانوازی سے سخت نفرت تھی اس کی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح اپنی زندگی بابائے قوم اور مسلم لیگ کے لئے وقف کئے رہیں لیکن قائداعظم نے مسلم لیگ میں انہیں کوئی منصب دینا پسند نہ کیا۔ محترمہ شیریں کا بیان ہے کہ۔

"جب مرحوم چندریگر نے قائداعظم کے لائق بھانجے اکبر پیر بھائی کو مقامی مسلم لیگ کی کسی ذیلی کمیٹی کا چیئرمین بنانے کی تجویز قائداعظم کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے اسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اکبر کی سب سے بڑی نااہلیت یہ ہے کہ وہ میرا رشتہ دار ہے۔"

جنگ کراچی ۹ جولائی ۱۹۷۲ء

اقلیتوں سے ہمدردی

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی متعدد تقاریر میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے جن تقاریر میں ذکر کیا ہے ان کی تاریخیں یہ ہیں۔

اپریل ۱۹۴۱ء	اجلاس مسلم لیگ مدراس
۱۴ نومبر ۱۹۴۶ء	غیر ملکی اخباری نمائندوں سے ملاقات
۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء	میمن چیمبر آف کامرس بمبئی
۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء	پریس کانفرنس نئی دہلی
۱۱ اگست ۱۹۴۷ء	دستور ساز اسمبلی سے خطاب
۱۱ اگست ۱۹۴۷ء	خطبہ صدارت دستور ساز اسمبلی
۱۱ اگست ۱۹۴۷ء	پاک. بحریہ سے خطاب
ستمبر ۱۹۴۷ء	کراچی میں خطاب
۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء	جلسہ عام لاہور
۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء	پسماندہ اقوام سے خطاب

اقوام متحدہ

پاکستان ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ کا باضابطہ رکن بنا اس موقع پر حضرت قائداعظم نے فرمایا۔

"جنگ سے بیزار انسانیت اقوام متحدہ کی تنظیم کے ارتقاء کو خوف اور امید سے دیکھ رہی ہے اس ادارہ کی اہلیت کا انحصار عالمی

امن کے لئے خطرات اور جنگ کی وجوہات کے ساتھ کامیابی سے نمٹنے، انسانیت کی بقاء اور تہذیب کے مستقبل پر ہو گا۔ پاکستان جو کہ حال ہی میں اقوام متحدہ کی تنظیم میں شامل ہوا ہے۔ اپنی حیثیت کے اندر تنظیم کو مضبوط کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرے گا اور اس کے مقاصد کے حصول کے لئے اس کی مدد کرے گا۔ اس عہد کی پابندی کے ساتھ ساتھ پاکستان بین الاقوامی امن اور سالمیت کے فروغ، ہتھیاروں کے پھیلاؤ کی روک تھام، نو آبادیاتی نظام کے خاتمے کے لئے بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ پاکستان نے اقتصادی، سماجی اور انسانیت سے متعلقہ شعبوں میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کی پوزیشن فوجی اتحادوں سے آزاد ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کا اسلامی تشخص اس ترجیحات کے تعین میں غالب عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے اسلامی دنیا کی دلچسپی کے تمام مسئلوں میں مرکزی کردار ادا کیا ہے پاکستان کی پوزیشن اصولوں کی طرف داری اعتدال پسندی اور تعمیری جذبوں پر مشتمل ہے۔"

اکا (MONOCLE)

قائداعظم محمد علی جناح کی دائیں آنکھ کمزور تھی اس لئے وہ اکا لگاتے تھے۔

اکبراعظم

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مجلس دستور ساز میں لارڈ مونٹ بیٹن کی تقریر کے جواب میں جو تقریر کی اس میں انہوں نے اکبراعظم کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا

"شہنشاہ اکبر نے غیر مسلموں کے ساتھ جو خیر سگالی اور رواداری کا برتاؤ کیا وہ کوئی نئی بات نہ تھی اس کی ابتداء آج سے تیرہ سو سال پہلے ہی ہمارے رسول ؐ نے کر دی تھی انہوں نے زبان سے ہی نہیں بلکہ عمل سے بھی یہود و نصاریٰ پر فتح حاصل کرنے کے بعد نہایت اچھا سلوک کیا ان کے ساتھ رواداری برتی اور ان کے عقائد کا احترام کیا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی حکمران رہے ایسے ہی رہے۔ ان کی تاریخ دیکھی جائے تو وہ ایسے ہی انسانیت نواز اور عظیم المرتبت اصولوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہو گی جن کی ہم سب کو تقلید کرنی چاہئے"

اکبراعظم ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو امرکوٹ سندھ میں ہمایوں کے ہاں پیدا ہوا باپ کی وفات کے وقت اکبر بیرم خاں (اتالیق) کے ساتھ کلانور میں تھا وہیں مسند نشینی کی رسم ادا ہوئی ۱۸ سال کی عمر میں جب حکومت کے انتظامات سنبھال لئے تو فتوحات کا عظیم الشان سلسلہ شروع ہو گیا۔ راجپوتانے کے اکثر راجا خود ہی فرماں بردار ہو گئے صرف راجا میواڑ نے مقابلہ کیا اور نقصان اٹھایا راجا اودھے سنگھ اور اس کے جانشین پرتاپ نے اپنی بد عملی کی سزا بھگتی مالوہ، گجرات، خاندیش، احمد آباد، گونڈوانہ، بنگال، اڑیسہ، کشمیر، سندھ، غرض جنوبی ہند کے ایک حصے کے سوا پورا ملک کابل سے احمد نگر تک اور سندھ سے بنگال تک مغلوں کے زیر نگیں ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اکبر نے زمینوں کے معاملے میں شہنشاہ سوری کے نظام کو بہتر بنایا زمین کی تین قسمیں قرار دیں۔ مناصب کے ۳۳ درجے بنائے ازبکوں اور اکبر کے بھائی مرزا حکیم نے بغاوتیں کیں جو فرو کر دیں گئی پوری سلطنت اٹھارہ صوبوں میں تقسیم کی۔ اس کا دربار بڑے بڑے شاعروں سے ہر وقت بھرا رہتا فیضی کو بہت بڑا درجہ حاصل تھا۔

اکبر نے دین الٰہی کو رواج دیا لیکن کامیابی حاصل نہ ہو سکی شاہی قلعہ لاہور کو از سر نو بنوایا۔ اکبر کا شمار دنیا کے عظیم بادشاہوں میں ہوتا ہے۔

۱۶ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو وفات پائی۔

اکبر حیدری، سر محمد صالح

روزنامہ نوائے وقت کی ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء کی ایک اشاعت میں قائداعظم فیڈریشن اور نظام کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا اس مضمون میں مسٹر نعمان کے حوالے سے جو ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۸ء تک قائداعظم کے سیکرٹری تھے یہ لکھا کہ

مجھے ایک واقعہ یاد ہے مسٹر جناح نے ۱۹۳۷ء میں جب مسلم لیگ کی تنظیم شروع کی تھی تو لیگ بالکل ابتدائی مراحل پر تھی اور سرمائے کی سخت قلت تھی اس وقت ریاست حیدر آباد کے وزیراعظم سر اکبر حیدری قائداعظم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اعلیٰ حضرت نظام مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے پچیس لاکھ روپے دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ آپ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت فیڈریشن کی مخالفت ترک کر دیں لیکن قائداعظم نے

حقارت سے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور اس کے بعد انہوں نے سر اکبر حیدری کی اس جسارت کو کبھی معاف نہ کیا۔ لیکن اس کے برعکس لارڈ ڈزٹیلینڈ نے اپنی خود نوشت سوانح عمری کے صفحہ نمبر ۲۴۵ پر اس کی تردید کر دی للذا یہ واقعہ مصدقہ معلوم نہیں ہوتا وہ لکھتے ہیں۔

گول میز کانفرنس میں جن لوگوں نے بڑھ چڑھ کر فیڈریشن کی حمایت کی تھی ان میں ریاست حیدر آباد کے وزیر اعظم اکبر حیدری بھی تھے لیکن جب جنوری ۱۹۳۷ء میں وائسرائے نے اپنا ایک خاص نمائندہ والیان ریاست کے پاس بھیجا کہ فیڈریشن کے بارے میں ان کا عندیہ معلوم کیا جائے تو سر اکبر حیدری نے مخالفانہ رویئے کا اظہار کیا اور میں نے اسی وقت محسوس کر لیا تھا کہ ہوا کا رخ بدل گیا ہے پندرہ روز کے بعد جب وائسرائے کا خط آیا تو اس سے معلوم ہوا کہ حیدر آباد میں فیڈریشن کے خلاف وسیع پیمانے پر ایجی ٹیشن جاری ہے میں نے اسی وقت وائسرائے کو جواب دیا کہ اکبر حیدری نے جو مخالفانہ رویہ اختیار کیا ہے اس کی وجہ بھی غالباً یہی ایجی ٹیشن ہے۔

وہ ۸ نومبر ۱۸۹۴ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم مکمل کی اکاؤنٹس کے امتحان میں کامیابی کے بعد ناگپور، کلکتہ، لاہور، الہ آباد اور مدراس میں کام کیا۔ سیکرٹری آف انڈیا انڈسٹریز اینڈ سپلائز (۱۹۴۳ء۔۱۹۴۵ء) رہے۔ ۱۹۴۵ء۔ ۱۹۴۶ء میں ممبر اطلاعات اور براڈ کاسٹنگ اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ گول میز کانفرنس میں حیدر آباد کے مندوب تھے۔ ۱۹۴۰ء میں معزول ہو کر برطانوی ہند کی مجلس انتظامی کے رکن بنے انہوں نے ۱۹۴۸ء تک خدمات انجام دیں۔ اسی سال انتقال کیا۔

اکبر خاں میجر جنرل

قائد اعظم محمد علی جناح کے فوجی مشیر، وہ ایک عرصہ ان کے ساتھ رہے۔

اکبر علی پیر بھائی

قائد اعظم محمد علی جناح کے بھانجے۔ وہ بمبئی میں وکالت کرتے تھے۔ انہوں نے قائد اعظم کی زندگی پر ایک کتاب جناح فیسز اسیسی نیشن لکھی۔ اس کے سرورق پر یہ الفاظ لکھے تھے۔

"ایک بیرسٹر کے قلم سے۔" اکبر علی پیر بھائی کے بارے میں ایک دفعہ آئی آئی چندریگر نے قائد اعظم سے کوئی عہدہ دینے کی سفارش کی جس پر قائد اعظم نے جواب دیا۔ اکبر علی پیر بھائی وزارت کا اہل نہیں ہے وہ اس لئے کہ وہ میرا بھانجا اور میرا رشتہ دار ہے۔

اکتیس جولائی (۱۹۶۰ء)

قائد اعظم محمد علی جناح کے مزار کے سنگ بنیاد کی تاریخ۔ اس کا سنگ بنیاد صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اسی روز رکھا۔

اکرام نتھینیل، مسز

قائد اعظم محمد علی جناح کی لیڈی کمپاؤنڈر۔ قائد اعظم محمد علی جناح اپنی زندگی کے آخری ایام میں زیارت تشریف لے گئے تو انہیں سول ہسپتال سبی سے زیارت بلایا گیا تاکہ وہ قائد اعظم کی تیمار داری کر سکیں۔ وہ وہاں پندرہ دن رہیں۔

اکرام عالم بدایونی، محمد

۱۹۴۲ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کے لئے ان کا نام تجویز کیا گیا تو قائد اعظم کی خواہش پر لیاقت علی خاں کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ قائد اعظم بریلی گئے تو مولوی صاحب کی جانب سے دی گئی ضیافت میں شریک ہوئے۔

وہ فروری ۱۸۷۶ء میں مولوی محمد کریم عالم کے ہاں بدایوں میں پیدا ہوئے۔ اردو اور فارسی کی تعلیم گھر پر ہی پائی پھر گورنمنٹ اسکول سے انٹرنس کیا اور علی گڑھ محمڈن کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۹۰۱ء میں بی اے کیا پھر قانون کی تعلیم پائی اور ۱۹۰۸ء میں الہ آباد ہائی کورٹ میں پریکٹس کرنے لگے۔ ۱۹۳۱ میں بریلی چلے گئے اور بریلی اور بدایوں کی بار ایسوسی ایشنوں کے صدر منتخب ہوئے ریاست رام پور کے قانونی مشیر اور نواب رامپور کے صلاح کار بھی تھے۔ ۱۹۱۴ء میں ان کی کوششوں سے بدایوں میں پہلی اردو کانفرنس ہوئی جس میں بابائے اردو مولوی عبدالحق نے بھی شرکت کی۔ ۱۹۱۳ء میں انجمن تعلیم مسلمانان بدایوں قائم کی اور اس کے پہلے اعزازی سیکرٹری بنے

۷ ستمبر ۱۹۴۲ء کو بریلی میں انتقال کیا اور بدایوں کے اکرام باغ میں دفن ہوئے۔

مضمون۔ جاوید منظر

روزنامہ جنگ کراچی یکم جنوری ۱۹۷۷ء

اکھنڈ بھارت

غلام برِصغیر کے آخری وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن نے بی بی سی کے پروگرام آج کی رات میں اپنے دور کی آخری یادوں کے سلسلے میں کہا کہ میں ہر قیمت پر ہندوستان کو متحد ملک دیکھنا چاہتا تھا لیکن آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر محمد علی جناح کے سامنے میری کچھ پیش نہ چلی کیونکہ وہ پاکستان حاصل کرنے کا اٹل عزم کر چکے تھے۔

اکیس رمضان المبارک

قائد اعظم محمد علی جناح ایک سچے مسلمان تھے۔ وہ سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے لئے نمونہ سمجھتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ قرآن مجید مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے قائد نے ایک بار ۲۱ رمضان المبارک کو گاندھی جی سے مذاکرات سے انکار کر دیا تھا اس پر مولانا ظفر الملک نے انہیں خط لکھا اور ان کو شیعہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ

۲۱ رمضان المبارک صرف شیعوں کے مطابق یوم ماتم ہے

قائد اعظم نے خط کے جواب میں انہیں لکھا

آپ جیسے تنگ نظر مسلمان اب بھی موجود ہیں۔ یہ معاملہ سنی اور شیعہ کا نہیں تھا علاوہ ازیں حضرت علیؓ تمام مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ تھے اور ان کا سوگ عام مسلمان مناتے ہیں۔

معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ نو مسلم درحقیقت سچا مسلمان ہے۔

مغربی پاکستان ہائی کورٹ بنچ کراچی کے ایک سینئر جج مسٹر جسٹس عبدالقادر شیخ کی عدالت میں مسٹر شریف الدین پیرزادہ کا بیان۔

۸ دسمبر ۱۹۶۹ء

الامان

دہلی سے مولانا مظہر الدین کی ادارت میں شائع ہونے والا اخبار۔ اس اخبار میں مولانا نے محمد علی جناح کی قومی خدمات اور مسلمانوں کے اجتماعی وقار کو بلند کرنے کے اعتراف کے طور پر قائد اعظم کا خطاب دیا۔

یہ سہ روزہ تھا

الجمعیتہ

جمعیتہ العلماء ہند کا ترجمان۔ اسے ترک موالات کی تحریک کے دوران جاری کیا گیا۔ یہ ہفتے میں دو مرتبہ نکلتا تھا مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اس کے پہلے مدیر تھے اس وقت ان کی عمر صرف اٹھارہ برس تھی۔ مولانا ۱۹۲۹ء میں اس اخبار سے علیحدہ ہوئے تو مولانا ہلال احمد زبیری اور مولانا محمد عثمان فارقلیط کے زیر ادارت شائع ہوتا رہا۔ پہلے یہ قوم پرست تھا۔ اب بھارت کے مسلمانوں کے شہری حقوق کے لئے آواز بلند کرتا ہے۔ یہ دہلی سے شائع ہوتا ہے۔

الحسنین الخطیب

مصر کے پہلے چارج ڈی آفیسر۔ انہوں نے قیام پاکستان کے موقع پر گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں اپنی اسناد سفارت پیش کیں۔

الطاف حسین

ممتاز صحافی۔ روزنامہ ڈان دہلی اور کراچی کے ایڈیٹر (۱۹۴۵ء ـ ۱۹۶۵ء) وہ ۱۹۶۵ تا ۱۹۶۸ء وفاقی وزیر صنعت رہے۔

وہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد سٹی کالج کلکتہ میں (۱۹۱۶ء ـ ۱۹۱۸) اور ڈھاکا یونیورسٹی میں (۱۹۲۰ء ـ ۱۹۲۳ء) اور محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر (۱۹۳۸ ـ ۱۹۴۵ء) رہے۔

پھر ملازمت سے مستعفی ہوگئے اور مسٹر پوتھن جوزف کے مستعفی ہونے پر قائد اعظم نے انہیں ڈان اخبار کا ایڈیٹر مقرر کیا ڈان سے علیحدگی کے بعد وفاقی وزیر صنعت رہے۔

۲۵ مئی ۱۹۶۸ء کو انتقال کیا۔

الفقیہہ (امرتسر)

یہ ہفتہ وار پرچہ ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸، تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا تھا اسکی پیشانی پر یہ الفاظ لکھے ہوتے تھے۔

ہندوستان بھر میں اہل السنتہ والجماعتہ کا واحد آرگن اس کا رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۱۹ تھا۔ اس کی پہلی اشاعت ۷ جولائی ۱۹۱۸ء کو عمل میں آئی اور یہ پرچہ نومبر ۱۹۴۸ء تک مسلسل حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد کی زیر ادارت شائع ہوتا رہا اس اخبار کو یہ اعزاز بھی حاصل رہا کہ مقام اشاعت (امرتسر) کے ساتھ پاکستان کے الفاظ بھی قیام پاکستان تک لکھے جاتے رہے حالانکہ اس دور میں نوائے وقت، زمیندار اور احسان کےعلاوہ بھی درجنوں اخبارات شائع ہوتے تھے۔ اس کی قیمت دو آنے تھی۔

اس کے اغراض و مقاصد یہ تھے۔

(۱) اہل اسلام کی عموماً اور احناف کی خصوصاً حمایت کرنا۔

(۲) فرقہ ہائے جدیدہ کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا۔

(۳) اسلامی و ملکی خبروں کی اشاعت۔

(۴) حکومت اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت۔

پاکستان لکھنے پر اس پرچے کے ہزاروں خریداروں نے پرچے کا بائیکاٹ کیا اور قائداعظم اور مسلم لیگ کی حمایت کرنے پر ناگواری کا اظہار کیا گو پرچے کو سخت نقصان ہوا لیکن اس کی انتظامیہ کے پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی۔

حکیم ابوالریاض احمد ۱۷ اپریل ۱۸۸۶ء کو امرتسر میں حکیم میاں ابراہیم کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں حکیم صاحب نے ٹھیکیداری شروع کر دی لیکن پھر اپنے موروثی پیشے حکمت کو اپنایا ایک اچھے طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے صحافی بھی تھے۔ الفقیہہ کے علاوہ متعدد اخبارات جاری کئے جن میں رفیق صادق، کامریڈ، ماہنامہ الراعی لاہور، ماہنامہ حنفی امرتسر، ہفتہ وار راعین میگزین امرتسر قابل ذکر ہیں۔

مسلم لیگ کی حریف کانگریس کے خلاف ایک پرچہ ہفت روزہ بلٹز امرتسر سے جاری کیا انہوں نے شدھی اور سنگھٹن تحریکوں کو ناکام بنانے کے لئے ان گنت کتابچے شائع کئے۔

جمعیت خدام الحرمین سے بھی وابستہ رہے۔ انہوں نے ممتاز صوفی بزرگ سید پیر جماعت علی شاہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ تاریخ راعیاں بھی لکھی۔

قیام پاکستان کے موقع پر امرتسر میں سات پختہ مکانات اور زرعی زمین کے علاوہ بیس ہزار کتب و رسائل پر مشتمل کتب خانہ بھی چھوڑ دیا۔

انہوں نے ۶۲ سال کی عمر میں ۱۳۶۸ ہجری بمطابق ۱۹۴۸ء میں لاہور میں انتقال کیا۔

اللہ بخش سیٹھی، خواجہ

قائداعظم محمد علی جناح سے آل انڈیا مسلم لیگ صوبہ سرحد کے پروپیگنڈہ سیکرٹری کی حیثیت سے کئی بار ملاقاتیں کیں۔

وہ پشاور میں سیٹھی خاندان میں پیدا ہوئے۔ تحریک پاکستان میں روز و شب کام کیا۔ ۱۹۳۳ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ مسلم لیگ نے انہیں صوبہ سرحد کا پروپیگنڈہ سیکرٹری مقرر کیا۔ مسلم لیگ کے پٹنہ اجلاس میں سردار اورنگ زیب خاں، میاں ضیا الدین بیرسٹر اور دیگر زعما کے ساتھ شرکت کی کلکتہ، مدراس میں بھی مسلم لیگ کے مختلف اجلاسوں میں صوبہ سرحد کی نمائندگی کی۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے لاہور کے اجلاس میں شمولیت اختیار کی اور ابو سعید انور کے ساتھ بطور سیکرٹری استقبالیہ کام کیا اور کئی مواقع پر قائداعظم سے داد پائی۔

۱۹۴۳ء میں صوبائی سنسر بورڈ کے رکن بنے اور ایک بہت ہی مشہور فلم ینگ انڈیا کی نمائش کو ممنوع قرار دیا۔ صوبہ سرحد میں مسلم چیمبر آف کامرس اور ریڈیو اسٹیشن کے قیام کے لئے انتھک جدوجہد کی۔

۱۹۴۶ء میں پنڈت نہرو جب صوبہ سرحد میں آئے تو انہوں نے دیگر زعماء کے ساتھ مل کر پنڈت نہرو کے دورہ کو ناکام بنایا۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آباد کاری میں حصہ لیا۔

ایوب خاں کے دور حکومت میں محترمہ فاطمہ جناح کے صدارتی انتخاب کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا قیام پاکستان کے بعد انہیں صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے کو کہا گیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ۱۹۷۱ء میں پاکستان سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے صدمے نے ان کی جان لے لی اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو وہ اللہ

کو پیارے ہو گئے انہیں کراچی کے پاپوش نگر کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

الہلال

کلکتہ سے جاری ہونے والا ہفت روزہ اردو اخبار اسے مولانا ابو الکلام آزاد نے ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو جاری کیا۔ یہ ٹائپ پر شائع ہوتا تھا اور اسکا سائز ۴/۲۰ × ۳۰ اور ضخامت ۱۶ صفحات تھی۔ اس میں بہت بلند پایہ مضامین شائع ہوتے تھے۔ بعض مضامین میں تصاویر بھی ہوتی تھیں۔ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم زوروں پر تھی تو مولانا نے جرمنی کے حق میں ایک مضمون لکھا چنانچہ الہلال پریس اور ابتدائی ضمانت کی ضبطی کے علاوہ دس ہزار روپے کی مزید ضمانت طلب کی گئی۔ عدم ادائیگی کی بنا پر الہلال بند ہو گیا۔ ۱۳ سال کے بعد ۱۹۲۷ء میں پھر جاری ہوا لیکن جب پہلی سی مقبولیت نہ ملی تو مولانا نے چھ ماہ میں بند کر دیا۔ الہلال نے مسلمانوں میں سیاسی، علمی اور دینی مباحث کا بڑا اچھا ذوق پیدا کر دیا۔

الٰہ آباد

قائداعظم محمد علی جناح نے امپریل لیجسلیٹو کونسل کا رکن بننے کے بعد سب سے پہلے دسمبر ۱۹۱۰ء میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں شمولیت اختیار کی۔ یہ اجلاس سر ولیم وبڈربرن کی صدارت میں منعقد ہوا تھا اور اس جگہ قائداعظم اور موتی لال نہرو کے مابین ہندوستان کے مستقبل پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۱۱ء میں اتحاد کانفرنس کا انعقاد ہوا تو اس میں قائداعظم نے شرکت کی۔ اپریل ۱۹۱۶ء میں الٰہ آباد میں کانگریس نے ایک کمیٹی قائم کی جس کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ مسلم رہنماؤں کے تعاون سے ہندوستان کے لئے حکومت خود اختیاری کی حکمت عملی مرتب کرنے کے لئے مذاکرات کرے چنانچہ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ کونسل کا جو اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا اس میں کانگریس کی تجاویز اور مسلم لیگ کی سفارشات بھی زیر بحث آئیں اور متفقہ مطالبات کی ایک یادداشت ترتیب دی گئی جس پر قائد نے بھی دستخط کئے۔ ۱۵ جون ۱۹۱۷ء کو الٰہ آباد میں ہوم رول لیگ کے جلسے میں قائداعظم نے ہوم رول لیگ میں اپنی شمولیت کی وجوہات بتائیں۔

۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس الٰہ آباد میں منعقد ہوا جس کی صدارت علامہ اقبال نے کی۔

جنوری ۱۹۳۹ء کو قائداعظم الٰہ آباد یونیورسٹی کے مسلم طلباء کی دعوت پر الٰہ آباد گئے اور یونیورسٹی کے طلباء سے خطاب کیا۔

اپریل ۱۹۴۲ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی اور کہا۔

"ہندوستان کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش بنیادی طور پر غلط ہے۔ مسلم ہندوستان بغیر اس کے مطمئن نہیں ہو گا کہ اس کی قومی خود ارادیت واضح طور پر تسلیم کر لی جائے۔ انہوں نے انہی ایام میں یونیورسٹی میں کانگریسی طلباء کے عمارت پر جھنڈا لہرانے کے تنازعے کو بھی نمٹایا کیوں کہ مسلم طلباء بھی عمارت پر جھنڈا لہرانا چاہتے تھے۔"

۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس دہلی میں قائداعظم کی صدارت میں ہوا۔ اس میں بھی انہوں نے الٰہ آباد کے اجلاس کا ذکر کیا۔

الوحید

اس کا پہلا شمارہ ٹھٹھہ سے ۱۵ مارچ ۱۹۲۰ء کو سلطان عبدالوحید کے نام کی مناسبت سے عمل میں آیا۔ اس کی اشاعت کا تمام تر سہرا شیخ عبدالمجید سندھی کے سر رہا اس کے پہلے ایڈیٹر قاضی عبدالرحمٰن تھے۔ ابتداء میں یہ پرچہ سر عبداللہ ہارون کے ذاتی خرچ پر شائع ہوتا رہا۔ بعد ازاں سر عبداللہ ہارون نے الوحید پریس اور اخبار الوحید کو مجلس خلافت کو تحفہ میں دے دیا۔ ٹھٹھہ کے متعلق پہلی خبر ۱۴ مئی ۱۹۲۰ء کو خلافت کمیٹیاں ضلع کراچی کے عنوان سے شائع ہوئی۔

الٰہی بخش پیر

تحریک پاکستان کے صف اول کے رہنما اور قائداعظم کے ساتھی۔ وہ ۱۸۹۰ء میں پیر گوٹھ ضلع دادو میں پیدا ہوئے علی گڑھ سے گریجویشن کرنے کے بعد ۱۹۲۱ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ تحریک خلافت میں شامل ہو گئے۔ ۴

جنوری ۱۹۳۱ء کو مولانا کے انتقال تک اس تحریک سے وابستہ رہے۔ ازاں بعد ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۷ء تک سر شاہنواز بھٹو کے ساتھ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرانے کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے لئے سندھ یونائیٹڈ فرنٹ قائم کیا گیا تھا جس کے سربراہ شاہنواز بھٹو تھے۔ اس میں پیر الٰہی بخش، خان بہادر محمد ایوب کھوڑو، اللہ بخش گبول اور ہاشم گزدر شامل تھے۔ ۱۹۳۷ء میں سندھ کی علیحدگی کے بعد پیر الٰہی بخش صوبائی کابینہ میں بحیثیت وزیر تعلیم شامل رہے۔ اس وقت صوبہ سندھ میں صرف چار ثانوی اسکول تھے اور کوئی کالج نہیں تھا۔ انہوں نے اپنی کاوشوں سے اسکول قائم کئے جن میں سندھ مدرسہ بھی شامل ہے وہ کراچی یونیورسٹی کے بانیوں میں سے تھے انہوں نے ہی پروفیسر اے بی حلیم کو کراچی یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا تھا۔ قیام پاکستان تک سندھ کابینہ میں وزیر تعلیم اور وزیر مال رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں سندھ کے وزیر اعلیٰ بنے اور اگست ۱۹۴۹ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے اردو کالج کے لئے جگہ الاٹ کرائی اور بھارت سے ہجرت کر کے آنے والوں کے لئے دو کالونیاں بنوائیں۔ ۱۹۵۰ء میں جب پہلی بار حزب اختلاف کی بنیاد پڑی تو حزب اختلاف کے لیڈروں کا اجلاس انہی کی قیام گاہ پر ہوا ۱۹۵۲ء میں مجلس قانون ساز کے رکن بنے۔ ون یونٹ کے مخالفین میں سے تھے لہٰذا جیل بھیج دیئے گئے جون ۱۹۵۳ء میں رہائی ملی۔ ۱۹۵۸ء تک مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۹۵۸ء میں سیاست ترک کر دی لیکن ۱۹۶۹ء میں پھر سیاست میں آگئے۔ ۲۴ جون ۱۹۷۴ء کو انہیں پیر الٰہی بخش کالونی کوآپریٹو سوسائٹی کا ایڈمنسٹریٹر بنایا گیا۔ گرلز کالج بھی بنوایا۔
انتقال ۸ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو کراچی میں ہوا۔

الٰہی بخش، لیفٹیننٹ کرنل

قائداعظم محمد علی جناح کے خصوصی معالج۔ وہ قائداعظم کے آخری ایام میں ان کے ہمراہ رہے۔ انہوں نے قائداعظم کے آخری ایام کے عنوان سے ایک کتاب بھی لکھی۔ وہ ۱۹۰۴ء میں چک مغلانی (ضلع جالندھر) میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء میں لندن سے میٹرک کیا۔ گائیز ہسپتال میڈیکل اسکول لندن سے ایم بی بی ایس اور ایم آر سی پی کی ڈگریاں لیں۔ ۱۹۳۱ء میں ایم ڈی کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد انڈین میڈیکل سروسز میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۳۶ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں فارماکولوجی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ وہ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔ جنگ عظیم دوم کے دوران میں انہیں فوجی خدمات کے لئے طلب کیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد ۱۹۴۲ء میں ملایا میں جاپانیوں نے انہیں قید کر لیا۔ آزادی کے بعد انہوں نے پروفیسر آف میڈیسن اور پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اس کے علاوہ میو ہسپتال لاہور اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کے چیف میڈیکل سپرنٹنڈنٹ رہے۔ میڈیکل ریفارمز کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت سے کمیشن کی رپورٹ تیار کی۔ ۱۹۶۰ء میں راولپنڈی میں صدر پاکستان کو پیش کی۔ ان کی وفات کے بعد جامعہ پنجاب نے اپنے خصوصی اجلاس میں ان کی ممتاز حیثیت اور خدمات کے پیش نظر انہیں ڈاکٹر آف لاز۔ آنرس کاز کے درجہ پر فائز کیا گیا۔ وہ قائد کے علاوہ علامہ اقبال اور سر عبدالقادر کے معالج رہے۔ جدید طبی علاج پر دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی۔

الیگزنڈر

۲۶ جون ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے ان سے طویل ملاقات کی۔

اس ملاقات میں قائداعظم کو ان حالات سے آگاہ کیا گیا جن کی وجہ سے کابینہ مشن نے عارضی حکومت کی سکیم کو ملتوی کر دیا۔

امان اللہ خان نیازی:۔

تحریک پاکستان کے کارکن قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کی تجدید کی تو انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ وہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۵ء کو لاہور میں ڈاکٹر محمد عظیم خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ لاہور میں ابتدائی تعلیم تکمل کی، ان کی عمر دس گیارہ سال کی تھی کہ لاہور میں مسجد شہید گنج کا واقعہ رونما ہوا۔ مسجد شہید گنج کی تحریک کے رہنما مولانا ظفر علی خاں کی تحریک پر کفن پہن کر نکلے ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے سلسلے میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں شمولیت اختیار کی۔ وہ

اسلامیہ کالج یونین اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر رہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۵ء کو اسلامیہ کالج میں یوم پاکستان کے موقع پر جلسے کا اہتمام بھی کیا۔ خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ اس ضمن میں تین مرتبہ گرفتار ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا گیا۔

امبیدکر، ڈاکٹر بھیم راؤ رام جی

AmbedKar Dr. Bhimrao Ramji

ہریجن رہنما، وہ ۱۸۹۳ء میں بمبئی میں پیدا ہوئے۔ بمبئی میں تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کولمبیا چلے گئے اور پولیٹیکل سائنس کی ڈگری لی۔

لیجسلیٹو کونسل میں ہریجنوں کی نمائندگی کے لئے رکنیت حاصل کی۔ ۱۹۳۰ء۔۱۹۳۲ء کی گول میز کانفرنس میں ہریجنوں کی نمائندگی کی۔ گورنر جنرل کی انتظامی کونسل کے رکن رہے (۱۹۴۲۔۱۹۴۶ء) ازاں بعد ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۱ء وزیر قانون ہند کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ نیشنل ڈیفنس کونسل کے رکن بھی رہے۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں انتقال کیا۔ ۱۹۳۹ء میں جب قائداعظم نے مسلمانوں سے یوم نجات منانے کی اپیل کی تو انہوں نے کہا کہ غیر کانگریسی ہندوؤں اور اچھوتوں کو بھی یوم نجات منانے میں مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہئے۔

امجدی بانو بیگم

وہ قائداعظم کی دعوت پر بمبئی میں مارچ ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کے منعقدہ اجلاس میں شریک ہوئیں۔

وہ ۱۸۸۵ء میں ریاست رام پور میں مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۰۲ء میں ان کی شادی مولانا محمد علی جوہر سے ہوئی۔ تحریک آزادی کے جلسوں میں وہ بھی اپنے شوہر کے ہمراہ شریک رہیں۔ تحریک خلافت کے سلسلے میں اپنے شوہر کے ہمراہ جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۲۰ء میں رہائی ملی تو کل ہند خواتین مجلس خلافت کی سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ پھر آل انڈیا مسلم لیگ کی رکن بنیں اور بعدازاں قانون ساز اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس منعقدہ لندن میں اپنے شوہر کے ہمراہ شرکت کی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں تاریخی قرار داد کی تائید کی۔ مارچ ۱۹۴۷ء کے اوائل میں بمبئی میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں حصہ لیا لیکن ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء کو اس دنیائے فانی سے چل بسیں۔ وہ ایک ایسی خاتون تھیں جس نے حصول پاکستان کی معرکہ آرائی میں بھرپور حصہ لیا۔

امرتسر

دسمبر ۱۹۱۹ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس حکیم اجمل خاں کی صدارت میں منعقد ہوا اس میں قائداعظم محمد علی جناح نے بھی شرکت کی۔ قائداعظم اس وقت کانگریس کے بھی رکن تھے۔

امر سنگھ کلب

سری نگر کا ایک کلب۔ اس میں حضرت قائداعظم نے جب وہ مئی ۱۹۴۴ء میں کشمیر کے دورے پر گئے تو علی گڑھ اولڈ بوائز نے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ استقبالیہ تقریب میں شیخ عبداللہ۔ مرزا افضل بیگ اور ان کے کچھ ہندوستانی ساتھیوں نے بھی شرکت کی تھی۔ مسٹر مسیح الدین ہمدانی نے قائداعظم سے سوالات پوچھنے شروع کئے۔

مسٹر ہمدانی: کیا ہندوستان کی ہندو اکثریت پاکستان بننے دے گی؟

قائداعظم: اگر مسٹر ڈی ویلرا آئرلینڈ کو الگ کر سکتا ہے تو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان اپنے لئے الگ ملک کیوں نہیں حاصل کر سکتے۔

مسٹر ہمدانی: کیا پاکستان اقتصادی طور پر کمزور ہو گا؟

قائداعظم: ہر گز نہیں۔ تاہم احساس تحفظ کے ساتھ پاکستان کی ایک جھونپڑی میں رہنا اس سے بہتر ہے کہ ہندوستان میں کسی بنگلے میں احساس تحفظ کے بغیر رہا جائے۔

مسٹر ہمدانی: مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس میں سے ریاست کے مسلمانوں کی بہتر طور پر کون خدمت کر سکتی ہے؟

قائداعظم: بظاہر تو نیشنل کانفرنس۔ لیکن یہ بتایئے کہ کتنے ہندو نیشنل کانفرنس میں شامل ہوئے ہیں۔ اس جواب سے نیشنل کانفرنس دوست بڑے پریشان اور نادم ہوئے قائداعظم نے پھر

کہا کہ اگر ہندو اور سکھوں نے آپ کے ساتھ شامل ہو کر جدوجہد کی ہوتی تو مہاراجا ایک ہفتہ کے اندر آپ کے مطالبات مان لیتا۔

امریکہ پاکستان تعلقات

قائداعظم محمد علی جناح کے نام قیام پاکستان کے موقع پر ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو امریکی صدر ہنری ٹرومین نے ایک تہنیتی پیغام میں ایک آزاد ریاست کی حیثیت سے پاکستان کے ظہور کا خیر مقدم کیا۔ امریکی صدر نے اپنے پیغام میں پاکستان کے عوام اور رہنماؤں کو آزادی کے لئے جدوجہد کو مستقل مزاجی کے ساتھ کامیابی سے ہمکنار کرنے پر خراج تحسین پیش کیا اور انہیں "مضبوط دوستی اور نیک خواہشات" کا یقین دلایا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ دونوں ملکوں کے درمیان طویل عرصہ تک قریبی اور دوستانہ تعلقات قائم رہیں گے۔

صدر ٹرومین کے پیغام کا متن یہ ہے:۔

"آج کے اس تاریخی دن پر جب اقوام عالم میں پاکستان کی نئی مملکت کا ظہور ہو رہا ہے میں آپ کے لئے اور آپ کی وساطت سے وزیراعظم لیاقت علی خان اور پاکستان کے عوام کے لئے امریکی عوام کی طرف سے مخلصانہ اور بہترین خواہشات پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپ پر جنہوں نے اس دن کے لئے مستقل مزاجی کے ساتھ محنت کی اور پاکستان کے دوسرے راہنماؤں اور عوام پر زبردست ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس نئی ریاست کے اس سفر میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مضبوط دوستی اور خیر سگالی کے جذبات شامل حال ہوں گے۔ امریکی حکومت اور عوام آپ کے ملک کے ساتھ قریبی اور دوستانہ مراسم کی ایک طویل تاریخ مرتب کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

"ہم پاکستان کے عوام کی بہبود کے کام میں تیز رفتار اضافے کے امکانات پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ عالمی معاملات میں ایک نئی ریاست کی تعمیری شرکت تمام بنی نوع انسان کی فلاح کا باعث بنے گی"۔

قائداعظم نے صدر ٹرومین کے پندرہ اگست کے پیغام کا سترہ اگست کو جواب بھیجا۔ انہوں نے فرمایا۔

"پاکستان کی حکومت، عوام اور میں خود مبارکباد اور نیک تمناؤں کے اس گرم جوش پیغام سے بہت متاثر ہوئے ہیں جو آپ نے امریکی عوام کی طرف سے پاکستان کی مملکت کو بھیجا ہے۔ ہم دوستی اور نیک تمناؤں کے اس اظہار کی بہت قدر کرتے ہیں اور مجھے اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان قریبی اور دوستانہ تعلقات کے ایک طویل دور کا آغاز ہے"۔

امن کا سفیر

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۲۱ء تک کانگریس میں رہ کر ہندو مسلم اتحاد کی کوششیں کرتے رہے لیکن متعصب ہندوؤں کی مکارانہ حکمت عملیوں کے پیش نظر آخر انہیں یقین ہو گیا کہ کانگریس ہندوؤں کے مفادات کے لئے کام کر رہی ہے اور مسلمانوں کو اس سے بھلائی کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔ قائداعظم ہندو مسلم اتحاد کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے اسی لئے انہیں امن کا سفیر کہا جاتا ہے۔

امن کا فرشتہ

قائداعظم محمد علی جناح ابتداء میں کانگریس کے رکن تھے پھر انہوں نے مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کر لی۔ وہ ہندو مسلم اتحاد چاہتے تھے اور ان کے اس جذبے کی بنا پر کانگریسی رہنماؤں نے انہیں امن کا فرشتہ کا خطاب دیا تھا۔

امیر شریف الدین، ڈاکٹر

۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو انڈونیشیا کے وزیراعظم ڈاکٹر امیر شریف الدین نے قائداعظم محمد علی جناح اور پنڈت نہرو کو نشری پیغامات بھیجے جن میں جشن آزادی میں اپنی مسرت کا اظہار کیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔

"میں آپ دونوں (قائداعظم اور نہرو) رہنماؤں کو دونوں مملکتوں کے قیام پر مبارکباد دیتا ہوں اور اس عظیم ترین دن میں آپ کی مسرتوں میں برابر کا شریک ہونا چاہتا ہوں۔"

امیر اعظم خاں

سابق وزیر اطلاعات و مہاجرین۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں اہم خدمات انجام دیں۔

۱۹۳۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ شہید ملت نوابزادہ لیاقت علی خاں کے قابل اعتماد دوست تھے۔ قیام پاکستان کے وقت ملک کو بے خانماں مہاجرین کی آباد کاری اور فلاح و بہبود کے لئے پوری تن دہی اور جاں فشانی سے کام کیا۔ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے رکن بھی تھے۔ ۱۹۵۳ء میں وزیر مملکت برائے دفاع مقرر کیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک مرکزی وزارت اطلاعات اور نشریات مہاجرین و آباد کاری کے محکمہ جات ان کے پاس رہے۔ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کارپوریشن کے پہلے چیئرمین تھے اور پلاننگ کمیشن کے چیئرمین بھی رہے۔

۱۹ فروری ۱۹۷۶ء کو انتقال کیا۔

امیر الدین قدوائی

دیکھئے قدوائی امیر الدین۔

امیر الدین، میاں

(۲ فروری ۱۸۸۹ء ــــــ)

پاکستان کے ممتاز سیاسی و سماجی رہنما اور قائداعظم کے معتمد ساتھی۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس منعقد ہوا اس کا سارا انتظام انہوں نے کیا۔ قائداعظم بھی ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔

وہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کرنے کے بعد ۱۹۱۲ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۳۰ء میں صوبائی مسلم لیگ کے سیکرٹری مالیات منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۴ء تا ۱۹۵۴ء لاہور میونسپل کارپوریشن میں بطور کونسلر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں لاہور میں میونسپل کارپوریشن کے پہلے میئر بنے۔ قیام پاکستان سے قبل تحفظ مسلمانان تنظیم سے وابستہ رہے۔ آل انڈیا کشمیر کانفرنس اور آل پاکستان مسلم کانفرنس کے صدر بھی رہے۔ تحریک آزادی میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں تاریخی قرارداد پیش کی گئی تو وہ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ۱۹۶۸ء میں انجمن حمایت الاسلام کے صدر منتخب ہوئے اور تقریباً بیس سال اس عہدے پر فائز رہے۔ یاد ایام کے نام سے اپنی یادداشتوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی۔

امیر منزل (مانا ودر)

یہ وہ جگہ ہے جہاں مانگرول سے بانٹوا جاتے ہوئے قائداعظم نے ۲۴ جنوری ۱۹۴۰ء کو پڑاؤ کیا۔ اس موقع پر قائداعظم کو عظیم الشان چائے پارٹی دی گئی اور مانا ودر کے لوگوں کی جانب سے پریس فنڈ میں چندہ فراہم کیا گیا۔

امین الحسنات (پیر صاحب مانکی شریف)

پیر صاحب مانکی شریف نے صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کو پاکستان کے حق میں کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ پیر صاحب ہی وہ پہلے فرد تھے جنھوں نے قیام پاکستان کے بعد حضرت قائداعظم کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں یہ تجویز پیش کی کہ مسلم لیگ کی صدارت اور حکومت کی صدارت ایک ہی فرد میں مرتکز نہیں رہنی چاہئے اس سے جمہوری عمل متاثر ہوتا ہے۔

وہ ۱۹۲۳ء کو نوشہرہ میں پیدا ہوئے۔ گیارہ برس کے تھے کو والد انتقال کر گئے۔ برصغیر میں اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور صوبہ سرحد میں کانگریسی رہنماؤں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان کی دعوت پر حضرت قائداعظم نے صوبہ سرحد کا دورہ کیا۔ قائداعظم نے دورہ سرحد کے دوران کئی روز تک ان کے ہاں قیام کیا۔ اپریل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں شرکت کی۔ ۱۹۴۸ء میں جب حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی لاہور تشریف لائے تو انہوں نے حضرت مولانا سے فرمایا کہ دستور اسلامی کا ایک خاکہ مرتب کریں تاکہ مملکت پاکستان کے دستور کی ترتیب کے لئے اس خاکہ سے مدد لی جا سکے۔

حضرت نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت قائداعظم کی وفات سے ان کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔ ۱۹۵۲ء میں چین میں جو امن کانفرنس ہوئی تھی وہ بھی اس میں شریک ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں ارباب سیاست کی سرد مہری کی وجہ سے سیاسی سرگرمیوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ۵ جنوری ۱۹۶۰ء کو مانکی شریف سے اٹک (کیمبلپور) آتے ہوئے کار کے حادثے میں

شدید زخمی ہوئے اور اس کے چند روز بعد انتقال کر گئے۔ مزار مائی شریف میں ہے۔

امین الحسینی، الحاج

مفتیٔ اعظم فلسطین۔ وہ قائداعظم محمد علی جناح کا بے حد احترام کرتے تھے اور اہم امور کے سلسلے میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ مفتیٔ اعظم نے قائداعظم کو دو خطوط تحریر کئے تھے اور انہوں نے یہ خطوط اپنی فرانس میں نظربندی سے بچ نکلنے میں کامیابی سے چند روز قبل لکھے اور اس کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ خطوط ایک ایسے موقع پر تحریر کئے گئے۔ جب روس۔ امریکہ جیسی بڑی طاقتوں اور یہودیوں نے فرانسیسی حکومت پر زبردست دباؤ ڈالا تھا کہ مفتیٔ اعظم پر نورمبرگ میں مقدمہ چلایا جائے۔ قائد کے نام پہلا خط ۲۲ اپریل ۱۹۴۶ء کا ہے جو قائداعظم کے خط محررہ ۲ جنوری ۱۹۴۶ء کے جواب میں لکھا تھا اس میں انہوں نے قائداعظم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آپ فلسطین کے مسلمانوں کے لئے جدوجہد کی جو حمایت کر رہے ہیں وہ قابل تعریف ہے اور فلسطین، لیبیا، انڈونیشیا اور شام کے عوام بھارتی مسلمانوں کی حمایت کرتے رہیں گے۔ دوسرا خط مئی ۱۹۴۶ء کا ہے۔ اس میں مفتیٔ اعظم نے لکھا کہ "امریکہ اور برطانیہ کے قائم کردہ فلسطین کمیشن کی سفارشات پر آپ کا بیان سنا اس کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے مزید کہا کہ اس وقت ہم موت اور زندگی کے درمیان معلق ہیں یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ فلسطین سے یہودیوں اور ان کے برطانوی اور امریکی حامیوں کو اکیلے نہیں نکالا جا سکتا اس مقصد کے لئے تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر جدوجہد کرنا ہوگی ورنہ فلسطین ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ جہاں ہماری مقدس ترین مسجد اقصیٰ موجود ہے جو سب کے لئے تقدس رکھتی ہے۔"

وہ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں مفتیٔ فلسطین اور پھر مفتیٔ اعظم مقرر ہوئے۔ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنا دینے کی جو تحریک حکومت برطانیہ نے منظور کی تھی۔ انقلاب فلسطین کے بعد اس پر پورا عمل شروع ہوا تو انہوں نے اس تحریک کو عربوں کے حقوق کے منافی قرار دیا۔

مفتیٔ اعظم نے فلسطین میں وطن یہود کی مخالفت کے لئے زندگی وقف کر رکھی تھی۔ دوسری عالمی جنگ چھڑنے پر وہ پہلے عراق اور پھر ایران اور آخر میں جرمنی گئے۔ جنگ کے بعد مصر پہنچے جہاں زیادہ تر ان کا قیام رہتا تھا۔ کبھی بیروت چلے جاتے تھے وہ عربوں اور عالم اسلام کے عظیم رہنما تسلیم کئے جاتے تھے۔ پاکستان کے بہی خواہوں میں سے تھے۔ ۱۹۵۱ء میں کراچی میں جو موتمر عالم اسلامی کی کانفرنس منعقد ہوئی اس کی صدارت کے فرائض بھی انہوں نے انجام دیئے۔ پاکستان میں فروری ۱۹۷۴ء میں منعقد ہونے والی دوسری اسلامی سربراہ کانفرنس میں شرکت کی۔

۱۹۷۴ء میں انتقال کیا۔

انتخابات کا مطالبہ

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۶ اگست ۱۹۴۵ء کو ٹمبر ایسوسی ایشن بمبئی کی جانب سے منعقدہ جلسہ میں حکومت سے فوری انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اس سے کھرے کھوٹے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس موضوع پر انہوں نے مسٹر گاندھی پر بھی شدید تنقید کی۔ کانگریس نے مسلم لیگ کو زک پہنچانے کے لئے اپنے اصولوں کو خیرباد کہہ دیا اور ہندوستان چھوڑ دو کے دعویدار۔ مکمل آزادی کے سورما عالم مایوسی میں ناکام و نامراد شکست خوردہ اس تمنا میں شملہ پہنچے کہ لارڈ ویول کے راستے میں بیٹھ سکیں۔

انتخابی منشور

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کو اپنے انتخابی منشور کا اعلان کیا جس کے اہم نکات یہ ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت۔

۲۔ تشدد آمیز قوانین کے تنسیخ کی کوشش۔

۳۔ ان تمام قوانین کی مخالفت جو ہندوستان کے حق میں ضرر رساں ہوں۔

۴۔ مرکزی اور صوبائی نظم و نسق کے اخراجات میں کمی کر کے تعمیری کاموں پر مصارف بڑھانا۔

۵۔ فوج کو ہندوستانی بنانا اور اس کا خرچ گھٹانا۔

۶۔ صنعتوں کو فروغ دینا۔

۷۔ سکہ۔ زر۔ زرمبادلہ اور قیمتوں کو ملک کے اقتصادی مفاد میں منظم کرنا۔

۸۔ دیہی آبادی کی اقتصادی۔ معاشرتی اور تعلیمی فلاح کی کوشش کرنا۔

۹۔ زرعی قرض میں آسانیاں دلانا۔

۱۰۔ ابتدائی تعلیم کو مفت اور لازم بنانا۔

۱۱۔ اردو زبان اور رسم الخط کی حفاظت کرنا۔

۱۲۔ مسلمانوں کی عام حالت اور حیثیت کو بہتر بنانے کی تدابیر اختیار کرنا۔

۱۳۔ محاصل کے بوجھ کو کم کرنا۔

انٹر ایشین ریلیشنز کانفرنس

تحریک پاکستان جب اوج کمال کو پہنچی اور پاکستان کا قیام ایک حقیقت بنتا ہوا نظر آیا تو برطانوی سامراجیوں نے ہندوؤں سے مل کر ایک اور چال چلی کہ اگرچہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو جائے مگر اس کا دفاع مشترکہ رہنا چاہئے اس خواہش سے مغلوب ہو کر پنڈت نہرو نے کہا کہ ہم جناح کو ایک لولہ لنگڑا پاکستان دیں گے جو کچھ دیر زندہ رہ کر دوبارہ ہندوستان کی گود میں آن گرے گا۔ اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور عالمی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے انہوں نے انٹر ایشین ریلیشنز کانفرنس کا انعقاد کیا جس کا قائداعظم نے بائیکاٹ کیا۔ کانفرنس کے منعقدین میں مولانا محمد حسین آزاد۔ پنڈت نہرو۔ سروجنی نائیڈو۔ سردار بلدیو سنگھ شامل تھے۔ سردار بلدیو سنگھ (ڈیفنس ممبر) نے مسلمان افسران سے کہا کہ وہ کانفرنس کے مندوبین میں یہ بات عام کر دیں کہ افواج بٹوارے کے خلاف ہیں اور مسلمان بھی افواج کی تقسیم نہیں چاہتے قائداعظم نے جب یہ باتیں سنیں تو فرمایا۔

THAT I HAVE MY ARMED FORCESAND THEN PAKISTAN.

انٹر کالجیئٹ برادرہڈ

کالج طلباء کی تنظیم، اس کے قیام کا سہرا لاہور کے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے دو طالب علموں چودھری رحمت اللہ (پونچھ) اور عبدالمجید ملک (خوشاب) کے سر ہے۔ انہوں نے اس ضمن میں اسلامیہ کالج۔ ایف سی کالج۔ دیال سنگھ کالج۔ لاء کالج۔ انجینئرنگ کالج۔ گورنمنٹ کالج اور میڈیکل کالج کے طلباء کا ایک اجلاس بلایا اور اس اجلاس میں انٹر کالجیئٹ برادرہڈ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ اس تنظیم نے ہفتہ وار اجلاس کئے۔ ۱۹۳۲ء میں مفتی اعظم فلسطین نے اسلامیہ کالج میں اس کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ سے خطاب کیا۔ اس کا صدر دفتر مسجد چراغ میں تھا۔

انجام (روزنامہ)

قائداعظم محمد علی جناح نے اس روزنامے کے گمنام منجم کے خط کے جواب میں ۳۰ اپریل ۱۹۴۷ء کو اپنے کوائف بھجوائے۔

یہ روزنامہ نئی دہلی سے قیام پاکستان سے قبل شائع ہونا شروع ہوا۔ تقسیم ہند کے وقت اس کے دفاتر کراچی منتقل کر دیئے گئے۔ ۱۹۵۷ء میں اسے بند کر دیا گیا۔ بعدازاں اس کی اشاعت بحال کر دی گئی لیکن بندش کی وجہ سے اس کے خریداروں میں کمی ہو گئی جس سے اسے خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا تھا نتیجتاً اسے ۱۹۶۶ء میں روزنامہ مشرق کراچی میں ضم کر دیا گیا۔

ماخذ۔ روزنامہ حریت ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء
مضمون رشید ہاشمی العثمانی

انجمن اسلام (بمبئی)

ایک اصلاحی، سماجی اور معاشرتی بہبود کی انجمن جس کا قیام ۱۸۷۶ء میں عمل میں آیا۔ انجمن نے ایک ہائی اسکول اور ایک کتب خانہ بھی قائم کیا۔ قائداعظم محمد علی جناح انجمن کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے اسی بنا پر انہیں اس انجمن کی مینیجنگ کمیٹی کا رکن منتخب کیا گیا تھا۔ ۱۹۱۰ء میں انجمن نے سر آغا خاں کی مسلمانان ہند کے لئے خدمات کے سلسلے میں ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا۔ قائد نے بھی اس میں شرکت کی۔ ۱۹۱۱ء میں جب انجمن کے صدر کریم بھائی ابراہیم کو حکومت نے سر کا خطاب دیا تو اس ضمن میں جو تقریب ہوئی اس میں بھی قائداعظم نے نہ صرف شمولیت کی بلکہ انہیں ایڈریس بھی پیش کیا۔

یہ بمبئی کی سب سے بڑی انجمن تھی۔ اس انجمن کے زیر اہتمام ۲ اگست ۱۹۰۹ء کو ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے بھی شرکت کی۔

انجمن اسلامیہ راولپنڈی

قائداعظم محمد علی جناح سب سے پہلے ۱۹۳۶ء میں راولپنڈی تشریف لے گئے۔ وہ ان دنوں کشمیر جا رہے تھے۔ راولپنڈی میں انہوں نے انجمن ہذا کے صدر خان بہادر شیخ محمد اسماعیل سے ملاقات کی اور انہیں اپنا مدعا بیان کیا۔ خان بہادر شیخ محمد اسماعیل نے ایک خط لکھ کر سیکرٹری انجمن ہذا۔ یاں حیات بخش کو بلایا۔ انہوں نے ایک سو افراد کی فہرست مرتب کی۔ تاہم ۳۲ معززین شہر انجمن کے سکول میں آئے۔ قائداعظم نے اس موقع پر معززین پر آئندہ انتخابات کی اہمیت واضح کی اور انہیں تلقین کی کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے منشور سے اتفاق کریں۔ ایک مہمان نے اٹھ کر کہا جناب آپ نئی پارٹی بنانے کی بجائے سر فضل حسین سے تعاون کریں۔ قائد نے فرمایا۔ "میں انہیں جانتا ہوں وہ مسلمان قوم کی قیادت نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ تانگہ کا ڈرائیور کار کا ڈرائیور نہیں بن سکتا۔"

انجمن حمایت اسلام لاہور

سر سید احمد خاں کی تعلیمی تحریک نے دوسرے صوبوں کے مخیّر حضرات کو متاثر کیا چنانچہ انہوں نے بھی اپنے اپنے صوبوں میں سر سید احمد خاں کی تعلیمات کے زیر تحت ایسی تنظیمیں بنائیں۔ انجمن حمایت اسلام بھی ان میں سے ایک ہے۔ یہ تنظیم مارچ ۱۸۸۴ء میں قائم کی گئی۔ اس کے بانیوں میں قاضی خلیفہ محمد حمید الدین۔ مولانا غلام اللہ قصوری۔ منشی چراغ دین۔ منشی پیر بخش۔ منشی عبدالرحیم خاں دہلوی اور حاجی میر شمس الدین شامل تھے۔ انجمن کا پہلا جلسہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۴ء کو ہوا۔

اس کے قیام کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کئے گئے

(۱) غیر مسلم تبلیغی اداروں کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا۔

(۲) مسائل اسلام کی تبلیغ و اشاعت۔

(۳) مسلمان بچوں اور بچیوں کو تعلیم سے آراستہ کرنا وغیرہ۔

یہ انجمن مٹھی بھر آٹے کی بدولت معرض وجود میں آئی اور آج یہ تناور درخت کی حیثیت اختیار کر چکی ہے تحریک آزادی میں انجمن کا حصہ اس لئے اہم ہے کہ اسلامیہ کالج کے طلباء نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور ۱۹۴۶ء میں قائداعظم طلباء کی دعوت پر اس کالج میں تشریف لائے۔

انجمن حیات الاسلام دہلی

یہ ادارہ مولانا حامد علی قریشی نے قائم کیا تھا۔ ۱۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو قائداعظم اس کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے اور تقریب کی صدارت کی اور بچوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور ادارہ کا تفصیلی معائنہ کیا۔

تقریب میں انہوں نے کہا۔

"مولانا حامد علی قریشی نے مسلمانوں کو درپیش ایک اہم سماجی مسئلے کو حل کرنے کے لئے ادارہ قائم کر کے مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ہے۔ اگر یہ ادارہ قائم نہ ہوتا تو مسلمانوں کے یتیم بچے دہلی کی گلیوں میں بھیک مانگتے پھرتے۔"

انجمن خیر خواہاں جنوبی افریقہ

۱۱ ستمبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم کو اس انجمن کی جانب سے ایک بحری تار ملا جس میں لکھا تھا کہ ہم جنوبی افریقہ کے مسلمان آپ کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور آپ کی اور لیگ کی دلیرانہ روش جو اس نے خطرناک اور نازک دور میں اختیار کی ہے اس کی تائید کرتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ کبھی مایوس نہیں ہوں گے بلکہ اس جنگ میں فتح حاصل کریں گے۔ اگرچہ سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ روشنی کی کرن بھی موجود ہے۔

انجمن رعایائے بھوپال

قائداعظم جب ۱۹۳۸ء۔ ۱۹۳۹ء میں بھوپال گئے تو انجمن رعایائے بھوپال کا ایک وفد قائد سے ملنے کے لئے آیا۔ اس جماعت میں ہندو بھی شامل تھے۔ مسلم لیگ سے عامۃ المسلمین کو یہ شکایت تھی کہ وہ مقامی آبادی کی جائز شکایات کی ترجمانی نہیں کرتی۔ قائداعظم نے وفد سے ملنے سے انکار کر دیا۔ تاہم جب وفد کے ارکان نے یہ یقین دلایا کہ سب مسلمان ہیں تو انہیں اندر بلا لیا اور بجائے کچھ سننے کے صرف یہ جملے کہے کہ

"ہندو اور مسلمان کبھی ایک نہیں ہو سکتے آپ لوگ خاص طور پر ایک خالص مسلم تنظیم کے سلسلے میں داخل ہو جائیں۔ اگر

مسلم لیگ سے شکایت ہے تو اس کی اصلاح کریں۔" ہر چند رئیس وفد نے یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ ان کے مطالبات عمومیت سے مسلمانوں کے جائز مطالبات ہیں لیکن قائد نے یہ کہہ کر لوٹا دیا۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے آپ لوگ غور کر کے فیصلہ کیجئے۔"

قدوس صہبائی

"ذاتی تاثرات" نوائے وقت لاہور

۲۶ دسمبر ۱۹۵۰ء

انجمن مسلمانان پنجاب

یہ تنظیم ۸ جون ۱۹۲۴ء کو کراچی کے غلام حسن خاں اور خاں صاحب حاجی محمد فضل الٰہی (اعزازی مجسٹریٹ) نے کراچی میں قائم کی اور اس کا نام انجمن مسلمانان پنجاب رکھا اس کا مقصد لاوارث مسلمانوں کی تجہیز و تکفین تھا۔ اس ضمن میں انجمن کے عہدے داروں نے ریلوے حکام جیل اور سول ہسپتال کے حکام سے مل کر یہ طے کر لیا تھا کہ وہ آئندہ کسی لاوارث مسلمان کی میت خاکروبوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ جماعت رفاہی ادارے کی حیثیت اختیار کر گئی ۱۹۲۵ء میں کراچی میں قبرستان کے لئے ایک قطعہ اراضی اس انجمن نے حاصل کیا اور اس کا نام قبرستان نمبر ار کھا گیا ۱۹۲۷ء میں حاجی کیمپ میں ڈاک خانہ اور تار گھر قائم کیا گیا۔ ۱۹۳۲ء محرومین کشمیر کے لئے خاصی رقم بھیجی گئی۔ یکم جولائی ۱۹۳۴ء کو اس انجمن نے صدر میں دار السلام نام سے ایک عمارت تعمیر کرائی۔ ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا تو اس جماعت کی خدمات حاصل کی گئیں۔ پھر اس انجمن نے ایک مطبع بھی قائم کیا۔ ۱۹۳۸ء میں کراچی میں سندھ مسلم لیگ کانفرنس کے موقع پر قائداعظم کے جلوس کے لئے انجمن نے کارہائے نمایاں ادا کئے انجمن کی طرف سے ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو گاندھی گارڈن میں شرکائے کانفرنس کو شاندار ریسٹ ہوم دیا گیا جس میں قائداعظم کے علاوہ سر سکندر حیات خاں، مولوی فضل الحق، خان بہادر اللہ بخش، سید میراں محمد شاہ، راجا صاحب محمود آباد، حاجی عبداللہ ہارون، مولانا غلام بھیک نیرنگ، سیٹھ عبدالستار اور سر غلام حسین، ہدایت اللہ و دیگر حضرات نے شرکت کی۔

۱۹۴۳ء میں جب کل ہند مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا اس میں قائداعظم نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر انجمن نے قحط فنڈ کے لئے قائداعظم کو ایک تھیلی پیش کی۔ انجمن کی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر قائداعظم نے اس کی سرپرستی قبول کر لی۔

۱۹۴۷ء میں انجمن نے مہاجرین کی آباد کاری کے لئے کام کیا۔ انجمن کی سرگرمیاں اس کے بعد بھی جاری رہیں۔

مضمون۔ امین چغتائی

روزنامہ مشرق لاہور

۲۰ ستمبر ۱۹۷۱ء

انڈیا آفس لائبریری

لنڈن کے برٹش میوزیم کی مشہور لائبریری۔ اس میں قائداعظم سے متعلق دس ہزار فائلیں۔ اٹھارہ ہزار تصاویر۔ ستائیس ہزار خطوط۔ دو لاکھ اخباری تراشے اور دو سو دستاویزی فلمیں محفوظ ہیں۔

مشرقی علوم و فنون کا خزینہ۔

اس میں تقریباً ۲۳ ہزار کتابیں مختلف زبانوں میں موجود ہیں۔ اسے ایسٹ انڈیا کمپنی نے قائم کیا تھا۔ (۱۸۰۱)

انڈیا آفس لائبریری بھارت اور پاکستان کی ملکیت ہے لیکن بھارت اس میں سے پاکستان کو اس کا حصہ دینے کو تیار نہیں۔

انڈیاز پرابلمز آف ہر کانسٹی ٹیوشن

یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ قائداعظم مصنف بھی تھے۔ انہوں نے لاہور میں تاریخی قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد چھ ماہ کے عرصہ میں ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب انگریزی میں لکھی۔ اس کی قیمت ایک روپیہ تھی۔ اس کا دیباچہ بھی انہوں نے خود ہی تحریر کیا تھا۔

یہ کتاب اکتوبر ۱۹۴۰ء میں دہلی سے شائع ہوئی۔ اردو دان حضرات نے اسے "ہندوستان کے مستقبل کے قانون کا مسئلہ" کا نام دیا۔

انڈونیشیا

پاکستان کا دوست اسلامی ملک۔ جب انڈونیشیا ولندیزوں سے برسرپیکار تھا تو وہاں کے صدر نے قائداعظم سے مدد کی درخواست کی چنانچہ انہوں نے ۵۰۰ سپاہی وہاں بھیجے اور ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔

"ہماری ہمدردیاں انڈونیشیا کے محبان وطن کے ساتھ ہیں جو آزادی کی جدوجہد میں سردھڑ کی بازی لگا چکے ہیں۔ اگر وہاں ہالینڈ کی استعماری حکومت برسراقتدار آگئی تو یہ ایک سانحہ عظیم ہو گا۔ ہم آزادی و حریت کی راہ میں کوشاں ہونے والی سب اقوام کی حمایت کرتے ہوئے ہر قسم کی حکومت پرستی اور استعماریت کے خلاف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں ان اقوام کی حمایت میں مسلم لیگ ہندوستان کی سب جماعتوں اور پارٹیوں کے پیش پیش رہے گی۔"

انڈونیشیا۔ جنوب مشرقی ایشیا کا مشہور ملک ہے۔ رقبہ ۷۸۲۶۶۳ مربع میل اور آبادی ۱۳ کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ جکارتہ ملک کا دارالحکومت اور بنڈونگ، سورابایا۔ پالم بانگ سمرانگ دیگر مشہور شہر ہیں۔ بھاشا سرکاری زبان ہے ۸۰ فیصد لوگ مسلمان ہیں۔

۱۹۴۹ء میں ہالینڈ سے آزادی حاصل کی۔ ڈاکٹر احمد سوئیکارنو صدر بنے پھر جنرل سہارتو برسراقتدار آئے۔

اکتوبر ۱۹۴۷ میں عوامی جمہوریہ انڈونیشیا نے کارلٹن ہوٹل کراچی میں اپنا سفارتی دفتر قائم کیا۔ ہالینڈ کی حکومت نے عوامی جمہوریہ انڈونیشیا کو ختم کرنے کے لئے جدید ترین مہلک اسلحہ سے لیس ڈچ فضائیہ کا ایک دستہ روانہ کر دیا جسے کراچی کے ہوائی اڈے سے گزرنا تھا۔ جب حضرت قائداعظم کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً حکم جاری کر دیا کہ ڈچ فضائیہ کے اس دستے کو کراچی کے اڈے پر ہی روک لیا جائے اور جکارتہ روانہ ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ حضرت قائداعظم کے اس دلیرانہ اقدام سے جہاں مغربی سامراجیوں کو زبردست دکھ پہنچا وہاں اہل انڈونیشیا کے حوصلے اور امیدیں اور زیادہ بڑھ گئیں۔

مضمون نوائے وقت لاہور
۱۷ اگست ۱۹۷۵ء

انڈونیشیا کی تحریک آزادی

قائداعظم نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو انڈونیشیا کی تحریک آزادی سے متعلق آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی کے بارے میں یہ بیان جاری کیا۔

"باشندگان انڈونیشیا کو ہماری امداد اور ہمدردی حاصل ہو گی کیوں کہ یہ لوگ اپنی آزادی کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ بار دیگر ہالینڈ نے اپنی استعماری حکومت قائم کر لی تو پھر یہ ایک حادثہ فاجعہ ہو گا۔ ہمیں ان ملکوں سے کامل ہمدردی ہے جو آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں اور جدوجہد عمل میں لا رہے ہیں اور جن کا مقصد اجنبی غلبہ استعمار اور لوٹ کھسوٹ کا استیصال کرنا ہے مسلم لیگ اس ملک کی کسی انجمن یا جماعت سے پیچھے نہیں رہے گی۔ اگر اقتضائے وقت کی رو سے کسی عملی کارروائی کی ضرورت محسوس ہوئی تو مسلم لیگ اپنے دعویٰ ہمدردی کو لباس عمل پہنانے کے لئے دوسری مجالس پارٹیوں کے دوش بدوش سرگرم عمل نظر آئے گی۔ بہرحال مسلم لیگ کی ہمدردیاں تمام و کمال ان ممالک کے لئے وقف رہیں گی، اور ہم ایسے تمام ممالک کو ہر ممکن امداد دیں گے۔"

انڈین سینڈہرسٹ کمیٹی

قائداعظم محمد علی جناح برصغیر میں کمشنڈ افسروں کی تربیت کے لئے سینڈہرسٹ کی طرز پر ایک ملٹری کالج کے قیام کا مطالبہ ایک عرصہ سے کر رہے تھے چنانچہ فروری ۱۹۲۵ء میں مرکزی اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کی گئی۔ اور اس کے نتیجے میں ایک کمیٹی قائم کرنے کی سفارش کی گئی۔ یہ کمیٹی جولائی ۱۹۲۵ء میں قائم ہوئی۔ اس میں لیفٹننٹ جنرل سر اینڈریو سکین، کیپٹن بنیر جی، پی سیٹھنا، سردار جوگندر سنگھ، سر عبدالقیوم، قائداعظم محمد علی جناح، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، دیوان بہادر رام چندر راؤ، کیپٹن ہیرا سنگھ، کیپٹن گل محمد خاں، پنڈت نہرو اور ای برڈن شامل تھے۔ اس کمیٹی نے اگست میں اپنا کام شروع کر دیا۔ پھر ایک سب کمیٹی قائم کی گئی جس کا سربراہ قائداعظم کو بنایا گیا۔ کمیٹی نے ۱۹۲۷ء میں حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ قائداعظم نے کمیٹی کی سفارشات کی حمایت میں تقریر کی اور کہا

کہ وہ یورپ میں جہاں کہیں بھی گئے ہندوستان میں فوجی کالج کی تجویز کا خیر مقدم کیا گیا ماسوائے سینڈ ہرسٹ کالج کے۔

انسانی حقوق

قائداعظم محمد علی جناح قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق بنی نوع انسان کو ان کے حقوق دینے کے قائل تھے۔ اس ضمن میں وہ فرماتے ہیں۔

"آپ آزاد ہیں، آپ عبادت کے لئے اپنے مندروں میں جانے میں آزاد ہیں، آپ اپنی مسجدوں میں جانے میں آزاد ہیں، آپ مملکت پاکستان میں اپنے عقیدے کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں جانے میں آزاد ہیں۔ آپ خواہ کسی مذہب، فرقے یا عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں۔ امور مملکت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم اس زمانے میں آغاز کر رہے ہیں جبکہ دو فرقوں کے درمیان کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا جاتا جبکہ ایک فرقے کو دوسرے فرقے پر رنگ یا نسل کی وجہ سے ترجیح نہیں دی جاتی۔ ہم اس بنیادی اصول سے آغاز کر رہے ہیں کہ ہم ایک ہی مملکت کے شہری ہیں اور برابر کے شہری ہیں بس ہمیں اسی نصب العین کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور آپ وقت کے ساتھ ساتھ دیکھیں گے کہ نہ ہندو، ہندو رہے گا اور نہ مسلمان، مسلمان مذہب کے معنوں میں نہیں کیونکہ یہ تو ذاتی عقیدے کا معاملہ ہے بلکہ سیاست کے معنوں میں جب ہر شخص مملکت کا شہری ہوتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد فرمایا۔

"جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد معاشرتی انصاف اور اسلامی مساوات کے اصولوں پر رکھی جائے تو آپ بنی نوع انسان کی اخوت و برابری پر زور دیتے ہیں یوں آپ میرے اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ ہر شخص کے لئے مساوی مواقع کا مطالبہ کرتے ہیں تب بھی آپ میرے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ حقیقی ترقی کے ان اغراض و مقاصد کے متعلق پاکستان میں کوئی اختلاف رائے نہیں کیونکہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا تھا اس کی خاطر جدوجہد اس لئے کی تھی اور اسے اس لئے حاصل کیا تھا تاکہ ہم اپنی روایات کے مطابق اپنے معاملات کو حل کرنے میں جسمانی اور روحانی طور پر قطعاً آزاد ہوں۔ اخوت و مساوات اور رواداری یہ ہیں ہمارے دین تمدن اور ثقافت کے بنیادی نکات۔ ہم نے پاکستان کے لئے اسی لئے جنگ کی تھی کہ اس برصغیر میں ہمیں ان بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیئے جانے کا خطرہ تھا"۔

ایک تقریر سے اقتباس

(۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء)

انسانی حقوق کا انعام

یہ انعام قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے سلسلے میں جاری کیا گیا۔ ابتداء میں انعامی رقم ایک لاکھ روپے تھی جسے ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو بڑھا کر ۵ لاکھ روپے کر دیا گیا۔

یہ انعام انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لئے اعلیٰ ترین انفرادی کوششوں پر دیا جاتا ہے۔

انسائیڈ ایشیا

جان گنتھر کی مشہور تصنیف۔ اس کتاب میں انہوں نے بمبئی کے جناح ہال کے بارے میں لکھا کہ اب اس ہال کو پی جے ہال کہتے ہیں۔ کیوں کہ کانگریسی مسلمانوں کے اس قدر مخالف ہیں کہ وہ جناح کا نام تک استعمال نہیں کرنا چاہتے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی جلد نمبر ۱۰، ۱۹۷۴ء کے ایڈیشن میں قائداعظم کے بارے میں انتہائی غلط معلومات درج کی گئی ہیں۔

مثلاً اس جلد کے صفحہ نمبر ۲۲۳ پر قائداعظم کے میٹرک پاس کرنے اور دادا بھائی نوروجی کی انتخابی مہم میں شریک ہونے کے بارے میں غلط باتیں لکھی گئی ہیں۔ اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ بعد میں قائداعظم نے مشن ہائی سکول میں داخلہ لیا جہاں سے انہوں نے سولہ سال کی عمر میں بمبئی یونیورسٹی کا میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۹۲ء میں وہ لندن آئے اور جب پارسی لیڈر دادا بھائی نوروجی نے انگلستان کی پارلیمنٹ کے انتخاب میں حصہ لیا تو جناح اور دوسرے طالب علموں نے دن رات کام کیا۔

قائداعظم کے بارے میں دستاویزی ثبوت مل چکے ہیں کہ وہ دسمبر ۱۸۹۲ء میں کراچی میں تھے۔

انسائیکلوپیڈیا نے یہ بھی لکھا کہ قائداعظم صرف ۱۹ برس کی عمر میں بار میں پیش ہوئے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم ۲۸ اپریل ۱۸۹۶ء کو بار میں پیش ہوئے۔

انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرز

۱۹۴۷ء میں جب انجینئروں کے ایک وفد نے کراچی میں قائد سے ملاقات کی تو انہوں نے وفد کے اراکین کو مشورہ دیا تھا کہ بھارت کے طرز پر ملک میں بھی انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرز قائم کریں۔ چنانچہ ان کے مشورہ پر ۱۹۴۸ء میں ڈھاکا میں قائم کیا گیا جو آج ملک بھر میں انجینئروں کی نمائندہ تنظیم بن گئی ہے۔

انصار ناصری

سید انصار ناصری اس وقت آل انڈیا ریڈیو دہلی میں بحیثیت نیوز ریڈر ملازم تھے جب قائداعظم محمد علی جناح نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا ریڈیو پر تقسیم ہند کے بارے میں وائسرائے ہند کے منصوبہ پر تقریر کی۔ انصار ناصری کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے قائداعظم کی تقریر کے فوراً بعد آل انڈیا ریڈیو سے ان کی تقریر کا اردو ترجمہ نشر کیا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو یوم آزادی کے موقع پر قائداعظم محمد علی جناح نے جو تقریر کی تھی اس کا اردو ترجمہ کرنے اور نشر کرنے کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہوا۔ وہ ریڈیو پاکستان سے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

انقلاب (ہفت روزہ)

۶ دسمبر ۱۹۳۷ء کو قائداعظم نے ہفت روزہ انقلاب کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا۔

کہ وہ یقیناً کاٹھیاواڑ کا دورہ کریں گے لیکن یہ دورہ اس صورت میں نہیں ہوگا کہ وہ مسلم لیگ کے سربراہ ہیں۔

۲۰ دسمبر ۱۹۳۷ء کے انقلاب میں قائداعظم کی جانب سے مسلم لیگ فنڈ کے لئے اپیل شائع ہوئی مگر یہ اپیل بھی قائداعظم نے بحیثیت صدر مسلم لیگ نہیں بلکہ اپیل کے آخر میں لکھا۔

ایم اے جناح
لٹل گبنز روڈ مالابارہل بمبئی۔

میں کاٹھیاواڑ بالخصوص دھوراجی بانٹورا، اپیلٹیا، جیت پور، کتیانہ، گوندل، منگرول، پوربندر، رنداپو، تارسائی، جام نگر، جوناگڑھ وغیرہ کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کی حمایت کے لئے آگے بڑھیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ کاٹھیاواڑ کے مسلمان میری اپیل کا مثبت جواب دیں گے اور مسلم لیگ کی مالی حالت کو مستحکم کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم فراہم کریں گے۔

انوار الحق، مسٹر جسٹس

۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اس میں ہونے والے تقریری مقابلے میں حصہ لیا۔ یہ اجلاس قائداعظم کی زیر صدارت ہوا۔ وہیں ان کی ملاقات قائداعظم سے ہوئی۔

وہ ۱۱ مئی کو لکی مروت (بنوں) میں پیدا ہوئے آبائی وطن جالندھر ہے۔ والد بزرگوار ریلوے ملازمت کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر خدمات انجام دیتے رہے انہوں نے گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر سے ۱۹۳۲ء میں میٹرک کیا۔ مئی ۱۹۳۶ء میں والد کا انتقال ہو گیا چنانچہ والدہ نے تعلیم مکمل کرائی۔ میٹرک کے بعد جالندھر کے ڈی اے وی کالج میں داخلہ لیا اور ایف ایس سی میں اول آئے۔ بی اے میں اکنامکس اور پولیٹیکل سائنس میں یونیورسٹی میں اول اور انگلش آنرز میں تیسرے نمبر پر رہے۔ سکالرشپ ملنے پر ۱۹۳۶ء میں لاہور آ گئے اور اسلامیہ کالج میں ایم اے اکنامکس میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۳۸ء میں ایم اے اکنامکس کیا اور نمبروں کے حساب سے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ ۱۹۳۹ء میں آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا اور ٹریننگ کے لئے انگلستان چلے گئے۔ ۱۹۴۰ء میں فیروزپور میں بطور اسسٹنٹ کمشنر تعیناتی ہوئی۔ اس دوران میں ۱۹۳۶ء میں اسلامیہ کالج میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی۔ ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کلکتہ (زیر صدارت حضرت قائداعظم) میں تقریری مقابلے میں حصہ لیا۔ مقابلے میں آسام سے ایک خوبصورت لڑکی بھی

حصہ لینے کے لئے آئی۔ اس نے انگریزی میں لکھی ہوئی تقریر پڑھی۔ چنانچہ انہوں نے مسٹر حمید نظامی کے کہنے پر قائداعظم کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کے لئے اٹھے اور ابھی وہ کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ قائداعظم نے کڑک دار آواز میں کہا ____ بیٹھ جاؤ۔ تاہم انہوں نے دوبارہ کمر ہمت باندھ کر قائداعظم سے گزارش کی کہ وہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ قائد نے کہا بولو____ انہوں نے کہا کہ یہ انعامی تقریری مقابلہ ہے۔ محترمہ جو تقریر پڑھ رہی ہیں وہ لکھی ہوئی ہے جو خلاف ضابطہ ہے۔ قائد نے لڑکی کی طرف دیکھا تو اس کے ہاتھ سے کاغذ گر گئے اور وہ روتی ہوئی ڈائس سے نیچے اتر گئی اور انعام انہیں مل گیا۔ ۱۹۴۳ء میں شادی ہوئی اور ۱۹۸۵ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ۱۹۸۱ء میں جب صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے پرووپژنل کانسٹی ٹیوشن آرڈر کا نفاذ کیا تو اس وقت وہ پاکستان کے چیف جسٹس تھے لیکن انہوں نے اس آرڈر کے تحت حلف نہ اٹھایا اور چیف جسٹس کا عہدہ چھوڑ دیا۔

ماخذ۔ جنگ میگزین
۲۷ فروری تا ۵ مارچ ۱۹۸۷ء

انوری ابیوردی

ایران کا مشہور قصیدہ گو۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب قائداعظم کی صدارت میں لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں قرار داد لاہور (بعدازاں پاکستان) منظور ہوئی تو مولوی فضل الحق وزیراعظم بنگال نے انوری کا یہ شعر پڑھا۔

ہر بلائے کز آسماں آید
گرچہ بر دیگرے قضا باشد

ان کا اصل نام اوحدالدین محمد بن محمد اور لقب حجۃ الحق تھا۔ وہ قریہ بدنہ (ابیورد ایران) میں پیدا ہوئے۔ فلسفہ، ہیئت، نجوم، علوم عربی، منطق، طب، الٰہیات اور ریاضی میں کمال حاصل کیا۔ سلطان سنجر کے دربار کا ملک الشعراء تھا۔ سنجر کے علاوہ انوری کے ممدوحین بکثرت تھے۔ اشکہائی خراسان سوز و گداز کے لحاظ سے اس کے شاہکار قصیدوں میں سے ہے۔ فصاحت و بلاغت، دقت معانی، روانی، پختگی اور اصطلاحات علمی کا استعمال قصائد کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ غزل کے پیشرووں میں سے تھا۔ قطعات میں شاعرانہ عظمت کے علاوہ اخلاقی رنگ نمایاں ہے۔ ہجو گوئی میں بھی کمال حاصل تھا۔ ۵۸۳ھ میں انتقال کیا۔

اوپل پیکارڈ

قائداعظم محمد علی جناح کی ذاتی استعمال کی گاڑی اس کا نمبر KAM 1327 تھا۔ یہ کار مزار قائداعظم کراچی کی زینت ہے۔ اس کے ڈرائیور محمد حنیف آزاد تھے۔

اوٹاکمنڈ

مدراس کے اجلاس میں شرکت کے بعد قائداعظم محمد علی جناح اپنے ایک دوست کے اصرار پر اوٹاکمنڈ گئے اور وہاں انہوں نے دو ہفتے گزارے۔ یہ میسور سے اسی میل کی دوری پر واقع ہے۔

اورنگ زیب روڈ

دہلی میں واقع اس شاہراہ پر قائداعظم محمد علی جناح کا وہ مکان تھا جو ۱۰۔ اورنگ زیب روڈ کے نام سے مشہور تھا اس مکان میں قائداعظم نے ۲۱ نومبر ۱۹۲۸ء کو سکونت اختیار کی تھی۔ قائداعظم نے اسے سردار حکم سنگھ سے بعوض ایک لاکھ روپے خریدا تھا۔

اورنگ زیب، سردار

صوبہ سرحد کے ممتاز سیاسی رہنما۔ انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان کی حمایت کی۔ وہ ۱۸۹۹ء میں ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد ایاز خان تھا۔ گنڈا پور قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ والد زمیندار تھے۔ ابتدائی تعلیم کلاچی میں حاصل کرنے کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان مشن سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کرنے کے بعد پشاور چلے گئے۔ اورنگ زیب چونکہ

انتہائی ہوشیار تھے۔ اس لئے سرصاحب زادہ ان کی پوری سرپرستی کرتے۔ یہاں تک کہ سردار اورنگ زیب نے پشاور کے مشن کالج سے بی اے کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ بی اے کے بعد صاحب زادہ نے انہیں علی گڑھ میں داخل کرایا۔ جہاں سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ علی گڑھ میں تعلیم کے دوران علی گڑھ سٹوڈنٹس یونین کے صدر بھی رہے۔ اعلیٰ دماغی صلاحیتوں اور بہترین طالب علم کی حیثیت سے علی گڑھ کا سپیشل انعام بھی مبلغ پانچ سو روپے حاصل کیا۔ خوش اخلاقی اور بلند ہمتی کی وجہ سے یونیورسٹی کے پروفیسرز سے لے کر یونیورسٹی کے اعلیٰ حکام تک قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بلند پایا مقرر بھی تھے۔ علی گڑھ سے ایل ایل بی کی ڈگری لینے کے بعد پشاور میں آکر وکالت کا پیشہ شروع کیا مگر سرصاحب زادہ کے مشوروں پر پورا عمل کرتے ہوئے سرحد کے لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے پوری دلچسپی لیتے رہے۔ سرصاحب زادہ ہمیشہ اہم معاملوں میں سردار اورنگ زیب سے مشورہ ضرور لیا کرتے تھے۔ لندن میں گول میز کانفرنس کے موقع پر سردار اورنگ زیب سرصاحب زادہ کے پرسنل سیکرٹری کی حیثیت سے کانفرنس میں شریک رہے۔ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مختلف طریقوں سے برطانوی حکمرانوں پر دباؤ ڈالیں کہ سرحد کو اصلاحات دی جائیں۔ ۱۹۳۷ء میں سرصاحب زادہ ہی کے ایما پر مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ اور ۱۹۳۷ء میں ہی سرحد لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ کانگریسی وزارت کے قیام کے بعد سرصاحب زادہ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر تھے۔ جب سرصاحب زادہ کا انتقال ہو گیا تو حزب اختلاف کے لیڈر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں ان کی قیادت میں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی وزارت بنی۔ یہ وزارت ۱۹۴۵ء تک رہی۔ قیام پاکستان کے بعد سرحد میں مسلم لیگ کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ تحریک پاکستان کے دوران آل انڈیا مسلم لیگ کی ہدایت پر ہر ممکن عمل کیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد ۱۹۴۹ء میں برما میں سفیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۳ء تک برما میں سفیر رہے۔ خالص اسلامی طرز معاشرت میں رنگے ہوئے تھے جس پارٹی یا دعوت میں شراب و کباب بیرونی مہمانوں کو پیش کیا جاتا تھا اس پارٹی میں آپ کبھی بھی شرکت نہیں کرتے تھے۔

اورنگ زیب جناح خط و کتابت

۱۲ جولائی ۱۹۴۰ء

ڈیئر اورنگ زیب خان!

آپ کے ۵ جولائی والے خط کا بہت بہت شکریہ۔ اس خط کے ساتھ سرسکندر حیات خان کا اصل خط یکم جولائی کو انہوں نے آپ کی طرف بھیجا ہے وہ بھی مل چکا ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں میں نہیں جانتا کہ سکندر حیات اور مسٹر فضل حق کیا کھیل کھیل رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اصل حقائق کو بخوبی معلوم کر لیا ہے جیسا کہ آپ کے خط سے معلوم ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سرسکندر حیات کو آپ کا جواب انتہائی مناسب ہو گا۔

مس جناح اور میری طرف سے سلام قبول کریں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ۔ مالابار ہل

بمبئی ۱۹ اگست ۱۹۴۰ء

ڈیئر اورنگ زیب خاں

مجھے آپ کا ۱۲ اور ۱۵ اگست کا خط ملا آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میری توجہ سرسکندر حیات کی سرگرمیوں کی طرف دلائی۔ اس سلسلے میں میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کی سرگرمیاں اسے بہت زیادہ نقصان پہنچائیں گی۔ اب تک شاید آپ کو پتہ چل چکا ہو گا کہ سترہ اگست کو بمبئی میں ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس میں ضرور شرکت کریں گے۔ والسلام

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ۔ مالابار ہل

بمبئی ۱۵ جولائی ۱۹۴۱ء

ڈیئر مسٹر اورنگ زیب خاں

آپ کے ۸ جولائی کے تحریر کردہ خط کا بہت بہت شکریہ یہ سن کر بہت صدمہ ہوا کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے میری صحت پہلے سے بہتر ہے۔ آپ نے میری صحت کے متعلق جو دریافت

کیا ہے اس کا بہت شکریہ۔

صوبہ سرحد میں آپ مسلم لیگ کی ترقی کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں میں اس پر فخر محسوس کرتا ہوں اپنے صوبے کے متعلق مجھے مطلع کریں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ۔ مالابار ہل

بمبئی ۲۰ جنوری ۱۹۴۱ء

ڈیئر مسٹر اورنگ زیب خاں

میں نے صوبہ سرحد میں ایک وفد بھیجنے کا انتظام کیا ہے اس وفد میں مولانا عبدالحامد بدایونی۔ نواب بہادر یار جنگ اور قاضی عیسیٰ ہوں گے۔ یہ وفد تقریباً اس ماہ کے آخر تک پشاور پہنچ جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ وفد کی ہر ممکن امداد اور حوصلہ افزائی کریں گے۔ میں اس وفد کو اس لئے بھیج رہا ہوں کہ وفد کے ارکان سرحدی عوام کو آل انڈیا مسلم لیگ کے پروگراموں اور پالیسیوں سے روشناس کرا سکیں۔ خاص طور پر قرار داد لاہور جسے قرارداد پاکستان کہا جاتا ہے اس کے مفہوم سے عوام کو آگاہ کیا جاسکے۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے مسلم لیگی لیڈر اور سرحد کے دوسرے مسلمان وفد کے ارکان کا گرمجوشی سے استقبال کریں گے۔ میں آپ کے صوبے کی موجودہ سیاسی صورت حال اور مسٹر گاندھی کی تحریک سول نافرمانی کے خلاف آپ کی طرف سے ہونے والی کوششوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اخبارات کے ذریعے معلومات حاصل کرنا مشکل ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے آپکی مہربانیوں کا شکریہ۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

الفنسٹن لاج

یکم جون ۱۹۴۱ء

ڈیئر اورنگ زیب خاں!

آپ کی تار کا بہت بہت شکریہ ہر چیز پر غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ فی الحال بمبئی واحد جگہ ہے جہاں پر ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا یہ اطلاع دی جا رہی ہے کہ مذکورہ اجلاس ۲۸ جون کو منعقد ہو گا مجھے امید ہے کہ آپ اور سر سعد اللہ خان اس اجلاس میں ضرور شرکت کریں گے جو ایک بہت ہی اہم اجلاس ہو گا۔ اس اجلاس میں میں اپنے اور وائسرائے کے درمیان ہونے والی خط و کتابت پیش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔ والسلام

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

کیمپ گیسٹ ہاؤس

حیدر آباد دکن

۸ اگست ۱۹۴۱ء

ڈیئر اورنگ زیب خاں!

آپ کے ۲۸ جولائی والے خط کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے حالات کا بڑی اچھی طرح سے تجزیہ کیا ہے اور مجھے اتفاق سے آپ کے تعاون پر فخر ہے مجھے امید ہے کہ آپ ۲۴ تاریخ کو ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں ضرور شریک ہوں گے مجھے افسوس ہے کہ بہت سے لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ دہلی چونکہ بہت زیادہ گرم جگہ ہے اس لئے ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بمبئی میں منعقد کیا جائے گا چنانچہ لوگوں کی مرضی کا احترام کیا گیا ہے۔

جی ہاں! میں نے ممدوٹ کے اخباری بیان کا مطالعہ کر لیا ہے۔ میری طرف سے اور مس جناح کی طرف سے آپ کو سلام۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۳ فروری ۱۹۴۳ء

ڈیئر اورنگ زیب خاں!

آپ کے تحریر کردہ خطوط جو آپ نے پچھلے مہینے کی ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو بھیجے تھے۔ مجھے مل چکے ہیں میں آپکی فراہم کردہ اطلاعات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت احتیاط سے غور کرنے کے بعد میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں یا ممدوٹ کیا کر سکتا ہے اگر آپ واقعی اس مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو آپ مجھ سے ٹیلیفون پر بات چیت کر سکتے ہیں یا اگر ضروری سمجھیں تو بمبئی چلے آئیں۔ میں اس مہینے کے تیسرے

ہفتے تقریباً ۲۱ تاریخ کو دہلی میں ہوں گا۔ اس اثنا میں آپ اور مسلم لیگ کے دوسرے رہنماؤں کا یہ فرض ہے کہ معاملے کو جس بہترین طریقے سے نباہ سکتے ہیں نباہیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ

دہلی ۱۱ مارچ ۱۹۴۳ء

ڈیئر مسٹر اورنگ زیب خان!

وہ معلومات جو آپ ۲۸ فروری کو میرے گھر میں چھوڑ گئے ہیں وہ مل گئی ہیں۔ مہربانی کر کے یہ بتائیں کہ کیا میں آپ کے صوبے کی مسلم لیگ پارٹی کی رہنمائی کے لئے کسی آدمی کو پشاور بھیجوں اگر بھیجوں تو کب بھیجوں۔ اگر ممکن ہو تو مجھے اس کے متعلق کسی تاریخ سے مطلع کریں تاکہ اس کا بندوبست کر سکوں۔ والسلام۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ

دہلی ۲۸ ستمبر ۱۹۴۲ء

ڈیئر مسٹر اورنگ زیب خان!

آپ کے ۱۶ تاریخ کے خط کا اور صوبہ سرحد کی موجودہ حالت کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرنے کا بہت بہت شکریہ مجھے خوشی ہے کہ آپ میرے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۲ء کی پریس کانفرنس کے بیان سے متفق ہیں۔ اس کا صحیح خلاصہ روزنامہ ڈان میں شائع ہو چکا ہے جو دوسرے تمام اخبارات کے مقابلے میں زیادہ تفصیل سے ہے کیونکہ اس روزنامہ کا نمائندہ قدرتی طور پر اس چیز کو لیتے ہیں جو ان کے نزدیک بہت اہم ہو۔ میں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی ترقی کے بارے میں رپورٹوں سے بہت خوش ہوا ہوں۔ اس سے میری کافی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

والسلام۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۳۰ جولائی ۱۹۴۲ء

ڈیئر اورنگ زیب خاں!

آپ کے ۲۱ جولائی کے خط کا شکریہ۔ آپ کی تمام تجاویز پر میں احتیاط سے غور کروں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے ورکنگ کمیٹی کا اجلاس طلب کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور جب ہی اجلاس ہو گا تو آپ سب مشترکہ طور پر غور کریں گے اور پھر ہم فیصلہ کریں گے کہ اس مسئلے میں آئندہ کیا قدم اٹھایا جائے۔

والسلام۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ۔ مالابار ہل

بمبئی ۲۴ جون ۱۹۴۵ء

محترم اورنگ زیب خان!

آپ کے ۲۴ جون کے خط کا شکریہ میں سر سکندر حیات خان کے موجودہ طرز عمل سے بہت زیادہ مایوس ہوا ہوں۔ ان کا طرز عمل اب ناقابل برداشت ہو چکا ہے وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ اور اپنے ساتھ بہت زیادتی کر رہے ہیں شاید آپ کو علم ہو چکا ہو گا کہ وائسرائے نے مجھے کہا ہے کہ میں ان سے ۲۷ جون ۱۹۴۵ء کو شملہ میں ملاقات کروں لہٰذا میں کل شام شملہ روانہ ہو رہا ہوں۔ والسلام

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

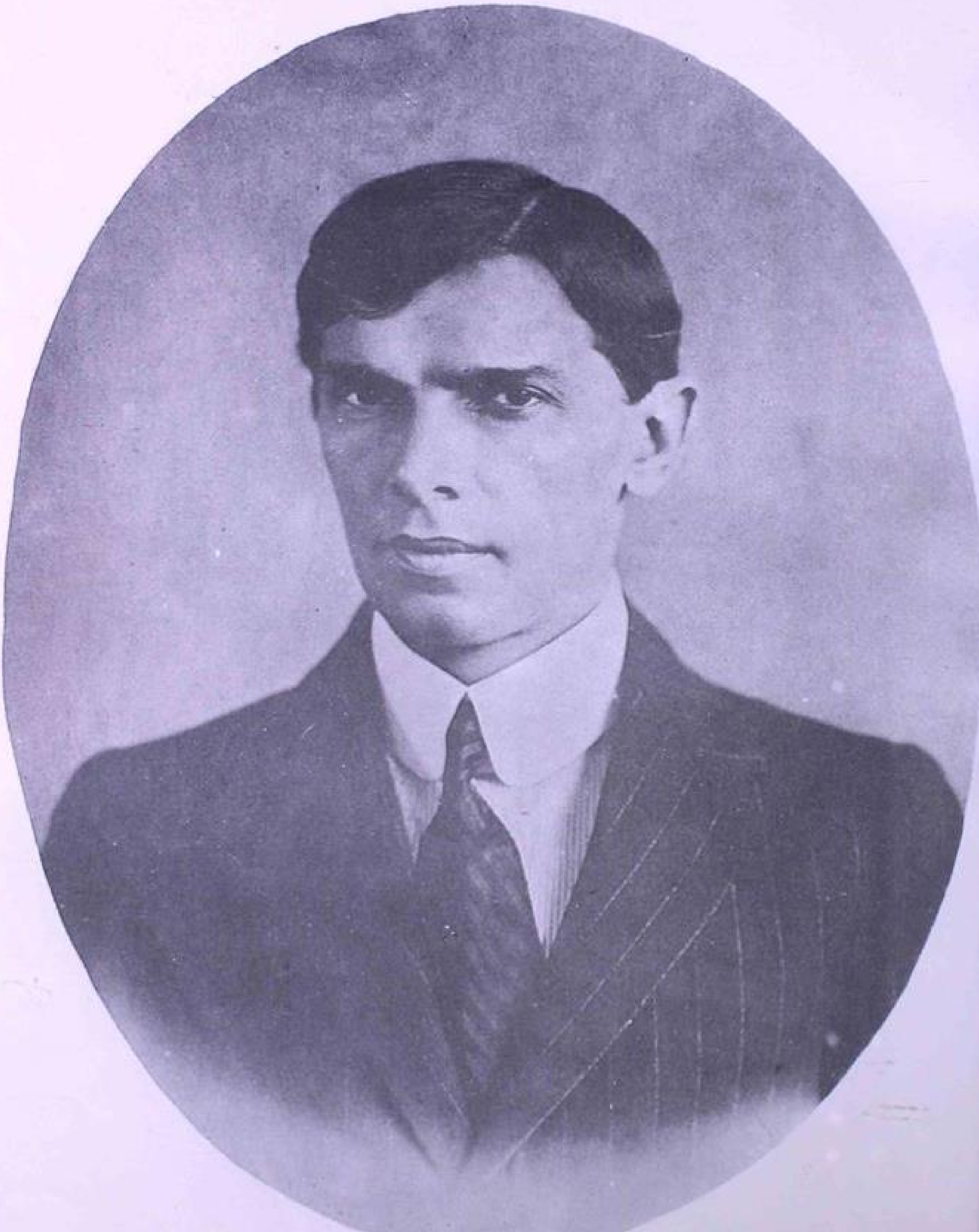
بحوالہ قائد اعظم اور سرحد

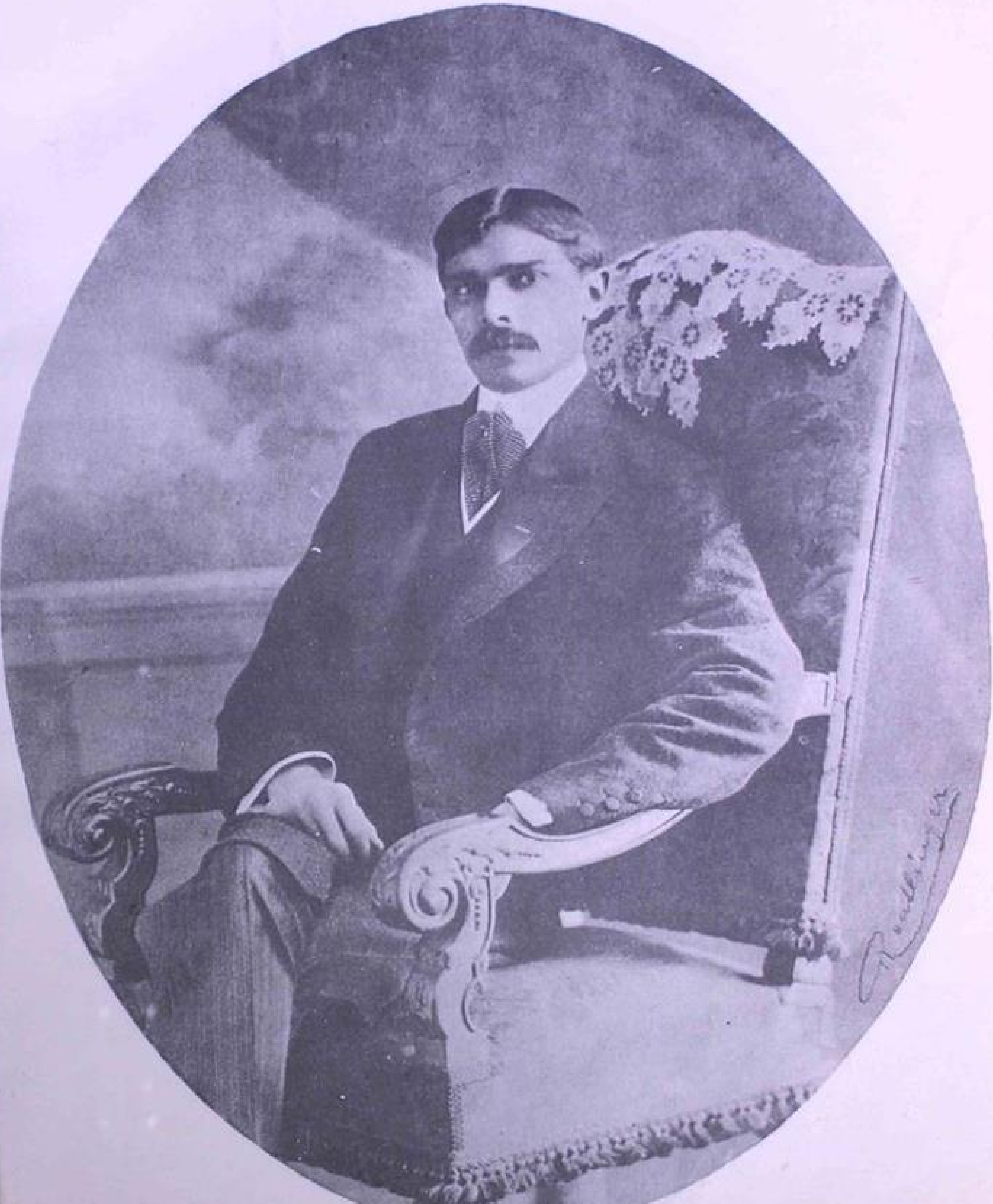
از عزیز جاوید

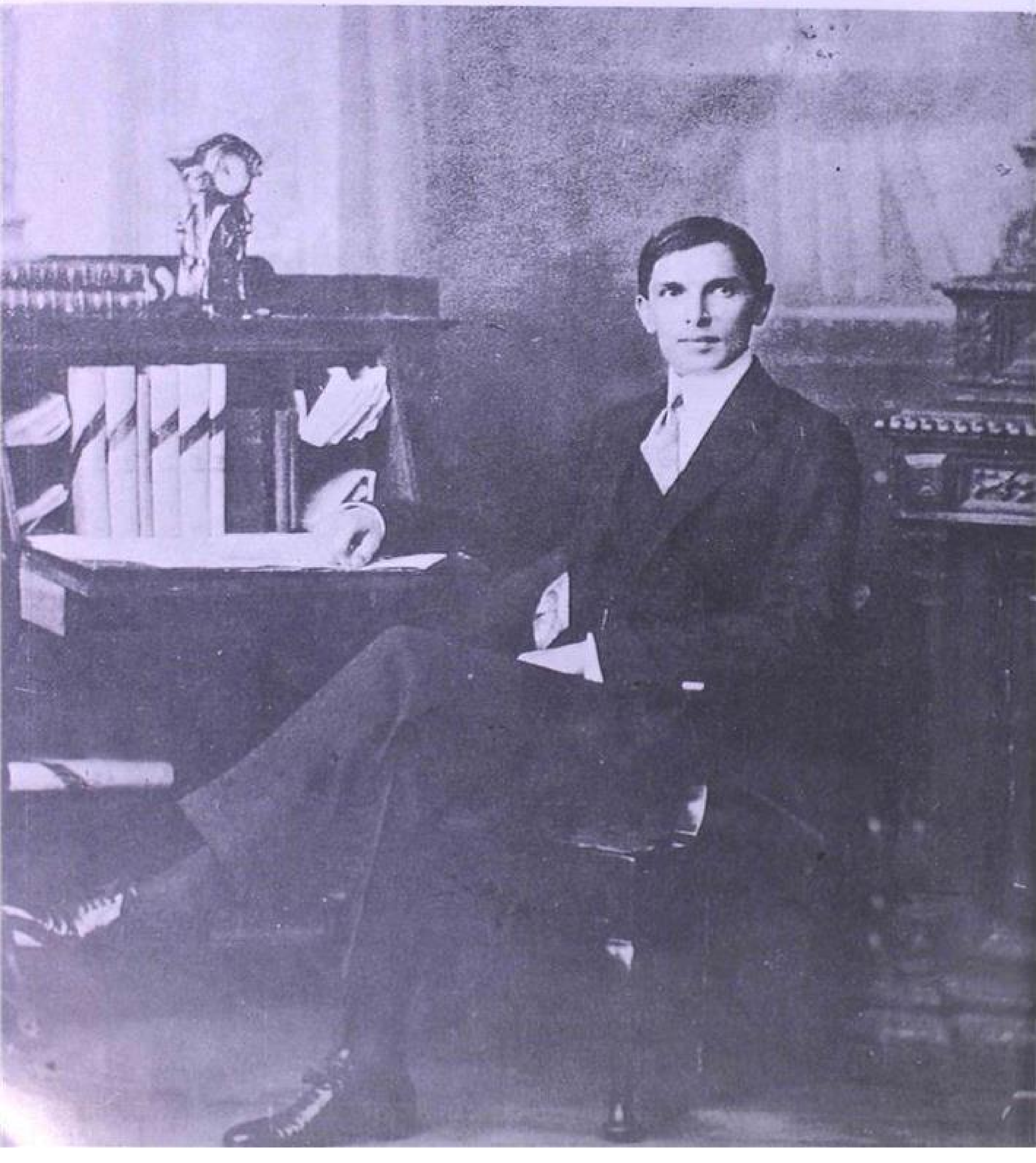
اورنگ زیب عالمگیر

ممتاز عالم دین علامہ شبیر احمد عثمانی نے قائد اعظم محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر انہیں مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر سے تشبیہ دی تھی انہوں نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ زیب کے بعد ہندوستان نے اتنا بڑا مسلمان پیدا نہیں کیا جس کے غیر متزلزل ایمان اور اٹل ارادے نے دس کروڑ شکست خوردہ افراد کی مایوسیوں کو کامرانیوں میں بدل دیا۔

اورنگ زیب عالمگیر شاہجہان کے تیسرے بیٹے تھے وہ ۱۶۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ تقریباً پچاس برس ہند پر حکومت کی اور اس دوران پوری سلطنت کو ایک نظام کا پابند بنا دیا۔ علمائے اسلام کو جمع کر کے فقہ اسلامی پر مشہور کتاب "فتاویٰ عالمگیری" اپنی نگرانی میں مرتب کرائی تھی۔ اپنی روزی قرآن مجید کی کتابت اور ٹوپیاں سینے سے حاصل







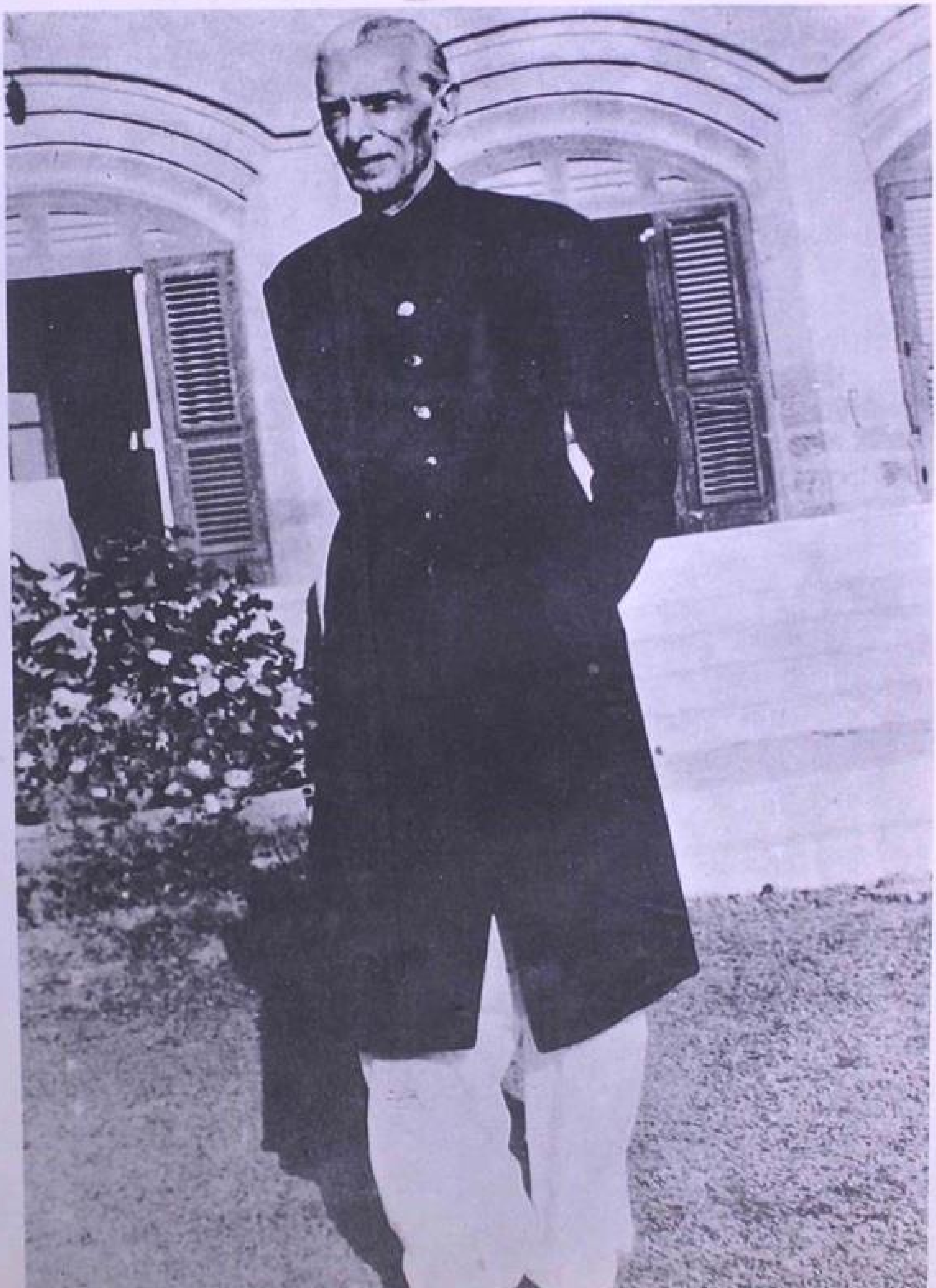
قائدِاعظمؒ کی یہ یادگار تصویر قیامِ بمبئی کے زمانہ میں اُتاری گئی۔



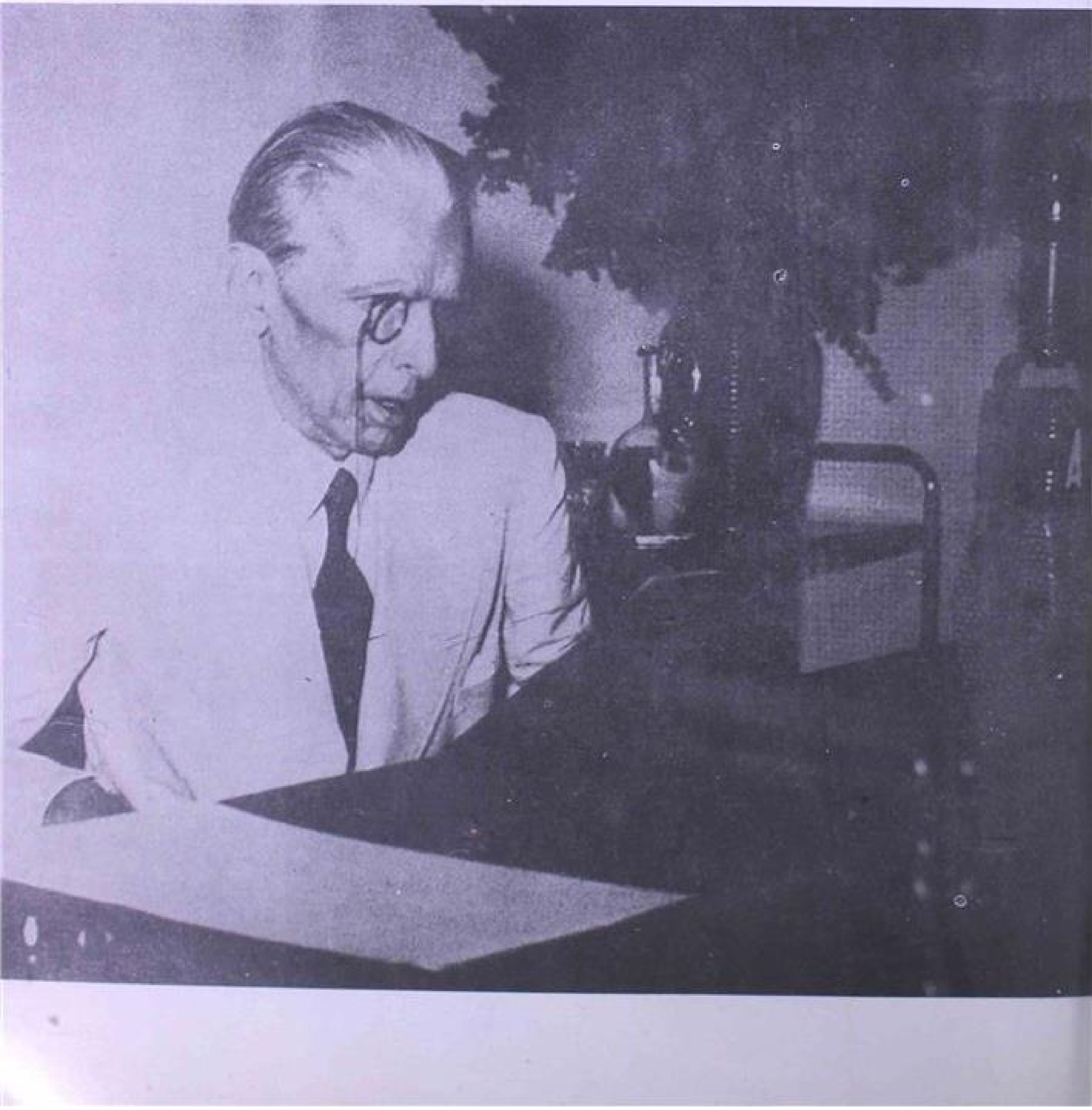
قائداعظمؒ اپنی صاحبزادی دینا بائی اور مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ۔



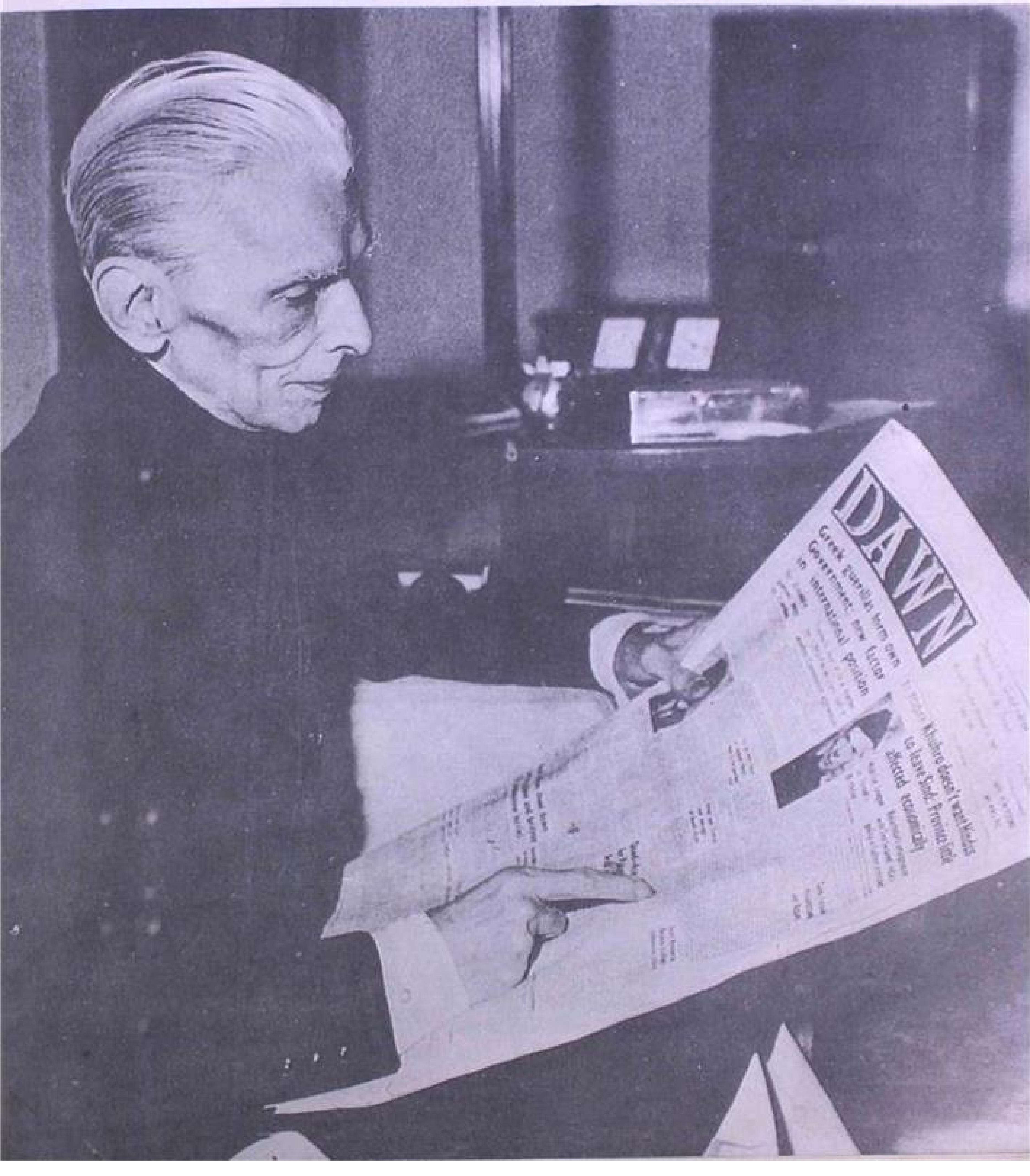
قائداعظمؒ قومی لباس میں۔



قائداعظمؒ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا ریڈیو (دہلی) سے آزادی کا پیغام دیتے ہوئے
قوم کو بتا رہے ہیں کہ پاکستان اگست ۱۹۴۷ء میں قائم ہو جائے گا۔



۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو روزنامہ ڈان میں اپنی اکہترویں سالگرہ کے مبارکباد کے پیغامات
شائع ہونے پر قائداعظمؒ اخبار کا مطالعہ کرتے ہوئے۔



کی سرکاری خزانے پر کبھی بار نہ ڈالا۔ بادشاہی مسجد لاہور کی تعمیر کا سہرا بھی اسی بادشاہ کے سر ہے۔

اورینٹ ایرویز

قائداعظم محمد علی جناح کا دل گواہی دے رہا تھا کہ پاکستان جلد قائم ہو جائے گا چنانچہ ان کی دوربینی کے سبب قیام پاکستان سے قبل قومی ایئرلائنز کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے قیام کی روئیداد یہ ہے۔

جون ۱۹۴۶ء میں دہلی میں قائداعظم نے ایم اے ایچ اصفہانی کو یہ ہدایت کی کہ وہ کلکتہ میں سر آدم جی اور اپنے بھائی احمد سے گفتگو کر کے قومی ایرلائنز کے قیام کا انتظام کریں چنانچہ اسی سال جناب ایم اے ایچ اصفہانی۔ سر آدم جی اور احمد اصفہانی کی کوششوں سے ایک ایئرلائنز کا قیام عمل میں آیا یہ پہلی مسلم ہوائی کمپنی تھی اور ایک کروڑ مالیت کے حصے برصغیر کے ہر گوشے میں مسلمانوں نے خرید لئے کمپنی کی رجسٹریشن کے بعد ٹیکساس کی ایک فرم ٹمکو (Temco) سے چار جہاز (۷۵ ہزار امریکی ڈالر فی جہاز) خریدے کمپنی کو ۱۰ جون ۱۹۴۷ء کو کلکتہ سے رنگون ہوائی سروس چلانے کی اجازت مل گئی قائداعظم نے اپنے حصے کے طور پر پچیس ہزار روپے کا ایک چیک پیش کیا اس کا صدر دفتر کلکتہ میں تھا تقسیم کے بعد کراچی آیا۔ پی آئی اے کے قیام پر یہ کمپنی اس میں ضم کر دی گئی۔

قائداعظم محمد علی جناح نے یہ کمپنی قائم کی اور اس کے حصے خود بھی خریدے اور مخیر مسلمانوں نے بھی خریدے پاکستان بننے سے پہلے یہ سروس کلکتہ اور رنگون کے مابین چلنا شروع ہو گئی تھی۔ چار ڈکوٹا جہاز اس کمپنی نے خریدے۔ چار دیگر قسم کے جہازوں کا امریکا کے ساتھ سودا طے پا گیا اور وہ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کو ملے۔ تقسیم کے عمل میں آنے پر اس کے جہاز مشرقی (اب بنگلہ دیش) اور مغربی پاکستان (اب پاکستان) کے مابین واحد ذریعہ اتصال تھے۔ ان جہازوں نے بھارت سے مسلمان مہاجرین اور پاکستان سے ہندو، سکھ شرنارتھیوں کے انخلا کے سلسلے میں اہم خدمات انجام دیں۔ اسی اورینٹ ایرویز نے بعد ازاں پی آئی اے کا نام پایا۔

اورینٹ پریس سروس

تحریک پاکستان کے ابتدائی ایام میں مسلمانوں کے جذبات و مطالبات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کوئی موثر ذریعہ نہ تھا ان حالات میں ہندوستانی مسلمانوں کی ترجمانی کے لئے ایک خبر رساں ادارے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا گیا چنانچہ قائداعظم کے ایما پر نواب بہادر یار جنگ نے اورینٹ پریس سروس کے نام سے ایک خبر رساں ادارہ قائم کیا۔

اس ادارے کے قیام کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی آواز حکومت کے ایوانوں تک پہنچنے لگی۔

اولمپک کھیل

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو پولو گراؤنڈ کراچی میں پاکستان کے پہلے اولمپک کھیلوں کا افتتاح کیا۔ افتتاحی تقریر میں انہوں نے فرمایا۔

”ہم زندگی کے ہر شعبے میں اس وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب ہمارے ذہن کی صحیح تربیت ہو اور یہ حقیقت ہے کہ ذہن کی تربیت جسمانی تربیت پر منحصر ہے ان کھیلوں میں ۳۰۰ کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔“

اے پی اکرم اینڈ کمپنی

یہ کمپنی عزیز بخش اکرم نے ۱۹۳۴ء میں بمبئی میں قائم کی۔ وہ ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے انہوں نے مشی گن یونیورسٹی امریکا سے مکینیکل انجینئرنگ سے ایم ایس سی کی ڈگری لی اور پھر اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ بمبئی میں قائداعظم کے ہمسایہ ہونے کے ناطے سے قائداعظم سے بڑی دوستی رہی۔ قائد کے کہنے پر ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور مسلم لیگ فنڈ میں چالیس ہزار ڈالر کا چندہ دیا۔

اے پورٹریٹ آف قائداعظم محمد علی جناح

یہ دستاویزی فلم قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے سلسلے میں تیار کی گئی اور اسے فلم اسٹیٹ اتھارٹی نے تیار کیا۔

اس میں قائداعظم کی زندگی کے مختلف ادوار کی عکاسی کی گئی

ہے۔

اے قائداعظم

سید قاسم نوری نے قائداعظم محمد علی جناح کو ان الفاظ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

صد آفریں اے قاطع ظلمات شب غم
سر عظمت دوراں کا عزائم پہ ترے خم
تو نے کیا شیرازۂ اوہام کو برہم
اے قائداعظم

ہے فیض ترے سوزِ عمل، سوزِ یقیں کا
نخشب ہے جو تابندہ مقدر کی جبیں کا
دھندلا نہ سکا نقش کوئی عظمت دیں کا
برنائی احساس ہوئی اور بھی محکم
اے قائداعظم

ہر حال میں ذی ہوش و خرد مند رہیں گے
ہر دور میں ہم خرم و خور سند رہیں گے
قائد ترے فرمان کے پابند رہیں گے
لہرائیں گے ہم عظمتِ اسلام کا پرچم
اے قائداعظم

امروز ۱۱ ستمبر ۱۹۶۲ء

اے ایم جان

راولپنڈی کے بیرسٹر ایٹ لا۔ بعدازاں جسٹس ان کا پورا نام آغا محمد جان تھا۔ وہ ۱۸۸۵ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں لنکنز ان لندن سے بار ایٹ لاء کیا اور فراغت کے بعد راولپنڈی میں وکالت کرنے لگے۔ تحریک خلافت، تحریک ہجرت اور کانگریس کی سرگرمیوں میں بھی دلچسپی لیتے رہے۔ ۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور ڈسٹرکٹ مسلم لیگ راولپنڈی کے صدر رہے ۱۹۴۴ء میں سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی۔

۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۲ء پنجاب ہائی کورٹ کے جج پھر مغربی پاکستان اور بعدازاں پاکستان کسٹوڈین اویکیوئی پراپرٹی مقرر ہوئے اور اسی عہدہ پر انتقال کیا۔

قائداعظم محمد علی جناح سے ان کی ملاقات راولپنڈی میں ۵ مئی ۱۹۳۶ء کو ان کی رہائش گاہ واقع میکڈلا روڈ پر ہوئی جہاں قائداعظم نے چائے پی۔ چائے پر امیرالمجاہدین مولانا محمد اسحاق خاں مانسہروی نائب صدر آل انڈیا مجلس اتحاد ملت، مولانا مولوی مولا بخش خطیب جامع مسجد خدا بخش، اظہر امرتسری، محمد عنایت پسروری اور سید غلام مصطفےٰ شاہ خالد گیلانی بھی مدعو تھے۔ اس موقع پر قائداعظم نے مولانا محمد اسحاق کو آمادہ کر لیا کہ وہ مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کی رکنیت قبول کر لیں

اے وائی سید

قائداعظم محمد علی جناح کے پرائیویٹ سیکرٹری۔ قائد پر جب محمد رفیق صابر نے قاتلانہ حملہ کیا تو ملحقہ کمرے میں تھے۔ قائد نے انہیں آواز دی اور انہوں نے مجرم کو گرفتار کرانے میں مدد دی۔

ایچ ایم اپ قائداعظم سپیشل

ریل گاڑی جو دہلی ریلوے اسٹیشن سے سرکاری افسروں کو لے کر ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو روانہ ہوئی اس کے گارڈ محمد علی شیخ تھے۔ اسے ۱۳ اگست کی شام کو کراچی پہنچنا تھا۔ اس میں جناب کے ایچ خورشید اور چودھری محمد علی بھی سوار تھے گارڈ کے کمرے میں ایک سپیشل صندوق تھا جس پر حضرت قائداعظم محمد علی جناح کا نام صاف الفاظ میں تحریر تھا اس بکس میں حکومت پاکستان کا ریکارڈ تھا۔

ایچ ایم پی ایس دلاور

دیکھئے دلاور ایچ ایم پی ایس۔

ایڈورڈز ایس ایم

دیکھئے مسلم یتیم خانہ بمبئی۔

ایڈورڈز کالج

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۶ء میں جب صوبہ سرحد کے دورہ پر تشریف لے گئے تو وہ کالج ہذا کے مسلمان طلباء کی دعوت

پر کالج بھی گئے۔ پرنسپل مسٹر ڈلایا نے مختصر سی تعارفی تقریر کی اور کہا مجھے فخر حاصل ہے کہ میں برصغیر کے اس اہم سیاست دان مسٹر جناح کا ہم درس ہوں۔ قائداعظم نے فرمایا۔

"میرے عزیز طلباء۔ اساتذہ اور مسٹر پرنسپل میں آپ سب کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس کالج میں تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں صوبہ سرحد میں اس لئے آیا ہوں کہ اس صوبے میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ کو منظم کرنے کے لئے اقدامات کروں۔ اس کے ساتھ ہی میں سرحد کے عوام کو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ برطانوی حکومت نے ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت مسلمان قوم کے حقوق کا جو تحفظ فراہم کیا ہے یا اس ایکٹ کے تحت اس صوبے کو جو آئینی اصلاحات دی گئی ہیں اور ان اصلاحات کے نفاذ کے بعد اس صوبے میں سب سے پہلی بار سرحد اسمبلی کے جو انتخابات ہونے والے ہیں ان انتخابات میں سرحد کے عوام کو اپنے فرائض سے غفلت نہیں برتنا چاہئے۔ مجھے خاص کر سرحدی مسلمانوں سے یہ امید ہے کہ وہ مشترکہ جدوجہد کے ذریعے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہیں گے۔ میرا سرحد میں آنے کا خاص مقصد یہ بھی ہے کہ میں یہاں کے نوجوان طبقے کو آل انڈیا مسلم لیگ کے پروگرام اور پالیسیوں سے آگاہ کر سکوں۔"

"میرے عزیز طالب علمو! صوبہ سرحد تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ یہاں کے بہادر اور جفاکش پٹھان تاریخ میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اگرچہ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے یہ صوبہ ایک چھوٹا صوبہ ہے مگر میں آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ صوبہ ہندوستان کے مستقبل کے آئین میں اہم کردار ادا کرے گا۔"

۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائداعظم پھر طلباء کی دعوت پر ایڈورڈز کالج میں گئے اور انہوں نے کالج کے پرنسپل، سٹاف اور طلباء کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"ہم پاکستان کے حصول کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ہماری جنگ ہندوستان کے ہر فرد کی آزادی کے لئے ہے۔ یہ ہندو کانگریس ہے جو ہم میں سے ہر ایک کی آزادی کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑی ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ میں اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح بروئے کار لا کر کچھ مفید کام ہندوستان کے باشندوں کے لئے کر سکوں۔ بشرطیکہ ہمارے ساتھ کوئی باعزت سمجھوتہ ہو جائے۔ اس سمجھوتے میں پاکستان کے قیام کا مطالبہ شرط اولین ہے۔ پاکستان ایک ایسا علاقہ ہو گا جہاں مسلمان اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکیں اور جہاں با اعتماد زندگی بسر کرنے کے انہیں مواقع فراہم ہوں۔ اس ملک میں دو بڑی قومیں یعنی مسلمان اور ہندو ہیں۔ قائل اور مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہم ہندوؤں کے دوش بدوش آزادی کی جنگ لڑیں اس صورت میں ہم اگر ہندوؤں کے ساتھ مشترکہ طور پر ان کے ساتھ مل کر آزادی کی جنگ لڑیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم انگریزی کی غلامی سے چھٹکارا پا کر ہندوؤں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لئے جائیں گے۔ میں کانگریسی رہنماؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کا پیچھا چھوڑ دیں اور برابری کی بنیاد پر تصفیے کے لئے بات چیت کریں۔"

۱۸۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے پھر ایڈورڈز کالج کے طلباء سے خطاب کیا۔ اور ان کے سپاسنامے کا جواب دیا۔ جس میں قائد کی ان خدمات کو سراہا گیا تھا جو انہوں نے قیام پاکستان کے لئے کی تھیں۔

انہوں نے پرنسپل سے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ طلباء کامرس، تجارت، صنعت، بینکنگ اور انشورنس کی تعلیم حاصل کریں۔ نیز وہ زراعت، علم حیوانات، انجینئرنگ اور ڈاکٹری میں تجربہ کار ماہرین پیدا کرنے کے علاوہ دوسرے شعبوں میں بھی بہترین قسم کے ماہرین پیدا کریں۔

ایران پاکستان تعلقات

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹ اپریل ۱۹۴۸ء کو ایرانی مشن سے ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تیسرا موقع ہے کہ ایران نے آپس کے خوشگوار تعلقات کا ثبوت دیا ہے۔ پہلی دفعہ ایرانیوں نے قائداعظم ریلیف فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیا۔ دوسری مرتبہ سفارتی نمائندے پاکستان بھیجے۔ قائداعظم نے اس موقع پر اس امر پر خاص زور دیا کہ تمام ایشیائی لوگوں میں خصوصاً مسلمانوں میں ہم آہنگی اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی اہلیت ہونی چاہئے تاکہ اس سے امن عالم کو تقویت پہنچ سکے۔

یہ ایشیا کا مشہور ملک ہے اس کا رقبہ ۶۳۶۲۹۴ مربع میل

اور آبادی تقریباً ۴ کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ تہران دارالحکومت اور تبریز، اصفہان، مشہد، شیراز، خرم شہر اور بندر شاہ پور دیگر مشہور شہر ہیں۔ زبان فارسی ہے۔ مذہب اسلام (اکثریت شیعوں کی ہے) سکہ ریال۔ قدیم ایشیا کی سلطنتوں کا حصہ رہا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں شاہ ایران کو معزول کر کے آیت اللہ خمینی سربراہ بنے۔ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۸ء عراق کے ساتھ شط العرب کے مسئلے پر جنگ رہی۔

ایرانی صحافی

۱۹ مئی ۱۹۴۸ء کو ایران سے کراچی پہنچنے والے صحافیوں نے گورنر جنرل پاکستان حضرت قائداعظم سے ملاقات کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسلامی ممالک کو متحد ہو کر کام کرنا چاہئے۔

ائیر فورس اکیڈمی رسالپور

قائداعظم محمد علی جناح قیام پاکستان کے بعد جب صوبہ سرحد کے دورہ پر پشاور تشریف لے گئے تو اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کچھ وقت نکال کر ۱۳۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو ائیر فورس اکیڈمی رسالپور کے معائنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ معائنہ اس اعتبار سے بھی بڑا اہم تھا کہ بابائے قوم نے تینوں مسلح افواج کے کیڈٹوں کے تربیتی اداروں میں سے پاک فضائیہ کے تربیتی ادارے کے معائنے کو ترجیح دی جبکہ اس وقت ابھی اس کی بنیاد ہی رکھی گئی تھی۔

ایئرفورس اکیڈمی کے معائنہ کے دوران نہ صرف انہوں نے کیڈٹوں کی پریڈ دیکھی بلکہ رائل پاکستان ایئر فورس سٹیشن رسالپور کا نام بدل کر پاکستان ایئر فورس کالج رکھا جو بعد میں اکیڈمی بن گیا۔

قائداعظم نے وہاں ایک مختصر سی تقریر بھی کی جس نے ایرمینوں کو وہ جذبہ اور روحانی قوت بخشی جس کی بدولت آج پاکستان ائیر فورس کا شمار دنیا کی بہترین فضائی افواج میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اس موقع پر فرمایا۔

"جس ملک کی فضائیہ مضبوط نہ ہو وہ حملہ آور کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ مضبوط فضائیہ کے مقابلہ میں کوئی دوسری چیز نہیں اس لئے آپ اسے مضبوط بنانے کے لئے انتھک محنت کریں۔"

ماخذ۔ مشرق ۱۱ ستمبر ۱۹۸۴ء

مضمون۔ ونگ کمانڈر ایس ایم اے اقبال۔

ایس احمد محی الدین

انہیں بانی پاکستان کے سب سے پہلے اے ڈی کانگ کا اعزاز اور ان کی رفاقت کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہ نیشنل گارڈ کے سالار اعلیٰ رہے۔ انہوں نے قائداعظم پر روزنامہ جنگ کراچی کی ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں ایک مضمون لکھا۔ جسے چار عنوانات میں تقسیم کیا۔

۱۔ قائداعظم کی شخصیت

۲۔ پاکستان کا آئینی و قانونی تصور

۳۔ قائداعظم بحیثیت ایک عام انسان

۴۔ قائداعظم اور اصول

ایس اے حیات

ممتاز مصور۔ انہوں نے قائداعظم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر قائداعظم کی تصاویر بنائیں۔ جن کی نمائش ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء کو آرٹس کونسل آف پاکستان میں ہوئی۔ اس نمائش کا افتتاح ہمدرد فاؤنڈیشن کے چیئرمین حکیم محمد سعید نے کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ

"قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی پر ایک جامع مستند اور بھرپور کتاب کی ضرورت ہے۔ کوئی مورخ اب تک مستند اور جامع کتاب لکھنے میں کامیاب نہیں ہوسکا جبکہ گاندھی کی شخصیت پر اب تک ۱۲۷ اور نہرو پر درجنوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔"

ایس ایم احسن

قائداعظم کے بحری اے ڈی سی۔

وہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۰ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ نظام کالج حیدر آباد دکن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کے تجارتی بحری بیڑے میں بھرتی ہو کر ۱۹۳۵ء میں تربیتی جہاز ڈفرن پر تربیت کے لئے بھیج دیئے گئے۔ ۱۹۴۰ء میں کمیشن ملا۔ دوسری عالمی جنگ کے ابتدائی دور میں بحراوقیانوس، بحیرہ

روم اور بحر ہند کی کئی بحری لڑائیوں میں حصہ لیا اور ۱۹۴۳ء میں ساحل برما کے نزدیک بحری جھڑپ میں نمایاں کارنامہ سرانجام دینے پر امتیازی سروس کراس کا تمغہ دیا گیا۔ قیام پاکستان کے وقت قائداعظم کے اے ڈی سی تھے۔ بعد میں کئی جہازوں کی کمان کی۔ جنرل سٹاف میں بھی مختلف عہدوں پر مامور رہے ۶۴۔ ۱۹۶۲ء میں بنکاک میں سیٹو کے فوجی منصوبہ بندی کے دفتر کے سربراہ رہے۔ ۱۹۶۴ء میں مشرقی پاکستان کی اندرون ملک آبی مواصلات کی اتھارٹی کے چیرمین بھی رہے۔

وہ ۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو پاک بحریہ کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور انہوں نے ۳۱ اگست ۱۹۶۹ء تک اس عہدے پر کام کیا۔ اس دوران ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو مارشل لاء کے نفاذ پر ڈپٹی مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر مقرر ہوئے۔

ایس ایم کالج (سندھ مسلم کالج)

یہ کالج کراچی میں سندھ مدرسہ بورڈ نے ۱۹۴۳ء میں قائم کیا۔ اس کا افتتاح قائداعظم محمد علی جناح نے کو کیا۔ اس موقع پر فرمایا۔

”مجھے مسرت ہے کہ میری مادر علمی (سندھ مدرسہ) وسیع ہو کر کالج بن چکی ہے۔ اس کالج کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ قیام پاکستان کے بعد کراچی میں مسلمانوں کا واحد ڈگری کالج تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس میں شعبہ کامرس اور ۱۹۵۷ء میں شعبہ سائنس کا اضافہ کیا گیا۔ ڈاکٹر امیر حسن صدیقی اس کالج کے پہلے پرنسپل تھے۔ کالج سے ملحقہ ایک ہوسٹل ہے۔ اس کالج سے بیرون ملک طلباء نے بھی استفادہ کیا۔

ایس پی سنگھا

۱۹۴۲ء میں ایس پی سنگھا نے قائداعظم کے اعزاز میں دعوت دی۔ قائداعظم اس تقریب میں ڈبل بریسٹ کا سوٹ اور سرشوز پہنے ہوئے تھے۔

ایشورن

چیف جسٹس بمبئی ہائیکورٹ کا پی اے۔ قائداعظم کے پاس جن دنوں کوئی سیکرٹری نہ تھا تو ان دنوں ہفتے میں ایک بار وہ انہیں بلا کر تمام خطوط کے جواب لکھوایا کرتے تھے۔

ایف ای چودھری

قائداعظم کے فوٹو گرافر۔ وہ ۱۹۱۵ء میں سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے خاندان کے ہمراہ ترک وطن کر کے ضلع جہلم میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ فوٹو گرافی کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ ۱۹۲۵ء میں پہلی تصویر اپنے ایک دوست کی بنائی۔ ۱۹۳۵ء میں لاہور میں ایک سکول میں استاد مقرر ہوئے اسی سال انہوں نے قائداعظم کی پہلی تصویر بنائی۔ ۱۹۴۰ء تک متعدد اخبارات کو تصاویر بھیجتے رہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو انہوں نے قرار داد پاکستان کے موقع پر متعدد تصاویر بنائیں پاکستان ٹائمز کے اجراء پر اعزازی فوٹو گرافر بنے۔ ۱۹۴۲ء میں جب ایس پی سنگھا نے قائداعظم کو دعوت دی تو انہیں فوٹو گرافی کے لئے طلب کیا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان ٹائمز میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۷۳ء میں ریٹائر ہوئے۔ دوران ملازمت انہیں متعدد انعامات سے بھی نوازا گیا۔ صدارتی ایوارڈ حسن کارکردگی اور تمغہ خدمت بھی ملا۔ جس کے ساتھ پچیس ہزار روپے نقد بھی ملے۔

ایک سال اٹھائیس دن

قائداعظم محمد علی جناح ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء تک پاکستان کے گورنر جنرل رہے اور اس حساب سے یہ عرصہ ایک سال اٹھائیس دن بنتا ہے۔

ایلیمنٹری ایجوکیشن بل

یہ بل اپریل ۱۹۱۲ء میں لیجسلیٹو کونسل میں پیش ہوا۔ قائداعظم نے اس ضمن میں یہ فرمایا۔

”میں نہایت دیانتداری سے یہ کہتا ہوں کہ حکومت یہ بتائے کہ کیا تعلیم کا مطلب بغاوت ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مملکت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ حکومت اور اس کے اقدامات پر بے تکلفی اور آزادی سے تنقید کرے۔ مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ حکومت کو اس ملک میں اپنے لئے دوست اگر کہیں سے مل سکتے ہیں تو وہ صرف تعلیم یافتہ طبقے ہی سے مل سکتے ہیں لیکن میرے ان الفاظ کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ میں برطانوی حکومت سے محبت کرتا ہوں حالانکہ ہمیں اپنے ملک سے زیادہ

محبت ہے ہم حکومت پر تنقید کرتے ہیں۔ ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ آپ غلط راستے پر گامزن ہیں۔ اگر کسی غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ چونکہ غلط ہیں لہٰذا غلطی کرتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صاف ستھری اور آزادانہ تنقید بغاوت نہیں ہے۔"

قائداعظم ان ارکان سے متصادم ہوئے جو تعلیم کے خلاف تھے۔ قائداعظم کونسل کے رکن نواب عبدالمجید پر برس پڑے جنہوں نے تعلیم کو فروغ دینے کی شدید مخالفت کرتے ہوئے بل پر لایعنی اعتراضات کئے تھے۔ قائداعظم نے ان سے کہا کہ "میرے دوست نواب عبدالمجید نے کہا ہے کہ پھر ہڑتالیں ہوں گی اور ہمارے درمیان سوشلسٹ ہوں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ عزت مآب نواب مجید نے سیاسی خطرات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم لوگوں کو تعلیم دو گے تو وہ ایجی ٹیٹر بن جائیں گے۔"

ایم آر ٹی

قائداعظم محمد علی جناح کے پولیٹیکل سیکرٹری ایم ایس طوسی ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک کم و بیش ایک ہزار مضامین ایم آر ٹی کے نام سے اخبارات میں لکھتے رہے جنہیں

قائداعظم نے تین کتابوں

(۱) ہندوستان کے آئندہ دستور کا مسئلہ

(۲) پاکستان اور مسلم انڈیا

(۳) ہندوستان میں قومیت کا تصادم کی شکل میں

۱۹۴۳ء میں گاندھی کو دی تھیں۔

قیام پاکستان کے بعد وہ اخبارات میں اپنے اصل نام سے مضمون لکھنے لگے۔

ایم اے او کالج (آگرہ)

۱۸ مارچ ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح کو ایم اے او کالج کی طرف سے ایک منظوم ہدیۂ عقیدت پیش کیا گیا۔ اس کے دو شعر یہ ہیں۔

قائدِ نامدار آئے ہیں
رہبرِ ذی وقار آئے ہیں
درد رکھتے ہیں دل میں ملت کا
ہمدم و غمگسار آئے ہیں

ایم اے جناح روڈ

کراچی کی بندر روڈ کا نیا نام۔ مزار قائد سے ٹاور اور پھر کراچی پورٹ ٹرسٹ کے دفتر اور نیٹی جیٹی کے پل تک یہ سڑک کراچی کا معروف ترین علاقہ ہے اس پر ٹاور کے قریب ہی کھارادر ہے جس کے تھانے کے قریب نیو ضیم روڈ ہے اس سڑک پر مزار قائداعظم، قائداعظم اکیڈمی اور خالق دینا ہال کی دیدہ زیب عمارت بھی واقع ہے۔

اینڈ آف ایمپائر (ENDOFEMPIRE)

زوال سلطنت برطانیہ کی فلم۔ یہ فلم ۱۹۸۵ء میں ۱۴ اقساط میں دکھائی گئی۔ اس میں تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے لئے کی گئی جدوجہد کو منظر عام پر لایا گیا۔ نیز یہ بھی دکھایا گیا کہ قائداعظم مسلمانوں کے واحد ترجمان تھے یہ چینل نمبر ۴ پر دکھائی گئی۔

اینگلو عربک کالج دہلی

قائداعظم محمد علی جناح نے اس کالج میں ۱۹۳۹ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"اپریل ۱۹۳۶ء میں جب مسلم لیگ کی حیات نو کا آغاز ہوا تو مولانا شوکت علی نے مسلم لیگ کے ذریعہ مسلمانوں کی خدمت کا تہیہ کیا تھا۔ انہوں نے اپنے اس فیصلے پر آخر وقت تک عمل کیا اور ۱۹۳۶ء سے مرتے دم تک وہ میرے بہترین رفیق کار رہے ہرچند کہ اب وہ ہم میں موجود نہیں رہے لیکن میں بددل یا مایوس نہیں ہوں کیونکہ ہمارے کام کا آغاز ہو چکا ہے اور کام بہرحال جاری رہے گا خواہ مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں کتنی مدت ہی کیوں نہ لگ جائے میں سارے مسلمان مردوں اور عورتوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ حالات حاضرہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔"

اینمل ہسبنڈری کالج لاہور

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پہلی بار تشریف لائے تو پنجاب وٹرنری کالج (اب اینمل ہسبنڈری کالج) کے قوم نامدار اور کالج کے استاد کیمیا و طبیعات غلام صفدر خاں نے رضاکارانہ طور پر پرچم ہلالی تیار کیا اور قائداعظم

کی خدمت میں پیش کیا یہ پرچم بطور یادگار ایمل ہسبنڈری کالج لاہور کی لائبریری میں محفوظ ہے اور اس کے نیچے بحروف انگریزی یہ تحریر آویزاں ہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء کو باغ جناح لاہور کے جلسہ عام میں قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے اپنی اولین آمد پر یہ پرچم لہرایا۔

ایڈیٹر کے نام
قیوم نامدار کا خط
مشرق ۱۳ ستمبر ۱۹۷۵ء

ایسوسی ایٹڈ پریس. آف امریکہ

یکم جولائی ۱۹۴۲ء کو حضرت قائداعظم نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکا کو جو انٹرویو دیا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہم اپنی امتیازی روایات مثلاً ثقافت، تہذیب، زبان، ادب، آرٹ، فن تعمیر، قوانین، اور اخلاقی اقدار، رسوم و رواج، تقویم، تاریخ، روایات، رجحانات اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ ہماری زندگی کے تمام نظریات سب سے علیحدہ اور مخصوص قسم کے ہیں۔ اس لئے بین الاقوامی تصورات کی رو سے ہم ایک علیحدہ اور جداگانہ ملت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایشیاکی مسلم لیگ

دیکھئے سلطان شہریار، ڈاکٹر۔

ایمنے اسٹیورٹ

۲۹ فروری ۱۹۴۴ء کو نیوز کرانیکل کے نمائندے نے قائداعظم سے انٹرویو لیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مسٹر ایمنے:۔ موجودہ صورت حال کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

قائداعظم:۔ حکومت موجودہ صورت حال پر مطمئن دکھائی دیتی ہے۔ جہاں تک نئے اقدام کا تعلق ہے ہمارا خیال ہے کہ حکومت مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ کانگریس کو باغی جماعت قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود اس کے نقطہ نگاہ میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔

مسٹر ایمنے:۔ حکومت کانگریس سے مذاکرات کیوں نہیں کرتی۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ راج گوپال اچاریہ قسم کے رہنماؤں کو اس امر پر آمادہ کرے کہ وہ مسٹر گاندھی پر اس غرض کے تحت دباؤ ڈالیں کہ مسٹر گاندھی اپنے رویئے میں لچک پیدا کریں۔ راج گوپال اچاریہ آپ (قائداعظم) کے پیش کردہ تقسیم ملک کے مطالبے کو پوری طرح تسلیم کر چکے ہیں اس لئے وہ اس مرحلے پر بہت موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔

قائداعظم:۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک مسٹر گاندھی کو آمادہ نہیں کیا جاتا حکومت ہمارے جائز مطالبہ پاکستان کو تسلیم نہیں کرے گی۔ یہ صورت حال ہمیں منظور نہیں۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس بارے میں وہ کس پالیسی پر گامزن ہے لیکن اگر حکومت آپکے مشورے پر عمل کرے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جیت کانگریس کی ہوئی اور کانگریس کے بغیر حکومت کا کام نہیں چل سکتا۔

مسٹر ایمنے:۔ تو پھر کیا کیا جانا چاہئے؟

قائداعظم:۔ اگر حکومت برطانیہ ہندوستان میں امن قائم کرنے کی مخلصانہ خواہش رکھتی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ نیا آئین وضع کرے جس کے تحت برصغیر کو دو علیحدہ خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ مسلمانوں کو جو برصغیر کی آبادی کا ایک چوتھائی حصہ ہیں پاکستان کو دیا جائے اور ہندوؤں کو ہندوستان دیا جائے جو ملک کے تین چوتھائی حصے پر مشتمل ہو گا۔

مسٹر ایمنے:۔ لیکن یہ یقیناً کوئی اچھی بات نہ ہو گی کہ برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے کمزور کر دیا جائے۔ اس طرح برصغیر مستقبل کے خطرات سے دوچار ہو جائے گا اور بیرونی حملے کا خدشہ بڑھ جائے گا۔

قائداعظم:۔ میں اس امر سے قطعی متفق نہیں کہ ہندوستان کو جبری اتحاد کے تحت محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ درحقیقت ایسی صورت میں وہ زیادہ غیر محفوظ ہو گا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین کبھی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ فیڈریشن کا کوئی معاہدہ جس کے تحت ہندو اور مسلمان مل کر ایک وحدت کے طور پر کام کریں ناممکنات میں سے ہے۔ نیو فاؤنڈ لینڈ NEW FOUND LAND کو مکمل آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اگر نیو فاؤنڈ لینڈ ایسا چھوٹا ملک کینیڈا ایسے بڑے ملک کی موجودگی میں اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ تو پھر پاکستان بھی

اپنی سات آٹھ کروڑ کی آبادی کے ساتھ جو برطانیہ کی آبادی سے دوگنی ہے یقیناً زیادہ مضبوطی سے اپنا وجود قائم و برقرار رکھ سکتا ہے۔ روس نے اپنے ملک کو سولہ خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر رکھا ہے لیکن اس تقسیم سے روس کمزور نہیں ہوا۔ برطانیہ نے ہندوستان میں متحدہ قومیت کے تصور کو مضبوط بنانے کے لئے برسوں جدوجہد کی لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اب برطانیہ کو یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہندوستان میں دو قومیں آباد ہیں۔

مسٹر ایمنے:۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ کانگریس اور ہندو اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ اگر حکومت کسی ایسے منصوبے پر عمل درآمد کرے گی تو کانگریس اور ہندو سول نافرمانی کا آغاز کر دیں گے جس کے نتیجے میں تشدد ہوگا اور ممکن ہے کہ خانہ جنگی شروع ہو جائے؟

قائداعظم:۔ معاملہ اس کے برعکس ہے اگر آج حکومت برطانیہ پاکستان اور ہندوستان کی الگ الگ ریاستوں کو تشکیل دینے کا اعلان کر دے گا تو کانگریس اور ہندو تین ماہ کے اندر اندر اس صورت حال کو تسلیم کر لیں گے بہ الفاظ دیگر حکومت کو کانگریس کی شاطرانہ چال کو سمجھ لینا چاہئے۔ درحقیقت پاکستان کے اصول اساسی پر مسلم اکثریت کے پانچ صوبوں میں پہلے ہی سے عمل درآمد ہو رہا ہے جہاں مسلم لیگ کی وزارتوں میں ہندو وزراء بھی شامل ہیں۔ پاکستان کا قیام ہر فریق کے مفاد میں ہوگا۔ فی الحقیقت پاکستان کو تسلیم کر لینے کے بعد ہندوؤں کو کوئی شکایت نہیں ہوگی کیونکہ اس طرح وہ ہندوستان کے تین چوتھائی حصے کے مالک بن جائیں گے جو رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے روس اور چین سے قطع نظر دنیا کا سب سے بڑا خود مختار ملک ہوگا۔

مسٹر ایمنے:۔ ایسی صورت میں یقیناً خانہ جنگی ہو گی آپ برصغیر میں ایک ایسا ہندوستانی آئرلینڈ بنا رہے ہوں گے جس پر ایک دن ہندو متحدہ ہندوستان کے نام پر حملہ آور ہوں گے۔

قائداعظم:۔ میں آپ سے اتفاق نہیں کرتا۔ نئے آئین کے تحت تصفیے اور مناسب رد و بدل کے لئے عبوری دور ہوگا جس کے دوران مسلح افواج اور سفارتی امور بدستور حکومت برطانیہ کے ماتحت رہیں گے۔ حکومت برطانیہ اور دونوں قوموں کے نئے آئین پر عملدرآمد کی رفتار اس عبوری دور کے وقفے کا تعین کرے گی۔ بالآخر برصغیر کی دونوں قومیں حکومت برطانیہ سے معاہدہ کریں گی جیسا معاہدہ حکومت مصر نے آزادی حاصل کرتے وقت کیا تھا۔

مسٹر ایمنے:۔ اگر حکومت برطانیہ نے برصغیر چھوڑنے سے محض اس لئے انکار کر دیا کہ ہندوستان اور پاکستان اچھے ہمسایہ ملکوں کی حیثیت سے نہیں رہ سکتے تو پھر کیا صورت حال ہوگی؟

قائداعظم:۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کا امکان بہت کم ہے۔ اگر ایسا ہوا بھی تو ہم پہلے کی نسبت کہیں زیادہ خود مختار ہوں گے کہ ہم حکومت برطانیہ کے ساتھ کوئی معاہدہ کر سکیں گے جو تعطل کی موجودہ حالت میں ممکن نہیں۔

مسٹر ایمنے:۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ حکومت برطانیہ اپنے اس قول میں واقعی مخلص ہے کہ وہ ہندوستان کو پہلی فرصت میں آزادی کا پروانہ دینے کی خواہش رکھتی ہے؟

قائداعظم:۔ میں حکومت برطانیہ کے خلوص کو اس وقت تسلیم کروں گا جب وہ ہندوستان کو تقسیم کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو آزادی دے دے گی جیسا کہ جان برائٹ JHONBRIGHT نے کہا تھا کہ:

"انگلستان برصغیر میں کب تک حکومت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کیا کوئی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر تیار ہے کہ اس قدر بڑے ملک جس میں کئی مختلف قومیں آباد ہیں اور کئی مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اس ملک کو کسی بھی صورت میں ایک مضبوط اور دیرپا سلطنت کی حیثیت میں قائم و برقرار رکھا جا سکتا ہے۔

مسٹر ایمنے:۔ کیا آپ دہلی میں قیام کے دوران وائسرائے سے ملنا چاہیں گے؟

قائداعظم:۔ اگر وائسرائے مجھے کہے گا کہ میں اس سے ملوں تو میں اس سے بخوشی ملاقات کروں گا۔ اس سے زیادہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

ایوان نوادرات قائداعظم

ایوان نوادرات قائداعظم کا قیام ۲۳ مارچ ۱۹۸۸ء کو وفاقی وزیر رہائش و تعمیرات حاجی حنیف طیب کی کوششوں سے عمل میں آیا۔ یہ قائداعظم کے مزار سے ملحق ہے اور اس میں

قائداعظم کی وہ اشیاء رکھی گئی ہیں جو عرصہ دراز سے بکھری پڑی تھیں۔ یہ ایک بڑا اور ائیر کنڈیشنڈ ہال ہے۔ اس میں قائداعظم کی ذاتی کار بھی موجود ہے اور گورنر جنرل کی حیثیت سے استعمال میں آنے والی کار بھی۔ کاروں کے علاوہ قائد کے ملبوسات، چشمے، قلم، گاف اسٹک، لائبریری، لگانے کی چیزیں، کاغذات، دیگر اسٹیشنری، گھریلو استعمال کے ظروف، تحفے میں ملی ہوئی نادر اشیاء، اور اسناد وغیرہ موجود ہیں۔ ان کے سوٹ اور شیروانی کے پس منظر میں ایسی تصاویر آویزاں کی گئی ہیں جن میں قائداعظم وہی لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ ایک ڈائننگ ٹیبل پر برتن اس ترتیب سے رکھے گئے ہیں گویا قائد اور ان کے مہمان کھانے پر آنے والے ہیں۔ لائبریری کا گوشہ بھی اسی طرح سجایا گیا ہے قائداعظم کی میز پر اسٹیشنری اس طرح رکھی گئی ہے جس طرح وہ خود رکھتے تھے۔

ایوب خاں فیلڈ مارشل محمد

۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ایوب خاں بریگیڈیئر کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کا تقرر باؤنڈری فورس میں ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت قائداعظم کے مزار کو جب کسمپرسی کی حالت میں دیکھا تو اسے تعمیر کرانے کا خیال آیا چنانچہ ۸ فروری ۱۹۶۰ء کو انہوں نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور ۳۱ جولائی ۱۹۶۰ء کو تعمیر نو کا کام شروع ہوا۔

وہ ۱۴ مئی ۱۹۰۷ء کو ریحانہ (ایبٹ آباد) میں پیدا ہوئے انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور رائل ملٹری کالج سنڈہرسٹ میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۲۸ء میں انڈین آرمی میں کمیشن حاصل کیا۔ دوسری جنگ عظیم میں برما کے محاذ پر خدمات انجام دیں۔ جنوری ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی بری فوج کے پہلے مسلمان کمانڈر انچیف بنا دیئے گئے۔ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۶ء مرکزی وزیر دفاع اور اکتوبر ۱۹۵۸ء تا مارچ ۱۹۶۹ء صدر پاکستان کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

۱۹۵۹ میں انہوں نے ملک میں بنیادی جمہوریتوں کے نظام کو رواج دیا اور ۱۹۶۲ء میں قوم کو نیا آئین دیا اس دوران انہوں نے بنیادی جمہوری ارکان سے اعتماد کا ووٹ لیا جنوری ۱۹۶۵ء میں انہوں نے دوبارہ منتخب صدر کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔ رن کچھ میں جنگ چھڑ گئی تو ان کی قیادت میں بھارتی فوج کو منہ کی کھانا پڑی۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی انہوں نے بھارتی نیتاؤں کو شکست سے دوچار کیا جس کے نتیجے میں معاہدہ تاشقند طے پایا (۱۹۶۶ء) ۱۹۶۸ء میں معاہدہ تاشقند کے خلاف ہنگاموں اور جلسوں جلوسوں کا سلسلہ شروع ہوا تو انہوں نے صدارت سے علیحدہ ہونے ہی میں اپنی طمانیت سمجھی (۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء) صدارت سے علیحدگی کے بعد وفات (۲۰ اپریل ۱۹۷۴ء) تک خاموش زندگی گزاری۔ فرینڈز ناٹ ماسٹر کے نام سے اپنی سوانح عمری لکھی۔ گاف اور ٹینس کے کھلاڑی تھے۔

ایوب کھوڑو، محمد

تحریک آزادی کے ممتاز رہنما۔ ۱۹۲۸ء میں ان کی پہلی ملاقات سکھر میں اس وقت بابائے قوم سے ہوئی جب وہ اسپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیر صبغت اللہ شاہ پگارا کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہونے کے لئے آئے تھے۔

وہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ نہایت نوعمری میں سیاست کے میدان میں وارد ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں سندھ کے نمائندے کی حیثیت سے بمبئی لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۹۲۸ء میں سندھ آزاد کانفرنس کے صدر اور سندھ محمڈن ایسوسی ایشن کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں قائد سے ملاقات ہوئی۔ ۱۹۲۹ء میں وہ سائمن کمیشن کے سامنے پیش ہوئے اور سندھ کی بمبئی سے علیحدگی کے بارے میں ایک یادداشت پیش کی۔ جون ۱۹۳۳ء میں لندن میں بھی انہوں نے سندھ کی علیحدگی کے بارے میں دلائل دیئے۔ قائداعظم ۱۹۳۸ء میں جب سندھ آئے تو انہوں نے جیکب آباد اور لاڑکانہ کا دورہ کرایا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۵۸ء تک سندھ اسمبلی اور بعد ازاں دستور ساز اسمبلی کے رکن رہے۔ قیام پاکستان کے بعد سندھ مسلم لیگ کے صدر اور تین مرتبہ وزیر اعلیٰ بنے۔ قائداعظم سے خط و کتابت رہی۔ یہاں صرف وہی خطوط پیش کئے جارہے ہیں جو قائد نے محمد ایوب کھوڑو کو لکھے۔

ایوب کھوڑو جناح مراسلت

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل۔ بمبئی

یکم اکتوبر ۱۹۴۱ء

ڈیئر مسٹر کھوڑو

آپ کا ۲۴ ستمبر کا خط موصول ہوا جس میں اخبارات کے تراشے ملفوف ہیں۔ خان بہادر اللہ بخش کو نام نہاد نیشنل کونسل کے ممبر کی حیثیت سے کام کئے جانے کی اجازت دینے پر مسٹر گاندھی اور کانگریس ہائی کمانڈ پر آپ کی تنقید سے مجھے اتفاق ہے لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ یہ قطعی طور پر مسلمانان سندھ کے اختیار میں ہے آپ نے کہا کہ ہندو اقلیت متحد اور پوری طرح منظم ہے اور مسلم اکثریت میں پھوٹ ڈال کر وہ اپنا کھیل بڑی کامیابی کے ساتھ کھیل رہی ہے۔ درست، یہ ہم پر بھی ظاہر ہے اور یہی سبب ہے کہ میں آپ پر اور مسلم لیگ کی تنظیم کے دوسرے لیڈروں پر زور ڈالتا رہا ہوں کہ اپنے عوام کو منظم کیجئے اور مسلم اکثریت کو تقسیم ہونے سے بچایئے لیکن آپ لوگ نتیجہ برآمد ہونے میں بے صبری سے کام لیتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ نتائج جلد برآمد ہوں۔ میں دوبارہ آپ سے اور مسلم لیگ کے دوسرے لیڈروں سے اپنی پرزور خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ اپنے عوام کو منظم کیجئے تاکہ سندھ کی جو صورت حال آپ کو درپیش ہے آپ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ مجھے افسوس ہے کہ پاکستان کے متعلق آپ کے خیالات نہایت مبہم ہیں تاہم میں خوش ہوں کہ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ قطعی طور پر ایک جداگانہ نوعیت کا مسئلہ ہے میں یقیناً آپ سے اور دوسرے مسلم لیگی لیڈروں سے تبادلہ خیال کرنا پسند کروں گا۔ امید ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں جو اکتوبر کے آخری ہفتے میں دہلی میں منعقد ہو رہا ہے۔ آپ کثیر تعداد میں شرکت کریں گے۔ ضروری ہوا تو میرے کراچی آنے کا سوال بھی وہاں بحث میں لایا جا سکتا ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

خط نمبر ۲

ماؤنٹ پلیزنٹ

مالابار ہل بمبئی

۱۰ جون ۱۹۴۲ء

ڈیئر مسٹر کھوڑو

آپ کے خط مورخہ ۵ جون کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے خوشی ہے کہ سکھر اور جیکب آباد کے ضلعوں میں آپ کا دورہ نہایت کامیاب رہا۔ میں اپنے اور آپ کے دوست میر جعفر علی خاں جمالی کو خط لکھوں گا اور ان کی گراں قدر امداد اور لیگ کے لئے خدمات پر اظہار تحسین پیش کروں گا۔ میں ان سے ایک سے زائد مرتبہ مل چکا ہوں۔ الہ آباد میں بھی میری ان سے ملاقات ہوئی تھی میں جانتا ہوں کہ وہ بڑے پکے لیگی ہیں۔ جہاں تک صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس کی کارروائی کے متعلق مسٹر راشدی کے بیان کا تعلق ہے میں اس کی مکمل تفصیلات جاننا چاہتا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ بیان کی ایک نقل مجھے بھیج رہے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

خط نمبر ۳

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل۔ بمبئی

۱۳ جولائی ۱۹۴۲ء

ڈیئر مسٹر کھوڑو

آپ کے ۶ جولائی کے خط اور صوبائی مسلم لیگ کونسل منعقدہ ۱۰ مئی کے اجلاس کی ملفوفہ مختصر یادداشت کا بہت بہت شکریہ۔ براہ مہربانی مجھے وقتاً فوقتاً یاد کرتے رہا کیجئے مسٹر راشدی کے بارے میں یہ ہے کہ چند روز ہوئے وہ مجھ سے ملنے آئے اور میں نے انہیں بتایا کہ ان کے خلاف مختلف حلقوں میں جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان سے قطع نظر اخبارات میں ان کی جو تحریریں شائع ہوئی ہیں۔ وہ میرے خیال میں ان لوگوں کے ذہن میں تشویش پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں جو سندھ میں پیدا ہونے والی صورت حال کا مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ میں نے ان کو مشورہ دیا کہ اگر وہ اکثریت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہیں دیکھ سکتے اور مسلم لیگ کے نظم و نسق کی ذمہ داری اب نئے ہاتھوں میں تو ان کے لئے مناسب طریق کار یہ ہو گا کہ رضا اور رغبت سے ان لوگوں کو متاثر کریں نہ کہ جارحیت پر اتر کر تفریق پیدا کریں اور اپنا بیشتر وقت اپنے اخبار کو ایک اعلیٰ درجے کا اخبار بنانے میں صرف کریں اور مسلم لیگ کے معاملات عہدہ داروں اور انتظامیہ کے ہاتھوں

میں چھوڑ دیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ میرے مشورے پر عمل کریں گے اور کسی قسم کی گڑبڑ پیدا نہ کریں گے لیکن آپ لوگ خود بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے اور اس مسئلہ میں کیا کرنا چاہئے میرے سندھ آنے اور ورکنگ کمیٹی یا کونسل کا اجلاس کراچی میں بلانے کے متعلق عرض یہ ہے کہ میں یقیناً آپ کی تجویز پر غور کروں گا اور سوچوں گا میں اس معاملے میں کیا کر سکتا ہوں لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں کہ لوگوں کا کراچی پہنچانا چنداں آسان نہیں ہے کیوں کہ وہ کوئی مرکزی مقام نہیں ہے میں آپ کی خواہش کو سمجھ سکتا ہوں کہ آپ ہم سب کو وہاں بلانا چاہتے ہیں اس سے آپ میں سے ان لوگوں میں خاطر خواہ تحریک پیدا ہو گی جو ہمارے مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں چنانچہ میں آپ کے نقطہ نظر کو پسند کرتا ہوں لیکن آپ کو بھی مشکلات کا اندازہ لگانا چاہئے۔

نیک خواہشات

آپکا مخلص

ایم اے جناح

ب

باب الاسلام

دیکھئے کراچی۔

بابائے قوم

ممتاز شاعر جناب منیر قصوری نے قائداعظم محمد علی جناح کو ان الفاظ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے

وہ نگہبانِ وطن، سالارِ قوم
ذہنِ ملت، دیدۂ بیدار قوم
راز دارِ و محرمِ اسرار قوم
دردمند و واقفِ آزار قوم
امتِ مرحوم کا شیرازہ بند
قلعۂ مضبوط و دیوارِ بلند
وہ اٹھا اس خاک سے دیوانہ وار
جان دے دی شمع پر پروانہ وار
گرچہ اکثر قوم تھی بیگانہ وار
وہ فرنگی سے لڑا مردانہ وار
امن قائم ہو گیا اس جنگ سے
اپنا چھٹکارا ہوا فرنگ سے
اس کے پہلو میں دلِ بے باک تھا
وہ کہ شاہینِ شہ لولاک تھا
اس کی زد میں گنبدِ افلاک تھا
اس کا روشن دیدۂ ادراک تھا
اس کی تربت پر خدا رحمت کرے
راحت پیہم اسے حاصل رہے

وہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو بھنڈر امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد والدین کے ہمراہ قصور آگئے وہیں ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۱ء میں ایم اے عربی کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۸۰ء میں گورنمنٹ کالج باغبانپورہ میں لیکچرار کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ کچھ عرصہ سعودی کونسلیٹ لاہور میں

ترجمان کے طور پر کام کیا۔ پھر گورنمنٹ کالج شیخوپورہ سے وابستہ ہو گئے۔ ازاں بعد پنجاب ٹیکسٹ بورڈ سے وابستگی اختیار کر لی۔

نعت گوئی میں ملکہ حاصل ہے۔ چادر رحمت (۱۹۸۳ء) آئینہ رحمت اہم تصانیف ہیں۔ چہ حدیث طیبہ گفتم جان دو عالم دامانِ کرم زیر ترتیب ہے۔

نعتیہ موضوع پر ایک جریدہ ایوان نعت بھی جاری کیا۔

بادشاہی مسجد لاہور

۲۱ فروری ۱۹۳۶ء کو قائداعظم محمد علی جناح لاہور تشریف لائے۔ اس روز جمعہ کا دن تھا چنانچہ قائداعظم نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے بادشاہی مسجد تشریف لے گئے اور انہوں نے وہاں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ نے مسجد شہید گنج میں نماز ادا کرنے کی نئی تحریک کو عارضی طور پر میری خواہش کے مطابق بند کر دیا ہے۔ مسلمانوں نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک منظم قوم ہیں۔ اس تحریک کے عارضی التواء نے قوم کے وقار کو بلند کر دیا ہے۔ میں آپ حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ ایسا رویہ اختیار کریں جس سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ میں لاہور میں نیم دلی سے نہیں آیا ہوں۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ مسلمانوں کے لئے کوئی باعزت سمجھوتہ کرا دوں۔"

۲۹ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم نے نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد لاؤڈ سپیکر کی خرابی کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے۔

یہ مسجد لاہور کے شمالی حصے میں شاہی قلعہ کے قریب واقع ہے۔ اسے میر آتش (داروغہ توپ خانہ) فدائی خاں کی زیر نگرانی شہنشاہ اورنگ زیب کے ایما پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کی تعمیر ۱۶۷۳ء میں مکمل ہوئی۔ سکھوں کے عہد میں اسے نقصان پہنچا۔

باردولی

یکم جنوری ۱۹۴۲ء آل انڈیا کانگریس کا ایک اجلاس باردولی میں منعقد ہوا جس میں کانگریس نے متعدد قرار دادیں منظور کیں ان میں سے ایک قرار داد کے ذریعے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان کو مکمل آزادی دی جائے۔

۲ جنوری ۱۹۴۲ء کو قائداعظم نے باردولی کی قرار دادوں کے سلسلے میں ایک بیان میں کہا کہ ان قرار دادوں میں جو مطالبات پیش کئے گئے ہیں ان کی منظوری کا مطلب ہندوستان میں صرف ہندو راج کا قیام ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہے۔

بارہ مولا

۲۵ جولائی ۱۹۴۴ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے کشمیر کے دورے کے دوران بارہ مولا مسلم کانفرنس کے جلسہ میں شرکت کی۔ اس موقع پر خواجہ غلام دین وانی نے سپاسنامہ پیش کیا۔ جلسہ کے دوران چند افراد نے مقبول شیروانی کی قیادت میں قائداعظم کے خلاف مظاہرہ کرنا چاہا لیکن انہیں پل کے دوسرے سرے پر روک دیا گیا۔

یہ مقبوضہ جموں و کشمیر کا ایک مشہور شہر ہے اور دریائے جہلم کے کنارے آباد ہے۔ سری نگر سے جانب مغرب، شمال مغرب میں ۳۰ میل کی دوری پر واقع ہے۔ اس وقت اس کی آبادی تقریباً چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

باسو، بھوپندر ناتھ

قائداعظم محمد علی جناح کے مسودہ وقف علی الاولاد پر مسٹر بھوپندر ناتھ باسو کے مسودہ جبریہ تعلیم و پرائمری و ترمیم قانون شادی طرح لوکل گورنمنٹوں سے استصواب کیا گیا ہے۔

۱۹۱۲ء میں قائداعظم نے امپریل کونسل میں باسو کی جانب سے پیش کردہ پولیس کے نظم ونسق سے متعلق ایک ترجمان بل پر تقریر کی۔ ۱۹۱۳ء میں مسٹر باسو نے مسلم لیگ کی سیلف گورنمنٹ کے قیام کے متعلق قرارداد کی حمایت کی۔ دسمبر ۱۹۱۴ء میں کانگریس کا جو اجلاس ان کی صدارت میں مدراس میں منعقد ہوا اس میں کانگریس نے قائد کی خدمات کو سراہا۔

قائداعظم مسلم پریس کی نظر میں

از احمد سعید

وہ ۱۸۶۹ء میں کلکتہ میں پیدا ہوئے انہوں نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور ۱۸۸۶ء میں کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی۔ تقسیم بنگال کی شد و مد سے مخالفت کی۔ ۱۹۱۴ء میں کانگریس کا جو اجلاس مدراس میں منعقد ہوا اس کی صدارت کی۔ ایک

عرصہ کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے بعدازاں وزیر ہند کی کونسل کے رکن بنے۔
زبردست مقرر تھے۔ ۱۹۲۴ء میں انتقال کیا۔

باغپت:۔
قائداعظم محمد علی جناح دو مرتبہ باغپت تشریف لے گئے اور وہاں انہوں نے نواب جمشید علی خاں کے ہاں قیام فرمایا
باغپت ضلع میرٹھ میں میرٹھ سے ۳۰ میل دور دہلی سے ۳۴ میل کی دوری پر دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے اس کی آبادی تقریباً بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔
شوکت حمید خان صاحب کے پردادا اکرم علی خاں کو جن کا تعلق کلانور ضلع روہتک کے مشہور راجپوت خاندان سے تھا کو ۱۸۷۰ء میں انگریزی عہد میں ایک بہت بڑی جاگیر باغپت میں ملی۔ اور پھر باغپت خاندان کی نسل آگے چلی۔

باغ جناح (پشاور)
قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں قائداعظم پشاور تشریف لے گئے تو انہوں نے قلعہ کے ساتھ باغ میں شہریوں سے خطاب کیا۔ چنانچہ پشاور کے شہریوں نے تشکر کے جذبات کے ساتھ یہاں ایک یادگار تعمیر کی جس کی نگرانی پشاور میونسپل حکام کے ذمہ ہے۔ اس کا افتتاح گورنر سرحد نے کیا اور اسے باغ جناح کے نام سے موسوم کیا۔
جنوری ۱۹۸۸ء میں خان عبدالغفار خاں کا انتقال ہوا تو ان کا جسد خاکی اسی باغ میں رکھا گیا تھا۔

باغ جناح (کراچی)
پولو گراؤنڈ کراچی کا نیا نام۔ یہ وہی مقام ہے جہاں بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۴۸ء میں پاکستان کے پہلے قومی کھیلوں کا افتتاح فرمایا تھا۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو برسراقتدار آئے تو ان کے دور حکومت میں پیپلز پارٹی کے صوبہ سرحد کے صدر اور گورنر شیرپاؤ کو قتل کر دیا گیا تو انہوں نے اس کا نام شیرپاؤ گارڈن رکھا۔
صدر ضیاء الحق کی حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد تقریباً ایک سال بعد ۹ جولائی ۱۹۷۸ء کو اس کا نام بدل کر باغ جناح رکھ دیا۔

باغ جناح (گوجرانوالہ)
یہ جی ٹی روڈ پر واقع ہے اس میں دین محمد پبلک لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لائبریری کا سنگ بنیاد ۱۷ جون ۱۹۶۲ء کو رکھا گیا۔

باغ جناح لاہور
قائداعظم محمد علی جناح نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جب لاہور کا دورہ کیا تو اہل لاہور نے ایک پرچم ان کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ پرچم انہوں نے باغ جناح میں لہرایا۔ ۳ ستمبر ۱۹۷۹ء کو یہ پرچم لاہور کے عجائب گھر کو پیش کر دیا گیا۔ اب یہ تحریک پاکستان کی گیلری میں محفوظ ہے۔ قبل ازیں اس گیلری میں قومی پرچم کی کمی محسوس کی جاتی تھی اس لئے اس تاریخی اہمیت کے پرچم کو ان نوادرات میں شامل کر لیا گیا۔
اس کا پہلا نام لارنس گارڈن تھا۔ یہ شاہراہ قائداعظم پر واقع ہے اس کا رقبہ ۱۱۲ ایکڑ بتایا جاتا ہے۔ باغ کی ابتداء بنجر زمین سے ہوئی۔ (۱۸۶۰ء)۔ پھر اس کے پاس ایک طرف لارنس ہال (۱۸۶۱_۱۸۶۲ء) اور اس سے متصل منٹگمری ہال (۱۸۶۶) بنا۔ آخر میں آس پاس کی زمین خرید کر اسے آخری وسعت دے دی گئی اس کے ایک حصے میں نباتاتی باغ اور دوسرے حصے میں چڑیا گھر بنا۔ اصل باغ بھی بڑی عمدہ تفریح گاہ ہے۔ اس باغ میں ۶۰۰ قسموں کے ۸۰۰۰ درخت اور پودے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں اس کا نام جناح باغ رکھا گیا۔

بانکی پور
دسمبر ۱۹۱۲ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا جو اجلاس بانکی پور میں منعقد ہوا اس میں قائداعظم محمد علی جناح نے بھی شرکت کی۔ مسلم لیگ کے کسی اجلاس میں قائداعظم کی یہ پہلی شرکت تھی۔ اجلاس میں حکومت خود اختیاری کے قیام کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کی گئی۔ دوران بحث نواب وقار الملک نے کہا کہ ابھی خود مختاری کا وقت نہیں آیا تو قائد نے ان کی حمایت کی اور کہا کہ ہم یہ تو نہیں کہہ رہے کہ ہمیں کل ہی آزادی دے دی

جائے۔

پٹنہ (بہار) کے مغربی حصے کا نام بانکی پور ہے جہاں پٹنہ یونیورسٹی ہے اور جس کی وجہ سے اسے عالمی شہرت حاصل ہوئی۔ یہ عربی، فارسی، اردو وغیرہ کے مخطوطات کا ایک نادر کتب خانہ ہے جو صلاح الدین خدابخش (متوفی ۱۹۰۸ء) ساکن چھپرا نے عمر بھر کی محنت سے جمع کیا اور اسے وقف کر دیا۔

بانی پاکستان :-

مشہور ادیب و صحافی احسان بی اے کی تالیف، اس کتاب میں قائداعظم کی شخصیت، ان کی خدمات اور سیاست میں ان کے مقام و مرتبہ کے تفصیلی تذکرہ کے علاوہ ان کا خاندانی پس منظر اور ذاتی زندگی کی جھلکیاں اچھوتے انداز میں پیش کی ہیں۔ اس کتاب کی تالیف سے قائداعظم کے سلسلے میں لکھی جانے والی کتابوں میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا ہے اس کتاب کو مکتبہ عالیہ لاہور نے شائع کیا۔

باورچی

قائداعظم بیک وقت دو باورچی رکھتے تھے۔ ایک وہ جو ہندوستانی کھانے پکانے جانتا تھا دوسرا وہ جو انگریزی کھانے پکانے میں مہارت رکھتا تھا۔ عام طور پر ہندوستانی باورچی بیکار پڑا رہتا تھا لیکن کبھی کبھی بعض اوقات مہینوں کے بعد اس کی باری آتی تھی اور اس کو حکم ملتا تھا کہ وہ ہندوستانی کھانے تیار کرے مگر قائداعظم کو ان سے دلی رغبت نہیں تھی۔

قائد ہر قسم کے تعصبات سے بالاتر تھے اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ ان کا ایک باورچی ہندو بھی تھا۔

منتخب اردو ادب
مضمون میرا صاحب
از سعادت حسن منٹو

باؤنڈری کمیشن

قیام پاکستان کے موقعہ پر دیگر مسائل کے علاوہ ایک بڑا مسئلہ بنگال اور پنجاب کی تقسیم کا تھا۔ ایک تجویز یہ تھی کہ یہ نازک اور اہم کام اقوام متحدہ کے سپرد کروایا جائے لیکن پنڈت نہرو نے اسے دوٹوک رد کر دیا۔ قائداعظم کا مطالبہ تھا کہ صوبوں کی تقسیم کے لئے جو باؤنڈری کمیشن بنائے جائیں ان میں انگلستان کے تین لاء لارڈز کو شامل کیا جائے اس کا جواب یہ ملا کہ لاء لارڈز کہنہ سال لوگ ہیں اور ہندوستان کی گرمی برداشت نہ کر سکیں گے چنانچہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی نامزدگی پر قرعہ فال ایک انگریز وکیل سر سیرل ریڈ کلف کے نام نکلا اور بنگال اور پنجاب کی تقسیم کے لئے جو باؤنڈری کمیشن ترتیب دیئے گئے اسے ان دونوں کا مشترکہ چیئرمین بنادیا گیا۔

۳ جون ۱۹۴۷ء کے منصوبے میں ایک دفعہ یہ رکھی گئی تھی کہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کی صورت میں وانسرائے ایک ایک سرحدی کمیشن مقرر کرے گا چنانچہ ۳۰ جون ۱۹۴۷ء کو بنگال اور پنجاب کی تقسیم کے لئے الگ الگ باؤنڈری کمیشن قائم ہوئے۔

پنجاب کمیشن

چیئرمین	سر سیرل ریڈکلف (برطانیہ)
	مسٹر جسٹس دین محمد (پاکستان)
	مسٹر جسٹس محمد منیر (پاکستان)
ارکان	مسٹر جسٹس مہرچند مہاجن (بھارت)
	مسٹر جسٹس تیجا سنگھ (بھارت)
	بلدیو سنگھ (سکھ نمائندہ)

تقسیم کا کام اس لئے عمل میں لایا گیا تھا کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن برصغیر پاک و ہند کے مشترکہ گورنر جنرل بننا چاہتے تھے لیکن قائد اعظم کے تین جولائی ۱۹۴۷ء کے اعلان سے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو اس وقت سخت مایوسی ہوئی جب انہوں نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو پاکستان کا گورنر جنرل نہ بنانے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں ریڈ کلف نے انتہائی جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ علاقے ہندوستان میں شامل کر دیئے، جو اصولی طور پر پاکستان میں شامل ہونا تھے پنجاب باؤنڈری کمیشن نے ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء کو کام شروع کیا اور ۱۷ اگست کو ایوارڈ کا اعلان کیا۔ حد بندی اس طرح کی گئی۔

صوبہ پنجاب

لاہور ڈویژن، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، لاہور اور سیالکوٹ کے اضلاع، ضلع لاہور میں تحصیل چونیاں اور تحصیل لاہور کو اور ضلع

سیالکوٹ میں ضلع گورداسپور کی تحصیل شکر گڑھ کو شامل کیا گیا۔

ملتان ڈویژن

ملتان، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، لائل پور (اب فیصل آباد) منٹگمری (اب ساہیوال) اور مظفر گڑھ کے اضلاع۔

راولپنڈی ڈویژن

اٹک، راولپنڈی، گجرات، جہلم، شاہ پور (اب سرگودھا) اور میانوالی کے اضلاع۔[۶]

صوبہ مشرقی بنگال (اب بنگلہ دیش)

اس میں چٹاگانگ اور ڈھاکہ ڈویژن کے اضلاع کے علاوہ راجشاہی ڈویژن کے اضلاع رنگپور، بوگرہ، راجشاہی، پٹنہ اور کھلنا کو شامل کیا گیا۔

قائداعظم نے ایوارڈ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا یہ ایوارڈ غیر منصفانہ، ناقابل فہم بلکہ غیر معقول بھی ہے ہم چونکہ اس پر عملدر آمد کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں اس لئے اسے ماننا ہم پر لازم ہے۔

بائی خاں، نواب

مکران ڈویژن کی ممتاز شخصیت، انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات کر کے ریاست مکران کو رضا کارانہ طور پر پاکستان میں ضم کر دیا نواب بائی خاں کے فرزند نواب زادہ شیخ عمر نے گوادر کی بندر گاہ جو سلطان مسقط کی حکمرانی میں تھی۔ اسے ۱۹۵۸ء میں پاکستان کا حصہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۸۸ء میں پہلی بار سینیٹر منتخب ہوئے۔

بٹلر، سرہار کورٹ

۱۹۱۲ء میں کونسل میں جو تعلیمی بل پیش کیا گیا۔ اس میں مسٹر بٹلر نے بھی تقریر کی جس پر قائداعظم نے عدم اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ میں اس بات سے قطعی انکار نہیں کروں گا کہ ڈیڑھ سو سالہ دور حکمرانی میں گزشتہ چند برسوں میں حکومت نے تعلیم کو عام کرنے کی بڑی کوششیں کی ہیں۔ اس ضمن میں شاہ برطانیہ نے ۵۰ لاکھ روپے کی منظوری بھی دی۔

بچپن

بچپن میں قائداعظم کو پتنگ بازی سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک دن وہ پتنگ اڑا رہے تھے کہ کسی شریر لڑکے نے پیچھے سے ڈور کاٹ دی۔ محمد علی جناح کی نظریں پتنگ پر تھیں اور ان کو ڈور کٹنے کا کوئی پتہ نہ چلا چنانچہ انہوں نے جب پتنگ کو ڈھیل دی تو ڈور ختم ہو گئی اور اس طرح پتنگ ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے اس موقع سے ایک بڑا سبق حاصل کیا۔ وہ یہ کہ جب آنکھیں آسمان کی طرف ہوں تو زمین سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

پتنگ بازی کے علاوہ وہ کرکٹ میں بھی دلچسپی لیتے تھے اور بچپن میں کرکٹ بھی کھیلتے رہے۔

پتنگ بازی اور کرکٹ کے علاوہ وہ شہسواری بھی کرتے تھے۔

بچو

قائداعظم محمد علی جناح کے بھائی وہ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اور جناح پونجا کی آخری اولاد تھے۔ ان کا انتقال اسی سال ہوا۔ انتقال چونکہ عقیقے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ اس لئے بچے کا کوئی نام نہ رکھا جا سکا۔ مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

بچے

قائداعظم کو بچوں سے بڑا پیار تھا اس کا اندازا ان چند واقعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

ایک دفعہ قائداعظم ایک جلوس کے ساتھ جا رہے تھے دو بچوں نے انہیں اپنی چھت پر دیکھا تو عقیدت سے قائداعظم زندہ باد کا نعرہ لگایا اور دو سنگترے قائداعظم کی کار میں پھینک دیئے قائد نے ان سنگتروں کو اٹھایا اور سارے راستے اپنے ہاتھ میں اٹھائے رکھا۔

قائداعظم جب کوئٹہ گئے تو کھلونوں کی ایک دکان میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے انہیں دیکھ کر نعرے لگائے لوگ اس بات

پر حیران تھے کے قائد کھلونوں کی دکان میں کیا کر رہے ہیں بعد میں معلوم ہوا کہ قائد اعظم کوئٹہ میں جن کے ہاں مقیم تھے وہاں ایک چھوٹا بچہ بھی تھا جسے قائد بے حد پیار کرتے اور اس کی میٹھی میٹھی باتوں سے محظوظ ہوتے جب بچے کی ماں اسے لینا چاہتی تو قائد کہتے اسے میرے پاس ہی رہنے دیں ہم اکٹھے کھیلیں گے۔

ایک دفعہ قائد اعظم اپنی کار میں کسی دیہات سے گزر رہے تھے۔ دیہاتیوں نے جب قائد کو دیکھا تو پاکستان زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ ایک دس سالہ بچے نے یہ نعرہ لگایا۔ پاکستان زندہ باد۔ قائد نے اس سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو پاکستان کا کیا مطلب ہے۔

بچے نے جواب دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ان علاقوں پر حکومت کریں گے جہاں ان کی اکثریت ہے۔ قائد نے اس بچے کو پیار کیا اور تھپکی دی۔

روہیل کھنڈ کے قصبہ میں ایک چھوٹی سی لڑکی تھی۔ اس کے گھر والے پردہ کے بڑے پابند تھے۔ اس لڑکی نے ایک ریشمی کپڑا لے کر اس پر ہندوستان کا نقشہ بنایا اور اس پر کڑھائی کی۔ یہ سبز رنگ کا تھا۔ یہ نقشہ کسی طرح قائد کے پاس پہنچ گیا قائد نے وہ نقشہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو دکھایا تاکہ اسے یہ خیال آ جائے کہ پاکستان کی تحریک کس حد تک آگے بڑھ چکی ہے اور بچوں کے دلوں تک پہنچ چکی ہے۔

ایک بار قائد نے کسی بچے سے پوچھا کہ تم کیا بننا چاہتے ہو اس نے کہا قائد اعظم بچے کا یہ جواب سن کر قائد مسکرائے اور کہا کہ پاکستان کو ابھی ایک اور قائد اعظم کی ضرورت ہے۔

بخت جمال

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائد اعظم کے معتمد۔ وہ ۱۹۰۰ء میں غلام محمد خاں کے ہاں نواکلی (صوابی) میں پیدا ہوئے باجوڑ ملا کے پاس مذہبی تعلیم پائی۔ ہائی سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم بھی جاری رکھی۔ باجوڑ ملا سے ہدایہ، شرح وقایہ فقہ اور حدیث کی کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآن پاک ترجمے کے ساتھ پڑھا۔ حاجی ترنگ زئی کی تحریک حزب اللہ میں شرکت کی۔ ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۲ء ضلع مردان کی خدائی خدمتگار تحریک کے صدر رہے۔ ان کی گرفتاری کے لئے تین ہزار کا انعام رکھا گیا کسی لالچی نے انعام کی خاطر گرفتار کرا دیا اور حکومت کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کی پاداش میں دو سال قید کاٹی۔ سرخ پوش تحریک کو کانگریس میں مدغم کیا گیا تو انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی۔ مولانا شاد محمد خاں کے تعاون سے انجمن دیخپختون قائم کی۔ اس کا مقصد سرحد کے پختونوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے پابند کرنا تھا۔

۱۹۳۸ء میں مولانا ظفر علی خاں صوبہ سرحد کے دورے پر گئے تو وہ مسلم لیگ کے رکن بن گئے۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ میں شرکت کی۔ ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ صوبہ سرحد کے رکن بنے سرحد میں جب سردار اورنگ زیب نے وزیر اعظم بنتے ہی مسلم لیگ پر توجہ دینا چھوڑ دی تو انہوں نے قائد اعظم کو ۱۴ شکایات لکھ کر بھیجیں قائد اعظم کے بلانے پر سردار اورنگ زیب کے ساتھ دہلی گئے ۱۹۴۵ء تک صوبائی صدر رہے صوبائی وزیر بھی رہے سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کے دوران گرفتار ہوئے آزادی سے قبل جب پنڈت نہرو ریفرنڈم کے سلسلے میں سرحد گئے تو ان کا سیاہ غباروں سے استقبال کیا گیا اور لوگوں نے پنڈت نہرو واپس جاؤ اور لے کے رہیں گے پاکستان کے نعرے لگائے۔

بختیار بیگ

یکم جون ۱۹۴۵ء کو جب قائد اعظم سیسل ہوٹل شملہ میں قیام پذیر ہوئے تو بختیار بیگ قائد اعظم کے کھانے کو گرم کر کے میز پر لگاتے۔ انہیں ان کی خدمات کے صلے میں قائد اعظم نے تعریفی سرٹیفکیٹ بھی دیا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔

سیسل ہوٹل

شملہ

۷ا جولائی ۱۹۴۵ء

اس کا حامل بختیار بیگ میرے ہوٹل میں قیام کے دوران ایک ماہ کے لئے میری خدمت گزاری میں رہا۔ اور اس نے مجھے مکمل طور پر مطمئن رکھا۔

محمد علی جناح

بختیار بیگ ہنزہ میں ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالنے پر شملے چلے گئے اور وہاں سیسل ہوٹل میں ملازمت اختیار کر لی وہیں ۱۹۴۵ء میں قائد اعظم شملہ کانفرنس میں

شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اس دوران ۱۹۴۰ء میں لاہور میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی سیسل ہوٹل میں قائداعظم کی خدمت کے صلے میں انہیں قائد نے ایک تعریفی سرٹیفکیٹ بھی عطا کیا۔

بخش الٰہی:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن، حکومت پنجاب نے انکی خدمات کے اعتراف کے طور پر ۱۹۸۹ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔ وہ مارچ ۱۹۲۲ء میں میاں الٰہی بخش کے ہاں جالندھر میں پیدا ہوئے انہوں نے بی اے تک تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور سٹی مسلم لیگ کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں یونینسٹ امیدوار حمید اللہ بیگ کو شکست دی۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں جب قرارداد پاکستان کی منظوری کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس منعقد ہوا اس میں جالندھر سے ۲۰۰ کارکنوں کے ہمراہ لاہور آئے۔ جالندھر میں قائداعظم کی آمد کے سلسلے میں ہونے والے اخراجات برداشت کئے۔ قائداعظم ان کی دعوت پر کپورتھلہ بھی گئے مسلم لیگ کے امدادی فنڈ میں بیس ہزار روپے جمع کرائے۔ مسلم لیگ نیشنل گارڈز کو منظم کیا۔ ۱۹۴۷ء میں خضر وزارت کے دوران قید کاٹی۔ فیصل آباد میں مقیم ہیں۔

بدرالدین طیب جی

قائداعظم محمد علی جناح نے ۵ جون ۱۹۰۰ء کو مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی کو اس وقت خط ارسال کیا جب وہ بمبئی میں قائم مقام پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی حیثیت سے تعینات تھے ان کی دستاویزات میں سے حاصل ہونے والی قدیم ترین دستاویز ہے۔

قائداعظم بنام جسٹس طیب جی

۵ جون ۱۹۰۰ء

ذاتی و خفیہ

مائی ڈیر مسٹر جسٹس طیب جی

مجھے اپنے سربراہ مسٹر سینڈر سلیٹر سے یہ اطلاع پا کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ نے انہیں تحریری طور پر مطلع کیا ہے کہ میرے اور مسٹرٹی کے مابین جو معاملات ہیں آپ ان کے بارے میں مجھے بخوشی اپنی رائے اور مشورے سے نوازیں گے مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اگر میں ابھی آپ کو خط لکھ کر آپ سے مشورہ کروں تو ایسی صورت میں میرے لئے آپ کی قیمتی رائے سے بڑھ کر کوئی اور بات باعث اطمینان نہیں ہو سکتی۔ مزید یہ کہ آپ کے مشورے سے بڑھ کر کوئی بات ایسی نہیں جس پر میں فی الفور اور بلا ہچکچاہٹ عمل نہ کروں اس معاملے کے حقائق مختصراً درج ذیل ہیں۔

ایک مقدمے کے سلسلے میں ایک فریق کی طرف سے مسٹرٹی پیش ہوئے اور دوسرے فریق کی طرف سے ویل نکر۔ اس مقدمے کی سماعت اتفاق رائے سے صبح ساڑھے گیارہ بجے ملتوی کر دی گئی جس کے بعد مسٹر ویل نکر تو چلے گئے البتہ مسٹرٹی عدالت میں موجود رہے تقریباً ایک گھنٹے بعد جب کہ میں ایک زیر سماعت مقدمے کی کارروائی میں مصروف تھا۔ مسٹرٹی نے اٹھ کر کچھ درخواست پیش کرنا چاہی تاہم میرے سوالات کرنے پر انہوں نے کہا کہ یہ فوری نوعیت کا کوئی معاملہ نہیں ہے چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے زیر سماعت مقدمے کی کارروائی میں خلل اندازی پسند نہیں اور یہ کہ میں عدالت سے اٹھنے سے قبل دو بجے سہ پہر ان کی بات سنوں گا اس کے بعد مسٹرٹی عدالت ہی میں بیٹھے رہے۔ دو بجے سہ پہر میرے طلب کرنے پر مسٹرٹی نے اٹھ کر کہا اس معاملے کی سماعت کے لئے جسے عزت مآب نے آج صبح اتفاق رائے سے ملتوی کر دیا ہے، جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ میرے موکل کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اسی لئے میں عزت مآب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس تاریخ کو تبدیل کر دیا جائے اس پر میں نے سوال کیا کہ فریق مخالف کی طرف سے کون پیروی کر رہا ہے؟ مسٹرٹی نے جواب دیا کوئی نہیں میں نے دریافت کیا کہ آیا تاریخ میں تبدیلی کے معاملے پر فریق مخالف نے رضامندی ظاہر کی ہے۔ مسٹرٹی نے جواب دیا نہیں جناب عالی! لیکن (اس کی) رضامندی کی ضرورت بھی نہیں ہے عزت مآب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ عدالت کے لئے جو تاریخ مناسب ہو مقرر کر دیں۔ یہ ایک روایت ہے اور اکثر اوقات ایسا ہوا بھی ہے۔ میرا موکل، بحری سفر کرتا رہتا ہے اور جب تک تاریخ تبدیل نہ کی جائے اس کے لئے عدالت میں حاضر ہونا ممکن نہیں۔ مسٹر ویل نکر کیوں کہ جا

چکے ہیں اس لئے اب کوئی اور چارۂ کار نہیں لہٰذا میں عزت مآب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے اختیارات کو بروئے کار لائیں۔ یہ تمام باتیں سن کر میں نے زبانی احکامات دیتے ہوئے کہا اس مفروضے کے باوجود کہ مجھے اختیار حاصل ہے میں یکطرفہ طور پر تاریخ تبدیل کرنے پر خود کو آمادہ نہیں پاتا۔ دوسرا فریق حاضر بھی نہیں ہے اور اس نے تاریخ کی تبدیلی پر رضامندی کا اظہار بھی نہیں کیا ہے اس پر مسٹر ٹی بہت ناخوش ہو کر بیٹھنے والے تھے کہ مسٹر اسپنسر نے ان سے کچھ کہا چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا لیکن مسٹر ویل نکر نے تاریخ کی تبدیلی پر رضامندی کا اظہار کیا میں نے جب یہ سنا تو میں نے ان سے کہا یہ بہت غیر معمولی بات ہے چند سیکنڈ پہلے مجھے بتایا گیا تھا کہ اس پر رضامندی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اس تضاد بیانی پر وضاحت اور مجھے مطمئن کرنے کی بجائے مسٹر ٹی طیش میں آ گئے اور انہوں نے نہایت ہتک آمیز انداز میں کہا۔ کیا آپ میرے الفاظ پر شبہات کا اظہار کر رہے ہیں؟ میں نے انہیں عدالت کا احترام کرنے کے لئے کہا لیکن انہوں نے پھر یہی سوال دہرایا اس پر میں نے بھی سخت برہم ہو کر کہا کہ اگر وہ اس سے بہتر کوئی اور بات نہیں کر سکتے تو اگر وہ کٹہرے میں کھڑے ہو کر بھی کہیں گے تو میں اس پر یقین کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں گا جب تک وہ یہ رویہ اختیار کئے رہیں گے میں نہ تو ان کی بات پر یقین کروں گا نہ اس کے مطابق کارروائی کروں گا اس کے بعد وہ نہ معلوم کیا کیا الفاظ کہتے رہے جن میں سے صرف میں ایک ایک لفظ سن سکا اور جو یہ تھا۔ (SCANDALOUS) اس پر میں نے ان سے کہا کہ وہ یہ لفظ واپس لیں اور معذرت کریں۔ انہوں نے کہا کہ وہ عدالت کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہے تھے اور (یہ کہ) انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ان کی زندگی میں سب سے مقدم چیز کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ اس پر میں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ آپ کو یہ بھی احساس نہیں کہ آپ عدالت میں کیا کچھ کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنی کرسی چھوڑ دی اور اپنے چیمبر میں چلا آیا۔

اب اس تمام معاملے کی اصل حقیقت صرف یہ ہے کہ مسٹر ٹی کسی نہ کسی طور پر تاریخ تبدیل کرانا چاہتے تھے۔ انہوں نے پہلے ایک طریقہ یہ کہتے ہوئے اختیار کیا کہ مسٹر ویل نکر نے رضامندی کا اظہار کر دیا تھا جب میں نے اس پر شبہ کا اظہار کیا تو وہ وضاحت کرنے اور مجھے مطمئن کرنے کی بجائے مشتعل ہو گئے اور بلاشبہ مجھے بھی غصہ آ گیا اور میں نے ان کے بیان کے مطابق احکام دینے سے انکار کر دیا کیوں کہ ان کے الفاظ سے شبہات پیدا ہو گئے تھے اور جب انہوں نے تضاد بیانی کے اسباب کی وضاحت کرنے سے انکار کر دیا تو صورت حال اور بھی خراب ہو گئی۔

قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسٹر ٹی نے مجھے گمراہ کرنے کی کیوں کوشش کی۔ جبکہ انہوں نے مسٹر ویل نکر سے بھی ان کی رضامندی معلوم نہیں کی تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے انہیں یقین تھا کہ وہ مسٹر ویل نکر کی رضامندی حاصل کر لیں گے چنانچہ انہوں نے مسٹر ویل نکر کی رضامندی کا حوالہ دینا اس لئے مناسب سمجھا کہ اس پر اعتراض نہیں ہو گا اور بعد میں اس کے بارے میں وہ مسٹر ویل نکر کو سمجھا دیں گے۔ یہ محض میرا قیاس ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ اب مجھے اس کا امکان نظر آتا ہے اس سلسلے میں آپ کو زحمت دینے پر مجھے واقعی بے حد افسوس ہے۔ اس تمام شرارت کے بارے میں میں آپ کو بہت کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو میرے اس تقرر کو پسند نہیں کرتے اور وہی مسٹر ٹی کو شہ دے رہے ہیں لیکن اب میں آپ کو زیادہ زحمت دینا نہیں چاہتا۔ مجھے اس عہدے پر مستقل ہونے کی کوئی خواہش نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں کوئی ایسی بات بھی نہیں کرنا چاہتا جو ہماری برادری میں بار کی بدنامی کا باعث ہو۔ میں نے مندرجہ بالا حقائق پورے اعتماد کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ اس بارے میں جلدی اپنی صائب رائے اور مشورے سے نوازیں گے تاکہ میں اسی کے مطابق عمل کر سکوں

انتہائی نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

پس تحریر:۔

میں آپ کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ موکل کی پیروی کرنے والے وکیل کی درخواست پر میں مقدمات کی سماعت ملتوی کرتا رہتا ہوں۔

وہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو بمبئی میں ممتاز تاجر طیب علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے انفنسٹن انسٹیٹیوشن سے میٹرک کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان گئے جہاں سات سال گزار کر قانون

کی اعلیٰ ڈگری لی۔ وہ پہلے مسلمان طالب علم تھے جنہوں نے اتنی اعلیٰ تعلیم حاصل کی لندن میں بھی اسلامی شعائر کی پوری پابندی کی۔ ۱۸۶۷ء میں واپس آئے۔ ۱۸۷۰ء میں بیرسٹری کا آغاز کیا۔ پہلے بمبئی ہائی کورٹ کے جج پھر چیف جسٹس رہے کانگریس میں شامل رہ کر بھی انجمن اسلام سوسائٹی قائم کی۔
اکتوبر ۱۹۰۶ء میں وفات پائی

براڈوے، جسٹس

قائداعظم محمد علی جناح کو علم الدین شہید کے مقدمہ کے سلسلے میں بمبئی سے لاہور بلایا گیا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے عدالت عالیہ سے ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء سماعت کی تاریخ مقرر کرنے کی درخواست کی چنانچہ جب وہ لاہور آئے تو انہوں نے پنجاب ہائی کورٹ سے علم الدین شہید کے مقدمہ میں پیش ہونے کی اجازت طلب کی پنجاب ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس براڈوے نے شدید مخالفت کی کہ ایک ہائی کورٹ کا وکیل دوسرے ہائی کورٹ میں پریکٹس نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے باوجود چیف جسٹس سرشادی لعل نے قائداعظم کو پیش ہونے کی اجازت دے دی۔

۱۵ جولائی کو قائداعظم نے عدالت عالیہ کے سامنے علم الدین شہید کی بے گناہی ثابت کی قائداعظم نے عدالت میں عینی گواہ کدار ناتھ کے بارے میں بتایا کہ گواہ مقتول راج پال کا ملازم ہے اس لئے اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہونی چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ کدار ناتھ جھوٹا ہے اسی طرح انہوں نے بھگت رام وزیر چند نانک چند اور پرمانند کے بیانات پر تنقید کی اور بحث کے بعد ثابت کیا کہ کوئی بیان بھی قابل اعتماد نہیں۔

برٹش میوزیم لندن

انگلستان میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران قائد اعظم اکثر و بیشتر مطالعہ کی غرض سے برٹش میوزیم لندن جایا کرتے تھے۔ یہ برطانیہ کا سب سے بڑا اور اہم عجائب گھر ہے۔ ۱۷۵۳ء میں پارلیمنٹ کے ایک بل کے ذریعے بنیاد رکھی گئی۔ اس میں سر رابرٹ ہینز سلون (HANSSLOANE) اور سر رابرٹ بروس کاٹن کے کتب خانے اور ہالین لائبریری جارج دوم اور جارج سوم کے شاہی کتب خانے ہیں۔ ۱۷۵۹ء یہ بلومزبری (BLOOMSBURY) مانٹیگو ہاؤس میں کھولا گیا۔

سر رابرٹ سمائرک نے اس میں موجودہ عمارتوں کا اضافہ کیا۔ ازاں بعد ۱۸۵۷ء میں ریڈنگ روم اور شمالی حصے ایڈورڈ ہفتم گیلری کی عمارت میں اضافہ کیا گیا ۱۸۸۱ء میں قدرتی تاریخ کا عجائب گھر ساؤتھ کنسنگٹن میں تبدیل کر دیا گیا اور بالترتیب ۱۹۰۶ء اور ۱۹۳۲ء میں صوبائی اور لندن کے اخبارات کالنڈیل (COLINDALE) میں ذخیرہ کر دیئے گئے۔

برٹش میوزیم کی اپنی لائبریری ہے جس میں برطانیہ میں شائع ہونے والی ہر کتاب کے نسخے رکھے جاتے ہیں۔ اس وقت لائبریری میں کم و بیش ۸ لاکھ کتابیں موجود ہیں۔

بُرج

قائداعظم محمد علی جناح ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے۔ اس لئے ۲۲ دسمبر تا ۲۰ جنوری پیدا ہونے والوں کا برج جدی ہے لہذا قائد اعظم کا بُرج بھی جدی تھا۔ اس برج سے متعلقہ لوگ ذہنی اور جسمانی اعتبار سے انتہائی متحرک ہوتے ہیں۔ نئے نئے خیالات اور نظریات کی تلاش میں بے چین رہتے ہیں۔ ان کا ذہن نت نئی سوچ میں مصروف رہتا ہے۔ ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں ۱۔ مستعد ۲۔ ہوشمندی ۳۔ ثابت قدمی۔ ۴۔ غیر یقینی

قناعت پسند نہیں ہوتے۔ نظم و ضبط کے پابند ہوتے ہیں دُھن کے پکے اور جہد مسلسل سے اکثر اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب رہتے ہیں۔

برطانوی پارلیمنٹ

دیکھئے برطانیہ۔

برطانوی دولت مشترکہ

قائداعظم محمد علی جناح نے ۹ جون ۱۹۴۷ء کو دہلی کے تاج ہوٹل میں مسلم لیگ کونسل کے آخری اجلاس میں یہ فرمایا تھا کہ انہوں نے پاکستان کے لئے نو آبادیاتی درجہ محض عبوری دور کے لئے منظور کیا ہے اور اس فیصلہ کا انحصار پاکستان کی دستور

سازاسمبلی پر ہے کہ آیا وہ برطانوی دولت مشترکہ میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔

برطانیہ

قائداعظم محمد علی جناح ۱۸۹۳ء میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لندن تشریف لے گئے اور ۱۸۹۶ء تک وہیں مقیم رہے۔ ۱۹۱۳ء میں قائداعظم دوبارہ انگلستان گئے وہاں مولانا محمد علی جوہر اور سید وزیر حسن نے ان سے ملاقات کی اور مسلم لیگ میں شمولیت پر زور دیا۔ اس دورے کے دوران میں انہوں نے لندن میں انڈین ایسوسی ایشن کی از سر نو تنظیم کی دوسرے لندن میں واپسی سے پہلے مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کر لی مئی ۱۹۱۴ء میں قائداعظم کانگریس وفد کے قائد کی حیثیت سے لندن گئے اور انہوں نے کونسل آف انڈیا بل سے متعلق بل پر برطانوی پارلیمنٹ کے ایوان بالا میں بحث کی۔

۶۔ اگست ۱۹۱۴ء کو مسز سروجنی نائیڈو نے گاندھی جی کے اعزاز میں لندن میں دعوت دی تو اس میں قائداعظم نے بھی شرکت کی۔ ۱۹۱۹ء میں مسلم لیگ کے وفد کے ہمراہ قائداعظم پھر انگلستان گئے۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے قائد لندن تشریف لے گئے اور ۲۰ نومبر کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد قائداعظم لندن سے ۱۹۳۱ء میں واپس ہند آئے۔ ۱۹۳۲ء میں کیمبرج کی انڈین مجلس نے قائد کے اعزاز میں دعوت دی۔ ۲ مارچ ۱۹۳۲ء کو لندن سے قائداعظم نے مسلم سیاست دان چودھری عبدالمتین کے نام خط لکھا۔ جون ۱۹۳۲ء میں انہوں نے انڈین مجلس کیمبرج کی ایک اور دعوت میں شرکت کی۔ ۶ اگست ۱۹۳۳ء کو لندن میں متحدہ صوبجات کے رہنما نواب محمد یامین خاں نے قائداعظم سے ملاقات کی اور اس ضمن میں انہوں نے اپنی سوانح نامۂ اعمال کا تفصیل سے ذکر کیا۔ یہ اتوار کا دن تھا ۱۹۳۵ء میں قائداعظم واپس وطن آئے یکم دسمبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم آخری بار لندن گئے۔

برکت علی محمڈن ہال

قائداعظم محمد علی جناح نے اس ہال میں بھی مسلم لیگیوں سے خطاب کیا۔ اسے انجمن اسلامیہ پنجاب نے ۱۹۰۵ء میں مکمل کرایا۔ اس کا نام انجمن کے بانی خان بہادر محمد برکت علی خاں کے نام پر پڑا جو یوپی کے باشندے تھے۔ ملازمت کے سلسلے میں لاہور آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

۱۹۴۷ء تک یہ مسلمانوں کی اجتماعی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ ۱۹۶۷ء میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی لاگت سے اس کی تعمیر نو کی گئی۔ اور اس کا نام برکت علی اسلامیہ ہال رکھا گیا یہ ہال موچی دروازہ لاہور کے بالکل قریب واقع ہے۔

برکت علی، ملک

۱۹۳۶ء میں ان کی دعوت پر قائداعظم نے لاہور میں ملک صاحب کے بڑے لڑکے ملک شوکت علی کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی انہوں نے قائداعظم کو ایک پارٹی دی اور اس میں قائداعظم محمد علی جناح کے سامنے وہ کیک رکھا گیا جو ہندوستان کے نقشے کے مطابق تیار کیا گیا تھا اور اس میں پاکستان کے حصے میں آنے والے علاقوں کو سبز رنگ میں دکھایا گیا تھا قائداعظم نے بڑی احتیاط سے کیک کا سبز حصہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا کسی نے آواز لگائی حضور ذرا سا اور حصہ کاٹ دیجئے لیکن انہوں نے جواب دیا میں اس طرح کا تجاوز ہرگز پسند نہیں کرتا۔

وہ پنجاب مسلم لیگ کے مشہور رہنما تھے۔ ابتداء میں سرکاری ملازمت کی پھر لاہور سے انگریزی اخبار آبزرور کے مدیر رہے خود بھی ہفت روزہ اخبار جاری کیا یونینسٹ پارٹی کے سخت مخالف تھے قائداعظم سے ان کی وفاداری بڑی پختہ تھی وہ قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۱۵ اپریل ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کنونشن میں ان کی وفات پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا۔

"وہ شروع ہی سے مسلم لیگ کے سچے اور وفادار رکن تھے انہوں نے ہر موقع پر اسلامی ہند کی گراں مایہ خدمات انجام دیں۔ ہر نازک مرحلہ پر ان کا مشورہ اور برملا حمایت نہ صرف میرے بلکہ مسلم لیگ کے لئے انتہائی گراں مایہ تھے۔ ان کی وفات سے اسلامی ہند ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا" قائداعظم نے ان کے صاحب زادے افتخار علی سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دہلی میں فرمایا۔

"میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے والد کی موت سے

میرا بایاں بازو کٹ گیا ہے۔ انہوں نے میری رفاقت ایسے نازک وقت میں چھوڑی جب مجھے ان کی سخت ضرورت تھی لیکن مشیت ایزدی کو یہی منظور تھا اور اللہ تعالیٰ کی حیثیت کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔"

وہ یکم اپریل ۱۸۸۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے ایف سی کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی اور اسلامیہ کالج لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر کی اسامی پر فائز ہوئے۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، مجسٹریٹ (۱۹۰۸ـ۱۹۱۴) اور نائب صدر خلافت کمیٹی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سیکرٹری بھی رہے سرکاری ملازمت سے علیحدگی کے بعد وکالت شروع کی صحافت سے بھی دلچسپی تھی چنانچہ لاہور کے انگریزی اخبار آبزرور کی ادارت بھی کی اور پھر خود بھی ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار جاری کیا۔ مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے اور قائداعظم سے ان کی وفاداری بہت پختہ تھی ان کو پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کی سیاست سے شدید اختلاف تھا چنانچہ یونینسٹوں کے دور عروج میں بھی مسلم لیگ سے ان کی وفاداری نہایت مستحکم رہی۔

۱۵ اپریل ۱۹۴۶ء کو انتقال کیا۔

برکن ہیڈ، لارڈ

وزیر امور ہند۔ انہوں نے ۸ نومبر ۱۹۲۷ء کو سائمن کمیشن کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ اصلاحات کے لئے منصوبہ بندی کی جائے نیز اگر کسی ہندوستانی کو اس کمیشن میں شامل کیا گیا تو ایک کی بجائے دو رپورٹیں یعنی ہندو رپورٹ اور مسلمان رپورٹ تیار کرنا پڑیں گی کیوں کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں یکساں نقطہ نظر موجود نہیں قائداعظم برکن ہیڈ کے بھی شدید مخالف تھے اور انہوں نے وزیر امور ہند کا عہدہ ختم کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ اس ضمن میں قائداعظم نے ہندوستان ریویو میں ایک مضمون میں لکھا کہ "اگر وزیر امور ہند ہماری خواہشات جاننے کے لئے بے تاب ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ انڈیا آفس بند کر دیا جائے اور وزیر امور ہند کا عہدہ ختم کر دیا جائے"

برکن ہیڈ ۱۸۷۲ء میں انگلستان میں پیدا ہوا۔ ایم اے تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد آکسفورڈ یونیورسٹی میں ۱۸۹۶ میں لیکچرار کی حیثیت سے تعینات ہوا۔ ۱۹۱۵ تا ۱۹۱۹ء برطانیہ کا اٹارنی جنرل رہا ۱۹۱۹ تا ۱۹۲۲ لارڈ ہائی چانسلر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں پھر ۱۹۲۴ء میں سیکرٹری آف اسٹیٹ برائے ہند مقرر کیا گیا۔ اس عہدے پر اس نے ۱۹۲۸ء تک خدمات انجام دیں اور ۱۹۳۰ء کو انتقال کیا۔

برگ یوسفی

جناب برگ یوسفی نے قائداعظم کو ان الفاظ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ عنوان ہے

بزم سیاست کا چاند

حریت کی داستاں ہے قائد اعظم کا نام
حوصلوں کا امتحاں ہے قائد اعظم کا نام
پیکر عزم و یقین علم و عمل تھی اس کی ذات
اس وطن کا ترجماں ہے قائد اعظم کا نام

حریت کی مہر وماہ و نجم ہیں اس پر نثار
اس زمیں پر آسماں ہے قائد اعظم کا نام
اس کے نقش پا ہیں روشن جادہ و منزل میں آج
کارواں در کارواں ہے قائد اعظم کا نام
ہے فضاؤں میں وطن کی جو صدائے بازگشت
آج بھی وردِ زباں ہے قائد اعظم کا نام
بزم انجم میں اگر ہے جوہر و حسرت کا ذکر
کہکشاں در کہکشاں ہے قائد اعظم کا نام
نکہتِ گلہائے جمہور وطن ہے پر فشاں
اک بہارِ بے خزاں ہے قائد اعظم کا نام
حریت بردوش ہے اسکی کتابِ زندگی
فطرتِ آزرد گاں ہے قائد اعظم کا نام
نبضِ آزادی تھی جسکے دستِ نازک میں اسیر
اس وطن کا پاسباں ہے قائد اعظم کا نام
جانے کس کس پر گراں تھی قائد اعظم کی بات
جانے کس کس پر گراں ہے قائد اعظم کا نام
بھول سکتے ہیں نہ اوراقِ تاریخ وطن
برگ اک ایسا نشاں ہے قائد اعظم کا نام

برما

۱۲ اپریل ۱۹۱۹ء کو چیف سیکرٹری گورنمنٹ آف بمبئی کے

محکمہ داخلہ نے ایک حکم نامہ جاری کیا جس میں کہا گیا تھا کہ بمبئی کے گورنر سر جارج لائیڈ نے ہندوستان کے وائسرائے سے ہارنمین جمناداس، دوارکاداس، عمر سوبانی، مسز نائیڈو، سیٹھ بنکر قائداعظم محمد علی جناح اور گاندھی کی جلاوطنی کے سلسلے میں جو بات چیت کی تھی اس کے نتیجے میں حکومت بمبئی یہ ضروری سمجھتی ہے کہ ان افراد کو جلاوطن کر دیا جائے چنانچہ اسی روز وائسرائے نے حکومت برما کو ایک تار دیا جس میں کہا گیا تھا کہ حکومت بمبئی نے چھ افراد کو جلاوطن کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور امید ہے کہ برما کی حکومت انہیں قبول کر لے گی یاد رہے کہ قائداعظم اور گاندھی کے خلاف فوری کارروائی روک دی گئی تھی۔

بروس روڈ (کوئٹہ):۔

دیکھئے جناح روڈ کوئٹہ

برہان الدین فاروقی، ڈاکٹر

انہوں نے ۱۹۴۴ء میں قائداعظم کے حکم پر تعلیمی کمیٹی کے لئے ایک سال تک کام کیا۔ وہ ۱۹۰۶ء میں امروہہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم ملتان میں پائی اور اعلیٰ تعلیم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے حاصل کی فلسفے اور مابعد الطبیعات کے مضامین میں خصوصی تربیت معروف فلسفی ڈاکٹر سید ظفر الحسن سے پائی۔ علامہ اقبال کی تجویز پر سید ظفر الحسن کی نگرانی میں حضرت مجدد الف ثانی کے نظریۂ توحید پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔ ۱۹۴۰ء میں یہ مقالہ شائع ہوا اور آج بھی اس کا شمار بین الاقوامی طور پر حوالے کی بنیادی کتب میں ہوتا ہے مسلمانوں کی تحریک آزادی سے عملی دلچسپی رہی ۱۹۴۴ء میں قائد کے حکم پر تعلیمی کمیٹی کے لئے ایک سال تک کام کیا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، زمیندارہ کالج گجرات، اسلامیہ کالج جالندھر، ایم اے او کالج لاہور سے فلسفے اور اسلامیات کی تدریس کے سلسلے میں منسلک رہے اسلامیہ کالج لاہور میں اسلامی تحقیق کے شعبے کے سربراہ رہے اور ازاں بعد پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات سے منسلک رہے۔ متعدد تصانیف اور سینکڑوں مضامین اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ تصانیف میں منہاج القرآن قابل ذکر ہیں۔

برہان الدین میاں

تحریک پاکستان کے رہنما۔ اور قانون دان ۱۹۴۵ء میں جب قائداعظم پشاور آئے تو نیشنل گارڈ کے ایک رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

وہ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو پشاور میں پیدا ہوئے علی گڑھ سے ایل ایل بی کی ڈگری لی۔ دوران تعلیم قیام پاکستان کے لئے جدوجہد کی ۱۹۴۴ء میں وکالت کی ڈگری لینے کے بعد پشاور چلے گئے اور قائداعظم نیشنل گارڈ کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔ ۱۹۴۵ء میں نیشنل گارڈ کے رکن بنے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مانسہرہ، ایبٹ آباد اور ہری پور کے دورے کر کے مسلم لیگی امیدواروں کو کامیابی سے ہم کنار کیا۔ تحریک سول نافرمانی میں جیل کاٹی۔ قیام پاکستان کے بعد بارہ مولا سے پشاور آئے۔ ۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا قیام پاکستان کے بعد سیاست سے کنارہ کش رہے اور پریکٹس کرنے لگے۔ ۱۹۶۸ء میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اور ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۵ء تک سرحد کے ایڈووکیٹ جنرل رہے۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء میں پشاور ہائی کورٹ کے جج بنے۔

بریلی

قائداعظم محمد علی جناح بریلی کے مسلمانوں کی دعوت پر ۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو بریلی پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر ہزاروں افراد نے ان کا استقبال کیا۔ اسٹیشن سے قائد کو جلسہ گاہ میں لایا گیا۔ جلسہ میں بدایوں، مراد آباد اور شاہجہاں پور سے لوگ آئے۔ جلسہ میں فارسی میں گورنمنٹ ہائی سکول بریلی کے ہیڈ مولوی بنے خاں سرخ پوش رامپوری نے ایک نظم پڑھی جس کا مطلع یہ ہے

جناح آمد بریلی را بہار اندر بہار آمد
برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد

قائداعظم نے اردو میں خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ انگریزی حکمت عملی یہ ہے کہ ہندو یہ چاہتے ہیں کہ انگریز کے زیر سایہ ہم مسلمانوں پر حکومت کرتے رہیں لیکن ہم نہ انگریز کے غلام رہنا چاہتے ہیں اور نہ ہندوؤں کے بلکہ ہندوستان میں ایک آزاد قوم کے طور پر رہنا چاہتے ہیں۔

بستان العارفین

انڈونیشیا کی سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس، انہوں نے قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں عظیم انسان، آئینی ماہر اور بلند پایا پارلیمنٹرین قرار دیا۔ ان کے ملک میں قائد اعظم کا بے حد احترام کیا جاتا ہے۔

بسمارک کا ہم پلہ

جون ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے قائداعظم کی قیادت میں وائسرائے ہند سے جو مذاکرات ہوئے ان کا ذکر کرتے ہوئے آغا خاں نے اپنی یادداشتوں میں قائداعظم کو تدبر، ذہانت اور بے مثال دور اندیشی کے ساتھ فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو بسمارک کا ہم پلا قرار دیا۔

وہ پروشیا کے سیاست دان تھے۔ ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوئے جرمن سلطنت کو بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۸۶۸ء میں وزیر امور خارجہ اور ۱۸۷۱ تا ۱۸۹۰ جرمن چانسلر رہے۔ انہیں مرد خون و آہن کہا جاتا ہے۔

اسلحہ کے لئے بجٹ کی مخالفت کرنے پر پارلیمان کو برخاست کرنے (۱۸۶۲) کے بعد شلیسوگ ہولسٹاہن کے معاملے کو بہانہ بنا کر ڈنمارک پر حملہ کیا اور فتح کر لیا۔

بشیر احمد اخگر۔

تحریک پاکستان کے رہنما، اعلیٰ پائے کے مقرر، قائداعظم محمد علی جناح نے ان کے بارے میں فرمایا۔

"مجھے اپنی تنظیم میں ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے" جو ان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

وہ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی عربی، فارسی اور اردو اور پنجابی پر عبور تھا۔ ۳۰/اپریل ۱۹۴۴ء کو سیالکوٹ میں قائداعظم کی صدارت میں مسلم لیگ کا جو جلسہ منعقد ہوا اس میں انہوں نے بھی شرکت کی۔ سر چھوٹو رام نے مہاسبھا کے نام سے ایک تنظیم بنا رکھی تھی جس میں ہندو، سکھ اور مسلم جاٹ بھی شامل تھے ان کا مقصد محض مسلمان جاٹوں کو مسلم لیگ سے متنفر کرنا تھا قائد نے فرمایا کسی مسلمان جاٹ کو بلاؤ نگاہ انتخاب ان پر پڑی انہوں نے ایسی تقریر کی کہ قائداعظم نے نشست سے اٹھ کر ان کی پیٹھ تھپتھپائی۔ قیام پاکستان کے بعد صادق آباد میں سکونت اختیار کی۔

بشیر احمد میاں

جسٹس میاں شاہ دین کے صاحب زادے ممتاز ادیب اور سفارتی رہنما۔ ۱۹۴۳ء میں میاں بشیر احمد کو قائداعظم محمد علی جناح نے ایک خط میں لکھا کہ علامہ اقبال کے نام میرے خطوط کی نقول تلاش کریں جو ۱۹۳۰ء ۱۹۳۸ء کے درمیان لکھے گئے اور جن کی تاریخی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

وہ ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی اے آنرز اور بیرسٹری کی ڈگری لی۔ وطن واپس آ کر اسلامیہ کالج لاہور میں تاریخ پڑھاتے رہے جنوری ۱۹۲۲ء میں ہمایوں جاری کیا جو ۳۵ برس تک جاری رہا۔ ۱۹۳۶ء میں انجمن اردو پنجاب کی بنیاد رکھی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کورٹ کے رکن اور انجمن ترقی اردو کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے رکن رہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے فیلو (۱۹۳۶ء ۱۹۴۰ء) آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن (۱۹۴۲ء - ۱۹۴۶ء) فروری ۱۹۴۶ء میں مجلس قانون ساز پنجاب کے رکن منتخب ہوئے۔

آزادی کے بعد ترکی میں پاکستان کے سفیر رہے طلسم زندگی، کارنامہ اسلام اور مسلمانوں کا ماضی حال اور مستقبل تصانیف، میں "ملت کا پاسباں قائداعظم محمد علی جناح" نامی نظم لکھ کر برصغیر پاک و ہند میں شہرت پائی۔

۳ مارچ ۱۹۷۱ء کو انتقال کیا۔

بشیر فاروق

تحریک پاکستان کے کارکن۔ بچپن کوئٹہ میں گزارا، یہیں تعلیم حاصل کی۔ تحریک آزادی اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں مسلم لیگ کے سرگرم رکن کی حیثیت سے سرگرم عمل رہے۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۴۳ء سے بلوچستان مسلم لیگ کونسل کے رکن رہے۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں اپنی نظمیں پڑھتے رہے۔ حضرت

قائداعظم کے زیرِ صدارت جلسوں میں مسلم لیگ اور قائداعظم کی شان میں نظمیں سناتے رہے۔ حضرت قائداعظم کی کوئٹہ میں جولائی ۱۹۴۳ء میں آمد پر بہت سی نظمیں لکھیں اور پڑھیں جن میں یہ نظمیں کافی مقبول ہوئیں۔

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ۔ اسلام کا نشاں ہیں محمد علی جناح سپہ سالار ملت ہیں ہمارے قائداعظم۔ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ۔ ان نظموں کو سننے کے بعد خطیب ملت نواب بہادر یار جنگ نے کوئٹہ سے روانگی کے وقت کہا تھا۔ بشیرفاروق کی مسلم لیگ سے بے پناہ محبت اور قائداعظم سے عقیدت نے بے حد متاثر کیا ہے۔ آپ واقعی شاعر ملت ہیں انہوں نے بلوچستان میں مسلم چیمبر آف کامرس کی بنیاد رکھی۔ بزم اقبال کے سیکرٹری رہے۔ کلام ہفتہ وار دارالاسلام میں شائع ہوتا رہا۔

کلام کے دو مجموعے۔ مینائے غزل اور حرف جنوں شائع ہو چکے ہیں۔ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے (گلدستہ نغمات وطن) بھی ان کی تصنیف ہے۔

بصیرالدین میاں

وہ ۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میاں نورالدین نے ایبٹ آباد میں مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے کافی جدوجہد کی۔ میاں بصیرالدین نے ایبٹ آباد، لاہور اور بمبئی میں تعلیم حاصل کی۔ بمبئی کی تعلیم کے دوران مسلم لیگ سے منسلک ہوئے۔ قائداعظم کی ہدایت پر کانگریس کی تحریک کے خلاف بمبئی اور پونا میں جگہ جگہ جا کر تقریریں کیں اور مسلمانوں کو کہا کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہوں تاکہ اجتماعی طور پر ہندوؤں اور انگریزوں کی سازشوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ قائداعظم کی ہدایت پر بمبئی یو۔ پی۔ اور سی پی میں جا کر طلباء کو منظم کیا اور انہیں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ممبر بنایا۔ ۱۹۳۸ء میں قائداعظم کی ہدایت پر ایبٹ آباد چلے آئے اور ایبٹ آباد میں مسلم لیگ کی تنظیم اور قیام کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ مولانا شوکت علی اور دوسرے زعماء کو ۱۹۳۸ء میں ایبٹ آباد میں بلا کر مسلم لیگ کانفرنس منعقد کرائی۔ سرحد میں سب سے پہلی مسلم لیگ کانفرنس تھی جس میں سرحد کے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔

بطل مغفور

یہ کتاب چودھری عبدالحمید خاں حمید نے مرتب کی اور اسے الائٹ سٹورز، بک سیلرز و پبلشرز (چوک نیائیں) گوجرانوالہ نے زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔ سن اشاعت ۱۳۶۷ھ دیا گیا ہے اس کتاب میں مرتب نے سوانح حیات قائداعظم (مع اقتباسات، تقاریر و ارشادات عالیہ) گلہائے عقیدت (شعراء نامدار کے تعزیتی و تاریخی جگر پارے)۔ خراج عقیدت شاہان ہفت کشور اکابر و مشاہیر عالم کے پیغامات اور مشرق و مغرب کے اخبارات کے مقالات شائع کئے ہیں۔ کتاب کے اندرونی صفحہ پر ۸۶۷ کے بعد علامہ اقبال کا یہ شعر درج ہے۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

بقا، خلیفہ امام دین:۔

تحریک پاکستان کے نامور کارکن ۱۹۸۷ء میں حکومت پنجاب نے انہیں ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر گولڈ میڈل دیا۔ وہ یکم جنوری ۱۸۹۳ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ مولانا ظفر علی خان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ علامہ اقبال کی ہدایت پر ۱۹۳۲ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ اور مسلم لیگ ضلع جالندھر کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن چنے گئے۔ ۱۹۴۰ء میں نیشنل گارڈز کے طور پر مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں اپنے چار سو ساتھیوں سمیت شرکت کی

ان کی کوششوں سے ۱۹۴۲ء میں جالندھر میں مسلم لیگ کے عظیم الشان اجلاس کا اہتمام کیا گیا اس اجلاس کی صدارت قائداعظم نے کی ۱۹۴۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ اور پاکستان مسلم لیگ کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۹۸۰ء تک سیاست سے وابستہ رہے۔ گوجرانوالہ میں مستقل رہائش اختیار کی۔

بقائے روح اسلام

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو پنجاب

سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

"ہم مادی فوائد کے لئے نہیں بلکہ بقائے روح اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں یہ سودا بازی نہیں ہے۔ اہل ہالینڈ کی ایک ضرب المثل کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آدمی روپیہ کھودیتا ہے تو کچھ ضائع نہیں ہوتا لیکن حوصلہ کھودینے سے سب کچھ حتیٰ کہ آبرو بھی کھودیتا ہے۔"

بکس آن قائداعظم

یہ کتاب جامعہ کراچی کی ڈاکٹر محمود حسین لائبریری میں موجود ان کتابوں کی خصوصی فہرست ہے جن کا تعلق بانی پاکستان حضرت قائداعظم سے ہے۔ کتاب کے پیش لفظ میں شیخ الجامعہ پروفیسر احسان رشید نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ اسے قائداعظم کی صد سالہ سالگرہ کی مناسبت سے شائع کیا گیا ہے یہ کتاب ایم عادل عثمانی نے مرتب کی اور ۱۵۰ صفحات کی اس کتاب کی قیمت ۳۵ روپے مقرر کی گئی۔ کتابوں کی فہرست دو حصوں میں ہے۔ پہلے حصے میں یورپی زبانوں کی تفصیلات ہیں اور دوسرے میں مشرقی زبانوں کی۔ ہر حصے میں ترتیب کا اہتمام درج ذیل ہے۔

وہ کتابیں جو قائداعظم پر لکھی گئیں۔
وہ کتابیں جن میں قائداعظم کے تذکرے ہیں۔
قائداعظم پر حوالے کی کتابیں
اشارئے عنوانات

مرتب نے کتاب کی قدروقیمت میں اضافہ کے طور پر ایک ایسا باب بھی شامل کیا ہے جس میں قائداعظم کی پیدائش کے دن سے وفات کے لمحے تک تمام اہم واقعات تاریخ وار بیان کر دیئے ہیں۔

بلدیو سنگھ

اکالی سکھ رہنما۔ ۱۹۴۶ء میں وہ پنڈت نہرو۔ قائداعظم، لیاقت علی خاں کی معیت میں انگلستان گئے۔ ۱۲ اپریل ۱۹۴۷ء کو انہوں نے قائداعظم کے ساتھ مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی۔ وائسرائے ہند نے مسلم لیگ اور کانگریس کو ۲۔ جون ۱۹۴۷ء کو جو دعوت دی اس میں وہ بھی قائداعظم کے ساتھ شریک ہوئے۔

وہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی صدر سکھ آل پارٹیز کمیٹی ۱۹۴۲ء منسٹر ڈویلپمنٹ پنجاب ۴۶۔ ۱۹۴۲ء۔ عبوری رکن ۱۹۴۶ء وزیر دفاع حکومتِ ہند ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۲ء۔ پارلیمنٹ کے رکن کی حیثیت سے ۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۱ء تک خدمات انجام دیں۔

۱۹۶۱ء میں انتقال کیا۔

بلوچ رجمنٹ

پاکستان کی قدیم ترین رجمنٹ۔ اس رجمنٹ نے قائداعظم محمد علی جناح کو اس وقت گارڈ آف آنر پیش کیا۔ جب انہوں نے ۱۵۔ اگست کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا تو نیوی اور بلوچ رجمنٹ نے ان کی خدمت میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔

بلوچستان

قائداعظم کا بلوچستان سے براہ راست رابطہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو اس وقت ہوا جب قائداعظم نے بلوچستان میں برصغیر کے دوسرے صوبوں کی طرح آئینی اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد مارچ ۱۹۲۹ء میں اپنے مشہور چودہ نکات میں قائداعظم نے ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا۔

۱۹۳۶ء میں غلام بھیک نیرنگ نے ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں بلوچستان کے لئے صوبائی خود مختاری کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کی جسے ناکام بنا دیا گیا۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے بلوچستان کے رہنماؤں نے صوبے میں مسلم لیگ کے قیام کے لئے راہ ہموار کی۔ ۱۹۳۸ء میں کوئٹہ میں ملک جان محمد خاں کانسی کی صدارت میں (جو مسلم نیشنل گارڈ کے پہلے سالار بھی مقرر ہوئے) ایک جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں مسلم لیگ کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

جنوری ۱۹۳۹ء میں بیرسٹر قاضی محمد عیسیٰ نے قائداعظم سے بمبئی میں ملاقات کی۔ ملاقات میں قائد نے بلوچستان میں مسلم لیگ کے قیام کی ہدایت کی۔ ۱۰ اور ۱۱ جون ۱۹۳۹ء کو کوئٹہ میں قاضی عیسیٰ کی زیرصدارت مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں قائداعظم کی جانب سے

پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اسی اجلاس میں قاضی عیسیٰ کو ستمبر ۱۹۳۹ء میں بلوچستان مسلم لیگ کا صدر چن لیا گیا۔ ستمبر ۱۹۳۹ء میں اس کا الحاق مسلم لیگ سے ہو گیا۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قیام پاکستان کے سلسلے میں آل انڈیا مسلم لیگ نے جو قرار داد پیش کی قاضی عیسیٰ نے بلوچستان کی طرف سے اس کی تائید کی۔ اس موقع پر انہوں نے کہا۔

"آج ۲۷ سال بعد مسلمان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انہیں آزاد اسلامی مملکت میں زندگی بسر کرنی چاہئے۔ ہمارے قائداعظم گزشتہ تین سال سے یہ سوچ رہے تھے کہ مسلمانوں کی آئندہ پوزیشن کیا ہونی چاہئے۔ بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ کم از کم ان صوبوں میں مسلمانوں کو آزادی ملنی چاہئے جہاں ان کی اکثریت ہے۔ اسی طرح کم از کم چھ کروڑ مسلمان تو آزاد ہو جائیں گے۔"

اس اجلاس کے بعد قاضی عیسیٰ کو آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا۔

وہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے اختلافات کو دور کرانے کے لئے دیگر راہنماؤں کے ساتھ سرحد گئے۔ واپسی پر قائد نے کہا۔

"شاباش میرے بیٹے۔ سرحد کے حالیہ ضمنی انتخابات کی فتح تمہاری دستار میں ایک اور طرۂ امتیاز ہے۔"

۲۶، ۲۷ اور ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء کو کوئٹہ میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظم تو شرکت نہ کر سکے تاہم نواب زادہ لیاقت علی خاں، نواب بہادر یار جنگ، مولانا ظفر علی خاں تشریف لائے۔

"جون ۱۹۴۳ء میں قائداعظم نے پہلی بار بلوچستان کا دورہ کیا۔ ۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو کوئٹہ میں انہوں نے فرمایا "یاد رکھو مسلمانوں کا خدا ایک ہے قرآن ایک اور رسول ایک۔ ہمارا پلیٹ فارم بھی ایک ہے اور ہمارا نصب العین صرف پاکستان۔"

اس دورے میں انہیں ایک تلوار بھی پیش کی گئی۔ ستمبر ۱۹۴۵ء میں قائداعظم نے محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ بلوچستان کا پانچ ہفتے کا دورہ کیا۔

۱۹۴۶ء میں نواب محمد خاں جوگیزئی بلوچستان مسلم لیگ کے امیدوار بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔

۲۷ اور ۲۸ اپریل ۱۹۴۷ء کو چودھری خلیق الزماں کی صدارت میں کوئٹہ میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی۔

۳ جون منصوبے کے تحت ۲۹ جون ۱۹۴۷ء کو یہاں ریفرنڈم ہوا۔ نواب محمد خاں جوگیزئی، میر جعفر خاں جمالی اور قاضی عیسیٰ نے بھرپور کردار ادا کیا لیکن گورنر جنرل کے حکم سے ریفرنڈم ایک دن کے لئے ملتوی کر دیا گیا تاہم نواب محمد خاں جوگیزئی نے اعلان کیا کہ ہمیں فیصلے کے لئے مزید وقت درکار نہیں کیونکہ شاہی جرگہ کے سردار پاکستان کے حق میں فیصلہ کر چکے ہیں لہٰذا مسٹر جیفرے براڈ ایجنٹ ٹو گورنر جنرل کو یہ فیصلہ تسلیم کرنا پڑا اور اس نے وائسرائے کو بذریعہ تار مطلع کر دیا۔

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے سبی دربار سے خطاب کیا۔

بلوچستان کا دروازہ

قائداعظم محمد علی جناح تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن میر جعفر خاں جمالی کو "بلوچستان کا دروازہ" کہا کرتے تھے اور لوگوں نے میر صاحب کو ندائے ملت کا خطاب دیا۔

وہ روجھان جمالی ضلع نصیر آباد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پاکستان کے قیام استحکام اور قومی یکجہتی کے لئے تاریخی کردار ادا کیا۔ پاکستان کے حق میں ریفرنڈم کرانے میں ان کی مجاہدانہ اور والہانہ کوششوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ کانگریس کی پرفریب چالوں کو ناکام بنانے اور لالچی عناصر پر مالی ترغیبات کے پرکشش عمل کو روکنے کے لئے بے پناہ ایثار کا مظاہرہ کیا۔ قیام پاکستان سے دس سال قبل قائداعظم سے ان کے تعلقات قائم ہو گئے۔ جدوجہد آزادی۔ تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے لئے مخلصانہ کام کیا۔

۱۹۶۷ء میں وفات پائی۔

بلوچستان میں اصلاحات

۱۹۲۷ء میں گوہاٹی میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کا جو اجلاس منعقد ہوا تھا اس کی صدارت سری نواس آئنگر نے کی۔ انہوں نے قائد کے دوست کی حیثیت سے برصغیر میں فرقہ وارانہ

کشیدگی کا خاتمہ کرنے کے لئے چند تجاویز پیش کیں۔ قائد اعظم نے ان تجاویز پر غور کرنے کے لئے ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں مسلمانوں کے ۳۰ سرکردہ رہنماؤں جن میں راجا صاحب محمود آباد، سر شفیع، مولانا محمد علی جوہر، سر یعقوب، ڈاکٹر انصاری، نواب محمد اسمٰعیل شامل تھے کا ایک اجلاس بلایا۔

اجلاس میں ایک متفقہ قرار داد کے ذریعے مطالبات میں کہا کہ

(۱) سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے اسے صوبے کی حیثیت دی جائے۔

(۲) صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بھی ان اصلاحات کو رائج کیا جائے جن سے برصغیر کے دوسرے صوبے متمتع ہیں۔

(۳) پنجاب اور بنگال میں اساس نیابت آبادی کا تناسب ہو۔

(۴) مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی ایوان کی ایک تہائی تعداد سے کم نہ ہو۔

(۵) مسلمانوں کی اقلیت کے صوبوں میں ان کا تشخص برقرار رکھا جائے۔ ان تجاویز کو تجاویز دہلی کا نام دیا گیا تھا۔

بلی ماراں (دہلی)

۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء کو کونسل آف انڈیا مسلم لیگ کا جو جلسہ منعقد ہوا وہ مسلم لیگ کے دفتر واقع بلی ماراں میں ہوا اور اس اجلاس میں مسلم لیگ کا وہی جھنڈا اپنانے کا فیصلہ کیا گیا جو ۱۹۳۷ء کے اجلاس لکھنؤ میں لہرایا گیا تھا۔

دہلی کا یہ محلہ گھنٹہ گھر سے مسجد فتح پوری کی طرف جاتے ہوئے راستے میں آتا ہے۔ مسیح الملک حکیم اجمل خاں، مولوی عبدالحق صاحب تفسیر حقانی اور مرزا غالب نے اپنی عمر کا بڑا حصہ یہیں گزارا۔

بلیگڈن، جسٹس

بمبئی ہائیکورٹ کا انگریز جج جس نے قائد اعظم محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ کے بارے میں اپنا یہ فیصلہ جیوری کے سامنے سنایا۔

آپ نے اخباروں میں چاہے کچھ بھی پڑھا ہو اور اس مقدمے کے بارے میں اس عدالت کی چار دیواری کے باہر کسی بھی ذریعے سے جو کچھ سنا ہو اسے آپ کو مکمل طور پر اپنے دماغوں سے نکال دینا چاہئے۔ آپ کو شہادتوں کے مطابق ایک ایسا فیصلہ سنانا ہے جس کی بنیاد عدالت کی گواہی اور ان چیزوں پر ہو جو آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔

حضرات اگواہی وہ نہیں جو گپ شپ سے بنتی ہے اور گواہی وہ بیانات بھی نہیں جو آپ انجمن وکلاء کے فاضل رکن سے سنتے ہیں۔ آپ حضرات کو یاد ہو گا کہ سوم جی صاحب نے استغاثہ کی طرف سے اس مقدمے کا افتتاح کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کا وعدہ کیا تھا کہ ملزم نہ صرف یہ کہ خاکسار نامی ایک جماعت کا رکن ہے بلکہ اس میں ممتاز حیثیت بھی رکھتا ہے جسے جانباز کہا جاتا ہے۔

اس مقدمے کے سلسلے میں جو شہادتیں ہمارے سامنے آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سوم جی صاحب اپنے وعدے کو پورا نہ کر سکے اور یہ بات اکثر مقدموں میں پیش آتی ہے سچ پوچھا جائے تو آپ کے سامنے ایک بھی شہادت ایسی نہیں جس کی بنا پر آپ کہہ سکیں کہ یہ شخص خاکسار تحریک کا رکن ہے۔

ہفت روزہ الاصلاح، لاہور

"قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ کس نے کیا"

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء

بلیئرڈ

قائد اعظم محمد علی جناح کا پسندیدہ کھیل تھا۔

یہ ایک اندرونی کھیل ہے جسے چھڑی اور گیند کی مدد سے مستطیل شکل کے میز پر (جو سبز رنگ کے کپڑے سے ڈھکی ہوتی ہے) کھیلا جاتا ہے۔ ہر کونے پر اور لمبائی کے رخ درمیان میں کیسے (POCKETS) ہوتے ہیں۔ میز کی سطح پر ڈی کی شکل کا نیم دائرہ ہوتا ہے جس میں ۴ نشانات لگے ہوتے ہیں۔ تینوں گیندوں (ایک سرخ اور دو سفید) کی مدد سے یہ کھیل کھیلا جاتا ہے۔ چھڑی کی مدد سے پوائنٹ حاصل کئے جاتے ہیں۔

کھیل کی ابتداء کب ہوئی اس کا پتہ نہیں چل سکا تاہم اتنا پتہ چل سکا ہے کہ یہ پہلے فرانس اور برطانیہ میں ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ کھیلا گیا۔

بمبئی

قائد اعظم محمد علی جناح سب سے پہلے ۱۸۸۷ء میں کراچی

سے بمبئی گئے اس وقت وہ سندھ مدرسۃ الاسلام میں زیر تعلیم تھے۔ بمبئی میں جاکر انہوں نے انجمن اسلام ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ دوسری بار ۱۸۹۶ء میں لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے بمبئی آئے اور اپالو ہوٹل میں قیام فرمایا۔ وہاں انہوں نے پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۰۰ء میں ان کا تقرر بمبئی پریذیڈنسی میں مجسٹریٹ کی حیثیت سے ہوا۔ وہیں انہیں لارڈ سانمن کہا جانے لگا۔ ۱۹۰۷ء میں بمبئی کے شہریوں نے انہیں ایک مقدمے کے سلسلے میں وکیل کیا۔ قائداعظم یہ مقدمہ ہار گئے۔ دسمبر ۱۹۰۹ء میں قائداعظم بلامقابلہ بمبئی میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں پھر رکن نامزد کیے گئے۔ ۱۹۱۵ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کو بمبئی میں سالانہ اجلاس منعقد کرنے کو کہا۔ ۳۰ جولائی ۱۹۱۷ء ہوم رول لیگ کے صدر کی حیثیت سے انہوں نے بمبئی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔ ان کی تقریر سے گویا ایک زلزلہ سا آ گیا۔ ۱۸۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو قائداعظم نے بمبئی میں جلسہ سے خطاب کیا۔ ۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بمبئی میں گاندھی کی صدارت میں ہوم رول لیگ کے اجلاس میں اس کا نام تبدیل کر کے سوراج سبھا رکھنے کی تجویز پیش کی گئی تو قائداعظم نے اس اجلاس کا بائیکاٹ کیا اور ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو اپنے ساتھیوں سمیت ہوم لیگ رول سے مستعفی ہو گئے۔

۱۹ فروری ۱۹۲۱ء کو انہوں نے مسٹر گوکھلے کی چھٹی برسی پر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کی جانب سے منعقدہ ایک تقریب میں شرکت کی۔ قائداعظم نے گوکھلے کی زندگی اور خدمات کا ذکر بھی کیا۔ ۱۴، ۱۵ اور ۱۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو بمبئی میں کل جماعتی کانفرنس کے سیکرٹری کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۳ء کو انہوں نے ایک آزاد رکن کی حیثیت سے انتخاب میں حصہ لینے کے لئے اپنا انتخابی منشور بمبئی سے جاری کیا۔ ۱۴ نومبر ۱۹۲۳ء کو وہ بلامقابلہ قانون ساز اسمبلی کے رکن بن گئے۔ دسمبر ۱۹۲۴ء میں مسلم لیگ کا جو اجلاس سید رضا علی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس میں قائداعظم نے صوبہ سرحد میں مکمل اصلاحات جاری کرنے کی تحریک کی زبردست حمایت کی۔ قائد نے پبلک سروسز کے بارے میں بھی ایک تجویز دی ۱۹۲۷ء میں قائداعظم نے سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے کی تجویز کی حمایت کی۔ ۱۹ نومبر ۱۹۲۷ء کو قائداعظم نے شاہی کمیشن کے خلاف بمبئی میں ایک اجلاس سے خطاب کیا۔ شاہی کمیشن کو سائمن کمیشن بھی کہا جاتا ہے۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو قائداعظم انگلستان سے بمبئی واپس آئے۔ ۱۹۲۹ء میں اہلیہ کی بیماری کی خبر سن کر بمبئی گئے۔ اپریل ۱۹۳۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا چوبیسواں سالانہ اجلاس سر وزیر حسن کی صدارت میں بمبئی میں ہوا۔ قائد نے اس میں ایک قرارداد بھی پیش کی۔ ۲۸ اپریل ۱۹۳۸ء کو قائداعظم کلکتہ سے واپس آئے تو انہوں نے یوم نجات کے جلسے میں شرکت کی۔ دسمبر ۱۹۴۰ء میں پھر قائداعظم بمبئی آئے اور وہاں سے احمد آباد گئے جہاں انہوں نے اجتماع سے خطاب کیا اور کہا کہ ہندوستان کو تقسیم کر دینا چاہئے۔ ۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو قائداعظم نے انجمن ترقی مسلمین اور مجلس مسلم نوجوانان بمبئی کے ایک مشترکہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ اپنی حکومت چاہتی ہے۔ جولائی ۱۹۴۱ء میں پھر قائداعظم بمبئی آئے۔ ۲۴ جنوری ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ تعطل کو دور کرنے کا اختیار مسٹر گاندھی اور کانگریسی رہنماؤں کو ہے مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان بلاشبہ ایک عظیم انقلاب بپا کر دیں گے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو ان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ قائداعظم نومبر تک بمبئی میں مقیم رہے پھر دہلی چلے گئے۔ ۹ دسمبر کو قائداعظم نے بمبئی میں عید کا تہوار منایا۔ اگست ۱۹۴۴ء میں قائداعظم بمبئی پہنچے جہاں ۹ ستمبر کو ان کی گاندھی جی سے ملاقات ہوئی۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ۲۷ ستمبر تک جاری رہا۔ ۱۴ فروری ۱۹۴۵ء کو سندھی رہنما جی ایم سید نے بمبئی میں قائداعظم سے ملاقات کر کے سندھ کے مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ اسی سال وہ شملہ سے بمبئی گئے۔ ۶ اگست کو نمبر ایسوسی ایشن نے ان کے اعزاز میں جو دعوت دی۔ اس میں قائداعظم نے شرکت کی۔ ۱۲ اگست کو قائداعظم نے قیصر باغ کے ایک جلسے سے خطاب کیا۔ اگست کے تیسرے ہفتے میں بیمار ہو گئے چنانچہ کراچی چلے گئے۔ ۸ نومبر ۱۹۴۵ء کو بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے مسلمانان فلسطین کی حمایت میں قیصر باغ میں منعقدہ جلسہ کی صدارت کی اور فلسطینی مسلمانوں کے موقف کی حمایت کی۔ ۲۷ جولائی ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے مسلم لیگ کونسل سے خطاب کیا۔ اور کہا کہ کیبنٹ مشن کانگریس کا آلہ کار بن گیا ہے۔ اسی اجلاس

میں کونسل نے ۱۶ اگست کو پورے ہندوستان میں یوم راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ قائداعظم ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے بمبئ گئے۔ ۴ اپریل کو واپس دہلی پہنچے۔ ازاں بعد پھر کبھی قائداعظم بمبئ نہ گئے۔

بمبئ بھارت کا بہت بڑا شہر اور بندر گاہ ہے۔ یہ سطح سمندر سے ۲۵ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ شہر ایک جزیرے پر واقع ہے۔ بہت بڑا صنعتی، تجارتی اور مالیاتی مرکز ہے۔ کلکتہ کے بعد یہ سب سے بڑا تجارتی مرکز ہے۔ بندر گاہ سے روئی چنا اور تیل نکالنے والے بیج بر آمد کئے جاتے ہیں جبکہ دھاتیں فالتو پرزہ جات اور مشینیں در آمد کی جاتی ہیں۔

بمبئ کا ریلوے ورکشاپ اور چمڑا رنگنے کے کارخانے اور فلمی مرکز بھارت بھر میں مشہور ہے۔ اسے بھارت کا ہالی وڈ بھی کہا جاتا ہے۔

اہم تاریخی عمارتوں میں رائل انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اور بمبئ یونیورسٹی قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں یہاں ایک ایٹمی ری ایکٹر نصب کیا گیا۔

بمبئ کا لفظ ہندوؤں کی دیوی بمبا سے منسوب ہے اس کی بنیاد ۱۶۶۹ء میں رکھی گئی تھی۔ آبادی ۸۵،۰۰۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

بمبئ، آل انڈیا ریڈیو

۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا ریڈیو بمبئ سے اپنی ایک تقریر نشر کی اس میں انہوں نے کہا تھا کہ

"معاشی احیاء اور سیاسی آزادی کا منطقی انحصار ایک ایسی چیز پر ہے جس کا زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اگر آپ مجھے کہنے کی اجازت دیں تو وہ اسلام اور اسلامی جذبہ ہے ــــــ حق کی راہ میں اور اپنے عقیدے کی نشو و نما کے لئے قرآن شریف سے بہت مناسب اور معقول مطالب اخذ کرنے چاہئیں۔ اگر ہم اپنے حق کے جذبے میں غیر متزلزل ہیں تو یقیناً از خود اپنی منزل پالیں گے۔"

بمبئ پریذیڈنسی

قائداعظم محمد علی جناح کو ۳ مئی ۱۹۰۰ء کو جب کہ ان کی عمر ۲۴ سال تھی بمبئ پریذیڈنسی میں مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔ وہ چھ ماہ تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس دوران انہوں نے ۳۷ مقدموں کا فیصلہ کیا جو بمبئ کے اخباروں اور بمبئ گزٹ میں محفوظ ہیں۔

قائداعظم کی یہ تقرری ایک انگریز ایڈووکیٹ جنرل مسٹر میکفرسن کی سفارش پر ہوئی۔ انہوں نے چارلس الیونٹ (لامبر) سے سفارش کی تھی۔

۳ نومبر ۱۹۰۰ء کو ان کے عہدے کی معیاد ختم ہو گئی۔ عہدے کی مدت ختم ہوئی تو سر چارلس الیونٹ نے پندرہ سو روپے ماہوار پر انہیں مستقل مجسٹریٹ لگانے کی پیشکش کی لیکن قائداعظم نے کہا کہ وہ روزانہ پندرہ سو روپیہ کمانا چاہتے ہیں۔

بمبئ پریذیڈنسی ایسوسی ایشن

۱۹۰۵ء میں کانگریسی رہنماؤں نے برطانوی انتخابات میں ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کا مسئلہ پیش کرنے کے لئے جو وفد تشکیل کیا گیا اس میں وہ بھی شامل تھے اس ضمن میں وہ ستمبر ۱۹۰۵ء میں گوکھلے اور دیگر رہنماؤں کے ساتھ لندن گئے۔ اس اعتبار سے انہوں نے بمبئ پریذیڈنسی ایسوسی ایشن کے نمائندے کی حیثیت سے حصہ لیا۔

بمبئ کرانیکل

یہ اخبار فیروز شاہ مہتہ نے جاری کیا۔ اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین وہ خود ہی تھے۔ ۱۹۱۵ء میں ان کا انتقال ہو گیا تو قائداعظم محمد علی جناح بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین بنے۔ اس اخبار نے قائداعظم کی پالیسیوں کو بڑا سراہا۔

بمبئ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن

تحریک قیام پاکستان کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے بمبئ کے مسلمان طلباء کا ایک اجلاس سر کریم بھائی اور ابراہیم کی صدارت میں بمبئ میں منعقد ہوا۔ بمبئ لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن حسین بیگ اس کے صدر، اقبال آزاد اور حبیب مرچنٹ آرگنائزنگ سیکرٹری اور جوائنٹ سیکرٹری بنے۔

یکم اگست ۱۹۴۱ء کو بمبئ مسلم لیگ کے صدر آئی آئی چندریگر کی زیر صدارت فیڈریشن کا جلسہ منعقد ہوا جس میں

فیڈریشن کا آئین منظور ہوا اور قائداعظم اس تنظیم کے سرپرست بنا دیے گئے۔ ۱۹۴۱ء میں پھر حسین بیگ اس کے صدر اور حبیبی الیف مرچنٹ سیکرٹری اور اے کے سورما اور ایم یونانجی اسسٹنٹ آرگنائزنگ سیکرٹری بنے۔ فیڈریشن نے مسلمان طلباء کے لئے نصاب میں مسلم مشاہیر کو جگہ دینے کا مطالبہ کیا۔ دسمبر ۱۹۴۴ء میں بمبئی فیڈریشن کانفرنس ہوئی جلسے میں مسلم لیگ کے علاوہ کانگریسی رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ ۴۶۔۱۹۴۵ء کے عام انتخابات میں فیڈریشن نے اہم کردار ادا کیا۔

بمبئی میونسپل کارپوریشن

۱۹۰۳ء میں قائداعظم محمد علی جناح کو کارپوریشن کے پریذیڈنٹ مسٹر میکڈانلڈ نے ایک ہزار روپے ماہوار پر کارپوریشن کا قانونی مشیر مقرر کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت بھی دی۔

بمبئی میل

قائداعظم محمد علی جناح نے اکتوبر ۱۹۳۶ء میں پشاور سے لاہور تک کا واپسی سفر بمبئی میل میں کیا۔

بمبئی ہائی کورٹ

قائداعظم محمد علی جناح لندن سے بیرسٹری کا امتحان ۱۸۹۶ء میں پاس کر کے بمبئی آئے تو انھوں نے ۲۴ اگست ۱۸۹۶ء کو بمبئی ہائی کورٹ میں بیرسٹر کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔

بندہ علی

قائداعظم کے بھائی۔ یہ تیسرے نمبر پر تھے اور ان کی پیدائش ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ یہ بھی کم سنی میں انتقال کر گئے۔

بندے ماترم

لفظی مطلب ماں کو سلام۔ بھارت کا قومی ترانہ جسے بینکم چندر چیٹرجی نے ۱۸۸۲ء میں لکھا۔ ۱۸۹۶ء میں پہلے پہل کانگریس کے سالانہ اجلاس میں گایا گیا۔ برطانوی عہد میں اسے سرکاری مدارس میں بطور دعا گانے سے ممنوع قرار دیا گیا لیکن ۱۹۳۷ء میں کانگریسی وزارتوں کے قیام پر اسے مدارس میں رائج کر دیا گیا۔ اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ ۱۹۳۸ء کی قائداعظم نہرو مراسلت میں یہ زیر بحث آیا۔

قائداعظم نے لکھنؤ اور اپریل ۱۹۳۸ء میں کلکتہ اور دسمبر ۱۹۳۸ء میں پٹنہ کے اجلاسوں میں بندے ماترم کو قومی گیت بنانے پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ

ہندو کانگریس نے بے صبری کے باعث قبل از وقت ہم پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ہندوستان فقط ہندوؤں کا ہے اور سوراج سے مراد ہندو راج ہے۔ کانگریس کے رویئے سے متحدہ قومیت کے ہوائی نعروں کا غبار بڑی جلدی چھٹ گیا ہے۔ ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ مدراس میں بھی بندے ماترم کے قومی گیت بنائے جانے پر دکھ کا اظہار کیا۔

بندے ماترم کے الفاظ یہ ہیں۔

۱۔ میں تیرا بندہ ہوں اے میری ماں
میرے اچھے پانی، اچھے پھلوں والی
بھینی اور خنک جنوبی، ہواؤں والی
شاداب کھیتوں والی قوت کی منبع!
میری ماں آزاد ماں
۲۔ حسین چاندنی سے روشن رات
شگفتہ پھلوں والی گنجان درختوں والی
میٹھی ہنسی اور میٹھی زبان والی
سکھ دینے والی اور برکت دینے والی
میری ماں میں تیرے حضور جھکتا ہوں اور تیرے قدموں کو بوسہ
دیتا ہوں
۳۔ سات کروڑ گلوں کی پرجوش آوازیں
سات کروڑ بازوؤں میں سنبھلنے والی تلواریں
کیا اتنی قوت کے ہوتے ہوئے بھی اے ماں تو کمزور ہے
تو ہی ہمارے بازوؤں کی قوت ہے
میں تیرے قدم چومتا ہوں
تو دشمن کے لشکر کی غارت گر ہے اے میری ماں
۴۔ تو ہی میرا علم ہے تو ہی میرا دھرم ہے
تو ہی میرا مقصد ہے تو ہی میرا باطن ہے
تو ہی جسم کے اندر کی جان ہے
تو ہی بازوؤں کی قوت ہے

دلوں کے اندر تیری ہی حقیقت ہے
تیری ہی محبوب مورتی ہے ایک ایک مندر میں
۵۔ تو ہی درگا دس مسلح ہاتھوں والی
تو ہی کملا ہے کنول کے پھولوں کی بہار
تو ہی پانی ہے علم سے بہرہ ور کرنے والی
میں تیرا غلام ہوں، غلام کا غلام ہوں
غلام کے غلام کا غلام ہوں
اچھے پانی اچھے پھلوں والی میری ماں!
میں تیرا بندہ ہوں
۶۔ لہلہاتے کھیتوں والی مقدس
موہنی آراستہ و پیراستہ
بڑی قدرت والی قائم و دائم ماں
میں تیرا بندہ ہوں۔

بنگال

آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں منعقد ہوا اس میں صوبوں میں نمائندگی کا ذکر آیا۔ قائداعظم نے اس موقع پر ایک مدلل تقریر کی۔ ۲۵ جنوری ۱۹۲۵ء کو دہلی میں گاندھی جی کی صدارت میں سیاسی اور فرقہ وارانہ یک جہتی کے علاوہ خود مختاری کے لئے جو سب کمیٹی مقرر کی گئی اس کے اجلاس سے قائداعظم نے خطاب کیا اور فرقہ وارانہ فسادات کی وجوہات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ ۱۹۲۷ء میں قائداعظم نے دہلی تجاویز کی حمایت کی اور بنگال کی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی ان کی آبادی کے تناسب سے مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء کو کلکتہ میں آل پارٹیز کنونشن میں قائداعظم نے نہرو رپورٹ پر نکتہ چینی کی اور اس میں تین ترامیم پیش کی۔ ۱۷۔ اپریل ۱۹۳۷ء کو کلکتہ میں صوبائی مسلم لیگ کا جو جلسہ منعقد ہوا اس سے قائداعظم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے مختلف حصوں کا دورہ کرنے کے موقع پر مجھے اس بات سے بے حد خوشی ہوئی کہ مسلمانوں میں ایک عام سیاسی بے چینی پیدا ہو چکی ہے اور ہر شخص مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آجانے کے لئے بے قرار اور جذبہ شوق سے سرشار ہے۔ لوگوں پر جو ظلم کیا جارہا تھا اس سے کسی حد تک ہم نے انہیں خلاصی دی ہے اپنی جدوجہد میں عورتوں کو بھی شریک کار بنانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ۱۸ نومبر ۱۹۴۳ء کو انہوں نے بنگال میں قحط سالی ختم کرنے کے سلسلے میں کہا کہ اس ضمن میں ہم حکومت کی پوری مدد کریں گے۔ ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء کو قائداعظم صوبائی انتخابات کے سلسلے میں کلکتہ چلے گئے اور انہوں نے گورنر بنگال سے ملاقات کی۔ مرزا ابوالحسن اصفہانی کے مکان پر قیام فرمایا۔ ۲۰ فروری کو انہوں نے کلکتہ سے یہ بیان جاری کیا کہ مسلمانوں کا مطالبہ اور نعرہ پاکستان ہے۔ پاکستان کے بغیر کسی سمجھوتے کی گنجائش نہیں۔ ۷ اگست ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے کلکتہ کے فسادات پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ اس فساد کے ذمہ دار عناصر کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

قیام پاکستان کے بعد کے واقعات کے لئے دیکھئے مشرقی پاکستان۔

بنگال آرڈیننس

جب لیجسلیٹو اسمبلی میں بنگال آرڈیننس کا مسئلہ پیش ہوا تو مسٹر محمد علی جناح نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

"اس قسم کی کارروائی ایک شائستہ حکومت کے لئے سوائے ذلت کے اور کیا ہے؟ تمام ہندوستان نے حکومت کی اس کارروائی پر اظہار ناپسندیدگی کیا ہے۔ یہ قانون چھ ماہ کے لئے بنایا گیا ہے اور ابھی اس کی معیاد پوری نہیں ہوئی۔ لیکن حکومت کی ضد ملاحظہ ہو کہ عوام کی مخالفت کے باوصف اس نے خاص قانون کی پناہ لی ہے اور اس معاملہ کو اس مجلس کے سامنے پیش نہیں کیا۔ میرا فرض ہے کہ میں ملک معظم کا وفادار رہوں لیکن مجھے اس وفاداری کا صلہ کیا ملتا ہے اس کے عوض میں میرا مطالبہ کیا ہے۔ اپنے جان و مال کی حفاظت اپنی آزادی کی حفاظت! یہ نہیں ہونا چاہئے کہ حکومت میری آزادی کو مناسب عدالتی کارروائی کئے بغیر سلب کرلے مجھے یہ موقع دینا چاہئے کہ میں عدالت کے روبرو اپنی صفائی پیش کر سکوں اس قانون کا مدعا یہ ہے کہ اگر میں کلکتے میں بودوباش اختیار کرتا ہوں تو مجھے اپنی وفاداری ملک معظم کی بجائے مسٹر ٹیگرٹ کمشنر کو سونپ دینی چاہئے کیونکہ میری حفاظت یہی ایک شخص کر سکتا ہے نہ کہ عدالت عالیہ یا ملک معظم کی عدالت۔

بنگال آئل ملز

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲ فروری ۱۹۴۸ء کو کراچی میں اس مل کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر انہوں نے فرمایا۔

"ہر نئے کارخانے کا مطلب ہے پاکستان کے معاشی استحکام اور عوامی خوشحالی کی شاہراہ پر ایک اور قدم۔"

"ان تباہ حال لوگوں (مہاجرین) کو دوبارہ ان کے پاؤں پر کھڑا کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ملک میں جلد از جلد صنعت و حرفت کو فروغ دیا جائے اس سے روزگار کے نئے نئے وسیلے فراہم ہوں گے۔ قدرت نے ہمیں خام مال کی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس عزیز اور اپنے عوام کے بہترین مفاد کے لئے قدرتی وسائل کو بہترین طریقے سے استعمال میں لائیں۔

بنگال کرمنل لاامینڈمنٹ آرڈیننس

۲۳ جنوری ۱۹۲۵ء کو دہلی میں لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں بنگال کرمنل لاء امینڈمنٹ آرڈیننس زیر بحث آیا۔ چنانچہ اس کی مخالفت میں مسٹر سوامی آئنگر نے ایک تحریک پیش کی۔ قائداعظم نے اس تحریک کی نہ صرف حمایت کی بلکہ اس کی مذمت بھی کی۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس آرڈیننس کو واپس لے لے اور اسے اپنے وقار کا مسئلہ نہ بنائے۔

بنگال کرمنل لاء امینڈمنٹ ایکٹ سپلیمنٹری بل

۱۲۔ اپریل ۱۹۳۶ء کی مسلم لیگ کی قرارداد کے مطابق قائداعظم کو سنٹرل پارلیمانی بورڈ کے قیام کا اختیار دیا گیا۔

بنگال لیگ پارلیمانی بورڈ

۲۳ مارچ ۱۹۲۵ء کو داخلہ ممبر سر الیگزینڈر موڈی مین نے جب اسمبلی میں یہ بل پیش کیا تو قائداعظم نے اسے تشدد آمیز قرار دیا اور کہا کہ یہ ایک خطرناک اقدام ہے اور تمام ہندوستانیوں کو اس کی مذمت کرنی چاہئے چنانچہ ایوان نے یہ بل مسترد کر دیا۔

بنگلور

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۴۱ء میں آرام کی غرض سے نندی ہل اسٹیشن گئے اور سر تیج بہادر سپرو اور قائداعظم کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی وہ یہیں سے جاری کی گئی تھی۔ یہ مقام ضلع بنگلور میں واقع ہے۔

بنوں:۔

قائداعظم محمد علی جناح ۱۶/اپریل ۱۹۴۸ء کو صوبہ سرحد کے دورے کے دوران بنوں تشریف لے گئے اور انہوں نے اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے کہا۔

اس وقت ہمارے ملک کو جن مشکلات کا سامنا ہے عوام کو چاہئے کہ انہیں دور کرنے میں وہ حکومت کی مدد کریں پاکستان حاصل ہو چکا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اسے ایک مضبوط سلطنت بنانے کے دشوار کام کا بھی آغاز ہو چکا ہے یہ مقصد بھی حاصل ہو سکتا ہے جب آپ سب مل کر اس کے لئے کوشش کریں۔ اور ذہنی اور مادی وسائل کو پاکستان کی مضبوط تعمیر کے لئے وقف کر دیں۔

انہوں نے اس موقع پر عوامی شکایات کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ یہ شکایتیں دو سال کے عرصہ میں دور ہو سکتی ہیں کیوں کہ حکومت کو ان شکایات کے کامیاب ازالے کے لئے اتنا عرصہ ضروری ہے۔ اسی شام کو قائداعظم نے بنوں کے قلعہ میں مقامی لوگوں اور قبائلیوں کے سامنے تقریر کی اور ان سے اپیل کی کہ رشوت ستانی۔ باہمی رقابت اور بدعنوانیوں کو ترک کر دیں۔

بنوں میں قائداعظم کی خدمت میں کریسنٹ پنجاب رجمنٹ کے آفیسر کمانڈنگ نے قائداعظم ریلیف فنڈ میں ۱۱۰۶۔ ۵۱۳۶ روپے کا چیک پیش کیا۔ میرانشاہ اور ٹوچی سکاؤٹس کے آفیسر کمانڈنگ نے بالترتیب ۸۰۰۰ اور ۶۸۰۵ روپے پیش کئے

بوس سبھاش چندر

کانگریس کے صدر۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء میں کیمبرج میں ہندوستانی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم کو سنا تو وہ ان کے معتقد ہو گئے۔ ۱۹۳۸ء میں لیگ اور کانگریس کے درمیان سمجھوتے کے لئے جو خط و کتابت قائداعظم اور سبھاش چندر بوس

کے مابین ہوئی اسے شائع کر دیا گیا۔ ۱۲ اکتوبر کے خط میں انہوں نے قائداعظم کو لکھا کہ لیگ کو یہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ کانگریس اسے الگ اور بااختیار جماعت تسلیم کر لے گی۔

وہ ۱۸۹۷ء میں بنگال میں پیدا ہوئے۔ انڈین سول سروس میں کامیابی حاصل کی۔ ملازمت کی اور پھر چھوڑ دی۔

انہوں نے مسٹر گاندھی کی تحریک عدم تعاون میں ۱۹۲۱ء میں شمولیت اختیار کی۔ دوسری جنگ عظیم میں کانگریس اور گاندھی جی سے اختلافات کی بنا پر کانگریس کا فارورڈ گروپ تشکیل دیا۔ اس زمانے میں انگریزوں نے انہیں نظربند کر دیا مگر وہ کسی طریقے سے بھاگ کر افغانستان چلے گئے جہاں سے انہیں جاپان جانے کا موقع مل گیا۔ جاپان میں انہوں نے ایک فوج بنائی جو برما سے ہندوستان پر حملے میں جاپانی فوج کے ساتھ شریک تھی۔ جنگ کے آخری مرحلے میں طیارے کے حادثے میں ہلاک ہوگئے۔ انہیں نیتاجی بھی کہا جاتا تھا۔ انہوں نے ہی جئے ہند کا نعرہ دیا۔ ۱۹۴۵ء میں وفات پائی۔

بوسہ

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے بعد نیشنل گارڈز صوبہ بمبئی ہر سال ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان اور ۲۵ دسمبر کو قائداعظم کی سالگرہ مناتے اس موقع پر اگر قائداعظم بمبئی میں موجود ہوتے تو نیشنل گارڈز کے دستے ۱۰ ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ کے لان میں فال ان یعنی قطاروں میں کھڑے کر دیئے جاتے سالار اندر جا کر قائد سے شرف ملاقات حاصل کرتا۔ قائداعظم باہر تشریف لاتے تو بڑے منظم طریقے سے انہیں سلامی دی جاتی۔ ایسے ہی ایک موقع پر ایک وارڈ سیکرٹری جو باریش تھے اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے فرط جذبات سے قائداعظم کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کے لئے جھکے تو انہوں نے فرمایا "یہ عمل تو مجھے آپ کے ساتھ کرنا چاہئے کیوں کہ آپ بزرگ ہیں۔"

سید حسن رضا، اردو ڈائجسٹ

مارچ ۱۹۸۸ء

بولائتھو، ہیکٹر

قائداعظم محمد علی جناح کی سرکاری سوانح عمری کے مصنف۔

وہ ۱۸۹۸ء میں آک لینڈ (نیوزی لینڈ) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بیس برس کی عمر میں اخبار نویسی شروع کر دی۔ تیس سال کی عمر میں سڈنی (آسٹریلیا) سے شائع ہونے والے اخبار سنڈے نیوز کے مدیر بن گئے۔ ایک سال کام کرنے کے بعد انگلستان چلے گئے۔ جہاں آئندہ پانچ برسوں میں انہوں نے دو ناول لکھے۔ ۱۹۳۲ء اور ۱۹۵۱ء کے درمیان انہوں نے ملکہ وکٹوریہ، ان کے شوہر شہزادہ ایلبرٹ اور جارج ششم کے متعلق کتابیں لکھیں۔ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے برطانیہ کے شاہی خاندان کی ایک صدی کی تاریخ لکھی اور ۱۹۵۵ء میں دوسری جنگ عظیم کے متعلق اپنے مشاہدات قلمبند کئے۔ باقی عمر انگلستان میں گزاری۔ انہوں نے محمد علی جناح کے نام سے انگریزی میں قائداعظم کی سوانح عمری لکھی۔ اس ضمن میں وہ بمبئی گئے جہاں وہ قائداعظم کے جاننے والے مشہور پارسی رہنما سر کاؤس جی جہانگیر سے ملے نیز قائد کے پرانے دوستوں سے بھی ملاقات کی۔ پھر پاکستان آئے۔ کرنل الٰہی بخش سے مواد حاصل کیا۔ چنانچہ محترمہ فاطمہ جناح کے تعاون سے انہوں نے ۱۹۵۲ء ـــ ۱۹۵۴ء کے دوران یہ سوانح عمری مکمل کی۔ ۱۹۷۵ء میں انتقال کیا۔

بولٹن مارکیٹ

جنوری ۱۹۴۸ء میں کراچی میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تو قائداعظم نے متاثرہ علاقوں کا بہ نفس نفیس دورہ کیا اور بولٹن مارکیٹ کے نواح اور بندر روڈ پر مسلمانوں کے مشتعل ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"احکام خداوندی اور فرمان نبوی ؐ کے مطابق مسلمان آپس میں بھائی اور غیر مسلم حقوق ہمسائیگی کے مطابق مسلمانوں کے دوست ہیں۔ اس لئے دوست کا تحفظ ہمارا اسلامی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ لہٰذا آپ لوگ فوراً منتشر ہو جائیں چنانچہ قائداعظم کا حکم سنتے ہی پورا مجمع بغیر لاٹھی چلائے یا آنسو گیس چھوڑے منتشر ہو گیا۔"

بہادر خاں، سردار

تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ قائداعظم کے ساتھ خط و کتابت رہی۔

وہ ضلع ہزارہ کی تحصیل ہری پور کے ایک گاؤں ہریانہ میں ۵ جولائی ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سرائے صالح میں حاصل کی۔ میٹرک ہری پور سکول سے کیا ۱۹۳۶ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ علی گڑھ میں تعلیم کے دوران مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ممبر کی حیثیت سے مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے کافی جدوجہد کی۔ وکالت کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایبٹ آباد میں پریکٹس شروع کی۔ ایک کامیاب وکیل کی حیثیت سے ہزارہ اور سرحد میں کافی شہرت حاصل کی۔ ۱۹۳۹ء میں ہزارہ کے ضمنی انتخابات میں سرحد اسمبلی میں منتخب ہوئے۔ اگست ۱۹۴۲ء سے مارچ ۱۹۴۶ء تک سرحد اسمبلی کے سپیکر رہے۔ ۱۹۴۶ء میں سرحد اسمبلی کے دوبارہ ممبر منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے چیف وہپ منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں تیسری بار سرحد اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ پیرس میں پاکستان کے ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے انجمن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ اگست ۱۹۴۹ء تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء پاکستان کی مرکزی حکومت میں وزیر مواصلات چنے گئے۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء تک اسی عہدے پر فائز رہے آپ نے مواصلات کے وزیر مملکت کی حیثیت سے ہزارہ میں ٹیلیفون فیکٹری کے قیام کے لئے عملی کوشش کی۔ نومبر ۱۹۵۴ء میں بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ مقرر ہوئے۔ جولائی ۱۹۵۵ء میں سرحد کے بعد مغربی پاکستان کی کابینہ میں وزیر ترقیات مقرر ہوئے۔ ۶ مئی ۱۹۵۶ء کو وزیراعظم سے اختلافات کی بنیاد پر اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ مگر مسلم لیگ کا دامن نہ چھوڑا۔ ۱۹۶۲ء میں جب بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے تحت ملک میں انتخابات ہوئے تو آپ قومی اسمبلی کے ممبر چنے گئے۔ باوجودیکہ آپ کے بھائی جنرل ایوب خاں پاکستان کے صدر تھے مگر آپ نے اسمبلی میں انتہائی صداقت، دیانتداری اور پارلیمانی روایات کے مطابق اپنے علاقے کی نمائندگی کی۔ حق بات کہنے میں کبھی تامل نہیں کیا۔ حکومت کی جو بات ملک اور عوام کے مفاد میں نہ ہوتی اس پر احتجاج کرتے ہوئے اسے نشانہ تنقید بنانے میں کبھی دریغ نہ کرتے۔ سردار بہادر خان نے پاکستان کے قیام کے بعد مسلم لیگ کو مضبوط اور فعال بنانے کی کوشش کی مگر بعض مفاد پرست مسلم لیگی عناصر کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے مسلم لیگ کی بہترین طریقے سے تنظیم نہ کر سکے۔

۱۹۷۵ء میں انتقال کیا۔

بہادر خاں سردار جناح خط و کتابت

بیجسلیٹو اسمبلی ہال

پشاور

۲۶ ستمبر ۱۹۴۵ء

محترمی قائداعظم

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے اور اپنے قیام کوئٹہ سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ میں نے آپ کا وہ مختصر بیان پڑھا ہے جو آپ نے انڈین نیشنل آرمی کے ارکان سے متعلق کراچی میں دیا تھا۔

درحقیقت میں شدت سے یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ اور مسلم لیگ کو یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے اور ان لوگوں کی قیمتی جانیں بچانے کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کرنا چاہئے۔ میں نے نواب زادہ صاحب سے ان لوگوں کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے کو بھی کہا۔ میرا اظہار مقصد ہے اول یہ کہ ہرچند انڈین نیشنل آرمی میں شامل ہونے کے سلسلے میں ان کا اقدام قابل توجیہ نہیں ہے مگر جن حالات میں انہوں نے یہ قدم اٹھایا وہ ایسے تھے کہ ان کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ کار نہ تھا ان کے علاوہ موقع پر موجود انگریز ان غریب لوگوں کے لئے ناگفتہ بہ حالات پیدا کرنے کے جزوی طور پر ذمہ دار ہیں لہٰذا ذات پات، مسلک اور مذہب کی تمیز کئے بغیر ہمیں ان لوگوں کا دفاع اور تحفظ کرنا چاہئے۔ ممکن ہے یہ کوئی اچھا قانونی کیس نہ ہو لیکن ان مخصوص حالات کے پیش نظر جن کا میں اوپر حوالہ دے چکا ہوں آپ جیسی حیثیت کے مالک شخص کے لئے اس بارے میں وائسرائے اور کمانڈر انچیف سے اپیل کرنے کے سلسلے میں کچھ بہت زیادہ کہنا نہیں پڑے گا کیونکہ وہ لوگ جنگ جیت چکے ہیں۔ اور اس جنگ میں ہندوستانیوں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے اگر بیورو کریسی انہیں کورٹ مارشل کرتی ہے اور انہیں سزا اور یا مجرم قرار دیتی ہے تو پھر اس سے وہ گھاؤ پڑیں گے جو کبھی مندمل نہیں ہو سکیں گے دوئم یہ کہ ان میں بیشتر مسلمان ہیں چنانچہ سیاسی اعتبار سے بھی یہ آپ کی اور ہماری جانب سے ایک بہت اچھا اقدام ہو گا

کہ ہم ان کا کیس حکومت ہند کو پیش کریں کیونکہ آپ جانتے ہیں جب یہ لوگ باہر آئیں گے تو ہم نے یا بعض دوسری جماعتوں نے ان کے لئے جو کچھ بھی کیا ہو گا وہ اسے کبھی فراموش نہیں کریں گے بلکہ ان کے رشتہ دار بھائی بند تو اب بھی آپ کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھ رہے ہیں اس سلسلے میں آپ کا بیان بہت ہی مختصر تھا اور انڈین نیشنل آرمی کے ان لوگوں پر اس کا جو تاثر ہوا وہ بہت زیادہ حوصلہ افزا نہیں ہے انہیں آپ سے بہت زیادہ کی توقع تھی میری تجویز ہے کہ آپ کو ایک نہایت واضح بیان دینا چاہئے جس میں آپ یہ بات زور دے کر کہیں کہ ہندوستان نے اپنے انسانی پھول فروخت کرنے کی اس طریقے پر اجازت نہیں دی جس طرح برطانوی حکومت سوچتی ہے ان کے علاوہ وہ یہ بڑی اچھی بات ہو گی اگر آپ اپنے اس بیان میں یہ کہیں کہ آپ اس ضمن میں وائسرائے اور کمانڈر انچیف سے ملنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور انہیں یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں انہیں نرم رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہندوستان اس وقت بڑی بڑی تبدیلیوں کی کشمکش سے دوچار ہے۔ ان حالات میں اگر اس سلسلے میں کوئی ناخوشگوار واقعہ ہو گیا تو یہ ایک مستقل داغ چھوڑ جائے گا اور ایسی رنجش پیدا ہو گی جو برطانوی حکومت یا کسی بھی دوسرے کے لئے سودمند نہیں ہو گی آپ کو اپنے بیان میں صاف طور پر یہ بات کہہ دینا چاہئے کہ اگر حکومت ان لوگوں پر مقدمہ چلانے پر تلی رہی تو ایسی صورت میں مسلم لیگ ان غریب لوگوں کے دفاع کا انتظام کرے گی اور اس سلسلے میں فوری طور پر ایک کمیٹی قائم کرے گی۔ میں آج رات اس بارے میں ایک بیان دینے کا تقریباً فیصلہ کر چکا تھا اور اس بیان میں آپ سے یہ اپیل کرتا کہ اس معاملے میں نمایاں حصہ لیا جائے لیکن پھر میں نے سوچا کہ بہتر ہو گا اس خط کے ذریعے آپ سے اس معاملے پر گفت و شنید کر لی جائے اور یہ معاملہ آپ کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے یہ فوری نوعیت کا معاملہ ہے اور آپ کی توجہ کا فوری طالب ہے کیونکہ ہم اس سلسلے میں پہلے ہی بہت تاخیر کر چکے ہیں میں بخیریت ہوں اور آپ کی درازیٔ عمر کی دعا کرتا ہوں۔ براہ مہربانی خط کا جلد جواب دیجئے گا اور اگر ممکن ہو تو اس بارے میں اپنی تجویز سے بھی مجھے آگاہ کر دیجئے گا۔

آپ کا مخلص

سردار بہادر خان

مستونگ

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء

ڈیئر سردار بہادر خان

آپ کا ۲۶ ستمبر کا خط موصول ہوا۔ میں اپنے اس خط میں ایک اخباری تراشہ رکھ رہا ہوں جو میرے بیان کا مکمل متن ہے۔ یہ بیان میں نے انڈین نیشنل آرمی کے ارکان کے بارے میں دیا تھا۔ بعض اخبارات نے میرے اس بیان کا صرف ایک حصہ شائع کیا ہے، جو طریقہ میں نے تجویز کیا ہے اس پر دوسرے لوگوں کو اخبارات میں اپنے خیالات کے اظہار سے روکا نہیں جاسکتا۔ بہرحال ہمیشہ سخت زبان کا استعمال ضروری نہیں ہوا کرتا اور یہ معاملہ بھی ان ہی میں سے ایک ہے ہم اس معاملے میں مقدور بھر کوشش کریں گے جیسا کہ آپ نے خود محسوس کیا ہے یہ معاملہ مشکلات سے خالی نہیں ہے تاہم اگر آپ اس معاملے کے بارے میں مزید کوئی تجویز پیش کریں تو مجھے بے حد خوشی ہو گی۔

احترامات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

بہادر خاں دریشک، سردار:۔

تحریک پاکستان کے رکن قائداعظم کی ہدایت پر انگریز حکومت کی جانب سے دئے گئے اعزازات کو واپس کر دیا۔

وہ ضلع راجن پور میں دریشک قبیلے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر انتخاب میں حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی اسی سال انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ وہ ایک بہادر اور راست گو انسان تھے۔ اعلیٰ پائے کے منتظم بھی تھے تحریک پاکستان کے دوران مسلمانوں کو پیسے کی زبردست ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے انگریزوں سے حاصل کردہ جاگیر جو بیس ہزار ایکڑ اراضی پر مشتمل تھی واپس کر دی۔

راجن پور کے عظیم سپوت کی حیثیت سے ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

بہادر یار جنگ، نواب

مفکر۔ شاعر اور قائداعظم کے معتقد۔ اصل نام محمد بہادر خاں تھا۔ ممتاز سیاسی رہنما۔ انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح

کی خواہش پر آل انڈیا اسٹیٹ مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔ وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر بھی آئے۔ وہ ۳ فروری ۱۹۰۵ء کو نواب نصیب یاور جنگ کے ہاں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ نسل کے سروزئی پٹھان تھے آباؤ اجداد ہندوستان میں وارد ہوئے اور جے پور میں قیام کیا۔ ابتدائی تعلیم سرکاری مدرسہ دار العلوم میں حاصل کی اور مولانا محمد سعادت اللہ خاں مندوزئی سے عربی، فارسی، دینی اور عقیدے کی کتابیں پڑھیں، بحر العلوم سید اشرف شمسی سے اسلامی علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ والد کی وفات پر جاگیر پر لاکھوں کا قرض تھا جسے چند سال میں بے باق کر دیا اور فراغت کے بعد اہلیہ کے ہمراہ حج کیا اور مصر، شام، دمشق، اسرائیل، لبنان، ترکی، ایران اور افغانستان کی سیاحت کی۔ حج کے بعد مجلس اتحاد المسلمین کے پلیٹ فارم سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ مسلم لیگ کے اجلاسوں خاص کر لاہور اور کراچی میں شرکت کی۔ انگریزی حکومت نے ان کی زبان بندی کی اور جاگیریں ضبط کر لیں اور نقل و حرکت پر پابندی لگا دی لیکن وہ وفات تک اپنے موقف سے نہ ہٹے۔ ۲۴ جون ۱۹۴۴ء کو انتقال کیا۔

وہ قائد محترم کے نظریاتی ترجمان تھے۔ بمبئی میں ۱۹۳۴ء میں قائداعظم سے ان کی پہلی ملاقات ہوئی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قائد کے ارشاد پر انہوں نے تقریر کی۔ متعدد مواقعوں پر انہوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے سلسلے میں قائداعظم کی ترجمانی کی مثلاً دسمبر ۱۹۴۳ء میں قائداعظم کی صدارت میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں فرمایا۔

"حضرات پاکستان کا حاصل کر لینا اتنا مشکل نہیں، جتنا پاکستان کو پاکستان بنانا اور قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد یعنی قائداعظم محمد علی جناح نے ایک سے زائد مرتبہ اس کا اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور اور قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کا دستور مرتب اور متعین ان کے ہاتھوں میں ہے اور وہ ہے قرآن مجید۔"

پلاننگ کمیٹی آپ کے جو دستوری اور سیاسی نظام مرتب کرے گی اس کی بنیادیں کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہوں گی۔ سن لیجئے اور آگاہ ہو جائیے کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نہیں وہ شیطانی سیاست ہے اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد قائداعظم نے بڑے جوش سے میز پر مکہ مار کر فرماتے ہیں۔ بہادر یار جنگ تم بالکل درست کہہ رہے ہو اس پر نواب بہادر یار جنگ نے کہا۔ لیجئے حضرات قائداعظم نے میرے اس قول پر مہر ثبت کر دی۔

پھر قائداعظم سے نواب بہادر یار جنگ نے فرمایا۔

قائداعظم! میں نے پاکستان کو اسی طرح سمجھا ہے اور اگر آپ کا پاکستان یہ نہیں ہے تو ہم ایسا پاکستان نہیں چاہتے۔ اس پر قائداعظم مسکراتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ آپ مجھے قبل از وقت کیوں چیلنج دے رہے ہیں۔ بہادر یار جنگ نے فرمایا۔ نہیں قائداعظم میں آپ کو چیلنج نہیں دے رہا ہوں میں اس چیلنج کے ذریعے آپ کے عوام کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ ایسا ہی پاکستان چاہتے ہیں جس کا اس وقت اجمالی تصور پیش کیا گیا ہے۔

نواب بہادر یار جنگ نے قائداعظم کو ۲ ستمبر ۱۹۴۱ء کو حیدر آباد دکن سے خط لکھا۔ اس میں انہوں نے قائداعظم کی بے مثال اور خداداد قیادت کی سراہا۔ پھر ۷ ستمبر کو پھر ۲۸ ستمبر کو ازاں بعد ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو، ۲۸ فروری ۱۹۴۲ء کو ۲۹ مارچ ۱۹۴۲ء کو اور ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء کو۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۲ء کو، ۴ دسمبر ۱۹۴۲ء کو، ۲۹ جون ۱۹۴۳ء اور ۲ اگست ۱۹۴۳ء ۳ ستمبر ۱۹۴۳، ۱۱ ستمبر ۱۹۴۳ء اور ۱۱ فروری ۱۹۴۴ء کو خطوط ارسال کئے۔

بہادر یار جنگ بنام قائداعظم

بیگم بازار حیدر آباد دکن

جنوری ۱۹۳۸ء

مائی ڈیئر قائداعظم

میری حالت ایک ایسے بازکی ہے جس کو بلبل کی طرح پنجرے میں بند کر دیا گیا ہو۔ اور جس پر فضائے بسیط ممنوع کر دی گئی ہو۔ حیدر آباد کی تنگ زمین میرے طائر جذبات کے لئے فی الحقیقت ایک ایسے قفس سے کم نہیں ہے اور جی میں آتی ہے کہ تیلیاں توڑ کر باہر نکل پڑوں لیکن حیدر آباد کے اتنے حقوق مجھ پر ہیں کہ وہاں کے مسلمانوں کو اس عالم کشمکش میں چھوڑ دینا احسان فراموشی سے کم نہ ہو گا اس لئے میں مجبور ہوں۔

آپ کا مخلص

بہادر یار جنگ

۱۷ ستمبر کو انہوں نے قائداعظم کی خدمت میں یہ خط لکھا۔

محمد بہادر خاں
بیگم بازار حیدر آباد دکن
۱۷ ستمبر ۱۹۴۳ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

۱۴ ستمبر کے خط کا شکریہ قبول کیجئے۔ میرے لئے رمضان کے مہینے میں سفر کرنا بہت مشکل امر ہے۔ میں ۶ اکتوبر کی صبح کو بمبئی پہنچ جاؤں گا۔ اسی دوپہر یا ۷ اکتوبر کی صبح کو مہربانی کر کے میرے لئے کافی وقت مختص کر دیجئے۔

نیک خواہشات کے ساتھ میرا اسلام مس جناح سے کہہ دیں۔

آپ کا مخلص
محمد بہادر خاں

۱۱ فروری ۱۹۴۴ء

مائی ڈیئر قائداعظم

کراچی میں مسلم لیگ کے آخری اجلاس میں میں نے جو تقریر آپ کے حکم سے کی تھی اس کی نسبت آپ کی ورکنگ کمیٹی کے کئی ارکان کو خفا پایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ خود آپ اس کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں لیکن اس کے جو اثرات میں محسوس کر رہا ہوں وہ یہ ہیں کہ میرے پاس ہندوستان کے ہر گوشہ سے سینکڑوں خط موصول ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کی بے عملی اور بے جا مصلحت اندیشی کا جو غلط تصور ناواقفیت کی بنا پر عوام اور خصوصاً نوجوانوں میں پیدا ہو گیا تھا اس کا اس تقریر سے بڑی حد تک ازالہ ہو گیا۔

آپ کا مخلص
بہادر یار جنگ

بہار

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو نواکھلی کے فسادات اور ۵ نومبر ۱۹۴۶ء کو دہلی میں عید کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بہار کے فسادات پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور اس موقع پر بہاری مسلمانوں کی امداد کے لئے ایک فنڈ بھی قائم کیا جس میں اپنی جانب سے ۵ ہزار روپے جمع کرائے۔ قائد اعظم نے تبادلہ آبادی پر بھی زور دیا۔

بہار ریلیف فنڈ

۱۹۴۵ء میں بہار میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھانے شروع کر دئے تھے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کو نہ صرف بے گھر کیا بلکہ قتل عام بھی کیا۔ بے گھر، بے در مظلوم مسلمانوں، بیواؤں، یتیموں اور زخمیوں کی امداد کے لئے قائد اعظم نے بہار ریلیف فنڈ قائم کیا اور تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ظلم کا شکار ہونے والے ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے دل کھول کر چندہ دیں۔

بھٹو، ذوالفقار علی

پاکستان کے سابق وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے زمانہ طالب علمی میں قائداعظم کے نام ۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء کو ایک خط لکھا جس کا متن یہ ہے۔ یہ خط کل ہند مسلم لیگ کے اس وقت کے آفس سیکرٹری جناب شمس الحسن کے پاس تھا۔

چارلس ول ہوٹل مسوری
۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء

جناب والا!

سرحد میں جو سیاسی صورت حال پیدا ہوئی ہے اس نے مجھے اتنا مضطرب اور مشتعل کر دیا ہے کہ میں نے اپنے قائد کو خط لکھنے کی جرأت کی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے مسلمان اپنے سپاہیانہ اوصاف کھو رہے ہیں۔

مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ نہ تو ہندوؤں سے ہمارا اتحاد ہو سکتا ہے اور نہ کبھی ہو گا۔ وہ ہمارے قرآن پاک اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بدترین دشمن ہیں ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ آپ ہمارے قائد ہیں۔

جناب والا! آپ نے ہمیں ایک پلیٹ فارم اور ایک پرچم تلے جمع کیا ہے اور ہر مسلمان کا نعرہ یہ ہونا چاہئے کہ پاکستان کی طرف بڑھے چلو، ہمارا مقصد پاکستان ہے۔ ہمارا مقدر پاکستان ہے۔ ہمارے پاس آپ جیسا باصلاحیت قائد ہے اور ہمیں کوئی اپنی منزل کی طرف بڑھنے سے نہیں روک سکتا۔ ہم ایک قوم ہیں اور ہندوستان ایک برصغیر ہے لہذا ہمیں آبادی کے لحاظ سے اپنا حق اور حصہ ملنا چاہئے۔

شیخ محمد عبداللہ اور ڈاکٹر خاں صاحب جیسے دوسرے لوگ اپنے آپ کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں حالانکہ وہ کانگریس کے جال میں پھنس چکے ہیں اس کی پالیسی پر آنکھیں بند کر کے عمل پیرا ہیں۔ جب میں لیگ کے خلاف ان کی احمقانہ اور مہمل تقریریں پڑھتا ہوں تو مجھے شدید ذہنی اذیت ہوتی ہے کیا یہ لوگ واقعی اتنے ہی نادان ہیں یا حب الوطنی کا تصور ان کے نزدیک نہیں ہے۔

ایک چھوڑ لاکھوں شیخ عبداللہ اگر ہمیں یہ باور کرانا چاہیں کہ ہمارا مقصد غلط ہے تو بھی منہ کی کھائیں گے کیونکہ ان کو یہ احساس نہیں کہ آپ نے ہمارے اندر جذبۂ آزادی پیدا کیا ہے اور ہمیں آپ پر ناز ہے۔

چونکہ میں اسکول میں پڑھتا ہوں اس لئے اپنے پاک وطن کے قیام میں مدد دینے کے قابل تو نہیں ہوں لیکن وقت آئے گا جب میں پاکستان کے لئے اپنی جان تک قربان کر دوں گا۔ میرا تعلق صوبہ سندھ سے ہے بلاشبہ اس وقت صوبہ سندھ دوسرا صوبہ ہے جس کے حالات پریشانی کے موجب ہیں لیکن انشاءاللہ وہ دن جلد ہی آئے گا جب سندھ کے حالات سازگار ہوں گے اور یہ ہمارے پاکستان میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

جناب والا! مجھے معلوم ہے کہ آپ بہت مصروف ہیں اور ہو سکتا ہے کہ آپ اسکول کے ایک لڑکے کی طرف سے لکھے ہوئے اس خط کو پڑھنے کے لئے وقت بھی نہ نکال سکیں چہ جائیکہ اس کا جواب دیں۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں بہت احمقانہ بات کر رہا ہوں تو ازراہ کرم مجھے معاف فرمائیں لیکن ان لوگوں کی جو حقیقت و عمل سے بے گانہ ہیں جاہلانہ تقریروں کو پڑھنے کے بعد ہی میں آپ کو خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔

میں ہوں آپ کا ایک پیرو کار
ذوالفقار علی بھٹو

بحوالہ روزنامہ امروز لاہور
۱۶ ستمبر ۱۹۷۶ء

قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال پر زمانہ طالب علمی ہی میں کیلی فورنیا سے جناب ابوالحسن اصفہانی کے نام یہ تعزیتی خط لکھا تھا۔

۱۴۲۱۔ ساؤتھ فلاور سٹریٹ
لاس اینجلز۔ ۷ کیلی فورنیا
۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء

مائی ڈیئر سر

میں اس خط کو اپنے رنج و غم کے مخلصانہ اور ناقابل بیان اظہار سے شروع کرتا ہوں۔ ہماری زندگی کے اس نازک مرحلے میں قسمت کے ناپاک ہاتھ نے ہم پر سخت ظلم کیا ہے لیکن ہمیں مشیت ایزدی میں چون و چرا کرنے کا کیا حق ہے۔

یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم اس فیصلہ کن لمحے میں یتیم ہو گئے ہیں جب کہ کسی اور قوت سے بڑھ کر ہمیں اپنے محبوب قائداعظم کے بے پناہ لطف و کرم کی ضرورت تھی۔ بقا کا انحصار زندگی کے انقلابات کے مقابلے کے لئے لامحدود عزم و ہمت فراہم کرنے پر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ہمت افزاء تربیت کی بدولت جسے ہمارے قائد نے ہماری رگوں میں پیوست کر دیا ہے ہم ان سب کا سامنا کر سکتے ہیں جو ہمیں درپیش ہیں۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے اور ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اگرچہ قائداعظم اب ہمارے پاس موجود نہیں ہیں تاہم ان کی پاکیزہ اور معصوم روح ہمارے دل و دماغ میں ہمیشہ ترو تازہ رہے گی۔

خدا ان کی مقدس روح پر اپنا رحم و کرم کرے اس قدر طویل اور تھکا دینے والے کام کے بعد آخر کار انہیں آرام و سکون حاصل ہو گیا ہے۔ ان کی ساری زندگی اپنی قوم کی فلاح و بہبود اور آزادی کے لئے ایک جدوجہد تھی۔

جناب جو ذمہ داری آپ پر اور پاکستان کے دوسرے رہنماؤں پر عائد ہوتی ہے وہ اب اور بڑھ گئی ہے اور ہم سب کو یقین ہے کہ آپ اپنے فرض کو عزت اور کامیابی کے ساتھ انجام دیں گے۔ آمین

آپ کا مخلص
ذوالفقار علی بھٹو

وہ ۵ جنوری ۱۹۲۸ء کو گڑھی بھٹو (لاڑکانہ) میں پیدا ہوئے۔ والد سر شاہنواز بھٹو اپنے وقت کے اعلیٰ سیاسی رہنماؤں میں سے ایک تھے۔ بمبئی سے میٹرک کیا پھر برکلے یونیورسٹی (کیلی فورنیا) میں داخلہ لیا۔ اور بی اے کی ڈگری لی۔ مڈل ٹمپل لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ تعلیم کی تکمیل کے

بعد ساوتھمپٹن یونیورسٹی میں بین الاقوامی قانون پڑھاتے رہے۔ پھر پاکستان آ کر سندھ مسلم کالج کراچی میں بین الاقوامی قانون کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ صدر ایوب کی کابینہ میں وزیر تجارت اور وزیر خارجہ رہے۔ ۱۹۶۶ء میں وزارت خارجہ سے علیحدہ ہو گئے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے نام سے اپنی سیاسی جماعت بنائی۔ ۱۹۷۰ء میں عام انتخابات میں ان کی جماعت نے مغربی پاکستان میں نمایاں کامیابی حاصل کی چنانچہ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد دسمبر ۱۹۷۱ء میں پہلے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے نفاذ پر وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۹۷۷ء میں عام انتخابات کرائے۔ حزب اختلاف نے دھاندلی کا الزام لگا کر ان کے خلاف بھرپور تحریک چلائی۔ چنانچہ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو مارشل لاء کے نفاذ پر وہ وزارت عظمیٰ سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ ستمبر ۱۹۷۷ء میں انہیں نواب محمد احمد خاں کے قتل کے مقدمے میں گرفتار کر لیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ نے پھانسی کی سزا سنائی۔ سپریم کورٹ نے بھی توثیق کر دی چنانچہ ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کو انہیں پھانسی دے دی گئی۔ اور لاڑکانہ میں دفن ہوئے۔

بھرگری، غلام محمد

سندھی سیاست دان۔ رکن تحریک خلافت۔ ۱۰ مارچ ۱۹۲۴ء کو اس عظیم رہنما کا انتقال ہوا تو قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پندرھویں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

انہوں نے تحریک آزادی کے رہنما کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دیں۔ انہوں نے ۱۹۰۹ میں کانگریس میں شمولیت اختیار کی۔ لارڈ منٹو مارلے نے جو اصلاحات نافذ کی تھیں ان کے تحت لیجسلیٹو اسمبلی کے انتخاب میں کامیابی حاصل کی۔

۱۹۱۰ تا ۱۹۲۰ بمبئی اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۹۱۷ میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کے جنرل سیکرٹری بنے۔ ۱۹۱۸ء میں لندن گئے اور وہاں انڈیا بل کے مسئلہ پر دار العوام اور دار الامرا کی ایک سلیکٹ کمیٹی کے سامنے قائد اعظم محمد علی جناح اور مسٹر محمد یعقوب کے ہمراہ ہندی مسلمانوں کے نقطہ نظر کی وضاحت کی۔ ۱۹۲۰ء میں ہندوا پس آئے اور اسی سال فروری میں ہونے والی آل انڈیا خلافت کانفرنس کی صدارت کی۔ کانفرنس میں برصغیر کی ممتاز شخصیتوں نے حصہ لیا۔ وہ سندھ زمیندار ایسوسی ایشن کے رکن بھی رہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس لکھنؤ کی صدارت کی (۱۹۲۳)۔

بھگت رام

دیکھئے براڈوے جسٹس۔

بھگوت گیتا

مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور منظور ہوئی تو گاندھی جی نے ہریجن میں ایک مضمون میں لکھا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایک قوم کی طرح ہندوستان میں زندگی گزاریں۔ قائد اعظم نے ۱۲ اپریل ۱۹۴۰ء میں ایک بیان میں فرمایا۔

گاندھی جی اپنے دن کا آغاز بھگوت گیتا کی تلاوت سے کرتے ہیں اور آشرم کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ آہنسا کے پجاری، کھدر کے شوقین، سنسکرت اور ودھیامندر کے داعی اور بندے ماترم کے ماننے والے ہیں اور کوئی مسلمان بھی ان کے عقائد کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

بیاد قائد اعظم

خواجہ ظفر نظامی کی مرتب کردہ کتاب۔ یہ کتاب مکتبہ شاہکار لاہور نے ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کو شائع کی۔ اس کی قیمت تین روپے پچاس اور یہ جریدی سائز میں مصباح الایمان کے ٹائٹل کے ساتھ شائع کی گئی۔ اس کے سرورق پر اخبار زمیندار کی ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کی نقل شائع ہوئی ہے۔

بیاد قائد اعظم جناح

ممتاز شاعر جناب رئیس امروہوی نے ان الفاظ میں قائد اعظم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ساقیا! صہبائے تسکین و فلاح
لا بیاد قائد اعظم جناح
عشق ہے برسوں سے محروم جنوں
عقل ہے صدیوں سے بیزار صلاح

شام ہے بے اہتمامِ لطفِ شام
صبح ہے بیگانۂ کیفِ صباح
ساقیا! میخانۂ آفاق میں
مے حرام اور خونِ انسانی مباح
زندگی خود ہے حریفِ زندگی
روح ہے خود بے نیازِ استراح
آج ذہنوں میں کہاں وہ انبساط
آج سینوں میں کہاں وہ انشراح
جذبۂ جہد و عمل ہے بے جہاد
مردِ میدانِ وفا ہے بے سلاح
دست و بازوئے مجاہد شل ہوئے
لشکرِ ملت ہے بے قلب و جناح
امنِ نو کا کون سنتا ہے پیام؟
صلحِ کل کی کون دیتا ہے صلاح
کچھ نہیں عشق و صداقت جز مذاق
کچھ نہیں ذوقِ حقیقت جز مزاح
اب دعاؤں میں کہاں رنگِ قبول
کس لئے بابِ اثر کا افتتاح
اب امیدوں میں کہاں شانِ خلوص
مل چکی امیدواروں کو فلاح
میں انہی محرومیوں میں غرق تھا
ناگہاں اک پیرِ مردِ خوش صلاح
مجھ سے سرگوشی میں فرمانے لگا
کیوں گلہ آفاق کا شام و صباح
ہے بحمد اللہ یہ روزِ بزرگ
یومِ جشنِ قائدِ اعظم جناح
اک جہانِ تازہ کا جشنِ ظہور
اک حیاتِ نو کا یومِ افتتاح
آج ہے راحت کا محرومی سے عقد
آج ہے عشرت کا عسرت سے نکاح
آج ہے رنجِ کہن مطلق حرام
آج ہے لافِ طرب یکسر مباح
مطلعِ ثانی و لاثانی رئیس
لکھ برائے جشنِ میلادِ جناح
گوشِ اہلِ حق میں پیغامِ جناح
مژدہ حیَّ علیٰ خیرِ الفلاح
دل کشا ہے آج بھی ان کا پیام
قلبِ ملت کو نویدِ انشراح
جاں فزا ہے آج بھی ان کا کلام
ہو اگر روحوں میں باقی روح و راح
بے صلاح وقت ممکن ہی نہیں
وقت کی اصلاح اے اہلِ اصلاح
ہے صلاحِ وقت تازہ انقلاب
جس کا مقصد ہو غلاموں کی فلاح
آج بھی محنت کشوں کے پاس ہیں
جنگِ آزادی کے آلات و سلاح
تاکجا سرمایہ داری کا نظام
تاکجا سرمایہ داروں کی فلاح
تیشۂ مزدور کی ضربِ شدید
بابِ ہستی کو کلیدِ افتتاح

وہ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۴ء کو امروہہ (یوپی بھارت) میں علامہ سید شفیق حسین ایلیا کے ہاں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم پائی۔ اردو عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ صحافتی زندگی کا آغاز ۱۹۴۱ء میں مراد آباد کے ادبی ماہنامے "مسافر" سے کیا۔ روزنامہ جدت کے مدیر رہے پھر دہلی جاکر اردو، روزنامہ "انصاری" سے وابستہ ہو گئے۔ شمع دہلی اور مست قلندر لاہور کے لئے بھی مضامین لکھتے رہے۔

ستمبر ۱۹۴۷ء سے وفات تک روزنامہ جنگ کراچی سے وابستہ رہے۔ جنگ کے ایڈیٹر بھی رہے۔

متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ غزلیات اور نظموں کا مجموعہ الف کے نام سے طبع ہوا۔ مابعدالطبیعات سے گہرا شغف تھا۔

۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو انہیں اس وقت قتل کر دیا گیا جب وہ ابوظہبی میں ہونے والے جشن رئیس کے سلسلے میں مضمون لکھ رہے تھے۔

بی اماں

مولانا محمد علی جوہر کی والدہ محترمہ۔ وہ مسلم لیگ اور آل انڈیا

کانگریس کے اس مشترکہ جلسے میں موجود تھیں۔ جو دسمبر ۱۹۱۷ء میں کلکتہ میں منعقد ہوا۔ مسلم لیگ کے اجلاس کی مولانا محمد علی جوہر نے صدارت کرنا تھی لیکن وہ جیل میں تھے اس لئے کرسی پر ان کی تصویر لگادی گئی اور ان کی جگہ مولانا کی والدہ بی اماں نے اپنا پیغام پڑھ کر سنایا۔ قائداعظم نے بھی اس جلسہ میں تقریر کی۔ یہ تقریر کانگریسی پالیسی کی آئینہ دار تھی کیونکہ اس وقت قائد اعظم کے نظریات وہ نہیں تھے جو بعد میں تھے۔

بی بی سی (برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن)

۳ اپریل ۱۹۴۶ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے بی بی سی کے نمائندے مسٹر ڈونلڈ ایڈورڈ کو دہلی میں انٹرویو میں سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ دو حصوں میں منقسم پاکستان کے درمیان مواصلات کا رابطہ کس طرح قائم ہو گا تو قائد نے جواب دیا۔ کہ جب آپ برطانیہ سے برطانوی دولت مشترکہ کے دوسرے حصوں کا سفر کرتے ہیں تو آپ کو غیر ملکی علاقے مثلاً نہر سویز سے گزرنا پڑتا ہے۔ آپس کے سمجھوتوں سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ شمال مشرق کے مسلم علاقوں سے شمال مغرب کے مسلم علاقوں تک جانے کے لئے ہمیں نام نہاد ہند علاقہ کوریڈور سے گزرنا پڑتا ہے اور اس میں دشواری نہیں ہوتی آئندہ بھی اس طریقہ پر عمل ہو سکتا ہے۔

بے تاج بادشاہ

قائداعظم محمد علی جناح کو یہ خطاب برصغیر کی مشہور شخصیت سر عبداللہ ہارون نے دیا۔

نیز دیکھئے عبداللہ ہارون، سر۔

بیرسٹر

۲۴ اگست ۱۸۹۶ء کو بمبئی کی عدالت عالیہ میں قائد محمد اعظم محمد علی جناح کا نام بطور بیرسٹر درج ہوا۔

بیسل بلیکٹ سر

ہندوستان کے وزیر مال۔ اور مرکزی اسمبلی کے لیڈر۔ یعنی سرکاری پارٹی کے لیڈر تھے۔

قائداعظم نے ان کی موجودگی میں متعدد بار اسمبلی میں تقاریر کیں۔

بیسنٹ، اینی:۔

ہوم رول لیگ کی بانی، اصل نام مریت (Marryat) تھا وہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں لندن میں پیدا ہوئیں وہیں تعلیم پائی ازاں بعد فرینک بیسنٹ سے شادی کی لیکن یہ شادی دیرپا ثابت نہ ہوئی کیونکہ وہ آزاد منش عورت تھیں، وہیں ٹریڈ یونین سرگرمیوں میں حصہ لیا ۱۹۸۳ء میں وہ ہندوستان چلی آئیں اور متعدد شعبوں میں سرگرم حصہ لینے لگیں، انہوں نے ہندو مذہب پر لیکچر دیئے، آزادی ہند کے لئے ہوم رول لیگ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جس کے قائداعظم بھی رکن اور صدر رہے۔

انڈین بوائے سکاؤٹ ایسوسی ایشن کے قیام کا سہرا بھی انہی کے سر ہے ۱۸۹۸ء میں بنارس اور مدن پلی میں کالج قائم کئے۔ ادیار (Adyar) میں ۱۹۱۸ء میں یونیورسٹی قائم کی۔ ۱۹۱۴ء میں ہفتہ وار کامن ویلتھ جاری کیا۔ پھر مدراس سٹینڈرڈ خرید کر اس کا نام نیو انڈیا رکھا۔

متعدد سرگرمیوں میں حصہ لیتی رہیں بالآخر صحت جواب دے گئی اور ستمبر ۱۹۳۳ء میں انتقال کر گئیں۔

بیکو ہوسٹل میگزین (کلکتہ)

قائداعظم محمد علی جناح نے ۳ دسمبر ۱۹۳۹ء کو بیکو ہاسٹل میگزین کو پیغام دیتے ہوئے کہا۔

"میرا مختصر پیغام یہ ہے کہ اسلام مسلمانوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ وطن کے لئے اپنی ذمہ داری کو پورا کریں۔"

بین الاقوامی کانگریس

۱۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کو وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن سے متعلق بین الاقوامی کانگریس کا افتتاح کیا۔ اس روز اتوار ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۹۶ ہجری کا دن تھا۔

نیز دیکھئے صد سالہ جشن قائداعظم۔

بینرجی سریندر ناتھ

مشہور ہندوستانی لیڈر۔ وہ قائداعظم کی شخصیت سے متاثر ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ میں نے سیاست کا پہلا سبق جناح

کے قدموں سے لیا ہے حالانکہ وہ ان سے بہت سینئر تھے۔

وہ ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ لندن سے سول سروس کا امتحان پاس کرنے کے بعد سلہٹ میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے ان کی تقرری ہوئی۔ ۱۸۷۴ء میں ملازمت چھوڑ دی اور ہفتہ وار بنگالی اخبار جاری کیا۔ بعد ازاں یہ روزنامہ بن گیا۔

کلکتہ کارپوریشن کی جانب سے مجلس قانون ساز کے رکن رہے۔ آل انڈیا کانگریس کے اجلاسوں منعقدہ پونا ۱۸۹۵ء اور احمد آباد ۱۹۰۲ء کی صدارت کی۔

عدم تعاون کی تحریک سے الگ تھلگ رہے۔

۱۹۲۵ء میں وفات پائی۔

بیل پٹ:۔

قائد اعظم محمد علی جناح کوئٹہ جاتے ہوئے بیل پٹ کے ریلوے اسٹیشن پر بھی رکے وہ یہاں سے ۲۵ جون ۱۹۴۳ء کو گزرے تو وڈیرہ مہر دل خاں چھلگری جمالی میرا جھنڈا خان چھلگری جمالی، رئیس موسیٰ خاں، رئیس غلام محمد خاں چاچڑ (نیابت لہری) اور ساتول خاں نے ان کا وہاں عام لوگوں کی معیت میں استقبال کیا اور اپنی روایت کے مطابق قائد اعظم کی مہمانی کے طور پر دو بکروں اور دو دنبوں کے کباب (جنہیں بلوچستان میں بجی کہا جاتا ہے) اور پھلوں کا ایک ٹوکرا ان کی خدمت میں پیش کیا۔

قائد اعظم نے اس مہمان نوازی اور پبلک کی طرف سے خیر مقدم کا شکریہ ادا کیا۔ اور ایک مختصر سی تقریر میں حصول تعلیم پر زور دیا اور فرمایا کہ اقتصادی اور تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے آپ لوگوں کو ایک انجمن بنانی چاہئے جن لوگوں کی انجمن نہیں ہوتی ان کی آواز کمزور ہوتی ہے آپ نے اپنی تقریر میں باہمی اتحاد اور تنظیم پر زور دیتے ہوئے ختم کی۔

بیورلے نکلسن

ممتاز صحافی اور "ورڈکٹ آف انڈیا" کے مصنف۔ انہوں نے قائد کو ایشیا کی عظیم ترین شخصیت قرار دیا تھا ان کی قائد سے پہلی ملاقات ۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء کو تین گھنٹے تک ہوئی حالانکہ قائد نے انہیں صرف آدھ گھنٹے کا وقت دیا ہوا تھا۔ اس ضمن میں بیورلے نکلسن کہتے ہیں۔

"ہم ایک خاموش کمرے میں بیٹھے ہیں، جہاں سے باغ کا منظر پیش نظر ہے۔ دنیا کے اہم ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ پر گفتگو جاری ہے اور ایک ایسے آدمی سے گفتگو ہو رہی ہے جو اسے حل کرنے کی بہترین صلاحیت رکھتا ہے۔"

میں: (مسٹر جناح سے) آپ پر اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے پاکستان کی کوئی واضح اور جامع تعریف نہیں کی ...... علاوہ ازیں دفاع معیشت اور اقلیتوں کے حقوق وغیرہ کی تفصیلات کو بھی آپ نے مبہم چھوڑ دیا ہے، کیا یہ الزام درست ہے؟

جناح: یہ الزام درست ہے اور نہ فہم و فراست کی کوئی دلیل، خصوصاً اس صورت میں جب یہ الزام کسی ایسے انگریز کی طرف سے عاید کیا جائے جسے اپنی قومی تاریخ سے ذرا بھی آگاہی ہو۔ جب آئرلینڈ، انگلستان سے الگ ہوا تو معاہدہ تقسیم کی دستاویز صرف دس سطروں پر مشتمل تھی۔ غور کا مقام ہے۔ صرف دس سطروں میں ایک ایسے ناقابل فہم اور پیچیدہ مسئلے کو حل کر دیا گیا۔ جس نے صدیوں سے برطانوی سیاست کو مسموم کر رکھا تھا۔ ساری تفصیلات مستقبل پر چھوڑ دی گئی تھیں...... مستقبل بہتر ثالث ثابت ہوتا ہے۔

اس کے برعکس میں نے دس سطروں سے کہیں زیادہ مواد پاکستان کے اصول اور عملی ہیئت کو واضح کرنے کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ کسی آدمی کے بس کی بات نہیں کہ ساری جزئیات و تفصیلات کو بھی قطعی طور پر فیصلہ کن صورت میں پیش کر دے۔

میں:۔ آپ پاکستان کے بنیادی اصول کس طرح تعبیر کریں گے؟

جناح:۔ صرف چار لفظوں میں مسلمان ایک قوم ہے اگر آپ دیانتداری سے اسے تسلیم کر لیں گے تو گویا آپ پاکستان کے اصول کو مان لیں گے۔ اگر موانعات اور مشکلات موجودہ صورت سے سوگناہ زیادہ ہو جائیں تو بھی آپ اس اصول کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے لیکن اگر آپ کچھ نہ ماننے پر ہی ادھار کھائے بیٹھے ہوں اور انکار کی دل میں ٹھان لی ہو تو یہ الگ بات ہے (شانوں کو حرکت دیتے ہوئے وہ مسکرا دیئے۔)

میں:۔ آپ کن وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کو ایک قوم قرار دیتے ہیں؟ کیا آپ کے نزدیک مذہب کے لحاظ سے مسلمان ایک قوم

ہیں؟

جناح:۔ ہاں! لیکن صرف مذہب کی ہی بنیاد پر نہیں۔ یاد رکھئے اسلام صرف روحانی اور مذہبی اصولوں کا نام نہیں بلکہ ایک حقیقی اور عملی نظام حیات ہے۔ میں نہ صرف مذہب بلکہ ایک مکمل نظام زندگی کے اعتبار سے اس پر غور کرتا ہوں اور سارے نظام حیات کی رو سے مسلمانوں کو ایک مستقل اور جداگانہ قوم سمجھتا ہوں۔ زندگی کے ہر شعبے اور عنصر کے لحاظ سے ہماری تاریخ کے لحاظ سے، ہمارے مشاہیر اور اکابر کے اعتبار سے، ہمارے آرٹ اور فن کے اعتبار سے۔ غرض ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے مسلمان ہندوؤں سے الگ ایک ممتاز قوم ہے ___ ان تمام امور میں ہمارا زاویۂ نگاہ ہندوؤں سے مختلف ہے بلکہ اکثر شعبوں میں بالکل متضاد ہے۔ ہمارا وجود اور ہماری دنیا مختلف ہے۔ زندگی میں ہمیں ان سے مربوط کرنے والی کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ ہمارے نام، ہماری غذا، ہمارا لباس یہ سب مختلف ہیں۔ ہماری معاشی زندگی، ہمارے تعلیمی تصورات عورتوں کے ساتھ برتاؤ، حیوانات کے ساتھ ہمارا طرز عمل۔ ہر نقطہ کار پر ہم ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ دور کیوں جایئے، گائے کے دائمی قضیئے کو ہی لیجئے۔ ہم گائے کو ذبح کرتے ___ اور کھاتے ہیں اور ہندو اسے پوجتے ہیں لیکن گائے کا مسئلہ ان ہزاروں مابہ النزاع مسئلوں میں سے ایک ہے۔

میں:۔ اب میرا سوال معاشی ہے۔ مسلمان پاکستان میں امیر تر ہوں گے یا غریب تر۔ کیا آپ ہندوستان کے دوسرے حصوں کے مقابل چونگی کے محاصل عائد کریں گے؟

جناح:۔ ذرا میرے ایک اور سوال کا جواب دیجئے۔ اگر کوئی آپ سے یہ سوال کرے کہ آپ جرمنی کے ماتحت خوشحال انگلستان کو ترجیح دیں گے یا غریب ملک آزاد انگلستان کو، تو آپ کا جواب کیا ہو گا؟

میں:۔ اس میں جواب کی کیا ضرورت ہے؟

جناح:۔ ہاں، بے شک! یقیناً جواب کی ضرورت نہیں پھر کیا آپ کا سوال بے جا معلوم نہیں ہوتا؟...... یہ عظیم الشان نصب العین، شخصی آرام یا عارضی راحت کے سوالات سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے۔ مسلمان ذرا سخت جان قوم ہے اور سخت کوش بھی۔ اگر پاکستان کی خاطر انہیں کسی قدر سختی برداشت کرنی پڑی تو وہ اس کی پرواہ نہیں کریں گے لیکن پاکستان غربت کے مترادف کیوں سمجھا جائے؟ آخر آپ کس بنیاد پر ایک مستقل قومیت کو معاشی حد بندیوں اور محرومی کے ہم معنی قرار دے رہے ہیں...... دس کروڑ کی ایک آزاد اور خود مختار قوم ...... اگرچہ وہ فوراً مکمل طور پر خود کفیل نہ ہو یا صنعتی اعتبار سے پس ماندہ ہو پھر بھی یہ کہا جا سکتا کہ وہ بدتر معاشی حالت میں ہی رہے، بمقابلہ اس کے کہ اس قوم کے افراد غیر منظم اور منتشر ہوں اور پچیس کروڑ ہندوؤں کے غلام رہیں، جن کا واحد مقصد ان کو اپنے ناجائز استحصال اور معاشی دست برد کا شکار بنانا ہے۔ عہد نامہ وارسائی کے ہوتے ہوئے کسی یورپین کی کیا مجال ہے کہ پاکستان کو معاشی طور پر ناممکن حقیقت قرار دے۔ کم از کم میرے لئے یہ بات ناقابل تصور ہے۔ وہ بڑے دماغ جنہوں نے یورپ کو غیر متجانس اور متخالف و مصنوعی حدود میں تقسیم کر دیا ہمارے معاملے میں معاشیات کے عذر لنگ کا کوئی حق نہیں رکھتے خصوصاً جب ہمارا مسئلہ نہایت سیدھا سادا ہو۔ الجھنوں سے پاک۔

میں:۔ کیا یہی اصول دفاع پر بھی صادق آتا ہے؟

جناح:۔ بے شک! اس اصول کا دفاع پر بھی اطلاق ہو گا۔ میں یہاں پھر آپ سے ایک سوال کروں گا...... افغانستان کس طرح دفاع کا انتظام کرتا ہے۔ جواب کچھ پیچیدہ نہیں ہے۔ افغانی اس کے محافظ ہیں۔ بالکل یہی جواب ہمارا بھی ہے۔ ہم ایک دبنگ اور دلیر قوم ہیں، نہ صرف محنت کے لئے تیار بلکہ ضرورت کے وقت جنگ پر بھی آمادہ ہیں پر آپ ہی بتایئے کہ دفاع کا سوال کیا پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔ ہمارا مسئلہ دوسری قوموں سے کس باب میں مختلف ہے؟ کھلی ہوئی بات ہے کہ ایک عبوری دور بھی ہو گا۔ ہم برطانوی قوم سے راتوں رات ہندوستان چھوڑ دینے کا مطالبہ نہیں کر رہے۔ اصل برطانیہ نے ہی یہ گرہ پیدا کی ہے اور ان ہی کو اس سیاسی عقدہ کشائی میں بھی مدد کرنی چاہئے لیکن اس کو حل کرنے کے لئے انہیں کافی غور و فکر کی ضرورت ہے۔

میں:۔ آپ کے حریف کہتے ہیں کہ پاکستان خود ایک برطانوی کرشمہ ہے۔ گویا یہ تفریق کرو اور حکومت کرو، کا ایک نیا اطلاق ہے جو برطانوی سیاست کاری پر دلالت کرتا ہے۔

جناح:۔ (کسی قدر جوش کے ساتھ) جو شخص ایسا کہتا ہے وہ میری دیانت داری تو الگ رہی، برطانوی ذہنیت کو بھی نہیں

سمجھتا۔ برطانیہ کو ہندوستان میں جو چیز روکے ہوئے ہے وہ متحدہ ہندوستان کا یہی غلط تصور ہے جس کا گاندھی جی پرچار کر رہے ہیں، متحدہ ہندوستان ایک برطانوی کرشمہ ہے۔ یہ ایک بے اصل افسانہ ہے اور وہ بھی خطرناک جو کبھی نہ ختم ہونے والی جنگ و جدال کا دروازہ کھول دے گا اور جب تک یہ جنگ و جدال جاری رہے گی برطانیہ کو اپنے قیام کے لئے بہانہ ہاتھ آتا رہے گا۔

میں:۔ آپ کا مطلب ہے کہ وہ تقسیم کریں اور چل دیں۔

جناح:۔ آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا۔

(بہ شکریہ اردو ڈائجسٹ اگست ۱۹۷۶ء)

قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی اقتصادیات و معاشیات سے متعلق کبھی کسی سے بحث نہ کی تھی ایک مرتبہ بیورولے نکلسن نے زیادہ جرح کی تو قائد نے ان سے مثبت سوال پوچھا بتاؤ تم آزاد انگلستان میں غریب رہنا پسند کرو گے یا جرمنی کی غلامی میں امیر بن کر۔ قائد کے اس سوال پر وہ کچھ نہ کہہ سکے۔ اس بات کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب ورڈکٹ ان انڈیا (VERDICTININDIA) میں بھی کیا ہے۔

پ

پاپڑ:۔

قائد اعظم پاپڑ کھانے کے بڑے شوقین تھے وہ بھی ایسے جن میں مرچیں کم ہوں۔

پاتھ وے ٹو پاکستان (شاہراہ پاکستان)

ممتاز سیاست دان چودھری خلیق الزمان کی تصنیف اس کتاب میں انہوں نے مارچ ۱۹۳۴ء میں قائد اعظم محمد علی جناح سے دہلی کے سیسل ہوٹل میں اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے جہاں راجا سلیم پور نے دعوت دی تھی۔

اس ملاقات کا ذکر انگریزی کتاب میں نہیں ملتا تاہم اس کے ترجمہ شدہ اردو ایڈیشن میں اسے شامل کر لیا گیا ہے۔

پارتر، لارڈ بشپ آف لاہور:۔

۲۱ فروری ۱۹۳۶ء کو جب قائد اعظم ٹاون ہال لاہور میں تشریف لائے تو وہاں، ہندوؤں، مسلمانوں سکھوں عیسائیوں کے قائدین نے مشترکہ طور پر قائد کا خیر مقدم کیا اس موقعہ پر لاہور کے لارڈ بشپ پارتر نے خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ اس خطبہ میں لارڈ بشپ نے اس توقع کا اظہار کیا کہ قائد اعظم محمد علی جناح اپنے حسن تدبیر سے شہید گنج کی گتھی کو سلجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

پارسی

۲۸ دسمبر ۱۹۳۷ء کو آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے کہا

"کانگریس اور لیگ کے درمیان اہم اور بنیادی فرق یہ ہے کہ ان کی رائے میں اقلیتوں کے مسائل کا کوئی وجود نہیں۔

پارلیمانی حکومت کی کامیابی کے لئے ایک طاقتور اور فعال حزب اختلاف کی موجودگی ضروری ہے یعنی ایک ایسی اکثریت کے مقابلے میں جہاں ووٹروں کی بیشتر تعداد یعنی تقریباً ۸۰۔ ۹۰ فی صد لوگ بطور ہندو۔ مسلمان یا پارسی کے ووٹ نہ دیں بلکہ ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے ووٹ دیں۔

پارسی زرتشت کو اپنا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ کراچی میں آباد ہیں۔

پارک لین ہوٹل:۔

لندن کا مشہور ہوٹل جہاں قائداعظم اکثر کھانے پینے کے لئے جاتے۔

پاسپورٹ:۔

قائداعظم کا پاسپورٹ برطانوی ہند کی حکومت نے ۴ جولائی ۱۹۳۱ء کو جاری کیا تھا اس کا نمبر ۴۰۰۸۷۸ تھا اس کی میعاد پانچ سال اور آخری تاریخ ۴ جولائی ۱۹۳۶ء درج تھی مگر قائداعظم کے توجہ دلانے پر اس پاسپورٹ کے اندراجات میں ترمیم کر دی گئی اور ترمیم شدہ پاسپورٹ جس میں قائداعظم کو ہندوستانی شہری قرار دیا گیا تھا ۴ جولائی ۱۹۳۱ء کو جاری ہوا اس کے مطابق قائداعظم کی تاریخ پیدائش ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء بمقام کراچی۔ شہریت ہندوستانی ہے۔ قد پانچ فٹ دس انچ۔ آنکھوں کا رنگ سیاہ اور بال گرے تھے۔ پیشہ بیرسٹر۔ یہ پاسپورٹ برطانوی سلطنت میں شامل تمام نو آبادیوں اور روس اور ترکی سمیت تمام یورپی ملکوں کے لئے جاری کیا گیا تھا۔

پاک ایئر:۔

پاک ایئر نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء سے اپنی فضائی سروس شروع کی اس ضمن میں پہلا جہاز لاہور کے ہوائی اڈے پر اترا ازاں بعد کراچی اور لاہور کے درمیان سروس کا افتتاح ہوا۔

پاک بھارت تعلقات:۔

قائداعظم محمد علی جناح دنیا بھر کے ممالک خصوصاً اپنے ہمسایہ ممالک سے بہتر تعلقات کے قیام کے خواہاں تھے جس کا اظہار انہوں نے اپنی متعدد تقریروں میں بھی کیا مثلاً ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو رائٹر کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا۔

میں بار بار کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ برصغیر کی تقسیم باہمی باضابطہ معاملات کی رو سے ہوئی ہے اس لئے ہمیں ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر آپس میں عہد کرنا چاہئے کہ ہم دوستوں کی طرح مل جل کر رہیں گے کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں جو ہم پڑوسیوں کی حیثیت میں ایک دوسرے سے ضرورت پڑنے پر مانگ سکتے ہیں۔ ہم مختلف طریقوں سے ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ مادی طور پر سیاسی طور پر اور یوں اقوام عالم میں دونوں مملکتوں کا مرتبہ اور وقار بڑھا سکتے ہیں۔

☆میں واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کبھی ایک مشترکہ مرکز کے تحت دو آزاد مملکتوں کے درمیان کسی قسم یا شکل یا طرز کی آئینی وحدت کو نہ تسلیم کرے گا نہ اتفاق کرے گا۔

پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا لیکن دو آزاد، مساوی اور خود مختار مملکتوں کی حیثیت میں ہم بھارت سے دوستی یا معاہدہ کرنے پر ہمیشہ تیار ہیں جس طرح کہ ہم دنیا کے اور ملکوں سے معاہدے کر سکتے ہیں۔

۱۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو سوئٹزرلینڈ کے ایک صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا

سوال:۔ کیا یہ امید کی جا سکتی ہے کہ پاکستان اور بھارت کبھی اپنے اختلافات اور تنازعات پرامن طور پر حل کر لیں گے۔

جواب:۔ ہاں یقیناً بشرطیکہ حکومت بھارت احساس برتری ختم کر دے پاکستان کو برابر سمجھے اور اصل حقائق کا سامنا کرے

سوال:۔ کیا بین الاقوامی معاملات میں پاکستان اور بھارت مل جل کر کام کریں گے اور کیا بیرونی حملے کی صورت میں بری، بحری محاذوں پر مشترکہ دفاع کریں گے

جواب:۔ ذاتی طور پر مجھے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ ہمارے اعلیٰ ملکی مفادات کا یہ تقاضا ہے کہ پاکستان اور بھارت کو بین الاقوامی معاملات میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے مل جل کر کام کرنا چاہئے۔ دو آزاد اور خود مختار مملکتوں کی حیثیت میں پاکستان اور بھارت کو بیرونی حملے کا مقابلہ دوستانہ طور پر باہمی تعاون سے کرنا چاہئے لیکن اس کا دارومدار سراسر اس پر ہے کہ پاکستان اور بھارت پہلے اپنے اختلافات اور تنازعات کو دور کریں۔ دوسرے تعمیر قوم مستحکم نہ ہو اور تیسرے جب آپ تعلیم کے ذریعے علم کی روشنی حاصل کر لیں تو آپ کو اپنے دفاع کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ یعنی بیرونی جارحیت سے بچاؤ اور اندرونی امن و امان کو برقرار رکھنے کے لئے ان تین ستونوں پر ایک قوم

کھڑی ہوتی ہے اور کسی قوم کی طاقت اور عظمت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس کے یہ تین ستون کتنے مضبوط ہیں اور قوم ان تینوں شعبوں میں کیا کچھ کرنے کے لئے تیار ہے

پاکستان :-

پاکستان کا قیام قائد اعظم محمد علی جناح کا عظیم کارنامہ ہے انہوں نے پاکستان کے قیام کے لئے جو جدوجہد کی وہ کسی پاکستانی سے ڈھکی چھپی نہیں وہ پاکستان کے قیام کے کس قدر خواہاں تھے اس کا اندازہ ان اقتباسات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ نومبر ۱۹۴۰ء میں قائد اعظم نے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی پہلی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا ہر دیانت دار شخص کو یقین ہو گیا ہے کہ کانگریس ایک ہندو ادارہ ہے اور کانگریس کی اعلیٰ کمان کا واحد مقصد ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے آج ہمارا واحد مقصد پاکستان ہے جس کے لئے ہندوستان کے مسلمان زندہ رہیں گے اور ضرورت پڑی تو اس کے لئے اپنی جانیں بھی دے دیں گے۔ ۱۹۴۱ء میں اونا کنڈ میں بھی فرمایا کہ ہماری آزادی کے حصول کا واحد ذریعہ پاکستان ہے۔ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو انہوں نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں طلبا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔"

۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو یونیورسٹی گراونڈ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا پاکستان کے بغیر اس برصغیر میں مسلمانوں کا من حیث القوم کوئی مستقبل ہی نہ تھا جہاں تک مسائل کا تعلق ہے مسلمان قوم کی یہ روایت نہیں کہ مسائل سے گھبرا جائے بلکہ مسائل جتنے بڑے ہوں اپنی ہمت اتنی ہی بلند رکھیں۔"

☆ہم نے قطعی طور پر اور ہمیشہ کے لئے پاکستان کو اپنی منزل مقصود بنا لیا ہے اور ہم اس کے لئے لڑنے مرنے کو تیار ہیں اس کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی کو دل میں جگہ نہ دیجئے گا وہ جمہوریت جو مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کے ذہن میں ہے ہلاک ہو چکی ہے ہم تعداد میں کم تو ہو سکتے ہیں کم ہیں مگر یہ کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ ہم مسلمان اگر چاہیں اور ارادہ کر لیں تو آپ کو کانگریس سے سو گنا زیادہ تکلیف دے سکتے ہیں آپ اس حقیقت سے بے خبر ہوں گے تو ہوں مگر میں بخوبی جانتا ہوں میں نے یہ بات دھمکی کے لئے نہیں محض آپ کی آگاہی کے لئے کہی ہے۔

مرکزی اسمبلی سے خطاب

(۱۹ نومبر ۱۹۴۰ء)

☆مسلمان اس لئے پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اس مملکت میں وہ اپنے ضابطہ زندگی اپنے ثقافتی نشو نما روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

مسلم لیگ کانفرنس

(۲۱ نومبر ۱۹۴۵)

☆دس کروڑ مسلمانوں کی زندہ جاوید قوم مٹائی نہیں جا سکتی خواہ ہمیں کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے ہم پاکستان لے کر رہیں گے۔ پاکستان کے بغیر مسلمانان ہند تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

جشن عید بمبئی

۳۰ اگست ۱۹۴۶ء

☆آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبہ محرکہ کیا تھا؟ مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی۔ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

۸ مارچ ۱۹۴۴ء

-☆میرے پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو ایمانداری خلوص دل اور بے غرضی سے پاکستان کی خدمت کرنی چاہئے

پیغام عید الفطر

۲۷ اگست ۱۹۴۸ء

☆میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جمہوریت ہمارے خون میں رچ بس چکی ہے اور پاکستان کی حکومت ایک عوامی

حکومت ہو گی چنانچہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو جنہوں نے دولت بدنام طریقوں سے حاصل کی ہے اور جس نے ان کو لالچی اور خود غرض اور عوام کی ضروریات سے نا آشنا کر دیا ہے وہ صحیح بات سمجھنے کی کوشش کریں کیوں کہ وہ عوام کو لوٹ کھسوٹ کر روز بروز موٹے ہوتے جا رہے ہیں کیا پاکستان ایسے مقاصد کے لئے حاصل کیا جائے گا۔

مسلم لیگ اجلاس ۱۹۴۲ء الہ آباد

پاکستان آر دی پارٹیشن آف انڈیا

ڈاکٹر امبیدکر کی تصنیف، اس میں انہوں نے یہ لکھا کہ پنڈت نہرو نے اقلیتوں سے عوامی رابطہ مہم کا جو آغاز کیا تھا اس کا مطلب عام مسلمانوں کو کانگریس کا ہم نوا بنانا تھا۔ اس تحریک سے اتحاد تو کیا پیدا ہوتا۔ اتحاد کی بجائے عداوت، کدورت اور مخالفت کی آگ پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ بھڑک اٹھی، محمد علی جناح ایسے، بھی کانگریس سے آبرو مندانہ مفاہمت کے خواہاں تھے چنانچہ وہ ۹ مارچ ۱۹۳۷ء کو یہ بیان دے چکے ہیں کہ ہماری نیت بالکل صاف ہے ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ آئین سے چاہے وہ کیسا بھی ہے حتی الامکان فائدہ اٹھایا جائے اس پالیسی کے اندر رہ کر ہم ہر ترقی پسند جماعت کے ساتھ اشتراک کرنے کو تیار ہیں۔

مزید حالات کے لئے دیکھئے امبیدکر

پاکستان اسٹوڈنٹس پارٹی

طلباء تنظیم جسے ۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں قائم کیا گیا۔

مسٹر مشرف حسین اس کے سیکرٹری تھے انہوں نے نوابزادہ لیاقت علی خاں کو لکھا کہ آل بنگال مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن اب فرسودہ ہو چکی ہے اس لئے نئی جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا ہے یہ تنظیم پمفلٹ شائع کرے گی اور وہ تمام ذرائع بروئے کار لائے گی جس سے قوم کا مشترکہ مطالبہ پاکستان کا حصول ممکن ہو سکے گا۔

انہوں نے تنظیم کا یہ نعرہ لکھا۔

پاکستان بناؤ یا ختم ہو جاؤ۔

۴۶۔۱۹۴۵ء عام انتخاب میں اس جماعت نے مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی کے لئے انتہائی اہم کردار ادا کیا۔

پاکستان (افتتاحی تقریب)

جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو قائداعظم محمد علی جناح محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ پاکستان کی افتتاحی تقریبات میں شرکت کے لئے سربراہ مملکت کی حیثیت سے گاڑی میں سوار ہو کر اسمبلی کی عمارت کی طرف تشریف لے گئے اسمبلی کا صحن لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اس موقع پر لارڈ ماونٹ بیٹن نے مسلمانوں کی آزاد اور خود مختار ریاست پاکستان کے قیام کا تاریخی اعلان کیا۔ تقریبات کے ختم ہونے پر قائد اعظم اور ماونٹ بیٹن ایک ہی گاڑی میں سوار ہو کر گورنر ہاؤس واپس چلے گئے۔ سواری کے دوران قائد اعظم کو قتل کرنے کی سازشوں کی افواہیں گرم تھیں لیکن کوئی واقعہ رونما نہ ہوا۔ قائد اعظم بخیریت واپس پہنچ گئے اور قائد اعظم نے ماونٹ بیٹن سے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں آپ کو زندہ واپس لے آیا ہوں

پاکستان اسکیم:۔

قائداعظم محمد علی جناح نے مئی ۱۹۴۲ء کے آخری عشرے میں امریکن نیشنل نیوز سروس کے نمائندے سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان پوری قوت سے جاپانی حملہ آوروں کو روکیں گے۔ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی پاکستان اسکیم یعنی جنگ کے بعد آزاد مسلم ریاستوں کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر ہمارے سامنے لڑنے کے لئے ایک ایسا یقینی نصب العین ہو تو ہم برطانوی افواج کے دوش بدوش کھڑے ہو کر لڑیں گے اور ناقابل تسخیر قوت سے کام لے کر دشمن کو ہندوستان سے پیچھے دھکیل دیں گے

پاکستان اینڈ مسلم انڈیا:۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اس کتاب کا دیباچہ لکھا یہ کتاب مسٹر ایم آر ٹی نے لکھی۔ قائداعظم اس کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں

انہوں نے حقائق اور اعداد و شمار یکجا کر دئے ہیں۔ جو بہت قیمتی ہیں مصنف ان مضامین کو متعدد اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع کرا کے پہلے ہی قابل قدر خدمات انجام دے چکے ہیں انہوں نے نہایت غیر جانبدارانہ

طریقے سے ان متعدد اسباب کی نشاندہی کی ' ہے کہ جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا حل یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرار داد لاہور منظور شدہ مارچ ۱۹۴۰ء پاکستان اسکیم کے جو اصول متعین کئے گئے ہیں انہیں تسلیم کر لیا جائے اور ہندوستان کو تقسیم کر دیا جائے

۲۴ دسمبر ۱۹۴۲ء ایم اے جناح
نمبر ۱۰ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

پاکستان ایمبولینس

۲۰ فروری ۱۹۴۶ء کو جب قائداعظم محمد علی جناح کلکتہ گئے تو اس کے پانچویں روز پاکستان ایمبولینس کے افسروں نے قائد اعظم کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔ سکولوں کے بچوں نے بھی قائد کو خوش آمدید کہا۔

پاکستان برما تعلقات:۔

۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء کو سفیر برما کی تقرری پر حضرت قائداعظم نے فرمایا

"مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ ماضی کی طرح مستقبل میں بھی برما اور پاکستان کے تعلقات خوشگوار، مضبوط اور باہمی مفاد کے مطابق رہیں گے۔ یہ دو مملکتیں جو تاریخ کے اعتبار سے قدیم ہیں اور دونوں تقدیر کی ایک نئی اور بلند شاہراہ پر گامزن ہیں امن اور ترقی کا ایک مستقبل اور ابدی زمانہ قائم کرنے کے لئے پوری طاقت اور توانائی سے جدوجہد کریں۔

پاکستان ٹائمز

لاہور اور اسلام آباد سے بیک وقت شائع ہونے والا انگریزی روزنامہ اسے قائداعظم محمد علی جناح کے ایماء پر پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے میاں افتخار الدین نے ۴ فروری ۱۹۴۷ء کو جاری کیا۔ ۱۹۵۹ء میں نیشنل پریس ٹرسٹ کی تحویل میں دے دیا گیا۔

اس کی پیشانی پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے اس کی بنیاد رکھی۔

۱۹۸۷ء میں اس کی چالیسویں سالگرہ منائی گئی۔

پاکستان زندہ باد:۔

قائداعظم محمد علی جناح نے پہلی بار پاکستان زندہ باد کا نعرہ اس وقت لگایا جب انہوں نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا ریڈیو پر تقسیم ہند کے بارے میں وائسرائے ہند کے منصوبے پر تقریر کی۔ اس طرح آل انڈیا ریڈیو سے پہلی بار اور آخری بار پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگانے کا شرف بھی انہی کو حاصل ہوا۔

بابائے قوم کی تقریر کے فوراً بعد ہندوستان کے وزیر اطلاعات و نشریات سردار ولبھ بھائی پٹیل نے وائسرائے ہند کو ایک احتجاجی خط لکھا کہ محمد علی جناح نے آل انڈیا ریڈیو کو اپنی جماعت مسلم لیگ کے پروپیگنڈہ کے لئے استعمال کیا ہے۔

ماخذ مشرق لاہور۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۴ء

پاکستان سپیشل:۔

اس ریل گاڑی کا نام جس پر قائداعظم نے ۱۹۴۶ء میں بنگال اور آسام کا دورہ کیا۔ انہوں نے اپنے سفر کا آغاز کلکتہ سے کیا اور میمن سنگھ سے چند اسٹیشن آگے انہوں نے دورے کا اختتام کیا۔ راستے کے چھوٹے بڑے تمام ریلوے اسٹیشنوں پر قائداعظم کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ لوگوں کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ وہ قائداعظم کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے غیر قانونی حرکات کرنے سے بھی نہ ٹلتے میمن سنگھ اسٹیشن پر جب ریل پہنچی تو تین گھنٹے لیٹ تھی۔ ریلوے اسٹیشن پر لوگوں کا اس قدر اژدہام تھا کہ اسی عالم میں قائد سے درخواست کی گئی کہ وہ ریلوے پل پر سے عوام سے خطاب کریں لیکن عوام کا یہ غیر منظم رویہ قائداعظم کو ہرگز پسند نہ آیا اور انہوں نے اپنے کمپارٹمنٹ سے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ اس مہم کی کامیابی پاکستان کے حصول کا ایک ذریعہ تھا تاہم قائداعظم نے اس نازک موقع پر بھی اصولوں کا ساتھ نہ چھوڑا اور اس بات کی پرواہ نہ کی۔ قائداعظم کی اصول پسندی کا یہ نتیجہ تھا کہ انہوں نے نظم وضبط کا آخری دم تک مظاہرہ کیا جو پاکستان کے قیام پر منتج ہوا۔

پاکستان سے پاکستان تک

اسے جناب عشرت رحمانی نے مقبول اکیڈمی لاہور کے لئے مرتب کیا۔ اور یہ پاکستان کے قیام واستحکام کی مستند تاریخ کا درجہ رکھتی ہے اسے اس لحاظ سے استناد کا درجہ حاصل ہے کہ مرتب نے مدت دراز تک تحریک پاکستان کے زمانہ کے تمام حالات اور واقعات بچشم خود دیکھے اور ایک بالغ نظر مورخ کی

حیثیت سے اسے مرتب کیا ہے۔

یہ کتاب ذہنی آزمائش کے مقابلوں میں حصہ لینے والوں، ریسرچ اسکالروں، عامل صحافیوں اور عام قارئین کے لئے حوالے کا درجہ رکھتی ہے۔ کتاب میں قائداعظم اور تحریک پاکستان کے بے شمار حوالے آتے ہیں۔

پاکستان فنڈ:۔

پاکستان کا قیام جس بے سروسامانی کے عالم میں عمل میں آیا تھا اس کا اندازہ صرف وہی حضرات کر سکتے ہیں جو اس وقت اعلیٰ انتظامی عہدوں پر فائز تھے قائداعظم محمد علی جناح کی دوربین نگاہوں نے قیام پاکستان سے دو ماہ قبل یہ دیکھ لیا تھا کہ نوزائیدہ مملکت پاکستان کے لئے بے شمار مسائل پیدا کر دئے گئے ہیں اور اگر ان مسائل پر قابو پانے کے لئے اقدامات نہ کئے گئے تو خدانخواستہ پاکستان کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا چنانچہ انہوں نے ۱۶ جون ۱۹۴۷ء کو پاکستان فنڈ کے نام سے ایک فنڈ قائم کیا۔ اس فنڈ میں عوام اور تاجر حضرات نے دل کھول کر عطیات اور چندہ دیا۔ اس طرح قائداعظم محمد علی جناح نے بھارتی راہنماؤں کی ان کوششوں کو ناکام بنا دیا جو اس نے پاکستان کے حصے کے ۷۵ کروڑ روپے میں سے صرف بیس کروڑ روپے ادا کر کے کی تھی۔

پاکستانی قومی یکجہتی بیج

یہ بیج قائداعظم کے صد سالہ جشن کے موقع پر پاکستان قومی یکجہتی کی کونسل نے تیار کیا اور ۷۔ اگست سے شروع ہونے والے ہفتہ، قائداعظم کے دوران میں تقسیم کیا گیا۔

پاکستان کاٹن بورڈ

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں پاکستان کاٹن بورڈ کا افتتاح کیا۔

پاکستان کا لفظ

دسمبر ۱۹۳۰ء کو خطبہ الٰہ آباد کے دو سال بعد پاکستان کا لفظ وجود میں آیا یہ لفظ کیمبرج کے ایک مسلمان طالب علم چودھری رحمت علی اور ان کے ساتھیوں نے مجوزہ مملکت کے مختلف علاقوں کے ناموں سے یوں بنایا۔

پ۔ پنجاب (ا) افغان صوبہ (صوبہ سرحد) ک۔ کشمیر س۔ سندھ تان۔ بلوچستان

چوہدری رحمت علی نے ۱۹۳۳ء میں ایک پمفلٹ لکھا جس کا عنوان تھا اب یا کبھی نہیں انہوں نے صاف صاف لکھ دیا کہ مسلمان اپنے اکثریتی صوبوں پر مشتمل ایک الگ وطن بنائیں گے ان کو اپنے موقف کی صداقت کا کس قدر یقین تھا۔ اس کا کچھ اندازہ پمفلٹ کے اس اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔

ہندوستان کسی ایک ملک کا نام نہیں اور نہ اس میں کوئی ایک قوم آباد ہے۔ ہندوستان ایک ایسی مملکت کا نام ہے جسے پہلی مرتبہ انگریزوں نے پیدا کیا اس میں ایسی قومیں بھی شامل ہیں جو تاریخ میں کبھی ہندوستانی قوم کا حصہ نہیں تھیں۔ بلکہ انہوں نے تاریخ کے آغاز سے انگریزی راج کے آنے تک اپنی اپنی قومیت کو برقرار رکھا۔ انہی قوموں میں ہماری اپنی قوم بھی شامل ہے۔ شمالی ہند کے پانچ صوبوں میں کل آبادی چار کروڑ ہے جس میں تین کروڑ مسلمان ہیں۔ ہم مسلمان باقی ہندوستان کی قوموں سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ ہمارا دین الگ ہے ثقافت الگ ہے۔ تاریخ الگ ہے۔ روایت الگ ہے۔ معاشرتی ضابطہ الگ ہے معاشی نظام الگ ہے۔ وراثت کے قانون، شادی بیاہ کے طریقے الگ ہیں جو اعلیٰ اصول کسی قوم کو بڑی سے بڑی قربانی دینے پر آمادہ کرتے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے الگ اور ہندوؤں کے الگ ہیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان محض اصولی اختلافات نہیں۔ ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں ہماری زندگی کی تفاصیل تک شامل ہیں ہم اکٹھے روٹی نہیں کھاتے ایک دوسرے سے شادی کے رشتے طے نہیں کرتے ہمارے قومی رواج الگ ہیں کیلنڈر الگ ہیں۔ بلکہ غذا اور لباس تک الگ ہیں

قائداعظم کو چودھری رحمت علی کا لفظ پاکستان اتنا پسند آیا کہ انہوں نے اسے اپنا لیا۔

پاکستان کانفرنس

یہ کانفرنس مارچ ۱۹۴۱ میں لاہور میں قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے انہیں دعوت دی اور دعوت نامہ ۱۵ جنوری ۱۹۴۱ء کو کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین عبدالحمید مرزا نے بھیجا جس میں انہوں نے لکھا کہ پنجاب کے طلبا کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ آپ اس کانفرنس کی صدارت کریں۔ چنانچہ قائداعظم بے حد مصروفیات کے باوجود لاہور آئے اور اپنے خطبہ صدارت میں کہا کہ

"میں اس کانفرنس کی صدارت کرنے اس لئے آیا ہوں کہ مجھے ایک روحانی رشتے کی بنا پر مدعو کیا گیا ہے۔ اور اس دعوت کو منظور کرنے سے مجھے خوشی محسوس ہوئی۔ مسلمانان پنجاب اب بیدار ہو چکے ہیں۔

نوجوانوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس منعقد کرنے کے لئے انتھک محنت کی ہے میرے خیال میں جن لوگوں نے اس کے لئے کام کیا اور محنت کی انہیں اس بات سے مکمل اطمینان ہو جانا چاہئے کہ ان کی کوششیں بار آور ہوئیں اور انہیں کام کا پورا صلہ مل گیا۔

(تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار)

۵۔ جولائی ۱۹۴۱ء کو لائل پور (اب فیصل آباد) میں طلباء نے پاکستان کانفرنس سر سکندر حیات خان کی صدارت میں منعقد کی۔ ۲۰ جولائی ۱۹۴۱ء کو فیڈریشن نے ملک برکت علی کی صدارت میں ایک دوسری جوابی پاکستان کانفرنس منعقد کی۔

۷، ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو راولپنڈی میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے پاکستان کانفرنس منعقد کی قائداعظم نے فیڈریشن کے نام ایک پیغام بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ پاکستان کا مخالف ایک ایسا گروہ ہے جو اپنے آپ کو مولانا اور مولوی کہتا ہے مگر اب اس کے مضرت رساں اثرات ختم ہو چکے ہیں۔ راولپنڈی کانفرنس میں بھی پاکستان کا مطالبہ حکمرانوں کے ایوانوں تک پہنچا۔

پاکستان کیا ہے

یہ دستاویز اصل میں ایک نوٹ ہے جو سر شاہ نواز خان آف ممدوٹ نے ذاتی حیثیت میں قائداعظم کو لکھا اور اس پر ۸ فروری ۱۹۴۱ کی تاریخ درج ہے۔ اس نوٹ کے مندرجات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱)۔ پاکستان کی جغرافیائی حدود

(۲)۔ انڈین سٹیٹس کا مستقبل

(۳)۔ حصول پاکستان کے لئے مسلم لیگ کی سیاسی حکمت عملی

سر شاہنواز نے اس نوٹ میں صوبہ پنجاب کو تقسیم کرنے اور انبالہ ڈویژن کو پنجاب سے نکالنے کی تجویز پیش کی۔ اس وقت پنجاب میں مسلمانوں کی مجموعی آبادی ۵۶.۷ فی صد تھی۔ بنگال کے متعلق انہوں نے لکھا کہ بردوان ڈویژن کو بنگال سے کاٹ دیا جائے تاکہ بقیہ بنگال میں مسلمانوں کو ۶۳.۲ ٪ کی عددی فوقیت حاصل ہو سکے۔ جب کہ متحدہ اور سالم بنگال میں مسلمان صرف ۵۱.۵ ٪ ہیں۔

انڈین سٹیٹس اپنی علیحدہ فیڈریشن بنائیں حیدر آباد کو البتہ کامل آزادی ملنی چاہئے۔

تاہم تاج برطانیہ سے اس کے خصوصی تعلقات برقرار رہیں۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کی ریاستوں دیر، چترال، سوات، قلات، مکران وغیرہ کو اپنا علیحدہ یونٹ بنانا چاہئے۔

(اسلم ملک روزنامہ جنگ کراچی ۴ نومبر ۱۹۸۱)

آخر میں انہوں نے ہندوستان میں چار قومیتوں کا ذکر کیا۔

پاکستان کے جارج واشنگٹن

۲۱ دسمبر ۱۹۷۶ء کو راولپنڈی میں قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت اور کردار کے بارے میں جو بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا اس میں امریکی۔ روسی۔ برطانوی۔ ایرانی اور پاکستانی مندوبین نے شرکت کی۔ اس موقع پر امریکی مقالہ نگار بٹی برگر نے قائداعظم کو پاکستان کا جارج واشنگٹن قرار دیا۔

پاکستان کے منصوبے

قیام پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم محمد علی جناح کو مختلف منصوبے موصول ہوئے۔ ان تمام منصوبوں پر غور کرنے کے لئے قائداعظم محمد علی جناح نے ۷۔ اگست ۱۹۳۹ء کو ایک خط کے ذریعے نواب زادہ لیاقت علی خان کو بھیج دیئے منصوبے بھیجنے والوں کے نام یہ تھے۔

۱۔ کنفیڈریسی آف انڈیا ــــ از ایک پنجابی

۲۔ سر سکندر حیات کا منصوبہ

۳۔ ڈاکٹر لطیف کا منصوبہ
۴۔ ڈاکٹر افضل حسین قادری کا منصوبہ
۵۔ جناب زین العابدین کے خط کی نقل
۶۔ جناب عبدالمجید خان کے خط کی نقل

ان کے علاوہ دو سکیمیں لاہور سے موصول ہوئیں۔ ایک کا عنوان پاکستانی خلافت کا منصوبہ تھا دوسری کا نام تین ہم آہنگ زون سکیم تھی انہیں بالترتیب پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے اور مجلس میر پاکستان نے مرتب کیا تھا۔

پاکستان کیلنڈر

۷ مئی 1951 کے جنگ کراچی میں یہ خبر شائع ہوئی کہ سرکاری دفتر کے ایک اکاؤنٹنٹ نے پاکستان کیلنڈر کے نام سے ایک نیا کیلنڈر ترتیب دیا ہے۔ جس کا دور قائداعظم محمد علی جناح کے یوم پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے مہینوں کے جو نام تجویز کئے گئے تھے وہ یہ تھے۔

(۱) خالق (۲) ماجد (۳) بہار (۴) رزاق (۵) صابر (۶) قادر (۷) احمد (۸) باراں (۹) قاسم (۱۰) عاقب (۱۱) حاشر (۱۲) خاتم

پاکستان گرل گائیڈ ایسوسی ایشن

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جب حضرت قائداعظم لاہور تشریف لائے تو انہوں نے بیگم جی اے خان سے ملاقات کی اس ملاقات میں انہوں نے بیگم خاں کو گائیڈ تحریک شروع کرنے کی ہدایت کی اور اپنی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کو تلقین کی کہ وہ بھی اس میں بھرپور دلچسپی لیں نیز فرمایا کہ

آپ اس تحریک کے ذریعہ نوعمر لڑکیوں کی تربیت کیجئے۔

چنانچہ ان کی تحریک پر ۲۹ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں پاکستان گرل گائیڈ ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔

۱۲ فروری ۱۹۶۱ء قلعہ لاہور میں پاکستان گرل گائیڈ کی ایک ریلی منعقد ہوئی جس سے محترمہ فاطمہ جناح اور ملکہ ایلزبتھ نے خطاب کیا۔

پاکستان ناگزیر تھا

سید حسن ریاض کی تصنیف، اسے شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی نے ۱۹۶۷ء میں شائع کیا۔ ۶۱۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں تحریک قیام پاکستان کے سلسلے میں مصنف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے بقول مصنف۔

یہ کتاب تحریر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو میرے سامنے گزرا ہے اور جو میں نے سمجھا ہے اس کے اہم پہلو پر ایک کتاب لکھ دوں تاکہ لوگوں کو تحریک پاکستان اور مقاصد پاکستان سمجھنے میں سہولت ہو۔ قائداعظم کے بارے میں قاری کو اس کتاب میں خاصا مواد مل جاتا ہے۔

جناب حسن ریاض ۱۸۹۴ء میں بلند شہر میں پیدا ہوئے سینئر کیمبرج کرنے کے بعد ۱۹۱۸ میں صحافت کے پیشے کو اپنایا پہلے سید جالب دہلوی ایڈیٹر ہمدم سے ملاقات ہوئی اس کے نتیجے میں انہوں نے اردو صحافت میں قدم رکھنے کا حوصلہ کیا۔

ہمدم کے علاوہ ہمدرد اور ہمت کے کارپردازان ادارت میں شامل رہے بعدازاں تحریک پاکستان کے پیغام کو مسلم ہند کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لئے منشور کو روزنامہ کر دیا۔ اور یہ ستمبر ۱۹۴۷ تک ان کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ پاکستان آنے کے بعد کچھ عرصہ تک منشور اور مقاصد کے مدیر رہے۔ صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ قائداعظم کے معتمد ساتھی بھی تھے۔ یوپی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ ورکنگ کمیٹی اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن رہے۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ صحافت سے منسلک رہے اور مستقل تصنیف "پاکستان ناگزیر تھا" لکھی۔ اسے ۱۹۶۸ میں داؤد انعام ملا۔

وہ صاحب طرز افسانہ نگار اور صحافی تھے تصنیف میں نئے افسانے اور حرف آخری شامل ہیں ۱۹۷۲ میں وفات پائی۔

اس کتاب میں جناح اور قائداعظم کے نام سے تقریباً دو صفحات پر قائداعظم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسے شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی نے ۱۹۶۷ء میں پہلی بار شائع کیا۔ اس کتاب کو داؤد ادبی انعام بھی مل چکا ہے۔

کتاب میں تقسیم ہند کے واقعات کو بڑی تفصیل سے شامل کیا گیا ہے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں اس میں اچھا خاصا مواد دیا گیا ہے تاکہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔

پاکستان نیشنل موومنٹ

۱۹۳۳ء میں جب قائداعظم لندن میں مقیم تھے تو چودھری

رحمت علی نے پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد ڈالی اور اس کے زیر اہتمام ایسے کتابچے شائع کیے جن میں ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

اس تحریک نے طلباء میں ایک نیا جوش وولولہ پیدا کر دیا اور یہ اس قدر مقبول ہوئی کہ اس کا سلسلہ کیمبرج یونیورسٹی سے علی گڑھ تک پھیل گیا۔

پاکستان نیوی و مسلح افواج

دیکھئے بلوچ رجمنٹ

پاکستان ہاؤس

نیوشاک اسکوائر لندن ڈبلیوسی۔ امیں واقع بیرسٹر محمد علی محمد عباس کی رہائش۔ یہیں چودھری رحمت علی، خواجہ ناظم الدین، محمد علی بوگرہ، ایم اے ایچ اصفہانی، حبیب ابراہیم رحمت اللہ اور قائداعظم محمد علی جناح نے قدم رنجہ فرمایا۔ یوں یہ مکان تاریخی حیثیت حاصل کر گیا۔

پاک ویلفیئر آرگنائزیشن پشاور

یہ رجسٹرڈ تنظیم ۱۹۸۳ء میں طلباء و طالبات کی فلاح و بہبود کے لئے قائم کی گئی۔ یہ طلباء برادری کو کتب یونیفارم۔ اسکالر شپ اور دیگر ضروری امداد فراہم کرتی ہے۔ اہم ملی و قومی اور بین الاقوامی تہواروں پر بھی تقاریب کا اہتمام کرتی ہے۔ معذور اور نادار بچوں کے لئے اکیڈمی آف اینجلز بھی قائم کی گئی ہے۔ طالبات کے لئے مفت دستکاری سنٹر بھی ہے۔

یہ تنظیم قائداعظم ایوارڈ اور فاطمہ جناح ایوارڈ بھی دیتی ہے۔

پال اوّل

(یونان) قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر پال اوّل یونان کے بادشاہ تھے انہوں نے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۴ء تک یونان پر حکومت کی۔

پانچویں برسی

۱۲ ستمبر ۱۹۵۳ء کو پاکستان کے وزیراعظم جناب محمد علی نے قائداعظم کی پانچویں برسی کے موقع پر جہانگیر پارک کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب میں کہا۔

قائداعظم نے آج سے پانچ سال پہلے وفات پائی اور آج پہلا موقع ہے کہ میں اس مملکت کے بانی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے آپ کے سامنے حاضر ہوا ہوں۔ قائداعظم نے ہمیں پاکستان لے کر دیا لیکن اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اسے زیادہ سے زیادہ خوش حال اور مستحکم بنانے کا فریضہ انجام دیں اور اس فرض سے عہدہ بر آہونے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

ہمارے لئے قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کرنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور قائداعظم کے بتائے ہوئے تنظیم، اتحاد، اور یقین محکم کے اصولوں کی روشنی میں اپنے اعمال و کردار کا محاسبہ کریں اور یہ عہد کریں کہ اپنے کردار کے تمام نقائص دور کریں گے۔

یہ الفاظ لکھتے وقت مجھے قائد کے وہ الفاظ یاد آجاتے ہیں جن میں انہوں نے عوام کو پاکستان کی سب سے بڑی دولت قرار دیا تھا انہوں نے ایک مرتبہ بر سر اقتدار طبقہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ عوام کے حاکم نہیں بلکہ ان کے خادم ہیں۔

ہم آج قائداعظم کے ان الفاظ کی روشنی میں یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنے قول و فعل میں انہی سنہری اصولوں کو پیش نظر رکھیں گے۔

پانیلی (گونڈل)

قائداعظم محمد علی جناح کے آباء واجداد کا گاؤں

قائداعظم کی پیدائش کے وقت اس کی آبادی ایک ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ گاؤں کے لوگوں کا ذریعہ آمدنی زیادہ تر کھیتی باڑی تھا۔ فصلوں میں مشہور فصلیں کپاس۔ گندم۔ جوار اور باجرہ تھیں۔ قائداعظم اسے ۴۸ سال بعد دیکھنے کے لئے ۲۶ جنوری ۱۹۴۰ء کو یہاں آئے یہاں ہندو اور مسلمان کسانوں نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ یہیں قائداعظم کی شادی ہوئی تھی۔ اس وقت قائداعظم کی عمر ۱۶ برس تھی۔ قائداعظم نے یہاں اپنے اباء واجداد کی رہائش گاہ اور قبرستان بھی دیکھا۔ پانیلی میں قائداعظم پر گل پاشی کی گئی۔ گاؤں کی پرانی رسم کے مطابق راس گربہ (خوشی کے گیت) گائے گئے۔ اور پھر

گاؤں کی جانب سے انہیں ناریل۔ سپاری (چھالیہ) پھل اور پھول پیش کئے گئے۔ بعدازاں کاٹھیاواڑ نیوز ایجنسی والے جناب محمد بھائی مون ویل والا کی صدارت میں جلسہ ہوا جس میں قائد اعظم نے اپنی دل کی گہرائیوں کے ساتھ اپنے آباء واجداد کے وطن اور مادر وطن میں آنے پر خوشی کا اظہار کیا۔

پائی، آرپی پرنجے

۱۹ فروری ۱۹۲۱ کو سروینٹس آف انڈیا سوسائٹی کے زیر اہتمام ہندوستان کے ممتاز رہنما گوکھلے کی چھٹی برسی منائی گئی تو اس تقریب کی صدارت مسٹر آرپی پرنجے پائی نے کی۔

تقریب سے قائد اعظم نے بھی خطاب کیا۔

پائنیر روزنامہ

فروری ۱۹۲۸ء میں ہندو مسلم مسئلے کے حل میں جب مسلمانوں کو ناکامی ہوئی تو اخبار پائنیر نے اس کی تحقیقات کے بارے میں مضمون طبع کیا جس کا حوالہ قائد اعظم نے نہرو رپورٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے دیا۔ جو انقلاب ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔

پتنگ بازی

قائد اعظم بچپن میں پتنگ بھی اڑایا کرتے تھے لیکن ایک واقعہ سے ایسا سبق سیکھا کہ اس کے بعد کبھی پتنگ کو ہاتھ بھی نہ لگایا یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ ایک دن قائد اعظم پتنگ اڑا رہے تھے کہ ایک لڑکے نے نیچے سے ڈور کاٹ دی اس طرح جب قائد نے پتنگ کو ڈھیل دی تو ڈور ختم ہو گئی اور پتنگ آزاد ہو گئی اس واقعے سے انہیں یہ سبق ملا کہ انسان کی نظریں آسمان کی طرف ہوں تو اسے زمین سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔

پٹنہ

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۶واں سالانہ اجلاس دسمبر ۱۹۳۸ء کو منعقد ہوا قائد اعظم محمد علی جناح نے اس اجلاس میں شرکت کی قائد اعظم دہلی سے پٹنہ پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر ہزاروں افراد نے ان کا استقبال کیا۔ قائد اعظم نے بیرسٹر عبدالعزیز کے مکان پر قیام کیا جو ریلوے اسٹیشن سے سات میل کی دوری پر تھا۔ ۲۶ دسمبر کو قائد اعظم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا شوکت علی کی وفات پر انہیں بے حد دکھ ہوا وہ ایک عالی مرتبہ انسان تھے اور نصب العین کے واسطے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ وہ میرے رفیق کار اور ذاتی دوست تھے۔ جو راستہ انہوں نے اختیار کیا تھا آخر تک اس پر چلتے رہے۔ اور ہمیشہ اپنے کام میں مخلص رہے۔ ترکی کے رہنما کمال اتاترک کے انتقال پر بھی قائد اعظم نے اظہار تعزیت کیا۔ انہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا۔ جس کا خلاصہ ہے۔

"کانگرس ایک ہندو جماعت ہے اور یہ تمام ہندوؤں کی بھی نمائندہ جماعت نہیں۔ کانگرس کی ہائی کمان نشہ اقتدار میں بد مست ہو کر جو چاہے دعوے کرے لیکن ان دعوؤں سے اس کی حقیقت نہیں بدل سکتی وہ بدستور ہندو جماعت ہی رہے گی۔ انہوں نے واردھا سکیم پر بھی کڑی نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ اس اسکیم کا مقصد مسلمانوں کی ثقافت اور ان کی مذہبی روایات کو ختم کرنا ہے اس لئے مسلمان کبھی ایسی کسی مذموم سکیم کو قبول نہیں کریں گے۔

انہوں نے فیڈریشن کے مسئلے پر بھی بات چیت کی اور کہا شاید پہلے کچھ ایسے مسلمان تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ برطانوی ملوکیت سے مل کر اپنے مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں لیکن اب یہ غلط فہمی دور ہو چکی ہے میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ کسی کی حلیف نہیں بنے گی۔

اجلاس میں مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک وفد (مولانا شبیر علی تھانوی مولانا ظفر احمد انصاری مولانا عبدالغفور پھول پوری۔ مولانا عبدالجبار۔ مولانا معظم حسین اور مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری پر مشتمل) بھیجا وفد نے قائد اعظم سے بیرسٹر عبدالعزیز کے مکان پر ملاقات کی اور اپنی حمایت کا یقین دلایا۔

یہ صوبہ بہار کا دارالحکومت اور بھارت کا مشہور شہر ہے۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی ۹۱۴۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ دریائے گنگا پر واقع ہے۔ پرانے زمانے میں اسے

پاٹلی پتر کہا جاتا تھا۔ ابتداء میں مگدھ سلطنت اور پھر موریا سلطنت کا دارالحکومت رہا۔ مسلمانوں کے عہد میں اسے عظیم آباد کہا جاتا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں یہاں یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ پٹنہ پبلک لائبریری یہاں کی بڑی مشہور لائبریری ہے۔ اشوک عہد کا تعمیر کردہ ہال، والئی بنگال حسین شاہ کی مسجد قابل ذکر مقامات ہیں۔

پٹنی ہل

لندن کا وہ مقام جہاں مرزا ابوالحسن اصفہانی کے چچا نے ۱۹۲۰ء کی آخری سہ ماہی میں قائداعظم محمد علی جناح اور ان کی اہلیہ کے اعزاز میں عشائیہ دیا تھا۔ اس موقع پر دیگر بہت سے افراد بھی مدعو تھے۔ کھانے کے بعد جاز بینڈ نے اپنی دھنیں بجائیں اور ان دھنوں پر زیادہ تر مہمانوں نے رقص کیا۔

قائداعظم کو اس کا شوق نہ تھا لہٰذا اس کے لئے وہ اصفہانی کے ساتھ بلیرڈ روم میں چلے گئے اور بلیرڈ کھیلتے رہے۔

پٹھانستان

۲۸ جون ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے خان برادران (خان عبدالغفار خان اور ڈاکٹر خان صاحب) کی طرف سے پیش کردہ پٹھانستان کے مطالبہ پر نکتہ چینی کی کہ سرحدی مسلمان پہلے مسلمان ہیں اور پھر پٹھان۔ اگر صوبہ سرحد پاکستان میں شامل نہ ہوا تو وہ تباہ ہو جائے گا۔ قائداعظم نے اس شرمناک پراپیگنڈہ کی پرزور تردید کی کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا مرتب کردہ آئین شرعی نہیں ہو گا۔

قائداعظم نے فرمایا کہ کانگرس تین جون کی برطانوی سکیم قبول کر چکی ہے لیکن اب صوبہ سرحد کی کانگریس نے پٹھانستان کا شرانگیز مطالبہ کر کے آل انڈیا کانگریس کی اس منظوری کی تحریف کی کانگریسی مہاتما کی طرف سے پٹھانستان کی حمایت کا مقصد صوبہ سرحد کے مسلمانوں کو کمزور بنانا اور ان میں نفرت و افتراق پیدا کرنا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ خان عبدالغفار خان نے مجھے ابھی تک سرحد کانگریس کے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا لیکن سرحد کانگریس کی قرارداد کا متن اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ

(۱) ۔ تمام پٹھانوں کی ایک آزاد ریاست ہوگی۔

(۲) ۔ اس ریاست کا آئین جمہوریت، مساوات اور سماجی انصاف کے اسلامی نظریات کی اساس پر مرتب کیا جائے گا۔

(۳) ۔ اس میں تمام پٹھانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس محبوب نصب العین کی خاطر متحد ہو جائیں اور کوئی غیر پختون تسلط قبول نہ کریں۔

کانگریس ۳ جون کی برطانوی اسکیم منظور کر چکی ہے۔ ان حالات میں سرحد کانگریس کی منظور کردہ مذکورہ بالا قرارداد اس بات کی واضح تحریف کرتی ہے۔ کانگرس نے ۱۵ جون کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں قطعی طور پر برطانوی سکیم کو قبول کیا اور مسٹر گاندھی نے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے نہ صرف خود اس کی منظوری کا اعلان کیا بلکہ دوسرے کانگریسی ارکان پر بھی یہ زور دیا کہ برطانوی سکیم منظور کر لیں۔ صوبہ سرحد کا استصواب بھی برطانوی سکیم کا ایک جزو ہے اس استصواب کے ذریعے یہ مسئلہ طے ہونا قرار پایا تھا کہ صوبہ سرحد کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونا چاہئے۔ یا ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی میں دوسرے الفاظ میں صوبہ سرحد کے عوام یہ فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان میں مدغم ہونا۔ برطانوی سکیم کے مطابق سرحدی عوام کے سامنے اب تیسری کوئی راہ عمل نہیں ہے۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی طرف سے برطانوی سکیم کی منظوری کے بعد سرحد کانگریس کے لئے اس فیصلہ کی منظوری، پابندی اور احترام ضروری ہے۔ کیوں کہ وہ آل انڈیا کانگریس کی اکثریت ہے۔ جب آل انڈیا کانگریس کمیٹی اور کانگریس ورکنگ کمیٹی نے برطانوی سکیم کو منظور کیا تو سرحد کانگرس کے نمائندے بھی ان جلسوں میں موجود تھے لہٰذا اب کانگریس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ برطانوی سکیم کے مندرجات کا احترام کرے اور اس پر دیانتداری سے عمل پیرا ہو۔ لیکن اس کے برعکس مسٹر گاندھی اپنی پرار تھناؤں میں جن نظریات کی ترجمانی کرتے رہے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ خان برادران برطانوی سکیم کو ناکام بنانے کے لئے شہ پائیں سرحدی مسلمانوں کو بھڑکائیں اور اس طرح سرحدی مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کریں۔

خان برادران یا کسی دوسرے شخص نے اس سے پہلے آزاد پٹھانستان کا شرانگیز مطالبہ کبھی پیش نہیں کیا تھا۔ حال ہی میں جو

نیا سٹنٹ کھڑا کیا گیا ہے اور جو نئے نعرے ایجاد کئے ہیں ان کا مقصد پٹھانوں کو گمراہ کرنا ہے۔ پٹھانوں کو اب یہ بتایا جارہا ہے کہ مجوزہ پٹھانستان جمہوریت مساوات اور سماجی انصاف کے اسلامی نظریات کی اساس پر بنایا جائے گا۔ اور اس طرح دراصل یہ الزام تراشی مقصود ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی جو مسلمانوں کی بھاری اکثریت پر مشتمل ہوگی۔ جمہوریت۔ مساوات۔ اور سماجی انصاف کے اسلامی تصورات نظرانداز کر دے گی۔ یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے۔ اس میں مقصدیت کی رمق بھی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے تاکہ سرحد کے مسلمانوں کو گمراہ کیا جاسکے۔ خان برادران بالخصوص خان عبدالغفار خان جو اپنے تئیں سرحدی گاندھی کا نام لے کر پھولے نہیں سماتے نے جمہوریت۔ مساوات۔ اور سماجی انصاف کے اسلامی نظریات کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ ابھی کل تک وہ نیشنلزم، ہندوستانی قوم کے نظریہ اور کانگریس کی طرف سے ہندوستان بھر کے لئے مضبوط فیڈرل حکومت کے مطالبہ کے پابند سلاسل تھے۔ اچانک جو نئی تبدیلی معرض وجود میں آئی ہے وہ ایک سیاسی فراڈ ہے جس کا مقصد خان ٹولہ کو برسر اقتدار رکھنا ہے مجھے یہ معلوم کر کے سخت رنج پہنچا کہ اسے مسٹر گاندھی کی مہاتمائی دعائیں اور تائید حاصل ہوگئی ہے۔ جنہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ ہر قیمت پر پٹھانوں کی خانہ جنگی کا سد باب چاہتے ہیں۔ ہر سمجھ دار انسان سمجھ سکتا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی (جیسا کہ میں بار بار واضح کر چکا ہوں) ہی صرف آئین مرتب کر سکتی ہے۔

پختہ ارادہ کرلیں کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے حق میں ایک ایک ووٹ ڈالا جائے۔ خان برادران نے گزشتہ دس سالوں سے سرحد کے مسلمانوں میں جو فراڈ قائم کر رکھا ہے۔ ہم اس کا تار پود بکھیر دینا چاہتے ہیں۔ ماضی میں وہ کانگریس کے اشاروں پر پٹھانوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوتے رہے۔ ہمیں یہ توقع کرنی چاہئے کہ وہ سدا پٹھانوں کو دھوکہ نہیں دے سکیں گے۔ اور آپ اپنا واضح فیصلہ بھاری اکثریت کے ساتھ صوبہ سرحد کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کے حق میں دیں گے۔ قبائلی علاقوں سے مجھے خیر سگالی اور دوستی کے پیغامات وصول ہوئے ہیں اس مرحلہ پر میں ان کے لئے میں اپنے آزاد قبائلی بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

میں اس امر کی پھر وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور مسلم لیگ ان کی آزادی کا احترام اور تحفظ کرے گی اور ہمیشہ ان کے ساتھ ایسے برادرانہ سلوک کرنے اور سمجھوتہ کرنے پر آمادہ ہو گی جو فریقین کے لئے مفید ہوں گے۔ آپ ایسے غلط پراپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہ ہوں کہ مسلم لیگ اپنے بھائیوں کی آزادی اور حریت غصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جو اب تک آزاد رہے ہیں اور غلام بنانے کی ہر کوشش کا مردانہ مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ میں یہ اعلان کرتے وقت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ ہم بھی اب پاکستان میں بالکل آزاد ہونے والے ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ وہی کریں گے جو دونوں کے مفاد میں ہو گا۔

جس کے مطابق صوبہ سرحد ایک آزاد ریاست ہو گا۔ اس طرح عوام خود اپنی قسمت کے مالک ہوں گے۔ اور وہ خود بھی دوسرے صوبوں کی طرح پاکستان کی وحدت یا پاکستان کی وفاقی حکومت میں ایک یونٹ کی حیثیت سے صوبہ کے عام نظم و نسق کے علاوہ اپنے سماجی۔ ثقافتی اور تعلیمی مسائل طے کرنے کے مجاز ہوں گے۔ لیکن خان برادری نے یہ زہریلا پراپیگنڈہ شروع کر دیا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی شریعت اور قرآنی اصولوں کو نظرانداز کر دے گی۔ یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ تیرہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دوران میں مسلمانوں کو ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود ہم قرآن کریم پر عمل کرتے رہے۔ اب دفعتاً ہم پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ خان برادران اپنے تئیں اسلام اور قرآن کے علمبردار بننے لگے ہیں۔ لیکن میں ان سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس طرح ہندو دستور ساز اسمبلی میں وہ بلا حیل و حجت جا شامل ہوتے اور جہاں ہندوؤں کی وحشیانہ اکثریت ہے وہاں ان کا کیا حشر ہو گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مسلمان یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ وہ پہلے مسلمان ہیں اور پٹھان بعد میں۔ اور اگر ان کا صوبہ پاکستان میں شامل نہ ہوا تو صوبہ سرحد کو سخت تباہی کا سامنا کرنا ہو گا۔ صوبہ سرحد جو مالی اعتبار سے خسارے کا صوبہ ہے کے ۳۵ لاکھ باشندوں کے لئے چند ماہ تک بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا محال ہو جائے گا۔ اس طرح سیاسی جغرافیائی اعتبار سے صوبہ سرحد کا وجود ختم ہو کر رہ جائے گا۔ یہ درست ہے کہ آگے چل کر صوبہ سرحد کے وسیع

ذرائع پاکستان کے لئے ضرور مفید ثابت ہوں گے۔ لیکن ابتدا میں بہر حال یہ صوبہ مالی اعتبار سے پاکستان پر بوجھ ہو گا۔ اور پاکستان ہی کی امداد کا طالب ہو گا۔ اور پاکستان کے یونٹ پنجاب بنگال اور سندھ۔ سرحدی عوام کی مالی دفاعی اور سماجی حالت کے استحکام کی خاطر صوبہ سرحد کے اخراجات کا بار اٹھائیں گے۔ ان تمام وجوہ کی بناء پر میں صوبہ سرحد کے تمام مسلمانوں سے یہ

اپیل کرتا ہوں کہ وہ پاکستان کی یک جہتی اور اپنے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پاکستان دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کی پُرزور حمایت کریں۔ میں آخر میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنی کوششیں نرم نہ کریں آپ یہ خیال تک بھی نہ لائیں کہ ہمارے مخالفوں نے استصواب کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ آپ

پٹیل، ڈاکٹر جے اے ایل

قائداعظم محمد علی جناح کے پارسی معالج انہوں نے ۱۹۴۶ء میں تشخیص کی کہ قائد پھیپھڑوں کی تپ دق کے موذی عارضے میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں قائد کو بھی آگاہ نہ کیا اور طب کے پیشے کے تقدس کے پیش نظر اس پیشے کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہے اور قائد کی مہلک بیماری کے راز کو اپنے سینے میں دفن رکھا۔ وہ بمبئی میں ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۲۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم ڈی کی ڈگری لی۔ قائداعظم، برطانوی ملکہ الزبتھ اور روس کے صدر کے معالج رہے۔ قائداعظم کو ہر دو ہفتے میں ٹیکے لگاتے اور وہ اپنا کام جاری رکھتے۔ ۱۹۷۶ میں انتقال ہوا۔ انہیں بھارت کے صدر کی طرف سے ایوارڈ بھی دیا گیا تھا۔

پٹیل سردار

ان کا انتقال ۱۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو ۷۵ برس کی عمر میں ہوا۔ انہیں حکومت اور ملکی سیاسیات میں بے پناہ اثر و رسوخ حاصل تھا۔ ریاستوں کو ہندوستانی یونین میں شامل کرنے کمیونسٹوں کو کچلنے اور راشٹریہ سیوک سنگھ سے نمٹنے میں اہم کردار ادا کیا۔

وہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو احمد آباد کے قریب ناڈیا تعلقہ میں کرم ساد گاؤں میں جھاویر بھائی پٹیل کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد قانون کا امتحان پاس کیا۔ پھر بیرسٹری کے امتحان کے لئے لندن چلے گئے اور وہاں کے مڈل ٹمپل ان سے بیرسٹری کا امتحان اول درجے میں پاس کیا۔ فروری ۱۹۱۳ میں واپس احمد آباد آکر پریکٹس شروع کر دی۔ ۱۹۱۶ء میں گاندھی جی کے قریب آگئے۔ ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء میں بورسد اور ناگپور کے ستیہ گرہ میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۵ سے ۱۹۴۲ء تک کانگریس کے پارلیمینٹری بورڈ کے صدر ۱۹۳۵ء کے بعد ہمیشہ کانگریس کی صوبائی وزارتوں پر چھائے رہے۔ مسلم لیگ اور کانگریس کی مشترک وزارت میں بھی رہے۔ ۱۹۴۶ء میں عارضی طور پر داخلہ اور ریاستوں کے وزیر رہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو بمبئی میں انتقال کیا۔

پٹیل، کھتری عصمت علی

یحییٰ ہاشم باوانی کی تصنیف تحریک آزادی اور میمن برادری کے مترجم۔ اصل کتاب گجراتی زبان میں ہے۔ اس کتاب میں تاریخ پاکستان کے بعض اہم گوشوں اور قائداعظم کے دورہ کاٹھیاواڑ کی تفصیل دی گئی ہے۔ یہ کتاب اس اعتبار سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں قائداعظم کے دورہ کاٹھیاواڑ کو حوالوں اور اسناد کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔

کھتری عصمت علی پٹیل ۲۷ مارچ ۱۹۳۷ء کو جیت پور (کاٹھیاواڑ) میں پیدا ہوئے۔ گجراتی، اردو، میمن، سندھی، کچھی، ہندی اور پاکستان کی دیگر زبانیں جانتے ہیں۔ ان کے مضامین، فیچر، انٹرویو، گجراتی زبان میں شائع ہونے والے ۸ مختلف رسائل اور اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔ ۱۹۷۰ء سے ہمدرد فاؤنڈیشن سے منسلک ہیں۔

پٹیل ویتھل بھائی

کانگریس کے ممتاز رہنما اور انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے پہلے صدر۔ ۷ جولائی ۱۹۳۰ء کو جب شملہ میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو پٹیل نے اسمبلی کی صدارت سے اس بنا پر استعفیٰ دے دیا تھا کہ حکومت نے متعدد کانگریسی رہنماؤں کو گرفتار کر لیا تھا۔ چنانچہ قائداعظم محمد علی جناح کی جماعت نے مولوی محمد یعقوب کو اسمبلی کا صدر نامزد کر دیا جس کے نتیجے میں ۹ جولائی کے اجلاس میں انہیں صدر منتخب کر لیا گیا۔

پدم کا نشان

قائداعظم محمد علی جناح کے داہنے تلوے پر روپے برابر ایک نشان تھا جسے پدم کا نشان کہا جاتا ہے۔ مشرق میں اس نشان کو غیر معمولی خوش نصیبی کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ جس کے تلوے پر یہ نشان ہو وہ بڑا ہو کر ایک دن بادشاہ بنتا ہے۔

محترمہ شیریں جناح نے اپنے بزرگوں سے پدم کے بارے میں سن رکھا تھا ایک مرتبہ انہوں نے قائداعظم سے اس نشان کو دیکھنے کی اجازت چاہی تو قائد نے انگریزی میں کہا کہ شیریں توہم پرستی میں نہ پڑو لیکن جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو دیکھنے کی اجازت دے دی۔

پربھارت

ہندو اخبار جسے ۱۹۴۲ء میں جاری کیا گیا اسکے مدیر لالہ نانک چند ناز تھے۔ یہ اخبار بھی دوسرے اخبارات کی طرح کانگریس اور ہندوؤں کے مفادات کا نگہبان تھا اس اخبار کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے تمام کارکن اس کے مالک تھے۔

بعد ازاں لالہ نانک چند ناز سے ماسٹر تارا سنگھ نے خرید لیا۔ لالہ نانک چند ہی اس کے مدیر رہے مگر یہ اخبار کامیاب نہ ہوا اور بند ہو گیا۔

یہ اخبار جب تک زندہ رہا قائداعظم اور مسلم لیگ کی پالیسیوں سے اختلاف کرتا رہا۔

پرتاب (اخبار)

لاہور، دہلی، اور جالندھر سے بیک وقت جاری ہونے والا آریہ سماج کا ترجمان

۱۹۳۵ء میں قائداعظم محمد علی جناح اور بابو راجندر پرشاد کے مابین جو مذاکرات ہوئے ان پر اخبار مذکور نے مسلمانوں کے خلاف خوب زہر اگلا۔ اخبار نے قائداعظم پر دورنگی کا الزام عائد کیا۔ بہر حال اس اخبار نے ہر لحہ مسلمانوں قائداعظم اور مسلم لیگ کی مخالفت کی۔

اسے ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء کو مہاشہ کرشن (جن کا اصل نام رادھے کرشن تھا) نے لاہور سے جاری کیا۔ جس وقت انہوں نے یہ اخبار جاری کیا اس وقت پنجاب میں سیاسی بے چینی کا دور دورہ تھا۔ اور یہ اخبار قومی زاویہ نگاہ کی عکاسی کرتا تھا۔ نیز اسی دن گاندھی جی نے دہلی میں اپنا ستیہ گرہ شروع کیا تھا پہلے ہی شمارے کی خبریں اتنی ولولہ انگیز تھیں کہ سارا پرچہ لاہور ہی میں ہاتھوں ہاتھ بک گیا اس کے بعد یہ اخبار کانگریس کی تحریک آزادی کا نقیب بن گیا اس کی تحریریں فرنگی حکومت کے لئے ناقابل برداشت ہوتی گئیں۔ لہٰذا ۱۸ اپریل ۱۹۱۹ کو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی گرفتاری کے ساتھ ہی یہ اخبار بند ہو گیا۔ ۱۹۲۰ء میں رہا ہونے پر پھر اخبار جاری کیا گیا لیکن دو ماہ بعد اس کی ضمانت ضبط ہو گئی ازاں بعد اسے پھر جاری کر دیا گیا۔ اداریہ نگاری کے اعتبار سے اس اخبار کو تمام ہندو اخباروں میں امتیاز حاصل رہا۔ ۱۹۴۷ء میں مہاشے جی دہلی چلے گئے وہیں اخبار دوبارہ جاری کیا اگرچہ مہاشے جی ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء کو وفات پا گئے تاہم اخبار اب بھی جاری ہے۔

پرتاب پارک

سری نگر (مقبوضہ کشمیر) کا مشہور پارک۔ قائداعظم جب کشمیر کے دورے پر مئی ۱۹۴۴ء میں گئے تو سری نگر میں اس پارک میں شیخ محمد عبداللہ نے ان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ قائداعظم نے اس موقعہ پر مختصر جوابی تقریر میں کہا۔

"آپ نے میری ذات کو جس طرح خوش آمدید کہا ہے اور اس لئے استقبال کیا ہے کہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر ہوں۔"

پرچم پاکستان

۱۱۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان نے اسمبلی میں دو پرچم قائداعظم کو پیش کیے۔ تاکہ وہ پرچم پاکستان کی منظوری دے دیں۔ قائداعظم اجلاس کی صدارت کر رہے تھے قائداعظم نے ان میں سے ایک پرچم کو منظور کیا۔ مخالف بنچوں سے کرن شنکر رائے مشرقی بنگال کی کانگریس پارٹی کے لیڈر نے اس سلسلے میں صدر اسمبلی سے کچھ کہنے کی اجازت طلب کی۔ قائداعظم نے کہا کہ ہر چند کہ اب یہ اصول کے خلاف ہے پھر بھی ایوان مسٹر شنکر کی بات سننا گوارا کرے گا۔ اس پر شنکر رائے نے کھل کر کہا کہ ہم ایوان کے فیصلے کے بعد اس پرچم کو بطور

پاکستان کے قومی پرچم کے تسلیم کرتے ہیں۔

سید ظفر کی تحقیق کے مطابق پاکستان کا پہلا پرچم جناب مولانا امیرالدین قدوائی مرحوم نے خود سیا اور تیار کیا تھا۔

پاکستان کا قومی پرچم از سرفراز حسین مرزا

نوائے وقت لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۷۵ء

پرچم کشائی (پاکستانی مسلم لیگ)

۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے پرچم کی پرچم کشائی کی۔ پرچم کشائی کی رسم ادا کرتے ہوئے انہوں نے زخمی خاکساروں کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے مسلم لیگ کا پرچم بلند کرنے کا اعزاز بخشا ہے۔ اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ابھی ابھی میں ان زخمیوں (خاکساروں) کو میو ہسپتال میں دیکھ کر آیا ہوں جو ایک المناک حادثے کا شکار ہوئے ہیں یہ حادثہ جس میں بہت سی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے ہیں بہت اندوہناک ہیں ہم میں سے ہر مرد اور عورت کو ان مقتولین اور مجروحین کے اعزہ کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔

پردیس بنا اب اپنا وطن قائداعظم

اس عنوان کے تحت واصف علی واصف نے ان الفاظ میں قائداعظم کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

پردیس بنا اب اپنا وطن قائداعظم

آ دیکھ ذرا رنگ چمن قائد اعظم
بے رنگ ہوئے سرو و سمن قائد اعظم
تنظیم اخوت ہے نہ اب عزم و یقین ہے
ہم بھول گئے عہد کہن قائد اعظم
بخشا تھا جسے تو نے اجالوں کا لبادہ
اس قوم نے اوڑھا ہے کفن قائد اعظم
پاکیزہ سیاست نہ امامت رہی باقی
دنیا بھی ہے فن دین بھی فن قائد اعظم
شاہین کے لئے موت ہے کرگس کی غلامی
ہے زار و زبوں ارض وطن قائد اعظم
وہ رنگ دکھائے ہیں نئے شیشہ گروں نے
پردیس بنا اب اپنا وطن قائد اعظم
تو نے ہمیں بخشی تھی جو آزادی کی دولت
ہم نصف لٹا کر ہیں مگن قائد اعظم
کیا تجھ سے کریں گردش افلاک کا شکوہ
کھانے لگی سورج کو کرن قائد اعظم
اصنام پرستوں کے لئے صبح مسرت
واصف کے لئے رنج و محن قائد اعظم

پرشاد، راجندر

دیکھئے راجندر پرشاد

پرمولی، قاضی حبیب الحق:۔

قیام پاکستان سے قبل قائداعظم جتنی مرتبہ پشاور تشریف لے گئے تو انہوں نے ممتاز مسلم لیگی رہنماؤں کے ساتھ جلسوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو انہوں یہ اشعار کہے

الحمدللہ الذی اعظمٰی لنا الجناح — من لیس لہ الجناح لاریلہ الفلاح
برزبان انس وجان حتی الدیدنہ کورباد — شاہ غربی قائدم محمد علی صاحب جناح

الدید مذکور یاد وہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو موضع پرمولی ضلع مردان میں پیدا ہوئے دارالسلام معینیہ عثمانیہ اجمیر میں تعلیم حاصل کی فراغت کے بعد سلسلہ قادریہ سے وابستہ ہوگئے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور پرائمری مسلم لیگ پرمولی کے سیکرٹری اور ۱۳ مارچ ۱۹۴۰ کو تحصیل صوابی مسلم لیگ کے تنظیمی کمیٹی کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ مارچ ۱۹۴۰ء کے اجلاس میں شرکت کی۔ فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر قیادت مسلم لیگی وفد نے جب صوبہ سرحد کا دورہ کیا تو قاضی صاحب استقبالیہ کمیٹی کے رکن تھے ۲۶ اگست ۱۹۴۴ء کو والد ماجد نے خلافت سے نوازا۔

پروگریسو مسلم لیگ:۔

سیاسی جماعت جسے مولوی اے کے فضل الحق نے ۱۹۲۷ء

میں قائم کیا تھا تاہم مولوی صاحب کو بعد ازاں اپنے رویے پر بڑا افسوس ہوا تو انہوں نے ۱۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو قائد اعظم کو خط لکھا کہ پرانی باتیں بھول جائیے اور اب مجھے اور میرے رفقاء کو دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہونے کی اجازت دے دیں۔ میں ہمیشہ مسلم لیگ کے صدر کا حکم مانوں گا میں نے جو پروگریسو مسلم لیگ قائم کی تھی اس کا کوئی وجود نہیں وہ محض کاغذی حیثیت رکھتی ہے جونہی میں مسلم لیگ میں شامل ہوں گا۔ پروگریسو لیگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اس کے بعد ۵ فروری ۱۹۴۳ء کے خط میں بھی مولوی فضل الحق نے یہی باتیں دہرائیں۔ اس پر قائد نے ۱۰ فروری کو انہیں خط لکھا کہ وہ اپنے گزشتہ رویے پر اظہار افسوس کر دیں۔ پروگریسو لیگ کو ختم کر دیں اور وزیر اعظم کے عہدے سے استعفیٰ دے دیں تو میں آپ اور آپ کے رفقاء پر سے پابندی اٹھا دینے کے لئے تیار ہوں گا اور آپ دوبارہ مسلم لیگ اور اسمبلی لیگ پارٹی کے رکن بن سکیں گے۔

پرویز، غلام احمد:۔

غلام احمد پرویز کا تحریک پاکستان کی خدمات اور قائد اعظم کے ساتھ جہاں تک باہمی مراسم کا تعلق ہے انہوں نے قائد اعظم کے تصور کا پاکستان نامی کتاب بھی لکھی۔ اس ضمن میں مولانا کوثر نیازی نے پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینٹ کے مشترکہ اجلاس میں منعقدہ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۶ء کو کہا۔

جناب غلام احمد پرویز جن سے کسی کو ہزار اختلاف ہو لیکن قائد اعظم کے ساتھ ان کی رفاقت اور تحریک پاکستان میں ان کی قلبی خدمات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

قائد اعظم پروٹوکول کا شدت سے قائل و عامل تھے اور وقت لئے بغیر ملنے کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن ان کی جلوت و خلوت میں اس شخص (پرویز صاحب) کو ہر وقت، ہر لمحے تمام رسمی باتوں کے بغیر حاضر ہونے کی اجازت تھی۔ یہ انہیں کلام اللہ میں تدبر کرنے کے لئے آیات قرآنی سنایا کرتے تھے۔

(ماخذ مذہبی اور سیاسی فرقہ بندی مرتبہ محمد اشرف)

ایک اور مقام پر قائد اعظم نے فرمایا کہ تم جس کام پر یعنی قرآن کے مطالعے میں لگے ہوئے ہو۔ لگے رہو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے تم اس سے آگے نہ بڑھو

(ماخذ روزنامہ جنگ میگزین ۲۵ تا ۳۱ جنوری ۱۹۸۵ء)

۹ جولائی ۱۹۰۳ء کو بٹالہ ضلع گورداسپور میں چودھری رحیم بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کے تحت سیکرٹری کے عہدے پر کام کیا۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں دس سال تک قائد اعظم کے معتمد خصوصی رہے اور قائد اعظم کی ہدایت پر ۱۹۳۸ء میں طلوع اسلام نامی رسالہ جاری کیا جو ان کی وفات کے بعد بھی جاری ہے۔ انہوں نے علامہ اسلم جیراجپوری کے تلمذ ہونے کا بھی شرف حاصل کیا۔ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال سے بھی متاثر تھے ۱۹۵۵ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ صاحب تصانیف تھے

تصانیف۔ لغات القرآن (چار جلدوں میں). مفہوم القرآن، ابلیس و آدم، جن ویزداں، جوئے نور، برق طور، شعلہ مستور، معراج انسانیت، ختم نبوت، جہان فردا، نظام ربوبیت، انسان نے کیا سوچا، اسلام کیا ہے، تبویب القرآن، (تین جلدوں میں) سلیم کے نام خطوط (تین جلدوں میں) طاہرہ کے نام خطوط، فردوس گم گشتہ، خدا اور سرمایہ دار، قرآنی قوانین، مقام حدیث، اقبال اور قرآن، قائد اعظم کے تصور کا پاکستان، مطالب القرآن (چھ جلدوں میں) اور اسلام اے چیلنج ٹو ریلیجنز (انگریزی)۔

پرویز — قائد اعظم خط و کتابت

۱۰ اورنگ زیب روڈ

نئی دہلی

۱۴ جون ۱۹۴۷ء

ڈیئر مسٹر پرویز

میں آپ کے خط محررہ ۱۳ جون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے ان افراد کے نام بھیجیں گے جو آپ کے خیال کے مطابق ہمارے مستقبل کے سیکرٹریٹ کے لئے حقیقی معنوں میں خادم ثابت ہوں

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

بحوالہ پمفلٹ

تحریک پاکستان اور پرویز

مرتبہ محمد اسلام کراچی

طلوع اسلام ٹرسٹ گلبرگ لاہور

غلام احمد پرویز
۳۷ ترکمان روڈ
نیو دہلی

پریس ریلیز (دورہ کاٹھیاواڑ)

قائد اعظم کے دورہ کاٹھیاواڑ جنوری ۱۹۴۰ء کے خاتمے پر جو پریس ریلیز جاری کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے

"...... میرا کاٹھیاواڑ کا سفر اختتام پر پہنچا ہے کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں نے جس گرم جوشی کے ساتھ میرا استقبال کیا ہے اور انہوں نے جس حیرت انگیز طور پر میری مہمان نوازی کی ہے اس کے لئے میں کاٹھیاواڑ کے مسلم رہنماؤں کا اور مسلم عوام کا شکر گزار ہوں۔ کاٹھیاوار کے مسلمانوں کا لیگ کے ساتھ بھرپور تعاون اور صدق دل سے لیگ کا ساتھ دینے پر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی ہے۔ مجھے یہ اظہار کرتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ کاٹھیاواڑ کے لوگوں کے سامنے لیگ پریس فنڈ کے لئے جو کشکول رکھا تھا اس میں انہوں نے ڈیڑھ لاکھ کا عطیہ دے کر اسے بھر دیا۔ اس میں آدم جی کے ۲۰ ہزار روپے کی رقم شامل ہے۔ کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کو میرا صرف یہی پیغام ہے جو جوش اور ولولہ کاٹھیاواڑ کے دورے میں دیکھا ہے وہ عجیب بیداری ہے۔

"اسے قوم کی فلاح و بہبود پر اور اقتصادی، تعلیمی اور سماجی اور سیاسی فلاح پر استعمال کرنا چاہئے۔ کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں نے جو شاندار استقبال کیا ہے اور فراخدلی سے ساتھ دیا ہے اس کی حسین یادیں لیکر کاٹھیاواڑ سے الوداع ہو رہا ہوں۔"

پریکٹس کرنے کا اجازت نامہ

قائد اعظم محمد علی جناح کو ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ کو بمبئی ہائی کورٹ نے پریکٹس کرنے کا اجازت نامہ جاری کیا جس کا متن یہ ہے۔

ہائی کورٹ آف جوڈیکچر (نظام عدالت) بمبئی میں
۱۹ اپریل ۱۹۲۹

یہ تصدیق کی جاتی ہے کہ مسٹر محمد علی جناح بار ایٹ لاء کا نام جو کہ ایک ایڈووکیٹ تھے کو ہائی کورٹ کے رول آف ایڈووکیٹس کے داخلے کی رو سے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء سے انڈین بار کونسل ایکٹ ۱۹۲۸ء سیکشن ۸ (۲) کے تحت پریکٹس کرنے کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

دستخط

ڈپٹی رجسٹرار

پریوی کونسل

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء کو امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ابو فتح محمد اسحٰق کے مقدمے کے سلسلے میں جو ۱۸۹۴ء میں پریوی کونسل میں پیش ہوا کے بارے میں کہا کہ کونسل کے فیصلہ سے پیدا شدہ صورت حال کی وجہ سے وقف کے سلسلے میں مسلمانوں میں بڑا اشتعال پایا جاتا ہے ۱۹۲۶ میں قائد اعظم نے سر عبد القادر سے کہا کہ وہ ہندوستان سے نقل مکانی کر کے لندن میں آباد ہونا چاہتے ہیں تاکہ وہ پریوی کونسل کے مقدمات میں بھی پیش ہوں نیز ملک کی آزادی کے لئے بھی کام کر سکیں۔ ۱۹۳۱ء میں جب وہ گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے بمبئی گئے تو انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ لندن میں رہ کر پریوی کونسل میں مقدمات کی وکالت کریں گے۔ ۱۹۳۳ء میں انہوں نے پریوی کونسل کا ایک مقدمہ لے لیا۔

پریوی کونسل میں قائد اعظم کے پیش ہونے کی اب تک روداد منظر عام نہیں آ سکی۔ ۱۹۳۴ء میں قائد اعظم نے پریوی کونسل کی وکالت ترک کر دی اور ہیمپ اسٹیڈ میں اپنی کوٹھی فروخت کر دی اور ایک ہوٹل میں رہنے لگے۔

پریوی کونسل شاہی مشیروں کا ایک ادارہ ہے یہ نارمن عہد میں قائم کیا گیا۔ ٹیوڈر اور سٹورٹ عہد میں اس نے ایک اعلیٰ مشاورتی ادارے کی حیثیت حاصل کر لی۔ مشیروں کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ اس میں شاہی خاندان کے ارکان "لاٹ پادری" بشپ آف لندن، چانسلر، جج مجلس قانون ساز کا صدر وغیرہ شامل ہیں۔

پشاور۔

دیکھئے صوبہ سرحد

پشاور ائیر فورس بیس:۔

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۱/اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور ائیر فورس کے اڈے پر اپنے ڈکوٹا طیارے میں تشریف لائے۔ اس موقع پر انہوں نے اپنے اعزاز میں پیش کئے جانے والے گارڈ آف آنر کے معیار کی تعریف کی اور سلامی کے چبوترے کے گرد لڑاکا طیاروں کے حسن ترتیب پر مسرت کا اظہار کیا۔

پشاور ائیر فورس بیس پر ۱۹۲۲ء میں کام شروع ہوا۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پشاور میں آر پی اے ایف کے ائیر ہیڈ کوارٹر کا قیام عمل میں آیا۔

پشاور ریلوے اسٹیشن:۔

قائد اعظم محمد علی جناح جب اکتوبر ۱۹۳۶ء میں پہلی بار صوبہ سرحد کے دورے پر تشریف لے گئے تو پشاور ریلوے اسٹیشن پر ان حضرات نے ان کا خیر مقدم کیا۔ پیر بخش خان۔ اللہ بخش یوسفی ملک شاہ محمد، حکیم قطب عالم، خواجہ محمد اشرف عبدالرحیم بخش غزنوی۔

قائد اعظم انگریزی سوٹ میں ملبوس تھے اور سر پر سفید سولا ہیٹ تھا۔

پشین:۔

۱۹۴۳ء میں قائد اعظم محمد علی جناح سردار محمد خان ترین کی دعوت پر پشین تشریف لے گئے۔ پشین سے کچھ فاصلے پر پاکستان گیٹ نصب تھا جس سے گزر کر قائد اعظم اور ان کی پارٹی کو جس میں شامل تھے کونسل، وائس کونسل ایران بمعہ اپنی بیگمات، قاضی محمد عیسٰی، مس فاطمہ جناح اور میر جعفر خاں جمالی) جلوس کی شکل میں شہر کے بڑے بازار سے لے جایا گیا۔ گیٹ پر سردار غلام محمد خاں کی قیادت میں چھ ہزار افراد نے قائد اعظم کا خیر مقدم کیا

شاندار جلوس بالآخر سردار غلام محمد خاں ترین کے باغ میں جا کر ختم ہوا جہاں لوگوں کی تعداد آٹھ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

پشین کوئٹہ ڈویژن میں کوئٹہ سے جانب شمال ۳۰ میل کی دوری پر واقع ہے۔ ۱۸۸۳ء میں آباد ہوا۔ پھلوں کے باغات کے لئے مشہور ہے۔ خوش دل خاں نامی جھیل اس سے آٹھ میل کی مسافت پر ہے۔

پکواسا، منگل داس:۔

قائد اعظم محمد علی جناح کے ہوم رول لیگ کے ساتھی جنہوں نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ کو قائد اعظم کے ساتھ ہی ہوم رول لیگ کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔

وہ ۷ مئی ۱۸۸۲ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے انفنسٹن ہائی سکول اور کالج میں تعلیم حاصل کی ۳۰ سال تک بمبئی ہائی کورٹ کے سالسٹر رہے ۱۹۳۲ء، ۱۹۴۰ء اور ۴۳۔۱۹۴۲ء میں ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں جیل گئے۔ ۱۹۴۷ء تک بمبئی لیجسلیٹو کونسل کے صدر رہے۔ ازاں بعد انہیں وسطی صوبہ جات اور برار کا گورنر مقرر کیا گیا۔

پل مین:۔

قائد اعظم محمد علی جناح کی حیات میں بمبئی میں چلنے والی بس کا نام اس میں تھرڈ کلاس نہیں ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی شخص کو اپنے مقدمہ کے لئے وکیل کی ضرورت پڑی وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے مقدمہ دیکھ کر فیس بتادی۔ لیکن اس قدر گراں فیس دینا موکل کے بس کی بات نہ تھی لہٰذا اس نے کہا۔

میرے پاس تو اتنی رقم نہیں ہے

اس پر قائد اعظم نے فرمایا

تو پھر آپ تھرڈ کلاس کے ٹکٹ کے ساتھ پل مین میں سفر بھی نہیں کر سکتے۔

پلین مسٹر جناح:۔

قائد اعظم محمد علی جناح پر بین الاقوامی کانگریس کے دوران (۱۹۷۶) آل انڈیا مسلم لیگ کے سابق اسسٹنٹ سیکرٹری سید شمس الحسن کی لکھی ہوئی کتاب، یہ کتاب ۲۰ دسمبر کو کراچی میں ان کے بیٹے خالد شمس نے وزیر اعظم کو پیش کی تھی۔

پنت، گوبند بلبھ:۔

۱۹۴۵ء میں شملہ کانفرنس میں وائسرائے ہند نے قائد اعظم کی اس بات سے اتفاق کر لیا کہ مسلم لیگ کو ہندوؤں کے برابر نمائندگی دی جائے لیکن کانگریس، نیشنلسٹ اور چھوٹی اقوام کے نمائندوں نے یہ واویلا مچایا کہ مسلمان نمائندوں کو باقی اقوام

کے برابر نمائندگی کیوں دی جا رہی ہے جب کہ مسلمانوں کی آبادی ۲۵ فی صد ہے اور باقی اقوام کی آبادی ۷۵ فی صد۔

اس مسئلے کو سلجھانے کے لئے کانگریسی لیڈر مسٹر گوبند بلبھ نے قائداعظم سے اپنے طور پر گفت وشنید کی پیشکش کی جسے قائد اعظم نے قبول کر لیا اور اس گفت وشنید کے بعد قائداعظم نے وائسرائے سے مل کر وعدہ کیا کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین دلوایا جائے کہ ایگزیکٹو کونسل میں لیا جانے والا کوئی مسلمان رکن مسلم لیگ سے باہر کا نہ ہو گا تو میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کو اس بات پر آمادہ کر لوں گا کہ حکومت کی طرف سے جو بھی منصفانہ تجاویز پیش کی جائیں انہیں مان لیا جائے۔

وہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ آلہ آباد یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۳ء میں یوپی لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ سوراج پارٹی کے بھی رکن تھے۔ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دیں۔ چھ سال تک یوپی کونسل کے رکن رہے ۱۹۲۱ میں عدم تعاون کی تحریک میں اور ۱۹۳۰ء میں سیتہ گرہ تحریک میں حصہ لیا۔

۱۹۳۴ء میں مرکزی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ آل انڈیا پارلیمانی بورڈ کے جنرل سیکریٹری اور ۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۹ء یوپی کے وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۴۵ء میں پھر وزیر اعظم بنے۔

۱۹۶۱ء میں یوپی میں انتقال کیا۔

یوپی کے بلند پایہ کانگریسی رہنما، تحریک آزادی ہند میں اہم کردار ادا کیا۔ یوپی کے وزیر اعلیٰ رہے ازاں بعد مرکزی وزیر داخلہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اعلیٰ پائے کے منتظم بھی تھے۔

پنجاب

۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ کو سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں سر محمد شفیع نے پنجاب میں قانون سازی اور انتظامی امور باہم ملانے کی تجویز پیش کی اور دیگر بہت سے مسائل کا بھی ذکر کیا تو قائداعظم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ قرار داد خواہشات کی آئینہ دار ہے اور اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔ قرارداد میں مسائل کو صحیح طریق سے پیش نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے خیال میں پنجاب کی گورنر کونسل بنانی چاہئے اور ایک ہائی کورٹ گورنمنٹ آف انڈیا کی زیر نگرانی قائم ہو جائے۔ حکومت نے ۱۹۱۷ء میں

پنجاب میں قائداعظم کے داخلے پر پابندی لگا دی۔

۱۳ مئی ۱۹۲۴ء کو قائداعظم نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میثاق لکھنو کی طرز پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک مکمل سمجھوتہ کرنے کے بارے میں مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جانا چاہئے۔

۲۴۔ ۲۵ مئی ۱۹۲۴ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔ اجلاس میں انہوں نے رولٹ ایکٹ کی منظوری کے بعد سے ہندوستان میں ہونے والی سیاسی تبدیلیوں اور سرگرمیوں کی نشاندہی کی اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے خلافت کے مسئلے پر بھی تبصرہ کیا اور مسلم رہنما غلام محمد بھرگڑی کی خدمات کو بھی خراج عقیدت پیش کیا۔ قائداعظم نے ہندوستان کو خود مختاری دینے کا بھی مطالبہ کیا۔ اجلاس میں ایک کمیٹی بھی قائم کی گئی جسے اختیار دیا گیا کہ وہ خلافت کمیٹی سے گفتگو کر کے مسلمانوں کی تنظیم کے لئے راہ عمل متعین کرے۔

۱۹۳۶ء میں قائداعظم چار مرتبہ لاہور تشریف لائے ۱۹۳۷ء کے بعد قائداعظم نے پنجاب کے سرداروں، سیاسی کارکنوں، اور وڈیروں سے مایوس ہونے کے بعد طالب علموں کو اپنی امیدوں کا مرکز و محور بنایا۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قائد اعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی اس اجلاس میں قرار داد پاکستان منظور کی گئی ۱۹۴۲ء میں قائداعظم فیصل آباد گئے۔ ۱۹۴۴ء میں قائداعظم نے سیالکوٹ میں پنجاب مسلم لیگ کے جلسہ سے خطاب کیا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ پھر لاہور آئے۔

پنجاب پارلیمنٹری بورڈ۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی قرار داد منظور کردہ بمبئی کے مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو مسٹر جناح صوبہ پنجاب میں پارلیمنٹری بورڈ کے قیام کے لئے لاہور تشریف لائے۔

یکم مئی کو انہوں نے سر فضل حسین سے ان کی رہائش گاہ پر لال دین قیصر کی معیت میں ملاقات کی۔ مسٹر جناح چاہتے تھے کہ مسلم لیگ کے امیدوار لیگ کے ٹکٹ پر انتخابات میں حصہ لیں اور انہیں چاہئے کہ اسمبلی میں اپنے نظریات سے مطابقت رکھنے والے ارکان کی حمایت حاصل کر کے وزارت تشکیل

دیں۔

میاں فضل حسین کا موقف یہ تھا کہ پورے ایوان میں مسلمانوں کی نشستوں کی تعداد ۵۱ تھی اور جب تک وہ کسی بااعتبار غیر مسلم جماعت کی حمایت حاصل نہ کریں تو وہ وزارت تشکیل نہیں دے سکتے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اسمبلی میں شمولیت سے قبل یونینسٹ پارٹی تشکیل کی تاکہ وہ اسی جماعت کے نام پر انتخاب میں حصہ لے سکیں۔ مسٹر جناح ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کو اچھی طرح جانتے تھے جس کے تحت مسلمانوں کو آبادی کے اعتبار سے نمائندگی نہیں دی گئی تھی۔ اور مسلمانوں کے لئے ناگزیر تھا کہ وہ وزارت تشکیل دینے کے لئے کسی غیر مسلم سیاسی جماعت کو اپنے ساتھ ملائیں۔ تاہم مسٹر جناح نے میاں فضل حسین سے کہا کہ وہ بے شک اسمبلی میں سر چھوٹو رام کی حمایت کریں لیکن اسمبلی کے باہر انتخاب مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ہی لڑا جانا چاہئے نہ کہ کسی مخلوط جماعت کے ٹکٹ پر تاکہ اسمبلی میں غیر مسلموں کو مسلمان اپنے علیحدہ تشخص کا احساس دلا سکیں۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی جداگانہ حقیقت کو تسلیم نہ کر لیا جائے۔ یہ مسلمانوں کے لئے ناگزیر ہے۔ کہ وہ نئی جماعت بنائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر آپ کو مخلوط پارٹی کے ٹکٹ پر انتخاب میں حصہ لینے کے لئے مائل کر لیا گیا ہے تو پھر آپ مشترکہ رائے دہندگان کی مخالفت کیوں کرتے ہیں علاوہ ازیں مسلمان کیوں مسلم جماعت میں شامل ہوں اور کانگرس میں کیوں نہ شامل ہوں جو یونینسٹ کی نسبت زیادہ ترقی یافتہ ہے لیکن میاں فضل حسین نے قائد اعظم کی باتوں سے اتفاق نہ کیا چنانچہ مسٹر جناح نے ایڈیٹر ہفت روزہ ٹرتھ مسٹر فضل کریم درانی کی موجودگی میں علامہ اقبال سے ملاقات کی اس ملاقات کے نتیجے میں ۱۹۲۸ء میں دونوں راہنماؤں کے مابین پائی جانے والی غلط فہمیاں دور ہو گئیں اتحاد ملت اور مجلس احرار کے راہنماؤں نے بھی مسٹر جناح سے ملاقات کی اور پارلیمانی بورڈ میں اپنی شمولیت پر رضامندی کا اظہار کیا۔

۸ مئی ۱۹۳۶ء کو ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ تمام اخبارات میں یہ مشترکہ اعلان علامہ اقبال، ملک برکت علی، خلیفہ شجاع الدین، غلام رسول اور پیر تاج دین کے دستخطوں سے شائع ہوا۔

۱۲ مئی ۱۹۳۶ء کو میاں عبدالعزیز بار ایٹ لاء کی رہائش گاہ واقع بکی گیٹ پر مسلم لیگ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت علامہ اقبال نے کی۔ اجلاس میں چار قرار دادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرار داد پنجاب مسلم لیگ کی تنظیم نو کے بارے میں تھی اس قرار داد کے تحت مندرجہ ذیل عہدیدار نامزد کیے گیے۔

صدر	علامہ اقبال
نائب صدر	ملک برکت علی اور ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین
سیکرٹری	مسٹر غلام رسول خان بار ایٹ لاء
جوائنٹ سیکرٹری	میاں عبدالمجید اور مسٹر عاشق حسین بٹالوی

دوسری قرار داد کے ذریعے مسٹر جناح کی اس سکیم کو خوش آمدید کہا گیا کہ تمام صوبوں میں انتخابات کی نگرانی کے لئے ایک مرکزی پارلیمانی بورڈ قائم کیا جائے۔ ہندوستانی مسلمانوں نے اس سکیم کو کامیاب بنانے کی درخواست کی۔

تیسری قرار داد کے مطابق ایک استقبالیہ کمیٹی کے قیام پر زور دیا گیا تاکہ وہ لیگ کونسل اور مرکزی پارلیمانی بورڈ کے اجلاس میں (جو جون کے وسط میں ہونا قرار پایا ہے) شرکت کرنے والے راہنماؤں کی خوراک و رہائش کا انتظام کرے۔

چوتھی قرار داد کے تحت فلسطین میں عربوں کے خلاف برطانیہ کے اقتصادی رویے پر سخت احتجاج کیا گیا۔ مسٹر جناح نے ایک ہفتہ لاہور میں قیام کیا پھر کچھ دنوں کے لئے راولپنڈی چلے گئے۔ وہاں سے انہوں نے کشمیر کا قصد کیا اور ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء کو سنٹرل بورڈ کے اراکین کے ناموں کا اعلان کیا ان کی تعداد ۵۴ تھی اور وہ پورے ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ پنجاب سے حسب ذیل افراد نامزد کئے گئے۔

علامہ اقبال (۲) مولانا ظفر علی خان (اتحاد ملت) (۳) مولانا محمد اسحاق مانسہروی (اتحاد ملت) (۴) سید زین العابدین گیلانی (۵) میاں عبدالعزیز بار ایٹ لاء (۶) مولانا عبدالقادر قصوری (۷) راجہ غضنفر علی خان (۸) شیخ حسام الدین (احرار) (۹) چودھری افضل حق (احرار) (۱۰) چودھری عبدالعزیز بیگوال (احرار) اور خواجہ غلام حسین ایڈوکیٹ (احرار)

پنجاب کریمنل لاء امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۳

مسجد شہید گنج کے لئے ایجی ٹیشن کے سلسلے میں جن افراد کو گرفتار کیا گیا ان کی رہائی کے لئے قائداعظم کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اور حکومت پنجاب نے ایجی ٹیشن کے سلسلے میں نظر بند افراد کو رہا کر دیا۔

قائداعظم نے حکومت پنجاب کے اس فیصلے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں حکومت پنجاب کے اس مستحسن اقدام پر خوش ہوں کیوں کہ نظر بندوں کی رہائی سے میرا کام بہت حد تک آسان ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کے تمام طبقوں کی خواہشات سے واقف نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کو اس امر پر رضامند کر لوں گا کہ باعزت تصفیہ اور مصالحت کے لئے تعاون ہی صحیح راستہ ہے۔ میں ہندو اور سکھ اکابر کا ممنون ہوں اور عوام اور اخبارات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے متعلق خیر سگالی کا اظہار کیا۔ میں پھر ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ میرے کام میں ہر طرح سے میرا ہاتھ بٹائیں"

پنجاب کے جناح

تقسیم ہند سے پہلے لاہور کے ہندو اخبارات ملک برکت علی کو پنجاب کے جناح کے نام سے یاد کرتے تھے وہ صوبہ پنجاب میں قائداعظم کے دست راست سمجھے جاتے تھے۔

پنجاب کی کہانی (قائداعظم کی زبانی)

اسے جناب حنیف شاہد نے مرتب اور سنگ میل پبلی کیشنز نے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا ہے۔ ۲۰۸ صفحات پر مشتمل کتاب کے مندرجات یہ ہیں۔ پنجاب کی کہانی قائداعظم کی زبانی، پنجاب مسلم لیگ کا منشور۔ مسلمان شہری آبادی اصلاح و نظم و نسق، غیر ضروری سرپرستی۔ تعلیم۔ پس ماندہ علاقہ جات اور اقوام کی نشوونما، مزدور، زراعت اور دیہاتی آبادی، قانون انتقال اراضی، صحت، دیہاتی ثقافت، کاشتکاروں کے لئے سرکاری امداد۔ امداد باہمی کے فارم۔ قانون اراضی کی اصلاح و تبویب، غریب کسانوں کے لئے سرکاری زمینیں ٹیکسوں کا بار، انتخاب اور پارلیمنٹری طریق کار۔ مالیات، جنگ کی ناگہانی ضرورت، مابعد جنگ کا اقتصادی توازن۔ واپس آنے والے سپاہی۔ ہماری منزل پاکستان۔ پاکستان ہمارا مقصد ہے۔ پاکستان کانفرنس میں تقریر۔ سیالکوٹ میں تقریر۔ تنظیم۔ پاکستانی قوم سے خطاب۔ کرپس کا مجوزہ پاکستان۔ نواب بہادر یار جنگ کی تقریر۔ پشاور میں پانچ روز، پاکستان کی فتح۔ قائداعظم کی کراچی میں تقریر۔ قائداعظم کشمیر میں۔ پہلی کانفرنس۔ کتابیات

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

علامہ اقبال کی تجویز پر یکم ستمبر ۱۹۳۷ء کو لاہور میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔ میاں محمد شفیع (م ش) کی صدارت میں اس کا تاسیسی اجلاس ہوا اس اجلاس میں حمید نظامی (صدر) ڈاکٹر عبدالسلام خورشید (جنرل سیکرٹری) منتخب ہوئے۔ امجد حسین۔ عبداللہ بٹ۔ اکبر ملک۔ چودھری رحمت اللہ اسلم (سی آر اسلم) مسٹر جسٹس انوار الحق۔ مولانا عبدالستار خان نیازی اور حکیم آفتاب حسن قرشی نے نمایاں خدمات انجام دیں۔

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں ہندو طلبا کے ایک جلسہ میں مسلم طلبا نے بڑی تعداد میں شرکت کر کے پہلی مرتبہ یہ نعرے لگائے ہم علیحدگی چاہتے ہیں۔ ہم علیحدگی چاہتے ہیں۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں پنجاب میں بھی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے لاہور اور جالندھر میں قائداعظم کی صدارت میں پاکستان کانفرنسیں منعقد کیں۔ ۱۹۴۶ء میں پنجاب مسلم لیگ نے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کوششوں سے ۸۷ نشستیں حاصل کر لیں۔

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

ستمبر ۱۹۳۷ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا تو قائداعظم محمد علی جناح نے فیڈریشن کے قیام پر اپنے پیغام میں کہا۔

"مسلمانوں کو اپنے آپ کو منظم اور ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کرنے اور مسلمانوں کی تنظیم (جسے آل انڈیا مسلم لیگ کہا جاتا ہے) کے پرچم تلے متحد ہونے کی شدت سے ضرورت ہے۔

ہماری امید ہمارے ان نوجوانوں سے وابستہ ہے جنہیں

مستقبل قریب میں ہی جلد ایک بہت بڑا بوجھ برداشت کرنا ہو گا۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ موجودہ صورت حال اور واقعات جو تیزی سے رونما ہو رہے ہیں اگر مسلمانوں کو منظم نہ کیا گیا اور استحکام و اتحاد کی فضا قائم نہ کی گئی تو انہیں یقیناً کچل دیا جائے گا۔ اور یہی نہیں بلکہ انہیں ملک کے قومی امور حکومت اور اس حکومت سے جو قائم کی گئی ہے اور جو قائم کی جائے گی اصل مقام سے ہٹا دیا جائے گا۔

اس لئے میں نوجوانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ خیالی نظریات کے پیچھے نہ بھاگیں بلکہ حقائق کی روشنی میں عملی آدمی کی طرح کام کریں۔

میں آپ کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔"

پنجاب وزارت

قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایات کی روشنی میں خان افتخار حسین ممدوٹ کی سربراہی میں ۱۶۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پنجاب میں کابینہ کے ارکان نے حلف اٹھایا ارکان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ خان افتخار حسین ممدوٹ وزیراعلی قانون، جنرل ایڈمنسٹریشن اور جیل خانہ جات

۲۔ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ۔ مالیات۔ صنعتیں، سول سپلائز اور مواصلات

۳۔ سردار شوکت حیات خان۔ مال۔ بجلی۔ انہار۔ حیوانات اور جنگلات

۴۔ شیخ کرامت علی۔ تعلیم، لوکل باڈیز۔ سڑکیں، عمارات اور صحت

۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو حافظ عبدالمجید کو پنجاب کا چیف سیکرٹری بنایا گیا۔

۱۲ مئی ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے گورنر مغربی پنجاب وزیراعلی اور ان کے دوسرے رفقاء سے مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ مغربی پنجاب کی وزارت توڑ کر صوبائی حکومت کے نظم و نسق خود سنبھال لیں۔

پنجاب ہائی کورٹ

دیکھئے۔ براؤ وے مسٹر جسٹس

پنجاب یونیورسٹی ہال

دیکھئے اقبال :

پنج سالہ معاشی اور معاشرتی کمیٹی

۲۴ تا ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کراچی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس منعقد ہوا اس میں قائد کو اختیار دیا گیا کہ وہ آنے والی پاکستانی مملکت کے لئے زمین تیار کرنے کی خاطر ایک پنج سالہ معاشی اور معاشرتی منصوبہ بندی کی ایک کمیٹی بنائیں اور کمیٹی ان امور پر رپورٹ پیش کرے۔

۱۔ پاکستانی علاقوں میں مملکت کی طرف سے صنعتوں کا اجراء

۲۔ مفت پرائمری تعلیم کا اجراء

۳۔ اراضی کے نظام میں اصلاح

۴۔ مالیے کا استحکام

۵۔ مزارعت کا تحفظ

۶۔ مزدوروں کے حالات کار اور زراعت میں بہتری

۷۔ ساہوکارے پر کنٹرول

ماخذ ماہنامہ افکار کراچی دسمبر ۱۹۸۲
مضمون قائداعظم کا تصور پاکستان
از ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

پندرہ بلوچ رجمنٹ

اس رجمنٹ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو گورنر جنرل کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا تو اس نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اس بٹالین نے کئی تقریبات میں گورنر جنرل ہاؤس میں گارڈ کی حیثیت سے اپنی مستعدی کا مظاہرہ کیا تھا۔ ان کی خدمات کے صلے میں قائداعظم نے پشاور میں ۱۵۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو قومی پرچم عطا کیا تھا۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو جب قائداعظم کی سالگرہ کے موقع پر مشترکہ مسلح افواج نے قائداعظم کو سلامی دی تھی اس میں یہ بٹالین بھی موجود تھی۔ اس رجمنٹ نے قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے موقع پر ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء کو مزار قائداعظم پر گارڈ آف آنر پیش کیا۔

پوتھن جوزف

روزنامہ ڈان دہلی کے مدیر

پور بندر (صوبہ کاٹھیاواڑ)

قائداعظم محمد علی جناح ۲۶ جنوری ۱۹۴۰ء کو اوپلیٹا پہنچے۔ اس روز جمعہ تھا قائداعظم نے نماز جمعہ ادا کی۔ بعد ازاں ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔ میمن جماعت نے سپاسنامہ پیش کیا۔ اور لیگ پریس فنڈ میں لوگوں نے دل کھول کر عطیات دیئے

قائداعظم جب پور بندر پہنچے تو ان کی آمد پر توپوں کی سلامی دی گئی اور بیس ہزار مسلمانوں کے ایک شاندار جلوس کے ساتھ پورے شہر کا گشت کیا گیا۔ رات کو میمن ابوبکر حاجی اسماعیل جوہری کی صدارت میں ایک جلسہ عام ہوا جس میں قائداعظم، چندریگر، کھنڈوانی اور مسلم لیگ کے حامی مکھن لال بتا نے تقاریر کیں۔ اور لیگ پریس فنڈ کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈال کر حاضرین کو متوجہ کیا تھا بعد میں پور بندر، رانا راؤ، ترسائی محل کی جانب سے پریس فنڈ میں عطیات پیش کئے گئے تھے۔

پونجا جناح

قائداعظم محمد علی جناح کے والد ماجد وہ مشن سکول کراچی میں معلم تھے۔ تجارت ان کا آبائی پیشہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اسے بھی جاری رکھا ان کے والد نے ۱۸۶۴ء میں اپنے آبائی گاؤں بڑی پانیلی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا اور کراچی میں سکونت اختیار کر لی انہوں نے ۱۸۶۴ میں مٹھی بائی سے شادی کی جن کے بطن سے قائداعظم اور ان کے دیگر بھائی بہنیں پیدا ہوئیں۔

وہ ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے گھر پر ہی تعلیم مکمل کی سن بلوغت کو پہنچے تو باپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹانے کے لئے گونڈل چلے گئے وہاں ان کا کاروبار خوب چمکا۔ اس دوران وہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے ابتداء میں انہوں نے بمبئی جاکر کاروبار کرنا چاہا لیکن پھر کراچی چلے گئے اور نیو نہم روڈ کھارادر کراچی میں سکونت اختیار کر لی۔ اور وہاں کے کاروباری ماحول کو سمجھنے کے بعد بولٹن مارکیٹ کے قریب والجی پونجا اینڈ کمپنی کے نام سے ایک کمپنی کھول لی۔ جب ان کی کمپنی نے وسیع بنیاد پر کاروبار کرنا شروع کر دیا تو گراہم سپنگ اینڈ ٹریڈنگ کمپنی کراچی نے ان کے کاروبار کو مزید فروغ دیا۔

۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو ان کے ہاں قائداعظم پیدا ہوئے اور ان کی پیدائش کے کوئی ۲۶ برس بعد ۱۷ اپریل ۱۹۰۲ء کو پونجا جناح انتقال کر گئے۔

پہلا اور آخری فساد

قائداعظم محمد علی جناح غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہمیشہ حسن سلوک کی تلقین کرتے رہے۔ ۹ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی میں جب پہلا اور آخری ہندو مسلم فساد ہوا۔ تو قائداعظم کو یہ بات بہت بری لگی اور انہوں نے فرمایا۔

"میں ایک بار پھر تمام مسلمانوں کے ذہن نشین کر دینا چاہتا ہوں کہ انہیں حکومت اور سرکاری ملازمین سے پورا تعاون کر کے اپنے ہندو ہمسایوں کا قانون شکن عناصر پانچویں کالم کے لوگوں یا ایسے گروہوں جو اس قسم کی گڑبڑ پھیلانے کے ذمہ دار ہوں، سے تحفظ کرنا چاہئے اور تمام قوموں کے اندر بھروسے اور اعتماد کو بحال کرنا چاہئے۔ پاکستان پر صحیح طور قائم کی ہوئی حکومت کے ذریعے حکمرانی ہونی چاہئے نہ کہ مفسد گروہوں یا پانچویں کالم کے لوگوں یا ہجوموں کے ذریعے۔ حکومت پاکستان ایسے مجرموں کے خلاف سخت ترین کارروائی کرے گی۔"

سپیچز اینڈ سٹیٹ منٹس آف قائداعظم گورنر جنرل پاکستان (۴۱)

پہلا خطاب (امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں)

وہ ۱۹۰۹ء میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے اور اس حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۱۰ء میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل سے پہلی بار ۲۵ فروری کو خطاب کیا۔ اس کا موضوع جنوبی افریقہ میں ہندوستانی مزدوروں کے ساتھ بدسلوکی اور ایڈو نچر لیبر تھا۔ اس موقع پر مزدوروں کی بھرتی سے متعلق قرارداد پر تقریر کرتے ہوئے کہا میں اس لئے اس قرارداد پر تقریر کرنے کھڑا ہوا ہوں کہ میرے خیال میں یہ قرارداد غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ ایک تکلیف دہ معاملہ ـــــ ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانی باشندوں پر ظلم وستم اور ان سے وحشیانہ سلوک کے خلاف ملک کے تمام طبقوں اور فرقوں میں غم وغصے کی لہر دوڑا دی ہے۔ مجلس کے صدر لارڈ

منٹو نے مقرر (قائداعظم) کو یاد دلایا کہ ظلم اور وحشیانہ سلوک کے الفاظ سلطنت برطانیہ کے ایک دوست اور حلیف ملک کے لئے بہت سخت ہیں۔ لیکن قائداعظم اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور کہا جناب والا میں اس سے بھی زیادہ سخت لہجہ اختیار کرنا چاہتا ہوں لیکن مجلس کے ضوابط و قواعد سے واقف ہونے کے سبب میں حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہتا۔ تاہم یہ ضرور کہوں گا کہ ہندوستانی تارکین وطن پر جو ظلم و ستم روا رکھا گیا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی اس مسئلے پر ہندوستان بھر میں یکساں جذبات پائے جاتے ہیں۔ مقامی اخبارات نے یہ خطاب شہ سرخیوں میں شائع کیا۔

پہلا خطاب (پاکستانی قوم سے)

قائداعظم محمد علی جناح نے یوم آزادی کے سلسلے میں ۱۵۔ اگست ۱۹۴۷ء کو ریڈیو پاکستان سے پہلی بار خطاب فرمایا ان کی تقریر کا متن یہ ہے۔ -

اہالیان پاکستان !

میں انتہائی مسرت اور قلبی احساس کے ساتھ آج آپ کی خدمت میں تہنیت پیش کرتا ہوں یہ دن ہماری آزاد و خود مختار مملکت "پاکستان" کے وجود میں آنے کا دن ہے۔ یہ دن مسلم قوم کی تقدیر کی بار آوری کا دن ہے۔ جس نے اپنا وطن حاصل کرنے کے لئے گذشتہ کئی برسوں میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔

اس انتہائی اہم ساعت میں میرا دل ہماری جنگ آزادی کے ان تمام دلیر مجاہدوں کی یاد سے پر ہے۔ جنہوں نے پاکستان کو ایک زندہ حقیقت بنانے کے لئے اپنا سب کچھ یہاں تک کہ اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان ہمیشہ ان کا ممنون رہے گا۔ اور اپنے ساتھیوں کو جو ہم میں نہیں رہے ہمیشہ دل میں یاد رکھے گا۔ اس نئی مملکت کے قائم ہو جانے سے پاکستان کے شہریوں پر زبردست ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ انہیں اب یہ موقع حاصل ہوا ہے کہ دنیا پر ثابت قدم ہو کے یہ دکھا دیں کہ کس طرح ایک ایسی قوم جو مختلف عناصر پر مشتمل ہے آپس میں مل جل کر صلح و آشتی کے ساتھ رہتی ہے اور دین اور ذات کا امتیاز کئے بغیر اپنے تمام شہریوں کے لئے یکساں فلاح و بہبود کا کام کرتی ہے۔

ہمارا مطمع نظر امن ہونا چاہئے اندرون ملک بھی اور بیرون ملک بھی ہم صلح و امن کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور اپنے قریبی پڑوسیوں کے ساتھ اور ساری دنیا کے ساتھ خوشگوار اور دوستانہ تعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم کسی کے خلاف بھی جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم اقوام متحدہ کے منشور کے پابند ہیں۔ اور عالمی امن اور خوش حالی کے فروغ کے لئے خوش دلی کے ساتھ اپنی بساط بھر کوشاں رہیں گے۔

آیئے آج کے دن ہم اللہ تعالی کی بخشی ہوئی نعمتوں کا شکر بجا لائیں اور دعا کریں کہ وہ ہمیں ان کے اہل ثابت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج کا دن ہماری قومی تاریخ کی تلخیوں سے بھرپور دور کے اختتام کا یادگار دن ہے۔ اور آج ہی اس دن ہمارے نئے شاندار اور پر وقار عہد کا آغاز ہوتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے قول و فعل اور طرز فکر سے اقلیتوں پر یہ ثابت کر دیں کہ اگر وہ ان فرائض کو پورا کرتے رہے جو ان پر پاکستان کے وفادار شہریوں کی حیثیت سے عائد ہیں تو انہیں کبھی کسی قسم کا خوف و خطر نہیں ہونا چاہئے۔

ہم اپنی سرحدوں کے حریت پسند قبائل اور سرحدوں سے پرے کی مملکتوں کے باشندوں کی خدمت میں تہنیت پیش کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان ان کا ہمیشہ احترام کرے گا اور قیام امن کے سلسلے میں ان کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ تعاون کرتا رہے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم خود بھی باعزت طور پر زندگی بسر کریں اور دوسرے بھی۔ اس سے زیادہ ہماری کوئی تمنا نہیں ہے۔

آج جمعۃ الوداع ہے رمضان کے مبارک مہینے کا آخری جمعہ۔ آج کے دن ہم سب کے لئے جہاں جہاں بھی ہوں اس وسیع براعظم میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے شادمانی کا دن ہے۔ ہمیں چاہئے کہ آج تمام مساجد میں اللہ تعالی کے حضور سربسجود ہو کر اس کی ابدی رحمتوں اور بخششوں کا شکر بجا لائیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالی ہمیں پاکستان کو ایک عظیم مملکت بنانے کے لئے اور ہم کو اس کا شہری بنانے کے لئے اپنی ہدایت اور نصرت سے سرفراز فرمائے۔

میرے عزیز ہم وطنو ! میں آخر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کی سرزمین بے کراں وسائل سے مالا مال ہے لیکن اسے

ایک ایسا ملک بنانے کے لئے جو مسلم قوم کے شایان شان ہو۔ ہمیں اپنی تمام قوتوں کی آخری رمق تک بروئے کار لانی ہوگی اور مجھے بھروسہ ہے کہ آپ سب اس کے لئے دل وجان سے تیار ہوں گے۔

پہلا خطاب (عوامی)

دسمبر ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کا جو اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا اس میں پہلی بار قائداعظم نے عوامی خطاب کیا۔ کانگریس کے اس اجلاس میں جس کی صدارت دادا بھائی نوروجی نے کی میں کم وبیش بیس ہزار افراد موجود تھے۔ اور یہ پہلا کانگریسی اجتماع تھا جس میں اتنی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ سروجنی نائیڈو نے قائداعظم کے اس اجلاس میں خطاب کو پہلی عوامی تقریر قرار دیا ہے۔ اجلاس میں وقف علی الاولاد کی تاریخ پر، اس کے قانونی نکات پر اور اس کے فنی نکات پر اور اس کے فنی پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ ہوا۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد قومی تعلیم کے سلسلے میں بھی پیش کی گئی۔ قائداعظم نے تعلیمی قرارداد میں احتجاجی ترامیم بھی پیش کیں۔ انہوں نے کہا کہ قرارداد میں عبارت یہ درج کی گئی ہے کہ تعلیمی لحاظ سے پسماندہ طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمان تعلیم میں پیچھے ہیں لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ وہ پسماندہ طبقہ ہیں ان کے معاملے میں بھی طرز عمل وہی ہونا چاہئے جو دوسرے طبقات کے معاملے میں ہوتا ہے یہ تمام طبقات (ہندو اور مسلمان) ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا جملہ اس قرارداد سے خارج کیا جائے۔ لیکن یہ جملہ خارج نہ کیا گیا۔ انہوں نے اس اجلاس میں حکومت خود اختیاری پر بھی تقریر کی۔

پہلا دن

(بطور گورنر جنرل پاکستان)۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ۱۵ اگست کو قائداعظم نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر عبدالرشید نے ان سے حلف لیا۔ حلف کے الفاظ یہ تھے۔

"میں محمد علی جناح قانون کے مطابق قائم ہونے والے پاکستان دستور، حکومت سے سچی عقیدت اور وفاداری کا عہد مصمم کرتا ہوں اور میں عہد کرتا ہوں کہ میں پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے شہنشاہ معظم جارج ششم اور ان کے ولی عہدوں اور جانشینوں کا وفادار ہوں گا۔"

قائداعظم سفید شیروانی اور کالے بالوں والی ٹوپی پہنے ہوئے تھے حلف برداری کی رسم کے بعد گورنمنٹ ہاؤس پر پاکستان کے گورنر جنرل کا اور اس کے باغ میں پاکستان کا پرچم لہرایا گیا۔ گورنر جنرل کا حلف اٹھانے کے بعد قائداعظم نے وزیراعظم اور مرکزی وزراء سے حلف لیا۔

حلف برداری کی تقریب میں گورنمنٹ ہاؤس کی چھت پر سات سو کے قریب آدمی جمع تھے جن میں غیر ملکی نمائندوں کے علاوہ پاکستان کی فوج اور دفاتر کے بہت سے اعلیٰ افسر بھی موجود تھے۔ چھت کے نیچے پاکستان کی بحری فوج اور بلوچ رجمنٹ کا ایک دستہ سلامی دینے کو پہلے سے کھڑا تھا۔ حاضرین میں سر گریفتھیا سمتھ برطانوی ہائی کمشنر، ڈاکٹر سری پرکاش، ہندوستانی ہائی کمشنر، چینی سفیر مقیم کلکتہ ڈاکٹر لنتائی، افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف سر میسروی وغیرہ شامل تھے۔

قائداعظم کی بلند نشست کے پہلو میں جو نشستیں تھیں۔ پہلے دن ان پر قائداعظم جناح اور شیخ غلام حسین ہدایت اللہ بیٹھے تھے۔ جب قائداعظم اپنی سفید اور سنہری وردی پہنے ہوئے باڈی گارڈ کے ساتھ بنگلہ سے چھت پر آئے تو تمام حاضرین جن میں غلام محمد سردار عبدالرب نشتر، غضنفر علی خان اور جوگندر ناتھ منڈل بھی تھے کھڑے ہو گئے جو خوبصورت قالین پر بیٹھے تھے قائداعظم کے شہ نشین پر بیٹھ جانے کے بعد پیر الٰہی بخش وزیر تعلیم نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں اور اس کے بعد سر عبدالرشید نے جو چیف جسٹس کا سرخ لباس پہنے ہوئے تھے جانشین ہونے پر حلف لیا۔ اور اس کے بعد قائداعظم نے سبزہ زار میں آ کر سلامی لی اور ان کے بعد ۲۱ توپوں نے سلامی دی اور پاکستان کا جھنڈا بلند کیا گیا۔

حلف لینے کی رسم تیس منٹ تک خاموشی سے جاری رہی اس کے بعد ۹ بجے فوٹو گرافروں نے اس خاموشی کو توڑا۔ قائداعظم کے حلف لینے کے بعد ہزاروں افراد نے قائداعظم زندہ باد پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔

جب قائداعظم گارڈ آف آنر لے چکے تو انہوں نے اکثر مسلمانوں سے مصافحہ کیا اور مجمع کو ہاتھ ہلا ہلا کر سلام کیا اس کے

بعد وہ مس جناح کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس گئے۔ گورنمنٹ ہاؤس پر گورنر جنرل کا جو پرچم لگایا گیا اس کا رنگ نیلا تھا اس پر ایک شیر بنا ہوا تھا جس کے سر پر شاہی تاج دکھایا گیا اور شیر کے نیچے پاکستان لکھا ہوا تھا۔

پہلا قدم (سرزمین پاکستان پر)

دیکھئے آمد کراچی

پہلا گارڈ آف آنر (فضائی فوج)

دسمبر ۱۹۴۷ء میں کراچی کے پولو گراؤنڈ میں سکواڈرن لیڈر عمر کی زیر قیادت ایک سو منتخب زیر تربیت افراد کے دستے نے مشترکہ افواج کی سالگرہ کی تقریبات کے سلسلے میں ہونے والی پریڈ میں حصہ لیا۔ جس کی سلامی قائداعظم نے لی۔ سلامی کے چبوترے پر قائداعظم کے پیچھے بحری فوج کے ایڈمرل جیفرڈ، بری فوج کے میجر جنرل اکبر خان اور فضائیہ کے گروپ کیپٹن ایلوردی موجود تھے۔

پہلا نام

قائداعظم محمد علی جناح کی تاریخ پیدائش کی طرح قائد کے نام میں بھی اختلاف موجود ہے۔ بعض افراد کے مطابق ان کا نام پہلے محمد بھائی علی بھائی خوجانی رکھا گیا۔

بمبئی نیوز پیپر کمپنی کے زیر اہتمام شائع ہونے والی مسلم ایئر بک آف انڈیا اینڈ پاکستان میں ان کا اصل نام محمد بھائی علی بھائی خوجانی لکھا گیا ہے۔ لیکن قائداعظم کے ساتھیوں نے کہیں اس بات کا ذکر نہیں کیا۔

پہلا یوم پاکستان

قائداعظم کی اپیل پر پہلا یوم پاکستان ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو منایا گیا۔

پہلی اردو تقریر

قائداعظم محمد علی جناح جب اینگلو عربی کالج دہلی کے طلباء کی درخواست پر کالج تشریف لائے تو طلبا نے اس وقت کے حالات حاضرہ پر روشنی ڈالنے کے لئے قائداعظم سے درخواست کی۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق بھی وہاں موجود تھے قائداعظم نے ان سے فرمایا آپ کو پتہ ہے میں نے پہلی اردو تقریر کہاں کی۔ جب مولوی عبدالحق نے لاعلمی کا اظہار کیا تو قائد نے فرمایا۔ کئی سال ہوئے بنگال میں ایک جگہ گیا مجھے اس جگہ کا نام یاد نہیں رہا غالباً انتخابات کا جلسہ تھا دیکھا کئی ہزار آدمی جمع ہیں۔ سر عزیزالحق اس وقت میرے ساتھ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس بھرے مجمع میں کتنے لوگ انگریزی سمجھتے ہوں گے انہوں نے کہا کہ کم و بیش پانچ سو۔ تب میں نے پوچھا اردو جاننے والوں کی تعداد کتنی ہو گی انہوں نے جواب دیا تقریباً ڈیڑھ ہزار۔ اس کے بعد سر عزیزالحق نے کہا کہ آپ انگریزی میں تقریر کریں میں بنگالی میں ترجمہ سنا دوں گا۔ لیکن میں نے ان کا مشورہ نہ مانا اور تقریر اردو میں کی جو میری پہلی تقریر تھی اس کے بعد قائد نے ہنس کر فرمایا۔

My urdu is tangawala میری اردو تانگے والے کی اردو ہے۔

پہلی برسی (پیغام)

۱۱ ستمبر ۱۹۴۹ء کو قائداعظم کی پہلی برسی تھی اس موقع پر وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان نے قوم کے نام یہ پیغام دیا۔

"ہر انسان کو خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا ایک دن مرنا ہے۔ لیکن بڑے لوگ مرنے کے بعد زندہ جاوید ہو جاتے ہیں۔ قائداعظم بھی ایسے بڑے انسانوں میں سے ایک تھے جو ہمیشہ زندہ رہتے ہیں وہ ہمارے درمیان موجود ہیں کیوں کہ ان کی محنت کا پھل ہمارے سامنے ہے۔ اور ان کا پیغام ہماری رہبری کرنے کے لئے موجود ہے۔ قائداعظم کے ساتھ اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار ہم صرف اسی طریقے سے کر سکتے ہیں کہ ان کے پیغام کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور پاکستان کو ایسی مضبوط خوشحال اور پرامن اسلامی مملکت بنائیں جیسی وہ دیکھنا چاہتے تھے۔ مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ ہم اپنے محبوب لیڈر کے اس ورثہ کے اہل ثابت ہوں گے جو انہوں نے ہمارے لئے چھوڑا ہے۔ مستقبل ان لوگوں کا ہوتا ہے جو دوررس نگاہیں رکھتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مشکلات اور مصائب کے مقابلہ میں عزم واستقلال سے اپنے فرائض کی انجام دہی کرتے ہیں۔"

پہلی سالگرہ پاکستان

۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو قیام پاکستان کی پہلی سالگرہ منائی گئی ان دنوں قائد اعظم کوئٹہ میں شدید علیل تھے چنانچہ علالت کے باعث سالگرہ کی تقریب میں شرکت سے معذوری کا اظہار کیا اور اس موقع پر قوم کے نام پیغام دیا۔ اس پیغام کی اپنی ایک تاریخی حیثیت تھی کیوں کہ قوم کے نام یہ قائد کا آخری پیغام تھا۔ یہاں ان کے تاریخی پیغام کے مکمل متن کی بجائے اہم نکات دیئے جا رہے ہیں۔

قائد اعظم نے فرمایا۔

یاد رکھئے پاکستان کا قیام ایک ایسی حقیقت ہے جس کی دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی مجھے اپنے عوام پر پورا اعتماد ہے۔ ہمارے دشمن بہانگ دہل یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ پاکستان کا دیوالیہ ہو جائے گا اور پاکستان کی اقتصادی بد حالی سے ان کے دل کی کلی کھل اٹھے گی لیکن دشمنوں کی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی۔ ہمارا پہلا بجٹ بچت کا بجٹ تھا۔ تجارت میں خوشگوار توازن موجود ہے اور اقتصادی شعبہ میں حالات بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔

پہلی سرکاری مصروفیت

قائد اعظم کی پہلی سرکاری مصروفیت کراچی میں دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں شرکت تھی جو ۱۰۔ اگست ۱۹۴۷ء کو منعقد ہوا۔ یہ دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس بالآخر آخری اجلاس ثابت ہوا۔

پہلی کابینہ

قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم کی ہدایت پر نوابزادہ لیاقت علی خان نے جو کابینہ بنائی وہ ان حضرات پر مشتمل تھی۔

وزیر اعظم	خان لیاقت علی خان
وزیر دفاع	ابراہیم اسمٰعیل چندریگر
وزیر صنعت و تجارت	ملک غلام محمد
وزیر خزانہ	سردار عبدالرب نشتر
وزیر مواصلات	راجا غضنفر علی خان
وزیر خوراک و زراعت۔ صحت	جوگندر ناتھ منڈل
وزیر قانون۔ محنت	فضل الرحمان
وزیر اطلاعات و تعلیم	چودھری ظفر اللہ خان
وزیر خارجہ	پیرزادہ عبدالستار
وزیر صحت	خواجہ شہاب الدین
داخلہ امور و اطلاعات	

راجا غضنفر علی خان ۲۰ جولائی ۱۹۴۸ء تک وزیر خوراک و زراعت رہے اس لئے ان کے بعد پیرزادہ عبدالستار کو یہ عہدہ دیا گیا۔

پہلی مجلس عاملہ (مسلم لیگ)

قائد اعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کو از سر نو منظم کرنے کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی جو پہلی مجلس عاملہ قائم کی اس کے اراکین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ قائد اعظم محمد علی جناح صدر
۲۔ نواب زادہ لیاقت علی خان جنرل سیکرٹری
۳۔ حاجی سر عبداللہ ہارون کراچی (سندھ)
۴۔ مولانا شوکت علی (یوپی)
۵۔ عبدالمجید سندھی کراچی (سندھ)
۶۔ سید عبدالرؤف شاہ (سی پی)
۷۔ ملک برکت علی (پنجاب)
۸۔ سر کریم ابراہیم، (بمبئی)
۹۔ سردار اورنگ زیب خان (سرحد)
۱۰۔ خاں بہادر سعد اللہ (سرحد)
۱۱۔ سر سکندر حیات خان (پنجاب)
۱۲۔ نواب محمد اسماعیل خان (یوپی)
۱۳۔ راجا امیر احمد خاں محمود آباد (یوپی)
۱۴۔ چودھری خلیق الزماں (یوپی)
۱۵۔ حاجی عبدالستار سیٹھ (مدراس)
۱۶۔ عبدالمتین چودھری (آسام)
۱۷۔ سر اے ایم کے دہلوی، (بمبئی)
۱۸۔ مولوی فضل الحق (بنگال)
۱۹۔ عبدالرحمٰن صدیقی (بنگال)
۲۰۔ سر خواجہ ناظم الدین (بنگال)

۲۱۔ سید عبدالعزیز (بہار)

۲۲۔ محمد عاشق وارثی (بہار)

پہلی مسلم لیگی وزارت (صوبہ سرحد)

صوبہ سرحد میں ۲۵ مئی ۱۹۴۴ء کو پہلی بار مسلم لیگی وزارت قائم ہوئی۔ سردار اورنگ زیب خان پہلے مسلم لیگی وزیر اعلی منتخب ہوئے دیگر ارکان میں سردار عبدالرب (وزیر خزانہ) خان ثمین جان خان (وزیر تعلیم) اور سردار جیت سنگھ وزیر صحت شامل تھے۔ یہ وزارت ۱۲ فروری ۱۹۴۵ء تک کام کرتی رہی۔

پہلی نماز عید (قیام پاکستان کے بعد)

ایم اے جناح روڈ پر واقع کراچی کی قدیم ترین عید گاہ۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد حضرت قائد اعظم نے اسی عید گاہ میں پہلی نماز عید (عیدالفطر) ادا کی۔ امامت کے فرائض حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی (والد مولانا شاہ احمد نورانی) نے ادا کئے۔ تقسیم کے قبل یہ میدان آل انڈیا مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ ۱۹۳۱۔ ۱۹۳۳ کے درمیان اس عید گاہ کا صدر دروازہ تعمیر کیا گیا اور اسی دوران میدان کے قبلہ رخ کی نشاندہی کے لئے محراب تعمیر کی گئی یہ عید گاہ ۳۰ ہزار مربع گز کے رقبے پر مشتمل ہے۔ کراچی کے مسلمانوں نے یہاں ۱۹۴۴ء میں مرکزی جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا۔ اور ۱۹۴۵ء میں ایک قرار داد پیش کی گئی جس کی ہندوؤں نے شدید مخالفت کی اور متبادل قرار داد کے ذریعے اس تاریخی میدان کو کھیل کود کے میدان میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا۔ ہندوؤں کے مطالبے کے پیش نظر مسئلہ التوامیں پڑ گیا۔ تقسیم کے بعد مہاجرین نے یہیں ڈیرے ڈالے۔ ۱۹۶۳ء میں یہ محکمہ اوقاف کی عملداری میں آگئی۔ عوام نے اس کی تعمیر کا مسئلہ پھر اٹھایا اور مجلس عمل قائم کی مجلس عمل نے ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء کو ایڈ منسٹریٹر اوقاف سے ملاقات کی تاکہ جلد سے جلد یہ مسجد تعمیر کی جا سکے۔

روزنامہ جنگ کراچی

۸ فروری ۱۹۷۶ مضمون حامد سعیدی

پہلی نماز عیدالاضحیٰ (قیام پاکستان کے بعد)

۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ کو قائد اعظم محمد علی جناح نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قوم کے نام اپنے پیغام میں کہا۔

اللہ تعالی اکثر اپنے ان بندوں کو آزمائشوں اور تکالیف میں ڈالتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے اور اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اس چیز کی قربانی دے جو اسے سب سے پیاری ہے۔ ابراہیمؑ نے اللہ تعالی کے حکم کو بجالاتے ہوئے اپنے بیٹے کی قربانی پیش کی۔

آج بھی اللہ تعالی پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو آزما رہا ہے اس نے ہم سے بہت سی قربانیاں مانگی ہیں ہماری نوزائیدہ مملکت کے ان زخموں سے خون بہہ رہا ہے جو دشمن نے لگائے ہیں۔

ہندوستان میں ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس بنا پر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے ان سے انتقام لیا جارہا ہے کہ انہوں نے قیام پاکستان کے سلسلے میں ہمدردی کی اور امداد دی تھی۔ ہر طرف سے ہمیں سیاہ بادلوں نے گھیر رکھا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے ہم ان کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوسکتے۔

مجھے یقین ہے کہ اگر ہم نے قربانی کا وہی جذبہ پیش کیا جیسا کہ حضرت ابراہیم نے کیا تھا تو مصیبتوں کے بادل چھٹ جائیں گے اور اللہ تعالی حضرت ابراہیم کی طرح ہم پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے گا۔

پھول باغ (کانپور)

۳ جنوری ۱۹۴۷ء کو کانپور کے پھول باغ میں کانگریسی رہنما پنڈت جواہر لال نہرو نے قائد اعظم محمد علی جناح کو مخاطب کرکے یہ کہا تھا کہ ہم ان کے خواب کو شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیں گے۔

پھول پتیوں سے تصویر

قائد اعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے موقع پر جامعہ کراچی کے شعبہ نباتیات کی طرف سے قائد اعظم کی ایک تصویر پھول اور پتیوں سے بنا کر انہیں خراج عقیدت پیش کیا گیا یہ تصویر شعبہ کے آرٹسٹ ایم رفیق نے بنائی۔ تصویر کے لئے

دیکھئے

جنگ کراچی

(۱۶ فروری ۱۹۷۶)

پی (P)

انگریزی حروف تہجی کا ۱۶ واں حرف، یہ حرف قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی شیروانی کے کالر کے بٹن پر کندہ کرایا تھا وہ یہ شیروانی نئی دہلی میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس (۲۴ تا ۲۶۔ اپریل ۱۹۴۳) میں پہن کر آئے تھے۔ انہوں نے حرف پی پاکستان کی علامت کے طور پر استعمال کیا تھا۔

پی اینڈ او

ایک جہاز راں کمپنی۔ قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۲۸ء میں جب آرام کی غرض سے انگلستان گئے تو وہ ۵ مئی کو پی اینڈ او کمپنی کے جہاز ایس ایس پر راجپوتانہ سے لندن گئے۔ اسی جہاز میں قائداعظم کے ہمراہ ان کے قریبی دوست سری نواس آئنگر اور دیوان چمن لال بھی تھے۔

پیارے لال

مسٹر گاندھی کے فرزند، انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال پُر ملال کے موقع پر ہندوستان ٹائمز میں لکھا:۔

"انہوں (قائداعظم) نے اپنے عہد کے عظیم ترین انسان (مسٹر گاندھی) سے مقابلہ کیا اور فتح پائی۔"

بحوالہ مضمون میاں عبدالرشید

(نوائے وقت لاہور ۱۱ ستمبر ۱۹۸۶)

پیپلز پارٹی آف پاکستان:۔

پاکستان میں حزب اختلاف کی پہلی جماعت۔ یہ جماعت قائداعظم محمد علی جناح کے عہد حکومت میں ۸ مئی ۱۹۴۸ء کو عمل میں آئی اس کے صدر خان عبدالغفار منتخب ہوئے اور جنرل سیکرٹری جی ایم سید کو بنایا گیا۔

اس جماعت کے دروازے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لئے کھلے تھے۔ اس اعتبار سے یہ پہلی غیر فرقہ وارانہ سیاسی حزب اختلاف تھی کیوں کہ مسلم لیگ نے اپنے دروازے غیر مسلموں پر کھولنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس کے اغراض و مقاصد میں یہ باتیں درج تھیں

(۱) تمام لسانی گروہوں کے لئے مکمل اٹانومی

(۲) پاکستان کو سوشلسٹ بنانا جو اپنے تمام اختیارات عوام سے حاصل کرتی ہے اور اسی بنیاد پر اس کے استحکام اور حفاظت کے لئے جدوجہد کرنا۔

لیکن یہ جماعت زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہ سکی کیوں کہ اس کے رہنما خان عبدالغفار خان۔ عبدالصمد اچکزئی وغیرہ گرفتار کر لئے گئے تھے۔

پیٹر مین:

قائداعظم محمد علی جناح پنڈت نہرو کو پیٹر مین کہا کرتے تھے۔

پیدائش:۔

قائداعظم محمد علی جناح ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء بمطابق ۸ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ دوشنبہ (پیر) کو کراچی میں پیدا ہوئے لیکن جناب مطلوب الحسن سید سابق سیکرٹری حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی تصنیف محمد علی جناح ــــ ایک سیاسی جائزہ میں قائداعظم کی تاریخ ولادت ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو بروز اتوار قرار دیا ہے۔ مزید براں جناب جی الانہ جو قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے نے بھی اپنی کتاب قائداعظم جناح دی سٹوری آف اے نیشن میں بھی قائداعظم کا یوم پیدائش اتوار ہی لکھا ہے۔ حالانکہ تقویم کے قاعدے کے اعتبار سے یہ درست نہیں۔

مفید عالم جنتری (مرتبہ پنڈت دیوی دیال رائے) برائے سال ۱۸۷۶ میں قائداعظم کا یوم ولادت سوموار لکھا گیا ہے۔ یہ جنتری ۱۸۷۱ سے تا حال شائع ہو رہی ہے۔

پیدائشی کمرہ:

قائداعظم محمد علی جناح وزیر مینشن کے جس کمرے میں پیدا ہوئے اس میں سنگ سفید کی ایک سل پر ان کا نام اور تاریخ پیدائش درج ہے

پیراڈائز سینما کراچی:

قائد اعظم محمد علی جناح ۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو پیراڈائز سینما میں گئے جہاں انہوں نے اپنے دورۂ مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) کی دستاویزی فلم دیکھی۔ یہ سینما ہال کراچی میں وہیں واقع ہے

پیر بخش خاں:

تحریک پاکستان کے کارکن، قائد اعظم، سے ان کی پہلی ملاقات ستمبر ۱۹۳۱ء میں مالابار ہل بمبئی میں ہوئی وہ نومبر ۱۹۰۴ء میں چودھری محمد بخش کے ہاں پشاور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول پشاور سے میٹرک کیا پیر بخش نے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور آل انڈیا کانگریس سے وابستہ ہو گئے لیکن جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ کانگریس مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا چاہتی ہے تو ۱۹۴۱ میں اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

اکتوبر ۱۹۳۶ء میں جب قائد اعظم پشاور آئے تو انہوں نے سر پر انگریزی ٹوپی پہن رکھی تھی جناب پیر بخش خاں نے کہا کہ لوگوں کو اس پر اعتراض ہے آپ ٹوپی اتار دیں لیکن انہوں نے بڑے غصے سے کہا "نو"۔ اس کے بعد قائد اعظم نے جلسہ سے خطاب کیا جو انگریزی میں تھا اس کا اردو ترجمہ جناب پیر بخش خاں نے کیا اس پر قائد اعظم نے انہیں کہا

تمہارا ترجمہ میری تقریر سے زیادہ بااثر تھا وہ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۷ء سرحد کی لیجسلیٹو کونسل کے رکن رہے ۱۹۴۲ء میں اسمبلی کی ممبری سے مستعفی ہو گئے۔ پشتو زبان میں سیرت النبی پر کتاب لکھی جو یونیورسٹی کے ہائی پرافیشنی پشتو نصاب میں کافی عرصہ شامل رہی۔ وہ دیگر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

پیر بخش قائد اعظم مراسلت

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ مالابار ہل
بمبئی ۱۷/اپریل ۱۹۳۶

ڈیئر سر

میں اس خط کے ساتھ ایک مطبوعہ خط اور مسلم لیگ کے ریزولیوشن منسلک کر کے بھیج رہا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں ذاتی طور پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس اجلاس میں شمولیت کو خاص اہمیت دیں۔ مجھے پورا پورا یقین ہے کہ آپ اس کی اہمیت کا احساس کریں گے اور اب میری مکمل حمایت کریں گے اور میرے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

(۲)

شملہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۶

میرے پیارے محترم پیر بخش

آپ کو معلوم ہو گا کہ میں آج کل شملہ میں ہوں ایک عرصے سے آپ نے کوئی خط وغیرہ نہیں لکھا مہربانی کر کے آپ مجھے مطلع کریں کہ آپ کے صوبے میں حالات کس طرح ہیں کیوں کہ میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں کہ میں سرحد کے دورے پر آؤں۔ میری نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے صوبے کے لئے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کی تشکیل کروں لہٰذا مجھے امید ہے کہ آپ مجھے ضرور مطلع کریں گے کہ حالات کی نوعیت کیا ہے۔

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

پشاور
۵ اکتوبر ۱۹۳۶

مائی ڈیئر مسٹر محمد علی جناح

آپ کے خط کا بہت بہت شکریہ پٹھانوں کی سرزمین پر آپ کی متوقع آمد کی پراسرار خبر تمام متعلقہ لوگوں تک پہنچا دی گئی ہے یقین کیجئے کہ اس خبر سے اس علاقے کے لوگوں کو نئی زندگی مل چکی ہے مجھے یقین ہے کہ ہم آپ سے اس مرحلے پر جب کہ ہر آدمی کو مخلص قیادت کی ضرورت ہے صحیح رہنمائی حاصل کر سکیں گے میں ایک مرتبہ پھر آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری دعوت قبول کر لی ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی آمد سے چند دن پہلے تار کے ذریعے مطلع فرمائیں گے اس طرح ہمیں مناسب انتظام کرنے میں کچھ وقت مل سکے گا۔

آپ کا مخلص
پیر بخش خاں

پیر پگاڑہ: حروں کے روحانی پیشوا

انگریزوں نے حروں کی تنظیم پر خصوصی توجہ دینے کے سلسلے میں پیر صاحب کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا چنانچہ: قائداعظم محمد علی جناح نومبر ۱۹۲۸ء میں ان کے مقدمے کی پیروی کرنے کے لئے سکھر گئے تھے۔

پیر صاحب پگاڑہ کا اصل نام پیر صبغت اللہ شاہ تھا۔ انگریزوں نے انہیں سزائے موت دے دی اور ان کے دو بیٹوں کو تعلیم کے لئے انگلستان بھیج دیا اور ان کا مرکز جو پیر جو گوٹھ (خیرپور سے ۱۸ میل دور) میں واقع ہے تباہ کر دیا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد ان کے دونوں بیٹوں میں سے ایک پیر سکندر شاہ صاحب کو ۴ فروری ۱۹۵۲ء کو پاکستان لا کر گدی نشین مقرر کیا گیا۔ پیر سکندر شاہ ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم سندھ میں پائی۔ انگریزی۔ عربی۔ اردو اور لاطینی زبانوں پر دسترس حاصل ہے۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں ان کے مریدوں نے بھارت کے خلاف جہاد میں حصہ لیا ہے ۱۹۷۱ء میں سردار شوکت حیات خاں کی جگہ مسلم لیگ کے صدر بنے اور مارچ ۱۹۸۵ء تک صدر کے عہدے پر فائز ہوئے پھر محمد خاں جونیجو نے ان کی جگہ لی

پیرپور رپورٹ:

کانگریسی حکومتوں نے مسلمان عوام پر جو مظالم ڈھائے ان کی تحقیق و تفتیش کے لئے قائداعظم نے ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء کو راجا سید مہدی آف پیرپور کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ کمیشن کے ارکان نے تقریباً آٹھ ماہ تک ان صوبوں کا دورہ کیا جہاں کانگریسی وزارتیں قائم ہوئی تھیں۔ کمیشن نے چھوٹے چھوٹے شہروں میں جا کر ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلقہ افراد کے بیانات قلمبند کئے تھانوں میں جا کر روزنامچے دیکھے اور مقدمات کی مسلوں کا جائزہ لینے کے بعد ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح کو تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ اسی طرح کی ایک رپورٹ بہار کے مسٹر شریعت نے مرتب کی۔ اس رپورٹ کے بارے میں ایک انگریز اخبار نویس پیٹرک لیسی نے کہا تھا۔

بعض لوگوں کو یہ واقعات معمولی نظر آئیں گے ہو سکتا ہے کہ معمولی ہوں لیکن ہوا کا رخ پہچاننے کے لئے یہی واقعات کافی ہیں اور ان کا جو مجموعی اثر اس وقت ہوا ہو گا وہ بھی ظاہر ہے

رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ

(ا) صوبہ بہار کی لوکل باڈیز سے مسلمانوں کو خارج کر دیا گیا ہے

(ب) صوبہ بہار میں جب بقرعید اور محرم کی تقریبیں آئیں تو حکومت نے سولہ مختلف مقامات پر مسلمانوں کے خلاف امتناعی احکام صادر کئے

(ج) ہندی کو بطور قومی زبان اپنایا گیا ہے اور اس طرح مسلمان بچوں کو ان کی مذہبی تعلیم سے محروم رکھا گیا ہے

(د) سکولوں میں بندے ماترم ترانہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔

(ر) کانگریس پارٹی کے ترنگے جھنڈوں کو قومی پرچم قرار دے کر پبلک عمارتوں پر نصب کیا گیا ہے

(س) سکولوں میں مسلمان بچوں کو مجبور کیا گیا کہ مسٹر گاندھی کی تصویر کو پرنام کریں۔

(ش) سرکاری ملازمتوں کا حصول مسلمانوں کے لئے مشکل قرار دے دیا گیا۔

(ص) مسلمان ریاستوں میں ہندوؤں کو بھڑکا کر والیان ریاست کے خلاف ایجی ٹیشن کرائی گئی

پیرزادہ، شریف الدین:۔

دیکھئے شریف الدین پیرزادہ

پیرس:

مئی ۱۹۲۸ء میں جب قائداعظم آئرلینڈ چلے گئے تو ان کی اہلیہ رتی جناح پیرس کے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھیں قائداعظم کے ہم سفر دیوان چمن لال بھی تھے جو ساؤتھمپٹن کی بندرگاہ سے پیرس روانہ ہو گئے اور قائداعظم آئرلینڈ کی طرف۔ دیوان چمن لال جب پیرس پہنچے تو انھوں نے مسز جناح کی عیادت کی اور قائداعظم کو تار دی کہ وہ پیرس آجائیں۔ چنانچہ وہ پیرس آگئے اور ڈھائی گھنٹے تک اپنی اہلیہ کے پاس رہے تاہم صحت یابی کے بعد دونوں میاں بیوی کی لڑائی ہو گئی اور رتی جناح بمبئی واپس چلی گئیں۔

یہ فرانس کا صدر مقام اور تیسری بڑی بندرگاہ ہے یہ بڑا

صنعتی، تجارتی، مالیاتی اور مواصلاتی مرکز ہے یہ شمالی فرانس کے وسط میں واقع ہے اس کی آبادی ۹۰ لاکھ لوگوں پر مشتمل ہے ۹۸۷ء سے فرانس کا دارالحکومت چلا آ رہا ہے۔ صد سالہ جنگ کے دوران انگریزوں نے پیرس پر قبضہ کر لیا تھا ۱۴۳۹ء میں جون آف آرک نے اسے آزاد کرانے کی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔ ایفل ٹاور یہاں کا مشہور عالمی شہرت یافتہ مینار ہے۔

پیرس روڈ علی گڑھ:

نواب صدر یار جنگ کی کوٹھی اس سڑک پر واقع ہے قائد اعظم جب علی گڑھ تشریف لائے تو وہ نواب صدر یار جنگ کی کوٹھی پر ہی قیام فرماتے اس کا نام حبیب منزل ہے۔

پیر مانکی شریف:

دیکھئے امین الحسنات، پیر سید

پیری کین، ایئر وائس مارشل

پاک فضائیہ کے پہلے سربراہ۔ انہیں ۳۰ جولائی ۱۹۴۷ کو پاکستان فضائیہ کا پہلا سربراہ مقرر کیا گیا انہوں نے قیام پاکستان پر اپنا عہدہ سنبھالا۔ وہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ تا ۱۸ فروری ۱۹۴۹ء پاک فضائیہ کے سربراہ رہے ان کا دور بڑا ہنگامہ خیز تھا جس میں نہ صرف پاک فضائیہ کی بنیاد رکھی بلکہ کشمیر کی جنگ بھی لڑی گئی۔

پیسہ اخبار لاہور:

یہ اخبار لاہور سے منشی محبوب عالم نے جنوری ۱۸۸۷ء میں جاری کیا ہفتہ وار پیسہ اخبار کے مدیر کو اگرچہ قائد اعظم کے نظریہ مخلوط انتخاب اور ہندو مسلم اتحاد سے اختلاف تھا تاہم اس کے باوجود انہوں نے قائد کے بارے میں اپنا رویہ ہمدردانہ رکھا اور ۸ مارچ ۱۹۱۰ء کو اسی اخبار کو قائد اعظم پر پہلا اداریہ لکھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ ایک مکمل اخبار تھا اس کے مالک و ایڈیٹر منشی محبوب عالم پڑھے لکھے اور جہاندیدہ شخص تھے اور صحافت کے رموز و نکات سے واقف ہونے کے لئے یورپ کا سفر کر چکے تھے یہ اخبار ۱۹۲۴ میں بند ہو گیا۔

یہ پہلے پہل فیروز والا (گوجرانوالہ) سے "ہمت" کے نام سے نکلا بعد میں منشی محبوب عالم لاہور آ گئے تو انہوں نے اسے روزنامہ کر کے اس کا نام پیسہ اخبار رکھا زمیندار کے اجراء پر اس کا زوال شروع ہو گیا۔

اخبار کے مدیر منشی محبوب عالم فیروز والا ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے منشی فاضل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اوائل عمر میں ان کی طبیعت اور فکر زراعت اور دیہاتی صنعت و حرفت کی طرف مائل تھی۔ وہ مقامی انجمن ترقی زراعت کے سیکرٹری تھے اور فن زراعت و باغبانی کی تعلیم کو فروغ دینے کے خواہاں تھے۔ گھر کی مالی حالت اچھی نہ تھی تاہم امداد لے کر فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ میں خادم التعلیم کے نام سے ایک چھاپہ خانہ قائم کیا ۱۸۸۶ء میں ۲۱ سال کی عمر میں زمیندار کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا جس کی کتابت اور سنگ سازی خود کرتے تھے۔ چھاپہ خانہ سے کچھ آمدنی ہونے لگی تو ہفت روزہ ہمت جاری کیا جسے انہوں نے بعد میں پیسہ اخبار کا نام دیا۔ پھر لاہور آ گئے تو پیسہ اخبار کو روزنامہ کر دیا۔ انہوں نے نہ صرف پیسہ اخبار کو روزانہ کیا بلکہ اخبارات کا ایک ذخیرہ قائم کیا۔ ان میں انتخاب لاجواب۔ بچوں کا اخبار، شریف بی بی، باغبان، کلید امتحان شامل تھے۔ وہ اردو کے پہلے صحافی تھے جنہوں نے اخبارات کے ناموں میں ضابطہ بندی کی اہمیت کو محسوس کیا۔ ۱۹۰۳ء میں جب یہاں سراج الدین نے ان کے ایک سابق ماہنامے "میدا" کے نام سے ایک ہفت روزہ نکالا تو انہوں نے اعتراض کیا لاہور میں بھی ایک شاندار مطبع قائم کیا اور اس میں ۱۷ مشینیں لگائیں۔ لالہ لاجپت رائے کے عقیدت مند اور گہرے دوست تھے۔ پیسہ اخبار میں بدلتی حکومت کی چیرہ دستیوں کو بے نقاب کرتے تھے جدید خیالات اور نئے رجحانات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے یورپ گئے اور واپسی پر سفر نامہ یورپ لکھا جس پر حکومت پنجاب نے ۴۰۰ روپے کا انعام دیا۔ اس سفر کے زیر اثر انہوں نے رسالہ انتخاب لاجواب نکالا۔ مئی ۱۹۳۳ء میں انتقال کیا حج سے بھی مشرف ہوئے۔

پیکارڈ (کار):

بابائے قوم حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے زیر استعمال

کار۔ قائداعظم نے اسے ۱۹۳۸ء میں کلکتہ سے داراجی کی نامی کمپنی سے خرید اتھااور اس کی نمبر پلیٹ پر کلکتہ ہی کا نمبر ۱۵/۷ ایم ۱۳۲۷ لکھا ہوا ہے۔ یہ کار ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۸ء تک قائداعظم کے زیر استعمال رہی قیام پاکستان کے بعد یہ کار محترمہ فاطمہ جناح استعمال کرتی رہیں۔ بعدازاں یہ کار فلیگ سٹاف ہاؤس میں کھڑی رہی ۱۹۶۹ء میں محترمہ شیریں بائی نے اسے موہٹہ پیلس لانے کا حکم دیا پھر یہ کار قائداعظم یادگاری بورڈ کی درخواست پر بورڈ کو دے دی گئی تاکہ اسے مزار قائداعظم پر بنائے جانے والے قائد اعظم عجائب گھر میں رکھا جائے اس کار میں آٹھ سلنڈر لگے ہوئے ہیں۔ گاڑی میں اگلے دو ٹائر پرانے زمانے کے ہیں اور ان پر گریٹ برٹن لکھا ہوا ہے پچھلے دونوں ٹائر نئے لگائے گئے ہیں ۲۶ جون ۱۹۷۴ء کو بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی اس کار کو مزار قائداعظم پر پہنچا دیا گیا۔

پیلس چیمبرز (لندن)

یہ عمارت ویسٹ منسٹر میں واقع ہے۔ اور یہ مسز سروجنی نائیڈو کی ملکیت تھا ۱۶ اگست ۱۹۱۴ء کو جب مسٹر گاندھی لندن گئے تو مسز نائیڈو نے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ استقبالئے میں قائداعظم محمد علی جناح نے دیگر رہنماؤں کے ہمراہ شرکت کی۔

پینٹو مائم (Pantomime)

ایسا ڈرامہ جس کے ساتھ مزاحیہ نقل، سوانگ اور ناچ بھی ہو، تھیٹر کی اصطلاح میں پینٹو مائم کہلاتا ہے۔

قائداعظم جب ۱۹۳۲ء میں لندن میں مقیم تھے تو ان کی صاحب زادی دینا نے ایک بار قائد سے کہا کہ چلیں مجھے پینٹو مائم دکھلائیں۔ آخر میں بھی چھٹیاں گزارنے آئی ہوں۔

پے انگ گیسٹ

قائداعظم جن دنوں لندن میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے تو انہوں نے ۳۵ رسل روڈ کینسنگٹن کے ایک مکان میں پے انگ گسٹ کی حیثیت سے قیام کیا۔

ت

تاپتی، مسٹر بی وینکا

دیکھئے سینڈھرسٹ کمپنی کی رپورٹ

تاثیر، ڈاکٹر محمد دین

اردو شاعر ماہر تعلیم اور نقاد۔ ڈاکٹر محمد دین تاثیر شیخ محمد عبد اللہ کے بہترین دوستوں میں سے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے موقف کی حمایت کی (قائداعظم یہ چاہتے تھے کہ چونکہ ہندو مسلم کانفرنس میں شامل نہیں ہونا چاہتے تھے اس لئے شیخ عبداللہ کے ہمراہ کانفرنس کے رہنما مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ شیخ عبداللہ نے مسلم کانفرنس کا نام نیشنل کانفرنس رکھا) اور شیخ محمد عبداللہ اور قائداعظم محمد علی جناح کے مابین تجدید تعلقات کی کوششوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر محمد دین تاثیر نے سری نگر سے پاکستان مبارک کے عنوان پر ۱۸ مضامین لکھے جو پاکستان ٹائمز لاہور میں بھی شائع ہوئے۔

وہ ۱۹۰۱ء میں انبالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ لاہور سے ایم اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد کئی برس تک اسلامیہ کالج لاہور میں انگریزی کے استاد رہے اس کے بعد کیمبرج چلے گئے جہاں سے انہوں نے انگریزی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ وہ پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان واپس آئے اور ایم اے او کالج امرتسر کے پرنسپل مقرر ہوئے قیام پاکستان کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں پرنسپل کے عہدے پر تعینات ہوئے۔ وہ نہ صرف ایک معلم کی حیثیت سے مشہور تھے بلکہ ادب میں بھی نمایاں مقام حاصل کیا تھا جولائی ۱۹۲۴ء میں نیرنگ خیال کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا

تصانیف۔ کتول (ناول) آتش کدہ (مجموعہ کلام) مقالات تاثیر، نثر تاثیر مرتبہ فیض احمد فیض ۳۰ نومبر ۱۹۵۰ء میں انتقال کیا۔

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ کو ڈاکٹر محمد دین تاثیر نے قائد اعظم کے وصال کی خبر سن کر لکھا۔

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا
اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
تیرے شوریدہ سر کہاں جائیں
اب کوئی سنگِ آستاں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر
ہائے وہ میرِ کارواں نہ رہا۔

تاج الدین انصاری:۔

مجلس احرار کے رہنما، وہ ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد میونسپل کمیٹی لدھیانہ کے رکن منتخب ہوئے ٹھیکیداری بھی کرتے رہے۔ مجلس احرار کے قیام پر اس میں شمولیت اختیار کر لی۔

آزادی کی تحریکوں میں حصہ لیا

متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں مگر ان کے پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی۔

۱۹۵۵ء میں لاہور میں انتقال کیا۔

تاج الدین، پیر

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۳۶ء میں جب لاہور تشریف لائے تو علامہ اقبال، ملک برکت علی، خلیفہ شجاع الدین، غلام رسول خاں اور پیر تاج الدین نے ایک بیان میں قائداعظم کی دور اندیشی کی تعریف کی۔ اور کہا کہ انہوں نے ایسے موقعے پر مسلمانوں کی قیادت کا بیڑہ اٹھایا ہے جب کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت نئے انتخابات کا وقت قریب آ رہا ہے

انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کو ہر ممکن یقین دلایا کہ وہ قائد اعظم کے ہر اس اقدام کی تائید و حمایت کریں گے جو مسلمانوں کے مفاد میں ہو گا۔

۱۹۱۷ء میں پیر تاج الدین پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری بنے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے بھی رکن تھے۔ انہوں نے قائد اعظم کو لندن سے واپسی پر ایک کھلا خط لکھا جس میں ان سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ مسلم لیگ کو ایک فعال جماعت بنائیں۔

۱۹۳۰ء میں لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے دوسری بار احیاء کے موقع پر انہیں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا رکن بنالیا گیا۔

تاج علی خان

صدر سرحد مسلم لیگ، بازار احمد خاں بنوں کے گاؤں کے رہنے والے تھے۔ والد خان بہادر غلام حیدر خان ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۶ء تک سرحد آئین ساز کونسل کے ممبر رہے۔ قائد اعظم جب ۱۹۳۶ میں سرحد تشریف لائے اور سرحد میں مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلہ میں صوبائی پارلیمنٹری بورڈ بنایا گیا۔ تو خان بہادر غلام حیدر خان کو اس بورڈ کا ممبر بنایا گیا تھا۔ انہوں نے بنوں میں مسلم لیگ کے قیام کے لئے کافی جدوجہد کی وہ ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بنوں میں حاصل کرنے کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لیا۔ ایف۔ اے۔ سے تعلیم چھوڑ کر ملکی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا لوگوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ میں شامل ہو کر قومی بہبود اور قومی حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی جائے۔ جلسے میں خان بہادر غلام حیدر خان۔ خان تاج علی خان اور نصر اللہ خان وزیر ایڈووکیٹ نے پر جوش تقریریں کیں۔ بنوں کے ضلع میں کانگریس نے بری طرح اپنے پنجے گاڑھے ہوئے تھے مگر خان غلام حیدر خان اور ان کے بیٹے تاج علی خان کی کوششوں نے کانگریس کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ۱۹۴۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے لاہور کے اجلاس میں خان بہادر غلام حیدر خان فوجدار خان۔ اور حکیم فضل الرحمان۔ تاج علی خان اور بنوں کے کئی دوسرے مسلم لیگی شامل ہوئے

خان بہادر غلام حیدر خان کے بھتیجے ظفر علی خان قائد اعظم کے حفاظتی دستے کے ایک رکن تھے۔ اس جلسے میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ اور اس کے بعد آپ نے تحریک پاکستان کی تبلیغ کے لئے کام شروع کیا۔ اس سلسلے میں ہندوستان بھر کے مسلم زعماء کو بنوں میں بلایا گیا اور کئی دفعہ پاکستان کانفرنسیں بنوں میں منعقد ہوئیں۔ ۱۹۴۳ء میں خان تاج علی خان کو صوبہ سرحد

مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا۔ انہوں نے سرحد مسلم لیگ کا صدر منتخب ہونے کے بعد مسلسل پانچ سال تک دن رات پاکستان کے حصول کے لئے جدوجہد کی جائیداد کا کثیر حصہ تحریک پاکستان کے لئے خرچ کیا۔ ۱۹۴۵ء تک سرحد مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے حتی الامکان تحریک پاکستان کے لئے بے لوث جدوجہد کی۔ خان بہادر غلام حیدر خان بھی مرتے دم تک مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان کا پرچار کرتے رہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بیشمار مالی قربانی کی۔ کیونکہ کوئی تحریک مالی قربانی کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتی باوجود ان کوششوں کے سرحد مسلم لیگ باہمی انتشار کا شکار ہو گئی۔ جس سے سرحد میں کانگریس کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ۱۹۴۵ء میں سرحد سے مسلم لیگ کی وزارت کا خاتمہ ہوا۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں خان تاج علی خان نے مسلم لیگی امیدواروں کو کامیاب کرانے کے لئے کافی کوشش کی۔ سرحد میں تحریک سول نافرمانی اور ریفرنڈم کے دوران ان کے تمام گھرانے نے انتھک کوشش کی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ریفرنڈم کے دوران دن رات ایک کئے اور بنوں کے ضلع میں ہر ایک حلقے میں جاکر لوگوں کو کہا کہ وہ پاکستان کے حق میں ووٹ دیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو ساری عمر ہندوؤں کی غلامی میں جکڑ لئے جائیں گے۔ اور کبھی بھی ہندوؤں کی غلامی سے چھٹکارا نہ حاصل کر سکیں گے۔ وہ موٹر جسے تحریک پاکستان کے لئے وقف کیا گیا تھا۔ اسے فاتح کانگرس کا نام دیا گیا تھا۔ جواب بھی بطور یادگار ان کے خاندان کے افراد کے پاس موجود ہے۔ ان کے بھتیجے ظفر علی خان کا نام تحریک پاکستان میں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کہ انہوں نے کم سنی میں تحریک پاکستان کے لئے اپنے چچا کے ساتھ بنوں کے گاؤں گاؤں کا دورہ کیا۔ ظفر علی خان کے والد کا نام سردار علی ہے۔ جو تاج علی خان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ انہوں نے پرائمری سکول بازار احمد خان میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اور بنوں سٹی اسلامیہ ہائی سکول سے ۱۹۳۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر ویدک بھراتری کالج ڈیرہ میں داخلہ لیا۔ اور وہاں سے ۱۹۴۱ء میں بی۔ اے پاس کر کے علی گڑھ یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ دوران تعلیم مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شامل ہوئے۔ اور مسلم لیگ کے لئے دن رات کام کرتے رہے۔ یو۔ پی۔ شاہجہان پور اور ارد گرد کے گاؤں میں جاکر تحریک پاکستان کے لئے کام کیا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نیشنل گارڈ کے سالار اعلیٰ تھے۔ آپ نے ۱۵۰ نیشنل گارڈ کو عسکری تربیت دی۔ ۱۹۴۳ء میں کراچی میں جب آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہوا تو اس میں بحیثیت سالار اعلیٰ یوپی مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے پانچ سو گارڈز کو لے کر شامل ہوئے۔ ان دنوں یو۔ پی کے سالار اعلیٰ لکھنؤ کے ڈاکٹر مانی تھے۔ وہ اپنی بیماری کی وجہ سے نہ آسکے۔ اس لئے انہوں نے ان کو قائم مقام سالار اعلیٰ یوپی مسلم لیگ نیشنل گارڈز مقرر کر کے کراچی کے اجلاس میں بھیجا۔ ان کی پلاٹون سلامی اور مارچ پاسٹ میں اول آئی یہ پلاٹون ان کی کمان میں تھی۔ نواب محمد اسماعیل خان نے اعلیٰ کارکردگی پہ ایک صد روپیہ انعام میں دیا۔ جب بھی قائد اعظم علی گڑھ یونیورسٹی تشریف لاتے تو وہ اپنے دستے کے قائد کی حیثیت سے گارڈ آف آنرز پیش کرتے تھے۔ قائداعظم نے دو دفعہ ہاتھ ملا کر ان سے کہا تھا کہ میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے اپنی پلاٹون کو بہترین ٹریننگ دی ہے۔ ۱۹۴۰ء میں اپنے چچا تاج علی خان کے ساتھ لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں بطور نیشنل گارڈ کے شامل ہوئے۔ جس میں قرارداد پاکستان پیش ہوئی تو قائد اعظم کے چھ باڈی گارڈوں میں سے ایک تھے حالانکہ دفعہ ۱۴۴ لگی ہوئی تھی مگر باوجود اس کے نڈر ہو کر قائد اعظم کے ساتھ ۵۵ بور کی رائفل ساتھ لے کر ان کی حفاظت کرتے رہے۔ ۱۹۴۴ء میں وکالت کی ڈگری لی اور بنوں میں آ کر وکالت شروع کی۔ اس دوران چچا کے ساتھ تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۵۰ء میں جوڈیشل سروس میں مقابلے کے امتحان میں کامیاب ہوئے اور مختلف مدارج طے کرتے ہوئے ایڈیشنل سیشن جج لاہور مقرر ہوئے۔

ستمبر ۱۹۷۰ء تک لاہور میں رہے۔ ون یونٹ کے خاتمے کے بعد صوبہ سرحد آئے اور سینئر سول جج پشاور بنے۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۱ء ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج ایبٹ آباد مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں مردان تبدیل ہوئے اپریل ۱۹۷۲ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔

تاج علی خاں قائد اعظم مراسلت

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ۔ مالابار ہل
بمبئی ۱۸ فروری ۱۹۴۴ء

پیارے تاج

میں آپ کے خط کی رسید لکھ رہا ہوں جس میں آپ نے صوبہ سرحد میں جگہ کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں آپ نے صوبہ سرحد کی حالت کا تذکرہ کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اچھا دماغ اور تعلیم یافتہ طبقہ اپنی خدمات کو احسن طریقے پر انجام نہیں دے رہا ہے یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ تمام لوگوں کو اس بات کا احساس دلائیں کہ وہ اپنے آپ کو پہلے درست کر لیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ جو مخلص ہیں جنہوں نے ان تجربات سے سبق حاصل کیا ہے جو خاص طور پر گزشتہ ۱۸ ماہ سے رونما ہو رہے ہیں۔ مرکز ان کی ہر طرح امداد، تعاون اور ہدایت کے لئے ہر وقت تیار ہے لیکن اس کی جڑ صوبہ ہی میں ہے لہٰذا اس بات کا انحصار آپ پر ہے کہ آپ تمام لوگوں کو بے لوث خدمات کے لئے تیار کیجئے۔ تاکہ وہ ایک مقصد کو حاصل کر سکیں۔ اور ان میں ٹھوس تنظیم یک جہتی اور ڈسپلن پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ تاکہ وہ ایک مقصد کو حاصل کر سکیں۔ میں ہر وقت ایسی معلومات کو خوش آمدید کہوں گا آپ مطلع کیجئے کہ حالات کس طریقہ سے پروان چڑھ رہے ہیں اور عوام کے غور و فکر کا کیا طریقہ ہے آپ میرے پریس بیان کو ضرور دیکھیں جسے میں نے مسلم وزراء اور قانون ساز اسمبلی اور صوبہ سرحد کے اسپیکر سے ملاقات کرنے کے بعد دیا ہے چند لائنیں تحریر کر دی گئی ہیں اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس پر جہاں تک جلد ممکن ہے عمل کیا جائے گا۔

مخلص

ایم اے جناح

تاج ہوٹل (دہلی، بمبئی)

۹ جون ۱۹۴۷ء کو دہلی کے تاج ہوٹل میں قائد اعظم کی صدارت میں مسلم لیگ کونسل کا آخری اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ۳ جون منصوبے کی وضاحت کی گئی اور مسلم لیگ کے موقف کو طے کیا گیا اور قائد اعظم کو ایک قرارداد کے ذریعے اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ مصالحت کے طور پر منصوبے کے بنیادی اصولوں کو تسلیم کریں۔

اجلاس میں قائد اعظم نے کہا کہ میں نے پاکستان کے لئے نو آبادیاتی درجہ محض عبوری مدت کے لئے منظور کیا ہے اور اس فیصلہ کا انحصار پاکستان کی دستور ساز اسمبلی پر ہے کہ آیا وہ برطانوی دولت مشترکہ میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں

۱۹۱۵ء میں تاج ہوٹل بمبئی میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں قائد اعظم اصلاحات کی اسکیم کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کی تجویز پیش کی۔ ۱۹۲۸ء میں جب قائد اعظم اور ان کی اہلیہ رتن بائی کے مابین ناچاقی ہو گئی تو رتن بائی اس ہوٹل میں منتقل ہو گئیں۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کو اس ہوٹل میں قائد اعظم کی سترھویں سالگرہ منائی گئی میمن مرچنٹ ایسوسی ایشن نے قائد اعظم کو عصرانہ دیا اس موقع پر اسلامی ممالک کے نمائندے بھی موجود تھے

تاجدار پاکستان:۔

یہ کتاب نذیر احمد لدھیانوی نے مرتب کی اور اسے مرکنٹائل پریس لاہور نے ۱۹۴۶ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا۔ یہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

تاجران چرم (دہلی):۔

یہ وفد قائد اعظم محمد علی جناح کو ۱۹۴۶ء میں ملا اور اس نے پاکستان کے حصول کے لئے مالی معاونت کے طور پر قائد اعظم کو ۲۳ ہزار چار سو روپے کی تھیلی پیش کی۔

تاحیات صدر مسلم لیگ:

۱۹۴۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس منعقدہ نئی دہلی میں نواب سید محمد اسمٰعیل عرف نواب جھجن صدر بہار مسلم لیگ نے یہ تجویز پیش کی کہ قائد اعظم محمد علی جناح کو تاحیات صدر منتخب کر لیا جائے ابھی تجویز کی تائید بھی نہ ہونے پائی تھی کہ قائد اعظم خود کھڑے ہوئے اور اس کی سخت مخالفت کی انہوں نے اس موقع پر کہا کہ ہماری نہ یہ سیاسی روایت ہے اور نہ بنے گی ہر سال اپنے صدر کا محاسبہ ہونا چاہئے۔ میں اس تجویز کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

تارا سنگھ، ماسٹر:

۱۵ اپریل ۱۹۴۰ء کو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس

وار دھا کے مقام پر منعقد ہوا اس میں ماسٹر تارا سنگھ نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ اگر مسلم لیگ پاکستان کا قیام چاہتی ہے تو اسے سکھوں کے خون کے سمندر سے گزرنا ہو گا۔ ۱۹۴۵ء میں شملہ میں جو کانفرنس ہوئی اس میں ماسٹر تارا سنگھ نے بھی قائداعظم کے ساتھ شرکت کی۔

۲۳ اگست ۱۹۴۶ کو قائداعظم نے ماسٹر تارا سنگھ کو دل کھول کر باتیں کرنے کے لئے دعوت ملاقات دی۔

انہوں نے اس موقع پر اکالی رہنما کو یقین دلایا کہ مسلم لیگ سکھ فرقہ سے معقول اور صاف طور پر چلے گی۔

۴ مارچ ۱۹۴۷ کو انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پنجاب اسمبلی کے باہر اپنی قوت کا وحشیانہ مظاہرہ کیا اور پاکستان مردہ باد مسلم لیگ مردہ باد۔ ست سری اکال راج کرے گا خالصہ باقی ہور نہ کو ___ کے نعرے لگائے اور اپنی کرپان کو لہرا کر کہا کہ اب پنجاب میں فیصلہ تلوار سے ہو گا چنانچہ وہی کچھ ہوا جو تارا سنگھ نے کہا تھا

وہ ۲۴ جون ۱۸۸۵ء کو راولپنڈی ضلع میں مندرہ کے قریب پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۷ء میں خالصہ کالج امرتسر سے بی اے کیا پھر لائل پور کے خالصہ سکول میں اپنی زندگی وقف کر دی۔

گوردواروں کی تحریک میں نمایاں حصہ لینے پر متعدد بار گرفتار ہوئے۔ اکالی اخبار اردو اور گورمکھی کے مدیر رہے۔

۱۹۳۰ء میں پربندھک کمیٹی کے صدر بنے بھارت میں پنجابی صوبے کی تحریک شروع کی۔ پھر سنت فتح سنگھ اور تارا سنگھ میں اختلافات پیدا ہو گئے اور اکالی سکھ دو گروہوں میں بٹ گئے۔

۱۹۶۵ میں پھر تحریک شروع کی ۱۹۶۵ کی پاک بھارت جنگ کے بعد مشرقی پنجاب کی تقسیم کے ساتھ جس پنجابی صوبے کا اعلان ہوا اس کے لئے وہ حق علیحدگی مانگتے رہے۔ چندی گڑھ کے ایک ہسپتال میں ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء کو انتقال کیا۔

تاریخ پیدائش:

قائداعظم محمد علی جناح ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو بروز اتوار ۸ ذی الحجہ بمطابق ۱۲۹۳ھ کھارادر کراچی میں پیدا ہوئے۔

کراچی کے سابق میئر مسٹر حاتم اے علوی نے ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء کو کراچی میں قائداعظم کی پیدائش کی تاریخ ۲۵ دسمبر کی صحت پر اعتراض کیا اور کہا کہ ایک مرتبہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح نے ان سے کہا تھا کہ وہ بلدیہ کے ریکارڈ سے ان کی اور قائداعظم کی صحیح تاریخ پیدائش تلاش کر کے بتائیں۔ مسٹر علوی اس وقت کراچی کے میئر تھے انہوں نے بتایا کہ بڑی کوششوں کے باوجود بلدیہ کے پرانے ریکارڈ سے وہ دونوں کی پیدائش کی تاریخیں نہ نکلوا سکے آخر کار انہوں نے سندھ مدرسۃ الاسلام۔ چرچ مشن ہائی سکول کے ریکارڈ کی چھان بین کی جہاں قائداعظم نے تعلیم پائی تھی تو حسب ذیل حقائق سامنے آئے۔

تاریخ پیدائش	۲۰ اکتوبر ۱۸۷۵ء
پہلی کلاس میں داخلہ	۴ جولائی ۱۸۸۷ء
پہلی کلاس میں داخلہ	

۲۳ دسمبر ۱۸۸۷ انجمن اسلامیہ بمبئی سے ۵ جنوری ۱۸۹۱ تک

چوتھی جماعت میں داخلہ	۹ فروری ۱۸۹۱ء
شادی	بعمر ۱۷ سال ۳۰ جنوری ۱۸۹۲ کچھ

اگرچہ قائداعظم پر کتابیں لکھنے والوں نے قائداعظم کی تاریخ پیدائش ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء لکھی تاہم سابق اٹارنی جنرل اور سابق وزیر خارجہ سید شریف الدین پیرزادہ نے اپنے تحقیقی مقالے میں لکھا کہ قائداعظم ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو کراچی سے چالیس میل دور جھرک کے مقام پر پیدا ہوئے۔ لیکن قائداعظم نے خود اپنی جائے پیدائش کراچی بتائی ۱۹۱۳ء میں کرسمس کے موقع پر کراچی میں قائد نے کہا تھا۔

مجھے یہاں کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے اس لئے فخر ہو رہا ہے کہ میں بھی کراچی میں پیدا ہوا ہوں۔ ۲۵ اگست ۱۹۴۷ء کو بلدیہ کراچی نے ان کے اعزاز میں جو استقبالیہ دیا اس میں بھی قائداعظم نے کہا کہ مجھے اس خوبصورت شہر سے بہت محبت ہے اس لئے کہ میری اس سے یادیں وابستہ ہیں اور یہ میری جائے پیدائش ہے

شریف الدین پیرزادہ نے کہا سندھ مدرسہ اسکول اور سی ایم ایس کے ریکارڈ کے مطابق قائد کی تاریخ پیدائش ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۵ء ہے لیکن فروری ۱۹۱۸ میں مسز سروجنی نائیڈو نے پہلی بار انکشاف کیا کہ محمد علی جناح کی تاریخ پیدائش ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء ہے۔ ۱۹۳۵ء میں پہلی بار ۲۵ دسمبر کو قائداعظم کی سالگرہ منائی گئی۔ اور اس موقع پر قائداعظم نے کہا کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی بہت خلوص اور محبت کا اظہار کیا ہے اور یہ کرسمس کا دن بھی ہے

اس کے بعد قائداعظم کے پاسپورٹ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ قائداعظم ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے

تاریخ ساز محمد علی جناح:

اسے بشارت احمد نعیم نے مرتب کیا اور یہ ۱۹۷۶ء میں ادارہ مطبوعات پاکستان مردان نے شائع کی۔
صفحات کی تعداد ۳۳۶ ہے۔

تاریخ وفات:

پاکستانی شاعر جناب صابر براری نے قائداعظم کی جو منظوم تاریخ پیدائش نکالی ہے وہ یہ ہے۔

کر گئے ہیں آج قائد انتقال
ملک وملت کا انہیں غم خوار لکھ
تھی غلامی سے انہیں نفرت بہت
حریت کے تھے علمبردار لکھ
ان کے دامن پر کوئی دھبہ نہ تھا
واقعی تھے صاحب کردار لکھ۔
آج تک قائم ہے جس کی آب وتاب
ہیں وہ ایسا اک در شہوار لکھ
فکر ہے صابر اگر تاریخ کا
"قائداعظم تھے نیکوکار" لکھ

۱۹۴۸ء

تاریخی تلوار:۔

یہ وہ تلوار ہے جسے قائداعظم محمد علی جناح نے آلہ آباد میں منعقدہ مسلم لیگ کے اجلاس میں ۳۲۰۱۴ روپے میں نیلام کروا کے رقم تحریک آزادی کے فنڈ میں جمع کرائی تھی۔ اس تلوار کی سب سے بڑی بولی سیٹھ عبداللہ ہارون کے اہل خاندان نے لگائی اس طرح یہ تلوار اسی خاندان کی تحویل میں آگئی بعد میں لیڈی عبداللہ ہارون نے اسے قومی عجائب گھر کو عطیہ کے طور پر پیش کر دیا جہاں اسے اہم نوادرات میں شامل کر کے محفوظ کر لیا گیا۔

تاریخی سٹیج:

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور کے لئے جو سٹیج تیار کی گئی اسے قرارداد پاکستان کی بنا پر تاریخی حیثیت حاصل ہو گئی اسے لاہور کے حاجی الف دین نے بنایا تھا سٹیج پر جو بینر لگا ہوا تھا اس پر علامہ اقبال کا یہ شعر تحریر تھا

جہاں میں اہلِ ایمان صورتِ خورشید جیتے ہیں۔
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

قائداعظم سٹیج پر بیٹھے تو ان کے دائیں اور بائیں خواجہ ناظم الدین اور خان لیاقت علی خاں موجود تھے۔

تالپور، میر غلام علی:

سندھ کے سیاسی رہنما، وہ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن تھے ۱۹۰۹ میں حیدر آباد سندھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد مسلم یونیورسٹی علیگڑھ اور بمبئی یونیورسٹی میں تکمیل کی۔ پھر سیاست میں آگئے ۱۹۳۷ میں سندھ کے وزیر مال مقرر ہوئے اس کے بعد مختلف وزارتی عہدوں پر کام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۴ تا ۱۹۵۵ مرکزی وزیر مال رہے۔ طالب علموں کی فلاح وبہبود کے لئے کوشاں رہے۔
۱۹۷۴ میں ٹنڈو محمد خاں میں انتقال کیا۔

تجاویز بہ سلسلہ تنازعہ کشمیر:

یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماونٹ بیٹن اور قائداعظم محمد علی جناح کے مابین لاہور میں ایک ملاقات ہوئی۔ جس کے دوران تنازعہ کشمیر طے کرنے کے لئے قائداعظم نے ماونٹ بیٹن کو مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیں

۱۔ دونوں گورنر جنرل یہ اعلان کریں کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر دونوں فریق جنگ ختم کر دیں اور قبائلیوں کو انتباہ کیا جائے کہ اگر

وہ فی الفور جنگ بندی کا حکم نہیں مانیں گے تو پھر دونوں ملکوں کی فوجیں ان کے خلاف کارروائی کریں گی۔

۲۔ ہندوستان کی افواج اور قبائلی بیک وقت ریاست سے نکل جائیں۔

۳۔ دونوں گورنر جنرلوں کو ان کی حکومتیں یہ اختیار دیں کہ وہ ریاست میں امن و امان قائم کریں۔ ریاست کا انتظام خود سنبھالیں اور بلا تاخیر مشترکہ کنٹرول اور نگرانی میں رائے شماری کا بندوبست کریں۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے وعدہ کیا کہ ان تجاویز کو بھارتی کابینہ کے سامنے پیش کریں گے ۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو نے ایک نشریئے میں کہا پاکستان پہلے حملہ آوروں کو کشمیر سے نکالنے کا وعدہ کرے۔ دوسرے بھارتی فوج اس وقت تک ریاست میں موجود رہے گی جب تک کہ حملہ آور باہر نہ نکل جائیں۔

تجاویز دہلی

سری نواس آئنگر کا شمار قائداعظم کے ذاتی دوستوں میں ہوتا تھا انہوں نے فرقہ واریت کے ازالہ کے لئے چند تجاویز مرتب کیں اور انہیں قائداعظم کو ارسال کیا تاکہ کشیدگی کا کوئی پائیدار اور مستقل حل تلاش کیا جا سکے۔ اور اس طرح ہندوستان میں کشیدگی کی فضا کو ختم کیا سکے۔ قائداعظم نے ان تجاویز کو مسلم لیگ کے ممتاز رہنماؤں کے سامنے رکھا۔ اور ان سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد ایک قرار داد منظور کی گئی جس میں مسلمانوں کے مسائل کی نشاندہی کی گئی تھی۔ اسی قرار داد کو تجاویز دہلی کا نام دیا گیا۔ تجاویز یہ تھیں۔

۱۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے نیا صوبہ بنایا جائے۔

۲۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے مساوی درجہ دیا جائے۔

۳۔ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے

۴۔ مسلمانوں کے اقلیتی صوبوں میں ان کا تشخص برقرار رکھا جائے۔

۵۔ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی نشستیں دی جائیں۔

سر محمد شفیع نے ان تجاویز کی مخالفت کی کیوں کہ وہ جداگانہ انتخاب کے مطالبے کو ترک کرنے پر تیار نہ تھے۔ قائداعظم نے ۲۹ مارچ ۱۹۲۷ء کو ان تجاویز کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ان تجاویز پر عمل در آمد کرنے کے لئے مسلمان زعماء کی ایک نمائندہ کمیٹی بنائی جائے گی جو کانگریس اور دوسری سیاسی جماعتوں سے اس ضمن میں بات چیت کر سکے گی۔ ۱۵ مئی ۱۹۲۷ء کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جو اجلاس سری نواس آئنگر کی صدارت میں بمبئی میں منعقد ہوا اس میں ان تجاویز کو بغیر کسی ترمیم و اضافے کے منظور کر لیا گیا۔ ممتاز کانگریسی رہنماؤں نے ان تجاویز کو بے حد سراہا۔

تحریر (قدیم ترین)

قائداعظم کی قدیم ترین تحریر ایک درخواست ہے جو انہوں نے ۲۵۔ اپریل ۱۸۹۳ء کو آنریبل سوسائٹی آف لنکنز ان کے ماسٹر آف دی بنچ کو لکھی اس میں انہوں نے لکھا۔

جناب عالی!

میں بڑی انکساری اور ادب کے ساتھ آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں ابتدائی امتحان میں شرکت کا ارادہ رکھتا ہوں یہ سن کر کہ میرا امتحان لاطینی زبان میں لیا جائے گا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ان وجوہات کی بنا پر اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

۱۔ ہندوستان کا شہری ہوتے ہوئے میں نے کبھی لاطینی زبان نہیں پڑھی۔

۲۔ میں متعدد ہندوستانی زبانیں جانتا ہوں جن کی ہمیں ہماری روایتی یا دوسری زبانوں کی حیثیت سے ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ میں نے ان دوسری زبانیں سیکھنے میں بہت سا وقت صرف کیا ہے جن کی ہمیں ضرورت رہتی ہے ان حالات میں میں لاطینی نہیں سیکھ سکتا جس کے لئے اگر مجھے مجبور کیا گیا تو مجھے امتحان پاس کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے۔

مجھے امید ہے کہ میری گزارشات کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے میری درخواست پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

فقط

آپ کا منکسر اور وفادار خادم

محمد علی جناح

۴۰ گلاز بری روڈ
ویسٹ گینٹگس

تحریک پاکستان (بلوچستان میں)

یہ کتاب جناب ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے مکتبہ عالیہ لاہور کے لئے ۱۹۸۶ء میں لکھی۔ ۱۹۲ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب میں بلوچستان میں تحریک پاکستان کی سرگرمیوں کو پہلی بار اجاگر کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

کتاب مستند حوالوں سے مرتب کی گئی ہے اس کتاب کی بدولت بہت سے ایسے گوشے بھی سامنے آئے ہیں جواس سے قبل کسی کے ذہن میں بھی نہ تھے مثلاً قائد اعظم محمد علی جناح نے کوئٹہ کے مشہور اسلامیہ ہائی سکول کو چھوٹا علی گڑھ کہا تھا۔ بلوچستان میں مسلمان طلباء نے قیام پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم محمد علی جناح سے کس قدر تعاون کیا۔ قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم جتنی مرتبہ بلوچستان گئے انہیں تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ گوناگوں مشکلات بے پناہ رکاوٹوں اور طاغوتی طاقتوں کی گھناؤنی سازشوں کے باوجود اہل بلوچستان دل و جان سے تحریک پاکستان کے ساتھ ایسے وابستہ ہوئے کہ قائد اعظم بے ساختہ پکار اٹھے بلوچستان کے لوگوں پر پورے برصغیر کے مسلمان فخر کرتے ہیں۔

تحریک پاکستان اور خواتین

یہ کتاب نور الصباح بیگم نے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور کے لئے مرتب کی ہے۔ ۳۴۵ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب میں ان خواتین کو جگہ دی ہے جنہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور تحریک پاکستان میں کوئی نہ کوئی اہم کردار ضرور ادا کیا۔ اس طرح تحریک پاکستان اور خواتین کے حوالے سے یہ ایک اہم تاریخی دستاویز بن گئی ہے۔ اور اس کی اشاعت سے اردو ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔

کتاب کی مصنفہ خود بھی حصول آزادی کی تحریک میں شریک رہیں اس اعتبار سے یہ کتاب حوالہ جاتی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

تحریک پاکستان تربیتی کیمپ (لاہور)

پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے تحریک پاکستان میں شامل طلباء کے لئے ایک تربیتی کیمپ ۲۳ جولائی تا ۴۔ اگست ۱۹۴۴ لاہور میں منعقد کیا کیمپ کی افتتاحی تقریب میں قائداعظم نے بطور مہمان شرکت کی۔ اس موقع پر ایک تصویر بھی لی گئی پہلی صف میں یہ حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔

مسٹر بدیع الزماں سابق ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، سید قاسم رضوی سابق کمشنر ملتان ڈاکٹر ضیاء الاسلام صدر مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن قائد اعظم محمد علی جناح، پروفیسر چودھری محمد صادق ناظم اعلیٰ تربیتی کیمپ کرنل ڈاکٹر صبیح الدین طور اور عبدالحمید بھٹی ایڈووکیٹ۔

تحریک پاکستان میڈل

اس میڈل کے ربن پر قائداعظم محمد علی جناح کے یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

اتحاد، تنظیم اور یقین محکم

یہ میڈل حکومت پنجاب کی جانب سے ۱۹۸۷ء میں تیار کروایا گیا۔ اس کے ایک جانب مینار پاکستان اور درمیان میں چاند ستارہ ہے اور پشت پر حکومت پنجاب کا نشان گندم کی بالیاں بنی ہوئی ہیں اور وزیر اعلی پنجاب لکھا ہوا ہے۔ اور نیچے ان کے دستخط ہیں۔ جب کہ ربن پر قائد کے تاریخی الفاظ اتحاد، تنظیم اور یقین محکم لکھے ہیں۔ میڈل کا وزن تقریباً ۴۵ گرام ہے۔ یہ پہلی بار ۱۴۔ اگست ۱۹۸۷ء کو لاہور میں دیا گیا۔ یہ میڈل پاکستان منٹ لاہور نے تیار کیا ہے۔

تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار

یہ کتاب جنابہ شمیم جالندھری نے ادارہ مصنفات لاہور کے کہنے پر جولائی ۱۹۸۱ء میں مرتب کی۔ ۳۵۲ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب میں مرتب نے تحریک پاکستان میں خواتین کے کردار کو اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ کیوں کہ اگر خواتین مردوں کے شانہ بشانہ تحریک میں کام نہ کرتیں تو پاکستان کا قیام ناممکن ہو جاتا۔

یہ کتاب مرتبہ نے اپنی یادداشتوں کو بنیاد بنا کر لکھی ہے۔

اور وہ خود بھی اس بات کا اعتراف کرتی ہیں کہ کتنی سراپا ایثار بہنوں کا تذکرہ اس کتاب میں شامل ہونے سے رہ گیا ہے۔

اس کتاب کی بدولت ہمیں یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ خواتین نے کس قدر اذیتیں جھیل کر پاکستان کے قیام کی تحریک میں حصہ لیا

تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار

یہ کتاب جناب مختار زمن نے قائد اعظم اکیڈمی کراچی کے لئے ۱۹۷۸ء میں بہ حروف انگریزی لکھی، ۱۹۸۶ء میں اس کا اردو ایڈیشن طبع ہوا۔

مرتب نے تحریک پاکستان میں مسلم طلباء کے کردار پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ حالانکہ اس سے قبل کسی نے بھی تحریک پاکستان میں مسلم طلباء کے کردار کو کلیدی حیثیت نہ دی اور نہ اسے تحریک پاکستان کے ایک جزو لاینفک کے طور پر پیش کیا گیا۔

مختار زمن نے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد مسلم طلباء کی تحریک کے چند سربر آوردہ شرکا اور ذاتی یادداشتوں و معلومات کی مدد سے اکٹھا کیا ہے۔

کتاب میں قائد اعظم محمد علی جناح کی تقاریر کے وہ اقتباسات بھی شامل کئے گئے جو انہوں نے مختلف مقامات پر طلبا کے سامنے کیں۔

اگرچہ یہ ایک مکمل کتاب نہیں ہے تاہم مرتب کی کاوشوں کی داد نہ دینا بھی ادبی بخل ہو گا۔

تحریک پاکستان میں مسلمان طلباء کا کردار

یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے پاکستان سٹڈی سنٹر نے ۱۹۸۸ء میں شائع کی۔ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے پہلے دو حصے ان خطوط اور ان کے جوابات پر مشتمل ہیں جو طلباء نے حضرت قائد اعظم اور خان لیاقت علی خان کو لکھے اور انہوں نے ان خطوط کے مناسب جواب دیئے۔ ان میں سے کچھ خطوط ایسے ہیں جو دونوں لیڈروں کو لکھے گئے تھے۔ حضرت قائد اعظم تمام خطوط کا باقاعدگی سے جواب دیا کرتے تھے لیکن کتاب کے مولف کو بہت سے خطوط کے جواب نہ مل سکے تاہم جو خطوط طلباء نے قائد اعظم کو لکھے اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ طلباء کی تنظیم کے بارے میں مسلم لیگ کے لیڈروں کا رویہ کیا تھا۔

تحریک عدم تعاون

قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی سیاست کے لئے چند اصول وضع کر لئے تھے اور وہ ساری عمر انہی اصولوں پر کاربند رہے۔ اس کی واضح مثال تحریک عدم تعاون کے سلسلے میں ہے مثلاً انہوں نے ۱۹۲۰ء میں کانگریس کے سالانہ اجلاس منعقدہ ناگپور میں تحریک عدم تعاون کی قرارداد کی شدومد سے مخالفت کی تھی حالانکہ ہزاروں کا مجمع اور قائدین قرارداد کے پوری طرح حق میں تھے۔ قائد کا استدلال یہ تھا کہ یہ تحریک عاقبت نا اندیشانہ ہے اور اس سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

ترابی، علامہ رشید

انہوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں بہادر یار جنگ کے ساتھ مسلم لیگ کے لئے کام کیا۔ قائد اعظم نے بھی ان کی خدمات کو سراہا۔

وہ ۱۹۰۸ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ شیعہ کالج لکھنؤ میں زیر تعلیم تھے کہ عثمانیہ یونیورسٹی قائم ہو گئی چنانچہ واپس حیدر آباد آ کر گریجوایشن کی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ملازمت کی۔ لیکن مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے ملازمت ترک کر دی۔ قائد اعظم نے ان کی خدمات کو متعدد بار سراہا۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۰ء میں کراچی آئے تو یہاں مجالس پڑھنا شروع کیں۔ خالق دینا ہال میں جب ان کی مجالس ہوتیں تو پورا شہر امڈ آتا۔ وہ نہ صرف ممتاز مقرر اور خطیب تھے بلکہ اعلیٰ پائے کے شاعر اور مصنف بھی تھے تصانیف میں طبِ معصومین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ترچناپلی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن

جنوبی تامل ناڈو کا شہر اس میں مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے ۱۹۴۲ء میں ایک تنظیم قائم کی۔ تنظیم نے یکم جنوری ۱۹۴۵ء کو مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سالار اعلیٰ کو ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں کہا گیا تھا کہ قائد اعظم کے فیضان اور قیادت کے باعث برصغیر کی مسلم قوم کے ساتھ ہمارا مضبوط رابطہ قائم ہوا ہے۔

قائداعظم کی کوششوں سے ہندوستان کے مسلمان طلبا ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہیں اور ان کی اپنی تنظیم موجود ہے۔ ہم آزاد ہندوستان میں آزاد پاکستان کے قیام کے لئے قربانی دینے میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ پاکستان کا قیام ہمارا سیاسی نصب العین بن گیا ہے۔ اس کے حصول کے لئے ہندوستان کے مسلمان زندہ رہیں گے اور اگر ضرورت پڑی تو اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

اگست ۱۹۴۶ء میں جب راست اقدام کیا گیا تو طلباء نے ایک بڑا جلوس نکالا اور ایک قرارداد میں قائداعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

ترک موالات

۱۹۱۸ء میں جب جنگ عظیم ختم ہوئی تو ہندوستان میں بھی سیاسی بیداری نے سر اٹھایا۔ لیکن ابھی ہندوستان حرف مطلب زبان پر نہ لا سکا تھا۔ کہ رولٹ بل کے خلاف ہنگامہ ہو گیا جس نے ۱۹۱۹ء کے موسم بہار میں خطرناک صورت اختیار کر لی۔ پنجاب کی حکومت نے تشدد کی راہ اختیار کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو اور مسلمان متحد ہو گئے۔ تحریک ہجرت تحریک ترک موالات اور تحریک آزادی ہند نے ملک کو ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار کر دیا۔ اس پر جوش زمانہ میں انتہا پسند رہنماؤں کو آگے بڑھنے کا موقع ملا لیکن عافیت پسند رہنما گوشہ گمنامی میں چلے گئے۔ قائداعظم ایک اعتدال پسند رہنما تھے وہ اتنا بڑھنا نہیں چاہتے تھے کہ پسپائی کی نوبت آئے اور خواہ مخواہ رجعت پسندی کا الزام لگنے لگے۔ قائداعظم جذباتی سیاست کے قائل نہ تھے وہ پنجاب کے حالات سے سخت متاثر تھے انہوں نے لاہور تشریف لا کر حکومت اور مسلمانوں میں باہمی سمجھوتہ طے کرایا۔ قائداعظم ۲۹ فروری ۱۹۲۰ء کو لاہور آئے تھے۔

ترکی

دسمبر ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس مسٹر اے کے فضل الحق کے صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظم نے بمبئی سے آکر شرکت کی۔ اجلاس میں حکومت کے رویہ کی سخت مذمت کی گئی اور جنگ کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کو تحفظ دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ ڈاکٹر انصاری نے شب کو مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی اس پر قائداعظم نے کہا کہ مسلم لیگ کے آئین کے مطابق ہم انگریزوں کی خارجہ پالیسی کے متعلق کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکتے لیکن بیشتر اراکین جرمنی اور ترکی کی جانب سے ہتھیار ڈال دینے کے بعد بڑے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔ قائداعظم اصولوں پر پختہ یقین رکھتے تھے چنانچہ وہ اور راجا صاحب محمود آباد مسلم لیگ کے آئین کی خلاف ورزی پر اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔

دسمبر ۱۹۱۹ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کا جو اجلاس امرتسر میں منعقد ہوا اس میں بھی قائداعظم نے شرکت کی۔

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے ترکی کے نامزد سفیر سے اسناد سفارت وصول کرتے ہوئے فرمایا۔

پاکستان اور ترکیہ کے عوام کے درمیان پائے جانے والے روحانی اور جذباتی رشتوں نے کئی سال کے باہمی روابط سے جنم لیا ہے اور پروان چڑھے ہیں۔ ترکی کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کی گزشتہ پچاس سال سے جذباتی وابستگی ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو ترکی کے پہلے سفیر ہز ایکسیلینسی یحییٰ کمال بیتائی سے ملاقات کرتے ہوئے فرمایا "اہل پاکستان کے لئے آج کا دن تاریخی وجوہات سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جیسے کہ آپ نے خود کہا۔ آپ کے اور میرے وطن کے رہنے والوں میں بہت پرانے روحانی اور جذباتی رشتے قائم ہیں۔ علاوہ ازیں پچھلے سال جب کبھی حالات زمانہ نے پلٹا کھایا ترکی اور اہل ترکی کا خیال کبھی ہمارے دل سے محو نہیں ہوا۔ آپ کی قوم کی شجاعت اور آپ کے زعماء کی فراست جس کے بل پر آپ تن تنہا سارے یورپ سے اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے کئی لڑائیاں جیتے ہم سے ہمیشہ خراج تحسین حاصل کرتے رہے کئی تاریخی جنگی میدانوں میں آپ کے لیڈروں کے کارنامے آپ کے قومی انقلابات کی تاریخ آپکی سیاست دانی کا عروج، آپ کی ہمت اور تدبر۔ یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہے اور ہمیشہ ہماری نظر میں رہا ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے مسلمان آپ کے وطن کے لئے انتہائی محبت اور احترام کے جذبات دل میں رکھتے

ہیں مجھے امید ہے کہ یہ دونوں آزاد ملک اپنے رشتوں کو اور بھی استوار کریں گے اور یہ دوستی اور اتحاد دونوں ملکوں کے لئے فائدہ مند ہو گا۔

جمہوریہ ترکی کا رقبہ ۳۰۲،۱۹۹ مربع میل اور آبادی تقریباً ۵ کروڑ نفوس پر مشتمل ہے اس کے مغرب میں بحیرہ احمر شمال مغرب میں یونان و بلغاریہ۔ شمال میں بحیرہ اسود، شمال مشرق میں روس، مشرق میں ایران اور جنوب میں بحیرہ روم۔ عراق اور شام واقع ہیں۔ یہ دو براعظموں ایشیا اور یورپ میں بٹا ہوا ہے۔ ایشیائی ترکی کا رقبہ کل رقبے کا ۹۷ فیصد ہے۔

ترین، امین خان

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رہنما، تحریک پاکستان کے کارکن اور بزرگ صحافی۔ وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کی عاملہ کے رکن اور اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم کی حیثیت سے تحریک پاکستان سے وابستہ رہے۔

وہ ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے حمید نظامی کی معیت میں قیام پاکستان کی جدوجہد کی۔ اسلامیہ کالج لاہور سے اکنامکس میں اعزاز کے ساتھ ایم اے کرنے کے بعد ٹوکیو یونیورسٹی سے اس مضمون میں ایم ایس سی کیا جو اس دور میں بہر حال غیر معمولی بات تھی مگر انہوں نے صحافت کا پیشہ اختیار کر لیا اور پروگریسو پیپرز اور نوائے وقت سے وابستہ رہے بعد ازاں انہوں نے اپنا پرچہ نکالا اور ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

زندگی بھر پاکستان اور نظریۂ پاکستان کے مخالفین کے خلاف سرگرم عمل رہے اور اس سلسلے میں کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔

آخری عمر میں کینسر نے آلیا اور اس کے لئے ایک سال تک علاج معالجے کے سلسلے میں لندن آتے جاتے رہے۔ مگر کوئی علاج کارگر ثابت نہ ہوا اور بالآخر یکم نومبر ۱۹۸۸ء کو لندن میں انتقال کر گئے۔

قائداعظم کے سپاہی کی حیثیت سے تحریک پاکستان کے سلسلے میں اہم خدمات انجام دیں۔

ترین، سردار محمد خان

بلوچستان میں مسلم لیگ کے پہلے سیکرٹری جنرل۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے قائداعظم کو دورہ پشین کی دعوت دی۔

وہ سردار اسکان خان ترین کے ہاں ۱۸۷۴ء میں تورہ شاہ (پشین سے آٹھ میل دور) میں پیدا ہوئے۔ فارسی، عربی اور اردو میں خاصی دسترس حاصل کی۔ بلوچستان مسلم لیگ کے پہلے جنرل سیکرٹری چنے گئے۔ ۱۹۳۹ء کے بعد مسلم لیگ کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے تمام ہندوستان کا تین مرتبہ دورہ کیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی تھے۔ ۱۹۴۳ء میں قائداعظم کا پشین میں شاندار استقبال کیا۔ جون ۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم میں جس کے ذریعہ شاہی جرگہ نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا تھا انہوں نے نمایاں کام کیا۔ ۱۹۵۶ء میں انتقال کیا۔ اور پشین میں قلعہ اسکان خاں میں دفن ہوئے۔

تزئین فریدی بیگم

۱۹۴۲ء میں وہ لکھنؤ یونیورسٹی میں تھیں اور ان دنوں میں ہر طرف ہڑتال کا تذکرہ تھا اور یہی کہا جاتا تھا کہ آزادی کی خاطر ہڑتال کریں۔ لیکن اس موقع پر قائداعظم نے غیر مبہم الفاظ میں مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ارکان کو ہدایت کی کہ وہ کسی حالت میں بھی ہڑتال نہ کریں اپنی کلاسوں میں رہیں خواہ اساتذہ نہ بھی ہوں۔

انہوں نے کم عمری میں ہی سماجی اور سیاسی مشاغل میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے فلسفے میں ایم اے کی ڈگری امتیازی نمبروں سے حاصل کی اس یونیورسٹی سے انہوں نے اطلاقی نفسیات میں پوسٹ گریجوایٹ ڈپلوما لیا۔

ان امتحانات میں شاندار کامیابی کے بعد گولڈ میڈل انعام ملا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد سماجی کاموں میں لگ گئیں۔ ۱۹۴۰ء میں لکھنؤ یونیورسٹی میڈل فار سروس ملا۔

۱۹۴۳ء میں ان کی شادی عبدالرافع فریدی سے ہوئی۔ شادی کے فوراً بعد وومنز ویلفیئر سروس سے وابستہ ہوئیں۔ اس عرصے میں تحریک پاکستان پوری شدت سے ابھر چکی تھی اور وہ اس جدوجہد میں سرگرمی سے حصہ لے رہی تھیں حتیٰ کہ اس کا نتیجہ پاکستان کی صورت میں نکلا۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے لئے کام کیا۔ بعد ازاں مختلف عہدوں پر فائز رہیں۔ ۱۹۶۵ء میں اقوام متحدہ کے ویمن کمیشن

کے چوتھے اجلاس میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

تصور پاکستان کی ابتداء

قائداعظم کے چودہ نکات پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ تصور پاکستان کی ابتداء اسی سے ہوئی ان کی بنیاد دو قومی نظریے پر قائم تھی اور برصغیر کا ایک ایسا وفاق مطلوب تھا جس میں دونوں قوموں کو قریب قریب برابر کی حیثیت حاصل ہو۔

چودہ نکات کی وجہ سے ایک نئی جدوجہد شروع ہوئی۔ ہندو کہتے تھے کہ مسلمان ان کے ساتھ مل کر انگریز کے خلاف متحدہ محاذ بنالیں۔ اور آزادی کے لئے لڑیں۔ مسلمان کہتے تھے کہ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ البتہ یہ یقین ہونا چاہئے کہ ہم آزادی کے بعد ہندو اکثریت کے غلام نہیں بن جائیں گے۔ یہ یقین اسی صورت میں ہو سکتا تھا جب کانگریس اور ہندو جناح کے چودہ نکات کو تسلیم کر لیتے جو مسلمانوں کے قومی مطالبات تھے

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے دس سال بعد برطانوی حکومت نے آئینی اصلاحات کی نئی قسط کا فیصلہ کرنے کے لئے لندن میں مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا۔ جسے گول میز کانفرنسوں کا نام دیا گیا۔ ان کانفرنسوں میں ہندوستان کی تمام قوموں کے نمائندے شریک ہوئے۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان کئی بار بات چیت ہوئی لیکن ناکام رہی۔ کانگریس مسلمانوں کے قومی مطالبات کو نہیں مانتی تھی اور مسلمانوں کو یہ گوارا نہیں تھا کہ وہ اپنے ملی تشخص کا سودا کر لیں۔

تصویری ڈاک ٹکٹ

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی سالگرہ کے موقع پر ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء کو پہلی بار پاکستان پوسٹ آفس نے ۱۵ پیسے اور ۵۰ پیسے کے دو یادگاری ٹکٹ جاری کئے۔ پندرہ پیسے کے ٹکٹ پر درمیان میں قائداعظم کی رنگین تصویر (کالے رنگ میں) شائع کی گئی جب کہ پس منظر نارنجی رنگ میں چھاپا گیا۔ یہ ٹکٹ لیتھو آفسٹ طریقہ پر طبع کئے گئے۔ ان کے نیچے درمیان میں نیلے رنگ میں اردو اور بنگالی زبانوں میں لفظ پاکستان چھپا ہوا تھا۔ نیچے دائیں اور بائیں جانب ٹکٹ کی قیمت پندرہ پیسے نیلے رنگ میں چھپی ہوئی تھی۔ نیلے ہی رنگ میں تصویر کے نیچے قائد کی تاریخ پیدائش طبع ہوئی۔ پچاس پیسے کے ٹکٹ میں قائداعظم کی تصویر کا رنگ سیاہ اور سن پیدائش اوپر دائیں جانب کونے میں درج کیا گیا۔ اوپر بائیں جانب کا کونا اور نیچے دائیں جانب کا کونا چمکدار رنگ میں طبع کیا گیا۔ لفظ پاکستان اردو، بنگالی اور انگریزی میں نیچے دائیں جانب نیلے رنگ میں چھاپا گیا۔ ٹکٹوں کے درمیان میں اوپر اور نیچے پاکستان پوسٹیج کے الفاظ لکھے گئے۔

تعزیتی پیغامات

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال پر جو تعزیتی پیغامات بھیجے گئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

مسز سروجنی نائیڈو

انہوں نے محترمہ فاطمہ جناح کو یہ پیغام بھیجا۔

" آپ جانتی ہیں کہ میں کس قدر آپ کے ساتھ شریک غم ہوں۔ ہزاروں افسردہ خاطر لوگ اپنے محبوب قائد کی خدمت میں اظہار عقیدت پیش کر چکے تھے لیکن میں نہایت خاموشی سے اپنے رنج و محن کی نشانی ایک کبھی نہ مرجھانے والے محبت اور یاد کے پھول کی صورت میں بھیج رہی ہوں جو میرے عزیز ترین دوست کے مرقد پر رکھ دیا جائے۔

میری دعا ہے کہ آپ کو یہ صدمہ جانکاہ برداشت کرنے کے لئے ایسی قوت اور ہمت عطا ہو جو ایک اتنے عظیم انسان کی بہن کی شایان شان ہو۔ "

سلام محبت

سروجنی نائیڈو

بھارت کے گورنر جنرل مسٹر سی راج گوپال اچاریہ

نے وزیراعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خان کے نام ایک تعزیتی پیغام میں کہا۔

پیارے دوست!

"اس المناک موقعہ پر میں اپنی اور اپنی حکومت اور اپنے عوام کی طرف سے آپ کی، آپ کی حکومت اور آپ کے عوام کی خدمت میں دلی ہمدردی پیش کرتا ہوں۔ خدا ہمیں ہر مصیبت اور آزمائش میں سے گزر جانے کی توفیق بخشے۔"

برطانیہ کے جارج ششم نے محترمہ فاطمہ جناح کے نام ایک تعزیتی پیغام میں کہا۔

"میں اور میری ملکہ آپ کے قابل قدر بھائی کی وفات کی خبر سن کر سخت پریشان ہوئے ہیں۔ یہ آپ کے اور مملکت پاکستان کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔"

تعلیم

قائداعظم محمد علی جناح جب تعلیمی عمر کو پہنچے تو انہوں نے انفنٹ ورناکلر سکول کراچی میں داخلہ لیا۔ اور گجراتی کی چوتھی جماعت تک اسی سکول میں تعلیم پائی ازاں بعد ۴ جولائی ۱۸۸۷ء کو فرسٹ اسٹینڈرڈ میں رجسٹر کے اندراج کے مطابق گیارہویں طالب علم کی حیثیت سے سندھ مدرسۃ الاسلام میں داخلہ لیا۔ اس مدرسے میں چند ماہ تک تعلیم حاصل کی پھر انہیں اپنے ماموں قاسم موسیٰ کے پاس بمبئی جانا پڑا۔ اور وہاں انجمن اسلام ہائی سکول میں داخل ہوئے۔ ازاں بعد ۲۳ دسمبر ۱۸۸۷ء کو کراچی کے سندھ مدرسۃ الاسلام میں آ گئے۔ اور تیسرے درجے تک باقاعدہ تعلیم جاری رکھی۔ لیکن بوجوہ غیر حاضر رہنے کی بناپر ۵ جنوری ۱۸۹۱ء کو رجسٹر سے ان کا نام کاٹ دیا گیا۔ ایک ماہ چار دن کے بعد ۹ فروری ۱۸۹۱ کو پھر سندھ مدرسۃ الاسلام میں داخل ہوئے۔ اس سکول میں پانچویں درجے میں تھے کہ والد بزرگوار نے بہ سلسلہ کاروبار لندن بھیجنے کا اہتمام کیا۔ دریں اثنا بیوی کے اصرار پر قائداعظم کے والد نے قائد کی شادی لیرا ابراہیم جی کی بیٹی سے کر دی۔ شادی کی بناپر پانچویں کے امتحان میں شریک نہ ہو سکے۔ اس بار ان کا نام سکول سے خارج نہیں کیا گیا تھا کیوں کہ اساتذہ کو ان کی شادی کا علم تھا۔ ان کے والد شادی کی وجہ سے قائداعظم کو جلد لندن نہ بھیج سکے اور دوستوں نے انگریزی تعلیم سے روشناس ہونے کے لئے چرچ مشن ہائی سکول میں مزید تعلیم کے لئے مشورہ دیا۔ چنانچہ پرنسپل نے امتحان لے کر انہیں چھٹی جماعت میں ترقی دے کر ۸ مئی ۱۸۹۲ء کو سکول میں داخل کر لیا۔ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۲ء چرچ مشن اسکول سے پڑھائی چھوڑ کر ۵ جنوری ۱۸۹۳ء کو لندن روانہ ہو گئے۔ لندن پہنچ کر جب کاروبار نہ چمکا تو انہوں نے قانون دان بننے کا فیصلہ کیا اور اس ضمن میں چند ہفتوں میں تیاری کر کے قانون کے ابتدائی امتحان میں بیٹھ گئے اور کامیابی حاصل کی۔

۵ جون ۱۸۹۳ء کو بیرسٹری کی تعلیم کے لئے لندن کے مشہور قانونی تعلیم کے ادارے لنکنز ان میں داخلہ لیا۔ ۱۸۹۴ء کی تعطیلات میں ہندوستان گئے کیونکہ انکی والدہ انتقال کر چکی تھیں۔ واپس انگلستان آ کر قائداعظم نے ۳۵ رسل روڈ کنگسٹن میں رہائش اختیار کی۔ ۲۹۔ اپریل ۱۸۹۶ء کو ان کے بیرسٹر بننے کا اعلان کر دیا گیا۔ تعلیم کی تکمیل کے تین ماہ بعد وطن واپس آ گئے۔

قائداعظم کے بارے میں یہ بات بڑی مشہور ہے کہ وہ میٹرک پاس تھے اس ضمن میں قائد کی سوانح کے مشہور محقق جناب رضوان احمد حیات قائداعظم کے تحت روزنامہ جنگ کراچی کی ۲۵ دسمبر ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔

"میری تحقیق میں جو دستاویزات سامنے آئی ہیں وہ بتاتی ہیں کہ نوجوان جناح صرف چھٹی جماعت میں پڑھتے تھے اور اس جماعت کو پاس بھی نہ کیا تھا کہ لندن تشریف لے گئے۔ جب یہ راز نکلا تو میں نے اس حقیقت کو لکھنے میں دیر نہ کی اس سے قائد کی عظمت میں کیا کمی ہو گی؟ چند نادان لوگوں نے ضرور کہا کہ یہ ثابت کرنا کہ قائد نے دسویں جماعت پاس نہیں کی تھی قائداعظم کی شخصیت کو گھٹانے کے مترادف ہے بہر حال اس حقیقت کو قائد نے خود بھی کبھی نہ چھپایا چنانچہ ایک مرتبہ الہ آباد میں ایک استقبالیہ میں جب یہ کہا گیا کہ مسٹر جناح جو بمبئی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں اس پر مسٹر جناح نے تصحیح کرنے میں دیر نہیں کی اور کہا۔

"میں کسی یونیورسٹی یا کالج کا فارغ التحصیل نہیں ہوں۔"

لنکنز ان میں نوجوان مسٹر جناح کا داخلہ بھی میٹرک کے سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اسے تعلیمی معیار کے برابر کا امتحان پاس کرنا پڑا تھا اس نوجوان کی ذہانت ملاحظہ ہو کہ ابھی ڈیڑھ دو سال کی تعلیمی کمی تھی لیکن اسے چند ماہ میں پوری کر کے داخلہ کے اس امتحان میں کامیاب ہو کر بیرسٹری کی درسگاہ میں داخل ہو گئے۔ دیکھا؟

تحقیق سے غلطی بھی دور ہوئی اور عظمت بھی بڑھ گئی۔

تعلیمات قائد اعظم

Teachings of Quaid—i—Azam

کراچی میں تحریک پاکستان کے مرکز تحقیق نے تعلیمات قائد اعظم کے عنوان سے بانی پاکستان کی اہم تقاریر اور بیانات کے اقتباسات پر مبنی ایک کتابچہ تیار کیا ہے جو ۱۴۔ اگست ۱۹۶۸ء کو منظر عام پر آیا۔

تحریک پاکستان کے مرکز تحقیقات کا قیام ۱۹۶۸ء میں عمل میں آیا اس مرکز نے تحریک پاکستان کے دوران اور قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم کی تقاریر اور بیانات میں سے ۲۴ عنوانات کے تحت اقتباسات جمع کر کے انگریزی زبان میں اپنا پہلا کتابچہ شائع کیا۔ ۱۷۵ صفحات پر مشتمل اس کتابچہ میں ان تمام مسائل پر بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی رائے اور خیالات یکجا کر دیئے گئے ہیں جن سے قوم دوچار رہی ہے اور ہے۔ یہ کتابچہ تحریک پاکستان کے مرکز تحقیق کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر اور قائد اعظم کے محقق جناب رضوان احمد ایڈووکیٹ نے انگریزی میں مرتب کیا۔

تعلیمی درسگاہوں کو عطیہ

نومبر ۱۹۷۰ء میں بھارتی اخبار انڈین ایکسپریس نے انکشاف کیا کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی وصیت کے مطابق پچاس ہزار روپے کی رقم بمبئی یونیورسٹی کو اور پچیس ہزار روپے بمبئی کے ایک تعلیمی ادارے انجمن اسلام کو عطا کی تھی۔ قائد اعظم نے تمام روایت کے خلاف بمبئی یونیورسٹی کو یہ رقم بغیر کسی پابندی اور شرائط کے ساتھ دی تھی۔ اخبار نے بانی پاکستان کے اس اقدام کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ عام طور پر خطیر رقم دینے والے حضرات کوئی نہ کوئی شرط یا پابندی عائد کر دیتے ہیں۔ جس میں ان کے نام کی نمائش ضرور ہو۔ لیکن بانی پاکستان نے جو تقسیم ہند سے قبل برصغیر کے ایک نامور وکیل تھے اور جنھوں نے بمبئی ہائی کورٹ میں کئی بار کئی مقدمات بھی طے کرائے بمبئی کی اس مشہور تعلیمی درسگاہ کو اتنی خطیر رقم کی بغیر کسی شرط کے ادائیگی ایک یقیناً قابل تحسین و آفرین کام ہے۔

تعلیمی نظریات

قائد اعظم تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان تعلیم حاصل کرے اس ضمن میں انہوں نے اس کا ذکر اپنی متعدد تقاریر میں کیا ہے۔ یہاں ان کی تقاریر کے چیدہ چیدہ اقتباسات دیئے جا رہے ہیں۔

"ہم پچھلی نسل کے لوگوں کو جتنی بھی آزمائشیں درپیش آئی تھیں درپیش آچکی ہیں لیکن آج کی رات میں اپنے نوجوان دوستوں کی محبت میں ان کو بھول جانا چاہتا ہوں آج کی رات میں ان کے دلوں میں چھپے ہوئے جوان امنگوں کے تازہ سرچشموں کو چھونا چاہتا ہوں کیوں کہ یہی ہیں وہ مردان عمل جو آئندہ ہماری قوم کی تمناؤں کا بوجھ اٹھائیں گے۔"

(پیام عید ۱۳ نومبر ۱۹۳۹)

"میں آپ کو مصروف عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں کام کام اور بس کام۔ سکون کی خاطر، صبر و برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرتے جائیے۔"

مسلم طلباء سے خطاب جالندھر ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء

"اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ منزل تک پہنچنے کے لئے تمام وسائل کو کام میں لانا پڑے گا ہر ممکن طریقے سے مکمل تیاری کرنی پڑے گی۔ میں آپ سے کہوں گا کہ جذبات کے دھارے میں نہ بہہ جائیے۔ محض نعروں کی لپیٹ میں نہ آئیے۔"

طلباء سے خطاب ۲۰ مارچ ۱۹۴۱ء

تقاریر قائد اعظم (بطور گورنر جنرل)

یہ کتاب حکومت پاکستان کے محکمہ اطلاعات نے ۵۱-۱۹۵۰ء میں بہ زبان انگریزی شائع کی۔ اس کتاب میں قائد اعظم نے قیام پاکستان سے وفات تک جو تقریریں کی تھیں جن کو اخبار نویسوں یا سرکاری رپورٹروں نے اپنی زبان میں قلمبند یا ٹیپ ریکارڈ کر لیا تھا یہ مجموعہ انہی تقاریر اور زیادہ تر اقتباسات پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب محققین اور مولفین کے لئے انتہائی مفید ہے۔ اس انگریزی کتاب کا خلاصہ اردو اور بنگلہ میں بھی شائع کیا گیا ہے۔

تقسیم بنگال، پنجاب

قائد اعظم نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ بنگال سے ہندو اکثریت والا ضلع بروان اور پنجاب سے ضلع کرنال نکال لیا جائے اور باقی حصے پاکستان میں شامل کر دیئے جائیں۔ لیکن یہ تجویز مسترد کر دی گئی اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے برطانوی حکومت کے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق دونوں صوبوں کو اس طرح تقسیم کرانے میں مدد کی کہ بہت سے مسلم آبادی والے علاقے بھی بھارت کو دے دیئے گئے۔ قائد اعظم نے سکھوں کو بھی یہ پیش کش کی تھی کہ اگر وہ متحدہ پنجاب کو پاکستان میں شامل کرانے کی حمایت کریں تو انہیں صوبہ کے اندر سکھ ریاست بنانے کی اجازت دے دی جائے گی۔ مہاراجا پٹیالہ نے بعد ازاں ایک بیان میں یہ تجویز منظور نہ کرنے پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔

اس کے برعکس بی بی سی ٹیلی ویژن نے نومبر ۱۹۸۰ء میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے بارے میں جو فلم دکھائی اس میں کہا گیا کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظم کو یہ پیش کش کی تھی کہ اگر بنگال بنگالیوں کے لئے رہنے دیا جائے تو وہ پورا پنجاب پاکستان کو دے سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی تجویز کسی نے بھی پیش نہیں کی تھی۔ اور اس وقت کے حالات میں بنگال چھوڑ دینے والی بات ایک خوفناک تجویز ہوتی۔ کیوں کہ خود اختیاری کے حق کی بنیاد پر ۱۹۴۶ء میں ہونے والے عام انتخابات میں متحدہ بنگال میں مسلم لیگ نے ۹۷ فیصد نشستیں حاصل کی تھیں اس صورت میں قائد اعظم بنگالی مسلمانوں کو ہندو بھیڑیوں کے رحم و کرم پر کیسے چھوڑ سکتے تھے۔

اگر ماؤنٹ بیٹن پنجاب کے اتحاد کے اتنے ہی خواہاں تھے تو وہ یہ کام بڑی آسانی سے کر سکتے تھے اس کے لئے وہ بنگال کے لئے ایک ضلع بردوان اور پنجاب کے ایک ضلع کرنال کو نکال لیتے اور باقی علاقے جن میں مسلمانوں کی اکثریت تھی پاکستان میں شامل کر دیتے۔

تقسیم ہند

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب انڈیا ونز فریڈم میں تقسیم ہند کا ذمہ وار آسام کے وزیر اعظم مسٹر باردونی، پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کو قرار دیا ہے۔ اور اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح آخر وقت تک ہندوستان کو متحد رکھنے پر رضا مند تھے۔ انہوں نے کیبنٹ مشن پلان کے تحت اے بی سی گروپنگ اسکیم میں کم از کم دس سال کے لئے اے بی سی گروپس کی مرکزی حکومت (یونین) پر اتفاق کیا تھا۔ اس منصوبے کو کانگریس نے مسترد کر دیا تھا۔

روزنامہ جنگ کراچی

۶ جولائی ۱۹۸۷ء

تقسیم ہند کے سلسلے میں قائد اعظم سے پہلے بھی متعدد افراد نے تجاویز پیش کی تھیں قائد اعظم نے دسمبر ۱۹۲۸ء میں نہرو رپورٹ پر آل پارٹیز کنونشن کلکتہ کے بعد جمشید نسروانجی سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا کہ

"آج ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا ایک دوسرے سے اس طرح جدا ہو گئے ہیں کہ وہ اب کبھی متحد نہیں ہو سکیں گے۔"

تقسیم ہند کے مسئلے پر غور (کمیٹی کا قیام)

۲۶ مارچ ۱۹۳۹ء کو قائد اعظم محمد علی جناح نے مصطفےٰ محل میرٹھ میں مسلم لیگ کے اس اجلاس میں شرکت کی جس میں پہلی بار ۲۶ مسلم لیگی رہنماؤں نے تقسیم ملک کے مسئلے پر طویل غور و خوض کیا اور ایک کمیٹی قائم کر کے یہ اہم فریضہ اس کے سپرد کیا کہ وہ ان تمام تجاویز کا تفصیل سے جائزہ لے جس میں تقسیم ہند کا خاص طور پر ذکر تھا۔ اس کمیٹی میں قائد اعظم کے علاوہ سردار سکندر حیات۔ خواجہ ناظم الدین، لیاقت علی خان۔ نواب محمد اسماعیل خان۔ عبداللہ ہارون۔ عبدالمتین چودھری۔ سید عبدالعزیز، سردار اورنگ زیب شامل تھے کمیٹی نے مختلف مکاتب کی جانب سے بھیجی گئی تقسیم ہند سے متعلقہ تجاویز کا بغور جائزہ لیا اور ہر تجویز پر بحث کی اور آخر پوری سنجیدگی کے ساتھ ایک رپورٹ مرتب کر کے فروری ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ دہلی میں پیش کر دی گئی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں ایک عظیم الشان جلسے کا انتظام کیا جائے جس میں علیحدہ مملکت کا مطالبہ کیا جائے۔

تقویمی کرامت

قائد اعظم محمد علی جناح کا یوم پیدائش ۲۵ دسمبر، یوم وفات ۱۱

ستمبر اور یوم آزادی ۱۴ اگست ہے۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ ان تینوں تاریخوں کا تعلق قائداعظم سے ہے اور یہی تینوں تاریخیں ہر سال ایک ہی دن آتی ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں تینوں تاریخیں ہفتہ کے دن اور ۱۹۸۷ء میں جمعہ کے دن آئیں۔

تکفین

منشی عبدالرحمان نے اپنے ایک مضمون "بابائے قوم" میں قائداعظم محمد علی جناح کی تکفین کا آنکھوں دیکھا حال جناب حضرت اسد ملتانی کے ۲۸ ستمبر ۱۹۴۸ء کے حوالے سے یوں قلمبند کیا ہے۔

"ان کے لئے (قائداعظم) کوئی خاص تابوت نہیں بنوایا گیا تھا بلکہ قریب کی مسجد سے ایک عام تابوت منگوایا گیا اس میں معمولی کھجور کے پتوں والی چٹائی بچھائی گئی تھی۔ کفن کے لئے بھی معمولی لٹھا ڈپو سے منگوایا گیا تابوت پر محض پاکستانی جھنڈا ڈالا گیا اور دیگر کسی قسم کی قیمتی چادر وغیرہ نہ ڈالی گئی۔ جھنڈے کے اوپر سر کی جانب تھوڑے پھول رکھے تھے البتہ قبر پر پھولوں کے انبار لگ جاتے ہیں ابھی تک قرآن خوانی کا سلسلہ جاری ہے اور ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اس مرد مجاہد نے عجیب موت پائی۔

تلک بال گنگا دھر

قائداعظم کا ہندوستان کے لئے اصلاحات کے نفاذ کے سلسلے میں جو موقف تھا وہی تلک بال کا تھا۔ وہ ۱۸۵۶ء میں صوبہ بمبئی میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ریاضی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور دو اخبار کیسری (مرہٹی زبان میں) اور مرہٹہ انگریزی میں شائع کئے۔ ان اخبارات کی اشاعت کا مقصد ان کے نزدیک یہ تھا کہ مرہٹوں کی عظمت رفتہ کو بحال کیا جائے۔

کانگریس میں شمولیت کے بعد انتہا پسند پارٹی میں شرکت کی۔ ۱۹۰۸ء میں مسٹر اور مسز کینیڈی کو جب دہشت پسندوں نے ہلاک کر دیا تو تلک نے دہشت گردوں کے طریق عمل سے اختلاف کرتے ہوئے اصل فعل کی حمایت کی چنانچہ مقدمہ چلا اور انہیں ۶ سال قید کی سزا دی گئی۔ ۱۹۱۶ء میں رہائی ملنے پر پھر کانگریس میں شریک ہوئے۔

۱۹۲۰ء میں انتقال ہوا۔

تمغۂ قائداعظم

اس اعزاز کے دو درجے ہیں یعنی تمغۂ قائداعظم اول اور تمغۂ قائداعظم دوم۔ یہ اعزاز صدر پاکستان میجر جنرل اسکندر مرزا نے ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء کو امتیازی خدمات انجام دینے والوں کے لئے جاری کیا۔

تمیزالدین خان، مولوی

دسمبر ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس کراچی میں منعقد ہوا۔ اس کی صدارت قائداعظم نے کی اجلاس میں ایک قرارداد زیڈ ایچ لاری نے پیش کی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پاکستان کے زیر انتظام تمام صوبوں میں اس وقت مسلم لیگ کی وزارتیں قائم ہیں لیکن تا حال مسلمان تعلیمی اور اقتصادی پسماندگی کا شکار ہیں مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظم کو ان علاقوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ایک کمیٹی قائم کریں جو پنجسالہ منصوبہ مرتب کرے۔ مولوی تمیزالدین خان نے اس قرارداد کی حمایت کی۔ پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو قائداعظم دستور ساز اسمبلی کے صدر اور مولوی تمیزالدین خاں نائب صدر منتخب ہوئے۔ بعدازاں صدر اور سیکرٹری بھی رہے۔

وہ ۱۸۸۹ء میں خانخاناں پور ضلع فرید پور بنگلہ دیش میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ سے ایم اے کرنے کے بعد وکالت کی سند لی۔ ۱۹۱۵ء میں مسلم لیگ سے مل گئے اور ۱۹۲۱ء میں تحریک خلافت میں حصہ لینے کی پاداش میں ایک سال دو ماہ قید رہے۔ فرید پور ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین بھی رہے ۱۹۲۶ء میں بنگال کونسل کے رکن ۱۹۳۶ء میں وزیر صحت وزراعت، ۱۹۴۳ء میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء تک دستور ساز اسمبلی کے نائب صدر اور سپیکر رہے۔ اسمبلی توڑنے کے خلاف انہوں نے سندھ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی فیصلہ ہوا کہ پرانی اسمبلی توڑ دی جائے اور نئی منتخب کی جائے۔ ۱۹۶۲ء میں آئین نافذ ہوا تو وہ قومی اسمبلی کے سپیکر منتخب ہوئے اور اسی عہدے پر فائز رہتے ہوئے ۱۹۔ اگست ۱۹۶۳ء کو وفات پائی۔

تنازعہ کشمیر

یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور قائداعظم کے مابین لاہور میں ایک ملاقات ہوئی جس کے دوران تنازعہ کشمیر طے کرنے کے لئے قائداعظم نے موںٹ بیٹن کو مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیں۔

۱۔ دونوں گورنر جنرل یہ اعلان کریں کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر دونوں فریق جنگ بند کر دیں۔ اور قبائلیوں کو انتباہ کیا جائے کہ اگر وہ فی الفور جنگ بندی کا حکم نہیں مانیں گے تو پھر دونوں ملکوں کی فوجیں ان کے خلاف کارروائی کریں گی۔

۲۔ ہندوستان کی افواج اور قبائلی بیک وقت ریاست سے نکل جائیں۔

۳۔ دونوں گورنر جنرلوں کو ان کی حکومتیں یہ اختیار دیں کہ وہ ریاست میں امن و امان قائم کریں۔ ریاست کا انتظام خود سنبھالیں اور بلاتاخیر مشترکہ کنٹرول اور نگرانی میں رائے شماری کا بندوبست کریں۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائد کی ان تجاویز کو بھارتی کابینہ کے سامنے پیش کرنے کا وعدہ کیا لیکن ۲ نومبر کو بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو نے ایک نشری تقریر میں کہا کہ پہلے پاکستان حملہ آوروں کو کشمیر سے نکلنے کا وعدہ کرے دوسرے بھارتی فوج اس وقت تک ریاست میں موجود رہے گی جس وقت تک کہ حملہ آور باہر نہیں نکل جاتے۔

توسیع حدود مزار قائداعظم

۱۷ جون ۱۹۷۶ء کو سینٹ نے مزار قائداعظم کی حدود میں قومی اہمیت کے ادارے قائم کرنے کے بل کی منظوری دے دی۔ یہ بل جسے وفاقی وزیر سید ناصر علی رضوی نے پیش کیا تھا قومی اسمبلی نے پہلے ہی منظور کر لیا تھا۔ بل پر بحث میں مسٹر قمر الزمان شاہ، مس آصفہ فاروقی، مس نرگس زماں کیانی، مسٹر طاہر محمد خاں اور اپوزیشن کے مسٹر کامران نے حصہ لیا۔

توہین انبیاء کے انسداد کا بل

اگست ۱۹۲۷ء میں دہلی سے مولانا محمد علی جوہر نے قائداعظم کو یہ تار بھیجا۔

واجب الاحترام پیشوایان مذاہب کی توہین کے انسداد کے لئے دہلی میں ایک کانفرنس ۱۸ اگست کو ہونے والی ہے۔ مسلمانان دہلی قانونی کونسلوں کے جملہ ارکان کو شمولیت کی دعوت دیتے ہیں براہ کرم شملہ جاتے ہوئے یہاں ٹھہریئے اور احباب کو ہمراہ لایئے تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔

جناب کا تار موصول ہوا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں ۱۸۔ اگست کو دہلی حاضر نہیں ہو سکتا میں شکار پور ہوتا ہوا شملہ جا رہا ہوں۔ جملہ مذاہب کے بانیوں اور پیشواؤں کے متعلق دریدہ دہنی اور حملہ کرنے والوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے جو بھی کارروائی کی جائے میری تائید اس کے شامل حال رہے گی۔ میری استدعا ہے کہ مسلمان آئینی طریق کار اختیار کریں۔ حکومت پنجاب اور اس کے گورنر سر میلکم ہیلی اس نازک موقع پر نہایت خوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے ہیں عوام الناس کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اس مدبرانہ طرز عمل کی داد دینی چاہئے۔ جو صورت حالات پر قابو پانے کے لئے اختیار کیا گیا ہے عدالت عالیہ کے جدید فیصلے کے بعد ایجی ٹیشن کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ جسٹس دلیپ سنگھ کی نیت کے متعلق جو کچھ کہا جا رہا ہے اسے ناپسند کرتا ہوں۔

توہین عدالت

قائداعظم محمد علی جناح قانون کا بے حد احترام کرتے تھے انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کوئی موقع بھی ایسا ہاتھ نہ آنے دیا کہ وہ توہین عدالت کے مرتکب ہوئے۔ لیکن ایک بار جسٹس مرزا نے ان پر یہ الزام عائد کیا تھا۔ ہوا یوں کہ قائداعظم ایک مقدمہ کے سلسلے میں جسٹس مرزا کی عدالت میں دلائل پیش کر رہے تھے کہ جسٹس مرزا نے انہیں ٹوکا مسٹر جناح نے مسٹر مرزا کے اس طرز عمل پر کچھ اس انداز میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ جسٹس مرزا کو ناگوار گزرا اور اس نے تحکمانہ انداز میں کہا آپ کا لہجہ اور الفاظ توہین عدالت کے زمرے میں آ سکتے ہیں۔ فریق ثانی کی طرف سے سر جمن لال سیتل داد وکیل تھے جسٹس مرزا نے گویا انہیں اپنا ہم خیال بنانے کے لئے ان سے پوچھا۔ مسٹر سیتل داد آپ کو مجھ سے اتفاق ہے۔ مسٹر سیتل داد نے جواب دیا میرا کام یہ طے کرنا نہیں کہ مسٹر جناح توہین عدالت کے مرتکب

ہوئے ہیں یا کہ نہیں آپ خود ہی یہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ تاہم میں مسٹر جناح سے واقف ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ عدالت کی توہین کریں۔

تیج

دہلی سے شائع ہونے والا روزانہ اخبار:

یہ آریہ سماج کا ترجمان اخبار تھا قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۹۲۹ء میں جب چودہ نکات پیش کئے تو تیج نے ان کی شد و مد سے نہ صرف مخالفت کی بلکہ کڑی نکتہ چینی بھی کی۔ اس نے اپنے ۳۰ مارچ ۱۹۲۹ء کے افتتاحیہ میں نہ یہ کہ غیر شریفانہ طور پر مسٹر جینا (وہ مسٹر جناح کو جینا لکھتا تھا) کے پیش کردہ مطالبات کی تردید کی بلکہ صاف صاف الفاظ میں نہرو رپورٹ کے مخالفین کو دھمکی دی اور اس امر کو واضح کر دیا کہ اگر مسلمان ان کا ساتھ نہیں دیں گے یا کسی صورت میں مخالفت کریں گے تو ان کی تواضع ڈاکٹر مونجے کے لٹھ سے کی جائے گی اور تشدد کے ذریعے ان کا دماغ درست کیا جائے گا۔

یہ اخبار ۱۹۲۳ء میں سوامی شردہانند نے جاری کیا ان کے قتل کے بعد اس کے مدیر لالہ دیش بندھو گپتا تھے ازاں بعد منشی گوپی ناتھ امن. جمنا داس اختر اور دھرم پال گپتا وفا اس کے مدیر رہے یہ اخبار خالص ہندو فرقہ پرست تھا۔ شدھی اور سنگھٹن کا حامی تھا۔ بعد میں کانگریس کی تائید شروع کر دی لیکن زاویہ نگاہ ہی رہا۔ اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اخبار مذکور نے رائے عامہ کی بیداری کا حق ادا کیا۔

تیسرا بکتر بند بریگیڈ:

قائد اعظم محمد علی جناح صوبہ سرحد کے دورے پر گئے تو انہوں نے ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو رسالپور میں تیسرے بکتر بند بریگیڈ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے خوشی ہے کہ آج مجھے آپ سے رسالپور میں ملنے کا موقع ملا۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے رسالپور رسالوں کا گہوارہ رہا ہے آپ کا بریگیڈ آل پاکستان میں بلکہ کل عالم اسلام میں اپنی مثال آپ ہے اور یہ دنیا میں سب سے بڑی اسلامی ریاست کے لئے باعث فخر ہے آپ نے انتہائی مشکلات کے باوجود آٹھ ماہ کے مختصر عرصے میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اس ترقی کا باعث آپ کا اعلیٰ اخلاقی کردار، جذبہ وفاداری اور فرض شناسی کے اوصاف حسنہ ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی اسی طرح گراں فرض سے سبکدوش ہونے سے ذرا نہ ہچکچائیں گے"

آخر میں انہوں نے فرمایا

مجھے یہ کہہ کر خوشی محسوس ہوتی ہے کہ میں آپ کو دیکھ کر بہت ہی مسرور ہوا جس ملک میں آپ جیسے تربیت یافتہ اور سازو سامان سے لیس سپاہی موجود ہیں وہ یقیناً دنیا کے ترقی یافتہ ممالک سے ہمسری کا بجا طور پر دعویٰ کر سکتا ہے

تین جون ۱۹۴۷ کی تاریخی تقریر:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا ریڈیو دہلی سے جو تاریخی تقریر کی اُس کا متن یہ ہے۔

"مجھے خوشی ہے کہ مجھے دہلی سے اس ریڈیو کے ذریعہ آپ سے براہ راست بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک غیر سرکاری آدمی کو اس طاقتور آلے کے ذریعے عوام کو مخاطب کرنے اور لوگوں سے براہ راست سیاسی امور پر کچھ کہنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ جو بلا واسطہ آپ تک پہنچے گا اور اخبارات کی افسردہ طباعت کی بہ نسبت آپ کو زندگی کی حرارت مہیا کرے گا۔

حکومت کا وہ اعلان جس میں ہندوستانی عوام کو اقتدار کی منتقلی کا پلان شامل ہے نشر ہو چکا ہے۔ اب یہ پریس کو جاری کر دیا جائے گا اور کل صبح یہاں اور ملک سے باہر شائع ہو جائے گا۔ اس میں پلان کا خاکہ پیش کیا گیا ہے تاکہ ہم اس پر انتہائی سنجیدگی سے غور کر سکیں ہمیں ٹھنڈے دل، سکون اور متانت سے اس کا جائزہ لینا ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں نہایت ہی عظیم الشان فیصلے کرنا ہیں اور ایسے سنگین مسائل سے نمٹنا ہے جو چالیس کروڑ کی آبادی والے اس عظیم ذیلی براعظم کو درپیش پیچیدہ مسائل کے حل کی راہ میں موجود ہیں۔

ہز ایکسیلنسی کو جو پُر مشقت اور دشوار گزار فرض انجام دینا ہے۔ دنیا میں اس کی مثال نہیں۔ ہندوستانی لیڈروں کے کاندھوں پر خصوصیت کے ساتھ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی تمام تر توانائیوں کو مستحکم و مربوط کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ انتقال اقتدار میں پرامن و

منظم طور پر اعانت ہو۔ میں ہر فرقے بالخصوص مسلمانان ہند سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ امن و امان برقرار رکھیں۔ ہمیں اس پلان کا جائزہ لینا ہے۔ اس کے معنی و مفہوم کو سمجھتے ہوئے نتائج اخذ کرنا اور پھر فیصلہ کرنا ہے۔ خدا سے میری دعا ہے کہ وہ اس پیچیدہ لمحے میں ہماری رہنمائی کرے اور اس قابل بنائے کہ ہم من حیث المجموع اس پلان کا احترام کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے دانشمندانہ اور مدبرانہ طور پر عہدہ برآ ہو سکیں۔

یہ تو واضح ہے کہ یہ پلان ہمارے نقطۂ نظر کے بعض پہلوؤں کی تکمیل نہیں کرتا اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے یا محسوس کر سکتے کہ ہم مطمئن ہیں یا یہ کہ اس پلان میں جن چند امور سے نمٹا گیا ہے ہم ان سے متفق ہیں۔ تاہم ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ ہز مجسٹی کی حکومت نے جو پلان پیش کیا ہے کیا ہم اسے قبول کر سکتے ہیں تاکہ کوئی مفاہمت یا سمجھوتہ ہو سکے۔ اس نکتے پر میں پہلے سے کوئی فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ اس کا فیصلہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کرے گی جس کا اجلاس پیر ۹ جون کو طلب کیا گیا ہے۔ ہمارے دستوری طریق اور عمل کے مطابق اس کا آخری فیصلہ کانفرنس ہی میں ہو سکتا ہے

لیکن جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں بحیثیت مجموعی دہلی کے مسلم لیگی حلقوں میں اس کا ردعمل امید افزا ہوا ہے۔ لیکن کوئی آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں اس پلان کے مضمرات کو پرکھنا ہے۔ مجھے یہ کہنا چاہئے کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ وائسرائے کو مختلف قوتوں کے خلاف بڑی بہادری سے جنگ کرنا پڑی ہے اور انہوں نے میرے ذہن پر جو تاثر چھوڑا ہے وہ یہ کہ ان کے اعلیٰ شعور، انصاف پسندی و غیر جانبداری نے انہیں متحرک رکھا اور اب یہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم ان کے کام کی مشکلات کم کریں اور جہاں تک ہمارے بس میں ہو انکی مدد کریں تاکہ وہ ہندوستانیوں کو اقتدار منتقل کرنے کا اپنا مشن پر امن و منضبط طریقے سے پورا کر سکیں۔

اب جو پلان نشر ہو چکا ہے اس کے پیراگراف گیارہ ہیں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ شمال مغربی سرحدی صوبے کی موجودہ قانون ساز اسمبلی کے انتخاب کنندوں کی ایک رائے شماری ہو گی اور وہ اس بات کا انتخاب کریں گے کہ پیراگراف چار کے دو متبادلات میں سے وہ کسے اختیار کرتے ہیں۔

یہ رائے شماری گورنر جنرل کی سرکردگی میں صوبائی حکومت کے مشورے کے ساتھ ہو گی۔ اس طرح یہ عیاں ہے کہ صوبہ سرحد کے عوام کا فیصلہ اور انتخاب اس بارے میں حاصل کیا جائے گا کہ آیا وہ پاکستانی دستور ساز اسمبلی میں شریک ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان دستور ساز اسمبلی میں ان حالات میں صوبہ سرحد صوبائی مسلم لیگ سے میں استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی پر امن شہری نافرمانی کی وہ تحریک واپس لے لے جسے چلانے اور جس کا سہارا لینے پر وہ مجبور ہوئی تھی اور میں مسلم لیگ کے تمام لیڈروں اور عام مسلمانوں سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ہمارے لوگوں کو اس طرح منظم کریں کہ وہ امید اور حوصلے کے ساتھ اس رائے شماری کا مقابلہ کریں۔ مجھے اعتماد ہے کہ سرحد کے لوگ ایک ٹھوس ووٹ کی شکل میں اپنا فیصلہ اس بات کے لئے دیں گے کہ وہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کے تمام طبقات نے جو مصیبتیں سہیں اور قربانیاں دیں خاص طور پر صوبہ سرحد کی خواتین نے ہماری شہری آزادی کی جنگ میں جو عظیم کردار ادا کیا اس کے لئے میں ان کی ستائش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کسی ذاتی عناد کے بغیر اور بہ مشکل ہی ایسا کرنے کا موقع ہو۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان تمام لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں جنہیں مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ جن کی جانیں گئیں اور جن کی املاک تباہ ہوئیں۔ میں گرمجوشی کے ساتھ یہ امید کرتا ہوں کہ صوبہ سرحد اس رائے شماری سے امن و امان کے ساتھ گزر جائے گا اور ہر شخص کی جستجو یہی ہونی چاہئے کہ سرحد کے عوام کا منصفانہ، آزادانہ اور صاف ستھرا فیصلہ حاصل کر لیا جائے۔

میں ایک مرتبہ پھر سبھوں سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ امن و امان برقرار رکھیں۔ پاکستان زندہ باد!

ٹ

ٹافٹ مارٹلی ایکٹ

امریکی تاریخ کا ایک انتہائی رجعت پرستانہ ایکٹ۔ یہ ایکٹ ۱۹۴۷ء میں منظور ہوا۔ اس ایکٹ کی رو سے کمیونسٹوں کو ٹریڈ یونینوں سے نکالا جاسکتا تھا۔ اور اسی ایکٹ کے تحت ٹریڈ یونینوں کی سیاسی حقوق کے لئے جدوجہد کو محدود کر دیا گیا۔
بندر کارگاہ کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا جو ملک گیر پیمانے پر ۱۹۳۵ میں قائم کی گئی تھی اور صدر کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ طویل مدت کے لئے ہڑتالوں کو ملتوی کر سکتے ہیں

شو ٹائمز کراچی
ستمبر ۱۹۸۷

ٹائم اینڈ ٹائیڈ:

لندن کا مشہور مجلہ۔ اس میں قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک بصیرت افروز مقالہ سپرد قلم کیا جس کی اشاعت ۱۹ جنوری ۱۹۴۰ء کو عمل میں آئی۔ قائد اعظم نے اس مقالے میں اپنے اس نظریہ کی نہایت جامع وضاحت پیش کی تھی کہ مغربی طرز جمہوریت اس برصغیر کے لئے کیوں ناموزوں ہے اور یہ کہ اس طرز جمہوریت کو یہاں کے لوگوں پر تھوپنا ہی جسم سیاست کا اصل ناسور ہے۔

اس مقالے کا ایک مختصر اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

اس وقت ہندوستان جن آئینی عوارض کا شکار ہے ان کو بہترین طریقہ پر اگر بیان کیا جائے تو صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ جسم سیاست میں جو بیماری کی جڑ پکڑے ہوئے ہے یہ سب عوارض اس بیماری کی علامتیں ہیں۔

ٹائم میگزین (نیویارک):

۴ دسمبر ۱۹۳۹ کو ٹائم میگزین نے قائد اعظم کو ایسی اہم شخصیت قرار دیا کہ ان کی تصویر شائع کی اور ان کو مکمل طور پر منتشر ہندوستان میں اتحاد کے لئے عظیم ترین تنہا قوت قرار دیا۔

ٹائمز آف انڈیا:

بھارت کا سب سے بڑا اخبار قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۹۱۸ء میں اہالیان بمبئی کی جانب سے ۱۲۹ اکابر کے دستخطوں کے ساتھ ٹائمز آف انڈیا کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں قائد اعظم نے لکھا کہ وہ اس جلسہ میں شرکت کرنا چاہتے ہیں جو سبکدوش ہونے والے گورنر لارڈ ولنگڈن کے اعزاز میں منعقد کیا جانے والا ہے اور وہ بمبئی میں لارڈ ولنگڈن کی یادگار قائم کرنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر سکیں۔

یہ اخبار ۱۸۳۸ء میں جین اور ڈالمیا خاندان نے جاری کیا۔
اس کے صرف دہلی ایڈیشن کی اشاعت ۱،۱۴،۵۰۰ تھی۔ اس وقت یہ بیک وقت بمبئی، دہلی اور احمد آباد سے شائع ہو رہا ہے

ٹائینہم، مسٹر۔

محکمہ دفاع ہند کے سیکرٹری
دیکھئے سنٹرل لیجسلیٹو کونسل

ٹرانسفر آف پاور ان انڈیا:

مسٹر وی پی مینن کی تصنیف اس میں انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں لکھا ہے کہ قائد اعظم اور گاندھی جی ملاقات کا یہ عملی تجربہ بر آمد ہوا ہے کہ مسلم لیگ کے مطالبے کی معین شکل ظاہر ہو گئی جس پر مسلم لیگ اب تک بغیر اس کی تعریف کئے ہوئے اصرار کر رہی تھی اور اس سے عموماً مسلمانوں میں مسٹر جناح کی حیثیت بڑھی اور ان کا وقار بلند ہوا

ٹرانسفر آف پاور (۱۹۴۲۔۱۹۴۷)

یہ کتاب ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں آزادی ہند کے بارے میں سرکاری دستاویزات کے حوالے سے معلومات شامل کی گئی ہیں۔

ٹرانسوال (جنوبی افریقہ):

ہندوستانی مسلمانوں کی طرح ٹرانسوال کے مسلمانوں نے بھی تحریک آزادی میں دامے درمے اور سخنے حصہ لیا۔ ان میں جناب ابراہیم جمال حش ورے، جناب سلیمان نانا جناب یوسف حاجی محمد، جناب یوسف حاجی سلیمان پری ٹوریا والے جناب گارجی، جناب ابو سلیمان سیٹھ پریٹوریا والے، مایات خاندان اور جناب احمد اے آر غنی شامل تھے۔ جناب احمد اے آر غنی جب بھی قائداعظم سے ملاقات کرتے تو ٹرانسوال مسلم لیگ کی سرگرمیوں سے انہیں آگاہ کرتے اور انہیں مالی عطیات پیش کرتے۔

ٹرانسوال مسلم لیگ کے جناب ابراہیم جمال حش ورے صدر تھے اس کے بعد سلمان نانا صدر بنے ان کے انتقال کے بعد ٹرانسوال مسلم لیگ کے سیکرٹری جناب احمد اے آر غنی تھے۔

احمد اے آر غنی ۲ فروری ۱۹۱۷ء کو ٹرانسوال میں پیدا ہوئے ان کے پردادا حاجی صالح محمد حاجی ابراہیم مانا ودر کی حکومت میں مشیر کے عہدے پر فائز تھے۔

انہوں نے ٹرانسوال میں رہتے ہوئے بھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں کراچی میں رہائش اختیار کرلی۔ پاکستان کے قومی ترانے لکھنے والے شاعر اور اس کی دھن بنانے والے موسیقار کو اپنی جانب سے اعلیٰ انعام دینے میں ملک بھر میں پیش پیش رہے۔ ان کی حب الوطنی کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت پاکستان نے ۱۶ اگست ۱۹۵۴ء کو ایک پریس ریلیز جاری کیا جس کا متن یہ ہے۔

جون ۱۹۴۸ء میں حکومت پاکستان نے اپنے ایک پریس نوٹ میں اعلان کیا کہ وہ کلارکس ڈورپ ٹرانسوال جنوبی افریقہ کے ساکن جناب احمد اے آر غنی کی اس پیش کش کو قبول کرتی ہے جس میں موصوف نے پانچ پانچ ہزار روپے کے دو انعامات کا اعلان کیا تھا جو ان حضرات کو دیا جائے گا جو قومی ترانے کے بول اور دھن کو ترتیب دیں گے جناب احمد اے آر غنی نے یہ رقم عطیہ کے طور پر اپنے مرحوم والد جناب اے آر غنی (عبدالرحمٰن غنی) کی یاد میں دی ہے۔

شاعروں اور موسیقاروں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ حکومت کو اپنی دھن اور بول روانہ کریں۔ اس اعلان کے بعد حکومت کو مختلف دھنیں اور قومی نغمہ کی ترتیب بھی موصول ہوئیں یہ تمام دھنیں اور بول کابینہ کی مقرر کردہ قومی نغمہ کمیٹی کے سامنے زیر غور آئیں جسے حکومت کی حتمی منظوری کے لئے پیش ہونا تھا کمیٹی نے بالآخر جناب احمد جی چھاگلہ کی ترتیب دی ہوئی دھن کی منظوری دے دی حکومت نے جنوری ۱۹۵۴ء میں کمیٹی کی اس سفارش کو منظور کرلیا۔

یہ جمہوریہ جنوبی افریقہ کا شمالی صوبہ ہے اس کے شمال میں زمبابوے ہے وال اور لمپاپو مشہور دریا ہیں۔ اس کی اقتصادیات کا تمام انحصار رینڈ (Rand) کی سونے کی کانوں کی وجہ سے ہے جن کی دریافت ۱۸۸۶ میں ہوئی تھی۔ کوئلہ، خام لوہا، تانبا، سیسہ، قلعی اور میگانیز بھی نکالی جاتی ہیں۔ اسے ۱۸۳۶ء میں آباد کیا گیا تھا۔ ۱۸۸۰ء میں ٹرانسوال کے باغیوں نے مجوبا پہاڑیوں کے قریب برطانوی فوجوں کو شدید ضربیں لگائی تھیں۔ جو بالآخر ٹرانسوال میں جمہوریت کی بحالی پر منتج ہوئی۔ ۱۹۱۰ء میں اسے جنوبی افریقہ کی یونین میں شامل کرلیا گیا۔

اس کا رقبہ ۱۱۰۴۵۰ مربع میل اور آبادی ۷۵ لاکھ ہے۔

ٹرومین، ہیری ایس (Harry.sTruman)

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جب قائداعظم محمد علی جناح کا انتقال ہوا تو ہیری ایس ٹرومین امریکا کے صدر تھے انہوں نے قائداعظم کے انتقال پر تعزیتی پیغام بھیجا

وہ ۸ مئی ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے مزوری (کنساس) سکول سے قانون کی تعلیم حاصل کی۔ پہلی جنگ عظیم میں فرانس میں فوجی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۶ء پریذائیڈنگ جج رہے۔ پھر سینٹ کے رکن بنے ۷ نومبر ۱۹۴۴ء کو امریکا کے نائب صدر اور ۱۲ اپریل ۱۹۴۵ء کو فرینکن ڈی روزویلٹ کی وفات پر صدر بنے۔ انہوں نے اپنے عہدہ صدارت کے دوران جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم گرائے۔ نومبر ۱۹۴۸ء میں دوبارہ امریکا کے صدر بنے۔ ٹرومین اصول وضع کئے۔ ۱۹۵۲ء میں پھر امریکا کے صدر منتخب ہوئے۔

۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء کو انتقال کیا۔

نیز دیکھئے امریکا پاکستان تعلقات

ٹریبیون:

لاہور سے شائع ہونے والا ہندو اخبار، سردار دیال سنگھ نے ٹریبیون ٹرسٹ قائم کر کے اس اخبار کی مالی حالت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر دیا۔ یہ اخبار کانگریس کو بڑے مفید سیاسی مشورے دیتا تھا مثلاً اس اخبار نے ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو کانگریس پر یہ اعتراض کیا کہ مسٹر جناح کی قرارداد کے پہلے حصے یعنی فرقہ وار فیصلے کی نسبت ووٹنگ کے وقت کانگریس نے غیر جانبداری قائم رکھی

ٹرینٹی کالج:

گول میز کانفرنس کی ناکامی کے بعد کیمبرج یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلبا نے انڈین مجلس کے زیر اہتمام ایک کانفرنس بلائی۔ کیمبرج کے مسلمانوں نے بھی جناب ایم اے حسین کے زیر اہتمام کانفرنس بلائی۔

جلسے میں قائداعظم سے تقریر کرنے کی درخواست کی گئی تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ ۶ جون ۱۸۳۱ء کو جلسہ منعقد ہوا۔

جلسہ میں مسٹر جناح اپنی بہن محترمہ فاطمہ جناح کے ساتھ فرانس کی بنی ہوئی مشہور قیمتی گاڑی ہپانو سوئزا میں بیٹھ کر تشریف لائے جن لوگوں نے انہیں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ وہ ان کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے۔ ان کی خوش پوشی نے انہیں فوراً ہی نوجوان خوش باش طالب علموں کا محبوب بنا دیا طالب علموں کے علاوہ جو علم دوست حضرات جلسہ میں شریک ہوئے ان کی حیرت کا وقت بعد میں آنے والا تھا۔ مسٹر جناح کی تقریر کوئی گھنٹہ بھر جاری رہی جیسا کہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے۔ اس وقت تک وہ ہندو مسلم اتحاد کے بڑے زبردست حامی تھے۔ اور حالانکہ ان کے ۱۴ مطالبات نے فرقہ پرست ہندوؤں کے دل میں ان کی طرف سے ایک کد پیدا کر دی تھی۔ لیکن ان میں اکثر سچے دل سے یہی سمجھتے تھے کہ ہندو مسلمان اتحاد اگر کوئی حاصل کر سکتا ہے تو صرف مسٹر جناح۔ انہوں نے کہا ہندوستانی مسلمانوں کا ایک واضح کلچر اور طرز زندگی ہے جو انہی کے لئے مخصوص اور انہیں بے حد محبوب ہے اور اس لئے انکی خواہش ہے کہ آئین میں ان کے اس تمدن اور معاشرت کو پورا تحفظ فراہم کیا جائے۔ دوسری اہم بات جو جناح صاحب نے اس موقع پر کہی تھی وہ یہ کہ مسلمانوں کے جائز مطالبات بھی اکثریت رکھنے والی قوم کے دل میں اس کی طرف سے بے اعتباری پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ رویہ مناسب نہیں اس موقع پر انہوں نے مصر کے زاغلول پاشا کے ایک واقعہ کا ذکر کیا جس میں زاغلول پاشا نے اپنے ایک صحیح عمل سے قبطی اور مصری مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اس کے بر خلاف ہندو ہمیشہ مسلمانوں سے کوئی سودا کرنے اور سودے پر جھگڑے کی فکر میں رہتے ہیں مسئلہ کو حل کرنے کا یہ طریقہ صحیح نہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر بھروسہ کریں۔ ایم اے جین نے لکھا کہ حالانکہ اس جلسہ میں جناح صاحب نے مسلمانوں کے نقطہ نظر اور مسلمانوں کے وفد کے طرز عمل کی تر جمانی بڑی قابلیت اور کامیابی سے کی تھی لیکن انہوں نے اس موقعے پر اس چیز کی وضاحت بھی کر دی کہ چونکہ عام طور پر مسلمان مشترکہ انتخاب کے حامی نہیں ہیں اس لئے آئین میں جداگانہ انتخابات کا ہونا لازمی ہے۔ جناح صاحب نے پورے مسئلے کو اس قدر وضاحت اور منطقی انداز سے پیش کیا کہ کیمبرج کے وہ نوجوان بھی جنہیں عموماً اپنی قابلیت کا پندار ہوتا ہے ان سے کوئی الٹا سیدھا سوال نہ کر سکے۔ اس طرح جناح صاحب کی ذات کی بدولت کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن کا پہلا جلسہ بے حد کامیاب رہا۔ اس بات سے ہمارے بعض ہندو دوست کچھ خوش نہ ہوئے اور ہم لوگوں کے تعلقات بظاہر بغیر کسی معقول وجہ کے کچھ دن تک کشیدہ رہے۔

یہ کالج ہارٹ فورڈ کے مقام پر ۱۸۲۴ میں واشنگٹن کالج کے طور پر قائم کیا گیا۔

۱۸۴۵ء میں اسے ٹرینٹی کالج کا نام دیا گیا

ٹمبر ایسوسی ایشن:

یہ بمبئی میں تھی اس کے ارکان نے ۱۶ اگست ۱۹۴۵ء کو جب قائداعظم بمبئی پہنچے تو ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا۔

قائداعظم نے اس موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے

فرمایا۔

"شملہ کانفرنس میں حکومت اور کانگریس کے معاندانہ رویہ کے باوجود میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلم لیگ پاکستان کے سوال پر ان میں سے کسی ایک کو بھی خاطر میں نہیں لائے گی۔ میری خواہش ہے کہ حکومت فوری انتخابات منعقد کرانے کا اعلان کرے تاکہ کھرے اور کھوٹے کا فیصلہ ہو جائے۔

استقبالیہ میں ٹمبر ایسوسی ایشن کی جانب سے مسلم لیگ فنڈ کے لئے قائداعظم کو ایک لاکھ روپے بھی پیش کئے گئے

ٹوانہ، خضر حیات خاں۔۔۔

دیکھئے خضر حیات ٹوانہ

ٹوچی سکاوٹس:

دیکھئے بنوں

ٹوپی کا عطیہ:

۱۹ اپریل ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کو پشاور کے اسمبلی ہال کے خوبصورت لان میں گارڈن پارٹی دی گئی اس موقع پر خاں عبدالقیوم خاں نے کوہاٹ کے مشہور مجاہد آزادی پیر شہنشاہ کا قائداعظم سے تعارف کراتے ہوئے کہا پیر صاحب نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک انگریزوں کی غلامی سے نجات نہ ملے گی اس وقت تک وہ ننگے سر رہیں گے۔ قائداعظم نے پیر شہنشاہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے ان کے آزادی کے جذبے کی تعریف کی اور اردلی کو کہا کہ وہ ٹوپی لائے۔ قائداعظم نے اپنی ذاتی ٹوپی کو ہاتھ میں لے کر پیر شہنشاہ کے سر پر رکھا اور کہا آزادی حاصل ہو گئی ہے اب آپ ٹوپی پہن لیں۔ پیر شہنشاہ نے قائداعظم کی ٹوپی قائداعظم کے ہاتھوں سے سر پر رکھنے کا شکریہ ادا کیا۔ یہ ٹوپی اس وقت "قائداعظم اور سرحد" کے مصنف عزیز جاوید کے پاس محفوظ ہے۔

ٹوورڈز پاکستان:

ڈاکٹر وحید الزمان کی تصنیف، اسے پبلشرز یونائیٹڈ لمیٹڈ لاہور نے مارچ ۱۹۶۴ء میں شائع کیا۔ کتاب مذکورہ میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اجلاس منعقدہ۔۔۔ ناگپور کی مکمل کارروائی شائع کی گئی ہے۔ اس میں مصنف نے یہ لکھا ہے کہ قائداعظم نے اسی اجلاس میں کانگریس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا تھا کیوں کہ قائداعظم کو ان تمام قراردادوں سے اصولی اختلاف تھا جو اجلاس میں پیش کی گئیں تھیں اور جنہیں کانگریس نے منظور کرا لیا تھا اس اجلاس میں انہوں نے گاندھی سے واضح الفاظ میں کہا کہ تمہارا راستہ غلط ہے اور میرا صحیح۔ کیوں کہ آئینی اور قانونی طریق کار ہمیشہ درست ہوتا ہے وہ اس بات کے مخالف تھے کہ طلبا کو اسکولوں اور کالجوں سے اٹھا کر ہنگاموں اور مظاہروں کی راہ پر چلایا جائے۔

ٹھاکر، سرشوتم داس:

سائمن کمیشن میں جب کسی بھی ہندوستانی کو شامل نہ کیا گیا تو ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈروں نے اس کے خلاف پرزور احتجاج کیا اس احتجاج میں قائداعظم کے ساتھ وہ بھی شامل تھے

ٹھٹھہ مسلم اسٹوڈنٹس یونین فیڈریشن:

تحریک پاکستان کے دوران ملک بھر کے مسلم طلبا کی طرح ٹھٹھہ کے طلبا نے بھی یہ تنظیم قائم کی۔ غلام دستگیر اس کے جنرل سیکرٹری تھے۔ اس کے قیام پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں قائداعظم کی قیادت پر پورے اعتماد کا اظہار کیا گیا تھا، اور شملہ کانفرنس کے مسئلہ پر مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کی گئی تھی یونین نے قائداعظم کو یقین دلایا کہ حصول پاکستان کے لئے مسلمان ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مسلم سٹوڈنٹس یونین نے نوابزادہ لیاقت علی خاں کو پھر اپنی بھرپور حمایت کا یقین دلایا اور انہیں لکھا یہ مسلمانوں کا آخری امتحان ہے جس میں انہیں ثابت کرنا ہے کہ وہ ایک الگ اور منظم قوم ہے۔

ٹیگور، رابندر ناتھ

عظیم بنگالی شاعر: ۱۹۴۱ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح نے رابندر ناتھ ٹیگور کے انتقال کی خبر سنی تو انہوں نے ان کی

وفات پر اظہار رنج و غم کیا۔ روزنامہ عصر جدید کلکتہ اور دیگر اخبارات نے اسے شائع کیا۔

وہ ۶ مئی ۱۸۶۱ء کو کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں انہیں رابی کہا جاتا تھا۔ کم سنی میں والدہ انتقال کر گئیں تو والد نے تربیت کی۔ آٹھ سال کی عمر میں شاعرانہ اور ادیبانہ صلاحیتیں اجاگر ہوئیں۔ جب ان کے بڑے بھائی جیوندر ناناتھ نے بھارتی رسالہ نکالنا شروع کیا تو انہیں اس رسالے کی مجلس ادارت کا رکن بنایا گیا۔ سرگزشت شاعر ان کی پہلی طویل نظم تھی۔ آہستہ آہستہ انہوں نے ڈرامے بھی لکھنے شروع کئے۔ سٹیج ڈراموں کی وجہ سے موسیقی بھی ان کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ انہوں نئے نئے راگ بنائے اور انہیں لفظی جامہ پہنانے میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ ۱۹۰۱ء میں ناول نویسی کی ابتدا کی۔ گیتا نجلی ان کی مشہور کتاب ہے۔ جس پر ۱۹۱۳ء میں انہیں نوبیل انعام بھی ملا۔ ۱۹۱۴ء میں حکومت ہند نے انہیں سر کا خطاب دیا مگر انہوں نے اسے واپس کر دیا ۱۹۴۱ء میں انتقال کیا۔

ٹیلی پرنٹر سروس:

اردو اخبارات میں روزنامہ احسان کو اس بات کا اعزاز حاصل ہے کہ اس کے ٹیلی پرنٹر سروس کا افتتاح قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو کیا۔ جونہی قائداعظم ٹیلی پرنٹر کے قریب پہنچے تو ایسوسی ایٹڈ پریس کی طرف سے کریڈ پر ہدیہ تہنیت پیش کیا گیا جس کے الفاظ یہ تھے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا قائداعظم کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے جو ٹیلی پرنٹر کی افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے اس وقت دفتر احسان لاہور میں تشریف فرما ہیں۔

قائداعظم نے کریڈ سے خبر پھاڑی اور پڑھ کر ایڈیٹر کے حوالے کر دی اور کہا میں آپ کو اور ادارے کے دوسرے ارکان کو اس مبارک موقع پر مستحق مبارکباد سمجھتا ہوں۔ یقیناً آپ اسی طرح مسلمانوں کی خدمت انجام دیتے رہیں گے جس طرح ماضی میں آپ نے ان کی خدمات انجام دی ہیں۔ جس وقت قائداعظم کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے سردار اورنگ زیب اور سردار عبدالرب نشتر قائداعظم کے قریب دائیں بائیں کھڑے تھے اور باقی ماندہ مسلم لیگی لیڈر جن میں سر شاہنواز خان، ممدوٹ اور میاں امیر الدین بھی شامل تھے ایڈیٹر کے کمرے میں بیٹھ گئے چنانچہ ٹیلی پرنٹر سروس کی تنصیب سے مسلم اخبارات میں خبروں کی کمی کی شکایت دور ہو گئی۔

ث

ثمین جان خاں:

صوبہ سرحد مسلم لیگ کے صدر۔ انہوں نے قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد قائد اعظم کو مردان سے ایک تار دیتے ہوئے لکھا کہ

میں تاحیات آپ کے ساتھ ہوں۔

وہ ۱۸۹۳ء میں پشاور کی تحصیل نوشہرہ کے ایک گاؤں محب بانڈہ میں ایک زمیندار حاجی عبدالخالق کے ہاں پیدا ہوئے۔ اکبر پورہ پرائمری سکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر گورنمنٹ ہائی سکول میانوالی سے میٹرک کیا۔ تعلیم کا بہت شوق تھا چنانچہ انہیں لاہور کے اسلامیہ کالج میں داخل کر لیا گیا۔ جہاں سے انہوں نے بی اے کیا پھر علی گڑھ جا کر ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ دوران تعلیم ہی بنگال کی خفیہ تنظیم سے منسلک ہو گئے اور اس خفیہ تنظیم کا مقصد انگریزوں کو ملک سے نکال کر آزادی حاصل کرنا تھا۔

علی گڑھ سے وکالت کا امتحان پاس کرنے کے بعد پشاور میں وکالت شروع کر دی۔ اس دوران پشاور میں خلافت کی تحریک شروع ہو چکی تھی چنانچہ انہیں سرحد خلافت کمیٹی کا صدر مقرر کر دیا گیا ان کی مساعی سے سرحد میں خلافت کمیٹیاں مختلف مقامات پر قائم کی گئیں ۱۹۳۷ء کے سرحد کے پہلے انتخابات میں کانگریس کے ٹکٹ پر اسمبلی کے ممبر بنے۔ مگر پارٹی لیڈر سے اختلاف کی بنا پر اس سے علیحدہ ہو گئے۔

۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ صوبہ سرحد کے تاریخی استصواب میں بھی حصہ لیا سیاسی زندگی کا آغاز سرخ پوش کارکن کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۳۰ء میں سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں جیل کاٹی۔ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کے ٹکٹ پر سرحد اسمبلی کے رکن بنے۔ ۱۹۳۸ء میں کانگریس سے اختلاف کی بنا پر مستعفی ہو گئے ۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ اور سردار اورنگ زیب کی پہلی کابینہ میں شامل ہوئے۔

جب صوبہ سرحد میں تاریخی ریفرنڈم ہوا تو وہ صوبہ سرحد مسلم لیگ کے صدر تھے ۱۹۴۷ء میں کانگریسی وزارت نے مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی میں حصہ لینے کی بنا پر گرفتار کر لیا۔ ۱۹۴۹ء میں عوامی لیگ میں شامل ہوئے اور انتقال تک اس سے وابستہ رہے۔

ان کا انتقال ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کو پشاور کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں ہوا۔

ج

جارج پنجم:

۱۲ نومبر ۱۹۳۰ء کو لندن کی جس گول میز کانفرنس کا افتتاح جارج پنجم نے کیا اس میں قائد بھی موجود تھے۔ ۶ مئی ۱۹۱۰ء کو شاہ برطانیہ ایڈورڈ ہفتم کا انتقال ہوا اور شاہ جارج پنجم نے ان کی جگہ لی ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو دہلی میں شاہ جارج پنجم کی تاجپوشی بھی ہوئی۔ اسی تقریب میں تقسیم بنگال کی منسوخی اور کلکتہ کی بجائے ہندوستان کا دارالحکومت دہلی قرار پایا چونکہ برطانوی ہند پر جارج پنجم کی حکومت تھی اس لئے اس حوالے سے جارج پنجم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

وہ ۱۸۶۵ء میں ایڈورڈ ہفتم کے ہاں پیدا ہوئے ۱۸۹۲ء تک بحریہ میں خدمات انجام دیں ۱۸۹۳ء میں کوئین میری سے شادی کی۔ ۱۹۱۰ء میں اپنے باپ کی جگہ برطانیہ کے بادشاہ بنے پہلی جنگ عظیم کے دوران متعدد بار محاذوں کا دورہ کیا اور خود کو جنگی حکمت عملی سے منسلک رکھا۔

ان کی حکومت میں ۱۹۱۰، ۱۹۱۴ء اور ۱۹۳۱ء بحرانوں کے سال تھے۔ تاہم انہوں نے بڑی ہوشیاری سے ان پر قابو پایا۔

۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو انتقال کیا۔

جارج ششم (George(VI)

قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات کے وقت برطانیہ پر شاہ جارج ششم (عہد حکومت ۱۹۳۶ـ۱۹۵۲) کی حکومت تھی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم نے گورنر جنرل کی حیثیت سے جو حلف اٹھایا اس میں انہوں نے جارج ششم سے وفاداری کا بھی اعلان کیا۔

وہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے شاہ جارج پنجم کے دوسرے بیٹے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران پہلے شاہی بحریہ میں اور پھر شاہی فضائیہ میں خدمات انجام دیں ازاں بعد کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم پائی ۱۹۲۰ء میں ڈیوک آف مارک بنے۔ ۱۹۲۳ء میں شہزادی الزبتھ سے شادی کی جس کے بطن سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ایڈورڈ ہشتم کی معزولی (۱۹۳۶) پر برطانیہ کا تخت و تاج سنبھالا۔ ۱۹۳۷ میں رسم تاجپوشی ادا کی گئی دوسری جنگ عظیم کے دوران وہ متعدد بار جنگی محاذوں پر بھی گئے۔

جارج لائڈ، جارج

قائد اعظم محمد جناح نے ۱۹۱۹ء میں دیگر ہندوستانی زعماء کے ساتھ مل کر ایک یادداشت لائیڈ جارج کو بھیجی اس میں قائد نے تحریر کیا کہ

آپ نے ۵ جنوری ۱۹۱۸ء کو تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم ترکی کو اس کے دارالحکومت سے محروم کرنے کے لئے جنگ نہیں کر رہے اور نہ ہی ہم ایشیائے کوچک اور گریس پر جو کہ ترکی النسل لوگوں کی اکثریت کے علاقے میں قبضہ کرنے کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ یہ تقریر نہ صرف آپ کی حکومت بلکہ تمام سلطنت کی ترجمانی کرتی تھی اب جب کہ جنگ میں فتح حاصل کی جا چکی ہے اور اس فتح میں مسلمانوں کا خون اور مال بھی شامل ہے۔ اب مسلمان اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ مطالبہ کریں کہ اس وعدہ کا جو آپ نے تمام دنیا اور بالخصوص مسلمانوں سے کیا تھا ایفا کیا جائے اور اس میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

قائد اعظم نے ابتداء میں تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لیکن جب یہ تحریک گاندھی کے ہاتھ میں چلی گئی اور قائد اعظم کے خیالات کے برعکس غیر آئینی طریق کار اختیار کئے جانے لگے تو قائد اعظم اس تحریک سے علیحدہ ہوگئے۔

جارج مارشل:

امریکا کے وزیر خارجہ۔ وہ قائد سے بڑے متاثر تھے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جب قائد اعظم کا انتقال ہوا تو انہوں نے کہا۔

"اپنے عقیدے اور اس سے غیر متزلزل وابستگی کی بدولت جس کے لئے انہوں نے جان دی محمد علی جناح بے مثل قائد تھے۔ وہ نہ صرف دنیا کی عظیم قوتوں میں سے ایک قوم کو وجود میں لائے بلکہ اس کے ابتدائی دشوار گزار مرحلہ میں اس کی قیادت کی۔"

وہ ۱۸۸۰ء میں پنسلوانیا میں پیدا ہوئے ۱۹۰۱ء میں فوج میں

کمیشن حاصل کیا پہلی جنگ عظیم میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۹ء میں جنرل کے عہدے پر چیف آف آرمی سٹاف اور نومبر ۱۹۴۵ء میں مستعفی ہو کر چین میں امریکا کے سفیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں وزیر خارجہ، ۱۹۵۰ء میں وزیر دفاع بنے۔ مارشل منصوبہ بنایا جس کے تحت غیر ممالک کو امریکی امداد کا حصول ممکن ہوا نیز جنگ میں متاثرہ ممالک نے اپنی معیشت کو بہتر بنا لیا ۱۹۵۹ء میں انتقال کیا۔

جارچوی، علامہ ابن حسن:

دیکھئے ابن حسن جارچوی

جالب، سید: ہمدم لکھنؤ کے ایڈیٹر

قائد اعظم جب ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ تشریف لائے تو ان کے نام کا آخری جزو اس وقت تک جینا تھا جس کے معنی گجراتی میں ننھے کے ہیں۔ سید جالب کی ذہانت نے جینا سے جناح بنا دیا۔

وہ پیسہ اخبار کے بعد سب سے پہلے ہمدرد میں آئے پھر اس کے بند ہونے پر ہمدم کی ادارت کے فرائض سنبھالے دو سال کے بعد اس اخبار سے بھی علیحدگی اختیار کر لی اور ہمت جاری کیا۔

انہوں نے لاہور، دہلی اور لکھنؤ کے بازاروں سے سات آٹھ ہزار کتابیں جمع کیں اور ان کی وفات کے بعد وارثوں نے یہ ذخیرہ جامعہ ملیہ دہلی کے سپرد کر دیا۔

وہ اپنے وقت کے جید عالم، مورخ اور صحافی تھے اور ایک عرصہ تک وکیل، امرتسر اور پیسہ اخبار لاہور سے وابستہ رہے پھر مولانا محمد علی کے اخبار ہمدرد کے ایڈیٹر ہو گئے وہاں سے راجا صاحب محمود آباد اپنے اخبار ہمدم میں لے گئے۔ ہمدم نے مسلمانوں کی جو خدمات انجام دیں ہیں اور جس طرح مسلم نقطہ نظر کو آگے بڑھانے اور مسلم لیگ کو عوام و خواص میں مقبول بنانے میں جو کام کیا ہے اس کو ہماری اجتماعی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی سید جالب دہلی چلتی پھرتی انسائیکلو پیڈیا تھے

انہوں نے ۲۵ جولائی ۱۹۳۰ء کو وفات پائی۔

جالندھر:

جالندھر میں مسلم لیگ کی داغ بیل چودھری عبدالحمید نے اس وقت ڈالی تھی جب وہ علیگڑھ سے ڈبل ایم اے کرنے کے بعد واپس جالندھر آ چکے تھے اس مقصد کے لئے انہوں نے مسٹر جسٹس شیخ محمد شریف کو آمادہ کیا کہ وہ زمام کار اپنے ہاتھوں میں لے لیں اور جالندھر مسلم لیگ کی صدارت قبول کر لیں انہوں نے اس شرط پر چودھری صاحب کی درخواست قبول کی کہ وہ سیکرٹری بن جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تاہم ضلعی سطح پر جسٹس محمد شریف کے شاگرد چودھری محمد یعقوب علی خاں (جو پاکستان کے چیف جسٹس بھی رہے) کو ڈسٹرکٹ مسلم لیگ جالندھر کا سیکرٹری بنا دیا گیا۔ یہ تھا وہ آغاز جس کے بعد مسلم لیگ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک نے جالندھر میں اتنا زور پکڑا کہ مخالفین دنگ رہ گئے مسلم لیگ کے ابتدائی تشکیلی اور تاسیسی دور میں خدمات انجام دینے کے بعد چوہدری عبدالحمید بسلسلہ ملازمت کابل چلے گئے اور ان کے بھائی مسٹر عبدالغنی (جنہوں نے گریجویشن کی تھی) کو سیکرٹری بنا دیا گیا۔

انہی ایام میں نومبر ۱۹۴۲ء میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کیا جس سے قائد اعظم نے خطاب کیا اور اس میں ملک بھر سے طلبا کے مندوبین نے شرکت کی۔ اس اجلاس نے تو پورے صوبے میں سیاست کا رخ موڑ کر رکھ دیا۔ جناب حمید نظامی اس کے مدار المہام تھے۔

مسٹر حمید نظامی نے قائد اعظم کو خوش آمدید کہا۔ ۱۵ نومبر کو قائد اعظم نے خطبہ صدارت دیا اور بڑے جچے تلے الفاظ میں تقریر کی۔ اجلاس میں سکھ بھی بیٹھے تھے۔

قائد نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا

"آیئے ہم ایک دوسرے کے خلاف باتیں نہ کریں، ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کریں۔"

اپنی تقریر میں قائد اعظم نے فیڈریشن کے اغراض و مقاصد پر بھی روشنی ڈالی اور طلباء کو مشورہ دیا کہ حصول پاکستان کی جدوجہد میں مناسب حصہ لینے کے لئے خود کو تیار کریں اجلاس میں کم و بیش ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔

قائد اعظم نے اردو میں تقریر کی

اسی اجلاس میں قائد اعظم نے طلبا سے کہا تھا کہ میں آپ کو مصروف عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں کام کام اور بس کام۔

سکون خاطر۔ صبر و برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرنی چاہئے۔

قائداعظم محمد علی جناح جب جالندھر تشریف لائے تو ان کی آمد پر بازاروں کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے اشتہارات لگے ہوئے تھے جن پر یہ شعر لکھا تھا

دیدہ و دل کردو فرش راہ
تشریف لارہے ہیں محمد علی جناح

قائداعظم بذریعہ ریل جالندھر تشریف لائے انہیں اسٹیشن سے کار میں بٹھا کر لے جایا گیا۔ اسی روز برلٹن پارک (حال گاندھی پارک جالندھر) میں قائداعظم نے مختصر سی تقریر کرتے ہوئے کہا

"جالندھر نے بڑے بڑے شاعر پیدا کئے۔(اشارہ تھا جامی، آذر جالندھری، حفیظ جالندھری، رسا جالندھری، نشتر جالندھری کی طرف)

بڑے سپورٹس مین پیدا کئے (یاد رہے کہ ایک وقت میں آل انڈیا کرکٹ ٹیم میں جالندھر کے چار کھلاڑی نذیر علی، زبیر علی، بقا جیلانی جہانگیر اور نثار شامل تھے)

بحوالہ مضمون جب میں نے قائداعظم کو
پہلی مرتبہ دیکھا چند یادیں۔ چند باتیں
از عبدالقادر قریشی ایم اے
روزنامہ مشرق لاہور ۲۵ دسمبر ۱۹۶۸ء

جام نگر:

۱۰ جون 1918 کو بمبئی کے ٹاون ہال میں بمبئی کے گورنر لارڈ ولنگڈن کی صدارت میں وار کونسل کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں قومی فوج کے قیام کے سلسلے میں قائداعظم نے ڈٹ کر اپنے موقف کا اظہار کیا لیکن موہن داس اور مہاراجا جام نگر نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ قائداعظم نے اس موقع پر ان دونوں سیاسی لیڈروں کی جانب سے پیش کی جانے والی تجاویز کی مذمت کی اور کہا کہ فی الوقت حکومت کی تائید کر کے بعد میں اپنے مطالبات کو تسلیم کرانے کی امید رکھنا سودا نہیں تو اور کیا ہے ہم اس وقت حکومت کی کوئی مدد نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ اس پر لارڈ ولنگڈن نے کہا کہ مقرر کو شملہ یا دہلی جا کر اپنا موقف بیان کرنا چاہئے۔

جامعہ عثمانیہ (حیدر آباد)

انجمن طلباء قدیم جامعہ عثمانیہ نے حضرت قائداعظم کو سالانہ عشائیے میں شرکت کی دعوت دی چنانچہ قائداعظم ۲۷ ستمبر ۱۹۳۹ء کو حیدر آباد دکن پہنچے اور اس سے اگلے دن جامعہ عثمانیہ کے قدیم طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"میرے ملک کے مفادات کے لئے میرا عزم غیر متزلزل ہے اور میں اپنے ملک کے لئے حصول آزادی کی جدوجہد میں کسی سے ہار نہیں مانوں گا میں ہر مسلمان سے کہتا ہوں کہ اسلام تم سب سے یہ توقع رکھتا ہے کہ تم اپنا فرض ادا کرو گے اور ایک قوم کی طرح اپنی جماعت کا ساتھ دو گے۔"

۱۹۴۳ء میں حیدر آباد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سیکرٹری جنرل قاضی عبدالمنان نے قائداعظم کو لکھا۔

میں پوری طرح کوشش کر رہا ہوں کہ حیدر آباد کے مسلم طلبا میں خصوصاً اور سندھ کے طلبا میں عموماً سیاسی شعور پیدا کروں اللہ کا شکر ہے کہ سندھ کے مسلمان طلبا اب بیدار ہو چکے ہیں اور آپ جب بھی انہیں حکم فرمائیں گے وہ ایک دوسرے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار رہیں گے۔

قائداعظم نے ۲۲ جون ۱۹۴۳ء کو مسٹر عبدالمنان کو خط کے جواب میں لکھا کہ میں جب دسمبر میں سندھ آوں گا تو امید ہے کہ آپ سے ملاقات ہوگی۔

یہ جامعہ ۱۹۳۰ء میں حیدر آباد کے آخری مسلمان بادشاہ اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان نے قائم کیا تھا اس میں ادبیات کے علاوہ سائنس، طب، اور انجینئرنگ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تمام علوم کے لئے ذریعہ تعلیم اردو زبان تھی۔ درسی کتب مہیا کرنے کے لئے جامعہ کا اپنا عظیم الشان دارالترجمہ بھی قائم کیا گیا تھا جس میں ہندوستان بھر کے قابل افراد جمع کر لئے گئے تھے۔

تقسیم ہند کے بعد حکومت ہند نے ذریعہ تعلیم انگریزی کو قرار دیا۔

جامعہ ملیہ (سلور جوبلی)

۱۹ نومبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے سلور جوبلی پر

تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"اسلامی ہند جامعہ کو امداد دے کر اسے اپنے خاص قومی ادارہ میں تبدیل کر چکا ہے اب جامعہ کے کارکنان کو مالی امداد کے بارے میں پریشاں اور ہراساں ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ مسلمان اس قومی ادارہ کی طرف دست تعاون ہمیشہ بڑھاتے رہیں گے جامعہ ایک ایسا ادارہ ہے جو ترقی کے منازل طے کرتا جارہا ہے اب یہ بلاشبہ مسلمانوں کی قومی یونیورسٹی بن چکا ہے یہ مسلمانوں کی قومی تعلیم کی تحریک کا موجد ہے اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں جامعہ کی مثال قابل تقلید ہو گی۔"

ڈاکٹر ذاکر حسین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا۔ "آپ نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے جو ایک صحیح طرز تعلیم کی طرف رہنمائی کر رہا ہے لیکن میں آپ کو یہ بتا دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ ماضی میں جامعہ کے متعلق جو تعصبات اور غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ ان کا رفع کرنا اب اشد ضروری ہے اب آپ کو عملی طور پر ثابت کرنا ہو گا کہ وہ حقائق پر مبنی نہیں تھیں "قائد اعظم نے فرمایا" بدقسمتی سے اب تک اسلامی ہند مردہ تھا لیکن اب قوم میں نئی زندگی کے آثار نمایاں ہیں۔ ہم تعلیم کے فوائد کے احساس سے سرشار ہو چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مسلم قوم کی ضروریات کی تکمیل کرنے میں سرگرم کوششیں جاری رکھیں گے۔

جانسٹن، جسٹس:

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۲۹ء میں غازی علم الدین شہید کے مقدمے کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے تو ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء کو پنجاب ہائی کورٹ میں جسٹس براڈوے اور جسٹس جانسٹن کی عدالت میں پیش ہوئے۔

جاوداں خدوخال:

منظومات کا یہ مجموعہ اکبر کاظمی نے مرتب کیا ہے یہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ مکتبہ کاظمین نیو شاد باغ کے زیر اہتمام ۱۹۷۶ء میں طبع ہوا

جاوید اقبال ڈاکٹر جسٹس:

میراث قائد اعظم کے مصنف، وہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے "برصغیر پاک و ہند میں اسلامی سیاسی فلسفہ کا ارتقا۔" پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی. ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ ۱۹۵۶ء میں لنکن ان لندن سے بار ایٹ لا کیا۔

اسلامی سیاسی فکر کے موضوع پر آپ کے متعدد مقالات انگریزی اور اردو اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں انہوں نے اس موضوع پر بون، پیرس، استنبول، سڈنی اور میکسیکو وغیرہ کی یونیورسٹیوں میں پاکستان کے بارے میں لیکچر بھی دیئے۔ ۱۹۶۳ء میں عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کیا۔ مندرجہ ذیل کتب کے مصنف اور مرتب ہیں: جن میں زندہ رود The Ideology Of Pakistan and Its Implementation (1959) Stray Reflections—A Note.book of Al-lama Iqbal (1961) مئے لالہ فام (اردو) علامہ اقبال پر مضامین کا مجموعہ (۱۹۶۶) وکالت کرتے ہیں اور لا کالج لاہور میں جزوقتی لیکچرر رہے۔

۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کے انتخاب میں لاہور سے حصہ لیا لیکن ناکام رہے۔ بھٹو عہد حکومت میں انہیں لاہور ہائی کورٹ کا جسٹس مقرر کیا گیا بعدازاں وہ اس ہائی کورٹ کے چیف جسٹس رہے۔ ۱۹۸۶ء میں انہیں سپریم کورٹ کا جج بنا دیا گیا۔

جائیداد (بھارت میں):

بھارت میں قائد اعظم محمد علی جناح کی جائداد کی مالیت ۹۴ لاکھ روپے بنتی تھی جو اس وقت ۹۴ کروڑ کے برابر ہوگی یہ قائد اعظم ٹرسٹ کی ملکیت ہے

اس کی آمدنی سے انجمن اسلام ہائی سکول بمبئی، بمبئی یونیورسٹی، اینگلو عربک کالج دہلی اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کو امداد ملتی ہے

بھارت نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد اسے دشمن کی املاک قرار دیا۔

جداگانہ انتخاب:

قائد اعظم ابتداء میں جداگانہ انتخاب کے مخالف اور مخلوط

انتخاب کے حامی تھے ۱۹۱۶ میں قائد اعظم جداگانہ انتخاب کے ذریعے امپیریل کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔

جرمنی:

۱۹ فروری ۱۹۲۱ ہندوستانی لیڈر گوکھلے کی جو چھٹی برسی بمبئی میں منائی گئی اس سے خطاب کے دوران قائد اعظم نے کہا کہ

گاندھی جی نے ہمارے نوجوانوں اور طالب علموں کو اسکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ کرنے کی دعوت دی ہے لیکن انہوں نے یہ کبھی نہ سوچا کہ بائیکاٹ کے بعد کیا ہو گا۔ گاندھی نے کہا ہے کہ پیسہ روک دو اور خود کو ہندی تعلیم کے لئے وقف کر دو۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حقیقتاً یہ سیاسی تحریک نہیں ہے کسی ملک کے لئے سب سے بڑی چیز عوام کو منظم کر کے حکومت کو اس کی کارکردگی سے روکنے کی جدوجہد کرنا ہوتا ہے جرمنی میں جنگ سے قبل چالیس سال تک عوام کو منظم کیا جاتا رہا اور ہندوستان کی قوت ہی کیا ہے۔

جرنلسٹس ایسوسی ایشن (الہ آباد)

۵ اپریل ۱۹۴۲ء کو الہ آباد کے صحافیوں کی انجمن نے قائد اعظم کو چائے کی دعوت دی۔ قائد اعظم نے دعوت میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آج ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان عظیم اختلافات ہیں لیکن اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ میرے دل میں بڑی ہندو جماعت یا کسی اور جماعت کے خلاف بد اندیشی کا خفیف ترین جذبہ بھی نہیں

جہاں تک پریس کا تعلق ہے مجھے یہ اعتراف کرنے میں تامل نہیں کہ جرائد نے میرے ساتھ منصفانہ اور فراخدلانہ سلوک کیا ہے اس میں شک نہیں کہ پارٹی کے اخباروں کو یہ آزادی ہے کہ وہ مختلف اختلافی مسئلوں پر بحث جاری رکھیں۔ میں پریس کے جذبہ خیر سگالی کی تعریف کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرے اور پریس کے درمیان دوستانہ تعلقات رہیں گے اور وہ ہر ایک اچھے مقصد کے لئے تعاون کریں گے جس کے لئے جدوجہد جاری ہے ہر ایک اختلافی مسئلہ کو تجزیہ اور تحقیق سے ہی اس کی اصل صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے میں اس اجتماع میں بھی ہندو مسلم پارسی اور عیسائی اخبار نویسوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج مجھ پر اعتراضات ہوتے ہیں۔ بعض حلقوں میں منافرت انگیزی کا الزام لگایا جاتا ہے مجھے کامل یقین ہے کہ وہ دن آئے گا کہ جب نہ صرف مسلمان بلکہ بڑی ہندو جماعت بھی مجھے دعا دے گی (خواہ یہ وقت میری زندگی میں نہ آئے) آج ہمارے درمیان اختلافات ہیں لیکن میں ایک مثال توضیح کے لئے پیش کرتا ہوں۔ پہلا شخص جو چھتری لے کر سڑک پر نکلا اس کو ہدف تنقید بنایا گیا اور لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اس وجہ سے کہ انہوں نے اس سے پہلے چھتری نہیں دیکھی تھی میں چھتری لے کر نکلا ہوں آپ مجھے ہدف تنقید بنا سکتے ہیں لیکن ایک وقت آئے گا جب آپ نہ صرف چھتری کی حقیقت سمجھ جائیں گے بلکہ خود بھی اس کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں گے۔

تاریخ میں ایسے اشخاص کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جو نئے راستوں پر گامزن ہوئے لوگوں نے انہیں تنقید کا نشانہ بنایا ان سے مذاق کیا گیا۔ ان کو بالجبر دبایا گیا ان کے خیالات کی غلط ترجمانی کی گئی ان کے ساتھ نفرت و حقارت کا برتاؤ کیا گیا۔ ڈسرائیلی ان لوگوں میں شامل تھا جس نے ٹرف اور تحفظ کی چھتری لے کر کام کرنا شروع کیا تو اسے پارلیمنٹ سے نکل جانا پڑا اور وہ اکیلا رہ گیا لیکن اس کا بیٹا اس کا جانشین بنا۔ جس نے پارلیمنٹ کے متفقہ ووٹ سے تحفظ اور ٹرف کی وہی پالیسی اختیار کی۔

مجھے امید ہے کہ یہ مقصد میری زندگی میں حاصل ہو جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو میں کوئی فرزند نہیں رکھتا جو میرا جانشین ہوتا ہم میں سے جو شخص بھی اس مقصد کو حاصل کرے گا جس کے لئے میں جدوجہد کر رہا ہوں وہ دیکھے گا کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

جعفر خان جمالی

قائد اعظم محمد علی جناح اور جناب جعفر خاں جمالی کی پہلی ملاقات ۱۹۳۹ء میں مدراس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسے میں ہوئی پھر وہ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں ۱۹۴۱ء میں کراچی میں ۱۹۴۲ء میں الہ آباد میں ۱۹۴۳ء میں دہلی اور جالندھر میں ۱۹۴۵ء میں کوئٹہ اور ۱۹۴۶ء میں دہلی میں مسلم لیگ کے سالانہ جلسوں میں قائد سے ملے۔

ان کا شمار بلوچستان کے جمالی قبیلے کے با اثر افراد میں ہوتا ہے

پریوی کونسل میں قائد اعظم نے جائیداد کے سلسلے میں ان کا مقدمہ لڑنے پر بھی آمادگی ظاہر کر دی تھی۔ لیکن جب وہ لندن گئے تو حکومت کے حق میں فیصلہ ہو گیا تھا انہوں نے بلوچستان میں استصواب رائے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ تحریک پاکستان میں انہوں نے بے پناہ خدمات انجام دیں۔ قائد اعظم سے خط و کتابت بھی رہی۔

۷۔ اپریل ۱۹۶۷ء کو انہوں نے انتقال کیا۔

جعفر علی سید

گورنر جنرل ہاؤس کراچی کے الیکٹریکل ٹیکنیکل سروسز کے انچارج۔ اس حوالے سے قائد اعظم سے بھی ملاقات رہتی وہ ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے انہوں نے علی گڑھ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۴۵ء میں وہیں سے بی ایس سی انجینئرنگ کی ڈگری لی اور اسی سال ملازمت میں آ گئے لارڈ ویول اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے زمانے میں وائسرائے ہاؤس میں الیکٹریکل سپروائزر رہے قیام پاکستان کے بعد پی ڈبلیو میں خدمات انجام دینے لگے۔ بالآخر وہاں سے سپرنٹنڈنگ انجینئر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے وہ کچھ مخصوص شوق رکھتے ہیں ان کے پاس نامور شخصیتوں کے خطوط اور چند نوادرات بھی ہیں ان کے پاس ۱۹۳۲ء کے ماڈل کی مارس مائنیز کار ہے یہ گاڑی ان کے والد کی یادگار ہے وہ نواب پٹودی وزیر علی اور امرناتھ کے ساتھ کرکٹ کھیلتے رہے۔ ۱۹۴۱ء میں جعفر علی یونیورسٹی کرکٹ ٹیم کے کپتان بھی رہے۔

جگو، محمد صدیق

قائد اعظم کے حجام۔ کوئٹہ کے قیام کے دوران انہیں قائد اعظم کی حجامت بنانے کا اعزاز حاصل رہا۔ قائد اعظم شیو بناتے وقت چار تولئے استعمال کرتے تھے۔

"تفصیل کے لئے دیکھئے شیو"

محمد صدیق جگو کا انتقال ۱۳ اگست ۱۹۸۶ء کو ہوا۔

جلال بابا

مسلم لیگ کے ممتاز رہنما۔ ۱۹۳۷ء میں انہیں مسلم لیگ ہزارہ کا صدر منتخب کیا گیا ان کی قائدانہ صلاحیتوں کی بنا پر کانگریس ضلع ہزارہ میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہ کر سکی۔ انہوں نے صوبہ سرحد کو پاکستان میں شامل کرانے میں اہم ترین کردار ادا کیا۔ تحریک پاکستان میں جب قائد اعظم نے راست اقدام کا حکم دیا تو ان کی قیادت میں ہزارہ میں یہ دن منایا گیا ۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم میں ضلع ہزارہ کے عوام نے ان کی زیر قیادت ۱۰۰ فی صد ووٹ پاکستان کے حق میں ڈال کر صوبہ سرحد کو پاکستان میں شامل کر دیا۔ انگریزوں نے ان کی سماجی خدمات کے اعتراف کے طور پر خان بہادر کا خطاب دیا۔ جب ۲۷۔ اگست ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم کی زیر صدارت مسلم لیگ کونسل کا اجلاس قیصر باغ بمبئی میں ہوا تو جلال بابا نے صوبہ سرحد کی نمائندگی کی۔ جلال بابا نے ایک قرارداد اپنے قلم سے لکھ کر قائد اعظم کو پیش کی کہ انگریزوں نے مسلمان رہنماؤں کو جو خطابات دیئے ہیں وہ واپس کر دینے چاہئیں۔ اس قرارداد کو مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے منظور کر لیا۔ انہوں نے پاکستان کے لئے اپنی تمام جائیداد اور ٹرانسپورٹ مختص کر دی۔ ۳ جنوری ۱۹۸۱ء یا ۱۹۸۲ء کو انتقال کیا۔

اپنی خداداد صلاحیتوں کو امت مسلمہ اور مسلمانان برصغیر کی آزادی کے لئے اس حسن و خوبی سے عمل میں لائے کہ تحریک پاکستان کے رہنماؤں میں ان کا نام بھی آنے لگا۔ انہوں نے قائد اعظم کے حکم پر حکومت برطانیہ کا عطا کردہ "خان بہادر" کا خطاب واپس کر دیا اور مختلف اہم عہدوں پر فائز رہ کر اپنی اہلیت اور صلاحیت کا لوہا منوایا۔ وہ ۱۹۰۳ء میں ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی ٹیکسی ڈرائیور کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا ۱۹۳۷ء میں ہزارہ مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۹ء میں ہزارہ مسلم لیگ کے صدر اور پھر آل انڈیا مسلم لیگ کے کونسلر بھی منتخب ہوئے چودہ سال تک ہزارہ مسلم لیگ کے صدر رہے۔ برطانوی حکومت نے انہیں خان بہادر کا خطاب بھی دیا تھا۔ قائد اعظم کے کہنے پر انہوں نے واپس کر دیا۔ ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی میں حصہ لینے کی پاداش میں جیل کاٹی۔ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۴۹ء ایبٹ آباد کی غیر مسلم جائیداد کے اسسٹنٹ کسٹوڈین رہے۔ اس دوران ۱۹۴۶ء میں سرحد صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں خان قیوم کی کابینہ میں وزیر بلدیات و محنت رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مرکزی وزیر اور ۱۹۵۸ء میں وزیر داخلہ بنا دیئے گئے۔

جلیانوالہ باغ

قائد اعظم محمد علی جناح کو جلیانوالہ باغ کے حادثے اور سائمن کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر انگریزوں سے سخت نفرت تھی۔ انہوں نے ایک بار ان دونوں کے بارے میں فرمایا تھا۔

"جلیانوالہ باغ کا حادثہ ہماری جسمانی قربانی تھی اور سائمن کمیشن کا تقرر ہماری روح کی موت ہے۔"

یہ باغ امرتسر میں واقعہ تھا جو بعد میں میدان رہ گیا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ بل (بلا مقدمہ چلائے نظربندی کے قانون) کے خلاف ہندوستان میں شدید رد عمل ہوا جس کے بعد پنجاب میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اسی دوران تحریک آزادی کے رہنماؤں کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۹ء کو ان گرفتاریوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا برطانوی جنرل ڈائر نے کسی انتباہ کے بغر تنگ گزر گاہ کی جانب سے مشین گنوں کے دہانے کھول دیئے۔ سینکڑوں شرکاء کے جلسہ جس میں ہر فرقے کے لوگ شامل تھے چند لمحوں میں لقمہ اجل بن گئے۔ اس واقعے نے تحریک آزادی کو اور تقویت دی۔ آزادی کے بعد یہاں ہلاک ہونے والوں کی یاد میں ایک مینار تعمیر کیا گیا۔

جلیل قدوائی

جلیل قدوائی نے قائد اعظم محمد علی جناح کو ان الفاظ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

مسلم کو ملا تیری قیادت سے نیا دم اے قائد اعظم
اسلام کا لہرا کے رہا ہند میں پرچم اے قائد اعظم
حاصل ہوئی پھر قوم کو کھوئی ہوئی عظمت تیری بدولت
پیدا ہوا ملت میں پھر اگلا سا دم خم اے قائد اعظم
کرتی ہے تری یاد مرے حق میں وہی کام اے روئے دل آرام
لالے کے لئے کرتی ہے جو کام ا شبنم اے قائد اعظم

وہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کو اناؤ ضلع اودھ میں پیدا ہوئے۔ علیگڑھ یونیورسٹی سے ایم اے کیا علی گڑھ میں اردو کے لیکچرار رہے پھر شعبہ تعلقات عامہ ہند سے وابستہ ہوگئے۔ پھر پاکستان آ کر اسی محکمہ سے وابستگی اختیار کر لی۔ ۱۹۵۹ء میں سبکدوش ہوئے اور ذاتی ادارہ نگارش قائم کیا۔

تصانیف (۱) انتخاب شعرائے بدنام
(۲) نوائے سینہ تاب
(۳) تذکرے اور تبصرے
(۴) تنقیدیں اور خاکے
(۵) نقش و نگار
(۶) خاک پروانہ (کلیات)

جماعت علی شاہ، پیر

۱۹۴۳ء میں جب قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت ان دنوں حیدر آباد دکن میں مقیم تھے۔ انہوں نے حضرت قائد اعظم کو ایک خط لکھ کر ان کی خیرت دریافت کی۔ نیز چند تحائف بھی انہیں بھیجے۔ اس کے جواب میں قائد اعظم نے شکریہ ادا کیا اور شعائر اسلامی کی پابندی کرنے کا عہد کیا۔ ۱۹۴۴ء میں جب قائد اعظم سری نگر گئے تو قائد اعظم قائد ملت چودھری غلام عباس کے ہمراہ ان سے ملے حضرت نے قائد اعظم کو پر تکلف دعوت دی اور دو پرچم (ایک سبز اور دوسرا سیاہ) اور نقد روپیہ ادا کیا۔ نیز پاکستان کی کامیابی کے لئے دعا کی اور قائد اعظم کو بڑے اعزاز کے ساتھ رخصت کیا۔

بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۴۶) کی کامیابی پر قائد اعظم نے بذریعہ تار انہیں مبارک باد دی۔

حضرت نے ۳۰۔ اگست ۱۹۵۱ء کو وفات پائی۔

وہ علی پور سیداں میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک حافظ شہاب الدین کشمیری سے اور دیگر کتب مولانا عبدالرشید اور مولانا عبدالوہاب امرتسری سے پڑھیں۔ مولانا علامہ قادر بھیروی مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا محمد علی مونگیری (کانپور) مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی اور مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے استفادہ کیا اور حضرت خواجہ فقیر محمد چورہ شریف کے مرید ہوئے۔ اور خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں بھی انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ہزاروں عیسائیوں اور ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت کی زبردست تردید کی شاہی مسجد لاہور میں مرزا غلام احمد کی موت

کی پیش گوئی کی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ مسجد شہید گنج لاہور کی تحریک میں حصہ لیا۔ امیر ملت کا خطاب پایا۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں بنارس سنی کانفرنس میں اپنے مریدوں سمیت شرکت کی۔ ۱۹۰۴ء میں انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد رکھی۔ ضرورت شیخ یاران طریقت، اطاعت مرشد اہم تصانیف ہیں۔ ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال بھی ان کے معتقد تھے۔

جماعت علی شاہ ۔ قائداعظم مراسلات

علی پور سیداں

سیالکوٹ

۱۷ جولائی ۱۹۴۶ء

قائداعظم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گذشتہ ہفتے میں ایک پیغام عزم حج کی مبارک بادی پر بھیج چکا ہوں۔ اب دوسری مرتبہ آپ کو مسلم لیگ کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ کیونکہ مسلم لیگ کی کامیابی کا سہرا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں میں سے خداوند کریم نے آپ ہی کو نصیب فرمایا اور باوجود پانچ گروہوں کی سخت مخالفت کے خداتعالیٰ نے آپ ہی کو نصیب فرمایا حالانکہ مخالفین کو ہر مرتبہ آپ کی مخالفت میں لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی روسیاہی اور ذلت نصیب ہوئی انہوں نے کوشش کی کہ مسلمانوں کو آپ سے برگشتہ کر کے بقول کشمیریاں گاندھی کا بنالیا جائے۔ مگر سوائے تین شخصوں کے اور کسی کو بھی گاندھی کا نہ بنا سکے۔

آفرین یاد بریں ہمت مردانہ تو

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اس پیغام میں دوسری مبارک باد حضور نظام اور اہل حیدر آباد کو دیتا ہوں جنہوں نے آپ کو سونے سے وزن کر کے دس کروڑ مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک سونے سے وزن کرنے کی عزت سوائے آغا خان اور آپ کے کسی بادشاہ کو بھی کسی قوم اور کسی ملک میں نہیں ہوئی کیونکہ خداتعالیٰ نے ساری دنیا کے مسلمانوں سے برگزیدہ کر کے آپ کو مرتبہ نصیب فرمایا ہے۔ اس لئے اب آپ کا فرض ہے کہ ان ہزار ہا اشغال کو چھوڑ کر اپنے وعدے کے مطابق اس بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر دربار شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر اس کا شکریہ ادا کریں۔ اور فقیر کے پیغام کو معمولی نہ سمجھیں عیدالفطر کے بعد ہوائی جہاز میں سوار ہو کر کراچی سے دوسرے دن مکہ پہنچ جائیں اور پانچ دن میں مناسک حج ادا کر کے دو تین گھنٹے میں مدینہ طیبہ حاضر ہوں۔ وہاں ہفتہ عشرہ قیام فرما کر تیسرے دن کراچی واپس پہنچ جائیں اس میں آپ کے کل تین دن کے قریب صرف ہوں گے۔ جس وقت یہ نیاز نامہ پہنچے اس وقت اپنے عزم بالجزم سے بذریعہ تار علی پور سیداں قلعہ سوبھا سنگھ (تار گھر) کے پتے پر فقیر کو مطلع فرمائیں۔

ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

آپ کے ٹیلی گرام کا سخت انتظار رہے گا۔

الراقم

سید جماعت علی شاہ عفی اللہ عنہ

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ

دہلی

۱۳ اگست ۱۹۴۶ء

ڈیئر سید جماعت علی شاہ صاحب

۱۷ جولائی کے خط کا بہت بہت شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں تیزی کے ساتھ جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کی بنا پر میرے لئے اس وقت ہندوستان سے دور ہونا ممکن نہیں ہے۔

آپ کے شکریہ کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

۱۰ اورنگ زیب روڈ

نیو دہلی

۶۔ اگست ۱۹۴۷ء

ڈیئر پیر صاحب

آپ کی نیک تمناؤں اور مبارکبادوں کا بہت بہت شکریہ۔

مجھے یقین ہے کہ مسلمان خوش ہیں کہ ہم نے آخر کار دو سو سال کی غلامی کے بعد خود اپنی پاکستان کی آزاد اور خود مختار مملکت بنا لی۔ آپ نے ازراہ لطف مجھے شفتالوؤں کا جو پارسل ارسال کیا

ہے میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بہترین تمناؤں کے ساتھ
آپ کا مخلص
ایم۔ جناح

جمال زیف علی، بیگم

وہ آل انڈیا مسلم لیگ دہلی کی شعبہ خواتین کی جنرل سیکرٹری رہ چکی ہیں۔ قائد اعظم سے ان کی پہلی ملاقات اکتوبر ۱۹۴۳ء میں اجمیری گیٹ دہلی کے ایک جلسہ میں ہوئی۔ ان کی شادی کو آٹھ ماہ بھی نہ ہوئے تھے کہ اس جلسہ میں قائد اعظم نے بنگال کے قحط زدہ مسلمانوں کے لئے فنڈ جمع کرنے کی تلقین کی بیگم جمال نے قائد کی تقریر سے متاثر ہو کر گھر گھر جا کر چندہ اکٹھا کیا اور بیالیس روپے جمع کرنے کے بعد قائد اعظم کو بمبئی بھیجے۔ جس کو قائد نے وصول کرنے کے بعد رسید پر خود اپنے ہاتھ سے دستخط فرمائے۔ یہ رسید ان کے پاس محفوظ ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر قائد دہلی آئے تو انہوں نے بیگم جمال سے ایک وفد کے ساتھ ملاقات کی۔

وہ ۱۹۲۷ میں پیدا ہوئیں۔

جمال محمد

دیکھئے سنٹرل پارلیمانی بورڈ

جمال میاں فرنگی محلی

۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو یوم نجات کے سلسلے میں بمبئی میں بہت بڑا اجتماع ہوا۔ جس کی صدارت سر محمد علی خان دہلوی نے کی۔ اجلاس سے قائد اعظم کے ساتھ مولانا جمال میاں فرنگی محلی نے بھی خطاب کیا۔

وہ لکھنؤ کے مشہور فرنگی محلہ میں پیدا ہوئے۔

جمرود

خیبر ایجنسی صوبہ سرحد کا ایک قصبہ۔ قائد اعظم سب سے پہلے ۱۹۳۶ء میں صوبہ سرحد کے دورے پر گئے تو انہوں نے ۲۲۔ اکتوبر کو جمرود کا بھی دورہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ پھر ۱۴۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو جمرود کے دورے پر گئے۔ قائد اعظم کی کار جونہی جمرود کے قلعے کے نزدیک پہنچی تو فضا قائد اعظم زندہ باد پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ قائد اعظم کے ہمراہ صوبہ سرحد کے گورنر ایمبروز ڈنڈاس۔ کرنل اے ایس بی شاہ کرنل صاحبزادہ خورشید کھڑے تھے قائد کی موٹر کی قائد اعظم باہر آئے تو خاصہ داروں کے ایک دستے نے قائد کو سلامی دی جس وقت آفریدی، شنواری۔ ملاگوری اور سلیمان قبائل نے قائد کو خوش آمدید کہا اور اس وقت جمرود کے قلعے پر پاکستان کا پرچم فضا میں لہرا رہا تھا۔

پولیٹیکل ایجنٹ خیبر کرنل بیکن نے بتایا کہ سرداران کا قائد سے تعارف کرایا گیا قبائلی نمائندوں نے قائد کو چھ سالم دنبے مہمان نوازی کے طور پر دیئے۔

جنرل ہری سنگھ نلوا نے ۳۷۔ ۱۸۳۶ء میں یہاں ایک قلعہ تعمیر کر لیا تھا اس نے جنگ یہیں لڑی تھی اس جنگ میں وہ مر گیا صدر ایوب کے عہد میں یہاں باب خیبر تعمیر کیا گیا جس پر درہ خیبر کے اہم واقعات درج ہیں۔

جمشید علی خان، نواب

باغپت کے نواب۔ قائد اعظم محمد علی جناح دو مرتبہ باغپت تشریف لائے تو انہیں قائد کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

وہ ۱۸۹۴ء میں نواب راؤ خورشید علی خاں کے ہاں باغپت میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد میدان سیاست میں قدم رکھا۔ ۱۹۲۰ء سے لے کر ۱۹۵۲ء تک یوپی لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن اور آخر میں حزب اختلاف کے لیڈر رہے۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس منعقدہ لندن میں زمینداروں کی نمائندگی کی۔ یوپی کی سیاسی، سماجی اور تعلیمی زندگی میں انہیں اہم مقام حاصل تھا۔ گاندھی جی، ایک مرتبہ لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند تین مرتبہ، قائد اعظم دو مرتبہ اور دیگر زعما نواب صاحب کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے باغپت آئے۔

۲۶ نومبر ۱۹۵۷ء کو ۶۳ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جمشید نوشیرواں جی

قائد اعظم محمد علی جناح جب کلکتہ کنونشن (۱۹۲۸) سے واپس آئے تو انہوں نے اپنے دوست جمشید نوشیرواں جی سے کہا

تھا کہ اب ہماری راہیں جدا جدا ہیں۔ وہ ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں ٹاٹا سنز لمیٹڈ کے کاروبار میں شریک ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں ہندوستان کے پہلے پائلٹ کی حیثیت سے تربیت حاصل کی۔ ۱۹۳۸ء میں ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل ملز کے چیئرمین مقرر ہوئے۔

بمبئی پلان کے مصنف ہیں۔

جمعیت العلماء اسلام

قیام پاکستان کی حامی جماعت۔ اسے علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا ابوالبرکات عبدالروف نے ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو کلکتہ میں قائم کیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اس کے صدر منتخب ہوئے۔ جمعیت نے اپنے پہلے ہی اجلاس میں مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ مفتی محمد شفیع نے مذہبی اور علمی حیثیت سے مطالبہ پاکستان۔ مسلم لیگ اور دو قومی نظریے کے حق میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں متعدد فتوے اور مضامین شائع کئے۔

قیام پاکستان کے بعد سے لے کر اب تک یہ جماعت پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لئے کوشاں رہی ہے۔

جمعیت العلماء کانفرنس

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو نئی دہلی سے اعلان کیا کہ جمعیت العلماء کانفرنس (جو دہلی میں منعقد ہو رہی ہے) سے مسلم لیگ کا کوئی تعلق نہیں لہذا مسلم لیگ کا کوئی فرد دہلی میں ہونے والی اس کانفرنس میں شرکت نہ کرے کیوں کہ اس جمعیت کی کارروائیاں نہ صرف مسلم لیگ کے مفاد کے خلاف ہیں بلکہ مسلم لیگ کو تباہ کرنے کی غرض سے اختیار کی جارہی ہیں۔

جمعیت العلمائے ہند

یہ جماعت جنگ عظیم اول کے فوراً بعد قائم کی گئی۔ مولانا مفتی کفایت اللہ اس کے صدر اور مولانا احمد سعید ناظم منتخب ہوئے۔ بعدازاں مولانا حسین احمد مدنی اس کے صدر رہے۔ اگست ۱۹۲۸ء میں جمعیت نے نہرو رپورٹ کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اس میں فرقہ وارانہ جھلک موجود ہے۔ مسلم لیگ سے اختلاف کا آغاز جون ۱۹۳۶ء میں ہوا جب جمعیت کے اس مطالبہ کو مسلم لیگ پارلیمینٹری بورڈ نے منظور نہ کیا کہ مسلم لیگ مذہبی نوعیت کا کوئی بل اس وقت تک پیش نہ کرے جب تک کہ جمعیت اس کی منظوری نہ دے دے۔ بعد میں ایگریکلچرسٹ پارٹی سے قائداعظم کے مذاکرات مکمل علیحدگی کا سبب بن گئے۔

شدھی اور سنگھٹن کے فتنہ ارتداد کا جمعیت نے عزم اور حوصلے سے مقابلہ کیا۔ نہرو رپورٹ کو مسترد کر دیا وار دھا اور ودیا مندر تعلیمی سکیموں کو بھی رد کیا۔ اردو کے خلاف تحریک کی مذمت کی۔

جمعیت نے تقسیم ہند کی مخالفت کی تھی اس کے نزدیک اس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔

جمہوریت

قائداعظم محمد علی جناح جمہوریت کے فروغ کے سلسلے میں ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ انہوں نے قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں قوم کو کوئی ایسا موقع فراہم نہیں کیا جب انہوں نے جمہوریت کا استحصال کیا ہو حتیٰ کہ پاکستان کا قیام عمل میں آنے کے فوراً بعد یعنی ۱۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو مسلم لیگ کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا کیوں کہ وہ عملی طور پر مسلم لیگ کو حکومت سے علیحدہ رکھنے کے خواہاں تھے جس کا عملی مظاہرہ کر کے انہوں نے آئندہ کے حکمرانوں کے لئے ایک مثال قائم کر دی۔

قائداعظم نے اس سے قبل ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو کہا۔

"جب آپ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ہم نے جمہوریت تیرہ سو سال پہلے سیکھ لی تھی۔"

"جمہوریت مسلمان کی رگوں میں خون کی طرح رواں دواں ہے مسلمان انسانوں کی برابری کو اپنا مطمع نظر سمجھتا ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں جب میں مسجد میں عبادت کے لئے جاتا ہوں تو میرا شوفر (ڈرائیور) میرے دوش بدوش کھڑا ہو کر خدا کے حضور سجدہ کرتا ہے۔"

(ایک تقریر سے اقتباس ۱۴ دسمبر ۱۹۴۶ء)

"میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام نے ہمارے لئے بنایا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔"

(۱۴ فروری ۱۹۴۷)

جمیل احمد

روزنامہ پاکستان ٹائمز کے سابق نیوز ایڈیٹر اور معروف صحافی۔ وہ دہلی کے اخبار اسٹیٹسمین میں کام کرتے تھے جب آزادی کا سورج طلوع ہوا تو قائداعظم کی ہدایت پر لاہور چلے آئے اور پاکستان ٹائمز سے وابستہ ہو گئے۔

وہ ۱۹۲۰ء میں لکھنؤ کے قریبی قصبہ موہان میں پیدا ہوئے انہوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم اے کیا پھر یو پی تاریخ میں خاص سند حاصل کی اور آزادی سے قبل دہلی کے اخبار اسٹیٹسمین سے وابستگی اختیار کر لی۔ آزادی کے بعد پاکستان ٹائمز سے وابستہ ہوئے اور ریٹائرمنٹ تک اس اخبار سے وابستہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ۱۹۸۶ء میں لاہور سے جاری ہونے والے روزنامہ نیشن (انگریزی) کے نیوز ڈیسک کے انچارج بطور چیف سب ایڈیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

انہوں نے صحافیوں کی ٹریڈ یونین کی تنظیم میں اہم کردار ادا کیا۔ پاکستان میں انگریزی صحافت کے فروغ اور استحکام میں ان کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

دل کا دورہ پڑنے سے لاہور میں ۲۳۔ اپریل ۱۹۸۸ء کو انتقال کیا۔

جمیل الدین

قائداعظم محمد علی جناح پر ایک کتاب بھی لکھی۔ جس کا نام تھا۔ Glimpses of Quaid-i-Azam وہ علی گڑھ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے۔ انہوں نے قائداعظم کی یونیورسٹی میں آمد کی تفصیل اپنی مذکورہ بالا کتاب میں لکھی ہے۔

جمیلہ

میجر جنرل شاہد حامد کی ہمشیرہ محترمہ وہ اپنی شائع شدہ کتاب ڈسا سٹرس ٹو ائی لائٹ میں ۲۹ اپریل ۱۹۴۷ء کو لکھتے ہیں۔

"میری ہمشیرہ جمیلہ اس زمانے میں بائیں بازو کے نظریات کی جانب مائل اور مسلم لیگ کی پالیسیوں کی مخالف تھیں ان کی خواہش پر ہم دونوں قائداعظم سے ملنے کے لئے ان کے گھر (لندن) گئے تو انہوں نے بڑی محبت سے ہمارا استقبال کیا۔ جمیلہ نے قائداعظم سے بہت سے سوالات کئے جن میں سے بعض پر میں نے اعتراض کیا تو قائداعظم نے فرمایا کہ انہیں جو کچھ کہنا ہے کہنے دو۔ انہوں نے ہر سوال کا بڑے تحمل سے اور موثر انداز میں جواب دیا بالآخر میں نے محسوس کیا کہ جمیلہ ان کے اخلاص اور دلائل سے بہت متاثر ہوئی ہیں۔ چلتے وقت انہوں نے قائداعظم کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہوئے ان سے کہا کہ میں آپ کے نقطہ نظر کی قائل ہو گئی ہوں۔ گفتگو کے دوران میں نے قائداعظم کی مصروفیات کے خیال سے کئی بار اجازت لینا چاہی تھی لیکن انہوں نے بات مکمل ہوئے بغیر اجازت نہ دی تھی۔ چنانچہ قائداعظم نے ہمیں رخصت کرتے وقت مسکراتے ہوئے فرمایا۔ "دیکھا میرے بیٹے، میں نے اپنا وقت ضائع نہیں کیا۔ میں نے ایک کارکن تیار کر لیا ہے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ تکبیر ۲۵ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۸۷)

جن (Jin)

محترمہ فاطمہ جناح قائداعظم کو کبھی کبھی "جن" بھی کہا کرتی تھیں۔

(دیکھئے مائی برادر از محترمہ فاطمہ جناح)

جناح

ایم ایچ سید کی کتاب جس کا ذکر قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے اس خط میں کیا ہے جو انہوں نے نئی دہلی سے سی ایم ایس ہائی سکول کے پرنسپل مسٹر ایس این اسپنس کو ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء کو لکھا۔

جناح

یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے بازو

جناح آباد ہاؤسنگ سوسائٹی

یہ سوسائٹی کراچی میں قائم کی گئی اور اس کا مقصد شہریوں کو آباد کاری کی سہولتیں مہیا کرنا تھا۔

جناح آبادیاں ایکٹ ۱۹۸۶ء

وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام پر عمل در آمد کے تحت حکومت پنجاب نے مئی ۱۹۸۶ء میں پنجاب جناح آبادیاں ایکٹ برائے بے مالکان نافذ کیا جس کی رو سے دیہات میں سات سات مرلہ کے پلاٹوں پر مشتمل نئی آبادیاں بسانے کا منصوبہ بنایا گیا اور ان آبادیوں کو حضرت قائد اعظم کی نسبت سے جناح آبادیوں کا نام دیا گیا۔

جناح آف پاکستان

یونیورسٹی آف کیلی فورنیا (لاس اینجلز) کے شعبہ تاریخ کے استاد اسٹینلے والبرٹ، جنوبی ایشیا کے امور میں مہارت حاصل ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں ان کی یہ کتاب ۱۹۸۴ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے طبع کی۔ اور دنیا بھر میں اس کے کاپی رائٹ صرف آکسفورڈ پریس ہی کو حاصل ہیں۔

صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے ۲۵ دسمبر ۱۹۸۷ء کو ایوان صدر میں بلائے گئے مہمانوں سے کہا کہ یہ کتاب پاکستان سے باہر طبع ہوئی ہے۔ میں نے اسٹینلے والبرٹ (مصنف) کو پیغام بھجوایا ہے کہ یہ کتاب قائد اعظم پر لکھی گئی ہے۔ پاکستان قائد کا ہے جب تک یہ پاکستان میں نہ پڑھی جائے تو اس کا فائدہ نہ ہو گا۔ اگر یہ دو تین جملے حذف کر دیئے جائیں تو ہم بڑے مشکور ہوں گے۔ مگر شینلے والبرٹ نے نہ میں جواب دیا۔

مصنف کی یہ خوبی ہے کہ وہ ہر اس مقام تک چل کر گیا جہاں جہاں قائد اعظم نے ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء سے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء تک قدم رکھا تھا۔

مصنف نے "جنوبی ایشیا میں فساد کی جڑیں" اور انڈیا کی نئی تاریخ تلک اور گھوکھلے نامی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

ماخوذ مضمون دانشمندانہ دیانت
از سید قاسم محمود نوائے وقت
لاہور ۸ جنوری ۱۹۸۸ء

جناح اسٹیڈیم (اسلام آباد)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۵ء کو اسلام آباد میں پاکستان کے سب سے بڑے اور انتہائی جدید جناح اسٹیڈیم کا افتتاح کیا اور توقع ظاہر کی کہ یہ سٹیڈیم ملک میں کھیلوں کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرے گا۔

یہ اسٹیڈیم چین کی مدد سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ اسٹیڈیم دونوں ملکوں کی دوستی کی علامت بن گیا ہے۔ صدر مملکت نے اسے بابائے پاکستان کے نام سے موسوم کیا۔ اس موقع پر کھیلوں اور ثقافت کے وزیر جناب غلام محمد احمد خاں مانیکا نے صدر کو سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسپورٹس کمپلکس کی تعمیر سے کھیلوں کے فروغ میں بڑی مدد ملے گی اور رفتہ رفتہ اسے سپورٹس یونیورسٹی کی حیثیت مل جائے گی۔

صدر نے تختی کی نقاب کشائی اور ۲۱ ویں قومی ایتھلٹکس چیمپئن شپ کا افتتاح کیا۔

جناح اسٹیڈیم سیالکوٹ

قیام پاکستان سے قبل سیالکوٹ کے ایک انگریز ڈپٹی کمشنر مسٹر کانلے نے جنہیں کرکٹ سے خصوصی دلچسپی تھی سرکلر روڈ پر واقع ریلوے لائن کے نزدیک ایک وسیع قطعہ اراضی پر کانلے پارک کی بنیاد رکھی۔ اس پارک میں کرکٹ گراؤنڈ اور ایک چھوٹا سا پویلین بھی تعمیر کیا گیا۔ جب برصغیر میں کرکٹ کے کھیل کا بتدریج آغاز ہوا تو یہاں کانلے کرکٹ ٹورنامنٹ کا آغاز ہوا۔ جس میں ہر سال ہندوستان کے دوسرے شہروں کی نامور کرکٹ ٹیمیں بھرپور حصہ لیا کرتی تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد جناب عبدالحمید خان وفات (۱۹۸۴) کی سعی سے کانلے کرکٹ ٹورنامنٹ جاری رہا۔ یہیں ایم سی سی اور دوسری غیر ملکی ٹیموں کے میچوں کا آغاز کیا گیا۔ ۱۹۶۰ء کے عشرے میں یہاں کے ڈپٹی کمشنر سید حسنات احمد کی ذاتی کوششوں سے سٹیڈیم کی تعمیر کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی لیکن ایک بلاک کی تعمیر کے بعد پھر تعمیری کام رک گیا۔ بالآخر مسٹر وقار احمد ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے اسے سیالکوٹ کے مخیّر حضرات کے تعاون سے تعمیر کرایا۔ ۱۵ جنوری ۱۹۷۴ء کو گورنر پنجاب مسٹر صادق حسین قریشی نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۷۶ء میں نیوزی لینڈ کی ٹیم نے اس سٹیڈیم میں پہلا ون ڈے میچ کھیلا۔ بی

سی سی پی کے صدر عبدالحفیظ کاردار نے اسے ٹسٹ سنٹر کی حیثیت دی۔ اب یہاں بین الاقوامی کرکٹ میچ منعقد ہوتے ہیں۔

جناح اسکول لاہور

قائداعظم محمد علی جناح نومبر ۱۹۴۲ء میں جب لاہور تشریف لائے تو اس سکول کی طالبات کی جانب سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کی اور طالبات سے خطاب بھی کیا۔ اسی روز قائد اعظم جناح نے کالج کی خواتین سے بھی خطاب فرمایا۔

جناح اسلامیہ کالج آف کامرس (لاہور)

نجی شعبے میں قائم ہونے والا کالج۔ اس کالج میں نصابی تعلیم کے ساتھ دینی تشخص ابھارنے کا فریضہ بھی انجام دیا جاتا ہے۔ اس کالج کے قیام کا سہرا ڈاکٹر بشیر گورایہ اور الخیر ٹرسٹ آف پاکستان کے چیئرمین کے سر ہے۔

جناح اسلامیہ کالج آف کامرس کے قیام (۱۹۷۸) سے اب تک بی کام اور ڈی کام کے نتائج بڑے شاندار رہے ہیں اور طلباء کی کثیر تعداد نے اعلیٰ نمبروں اور امتیازی پوزیشنوں سے بی کام اور آئی کام کیا۔

بی کام کا نتیجہ اس طرح رہا

۱۹۸۱	۲۴،۱۳	سپلیمنٹری ۲۸،۵۸
۱۹۸۲	۳۹،۳۶	سپلیمنٹری ۳۱،۳۳
۱۹۸۵	۲۹،۳۷	سپلیمنٹری ۴۶،۳۸

کالج کا تدریسی عملہ کافی تجربے کار اور اپنے فیلڈ میں مہارت رکھتا ہے۔ کالج کی اپنی لائبریری ہے۔

۶۔ اگست ۱۹۸۸ء کو کالج کی پہلی کانووکیشن میں آزاد جموں و کشمیر کے صدر مجاہد اول سردار عبدالقیوم نے طلباء کو اسناد فضیلت اور انعامات دیئے۔ اس کالج کی ایک برانچ راولپنڈی اسلام آباد میں بھی ہے۔ میٹرک میں کالج ہذا میں داخلہ کے لئے چالیس فی صد نمبر لینا ضروری ہیں۔

جناح، اللہ بخش یوسفی خط و کتابت

قائداعظم نے جناب اللہ بخش یوسفی کو مرکزی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے قیام کے بعد یہ خط لکھا۔

شملہ

عزیزم یوسفی صاحب

آپ کو علم ہو چکا ہو گا کہ میں اس وقت شملہ میں ہوں۔ کافی عرصہ سے تمہاری جانب سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ براہ مہربانی مطلع کریں کہ آپ کے صوبہ کی حالت کیسی ہے۔

مجھے پورا اعتماد ہے کہ آپ اپنے صوبہ میں مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ قائم کرنے کی طرف توجہ دیں گے۔ از راہ کرم حالات سے باخبر رکھیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

جناح اور پاکستان

اسے حاجی لق لق نے ۱۹۴۵ء میں مرتب کیا جناب اظہر امرتسری چیف ایڈیٹر روزنامہ زمیندار لاہور نے آغازیہ کے نام سے ابتدائی کلمات تحریر کئے۔ یہ ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اسے خواجہ بکسٹال کے مالک خواجہ غلام حسن شاد نے شائع کیا۔ آغازیہ کے آخر میں ۲۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کی تاریخ درج ہے۔

جناح اور گاندھی

اس کتاب کو ایس کے موجمدار نے مرتب کیا اور اسے پیپلز پبلشنگ ہاؤس لاہور نے شائع کیا۔

کتاب میں مرتب نے صفحہ ۱۹۶ اور ۱۹۷ پر لکھا ہے ہندوستان چھوڑ دو کا اقدام پوری طرح ناکام ہو گیا اور گاندھی نے دین کی سچائی کا جو دعویٰ کیا اس کی قیمت ہندوستان کو ادا کرنا پڑی ـــــ جناح نے کانگریس کی حماقتوں کا پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اپنی پوزیشن مسلم عوام اور حکومت برطانیہ کی نظر میں ایسی مضبوط کر لی کہ اب جناح اور مسلم لیگ کو چھیڑنے کی ہمت کسی کو نہ رہی۔ ہندوستان چھوڑ دو تحریک کے سلسلے میں کانگریس کی قیادت جیل میں تھی اور سیاسی میدان پوری طرح مسلم لیگ کے تصرف میں تھا اس موقع سے قائداعظم نے فائدہ اٹھایا اور نچلے نہیں بیٹھے بلکہ اس دوران لیگ کی تنظیم کو مضبوط و مستحکم کرتے اور پاکستان کی تحریک سے عوام کو روشناس کرانے میں لگے رہے۔

جناح ایجوکیشن بورڈ

محترمہ فاطمہ جناح نے ۱۹۴۶ء میں ایک زنانہ کالج قائم کیا اور اسے جناح ایجوکیشن بورڈ کا نام دے کر وقف کر دیا۔

جناح اینڈ جوہر

یہ کتابچہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر جناب ریاض احمد نے قائداعظم یونیورسٹی کے لئے ۱۹۷۹ء میں بہ حروف انگریزی لکھا اس کا نام

JINNAH AND JAUHAR

Point of contact and divergence

ہے۔ یعنی جناح اور جوہر ــــ ملاقات اور اختلاف کے نکات

جناح اینڈ میکنگ آف اے نیشن

جناب سلیم قریشی کی انگریزی تصنیف۔ مصنف نے کتاب ہذا میں ان اقدامات کی نشان دہی کی جو قائداعظم نے قیام پاکستان کے سلسلے میں کئے تھے۔ قیام پاکستان کے سلسلے میں لکھی جانے والی کتابوں میں یہ کتاب حوالے کی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

جناح بمقابلہ کانگریس

قائداعظم محمد علی جناح کی کانگریس سے پہلی رسمی وابستگی اس موقت ہوئی جب ستمبر ۱۹۰۵ء میں بمبئی پریذیڈنسی ایسوسی ایشن نے انہیں انگلستان جانے والے وفد میں مسٹر مہتا کی جگہ کانگریسی وفد کا ایک رکن نامزد کیا اس وفد کے رکن کی حیثیت سے انہوں نے اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ ۱۹۰۶ء میں کلکتہ میں کانگریس کا جو اجلاس ہوا اس میں قائداعظم نے اپنی پہلی سیاسی تقریر کی اور وہ بھی حکومت خود اختیاری کی قرارداد پر۔ دو برس بعد مدراس کانگریس میں انہیں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا رکن منتخب کر لیا گیا۔

کلکتہ کانگریس میں انہوں نے دو تقریریں کیں ان میں سے پہلی کا تعلق وقف علی الاولاد سے اور دوسری کا تعلق مقابلے کے امتحانوں سے تھا۔ کانگریس کا رکن ہونے کے باوجود انہوں نے مسلمانوں کے لئے مناسب مراعات کا مطالبہ کیا اور وہ مسلمان برادری کو ایک پسماندہ طبقہ کی حیثیت سے روشناس کرانے کو تضحیک کے مترادف قرار دیتے تھے۔ ان کا موقف تھا کہ مسلمان کسی طور پر بھی ہندوؤں سے کمتر نہیں بلکہ ہر لحاظ سے ان کے برابر ہیں۔ ۱۹۱۴ء تک انہوں نے کانگریس میں نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا۔ اور وہ کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان ایک پل کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔ ان کی تگ و دو کے نتیجے میں کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاس یکے بعد دیگرے ۱۹۱۵ء میں بمبئی کے مقام پر منعقد ہوئے۔ انہوں نے کانگریس اور لیگ کی متفقہ اسکیم تیار کرنے کی تجویز پیش کی ان کی یہ جدوجہد ۱۹۱۶ کے میثاق لکھنؤ پر منتج ہوئی۔

کانگریس کی سیاست میں جب تشدد کو جگہ ملی تو قائد بے حد مایوس ہو گئے۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں جب گاندھی نے ہوم رول لیگ کا صدر منتخب ہو کر اس کا دستور اور نام تبدیل کرنا چاہا تو قائداعظم اس سے مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۲۰ء میں ناگپور میں کانگریس کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں عدم تعاون کے پروگرام پر حتمی مباحثہ ہوا اور اس پر عمل درآمد کا فیصلہ کر لیا گیا۔ قائداعظم نے اس پروگرام کی مخالفت میں آخری کوشش کی لیکن مندوبین نے ان کی بات سننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ قائداعظم نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

جناح بمقابلہ کانگریس

سید احمد حسین کی تصنیف۔ یہ کتاب ۱۹۸۸ء کے اوائل میں منظر عام پر آئی اور اسے ای ۳ کوزی سوئٹ حسن اسکوائر کراچی نے شائع کیا۔

اس کتاب میں مصنف نے تحریک پاکستان کے سفر کو قدرے غیر روائتی انداز سے دیکھا اور بیان کیا۔ انہوں نے اختلاف کا حق بھی استعمال کیا ہے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے اور ناکام بھی۔ انہوں نے مفروضوں سے زیادہ دستاویزات کی روشنی میں واقعات کی کڑیوں کو ملانے کی کوشش کی ہے۔ ایک محقق کی طرح کلیات و جزئیات کو برابر اہمیت دی ہے۔

کہیں کہیں احمد حسین صاحب اپنی مخالفت کا اس شدت سے اظہار کرتے ہیں کہ جانبدار نظر آنے لگتے ہیں ان کا یہ لہجہ

صداقت کو متاثر کرتا ہے۔ ممکن ہے یہ شدت ان کے شدید جذبہ حب الوطنی کی ایک صورت ہو اور شاید ایسا ہی ہے۔

جناح بنام ابوالکلام آزاد

۱۲ جولائی ۱۹۴۰ء کو مولانا ابوالکلام آزاد نے قائداعظم کے نام جو تار بھیجا قائد نے اس کا جواب دیا۔

آپ کا تار اعتماد پیدا نہیں کر سکتا۔ میں آپ سے خط و کتابت یا کسی اور طریقے پر گفت و شنید سے انکار کرتا ہوں۔ کیوں کہ آپ مسلم ہندوستان کا قطعی طور پر اعتماد کھو چکے ہیں۔ کیا آپ محسوس نہیں کرتے کہ آپ کو کانگریس کا مسلم "شوبوائے" صدر اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس بات کو رنگ دے کر بیرونی ممالک کو دھوکا دیا جاسکے کہ یہ نیشنل کانگریس ہے آپ نہ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور نہ ہندوؤں کی۔ کانگریس ایک ہندو جماعت ہے۔ اگر آپ میں عزت نفس ہے تو فوراً مستعفی ہو جائیں۔ اب تک آپ نے لیگ کے ساتھ بدترین سلوک کیا ہے آپ کو علم ہے کہ آپ بری طرح ناکام ہوئے ہیں اسے چھوڑ دیجئے۔

جناح بیراج

یہ بیراج دریائے سندھ پر ۱۹۴۷ء میں کالاباغ کے نزدیک تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے ۵۶ دروازے ہیں اور اس کی لمبائی ۱۱۵۳ میٹر ہے۔ یہ تھل کینال کو پانی کی بہم رسانی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اسے سید دوست محمد شاہ ٹھیکیدار نے تعمیر کرایا اور اس کا افتتاح سردار عبدالرب نشتر نے کیا کیوں کہ قائداعظم محمد علی جناح علالت کی وجہ سے اس کا افتتاح نہ کر سکے۔

اس سے نہریں نکالی گئی ہیں جو تھل کے شمال مغربی حصے کو سیراب کرتی ہیں ان نہروں کی بدولت تھل کا کافی علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا ہے۔

جناح پارک (پشاور)

ابتداء میں اس پارک کا پرانا نام گورنر سرحد کے نام پر کننگھم پارک رکھا گیا تھا لیکن صدر ایوب کے زمانے میں اس کا نام تبدیل کر کے جناح پارک رکھ دیا گیا ہے۔

جناح پارک (شیخوپورہ)

قیام پاکستان سے قبل یہاں دولت مند ہندو سکھ آباد تھے۔ پاکستان بننے کے بعد یہاں مہاجرین آباد ہو گئے اور اس کا نام جناح پارک رکھا گیا۔

جناح پارک (مدراس)

۱۲۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۴۱ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھائیسواں اجلاس مدراس کے جس مقام پر ہوا اسے پبلک پارک کہا جاتا تھا لیکن یہ اجلاس قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوا اس بنا پر قائداعظم سے عقیدت رکھنے والوں نے اس کا نام جناح پارک رکھ دیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے مرزا ابراہیم غازی کی رہائش گاہ پر قیام کیا اس موقع پر قائد کی محافظت کے فرائض طلباء نے انجام دیئے۔

جناح پریپریٹری سکول

یہ سکول راولپنڈی میں سٹیلائٹ ٹاؤن میں واقع ہے۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحئی اس کے پرنسپل ہیں۔

جناح پل

کراچی کا مشہور پل، یہ جیٹی بندر کو ملاتا ہے اور اس کی تعمیر کا کام سات برس میں مکمل ہوا اس پر پندرہ کروڑ روپے لاگت آئی۔ لمبائی ۱۳۸۵ فٹ ہے۔

جناح پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل سنٹر (کراچی)

یہ ۱۹۳۸ء میں جنگ عظیم دوم میں میڈیکل کور کے نام سے قائم کیا گیا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں اسے ایئر فورس کے حوالے کر دیا گیا اور اس کا نام برٹش جنرل ہسپتال رکھا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی کی آبادی کے پیش نظر اس کے بستروں کی تعداد بڑھا کر ایک سو سے ۲۵۰ کر دی گئی اور اس کا نام جناح سنٹرل ہسپتال رکھا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ بستروں کی تعداد مرحلہ وار ۹۳۸ تک پہنچ گئی۔ اب ہسپتال ۱۱۱۹ بستروں پر مشتمل ہے۔ اس کے

تین بڑے شعبے ہیں۔ پہلا انتظامیہ، دوسرا بیسک میڈیکل سائنس ڈویژن اور تیسرا کلینیکل ڈیپارٹمنٹس ہے۔ اس میں ۲۵ علیحدہ علیحدہ وارڈ ہیں۔ ان میں اسپیشل، سرجیکل، ریڈیوتھراپی، میڈیکل، گائنا، کارڈیالوجی، آرتھوپیڈک، این ٹی نیورو سرجری، انتہائی نگہداشت، پلاسٹک سرجری خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ تشخص امراض کے لئے ڈیپارٹمنٹ آف ریڈیالوجی فزیکل میڈیسن، اسکول آف فزیالوجی، آرتھوپیڈک ورکشاپ، ڈپارٹمنٹ آف نرسنگ، اسکول آف نرسنگ، نرسنگ سروسز، ایڈمنسٹریشن، بلڈ بنک کلینیکل لیبارٹری وغیرہ جیسے ۱۱ دیگر شعبے بھی ہیں۔ ان کے علاوہ اناٹومی، بایو کیمسٹری، مائیکروبیالوجی، پیتھالوجی، فارماکولوجی، فزیالوجی میں پی ایچ ڈی اور ماسٹر ڈگری بھی دی جاتی ہے۔ انتظام وفاقی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔

جناح پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کراچی

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کی خصوصی منظوری کے ذریعے ۱۳ اگست ۱۹۷۷ء کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون سی لیفٹننٹ جنرل جہاں زیب ارباب نے جناح پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کراچی کو نجی ملکیت میں دینے کا اعلان کیا۔ سرکاری اعلان کے مطابق چونکہ گزشتہ چند برسوں کے دوران میں اس ادارے میں تعلیمی معیار گر گیا تھا اس لئے اسے نجی تحویل میں دے دیا گیا۔

جناح پونجا

دیکھئے پونجا جناح

جناح پیپلز میموریل ہال (بمبئی)

یہ ہال تیس ہزار روپے کی رقم سے تعمیر کیا گیا۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۸ء کو ٹائمز آف انڈیا کے مدیر سر اسٹینلے ریڈ نے لارڈ ولنگڈن کو الوداعی ضیافت دی اور کہا کہ یہ بمبئی کے عوام کی جانب سے ہے۔ حالانکہ لارڈ ولنگڈن کوئی محبوب شخصیت نہ تھے۔ قائد اعظم نے ٹاؤن ہال جہاں ضیافت اور جلسہ تھا میں بیگم جناح رتن بائی نے ٹاؤن سے باہر مظاہرین کی قیادت کی یہ الوداعی ضیافت ناکام ہوگئی۔

جناح ٹرسٹ

اس کے ذمہ ملک بھر میں حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی نجی جائیداد کی دیکھ بھال اور اس کی حفاظت ہے۔ لاہور میں گلبرگ کے علاقے میں قائد اعظم کی اراضی ۳۶ کنال پر مشتمل ہے۔ یہ تین پلاٹوں میں بٹی ہوئی ہے۔ پلاٹ نمبر ۲۶ لبرٹی سینما کے قریب ہے قائد اعظم کی وفات کے بعد ان کے ٹرسٹیوں نے پوری جائیداد کا اندازہ لگانے کے لئے فروخت کر دی۔ اب اسکے ایک حصے پر شالیمار ہوٹل تعمیر ہو چکا ہے۔

جناح ٹرمینل کمپلیکس کراچی

کراچی ایئرپورٹ پر نئے مجوزہ جناح ٹرمینل کمپلیکس کا نظر ثانی شدہ منصوبہ سول ایوی ایشن اتھارٹی نے ۱۱ اگست ۱۹۸۷ء کو وزارت دفاع کو پیش کیا تاکہ قومی اقتصادی کونسل کی منظوری حاصل ہو جائے۔

اس نئے کمپلیکس کا رقبہ ایک لاکھ مربع میٹر سے کم کر کے ۶۶ ہزار مربع میٹر کر دیا گیا ہے۔ اس طرح لاگت میں کمی کی خاطر لوڈنگ پر چیزکی تعداد ۱۶ سے کم کر کے ۱۲ کر دی گئی۔ اور آٹو میٹک بیگیج سسٹم اور ٹرمینل موونگ واک ویز کا ارادہ بھی ترک کر دیا گیا۔ ان اقدامات کی بدولت کمپلیکس پر اخراجات کا تخمینہ ۳ ارب ۸ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے سے کم کر کے ۲ ارب ۶۴ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے کر دیا گیا۔

جناح چوک

یہ چوک بھارت کے شہر کرناٹک میں واقع ہے اسے ۳۰ جولائی ۱۹۸۴ کو یہ نام دیا گیا تھا۔

جناح خاندان۔

قائد اعظم محمد علی جناح کے دادا کا نام پونجا بھائی، چچاؤں کا نام نتھو بھائی اور وال جی، پھوپھی کا نام من بائی، والد کا نام جناح پونجا، اور والدہ کا نام میٹھی بائی تھا۔

قائد اعظم کے تین بھائی احمد علی بچو بھائی اور بندے علی تھے بہنوں میں رحمت بائی۔ شیریں بائی اور فاطمہ جناح شامل تھیں، بہنوئی کا نام خلیل بھائی تھا قائد اعظم نے دو شادیاں کیں پہلی ایمی بائی

سے اور دوسری رتن بائی سے۔
رتن بائی سے ان کی بیٹی دینا پیدا ہوئیں۔

جناح خضر حیات بات چیت:

قائد اعظم محمد علی جناح کی کوشش تھی کہ ہندوستان کی تمام مسلمان جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہو جائیں تاکہ پاکستان کا حصول جلد ممکن ہو سکے اسی نظریے کے تحت اپریل ۱۹۴۴ء میں لاہور تشریف لائے تو انہوں نے ۲۰/اپریل سے ۲۷ اپریل تک خضر حیات ٹوانہ سے مذاکرات کئے مگر خضر حیات نے قائد اعظم کی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ قائد نے حسب ذیل بیان جاری کیا

"میرے اور خضر حیات کے درمیان ۱۹ مارچ سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور طول و طویل تبادلہ خیالات ہوا میں ۲۰/اپریل کو خضر حیات سے ملا۔ انہوں نے نصف درجن ملاقاتوں کے دوران میں جن میں ہر ملاقات دو یا تین گھنٹے سے زیادہ جاری رہی مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ آج اپنا آخری جواب دیں گے آج سہ پہر (۲۷ اپریل) کو وہ میری قیام گاہ پر آئے میں نے پوچھا کہ چھوٹو رام، سردار بلدیو سنگھ اور خود ان کا ان تجاویز کے متعلق کیا خیال ہے جو میں ان کے سامنے رکھ چکا ہوں اس پر زبانی انہوں نے بہت سی باتیں کیں لیکن میں نے کہا کہ جواب تحریری ہونا چاہئے میں نے اسی وقت اپنے سیکرٹری سے خط ٹائپ کروا کے انہیں دیا انہوں نے وعدہ کیا کہ صبح ۹ بجے جواب دوں گا صبح ۹ بج کر بیس منٹ پر ٹیلی فون کیا جواب نہیں آیا انہوں نے کہا کہ جو کچھ زبانی گفتگو ہو چکی ہے اس کے علاوہ اور کوئی جواب نہیں۔ ۲۷ کی رات کو میں نے ایک اور خط ایک ذمہ دار آدمی کے ہاتھ بھیجا مگر خضر حیات خاں نے وصول یابی کی رسید پر دستخط دینے سے بھی انکار کر دیا

پھر مجھے نواب دولتانہ اور نواب صاحب ممدوٹ کے ذریعہ خط بھیجنا پڑا لیکن خضر حیات نے خط وصول کرنے سے انکار کر دیا میں نے اپنے خط میں حسب ذیل تجاویز پیش کی تھیں۔

(۱) پنجاب اسمبلی میں لیگ کے ہر ممبر کو اعلان کر دینا چاہئے کہ وہ مسلم لیگ کا وفادار ہے۔

(۲) کولیشن موجودہ لیبل یونی نسٹ پارٹی ترک کر دے

(۳) کولیشن کا نام مسلم لیگ کولیشن پارٹی رکھا جائے۔ غرض خضر حیات نے ان تجاویز کا کوئی جواب نہیں دیا ازاں بعد قائد اعظم سیالکوٹ تشریف لے گئے تو انہوں نے وہاں بھی کہا کہ

ملک خضر حیات خاں نے مسلم لیگ کو دھوکا دیا ہے اور صرف مسلم لیگ کو نہیں بلکہ مسلمانان ہندوستان کو دھوکا دیا ہے انہوں نے ایسا رویہ اختیار کیا جس کی مثال کسی ملک اور کسی سیاسی جماعت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

خضر حیات کا فرض تھا کہ مسلم لیگ کا کارکن ہونے کی حیثیت سے کانفرنس میں شریک ہوتے اور قوم کے سامنے اپنی پوزیشن واضح کرتے اور بتاتے کہ میری (قائد اعظم) کیا غلطی ہے۔

اگست ۱۹۴۴ء میں قائد اعظم نے لاہور سٹی مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر خضر حیات خاں ٹوانہ اب بھی ہمیں قائل کر دیں کہ انہوں نے غیر مسلم رفقا کے ساتھ جو خفیہ سمجھوتہ کر رکھا ہے وہ مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ہے تو میں بخوشی وزیر اعظم پنجاب کا پیرو بن جاوں گا۔

وہ ۷ اگست ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے انہوں نے ایچی سن کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ شاہ پور ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس چیئرمین اور پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۸ء رکن رہے۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۲ء حکومت پنجاب کے وزیر اور پھر ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۷ء وزیر اعظم پنجاب رہے۔

۱۹۷۵ء میں انتقال کیا۔

جناح روڈ:

کراچی کی سب سے بڑی سڑک، یہ پہلے بندر روڈ کے نام سے مشہور تھی ۳۰ جنوری ۱۹۵۱ء کو جب میونسپل کارپوریشن کراچی نے شہر کی اٹھارہ سڑکوں کے نام تبدیل کئے تو اس کا نام قائد اعظم کی نسبت سے جناح روڈ رکھا۔

جناح روڈ (کوئٹہ):

کوئٹے کی مشہور دورویہ سڑک۔ یہ امداد ہوٹل سے شروع ہو کر پی آئی اے کے دفتر پر ختم ہو جاتی ہے اس شاہراہ پر امداد سینما، سائنس کالج۔ سول ہسپتال۔ بلوچستان لائبریری اینڈ آرٹس کونسل۔ فرح ہوٹل اور کبیر بلڈنگ کی دیدہ زیب عمارات ایستادہ میں اس سڑک پر ائر فورس کا دفتر ہے اور بک لینڈ کتابوں

کی مشہور دکان بھی ہے۔

جناح سٹیڈیم:

یہ ساہیوال شہر میں واقع ہے۔

جناح سنٹرل ہسپتال:

کراچی کی بنیادی طبی علوم کا انسٹی ٹیوٹ۔ اس انسٹیٹیوٹ میں یہ سہولتیں مہیا کی گئی ہیں کہ ملک کے اندر ہی علم تشریح، بایو کیمسٹری، حیاتیات جرثومی (Microbiology) علم الامراض، علم دوا سازی، علم الاعضا اور دیگر شعبوں میں پوسٹ گریجوایٹ کی تعلیم دی جا سکے۔ اس کے قیام کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس ملک میں صرف ایک میڈیکل کالج (کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج) تھا اس کے علاوہ میڈیکل کالجوں کے اکثر اساتذہ اور مستند ڈاکٹروں نے بھارت میں رہنے کا فیصلہ کیا ان حالات میں پاکستان میں خیبر میڈیکل کالج پشاور، فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور اور نشتر میڈیکل کالج ملتان جیسے نئے میڈیکل کالج قائم کئے گئے۔ اور بعض پرانے میڈیکل کالجوں مثلاً ڈو میڈیکل کالج، چٹاگانگ میڈیکل کالج اور راجشاہی میڈیکل کالج میں معیار تعلیم بلند کیا گیا یہ ادارہ پاکستان اور امریکا نے مشترکہ طور پر قائم کیا۔ اس کے ابتدائی اساتذہ میں انڈیانا یونیورسٹی امریکا کے فنی ماہرین شامل تھے۔ مئی ۱۹۵۹ء میں پہلی بار طالب علم داخل کئے گئے۔

اس کا باقاعدہ افتتاح اپریل ۱۹۵۹ء میں صدر ایوب نے کیا تھا۔

مئی ۱۹۸۸ء میں جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر کے شعبہ وادارہ ریڈیو تھیراپی نے ساڑھے چودہ لاکھ روپے کی لاگت سے کوبالٹ کے حصول میں کامیابی حاصل کی۔ اور اس وقت وہاں دو کوبالٹ یونٹ کام کر رہے ہیں اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اب چار گنا مریضوں کا علاج ہو سکتا ہے

جناح پیپر سیل اسلام آباد

ابتداء میں اس کا نام جناح پیپر سیل تھا لیکن بعد ازاں اسے قائداعظم پیپر سیل کا نام دے دیا گیا۔ اس میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کی دستاویزات اور ذاتی کاغذات کو محفوظ کیا گیا ہے۔ اس کا قیام حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے موقع پر ۱۹۷۶ء میں عمل میں آیا۔ اس سیل نے اپنے قیام سے اب تک انتہائی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ بلاشبہ یہ سیل ایک بہت بڑا قومی سرمایہ ہے۔

جناح عوامی لیگ:

۲۵ جنوری ۱۹۵۱ء کو مسٹر حسین شہید سہروردی اور خان افتخار حسین ممدوٹ نے جناح لیگ اور عوامی لیگ کے ادغام سے نئی سیاسی جماعت کے قیام کا اعلان کیا۔ نئی جماعت کا نام جناح عوامی لیگ رکھا گیا مسٹر سہروردی اس کے صدر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں جناح کا لفظ متروک ہو گیا اور صرف عوامی لیگ رہ گئی۔

جناح فٹ بال ٹورنامنٹ:

قائداعظم محمد علی جناح اکتوبر ۱۹۴۴ء کے آخری ہفتہ میں بمبئی سے دہلی گئے جہاں انہوں نے ۱۲ نومبر ۱۹۴۴ء کو جناح فٹ بال ٹورنامنٹ کا افتتاح کیا۔

جناح قاتل کے مقابل:

یہ کتاب بمبئی کے بیرسٹرایٹ لاء اکبرائے پیر بھائی نے

JINNAH FACES AN ASSASSIN

کے عنوان سے لکھی اور اس کا اردو ترجمہ سید شریف الدین پیرزادہ نے کیا اس کتاب میں مصنف نے قائداعظم کی زندگی کا ایک خاکہ لکھا جس کا ذکر قائداعظم محمد علی جناح نے سی ایم ایس ہائی سکول کراچی کے پرنسپل مسٹر ایس این اسپنس کو ایک خط محررہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء میں کیا

مذکورہ بالا کتاب بمبئی کے پبلشر ساونڈ پبلیکیشنز کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ اس کتاب سے قائداعظم محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ کی تفصیل بھی معلوم ہو جاتی ہیں مصنف لکھتا ہے۔

جسٹس بلیگڈن کے اس تاریخی فیصلے کے بعد چاہئے تو یہ تھا

کہ ان نام نہاد اور خود ساختہ مورخین کے سر شرم سے جھک جاتے اور ان کی بے لگام زبانیں قابو میں آجاتیں لیکن آج بھی کچھ بد طینت اور بد خصلت لوگ اس بات پر بضد ہیں کہ حملہ آور خاکسار تھا حالانکہ انگریزی قانون کی رو سے انگریزی عدالت کا مذکورہ فیصلہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ قائداعظم پر حملہ کوئی منظم سازش ہرگز نہ تھی اور نہ حملہ آور کا خاکسار تحریک سے کوئی ادنیٰ سا تعلق تھا۔ اس معاملہ میں خاکساروں کو اپنے ڈیفنس کی کوئی ضرورت درپیش نہ آئی بلکہ واقعات اور نتائج نے خود ہی ان کا دفاع کیا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ثابت کر کے رکھ دیا۔

مشہور مسلم لیگی اخبار زمیندار کا تبصرہ ان بد طینت مورخین کے لئے تازیانہ عبرت کی حیثیت رکھتا ہے۔

بمبئی ہائیکورٹ کا فیصلہ منظر عام پر آنے کے بعد مسلم لیگ کے ترجمان روزنامہ زمیندار لاہور نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ جسٹس بلیگڈن کے فیصلے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بعض عجلت پسند اخبارات جرم بے گناہی پر بھی خاکسار تحریک کو قابل مواخذہ سمجھ رہے تھے انہوں نے اپنی غلط فہمیوں اور حقیقت فراموشی و بے تدبیری سے مسلمانوں کو دو عظیم الشان جماعتوں (خاکسار اور مسلم لیگ) کو افتراق میں مبتلا کرنے کا تہیہ کیا تھا اب یہ حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آچکی ہے اور اصول صحافت، اسلامی مفاد اور مومنانہ شان کا تقاضہ یہ ہے کہ اسی قسم کے تمام اخبارات جو صابر کی مذموم حرکت کارشتہ خاکسارانہ سازش سے باندھ رہے تھے اپنے کئے پر پشیمان ہوں۔ ورنہ یہ حقیقت زیادہ بے نقاب ہو جائے گی۔ کہ یہ کاغذی شخصیتیں نفاق و افتراق کے خنجر سے اسلامی اخوت کا سینہ چاک کرنا چاہتی ہیں اور خاکساروں سے اگلے وقتوں کا انتقام لینے کے لئے اسلامی وقار کو کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہے

جناح کالج کراچی:

یہ کالج مسلم لیگی رکن جناح ریاض الدین احمد نے قائم کیا۔ اس کے لئے انہوں نے آگرہ میں ۲۰ ہزار روپے جمع کئے تھے۔ قائداعظم نے ۱۹۴۲ء میں ان کے نام پر کالج قائم کرنے کی اجازت دی چنانچہ انہوں نے ۱۹۵۴ء میں ناظم آباد میں جناح کالج کی عمارت مکمل کی اس اعتبار سے قیام پاکستان کے بعد قائم ہونے والا یہ پہلا ڈگری کالج تھا۔ ۱۹۶۰ء میں مس فاطمہ جناح نے اس کالج کا معائنہ کیا اور ۵۰ ہزار روپے کا عطیہ دیا۔

انہوں نے ۱۹۴۹ء میں کراچی میں جناح یونیورسٹی کے قیام کا بھی منصوبہ بنایا تھا بابائے اردو نے اس کا نام جناح اردو یونیورسٹی رکھنے کی تجویز پیش کی جسے وزیر تعلیم نے منظور بھی کر لیا۔ جناح کالج کیمپس کی عمارت ۱۸ ایکڑ اراضی پر محیط ہے۔ اس میں تین بڑی لائبریریاں، فنی اور سائنسی آلات سے لیس لیبارٹریاں ہیں۔

۱۹۸۴ء میں انہوں نے جناح پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج بھی قائم کیا

جناح کالج لاہور

دیکھئے جناح اسکول

جناح کالونی فیصل آباد:

ریلوے مال گودام سے مغرب کی طرف جائیں تو علامہ اقبال روڈ اور جھنگ روڈ کے مقام اتصال سے ایک راستہ جناح کالونی کی طرف جاتا ہے۔ یہ فیصل آباد کی جدید ترین کالونی ہے اس کے نواح میں ماڈل ٹاؤن۔ اقبال پارک اور گلبرگ کی بستیاں ہیں۔

جناح کری ایٹر آف پاکستان

قائداعظم کی سرکاری سوانح عمری اس کتاب کو مسٹر ہیکٹر بولائتھو نے تصنیف کیا اور حکومت پاکستان کی ہدایت پر یہ کتاب ۹ ماہ کے اندر ۲۳ فروری ۱۹۵۳ء تک مکمل کرنا تھی لیکن یہ کتاب نومبر ۱۹۵۴ء میں شائع ہو سکی اس کا مسودہ پاکستانی حکام نے پڑھا تاکہ کوئی واقعاتی غلطی باقی نہ رہے۔ کتاب لکھنے پر ہیکٹر بولائتھو اور ان کے نائب پیل کو سٹرلنگ کی صورت میں ۱۴ ہزار دو سو روپے اور پاکستانی کرنسی کی صورت میں ۲۴ ہزار تین سو روپے دیئے۔

جناح کورٹ ہاسٹل:۔

سندھ کے طلباء کی قدیم اقامت گاہ، یہ عمارت کراچی میں جون ۱۹۳۲ء میں قائم ہوئی تھی۔ ابتداء میں یہ عمارت لیسلی ولسن مسلم ہوسٹل کے نام سے موسوم تھی جہاں سندھ کے دور دراز کے علاقوں سے طلباء آکر رہائش رکھتے تھے۔ یہ عمارت ایک لاکھ نواسی ہزار روپے کی لاگت سے تیار ہوئی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد اسے قائداعظم کے نام سے موسوم کر کے اس کا نام جناح کورٹ ہوسٹل رکھا گیا۔ یہ عمارت ڈاکٹر ضیاء الدین روڈ پر ۸۰۸۸ ایکڑ رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ اسے ۱۹۸۵ء میں طلباء سے خالی کرا لیا گیا تھا تاکہ سندھ کلچرل کمپلکس بنایا جا سکے۔

جناح کیپ:

قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے جس اجلاس میں سب سے پہلے یہ ٹوپی پہنی وہ ۲۵ واں سالانہ اجلاس تھا جو لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ قائداعظم کے ٹوپی پہننے کے بعد اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ شام تک لکھنؤ شہر میں جتنی بھی ٹوپیاں دستیاب تھیں وہ سب کی سب بک گئیں۔

اس کی کہانی یہ ہے۔

۱۹۳۵ء میں راجا صاحب محمود آباد کی قیام گاہ لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہو رہا تھا اس موقع پر قائداعظم اور ان کے سرکردہ پیرو جمع تھے۔ مسٹر جناح راجہ صاحب محمود آباد کے مہمان تھے نواب اسماعیل خان بھی اسی محل کے والان میں قائداعظم سے ملے وہ اس وقت بالکل بے عیب لباس اور ایک سیاہ سموری ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ قائداعظم اس ٹوپی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پوچھنے لگے کہ کیا وہ اپنی ٹوپی تھوڑی دیر کے لئے دے سکتے ہیں نواب صاحب نے اپنی روایتی خوش خلقی سے ٹوپی قائداعظم کو دے دی اور ان سے ٹوپی پہننے کی درخواست کی صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ ان پر ٹوپی کیسی لگتی ہے۔ قائداعظم نے اسے پہن لیا۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ سب لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں تو اٹھ کر ساتھ کی خواب گاہ میں چلے گئے اور وہاں ایک قد آدم آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر دیکھنے لگے ٹوپی نہ صرف ان کے ٹھیک آئی بلکہ ان پر زیب بھی دیتی تھی جب واپس آئے تو لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ وہ ٹوپی پہنے رہیں اور اسی طور کھلے اجلاس میں شریک ہوں۔ قائداعظم نے اس تجویز کو قبول کر لیا

پنڈال میں پچاس ہزار انسانوں کا مجمع تھا ان لوگوں نے پہلی مرتبہ اپنے قائد کو سموری ٹوپی اور شیروانی میں دیکھا تو خوشی کے فلک شگاف نعروں سے ان کا استقبال کیا قائداعظم کو بھی یہ ٹوپی پہن کر بے انتہا مسرت ہوئی لکھنؤ کا یہ جلسہ بڑا کامیاب رہا۔ دوسرے ہی دن لوگوں نے یہ ٹوپی پہننا شروع کر دی بعد میں اس کا نام جناح کیپ پڑ گیا جو آج پاکستان کے سرکاری لباس کا حصہ ہے

جناح کی تقریریں:

یہ کتاب عثمان صحرائی نے مرتب کی اور اسے ادارہ اشاعت اردو حیدر آباد دکن نے ۱۹۴۵ میں زیور طبع سے آراستہ کیا۔ یہ کتاب ۲۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

جناح کیمبرج ہائی سکول (پرائیویٹ):

ابتداء میں یہ سکول اپریل ۱۹۷۵ء میں سول لائنز نزد کچہری روڈ شیخوپورہ پر قائم کیا گیا۔ ازاں بعد اسے ملک انور روڈ پر منتقل کر دیا گیا۔ یہ سکول نرسری سے مڈل تک تھا لیکن ۱۹۸۰ء میں میٹرک کی کلاسوں کا بھی اجراء کیا گیا۔ نسرین خالد ایم اے نفسیات بی ایڈ اس سکول کی پرنسپل ہیں۔ ان کے ماتحت عملے میں ۱۲ ٹیچرز میں جو سب کے سب گریجویٹ ہیں سکول میں انگلش میڈیم طریقہ تعلیم رائج ہے۔ طلبا کی تعداد ۴۰۰ کے لگ بھگ ہے۔

سکول کی عمارت کرائے کی ہے بچوں کو ان کے گھروں تک پہنچانے کے لئے سکول کی جانب سے کنوئنس مہیا کیا جاتا ہے غریب طلبا کو بھی مراعات ملتی ہیں

بچوں کی جسمانی صحت کے لئے ہر سال کھیلوں کے بین الکیاتی مقابلے منعقد کرائے جاتے ہیں

سکول میں بچوں کو میرٹ کی بنیاد پر ہی داخلہ ملتا ہے۔

بحوالہ سلیم شہزادہ صاحب
سے ایک ملاقات اکتوبر ۱۹۸۸ء

جناح گارڈن (شیخوپورہ):

یہ کچہری روڈ پر پیلوے سٹیشن کے قریب میونسپل کمیٹی کے دفاتر سے متصل ہے۔ ۱۹۷۴ء میں اسے آراستہ کیا گیا
۱۹۷۸ء میں اس کے وسط میں فوارہ نصب کیا گیا اس کے قریب ہی ڈزنی لینڈ کے طرز پر بیٹھنے کے لئے کپ بنے ہوئے ہیں
اسے پورے شہر میں تفریحی مقام کے طور پر مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عیدین کی نمازیں ہر سال اسی باغ میں ادا کی جاتی ہیں۔ ہر سال صنعتی نمائش اور میلہ بھی اسی باغ میں لگتا ہے۔ پاکستان کے وزیر اعظم محمد خاں جونیجو نے ۱۹۸۷ء میں اس کا معائنہ کیا تھا۔

جناح گارڈن فیصل آباد:

سرکلر روڈ سے سرگودھا روڈ کی طرف جائیں تو ایک سڑک فیصل آباد سے مشہور کلب چناب کلب کی طرف جاتی ہے۔ اس کے قریب ہی جناح گارڈن واقع ہے۔ یہ باغ پہلے پہل کمپنی باغ کے نام سے مشہور تھا

جناح گاندھی گفت وشنید:

یہ کتاب سید شمس الحسن نے تحریر کی اور اسے ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ پریس نے دہلی سے شائع کیا۔
صفحات کی تعداد ۱۵۳ ہے قائد اعظم پر لکھی جانے والی کتابوں میں اس کا شمار ابتدائی کتب میں ہوتا ہے۔

جناح گاندھی مذاکرات:

دیکھئے گاندھی جناح مذاکرات

جناح گیٹ:

خوشاب کا مشہور دروازہ، یہ واحد دروازہ ہے جس کا نام جناح گیٹ ہے جسے انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں خوشاب کی جغرافیائی اہمیت کو دیکھ کر یہاں پر اپنے تسلط کے نشانات ثبت کئے تھے اور چار بڑے دروازے بازاروں کے باہر اس ترتیب سے تعمیر کرائے کہ ہر ایک کے درمیان صلیب کا نشان ثبت ہو گیا موجودہ جناح گیٹ ۱۸۶۵ء کے بعد بنوایا گیا۔

جناح لائبریری (دیپالپور):

آج سے تقریباً تیس سال پہلے ۱۹۸۵ء میں دیپالپور میں ایک بزرگ نے ننکانہ صاحب (دیپالپور کی مشہور عمارت) میں تقریباً دو ہزار کتب پر مشتمل ایک لائبریری بنائی تھی جس میں معتبر ذرائع کے مطابق زیادہ تر مسودات، قلمی نسخوں پر مشتمل تھے۔ وہ تمام قیمتی اور قلمی مسودات دیپالپور کی چند مشہور ہستیوں نے چوری کر لئے اور اس کے بعد تمام کتب ضائع ہو گئیں
(معلومات بذریعہ منیر جنجوعہ، جنجوعہ لائبریری دیپالپور)

جناح لائبریری ساہی وال:۔

اس لائبریری کا قیام ۱۹۸۹ء میں عمل میں آیا اس کا باقاعدہ افتتاح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے ساہی وال ہال میں کیا انہوں نے لائبریری کی توسیع اور ترقی کے لئے چار کنال قطعہ اراضی کے علاوہ لائبریری کے لئے چیف آرگنائز چوہدری بشیر حسین طاہر کو دس لاکھ روپے کا عطیہ دینے کا بھی اعلان کیا۔

جناح لاء کالج حیدر آباد:

یہ کالج ۱۹۷۲ء میں قومی ملکیت میں لے لیا گیا اور اب اس کا نام گورنمنٹ جناح لاء کالج ہے۔

جناح مسجد:

قائد اعظم محمد علی جناح بین الاقوامی شہرت کے حامل فرد تھے ان سے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کو محبت تھی بلکہ بیرون ملک بھی انہیں شہرت دوام حاصل تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کیربیئن کے علاقہ۔ ٹرینڈاڈ ٹوباگو کے مسلمانوں نے ایک مسجد تعمیر کی ہے جس کا نام انہوں نے جناح مسجد رکھا ہے۔

جناح مسجد ٹرسٹ (کراچی):

کراچی کی یہ مسجد ۱۹۴۸ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی تو کراچی کے

عوام نے اسے اپنے محبوب قائد سے منسوب کیا۔

جناح مسلم لیگ :

۴ نومبر ۱۹۵۰ء کو خان افتخار حسین آف ممدوٹ نے لاہور میں جناح مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا

(۱) پاکستان میں اسلامی جمہوری نظام کا قیام

(۲) پاکستان کے آئین کو قرآن پاک و سنت کی ہدایات کے مطابق تشکیل دینا۔

(۳) پاکستان کی خارجہ پالیسی کی اس بنیاد پر تشکیل کہ پاکستان کسی پاور بلاک کا خیمہ بردار نہ ہو بلکہ پاکستان کو اپنے مفاد کو باقی تمام مصالح پر ترجیح دی جائے۔

(۴) پاکستان کے تحفظ و استحکام کے لئے ہر شہری کی مناسب تربیت کرنا۔

(۵) پاکستان میں آزادی تحریر و تقریر کا تحفظ فراہم کرنا

(۶) پاکستان کے ہر شہری کے لئے بنیادی سہولتوں کی فراہمی

(۷) زکوۃ کی بنیاد پر بیت المال کا قیام۔

(۸) پاکستان کے ہر شہری کے لئے قرآن پاک کی تعلیم کا انتظام کرنا۔

(۹) باقاعدہ منصوبہ بندی کے مطابق ملک کی صنعتی اور اقتصادی ترقی۔

(۱۰) ملک کی زرعی ترقی اور زرعی مسائل کے لئے ضروری اصلاحات

(۱۱) پاکستان میں مہاجرین کی مستقل تسلی بخش آباد کاری۔

(۱۲) پاکستانی اقلیتوں کے جان، مال اور ان کے شہری و مذہبی حقوق کی حفاظت

(۱۳) پاکستان میں رشوت ستانی، بدعنوانی حکام کی نااہلی کی بدولت انتظامیہ کے معاملات کی خرابی اور چور بازاری کا استیصال

(۱۴) پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے درمیان بہتر تعلقات کی استواری

جناح میدان :

قائداعظم محمد علی جناح سے نہ صرف پاکستانی عقیدت رکھتے ہیں بلکہ غیر ملکوں میں ان کی مقبولیت سے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ کولمبو میونسپل کونسل نے ۲۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کو اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی جس کے تحت کولمبو کی جامع مسجد کے قریب واقع میدان کا نام جناح میدان رکھ دیا گیا۔

جناح میموریل ہسپتال :

یہ ہسپتال ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں واقع ہے یہ شیخ ہسپتال کے نام سے بھی معروف ہے۔

جناح نگر :

قائداعظم محمد علی جناح بنگال مسلم لیگ کی دعوت پر فروری ۱۹۴۲ء میں سراج گنج تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے ایک جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ جس جگہ جلسہ ہوا اس کا نام جناح نگر رکھ دیا گیا۔

جناح نہ بکنے والا

Jinnah un purchesable

یہ کوئی مکالمہ نہیں بلکہ ایک فیچر فلم کا نام ہے جسے امریکا کے ایک فلم ساز اور سکرین پلے رائٹر باب میلگن نے بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح پر ۴ جون ۱۹۸۸ء کو بنانے کا اعلان کیا۔ یہ فلم جنوری ۱۹۸۹ء سے چھ ماہ کے عرصہ میں ۵۰ لاکھ ڈالر سے مکمل ہوئی۔ اس رقم کا ۲۵ فی صد حصہ امریکا میں رہنے والے پاکستانی دیں گے جب کہ ۷۵ فی صد ایک امریکی خاتون۔

فلم کا سکرین پلے خود باب میلگن نے لکھا ہے اس کی تیاری کے سلسلے میں پاکستان بھی آئے۔ محمد علی جناح کے کردار کے لئے پاکستان کے عمران اسلم کا نام تجویز کیا گیا جنہوں نے سٹیج کے بہت سے ڈرامے تخلیق کئے انہوں نے ۱۹۸۹ء میں پاکستان ٹی وی کے لئے خلیج نامی سیریل بھی لکھی تھی۔ بقول میلگن کے انہوں نے عمران اسلم کا آڈیشن لینے کے بعد ان کا انتخاب کیا ہے۔

یہ نام انگریزی سے اردو میں منتقل کیا گیا۔

جناح ہال:

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو قائد اعظم محمد علی جناح سے بڑی محبت اور عقیدت تھی انہوں نے اس کا اظہار چند اقدامات کر کے کیا جن میں ملک بھر کے ٹاؤن ہالوں کو جناح ہال کا نام دیا۔

جناح ہال (بمبئی):

قائد اعظم محمد علی جناح نے کانگریس میں رہ کر ملک کے لئے جو خدمات انجام دیں ان کے اعتراف کے نتیجے میں کانگریس نے بمبئی میں جناح ہال تعمیر کرایا اس کا افتتاح ۱۹۲۱ء میں مسز سروجنی نائیڈو نے کیا اس ہال میں جو سنگ بنیاد نصب کیا گیا اس پر یہ تحریر ہے

"۱۹۱۸ء میں مسٹر جناح نے جو باوقار اور شاندار خدمات مادر وطن کے لئے انجام دیں ان کی یادگار میں یہ ہال تعمیر کیا گیا"

اس ہال کی تعمیر میں جن ممتاز شخصیات نے حصہ لیا ان میں فضل شاہ، حمید صاحب، ڈاکٹر صادق، نواب رشید علی خاں۔ شیخ محمد حسین رحیم بخش، علم دین، چراغ علی اور اے بی اکرم شامل ہیں

جناح ہال (سرگودہا):

یہ ہال سرگودہا میں تعمیر کیا گیا ہے۔ کمپنی باغ میں تعمیر کردہ یہ عمارت سرگودہا کے تعمیراتی طرز کا بہترین نمونہ ہے۔ سرگودہا شہر کی تمام ثقافتی سرگرمیاں اسی ہال میں ہوتی ہیں۔ اس سے متصل لائبریری بھی ہے۔

جناح ہاؤس (بمبئی):

یہ عمارت بمبئی کے مالابار ہل کے علاقے میں واقع ہے اور تقسیم ہند تک قائد اعظم کی رہائش گاہ تھی۔ تقسیم کے بعد حکومت ہند کے قبضہ میں آ گئی حکومت نے اس کے صدر دروازے پر لگی ہوئی تختی کو برقرار رکھا۔ اس پر یہ عبارت درج ہے۔

"جناح ہاؤس نمبر ۲ ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ مالابار ہل بمبئی"۔

مہاراشٹر میں مرکزی حکومت کے تعاون سے چلنے والے ایک خود مختار ثقافتی ادارے انڈین کونسل برائے ثقافتی تعلقات کی اس عمارت پر نظریں لگی ہوئی ہیں۔

یہ عمارت ۱۹۳۰ء کے دوران تعمیر کرائی گئی تھی اور اس کا نقشہ برطانوی ماہر تعمیرات کلاوڈ باٹلے نے تیار کیا۔ مشہور ماہر تعمیرات، یحیٰ مرچنٹ نے بھی اس عمارت کی تعمیر کے لئے مفید مشورے دیئے اس کو دیکھنے سے اسلامی فن تعمیر کی ایک جھلک نظر آتی ہے سامنے کا حصہ ستونوں اور محرابوں پر مشتمل ہے تمام فرش سنگ مرمر سے بنے ہیں۔ یہ سنگ مرمر ہندستان سے لایا گیا۔ غسل خانوں میں خاص قسم کا سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ دروازوں میں لکڑی کے سامان کشمیری اخروٹ کے درخت کی لکڑی سے تیار کئے گئے ہیں رہائش گاہ کے اندر داخل ہونے والے کو پہلے باغ سے گزرنا پڑتا ہے یہ تین منزلوں میں ہے۔

بمبئی بچاؤ کمیٹی کے صدر کشن مہتہ اور بمبئی ماحولیاتی ایکشن گروپ کے ناظم چغتائی اس عمارت کو ثقافتی ادارے کے حوالے کرنے کے سخت مخالف ہیں۔

اسے ۱۹۸۳ء میں بند کر دیا گیا تھا۔ اس کے ارد گرد کی زمین پر اعلیٰ بھارتی حکام کی رہائش گاہوں کے لئے پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے تین فلیٹوں پر مشتمل دو بڑی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔

بھارتی حکومت نے اسے بمبئی میں مقیم برطانوی ہائی کمشنر کو کرایہ پر دے دیا تھا جسے وہ اپنی رہائش گاہ کے طور پر استعمال کرتے تھے ۱۹۸۰ء میں اچانک بھارتی حکومت نے برطانوی ڈپٹی ہائی کمشنر سے یہ گھر خالی کرا لیا۔

اسے بمبئی بچاؤ کمیٹی نے بچانے کے لئے اپریل ۱۹۸۸ء میں بھارت کے سیکرٹری ترقیات ڈی ایم آخوت نھکو کو خطوط لکھے جن میں کہا گیا تھا کہ یہ عمارت تاریخ اور فن تعمیر کے لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کمیٹی کے صدر کشن مہتہ نے کہا کہ حکومت اس ثقافتی یادگار سے لاتعلق نہ رہے اور اسے تحریک آزادی کے عجائب گھر میں بدل دیا جائے۔

جناح ہومیوپیتھک میڈیکل کالج:

یہ کالج کراچی میں ہومیوپیتھک کی تعلیم کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

جناح ۔ یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ :

یہ کتاب عبداللہ بٹ نے مرتب کی اور اسے قومی کتب خانہ لاہور نے ۱۹۴۶ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا۔ کتاب ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

جنازہ :

۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ریڈیو پاکستان کراچی سے اپنے محبوب قائد کے جنازے کا آنکھوں دیکھا حال زیڈ اے بخاری اور سید وقار عظیم نے سنایا۔ اس رواں تبصرے کی روداد نقوش قائد اعظم میں اس طرح درج ہے۔

تین بجنے میں ایک منٹ باقی تھا کہ کراچی سٹوڈیوز سے آواز آئی

حضرت قائد اعظم کا جنازہ اٹھایا جارہا ہے ہمارا نمائندہ گورنر جنرل ہاؤس میں موجود ہے وہ آپ کو اس کا آنکھوں دیکھا حال سنائے گا۔

ملت کے محبوب کا آخری سفر شروع ہوا۔ یہ آواز ذوالفقار علی بخاری کی تھی اور اس آواز میں آنسو تھے یہ آواز اسی سوگوار انداز میں ایک ایک لمحہ کا حال سناتی رہی۔

ملت کا باپ مر گیا۔

اہل ملت زارو قطار رو رہے تھے بخاری بھی رو رہا تھا مگر اسے ایک فرض ادا کرنا تھا کہ آپ کو دور افتادہ شرکائے غم کو قائد اعظم کے جنازے کا حال سنائے لاکھوں نفوس کا جلوس تھا گریاں اور خاموش۔

جلوس قائد اعظم کے جنازے کو لئے ہوئے بڑھتا گیا جہاں تک نظر نے کام کیا بخاری نے ان اندوہناک مناظر کا حال سنایا جب جلوس نظروں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے دوسرے مقام کے مائیکروفون کو اشارہ کیا۔

وقار عظیم کی آواز آئی۔

اول و آخر فنا باطن و ظاہر فنا
نقش کہن ہو کہ نو منزل آخر فنا
ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات دوام
جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام۔

جلوس ریڈیو پاکستان کے ہیڈکوارٹرز سے گزر گیا سوا چار بجے جلوس نمائش کے میدان میں پہنچا اور وہاں سے بخاری، وقار عظیم اور صدیقی نے غم واندوہ کا حال سنایا۔

عین پانچ بجے نماز جنازہ کھڑی ہوئی مبصرین خاموش ہو گئے اللہ اکبر کی آواز آئی عام طور سے تکبیر میں شوکت، عظمت، سطوت اور جلال ہوتا ہے آج کی تکبیر میں غم اور حزن وملال کے جذبات تھے۔ نماز جنازہ کے بعد شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نے قائد اعظم کے متعلق ایک خطبہ پڑھا۔

چھ بجے کے قریب حضرت قائد اعظم کا جنازہ مرقد کے قریب لایا گیا رائل پاکستان ایئر فورس کے جہازوں نے مرقد پر پھول برسائے، اور کچھ وقت کے بعد حضرت قائد اعظم کے جسد مبارک کو سپرد خاک کر دیا گیا آنکھوں دیکھا حال سوا سات بجے ختم ہوا۔

جنازہ (سرکاری اعلان) :

سرکاری طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کا جنازہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو تین بجے بعد دوپہر فوجی اعزاز سے گورنمنٹ ہاؤس سے اٹھایا جائے گا اور پانچ بجے نمائش گراونڈ میں جامع مسجد کے قریب شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور پانچ بجے جامع مسجد کے احاطہ میں بابائے پاکستان محمد علی جناح کو سپرد خاک کیا جائے گا حکومت پاکستان مسلمانوں کو اپیل کرتی ہے کہ جنازہ کے ہمراہ نظم ونسق کو قائم رکھیں اور صبر و تحمل سے کام لیں۔

جنجوعہ، راجا خیر مہدی :

قائد اعظم نے انہیں انتخابات کے موقع پر پارلیمانی بورڈ کا ممبر نامزد کیا تھا وہ ۱۹۰۸ء میں ضلع جہلم کے قصبہ دارا پور میں محمد ایوب خاں کے ہاں پیدا ہوئے جہلم میں تعلیم کا آغاز کیا لیکن والد کی وفات کی وجہ سے تعلیم ادھوری چھوڑنا پڑی۔ خاندانی ذمہ داریوں کو پورا کرنے لئے دارا پور سے چک نمبر ۵۲ جنوبی ضلع سرگودھا منتقل ہو گئے وہیں سے انہوں نے ۱۹۳۵ء میں سیاست کا آغاز کیا پہلی مرتبہ ڈسٹرکٹ بورڈ شاہ پور کے رکن منتخب ہوئے پہلا مقابلہ جاگیردار خورشید علی چیمہ سے ہوا۔

وہ ضلع جہلم کے پہلے فرد تھے جنھوں نے باقاعدہ طور پر مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کی اور وفات تک مسلم لیگی ہی رہے۔

۱۹۴۵ء کے انتخاب میں جہلم سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ۱۹۵۸ء تک مسلسل رکن منتخب ہوتے رہے۔

ایوبی دور میں جب ان پر ایبڈو کی پابندی لگائی گئی تو راجہ افضال مہدی (سابق وزیر جنگلات و داخلہ راجا اقبال مہدی کے والد) کو نامزد کیا جن کا پہلا مقابلہ راجا غضنفر علی خاں سے ہوا۔

فیروز خاں نون وزیر اعظم بنے تو انہیں وزارت کی پیش کش کی گئی۔

ایک وقت آیا کہ وہ مستقل طور پر ضلع خانیوال میں میاں چنوں کے قریب چک نمبر ۳/۸اے آر میں منتقل ہو گئے حج بھی کیا۔

۱۴/اگست ۱۹۸۷ء کو حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے گولڈ میڈل سے نوازا ۲۹ جون ۱۹۸۸ء کو انتقال کیا۔

(بحوالہ امروز لاہور ۲۹/اکتوبر ۱۹۸۸ء)

جواد بیگ:

قائد اعظم کے معتقد۔ قائد سے ان کی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ آٹھویں میں تھے فروری ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم نے انہیں اور ان کے بڑے بھائی کو گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں طلب کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم پاکستان میں نوجوانوں کو منظم کرو۔ ہم تو کچھ عرصہ کے مہمان ہیں تم ہی لوگوں کو ملک کی باگ دوڑ سنبھالنی ہے میں نے ایک تنظیم آل پاکستان مسلم یوتھ لیگ کے نام سے قائم کی ہے۔ محترمہ فاطمہ جناح کو اس کا پہلا صدر اور تمہارے بڑے بھائی کو جنرل سیکرٹری بنایا ہے۔

وہ علی گڑھ میں ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ میں تعلیم پائی ۱۹۴۴ء میں بی اے کیا ان کی والدہ راحیل بیگم شیروانی سرسید کالج کی استانی ہیں۔ جواد بیگ کے نانا موسیٰ خاں شیروانی قائد اعظم کے دیرینہ ساتھیوں اور مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے۔ ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں مسلم لیگ قائم ہوئی اور ۱۹۱۱ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کا دفتر موسیٰ خاں شیروانی کی کوٹھی مشرف منزل میں رہا۔

جواری کا پانسہ:

قائد اعظم محمد علی جناح گاندھی کی ہندوستان چھوڑ دو تحریک ۱۹۴۲ء کو جواری کا آخری پانسہ کہا کرتے تھے۔

جوزف سٹالن:

قائد اعظم کے انتقال کے وقت روس پر جوزف سٹالن کی حکومت تھی انہوں نے ۱۹۲۴ سے ۱۹۵۳ء تک روس پر حکومت کی۔

وہ روسی علاقہ جارجیا میں پیدا ہوئے اصل نام زوگشو ملی تھا۔ انقلابی تحریک میں شامل ہو کر مرد آہن کا لقب پایا۔ ۱۹۲۲ء میں کمیونسٹ جماعت کا معتمد عمومی بنا دیا گیا۔ لینن کی وفات کے بعد ان کے جانشین بنے۔ ۱۹۴۱ء میں سٹالن نے مالوٹوف کو معزول کر کے وزارت عظمیٰ پر قبضہ کر لیا روس پر ہٹلر کے حملے کے کچھ دن بعد فوج کی قیادت سنبھالی۔ اور خطابات مارشل (۱۹۴۳) اور جز لیسمو (۱۹۴۵) اختیار کر لئے تہران، یالٹا اور پاٹسڈیم کانفرنسوں میں اعلیٰ درجے کی سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا۔

۱۹۵۳ء میں انتقال کیا۔

جو کھم اولوا:

بمبئی کے ایک موقر ہفت روزہ کے ایڈیٹر۔ انہوں نے ۱۹۴۰ء میں قائد اعظم کے بارے میں کہا تھا کہ انہوں نے بار میں اپنا عز و وقار ہمیشہ قائم اور بے داغ رکھا وہ بار کے اعلیٰ ترین معیار کی علامت تھے اور بار میں ان کی یاد ہمیشہ ہمیشہ تازہ رہے گی یہی وہ خصوصیات تھیں جن کی بنا پر قائد اعظم کو ہندوستانی بار کا لارڈ سائمن کہا جاتا ہے

جوگندر ناتھ منڈل:

پاکستان کے پہلے وزیر قانون ۱۰/اگست ۱۹۴۷ء کو جب کراچی میں دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تو نوابزادہ لیاقت علی خاں کی تجویز پر انہوں نے اجلاس کی صدارت کی اس اجلاس میں بابائے قوم بھی موجود تھے۔

مسٹر جوگندر ناتھ منڈل نے اس موقع پر کہا۔

"میں اس عظیم اور اہم موقع پر قائداعظم کی خدمت میں ہدیہ تحسین وتبریک پیش کرتا ہوں۔
قائداعظم پاکستان کے بانی اور معمار ہیں مجھے پورا بھروسہ ہے کہ انکی اعلیٰ قیادت، تدبر اور لیاقت کے زیر سایہ پاکستان کے تمام باشندوں کو خوشحالی اور ترقی نصیب ہو گی۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسٹر جناح آج کی دنیا میں عظیم مدبر اور عظیم ترین انسان ہیں مجھے امید ہے کہ پاکستان کے مختلف حصوں اور فرقوں کے نمائندے جو یہاں موجود ہیں پاکستان کے لئے ایک ایسا دستور مرتب کریں گے، جو واقعی ایک اعلیٰ دستور ہو گا۔

جونا گڑھ:
پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے والی پہلی ریاست۔ نواب جونا گڑھ نے حکومت پاکستان کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت اسے پاکستان میں شامل کیا اس معاہدے پر قائداعظم نے ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو بحیثیت گورنر جنرل دستخط کئے اس طرح چار ہزار مربع میل پر پھیلی ہوئی یہ ریاست پاکستان میں شامل ہو گئی۔ اور جغرافیائی طور پر پاکستان کی حدود شمال میں درہ خیبر سے لے کر سومنات تک پھیل گئیں ریاست جونا گڑھ کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع ہے اس کا ساحل ۱۵۰ میل لمبا ہے اور اس پر پانچ قدرتی بندر گاہیں ہیں۔ ویراول سب سے بڑی ہے۔
بحیرۂ عرب کے جنوبی ساحل پر واقع ریاست. ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو وہ دستاویزات جن پر الحاق کے مقصد کے لئے دستخط کئے جانے تھے ان کو ۱۹۴۷ء آزادی ہند ایکٹ الحاق کی دستاویز کا نام دیا گیا تھا اور جونا گڑھ کے حکمران نے الحاق کی دستاویزات پر دستخط کئے اور یہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی میں داخل کئے گئے۔ جو کہ ریاست کا ایک نمائندہ وفد لے کر آیا تھا۔
۱۵ ستمبر کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے جونا گڑھ اور دیگر مسلمان ریاستوں کے الحاق کو منظور کر لیا۔ بابائے قوم قائداعظم نے پہلے گورنر جنرل ہونے کی حیثیت سے ان الحاق کی دستاویزات پر دستخط کر دیئے اور ان کے تحت جونا گڑھ، مانادور، بانٹوا، منگرول اور سردار گڑھ پاکستان میں شامل ہو گئیں۔
ہندوستانی قیادت نے جونا گڑھ کی ایک خود ساختہ حکومت بنائی جس کا صدر دفتر بمبئی سے دارالحکومت منتقل کر دیا گیا ہندوستان کی ایک ڈویژن فوج اور تقریباً ایک سکواڈرن ایئر فورس اسلحہ سے لیس ۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو سرحد توڑ کر ریاست میں داخل ہو گئیں۔ پاکستان نے اس کے خلاف عالمی ادارے میں بھی آواز اٹھائی۔ لیکن ہندوستان نے ایک اور ڈراما کیا اور اسے صوبہ گجرات میں شامل کر کے ہندوستان کا حصہ بنا دیا۔
اس کی ۱۵۰ میل لمبی سمندری سرحد ہے اور اس پر پانچ بندر گاہیں ہیں

جووٹ، لارڈ (Lordjowitt)
مشہور انگریز قانون دان، لیبر پارٹی کے دور اقتدار میں ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۱ء برطانیہ کے وزیر قانون رہے۔
انہوں نے پریوی کونسل میں قائداعظم کی وکالت کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔
"جناح قانونی معاملات میں نہایت ہوشیار تھے اور پریوی کونسل میں اپنے مقدمات کی پیروی میں وہ بڑی فہم وبصیرت کا ثبوت دیتے تھے ان کی ان صلاحیتوں کے باعث ہم ان کا بے حد احترام کرتے ہیں۔"
ان کا پورا نام ولیم ایلن جووٹ تھا وہ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا ۱۹۲۲ء میں پارلیمنٹ کے رکن اور ۱۹۲۹ء میں لیبر پارٹی کے ٹکٹ پر پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے ۱۹۲۹ تا ۱۹۳۲ء برطانیہ کے اٹارنی جنرل، ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۲ء سولسٹر، پے ماسٹر جنرل، وزیر بے محکمہ، اور ۱۹۴۵ء تک نیشنل انشورنس کے وزیر رہے۔ ۱۹۴۵ سے ۱۹۵۱ء تک وزیر قانون کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۷ء میں انتقال کیا۔

جوہر مولانا محمد علی:
قائداعظم محمد علی جناح اور مولانا محمد علی جوہر کی پہلی ملاقات ۱۹۰۷ء میں بمبئی میں انجمن اسلامیہ کے جلسے میں ہوئی۔ مولانا رام پور سے آئے تھے۔
۲۲ اکتوبر ۱۹۰۷ سر کریم ابراہیم نے نواب عماد الملک کے اعزاز میں جو دعوت دی اس میں قائد کے ساتھ مولانا جوہر نے بھی شرکت کی۔ یہ مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا اور اس میں سنی، شیعہ، بوہرا اور خوجہ فرقوں کے مسلمانوں نے شرکت

کی۔

۱۹۱۳ء میں لندن میں مولانا جوہر کے ساتھ قائداعظم کی اہم میٹنگ ہوئی اس میٹنگ میں قائداعظم کو مسلم لیگ میں شمولیت پر آمادہ کیا گیا ۱۵ مئی ۱۹۱۵ء کو جب مولانا محمد علی جوہر کو گرفتار کیا گیا تو قائداعظم نے مولانا کی رہائی کے لئے انتھک کوششیں کیں قائداعظم نے ۵ ستمبر ۱۹۱۷ء کو یہ مسئلہ امپیریل کونسل میں بھی پیش کیا۔

وہ ۱۸۷۸ء میں رامپور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ اور آکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ جنوری ۱۹۱۱ء میں انگریزی ہفت روزہ کامریڈ جاری کیا جس نے مولانا کی انگریزی انشاء پردازی کا سکہ بٹھایا۔ اسی طرح اردو میں ان کا اخبار ہمدرد بھی مقبول ہوا۔ تحریک خلافت اور ترکِ موالات دونوں کے روح رواں تھے۔ گاندھی جی محمد علی اور شوکت علی کے تعاون سے کل ہند لیڈر بنے تھے۔ آخر میں دونوں گاندھی سے بدظن ہو گئے مسلم لیگ کے بانیوں میں سے ہیں۔

۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن گئے۔ مولانا شعر کہتے تھے مگر ان کی غزلوں میں بھی مجاہدانہ رنگ پایا جاتا ہے

ہر شعر جوش و خروش اور جذب و شوق میں ڈوبا ہوا ہے زندگی میں تخلص ان کے نام کا جزو نہ تھا بعد کے لوگوں نے تخلص ان کے نام کا جزو بنا دیا۔ البتہ غزلوں میں وہ تخلص ضرور استعمال کرتے تھے۔

جنوری ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلستان گئے یہاں انہوں نے آزادیٔ وطن کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "اگر تم میرے ملک کو آزاد نہ کرو گے تو میں واپس نہیں جاؤں گا اور تمہیں میری قبر بھی یہیں بنانا ہوگی۔"

۴/جنوری ۱۹۳۱ء کو لندن میں انتقال کیا اور بیت المقدس میں دفن ہوئے۔

جھا، امرناتھ:

وائس چانسلر الہ آباد یونیورسٹی۔ اپریل ۱۹۴۲ء میں کانگریس کے جنرل سیکرٹری اچاریہ کرپلانی نے کانگریسی طلبا کے کہنے پر سینٹ ہاؤس پر کانگریسی جھنڈا لہرانے کا اعلان کیا مسلمان طلباء نے شدید احتجاج کیا۔ اور کہا کہ صرف ایک پارٹی کا جھنڈا نہیں لہرایا جا سکتا۔ پرچم کشائی کے روز جب اچاریہ کرپلانی جھنڈا لہرانے کے لئے اٹھے تو مسلم طلبا نے اپنا موقف دہراتے ہوئے کہا نہیں نہیں۔ لیکن اس کے باوجود پرچم لہرا دیا گیا تمام مسلمان طلبا واک آوٹ کر گئے اتفاقاً قائد اعظم الہ آباد میں موجود تھے۔ تین چار مسلم طلبا شاہ محمود، سلیمان ذوالنورین اور نورالحسن جعفری قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنا مدعا بیان کیا۔ انہوں نے غور سے طلبا کی بات سنی اور کہا کہ میں یونیورسٹی میں جھنڈا لہرانے کے سوال پر مسلم طلبا کا خون نہیں بہنے دوں گا۔ ہمیں ایک بہت بڑے مقصد کے لئے خون کی ضرورت پڑے گی جسے بچا کر رکھنا ہو گا۔ قائداعظم نے طلباء کو سمجھایا اور چودھری خلیق الزمان کو ہدایت کی کہ وہ طلبا سے بات چیت کریں چودھری خلیق الزمان کے کہنے پر طلبا نے جھنڈا لہرانے اور جلوس نکالنے کا خیال ترک کر دیا۔ لیکن انہیں یہ فائدہ ہوا کہ وائس چانسلر پروفیسر امرناتھ نے انہیں الگ یونین بنانے کا موقع دیا۔ مگر اسی دوران گاندھی کی تحریک ہندوستان چھوڑ دو کے سلسلے میں ہنگامے شروع ہو گئے اور یونیورسٹی بند کر دی گئی۔ یونیورسٹی کے کھلنے پر پھر طلبا نے وائس چانسلر سے مطالبہ کیا کہ الگ یونین بنانے کا وعدہ پورا کیا جائے وائس چانسلر کو طلبا کا مطالبہ تسلیم کرنا پڑا۔ ۱۹۴۶ء کے اوائل میں سردار عبد الرب نشتر نے اس یونین کا افتتاح کیا۔

وہ الہ آباد میں ۲۵ فروری ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں الہ آباد یونیورسٹی میں ان کا تقرر پروفیسر کی حیثیت سے ہوا۔ الہ آباد میونسپلٹی کے وائس چیئرمین، صدر آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس رائل سوسائٹی آف لٹریچر کے فیلو اور الہ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔

جھٹ پٹ:

۲۵ جون ۱۹۴۳ء کو قائداعظم محمد علی جناح جیکب آباد سے جھٹ پٹ تشریف لائے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا اسٹیشن پر بلوچستان کے جو اہم مسلم لیگی رہنما موجود تھے ان میں میر فیض محمد خاں جمالی۔ میر بخش خاں جمالی، میر قیصر خاں، میر شاہنواز خاں جمالی برادران حقیقی جعفر خاں جمالی، وڈیرہ غلام حیدر خاں جمالی حاجی گہنوز خاں کھوسہ، وڈیرہ حاجی نظر محمد خاں کھوسہ قابل ذکر ہیں۔

قائد اعظم نے بڑی سیدھی سادھی اردو زبان میں ان سب حضرات کا شکریہ ادا کیا اور مختصر سے الفاظ میں ان کو اتحاد، اتفاق اور نظم سے ایک جھنڈے تلے منظم ہونے کی ہدایت فرمائی گاڑی چل پڑنے پر مختلف نعروں کی گونج میں مشتاقان دیدار قائد اعظم کی ذات سے عقیدت رکھنے والے پروانے دیوانہ وار گاڑی کو دیکھ رہے تھے

جھرک.

ضلع ٹھٹھہ کا ایک قصبہ،حیات قائد اعظم پر مرتب کی جانے والی ابتدائی کتابوں میں قائد اعظم کی جائے ولادت جھرک لکھی ہے،جو کہ غلط ہے۔

جھرک شاہراہ کراچی پر ٹھٹھہ سے ۳۲ میل اور کوٹری سے ۲۴ میل کے فاصلے پر دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر واقع ہے اس کے قریب عربی دور کے مشہور شہر سنجابری کے کھنڈرات ہیں۔ گھوڑوں کی زین اور سوسی کا کپڑا خاص صنعت ہے. کوہستانی زبان (سندھی) بولی جاتی ہے۔

آبادی ۶ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

جھوٹے مدعیان (FalseProphets)

پاکستان کے وزیر خزانہ ملک غلام محمد نے جب پاکستان کا پہلا بجٹ پیش کیا تو قائد اعظم نے فرمایا

"آپ نے جو اپنا پہلا بجٹ پیش کیا ہے تو اس سے ان تمام جھوٹے مدعیان و ماہرین مالیات کو زبردست صدمہ پہنچا ہے اس سے پاکستان کے مالیاتی استحکام کا پتہ چلتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر پاکستان کے وسیع وسائل، اس کی افرادی قابلیت اور مادی وسائل کو صحیح طور پر استعال کیا گیا تو پاکستان کا مستقبل انتہائی شاندار ہو گا۔"

جی اے الانا شاعر، محقق، سیاست دان، ماہر معاشیات.

قائد اعظم کے مداح، انہوں نے قائد اعظم جناح پر "ایک قوم کی سرگزشت" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ یہ تصنیف قائد اعظم کی عہد آفریں زندگی کا مرقع ہے۔

وہ کراچی میں ۲۲ اگست ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ فرگوسن کالج پونا سے بی اے کیا ۱۹۴۲ء میں سندھ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔

انہوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کار ہائے نمایاں انجام دیئے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تیس سال پہلے سندھ مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے کیا۔ پھر آل پاکستان مسلم لیگ کے فنانس سیکرٹری ہو گئے کراچی کے میئر اور مغربی پاکستان قانون ساز اسمبلی کے رکن بھی رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ایوان صنعت و تجارت کی بنیاد رکھی اور کئی سال تک اس کے صدر رہے۔ نو سال تک بین الاقوامی ادارہ محنت کی مجلس انتظامیہ کے رکن رہے۔ ۱۹۵۶ء میں انہیں انٹرنیشنل آرگنائزیشن آف ایمپلائرز کا متفقہ طور پر صدر چنا گیا۔ اعلیٰ پائے کے مصنف اور شاعر تھے۔

نظموں کا ترجمہ متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے تصانیف کے نام یہ ہیں۔ منظوم ترجمہ۔ شاہ عنایت سندھی۔ شاہ لطیف بھٹائی۔ سچل سرمست۔ ساقی۔ یونائیٹڈ پوئٹس لاریٹ انٹرنیشنل کے نائب صدر رہے۔ انہیں اسی تنظیم نے پوئیٹ لاریٹ انتھالو جسٹ کے خطاب سے نوازا دنیا بھر کی سیاحت کی اور بے شمار کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے۔ ۱۹۶۲ء میں انجمن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی کمیٹی برائے اقتصادی امور کا نائب صدر منتخب کیا گیا۔ ۸ مارچ ۱۹۸۵ء کو انتقال کیا۔

جی اے خاں، بیگم:

قائد اعظم محمد علی جناح نے انہیں ۱۹۴۸ء میں پاکستان نیشنل گائیڈز کی پہلی چیف کمشنر مقرر کیا تھا تاکہ وہ ۱۲ویں گرل گائیڈز اور گرل اسکاوٹس کانفرنس میں حصہ لے سکیں یہ کانفرنس امریکا میں منعقد ہوئی۔

وہ ۱۹۱۴ء میں لاہور میں پیدا ہوئیں بیگم جی اے خاں نے لاہور کالج سے بی اے کرنے کے بعد لیڈی میکلگن کالج سے بی ایڈ کی ڈگری ۱۹۳۶ء میں لی. ۱۹۴۷ء میں گرل گائیڈ تحریک کو منظم کیا اور اس کی پہلی چیف کمشنر مقرر ہوئیں ان کے شوہر کرنل جی۔ اے خاں انڈین میڈیکل سروس میں تھے تقسیم کے بعد پنجاب میں جیلوں کے انسپکٹر جنرل تھے۔ ان کا ۱۹۵۰ء میں انتقال ہوا۔

انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی ازاں بعد وہ ایک عرصہ تک ہیڈ مسٹریس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتی رہیں۔ گرل گائیڈز، تحریک پاکستان سے وابستہ رہیں۔ ۱۹۴۷ء میں گرل گائیڈ کی چیف کمشنر مقرر ہوئیں اپوا، ریڈ کراس اور سوسائٹی سے بھی وابستگی رہی۔ لاہور کارپوریشن کی کونسلر کی حیثیت سے خواتین کے حقوق کے لئے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۱ء پنجاب اسمبلی کی ممبر رہیں۔ ۱۹۵۶ء میں انہیں مغربی پاکستان کی کابینہ میں سماجی بھلائی کا ڈپٹی منسٹر مقرر کیا گیا۔

۱۹۶۲ء میں قومی اسمبلی کی ممبر منتخب ہوئیں اور اس حیثیت سے بھی خواتین کے حقوق کے لئے کام کرتی رہیں ۱۹۶۵ء میں مغربی پاکستان کے لئے خواتین کے لئے جو نشستیں مخصوص کی گئیں ان میں سے ایک نشست پر انہیں منتخب کر لیا گیا ۱۹۶۹ء تک اسمبلی کی رکن رہیں۔

پورا نام بیگم خدیجہ جی اے خان ہے۔

جی ایم سید:

۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ء کو جی ایم سید نے کراچی میں قائداعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔

عصرانے میں علامہ آئی آئی قاضی، جناب حاتم علوی، جناب محمد ایوب کھوڑو اور سید میراں محمد شاہ نے شرکت کی۔ قائداعظم سے سندھ کے مسئلہ کے حل میں امداد کی درخواست کی۔

وہ ۱۹۰۴ء میں موضع سن تعلقہ کوٹری ضلع دادو میں پیدا ہوئے۔ اصل نام غلام مرتضٰی شاہ ہے۔ ادب اور سیاست میں دلچسپی رہی۔ اپنی سیاسی زندگی کا آغاز چودہ برس کی عمر میں لاڑکانہ خلافت کانفرنس سے کیا۔ ۱۹۳۰ء میں انڈین نیشنل کانگریس میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۹۳۱ء میں یوتھ لیگ کے ممبر منتخب ہوئے ۱۹۳۸ء میں سندھ مسلم لیگ صدر منتخب ہوئے۔ جئے سندھ تحریک قائم کی یہ تحریک نظریۂ پاکستان اور پاکستان کے خلاف کام کر رہی ہے۔ ان کی ایک کتاب جو شاہ عبداللطیف بھٹائی کے کلام پر محققانہ تبصرہ ہے پیغام لطیف کے نام سے شائع ہوئی۔

ابتداء میں وہ قائداعظم محمد علی جناح کے معتقدوں میں سے تھے۔ بحیثیت صدر سندھ مسلم لیگ شملہ وفد میں شرکت سے قبل انہوں نے کہا۔

”ہم پوری طاقت کے ساتھ یہ بتانے کے لئے شملہ جا رہے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے اس نازک موقع پر ہر مسلم لیگی قائداعظم کے پیچھے ایک چٹان کی طرح کھڑا رہے گا اور ان کے ہر حکم پر قربانی دے گا۔“

روزنامہ مشرق ۵ فروری ۱۹۸۷ء
مضمون عشرت رحمانی۔

لیکن قیام پاکستان سے قبل قائداعظم کے مخالف ہو گئے اور اس کے بعد ہمیشہ قائداعظم اور پاکستان کی مخالفت میں لگے رہے۔

جیت پور (کاٹھیاواڑ)

۲۶ جنوری ۱۹۴۰ء کو قائداعظم کاٹھیاواڑ کے شہر جیت پور پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ جگہ جگہ محرابیں اور دروازے بنائے گئے تھے۔ جن میں چند نام یہ ہیں باب جناح، باب سکندر حیات، باب فضل حق باب سر عبداللہ ہارون، باب سر آدم جی، باب حاجی عبدالغنی بیگ، محمدا باب آغا خاں وغیرہ شامل تھے۔

جیت پور کے مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور ہریجنوں نے بھی قائداعظم پر گل پاشی کی۔ بعد میں میمن برادری کے افراد جمع ہوئے۔ میمن یوتھ لیگ اور پوری میمن برادری کی سماجی جماعت انجمن اسلام کی جانب سے قائداعظم کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ جلسے کی صدارت جناب ایوب عبدالکریم منیانے کی۔ اس کے علاوہ ذکریا عبدالعزیز کامدار (وفاقی وزیر مذہبی امور) نے تقریر کی تھی اور قائد کا خیر مقدم کیا تھا۔ مقررین نے قائداعظم کو یقین دلایا کہ وہ تحریک پاکستان کے سلسلے میں ان سے مکمل تعاون کریں گے۔

جوابی تقریر میں قائداعظم نے کہا،

آپ نے میری خوب خوب تعریف کی ہے میں مانتا ہوں آپ مجھ سے خوش ہیں اور میں نے قوم کی خدمت کی ہے میں اس بات سے انکار نہیں کرتا مجھ سے جو ہو سکی ہے وہ میں نے قوم کی خدمت کی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ جن اصولوں کو مدنظر رکھ کر

اور جس مقصد کو پیش نظر رکھ کر میں نے حتی الامکان جو کوششیں کی ہیں ان اصولوں اور مقاصد پر آپ لوگ بھی اعتبار کریں ان کے حصول کے لئے کوششیں کریں۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہوئے تو ہزار ہا جناح آپ میں سے پیدا ہوں گے جو قوم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرخرو رکھیں گے۔

آج ہم مقابلے میں کھڑے ہیں۔ ہم مسلمان اپنے مخصوص مقام کے لئے لڑ رہے ہیں اس مقابلے میں ہم کامیاب ہونے کے لئے ہم اپنی تمام تر کوششیں لگا دیں گے۔ ہم تعداد میں کم ہیں۔ صنعت اور تجارت میں ہمارا مقام اونچا نہیں۔ تعلیمی معیار میں بھی ہم بلند نہیں بلکہ بہت پسماندہ ہیں خواندگی کا معیار بھی بہت کم ہے لیکن اس سب کمی کے باوجود ہم نے کئی ایک عظیم مسلمان پیدا کئے ہیں۔ اور میرے وطن کاٹھیاواڑ نے لاتعداد امیر پیدا کئے ہیں جو مجھے پُر خلوص دعوت دے کر یہاں لے آئے ہیں۔

بعد میں یوتھ لیگ کے نوجوان کارکنوں کی جانب خاص توجہ دیتے ہوئے جناح صاحب نے فرمایا۔ نوجوانوں کو میرا یہی مشورہ ہے کہ آپ (مسلمانوں کی آزادی) کے لئے کام کریں، اپنے حاجت مند بھائیوں کی مدد کریں۔ آج تمہیں ایک کام کی ذمہ داری سپرد کرتا ہوں جو آپ کو کرنا ہے۔ ہم نے ابھی اپنے کام کی ابتدا کی ہے لیکن پھر ڈھائی سال میں ہم نے بہت کچھ کام انجام دیئے ہیں اس کام کے لئے ہماری مہم کی ابتدا ہوئی ہے

حقیقی جنگ بام عروج پر پہنچے گی اس وقت جب ہم میں بہت سے لوگ شاید موجود نہ ہوں گے۔ اس وقت آپ نوجوانوں کو یہ جنگ لڑنی پڑے گی اور اس جنگ کو جاری رکھنا ہو گا۔

انہوں نے مزید کہا کاٹھیاواڑ کا ہمارا یہ دورہ صرف دولت حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ ایک اور بھی مقصد ہے وہ یہ کہ ہم آپ کی ہمت افزائی کے لئے آئے ہیں آپ لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے آئے ہیں اور یہ بتانے کے لئے آئے ہیں کہ آپ لوگوں کی پشت پناہی پر ہند کے نو کروڑ مسلمان کھڑے ہیں آپ کو آپ کا جائز مقام حاصل کرنے کے لئے اتحاد کرنا ہے

ـــــ ہمیں کسی سے عداوت نہیں نہ ہم کسی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ہمارے حقوق پر اور ہمارے مفاد پر اگر کسی نے وار کیا تو مخالفین اس بات کو خوب سمجھ لیں کہ ہم لمحہ بھر بھی برداشت نہیں کریں گے کہ اگر وہ اس وہم و گمان میں ہیں کہ ان کی آبادی چالیس کروڑ ہے تو وہ لکھ لیں یہ نو کروڑ ان پر بھاری پڑ جائیں گے ہندوؤں کے سب رہنما برے نہیں لیکن ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کے دماغ پر اقتدار کا نشہ چڑھ گیا ہے۔ انہیں ہندو راج قائم کرنے کی دھن ہے لیکن وہ اپنے نشے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ مسلمان ایک زمانے تک اس ملک میں ہندو راج کا سرا اونچا نہ ہونے دیں گے، مسلمان اپنی جانیں قربان کر دیں گے لیکن اس قسم کے راج کو پیدا ہونے سے روکیں گے۔ آج نہیں تو کل اس ملک میں عوامی حکومت قائم کر کے رہیں گے۔ کاٹھیاواڑ ایسی ریاستوں کا دیس ہے بہت سے راجے، مہاراجے، اچھے ہیں انصاف پسند ہیں۔ لیکن اس کے عملدار اتنے ہی برے ہیں ہمارے کاٹھیاواڑ کے دورے سے ان پر واضح ہو جانا چاہئے کہ کاٹھیاواڑ کے مسلمان اکیلے نہیں ہیں اگر ان پر ظلم ہوا تو پورے برٹش ہند کے مسلمان خاموش نہیں بیٹھیں گے مسلمان اب دب کر نہیں جئیں گے۔ ظلم و تشدد کا سورج غروب ہو چکا ہے۔

قائداعظم کی تقریر کا یہ اثر ہوا

کہ اہالیان جیت پور کی جانب سے ۵۳ ہزار روپے دیئے گئے تھے جو فنڈ کا تیسرا حصہ تھا۔

جیکب آباد

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۹ء میں جیکب آباد تشریف لے گئے ان کے ہمراہ سر عبداللہ ہارون، محمد ہاشم گزدر، راجا صاحب محمود آباد امیر احمد خاں، مولانا قطب الدین، عبدالولی فرنگی محلی تھے۔ سر جعفر خان جمالی نے قائد کا شاہانہ استقبال کیا عید گاہ جیکب آباد میں جلسہ منعقد کیا قائداعظم نے جلسے میں تقریر بھی کی۔

جیکب آباد کا شمار صوبہ سندھ کے مشہور شہروں میں ہوتا ہے اس کی آبادی ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اناج، گھی، باجرا، چاول گیہوں دستکاری، قالین، حربی سامان اور چٹائیوں کے لئے مشہور ہے۔ اسے ۱۸۴۷ء میں جنرل جان جیکب نے اپنے نام پر آباد کیا۔

برعظیم کے شدید ترین گرم علاقوں میں سے ہے جون میں درجہ حرارت ۱۲۷ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے۔

جیلانی، ایس. جی میجر (ریٹائرڈ):۔

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائداعظم کے معتقد، وہ یکم نومبر ۱۹۲۴ء کو چترال میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اسلامیہ کالج پشاور سے ملحقہ کالجیٹ سکول میں داخلہ لیا اور وہیں سے بی اے کیا زمانہ طالب علمی میں ہی مشاورتی تعلیمی بورڈ کے رکن بنے کالج کی تعلیم کے دوران ہی تحریک پاکستان کی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے۔ اور اس حیثیت سے کچھ طلباء کو ساتھ ملا کر قائداعظم کے دورہ پشاور کے دوران ان سے ملاقات کی، ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد میں ریفرنڈم ہوا تو انہوں نے اسے کامیاب بنانے کے لئے انتھک محنت کی۔ گریجویشن مکمل کرنے کے بعد چترال کے حکمران کے چیف سیکرٹری اور مشیر رہے۔ پھر فوجی ملازمت اختیار کی میجر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مشرقی پاکستان کے گورنر چوہدری خلیق الزمان کے اے ڈی سی رہے اور اٹھارہ برس تک اسی عہدے پر کام کیا۔

جیلانی کامران

قائداعظم ایوارڈ یافتہ اور قائداعظم پر ایک کتاب کے مصنف، وہ ۲۴۔ اگست ۱۹۲۶ کو پونچھ (کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۴۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی اور ۱۹۵۷ء میں ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی (ادبیات) کے امتحانات پاس کئے۔ اور گورنمنٹ ایف سی کالج لاہور میں ملازمت اختیار کرلی۔ شاعری، تنقید و تاریخ ان کے موضوعات ہیں۔ تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

۱۔ ستانزے مجموعہ کلام
۲۔ نقش کف پا (۱۹۶۱)
۳۔ چھوٹی بڑی نظمیں (۱۹۶۷)
۴۔ دستاویز ۱۹۷۶ تنقید
۵۔ تنقید کا پس منظر
۶۔ نئی نظم کے تقاضے
۷۔ غالب کی تہذیبی شخصیت
۸۔ اقبال اور ہمارا عہد
۹۔ نظریہ پاکستان کا ادبی و فکری مطالعہ
۱۰۔ قائداعظم اور آزادی کی تحریک
۱۱۔ English Reading of Kh.Farids Kafis
۱۲۔ Ann—ul—Haq Reconsidered
۱۳۔ South Asia Muslim Creative Mind

۱۹۸۶ء میں تمغہ امتیاز اور قائداعظم ایوارڈ حاصل کیا۔

جیناپونجا

جیناپونجا قائداعظم محمد علی جناح کے والد کا نام تھا۔ وہ چھریرے بدن اور چھوٹے قد کے تھے اس لئے جینا کہلائے۔ مگر ان کے اندر یہ تغیر آیا کہ وہ اپنا نام جیناپونجا کی جگہ جناح پونجا لکھنے لگے۔ جیناپونجا نے اپنے نام کی یہ صورت کب بدلی یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے لیکن اتنا معلوم ہوا ہے کہ فارسی زبان ان کے دور تک سندھ میں زندہ تھی۔ اس کے علاوہ ان کے سسرال والے فارسی کے اہل زباں تھے گجراتی میں جینا یا جینٹڑاں کے معنی دبلے پتلے کے ہیں اور عربی میں صوتی مناسب رکھنے والے لفظ جناح کے معنی بازو اور شہ پر کے ہیں، بہر حال کچھ بھی ہو یہ واقعہ ہے کہ جینا پونجاہ نے اپنے نام کا تلفظ بدل لیا تھا وہ جینا کو انگریزی میں JINNAH لکھنے لگے تھے۔ اتنا ہی نہیں انہوں نے پونجا کو پونجاہ POONJAH کر دیا۔ لفظ پونجا کے اخیر میں ہ کے بڑھ جانے سے اس کے معنی کچھ اور ہو گئے۔ پونجا سنسکرت اور ہندی میں وافر، بیشتر اور ڈھیر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جب کہ فارسی میں بون لبادے اور کوٹ کو کہتے ہیں۔ اور جاہ مرتبے اور عظمت والے کو جیسے عالی جاہ۔

جینٹڑاں بھائی

جینٹڑاں گجراتی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے باریک، دبلا اور پتلا۔ قائداعظم کی مادری زبان کچھی تھی۔ گھر کا ہر فرد بھی یہی زبان بولتا تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح اردو بولتی تھیں قائداعظم کچھی اور گجراتی دونوں زبانیں بول لیتے تھے۔

قائداعظم لفظ جینٹڑاں کا استعمال قبل تقسیم تک بمبئی میں پرائمری مسلم لیگ کی رکنیت کے فارم پر دستخط کی شکل میں کرتے رہے اور وہ بھی گجراتی میں۔ قائداعظم نے اس گجراتی لفظ جینٹڑاں کا بدل عربی میں خوب تلاش کیا۔ اور کم عمری ہی میں

جنیٹاں کی بجائے جناح لکھنے لگے جس کے معنی بازو کے ہیں۔ یہ لفظ حضرت امام حسین ؓ کے ذوالجناح سے لیا گیا ہو گا۔ اور یہی دبلا پتلا جنیٹاں قوم کا قوی بازو جناح ہو گیا۔ مولانا ظفر علی خان تو ہمیشہ جینا لکھا کرتے تھے۔

مضمون روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ دسمبر ۱۹۶۷ از رضوان احمد

جے آر بوتھ بریگیڈیئر

۱۹۴۷ء میں جب صوبہ سرحد میں ریفرنڈم ہوا تو انڈین آرمی کے ایک سینئر اور غیر جانبدار افسر بریگیڈیئر جے آر بوتھ کو سرحد کا ریفرنڈیم کمشنر مقرر کیا گیا اس کے ماتحت بہت سے دوسرے فوجی بھی تھے۔ پولیس کے علاوہ ۲۸ ہزار فوجی سپاہیوں کو امن و امان کی بحالی اور انتظامات پر مامور کیا گیا۔ ریفرنڈم ۶ سے ۱۷ تاریخ تک جاری رہا۔

جے کار، ڈاکٹر مکند رام راؤ

Jayakar, Dr Mukand Ram Rao

پاکستان کا زبردست مخالف۔ وہ بمبئی میں ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوا۔ بمبئی میں تعلیم حاصل کی اور ایڈوکیٹ کی حیثیت میں بمبئی ہائی کورٹ میں پریکٹس کرتا رہا۔ ۱۹۱۷ تا ۱۹۲۰ء ہوم رول لیگ کا سرگرم رکن رہا۔ جب قائداعظم نے ہوم رول لیگ سے استعفیٰ دے دیا تو وہ بھی مستعفی ہو گیا۔ قائداعظم نے اس کے بمبئی لیجسلیٹو کونسل (۱۹۲۳) کے انتخابات کے سلسلے میں مہم چلائی۔ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۰ء انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کا رکن رہا۔ قائداعظم نہرو رپورٹ میں ترمیم چاہتے تھے لیکن اس نے اس کی شدومد سے مخالفت کی۔ ۱۹۳۰ء۔ ۱۹۳۲ء کی گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۹ء فیڈرل کورٹ آف انڈیا کا جج رہا اس کے بعد ۱۹۴۶ تا ۱۹۴۷ انڈین دستور ساز اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۴۸ء میں اسے پونا یونیورسٹی کا وائس چانسلر بنا دیا گیا وہ ۱۹۵۶ء تک اس عہدے پر فائز رہا۔ ۱۹۵۸ء میں دی سٹوری آف مائی لائف نامی آپ بیتی لکھی۔

چ

چار سو بیس

۲۱ نومبر ۱۹۴۲ء کو لاہور ٹاؤن ہال گراؤنڈ میں مسلم خواتین کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

"میں آپ کا شکر گزار ہوں آپ کی تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اتنا کچھ سمجھ گئی ہیں کہ میرے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں خدا سے دعا مانگتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گی۔

آپ نے کانگریس اور برطانیہ کی حکمت عملی پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا یا عارضی حکومت ہو یا قومی سب چار سو بیس ہے۔

آخر میں آپ نے فرمایا اتاترک کو بھی ترکی کو زندہ کرنے کے لئے چودہ سال لگ گئے تھے ہم تو دو سو سال کے غلام ہیں۔ اب ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے علاقے مانگتے ہیں جس میں ہم اسلامی عدل و انصاف کی تاریخ دہرا سکیں گے۔

چارلس الیونٹ. لاء ممبر

انہوں نے انگریز ایڈووکیٹ جنرل مسٹر میکفرسن سے ۱۹۰۰ء میں بمبئی پریذیڈنسی میں قائداعظم کو مجسٹریٹ بنانے کی سفارش کی تھی۔ چنانچہ مئی ۱۹۱۱ کو انہیں صرف چوبیس برس کی عمر میں بمبئی پریذیڈنسی مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔ یہ عہدہ اگرچہ عارضی تھا لیکن سر چارلس آلیونٹ نے انہیں مستقلاً بھی اس عہدے کی پیش کش کی تھی جس میں ماہانہ پندرہ سو روپے تنخواہ کا بھی لالچ دیا گیا تھا۔ لیکن قائداعظم نے یہ کہہ کر اس پیش کش کو ٹھکرا دیا کہ میں تو پندرہ سو روپے روزانہ کمانا چاہتا ہوں ۱۹۰۲ء میں ان کی ملاقات پھر سر چارلس آلیونٹ سے ہوئی۔ اس ملاقات میں قائد سے آلیونٹ نے پوچھا کہ وکالت کیسی چل رہی ہے۔ تو قائد نے کہا دو ہزار روپے سے زیادہ کما رہا ہوں۔

چال چلن سرٹیفکیٹ

قائداعظم محمد علی جناح جب ۱۸۹۶ء میں لندن سے بیرسٹری

کا امتحان پاس کرنے کے بعد بمبئی پہنچے تو پریکٹس شروع کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ان کے پاس کسی مجسٹریٹ کا کیریکٹر سرٹیفکیٹ ہوتا۔ اس سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر ہی انہیں وکالت کا اجازت نامہ مل سکتا تھا۔ اس مرحلے پر ان کی ذہانت کام آئی چنانچہ ایک روز علیٰ الصبح وہ انگریز مجسٹریٹ کی کوٹھی پر گئے اور اپنے نام کی چٹ اندر بھیج دی جس پر ایم اے جناح بار ایٹ لا کے الفاظ درج تھے۔ چند منٹ کے بعد مجسٹریٹ نے انہیں اندر بلایا۔ قائداعظم کے پر وقار انداز لباس کی نفاست، چہرے اور آنکھوں کی ذہانت نے پہلے ہی لمحے میں انگریز مجسٹریٹ کو متاثر کر دیا۔ قائد نے جاتے ہی یہ سوال کیا کہ آپ میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ آپ مجھے ایک شریف انسان معلوم ہوتے ہیں یہ سن کر قائد نے ایک کاغذ ان کی طرف بڑھایا اور فرمایا کہ یہ الفاظ اس کاغذ پر لکھ دیں۔ جب مجسٹریٹ نے تفصیل پوچھی تو بتا دیا کہ وکالت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ مجسٹریٹ نے اسی وقت سرٹیفکیٹ لکھ دیا۔

چائے

قائداعظم کو مشروبات میں چائے بہت پسند تھی بیگم حاتم بھائی طیب جی اپنے ایک مضمون بیداری نسواں کے علمبردار میں لکھتی ہیں۔

ہمارے ہاں جب بھی وہ (قائداعظم) مہمان ہوتے تو حکم یہ تھا کہ چائے ہر وقت ان کے کمرے میں تیار رہنی چاہئے جب اپنے کمرے میں ہوتے تو اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پیتے تھے ورنہ ہم لوگوں کے ساتھ میز پر ہوتے تو ہم میں سے کوئی نہ کوئی ان کے لئے چائے بناتا۔ کام کرتے وقت ہمیشہ چائے ان کے سامنے ہوتی تھی۔

چٹاگانگ

قیام پاکستان کے بعد مارچ ۱۹۴۸ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے مشرقی پاکستان کا دورہ کیا اور اس دوران ڈھاکہ اور چاٹگام بھی گئے۔

قائداعظم ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو چٹاگانگ پہنچے تو انہوں نے محترمہ فاطمہ جناح۔ خواجہ ناظم الدین اور کابینہ کے متعدد ارکان کے ہمراہ چٹاگانگ کی گودی کا معائنہ کیا۔ چٹاگانگ کی بندرگاہ کو بھی وسیع کرنے کا پروگرام بنایا گیا جسے پورٹ کمشنر نے قائداعظم کے سامنے پیش کیا۔ قائداعظم نے دلچسپی سے اس پروگرام کو دیکھا۔ اور اس سلسلے میں مفید مشورے دیئے۔ اسی شام قائداعظم نے شہریوں کے ایک استقبالیہ میں شرکت کی جس میں انہوں نے حاضرین کے سامنے ایک تقریر کی اس تقریر میں قائداعظم نے پاکستان کی معیشت اور اقتصادی مساوات کے بارے میں وہ لافانی الفاظ کہے جو پاکستان کے لئے ہمیشہ نشان راہ کا کام دیتے رہیں گے۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم کے اصولوں پر رکھی جائے جس مین اخوت و مساوات کی کارفرمائی ہو۔ تو آپ نہ صرف میرے بلکہ لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم آپ سب کے لئے مساوی مواقع مانگتے ہیں۔ اور اس کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو آپ میرے ہی خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ترقی کے ان مقاصد کے بارے میں ہمارے ہاں کوئی اختلافات نہیں کیونکہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اسی لئے کیا تھا۔ اس لئے اس کی جدوجہد کی تھی اور اسی لئے اسے حاصل بھی کیا تھا کہ دینی معاملات اپنی روایات اور اپنے دل و دماغ کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ ہم جسمانی اور روحانی دونوں طریقوں پر آزاد ہیں۔ اخوت، مساوات، اور حریت یہ ہیں ہمارے مذہب اور تہذیب و تمدن کے بنیادی نکتے ہم نے حصول پاکستان کی خاطر اسی لئے جنگ کی تھی کہ متحدہ ہندوستان میں ان انسانی حقوق کے پامال ہونے کا اندیشہ تھا۔ اپنی اس تقریر میں بھی قائداعظم نے عوام کو اتحاد قائم رکھنے، تعصب و تنگ نظری سے بچنے دشمن کی سازشوں سے ہوشیار رہنے اور تعمیری انداز و اطوار اختیار کرنے کے انتہائی قابل قدر مشورے دیئے انہوں نے پاکستان کے روشن مستقبل پر اپنے یقین واعتماد کا اعادہ کیا۔ قائداعظم نے اس یقین کا اظہار کیا کہ چاٹگام ایک دن پاکستان کا عظیم شہر بن جائے گا اور یہ مستقبل میں پاکستان کا دروازہ ثابت ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ مغربی پاکستان ان دنوں اپنی تاریخ کے نازک مرحلے سے گزر رہا ہے۔ اس کے باوجود میں یہاں آیا ہوں صرف اس لئے کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں کہ آپ نے اپنے شہر کو ترقی کی کس منزل تک پہنچایا ہے۔ تقریر کے آخر میں قائداعظم نے عوام کی

جانب سے پیش کیے گئے سپاسنامہ کے مندرجات کا شکریہ ادا کیا۔ یہ سپاسنامہ چٹاگانگ کے شہریوں کی جانب سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن مسٹر ابوالقاسم نے پیش کیا تھا۔ جس میں قائداعظم کی شخصیت اور ان کی قومی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا تھا۔ اور ان کی بے لوث قیادت پر اعتماد و یقین کا اظہار کیا تھا۔ شہریوں کے اس استقبالیہ میں قائداعظم کو ان کے ریلیف فنڈ میں سوا دو لاکھ روپے کی رقم بھی پیش کی گئی۔ جس کا قائداعظم نے خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔

چٹاگانگ فلڈ ریلیف فنڈ

قائداعظم محمد علی جناح نے گورنر سندھ مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ کی اپیل پر ۲۱ اگست ۱۹۴۷ء کو چٹاگانگ ریلیف فنڈ میں مبلغ ایک ہزار روپے کا عطیہ دینے کا اعلان کیا۔

یہ بنگلہ دیش کا مشہور شہر ہے۔ دریائے کرنافلی پر واقع اس شہر کا قدیم نام اسلام آباد تھا۔ یہ بنگلہ دیش کی اہم بندرگاہ کے طور پر بھی مشہور ہے۔ اس کی آبادی ۹ لاکھ ہے۔ چائے۔ تیل، چاول، پٹ سن تمباکو، گنا، مکئی، ترکاریوں، کپاس کی اوٹائی، گانٹھ بندی، صابن اور موم بتی سازی، کیمیائی اشیاء، سوتی کپڑے، ریلوے انجینئرنگ اور بجلی کے سامان کے لئے پورے بنگلہ دیش میں مشہور ہے۔ مضافات میں سلہٹ کے کارخانے بھی ہیں۔

پرتگیز اس شہر کو پورٹو گرینڈ کہا کرتے تھے۔

چٹرجی، اے سی

انہوں نے ۱۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو اسمبلی کے اجلاس میں اس تحریک کی مخالفت کی جس میں کہا گیا تھا کہ ایوان انڈین کرمنیل لاء امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۰۸ء کی بعض دفعات پر غور کرے۔ قائداعظم نے اس کی حمایت میں تقریر کی۔ اور حکومت پر سخت نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ جنگ کے خاتمے پر ہماری خدمات و خلوص کا صلہ ہم کو رولٹ ایکٹ کی صورت میں دیا گیا تھا اب ایک مرتبہ پھر ہم پر کالے قوانین مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اس موقع پر چٹرجی نے قائد سے کہا کہ وہ اسمبلی سے مستعفی ہو جائیں لیکن قائداعظم نے فوراً جواب دیا کہ نہیں اب ایسا نہیں ہوگا۔ اب من مانی کارروائی کرنے کی مہلت نہیں دی جائے گی۔ اب عوام کو ان کا جائز حق مل کر رہے گا۔ بل دوسری خواندگی کے لئے پیش ہوا تو پھر قائد نے اس کی مذمت کی۔

چٹرجی، سر شچیندر:۔

پاکستان کی مجلس دستور ساز کے رکن انہوں نے ڈھاکا کے ہوائی اڈے پر قائداعظم کا اس وقت استقبال کیا جب وہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو مشرقی پاکستان کے دورے پر ڈھاکا تشریف لے گئے تھے۔

چیٹھہ، محمد حسین

مسلم لیگی رہنما۔ اور قائداعظم کے معتقد، ۱۹۳۹ء میں انہوں نے لکھنؤ میں ہونے والے مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں شرکت کی۔ اور قائداعظم نے انہیں کونسلر بنا دیا وہ ۱۹۱۴ میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور ۱۹۳۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری لی۔ اسی سال لکھنؤ میں منعقدہ مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۹۴۶ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں پنجاب کے وزیر مال مقرر ہوئے۔ بعدازاں ون یونٹ اسمبلی اور پھر قومی اسمبلی کے رکن بنے چند دیگر وزارت میں وزیر رہے۔ ۱۹۶۲ء میں بنیادی جمہوریتوں کے تحت قومی اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں بھی حصہ لیا مگر ناکام رہے۔

چچا

راجا صاحب محمود آباد محمد امیر احمد خان قائداعظم محمد علی جناح کو چچا کہا کرتے تھے

قائداعظم کے دو چچا تھے نتھو بھائی اور وال جی بھائی

چراغ حسن حسرت

دیکھیے حسرت، چراغ حسن

چرچل جناح مراسلت

۳۱ اگست ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے مائیکل فٹ کے اس

مضمون کی تردید کی جس میں موصوف نے لیبر پارٹی کے سرکاری ترجمان ڈیلی ہیرلڈ میں لکھا تھا کہ مسٹر جناح اور چرچل کے درمیان خط و کتابت ہو رہی ہے۔

آپ نے فرمایا میں نے ۶ جولائی کو وزیر اعظم اٹیلی کو ایک خط لکھا تھا ۲۵ اور ۲۹ جون کے بیانات اور دوسرا مواد بھی روانہ کیا تھا۔ اسی قسم کا ایک خط مسٹر چرچل کو بھی لکھا تھا چونکہ معاملہ پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیے جانے کا امکان تھا۔

چرچل، سرونسٹن

۱۸ نومبر ۱۹۴۳ کو قائد اعظم محمد علی جناح نے امپریل لیجسلیٹو اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جنگ کی وجہ سے بنگال میں قحط سے روزانہ ہزاروں افراد بھوک اور خوراک کی عدم دستیابی کے باعث ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور ہزاروں افراد کی صحت فاقہ کشی سے برباد ہو گئی ہے۔ ہندوستانیوں کی زندگی کی ذمہ دار حکومت ہے کیا برطانیہ میں چرچل کی حکومت ۴۸ گھنٹے سے زیادہ قائم رہ سکتی ہے اگر وہاں دو تین سو آدمی بھوک سے مر جائیں چہ جائیکہ ہزاروں افراد ہلاک ہوں۔

وہ ۳۰ نومبر ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوئے۔ ہندوستان، سوڈان اور جنوبی افریقہ کے معرکوں میں شریک رہے۔ پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ (۱۹۰۰) برطانوی بحریہ کے ناظم اعلیٰ (۱۹۱۱۔ ۱۹۱۵) بھی رہے۔ پہلی عالمی جنگ میں درہ دانیال کی مہم کی ناکامی پر اعتماد کھو کر الگ ہو گئے۔ لارڈ جارج کی لبرل حکومت میں دوبارہ شمولیت اختیار کی۔ کنزرویٹو حکومت میں وزیر مالیات رہے۔ (۱۹۲۴۔ ۱۹۲۹) جرمنی سے نیول چیمبرلین کے صلح جویانہ طریق کار کی مخالفت کرتے رہے۔ دوسری جنگ عظیم چھڑنے سے سات ماہ بعد مخلوط حکومت میں وزیر اعظم رہے۔ (۱۹۴۰۔ ۱۹۴۵) جنگ میں امریکا کے شمول سے قبل سمندر میں صدر روزویلٹ سے معاہدہ اوقیانوس کے سلسلے میں بات چیت کی۔ دوبار امریکا کی کانگریس سے خطاب کیا کاسابلانکا، کیوبک، قاہرہ، مالٹا، تہران اور پاٹسڈم کانفرنسوں میں شرکت کی۔ لیبر پارٹی کی کامیابی پر ۱۹۴۵ء میں قائد حزب اختلاف اور ۱۹۵۱ء میں دوبارہ وزیر اعظم بنے اور ۱۹۵۵ء تک اس عہدہ پر رہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف اور نوبل انعام یافتہ ۱۹۵۳ء۔ اسی سال سر کا خطاب ملا۔ ۲۴ جنوری ۱۹۶۵ء کو وفات پائی۔

چرچ مشن اسکول

قائد اعظم محمد علی جناح نے شادی کے بعد چرچ مشن سکول میں ۸ مئی ۱۸۹۲ء کو داخلہ لیا۔ داخلہ رجسٹر کے مطابق ان کا نمبر ۴۸۳ تھا۔ انھیں انگریز پرنسپل ڈبلیو آئی ابیگیل کے کہنے پر چھٹی جماعت میں داخلہ ملا۔

چرچ مشن اسکول میں داخلہ دلانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ کاروبار کے سلسلے میں ان کے والد انھیں لندن بھجوانا چاہتے تھے تاکہ وہ انگریزی ماحول سے مانوس ہو سکیں۔

یہ سکول ۱۸۴۶ء میں کرنل پریڈی نے قائم کیا تھا قدیم سکول آج بھی اسی نام سے کراچی میں نشتر روڈ (سابقہ نام لارنس روڈ) پر واقع ہے۔

چمن لال، دیوان

قائد اعظم کے دوست۔ ۱۹۳۴ء میں ایک شام بمبئی میں قائد اعظم نے ان سے کہا کہ

سیاست سے میری توبہ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہا کہ اگر تم جیسے چھ آدمی میری حمایت پر تیار ہوں تو میں میدان سیاست میں لوٹ آؤں گا۔

اس سے قبل جب قائد اعظم مئی ۱۹۲۸ء میں راجپوتانہ سے لندن تشریف لے گئے تو دیوان چمن لال بھی ان کے ہمراہ تھے۔ دوران سفر انہیں قائد سے بات چیت کرنے کا بے پناہ موقع ملا۔ قاہرہ کے قریب جا کر انہوں نے اہرام مصر بھی دیکھے۔ پھر وہاں سے قائد اعظم آئرلینڈ چلے گئے اور دیوان صاحب پیرس۔ وہاں قائد اعظم کی اہلیہ ہسپتال میں تھیں چنانچہ ان کی عیادت کے بعد انہوں نے قائد اعظم کو پیرس آنے کو کہا تاکہ وہ اپنی اہلیہ کی تیمارداری کر سکیں۔

وہ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے لندن اور آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ تکمیل کے بعد بمبئی کرانیکل کے نائب مدیر ہو گئے۔ ۱۹۲۳ تا ۱۹۴۱ء سنٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن، ۱۹۳۷ اور ۱۹۴۶ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن اور ۱۹۴۶ء میں سنٹرل اسمبلی کے رکن بنے۔ جنیوا میں ۱۹۲۵ء میں انٹرنیشنل لیبر کانفرنس میں وفد کے مشیر کی حیثیت سے شرکت

کی۔ رائل کمیشن کے رکن رہے۔ ۱۹۴۷ء میں انہیں ترکی میں بھارت کا سفیر مقرر کیا گیا۔

چمن لال سیتل واڈ، سر

بمبئی کے مشہور وکیل۔ ایک مقدمہ میں وہ قائداعظم کے موکل کے مخالف وکیل تھے وہ اپنی کتاب ری کلکشنز اینڈ ریفلیکشنز میں لکھتے ہیں۔

جناح اپنی ابتدائی زندگی میں آزاد روی اور عزم و حوصلہ کے مالک تھے۔ وہ کبھی کسی جج یا فریق مخالف کے وکیل کو خاطر میں نہ لاتے۔ وہ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد بمبئی ہائی کورٹ میں پریکٹس کرنے لگے۔ اصلاحات حکومت ہند کے سلسلے میں ساؤتھ برو کمیٹی کے رکن (۱۹۱۸) ہنٹر کمیٹی کے رکن (۱۹۱۹)، ہائی کورٹ بمبئی کے ایڈیشنل جج (۱۹۲۰) احاطہ بمبئی کے ایگزیکٹو کونسل کے رکن جنوری ۱۹۲۱۔ جون ۱۹۲۳) بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے۔ اعتدال پسند جماعت کے ممتاز رکن تھے جیکار کے ساتھ مل کر گاندھی جی اور حکومت ہند کے درمیان مصالحت کے لئے بڑی کوششیں کیں اپنے عہد کے مشہور قانون دان تھے۔

چمن بادشاہ حسینی حیدری قلندر

صوبہ سرحد کے رہنما۔ والد سید عباس علی شاہ ترندی تھے۔ مارچ ۱۸۹۵ء میں پشاور کے محلہ یکہ توت میں پیدا ہوئے۔ والد فوج میں ملازم تھے۔ مگر بعد میں تارک الدنیا ہو گئے۔ چمن بادشاہ نے اپنے والد سے فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں پھر اسلامیہ ہائی سکول یکہ توت میں داخل ہوئے۔ مجذوبیت طاری رہتی تھی۔ اس لئے تعلیم چھوڑ کر درویشی اختیار کرلی۔ عزلت نشینی کے باوجود تحریک آزادی میں سرگرم حصہ لیا۔ پہلے نوجوان بھارت سبھا۔ پھر تحریک خلافت اور پھر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا فارسی اور اردو کے قدرتی شاعر ۱۹۳۰ء میں تحریک آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے گرفتار بھی ہوئے اور عرصے تک جیل خانے میں مقید رہے۔ قائداعظم سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے کئی سالانہ جلسوں میں شرکت کر کے قائداعظم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے دہلی کے سیشن میں اپنی ذیل کی پرجوش نظم سے لیگ زعما اور مسلمانانِ ہند سے داد حاصل کی۔

یہ ثابت ہو رہا ہے قائداعظم کی کوشش سے!
سنور جائیں گی اب بگڑی ہوئی مسلم کی تقدیریں

تمام عمر قلندرانہ زندگی بسر کی۔ حصول پاکستان کی جدوجہد میں بے لوث اور انتھک جدوجہد کی۔ اپنی تقریروں کے ذریعے اور اپنے کلام کے ذریعے سرحدی مسلمانوں میں حصول پاکستان کے لئے تڑپ اور بیداری پیدا کی۔ کانگریس اور کانگریس کے حواریوں پر آپ نے اپنے کلام میں طنزیہ انداز میں بھرپور وار کئے۔ قائداعظم اور تحریک پاکستان پر آپ کا کلام انتہائی پرجوش اور موثر ہے۔ قیام پاکستان کے بعد لوگوں نے کہا کہ اب پاکستان بن چکا ہے۔ آپ کوئی جائیداد اپنے نام الاٹ کروالیں اور ٹھاٹھ سے زندگی بسر کریں۔ آپ نے کہا میں تحریک پاکستان میں جگہ جگہ دورے کرنے اور اخراجات پورے کرنے کے لئے اپنی کافی جائیداد فروخت کر چکا ہوں۔ مجھے اب جائیداد بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو قلندر ہوں اور قلندرانہ زندگی مجھے بہت ہی عزیز ہے۔ میں نے حصول پاکستان کی جدوجہد میں اس لئے حصہ تو نہیں لیا کہ میں اب جائیدادیں اپنے نام پر الاٹ کراؤں۔

چناءو، سر رحمت اللہ

قائداعظم جب بمبئی سے شہری حلقے کے لئے ممبر مرکزی اسمبلی چنے گئے تو سر رحمت اللہ چناء نے ان کا نام تجویز کیا جو اس وقت اسی حلقے سے رکن اسمبلی تھے۔

چنتامنی، سی وائی

الہ آباد کے مشہور اخبار لیڈر کے چیف ایڈیٹر۔ انہوں نے ۱۹۳۷ء میں ہندوستانی سیاسیات پر ایک کتاب لکھی انہوں نے ۲ سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں پانچ سطروں میں قائداعظم کا ذکر کیا ہے جب کہ اسی دور کی دیگر شخصیات کو کافی جگہ دی گئی ہے۔

وہ مدراس میں پیدا ہوئے مہاراجا کالج وجیانگر سے تحصیل علم کی۔ ۱۸۹۸ میں صحافت کو پیشے کے طور پر اپنایا ۱۸۹۹ سے

۱۹۰۰ تک انڈین ہیرلڈ، ۱۹۰۱ میں مدراس اسٹینڈرڈ اور ۱۹۰۲ تا ۱۹۰۵ انڈین پیپل کے مدیر رہے پھر الہ آباد ہی سے شائع ہونے والے جریدے لیڈر کے مدیر اعلیٰ رہے۔

پہلی انڈین انڈسٹریل کانفرنس کے سیکرٹری بھی رہے۔ اعتدال پسندوں کے وفد کے ساتھ ۱۹۱۹ میں انگلستان کا دورہ کیا۔ آل انڈیا لبرل فیڈریشن کے صدر یوپی کے وزیر (۱۹۲۱۔ ۱۹۲۳) انڈین ڈیلی میل کے ایڈیٹر (۱۹۲۵) یوپی کونسل کے ممبر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔

چندر گپت، موریہ

۴۔ اپریل ۱۹۴۶ء کو کیبنٹ مشن نے قائدِ اعظم سے تین گھنٹہ تک ملاقات کی اس ملاقات میں مشن نے ان سے پوچھا کہ آپ ہندوستان کے لئے یہ کیوں بہتر سمجھتے ہیں کہ اس میں ایک علیحدہ پاکستان ہو۔

قائدِاعظم نے جواب دیا۔

چندر گپت کے زمانے سے اپنی پوری تاریخ میں تمام ہندوستان کی کبھی کوئی ایک حکومت نہیں ہوئی اس کے بعد انگریز ہندوستان آئے انہوں نے بتدریج ہندوستان کے بڑے حصے میں اپنی حکومت قائم کی مگر پھر بھی ہندوستان ایک حد تک ہی متحد ہوا ہندوستانی ریاستیں الگ اور بااختیار ہیں۔ یہ کہا گیا کہ ہندوستان ایک ہے لیکن ایسا ہوا نہیں ہندوستان فی الحقیقت بٹ تھے اور انگریز نے ان کو ایک کر کے رکھا۔

جیسے ہی ۱۹۰۶ء میں تھوڑا سا اختیار منتقل کیا گیا ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی کشیدگی بڑھنے لگی اس کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت برطانیہ نے جداگانہ انتخابات کیا۔ یہی صورت حال اس وقت پیدا ہوئی جب مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات آئیں۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۵ء تک جو مباحثے ہوئے ان میں فرقہ وارانہ مسئلے پر جب کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو حکومت برطانیہ ایک فیصلہ دینے پر مجبور ہو گئی۔ مسلمانوں کی خواہش پر سندھ بمبئی سے الگ کیا گیا۔ اور صوبہ سرحد گورنر کا صوبہ بنایا گیا۔ یہ تمام فیصلے برطانیہ عظمیٰ نے کئے۔

اب حکومت برطانیہ کہہ رہی ہے کہ سلطنت کے اندر یا باہر ہندوستان کو کامل آزادی دے گی۔ مسٹر جناح نے سوال کیا کہ ان بنیادی اختلافات کے ساتھ اس براعظم کی حکومت کس کو منتقل کی جائے گی۔ زندگی کے متعلق مسلمانوں کا تصور ہندوؤں سے بالکل مختلف ہے۔ اپنے بڑے آدمیوں کی جن صفات کی وہ تعریف کرتے ہیں وہ بالکل مختلف ہیں۔ مسلمانوں کا کلچر بالکل مختلف ہے جو بجائے سنسکرت کے عربی اور فارسی سے پیدا ہوا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی معاشرتی رسوم و رواج قطعی الگ الگ ہیں۔ ہندو معاشرہ اور ہندو فلسفہ دنیا میں انتہا سے زیادہ علیحدگی پسند ہے ہندو اور مسلمان ہندوستان میں ایک ہزار برس سے ساتھ ساتھ رہتے ہیں لیکن اگر کوئی ہندوستان کے کسی شہر میں جائے تو وہ دیکھے گا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے محلے الگ الگ ہیں۔ ایک قوم بنانا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ جوڑنے والے عناصر موجود نہ ہوں ان دس کروڑ مسلمانوں اور پچیس کروڑ ہندوؤں کو جن کا پورا طرز زندگی اس قدر مختلف ہے ملک معظم کی حکومت کیوں کر ایک جگہ رکھے گی۔

مشن سے بات چیت کرنے کے بعد قائدِ اعظم باہر آئے تو ہزاروں مسلمانوں نے قائدِاعظم اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔

وہ ۳۲۱ ق م سے ۲۹۶ ق م تک ہندوستان کا حکمران تھا۔ سکندر اعظم کے حملے کے باعث اہل پنجاب کو جن صدمات سے دو چار ہونا پڑا۔ چندر گپت نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس کا دارالحکومت پاٹلی پتر (موجودہ پٹنہ) تھا۔ چندر گپت نے بہت عمدہ نظام سلطنت رائج کیا اور ایک طاقت ور فوج مملکت کی حفاظت کے لئے تیار کی۔

چندریگر، آئی آئی پاکستان کے سابق وزیر اعظم

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت قائدِاعظم محمد علی جناح منعقد ہوا تو اس اجلاس میں مسلمانوں کے علیحدہ ملک کے لئے جو قرارداد پیش کی گئی اس کی تائید بمبئی سے آئی آئی چندریگر نے کی۔ ۱۹۴۶ء میں جب قائدِاعظم سے مخلوط حکومت کے نام طلب کئے گئے تو ان میں چندریگر کا نام بھی موجود تھا۔

وہ ۱۸۹۷ء میں احمد آباد میں پیدا ہوئے بمبئی یونیورسٹی سے بی اے اور ایل ایل بی اے کے امتحانات پاس کئے اور ۱۹۲۰ء میں احمد آباد میں وکالت شروع کر دی۔ ۱۹۳۷ء میں بمبئی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ایک سال بعد انہیں مسلم لیگ

اسمبلی پارٹی کا ڈپٹی لیڈر چن لیا گیا۔ وہ ۱۹۴۰ تا ۱۹۴۵ بمبئی مسلم لیگ کے صدر رہے۔ تقسیم کے بعد پاکستان کے پہلے وزیر تجارت کی حیثیت سے عہدہ سنبھالا۔ بعدازاں ۲۴ نومبر ۱۹۵۱ء تا ۲ مئی ۱۹۵۳ صوبہ پنجاب کے گورنر رہے۔ ۳۱۔ اگست ۱۹۵۷ء ۲۷ اگست ۱۹۵۷ء وزیر قانون کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو انہیں ملک کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا اس حیثیت سے انہوں نے ۱۱ دسمبر ۱۹۵۷ء تک کام کیا اس دوران انتخابات کے مسئلہ پر ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں سے مفاہمت نہ ہو سکی تو انہیں استعفٰی دینا پڑا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۰ء کو وفات پائی۔

چندو مل

چرچ مشن سکول کراچی کے استاد اور قائد اعظم کے والد پونجا جناح کے دوست تھے۔ دونوں نے اکٹھی تعلیم پائی اور دونوں معلمی کے پیشے سے منسلک رہے۔ قدو قامت میں بھی ایک سے تھے البتہ چندو مل لمبا ڈھیلا دگلا (کوٹ) پہنتے اور دھوتی باندھتے تھے۔

چندہ

کانگریس کے مقابلے میں مسلم لیگ کو بہت زیادہ رقم درکار تھی۔ لیکن قائد اعظم نے جب بھی چندہ لینے کی اپیل کی تو اس کے لئے باقاعدہ رسید جاری کی اور جب تک رسید نہ ہوتی وہ چندہ وصول نہ کرتے اسی ایک واقع سے آپ کو قائد اعظم کی دیانتداری کا ثبوت مل جائے گا۔

الہ آباد سیشن میں مسلم لیگ فنڈ کے لئے قائد اعظم نے اپیل کی تو ایک لڑکے نے ڈائس پر چندہ پیش کرنا چاہا تو قائد اعظم نے جواب دیا میں یہاں کوئی چندہ وصول کرنے کی اجازت نہیں دوں گا جن صاحب کو چندہ دینا ہو باقاعدہ منی آرڈر کریں۔ اور رسید حاصل کریں۔ سرحد کے اورنگ زیب خان سردار نے کہا کہ اب بچے کی دل شکنی ہو گی اسے اجازت دے دی جائے۔ کہ وہ ڈائس پر آ کر چندہ پیش کرے۔ مگر قائد نہ مانے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا بدترین دشمن بھی قائد اعظم پر قوم کے ایک پیسے کے ضیاع کا الزام عائد نہیں کر سکتا۔

چودہ نکات

سب سے پہلے مسلم کانفرنس نے اپنے اجلاس منعقدہ دہلی (اواخر ۱۹۲۸) میں مسلمانوں کے تمام سیاسی مطالبات ایک جامع قرار داد کی شکل میں جمع کئے تھے۔ جب تمام مستند اسلامی جماعتیں نہرو رپورٹ کو رد کر چکیں تو ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء کو مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں منعقد ہوا۔ وہاں مسلم لیگ کی وہ دونوں جماعتیں متحد ہو گئی تھیں جن میں سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون یا عدم تعاون کی بنا پر تفرقہ پڑ گیا تھا۔ اجلاس میں کانگریس سے مفاہمت کے سلسلے میں مسلمانوں کے تمام مطالبات جامعیت سے اکٹھے کئے گئے چونکہ وہ تعداد میں چودہ تھے اور پیشتر امریکا کے صدر ولسن کے چودہ نکات مشہور ہو چکے تھے اس لئے یہ مطالبات جناح (قائد اعظم) کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہوئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری دی جائے۔

۲۔ صوبائی حکومتوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خود مختاری دی جائے۔

۳۔ ہر صوبہ کی مجلس قانون ساز میں اقلیتوں کو خاص نمائندگی دی جائے۔

۴۔ مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

۵۔ انتخابات جداگانہ اصول کی بنیاد پر ہوں اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط انتخابات قبول کر سکتا ہے۔

۶۔ اگر صوبوں کی حدود میں تبدیلی کرنا مقصود ہو تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں مسلمان بدستور اکثریت میں رہیں۔

۷۔ تمام لوگوں کو یکساں اور مکمل مذہبی آزادی حاصل ہو۔

۸۔ اگر کوئی مسودہ قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی ممبران اسمبلی اس مسودہ قانون کے خلاف رائے دیں تو اسے مسترد تصور کیا جائے۔

۹۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے اسے صوبے کی حیثیت دی جائے۔

۱۰۔ صوبہ بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔

۱۱۔ مسلمانوں کو تمام ملازمتوں میں ان کی اہلیت کے مطابق حصہ دیا جائے۔

۱۲۔ مسلمانوں کو مذہبی و ثقافتی تحفظ دیا جائے۔

۱۳۔ صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

۱۴۔ صوبوں کی منظوری کے بغیر مرکزی آئین میں کوئی ردوبدل نہ کیا جائے۔

چور بازاری

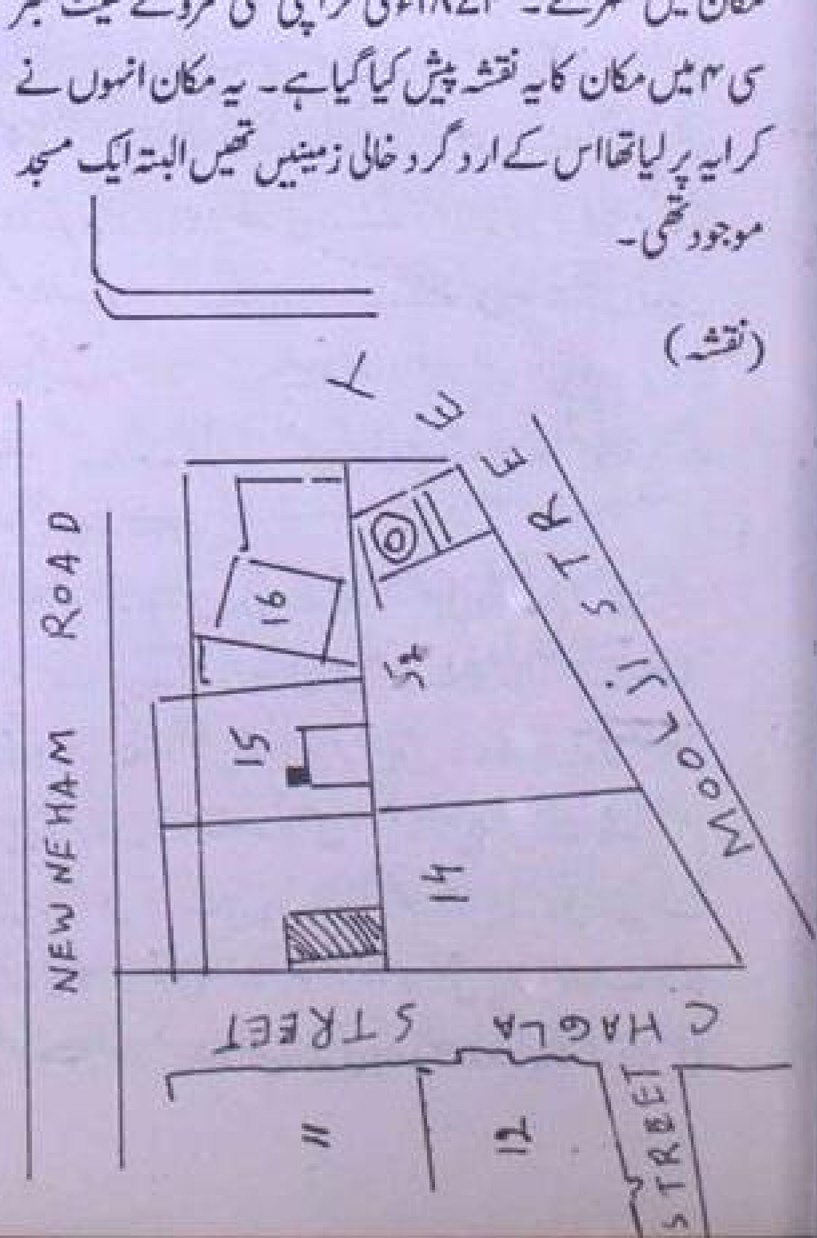
"قائداعظم محمد علی جناح کے نزدیک ہر وہ چیز بری تھی جس کو اسلام نے برا کہا تھا۔ قائداعظم نے ایک بار کہا تھا۔

چور بازاری ایک لعنت ہے۔ ہمیں اس سنگین برائی کا جو معاشرے کے خلاف بڑا جرم ہے۔ مقابلہ کرنا ہے جو شخص چور بازاری کرتا ہے وہ میری دانست میں بڑے سے بڑے اور سنگین سے سنگین جرم سے بڑھ کر جرم کرتا ہے۔"

چھاگلہ اسٹریٹ

قائداعظم محمد علی جناح کے والد جناح پونجا جب اپنے آبائی گاؤں سے کراچی تشریف لائے تو چھاگلہ اسٹریٹ میں واقع ایک مکان میں ٹھہرے۔ ۱۸۷۴ء کی کراچی سٹی سروے شیٹ نمبر سی ۴ میں مکان کا یہ نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ مکان انہوں نے کرایہ پر لیا تھا اس کے ارد گرد خالی زمینیں تھیں البتہ ایک مسجد موجود تھی۔

(نقشہ)



چھاگلہ، محمد علی کریم

۱۹۲۷ء میں جناح لیگ کا جو اجلاس کلکتہ میں سر محمد یعقوب کی زیر صدارت منعقد ہوا اس میں انہوں نے بھی شرکت کی۔ انہوں نے سائمن کمیشن کی مخالفت میں قرارداد بھی پیش کی۔ برطانوی حکومت نے ہندوستانی نمائندوں سے ہندوستان کو ڈومینین کا درجہ دینے کے لئے مذاکرات کی جو دعوت دی تھی اس بیان پر انہوں نے بھی دستخط کئے۔

وہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۰ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم پائی پھر آکسفورڈ میں تکمیل کی۔ ۱۹۲۱ء میں آکسفورڈ ایشاٹک سوسائٹی کے صدر رہے۔ ۱۹۲۲ میں انڈین مجلس کے صدر اور پھر پروفیسر (۱۹۲۷ سے ۱۹۳۰ تک بمبئی لاء کالج) رہے۔ ۱۹۴۱ میں بمبئی ہائی کورٹ کے جج اور پھر چیف جسٹس رہے۔ وزیر تعلیم۔ وزیر خارجہ حکومت ہند اور امریکا میں ہند کے سفیر بھی رہے۔

چھتاری۔ احمد سعید

حیدر آباد دکن کے وزیر اعظم (۱۹۴۱ تا ۱۹۴۶) یوپی کے گورنر، ۱۹۳۷ میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔

وہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے۔ پورا نام نواب حافظ احمد سعید تھا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی ۱۹۲۰ء میں یوپی کونسل کے رکن بنے اور ۱۹۲۵ء یوپی حکومت کے وزیر صنعت کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۶ تا ۱۹۳۳ء یوپی حکومت کے ہوم ممبر رہے۔ ۱۹۲۸ء میں انہیں یوپی کا ناظم گورنر مقرر کیا گیا۔ گول میز کانفرنس میں مسلمانان ہند کی نمائندگی کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۴ یوپی کے گورنر رہے۔ پھر حیدر آباد دکن کے وزیر اعظم بنے۔

یاد ایام کے نام سے اپنی خود نوشت لکھی۔ قائداعظم نے ۱۹۳۷ء میں نواب چھتاری کے ہمراہ بجنور جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ ۱۹۴۱ء میں وائسرائے نے جو جنگی کونسل بنائی اس میں نواب چھتاری کو بھی شامل کر لیا گیا۔ قائداعظم نے انہیں مستعفی ہونے کو کہا تھا ان کے فرزند نواب راحت سعید چھتاری بھی معروف سیاست دان تھے۔ انہوں نے بھی علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ چھتاری احمد سعید بعد ازاں پاکستان کی وزارت خارجہ سے منسلک رہے اور سفارت کار کے عہدے سے پنشن

پائی۔ ۶ جنوری ۱۹۸۲ء کو ۹۴ سال کی عمر میں نواب احمد سعید چھتاری کا انتقال ہوا۔

چھتاری، راحت سعید!

دیکھیے چھتاری احمد سعید

چھٹی کی رسم

بچے کی پیدائش پر خصوصاً وہ پہلوٹھی کا ہو بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اظہار مسرت کے طور پر کئی رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ جن میں ایک چھٹی کی رسم بھی ہے۔ یہ چھٹی ہندوؤں میں بھی ہوتی ہے اور مسلمانوں میں بھی۔

یہ بچے کی پیدائش کے چھٹے روز منائی جاتی ہے ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اس دن کا نام چھٹی ماتا کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جو بچے کے بھاگ لکھ جاتی ہے۔ یہی ان کے نزدیک گویا کاتب تقدیر ہے۔ دوسرے گھرانوں کی طرح قائداعظم کے گھرانے میں بھی چھٹی کی رسم ہوتی تھی۔ لیکن اس نومولود کا نام جہاں محمد علی رکھا گیا وہاں ایسی رسموں کا بھی خاتمہ کیا گیا۔

چہلم (پرائیویٹ)

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو قائد کی ہمشیرہ مس فاطمہ جناح کی کراچی میں ان کی رہائش گاہ پر قائداعظم محمد علی جناح کی رسم چہلم ادا کی گئی جس میں گورنر جنرل پاکستان، گورنر سندھ مرکزی اور سندھ حکومت کے وزراء اور غیر ملکی سفیروں نے بھی شرکت کی۔ خواتین میں بیگم ناظم الدین اور بیگم نشتر کے نام قابل ذکر ہیں۔ مردوں میں پاکستان کے عراقی ناظم الامور سید عبدالقادر نے اور عورتوں کے لئے بیگم نشتر نے دعائے فاتحہ پڑھی محترمہ فاطمہ جناح نے غربا میں کھانا اور کپڑے بھی تقسیم کئے۔

سندھ حکومت کے دفاتر دو روز تک بند رہے۔ ۲۰۔ اکتوبر کو حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے طول و عرض میں قائداعظم کے چہلم پر عام تعطیل ہوگی

چہلم (سرکاری)

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو سرکاری طور پر کراچی میں بابائے قوم کا چہلم منایا گیا۔ ملک بھر میں سرکاری دفاتر میں تعطیل رہی۔ کراچی میں ہزاروں مسلمانوں، مرکزی اور صوبائی وزرا غیر ملکی سفیروں نے قائداعظم کی آخری آرامگاہ پر حاضری دی اور انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔ چہلم کے سلسلہ میں ایک جلسہ میں قائم مقام گورنر جنرل پاکستان خواجہ ناظم الدین نے کہا۔

پاکستان دنیا کے حالات سے اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ یورپ میں جنگ چھڑ جانے کا خطرہ نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر پاکستان نے تمام حالات کے مقابلہ کی تیاریاں نہ کیں تو یہ مجرمانہ حماقت ہوگی۔

خواجہ صاحب نے قائد کی وفات حسرت آیات کی بات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

خدا ہمیشہ اپنے محبوب بندوں کو آزمائش میں ڈالتا اور ان کا امتحان لیتا ہے اور ان سے قربانیاں طلب کرتا ہے پاکستان کی سب سے بڑی آزمائش قائداعظم کی رحلت ہے ہماری مملکت کو وجود میں آئے ایک ہی سال گزرا تھا کہ ہم سخت مصائب اور مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ ایسے نازک حالات میں ہمیں قائداعظم کی رہنمائی کی اشد ضرورت تھی لیکن کارکنان قضاوقدر نے ہمیں ان کی رہنمائی سے محروم کر دیا اندریں حالات آپ کی رحلت قوم کے لئے ایک صدمہ عظیم ہے لیکن جن لوگوں کو خدا کی ذات بابرکات پر کامل اعتقاد و یقین ہوتا ہے وہ مشکلات سے گھبرا نہیں جاتے۔ ایک سچا مسلمان خدا کی ذات پر ایمان رکھتا ہے گو قائداعظم کی ذات ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ لیکن غم و اندوہ میں کھو کر اس مقدس ورثے کو فراموش کر دینا جو قائد اعظم ہمارے سپرد کر گئے ہیں ہمارے لئے کسی حالت میں شایان شان نہیں۔ اسلام ہمیں اطیعو اللہ واطیعو الرسول کا درس دیتا ہے۔ ہمیں ایسی کوئی چیز نہیں کرنی چاہئے جو خدا اور اس کے رسول کو پسند نہ ہو۔

ہم گزشتہ چالیس روز سے قائداعظم کی وفات پر اظہار رنج و الم کر رہے ہیں۔ اس دوران میں ہم نے قائداعظم سے اظہار محبت و عقیدت کیا لیکن ہم پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ ہم ان زریں اصولوں اور مقاصد کو بھی عزیز رکھیں جن سے قائداعظم ہمیں روشناس کر گئے ہیں۔ قائداعظم نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ زور قومی استحکام اور اتحاد و یکجہتی پر دیا اور اب قائد اعظم سے اظہار محبت و عقیدت کی واحد صورت یہ ہے کہ ہم کسی

ایسے مسئلہ کو ہوا نہ دیں جو پاکستانی عوام میں اختلافات پیدا کر سکے یا حکومت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کا باعث ہو۔ خدا نے ہمیں پاکستان اور قرآن دیا ہے۔ اور ہمیں صاف طور پر یہ بتا دیا ہے کہ جو قوم اپنی مدد خود نہیں کرتی خدا بھی اسے امداد کا مستحق خیال نہیں کرتا۔ ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ اپنی آزادی و حریت کو برقرار رکھنے کے لئے انتہائی کوشش کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ عورتیں کثیر تعداد میں نیشنل گارڈز کی تحریک میں اور ہمارے نوجوان پاکستانی فوجوں کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ پاکستان کے قومی قرضوں میں دل کھول کر روپیہ لگائیں۔

گورنر سندھ جسٹس دین محمد نے کہا جب تک اسلام زندہ ہے قائداعظم کا نام بھی زندہ رہے گا۔ انسانی تاریخ میں کسی ہیرو کا اس قدر احترام نہیں کیا گیا جتنا کہ قائداعظم کا ہوا ہے۔

مشرقی پاکستان میں ڈھاکہ کے وکٹوریہ پارک میں ایک جلسہ ہوا جس سے وزیراعظم مسٹر نورالامین، نواب آف ڈھاکہ اور دیگر زعماء نے خطاب کیا۔

چھوٹا علی گڑھ

قائداعظم محمد علی جناح نے اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ کو چھوٹا علی گڑھ کہا تھا کیوں کہ اس کے طلباء نے تحریک پاکستان میں دامے درمے اور سخنے حصہ لے کر تحریک قیام پاکستان کو ممکن بنایا اور بلوچستان کے عوام کو باور کرایا کہ وہ انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے آزاد رہ کر ہی اپنے دین کی حفاظت اور اپنا تحفظ کر سکتے ہیں۔

چھوٹانی، میاں محمد

۱۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو خلافت کے مسئلے پر بات چیت کرنے کے لئے جو وفد تشکیل دیا گیا اس میں مسٹر گاندھی، سیٹھ چھوٹانی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابوالکلام آزاد، مفتی کفایت اللہ، مولانا حسرت موہانی، مسٹر سید حسن ایڈیٹر انڈی پنڈنٹ الہ آباد۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی، حکیم اجمل خان۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو، ڈاکٹر مختار انصاری، مولانا محمد علی جوہر، مولانا عبدالماجد بدایونی، سید ظہور احمد، مولانا فاخر الہ آبادی، مولانا سلیمان ندوی، آغا محمد اشرف قزلباش، راجا صاحب محمود آباد پنڈت نہرو اور مسٹر محمد علی جناح شامل تھے۔ پنڈت موتی لال نہرو اور قائداعظم بروقت نہ پہنچ سکے تاہم تار کے ذریعے دونوں نے اتفاق رائے کا اظہار کیا۔

وہ ایک فیاض تاجر ہی نہ تھے بلکہ نہایت سرگرم سیاسی رکن بھی تھے۔ ہندوستان کی تحریک آزادی ہو یا تحریک خلافت ان کی قربانیاں فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ وہ آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ تحریک خلافت ۱۹۲۰ء۔ ۱۹۲۳ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر بمبئی سے ایک کتاب بنام حاجی میاں محمد چھوٹانی بھی شائع ہوئی۔ ۲۷ مئی ۱۹۲۳ء میں حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ وہیں جون ۱۹۳۲ء میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

چھوٹو رام سر پنجاب کے وزیر مال

* انہوں نے جاٹ اتحاد کا نعرہ ۸۔ اپریل ۱۹۴۴ء میں لائل پور (اب فیصل آباد) جاٹ مہاسبھا کے سالانہ اجلاس میں لگایا۔ اس اجلاس میں انہوں نے کہا۔

ہمارا ابتدائی مقصد یہ ہے کہ ہم جاٹوں کے معاشی۔ تعلیمی اور سماجی حقوق کے لئے متحد ہو کر جدوجہد کریں کیوں کہ جاٹ برادری ہندو مسلمان، سکھ اور عیسائی کے غلام بن کر رہنا پسند نہیں کرتے ہم کسی بھی سیاسی فکر کی حمایت یا مخالفت نہ کریں گے۔ بلکہ جاٹ کو یہ اجازت ہو گی کہ وہ ذاتی طور پر سیاسی جماعت سے منسلک ہو سکے۔ لیکن جاٹ مہاسبھا مذہبی حلقوں میں بھی جٹ برادری کے حقوق کے لئے جدوجہد کرے گی۔

چھوٹو رام کی اس اسلام دشمن تقریر کی تائید خاں بہادر محمد حسین اور خان بہادر پیر محمد نے کی۔ لیکن قائداعظم نے اس کی شدید مذمت کی۔

انور قدوائی روزنامہ مشرق ۱۹ ستمبر ۱۹۷۰

وہ ۱۸۸۳ میں گڑھی سانپلا (رہتک) میں پیدا ہوئے۔ وکالت کا امتحان پاس کرنے کے بعد اسی کو اپنا پیشہ بنایا۔ ان دنوں چھوٹے چھوٹے دیہاتی زمینداروں اور کسانوں کے لئے ساہوکار اور سود خور بنئے جن مصیبتوں کا باعث بنے ہوئے تھے۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے وہ مجلس قانون ساز پنجاب کے رکن بنے۔ اسی مقصد کے لئے انہوں نے یونینسٹ پارٹی

بنائی۔ مدت تک وزیر رہے۔ عام طریق بود و باش اختیار کئے رکھے جو کچھ کمایا وہ برادری اور اہل دیہات کی تعلیمی ترقی پر صرف کر دیا۔

۱۹۴۵ء میں انتقال کیا۔

چیانگ کائی شیک

جمہوریہ چین کے تیسرے صدر۔ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے موقع پر چیانگ کائی شیک جمہوریہ چین کے صدر تھے انہوں نے ۱۹۲۶ سے ۱۹۴۹ تک حکومت کی۔

انہوں نے فروری ۱۹۲۰ء میں قائداعظم سے ملاقات کی۔ اور ایک گھنٹے تک تبادلہ خیالات کیا۔ یہ ملاقات بڑی خوشگوار ماحول میں ہوئی اور مارشل چیانگ کائی شیک نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ انہیں مسلم لیگ کا لٹریچر فراہم کیا جائے کہ وہ اس کی پوزیشن کو پوری طرح سمجھ سکیں۔

وہ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے۔ انہیں کومنتانگ پارٹی میں نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ پہلے کمیونسٹوں کے ساتھ شامل رہے پھر ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ جاپان کے خلاف مہم کی قیادت کی۔ بعدازاں خانہ جنگی میں کمیونسٹ پارٹی سے شکست کھائی اور سرزمین چین سے نکال دیئے گئے۔ اپریل ۱۹۵۰ء تک ان کے قبضے میں صرف نارموس رہ گیا تھا۔ وہ کئی سال تک فارموسا پر حکومت کرتے رہے۔ کیوں کہ امریکہ ان کی سرپرستی کرتا رہا۔

۱۹۷۵ء میں انتقال کیا۔

چیف آرگنائزر:

قیام پاکستان کے فوراً بعد جب آل انڈیا مسلم لیگ کو دو حصوں (آل انڈیا مسلم لیگ اور پاکستان مسلم لیگ) میں تقسیم کیا گیا تو قائداعظم نے چودھری خلیق الزمان کو مسلم لیگ کا چیف آرگنائزر بنایا

چیف سکاوٹ:

قیام پاکستان کے بعد دسمبر ۱۹۴۷ء میں حضرت قائداعظم سے درخواست کی گئی کہ وہ پاکستان کے چیف اسکاوٹ کا اعزازی عہدہ قبول کر لیں چنانچہ انہوں نے درخواست منظور کرتے ہوئے ۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء کو چیف سکاوٹ کے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے فرمایا

"ہمارے نوجوانوں کے کردار کی تعمیر میں سکاوٹنگ ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے اس کے ذریعے ان کی جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ ان کی روحانیت کے لئے بھی غذا پیدا کی جا سکتی ہے۔ اعلیٰ شہری بنانے کے لئے اس تحریک سے بڑھ کر شاید ہی کوئی تحریک ہو۔ اگر ہمیں دنیا میں امن و آشتی کی ضرورت ہے تو ہمیں قوم کے ہر فرد کو اس وقت سے لینا چاہئے جب وہ ابھی بچہ ہی ہو۔ اس کے دماغ پر اخلاق، خدمت خلق اور سچائی ایسے نقوش ابھارنے کی سعی کرنی چاہئے جو بعد میں مٹ نہ سکیں۔ بین الاقوامی دوستی کے لئے سکاوٹنگ تحریک نہایت ہی موزوں ہے۔

چیکوسلواکیہ

۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو سندھ صوبائی مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے چیکوسلواکیہ کے جرمنوں کی مثال دی اور کہا کہ چیکوسلواکیہ کی اکثریت بیس برس تک ان جرمنوں کے ساتھ انتہائی بدسلوکیاں کرتی رہی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چیکوسلواکیہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

چیمبرلین، جوزف:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۵ اپریل ۱۹۴۲ء کو الہ آباد میں جرنلسٹس ایسوسی ایشن کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے جوزف چیمبرلین کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ اس نے ٹیرف اور تحفظ کی چھتری لے کر کام کرنا شروع کیا تو اسے پارلیمنٹ سے نکل جانا پڑا اور وہ اکیلا رہ گیا لیکن اس کا بیٹا اس کا جانشین بنا تو اس نے پارلیمنٹ کے متفقہ ووٹ سے تحفظ اور ٹیرف کی وہی پالیسی اختیار کی۔

وہ ۱۸۳۶ء میں لندن میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۴ء میں اپنے چچازاد جوزف نیٹلفولڈ کے ساتھ سکریو بنانے کے کارخانے میں شریک کار ہوئے۔ تاہم ۱۸۷۴ء میں خود کو سیاست کے لئے وقف کر دیا وہ تین بار برمنگھم کے میئر منتخب ہوئے۔ بلدیہ کی ترقی کے لئے متعدد سکیمیں رائج کیں۔ ۱۸۷۶ء میں پارلیمنٹ کے رکن بنے اور ری پبلکن گروپ میں شمولیت

اختیار کرلی۔ بعدازاں لبرل پارٹی میں شامل ہوئے۔ ۱۸۸۰ء میں گلیڈسٹون کی کابینہ میں بورڈ آف ٹریڈ کے صدر بنے۔ ۱۹۰۳ء میں ٹیرف اصلاحات نافذ کرنا چاہئیں لیکن کسی نے ساتھ نہ دیا تو کابینہ سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ۱۹۰۶ء میں فالج کا حملہ ہوا اور ۱۹۱۴ء میں اسی مرض میں مبتلا رہ کر انتقال کیا۔

چیمسفورڈ، لارڈ:

وانسرائے ہند۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۸ء میں دہلی میں قومی جنگی مجلس (War Council) کا جو اجلاس زیر صدارت وانسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ منعقد ہوا اس میں قائداعظم نے یہ تجویز پیش کی جس میں عوام کی طرف سے حکومت کو امداد کا یقین دلایا گیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ عوام کی طرف سے ملک میں دستوری اصلاحات کے نفاذ کا بھی مطالبہ کیا گیا تھا قائداعظم انگریزوں کی مشروط امداد چاہتے تھے لیکن وانسرائے نے قائداعظم کی اس تجویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ قائداعظم نے وانسرائے کی اس رولنگ کو نظرانداز کرتے ہوئے برطانوی طرز عمل کی مذمت کی۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ کی مخالفت کرتے ہوئے قائداعظم نے امپریل لیجسلیٹو کونسل پر بحث کے دوران کہا کہ اگر یہ بل منظور کر لیا گیا تو پورے ہندوستان میں بدامنی پھیل جائے گی لیکن اس انتباہ کے باوجود یہ بل منظور کر لیا گیا قائداعظم نے اسی بنا پر لیجسلیٹو کونسل کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا جس کا اظہار انہوں نے وانسرائے کو اپنے ایک خط میں کیا۔ دسمبر ۱۹۱۹ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ امرتسر میں مطالبہ کیا گیا کہ لارڈ چیمسفورڈ انگلستان واپس چلے جائیں چنانچہ اپریل ۱۹۲۱ء میں ان کی جگہ لارڈ ریڈنگ کو وانسرائے ہند مقرر کیا گیا۔

چیمسفورڈ کو قائد کا خط:

قائداعظم نے رولٹ بل کی منظوری کے خلاف احتجاج کے طور پر استعفیٰ دے دیا اور اس ضمن میں یہ خط لکھا۔

مالابار ہل بمبئی

۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

مائی ڈیر چیمسفورڈ

جناب والا۔

عوام کی خواہشات اور امنگوں کے برخلاف رولٹ بل کی منظوری اور بحیثیت گورنر جنرل اس بل پر آپ کی تصدیق کے بعد برطانوی انصاف کے بارے میں عوام کے اعتماد کو شدید صدمہ ہوا ہے اس کے علاوہ بل کی منظوری سے امپریل لیجسلیٹو کونسل کی تشکیل کی حقیقت سب پر ظاہر ہوگئی ہے جو کہنے کو تو قانون سازی کے اختیارات رکھتی ہے لیکن درحقیقت وہ غیر ملکی انتظامی حکومت کا آلہ کار ہے کونسل کے غیر سرکاری ہندوستانی ارکان کی متفقہ رائے اور عوام کے جذبات کا ذرا بھی احترام نہیں کیا گیا۔ انصاف کے بنیادی اصول اور عوام کے دستوری حقوق کو ایک سخت گیر انتظامیہ نے ایسے وقت میں روند ڈالا ہے جب کہ مملکت کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ نوکر شاہی کو عوام کے جذبات کا کوئی خیال نہیں کیوں کہ وہ عوام کے سامنے جواب دہ نہیں ہے اس لئے میں اس مسودہ قانون کی منظوری اور منظوری کے لئے اختیار کئے جانے والے طریقہ کار کے خلاف بطور احتجاج امپریل کونسل سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں اس کونسل میں میرا شامل رہنا میرے ملک کے عوام کے لئے نہایت غیر مفید ہے میرا خیال ہے کہ یہ امر کسی شخص کی عزت نفس کے منافی ہے کہ وہ کسی ایسی حکومت سے تعاون کرے جس کے کونسل کے ایوان میں عوامی نمائندوں اور کونسل کے باہر ملک بھر کے عوام کی رائے کو بالکل نظرانداز کر دیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ امن و امان کی فضا میں اس قسم کے قوانین منظور کرانے والی حکومت کو مہذب حکومت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ وزیر برائے امور ہند مسٹر مانٹیگو حکومت کو مشورہ دیں گے کہ اس سیاہ قانون کی منظوری نہ دی جائے

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

چینی فانوس:

۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء کو چین کی اسلامک ایسوسی ایشن نے مزار قائداعظم کے لئے ساڑھے سولہ من وزنی اور ۲۴ فٹ بلند شاندار فانوس بطور تحفہ پیش کیا۔

یہ فانوس چین میں چین کے ممتاز دستکاروں نے تیار کیا ہے۔ یہ ایک سال میں ان ممتاز فنکاروں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے. جو دنیا بھر میں اس فن میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ اس شاندار فانوس کا تحفہ پاک چین دوستی کی یادگار کے طور پر قائداعظم میموریل کمیٹی کو پیش کیا گیا۔ یہ انتہائی خوبصورت ہے اور پاک چین دوستی کی علامت ہے

یہ اگست ۱۹۷۸ء میں اس وقت ہٹایا گیا جب قائداعظم میموریل فنڈ کمیٹی نے چھت کی تزئین کے سلسلے میں ٹائلوں کی تنصیب کا پروگرام بنایا تھا۔ بعدازاں اسے پھر سے آویزاں کر دیا گیا۔ یہ نایاب تحفہ پاکستان اور چین کی دوستی کی حسین ترین علامت ہے

چینی مسلمانوں کا وفد:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۱ جولائی ۱۹۳۸ء کو لاہور کے ممتاز سیاست دان اور قائداعظم کے معتقد ملک برکت علی کو چینی مسلمانوں کے وفد کے سلسلے میں ایک تار بھیجا۔ جس کا متن یہ ہے

"چینی مسلمانوں کا وفد ۱۵ جولائی ۱۹۳۸ء کو لاہور پہنچے گا یہ وفد ہندوستان میں اسلامی اداروں کا مطالعہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ بمبئی کے مسلمانوں نے اس وفد کا شاندار خیر مقدم کیا ہے لاہور کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بھی چین کے اس وفد کا شاندار خیر مقدم کر کے عالمگیر اسلامی اخوت کا ثبوت دیں۔"

ح

حاتم اے علوی:

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور قائداعظم محمد علی جناح کے قریبی ساتھی۔ انہوں نے قائداعظم کو بیورلی نکولس کی کتاب ورڈکٹ آن انڈیا بھی بھیجی۔ کراچی کے دوسرے مسلمان میئر اور پاک چین دوستی کی انجمن کے صدر اور ڈائریکٹر سٹیٹ بنک آف پاکستان وہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو کراچی میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۴۸ء تک کراچی میونسپل کمیٹی بعدازاں کارپوریشن کے مستقل رکن رہے اور ۳۹۔۱۹۳۸ء میں متفقہ طور پر بلدیہ کراچی کے میئر منتخب ہوئے۔ وہ راجا صاحب محمود آباد میموریل سوسائٹی کے چیئرمین تھے۔ بانی پاکستان حضرت قائداعظم کے قریبی ساتھی تھے ۱۹۳۸ء کے بعد جب بھی قائداعظم کراچی آتے تو ان کے مہمان بنتے۔ قائداعظم نے انہیں پاکستان کے منصوبہ بندی کمیشن کا رکن مقرر کیا تھا اس کمیشن کو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو نوزائیدہ مملکت کی منصوبہ بندی کا کام سونپا گیا صوبہ بمبئی سے سندھ کی علیحدگی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حکومت سندھ نے انہیں لوکل سیلف گورنمنٹ انکوائری کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا تھا۔ وہ کراچی ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ سندھ یونیورسٹی اور دوسری جنگ عظیم میں سندھ یونیورسٹی کمیشن کے رکن رہے۔ بیس سال تک کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ٹرسٹی اور تین بار وائس چیئرمین بنے۔

وہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے وفد کے رکن ٹورنٹو (کینڈا) میں منعقدہ شرعی مسائل کی بین الاقوامی کانفرنس میں پاکستانی وفد کے مندوب تھے۔ مصر، انڈونیشیا کا دورہ کرنے والے پاکستانی خیرسگالی وفود کے قائد۔ حکومت پاکستان کی چھوٹی بچتوں کی سکیم کے اعزازی کمشنر تھے کراچی کے ایوان صنعت و تجارت کے پہلے صدر بھی تھے

۲۶ جنوری ۱۹۷۶ء کو ماریشیس میں ان کا انتقال ہوا انہیں ۲۸ جنوری کو کراچی کے بوہرہ قبرستان میں دفن کیا قائداعظم کے انتقال پر سب سے پہلے محترمہ فاطمہ جناح نے انہیں اطلاع دی تھی۔

حاتم علوی - قائداعظم مراسلت

رازدارانہ

امور سندھ

علوی منزل

کراچی

۱۶ اگست ۱۹۴۴

ڈیر قائداعظم

جی ایم سید لاہور سے ابھی واپس لوٹے ہیں اور سٹیشن سے سیدھے مجھ سے ملاقات کو آئے لاہور میں ان کے ساتھ جو کچھ سلوک ہوا اس سے وہ خاصے برہم اور دل برداشتہ ہیں انہوں نے مجھے اس کی ساری تفصیل بتائی ہے جس روز وہ لاہور جانے والے تھے میرے ہی ساتھ تھے اور میں نے ان سے یہ الوداعی الفاظ کہے تھے کہ کوئی بھی ناقابل فہم حالات مسٹر جناح کو آپ کی ورکنگ کمیٹی کی قرارداد کی توثیق پر مجبور نہیں کر سکتے اور جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے تو وہ تو ہماری وزارت کی تبدیلی تک کو دیکھ کر بغلیں بجائیں گے۔ لیکن اگر آپ نے لاہور میں اپنے ساتھ ہونے والی بے رخی پر استعفیٰ دیا یا شور مچایا تو وہ اس پر اور زیادہ خوش ہوں گے کوئی بھی بے وقوف آدمی ایسا کر سکتا ہے لیکن اس کے لئے ایک فرمانبردار آدمی اور انتہائی نظم وضبط کے مظاہرے کی ضرورت ہے اب جی ایم مجھ سے کہتے ہیں کہ پچھلے بدھ کو جب وہ آپ سے ملے تھے تو انہوں نے یہی کچھ کیا تھا۔

ہمارے صوبے میں جو حالیہ سیاسی واقعات ہوئے ہیں ان سے میرا قریبی رابطہ ہے لیکن مجھے تعجب ہے کہ آیا آپ یہ سب تفصیلات سننا پسند کریں گے۔ بہرحال میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے سید کو پرزور طور پر خبردار کیا تھا کہ وہ اس ورکنگ کمیٹی میں اپنی وہ قرارداد پیش کرنے میں عجلت نہ کریں اس کے بجائے سری نگر میں آپ سے رابطہ قائم کریں بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ خود جا کر ملیں اور جب آپ کی طرف سے اس کی منظوری مل جائے تو اگلا قدم اٹھائیں چنانچہ اس پر وہ رضامند ہو گئے۔ لیکن پچھلے ماہ سے گزدر ان کی نحوست کا ستارہ بنے ہوئے ہیں اور قرارداد پیش کرنے پر ان سے اصرار کر رہے ہیں اگر وزارت میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے تو پھر گزدر وزیر اعظم بنا دیا جائے گا گزدر نے ہی جی ایم کو یہ سمجھایا ہے کہ نہ تو مسلم لیگ کے آئین میں اور نہ ہی اس کی کسی قرارداد میں یہ قطعی حکم دیا گیا ہے کہ کیسے پارلیمانی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنا چاہئے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آگے بڑھا جائے اور خود سندھ کی صوبائی مسلم لیگ کونسل کے ہاتھوں وزارت کا خاتمہ کرا دیا جائے جمعہ ۷ جولائی کو جب ورکنگ کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا تو صبح کو میرے اور جی ایم کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ وہ اس معاملہ میں آپ سے صلاح مشورہ کریں گے۔ چنانچہ عدم اعتماد کی تحریک وغیرہ کے معاملے کی طرف سے مجھے کچھ اطمینان ہو گیا تھا۔ ورکنگ کمیٹی کے ایجنڈے میں وزارت کے معاملات شامل نہیں تھے۔ اس لئے میں نے بجا طور پر یہ محسوس کیا کہ سر غلام حسین اور کھوڑو جیسے تجربہ کار لوگ اجلاس میں موجود ہیں وہ یقیناً پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں گے۔ کہ آیا اس طرح کے اہم موضوعات پر جب تک کہ انہیں ایجنڈے میں شامل نہ کیا جائے کیا اجلاس میں زیر بحث لائے جا سکتے ہیں۔ مگر کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ اجلاس میں کسی نے بھی صدر سے اس حق پر اعتراض نہیں کیا کہ وہ ایک ایسا نیا موضوع زیر بحث لا رہے ہیں جس کا پہلے سے کسی طرح کا بھی نوٹس نہیں دیا گیا۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ قرارداد منظور کر لی گئی۔ بلکہ اسے اخبارات کو بھی جاری کر دیا گیا۔ مجھے اس تمام واقع سے بڑا دکھ ہوا اور میں نے جی ایم کو اپنے بنگلے پر بلایا۔ جہاں ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس قرارداد کے تمام معاملے سے ٹیلی گرام کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جائے اور آپ کی ہدایت کا انتظار کیا جائے چنانچہ یہ طویل ٹیلی گرام میرے لڑکے نے ٹائپ کیا اور آپ کو بھیج دیا گیا۔

جی ایم نے مجھے بتایا ہے کہ گزدر نے آپ کہ ہمارے وزیر اعظم اور وزیر مال کی مختلف بدعنوانیوں سے مطلع کیا ہے میں نے ان سے کہا کہ گزدر کا اپنا دامن صاف نہیں ہے پہلے وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالے۔ بہرحال جی ایم کا کہنا ہے کہ پہلے آپ سے اس بات کی تصدیق کر لی جائے کہ آیا گزدر آپ سے اس انداز میں بات کر چکے ہیں۔ میرے محترم قائداعظم، یہ درست ہے کہ ڈاکٹر ہیمن داس کو چھوڑ کر ہمارا کوئی وزیر دیانتدار نہیں ہے اور ان میں سے کوئی بھی مالی اختیار سے اپنے آپ کو موٹا کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ لیکن گزدر روز ایسے مواقع پیدا کرتا ہے اور وہ اپنے بقیہ چاروں ساتھیوں سے مل کر آسانی سے اپنی اہمیت بڑھا لے گا چنانچہ اس طرح کے آدمی کو جس کی سروس بک میں تین برخواستگیاں لکھی ہوں مسلم لیگ کا وزیر

اعظم بنادیا جائے گا۔

براہ کرم اس خط سے منسلک اس خط کی ایک نقل حاصل کر لیجئے گا جو میں نے پرسوں مسٹر ہوشنگ این ای ڈنشاء کو لکھا تھا جو ڈیلی گزٹ کو تسلیم کرتا ہے

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ
مالابارہل بمبئی
۱۶ اگست ۱۹۴۴ء

ڈیر مسٹر علوی

آپ کا ۶ اگست کا ارسال کردہ خط ملا۔ میں آپ کی طرف سے فراہم کردہ تمام معلومات اور اس خط کی نقل بھیجنے کا بھی بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے ڈیلی گزٹ میں میری تقریر کے اندر قطع وبرید کرنے سے متعلق ہوشنگ کو لکھا تھا ان سب باتوں کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اگر آپ از راہ عنایت سندھ میں ہونے والے واقعات سے وقتاً فوقتاً مجھے باخبر رکھیں تو مجھے خوشی ہوگی میں نے پلاننگ کمیٹی کے ارکان کے ناموں کا اعلان کر دیا ہے آپ اس پر ضرور توجہ دیں علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر حلیم اس کمیٹی کے سیکرٹری ہیں مجھے امید ہے کہ وہ جلد ہی تمام ارکان کو ملاقات کے لئے مدعو کریں گے

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

علوی منزل
کراچی
۳۰ اگست ۱۹۴۴ء

ڈیر قائد اعظم

سندھ کے امور کے موضوع پر ۶/ اگست کو میں نے آپ کو جو خط ارسال کیا تھا اس کے آخری پیراگراف کے تحت اس خط کی نقل منسلک تھی جو میں نے ہوشنگ ڈنشا کو آپ کی لاہور والی تقریر کے متعلق تحریر کیا تھا۔ موجودہ خط کے ساتھ میں ہوشنگ کا جواب اور ایڈیٹر کی وضاحت بھی منسلک ہے جو مجھے ابھی موصول ہوا ہے: براہ مہربانی آپ اسے پڑھنے کے بعد واپس کر دیجئے، کیونکہ ہوشنگ نے اپنے ایڈیٹر کا خط واپس کرنے کے لئے کہا ہے میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ اس معاملے سے متعلق مزید کچھ کارروائی کی جائے۔ اس ماہ کی ۲۶ تاریخ کو میں نے پروفیسر حلیم کو جو خط لکھا تھا اس کی بھی نقل آپ کی معلومات کے لئے اگلے دن میں نے ارسال خدمت کی تھی۔ پندرہ روز قبل میرا ایک ہندو دوست میرے پاس آیا تھا۔ وہ ایک ممتاز سندھی کانگریسی ہے۔ پنچ گنی میں گاندھی کے ساتھ رہتا تھا میرے اس دوست سے گاندھی کو اس لئے دلچسپی ہے کہ وہ سی آر فارمولا کے سلسلے میں سندھ کانگریس کی حمایت حاصل کر رہا ہے جس میں اس نے خاصی کامیابی حاصل کر لی ہے میرا یہ دوست تقریباً دو سال تک جیل میں رہا ہے چنانچہ ہم دونوں خاصی دیر تک بیٹھے آپس میں گپ شپ کرتے رہے بقول اس کے تین چٹکلے میں آپ کو سناتا ہوں

۱۔ گاندھی اپنے عمر بھر کے مشن، عدم تشدد کی ناکامی کے خوفناک بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔

۲۔ دوسری جانب وہ ہولناک حد تک اس استقامت اور اجتماعی نظم وضبط سے بڑا متاثر ہے۔ جس کا مظاہرہ مسلمانوں نے اس مدت کے دوران اپنی غیر جانبداری کو سختی سے برقرار رکھتے ہوئے کیا ہے۔ جب گاندھی کی کھلی بغاوت کا آغاز ہوا اور اس پر عمل ہوا اس وقت خود گاندھی کو ہندو مسلم تصادم کا شدید خدشہ تھا

۳۔ گاندھی کے بہت سے کارکنوں نے ان کو متفقہ طور پر یہ رائے پیش کی ہے کہ وہ کانگریس کے نظر بند لیڈروں کی رہائی کے سلسلے میں حمایت حاصل کرنے کی غرض سے آپ سے درخواست کریں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس بارے میں ابتدائی اقدام کے طور پر محض مطالبہ کرنا چاہئے۔ اور وہ بھی صرف اس صورت میں جب آپ کو ایسا کرنا پڑے گا اور اگر ورکنگ کمیٹی اجازت دے دے تو اس کے بعد بقیہ اقدامات پر غور کرنا چاہئے ویسے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ بڈھا کارکنوں کے اس مشورے پر توجہ نہیں دینا چاہتا۔ امید ہے کہ آپ کی صحت بہتر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔

آپ کا مخلص
حاتم اے علوی۔

۷ ستمبر ۱۹۴۴

ڈیئر مسٹر علوی

آپ کا ۳۰ اگست کا لکھا ہوا خط مل گیا ہے اسی لفافے میں مسٹر ہوشنگ ڈنشا کے خط کے علاوہ آپ کی شکایات کے بارے میں ایڈیٹر کا خط بھی شامل ہے آپ کی خواہش کے مطابق میں نے وہ خط و کتابت اس کے ساتھ ہی واپس کر دی ہے۔ ڈیلی گزٹ نے جو کچھ کیا ظاہر ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے تاہم اس معاملے سے آپ جس طرح مناسب خیال کریں نمٹ سکتے ہیں۔ یہ باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی۔ میں مسٹر ہوشنگ کی اس رائے سے پوری طرح متفق ہوں کہ یہ بڑا مناسب موقع ہے کہ سندھ میں مسلمانوں کا کم از کم اپنا ایک انگریزی اخبار ہونا چاہئے اور یہی اس کا (ڈیلی گزٹ) بہترین جواب ہے جو آپ دے سکتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ میں سے بعض رہنما اس سمت میں سنجیدگی سے کوشش کریں گے۔ اگر اس اخبار کو صحیح طور پر چلایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجارتی اعتبار سے بھی منافع بخش ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ اگر یہ اخبار مناسب ہاتھوں میں ہوا تو سندھ کے عوام پورے خلوص کے ساتھ اس کی حمایت کریں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

علوی منزل

کراچی

۲/ اکتوبر ۱۹۴۴ء

ڈیئر قائد اعظم

میں آپ کی توجہ اس خط کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کی ایک نقل اس خط کے ساتھ منسلک ہے یہ خط میں نے اپنے (مسلم لیگ کے) جنرل سیکرٹری کو کل بھیجا تھا

آپ کی گاندھی جی سے بات چیت کے دوران میں نے تین ٹیلیگرام آپ کو ارسال کئے تھے یقین ہے کہ وہ بروقت آپ کو مل گئے ہوں گے

آپ کا مخلص

حاتم اے علوی

کراچی

۵/ اکتوبر ۱۹۴۴ء

ڈیئر قائد اعظم

اس سے قبل ۲ اکتوبر کو لکھ چکا ہوں کہ یکم اکتوبر کو میں نے جنرل سیکرٹری کو جو خط لکھا تھا اس کی ایک نقل آپ کو بھیج رہا ہوں آج میں نے انہیں ایک خط اور لکھا ہے جس کی نقل بھی آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔

ہماری قرارداد لاہور میں جن علاقوں کے عوام سے استصواب رائے کرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے ہمارے کانگریسی دوست اس سے خاصے پریشان ہیں کیا اس قرارداد کے ذریعے ہم ایک ایسا مطالبہ تسلیم نہیں کر رہے جس کے لئے ان لوگوں نے کبھی نہیں کہا اور کیا ہم ان لوگوں پر حق خود ارادیت نہیں تھوپ رہے ہیں جنہوں نے کبھی اس کا مطالبہ نہیں کیا؟ سندھیوں، پنجابیوں، پٹھانوں، بلوچیوں، بنگالیوں، اور آسامیوں نے تو کبھی اس طرح کا مطالبہ نہیں کیا کہ ان کے صوبوں کو اس مجوزہ وفاق سے علیحدہ کر دیا جائے جس کا آئین کے ایکٹ کے دوسرے حصے میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ اگر ان صوبوں کے عوام کی چیخ و پکار کی گونج کا اندازہ کر کے اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ کونسل چیمبرز) مسلم تو اسے منظور کر سکتے ہیں مگر ان علاقوں کے ہندو انکار کر دیں گے کیا اس سے بھی زیادہ کسی واضح ثبوت کی ضرورت ہے کہ مسلم اور ہندو علیحدہ قوم ہیں اکثر اپنی تقریروں میں اور حال ہی میں گاندھی جی کے ساتھ خط و کتابت میں آپ مسلمان کا لفظ استعمال کرتے رہے ہیں میں یہ بتانے کی جسارت کروں گا کہ دراصل صحیح عربی لفظ مسلم ہے۔

آپ کا مخلص

حاتم اے علوی

۱۶ اکتوبر ۱۹۴۴

ڈیئر مسٹر علوی

آپ کے ۲ اکتوبر کے خط کا شکریہ آپ کے تمام ٹیلیگرام مجھے موصول ہو گئے ہیں نوابزادہ لیاقت علی خاں کو اپنے خط میں آپ نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ میں نے دیکھ لی ہیں میں نے ان کی زبانی سنا ہے کہ وہ ان تجاویز پر سنجیدگی سے توجہ دے رہے ہیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

حاجی اینڈ سنز :

جناح روڈ کوئٹہ پر واقع ایک دکان ۔اس دکان سے قائد اعظم محمد علی جناح کے لیک اے ڈی سی این اے حسین نے قائد کے قیام کوئٹہ کے دوران ساڑھے سات روپے میں ولز کی جرابیں خریدیں ۔ ان کا رنگ گرے تھا اور ان پر لیبل بھی لگا ہوا تھا۔ جرابیں لاکر قائد کو دی گئیں جرابیں خریدنے کے اگلے روز قائد اعظم نے این اے حسین کو بلاکر کہا کہ یہ جرابیں آپ نے خریدی ہیں۔

انہوں نے کہا جی ہاں۔

قائد نے کہا کہ دکاندار نے آپ سے نئی جرابوں کے پیسے وصول کئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں اس پر قائد اعظم نے فرمایا یہ جرابیں تو پرانی ہیں اس لئے انہیں دکاندار کو واپس کر کے نئی جرابیں لائی جائیں چنانچہ جرابیں بدل کر لائی گئیں لیکن قائد نے جرابوں کو روشنی کے بالمقابل رکھ کر دیکھا تو ایک جراب میں سے دھاگا نکلا ہوا تھا جس کی وجہ سے ایک سوراخ نظر آرہا تھا

قائد اعظم نے اے ڈی سی سے پھر جرابوں کے بارے میں دریافت کیا۔ تو کہا سر اس نے جرابیں بدل دی تھیں قائد اعظم نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

میں دکان دار کو سبق سکھانا چاہتا تھا۔

حاجی کلو.

قائد اعظم محمد علی جناح کی میت کو غسل دینے والے۔ اصل نام ہدایت علی تھا۔ وہ ۱۸۸۷ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جب حضرت قائد اعظم کا انتقال ہوا تو انہوں نے غسل دیا ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو ۹۸ سال کی عمر میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

انہیں علی باغ میوہ شاہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے رنگ گندمی تھا اس لئے کلو کہلاتے تھے۔

حاضر جوابی:

قائد اعظم بڑے ذہین و فطین ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے حاضر جواب بھی تھے اور بچپن ہی سے اس صفت کے حامل تھے۔

۱۹۱۰ء میں جب وہ پہلی دفعہ مرکزی اسمبلی میں آئے اور جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی حالت پر انہیں تقریر کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے بلا جھجک جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں پر انگریزوں کی زیادتیوں کی نشان دہی کی اور اس سلسلہ میں سخت اور ظلم کے الفاظ استعمال کئے۔ یہ اجلاس لارڈ منٹو وائسرائے ہند کی صدارت میں ہو رہا تھا۔ وہ یہ الفاظ سن کر فوراً چونک پڑے اور بولے

معزز مقرر کو ایوان کے آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔

قائد اعظم یوں گویا ہوئے۔

" جناب والا اگر مجھے ایوان کے آداب کا خیال نہ ہوتا تو میں اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ استعمال کرتا۔ "

گاندھی جی نے ایک بار قائد اعظم سے پوچھا کہ آپ کو کس نام سے پکارا جائے تو قائد نے جواب دیا گلاب کو چاہے کسی نام سے پکارا جائے وہ ہر رنگ میں خوشبو دیتا ہے۔

حافظ امر تسری:

" قائد اعظم اور ہم " کے مصنف۔ وہ ۱۶ دسمبر ۱۹۱۶ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے انہوں نے فاضل (علوم شرقیہ) اور طب کے امتحانات پاس کئے تقسیم کے بھیانک مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے قائد اعظم سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں اور اسی مناسبت سے انہوں نے " قائد اعظم اور ہم " کے عنوان سے ایک منظوم کتاب بھی لکھی ہے انہوں نے اپنی اس نظم میں قائد اعظم کو مخاطب کر کے ایک اچھوتا رنگ اور اسلوب اختیار کیا ہے جس میں تحریک اور قیام پاکستان کے بعد کے حالات کی عکاسی نہایت دردِ دل اور محبِ وطن پاکستانی شاعر کی حیثیت سے کی ہے۔

ذاتی کاروبار کرتے ہیں۔ شاعری سے خاص لگاؤ رہا ہے۔

اصل نام حافظ محمد شریف ہے۔

حافظ وہبہ :

۱۲ فروری ۱۹۴۶ء کو حافظ وہبہ سفیر سلطنت سعودیہ عربیہ نے مارننگ نیوز کلکتہ کو بیان دیتے ہوئے کہا۔

" میرے لئے یہ مشکل ہے کہ میں یہ باور کروں کہ مولانا آزاد مسلم لیگ کے ماتحت مسلم اتحاد کے مخالف ہیں یہ بات سمجھ

میں آسکتی ہے کہ مولانا آزاد مسٹر جناح سے اختلاف رکھتے ہوں لیکن یہ اختلاف رائے چاہے کتنا شدید کیوں نہ ہو۔ مگر مولانا آزاد مسلمانوں کی جماعت مسلم لیگ سے جدا اور ہندو جماعت کانگریس سے وابستہ رہیں۔ یہ انہیں کیسے زیب دیتا ہے کیوں کہ شریعت کا مسلمہ اصول ہے کہ کسی صورت مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور سواد اعظم سے اپنے آپ کو منقطع کرے معاملات میں ایک مسلمان کی اختلاف رائے ہمیشہ امت کی اکثریت اور سواد اعظم کی خواہش و مرضی کے تابع ہوتی ہے اگر میں مولانا آزاد کی جگہ ہوتا اور پاکستان کے خلاف بھی ہوتا پھر بھی پاکستان کی حمایت کرتا اور وہ اس لئے کہ مسلمان پاکستان چاہتے ہیں میرا خیال ہے کہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا ظہور و قیام نہ صرف اسلامیان ہند اور عالم اسلام کے لئے عظیم ترین فائدہ اور بھلائی کی بات ہوگی بلکہ امن عالم کے لئے بھی بڑی چیز ہوگی

حالات قائد اعظم:

اسے جناب خالد اختر افغانی نے قیام پاکستان سے چند ماہ پہلے مکمل کیا تھا تاہم قیام پاکستان کی بنا پر مصنف نے اس میں اعلان آزادی اور وفات قائد اعظم تک کے حالات و واقعات بھی شامل کر دیئے۔ یہ کتاب ۸۴۰ صفحات پر مشتمل تھی اور اس کا نام حالات قائد اعظم محمد علی جناح تھا ۱۹۸۸ء میں جناب خالد اختر افغانی نے اسے بڑے سائز پر آتش فشاں پبلی کیشنز کے زیر اہتمام شائع کر دیا اور اس طرح اس کے صفحات کم ہو کر ۴۱۶ رہ گئے لیکن یہ کتاب قائد اعظم کے عہدہ سنبھالنے کے واقعات پر محیط ہے۔

خالد اختر افغانی پہلے خاکسار تحریک میں شامل تھے پھر قائد اعظم کے خوشہ چیں ہوئے۔ وہ ۱۹۴۲ء میں اس کے رکن تھے۔ تاہم بعد ازاں مسلم لیگ کی پالیسیوں سے متفق ہوگئے

حامد محمود، شیخ:

نوائے وقت کے مینجنگ ایڈیٹر اور نیشنل پریس ٹرسٹ کے چیئرمین۔

وہ حمید نظامی، یحییٰ بختیار، قاسم رضوی۔ راجا افتخار اللہ ڈاکٹر ضیاء الاسلام، غلام احمد اور امین ترین کے ہمراہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبر بنے۔

حبیب آفندی، ڈاکٹر:

قائد اعظم نے مسلم لیگ ہنگامی ہسپتال کا انتظام ان کے سپرد کر رکھا تھا۔

وہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۵ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے

انہوں نے اپنی سیاسی و سماجی زندگی کا آغاز ۱۹۳۱ء سے اس وقت کیا جب انہیں بمبئی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر منتخب کیا گیا فیڈریشن کی جانب سے انہوں نے تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک سماجی بہبود کی مختلف تنظیموں سے وابستہ رہے۔ ۱۹۴۷ء میں مہاجرین کی آباد کاری کے لئے شبانہ روز کام کیا۔ انہیں مفت طبی امداد اور دیگر سہولتیں فراہم کیں۔ وہ میڈیکل پریکٹیشنر اور میڈیکل ٹائمز کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ ان کا انتقال ۱۹۵۷ء میں ہوا۔

حبیب احمد چوہدری:۔

تحریک پاکستان کے رہنما اور تحریک پاکستان گولڈ میڈل ۱۹۸۹ء کے حامل۔ انہوں نے یکم مارچ ۱۹۴۱ء کو اس اجلاس میں شرکت کی جو اسلامیہ کالج لاہور کے میدان میں منعقد ہوا۔

وہ ۱۹۱۹ء میں بجواڑہ (ہوشیار پور) میں ڈاکٹر امام بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بجواڑہ میں (ہوشیار پور) میں حاصل کی ۱۹۳۸ء میں لاہور آگئے اور مرزا عبدالحمید سے اسلامی تعلیمات پر عبور حاصل کیا۔ انہی کی وجہ سے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے فعال رکن بنے۔ انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے اس اجلاس میں شرکت کی جو قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے لئے منعقد ہوا۔

چوہدری صاحب یونینسٹوں کے سخت مخالف تھے اور انہوں نے ۱۹۴۶ء میں پنجاب کی یونینسٹ حکومت کے خلاف چلائی گئی سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لیا اور اس ضمن میں تحریک کے ختم ہونے تک ہوشیار پور جیل میں رہے۔ قیام

پاکستان پر فیصل آباد میں مستقل رہائش اختیار کی نیشنلسٹ علماء اور تحریک پاکستان، نظریہ پاکستان، جماعت اسلامی کارخ کردار اور علامہ اقبال، قائداعظم پرویز دووری اور تحریک پاکستان ان کی اہم تصانیف ہیں۔ نیشنلسٹ علماء اور تحریک پاکستان ان کی ایک ایسی کتاب ہے جس سے تحریک پاکستان پر کتاب لکھنے والا ہر مصنف استفادہ کرتا ہے

حبیب اللہ خاں:

وہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۴ء بنوں کی تحصیل کی مروت میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں میٹرک کیا۔ پھر ۱۹۲۴ء میں اسلامیہ کالج پشاور سے بی اے کیا۔ ۱۹۲۴ء میں علی گڑھ چلے گئے۔

جہاں ۱۹۲۶ء میں انہوں نے قانون کی ڈگری لی۔ ۱۹۲۸ء میں آل انڈیا کانگریس میں شمولیت اختیار کی جہاں دو سال تک جیل کاٹی۔ ۱۹۳۷ء میں خاکسار تحریک میں شامل ہوئے لیکن ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرلی۔ قائداعظم نے جب نواب ممدوٹ کی زیر صدارت صوبہ سرحد کے لئے الیکشن بورڈ مقرر کیا تو انہیں اس کا ممبر اور سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں صوبہ سرحد اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں خاکسار تمین جان خاں کے ہمراہ دہلی میں قائداعظم سے ملاقات کی۔ تاہم کانگریسی وزارت کے خلاف تحریک سول نافرمانی میں چار ماہ قید کاٹی۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں اسمبلی کی رکنیت ترک کر دی اور جوڈیشنل سروس میں چلے گئے۔ ۱۹۵۱ء میں سیشن جج کے عہدے سے مستعفی ہوئے ۱۹۵۵ء میں ہائی کورٹ کے جج بنے اور ۱۹۶۱ء میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۲۶ میں بنوں اور لکی کے حلقے سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اسی سال انہیں حکومت پاکستان نے مرکزی وزیر داخلہ اور امور کشمیر کا وزیر مقرر کیا۔ ۱۹۶۵ء میں صوبائی وزیر مال اور بحالیات اور پھر لیڈر آف دی ہاوس بنے۔ مسٹر بھٹو نے پیپلز پارٹی قائم کی تو اس میں شمولیت اختیار کرلی۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء تا ۵ جولائی ۱۹۷۷ء پاکستان سینٹ کے چیئرمین رہے۔ بعد ازاں وفات (۱۹۸۰) تک خاموش زندگی گزاری۔

حبیب اللہ، خواجہ:۔

جموں و کشمیر مسلمان کانفرنس کے رہنما، تحریک پاکستان گولڈ میڈل ۱۹۸۹ء کے حامل وہ خواجہ عبدالصمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں یونیورسٹی لا کالج لاہور میں داخلہ لیا اور اس طرح انہیں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شمولیت کا موقع ملا۔ ۱۹۴۴ء میں خضر حیات اور قائداعظم کے مابین مذاکرات ناکام ہوگئے تو انہوں نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو معطل کر کے طلباء کے ہمراہ قائداعظم اور لیگ کا پیغام قریہ قریہ پہنچایا ۱۹۴۶ء میں جب پنجاب کی حکومت نے اخبارات پر پابندی لگادی تو تحریک پاکستان کے سلسلے میں جاری کردہ خبروں کی اشاعت کے لئے جو سائیکلوسٹائل خبرنامہ جاری کیا جاتا تھا وہ اس میں پیش پیش تھے۔ ممدوٹ ولا لاہور میں قائداعظم کے قیام کے دوران ان کی حفاظت پر مامور ہوئے۔

حبیب اللہ، سرمحمد:

وائسرائے کی کونسل کے رکن۔ انہوں نے ۱۹۲۷ء میں شاہی کمیشن کے قیام پر سخت احتجاج کیا اور کہا کہ اس میں قابل ذکر ہندوستانیوں کو کیوں شامل نہیں کیا گیا اس احتجاج میں قائداعظم بھی شامل ہوگئے۔

وہ ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۸۸۸ء میں بار میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۰۹ء تا ۱۹۱۲ء لیجسلیٹو کونسل کے ممبر، کمشنر مدراس ممبر کارپوریشن (۱۹۱۰) دوبارہ رکن بنے۔ ۱۹۲۶ء میں جنوبی افریقہ میں ہندوستانی وفد میں شامل تھے۔ ۱۹۲۹ء میں لیگ آف نیشنز میں جو وفد بھیجا گیا اس کے قائد تھے۔ ۱۹۳۴ء میں انہیں ٹراونکور کا دیوان بنا دیا گیا۔

حبیب اللہ شیخ:

مئی ۱۹۳۱ء کو قائداعظم کے دست راست سر محمد علی خاں راجا صاحب محمود آباد فالج کے حملے سے محمود آباد میں انتقال کر گئے۔ راجا صاحب نے اپنی ریاست کے انتظام اور اپنے بڑے بیٹے راجا امیر خاں کی مشاورت کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا تھا جس کے ٹرسٹیوں میں محمد علی جناح کے ہمراہ شیخ حبیب اللہ، راجا محمد مہدی، سید وزیر حسن اور چودھری خلیق الزمان شامل تھے

حبیب بنک لمیٹڈ:

یہ بنک حبیب اسماعیل کے بیٹوں احمد داؤد حبیب، محمد علی

حبیب اور داؤد حبیب نے قرارداد پاکستان کی منظوری کے کوئی ڈیڑھ سال بعد قائداعظم محمد علی جناح کی نیک خواہشات اور سرپرستی میں ۲۵ اگست ۱۹۴۱ء کو قائم کیا۔ تاکہ برصغیر کے مسلمان اقتصادی بیداری حاصل کر سکیں قائداعظم نے حبیب بنک بمبئی شاخ میں اپنا اکاونٹ کھولا۔ یہ مسلمانوں کا برصغیر میں پہلا بنک تھا۔ ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو اسے کراچی منتقل کیا گیا۔

اس بنک نے ۱۹۵۱ میں اکاونٹنگ کا جدید نظام رائج کیا۔ ٹیلی پرنٹر سروس کا اجراء ۱۹۵۲ء میں ہوا۔ اس کے بعد متعدد سکیمیں رائج کی گئیں۔ ۱۹۷۵ء میں بنک کو گولڈ کوئن ایوارڈ ملا۔ ۱۹۸۲ء میں مرکزی ایوارڈ ملا۔

حبیب بنک پلازا کی عمارت کا سنگ بنیاد صدر ایوب خاں نے ۱۲ نومبر ۱۹۶۷ء رکھا۔ ۱۹۸۶ء میں بنک نے ۸۷ کروڑ ۸۳ لاکھ روپے کا منافع کمایا۔

حبیب فیملی:

قائداعظم محمد علی جناح کے حبیب فیملی سے بھی تعلقات تھے انہوں نے ۲۲ جنوری ۱۹۴۵ء کو ایک یتیم خانہ کی امدادی تقریب منعقد کی قائداعظم اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

"ہر شخص دولت جمع کرنے کا جتنا خواہش مند ہوتا ہے، اتنا دولت دینے کا خواہش مند نہیں ہوتا۔ تمہارے پاس دولت ہے تم اس کا کیا کرو گے۔ ؟ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں پھر کس دن کے لئے دولت جمع کر رکھی ہے دولت کو اپنی زندگی میں نیک کاموں پر لگاؤ ـــــ اگر ہم مذہب اسلام کو ہردلعزیز بنانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں چاہئے کہ دیرینہ جھگڑے منافشات ترک کر دیں۔ اور ـــــ خوجہ، بوہرہ وغیرہ فرقہ وارانہ نام چھوڑ کر ایک مسلمان قوم بن جائیں۔

حبیب منزل (علی گڑھ)

قائداعظم محمد علی جناح جب علی گڑھ تشریف لے جاتے تو نواب صدر یار جنگ کی کوٹھی واقع میرس روڈ پر ٹھہرا کرتے تھے۔

حبیبیہ ہال (اسلامیہ کالج لاہور)

۸ جون ۱۹۳۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کا اجلاس لاہور کے حبیبیہ میں ہونا قرار پایا۔ مگر یہاں اجلاس منعقد کرنے کی اجازت نہ دی گئی چنانچہ برکت علی اسلامیہ ہال میں اجلاس منعقد ہوا۔ قائداعظم نے اجلاس میں شرکت کی۔

حسرت تعمیر:

مشہور شاعر جناب ناصر کاظمی نے ان الفاظ میں قائد کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

بارگاہ شوق میں خالی ہے تیری جا! ابھی
قائداعظم تجھے بھولی نہیں دنیا ابھی
ہم سے جو وعدہ کیا تھا تو نے پورا کر دیا۔
اپنا وعدہ ہے مگر شرمندۂ ایفا ابھی
گرچہ تیرے فیض سے آباد ہے بزم سبو
اہل ہمت سے مگر خالی ہے میخانہ ابھی
فکر تعمیر چمن میں ہم بھی جلتے ہیں مگر
تو نے جو سوچا تھا وہ ہم نے نہیں سوچا ابھی
دن منا لیتے ہیں تیرا اور سو جاتے ہیں پھر
مجھ کو اپنے ہم نواؤں سے ہے یہ شکوا ابھی
ہاں ابھی درکار ہے کچھ اور خونِ دل اسے
سبزہ اس گلزار کا ہے ہم سے بیگانہ ابھی
کچھ عناصر ہیں کہ جن کے پرہوس انفاس سے
اس جہانِ پاک کا دامن ہے کچھ میلا ابھی
آرہی ہے وادئ کشمیر سے پیہم صدا
تشنۂ تکمیل ہے اس دیس کا نقشہ ابھی
پھونک ڈالے جو خس و خاشاکِ غیر اللہ کو
دل کے خاکستر میں وہ شعلہ نہیں بھڑکا ابھی
تو بھی سچ کہتا ہے ناصر سرد ہے محفل مگر
سچ تو یہ بھی ہے کہ تیرا دل نہیں جاگا ابھی

حسرت چراغ حسن:

مشہور صحافی نثر نگار اور غزل گو۔ انہوں نے قائداعظم محمد

علی جناح کی سوانح حیات بھی مرتب کی جسے ۱۹۵۲ء میں مکتبہ کارواں کے پروپرائٹر چودھری عبد الحمید نے زیور طبع سے آراستہ کیا۹۶ صفحات کی اس کتاب میں مرتب نے چند ایسے پہلو بھی اجاگر کئے ہیں جو قبل لکھی گئی کتابوں میں موجود نہیں۔

چراغ حسن حسرت ۱۹۰۴ء میں بارہ مولا (کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ نئی دنیا (کلکتہ) میں کولمبس کے فرضی نام سے لکھنا شروع کیا پھر لاہور آ گئے اور زمیندار سے منسلک ہو کر سندباد جہازی کے نام سے لکھتے رہے۔ بعدازاں احسان شہباز اور امروز کی ادارت کی۔ امروز اور نوائے وقت میں فکاہی کالم لکھتے رہے۔ ہفتہ وار شرارہ ان کا اپنا اخبار تھا۔ جو ایک زمانے میں شائع ہوتا رہا۔ تصانیف میں کیلے کا چھلکا۔ پربت کی بیٹی۔ مردم دیدہ۔ دو ڈاکٹر۔ پنجاب کا جغرافیہ اور قائداعظم شامل ہیں غزل گو بھی تھے

حسرت موہانی:

مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں مولانا کی ایک تجویز سبجیکٹ کمیٹی میں نامنظور ہو گئی قائد کے مطابق مولانا اجلاس میں وہ تجویز پیش نہیں کر سکتے تھے مگر وہ بضد ہو گئے قائداعظم نے انہیں اجازت دے دی مولانا نے اپنی تقریر میں کہا

اگر ایک بوڑھیا حضرت فاروق اعظم کا گریبان پکڑ سکتی ہے تو کیا میں قائداعظم کا دامن نہیں پکڑ سکتا۔

لوگوں نے شدید احتجاج کیا اور مولانا سے کہا کہ وہ بیٹھ جائیں لیکن قائداعظم نے مسکراتے ہوئے فرمایا "نہیں نہیں مولانا صاحب کی بات سنو وہ بہت اچھے اور اچھے دل والے آدمی ہیں"

رئیس المتغزلین، اصل نام سید فضل الحسن تھا۔ ۱۸۷۵ء میں قصبہ موہان (اودھ) میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے کیا اور فن شعر میں تسلیم لکھنوی کے شاگرد تھے بیک وقت ایک مخلص سیاست دان، مایہ ناز شاعر، بے باک مجاہد آزادی، پاک باطن اور بالغ نظر نقاد تھے۔

ادبی رسالہ اردوئے معلی جاری کیا اور شعر و ادب کی بے مثال خدمت انجام دی اپنے تغزل سے نہ صرف اردو غزل کا احیاء کیا بلکہ اسے فن کی نئی دنیاؤں سے متعارف کرایا۔

زبان کا بے تکلف استعمال ان کی بڑی خوبی ہے۔ تصانیف: کلیات اور فن شعر پر۔ نکات سخن اور محاسن و معائب سخن رسائل کی شکل میں ہیں ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔

حسن البنا:

اخوان المسلمون کے رہنما جنھوں نے قاہرہ میں ۱۹۴۵ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں قرآن پاک کا نادر نسخہ پیش کیا۔ یہ قرآن پاک ۱۹۳۵ء میں مصر سے شائع ہوا۔ ان دو جلدوں میں ہے ایک پر حسن البنا کے دستخط ہیں۔

قائداعظم جب ۱۶ دسمبر کو قاہرہ پہنچے تو انہوں نے حسن البنا سے بھی ملاقات کی۔ یہ ملاقات ایک استقبالیہ میں ہوئی۔

وہ ۱۹۰۶ء میں محمودیہ (اسکندریہ) میں پیدا ہوئے ۱۹۲۷ء میں قاہرہ کے ایک تعلیمی مرکز سے سند فراغت لے کر اسمعیلیہ کے ایک سرکاری مدرسے میں استاد مقرر ہوئے۔

یہ قصبہ نہر سویز کے حلقے میں ہونے کے باعث انگریزی استعمار کا مرکز تھا وہیں شیخ حسن البنا کو اندازا ہوا کہ یورپی استعمار مسلمانوں کے لئے محض مادی ہی نہیں مذہبی، اخلاقی روحانی اور ذہنی حیثیت سے کس قدر نقصان دہ ہے۔

چنانچہ انہوں نے مارچ ۱۹۲۹ء میں جمعیتہ الاخوان المسلمین کی بنیاد رکھی۔ ۱۱ اپریل ۱۹۲۹ء کو اس کے قیام کا رسمی اعلان ہوا۔ ۱۹۳۳ء میں ان کا تبادلہ قاہرہ میں ہوا تو تحریک کی شاخیں اکثر شہروں میں قائم ہو گئی تھیں۔ دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر اس تحریک نے مصر سے انگریزوں کے اخراج کا جذبہ کمال تک پہنچا دیا۔ جمعیتہ نے یہودیوں کے خلاف عربوں کی جنگ میں بھی نمایاں حصہ لیا ۸ دسمبر ۱۹۴۸ء کو محمود فہمی النقراشی وزیر اعظم مصر نے الاخوان کو غیر قانونی تنظیم قرار دے دیا۔ اواخر دسمبر میں النقراشی مارا گیا۔ اس کے قتل کا الزام

حسن اے شیخ:

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں قائداعظم محمد علی جناح کے پولنگ ایجنٹ اور پرائیویٹ سیکرٹری۔

وہ ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے انہوں نے بمبئی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۷ء میں وکالت کو پیشے کے طور پر اختیار کیا۔ اسی سال مسلم لیگ میں شمولیت ہوئی۔ بمبئی پراونشل مسلم لیگ کے جائنٹ سیکرٹری، جنرل سیکرٹری پراونشل مسلم لیگ۔

۱۹۴۵ء میں بمبئی کی انتخابی مہم کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بمبئی پارلیمانی بورڈ کے چیئرمین اور قائداعظم کے پولنگ ایجنٹ تھے آزادی کے بعد قائداعظم کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔

۱۹۶۰ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد پھر وکالت شروع کر دی۔ ۱۹۶۲ء میں کونسل مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخاب کے دوران محترمہ فاطمہ جناح کے چیف الیکشن ایجنٹ کے طور پر کام کیا۔ ۱۹۶۵ء میں کراچی سے متحدہ حزب اختلاف کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن بنے اور ۱۹۶۹ء تک رکن رہے۔

حسن امام سید:

۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں ایک اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی اس میں قائداعظم کے ساتھ سید حسن امام نے بھی شرکت کی۔ ۱۹۱۷ء میں انہوں نے قائد کے ہمراہ وائسرائے لارڈ مانٹیگو سے ملاقات کی۔

وہ ۱۳ اگست ۱۸۷۱ء کو بہار میں پیدا ہوئے۔ سید امداد امام اثر کے فرزند اور سر علی امام کے چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۸۹۲ء میں بیرسٹری کی سندلی اور پریکٹس شروع کر دی۔ ۱۹۰۸ء میں قومی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۱۹۱۰ء میں مسلم لیگ کے صدر بنے اور ۱۹۱۸ء میں کانگریس کے اجلاس خاص کی صدارت کی۔جمعیت اقوام میں ہندوستان کی طرف سے نمائندگی بھی کی۔

حسن پیر (درگاہ):

قائداعظم کی پیدائش کے بعد ان کی والدہ مٹھی بائی انہیں پانیلی سے دس میل دور گینو ڈنامی گاؤں لے گئیں اس کے لئے وہ اپنے شوہر کے ہمراہ بادبانی کشتی کے ذریعے کراچی سے کاٹھیاواڑ کی بندرگاہ ویراول پہنچے اور وہاں سے ایک بیل گاڑی پر بیٹھ کر حسن پیر کی درگاہ تک پہنچے۔ وہیں قائداعظم کے روایتی انداز میں عقیقہ کی رسم ادا کی گئی۔

حسن پیر ایران کے باشندے تھے اور وہ تبلیغ کے لئے براہ بلوچستان ہند میں وارد ہوئے کچھ عرصہ ملتان میں قیام کیا۔ اور اس دوران بہت سے غیر مسلموں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد سندھ کے طول وعرض میں رہ کر اسلام کی تبلیغ کی اور پھر پانیلی جاکر ڈیرے ڈال دئے۔ وہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ رات کو جلد سو جاتے اور صبح دو بجے اٹھ کر فجر کی نماز تک دریائے بھدر کے کنارے اپنے خیمے میں یاالٰہی س میں مشغول رہتے۔ وہیں انتقال ہوا۔

حسن دین، شیخ:

انہوں نے قائداعظم کی وفات کے بعد انگریزی میں ان کی شخصیت اور کارناموں کے حوالے سے ایک طویل نظم لکھی وہ ۱۸۸۴ء میں شیخ علی محمد کے ہاں لاہور میں پیدا ہوئے۔

فارمن کالج سے ۱۹۰۶ء میں بی اے کیا ۱۹۱۲ء میں ایل ایل بی کیا۔ تحریک خلافت کے دوران کانگریس کے لیڈر کے طور پر ابھرے۔

انگریزی زبان میں دسترس حاصل تھی۔ تحریک خلافت کی ناکامی پر انہوں نے مقامی بلدیاتی حکومت کے لئے اپنی خدمات وقف کر دیں ۱۹۲۲ء تا ۱۹۳۴ء لاہور میونسپل کارپوریشن کے رکن رہے

قائداعظم کے معتقدین میں سے تھے۔ قائداعظم کی شخصیت اور کارناموں پر ایک طویل نظم لکھ کر داد پائی۔

۱۹۶۲ء میں ان کا انتقال ہوا۔ مثنوی پس چہ باید کرد کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اسے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے طبع کیا۔

حسن ریاض:

جامعہ کراچی شعبہ صحافت کے سینئر لیکچرار اور قائداعظم کے قریبی ساتھی۔ وہ ۱۸۹۴ء میں بلند شہر کے ایک ممتاز علمی گھرانے میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۱۸ء میں صحافت کا پیشہ اختیار کرنے کی ٹھانی۔ بقول سید صاحب مرحوم پیش نظریہ تھا۔ کہ رنگا آئر (ایڈیٹر انڈی پنڈنس) کی نگرانی میں انگریزی اخبار نویسی کی مشق کروں اتفاق سے رنگا آئر سے پہلے سید جالب دہلوی (ایڈیٹر ہمدم) سے ملاقات ہوگئی ان سے گفتگو کے بعد ارادہ تبدیل کر کے اردو صحافت میں قدم رکھا۔ ہمدم کے علاوہ ہمدرد اور ہمت کے کارپردازان ادارت میں شامل رہے اور پھر

مسلم لیگ کی تر جمانی کے لئے ۱۹۳۸ء میں ہفت روزہ منشور دہلی سے اجرا کیا۔ بعدازاں تحریک پاکستان کے پیغام کو مسلم ہند کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لئے منشور کو روزنامہ کر دیا گیا اور یہ ستمبر ۱۹۴۷ء تک باقاعدگی سے جاری ہوتا رہا۔ پاکستان آنے کے بعد منشور اور مقاصد کے مدیر رہے۔ تاہم قیام پاکستان سے ۱۹۷۲ء میں اپنی وفات تک علمی صحافت کی بجائے تدریسی صحافت سے زیادہ وابستہ رہے۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ صحافت سے اسی رابطے کے دوران اپنی گراں قدر تصنیف پاکستان ناگزیر تھا مکمل کی۔ جسے ۱۹۶۸ء میں داؤد انعام ملا۔ دیگر تصانیف میں نئے افسانے اور حرف آخر شامل ہیں۔ قائد اعظم کے معتمد رفقاء میں سے تھے اور منشور کے مدیر کی حیثیت سے مسلم لیگی زعماء کے قریب رہے۔ یوپی مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ یوپی لیگ انہوں نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو صبح دس بجے رحلت فرمائی۔ انہیں یونیورسٹی قبرستان کراچی میں دفن کیا گیا ورکنگ کمیٹی اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن بھی تھے۔

وہ قائداعظم محمد علی جناح کے بڑے معتقد تھے انہوں نے پاکستان ناگزیر تھا کے عنوان سے ایک کتاب بھی لکھی جس میں قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں تفصیل سے لکھا۔ قائد اعظم پر ایک بار انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ حراستی کتے (حفاظتی کتے) تو جائز نہیں اگرچہ حراست کے لئے شریعت میں اجازت ہے۔ اس پر قائداعظم نے انہیں کہا کہ آپ نے کتاب (حدیث) کا مطلب اچھی طرح سے نہیں سمجھا۔

حسن علی آفندی:

سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی کے بانی جہاں قائداعظم محمد علی جناح نے تعلیم حاصل کی۔ حسن علی آفندی ۱۴ اگست ۱۸۳۰ء کو حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا چنانچہ قرآنی تعلیم اور بعد میں فارسی، عربی پڑھی۔ پھر پندرہ روپے ماہوار پر کلرک کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی کچھ عرصہ بعد نوشہرہ فیروز کے ڈپٹی کلکٹر کے دفتر میں ملازمت اختیار کر لی۔ ان میں بے پناہ قانونی صلاحتیں موجود تھیں اور مختلف علوم پر گہری نظر رکھتے تھے اس لئے انہیں چیف جج کراچی نے کراچی ڈسٹرکٹ کورٹ میں ملازمت دی وہ پہلے مسلمان تھے جنہیں وکالت کی ڈگری کے بغیر ہی وکالت کی اجازت دی گئی

اگرچہ ان کے پاس قانون کی ڈگری نہ تھی تاہم وہ قانونی نکات پر دسترس رکھتے تھے اور انگریزی قوانین کا عمیق مطالعہ کیا تھا۔ قانونی امور میں مہارت کی بنا پر انہیں پبلک پراسیکیوٹر کا عہدہ دیا گیا اور چودہ سال تک اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے

کلکتہ کے بیرسٹر سید امیر علی نے محمڈن ایسوسی ایشن قائم کی تو حسن علی آفندی نے کراچی میں اس کی شاخ قائم کی۔ وہ کراچی میں ایک ایسا مدرسہ قائم کرنے کے خواہاں تھے جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مروجہ جدید علوم بھی پڑھانے کا اہتمام ہو۔ اس ضمن میں انہوں نے صوبہ سندھ، بمبئی، مدراس، حیدر آباد دکن کلکتہ اور مسلم ریاستوں کا دورہ بھی کیا اور ان علاقوں کے مخیر حضرات کو سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی سے آگاہ کیا جس کے نتیجے میں مقتدر شخصیات نے ان سے بھرپور تعاون کیا۔ مدرسۃ الاسلام کی تعمیر کے سلسلے میں حیدر آباد دکن کے نظام نے چار ہزار روپے، نواب جوناگڑھ نے دس ہزار روپے اور والئی ریاست خیرپور نے بھی گرانقدر مالی عطیات دیئے۔ مدرسے کی عمارت پر ایک لاکھ ستانوے ہزار ایک سو پچاس روپے چودہ آنے چھ پائی خرچ اٹھا۔ اس کے پہلے پرنسپل پنجاب کے ایک ماہر تعلیم مولوی عمرالدین تھے

حسن علی آفندی گورنر کونسل بمبئی کے رکن بھی رہے اور ترکی کے کراچی میں قونصلر تھے ۱۹۱۶ء میں ترکی کی حکومت نے انہیں بابجیدی اور آفندی کا خطاب بھی دیا۔ بلاشبہ وہ سندھ کے مسلمانوں کے محسن عظیم تھے اس بنا پر اگر انہیں سندھ کا سرسید کہا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔

حسن نظامی خواجہ:

وہ قائداعظم کے مداحوں میں شامل کئے جاتے تھے ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کے موقع پر خواجہ صاحب نے مسلم لیگ کی تحریک کے سلسلے میں چند پوسٹر لکھے جن کی عبارت یہ تھی۔

۱۔ اللہ کا بنایا رسولؐ بادشاہ

۲۔ رسول کا بنایا علیؓ بادشاہ

۳۔ علی کا بنایا جناح بادشاہ

قائداعظم نے آخری پوسٹر کے بارے میں خواجہ صاحب

سے دریافت کیا کہ یہ عبارت آپ کے دماغ کی اختراع اور صرف پروپیگنڈا ہے یا اس کا حقیقت سے بھی کوئی تعلق ہے خواجہ حسن نظامی نے فرمایا محترم قائد اعظم دلی کے ریکارڈ آفس میں یہ عہد نامہ آج بھی موجود ہے اور آپ اسے نکلوا کر خود ملاحظہ کریں چنانچہ دہلی کے ریکارڈ آفس سے یہ عہد نامہ نکلوا کر قائد نے خود ملاحظہ کیا اور خواجہ صاحب کی دور بینی اور نکتہ رسی کی بہت تعریف کی۔

سید یعقوب حسن

بحولہ گاہے گاہے باز خواں نوائے وقت ۱۸ ستمبر ۱۹۷۶ء

حسن نظامی۔ خواجہ

قائد اعظم محمد علی جناح کی خواجہ حسن نظامی سے بھی خط و کتابت رہی ایک خط کے جواب میں قائد اعظم نے انہیں یہ خط لکھا۔

۱۔ ہیسٹنگز روڈ

نیو دہلی

۷ مارچ ۱۹۳۷ء

ڈیر خواجہ حسن نظامی

ہماری باہمی بات چیت کے حوالے سے جس میں آپ نے ایک مسلم انفریشن سروس کی تشکیل پر زور دیا ہے میں آپ کے ساتھ متفق ہوں کہ اس وقت ایسی ایجنسی کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اور اگر اسے مناسب طریقے سے منظم چلایا گیا تو مجھے کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بہت بڑی خدمت انجام دے گی جو اس وقت پریس کے بغیر ہیں موجودہ سنجیدہ صورت حالات میں آپ کا ادارہ بڑا اہم کردار ادا کرے گا۔

آپ کا صحافتی تجربہ بہت زیادہ ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے نئے کام کی بدولت مسلم لیگ کے پروگرام اور پالیسیوں کی تشہیر میں بڑی مدد ملے گی۔

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

دستخط بحروف اردو

وہ ۲۷ دسمبر ۱۸۷۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے ابتداء میں اخبار فروشی کرتے تھے مگر بعد ازاں خود اخبارات کے لئے مضامین لکھنے لگے۔ متعدد اخبارات اور رسالے جاری کئے جن میں سے منادی آخری وقت تک شائع ہوتا رہا۔ ان کے روزنامچے بھی بہت مقبول تھے۔

حضرت نظام الدین اولیاء کی ہمشیرہ کی اولاد میں سے تھے قران مجید کا ترجمہ ہندی میں کرایا۔

انداز تحریر بڑا خوبصورت تھا۔ معمولی سے معمولی موضوع پر بھی ایسے انداز میں اظہار خیالات کرتے تھے کہ اس سے اعلیٰ درجے کا اخلاقی و روحانی سبق مل جاتا تھا یہ اسلوب انہی پر ختم ہو گیا۔

۲۱ جولائی ۱۹۵۵ء کو وفات پائی

حسین احمد مدنی، مولانا

شیخ الہند۔ ۱۹۳۷ کے لکھنؤ میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے قبل قائد قائد اعظم نے مولانا کو ضابطے کی کارروائی کرنے کے بعد مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ سے خارج کر دیا۔ اس سے قبل جب قائد اعظم ۱۹۳۶ء میں کشمیر سے لاہور پہنچے تو نیڈوز ہوٹل میں انہوں نے قائد اعظم سے ملاقات کی۔

وہ ۱۸۷۸ء میں اناؤ (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے دیوبند میں تعلیم حاصل کی وہیں انہیں شیخ الہند مولانا محمود حسن کی رفاقت میسر آئی۔ ۱۹۱۳ میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں دار الحدیث میں تعلیم دینے لگے۔ ۱۹۱۴ کی جنگ چھڑی تو دیگر مسلمان رہنماؤں کے ساتھ ترکوں کے حق میں آواز بلند کی۔ ان دنوں شریف مکہ نے انہیں انگریزوں کے سپرد کر دیا جنہوں نے مولانا کو مالٹا بھیج دیا۔ رہائی کے بعد ۱۹۲۱ء میں خلافت اور ترک موالات کے سلسلے میں بغاوت کا مقدمہ چلا۔ تین سال قید کاٹی مولانا محمود الحسن کے بعد شیخ الہند کا خطاب پایا دار العلوم دیوبند کے اعزازی صدر تھے۔ ۱۹۰۷ میں انتقال کیا۔

حسین امام

۶ مارچ ۱۹۴۳ء کو جب قائد اعظم محمد علی جناح محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ فرنٹیر میل سے دہلی پہنچے تو اسٹیشن پر دیگر مسلم لیگی زعماء کے ساتھ وہ بھی استقبال کے لئے موجود تھے۔

تحریک پاکستان کے مجاہد اور قائداعظم کے ساتھی۔ وہ ۱۸۹۷ء میں گیا (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور چچا کی نگرانی میں بہار کے قصبہ باڑہ میں ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ 1913ء میں لندن چلے گئے جہاں سے انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا پھر انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے امپریل کالج آف سائنس میں داخلہ لیا۔ پہلی جنگ عظیم کی وجہ سے واپس وطن آگئے اور ۱۹۳۰ء میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے کونسل آف سٹیٹس کے رکن بنے۔ ۱۹۳۷ء میں پھر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں ان کا انتخاب مجلس قانون ساز کے رکن کی حیثیت سے ہوا۔ اکتوبر 1951 میں پاکستان آگئے۔ ابتداء میں مسلم لیگ کی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ مگر بعد میں سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی۔ تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۷۶ء میں حضرت قائداعظم کے صد سالہ جشن منانے کے سلسلے میں جو کمیٹی قائم کی گئی تھی وہ اس کے رکن تھے۔

۱۶ جنوری ۱۹۸۵ء میں وفات پائی

حسین، ایم اے

قائداعظم محمد علی جناح گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن تشریف لے گئے تو کیمبرج یونیورسٹی کے مسلم طلبا نے ان کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ اس دعوت میں کیمبرج مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کے رکن ایم اے حسین نے جو اس جلسہ کے منتظمین میں شامل تھے اپنے ایک مضمون میں جلسہ کی کارروائی قلمبند کی۔

انہوں نے اپنے مضمون میں لکھا کہ حالانکہ اس جلسہ میں جناح صاحب نے مسلمانوں کے نقطہ نظر، اور مسلمانوں کے وفد کے طرز عمل کی ترجمانی بڑی قابلیت اور کامیابی سے کی تھی لیکن ان کی پوری تقریر قومیت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ انہوں نے مشترکہ انتخاب کی حمایت کی اور اس بات پر زور دیا کہ ہم سب کو انگریزوں کے خلاف متحد ہونا چاہیے۔ انہوں نے یہ وضاحت بھی کی کہ چونکہ عام طور پر مسلمان مشترکہ انتخاب کے حامی نہیں ہیں اس لئے آئین میں جداگانہ انتخابات کا ہونا لازمی ہے۔

حسین، سید سلطان

جمیعتہ العلمائے سرحد کے سیکرٹری انہوں نے ۶ جولائی ۱۹۴۵ء کو وائسرائے ہند لارڈ ویول اور قائداعظم کو ٹیلی گرام دیتے ہوئے لکھا۔

"ہزاروں مسلمانوں نے ایک جلسہ عام میں مولانا شاکر اللہ کی زیر صدارت مسجد مہابت خاں میں ۶ جولائی ۱۹۴۵ء کو یہ قرار داد منظور کی کہ یہ مسلمہ طور پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگ ہی ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے سرحد کے مسلمان مکمل طور پر قائداعظم کی قیادت پر اعتماد کرتے ہیں وہ مسلمان جو مسٹر گاندھی کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں وہ دغاباز ہیں۔

حسین، میاں منظور

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن، تعلق وزیر آباد سے تھا۔ جہاں ان کے والد میاں غلام حسین ایک عرصہ تک بلدیہ کے رکن اور نائب صدر رہے۔ میاں منظور حسین وزیر آباد سے گوجرانوالہ ترک سکونت کر گئے۔ ۱۹۴۰ میں تحریک پاکستان مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئی تو انہوں نے مسلم لیگ کو مضبوط بنانے کے لئے دن رات محنت کی اور سٹی مسلم لیگ گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

۲۸ جولائی ۱۹۴۴ کو قائداعظم راولپنڈی سے بذریعہ کار لاہور آتے ہوئے جہلم، گجرات اور وزیر آباد رکتے ہوئے شام آٹھ بجے گوجرانوالہ پہنچے جہاں انہوں نے اجتماعات سے نہیں صرف ایک اجتماع سے شیرانوالہ باغ میں مختصر خطاب کیا۔ تحریک پاکستان میں ان کی بے پناہ خدمات کے صلے میں حکومت پنجاب نے انہیں ۱۴۔ اگست ۱۹۸۸ء کو تحریک پاکستان گولڈ میڈل سے نوازا۔

حشمت علی

منجم، جن کی پیش گوئی بنگلور کے اخبار پاسبان میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے انتہائی اعتماد اور وثوق کے ساتھ یہ کہا تھا کہ۔

قائد اعظم محمد علی جناح کے سفر لندن کے متعلق ہم علم رمل کے حساب سے پیش گوئی کرتے ہیں جو ہر گز غلط ثابت نہ ہو گی۔ قائد اعظم محمد علی جناح کا یہ سفر ہندوستانی مسلمانوں کے لئے مبارک ثابت ہو گا۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان ضرور مل جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لندن میں بہت سے پیچیدہ مسائل در پیش ہوں گے تاہم قائد اعظم فاتح و منصور کی حیثیت سے ہندوستان واپس آئیں گے اور ۱۹۴۷ء میں آپ کا شمار بادشاہوں میں ہو گا اور مسلمان مکمل آزاد پاکستان میں زندگی بسر کریں گے۔

حفظ الرحمٰن سیوہاروی

تحریک آزادی کے مجاہد، عالم دین اور مصنف۔ انہوں نے مراد آباد کی جامع مسجد میں قائد اعظم کی سیاسی بصیرت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے قائد اعظم ہونے کے وہ (محمد علی جناح) بجا طور پر مستحق ہیں۔ اس واضح اعتراف کے باوجود مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی مخالفت کرتے رہے۔

وہ ۱۹۰۱ء میں سیوہارہ (ضلع بجنور) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیوہارہ اور مراد آباد میں حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کی تحصیل سے فراغت پائی۔ مدارس میں تدریسی اور تبلیغی فریضہ بھی انجام دیا۔ حج بیت اللہ کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے وابستہ ہو گئے۔ اور پانچ سال تک اسی مدرسہ میں رہے۔ ۱۹۳۳ء میں انجمن تبلیغ الاسلام کلکتہ کی دعوت پر پانچ سال تک درس قرآن کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۸ء میں جب ندوۃ المصنفین کا قیام عمل میں آیا تو وہاں بھی انہوں نے گراں قدر تصنیفی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۲ء میں جمعیتہ العلماء ہند کا ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ تحریک آزادی میں نمایاں حصہ لینے پر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

تصانیف۔ حفظ الرحمان المذہب النعمان، مالابار میں اسلام، اسلام کا اقتصادی نظام، فلسفہ اخلاق اور قصص القرآن قابل ذکر ہیں۔ ۲۔ اگست ۱۹۶۲ء کو وفات پائی۔

حفظ الرحمٰن سیوہاروی بنام قائد اعظم

نئی دہلی

۲۵ مارچ ۱۹۴۷ء

صدر محترم آل انڈیا مسلم لیگ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ہندوستان کے موجودہ نازک دور میں یہ طرز عمل مسلمانان ہند کے لئے انتہائی خطرناک ہے کہ ہر ایک مسلم جماعت خواہ اس کو مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی حاصل ہو یا کم سے کم۔ اپنے نقطہ ہائے نظر کو جدا جدا حکومت کے سامنے اور دیگر اقوام ہند کے روبرو اور خود مسلمانوں میں پیش کرے اور اس پر اعتماد کرتی رہے۔ اور حاصل یہ نکلے کہ کوئی نقطہ نظر بھی مثمر اور نتیجہ خیز نہ ہو سکے۔ اور مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑے۔

نقطۂ نظر کا یہ اختلاف جمعیت علماء ہند اور مسلم لیگ کے درمیان فروعی ہوتا تو وحدت اور اتحاد کی آسان شکل یہ تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے وقار کے نام پر پیش قدمی کو اپنی توہین سمجھتی تو جمعیت علماء ہند اس کو نظر انداز کر کے خود ہی پیش قدمی کرتی اور مسلم لیگ کے ساتھ اتحاد عمل کا اعلان کر دیتی۔ لیکن جب اس مسئلہ میں کہ ”آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے بلند و باعزت مقام کیا ہو جو ان کے دین اور دنیا دونوں کے تحفظ کا ضامن ہو۔“

جمعیت علماء ہند اور مسلم لیگ میں بنیادی اختلاف ہے اور وہ اختلاف مسلمانان ہند کے سامنے جانبین سے ظاہر ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں اسلامی احکام اور عقلی تقاضے کے پیش نظر صرف ایک ہی طریق کار رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ ممبران اور موئدین کی کثرت و قلت سے قطع نظر کر کے ایک مرتبہ تمام مسلم جماعتوں کے اہل الرائے چیدہ حضرات جمع ہو کر مجلس مشاورت کے ذریعے ایک نقطۂ نظر پر جماعتی تعصب سے بالاتر ہو کر وسیع النظری کے ساتھ تبادلہ خیالات کریں اور موجودہ نقطہ ہائے نظر میں سے کسی ایک کو یا بحث و مباحثہ سے پیدا شدہ کسی نظریہ کو قبول کر کے اس کو متحدہ نظریہ بنالیں اور متفقہ قربانیوں کے ذریعہ حکومت اور دیگر اقوام ہند سے اس کو تسلیم کرالیں۔ اس باہمی گفت و شنید کے نتیجے میں یہ بات بھی بآسانی طے ہو سکتی ہے کہ اتحاد

مسئلہ کی خاطر سیاسی پروگرام سے متعلق تمام جماعتوں کی آواز ایک ہی بن جائے۔

آپ جیسے سیاسی مفکر سے پوشیدہ نہیں کہ جون ۱۹۴۸ء میں ہندوستان کو سیاسی طاقت منتقل کرنے کا جو اعلان برٹش حکومت کی جانب سے ہوا ہے اس سے ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی ہے اور اب وقت نہیں ہے کہ جماعتی تعصب یا ذاتی و جماعتی تفوق و برتری کی قربان گاہ پر مسلمانوں کی زندگی کو قربان کر دیا جائے۔ اور یہ سمجھ کر کہ ہمارا فیصلہ الہامی ہے۔ دوسری جماعتوں کے مخلص رہنماؤں سے صرف اس لئے کنارہ کیا جائے کہ بعض خصوصی حالات کی بنا پر مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ اکثریت حاصل ہو۔ بلکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے اکثریت کی مدعی جماعت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس اتحاد کے لئے اقدام کرے جس پر جمعیت علمائے ہند اس وقت اقدام کر رہی ہے۔ اور اس سے قبل بھی کئی مرتبہ پیش کش کر چکی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر غیر لیگی جماعتوں کے نزدیک اسلامی احکام کی روشنی میں ہندوستان کے اندر آئندہ مسلمانوں کو بلند و باعزت مقام حاصل کرنے کے لئے لیگ کا فیصلہ صحیح نہیں بلکہ مضرت رساں ہے تو ایسی صورت میں مسلم جماعتوں اور ان کے فیصلوں کو نظر انداز کر کے محض یہ دعوت دینا کہ وہ بغیر چون و چرا اپنے ضمیر کے خلاف مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ اسلامی اور قرآنی حکم "وشاورہم فی الامر" اور "وامرہم شوریٰ بینہم" کے قطعاً منافی ہے۔ اس لئے میں جمعیت العلمائے ہند کی مجلس شوریٰ کی حالیہ تجویز کے پیش نظر جو اس مکتوب کے ساتھ منسلک ہے۔ مسلم لیگ اور صدر مسلم لیگ کو دعوت اتحاد کی پیش کش کرتا ہوں۔ اور اسلامی غیرت و حمیت کا واسطہ دے کر مخلصانہ اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس پر لبیک کہیں تاکہ مسلمانوں کے لئے کوئی متفقہ لائحہ عمل بن سکے اور یہ انتشار دور ہو کر آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل روشن ہو سکے۔

میں جمعیت علمائے ہند کی جانب سے یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس اسلامی اصول کو مسلم لیگ نے تسلیم کر لیا اور دیگر مسلم جماعتوں کے نمائندوں سے مشاورت کو ضروری سمجھا تو اس کے انعقاد کے لئے مسلم لیگ کی جانب سے جو طریق کار بھی آپ تحریر فرمائیں گے جمعیت علماء ہند اس پر لبیک کہے گی۔

آخر میں مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہئے کہ جب تک آپ مجلس مشاورت مرتب نہیں فرمائیں گے مسلمانوں کی کسی خاص سیاسی جماعت کا کوئی فیصلہ خواہ اس کی پشت پر وقتی طور پر عوام کی کتنی ہی زبردست اکثریت ہو "شرعی فیصلہ" کہلانے کا مستحق نہیں۔ انعقاد شوریٰ کے بغیر پارٹی کی ہنگامی اکثریت کو یقیناً یہ حیثیت نہیں دی جا سکتی کہ اس خاص قسم کے فیصلوں سے اختلاف رکھنے والے اصحاب رائے اور اربابِ علم ملت اجتماعی فیصلوں کے خلاف کرنے والے سمجھے جائیں گے۔

محمد حفظ الرحمٰن

جنرل سیکرٹری جمعیت العلماء ہند

حفیظ تائب

مشہور شاعر جناب حفیظ تائب نے قائد اعظم کو ان الفاظ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔

سراپا عزم بن جاؤ بیادِ قائد اعظم
دلوں میں آگ سلگاؤ بیادِ قائد اعظم
وفا کے جام چھلکاؤ بنامِ رہبر ملت
خودی کے زمزمے گاؤ بیادِ قائد اعظم
وطن کی زلف سلجھاؤ بپاسِ خاطرِ بانی
نقوشِ زیست چمکاؤ بیادِ قائد اعظم
جو خوشبوئے محبت عام کر دیں سارے گلشن میں
وہ غنچے پھر سے چٹکاؤ بیادِ قائد اعظم
بکھیرو حریت کے نغمہ ہائے آتشیں ہر سو
ہر اک محفل کو گرماؤ بیادِ قائد اعظم
جو آغازِ سفر کرتے ہوئے ہر اک نے باندھا تھا
وہ پیماں پھر سے دہراؤ بیادِ قائد اعظم
فسردہ قوم کے سینے میں پھر سے بجلیاں بھر دو
دلِ ملت کو دھڑکاؤ بیادِ قائد اعظم

وہ ۱۴ فروری ۱۹۳۱ء کو احمد نگر ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں ایم اے پنجابی کیا۔ ان کے مقالے کا عنوان تھا "یوسف زلیخا دے قصے" ۱۹۴۹ء میں محکمہ بجلی میں شمولیت اختیار کی اور ۱۹۷۹ء میں پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور میں پنجابی کے لیکچرر مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے۔

تصانیف:۔
(۱) پن چھان (۲) صلو علیہ و آلہ (۳) سک متراں دی (۴) اردو کے نعت گو شعرا کا تذکرہ (۵) پنجابی نعت (۶) قطبی تارا (۷) نکی نکی پھریر (۸) حاضری (سفرنامہ حجاز) نیارا، سلمو تسلیما، اصحابی کالنجوم نواب گلاب وغیرہ۔
سک متراں دی پر ۱۹۷۶ء میں رائٹرز گلڈ قطبی تارا پر وارث شاہ ایوارڈ اور صلو علیہ و آلہ پر آدم جی ادبی انعامات ملے۔

حفیظ جالندھری

قائداعظم محمد علی جناح کی وفات پر لاہور میں جناب حفیظ جالندھری نے کہا کہ
"آج پاکستان کی عسکری قوت کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ جب ان سے اس جملے کی وضاحت چاہی گئی تو انہوں نے کہا قائداعظم کی ذات میں اتنی قوت تھی جتنی دس ڈویژن فوج میں ہو سکتی ہے۔ اب وہ چلے گئے ہیں تو تم دیکھنا ہندوستان ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے دو ہی روز بعد ہندوستان نے حیدر آباد پر قبضہ کر لیا۔

وہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۰ء کو جالندھر میں حافظ شمس الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ افواج پاکستان میں بطور ڈائریکٹر جنرل آف مورالز اور معاملات کشمیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ قومی ترانہ لکھا۔
تصانیف:۔ شاہنامہ اسلام (چار جلدیں)، نغمہ راز، سوز و ساز، بہار کے پھول، پھول مالا، بھولے بھالے، تصویر کشمیر، ہندوستان ہمارا۔
خطابات:۔ فردوسیِ اسلام، ملک الشعراء، خان الملک بہادر
اعزازات:۔ ہلال امتیاز، تمغۂ حسن کارکردگی۔ وفات ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء، لاہور

حق مہر

قائداعظم کے نکاح نامے سے پتہ چلتا ہے کہ مہر ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔ تاہم قائداعظم نے رتن بائی کو ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپے بطور تحفہ پیش کئے تھے۔

حقانی

کوئٹہ کراچی کے مشہور صحافی۔ وہ ایک پندرہ روزہ نصرت بھی نکالا کرتے تھے۔ اس سے قبل مسلم لیگ کے جلسوں میں عموماً اقبال کا ترانہ، چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا پڑھا جاتا تھا لیکن جب مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ کا ترانہ حقانی صاحب نے پڑھا تو یہی مسلم لیگ کا ترانہ بن گیا۔ اس کے کچھ بول یہ ہیں:۔

مسجد کا ترانہ شوق سے گا
کثرت سے نہ ڈر تیرا ہے خدا
مرکز سے پلٹ کر دور نہ جا
مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

خود قائداعظم اپنے لہجے میں موز لیم ہے تو موز لیم لیگ میں آ۔ جلسوں میں پڑھتے تھے اور سارا مجمع اسے دہراتا۔

وہ ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے انہوں نے تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے ملک و قوم کی نمایاں خدمات انجام دیں۔ جدوجہد پاکستان میں قائداعظم۔ قائد ملت۔ حاجی عبداللہ ہارون۔ شیخ غلام حسین ہدایت اللہ اور کئی سرکردہ لیڈروں کے ساتھ رہے۔ ۱۹۳۰ء میں میدان صحافت میں قدم رکھتے ہوئے کراچی سے پندرہ روزہ نصرت جاری کیا۔ جو ان کی وفات تک برابر ۲۸ سال تک جاری رہا۔
ان کی یاد میں ادارہ نصرت کلب قائم کیا گیا ہے۔
ان کا انتقال ۱۵ نومبر ۱۹۵۸ کو ۵۵ سال کی عمر میں ہوا۔

حقیقت حقیقت ہے

سرحدی گاندھی خان عبدالغفار کے فرزند خان عبدالولی خاں کی کتاب۔ یہ کتاب ۱۹۸۷ء میں منظر عام پر آئی خان عبدالولی خاں نے ساری کتاب میں قائداعظم کے خلوص، امانت دیانت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ بلکہ خاں عبدالولی خاں نے انہیں قائداعظم تک لکھنا گوارا نہیں کیا اور انہیں انگریزوں کا ایجنٹ اور سامراج کا کشتی بان کہا ہے۔

حکم ماننا

۱۲ اپریل ۱۹۴۹ء کو پشاور میں قائد اعظم نے فرمایا۔
آپ کو حکم ماننا سیکھنا چاہئے کیوں کہ صرف اسی صورت میں آپ حکم دینا سیکھ سکتے ہیں۔ تعمیل حکم صفت پیدا کرنے کے بعد ہی آپ میں حکمرانی کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے۔

حکومت ہند

قائد اعظم نے ۳۰ جولائی ۱۹۱۷ کو بمبئی میں کامراجی گوکل داس ہال میں ہوم رول لیگ کے صدر کی حیثیت سے حکومت کے رویہ پر سخت نکتہ چینی کی اور کہا کہ میری آواز فضاؤں کو چیر کر شملے کی بلندی تک پہنچ جائے گی۔ جہاں وائسرائے دیدہ دانستہ ایسے وقت پر چپ سادھے بیٹھا ہے جب ہندوستان میں سیاسی بیداری کی لہریں لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں تک اتر چکی ہیں۔

۸ اپریل کو قائد اعظم نے بمبئی کے ایک جلسہ میں حکومت کے اس اقدام کی مذمت کی کہ جنگ عظیم برطانیہ کے لئے اگر زندگی و موت کا مسئلہ ہے تو حکومت ہند کی دستوری اصلاحات کا سوال ہندوستان کے عوام کے لئے بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ انہوں نے وائسرائے کو ایک تار بھی دیا۔

۱۹۲۱ میں انہوں نے رولٹ ایکٹ کے مسئلہ پر حکومت کی مذمت کی۔

حلف نامہ (بطور گورنر جنرل پاکستان)

دیکھئے پہلا دن۔

حلف نامہ رکنیت مسلم لیگ

قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کی رکنیت کے لئے جو حلف نامہ پر کیا اس کا متن یہ ہے۔

حلف نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی۔ "کہہ دو کہ میری نماز میری قربانی۔ میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔"

میں ــــــ رکن مسلم لیگ پارٹی صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی صوبہ ــــــ

اپنے اس پختہ عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ برِّ کوچک ہند میں بسنے والی مسلم قوم کی نجات۔ اس کی سلامتی۔ اس کا تحفظ اور اس کا مستقبل حصول پاکستان میں مضمر ہے۔ اور پاکستان میں اس وسیع برِّ کوچک کے پیچیدہ دستوری مسائل کا واحد منصفانہ باوقار اور معقول حل ہے اور اسی کے ذریعے یہاں بسنے والی تمام قوموں اور فرقوں کو امن۔ آزادی اور خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے۔

میں بصمیم قلب اقرار کرتا ہوں کہ اس مقصد عزیز یعنی پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جو تحریک بھی روبہ عمل لائی جائے گی اور اس سلسلہ میں ہدایات و احکام جاری کئے جائیں بلاپس وپیش کمال رضامندی کے ساتھ ان کی پوری پوری تعمیل کروں گا اور اس امر کا یقین کامل رکھتے ہوئے کہ میرا مقصد و مدعا حق و انصاف پر مبنی ہے میں عہد کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو خطرات اور آزمائشیں پیش آئیں گی اور جن قربانیوں کا مطالبہ ہو گا انہیں برداشت کروں گا۔

ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین۔

"اے پروردگار ہمیں صبر و استقامت دے ہمیں ثابت قدم رکھ اور قوم کفار پر ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔" ــــ آمین۔

دستخط ــــــ

مورخہ ــــــ

حلیم، پروفیسر اے بی

قائد اعظم کے معتقد۔ قائد اعظم سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۲۵ء میں علی گڑھ میں اس وقت ہوئی جب علی گڑھ کی سلور جوبلی منائی گئی۔

وہ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی اور تاریخ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ یوپی لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن بھی رہے۔ پہلے علی گڑھ یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر اور پھر قیام پاکستان پر کراچی یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں انہوں نے مسلم لیگ کے امیدواروں کا کام کرنے کے لئے ملک کے گوشے

گوشے میں یونیورسٹی کے طلبا کے وفود روانہ کیئے۔

تحریک پاکستان کے سلسلے میں بطور وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۱ اپریل ۱۹۷۵ء کو وفات پائی۔

حلیم غزنوی

قائداعظم کے ساتھ گول میز کانفرنس میں جن مسلمان سیاسی رہنماؤں نے شرکت کی ان میں حلیم غزنوی بھی شامل تھے۔ وہ بہت بڑے زمیندار اور تاجر تھے۔ ۱۱ نومبر ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۶ء اور ۱۹۴۵ کے انتخابات میں انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ گول میز کانفرنس کے تینوں اجلاسوں میں شرکت کی۔ ممبر کورٹ یونیورسٹی آف علی گڑھ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو۔ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۰ء مسلم چیمبر آف آف کامرس کے صدر رہے۔ ۱۹۳۵ء میں برطانوی حکومت نے انہیں سر کا خطاب دیا۔ ۱۹۴۵۔ ۱۹۴۶ء میں انہیں پھر چیمبر آف کامرس کا صدر چن لیا گیا۔ متعدد کمپنیوں کے ڈائریکٹر تھے۔

حلیہ

قائداعظم وجیہہ شکل تھے. ان کا رنگ گورا. آنکھیں گہری بھوری، دائیں گال پر تل تھا۔ وہ قد آور (۵ فٹ ساڑھے ۱۱ انچ) تھے۔

حمید اللہ خاں، نواب! (نواب آف بھوپال)

انہوں نے گاندھی سے ایک کاغذ پر یہ لکھوا کر قائداعظم کو پیش کر دیا کہ

مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ وہ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے۔ نواب سلطان جہاں بیگم کے سب سے چھوٹے اور چہیتے فرزند تھے علی گڑھ میں تعلیم مکمل کی اور مئی ۱۹۲۶ء میں والی بھوپال بنا دیئے گئے۔ اور ۱۹۴۷ء تک اسی منصب پر فائز رہے۔

انہوں نے ریاست کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالا اور ریاستوں کے حقوق کے لئے سرگرمی سے کام کرتے رہے۔ ایوان والیان ریاست کے چانسلر بھی منتخب ہوئے۔ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا چانسلر ہونے کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ سکندر صولت افتخار الملک کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ انہوں نے ۲۱ فروری ۱۹۶۰ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کیا۔

حمید علی، مس

کوئٹہ میں نیشنل گارڈ کی بانی. جب قائداعظم پاکستان بننے کے بعد پہلی بار کوئٹہ تشریف لے گئے تو انہوں نے سلامی دی۔

وہ جالندھر میں پیدا ہوئیں کچھ عرصے کے بعد والدین کے ہمراہ افغانستان چلی گئیں ابتدائی تعلیم وہیں مکمل کی۔ ۱۹۲۹ء میں واپس جالندھر آگئیں۔ پھر کوئٹہ کو وطن بنایا ابتداء میں گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹریس بنیں پھر ۱۹۶۰ء میں کوئٹہ کے تمام گرلز سکولوں کی انسپکٹریس بن گئیں۔ گورنمنٹ گرلز کالج کے قیام کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔

حمید نظامی۔ بانی نوائے وقت

جناب حمید نظامی ۱۹۱۸ء میں سانگلہ ہل (ضلع شیخوپورہ) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے وہیں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۴ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۸ء میں اسلامیہ کالج سے بی۔ اے اور ایف سی کالج سے ۱۹۴۰ میں ایم اے انگلش کیا۔ اسلامیہ کالج میگزین کریسنٹ کے اسسٹنٹ ایڈیٹر رہے۔ کالج کے سالنامہ "فروغ مشرق" کی ادارت کے فرائض انجام دیئے اسلامیہ کالج میگزین میں مزاحیہ مضامین بھی لکھتے رہے۔

۱۹۳۷ء میں کالج یونین کے سیکرٹری چنے گئے۔ کئی تقریری مقابلوں میں انعامات حاصل کئے۔ اسی سال پنجاب مسلم فیڈریشن قائم ہوئی آپ اس کے بانیوں میں سے تھے۔ فیڈریشن کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ امرتسر، جالندھر، لدھیانہ اور گوجرانوالہ میں جلسوں سے خطاب کیا اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی شاخیں قائم کیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جو اسی سال لکھنو میں مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ہوا آپ نے شرکت کی۔ ستمبر ۱۹۳۷ء سے اپریل ۱۹۳۸ء تک علامہ اقبال سے تین یا چار دفعہ طویل ملاقاتیں کیں۔

لاہور سے ۱۹۴۰ء میں روز نامہ نوائے وقت جاری کیا جو تاحال جاری ہے۔ اس روز نامے نے مسلم لیگ کے ترجمان کی حیثیت سے اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۴۰ء میں ایم اے کر لیا تو معاش کا سوال سامنے تھا۔ کئی راہیں کھلی تھیں لیکن طبیعت کا میلان صحافت کی طرف تھا انہی دنوں اپنے ایک دوست کے لئے جو آئی سی ایس کا امتحان دے رہے تھے ادبیات اردو کا چار سو صفحات کا ایک خلاصہ تیار کیا جو لاہور کے ایک معروف پبلشر نے اپنے نام سے چھاپا چنانچہ اب تک اس کے کئی ایڈیشن فروخت ہو چکے ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا میں تین ماہ تربیت حاصل کی۔ یہی خبر ایجنسی قیام پاکستان کے بعد ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان میں تبدیل ہو گئی۔ اورینٹ پریس آف انڈیا کے لاہور میں ناظم مقرر ہوئے جو متحدہ برصغیر میں مسلمانوں کی واحد خبر رساں ایجنسی تھی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد حمید نظامی مسلم سٹوڈنٹس کے سرگرم اور ممتاز کارکن رہے۔ مسلم طلباء کی اس تنظیم کو مسلم لیگ کی تحریک پاکستان میں ہراول دستے کی حیثیت حاصل تھی۔ اور مسٹر نظامی فیڈریشن کے روح رواں تھے۔ پنجاب کی سیاسیات کے سلسلہ میں قائداعظم مسٹر نظامی کے مشورہ کو ہمیشہ انتہائی اہمیت دیتے رہے۔

حمید نظامی آزادی پسند اخبار نویسوں کی بین الاقوامی تنظیم "انٹرنیشنل پریس انسٹی ٹیوٹ" کے ساتھ اس آغاز و قیام (۱۹۵۲ء) میں ہی وابستہ ہو گئے تھے۔ اور اس ادارہ کی طرف سے مختلف یورپی ملکوں میں نمائندگی کرتے رہے۔ علاوہ ازیں وہ دولت مشترکہ کی اخباری تنظیم "کامن ویلتھ پریس یونین" میں بھی سرگرم حصہ لیتے رہے۔ سال کے آخر میں جب کامن ویلتھ پریس یونین کا اجلاس پاکستان میں طے پایا تھا تو وہ اس کے انتظامات اور پروگرام طے کرنے کے لئے لندن تشریف لے گئے تھے۔ کراچی کے بعد جب اس یونین کا اجلاس دہلی میں ہوا تو اس اجلاس میں انہوں نے ہی پاکستانی وفد کی قیادت فرمائی۔ اور کراچی اور دہلی کے جلسوں میں اس بات پر بالخصوص زور دیا کہ دولت مشترکہ کے اخباروں کو ایک دوسرے ملک کی خبریں چھاپنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔ اور بڑے اخبارات کو پاکستان میں بھی اپنے خاص نمائندے مامور کرنے چاہئیں۔ تاکہ وہ پاکستان کے متعلق بے لاگ اطلاعات بھیج سکیں۔

انہوں نے ۲۵ فروری ۱۹۶۲ کو انتقال کیا۔

حمیدہ فاطمہ سیدہ

انہوں نے قائداعظم کے عنوان سے قائد کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

فضا وہ پہلی سی پہلا سا وہ سماں نہ رہا
سروں پہ سایہ فگن تھا جو آسماں نہ رہا
گلوں کی آنکھ میں آنسو ہیں اس لئے شاید
جو باغباں تھا چمن کا وہ باغباں نہ رہا!
جہاں حسین تھیں راتیں جہاں حسین تھے دن
زمانہ بدلا کچھ ایسا کہ وہ جہاں نہ رہا
وہ راہ حق کا مسافر وہ قائداعظم
وہ قافلہ کا جو تھا میر کارواں نہ رہا!
اب اور کون حفاظت کرے گا ملت کی
وہ ملک و قوم کی عظمت کا پاسباں نہ رہا
حمیدہ جس سے چمک تھی وطن کے ذروں میں
وہ آفتاب حکومت۔ وہ حکمراں نہ رہا!

روزنامہ مشرق
(۱۱ ستمبر ۱۹۸۴)

حنیف شاہد

دیکھئے شاہد محمد حنیف

حنیف منیار

دیکھئے منیار محمد حنیف

حیات بخش، میاں

وہ ۱۸۹۹ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ اور بی ایس سی انجینئرنگ کرنے کے بعد ریبکو میں ملازمت اختیار کر لی اور چیف انجینئر کی حیثیت سے ۱۹۶۶ میں سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں جب قائداعظم پہلی بار راولپنڈی تشریف لائے تو انہوں نے ہی قائداعظم کے جلسے کا اہتمام کیا۔ راولپنڈی میں مسلم لیگ کے قیام کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ مسلم لیگ کے صدر اور نائب صدر بھی رہے۔ پنجاب سوشل ویلفیئر بورڈ کے چیئرمین بھی رہے۔ قبل ازیں محکمہ اوقاف پنجاب کے آٹھ ماہ تک گورنر کے مشیر رہے۔ ۱۹۸۱ء میں مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں آیا تو وہ اس کے رکن نامزد ہوئے۔

(قائداعظم اور راولپنڈی
منظور الحق صدیقی)

حیات، ڈاکٹر ملک عمر

اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل انہوں نے قائداعظم کی ایک آواز پر طالب علموں کی کتابیں بند کرا دیں اور ان کو کتاب آزادی تحریر کرنے کے لئے میدان میں دھکیل دیا۔

وہ ۱۸۹۲ء میں سلاں والی (سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ سے ایم ایس سی اور قانون کی ڈگری لینے کے بعد کیمبرج اور جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی۔ اسلامیہ کالج پشاور میں ریاضی کے پروفیسر ہوئے جب اسی کالج کے پرنسپل بنے تو اس درس گاہ کو علی گڑھ کا نمونہ بنا دیا۔

قیام پاکستان کے بعد ان کو جامعہ پنجاب کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔ تو انہوں نے تعلیمی دنیا میں ہندو پروفیسروں کے جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسے پورا کیا۔ دوسری طرف لاکھوں مہاجرین کی خدمت اور بحالی کے لئے رضاکار مہیا کئے۔ اور اس خدمت کے صلے میں انہیں بغیر امتحان کے ڈگریاں دیں۔ صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے لئے سینکڑوں رضاکار ٹولیاں روانہ کیں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں جرات مند نمائندگی کی۔ پھر بھارت، انڈونیشیا، جرمنی اور جاپان میں پاکستان کے سفیر رہے۔ ۱۹۶۳ء میں ملک میں واپسی پر پشاور یونیورسٹی نے انہیں پروفیسر ایمریٹس مقرر کیا۔ آخری انٹرویو پروفیسر وارث میر کو دیا۔ ۹۱ برس کی عمر میں ۲۸ مئی ۱۹۸۲ء کو وفات پائی۔

حیات قائداعظم

اسے جناب چوہدری سردار محمد خاں بی اے نے مرتب اور پبلشرز یونائیٹڈ چوک انارکلی لاہور نے اگست ۱۹۴۹ء میں طبع کیا۔ اس سے قبل یہ کتاب فروری ۱۹۴۷ء میں بمبئی سے طبع ہوئی تھی۔ مصنف نے اسے اپنے بھائی مختار احمد کے نام منسوب کیا۔ یہ کتاب ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس کتاب میں قائداعظم کی لحہ بہ لحہ زندگی کو بڑے دلچسپ اور آسان پیرائے میں قلم بند کیا گیا ہے۔

حیات قائداعظم (چند نئے پہلو)

اسے جناب پروفیسر احمد سعید نے مرتب اور قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ و ثقافت اسلام آباد نے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب میں قائداعظم کی زندگی کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے جو اہم، تک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے۔ اس کتاب میں ابتدائی دور میں جداگانہ انتخاب کے بارے میں قائد کا رویہ، ابتدائی معاشرتی۔ سیاسی سرگرمیاں، تنازعہ مسجد شہید گنج میں مصالحتی کردار۔ علم الدین شہید اور تلک کے مقدمات میں پیروی۔ پارلیمانی بورڈ کے قیام کے سلسلے میں پنجاب میں قائداعظم کی مخالفت اور ان کی حکمت عملیوں سے متعلق مسلم پریس کے رویئے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

حیات نامہ جناح :

نسیم لیہ کی تصنیف۔ انہوں نے یہ کتاب ۱۹۴۵ء کے بعد لکھی۔ ان کا اصل نام محمد عبدالسمیع ہے۔

وہ مولانا غلام نبی کے ہاں ۳۱ اگست ۱۹۲۹ء کو لیہ میں پیدا ہوئے۔ نویں جماعت کا امتحان پاس کر کے تعلیم کو خیرباد کہہ دیا۔ پھر ملازمت اختیار کی آج کل ۱۹۸۸ء میں لیہ کی لائبریری کے انچارج ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں انہوں نے شاعری کا آغاز کیا۔ محمد شفیع خان عاصی سے اصلاح لیتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں پہلی غزل ہفت روزہ نظام جدید لاہور میں شائع ہوئی۔

تصانیف:۔ (۱) منظوم تفسیر سورہ یوسف (۲) لالہ صحرا (۳) صبح بقا (۴) بال جبریل (سرائیکی ترجمہ) (۵) نکہت گل (۶) برگ لرزاں (مجموعہ کلام) (۷) تعمیر خودی (۸) حیات نامہ جناح (۹) دامن یوسف (۱۰) فرعون و کلیم۔

(آیات ادب از جعفر بلوچ
ہمارے اہل قلم۔ زاہد حسین انجم)

حیدر آباد دکن :

قائداعظم محمد علی جناح ۶ جولائی ۱۹۴۶ء کو حیدر آباد دکن تشریف لے گئے تو ہوائی اڈے پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا قائداعظم نے وہاں دس روز قیام کیا۔ اس دوران انہوں نے چند اہم فیصلے کئے جنہیں برصغیر کی قسمت کے فیصلے میں بڑا دخل ہے۔

انہی دنوں وہاں نواب چھتاری وزیراعظم تھے حیدر آباد کے مشنری ہسپتال میں واقع ایک بوسیدہ مسجد کو گرانے پر نواب صاحب کے خلاف مظاہرے ہوئے اور انہیں اپنی جان بچانا مشکل ہو گئی۔ اس موقع پر ریاست کی واحد مسلم جماعت اتحاد المسلمین نے نو اگست ۱۹۴۶ء میں میرزا اسمٰعیل کو نواب چھتاری کی

جگہ وزیراعظم مقرر کیا۔ لیکن ان کے سیاسی نظریات اور کردار سے تمام مسلمان واقف تھے چنانچہ انہوں نے قائداعظم کو حیدر آباد آنے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ نظام حیدر آباد کو سمجھانے کی کوشش کی وہ نواب میرزا اسمٰعیل کو وزیراعظم مقرر نہ کریں نظام حیدر آباد نے اس کے جواب میں قائد کو حیدر آباد آنے کی دعوت دی۔

قائداعظم دوسرے روز نواب صاحب سے ملے۔ بوقت ملاقات سازش کے سرغنہ ہوش یار جنگ بھی موجود تھے۔ قائداعظم کو ایک دوسرے کمرے میں لے جایا گیا۔ نظام کمرے میں داخل ہوئے تو قائد سگریٹ پی رہے تھے۔ نظام آداب مہمان نوازی بھول گئے اور قائد پر برس پڑے کہ وہ شاہی آداب سے واقف نہیں۔ قائداعظم نے نظام حیدر آباد کی یہ بات سن کر سگریٹ پھینک دیا اور کہا کہ اگر آپ کو یہ بات ناگوار گزری ہے تو مجھے اس پر سخت افسوس ہے۔ لیکن اس کے باوجود نظام حیدر آباد نے قائداعظم سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ جب قائداعظم نے یہ صورت حال دیکھی تو رخصت مانگی اور محل سے چلے آئے۔ یہ تمام واقع دس منٹ میں ظہور پذیر ہوا۔

عوام نے یہ بات سنی تو نظام کے مسلمانوں کے ایک مسلم رہنما کے ساتھ بدسلوکی کرنے پر شدید احتجاج ہوا۔ اس واقعہ کے بعد قائداعظم ایک ہفتہ حیدر آباد دکن میں رہے لیکن وہ پھر نظام سے نہ ملے۔ وزیر اصلاحات نواب معین یار جنگ نے صلح کرانے کی بہت کوشش کی لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ قائداعظم نے اس ضمن میں جو رائے قائم کی وہ یہ تھی کہ:

نظام خطرناک راستے پر چل رہے ہیں اگر وہ اپنے فیصلے پر قائم رہے تو دو سال کے اندر اندر وہ اپنی ریاست سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ کیوں کہ میرزا اسمٰعیل کو وزیراعظم بنا کر وہ مسلمان عوام کا اعتماد کھو بیٹھیں گے اور اس کے نتائج تباہ کن ہوں گے۔ بالآخر ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کی پیش گوئی اس وقت حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی جب حیدر آباد دکن پر بھارت کا قبضہ ہو گیا۔

حیدر کے ایل :

۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں تیس سربر آوردہ اور مختلف الخیال مسلمان رہنماؤں کی جو کانفرنس طلب کی اس میں کے ایل حیدر بھی موجود تھے۔

خ

خادم اسلام :

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی ایک تقریر میں جو انہوں نے ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور میں قبائلی جرگہ کے سامنے کی تھی اس میں کہا تھا۔

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے خادم اسلام ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں ایک خدا، ایک قرآن مجید اور ایک رسول مقبولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمیں ایک ملت کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہئے۔ اب اس ملک میں غیروں کی حکومت نہیں مسلمانوں کی حکومت ہے۔"

خارجہ پالیسی :

پاکستان بنیادی طور پر ایک نظریاتی مملکت ہے اسلام اس کے نظریئے کی بنیاد ہے۔ اس نظریئے کا تقاضا ہے کہ پوری دنیا خاص طور پر اسلامی ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات مثالی ہوں۔ بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے اس نظریئے (اسلامی نظریئے) کے تحفظ اور فروغ کے لئے اقوام عالم کو ایک پیغام بھی دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ دوستی اور خیر سگالی کا پیغام جس کا ذکر انہوں نے اپنی متعدد تقاریر میں بھی کیا ہے۔ یہاں چند ایک اقتباسات پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔

"پاکستان کی خارجہ پالیسی کی کلید یہ ہو گی کہ دنیا کی تمام اقوام کے ساتھ انتہائی دوستانہ تعلقات ۔ ہم پوری دنیا میں امن کے تمنائی ہیں۔ عالمی امن قائم کرنے کے لئے اپنی استطاعت اور توفیق کے مطابق اپنے حصے کا کردار خوش اسلوبی سے انجام دیں گے۔"

(پریس کانفرنس جولائی ۱۹۴۷ء)

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں گلوب رائٹر کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے حضرت قائداعظم نے فرمایا۔

"پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ لیکن دو آزاد مساوی اور خود مختار مملکتوں کی حیثیت میں ہم بھارت سے دوستی یا معاہدہ کرنے پر ہمیشہ تیار ہیں۔ جس طرح کہ ہم دنیا

کے اور ملکوں سے معاہدے کر سکتے ہیں۔"

۱۲ جنوری ۱۹۴۸ء کو جب پاکستان میں فرانس کے پہلے سفیر کا تقرر ہوا تو حضرت قائداعظم نے فرمایا۔

"تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ آزادی، اخوت اور مساوات کی جو آراء آپ کے عظیم انقلاب کے دوران بلند ہوئی تھی اور جسے آپ کے عظیم جمہوریہ نے سرکاری طور پر قبول واختیار کیا تھا اس کے اثرات ونتائج پوری دنیا میں پھیل گئے۔ یہ تصورات اور یہ اصول آج بھی کتنی ہی کمزور اقوام کی امنگوں کا محور اور تمناؤں کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ دنیا کے آزاد مسلم ملک میں سب سے کم عمر اس ملک پاکستان کی روایات اور ثقافت ایک طویل ماضی کی میراث ہیں ایسا ماضی جو اسلامی دنیا سے فرانس کے صدیوں گوناں گوں تعلقات کے پیش نظر فرانس کی حکومت اور عوام کے لئے اچھی طرح جانا پہچانا ہے۔ اسلامی دنیا اور فرانس کے طویل عرصے کے روابط کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ فرانس اور پاکستان کے عوام ایک دوسرے کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔"

امریکی عوام سے ۲۴ فروری ۱۹۴۸ء کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہماری خارجہ پالیسی کا اصل اصول تمام اقوام عالم کے لئے دوستی اور خیر سگالی کا عملی جذبہ ہے۔ ہم دنیا کے کسی ملک یا قوم کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے ہم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں دیانت اور انصاف کے اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم دنیا میں امن اور خوشحالی کے اضافے اور ترقی کے لئے اپنی جانب سے زیادہ سے زیادہ کردار انجام دینے کے لئے تیار ہیں۔

پاکستان دنیا کی مظلوم اور کچلی ہوئی اقوام کو اخلاقی اور مادی امداد دینے سے کبھی نہیں ہچکچائے گا اور اقوام متحدہ کے منشور میں درج شدہ اصولوں کا حامی ہے۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں رائٹر کے نمائندے کو ایک انٹرویو میں کہا۔

میں واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کبھی ایک مشترکہ مرکز کے تحت دو آزاد مملکتوں کے درمیان کسی قسم یا شکل یا طرز کی آئینی وحدت کو نہ تسلیم کرے گا نہ اتفاق کرے گا۔

اپریل ۱۹۴۸ء میں ایرانی وفد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

میں اقوام ایشیا اور بالخصوص مسلم اقوام میں ہم آہنگی، مقصد کی وحدت اور مکمل افہام وتفہیم کی ضرورت پر زور دیتا ہوں کیوں کہ ایشیائی اتحاد عالمی امن اور خوشحالی کے حصول میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کی خارجہ پالیسی کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے خواہاں تھے۔ انہوں نے پاکستان کے لئے غیر جانبدار خارجہ پالیسی وضع کی اور بڑی طاقتوں کے علاوہ مسلم ممالک کے ساتھ گہرے برادرانہ روابط قائم کئے۔ ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو ایک پریس کانفرنس میں قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بارے میں فرمایا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی کلید یہ ہوگی کہ دنیا کی تمام اقوام کے ساتھ انتہائی دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں۔ ہم پوری دنیا میں امن کے خواہش مند ہیں۔ اور عالمی امن قائم رکھنے کے لئے اپنی استطاعت اور توفیق کے مطابق اپنے حصے کا کردار خوش اسلوبی سے انجام دیں گے۔ قائداعظم نے خارجہ پالیسی کی بنیاد مندرجہ ذیل اصولوں پر رکھی تھی۔

۱۔ عالمی امن، خوشحالی اور ترقی کو فروغ دینے کے لئے پاکستان اہم کردار ادا کرے۔

۲۔ بڑی طاقتوں کی باہمی کشمکش میں شریک ہونے سے گریز کیا جائے۔

۳۔ تمام محکوم قوموں کی جدوجہد آزادی میں ہر ممکن مدد دی جائے۔

۴۔ عالمی مسائل دیانت اور انصاف کے اصولوں کے مطابق حل کئے جائیں۔

۵۔ اقوام متحدہ کے اصولوں کی بھرپور حمایت کی جائے۔

۶۔ خارجہ پالیسی کے تعین میں جغرافیائی سیاسی تقاضوں کو مدنظر رکھا جائے اور ہمسایہ ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے قیام کو ترجیح دی جائے۔

۷۔ غیر ملکی امور میں مداخلت سے گریز کیا جائے۔

۸۔ تیسری دنیا کے ممالک کے مابین یکجہتی اور اتحاد کے لئے جدوجہد کی جائے۔

قائداعظم چونکہ ایک سال تک ہی زندہ رہے۔ اس لئے ان کے عہد میں خارجہ پالیسی کوئی واضح صورت اختیار نہ کر سکی۔ البتہ لیاقت علی خان کے دور میں پاکستانی خارجہ پالیسی کے خدوخال نمایاں ہوگئے۔

خاکسار تحریک :

خاکسار تحریک کا قیام ۱۹۳۰ء میں علامہ عنایت اللہ المشرقی

کی کوششوں سے عمل میں آیا اس کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو انگریزوں کے ظلم و ستم اور بربریت سے نجات دلانا تھا۔ جلیانوالہ باغ، قصہ خوانی بازار پشاور اور مسجد شہید گنج لاہور کے روح فرسا مناظر نے علامہ مشرقی کے دل میں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا جذبہ پیدا کر دیا جس کے نتیجے میں ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو خاکسار نوجوانوں نے نہ صرف پروانہ وار موت کو لبیک کہا بلکہ ان مجاہدوں نے آگے بڑھ کر جس طرح نشہ اقتدار میں بدمست انگریز افسروں کو جہنم واصل کر کے برطانوی سامراج کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اس کی مثال برصغیر کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ظالم فرنگیوں کے ہاتھوں ۵۰ خاکسار شہید ہوئے۔

اس روح فرسا واقعہ سے سارے ہندوستان میں فرنگی سامراج کے خلاف غم و غصہ کی آگ پھیل گئی۔ قائداعظم لاہور پہنچے اور ریلوے اسٹیشن سے سیدھے میو ہسپتال گئے جہاں جوشیلے خاکسار شدید زخمی پڑے تھے۔ قائداعظم نے وہیں خاکساروں کو خراج عقیدت پیش کیا اور شہیدوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔ لیکن ان شہیدوں کا خون ضائع نہ ہوا اور صرف تین روز بعد قرارداد پاکستان منظور ہو گئی۔

۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۶ء تک اس تحریک پر بہت سے صبر آزما مواقع آئے۔ لیکن تحریک آگے بڑھتی رہی بالآخر ۳۰ جون ۱۹۴۷ء میں دہلی میں خاکساروں کا آخری کیمپ منعقد ہوا جس میں علامہ مشرقی نے شرط لگائی تھی کہ اگر کیمپ میں تین لاکھ خاکسار جمع نہ ہوئے تو تحریک کو منتشر کر دیا جائے گا۔ اور اس طرح تحریک منتشر ہو گئی۔

۱۵ سال کے بعد ۱۹۶۲ء میں تحریک کو پھر سے زندہ کیا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں علامہ مشرقی کی جگہ میاں بشیر احمد صدیقی اس کے سربراہ بنے۔ ان کے انتقال کے بعد جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک کے سربراہ اشرف خان ہیں جب کہ دوسری کے علامہ مشرقی کے صاحب زادے۔ ۱۹۷۷ء میں یہ جماعت قومی اتحاد میں شامل ہوئی۔

خاکساروں کی رہائی (کی قرارداد)

۱۹ مارچ ۱۹۴۰ کو لاہور میں خاکساروں اور پولیس کے مابین تصادم کے نتیجے میں متعدد افراد ہلاک ہوگئے۔ اس ضمن میں علامہ مشرقی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ قائداعظم نے ان کی رہائی کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں یہ قرارداد پیش کی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کے اس حادثہ پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے جو خاکساروں اور پولیس کے درمیان تصادم کی صورت میں رونما ہوا۔ اور جس کے نتیجے میں بہت سی جانیں ضائع ہوئیں اور ان سے بھی زیادہ زخمی ہوئے ان کے ساتھ جو قتل و زخمی ہوئے اور ان کے خاندان والوں کے ساتھ اور نیز ان کے ساتھ جو ان سے وابستہ تھے بااخلاص ہمدردی کرتا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فوراً ایک آزاد اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرے جس کے ارکان پر عوام کو پورا پورا اعتماد ہو اور اس کو یہ ہدایت کرے کہ وہ اس معاملے کی پوری تحقیقات اور تفتیش کرے اور جس قدر ممکن ہو اپنی رپورٹ پیش کرے۔

یہ اجلاس ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ رپورٹ کی اشاعت کے فوراً بعد اس معاملہ میں جو کارروائی ضروری سمجھے کرے۔ یہ اجلاس مختلف حکومتوں سے اصرار کرتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو وہ تمام احکام منسوخ کر دے جن کے ذریعے نظام خاکساروں کو غیر آئینی قرار دیا گیا ہو۔"

(ماخذ قائداعظم پر قاتلانہ حملہ مرتبہ محمد حنیف)

خالد اختر افغانی

حالات قائداعظم کے مرتب۔ یہ کتاب آتش فشاں پبلشرز نے ۱۹۸۸ء میں شائع کی۔ مولف نے اسے اسمٰعیل خواجہ حسین سے منسوب کیا ہے۔

کتاب میں قائداعظم کی ابتدائی زندگی کو مختصراً بیان کرنے کے بعد جب مولف ۱۹۳۶ - ۱۹۳۷ء پر آتا ہے تو اس کا قلم بھرپور ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ یہی وہ زمانہ تھا جب قائداعظم نے برصغیر کے نو کروڑ مسلمانوں کے منتشر، غریب، ناخواندہ، بے بس اور بے نظم غول کو ایک قوم بنانے کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم نو کی۔

خالد اختر افغانی پہلے خاکسار تھے پھر قائداعظم کے خوشہ چین ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں مولف نے خاکسار تحریک میں شرکت کی تھی۔

مولف کی یہ کتاب قائداعظم پر لکھی جانے والی کتابوں میں ایک مفید اضافہ ہے۔

خالق دینا ہال

کراچی کا مشہور ہال. یہاں قیام پاکستان کے بعد ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو قائداعظم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"پاکستان جس کے لئے ہم دس سال سے کوشش کر رہے تھے اب خدا کے فضل سے ایک حقیقت بن گیا ہے مقصود بالذات آزاد مملکت کا حصول و قیام نہیں تھا بلکہ وہ ایک عظیم مقصد کے حصول کا ذریعہ تھا۔ وہ مقصد یہ تھا کہ ہم آزاد انسانوں کی مانند رہ سکیں۔ سانس لے سکیں جس میں ہم اپنی روشنی اور ثقافت کے مطابق پروان چڑھ سکیں اور اسلام کے اصول عدل عمرانی کو بروئے کار لاسکیں۔"

یہ ہال ۱۹۰۶ء میں کراچی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ ۷ جولائی ۱۹۶۴ء کو کراچی میونسپل کارپوریشن کے خصوصی اجلاس نے ایک قرار داد منظور کی جس کے تحت پرانے مشہور تاریخی خالق دینا ہال کو مسمار کر کے ۱۵ لاکھ روپے کی لاگت سے ایک نیا ہال تعمیر کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔

قرار داد کے حق میں گیارہ اور مخالف میں تین ووٹ آئے۔

جنگ آزادی کے ہیرو اور عظیم مسلمان رہنما مولانا محمد علی جوہر کے خلاف ترک موالات کی تحریک کے دوران انگریزی حکومت نے بغاوت کا جو مقدمہ چلایا تھا اس کی سماعت اسی ہال میں ہوئی تھی۔

خان، احمد نواز صاحب زادہ :

ڈیرہ اسماعیل خان کے مشہور سدوزئی نواب اللہ داد خان کے جانشین۔

وہ ۲ فروری ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے۔ والدین نے اعلیٰ تعلیم دلائی۔ ۱۹۱۱ء میں والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ لی۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۵ء تک مسلسل چودہ سال تک ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے رکن رہے انہوں نے سرحد کو اصلاحات دلانے کے لئے مرکزی اسمبلی میں کافی جدوجہد کی اور ہندوؤں کی خطرناک سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے زبردست آئینی کردار ادا کیا۔

تحریک پاکستان میں ہر آئینی مسئلے پر قائداعظم کا ساتھ دیا۔ قائداعظم کے خاص مداحوں میں سے تھے۔ کانگریس کے ہر اقدام پر ڈٹ کر آئینی مقابلہ کیا۔

قائداعظم پر قاتلانہ حملے کے موقع پر انہوں نے اپنے اس خط میں جن خیالات کا اظہار کیا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں قائداعظم سے کس قدر محبت تھی۔ وہ قائداعظم کو مسلمان قوم کا نجات دہندہ سمجھتے تھے۔

۲۷ دسمبر ۱۹۵۷ء کو انتقال کیا۔

خان احمد نواز کا خط بنام قائداعظم :

میجر نواب سر احمد نواز خان

نواب آف ڈیرہ

۲۷ جولائی ۱۹۴۳ء

مائی ڈیئر قائداعظم

آج صبح مجھے آپ پر حملے کی خبر سن کر بہت زیادہ افسوس ہوا لیکن مجھے خوشی حاصل ہوئی کہ خدا کے فضل و کرم سے آپ کو کوئی خاص چوٹ نہیں آئی۔ میں تہہ دل سے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ کی خوشحالی اور کامیاب زندگی کے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں یہاں دہلی میں قانون ساز اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میں اگلے ماہ انشاء اللہ آپ سے دہلی میں ملاقات کروں گا۔

آپ کی صحت کے لئے دعاگو

آپ کا مخلص

میجر نواب سر احمد نواز خان

ایم ایل اے نواب آف ڈیرہ

بحوالہ:۔ قائداعظم اور سرحد از عزیز جاوید

خان افتخار حسین ممدوٹ

دیکھئے افتخار حسین ممدوٹ

خان، خورشید احمد :

قائداعظم محمد علی جناح کے شب و روز کے واقعات پر مشتمل کتاب کے مصنف۔ وہ ۲۸ اگست ۱۹۲۸ء کو گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ ہسپانوی. ترکی. فرانسیسی اور عربی پر بھی عبور حاصل ہے قائداعظم پر ایک اور کتاب

Father of the nation some rare speeches and statements بابائے قوم کی کچھ نایاب تقریریں اور بیانات بھی لکھے۔

دیگر تصانیف:۔ فرہنگ آصفیہ (سید احمد دہلوی) ترتیب تصحیح و

حواشی (۱۹۷۸ء) حدائق الحنفیہ (مولوی فقیر محمد جہلمی) ترتیب و تصحیح حواشی اضافہ ۱۹۸۰ء کامیاب میڈیکل ڈکشنری (شریک مرتب) وغیرہ وغیرہ۔

قائداعظم کے ساتھ رہنے کا بھی موقع ملا۔

خاں صاحب، ڈاکٹر :

پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے اعلان کیا تھا کہ اگر ریفرنڈم پاکستان کے حق میں ہوا تو وہ مستعفی ہو جائیں گے۔ لیکن ریفرنڈم کے بعد انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کی تعمیر کے کام میں سارے شہریوں سے بلا لحاظ ماضی میں سیاسی اختلافات وفادارانہ تعاون چاہتے تھے۔ اس حکمت عملی کے تحت انہوں نے ڈاکٹر خاں صاحب اور ان کے وزیروں کو عہدوں پر برقرار رہنے کی اجازت دے دی۔ لیکن انہوں نے پاکستانی پرچم کو سلامی دینے سے انکار کر دیا اور پاکستان کی مخالفت کے اپنے سابقہ رویئے میں کوئی تبدیلی نہ کی لہٰذا ۲۲ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم کے حکم پر گورنر صوبہ سرحد نے ڈاکٹر خاں صاحب کی وزارت برطرف کر دی۔

وہ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے ابتداء میں پشاور میں تعلیم پائی بعد ازاں ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے لندن کے میڈیکل سکول سے سند فراغت حاصل کی۔ تکمیل کے بعد انڈین آرمی میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۳۰ء میں سیاست کے میدان میں قدم رکھا۔ صوبہ سرحد میں پہلی کانگریسی وزارت قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے وقت صوبہ سرحد میں کانگریس کے وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے آزادی کی تقریب میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بناء پر قائداعظم نے انہیں برطرف کر دیا۔ چھ سال تک نظر بند رہنے کے بعد مرکزی وزیر مواصلات مقرر ہوئے۔ ون یونٹ کے قیام پر اس کے وزیر اعلیٰ رہے۔ مئی ۱۹۵۸ء میں قتل کر دیا گیا۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا
نظر ثانی زاہد حسین انجم)

خدا بخش قاضی :

سندھ مدرسہ کالج کے بانی۔ قائداعظم سندھ مدرسہ بورڈ کی دعوت پر کالج کا افتتاح کرنے کے لئے آئے اور بورڈ کو دس ہزار روپے عطیہ دیا۔

وہ ۱۸۹۵ء میں مورو (نواب شاہ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں مکمل کی۔ ۱۹۱۴ء میں سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی سے میٹرک کیا کچھ عرصہ ڈی جے کالج میں بھی پڑھا پھر علی گڑھ چلے گئے اور وہاں ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۱ء تک رہے۔ تحریک خلافت سے وابستگی اختیار کر کے عملی زندگی میں آئے لیکن ۱۹۲۲ء میں اس کی پاداش میں انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ اسیری کے چند ماہ کراچی میں اور پھر تھانہ بھون جیل میں منتقل کر دیئے گئے۔ انہی ایام میں مولانا محمد اکرم ہالائی سے قران پاک کی تفسیر پڑھی۔ رہائی کے بعد میرٹھ کالج سے ایل ایل بی کیا اور کراچی میں وکالت شروع کر دی۔ اگست ۱۹۳۴ء میں بلامقابلہ کونسلر اور اسی سال بلامقابلہ ڈپٹی میئر منتخب ہوئے۔ میئر ہونے کی حیثیت سے کئی سکول کھولے۔ ۱۹۳۷ء میں سر راس مسعود کی کراچی آمد پر علی گڑھ لاء بوائز ایسوسی ایشن قائم کی۔ ۱۹۴۲ء میں سندھ مدرسہ بورڈ کے اعزازی سیکرٹری منتخب ہوئے۔ سندھ مدرسہ کا نام سندھ مسلم کالج پڑا۔ ۱۹۴۳ء میں سرکاری وکیل برائے صوبہ سندھ بنے۔

۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو انتقال کیا۔ کراچی میں دفن ہوئے۔

خدا بخش، ملک :

۲۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو علاقہ یکہ توت پشاور میں صاحب زادہ عبدالقیوم وزیر سرحد کے مکان پر قائداعظم کی صدارت میں سرحد کے سرکردہ سیاسی لیڈروں اور سرحد کی قانون ساز کونسل کے ممبروں کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں خان بہادر قلی خان، خان بہادر عبدالرحیم خان، پیر بخش خان، نواب سر صاحب زادہ عبدالقیوم وزیر سرحد، عبدالرحمان خاں، آغا لال بادشاہ اور حکیم عبدالجلیل ندوی بھی موجود تھے۔ اس اہم اجلاس میں قائداعظم کی تجویز پر سرحد میں مسلم لیگ کے عہدیدار منتخب کئے گئے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے ملک خدا بخش کو سرحد مسلم لیگ کا صدر اور پیر بخش خاں وکیل کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

خدائی خدمت گار :

۱۹۴۸ء میں جب خان عبدالغفار خان نے قائداعظم محمد علی جناح کو ان کے دورہ پشاور کے دوران خدائی خدمت گاروں کی طرف سے دی جانے والی ایک تقریب میں شمولیت کی دعوت دی

توانہوں نے ہچکچاہٹ کا اظہار فرمایا۔

بقول عبدالغفار خان یہ جماعت ۱۹۳۰ء میں خان عبدالغفار خان نے سماجی تحریک کے طور پر قائم کی گئی تھی۔ اس کے قیام کا مقصد پختون معاشرے کی اصلاح تھا اور ان لوگوں میں شعور بیدار کرنا تھا۔ جو نہ تعلیم یافتہ تھے اور نہ زراعت و تجارت سے واقف۔ وہ ایک دوسرے سے لڑتے اور ایک دوسرے کو مارتے تھے۔ چنانچہ ہم نے پختون معاشرے کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا لیکن انگریزوں نے ہمارے خلاف طاقت استعمال کر کے اس اصلاحی اور سیاسی تحریک کو سیاسی تحریک میں بدل دیا۔ اس کے قیام کا پس منظر یہ ہے۔

۱۹۳۰ء میں سرحد میں انگریزوں کے خلاف آزادی کا آہنگ انتہائی تیز ہو گیا۔ قصہ خوانی بازار میں فائرنگ ہوئی غفار خان کو اتمان زئی سے پشاور آتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا اور اگلے سات برسوں میں صرف چند ماہ جیل اور نظر بندیوں سے آزاد رہ سکے اور یہی وجہ خدائی خدمت گار تحریک کے قیام کا سبب بنی۔ ۱۹۴۸ء میں یہ تحریک ختم ہو گئی۔

اس دوران ۱۹۳۱ء میں خاں غفار خاں رہا ہوئے تو اسی برس مانٹیگو اصلاحات کے خلاف تحریک چلانے کے جرم میں پندرہ ہزار رضاکاروں سمیت گرفتار ہوئے اور اسی برس ان کی جماعت کانگریس میں ضم ہوئی۔ جولائی ۱۹۳۹ء میں پوری خدائی خدمت گار تحریک سمیت جنگ میں انگریزوں کی مدد کے سوال پر کانگریس سے الگ ہوئے۔

انہوں نے یہ نام قاضی عطاء اللہ کی تجویز پر خدائی خدمت گار رکھا۔

خدائی خدمت گاروں کا جسب ذیل حلف نامہ پشتو میں شائع ہوا۔

"میں خدا کو حاضر ناظر اور شاہد گردانتا ہوں اور اس کی ذات پاک پر یقین کرتے ہوئے حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل اصولوں پر کاربند رہوں گا۔

۱۔ میں اپنا نام خدا کی خدمت گاری کے لئے صداقت اور ایمانداری سے پیش کرتا ہوں۔

۲۔ میں خدا کی خدمت گاری میں ایسے برے کام نہیں کروں گا۔ جو تحریک کے لئے نقصان یا کمزوری کا باعث ہوں۔

۳۔ میں کسی دوسری جماعت کا ممبر نہیں بنوں گا اور جنگ آزادی میں معافی نہیں مانگوں گا۔

۴۔ میں اپنے افسر کا ہر جائز حکم بروقت ماننے کو تیار رہوں گا۔

۵۔ میں عدم تشدد کے اصول پر ہمیشہ کاربند رہوں گا۔

۶۔ میں تمام مخلوق خدا کا ایک ہی طرح خدمت گار رہوں گا۔ میرا نصب العین وطن کو آزاد کرانا ہو گا۔

۷۔ میں ہمیشہ نیک اور اچھے عمل پر کاربند رہوں گا۔

۸۔ میں اپنی خدمت کے بدلے کسی چیز کی طمع یا لالچ نہیں کروں گا۔

۹۔ میری تمام کوششیں خدا کے لئے ہوں گی۔ نمائش کے لئے نہیں۔

(بحوالہ خاں عبدالغفار خاں، غدار یا محب وطن از جاوید احمد صدیقی جنوری ۱۹۸۸ء)

خضر حیات خان ٹوانہ، سر:

پنجاب کے وزیر اعلیٰ

وہ ۷ اگست ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے انہوں نے ایچی سن کالج لاہور میں تعلیم مکمل کی۔ شاہ پور (سرگودھا) ضلع کے وائس چیئرمین منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۷ء ۱۹۴۸ء تک پنجاب اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۲ء حکومت پنجاب کے وزیر اور ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۷ء وزیر اعلیٰ رہے۔

اگست ۱۹۴۴ء میں قائداعظم نے لاہور سٹی لیگ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر خضر حیات خاں اب بھی ہمیں اعتماد میں لے کر بتا دیں کہ انہوں نے اپنے غیر مسلم رفقاء سے کون سا خفیہ معاہدہ کر رکھا ہے اور ہمیں قائل کر لیں کہ یہ اقرار مسلمانوں کے فائدے کے لئے ہے تو میں بخوشی وزیر اعلیٰ پنجاب کا پیرو بن جاؤں گا۔

۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔

خطابات قائداعظم:

قائداعظم محمد علی جناح برصغیر کے مسلمانوں کے ہر دلعزیز رہنما تھے۔ انہیں قوم نے مسلمانان ہند کی خدمات کے صلے میں متعدد خطابات سے نوازا۔ جس میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ ملت کا پاسبان (میاں بشیر احمد)

۲۔ قائداعظم (سرکاری طور پر ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء)

۳۔ چراغ محفل ملت
۴۔ خضر راہ سیاست
۵۔ اسلامیان ہند کا سردار
۶۔ میر کارواں
۷۔ خادم اسلام .
۸۔ دانائے اعظم
۹۔ فخر اسلام
۱۰۔ ہندو مسلم اتحاد کے سفیر (۱۹۱۶) گھوکھلے
۱۱۔ بابائے قوم
۱۲۔ ہندوستان کا بے تاج بادشاہ (سر عبداللہ ہارون)
۱۳۔ بابائے پاکستان (حکومت پاکستان کا سرکاری اعلان)
۱۴۔ پاکستان کے معمار (لیاقت علی خان)
۱۵۔ آتش نوا (حمید نظامی)
۱۶۔ پاکستان کا اتاترک (ترک باشندے)
۱۷۔ لیبیا کا سیاح (قائداعظم نے ۱۹۴۶ء میں خود کو یہ خطاب دیا)
۱۸۔ شاہ پاکستان (مصر کے شاہ فاروق)
۱۹۔ پاکستان کا اتاترک اور اسٹالن (لیاقت علی خان)
۲۰۔ ہندوستان کے لارڈ سائمن۔
۲۱۔ پاکستان کے جارج واشنگٹن (مسز جسٹر جہاں زیبا اہلیہ قاضی موسیٰ)

(نوٹ۔ بریکٹ میں خطاب دہندہ کی نشان دہی کی گئی ہے)

انہیں قائداعظم کا خطاب سرکاری طور پر ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں شہید ملت نواب زادہ لیاقت علی خاں کی تجویز پر دیا گیا۔

(ایسٹرن ٹائمز ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء)

خطبات قائداعظم :

جناب رئیس احمد جعفری کی تالیف۔ اس کتاب میں قائداعظم کی تقاریر، بیانات اور پریس کانفرنسوں کی تفصیل شامل کی گئی ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایک طالب علم اس بات سے اندازہ کر سکتا ہے کہ حصول پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم کو ایک طویل سیاسی جنگ لڑنا پڑی اور مسلمانان برصغیر کو پاکستان لے کر دیا۔ تاریخ عالم میں یہ واقعہ کسی معجزہ سے کم نہیں۔

یہ کتاب جہاں عام قاری کے لئے مفید ہے وہاں تاریخ و سیاست سے دلچسپی رکھنے والے حضرات بھی اس سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس کتاب کو مقبول اکیڈمی لاہور نے شائع کیا۔

خطبات قائداعظم

قائداعظم محمد علی جناح نے میدان سیاست میں قدم رکھنے کے بعد مختلف مقامات پر جو خطبے دیئے ان کی مختصر روداد یہ ہے۔

۳۰۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء آل انڈیا مسلم لیگ سالانہ اجلاس آگرہ
۳۰۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۵ء آل انڈیا مسلم لیگ سالانہ اجلاس بمبئی
۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء آل انڈیا مسلم لیگ کا نواں اجلاس لکھنؤ
۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس علی گڑھ
۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس دہلی
۳۱ دسمبر ۱۹۲۷ء آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس کلکتہ
۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء مسلم لیگ کی تجدید ۔ ۔ ۔ بمبئی
۷ فروری ۱۹۳۷ء مسئلہ دستور ہند پر خطاب
۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء لکھنؤ کے تاریخی اجلاس کا خطبہ
۵ فروری ۱۹۳۸ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں خطاب
۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء کلکتہ کے ہنگامہ خیز اجلاس کا خطبہ صدارت
۲۳ اگست ۱۹۳۸ء مسودہ قانون فوجداری پر اسمبلی میں تقریر
۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء سندھ مسلم لیگ کانفرنس کا خطبہ صدارت کراچی
۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء اجلاس مسلم لیگ منعقدہ پٹنہ
۱۹۳۹۔ جلسہ مولانا شوکت علی کی یاد میں
۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء مسودہ قانون مال گزاری
۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء پیام عیدالفطر
۱۹ جنوری ۱۹۴۰ء ہندوستان کے دستوری مسائل
۲۵ فروری ۱۹۴۰ء لیگ کے مطالبات انگریزوں سے
۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس لاہور
۶ مارچ ۱۹۴۰ء علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلباء سے خطاب
۲۶ مئی ۱۹۴۰ء بمبئی پریذیڈنسی مسلم لیگ کانفرنس
۲ نومبر ۱۹۴۰ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب
۱۹ نومبر ۱۹۴۰ء مجلس آئین ساز سے خطاب
نومبر ۱۹۴۰ء دہلی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن
۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن احمد آباد
۳ جنوری ۱۹۴۱ء نوجوانان بمبئی کے اجتماع سے خطاب

۲ مارچ ۱۹۴۱ء پنجاب اسٹوڈنٹس فیڈریشن

۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی یونین میں طلبا سے خطاب

اپریل ۱۹۴۱ء مسلم لیگ کے اجلاس مدراس کا خطبہ صدارت

جون ۱۹۴۱ء اوٹاکمنڈ (مدراس) کے مسلمانوں سے خطاب

۲ نومبر ۱۹۴۱ء علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یونین میں طلبا سے ارشاد

۲۹ دسمبر ۱۹۴۱ء آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا خطبہ صدارت

۱۵ فروری ۱۹۴۲ء بنگال پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کا خطبہ صدارت

۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء یوم پاکستان پر خطاب

۴ اپریل ۱۹۴۲ء مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد کا خطبہ صدارت

۱۳ ستمبر ۱۹۴۲ء امریکی، چینی اور برطانوی نمائندگان صحافت سے خطاب

۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجتماع جالندھر سے خطاب

۱۴ جنوری ۱۹۴۳ء بمبئی میں قائداعظم کی تقریر

۳ جولائی ۱۹۴۳ء بلوچستان مسلم لیگ کے اجتماع سے خطاب

۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء تجاویز دیول

۶ اگست ۱۹۴۵ء حکومت ہند سے انتخابات کا مطالبہ

۱۲ اگست ۱۹۴۵ء مسلمانان بمبئی سے خطاب

اکتوبر ۱۹۴۵ء مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان سے خطاب

۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء صوبہ سرحد کے شاہین زادوں سے خطاب

۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء نیشنلسٹ مسلمانوں سے اپیل

۷ اپریل ۱۹۴۶ء مسلم کنونشن کا خطبہ صدارت

۵ جون ۱۹۴۶ء مسلم لیگ کونسل کے اجلاس منعقدہ نئی دہلی سے خطاب

۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء حیدر آباد دکن میں خطاب

۲۹ اگست ۱۹۴۶ء پیام عید

۳۰ اگست ۱۹۴۶ء قیصر باغ بمبئی میں جشن عید پر تبصرہ

۱۹ نومبر ۱۹۴۶ء جامعہ ملیہ میں ایک تقریر

۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء اہل انگلستان سے خطاب

۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء اہل امریکا سے خطاب

۱۴ دسمبر ۱۹۴۶ء لندن میں ایک پریس کانفرنس

۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء میمن چیمبر آف کامرس بمبئی سے خطاب

۱۳ اگست ۱۹۴۷ء لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے اعزاز میں تقریب سے خطاب

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء مجلس دستور ساز سے خطاب

۱۷ اگست ۱۹۴۷ء پاکستانی قوم سے خطاب

۳ ستمبر ۱۹۴۷ء ریڈیو پاکستان پر عوام سے خطاب

۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء ممالک اسلامیہ اور پاکستان کے باشندوں سے خطاب

مارچ ۱۹۴۸ء مشرقی پاکستان میں خطابات

۳۰ اپریل ۱۹۴۸ء پشاور کے جلسہ عام میں خطاب

یکم جولائی ۱۹۴۸ء اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے موقع پر افتتاحی تقریر

خطبہ اجلاس لکھنؤ

یوں تو قائداعظم کے سبھی خطبات اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں لیکن خطبہ اجلاس لکھنؤ اور خطبہ اجلاس لاہور (مارچ ۱۹۴۰) کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ ان کے ذریعے برصغیر میں مسلمانوں کی تاریخ کا نیا باب وا ہوا۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ کو قائداعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کے پچیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں جو خطبہ پڑھا اس کا مکمل متن یہ ہے۔

خواتین و محترم حضرات!

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اپنی اہمیت کے لحاظ سے مسلم لیگ کی تیس سال سے زائد زندگی کے اہم ترین اجلاسوں میں شمار کیا جانا چاہئے۔ آپ جو پالیسی اور پروگرام اختیار کریں گے اس پر مسلمانان ہندوستان بلکہ تمام ملک کی قسمت اور مستقبل کا انحصار ہے۔ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کو مسلم لیگ نے اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ جمہور سے تعلق و اتصال پیدا کرنے کا پروگرام اختیار کیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت جو صوبوں کا سیاسی دستور معرض وجود میں آیا اور اس سے جو صورت حال پیدا ہوئی لیگ نے اس پر غور و فکر کر کے یہ تہیہ کیا اور اس کے سوا دوسرا فیصلہ کر بھی نہیں سکتی تھی کہ میدان عمل میں داخل ہو۔ اور صوبوں کی قانون ساز جماعتوں کے انتخابات میں اپنے امیدوار پیش کرے۔ صوبوں کے متعلق سیاسی دستور اگرچہ ہرگز قابل قبول اور پسندیدہ نہ تھا لیکن یہ خیال کیا گیا کہ وہ جیسا کچھ بھی ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میں یہاں وہ ریزولیشن نقل کرتا ہوں جو ۱۲ اپریل ۳۶ء کو منظور کیا گیا۔

"چونکہ نئے دستور سیاسی کے تحت جو پارلیمنٹری طرز حکومت اس ملک میں جاری کیا جا رہا ہے ان کے پیش نظر یہ مسلم امر ہے

کہ ملک میں ایسی پارٹیاں قائم ہوں گی جن کی ایک معین پالیسی اور پروگرام ہوگا۔ جن کی وجہ سے انتخاب کنندگان کو سیاسی معاملات سے باخبر کرنا ایک حد تک آسان ہو گا۔ اور ایسی پارٹیاں جن کے مقاصد اور نصب العین یکساں ہوں اس میں اشتراک عمل کریں گی اور یہ بات اس کی ضامن ہے کہ نیا دستور بہترین طور پر قابل عمل ہوسکے گا۔ اور چونکہ صوبوں کی حکومتوں میں مناسب و موثر حصہ حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کی یک جہتی کو تقویت دینے کی غرض سے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک متحدہ پارٹی کی شکل میں اپنے تئیں منظم کریں۔ جس کا ایک ترقی پرور پروگرام ہو۔ یہ قرار دیا جاتا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ آئندہ انتخابات میں اپنے امیدوار پیش کرے۔ اور مسٹر جناح کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ایک مرکزی الیکشن بورڈ قائم کریں۔ جس کے صدر وہ خود ہوں۔ اور اس کے بورڈ کے ممبر ۵۳ سے کم نہ ہوں اور اس بورڈ کو اختیار ہو کہ صوبوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر - - - ان کے علیحدہ انتخابی بورڈ قائم کرے۔ اور مرکزی بورڈ سے انہیں ملحق کرے۔ اور تمام وہ ذرائع عمل میں لائے جو مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے ضروری ہوں۔"

پارلیمنٹری بورڈ

چنانچہ اس فیصلے پر عمل پیرا ہونے کے لئے جون ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ قائم کیا گیا۔ اور مختلف صوبوں میں صوبجاتی بورڈ قائم ہوئے تاکہ لیگ کی قرار دادیں اور ہدایتیں جاری کی جائیں۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ کیونکہ اس کے لئے نہ کوئی تیاری تھی اور نہ پہلے سے کوئی نظام ہی موجود تھا۔ تمام صوبوں میں انتخابات کی جنگ میں داخل ہونا ایک زبردست مرحلہ تھا۔ خاص کر اس لئے کہ مسلمان تمام ہندوستان میں اقلیت میں ہیں۔ کمزور ہیں۔ ان کی تعلیمی حالت گری ہوئی ہے اور اقتصادی میدان میں تو ان کا کہیں پتہ ہی نہیں۔ ان کی معاشرتی اور اقتصادی ترقی و بہبود کے متعلق کبھی کوئی باقاعدہ کوشش کی ہی نہیں گئی تھی۔ اور اس کے مقابلے میں ہمارے ملک کی دیگر اقوام اپنی تنظیم اور باقاعدہ پروگرام کی وجہ سے جسے جمہور کی تائید حاصل تھی۔ ترقی کی دوڑ میں کہیں کی کہیں پہنچ گئی تھیں۔ ہندو بالخصوص اس مقابلہ میں سب سے آگے تھے۔ اس وجہ سے کہ انہیں نہ صرف اکثریت حاصل ہے۔ بلکہ ان کی تربیت و تنظیم بھی بہتر ہے۔ اور تعلیم مال و دولت ہر لحاظ سے وہ بہتر سامان اور بہتر ذرائع کے مالک ہیں۔

امید افزا نتائج

مگر یہاں مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ چھ مہینے کے مختصر زمانے کی کوشش سے۔ انتخابات کے ختم ہونے سے پہلے ہی امید افزا نتائج رونما ہوگئے اور اس لئے یاس و ناامیدی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جن جن صوبوں میں لیگ پارلیمنٹری بورڈ قائم ہوا اور جہاں ہم نے اپنے امیدوار پیش کئے۔ ہر جگہ تقریباً ساٹھ یا ستر فیصدی ہمارے ہی امیدوار کامیاب ہوئے اور انتخابات کے بعد تو میں دیکھ رہا ہوں کہ تقریباً ہر صوبے میں مدراس کے بعید ترین گوشے سے لے کر سرحدی صوبے تک سینکڑوں ڈسٹرکٹ لیگیں قائم ہو چکی ہیں۔

مسلمان قومی جھنڈے کے نیچے

گذشتہ اپریل سے مسلمان بیش از بیش تعداد میں لیگ کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ جس وقت لیگ کی پالیسی اور پروگرام کو وہ اچھی طرح سمجھ لیں گے اس وقت ہندوستان کی تمام اسلامی آبادی لیگ کے جھنڈے کے نیچے کھڑی نظر آئے گی۔

قول کچھ اور عمل کچھ

لیگ کا نصب العین یہ ہے کہ ہندوستان کو کامل قومی جمہوری حکومت خود اختیاری حاصل ہو۔ اس ضمن میں جاہل اور ان پڑھ عوام کو بہلانے کی غرض سے خاص خاص فقروں اور لفظوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ "پورنا سوراج" "حکومت خود اختیاری" "مکمل آزادی" "ذمہ دار حکومت" "مغز آزادی" "نو آبادیوں کا درجہ" یہ الفاظ اکثر استعمال کئے جاتے ہیں۔ بعض حضرات "مکمل آزادی" کی بحث کرتے ہیں۔ لیکن اس سے کیا حاصل کہ زبان پر تو مکمل آزادی ہو لیکن ہاتھ میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء۔ جو لوگ سب سے زیادہ "مکمل آزادی" کا راگ الاپتے ہیں وہ مکمل آزادی کے مفہوم کو سب سے کم سمجھتے ہیں۔ کیا گاندھی اور ارون کا سمجھوتہ مکمل آزادی کے مطابق تھا؟ وزارتیں قبول کرنے اور صوبوں کے دستور پر عمل کرنے سے پہلے جو کہا گیا تھا کہ گورنر اطمینان دلائیں کہ وہ مداخلت نہ کریں گے کیا اس کا مطلب پورنا سوراج تھا؟ اور جس دستور کو برٹش پارلیمنٹ نے پاس کیا اور ایک جابرانہ شہنشاہی طاقت نے اہل ہند کو، ان کی مرضی اور خواہش کے خلاف دیا اس پر عمل کرنے اور وزارتیں قبول کرنے کا ریزولیشن پاس کرنا باوجودیکہ گورنروں نے مداخلت نہ کرنے کا کوئی وعدہ نہیں کیا کیا یہ سب کچھ کانگریس پارٹی کی پالیسی اور پروگرام اور اعلانات کے عین مطابق تھا؟ کیا

تخریب کے معنی تعمیر کے ہیں؟ یہ کاغذی اعلانات. عوام پسند فقرے اور نشانات ہمیں منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتے۔

سب سے بڑی ضرورت

ہندوستان کو جس چیز کی اس وقت ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ایک متحدہ سیاسی محاذ قائم کیا جائے اور ہم اپنے مقصد میں دیانتدار ہوں۔ پھر جب اہل ملک کی حکومت اہل ملک کے ہاتھوں میں اور اہل ملک کے لئے ہو تو آپ اپنی حکومت کا جو نام چاہیں رکھیں۔

کانگریس کی ہندوانہ پالیسی

کانگریس کی عنان قیادت جن حضرات کے ہاتھ میں ہے اور خاص کر پچھلے دس برس میں جن ہاتھوں میں رہی ہے انہوں نے مسلمانوں کو علیحدہ رہنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کانگریس کے لیڈروں کی پالیسی بالکل ہندوانہ پالیسی رہی ہے۔ اور جن چھ صوبوں میں اکثریت کی بنا پر انہوں نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے وہاں اپنے قول، عمل اور پروگرام سے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان ان سے عدل و انصاف کی امید نہیں رکھ سکتے۔

جہاں کانگریس کی اکثریت ہے اور جہاں اس کو موقعہ ملا اس نے مسلم لیگ کے ساتھ اشتراک عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ مطالبہ کیا کہ مسلمان غیر مشروط طور پر ان کے سامنے جھک جائیں اور اس کے سیاسی عہدنامے پر دستخط کر دیں۔

بار بار یہ مطالبہ کیا گیا کہ اپنی پارٹی چھوڑ دو۔ اپنی پالیسی اور پروگرام کو ترک کر دو اور مسلم لیگ کو توڑ دو۔ لیکن جن صوبوں میں کانگریس کی اکثریت نہ تھی (مثلاً صوبہ سرحد میں) وہاں یہ مقدس اصول کہ سب ایک ہی پارٹی کے ماتحت کام کریں غائب ہو گیا۔ اور کانگریس پارٹی کو دوسری جماعتوں سے ملنے اور اشتراک عمل کی اجازت دے دی گئی۔ کوئی اکا دکا مسلمان جس نے کانگریس کے عہدنامے پر دستخط کر کے اس کا غلام ہونا منظور کر لیا۔ اسے فوراً وزیر بنا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہماری وزارت میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ اور اس پر مطلق توجہ نہ کی کہ اسے کونسل کے مسلمان ممبروں کی ایک بڑی اکثریت کا اعتماد حاصل نہیں اور مسلمان اس کی کوئی عزت نہیں کرتے۔

کانگریس کی پالیسی کے نقائص

ان وفادارانہ خدمات کے صلے میں جو ان حضرات نے غیر مشروط طور پر کانگریس کے عہدنامے پر دستخط کر کے انجام دیں انہیں دنیا کے سامنے مسلم وزیروں کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ اور اپنی پارٹی اور قوم کے ساتھ انہوں نے جتنی غداری کی اتنی ہی زیادہ کانگریس کی طرف سے انعام ملا۔ ہندی تمام ہندوستان کی قومی زبان ہو گی۔ بندے ماترم قومی ترانہ ہو گا۔ اور جبراً سب سے منوایا جائے گا۔ ہر شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ کانگریسی جھنڈے کی عزت کرے۔

ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے

اکثریت نے ذرا سی قوت اور اقتدار حاصل کرتے ہی صاف طور پر جتا دیا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کانگریس قومیت کا نقاب اوڑھے ہوئے ہے۔ مگر ہندو مہاسبھا کھلے لفظوں میں اس بات کا اعلان کرتی ہے۔

فرقہ وارانہ کشمکش

میرے خیال میں کانگریس کی موجودہ پالیسی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہندوستان کی قوموں کے آپس کے تعلقات ناخوشگوار ہوتے چلے جائیں گے اور تلخی بڑھتی چلی جائے گی۔ ایک قوم دوسری سے آمادہ جنگ اور برسرپیکار رہے گی اور برطانوی شہنشاہیت کا تسلط ہم پر زیادہ مضبوط ہو جائے گا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ اس معاملہ میں برٹش گورنمنٹ کانگریس کی امداد کرے گی کیونکہ ان خانہ جنگیوں کی اسے ذرا بھی پرواہ نہیں۔ بلکہ جب تک حکومت کی شہنشاہی یا دیگر مفاد پر کوئی اثر نہ پڑے اور ہندوستان اس کے قبضہ اقتدار میں رہے وہ ان تمام منافرات کو اپنے لئے مفید ہی سمجھے گی۔ مگر میرا خیال ہے کہ جب کانگریس ملک بھر میں نااتفاقی اور پھوٹ پیدا کر چکے گی اور ایک متحدہ محاذ کا وجود نہیں آنا مشکل ہو جائے گا اس وقت ایک خطرناک ردعمل ظہور پذیر ہو گا۔

اقلیتوں کا تحفظ

یہاں اس بات کا اظہار مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جن تباہ کن نتائج کا امکان ہے ان کی ذمہ داری برٹش گورنمنٹ پر کچھ کم نہ ہو گی۔

دستور میں گورنر جنرل اور صوبے کے گورنروں کو خاص اختیارات دیئے گئے ہیں۔ جن کی رو سے ان پر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور جب کانگریس پارٹی یہ مطالبہ کر رہی تھی کہ اس کی وزارت میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے اس وقت لارڈ زٹلینڈ وزیر ہند نے ان ذمہ داریوں پر بہت زور دیا تھا۔

گورنر اور دستور کی خلاف ورزی

لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ گورنر جنرل اور صوبوں کے گورنر، ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا نہیں ہو سکے۔ اور دستور کے بنیادی اصولوں اور مسلمان وزیروں کے تقرر سے متعلقہ ہدایت ناموں کی صریح خلاف ورزی میں گورنر اور کانگرسی حکومتیں برابر کی شریک ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو وزیر مقرر کر کے گورنروں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ کانگرسی حکومت کے ہم نوا ہیں۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان مسلمان وزراء پر نہ کونسلوں کے مسلمان ممبروں کو اعتماد ہے نہ کونسل سے باہر عامتہ الناس کو۔ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا فرض برٹش گورنمنٹ نے ایک مقدس فرض سمجھ کر اپنے ذمے لیا تھا جسے ادا کرنے سے صوبوں کے گورنر قطعاً قاصر عاجز، اور بے پرواہ رہے ہیں۔ جب وہ اتنے اہم فرض کو ادا نہ کر سکے تو ان سینکڑوں باتوں پر کیا توجہ کریں گے جو حکومتی سطح تک نہیں آتیں۔ اور جن کا ذکر کونسلوں یا حکومت کی روزانہ کارروائیوں میں نہیں ہوتا۔ حالات نہایت فکر و اندیشہ سے مطالعہ کرنے کے قابل ہیں اور ان سے معلوم ہو گا کہ واقعات کا رخ کدھر ہے۔

ہندو مصالحت کے لئے تیار نہیں

اکثریت کے ساتھ کسی سمجھوتے یا مفاہمت کا امکان نہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کا کوئی با اثر و اختیار لیڈر اس کے لئے خلوص دل سے تیار نہیں۔ باعزت سمجھوتہ ہمیشہ برابر کے فریقین میں ہو سکتا ہے۔ اور جب تک دونوں فریق ایک دوسرے کی عزت اور طاقت محسوس نہیں کرنے لگتے سمجھوتے کی کوئی صورت پیدا ہی نہیں ہوتی۔ کمزور جماعت کی طرف سے صلح جوئی کی پیشکش اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے اور اپنے حقوق میں مداخلت کی دعوت دینے کے برابر ہے۔ حب الوطنی اور حق و انصاف کے نام پر اپیل بالکل بیکار ثابت ہوا کرتی ہے۔ اور اس کو سمجھنے کے لئے کسی سیاسی دور اندیشی کی ضرورت نہیں کہ تمام تحفظات اور معاہدے ایک ردی کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ جب تک ان کی پشت پر کوئی طاقت نہ ہو۔ حق و انصاف اور نیک نیتی پر بھروسہ کرنے کا نام سیاست نہیں۔ بلکہ طاقت کے معنی سیاست ہیں۔ دنیا کی اقوام کو دیکھئے اور سوچئے کہ کیا ہو رہا ہے؟ حبش کا کیا حشر ہوا؟ چین اور اسپین کا کیا حال ہو رہا ہے؟ اور فلسطین کے المناک حالات کا تو ذکر ہی کیا اس کے متعلق آگے چل کر عرض کروں گا۔

کانگریس اور فرقہ وارانہ مسائل :

کانگریس کے ذمہ دار لیڈر بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں۔ بعضوں کے نزدیک اس ملک میں ہندو، مسلمان سوال اور اقلیتوں کا مسئلہ موجود ہی نہیں۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ بے چارگی اور بے اتفاقی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، انہیں روٹی کے چند ٹکڑے پھینک کر، بہلایا جا سکتا ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں، کہ مسلمانوں کو اس طرح دھوکا دیا جا سکتا ہے تو وہ افسوسناک غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ اب زندہ رہے گی۔ اور ہندوستان کی سیاسیات میں صحیح طور پر حصہ لے گی اور جتنی جلدی اس کی اہمیت کا اندازہ لگا لیا جائے گا۔ اور اسے سمجھ لیا جائے گا۔ اسی قدر یہ تمام مقاصد کے پیش نظر بہتر ہو گا۔ تیسری رائے یہ ہے کہ مایوسی کے گھپ اندھیرے میں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ لیکن جیسے جیسے کانگریس طاقت حاصل کرتی جاتی ہے وہ سادہ چکوں کے پرانے وعدے بھولتی جاتی ہے۔

کانگریسی مسلمانوں کا غلط مشورہ

میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اس صورت حال پر غور و فکر کریں اور تمام ہندوستان میں ایک متحدہ پالیسی اختیار کر کے، اور اس پر نہایت وفاداری سے قائم رہ کر، اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کریں۔ کانگریسی مسلمانوں کی یہ سخت غلطی ہے، کہ وہ غیر مشروط طور پر خود کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں اور مسلمان قوم کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی بڑی غداری نہیں ہو سکتی اور اگر اس پالیسی کو اختیار کر لیا گیا، کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنی قبر خود کھودیں گے۔

مسلمانوں کے لئے واحد راہ عمل :

میں چاہتا ہوں کہ ہاتھ سے موقع نکل جانے سے پہلے مسلمان یہ مفید سبق سیکھ لیں کہ ان کے سامنے ایک صاف راہ عمل کھلی ہے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ دیگر معاملات سے قطع نظر کر کے وہ سارا وقت اور ساری ہمت اپنی تنظیم اور اپنی قوت کو بڑھانے پر صرف کر دیں۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بعض مسلمانوں میں تفریق ہے۔ ان میں ایک گروہ برٹش گورنمنٹ کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔ اگر مسلمان اس کے تلخ نتائج سے ابھی تک بے خبر ہیں تو وہ تا ابد بے خبر رہیں گے۔ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی

مدد آپ کرتے ہیں۔

ایک دوسرا گروہ ہے۔ جس کا رخ کانگریس کی طرف ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنے اوپر بھروسہ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اپنے اوپر بھروسہ کریں اور اپنی قسمت کا خود فیصلہ کریں۔ ہمیں وہ آدمی چاہئیں جو مضبوط ارادے۔ مضبوط ہمت، مضبوط ایمان کے مالک ہوں۔ اور جن باتوں کو وہ امر حق سمجھتے ہوں انہیں منوانے کے لئے تن تنہا، جنگ کرنے کو تیار ہوں۔ خواہ اس وقت بظاہر ساری فضا ان کے خلاف ہو۔ ہمیں اپنے دلوں میں قوت اور عزم بالجزم پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ مسلمانوں کی پوری تنظیم ہو جائے۔ اور ان میں وہ زور اور طاقت پیدا ہو جائے جو کسی قوم کے اتفاق واتحاد کی علامت ہوتی ہے۔

کانگریس کا نفرت انگیز پراپیگنڈا :

ان آوازوں اور طعنوں سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہئے جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً "فرقہ پرست" "ٹوڈی" یا "رجعت پسند" اگر آج کا بدترین مسلمان "ٹوڈی" اور شریر ترین مسلمان "فرقہ پرست" کانگریس کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنے بھائیوں کو لعنت ملامت کرنے لگ جائے تو کل ہی سے وہ قوم پرستوں کا سردار بنا دیا جاتا ہے۔ یہ آوازے، طعنے اور گالیاں صرف اس لئے استعمال کی جاتی ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی کمزوری کا احساس ہو جائے۔ وہ اپنے آپ کو حقیر اور ذلیل سمجھنے لگیں۔ آوازوں، طعنوں اور نعروں کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ ایمانداری اور نیک نیتی کا صرف یہی ایک راستہ ہے کہ اقلیتوں کے جائز مطالبات پورے کر دیئے جائیں۔ بھوک اور افلاس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں میں اشتراکی اور بالشویکی خیالات پیدا ہوں جن کے لئے ابھی ملک بالکل تیار نہیں۔

موجودہ دور حالات میں، مسلم لیگ کی رائے میں، سول نافرمانی کی پالیسی بالکل بیکار اور خودکشی کے برابر ہے۔ اس قسم کی دو تحریکیں بالکل ناکامیاب ثابت ہو چکی ہیں۔ جن کی وجہ سے عوام کو زیادہ مشکلات اور مصائب برداشت کرنی پڑیں اور بیس سال کی ایسی لگاتار کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کو پہلے سے بھی زیادہ خراب دستور دیا گیا جسے اب کانگریس خود چلا رہی ہے۔

ایک نمائندہ اسمبلی کا مطالبہ :

کسی ریزولیوشن کے ذریعہ سے گورنر جنرل سے کہنا کہ وہ وزیر ہند سے استدعا کریں کہ بالغ کو رائے دینے کا حق عطا کر کے ایک نمائندہ اسمبلی بنائی جائے جہالت کی انتہا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ ان میں واقعات کو اصلی رنگ میں دیکھنے کی صلاحیت نہیں۔ یہ اسمبلی صرف اسی وقت وجود میں آ سکتی ہے جب کہ وہ حکومت کی طرف سے طلب کی جائے۔ اور ان لوگوں پر مشتمل ہو جو عوام کے نمائندے ہوں اور جن کو اختیار دیا گیا ہو کہ وہ اپنی رائے کے مطابق ملک کا آئین حکومت مرتب کریں اور جب ملک کا دستور اساسی مرتب ہو جائے تو وہ دست بردار ہو جائیں اور ان کا بنایا ہوا آئین جاری ہو جائے۔

ہر بالغ کو حق رائے دہندگی دے کر رائے دہندگان کی فہرست کون مرتب کرے گا؟ اور ان رائے دہندگان کے کتنے نمائندے منتخب کئے جائیں گے؟ اور ان حلقوں میں اقلیتوں کا کیا حشر ہو گا؟ اور رائے دہندگان اپنی رائے کا کس رخ فیصلہ کریں گے؟ اور جنہیں اس وسیع براعظم کا آئین مرتب کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا ہے وہ کس بناء پر اپنے نمائندوں کو منتخب کریں گے۔ کون اس جماعت کا انتخاب کرائے گا۔ جسے اپنی پسند کے مطابق آئین مرتب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے؟ اور پھر اس دستور کو کون چلائے گا؟ اور اس منتخب جماعت میں اقلیتوں کا کیا حال ہو گا۔

فیڈریشن کا قیام :

کیا کانگریس کو اس بات کا واقعی یقین ہے کہ وزیر ہند یہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کچھ دن ہوئے حکومت برطانیہ کے ممتاز نمائندے یعنی ہز ایکسی لینسی وائسرائے نے کہا کہ مجھے پوری امید ہے کہ میں جلد ہندوستان میں فیڈریشن قائم کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ ہندوستان آتے ہی میں نے اس توقع کا اظہار کیا تھا کہ صوبوں میں حکومت خود اختیاری قائم ہو جانے کے تھوڑے ہی عرصے بعد فیڈریشن قائم ہو جائے گی۔ اٹھارہ مہینے کے تجربے کے بعد فیڈریشن کے قیام کے متعلق یہ توقع یقین میں تبدیل ہو گئی ہے۔

واقعات سے چشم پوشی :

ملک کی حالت کا مجموعی حیثیت سے اندازہ کرتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کانگریس مرکزی اقتدار سے ابھی بہت دور ہے اور گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق یہ توقع کرنا کہ وہ قانون اساسی کے لئے نمائندہ اسمبلی بنائے گی واقعات سے چشم پوشی کرنا ہے اور یہ خیال کہ کانگریس قابلیت سے اس مقصد کو حاصل کر سکے گی

خلاف واقعہ وہم آرائی ہے۔ کانگریس کو سب سے پہلے تو ملک کی بڑی بڑی قوموں اور بڑے بڑے طبقوں کے مفاد کو اپنے زیر قیادت لانا ہے۔ ایک بیرونی حکومت سے جو اس ملک میں اختیار اور طاقت کی مالک ہے یہ کہنا کہ وہ خود ایسی آئینی اسمبلی بنائے گی اس سے پیشتر کہ فرقہ وارانہ مسائل کا کوئی حل نکل آئے اور ہندوستان کی بڑی بڑی قومیں کانگریس کی لیڈری قبول کرلیں گاڑی کے پیچھے گھوڑا جوتنے کے مترادف ہے۔ ہمیں اس حقیقت کو کسی حالت میں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ہندوستان کی آبادی کا ایک بٹا تین حصہ بالکل ایک جداگانہ حیثیت اور نوعیت رکھتا ہے۔ اور اس میں وہ آبادی شامل ہے جو ہندوستانی ریاستوں میں آباد اور دیسی فرمانرواؤں کے زیر اثر ہے۔

ریت میں ہل چلانے کی بجائے کانگریس کو کم از کم ایک چیز کی طرف اپنی تمام تر توجہ مبذول اور مرکوز کرنی چاہئے۔ یعنی اسے کوشش کرنی چاہئے کہ آل انڈیا فیڈریشن اسکیم جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں شامل اور موجودہ مرکزی آئین سے کہیں زیادہ خراب اور ناقص ہے کسی طرح عملی جامہ نہ اختیار کر سکے۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ذمے دارانہ اختیارات رکھنے والے لوگ پورے زور اور وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ فیڈریشن کی سکیم عنقریب عملی طور پر شروع ہونے والی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کانگریس کا اس سلسلے میں کیا ارادہ ہے؟ کیا یہ سمجھتی ہے کہ وہ ایک تنہا جماعت کی حیثیت سے اسے روک سکتی ہے؟ یا وہ کوئی اور فارمولا سوچ رہی ہے؟ یا اس نے طے کرلیا ہے کہ خاموشی کے ساتھ جو کچھ پیش آئے اسے تقدیر کا لکھا سمجھ کر قبول کرلے جیسا کہ وہ ابھی صوبوں کی حکومت خود اختیاری کے سلسلے میں کر چکی ہے۔ باوجودیکہ چوٹی کے کانگریسی لیڈر اس کے خلاف چیختے چلاتے رہے۔

اس سے بڑھ کر شکست خوردہ ذہنیت کا اور کیا مظاہرہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ انتہائی درجے کی غداری ہے اور اگر اس پالیسی پر عمل کیا گیا تو میں آپ کو متنبہ کئے دیتا ہوں کہ مسلمانوں کا خون ان کی اپنی گردن پر ہو گا اور پھر ملک اور حکومت کی قومی زندگی میں جماعتی حیثیت سے بالکل فنا ہو جائیں گے۔

صرف ایک صورت مسلمانوں کو بچا سکتی ہے اور ان کی گئی ہوئی طاقت ان کو واپس دلا سکتی ہے وہ اپنی گم شدہ روح کو پھر بیدار کریں اور اس بلند مقام اور ان اعلیٰ اصولوں پر قائم اور کاربند رہیں جو ان کے عظیم الشان باہمی اتحاد اور ان کو ایک سیاسی رشتے میں منسلک کرنے کی بنیاد ہیں۔

فلسطین کے عربوں سے برطانیہ کی بے وفائی:

حضرات میں اب فلسطین کے مسئلہ کا ذکر کرتا ہوں یہ وہ مسئلہ ہے جس نے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو بے چین اور مضطرب کر رکھا ہے۔ حکومت برطانیہ کی پالیسی ابتدا سے یہی رہی ہے کہ عربوں کے ساتھ بے وفائی اور بدعہدی کرے۔ اہل عرب لوگوں کے عہد و پیمان پر، جلد اعتبار کر لیتے ہیں۔ اور اس بات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

حکومت برطانیہ نے عربوں کے خلاف یہ پالیسی استعمال کر کے اپنے اس اعلان کی تذلیل اور توہین کی ہے جو عربوں کو ان کی وطنی سرزمین پر کامل آزادی دینے کا ضامن تھا۔ اور جس میں جنگ عظمیٰ کے دوران میں عربوں کی ایک متحدہ ریاست کے قیام کا وعدہ کیا گیا تھا۔ جھوٹے وعدے کر کے عربوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد حکومت برطانیہ رسوائے عالم اعلان بالفور کے ذریعہ سے حاکم اور مندوب طاقت کی حیثیت میں ان پر مسلط ہو گئے۔ یہ اعلان حقیقت میں کسی طرح تسکین بخش اور قابل عمل نہ تھا۔ پہلے تو یہ کہا گیا، کہ یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن مہیا کیا جائے گا۔ اس کے بعد اب برطانیہ عظمیٰ فلسطین کے حصے بخرے کرنا چاہتی ہے۔ شاہی کمیشن کی سفارشات نے اس افسوسناک صورت حالات کی تکمیل کر دی ہے۔ اگر کبھی ان پر عمل کیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اپنے وطن کے متعلق عربوں کی جائز اور قدرتی توقعات کو ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا جائے گا۔ اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ ہم حقائق پر نظر ڈالیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ موجودہ صورت حال کس نے پیدا کی؟ یہ سب برطانوی مدبرین کی کارستانیوں کا نتیجہ ہے۔ جو آج اس بھیانک صورت میں منظر عام پر آیا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ فلسطین میں بہت زیادہ انتشاری کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور جب اس کے پاس کوئی چارہ کار نہ رہا تو حکومت برطانیہ گھبرا کر نہایت ظالمانہ جبر و تشدد سے اعراب فلسطین کی رائے عامہ کا گلا گھونٹ رہی ہے۔ مسلمانان ہند یک دل و یک جان ہو کر ہر ممکن طریقے سے اپنے عرب بھائیوں کی اس دلیرانہ اور سرفروشانہ جدوجہد میں مدد دیں گے۔ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے اخوان عرب کو ہمت، دلیری اور جرات کا پیغام بھیجنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ اپنے جائز حقوق کے لئے مستعدی سے لڑ

رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔

لیگ آف نیشنز نے بظاہر (خدا کرے ایسا ہی ہو) شاہی کمیشن کی سفارشات کو قبول نہیں کیا اور ممکن ہے کہ اس مسئلہ پر پھر غور کیا جائے۔ مگر کیا یہ عربوں کو ان کے جائز حقوق دینے کی ایماندارانہ سعی ہے؟ کیا میں برطانیہ عظمیٰ کے کانوں تک یہ آواز پہنچا سکتا ہوں کہ اگر فلسطین کا مسئلہ امانت۔ دیانت۔ جرات اور ہمت کے ساتھ نہ طے کیا گیا تو سلطنت برطانیہ کی تاریخ میں یہ زوال کے ایک نئے باب کا اضافہ کر کے رہے گا۔ میں اس وقت مسلمانان ہند ہی کے جذبات کی ترجمانی نہیں کر رہا بلکہ روئے زمین کے مسلمانوں اور تمام انصاف پسند اور حق پرست انسانوں کی طرف سے حکومت برطانیہ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس نے اپنے ابتدائی اعلان کا احترام کرتے ہوئے جنگ سے پہلے اور اس کے بعد کے وعدوں کو پورا نہ کیا جو اس نے اہل عرب سے کئے تھے اور ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کا مستقبل ان کے ہاتھ میں ہے اور ایک متحدہ، منظم، دوش بدوش، استادہ فوج بنکر وہ ہر خطرے کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ ہر قسم کی مخالفت سے جو ان کے متحدہ محاذ سے کی جائے عہدہ برا ہو سکتے ہیں۔ ایک طلسمی طاقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حالات کو پیش نظر رکھ کر اپنے مستقبل کے متعلق ایسا فیصلہ کیجئے جس کے نتیجے اہم، دیرپا اور دور رس ہوں۔ فیصلہ کرنے سے قبل اچھی طرح اسے سوچ لیجئے۔ لیکن جب ایک بار کسی بات کا فیصلہ کر لیجئے تو اس پر متحد اور متفق ہو کر کھڑے ہو جایئے اگر آپ اپنی جماعت کے ساتھ صادق و وفادار رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی آپ کے قدموں میں ہو گی۔

لیگ میں شامل ہونے کی اپیل

ہندوستان کے مسلمانوں سے، صوبوں کے مسلمانوں سے، ضلعوں کے مسلمانوں سے، تحصیلوں اور گاؤں تک کے مسلمانوں سے میں اپیل و التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنا ایک تعمیری اور اصلاحی پروگرام بنائیں۔ جس سے وہ عوام کی خدمت کر سکیں۔ ان اصولوں اور طریقوں سے جن میں مسلمانوں کی اخلاقی، اقتصادی، اور سیاسی اصلاح کا سوال ہو گا۔ ہم ہر جماعت اور ہر فرقہ کے ساتھ اس عملی اور تعمیری پروگرام میں تعاون کریں گے۔ جس سے ملک یا صوبوں کی فلاح اور بہبود ہو گی۔ میں اپیل اور استدعا کرتا ہوں کہ ہر مسلمان مرد و عورت اور بچے کو ایک پلیٹ فارم پر اور لیگ کے مقاصد کی تکمیل کرنا چاہئے۔ ڈسٹرکٹ پراونشل اور آل انڈیا مسلم لیگ کے متحدہ پروگرام اور جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

آپ کو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں جلد سے جلد آل انڈیا مسلم لیگ، صوبوں کی مسلم لیگ اور ضلعوں کی مسلم لیگ میں داخل ہو جانا چاہئے۔ اپنے آپ کو منظم اور مکمل طور سے متحد کیجئے۔ اپنے آپ میں تجربہ کار سپاہیوں کی سی تربیت اور تنظیم پیدا کیجئے۔ اپنی جماعتی ذمہ داریوں کا احساس کیجئے اور باہمی اخوت اور محبت کے رشتے کو مضبوط کیجئے۔ اپنے بھائیوں اور اپنے ملک کے لئے ایمان داری اور وفاداری سے کام لیجئے۔ یاد رکھئے کہ کوئی فرد یا کوئی جماعت محنت، مشقت، تکالیف اور قربانیوں کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتی اور اس وقت ایسی قوتیں موجود ہیں جو ممکن ہے کہ آپ کو ڈرائیں، مرعوب کریں اور دھمکائیں۔ نشانہ مظالم بنائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو اس کے ہاتھوں تکالیف پہنچیں۔ لیکن ان تکالیف اور مصائب سے، جن سے آپ کو دوچار ہونا پڑے اور ان مظالم سے جن کا آپ شکار ہوں آپ کے قدموں میں تزلزل اور آپ کے عزم میں ضعف نہ پیدا ہونا چاہئے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ مصائب، تکالیف، سختیوں اور اذیتوں ہی کا مقابلہ کر کے آپ امتحان کی اس آگ سے سونا بن کر نکلیں گے۔ اگر آپ کے عزم میں، استحکام میں اور ارادوں میں خلوص ہے تو یاد رکھئے کہ دنیا میں آپ کامیاب اور سربلند ہوں گے اپنے اسلاف کے شاندار ماضی کی زریں روایات میں آپ کے دم سے آب و تاب پیدا ہو گی اور آپ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے مستقبل کی تاریخ کو کہیں زیادہ پر عظمت اور کہیں زیادہ شاندار بنا دیں گے۔ ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو کسی طاقت سے مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔

خطبہ الٰہ آباد

علامہ اقبال نے دسمبر ۱۹۳۰ء میں الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جو خطبہ دیا اسے بنیاد بنا کر قائد اعظم نے حصول پاکستان کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ خطبہ الٰہ آباد کے الفاظ یہ ہیں۔

مسلمان مستقبل اور مثبت طریق پر ایک علیحدہ قوم ہیں اور اپنے اندر ایک قومی وجود اور اپنی مخصوص ثقافتی روایات کو برقرار رکھنے کا شدید جذبہ رکھتے ہیں وہ اپنے آپ کو کسی وسیع تر قومی اتحاد میں ضم یا گم کرنے پر راضی نہیں ہو سکتے۔ یہ جذبہ کسی دوسرے مذہب

کے خلاف تعصب کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک فطری شے ہے۔ مسلمانوں کی لازماً یہ خواہش ہے۔ کہ اس ملک میں انہیں ایک قوم کی حیثیت سے اپنے تصورات کے مطابق ترقی کرنے اور اپنی ثقافتی اقدار کو فروغ دینے کے پورے مواقع حاصل ہوں۔ ہندوستان میں فرقہ وارانہ تنازعات کے اصل وجہ اس جذبے کو دبانے اور ہندوستانی قومیت کے نعرے کی آڑ میں مسلمانوں پر ہندو اکثریت کی مطلق اور غیر مشروط حکومت قائم کرنا ہے۔ اتحاد کی صورت صرف یہ ہو سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کو تسلیم کر لیا جائے۔ اور ایک فیڈرل نظام کے تحت بعض یونٹوں میں مسلمانوں کو وہی مواقع مہیا کئے جائیں جو دوسرے یونٹوں میں ہندو اکثریت کو حاصل ہوں۔ تاکہ دونوں قومیں اپنے اپنے قومی اور ثقافتی تصورات کو بروئے کار لانے میں آزادی محسوس کریں اس سے ہندوستان کے اتحاد یا ملک کے دفاع میں کوئی خلل واقع نہ ہو گا۔ بلکہ اگر مسلمان محسوس کریں کہ ہندوستان کی آزادی میں ان کی اپنی قومی آزادی بھی شامل ہے۔ تو وہ ہندوستان کے دفاع اور آزادی کی خاطر اپنا سب داؤ پر لگانے کو تیار ہوں گے۔

آپ نے مزید فرمایا۔

میں مسلم صوبوں کو یہ شکل دینا پسند کروں گا کہ انبالہ ڈویژن اور دوسرے اضلاع جہاں غیر مسلم اکثریت ہے۔ موجودہ پنجاب سے کاٹ دیئے جائیں۔ باقی ماندہ پنجاب صوبہ سرحد۔ سندھ اور بلوچستان کو ملا کر مسلم اکثریت کا صوبہ بنا دیا جائے اس صورت میں مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کا حق مانگنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ لیکن اگر صوبوں کی حدود میں یہ ردوبدل منظور نہ کی جائے تو پھر موجودہ صوبائی حدود کی بنیاد پر مسلمانوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس بات پر اصرار کریں جو مسلم لیگ اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قراردادوں میں درج ہیں جداگانہ انتخاب کی بنا پر پنجاب اور بنگال میں اکثریت وغیرہ ہندوستان کی آزادی خواہ دولت مشترکہ کی رکنیت کی صورت اختیار کرے یا اس سے علیحدگی کی بہر صورت اب اس میں شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام مسلمانوں یا کم از کم شمالی مغربی علاقوں کے مسلمانوں کی نوشتہ تقدیر معلوم ہوتی ہے۔ علامہ اقبال کا یہ خطبہ اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ کہ آپ نے مسلم مطالبات اور مسلم جذبہ قومیت کا جواز اور تجزیہ پیش کیا ہے اسی نے آگے چل کر پاکستان کی نظریاتی اساس کی صورت اختیار کی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

خطبہ لاہور

قرارداد پاکستان کے منظور ہونے کے موقع پر قائد اعظم نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

خواتین و حضرات۔

ہمارا یہ اجلاس آج پندرہ ماہ بعد منعقد ہو رہا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا گزشتہ اجلاس دسمبر ۱۹۳۸ء میں پٹنہ میں منعقد ہوا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک بہت سے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ پہلے میں آپ کو مختصراً یہ بتاؤں گا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کو ۱۹۳۸ء کے پٹنہ اجلاس کے بعد کن حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہمیں جو کام سونپے گئے تھے ان میں سے ایک کام مسلم لیگ کو ہندوستان بھر میں منظم کرنا تھا۔ یہ کام اگرچہ ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔ تاہم پچھلے پندرہ مہینوں کے دوران ہم نے اس سمت میں بڑی پیش رفت کی ہے۔ آپ کو یہ بتاتے ہوئے مجھے بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ کہ ہم نے ہندوستان کے ہر صوبے میں صوبائی مسلم لیگ قائم کر دی ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ قانون ساز اسمبلیوں کے باہر ضمنی انتخابات میں ہمیں طاقت ور مخالف امیدواروں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ میں مسلمانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے آزمائش کے ان ایام کے دوران ہمت و استقلال اور جوش و خروش کا شاندار مظاہرہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں ہمارے مخالفین ایک ضمنی انتخاب میں بھی مسلم لیگ کے امیدواروں کے مقابلے میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

یو۔ پی کونسل کے صوبائی ایوان بالا کے پچھلے انتخاب میں بھی مسلم لیگ کو سو فی صد کامیابی حاصل ہوئی مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلے میں ہم نے جو پیش رفت کی ہے۔ میں اس کی تفصیل سنا کر آپ کو بیزار کرنا نہیں چاہتا۔ تاہم میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ ہمیں اس سلسلے میں دن دونی رات چوگنی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔

پھر آپ کو غالباً یہ بات یاد ہو گی کہ پٹنہ اجلاس میں ہم نے خواتین کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی ہمارے لئے اس کمیٹی کی بڑی

اہمیت ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنی خواتین کو اپنی زندگی اور موت کی جدوجہد میں حصہ لینے کے تمام مواقع فراہم کریں۔ عورتیں اپنے گھروں حتیٰ کہ پردہ میں رہ کر بھی بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ ہم نے اسی خیال سے یہ کمیٹی قائم کی تھی کہ خواتین مسلم لیگ کے کاموں میں حصہ لینے کے قابل ہو سکیں خواتین کی اس مرکزی کمیٹی کے اغراض و مقاصد یہ تھے۔

(۱) صوبائی اور ضلعی مسلم لیگ کے تحت صوبائی اور ضلعی سطح پر خواتین کی سب کمیٹیوں کا قیام عمل میں لانا۔

(۲) خواتین کو بڑی تعداد میں مسلم لیگ کا رکن بنانا۔

(۳) ہندوستان بھر کی مسلمان خواتین میں وسیع تر پروپیگنڈہ کے ذریعے زیادہ سے زیادہ سیاسی بیداری پیدا کرنا۔ کیونکہ اگر ہماری خواتین میں سیاسی شعور بیدار ہو جائے۔ تو پھر یاد رکھئے کہ آپ کے بچوں کو زیادہ پریشانی اٹھانا نہیں پڑے گی۔

(۴) مسلمان معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے ان تمام امور میں جن کا تعلق بنیادی طور پر خواتین سے ہو انہیں محسوس ہو رہی ہے کہ اسی مرکزی کمیٹی نے نہایت سنجیدگی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنا کام شروع کیا۔ اور اس نے بہت سے مفید کام انجام دیئے ہیں۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ جب ہم اس کمیٹی کی کارکردگی کی رپورٹ کا جائزہ لیں گے تو اس نے مسلم لیگ کی جو خدمات انجام دی ہیں۔ ان پر خلوص دل سے اس کے ممنون احسان ہوں گے۔

جنوری ۱۹۳۹ء سے جنگ کا اعلان ہونے تک کی مدت کے دوران ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمیں ناگپور میں ودیا مندر کے مسئلہ کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمیں ان صوبوں میں جہاں کانگریس کی حکومت تھی مسلمانوں کے ساتھ بد سلوکی اور ظلم کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ہمیں ہندوستان کی بعض ریاستوں مثلاً جے پور اور بھاؤنگر میں مسلمانوں کے ساتھ اختیار کئے گئے رویہ اور راج کوٹ کی چھوٹی سی ریاست میں ایک انتہائی اہم مسئلے کا سامنا کرنا پڑا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کانگریس نے راج کوٹ کے مسئلے کو ایک ایسی کڑی آزمائش بنا دیا تھا جس سے ایک تہائی ہندوستان متاثر ہو سکتا تھا۔ اس طرح جنوری ۱۹۳۹ء سے اعلان جنگ ہونے تک کی مدت کے دوران مسلم لیگ کو یکے بعد دیگرے مختلف مسائل کا سامنا رہا۔ اعلان جنگ سے پہلے ہندوستانی مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ کہیں مرکزی حکومت میں وفاقی اسکیم پر عمل درآمد شروع نہ کر دیا جائے۔ ہمیں اس بات کا علم تھا کہ کیا سازشیں ہو رہی ہیں لیکن مسلم لیگ نے ہر محاذ پر نہایت پامردی سے ان سازشوں کا مقابلہ کیا۔ ہمیں احساس تھا کہ ہم مرکزی وفاقی حکومت کی اس خطرناک اسکیم کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ جو حکومت ہندوستان کے ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء میں شامل تھی۔ ہم نے برطانوی حکومت کو اس بات پر آمادہ کر کے کہ وہ مرکزی وفاقی حکومت کی اسکیم کو ترک کر دے کوئی معمولی خدمت انجام نہیں دی ہے۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلم لیگ نے برطانوی حکومت کے اس انداز فکر کو بدل کر بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ انگریز بڑے ضدی ہوتے ہیں اور بہت قدامت پسند بھی۔ اگرچہ وہ بہت ہوشیار ہیں لیکن معاملات کو سمجھنے میں کچھ وقت لگاتے ہیں اعلان جنگ کے بعد قدرتی بات ہے کہ وائسرائے مسلم لیگ سے مدد حاصل کرنا چاہتے تھے اور یہی وہ موقع تھا۔ جب انہیں یہ احساس ہوا کہ مسلم لیگ ایک طاقت ہے کیونکہ ہمیں یہ بات یاد رکھنا ہوگی۔ کہ اعلان جنگ تک وائسرائے نے کبھی میرے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ وہ تو گاندھی اور صرف گاندھی کو ہی جانتے تھے۔ میں مجلس قانون ساز میں ایک زمانے تک اہم جماعت کا قائد رہا جو مرکزی مجلس قانون ساز میں موجود پارٹی یعنی مسلم لیگ سے جس کی قیادت کا اعزاز مجھے اب حاصل ہے۔ بڑی تھی۔ لیکن وائسرائے نے اس سے قبل میرے متعلق کبھی بھی نہ سوچا۔ چنانچہ جب مسٹر گاندھی کے ساتھ مجھے بھی وائسرائے کی طرف سے دعوت نامہ ملا تو مجھے بڑی حیرت ہوئی اور میں نے سوچا کہ آخر یہ یکایک وائسرائے کو میری اہمیت کا خیال کیوں کر آیا اور پھر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ سب کچھ آل انڈیا مسلم لیگ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ جس کا میں صدر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ سے کانگریس ہائی کمان کو شدید ترین صدمہ پہنچا۔ کیونکہ یہ ان کے اس حق کے لئے ایک چیلنج تھا کہ سارے ہندوستان کی ترجمانی کا اختیار صرف ان ہی کو حاصل ہے۔ مسٹر گاندھی اور کانگریس ہائی کمان کے طرز عمل سے یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ وہ اس صدمے سے ابھی تک سنبھل نہیں پائے ہیں۔ اس موقع پر میں آپ کو نظم و اتحاد کی قدر و قیمت اور اہمیت کا احساس دلانا چاہتا ہوں۔ فی الوقت میں اس موضوع پر اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

بہرکیف ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ میں جو کچھ سن اور دیکھ سکتا ہوں اس کی بنا پر مجھے یقین ہے کہ مسلم ہندوستان میں شعور و احساس پیدا ہو چکا ہے۔ وہ بیدار ہے اور مسلم لیگ اب ایک ایسی

طاقت ور تنظیم کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ کہ خواہ کوئی بھی ہو اور کسی بھی حیثیت کا مالک ہو اسے تباہ نہیں کر سکتا۔ لوگ آتے جاتے رہیں گے۔ لیکن مسلم لیگ ہمیشہ زندہ رہے گی۔

اب ہم اعلان جنگ کے بعد کے دور کی طرف آتے ہیں۔ اس زمانے میں ہم جس صورت حال سے دو چار تھے۔ اس پر نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی مثل صادق آتی تھی لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں جس مشکل میں ڈالا گیا ہے وہ کوئی ایسی صورت حال ہے۔ جس کا مقابلہ نہیں کر سکتے بہرحال ہمارا موقف یہ ہے۔ کہ ہم غیر مبہم طور پر ہندوستان کی آزادی سنیں۔ ہم موجودہ حالات سے بدتر حالات نہیں چاہتے جس میں کانگریس کی تو حکمرانی ہو اور مسلمان اور دوسری اقلیتیں محکوم ہوں۔ ہم ہندوستان میں رہتے ہیں۔ لہٰذا قدرتی بات ہے کہ ماضی میں ہمیں بہت سے تجربات ہوئے ہیں۔ خصوصاً کانگریس کے زیر حکومت صوبوں میں اس کے گزشتہ ڈھائی سالہ دور حکومت کے تجربات سے تو ہمیں بڑے بڑے سبق حاصل ہوئے ہیں۔ اس لئے اب ہمارے دل میں طرح طرح کے خدشات پیدا ہو گئے۔ اور ہم کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتے میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کے لئے دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ کسی پر بھی حد سے زیادہ اعتماد نہ کیا جائے۔ بعض اوقات ہم لوگوں پر بس آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر لیتے ہیں لیکن جب عملاً ان سے سابقہ پڑتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اعتماد کو دھوکا دیا گیا ہے ظاہر ہے کہ کسی بھی شخص کے لئے اتنا ہی سبق کافی ہونا چاہئے۔ کہ وہ ان لوگوں پر اعتماد کرتا نہ چلا جائے۔ جنہوں نے اسے دھوکا دیا ہے۔

خواتین و حضرات۔

ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کانگریس ہائی کمان وہ طرز عمل اور رویہ اختیار کرے گی جو اس نے ان صوبوں میں اختیار کیا جہاں اس کی حکومت قائم تھی۔ میں کبھی یہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ کانگریس ہائی کمان اس حد تک گر جائے گی۔ میں یہ بھی باور نہیں کر سکتا تھا کہ کانگریس اور حکومت کے درمیان زبانی شریفانہ سمجھوتہ ایسا ہو گا کہ باوجود اس کے کہ ہم ہفتوں گلا پھاڑ پھاڑ کر صدائے احتجاج بلند کرتے رہے۔ لیکن گورنروں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور گورنر جنرل تو بالکل بے بس رہے۔ ہم نے انہیں ان کی خصوصی ذمہ داریاں یاد دلائیں جو ہمارے اور دوسرے اقلیتوں کے بارے میں ان پر عائد ہوتی تھیں اور وہ وعدے یاد دلائے جو انہوں نے ہم سے کئے تھے۔ لیکن یہ ساری کوششیں صدا بہ صحرا ثابت ہوئیں۔

خوش قسمتی سے قدرت ہم پر مہربان ہوئی اور یہ زبانی شریفانہ معاہدہ پارہ پارہ ہو گیا۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ کانگریس حکومت سے محروم ہو گئی۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے مستعفی ہونے پر از حد پشیمان ہیں۔ ان کی گیدڑ بھبھکیاں ختم ہوئیں۔ چلئے اچھا ہی ہوا۔ اس لئے میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ خود کو اسی انداز سے اور اتنا منظم کر لیں کہ آپ کو اپنی قوت کے سوا اور کسی پر بھروسہ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ کے تحفظ کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ اور اس سے بہتر اور کوئی تحفظ بھی نہیں۔ آپ صرف اپنے اوپر بھروسہ کریں۔ اس کا مطلب ہر گز نہیں کہ دوسرے کے متعلق ہمارے عزائم برے ہیں یا ہمارے دل میں کینہ ہے۔ اپنے حقوق اور مفادات کی حفاظت کے لئے آپ کو اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنا ہو گی کہ آپ خود اپنا تحفظ کرنے کے قابل ہو سکیں۔ یہی وہ خاص بات ہے۔ جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔

آیئے دیکھیں کہ مستقبل کے آئین کے بارے میں ہماری پوزیشن کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جوں ہی حالات اجازت دیں یا پھر زیادہ سے زیادہ جنگ کے فوراً بعد ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے تمام مسائل کا از سر نو جائزہ لیا جانا چاہئے۔ اور ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جانا چاہئے۔ ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ حکومت برطانیہ سے اعلانات جاری کروا کے برطانوی حکومت کو ہندوستان سے نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تاہم کانگریس نے وائسرائے سے کہا ہے کہ وہ اعلان جاری کریں۔ وائسرائے نے کہا کہ میں نے اعلان کر دیا ہے۔ اس پر کانگریس نے کہا کہ نہیں نہیں ہم تو ایک اور ہی قسم کا اعلان جاری کروانا چاہتے ہیں۔ آپ کو ابھی اور فوراً اعلان کر دینا چاہئے کہ ہندوستان آزاد اور خود مختار ہے۔ اور اسے بالغوں کے حق رائے دہی یا رائے دہی کے اس سے کم کسی اور معیار پر منتخب ہونے والی مجلس آئین ساز کے ذریعے اپنے لئے آئین بنانے کا حق حاصل ہے۔ یہ مجلس آئین ساز اقلیتوں کے جائز مفادات کو بھی یقیناً پورا کرے گی۔ مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ اگر اقلیتیں مطمئن نہ ہوئیں تو وہ اس بات پر تیار نہیں کہ کوئی اعلیٰ ترین نوعیت کا اور انتہائی غیر جانبدار ٹربونل اس تنازعہ کا فیصلہ کرنے کے لئے قائم کر دیا جائے۔ قطع نظر اس بات سے کہ یہ تجویز نا قابل عمل ہونے کے علاوہ حقیقت سے بھی

دور کا واسطہ نہیں رکھتی کہ کسی حکمران طاقت سے یہ کہنا کہ وہ مجلس آئین ساز کے حق میں دستبردار ہو جائے تاریخی اور آئینی اعتبار سے بالکل ایک جہل اور فضول بات ہے۔ ان تمام باتوں کے علاوہ فرض کیجئے کہ مسلمان نمائندوں کی ایک مسلمہ تنظیم کی حیثیت سے ہم مجلس آئین سازی میں غیر مسلم اکثریت سے اتفاق نہیں کرتے تو ایسی صورت میں کیا ہو گا؟ کہا جاتا ہے۔ کہ اس وسیع و عریض برصغیر کے لئے ایک قومی آئین کی تشکیل کے سلسلے میں یہ اسمبلی جو چاہے کرے ہمیں اس سے اختلاف کا کوئی حق نہیں سوائے ان امور کے جن کا تعلق اقلیتوں کے حقوق و مفادات کے تحفظ سے ہو یوں ہمیں صرف ان امور پر اختلاف کا حق دیا گیا۔ جنہیں اقلیتوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ سے متعلق امور کہا جاتا ہے۔ ہمیں یہ استحقاق بھی دیا گیا ہے۔

خطوط اقبال بنام جناح :

یہ مجموعہ اقبال کے خطوط بنام جناح پندرہ خطوط پر مشتمل ہے یہ خطوط علامہ اقبال نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کے بعد قائد کو لکھے۔ افسوس ان خطوط کے جو جوابات قائداعظم نے علامہ اقبال کو دیئے وہ دستیاب نہیں ہیں۔ تاہم ان خطوط کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ اقبال نے قائداعظم کو ملک کے دستوری مسائل اور حالات سے کس قدر آگاہ رکھا۔

انگریزی میں یہ خطوط سب سے پہلے شیخ محمد اشرف نے اپریل ۱۹۴۳ء میں شائع کئے تاہم انہیں اردو میں ادارہ اشاعت اردو حیدر آباد دکن نے منتقل کیا۔ ان خطوط کے مجموعے کا پیش لفظ قائداعظم نے لکھا۔ انہیں قائداعظم کے ذاتی کتب خانے سے جناب محمد شریف طوسی نے دریافت کیا۔

علامہ اقبال نے یہ خطوط مئی ۱۹۳۶ء سے نومبر ۱۹۳۷ء تک لکھے۔ جو تعداد میں تیرہ تھے بعدازاں دو مزید خطوط ملے قائداعظم نے ان خطوط کی اشاعت کے لئے بمبئی سے ۲۸ جنوری ۱۹۴۳ء کو ایڈیٹر ہمایوں میاں بشیر احمد کو لکھا کہ علامہ اقبال کے خطوط کے جواب میں انہوں نے (قائداعظم) نے جو خطوط لکھے تھے انہیں تلاش کر کے ارسال کیا جائے ۱۵ فروری ۱۹۴۳ء کو دوبارہ قائداعظم نے میاں بشیر احمد کو لکھا کہ ان خطوط کی اشاعت سے مسلم عوام کی بڑی خدمت ہو گی اور خصوصاً اس مقصد کو جس کے لئے ہم سب لڑ رہے ہیں۔

میاں بشیر احمد نے ۲۴ فروری ۱۹۴۳ء کو قائد کو لکھا کہ علامہ اقبال کے ترکہ کے نگران چودھری محمد حسین ان کے خطوط تلاش کرنے میں ناکام ہوئے ہیں لہٰذا اب ان خطوط کو قائداعظم محمد علی جناح اپنے تبصرہ کے ساتھ یا اس کے بغیر شائع کرا دیں۔

چنانچہ شیخ محمد اشرف نے انہیں انگریزی میں شائع کر دیا۔ اپریل ۱۹۴۳ء میں کتاب چھپ کر مارکیٹ میں آگئی۔

ان میں دو خطوط کا اضافہ گورنمنٹ کالج جھنگ کے پروفیسر محمد جہانگیر عالم نے کیا۔

اس وقت اقبال کے خطوط جناح کے نام بازار میں دستیاب ہیں ان کی اشاعت کا سہرا یونیورسل بکس اردو بازار لاہور کے سر ہے۔

نوٹ۔ عاشق حسین بٹالوی نے ۱۹۴۳ء کے بعد پہلی مرتبہ علامہ اقبال کے نام قائداعظم کے دو خطوط جو ۱۹۳۸ء کے اوائل میں تحریر کئے گئے تھے۔ انہوں نے ان خطوط کو اپنی کتاب اقبال کے آخری دو سال میں شامل کیا ہے جن میں سے ایک قائداعظم کے دستخطوں کے ساتھ مسلم لیگ کے گشتی مراسلے کی صورت میں ہے۔

اقبال کے خطوط جناح کے نام کے مترجم جناب محمد جہانگیر عالم ۵ دسمبر ۱۹۳۹ء کو لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے سیاسیات کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۴ء میں تدریس کے پیشے سے منسلک ہوئے۔ شاعری۔ افسانہ ان کے خاص موضوعات ہیں۔

مطالعہ پاکستان۔ تحریک پاکستان۔ علامہ اقبال کے خطوط قائداعظم کے نام۔ قرارداد پاکستان کے مصنف۔ مترجم ہیں اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی نصاب اقبالیات کے مرتبین میں شامل ہیں۔

ان دنوں گورنمنٹ کالج جھنگ میں معلم کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

خطوط اقبال بنام جناح :

قائداعظم اور علامہ اقبال کے مابین خط و کتابت رہی لیکن افسوس قائد کے خطوط بنام اقبال دستیاب نہیں ہیں۔

لاہور۔ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

محترم جناح صاحب۔

ابھی ابھی آپ کا خط موصول ہوا۔ جس کے لئے بے حد شکر گزار ہوں مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ آپ کا کام آگے بڑھ رہا

ہے۔ مجھے پوری توقع ہے کہ پنجاب کی جماعتیں بالخصوص احرار اور اتحاد ملت تھوڑی بہت نزاع و کشمکش کے بعد آخر کار آپ کے ساتھ شریک ہو جائیں گی۔ اتحاد ملت کے ایک سرگرم اور فعال رکن نے چند روز ہوئے مجھے یہی بتایا ہے۔ اگرچہ مولانا ظفر علی خاں کے رویئے کے بارے میں خود اتحاد ملت والے یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے تاہم ابھی کافی وقت ہے ہمیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ رائے دہندگان اسمبلی میں اپنی نمائندگی اتحاد ملت والوں کے سپرد کرنے کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

ملاقات کا آرزومند

آپ کا مخلص

محمد اقبال۔

لاہور ۹ جون ۱۹۳۶ء

محترم جناح صاحب۔

میں اپنا مسودہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ کل کے ایسٹرن ٹائمز کا ایک تراشہ بھی ہمراہ ہے۔ یہ گورداسپور کے ایک قابل وکیل کا خط ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ بورڈ کی طرف سے جاری شدہ بیان میں تمام سکیم کی پوری تفصیل ہو گی اور سکیم پر اب تک کئے گئے اعتراضات کا شافی جواب بھی ہو گا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی موجودہ حیثیت کا ہندوؤں اور حکومت دونوں سے متعلق اس میں برملا اور واضح ذکر ہونا چاہئے اس بیان میں یہ انتباہ بھی ہو کہ اگر ہندوستان کے مسلمانوں نے موجودہ سکیم کو اختیار نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ جو کچھ گزشتہ پندرہ برسوں میں انہوں نے حاصل کیا ہے ضائع کر بیٹھیں گے۔ بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے قومی شیرازے کو پارہ پارہ کر کے اپنے نقصان کا باعث ہوں گے۔

آپ کا

محمد اقبال۔

مکرر آنکہ۔ میں نہایت ممنون ہوں گا اگر اخبارات کو روانہ کرنے سے قبل آپ یہ بیان مجھے بھی ارسال کر دیں۔ دوسری بات جس کا ذکر اسی بیان میں ہونا چاہئے یہ ہے۔

(۱) مرکزی اسمبلی کے لئے بالواسطہ طریق انتخاب نے یہ قطعی طور پر ضروری کر دیا ہے کہ جو اراکین صوبائی اسمبلیوں کے لئے منتخب کئے جائیں۔ وہ ایک کل ہند مسلم پالیسی اور پروگرام کے پابند ہوں تاکہ وہ مرکزی اسمبلی میں ایسے مسلمان نمائندے منتخب کریں جو اس بات کا عہد کریں کہ مرکزی اسمبلی میں مسلم ہندوستان کے ان مخصوص مرکزی مسائل کی تائید و حمایت کریں گے جو ہندوستان کی دوسری بڑی قوم کی حیثیت سے مسلمانوں سے متعلق ہوں جو لوگ اس وقت صوبائی پالیسی اور پروگرام کے حامی ہیں۔ وہی لوگ مرکزی اسمبلی کے لئے بالواسطہ طریق انتخاب کو دستور میں شامل کروانے کے ذمہ دار ہیں۔ بلاشبہ ایک غیر ملکی حکومت کا مفاد اسی میں ہے۔ اب جبکہ قوم اس مصیبت (بالواسطہ انتخاب) سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتی ہے۔ اور اس نے انتخاب کے لئے ایک کل ہند سکیم (یعنی مسلم لیگ کی سکیم) تیار کر لی ہے۔ جس کی پابندی تمام صوبائی امیدوار کریں گے تو وہی لوگ پھر غیر ملکی حکومت کے اشارے پر مصروف عمل ہیں کہ قوم کو اپنی شیرازہ بندی کی کوششوں میں ناکام کریں۔

(۲) اسلامی اوقاف کا قانون جیسا کہ شہید گنج سے ظاہر ہوا اور اسلامی ثقافت زبان مساجد اور قانون شریعت سے متعلق مسائل پر بھی بیان میں توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

لاہور۔ ۲۵ جون ۱۹۳۶ء (بصیغہ راز)

محترم جناح صاحب۔

سر سکندر حیات دو ایک روز ہوئے لاہور سے روانہ ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں وہ بمبئی میں آپ سے مل کر بعض اہم امور پر گفتگو کریں گے۔ کل شام دولتانہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ یونینسٹ پارٹی کے مسلمان اراکین مندرجہ ذیل اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

کہ ان تمام امور میں جو مسلمانوں سے بحیثیت ایک کل ہند اقلیت سے متعلق ہیں۔ وہ مسلم لیگ کے فیصلے کے پابند ہوں گے۔ اور صوبائی اسمبلی میں کسی غیر مسلم جماعت کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کریں گے۔

بشرطیکہ (صوبائی) مسلم لیگ بھی حسب ذیل اعلان کرے کہ وہ اراکین اسمبلی جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہو کر صوبائی اسمبلی میں آئیں گے وہ صرف اس جماعت یا فریق کے ساتھ تعاون کریں گے جس میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی۔

از راہ کرم اپنی اولین فرصت میں مطلع فرمایئے کہ اس تجویز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سر سکندر حیات سے جو گفتگو ہوا اس کے نتیجہ میں بھی مطلع فرمایئے اگر آپ انہیں قائل کرنے میں

کامیاب ہو گئے، تو ان کا ہمارے ساتھ شامل ہونا کچھ بعید نہیں۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال۔

میو روڈ لاہور

۲۳ اگست ۱۹۳۶ء

محترم جناح صاحب۔

امید ہے کہ میرا اس سے پہلے کا خط آپ کو مل چکا ہو گا۔ پنجاب پارلیمانی بورڈ اور یونینسٹ پارٹی کے مابین مفاہمت کی کچھ گفتگو ہو رہی ہے۔ اس قسم کی مفاہمت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور اس کے لئے آپ کیا شرائط تجویز کرتے ہیں۔؟ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ آپ نے بنگال "پر جا پارٹی اور پارلیمانی بورڈ میں مصالحت کرا دی ہے۔ اس کی شرائط و ضوابط سے مجھے مطلع فرمایئے۔ چونکہ پر جا پارٹی بھی یونینسٹ پارٹی کی طرح غیر فرقہ وارانہ ہے۔ اس لئے بنگال میں آپ کی مصالحت آپ کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال۔

لاہور۔ ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء

محترم جناح صاحب۔

غلام رسول نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے آپ کو بورڈ کے امور کے بارے میں ایک تفصیلی خط لکھا ہے۔ میں ان کے اس بیان سے بالکل متفق ہوں کہ انتخابات سے کم از کم پندرہ روز پہلے آپ کی صوبے میں موجودگی نہایت ضروری ہے۔ آپ اس صوبے کے لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ عام طور پر جذبات کی رو میں بہہ جاتے ہیں۔ اگر آپ (مولانا) شوکت علی اور ایم کفایت اللہ کے دلوں میں ان سے خطاب کریں تو مجھے یقین ہے۔ کہ وہ سب آپ کی اور آپ کے امیدواروں کی حمایت کریں گے وگرنہ وہ کچھ اور کر بیٹھیں گے۔ اس لئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ دسمبر ۱۹۳۶ء کے آخر یا جنوری ۱۹۳۷ء کے آغاز میں ہمارے ہاں تشریف لائیں تاکہ ہماری تحریک کے خلاف پیدا کئے جانے والے رد عمل کی قوتوں کو توڑنے کی کوشش کی جائے۔ اگر آپ تشریف نہ لا سکے تو مجھے خدشہ ہے کہ آپ آنے والی اسمبلی میں چار نئے حامیوں کو نہ پا سکیں گے۔ احترام کے ساتھ

آپ کا مخلص

محمد اقبال (بار ایٹ لا)

صدر پنجاب صوبائی اسمبلی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ

لاہور۔ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء (بصیغہ راز)

محترم جناح صاحب۔

آپ کا نوازش نامہ کا شکریہ جو مجھے اس اثنا میں ملا۔ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ مسلم لیگ کے دستور اور پروگرام میں جن تبدیلیوں کے متعلق میں نے تحریر کیا تھا۔ وہ آپ کے پیش نظر رہیں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانان ہند کی نازک صورت حال کا آپ کو پورا پورا احساس ہے۔ مسلم لیگ کو آخر کار یہ فیصلہ کرنا پڑے گا۔ کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے بالائی طبقوں کی ایک جماعت بنی رہے گی یا مسلم جمہور کی جنہوں نے اب تک بعض معقول وجوہ کی بناء پر اس (مسلم لیگ) میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ کوئی سیاسی تنظیم جو عام مسلمانوں کی حالت سدھارنے کی ضامن نہ ہو۔ ہمارے عوام کے لئے باعث کشش نہیں ہو سکتی۔ نئے دستور کے تحت اعلیٰ ملازمتیں تو بالائی طبقوں کے بچوں کے لئے مختص ہیں۔ اور ادنیٰ ملازمتیں وزراء کے اعزاء اور احباب کی نذر ہو جاتی ہیں۔ دیگر امور میں بھی ہمارے سیاسی اداروں نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی طرف کبھی غور کرنے کی ضرورت نہیں کی) روٹی کا مسئلہ روز بروز نازک ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمان محسوس کر رہے ہیں۔ کہ گزشتہ دو سو سال سے وہ برابر تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ اس غربت کی وجہ ہندو کی ساہوکاری (سود خوری) اور سرمایہ داری ہے۔ یہ احساس کہ اس میں غیر ملکی حکومت بھی برابر کی شریک ہے۔ ابھی پوری طرح نہیں ابھرا لیکن آخر کو ایسا ہو کر رہے گا۔ جواہر لال نہرو کی بے دین اشتراکیت مسلمانوں میں کوئی تاثر پیدا نہ کر سکے گی۔ لہٰذا سوال یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی غربت کا علاج کیا ہے۔ مسلم لیگ کا سارا مستقبل اس بات پر منحصر ہے کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کیا کوشش کرتی ہے۔ اگر مسلم لیگ نے اس ضمن میں کوئی وعدہ نہ کیا۔ تو مجھے یقین ہے کہ مسلم عوام پہلے کی طرح اس سے بے تعلق رہیں گے۔ خوش قسمتی سے اسلامی قانون کے نفاذ میں اس کا حل اور

موجودہ نظریات کی روشنی میں (اس میں) مزید ترقی کا امکان ہے۔ اسلامی قانون کے طویل و عمیق مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اگر اس نظام قانون کو اچھی طرح سمجھ کر نافذ کیا جائے۔ تو ہر شخص کے لئے کم از کم حق معاشی محفوظ ہو جاتا ہے۔

لیکن شریعت اسلام کا نفاذ اور ارتقاء ایک آزاد مسلم ریاست یا ریاستوں کے بغیر اس ملک میں ناممکن ہے۔ سالہا سال سے یہی میرا عقیدہ رہا ہے۔ اور اب بھی مرا ایمان ہے۔ کہ مسلمانوں کی غربت روٹی کا مسئلہ اور ہندوستان میں امن و امان کا قیام اسی سے حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہندوستان میں یہ ممکن نہیں ہے۔ تو پھر دوسرا متبادل راستہ صرف خانہ جنگی ہے۔ جو فی الحقیقت ہندو مسلم فسادات کی شکل میں کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ملک کے بعض حصوں مثلاً شمال مغربی ہندوستان میں فلسطین کی داستان دہرائی جائے گی۔ جواہر لال نہرو کی اشتراکیت کا ہندوؤں کی ہیئت سیاسیہ کے ساتھ پیوند بھی خود ہندوؤں کے آپس میں خون خرابہ کا باعث ہو گا۔ اشتراکی جمہوریت اور

بر ـــت کے درمیان وجہ نزاع بر ـــت اور

بدھ مت کے درمیان وجہ نزاع سے مختلف نہیں ہے۔ آیا اشتراکیت کا حشر ہندوستان میں بدھ مت کا سا ہو گا یا نہیں؟ میں اس بارے میں کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن میرے ذہن میں یہ بات صاف ہے۔ کہ اگر ہندو دھرم اشتراکی جمہوریت اختیار کر لیتا ہے تو خود ہندو دھرم ختم ہو جاتا ہے اسلام کے لئے اشتراکی جمہوریت کو مناسب تبدیلیوں اور اسلام کے اصول شریعت کے ساتھ اختیار کر لینا کوئی انقلاب نہیں بلکہ اسلام کی حقیقی پاکیزگی کی طرف رجوع ہو گا۔ موجودہ مسائل کا حل مسلمانوں کے لئے ہندوؤں سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ مسلم ہندوستان کے ان مسائل کا حل آسان طور پر کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ملک کو ایک یا زیادہ مسلم ریاستوں میں تقسیم کیا جائے جہاں پر مسلمانوں کی واضح اکثریت ہو کیا آپ کی رائے میں اس مطالبہ کا وقت نہیں آ پہنچا؟ شاید جواہر لال کی بے دین اشتراکیت کا آپ کے پاس یہ ایک بہترین جواب ہے بہر حال میں نے اپنے خیالات پیش کر دیئے ہیں۔ اس امید پر کہ آپ اپنے خطبہ یا مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کے مباحث میں ان پر سنجیدگی سے توجہ دیں گے۔ مسلم ہندوستان کو امید ہے۔ کہ اس نازک دور میں آپ کی فراست موجودہ مشکلات کا کوئی حل تجویز کر سکے گی۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال

مکرر آنکہ! اس خط کے موضوع پر میرا ارادہ تھا۔ کہ آپ کے نام اخبارات میں کھلا خط شائع کراؤں مگر غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ موجودہ وقت ایسے اقدام کے لئے موزوں نہیں۔

کہ ہم اپنے نمائندے جداگانہ انتخابات کے ذریعے سے منتخب کر کے بھیجیں۔ گویا یہ تجویز اس مفروضے پر مبنی ہے کہ جوں ہی یہ آئین نافذ ہوا برطانوی اقتدار یہاں سے رخصت ہو جائے گا۔ کیونکہ بصورت دیگر اس تجویز کا کوئی مطلب نہیں ہو گا۔ اگرچہ مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ بھی آئین ہی کرے گا کہ برطانوی اقتدار یہاں سے رخصت ہو جائے گا یا نہیں اور اگر ایسا ہوا تو کس حد تک دوسرے الفاظ میں ان کی اس تجویز کا مطلب یہ ہے کہ پہلے یہ اعلان جاری کیا جائے کہ ہندوستان ایک آزاد اور خود مختار قوم ہے پھر وہ یہ فیصلہ کریں گے کہ انہیں کون کون سی چیزیں ہمیں دینی چاہئیں۔ مسٹر گاندھی جب اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو کیا حقیقی معنوں میں وہ سارے ہندوستان کی مکمل آزادی کے خواہاں ہوتے ہیں؟ بہر حال خواہ انگریزی اقتدار چاہے یا نہ چاہے وہ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ وسیع تر اختیارات عوام کو منتقل کر دیئے جائیں پھر اگر مسلمانوں اور دستور ساز اسمبلی کی اکثریت کے درمیان اختلاف پیدا ہو تو اس صورت میں پہلا سوال تو یہ ہے کہ ٹربونل کے قیام کی صورت نکل بھی آئے اور وہ فیصلہ بھی صادر کر دے اور حکم بھی جاری کر دے تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ایوارڈ کی تمام شرائط کے مطابق اس فیصلے پر عمل درآمد یا تعمیل کون کرائے گا؟ اور یہ کون دیکھے گا کہ ٹربونل کے فیصلوں کا عملاً احترام کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہمیں تو یہ بتایا گیا ہے کہ اس وقت انگریز اپنے اختیارات سمیت یہاں سے جزوی یا کلی طور پر رخصت ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ کون سی قوت ہو گی جو اس ایوارڈ پر عمل درآمد کرے گی ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ عمل درآمد ہندو اکثریت کرائے گی اور یہ عمل درآمد برطانوی سنگینوں کی مدد سے کرایا جائے یا گاندھی کی آہنسا کے ذریعے؟ کیا ہم اب بھی ان پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین و حضرات کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں۔ کہ مسئلہ اس نوعیت کا ہو کہ حیثیت جس کی ایک عمرانی معاہدے کی ہو جس سے نو کروڑ مسلمان متاثر ہوتے ہوں کیا اس کے بارے میں فیصلہ ایک عدالتی ٹربونل صادر کر سکتا ہے۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ کانگریس کی

تجویز یہی ہے۔

مسٹر گاندھی نے چند روز قبل جو باتیں کہی تھی ان پر اظہار خیال سے قبل میں چند دوسرے کانگریسی رہنماؤں کے بیانات کا ذکر کروں گا۔ جن میں سے ہر ایک نے مختلف باتیں کہی ہیں۔ مدراس کے سابق وزیر اعظم مسٹر راج گوپال اچاریہ کہتے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے تیر بہدف نسخہ صرف مخلوط انتخابات ہیں۔ کانگریس کے بڑے ڈاکٹروں میں سے ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے یہ نسخہ ان کا ہے۔ (قہقہہ) دوسری طرف بابو راجندر پرشاد نے ابھی صرف چند روز پہلے فرمایا ہے کہ مسلمان اور کیا چاہتے ہیں؟ میں آپ کو ان کے الفاظ پڑھ کر سناتا ہوں۔ اقلیتوں کے مسئلے کا حوالہ دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں۔ اگرچہ برطانیہ ہمارے حق خود اختیاری کو تسلیم کرلے تو یہ تمام اختلافات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ ہمارے یہ اختلافات کس طرح ختم ہوں گے ڈاکٹر راجندر پرشاد اس کی کوئی وضاحت نہیں کرتے۔

لیکن جب تک انگریز موجود ہیں اور اقتدار ان کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اختلافات بدستور باقی رہیں گے۔ کانگریس نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ مستقبل کا آئین تن تنہا کانگریس نہیں بنائے گی بلکہ تمام سیاسی جماعتوں اور جملہ مذہبی گروہوں کے نمائندے بنائیں گے کانگریس نے مزید یہ اعلان بھی کیا ہے کہ اس مقصد کے لئے اقلیتیں اپنے نمائندے جداگانہ انتخاب کے ذریعے منتخب کر سکتی ہیں اگرچہ کانگریس جداگانہ انتخابات کو ایک لعنت تصور کرتی ہے۔ اس ملک کے تمام لوگوں کے نمائندے خواہ ان کا مذہب اور ان کی سیاسی وابستگی کچھ ہی کیوں نہ ہو ہندوستان کا آئندہ دستور تیار کریں گے۔ یہ دستور یہ جماعت یا وہ جماعت نہیں بنائے گی۔ اقلیتوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ضمانتیں ہو سکتی ہیں چنانچہ بابو راجندر پرشاد کے خیال کے مطابق جیسے ہی ہم اسمبلی میں قدم رکھیں گے اپنی تمام سیاسی مذہبی وابستگیوں اور ہر قسم کے تعلق کو بالائے طاق رکھ دیں گے تو یہ وہ باتیں ہیں جو بابو راجندر پرشاد نے ابھی چند روز قبل ۲۸ مارچ ۱۹۴۰ء کو کہی ہیں اور اب یوں مسٹر گاندھی مسلمانوں کے خیالات معلوم کرنے کے لئے آئین ساز اسمبلی کا قیام چاہتے ہیں اور اگر مسلمانوں نے اتفاق نہ کیا تو وہ تمام امیدیں ترک کر دیں گے لیکن پھر بھی وہ ہم سے اتفاق کریں گے (قہقہہ)

خواتین و حضرات۔

کیا میں آپ سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کی دلی خواہش اگر ایسی کوئی خواہش موجود ہے تو کیا اس کے اظہار کا طریقہ یہی ہے۔ (آوازیں نہیں نہیں) میں مسٹر گاندھی کے سامنے پہلے بھی کئی بار یہ تجویز پیش کر چکا ہوں اور آج اس پلیٹ فارم سے ایک بار پھر اس کا اعادہ کرتا ہوں کہ آخر مسٹر گاندھی دیانت داری کے ساتھ یہ اعتراف کیوں نہیں کر لیتے کہ کانگریس ہندوؤں کی ایک جماعت ہے اور یہ کہ وہ سوائے ہندوؤں کی ٹھوس اکثریت کے اور کسی کی نمائندگی نہیں کرتے؟ مسٹر گاندھی آخر یہ کہنے میں کیوں فخر محسوس نہیں کرتے کہ وہ ایک ہندو ہیں۔ اور کانگریس کو ہندوؤں کی ٹھوس حمایت حاصل ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہوتی کہ میں مسلمان ہوں (تالیاں) میں صحیح کہتا ہوں اور مجھے امید ہے اور میرا خیال ہے کہ اب تو ایک اندھا بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو چکا ہے کہ مسلم لیگ کو ہندوستان کے مسلمانوں کی ٹھوس حمایت حاصل ہے۔ (تالیاں) پھر یہ سارا فریب اور ڈھونگ آخر کیوں رچایا جا رہا ہے۔ یہ سب سازشیں کیوں کی جا رہی ہیں۔؟ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے انگریزوں پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے یہ ہتھکنڈے کیوں اختیار کئے جا رہے ہیں۔؟ عدم تعاون کے اعلان کی ضرورت کیا ہے۔؟

سول نافرمانی کی دھمکیاں کیوں دی جا رہی ہیں؟ اور محض یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مسلمان متفق ہیں یا نہیں۔ آئین ساز اسمبلی کے لئے جنگ کیوں لڑی جا رہی ہے۔؟ (تالیاں) وہ ایک ہندو لیڈر کی حیثیت سے فخر کے ساتھ اپنی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے سامنے کیوں نہیں آتے اور مجھ سے مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے ملاقات کیوں نہیں کرتے کہ جس پر میں فخر محسوس کرتا ہوں (تحسین کی آوازیں اور تالیاں) جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں فی الحال میں اسی قدر کہنا چاہتا ہوں۔

جہاں تک برطانوی حکومت کا تعلق ہے۔ تو آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ ان کے ساتھ ہمارے مذاکرات ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں۔ ہم نے متعدد نکات پر ان سے یقین دہانیاں مانگی تھیں۔ بہرصورت ہم نے ایک نکتے کے سلسلے میں کچھ پیش رفت کی ہے۔ اور وہ نکتہ یہ ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے سارے مسئلہ کا حکومت ہندوستان کے ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء سے الگ ہٹ کر از سر نو جائزہ لیا جائے۔ وائسرائے نے ملک معظم کی حکومت کے اختیار سے

اس کا یہ جواب دیا ہے۔ ان کا جواب میں اپنے الفاظ میں پیش نہیں کروں گا بلکہ بہتر ہو گا کہ میں یہ جواب ان کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کروں۔ ۲۳ دسمبر کو جو جواب ہمیں ارسال کیا گیا تھا وہ یہ ہے۔

آپ کے پہلے سوال کے بارے میں میرا جواب یہ ہے کہ گزشتہ اکتوبر کی تیرہ تاریخ کو میں نے ملک معظم کی حکومت کی منظوری سے جو اعلان جاری کیا تھا وہ اسے خارج از بحث قرار نہیں دیتا ذرا ان الفاظ پر غور کیجئے کہ وہ اعلان ۱۹۳۵ء کے ایکٹ یا اس پالیسی اور منصوبے کے کسی بھی حصہ کا جائزہ لینے کی خارج از بحث قرار نہیں دیتا جس کی بنیاد پر یہ ایکٹ تیار کیا گیا ہے (مرحبا مرحبا)

جہاں تک دوسرے معاملات کا تعلق ہے ہم ابھی تک ان پر بات چیت کر رہے ہیں۔ اور ان کے اہم ترین نکات یہ ہیں۔

کہ معظم ملک کی حکومت ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے بارے میں ہماری منظوری اور رضامندی کے بغیر کوئی اعلان جاری نہیں کرے گی (تحسین تالیاں) اور یہ کہ کسی پارٹی کے ساتھ کسی مسئلے کا کوئی تصفیہ ہماری پیٹھ پیچھے نہیں کیا جائے گا۔ (تالیاں) تاوقتیکہ اس کے بارے میں ہماری منظوری اور رضامندی حاصل نہ ہو جائے۔

خواتین و حضرات۔

برطانوی حکومت اپنی حکمت عملی کے تحت اس بات کو مناسب سمجھتی ہے کہ ہمیں یہ یقین دہانی کرائے یا نہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے نو کروڑ عوام کی قسمت اور ان کا مستقبل کسی اور منصف کے ہاتھ میں نہیں دے سکتے تو یقیناً اسے ایک جائز اور منصفانہ مطالبہ سمجھے گی۔ ہم اور صرف ہم ہی ان کے مستقبل کے مختار اور منصف ہونا چاہتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک منصفانہ مطالبہ ہے ہم یہ نہیں چاہتے کہ برطانوی حکومت کے لئے مشورہ درست ہو گا کہ وہ یہ مطلوبہ یقین دہانی کرائے اور اس سلسلے میں مسلمانوں کو مکمل امن و اعتماد فراہم کر کے ان کی دوستی حاصل کرے لیکن برطانوی حکومت خواہ ایسا کرتی ہے یا نہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ہمیں بہرحال اپنی ہی طاقت پر بھروسہ کرنا ہو گا اور میں اس پلیٹ فارم سے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری مرضی اور مشورہ کے بغیر کوئی اعلان جاری کیا گیا یا کوئی عبوری بندوبست کیا گیا تو ہندوستان کے مسلمان اس کا مقابلہ کریں گے (تحسین اور تالیاں) اور اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔

مسئلہ فلسطین۔

پھر اگلی بات فلسطین کے بارے میں تھی۔ ہمیں بتایا گیا کہ عربوں کے جائز قومی مطالبات کو پورا کرنے کی سنجیدہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ لیکن ہم محض مخلصانہ سنجیدہ کوششوں سے مطمئن نہیں ہو سکتے (قہقہہ) ہم چاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت واقعتاً اور حقیقی معنوں میں فلسطینی عربوں کے مطالبات پورے کرے (تحسین کی آوازیں تالیاں)

اس کے بعد اگلا معاملہ فوجوں کو بھیجنے کے بارے میں تھا۔ اس سلسلے میں کچھ غلط فہمیاں ہیں تاہم ہم نے اپنی پوزیشن واضح کر دی ہے۔ کہ ہم یہ کبھی نہیں چاہتے تھے اور واقعہ یہ ہے۔ کہ ہم نے جو الفاظ استعمال کئے ان سے اس قسم کے غلط صحیح خدشات پیدا نہیں ہوئے کہ ہندوستانی افواج کو اپنے ملک کے دفاع کے لئے بھرپور طریقے پر استعمال نہ کیا جائے ہم تو صرف یہ چاہتے تھے کہ برطانوی حکومت ہمیں یہ یقین دلائے کہ ہندوستانی افواج کو کسی مسلمان ملک یا مسلم طاقت کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔ (تحسین تالیاں) ہمیں توقع کرنی چاہئے کہ ہم برطانوی حکومت سے اس سلسلے میں اس کی پوزیشن کی مزید وضاحت حاصل کر سکیں گے۔

یہاں تک تو ہوا برطانوی حکومت کے بارے میں ہماری پوزیشن کا تذکرہ۔ مجلس عاملہ نے اپنے گزشتہ اجلاس میں وائسرائے سے کہا تھا۔ کہ مجلس عاملہ کی تین فروری کی قرارداد کے بموجب جو وضاحت کی گئی ہے۔ اس کی روشنی میں وہ اپنے ۲۳ دسمبر کے مراسلہ پر دوبارہ غور کریں۔ ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ وہ اس معاملے میں پوری توجہ سے غور کر رہے ہیں۔

خواتین و حضرات۔

اعلان جنگ کے بعد سے ۳ فروری تک کی مدت کے دوران یہ ہمارے موقف کا احوال تھا۔ جہاں تک ہماری داخلی پوزیشن کا تعلق ہے ہم اس کا بھی جائزہ لیتے رہے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ متعدد ماہرین آئین اور ہندوستان کے مستقبل کے آئین سے دلچسپی رکھنے والے بعض دوسرے لوگوں نے ہمیں کئی اسکیمیں بھیجی ہیں اور ہم نے اب تک موصول ہونے والی ان اسکیموں کی تفصیلات کا جائزہ لینے کے لئے ایک سب کمیٹی بھی قائم کر دی ہے۔ لیکن ایک بات بالکل واضح ہے کہ غلطی سے یہ بات ہمیشہ تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ کہ مسلمان ایک اقلیت ہیں۔ اور یہ بات اتنے عرصے سے کہی جا رہی ہے۔ کہ ہم اس کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور اب اس غلط تصور کو ذہن سے محو کرنا بڑا مشکل ہو گیا ہے۔

حقیقتاً مسلمان اقلیت نہیں ہیں۔ مسلمان ایک قوم ہیں۔ اور قوم کی کوئی بھی تعریف کی جائے وہ اس پر پورے اترتے ہیں۔ انگریز اور خصوصاً کانگریس ہمیشہ ہی مفروضہ لے کر چلتے ہیں کہ مسلمان ایک اقلیت ہیں اور جیسا کہ بابو راجندر پرشاد نے کہا کہ آپ بہرحال ایک اقلیت ہیں۔ آپ چاہتے کیا ہیں؟ اقلیتیں اور کیا چاہتی ہیں۔ لیکن مسلمان ہرگز ایک اقلیت نہیں ہیں۔ ہندوستان کے برطانوی نقشوں کے مطابق بھی ہم اس ملک کے وسیع و عریض رقبوں پر آباد ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے مثلاً بنگال پنجاب. شمال مغربی سرحدی صوبہ. سندھ اور بلوچستان۔

اب سوال یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اس مسئلے کا بہترین حل کیا ہے۔ ہم اس پر غور کرتے رہے ہیں۔ اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ مختلف تجاویز پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ لیکن آئین کی جو بھی قطعی شکل سامنے آئے میں اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اور جو کچھ میں کہنے والا ہوں۔ اس کی تائید میں لالہ لاجپت رائے کا ایک خط آپ کو پڑھ کر سناؤں گا۔ جو انہوں نے مسٹر سی آر داس کو لکھا تھا میرا خیال ہے کہ یہ خط کوئی پندرہ سال پہلے لکھا گیا تھا اور اب اس ایک کتاب میں نقل کیا گیا ہے۔ جو ایک شخص اندر پرکاش نے حال ہی میں شائع کی ہے۔ اور یوں یہ خط منظر عام پر آیا ہے یہ باتیں لالہ لاجپت رائے نے کہی ہیں جو بڑے ہی زیرک سیاستدان اور کٹر ہندو مہا سبھائی تھے۔ لیکن اس سے قبل کہ یہ خط میں پڑھ کر سناؤں اس سے یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ اگر آپ ہندو ہیں تو ہندو ہی رہیں گے ـــــ (قہقہہ) ـــــ قوم پرست کا لفظ اب سیاسی شعبدہ بازوں کے ہاں محض ایک کھلونا بن چکا ہے۔ لالہ لاجپت رائے کہتے ہیں۔ ایک اور بات بھی ہے۔ جس نے مجھے ایک عرصے سے پریشان کر رکھا ہے۔ اور جس پر میں چاہوں گا کہ آپ بڑی احتیاط سے غور کریں اور وہ ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ۔ پچھلے چند مہینوں کے دوران میں نے اپنا بیشتر وقت مسلمانوں کی تاریخ اور مسلمانوں کے قانون کے مطالعہ میں صرف کیا ہے۔ اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ ہندو مسلم اتحاد نہ تو ممکن ہے۔ اور نہ ہی قابل غور۔ عدم تعاون کی تحریک کے دوران مسلمان لیڈروں کے خلوص کا اقرار اور اعتراف کرنے کے باوجود میرا خیال ہے کہ ان کا مذہب اس قسم کی چیز کو ان کے لئے موثر طور پر ممنوع قرار دیتا ہے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر کچلو کے ساتھ میں نے اپنی بات چیت کی روئیداد آپ کو کلکتہ میں سنائی تھی حکیم اجمل خان سے اچھا اور کوئی مسلمان ہندوستان میں موجود نہیں لیکن کیا کوئی مسلمان رہنما قرآن کو مسترد کر سکتا ہے؟ میں تو صرف یہ امید کر سکتا ہوں کہ کاش کہ اسلامی قانون کے متعلق میرا مطالعہ غلط ہو۔

میرا خیال ہے کہ لالہ لاجپت رائے کا مطالعہ بالکل غلط ہے۔ (قہقہہ)

وہ اپنے خط میں کہتے ہیں اور اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اسلامی قانون کے متعلق میرا مطالعہ غلط ہے تو اس سے بڑھ کر میرے لئے اطمینان کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی لیکن اگر یہ درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم انگریزوں کے خلاف تو متحد ہو سکتے ہیں۔ لیکن برطانوی طرز کے مطابق ہندوستان پر حکومت کرنے کے لئے متحد نہیں ہو سکتے۔ ہم ہندوستان میں جمہوری خطوط پر حکومت کرنے کے لئے ایسا نہیں کر سکتے خواتین و حضرات. جب لالہ لاجپت رائے نے کہا کہ ہم اس ملک میں جمہوری خطوط پر حکومت نہیں کر سکتے تو اس وقت یہ بات بالکل ٹھیک سمجھی گئی۔ لیکن اٹھارہ مہینے قبل جب پوری بے باکی کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار میں نے کیا تو میرے خلاف اعتراضات اور تنقید کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن لالہ لاجپت رائے نے پندرہ سال قبل یہ بات کہی تھی کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ یعنی جمہوری خطوط پر ہندوستان میں حکومت نہیں کر سکتے آخر اس کا علاج کیا ہے۔ کانگریس کے خیال میں اس کا علاج یہ ہے۔ کہ ہمیں اقلیت میں رکھا جائے اور اکثریتی حکومت کی ماتحتی میں رکھا جائے۔ لالہ لاجپت رائے مزید کہتے ہیں۔

پھر اس کا علاج کیا ہے۔ میں سات کروڑ مسلمانوں سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے ساتھ اگر افغانستان سے وسط ایشیاء عرب میسوپوٹامیا اور ترکی کے مسلح لشکر شامل ہو گئے تو پھر ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکے گا (قہقہہ) میں دیانت داری اور خلوص دل کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت پر ایمان رکھتا ہوں اور اسے اچھا سمجھتا ہوں میں مسلمان لیڈروں پر اعتماد کرنے کے لئے بھی بالکل تیار ہوں لیکن قرآن اور حدیث کے امکانات اور ہدایات کا کیا کیا جائے۔ مسلمان رہنما انہیں مسترد نہیں کر سکتے۔ تو کیا پھر ہمارا مستقبل تاریک ہے مجھے امید ہے۔ کہ ایسا ہرگز نہیں۔ میں توقع

کرتا ہوں کہ آپ کی قابلیت اور آپ کی فہم و فراست اس مشکل کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ڈھونڈ نکالے گی۔

خواتین و حضرات۔

تو یہ محض ایک خط ہے جو ایک عظیم ہندو لیڈر نے دوسرے عظیم ہندو لیڈر کو پندرہ سال قبل لکھا تھا اب میں چاہتا ہوں کہ تمام امور و معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے اس موضوع پر میں اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کروں۔ برطانوی حکومت اور پارلیمنٹ اور پھر انگریز قوم برس ہا برس سے ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں طے شدہ نظریات اور تصورات کو پروان چڑھاتے رہے ہیں۔ یہ تصورات انہوں نے اپنے ملک میں آنے والی تبدیلیوں کی بنیاد پر قائم کئے ہیں۔ جن کے نتیجے میں برطانوی آئین کی تشکیل ہوئی جو پارلیمنٹ کے ایوانوں اور کابینہ کے ایک نظام کے ذریعے آج بھی برطانیہ میں چل رہا ہے۔ ان کا جماعتی حکومت کا تصور جو سیاسی سطح پر کام کر رہا ہے۔ ان کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ ہر ملک کے لئے ایک بہترین طرز حکومت سمجھتے ہیں پھر یک طرفہ اور زور دار پروپیگنڈے نے جو فطرتاً انگریزوں کو بہت اپیل کرتا ہے۔ انہیں ایک سنگین غلطی میں مبتلا کر دیا اور انہوں نے حکومت ہندوستان کے ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء کی شکل میں اس ملک کے لئے ایک آئین مرتب کر ڈالا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ کے ممتاز ترین مدبروں نے جو ان نظریات سے سرشار تھے۔ اپنے بیانات میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ دعویٰ کیا ہے اور اس امید کا اظہار کیا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مختلف اور متضاد عناصر میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے گی۔

لندن ٹائمز جیسے ممتاز جریدے نے حکومت ہندوستان کے ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں صرف مذہب کا اختلاف نہیں بلکہ قانون اور ثقافت کا اختلاف بھی ہے۔ اور اس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ دو بالکل مختلف اور جداگانہ تہذیبوں کی نمائندگی کرتے ہیں تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ توہمات ختم ہو جائیں گے اور ہندوستان ایک قوم کے سانچے میں ڈھل کر نکل آئے گا۔ (چنانچہ لندن ٹائمز کے مطابق واحد مشکلات توہمات ہیں) یوں ان بنیادی اور گہرے روحانی. اقتصادی. ثقافتی۔ سماجی اور سیاسی اختلافات کو محض توہمات قرار دے کر انہیں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن یقیناً یہ بات برصغیر ہندوستان کی تاریخ سے نہ صرف کھلم کھلا اعراض کے مترادف ہے۔ بلکہ ان اختلافات کو محض توہمات کا نام دینا معاشرے کے متعلق اسلام اور ہندومت دونوں کے بنیادی تصورات کو صریحاً نظر انداز کرنے کے برابر بھی ہے۔ ایک ہزار برس کے قریبی روابط کے باوجود دونوں قومیں آج بھی ایک دوسرے سے اتنی ہی دور ہیں۔ جتنی کبھی پہلے ہوا کرتی تھیں چنانچہ انہیں محض جمہوری آئین کا پابند بنا کر یا برطانوی پارلیمنٹ کے غیر فطری اور مصنوعی قوانین کے ذریعے جبراً اکٹھا رکھ کر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ کبھی ایک قوم بھی بن جائیں گے۔؟

ہندوستان کی وحدانی حکومت جو چیز ڈیڑھ سو برس میں حاصل نہ کر سکی اسے ایک وفاقی مرکزی حکومت مسلط کر کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس طرح قائم ہونے والی حکومت ملک بھر کی مختلف قوموں سے اپنے لئے طاقت کے سوا کبھی برضا و رغبت بھی ان کا اعتماد اور وفاداری حاصل کر سکے گی۔

ہندوستان میں مسئلہ نوعیت کے اعتبار سے مختلف فرقوں کے درمیان نہیں بلکہ واضح طور پر مختلف قوموں کے درمیان ہے۔ اور اس سے اسی طرح عہدہ برا ہونا چاہئے۔ جب تک اس کلیدی اور بنیادی حقیقت کا احساس نہیں کیا جائے گا۔ جو بھی آئین تیار ہو گا۔ اس کا نتیجہ تباہی کی صورت میں نکلے گا اور وہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ انگریزوں اور ہندوؤں کے لئے بھی تباہ کن اور نقصان دہ ہو گا۔ اگر برطانوی حکومت حقیقتاً اس برصغیر کے لوگوں کے لئے سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ امن و امان اور مسرت و شادمانی کی خواہاں ہے تو ہم سب کے لئے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے کہ ہندوستان کو خود مختار قومی مملکتوں میں تقسیم کر دیا جائے اور بڑی بڑی قوموں کو الگ الگ وطن دے دیئے جائیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ مملکتیں ایک دوسرے کی حریف ہوں بلکہ اس کے برعکس ان کے درمیان رقابت اور ایک دوسرے پر سماجی تسلط اور سیاسی برتری حاصل کرنے کی جبلی خواہش اور کوششیں ختم ہو جائیں گی اور قدرتی طور پر باہم بین الاقوامی معاہدوں کے ذریعے ایک دوسرے کی خیر سگالی کی طرف پیش رفت کریں گے اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ مکمل امن و آشتی سے رہیں اس سے یہ بھی ہو گا کہ وہ مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان کے درمیان دو طرفہ انتظامات کے ذریعے اقلیتوں کے بارے میں امور و مسائل کو طریقے پر اور زیادہ آسانی کے ساتھ طے کر سکیں گی اور اس طرح مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں

کے حقوق اور مفادات کا تحفظ زیادہ بہتر اور زیادہ موثر طور پر کیا جا سکے گا۔

یہ سمجھنا انتہائی دشوار نظر آتا ہے کہ آخر ہمارے ہندو دوست اسلام اور ہندومت کی اصل فطرت اور نوعیت کو کیوں نہیں سمجھتے۔ مذہب کا لفظ جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے اسلام اور ہندومت محض ان معنوں میں مذہب نہیں ہیں بلکہ حقیقتاً ایک دوسرے سے مختلف اور جداگانہ سماجی نظام ہیں اور یہ تصور کہ ہندو اور مسلمان کبھی بھی ایک مشترکہ قومیت کی تخلیق کر سکیں گے محض ایک خواب ہے یہ غلط تصور کہ ہندوستانی ایک قوم ہیں اپنی حدوں سے بہت زیادہ تجاوز کر چکا ہے۔ اور ہماری بیشتر مشکلات کا یہی اصل سبب ہے اگر ہم نے اپنے تصورات و نظریات کا بروقت از سر نو جائزہ نہ لیا تو ہندوستان تباہ ہو جائے گا۔ ہندو اور مسلمان دو مختلف مذہبی فلسفوں۔ سماجی رسوم و روایات اور ادب سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کی بنیاد بیشتر متصادم تصورات اور نظریات پر ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف معنوں سے ولولہ و امنگ حاصل کرتے ہیں۔ ان کی شجاعت کی داستانیں الگ ان کے مشاہیر مختلف اور ان کے قصے جدا ہیں۔ اکثر صورتوں میں تو ایک قوم کا ہیرو دوسری قوم کا دشمن ہے۔ اس طرح ایک قوم کی فتوحات دوسری قوم کی شکست ہیں۔ ایک مملکت میں دو ایسی قوموں پر ایک قوم کا جواز رکھنے سے جن میں سے ایک قوم عددی اقلیت اور دوسری اکثریت ہے ان کے درمیان بد اعتمادی زیادہ سے زیادہ بڑھے گی اور بالآخر اس مملکت کی حکومت کے لئے جو ڈھانچہ تیار ہو گا وہ تباہی کی نظر ہو جائے گا تاریخ ایسی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ مثلاً برطانیہ عظمیٰ اور آئرلینڈ کی یونین اور چیک سلواکیہ اور پولینڈ کی تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ بہت سے جغرافیائی خطوں کو جو برصغیر ہندوستان سے بہت ہی چھوٹے ہیں اور بصورت دیگر ایک ہی ملک کہلاتے ہیں۔ لیکن انہیں اتنے ملکوں میں تقسیم کر دیا گیا جتنی قومیں وہاں آباد ہیں جزیرہ نمائے بلقان سات آٹھ آزاد مملکتوں پر مشتمل ہے۔ اس طرح جزیرہ نمائے (IBERIAN) پرتگال اور اسپین دو مملکتوں میں منقسم ہے اگرچہ ہندوستان کے اتحاد اور اس کے ایک قوم ہونے کا دعویٰ کی بنیاد پر جس کا کوئی وجود نہیں اس ملک کو ایک مرکزی حکومت کے طرز پر چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ پچھلے بارہ سو برس کی تاریخ میں ہندوستان کو کبھی بھی اتحاد نصیب نہ ہوا اور اس سارے زمانے میں ہندوستان ہمیشہ ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان میں منقسم رہا۔ ہندوستان کے موجودہ مصنوعی اتحاد کی ابتداء برطانوی فتوحات سے ہوتی ہے اور برطانوی سنگینوں کے بل پر اس اتحاد کو قائم رکھا گیا ہے۔ لیکن برطانوی حکومت کا خاتمہ جو ملک معظم کی حکومت کے حالیہ اعلان میں مضمر ہے برصغیر کے ٹکڑے ہونے کا نقیب ثابت ہو گا اور اس کے دوران ایسی تباہی مچے گی کہ مسلمانوں کے گزشتہ ایک ہزار سالہ دور حکومت میں کبھی اس کی کوئی مثال نہ مل سکے گی۔ برطانیہ ڈیڑھ سو برس کی حکومت کے بعد یقیناً یہ میراث ہندوستان کے لئے چھوڑ کر نہیں جائے گا اور نہ ہی ہندو اور مسلمان ہندوستان کی اتنی بڑی اور یقینی تباہی کا خطرہ مول لینے کو تیار ہوں گے۔

مسلم ہندوستان کسی ایسے آئین کو تسلیم نہیں کر سکتا جس کے نتیجہ میں لازماً ہندو اکثریت کی حکومت قائم ہو۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک جمہوری نظام کے تحت جو اقلیتوں پر جبراً مسلط کیا گیا ہو یک جا رکھنے کا مطلب صرف ہندو راج ہے کانگریس ہائی کمان جس قسم کی جمہوریت کی گرویدہ ہے۔ اس کا نتیجہ اسلام کی ایک انتہائی قیمتی متاع کی مکمل تباہی کی صورت میں نکلے گا پچھلے ڈھائی برس کے دوران صوبوں میں آئین پر عمل در آمد کے دوران ہمیں خوب خوب تجربے ہوئے اور اگر اس قسم کی حکومت پھر قائم ہوئی تو یقیناً خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اور نجی لشکر تیار کئے جانے لگیں گے جیسا کہ مسٹر گاندھی نے سکھر کے ہندوؤں سے کہا تھا کہ انہیں اپنا دفاع کرنا چاہئے خواہ طاقت کے ذریعے یا بغیر طاقت کے اس کے جواب میں مکے کے ذریعے اور اگر وہ اپنا تحفظ نہیں کر سکتے تو انہیں اپنا وطن ترک کر دین چاہئے۔

مسلمان اقلیت نہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کو صرف گرد و پیش پر نظر ڈالنا ہو گی آج بھی ہندوستان کے برطانوی نقشوں کے مطابق گیارہ صوبوں میں سے چار صوبے جہاں کم و بیش مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ہندو کانگریس ہائی کمان کے عدم تعاون اور سول نافرمانی کے فیصلے کے باوجود معمول کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ قوم کی خواہ کوئی بھی تعریف کی جائے مسلمان اس کے مطابق ایک قوم ہیں اور ان کا اپنا وطن ان کا اپنا علاقہ اور ان کی اپنی مملکت ضرور ہونی چاہئے ہم ایک آزاد و خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ امن و اتفاق کے

ساتھ رہنا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہماری قوم اپنی پسند اور امنگوں کے مطابق اور اپنے معیار اور نصب العین کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی روحانی ثقافتی اقتصادی، سماجی اور سیاسی زندگی کو بہترین اور بھرپور طریقے پر ترقی دے سکے دیانتداری کا تقاضایہ ہے کہ ہماری قوم کے کروڑوں افراد کے اہم مفادات ہم پر یہ مقدس فرض عائد کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسا باعزت اور پر امن حل دریافت کریں جو سب کے لئے جائز اور منصفانہ ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں دھمکیوں کے ذریعے اور خوفزدہ کر کے اپنے مقصد اور نصب العین سے نہ تو ہٹایا جاسکتا ہے اور نہ ہی منحرف کیا جاسکتا ہے ہم نے جو منزل اپنے لئے مقرر کی ہے۔ اس کی خاطر ہمیں تمام مطلوبہ قربانیاں دینے، مصائب کو جھیلنے اور نتائج کو بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

خواتین و حضرات۔

ہم نے ہی یہ کام سرانجام دیا ہے۔ شائد میں مقررہ وقت سے زیادہ وقت لے چکا ہوں۔ بہت سی باتیں ہیں جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں لیکن جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اور جو کچھ کہتا رہا ہوں اس میں سے بہت سی باتیں میں نے ایک چھوٹے سے کتابچے میں شائع کروا دی ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ یہ کتابچہ جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ہے مسلم لیگ کے دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے اس سے آپ کو ہمارے نظریات و تصورات کا واضح طور پر پتہ چل سکے۔ اس میں مسلم لیگ کی انتہائی اہم قرار دادیں اور متعدد بیانات بھی درج ہیں، بہرحال جو کام ہمیں درپیش ہے وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے کیا آپ کو یہ احساس ہے کہ یہ کتنا بڑا اور مشکل کام ہے کیا آپ کو احساس ہے کہ آپ آزادی و خود مختاری محض دلائل دے کر حاصل کر سکتے ہیں۔ مجھے قوم کے اہل الرائے لوگوں سے اپیل کرنی چاہئے کہ دنیا کے تمام ممالک میں آزادی کی ہر تحریک کی روح رواں ہمیشہ اہل الرائے حضرات ہی رہے ہیں۔ اب مسلمان صاحبان رائے کا کیا ارادہ ہے؟ میں آپ پر واضح کر دوں کہ جب تک یہ تحریک آپ کی رگ و پے میں جاری و ساری نہیں ہوگی۔ جب تک آپ آستین چڑھا کر بے غرضی کو تیار نہیں ہوں گے آپ اپنے نصب العین کو ہرگز حاصل نہیں کر سکیں گے لہٰذا دوستو میں چاہتا ہوں کہ اپ قطعی فیصلہ کریں اور پھر طریقہ کار پر غور کریں اپنی قوم کو منظم کریں اور تنظیم کو مضبوط بنائیں اور سارے ہندوستان میں مسلمانوں کو متحد اور یکجا کر دیں میرا خیال ہے کہ عوام بیدار ہو چکے ہیں۔ انہیں صرف آپ کی رہنمائی اور قیادت کی ضرورت ہے اسلام کے خادموں کی حیثیت سے آگے بڑھئے اور اقتصادی، سماجی، تعلیمی اور سیاسی اعتبار سے انہیں منظم کیجئے۔ مجھے یقین ہے کہ پھر آپ ایک ایسی طاقت ہوں گے جسے ہر ایک تسلیم کرے گا (تالیاں)

لاہور

۲۱ جون ۷ ۱۹۳ء — بصیغہ راز

محترم جناح صاحب

کل آپ کا نوازش نامہ ملا، بہت بہت شکریہ! میں جانتا ہوں کہ آپ بہت مصروف آدمی ہیں، مگر مجھے توقع ہے کہ میرے بار بار خط لکھنے کو آپ بار خاطر نہ خیال کریں گے اس وقت جو طوفان شمال مغربی ہندوستان اور شاید پورے ہندوستان میں برپا ہونے والا ہے اس میں صرف آپ کی ہی ذات گرامی سے قوم محفوظ رہنمائی کی توقع کا حق رکھتی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم فی الحقیقت خانہ جنگی کی حالت ہی میں ہیں اگر فوج اور پولیس نہ ہو تو (خانہ جنگی) دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جائے۔ گزشتہ چند ماہ سے ہندو مسلم فسادات کا ایک سلسلہ قائم ہو چکا ہے صرف شمال مغربی ہندوستان میں گزشتہ تین ماہ میں کم از کم تین (فرقہ وارانہ) فسادات ہو چکے ہیں اور کم از کم چار وارداتیں ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے توہین رسالت کی ہو چکی ہیں ان چاروں مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اہانت کرنے والوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ سندھ میں قرآن مجید کو نذر آتش کرنے کے واقعات بھی پیش آئے ہیں۔ میں نے تمام صورت حال کا اچھی طرح سے جائزہ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان حالات کے اسباب نہ مذہبی ہیں نہ اقتصادی بلکہ خالص سیاسی ہیں۔ یعنی مسلم اکثریتی صوبوں میں ہندوؤں اور سکھوں کا مقصد مسلمانوں پر خوف و ہراس طاری کرنا ہے۔ نیا دستور کچھ اس قسم کا ہے کہ مسلم اکثریتی صوبوں میں بھی مسلمانوں کو غیر مسلموں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم وزارتیں کوئی مناسب کارروائی نہیں کر سکیں۔ بلکہ انہیں خود مسلمانوں سے ناانصافی برتنا پڑتی ہے۔ تاکہ وہ لوگ جن پر وزارت کا انحصار ہے خوش رہ سکیں اور ظاہر کیا جاسکے وزارت قطعی طور پر غیر جانبدار ہے لہٰذا یہ واضح ہے کہ ہمارے پاس اس دستور کو رد کرنے کے خاص وجوہ موجود ہیں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیا دستور ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ ہندو اکثریتی صوبوں میں ہندوؤں کو قطعی اکثریت حاصل ہے اور وہ مسلمانوں کو بالکل نظرانداز کر سکتے ہیں مسلم اکثریتی صوبوں میں

مسلمانوں کو کاملاً ہندوؤں پر انحصار کرنے کے لئے مجبور کر دیا گیا ہے میرے ذہن میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کہ یہ دستور ہندوستانی مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کے لئے بنایا گیا ہے علاوہ ازیں یہ اقتصادی مسئلہ کا بھی حل نہیں ہے جو مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ جانکاہ بن چکا ہے۔

کیمونل ایوارڈ ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی وجود کو صرف تسلیم کرتا ہے لیکن کسی قوم کے سیاسی وجود کا ایسا اعتراف جو اس کی اقتصادی پس ماندگی کا کوئی حل تجویز نہ کرتا ہو اور نہ کر سکے اس کے لئے بے سود ہے۔ کانگرس کے صدر نے تو غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں کے (جداگانہ) سیاسی وجود سے ہی انکار کر دیا ہے۔ ہندوؤں کی دوسری جماعت یعنی مہا سبھا نے جسے میں ہندو عوام کا حقیقی نمائندہ سمجھتا ہوں بارہا اعلان کیا ہے کہ ہندوستان میں ایک متحدہ ہندو مسلم قوم کا وجود ناممکن ہے ان حالات کے پیش نظر بدیہی حل یہ ہے کہ ہندوستان میں قیام امن کے لئے ملک کی از سر نو تقسیم کی جائے جس کی بنیاد نسلی، مذہبی اور لسانی اشتراک پر ہو۔ بہت سے برطانوی مدبرین بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہیں اور اس دستور کے جلو میں جو ہندو مسلم فسادات چلے آ رہے ہیں۔ وہ ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کہ ملک کی حقیقی صورت حال کیا ہے مجھے یاد ہے کہ انگلستان سے روانگی سے قبل لارڈ لوتھیان نے مجھے کہا تھا کہ میری سکیم میں ہندوستان کے مصائب کا واحد ممکن حل ہے لیکن اس پر عمل در آمد کے لئے ۲۵ سال درکار ہیں۔ پنجاب کے کچھ مسلمان شمال مغربی ہندوستان میں مسلم کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کر رہے ہیں اور یہ تجویز تیزی سے مقبولیت اختیار کر رہی ہے۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ ہماری قوم ابھی اتنی زیادہ منظم نہیں ہوئی اور نہ ہی ان میں اتنا نظم و ضبط ہے اور شاید ایسی کانفرنس کے انعقاد کا ابھی موزوں وقت بھی نہیں لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو اپنے خطبہ میں کم از کم اس طریق عمل کی طرف اشارہ ضرور کر دینا چاہئے جو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر اختیار کرنا پڑے گا۔

میرے خیال میں تو نئے دستور میں ہندوستان بھر کو ایک ہی وفاق میں مربوط رکھنے کی تجویز بالکل بے کار ہے مسلم صوبوں کے ایک جداگانہ وفاق کا قیام اسی طریق پر جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے صرف واحد راستہ جس سے ہندوستان میں امن و امان قائم ہو گا اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے غلبہ و تسلط سے بچایا جا سکے کیوں نہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو علیحدہ اقوام تصور کیا جائے جنہیں ہندوستان اور بیرون ہندوستان کی دوسری اقوام کی طرح حق خود اختیاری حاصل ہو ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو فی الحال مسلم اقلیت کے صوبوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔ مسلم اکثریت اور مسلم اقلیت کے صوبوں کا بہترین مفاد اسی طریق کو اختیار کرنے میں ہے اس لئے مسلم لیگ کا آئندہ اجلاس کسی مسلم اقلیت کے صوبہ کی بجائے پنجاب میں منعقد کرنا بہتر ہو گا لاہور میں اگست کا مہینہ تکلیف دہ ہوتا ہے میرے خیال میں آپ لاہور میں وسط اکتوبر میں جب موسم خوشگوار ہو جاتا ہے مسلم لیگ کے اجلاس کے انعقاد کے بارے میں غور فرمائیں۔ پنجاب میں آل انڈیا مسلم لیگ سے دلچسپی بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور لاہور میں مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کا انعقاد پنجاب کے مسلمانوں میں ایک نئی سیاسی بیداری کا باعث ہو گا۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال بار ایٹ لاء

لاہور

۱۱ اگست ۱۹۳۷ء

محترم جناح صاحب

واقعات نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کو اپنی تمام تر سرگرمیاں شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں پر مرکوز کر دینی چاہئیں مسلم لیگ کے دہلی دفتر نے مسٹر غلام رسول کو مطلع کیا ہے کہ مسلم لیگ کے اجلاس کی تاریخ تا حال طے نہیں ہوئی۔

اندریں حالات مجھے اندیشہ ہے کہ اگست اور ستمبر میں اجلاس نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا میں مکرر درخواست کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کا اجلاس اکتوبر کے وسط یا آخر میں لاہور میں منعقد کیا جائے۔ پنجاب میں مسلم لیگ کے لئے جوش و خروش برابر بڑھ رہا ہے اور مجھے قوی امید ہے کہ لاہور میں اس کا اجلاس مسلم لیگ کی تاریخ میں ایک انقلاب آفریں باب اور عوام سے رابطہ استوار کرنے کے لئے ایک اہم ذریعہ ثابت ہو گا۔ براہ کرم جواب میں چند سطریں لکھئے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال بار ایٹ لاء

میورڈ لاہور
۱۳ اگست ۱۹۳۷ء

محترم جناح صاحب

جیسا کہ کل میں نے آپ کو لکھا کہ پنجاب میں مسلم لیگ کے لئے جوش و خروش تیزی سے بڑھ رہا ہے آپ یہ سن کر خوش ہوں گے پنجاب کے مختلف شہروں میں پنجاب صوبائی مسلم لیگ کے (باقاعدہ) آغاز کار کے بغیر لیگ کی تقریباً ۲۰ شاخیں قائم ہو گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر پنجاب مسلم لیگ کے کچھ عہدیدار صوبے کا دورہ کر سکیں تو وہ نہ صرف رقم اکٹھی کر سکیں گے بلکہ پنجاب کے عام مسلمانوں کی آنکھیں اس صورت حال کے بارے میں جو خوش قسمتی سے خود ہی مسلمانوں کے بارے میں کانگریس کے رویئے سے بیدار ہو چکی ہیں کھول دیں گے۔ اگرچہ بدقسمتی سے صوبائی لیگ اس قسم کے دورے کے لئے ابتدائی اخراجات کے رقم کے فقدان کی وجہ سے بڑی دشواری میں ہے کیا آپ مرکزی فنڈ سے تقریباً ۱۵۰۰ روپے عطیہ دے سکیں گے؟ مجھے امید ہے کہ ہمارے آدمی کافی رقم اکٹھی کر لیں گے جس سے ہم آپ سے مستعار لی ہوئی رقم واپس کر سکیں گے اگر آپ اپنی اولین فرصت میں ایسا کر سکیں تو ہم بڑے ممنون ہوں گے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال

لاہور۔ ۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء (بصیغہ راز)

محترم جناح صاحب

مسلم لیگ کے لکھنؤ اجلاس میں پنجاب سے خاصی تعداد کی شرکت کی توقع ہے۔ یونینسٹ مسلمان بھی سر سکندر حیات کی قیادت میں شرکت کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں آج کل ہم ایک پر آشوب دور سے گزر رہے ہیں اور ہندوستانی مسلمان امید کرتے ہیں کہ آپ اپنے خطبہ میں جملہ امور میں جن کا تعلق قوم کے مستقبل سے ہے ان کی کامل اور واضح ترین راہنمائی فرمائیں گے۔

میری تجویز ہے کہ مسلم لیگ ایک مناسب قرارداد کی صورت میں کیمونل ایوارڈ سے متعلق اپنی پالیسی کا اعلان یا مکرر وضاحت کر دے۔ پنجاب اور معلوم ہوا ہے کہ سندھ میں بھی بعض فریب خوردہ مسلمان اس فیصلہ کو اس طرح تبدیل کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ہندوؤں کو خوش کر کے وہ اپنا اقتدار بحال کر سکیں ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ برطانوی حکومت ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتی ہے جو کیمونل ایوارڈ میں گڑبڑ کرانے کو خوش آمدید کہیں گے لہذا وہ (برطانوی حکومت) کوشش کر رہی ہے کہ اپنے مسلم ایجنٹوں کے ذریعے اس میں گڑبڑ کرائے۔

مسلم لیگ کی خالی نشستوں کے لئے میں ۲۸ افراد کی فہرست تیار کروں گا مسٹر غلام رسول آپ کو وہ فہرست دکھا دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ یہ انتخاب پورے غور و خوض سے کیا جائے گا۔ ہمارے آدمی ۱۳ تاریخ کو لاہور سے روانہ ہوں گے۔ مسئلہ فلسطین نے مسلمانوں کو مضطرب کر رکھا ہے مسلم لیگ کے مقاصد کے لئے عوام سے رابطہ پیدا کرنے کا ہمارے لئے یہ نادر موقع ہے مجھے امید ہے کہ مسلم لیگ اس مسئلہ پر ایک زوردار قرارداد ہی منظور نہیں کریگی بلکہ لیڈروں کی ایک غیر رسمی کانفرنس میں کوئی ایسا لائحہ عمل بھی تیار کیا جائے گا جس میں مسلمان عوام بڑی تعداد میں شامل ہو سکیں۔ اس سے مسلم لیگ کو مقبولیت حاصل ہو گی اور شاید فلسطین کے عربوں کو فائدہ پہنچ جائے۔ ذاتی طور پر میں کسی ایسے امر کے لئے جس کا اثر ہندوستان اور اسلام دونوں پر پڑتا ہو، جیل جانے کے لئے تیار ہوں مشرق کے عین دروازہ پر ایک مغربی چھاؤنی کا قیام دونوں کے لئے پر خطر ہے۔

بہترین تمناؤں کے ساتھ

آپ کا مخلص

محمد اقبال بار ایٹ لاء

مکرر آنکہ: مسلم لیگ یہ قرارداد بھی پاس کرے کہ کوئی صوبہ دوسری اقوام کے ساتھ کیمونل ایوارڈ سے متعلق کوئی سمجھوتہ کرنے کا مجاز نہ ہو گا یہ ایک کل ہند مسئلہ ہے اور صرف مسلم لیگ ہی کو اس کا فیصلہ کرنا چاہئے ممکن ہے آپ ایک قدم آگے بڑھ کر کہیں کہ موجودہ فضا کسی فرقہ وارانہ سمجھوتہ کے لئے مناسب نہیں۔

لاہور ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء (بصیغہ راز)

محترم جناح صاحب

امید ہے کہ آپ کے مطالعہ سے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی منظور کردہ قرارداد گزر چکی ہو گی، آپ کے بروقت قدم نے صورت حال کو بچا لیا۔ ہم سب کانگریس کی قرارداد پر آپ کے تاثرات کے منتظر ہیں۔ ٹربیون. لاہور نے پہلے ہی اس پر تنقید کی ہے اور مجھے امید ہے کہ ہندوؤں کی رائے بھی بالعموم اس کے خلاف ہی ہو گی۔ لیکن جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے اس کا اثر خواب آور نہ ہونا چاہئے ہمیں تنظیم کا کام پہلے سے زیادہ گرمجوشی

کے ساتھ جاری رکھنا ہے اور اس وقت تک دم نہیں لینا جب تک کہ پانچ صوبوں میں مسلم حکومتیں قائم نہیں ہو جاتیں۔ نیز بلوچستان میں بھی اصلاحات کا نفاذ نہیں ہو جاتا۔ سننے میں آیا ہے کہ یونینسٹ پارٹی کا ایک حصہ مسلم لیگ کے نصب العین پر دستخط کرنے کو تیار نہیں ابھی تک سر سکندر اور ان کی پارٹی نے اس پر دستخط نہیں کئے۔ مجھے آج صبح معلوم ہوا کہ وہ مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس تک انتظار کریں گے۔ جیسا کہ خود ان میں سے ایک ممبر نے مجھے بتایا ہے کہ ان کا منشا صوبائی مسلم لیگ کی سرگرمیوں کو کمزور کرنا ہے۔ بہر حال میں چند روز میں آپ کو پورے کوائف سے مطلع کروں گا اور پھر آپ کی رائے درکار ہو گی کہ ہم کس طرح کام جاری رکھیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ اجلاس لاہور سے پہلے کم از کم دو ہفتوں کے لئے آپ پنجاب کا دورہ کریں گے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال بار ایٹ لاء

لاہور یکم نومبر ۱۹۳۷ء (ضروری)

محترم جناح صاحب

سر سکندر حیات خاں اپنی پارٹی کے چند اراکین کے ہمراہ کل مجھے ملے۔ ہمارے درمیان دیر تک مسلم لیگ اور یونینسٹ پارٹی کے باہمی اختلافات پر گفتگو ہوتی رہی۔ دونوں فریقوں کی طرف سے اخبارات کو بیانات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ہر ایک فریق جناح سکندر معاہدہ کے بارے میں اپنی اپنی تاویل کرتا ہے اس سے بہت زیادہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو لکھا تھا کہ میں یہ سارے بیانات چند روز میں آپ کو ارسال کروں گا سردست میری درخواست ہے کہ مجھے اس سمجھوتہ کی ایک نقل جس پر سر سکندر کے دستخط ہوں اور جو میرے علم کے مطابق آپ کے پاس ہے جلد بھجوا دیجئے۔ آپ سے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ آیا آپ صوبائی پارلیمانی بورڈ کو یونینسٹ پارٹی کے اختیار میں دینے پر رضامند ہو گئے ہیں. سر سکندر کا مجھ سے یہ کہنا ہے کہ آپ اس پر راضی ہو گئے ہیں لہٰذا اس کا مطالبہ ہے کہ پارٹی کی بورڈ میں اکثریت ہونی چاہئے۔ جہاں تک میرا خیال ہے جناح سکندر معاہدہ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

براہ کرم اس خط کا جواب جلد از جلد عنایت کیجئے ہمارے آدمی ملک کا دورہ کر رہے ہیں جو مختلف مقامات پر شاخیں قائم کر رہے ہیں۔ گزشتہ رات لاہور میں ہم نے ایک خاصا کامیاب جلسہ کیا ہے اب یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال بار ایٹ لاء

لاہور ۱۰/ نومبر ۱۹۳۷ء (بصیغہ راز)

محترم جناح صاحب

سر سکندر اور ان کے احباب سے متعدد گفتگوؤں کے بعد اب میری قطعی رائے ہے کہ سر سکندر اس سے کم کسی چیز کے خواہشمند نہیں کہ مسلم لیگ اور صوبائی پارلیمانی بورڈ پر ان کا مکمل قبضہ ہو۔ آپ کے ساتھ ان کے معاہدہ میں یہ مذکور ہے کہ پارلیمانی بورڈ کی نئے سرے سے تشکیل کی جائے گی اور اس میں یونینسٹ پارٹی کو اکثریت حاصل ہو گی۔ سر سکندر کہتے ہیں کہ آپ نے بورڈ میں ان کی اکثریت تسلیم کر لی ہے میں نے پچھلے دنوں آپ سے خط لکھ کر دریافت کیا تھا کہ کیا واقعی آپ نے پارلیمانی بورڈ میں یونینسٹ اکثریت منظور کر لی ہے ابھی تک آپ نے مجھے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی۔ ذاتی طور پر مجھے انہیں وہ کچھ دینے میں کچھ مضائقہ نظر نہیں آتا جس کے وہ خواہشمند ہیں لیکن جب وہ مسلم لیگ کے عہدیداروں میں مکمل رد و بدل کا مطالبہ کرتے ہیں تو منشائے معاہدہ سے تجاوز کر جاتے ہیں بالخصوص (سیکرٹری کی علیحدگی کا مطالبہ)۔ حالانکہ انہوں نے مسلم لیگ کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ کی مالیات پر بھی ان ہی کے آدمیوں کا اختیار ہو۔ میرے خیال میں تو وہ اس طرح مسلم لیگ پر قبضہ کر کے اسے ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ صوبے کی رائے کی پوری جان پہچان رکھتے ہوئے میں مسلم لیگ کو سر سکندر اور اس کے احباب کے حوالے کر دینے کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ معاہدے کے باعث پنجاب مسلم لیگ کے وقار کو سخت نقصان پہنچا ہے اور یونینسٹوں کے ہتھکنڈے اسے اور بھی نقصان پہنچائیں گے۔ انہوں نے ابھی تک مسلم لیگ کے منشور پر دستخط نہیں کئے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ کرنا بھی نہیں چاہتے لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس وہ فروری کی بجائے اپریل میں چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ صوبہ میں اپنی زمیندارہ لیگ کے قیام و استحکام کے لئے مہلت چاہتے ہیں۔ شاید آپ کو معلوم ہو گا کہ لکھنؤ سے واپسی پر سر سکندر نے ایک زمیندارہ لیگ قائم کی ہے جس کی شاخیں اب صوبہ بھر میں قائم کی جا رہی ہیں۔ اندریں حالات براہ کرم مجھے مطلع فرمایئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اگر ہو سکے تو بذریعہ تار اپنی رائے سے مطلع فرمایئے وگرنہ فوری ایک مفصل خط تحریر

فرمایئے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال بار ایٹ لاء

علامہ اقبال کی طرف سے غلام رسول کے لکھے ہوئے خطوط بنام جناح

۸ نومبر ۱۹۳۷ء

محترم جناح صاحب

آپ نے یکم نومبر ۱۹۳۷ء کو ڈاکٹر سر محمد اقبال کو خط بھیجا تھا اس کے پیش نظر انہوں نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ آپ کو اطلاع دے دوں کہ ۱۔ لکھنؤ میں آپ کے اور سر سکندر کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا وہ صوبے بھر میں شدید اختلافات کا سرچشمہ بنا ہوا ہے سر سکندر نے پنجاب واپس آتے ہی ایک بیان شائع کر دیا تھا کہ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے سابقہ صورت حال ہنوز قائم اور بحال ہے البتہ اس میں صرف یہ ترمیم کر دی گئی ہے کہ یونینسٹ پارٹی کے ان کے مسلم ارکان کو جو مسلم لیگ کے رکن نہیں مشورہ دیا جائے گا کہ اگر وہ پسند کریں تو مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں گے اس کے علاوہ یہ شرط بھی لگا دی گئی ہے کہ آئندہ ضمنی انتخابات میں جو مسلم امیدوار لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہوں گے۔ انہیں یہ عہد کرنا ہو گا کہ کامیاب ہونے کے بعد وہ یونینسٹ پارٹی میں شامل ہو جائیں گے اس کے عوض انتخابات کی جنگ میں انہیں یونینسٹ پارٹی کی بھی امداد حاصل ہو گی۔

سر سکندر کی جماعت کے بعض دیگر ارکان نے بھی اسی قسم کے بیان شائع کئے ہیں کہ سکندر جناح پیکٹ کی رو سے پنجاب مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ یونینسٹ پارٹی کے قبضے میں چلا جائے گا۔

سر چھوٹو رام نے اپنے دستخط سے ایک بیان اخبارات کو جاری کیا ہے جس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آئندہ لیگ پارلیمانی بورڈ پر یونینسٹ کا قبضہ ہو جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پنجاب میں مسلم لیگ کی کوئی آزادانہ حیثیت باقی نہیں رہے گی اور وہ یونینسٹ پارٹی کا ایک ماتحت ادارہ بن کر رہ جائے گی۔

یونینسٹ پارٹی کے ارکان کی ان تصریحات سے مسلمانان پنجاب میں زبردست ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وہ سخت حیران ہیں کہ ایسا معاہدہ کس طرح کیا گیا ہے جس کے تحت لیگ کی مستقل حیثیت کالعدم ہو گئی ہے اور وہ یونینسٹ پارٹی کی ایک ماتحت جماعت بن گئی ہے حالانکہ عوام کی نگاہ میں یونینسٹ پارٹی رجعت پسندوں کا ایک گروہ ہے۔ ان حالات کے پیش نظر میں نے پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے سیکرٹری کی حیثیت سے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کے مشورے سے ایک بیان شائع کیا جس کا مقصد پنجاب مسلم لیگ کے متعلق جدید غلط فہمیوں کو دور کرنا تھا چنانچہ میں نے محض سکندر جناح پیکٹ کی اہم شقوں کو نقل کر دیا اور دہرایا کہ اس معاہدے کی رو سے جو مسلم لیگ پارٹی معرض وجود میں آئے گی وہ آل انڈیا مسلم لیگ مرکزی پارلیمانی بورڈ اور مسلم لیگ پراونشل بورڈ کے قواعد و ضوابط کے تحت ہو گی۔ اسی ضمن میں ملک برکت علی ایم ایل اے نے بھی ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے معاہدہ کی شرائط کو نقل کر کے واضح کر دیا ہے کہ مجلس قانون ساز کے اندر صرف مسلم لیگ پارٹی کو یہ حق حاصل ہو گا کہ آل انڈیا مسلم لیگ بنیادی اصول اور لائحہ عمل کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی دوسرے گروہ سے مل کر کولیشن بنائے یا کسی کولیشن کو قائم رکھے۔ ان ہر دو بیانات کی نقول ارسال خدمت ہیں۔ مسلمان عوام پر ان بیانات کا خوشگوار اثر ہوا ہے۔ لیکن یونینسٹ پارٹی کے مقتدر ارکان ان بیانات کی اشاعت کی وجہ سے برہم ہو گئے ہیں۔ روزنامہ ٹریبون نے ان بیانات پر جو تبصرہ کیا ہے۔ وہ بھی ارسال خدمت ہے۔

۲۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو ڈاکٹر سر محمد اقبال کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے سر سکندر کی خدمت میں رکنیت کے نوے فارم بھیجے اور یہ درخواست کی کہ اسمبلی کی یونینسٹ پارٹی کے مسلمان ممبروں سے ان پر دستخط کروائے جائیں کیونکہ ان ایام میں وائسرائے کی آمد کے سلسلے میں تمام ارکان لاہور میں موجود تھے۔ مگر اس وقت تک ایک فارم پر بھی دستخط نہیں ہوئے اور نہ کوئی فارم ہمیں واپس کیا گیا ہے۔ سچ پوچھئے تو خود میں نے اسمبلی کے بعض مسلم ارکان سے ان فارموں پر دستخط کرنے کو کہا تھا۔ ان میں سے بعض نے بڑی مسرت سے میری درخواست کو شرف قبولیت بھی بخشی لیکن سر سکندر نے اسمبلی کے ارکان کو پیغام بھیج دیا کہ ان فارموں پر دستخط نہ کئے جائیں یہ ہے ہماری موجودہ پوزیشن! سر سکندر اور ان کے بعض دوست یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مسلم لیگ موجودہ یونینسٹ پارٹی کے قبضہ اقتدار میں آ گئی ہے اور سکندر جناح پیکٹ کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں لیگ کا واحد نمائندہ مسلم لیگ بلاک کے وجود میں آنے کے بغیر بھی وزارتی پارٹی میں شامل ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سکندر جناح پیکٹ سے آل انڈیا مسلم لیگ کی شہرت کو سخت نقصان پہنچے گا۔ اگر اس کا تدارک نہ کیا گیا تو لیگ

سے مسلمانان پنجاب کی تمام ہمدردی ختم ہو جائے گی۔ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ اگر ہم یہ بیانات شائع نہ کرتے تو آل انڈیا مسلم لیگ کے وقار کو سخت ٹھوکر لگتی۔

۳۔ آپ کو یہ سن کر دلی مسرت ہوگی کہ پنجاب میں پراونشل مسلم لیگ کا ایک وفد (جس میں خان بہادر ملک زمان مہدی، ملک برکت علی، مسٹر عاشق حسین بٹالوی اور راقم الحروف کے علاوہ بعض دیگر ارکان بھی شامل ہیں) پنجاب کا دورہ کر کے مختلف مقامات پر بڑے بڑے جلسوں میں تقریریں کر رہا ہے۔ ان مقامات پر مسلمان عوام نے آل انڈیا مسلم لیگ اور پنجاب پراونشل مسلم لیگ سے جس خلوص اور عقیدت کا مظاہرہ کیا ہے وہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ ہماری کوششوں سے اس وقت تک ۳۴ شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور مزید شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔ مگر چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ قریب ہے۔ اس لئے ہم اپنا دورہ ملتوی کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہے کہ سر سکندر کی پارٹی کے ایک رکن نے بھی ہمارا ساتھ نہیں دیا۔

۴۔ میر مقبول محمود نے ملک برکت علی کو سکندر جناح پیکٹ کی نقل مہیا نہیں کی۔ اس لئے اس کے متعلق آپ کو تار دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بھی سر سکندر حیات کو پیغام بھیجا تھا کہ معاہدہ مذکورہ کی ایک نقل بھیج دیں۔ سر سکندر نے نقل بھیج دی ہے مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ نقل اصل کے مطابق ہے یا کہ نہیں کیونکہ میر مقبول محمود نے مجھے بتایا ہے کہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء کی رات کو گیارہ بجے جبکہ معاہدے کی تمام شرائط آپ کے کمرے میں طے ہو چکی تھیں۔ سر سکندر نے بعض ترمیمیں پیش کیں اور بالآخر وہ معاہدہ مرتب ہوا جس کی نقل ڈاکٹر محمد اقبال کو بہم پہنچائی گئی ہے۔ چونکہ ہمیں ان ترمیموں کا کوئی علم نہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ اس معاہدہ کی نقل جو کہ آپ کے پاس ہے۔ ایک نقل ہمیں ارسال فرما دیجئے۔ کیونکہ جب ملک برکت علی نے میر مقبول محمود سے یہ نقل مانگی تھی تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ مطلوبہ نقل آپ کو بھیج دی گئی ہے۔

۵۔ اب میں ان امور کی طرف آتا ہوں جن کے متعلق آپ نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مشورہ طلب کیا ہے۔ (۱) فروری ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس خصوصی لاہور میں منعقد کرانے کے متعلق جہاں تک سر سکندر کی دعوت کا تعلق ہے۔ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس وقت تک کوئی تجویز پیش کرنے کے قابل نہیں ہیں جب تک کہ اس قسم کا واضح اور غیر مبہم سمجھوتہ نہ ہو جائے کہ سر سکندر کی پارٹی کے مسلمان ارکان کسی مزید تاخیر کے بغیر مسلم لیگ کے حلف نامے اور قرطاس رکنیت پر دستخط کر دیں اور اعلان کریں کہ اسمبلی کے اندر بھی ان کی جماعت مسلم لیگ پارٹی کہلائے گی جہاں تک صورت حال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سر سکندر حیات خاں کی طرف سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ اس پوزیشن کو قبول کرنے سے صاف بچ جائیں۔ (ب) جہاں تک آرگنائزنگ کمیٹی کی تشکیل کا سوال ہے۔ ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پراونشل مسلم لیگ اس وقت موجود ہے اور ہم ہر ضلع، ہر تحصیل اور اکثر دیہات میں لیگ کی مقامی شاخیں قائم کر رہے ہیں۔ اس لئے پنجاب میں کسی آرگنائزنگ کمیٹی کی ضرورت نہیں۔ (ج) جہاں تک مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا تعلق ہے۔ ہماری یہ تجویز ہے کہ پنجاب کو پانچ نشستیں دی جائیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی درخواست ہے کہ وہ خرابی صحت کی بناء پر اس قابل نہیں ہیں کہ مجلس عاملہ کے جلسوں میں شرکت کر سکیں۔

اس لئے ان کی جگہ ملک زمان مہدی ڈپٹی پریذیڈنٹ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کو لے لیا جائے۔ ملک برکت علی ورکنگ کمیٹی میں بدستور شامل رہیں۔ اور مسٹر غلام رسول خاں بیرسٹرایٹ لاء کا نام بھی شامل کر لیا جائے۔ جہاں تک سر سکندر اور میاں احمد یار خاں دولتانہ کا تعلق ہے۔ اس مسئلے کے حل کا انحصار بیشتر ان کے اس فیصلے پر ہے کہ وہ لیگ ٹکٹ پر دستخط کر دیں۔ اور کسی مزید تاخیر کے بغیر اسمبلی کے اندر مسلم لیگ پارٹی کے قیام کا اعلان کر دیں اگر وہ اس معاہدے پر عمل کریں تو یہ خیال رکھا جائے کہ ان کی نیابت کسی صورت میں موجودہ مسلم لیگ پارٹی کی نیابت سے تجاوز نہ کرنے پائے۔

آپ کا مخلص

(برائے ڈاکٹر سر محمد اقبال)

محترم جناح صاحب

آپ کی گشتی چٹھی نمبر ۵۲۶، مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۳۸ء کے جواب میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے مجھے یہ تحریر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

۱۔ مذکورہ بالا گشتی چٹھی میں آپ نے جو ہدایات دی ہیں انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

۲۔ جہاں تک لیگ کے اجلاس خصوصی کا سوال ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ اجلاس لیگ کے نئے آئین کے مطابق کر رہے ہیں

مگر آپ کو اس امر کا پورا احساس ہو گا کہ اس خاص اجلاس میں جو مسئلہ زیر بحث آئے گا وہ بے حد اہم ہے۔ اور تمام مسلمانان ہند پر بالعموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص اثر انداز ہو گا۔ یہ امر اس بات کا متقاضی ہے کہ کھلے اجلاس میں اہل بصیرت مسلمانوں کی بڑی سے بڑی اکثریت اس پر بحث کرے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین کی رو سے پنجاب سے ۳۶۰ سے زیادہ مسلمان اس اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ یہ تمام ممبر وہاں پہنچ جائیں۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کے احساسات اسی طرح شدت سے مجروح ہوئے ہیں یا نہیں لیکن اگر لیگ سول نافرمانی کا فیصلہ کرے تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس فیصلے کا انحصار ان ہی لوگوں پر رکھا جائے جن پر اس تحریک کو کامیابی کے ساتھ چلانے کا بوجھ ڈالا جائے گا۔

آپ جانتے ہیں کہ آئین جدید کی رو سے یہ امر ممکن نہیں اس لئے ہماری تجویز ہے کہ خاص اجلاس پرانے آئین ہی کے ماتحت ۳۱ مارچ ۱۹۳۸ء سے پہلے منعقد کر لیا جائے۔ کیونکہ پرانے آئین کی رو سے ہر مسلمان ایک روپیہ ادا کر کے بحث میں حصہ لے سکتا ہے۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ ۳۱ مارچ بہت قریب ہے تو پھر ہماری یہ تجویز ہے کہ آپ نئے آئین کے نفاذ کو خاص اجلاس تک ملتوی کر دیں۔ اور یہ اجلاس ۳۱ مارچ کے بعد مناسب تاریخوں میں منعقد کر لیا جائے۔ اگر یہ دونوں تجویزیں آپ کو منظور نہ ہوں تو پھر ہماری درخواست ہے کہ آپ خاص اجلاس کی بجائے ہندوستانی مسلمانوں کی ایک خاص کانفرنس منعقد کریں۔ جس میں ہر بالغ مسلمان کو شامل ہونے کی اجازت ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کانفرنس بھی لیگ کے زیر اہتمام اور آپ ہی کے زیر صدارت منعقد ہو گی۔

آپ کا مخلص

غلام رسول

آنریری سیکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ

(برائے ڈاکٹر سر محمد اقبال)

۷ مارچ ۱۹۳۸ء

محترم جناح صاحب

مجھے ڈاکٹر سر محمد اقبال کی طرف سے ذیل کا خط لکھنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ آپ کا خط ڈاکٹر صاحب موصوف کو ۴ مارچ ۱۹۳۸ء کو ملا۔ ان کی صحت کی خرابی ہم سب نیاز مندوں کے لئے وجہ اضطراب بنی ہوئی ہے اور وہ خود آپ کو خط لکھنے سے معذور ہیں۔

آپ کے خط کے جواب میں ان کا ارشاد یہ ہے۔

کل پنجاب پراونشل مسلم لیگ کا ایک عام اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں صوبے کے تمام اضلاع کے نمائندے شامل ہوئے۔ اور پراونشل مسلم لیگ کے ارکان کی ایک بڑی تعداد نے اس میں حصہ لیا۔ آپ نے سر محمد اقبال کو جو خط لکھا تھا وہ اس اجلاس میں پڑھا گیا اور اتفاق رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس خصوصی لاہور ہی میں منعقد ہو اور اس کے لئے ایک رسمی دعوت نامہ بھیج دیا جائے لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ شہید گنج کے متعلق لیگ کا اجلاس خصوصی ایسٹر کی تعطیلات میں لاہور میں منعقد کرنے کے لئے اس خط ہی کو دعوت نامہ تصور کیا جائے۔

جہاں تک پنجاب کی صورت حال کا تعلق ہے سر محمد اقبال یہ کہنا چاہتے ہیں۔

۱۔ شہید گنج کے متعلق غالباً پریوی کونسل میں اپیل کی جائے گی لیکن لوگوں کو اس سے زیادہ دلچسپی نہیں کیوں کہ اس وقت وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ کسی برطانوی عدالت کی طرف رجوع بے سود ہے۔

۲۔ ملک برکت علی نے تحفظ مساجد کے متعلق پنجاب اسمبلی میں جو بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ مسلمانوں میں اس پر کافی جوش پھیلا ہوا ہے اس وقت تک یونینسٹ پارٹی کے پچیس ارکان نے سر سکندر حیات کی ہدایات کے برعکس اخبارات میں اپنے اس عزم کا اعلان کر دیا ہے کہ وہ اس بل کی تائید کریں گے اور اس بل کو انہوں نے اپنا بل بنا لیا ہے۔ نیز صوبے کے تمام ووٹر مناسب قرار دادیں منظور کر کے اپنے اپنے نمائندوں سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس بل کی پوری حمایت کی جائے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ جب یہ بل منظوری کی غرض سے اسمبلی میں پیش ہو گا تو قانون بن جائے گا۔

۳۔ شہید گنج کی سول نافرمانی کی تحریک روز بروز زور پکڑ رہی ہے عوام پر امن ہیں اور بے تابی سے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس خصوصی کے اہم فیصلوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب یہ فیصلہ ہو جائے گا تو پنجاب کے تقریباً تمام مسلم ادارے لیگ کی رہنمائی میں سرگرم عمل نظر آئیں گے۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ آپ کو یقین دلاتی ہے کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس خصوصی کے لئے تمام ضروری انتظامات کرنے کی ذمہ دار ہے۔

آپ کا مخلص

غلام رسول خان

آنریری سیکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ

(برائے ڈاکٹر سر محمد اقبال)

بحوالہ اقبال کے خطوط جناح کے نام

از محمد جہانگیر عالم یونیورسل بکس لاہور

خلیق الزماں چودھری :

برصغیر کے صف اول کے سیاسی رہنما اور تحریک پاکستان کے کارکن، قائداعظم کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ اگرچہ وہ قائداعظم سے چھوٹے تھے تاہم ان دونوں کا یوم پیدائش ۲۵ دسمبر تھا۔ ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں انہیں آل انڈیا مسلم لیگ کا جوائنٹ سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ انہوں نے ۱۹۲۴ء میں لاہور میں مسلم لیگ کے اجلاس کے انعقاد میں بھی مدد دی۔

وہ ۲۵ دسمبر ۱۸۸۹ء کو ضلع مرزاپور میں چنار (لکھنؤ) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ علی گڑھ میں تعلیم مکمل کی۔ ڈاکٹر انصاری کی سرکردگی میں جو طبی وفد ترکی بھیجا گیا تھا (۱۹۱۲ء) اس میں وہ بھی شامل تھے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد لکھنؤ میں وکالت کو بطور پیشہ اختیار کیا قومی اور اسلامی تحریکوں میں ہمیشہ سرگرم رہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ میں بھی شریک رہے اس کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ آزادی کے کچھ عرصہ بعد پاکستان آگئے اور پہلے پاکستان مسلم لیگ کے صدر رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مشرقی بنگال (اب بنگلہ دیش) کے گورنر مقرر ہوئے۔ پھر انڈونیشیا اور فلپائن میں پاکستان کے سفیر رہے۔ انگریزی میں ایک کتاب پاتھ وے ٹو پاکستان مرتب کی۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے سرگرم حامی تھے۔

۱۸ مئی ۱۹۷۳ء کو ان کا انتقال ہوا۔

خلیق الزماں۔ جناح مراسلت :

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل، بمبئی

۱۱ جنوری ۱۹۴۰ء

مجھے آپ کا ۸ جنوری کا تحریر کردہ خط ملا۔ میں خوش ہوں کہ کانگریس کے غیر معقول رویہ کو جس کا اظہار پنڈت جواہر لال نہرو اور میری حالیہ خط و کتابت سے ہوتا ہے۔ آپ ناپسند کرتے ہیں۔ بہرحال ہم کو حالات کا جہاں تک ممکن ہو مقابلہ کرنا پڑے گا۔

اناطولیہ کے زلزلے سے متاثرہ مسلمانوں کے لئے امدادی فنڈ جمع کرنے کے لئے میں آپکی اپیل کے سوال پر غور کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ چند دن کے اندر کوئی فیصلہ کر لوں گا۔ دقت یہ ہے کہ فنڈ جمع کرنے کی ذمہ داری کس پر ڈالی جائے۔ ورنہ میں خلوص دل سے ترک عوام کو ہر طرح امداد دینے کے حق میں ہوں۔

آپ کے خط کے آخری حصے میں متذکرہ امر کے بارے میں جو وائسرائے سے میری خط و کتابت سے متعلق ہے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی اشاعت سے قبل اس کو ورکنگ کمیٹی میں پیش کیا جائے اور میں نے نواب زادہ لیاقت علی خان کو لکھا ہے کہ وہ اگر ممکن ہو تو اس ماہ کے آخر میں ورکنگ کمیٹی کا اجلاس طلب کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس میٹنگ میں بطور خاص شرکت کریں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

لکھنؤ

۹ جولائی ۱۹۴۰ء

مائی ڈیر مسٹر جناح

کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی قرارداد ہمارے کچھ دوستوں کو اس بات پر متفق کر دے گی کہ یہ لیگ نہیں بلکہ برطانوی حکومت ہے۔ جو ہندوستان اور حکومت کے درمیان مکمل تعاون کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ مکمل آزادی کے مطالبے نے اس امر کو بھی بالکل واضح کر دیا ہے کہ یہ اختلافات محض ہندو اور مسلمانوں کے درمیان نہیں بلکہ اختلاف برطانوی حکومت اور کانگریس کے درمیان بھی ہے۔ جس نے ایک طرف جہاں برطانوی حکومت اور کانگریس کے درمیان تعاون کو وہاں دوسری طرف کانگریس اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو ناممکن بنا دیا ہے۔ پنجاب اور بنگال کے وزراء اعلیٰ کے حالیہ رویہ نے چاہے اس کے پس منظر میں کچھ ہی وجوہات ہوں ہماری یکجہتی کو قابل غور حد تک متاثر کیا ہے۔ لیکن میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی حالیہ قرارداد کے بعد دونوں اس بات کو محسوس کریں گے کہ مرکزی پارٹیوں کو قریب لانے کے سلسلے میں ان کی کوششیں ناکامی کی طرف مائل ہیں۔ کیوں کہ کانگریس اپنے مطالبات پر حالت جنگ کے دوران بھی نظر ثانی کے لئے تیار نہیں۔ ہم کو اب

بالآخر اپنے لئے ایک حتمی لائحہ عمل طے کرنا پڑے گا۔ لیگ کی پچھلی قرارداد میں تمام اور مکمل ہدایات موجود نہیں جس کے نتیجے میں لیگ کی ضلعی شاخیں متعدد سوالات پوچھ رہی ہیں۔ اور ہم کو نہیں معلوم کہ ان کو کیا جواب دیا جائے۔ مثال کے طور پر کچھ لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آیا وہ جنگ کے فنڈ میں عطیات دیں یا نہ دیں۔ صوبہ میں یہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ مقامی اہل کار زمینداروں سے تقاضا کر رہے ہیں کہ جنگی مقاصد کے لئے قائم کئے جانے والے فنڈ میں عطیات دیں۔ بعض واقعات میں یہ ہوا ہے کہ مقامی اہل کار اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ان کو ارسال کی جانے والی ریونیو کی رقم میں سے وہ جنگی مقاصد کے فنڈ کے لئے رقم منہا کر لیتے ہیں۔ لازمی امر ہے کہ اس صورت حال میں ہم مسلم لیگیوں کو یہ ہدایت دیں گے کہ وہ فنڈ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ عطیات دینے سے گریز کریں۔ لیکن ایسا کرنے سے قبل میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہو گا کہ آپ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس طلب کریں۔ جس میں ان سوالات پر غور کیا جا سکے۔

اس ضمن میں میرا خیال ہے کہ اگر ہم اپنی قرارداد کو منطقی حد تک رکھیں گے تو یہ ہم کو حکومت کے ساتھ ایک کھلے تنازعے سے دوچار کر دے گی چنانچہ اس طرح ہم جنگ کے ضمن میں اپنے رویئے کو آخری شکل دے سکیں گے۔

آپ کا مخلص

خلیق

لکھنؤ

۷۔ اگست ۱۹۴۰

ڈیر مسٹر جناح

راجا غضنفر علی خان چند دن سے یہاں تھے اور ہم میں سے کچھ لوگوں سے انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس طلب کرنے کے سلسلے میں حمایت حاصل کرنے کے خیالات سے ملاقات کی۔ وہ گزشتہ روز الہ آباد روانہ ہو گئے اور اس ماہ کی دس تاریخ کو آپ سے ملاقات کریں گے ان سے مذاکرات کے دوران میں نے ان سے کہا کہ پالیسی سے متعلق سنجیدہ نوعیت کے امور پر کونسل کے اجلاس میں جو ایک گروپ کی حمایت سے طلب کیا گیا ہو۔ مسلم مفادات کے لئے بہت ضرر رساں ثابت ہو گا۔ ایسے اجلاس میں کیا جانے والا ہر فیصلہ اکثریت کا فیصلہ ہو گا اور اس کو اقلیت پارٹی کے فیصلہ پر محمول کرے گی اور اس سے ہماری صفوں میں انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو خلوص کے ساتھ مشورہ دیا کہ وہ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس تک انتظار کریں جہاں ان تمام سوالات پر جو ان افراد کے ذہنوں میں پیدا ہو رہے ہیں جو گزشتہ قرارداد بمبئی سے مطمئن نہیں ہیں۔ ٹھنڈے دل سے گفتگو کی جا سکے۔ انہوں نے مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ جو لوگ آل انڈیا کونسل کا اجلاس طلب کرنا چاہتے ہیں ان کا بنیادی مقصد جنگ کے سلسلے میں لیگ موجودہ پالیسی خصوصاً اکثریتی صوبوں میں جہاں وزراء کو ان کے عہدوں پر برقرار رہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور لیگ کے دیگر ارکان سے کہا گیا ہے کہ ان کو اپنی حمایت سے محروم کر دیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ سوال ورکنگ کمیٹی میں اٹھایا گیا اور اس پر گفتگو بھی ہوئی اور ایک قرارداد بغیر کسی اختلاف کے منظور کر لی گئی۔ حتیٰ کہ سر سکندر حیات خاں بھی اس پر رضامند ہو گئے بلاشبہ ہر شخص کا خیال تھا کہ لیگ اور وائسرائے کے مابین ہونے والے مذاکرات پندرہ بیس دن میں کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کوئی رکاوٹ موجود ہے۔ اور مذاکرات زیادہ عرصہ لیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے (راجا غضنفر علی خان) نے ایک قرارداد دکھائی جو لیگ کی کونسل کے اجلاس میں جو ان کی پارٹی کے ایماء پر اگر طلب کیا جاتا پیش کی جاتی۔ قرارداد کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کسی ایسے شخص نے تحریر کیا ہے، جو ہم جیسے اس انتہا پر رہنے والے غرباء سے زیادہ معاملات سے واقفیت رکھتا ہے۔ اس میں کہا گیا تھا کہ صرف لیگ کے نمائندوں کے دفاتر کے سوال کے سوا تعاون کے طریقہ کار کے ضمن میں عملی طور پر لیگ اور برطانوی حکومت کے مابین تمام اہم سوالات طے ہو چکے ہیں قرارداد میں ہز ایکسی لینسی وائسرائے کو مسلم لیگیوں کے درمیان سے کسی بھی شخص کے تقرر کا مکمل مجاز قرار دینے کی تجویز بھی رکھی گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کا مطالبہ وائسرائے کی جانب سے کیا جائے تو وہ نہایت بے ہودہ اور مضحکہ خیز ہو گا۔ کوئی بھی لیگ کی طرف سے وائسرائے یا صوبائی گورنروں کو یہ اختیار نہیں دے سکتا۔ میں خود مشکوک ہوں کہ آیا واقعی وائسرائے نے ایسی کسی خواہش کا آپ سے اظہار کیا ہے۔ اور اگر اس نے یہ عام اختیار طلب کیا ہے تو یقیناً مسلم لیگ اس کو بلا کم و کاست مسترد کر دے

گی۔ بہر حال یہ ہو سکتا ہے کہ مسئلہ کا کوئی حل تلاش کیا جائے اگر ہندوستان کے مسلمانوں کے مفاد میں حکومت سے تعاون ناگزیر ہے اور آپ کے اور ہز ایکسی لینسی وائسرائے کے درمیان نمائندگی کے پیمانے پیشگی طے ہو چکے ہیں۔

تیسری قرارداد میں پانچ ارکان پر مشتمل ایک سب کمیٹی کے قیام کی تجویز رکھی گئی تھی۔ جو فرقہ وارانہ مسائل پر دیگر پارٹیوں سے جب اور جیسے اسے ضرورت محسوس ہو مذاکرات کرے۔ یہ سب سے حیرت ناک تھی۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے آج کل کوئی بھی فرقہ وارانہ تصفیہ کی بات نہیں کر رہا ہے۔ لیکن قرارداد میں ہم سے کہا گیا کہ ہم اپنے راستے سے ہٹ کر ایک کمیٹی قائم کر کے دیگر پارٹیوں سے گفتگو کریں اگر وہ ہم پر رحم کھاتے ہوئے گفتگو پر آمادہ ہو جائیں اس قرارداد میں جو تصور پیش کیا گیا اس کا بین السطور مقصد آپ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار ہے نہ کہ ایک کمیٹی کا قیام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کے وفود بنگال اور دیگر صوبوں میں بھی گئے ہیں میں نہیں جانتا کہ ان کی کونسل کے اجلاس میں کیا تعداد ہو گی لیکن اس قسم کا اجلاس طلب کرنے کا خیال میرے نزدیک مکروہ فعل ہے۔ میرے خیال میں یہ سوال ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں زیر بحث آنا چاہئے۔ اور اگر وہاں بھی کوئی حل دریافت نہ ہو سکے تو جو لوگ ابھی تک مطمئن نہ ہوں وہ کونسل کا اجلاس بلانے کی تحریک کریں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد کریں تاکہ صورت حال پر غور کیا جا سکے میں نے آپ کو ایک خط ۹ جولائی کو تحریر کیا تھا جس کی ایک کاپی منسلک کر رہا ہوں لیکن ابھی تک مجھے جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ شاید یہ خط آپ تک نہیں پہنچ سکا ورنہ مجھے جواب ضرور ملتا۔ اس خط میں بھی میں نے آپ کو ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کے بارے میں التماس کیا تھا۔ نہایت اہمیت کے حامل کچھ ایسے سوالات ہیں جن پر ہم کو صوبوں میں جنگی فنڈ بالواسطہ یا بلاواسطہ عطیات دینے والوں کے خلاف کارروائی کرنے سے پیشتر غور کرنا پڑے گا۔ جہاں تک یوپی کا تعلق ہے صرف چند مسلم لیگیوں نے جنگی کمیٹیوں میں شمولیت اختیار کی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جن افراد نے جنگی فنڈ میں بخوشی یا جبری طور پر عطیات دیئے ہیں ان کی تعداد سینکڑوں میں ہو گی۔ اگر ہماری گزشتہ قرارداد ان افراد کا احاطہ بھی کرتی ہے تو ہم کو ان کے خلاف کارروائی کرنا ہو گی۔ نتائج کچھ ہو اور ہوں گزشتہ روز کانپور مسلم لیگ کے چند ارکان جو میونسپل بورڈ کے بھی رکن ہیں۔ مجھ سے یہ مشورہ طلب کرنے آئے تھے کہ جب میونسپل بورڈ کی جانب سے جنگی فنڈ میں عطیات دینے کا سوال زیر بحث آئے تو ان کو کیا کرنا چاہئے۔ کانگرس اس قرارداد کی مخالفت کے لئے تیار ہے۔ اگر مسلم لیگ اس تحریک میں ان سے تعاون کرے میں نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ غیر جانب دار رہیں اگرچہ میں یہ نہیں جانتا کہ میں نے کس حد تک ان کو صحیح مشورہ دیا کیوں کہ واضح ہدایات کی غیر موجودگی میں اس قسم کی مشکلات آئے دن تجربے میں آ رہی ہیں۔

آپ کا مخلص

خلیق

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل۔ بمبئی

۱۹ اگست ۱۹۴۰

ڈیر خلیق الزماں

مجھے آپ کے ۹ جولائی اور ۷۔ اگست کے تحریر کردہ دونوں خطوط ملے اور ان اطلاعات کے بارے میں جو آپ نے مجھے فراہم کی ہیں۔ میں بہت مشکور ہوں۔ میں آپ کے ۹ جولائی کے خط کا جواب نہیں دے سکا کیوں کہ میں بیمار تھا۔ اس کے علاوہ بہت اہم نوعیت کے واقعات بڑی تیزی سے رونما ہوتے رہے۔ جس کی بنا پر خاصا مصروف رہا۔ آپ کو غالباً اب تک ۱۷ اگست کو بمبئی میں منعقد ہونے والے ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کی اطلاع مل گئی ہو گی۔

جہاں تک پنجاب میں کچھ افراد کی سازشوں کا تعلق ہے میں ان اطلاعات پر آپ کا مشکور ہوں جب بھی آپ بمبئی تشریف لائیں گے میں تمام معاملات آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔ وہ مختلف نکات جو آپ نے تجویز کئے ہیں ان پر خصوصی توجہ دے رہا ہوں اور ان پر بمبئی میں بوقت ملاقات گفتگو ہو گی۔ جیسا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اس اہم اجلاس میں بغیر کسی عذر کے شرکت کریں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

خلیل اللہ پیلی بھیتی

۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو جب قائد اعظم بریلی پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ جب قائد اعظم کھلی گاڑی میں کھڑے ہوئے تو گلے میں ہاروں کی کثرت سانس بند کئے دے رہی تھی۔ چنانچہ خلیل اللہ پیلی بھیتی نے جو قریب ہی کھڑے تھے بڑی عجلت سے آگے بڑھ کر ہار ہلکے کر دیئے۔

خواتین

قائداعظم خواتین کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور انہیں وہ حقوق دلانے کے متمنی تھے، جو انہیں اسلام نے دیئے ہیں۔ اس کا اندازہ قائد اعظم کے ان تقریری اقتباسات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے انہوں نے فرمایا تھا۔

☆ خوشی کی بات ہے کہ مسلمان خواتین میں بھی انقلابی تبدیلی ہو رہی ہے۔ یہ تبدیلی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی آگے نہ بڑھیں۔

(مسلم کونشن دہلی ۱۷ اپریل ۱۹۴۶)

☆ آپ کے پاس اس سے بھی بڑی کامیابی کی کنجی ہے وہ کنجی ہے آپ کی آئندہ نسل، اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کیجئے کہ وہ پاکستان کے قابل فخر شہری اور موزوں سپاہی بن سکیں۔ آپ نے پاکستان کے لئے بہت سی قربانیاں دی ہیں اس پاکستان کے لئے جسے اب ساری دنیا ایک مسلمہ حقیقت تسلیم کر چکی ہے۔ بس ایک قدم اور آگے بڑھانا ہے وہ وقت دور نہیں جب ساری دنیا کی قومیں پاکستان کی تعریف و توصیف کریں گی انشاء اللہ۔

(مسلم لیگ کے شعبۂ خواتین سے خطاب ۶ فروری ۱۹۴۸ء)

☆ قوم کی تعمیر اور اس کے استحکام کے عظیم کٹھن کام کے سلسلے میں خواتین کو انتہائی اہم کردار ادا کرنا ہے خواتین قوم کے نوجوانوں کے کردار کی معمار ہوتی ہیں، جو مملکت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حقیقت رکھتے ہیں۔ یہ نہ کہا جائے کہ پاکستان کی خواتین پیچھے رہ گئیں یا اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر رہیں۔

ریڈیو پاکستان ڈھاکہ
۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء

خوجہ

قائد اعظم محمد علی جناح کے اہل خاندان کو تجارت کے پیشہ سے منسلک ہونے کی بناء پر خوجہ کہا جاتا تھا۔ بقول نواب صدیق علی خان قائد اعظم نے فرمایا کہ آپ کے آباء و اجداد لوہانہ راجپوت تھے یہ لوگ پنجاب کے بعض حصوں میں ابھی تک آباد ہیں۔ اور حضرت قائد اعظم کے خاندان کے ایک فرد پیر عبدالرزاق صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ تجارت ان کا پیشہ تھا اس لئے انہیں خواجہ کہا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں یہ نام بگڑ کر خوجہ ہو گیا۔

خودداری

تقسیم ہند سے پہلے راجستھان قدیم ریاستوں کا ایک مجموعہ تھا جن میں ایک اودھے پور ریاست بھی تھی۔ ریاست اپنے حکمران کی عمدہ انتظامی صلاحیت کی وجہ سے کافی مشہور تھی۔ اور اس کا حکمران مہاراجا پرتاپ کی اولاد میں سے تھا۔ ریاست میں ہندوؤں کی ایک ذات جن کا مشہور مندر تھا اس مندر میں جب ایک بھیانک قتل کی واردات ہوئی تو ایک گروہ کی جانب سے اندور کو لکھتی اور صفت کر سر حکم چند نے سر چمن لال سیتل داد کی خدمات حاصل کیں اور مخالف گروہ نے ملک کے ممتاز بیرسٹر محمد علی جناح کی خدمات حاصل کیں جب کہ عدالت کی صدارت ایک انگریز جج نے اودھے پور میں قائد اعظم محمد علی جناح کی آمد کو ریاست کے عوام نے اپنے لئے عزت افزائی کا باعث خیال کیا اور قائداعظم کی ماہر قانون کی حیثیت سے شہرت کے علاوہ ان کی شخصیت کی کشش کی بدولت بھی ریاست کے حکمران ہز ہائی نس مہاراجا سر بھوپال سنگھ نے انہیں اپنے محل میں آنے کی دعوت دی۔ قائد اعظم جیسے ہی مہاراجا کے کمرہ استقبالیہ میں پہنچے تو محل کے ایک ملازم نے قائد اعظم سے درخواست کی کہ وہ ہز ہائی نس سے باریابی سے قبل جوتے اتار دیں۔ چونکہ یہ ہر چھوٹے بڑے آنے والے کے لئے حکم ہے۔ جس پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔

قائد اعظم نے اس ملازم سے فوراً ہی سوال کیا "کیا انگریز بھی ہز ہائی نس سے باریابی سے پہلے ایسی ہی کرتے ہیں؟"

ملازم نے جواب دیا جی نہیں۔

یہ حکم انگریزوں کے لئے نہیں۔ اس پر قائد اعظم نے

برجستہ کہامیں کسی انگریز سے کم نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر قائداعظم ریاست کے حکمران سے ملے بغیر تشریف لے گئے۔

انور حارث
روزنامہ جنگ کراچی
۲۶ دسمبر ۱۹۷۰

خورشید

کے ایچ۔ قائداعظم محمد علی جناح کے سیکرٹری۔ وہ ۲۵ جون ۱۹۴۴ء کو نواب بہادر یار جنگ کا تعزیتی پیغام لینے کے لئے آل انڈیا ریڈیو کی طرف سے گئے تو قائداعظم نے انہیں اپنا سیکرٹری رکھ لیا۔ انہوں نے کشمیر میں مسلم لیگ اسٹوڈنٹ یونین کی بنیاد رکھی۔ اور اس حیثیت سے متعدد بار قائد سے ملے۔

خورشید الحسن خورشید

قائداعظم کے باعتماد ساتھی اور پرائیویٹ سیکرٹری و صدر آزاد جموں و کشمیر۔

وہ ۱۹۲۴ء میں گلگت میں مولوی محمد اسلم (ہیڈ ماسٹر ہائی سکول) کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایس پی کالج اور ایمرسن کالج سری نگر میں تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں لنکنز ان سے بار ایٹ لاء کیا۔ کالج کے زمانہ ہی سے تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ کشمیر مسلم سٹوڈنٹس یونین کے بانی تھے۔ ۲۰ سال کی عمر میں ۱۹۴۵ء میں قائداعظم کے پرائیویٹ سیکرٹری بن گئے۔ مسلم لیگ کے کئی اہم وفود میں شامل رہے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک قائداعظم کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۴۹ء میں اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر پیش کیا۔ وہ جموں و کشمیر لبریشن لیگ کے بانی صدر تھے۔ ۱۹۵۹ سے ۱۹۶۲ تک آزاد کشمیر کے صدر رہے۔ ۱۹۵۸ میں سیز فائر لائن عبور کرنے پر ساڑھے تین ماہ قید کاٹی۔ ۱۹۴۵ء میں جب قائداعظم نے کشمیر کا دورہ کیا تو انہیں اپنا پرسنل سیکرٹری بنا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ ۱۹۶۲ء میں جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ بنایا۔ محترمہ فاطمہ جناح جب صدارتی امیدوار کھڑی ہوئیں تو ان کی حمایت کی۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اختلاف کی بنا پر دلائی کیمپ بھجوایا گیا جہاں وہ ایک ماہ نظر بند رہے۔ ۱۹۶۱ میں انہوں نے آزاد کشمیر میں عام انتخابات کرائے۔

۱۲ مارچ ۱۹۸۸ کو گوجرانوالہ کے نزدیک کار کے حادثے میں جاں بحق ہوگئے۔

خورشید انور میاں، میجر

فوجی ملازم اور سالار اعلیٰ مسلم لیگ نیشنل گارڈ۔ انہوں نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے کی بات کی۔ وہ جالندھر میں پیدا ہوئے۔ تحریک پاکستان کے ابتدائی مراحل میں باوجود سرکاری ملازم ہونے کے انہوں نے ہندوؤں اور انگریزوں کی آپس کی سازش کو بے نقاب کیا جو پاکستان کے قیام کے سلسلے میں کی جارہی تھی۔ اس پاداش میں ان پر مقدمہ چلایا گیا مگر حضرت قائداعظم نے ان کی وکالت کی اور اپنی خداداد قابلیت سے اس مقدمہ سے باعزت طور پر انہیں بری کرادیا۔ قائد کے کہنے پر ملازمت سے علیحدگی اختیار کرلی اور ان کے دست راست بن گئے۔ انہوں نے جب سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کیا تو قائداعظم سے اس کی باقاعدہ منظوری حاصل کی پونچھ کی آزادی کی تحریک میں بھی نمایاں طور پر حصہ لیا۔

تاریخ پیدائش اور وفات معلوم نہیں ہو سکی۔

خورشید انور، میجر۔

تحریک پاکستان کے رہنما، انہیں حکومت پنجاب نے تحریک پاکستان کے دوران نمایاں خدمات انجام دینے کے صلے میں ۱۹۸۹ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا ۱۹۴۵ء میں انہیں قائداعظم نے مسلم لیگ نیشنل گارڈ کا چیف آرگنائزر مقرر کیا۔ وہ جالندھر کے باشندے تھے انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران میں صوبہ سرحد کے بہت سے علاقوں کا دورہ کیا۔ سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلے میں زیر زمین سرگرم عمل رہے صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے سلسلے میں جو کمیٹی قائم کی گئی اس کے رکن کی حیثیت سے انہوں نے نہایت اہم خدمات انجام دیں۔ وہ صحیح معنوں میں ایک انقلابی لیڈر تھے سرکاری ملازمت (فوج) میں ہونے کے باوجود انہوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں کئے جانے والے اقدامات کی حمایت کی۔ وہ بھیس بدل کر اپنے عزیزواقارب کے ہاں جاتے تو انہیں بھی پتہ نہ چلتا۔ سری نگر کے محاذ پر زخمی ہوئے اور انہوں نے ۱۹۴۸ء میں شہادت کا

درجہ حاصل کیا۔

خورشید جاہ، خیرالدین مرزا

دہلی میں پیدا ہوئے۔ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے بڑے بیٹے کے پڑپوتے۔ وہ چیفس کالج لاہور کے تعلیم یافتہ تھے۔ قیام پاکستان سے قبل ایک خصوصی تقریب میں قائداعظم کو مغلیہ دور کی اشرفیاں بطور نذرانہ پیش کیں۔ قیام پاکستان کے بعد دہلی سے لاہور آگئے۔ ان کے عقیدت مند انہیں سرکار کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

اگست ۱۹۷۵ء میں لاہور میں انتقال کیا۔

ماخذ مضمون روزنامہ مشرق
از میاں محمد شفیع
۵ ستمبر ۱۹۷۵

خوش پوشی

قائداعظم بڑے خوش لباس آدمی تھے۔ ان کے جوتے ہاتھ کے بنے ہوئے ہوتے تھے۔ جو پیرس سے بن کر آتے تھے۔ ان کے تمام سوٹ Saville Row Suit کے سلے ہوتے تھے۔ وہ بہترین قمیص پہنا کرتے تھے۔ اور سب سے اچھا کالر لگایا کرتے تھے۔ غرض ہر اعتبار سے ان کا لباس معیاری ہوتا تھا۔

شلوار اور شیروانی سے قبل وہ بو ٹائی بھی لگاتے تھے۔

خوش دامن

لیڈی پٹیٹ - قائداعظم محمد علی جناح کی خوش دامن تھیں

خیابان قائداعظم

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو اسلام آباد میں تمام شاہراہوں، رہائشی سیکٹروں اور دوسرے اہم مقامات کے نام تبدیل کر دیئے گئے۔ اور اس ضمن میں یہ بتایا گیا کہ یہ نام پاکستان کی تاریخ، روایات، ثقافت اور جغرافیائی تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ چنانچہ قائداعظم کی خدمات کے صلے میں کیپٹل ایونیو کا نام خیابان قائداعظم رکھ دیا گیا۔

اس کا اعلان کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے چیئرمین لیفٹننٹ جنرل کے ایم شیخ نے کیا۔

''میرے والد آگرہ میں جج تھے انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ قائداعظم کسی کیس کے سلسلہ میں آگرہ تشریف لائے۔ مسلم لیگ نے جلسہ کرنا چاہا قائداعظم نے اس بنا پر شرکت سے انکار کر دیا

میں اپنے موکل کی طرف سے پیش ہونے آیا ہوں جس کی وہ فیس ادا کر رہا ہے میں خیانت کیسے کروں۔ آپ جلسہ کرنا چاہتے ہیں تو بعد میں بلالیں میں اپنے خرچ پر آؤں گا۔

خیانت سے گریز

قائداعظم محمد علی جناح نے زندگی میں کبھی خیانت نہ کی۔ اس ضمن میں متعدد واقعات اس کا عملی ثبوت ہیں تاہم یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

تحریک پاکستان کے رہنما اور مصنف جناب مختار زمن لکھتے ہیں۔

خیبر (درہ)

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۶ء میں جب صوبہ سرحد کے دورے پر آئے تو انہوں نے درہ خیبر کا بھی دورہ کیا۔ خیبر کے قبائلی رہنما ملک سیدا خان نے قائد کو مدعو کیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۵ء میں قائد اس علاقے کے دورے پر آئے۔ اپریل ۱۹۴۸ء میں قائداعظم نے پھر درہ خیبر کا دورہ کیا۔ ۱۲اپریل کو قائد درہ خیبر گئے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ پولیٹیکل ایجنٹ کرنل بیکن نے قبائلی سرداروں کا قائداعظم سے تعارف کرایا۔ قبائلیوں نے قائداعظم کو چھ سالم دنبے اور بہت سے تحائف پیش کئے۔ قائداعظم کو خیبر رائفل کے جوانوں نے سلامی دی۔ چائے کے بعد قائداعظم کی خدمت میں قبائلیوں کی طرف سے ملک ولی خان کوکی خیل نے ایک رائفل اور ایک خنجر پیش کیا۔

قبائلی عوام نے محترمہ فاطمہ جناح کو سنہرا کام کیا ہوا خوبصورت سینڈل اور شال بھی دی۔

خیرات اللہ

تحریک پاکستان کے ایک کارکن اور سٹی مسلم لیگ

گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری۔

۱۹۴۱ - ۱۹۴۲ء میں جب مسلم لیگ کی گوجرانوالہ میں رکنیت سازی ہوئی تو انہیں وارڈ نمبر ۳ کا رکن بنایا گیا۔ قائد اعظم نے انہیں اپنا چغہ بھی عطا کیا۔ ۱۹۴۴ء میں قائد اعظم جب کشمیر جاتے ہوئے گوجرانوالہ آئے تو انہیں پہلی مرتبہ قائد سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ سیالکوٹ کانفرنس میں بھی ان کی قائد سے ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر جب مسلمانوں نے الیکشن جیتا تھا تو قائد اعظم نے فرمایا۔ مسمانوں۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور ساتھ ہی میں آپ کو ایک نشان دیتا ہوں اپنی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کھڑی کی اور کہا کہ مسلمانوں ایک ہو جاؤ۔ ایک ہو جاؤ۔ ایک ہو جاؤ۔

سول نافرمانی کی تحریک میں گوجرانوالہ سے گرفتار ہوئے۔

خیرالدین، خواجہ:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، ۱۹۴۳ء میں قائد اعظم محمد علی جناح سراج گنج (مشرقی پاکستان اب بنگلہ دیش) تشریف لے گئے تو ان کے استقبال کے تمام تر انتظامات خواجہ صاحب نے کئے۔ ۱۹۸۹ء میں پنجاب حکومت نے انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل بھی دیا وہ ۴/جولائی ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے انہوں نے ڈھاکا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم ہی انہوں نے یونیورسٹی طلباء کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان کے سلسلے میں ڈھاکا سے کام کا آغاز کیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۴۵/۴۶ء کے انتخاب میں مسلم لیگ کی انتخابی مہم میں بھی حصہ لیا۔ جس کے نتیجے میں مسلم لیگ کو ۹۷ فیصد نشستیں ملیں اور خواجہ صاحب کو صوبائی مسلم لیگ اور مرکزی ورکنگ کمیٹی کا رکن منتخب کر لیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ کو شکست ہوئی تو اس کی تنظیم نو کے کام کے سلسلے میں بنائی گئی کمیٹی میں ان کو بھی شامل کر لیا گیا۔ ۵۷-۱۹۵۶ء میں بلدیہ ڈھاکا کے رکن بنے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک پھر بلدیہ کے رکن رہے۔ وہ مسلم لیگ کے نائب صدر بھی رہے۔ محترمہ فاطمہ جناح کی انتخابی مہم میں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ ایوب خاں کی طرف سے بلائی جانے والی گول میز کانفرنس میں شرکت کی ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد تین سال تک قید کاٹی ستمبر ۱۹۷۴ء میں رہا ہو کر پاکستان آئے اس وقت مسلم لیگ کے نائب صدر ہیں۔

د

دادا بھائی نورو جی

پارسی فرقے کے رہنما۔ قائد اعظم جب لندن میں زیر تعلیم تھے تو انہوں نے ان سے سیاسی معاملات میں بہت کچھ سیکھا تھا۔

وہ ۴ ستمبر ۱۸۲۵ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۲۹ سال کی عمر میں الفنسٹن کالج میں ریاضی کے استاد مقرر ہوئے۔ اسی دوران لٹریری اور سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی اور پارسی لڑکیوں کے لئے ایک سکول قائم کیا۔ ۱۸۵۸ء میں گجراتی زبان کا ایک اخبار نکالا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر بھی رہے۔ ان کی خدمات کے صلہ میں حکومت ہند نے انہیں برطانوی دارالعوام کی رکنیت دلا دی چنانچہ وہ لندن چلے گئے۔ ۱۹۰۶ء میں لندن سے واپس لوٹے تو انہیں ایک مرتبہ آل انڈیا نیشنل کانگریس کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ متعدد رفاہی ادارے قائم کئے۔

۱۹۱۷ء میں انتقال کیا۔

دادو

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں دادو سے قاضی محمد اکبر مسلم لیگ کے امیدوار تھے قائد اعظم نے مسلم لیگی رہنماؤں کو ہدایت کی کہ دادو کی نشست ضرور حاصل کی جائے۔

چنانچہ قائد اعظم کے فرمان پر مولانا داؤد غزنوی، پیر مانکی شریف، پیر صاحب زکوڑی شریف اور مسلم لیگ کے کئی ممتاز رہنما دادو گئے۔ اور انہوں نے مخالفین کی مزاحمتوں کے باوجود دادو میں کامیاب جلسے کئے پرجوش اور ولولہ انگیز تقریریں کیں۔ جس کے نتیجے میں قاضی محمد اکبر جیت گئے۔ اس انتخاب کی اہمیت کے پیش نظر قائد اعظم نے علی گڑھ سے ایک سو رضا کار بھی دادو بھجوائے تھے۔ ریگزار سندھ کی جلتی ہوئی ریت پر انہوں نے میلوں پیدل سفر کیا۔ وہ گاؤں گاؤں گئے قریہ قریہ گئے اور گھر گھر گئے۔ اور کئی کئی دن صرف چنوں اور کھجوروں پر گزارا کیا۔

جی الانا

دار العوام

۱۲ دسمبر ۱۹۴۶ء کو جب دار العوام میں ہندوستان کے مسئلے پر بحث شروع ہوئی تو قائد اعظم ایوان کی گیلری میں تشریف فرما تھے۔

داس، کانجی دوار کا داس

انہوں نے قائد اعظم کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ وہ اپنی کتاب گاندھی جی میں لکھتے ہیں کہ خواہ کوئی نزاعی مسئلہ کیوں نہ ہوتا گاندھی جی بغیر سوچے سمجھے میدان میں کود پڑتے تھے جب کہ جناح مسائل کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے تھے اور ان مسائل کا حل تلاش کرتے تھے۔

داسیہ۔ پی ایس رام

جون ۱۹۴۷ء میں مسٹر پی ایس رام داسیہ نے جو مسٹر بھٹو کے دور میں مشاورتی کونسل برائے اقلیتی امور رہے، نے کئی بار دہلی میں قائد اعظم سے ملاقاتیں کیں اور ان سے پوچھا کہ ہم شیڈول کاسٹ لوگوں کو پاکستان میں کیا حقوق ملیں گے؟

قائد اعظم نے کہا۔

آپ لوگ ہمارے بھائی ہیں۔ اور اسلام میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے۔ مجھے آپ لوگوں سے انتہائی ہمدردی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے مسٹر جوگندر ناتھ منڈل کو عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی ایک نشست دے دی ہے۔ کیوں کہ ان کی نمائندگی کا حصہ کانگریس لے گئی تھی۔ انہوں نے اپنے بوٹ کی نوک سے کمرے میں بچھے ہوئے قالین پر لکیر کھینچتے ہوئے کہا۔ ہندوستان کی تقسیم مسلم اور غیر مسلم علاقوں کی بنا پر ہو رہی ہے اور اس لکیر کے ایک طرف مسلم علاقہ ہے اور دوسری طرف غیر مسلم لیکن پاکستان میں ہر انسان کے ساتھ بلا تفریق مذہب و عقیدہ رنگ و نسل مساویانہ سلوک کیا جائے گا۔ اور شیڈول کاسٹ بھی ہمارے بھائیوں کی طرح بھائی رہیں گے۔

ماہنامہ ہم وطن جنوری ۱۹۷۷ء

دانائے اعظم

یہ کتاب اکرام زیبائی نے ۱۹۸۵ء میں مرتب کی اور اسے ۲/۷ جی خالد آباد فردوس کالونی گلبہار کراچی نمبر ۱۸ سے شائع

کیا گیا۔ اس کتاب میں دانائے اعظم سے مراد حضرت قائداعظم محمد علی جناح ہیں جنہوں نے اپنی بے مثال فراست اور بے پناہ تدبر سے آزادی کی جنگ لڑی اور آخر کار ہم آزادی سے ہم کنار ہوئے۔ دراصل یہ کتاب تین حضرات کے مضامین پر مشتمل ہے۔ ایک مضمون مولانا محمد اسماعیل ذبیح کا ہے تین مضامین اشتیاق حسین اظہر کے اور ایک جسٹس ریٹائرڈ ہادی بخش میمن کا ہے۔

ان تمام مضامین میں بنیادی طور پر قیام پاکستان کے اسباب اور محرکات پر روشنی ڈالی گئی ہے اس میں قائداعظم کی جدوجہد دو قومی نظریہ کی اصل بنیاد، قرارداد پاکستان اور اس کے بعد کے حالات و واقعات اور تحریک پاکستان میں سندھ کے کردار کے مختلف پہلوؤں پر لکھا گیا ہے۔ اس میں ان اہم واقعات و حالات کی نشاندہی کی گئی ہے جو اس طویل دور میں پیش آئے۔ اور ان شخصیات کا تذکرہ شامل ہے جو اس میں شامل رہیں۔ کتاب ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

دتا، دھیر نندر ناتھ

دستور ساز اسمبلی پاکستان کے رکن، انہوں نے قائداعظمؒ محمد علی جناح کا ڈھاکہ کے ہوائی اڈے پر دیگر افراد کے ہمراہ اس وقت استقبال کیا جب وہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۸ کو مشرقی پاکستان کے دورے پر ڈھاکہ گئے تھے۔

درس، مولانا ظہور الحسن

تحریک پاکستان کے رہنما کراچی میں شاید ہی کوئی جلسہ ایسا ہو جس میں انہوں نے قائداعظم کے ساتھ تقریر نہ کی ہو۔

وہ کراچی میں مولانا عبدالکریم درس کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار سے معقولات اور مولانا صوفی عبداللہ درس سے منقولات کی تعلیم حاصل کی۔ خوشنویس بھی تھے۔

تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۰ سے ۱۹۴۷ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن اور پراونشل مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور اہم عہدوں پر فائز رہے۔ صوبہ سندھ میں مسلم لیگ کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ قائداعظم کراچی میں ہمیشہ ان کی اقتدا میں نماز ادا کرتے۔ قیام پاکستان کے بعد حسب دستور قائداعظم نے ان سے نماز عید کے اوقات منگوائے مگر قائد وقت پر نہ پہنچے وہ نماز عید پڑھانے کے لئے مصلے پر بیٹھ گئے نواب زادہ لیاقت علی خان، عبدالرب نشتر محمد ایوب کھوڑو اور دیگر سیاسی اکابرین نے قائداعظم کی آمد تک نماز میں تعطل کے لئے کہا تو آپ نے گرج کر فرمایا۔

میں ان علماء کرام و حفاظ عظام کے علم کا احترام کروں یا جناح صاحب کا، میں نے جناح صاحب کو اوقات سے مطلع کر دیا تھا میں اپنے وقت کا پابند ہوں اور دوسرے یہ کہ میں جناح صاحب کی نماز پڑھانے نہیں آیا بلکہ خدائے اعظم جل جلالہ کی نماز پڑھانے آیا ہوں۔

یہ کہہ کر صفوں کو درست کروا کر تکبیر فرمادی۔ نماز عید کے بعد احکام عید پر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا بعد میں قائداعظم جو پچھلی صفوں میں پہنچ چکے تھے تشریف لائے اور تقریر فرمائی جس میں مولانا کی اس جراتِ ایمانی کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہمارے علماء کو ایسے ہی کردار کا حامل ہونا چاہئے جس کا مظاہرہ آج مولانا درس نے فرمایا ہے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس خطبہ ارشاد فرمایا۔ بزم سنیہ صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ جمیعت العلمائے پاکستان کے بانی رکن تھے۔ ۱۴ نومبر ۱۹۷۲ء کو کراچی میں وفات پائی۔

درد، عبدالرحیم:۔

احمدیہ مسجد لندن کے امام، انہوں نے ۱۹۳۳ء میں قائداعظم کے قیام لندن کے دوران میں ملاقات کی انہوں نے قائداعظم دفتر کنگ بنچ وال (King Bench Wal) میں تین گھنٹے تک سیاسیات ہند کے سلسلے میں بحث کی۔ عبدالرحیم درد کی درخواست پر قائداعظم نے ایک چھوٹی سی مسجد کی گراونڈ میں تقریر کا انتظام کیا۔

تاریخ احمدیت جلد ہفتم

صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ اور ۵۷۴۔

درہ بانہال

مقبوضہ کشمیر کا ایک درہ اس کے لئے قائداعظم محمد علی جناح نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں گورنر سر فرانسس موڈی (پنجاب) کو ہدایت کی کہ وہ جنرل گریسی کو جو سر فرینک مسیر دی کی عدم

موجودگی میں قائم مقام کمانڈر انچیف تھا یہ حکم پہنچائے کہ وہ پاکستانی افواج کو فی الفور کشمیر میں داخل کر کے اور انہیں راولپنڈی کشمیر روڈ پر قبضہ کر کے سری نگر تک پہنچنے کی ہدایت دے۔ ان دستوں کے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ سری نگر سے آگے نکل کر جموں روڈ پر پہنچیں۔ اور درہ بانہال پر قبضہ کر لیں۔ جنرل گریسی نے اس بنا پر ان احکام کی تعمیل سے معذرت کی کہ وہ سپریم کمانڈر کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔

جنرل گریسی کے اس انداز سے پاکستان کو شدید نقصان پہنچا اور کشمیر اس کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

درہ خیبر

دیکھئے خیبر درہ

دست راست

قائد اعظم محمد علی جناح نے نوابزادہ لیاقت علی خان کو اپنا دست راست قرار دیا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے نوابزادہ لیاقت علی خان کو آل انڈیا مسلم لیگ کا اعزازی جنرل سیکرٹری بھی اس اجلاس میں منتخب کرایا۔ جو ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائد اعظم نے ایک قرارداد پیش کی۔ جس میں کہا گیا تھا۔

یہ طے کیا جاتا ہے کہ یوپی لیجسلیٹو کونسل کے نائب صدر نوابزادہ لیاقت علی خان کو تین سال کے لئے آل انڈیا مسلم کا اعزازی جنرل سیکرٹری منتخب کیا جائے۔

اس عہدے کے لئے راجا غضنفر علی بھی امیدوار تھے لیکن جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنا نام واپس لے لیا۔ نواب زادہ لیاقت علی ۱۹۴۷ء تک بلا مقابلہ اس کے سیکرٹری منتخب ہوتے رہے۔

حالات کے لئے دیکھئے
لیاقت علی خان

دستور ساز اسمبلی (پاکستان)

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو جوگندر ناتھ منڈل کی صدارت میں منعقد ہونے والے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس میں کراچی میں شرکت کی۔ سب سے پہلے قائد اعظم نے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے۔ ایوان میں ۲۷ ارکان میں سے ۵۲ ارکان موجود تھے۔ خاں لیاقت علی خاں کی تجویز پر مسٹر جوگندر ناتھ منڈل نے پہلے اجلاس کی صدارت کی۔

نیز دیکھئے
صدر دستور ساز اسمبلی

دلاور، ایچ ایم پی ایس

پاک بحریہ کا جہاز جس کا افتتاح قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو کیا۔

قائد اعظم جب اس ادارے کا افتتاح کرنے کے لئے تشریف لائے۔ ان کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح بھی تھیں۔ دلاور کے آفیسر کمانڈنگ کیپٹن [illegible] کے علاوہ پاک بحریہ کے کمانڈر انچیف وائس ایڈمرل جیفورڈ اور پاکستان نیوی کے لیفٹننٹ کمانڈر چودھری محمد صدیق اور دیگر اعلیٰ افسر بھی موجود تھے۔ قائد کی تشریف آوری پر نیول پولیس کے دستے اور نیول پرووسٹ مارشل کی اپنی جیپ میں کار کے آگے آگے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ قائد اعظم جیسے ہی کار سے باہر تشریف لائے تو کمانڈر انچیف نے ان کا استقبال کیا۔ آفیسران سے ہاتھ ملانے کے بعد قائد اعظم اپنے ایڈی کانگ کی رہنمائی میں ڈائس میں تشریف لائے یہاں انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ یہاں پر انہوں نے فرمایا۔

”یاد رکھئے ہم میں سے ہر ایک نے ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لئے اہم کردار ادا کرنا ہے۔ خیال رہے کہ آپ نے تعداد کی کمی کو جرات مردانہ اور بے لوث احساس فرض کے ساتھ دور کرنا ہے یہی توقعات ہیں جو ہمیشہ سے فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہیں۔“

دوجانہ ہاؤس

نئی دہلی کا وہ مقام جو چاوڑی بازار میں واقع ہے۔ اور جہاں یتیم خانہ، مدرسہ انجمن حمایت اسلام کا ساتواں سالانہ اجلاس ۱۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ قائد اعظم نے اپنے دست مبارک سے یتیم خانہ کے طلباء کو انعامات تقسیم کئے۔ قائد اعظم نے اس موقع پر تقریر کرتے

ہوئے فرمایا۔

"حضرات جس وقت میرے پاس مولانا حامد علی قریشی آئے اور انہوں نے فرمایا کہ یتیم بچوں کو تقسیم انعامات کے سلسلے میں میری ضرورت ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوئی اس لئے کہ قوم کی بھلائی کے لئے بنیادی کام لائبریریاں، یتیم خانے، اسکول، ہسپتال وغیرہ یہی اصل چیزیں ہیں جن سے مخلوق خدا کی خدمت ہوتی ہے۔ مسلم لیگ ملک کے سیاسی کام کر رہی ہے۔ اور اگرچہ وہ بہت بھاری سوال ہے جس کے لئے ہم لڑ رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی مسلم لیگ کے پروگرام اور مقاصد میں یہی بنیادی چیزیں شامل ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم قوم کی خرابیوں اور کمزوریوں کا علاج نہ کریں یہ بڑی بڑی تقریریں سب بے کار ہیں۔

دوست محمد شاہ

قائداعظم کے جاں نثار و معتقد، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب قائداعظم نے لاہور میں چندہ کی اپیل کی تو انہوں نے بہت زیادہ حصہ دیا۔ وہ اس وقت برصغیر کے سب سے پہلے اور بڑے مسلمان ٹھیکیدار تھے۔ وہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد سید محمد شاہ اور دادا سید قائم حسین شاہ میانوالی کی معروف شخصیات میں سے تھے۔ دادا کی وفات پر ۲۱ مارچ ۱۹۲۹ء کو یکی شاہ مردان کی سربراہی ان کے سپرد ہوئی۔ ۱۹۳۵ء میں جب مسلم لیگ نے دوقومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان جانے کا نعرہ بلند کیا تو انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ حالانکہ سید صاحب نے سونارام اینڈ کمپنی کے نام پر ٹھیکیداری شروع کر دی تھی۔ اور پہلا ٹھیکہ کالاباغ ریلوے برج کا لیا تھا جس کا تخمینہ پچاس لاکھ روپے تھا۔ لہٰذا حکومت انہیں نقصان پہنچا سکتی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے مجاہدین تیار کئے۔ اور اس کے لئے اسلحہ کا انتظام کیا۔ قرارداد پاکستان کے بعد اپنی زندگی حصول پاکستان کے لئے وقف کر دی۔ ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں میانوالی سے مسلم لیگ کے لئے بے پناہ اور انتھک محنت کی۔ پاکستان بنا تو ان کے پاس تین ٹھیکے تھے یعنی ایکس بیراج (اب جناح بیراج) (۲) سل پراجیکٹ اور (۳) بھاکڑہ ڈیم پراجیکٹ

جناح بیراج تکمیل کے آخری مرحلے پر تھا۔ تقسیم کے بعد اس کا افتتاح ہونا تھا۔ سید دوست محمد نے تجویز کیا کہ بیراج کا افتتاح قائداعظم کے ہاتھوں ہو نیز اس کا نام جناح بیراج رکھا جائے۔ قائداعظم اپنی مصروفیات کی وجہ سے افتتاح کے لئے تشریف نہ لاسکے تاہم سردار عبدالرب نشتر نے اس کا افتتاح کیا اور جناح بیراج نام دیا۔

قیام پاکستان کے بعد نہر بی آر بی کی تعمیر کراچی نیز جلو ہیڈ ورکس تعمیر کیا۔ ہیڈ پلہ وہاڑی اور پھر تونسہ بیراج جیسے عظیم منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچائے۔

بالآخر تنگ دستی میں زندگی گزاری۔ لیکن ضمیر کو زندہ رکھا۔

۱۴ جنوری ۱۹۸۰ء کو رات کے گیارہ بجے اس دنیا فانی سے اٹھ گئے۔

دوسوہہ:

ضلع ہوشیار پور کی تحصیل، باونڈری کمیشن کے فیصلے سے مسلمانوں کے جو علاقے غاصبانہ طور پر ہندوستان کے حوالے کئے گئے ان میں یہ تحصیل بھی شامل تھی اس کی کل آبادی ۲۵۸۲۹۸ نفوس پر مشتمل تھی جن میں مسلمانوں کی آبادی ۱۴۵۱۰۵ افراد پر مشتمل تھی جب کہ غیر مسلموں کی تعداد ۱۱۳۱۹۳ تھی۔

دوشنبہ (سوموار):

قائداعظم محمد علی جناح کو اس دن سے یہ نسبت حاصل ہے کہ وہ اس روز کراچی میں پیدا ہوئے۔

دولتانہ احمد یار خاں:

دیکھئے احمد یار خاں دولتانہ

دولتانہ، ممتاز محمد خان:

پاکستان کے ممتاز سیاسی رہنما اور قائداعظم کے معتقد۔ وہ فروری ۱۹۱۶ء میں وہاڑی کے علاقے میں نواب احمد یار خاں دولتانہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایف سی کالج کے امریکن پروفیسروں اور لاہور کے چند علماء دین سے پرائیویٹ طور پر تعلیم حاصل کی غیر معمولی نگہداشت کی بنا پر گورنمنٹ کالج لاہور سے صرف سترہ برس کی عمر میں بی اے کیا پھر انگلستان چلے گئے اور

وہاں اکسفورڈ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۰ء تک کا عرصہ انگلستان میں ہی گزارا۔ ۱۹۴۰ء میں والد کے انتقال پر وطن واپس آئے۔ اور لڈن سٹیٹ کی نگرانی شروع کر دی ۱۹۴۲ء میں سر سکندر حیات خاں کے انتقال پر پنجاب اسمبلی کے بلا مقابلہ رکن منتخب ہوئے۔ مارچ ۱۹۴۴ء میں پنجاب مسلم فیڈریشن کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں شرکت کی یہ اجلاس قائد اعظم کی صدارت میں ہوا۔ انہوں نے مجلس استقبالیہ کی طرف سے اپنا خطبہ پڑھا۔

قیام پاکستان کے بعد پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہے۔ بھٹو دور میں انہیں برطانیہ میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا۔

دہلی:

۱۹۱۸ء میں قائد اعظم محمد علی جناح نے لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں کہا کہ ہم اس وقت تک حکومت کی کوئی مدد نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم پر بھروسہ نہیں کیا جاتا اس موقع پر لارڈ ولنگڈن نے کہا کہ اگر مقرر کو حکومت پر کوئی اعتراض ہے تو وہ اس کی شکایت دہلی یا شملہ جا کر کرے دہلی کے حوالے سے یہ پہلا تذکرہ تھا۔ دسمبر ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس دہلی میں اے کے فضل الحق کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں قائد اعظم نے بمبئی سے آکر شرکت کی اس اجلاس میں قائد اعظم نے کہا کہ مسلم لیگ کے دستور کے مطابق ہم انگریزوں کی خارجہ پالیسی پر کوئی تنقید کرنے کے مجاز نہیں ۲۵ جنوری ۱۹۲۵ء کو گاندھی کی صدارت میں قومی کمیٹی کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں قائد اعظم نے فرقہ وارانہ فسادات پر روشنی ڈالی۔ نیز کہا کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرے ۲۰ جنوری ۱۹۲۵ء کو نئی دہلی میں لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس منعقد ہوا اس میں بنگال کرمنل امنڈمنٹ آرڈیننس زیر غور آیا قائد اعظم نے اسے تحفظ فراہم کرنے پر اس رجحان کی مذمت کی۔ دسمبر ۱۹۲۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہوا تو قائد اعظم نے کہا کہ مسلم لیگ کا اصل مقصد مکمل ذمہ دار حکومت کا حصول ہے نیز ہندوستان کے موجودہ آئین میں ترامیم ناگزیر ہیں انہوں نے کہا کہ انہیں مرتب کرتے وقت ان باتوں کا خیال رکھا جائے۔

۱۔ ملک کی ہر مجلس مقننہ یا دیگر منتخب جماعتوں میں اقلیت کی مناسب نمائندگی کا سامان کیا جائے اور کسی صوبے کی اکثریت کو اقلیت یا مساوات کے درجہ پر نہ تبدیل کیا جائے

۲۔ اقلیت کی نمائندگی کے لئے جداگانہ انتخابات قرار دئے جائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ کسی خاص وقت یا موقع پر مشترکہ انتخابات کو بھی زیر عمل لا سکے۔

۳۔ اگر کسی وقت علاقوں کو دوبارہ تقسیم کرنے کی ضرورت محسوس کی جائے تو اس وقت بنگال، پنجاب و شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مسلمانوں کی اکثریت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔

۴۔ ہر جماعت کو مذہبی معاملات، عقائد اور عبادات اور اشاعت تعلیمات میں مکمل آزادی ہونی چاہئے

۵۔ اگر کسی جماعت کے تہائی ممبر قانون یا تجویز کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ ان کے حق میں ضرر رساں ہے تو اس حالت میں یہ قانون یا تجویز پاس نہ کی جائے۔

انہوں نے اس ضمن میں مسلم لیگ کی کمیٹی کے قیام کا بھی اعلان کیا۔

۳ مارچ ۱۹۲۹ء کو مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا اس میں نہرو رپورٹ کو مکمل طور پر مسلمانوں کے خلاف قرار دیا گیا۔

۳۰۔۳۱ مارچ ۱۹۲۹ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ملتوی شدہ اجلاس قائد اعظم کی صدارت میں روشن تھیٹر میں منعقد ہوا۔ اس میں قائد اعظم کے چودہ نکات منظور کیے گئے۔

نومبر ۱۹۲۹ء میں دہلی سے قائد اعظم نے مدن موہن مالویہ کے اشتراک سے ایک بیان جاری کیا جس میں برطانوی حکومت سے مذاکرات کے لئے ہندوستان کے نمائندوں کو مدعو کرنے کی تجویز کا خیر مقدم کیا گیا

نومبر ۱۹۳۰ء میں قائد اعظم نے شفیع لیگ کا اجلاس دہلی میں طلب کر لیا۔ اجلاس میں ہندوستان کے ہر صوبہ سے بہت بڑی تعداد میں مسلمان اکابر شریک ہوئے۔

۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کو قائد اعظم نے دہلی میں ڈاکٹر مختار انصاری کے مکان پر ہندو مسلم مفاہمت کے سلسلے میں بات چیت کی ۱۸ فروری ۱۹۳۵ء کو قائد اعظم نے دہلی کالج کے طلبا سے

خطاب کیا اور کہا کہ اگر میں اتحاد قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا تو یقین کیجئے کہ یہ اس ملک میں آزادی کے لئے لڑی جانے والی جنگ کو نصف جیت لینے کے مترادف ہو گا۔ انہوں نے مرکزی اسمبلی میں اپنی ترامیم کے سلسلہ میں ہندو عناصر کے رویہ کی بھی مذمت کی اور کہا کہ میری ترامیم کی منظوری میری نہیں بلکہ پوری قوم کی فتح ہے۔ جنوری ۱۹۳۶ء میں قائد اعظم بمبئی سے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں انہوں نے انتخابات کے سلسلے میں جمعیت علماء ہند کے رہنما مولانا احمد سعید اور ڈاکٹر انصاری سے مذاکرات کئے۔ ۷ مارچ ۱۹۳۶ء کو قائد اعظم لاہور سے دہلی پہنچے اور اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی۔ اور سیتا مورتی کی ایک تحریک پر آزاد پارٹی کے قائد کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ نیا آئین ہماری مرضی اور منشاء کے موافق نہیں ہے اس لئے ہم اس پر رائے دیں گے۔

۲۰ مارچ ۱۹۳۷ء کو مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ہوا اس کی صدارت قائد اعظم نے کی اور طے پایا کہ مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی بنائی جائے اور لیگ کا پرچم اسی جھنڈے کو قرار دیا جائے جو ۱۹۳۷ء کے اجلاس میں لکھنو میں لگایا گیا تھا

۲۹۔ مارچ ۱۹۳۷ء کو انہوں نے وائسرائے سے گفتگو کے ظہرانے میں شرکت کی اور ۳ اپریل کو دہلی میں اپنے مکان پر ایک عصرانہ دیا جس میں اسمبلی کے ارکان نے شرکت کی۔

۴ جون ۱۹۳۸ء کو دہلی میں مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے پہلے اجلاس کی صدارت کی۔ جس میں مجلس عاملہ کے بائیس ارکان نے شرکت کی۔ کانگریس کو کہا گیا کہ کانگریس مسلم لیگ کو ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم تصور کرتے ہوئے مذاکرات کرے

۳۰ جولائی ۱۹۳۸ء کو دہلی میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کی صدارت کی۔ ۳ فروری ۱۹۳۹ء کو دہلی میں مرکزی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا اس دوران مسلم لیگ کی تنظیم اور دیگر متنازعہ امور بھی قائد کے پیش نظر رہے۔ ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو پھر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی۔

۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائد اعظم کو دہلی میں وائسرائے نے ملاقات کی دعوت دی اس ملاقات میں قائد اعظم نے مسلمانوں کے مطالبات اور خیالات بہت صاف صاف بیان کیے مگر وائسرائے نے کوئی معین اور قطعی بات نہیں کی۔

۴ نومبر ۱۹۴۰ء کو نواب یامین خاں کے مکان پر لیگ کی اسمبلی پارٹی کا اجلاس ہوا جس کی صدارت قائد اعظم نے کی۔ اسی سال اینگلو اورینٹل عربک کالج کے طلباء سے خطاب کیا۔

۲۲ فروری ۱۹۴۱ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعے طے کیا گیا کہ ہر سال مسلم لیگ ۲۳ مارچ کا دن یادگار کے طور پر منایا کرے گی۔

۲۶ اور ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم نے مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اور کونسل مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی اور فیصلہ کیا گیا کہ وائسرائے ہند کی من مانی کارروائی کے پیش نظر مسلم لیگ اس سال مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرے گی ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم نے مسلمانوں کے انگریزی ہفت روزہ اخبار ڈان کا افتتاح کیا ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کو دہلی میں یوم پاکستان کے سلسلے میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت قائد اعظم نے کی اس موقع پر انہوں نے کہا کہ دیگر جماعتوں سے کہیں زیادہ مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی و خود مختاری کی علمبردار ہے ہم انصاف کے طالب ہیں۔ اور ایک آزاد قوم کی حیثیت سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔

۱۳ ستمبر ۱۹۴۲ء کو انہوں نے دہلی میں اخباری نمائندوں سے خطاب کیا ۲۳ دسمبر ۱۹۴۲ء کو قائد اعظم نے ایک بیان جاری کیا جس میں انہوں نے بنگال میں طوفان آنے سے متاثر ہونے والے افراد کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور اپنی جانب سے ایک ہزار روپے امدادی فنڈ میں دیئے

۷ مارچ ۱۹۴۳ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں انہیں ایک مرتبہ پھر مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا گیا

۳۰ مارچ کو ڈاکٹر ضیاالدین نے سید غلام بھیک نیرنگ کی جانب سے اپنے مکان پر عشائیہ دیا تو قائد نے بھی اس میں شرکت کی۔

۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء کو قائد نے آل انڈیا مسلم لیگ کے تیسویں اجلاس کی صدارت کی۔ ۹ نومبر ۱۹۴۳ء کو مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی۔

۲۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو انہوں نے مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اجلاس میں انڈونیشیا اور ہند چینی میں ہندوستان کی فوجوں کے استعمال پر تحریک التوا پیش ہوئی تو قائد اعظم نے اس کی

مذمت کی

۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم نے دہلی میں ایک افریقی وفد سے ملاقات کی جس نے ان کو افریقہ کے مسلمانوں کی طرف سے مکمل حمایت کا یقین دلایا تھا

۳۰ مارچ کو قائد اعظم نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی اور ازاں بعد رائٹر کے نمائندے فریزر کو ایک بیان میں کہا کہ مجھے علم نہیں کہ کابینہ مشن کیا کرنے والا ہے لیکن مسلم لیگ اس سے ملاقات کرے گی۔ ۲۱ مارچ کو نیوز کرانیکل لندن کے نامہ نگار مسٹر فارمن کلف سے اپنا موقف دہرایا ۱۳ اپریل کو بی بی سی کے ڈونلڈ ایڈورڈز نے پاکستان کے بارے میں سوالات کیئے ۱۶ ستمبر ۱۹۴۶ء کو وائسرائے نے قائد اعظم سے ملاقات کی۔ ۵ اپریل ۱۹۴۷ء کو نئے وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن سے ملاقات ہوئی۔ ۱۲ اپریل کو مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو نئی دہلی سے کراچی تشریف لے آئے اور اس کے بعد پھر کبھی ہندوستان کا رخ نہ کیا۔

دہلی تجاویز:

۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو دہلی میں مسلم کانفرنس قائد اعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت منعقد ہوئی ان میں جو تجاویز منظور ہوئیں انہیں دہلی تجاویز کا نام دیا گیا۔ دہلی تجاویز مسلمانوں کے ان تین مطالبات پر مشتمل تھی جنہیں کانگریس کے ساتھ کسی بھی سیاسی سمجھوتے کی اساس قرار دیا گیا تھا۔ قائد اعظم کی ان کوششوں کو سراہتے ہوئے بمبئی مسلم لیگ کے سیکرٹری ایم سی چھاگلہ نے پر زور الفاظ میں کہا کہ

"........جناح ایک عظیم قائد ہیں جن کے ہاتھ میں جادو کی چھڑی ہے۔ اور وہ ناممکن کو ممکن بنانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ دہلی تجاویز مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے ایک الگ صوبہ بنایا جائے

۲۔ شمال مغربی سرحدی صوبے اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کی طرح دستوری اصلاحات نافذ کی جائیں اور تمام صوبوں میں مسلم نشستیں مخصوص کی جائیں اس صورت میں مسلمان مخلوط انتخاب کے لئے رضامند ہوں گے۔

۳۔ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی نمائندگی آبادی کے تناسب پر مبنی ہوگی اور مرکزی اسمبلی میں مخلوط طریقہ انتخاب سے مسلمان کی نمائندگی کسی صورت میں بھی ایک تہائی یا ۳۳ فی صد سے کم نہ ہوگی۔

دہلی دروازہ لاہور:

قائد اعظم محمد علی جناح علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب میں انتخابی سرگرمیوں کے آغاز کے سلسلے میں ۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو لاہور تشریف لائے تو انہوں نے دہلی دروازہ کے باغ میں ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے یونینسٹ پارٹی پر کڑی نکتہ چینی کی اس موقع پر انہوں نے یونینسٹ پارٹی کو رجعت پسندوں کا ایک ٹولہ قرار دیا اور کہا کہ اس کی پشت پر ضمیر فروش پریس کا پروپیگنڈہ حکومت کی چشم التفات اور لاعلم رائے دہندوں کے ووٹ ہیں انہوں نے پریس کے ایک حصے پر الزام عائد کیا کہ وہ ہمارے لائحہ عمل اور مطمع نظر کو پبلک کے سامنے ہمیشہ غلط نکتہ نگاہ سے پیش کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں روزنامہ انقلاب نے بالخصوص مسلم لیگ پر فرقہ وارانہ پارٹی کا لیبل لگایا تھا قائد اعظم نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ دبی زبان سے یہ امر تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام سے کوئی اختلاف نہیں لیکن اس کے باوجود ہم پر دھڑلے سے الزام لگاتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی غرض سے فرقہ وار پارٹیوں کو تشکیل کر رہے ہیں

اور ان کا اپنا ادعا یہ ہے کہ وہ بذات خود بڑے قوم پرست فرقہ واری کی لعنت سے کوسوں دور ہیں لیکن کیا میں ان لوگوں سے پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں اور کیا وہ ایمانداری سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یونینسٹ پارٹی اس لئے غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے کہ اس کے اپنے ارکان کی فہرست میں دو ہندوؤں کے نام بھی شامل ہیں جو موقع بہ موقع ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں یونینسٹ پارٹی کے مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ میں شمولیت سے گریز اور بورڈ پر حملوں کا ذکر بھی کیا اور کہا کیا کبھی آپ نے غور کیا کہ آپ کے رہنما اس تنظیم بین المسلمین کی کڑی بننے سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ سچی بات اگرچہ کڑوی ہوتی ہے لیکن میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر وہ لیگ کی رکنیت قبول کر لیں تو اس صورت میں انہیں لیگ کی پالیسی اور پروگرام کا زہر بھرا جام جو بدقسمتی سے حکومت

کی چشم التفات کی چاشنی سے معرا ہے نوش کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ لیگ کے حلف نامے پر دستخط کرنے سے ان کی من مانی کارروائیوں کا بھی خاتمہ ہوتا ہے

سر سکندر حیات خاں پر قائد اعظم نے نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ اگر وہ اہل پنجاب کی غیر فرقہ وارانہ بنیادوں پر خدمت کرنے کے لئے اس قدر بے تاب تھے تو آج سے پہلے کہاں تھے

دہلی سے کراچی پرواز:

ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماونٹ بیٹن کے منصوبے کے تحت قائد اعظم محمد علی جناح نے ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو دہلی سے کراچی پرواز کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہندوستانی مسلمانوں کو اپنی حکومت کا وفادار رہنا چاہئے کیوں کہ کوئی حکومت غداروں کو برداشت نہیں کرتی یعنی خود بانی پاکستان کے مطابق ہندی النسل مسلمانوں کا حق پاکستان پر ختم ہو گیا۔

۸ اگست ۱۹۴۷ء کو ٹائمز آف انڈیا میں ایک کارٹون شائع ہوا کہ ہوائی جہاز میں قائد اعظم جہاز کی کھڑکی کے قریب تشریف فرما باہر کا نظارہ کر رہے ہیں اور رن وے پر چودھری خلیق الزمان، حسین امام اور نواب اسماعیل خاں اپنے چہرے پر کیا جانئے تو نے اسے کس حال میں دیکھا۔ کی حسرت و حیرانی و ویرانی بکھیرے قائد اعظم کو الوداع کہہ رہے ہیں

اور قائد اعظم فرما رہے ہیں۔" اپنی حکومت سے وفادار رہو"

ارشاد احمد حقانی

جنگ لاہور

۱۰ اپریل ۱۹۸۸ء

دہلی کالج:

قائد اعظم نے ۱۸ فروری ۱۹۳۵ء کو دہلی کالج میں تقریر کی اور کہا۔ اگر میں یہ اتحاد (ہندو مسلم) حاصل کر سکوں تو پھر یقیناً سمجھ لیجئے کہ ملک کی آزادی کی نصف جنگ جیتی جا چکی ہے جب تک ہندو اور مسلمان متحد نہ ہوں گے تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے لئے امید کی کوئی صورت نہیں اور ہم دونوں غیر ملکی تسلط کے تحت غلام رہیں گے۔

دیال سنگھ کالج یونین:

قائد اعظم محمد علی جناح دیال سنگھ کالج لاہور یونین کی دعوت پر ۵ مارچ ۱۹۳۶ء میں کالج میں تشریف لائے یونین کے صدر پروفیسر لاج پت رائے نے قائد اعظم کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں ہندوستان کے مشہور رہنما گوکھلے سے تشبیہ دی۔

قائد اعظم نے اس موقع پر جوابی تقریر میں فرمایا میرا ابتداء سے یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان کی نجات فرقہ پرستی کے ذریعے سے ہرگز نہیں ہو سکتی میں ماضی میں بھی اس عقیدہ کا حامل رہا ہوں اور آئندہ بھی اس کا پیرو کار رہوں گا

اب بھی اگر انسان ہندوستان کی بے لوث خدمت پر آمادہ ہو جائے تو ہمارا مستقبل درخشاں ہو گا

دیانت.

قائد اعظم محمد علی جناح کے تمام سوانح نگار جن میں انگریز بھی شامل ہیں۔ قائد اعظم کی تین صفات محنت. دیانت اور جرات کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کے بدترین دشمنوں نے بھی اعتراف کیا کہ وہ ایک دیانت دار شخص تھے ان کی دیانت کی کئی مثالیں ہیں یہاں سب کا ذکر کرنا تو محال ہے تاہم چند ایک مثالیں دی جا رہی ہیں

پروفیسر ابوبکر حلیم نے آر سی ڈی اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک جلسہ جو ۲۵ دسمبر ۱۹۶۷ء کو کراچی میں منعقد ہوا میں بتایا

ایک مرتبہ جنگ عظیم کے زمانے میں جب کار کی بیٹری پر کنٹرول تھا قائد اعظم کی کار کی بیٹری خراب ہو گئی انہوں نے متعلقہ انگریز افسر کو اس بیٹری کے حصول کے لئے خط لکھا۔ بعد ازاں کئی روز بعد ایک دعوت میں ان کی اس انگریز افسر سے ملاقات ہوئی تو قائد اعظم کے استفسار پر اس نے پوچھا کہ انہوں نے جنگی فنڈ میں کتنی امداد دی ہے قائد اعظم نے اس سے کہا کہ وہ تحریری طور پر بات ان سے پوچھے اس انگریز افسر نے کئی ہفتوں تک بیٹری کے حصول کے معاملے کو دبائے رکھا۔ قائد اس تمام عرصے میں تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن انہوں نے بلیک سے بیٹری نہیں خریدی۔ کیوں کہ ان کے اصول کے خلاف تھا۔

قائداعظم محمد علی جناح ایماندار اور اصول پسند تھے۔ ایک مرتبہ بمبئی کے ایک تاجر عبدالکریم نے قائداعظم کو ایک مقدمے میں وکیل مقرر کرنا چاہا۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میری فیس پانچ صدروپے روزانہ ہے عبدالکریم نے کہا کہ میں اتنی بھاری فیس اداکرنے کا متحمل نہیں کچھ کم کریں قائداعظم نے انکار کر دیا۔ عبدالکریم نے قائداعظم کے سامنے پانچ ہزار روپے کی رقم رکھتے ہوئے کہا کہ مجھے آپ کی پانچ صدروپے روزانہ کی فیس منظور ہے لیکن سردست میرے پاس یہی رقم ہے آپ مقدمے کی پیروی شروع کر دیں۔ باقی رقم میں مقدمہ کی پیروی کے دوران یا اختتام پر ادا کر دوں گا قائداعظم نے تین دن میں مقدمہ کی پیروی کر کے مقدمہ جیت لیا اور عبدالکریم سے صرف تین دن کی فیس پندرہ سو روپے وصول کر کے باقی رقم اسے واپس لوٹا دی۔

قائداعظم کے پاس ایک موکل آیا جس کا مقدمہ بہت لمبا چوڑا تھا اور اس کی فیس بھی بہت بنتی تھی موکل نے کہا کہ اس کے پاس دس ہزار روپے ہیں اس لئے قائداعظم نے مقدمہ لینے سے انکار کر دیا پھر بھی موکل نے ان کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ کاغذات کی حد تک ہی معائنہ کریں اور باقی چھوڑ دیں جب قائداعظم نے کاغذات کو دیکھنا شروع کیا تو مقدمہ بہت ہی دلچسپ نکلا اور انہوں نے ساری مسل پڑھ ڈالی اور موکل کو مناسب مشورہ دے دیا سب یہ خیال کرتے تھے کہ انہوں نے اس پر غیر معمولی نوازش کی ہے لیکن قائداعظم کے حساب کے مطابق فیس ساڑھے تین ہزار بنتی تھی اس لئے انہوں نے باقی رقم موکل کو واپس کر دی۔

مضمون یک مرد خود آگاہ ہے
از مطلوب حسین سید
اقرا قائداعظم نمبر جون ١٩٧٦

دی بمبئی نیشنل یونین (ایئر بک اور ڈائری ١٩١٨):

یہ ڈائری اور ایئر بک قائداعظم کی ملکیت تھی اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے تھی اور اسے ڈاکٹر ڈی کے ست ہائی Sath aye نے مرتب کیا تھا۔ قائداعظم باقاعدہ طور پر ڈائری نہ لکھتے تھے۔

دیدۂ بینائے قوم:

اسے محمد سلیم ضیاء نے مرتب اور مکتبہ میری لائبریری لاہور نے ١٩٦٩ء میں شائع کیا۔

یہ کتاب قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت سے بحث کرتی ہے۔ تین ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں اختصار کے ساتھ قائداعظم کے حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں دوسرے باب میں قائداعظم کی تقریروں کے اخباری بیانوں اور پیغاموں سے اقتباسات پیش کیے گئے ہیں۔

گو یہ کتاب قائداعظم کے بارے میں کوئی جامع کتاب نہیں ہے البتہ ایک عام آدمی کی ضرورتوں کو پورا کرتی نظر آتی ہے۔

اس اعتبار سے اس کی اپنی ایک افادیت ہے۔

دی سول سپوکس مین:

عائشہ جلال کی انگریزی تصنیف اس کتاب کا پورا نام جناح دی مسلم لیگ اینڈ دی ڈیمانڈ فار پاکستان ہے۔

اردو میں دی سول سپوکس مین کا ترجمہ مسلمانوں کے تنہا ترجمان کیا گیا ہے۔

کتاب میں قائداعظم کی ان کاوشوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے قیام پاکستان کے لئے کیں۔ کتاب کی اشاعت سے قائداعظم کے حالات و واقعات پر شائع ہونے والی کتابوں میں ایک گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔

دلیش پانڈے:

بال گنگا دھر تلک ہندوستان کا مشہور انتہا پسند لیڈر تھا۔ جولائی ١٩١٦ء میں حکومت نے بغاوت کے الزام میں اس پر مقدمہ دائر کیا۔ حکومت نے اس کی تقاریر پر جو اس نے بلگام اور احمد نگر میں کی تھیں کو جواز بنا کر دفعہ ١٠٨ اور ١١٢ ضابطہ فوجداری کے تحت نوٹس جاری کیا کہ وہ ایک سال تک نیک چلن رہنے کے متعلق ٢٠ ہزار روپے کا مچلکہ اور دس دس ہزار کی ضمانت داخل کرائے۔ ١٧ اگست کو یہ مقدمہ ایچ پی ہاچ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پونا کی عدالت میں پیش ہوا حکومت کی طرف سے ڈی پی بیننگ پیش ہوا جب کہ تلک دھر کی طرف سے مسٹر جناح، جوزف پٹستا۔ کھاندریکا اور آسکر پیش ہوئے۔ اس مقدمے

میں دلیش پانڈے کو جرح کے لئے جب پیش کیا گیا تو قائداعظم نے کہا کہ وہ جرح کرنے سے پہلے شارٹ ہینڈ نوٹوں کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اس پر اجلاس دوسرے دن پر ملتوی ہو گیا۔

دی قائد:۔
قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کا ادبی مجلہ۔ یہ مجلہ کارکنان کالج کی پانچ سالہ تگ و دو کے بعد قائداعظم کے صد سالہ جشن کے موقع پر طبع کیا گیا۔

اگرچہ یہاں میڈیکل کالج کے طلبا زیر تعلیم ہیں تاہم اس میں بیشتر طلبا و طالبات نے بہترین طریق سے لکھنے کی کامیاب مساعی کی ہیں۔

دی قائدین:۔
قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کا ادبی مجلہ۔ یہ رسالہ ۱۹۸۸ء میں جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں ایک خصوصی تقریب ممتاز ادیب زاہد حسین چغتائی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں شرکاء محفل میں لٹریری سوسائٹی قائداعظم یونیورسٹی کی جانب سے شائع کیا جانے والا مجلہ دی قائدین بھی تقسیم کیا گیا جس کی اشاعت کی کہانی جعفر رضا نے کچھ اس طرح سنائی کہ درس گاہوں کے مجلّے طلبا کی تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر اور ان کے شعور کے عکاس ہوتے ہیں ہم نے آس و امید کی بجائے جستجو اور عمل کا راستہ اپنایا اور اپنے محدود وسائل میں یہ میگزین شائع کیا جسے ایک ہمہ رنگ میگزین کی اشاعت کے لئے سفر کی جانب پہلا قدم کہا جا سکتا ہے۔

دی گریٹسٹ بیٹریال (The Greatest Betrayal)

ایک پمفلٹ جسے ۳ جون ۱۹۴۷ء کے تقسیم ہند کے منصوبے کے بعد چودھری رحمت علی نے ۹ جون ۱۹۴۷ء کو لکھا۔ اس پمفلٹ میں انہوں نے قائداعظم کو اور مسلم لیگ کو بری طرح کوسا۔ قائداعظم کو میر جعفر اور انگریزوں کا ایجنٹ کہا۔ انہوں نے قاسم، محمود، بابر، اورنگ زیب، احمد شاہ ابدالی اور سلطان ٹیپو کے کارناموں کو انگریزوں کے ساتھ مل کر تباہ کرنے والا کہا۔ انگریزوں کا ایجنٹ اور دینیا (Dinia) یعنی پاکستان، بنگا سام، عثمانستان، صدیق ستان، حیدرستان وغیرہ اور جنوبی ایشیا کے پاک ایشیا کا غدار کہا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب پاکستان بغیر کشمیر اور آدھے پنجاب کے پاکستان ہے۔

ماخذ نوائے وقت لاہور ۱۰ جنوری ۱۹۸۷ء
مضمون سلطان ظہور اختر

دین محمد شیخ، جسٹس:
وہ ۱۸۸۶ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے انہوں نے ایف سی کالج لاہور سے ۱۹۰۷ء میں ایم اے اور ۱۹۱۰ء میں لاء کالج سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور راولپنڈی سے عملی زندگی کا آغاز کیا اور جلد ہی ان کا شمار معروف وکلاء میں ہونے لگا۔

۱۹۱۴ء میں گوجرانوالہ آ گئے اور فوجداری وکیل کی حیثیت سے بڑا نام پیدا کیا دوران وکالت گوجرانوالہ بار ایسوسی ایشن کے صدر اور دیگر کئی اداروں کے صدر و سرپرست رہے۔

۴ مئی ۱۹۱۹ء کو جذبہ الوطنی کے مقدس جرم کی پاداش میں گرفتار کر لئے گئے۔ ۱۹۱۰ء میں میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ کے رکن، ۱۹۱۴ء میں نائب صدر اور ۱۹۲۴ء میں بلدیہ کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں احرار رہنما مولوی مظہر علی اظہر کے مقابلے میں پنجاب کونسل کے رکن چن لئے گئے وہ ۱۹۳۱ء میں دوبارہ پنجاب اسمبلی کے رکن بنے۔ بعد ازاں وکالت کی غرض سے لاہور آ گئے اور ۱۹۳۳ء میں چھ ماہ تک اسسٹنٹ لیگل ریممبرینسر رہے

۱۹۳۴ء میں لاہور ہائی کورٹ کے ایڈیشنل جج اور ۱۹۳۵ء میں پارلیمینٹ کی جانب سے Indian Delimitation Committee کے رکن نامزد ہوئے۔ مسجد شہید کے مقدمے کے سلسلے میں تینوں ججوں میں سے ایک جج مقرر ہوئے ۱۹۳۸ء میں پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور ۱۹۳۹ء میں سنڈیکیٹ کے ممبر رہے۔ اسی یونیورسٹی سے ۱۹۴۴ء میں ڈاکٹر آف لاز کی اعزازی ڈگری ملی ۱۹۴۶ء سے ۱۹۴۷ء میں سابق بہاولپور ریاست کے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ ریڈ کلف ایوارڈ کے لئے بھی منتخب کئے گئے اکتوبر ۱۹۴۸ء میں گورنر سندھ نامزد ہوئے لارڈ ماونٹ بیٹن کی کراچی آمد پر قائداعظم نے پہلی پارٹی دی اس میں چند منٹ تک ان اس سے گفتگو کی۔ ۱۹۵۱ء تک اسی عہدے پر رہے پھر

امور کشمیر کے مشیر رہے ۳۱ جنوری ۱۹۶۰ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔

تین خط۔ ایک موضوع

ماخذ ارشد میر

صحیفہ قائداعظم نمبر

ستمبر۔ دسمبر ۱۹۷۶ء

جولائی ۱۹۴۷ء میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے انہیں باؤنڈری کمیشن کا رکن نامزد کیا۔

دین محمد کے نام جناح کا خط۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ۶ دسمبر ۱۹۲۷ء کو بمبئی سے جناب دین محمد کو یہ خط لکھا۔

بمبئی ۶ دسمبر ۱۹۲۷

ڈیر مسٹر دین محمد

میں اپنا وہ خط آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جو میں نے سیکرٹری کو تحریر کیا تھا یہ خط تمام اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور مجھے امید ہے کہ لیگ پنجاب کی ان رجعت پسند قوتوں کا شکار نہیں ہوگی جو مفاد پرست گروہ نے پیدا کی ہیں۔ مسلم لیگ کے اجلاس کو کامیاب بنانے کا صرف یہی واحد طریقہ ہے کہ کلکتہ کو مقام اجتماع بنانے کے سلسلے میں ہزہائی نس آغا خاں کی زبردست حمایت کی جائے۔

مہربانی فرما کر اپنا ووٹ دس تاریخ سے پیشتر سیکرٹری لیگ کو دہلی بذریعہ تار ارسال کر دیں

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

دینہ۔

ضلع جہلم کا مشہور قصبہ۔ جہلم سے گیارہ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہاں ۱۹۳۷ء میں ڈاکٹر محمد قاسم کی سربراہی میں قائداعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں جلسہ منعقد ہوا۔ قائداعظم نے اس جلسے میں مختصر تقریر بھی کی۔

دیو آرائین بھانجا۔

مرکزی سپریم کونسل میں جن انیس ارکان نے صوبائی مرکزی سطح پر کونسلیں قائم کرنے اور انہیں زیادہ سے زیادہ اختیار دینے اور تمام صوبائی اور مرکزی انتظامی کونسلوں میں کم از کم نصف ارکان ہندوستانیوں میں سے لینے کا جو مطالبہ کیا گیا تھا اسے ایک محضرنامے کی شکل دی گئی

اس محضرنامے پر قائداعظم کے ساتھ انہوں نے بھی دستخط کیے۔

دیوبندی علماء۔

علماء دیوبند کا ایک طبقہ قیام پاکستان کا مخالف تھا جن دنوں تحریک پاکستان زوروں پر تھی تو دیوبندی علماء نے یہ تبلیغ کی کہ مذہب کو سیاست سے الگ رکھا جائے اس بات کو واضح طور پر مولانا خلیق احمد مدنی نے بیان کیا اور کہا کہ مذہب تو آفاقی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسے کسی ایک ملک یا قوم تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ قومیت جغرافیائی حدود کے اندر ہوتی ہے اور جغرافیائی حدود کے اندر ہندو اور مسلم دونوں اکٹھے ہیں اس لئے ان کو قوم پرست جدوجہد بھی مل کر کرنی چاہئے

دیوبندی علماء نے یہ بھی کہا کہ بھارت اگرچہ دارالسلام نہیں بن سکتا لیکن ہندو مسلم سب کے لئے دارالامن ضرور بن سکتا ہے جہاں مسلمانوں کو تمام مذہبی حقوق حاصل ہوں گے۔ دیوبندی علماء کی تحریک انہیں باتوں کے ساتھ انگریز کے خلاف شروع ہوئی تھی اور ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک تحریک خلافت کے دوران انہوں نے ہندوستانی سیاست پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ تحریک خلافت کا مقصد یہ تھا کہ ترکی میں خلافت عثمانیہ کو بحال کیا جائے اس تحریک کا نتیجہ یہ نکلا دیوبندی علماء کے مابین اختلافات پیدا ہو گئے اور اس کے ایک حصے کی ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ کو ہمدردیاں حاصل ہو گئیں اور اس حصے نے جمعیت العلمائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ دیوبندی حضرات میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی وغیرہ شامل تھے۔

دیوجی کانجی۔

قائداعظم کے دوست جنہوں نے ان کی شادی کے موقع پر قاضی کا انتظام کیا۔

ڈ

ڈاک ٹکٹ.

محکمہ ڈاک حکومت پاکستان نے قائد اعظم محمد علی جناح کی پہلی برسی ۱۱ ستمبر ۱۹۴۹ء ۶ پیسے، ۳ آنے اور ۱۰ آنے والے ڈاک کے ٹکٹوں کا ایک خاص سیٹ جاری کیا ان ٹکٹوں پر پھولوں کا ڈیزائن تھا اور قائد اعظم نام، پیدائش اور انتقال کی تاریخیں اور ان کے زریں اصول یعنی یقین محکم، تنظیم اور اتحاد درج تھے۔

ڈاک و تار کے ملازمین:

۱۳ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم نے ڈاک اور تار کے ملازمین کے متعلق اخبارات کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا

"ڈاک اور تار یونین کے سیکرٹری سے آج میری ملاقات ہوئی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف والے اس پیش کش سے مطمئن نہیں جو انہیں حکومت کی طرف سے پیش کی گئی ہے تاہم میں خوش ہوں کہ حکومت نے ادنیٰ گریڈ والوں کو فوری اضافہ دینے کا اعلان کیا ہے مجھے اس پر بھی خوشی کا اظہار کرنا ہے کہ حکومت نے ایک عدالت بٹھائی ہے جو تنخواہوں کے متعلق فیصلے کرے گی کہ آیا ان میں اضافہ کی فوری ضرورت ہے یا نہیں

عدالت کی رپورٹ شائع ہو جانے کے بعد میں سٹاف پر بھی دباؤ ڈالوں گا۔

ڈان.

ہفتہ وار انگریزی اخبار، جو ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو عید کے دن قائد اعظم محمد علی جناح کی سرپرستی اور نگرانی میں دہلی سے جاری ہوا۔ لیاقت علی خاں اس کے ڈائیریکٹر تھے اس کی ملکیت ایک ٹرسٹ کے ہاتھ میں تھی۔ ابتداء میں یہ ہفتہ وار تھا اور مسٹر پوتھن جوزف، ایک مسیحی صحافی اس کے مدیر تھے۔ ہفتہ وار پرچے پر یہ الفاظ لکھے جاتے تھے بانی محمد علی جناح زیر نگرانی نوابزادہ لیاقت علی خاں سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ۔ بعد میں ڈان روزنامہ بنا دیا گیا۔ پوتھن جوزف کے بعد الطاف حسین اس کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ڈان دہلی سے نکل کر کراچی پہنچ گیا۔ مسلم لیگ کے مقاصد کی ترجمانی میں اس اخبار نے نمایاں اہمیت حاصل کی۔ الطاف حسین اس اخبار کے ایک عرصہ تک مدیر رہے۔

ڈان کراچی سے باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اور اس کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔

Founded by Quaid —i— Azam Mohammad AliJinnah

اس کے موجودہ مدیر ہیں۔

ڈان کے پہلے شمارے (۹ نومبر ۱۹۴۵) کے صفحے اول پر جو شہ سرخی شائع ہوئی وہ یہ تھی۔

(۱)۔ جناح پاکستان کی مسلم ریاست کی تشریح کرتے ہیں خبر کے مطابق پاکستان ایک ایسی جمہوریہ ہو گا جس میں بڑی صنعتیں قومی ملکیت میں ہوں گی اور پاکستان کی مجوزہ ریاست کے پاس اتنے وسائل ہوں گے جو اسے ایک عالمی طاقت بنانے کے لئے کافی ہوں گے، اور ہندوؤں کے خلاف کوئی سماجی رکاوٹیں نہیں ہوں گی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر ایم اے جناح نے آج سیاسی اعتبار سے اقتدار اعلیٰ کی حامل مسلم ریاست پاکستان کے تفصیلی طور پر خدوخال بیان کئے ہیں جسے وہ اور مسلم لیگ ہندوستان میں قائم کرنا چاہتے ہیں انہوں نے ان خیالات کا اظہار ایسوسی ایٹیڈ پریس آف امریکا کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔

مسٹر جناح نے اس نکتہ پر زور دے کر کہا کہ وہ ایک شہری اور مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے بول رہے ہیں لیکن پاکستان کو حاصل کرنے والی قوتوں کا رہنما دماغ (جناح) پاکستان کے دستور ساز اور قانون ساز اداروں کو اپنی مرضی کا تابع بنانے کی کوشش نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ وہ اب ایسا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پاکستان کے اختلافی مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر ان کے بیانات کے چند نمایاں خدوخال یہ ہیں۔

جغرافیائی لحاظ سے پاکستان میں شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے صوبے شمال مغربی ہندوستان میں شامل ہوں گے

ہندوستان کے مشرقی جانب پاکستان کا دوسرا جزو ہوگا جو بنگال اور آسام پر مشتمل ہو گا۔

سیاسی اعتبار سے پاکستان ایک جمہوریہ ہو گا۔

ڈان کا عملہ۔

ڈان کا مدیر اعلیٰ پوتھن جوزف تھا جو کہ مالابار کے علاقے کا باشندہ تھا تین غیر مسلم اور تھے جن میں اکاونٹنٹ چیٹرجی بنگالی تھا دوسرا واسودیو کارٹونسٹ تھا۔ ابراہم جونیر اسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔

ڈان وقف۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء کو مسلم قانون کے مطابق روزنامہ ڈان کو بطور وقف رجسٹرڈ کرایا۔ اور اپنے تمام اثاثوں نقد رقم اور سامان کو مذکورہ وقف میں دیدیا تھا۔ اس وقف کی ملکیت دو روزنامہ اخبار منشور اور انگریزی ڈان تھے۔ قائد اعظم نے وقف پبلک وقف کے طور پر قائم کیا تھا اس کے اغراض و مقاصد یہ تھے۔

(۱) ان اخبارات کو بہترین انداز میں چلایا جائے اور ان کی دیکھ بھال کی جائے۔ نیز جدید ترین مشینری نصب کی جائے۔ اور برصغیر کے تمام علاقوں میں پریس ایجنسی اور دوسرے ادارے قائم کئے جائیں۔ اور مناسب مسلمان نوجوانوں کو صحافت کے مختلف شعبوں کی تعلیم دلائی جائے۔ قائداعظم اس وقت کے واحد متولی تھے اور انہیں اپنا جانشین مقرر کرنے کا اختیار تھا برصغیر کے بعد مذکورہ ٹرسٹ نے اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی اور دہلی سے انگریزی ڈان نکالنا شروع کیا۔

وقف کے اکاونٹ حبیب بنک کراچی۔ لائیڈ بنک کراچی میں تھے جواب گرینڈلیز بنک میں مدغم ہو گیا ہے۔ ان اکاونٹس کو پاکستان کے وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے قائداعظم کے اٹارنی کے طور پر اپریٹ کیا قائد کی وفات کے بعد وقف کے متولی کا عہدہ خالی ہو گیا ۱۹۴۹ء میں سندھ چیف کورٹ میں پاکستان کے ایک شہری محمد الٰہی ولد کرم الٰہی ساکن میکلوڈ روڈ کراچی نے ایک درخواست دائر کی جس میں متولی کے تقرر کی استدعا کی گئی تھی اس درخواست کی سماعت کے بعد مسٹر جسٹس ویلیانی نے محترمہ فاطمہ جناح اور مسٹر لیاقت علی خاں کو وقف کے متولی مقرر کیا ان ہر دو کی وفات کے بعد وقف نے کام بند کر دیا۔

۲ مئی ۱۹۸۷ء کو سندھ ہائی کورٹ میں ایڈووکیٹ محمد فرید الحق نے پھر درخواست داخل کی کہ ڈان کا متولی مقرر کیا جائے چنانچہ چار افراد کے نام تجویز کئے گئے۔

(۱) مسٹر جسٹس محمد ظہور الحق (۲) مسٹر محمد حیات خاں جونیجو (۳) لیاقت ایچ مرچنٹ ایڈووکیٹ. اور (۴) ہائی کورٹ سندھ کا نامزد کردہ شخص

درخواست میں یہ کہا گیا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کے اس وقف کے پیسے سے قائداعظم پریس انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جائے جو وقف کے مقاصد کی شق ڈی کے عین مطابق ہو گا۔ کیوں کہ اس کا کام نوجوانوں کو اخباری صنعت کے مختلف شعبوں کی تربیت دینا ہو گا

ڈاوننگ سٹریٹ نمبر ۱۰:

وزیر اعظم برطانیہ کی سرکاری رہائش گاہ، ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے برطانوی وزیر اعظم لارڈ اٹیلی سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور ان سے برصغیر کے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈمی (پہلے)

کراچی یونیورسٹی میں شعبہ صحافت کے پروفیسر جناب شریف المجاہد کو ۸ جنوری ۱۹۷۶ء کو قائداعظم اکیڈمی کا ڈائریکٹر نامزد کیا گیا۔

حالات کے لئے دیکھیے شریف المجاہد

ڈبل ڈے ڈارنگ

(DoubleDayDoring)

انگلستان کا ایک اشاعتی ادارہ جس نے قائداعظم محمد علی جناح سے تحریک پاکستان اور ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ اور ان کی سوانح لکھنے کے سلسلے میں دس لاکھ پونڈ کے عوض ایک معاہدہ طے کیا معاہدہ میں ناشر نے قائد کو ۲ لاکھ پونڈ ایڈوانس دینے کی شق بھی رکھی لیکن قائداعظم نے یہ شق کاٹ دی اور پیشگی رقم لینے سے انکار کر دیا۔ غالباً انہیں یہ خدشہ تھا کہ وہ کتاب نہیں لکھ سکیں گے اور اگر وہ پیشگی رقم قبول کر لیں

تو کتاب لکھنے کے پابند ہو جائیں گے۔
ماخذ مشرق میگزین ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء
مضمون شاہد حسین بخاری تحقیق رضوان احمد

ڈچ آرمی:

قائداعظم محمد علی جناح نے نان پارٹی لیڈروں کی کانفرنس کو ڈچ آرمی کا نام دیا ان کے نزدیک اس میں سب جنرل ہیں مگر کسی جنرل کے پاس اپنی سپاہ نہیں۔

ڈریک، مسز ایف ای ایچ:

قائداعظم جب کراچی سے پہلی بار لندن گئے تو انہوں نے پے انگ گیسٹ (معاوضہ پر رہنے والے مہمان) کے طور پر ان کے ہاں قیام کیا۔ مسز ڈریک بوڑھی خاتون تھیں ان کی ایک بیٹی تھیں جو قائد کی ہم عمر تھیں وہ قائد سے بہت التفات رکھتی تھیں لیکن قائد اعظم عادتاً اس قسم کی طبیعت کے آدمی نہ تھے جو خود کو معاشقوں میں ملوث کرتے مگر وہ ہر وقت ان کا دل جیتنے کی کوشش میں رہتی تھی۔ مسز ڈریک کی بیٹی مس ڈریک اپنے ہاں مخلوط پارٹیاں کرتی رہتی تھیں ان پارٹیوں میں ایک ایسا کھیل بھی کھیلا جاتا جس میں کسی خاص جگہ پر چھپنے والے کے پکڑے جانے کی صورت میں بوسہ لینا پڑتا تھا مس ڈریک کی ترغیبات کے باوجود قائد اعظم ان کے اس کھیل میں کبھی شریک نہ ہوتے۔

ڈساسٹرس ٹوائی لائٹ

Disastrous Twilight

برطانوی سندھ کے آخری کمانڈر انچیف فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلیک کے پرائیویٹ سیکرٹری میجر جنرل شاہد حامد کی تصنیف، یہ اس ڈائری کا حصہ ہے جو انہوں نے مارچ ۱۹۴۶ سے ۱۹۴۷ء تک لکھی یہ کتاب لندن سے ۱۹۸۶ میں شائع ہوئی۔

ڈفرن، لارڈ:

لارڈ رپن کی جگہ ۱۸۸۴ء میں لارڈ ڈفرن کا تقرر بطور وائسرائے عمل میں آیا اگرچہ قائداعظم کی عمر اس وقت صرف چھ سال تھی تاہم ان کی حیات ہی میں لارڈ ڈفرن کا تقرر عمل میں آیا اس لئے اسے بھی شامل کتاب کر لیا گیا ہے۔

اس کا نام فریڈرک ٹمپل ہملٹن ٹمپل بلیک وڈ تھا اور پہلے اسے صرف بیرن کا خطاب حاصل تھا۔ کئی کتابیں لکھیں ہندوستان سے ۱۸۸۸ء میں جانے کے بعد اٹلی میں سفیر رہا۔

ڈنشا پٹیٹ:

قائداعظم محمد علی جناح کے سسر وہ پارسی تھے اور ان کی بیٹی رتی کا نکاح اسلامی طریق پر ۱۹ اپریل ۱۹۱۸ء کو ہوا وہ اپنی بیٹی کی قائد سے شادی کر کے بہت خوش تھے ۱۹ نومبر ۱۹۲۷ء کو بمبئی میں سائمن کمیشن کے قیام کے خلاف جو پہلا جلسہ منعقد ہوا اس کی صدارت سر ڈنشا پٹیٹ نے کی قائداعظم نے اس جلسے سے خطاب فرمایا۔

ڈنلپ سمتھ انعام علی گولڈ میڈل:

یہ انعام قائداعظم محمد علی جناح نے ۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں منعقدہ ایک پروقار تقریب میں ان طلبا کو دیا جو ایم اے کا امتحان فرسٹ کلاس میں پاس کر چکے تھے۔

ڈنڈاس، سر، امبروز:

تقسیم کے وقت وہ پہلی بار قائداعظم سے ملے تھے انکا کہنا ہے کہ .... یقین مانئے جب مسٹر جناح کسی کے دوست بن جاتے تھے تو ان کی دوستی ہمیشہ پُر خلوص ہوتی تھی اس لئے دوسروں کو جھوٹ بولتے دیکھ نہیں سکتے تھے۔

وہ آزادی سے قبل انڈین سول سروس میں شامل ہوئے اور پشاور کے ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے توچی میں خدمات انجام دیں

وہ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک صوبہ سرحد کے گورنر کے چیف سیکرٹری رہے پھر ۱۹۴۱ء ۱۹۴۳ء تک وزیرستان کے ریذیڈنٹ رہے ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۵ء تک صوبہ کے ریونیو کمشنر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۴۷ء تک دہلی میں محکمہ دفاع ہند کے سیکرٹری رہے ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد کے پہلے گورنر بنے اور اس حیثیت سے انہوں نے

قائد کا استقبال کیا ۱۹۴۹ء میں امبروز برطانیہ گئے اور سات سال تک آئیل آف مین کے لیفٹننٹ گورنر رہے۔

"انجام" کراچی ۱۱ ستمبر ۱۹۶۶ء

ڈوائر جنرل سر مائیکل:

وہ جرنیل جس نے جلیانوالہ باغ میں ہندوستانیوں کا قتل عام کیا۔ ۱۵ جون ۱۹۲۰ء کو قائداعظم نے آل انڈیا ہوم رول لیگ کی بمبئی شاخ کے صدر کی حیثیت سے وزیر ہند کو مندرجہ ذیل تار دیا۔

ہماری لیگ سنٹر کمیٹی کی کثرت رائے کی رپورٹ کو بالکل خلاف انصاف سمجھتی ہے سر مائیکل اڈوائر اور وائسرائے کی جو بے موقع و بے محل تعریف کی گئی ہے اس کو بھی یہ کونسل خلاف انصاف خیال کرتی ہے۔

ڈونلڈ ایڈورڈز:

بی بی سی کا نمائندہ اس نے ۳ اپریل ۱۹۴۶ء کو قائداعظم سے ایک انٹرویو لیا اور پاکستان کے بارے میں سوالات کئے جی الانہ نے اپنی کتاب میں اس ملاقات کی تفصیل لکھی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ڈونلڈ ایڈورڈز نے قائداعظم سے دریافت کیا کہ دو حصوں میں منقسم پاکستان کے درمیان مواصلات کا رابطہ کس طرح قائم ہوگا؟ قائداعظم نے جواب دیا کہ جب آپ برطانیہ سے برطانوی دولت مشترکہ کے دوسرے حصوں کا سفر کرتے ہیں تو آپ کو غیر ملکی علاقے مثلاً نہر سوئز سے گزرنا پڑتا ہے آپس کے سمجھوتوں سے سب کچھ ہو سکتا ہے شمال مشرق کے مسلم علاقوں سے شمال مغرب کے مسلم علاقوں تک جانے کے لئے ہمیں نام نہاد ہندو علاقہ کوریڈور سے گزرنا پڑتا ہے اور اس میں کوئی دشواری نہیں ہوتی آئندہ بھی اس طریق پر عمل ہو سکتا ہے۔

ڈھاکا:

قائداعظم محمد علی جناح قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو کراچی سے ڈھاکہ تشریف لے گئے محترمہ فاطمہ جناح بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ ہوائی اڈے پر مشرقی بنگال کے گورنر سر فریڈرک بورن، وزیراعظم خواجہ ناظم الدین اور ایریا کمانڈر محمد ایوب خاں (جو بعد میں صدر پاکستان رہے) بھی موجود تھے ۸/۳ پنجاب رجمنٹ کے ایک دستے اور پاکستان نیشنل گارڈز نے انہیں سلامی دی

ہوائی اڈے پر جن دوسری شخصیات نے قائد کا استقبال کیا اس میں ڈھاکا ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر اے ایس اکرم، نواب آف ڈھاکا حبیب اللہ بہادر، ڈھاکہ کے بشپ اور مسلم لیگ کے صدر مولانا محمد اکبر خاں، پاکستان مجلس دستور ساز میں کانگریس پارٹی کے لیڈر مسٹر سرشچندر چیٹر جی اور مسٹر دھریندر ناتھ دتا بھی موجود تھے

۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو انہوں نے ڈھاکا میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کیا اور کہا مشرقی بنگال پاکستان کے لئے بہت اہم ہے اس خطہ ارض میں اس قدر مسلمان آباد ہیں کہ دنیا میں کسی جگہ بھی اتنے نہیں

انہوں نے کہا وہ لوگ جو پاکستان کے ہندوستان کے ساتھ مل جانے کے منصوبے باندھتے ہیں وہ خواب کی دنیا میں بستے ہیں اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ پاکستان کی حکومت ففتھ کالمسٹوں۔ پاکستان کے دشمنوں اور کمیونسٹوں کو ہرگز برداشت نہیں کرے گی۔ پاکستان میں اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں وہ ہندوستانی یونین میں بھی نہیں۔

حکومت کو توڑنا اور بنانا آپ کے ہاتھ میں ہے آپ کو صرف ایک مشورہ دوں گا آپ صبر و سکون سے کام لیں۔

۲۴ مارچ کو انہوں نے ڈھاکا یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کیا اور کہا آپ لوگ اپنی تعلیم ایسے وقت میں ختم کر رہے ہیں جب آپ کا ملک آزاد ہو چکا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ پاکستان بننے کے بعد ہماری سیاست میں ایک بنیادی تبدیلی ہوئی ہے ہم اب آزاد ہیں یہ حکومت ہماری حکومت ہے جو عوام کی بہتری اور ملک کی ترقی کے لئے کام کرتی ہے

آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ جو چاہیں کریں خواہ آپ کے عمل سے حکومت اور ملک کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچے آج آپ میں سے ہر ایک پر خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آج ضرورت ہے کہ ہم متحدہ اور منظم قوم کی طرح کام کریں تاکہ اپنے ملک کی تعمیر کر سکیں

آج ہم کو تنقید کی پرانی طرز بدلنی ہوگی اور ہر مسئلے پر تعمیری

زاویہ نگاہ سے تنقید کرنا ہوگی تاکہ ہماری تنقید سے حکومت کو کچھ فائدہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ جیل تو ہر شخص جا سکتا ہے ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لئے قربانی بھی ہر شخص دے سکتا ہے مگر اس کی آزادی کی حفاظت کرنا اسے برقرار رکھنا اور حکومت چلانا ہمارا فرض ہے۔

قائداعظم نے طالب علموں سے یہ بھی کہا کہ انہیں افسوس ہے کہ انہوں نے زبان کے جھگڑے میں بھی حصہ لیا ہے لیکن میں آپ کو بتادینا چاہتا ہوں کہ پورے ملک کی صرف ایک ہی زبان ہو سکتی ہے چنانچہ اسی زبان اردو کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی انہوں نے طلباء سے فنی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین بھی کی۔

قائداعظم ۲۵ مارچ کو چٹاگانگ تشریف لے گئے

چٹاگانگ سے واپسی پر انہوں نے ۲۹ مارچ ۱۹۴۸ء کو ریڈیو پاکستان ڈھاکا سے تقریر کی اور مشرقی پاکستان کے عوام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا تھا اسی روز قائداعظم کراچی واپس آ گئے۔

ڈھاکہ کے ہوائی اڈے پر قائداعظم کی ملاقات محمد ایوب خاں سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ تم ابھی تک سروس میں ہو۔

ڈھاکہ ریڈیو اسٹیشن: دیکھئے ڈھاکا

ڈھاکا یونیورسٹی: دیکھئے ڈھاکا

ڈھرفا:

پانیلی (ریاست گونڈل) سے دس میل کی دوری پر ایک گاوں۔ یہیں قائداعظم محمد علی جناح کی مٹھی بائی سے شادی ہوئی۔

ڈیرہ اسماعیل خاں:

۱۶ اپریل ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح پشاور سے ڈیرہ اسماعیل بذریعہ طیارہ پہنچے تو ہوائی اڈے پر گورنر کے علاوہ صوبہ سرحد کے وزیراعظم عبدالقیوم خاں اور قبائلی علاقہ کے پولیٹیکل ایجنٹ کرنل صاحب زادہ خورشید بھی استقبال کے لئے موجود تھے۔ قائداعظم ایک کھلی کار میں ہوائی اڈے سے سرکٹ ہاؤس میں پہنچے تو مقامی پولیس نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا اور اس کے بعد سرحد اسمبلی کے ممبروں اور مقامی مسلم لیگ کے نمائندوں، قبائلی سرداروں ملکوں اور افغان سرحد کے خانہ بدوشوں کے نمائندوں نے قائداعظم کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کی اس کے علاوہ ہندو اقلیت کے دو نمائندے بھی قائد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قائداعظم نے انہیں حفاظت اور سلامتی کا یقین دلایا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قبائلی سرداروں اور عوام کے نمائندوں نے قائداعظم سے خوراک اور غلے کی کمی کی شکایت کی اور قائداعظم نے اس موقع پر کہا کہ آپ کا ووٹ قوم کی امانت ہے اسے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر استعمال نہ کریں

ڈیرہ دون اکیڈمی

مارچ ۱۹۲۴ء میں قائداعظم نے اسمبلی میں بجٹ پر عام بحث کے دوران اس بات پر سخت احتجاج کیا کہ دفاع پر ایک کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے مگر افواج میں ہندوستانی افسروں کی تعداد نہ ہونے کے مساوی ہے۔ چنانچہ قائداعظم کے بار بار مطالبات پر برطانوی حکومت نے ڈیرہ دون میں پہلی ملٹری اکیڈمی قائم کی اور ابتداً اس کا انتظام و انصرام جس کمیٹی کے سپرد کیا گیا اس کی سربراہی کا فریضہ بھی قائداعظم نے انجام دیا۔

ڈی غنی پالواشے

پشتو کی ایک کتاب جس کے مصنف مسٹر عبدالغنی طابع این ایم۔ پاکستانی اور ناشر پختونلو ناکابلی تھے۔ اس کتاب کو ۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو حکومت مغربی پاکستان نے اس لئے ضبط کر لیا کہ اس میں پختونستان سے متعلق مواد موجود تھا۔ اور قائداعظم محمد علی جناح کی توہین کی گئی تھی۔

مزید براں کتاب میں پاکستانی سرحد پر واقع علاقوں کے بارے میں پاکستان کے تسلط کو ختم کرنے کی حمایت کی گئی تھی۔

نوائے وقت

(۶۔ اکتوبر ۱۹۶۱)

ڈیسائی بھولا بھائی

۷ فروری ۱۹۳۵ء کو وفاق کے قیام کے سلسلے میں ایک ترمیم پیش کی جس سے ہندوستان کے عوام تک کوئی حقیقی طاقت منتقل نہیں ہوتی اس لئے اسے نافذ نہ کیا جاسکا۔ جب قائداعظم نے اپنی ترامیم پیش کر کے ان پر مفصل تقریر کی تو بھولا بھائی ڈیسائی نے قائداعظم کی پہلی ترمیم پر ایک اور ترمیم پیش کی یہ ترمیم اس طرح تھی۔

اس مرحلہ پر اس اسمبلی کو کمیونل ایوارڈ کو منظور کرنے یا نامنظور کرنے کے سوال پر کسی قسم کے اظہار رائے سے احتراز کرنا چاہئے۔ رائے شماری ہوئی تو قائداعظم کی ترمیم منظور کر لی گئی۔

ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں صوبہ بمبئی کی صوبائی کانفرنس کا اجلاس احمد آباد میں ہوا اس کی صدارت قائداعظم نے کی اسے آل پارٹیز کانفرنس بھی کہا جاسکتا ہے اس کانفرنس میں قائداعظم نے ہندوستان کے سیاسی مسائل پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ اور بری اور بحری افواج میں افسرانہ کیڈروں کو مکمل طور پر ہندوستانی بنانے اور ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے نفاذ کے باوجود اس پر کھلے عام نکتہ چینی کی اور اسے انتظامیہ کے ہاتھوں میں ایک خطرناک ہتھیار قرار دیا۔

ڈیفنس کونسل

وائسرائے ہند نے جولائی ۱۹۴۱ء میں ڈیفنس کونسل کے قیام کا اعلان کیا اور دیگر ارکان کے ساتھ ساتھ پنجاب سے سر سکندر حیات خاں بنگال کے مسٹر اے کے فضل الحق اور آسام سے سر محمد سعد اللہ خاں کو اس کونسل میں لینے پر وائسرائے پر سخت نکتہ چینی کی کیوں کہ ان کے خیال کے مطابق یہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے مترادف تھا۔

۲۴ اگست ۱۹۴۱ء کو بمبئی میں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا اور یہ اجلاس تین روز تک جاری رہا۔ ورکنگ کمیٹی نے ان تینوں سے مطالبہ کیا کہ وہ مستعفی ہو جائیں سر سکندر حیات خان اور سر محمد سعد اللہ نے فوری طور پر تعمیل کی البتہ مسٹر فضل الحق نے مہلت مانگی اور انہیں دس روز دیئے گئے تاہم انہیں بھی مستعفی ہونا پڑا۔

ڈیلی ٹیلی گراف (لندن)

ڈیلی ٹیلی گراف لندن کا واحد اخبار تھا جس نے بانی پاکستان کی ۲۰ ویں برسی ۱۱ ستمبر ۱۹۶۸ء کے موقع پر مسٹر ہیکٹر بولائتھو کا ایک مضمون شائع کیا۔ اس مضمون میں یہ لکھا گیا تھا کہ۔

قائداعظم کی ذات راست بازی کی ایک قابل تقلید مثال تھی۔ وہ ایک بے لوث سیاست دان تھے۔ مسٹر بولائتھو نے لکھا ہے کہ جب قائداعظم ایک ہفتے کے تھے تو ملکہ وکٹوریہ کو قیصرہ ہند کا لقب دیا گیا بعد میں یہی وہ شخص تھا جس نے ملکہ وکٹوریہ کے پڑپوتے لارڈ مونٹ بیٹن سے پاکستان حاصل کیا۔ اگرچہ انہوں نے دو شادیاں کیں مگر درحقیقت وہ ہمیشہ کنوارے ہی رہے۔ وہ نہایت عمدہ اور نستعلیق انگریزی لباس پہنتے تھے اور ان کے مالی کے بقول قائداعظم کبھی پھول توڑنے کے لئے بھی نہیں جھکے تھے۔

انہوں نے لکھا تھا کہ پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح کی وہی عزت ہے جو امریکا میں جارج واشنگٹن کی ہے۔

ڈیلی کرانیکل

روزنامہ انقلاب لاہور کی ۵ اپریل ۱۹۲۹ء کی اشاعت میں مذکور ہے کہ اخبار ڈیلی کرانیکل کے نمائندے سے دوران گفتگو میں آپ نے نہرو رپورٹ کے بارے میں زور دے کر فرمایا کہ مسلم قوم نہرو رپورٹ کو ہرگز منظور نہیں کر سکتی اور ایسا ہرگز نہ کرے گی۔ کسی قسم کی چال بازیاں عامۃ المسلمین سے نہرو رپورٹ کی منظوری حاصل نہیں کر سکیں۔

ڈیلی ورکر (لندن)

لندن کا روزنامہ جسے قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو اس کے نامہ نگار خصوصی مقیم ہندوستان کو انٹرویو دیا اس انٹرویو میں انہوں نے کہا۔

"برطانیہ کا حکمران طبقہ پاکستان کو بروئے کار آنے کا پہلے سے زیادہ مخالف ہے کیونکہ میرے خیال میں ہندوستان کو

آزاد کرانے کا سب سے یقینی اور زود اثر طریقہ یہی ہے کہ پاکستان کا قیام عمل میں آئے اور اس کے لئے ہم مسلمان متحد ہو کر اپنی جدوجہد تیز تر کر دیں۔ انگریزی حکمران طبقہ جب متحدہ ہندوستان کا نام لیتا ہے تو اس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ برطانوی شنشاہیت کا تسلط دائمی طور پر قائم رہے۔ برطانوی حکومت تقریباً سو سال سے ہمیں اس چکر میں گھیرے ہوئے ہے۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو غیر فطری اور مصنوعی طور پر متفق رکھنے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ اور ہندوؤں کو ایک قومی وحدت کی حیثیت سے ہندوستان کی وحدنی، جمہوری اور پارلیمانی حکومت کے خواب دکھاتی رہی ہے جس کا شرمندہ تعبیر ہونا ناممکن ہے۔ بہر حال اب مسلمان ان کے دستور اور حیلہ ساز کارروائیوں پر یقین نہیں کریں گے ہمیں صرف ایک جداگانہ خود مختار مملکت پاکستان کے بغیر اور کچھ مطلوب نہیں۔

ڈینا واڈیا

قائد اعظم محمد علی جناح کی صاحب زادی۔ انہیں ہر سال قائد کے چھوڑے ہوئے ترکے کی آمدن سے وصیت کے مطابق ۲ لاکھ روپیہ ملتا ہے۔ ان کا مستقل قیام نیویارک میں ہے۔ وہ ۱۹۴۸ء کے بعد پاکستان نہیں آئیں۔ وہ ۱۵۔ اگست ۱۹۱۹ کو رتن بائی کے بطن سے پیدا ہوئیں بارہ سال کی عمر میں قائد نے انہیں انگلستان کے ایک بورڈنگ سکول میں داخل کرا دیا۔ انہیں قائد سے بہت محبت تھی۔ تاہم ڈینا نے جب بمبئ کے ایک پارسی نوجوان نیول واڈیا سے شادی کی تو قائد اعظم کو سخت پریشانی ہوئی۔ اس صدمے کو انہوں نے بڑے صبر و سکون سے برداشت کیا۔ ایک عرصہ بمبئ اور نیویارک میں گزارا۔ شوہر نے طلاق دے دی ہے۔

ڈیوڈ اینسر

برطانوی پارلیمینٹ کے رکن اور قانون دان۔ قائد اعظم سے ان کی ملاقات دسمبر ۱۹۴۲ء میں سیسل ہوٹل آگرہ میں ہوئی۔ وہ اس وقت فرنٹیئر فورس رجمنٹ کے رجمنٹل آفیسر تھے۔ اور قائد اعظم ایک مقدمے کے سلسلے میں آگرہ آئے تھے انہوں نے قائد سے تین روز تک تبادلہ خیالات کیا۔

۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء کو جب کہ ان کی عمر ۶۴ برس تھی روزنامہ جنگ کو انٹرویو میں بتایا کہ میں نے جب قائد اعظم کو نہرو سے ملاقات اور گفتگو کے بعد بتایا کہ میری رائے میں ہندوستان کا آزاد ہونا بہت دشوار ہے تو قائد کو بڑی حیرت ہوئی کہ ایک انگریز ایسا کہہ رہا ہے۔ انہوں نے ۱۹۶۸ء میں پاکستان کا دورہ کیا تھا۔

ڈیوک پکتھال، محمد مارما

قرآن حکیم کے ممتاز مترجم. قائد اعظم محمد علی جناح ان کے ترجمہ شدہ قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

وہ ۷ اپریل ۱۸۷۵ء کو لندن میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام مارما ڈیوک پکتھال تھا۔ ابتدائی تعلیم لندن میں پائی۔ پھر فرانسیسی زبان کا مطالعہ کیا۔ پھر ترکی گئے اور ۱۹۱۴ء میں اسلام قبول کیا۔ جنگ عظیم اول کے دوران وہ اس کوشش میں رہے کہ ترکوں اور انگریزوں کے مابین صلح ہو جائے۔ جنگ کے خاتمے پر خلافت کی بقا کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۲۰ء میں عمر سوبانی کی دعوت پر بمبئ آئے اور چار سال تک بمبئ کرانیکل کے مدیر رہے۔ ۱۹۲۴ء کے اواخر میں سر راس مسعود اور سر اکبری حیدری نے پکتھال کو نظام حیدر آباد دکن کی حکومت میں تعلیمی خدمات سرانجام دینے کی دعوت دی چنانچہ یکم جنوری ۹۲۵ . کو حیدر آباد دکن پہنچے۔ ۱۹۲۶ء میں نیلی چری میں پہلی موپلا ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کی۔ ۱۹۲۷ء میں حیدر آباد سے سہ ماہی رسالہ اسلامک کلچر جاری کیا اور اسی سال مدراس میں اسلام کے موضوع پر لیکچر دیئے جو بعد میں کلچرل سائڈ آف اسلام کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ مارچ ۱۹۱۹ء میں ورکنگ مسلم مشن کے انچارج خواجہ کمال الدین کی علالت کی بنا پر انہیں امامت کے فرائض سونپے گئے۔ ریاست حیدر آباد دکن میں قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔

۱۸ مئی ۱۹۳۶ء کو قصبہ کارن دال میں انتقال کیا۔

ذ

ذاکر علی، سید

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں جو قرارداد منظور ہوئی اس کی تائید انہوں نے یوپی کے مسلمانوں کی طرف سے کی تھی ان کا شمار یوپی مسلم لیگ کے اعلیٰ عہدیداروں میں ہوتا تھا۔

ذبیح، مولانا محمد اسماعیل

۲۳ مئی ۱۹۴۷ء کو سردار عبدالرب نشتر کی سربراہی میں مسلم لیگ پارٹی نے حکومت برطانیہ کے نمائندے کو قطعی طور پر کہہ دیا تھا کہ حکومت پاکستان کا وفاقی دارالحکومت راولپنڈی یا اس کے نواح میں ہو گا۔ ۱۰ جون ۱۹۴۷ء کو روزنامہ اسٹیٹسمین دہلی نے یہ خبر شائع کی کہ مسلم لیگ نے پاکستان کا دارالحکومت راولپنڈی اور مری کے درمیان بنانے کے لئے منصوبہ بندی شروع کر دی ہے۔

مولانا محمد اسماعیل ذبیح نے مجوزہ دارالحکومت کا نام جناح آباد رکھنے کی تجویز پیش کی تھی۔ اس کا تذکرہ سب سے پہلے ہفت روزہ "نیا زمانہ" کراچی میں ۴ جولائی ۱۹۵۲ء کو جناب علوی صاحب کے ادارتی نوٹ کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ذبیح صاحب نے لکھا تھا کہ کراچی کو پاکستان کا مستقل دارالحکومت بنانا درست نہیں ہو گا۔ بلکہ اس مقصد کے لئے پنجاب اور صوبہ سرحد کے درمیان کسی موزوں خطے میں ایک نیا شہر آباد کیا جائے جس کا نام جناح آباد ہو۔

جب صدر ایوب کے زمانے میں نئے دارالحکومت کا نام زیر بحث آیا تو بہت سے لوگوں نے ذبیح صاحب کی طرح جناح آباد کی تجویز پیش کی تھی۔ متعدد اخبارات اور جرائد نے مولانا کی اس تجویز کی اشاعت کی۔

ذخیرہ شمس الحسن

دیکھئے شمس الحسن، سید

ذکی الدین، ڈاکٹر

قائداعظم محمد علی جناح جب علی گڑھ تشریف لائے تو انہوں نے فنڈ کے لئے اپیل کی اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی تمام ٹرافیاں اور طلائی تمغے قائداعظم کو فنڈ میں دے دیئے۔

وہ ۲۳ فروری ۱۹۰۹ء کو بہار کے شہر آرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد چوہدری صفی الدین کا شمار آرہ کے معززین میں ہوتا تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی قصبے میں مکمل کی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کے لئے پٹنہ کا قصد کیا۔ وہ تکمیل کے بعد علی گڑھ چلے گئے۔ اور ایم ایس سی آنرز اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں لیں۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے بون (جرمنی) چلے گئے اور ڈی فل کی ڈگری کے لئے Spectra of Molecules کے نام سے مقالہ پیش کیا۔ علاوہ ازیں دی رائل سوسائٹی مانڈ (Mond) اور College Lub کیمبرج یونیورسٹی سے بھی اپنی تعلیمی قابلیت میں اضافہ کیا اور ۳ بار طلائی تمغے حاصل کئے جن میں

International Fellowship of Humboldt Found

اور کیمبرج یونیورسٹی رائل یونیورسٹی کے وظائف قابل ذکر ہیں۔

انہیں لارڈ ردرفورڈ، پروفیسر ایچ کیسر سر جے جے تھامسن، پروفیسر ڈیراک، سر کاکرافٹ اور سی وی رامن کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۳۶ء میں آل انڈیا سائنس کانفرنس میں سر ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹناگر نے اپنے صدارتی خطبے میں ڈاکٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ میں Low Temperature Physics پر لیکچر دیئے۔

بلکہ ان کی تحقیقات برلن، نیو یارک، لندن اور ہندوستان میں بھی شائع ہوئیں۔ نوبل پرائز یافتہ جرمن سائنس دان جے فرینک نے اپنی کتاب Molekul Spectre Und Ihre میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات کا ذکر کیا ہے۔

ان تمام مصروفیات کے باوجود ڈاکٹر صاحب نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے ایک سائنس اکیڈمی کے قیام کے لئے بھی قائداعظم کو سفارشات پیش کیں۔

وہ انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور جب ۱۹۴۴ء میں چھٹیاں گزارنے اپنے وطن آگرہ آئے تو علالت کی حالت

میں یکم اپریل ۱۹۴۴ کو انتقال کیا۔

ذوالفقار علی بھٹو.

دیکھئے بھٹو ذوالفقار علی

ذوالفقار علی خان، نواب سر

سیاسی رہنما۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو قائداعظم نے جن تمیں سربر آوردہ اور مختلف الخیال مسلمان رہنماؤں کی دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں جو کانفرنس بلائی اس میں نواب صاحب بھی موجود تھے۔ وہ مالیر کوٹلہ کے خوانین میں سے تھے۔ ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے انگلستان میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۰۵ء میں امپیریل کونسل کے رکن بنے۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ کے مدیر رہے۔ ۱۹۱۰ء میں پٹیالہ میں وزیر اعظم رہے سبکدوشی پر لاہور آ گئے۔ اور انجمن حمایت اسلام کے کاموں میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ سائمن کمیشن کی امداد کے لئے مرکزی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل جو کمیٹی قائم ہوئی اس کے رکن تھے۔ اور سر عبداللہ لماموں سہروردی سے مل کر اختلافی نوٹ لکھا۔ جو مسلمانوں کے مطالبات کی ایک اہم دستاویز ہے۔ خرابی صحت کی بناپر ڈیرہ دون چلے گئے۔ وہیں ۲۶ مئی ۱۹۳۳ء کو وفات پائی۔ لیکن مالیر کوٹلہ میں دفن ہوئے۔ علامہ اقبال اور شیر شاہ سوری کتابیں لکھیں۔

ر

رابرٹ رچرڈ، پروفیسر

۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو نئی دہلی میں قائداعظم کی رہائش گاہ پر جس برطانوی پارلیمانی وفد نے ان سے ۱۱ بجے ملاقات کی ان کے قائد پروفیسر رابرٹ رچرڈ تھے وفد نے قائداعظم سے ہندوستان کے دستوری مسائل پر گفت و شنید کی اور ملاقات کے اختتام پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے وفد سے کہا۔

پاکستان کا مسئلہ نہایت صاف اور سنجیدہ ہے۔

وفد کے ایک رکن مورس نے کہا۔

میں بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں اور ہندوستان کے مسائل پر نئی روشنی ڈالی گئی ہے قائداعظم نے تنہا بات چیت کی۔ کوئی دوسرا لیگی لیڈر موجود نہ تھا۔

راجا سلیم پور

وہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۱ء کو (سلیم پور لکھنؤ) میں پیدا ہوئے۔ اصل نام راجا احمد علی خاں علوی تھا۔ وہیں تعلیم حاصل کی۔ کچھ روز سرکاری مناصب پر رہے (مثلاً صوبہ سرحد کے وزیر تعلیمات) اور ترقی یافتہ مسلم لیگ کے دور اول میں بہت پیش پیش رہے۔ ۱۹۳۱۔ ۱۹۳۲ میں مسلم آل پارٹیز کانفرنس کے سلسلے میں بیسوں لیڈر پنجاب، یوپی، دہلی، بہار، سندھ وغیرہ سے آکر بیک وقت ان کے مہمان بنتے رہتے اور سب کی مہمانداری رئیسانہ پیمانہ پر ہوتی تھی۔ مسلک اثنا عشری تھا۔ عقائد میں بڑے سخت تھے۔ مدیر صدق سے خصوصی حسن ظن رکھتے تھے۔ اور صدق و تفسیر ماجدی کے خاص پڑھنے والوں میں تھے۔ شیعہ سنی اتحاد کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔

انہوں نے اپریل ۱۹۳۴ء میں قائداعظم محمد علی جناح کو ـــــ ہوٹل دہلی میں دعوت دی پھر راجا صاحب کی ملاقات جون ۱۹۳۶ء میں نیڈوز ہوٹل لاہور میں قائداعظم سے ہوئی۔ وہ یوپی کونسل کے مسلم ممبر ۱۹۲۴۔ ۱۹۳۵، ممبر نیشنل ڈیفنس کونسل ۱۹۴۱ اور ۱۹۴۶ میں مرکزی اسمبلی کے بھی رکن بنے۔

۱۶ مئی ۱۹۶۱ء کو سلیم پور (لکھنؤ) میں انتقال کیا۔

راجا صاحب محمود آباد

قائد اعظم کی ورکنگ کمیٹی کے سب سے کم عمر رکن اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر۔ اصل نام امیر احمد خان تھا۔

وہ ۱۵ نومبر ۱۹۱۴ء کو مہاراجا محمود آباد محمد علی خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اردو، انگریزی اور فارسی زبان کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ علمی و ادبی ذوق بھی سلجھا ہوا تھا اور وفضل کے قدر دان تھے۔ طبعیت ابتداء ہی سے سادگی پسند رہی مسلم لیگ سے برابر وابستہ رہے شروع ہی سے یہ مقصد پیش نظر رکھا کہ جس حد تک ممکن ہو عوام کی خدمت تمام دوسری سرگرمیوں پر مقدم رہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح سے خاص لگاؤ تھا اور ان کے ایک حکم پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیتے۔ فضائل اخلاق میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ آزادی کے بعد پاکستان تشریف لے آئے تعلقہ داری ختم ہو گئی۔ پھر کچھ وقت دیگر ممالک بالخصوص عراق کی مقدس زیارتوں میں اور کچھ وقت کراچی میں گزارتے رہے پھر لندن میں سکونت اختیار کی۔ لندن میں اسلامک کلچرل سنٹر کے ڈائریکٹر تھے۔ لندن میں ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو انتقال ہوا لیکن انہیں اپنی آخری آرام گاہ مشہد (ایران) میں دفن کیا گیا۔

راجا صاحب محمود آباد .... قائد مراسلت

محمود آباد (اودھ)

۲۹ مارچ ۱۹۴۰

مائی ڈیئر انکل

میں یہ خط تمام شیعہ جماعتوں کی اس کانفرنس کے سلسلے میں تحریر کر رہا ہوں جو میں نے ملک کے شیعوں کی خواہشات اور نمائندے رائے کی روشنی میں ان کے لئے ایک واضح پالیسی وضع کرنے کی غرض سے ۱۴ اور ۱۵ اپریل کو بلا رہا ہوں سر سلطان احمد اس کانفرنس کی صدارت کریں گے اور متعدد ممتاز رہنماؤں کو شرکت کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔

میں جن وجوہ اور مقاصد کے تحت یہ کانفرنس بلا رہا ہوں انہیں آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے آپ کی یاد دہانی کے لئے عرض کروں گا کہ شیعوں کے سلسلے میں متعدد بار میں آپکے سامنے اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں ممکن ہے کہ میں اپنا نقطہ نظر واضح طور پر آپ کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوا ہوں چنانچہ اس امید پر اپنے نقطہ نظر کا اعادہ کر رہا ہوں کہ اگر آپ مجھ سے متفق نہ بھی ہوں تو کم سے کم میری رہنمائی فرما کر مجھے مشورے سے ضرور نوازیں گے۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ شیعوں کا مستقبل واضح کرنے میں اس امر پر آپ کی رائے دور رس نتائج کی حامل ثابت ہوگی اس لئے میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ کوئی بھی رائے وضع کرنے سے پہلے آپ شیعوں کے کیس پر اچھی طرح سے غور کر لیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب ہم ان خوفناک مسائل پر غور کرتے ہیں جن کا مسلمانوں کو سامنا ہے اور جو یکساں طور پر شیعہ اور سنیوں کے لئے مضرت رساں ہیں تو ان سے عالمی اختلافات بہت ہی معمولی نوعیت کے نظر آتے ہیں یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خلیج انتہائی وسیع ہے اور ان کے مسائل انتہائی گہرے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان شیعوں کی حیثیت محض ایک مذہبی فریق کی ہے باوجود اس کے شیعوں اور سنیوں کی مثال کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی مانند ہے انگلستان میں یہ دونوں فرقے یکساں ثقافت کے حامل ہیں ایک زبان بولتے ہیں اور ایک ہی مذہب کے پیرو ہیں لیکن عقائد اور تشریحات کے معمولی اختلافات کے نتیجے میں مظالم اور خوں ریزی کے ایسے دو واقعات رونما ہوئے ہیں جو کسی طرح بھی منصفانہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ یورپ میں فرقوں کے اس اختلاف کے نتیجے میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے درمیان سینکڑوں سال سے جنگ جاری ہے اگر شیعوں کی تشفی و تسلی اور ان کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لئے کوئی کوشش نہیں کی گئی تو ممکن ہے کہ شیعوں اور سنیوں کے درمیان بظاہر معمولی نوعیت کے اختلافات جلد یا بدیر اسی قسم کے نتائج کا باعث ہوں۔

آج بھی جب ہم آپس میں بیٹھ کر مسلمانوں کے درمیان باہم اتحاد کی گفتگو کر رہے ہیں ہر جگہ نفرت کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔ انتخابات میں فرقہ وارانہ پروپیگنڈہ جاہل عوام کے دماغ کو زہر آلود کر رہا ہے حتیٰ کہ جو شیعہ امیدوار اس کے باوجود کامیاب ہو گئے ہیں ان کو بھی سخت مخالفت کا سامنا ہے یہاں تک کہ مجلس قانون ساز میں بھی شیعہ ارکان رائے دہندگان کے خوف سے آزادانہ طور پر شیعوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتے۔

مذہبی میدان میں دن رات ایسی قوتیں کار فرما ہیں جن کا مقصد ہمارے عقائد کو کچلنا اور اپنے مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لئے ہمیں جو آزادی حاصل ہے اور جس کا ہمیں حق ہے اس سے ہمیں محروم کرنا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے اطمینانی اور باہمی تنازعات ہندوستان کے چند حصوں تک محدود ہیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ گزشتہ ڈیڑھ سال کے دوران میں میں نے ہر صوبے کے شیعوں کے ساتھ خط و کتابت کی ہے میری فائل میں موجود خطوط اور انگریزی اردو زبان کے اخبارات میں مطبوعہ مضامین اس بات کے ثبوت ہیں کہ شیعوں کو اپنے سنی بھائیوں پر قبل ازیں جو اعتماد تھا اب کسی نہ کسی وجہ سے یہ ختم ہو گیا ہے اور وہ اب یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی حیثیت کا تحفظ صرف اسی صورت میں ہو گا جب آئینی طور پر انہیں چند تحفظات مہیا کئے جائیں گے لیکن یہ تحفظات اس ملک کی دیگر اقلیتوں کو عطا کردہ تحفظات سے قطعی مختلف ہوں گے۔

شیعہ نہ تو مخصوص نشستوں کے طلب گار ہوں گے اور نہ ہی وہ کسی ایسے اقدام کے بارے میں سوچیں گے جو ان کو بقیہ مسلم برادری سے علیحدہ کرنے کا باعث ہو۔

وہ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی جدوجہد میں ساتھ دیں گے اور آئندہ آئین میں جو تحفظات مہیا کئے جائیں گے وہی تحفظات ان کو بھی حاصل ہوں گے لیکن ان تحفظات کے علاوہ مسلم برادری کی حدود میں رہ کر وہ چند دیگر تحفظات کے طالب ہیں اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ (شیعہ) درج ذیل اصولوں کی بنیاد پر اپنے مطالبات مرتب کریں گے۔

(ا) منتخب اداروں اور سرکاری محکموں میں شیعوں کے نمائندے ہوں گے اور کسی ایسے معاملے میں جس سے شیعہ متاثر ہوتے ہوں عدل و انصاف کو اکثریتی حکمرانی و ترجیح حاصل ہو گی۔

(ب) کسی جماعت کی طرف سے شیعوں کی آزادی اور مذہبی امور کی انجام دہی میں کسی قسم کی مداخلت کی قبل از وقت روک تھام کی ضمانت دی جائے گی۔

(ج) کسی جماعت کی طرف سے شیعوں کے خلاف کسی قسم کی ناانصافی کی صورت میں مزید تحفظ کے طور پر صوبوں کے گورنروں اور گورنر جنرل آف انڈیا کو شیعوں کے حق میں استعمال کرنے کے لئے خصوصی اختیارات متعین کئے جائیں۔

(د) تمام شیعہ اوقاف مکمل طور پر شیعوں کے کنٹرول میں ہوں گے۔

(ہ) ۔ اگر کوئی قانون مسلم حنفی قانون کے مطابق منظور کیا جائے تو شیعہ فقہ کو بھی ضرور ملحوظ رکھا جائے۔

میرا یہ تاثر ہے کہ جب تک ان اصولوں کو منظور نہیں کیا جاتا شیعہ خود کو ملت اسلامیہ میں محفوظ باوقار حیثیت میں تصور نہیں کر سکتے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ

آپ کا

امیر حیدر خاں

(بحوالہ قائد اعظم خطوط کے آئینے میں
از خواجہ رضی حیدر)

راجا صاحب محمود آباد۔

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ

۸ اپریل ۱۹۴۰ نئی دہلی

مائی ڈیئر امیر حیدر خاں

مجھے آپ کا خط مورخہ ۲۹ مارچ موصول ہوا مجھے واقعی افسوس ہے کہ آپ کا ذہن اب بھی اس سمت میں سوچ رہا ہے جس سے شیعوں کو کوئی فائدہ پہنچنے کا امکان نہیں ہے۔ میں نے شیعہ کانفرنس منعقد کرنے والوں اور رہنماؤں سے معاملات پر گفت و شنید کی ہے اور زیر بحث مسئلہ پر آپ کے ساتھ بھی بھرپور گفتگو کی ہے میرے خیال میں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا مجھے اب بھی امید ہے کہ آپ اور دیگر ممتاز شیعہ رہنما اپنی راہ متعین کریں گے۔ اور شیعوں کو اس بات پر رضامند کریں گے کہ وہ پہلے مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں اور پھر انصاف اور دادرسی پر زور دیں۔

شیعوں کو جن معاملات سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے ان امور کے سلسلے میں سرکاری محکموں اور منتخب اداروں میں شیعوں کی کوئی آواز نہ ہونے کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی ہم لوگ مسلم لیگ کو اس طرح منظم کریں کہ اس میں موجود ہر فرقہ اور فریق کو انصاف میسر آسکے۔

جہاں تک شیعوں کے عقائد اور مذہبی امور کی انجام دہی کی آزادی کا تعلق ہے تو یقیناً یہ بنیادی امر ہے کہ اگر مسلم لیگ کسی لائق ہوئی تو وہ ضرور یہ خیال کرے گی کہ اس کی آزادی کی پامالی نہ ہو۔

آپ کی اس بات سے میں متحیر رہ گیا کہ کسی جماعت کی طرف سے شیعوں کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی کی صورت میں مزید تحفظ کے طور پر صوبوں کے گورنروں اور گورنر جنرل آف انڈیا کو شیعوں کے حق میں استعمال کرنے کے لئے خصوصی اختیارات

تفویض کئے جائیں کیا آپ کو اس حقیقت کا احساس نہیں ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتیار تیزی کے ساتھ ختم ہو رہا ہے۔

گزشتہ ڈھائی برس کے دوران کیا اقلیتوں کو گورنروں اور گورنر جنرل کے نام نہاد خصوصی اختیارات کا تجربہ نہیں ہوا مزید بر آں کیا آپ کو اس کا احساس نہیں ہے کہ ہز میجسٹی کی حکومت کے اعلان میں بھی برطانوی حکومت کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔

جہاں تک شیعہ اوقاف کا مکمل طور پر شیعوں کے کنٹرول میں رہنے کا تعلق ہے تو اس میں کسی اعتراض کی کوئی گنجائش میری سمجھ میں نہیں آتی آپ کے اس آخری نکتے پر کہ اگر مسلم حنفی فقہ کے مطابق کوئی قانون منظور ہو تو شیعہ فقہ کے خصوصی اصولوں کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔ جہاں تک تعلق ہے تو یہ میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شیعہ فقہ میں کیوں تبدیلی کرے گا اور ایسا کرنا کسی اور کے مفاد میں کیسے ہو سکتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ سے اتفاق نہ کرنے کی صورت میں آپ مجھے درگزر فرمائیں گے میں آپ سے ایک بار پھر اپیل کرتا ہوں کہ کسی قیمت پر خود کو مجوزہ کانفرنس سے وابستہ نہ کریں۔ شیعوں کے لئے مناسب پالیسی یہ ہے کہ وہ تہ دل سے لیگ میں شامل ہو جائیں لیگ اب اس قابل ہو گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان خواہ ان کا تعلق کسی فرقے یا فریق سے ہو عدل و انصاف کر سکے واحد چیز جو اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں۔

نیک تمناؤں کے ساتھ

آپ کا شفیق

ایم۔ اے جناح

راجپال :

اس نے چمپاپتی کی لکھی ہوئی آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرتے ہوئے ایک کتاب بنام رنگیلا رسول شائع کی۔ جس سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا چنانچہ علم الدین شہید نے راجپال کو قتل کر دیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں مقدمہ چلا۔ قائداعظم اس مقدمے میں مسلمانوں کی طرف سے وکیل تھے۔ ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء کو قائداعظم جسٹس براڈوے اور جسٹس جانسن کے روبرو عدالت میں پیش ہوئے۔ اور انتہائی قابلیت کے ساتھ غازی علم الدین شہید کی بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اپنی جرح میں کہا کہ راجپال نے ایسی کتاب شائع کی ہے جسے عدالت عالیہ نے بھی نفاق انگیز اور شرانگیز قرار دیا ہے ملزم نے اسے پڑھا اور بھڑک اٹھا۔ ملزم نے کسی لغو اور ذلیل خواہش کے تحت یہ ارتکاب نہیں کیا بلکہ ایک کتاب سے غیرت کھا کر ایسا کیا۔

انہوں نے یہ دلیل بھی دی کہ راج پال مقدمے میں جو گواہ پیش کئے گئے وہ دونوں راج پال کے ملازم تھے۔ اور ان دونوں کے بیانات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ ملزم نوجوان ہے راج پال نے بدنام کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا تھا اس لئے اسے سزائے موت نہ دی جائے اور اس پر رحم کیا جائے۔

راجپوت سبھا

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۳ء کو لاہور میں اسلامیہ کالج برائے خواتین (کوپر روڈ) کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے جاٹ سبھا، راجپوت سبھا وغیرہ کی نسلی تحریکوں کو سخت مردود اور عرب کے دور جاہلیت کی یادگار قرار دیا اور فرمایا کہ یاد رکھو کہ ہم اول بھی مسلم ہیں اور آخر بھی کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نسل کو اسلام پر مقدم قرار دے۔

راجر کلے :

بمبئی کے گورنر، جن کے ذریعے وائسرائے نے قائداعظم کو یہ پیغام بھیجا جس میں کہا گیا کہ ڈیفنس کونسل میں لئے جانے والے ارکان (پنجاب سے سکندر حیات خاں، بنگال سے فضل الحق اور آسام سے سر محمد سعد اللہ خاں) کو عظیم مسلمان قوم کی نمائندگی کے لئے کونسل میں لیا گیا ہے اور انگلستان میں وزیر ہند مسٹر ایمری نے بھی یہی اعلان کیا کہ ان حضرات کو مسلم قوم کے نمائندوں کی حیثیت سے لیا گیا ہے۔

(ملت کا پاسباں

پروفیسر کرم حیدری)

راج کوٹ (کاٹھیاواڑ کا مشہور شہر)

قائداعظم محمد علی جناح ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء کی دوپہر کو پہلی بار تین بجے یہاں تشریف لائے تو ایک جم غفیر نے ان کا استقبال کیا۔ کاٹھیاواڑ مسلم لیگ اور راج کوٹ اسٹیٹ کونسل نے ان پر گل پاشی بھی کی۔ انہیں چار گھوڑوں کی بگھی پر بٹھایا گیا ان کے ہمراہ ان کے ساتھی جناب اسماعیل ابراہیم چندریگر، کاٹھیاواڑ مسلم لیگ

کے صدر جناب عثمان عیسیٰ بھائی، راج کوٹ مسلم کونسل کے صدر حاجی داداولی محمد میمن بھی تھے۔

شام چھ بجے پارسی بیرسٹر لنابریا نے قائد کے اعزاز میں چائے پارٹی دی اور کہا کہ

جناح صاحب اب صرف ایک قوم کے رہبر نہیں بلکہ ملک کے اقلیتی فرقوں کے بھی رہنما بن گئے ہیں

قائداعظم نے انگریزی میں اپنی جوابی تقریر میں کہا۔

ہم اس وقت کاٹھیاواڑ میں سیاسی مقصد لے کر نہیں آئے۔ ہمارا کام لیگ پریس فنڈ جمع کرنا ہے اب تک ہم سیاسی میدان میں بغیر ہتھیار کے لڑتے تھے مگر اب ہمیں ہتھیار جمع کرنے کے لئے رقم کی ضرورت آن پڑی ہے اس غرض سے ہم دورے پر آئے ہیں۔

بیرسٹر لنابریا کہتے ہیں وائسرائے، مسٹر گاندھی اور میں سب مل کر ملک پر مصیبت کو ٹالیں۔ خدا کرے ایسا ہو مصیبت یہ ہے کہ یہاں تین ڈاکٹر ہیں۔ تینوں ڈاکٹروں کی تشخیص جدا ہے اور جدا نسخے بتاتے ہیں اور مریض ملک انتہائی نازک حالات میں ہے۔

جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے مسلم لیگ کو ہندوؤں سے کسی قسم کی دشمنی نہیں بلکہ مسلم لیگ تو یہ بھی نہیں چاہتی کہ ہندوؤں سے ناانصافی ہو لیگ تو یہ چاہتی ہے کہ انصاف کسی ایک قوم کو نہیں سب قوموں کو ملنا چاہئے، مسلم لیگ کا نصب العین یہی ہے کہ کسی بھی اقلیت کو چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو چاہے وہ کسی ذات پات سے وابستہ ہو اسے بلا کسی امتیاز اس کے حقوق ملنے چاہیں جب تک اقلیتوں کو ان کے حقوق نہیں دیئے جائیں گے تب تک یہ ناممکن ہے کہ اکثریت آرام کی نیند سے سو سکے۔

ہند کا کیا ہو گا؟ یہ میں نہیں جانتا مگر ہمارے ملک میں حالیہ مصیبت کا خاتمہ کرنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ ہند اب جاگ اٹھا ہے اب اس میں جان پڑ گئی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم متحد ہو جائیں۔ اگر ہم متحد ہو گئے تو انگریز سرکار اور کانگریس کو ہماری آواز ماننی پڑے گی۔

(ماخذ تحریک آزادی، اور میمن برادری)

از محسن ہاشم بادانی

راج گوپال اچاری چکرووتی: (بھارتی قوم پرست)

۱۹۴۴ء میں انہوں نے قائداعظم کو خط لکھا کہ گاندھی جی اور میں نے ایک فارمولا تیار کیا جس سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں باہم مفاہمت پیدا ہو سکتی ہے اسی فارمولے کو راج گوپال اچاری فارمولا کہتے ہیں۔

وہ مدراس میں ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۰ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۱۹ء میں انڈین نیشنل کانگریس میں شمولیت اختیار کی اور بڑی شہرت پائی ۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۹ء مدراس کے وزیراعظم رہے دوسری عالمی جنگ میں برطانیہ کی امداد کے حامی تھے انہوں نے مسلمانوں کی رضامندی کے لئے مطالبہ پاکستان کی بھی کسی قدر حمایت کی برطانیہ کی مدد کے مسئلے پر اختلافات کے باعث کانگریس سے الگ ہو گئے مگر خاتمہ جنگ پر دوبارہ کانگریس میں آ گئے ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۰ء بھارت کے آخری گورنر جنرل رہے جس کے بعد یہ عہدہ ختم کر دیا گیا' کانگریس سے سیاسی اختلاف کی بنا پر اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ۱۹۵۹ء میں علیحدگی کے بعد سوتنترا پارٹی کی بنیاد رکھی۔ وہ راجا جی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ پاکستان سے کشیدہ تعلقات رکھنے کے مخالف اور اعتدال پسندانہ نظریات کے حامی تھے کچھ عرصہ بیمار رہے۔ پھر ۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء کو مدراس میں انتقال کر گئے ان کی عمر ۹۷ برس تھی۔

راج گوپال اچاری فارمولہ:

قائداعظم نے اس فارمولے کے بارے میں فرمایا تھا۔

" راج گوپال اچاریہ کے فارمولے کا مقصد ہمیں ایسا پاکستان دینا ہے جو آپس میں کٹا ہوا اور کیڑوں کا کھایا ہوا ہو۔

نقوش قائداعظم

از پروفیسر رحیم بخش شاہین

یہ فارمولہ ۲ مئی ۱۹۴۲ء کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی میں پیش کیا گیا تھا اس کی اہم شرائط یہ تھیں۔

۱۔ مسلم لیگ کانگریس کے ساتھ مل کر ہندوستان کی کامل آزادی کے مطالبے کی تصدیق کرے گی اور عبوری دور کیلئے عارضی حکومت قائم کرنے میں بھی کانگریس کا ساتھ دے گی۔

۲۔ جنگ عظیم دوم کے خاتمے کے بعد شمال مغربی اور شمالی مشرقی ہندوستان کے ان اضلاع کے تعین اور حد بندی کے لئے جن میں مسلمانوں کی قطعی اکثریت ہے ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا اور جن علاقوں میں حد بندی ہو جائے گی وہاں بالغ رائے دہی کے اصول پر یا کسی اور قابل عمل طریقے سے

استصواب کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ ان علاقوں کی ہندوستان سے ایک خود مختار ریاست یا ریاستیں قائم ہوں۔

۳۔ تمام سیاسی جماعتوں کو حق حاصل ہو گا کہ استصواب رائے عامہ سے قبل اپنے اپنے موقف کا پورا پورا پرچار کریں

۴۔ الگ ہونے کی صورت میں دونوں ریاستوں میں معاہدہ ہو گا تاکہ دفاع، تجارت، مواصلات اور دوسرے معاملات کا تحفظ ہو سکے۔

۵۔ انتقال آبادی برضا و رغبت ہو گا

۶۔ یہ شرائط صرف اس صورت میں پابندی کے قابل ہوں گی جب کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کی حکومت کا اختیار اور ذمہ داری پورے طور پر منتقل کر دے گی۔

اس فارمولے میں سب سے زیادہ کڑی شرط یہ تھی کہ قائد اعظم پہلے اس فارمولے کو خود منظور کریں اور پھر اسے مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے سامنے لائیں لیکن قائد اعظم نے اسے مسترد کر دیا

مسلم لیگ کا کردار

از کرم حیدری

نئی دہلی

۸ اپریل ۱۹۴۴ء

ڈیئر مسٹر جناح

مارچ ۱۹۴۳ء میں میں نے گاندھی جی سے تصفیہ کے لئے بنیاد کی فراہمی پر بحث کی اور جس کی انہوں نے کھلے دل سے منظوری دی۔ انہوں نے مجھے اس بات کا اختیار دیا کہ میں اس سلسلے میں آپ کی منظوری حاصل کروں کیا میں اس قابل ہوں گا کہ آپ کو اس ضمن میں قائل کر لوں گا چونکہ حکومت نے انہیں کسی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے پابندی لگا رکھی ہے اور وہ اس کے لئے کسی قسم کی رعایت دینے کے لئے تیار نہیں میں ان کی طرف سے آپ کو لکھ رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہم تصفیہ کے سلسلے میں کسی نتیجے پر پہنچیں گے، آپ کو پتہ ہے کہ میں کتنی شدت سے اس مسئلے کا حل چاہتا ہوں مجھے اس وقت انتہائی خوشی ہوئی جب میں نے ان شرائط کی منظوری گاندھی جی سے حاصل کر لی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی اس معاملے میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ کریں گے۔ اور حالات کے پیش نظر ان پر غور کریں گے۔

آپ کا مخلص

سی راج گوپال اچاریہ

شرائط کے لئے دیکھئے، راج گوپال اچاریہ فارمولا قائد اعظم نے ۴ جولائی ۱۹۴۴ء کو سی راج گوپال اچاریہ کو ایک تار دیا اور اس میں کہا گیا تھا کہ آپ کا فارمولا ورکنگ کمیٹی کو پیش کروں گا

راجن شاہ، مخدوم:

قائد اعظم کے ساتھ ان کا تعلق اس وقت قائم ہوا جب انہوں نے انڈی پنڈنٹ پارٹی قائم کی اور وہ اس کے رکن بنے وہ ۱۸۷۸ء میں ملتان میں سید محمد ولائت شاہ جیلانی کے ہاں پیدا ہوئے چھ برس کی عمر تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ابتدائی تعلیم مکاتب و مساجد میں پائی پھر سید میر جان شاہ افغانی کے دست حق پرست پر بیعت کی ۱۹۰۳ء میں میدان سیاست میں آئے اور میونسپل کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے ازاں بعد وہ ۱۹۳۳ء تک مسلسل اسی کے رکن منتخب ہوتے رہے ۱۹۱۳ء میں وائس پریذیڈنٹ اور ۱۹۲۱ء میں بلدیہ کے پہلے غیر سرکاری صدر منتخب ہوئے۔ اور وفات تک اسی عہدے پر فائز رہے ۱۹۱۶ء میں رائے بہادر ہری چند کے مقابلہ میں لاہور اور ملتان ڈویژن سے لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ اردو زبان کی ترویج کے لئے کونسل میں قرارداد بھی پیش کی۔ ۱۹۲۱ء میں ملتان ڈویژن سے سنٹرل اسمبلی کے رکن بنے۔ اور ۱۹۳۶ء تک منتخب ہوتے رہے۔ قائد کا بے حد احترام کرتے تھے۔ تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا مسجد شہید گنج کے سلسلے میں ان کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ زندگی کے آخری تین برسوں میں ذیابیطس میں مبتلا رہے ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء کو بروز جمعۃ المبارک انتقال کیا۔

اکابر تحریک پاکستان

محمد صادق قصوری

راجندر پرشاد (بھارت کے پہلے صدر)

قائد اعظم نے ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کو ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے مکان واقع دہلی میں ان سے ہندو مسلم مفاہمت کے سلسلے میں مذاکرات کئے۔ یہ بات چیت کئی روز جاری رہنے کے بعد ناکام ہو گئی۔

وہ بہار کے ضلع میں ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے انہوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے کیا پھر بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور وکالت کو پیشے کے طور پر اپنا لیا۔ ۱۹۲۰ء میں وکالت ترک کر کے عدم تعاون کی تحریک میں کام شروع کیا۔ متعدد بار کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۴۹ء جب بھارتی آئین بنا تو یہ مجلس وضع آئین کے صدر رہے۔ گاندھی جی کے وفادار چیلوں میں شامل تھے راجن بابو عرف تھا۔ بھارت کے جمہوریہ بننے پر ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو اس کے پہلے صدر بنے اور ۱۱ مئی ۱۹۶۲ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔

چند کتابوں کے مصنف تھے۔ جن میں تقسیم شدہ ہندوستان خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ہندی کا ایک ہفتہ وار اخبار دیش بھا جاری کیا۔

راجندر پرشاد نے قائداعظم کو ۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ حال ہی میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے صوبائی حکومتوں کا جو حوالہ دیا اور جس میں کہا گیا کہ اس طرح مسلم اقلیتوں پر ہندوؤں کو فوقیت حاصل ہو جائے گی اور ان کی آزادی۔ املاک اور عزت خطرے میں پڑ جائے گی حتیٰ کہ ان کے مذہبی حقوق اور ثقافت بھی متاثر ہو گی ہمیں احساس ہے کہ یہ تمام الزامات بے بنیاد اور غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔

قائداعظم نے اس خط کے جواب میں ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ڈاکٹر راجندر پرشاد کو اس خط کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ میں نے تمام معاملات کو وائسرائے اور گورنر بل کے سامنے رکھ دیا ہے اور اسی سے درخواست کی ہے کہ وہ جلد معاملہ کی تہ تک پہنچے "یہ معاملہ وائسرائے کے زیر غور ہے اور ان حالات میں میں مزید بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔

راس گربہ:

یہ گجراتی زبان کے الفاظ ہیں جن کا مطلب ہے خوشی کے گیت ' یہ گیت قائداعظم محمد علی جناح کے سامنے اس وقت پیش کئے گئے جب وہ ۲۶ جنوری ۱۹۴۰ء کو اپنے گاؤں پانیل گئے تھے۔

راست اقدام:

دیکھئے یوم راست اقدام

راسخ عقیدہ:

قائداعظم ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ اور انہوں نے پوری زندگی اسلامی تعلیمات کے خلاف کوئی کام نہیں کیا چند واقعات حاضر خدمت ہیں۔ قائداعظم جب لندن میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے تو اس دوران وہ لندن کی رنگا رنگ زندگی سے متعارف ہوئے تو اسلامی اقدار نے انہیں ہر قسم کی آلودگی سے پاک رکھا۔ سعید ارشاد اپنی کتاب قائداعظم گفتار و کردار میں بیگم نصرت عبداللہ ہارون کے حوالے سے یہ واقعہ لکھتے ہیں کہ

لندن میں کرسمس کے موقع پر طلباء و طالبات ایک کھیل کھیل رہے تھے اور کھیل کی شرط یہ تھی کہ جیتنے والے لڑکے یا لڑکی کو دوسرے ساتھیوں کی ایک ایک فرمائش پوری کرنا تھی جب جناح کھیل جیت گئے اور فرمائش پوری کرنے کا وقت آیا تو ساتھیوں نے اصرار کیا کہ سرخ بالوں والی لڑکی کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ رقص کیجئے۔ قائداعظم نے یہ فرمائش پوری کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا میں اپنی بیوی کے سوا کسی عورت کا نہ ہاتھ تھاموں گا اور نہ اس کے ساتھ رقص کروں گا۔

دوسرا واقعہ

یکم مارچ ۱۹۴۱ء کو قائداعظم لاہور تشریف لائے 'اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں تقریر فرمائی اور اسی شام مقامی ہوٹل میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے گارڈن پارٹی کا اہتمام کیا قائداعظم جونہی لان میں داخل ہوئے بہت سے نوجوان فرط محبت سے آگے بڑھے اور ایک نوجوان عقیدت سے ان کے گھٹنے چھونے لگا۔ قائداعظم نے اس عقیدت مند کو اوپر اٹھاتے ہوئے فرمایا "مائی بوائے' صرف خدائے بزرگ و برتر کے سامنے جھکنا چاہئے اسلام اس کی تلقین کرتا ہے یہ بات ذہن میں رکھو اور آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔

پاس کھڑے پرنسپل خواجہ دل محمد نے کہا سر یہ محبت ہے قائداعظم نے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اٹھا کر تین مرتبہ تاکید سے کہا صرف خدائے بزرگ و برتر کے سامنے جھکنا چاہئے اور کسی کے آگے نہیں۔

تیسرا واقعہ

قائداعظم ممدوٹ والا لاہور میں بیٹھے تھے ۔ رانا نصراللہ خاں ان کے پاس تھے قائداعظم نے باتوں باتوں میں فرمایا میں نے قرآن حکیم کا ایک انگریزی ترجمہ کئی بار پڑھا ہے مجھے اس کی بعض سورتوں سے بڑی تقویت ملتی ہے رانا نصراللہ خاں نے پوچھا مثلاً قائداعظم نے جواب دیا وہ چھوٹی سی سورہ ہے جس میں ابابیلوں کا ذکر ہے ۔ رانا نصراللہ خاں نے کہا! آپ کی مراد اس آیت سے ہے ۔ جو یوں شروع ہوتی ہے ۔

"الم ترکیف فعل ربک"

قائداعظم نے فوراً فرمایا ۔ جی ہاں جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے جس طرح کفار کے بڑے لشکر کو ابابیلوں کے ذریعے شکست دی ۔ اسی طرح ہم لوگوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ کفار کی قوتوں کو شکست دے گا ۔

راش بہاری گھوش:

۱۹۰۷ء میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کا ۲۳ ویں سالانہ اجلاس سورت میں ہوا اس میں قائداعظم کے ساتھ انہوں نے بھی شرکت کی یہ اس اعتدال پسند گروہ میں شامل تھے جس کے قائد گوپال کرشنا گوکھلے تھے ۔ اجلاس کی صدارت بھی راش بہاری گھوش نے کی تھی ۔ دسمبر ۱۹۰۸ء میں کانگریس کا ۲۳واں ملتوی شدہ اجلاس مدراس میں منعقد ہوا تو اس کی صدارت راش بہاری گھوش نے کی اور اس میں قائد نے بھی شرکت کی

راشدی' پیر علی محمد:

قائداعظم محمد علی جناح نے مارچ ۱۹۴۰ء میں عبداللہ ہارون کمیٹی بنائی تھی پیر علی محمد راشدی اس کے ایک رکن تھے ۔

وہ ۵ اگست ۱۹۰۵ء کو مھن گوٹھ (میرپور خاص) پیدا ہوئے ۔ کسی باقاعدہ کالج اور سکول میں تعلیم حاصل نہ کی ۔ نو برس کی عمر میں شعر کہنا شروع کئے سولہ برس کی عمر میں شاعری کی بدولت ان پر ہتک عزت کا مقدمہ دائر ہوا اور اس مقدمہ سے فراغت کے بعد ہمیشہ کے لئے شاعری سے توبہ کر لی ۔ بمبئی کرنیکل اور سندھ ابزرور کی ادارت بھی کرتے رہے ۔

۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۵ء صوبہ سندھ کے وزیر مال' وزیر صحت اور نائب وزیر اعلیٰ کے عہدوں پر کام کیا ۔ مرکزی کابینہ میں وزیر اطلاعات کی حیثیت سے کام کیا ۔ بھٹو دور حکومت میں امیر خسرو کے سات سو سالہ جشن کے سلسلے میں قائم ہونے والی کمیٹی کے رکن تھے ۔ مولانا محب علی' سندھی ادب' ہفت مقالہ اور دور چراغ محفل تصانیف ہیں ۔

۱۹۸۷ء میں وفات پائی ۔

راشدی جناح مراسلت: لاہور

۲۵ جولائی ۱۹۳۹ء

ڈیئر مسٹر جناح'

مجھے سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون نے لاہور بھیجا ہے تاکہ میں مسلم لیگ کے اگلے اجلاس کے انتظامات کرنے کے سلسلے میں لاہور کے کارکنوں کی مدد کروں ۔ استقبالیہ کمیٹی اس سے پہلے ہی تشکیل دی جا چکی ہے اور اب میں ان کے لئے دفتر کا انتظام کر رہا ہوں ۔ ان میں سب سے ذمہ دار شخص بہت ہچکچاہٹ ظاہر کر رہا ہے لیکن میں ایسے برے ماحول میں اچھے سے اچھا نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ۔

آپ نے اخبارات میں سر یعقوب کا بیان پڑھ ہی لیا ہو گا ۔ پرسوں جب وہ لاہور سے گزر رہے تھے ۔ اس وقت مقامی مسلمانوں نے ان کے خلاف سیاہ جھنڈے لیکر مظاہرہ کیا وہ اس پر اتنا پریشان نظر آنے لگے کہ انہوں نے آنسو بہانا شروع کر دیئے میں اس واقعہ کی خبر کے بارے میں مقامی اخبارات کے تراشے اور ان کی تردید بھی منسلک کر رہا ہوں ۔

میں عنقریب آپ کو اس کام کا ایک خاکہ بھیج دوں گا ۔ میں چاہتا ہوں کہ پنجاب کے لیڈر مذکورہ اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے اس پر عمل کریں ۔

سر عبداللہ ہارون نے ہم لوگ جو پنجاب میں کام کر رہے ہیں ان کو مشورہ دیا ہے کہ ہندوستان کے شہزادوں' اقلیتی رہنماؤں' برطانیہ میں سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان' بیرونی مسلم ممالک میں مسلمانوں کے نمائندگان اور کچھ بیرونی اخبارات کے بڑے مالکان کو دعوت دی جائے کہ وہ اجلاس میں معزز مہمانوں کی حیثیت سے شرکت کر سکیں ۔ اس تجویز کے پس پردہ یہ خیال ہے کہ اولاً کانگریس کے خلاف تمام پارٹیوں کے ساتھ گہرا رابطہ پیدا کیا جائے اور دوم یہ کہ ان ممالک کو

اس قوت سے متاثر کیا جائے جس کا مجھے یقین ہے کہ آپ کا ہاتھیوں پر جلوس اور اجلاس دونوں سے مظاہرہ ہو گا۔ یہ بات کانگریس کے اس اقدام کا جواب ہو گی جو انہوں نے گذشتہ اجلاس کے موقع پر مصریوں کو بلا کر کیا تھا۔ یہ پروپیگنڈے کے لحاظ سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہو گا۔ اس سلسلے میں مجھے آپ سے قطعی احکام کی ضرورت ہے اگر آپ اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں تو براہ کرم مجھے میرے لاہور کے پتے پر اس کے بارے میں جواب دیجئے جو اوپر درج ہے۔

نیک تمناؤں اور احترام کے ساتھ

آپ کا مخلص

علی محمد ایچ راشدی

سیکرٹری۔ فارن سب کمیٹی کل ہندو مسلم لیگ

بحوالہ: روزنامہ جنگ ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء

راغب احسن:

قائد اعظم انہیں مسلمانوں کا عمدہ سپاہی کہتے تھے۔ ان سے اہم قومی امور میں مشورے لیتے تھے۔ ۱۵ جون ۱۹۴۶ء کو دہلی اجلاس میں انہوں نے علامہ راغب احسن کے بارے میں فرمایا۔

کروڑوں ہیں جو میرے اندھے مقلد ہیں لاکھوں ہیں جو میری تائید کرتے ہیں لاکھوں ہیں جو میرے لئے سرگرمی سے کام کرتے ہیں لیکن ہندوستان کے طول و عرض میں مسلم لیگیوں میں صرف ایک راغب احسن ہیں جنہوں نے اسلام اور پاکستان کے اصول کی محبت میں مجھ پر بیباکی کے ساتھ تنقید کی حراب کرتے ہیں پاکستان کے نصب العین کی خاطر وہ مجھ پر سخت ترین گرفت کرنے سے بھی نہیں چوکتے وہ مجھ کو چاہتے ہیں لیکن مجھ سے زیادہ اسلام اور پاکستان کو چاہتے ہیں۔ راغب احسن لیگ اور تحریک پاکستان کے زندہ ضمیر ہیں اور راغب احسن پر مجھے فخر ہے۔

حسین شہید سہروردی انہیں پاکستان کا تھنک فورس کہا کرتے تھے

انہوں نے ۲۸ نومبر ۱۹۷۵ء کو کراچی میں نماز جمعہ کے دوران ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ وہ ضلع گیا میں ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ میں تعلیم پائی اور اپنی سیاسی زندگی کا آغاز خلافت کمیٹی میں شمولیت کر کے کیا جیل بھی گئے۔ علی پور کی جیل میں ان کی ملاقات کلکتہ کارپوریشن کے اس وقت کے میئر محمد عثمان سے ہوئی۔ ان دونوں نے عہد کیا کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے اور انگریز کی خلافت کرنے کی بجائے اس کے خلاف جہاد کریں گے چنانچہ رہائی کے بعد ایم اے کیا۔ سٹار آف انڈیا کے ادارہ تحریر میں شامل ہو گئے جب سر شفاعت احمد نے الہ آباد سے انگریزی ہفت روزہ سٹار جاری کیا تو وہ اس کے ادارہ تحریر میں شامل ہو گئے۔

انہوں نے اپنی پوری زندگی مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور انہیں اقوام عالم میں صحیح مقام دلانے میں صرف کی۔ تقسیم سے قبل وہ ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے رکن تھے۔ جہاں مسلمانوں سے حقوق کی حفاظت کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہے اور قائد اعظم کے ساتھ مل کر انہیں انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ ۱۹۳۱ء میں انہوں نے آل انڈیا یوتھ لیگ کی بنیاد رکھی۔ اور اسی اثناء میں میثاق فکر اسلامیت و استقلال ملت کے نام سے ایک فکر انگیز دستاویز مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مرتب کی ۱۹۳۶ء میں کلکتہ مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے انہیں سیف الملت کا لقب دیا تھا۔ ۱۹۶۴ء۔ ۱۹۶۵ء میں مادر ملت کے صدارتی انتخاب میں مشرقی پاکستان میں بہت کام کیا۔ ۱۹۵۷ء میں اسلامک لاء کمشن کے رکن بنائے گئے۔ سنٹرل اقبال کمیٹی کے نائب صدر اور سلمان ندوی اکیڈمی آف اسلام کراچی کے بنیادی ممبر تھے۔

راغب احسن جناح مراسلت:

لٹل گبز (Gibbs) روڈ مالابار ہل بمبئی

یکم اگست ۱۹۳۷ء

ڈیئر مسٹر راغب احسن

آپ نے جو تراشہ بھیجا ہے اس کا بہت بہت شکریہ اور میں آپ کا ممنون ہوں۔ میں آپ کا اس واسطے بھی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بنگال کی سرزمین کے بارے میں معلومات فراہم کیں میں ہمیشہ ہر اس اطلاع یا مدد کا خیر مقدم کروں گا جو آپ فراہم کریں کسی تعارف کی بالکل ضرورت نہیں

فلسطین کے متعلق جہاں تک آپ کی تجویز کا تعلق ہے جو غور و فکر چاہتی ہے اور میں دیکھوں گا کہ اس معاملہ میں کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔

آپ کا مخلص
دستخط ایم اے جناح
راغب احسن ایم اے
معرفت اسٹار آف انڈیا ۳۔ ویلزلی پیلس کلکتہ

مالابار ہل
بمبئی
۲۰ جنوری ۱۹۳۹ء
ڈیئر مسٹر احسن

آپ کا خط محررہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء کا بہت بہت شکریہ جس کے ساتھ امرت بازا پتریکا کا تراشہ بھیجا گیا۔ جہاں تک گاندھی اور آغا خان کی ملاقات کا تعلق ہے مجھے حقیقتاً اس امر کا علم نہیں کہ اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جائے لیکن چونکہ آپ اس معاملے سے نمٹنے کے لئے بنگال کے لیڈروں سے مشورے کر رہے ہیں اور یہ قصہ بنگال ہی سے شروع ہوا ہے اس لئے دیگر لوگوں کے مقابلے میں آپ لوگ ہی اس معاملہ سے بہتر طور پر نمٹ سکتے ہیں۔

آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے
راغب احسن اسکوائر — آپ کا مخلص
کلکتہ — دستخط ایم اے جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ مالابار ہل بمبئی
۱۱ دسمبر ۱۹۳۹ء
ڈیئر مسٹر راغب احسن

مجھے آپ سے ۷ اور ۸ دسمبر کے خطوط ملے اور ان کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں اگر آپ کو مشورہ دیا جائے تو آپ کے لئے اس بات میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ آپ اس مجوزہ قرار داد میں کچھ اضافہ کریں جو میں نے ۲۲ تاریخ کے اجلاس کے لئے بھیجی ہے درحقیقت یہ بات بار بار صاف کی جا چکی ہے کہ مسلم لیگ وفاقی اسکیم کے خلاف ہے اور مسلم لیگ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ کانگریسی حکومتوں والے صوبوں میں آئین ناکام ہو چکا ہے۔

مسٹر صدیق کے طرز عمل کے متعلق معاملہ پر احتیاط سے غور کیا جانا ہو گا۔ آپ نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا ہے مجھے اس سے بالکل اتفاق ہے۔

جہاں تک آپ کی درخواست کا تعلق ہے جس میں آپ نے مجھ سے کہا ہے میں ۲۹، ۳۰ اور ۳۱ تاریخوں کو ہونے والی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کروں مجھے ڈر ہے کہ اپنی مصروفیات کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہو گا لیکن آپ کی ہر کامیابی کا متمنی ہوں۔

راغب احسن۔ ۸ زکریا اسٹریٹ کلکتہ — آپ کا مخلص
ایم اے جناح

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ
مالابار ہل بمبئی۔
۱۲ دسمبر ۱۹۴۰ء
ڈیئر مسٹر راغب احسن

مجھے ابھی ابھی آپ کا وہ خط ملا ہے جس کے ساتھ اخبارات کے تراشے منسلک ہیں مجھے خوشی ہے کہ بنگال بخوبی ہوشیار ہے اور انہوں نے مسٹر فضل الحق کی تازہ ترین تحریک کو سمجھ لیا ہے۔

مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ یہ نہایت ہی غیر عاقلانہ بات ہے اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے مضرر ساں ہے اس نے پہلے ہی بڑی غلط فہمی پیدا کر دی ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم قیادت منقسم ہے حالانکہ ہم چاہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان پوری طرح متحدہ طور سے مسلم لیگ کے پشت پناہ ہیں۔

ایس راغب احسن صاحب — آپ کا مخلص
۸ زکریا سٹریٹ — ایم اے جناح
کلکتہ

ایچ بی کوئن الیزبتھ — (غیر مطبوعہ)
بالمقابل جی پی اور سری نگر کشمیر
۱۳۔ جون ۱۹۴۴ء
ڈیئر مسٹر راغب احسن

تین اور ۵ جون کے خطوط کا شکریہ قبول کیجئے۔ میں نے وہ متعدد نکات نوٹ کر لئے ہیں جن کی آپ نے میرے لئے نشاندہی کی تھی۔ مجھے امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

التفات کے ساتھ

راغب احسن ۲/۷اے حیات خاں — آپ کا مخلص
کین ایرسٹ سٹریٹ کلکتہ — ایم اے جناح

۱۰ اورنگ روڈ نیو دہلی
۲۰ اپریل ۱۹۴۳ء
ڈیئر مسٹر راغب احسن
مجھے آپ کا ۱۶ اور ۱۷ مارچ اور ۱۴، ۱۵ اور ۱۶ اپریل کے خطوط ملے جن کا میری طرف سے شکریہ قبول کریں۔ میں آپ کا اس لئے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وافر معلومات مہیا کی ہیں جن پر میں غور کر رہا ہوں۔

سید راغب احسن — آپ کا مخلص
۸ زکریا سٹریٹ کلکتہ — ایم اے جناح

بحوالہ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ ستمبر ۱۹۷۸ء)

ریڈی منی لاج — Readymoney Lodge
ماتھران — Matheran
۲ جون ۱۹۴۵ء
مجھے آپ کا ۲۴ مئی ۱۹۴۵ء کا خط ملا۔ اور میں نے ان مختلف تجویزوں کو نوٹ کر لیا ہے جو آپ نے اس سلسلہ میں پیش کی ہیں لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں فی الحال مسلم لیگ کی تنظیم میں اپنی پوری سرگرمیاں انجام دینے سے معذور ہوں اور بنیادی طور جن معاملات کا آپ نے اپنے خط میں حوالہ دیا ہے ان کا تعلق مجلس عمل سے ہے جو میرے خیال میں آج کل بنگال میں ہے اس نے بنگال کا دورہ کیا ہے اور آسام کو گئی ہے آپ نے بعض معاملات کا ذکر کیا ہے جو بہت اہم ہیں لیکن انہیں آخری فیصلہ کرنے سے پہلے آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جانا چاہئے۔ لیکن میں فرض کرتا ہوں کہ آپ نے اور دیگر حضرات نے اس معاملہ پر مجلس عمل سے تبادلہ خیال کیا ہے اور میں ان کا ردعمل معلوم کرنا چاہوں گا بہر حال میں نے آپ کے نکات نوٹ کر لئے ہیں۔
میں یقیناً بنگال لیگ کے منشور کے مسودہ کا انتظار کروں گا۔ جس کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ آپ تیار کر رہے ہیں اور مجھے بھیجیں گے۔

راغب احسن صاحب — آپ کا مخلص
۸ زکریا اسٹریٹ کلکتہ — دستخط ایم اے جناح

بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی
(۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء)

ماونٹ پلیزنٹ — (ذاتی اور پرائیویٹ)
مالابار ہل بمبئی
۱۱ ستمبر ۱۹۴۰ء
ڈیئر مسٹر راغب احسن
مجھے آپ کا خط مورخہ ۷ ستمبر مل گیا مجھے آپ کے صدارتی خطبہ کے تین پیکٹ مل گئے اور میں نے ورکنگ کمیٹی کے ارکان میں وہ تقسیم کر دیئے۔
ذاتی طور پر میں مسٹر راج گوپال اچاریہ کی دلیرانہ پیش کش کو کوئی اہمیت نہیں دیتا میں نہیں سمجھتا کہ اس پر سنجیدہ توجہ کی ضرورت ہے جب کہ بالکل واضح ہے کہ یہ پیش کش اول تو پیش کش نہیں کیوں کہ مسٹر راج گوپال اچاری کہتے ہیں کہ اگر یہ مسٹر ایمرے (Amery) کے لئے قابل قبول ہو تو پھر وہ کانگریس کو آمادہ کرنے کی کوشش کریں گے پھر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص اس کے بارے میں تجاویز کیوں پیش کرے اصل میں اس کا مقصد پبلک کو اور انگلستان میں پریس کو اور غیر ممالک جیسے امریکا کو گمراہ کرنا ہے ابھی تک کانگریس نے مسلم لیگ کو کوئی پیش کش نہیں کی جب بھی کبھی اس کی طرف سے کوئی پیش کش موصول ہو گی تو ہم سب سے زیادہ توجہ کے ساتھ اس پر غور کریں گے۔
مشفقانہ احترام کے ساتھ
آپ کا مخلص
دستخط ایم اے جناح

راک لینڈ گیسٹ ہاؤس:
حیدر آباد دکن میں قائد اعظم کی قیام گاہ۔

رام پال سنگھ، راجا:
۱۶۔ اپریل ۱۹۲۷ء کو سرونٹس آف انڈیا سنڈی سرکل کا جو اجلاس زیر اہتمام قائد اعظم منعقد ہوا اس کی راجا رام پال سنگھ نے صدارت کی۔

راولا کوٹ:
ضلع پونچھ (آزاد کشمیر) کا صدر مقام۔ یہ سطح بحر سے ۱۶۱۵ میٹر کی بلندی پر واقع ہے اسے پرل ویلی یعنی موتیوں کی وادی بھی کہ

جاتا ہے یہ راولپنڈی سے بذریعہ سڑک ۱۳۱ کلو میٹر کی دوری پر ہے پختہ سڑکوں کے ذریعے براستہ آزاد پتن، ڈھلکوٹ، کوہالہ اسے راولپنڈی اسلام آباد کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اب (۱۹۸۸ء) میں ہوائی سروس کا اہتمام بھی کر دیا گیا ہے اس کی آبادی بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں محکمہ سیاحت کے دو ریسٹ ہاؤس اور محکمہ تعمیرات عامہ کا سرکٹ ہاؤس جدید سہولتوں سے مزین ہیں۔ چند جدید ہوٹل بھی ہیں۔

۱۹۴۴ء میں قائد اعظم کشمیر کے دورے پر گئے تو اسی راستے سے گئے۔

راولپنڈی:

قائد اعظم محمد علی جناح نے دو مرتبہ راولپنڈی کا دورہ کیا پہلی بار ۱۹۳۶ء میں اور پھر ۱۹۴۴ء میں ۱۹۴۸ء میں بھی انہوں نے راولپنڈی کا دورہ کرنا تھا لیکن علالت کی وجہ سے وہاں نہ جا سکے۔

رائٹر:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۲ مئی ۱۹۴۷ء کو گلوب رائٹر کے نامہ نگار ڈون کیمبل مقیم ہندوستان کو ایک انٹرویو دیا تھا۔ اس انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مجوزہ دونوں بازوؤں یعنی مشرقی اور مغربی پاکستان کو ملانے کے لئے ہندوستان کی سرزمین پر ایک گزر گاہ دی جائے۔

رائل ایئر فورس:

انگریزوں کے لئے ہندوستان کو نو آبادی کے طور پر برقرار رکھنا بڑا اہمیت کا حامل تھا اور اس کی سلامتی کو اولین حیثیت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ شمالی مغربی علاقوں کے سرکش قبائل کو بھی خاموش رکھنا اور افغانستان کی غیر جانبداری کو بھی برقرار رکھنا نیز پہلی عالمی جنگ کے دوران نہ صرف رائل ایئر فورس کی آمد ہوئی بلکہ اس جنگ نے ہندوستان کے عوام میں جنگ میں شرکت کا احساس بیدار کر دیا اور وہاں کے رہنماؤں جن میں قائد اعظم محمد علی جناح اور پنڈت نہرو سرفہرست تھے ایک نیا مطالبہ پیش کیا اور وہ یہ تھا کہ ہندوستان کے دفاع کی ذمہ داری ہندوستانی عوام کا حق ہے اور ہندوستانی باشندوں پر مشتمل افسروں کی ایک کور قائم ہونی چاہئے۔

اس کام کا آغاز اگرچہ ۱۹۱۴ء میں رائل فلائنگ کور کی تشکیل سے ہو چکا تھا اور پھر ہندوستان میں رائل ایئر فورس بھی آ گئی جس نے سیتا پور میں مرکزی تربیت گاہ پرواز کی داغ بیل ڈال دی فلائنگ کور کو سرحد اور بلوچستان کے قبائلیوں کے خلاف استعمال کیا گیا۔

تاہم ۱۹۲۵ء میں حکومت ہند نے اس وقت کے چیف آف جنرل سٹاف سر اینڈر لوسکین کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی تا کہ ہندوستانی باشندوں کو بری فوج کے افسروں کی کور کے باقاعدہ اراکین کے طور پر لئے جانے کے سوال کو زیر غور لایا جا سکے۔ کمیٹی نے بھارتی فوج کے فضائی بازو کے قیام کی بھی سفارش کی اور ۱۹۲۸ء میں حکومت ہند نے اصولی طور پر ایک علیحدہ فضائی فوج کی ضرورت کو محسوس کر لیا۔

رائل پاکستان ایئر فورس کالج:

دیکھئے رسالپور

راؤ بہادر شرما:

۱۹۱۹ء میں جب امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں رولٹ بل پر بحث ہوئی تو انہوں نے دوران بحث ۱۳ مارچ کو یہ وضاحت طلب کی کہ بل کی شق نمبر ۲ میں انقلابی تحریک کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس پر سر جارج لائڈ لیس نے کہا کہ انقلابی اور نارکسٹ کے لفظ بل میں لغوی معنی میں استعمال کئے گئے ہیں اور اسی وجہ سے ان الفاظ کی تشریح بل کے ساتھ منسلک نہیں کی گئی قائد اعظم نے ان کی ترمیم کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ کونسل کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ تمام ایسی خامیوں کی نشاندہی کرے جن کو سلیکٹ کمیٹی نے نظر انداز کر دیا ہے۔

راؤ، بی این:

بین الاقوامی عدالت کے جج اور کشمیر کے وزیر اعظم۔ انہوں نے ۳ جولائی ۱۹۴۴ء کو قائد اعظم کے دورہ کشمیر کے دوران سری نگر کے سرکاری گیسٹ ہاؤس نمبر ۴ میں قائد سے ملاقات کی۔

وہ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے۔ مدراس اور کیمبرج میں تعلیم پائی ۱۹۱۰ء میں انڈین سول سروس میں شمولیت اختیار کی۔

۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۰ء مرشد آباد کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج رہے۔ ۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۳ء آسام کے سیکرٹری، قانون اور ۱۹۳۵ء میں کلکتہ ہائی کورٹ کے قائمقام جج اور قائمقام ریفارمز

کیشنر کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۴۴ء میں سبکدوش ہوئے اسی سال انہیں کشمیر کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں گورنر جنرل کے سیکرٹری بنے۔ کچھ عرصہ تک اقوام متحدہ میں بھارت کے مستقل مندوب بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء میں ان کا تقرر بین الاقوامی عدالت کے جج کی حیثیت سے ہوا۔ دسمبر ۱۹۵۳ء میں انتقال کیا۔

۱۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا بانظر ثانی زاہد حسین انجم
۲۔ قائد اعظم کے شب و روز۔ از خورشید احمد خاں

رائے، ایم این:

ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی کا رہنما اور لینن، سٹالن اور ٹراٹسکی کا ساتھی۔ جنگ عظیم دوم میں حکومت ہند نے اس کی اس پیش کش کو قبول کر لیا تھا کہ وہ جاپانیوں کے خلاف کچھ دستوں کو گوریلا جنگ کی تربیت دے گا اس نے ایک طرف تو مزدوروں، کسانوں اور طالب علموں کو منظم کرنا شروع کر دیا تو دوسری طرف قائد اعظم کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ کانگریس کے خلاف وسیع بنیادوں پر قائم ایک تنظیم قائم کی جائے جو ان کے مطالبہ پاکستان کو لسانی بنیادوں پر قائم کرنے کی حمایت کرے گی قائد اعظم اس کے جھانسے میں نہ آئے چنانچہ انہوں نے برصغیر میں ایک اسلامی ریاست کے قیام کے لئے آواز بلند کی۔

وہ فروری ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ کلکتہ میں تعلیم مکمل کی۔ برصغیر پاک و ہند میں کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی۔ ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی اور انڈین فیڈریشن آف لیبر کے رہنما بھی رہے۔

رپن لارڈ (LORDRIPON)

یہ قرارداد لارڈ رپن کی وفات کے سلسلے میں پیش کی گئی تھی۔

۲/ اگست ۱۹۰۹ء کو انجمن اسلام بمبئی کے زیر اہتمام مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے جو جلسہ منعقد ہوا اس میں شیخ فتح علی نے ایک قرارداد پیش کی۔ قائد اعظم نے اس قرارداد کی حمایت کی۔

حیات قائد اعظم کے چند پہلو۔
ماخذ (احمد سعید)

رتن بائی:

قائد اعظم کی اہلیہ۔ قائد سے شادی کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی وہ ڈنشاپیٹٹ کی بیٹی تھیں اس وقت قائد اعظم کی عمر ۴۱ برس تھی۔

جی الانہ نے اپنی انگریزی کتاب قائد اعظم اے سٹوری آف نیشن میں ان کے بارے میں یہ تاثرات پیش کئے ہیں۔

مسز جناح بڑے رکھ رکھاؤ کی مالک اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ خوش پوشاکی ان کی کمزوری تھی۔ ان کا شمار بمبئی کی خوش لباس خواتین میں ہوتا تھا۔ ان کے لباس ہارن بی روڈ پر یونیورسٹی کی عمارت کے سامنے ایک دکان میں تیار ہوتے تھے جو ایک یورپی ماہر ملبوسات ایبلے وینڈ گروون کی ملکیت تھی۔

رتن بائی کا انتقال ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء کو ہوا اس وقت قائد اعظم لندن میں تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۲۹ برس تھی۔

رتن بائی سے شادی قائد اعظم کے بنگلے پر ۱۹ اپریل ۱۹۱۸ء کو طے پائی۔ اور حق مہر ایک ہزار ایک روپے مقرر کیا گیا تاہم قائد اعظم نے ایک لاکھ پچیس ہزار روپے رتن بائی کو شادی پر بطور تحفہ دیئے۔ رتن بائی کا انتقال ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء کو ہوا۔ اور آرام باغ بمبئی میں ان کی قبر ہے۔

نیز دیکھئے شادی (دوسری)

رتی جناح:

دیکھئے شادی (دوسری)

رٹز ہوٹل (لندن)

۱۹۳۱ء میں جب قائد اعظم محمد علی جناح گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے اپنی بہن محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ لندن تشریف لے گئے تو انہوں نے اسی ہوٹل میں قیام فرمایا۔ گول میز کانفرنس کے اختتام کے بعد کچھ عرصہ تک تو وہ اسی ہوٹل میں مقیم رہے لیکن بعد ازاں مکان تلاش کر لیا اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔

رجمنٹ کی خصوصیات:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور کے ہوائی اڈے پر ۱۵۔ ۲ پنجاب رجمنٹ کو خصوصی علم عطا فرمائے۔

اس شاندار تقریب میں انہوں نے فرمایا۔
مجھے فخر ہے کہ مجھے آپ کو علم دینے کا موقع ملا۔ آپ جیسی پلٹن بنانے کے لئے اعلیٰ نظم و ضبط 'وفاداری' بے غرضی اور بے لوث جذبہ خدمت اور صبرو استقلال کی خوبیاں درکار ہیں
۔

میدان جنگ میں آپ نے جو شاندار کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان کی تعریف کرنا میرا کام نہیں۔ حقائق اور تاریخ میں آپ کے کارنامے جگمگا رہے ہیں لیکن صرف میدان جنگ میں فتوحات حاصل کرلینا کافی نہیں۔ آپ کے سامنے زمانہ امن ہے آپ نے پاکستان کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردی ہیں آپ کا فرض ہے کہ آپ مظلوم کی حمایت کرکے اسلام کا بول بالا کریں۔ باتوں سے زیادہ ٹھوس کام کریں اور مجھے امید ہے کہ ضرورت پڑنے پر آپ اپنے ملک و قوم کی حفاظت کے لئے کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کریں گے' اور مجھے یقین ہے کہ خداوند کریم آپ کی مدد کرے گا اور پاکستان کا جھنڈا ہمیشہ دنیا میں سربلند رہے گا۔

بحوالہ قائداعظم بحیثیت گورنر جنرل
از زاہد حسین انجم

رجمنٹل کلر:

قائداعظم محمد علی جناح نے سب سے پہلا رجمنٹل کلر پنجاب رجمنٹ کی بٹالین کو اپنے دورہ سرحد کے دوران میں ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور میں دیا۔ یہ پرچم اب راولپنڈی کے پاکستان آرمی میوزیم میں محفوظ ہے۔

رحمٰن بہاری' ڈاکٹر:

نواب صاحب بھوپال کے خصوصی معالج ۱۹۴۴ء میں قائداعظم کی صحت جب بہت زیادہ خراب ہوگئی تو ڈاکٹر رحمٰن نے ان کا علاج کیا۔

رحمت بی:

قائداعظم کی ہمشیرہ' ان کی شادی کلکتہ کے ایک تاجر (۱۸۹۶ء میں) خلیل بھائی سے طے پائی۔

رحمت علی' چودھری:

۱۹۳۳ء میں جب قائداعظم لندن میں تھے تو چودھری رحمت علی نے پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی اور کتابچے شائع کر کے تقسیم کیے۔

وہ ضلع ہوشیار پور میں ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کیا چیفس کالج میں کچھ عرصہ استاد رہے۔ ۱۹۳۰ء میں انگلستان گئے اور وہاں سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا ۱۹۳۳ء میں اب یا کبھی نہیں کے نام سے ایک پمفلٹ لکھا جس میں پاکستان کا نام تجویز کیا گیا تھا انہوں نے فادر لینڈ آف دی پاک نیشن نامی کتاب بھی لکھی۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیم برعظیم سے جس میں ماونٹ' ریڈ کلف' انگریزی حکومت اور ہندو کانگریس نے دھاندلی کی تھی اور جسے قائداعظم نے احتجاج کے ساتھ قبول کیا تھا وہ بھی خوش نہ تھے۔ ۱۹۴۸ء میں لاہور آئے لیکن پھر انگلستان چلے گئے وہیں ۱۹۵۱ء میں ان کا انتقال ہوا ان کے اہل خاندان فیصل آباد میں مقیم ہیں۔

رحمتہ اللعالمین:

قائداعظم محمد علی جناح کا وہ پمفلٹ جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت مبارک پر لکھا اسے لاہور کے وکیل سید سرور شاہ گیلانی (علیگ) نے دفتر تنظیم مساجد نولکھا مصری شاہ لاہور سے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اس پمفلٹ کی اصل کاپی سنٹرل لائبریری بہاولپور میں محفوظ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد یہ نادر تقریر جامعہ کراچی کے اخبار جامع (جسے طلبہ مرتب کرتے ہیں) ۱۹۸۶ء میں شائع کی۔ جسے انہوں نے جناب علی حیدر ملک کے شکریہ کے ساتھ شائع کیا۔ ان کی تقریر کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے صاحب زادے حضرت اسماعیل تھے بائبل اور تورات کے بیان کے مطابق پھر ان کے ہاں ۱۲ لڑکے پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام قیدار تھا جن کی اولاد عرب کے صوبہ حجاز میں آباد ہوئی۔ اہل عرب قیدار کی اولاد ہیں۔ تمام مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ حضور آقائے عرب و عجم کا سلسلہ نسب عدنان سے ملتا ہے جو چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل سے جا کر ملتا ہے اور اس حقیقت سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا کہ حضور کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ اسلام سے ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم کی

نویں پشت میں نضر بن کنانہ کا نام ملتا ہے۔ جو قریش مکہ کے مورث اعلیٰ تھے۔ گویا شرافت اور وجاہت کے اعتبار سے بھی حضورؐ کا خاندان معتزز اور باوقار تھا۔ جغرافیہ کا ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ جزیرۃ العرب ایشیا، یورپ اور افریقہ آپس میں ملتے ہیں آفتاب اسلام کی ضیا بادیوں سے پہلے بیشتر دنیا جہالت اور خود شناسی کی تاریکیوں میں روپوش تھی اور عرب کی حالت کا تو پوچھنا ہی کیا؟ وہاں پر لوگوں کا جدا جدا اور مختلف مذاہب پر اعتماد تھا لیکن بت پرستی سب میں مشترکہ چیز تھی حتیٰ کہ کعبہ مقدس میں بھی ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، عیسیٰؑ اور مریم صدیقہؑ کے بتوں کی بے تحاشہ پرستش ہوتی تھی۔

عہد جہالت

عرب لوگوں کی زندگی کا دار و مدار تیغ آزمائی پر تھا اور چونکہ وہ ایسی فضا میں پلتے تھے اس لئے خونخواری اور سفاکی ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی ان کے دن رات کے چوبیس گھنٹے باہمی جنگ و قتال میں صرف ہوتے تھے اور ذرا سی بات پر تلوار میان سے تڑپ کر نکلتی تھی اور حرم بھر میں کشتوں کے پشتے لگ جاتے تھے ان حالات میں انسانی خون کی پاکیزگی کا کیسے خیال آ سکتا تھا اس کے علاوہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینا۔ شراب اور عیاشی کی گود میں زندگی بسر کرنا، ایسے واقعات ہیں جن پر تاریخ عالم کے اوراق گواہ ہیں۔

ولادت قدسی:

یہ قانون قدرت ہے کہ جب موسم خزاں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں تو بہار کی دلفریب ہوائیں بھی بہت دور پیچھے نہیں ہوتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ مردہ درختوں کے جسم سے لہلہاتی ہوئی کونپلیں پھوٹتی ہیں اور قدرت پھر ایک دفعہ دلفریب دلہن کی طرح حسن کی آرائشوں سے مالا مال ہو جاتی ہے۔

طلوع اسلام:

اس طرح جب عرب گمراہی کی ضلالتوں میں ٹھوکریں کھا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے ایک ایسے سورج کا طلوع کیا جس کی درخشانی اور تابانی نے تاریک ترین راہ گزاروں کو بھی بقعہ نور بنا دیا یعنی ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ میں آفتاب رسالت کا طلوع ہوا۔

جوانی کے آغاز تک آپ گلہ بانی کا کام کیا کرتے تھے گویا اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ آپ جس طرح بھیڑ بکریوں کو درندوں اور خونخوار جانوروں سے محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح آپ انسانیت کے گلہ کے بھی داعی ہیں۔

۱۴ سال کی عمر میں آپ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ شام کو بغرض تجارت تشریف لے گئے اور اس کے چند سال بعد سرزمین عرب میں قریش اور بنی قیس میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔

حضور فخر دو عالمؐ نے اس خونریزی کو دیکھا اور آپ کے حساس دل پر گہرا اثر ہوا اور آپ نے حق و صداقت کو بلند رکھنے اور امن عامہ کی حفاظت کا تہیہ کر لیا اور بالآخر آپ فریقین میں صلح و صفائی کرانے میں کامیاب ہو گئے تاریخ میں اس صلح کو حلف الفضول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کی رو سے کمزوروں اور مظلوموں کی امداد اور حفاظت کا عہد کیا گیا۔

آپؐ جس وقت سن بلوغت کو پہنچے تو آپؐ نے اپنے آباؤاجداد کی اقتداء میں تجارت شروع کر دی آپؐ کی دیانت صداقت خلوص اور ایمانداری سے حضرت خدیجہؓ اس قدر متاثر ہوئیں کہ انہوں نے آپؐ کو معمول سے دگنا حصہ دینے پر اصرار کیا۔

اصحاب فیل کا واقعہ:

یہاں پر تفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تمام واقعات کو رقم کرنے کی گنجائش نہیں لیکن ایک واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے آپؐ کی ولادت کے سال میں یمن کے عیسائی حاکم ابرہہ نے اپنے دارالخلافہ میں ایک عظیم الشان گرجا اس ارادے سے تعمیر کیا کہ خلق خدا کا اژدہام کعبہ کی بجائے اسی گرجا میں ہو۔ تاکہ کعبہ میں روحانی اور دنیاوی عظمت کا قصر رفیع زمین پر آ رہے۔ دراصل ان عزائم مشؤمہ کی تہہ میں مسیحیت کو کامرانی اور کامیابی سے ہمکنار دیکھنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے ارادے سے کعبہ پر ایک جرار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا اور مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ٹھہر گیا اور اہل مکہ کو اپنے ارادے سے آگاہ کرنے کے لئے ایلچی روانہ کر دیا۔ اسی اثناء میں ابرہہ کے سپاہیوں نے عبدالمطلب کے بہت سے اونٹوں کو قبضہ میں لے لیا۔ حضرت عبدالمطلب اس سلسلے میں اس کے پاس چل کر آئے۔ ابرہہ ان کی عظمت و جلالت کو دیکھ کر سخت متحیر ہوا اور ان کی تشریف آوری کا سبب دریافت کیا اس کا خیال تھا کہ عبدالمطلب کعبہ پر حملہ نہ کرنے کی درخواست کریں گے مگر انہوں نے اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس پر ابرہہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ "آپ کو اپنے اونٹوں کی تو بہت فکر ہے۔ مگر کعبہ کے متعلق جس کو میں گرانے آیا ہوں، آپ کو

کوئی فکر ہی نہیں" حضرت عبدالمطلب نے بلاجھجک جواب دیا کہ "میں اونٹوں کا مالک ہوں. مجھے ان کی حفاظت مطلوب ہے۔ کعبہ کا مالک خود اپنے گھر کی حفاظت پر قادر ہے اور وہی اس کا بندوبست کرے گا۔" ازبسکہ قریش ابرہہ کے قشون قاہرہ کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے. اس لئے وہ گرد و نواح کی پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے۔ عبدالمطلب مکہ کو چھوڑنے سے پہلے کعبہ میں گئے اور اس کی چادر کو تھام کر یوں گویا ہوئے "اے اللہ یہ تیرا گھر ہے ہم اس کی حفاظت سے عاجز ہیں, تو اپنے گھر کا خود نگہبان ہو۔" یہ کہہ کہ وہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اور مورخین کا اتفاق ہے کہ ابرہہ کی فوج پر اتنی زبردست تباہی آئی کہ اس کے لشکر کا کثیر حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔ باقی ماندہ بے سروسامانی میں تتر بتر ہو گیا۔ قرآن حکیم میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

صحرائی تربیت:

عرب شرفا میں دستور تھا کہ مائیں اپنے بچوں کو چھاتیوں سے دودھ پلانے کی بجائے انہیں دیہات کی تندرست عورتوں کے سپرد کر دیتی تھیں۔ آپؐ کی ولادت باسعادت کے چند دن بعد تک آپؐ کی والدہ محترمہ نے آپؐ کو دودھ پلایا اور اس کے بعد چند دن ثوبیہ نے جو ابولہب کی لونڈی تھیں. آپؐ کو دودھ پلایا بعد ازاں آپؐ حلیمہ سعدیہ کی تحویل میں دے دیئے گئے دو سال بعد آپؐ پھر اپنی والدہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے لیکن فوراً ہی پھر دیہات میں بھیج دیئے گئے کیوں کہ مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی اب چھ سال تک مائی حلیمہ کے گہوارہ میں پرورش پاتے رہے۔ اور اس کے بعد تشریف لے آئے اس دوران میں آپؐ کی والدہ محترمہ مدینہ منورہ کی طرف اپنے خاوند کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کر رہی تھیں کہ راستہ ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد آنحضرتؐ کی خبر گیری کا بار آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لے لیا۔ بچپن سے ہی آنحضرت میں محبت, امانت اور صداقت کے جوہر نمایاں تھے جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے حضرت خدیجہ آپؐ کی امانت اور دیانت سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ انہوں نے خود آپؐ کے حبالہ عقد میں آنے کی خواہش ظاہر کی, حالانکہ اس سے پیشتر عرب کے بڑے بڑے سردار حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کر چکے تھے جسے آپؓ نے رد کر دیا تھا۔

حضرت خدیجہؓ:

شادی کے وقت آپؐ کی عمر ۲۵ سال تھی اور حضرت خدیجہؓ آپ سے پندرہ سال بڑی تھیں لیکن عمر میں اس تفاوت کے باوجود ان کی آپس میں بے حد محبت تھی حالانکہ اس وقت ہر شخص کو اجازت تھی کہ وہ جتنی عورتوں سے چاہے شادی کر لے۔

حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی وہ لوگ جو کور باطنی سے حضورؐ کی شادیوں پر اعتراض کیا کرتے ہیں وہ خدارا بتائیں کہ ایک شخص جو عین شباب کے عالم میں ایک چالیس سالہ بیوہ سے شادی کرتا ہے اور اس کی زندگی میں دوسرے نکاح کا دل میں خیال تک نہیں لاتا, کیا اس کے متعلق بدباطن سے بدباطن شخص بھی کہہ سکتا ہے کہ اس کی بعد کی شادیوں میں دنیاوی دلچسپیوں کو دخل حاصل تھا۔ شادی کے پندرہ سال بعد منصب نبوت عطا ہوا حضرت خدیجہؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آنحضرتؐ کے قلب مبارک کی عمیق ترین گہرائیوں سے واقف نہیں تھا. انہوں نے آنحضرتؐ کی زندگی کے ہر ایک پہلو کو خلوتوں میں باریک نگاہوں سے دیکھا تھا اور جس وقت آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہؓ سے اپنے منصب نبوت کا ذکر کیا. وہ آپ کی دیانت کو جانتے ہوئے فوراً آپؐ پر ایمان لے آئیں۔

صلح و امن کا داعی:

شادی کے کچھ عرصہ بعد مکہ میں ایک واقعہ پیش آیا جس سے لوگوں پر آپ کی معاملہ فہمی اور اصابت رائے کی دھاک بیٹھ گئی اس زمانہ میں قریش کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے اور جس وقت سنگ اسود کو اس کی اصلی جگہ رکھنے کا سوال در پیش ہوا تو ہر قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا تھا کہ وہ سنگ اسود کو اس کی اصلی جگہ نصب کرے۔ اس قبائلی نزاع کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوتے تھے بالآخر یہ طے ہوا کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہو. وہ اس جھگڑے کو جس طرح چاہے چکا دے۔ خوبیٔ قسمت سے سب سے پہلے جو شخص کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہوا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اس سے سب بہت خوش ہوئے, اگر آپؐ چاہتے تو خود سنگ اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب کر دیتے, مگر آپؐ کی طبیعت میں خود غرضی کا نام و نشان تک نہ تھا, چنانچہ آپؐ نے اپنی چادر کندھوں سے اتار کر زمین پر بچھا دی اور تمام قبیلوں کو چادر کے کونے پکڑنے کو کہا اور خود بعد

میں اسے اٹھا کر اپنی جگہ نصب کر دیا اور اس طرح ملک عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات مل گئی۔ اس واقعہ سے آنحضرتؐ کی معاملہ فہمی، وسعت خیال اور بے مثل رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔

سیرت اور اخلاق کا معجزہ:

حضورؐ کی زندگی کے دو پہلو بہت زیادہ جاذب نظر ہیں۔ پہلے تو یہ کہ آپ امی محض تھے، لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اسی امی نے علم و حکمت، تمدن، معاشرت کا وہ عظیم الشان مینار تعمیر کیا، جس کی روشنی نے جہالتوں اور تاریکیوں کے تمام پردے چاک کر دیئے۔ دوسرے یہ کہ آپؐ نے اپنی عمر عزیز کے چالیس سال ایسے ماحول میں بسر کئے، جس میں شراب خوری، بت پرستی اور عیاشی کا دور دورہ تھا، لیکن آپ کا دامن ان آلائشوں سے ہمیشہ پاک رہا۔ آپؐ کے بدترین دشمن کو بھی آپؐ کی اخلاقی زندگی میں عیب جوئی کا حوصلہ نہیں ہوا۔ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر آپؐ کی زندگی سراسر معجزہ تھی اور ہر وہ شخص جس نے حضورؐ کی زندگی کا بہ نظر تعمق مطالعہ کیا ہے ابو طالب کی طرح یہ رائے دینے پر مجبور ہو گا۔

"میں نے محمدؐ کو کبھی جھوٹی بات کہتے نہیں سنا، اس کے لب کبھی غیر مہذب اور ناپسندیدہ الفاظ سے آشنا نہیں ہوئے اور وہ آج تک کسی غیر پسندیدہ مجلس میں نہیں بیٹھا۔"

حضرت محمدؐ کی زندگی ضبط نفس، پاکیزگی اور صداقت کا نمونہ تھی آپؐ نے اپنی ضروریات کو اپنے خاندان کی ضروریات پر کبھی بھی مقدم نہ جانا۔ آپؐ کا خاندان عرب بھر میں موقر و معزز تھا۔ جب کبھی قریش آپؐ پر معترض ہوتے اور مخالفت کرتے تھے تو آپ انہیں برملا کہا کرتے تھے کہ "اے قریش! میری زندگی کا ایک لمحہ تمہارے سامنے بسر ہوا ہے مجھے بتاؤ تو سہی کہ کیا تم نے اس عرصہ میں مجھ میں کوئی نقص دیکھا" یہ چیلنج آج بھی اسی طرح مشرق و مغرب میں گونج رہا ہے اور حضورؐ کے بدترین دشمن کو بھی یہ جرات نہیں ہوتی کہ وہ آپؐ کی زندگی کے کسی ایک واقعہ پر بھی حرف گیری کر سکے۔

بچپن میں ہی لوگ حضورؐ کی شخصیت سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ آپؐ کو "الامین" کے معزز خطاب سے مخاطب کیا کرتے تھے "الامین" کا مفہوم محض روپیہ پیسہ میں امانت تک ہی محدود نہیں، بلکہ صداقت کے ہمہ گیر مفہوم کے مترادف ہے۔

انقلاب عظیم:۔ اسلام کے فاتحانہ سیلاب میں دنیا کی توہم پرستیاں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں اور جس جگہ بت پرستی اور شرک و طغیاں کی خار دار جھاڑیاں تھیں وہاں گلشن توحید لہلہانے لگا اسلام دنیا میں ایک پاکیزہ تہذیب کا درخشاں باب ہے ایک یتیم جس کی مخالفت میں طاغوتی طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا جس کو گھر سے بے وطن کیا گیا۔ اور جسے طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں بالآخر عزم الامور کے طفیل ایک وحشی قوم کو فتح و نصرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں بے مثل طور پر کامیاب ہوا اور جو لوگ سیاسی معاشی عمرانی تاریکیوں کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے وہی پاکیزگی توحید، حریت، صداقت اور شجاعت میں ضرب المثل ہو گئے۔ ایک ربع صدی میں ایسے زبردست انقلاب کو پیدا کرنا تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ آنحضرتؐ ایک ہی وقت میں مصلح اعظم، کمانڈر انچیف، حاکم اور قوموں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والے تھے۔

از بس کہ انسانیت جہاں تک بنیادی اصولوں کا تعلق ہے اس چرخ نیلوفری کے نیچے ہر جگہ ایک جیسی ہے۔ اس لئے زندگی کے تمام مسائل کم و بیش ہر ایک جگہ یکساں ہوتے ہیں جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر چند الہی قوانین کی تاثیر نے عربوں کی مردہ قوم کو از سر نو زندگی کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا تھا اسی طرح آج ان قوانین کی برکت سے غلام ہندوستان کی قسمت بدلی جا سکتی ہے۔ اسلامی قوانین سے آج بھی صرف ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ دنیا بھر کے مصائب کو حل کیا جا سکتا ہے۔

حضورؐ کی تعلیم نے ایک ایسے سیاسی مذہب کی بنیاد رکھی جس نے دہلی سے غرناطہ تک زندگی کے ہر شعبہ میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا اور روحانی، دماغی، سوشل، سیاسی اور اقتصادی پستیوں کو چشم زدن میں رفعت سے آشنا کر دیا آج بھی ہمیں حضورؐ کی تعلیم پکار پکار کر اپنی طرف بلا رہی ہے کاش کہ ہم اس آواز کو سن سکیں۔

بحوالہ ہفت روزہ تکبیر ۳ نومبر ۱۹۸۸ء کراچی

رحیم، جے اے

پاکستان کے ممتاز سیاست دان۔ قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۳۱ء میں جب گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن تشریف لے گئے تو مسٹر جے اے رحیم نے کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے کیمبرج میں جلسے سے خطاب کرنے کی دعوت دی۔ قائد اعظم نے دعوت قبول کر لی۔ چنانچہ ۶ جون

۱۹۳۱ء کو جلسہ منعقد ہوا۔ قائد اعظم نے ایک گھنٹہ تک جلسے سے خطاب فرمایا اس موقع پر انہوں نے مصر کے زاغلول بادشاہ کا ایک واقعہ بھی سنایا۔

وہ کلکتہ میں پیدا ہوئے ٹرنٹی کالج کیمبرج اور میونخ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ ۱۹۳۱ء میں ان کی خدمات محکمہ مالیات کے سپرد کر دی گئیں قیام پاکستان کے بعد وزارت خارجہ میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ ۱۹۵۰ء میں وزارت خارجہ کے جائنٹ سیکرٹری اور پھر متعدد میں پاکستان کے سفیر رہے۔ ۱۹۶۷ء میں ریٹائر ہوئے اور پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء وفاقی وزیر رہے۔ ۱۹۷۴ء میں مسٹر بھٹو سے اختلاف کی بنا پر پیپلز پارٹی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ۱۹۷۷ء میں دوبارہ سیاست میں آئے۔ اپریل ۱۹۸۶ء میں انتقال کیا۔

رزمک

وہ بحری جہاز جس کے ذریعے قائد اعظم محمد علی جناح ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو انگلستان میں تعطیلات گزارنے کے بعد بمبئی پہنچے۔

رسا جالندھری

۲۹ نومبر ۱۹۴۲ء کو جب حضرت قائد اعظم محمد علی جناح جالندھر تشریف لائے تو لاکھوں افراد نے ان کا استقبال کیا۔ لاکھوں کے اجتماع میں رسا جالندھری نے اپنی مشہور نظم ''اے قائد اعظم'' پڑھی۔

انہوں نے زمانہ طالب علمی میں ہی شعر کہنا شروع کر دیئے تھے ان کا پورا نام محمد کبیر خاں تھا۔ ۱۹۱۷ء میں علی گڑھ سے تعلیم ادھوری چھوڑ کر جالندھر آ گئے والد کی وفات کے بعد گھر کی تمام تر ذمہ داری ان پر آن پڑی۔ ۱۹۱۷ء میں صفی لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں پیرزادہ عبدالحمید ایڈووکیٹ غازی آباد سے جالندھر آئے تو ان کی کوٹھی پر مشاعرے ہونے لگے۔

۱۹۳۲ء میں سب سے پہلے جالندھر میں بزم اقبال قائم ہوئی۔ ۳۔ اپریل ۱۹۷۷ء کو ساٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ فکر رسا مجموعہ کلام ہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے۔

قائد اعظم محمد علی جناح جب نومبر ۱۹۴۲ء میں جالندھر تشریف لے گئے تو انہوں نے قائد کے اعزاز میں منعقد ہونے والے جلسہ عام میں یہ نظم پڑھی۔

اے قائد اعظم

گو قوم پر طاری ہے غم و یاس کا عالم۔ اے قائد اعظم
مل جائے جو تجھ سا کوئی غم خوار تو کیا غم۔ اے قائد اعظم
حصے میں ترے آئی ہے اسلام کی دولت۔ ایمان کی قوت
اس دور معاصی میں غنیمت ہے ترا دم۔ اے قائد اعظم
یہ ہے تیری قربانی و ایثار کا صدقہ۔ کردار کا صدقہ
ملت تری ہستی میں ہوئی جاتی ہے مدغم۔ اے قائد اعظم
ہر لفظ ترا قوم کو پیغام عمل ہے۔ اک جام عمل ہے
رتبہ ترا اقبال کے رتبے سے نہیں کم۔ اے قائد اعظم
ہیں اور بھی دنیائے سیاست میں مدبر۔ تدبیر پہ قادر
ہے تیرے تدبر کا تو کچھ اور ہی عالم۔ اے قائد اعظم
کس شان سے تو آیا ہے میدان عمل میں۔ ایوان عمل میں
بچھنے کو ہے اغیار کے گھر میں صف ماتم۔ اے قائد اعظم
ٹھہریں گے ترے سامنے کیا سرکش و خود سر۔ ہو جائیں گے مضطر
آ جائے گا اکڑی ہوئی گردن میں بھی خم۔ اے قائد اعظم
ہونے دے اگر دیر ہے آمادۂ تخریب۔ دل دادۂ تخریب
اسلام کی بنیاد ہوئی جاتی ہے محکم۔ اے قائد اعظم
سونپا ہے خدا نے تجھے تنظیم کا منصب۔ تقویم کا منصب
باندھے گا تو ہی قوم کا شیرازۂ برہم۔ اے قائد اعظم
اللہ کے محبوب کی عزت ہے ترے ہاتھ۔ کھونا نہ کہیں بات
اونچا ہی رہے ہند میں اسلام کا پرچم۔ اے قائد اعظم
ہر چند ہیں ہم مورد آلام۔ مصائب۔ مطعون معائب
دب دب کے ابھرنا تو ہمارا ہے مسلم۔ اے قائد اعظم
اس راہ پہ جو تو نے بنائی ہے چلیں گے۔ ہرگز نہ ٹلیں گے
منزل پہ پہنچنا ہے بہرحال مقدم۔ اے قائد اعظم
کیا موت ڈراتی ہے ہمیں راہ طلب میں۔ جنگاہ طلب میں
جینے کا ارادہ ہو تو مرنے کے نہیں ہم۔ اے قائد اعظم
بے مائیگی عشق و محبت پہ نہ تو جا۔ کم ہے یہ شرف کیا
کہتے ہیں بندۂ سرکار دو عالم۔ اے قائد اعظم
محفل میں درخشانی تخیل رسا دیکھ۔ پھیلی ہے ضیاء دیکھ
یہ ذرۂ ناچیز ہے خورشید کا محرم۔ اے قائد اعظم

رسالپور اکیڈمی

پاک فضائیہ کے افسروں کو تربیت دینے کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے اس کی قدیم عمارات ۱۹۱۳ء میں تعمیر کی گئیں۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو پرواز کی تربیت دینے والا پہلا سکول قائم کیا گیا۔ پہلا تربیتی طیارہ ۲۲ ستمبر کو اڑا۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۳ اپریل

۱۹۴۸ء کو رسال پور میں پاک فضائیہ کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

رائل پاک ایئر فورس کے پہلے یونٹ کا دورہ کرتے ہوئے مجھے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مضبوط ہوائی فوج کے بغیر کوئی بھی ملک حملہ آور کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ پاکستان کو اپنی فضائیہ جلد از جلد منظم کر لینی چاہئے۔ یہ ایک ایسی کارگر فضائیہ ہو جو کسی سے پیچھے نہ رہے اور پاکستان کے دفاع میں بری فوج اور بحریہ کے شانہ بشانہ سرگرم عمل ہو۔

دوسرے ممالک فضائی امور میں جو ترقی کر رہے ہیں ان سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ اور میری حکومت نے پاک فضائیہ کو ان کی صف میں لا کھڑا کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ گو رائل پاک فضائیہ نے اپنا سفر خیر سگالی اور عزم کے علاوہ مختصر اثاثے سے شروع کیا ہے لیکن اس کے مستقبل کی صورت میں نقوش واضح ہو چکے ہیں۔ اور اس کی عمدہ مثال یہ سکول ہے جو صرف سات ماہ قبل وجود میں آیا تھا۔

مجھے علم ہے کہ آپ کے پاس عملے کی کمی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بھرتی تیزی سے کی جا رہی ہے۔ اور اچھی صلاحیتوں کے حامل افراد سامنے آ رہے ہیں اس دوران افراد کی کمی کو پورا کرنے کے لئے رائل ایئر فورس کے رضا کار خود کو پیش کر رہے ہیں ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کے پاس طیارے اور ساز و سامان بہت کم ہے۔ لیکن ضروری ساز و سامان حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور جدید طیاروں کے لئے آرڈر دیئے جا چکے ہیں۔

لیکن طیاروں اور ملازمین کی تعداد خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو سب سے اہم چیز فضائیہ کے اندر باہمی رفاقت کا جذبہ اور ایک مجموعی نظم و ضبط ہے۔ میں آپ سے تاکید کرتا ہوں کہ آپ یاد رکھیں کہ صرف تنظیم اور خود اعتمادی سے ہی رائل پاک فضائیہ پاکستان کے شایان شان بن سکتی ہے۔ اس سکول کی ترقی کے بارے میں جان کر مجھے مسرت ہوئی ہے اور آپ کی اور فضائی کمانڈر کی خواہش کے مطابق میں آج سے اس کو دی رائل پاکستان ایئر فورس کالج کا نام دیتا ہوں۔ میں آپ سب کا شکر گزار ہوں اور میری دلی تمنا ہے کہ کامیابی آپ کے اور آپ کے سکول کے قدم چومے۔

رسل روڈ

کسنگٹن کے علاقے میں اولمپیا کے قریب واقع سڑک۔ اس سڑک پر وہ مکان واقع ہے جس پر گول نیلی تختی لگی ہوئی ہے اسی مکان میں قائداعظم نے ۱۸۹۵ء میں اپنا زمانہ طالب علمی گزارا۔ قائداعظم نے اس جگہ کا انتخاب اس لئے کیا کہ اس مکان کے سامنے اولمپیا کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ہال ہے جہاں اکثر نمائشیں لگتی ہیں۔ اس کے قریب ہی نظام حیدر آباد دکن کا پیلس ہے اسی علاقے میں شہزادی مارگریٹ تھیچر کی رہائش تھی۔

اس مکان کا قائداعظم کی سوانح کے مرتب ہیکر بولاتھو نے برٹش میوزیم لائبریری کے اس فارم سے پتہ چلایا جو قائداعظم نے لائبریری کا ممبر بنتے وقت بھرا تھا۔ جب اس مکان کا پتہ چلا تو برطانوی حکومت نے یہاں ایک نیلی تختی نصب کر دی جس پر یہ تحریر ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح بانی پاکستان نے یہاں ۱۸۹۵ء میں قیام کیا تھا۔ یہ تختی کسنگٹن کے میئر نے نصب کی۔

رشید احمد خان

آرمی کنٹریکٹر۔ ۱۹۴۰ء میں قرار داد پاکستان منظور ہوئی تو انہوں نے قائداعظم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ ہم تو آپ کو لیڈر مان چکے ہیں اب آپ جو کہیں گے تسلیم کریں گے اس پر قائداعظم نے بہت ڈانٹ کر کہا کہ آپ لوگ تمام ہندوستان سے اس لئے آئے ہیں کہ اپنی اپنی رائے دیں نہ کہ اس لئے کہ جو میں کہوں اس کو آنکھیں بند کر کے منظور کر لیں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں اپنی رائے اخبارات میں شائع کرا دیتا اور آپ اسے منظور کر لیتے۔

(نامہ اعمال صفحہ ۸۰ ۷
نواب سر یامین خان)

رشید احمد مولائی

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے رکن اور مسلم لیگ ضلع مونگھیر کے صدر۔ وہ قائداعظم کو بہار میں مسلم لیگ کی تنظیم کے قیام کے لئے پٹنہ میں مدعو کرنا چاہتے تھے انہوں نے قائد کو خط لکھا قائداعظم نے جو جواب دیا وہ یہ ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۳۷ء میں رشید احمد خان مولائی کو یہ خط لکھا جو ان کے صاحب زادے جناب ولی احمد مولائی منیجر ـــــ ہوٹل کراچی نے اشاعت کے لئے دیا خط کا متن یہ ہے۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ
مالابار۔ بمبئی
۲۸ مئی ۱۹۳۷ء

ڈیئر سر

مجھے آپ کا ۱۸ مئی کا خط ملا جس کا بہت بہت شکریہ۔ میں ان مشوروں کے لئے بھی ممنون ہوں جو آپ نے اپنے خط میں دیئے ہیں۔ میں یقیناً آپ کے صوبے میں آنے کی کوشش کروں گا بشرطیکہ وہاں کی مختلف جماعتوں میں اتحاد کی خواہش موجود ہو۔ کیوں کہ آپ کے صوبے کے بارے میں جو کچھ معلومات میں نے حاصل کی ہیں۔ اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہاں مختلف گروپ ہیں۔ اور اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ ہیں سے کوئی اس مسلمہ پالیسی پر یقین کرے جس کو آل انڈیا مسلم لیگ آگے بڑھا رہی ہے تاکہ آپ کے صوبے میں بھی ڈسٹرکٹ لیگ اور پراونشل لیگ قائم ہو سکیں۔ اور ان کے ذریعہ عوام سے رابطہ قائم کریں اور انہیں بتائیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے اور ہم کیا چاہتے ہیں۔ نیز مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے سے آپ اپنے عوام کا ہر ممکن تعاون حاصل کر سکیں گے بشرطیکہ آپ اس سلسلے میں صحیح اور دیانتدارانہ کوشش کریں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

بعد ازاں قائداعظم نے صوبہ بہار کا مفصل دورہ کیا اور وہاں کے سرکردہ رہنماؤں سے ملاقات کر کے انہیں مسلم لیگ میں شامل کیا۔

رشید ترابی

دیکھئے ترابی علامہ رشید

رشید نثار

قائداعظم محمد علی جناح سے ان کی ملاقات اس وقت ہوئی جب جولائی ۱۹۴۴ء میں قائداعظم کوہالہ کے مقام پر راولپنڈی اور مری کے مسلم لیگی زعماء سے ملے تھے۔ وہ اس وقت طالب علم تھے لیکن ایک سال بعد وہ بلوچستان جدید سے وابستہ ہو گئے۔

رضا شاہ پہلوی

یکم مارچ ۱۹۵۰ء کو جب شہنشاہ ایران کراچی آئے تو محترمہ فاطمہ جناح نے انہیں قائداعظم کا ایک طلائی لائیٹر بطور تحفہ پیش کیا۔ شہنشاہ ایران نے لائیٹر وصول کرتے ہوئے کہا کہ وہ قائداعظم کی اس یادگار کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں گے۔

رضا علی، سر

مسلم لیگی رہنما ۱۹۱۵ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظم کے ساتھ اجلاس میں شرکت کی یہ اجلاس بمبئی میں ہوا ۱۹۲۴ء میں مسلم لیگ نے مرکزی حکومت کے لئے ایک منشور کی تیاری کے لئے جو کمیٹی قائم کی وہ اس کے رکن تھے دسمبر ۱۹۲۴ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس سید رضا علی کی صدارت میں بمبئی میں منعقد ہوا اس اجلاس میں سرحد میں مکمل اصلاحات جاری کرنے پر زور دیا گیا تھا۔

رضوان احمد

قائداعظم سے متعلق متعدد کتابوں کے محقق۔ انہوں نے الہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ میں قائداعظم سے ملاقات کی تھی۔ وہ یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ الہ آباد یونیورسٹی سے ڈپلومیسی اور انٹرنیشنل آفیرز میں ایم اے اور اسی کے ساتھ ایل ایل بی کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ڈھاکہ میں وکالت کا آغاز کیا لیکن چند سال بعد کراچی منتقل ہو گئے۔ کراچی میں انہوں نے وکالت کے ساتھ قومی سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کیا اس دوران قائداعظم کی شخصیت میں مزید دلچسپی بڑھی جس نے قائداعظم کی زندگی کے مختلف گوشوں پر مضمون نویسی کی صورت اختیار کر لی۔ اب تک قائداعظم پر سینکڑوں مضامین مختلف رسالوں میں اور اخباروں میں شائع کرا چکے ہیں۔

اخباری مضامین کے علاوہ ایک درجن کتابیں لکھیں۔ ۱۹۷۰ء میں اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی کانفرنس منعقدہ کراچی کے موقع پر اقوال قائداعظم انگریزی میں لکھی۔ ۱۹۷۶ء میں ان کی تالیف قائداعظم پیپرز ۱۹۴۰ء، ۱۹۴۱ء، ۱۹۴۲ء دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ قائداعظم کے ابتدائی تیس سال ان کی ایک اور بہترین کوشش ہے۔

رضوان اللہ مولوی

مارچ ۱۹۴۰ء کے مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں قائداعظم محمد علی جناح نے جو عبداللہ ہارون کمیٹی بنائی تھی وہ اس کے ایک رکن تھے۔

رضوی، سید قاسم

دیکھئے قاسم رضوی، سید

رضی الدین صدیقی

قائد اعظم سے ان کی پہلی ملاقات حیدر آباد دکن میں نواب بہادر یار جنگ کے توسط سے ہوئی۔ وہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ ۱۹۲۸ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے ایم اے ریاضی کی ڈگری لی ۱۹۳۱ء میں لیپزگ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی تکمیل کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن میں ریاضی اور طبیعات کے استاد مقرر ہوئے۔ ازاں بعد ڈائریکٹر ریسرچ اور وائس چانسلر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں ایٹمی توانائی کمیشن کے رکن بھی ہیں ریاضی، طبیعات، مسئلہ تعلیم اور اقبالیات پر ایک درجن کے قریب کتابیں لکھیں۔

رضی حیدر خواجہ

انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح پر متعدد کتابیں لکھیں جن میں قائد اعظم کے بہتر سال، قائد اعظم خطوط کے آئینے میں اور رتی جناح قابل ذکر ہیں۔

وہ ۵ فروری ۱۹۴۶ء کو پیلی بھیت (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد صحافت کو پیشے کے طور پر اپنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ تحقیق و تذکرہ نگاری پر بھی توجہ دیتے رہے۔ قائد اعظم کی کتابوں کے علاوہ تذکرہ محدث سورتی بھی لکھا۔

(ہمارے اہل قلم۔ زاہد حسین انجم)

رضیہ اعظم علی بیگ

تحریک پاکستان کی مجاہدہ۔ ۱۹۴۲ء میں جب قائد اعظم محمد علی جناح جالندھر تشریف لے گئے تو رضیہ برلاس نے اپنی انگلی چبھو کر اس سے نکلنے والے خون سے اس اعلان پر دستخط کئے تھے جس میں پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

انہوں نے ۱۹۴۰ء کے تیسرے عشرے کے اوائل میں پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کی اور مسلم ویمنز ایجوکیشن انسٹی ٹیوشن علی گڑھ میں سوکس کی لیکچرار مقرر ہوئیں۔ اور گرلز ہوسٹل کی وارڈن بھی۔ ان کی پرنسپل نے انہیں فزیکل ایجوکیشن میں سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کا مشورہ دیا جو انہوں نے کلکتہ سے ۱۹۴۵ء میں حاصل کیا۔ اور اپنے کالج کو منظم کیا۔ ۱۹۴۶ء میں انہیں سینٹ جان سارجنٹ سکیم کے تحت وظیفہ دیا گیا۔ پاکستان میں وہ بی سی پی کی تاحیات رکن رہیں۔ چنانچہ پنجاب اور سندھ کے مختلف کالجوں میں عورتوں کے کرکٹ میچ ہونے لگے۔ ۱۹۷۹ء میں کرکٹ ایسوسی ایشن کے قیام کے بعد پہلا کرکٹ ٹورنامنٹ اس سال کے اواخر میں لاہور کالج برائے خواتین میں ہوا۔ ۱۹۷۴ء میں گورنر پنجاب نے انہیں پرمینز آنرز گولڈ میڈل عطا کیا۔ انہیں بیک وقت ۷۳-۱۹۷۲ء میں انٹر یونیورسٹی سپورٹس بورڈ کا سیکرٹری اور پنجاب سپورٹس بورڈ کا رکن بھی نامزد کیا گیا۔ وہ انٹرنیشنل ٹریک اینڈ فیلڈ ویمنز آرگنائزیشن کی رکن بھی بنائی گئیں اور یہ واحد پاکستانی خاتون تھیں جنہیں یہ اعزاز ملا۔ جاپان میں ہاکی کے بین الاقوامی کھیلوں میں پاکستان ویمنز ہاکی ٹیم بھی ان کی قیادت میں ۱۹۸۰ء میں گئی۔

پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے ہائی سارن کے نام پر ٹرافی دینے کا اعلان کیا۔ ۲۱ جنوری ۱۹۸۶ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

رعنا، لیاقت علی خان

قائد اعظم جب بھی دہلی تشریف لے جاتے تو وہ گل رعنا میں قیام فرماتے تھے قائد اعظم جب کشمیر گئے تو انہوں نے انہیں وہاں بھی بلایا تھا گویا قائد کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت خاندانی سی تھی۔

وہ ۱۹۱۰ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئیں۔ وہیں سے بی اے کیا۔ ایم اے کا امتحان کلکتہ یونیورسٹی سے پاس کیا۔ قیام پاکستان سے قبل اندرا پرستھا کالج دہلی میں اکنامکس کی استاد رہیں۔ قیام پاکستان کے بعد اپوا اور اسی قسم کی دیگر تنظیمیں قائم کیں۔ ۱۹۵۳ء میں بین الاقوامی ادارہ محنت کی کمیٹی میں ماہرین کی جماعت کی قیادت کی اور مختلف ممالک میں سفارتی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۷ء صوبہ سندھ کی گورنر رہیں متعدد ایوارڈ ملے۔ ۱۹۹۰ء میں انتقال کیا۔

رفیع الدین احمد

قائد اعظم کی سوانحی کتابوں میں یہ غلطی چلی آرہی ہے کہ قائد اعظم ۱۹۰۹ء میں بلا مقابلہ رکن منتخب ہوگئے حالانکہ قائد اعظم کے مقابلے میں آل انڈیا مسلم لیگ کے بانی رکن اور ایک مشہور رہنما مولوی رفیع الدین احمد صاحب بیرسٹر جن کا پونہ سے تعلق

تھا۔ کھڑے ہوئے باقاعدہ الیکشن ہوا اور مسٹر جناح کامیاب ہوئے۔ ابھی تک وہ مسلم لیگ کے رکن نہ بنے تھے۔

(رضوان احمد۔ جنگ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۰ء)

وہ پونہ میں پیدا ہوئے انہوں نے دکن کالج میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ اور ملکہ وکٹوریہ کو ہندوستانی سکھانے پر مامور ہو گئے۔ امپیریل کونسل کے رکن بنے۔ ۱۹۲۸ء تا نومبر ۱۹۳۰ء حکومت بمبئی کے وزیر رہے۔

رفیق صابر مزنگوی

اس نے قائداعظم پر جولائی ۱۹۴۳ء میں قاتلانہ حملہ کیا تھا جس میں وہ بال بال بچ گئے اسے خاکسار تحریک کا رکن بتایا گیا لیکن جریدہ بحرالعمل لکھنؤ نے ۳۰ جون ۱۹۴۴ء کو لکھا کہ پنجاب پولیس کا ایک سپیشل سٹاف قائداعظم کے حملہ آور رفیق صابر مزنگوی کے متعلق تحقیقات کر کے ۱۵ اگست ۱۹۴۳ء کو واپس آ گیا ہے۔ باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ حملہ آور کا نام محمد صادق تھا۔ صابر اس کا تخلص ہے رفیق کامریڈ کا ترجمہ ہے۔ وہ رفیق صابر کے نام سے مشہور ہے۔ پہلے وہ مجلس احرار میں شامل تھا۔ پھر اتحاد ملت کا ممبر بن کر نیلی پوش بن گیا محترم ظفر علی خان صاحب نے اس کی کارکردگی سے خوش ہو کر کامریڈ کا خطاب دیا تھا جس کا ترجمہ رفیق کیا گیا ہے۔ محترم ظفر علی خان صاحب مسلم لیگ میں شامل ہوئے تو یہ شخص بھی ان کے ہمراہ مسلم لیگ میں شامل ہو گیا۔ اور اس نے باضابطہ طور پر مسلم لیگ کا کام شروع کر دیا۔ اس اثناء میں مسلم لیگ مزنگ کا پروپیگنڈا سیکرٹری بھی مقرر کیا گیا۔ نیز دیکھئے یوم تشکر۔

۴ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو بمبئی ہائی کورٹ کا فیصلہ منظر عام پر آنے کے بعد روزنامہ زمیندار لاہور نے ۷ نومبر ۱۹۴۳ء کی اشاعت میں لکھا۔

"جسٹس بلیکڈان کے فیصلے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بعض عجلت پسند اخبارات جرم بے گناہی پر بھی خاکسار تحریک کو قابل مواخذہ سمجھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنی غلط فہمیوں اور حقیقت فراموشی و بے تدبیری سے مسلمانوں کی دو عظیم الشان جماعتوں خاکسار تحریک اور مسلم لیگ کو افتراق میں مبتلا کرنے کا تہیہ کیا تھا۔ اب یہ حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آ چکی ہے اور اصول صحافت، اسلامی مفاد اور مومنانہ شان کا تقاضا یہ ہے کہ اس قسم کے تمام اخبارات جو صابر کی مذموم حرکت کا رشتہ خاکسارانہ سازش سے باندھ رہے تھے اپنے کئے پر پشیمان ہوں۔ ورنہ یہ حقیقت زیادہ بے نقاب ہو جائے گی کہ یہ کاغذی شخصیتیں نفاق و افتراق کے خنجر سے اسلامی اخوت کا سینہ چاک کرنا چاہتی ہیں۔ اور خاکساروں سے اگلے وقتوں کا انتقام لینے کے لئے اسلامی مفاد کو کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہے۔

رفیق عزیزی

جناب رفیق عزیزی نے قائداعظم کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

احسان اٹھائے نہ اٹھے گا تیرا
تا حشر رہے گا یوں ہی چرچا تیرا
قائد! تجھے تاریخ نہیں بھولے گی
لہرائے گا دنیا پہ پھریرا تیرا
اے کشتی ملت کے ترانے والے
اے قوم کی ناموس بچانے والے
لاریب نہیں تیری قیادت کی مثال
روتے ہیں تجھے آج زمانے والے
وہ جس نے قوم کی خدمت عطا کی
وہ جس نے فہم آزادی عطا کی
دعا ہے حشر تک اس کی لحد پر
رہے سایہ فگن رحمت خدا کی

رکنیت دستور ساز اسمبلی پاکستان

۳۰ جون ۱۹۴۷ء کو سنٹرل پارلیمانی بورڈ نے نئی دہلی میں مندرجہ ذیل اصحاب کو مغربی پنجاب سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے لئے رکن نامزد کیا۔ ان میں قائداعظم محمد علی جناح بھی شامل تھے۔

رکنیت کانگریس

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۰۵ء سے ۱۹۲۰ء تک کانگریس کے رکن رہے۔

رکنیت مرکزی اسمبلی:

قائداعظم محمد علی جناح نے حصول پاکستان کے سلسلے میں

جس تحریک کا آغاز کر رکھا تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ مرکزی اسمبلی کی رکنیت اختیار کر کے پاکستان کے قیام کے مقاصد کو اسمبلی کے ارکان پر واضح کریں چنانچہ ۴ دسمبر ۱۹۴۵ء کو مرکزی اسمبلی کے انتخابات منعقد ہوئے جس میں قائداعظم کو ۳۶۰۲ ووٹ جب کہ ان کے مدمقابل کانگریسی رہنما حسین بھائی لال جی کو صرف ۲۶ ووٹ ملے۔

اس سے قبل قائداعظم دسمبر ۱۹۰۹ء میں مرکزی اسمبلی کے رکن بنے۔ ازاں بعد ۱۹۱۳ء میں انہیں پھر کونسل کا رکن نامزد کر لیا گیا۔ بمبئی سے ۱۹۱۶ء میں ایک مرتبہ پھر وہ امپریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے ۱۴ نومبر ۱۹۲۳ء کو بھی وہ بلا مقابلہ مرکزی اسمبلی کے رکن بنے۔

رکنیت مسلم لیگ:

۱۹۰۹ء میں منٹو مارلے اصلاحات کے نفاذ کے وقت قائد اعظم مسلم حلقے سے مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رکن بن چکے تھے اور انہوں نے ہندوستانیوں کے مسائل اسمبلی میں پیش کر کے اپنی قابلیت کا سکہ جما لیا تھا وہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کے اجلاسوں میں شرکت کرتے کانگریس کے تو باقاعدہ رکن تھے لیکن مسلم لیگ کے رکن نہیں بنے تھے۔ اس ضمن میں مولانا محمد علی جوہر کی خدمات حاصل کی گئی چنانچہ جب مولانا کانپور کی مسجد کے سلسلے میں لندن گئے تو وہاں ان کی ملاقات قائداعظم سے ہوئی اس ملاقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مولانا محمد علی جوہر اور سید وزیر حسن نے قائداعظم کو مسلم لیگ کا رکن بننے کی دعوت دی۔ اور ۱۹۱۳ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کا رکن بننا قبول کر لیا۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء کو مسلم لیگ کا جو ساتواں اجلاس بمقام آگرہ منعقد ہوا اس میں قائداعظم نے نہ صرف شرکت کی بلکہ تقریر بھی کی۔

رنگا چاریہ 'دیوان بہادر' :

۳۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو دہلی میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں رنگا چاریہ نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان کو مکمل ذمہ دار حکومت کا درجہ اور صوبوں کو خود مختاری دینے کے لئے قانون ۱۹۱۹ء میں ضروری رد و بدل کرنے کے لئے جلد اقدامات کئے جائیں پنڈت موتی لال نہرو نے ایک ترمیم پیش کی جس میں کہا گیا کہ اس ضمن میں گول میز کانفرنس بھی بلائی جائے قائداعظم نے اس کی حمایت کی۔

رنگیلا رسول

دیکھئے راجپال

روز زان دسمبر (Rosesin December)

قائداعظم کی ابتدائی زندگی اور جوانی کے دوست ایم سی چھاگلہ کی خود نوشت۔ انہوں نے اس کتاب میں قائداعظم اور ان کی اہلیہ کے بارے میں الفاظ میں اعتراف کیا کہ

"میں جناح کے بارے میں نہایت دیانتداری کے ساتھ یہ ضرور کہوں گا کہ کسی خاوند نے اپنی بیوی کیساتھ ایسا فیاضانہ سلوک نہ کیا ہو گا جتنا جناح نے کیا۔ انہوں نے حیرت انگیز طریق سے ان کے ساتھ شاہانہ سلوک کیا انہوں نے ان کی نہایت آرام دہ مسرفانہ زندگی کے تمام مصارف خوش دلی سے برداشت کئے۔

روشن تھیٹر:

دہلی کا مشہور تھیٹر جہاں ۳۰۔۳۱ مارچ ۱۹۲۹ء آل انڈیا مسلم لیگ کا ملتوی شدہ سالانہ اجلاس قائداعظم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں ضمیمہ کے طور پر قائداعظم کے چودہ نکات بھی شامل کر لئے گئے۔

قرارداد میں کہا گیا تھا کہ جب تک قائداعظم کے چودہ نکات منظور نہیں کر لئے جاتے اس وقت تک مسلمانوں کے لئے کوئی دستور حکومت قابل قبول نہیں ہو گا۔ قرارداد کی حمایت و تائید مولانا ابوالکلام آزاد' مفتی کفایت اللہ' مسٹر آصف علی ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور تصدق احمد خان شیروانی نے کی۔

قائداعظم کے بہتر سال

از خواجہ رضی حیدر

رولٹ ایکٹ:

قانون ساز اسمبلی میں جب رولٹ ایکٹ کا مسودہ پیش کیا گیا تو قائداعظم نے اس کی سخت مخالفت کی اور وائسرائے ہند کو لکھا۔

"حکومت ہند اور آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ ایسا قانون منظور کریں جو مسلمہ طور پر مکروہ اور ظالمانہ ہے اس میں انصاف کے بنیادی اصولوں کی بیخ کنی کی گئی ہے اور عوام کے آئینی حقوق کو سلب کیا گیا ہے۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ ان حالات میں قانون ساز اسمبلی کا رکن رہ کر میں عوام کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں جو حکومت زمانہ امن میں ایسے قانون منظور کرتی ہے وہ مہذب حکومت کہلانے کا کوئی حق نہیں رکھتی۔ تاہم مجھے امید ہے کہ وزیر امور ہند تاج دار برطانیہ کو مشورہ دیں گے کہ وہ اس کالے قانون کو مسترد کر دیں۔

اخذ روزنامہ جسارت ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء
مضمون ڈاکٹر غلام سرور خاں نیازی

رولٹ ایکٹ کے خلاف استعفیٰ:

قائداعظم محمد علی جناح نے رولٹ ایکٹ کے خلاف بطور احتجاج استعفیٰ دے دیا اور اس ضمن میں وائسرائے کو یہ خط لکھا

۲۸ مارچ ۱۹۱۹ماؤنٹ پلیزنٹ مالا بار ہل بمبئی
یور ایکسی لینسی

حکومت ہند نے جو رولٹ بل منظور کیا ہے اور عوام کی رائے کے خلاف یور ایکسی لینسی نے بطور گورنر جنرل اس کی جو توثیق کی ہے اس سے عوام کا برطانوی انصاف کے نام پر انصاف کے بنیادی اصول کو بیخ دین سے اکھاڑ پھینکا گیا ہے عوام کے آئینی حقوق کو تہ و بالا کر دیا گیا ہے بالخصوص اس حالت میں جب کہ مملکت کو کسی قسم کا کوئی بیرونی خطرہ لاحق نہیں۔ نااہل انتظامیہ جو نہ تو عوام کے سامنے جواب دہ ہے اور نہ ہی اس کا حقیقی عوامی رائے سے کوئی واسطہ ہے اب کی صرف ایک ہی دلیل ہے کہ اگر ایسے اختیارات حاصل کر لئے گئے تو اس کا غلط استعمال نہیں کیا جائے گا۔

اس لئے میں اس بل کو جس طرح منظور کیا گیا ہے اس کے خلاف بطور احتجاج یمپلیٹو کونسل کی رکنیت سے استعفیٰ پیش کرتا ہوں۔

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں نہ تو اپنے عوام کے لئے موجودہ حالات میں کونسل میں کچھ بھی مفید ثابت ہو سکتا ہوں اور نہ اس کی رکنیت آبرومندانہ رہی ہے۔

اور نہ ہی حکومت کے ساتھ تعاون کی کوئی صورت باقی رہ گئی ہے اس لئے کہ اس قانون کے ذریعے کونسل میں عوام کے منتخب نمائندوں کی رائے کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا گیا ہے اور نہ ہی کونسل چیمبر کے باہر عوام کے جذبات واحساسات کا کوئی لحاظ رکھا گیا ہے میری رائے میں کوئی حکومت جو زمانہ امن میں ایسے قانون کو منظور کرتی ہے اس امر کا دعوی نہیں کر سکتی کہ وہ ایک مہذب حکومت ہے مجھے اب بھی امید ہے کہ وزیر ہند مسٹر مانٹیگو مز میجسٹی کو اس کالے قانون کے خلاف رائے دیں گے کہ یہ کالا قانون نافذ العمل نہ ہو۔

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

روہیل کھنڈ:

دیکھئے بریلی

رہائش گاہ لندن:

قائداعظم محمد علی جناح لندن میں ۳۵ رسل روڈ پر بھی رہائش رکھتے تھے۔ وہ فروری ۱۸۹۵ء میں لندن میں تعلیم کے دوران اس مکان میں رہے۔

حکومت برطانیہ نے قائداعظم کی اس تاریخی یادگار کو محفوظ کرنے کے لئے ۲۲ جون ۱۹۵۵ء کو یادگاری تختی نصب کر دی۔

رہبر فرزانہ:

بڑی تقطیع کے ۱۹۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو پروفیسر یوسف عزیز ایم اے اردو، فارسی علوم بی ایڈ گورنمنٹ کالج فیصل آباد نے دسمبر ۱۹۷۶ء میں مرتب اور مجید بک ڈپو لاہور۔

فیصل آباد نے شائع کیا۔
یہ دو حصوں پر مشتمل ہے
حصہ اول میں جناح گاندھی مذاکرات (ستمبر ۱۹۴۴ء) مراسلت کا متن اور دیگر متعلقہ دستاویزات اور حصہ دوم میں قائداعظم کی شخصیت اور افکار پر فکر انگیز مقالات تحریر کئے گئے ہیں
مرتب نے اس کتاب کو مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے نام منسوب کیا ہے۔ اس کی قیمت پندرہ روپے مقرر کی گئی کتاب نوابزادہ لیاقت علی خان کے پیش لفظ کے ساتھ پیش کی گئی ہے جو انہوں نے ۲۵ نومبر ۱۹۴۴ء کو گاندھی جناح مراسلت نامی کتابچے کے لئے لکھا تھا۔

روف اے اے:

میٹ مسٹر جناح کے مصنف یہ کتاب شیخ محمد اشرف نے لاہور سے ۱۹۶۵ء میں شائع کی۔
کتاب میں قائداعظم کے حالات و واقعات بڑے خوبصورت انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

رئیس احمد جعفری:

خطبات قائداعظم اور قائداعظم اور ان کا عہد کے مصنف و مرتب۔ وہ دسمبر ۱۹۱۲ء میں خیر آباد لکھنؤ میں پیدا ہوئے انہوں نے عربی ادب اور دیگر علوم کی تکمیل ندوۃ العلماء اور جامعہ ملیہ میں کی۔ قیام پاکستان سے قبل اور بعد ازاں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا نیز روزنامہ زمیندار لاہور میں نائب مدیر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد علی اکیڈمی کے بانی تھے۔ تاریخ، تحقیق، ناول نگاری اور صحافت میں نام پیدا کیا۔ تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

رئیس امروہوی:

پاکستان کے ممتاز صحافی۔ انہوں نے ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے منعقدہ اجلاس میں قائد کو قریب سے دیکھا۔ وہ ان دنوں یوپی کے واحد مسلم لیگی روزنامے "جدت" مراد آباد کے مدیر اعلیٰ تھے۔

وہ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۴ء کو امروہہ (مراد آباد نواح دہلی) میں سادات خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اور دادا بھی شاعر تھے اس اعتبار سے شاعری ورثے میں پائی انہوں نے خود کسی درسگاہ سے تعلیم حاصل نہ کی بلکہ اپنے طور پر ہی گھر میں مطالعہ کیا۔ ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۳۶ء میں کیا اس ضمن میں جو پہلا شعر کہا وہ یہ تھا۔

یا تو کچھ میں ہی غلط سمجھا ہوں
یا نئے سرے سے بہار آئی ہے

شاعری میں میرانیس، غالب اور اقبال کے شعروں کا رنگ جھلکتا ہے۔
اردو صحافت میں قطعہ کی روایت کو سب سے پہلے انہوں نے ۱۹۴۷ء میں اپنایا۔ باضابطہ صحافتی زندگی کا آغاز ۱۹۳۹ء میں کیا۔

ریاض احمد، ڈاکٹر:

قائداعظم محمد علی جناح پر پی ایچ ڈی کرنے والے پاکستانی، وہ ۱۶ اپریل ۱۹۴۲ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گارڈن کالج راولپنڈی اور قائداعظم یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ۱۹۶۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے تاریخ اور ۱۹۷۵ء میں ایم فل اور ۱۹۸۴ء میں قائداعظم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ اس اعتبار سے وہ پہلے پاکستانی ہیں جنہوں نے قائداعظم پر مقالہ لکھ کر کسی پاکستانی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ ۱۹۶۹ء میں گورنمنٹ کالج راولپنڈی میں بطور استاد ان کا تقرر ہوا راولپنڈی ریجن کے مختلف کالجوں میں پڑھانے کے بعد ۱۹۷۶ء میں قائداعظم یونیورسٹی میں آگئے اور اس وقت (۱۹۸۸ء) صدر شعبہ تاریخ ہیں۔ تصانیف میں تحریک پاکستان (اردو ۱۹۷۲ء) اقبال زلیسٹرٹو قائداعظم (۱۹۷۶) کانسٹی ٹیوشن اور پولیٹیکل ڈیویلپمنٹ ان پاکستان ۱۹۸۱ء مجسٹریٹ ۱۹۸۴ء، قائداعظم محمد علی جناح دی فار میٹیو ایرز ۱۸۹۲۔ ۱۹۲۰ (۱۹۷۶) قائداعظم ایز امن ایڈووکیٹ قائداعظم اے کرونالوجی ۱۹۸۱ء

ریاض الدین احمد، مولوی:

قائداعظم کے حکم پر دامے درمے، قدمے اور سخنے جن

حضرات نے لبیک کہا ان میں مولوی ریاض الدین احمد بھی شامل تھے۔ حضرت قائداعظم کو مولوی صاحب کی ذات پر اس قدر اعتماد تھا کہ انہوں نے مولوی صاحب کو بخوشی اپنے نام پر جناح کالج بنانے کی اجازت مرحمت کی اور مولوی صاحب نے نہ صرف جناح کالج۔ بلکہ جناح پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ۔ اور جناح لٹریری اکیڈیمی بھی قائم کی۔ مادر ملت نے جناح کالج کے لئے ۸۵ ہزار روپے کا عطیہ بھی دیا۔

بحوالہ مراسلات

از سرور اکبر آبادی روزنامہ

جنگ کراچی ۳۱ اگست ۱۹۷۶

ریاض علی شاہ:

قائداعظم کے معالج' لاہور کے باسی تھے۔ وہ آخری ایام میں قائداعظم کے ساتھ رہے۔ انہوں نے قائداعظم کی بیماری کے بارے میں ایک مضمون بھی شائع کرایا۔ علاوہ ازیں ایک کتاب بھی تحریر کی۔

ریڈ کلف ایوارڈ:

دیکھئے باؤنڈری کمیشن

ریڈنگ لارڈ:

۱۹۲۱ء میں ان کا تقرر ہندوستان کے وائسرائے کی حیثیت سے ہوا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو دہلی مرکزی قانون ساز اسمبلی کا جو اجلاس شروع ہوا اس کا افتتاح لارڈ ریڈنگ نے کیا۔ ۲۴ مارچ ۱۹۲۵ء کو لارڈ ریڈنگ نے ایوان کو ایک پیغام بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ بنگال کرمنل لاء امنڈمنٹ سپلمنٹری بل کو منظور کرلے قائداعظم نے حکومتی پالیسی کی شدید مذمت کرتے ہوئے ایوان سے مسترد کرنے کی اپیل کی۔ ۱۹۲۶ء میں لارڈ ارون کو وائسرائے ہند مقرر کیا گیا۔

وہ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ وکالت کا امتحان پاس کرنے کے بعد اٹارنی جنرل کی حیثیت سے انکا تقرر ہوا۔ ۱۹۱۳ء تا ۱۹۲۱ء انگلستان کے لارڈ چیف جسٹس اور ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۶ء وائسرائے ہند کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

سخت گیر ہونے کی وجہ سے ہندوستان میں سیاسی شورشوں کو دبائے رکھا۔ ۱۹۳۵ء میں انتقال کیا۔

ریڈیو پاکستان:

دیکھئے پہلا خطاب

ریفرنڈم:

قیام پاکستان سے قبل پاکستان کو مسلم اکثریتی صوبوں سے محروم کرنے کے لئے بنگال اور پنجاب کی تقسیم کا مسئلہ کھڑا کرنے کے علاوہ ۹۶ فی صد مسلم اکثریت والے صوبہ سرحد میں بھی ریفرنڈم لازمی قرار دیا گیا اور اس کا جواز یہ پیش کیا گیا کہ وہاں کانگریس کی حکومت قائم ہے لہٰذا وہاں کے باشندوں کی مرضی معلوم کی جائے کہ زیادہ پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں یا بھارت سے' قائداعظم سے بغض رکھنے کی بنا پر صوبہ سرحد کی کانگریس حکومت' خان عبدالغفار خان اور ڈاکٹر خاں صاحب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس صوبے کو پاکستان میں شامل نہ کیا جائے۔ وزیراعلیٰ سرحد ڈاکٹر خاں صاحب نے اس ضمن میں یہ مطالبہ پیش کیا کہ صوبے میں ریفرنڈم کرایا جائے اور عوام سے یہ رائے لی جائے کہ وہ آزاد پختونستان چاہتے ہیں اس مطالبے کی پزیرائی اسی بنا پر نہ ہوسکی کہ پنڈت نہرو نے ۴ جون ۱۹۴۷ء کو صاف صاف کہہ دیا تھا کہ کسی صوبہ کی آزادی کا حق نہیں دیا جائے گا لہٰذا پختونستان کا مطالبہ تو اپنی موت آپ ہی مر گیا۔

دوسری طرف کابل نے یہ راگ الاپنا شروع کردیا کہ یہ صوبہ افغانستان کا حصہ ہے اسے افغانستان کو واپس کیا جائے۔

سرحدی گاندھی عبدالغفار خاں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے عزائم کی تکمیل نہیں ہو رہی تو انہوں نے پاکستان کو تسلیم کرنے کے لئے تین مطالبات پیش کردیئے۔

۱۔ صوبہ سرحد کو مکمل خود مختاری دی جائے۔

۲۔ مغربی پنجاب کے علاقوں کو قبائلی علاقوں میں شامل کیا جائے۔

۳۔ صوبے کی عوام کو اختیار دیا جائے کہ وہ قیام پاکستان کے بعد جب بھی چاہیں اس سے علیحدگی اختیار کرلیں۔

خان عبدالغفار خاں نے اپنے مطالبات تسلیم کرانے کی غرض سے مسٹر گاندھی کے ذریعے قائداعظم سے ملاقات کا پروگرام بھی بنایا لیکن جب انہیں سرحدی گاندھی کے عزائم کا پتہ چلا تو انہوں نے ملنے سے انکار کردیا۔

سرحدی گاندھی جب اپنے مطالبات منظور کروانے میں ناکام رہے تو انہوں نے صوبے میں قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کا پروگرام بنایا چنانچہ ان کے بھائی ڈاکٹر خاں کا (جو صوبے کے وزیر اعلیٰ تھے) نے اپنے آدمیوں کو اسلحہ کے چھ ہزار لائسنس جاری کردیئے۔ اور یہ اعلان کیا کہ کانگریس صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں حصہ نہیں لے گی۔

صوبہ سرحد کے گورنر سر اولاف کیرو ریفرنڈم کے حق میں تھے چنانچہ انہیں مٹانے کے منصوبے بنائے گئے دریں اثنا مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ ریفرنڈم سے قبل صوبے کی کانگریسی وزارت کو اقتدار سے الگ کیا جائے اور صوبے میں دفعہ ۹۳ کے تحت گورنر راج کا نفاذ عمل میں لایا جائے لیکن مسلم لیگ کی اس سنجیدہ تجویز کو تسلیم کرنے کی بجائے گورنر کیرو کی جگہ پر لاکہارٹ کو نیا گورنر مقرر کیا گیا شدید مخالفت کے باوجود ۶ اور ۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو صوبہ سرحد میں ریفرنڈم ہوا۔ جس میں پاکستان کا بھاری اکثریت نے ساتھ دیا اور کل رائے دہندگان میں سے ۵۰.۴۹ فی صد لوگوں نے ریفرنڈم میں حصہ لیا۔

ریفرنڈم میں پاکستان کے حق میں ۲،۸۹،۲۴۴ ووٹ جب کہ ہندوستان کے حق میں صرف تین ہزار ووٹ آئے۔ ریفرنڈم کو کامیاب بنانے کے لئے خاں عبدالقیوم خاں، خاں فدا محمد خاں، پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب، زکوڑی شریف، ارباب سکندر خاں خلیل سردار بہادر خاں اور دیگر مسلم لیگی رہنماؤں نے اہم کردار ادا کیا۔

پروفیسر ایل ایف رش بروک و یلمنز اپنی کتاب پاکستان انڈر چیلنج میں لکھتے ہیں۔

صوبہ سرحد میں شامل اضلاع میں اس باضابطہ استصواب کے علاوہ قبائلی پٹی میں ایک اور استصواب ہوا تھا جس میں قبائل نے رضاکارانہ طور پر پاکستان میں شامل رہنے کے حق میں رائے دی۔

اسی طرح مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) کے علاقے سلہٹ ۹ جون ۱۹۴۷ء کو ریفرنڈم کا اعلان ہوا تو مسلم لیگی رہنماؤں جن میں مولانا عبدالحمید خاں بھاشانی، مولانا فضل الحق، مولوی عبداللہ نور الحق مسٹر فضل القادر چوہدری، محمود علی اور خان عبدالصبور خان شامل ہیں نے پاکستان کے حق میں فضا ہموار کرنے اور ریفرنڈم کو کامیاب بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ جولائی ۷ ۱۹۴۷ء میں سلہٹ میں تاریخی ریفرنڈم ہوا اور سلہٹ کے عوام نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیئے نتائج کا اعلان ۱۶ جولائی ۷ ۱۹۴۷ء کو ہوا۔

تاریخ پاکستان از زاہد حسین انجم

ری کنسٹرکشن آف ریلجنس تھاٹ ان اسلام:

ڈاکٹر علامہ اقبال کے مشہور خطبات، انہیں قائداعظم بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ علامہ اقبال کے خطبات کا مجموعہ سات خطبوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے علامہ اقبال نے ۱۹۲۸ء میں تین حیدر آباد اور مدراس میں پڑھے۔ تین ۱۹۲۹ء میں علیگڑھ میں اور ایک خطبہ ۱۹۲۸ء میں ارسطا طلین سوسائٹی لندن کے لئے لکھا۔

ریمزے میکڈانلڈ:

انگلستان کے وزیر اعظم قائداعظم محمد علی جناح جب گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن گئے اور کانفرنس میں اپنی قابلیت کا لوہا منوایا تو اس وقت انگلستان کے وزیر اعظم ریمزے میکڈانلڈ تھے انہوں نے قائداعظم کو اپنے ہاں بلایا اور برصغیر میں آئینی اصلاحات سے پیدا شدہ صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ اس نے اپنی گفتگو کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ نئی آئینی اصلاحات نافذ ہونے والی ہیں ہمیں صوبائی گورنروں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ارکان اور اسی طرح کے مناصب کے لئے قابل آدمیوں کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم ابھی اپنی بات مکمل بھی نہ کرنے پائے تھے کہ قائد نے فرمایا مسٹر میکڈانلڈ! کیا آپ مجھے رشوت دینے کی کوشش کر رہے ہیں جیسا کہ توقع کی جاسکتی تھی اس ملاقات کا وہیں خاتمہ ہوگیا۔

بحوالہ ملت کا پاسباں از کرم حیدری

وہ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ لیبر پارٹی کے بانیوں میں سے تھے

- ۱۹۲۴ء میں لیبر پارٹی کے پہلے وزیراعظم بنے۔
۱۹۳۱ء میں پھر وزیراعظم بنے۔ ۱۹۳۷ء میں انتقال کیا۔

ریواز ہوسٹل سوسائٹی (لاہور)

اس سوسائٹی کی جانب سے قائداعظم محمد علی جناح کو ۱۹۴۳ء میں ان کے اعزاز میں دی جانے والی چائے کی دعوت کا مختصر یادگاری نوٹ حسب ذیل ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو ریواز ہوسٹل سوسائٹی نے قیام لاہور کے دوران چائے کی دعوت دی تھی۔ ان کے نومبر ۱۹۴۲ء کے دورے کے دوران پنجاب کے دو سو سے زائد افراد کو چائے پر مدعو کیا گیا تھا قائداعظم نے مسٹر ظہور عالم شہید کے سپاسنامے کے جواب میں مختصر تقریر بھی کی

یہ اجتماع ریواز ہوسٹل کی عمارت کے باہر ریلوے روڈ کی جانب سے واقعہ ٹینس لان کے اس حصہ میں ہوا تھا جو اس وقت جمنیزیم کے قریب تھا اور صدر دروازہ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کی طرف کھلتا تھا۔

قائداعظم نے اپنی مختصر تقریر میں طالب علموں کے مخلصانہ جذبہ حریت اور تحریک پاکستان میں ان کے گہرے لگاؤ کو بے حد سراہا تھا۔ اور طالب علموں کو نصیحت کی کہ وہ قوم کا اصل سرمایہ ہیں اور یہ کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ملی ذمہ داریوں کو بھی پورا کریں۔

ز

زاغلول پاشا :

۶ جون ۱۹۳۱ء کو ٹرینٹی کالج میں جو جلسہ ہوا اس کی صدارت قائداعظم نے کی اس موقع پر انہوں نے مصر کے زاغلول پاشا کے ایک واقعہ کا ذکر کیا جس میں زاغلول نے اپنے ایک صحیح عمل سے قبطی اور مصری مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اس کے برخلاف ہندو ہمیشہ مسلمانوں سے کوئی سودا کرنے اور سودے پر جھگڑنے کی فکر" میں رہتے ہیں۔ مسئلہ کو حل کرنے کا یہ طریقہ صحیح نہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر بھروسہ کریں۔

وہ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ وفد پارٹی قائم کر کے شہرت پائی۔ ۱۸۸۲ء میں آزادی کی جدوجہد میں گرفتار کر لئے گئے۔ آزادی کے بعد وکالت کو پیشے کے طور پر اپنایا۔ ۱۹۰۶ء میں وزیر تعلیم اور پھر وزیر عدلیہ مقرر ہوئے۔ پہلی عالمی جنگ میں مصر کو انگریزی تسلط سے آزاد کرانے کے مسلمہ رہنما بن گئے۔ اس مقصد کے لئے انگلستان جانا چاہا لیکن اجازت نہ ملی۔ ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۱ء جلاوطن رہے۔ ۱۹۲۷ء میں وزیراعظم بنا دیئے گئے لیکن انگریز دشمنی کی بنا کر مستعفی ہوگئے۔ پھر پوری عمر آزادی کی جنگ میں بسر کی۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا)
نظر ثانی ـــ زاہد حسین انجم

زاہد القادری، دہلوی :

دہلی کے ممتاز عالم دین۔ ۱۹۳۷ء میں قائداعظم اور مسٹر زاہد القادری دہلوی کے درمیان آل انڈیا مسلم لیگ کے تعمیری پروگرام کو علمی صورت دینے کے لئے تبادلہ خیال ہوا۔ اس موقع پر قائداعظم نے کہا کہ لیگ کی صحیح زندگی تین ماہ سے شروع ہوئی ہے۔ زاہد القادری نے قائد کے سامنے کانگرسیوں کے اعتراضات بھی رکھے۔ جن کے جواب میں قائداعظم نے فرمایا۔

کانگریس کے پاس روپیہ ہے، اقتدار ہے، تنظیم ہے لیکن اس مسلم نوازی اور مساوات پسندی کے دعوے کے باوجود غریب مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کے لئے کیا کیا ہے۔ کتنی صنعتی، تجارتی

اور تعلیمی آسامیاں پیدا کی ہیں۔ کتنے بے روز گاروں کو روز گار پر لگایا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو تو چھوڑ دیجئے کانگریس نے اب تک غریب اچھوتوں کے لئے کیا کیا ہے۔ غریب مفلوک الحال ہندوؤں کی بہتری کے لئے کونسا قدم اٹھایا ہے۔ جب تک کانگریس برسراقتدار نہیں آئی تھی ہر طرف سے صدا بلند ہو رہی تھی کہ کسانوں اور مزدوروں کی خدمت اولین کام ہے۔ لیکن اب کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ خود کانگریسی حکومتیں وہی سلوک کر رہی ہیں جو پہلی حکومتوں کے زمانہ میں ہوتا رہا۔

اب کسان اور مزدور زبان کشا ہوتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے کہ ٹھہرو اور انتظار کرو اپنے پرائے میں تمیز کرو۔ اعتراضات اور نکتہ چینی چھوڑ دو اس کا انداز بدلو۔ کیا ان حالات پر کانگریس ناز کر سکتی ہے۔

(قائداعظم
مسلم پریس کی نظر میں)
مرتب احمد سعید

زاہد حسین :

قائداعظم محمد علی جناح نے انہیں سٹیٹ بنک آف پاکستان کے قیام پر پہلا گورنر مقرر کیا تھا۔

وہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور اور علی گڑھ میں تعلیم مکمل کی پھر مالیات کے اعلیٰ امتحان میں کامیاب ہو کر سرکاری ملازم رہے۔ غیر معمولی قابلیت کی وجہ سے ترقی کر کے جلد ہی درجہ امتیاز حاصل کر لیا۔ چیف کمشنر دہلی کے مالی مشیر، پھر سپلائی میں مالی مشیر، آخر ریلوے فنانشل کمشنر مقرر ہوئے۔ دولت آصفیہ میں وزیر مالیات (۱۹۴۵ـ۱۹۴۷) رہے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی طرف سے ہندوستان میں پہلے ہائی کمشنر کی حیثیت سے تقریباً ۸ ماہ تک خدمات انجام دیں۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک کا قیام عمل میں آیا تو قائداعظم نے انہیں اس کا پہلا گورنر مقرر کیا۔ بہت قابل اور محب وطن تھے۔

انہی کی رہنمائی میں پاکستان کا پہلا پنجسالہ منصوبہ مرتب ہوا جس میں ملکی معیشت کے استحکام کے لئے زرعی اصلاحات کی سفارش کی گئی تھی مگر اس وقت کا مقتدر طبقہ ان اصلاحات کے خلاف تھا اس لئے انہیں منصوبہ بندی بورڈ کی صدارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔

۳ مئی ۱۹۴۷ء کے پیسہ اخبار لاہور میں قائداعظم محمد علی جناح کے حوالے سے یہ بیان شائع ہوا کہ انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے اپیل کی کہ وہ ریاست حیدر آباد دکن کے سابق وزیر خزانہ مسٹر زاہد حسین کو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کا وائس چانسلر منتخب کریں۔

قائداعظم نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ سبکدوش ہونے والے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے اپنی جگہ مسٹر زاہد حسین کا نام تجویز کیا اور مسٹر لیاقت علی خاں نے اس کی تائید کی قائداعظم نے اس موقع پر یونیورسٹی کورٹ کے ارکان سے اپیل کی کہ وہ مسٹر زاہد حسین کو وائس چانسلر منتخب کریں۔

مسٹر زاہد حسین نے اپنی گزشتہ زندگی میں مختلف محکموں میں جو خدمات سرانجام دی ہیں ہر ایک کو ان کا علم ہے بیان کے آخر میں انہوں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ مسٹر زاہد حسین بطور وائس چانسلر اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کریں گے۔

زاہد علی خاں، نوابزادہ :

قائداعظم کے ساتھی۔ یوپی میں مسلم لیگ کو منظم کرنے اور ۱۹۴۶ء کے ا بات میں گراں قدر خدمات انجام دینے پر قائداعظم سے داد حاصل کی۔

وہ ۱۹۰۹ء میں نواب خاں بہادر لیاقت حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مسلم یونیورسٹی کے کچھ پروفیسروں اور پرجوش ساتھیوں کے ہمراہ تبلیغ اسلام وسیع پیمانے پر کی اور دیہات میں اسلامی مدارس قائم کئے۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں قدم رکھا۔ پہلے ضلع علی گڑھ کے صدر منتخب ہوئے اس کے بعد یوپی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے ممبر، یوپی مسلم لیگ کے آرگنائزنگ سیکرٹری۔ صوبائی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے کنوینر اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن رہے۔ ۱۹۴۶ء کے ا بات میں لکھنؤ کونسل کے بلامقابلہ رکن منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد حیدر آباد میں سکونت اختیار کی اور مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ اور سندھ مسلم لیگ کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۵۳ء میں شیخ عبدالمجید سندھی کے مقابلہ پر مسلم لیگ کے ٹکٹ پر سندھ اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور پارلیمنٹری سیکرٹری بنے پھر مغربی پاکستان کی پہلی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ری پبلکن پارٹی کے قیام پر بھی پارٹی کو نہ چھوڑا۔ مادر ملت کے صدارتی ا ب میں سندھ کی ا بی مہم کے انچارج تھے۔ ایوبی دور میں تین ماہ جیل میں رہے۔ ۱۹۷۰ء تک آل پاکستان مسلم

لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ ۱۹۷۵ء میں سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔

(بحوالہ عظیم قائد)
از نواب زادہ محمود علی خاں

زاہد قریشی، بیگم :

دہلی مسلم لیگ خواتین کمیٹی کی روح رواں۔

۱۹۴۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے وقت وہ بھی موجود تھیں انہوں نے دہلی سے لاہور تک کا سفر بھی قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ کیا۔

وہ دہلی میں ریلوے آفیسر انوار الحق کے ہاں پیدا ہوئیں دو سال کی عمر تھی کہ والد انتقال کر گئے۔ گھر پر ہی تعلیم پائی۔ ۱۹۲۹ء میں زاہد قریشی سے شادی ہوئی۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر صوبہ دہلی مسلم لیگ خواتین کمیٹی کی رکن بنیں۔

بعد ازاں پراپیگنڈہ سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ ۱۹۴۰ء میں ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے لاہور کے اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۹۴۶ء میں الیکشن کے لئے دو ہزار روپے جمع کر کے قائداعظم کی خدمت میں پیش کئے۔ ۱۹۴۷ء میں عربک کالج دہلی میں قائداعظم نے خواتین سے خطاب کیا جلسے کا انتظام انہوں نے ہی کیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں بہار ریلیف فنڈ کے لئے معقول رقم جمع کی۔ ہندو مسلم فسادات کی روک تھام کی کمیٹی کی رکن بھی بنیں۔ جون ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کی اطلاع ملی تو بیس ہزار کے قریب دہلی کی خواتین کا جلوس لے کر قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انجمن خواتین تبلیغ الاسلام کی تاحیات سیکرٹری رہیں۔ دہلی کے مختلف علاقوں میں درس گاہیں قائم کیں۔ ۱۹۴۸ء میں جیکب لائنز کراچی میں اقامت اختیار کی۔ یہاں بھی پچیس چھوٹی بڑی درس گاہیں قائم کیں۔ پھر ناظم آباد کراچی میں رہائش اختیار کر لی۔

(بحوالہ تحریک پاکستان اور خواتین
از نور الصباح بیگم

زبان کا مسئلہ :

قائداعظم محمد علی جناح جب قیام پاکستان کے بعد مارچ ۱۹۴۸ء میں ڈھاکہ گئے تو انہوں نے فرمایا مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے بھی اس جھگڑے میں حصہ لیا ہے حالانکہ آپ کے وزیراعظم نے اس مسئلے کی پوری وضاحت کر دی تھی کیا آپ خود یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہندوستان کے اخبارات جو آپ کے ملک کے نام پر لعنت بھیجتے ہیں اور وہ مسلمان جو کل تک پاکستان کے خلاف تھے آپ کے جائز حقوق کی لڑائی میں کس طرح پیش پیش ہیں۔

میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ آپ ان غداروں سے ہوشیار رہئے۔ میں ایک بار پھر اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان ایک ہو جہاں تک اپنے صوبے کی سرکاری زبان بنانے کا تعلق ہے۔ اس صوبے کے تمام باشندوں کا حق ہے کہ وہ جونسی زبان چاہیں اختیار کریں کیوں کہ اس مسئلہ کو صرف انہی کی رضامندی سے طے کیا جاسکتا ہے جس کا اظہار وہ اپنے حقیقی نمائندوں کے ذریعے غیر جانبداری سے مناسب وقت پر کر سکتے ہیں۔

لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پورے ملک کی صرف ایک زبان ہو سکتی ہے اور یہ زبان ایسی ہونی چاہئے جس میں ملک کے تمام صوبے ایک دوسرے سے خط و کتابت کر سکیں۔ چنانچہ ایسی زبان سوائے اردو کے کوئی اور نہیں ہو سکتی اس لئے حکومت کی زبان اردو ہی ہونی چاہئے۔

(بحوالہ ! قائداعظم بحیثیت گورنر جنرل)
زاہد حسین انجم

زبیر شاہ :

نہرو رپورٹ پر غور کرنے کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے تیس نمائندوں کا جو وفد تشکیل دیا گیا تھا اس میں وہ بھی شامل تھے۔

زبیری، مسرت حسین :

محکمہ مواصلات کے سیکرٹری۔ جب قیام پاکستان کے بعد احمد ایچ جعفر نے قائداعظم سے کہا کہ ہماری تجویز ہے کہ ہم لندن کی ٹاس کمپنی سے ٹکٹ چھپوائیں آپ مجھے اجازت دیں اس اجازت نامے کے بعد میں آپ کو پانچ لاکھ روپے دوں گا۔ پانچ لاکھ تیم کے اخراجات کے لئے رکھوں گا۔ قائداعظم نے جناب زبیری سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ قائداعظم ہمارا ملک نیا بنا ہے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے ملک نوٹ کی طرح یہ ٹکٹ وغیرہ چھپوا کر دنیا میں بدنام ہو چکے ہیں قائداعظم

نے اتفاق کرتے ہوئے احمد ایچ جعفر کو ایک لاکھ روپے دے کر کہا کہ باقی انتظامات تم خود کرو۔

وہ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ سینٹ جونز کالج آگرہ، سینٹ کیتھرائن کالج کیمبرج میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۰ء ڈیرہ غازی خاں کی بارڈر ملٹری پولیس کے کمانڈر، ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۲ء سیکرٹری جوائنٹ پبلک سروس کمیشن پنجاب و صوبہ سرحد، سیکرٹری مواصلات ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۷ء اور ڈپٹی سیکرٹری حکومت پاکستان رہے۔

۱۹۸۷ء میں انتقال کیا۔ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ اپنی خود نوشت بھی لکھی۔

زری سرفراز، بیگم :

صوبہ سرحد کی نامور خاتون اور قائداعظم کی معتقد۔ تحریک پاکستان کے دوران صوبہ سرحد میں اہم خدمات انجام دیں۔ صرف سترہ سال کی عمر میں اپنے والد سرفراز خاں (مردان) کے ہمراہ لاہور میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اس سالانہ اجلاس میں شرکت کی جس میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔

وہ ۲۸ جولائی ۱۹۲۳ء کو سرفراز ہاؤس مردان میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام محمد سرفراز خاں اور والدہ کا نام کوکب سلطانہ تھا۔ والدہ نے زر نگار نام رکھا والد پیار سے زری کہتے تھے شروع میں خانزادی زری زر نگار ناصرہ کے نام سے بھی شہرت حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی پھر سرینگر میں پریزنٹیشن کانونٹ سکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں پاکستان کے قیام کا مطالبہ پیش کیا گیا تو وہ بھی اپنے والد کے ہمراہ موجود تھیں۔ اس اجلاس میں شرکت کے بعد مردان آکر اپنی سہیلیوں اور رشتہ دار خواتین کو مسلم لیگ کی مدد کرنے اور حصول پاکستان کی تحریک میں حصہ لینے پر ابھارا اور انہیں مسلم لیگ کا رکن بنایا۔ ۱۹۴۴ء میں وہ مسلم لیگ کی باقاعدہ رکن بنیں۔ ۱۹۴۵ء میں آل انڈیا مسلم لیگ برائے خواتین کی صدر لیڈی نصرت ہارون مردان تشریف لائیں تو انہوں نے جلسے کا انتظام کیا۔ اس جلسہ میں مردان خواتین مسلم لیگ کی بنیاد پڑی۔

اسی سال قائداعظم کی اپیل پر انہوں نے بہار ریلیف فنڈ کے لئے چندہ جمع کر کے مسلم لیگ کے ہیڈ کوارٹر میں بھیجا۔ سول نافرمانی کے دنوں میں وار کونسل کی ممبر رہیں۔

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم پشاور تشریف لائے تو خواتین کے ایک نمائندہ وفد میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ سرحد کی خواتین کو پاکستان اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں نمائندگی دی جائے۔

قائداعظم نے ان کے مطالبے کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ آپ یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔

۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک صوبہ سرحد خواتین مسلم لیگ کی صدر رہیں۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۴ء تک سرحد اسمبلی اور ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۸ء تک مغربی پاکستان اسمبلی کی رکن رہیں۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۹ء تک قومی اسمبلی کی رکن کی حیثیت سے خواتین کی نمائندگی کی۔

بعد ازاں حکومت پاکستان نے خواتین کمیشن قائم کیا تو انہیں اس کا چیئرمین بنایا۔

نیشنل جغرافیکل سوسائٹی کی رکن ہیں۔

زری سرفراز جناح مراسلت :

سرفراز ہاؤس مردان

۱۸/دسمبر ۱۹۴۶ء

ہمارے محترم اور عزیز قائداعظم!

السلام علیکم:

مردان کی مسلم خواتین آپ کی درازی عمر کی دعا کرتی ہیں۔ تا کہ آپ کے زیر سایہ ہمیں خود مختار پاکستان دیکھنا نصیب ہو۔ (آمین ثم آمین) ہمارے کھوئے ہوئے وقار اور پامال شدہ حقوق آپ ہی کی رہنمائی میں ہمیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ مردان کی مسلم خواتین آپ کے ہر حکم پر دل و جان سے عمل کرنے کو تیار ہیں اور دلی تمنا رکھتی ہیں کہ ہمارے صوبے پر پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرائے۔ چاہے اس منظر کو دیکھنے کے لئے ہمیں کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ کرنا پڑے اگر ہم پاکستان کے لئے قربان ہو جائیں تو ہماری روحیں اور بہتا ہوا خون سبز ہلالی پرچم دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھے گا۔

"پاکستان زندہ باد" "قائداعظم زندہ باد"

آپ کی دعاگو

زر نگار بنت سرفراز

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ۔ نئی دہلی

اولڈ گورنمنٹ ہاؤس کراچی

۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء

ڈیر مادام

مجھے آپ کا ۱۸۔ دسمبر کا لکھا ہوا خط ملا۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کا خط پا کر مجھے بہت زیادہ مسرت ہوئی۔ میں مردان کی مسلم خواتین کا بے حد ممنون ہوں کہ وہ حصول پاکستان کی تگ و دو اور جدوجہد میں ہمارے ساتھ پورا تعاون کر رہی ہیں۔ بہار ریلیف فنڈ میں حبیب بینک کے ذریعے جو ۲/۵/۹۔۲۷۴۲ روپے آپ نے بھیجے ہیں۔ اس کے لئے میں آپ کا اور مردان کی مسلم خواتین کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں صرف قومی اتحاد اور قومی نظم و ضبط کی ضرورت ہے۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ پاکستان کی منزل بہت ہی قریب ہے۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

زکریا شریف :

تحریک پاکستان کے ایک خاموش کارکن. قائداعظم جب مدراس کے ضلع نیل گری میں جاتے تو وہیں قیام فرماتے انہوں نے نیل گری میں اسلامک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جس کا مقصد نیل گری کے غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنا تھا۔ وہ اس انسٹی ٹیوٹ کے جنرل سکریٹری تھے۔ ۱۹۴۱ء میں جب قائداعظم مسلم لیگ کے مدراس اجلاس میں شریک ہوئے تو ان کی صحت کافی خراب تھی ڈاکٹروں نے انہیں روئی کمنڈر (نیل گری) میں قیام کرنے کا مشورہ دیا وہیں زکریا شریف کو قائداعظم کی خدمات کا موقع ملا۔ ان کے ماموں میر محمد یحیٰی شاہ بھی قائداعظم کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔

زکریا عبدالعزیز، کامدار :

۲۶ جنوری ۱۹۴۰ء کو قائداعظم محمد علی جناح جیت پور (کاٹھیا واڑ) گئے تو انہوں نے انجمن اسلام کی جانب سے منعقدہ ایک جلسے سے خطاب کیا جلسے کی صدارت ایوب عبدالکریم منیانے کی تھی اور اس کے علاوہ زکریا عبدالعزیز کامدار (جو وفاقی وزیر بھی رہے) نے بھی تقریر کی تھی اور قائداعظم کو قوم کی جانب سے مکمل تعاون کا یقین دلایا تھا اور کہا تھا کہ ہم نوجوان کاٹھیاواڑ کی سرزمین پر آپ کی آمد پر فخر اور مسرت محسوس کرتے ہیں میں نوجوانوں کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کی ہر آواز پر لبیک کہیں گے اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے انہیں جو اپنے اخبار کے ذریعے بیدار کر رہے ہیں ہم بھی آپ کی کوششوں میں پورا پورا ساتھ دیں گے۔

زمان مہدی خاں، ملک :

قائداعظم علامہ اقبال کی دعوت پر شملہ سے لاہور پہنچے (۱۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو) تو ان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔

۱۱ اکتوبر کو دہلی دروازہ کے باغ میں ملک زمان مہدی کی صدارت میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا قائداعظم نے اس اجلاس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ ایک زوردار تقریر میں مسلم لیگ کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔

انہوں نے ۱۹۳۴ء میں ڈپٹی کمشنر کے عہدے سے سبکدوشی کے بعد یونینسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کی مگر سر فضل حسین کے انتقال پر مسلم لیگ کے پارلیمانی بورڈ میں شامل ہو گئے علامہ اقبال ان کے قدر دانوں میں سے تھے مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے ڈپٹی چیئرمین بھی تھے۔

(بحوالہ دائرہ معارف اقبال
از ملک حسن اختر)

زمرد محل ٹاکیز :

(حیدر آباد دکن) ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے حیدر آباد دکن کی اس ٹاکی کے بڑے ہال میں منعقد ایک جلسے سے خطاب کیا مجلس استقبالیہ میں بیگم صوفی. بیگم مشتاق احمد خاں. بیگم حفیظ. بیگم محمد یونس اور بیگم ہمایوں مرزا شامل تھیں۔

محترمہ بیگم حفیظ صاحبہ کا لکھا ہوا ترانہ پڑھا گیا۔ حیدر آباد کے رواج کے بعد قائد پر گل پاشی کی گئی پھر بیگم صوفی نے تلاوت کی اور بیگم بہادر یار جنگ نے قائداعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اس کے بعد بیگم ڈاکٹر منور علی نے قائداعظم کی مخلصانہ خدمات کو سراہا اس موقع پر قائد نے کہا۔

مرد اکیلے کچھ نہیں کر سکتے۔ عورتیں اور مرد دونوں مل کر بہت کچھ کر سکتے ہیں اگر عورتیں تعلیم نہیں پائیں گی تو آنے والی نسلیں جن پر ہماری نئی مملکت کو چلانے کی ذمہ داری پڑے گی اور جن کی تربیت اور پرداخت کی ذمہ داری عورتوں پر ہے بالکل جاہل رہ جائیں گی۔ یہ ایک قومی المیہ ہو گا کیوں کہ کوئی جاہل قوم حکومت کی اہم ذمہ داریاں نہیں اٹھا سکتی۔ اپنے غریب اور مستحق بھائیوں کی ہمہ جہتی، بہبود اور فلاح کے لئے آپ کسی قسم کی قربانی

سے دریغ نہ کریں۔

زمیندار (اخبار) لاہور :

یہ مشہور اخبار ۱۹۰۳ء میں کرم آباد (وزیر آباد) سے محکمہ ڈاک جموں و کشمیر کے ریٹائرڈ انسپکٹر مولوی سراج الدین نے جاری کیا تھا ان کا انتقال ۱۹۱۰ء میں ہوا چنانچہ ان کے بیٹے مولانا ظفر علی خاں اسے لاہور لے آئے اور ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو ایک روزنامے کی حیثیت سے اس کا اجراء کیا۔ ابتداء میں اس نے کانگریس کے نقطہ نظر کی وضاحت شروع کر دی لیکن بعد ازاں اس نے اپنی پالیسی تبدیل کر لی اور برصغیر کی آزادی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام شروع کر دیا۔ یہ اخبار بہت جلد مقبول ہو گیا اور اس نے صحافت کو ایک نیا موڑ دیا۔ زمیندار ہی پہلا اخبار تھا جس نے "رائیٹرز" اور ایسوسی ایٹڈ پریس سے خبریں لیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں میں اخبارات کے مطالعہ کا شوق ہوا۔

یہ اخبار برطانوی سامراج کے خلاف جہاد کا علمبردار تھا اس لئے حاکم اس سے ناراض تھے اخبار کی ضمانت طلبی اور چھاپے خانے کی ضبطی تو گویا معمول بن گیا تھا۔ مولانا ظفر علی خاں کی سیاسی نظمیں تہلکہ مچا دیتی تھیں۔ گورنر سرمائیکل اسے کچل دینے پر کمربستہ تھے مگر زمیندار کے مداح طلبی ضمانت کی بڑی سے بڑی رقم فراہم کر دیتے اور اخبار جاری رہتا۔

رولٹ ایکٹ کے خلاف جدوجہد میں اور جلیانوالہ باغ میں قتل عام کے دنوں میں مولانا ظفر علی خاں کی تحریروں نے انگریز کے خلاف نفرت کی آگ لگا دی مولانا پریس ایکٹ کے خلاف مہم چلانے کے لئے انگلستان گئے وہاں سے انہوں نے ایک مقالہ بھیجا جس کا عنوان تھا

چار چیز است تحفہ لندن
خمر خنزیر و روزنامہ وزن

چنانچہ زمیندار بند کر دیا گیا۔ اسی ہزار کی ضمانت اور پریس ضبط کر لیا گیا۔ مزید دس ہزار کی ضمانت طلب کی گئی چند دنوں میں یہ رقم بھی جمع کرا دی گئی مولانا کانگریس سے الگ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تو اس کے بعد تحریک پاکستان کے ترجمان بن گئے۔ ۱۹۵۳ء میں قادیانی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی پاداش میں اسے بند کر دیا گیا اس کی جگہ روزنامہ آثار جاری ہوا۔ مولانا اختر علی خان جیل سے رہا ہو کر آئے تو انہوں نے دوبارہ جاری کیا لیکن ۱۹۵۸ء میں یہ اخبار بند ہو گیا۔

ماخذ: (۱) صحافت پاکستان میں
از ہمایوں ادیب
(۲) اردو صحافت
از انور علی دہلوی

زندۂ جاوید

جناب عشرت رحمانی نے قائداعظم کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

تو زندہ جاوید ہے قائداعظم
چمکا تھا جبیں پر تری ملت کا ستارا
ظلمت میں مسلماں کو دیا تو نے سہارا
گرداب میں کشتی تھی تلاطم میں سفینہ
ہم صدیوں سے بھولے تھے سنبھلنے کا قرینہ
مواج سمندر کوئی ملاح نہ ہادی
بھٹکے ہوئے بے چاروں کو تو نے ہی صدا دی
تلوار کی حاجت تھی نہ کچھ تیر و تبر کی
تو نے یہ مہم ناخن تدبیر سے سر کی
تو زندہ و جاوید ہے اے قائداعظم
تھا تیرا عمل محکم و افکار قوی تر
ہتھیار تدبر تیرا اور علم تھا لشکر
کامل تھا بھروسہ تجھے ایماں اور یقیں پر
ایماں و یقیں تھا ترا قرآن مبیں پر
ہر آن تری کرتی تھی مسلم کو اشارہ
"کافر ہے تو تقدیر پہ کرتا ہے بھروسہ"
ہر لحظہ تیری شان یہ دیتی تھی گواہی
"مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"
تو زندہ جاوید ہے اے قائداعظم

وہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۰ء کو رام پور یوپی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے بی۔ اے اور ایم۔ اے کی اسناد لیں۔ اور آل انڈیا ریڈیو میں ملازمت اختیار کر لی۔

۱۹۶۰ء میں ریٹائر ہوئے۔ شاعری، ڈراما، تنقید اور تحقیق ان کے موضوعات ہیں۔

تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) حیات جوہر (۲) شہید ملت (۳) برادران ملت (۴) لیاقت علی خاں کی تقاریر (۵) مرقع لیاقت (۶) قائداعظم سوانح

(۷) بہادر شاہ ظفر (۸) سلطان شہید (۹) غازی نواب سراج الدولہ (۱۰) تذکرہ مجاہدین (۱۱) اکابرین سیاست (۲ جلدوں میں) (۱۲) آغا حشر (۱۳) ہماری آزادی کی کہانی (۵ جلدیں ۱۸۵۷ء۔ ۱۹۴۷) (۱۴) چھ ستمبر ۱۹۶۵ (۱۵) انقلاب مصر (۱۶) ہوا کے دوش پر۔ اور بہت سی۔

زہری۔ میرنبی بخش:

مسلم لیگ نبی بخش زہری گروپ کے سربراہ۔

وہ ۱۹۲۴ء میں دال بندین میں پیدا ہوئے۔ پرائیویٹ طور پر تعلیم حاصل کی۔ اور سیاسیات میں حصہ لینا شروع کر دیا۔

۱۹۵۱ء میں پاکستان مسلم لیگ کے جائنٹ سیکرٹری اور اسی سال بلوچستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے عالم اسلام کی کانفرنس منعقدہ عراق میں پاکستانی وفد کی قیادت کی۔ اور عراق و ایران کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک کا بھی دورہ کیا ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان کی پہلی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں پھر صوبائی اسمبلی کے رکن بنے۔ ۱۹۶۵ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

۱۹۸۵ء میں سینٹر منتخب ہوئے آپ پاکستان مسلم لیگ زہری گروپ کے سربراہ بھی ہیں۔

زیارت:

صوبہ بلوچستان میں سی ڈویژن کے ضلع زیارت کا ہیڈ کوارٹر (ضلعی حیثیت ۱۹۸۰ء میں ملی) انگریزوں نے اسے اپنے گرمائی ہیڈ کوارٹرز کے لئے منتخب کیا تھا۔ اس کا نام حضرت ملا طاہر رحمت اللہ بابا خرواری کے مزار کی زیارت کی وجہ سے زیارت مشہور ہو گیا۔

اس کی ترقی کے لئے امپرومنٹ ٹرسٹ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ بانی پاکستان کو یہ جگہ بہت پسند تھی انہوں نے اپنے آخری ایام بھی یہیں گزارے تھے یہی وجہ ہے کہ حکومت پاکستان نے زیارت ریذیڈنسی کو یادگار قائداعظم قرار دیا اسے پاکستانی سوئزرلینڈ بھی کہا جاتا ہے۔

یہاں سیاحوں اور سرکاری افسروں کی رہائش کے لئے پراسپکٹ پوائنٹ پر ایک ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے سطح سمندر سے آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے یہاں دنیا کا بہترین سیب بھی پیدا ہوتا ہے۔

اس کا اصل نام غوشیکی تھا یہ کوئٹہ سے ۷۵ میل کی دوری پر لورالائی روڈ پر واقع ہے۔

قیام پاکستان کے بعد اس نے ایک خوبصورت تفریح گاہ کی صورت اختیار کر لی۔

یہاں بچوں کے لئے تفریحی پارک ' جناح ہال ' پبلک لائبریری بھی تعمیر کی گئی ہے قائداعظم ریذیڈنسی کے ایک کمرے میں وہ اشیاء بھی رکھی ہوئی ہیں جو قائداعظم اپنے ساتھ استعمال کے لئے لاتے تھے۔ اب یہ اشیاء ہماری تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔

زیارت ریذیڈنسی:

۷ جنوری ۱۹۷۷ء کو سینٹ نے زیارت ریذیڈنسی کا نام قائداعظم ہاؤس رکھنے کی قرارداد منظور کر لی۔

قائداعظم نے زندگی کے آخری ایام بھی اسی ریذیڈنسی میں گزارے تھے اس لئے اسے قائداعظم کے نام سے منسوب کیا گیا۔

زیارت کے روزانہ کے معمولات:

زیارت ریذیڈنسی کے مالی صالح محمد تھے۔ وہ ہر روز صبح کے وقت گلدانوں کے لئے پھول لے کر قائد کے کمرے میں حاضر ہوتے۔ انہیں کارنیسن زرد گلاب سے عشق تھا۔ انہوں نے قائداعظم کے روزانہ معمولات کے بارے میں بتایا۔

روزانہ ان کے لئے لان میں میز اور کرسی لگائی جاتی اور وہ وہاں بیٹھ کر کام کرتے روانگی سے چند روز پہلے ان کے اس معمول میں فرق آیا وہ ریذیڈنسی کی عمارت سے پیرا کی کے تالاب تک دو فرلانگ لمبے راستے پر چہل قدمی کیا کرتے تھے اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے انہیں صنوبر کے درخت اور جنگلی پھول بہت پسند تھے۔ پیراکی تالاب پر تھوڑی دیر آرام کرتے اور پھر واپس آتے۔ صبح ہو یا شام کافی دنوں تک ان کا یہی معمول رہا۔ اس موقع پر میں ان کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ان کے ہونٹوں پر ایک قدرتی اور ناقابل فراموش تبسم ہوتا مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی انہیں مسکراتے نہ دیکھا ہو۔ ان دنوں میں بھی ان کے چہرے پر میں نے یہ تبسم دیکھا جب وہ شدید علیل تھے۔ ان دنوں وہ بے حد کمزور ہو گئے تھے لیکن وہ

ایک بہادر شخص تھے اور شدید علالت کے دنوں میں بھی وہ ایک لمحے کے لئے مایوس نہ ہوئے پھر جس روز قائداعظم کوئٹہ روانہ ہو رہے تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ انہیں سلام بھی کر لوں اور جی بھر کر دیکھ بھی لوں۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ صالح محمد تم میرے ساتھ کوئٹہ چلو وہاں سے واپس آنا۔

بحوالہ قائداعظم محمد علی جناح
ایک قوم کی سرگزشت
جی الانہ

زیٹ لینڈ :

مئی ۱۹۳۷ء میں لارڈ زیٹ لینڈ نے ایک بیان میں ہندوستان کے آئینی امور کے بارے میں مسلم لیگ کی پالیسی کو ہدف تنقید بنایا اس پر قائداعظم نے یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء کو کہا کہ لارڈ زیٹ لینڈ کی تقریر کے متعلق یہ ہے کہ میں جب تک وائسرائے سے نہ مل لوں اس وقت تک خاموش رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

زیبا، پروفیسر شجاع احمد :

قائداعظم جب بھی علی گڑھ تشریف لے جاتے تو ان کا خطاب ضرور سنتے تھے۔

وہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں سے میٹرک کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڑھ چلے گئے۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۶ء تک مسلم یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ایم۔ اے اردو اور ایل۔ ایل۔ بی کی اسناد لیں۔ یہیں انہیں رشید احمد صدیقی۔ آل احمد سرور، شیخ عبدالرشید اور پروفیسر اے بی اے حلیم کی رفاقت میسر آئی۔ ایم۔ اے کے لئے اردو میں قلمی مرقع نگاری کے موضوع پر مقالہ لکھا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں اردو کے استاد رہے۔ اپریل ۱۹۴۸ء میں کراچی چلے آئے اور صحافتی زندگی کو اپنا لیا۔ چند برس ڈان اور امروز میں کام کیا بعد ازاں بابائے اردو کے ایما پر انہی کے کالج سے منسلک ہو گئے۔ ۲۸ برس تک کراچی کے مختلف شعبوں میں استاد شعبہ اردو اور پرنسپل کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیں اور قائد ملت کالج قائم کیا۔ ۱۹۷۸ء میں ریٹائر ہوئے۔ قومی زبان کے چار سال تک مدیر رہے۔

مولوی نذیر احمد اور تحریک علی گڑھ کے علاوہ متعدد مقالات لکھے۔

زیڈ اے بخاری :

ممتاز ریڈیو براڈ کاسٹر انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی وفات پر ریڈیو پاکستان سے ان کے جنازے کا آنکھوں دیکھا حال نشر کیا تھا وہ ۱۹۰۴ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ سکول پشاور سے انٹرنس کیا۔ ازاں بعد اورینٹل کالج لاہور سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اسی دوران شعر و شاعری میں دلچسپی لینے لگے اور سید اولاد حسین شاداں سے شاعری میں اصلاح لیتے رہے محمود شیرانی اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع بھی ان کے استاد تھے۔

انہوں نے ۱۹۲۹ء میں اپنی ملازمت کا آغاز شملہ میں ملٹری بورڈ آف ایگزامینر میں مترجم کی حیثیت سے کیا ڈراموں سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اور پہلی مرتبہ شملہ میں امتیاز علی تاج کے مشہور ڈرامے انار کلی میں سلیم کا کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۵ء میں آل انڈیا ریڈیو کے دہلی سٹیشن میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۳۸ء میں بی بی سی میں براڈ کاسٹنگ کی تربیت حاصل کی دوسری جنگ میں انہوں نے جائنٹ براڈ کاسٹنگ کونسل لندن میں کام کیا۔ واپسی پر بمبئی اور کلکتہ کے ریڈیو سٹیشنوں کے ڈائریکٹر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ریڈیو پاکستان کے پہلے ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ ٹیلی ویژن کے اجراء پر اس کے پہلے جنرل منیجر بنا دیئے گئے۔ تین ماہ بعد اس منصب سے علیحدہ ہو گئے۔ آخری ایام میں وہ ریڈیو پاکستان کے سنٹرل پروڈکشن یونٹ پر مشیر کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ انہیں فارسی۔ انگریزی۔ اردو۔ بنگالی۔ برمی، پشتو اور پنجابی زبانوں پر مکمل عبور تھا ان کی تصانیف میں سرگزشت بخاری اور راگ دریا خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کی آواز میں بڑا سوز تھا انہوں نے حضرت قائداعظم کے جنازے کا آنکھوں دیکھا حال بھی نشر کیا تھا۔

انہوں نے نشریات کے میدان میں بڑا نام پیدا کیا۔ وہ منجھے ہوئے براڈ کاسٹر تھے۔ ادب و شعر میں بھی بڑا مقام پیدا کیا۔

زین العابدین گیلانی :

ملتان میں مسلم لیگ کے قیام پر انہیں صدر منتخب کر لیا گیا تو انہوں نے کانگریسیوں، احراریوں اور ہندوؤں کا ناطقہ بند کر دیا ۱۹۴۰ء میں لاہور میں جب قرار داد پاکستان منظور ہوئی تو

قائداعظم کے سامنے ان کی خدمات کا ذکر کیا گیا قائداعظم نے اٹھ کر سینے سے لگالیااور آل انڈیا مسلم لیگ کا رکن نامزد کیا۔

وہ ملتان میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد شجاع آباد میں تحصیلدار کی حیثیت سے ان کی تقرری ہوئی۔ تحریک خلافت کے سلسلے میں ملازمت کو ترک کر دیا اور زندگی بھر کا اثاثہ تحریک کی نذر کر دیا۔ انجمن فدایان اسلام کے اہم رکن تھے تحریک کشمیر، مجلس اتحاد ملت، تحریک شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آواز حق بلند کرنے پر متعدد بار جیل گئے۔ ۱۹۴۶ء میں خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لیا۔ اور قید کاٹی۔ ۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو انہوں نے ڈپٹی کمشنر اور بلدیہ ملتان کے دفاتر پر سے برطانوی پرچم اتار کر پاکستانی پرچم لہرایا۔ واحد ندوی نے اپنی کتاب یادوں کے چراغ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸/اکتوبر ۱۹۶۰ء کو وفات پائی

(بحوالہ اکابر تحریک پاکستان از محمد صادق قصوری)

زین العابدین گیلانی:۔

تحریک پاکستان کے رکن، سابق نائب تحصیلدار، تحریک خلافت کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن اور صحافی۔ قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر ملتان میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کے سلسلے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان کے سلسلے میں جو اجلاس منعقد ہوا اس میں ملتان کے نمائندہ وفد نے ان کی قیادت میں شرکت کی۔ خضر وزارت کے خلاف تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں گرفتار ہوئے۔ برطانوی دور میں وہ نائب تحصیلدار تھے مگر تحریک خلافت کے شروع ہونے کے ساتھ ہی سرکاری ملازمت ترک کر دی اور تحریک کے لئے کام کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۷ء میں ہفت روزہ ترجمان نکالا جس میں انگریزوں کے خلاف ایک اداریہ لکھنے کی پاداش میں ایک ماہ تک قید کاٹی ۱۹۳۱ء میں ملتان میں انجمن فدایان اسلام قائم کی اور انگریزوں کے خلاف اس تنظیم کے مسلح دستہ تیار کئے۔ مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے بھی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۹۸۹ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل ملا۔

زین نورانی:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، سابق وزیر مملکت برائے امور خارجہ، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم رکن، قائداعظم محمد علی جناح نے انہیں ہفت روزہ سٹار کا ایڈیٹر مقرر کیا تھا۔

وہ بمبئی میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم مکمل کی۔ بمبئی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا اور بمبئی پراونشل سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جوائنٹ سیکرٹری بھی رہے۔ سٹار پر جب حکومت بمبئی نے پابندی عائد کر دی تو انہوں نے ہفت روزہ ڈائنامیٹ جاری کیا اس طرح ہندوستان بھر میں انہیں کسی انگریزی اخبار کے کم عمر ایڈیٹر کا اعزاز حاصل رہا، انہوں نے ہندوؤں کی مسلمان دشمنی کو بے نقاب کرنے کے لئے ایک زیر زمین روزنامہ اوپر سیڈ بھی جاری کیا۔ بمبئی اسمبلی نے ان کی گرفتاری کے لئے دس ہزار روپے کا انعام مقرر کیا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں ان کے ہفت روزہ ڈائنا میٹ پر پابندی اور گرفتاری کا فیصلہ کیا گیا حکومت نے جب وارنٹ گرفتاری جاری کئے تو وہ ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو بھاگ کر پاکستان آ گئے قیام پاکستان کے بعد کراچی سے متعدد بار قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے جونیجو دور میں وہ وزیر مملکت برائے امور خارجہ رہے۔ افغانستان کا معاہدہ بھی کرایا۔

۱۹۸۹ء میں پنجاب حکومت نے انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

زین یار جنگ:

حیدر آباد دکن کے سابق وزیر تعمیرات، حکومت پاکستان نے مزار قائداعظم کے سلسلے میں ان کی جانب سے ڈیزائن کئے جانے والے نقشے کو ۱۸ فروری ۱۹۵۵ء کو منظور کر لیا۔ تاہم ان کے نقشہ کے مطابق مزار تعمیر نہ کیا گیا۔ اور یحییٰ مرچنٹ (بمبئی کے ماہر تعمیرات) کے نقشے کو ترجیح دی گئی۔

زینب کاکا خیل:

ملک کی ممتاز ماہر تعلیم اور تحریک پاکستان کی رہنما وفات ۳۰ جولائی ۱۹۸۵ء لاہور میں گردے کی تکلیف کے باعث ہوئی ۳۱ جولائی کو انہیں کنڈیرو میں دفن کیا گیا۔ انہوں نے نہ صرف تحریک پاکستان میں حصہ لیا بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی وہ پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد میں شامل ہو گئیں اور عمر بھر احیائے اسلام کے لئے سرگرم عمل رہیں۔ انہوں نے قوم کی ہزاروں بچیوں کو دین اسلام کے حقیقی شعور کو حاصل کرنے کا شوق و جذبہ عطا کیا۔ اور انہوں نے مختلف

کالجوں میں انتظامی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ایک بہترین منتظم کے طور پر خود کو منوایا اور درسگاہ کے ماحول میں ناجائز حکومتی مداخلت اور بے جا دباؤ کا ہمیشہ مقابلہ کیا۔

۱۹۶۶ء سے لے کر تا زندگی خواتین یونیورسٹی کے قیام کے لئے بھرپور جدوجہد کی اور نظام تعلیم کو اسلامی بنانے کے لئے بے شمار مضامین لکھے۔ تنظیم النساء کی صدر اور خورشید النساء کی سیکرٹری نزہت فردوس نے ان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ تعلیم کے شعبے میں مرحومہ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائینگی۔

انہیں قائداعظم سے دوبار ملنے کا اتفاق ہوا پہلی بار ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور اور دوسری مرتبہ ۲۶ مارچ ۱۹۴۴ کو اسلامیہ کالج لاہور میں۔

س

سات کا عدد

قائداعظم کی زندگی میں سات کے عدد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مثلاً قائد اعظم ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ کو پیدا ہوئے۔ ۲۵ دسمبر کو مفرد عدد میں تبدیل کیا۔

۷ = ۲ + ۵ = ۲۵

قائداعظم کی زندگی کا عدد ۷۔ کیرو کے مطابق نمبر ۷ کے تحت پیدا ہونے والے لوگ زبردست خود مختار، کھری اور نمایاں شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ لکیر کے فقیر نہیں ہوتے۔ اپنا مذہب فکر خود بناتے ہیں۔ سفر کے شوقین ہوتے ہیں اور اکثر غیر ممالک کا سفر اختیار کرتے ہیں۔

قائداعظم کے نام کے اعداد یہ ہیں۔

M U H A M M A D A L I

۴ + ۶ + ۵ + ۱ + ۴ + ۴ + ۱ + ۴ ۱ + ۳ + ۱

۲۹ ۵

۲ + ۹ = ۱۱

۱ + ۱ = ۲

۲ + ۵ = ۷

بابائے قوم کے نام کے اعداد نکالنے پر ۷ کا عدد حاصل ہوا۔

قائداعظم ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے اور اس روز سوموار تھا۔ سوموار کا حقیقی نمبر ۷ اور متبادل ۲ ہے۔ چونکہ یہاں ۲ کا عدد متبادل ہے اس لئے اسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ لہذا قائد کے یوم پیدائش سے ۷ کا عدد حاصل ہوا۔

قائداعظم وزیر مینشن میں پیدا ہوئے۔

W A Z I R M A N S I O N

۶ + ۱ + ۷ + ۱ + ۲ ۴ + ۱ + ۵ + ۳ + ۱ + ۷ + ۵

= ۱۷ = ۲۶

= ۱ + ۷ = ۸ = ۲ + ۶ = ۸

۱ + ۶ = ۷ = ۸ + ۸ = ۱۶

وزیر مینشن کے اعداد بھی سات ہی نکلے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم سندھ مدرستہ الاسلام میں پائی

SIND MADRASAH

۵ + ۱ + ۳ + ۱ + ۲ + ۴ + ۱ + ۴   ۴ + ۵ + ۱ + ۳

۲۱   = ۱۳

۲۱ = ۱۳

۱ + ۲ = ۳ + ۱

۳ = ۴

۷ = ۳ + ۴

قرار داد پاکستان ۱۹۴۰ء میں منظور ہوئی اور پاکستان ۷ سال بعد یعنی ۱۹۴۷ء میں وجود میں آ گیا اسی طرح ۱۴ اگست ۷ کے عدد کا دوگنا ہے۔ اب ذرا لفظ پاکستان کا جائزہ لیں۔

PAKISTAN

۱ + ۱ + ۴ + ۳ + ۱ + ۲ + ۱ + ۸

۲۵ = ۷ = ۵ + ۲

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو وفات پائی

۱۱ = ۱ + ۱ =

۲ کا متبادل عدد ہے ۷۔ وفات کے بعد قائداعظم کی عمر ۷۲ سال تھی کراچی میں دفن کیا گیا۔ کراچی انگریزی کے سات حروف پر مشتمل ہے۔

(اردو ڈائجسٹ مضمون ۷ کا عدد قائداعظم کی زندگی میں از محمد مسعود دسمبر ۱۹۷۰)

ساتویں سکاؤٹنگ جمبوری

یہ جمبوری ۱۵ تا ۲۳ نومبر ۱۹۷۶ء لاہور میں قائداعظم کے صد سالہ جشن کے سلسلے میں منعقد کی گئی۔ اس کے لئے وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے نام جو پیغام بھیجا اس کا متن یہ ہے۔

"میں اسے بہت مناسب سمجھتا ہوں کہ پاکستان بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کو قائداعظم کی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں خصوصی قومی جمبوری کا اہتمام کرنا چاہئے"۔ وہ پاکستان کے پہلے چیف سکاؤٹس تھے۔ اور اس تحریک کی بہت قدر کرتے تھے۔

ہماری قوم کے رہنما کی حیثیت سے انہوں نے ہمیں اتحاد، تنظیم اور یقین محکم کا مقولہ دیا۔ بوائے سکاؤٹس اس مقولہ کے مطابق اپنی زندگیاں اچھی طرح ڈھال سکتے ہیں۔ جمبوریاں بذات خود صلہ دینے اور جان ڈالنے والی مشقیں ہیں جو پورے ملک سے نوجوانوں کو ایک جگہ جمع کر کے سرگرم کر دیتی ہیں۔ اور انہیں خود پر انحصار کرنے اور دوسروں کے ساتھ تعاون پر تیار رہنے کی اہمیت کا احساس دلاتی ہیں۔ اس موقع پر میں ساتویں قومی جمبوری کے تمام شرکا کا خیر مقدم کروں گا۔

ساڈا جناح

یہ کتاب پنجابی زبان میں حیات قائداعظم لکھی گئی ہے اسے ایم ایس ناز نے ۱۹۷۵ء میں مرتب اور مقبول اکیڈمی لاہور نے شائع کیا۔ مرتب نے اسے میجر ظفراللہ خاں مرحوم سے منسوب کیا۔ ۸۸ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب کو نو عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی (۱) مکھڑا (پیش لفظ) (۲) جوہر، اقبال تے جناح (۳) حیاتی داویروا (۴) ساڈی لیگ، ساڈا جناح (۵) جدوں پاکستان آزاد ہویا (۶) یاداں دے پرچھاویں (۷) اچے لوگ اچیاں گلاں (۸) قائداعظم ہوراں فرمایا۔

طالب علموں کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ کیوں کہ اس میں مولف نے خصوصی طور پر قائداعظم کی تقاریر کے وہ اقتباسات شامل کئے ہیں۔ جو نئی نسل کے لئے مشعل راہ ہیں۔

ساڈا قائد

پنجابی شاعر جناب عادل صدیقی ایم اے پنجابی گولڈ میڈلسٹ نے ان الفاظ میں قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

سچی صورت اچی سیرت رکھدا سی
ساڈا قائد جگ تے عظمت رکھدا سی
غیر وی اوہدی الفت دا دم بھردے سن
ہر اک نال اوہ اپنی چاہت رکھدا سی
ویکھن وچ سی مالک لاغر جُسّے دا

شیراں وانگر جیین دی ہمت رکھدا سی
جیون بھر اس خوف نہ کھادا باطل دا
دل وچ اوہ ایمان دی. طاقت رکھدا سی
اوس نہ کیتا سودا کدی اصولاں دا
اپنے من وچ اپنی غیرت رکھدا سی
اوہ ویلے دا ساہو کار سی دنیا تے
اپنے پلے خلق دی دولت رکھدا سی
اوہدا اک کردار وی نندن والا نئیں
ہر اک عادت سوہنی عادت رکھدا" سی
اج وی اوہدے ناں دے تھاں تھاں چرچے نیں
کل وی دھرتی شہرت رکھدا سی
عادل کسراں مان نہ کریئے اوہدے تے
ساڈا قائد جگ تے عظمت رکھدا سی

وہ ۵ دسمبر ۱۹۵۴ء کو برہان پور پسرور (سیالکوٹ) میں عبدالعظیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی اسکول نمبر۲ پسرور سے میٹرک کیا۔ ۱۹۷۲ء میں پی ٹی سی، پھر سی ٹی اور ازاں بعد ۱۹۸۳ء میں بی اے کیا۔ پھر بی ایڈ کا امتحان پاس کیا۔ اسی دوران گورنمنٹ پرائمری سکول برہان پور میں ملازمت اختیار کر لی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول کلاس والا گورنمنٹ مڈل سکول تخت پور، مالی پور مڈل سکول۔ سبل پور میں خدمات انجام دیں۔ ایم اے پنجابی کرنے کے بعد گورنمنٹ مرے کالج میں پنجابی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔

تصانیف:۔

۱۔ پالے ٹھردے پنچھی

۲۔ برفاں وِنڈ دا سورج

سالک، پروفیسر علم الدین (۱۸۹۸ء۔ ۲۷ جولائی ۱۹۷۳)

برصغیر کے نامور عالم اور بلند پایہ محقق۔ پیدائش رام گلی لاہور۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم اے اور ایم او ایل کی ڈگریاں لیں اور پچاس برس تک پاک وہند کے مختلف اداروں میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ۱۹۲۹ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے منسلک ہوئے اور ۱۹۶۶ تک اس سے وابستہ رہے۔ وہ یہاں سے وائس پرنسپل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ پھر وہ اسلامیہ کالج لاہور کینٹ کے پرنسپل بنا دئے گئے۔ جب حکومت نے تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا تو انہیں سبکدوش کر دیا گیا۔ وہ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۵۸ء تک پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کے طلبا کو فارسی۔ اسلامیات، اردو اور تاریخ پڑھاتے رہے۔ انہوں نے علمی، ادبی تاریخی اور تحقیقی مضامین لکھنے کا سلسلہ ۱۹۲۰ء میں جاری کیا۔ جو وفات تک جاری رہا۔ افسانوں اور ڈراموں کا پہلا سلسلہ ۱۹۲۸ میں سبد گل کے نام سے شائع ہوا۔ ۱۹۳۳ء میں دختران سید شائع ہوئی۔ انہوں نے میٹرک ایف اے، بی اے اور ایم اے کے متعدد نصاب وضع کئے۔ ہمایوں نامہ۔ گل بدن۔ اور توزک جہانگیری کی تدوین و تالیف میں حصہ لیا۔ اسی طرح دیوان حالی اور دیوان غالب کی تمہید اور اضافی نوٹ لکھے جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہیں۔ نقوش لاہور نمبر میں ان کا مضمون سو صفحات سے زائد پر مشتمل ہے۔

برصغیر کی جدوجہد آزادی میں ان کی خدمات بے لوث اور بے پناہ ہیں۔

سیاست تعلیم اور ثقافت کے میدان میں انہیں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خان۔ علامہ اقبال اور قائد اعظم کی رفاقت کا اعزاز حاصل رہا۔ تحریک آزادی کشمیر کے ساتھ ۱۹۳۱ تا دم آخر وابستہ رہے۔

۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ ۲۸ جولائی کو جیون ہانہ قبرستان میں دفن ہوئے۔

سامان شیو

بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے پاس ان کے ذاتی شیو کا سامان بھی تھا۔ جس میں اعلیٰ ساخت کے سات استرے بھی تھے۔ اور ہفتے کے روز کے لئے ایک ایک استرا مخصوص تھا۔ نیز وہ ہیر ڈریسر سے ہر روز ٹھیک ساڑھے سات بجے اپنا شیو بنوایا کرتے تھے۔ قائداعظم کی رحلت کے بعد یہ آلات و سامان ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کی تحویل میں چلا گیا۔

بحوالہ مسٹر اسلام سلمانی سیکرٹری جنرل پاکستان نیشنل ہیر ڈریسر فیڈریشن طبع شدہ روزنامہ جنگ (۱۰ ستمبر ۱۹۷۸)

نیز دیکھئے شیو کا سامان

ساورکر وی ڈی

نام ساور کر وِنائک دامودر تھا

صدر مہاسبھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۹۴۱ء میں فرمایا۔

ساور کر کی اسکیم یہ ہے کہ جب انگریز کے چلے جانے کے بعد میدانی، بحری اور فضائی فوج اور نظم ونسق میں ہندوؤں کو ۷۵ فی صد حصہ مل جائے گا تو پھر ہندو راج قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا جو شمال مغرب اور شمال مشرق میں بستے ہیں۔ سنئے وہ (مسٹر ساور کر) کہتے ہیں کہ سرحدوں پر ہندو فوج اس طرح بٹھادی جائے گی جس طرح اب برطانوی فوج متعین ہے اور یہ فوج اس کا خیال رکھے گی کہ مسلمان سر نہ اٹھاسکیں۔

وہ ۱۸۷۳ء میں ناسک میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے فرگوسن کالج پونا میں تعلیم حاصل کی۔ بیرسٹری کا امتحان بھی پاس کیا۔ نیشنلسٹ موومنٹ میں حصہ لیا۔ انگلستان بھیجے گئے۔ جہاں انہوں نے آزادی ہند کے لئے شیام جی کرشن ورما اور مادام کاما کی زیر نگرانی کام کیا۔ انگلستان میں ناسک سازش کیس میں گرفتار ہوئے لیکن ۱۹۱۰ء میں مارسیلز بھاگ گئے لیکن وہاں سے پھر گرفتار کر لئے گئے اور جزائر انڈیمان بھیج دیا گیا۔ رہائی کے بعد بمبئی میں ۱۹۳۷ء میں عبوری حکومت میں شامل ہوئے۔

ماہر لسانیات اور شاعر تھے۔ کئی سال تک ہندو مہاسبھا کے صدر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں گاندھی جی کے قتل ہونے پر انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا۔ تاہم کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہ ہونے پر رہا کر دیئے گئے۔ ۱۸۵۷ کے دور کے بارے میں ایک کتاب بھی لکھی۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۶ کو انتقال کیا۔

سائمن کمیشن

قائد اعظم محمد علی جناح سائمن کمیشن سے بالکل اتفاق نہ کرتے تھے۔ اس ضمن میں انہوں نے ۱۹ نومبر ۱۹۲۷ء کو بمبئی میں سرڈنشاپیٹٹ کی صدارت میں منعقدہ جلسے میں سائمن کو نامنظور کرنے کا اعلان کیا اور کہا کہ کمیشن نے ہندوستان کے عوام کے حقوق کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ۳۰ جنوری ۱۹۲۸ء کو پونا میں مسٹر بھوپت کار کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں بھی قائد نے اس کمیشن کی مخالفت کی اور وانسرائے کو لکھا کہ مسلمانوں کے تمام طبقوں کی خواہشات معلوم کی جائیں۔

سائمن کمیشن کی مخالفت اس لئے کی گئی تھی کہ کمیشن کے ارکان سب کے سب انگریز تھے۔ اور ہندوستان کے عوام اپنے مطالبات حکومت برطانیہ کے سامنے خود پیش کرنا چاہتے تھے۔

کمیشن نے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی مخالفت کے باوجود دو سال کی تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ برطانوی پارلیمان میں پیش کی۔

سائمن کمیشن کے مسئلے پر مسلم لیگ دو حصوں میں بٹ گئی ایک گروہ قائد اعظم کی قیادت میں جبکہ دوسرا سر محمد شفیع کی قیادت میں یہ کہتا تھا کہ مسلمانوں کے حقوق کی ترجمانی کے لئے کمیشن سے تعاون کرنا چاہئے۔ اس گروہ میں علامہ اقبال کے علاوہ مولانا حسرت موہانی بھی شامل تھے۔

سبّی

بلوچستان کا دوسرا بڑا اور مشہور شہر جہاں ۱۱ فروری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم تشریف لائے اور انہوں نے یہاں قیام کیا۔ اس دوران انہوں نے سبی دربار سے بھی خطاب فرمایا۔

شہر کے نام کے بارے میں کئی روایات مشہور ہیں۔ بعض کے نزدیک اسے ہندو آریہ حکمران سیوی نے آباد کیا تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ سبیا نسل کے لوگوں کی آبادی کی وجہ سے شہر کا نام سبی پڑ گیا۔ ایک اور روایت کے مطابق سیوا نسل کی ایک خاتون کے نام پر رکھا گیا۔ ۷۱۲ میں عربوں نے اس پر قبضہ کر لیا اس وقت یہاں بدھ مت کے پیرو کار حکمران تھے۔

سبی میں قلعہ چاکر خان اور میدان مشہور ہیں۔ اسی میدان میں میر چاکر خاں رند موسم بہار کے آغاز میں مختلف کھیلوں کا مظاہرہ دیکھتے تھے۔

سبی کے جرگہ ہال کو اب بولان میوزیم میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

سبّی دربار

بلوچستان کے مشہور شہر سبی کا دربار۔۔ قیام پاکستان کے

بعد بگی میں پہلا سالانہ دربار فروری ۱۹۴۸ء میں منعقد ہوا۔ قائداعظم کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ اس موقع پر تشریف لائیں۔ چنانچہ حضرت قائداعظم ۱۱ فروری ۱۹۴۸ء کو سبی پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ۱۲ فروری کو انہوں نے ممبران شاہی جرگہ، اراکین مجلس انتظامیہ مسلم لیگ اور سول ملازمین سے ملاقاتیں کیں۔ ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو انہوں نے حاضرین سے سبی دربار میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرا عقیدہ ہے کہ ہماری نجات کا راستہ اس اسوہ حسنہ پر چلنے میں مضمر ہے جو ہمیں سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے عطا کیا تھا۔ آیئے ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد ان تصورات اور اصولوں پر رکھیں جو صحیح معنوں میں اسلامی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ امور مملکت باہمی صلاح و مشورے سے طے کیے جائیں"۔

قائداعظم نے اس موقع پر پہلی بار حکومت کے معاملات میں غیر سرکاری نمائندوں کو شامل کرنے کا اعلان کیا۔ اور یہ خوشخبری سنائی کہ ایجنٹ ٹو گورنر جنرل ایڈوائزری کونسل قائم کی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی ایڈوائزر بھی مقرر کر دیئے گئے۔

اب اسے عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

سپاسنامے

قائداعظم محمد علی جناح کو انکی زندگی میں جو سپاسنامے پیش کیے گئے ان کی تفصیل سن وار یہ ہے۔

۱۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ کلکتہ میں

۲۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۸ کو ریشمی کپڑے پر محررہ سپاسنامہ بہ حروف انگریزی لاڑکانہ میونسپل کمیٹی نے پیش کیا۔

۳۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو ادارہ طلوع اسلام نے لاہور میں سپاسنامہ پیش کیا۔

۴۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۰ء کو کراچی میونسپل کارپوریشن نے انگریزی میں ریشمی کپڑے پر لکھا ہوا سپاسنامہ پیش کیا۔

۵۔ ۱۲ اپریل ۱۹۴۱ء کو انگریزی میں محررہ سپاسنامہ مدراس میونسپل کارپوریشن نے پیش کیا۔

۶۔ انگریزی زبان میں بادامی رنگ کے ریشمی کپڑے پر سندھ مدرستہ الاسلام کراچی کے ممبران نے نقرئی خول میں رکھ کر سپاسنامہ پیش کیا۔

۷۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو کراچی میں حاجی عبداللہ ہارون یتیم خانہ کے اہل کاروں نے انگریزی میں سپاسنامہ پیش کیا۔

۸۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۳ء کو ایم ایچ گزدر کے دستخطوں کے ساتھ کراچی چیمبر آف کامرس نے سپاسنامہ پیش کیا۔ یہ بھی ریشمی کپڑے پر لکھا تھا۔

۹۔ ۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء کو چیمبر آف کامرس لاہور نے قائداعظم کی خدمت میں ریشمی کپڑے پر سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۰۔ جموں کے مسلم سٹوڈنٹس نے ۸ مئی ۱۹۴۴ء کو قائداعظم کو دورہ کشمیر کے موقع پر سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۱۔ نومبر ۱۹۴۵ء پشاور کے شہریوں کی جانب سے

۱۲۔ ۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء کو پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن نے مرکزی اسمبلی کے انتخاب کے موقع پر مسلم لیگ کی کامیابی کے نتیجے میں قائداعظم کو سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۳۔ ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء کو بنگال مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن جمال پور سب ڈویژن نے آسام کے دورے کے دوران سنگ جانی سٹیشن پر ایک سپاس نامہ پیش کیا۔

۱۴۔ ۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو انگریزی زبان میں جنوبی ہند کلکتہ کی مرچنٹ ایسوسی ایشن نے ایک مرصع نقرئی خول میں رکھ کر سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۵۔ شمال مغربی ریلوے کی مسلم ایمپلائز ایسوسی ایشن نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۴ء حبیبیہ ہال لاہور میں بروز اتوار قائداعظم کو سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۶۔ ۳ مارچ ۱۹۴۶ء کو شمالی سلہٹ لوکل بورڈ آسام کے چیئرمین نے قائداعظم کو ایک سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۷۔ ۸ مئی ۱۹۴۲ء کو جموں کے شہری مسلم کانفرنس نے قائداعظم کو اردو میں سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۸۔ بمبئی کے ڈسٹرکٹ مسلم لیگ تھانہ کے صدر اور ممبران نے ۱۲ جنوری ۱۹۴۱ کو اردو میں ایک سپاسنامہ پیش کیا۔

۱۹۔ کوآپریٹو سوسائٹی احمد آباد نے ۲۷ جنوری ۱۹۴۵ء کو قائداعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔

۲۰۔ مسلم کھتری ایسوسی ایشن کراچی نے ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو قائداعظم کی خدمت میں اردو میں سپاسنامہ پیش کیا۔

سپرٹ آف یوتھ (Spirit of Youth)

لکھنؤ سے راجا صاحب محمود آباد کی سرپرستی میں شائع ہونے والا اخبار یہ اخبار قائد اعظم کو بڑا پسند تھا اگر اتفاق سے کبھی اخبار نہ ملتا تو فوراً اس کی شکایت کرتے۔

سپرو، تیج بہادر

۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں جو اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں قائد اعظم کے ساتھ سر تیج بہادر سپرو نے بھی شرکت کی۔ جولائی ۱۹۱۷ میں مسلم لیگ اور کانگریس کے ارکان پر مشتمل جو وفد انگلستان بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس میں سر تیج بہادر سپرو بھی شامل تھے۔ ازاں بعد متعدد مقامات پر قائد اور سر تیج بہادر سپرو کی ملاقاتیں ہوئیں۔ انڈین نیشنل پارٹی ۱۹۲۶ء میں قائم ہوئی۔ تو قائد کے ساتھ وہ بھی شامل تھے۔ سائمن کمیشن کی مخالفت کے سلسلے میں بھی پیش پیش رہے۔ ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ کا جو اجلاس مدراس میں ہوا اس میں قائد اعظم نے سر تیج بہادر سپرو پر کڑی تنقید کی۔ جسکے نتیجے میں دونوں لیڈروں میں مراسلت شروع ہو گئی۔ ۱۹۴۳ء میں جب مسٹر گاندھی نے جیل میں مرن برت رکھنے کا فیصلہ کیا تو سر تیج بہادر سپرو نے دہلی میں ایک کانفرنس بلوائی جس میں قائد اعظم کو بھی مدعو کیا گیا لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب انہیں گاندھی جی کو جیل بھیجنے کا اختیار نہیں تو جیل کے دروازے کھولنے کا اختیار کہاں سے لاؤں۔

وہ ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے انہوں نے وکالت کرنے کے بعد اسی پیشے کو اپنایا اور خوب نام پیدا کیا ۱۸۹۵ء میں الہ آباد میں ہی مستقل سکونت اختیار کر لی ۱۹۱۹ء میں وائسرائے کی کونسل میں مشیر قانون مقرر ہوئے۔

اردو ادب کے زبردست شیدائی تھے عمر بھر کانگریس کے رکن رہے۔ گاندھی سے بڑا پیار تھا لیکن سیاسیات میں ان کے اصولوں سے اتفاق نہ تھا۔

جنوری ۱۹۴۹ء میں انتقال ہوا۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے یوں تو متعدد خطوط لکھے لیکن ان میں سے جو اہم خط تھا یہاں اس کا متن دیا جا رہا ہے۔

۱۴ دسمبر ۱۹۴۴

مائی ڈیر سپرو

آپ کا تحریر کردہ ۱۰ دسمبر کا خط ملا جس میں ۱۸، ۱۹ نومبر کو سٹینڈنگ کمیٹی کی منظور شدہ قرارداد کی ایک نقل بھی تھی۔ نیز ۱۹ نومبر کے آپ کے بیان کا خلاصہ بھی تھا۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مجھے نان پارٹی کانفرنس یا اس کی سٹینڈنگ کمیٹی سے اختلاف ہے۔ اس لئے میں کمیٹی کو تسلیم نہیں کرتا۔ نان پارٹی کے بارے میں میرا نقطہ نظر آپ پر اور سب پر عیاں ہے۔ ان حالات میں آپ کی درخواست پر عملدر آمد نہیں کر سکتا۔

تاہم مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مجھے ذاتی طور پر آپ سے کوئی مخاصمت نہیں۔ کیا آپ نان پارٹی کانفرنس یا کمیٹی کے ترجمان کی حیثیت سے مل سکتے ہیں۔ میں آپ کو دیکھ کر بڑا خوش ہوں گا۔

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

ستارہ قائد اعظم

یہ اعزاز صدر پاکستان میجر جنرل سکندر مرزا نے ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء کو امتیازی خدمات انجام دینے والوں کے لئے جاری کیا۔

۲۷ رمضان المبارک

۲۷ رمضان المبارک کو اسلامی مملکت پاکستان کا قیام عمل میں آیا اس موقع پر قائد اعظم کا یہ پیغام ریڈیو پاکستان کے لاہور، پشاور اور ڈھاکہ کے سٹیشنوں سے نشر کیا گیا پیغام کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

میں انتہائی مسرت اور قلبی احساس کے ساتھ آپ کو مبارک باد دیتا ہوں ۱۵ اگست آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے وجود میں آنے کا دن ہے۔ آج کا دن مسلم قوم کی تقدیر کی بر آوری کا دن ہے جس نے اپنا ایک وطن حاصل کرنے کے لئے گزشتہ کئی برسوں میں عظیم قربانیاں دی ہیں۔

اس انتہائی اہم موقع پر میرا دل ان دلیر مجاہدوں کی یاد سے پُر ہے جو اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مسلسل جنگ کرتے

رہے۔ اور جنہوں نے پاکستان کو حقیقت بنانے کے لئے اپنا سب کچھ اپنی جانیں تک نثار کر دیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان ہمیشہ ان کا ممنون احسان رہے گا۔ اور اپنے ان ساتھیوں کو جواب ہم میں نہیں رہے ہمیشہ دل سے یاد رکھے گا۔

اس نئی مملکت کے وجود میں آجانے سے پاکستان کے باشندوں پر زبردست ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں اب یہ موقع حاصل ہوا ہے کہ دنیا کو یہ ثابت کر دکھائیں کہ کس طرح ایک قوم جس میں مختلف عناصر شامل ہیں آپس میں مل جل کر صلح آشتی کے ساتھ رہتی ہے۔ اور ذات پات کا امتیاز کئے بغیر اپنے تمام شہریوں کی یکساں فلاح و بہبود کے لئے کام کرتی ہے۔

ہمارا مطمع نظر اندرون ملک بھی اور بیرون ملک بھی امن ہونا چاہئے۔ ہم صلح سلامتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے نزدیکی پڑوسیوں کے ساتھ اور ساری دنیا کے ساتھ خوشگوار دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم کسی کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم اقوام متحدہ کے منشور کے پابند ہیں اور عالمی امن و خوشحالی کے فروغ کے لئے پورا پورا حصہ لیتے رہیں گے۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ وہ ایک متحد قوم ہیں ان کے اغراض و مقاصد حق و انصاف پر مبنی ہیں جنہیں کسی طرح رد نہیں کیا سکتا۔

آیئے آج کے دن ہم عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں کا شکر بجالائیں اور دعا کریں کہ وہ ہمیں ان کا اہل ثابت ہونے کی توفیق عطا کرے۔

آج کا دن ہماری قومی تاریخ کی تلخیوں سے بھرپور دور کے اختتام کا اور ایک نئے شاندار اور پروقار عہد کے آغاز کا دن ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے قول و فعل اور طرز فکر سے اقلیتوں پر یہ ثابت کر دیں کہ جب تک وہ ان فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرتے رہیں گے۔ جو ان پر پاکستان کے وفادار شہریوں کی حیثیت سے عائد ہیں انہیں کسی قسم کا خوف و خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔ اپنی سرحدوں اور ان سے پرے کی ریاستوں کے حریت پسند قبائل کی خدمت میں ہم ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان ہمیشہ ان کی عزت کرتا رہے گا۔ اور ان کے مرتبے کا احترام کرتا رہے گا۔ اور قیام امن کے سلسلے میں ان کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ تعاون کرتا رہے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم باعزت طور پر زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی باعزت طور پر زندگی بسر کرنے دیں۔

آج جمعۃ الوداع ہے رمضان کے مبارک مہینے کا آخری جمعہ آج کا دن ہم سب کے لئے جہاں بھی ہوں اس برصغیر کے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے شادمانی کا دن ہے۔ ہمیں چاہئے کہ آج کے دن مسلمان تمام مساجد میں ہزار دو ہزار کی تعداد میں مجتمع ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری کے ساتھ سربہ سجود ہو کر ان بخششوں اور ابدی رحمتوں کا شکر بجالائیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ایک عظیم مملکت بنانے کے لئے اور ہم کو اس کے اہل شہری بننے کے لئے اپنی ہدایت اور نصرت سے سرفراز فرمائے۔

آخر میں میرے عزیز ہم وطنو! مجھے آپ کو یہ بتانا ہے کہ پاکستان کی سرزمین عظیم وسائل سے مالا مال ہے لیکن اسے ایک ایسا ملک بنانے کے لئے جو ہر طرح مسلم قوم کے شایان شان ہو ہمیں اپنی ساری قوتوں کی آخری رمق تک درکار ہوگی۔

مجھے یقین ہے کہ سب لوگ دل و جان سے اس کے لئے اپنی پوری قوتیں صرف کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔

ستیارتھ پرکاش

۱۹۴۳ء میں جب کراچی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجتماع ہوا تو ستیارتھ پرکاش کے خلاف ایجی ٹیشن کے واقعہ کو اس اجلاس میں اٹھایا گیا۔ قائداعظم نے اس مسئلے کو اٹھانے کی اس بنیاد پر مخالفت کی کہ ستیارتھ پرکاش کا مقدمہ عدالت میں ہے اور مناسب نہیں کہ مسلم لیگ جیسی وقیع جماعت اس طرح ایک زیر غور مقدمہ میں مداخلت کرے۔ تاہم اس مسئلے پر بحث جاری تھی جب ہاؤس نے اپنے حق پر اصرار کیا اور مذہب کا حوالہ دیا تو قائداعظم اٹھ کر تشریف لے گئے۔ اور نواب اسماعیل جو نائب صدر تھے کو کرسی صدارت پر بٹھا گئے۔

سٹار

بمبئی کا انگریزی روزنامہ جس کے بانی قائداعظم محمد علی جناح تھے

ستار آف انڈیا

حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں جب مسلمانان پاک وہند نے آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے اپنی منظم جدوجہد کا آغاز کیا تو مسلمانوں نے پریس کی جانب بھی خصوصی توجہ دی تاکہ مسلمانوں کے علیحدہ وطن کے قیام کا موقف دنیا بھر میں روشناس کرایا جاسکے۔ اس ضمن میں ۱۹۳۶ء میں کلکتہ سے انگریزی کا شبینہ اخبار ستار آف انڈیا شائع ہونا شروع ہوا۔

سٹیٹ بنک آف پاکستان (نئی عمارت)

قائداعظم محمد علی جناح نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح کراچی کی بولٹن مارکیٹ کی ایک عمارت میں کیا تھا یہ عمارت بوسیدہ ہوگئی تھی اس لئے اس کی جگہ گیارہ منزلہ نئی عمارت تعمیر کی گئی اس عظیم عمارت کی تعمیر سے سٹیٹ بنک آف پاکستان کے تمام دفاتر یکجا کر دیئے گئے۔ بحیرہ عرب کے ساحل پر کراچی کی عظیم بندرگاہ اور اس کی مصروف زندگی اس بات کی متقاضی تھی کہ شاندار عمارت تعمیر کی جائے۔ یہ پانچ لاکھ مربع فٹ رقبہ پر محیط ہے۔ اس کے عملے میں ابتداء میں صرف سو آدمی تھے۔ نئی عمارت کا افتتاح ہونے پر اس میں ۱۵۰۰ افراد ملازم تھے۔

صدر ایوب نے نئی عمارت کا افتتاح ۳ نومبر ۱۹۶۱ء کو کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا۔

سیاسی، نظریاتی اور اقتصادی اعتبار سے ہمیں اس قوم کے افراد ہونے کا فخر ہے جو عقیدۃً جمہوری روایات کے اعتبار سے امن پسند اور نظریاتی طور پر ترقی پسند ہے۔

سٹیج اداکاری

قائداعظم محمد علی جناح شیکسپیئر کو بہت پسند کرتے تھے۔ وہ جب لندن میں بغرض قانون کی تعلیم رہائش پذیر تھے تو وہ اولڈ وکٹوریہ میں شیکسپیئر کے ڈرامے دیکھنے چلے جاتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ اولڈ وکٹوریہ میں رومیو کا کردار ادا کریں لیکن انہیں جو واحد پیش کش ہوئی وہ ایک چھوٹا سا کردار تھا۔ یہ پیش کش انہیں ایک غیر اہم کمپنی کی طرف سے کی گئی تھی۔ جو کبھی بھی شیکسپیئر کے ڈرامے سٹیج کرتی تھی۔ وہ اپنی مصروف ترین سیاسی زندگی کے ایام میں بھی جب وہ تھک کر دیر سے گھر پہنچتے تو شیکسپیئر کا کوئی ڈراما لے کر بستر میں لیٹ جاتے اور آہستہ آہستہ پڑھتے رہتے۔ بعض اوقات وہ ان ڈراموں کے پسندیدہ پیرے بلند آواز میں مس فاطمہ جناح کو سناتے تھے وہ بعض اوقات اقتباس پورے اتار چڑھاؤ کے ساتھ اس طرح پڑھتے جو صرف ایسے لوگوں کا خاصا ہے جنہوں نے سٹیج اداکاری کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہوتی ہے۔

بگی

دیکھئے بیل پٹ

سچ کے موتی (Pearlsof Truth)

قائداعظم محمد علی جناح جب آل انڈیا مسلم لیگ کے اٹھائیسویں سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے مدراس گئے تو مسلم اسٹوڈنٹس یونین نے سچ کے موتی کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا۔ اس کتابچے میں قائداعظم محمد علی جناح کی ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۱ء تک کی تقاریر کے مشہور اقتباسات شامل کئے گئے تھے یہ کتابچہ اجلاس میں شریک ہونے والے قائدین نے بھی دیکھا اور انہوں نے اسے بے حد سراہا۔

سچیت گڑھ:

قائداعظم محمد علی جناح جب مئی ۱۹۴۴ء میں کشمیر کے دورے پر گئے تو وہ سچیت گڑھ بھی گئے۔ ان کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح بھی ان کے ہمراہ تھیں وہ سچیت گڑھ میں تین منٹ ٹھہرے اور ان کی موٹر کو رنبیر سنگھ پورہ میں مزید ۴ منٹ رکنا پڑا جب کہ عوام نے قائداعظم کی زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ چودھری حمید اللہ خاں صاحب کی درخواست پر قائداعظم نے کھڑکی سے سر نکال کر تشنگان دیدار کو مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ رنبیر سنگھ پورہ میں مسلم کانفرنس نے موٹر کا دروازہ بند رکھا اور ۵۰۰ سے زائد عقیدت مندوں نے قائداعظم زندہ باد کے نعرے لگائے۔

سربلند جنگ:

نواب سمیع اللہ کے بیٹے اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں

داخلہ لینے والے پہلے طالب علم۔
قائد اعظم محمد علی جناح جب کبھی دہلی تشریف لاتے تو اکثر انہی کے ہاں قیام فرماتے۔ ان کی قیام گاہ پر دس سال تک مسلم لیگ کا دفتر بھی رہا۔

سرحد مسلم لیگ:

صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی بنیاد ۱۹۱۲ء میں غازی سید علی عباس نے رکھی۔ ابتدائی عہدیداروں میں صدر میاں عبد العزیز، نائب صدر قاضی غازی عبد الوصی جائنٹ سیکرٹری قاضی میر احمد ایڈوکیٹ خزانچی حکیم محمد امین اور جنرل سیکرٹری غازی سید علی عباس منتخب ہوئے۔ اعلانیہ طور پر قائم کی جانے والی یہ سرحد میں پہلی سیاسی جماعت تھی غازی صاحب نے تحریک خلافت کی حمایت کی

سرحد اسمبلی کا خراج عقیدت:

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو سرحد اسمبلی کا ایک اجلاس انتہائی سنجیدگی کے ماحول میں شروع ہوا، وزیر اعظم سرحد عبد القیوم خاں کی تحریک پر قائد اعظم کی وفات پر ایک قرار داد تعزیت منظور کی گئی۔ ایوان میں ارکان اسمبلی نے اٹھ کر قائد اعظم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے دعائے فاتحہ پڑھی محترمہ فاطمہ جناح اور حضرت قائد اعظم کے دوسرے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا

خان عبد القیوم خان نے اپنی تقریر میں کہا
"اب ہر پاکستانی یہ اعتراف کر رہا ہے قائد اعظم دور حاضرہ کی عظیم شخصیت تھے مملکت پاکستان ان کی زندہ و جاوید یادگار ہے یہ قائد اعظم کی قوت ارادی اور عزم صمیم کا کرشمہ تھا کہ وہ دنیا کی عظیم ترین اسلامی مملکت کو معرض وجود میں لانے میں کامیاب ہوگئے اس سلسلہ میں انگریز، ہندو اور بعض غلط اندیش مسلمانوں کی مخالفت بھی قائد اعظم کے مشن کو ناکام نہ بنا سکی۔ اب دنیا یہ سمجھ رہی ہے کہ قائد اعظم نے پاکستان حاصل کر کے جو کارنامہ کیا ہے وہ موجودہ صدی کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔
سرحد کے وزیر تعلیم میاں جعفر شاہ نے قرار داد تعزیت کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا کہ قائد اعظم کی وفات سے قوم کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ کرنا محال ہے مرحوم کو مسلمانوں کے علاوہ پاکستان میں بسنے والے دوسرے فرقوں کے حقوق کا بھی بے حد خیال تھا۔
اگر اب ہم نے زندہ رہنے کا تہیہ کر رکھا ہے تو قائد اعظم بھی زندہ و جاوید رہیں گے۔
سرحد اسمبلی کے واحد ہندو ممبر مسٹر کوٹو رام نے کہا
ہم سب کو قائد اعظم کی مغفرت کے لئے دعا کرنی چاہئے ان کی موت نے قوم میں زندہ رہنے کی خواہش کو دوچند کر دیا ہے

سردار حیدر:

صوبہ سرحد سے تحریک پاکستان کی خاتون رہنما، وہ اکتوبر ۱۹۲۷ء میں پشاور میں غلام حیدر کے ہاں پیدا ہوئیں وہیں پرائمری تعلیم مکمل کی۔ ثانوی تعلیم کے لئے لیڈی گرنتھ ہائی سکول میں داخلہ لیا اور پشاور میونسپلٹی کی طرف سے چار سال تک وظیفہ حاصل کرتی رہیں۔ تحریک پاکستان میں خواتین مسلم لیگ پشاور کی جنرل سیکرٹری اور پروپیگنڈا سیکرٹری کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے گھر گھر جا کر کانگریس کی مقبولیت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔
قائد اعظم کی پکار پر لبیک کہنے کے لئے مرزا غلام حیدر اور ان جیسے دیگر افراد نے صوبہ سرحد میں ایک مثالی قدم اٹھا کر پشاور کی خواتین کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا
۱۹۵۰ء میں بی اے اور ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو اور ۱۹۶۲ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایم اے فارسی کے امتحانات پاس کئے اور بی اے کرنے کے بعد زنانہ فرنٹیئر کالج پشاور میں اردو کی لیکچرار مقرر ہوئیں

سرکاری سالگرہ:

قائد اعظم محمد علی جناح کی سرکاری طور پر پہلی سالگرہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو منائی گئی۔ یہ قائد اعظم کا ۷۲واں یوم پیدائش تھا ان کی یوم ولادت کی تقریبات دو روز ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کو منائی گئیں۔
۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو وزیر اعلیٰ سندھ جناب ایوب کھوڑو کی طرف سے ایک بیان جاری ہوا جس میں کہا گیا تھا کہ ۲۵ اور ۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء کو گورنر جنرل آف پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح

کے ۷۲ ویں یوم پیدائش کو منانے کے لئے شایان شان پروگرام بنائے گئے ہیں، میں تمام پاکستانیوں سے اپیل کرتا ہوں وہ ان میں خلوص دل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کو سرکاری تعطیل ہوگی۔

۲۵ دسمبر کو صبح طلوع آفتاب کے ساتھ ہی تمام سرکاری عمارتوں اور کراچی کے ساحل پر کھڑے جہازوں پر پاکستانی پرچم لہرائے گئے جہازوں کو رنگارنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ نجی عمارتوں پر بھی سبز ہلالی پرچم لہرائے گئے، سندھ کے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹروں پر پولیس پریڈ ہوئی رات کو تمام سرکاری عمارتوں پر خوبصورت چراغاں ہوا۔ شہریوں نے بھی حسب توفیق بڑھ چڑھ کر چراغاں کیا۔ سارا شہر بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ ساحل سمندر پر سجے ہوئے جہازوں کا پانی میں عکس عجیب دلفریب منظر پیش کر رہا تھا روشنیوں کو دیکھنے کے لئے ساحل پر جوانوں، بچوں اور بوڑھوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ اسی روز بحرین کے تین رکنی وفد نے گورنر جنرل ہاؤس میں قائداعظم سے ملاقات کی یوم پیدائش کی مبارک باد دی اور قائداعظم ریلیف فنڈ کمیٹی بحرین کی طرف سے پچاس ہزار روپے کا چیک پیش کیا پروگرام کے مطابق ۲۶ دسمبر کو صبح دس بجے گورنر جنرل ہاؤس کے قریب پولو گراونڈ میں ایک خصوصی پریڈ ہوئی جس میں پاکستان نیوی، پاکستان ائر فورس اور پاکستان آرمی کی بلوچ رجمنٹ کے دستوں نے شرکت کی۔ قائداعظم نے بحیثیت گورنر جنرل پاکستان تینوں افواج کے دستوں سے سلامی لی۔ ڈائس پر قائداعظم پیچھے محترمہ مس فاطمہ جناح، نیوی کے کمانڈر انچیف ائر ایڈمرل جیفرڈ، میجر جنرل محمد اکبر خاں، جی او سی سندھ اور گروپ کیپٹن ایلس وردی او سی ائر فورس کھڑے تھے پریڈ کی قیادت بریگیڈیئر سٹیفن مسن نے کی۔ دستے جب ڈائس کے پاس سے گزرتے تو سیلوٹ کے بعد اپنی ٹوپی ہلا کر باآواز بلند "قائداعظم" کہتے جواب میں بڑے جوش کے ساتھ اسی لہجے میں "زندہ باد" کا نعرہ بلند ہوتا۔ ہزاروں تماشائی بھی زندہ باد کہتے یوں ساری فضاء قائداعظم کے نعروں سے گونج اٹھتی پریڈ کے اختتام پر جب قائداعظم محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ گورنر جنرل ہاؤس واپس جانے لگے تو لوگوں نے مزید پرجوش نعرے لگائے۔ قائداعظم اور مس فاطمہ جناح نے کھلی کار میں کھڑے ہو کر ہاتھ ہلا ہلا کر ان نعروں کا جواب دیا۔ اسی دن نماز جمعہ کے بعد کراچی کی بیشتر مساجد میں قائداعظم کی درازیٔ عمر اور پاکستان کی ترقی و خوشحالی اور سلامتی کی خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ علماء کرام نے اپنی تقاریر میں عوام پر زور دیا کہ وہ نیک نیتی، خلوص دل اور ہمت سے مل جل کر اپنے وطن عزیز پاکستان اور قوم کی ترقی کے لئے حسب مقدور کام کریں ذاتی اغراض کے باعث خلفشار پھیلانے سے گریز کریں اور اپنے مہاجر بھائیوں کی ہر طرح دل کھول کر امداد کریں۔ شام کے وقت وزیر اعظم پاکستان جناب نوابزادہ لیاقت علی خاں اور بیگم لیاقت علی خاں نے قائداعظم کی سالگرہ منانے کے سلسلے میں پرائم منسٹر ہاؤس کراچی میں قائداعظم اور محترمہ مس فاطمہ جناح کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا۔ جس میں دو سو سے زائد سفارتی نمائندوں کے علاوہ سول و فوجی حکام اور معززین شہر نے شرکت کی۔ قائداعظم جو اکثر سنجیدہ رہنے کے عادی تھے آج خاص طور پر بے تکلفانہ انداز میں نہایت خوشگوار طور پر سب مہمانوں میں گھل مل گئے اور خوش گپیاں فرماتے رہے کبھی کبھی مسکراہٹ، کھلکھلاہٹ میں بھی تبدیل ہو جاتی تھی عشائیے کے اختتام پر قائداعظم نے نہایت مسرت آمیز لہجے میں مختصر اور جامع الفاظ میں وزیر اعظم لیاقت علی خاں، بیگم لیاقت علی خاں اور دیگر مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اگلی شب گورنر سندھ جناب غلام حسین ہدایت اللہ و بیگم ہدایت اللہ نے قائداعظم اور محترمہ مس فاطمہ جناح کے اعزاز میں ایک ڈنر دیا۔ قائداعظم کو دنیا کے ہر گوشے سے مبارک بادی کے پیغام وصول ہوئے سب سے پہلے ریاست جونا گڑھ (انڈیا) کے وزیر اعظم سر شاہنواز بھٹو نے گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں قائد اعظم سے ملاقات کی اور نواب جونا گڑھ کی طرف سے مبارک باد کا خط پیش کیا۔ اس کے بعد افغانستان کے بادشاہ کے خاص نمائندے برائے پاکستان سردار نجیب اللہ خاں کی جانب سے ان کے سیکرٹری قائداعظم کی خدمت میں چند تحائف لیکر آئے جن میں پانچ عدد قراقلی کھالیں، افغانستان کے سبز پتھر کا بنا ہوا سگریٹ کیس اور اسی پتھر کا ایک ایش ٹرے قائد کے لئے اور جیولری کا سیٹ محترمہ فاطمہ جناح کے لئے شامل تھے۔

لاہور میں ۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء کو دس بجے صبح قائداعظم کا ۷۲ واں یوم پیدائش منانے کے لئے لاہور چھاؤنی کی پریڈ گراونڈ میں ایک نہایت شاندار پریڈ ہوئی۔ جس میں تین ہزار پاکستانی فوجی جوانوں نے حصہ لیا۔ جس کی سلامی گورنر پنجاب سر فرانس

موڈی نے لی۔ پریڈ کی قیادت بریگیڈئر نظیر احمد نے کی دوران پریڈ پاکستان ائر فورس کا ایک جہاز چکر لگا تا رہا اور پرچیاں گراتا رہا۔ جس پر لکھا تھا "قائد اعظم کی درازیٔ عمر کی دعا کریں" "مہاجرین کی دل کھول کر ہر طرح مدد کریں" والٹن کیمپ لاہور میں مہاجر بچوں کی مختلف کھیلیں ہوئیں ان میں انعام تقسیم کئے گئے کھلونے اور مٹھائی بھی تقسیم ہوئی رات کو سب مہاجرین کی دعوت ہوئی جس میں پلاؤ کی خاص ڈش تیار کی گئی۔ پنجاب اور صوبہ سرحد میں قائد اعظم کا یوم پیدائش منانے کے لئے پورے ایک ہفتے بھر کے پروگرام بنائے گئے، غرضیکہ بانی پاکستان کا یوم پیدائش سارے پاکستان میں پورے جوش و خروش سے منایا گیا۔

سر للو بھائی لاء کالج یونین (احمد آباد)

قائد اعظم نے ۱۷ جنوری ۱۹۴۵ کو سر للو بھائی لاء کالج یونین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"قانون کے پیشے میں کامیابی صرف ان لوگوں کو ہوتی ہے جو وضع دار، محنتی اور مستقل مزاج ہوتے ہیں وکیل کی حیثیت سے نامزد ہونے کے تین سال تک مجھے کسی مقدمہ میں بالعوض کسی وکیل کے ساتھ کام کرنے کا موقع نہیں ملا تھا پھر جب میں نے بمبئی میں وکالت شروع کی تو اس وقت بمبئی بار میں انگریزوں کی اکثریت تھی اور بالخصوص سالیسٹر کے رواج کی وجہ سے انہوں نے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا اس لئے کسی ہندوستانی کا اس قلعہ کو توڑنا نا ممکن تھا

سروجنی نائیڈو:

مشہور کانگریسی راہنما جنہوں نے قائد اعظم پر اولین کتاب اتحاد کا سفیر کے نام سے لکھی یہ کتاب 1918 میں مدراس سے شائع ہوئی۔

وہ ۱۳ فروری ۱۸۷۹ء کو حیدر آباد دکن میں ڈاکٹر چٹو پادھیا کے ہاں پیدا ہوئیں۔ وہیں ابتدائی تعلیم مکمل کی پھر سرکار نظام کے وظیفے پر لندن اور کیمبرج گئیں اور اعلیٰ تعلیم سے فارغ التحصیل ہو کر حیدر آباد دکن کے مشہور سرکاری معالج ڈاکٹر ایم جی نائیڈو سے ۱۸۹۸ء میں شادی کی انگریزی نظموں کی دو تین جلدیں اسی زمانے میں شائع ہوئیں جن کے ترجمے ہندوستان اور یورپ کی مختلف زبانوں میں بھی ہوئے۔ بھارت کی آزادی کے لئے سرگرمی سے کام کیا۔ کانگریس کی صدر (۱۹۴۵) آزادی کے بعد بھارت کے صوبے اتر پردیش کی گورنر نامزد ہوئیں۔ ہندو برہمنوں میں ان کی طرح کا غیر متعصب فرد مشکل ہی سے ملتا ہے اس لحاظ سے نہایت غیر معمولی اور نیک خاتون تھیں اردو اور فارسی شاعری کی بھی قدر کرتی تھیں حافظ اور اقبال کی مداح تھیں۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۹ء کو وفات پائی

سرور بجنوری:

جناب سرور بجنوری نے حضرت قائد اعظم کو ان الفاظ میں "قائد اعظم" کے عنوان سے خراج عقیدت پیش کیا ہے

قائد اعظم پر دل قربان ہے!
اس کا ملت پر بڑا احسان ہے
اس نے پاکستان بنایا شان سے
چاہتا تھا وہ اسے سو جان سے
رات دن رکھتا تھا وہ اس پر نظر
دشمنوں سے خوب تھا وہ باخبر
اس نے انگریزوں کی شوکت ختم کی
ان کی عظمت، ان کی شہرت ختم کی
ان سے پاکستان حاصل کر لیا
ہم کو آزادی کا تحفہ دے دیا
گیا کتنا بڑا وہ نیک کام
یعنی اسلامی حکومت کا قیام
دل سے اس کی یاد جا سکتی نہیں
اس پہ کوئی آنچ آ سکتی نہیں
سبز پرچم دل لبھائے گا سدا
شان ملت کی دکھائے گا سدا
اس کے ارشادات عالی اے سرور
زندگی کا رنگ لائیں گے ضرور

وہ ۱۹۲۷ کو بھارت میں پیدا ہوئے انہوں نے لکھنؤ اور علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم پائی اصل نام سید سعید الرحمٰن تھا۔ تصانیف میں سنگ آفتاب (شعری مجموعہ) سوز گیتی (شعری مجموعہ) ۱۹۷۰ء میں کراچی آئے لیکن ۱۳ اپریل ۱۹۸۰ء کو انتقال کیا

سری نگر۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۷ جون ۱۹۴۴ء کو چودھری غلام عباس کی صدارت میں منعقدہ مسلم کانفرنس کے اجلاس سے خطاب کیا۔ قائد اعظم تقریباً دو ڈھائی ماہ سری نگر میں قیام کر کے ۲۵ جولائی ۱۹۴۴ء کو واپس جانے کے لئے راولپنڈی روانہ ہوئے۔

۲۴ جولائی کو انہوں نے اپنے بیان میں کہا

میں کچھ عرصہ یہاں مقیم رہا اس دوران میں مجھے اس ریاست کی آبادی کے تمام طبقوں کو دیکھنے اور مختلف نظریات سننے کا موقع ملا۔

میری نسبت عوام اور خصوصاً مسلمانوں نے جس مروت کا اظہار کیا اس کے لئے میں ممنون ہوں۔ ریاست جموں و کشمیر ایک شاندار ملک ہے اور اس کو فردوس ارضی کا موزوں نام دیا گیا ہے

جیسا کہ میں نے جموں پہنچنے پر کہا کہ مسلم لیگ کی یہ پالیسی نہیں کہ وہ اس ریاست کے اندرونی نظام یا ان سنجیدہ مسائل جن کا سامنا مہاراجا بہادر اور ان کی حکومت کر رہے ہیں مداخلت کرے لیکن ہمیں ریاستی مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کا خاص خیال ہے انہوں نے شیخ عبداللہ کا شکریہ بھی ادا کیا۔

سعادت۔

جناب ناسخ سیفی کی ادارت میں فیصل آباد سے شائع ہونے والا روزنامہ۔ اس اخبار نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ اخبار نے لائل پور صوبہ مسلم نیشنل گارڈز پنجاب کی زیر نگرانی ایک خاص نمبر کی اشاعت پر قائد اعظم سے پیغام بھیجنے کی درخواست کی۔ اس موقع پر انہوں نے ایک پیغام دیا جو ہفت روزہ سعادت لائل پور کی ۲۲ جون ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا

اپنے پیغام میں انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان ہماری طاقت سے حاصل ہو گا اور وہ طاقت ہمارا اتحاد تنظیم، ڈسپلن اور کردار ہے ان خصائص کی نشوونما اور حصول کسی قوم کو صحت مند اور مضبوط بناتا ہے کوئی قوم اس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتی یا اپنی زندگی کو برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک اس کی تنظیم میں انتشار ہو اس کا ڈسپلن کمزور اور اس کے عوام پست ہمت ہوں۔ لگاتار محنت اور قربانی کے لئے آمادگی کے بغیر آپ زندگی اور موت کی جدوجہد میں کامیابی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے اگر خدانخواستہ کبھی ایسا ہوا تو اس نیم براعظم میں دس کروڑ مسلمانوں کے لئے امید کی کوئی کرن باقی نہیں رہ جاتی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں کو اب وقت کی نزاکت کا احساس ہو چکا ہے ہمیں پورا وثوق ہے کہ انشاء اللہ فتح ہماری ہو گی اور ہم پاکستان حاصل کر لیں گے

مجھے یقین ہے کہ مسلمان نوجوان اور خصوصاً پنجاب کے نوجوان جو پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہیں مسلم نیشنل گارڈز کی تنظیم کے جھنڈے کے گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں تاکہ ہم زیر آسمان عزت اور امن کی زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے گھر کی حفاظت کر سکیں اور تمام بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں تمہارا ماٹو اتحاد، یقین اور ڈسپلن ہے میری تمنا ہے کہ سعادت کا یہ نمبر اور صوبائی نیشنل گارڈز کی کوششیں بار آور ہوں مجھے امید ہے کہ ہم اپنے پاکیزہ نصب العین کی طرف گامزن رہیں گے اور اسے بہت جلد حاصل کر کے اس کی تعمیر کریں گے

آپ نے اس وقت جو مجھے عزت بخشی ہے وہ اسی سبب ہے کہ میں مسلم لیگ کا صدر ہوں اور مسلم لیگ مسلمانوں کا کام کر رہی ہے۔ مسلم لیگ کا پروگرام تعلیم، ہسپتال، لائبریریاں، سکولز اور آپس میں محبت و اتحاد کے لئے کوشش کرنا ہے یتیم خانوں کی اصلاح اور یتیموں کی تربیت بہت ضروری ہے میں خوش کہ اس یتیم خانے کی حالت اچھی ہے۔

سعد اللہ خاں سر، خان بہادر۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل بمبئی

۱۰ جنوری ۱۹۴۱

ڈیئر سر سعد اللہ خان

میں نے شمال مغربی سرحدی صوبے میں ایک وفد بھیجنے کا انتظام کیا ہے جس میں مسٹر عیسیٰ نواب بہادر یار جنگ اور مولوی عبدالحامد بدایونی شامل ہوں گے۔ وہ اسی مہینے کے آخر تک پشاور پہنچیں گے اور مجھے امید ہے۔ کہ آپ ان کی ہر

قسم کی امداد کریں گے۔ اس وفد کو اس لئے بھیجا جارہا ہے کہ صوبہ سرحد کے عوام کو آل انڈیا مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کے بارے میں بتائیں اور خاص کر قرارداد لاہور کی وضاحت کریں جسے عام طور پر قرارداد پاکستان کہا جاتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے مسلم لیگ کے ممبر اور آپ کے صوبے کے دوسرے افراد وفد کا پرجوش خیر مقدم کریں گے میں اس سلسلے میں مسٹر اورنگزیب کو بھی خط لکھ رہا ہوں۔ میں صوبہ سرحد کی موجودہ صورت حال سے واقف ہونا چاہتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کی سول نافرمانی کی ذاتی تحریک کا آپ کے صوبے میں کیا ردعمل ہوا۔ کیونکہ اخباری اطلاعات سے کچھ سمجھنا مشکل ہے مجھے امید ہے۔ کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ والسلام

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

سعد اللہ، سر محمد،

آسام کے وزیر اعظم، ۶ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم گوہاٹی (آسام) تشریف لے گئے تو انہوں نے قائد اعظم کا استقبال کیا۔

وہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ کاٹن کالج سے قانون کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۰۹ء تا ۱۹۱۰ء گوہاٹی میں پریکٹس کرتے رہے۔ ۱۹۱۳ء میں آسام لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن بنے اور ۱۹۲۰ء تک اس کے رکن رہے ۱۹۲۴ء تا ۱۹۲۹ء آسام حکومت کے وزیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اگزیکٹو کونسل کے رکن (۱۹۲۹ـ ۱۹۳۰) رہے۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۸ء اور پھر ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۲ آسام کے وزیر اعظم رہے۔ انہوں نے ۱۹۵۰ء میں وفات پائی

سعد اللہ خاں، محمد (عیسیٰ خیل)

قائد اعظم کے محافظ، قائد اعظم ۱۹۴۵ـ ۱۹۴۶ء میں لاہور تشریف لائے اور ممدوٹ ہاؤس میں قیام کیا تو انہوں نے رات کو پہرہ دیا۔

انہوں نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کالج لاہور کے رکن کی حیثیت سے لاہور اور راولپنڈی میں مسلم لیگی رہنماؤں کی انتخابی مہم میں بھرپور حصہ لیا صوبہ سرحد کے ضلع بنوں میں ریفرنڈم کے دنوں میں پیر صاحب مانکی شریف پیر صاحب زکوڑی شریف اور دمساز خاں کے ساتھ پاکستان کی حمایت میں دورے کئے اور ریفرنڈم کے دنوں میں سرائے نورنگ ضلع بنوں میں ڈیوٹی دی سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے پر گرفتار بھی ہوئے۔

سعید احمد ہاشمی، کرنل.

ریاست بہاولپور کی ممتاز شخصیت۔ وہ مختلف حیثیتوں سے امیر آف بہاولپور نواب صادق محمد خاں سے منسلک رہے۔ آخری بیس برسوں میں انہیں وزیر حضوری کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کا موقع ملا ۱۹۳۲ء میں انہوں نے شملہ کے سیسل ہوٹل میں قائد اعظم سے ملاقات کی. انہیں نواب لوہارو نے قائد کے پاس کسی مقدمے کے سلسلے میں بھیجا تھا اور کہا تھا کہ مسٹر جناح سے مل کر فیس طے کر لیں۔ قائد اعظم نے کہا کہ وہ ہر پیشی پر فیس لیں گے۔ قائد اعظم کی اس صاف گوئی اور راست بازی سے متاثر ہوئے۔ قائد اعظم سے ان کی آخری ملاقات ۱۹۴۸ء میں زیارت میں ہوئی۔

سعید اختر.

معروف مصور اور قائد اعظم محمد علی جناح کا پورٹریٹ بنانے والے۔ انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کی ۵۶ فٹ لمبی اور چالیس فٹ چوڑی ایک پورٹریٹ ۱۹۸۶ء میں بنائی اس کے لئے انہوں نے ۴ × ۴ کے ایک سو چالیس بورڈ بنائے گھوڑا گالی مری کے پینتالیس طالب علموں نے بھی ان کے ساتھ تعاون کیا۔

اس کا وزن باون من ہے اور بلندی ساڑھے چھ منزلہ عمارت کے برابر ہے۔

جناب سعید اختر نیشنل کالج آف آرٹس لاہور میں مصوری کے استاد ہیں

سعید اللہ خاں نوابزادہ.

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۷ ستمبر ۱۹۴۷ء کو صوبہ سرحد کے نواب زادہ سعید اللہ خاں کو کابل میں اپنا ذاتی نمائندہ مقرر کیا وہ انڈین سول سروس کے ممتاز رکن تھے اور فسادات

۱۹۴۷ء سے قبل لاہور ڈویژن کے کمشنر تھے

سفر لندن:

قائد اعظم محمد علی جناح جنوری ۱۸۹۳ء میں لندن روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے والد کی قائم کردہ فرم میسرز محمد علی جناح بھائی کا انتظام سنبھال لیاان کا اصل کام یہ تھا کہ کراچی سے جواشیائے تجارت لندن روانہ کی جاتیں ان کی بقایا رقم وصول کرتے اور بڑے بڑے تجارتی اداروں سے رابطہ تھا

اپریل ۱۹۱۳ء میں قائد اعظم دوبارہ یورپ گئے اس مرتبہ ان کے ہمراہ مسٹر گوکھلے بھی تھے اکتوبر ۱۹۱۳ء میں واپس آئے

مئی ۱۹۱۴ء میں کانگریس کے وفد کے قائد کے طور پر انگلستان گئے اور ۲۵ مئی سے شروع ہونے والی کونسل آف انڈیا سے متعلق بل پر بحث میں حصہ لیا ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء کو مسلم لیگ اور کانگریس کے ایک مشترکہ اجلاس میں دیگر رہنماؤں کی معیت میں انگلستان بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ کانگریس اور لیگ کے متحدہ مطالبات اور سیاسی اصلاحات کے منصوبے کو حکومت برطانیہ سے منظور کرایا جاسکے۔

۱۹۱۹ء میں قائد اعظم مسلم لیگ کے ایک وفد میں شامل ہو کر انگلستان گئے جہاں انہوں نے برطانیہ کی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے سامنے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے خلاف بڑی موثر تقاریر کیں یہ بل منظور کر لیا گیا

ستمبر ۱۹۲۵ء کے اواخر میں قائد اعظم محمد علی جناح اس کمیٹی کے وفد کے ہمراہ انگلستان گئے تاکہ سنڈھرسٹ کے نمونے پر ہندوستان میں فوجی تربیت گاہ کے قیام کے سلسلے میں بات چیت کی جائے ۱۹۲۸ء میں قائد اعظم دیوان چمن لال کی معیت میں انگلستان گئے ۲۶ اکتوبر کو رزمک جہاز کے ذریعے واپس بمبئی آئے

نومبر ۱۹۳۰ء میں قائد اعظم گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن گئے۔ ۱۹۳۵ء میں قائد اعظم انگلستان سے واپس وطن لوٹے

۲۳ اپریل ۱۹۳۵ء کو وہ پھر کانٹے وردے نامی اطالوی بحری جہاز کے ذریعے پریوی کونسل میں ایک مقدمے کی پیروی کے سلسلے میں انگلستان گئے ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو واپس وطن آ گئے

۱۹۴۶ء میں وائسرائے لارڈ ویول کی معیت میں آخری مرتبہ انگلستان گئے۔

سکاؤٹنگ:

قائد اعظم نے پہلی اولمپک گیموں کے موقع پر کہا

ہمارے نوجوانوں کا اعلیٰ کردار بنانے میں سکاؤٹنگ ایک اہم اور نمایاں خدمت سرانجام دے سکتی ہے یہ نہ صرف جسمانی، دماغی اور روحانی تربیت کے لئے ممد و معاون ہے بلکہ اس سے منظم، مفید اور قابل فخر شہری بھی پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم حقیقی دنیا سے بہت دور ایسے معاشرے اور ماحول سے وابستہ ہیں جہاں تہذیب و تمدن کی ترقی کے باوجود ابھی جنگل کا قانون جاری ہے طاقت کا راج ہے اور وہ کسی حالت میں بھی کمزور کو زندہ رہنے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ذاتی مفاد لالچ اور ہوس اقتدار نہ صرف افراد کا خاصہ ہے بلکہ اقوام کے کردار میں بھی یہ جذبات کار فرما ہیں۔

اگر واقعی ہم دنیا میں بے خطر، پاکیزہ اور پرسکون ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں تو انسانی فلاح و بہبود کے اس مقدس فریضہ کی ابتداء افراد سے کریں۔ بچپن ہی سے ان کے دلوں میں سکاؤٹنگ کے نصب العین، بے لوث خدمت کے جذبے کو استوار کریں تاکہ ان کے خیالات، گفتار اور کردار میں پاکیزگی پیدا ہو جائے اگر ہمارے نوجوان ہر ایک کو دوست رکھنے۔ ہر ایک کی ہمہ وقت مدد کرنے ذاتی مفاد کو دوسروں کی بھلائی پر قربان کرنے۔ خیال۔ قول اور فعل میں تشدد سے بچنے کا سبق سیکھ لیں تو مجھے قوی یقین ہے کہ عالمگیر اخوت ہمارے امکان اور دسترس میں ہوگی۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

سکندر جناح معاہدہ:

پنجاب میں سر سکندر حیات خاں کو بہت اہمیت حاصل تھی لیکن وہ یونینسٹ کے نمائندے تھے لہٰذا قائد اعظم نے ۱۹۳۷ء میں سر سکندر حیات سے بھی سیاسی اتحاد کے مسئلے پر بات چیت کی۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء کی رات کو مسلم لیگ کونسل کا ایک اجلاس محمود آباد ہاؤس لکھنؤ میں ہوا جس کی صدارت نواب

اسماعیل خان نے کی قائداعظم اور سر سکندر حیات گفت و شنید میں مصروف تھے اور ملک برکت علی کچھ لکھ رہے تھے۔ رات کے گیارہ بجے وہ معاہدہ مکمل ہوا جسے عام طور پر جناح سکندر پیکٹ کا نام دیا جاتا ہے اس کے بعد قائداعظم محمد علی جناح اور ان کے پیچھے پیچھے سر سکندر حیات خاں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں آئے قائداعظم نے سر سکندر حیات خاں کو خوش آمدید کہا اور اعلان کیا کہ سر سکندر حیات خان اور ان کی پارٹی کے تمام مسلم اراکین مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں گے اس اعلان کے بعد سر سکندر حیات خاں آئے اور انہوں نے مختصر تقریر کی جس میں انہوں نے قائداعظم کو اپنا لیڈر تسلیم کر لیا۔

سکندر حیات خاں، سر

(۵ جنوری ۱۸۹۲ء ۲۶ دسمبر ۱۹۴۲ء) قائداعظم محمد علی جناح کے حکم پر انگریزوں کی ڈیفنس کاؤنسل سے مستعفی ہوئے۔

وہ واہ ضلع اٹک میں پیدا ہوئے پہلے علی گڑھ کے مدرسہ میں داخلہ لیا پھر انگلستان کا رخ کیا اس کے بعد تعلیم چھوڑ کر واپس آئے اور اپنی جاگیر کے کام میں مصروف ہو گئے پہلی جنگ عظیم میں فوج میں بھرتی کے ذریعے سے انگریزوں کی خدمات انجام دیں۔ آخر سیاست سے دلچسپی لینی شروع کر دی۔ پنجاب کی مجلس وضع کی قانون کے رکن ہوئے پھر ریاست بہاولپور میں وزیر اعظم کا عہدہ ملا۔ دو مرتبہ صوبہ پنجاب کے عارضی گورنر رہے آئین حکومت ہند ۱۹۳۵ء کے نفاذ کے بعد سر فضل حسین نے پنجاب میں یونینسٹ پارٹی بنائی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں کو ملا کر اپنی وزارت بنائی جائے مگر علیل ہونے کی وجہ سے قبل از وقت پا گئے۔ سر سکندر حیات خاں نے جو یونینسٹ پارٹی کے اکابر میں سے تھے سر فضل حسین کے بعد یونینسٹوں کی قیادت سنبھال لی اور آخر وزیر اعظم پنجاب مقرر ہوئے (۱۹۳۷) مگر یہ قائداعظم کے زیر قیادت مسلم لیگ کے مستقبل سے مرعوب ہو کر لیگ میں شامل ہو گئے ان کی حکمت عملی یہ تھی کہ صرف کل ہند معاملات میں لیگ قیادت تسلیم کر لیں، اس کوشش میں انہیں سخت ناکامی ہوئی۔ بلکہ لیگ میں شامل ہونے کی وجہ سے انگریزوں کی ڈیفنس کونسل سے بھی مستعفی ہونا پڑا

سکندر خان نیازی:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن ۱۹۴۶ء میں جب علامہ مشرقی نے قائداعظم کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہیں قائد کی حفاظت پر خصوصی طور پر مامور کیا گیا اور اس ضمن میں انہیں رائفل بھی دی گئی۔ وہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۵ء کو جھامرہ (میانوالی) میں نیازی قبیلے میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۵۸ء میں میانوالی سے سرگودہا اور ۱۹۷۸ء میں لاہور آ گئے اس دوران انہوں نے ۱۹۲۴ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں ڈیرہ غازی خاں اور میانوالی کے اضلاع میں مسلم لیگی امیدواروں کی انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قائداعظم جب بھی لاہور تشریف لائے تو ان کی حفاظت پر انہیں ہی مامور کیا جاتا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی بحالی کے لئے لائل پور (فیصل آباد) اور میانوالی کے اضلاع میں اہم خدمات انجام دیں۔

۱۹۸۹ء میں ان کی قومی خدمات کے اعتراف کے طور پر حکومت پنجاب نے انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

سکندر مرزا، میجر جنرل:

۱۹۴۳ء میں سکندر مرزا پشاور کے ڈپٹی کمشنر تھے انہیں نواب بھوپال کی طرف سے شیر کا شکار کھیلنے کی دعوت بھی ملی، واپسی پر سکندر مرزا نے نوابزادہ لیاقت علی خاں سے ملاقات کی تو انہوں نے سکندر مرزا کو قائداعظم کے پاس بھیج دیا (مارچ ۱۹۴۳ء میں)، قائداعظم نے سکندر مرزا سے صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی وزارت کے امکانات پر بحث کی۔ سکندر مرزا نے قائداعظم کے سوالات کے جوابات دیئے۔

وہ ۱۳ نومبر ۱۸۹۹ء کو بمبئی میں نواب مرشد آباد فتح علی مرزا کے ہاں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم سینٹ زیویئر سکول میں اور یہیں سے الفنسٹن کالج سے بی اے کیا۔ پھر فوج میں بھرتی ہو گئے وہ ہندوستان سے سینڈہرسٹ بھیجے جانے والے پہلے ہندوستانی گروپ میں شامل تھے اس گروپ میں وہ پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے ۱۹۲۰ء میں کنگز کمیشن حاصل کیا وہ پہلے ہندوستانی تھے جن کو برطانوی حکومت نے سیاسی خدمات کے لئے منتخب کیا، صوبہ اڑیسہ اور پشاور میں خدمات انجام دیتے رہے۔ قیام

پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان کے گورنر بنے پھر گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالا۔ اور ۱۹۵۶ء کے آئین کے تحت پاکستان کے پہلے صدر کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔

۱۹۵۸ء کے مارشل لاء میں جلا وطن کر دیئے گئے۔ اور ایک ہوٹل چلاتے رہے انہوں نے ایک کتاب مائی کنفیشن لکھی جو شائع نہ ہو سکی۔ ۱۳ نومبر ۱۹۶۹ء کو لندن میں انتقال کیا وصیت کے مطابق تہران میں دفن ہوئے۔

سکواڈرن نمبر ۶ (پاک فضائیہ)

یہ سکواڈرن اگست ۱۹۴۷ء میں ماری پور میں قائم کیا گیا اس کے پہلے کمانڈر فلائٹ لیفٹننٹ ایم جی خاں مقرر ہوئے۔

۱۶ اگست ۱۹۴۷ کو فضائیہ کے سربراہ ایر وائس مارشل ایل پیری کین نے سکواڈن کا دورہ کیا اور کہا پاکستان میں صرف سکواڈرن نمبر ۶ ہی سامان کی نقل و حمل کے لئے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

۲۹ جون ۱۹۴۸ء کو اسی سکواڈرن کے ایک حصے نے قائد اعظم کی کوئٹہ سے کراچی آمد پر گارڈ آف آنر پیش کیا۔ سکواڈرن کی تاریخ کا وہ یادگار لیکن انتہائی الم ناک دن تھا جب ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو تین ڈیکوٹا طیاروں نے قائد اعظم کی تجہیز و تکفین کے موقع پر فلائی پاسٹ کیا

اکتوبر ۱۹۴۸ء میں اسے پشاور منتقل کر دیا گیا اس سکواڈرن نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی حصہ لیا

سکھ نیشنل کالج:

لاہور کا ایک کالج۔ اس کالج کے ایک سکھ طالب علم نے قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ باتیں کہیں جس کے ردعمل کے طور پر ۱۷ نومبر ۱۹۴۴ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی جس میں ان غیر ذمہ دارانہ ریمارکس کی مذمت کی گئی جو قائداعظم کے خلاف کہے گئے۔ اس قرارداد میں مسلم طلباء سے اپیل کی گئی کہ وہ پر امن رہیں نیز کالج کے پرنسپل سے سفارش کی گئی کہ وہ اس سلسلہ میں مداخلت کریں۔

سکھر بیراج:

قائداعظم محمد علی جناح سکھر بیراج کو استحکام پاکستان کے لئے ایک ستون قرار دیتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ انہوں نے ۴ فروری ۱۹۲۴ء کو امپیریل لیجسلیٹو اسمبلی میں سکھر بیراج سے متعلق سامان خریدنے کے لئے حکومت ہند سے چند سوالات کئے تھے۔

حالانکہ بیراج کی تعمیر کا کام ۱۹۲۳ء میں شروع ہو چکا تھا۔ لیکن اصل منصوبہ میں تبدیلی کی گئی تھی جو سندھ کے نمائندوں کو پسند نہیں تھی۔

قائداعظم کے نزدیک سکھر بیراج کی تعمیر تحریک پاکستان کے استحکام کا ایک اہم ستون تھا۔ اس بات سے ان کی سندھ سے دلچسپی کی جھلکیاں نمایاں نظر آتی ہیں۔

سندھ کے نظام آبپاشی میں اس بیراج کو بڑی اہمیت حاصل ہے یہ بیراج دنیا کا ایک بڑا آبپاشی کا منصوبہ ہے

۱۸۶۸ء میں پہلی بار مسٹر سی اے فائف کے ذہن میں اس کی تعمیر کا خیال آیا۔ اور یوں ۱۹۲۳ء کے بعد متعدد مدارج طے کرنے کے بعد سکھر بیراج کا منصوبہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۲ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا اس کا افتتاح بمبئی کے گورنر لائیڈ جارج نے کیا۔

بیراج کی مجموعی لمبائی ۴۹۲۵ ہے جب کہ دونوں جانب سے ریگولیٹر فیز کے درمیان اس کی لمبائی ۴۷۲۵ فٹ ہے۔ بیراج میں ۶۶ دروازے ہیں اور ہر ایک کی لمبائی ۶۰ فٹ ہے ان ۶۶ دروازوں کو دریا کے اوپر کی جانب اور دیواروں کے ذریعے تین حصوں رائٹ پاکٹ، لیفٹ پاکٹ اور مین ویٹر کا نام دیا گیا ہے جن میں علی الترتیب ۵، ۷ اور ۴، ۵ دروازے ہیں درمیانی سیکشن ۹،۹ دروازوں کے ذریعہ چھ سمتوں میں تقسیم کیا گیا یہ راستے ۱۵ فٹ چوڑے اور ۷ ۹ فٹ لمبے ہیں۔ عام پیئر کی چوڑائی ۱۰ فٹ اور لمبائی ۷۷ فٹ ہے بائیں کنارے سے ۴ نہریں ایسٹرن، نارا خیر پور فیڈر ایسٹ روہڑی کینال اور دائیں کنارے سے نارتھ ویسٹرن کینال، رائس کینال اور ان نان پیرن نیل نکالی گئی ہیں، ان نہروں کی کل لمبائی ۶۰۰۰ میل ہے اور ان سے ۷۵ لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے۔

سکھوں کے نام پیغام:

قائداعظم محمد علی جناح نے سکھوں کے بارے میں فرمایا "میں ہمیشہ سکھوں کا معترف رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میرے سکھ دوست ہندوستان کے موجودہ آئینی مسائل کا بنظر غائر مطالعہ کریں مجھے یقین ہے کہ وہ متحدہ ہندوستان یا ایک مرکزی حکومت کے مقابلے میں شمال مغربی مسلم علاقے میں زیادہ بہتر رہیں گے کیوں کہ ایک مرکزی حکومت میں ان کی کوئی آواز نہ ہو گی۔ پنجاب بہرکیف ایک خودمختار علاقہ ہو گا اور انہیں رہنا بھی پنجاب میں ہی ہے۔ متحدہ ہندوستان میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور مسلمانوں کے وطن میں جس کا ایک اہم حصہ پنجاب بھی ہو گا۔ سکھوں کو ایک باوقار مقام حاصل رہے گا اور اس میں وہ ایک موثر کردار ادا کریں گے"۔

سلام اے قائداعظم:

۱۹۴۳ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح علیگڑھ تشریف لے گئے تو شکیل بدایونی، نے یہ قصیدہ پڑھا سلام اے قائداعظم

___ سلام اے قائداعظم

شکیل بدایونی بدایوں میں پیدا ہوئے علیگڑھ سے بی اے کیا۔ ۱۹۴۳ تک یہیں رہے۔ ۱۹۴۴ء میں جنرل ہیڈ کوارٹرز دہلی میں اپر ڈویژن کلرک ہوئے۔ اور کوچہ پنڈت میں رہائش اختیار کی۔ ۱۹۴۵ء میں انہیں کاردار پروڈکشن میں ماہانہ مشاہرہ پر آفر ملا۔ چنانچہ ملازمت ترک کر کے بمبئی چلے گئے۔

فلم درد سے ان کی پیشہ وارانہ فلمی شاعری کا آغاز ہوا اس کے گانے ان کی شہرت کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اس کے بعد بھی کئی فلموں کے گیت لکھے۔

سلطان احمد، سر:

مسلم لیگ کے رکن ۱۲ ستمبر ۱۹۴۱ء کو قائداعظم نے انہیں بیگم شاہنواز کے ساتھ مسلم لیگ سے نکال دیا۔

سلطان شہریار، ڈاکٹر

انڈونیشیا کے عظیم رہنما۔ تحریک آزادی انڈونیشیا میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہوں نے قائداعظم سے ۱۷ اپریل ۱۹۴۲ء کو کراچی میں ملاقات کی۔ جس کا ذکر اسی مضمون میں موجود ہے۔

پاکستان و ہند میں سلطان شہریار کے نام سے مشہور تھے لیکن ان کا اصل نام سلطان شاہریر تھا۔

انہوں نے جزائر شرق الہند موجودہ انڈونیشیا کو ڈچ سامراج کے شکنجے سے نجات دلانے کے لئے جان کی بازی لگا دی تھی اور اس ضمن میں کئی مرتبہ قید و جلاوطنی کے مصائب برداشت کئے تھے۔ دوسری جنگ عظیم سے کئی سال پیشتر جب کہ ڈچ حکومت نے انہیں ایسٹ انڈیز (موجودہ انڈونیشیا) کی سرزمین پر قدم رکھنے کی ممانعت کر دی تھی انہوں نے جلاوطنی کا زمانہ کئی ملکوں میں گزارا اور آزادی کی جدوجہد جاری رکھی اس سلسلے میں وہ متحدہ ہندوستان بھی آئے تھے۔

انڈونیشیا کی آزادی پر وہ انڈونیشیا کے وزیراعظم بنے۔ لیکن ان کی صحت خراب ہو چکی تھی اور وہ چند سال تک خاموش و گمنامی کی زندگی بسر کرتے رہے ۱۹۶۵ء میں ان پر فالج کا حملہ ہوا اور پھر آخری ایام میں ان کی زبان بند ہو گئی تھی۔

۱۹ اپریل ۱۹۶۶ء کو طویل علالت کے بعد زیورچ میں انتقال کر گئے۔

وہ لکھتے ہیں کہ

میں مسٹر محمد علی جناح سے ملا ہوں، وہ مسلمانوں کے نجات دہندہ ہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ تمام اسلامی ممالک کی رہنمائی کر سکتے ہیں میری دلی خواہش ہے کہ وہ انڈونیشیا کے مسلمانوں کی قیادت کریں مجھے امید ہے کہ وہ ہندوستان کے مسائل سے فارغ ہونے کے بعد ایشیائی مسلم لیگ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔

مسٹر جناح بے حد پرکشش آدمی ہیں ایک مقناطیسی شخصیت، میری ملاقات اگرچہ مختصر تھی لیکن میں بہت ہی گہرے نقوش لے کر آیا ہوں مسٹر جناح کی جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ وہ ان کی خود اعتمادی اور صاف گوئی ہے۔ میں عصر حاضر کے بیشتر لوگوں سے مل چکا ہوں لیکن اظہار مافی الضمیر پر اتنی کاملانہ گرفت میں نے کسی میں نہیں دیکھی اور وہ اپنے مدعا کے مکمل و مؤثر اظہار پر ساحرانہ قدرت رکھتے ہیں۔

سلمیٰ تصدق حسین، بیگم:

قائد اعظم کو بیگم سلمیٰ تصدق حسین نے ١٩٤٠ء میں اس وقت دیکھا جب وہ پنجاب گرلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کوششوں سے نواں کوٹ لاہور میں تشریف لائے اور انہوں نے ٥٠٠ خواتین سے خطاب فرمایا پنجاب میں یہ فیڈریشن ١٩٣٨ء میں قائم ہوئی۔

فاطمہ بیگم (دختر مولوی محبوب عالم) بیگم مراتب علی سید بیگم محمد شفیع، بیگم شاہ دین، بیگم شاہنواز بیگم بشیر احمد۔ سلمیٰ تصدق حسین اور بیگم رحمت اللہ بھی انکے ساتھ تھیں۔

وہ ١٩١٨ء میں میاں فضل الٰہی کے ہاں پیدا ہوئیں اصل نام سلمہ محمودہ ہے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری لی اور ازاں بعد ان کی شادی ڈاکٹر میاں تصدق حسین خالد سے ہوئی۔ ١٩٣٦ء میں ملکی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ١٩٣٧ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئیں ١٩٤٦ء میں لاہور سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کی۔ ١٩٤٦ء میں بہار میں ہندو مسلم فساد برپا ہوا تو انہوں نے بہار سے کلکتہ تک دورہ کیا۔ ١٩٤٠ء تا ١٩٥٨ء مسلم لیگ خواتین کمیٹی پنجاب کی سیکرٹری ١٩٥٤ء تا ١٩٥٧ء کمیٹی کی نائب صدر رہیں۔

فروری ١٩٤٧ء میں یونینسٹ حکومت کے خلاف مسلم لیگ نے پنجاب میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو اس تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں جیل گئیں۔ تقسیم کے بعد پنجاب صوبائی مسلم لیگ نے انہیں ریلیف سیکرٹری مقرر کیا ١٩٤٨ء میں دہلی گئیں اسی سال میں قائد اعظم نے انہیں اس پہلے وفد کے لئے نامزد کیا جو اقوام متحدہ گیا اور جس نے ملکہ الزبتھ کی شادی میں شریک ہو کر پاکستان کی نمائندگی کی ١٩٥٢ء میں کولمبو کانفرنس میں شریک ہوئیں

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی اور پھر مغربی پاکستان اسمبلی کی رکن رہیں ١٩٥٨ء میں مغربی پاکستان حکومت میں نائب وزیر تھیں ١٩٨٢ء تا ١٩٨٥ء مجلس شوریٰ کی رکن رہیں۔

رفاہ عامہ کے کاموں میں حصہ لے کر شہرت دوام حاصل کر چکی ہیں۔

سلور بلٹس (چاندی کی گولیاں):

قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے لئے چندہ جمع کرنے کی جو اپیل کر رکھی تھی اسے وہ سلور بلٹس کہا کرتے تھے۔

سلہری، زیڈ اے:

ممتاز صحافی اور قائد اعظم محمد علی جناح کے معتقد، قائد اعظم نے انہیں لندن میں اپنے ہی قائم کردہ مسلم انڈیا انفریشن سنٹر میں سیکرٹری مقرر کیا تھا جو یورپ میں نشرو اشاعت کا کام کرتا تھا اور مسلم لیگ کی تنظیم نو میں مدد دیتا۔

وہ پاکستان کے واحد صحافی ہیں جو ڈان سمیت ان مسلم اخباروں کی نمائندگی کرتے تھے جو تحریک پاکستان کے ترجمان تھے۔ وہ ١٩٢٣ء میں پیدا ہوئے۔

١٩٥٣ء سے ١٩٥٧ء تک ٹائمز آف کراچی کے مدیر اور مالک اور ١٩٥٨ء تا ١٩٦١ء لندن میں پاکستان ٹائمز کے نامزد نامہ نگار کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر اسی اخبار کے چیف ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ١٩٦٨ء سے ١٩٧١ء تک پھر لاہور اور راولپنڈی میں پاکستان ٹائمز کے سینئر ایڈیٹر بنے ١٩٦٥ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران غیر ملکی نامہ نگاروں کے ساتھ کام کرنے کے لئے مامور ہوئے جس کی بنا پر محاذ سے خبریں مثبت انداز میں پریس میں شائع ہوئیں۔ ١٩٧٧ء میں وزارت اطلاعات و نشریات میں ایڈیشنل سیکرٹری مقرر ہوئے۔

پھر پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے چیف ایگزیکٹو اور پاکستان ٹائمز کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ ١٩٨٠ء اور ١٩٨١ء میں کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز کا صدر منتخب کیا گیا۔ قائد اعظم پر مائی لیڈر کے عنوان سے کتاب لکھی۔ ستمبر ١٩٨١ء تا فروری ١٩٨٥ء مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔

١٩٨٨ء میں انہیں ابلاغ عامہ کا صدارتی مشیر مقرر کیا گیا۔

سلہری قائد خط و کتابت:

١٩٤٥ء میں مسٹر سلہری نے قائد اعظم کو اپنی کتاب مائی لیڈر بھیجی جس کا قائد نے خط کے ذریعے شکریہ ادا کیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

ریڈی منی لاج

ماتھران

۱۶ مئی ۱۹۴۵ء

ڈیئر مسٹر سلہری

اپنی کتاب مائی لیڈر کی ایک کاپی بھیجنے پر میرا شکریہ قبول کریں۔ اس میں میری ان کوششوں اور خدمات کا ذکر کیا گیا ہے جو میں مسلمان قوم کے لئے کر سکتا ہوں۔ یہ میرے لئے بڑی حوصلہ افزائی کی بات ہے کہ آپ جیسے آدمی کے دل میں میرے لئے اچھی خاصی جگہ ہے۔

مجھے لائن پبلی کیشنز نے بھی اس کی چند کاپیاں بھجوائیں ہیں۔

میں آپ کو اس کتاب کی اشاعت پر مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے حقائق کو اجاگر کیا ہے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

سلیکٹڈ اسپیچز اینڈ اسٹیٹ منٹس آف قائداعظم

جناب رفیق افضل کی تالیف۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں قائداعظم کی وہ تمام تقاریر جمع کی ہیں جو انہوں نے گول میز کانفرنس میں کی تھیں ان تقاریر کو درج کرنے کی نہ گنجائش ہے اور نہ ضرورت اس لئے ان کا مطالعہ رفیق افضل کی کتاب سے کیا جاسکتا ہے۔

ترجمہ:۔

ایک پیغام

از

مسٹر ایم اے جناح

[ہمیں مسٹر ایم اے جناح کی جانب سے ہمارے لئے ایک پیغام پر مشتمل درج ذیل مکتوب موصول ہوا ہے۔ مدیر]

مجھے ماہ رواں (جنوری) کی ۱۵ ویں تاریخ میں آپ کا ارسال کردہ خط ملا جس میں آپ نے مجھ سے سلیم اللہ ہال یونین کے زیر اہتمام اپنے اشاعت پذیر جریدے کے اس سال کے مارچ میں شائع ہونے والے خصوصی شمارے کے لئے ایک پیغام بھیجنے کی استدعا کی ہے۔

آپ کے لئے میرا پیغام درج ذیل ہے۔

"مسلمانو! آپ کو اپنے درمیان مکمل اتحاد اور استحکام برقرار رکھنا چاہیے۔ اگر آپ آپس میں ہی جھگڑتے رہ گئے تو تباہی آپ کا مقدر ہوگی اور کوئی آپ کی مدد کو نہ پہنچ سکے گا۔ مجھے آپ سے توقع ہے کہ آپ خواہ کتنے ہی مشتعل ہوں آپ کو خواہ بد معاملگی کا کتنا ہی شدید احساس ہو۔ آپ کی شکایات خواہ کچھ بھی ہوں۔ آپ کسی ایسے انفرادی عمل کے آگے سپر نہ ڈالیں جو ہمارے مقصد پر اثر انداز ہو اسے تباہ کر دے اور معاملات بیٹھ کر رہ جائیں۔

آپ اپنے آپ کو بالکل متحد و مستحکم رکھیں اور انتظار کریں۔ آپ سے پہلے کسی دور میں یہ اتنا ضروری کبھی نہ رہا تھا جتنا موجودہ انتہائی، بحرانی اور خطرناک دور نے اسے ضروری کر دیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو ہمارے الفاظ نگراں ایمان۔ اتحاد اور نظم کے روبرو کامل سپردگی اور اور بے غرضانہ سپرداری میں دے دیں۔

میری تمنا ہے کہ آپ کو اپنے منصوبے میں تمام تر کامرانیاں نصیب ہوں۔

دستخط

محمد علی جناح

سلیم حسین قادری، سید:

قائداعظم اور پاکستان کے سپاہی، انہوں نے زمانہ طالب علمی میں بٹالہ میں پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی تھی اور پاکستان کے لئے کام شروع کر دیا۔ وہ ۱۹۲۶ء میں بٹالہ میں سید نوبہار حسین قادری کے ہاں پیدا ہوئے۔ مشن ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک کیا آزادی کے بعد لاہور آ گئے۔ اور دیال سنگھ کالج سے ایف اے اور اسلامیہ کالج سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ پھر ایف ای ایل کیا۔ اور روڈ ٹرانسپورٹ آپریشن ایڈ منسٹریشن کی تعلیم کے حصول کے لئے لندن چلے گئے اور سٹی کالج لندن ٹرانسپورٹ کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۵۲ء روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ میں ملازمت اختیار کر لی بعد ازاں وہ تربیتی سکول کے پرنسپل اور ۱۹۵۸ء میں ٹریفک مینجر مقرر ہوئے پھر افسروں سے اختلاف کی بنا پر مستعفی ہو گئے۔

قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے جو جلوس نکالا اس میں شریک ہوئے اور ایک ماہ تک سنٹرل

جیل میں رہے ۱۹۵۰ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۶۴ء میں محترمہ فاطمہ جناح کی انتخابی مہم اور پھر ایوب مخالف تحریک میں حصہ لیا۔ پنجاب مسلم لیگ پگاڑا گروپ کے سینئر نائب صدر بھی رہے۔

سلیمان ندوی، سید:
دیکھئے مریض قوم کے ڈاکٹر

سنٹرل پارلیمانی بورڈ:
اس بورڈ کے قیام کے سلسلے میں ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کو بمبئی میں سر وزیر حسن کی زیر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا اور ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی۔ قرارداد کے ذریعے قائد اعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت سنٹرل پارلیمنٹری بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس اجلاس میں قائد اعظم کو متفقہ طور پر اس امر پر بھی مامور کیا گیا تھا کہ وہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں پراونشل پارلیمنٹری بورڈوں کا قیام عمل میں لائیں۔ تاکہ ۱۹۳۵ء ایکٹ کے تحت ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لینے کے لئے ان پارلیمانی بورڈوں کے ذریعے امیدواروں کو مسلم لیگ پارلیمانی بورڈوں کی تشکیل میں سرگرم عمل کیا جاسکے۔

سنٹرل پارلیمانی بورڈ کے اراکین کے نام یہ تھے۔

بنگال:
نواب آف ڈھاکا، مسٹر فضل الحق، خان بہادر عبدالمومن، مولانا اکرم خاں۔ مسٹر شہید سہروردی، مسٹر عبدالرحمان صدیقی مسٹر۔ ایچ ایم اصفہانی اور مسٹر مجیب الرحمٰن

مدراس:
سید مرتضٰی صاحب بہادر، مسٹر عبدالحمید خاں میئر مدراس میونسپلٹی، مسٹر جمال محمد، مسٹر بی پوکر

متحدہ صوبجات:
نواب اسماعیل خاں، نوابزادہ لیاقت علی خاں، مہاراجا آف محمود آباد، راجا آف سلیم پور، مولانا شوکت علی، مسٹر خلیق الزمان اور مولانا حسن احمد

بہار:
مسٹر قاضی احمد حسین، مولانا سجاد پھلواری، شریف شاہ مسعود احمد ایکس ایم ایل اے۔ مسٹر اے حافظ ایڈووکیٹ، مفتی کفایت اللہ۔

وسطی صوبجات:
مسٹر روف شاہ بی اے ایل ایل بی۔ مسٹر شریف بار ایٹ لاء

آسام:
مسٹر عبدالمتین چودھری، مسٹر اے رزاق

سندھ:
شیخ عبدالمجید سندھی، حکیم فتح محمد شروانی، مولوی محمد صدیق کھدہ، محمد ہاشم گزدر

شمال مغربی سرحدی صوبہ:
ملک پیر بخش، مولانا اللہ بخش یوسفی، مولانا عبدالرحیم غزنوی، ملک خدا بخش بی اے ایل ایل بی۔

پنجاب:
ڈاکٹر سر محمد اقبال، مولانا محمد اسحاق مانسہروی، غازی عبدالرحمان بی اے، میاں عبدالعزیز، سید زین العابدین، مولانا عبدالقادر قصوری، راجا غضنفر علی خاں، شیخ حسام الدین، چودھری افضل حق، چودھری عبدالعزیز بیگووال، خواجہ غلام حسین پلیڈر

دہلی:
مولانا احمد سعید

بمبئی:
سر سلیمان قاسم مٹھا، مسٹر آر ایم چنائے ابوبکر بیگ محمد، اسماعیل چندریگر، ٹھاکر صاحب آف کرواڈ اور خان بہادر صلاح الدین۔

سنٹرل لیجسلیٹو کونسل:
قائد اعظم محمد علی جناح سب سے پہلے دسمبر ۱۹۰۹ء میں بمبئی

پریذیڈنسی سے سپریم امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے بلامقابلہ رکن منتخب ہوئے۔

قائداعظم نے پہلی بار ۲۵ جنوری ۱۹۱۰ء کو سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں شرکت کی۔ اس موقع پر جنوبی افریقہ کے ہندوستانی عوام کے بارے میں ایک بل پر مباحثہ ہوا جس میں حکومت کے لئے بل پر انہوں نے تقریر کرتے ہوئے نہایت سخت الفاظ استعمال کئے اس پر لارڈ منٹو نے کہا کہ وہ نرم الفاظ استعمال کریں قائداعظم نے کہا کہ وہ ایوان کے آداب سے واقف ہیں

۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء کو سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں انہوں نے مسلم اوقاف اور وقف الاولاد کو قانونی حیثیت دینے کے بارے میں بل کا مسودہ پیش کیا، اور ایک مدلل تقریر بھی کی۔ ۱۹۱۲ء میں انہوں نے کونسل کے مباحثوں میں بڑی کثرت سے حصہ لیا اور عوام کے بنیادی حقوق کے بل پر بحث میں حصہ لیا۔

۱۹۱۳ء کے اوائل میں جب سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کے دوبارہ انتخابات ہوئے تو قائداعظم کو پھر ان کی سابقہ کارگزاری کو دیکھتے ہوئے وائسرائے نے کونسل کا رکن نامزد کر دیا۔

بہار میں کونسل کے اجلاس میں انہوں نے کئی مباحثوں میں حصہ لیا۔ مارچ میں اقرار جرم سے متعلق ایک بل پر بحث کی اور پھر مسلم اوقاف اور وقف الاولاد کے بل کی سلیکٹ کمیٹی سے واپسی پر شاندار تقریر کی اور اسے منظور کرایا کسی غیر سرکاری رکن کی جانب سے کونسل میں یہ پہلا مسودہ قانون تھا جسے منظور کیا گیا

اپریل ۱۹۱۶ء میں قائداعظم کو پھر بمبئی سے سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کا رکن منتخب کر لیا گیا۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ء کے اجلاس میں انہوں نے سر محمد شفیع کی اس قرارداد کو ان کی محدود خواہشات کی آئینہ دار قرار دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ صوبہ بہار اور اڑیسہ کی طرح پنجاب میں بھی قانون سازی اور انتظامی امور کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنے کی بجائے باہم ملا دیا جائے۔

ستمبر ۱۹۱۸ء میں جو اجلاس منعقد ہوا اس میں دو کمیٹیاں مقرر کی گئیں جو خود مختار حکومت کے قیام کے سلسلے میں تجاویز مرتب کرنے کے لئے بنائی گئی تھیں قائداعظم نے سر سریندر ناتھ بینرجی کی قرارداد کو غیر اطمینان بخش قرار دیا۔

۲۳ ستمبر ۱۹۱۸ء کو انہوں نے مسٹر جی ایس کپارڈی کی ایک قرارداد کے جواب میں جس میں انہوں نے رولٹ کمیٹی کی رپورٹ ملتوی کرنے کی تجویز پیش کی تھی کہا کہ رولٹ کمیشن کی سفارشات سے جرائم اور سرکشی کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا اس سے تو مزید جرائم بڑھیں گے کیوں کہ اس میں ہندوستان میں سیاسی حقوق و مراعات طلب کرنے والوں کو قانونی شکنجے میں کس دینے کے لوازمات موجود ہیں۔ انہوں نے ۶ فروری ۱۹۱۹ء کو رولٹ کمیٹی کی سفارشات کی بھی مخالفت کی چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو رکنیت چھوڑ دی ۱۴ نومبر ۱۹۲۳ء کو وہ پھر قانون ساز اسمبلی کے بلامقابلہ رکن منتخب ہو گئے۔

نومبر ۱۹۲۶ء پھر قائداعظم رکن بنے۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قائداعظم کو بمبئی کے مسلمانوں نے ان کی غیر موجودگی میں مرکزی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے بلامقابلہ منتخب کر لیا۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو انہوں نے کونسل کے اجلاس میں شرکت کی

۷ فروری ۱۹۳۵ء کو انہوں نے قرطاس ابیض پر غور کرنے کے لئے مجلس کی رپورٹ پر کھل کر بحث کی اس ضمن میں تین اجزاء پر مشتمل ترمیم پیش کی۔ ۷ مارچ ۱۹۳۶ء کو انہوں نے پھر اجلاس میں شرکت کی اور مسٹر ستیامورتی کی تحریک پر آزاد پارٹی کے قائد کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۳۵ء کا ایکٹ ہماری مرضی اور منشا کے موافق نہیں ہم اس پر رائے دیں گے تاکہ ہماری آواز ان لوگوں کے کانوں تک پہنچے جو اصل حاکم ہیں۔ اسی اجلاس میں ہندوستان کی فوج میں زیادہ سے زیادہ ہندوستانی افسروں کی شمولیت کے بارے میں محکمہ دفاع کے سیکرٹری مسٹر ٹاٹی ہم سے بحث ہوئی۔

۸ مارچ ۱۹۳۷ء کو انہوں نے اسمبلی کی کارروائی میں شرکت کی اور اس بات پر احتجاج کیا کہ ہندوستانیوں کے ساتھ غیر ممالک میں اچھا برتاؤ نہیں کیا جا رہا۔

۸ اگست ۱۹۳۸ء کو شملہ میں مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۹ اگست کو اسمبلی میں فوج کے اخراجات میں اضافہ سے متعلق تحریک التوا پیش ہوئی جس کے خلاف قائداعظم نے تقریر کی

۲۳ اگست کو قانون فوجداری میں ترمیم کا مسودہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اس مسئلہ پر بھی تقریر کی۔

۱۲ دسمبر ۱۹۳۸ء کو اسمبلی میں انکم ٹیکس بل کی منظوری کے بعد قائداعظم نے مختلف ترامیم پیش کیں اور تقاریر کیں۔

۳ فروری ۱۹۳۹ء کو دہلی میں مرکزی اسمبلی کا اجلاس پھر شروع ہوا تو اجلاس میں قائداعظم نے بھی تقریریں کیں۔

۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو مرکزی قانون ساز اسمبلی میں ہندوؤں اور انگریزوں سے خطاب کرتے ہوئے ایک بار پھر اپنے فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہوا کرے، تم ترقی یافتہ سہی، تمہاری معاشی حالت مضبوط سہی، تم سمجھا کرو کہ سروں کی گنتی ہی آخری فیصلہ ہے لیکن میں تمہیں بتائے دیتا ہوں تم دونوں تم تنہا یا دونوں مل کر بھی ہماری روح فنا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکو گے. تم اس تہذیب کو کبھی نہیں مٹا سکو گے. اس اسلامی تہذیب کو جو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ ہمارا نور ایمان زندہ ہے، ہمیشہ زندہ رہا ہے. اور ہمیشہ زندہ رہے گا، بے شک تم ہم پر ظلم و ستم کرو ہمارے ساتھ بدترین سلوک روا رکھو، لیکن ہم ایک نتیجے پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ اٹل فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر مرنا ہی ہے تو لڑتے لڑتے مریں گے۔

۳۰ اگست ۱۹۳۹ء کو شملہ میں مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی۔ اس کے بعد کی کارروائیوں کے لئے دیکھئے شملہ

سندھ صوبائی لیگ کانفرنس:

۸، ۹ اور ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو کراچی میں قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت سندھ صوبائی مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی روداد جناب کریم بخش خالد نے ۱۹۸۳ء میں قائداعظم اکادمی کراچی کے لئے مرتب کی ۱۶ صفحات پر مشتمل اس کتابچے میں سندھ کی تاریخ سندھ کی بمبئی صوبہ سے علیحدگی، سندھ اور مسلمانوں کی قومی جدوجہد، سندھ میں تاریخی اجلاس (قرارداد کراچی، قرار داد لاہور اور قرارداد لاہور سے قیام پاکستان تک کے واقعات کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش کرنے کی کامیاب پیش کی گئی ہے۔

اس قسم کے کتابچوں کی اشاعت نئی نسل کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

اس ضمن میں جناب کریم بخش خالد اور ناشر قائداعظم اکادمی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

سندھ صوبائی مسلم لیگ:

سندھ مسلم لیگ کا قیام ۱۹۱۸ء میں رئیس غلام محمد خاں بھرگڑی کی کوششوں سے عمل میں آیا۔ مورخین نے اسے مسلم لیگ کے ابتدائی نقوش قرار دیا ہے اور ضابطے کے مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قائداعظم کی زیر صدارت ہونے والے اجلاس کو مسلم لیگ کی بنیاد کہا ہے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو دستوری اصلاحات پر غور کرنے کے لئے قائداعظم کی ایما پر جو کانفرنس بلائی گئی تھی اس میں سیاسی تنظیموں سے سمجھوتہ کرنے کی جو شرائط پیش کی گئی تھیں ان میں سب سے پہلی شرط یہ تھی کہ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے الگ صوبہ بنایا جائے۔ ۱۹۲۹ء میں قائداعظم نے اس مطالبے کو چودہ نکات میں بھی شامل کیا تھا۔ ۲۲ نومبر ۱۹۳۸ء کو کلکتہ میں منعقدہ آل پارٹیز نیشنل کنونشن میں بھی قائداعظم نے سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے الگ صوبہ بنانے کا مطالبہ کیا۔

سندھ کے بارے میں قائداعظم نے ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء کو مسلم لیگ کے اکتیسویں اجلاس منعقدہ کراچی میں رسم پرچم کشائی ادا کرتے ہوئے فرمایا

"اگر ہم اپنے آپ کو متحد رکھے رہے تو ہم اپنا مقصد حاصل کر لیں گے"۔

سندھ صوبائی مسلم لیگ کانفرنس (اجلاس):

قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت ۸، ۹ اور ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو کراچی کے عید گاہ میدان (جناح روڈ) میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں برصغیر کے چوٹی کے مسلمان رہنماؤں نے شرکت کی جن میں سر سکندر حیات خان (پنجاب)، مولوی ابوالقاسم فضل الحق (بنگال) سردار اورنگ زیب (سرحد)، سر سعد اللہ خاں (آسام)، نواب اسماعیل خاں (بہار)، چودھری خلیق الزمان، مولانا جمال میاں فرنگی محلی، مولانا شوکت علی، بیگم مولانا محمد علی، راجا صاحب محمود آباد، سید سجاد حیدر یلدرم (یوپی)، سید غلام بھیک نیرنگ (انبالہ) عاشق علی وکیل (گیا، بہار) عبدالروف شاہ (ناگپور)۔ خان بہادر پیر مرید حسن سجادہ نشین درگاہ غوث بہار الحق ذکریا ملتانی کو کب احمد یار خاں دولتانہ، ملک برکت علی (پنجاب) نوابزادہ لیاقت علی خاں (میرٹھ) وغیرہ شامل تھے۔

صوبائی مسلم لیگ کے صدر سر عبد اللہ ہارون نے خطبہ استقبالیہ دیا اور اس میں ان صوبوں میں ہونے والے واقعات کا ذکر کیا جہاں ۱۹۳۷ء کے انتخابات کے بعد کانگریسی حکومتیں بنی تھیں اور مسلمانوں پر ہر قسم کے مظالم کئے گئے۔

قائد اعظم نے صدارتی تقریر میں کہا

"میں برطانوی سیاست دانوں اور مدبروں اور ساتھ ہی ساتھ کانگریس کے اعلیٰ کمان کے اراکین کی توجہ مبذول کراتے ہوئے عرض کروں گا کہ وہ تازہ معاشرتی انقلاب تغیر و تبدل اور اس کے ان نتائج و عواقب کو جو عالمی جنگ کا اندیشہ پیدا کرنے کا باعث ہو گئے ہیں بہ نظر غائر دیکھیں۔ انہیں سمجھیں اور نہایت خاموشی سے دل ہی دل میں ان کو ترتیب دے لیں اس کا واحد سبب محض سوڈیٹن (SUDETAN) جرمن تھے جنہیں چیکو سلواکیہ کی اکثریت کے بھاری بوجھ کے نیچے جبراً دبا دیا گیا تھا اور چیکو سلواکیہ والوں نے جور و جبر کے ذریعہ زیر کر دیا تھا **مضمحل** کر دیا تھا اور ان سے بدسلوکی کی تھی ظلم و تشدد کیا تھا اور بیس برس تک ان کے حقوق پامال کئے گئے تھے اور جن کے مفادات کو انتہائی سنگدلی کے ساتھ پس پشت ڈال دیا گیا تھا چنانچہ اس کا لازمی نتیجہ جو برآمد ہو سکتا تھا وہی ہوا۔ یعنی یہ کہ جمہوریہ چیکو سلواکیہ منہدم ہو چکی ہے اور اب ایک نیا نقشہ ترتیب دیا جائے گا۔ بعینہٖ جس طرح سوڈیٹن جرمن بے یار و مددگار اور بغیر کسی دفاعی قوت کے نہ تھے اور بیس سال تک ظلم و تشدد اور جور و ستم کا نشانہ بنے رہنے کے باوجود زندہ اور باقی رہے اسی طرح مسلمان بھی بے یار و مددگار اور مدافعانہ قوت سے عاری نہیں ہیں اور براعظم میں اپنے قومی وجود اور اپنی قومی آرزوؤں اور تمناؤں سے دستبردار نہیں ہو سکتے ہیں۔

کانفرنس نے بندے ماترم کی تشہیر ہندی کو قومی زبان بنانے اور ودیا مندر اسکیم کو نافذ کرنے کے سلسلے میں کانگریس کی مذمت کی اور حکومت ہند کے قانون مجریہ ۱۹۳۵ء میں شامل کل ہند وفاق کی اسکیم کے خلاف بڑی شدت سے ناراضگی کا اظہار کیا اور اس کو ماننے سے قطعی انکار کر دیا۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قائد اعظم کی صدارت میں شیخ عبدالحمید سندھی کی پیش کردہ قرارداد اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں منظور ہو گئی۔

قرارداد کراچی کے متن کے لئے دیکھئے قرارداد کراچی

سندھ کی بمبئی سے علیحدگی:

۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء کو آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے اجلاس منعقدہ علیگڑھ میں سندھ کی بمبئی سے علیحدگی کی قرارداد منظور کی۔ قرارداد پر بحث میں حصہ لینے والوں میں قائد اعظم محمد علی جناح، سر علی امام، سر محمد شفیع، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی جوہر، سیٹھ یعقوب حسن، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، مولانا حسرت موہانی، مسٹر آصف علی، مسٹر آل نبی، مسٹر تصدق احمد خاں شروانی، اور صاحب زادہ آفتاب احمد خاں کے نام قابل ذکر ہیں۔

سندھ کا بہادر یار جنگ:

قائد اعظم محمد علی جناح علامہ ظہور الحسن درس کو سندھ کا بہادر یار جنگ کہا کرتے تھے۔

حالات کے لئے دیکھئے
درس ظہور الحسن

سندھ کے مصائب (SufferingsofSind)

یہ کتاب سندھ کے مشہور سیاست دان محمد ایوب کھوڑو نے ممتاز صحافی پیر علی محمد راشدی کے تعاون سے لکھی اور اسے ۲۶ مئی ۱۹۳۰ء کو شائع کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے سندھ کی علیحدگی کے مسئلے کو بھرپور انداز میں پیش کیا۔ روزنامہ ڈان کراچی میں محمد ایوب کھوڑو نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے ایما پر لکھی تھی۔

سندھ مدرسۃ الاسلام:

یہ مدرسہ یکم ستمبر ۱۸۸۵ء کو جناب حسن علی آفندی نے کراچی میں قائم کیا۔ قیام سے لے کر اب تک اس مدرسے میں جن حضرات نے پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں

۱۔ مولوی عمرالدین	۱۸۸۵_۱۸۸۶
۲۔ مسٹر سجاد مرزا	۱۸۸۶_۱۸۸۷
۳۔ کے بی ولی محمد حسن علی	۱۸۸۷_۱۸۹۶
۴۔ مسٹر ڈی پی کوتوال	۱۸۹۶_۱۸۹۷
۵۔ مسٹر پر سی ہائیڈ	۱۸۹۷_۱۹۰۳
۶۔ ٹی ایچ وائنز	۱۹۰۳_۱۹۱۹
۷۔ کے بی ایس ڈی کنٹریکٹر	۱۹۱۹_۱۹۲۱
۸۔ کے ایس مرید علی کے بی	۱۹۲۲_۱۹۲۵
۹۔ اے ایم میتھیوز	۱۹۲۵_۱۹۲۷
۱۰۔ ڈاکٹر یو ایم داؤد پوتہ	۱۹۲۷ ۱۹۳۰
۱۱۔ مسٹر ایچ ایف ایل ٹی ہری سن	۱۹۳۰_۱۹۳۸
۱۲۔ مسٹر ایف جے بھائی جی	۱۹۳۸_۱۹۳۹
۱۳۔ مسٹر آئی وائی سلیمان	۱۹۳۹_۱۹۴۳
۱۴۔ مسٹر جی ایچ سومرو	۱۹۴۳_۱۹۴۵
۱۵۔ مسٹر ایف کے بھائی جی	۱۹۴۵_۱۹۴۶
۱۶۔ مسٹر کے آئی تھامس	۱۹۴۶_۱۹۵۰
۱۷۔ مسٹر فضل الرحمٰن	۱۹۵۰_۱۹۵۲
۱۸۔ مسٹر اے ڈبلیو مساوی جونیر	۱۹۵۲_۱۹۵۳
۱۹۔ مسٹر ایس ناصر حسین	۱۹۵۳_۱۹۷۰
۲۰۔ مسٹر اے سعید فاروقی	۱۹۷۰_۱۹۷۵
۲۱۔ شاہ محمد شاہ اے سید	۱۹۷۵_۱۹۸۰
۲۲۔ ڈاکٹر تاج محمد بہیل پوتو	۱۹۸۰_۱۹۸۳
۲۳۔ مسٹر غلام قادر سومرو	۱۹۸۳_۱۹۸۴
۲۴۔ مسٹر خلیق احمد	۱۹۸۵_ تاحال

یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو اس مدرسے کا صد سالہ جشن منایا گیا۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق، اور وزیر اعظم محمد خاں جونیجو نے افتتاحی تقاریب سے خطاب کیا۔

سندھ مدرسۃ الاسلام (انتظام و انصرام):

۱۹۴۳ء میں جب حضرت قائد اعظم کو پتہ چلا کہ سندھ مدرسۃ الاسلام حکومت ہند کی تحویل میں دیا جا رہا ہے کیوں کہ اس کے پاس مطلوبہ فنڈ نہیں تو وہ بہت رنجیدہ ہوئے انہوں نے اس تجویز کو سختی سے رد کیا اور کہا کہ اگر مدرسے کا بورڈ آف گورنرز اسے نہیں چلا سکتا تو میں اسے بمبئی سے چلاؤں گا۔ لیکن حکومت کی تحویل میں ایسے نہیں دوں گا۔

سندھ مسلم کالج کراچی:

۲۰ جون ۱۹۴۳ء کو جب قائد اعظم نے اس کالج کا افتتاح کیا تو اس کالج کے عملے اور بورڈ کے جن اراکین نے قائد کے ہمراہ گروپ فوٹو بنوایا ان کے نام یہ ہیں

(کرسیوں پر) فیروز علی، عیسیٰ جعفر خواجہ، ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ محمد یوسف چانڈیو، الحاج محمد ہاشم گزدر، قائد اعظم محمد علی جناح، پیر الٰہی بخش، سید میراں محمد شاہ، حسن علی ولی محمد آفندی، خان صاحب عبدالحمید اور حسن بھائی بندوق والا

(کھڑے) ضیاء الدین بلبل، ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ ڈاکٹر امیر حسن صدیقی، حیدر شاہ، انور حسین ہدایت اللہ، محمد علی شاہ، عبدالستار کوہاٹی، آغا تاج محمد، آدم علی وائی علوی، غلام حسین سومرو، قاضی خدا بخش، پروفیسر غلام نبی بھنگر قاضی عبدالرزاق اور مولوی انیس الحسن

سندھی، شیخ عبدالمجید:

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور آزاد پارٹی کے رکن۔

وہ ۱۸۸۸ء میں ٹھٹھہ کے ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی ۱۹۰۸ء میں اسلام قبول کر کے اپنا نام عبدالمجید رکھا۔ کچھ عرصہ لدھیانہ میں رہے پھر حیدر آباد سندھ کے ایک سندھی روزنامے الامین کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

۱۹۱۶ء میں ریشمی خطوط تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں جیل گئے۔ ۱۹۲۰ء میں لاڑکانہ میں تحریک خلافت میں حصہ لینے پر دو سال کے لئے جیل بھیجے گئے۔

۱۹۲۴ء میں سندھی روزنامہ الوحید جاری کیا۔ اور اسی کے ذریعے سندھی مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کیا۔ ۱۶ نومبر ۱۹۲۹ء کو الہ آباد میں آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۹۳۷ء میں سر شاہنواز بھٹو کو سندھ صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں شکست دی۔ کچھ عرصے بعد آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور قائد اعظم اور مسلم لیگ کا پیغام سندھ میں دور دور تک پھیلایا۔ پھر مسلم لیگ سے علیحدہ ہو گئے۔ ۱۹۴۸ء میں

خان عبد الغفار نے نیشنل عوامی پارٹی آف پاکستان قائم کی تو اس کے کنوینر مقرر ہوئے۔

۱۹۷۸ء میں انتقال کیا۔

سنہا، ستیندر پرسن، پہلا بیرن رائے پور

بنگال کے مشہور قانون داں اور امپیریل کونسل میں لاء ممبر، قائداعظم محمد علی جناح کے پُرزور اصرار پر وہ امپیریل کونسل میں لاء ممبر کا عہدہ عارضی طور پر قبول کرنے پر رضامند ہوئے۔

وہ ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے انہوں نے انگلستان سے ۱۸۸۶ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا وطن واپس آکر کلکتہ میں وکالت کا آغاز کیا۔

۱۹۰۷ء میں ایڈوکیٹ جنرل بنگال بنا دیئے گئے ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۱ء وائسرائے کی انتظامی کونسل کی رکنیت حاصل رہی۔ یہ پہلے ہندوستانی تھے جنہیں یہ عہدہ ملا۔ کانگریس کے اجلاس بمبئی ۱۹۱۵ء کے صدر تھے۔ ۱۹۱۷ء کو امپیریل کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۹۱۹ء میں بیرن بنا دیئے گئے پھر نائب وزیر ہند اور بیرن کا خطاب ملا۔ اور لارڈ سنہا آف رائے پور کے خطاب سے یاد کئے جانے لگے

۱۹۲۰ء میں صوبہ بہار واڑیسہ میں پہلے ہندوستانی کی حیثیت سے گورنر کے عہدے پر تقرری ہوئی۔ لیکن کامیاب نہ رہے۔

سوراج:

۱۹۲۳ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح نے سنٹرل اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کا اعلان کیا تو سوراج پارٹی نے فوراً ہی ان کے مقابلے پر ایک امیدوار کھڑا کر دیا یہ کانگریس کی ہم نوا جماعت تھی اگرچہ اس کے کانگریس سے اختلافات پیدا ہوگئے تھے تاہم انہیں دور کر لیا گیا

یہ جماعت ستمبر ۱۹۲۳ء میں قائم کی گئی۔ ۱۹۲۳ء کے انتخاب میں اسے خاصی کامیابی ہوئی۔ اس نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ حکومت ایک گول میز کانفرنس منعقد کرے جو ہندوستان کا نیا دستور بنائے۔ یہ مطالبہ منظور نہ ہوا تو سوراجیوں نے حکومت کا مالی مطالبہ رد کر دیا اور گورنر جنرل کو حکم خاص سے اسے منظور کرنا پڑا۔ سائمن کمیشن کے اعلان سے سوراج پارٹی اور اس کے پروگرام کی چنداں ضرورت نہیں رہی

سوگ:

قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال پر سرکاری طور پر چالیس روز تک پاکستان بھر میں سوگ منایا گیا اس ضمن میں جو سرکاری اعلان جاری ہوا اس کا متن یہ ہے۔

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ

قائداعظم کا ماتم چالیس دن تک منایا جائے گا سوموار اور منگل کو حکومت پاکستان کے تمام دفاتر سرکاری بند رہینگے اور آئندہ اعلان تک سرکاری عمارات پر جھنڈے سرنگوں رکھے جائیں گے۔

سول اینڈ ملٹری گزٹ:

لاہور سے شائع ہونے والا مشہور جریدہ۔ ۲۱ اپریل ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں اس اخبار نے قائداعظم محمد علی جناح کی شادی کی خبر لگائی جس میں لکھا تھا کہ قائداعظم کا نکاح خالص اسلامی طریقے پر ہوا اور نکاح سے ایک دن قبل ان کی اہلیہ نے اسلام قبول کر لیا ازاں بعد اس اخبار میں قائد کے بیانات چھپتے رہے۔

یہ اخبار ۱۸۷۲ء میں شملہ سے جاری کیا گیا بعد ازاں اسے ۱۸۷۶ء میں لاہور منتقل کر دیا گیا۔ اسے انگریزی حکومت کی سرپرستی حاصل رہی اور ایک لحاظ سے یہ حکومت کا ترجمان اخبار تھا۔ ۱۹۳۳ء میں اس کے حصص سیٹھ ڈالمیا نے خریدے۔ قیام پاکستان کے بعد اس کا انتظام ایک مسلمان کے ہاتھ میں آیا مگر اسے نقصان اٹھانا پڑا۔ بالآخر ۱۹۶۳ء کے بعد یہ اخبار مستقل طور پر بند ہوگیا۔

سول نافرمانی (صوبہ سرحد)

قائداعظم محمد علی جناح نے ۷ مئی ۱۹۴۶ کو نئی دہلی سے صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی حیثیت سے صوبہ سرحد میں سول نافرمانی کی تحریک جاری رکھنے کا حکم دیا انہوں نے ایک ہزار الفاظ پر مشتمل اپنا بیان جاری کیا۔

سوم جی:

قائد اعظم پر ۱۹۴۳ء میں جب قاتلانہ حملہ ہوا تو مقدمہ بمبئی ہائی کورٹ میں پیش ہوا۔ سوم جی قائد کے مقدمے میں سرکاری وکیل تھے۔

سوئیزر لینڈ:

۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے سوئیزر لینڈ کے اخبار نویس مسٹر ڈی ایرک سینف کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہندوستان برتری کے احساس کو ختم کر دے۔ پاکستان سے برابری کا سلوک کرے اور اختلافات کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش کرے تو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ضروری مسائل پر سمجھوتا ہو سکتا ہے۔

سوئیکارنو:

انڈونیشیا کے صدر جو جنوری ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئے اور انہوں نے ۳۱ جنوری کو مزار قائد پر پھولوں کی چادر چڑھائی۔

انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر کہا کہ

"ہز ایکسیلنسی محمد علی جناح کی وفات کی اچانک خبر سے مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ خدا پاکستانی عوام کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔

وہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے جمہوریہ انڈونیشیا کے پہلے صدر تھے۔ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں انڈونیشیا میں کمیونسٹوں کی بغاوت ہوئی توان پر شبہ کیا گیا۔ مخالف گروہوں نے زور پکڑا اور جولائی ۱۹۶۶ سے صدر سوئیکارنو کے اختیارات پر پابندیاں عائد کی جانے لگیں یہاں تک کہ ان کے تمام اختیارات فروری ۱۹۶۷ء میں ختم کرکے انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ ۱۹۷۰ء میں نظر بندی میں انتقال کیا۔

سہروردی حسین شہید:

ممتاز قانون دان اور وزیر اعظم۔ وہ غیر منقسم بنگال کی آزاد ریاست کے حامی تھے قائد اعظم سے ان کے اختلافات اتنے بڑھے کہ انہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کر لی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد پاکستان آئے

وہ ۱۸۹۲ء میں مدناپور (بنگال) میں پیدا ہوئے انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ترک موالات کی تحریک کے بعد کلکتہ کارپوریشن کے ڈپٹی میئر بنے۔ بنگال لیجسلیٹو کونسل کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۳۵ء میں انہیں بنگال کی وزارت میں لے لیا گیا۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی کے بعد بنگال میں وزارت بنائی۔ قیام پاکستان کے بعد جب بنگال میں فساد شروع ہوا تو انہوں نے گاندھی جی کے ساتھ مل کر مغربی بنگال کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو بہ حفاظت پاکستان پہنچانے میں مدد دی پاکستان پہنچنے کے بعد مسلم لیگی رہنماؤں سے اختلاف ہونے کی بنا پر عوامی لیگ بنائی جس نے ۱۹۵۴ء کے انتخابات میں متحدہ محاذ (جگتو فرنٹ) کے تعاون سے مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ کو شکست دی۔ ستمبر ۱۹۵۶ تا اکتوبر ۱۹۵۷ پاکستان کے وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۶۳ء میں انتقال کیا۔

سی آر فارمولا

اسے راج گوپال اچاریہ کا فارمولا بھی کہا جاتا ہے۔

۸۔ اپریل ۱۹۴۴ء کو مدراس کے سابق کانگریسی وزیر اعلی، مسٹر سی راج گوپال اچاریہ نے کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مابین سیاسی تصفیہ کی غرض سے ایک فارمولے کا مسودہ پیش کیا اس فارمولے میں کہا گیا تھا کہ مسلم لیگ کو کانگریس کے ساتھ ہندوستان کے حصولِ آزادی کی کوششوں میں تعاون کرنا چاہئے اس میں یہ بات تھی کہ جنگ ختم ہوتے ہی ایک مشن قائم کیا جانا چاہئے جو مسلم اکثریت والے علاقوں کی نشاندہی کرے گا۔ ان علاقوں کے لوگ فیصلہ کریں گے کہ آیا وہ علیحدہ مملکت کا قیام چاہتے ہیں کہ نہیں لوگوں کی رائے معلوم کرنے کے لئے ایک ریفرنڈم کا انتظام کیا جائے گا۔ اور سیاسی جماعتوں کو اپنے اپنے نقطۂ نظر کے پرچار کا موقع فراہم کیا جائے گا تقسیم کی صورت میں دفاع، مالیات، مواصلات وغیرہ جیسے معاملات کے بارے میں معاہدے کئے جائیں گے۔ فارمولے میں بتایا گیا تھا کہ آبادی کی نقل مکانی رضا کارانہ بنیاد پر ہو گی۔ اس فارمولے پر مذاکرات کرنے کے لئے ۹ ستمبر ۱۹۴۴ء کو قائد اعظم اور

گاندھی کے مابین ملاقات ہوئی۔ لیکن یہ کانفرنس ناکام ہو گئی۔

سیاسی یتیم

قائداعظم محمد علی جناح نے برصغیر کے ایسے رہنماؤں سے بیزاری کا اظہار بھی کیا اس کا اندازہ ان کے تبصروں سے لگایا جا سکتا ہے۔ مثلاً انہوں نے الہ آباد کے مشہور و معروف بیرسٹر سرتیج بہادر سپرو کو سیاسی یتیم (پولیٹیکل آرفن) کہا۔

سیتامورتی

۱۹۳۴ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے تو انہوں نے ان کے انتخاب کو سیاسیات ہند میں اہم واقعہ قرار دیا تھا۔

سیفی، ناسخ (وفات ۷ جولائی ۱۹۸۴)

ممتاز صحافی، انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے حکم پر اگست ۱۹۳۷ء میں کمالیہ شہر سے ہفتہ وار اخبار سعادت جاری کیا جو بعدازاں فیصل آباد اور لاہور سے روزنامے کے طور پر شائع ہونے لگا۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

نیز دیکھئے سعادت

سیلون ٹی

اس ادارے نے قائداعظم محمد علی جناح کی سو سالہ تقریبات کے موقع پر قائداعظم کی قلمی تصویروں کا مقابلہ منعقد کرایا اور اس کے لئے تین انعام اول مبلغ ۲۵۰۰ روپے، دوم ۱۵۰۰ روپے اور سوم ۱۰۰۰ روپے رکھے۔ تصویر کا سائز ۱۰ × ۱۵ مقرر کیا گیا۔

مقابلے میں حصہ لینے کے لئے میٹرک و کیمبرج تک کے تمام طلباء کو جو صرف پاکستانی ہوں شرکت کی دعوت دی گئی۔ تصاویر وصول کرنے کی آخری تاریخ ۲۳ اگست مقرر کی گئی تصاویر بھیجنے کے لئے ڈی جے کیمر اینڈ کمپنی پاکستان لمیٹڈ مانڈوی والا چیمبرز تالپور روڈ کراچی کا پتہ دیا گیا بعدازاں قلمی تصویروں کے مقابلے کی تاریخ میں ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء تک توسیع کر دی گئی۔

سینڈھرسٹ (Sandhurst)

برکشائر میں انگلستان کا ایک چھوٹا سا قصبہ، جو وانگنگھم سے ساڑھے ۴ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس کے نواح میں رائل ملٹری اکیڈمی کی خوبصورت اور دیدہ زیب عمارت ایستادہ ہے۔

یہ اکیڈمی ۱۸۰۲ء میں قائم کی گئی تاکہ سلطنت برطانیہ کے علاوہ مقبوضہ ممالک کے دیگر بڑے فوجی افسروں اور جرنیلوں کی تربیت کا خاطر خواہ انتظام کیا جا سکے۔ کاکول اکیڈمی کو پاکستان کا سینڈھرسٹ کہا جاتا ہے۔

سینڈھرسٹ کمیٹی کی رپوٹ

قائداعظم محمد علی جناح سینڈھرسٹ کی طرز پر برصغیر میں بھی ایک فوجی تربیتی کالج قائم کرنے کے خواہاں تھے۔ قائداعظم نے اس قرارداد کی حمایت کی جو ایوان میں ۱۸ فروری ۱۹۲۵ کو مسٹر بی وفیکا تاپتی نے پیش کی تھی اور جس میں کہا گیا تھا کہ ایوان گورنر جنرل سے سفارش کرے کہ ہندوستانی فوج میں کمیشن کے عہدوں کے لئے ہندوستانیوں کی تربیت کا مناسب انتظام کیا جا سکے۔ قائداعظم نے کمانڈر انچیف پر الزام عائد کیا کہ انہوں نے ہندوستانیوں کو فوجی تربیت دینے کے سلسلے میں نیک نیتی پر مبنی کوئی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ حکومت نے اس ضمن میں ایک کمیٹی قائم کی۔ قائداعظم اس کمیٹی کے بھی رکن بنے اس کمیٹی نے مارچ میں اپنا کام شروع کیا اگست ۱۹۲۵ تک کمیٹی نے ہندوستان بھر سے شہادتیں جمع کیں اور ایک ذیلی کمیٹی بھی قائم کی گئی۔ تاکہ یہ یورپ کے ممالک کا دورہ مکمل کر کے اپنی رپورٹ مرتب کرے۔ ستمبر ۱۹۲۵ء میں قائداعظم محمد علی جناح کمیٹی کے ارکان کے ہمراہ یورپ گئے۔ اس سفر کی تفصیلات تو سامنے نہیں آ سکیں تاہم برطانوی سوانح نگار ہیکٹر بولائتھو نے اپنی تصنیف جناح کریٹر آف پاکستان میں اس دورے پر مختصری روشنی ڈالی ہے۔ رپورٹ کی تکمیل کے بعد اسے اسمبلی میں پیش کیا گیا جس کی روداد یہ ہے۔

اسمبلی کی کارروائی کے دوران ۲۵۔ اگست ۱۹۲۷ کو مہا سبھائی رہنما ڈاکٹر منجے نے ایک قرارداد پیش کی کہ سینڈ ھرسٹ کمیٹی کی رپورٹ کا وہ جز جو متفقہ علیہ ہے۔ یعنی ۱۵ سال میں ہندوستانی فوج کے تمام افسر نصف ہندوستانی ہو جائیں گے۔ منظور کیا جائے۔ اس پر کانگریس کے رہنما سری نواس آہنگر نے ایک ترمیم پیش کی اور کہا کہ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہندوستان کی حفاظت کے واسطے آئندہ اسکیم بنے گی اور اس کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے کہ ابھی تک انگریز افسروں کی بھرتی ہندوستانی رجمنٹوں میں جاری رکھنے پر زور دیا جائے۔ جس کے ملک کی رائے عامہ خلاف ہے۔ فی الحال یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سینڈ ھرسٹ کمیٹی کی رپورٹ منظور کر کے اس پر عمل در آمد کیا جائے۔ اس ترمیم پر صاحب زادہ عبدالقیوم اور محمد علی جناح نے بڑی مدلل تقاریر کیں۔ کیونکہ دونوں ارکان مذکورہ کمیٹی کے رکن تھے۔ محمد علی جناح نے ترمیم کے جواب میں کمانڈر انچیف اور کرنل کرافورڈ کی تقریر کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔ انہوں نے کمیٹی کی رپورٹ پر سیر حاصل تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ دراصل حکومت اصلاحات کے نفاذ میں بخالت سے کام لے کر عوام کو دلبرداشتہ کرنا چاہتی ہے۔ جب کہ کمیٹی کی رپورٹ میں بعض سفارشات ایسی ہیں جو حکومت کے حق میں ہیں۔ انہوں نے ایوان کے سامنے کمانڈر انچیف کی یقین دہانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس امر پر ضروری ہے کہ فوری طور پر کمیٹی کی سفارشات کو قبول کر لیا جائے تاکہ عوام کسی قسم کی بدگمانی کا مزید شکار نہ ہوں۔ محمد علی جناح نے کمانڈر انچیف سے امید ظاہر کی کہ وہ اس مسئلہ کو جلد سے جلد حل کرائیں گے اور زیادہ دیر ہندوستان کے عوام کی قسمت سے کھیلنے کا شغل جاری نہیں رکھیں گے۔

ش

شاد محمد خان۔ ملک

۱۹ نومبر ۱۹۴۵ء کو جب قائداعظم صوبہ سرحد کے دورے پر دوسری بار تشریف لے گئے تو پشاور کے ہوائی اڈے پر جب جہاز اترا تو زینہ آنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ ملک شاد محمد خان نے قائداعظم سے کہا کہ قائد اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے بازوؤں پر اٹھا کر آپ کو نیچے اتاروں۔ قائداعظم نے ان کی آرزو کو پورا کیا چنانچہ ملک شاد محمد خان نے قائداعظم کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر نیچے اتارا اتنے میں زینہ بھی آگیا تاہم قائد جہاز سے اتر چکے تھے۔

وہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو پشاور میں پیدا ہوئے اسلامیہ ہائی سکول اور گھر پر تعلیم پائی تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۷ء میں پشاور میں تحریک سول نافرمانی کو کامیاب کرانے اور ریفرنڈم میں عوام کو نظریہ پاکستان سے روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

شادی (پہلی)

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی زندگی میں دو شادیاں کیں پہلی شادی زمانہ طالب علمی میں کی۔ شادی کے معاملے میں انہوں نے والدین کی پسند کو ترجیح دی۔ جس کے نتیجے میں ان کی منگنی پانیلی کی ریمی بائی سے ہوگئی۔ تاہم انہیں ایسی لڑکی سے شادی کرنے پر اعتراض تھا جسے انہوں نے شادی سے پہلے نہیں دیکھا اور نہ کبھی اس سے بات کی تھی۔ اس شادی کے لئے گونڈل سے نقارے بجانے والوں کو بلایا گیا نقاروں کے علاوہ کوئی مزید ساز شامل نہیں تھا۔ والد نے دل کھول کر شادی پر روپیہ خرچ کیا۔ شادی کے دن قائداعظم کی عمر ۱۶ برس تھی اور وہ پھولوں کی لمبی لمبی لڑیوں میں سر سے پاؤں تک ڈھکے ہوئے تھے۔ انکی دلہن کی عمر اس وقت ۱۴ برس تھی گاؤں کے مولوی صاحب نے رسم نکاح ادا کی۔ قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کی گئیں اور دونوں میاں بیوی بن گئے۔ خاندانی روایت کے مطابق دلہن کو اپنے سسر کے سامنے آنے کے لئے ہر بار گھونگھٹ نکالنا پڑتا تھا۔ یہ بڑوں کے احترام کی علامت تھی مگر

قائداعظم کے اپنے نظریات تھے وہ اسے غیر ضروری رسم خیال کرتے تھے چنانچہ ان کے کہنے پر ان کی دلہن نے یہ خاندانی روایت ختم کر دی قائداعظم کے کراچی سے لندن روانہ ہونے کے تھوڑے ہی عرصے بعد ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔

شادی (دوسری)

۱۹۱۲ء تک قائداعظم محمد علی جناح بمبئی کے مشہور اور ممتاز وکلاء میں شمار کئے جانے لگے تھے اس کے ساتھ ساتھ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی وجہ سے بھی انہیں بمبئی کے سماجی حلقوں میں اہم مقام حاصل ہو گیا تھا۔

قائداعظم بمبئی کے مشہور بیرسٹر سرڈنشا پٹیٹ کے یہاں آتے جاتے تھے۔ ان دنوں قائداعظم ماؤنٹ بلیزنٹ روڈ کی ایک کوٹھی میں مقیم تھے۔ سرڈنشا پٹیٹ ان کے دوست تھے قائد اعظم اپنے فرصت کے لمحات ان کے ہاں ہی گزارتے تھے۔

سرڈنشا پٹیٹ کی ایک لڑکی تھی جس کا نام رتی بائی تھا جس کا شمار بمبئی کی خوبصورت لڑکیوں میں ہوتا تھا۔ قائداعظم کی پہلی بیوی وفات پا چکی تھیں اس لئے دوسری شادی میں کوئی رکاوٹ نہ تھی چنانچہ ۱۹۱۸ء میں مس رتی بائی نے اسلام قبول کر لیا اور قائد اعظم کے ساتھ ان کا نکاح ہو گیا وہ گیارہ سال تک قائد کے ساتھ رہیں اور بالآخر جنوری ۱۹۲۹ء میں انتقال کر گئیں۔

شادی لعل، مسٹر جسٹس

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۲۹ء میں جب غازی علم الدین شہید کے مقدمہ کی پیروی کے لئے لاہور تشریف لائے تو انہیں قانون کے مطابق پنجاب ہائی کورٹ کے متعلقہ جج سے اجازت لینا ضروری تھا۔ چنانچہ انہوں نے مسٹر جسٹس براڈوے سے اجازت مانگی لیکن اس نے اجازت دینے کی مخالفت کی لیکن چیف جسٹس سرشادی لعل نے قائداعظم کو پیش ہونے کی اجازت دے دی۔

وہ ایواڈی میں پیدا ہوئے لاہور کے نامور بیرسٹر تھے۔ زیادہ شہرت اس مقدمے کی وجہ سے ہوئی جو ایک مشہور سکھ رئیس کی اہلیہ کے خلاف بہ سلسلہ الزام قتل پیش ہوا۔ ملزمہ کو اس الزام سے بری ثابت کر دیا۔ پنجاب چیف کورٹ نے ہائی کورٹ کا درجہ حاصل کیا تو سرشادی لعل اس کے چیف جسٹس بنے۔ چیف جسٹس کے منصب سے سبکدوشی کے بعد دہلی میں اقامت اختیار کر لی وہیں ۲۷ مارچ ۱۹۴۵ء کو وفات پائی۔

شام

۱۹۴۶ء میں لندن سے واپسی پر قائداعظم نے عرب نیوز ایجنسی کے نمائندہ خصوصی سے بات چیت کرتے ہوئے دہلی میں اسلامی ممالک کے نمائندوں کی کانفرنس بلانے کی تجویز کا اظہار کیا۔ اس میں شام کا نام بھی شامل تھا۔ انہوں نے اس موقع پر کہا کہ ایسے اجتماع کو موثر بنانے کی صحیح تدبیر یہ ہے کہ بڑے ذی اثر نمائندے اور مختلف ممالک کے لیڈر اس میں حصہ لیں اس سلسلے میں بات چیت جاری ہے۔

ہمارے علم کے مطابق اس سلسلے میں لیگ کو بہترین مشورے ہمارے دو بھائیوں عبدالرحمٰن صدیقی ایم ایل اے اور شعیب قریشی وزیر حضوری اعلیٰ حضرت فرماروائے بھوپال سے مل سکتے ہیں۔

یہ کام بڑا نازک اور بڑا اہم ہے۔ اور اسے انہی لوگوں کے حوالے کرنا چاہئے جو اسے پورا کرنے کی حقیقی صلاحیتوں سے بہرہ مند ہیں۔

شانتارام چالی

۱۱ دسمبر ۱۹۱۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں بمبئی کے شہریوں نے شانتارام چالی میں ایک جلسے کا اہتمام کیا جلسہ میں قائداعظم کی خدمات کا زبردست اعتراف کیا گیا۔ اور انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ لارڈ ولنگڈن، شیرف اور پولیس کی جانب داری کی نہایت سخت الفاظ میں مذمت کی گئی۔

شاہ برطانیہ

دیکھئے جارج پنجم، جارج ششم

شاہ پاکستان

مصر کے شاہ فاروق نے قائداعظم کو شاہ پاکستان کہا تھا۔

شاہجہان پور
دیکھئے بریلی

شاہد حامد، جنرل
قائد اعظم محمد علی جناح کی ان سے اس وقت ملاقات ہوئی جب وہ ۱۹۳۲ء میں فوجی تربیت کے سلسلے میں لندن میں مقیم تھے۔ بعد ازاں بمبئی اور ۴۷-۱۹۴۶ء میں دہلی میں قائد سے ملاقات کی۔ ۴ اگست ۱۹۴۷ء کو انہوں نے قائد اعظم کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اس تاریخی موقع پر فوج کے افسر بھی تھے۔ قائد اعظم سے ایک صاحب نے پوچھا کہ پاکستان بننے کے بعد افسروں کی ترقی کے امکانات کیا ہوں گے۔ اس پر قائد نے کہا پاکستان کی نظریاتی سالمیت قائم و دائم رکھنا اور اسلامی روایات پر عمل کرنا بھی ہر افسر کا فرض ہو گا تعلیم کو ذریعہ نجات بنانا ہو گا کیوں کہ اس پر ملک کی بقا اور ترقی کا انحصار ہے۔ صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کی جدوجہد کو بھی قائد نے سراہا اور کہا کہ انہوں نے لاتعداد قربانیاں دی ہیں۔ اور یہ کہ وہ نظریہ پاکستان کے علمبردار ہیں۔ جب کہ سر سید احمد خان نے اس ملک کی بنیاد ڈالی تھی۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کی حکومت قوم کے چنے ہوئے نمائندوں پر مشتمل ہو گی اگر کوئی افسر جمہوریت کے معنی نہیں سمجھتا تو اس کے لئے پاکستان میں کوئی جگہ نہیں آخر میں فرمایا اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ پاکستان کو اسلام کی سب سے بڑی مملکت بنائیں۔

نیز دیکھئے ڈساسٹرس ٹوائی لائٹ

شاہد رزاقی
ممتاز ادیب۔ انہوں نے جب اقبال کے غیر مطبوعہ مضامین اور مقالات کو ترتیب دیا تو قائد اعظم نے یہ پیغام ارسال کیا۔

ہر بڑی تحریک کا ایک مفکر ہوتا ہے۔ اور اقبال ملت اسلامیہ ہند کی نشاۃ جدیدہ کے مفکر تھے۔ انہوں نے مسلمانوں میں اسلام کے باعظمت ماضی کی تجدید کرنے کا عزم کیا اور حوصلہ پیدا کیا اور ان میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اقبال نے اپنی تصانیف کی شکل میں ایک لازوال دولت اور گراں قدر میراث چھوڑی ہے۔ نہ صرف مسلمانوں بلکہ دنیا کی دوسری اقوام کو بھی ایک بصیرت افروز پیغام دیا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اقبال کی تصانیف کو پڑھے اور ان کی تعلیمات کو ذہن نشین کرے۔ ہم سب مل کر اپنے ملی استحکام کے لئے جدوجہد کریں اور معاشی، تعلیمی معاشرتی اور سیاسی ہر اعتبار سے تمام مسلمانوں کو متحد و منظم کریں۔

شاہد محمد حنیف
انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح پر متعدد کتابیں لکھیں جن میں پنجاب کی کہانی قائد اعظم کی زبانی۔ قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ، ٹرائی بیوٹس ٹو قائد اعظم (انگریزی) سپیچز. سٹیٹ منٹس اینڈ رائٹنگز آف قائد اعظم۔ علامہ اقبال اور قائد اعظم کے سیاسی نظریات قابل ذکر ہیں۔

وہ یکم جنوری ۱۹۳۹ کو لاہور میں میاں عزیز الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایم اے اردو کرنے کے علاوہ لائبریری سائنس میں ڈپلومہ اور فرانسیسی زبان میں سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔

ابتدا میں پنجاب پبلک لائبریری میں ملازمت کی پھر ریاض (سعودی عرب) چلے گئے اور وہاں کی لائبریری میں ملازمت اختیار کی۔

تصانیف:۔ مفکر پاکستان۔ نذر اقبال۔ اقبال چوہدری محمد حسین کی نظر میں۔ علامہ اقبال اور قائد اعظم کے سیاسی نظریات۔ علامہ اقبال اور انجمن حمایت اسلام۔ اقبال اور پنجاب کونسل۔ اقبال کی کہانی اقبال کی زبانی۔ اقبال کی بارگاہ میں۔ ٹرائی بیوٹس ٹو اقبال۔ میجر طفیل شہید۔ کیپٹن سرور شہید۔ سیرت رضا۔ مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش، موج ظرافت، کتاب اخلاق وغیرہ۔

شاہراہ پاکستان
دیکھئے پاتھ وے ٹو پاکستان

شاہراہ قائداعظم (لاہور)

لاہور کی مشہور سڑک۔ قبل اس کا نام مال روڈ تھا۔ لیکن ۱۷ اپریل ۱۹۵۱ء کو میونسپل کارپوریشن لاہور نے جہاں شہر کی کئی سڑکوں کے نام تبدیل کیے وہاں مال روڈ کا نام بھی بدل دیا اور نیا نام شاہراہ قائداعظم رکھا۔

شاہراہ قائداعظم پر بڑے بڑے اداروں کے دفاتر اور عمارات ہیں جن میں میونسپل کارپوریشن، پنجاب یونیورسٹی، عجائب گھر، اسلامی مینار، الفلاح بلڈنگ، اسمبلی ہال، واپڈا ہاؤس، ہوٹل پرل کانٹی نینٹل، گورنر ہاؤس واقع ہیں۔

شاہراہ محمد علی جناح

عمان میونسپل کونسل نے ۶ جنوری ۱۹۷۷ء کو جبل عمان میں واقع عمان اسٹریٹ کا نام شاہراہ محمد علی جناح رکھا۔ سڑک کے نام کی تختی کی تنصیب کی رسم عمان کے میئر نے انجام دی۔ اس تقریب میں عمان کے اعلیٰ افسروں اور اردن میں مقیم پاکستانیوں نے شرکت کی۔ اس سے قبل ۲۶ دسمبر کو پاکستانی سفیر جناب عبدالقیوم نے شاہ حسین کو تمغہ قائداعظم پیش کیا۔

شاہنواز، بیگم جہاں آرا

تحریک پاکستان کی ممتاز کارکن۔ ۱۹۴۶ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کا خیرسگالی کا جو وفد امریکا بھیجا اس میں وہ بھی شامل تھیں۔

وہ ۱۸۹۶ء میں لاہور میں سر محمد شفیع کے ہاں پیدا ہوں۔ کوئین میری کالج لاہور میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۱۱ء میں میاں شاہنواز بیرسٹر سے شادی ہوئی۔ شادی کے بعد خواتین کے حقوق کے لئے کام کیا۔ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر کے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار انجام دیا۔ ۱۹۲۹ء میں لاہور کی سماجی اصلاحات کی کونسل کی نائب صدر منتخب ہوئیں۔ تقسیم کے بعد ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۳ء لندن میں گول میز کانفرنسوں میں ہندوستانی خواتین کی نمائندگی کی۔ ۱۹۳۴ء میں ہندوستانی وفد کی جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رکن نامزد ہوئیں ۱۹۳۵ء میں انٹرنیشنل لیبر کانفرنس منعقدہ جنیوا میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ ۱۹۳۷ء میں پنجاب اسمبلی کی رکن بنیں۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے وقت اجلاس میں موجود تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادی کے لئے کام کیا۔ ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی کی رکن بنیں۔ صدر ایوب کے آئین کمیشن کی مشیر تھیں۔ ۲۷ نومبر ۱۹۷۹ء کو وفات پائی۔

شاہنواز، سر میاں

۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو قائداعظم نے انتخابی طریق کار پر غور کرنے کے لئے ہندوستان بھر کے تیس سربر آوردہ اور مختلف الخیال مسلمان رہنماؤں کی دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں جو کانفرنس طلب کی اس میں وہ بھی شریک تھے۔ مئی ۱۹۳۰ء میں سائمن کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی تو قائداعظم کے ساتھ انہوں نے بھی بحث میں حصہ لیا۔ گول میز کانفرنس میں بھی قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا۔

شاہنواز، کیپٹن

۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو نوائے وقت نے یہ خبر شائع کی کہ آزاد ہند فوج کے کپتان نے قائداعظم سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا مقصد تو معلوم نہ ہو سکا تاہم ہندو اخبارات کے مطابق کپتان صاحب نے قائداعظم سے شکایت کی کہ مسلمان اخبار آزاد ہند فوج کے متعلق یہ غلط پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ کے خلاف کام کر رہی ہے۔

کیپٹن شاہنواز پنجاب اسمبلی کے انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدواروں کے خلاف کام کرتے رہے۔ صوبہ سرحد اسمبلی کے انتخاب میں لیگ کے خلاف اور کانگریس کے حق میں کام کیا۔ اس کے بعد یوپی اور بنگال میں کانگریس کی انتخابی خدمت سر انجام دی۔

شاہنواز ممدوٹ، سر

صوبائی مسلم لیگ کے صدر اور پنجاب کے ممتاز رہنما۔ قائداعظم جب لاہور تشریف لاتے تو ان کے ہاں قیام فرماتے تھے۔ قائداعظم نے ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء کو پنجاب کے مسلم طلباء کو جو

پیغام دیا اس میں انہوں نے کہا تھا کہ مسلم قوم کی امیدیں تو جوانوں سے وابستہ ہیں قومی حیات کے لئے تنظیم بڑی ضروری ہے۔ اس پیغام میں انہوں نے کہا تھا کہ میں خوش ہوں کہ آپ کو (طلباء) پنجاب کے زعما کرام مثلاً ڈاکٹر سر محمد اقبال، مولانا ظفر علی خاں، ملک برکت علی اور سر محمد شاہ نواز ممدوٹ کی طرف سے کامل تعاون اور حمایت حاصل ہے۔

۱۹۳۸ء میں قائداعظم نے نواب ممدوٹ کی وساطت سے ملتان کے شہری حلقوں کو بذریعہ تار یہ پیغام بھیجا کہ وہ مسلم لیگ کے امیدوار شیخ محمد امین کو ووٹ دے کر لیگ کے وقار کا علم بلند رکھیں جو ہندوستان بھر میں تما مسلمانوں کے حقوق کے لئے مصروف جہاد ہے۔ گمراہ احراری اپنی سرگرمیوں سے نہ صرف مسلمانوں کے بہترین مفاد کو خطرے میں ڈال رہے ہیں بلکہ ملک کے لئے بھی ان کا وجود مضرر ساں ہے انہیں شکست فاش دو۔

انہوں نے ۲۹ اپریل ۱۹۴۲ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

شاہ ولی اللہ، مارشل

۱۹۳۵ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے ان کی اقتدا میں بمبئی کی اس مشہور گراؤنڈ میں نماز عیدالفطر ادا کی جو بعد میں کرکٹ کا میدان بنی۔ مارشل شاہ ولی نے افغانستان سے بچہ سقہ کو نکالنے اور افغانستان کے سابق شاہ ظاہر شاہ کے والد نادر شاہ کو افغانستان میں حکومت بنانے کی دعوت دی۔

شائستہ اکرام اللہ

تحریک پاکستان کی رہنما اور قائداعظم کی معتقد۔ قائد سے ان کی ملاقات ۱۹۴۱ء میں اپنے والد کے ہمراہ ہوئی۔ وہ لکھتی ہیں۔

"ہم ساڑھے ۹ بجے صبح قائداعظم سے ملنے پہنچ گئے تھے وہ ناشتے کی میز پر تھے قائداعظم ہمیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ آگے بڑھ کر میرے ابا سے ہاتھ ملایا اور ہمیں ایک کمرے میں بٹھا دیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر وہ میرے والد سے گفتگو کرنے لگے کبھی کبھی میں بھی اس گفتگو میں حصہ لیتی۔ مجھے تعجب اور خوشی اس بات کی تھی کہ قائداعظم نے میری موجودگی کا برا نہیں منایا گفتگو اتنی دلچسپ تھی کہ مجھے یہ خیال بھی نہ رہا کہ میں کس عظیم انسان کے سامنے موجود ہوں۔"

وہ ۱۹۱۲ء میں کلکتہ میں پیدا ہوئیں۔ مشیر وزیر ہند (انگلستان) حسان سہروردی کی صاحب زادی۔ ایم اے پی ایچ ڈی کرنے کے بعد تعلیم یافتہ خواتین میں بڑا نام پیدا کیا۔ ۱۹۳۲ء میں اکرام اللہ سے شادی کی جو دیگر عہدوں کے علاوہ مختلف ممالک میں منصب سفارت پر مامور رہے ان کی بیٹی شہزادی ثروت کی شادی اردن کے ولی عہد سے ہوئی۔

۱۹۴۵ء میں بیگم اکرام اللہ نے مسلم لیگ کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینا شروع کیا۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کی رکن تھیں۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستانی وفد کی رکن کی حیثیت سے اقوام متحدہ گئیں۔ ۱۹۵۶ء میں دوبارہ اقوام متحدہ میں گئیں۔ ۱۹۶۱ء میں بنیادی جمہوریتوں کی رکن منتخب ہوئیں۔ ۱۹۶۲ء میں ان کے شوہر کا لندن میں انتقال ہوا۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء میں انہیں مراکش میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا۔ انہوں نے اپنی کوششوں سے مراکش کی سو فیصد آبادی کی پاکستان کے لئے حمایت حاصل کی۔

فرام پردہ ٹو پارلیمنٹ (انگریزی) کتاب کی مصنفہ ہیں۔

شباب، مفتی

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن۔ قائداعظم نے متعدد بار شرف ملاقات بخشا۔ وہ ۱۹۲۶ء میں لاہور میں پیدا ہوئے سنٹرل ماڈل سکول لاہور سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج لاہور میں بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شمولیت اختیار کی اور نہایت کٹھن حالات میں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی۔ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر قیادت تحریک پاکستان میں انتھک اور لازوال حصہ لیا اور مسلم لیگ اور قائداعظم کے پیغام کو اندرون پنجاب اور بیرون پنجاب پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں یونینسٹ پارٹی۔ کانگریس مجلس احرار اور خاکسار جماعت کا مقابلہ کیا۔ نواب ممدوٹ مسلم لیگ سے علیحدہ ہوئے اور جناح لیگ قائم کی تو وہ اس میں شامل ہو گئے ۱۹۵۳ء میں ایل ایل بی کیا اور وکالت کو بطور پیشہ اپنایا اس کے ساتھ ساتھ سماجی اور اصلاحی کاموں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ اصل نام عبدالرؤف تھا۔

۲۵ جون ۱۹۸۴ء کو لاہور میں وفات پائی۔

شبلی نعمانی، مولانا

۱۹۱۱ء میں مولانا شبلی نعمانی نے بحیثیت سیکرٹری انجمن وقف علی الاولاد تحریر کیا کہ وقف علی الاولاد کا جو مسودہ مسٹر جناح نے کونسل میں پیش کیا ہے وہ گزٹ آف انڈیا میں شائع ہو گیا ہے اور حکومت نے عام رائے حاصل کرنے کے لئے تمام اہل الرائے کے پاس بھیج دیا ہے۔ بقول علامہ شبلی کے مسٹر جناح محرک مسودہ نے اپنی تقریر میں خاص طور پر ندوۃ العلماء کے میموریل کا ذکر کیا ہے۔

وہ شاعر۔ ادیب۔ نقاد۔ مورخ۔ معلم۔ سیاح۔ اور عالم دین کی حیثیت سے مشہور ہیں۔

اعظم گڑھ کے نواحی قصبے بندول میں ۱۸۵۷ء میں شیخ حبیب اللہ (تاجر اور وکیل) کے ہاں پیدا ہوئے۔ تعلیم مندول۔ اعظم گڑھ، جونپور، چڑیا کوٹ۔ غازی پور۔ لاہور۔ دیوبند۔ رام پور اور سہارن پور میں ہوئی۔ اساتذہ میں مولانا محمد فاروق۔ مولانا فیض الحسن۔ مولانا ارشاد حسین اور مولانا احمد علی قابل ذکر ہیں۔ ۱۸۷۶ء میں حجاز کا سفر کیا۔ وکالت کا امتحان بھی پاس کیا۔ ۱۸۸۲ میں ان کا تقرر علی گڑھ میں ہوا۔ سرسید احمد کی صحبت کا بھی خاصا اثر ہوا اردو میں پر اثر نظمیں کہیں۔ ۱۸۹۸ء میں علی گڑھ سے مستعفی ہو کر حیدر آباد میں چار سال تک تدریسی خدمات انجام دیں پھر اعظم گڑھ میں دار المصنفین کی بنیاد ڈالی۔

فارسی شاعری میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ سیرۃ النبی لکھ کر شہرت دوام حاصل کی۔

دیگر تصانیف میں دستۂ گل (مجموعہ کلام)، شعر العجم (۵ جلد) الفاروق، سوانح مولانا روم، سیرۃ النعمان الغزالی۔ موازنہ انیس و دبیر۔ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر۔ سفرنامہ روم و مصرو شام۔

سیرۃ النبی ان کی آخری نا تمام تصنیف تھی جسے ان کے شاگرد رشید علامہ سید سلیمان ندوی نے مکمل کیا۔

شبیر احمد عثمانی، مولانا

علامہ شبیر احمد عثمانی نے ۱۹۴۵ء میں کھل کر مسلم لیگ کی حمایت کی اور قائداعظم کا بے جگری سے ساتھ دیا۔ قائداعظم نے قیام پاکستان پر کراچی میں پاکستان کا جھنڈا لہرانے کا فریضہ سونپا تھا۔

وہ مولانا فضل الرحمان کے ہاں ۱۸۸۵ء میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر پائی۔ پھر حضرت مولانا محمود الحسن (اسیر مالٹا) کی شاگردی اختیار کی۔ ۱۹۲۸ء میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۲۸ تا ۱۹۴۳ء کا زمانہ ڈابھیل ضلع گجرات کاٹھیاوار میں بطور مدرس گزارا۔ آخری دور میں دار العلوم دیوبند کے وائس چانسلر یا صدر مہتمم کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ لیکن بعض ناخوشگوار واقعات کی وجہ سے گوشہ نشین ہوئے۔ اور اسی دور میں سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۱۹ میں جمعیتہ العلماء ہند کے قیام پر اس کی ورکنگ کمیٹی اور مجلس منتظمہ کے رکن چنے گئے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی ہمراہی میں ۱۹۲۰ء ہندوستان کا دورہ کیا۔ ۱۹۲۰ء میں شیخ الہند کی طرف سے علی گڑھ میں خطبہ پڑھا جو ایک مشہور سیاسی شاہکار ہے۔ تحریک پاکستان کے دنوں میں قائداعظم کا ساتھ دیا اور اپنوں کو چھوڑ کر تکالیف بھی اٹھائیں لیکن ملت اسلامیہ کے چراغ کو گل نہیں ہونے دیا یہاں تک کہ پاکستان کو بنا کر چھوڑا۔ انہوں نے بغداد الجدید (بہاولپور) میں ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ۱۱ بج کر ۴ منٹ پر وفات پائی۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۳ء کو پاکستان کی تاریخ میں سرکاری طور پر ان کی برسی منائی گئی اور خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

جب صوبہ سرحد میں ریفرنڈم پاکستان کے حق میں ہوا تو علامہ شبیر احمد عثمانی حضرت قائداعظم سے ملاقات کے لئے دہلی گئے اور انہیں صوبہ سرحد میں ریفرنڈم میں مسلم لیگ کی کامیابی پر مبارک باد دی۔ اس موقع پر قائداعظم نے فرمایا۔

اس مبارک باد کے مستحق آپ ہیں۔ میں خواہ سیاست دان سہی لیکن آپ نے بروقت مدد کر کے مذہب کی روح لوگوں میں پھونک دی۔

شبیر احمد عثمانی بنام قائداعظم

محترم القام عالی جناب قائداعظم مسٹر محمد علی جناح صاحب!

سلام مسنون۔ میں ابھی لاہور کانفرنس سے واپس آیا ہوں

یہاں آکر معلوم ہوا کہ میرٹھ کے کسی حلقہ سے جناب خان صاحب رشید احمد صاحب یو پی پارلیمنٹری بورڈ کے انتخاب میں نہیں آئے۔ حالانکہ مجھ کو یقین تھا کہ وہ غالباً بلا مقابلہ نامزد ہوں گے۔ خانصاحب کے حالات جناب پر مخفی نہیں وہ نہایت محنتی کارکن لیگ کے جان و مال کے حامی اور ہر دلعزیز ہیں۔ خدا جانے کیا اسباب ہوئے کہ آپ کو نامزد نہیں کیا۔ صحیح اور معقول انتخاب ہی مسلم لیگ کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ میں جناب کی خدمت میں پرزور اور مخلصانہ سفارش کرتا ہوں کہ جو اپیل انہوں نے دائر کی اسے منظور فرمایا جائے۔ یہ میری زبردست خواہش ہے اور انشاء اللہ اسی صورت میں کامیابی کی مکمل امید ہے۔ مجھے پوری توقع ہے کہ میری اس سفارش کو آپ مسترد نہ فرمائیں گے۔

والسلام

شبیر احمد عثمانی از دیوبند

شبیر علی تھانوی

۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ پٹنہ کو کامیاب بنانے کے لئے مولانا اشرف علی تھانوی نے قائداعظم اعظم کی خدمت میں مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا عبدالغفور پھلپوری۔ مولانا عبدالجبار، مولانا معظم حسین مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کی قیادت میں جو وفد بھیجا اس میں مولانا شبیر علی تھانوی بھی شامل تھے۔ ۱۲ فروری ۱۹۳۹ء کو دہلی میں مولانا شبیر علی تھانوی کی قیادت میں علماء کے ایک وفد نے قائداعظم سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور سیاست و مذہب کے موضوع پر بات چیت کی۔

قائداعظم کے بہتر سال
از خواجہ رضی حیدر

شجرہ نسب

قائداعظم محمد علی جناح کا شجرہ نسب حسب ذیل تھا۔

ہیرجی

میگھ جی

پونجا جناح

مان | بی | والجی | پونجا | ناتھو | پونجا | جینا | پونجا

قائداعظم محمد علی جناح

شجاع الحق شیخ

دہلی کے ممتاز سیاسی رہنما اور صوبائی مسلم لیگ کے پہلے صدر۔ جب سائمن کمیشن کے ضمن میں دو لیگیں بنیں تو انہوں نے خواجہ حسن نظامی کے تعاون سے نہرو رپورٹ کی مخالفت کے لئے شفیع لیگ کی دہلی میں شاخ قائم کی۔ قائداعظم نے جب مسلم لیگ کو از سر نو منظم کیا تو وہ اس کے پہلے صوبائی صدر بنے۔ انہوں نے دہلی میں روزنامہ آزاد کے قیام کے لئے ان تھک کام کیا۔ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۰ء انہوں نے فلم ڈرم کے خلاف سخت احتجاج کیا اور سزا بھی کاٹی۔ راجا صاحب محمود آباد کی زیر صدارت دلی پراونشل مسلم کانفرنس کے بعد دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آخری سالانہ اجلاس کا انعقاد کیا۔

تقسیم کے بعد پاکستان آگئے اور کراچی میں رہائش اختیار کی لیکن کسی کام کی غرض سے بذریعہ ٹرین راولپنڈی گئے تو ۱۴ دسمبر ۱۹۶۱ء کو راستے میں دم توڑ دیا۔ ان کے صاحب زادے شیخ منظور الحق مسلم لیگ نیشنل گارڈ دلی کے سالار تھے۔ شیخ ظہور الحق ان کے دوسرے فرزند ہیں جو کراچی کے مشہور وکیل ہیں۔

شجاع الدین خلیفہ

۱۹۳۶ء میں قائداعظم لاہور تشریف لائے تاکہ پارلیمانی بورڈ کے قیام کے سلسلے میں بات چیت کی جائے چنانچہ علامہ اقبال، ملک برکت علی، غلام رسول خان اور پیر تاج الدین کے ہمراہ خلیفہ شجاع الدین نے بھی قائداعظم کی تجویز کی مشترکہ بیان میں تائید و حمایت کی۔

وہ خلیفہ عماد الدین کے ہاں ۲۷ ستمبر ۱۸۸۷ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ایم اے کرنے کے بعد انگلستان سے ایل ایل ڈی اور بیرسٹری کے امتحانات پاس کئے اور لاہور میں وکالت شروع کر دی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سرگرم رکن تھے۔ اس کے ایک عرصہ تک اعزازی صدر بھی رہے۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی انگلستان میں نمائندگی بھی کی۔ یونیورسٹی کی طرف سے پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن بنے اور بالآخر سپیکر بھی منتخب ہوئے۔ ۸۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو انتقال کیا۔ انہیں اسلامیہ کالج لاہور کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

شردھانند سوامی

اکتوبر ۱۹۲۶ء میں سوامی شردھانند کے انتقال پر قائداعظم نے کہا۔

مجھے سوامی شردھانند کی زندگی پر بزدلانہ حملہ کی خبر سن کر سخت افسوس ہوا مجھے یقین ہے کہ مسلمانان ہند اس واردات کے خلاف اتنا ہی اظہار نفرت کریں گے جتنا ہندوستان کے کئی دوسرے فرقے۔ اس قسم کے جرائم سے ملک میں تمام آزادیٔ خیال اور قومی زندگی کی تباہی کا اندیشہ ہے۔

میں ذاتی طور پر سوامی کو جانتا ہوں اور مجھے بے حد افسوس ہے کہ وہ اس طریق سے ہم سے جدا کر دیئے گئے اور مجھے آنجہانی کے پسماندگان سے گہری ہمدردی ہے۔ ان کا اصل نام کاشی رام تھا۔ سوامی بن کر شردھانند نام اختیار کیا آریا سماج کے ادارے کروگل کانگڑی کا انتظام سنبھالا۔ سیاسی کاموں میں بھی حصہ لیا۔ جلیانوالہ باغ کے حادثے کی تحقیقات کے سلسلے میں قائم کی گئی کمیٹی کے رکن تھے۔ ۱۹۲۳ء میں ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کا کام شروع کر دیا اگرچہ کامیابی نہ ہوئی مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک کے علاوہ سنگھٹن تحریک بھی چلائی۔ عبدالرشید نامی شخص کے ہاتھوں دہلی میں قتل ہوئے۔

شروانی، مولانا حبیب الرحمٰن خان حسرت

رئیس علی گڑھ۔ قائداعظم جب بھی علی گڑھ تشریف لے جاتے تو ان کے ہاں قیام فرماتے۔

وہ ۵ جنوری ۱۸۶۷ء کو بھیکم پور (علی گڑھ) میں پیدا ہوئے۔ قدیم وجدید تعلیم کا مجموعہ تھے۔ فارسی، عربی کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ عربی کی بلند پایہ کتب مولانا مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی کے درس میں پڑھیں۔ انگریزی تعلیم میٹرک تک آگرہ سکول میں پائی۔ شیخ حسین یمنی عرب مقیم بھوپال سے سند حدیث لی قاری عبدالرحمان پانی پتی سے بھی فیض پایا۔ مولانا شاہ فضل الرحمان گنج مراد آبادی کے دست حق پر بیعت کی۔ ۱۹۰۴ء میں الندوہ کے مدیر ہوئے۔ دارالمصنفین ندوہ کے تیسرے صدر تھے۔ شعر و شاعری کا ذوق بھی تھا حسرت تخلص کرتے تھے اردو میں امیر مینائی سے اور فارسی میں شبلی نعمانی سے مشورہ لیتے۔ دولت آصفیہ حیدر آباد دکن میں صدر امور مذہبی تھے۔ ۱۹۰۵ء میں انجمن ترقی اردو کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں حج کیا۔ حکیم اجمل خان اور قائداعظم سے گہرے تعلقات تھے۔

بہت سی تعلیمی انجمنوں سے وابستگی رہی۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن میں ابتداً وائس چانسلر کے عہدے پر متمکن رہے۔ شمس العلماء کے خطاب کی کوششیں ہو رہی تھی لیکن انہوں نے اسے رکوا دیا تاہم صدر یار جنگ کے خطاب کو قبول کر لیا۔

۱۱ اگست ۱۹۵۰ء کو وفات پائی

شروانی، تصدق احمد خان

۳۰۔ ۳۱ مارچ ۱۹۲۹ء کو روشن تھیٹر میں قائداعظم کی زیر صدارت جو اجلاس منعقد ہوا اس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں ضمیمہ کے طور پر چودہ نکات کو بھی شامل کیا گیا۔

اس اجلاس میں تصدق احمد خاں شروانی بھی شامل تھے اور انہوں نے اپنے دیگر ساتھیوں سمیت قرارداد کی حمایت کی۔

شریعت بل

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء کو شملہ میں لیجسلیٹو اسمبلی میں پیش ہونے والے شریعت بل پر تقریر کی۔

شریف الدین پیرزادہ

قائداعظم محمد علی جناح کے سیکرٹری۔ وہ یہ اہم ذمہ داری اعزازی طور پر ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۴ء تک ادا کرتے رہے۔ قائداعظم کی نگرانی میں کام کرنے سے انہیں قانون کے شعبے میں بھی مدد ملی۔

وہ جون ۱۹۲۳ء میں برہان پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں گورنمنٹ کالج بمبئی سے قانون کی ڈگری لی۔ پھر لنکن ان لندن سے بار ایٹ لاء کیا زمانہ طالب علمی میں وہ قائداعظم کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ بیس برس کی عمر میں عملی سیاست میں قدم رکھا۔ ۱۹۴۵ء میں بمبئی سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری اور ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں

بمبئی مسلم لیگ کے پبلسٹی سیکرٹری مقرر ہوئے بمبئی سے شائع ہونے والے اخبار پاکستان ہیرالڈ کے مینجنگ ایڈیٹر بھی رہے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۴ء تک سندھ مسلم لاء کالج میں قانون کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۵۸ء میں انہیں پہلی بار پاکستان کا اٹارنی جنرل مقرر کیا گیا۔ ۱۹۶۶ء تک اسی عہدے پر فائز رہنے کے بعد وزیر خارجہ اور پھر ۱۹۶۸ء میں اٹارنی جنرل بنا دیئے گئے۔ ۱۹۷۲ء تک اٹارنی جنرل رہے۔ جولائی ۱۹۷۷ میں چوتھی بار پاکستان کے اٹارنی جنرل مقرر ہوئے۔ جنوری ۱۹۷۸ء میں چیف مارشل لا ایڈ منسٹریٹر کا مشیر اور وفاقی وزیر مقرر کیا گیا۔

مئی ۱۹۷۹ء میں قانون اور پارلیمانی امور کے وفاقی وزیر بنے ۱۹۸۳ء میں تنظیم اسلامی کانفرنس نے بین الاقوامی اسلامی عدالت انصاف کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ماہرین کی جو کمیٹی تشکیل دی اس کا چیرمین انہی کو منتخب کیا گیا۔

۸۲_۱۹۸۱ کی مدت کے لئے بین الاقوامی کمیشن برائے قانون کے منتخب رکن ہیں۔ بیت المقدس کے مسئلے پر ۱۹۶۷ء میں اقوام متحدہ میں جو قرار داد پیش کی گئی وہ انہی کی تھی۔ ۱۹۶۴ میں ستارۂ پاکستان کا اعزاز ملا۔

۶ جنوری ۱۹۸۵ تا ۱۹۸۸ء کو اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل بنے

تصانیف۔ پاکستان ایٹ اے گلانس (بمبئی ۱۹۴۱) (۲) جناح آن پاکستان بمبئی ۱۹۴۳ء (۳) لیڈرز کور سپونڈنیس ود جناح بمبئی ۱۹۴۴ (۴) ریوولوشن آف پاکستان ۱۹۶۲_ کراچی (۵) فنڈامینٹل رائٹس اینڈ کانسٹی ٹیوشنل ریمیڈیز آف پاکستان لاہور ۱۹۶۶ء (۶) پاکستان ریزولیشن اینڈ ہسٹارک لاہورر سیشن ۱۹۷۰ء (۷) فاؤنڈیشن آف پاکستان (دو جلدیں) ۱۹۷۱، (۸) سم اسپکٹس آف قائداعظم لائف (۱۹۷۹) (۹) کلیکٹڈ ورکس آف قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۸۴

شریف المجاہد:

قائد اعظم سے متعلق ۱۹۸۱ء میں صدارتی انعام حاصل کرنے والی شہرہ آفاق کتاب کے مصنف قائد اعظم اکیڈمی کے ڈائریکٹر۔ پروفیسر شریف المجاہد نے تاریخ، صحافت اور اسلامیات میں مدراس یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی جبکہ کمیونیکیشنز کے شعبہ میں سیراکیوز یونیورسٹی سے سند پائی۔ انہوں نے اپنی صحافت کا آغاز ۱۹۴۵ء میں تحریک پاکستان اور مسلمانوں کی بیداری پر مضامین لکھنے سے کیا۔ پھر کراچی میں سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ادارتی شعبے سے منسلک ہوئے۔ بعد میں مانٹریال اسٹار اور دیگر کئی پاکستانی و غیر ملکی اخبارات و جرائد کے نمائندہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۵ء میں جامعہ کراچی سے وابستگی اختیار کی اور اس کے شعبہ صحافت کا آغاز کیا۔ یہ سلسلہ ۱۹۷۲ء کے آخر تک قائم رہا۔ اس دوران آپ نے براڈلے یونیورسٹی اور بفیلو کی اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک میں بحیثیت وزیٹنگ ایشین پروفیسر جنوبی ایشیا کے موضوع پر لیکچر دیئے۔ ۱۹۷۶ء میں وفاقی وزارت تعلیم نے پروفیسر شریف المجاہد کو قائداعظم اکیڈمی کی بنیاد رکھنے پر مامور کیا للذا گزشتہ ایک عشرہ سے آپ اکیڈمی کے ڈائریکٹر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

شعیب قریشی:

مولانا محمد علی جوہر کے داماد اور پاکستان بننے سے پہلے ریاست بھوپال کے وزیر اوقاف۔ انہوں نے قائداعظم سے اس وقت ملاقات کی جب وہ قانونی پیشہ ترک چکے تھے۔ وہ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "میں تقریباً اٹھارہ لاکھ روپے کی مالیت کے ایک تعلیمی وقف کا مقدمہ عدالت میں دائر کرنا چاہتا تھا اور یہ درخواست لے کر قائداعظم کے پاس دہلی گیا کہ وہ اس مقدمہ کی پیروی کریں ابھی میں درخواست زبان پر بھی نہ لایا تھا کہ میری موجودگی میں قائداعظم نے ایک تار بھجوایا جس میں انہوں نے ایک پرانے سندھی موکل کے ایک بڑے مقدمے کو وکالت ترک کے کے عذر پر لینے سے انکار کر دیا موکل نے قائد کو بہت بڑی فیس کی پیش کش کی تھی جس کی ایک تہائی فیس بھی میں پیش نہ کر سکتا تھا اس کے باوجود میں نے قائداعظم سے درخواست کی۔ قائداعظم نے اپنے سندھی موکل کے معاملہ کا حوالہ دے کر مقدمہ لینے سے معذوری ظاہر کی۔ اس پر میں نے کہا کہ سندھی موکل کا مقدمہ پرائیویٹ حیثیت رکھتا تھا اور یہ ایک تعلیمی وقف کا معاملہ ہے جس کی

کامیابی سے بکثرت مسلمان تعلیم کی نعمت حاصل کر سکیں گے۔ جب قائد اعظم نے یہ دلیل سنی تو باوجود اپنی مصروفیت کے میری درخواست قبول کر لی۔
(بحوالہ تاریخ پاکستان کے بڑے لوگ از ثروت صولت)

شفاعت احمد خاں ڈاکٹر:

۱۹۳۶ء میں قائد اعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ، کا مرکزی پارلیمانی بورڈ قائم کیا تو مسلمانوں کے ایک مخصوص طبقے نے قائد اعظم کی مخالفت شروع کر دی۔ مسلمان لیڈروں کا یہ اجلاس سر محمد یعقوب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں نواب چھتاری، سر محمد یوسف، اور ڈاکٹر ضیاء الدین کے ساتھ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں کے علاوہ دیگر افراد نے بھی شرکت کی۔

حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ اجلاس میں شریک اکثر افراد پارلیمانی بورڈ کے رکن تھے۔

شفیع احمد:

۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں اتحاد کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا اس میں ایک سو ہندو مسلم رہنماؤں نے شمولیت اختیار کی ان میں شفیع احمد بھی تھے۔

شفیع احمد بیگم:

ہفت روزہ اخبار دستکاری (دہلی) کی مدیرہ، ان کے شوہر ڈاکٹر سید شفیع احمد دہلوی ایک عرصہ تک مولانا ظفر علی خان اور عبدالمجید سالک مرحوم کے ہمعصر اور خواجہ حسن نظامی کے ساتھی رہے۔

۱۹۴۱ء میں اپنے شوہر کے انتقال پر دست کاری کی ادارت سنبھالی۔ قائد اعظم جیسے عظیم رہنما کی قیادت میں اس وقت دہلی میں مسلم لیگ کی بڑی سرگرمیاں جاری تھیں اور بیگم شفیع احمد نے بھی اپنے اخبار کی تمام سرگرمیاں مسلم لیگ اور تحریک پاکستان سے وابستہ کر دیں۔ چنانچہ ہمیشہ دست کاری اخبار کا دفتر اوپر کی منزل اور آل انڈیا مسلم لیگ کا دفتر نچلی منزل میں رہا۔ وہ زنانہ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی رکن بھی تھیں اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا سوال بھی اٹھاتی رہیں قومی سطح پر بیگم شاہنواز، بیگم شائستہ اکرام اللہ مسلم لیگ کی طرف سے مسز پنڈت اور مسز سروجنی نائیڈو کانگریس کی طرف سے عورتوں کی نمائندگی کرتی تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں جب سر اسٹیفورڈ کرپس نے ہندوستان کا دورہ کیا اور شملہ کانفرنس بلائی تو بیگم شفیع نے عورتوں کی سیاسی نمائندگی کا سوال اٹھایا اور سر اسٹیفورڈ کرپس سے کئی سوالات کئے جن کا جواب سر کرپس نے اپنے ہاتھ سے تحریری طور پر ان کے دلائل اور جذبے سے متاثر ہو کر دیا ان سوالات و جوابات کی پوری رپورٹ ڈان میں شائع ہوئی تھی۔ جو اس زمانے میں دہلی سے نکلتا تھا۔

تحریک پاکستان جب اپنے انتہائی اہم دور سے گزر رہی تھی خصوصاً جون ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم نے مسلم اخبار والوں کی ایک پریس کانفرنس بلائی جن میں اخبار نویسوں کو کانگریس کے زیر تلے پراپیگنڈے کا مقابلہ کرنے اور اس کا پوری طرح جواب دینے کے لئے انتہائی قیمتی ہدایات دیں۔ اس وقت بیگم شفیع کی کوششوں کو سراہتے ہوئے فرمایا اپنے خیالات کا اظہار اور کوشش کرتی رہئے جب تک کامیابی نہیں ہوتی، قیام پاکستان کے بعد بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان آئیں۔ ابھی اخبار دوبارہ جاری کر کے اسے محکم کرنے کی جدوجہد ہو رہی تھی کہ مدد مدد کی ایک اور صدا بلند ہوئی اور یہ صدا تھی مغویہ عورتوں کی۔

وہ مسلمان رضا کار سوشل خواتین کا وفد لے کر مشرقی پنجاب کے اندرونی حصوں میں مسلمان لڑکیوں کی بازیابی کے لئے گئیں تو جو روح فرسا اور المناک داستانیں انہوں نے سنیں ان کے بارے میں بھارتی وزیر اعظم کو بتایا، بازیابی کے ساتھ ساتھ مہاجر خواتین کے حقوق کی حفاظت کی اور کل پاکستان انجمن مہاجر خواتین قائم کی، جس کی صدر وہ مقرر ہوئیں ۱۹۵۰ء میں مسلم صحافیوں کے وفد کے ہمراہ بھارت گئیں صحافی وفد کی پاکستان واپسی پر وفد کے لیڈر پر بعض باتوں کے لئے تنقید کی جس کی بنا پر انہیں نیوز پیپر ز ایڈیٹرز کانفرنس کی اسٹینڈنگ کمیٹی سے نکال دیا گیا

۱۹۵۱ء سے ان کی زیادہ تر کوشش اور تمنا رہی کہ اخبار کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتی چلی جائیں۔ بیگم شفیع احمد کی کوششیں آخر کار ثمر لے آئیں اور عورتوں کو ملازمتوں میں لیا

جانے لگا۔

۱۹۶۷ء میں دستکاری لاہور سے اسلام آباد لے آئیں اور اسلام آباد دارالحکومت سے پہلا نکلنے والا پرچہ انہی کا تھا۔

وہ ایک زبردست مذہبی خاتون تھیں

جون ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم نے دہلی میں مسلمان ایڈیٹروں سے خطاب کیا وہ برقع میں تھیں

شفیع بریلوی:

ممتاز صحافی اور تحریک پاکستان کے کارکن۔ انہوں نے قائد اعظم سے بمبئی، لاہور، دہلی، علی گڑھ، بریلی، شملہ اور کراچی میں ملاقاتیں کیں ان کی تقاریر سنیں، انکی تحریریں پڑھیں

وہ ۱۹۱۹ء میں بریلی میں پیدا ہوئے اور بریلی کالج سے تعلیم حاصل کی اور صحافت کو بطور پیشہ اپنایا۔ خاتون پاکستان کراچی۔ ڈان کراچی ماہنامہ اشجاع کراچی اور بیسویں صدی کی ادارت کے فرائض انجام دیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا، کراچی میں علوم اسلامیہ کا مرکز قائم کیا۔ دہلی مسلم لیگ کے صدر رہے۔

اہم تصانیف میں پاک بیبیاں، ارمغان نعت اور محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک شامل ہیں۔

۲۲ جولائی ۱۹۸۱ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

شفیع داؤدی، مولانا:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۱ مارچ ۱۹۲۷ کو دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں ہندوستان بھر کے جن تیس رہنماؤں کی کانفرنس بلائی اس میں مولانا شفیع داؤدی بھی شامل تھے۔

شفیع، سر محمد:

وہ مخلوط انتخاب کے حامی تھے لیکن قائد اعظم جداگانہ انتخاب کے اسی بناپر دونوں لیڈروں کے مابین اختلاف پیدا ہو گیا اور انہوں نے شفیع لیگ بنالی

وہ ۱۸۶۹ء میں لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے لاہور اور انگلستان میں تعلیم پائی۔ قانون کی تعلیم کے بعد لاہور ہائی کورٹ میں پریکٹس کرنے لگے۔ ۱۹۰۶ء میں جو وفد شملہ بھیجا گیا اور جس نے وائسرائے سے ملاقات کی اس میں وہ بھی شامل تھے۔

۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۹ء تک امپیریل لیجسلیٹو کونسل اور پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن رہے۔ ۱۹۱۳ء میں لکھنؤ میں منعقد، آل انڈیا مسلم لیگ کے چھٹے سالانہ اجلاس کی صدارت کی ۱۹۲۷ء میں جب مسلم لیگ دو حصوں میں بٹ گئی تو وہ اس کے صدر منتخب ہوئے اور انہی کی صدارت میں شفیع لیگ کا اجلاس لاہور میں ۳ دسمبر ۱۹۲۷ء کو منعقد ہوا۔

۱۹۳۰ء ـ ۱۹۳۱ء کی گول میز کانفرنس منعقدہ لندن میں شمولیت اختیار کی۔

جنوری ۱۹۳۲ء میں انتقال کیا۔

قائد اعظم نے سر محمد شفیع کی وفات پر کہا کہ ہندوستان نے امن کی ایک زبردست طاقت کھودی ہے سر محمد شفیع موجودہ نازک حالت میں حکومت اور عوام دونوں کے لئے بے حد امداد کا باعث ہوئے گول میز کانفرنس کے دوران میں میں نے ان کو ایک نہایت فیاض دل اور محب وطن پایا۔ وہ مسلمانوں کے لئے جائز تحفظات کی زبردست خواہش رکھتے ہوئے امن اور تصفیہ کے لئے سخت تندہی سے کام کرتے تھے۔

۱۲ جون ۱۹۷۰ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔

شفیع لیگ:

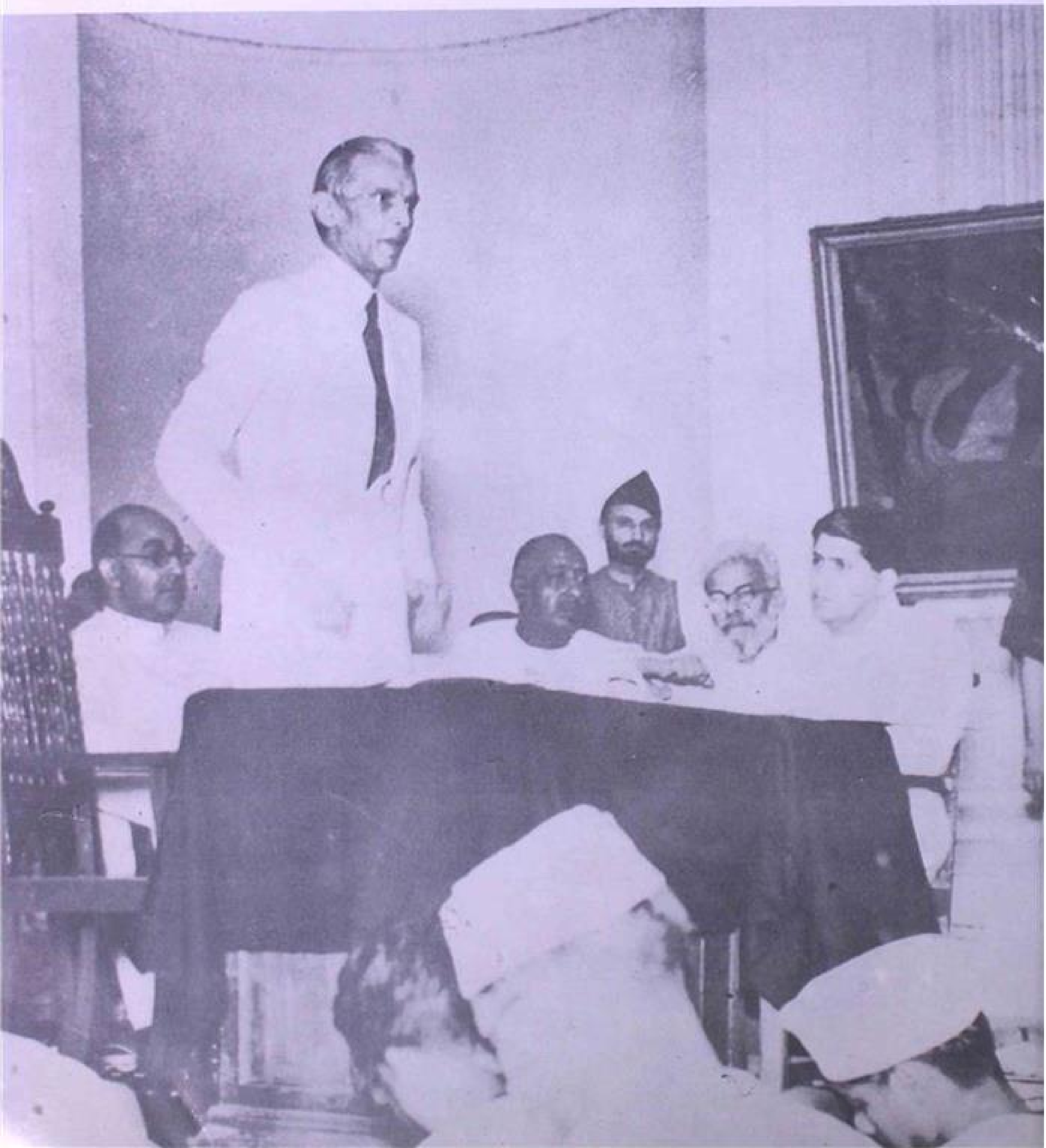
قائد اعظم محمد علی جناح سے جب انتخابی طریق کار پر اختلاف ہو گیا تو سر محمد شفیع نے شفیع لیگ بنالی۔ اس کا اجلاس لاہور میں ۳ دسمبر ۱۹۲۷ء کو ہوا اور اس میں مولانا حسرت موہانی۔ علامہ اقبال نواب ذوالفقار علی خاں اور دیگر رہنماؤں نے حصہ لیا۔ اجلاس میں سائمن کمیشن کی تجاویز کی حمایت اور تجاویز دہلی کی مخالفت کی گئی۔ علامہ اقبال شفیع لیگ کے سیکرٹری تھے۔

مارچ ۱۹۲۹ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس دہلی سے قبل سر محمد شفیع اور قائد اعظم محمد علی جناح کی ملاقات کے نتیجے میں مسلم لیگ کے دونوں دھڑے متحد ہو گئے۔

شکارپور:

اگست ۱۹۲۷ء میں مولانا محمد علی جوہر نے دہلی سے ایک تار

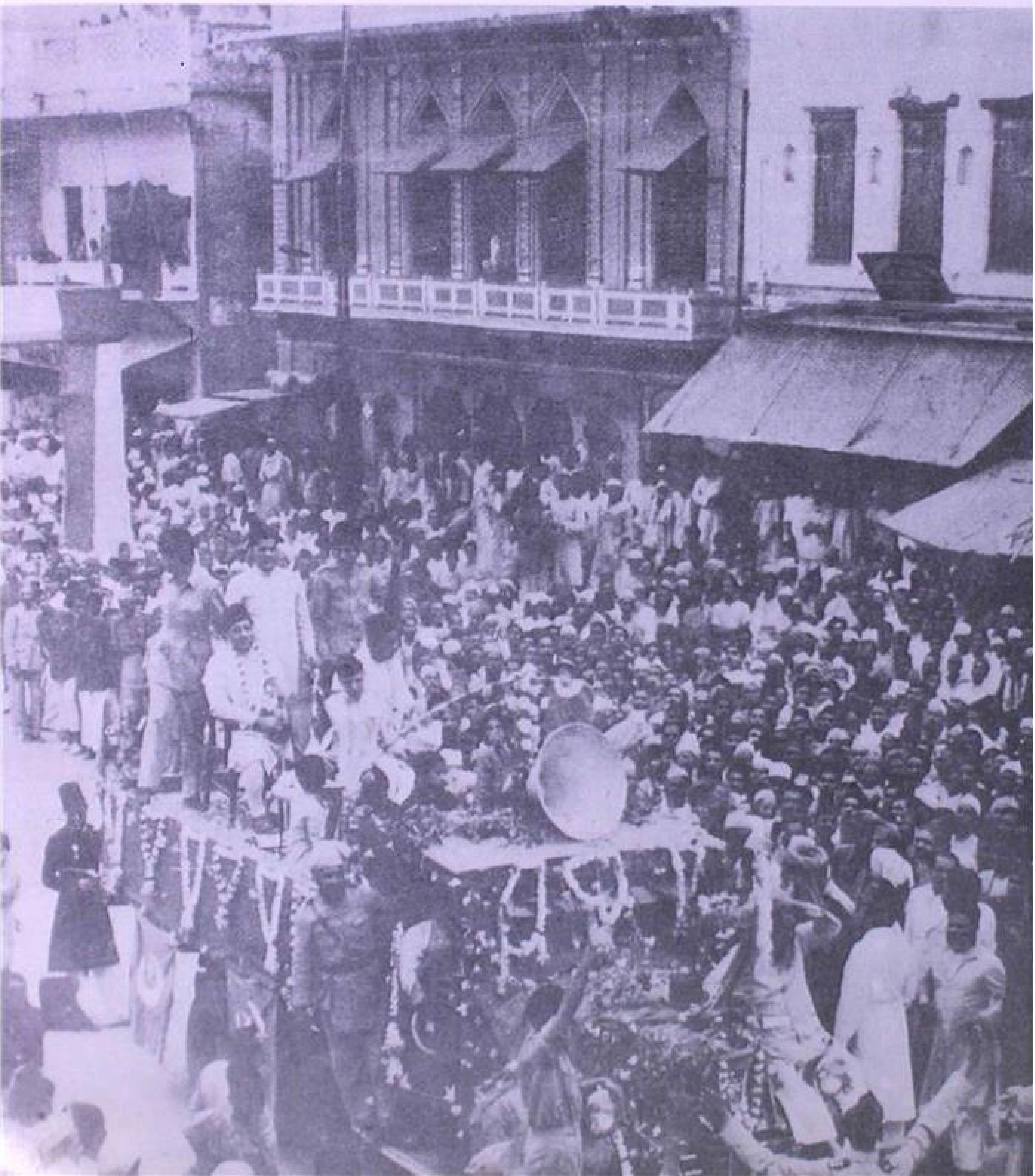
قائداعظمؒ ۲۷؍اگست ۱۹۳۹ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے۔



دہلی میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ایک اجلاس کا منظر۔ قائداعظمؒ صدارت کر رہے ہیں۔



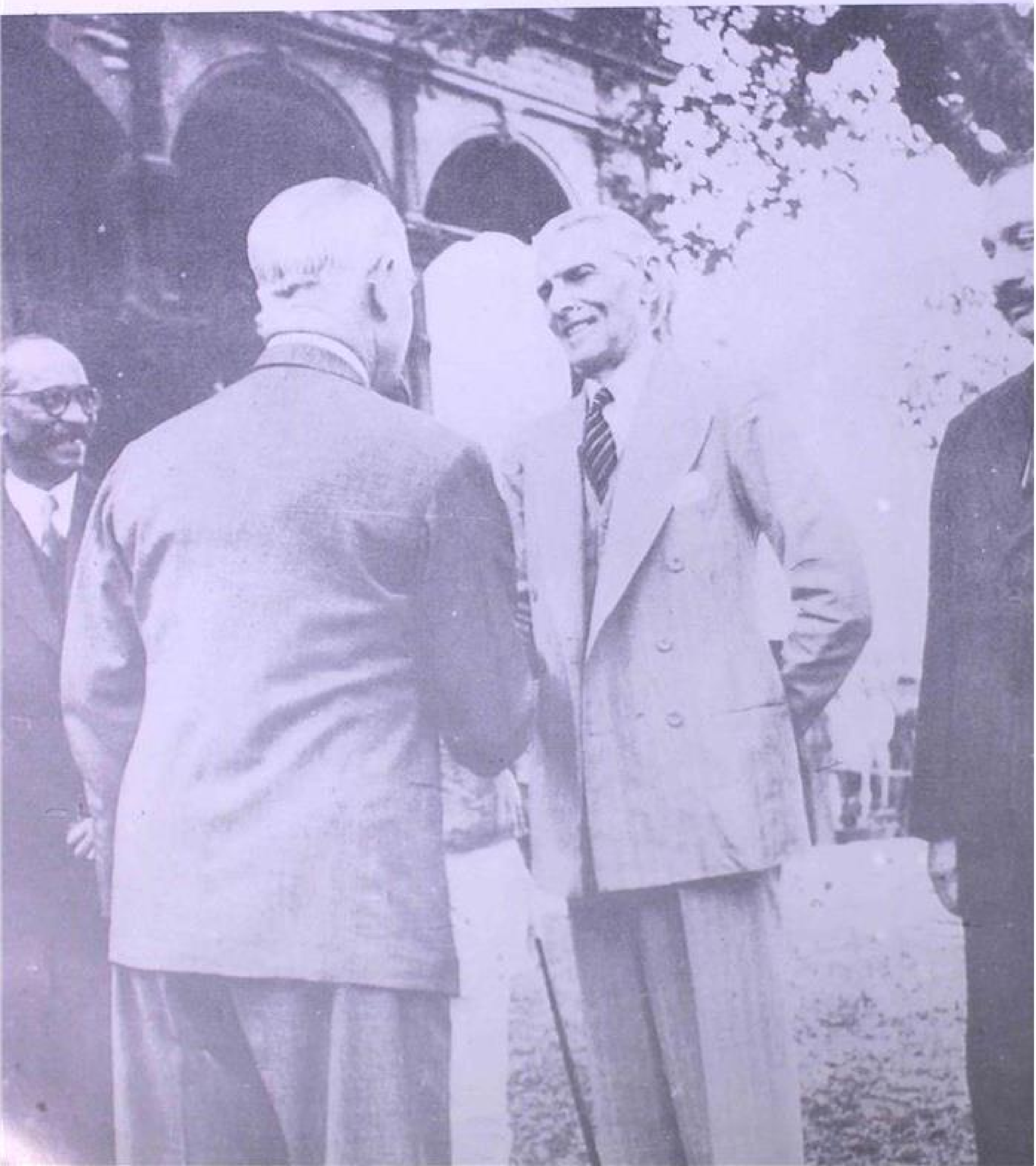
۱۹۴۲ء میں قائدِ اعظمؒ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے
الٰہ آباد تشریف لائے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔



قائداعظمؒ سرسٹیفورڈ کرپس سے مصافحہ کرتے ہوئے۔



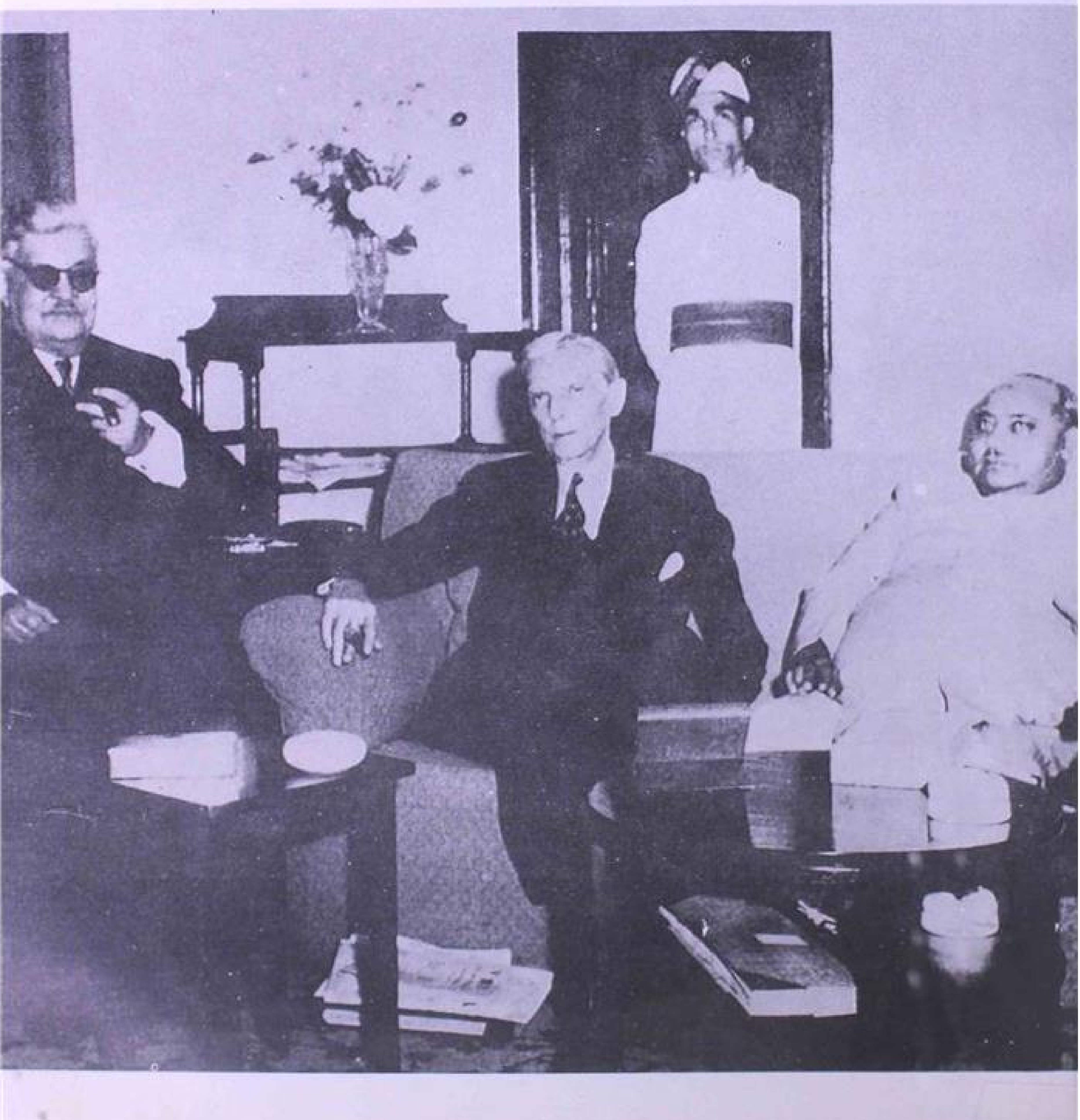
۱۹۴۵ء میں وائسرائے ہند لارڈ ویول نے شملہ میں ہندوستانی لیڈروں کی ایک مشترکہ کانفرنس طلب کی۔
قائداعظمؒ کی آمد پر لارڈ ویول ان کا گرمجوشی سے خیر مقدم کر رہے ہیں۔



قائداعظمؒ شملہ میں جواہر لال نہرو کے ہمراہ۔



قائداعظمؒ شملہ میں خواجہ ناظم الدین اور سر غلام حسین ہدایت اللہ کے ہمراہ۔



تقسیم ہند کے آخری مرحلے اور منتقلیِ اختیارات سے پہلے، ۲ر جون ۱۹۴۷ء کو آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کانگریسی اور مسلم لیگی لیڈروں کا اجلاس طلب کیا۔ قائداعظمؒ اور لیاقت علی خاں نمایاں نظر آ رہے ہیں۔



میں درخواست کی کہ وہ واجب الاحترام پیشوایان مذاہب کی توہین کے انسداد کے سلسلے میں دہلی میں منعقدہ کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ قائد نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ مجھے افسوس ہے کہ میں ۱۵ اگست کو دہلی حاضر نہیں ہو سکتا میں شکار پور ہوتا ہوا شملہ جا رہا ہوں۔ لیکن کتابوں کی ورق گردانی سے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ قائد اعظم کب شکار پور گئے۔

تقسیم سے قبل یہ شہر نہ صرف کاروباری اعتبار سے بلکہ آبادی کے لحاظ سے بھی ایک بڑا شہر تھا۔ تعلیمی معیار، بلند پایہ درسگاہوں، ہنر مندی، بنکاری اور ثقافت کے لحاظ سے اسے صوبہ سندھ میں تیسری پوزیشن حاصل تھی۔ ۱۸۴۳ سے ۱۸۸۳ تک چالیس سال تک آج کل کی سکھر ڈویژن پر مشتمل اراضی پر اپر سندھ کے پانچ اضلاع ایک اضلاع ہوا کرتے تھے جن کا ہیڈ کوارٹرز شکار پور تھا شاہی بازار دیکھنے سے متعلق ہے ——— آبادی ڈیڑھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

شکلا، پنڈت روی شنکر:

صوبہ سی پی یا متوسط (اب مدھیہ پردیش) کے کانگریس کے سربراہ، دیا مندر سکیم انہی کی تخلیق تھی۔ اس سکیم کے تحت جو نصاب بنایا گیا اس میں ہندو ثقافت، ہندو دیوی دیوتاؤں اور ہندو ہیروز کے بارے میں مفصل اسباق پڑھائے جانے لگا۔ اس قسم کے خالص ہندوانی رنگ کے نصاب تعلیم کو طلبا پر ٹھونسنے کے خلاف مسلمانوں نے بھی احتجاج کیا۔ مسلمانوں نے اس بات کا بھی اعتراض کیا کہ اسکول کے لئے لفظ مندر استعمال کیا جائے گا۔

قائد اعظم نے اس اسکیم کو مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے نقصان دہ قرار دیا اور حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مسلمانوں کے نصاب سے خارج کر دے

شکیل بدایونی:

دیکھئے سلام اے قائد اعظم۔

شمالی سرحدی صوبہ:

قائد اعظم محمد علی جناح نے متعدد مقامات پر صوبہ سرحد اور اس کے جیالوں کی بڑی تعریف کی ہے ذیل میں چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔

(۱) صوبہ سرحد کا بہبود مجھے اپنی جان سے بھی پیارا ہے

(۲) میں کسی طرح صوبہ سرحد کے مسلمانوں کو تکلیفوں اور قربانیوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا خصوصاً آزادی کے حصول میں سرحدی خواتین نے جو حصہ لیا ہے وہ بے حد قابل ستائش ہے۔

(۳) پاکستان کے حصول میں سرحدی قبائل نے جس جوش و خروش سے حصہ لیا ہے وہ قابل قدر ہے

(قائد اعظم اور صوبہ سرحد از محمد شفیع صابر)

قائد اعظم نے ۱۹۲۶ء میں اس صوبہ کی ترقی و ترویج کے لئے آواز اٹھائی اکتوبر ۱۹۳۶ء میں وہ پہلی بار صوبہ سرحد کے دورے پر تشریف لے گئے ۱۹۴۵ء میں انہیں دوبارہ صوبہ سرحد میں جانے کا موقع ملا۔ اس بار وہ نشتر آباد میں خاں بہادر محمد حسن خاں کے ہاں ٹھہرے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ پھر صوبہ سرحد گئے اور مخصوص مقامات پر جلسوں سے خطاب فرمایا۔

شمس الحسن، سید:

قائد اعظم محمد علی جناح نے جناب شمس الحسن کو ۱۱ مارچ ۱۹۳۴ء کو ہدایت کی کہ وہ انہیں مسلم لیگ کے متعلقہ تمام دستاویزات جن میں قرارداد دہلی اور قرارداد باوڑہ اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قراردادیں بھی شامل ہیں فی الفور بھجوا دیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے آفس سیکرٹری (۱۹۱۴ ـ ۱۹۴۷ء) قائد سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد اکتوبر ۱۹۴۷ء میں انہوں نے قائد سے لاہور میں ملاقات کی۔ ۱۷ اگست ۱۹۴۷ء کو بھی دہلی میں ان کی ملاقات ہوئی۔

وہ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا۔ ۱۹۰۹ء میں جب مسلم لیگ نے ادارہ روزگار ایمپلائمنٹ بیورو قائم کیا تو وہ مسلم لیگ کے سیکرٹری وزیر حسن کے دفتر سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۱۴ء میں آفس سیکرٹری بنا دئے گئے۔ وہ ۱۹۵۸ء تک مسلم لیگ سے وابستہ رہے حتیٰ کہ مارشل لاء نافذ ہو گیا اور اس وقت کی حکومت نے دیگر سیاسی جماعتوں کے ہمراہ مسلم لیگ کا ریکارڈ بھی سر بمہر کر

دیا۔

وہ قائد کے اس قدر قریب تھے کہ قیام پاکستان سے چند روز قبل قائد نے انہیں دہلی میں اپنی رہائش گاہ پر بلوایا اور اپنے ذاتی خطوط، مسلم لیگ کا ریکارڈ اور دوسری دستاویزات ان کے حوالے کیں جن کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے۔ انہوں نے اسے نہایت سلیقے سے ۹۸ جلدوں میں مرتب کیا۔ یہی جلدیں شمس الحسن کلکشن کہلاتی ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح جن دنوں لندن میں مقیم تھے آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک مشترکہ اجلاس (عبدالعزیز گروپ اور حافظ ہدایت اللہ گروپ) دہلی میں منعقد ہوا اس میں قائداعظم کو مسلم لیگ کا متفقہ طور پر صدر منتخب کر لیا گیا۔ اس ضمن میں قائداعظم کو جب قرارداد بھجوائی گئی تو انہوں نے ۱۱ مارچ ۱۹۳۴ء کو سید شمس الحسن کو ہدایت کی کہ تمام متعلقہ دستاویزات بشمول دہلی اور ہاوڑہ اجلاسوں کی قراردادیں اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قراردادیں ان کو فی الفور بھجوا دیں۔

وہ مسلم لیگ کے سرکاری ترجمان بھی تھے روزنامہ ڈان اور منشور کے ناشر ہونے کا شرف بھی حاصل رہا۔ قائد نے ایک بار فرمایا۔

"مسلم لیگ کیا ہے میں، شمس الحسن اور ان کا ٹائپ رائٹر"

انہوں نے نومبر ۱۹۸۱ء میں انتہائی کس مپرسی کی حالت میں کراچی میں انتقال کیا۔

انعام درانی نے انہیں بجا طور پر پیر الملک سے ملقب کیا۔

شمس الحسن کے نام قائداعظم کا خط:

بمبئی ۱۴ دسمبر ۱۹۲۹ء

ڈیر مسٹر شمس الحسن

مجھے ۴ دسمبر کا آپ کا لکھا ہوا خط ملا۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا کہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو مسلم لیگ کے معاملات میں کوئی توجہ نہیں دیتے۔ میرا خیال ہے اگر وہ اپنا کام نہ کر سکیں تو انہیں مستعفی ہو جانا چاہئے اس ضمن میں آپ ان سے ملیں اور حتی المقدر ان کی مدد کریں۔ جہاں تک مسلم لیگ کے مستقبل کا تعلق ہے میرا خیال ہے اس وقت آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی ضرورت نہیں۔ میں غالباً ۲۰ جنوری یا اس سے قبل دہلی میں ہوں گا اور ہم اس وقت بیٹھ کر غور کریں گے کہ ہمیں کونسے اقدامات کرنے چاہییں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

شمس الدین پیرزادہ:

تحریک آزادی کے رہنما اور قائداعظم کے گمنام رفیق۔ انہیں شعروادب سے بھی بڑی دلچسپی رہی۔

تحریک پاکستان کے جلسوں میں شرکت کی۔ مولانا حسرت موہانی کی زندگی، سیاست، شاعری اور نثر پر ۱۹۶۵ء میں ایک کتاب مکمل کی محکمہ ڈاک میں ۴۳ سال ملازمت کی اور ۲۷ سال پنشن لی وہ ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ اور نومبر ۱۹۸۷ء میں ان کا انتقال ہوا۔

شمل، ڈاکٹر اینی میری:

جرمن مستشرق اور ماہر اقبالیات۔ انہیں ۱۹۶۵ء میں ستارہ قائداعظم کا اعزاز ملا۔ وہ جرمنی کے قصبے ایرفورٹ میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۴۱ء میں انہوں نے برلن یونیورسٹی سے عربی، فارسی ترکی اور تاریخ ادیان کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۴۶ء میں ماربورگ یونیورسٹی سے اسلامیات میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری لی اور پھر وہیں ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئیں۔ ۱۹۵۱ء میں ماربورگ یونیورسٹی سے تاریخ ادیان میں ڈاکٹریٹ کی دوسری ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۹ء تک ترکی میں قیام کیا اور انقرہ یونیورسٹی کے شعبہ الہیات میں اسلامیات کی پروفیسر مقرر ہوئیں۔ ۱۹۶۷ء سے ہارورڈ یونیورسٹی میں سربراہ شعبہ مسلم ثقافت اور پروفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔

اسلامیات، اقبالیات اور مطالعہ پاکستان کے ضمن میں ان کی اعلیٰ علمی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان کی طرف سے انہیں ۱۹۶۵ء میں ستارہ قائداعظم اور بعد ازاں ہلال امتیاز کا اعزاز دیا گیا۔ اس سلسلے میں سندھ یونیورسٹی کی طرف سے انہیں ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری بھی ملی۔ ۱۹۷۶ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد نے بھی انہیں ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری دی۔

شملہ:

۱ جون ۱۹۱۸ء میں گورنر لارڈ ولنگڈن کی زیر صدارت وار کونسل کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں قائداعظم نے کہا تھا کہ وہ اپنے ملک کے دفاع کے لئے بے چین ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ حکومت سپاہیوں کی بھرتی چاہتی ہے اور ہم قومی فوج کا قیام چاہتے ہیں۔ لارڈ ولنگڈن نے کہا کہ اگر مقرر کو حکومت پر کوئی اعتراض ہے تو وہ اس کی شکایت دہلی یا شملہ جاکر کرے کیوں کہ میں ان معاملات کو براہ راست حل کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ۱۹۲۷ء میں انہوں نے اسمبلی کے سیشن میں شملہ میں شرکت کی اس موقع پر بھی انہوں نے دفاعی معاملات کو زیر موضوع بنایا مئی ۱۹۲۹ء میں جب مسٹر ریمزے میکڈانلڈ برطانیہ کے وزیر اعظم بنے تو وائسرائے ہند لارڈ ارون نے وائسرائے محل شملہ میں ایک ضیافت کا اہتمام کیا جس میں قائداعظم نے بھی شرکت فرمائی۔

۷ جولائی ۱۹۳۰ء کو شملہ میں اسمبلی کے سیشن میں قائد نے شرکت کی قائداعظم نے سائمن کمیشن کی بحث میں حصہ لیا۔ ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء کو شملہ میں پھر اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا تو انہوں نے اس میں شرکت کی۔

۲۳ اگست ۱۹۳۷ء کو شملہ میں اسمبلی کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں شریعت بل پر بحث میں حصہ لیا اور تقریر کی۔ ۷ اکتوبر تک قائداعظم شملہ میں ہی مقیم رہے۔

۸ اگست ۱۹۳۸ء کو شملہ میں مرکزی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو ۹ اگست کو اسمبلی میں فوج کے اخراجات میں اضافے سے متعلق تحریک التواء پیش ہوئی تو قائد نے اس کے خلاف تقریر کی۔ ۲۳ اگست کو قانون فوجداری میں ترمیم کا مسودہ پیش ہوا تو قائداعظم نے اس پر بھی تقریر کی، ۳۰ اگست ۱۹۳۹ء کے اسمبلی اجلاس میں لوکوموٹر کمپنی کی رپورٹ پیش ہوئی تو قائداعظم نے ٹیکنیکل رپورٹ قرار دیا اور کہا کہ اس پر ۱۵ ستمبر تک بحث ملتوی کی جائے ۳۱ اگست کو قائد نے خلع کے مسئلہ پر بحث میں حصہ لیا جون ۱۹۴۰ء میں شملہ میں تھے وہاں ان کی خط و کتابت لارڈ لنلتھگو سے جاری رہی۔

۲۴ جون ۱۹۴۵ء کو قائداعظم نے ۲۱ مندوبین کے ہمراہ وائسرائے سے ملاقات کی وائسرائے نے ڈیڑھ گھنٹہ تک بات چیت کی۔ بات چیت میں اقلیتوں اور ایگزیکٹو کونسل میں مسلمان ارکان کی نمائندگی کے سوال پر غور ہوا۔

۲۵ جون ۱۹۴۵ء کو شملہ کانفرنس سے لارڈ ویول نے خطاب کیا یہ کانفرنس ۲۹ جون تک جاری رہنے کے بعد ۱۴ جولائی تک کے لئے ملتوی ہو گئی ۸ جولائی کو قائد نے پھر وائسرائے سے شملہ میں ملاقات کی اور ابوالکلام آزاد کے مقابلے میں یہ موقف اختیار کیا کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے قائداعظم نے ۹ جولائی کو مسلم لیگ کے ایک جلسہ عام میں مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلایا کہ ان کے مفاد کے خلاف کوئی تجویز قبول نہیں کی جائے گی ۱۱ جولائی ۱۹۴۵ء کو قائداعظم پھر وائسرائے لارڈ ویول سے ملے ۱۴ جولائی کو کانفرنس ناکام ہو گئی اسی شام انہوں نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم لارڈ ویول کے منصوبے کو مان لیتے تو گویا یہ اپنے ہی قتل نامہ پر دستخط کرنے کے برابر تھا۔

۵ مئی ۱۹۴۶ء کو شملہ کانفرنس ہوئی۔ ۲۲ مئی ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے اپنے بیان میں کابینہ مشن کی ہندوستان میں قیام کے دوران کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا کہ ۱۶ مئی کو کیبنٹ مشن نے جو بیان جاری کیا وہ بے روح ہے اور اس میں کئی جگہ خلاء موجود ہے مجھے افسوس ہے کہ مشن نے مکمل خود مختار مملکت پاکستان کے مطالبے کو رد کر دیا ہے ہم اب بھی اس پر یقین رکھتے ہیں کہ مکمل خود مختار مملکت پاکستان کا قیام ہی ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا واحد حل ہے۔

شملہ بھارت کا مشہور شہر ہے۔ اسے بمبئی کراچی، لاہور، کوئٹہ اور دیگر بڑے شہروں کی طرح قائداعظم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا ہے یہ زیریں ہمالیہ میں ایک سطح مرتفع ہے جو ۶۲۰۰ سے لے کر ۸۰۰۰ فٹ تک بلند ہے۔ یہ تفریح گاہ ہے اور ۱۸۶۷ء سے ۱۹۴۷ تک ہندوستان کا گرمائی صدر مقام بھی رہا۔ انگریزی عہد میں یہی صوبہ پنجاب کا گرمائی صدر مقام تھا۔ ۱۸۱۴ـ۱۸۱۶ کی گورکھا جنگ کے بعد اسے فوجی دستوں کے لئے آرام اور سکون کی جگہ قرار دیا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں گورنر جنرل لارڈ ایمہرسٹ نے موسم گرما کا بیشتر وقت یہیں گزارا

اس شہر کو قائداعظم محمد علی جناح اور ان کے ساتھیوں کی میزبانی کا شرف حاصل رہا۔

۳ جولائی ۱۹۷۲ء کو یہیں پاکستان اور بھارت کے مابین

معاہدہ شملہ طے پایا تھا۔

شملہ کانفرنس:

(۱۹۴۵) کرپس مشن کی ناکامی کے بعد لارڈ ویول کو ۱۹۴۳ء میں ہندوستان کا وائسرائے مقرر کیا گیا اس سے قبل وہ ہندوستان کا کمانڈر انچیف بھی رہ چکا تھا اس کے تقرر کا مقصد فوج اور انتظامیہ کو قریب لانا اور ہندو مسلم سیاسی تناؤ کو ختم کر کے جنگی نقطۂ نظر سے ملکی وحدت کو برقرار رکھنا تھا۔

مارچ ۱۹۴۵ء میں لارڈ ویول حکومت برطانیہ کے بلانے پر انگلستان گیا اور اسے ہندوستان کی تازہ سیاسی صورت حال سے آگاہ کیا۔ اسی اثناء میں مئی ۱۹۴۵ء کو جرمنی نے ہتھیار ڈالے تو یورپ میں جنگ ختم ہو گئی اس کے بعد ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنا اور بھی ضروری ہو گیا تھا کیوں کہ یہ بات واضح تھی کہ اب ہنگامی حالات کا بہانہ نہیں چلے گا لہٰذا حکومت کے لئے لازم تھا کہ وہ جنگ کے دوران کئے ہوئے وعدوں کو جلد از جلد پورا کرے۔

۱۴/جون ۱۹۴۵ء کو ایل ایس ایمرے سیکرٹری آف سٹیٹ برائے ہندوستان نے برطانوی دارالعوام میں ایک اعلان میں مندرجہ تجاویز پیش کیں۔

۱۔ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کو از سر نو منظم کیا جائے گا اس میں اہم سیاسی جماعتوں کو نمائندگی حاصل ہو گی۔ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو مساوی نمائندگی دی جائے گی۔

۲۔ کمانڈر انچیف کے علاوہ ایگزیکٹو کونسل کے تمام ارکان ہندوستانی ہوں گے اس کو رکن جنگ کی حیثیت حاصل ہو گی اور جب تک دفاع حکومت برطانیہ کی ذمہ داری ہے یہ نظام رائج رہے گا۔

۳۔ امور خارجہ کا شعبہ (سوائے قبائلی علاقے اور سرحدیں) جو کہ تاحال وائسرائے کے ذمہ تھا۔ اب جہاں تک برطانوی مفادات کا تعلق ہے کسی ہندوستانی کے سپرد ہو گا۔

۴۔ اس ایگزیکٹو کونسل کی تشکیل حکومت خود اختیاری کی طرف پہلا قدم ہے اس کے ارکان کا انتخاب گورنر جنرل سیاسی قائدین کے مشورے سے کرے گا تاہم ان کی تقرری کی توثیق ملک معظم کی حکومت سے لی جائے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وائسرائے ہندوستان کے اہم سیاسی راہنماؤں کی کانفرنس بلائے گا اگر یہ مقصد حاصل ہو گیا تو اس کا خاطر خواہ اثر صوبوں پر بھی ہو گا جن صوبوں میں گورنر راج نافذ ہے وہاں نمائندوں پر مشتمل حکومت قائم کی جائے گی جس میں تمام فرقہ وارانہ فضا خوشگوار رہے اور وزراء اپنی ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ بر آ ہو سکیں

۵۔ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل موجودہ دستوری ڈھانچہ کے اندر کام کرے گی

۶۔ گورنر کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اپنی کونسل کا فیصلہ مسترد کر دے مگر وہ بلا وجہ اس اختیار کو استعمال نہیں کرے گا۔

۷۔ وائسرائے کی وساطت سے تاج برطانیہ اور ہندوستان کی شاہی ریاستوں کے تعلقات حسب سابق قائم رہیں گے۔

لارڈ ویول اڑھائی مہینے کے قیام کے بعد اپنے منصوبے کی برطانوی کابینہ سے منظوری لے کر واپس آیا اور اس نے ۲۵ جون ۱۹۴۵ء کو شملہ میں ہندوستان کے سیاسی رہنماؤں کی کانفرنس طلب کرنے کا فیصلہ کیا

کانگریس مسلم لیگ اور چند دیگر جماعتوں کے نمائندوں کے علاوہ صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو اس کانفرنس میں مدعو کیا گیا۔ ۲۱ سیاسی رہنماؤں کو دعوت دی گئی قائد اعظم نے ان تجاویز کو مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی میں غور کرنے کے لئے وائسرائے سے دو ہفتے کا التواء چاہا لیکن وہ نہ مانا۔ اگرچہ یہ تجاویز بھی مسلمانوں کے لئے کرپس تجاویز سے مختلف نہ تھیں کیوں کہ ان میں تصور پاکستان کو نظر انداز کر دیا گیا تھا لیکن قائد اعظم اس خیال سے شمولیت پر رضامند ہو گئے کہ شاید کوئی ایسی صورت نکل آئے اور وائسرائے پر یہ بات واضح ہو جائے کہ مسلمان ہندوستان تقسیم کروا کے اور پاکستان بنوا کے دم لیں گے۔ ایگزیکٹو میں مسلم نمائندگی کے حق کے بارے میں مسلم لیگ اور کانگریس میں اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے بات چیت تعطل کا شکار ہوئی۔ اس تعطل کو دور کرنے کے لئے اور مسلم لیگ اور کانگریس میں سمجھوتے کے لئے قائد اعظم محمد علی جناح اور مسٹر پنتھ کے درمیان گفتگو ہوئی۔ جب اس گفتگو میں بھی ناکامی ہوئی تو ۲۹ جون ۱۹۴۵ء کو وائسرائے نے تعطل دور کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ تمام سیاسی جماعتیں ایسے افراد کی فہرستیں تیار کریں جنہیں وہ ایگزیکٹو کے لئے نامزد کرنا چاہتی

ہیں۔

کانگریس نے اصرار کیا کہ وہ ہندوستان کی قومی جماعت ہے لہٰذا مسلمانوں کی نمائندگی کا حق بھی اسے حاصل ہے مگر مسلم لیگ نے تسلیم نہ کیا اور اس نے اس سلسلے میں یہ مطالبہ کیا کہ سابق لارڈ لنلتھگو کی اگست ۱۹۴۰ء والی پیش کش کے طریقے کو اختیار کیا جائے مسلم لیگ نے مزید دو مطالبے کئے

۱۔ مسلمان نمائندوں کی نامزدگی کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہونا چاہئے۔

۲۔ اگرچہ وائسرائے نے وعدہ کیا ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ویٹو کو استعمال کیا جاسکتا ہے مگر مسلم لیگ کی رائے میں عبوری حکومت کو صحیح طور پر چلانے کے لئے کوئی اور موثر تحفظ ہونا چاہئے۔

اس سلسلے میں لارڈ ویول نے جب نفی میں جواب دیا تو قائد اعظم نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ مسلم لیگ فہرست روانہ کرکے اپنے بنیادی اصولوں کو ترک نہیں کرنا چاہتی۔ ۴ جولائی ۱۹۴۵ء کو وائسرائے نے کانفرنس کی باقاعدہ ناکامی کا اعلان کیا قائد اعظم نے اس ناکامی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ویول پلان کے آخری جائزہ اور تجربے میں ہم نے پایا کہ وہ جال اور پھندا تھا۔ وہاں ایک اتحاد قائم تھا جس میں یہ سب تھے گاندھی، ہندو، کانگریس۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کے لئے قومی خود مختاری قائم ہو۔ دوسرے جغرافیائی وحدت کے منبع لارڈ ویول اور گلینسی اور خضر حیات تھے جو اس کے درپے ہیں کہ پنجاب کے مسلمانوں میں افتراق پیدا کریں۔ لارڈ ویول نے جو تجویز پیش کی اگر ہم اس پر متفق ہو جاتے تو موت کی سزا کے حکم پر خود دستخط کرنے کے مترادف ہوتا

(بشکریہ لاہور میوزیم)

شوبوائے.

دیکھئے ابوالکلام آزاد

شوکت پنجاب.

قائد اعظم محمد علی جناح نے سیالکوٹ کے جلسہ عام میں سردار شوکت حیات خاں کو شوکت پنجاب کا خطاب دیا تھا۔

حالات کے لئے دیکھئے شوکت حیات خاں سردار

شوکت حیات خان، سردار.

ممتاز سیاست دان، قائد اعظم محمد علی جناح کے ایما پر ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی

وہ ۱۹۱۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے وہیں ابتدائی تعلیم پائی پھر علیگڑھ میں داخلہ لیا کچھ عرصہ بعد لاہور چلے آئے اور یہیں سے ۱۹۳۵ء میں بی اے کیا بعد ازاں ملٹری اکیڈیمی ڈیرہ دون میں فوجی تربیت حاصل کی اور فوج میں کمیشن ملا۔ ۱۹۴۲ء میں میجر کے عہدے پر فائز ہوئے لیکن جلد ہی فوجی ملازمت ترک کرکے پنجاب کابینہ میں وزیر بن گئے ۱۹۴۶ء میں وزارت سے علیحدگی اختیار کرلی۔

پنجاب مسلم لیگ کی طرف سے اسمبلی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر مقرر ہوئے۔ تقسیم کے بعد نواب ممدوٹ کی کابینہ میں بحالیات اور مالیات کے وزیر رہے۔ ۱۹۶۴ء میں مادر ملت کو صدارتی انتخاب میں کامیاب بنانے کے لئے کام کیا۔ ۱۹۶۶ء میں معاہدہ تاشقند کے خلاف مظاہروں میں حصہ لینے کی پاداش میں گرفتار ہوئے ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۷ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اس دوران وہ مسلم لیگ کے صدر رہے۔ نومبر ۱۹۷۰ء تا اپریل ۱۹۷۷ء پیپلز پارٹی میں رہے۔ اگست ۱۹۷۷ء میں پھر مسلم لیگ میں آگئے۔

شوکت علی، مولانا.

قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھی، دسمبر ۱۹۲۴ء میں بمبئی میں مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس منعقد ہوا اس میں مولانا شوکت علی نے یہ تجویز پیش کی کہ صوبہ سرحد میں مکمل اصلاحات نافذ کی جائیں اور مختلف مسلم سیاسی ادارے باہمی صلاح و مشورے و گفت و شنید کے ذریعہ ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں قائد اعظم نے مولانا کی اس تجویز کی حمایت کی دسمبر ۱۹۲۷ء میں کلکتہ میں جناح لیگ کا جو اجلاس منعقد اس میں بھی مولانا نے شرکت کی۔ ۱۹۲۷ء میں انہوں نے قائد اعظم کے ساتھ مل کر تجاویز دہلی کی حمایت کی۔ یکم مارچ ۱۹۲۹ء سے قائد کی ان سے پھر ملاقات ہوئی اور اس میں مسلم کانفرنس میں مسلم لیگ اور قائد اعظم کی

عدم شرکت کی بحث ہوئی

۶ جون ۱۹۳۶ء کو برکت علی اسلامیہ ہال میں مسلم لیگ کونسل اور مرکزی پارلیمانی بورڈ کا جو اجلاس زیر صدارت قائد اعظم منعقد ہوا اس میں بھی مولانا نے شرکت فرمائی۔

۱۹۳۸ء میں جب قائد اعظم کی صاحب زادی دینا واڈیا نے ایک پارسی نیول واڈیا سے شادی طے کر لی۔ تو یہ شادی قائد اعظم کو بہت ناگوار گزری۔ قائد اعظم نے اس وقت یہ کام مولانا شوکت علی کے سپرد کیا کہ وہ دینا کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں اور اسے اس ارادے سے باز رکھیں ۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء کو قائد اعظم نے مولانا شوکت علی کی وفات پر مسلم لیگ کے اجلاس میں اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مولانا شوکت علی جلیل القدر انسان تھے اور اپنے نصب العین کے واسطے بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار رہتے تھے وہ میرے رفیق کار اور ذاتی دوست تھے جو راستہ مرحوم نے اختیار کیا تھا آخر تک اس پر گامزن رہے تھے اور نہایت سرگرمی اور جوش سے مسلم لیگ کے مقاصد کی حمایت کرتے رہے مولانا کا انتقال میرا ذاتی نہیں بلکہ مسلم قوم کا نقصان ہے اور ہندوستان بھر میں ان کا ماتم ہو رہا ہے۔

مولانا شوکت علی ۱۰ مارچ ۱۸۷۳ء کو عبدالعلی خاں کے ہاں رام پور (یوپی) میں پیدا ہوئے وہ مولانا محمد علی جوہر کے بڑے بھائی تھے۔ والدہ آبادی بیگم تحریک خلافت کے دنوں میں بی اماں کے لقب سے مشہور تھیں۔ دونوں بھائیوں کی تعلیم انہی کے زیر نگرانی ہوئی۔ تعلیم کے بعد مولانا ملازم ہو گئے اور سترہ سال کی خدمت کے بعد مستعفی ہو کر انجمن خدام کعبہ کی بنیاد رکھی۔

پہلی عالمی جنگ میں مولانا محمد علی کے ساتھ مہرولی۔ پھر چھندواڑے۔ بعد ازاں بیتول میں نظر بند رہے۔ ۱۹۱۹ء میں رہا ہو کر تحریک خلافت کا آغاز کیا ستمبر ۱۹۲۱ء میں کراچی میں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو فوجی خدمت سے الگ رہنے کی قرارداد کی تائید کی۔ کانگریس سے اختلاف ہوا مگر تحریک خلافت سے وقف رہے پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ آخر میں قائد اعظم سے متاثر ہو کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔

دہلی میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کیا (۲۷ نومبر ۱۹۳۸) اور جامع مسجد کے سامنے سرمد کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

شہاب الدین چودھری:

قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے اجلاس کے دوران ملک کے دستوری معاملات پر غور کرنے اور دوسرے ہندوستانی اداروں سے مشورہ کرنے کے لئے جو کمیٹی ۱۹۲۴ء میں تشکیل دی اس کے ارکان میں چودھری شہاب الدین بھی شامل تھے

وہ ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۰ء میں ایک قانونی رسالہ کریمنل لا جرنل جاری کیا۔ پھر ایک اور رسالہ جاری کیا وہ میونسپل کمیٹی لاہور کے پہلے غیر سرکاری صدر بنے پھر مدت تک مجلس وضع قوانین (پنجاب) کے صدر رہے۔

پنجابی کے شاعر بھی تھے۔ مسدس حالی کا پنجابی میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۰۷ء میں حکومت پنجاب نے زمینداروں کے مفاد کے خلاف جو قانون نافذ کیا اس کے خلاف زبردست تحریک چلائی۔

کئی زوردار نظمیں لکھیں۔ ۱۹۴۹ء میں انتقال کیا۔

شہاب الدین خواجہ:

قائد اعظم محمد علی جناح کی ان سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ پارلیمانی بورڈ کے قیام کے سلسلے میں ۱۹۳۹ء میں کلکتہ گئے۔ اس ملاقات کے بعد بھی کئی ملاقاتیں ہوئیں تقسیم سے پہلے جولائی ۱۹۴۷ء میں پھر ملاقات ہوئی

قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم کی ہدایت پر لیاقت علی خاں نے جو پہلی کابینہ بنائی اس میں خواجہ شہاب الدین نے بطور وزیر صحت شمولیت اختیار کی ۲۴ مارچ ۱۹۶۵ء تا ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات رہے

وہ ۳۱ مئی ۱۸۹۸ء کو ڈھاکا میں پیدا ہوئے۔ عربی، فارسی، بنگالی، اردو اور انگریزی پر عبور حاصل تھا ۱۹۱۸ء میں میونسپل کمشنر ڈھاکا کی حیثیت سے سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ ازاں بعد ڈھاکا یونیورسٹی کے اعزازی خزانچی (سات سال تک) رہے۔

۱۹۳۶ء میں گورنر بنگال کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن بنے
۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۰ء بنگال کی پہلی مسلم وزارت کے چیف وہپ رہے۔ ۱۹۴۸ء میں حکومت پاکستان کے وزیر داخلہ و اطلاعات مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں صوبہ سرحد کے گورنر ۱۹۵۵ء میں سعودی عرب اور ۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۱ء مصر میں پاکستان کے سفیر رہے ازاں بعد کیمرون، بنین، نائیجر، سینی گال، ٹوگو اور سیرالیون میں سفیر رہے۔ ۱۹۶۴ء میں افروایشیائی ممالک میں مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں پاکستانی موقف کی وضاحت کی۔ ۹ فروری ۱۹۷۷ء کو کراچی میں وفات پائی۔

شہباز، روزنامہ:

مشہور اخبار اس نے ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائداعظم کو لاہور میں آمد پر ایک تاریخی مقالے میں لکھا کہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) کے ۲۳۰ سال بعد قائداعظم نے اسلامیان ہند کی نشاۃ ثانیہ کا بیڑا اٹھایا ہے اور انشاء اللہ قوم کو منزل مراد تک پہنچائیں گے۔ اسے ۱۹۳۹ء میں مولانا مرتضیٰ احمد خاں مکیش نے جاری کیا ان کے ذرائع محدود تھے اس لئے انہیں کامیابی نہ ہوئی چنانچہ مولانا نے اسے یونینسٹ پارٹی کے سیکرٹری سید امجد علی شاہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

شہربانو حبیب مرچنٹ:

قائداعظم کی بھانجی، یہ ان کی دوسری ہمشیرہ مریم بائی کے بطن سے تھیں۔ وہ محترمہ فاطمہ جناح کی وفات کے بعد دسمبر ۱۹۶۷ء میں بمبئی سے کراچی آئیں اور اپنے صاحب زادے اور ممتاز ایڈووکیٹ لیاقت ایچ مرچنٹ کے ساتھ کراچی میں مقیم ہوئیں۔

شہید باغ لکھنؤ:

مہاراجا محمود آباد کا وہ باغ جہاں ۱۹۱۴ء میں قائداعظم مسلم لیگ کے جلسے کی صدارت کے لئے تشریف لائے۔ یہیں ان کی ملاقات چودھری خلیق الزمان سے ہوئی

شہید ظہور عالم:

ممتاز صحافی اور تحریک پاکستان کے کارکن۔ ان کا شمار مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کے بانی ارکان میں ہوتا ہے۔ لاہور سے روزنامہ صداقت جاری ہوا تو اس کے مدیر مقرر ہوئے مارچ ۱۹۴۱ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے پاکستان کانفرنس منعقد کی تو لاہور میں قائداعظم کی زیر صدارت مطالبہ پاکستان کے حق میں پیش کی جانے والی قرارداد کی تائید کرنے والوں میں شامل تھے۔

وہ ۱۹۲۲ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں انہوں نے فیصل آباد سے میٹرک (مسلم ہائی سکول) اور ۱۹۴۱ء میں گورنمنٹ کالج سے بی اے اور ۱۹۴۳ء میں اسلامیہ کالج سے ایم اے کیا۔

۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۱ء تک لائل پور (اب فیصل آباد) ڈسٹرکٹ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر رہے۔

مقامی انتظامیہ کی مخالفت کے باوجود فروری ۱۹۴۱ء میں حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون کی زیر صدارت پنجاب مسلم سٹوڈنٹس ایجوکیشنل کانفرنس منعقد کی۔

جب متحدہ پنجاب کے وزیراعظم سر سکندر حیات خاں نے جناح پیکٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پنجاب مسلم لیگ کو یونینسٹ پارٹی کی لونڈی بنانے کی کوشش کی تو انہوں نے علامہ اقبال کی رہنمائی میں اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ پورے پنجاب میں زبردست مہم چلائی۔

سکندر حیات خاں جب بدنام زمیندار کانفرنس کی صدارت کے لئے لائل پور گئے تو انہوں نے اپنے نوجوان ساتھیوں کے ہمراہ اس کے خلاف مظاہرہ کیا، متحدہ ہندوستان کی واحد مسلم نیوز ایجنسی اورینٹ پریس آف انڈیا سے وابستہ رہنے کے بعد جولائی ۱۹۴۴ء میں نوائے وقت کے نیوز ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنے صحافتی کیریئر کا آغاز کیا۔ اور مختصر وقفہ کو چھوڑ کر مئی ۱۹۷۰ء میں انہوں نے اپنا اخبار جاودان جاری کیا پھر روزنامہ جمہور اور صداقت میں صحافتی فرائض سرانجام دئے۔ پھر ہفتہ وار استقلال جاری کیا۔

فروری ۱۹۸۵ء میں لاہور سے صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیا مگر ناکام رہے۔

شہید گنج مسجد کا قضیہ اور ثالثی

۲۸ اور ۲۹ جون ۱۹۳۵ء کو لاہور میں لنڈا بازار میں ایک سکھ

مزدور نے لاہور کی ایک مسجد کو گرانا شروع کر دیا اور اس دوران خود مسجد کی دیوار کے نیچے آ کر ہلاک ہو گیا۔ اس کا نام میلا سنگھ تھا۔ دوسرے روز مسلمانوں نے مسجد کی شہادت کی خبر سنی تو وہ مسجد کی طرف دوڑتے چلے گئے حالانکہ گوردوارہ پر بندھک کمیٹی کے پروگرام میں مسجد کا انہدام شامل نہ تھا۔ یکم جولائی لاہور میں میاں عبدالعزیز مالواڈا ایڈووکیٹ کی قیام گاہ پر مولانا ظفر علی خان کی دعوت پر ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں چودھری افضل حق، مولانا مظہر الحق، میاں امیر الدین۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر محمد عالم نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایک اجلاس بلایا اور ایک وفد تشکیل دیا۔ اس اجلاس میں انجمن تحفظ مسجد شہید گنج کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تاہم حکومت نے بھی مسجد شہید گنج کے انہدام سے سکھوں کو روکنے کے لئے عارضی انتظام کر دیئے۔

مسلمانوں نے اس مسجد کو حاصل کرنے کے ۱۸۵۲ء میں انگریزی عدالت میں مقدمہ بھی چلایا۔ لیکن ناکام رہے۔ ۱۸۸۲ء میں مسلمانان لاہور نے اسے واگزار کرانے کی ایک اور ناکام کوشش کی۔ پھر انجمن اسلامیہ پنجاب نے ایک درخواست گزاری۔ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو رات کو سرکاری کرین نے ملٹری اور پولیس کے تعاون سے مسجد کے تمام نشانات مٹا دیئے۔ تاہم مسلمانوں کا جوش و خروش کم نہ ہوا۔ اور لاہور کی فضا بہت مکدر ہو گئی کیوں کہ تحریک کے متعدد رہنماؤں کو ۱۵ جولائی کی رات کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔

مسلمان رہنماؤں کی گرفتاریوں کے خلاف ہنگامے شروع ہو گئے جس کے نتیجے میں یکم اگست کو تیرہ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ پنجاب کے حالات جب زیادہ بگڑ گئے تو قائداعظم ثالث کی حیثیت سے ۲۲ فروری ۱۹۳۶ء کو لاہور آئے اس موقع پر انہوں نے فرمایا۔

میں لاہور میں پوری امید لے کر آیا ہوں کہ مختلف قوموں کے لیڈر شہید گنج کے مسئلے میں سمجھوتہ کرانے میں میری مدد کریں گے۔ ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ شہید گنج سے زیادہ اہم معاملات ہمارے سامنے ہیں جسے ہم سب نے مل کر حل کرنا ہے۔ دوسرے دن انہوں نے گورنر پنجاب سے ملاقات کی گورنر پنجاب نے کہا کہ۔

اگر سول نافرمانی بند کر دی جائے اور مسلمان مسجد کی بازیابی کے لئے آئینی طریق سے جدوجہد کریں تو میں تمام قیدی رہا کرنے کو تیار ہوں۔

بالآخر قائداعظم کی گورنر سے بات چیت کے نتیجے میں تمام قیدی رہا کر دیئے گئے۔ زمیندار، احسان اور سیاست کی ضمانتیں واپس کر دی گئیں اور سنسر بھی اٹھا لیا گیا۔ مسٹر جناح سکھ لیڈروں سے بھی ملے اور انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ۔

جذبہ مصالحت اور ہم وطنی کا خیال کر کے مسلمانوں کے ساتھ کوئی معقول سمجھوتہ کر لیں۔ ملکی مفاد کے پیش نظر فرقہ وارانہ کشیدگی نہ سکھوں کے لئے مفید ہے اور نہ مسلمانوں کے لئے۔ سکھ لیڈروں نے قائد کا احترام کیا۔ اور وہ انہیں اپنے ساتھ شہید گنج دکھانے کے لئے لے گئے۔

قائداعظم نے دو ہفتے تک لاہور میں قیام کیا۔ ۱۵ مارچ ۱۹۳۸ء کو انہوں نے لاہور سے روانگی سے قبل ایک بیان جاری کیا جس میں انہوں نے کہا تھا۔

میں دیکھتا ہوں کہ صورت حال میں ایک نمایاں تغیر پیدا ہوا ہے۔ اور فضا سازگار ہو گئی ہے۔ سکھ اور مسلم قائدین کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جانبین ایک قابل قبول مفاہمت کے لئے ان کے درمیان یکجہتی اور محبت کا رشتہ استوار ہو جائے۔

قائداعظم نے اس موقع پر انجمن مصالحت قضیہ شہید گنج بھی تشکیل دی اور اس انجمن کی رکنیت کے لئے نام بھی پیش کئے۔ وہ انہی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

شہید گنج مصالحتی کمیٹی

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۶ء میں مسئلہ شہید گنج کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے اور ۷ مارچ کو دہلی روانہ ہونے سے قبل انہوں نے مندرجہ ذیل احباب پر مشتمل شہید گنج کمیٹی قائم کی۔

۱۔ علامہ اقبال
۲۔ میاں عبدالعزیز بار ایٹ لاء
۳۔ راجہ نریندر ناتھ
۴۔ پنڈت نانک چند
۵۔ سردار بہادر بوٹا سنگھ

۶۔ سردار اجل سنگھ
۷۔ سردار سپورن سنگھ
۸۔ خان بہادر میاں احمد یار خان دولتانہ
۹۔ مولانا عبدالقادر قصوری

شیدا، مولوی محمد عظیم

قیام پاکستان اور تحریک خلافت کے معروف کارکن۔ وہ ۱۸۵۸ء میں اپنے آبائی قصبے نصیر آباد میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک معروف ادیب بھی تھے۔

انہیں سندھی زبان میں سیرت النبی کے موضوع کے بارے میں ایک کتاب لکھنے پر قومی ایوارڈ بھی ملا تھا۔ ۷۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو نصیر آباد (لاڑکانہ) میں انتقال کیا۔

شیر سرحد

دیکھئے عبدالقیوم خان

شیرف آف بمبئی

دیکھئے شانتارام چالی

شیر محمد پاکستانی

تحریک پاکستان کے رہنما۔ انہوں نے ڈیرہ غازی خان میں مسلم لیگ قائم کی اور اس کے ضلعی صدر کی حیثیت سے قائداعظم کا پیغام جگہ جگہ پہنچایا۔ وہ ۱۹۱۸ء میں ڈیرہ غازی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ڈیرہ غازی خان میں مسلم لیگ کے قیام کے بعد مسلم لیگ کے تمام اجتماعات اور جلوسوں میں شرکت اور اکثر میں ان کی قیادت کی۔ انگریزوں کے ظلم وستم کا نشانہ بھی بنتے رہے۔ مالی پریشانیوں کے باوجود انہوں نے کبھی کوئی ایسا کام نہ کیا جس سے ملک وقوم کی آن پر حرف آتا۔ غرض کہ انہوں نے تحریک پاکستان کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

وہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

از غلام حسین برادر حقیقی شیر محمد پاکستانی مرحوم بلاک نمبر ۲۸ مکان نمبر ۲۰ ڈیرہ غازی خان۔

شیریں جناح

جناح ٹرسٹ کراچی کی صدر۔ قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ محترمہ

وہ اپنی بہن محترمہ فاطمہ جناح کی وفات کے بعد ۱۹۶۷ء میں بھارت کے شہر پونا سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائی تھیں۔ وہ شیریں جناح ٹرسٹ کی صدر تھیں اور فلیگ سٹاف ہاؤس کی فروخت کی مخالف تھیں۔ اس سے قبل وہ قائداعظم کے چہلم پر ۱۹۴۸ء میں اور پھر ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئیں۔

وہ ۱۸۸۰ء میں بمبئی میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کا ایک ہی بیٹا اکبر جعفر تھا جس کا مئی ۱۹۷۹ء میں طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنا مرہٹہ پیلس کراچی گرلز میڈیکل کالج کے قیام کے لئے بطور عطیہ دے دیا تھا۔ اور اپنی وصیت میں اپنی املاک کا چوتھا حصہ شیریں جناح ٹرسٹ کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ ٹرسٹ کے ارکان میں عبادت یار خان ایڈووکیٹ۔ مسٹر اے کے بروہی جسٹس ظہور الحق اور ڈاکٹر علوی شامل ہیں۔ انہوں نے ۱۹۷۶ء میں لندن میں قائداعظم فاؤنڈیشن کے قیام کی تجویز پیش کی تھی یہ فاؤنڈیشن مارچ ۱۹۸۱ء میں قائم کی گئی اور قائداعظم کے محقق جناب رضوان احمد اس کے سیکرٹری بنے۔

انہوں نے ۲ دسمبر ۱۹۸۰ء بروز منگل ۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کو کراچی میں انتقال کیا اور ان کی وصیت کے مطابق مزار عبداللہ غازی کے احاطہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ مولانا شیخ غلام حسین نے پڑھائی۔

شیریں جناح

قائداعظم کی ہمشیرہ نے قائداعظم کی ۹۷ ویں سالگرہ کے موقع پر ۲۴ دسمبر ۱۹۷۳ء کو کراچی میں قوم کے نام ان خیالات کا اظہار کیا۔

ہر سال قائداعظم کا یوم ولادت بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے اس موقع پر میں سمجھتی ہوں کہ قائداعظم نے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے جو کام کیا اور انہوں نے جو کامیابیاں حاصل کیں انہیں سمجھنے کے لئے آج پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ پاکستان کے قیام کا محرک کیا تھا آج پوری طرح واضح ہو چکا ہے۔ اور پاکستان کے دشمن بھی کھل کر

سامنے آگئے ہیں۔ اگرچہ قائداعظم نے اپنی زندگی میں جو کچھ کیا شائع شدہ حالت میں موجود ہے لیکن جس پس منظر میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان پر پوری طرح روشنی نہیں ڈالی گئی اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ موجودہ نسل کو اُس وقت کے حالات سے آشنا نہیں ہے اس لئے ان لوگوں پر ہر طرح لازم آتا ہے کہ اس پس منظر اور ان حالات کی وضاحت کریں جن میں قائداعظم نے اپنے خیالات وافکار کا اظہار کیا اور قوم کو قیمتی مشورے دیئے۔

(صد سالہ یوم پیدائش پر پیغام)

اس سال (۱۹۷۶) ۔ ہم قائداعظم کا سو سالہ یوم پیدائش منا رہے ہیں۔ ہم نے اس سال ان کے نظریات اور کارناموں کا مطالعہ کرنے اور ہم عصر شخصیات اور واقعات پر ان کے اثرات کو سمجھنے کی کوشش کی ہے ہم نے تاریخ کے حقائق کی تحقیقات کرنے کی جدوجہد کی ہے تاکہ ان کے کارناموں کا صحیح تجزیہ کیا جا سکے۔ اور ان کی زندگی کے ہمہ گیر اثرات اور ان کی قیادت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ ان میں بتدریج رہنمائی کرنے کی صلاحیت تھی جس کی وجہ سے ان کے عقیدت مندوں کا وقار اور عزت نفس برقرار رہتی تھی۔ ہمیں یہ معلوم کر کے انتہائی اطمینان ہوتا ہے کہ ان کی جدوجہد صرف سیاسی نوعیت کی نہیں تھی بلکہ اس کی بنیادیں انسان کی زندگی کے تمام شعبوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔

شیریں وہاب

تحریک پاکستان کی ممتاز رہنما۔ صوبہ سرحد میں خواتین مسلم لیگ کی بنیاد رکھی جسے قائداعظم نے بے حد سراہا۔

وہ ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ کو پشاور میں خان بہادر قاضی میر احمد خاں کے ہاں پیدا ہوئیں۔ والدین نے انجم آرا نام رکھا لیکن بعد ازاں شیریں وہاب کے نام سے مشہور ہوئیں۔ کوئین میری کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ اردو انگریزی اور پشتو پر دسترس حاصل تھی۔

اپریل ۱۹۳۴ء میں پشاور کے مشہور وکیل قاضی عبدالوہاب سے شادی ہوئی۔ صوبہ سرحد کے گورنر کی اہلیہ کے کہنے پر گرل گائیڈ تحریک میں کام شروع کیا۔ دوسری جنگ عظیم میں دو گھنٹے روزانہ گورنمنٹ ہاؤس جا کر محاذ جنگ میں زخمی سپاہیوں کے لئے پٹیاں اور امدادی سامان بھجواتیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد صوبہ سرحد میں آل انڈیا وومن ایسوسی ایشن کی شاخ قائم کی۔ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ صوبہ سرحد میں خواتین مسلم لیگ کی بنیاد پڑی تو وہ اس کی جنرل سیکرٹری بنیں۔ انہوں نے خواتین کو مسلم لیگ کارکن بنانے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔

پشاور میں گھر گھر جا کر عورتوں کو مسلم لیگ اور قائداعظم کا پیغام پہنچایا۔ صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کے دوران خواتین کے احتجاجی جلسوں کا انتظام کرایا۔

قیام پاکستان کے بعد خواتین مسلم لیگ کی جگہ اپواء کی تحریک میں کراچی کانفرنس میں پشاور کی عورتوں کی نمائندگی کی۔ چنانچہ واپس پشاور آ کر اپوا کی تحریک کا آغاز کیا اور ۹ سال تک اس کی جنرل سیکرٹری رہیں۔

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں صوبہ سرحد سے قومی اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں۔

۱۲ اگست ۱۹۸۳ء کو پشاور میں وفات پائی۔

شیعہ سنی مسئلہ

قائداعظم محمد علی جناح نے متعدد بار شیعہ سنی مسئلے کی وضاحت کی۔ آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس کے صدر سید علی ظہیر کے ایک مکتوب مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۴۴ء کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ :

مجھے یقین ہے کہ شیعوں کی اکثریت مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔ اور ان میں سے کچھ لوگ جو غلط فہمی کی بناء پر مسلم لیگ سے باہر ہیں۔ وہ میرے خیال میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار نہ کر کے غیر دانشمندی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ مسلم لیگ انصاف اور مساوات پر یقین رکھتی ہے۔ اور ہمیشہ ان بنیادی اصولوں پر قائم رہے گی اور شیعوں کو یہ سوچنے کی قطعی ضرورت نہیں کہ ان کے ساتھ مسلم لیگ میں اچھا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانان ہند کے درمیان کسی قسم کی تفریق پیدا کرنا مسلم موقف کے حق میں مضرت رساں ہو گا۔ اور مجھے اس کا کوئی جائز موقع و محل بھی نظر نہیں آتا۔ شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے سیکرٹری کے نام ایک ٹیلی گرام بمورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں بھی قائد نے انہی خیالات کا اظہار کیا۔

شیفرڈ ہوٹل

(قاہرہ) ۱۹۴۶ء میں جب قائداعظم لندن سے واپس آئے تو انہوں نے قاہرہ میں مصر کے وزیر اعظم نقراشی پاشا سے شیفرڈ ہوٹل میں ملاقات کی اس ہوٹل میں قیام کا انتظام عرب لیگ نے کیا تھا۔

شیکسپیئر:۔

۱۹۴۰ء میں قائداعظم نے یوم اقبال کے دوسرے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں کہا۔

شعراء اقوام میں جان پیدا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس موقع پر ملٹن، شیلے، بائرن اور کارلائل کے ساتھ شیکسپیئر کا نام بھی لیا۔ اور کہا کہ ان حضرات نے قوم کی بے بہا خدمت کی ہے۔ لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ اقبال نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔

کارلائل نے شیکسپیئر کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز کا ذکر کیا کہ جب اسے شیکسپیئر اور دولت برطانیہ میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تو اس نے کہا کہ میں شیکسپیئر کو کسی قیمت پر نہ دوں گا۔ گو میرے پاس سلطنت نہیں لیکن اگر سلطنت مل جائے اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آئی تو میں اقبال کو منتخب کروں گا۔

شیکسپیئر کا شمار عظیم ترین انگریز شاعروں اور ڈرامہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ وہ انگلستان میں ۱۵۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ لارڈ چیمبرلین کے مصاحبوں کے گروہ میں شامل رہے۔ علاوہ گلوب تھیٹر میں بھی حصہ ڈالا۔ ڈرامے بھی لکھے جن کی تعداد ناقدین کے مطابق ۳۸ ہے۔ ابتداء میں فرانسس بیکن کو اور بعد ازاں ارل آف آکسفورڈ کو ان کے ڈراموں کا مصنف قرار دیا گیا تھا۔

۱۶۱۶ء میں ان کا انتقال ہوا۔

شیکسپیئرین ڈرامیٹک کلب

قائداعظم محمد علی جناح نے جب لندن میں بیرسٹری کی تعلیم مکمل کر لی تو وہ کچھ عرصہ لندن میں مقیم رہے اس دوران انہوں نے شیکسپیئرین ڈرامیٹک کلب کی نہ صرف رکنیت اختیار کی بلکہ ایک ڈرامے میں رومیو کا کردار بھی ادا کیا۔

یہ بات انہوں نے ۱۹۴۶ء میں لندن میں مقیم کراچی کے روزنامہ ڈان کے نمائندے ذکریا نسیم کو بتائی۔

شیلانگ

بھارت کے صوبہ آسام کا شہر۔ ۴ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم آسام کے اس شہر میں تھے اس دن کی مصروفیات ملاحظہ ہوں۔

صبح سر محمد سعد اللہ اور عبدالمتین چودھری قائد اعظم سے ملے پھر صوبے کے بہت سے کھاسی لیڈر ملنے آئے جو خاصا عرصہ ساتھ رہے۔ خان بہادر سعید الرحمٰن اور خان بہادر عطاء الرحمٰن بھی ملنے آئے۔ ملاقاتیوں کے ایک ہجوم سے جو گورنر ہاؤس میں موجود تھا ملاقات کی۔ دوپہر کو گورنر آسام سے ملے۔ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے استقبالیہ دیا۔ آپ نے سپاسنامے کا جواب دیا۔ سبز مسجد کے میدان میں خواتین کے جلسے سے خطاب کیا پولو گراؤنڈ میں منعقدہ ایک جلسہ عام میں تقریر فرمائی اس اجتماع میں ہندو اور قبائلی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ جلسہ عام کے بعد قائد اعظم بذریعہ کار شیلانگ سے گوہاٹی روانہ ہو گئے۔

شیلے

دیکھئے شیکسپیئر

شیو:۔

قائد اعظم محمد علی جناح شیو کے لئے بلیڈ استعمال نہیں کرتے تھے۔ ان کے پاس شیونگ بکس میں سات استرے رکھے رہتے تھے۔ اس طرح ہر استرے سے شیو بنوانے کی باری ایک ہفتہ کے بعد ایک روز آتی تھی۔ جس کے لئے وہ مخصوص تھا۔ یہ بات محمد یوسف مورو نامی ہیر ڈریسر نے اپنی وفات سے قبل کراچی کے ایک روزنامے کو بتائی تھی۔ محمد یوسف مورو کو قیام پاکستان کے وقت سے پہلے سے لے کر قائد اعظم کے گورنر جنرل بننے تک ان کی شیو بنانے اور بال کاٹنے کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ اس بات کی تائید ان کے ایک دوسرے ہیر ڈریسر محمد صدیق جگو نے بھی کی۔ ان دونوں صاحبان نے متفقہ طور پر کہا کہ قائد اعظم

وقت کی پابندی کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ اگر مقررہ وقت سے پانچ منٹ بھی دیر ہو جاتی تو وہ شیو بنوانے سے انکار کر دیتے تھے۔ وہ نفاست پسندی کے بھی قائل تھے قائد اعظم کی شیو بناتے وقت وہ چار تولئے استعمال کرتے تھے۔ ان میں سے ایک سے وہ خود اپنے ہاتھ صاف کرتے دوسرے سے ریزر صاف کیا جاتا تیسرا تولیہ شیو کے وقت قائد اعظم استعمال کرتے جب کہ چوتھے تولیہ سے ان کا چہرہ صاف کیا جاتا تھا۔ شیو کے دوران استعمال ہونے والے تولئے اسی وقت دھلنے کے لئے دے دیئے جاتے تھے۔

محمد یوسف مورو قیام پاکستان کے بعد کراچی میں فرقہ ورانہ فسادات کی خبریں روزانہ قائد اعظم کو سناتے۔ ایک روز قائد نے موثر لہجے میں فرمایا مسلمان پاکستان چاہتے تھے اور وہ بن گیا۔ وہ اب اور کیا چاہتے ہیں۔ فساد کر کے انہوں نے پاکستان کے دامن کو داغدار کر دیا ہے۔ انہیں ہر ماہ قائد اعظم ۳۵ روپے اپنی جیب سے ادا کرتے تھے۔ جب کہ محمد صدیق جگو نے بتایا کہ قائد اعظم کوئٹہ سے کراچی جانے لگے تو ان کے اے ڈی سی نے بل دینے کو کہا جب میں نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ قائد اعظم کا حکم ہے اس پر میں نے ایسے ہی کچھ رقم بنا دی جو مجھے فوراً ادا کر دی گئی۔ محمد صدیق جگو نے بتایا کہ جب لوگوں کو پتہ چلتا تھا کہ میں قائد اعظم کی شیو بناتا ہوں تو وہ میرے ہاتھ چومتے تھے۔

جنگ لاہور

۷ جون ۱۹۸۵

ص

صابر مزنگوی

دیکھئے رفیق صابر مزنگوی

صادق الخیری

علامہ راشد الخیری کے فرزند

قائد اعظم محمد علی جناح جب جنوری ۱۹۴۰ء میں عربک کالج دہلی میں مسلم لیگ کے جلسے میں شرکت کرنے کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے قائد سے اپنی البم پر سعدی خیری (بھتیجے) کے توسط سے آٹوگراف لیا۔ یہ آٹوگراف انگریزی میں تھا۔

وہ ۱۱ مئی 1915ء کو دہلی میں پیدا ہوئے انہوں نے ۱۹۳۷ء میں ایم اے کیا۔ اور شعبہ اشتہارات میں ملازمت اختیار کر لی۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

تصانیف:۔ نشیمن، اے عشق کہیں لے چل، بنت قمر، منجدھار، شمع فروزاں، یاحبیبی، بداماں، مری زندگی فسانہ (آپ بیتی)

۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء کو دل کا دورہ پڑنے سے بعمر ۷۴ سال کراچی میں انتقال کیا۔

صادق محمد خان عباسی، امیر

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما امیر آف بہاولپور۔ ۱۹۳۰ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کو اپنی ریاست کا قانونی مشیر مقرر کیا تھا۔ اسی زمانے سے ان کے اور قائد اعظم کے دوستانہ تعلقات استوار ہو گئے انہوں نے قائد اعظم کے مشورے سے ریاست کے وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات خان کو فوری طور پر برطرف کر کے ریاست سے نکل جانے کا حکم دیا۔ وہ قائد اعظم کی بے حد عزت کرتے تھے اور ان کے ہر حکم پر لبیک کہنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ انہوں نے متعدد بار قائد اعظم محمد علی جناح سے ریاستی امور کے بارے میں بات چیت کی۔

قائد اعظم محمد علی جناح کے دوستوں میں ان کا شمار ہوتا تھا ان کی دوستی کا آغاز اس وقت ہوا جب چولستان کے بنجر علاقے

کو آباد کرنے کے لئے دریائے ستلج سے نہریں نکالنے کی سکیم منظور کی تو کروڑوں روپوں کی ضرورت تھی۔ اس سکیم کے لئے گورنمنٹ ہند سے قرضہ کی درخواست کی گئی اور قرضہ کی شرائط طے کرنے کے لئے ماہر قانون کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح کو مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد دونوں رہنماؤں کے مابین تعلقات اس حد تک استوار ہو گئے تھے کہ قائد نے سر صادق خان کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اظہار کیا لیکن نواب بہاول پور نے معذرت چاہی۔

قائداعظم جب بھی کراچی تشریف لاتے تو ان کا قیام ہمیشہ بہاول پور ہاؤس ملیر میں ہوتا۔ نواب صاحب قائد کا اتنا احترام کرتے تھے کہ ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو جب قائداعظم آخری بار کراچی پہنچے تو ان کی آمد سے پہلے نواب بہاول پور نے بیرون ملک سے اپنے وزیراعظم کو اور بہاول پور کے سٹیٹ کمانڈنگ جنرل مارڈن کو بذریعہ کیبل حکم بھجوایا کہ قائداعظم نئی وجود میں آنے والی مملکت کے سربراہ ہونے والے ہیں۔ گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالنے کے بعد چار روز پہلے جونہی وہ ملیر کراچی تشریف لائیں تو بہاول پور کی فرسٹ انفنٹری بٹالین کوٹھی کے گیٹ پر قائد کو گارڈ آف آنر پیش کرے اور سربراہ مملکت کے مطابق ان کا استقبال کیا جائے۔

وہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بروز جمعہ بہاول پور میں پیدا ہوئے۔ تین سال کی عمر میں والد کے ہمراہ حج پر گئے والد ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء کو وطن واپس آتے ہوئے راستے میں عدن کے مقام رحلت کر گئے۔ انہوں نے تعلیم کا آغاز ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء سے کیا کچھ عرصہ کے لئے تعلیم حاصل کرنے انگلستان چلے گئے اور ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۱ء تک ایچی سن کالج لاہور میں تعلیم پائی ۱۰ مارچ ۱۹۲۴ء کو وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ نے ان کی رسم تاجپوشی ادا کی۔ ۱۹۲۴ء میں فوج کی تعداد ۱۷۸ اور آمدنی ۴۲ لاکھ روپے تھی ان کی ذاتی دلچسپی سے فوج کی تعداد دو ہزار اور آمدنی تین کروڑ ہو گئی۔ ۱۹۳۵ء میں چار سو افراد کے ہمراہ حج کیا۔ قیام پاکستان کے وقت نواب صاحب لندن میں تھے وہ اکتوبر میں وطن واپس آئے اور انہوں نے ریاست کا ادغام مغربی پاکستان میں کیا ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء کو لندن میں انتقال کیا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔

صحافت

بانی پاکستان و بانی مسلم پریس برصغیر پاک و ہند حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے نزدیک صحافت کو کسی ملک کی ترقی میں اہم حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس ضمن میں وہ فرماتے ہیں۔

"صحافت ایک بہت بڑی قوت ہے جو فائدہ بھی پہنچا سکتی ہے اور نقصان بھی۔ اگر یہ ٹھیک نہج پر ہو تو رائے عامہ کی رہنمائی بھی کر سکتی ہے۔"

(کشمیر کے صحافیوں سے قائد کی بات چیت)

صحرائی، غلام غوث

۱۹۳۶ء میں جب حضرت قائداعظم محمد علی جناح صوبہ سرحد کے دورے پر تشریف لے گئے تو ان کی حفاظت کے لئے رضاکاروں کا جو دستہ تعینات کیا گیا تھا وہ اس میں شامل تھے۔ قائداعظم کی اپیل پر ہی انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی وہ یکم جنوری ۱۹۰۵ء کو طورو (مردان) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام امیر اللہ خان تھا جو سرحد کے مشہور مجاہد ہڈے صاحب کے معتقد تھے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کی مسجد میں حاصل کی پھر حضرت ہڈے کی خدمت میں رہے۔ روحانی تربیت کی تکمیل کے بعد تحریک خلافت میں حصہ لیا قلم کو ذریعہ جہاد بنایا پشاور کے متعدد اخبارات کے مدیر رہے ان میں ہفت روزہ منزل سرحد، آزاد سرحد، احرار سرحد ریختنے آواز اور پیغام سرحد شامل تھے۔ پشاور سے ایک روزنامہ ہمارا پاکستان جاری کیا۔ ۱۹۳۰ء میں انگریزوں کے خلاف شہادت کے الزام میں قلعہ بالا حصار پشاور اور اٹک میں قید رہے۔ ایک سال قید کاٹنے کے بعد دہلی چلے گئے جہاں کانگریس نیشنل گارڈ کے سالار بنا دیئے گئے۔ ان کے خلاف وہاں بھی مقدمات قائم کئے گئے اور وہاں بھی قید کاٹی۔

۱۹۳۳ء میں پشاور چلے آئے۔ وہاں بھی غازی عبدالرشید کی اعانت کے جرم میں انہوں نے ایک سال قید سخت کاٹی اور یہ عرصہ ہری پور جیل میں گزارا۔

فروری ۱۹۴۷ء میں تحریک پاکستان کی جدوجہد کے دوران کانگریس وزارت نے گرفتار کر لیا ۳ جون ۱۹۴۷ء کو رہا ہوئے۔ سرحد میں ریفرنڈم میں قلمی جہاد کرتے ہوئے کانگریس کی سازشوں کو ناکام بنایا۔

صدر (آل انڈیا مسلم لیگ)

دہلی میں مسلم لیگ دو گروہوں عبدالعزیز گروپ اور خان بہادر حافظ ہدایت اللہ گروپ میں بٹی ہوئی تھی۔ مسلم لیگ کے ممتاز راہنماؤں کی شب و روز کی مساعی سے دونوں گروپوں کا مشترکہ اجلاس ۴ مارچ ۱۹۳۴ء کو ہوا اور متفقہ طور پر قائد اعظم کو مسلم لیگ کا صدر اور حافظ ہدایت اللہ کو اعزازی سیکرٹری منتخب کر لیا گیا۔ ازاں بعد قائد اعظم ہمیشہ اس کے صدر منتخب ہوتے رہے۔

صدر اولمپک ایسوسی ایشن

۱۳۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو حضرت قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔

صدر (دستور ساز اسمبلی)

قیام پاکستان سے چار روز قبل یعنی ۱۰ اگست کو دستور ساز اسمبلی کا اجلاس جوگندر ناتھ منڈل کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اگلے روز یعنی ۱۱۔ اگست ۱۹۴۷ء کو حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کو دستور ساز اسمبلی نے انہیں صدر منتخب کر لیا انہوں نے صدارتی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگر ہم مملکت پاکستان کو خوش حال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس مملکت کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ایک جگہ پر جمع ہونا چاہئے۔"

ان کی تقریر کا متن یہ ہے۔

مجھے اس خود مختار اسمبلی کا پہلا صدر منتخب کر کے جو عزت ایوان نے بخشی ہے میں اس پر شکر گزار ہوں۔ میں ان ارکان کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے میری خدمات کو سراہا۔ اور میری کارکردگی کا ذکر کیا۔ مجھے امید ہے کہ آپ کے تعاون اور امداد سے ہم اس دستور ساز اسمبلی کو دنیا کے لئے ایک مثال بنا دیں گے۔ اس اسمبلی کو دو اہم کام کرنے ہیں۔ پہلا کام یہ ہے کہ پاکستان کے لئے آئندہ کا نظام حکومت تیار کیا جائے۔ اور دوسرا فرض پاکستان کی آزادی اور خود مختار وفاقی مجلس قانون ساز کی حیثیت سے کام کرنا ہے۔ ہمیں پاکستان کی وفاقی مجلس قانون ساز کا عارضی نظام حکومت مرتب کرنے میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کرنی ہیں۔ نہ صرف ہم بلکہ تمام دنیا اس منفرد اور بے نظیر انقلاب پر حیران ہے جس کے نتیجہ میں اس براعظم میں دو آزاد خود مختار حکومتیں قائم ہو رہی ہیں۔ اس عظیم خطے کو جہاں قسم قسم کے لوگ آباد ہیں۔ ایک بے مثال اور قابل عمل پلان کے تحت تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ پر امن طریقے سے عمل میں آیا ہے۔ اس اسمبلی کی کارکردگی کے بارے میں میں نے کوئی سوچی سمجھی رائے قائم نہیں کی۔ مگر میں دو ایک باتیں اس ضمن میں کہہ سکتا ہوں۔ میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ اب آپ ایک خود مختار قانون ساز مجلس کے ارکان ہیں اس طرح آپ پر بڑی نازک ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ حکومت کا پہلا فرض نظم و ضبط قائم رکھنا ہے تاکہ لوگوں کے جان و مال، عزت اور مذہبی عقائد کا تحفظ ہو سکے۔ اس وقت دو بڑی لعنتیں مسلط ہیں ان میں رشوت اور بے ایمانی بھی شامل ہیں۔ ہمیں ان کے فولادی پنجے کو توڑنا ہے مجھے امید ہے کہ آپ جلد ہی اسمبلی میں ایسے فیصلے کریں گے جن کے ذریعے ان لعنتوں کو جلد از جلد ختم کیا جا سکے گا۔ چور بازاری اور منافع خوری بھی ایسی ہی لعنتیں ہیں جو عوام کے لئے سخت مصیبت کا باعث بنتی ہیں۔ جن سے حکومت کا کام بھی مشکل ہو جاتا ہے آپ کو اس عفریت سے بھی جنگ کرنا ہے اس زمانے میں جب کہ خوراک اور ضروری اشیاء کی کمی ہے یہ چیزیں معاشرتی جرم ہیں چور بازاری کرنے والوں کو سخت ترین سزا ملنی چاہئے کیوں کہ اس سے کنٹرول کا سارا نظام اور سامان خوراک کی تقسیم درہم برہم ہو جاتی ہے دوسری چیز جو میری روح کو تکلیف پہنچاتی ہے وہ ہے بے ایمانی اور رشوت خوری ——— میں اس بات کو صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ میں کسی قسم کی رشوت یا بے ایمانی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ نہ کسی اثر کو قبول کروں گا جو براہ راست یا گھما پھرا کر مجھ پر ڈالا جائے۔

مجھے معلوم ہے کہ ہم میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ہندوستان کی تقسیم سے متفق نہیں ہیں اور بنگال و پنجاب کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہیں لیکن اب جب کہ سب کچھ ہو چکا ہے اور اسے قبول کر لیا گیا ہے۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر ایمانداری کے ساتھ قائم رہیں اور اس معاہدہ پر عمل کریں۔ میں ان جذبات سے بھی واقف ہوں جو دونوں فرقوں میں ایک دوسرے کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو کچھ ہوا کیا اس کے سوا کوئی اور صورت قابل عمل تھی؟ ——— تقسیم تو ایک

لازمی امر تھا اسے تو ہونا ہی تھا ہندوستان اور پاکستان دونوں طرف ایسے افراد ہو سکتے ہیں جو اس سے متفق نہ ہوں۔ جو اسے پسند نہ کرتے ہوں مگر میرے خیال میں کوئی اور حل اس مسئلے کا ممکن ہی نہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ جب تاریخ اپنا فیصلہ دے گی تو حقائق کی بنا پر وہ فیصلہ یہی ہو گا کہ ہندوستان کے آئینی مسئلے کا واحد حل یہی تھا۔ متحدہ ہندوستان کا تصور کبھی چل نہیں سکتا تھا۔ میرے خیال میں اس پر اصرار تباہ کن ہوتا۔ لیکن اس تقسیم سے اقلیتوں کا سوال خارج نہیں کیا جا سکتا۔ چاہے وہ ایک حکومت کی اقلیتیں ہوں یا دوسری کی۔

پاکستان میں تمام اقلیتوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ ان کو جائز حد تک زیادہ سے زیادہ آزادی دی جائے گی۔ میں پاکستان کی اقلیتوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نے تعاون کے جذبے سے کام لیا ماضی کو فراموش کر دیا۔ تنازعات اور باہمی اختلافات کو بھلا دیا تو تم میں سے ہر ایک چاہے وہ کسی رنگ۔ ذات یا عقیدے سے متعلق ہو اور اس کا تعلق کسی فرقے سے ہی کیوں نہ ہو اول و آخر اس ریاست کا باشندہ ہو گا۔ تمہارے حقوق، مراعات اور ذمہ داریاں مشترک ہوں گی اور تم ان سب میں برابر کے حصے دار ہو گے۔

اگر ہمیں پاکستان کی اس عظیم الشان ریاست کو خوشحال بنانا ہے تو ہمیں اپنی تمام تر توجہ لوگوں کی فلاح و بہبود کی جانب مبذول کرنا چاہئے۔ خصوصاً عوام اور غریب لوگوں کی جانب۔ اگر آپ نے تعاون اور اشتراک کے جذبے سے کام کیا تو تھوڑے ہی عرصے میں اکثریت اور اقلیت، صوبہ پرستی اور فرقہ بندی اور دوسرے تعصبات کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی ہندوستان کی آزادی کے راستے میں اصل رکاوٹ یہی تھی اگر یہ نہ ہوتیں تو ہم کبھی کے آزاد ہو گئے ہوتے۔ اگر یہ آلائشیں نہ ہوتیں تو چالیس کروڑ افراد کو کوئی زیادہ دیر تک غلام نہ رکھ سکتا تھا۔

یورپ خود کو مہذب کہتا ہے لیکن وہاں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک خوب لڑتے رہے۔ آج بھی وہاں بعض ریاستوں میں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک خوب لڑتے ہیں۔ وہاں کی ریاستوں میں آج بھی مذہبی افتراق موجود ہے۔ مگر ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے یہاں ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہ ہو گی یہاں ذات اور عقیدوں میں کوئی تمیز نہ ہو گی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے اور مساوی باشندے ہیں۔

آپ آزاد ہیں — آپ اس لئے آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں۔ آپ آزاد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں یا پاکستان کی حدود میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جائیں آپ کا تعلق کسی مذہب، کسی عقیدے یا کسی ذات سے ہو اس کا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے اور آپ یہ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو ہندو نہ رہے گا اور مسلمان مسلمان نہ رہے گا مذہبی مفہوم میں نہیں کیوں کہ یہ ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی مفہوم میں اس مملکت کے ایک شہری کی حیثیت سے۔

صدر مرکزی پارلیمانی بورڈ

دیکھئے مرکزی پارلیمانی بورڈ

صدر (ہوم رول لیگ)

ابتداء میں وہ اس جماعت کے رکن بنے لیکن جب اس کی بانی مسز اینی بیسنٹ کو گرفتار کر لیا گیا تو انہوں نے ہوم رول لیگ کی صدارت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ ۱۹۲۰ء میں وہ اس بنا پر مستعفی ہو گئے کہ اس کی بانی مسز بیسنٹ پر گاندھی کے افکار نے اثرات ڈال دیئے تھے۔ اور وہ مکمل طور پر ان کے دام فریب میں پھنس چکی تھیں۔ حالانکہ انہوں نے مسز بیسنٹ کی نظر بندی پر ۱۹۱۷ء میں حکومت ہند سے شدید احتجاج بھی کیا تھا۔

صدر یار جنگ

دیکھئے شروانی، مولانا حبیب الرحمٰن خان حسرت

صد سالہ تقریبات

یکم جنوری ۱۹۷۶ء سے پورے ملک میں بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی صد سالہ تقریبات کا آغاز ہوا۔ اس ضمن میں وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے مزار قائد پر حاضری دی اور پورے فوجی اعزاز کے ساتھ پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ

خوانی کی۔ مسٹر بھٹو (جو صد سالہ تقریبات کے چیئرمین تھے) کا گورنر سندھ بیگم رعنا لیاقت علی خاں، وزیر اعلیٰ سندھ مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی، وفاقی وزیر تعلیم مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، وفاقی وزراء مسٹر ممتاز علی بھٹو، مسٹر رفیع رضا، مسٹر یوسف خٹک، مولانا کوثر نیازی اور وزرائے مملکت میر افضل خان، سید قائم علی شاہ مسٹر عبدالستار گبول مسٹر یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل صوبائی وزراء اور اعلیٰ فوجی حکام نے استقبال کیا۔ مزار قائد اعظم پر تینوں افواج کے دستے بھی موجود تھے وزیر اعظم جونہی گاڑی سے اترے بگل بجا کر ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ پاک فضائیہ کے ایک دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔

وزیر اعظم کریم کلر کی پیپلز پارٹی کی وردی میں ملبوس تھے۔ انہوں نے مزار کے اندر ہونے والے تعمیری کام کا معائنہ کیا۔ وزیر اعظم ۲۵ منٹ مزار قائد پر رہے۔

یاد رہے کہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۵ء کو وفاقی حکومت کی طرف سے مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے سال ۱۹۷۶ء کو قائد اعظم کے سال کے طور پر منانے کا اعلان کیا تھا۔

پنجاب کے صوبائی وزیر اعلیٰ صادق حسین قریشی نے لاہور میں قائد کی صد سالہ تقریبات کا آغاز کیا اور کہا قائد اعظم کے اصولوں پر عمل کر کے ہی ہم ملک و قوم کو سربلند کر سکتے ہیں۔

یہ اسلامی مہینے کے مطابق ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۹۵ ہجری بروز جمعرات کی تاریخ تھی۔

وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ۲۶۔ اگست ۱۹۷۵ء کو کراچی میں بابائے ملت کی سویں سالگرہ کی تقریبات کا انتظام کرنے والی قومی کمیٹی کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"پاکستان کے سیاسی ارتقاء اور موجودہ حالات کے پیش نظر بانی پاکستان کی سالگرہ کے جشن کی زبردست اہمیت ہے۔ قائد اعظم سے وفاداری نبھانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان اصولوں سے وفاداری نبھائیں جن کا درس انہوں نے اپنی زندگی میں دیا۔"

اس اجلاس میں قائد اعظم اکیڈیمی اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے قیام کا بھی فیصلہ کیا گیا نیز پاکستان اور بیرون ملک یونیورسٹیوں میں قائد اعظم کے متعلق خاص تدریسی اور تحقیقی شعبے کھولنے کا بھی اعلان کیا گیا۔

قائد اعظم محمد علی جناح کی صد سالہ یوم ولادت منانے کے سلسلے میں ایگزیکٹو کمیٹی کا ایک اجلاس ۶ نومبر ۱۹۷۵ء کو وفاقی وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور چند اہم فیصلے کئے گئے۔ جن میں قائد اعظم اکیڈمی کا قیام۔ اسلام آباد یونیورسٹی کا نام قائد اعظم یونیورسٹی رکھنے سیمینار منعقد کرانے اور بین الاقوامی کانگریس بلانے کا اہتمام شامل ہیں۔ قائد اعظم کی یاد میں ایوارڈ قائم کرنے اور ان کی سوانح عمری تین جلدوں میں لکھنے کا بھی اعلان ہوا۔

کمیٹی کے ارکان کے نام یہ ہیں:۔

چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان
وائس چیئرمین مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ وفاقی وزیر تعلیم

اراکین:۔

(۱)۔ خان حبیب اللہ خان چیئرمین سینٹ
(۲)۔ صاحبزادہ فاروق علی خان سپیکر قومی اسمبلی
(۳)۔ خان عبدالقیوم خان وزیر داخلہ
(۴)۔ مولانا کوثر نیازی وزیر مذہبی و اقلیتی امور
(۵)۔ یوسف خٹک وزیر قدرتی وسائل
(۶)۔ ملک محمد جعفر وزیر مملکت برائے ثقافتی امور و صوبائی رابطہ
(۷)۔ وزیر مملکت برائے تعلیم
(۸)۔ مسٹر یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل آف پاکستان
(۹)۔ وزیر اعلیٰ پنجاب
(۱۰)۔ وزیر اعلیٰ سندھ
(۱۱)۔ وزیر اعلیٰ سرحد
(۱۲)۔ وزیر اعلیٰ گورنر بلوچستان
(۱۳)۔ صدر آزاد جموں و کشمیر
(۱۴)۔ یوسف بچ معاون خصوصی وزیر اعظم برائے اطلاعات
(۱۵)۔ پیر علی محمد راشدی مشیر وزارت اطلاعات
(۱۶)۔ جناب محمود علی
(۱۷)۔ راجا تری دیورائے
(۱۸)۔ ممتاز دولتانہ
(۱۹)۔ سردار شوکت حیات خان

(۲۰) ۔ سیکرٹری تعلیمات

(۲۱) ۔ کیبنٹ سیکرٹری

(۲۲) ۔ سیکرٹری اطلاعات

(۲۳) ۔ مسٹر فیض احمد فیض

(۲۴) ۔ پروفیسر کے کے عزیز

(۲۵) ۔ جملہ وائس چانسلر صاحبان

(۲۶) ۔ محترمہ شیریں بائی

(۲۷) ۔ سید شریف الدین پیرزادہ

(۲۸) ۔ ایم اے ایچ اصفہانی

(۲۹) ۔ اے کے بروہی

(۳۰) ۔ قاضی محمد عیسیٰ

(۳۱) ۔ جناب زیڈ اے سلہری

(۳۲) ۔ کے ایچ خورشید

(۳۳) ۔ بریگیڈیر این اے حسین

(۳۴) ۔ احمد ای ایچ جعفر

(۳۵) ۔ حسین امام

(۳۶) ۔ شمس الحسن

(۳۷) ۔ جی الانا

(۳۸) ۔ حبیب ابراہیم رحمت اللہ

(۳۹) ۔ ڈاکٹر رضی واسطی

(۴۰) ۔ پروفیسر شریف المجاہد

(۴۱) ۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

(۴۲) ۔ مولانا حامد علی خان

(۴۳) ۔ ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ

(۴۴) ۔ قدرت اللہ شہاب

صدیق علی خان، بیگم

نواب صدیق علی خان کی بیگم اور نوابزادہ لیاقت علی خان کی بھاوج۔

قیام پاکستان کے بعد اپنے نامور شوہر نواب صدیق علی خاں کے ساتھ سی پی (بھارت) سے ترک وطن کر کے پاکستان آ گئیں۔ ان کے شوہر جنہیں شہید ملت لیاقت علی خان کی دیرینہ رفاقت اور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا شرف حاصل تھا غیر منقسم ہندکی اسمبلی کے رکن رہے۔ آزادی سے پہلے آل انڈیا کانگریس کی مسلم دشمن پالیسیوں کے خلاف برصغیر کے مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی تو سی۔ پی مسلم اقلیتی آبادی کا پہلا صوبہ تھا جہاں مسلم لیگ نے نواب صاحب کی قیادت میں کانگریس کے خلاف عدم تعاون کی تحریک چلائی اور اس تحریک کی کامیابی میں بیگم صدیق علی خان کا بڑا حصہ تھا۔

وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون تھیں مسلمانوں بالخصوص مسلمان عورتوں میں تعلیم کے فروغ کو ان کی سیاسی آزادی، مادی ترقی اور اخلاقی وروحانی زندگی کے لئے نہایت ضروری سمجھتی تھیں۔ اسی لئے انہوں نے سی پی میں مسلمان بچیوں کے لئے اسکول کھولے اور تعلیمی ترقی کے لئے شبانہ روز محنت کی۔ کراچی میں بھی انہوں نے سکول کھولا اور اسے کالج کے مرحلے تک پہنچایا۔

جون ۱۹۸۳ء میں کراچی میں کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد انتقال کیا۔

صدیق علی خان، نواب

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما۔ نواب ہونے کے باوجود قائداعظم کی قیادت میں ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے پاکستان کے قیام کے لئے بے پناہ خدمات انجام دیں نوابزادہ لیاقت علی خان کے سیکرٹری کی حیثیت سے بھی ان کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

وہ ۱۹۰۳ء میں ناگپور میں نواب غلام محی الدین کے ہاں پیدا ہوئے انہوں نے ناگپور میں ہی تعلیم پائی ۱۹۲۹ء میں انجمن ہائی سکول ناگپور کی مجلس منتظمہ کے معتمد عمومی منتخب ہوئے اور یہیں سے انہوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۳۵ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اسی سال نیشنل گارڈ کے سالار اعلیٰ مقرر کئے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں آسٹریلوی پارلیمینٹ کے ایک تاریخی اجلاس میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ قیام پاکستان کی تحریک میں بھی دوسرے مسلمان زعماء کی طرح بھرپور حصہ لیا۔ آزادی کے بعد پاکستان آگئے اور کراچی میں مستقل رہائش اختیار کی۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کے پولیٹیکل سیکرٹری بھی رہے۔ ۱۹۵۱ء میں جب لیاقت علی خان کو راولپنڈی میں شہید کیا گیا تو انہوں نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر سنبھالا دیا اور چھتیس گھنٹے تک مرحوم

کی لاش کے ساتھ رہے۔

خواجہ ناظم الدین، محمد علی بوگرہ اور حسین شہید سہروردی کے بھی سیکرٹری رہے۔ ۱۹۵۸ تا ۱۹۶۱ء ایتھوپیا میں پاکستان کے سفیر رہے انہوں نے افریقہ میں اپنے قیام کے دوران کینیا میں مسلم لیگ قائم کی۔ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو ختم کرایا۔ آل مشرقی افریقہ کانفرنس منعقد کی۔

۱۹۳۷ء میں انہیں برطانوی حکومت نے خان بہادر کا خطاب دیا تھا لیکن انہوں نے یہ خطاب واپس کر دیا۔ ۹ جنوری ۱۹۷۴ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

صدیقی رضی الدین

دیکھئے رضی الدین صدیقی

صدیقی، عبدالرحمٰن

رکن مرکزی لیجسلیٹو کونسل۔ قائد اعظم نے ۱۹۴۶ء میں گلف نیوز کے نمائندے کو بتایا کہ مسلم ممالک کے ساتھ صدیقی صاحب کے گہرے روابط ہیں۔

وہ ۱۹۱۳ء میں بمبئی میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم پائی اوائل عمر ہی سے سیاسیات میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اور اس سلسلے میں مولانا محمد علی جوہر سے منسلک ہو گئے۔ وہ ہلال احمر کے وفد کے ساتھ ترکی بھی گئے۔ ترکی سے واپسی پر مشرق وسطیٰ کے ملکوں کا دورہ کیا واپسی پر ہندوستان میں تحریک خلافت سے وابستہ ہوگئے۔ اور بعد میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ مسلم لیگ میں آنے کے بعد کلکتہ سے مارننگ نیوز جاری کیا۔ اور خود ہی اس کی ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ کامریڈ میں بھی کام کیا۔

ملک فیروز خان نون جب رخصت پر گئے تو انہیں مشرقی پاکستان کا عارضی گورنر مقرر کیا گیا۔ اپنے گورنری کے مختصر سے دور میں انہوں نے صوبہ میں انجمن ہلال احمر قائم کی۔ نواب حمید اللہ خان والئی بھوپال ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ برسوں کلکتے میں بھی رہے۔ غالباً اسی لئے حکومت پاکستان نے انہیں مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا تھا۔ وہاں سے کراچی واپسی پر ذیابیطس میں مبتلا ہو گئے اور اس عارضے کے باعث ۲۶ مئی ۱۹۵۳ء کو کراچی کے جناح سنٹرل ہسپتال میں انتقال کیا۔

صغرا ہدایت اللہ (لیڈی غلام حسین ہدایت اللہ)

قائداعظم کے ساتھ مل کر انہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ وہ ۱۹۰۵ء میں شکارپور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے شوہر غلام حسین ہدایت اللہ قائداعظم کے انتقال کے صرف تیس دن بعد فوت ہوئے ان کا تعلق سندھ سے اور وہ امیر دوست محمد خان کی چھٹی پشت سے ہیں۔ والد کا نام محمد یعقوب خاں اوپل زئی درانی اور والدہ کا نام مراد بخت تھا۔ گھر پر ہی قرآن شریف پڑھا۔ پھر سکول میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۱۹ء میں چودہ سال کی عمر میں ان کی شادی ہو گئی۔ ساس پٹھان اور سسر کشمیر کے وکیل تھے۔ ان کے شوہر انگریز دور میں وزیر تھے۔ اور آٹھ سال تک وزیر رہے۔ اس دوران تین مرتبہ انتخابات ہوئے اور ہر مرتبہ کامیاب ہوئے۔ بمبئی میں قائداعظم کے مکان پر ان کی دعوت کی گئی اس ملاقات میں قائد نے بتایا کہ جب وہ انگلستان چھوڑ کر بمبئی آئے تو انہوں نے پہلی پریکٹس کی فیس ۴۰ روپے لی تھی۔

لیڈی غلام حسین ہدایت اللہ نے سندھ میں زنانہ مسلم لیگ کو منظم کرنے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ فروری ۱۹۴۷ء میں لاہور میں وزارت سے عدم تعاون کی تحریک شروع ہوئی تو لیڈی ہدایت اللہ صدر اور بیگم شعبان جو سندھ کی مسلم لیگ خواتین کی جنرل سیکرٹری تھیں لاہور گئیں ان دنوں قائداعظم کراچی میں تھے لیڈی صاحبہ نے ان کو فون کر کے بتایا کہ ہم لاہور جا رہے ہیں اور پھر خدا حافظ کہا۔

لیڈی غلام حسین ہدایت اللہ نے انتہائی جرات مند خاتون کی حیثیت سے ہمیشہ اپنا کردار نبھایا۔ یہاں صرف ایک واقعے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

"تحریک پاکستان اور خواتین" نامی کتاب کی مصنفہ نور الصباح بیگم صفحہ ۲۱۵ پر لکھتی ہیں۔

لاہور پہنچنے کے دوسرے روز (فروری ۱۹۴۷) جلوس ان دونوں سندھی خواتین کی قیادت میں روانہ ہوا جلوس کو سیکرٹریٹ تک جانا تھا مگر پوری سڑک پولیس سے بند تھی۔

پولیس کی قطار سے نکل کر ایک ایس پی صاحب آگے بڑھے اور بیگم ہدایت اللہ کی گردن پر ہاتھ رکھ کر بولے آپ آگے نہیں جا سکتیں بیگم۔ انہوں نے حقارت سے اس کی طرف دیکھا اور پٹھانوں کے درشت لہجے میں بولیں۔

آپ اپنا ہاتھ ہٹائیے۔ ایس پی نے ان کے تحکمانہ لہجے سے مرعوب ہو کر ہاتھ اٹھالیا توانہوں نے کہا کہ ہم سندھ سے آئے ہیں۔ اور صرف یہ جھنڈا لگانے آئے ہیں غرض کسی نہ کسی طرح وہ جلوس لے کر سیکرٹریٹ کے آہنی پھاٹک تک پہنچ گئیں جو بند تھا اور چند لڑکیوں نے اوپر چڑھ کر اسے کھول دیا۔

بہار کے ہندو مسلم فسادات میں جب بہاری مسلم کراچی آئے توانہیں کیمپوں میں بسایا گیا اور اس موقع پر بھی لیڈی ہدایت اللہ نے ان کے لئے ہر قسم کے انتظامات کئے تھے۔

صفدر، آغا محمد

قائداعظم مئی ۱۹۲۴ء میں جب لاہور تشریف لائے توانہیں استقبالیہ دینے کے سلسلے میں جو کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کا سپرنٹنڈنٹ انہیں منتخب کیا گیا۔

وہ نہ صرف پنجاب خلافت کمیٹی کے سیکرٹری بلکہ صوبہ کی کانگریس کمیٹی کے بھی صدر رہے۔

وہ ۹ جون ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوئے انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور لاء کالج لاہور سے تعلیم مکمل کی۔ تحریک خلافت اور نیشنل کانگریس کے سرکردہ رہنما تھے۔ ۱۹۲۴ء میں جب قائداعظم لاہور تشریف لائے تووہ مجلس استقبالیہ کے صدر تھے۔

۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء کو انتقال کیا۔

صلاح الدین خاں:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز رکن، جالندھر سٹی مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری اور متعدد کتابوں کے مصنف نومبر ۱۹۴۲ء میں جب قائداعظم جالندھر تشریف لائے تووہ استقبالیہ کمیٹی کے رکن تھے۔ قائداعظم جب کپور تھلہ تشریف لے گئے توانہوں نے قائداعظم کے سلسلے میں منعقدہ تقریب میں بھی شرکت کی۔

وہ جالندھر میں پیدا ہوئے۔ اور قانون کی تعلیم حاصل کی

اس دوران پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن جالندھر کے قیام کے لئے اہم خدمات انجام دیں قیام پاکستان سے قبل تحریک پاکستان کے سلسلے میں جالندھر میں جو گرفتاریاں ہوئیں ان کے ضمن میں بلامعاوضہ وکیل صفائی کے طور پر اہم خدمات انجام دیں۔ کالج کے زمانہ میں کرکٹ کے بہترین کھلاڑی تھے یونیورسٹی کرکٹ ٹیم کے کپتان بھی تھے۔ پاکستان کے سلسلے میں ان کے مضامین اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان کے سلسلے میں منعقدہ اجلاس میں مندوب کی حیثیت سے شرکت کرنے کے لئے جالندھر سے لاہور آئے۔ ۱۹۴۶ء کی سول نافرمانی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اس پاداش میں پندرہ دن تک گورداسپور جیل میں رہے۔ انہوں نے ایک مشہور کتاب لکھی جس کا نام یہ ہے۔

(SpeechesMessagesandStatesmentsofMA DR—i—MILLAT MOHTARMA FATIMAHJINNAH1948—1967

یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں طبع ہوئی۔ ۱۹۸۹ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل ملا اسلام آباد میں سکونت رکھتے ہیں۔

صلاح الدین، میاں

میاں امیرالدین کے صاحب زادے۔ محمد علی جناح نے انہیں ان کی مستقل مزاجی اور دانش مندی کی بنا پر اپنا باڈی گارڈ مقرر کیا۔ اس حیثیت سے انہوں نے قائداعظم کی جان کی حفاظت کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ وہ ۱۹۲۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا تعلیم کے بعد فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ لیکن خاندانی روایات آڑے آئیں۔ اور ملازمت ترک کر کے اپنے والد کے ہمراہ قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہوگئے۔ حضرت قائداعظم نے ان میں مستقل مزاجی کا عنصر پایا تھا لہٰذا انہوں نے میاں صلاح الدین کو اپنا باڈی گارڈ بنالیا جب تقسیم ہند کے وقت پنجاب میں ہندو مسلم فسادات زوروں پر تھے توانہیں لاہور میں مسلم لیگ نیشنل گارڈ کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ ازاں بعد کشمیر کی جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ وہاں سے واپسی پر تنظیم شہری دفاع میں وارڈن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں انہوں نے

وطن کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ ۱۹۶۲ء ۱۹۶۵ء اور مارچ ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں لاہور سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے رہے موخرالذکر انتخاب میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر حصہ لیا تھا۔

جوہر آباد میں صلی ٹیکسٹائل ملز بھی قائم کی۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں پنجاب کے وزیر مواصلات رہے۔ ۱۹۸۵ء میں قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیا۔ مگر اپنے قریبی حریف حافظ سلمان بٹ سے ہار گئے۔ ۱۹۸۶ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے انہیں مصر میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے نامزدگی کے احکامات دیئے تو انہوں نے یہ عہدہ قبول نہ کیا۔

ان کے بیٹے میاں یوسف صلاح الدین نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔

صنوبر شاہ خان

وہ ۱۹۱۸ء سے قیام پاکستان تک کونسل چیمبر دہلی کے آفیسرز لنچ روم کے کیٹرز کنفیکشنر رہے قائد اعظم سے ان کی ملاقات اسی روز ہوئی جب قائد اعظم پہلی بار اسمبلی میں تشریف لائے۔ اس کے بعد قائد اعظم آخر وقت تک ان پر مہربان رہے اور ہمیشہ شفقت کے ساتھ پیش آتے رہے۔ مسلم لیگ کی تمام پارٹیاں صنوبر شاہ کی نگرانی میں ہوتی تھیں۔ قیام پاکستان پر قائد اعظم کے حکم پر کراچی آ کر اسمبلی کی کینٹین سنبھالی قائد کو ان سے جو انس تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کہیں بھی ہوتے لیکن ہر سال ان کے بچوں کو عید ضرور بھیجتے۔

10, Aurangzeb Road
New Delhi

22nd October 1941

Dear Mr. Sanobar Khan,

Please allow me to send you this cheque for the Id for your children.

Wishing you Id Mubarak.

Yours sincerely

Sanobar Khan Esq
Council Chambers
New Delhi

قائد اعظم کے خط ترجمہ

۱۰ اورنگ زیب روڈ

نیو دہلی

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۱

پیارے مسٹر صنوبر خان

براہ کرم مجھے عید مبارک کے موقع پر آپ کے بچوں کے لئے یہ چیک بھیجنے کی اجازت دیں۔

تمہیں عید مبارک ہو

ایم۔ اے جناح
صنوبر خاں کیٹرز
کونسل چیمبرز نئی دہلی

Malabar Hill,
Bombay,
23rd January 1939

Dear Mr. Sanobar Khan,

I have received your letter and I am sorry to hear that the sweeper is not behaving properly.

I hope to get to Delhi very soon; perhaps by the end of this month or the beginning of February. We will send you a telegram before we start.

Yours sincerely,

Mr. Sanobar Khan,
Caterer,
Legislative Assembly,
New Delhi.

ترجمہ

مالابار ہل

بمبئی

۲۳ جنوری ۱۹۳۹ء

پیارے مسٹر صنوبر خان

مجھے تمہارا خط ملا اور یہ سن کر بڑا دکھ ہوا کہ خاکروب اچھا سلوک نہیں کر رہا ہے۔

مجھے امید ہے کہ شاید اس ماہ کے آخر یا فروری کے آغاز میں جلد ہی دہلی پہنچوں گا۔ ہم تمہیں اپنی روانگی سے قبل تار بھیجیں گے۔

تمہارا مخلص

محمد علی جناح

مسٹر صنوبر خان

کیٹر ریجسلیٹو اسمبلی

نئی دہلی

صوبائی تعصب

قائداعظم محمد علی جناح نے متعدد مقامات پر اپنی تقاریر میں صوبائیت کو لعنت قرار دیا تھا وہ پاکستانیوں کو تعصب سے پاک رکھنا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر صوبائیت کو ہوا دی گئی تو پاکستان قائم نہ رہ سکے گا۔ مشرقی پاکستان کی پاکستان سے علیحدگی کا سبب بھی صوبائی تعصب تھا۔ اب سندھ میں جس قسم کے حالات رونما ہو رہے ہیں وہ بھی صوبائی تعصب کا نتیجہ ہیں۔ یہاں صرف ان کی تقاریر کے دو حوالے دیئے جا رہے ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح جب قیام پاکستان کے بعد دوسری مرتبہ جون ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ تشریف لے گئے تو انہوں نے ۱۶ جون ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ میونسپلٹی کی جانب سے منعقدہ ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہر سے محبت کرے۔ اور اس کی بہبودی کے لئے کوشاں رہے۔ لیکن یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ شہر یا صوبہ پوری مملکت کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اپنے ملک اور قوم کی بہبود کو اولین اہمیت دینی چاہئے۔ میرے لئے یہ انتہائی تکلیف دہ بات ہے کہ صوبہ پرستی کی لعنت پاکستان کے کسی حصے میں پائی جائے۔ پاکستان کو اس سے چھٹکارا ملنا چاہئے۔ ہم سب پاکستانی ہیں ہم میں سے کوئی شخص بھی پنجابی بلوچی سندھی یا بنگالی نہیں ہم میں سے ہر ایک کو پاکستانی کی حیثیت سے ہی سوچنا ہے محسوس کرنا ہے اور عمل کرنا ہے۔ اور سب کو پاکستانی ہونے پر ہی فخر کرنا چاہئے۔ ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت اور اس کی خوشحالی کے لئے کوشش کرنی چاہئے لیکن ان کا لازمی تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے ملک سے اور بھی زیادہ محبت کرے اور اس کی فلاح و بہبود کے لئے اور بھی کوشش کرے کسی خاص جگہ سے انس یا تعلق رکھنا بھی ایک ہی معنی رکھتا ہے مگر ایک جزو کی حیثیت اسی وقت باقی رہتی ہے جب تک وہ کل کے ساتھ ہے کل سے ہٹ کر اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔

یہ حقیقت ہے کہ لوگ بھول میں پڑ جاتے ہیں اور مقامی، صوبائی، فرقہ وارانہ فائدوں کو زیادہ دیکھتے ہیں اور قومی مفاد سے بے پروائی برتتے ہیں۔ یہ پرانے نظام کی یادگار ہے۔ جب آپ کو صرف صوبائی خود مختاری ملی تھی اور آپ مقامی معاملات کی حد تک برطانوی حاکمیت سے بے پروا تھے لیکن اب جب کہ آپ کی اپنی مرکزی حکومت ہے اور وہ بااختیار ہے پرانے انداز میں سوچتے رہنا محض نادانی ہے۔ صوبائی تعصب ایک لعنت ہے۔ اس طرح شیعہ سنی وغیرہ کے سلسلے میں فرقہ پرستی بھی۔

میری برابر یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو جائے میں نے اس سلسلے میں جو کچھ کیا ایک خادم اسلام کی حیثیت سے کیا۔ اور اپنا فرض ادا کیا۔

قدرتی طور پر اس بات سے مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے جب میں بعض پاکستانیوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ صوبائی تعصب کی لعنت میں مبتلا ہیں۔ یہ لعنت تو پاکستان سے دور ہی رہنی چاہئے۔ پاکستان جو حال ہی میں بنا ہے اور اندرونی اور بیرونی مشکلات میں مبتلا ہے ایسے نازک وقت میں صوبائی مقامی یا کسی ذاتی غرض کے لئے ملکی مفاد کو بھول جانا خودکشی کے مترادف ہوگا۔ سندھی، بنگالی، پٹھان، پنجابی یا بلوچی کی بجائے ہم سب پاکستانی ہیں اور ہمارے لئے یہی کافی ہے۔

قائداعظم اپریل ۱۹۴۸ء میں جب صوبہ سرحد تشریف لے گئے تو انہوں نے ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

" آپ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اپنے صوبے سے محبت کرنے اور اپنے ملک سے محبت کرنے کے معانی اور ان دونوں کے تقاضے الگ الگ ہیں ہمارے فرائض جو ہم پر پوری مملکت کی طرف سے عائد ہوتے ہیں وہ ہمیں صوبائیت سے آگے لے جاتے ہیں۔ ان کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی نظر اور اپنے خیالات اور وطن دوستی کے تصور میں وسعت پیدا کریں ملک کی خدمت کا اگر یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی ذات اور صوبائی اغراض کو وسیع

ترمقاصد میں ضم کردیں اسی میں سب کی بھلائی اور سب کا فائدہ ہے۔ سب سے پہلے ہم پر اپنے ملک کی خدمت کرنا فرض ہے۔ اسکے بعد صوبے پھر اپنے ضلع، قصبے یا گاؤں اور سب سے آخر میں خود اپنی۔ یہ نہ بھولئے کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جسے پوری دنیائے اسلام کی قسمت بننا ہے لہٰذا ہماری نظر وسیع ہونی چاہئے۔ ایسی وسیع کہ وہ صوبائی حد بندی، محدود قوم پرستی، اور نسلی تعصبات سے بالاتر ہو۔

ہمیں اس وطن دوستی کو فروغ دینا چاہئے۔ جو ہمیں ایک متحد اور طاقت ور قوم کے سانچے میں ڈھال سکے صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ مقاصد جن کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنا سب کچھ کھویا اور اپنی جانیں قربان کیں۔

صوبائی خود مختاری

قائد اعظم نے سندھ اور بلوچستان کی صوبائی خود مختاری کا ہمیشہ مطالبہ کیا تھا۔ دیکھئے چودہ نکات

صوبہ سرحد

دیکھئے شمال مغربی سرحدی صوبہ

صورت خان، حاجی

بمبئی میں ۱۹۴۵ء میں کابینہ مشن کے سلسلے میں جب مسلم لیگ کونسل کی ایک میٹنگ کے دوران خاکساروں کی طرف سے حملے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا تو حاجی صورت خاں فوراً اپنا پستول نکال کر قائد اعظم کی حفاظت کے لئے ان کی پشت پر کھڑے ہو گئے تھے اس موقع پر مسلم لیگ کے اس اجلاس میں جو ہنگامہ ہوا اس کے بارے میں حسین امام نے کہا۔ "ابھی یہ منظوری ہو رہی تھی کہ خاکساروں نے حملہ کر دیا کچھ لوگ یہ تماشا دیکھنے سیڑھیوں تک چلے گئے۔ پہلے رضا کاروں کے ساتھ خاکساروں کی مڈبھیڑ ہوئی پھر پولیس نے آکر خاکساروں کو نکال باہر کیا۔ اس تمام ہنگامے کے دوران قائد اعظم کے چہرے پر کوئی ناگوار تاثر نہ ابھرا۔"

حاجی صورت خان بلوچستان مسلم نیشنل گارڈز میں رضا کار بھرتی ہوئے تھے اور سخت سردیوں کے باوجود برف باری میں پریڈ کیا کرتے تھے۔ وہ ضلع لورالائی کے نیشنل گارڈ کے کمانڈر بھی تھے۔ ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی پاکستان کی جو تقریب کوئٹہ میں ہوئی اس میں انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرایا۔

ض

ضابطے کی پابندی

قائد اعظم نظم و ضبط کے بڑے پابند تھے اور وہ نہ خود ضابطوں کو توڑتے تھے اور نہ ہی کسی کو اس بات کی اجازت دیتے تھے۔ یہاں صرف ضابطے کی پابندی سے متعلق ان کا صرف ایک واقعہ دے رہا ہوں تاکہ نوجوان نسل کو اس غیر معمولی اصول سے آگاہی ہو سکے۔

۱۹۴۶ء میں علی گڑھ میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت نوجوان طالب علم محمد نعمان ایم اے نے کی۔

دیگر مقررین کے بعد جب آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے صدر جلسہ نے آپ کو تقریر کرنے سے روک دیا۔ آپ فوراً بیٹھ گئے اور جب اس نے دوبارہ تقریر کرنے کے لئے کہا تو آپ کھڑے ہوئے جلسہ ختم ہونے کے بعد آپ (قائد اعظم) نے مسٹر نعمان سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی تو اس نے کہا میں نے مجمع پر رعب بٹھانے کے لئے ایسا کیا تھا اس پر آپ نے کہا۔

"تم نے میرا نظم و ضبط دیکھا تم کو بھی ایسے ہی نظم و ضبط سے کام لینا چاہئے اگر اس وقت آپ کی جگہ کوئی اور لیڈر ہوتا تو وہ اپنی توہین سمجھ کر فوراً جلسہ گاہ سے چلا جاتا جس سے جلسہ درہم برہم ہو جاتا۔

ضابطے کی پابندی کا ایک اور واقع بھی سنئے ۱۹۳۷ء میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا خطبہ ہو رہا تھا۔ یہاں بھی ایک تقریری مقابلہ تھا۔ اور مجھے فخر ہے کہ میں نے قائد اعظم کی صدارت میں اس تقریری مقابلے میں شرکت کی۔ پاکستان کے سابق چیف جسٹس انوار الحق جو ان دنوں طالب علم تھے ایک اچھے مقرر تھے۔ انہوں نے بھی اس مقابلے میں حصہ لیا۔ مقابلے میں آسام کی ایک خوبصورت نوجوان لڑکی جس کی والدہ انگریز تھی مقابلے میں شرکت کے لئے آئی ہوئی تھی جب مقابلہ شروع ہوا تو جناب انوار الحق اور حمید نظامی مرحوم اگلی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لڑکی نے تقریر پڑھنی شروع کر دی اس کا تلفظ اچھا تھا تقریر لکھی ہوئی تھی تمام پنڈال تالیاں بجا کر اس کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ نظامی صاحب نے جناب انوار الحق صاحب سے کہا اب تمہیں انعام نہیں مل سکتا تمہیں چاہئے کہ کھڑے ہو کر صاحب صدر (قائد اعظم) کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراؤ کہ انعامی مقابلوں میں تقریر پڑھی نہیں جا سکتی۔ انوار الحق کھڑے ہوئے اور ابھی انہوں نے کچھ نہ کہا تھا کہ قائد اعظم نے کڑک دار آواز میں کہا کہ بیٹھ جاؤ۔

انوار الحق نے ہمت کر کے قائد اعظم کو مخاطب کر کے کہا جناب میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ قائد اعظم نے فرمایا۔

ہاں بولو کیا چاہتے ہو۔ انوار الحق نے کہا یہ انعامی تقریری مقابلہ ہے محترمہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں جو خلاف ضابطہ ہے۔ قائد اعظم نے دائیں جانب اس لڑکی کی طرف دیکھا اس لڑکی کے ہاتھ سے کاغذ گر گئے اور وہ روتی ہوئی ڈائس سے نیچے اتر آئی۔ اور اس طرح جناب انوار الحق کو پہلا انعام مل گیا۔ اس واقعہ کے بتانے کا مطلب یہ تھا کہ قائد اعظم کوئی بھی کام خلاف ضابطہ نہ کرتے تھے۔

ضبط نفس

قائد اعظم بڑے بردبار تحمل مزاج اور مستقل مزاج تھے عام لوگوں کی طرح جلد برہم نہ ہوتے تھے۔ وہ ایسی بات کے قائل نہ تھے جو انہیں بدنام کرے۔ صرف اسی بات کا برا مناتے جو خلاف ضابطہ ہوتی تھی۔ ضبط نفس کا یہ واقعہ ان کی بردباری کی مثال پیش کرتا ہے۔ ایک روز قائد اعظم اپنی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک خاتون کا ذکر کرنے لگے جو بار بار ان کے پاس آکر انہیں پارلیمانی بورڈ قائم کرنے سے منع کرتی تھی اور کہتی تھی کہ پنجاب میں لیگ کے ٹکٹ پر کوئی امیدوار کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پیر تاج الدین بھی اس محفل میں موجود تھے۔ پیر صاحب قائد اعظم کے پرانے ساتھی تھے۔ برسوں پنجاب میں مسلم لیگ کے سیکرٹری رہ چکے تھے۔ ان کی شمشیر زبان کی روانی کے سامنے کوئی مصلحت نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ قائد اعظم پیر صاحب کی رنگ طبیعت سے بھی خوب واقف تھے جب قائد اعظم اس خاتون کا ذکر کر چکے تو پیر صاحب نے بے تکلفی سے فرمایا مسٹر جناح اس خاتون نے آپ سے بہت میل ملاقات بڑھالی ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کس کے ناز و غمزہ کا شکار ہو کر نہ رہ جائیں۔

قائد اعظم نے ہنس کر انگریزی میں جواب دیا جس کا مفہوم

ہے۔۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

ضمیر

قائداعظم محمد علی جناح بڑے صاف گو اور اصول پرست تھے۔ اس اعتبار سے وہ باضمیر بھی تھے انہوں نے پوری زندگی کوئی ایسی بات نہیں کی جو ان کے ضمیر کے خلاف جاتی ہو۔ اس ضمن میں انہوں نے ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبی دربار سے خطاب کرتے ہوئے افسران حکومت سے فرمایا تھا۔

ایمانداری اور خلوص دل سے کام کیجئے۔ کام اور زیادہ کام۔ حکومت پاکستان پر اعتماد کیجئے اور اس کے وفادار رہیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے ضمیر سے بڑھ کر کوئی قوت روئے زمین پر نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ جب ایک خدا کے روبرو پیش ہوں تو آپ پورے اعتماد سے کہہ سکیں کہ میں نے اپنا کام انتہائی ایمانداری وفاداری اور صمیم قلب سے انجام دیا۔

ضمیر جعفری، سید

ممتاز مزاحیہ شاعر و ادیب۔ انہوں نے "قائداعظم زندہ ہے" کے عنوان سے ایک نظم لکھی۔

ہمارے دل میں جب تک مشعل ایقان زندہ ہے
تمنا زندگی کی، موت کا ارمان زندہ ہے
مرا اسلام باقی ہے مرا ایمان زندہ ہے
ہماری زندگی کا خواب پاکستان زندہ ہے
ہمارا قائد بہر عنوان زندہ ہے

ثبات عزم اس کا جادۂ اقبال ہے اپنا
وہ ماضی تھا، وہی اب حال و استقبال ہے اپنا
خیال اس کا بہر صورت شریک حال ہے اپنا
وہ مر جانے پہ بھی زندہ ہے وہ ہر آن زندہ ہے
ہمارا قائد بہر عنوان زندہ ہے

اجل بس اس کے جسم ناتواں کو چھین سکتی ہے
فنا کی موج مشتِ رایگاں کو چھین سکتی ہے
مگر کب اس کے جذبِ بیکراں کو چھین سکتی ہے
وہ جذبِ بے کراں طوفان در طوفان زندہ ہے
ہمارا قائد بہر عنوان زندہ ہے

ہمارے منجمد ذہنوں کو شعلہ کاریاں بخشیں
اسی نے آرزوئیں، ولولے خودداریاں بخشیں
نظر کو بجلیاں احساس کو چنگاریاں بخشیں
یہ محسوسات زندہ ہیں تو پاکستان زندہ ہے
ہمارا قائد بہر عنوان زندہ ہے

اب اپنا کاروانِ شوق و ارمان رک نہیں سکتا
یہ دریا تھم نہیں سکتا یہ طوفان رک نہیں سکتا
مسلمان سو تو سکتا ہے مسلمان رک نہیں سکتا
مسلماں کا خدا زندہ ہے اور ایمان زندہ ہے
ہمارا قائد بہر عنوان زندہ ہے

سید ضمیر جعفری جنوری ۱۹۱۸ء میں سید حیدر شاہ کے ہاں چک عبدالخالق (جہلم) میں پیدا ہوئے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔

تصانیف۔۔

جزیروں کے گیت (نظم)، لہو ترنگ (نظم)، جنگ کے رنگ (نثر) اڑتے خاکے (نثر) مافی الضمیر (نظم)۔ کتابی چہرے (نثر) آفریدی خسرو (ناول) ہندوستان میں دو سال (نثر) گنر شیر خان (مثنوی) ولائتی زعفران انگریزی کی منتخب مزاحیہ نظموں کا ترجمہ۔ من میلہ پنجابی کی مقبول مثنوی سیف الملوک کا منظوم اردو ترجمہ۔ من کے تار پوٹھوہار کے صوفی شاعر سلطان العارفین کے پنجابی ابیات کا منظوم اردو ترجمہ۔ مسدس حالی (منظوم) زبور وطن (ملی نظموں کا مجموعہ) اعزاز تمغۂ حسن کارکردگی ۱۹۸۴ء کتابی چہرے پر آدم جی کا انعام۔

ضمیر کی ضو:

خالد احمد کی ایک نظم جو انہوں نے قائد کو خراج عقیدت پیش

کرنے کے لئے لکھی۔ نظم یہ ہے۔

میرے نگارِ سخن، اے مرے نگارِ وطن
وہ تیرا قائداعظم وہ تیری خاک کا نم
وہ میرا رنگِ تمنا وہ میرا رنگِ نوا
وہ جس کے قلب پہ اترا صحیفہ امروز
مرے ضمیر کی لو تھا مرے ضمیر کی ضو
وہ میرا قائداعظم وہ میری آنکھ کا نم
مرے نگارِ وطن اے مرے نگارِ وطن

خالد احمد جدید شاعری کے نمائندہ ہیں۔ وہ حقیقت پسندی کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے ہیں ان کی شاعری میں تصنع اور فرسودہ خیالات کا عنصر نہیں ملتا۔ قائداعظم کے بارے میں انہوں نے یہ نظم لکھی ہے اسی سے ان کی شاعری کے ان پہلوؤں کا بخوبی احاطہ ہو جاتا ہے جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے۔

وہ ۵ جون ۱۹۴۳ کو لکھنؤ میں جناب محمد مصطفیٰ خاں کے ہاں پیدا ہوئے وہ خود بھی شاعر تھے اور احمق پھپھوندوی تخلص کرتے تھے۔ اس اعتبار سے شاعری انہیں ورثے میں ملی ان کے گھرانے کے دیگر افراد بھی ادبی ذوق سے مالا مال رہے ہیں جن میں ان کی ہمشیرہ خدیجہ مستور اور ہاجرہ مسرور کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

خالد احمد نے پنجاب یونیورسٹی سے بی ایس سی کا امتحان پاس کیا اور مختلف اداروں کی ملازمت میں رہنے کے بعد واپڈا میں تعلقات عامہ کے آفسر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ ابتداء میں واپڈا کے خبرنامہ کے مدیر معاون رہے پھر ۱۹۸۸ء میں ان کا تبادلہ تربیلا میں ہو گیا۔

اکتوبر ۱۹۸۹ء میں انہیں گوجرانوالہ میں تعینات کیا گیا۔

شاعری، ڈراما نگاری، تنقید، افسانہ، کالم نگاری ان کے میدان ہیں۔ نعت گوئی میں بھی ملکہ رکھتے ہیں۔ اردو، پنجابی اور انگریزی میں لکھتے ہیں۔

تصانیف:

تشبیب (نعتیہ قصائد ۱۹۸۵) دراز پلکوں کے سائے سائے (مجموعہ کلام ۱۹۸۷)، لمحہ لمحہ (کالم انتخاب ۱۹۸۷) بین السطور ۱۹۸۷

۱۹۸۵ء میں انہیں نعت پر ظہور نظر ادبی ایوارڈ ملا۔ ۱۹۸۰ء میں فلم تیسرا کنارہ کا ایک گیت بھی لکھا۔

ضیاء الاسلام:

انجمن اسلام بمبئی کے سیکرٹری۔

ضیاء الاسلام:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، قائداعظم محمد علی جناح نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں بہترین کارکن قرار دیا تھا۔ وہ لاہور میں پیدا ہوئے یہیں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۳۹ء میں مسجد وزیر خاں میں ابتدائی (پرائمری) مسلم لیگ کی بنیاد پڑی تو وہ اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ قائداعظم کا پیغام عوام تک پہنچانے کے لئے لائبریری قائم کی۔ ۱۹۴۲ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں بہترین کارکن قرار دیا۔ ۱۹۴۴ء، ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۷ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر منتخب ہوئے۔ ۴۶۔۱۹۴۵ء کے انتخابات میں بھرپور حصہ لیا خضر وزارت کے دوران میں عدم تعاون کی تحریک میں حصہ لیا قیام پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب سے جو مسلمان ہجرت کر کے یہاں آتے ان کی بہبود اور آباد کاری کے لئے کام کیا۔ ۱۹۸۷ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

ضیاء الحق جنرل محمد:

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو قائداعظم سے بڑی عقیدت تھی اس کا اظہار انہوں نے اپنی سینکڑوں تقریروں میں کیا ہے مثلاً یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی کے صد سالہ یوم تاسیس کے سلسلے میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔

میں قائداعظم کی اس ابتدائی درسگاہ میں کھڑا یوں محسوس کر رہا ہوں کہ میں قائداعظم کے حضور کھڑا ہوں اور وہ اپنی بارعب شخصیت کے ساتھ اپنی انگشت شہادت ہماری طرف اٹھائے مجھ سے، آپ سے اور پاکستان کے دوسرے نو کروڑ عوام سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہم نے پاکستان اسی مقصد کے لئے بنایا تھا جس کی طرف آج کل ہمارا رخ ہے۔ ؟ کیا یہی ہماری منزل تھی جس کی طرف ہم آج کل لڑھک رہے ہیں؟ کیا یہی وہ خواب تھے جن کی

تعبیر کے لئے مسلمانان ہند نے جنگ آزادی لڑی تھی۔

وہ ۱۹۲۴ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مئی ۱۹۴۵ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا ۱۹ برس تک مختلف انسٹرکشن سٹاف اور کمان کی آسامیوں پر تعینات رہے۔ ۱۹۶۲ء میں لیفٹننٹ کرنل کے عہدے پر ترقی پائی اور کوئٹہ کے کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کے انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔

۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۸ء تک کے درمیانی عرصہ میں ایک کیولری رجمنٹ کی قیادت کی۔ مئی ۱۹۶۹ء میں آرمرڈ ڈویژن کا کرنل سٹاف اور پھر بریگیڈیئر بنا دیا گیا۔ ۱۹۷۳ء میں میجر جنرل اور پھر لیفٹننٹ کے عہدے پر ترقی دے کر کور کمانڈر بنا دیا گیا یکم مارچ ۱۹۷۶ء کو جنرل بنے اور چیف آف آرمی سٹاف کا عہدہ سنبھالا۔

۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۳ء میں انہوں نے بالترتیب آرمرڈ آفیسرز ایڈوانس کورس اور کمانڈ اینڈ جنرل سٹاف آفیسرز کورسوں میں شرکت کی۔ اردن کی شاہی افواج میں خدمات انجام دیں۔ شاہ اردن نے انہیں کوکب استقلال کا اعزاز دیا دوسری جنگ عظیم میں برما، ملائشیا اور انڈونیشیا میں جنگی کاروائیوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو اس وقت ملک کی باگ ڈور سنبھالی جب ملک بھر میں خانہ جنگی کا دور دورہ تھا اور بھائی بھائی کا گلہ کاٹ رہا تھا۔ انہوں نے ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد عوام کی فلاح و بہبود کے لئے متعدد اقدامات کرنے کا اعلان کیا جن میں شوریٰ نظام کا قیام، زکواۃ و عشر کا نفاذ، شرعی عدالتوں کا قیام اور ملکی تشخص شامل ہیں لیکن یہ تمام اقدامات کاغذات کی حد تک تھے ان پر عمل در آمد نہ ہو سکا۔

ان کے عہد میں پاکستان میں افغان مہاجرین کثیر تعداد ۳۳ لاکھ کی تعداد میں داخل ہوئے۔ سندھ میں صوبائی تعصب کو ہوا ملی اور اندرون سندھ امن و امان کی صورت حال خراب ہو گئی۔

۱۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کو انہوں نے ریفرنڈم کرایا اور ۵ سال کے لئے صدر منتخب ہوئے۔ فروری ۱۹۸۵ء میں عام انتخابات منعقد کر کے ملک میں سول حکومت قائم کی لیکن مئی ۱۹۸۸ء میں اسے برطرف کر دیا۔

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو بہاولپور میں سی ۱۳۰ طیارے کے حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ مزار فیصل مسجد اسلام آباد میں ہے۔

بقول سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۴۲ء میں عثمان گیٹ دہلی کے جس عظیم الشان جلسہ عام میں کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔ وہ بھی اس جلسہ میں موجود تھے۔

ضیاء الحق، میاں:

تحریک پاکستان کے کارکن اور سٹی گوجرانوالہ مسلم لیگ کے صدر۔ اخبارات کے ذریعے جب اہل گوجرانوالہ کو پتہ چلا کہ حضرت قائداعظم ۸ مئی ۱۹۴۴ء کو کشمیر جاتے ہوئے گوجرانوالہ سے گزریں گے چنانچہ عوام کے دلوں میں یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ وہ قریب سے قائد کی ایک جھلک دیکھیں اور ان کا خطاب سنیں چنانچہ سٹی مسلم لیگ کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا اور بابائے شہر میاں ضیاء الحق سے درخواست کی گئی کہ وہ قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اسلامیان گوجرانوالہ کے جذبات سے آگاہ کریں اور ان سے دوران سفر مختصر عرصہ کے لئے اہل گوجرانوالہ سے خطاب کرنے کی استدعا کریں چنانچہ میاں صاحب لاہور آئے اور انہوں نے مسلم لیگی رہنما خان افتخار حسین ممدوٹ کی قیام گاہ پر حضرت قائداعظم کی خدمت میں حاضری دی اور انہیں مسلمانان گوجرانوالہ کے جذبات سے آگاہ کیا۔ قائداعظم نے چند منٹوں تک میاں صاحب سے مشفقانہ انداز میں بحث کی لیکن ان کے پیہم اصرار پر رضامندی کا اظہار کر دیا اور پھر اپنے پروگرام کے بارے میں فرمایا کہ وہ ۸ مئی ۱۹۴۴ء کو صبح دس بجے سری نگر آنے کے لئے اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ بذریعہ کار لاہور سے روانہ ہوں گے۔ چنانچہ میاں ضیاء الحق صاحب نے گوجرانوالہ آکر قائداعظم کی آمد کے سلسلے میں تمام انتظامات مکمل کئے۔ انہوں نے شہریوں کے مشورے سے ایک ہزار روپے بصورت ہار قائداعظم کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا اور پھر فوری طور پر ایک ہزار روپے کے نوٹوں کا ہار مہیا کر دیا گیا۔

قائداعظم حسب وعدہ گوجرانوالہ تشریف لے آئے اور جلسہ سے خطاب فرمایا۔ جلسہ کے آغاز پر میاں ضیاء الحق نے قائد

اعظم کی آمد پر مختصر الفاظ میں ان کا خیر مقدم کیا اور اہل گوجرانوالہ کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ جولائی ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم سری نگر سے واپس آئے تو میاں ضیاء الحق نے پھر ان کا استقبال کیا۔ قائداعظم نے اس موقع پر میاں ضیاء الحق کو اپنا چغہ بھی دیا۔

ضیاء الحق میاں :۔

تحریک پاکستان کے رہنما۔ ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم کشمیر تشریف لے گئے تو راستے میں گوجرانوالہ میں میاں صاحب کو جلسے کی صدارت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ قائداعظم نے جموں پہنچ کر میاں صاحب کے بارے میں کہا کہ میں میاں صاحب جیسے محنتی اور انتھک کارکن چاہتا ہوں۔

خضر وزارت کے خلاف تحریک سول نافرمانی میں بھی بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریک پاکستان کے دنوں میں نوائے وقت اور زمیندار اخبار کی ایجنسیاں حاصل کیں تاکہ مسلمانوں تک مسلم لیگ کی خبریں با آسانی پہنچائی جا سکیں جمعہ کے روز اخبارات مساجد میں مفت تقسیم کرتے۔ گوجرانوالہ میں مسلم لیگ کا کوئی دفتر نہیں تھا۔ وہاں دفتر قائم کیا۔ برصغیر کی آزادی کی تحریکوں میں دامے۔ درمے اور سخنے حصہ لیا اسی بنا پر انہیں بابائے شہر کا لقب دیا گیا ۱۹۸۸ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

ضیاء الدین احمد، ڈاکٹر۔

وہ قائداعظم محمد علی جناح کا بے حد احترام کرتے تھے اور انہوں نے قائداعظم کی خواہش پر ۱۹۳۸ء میں نو تنظیم شدہ مرکزی مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے سیکرٹری کا عہدہ سنبھالا اور وائس چانسلر کے عہدے کو خیرباد کہہ دیا

وہ ۱۸۷۷ میں مروت میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۹ء میں بغرض تعلیم علیگڑھ گئے ۱۸۹۵ء میں علی گڑھ کالج سے ایم اے آنرز کی ڈگری لی اور ساٹھ روپے ماہوار پر اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور ۱۸۹۷ میں ایم اے کیمبرج یونیورسٹی کے ٹرینٹی کالج میں ۱۹۰۱ء میں داخلہ مل گیا وہاں سے ایم اے کرنے کے بعد سر آئزک نیوٹن سکالرشپ کا امتحان پاس کیا۔ جرمنی بھی گئے اور ۱۹۰۵ء میں وہاں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ ایک سال تک پیرس اور قاہرہ کی یونیورسٹیوں کا مطالعاتی دورہ کیا۔ ۱۹۰۶ء میں واپس آکر تدریسی فرائض سنبھال لئے ۳۱ دسمبر ۱۹۰۶ء کو مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۱۹ء میں علی گڑھ ایم اے او کالج کا پہلا مسلمان پرنسپل مقرر کیا گیا۔ پھر یہ کالج یونیورسٹی بن گیا تو پرو وائس چانسلر رہے۔ قائداعظم کی خواہش پر ملازمت ترک کر دی اور ملٹری ٹریننگ کا ایک ادارہ قائم کیا۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لندن میں انتقال کیا۔ وفات کے بعد میت وطن لانے کا فیصلہ ہوا چنانچہ تکفین کے بعد تابوت ہندوستان بھیج دیا گیا۔ ۲ فروری ۱۹۴۸ء کو میت سرسید مرحوم کے مدفن کے قریب دفن کی گئی جہاں پہلے جسٹس محمود، نواب محسن الملک، سید زین العابدین اور سید راس مسعود کے مزارات بن چکے تھے۔

ضیاء الدین احمد قائداعظم خط و کتابت

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

۲۳/اپریل ۱۹۴۲ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

اس یونیورسٹی کے کورٹ نے اپنی پچھلی میٹنگ میں جو ۱۲ اپریل ۱۹۴۲ء کو ہوئی مجھے اس بات کا اختیار دیا کہ میں آپ کو کسی تاریخ پر جسے آپ مناسب سمجھیں ڈاکٹر آف لاز کی اعزازی ڈگری دینے کے لئے ضروری اقدامات کروں۔ کیا آپ مجھے مہربانی کر کے یہ بتائیں گے کہ اس کے لئے آپ کو کونسا وقت موزوں ہو گا تاکہ میں ضروری اقدامات کر سکوں۔

آپ کا مخلص

ضیاء الدین احمد

مسلم یونیورسٹی

علیگڑھ ۳۰/ستمبر ۱۹۴۲ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

مجھے افسوس ہے کہ مجھے آپ کو دہلی میں ملنے کا موقع نہ ملا۔ آپ پہلے ہفتے مصروف تھے میں آپ کے گھر دوبارہ گیا لیکن آپ مصروف تھے اور میں چار دنوں کے دوران بیمار رہا اور تو اور مجھے خاکسار کے مسئلے پر ۱۰۲ ٹمپریچر کے ساتھ تقریر کرنا پڑی اور اس

ضمن میں متعدد نکات تھے جن کے بارے میں میں آپ سے تبادلۂ خیالات کرنا چاہتا تھا۔

میں نے آپ کو ۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء کو بھی خط لکھا فوری حوالے کے لئے جس کی ایک نقل لف ہے۔ میں آپ سے ذاتی طور پر درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایگزیکٹو کونسل کی آئندہ میٹنگ سے پہلے جواب دیں۔

ہمیں خصوصی کانووکیشن منعقد کرنے کے لئے کچھ نوٹس درکار ہیں۔ آپ مجھے براہ نوازش بتلائیں کہ آپ کے لئے کونسا وقت موزوں ہو گا۔

آپ کا مخلص

ضیاء الدین احمد

۱۰ اورنگ زیب روڈ

نئی دہلی

۴ اکتوبر ۱۹۴۲ء

ڈیئر ڈاکٹر سر ضیاء الدین

مجھے آپ کا ۳۰ ستمبر ۱۹۴۲ء کا خط ملا اور میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کورٹ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ڈاکٹر آف لاز کی اعزازی ڈگری دینے کا فیصلہ کیا ہے میں کورٹ کے اس فیصلے پر اس کے جذبے کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا مجھے یہ کہتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ میں مسٹر جناح کے نام سے زندہ اور مسٹر جناح کے نام سے ہی مرنا چاہتا ہوں میں کسی اعزاز کے خلاف ہوں اور میں زیادہ خوشی محسوس کروں گا۔ کہ میرے نام کے ساتھ کوئی القاب نہ ہو۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ کورٹ میرے جذبات اور احساسات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے گی مجھے اس بات کا مکمل احساس ہے کہ اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں ہو سکتا کہ جسے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی کورٹ نے مجھے دینے کا فیصلہ کیا

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

مسلم یونیورسٹی

علی گڑھ

۳ دسمبر ۱۹۴۲ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

میں نے آپ کا ۴ اکتوبر ۱۹۴۲ء کا خط ایگزیکٹو کونسل کے سامنے رکھا۔ کونسل نے متفقہ طور پر مجھے کہا کہ میں دوبارہ آپ سے درخواست کروں کہ آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں آپ کا اعزاز کو قبول نہ کرنا بڑی مایوسی کا باعث ہو گا۔ انعام یافتگان کی فہرست میں آپ کے نام کی شمولیت یونیورسٹی کے لئے بڑا اعزاز ہو گا

آپ کا مخلص

ضیاء الدین

۶ جنوری ۱۹۴۳

ڈیئر مسٹر ضیاء الدین

آپ کے ۳ دسمبر ۱۹۴۲ء کے خط کا شکریہ۔ جیسا کہ آپ نے ایگزیکٹو کونسل کی طرف سے مجھے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی ہے میں نے اس پر دوبارہ غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میں ان کی خواہشات کے خلاف دوبارہ اتنا بڑا اعزاز حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوں جسے کونسل نے مجھے دینا تجویز کیا ہے یہ نہیں کہ میں اس کے پیچھے جو احساسات ہیں ان کی قدر نہیں کرتا لیکن بہت سی وجوہات ہیں اور مجھے بڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حقیقت میں اتنی بڑی درخواست قبول کر لوں۔

مجھے یہ اعزاز دینے کے فیصلہ کرنے پر ایگزیکٹو کونسل کو میرا شکریے کا پیغام پہنچا دیجئے

مجھے امید ہے کہ کونسل مجھے غلط نہ سمجھے گی کہ میں نے اس قدر کیوں نارضامندی کا اظہار کیا ہے

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ضیاء الدین میاں:

صوبہ سرحد کے ممتاز رہنما۔ انہوں نے ۱۹۳۸ء میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں قائد سے ملاقات کی اس ملاقات میں وہ مسلم لیگ کے رکن بنے

وہ ۳۰ جولائی ۱۹۰۱ء کو سرخ ڈھیری (صوابی) میں پیدا ہوئے ۱۹۱۸ء میں میٹرک کیا ۱۹۲۰ء میں اسلامیہ کالج پشاور سے ایف اے کا امتحان پاس کر کے انگلستان چلے گئے جہاں سے

انہوں نے ۱۹۲۳ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۶ء میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے اور ۱۹۳۱ء تک اس عہدے پر فائز رہے ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں کانگرسی امیدوار کالدار خاں کے مقابلے میں بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ ستمبر ۱۹۳۷ء میں ایبٹ آباد میں صاحب زادہ عبد القیوم خاں کی وزارت کے خلاف کانگریس کی طرف سے ڈاکٹر خاں صاحب نے عدم اعتماد کی تحریک پیش کی جس کے نتیجے میں سرحد میں صاحب زادہ عبد القیوم کی وزارت کا خاتمہ ہو گیا جنوری ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ سرحد کی تنظیم نو پر اس کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۸ء تک سیکرٹری سرحد مسلم لیگ رہے۔ ۱۹۴۹ء میں اقوام متحدہ میں جو وفد بھیجا گیا اس کے رکن تھے۔ ۱۹۵۲ء میں پاکستان کے سفیر جاپان مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں انجمن اقوام متحدہ سوڈان کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا۔

۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۶ء سوڈان میں پاکستان کے سفیر اور بعد ازاں ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۹ء بھارت میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہے ۱۹۵۶ء میں ہلال پاکستان کا خطاب ملا ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۱ء تک جرمنی میں بھی سفارتی خدمات انجام دینے کے بعد سبکدوش ہو گئے۔

ط

طالب جالندھری:

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن۔ پورا نام طالب اسلام جالندھری ہے۔ وہ ۱۹۲۲ء میں جالندھر سے کچھ فاصلے پر صوفی باغ دین کے ہاں پیدا ہوئے۔

جالندھر کے قصبہ تلون میں دینی تعلیم پائی۔ ہوش سنبھالنے پر کسانوں کی تحریک میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۳۵ء میں زلزلہ آیا تو اس میں جس قدر جانیں ضائع ہوئیں اس روح فرسا منظر پر انہوں نے ایک نظم لکھی۔ قائد اعظم جب آل انڈیا مسلم لیگ سٹوڈنٹس فیڈریشن دعوت پر ان کے ایک اجلاس میں تشریف لائے تو قائد اعظم سے بے حد متاثر ہوئے۔ مسلم لیگ کی انتخابی مہم کے سلسلے میں امرتسر گورداسپور۔ لدھیانہ۔ ہوشیارپور۔ گوجرانوالہ لاہور اور سرگودھا کا دورہ کیا۔ ۱۹۴۲ء میں ایک گیت لکھا جسے قائد اعظم کی خدمت میں پیش کیا گیا قائد اعظم نے انہیں شاباش دی تحریک پاکستان کے دنوں میں گاؤں گاؤں قائد اعظم کا پیغام پہنچایا۔ پاکستان آکر فیصل آباد میں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے بڑے خوبصورت گیت لکھے جن میں ایک نغمہ ترے باجرے کی راکھی ___ جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا تو برطانوی سامراج کے خلاف ایک نظم لکھی جس کا مصرعہ تھا۔

تیرا راج فرنگیا ٹٹ جاوے۔

میاں شمس الحق جالندھری کے کہنے پر مسلم لیگ کے رکن بنے۔ دسوہا میں ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدوار چودھری علی اکبر کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۴۴ء میں انہوں نے ایک نظم لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔

پاکستان۔ پاکستان پاکستان پاکستان
پاکستان لینوں کیڑا سانوں روک سکدا
ہر کوئی اپنے گھراں دے اتے حق رکھدا
اسیں کر لئے اعلان ساڈی جند ساڈی جان
پاکستان پاکستان پاکستان . پاکستان

طالب حسین جعفری، مولانا:

تحریک پاکستان کے ممتاز رکن۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم کا پیغام جالندھر کے دور دراز علاقوں میں پہنچایا۔ وہ حسین پور (جالندھر) میں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے انہوں نے چند علماء سے فلسفہ دین کے ساتھ ساتھ فن خطابت کے اسرار ورموز سے بھی آگاہی حاصل کی تکمیل دین کے بعد اسلام کی تبلیغ شروع کر دی تقسیم سے قبل انہوں نے کامیاب تبلیغی دورے کئے اور اپنے علاقے میں پوری تندہی اور سرگرمی کے ساتھ مسلم لیگ کی اعانت کی جلسوں کا انعقاد، جلوسوں کی تنظیم اور عوام میں مسلم لیگ کی اعانت کی۔ جلسوں کا انعقاد، جلوسوں کی تنظیم اور عوام میں مسلم لیگ کے پروگرام کی اشاعت کو اپنا فریضہ بنا لیا، لکھنو ایجی ٹیشن کے دوران کانگریس کے خلاف محاذ کی بڑی کامیابی سے قیادت کی اور قید بھی کاٹی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں شہری دفاع کے سلسلے میں مختلف فرائض انجام دیئے۔ فروری ۱۹۷۵ء میں تبلیغی دورے کے سلسلے میں حیدر آباد گئے کہ وہیں یکم مارچ ۱۹۷۵ء کو دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ۲ مارچ کو اپنے رہائشی قصبے پیر محل میں دفن ہوئے۔

طاہر سیف الدین:

داودی بوہرہ فرقہ کے رہنما۔ اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے چانسلر، قائداعظم سیاسی معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہے۔ ان کا پورا نام سیدنا ابو محمد طاہر سیف الدین تھا وہ ۴ اگست ۱۸۸۸ء کو بمقام سورت (بمبئی) میں پیدا ہوئے والد سیدنا ابو الطیب محمد برہان الدین نے جو بوہرہ فرقہ کے ۴۹ ویں داعی تھے ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ۱۷ سال کی عمر میں سیف الدین کا لقب ملا، اپنے چچا سیدنا ابو الفضل عبداللہ کے انتقال پر بوہرہ جماعت کے سربراہ بنے ۱۹۲۰ء میں اپنے چچا کے نائب مقرر ہوئے۔

وہ پچاس سال تک اپنے فرقے کی دینی اور دنیاوی امور میں رہنمائی کی۔ ان کی دوربین نگاہوں نے یہ بات بہت عرصے پہلے محسوس کر لی تھی کہ اگر بوہرہ جماعت نے اپنے نقطہ نظر میں تبدیلی نہ کی تو وہ زندگی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جائے گی۔

انہوں نے بہت سے دینی مدارس قائم کئے۔ ۱۹۵۲ء میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے چانسلر منتخب ہوئے۔ قائداعظم اور پنڈت نہرو ان سے سیاسی معاملات میں مشورہ طلب کرتے۔ ۱۹۳۰ء میں بمبئی میں جو پہلی کانفرنس منعقد ہوئی وہ ان کی کوششوں سے ہوئی۔ تصانیف کی تعداد چالیس تھی۔ ۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

طفیل ہوشیار پوری:

جناب طفیل ہوشیار پوری نے قائد اعظم کی وفات کے فوراً بعد ان الفاظ میں قائداعظم کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا عنوان ہے یہ وقت نہ تھا

اے قائد اعظم پاکستان سے جانے کا یہ وقت نہ تھا\
فردوس کے دامن میں راحت فرمانے کا یہ وقت نہ تھا\
حالات کا رخ کس جانب ہے حالات کی رو کیا کہتی ہے\
کیا اس الجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کا یہ وقت نہ تھا\
منجدھار سے ملت کی کشتی تم ساحل تک تو لے آئے\
ساحل پر کشتی چھوڑ کے تنہا جانے کا یہ وقت نہ تھا۔\
دانستہ یا نادانستہ کچھ بھول ہوئی تھی کیا ہم سے\
ٹھکرا کے چلے ہو جس کے عوض ٹھکرانے کا یہ وقت نہ تھا\
دنیا کی نظر ششدر ششدر برہم برہم شیرازہ دل\
اے دست فضا ایسا صدمہ پہنچانے کا یہ وقت نہ تھا\
یہ وقت کے بہتے دریا کی موجوں نے کیوں چپ سادھی ہے\
کیا حشر کوئی اٹھے گا حشر اٹھانے کا یہ وقت نہ تھا\
ناشاد مسلماں کے دل کو ماحول کے جلتے دامن میں\
یہ دکھ سہنے کی تاب نہ تھی یہ غم کھانے کا وقت نہ تھا\
احساس وفا شرمندہ ہے احساس عقیدت نادم ہے\
ہم ساتھ تمہارے ہی جاتے مر جانے کا یہ وقت نہ تھا\
ظاہر ظاہر باطن باطن یکساں یکساں پیہم پیہم\
خوں گشتہ دلوں کی پلکوں پر لہرانے کا یہ وقت نہ تھا\
ہر آہ مچلتا شعلہ ہے ہر اشک دہکتا انگارہ\
ملت کو درد جدائی سے تڑپانے کا یہ وقت نہ تھا\
کجلائی ہوئی غمناک فضا پر سناٹا سا چھایا ہے\
اے موت عدم کا افسانہ دہرانے کا یہ وقت نہ تھا

یاد آتا ہے رہ رہ کے ہمیں ایثار ترا اخلاص تیرا
یہ دولت قوم کے ہاتھوں سے چھن جانے کا یہ وقت نہ تھا
نا ساز ہوائے عالم کا رخ پل میں پلٹ کر رکھ دیتے
دھیاں اس کی طرف اک پل کے لئے بھی لانے کا یہ وقت نہ تھا
زندہ جذبوں زندہ ارمانوں میں جو کروٹ لیتا ہے
اس خون کو ہم گرما دیتے گرمانے کا یہ وقت نہ تھا۔
رہ اٹی ہوئی ہے کانٹوں سے ہر سمت اندھیرا چھایا ہے
منزل پہ امیرِ منزل کے سو جانے کا یہ وقت نہ تھا

وہ ۱۴ جولائی ۱۹۱۴ء کو ہوشیار پور میں میاں رحمت علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے منشی فاضل کیا اور پھر صحافت کے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ شاعری کی ابتداء لڑکپن میں کی۔ اردو اور پنجابی اور میں شعر کہتے ہیں

شعری مجموعوں میں (۱) جام مہتاب (۲) میرے محبوب وطن (۳) ساغر خورشید شامل ہیں۔

ماہنامہ محفل لاہور کے ذریعے علم و ادب کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں۔ فلمی شائقین کے لئے "صاف گو" جاری کیا۔

طلائی سکے:

قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے موقع پر سٹیٹ بنک آف پاکستان نے ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء سے اپنے دفاتر کے ذریعے پانچ سو روپے کے سونے کے اور ایک سو روپے کے چاندی کے سکے جاری کئے۔ یہ سکے محدود تعداد میں جاری ہوئے۔ پانچ سو روپے کے سونے کے اور ایک سو روپے کے چاندی کے سکے گول تھے اور ان کا حجم بالترتیب ۱۹ ملی میٹر تھا۔

سونے کے سکے کا وزن ۵۰ء۴ گرام اور چاندی کے سکے کا وزن ۴۴ء۲۰ گرام تھا۔

طلباء:

قائداعظم محمد علی جناح کو طلبا بڑے عزیز تھے۔ اور وہ انہیں تحریک پاکستان کی بنیاد سمجھتے تھے اسی بنا پر انہیں معمار پاکستان بھی کہا کرتے تھے وہ چاہتے تھے کہ مسلمان طلبا زندگی کے ہر شعبے پر چھا جائیں۔ اسی بنا پر انہوں نے طلبا کو اپنی تنظیم قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ قائد کے مشورے سے ۱۹۳۷ء میں یہ تنظیم معرض وجود میں آئی اور اس کا نام آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن رکھا گیا اس کے صدر راجا صاحب محمود آباد تھے۔

قائداعظم نے اس تنظیم کو مسلم لیگ سے الگ تھلگ رکھا تا کہ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو اور طلبا کا یہ گروپ مسلم لیگ پر ایک پریشر گروپ کی حیثیت سے کام کرتا رہے۔ اسی لئے انہوں نے ۱۹۴۷ء میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی پہلی کانفرنس میں فرمایا تھا کہ آپ مسلم لیگ کا ایک ذیلی ادارہ نہیں ہیں یہ الگ بات ہے کہ مسلم لیگ کے ساتھ آپ کا تعاون جاری ہے قائداعظم نے اس تنظیم کی سرپرستی بھی فرمائی۔

۱۹۴۵ء میں ایک موقع ایسا آیا کہ جب قائداعظم نے لیاقت علی خاں کو علیگڑھ بھیجا کہ بھئی یہ ملت اسلامیہ کی موت وزیست کا معاملہ ہے اگر ہم الیکشن ہار جائیں تو صدیوں کے لئے غلامی میں گرفتار رہیں گے اس لئے طلباء سے فرمایا کہ وہ میدان عمل میں نکل آئیں اگر آپ لوگوں نے ایک سال کا نقصان بھی اٹھایا تو کوئی بات نہیں یہ غلامی کے مقابلے میں کمتر درجے کی بات ہے۔

قائداعظم جب علیگڑھ تشریف لائے تو ان کی گاڑی کو طلباء کھینچ کر لائے تھے۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے طلباء نے جو کردار ادا کیا وہ سب کے سامنے ہے قائداعظم اسی بنا پر علیگڑھ یونیورسٹی کو مسلم لیگ کا اسلحہ خانہ کہتے تھے۔ اس یونیورسٹی کے علاوہ دوسری یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ جن میں اسلامیہ کالج پشاور، ایڈورڈز کالج پشاور، اسلامیہ کالج لاہور اور سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس سے قبل بھی قائداعظم نے متعدد مقامات پر طلبا سے خطاب کیا ۱۹۱۳ء میں لندن میں بھی ہندوستانی طلبا کی تنظیم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس طرح تعلیم حاصل کیجئے کہ جب آپ ہندوستان واپس جائیں تو اس ملک کی خدمت بہتر سے بہتر طریقے سے کر سکیں۔

۱۹۲۰ء میں ناگپور میں سیشن کے موقع پر بھی قائداعظم نے گاندھی سے کہا تھا۔

کہ آپ میرے ملک کے نوجوانوں کو کہاں لے جانا چاہتے

ہیں۔ آپ اسکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ کرا کے انہیں سڑکوں پر لانا چاہتے ہیں تو آخر آپ کا مقصد کیا ہے۔ اس سے ملک کی تباہی اور تخریب کا کام تو لیا جا سکتا ہے لیکن کوئی تعمیری صورت سامنے نہیں آ سکتی۔

نومبر ۱۹۴۲ء میں مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس جالندھر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جب تک آپ طالب علم ہیں آپ اپنی کوششوں کو محض تیاری تک محدود رکھیں اور عملی سیاست میں حصہ نہ لیں۔ آپ پر لازم ہے کہ طلبائے ہند کو منظم کریں اور ان کی ایک مستحکم اور مضبوط جماعت بنائیں تاکہ مسلمانان ہند کے حقوق کی کامل حفاظت ہو۔ آپ کو چاہیے کہ مسلمانان ہند کے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی نشو و نما اور ترقی کے لئے لائحہ عمل بنائیں اور اسے عملی جامہ پہنائیں آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ اسلامی تہذیب کو ہر دلعزیز بنانے میں کوشاں رہیں اور اس امر کی حوصلہ افزائی کریں کہ ہندوستان کے مختلف فرقوں میں باہمی خبر طلبی اور ایک دوسرے کے حق میں نیک نیتی پیدا ہو۔ اور وہ ایک دوسرے کے حال سے اچھی طرح آگاہ ہوں اور سمجھ لیں کہ ہمارے بھائیوں کی ضروریات اور خواہشیں کیا ہیں۔"

اس میں شک نہیں کہ مسلمان طلبا اور عام طور پر مسلمانوں میں عظیم الشان بیداری پیدا ہو گئی ہے ترقی کی ضرورت کا احساس موجود ہے جوش و خروش ہے۔

۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ولیکا ٹیکسٹائل ملز کا افتتاح کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

"آپ تعلیم پر پورا دھیان دیں اپنے آپ کو عمل کے لئے تیار کریں۔ یہ آپ کا پہلا فریضہ ہے کہ آپ کی تعلیم کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آپ دور حاضر کی سیاست کا مطالعہ کریں یہ دیکھیں کہ دنیا کے گرد کیا ہو رہا ہے۔ ہماری قوم کے لئے تعلیم زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ دنیا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے اگر آپ نے اپنے آپ کو تعلیم یافتہ نہ بنایا تو نہ صرف یہ کہ آپ پیچھے رہ جائیں گے بلکہ خدانخواستہ بالکل ختم ہو جائیں گے۔

تعلیم کی اشاعت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے اس مقصد کی خاطر جتنی بھی مصیبتیں جھیلی جائیں کم ہیں۔"

۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو طلبا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں پاکستان کے ہر باشندے اور بالخصوص اپنے نوجوانوں کو یہ بات اچھی طرح بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ خدمت ہمت اور برداشت کے سچے جذبے کا مظاہرہ کریں ایسی شریفانہ اور بلند مثالیں قائم کریں کہ آپ کے ہم عصر اور آنے والی نسلیں آپ کی تقلید کریں"

۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے وفد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"پاکستان کو اپنے نوجوانوں، بالخصوص طلبا پر بڑا فخر ہے جو آزمائش اور ضرورت کے وقت ہمیشہ صف اول میں رہتے ہیں۔"

۳۰ جون ۱۹۴۴ء کو ضلع جالندھر کے ایک طالب کے نام خط میں فرمایا۔

"مجھے خوشی ہے کہ آپ سیاسی معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں، خصوصاً پنجاب کے حالات میں۔ مگر میں آپ کو سختی سے تنبیہ کرتا ہوں کہ آپ اپنی تعلیم سے بے اعتنائی نہ برتیں۔ جیسا کہ میں نے اکثر اپنی تقریروں میں کہا ہے۔ آپ طالب علمی کے زمانے میں اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں یہ زمانہ آپ کے علم حاصل کرنے کا ہے اور اس کام میں آپ کو سخت محنت کرنی چاہئے آپ کی تعلیمی زندگی کے یہ چند سال اگر ضائع ہو گئے تو پھر کبھی واپس نہیں آئیں گے۔

ہمیں اپنی قومی زندگی کے مختلف شعبوں کی تعمیر کرنی ہے لیکن آپ جیسے نوجوانوں کو سمجھنا چاہئے کہ ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جا سکتی۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ بدلتے ہوئے حالات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ سیاسی حالات کا مطالعہ کرنا بھی آپ کی تعلیم کا ایک حصہ ہے۔"

طلبا اور تعلیم (قائداعظم نے کیا سوچا اور کیا کیا)

یہ کتابچہ جناب ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ نے مرتب کیا اور قائداعظم اکیڈمی کراچی نے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں منظر عام پر آیا۔

یہ کتاب نوجوان نسل کے قومی شعور کی پختگی اور رہنمائی کے سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب دیگر بڑی بڑی کتابوں سے کہیں بہتر انداز میں لکھی گئی ہے۔

کتاب کے مطالعے سے اس وقت کے تعلیمی ماحول کا بھی پتہ چلتا ہے، جو قائداعظم کے دور میں مختلف تعلیمی اداروں میں تھا۔

طلباء سے لگاؤ

قائداعظم طلبا کو معمار پاکستان کہتے رہے سمجھتے رہے اور انہیں اس لقب سے پکارتے رہے اور ان کو طلباء سے ایک خاص انسیت اور محبت تھی وہ طلباء کو تحریک پاکستان کی بنیاد سمجھتے رہے اسے جسے خام مال کہنا چاہئے وہ کہتے تھے کہ ہمارے طلباء کو فوج میں بھرتی ہونا چاہئے جو بعد میں اچھے جنرل بنیں۔

وہ طلباء سے کتنا قرب رکھنا چاہتے تھے یہ بھی تاریخی حقیقت ہے۔ قائداعظم جب بھی علی گڑھ تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن سے یونیورسٹی تک طلباء ہی ان کی گاڑی کو کھینچ کر لے جاتے

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کوئی طالب علم قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پرچی پر اس نے لکھ دیا کہ وہ طالب علم ہے تو قائداعظم فوراً اسے بلوا لیتے اس طرح نوجوان ان سے قریب تر ہوتے چلے گئے۔ جنگ فورم لاہور میں ۲۵ دسمبر ۱۹۸۵ء کو ڈاکٹر ساجد امجد نے یہ واقعہ اس طرح سنایا۔

"ایک واقعہ مجھے یاد آرہا ہے مسلم سٹوڈنٹس کے ایک جنرل سیکرٹری تھے انہوں نے قائداعظم کے سامنے ان کی نقل اتاری نہ صرف یہ کہ قائداعظم اس نقل سے محظوظ ہوئے بلکہ اپنا چشمہ اور ٹوپی ان کو دے دی کہ آئندہ اس کو پہن کر نقل اتاریں تاکہ اصل سے اور قریب تر ہو جائے، یہ بے تکلفی نوجوان طلباء کے ساتھ رہی بعد میں اس نے بڑا اثر پیدا کیا۔

طلبا، علماء اور سیاست دانوں کی فوج:

قائداعظم محمد علی جناح نے جہاں سیاسی میدان میں دشمنوں پر برتری حاصل کی تھی وہاں دفاعی میدان میں بھی انہیں نمایاں کامیابی ہوئی۔ قائداعظم نے اس ضمن میں ۵۰ ہزار طلبا کی فوج ظفر فوج تیار کر رکھی تھی۔ قائد کی فوج کا یہ حصہ ان مخلص ترین جاں نثاروں پر مشتمل تھا جو ہر لمحہ حصول پاکستان کے لئے مرمٹنے کو تیار رہتے تھے۔

میسرہ:

جمعیت علمائے اسلام کے سپرد تھا جس میں علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ابن حسن جارچوی اور ہندوستان کے ہر صوبے کے چند علمائے کرام تحریک علم سنبھالے ہوتے تھے۔ ان میں ہر مکتب فکر کے علما شامل تھے

میمنہ:

یہ مسلم لیگ کے حوالے تھا جس میں نواب اسماعیل خاں نوابزادہ لیاقت علی خاں، نواب بہادر یار جنگ، مولانا حسرت موہانی، راجہ صاحب محمود آباد، خواجہ ناظم الدین حسین، شہید سہروردی، مرزا ابوالحسن اصفہانی، سردار عبدالرب نشتر، سردار اورنگ زیب، قاضی عیسیٰ، میر جعفر خاں جمالی، حاجی عبداللہ ہارون، غلام حسین ہدایت اللہ، پیر الٰہی بخش، آئی آئی چندریگر، نواب افتخار حسین ممدوٹ، میاں بشیر احمد، میاں امیر الدین، میاں افتخار الدین، میاں ممتاز دولتانہ، چودھری خلیق الزمان، مولانا ظفر علی خاں، حسین امام، بیرسٹر عبدالعزیز، محمد ایوب کھوڑو، عبد المتین چودھری اور بے شمار مشتاقان قائد سینہ سپر تھے۔

قلب

میں خود قائداعظم تھے جو آفتاب سیاست بنے ہوئے تھے۔ ان کی پشت پر دس کروڑ اسلامیان ہند دیوانہ وار ان کے پیچھے چل رہے تھے اور ان کے گرد مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے جاں باز سپاہی جو پوری ملت اسلامیہ اور قائداعظم کی حفاظت کے لئے آہنی حصار بنے ہوئے تھے ان کی قیادت نواب صدیق علی خاں کر رہے تھے اور ان سب کی مجموعی قوت قائداعظم کے سینے میں سمٹ آئی تھی

طورخم:

قائداعظم محمد علی جناح پہلی مرتبہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو طورخم تشریف لے گئے ۹ سال کے بعد ۲۳ نومبر ۱۹۴۵ء کو قائداعظم نے پھر طورخم کا دورہ کیا قیام پاکستان کے بعد انہوں نے ۱۴/ اپریل ۱۹۴۸ء کو طورخم کی سیاحت کی۔

قائداعظم جب پہلی بار طورخم گئے تو انہوں نے سرحد کے پھاٹک کے اندر جاکر افغان سپاہی سے ہاتھ ملایا افغان سپاہی جو وہاں پہرے پر متعین تھے انہوں نے قائد کا بڑی گرمجوشی سے

استقبال کیا۔ قائد کے ساتھ کالا خاں۔ عبدالعزیز خوش باش، پیر بخش خاں ایڈووکیٹ، محمد یونس خاں، ملک خدا بخش، آغا لعل بادشاہ، حاجی غلام غوث صحرائی اور پہلوان حافظ فضل محمود بھی تھے طور خم کی سیر کے بعد ملک سید اخاں اور ملک مراد خاں آپ کو اپنے حجرے میں لے گئے۔ لنڈی کوتل کے عوام نے سالم دنبے ذبح کر کے سرخ کئے اور بڑی پر تکلف دعوت دی۔ قائد نے آفریدیوں کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔

طوسی، خواجہ محمد شریف:

قائداعظم محمد علی جناح کے سیکرٹری اور تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن ۱۱ دسمبر ۱۹۲۲ کو ان کی قائد سے پہلی ملاقات ہوئی۔ وہ ۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو امرتسر میں خواجہ عبدالرحمان طوسی کے ہاں پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام بیگم جان تھا۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے بی ٹی کی سند لی

وہ نومبر ۱۹۴۲ء سے مئی ۱۹۴۳ء تک قائداعظم کے سیکرٹری رہے۔ انہیں یہ فخر بھی حاصل ہے کہ قائداعظم نے بغیر کسی ذاتی تعارف کے ان کے ایسٹرن ٹائمز اور دوسرے اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین سے متاثر ہو کر ان کے مضامین اپنی کتابوں India's Problems Her Future Constitution میں شامل کئے اور ان کو اپنے پاس بلوا کر ان کے مضامین کے مجموعوں کی دو کتابیں Pakistan of Muslim India-پاکستان اور ہندوستانی مسلمان اور National conflict in India (ہندوستان میں قومیت کا بحران تحریر کرائیں اور ان پر اپنے ہاتھوں سے دیباچے لکھے اور گاندھی اور دوسری نامور ہستیوں کو پیش کیں ان کی تیسری کتاب دی مسلم لیگ اینڈ پاکستان موومنٹ (مسلم لیگ اور تحریک پاکستان) بھی قائداعظم کے فرمان کے مطابق ۱۹۴۳ء میں لکھی۔ لیکن اس کا مسودہ قائداعظم کے پاس پڑا رہا جنہیں اس کام کا موقع ہی نہ ملا۔ بالآخر ۱۴ اگست ۱۹۷۵ء کو اس مسودے کی ایک فوٹو کاپی انہیں مل گئی جسے مزید اضافے کے ساتھ نیشنل بک فاؤنڈیشن نے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔ اس کے ساتھ ہی خواجہ محمد شریف طوسی نے نومبر ۱۹۲۲ء سے مئی ۱۹۴۳ء تک اپنی یاداشتوں پر مشتمل ایک کتاب بعنوان My Raminiscences and Quaid-i—Azam لکھی جس کا اردو ترجمہ خواجہ محمد شریف طوسی کے صاحب زادے انجینئر ہارون رشید طوسی نے بعنوان قائداعظم کے ساتھ چھ مہینے کیا خواجہ صاحب کا انتقال ۲۸/اپریل ۱۹۸۳ء کو پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کے قریب ٹریفک کے حادثے میں ہوا۔

وہ قیام پاکستان سے قبل ایم بی ہائی سکول وزیر آباد میں بطور ہیڈ ماسٹر تعینات تھے جسے میونسپل کمیٹی چلا رہی تھی۔ قائداعظم کے ایما پر رخصت لے کر دہلی پہنچے تھے۔

طوطی شاہ:

زیارت ریذیڈنسی کا محافظ، وہ اس وقت بھی موجود تھا جب حضرت قائداعظم نے زیارت ریذیڈنسی میں اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے تھے۔ ریذیڈنسی کی عمارت کی حفاظت کا کام اس کے خاندان کے سپرد انگریزوں کے دور سے چلا آرہا ہے۔ وہ قائداعظم کے لئے عقیدت کے طور پر بابا کا لفظ استعمال کرتا تھا

طیب جی، بیگم حاتم بھائی:

قائداعظم سے ان کی ملاقات اپنے والد مرحوم سر اکبر حیدری کے توسط سے حیدر آباد دکن میں ہوئی تھی، شادی کے بعد بمبئی چلی گئیں تو وہاں بھی انہیں اپنے شوہر کے ہمراہ قائداعظم سے بارہا ملنے کا موقع ملا۔ وہ قائد کو چچا کہتی تھیں لیکن جب ۴۰_۱۹۳۹ میں عوام نے انہیں قائداعظم کہنا شروع کیا تو وہ بھی قائداعظم کہنے لگیں۔

قیام پاکستان سے پہلے کراچی آ گئیں۔ اور پھر وہیں رہیں۔

ظ

ظفر احمد انصاری:

پاکستان کے ممتاز عالم دین۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے انہیں نظام حکومت سے متعلق تجاویز مرتب کرنے کے لئے انصاری کمیشن کا چیئرمین بنایا تھا۔

انہوں نے "گاندھی ایز آئی نیو ہم" کا اردو ترجمہ کیا اور اس کا نام پیر سابر متی رکھا۔ ۱۹۳۸ء کابینہ کے اجلاس میں قائد اعظم سے ملاقات کی۔ وہ اس اجلاس میں مولانا اشرف علی تھانوی کی جانب سے بھیجے گئے وفد کے رکن تھے

مولانا ظفر انصاری ایک منجھے ہوئے سیاست دان ہیں وہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں انہیں پاکستان میں طرز حکومت کے سلسلے میں قائم کئے گئے کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا گیا انہوں نے جو رپورٹ صدر کو پیش کی اس کے نتیجے میں مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

ظفر احمد عثمانی، مولانا:

انہوں نے اجلاس پٹنہ منعقدہ ۱۹۳۸ء میں قائد اعظم سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے ملاقات کی۔ ازاں بعد سلہٹ کے ریفرنڈم میں اہم کردار ادا کیا

وہ دیوبند میں شیخ لطیف احمد عثمانی کے ہاں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ پھر مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمت میں تھانہ بھون چلے گئے اور عربی اور فارسی کی تعلیم مولانا عبد اللہ گنگوہی اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے حاصل کی۔ وہاں سے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کا قصد کیا جہاں انہیں مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد مظاہر العلوم ہی میں استاد حدیث مقرر ہوئے۔ مولانا خلیل احمد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مولانا انور شاہ کشمیری مولانا محمد یحییٰ خان کاندھلوی سے بھی فیض یاب ہوئے۔ سات سال مدرسہ مظاہر اسلام میں رہنے کے بعد تھانہ بھون جا کر اعلاء السنن کے نام میں بیس ضخیم جلدوں علم حدیث پر عربی زبان میں تصنیف کیں۔ علاوہ ازیں احکام القران اور امداد الاحکام جیسی کتابیں بھی لکھیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور پاکستان کے حق میں تقریریں کیں۔ قائد اعظم کی خواہش پر مشرقی پاکستان میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء آزادی کا پرچم لہرایا۔ قائد اعظم کی درخواست پر سلہٹ کے ریفرنڈم میں اہم خدمات انجام دیں ان کا انتقال ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ہوا۔ مولانا محمد شفیع نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ظفر الحسن، سید ڈاکٹر:

قائد اعظم محمد علی جناح نے مارچ ۱۹۴۰ء کے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں جو خطبہ پڑھا وہ ڈاکٹر سید ظفر الحسن نے لکھا تھا اس میں انہوں نے دو قومی نظریہ پر کھل کر بحث کی تھی۔

وہ ۱۴ فروری ۱۸۷۹ء کو سیالکوٹ میں سید دیوان محمد کے ہاں پیدا ہوئے، انہوں نے علی گڑھ سے ایم اے فلسفہ کا امتحان پاس کیا

۱۹۰۱ء میں اسپونزا پر ایک مقالہ لکھ کر اقبال کی خدمت میں بھیجا۔ علامہ اقبال کی سفارش پر جرمنی گئے اور وہاں عینیت اور حقیقت کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ ہندوستان آ کر علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ فلسفہ میں خدمات انجام دیں پاکستان علی گڑھ اسکیم بھی مرتب کی۔ پیر سید جماعت علی کے دست اقدس پر بیعت کی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان آ گئے اور ۱۹ جون ۱۹۴۹ء کو راولپنڈی میں انتقال کیا لیکن میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئے

ظفر اللہ خاں چودھری:

قیام پاکستان کے موقع پر حضرت قائد اعظم نے انہیں مسئلہ فلسطین پر پاکستان کی نمائندگی کے لئے وفد قائد نامزد کر کے اقوام متحدہ میں بھیجا جہاں مسئلہ فلسطین پر انہوں نے مدلل تقاریر کر کے عرب ممالک کے عوام کے دلوں میں پاکستان کے لئے ایک مقام پیدا کر لیا۔

وہ ۶ فروری ۱۸۹۳ء کو ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ایک نواحی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجویشن کی اس کے بعد لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ پھر آبائی وطن آکر ضلع سیالکوٹ سے ۱۹۲۶ء میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۳۵ء تک اس کے رکن رہے۔ بعد میں وہ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۱ء تک وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن رہے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۷ء تک سپریم کورٹ آف انڈیا کے جج رہے پاکستان بننے کے بعد پہلے وزیر خارجہ بنے۔ ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک کے دوران اس عہدے سے علیحدہ کر دیئے گئے پھر عالمی عدالت انصاف کے جج مقرر ہوئے ۱۹۶۱ء تک اسی عہدہ پر کام کیا۔ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۴ء عالمی عدالت انصاف کے جج اور ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۳ء اس کے صدر رہے۔ وہ لنکن ان میں اعزازی ٹیچر، کنگ کالج آف لندن اور لندن سکول آف اکنامکس کے اعزازی فیلو رہے اس طرح وہ کیمبرج یونیورسٹی سمیت کولمبیا، ڈینور، کیلی فورنیا، برکلے، لانگ آئی لینڈ کے بھی اعزازی فیلو رہے۔ انگریز کے دور میں انہیں سر کا خطاب ملا۔ لیکن دوسرے رہنماؤں کے برعکس انہوں نے یہ خطاب واپس نہ کیا۔

انہوں نے تحدیث نعمت کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی۔

وہ ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر بھی رہے انہوں نے دونوں گول میز کانفرنسوں میں مسلمانان ہند کی نمائندگی کی۔ قیام پاکستان پر نواب بھوپال کی درخواست پر قانونی مشیر کی حیثیت سے بھوپال گئے لیکن قائداعظم کے کہنے پر انہیں اقوام متحدہ بھیج دیا گیا۔

ان کا انتقال یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو لاہور میں ہوا۔

پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ جنہوں نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور غیر مسلم سفیروں کے ساتھ جنازہ کے وقت گراونڈ کے ایک طرف بیٹھے رہے۔ جب ان سے مولانا محمد اسحاق مانسہروی نے دریافت کیا کہ جنازہ کے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی انہوں نے جنازہ میں کیوں شرکت نہیں کی تو انہوں نے جواب دیا

"مولانا آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر ملازم یا ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم خیال کرلیں۔"

ظفر عباس، سردار:

تحریک حصول پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دینے کی بنا پر قائداعظم نے انہیں سرٹیفکیٹ اور ایک تلوار اعزاز کے طور پر دی

وہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء کو رجوعہ سیداں (چنیوٹ) میں پیدا ہوئے انہوں نے اسلامیہ ہائی سکول جھنگ سے میٹرک اور اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۸ء مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری رہے۔ حصول پاکستان کے سلسلے میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آباد کاری کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۷ء میں ایل ایل بی کیا۔ ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۵ء کے قومی اسمبلی کے انتخابات میں ناکام امیدوار تھے۔ ۱۹۶۹ء میں صوبائی اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں حصہ لیا تو کامیاب ہو گئے انہوں نے رد قادیانیت کے لئے ربوہ کی سرحدوں کے ساتھ چمن عباس کے نام سے ایک گاؤں آباد کیا۔

دسمبر ۱۹۷۰ء کے عام انتخاب میں بھی شریک ہوئے۔ انجمن حسینیہ رجسٹرڈ جھنگ کے سترہ سال تک جنرل سیکرٹری رہے۔

ظفر علی خاں مولانا

ممتاز صحافی، شاعر اور تحریک پاکستان کے کارکن، قائداعظم کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ء کو شاہی مسجد لاہور میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے ان کے بارے میں کہا تھا۔

"مجھے اپنے صوبے سے ظفر علی خاں جیسے دو چار بہادر آدمی دے دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر مسلمانوں کو کوئی شکست نہیں دے سکتا"

۱۹۴۵ء میں قائداعظم سے پشاور میں محمد حسن خاں کے ہاں ان کی ملاقات ہوئی۔

قائداعظم نے ایک بار ان کی خدمات کے پیش نظر فرمایا تھا

"مجھے آپ اپنے صوبے سے ظفر علی خاں جیسے دو چار بہادر آدمی دے دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر کوئی مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتا۔"

وہ ۱۸۷۳ء میں کوٹ مرتھ (وزیر آباد) میں پیدا

ہوئے۔ انہوں نے مڈل کا امتحان مشن ہائی سکول وزیر آباد سے پاس کیا میٹرک پٹیالہ کالج سے پاس کرنے کے بعد ایم اے او کالج علی گڑھ سے پاس کیا یہیں ان کی ملاقات علامہ شبلی نعمانی اور پروفیسر آرنلڈ جیسے شہرہ آفاق اساتذہ سے ہوئی۔ پھر علامہ شبلی کی وساطت سے نواب محسن الملک کے سیکرٹری بنے۔ مئی ۱۹۱۱ء میں لاہور سے ہفت روزہ زمیندار جاری کیا۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء میں یہ روزنامہ بن گیا۔ وہ اپنے اخبار کے ذریعے انگریز حکمرانوں کو تنقید کا نشانہ بناتے تھے جس کی وجہ سے انگریز حکومت ان کے سخت خلاف ہوئی اور اس پاداش میں انہیں سزا بھگتنا پڑی۔ اسی جدوجہد کی وجہ سے بابائے صحافت کہلائے۔ ۲۷ نومبر ۱۹۵۶ء کو انتقال کیا۔

ظفر علی خاں بنام قائداعظم

• میکلوڈ روڈ لاہور

۲۳ نومبر ۱۹۴۳ء

ڈیئر مسٹر جناح

جیسا کہ میں نے آپ کو اگلے دن بتایا تھا روزنامہ زمیندار نے بنگال کے قحط زدہ باشندوں کی امداد کے لئے ایک فنڈ شروع کیا ہے اور اس سلسلہ میں ایک ہزار روپے قبل ازیں فراہم کئے جا چکے ہیں اب اس کی دوسری قسط کے طور پر مزید ایک ہزار روپے کا چیک آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے۔ تاکہ آپ اسے مسلم ایوان تجارت تک پہنچا دیں۔

آپ اس کی رسید کے طور پر چند حروف لکھ دیں تو مشکور ہوں گا

آپ کا مخلص

ظفر علی خاں

بحوالہ مکاتیب ظفر علی خان

از زاہد منیر عامر

لاہور

۷ مئی ۱۹۳۷ء

ڈیئر مسٹر جناح

کانگریس نے انتخابات میں چھ صوبوں میں کامیابی حاصل کرنے کے فوراً بعد اچانک یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کی حلقوں میں دراڑیں ڈال دی جائیں اور ہندوستان بھر میں ایک مہم چلا کر مسلم عوام کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا جائے۔

کانگریس کے اس فیصلے سے مجھ جیسے اشخاص کے دلوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے جو آپ کے ساتھ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ کانگریس جیسی ہندو اکثریت کی حامل جماعت میں اپنی الگ اور آزاد حیثیت کو ضم کر دینا ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک انتہا درجے کا سیاسی المیہ ہو گا۔ بدقسمتی سے جمعیت العلماء ہند اور مجلس احرار کے کانگریس کی طرف جھکاؤ نے پنڈت جواہر لال نہرو اور ان کے حاشیہ برداروں کے ہاتھ مضبوط کر دیے ہیں۔ جو انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ مسلمانوں میں کانگریس کے حق میں پراپیگنڈہ کر رہے ہیں نیز اس مقصد کے لئے کثیر رقوم بھی مختص کی گئی ہیں۔ لہٰذا اب وقت آ گیا ہے کہ مستقبل کے اس عظیم خطرے سے نمٹنے کے لئے مسلمانوں کی ایک متحدہ فوجی جمعیت اور ایک متحدہ محاذ قائم کیا جائے ہمارے ذہین طبقے کی ایک پر جوش جماعت نے جن کے ساتھ میں نے اس مسئلہ پر گزشتہ چار ہفتوں کے دوران گفتگو کی ہے مجھے صاف طور پر بتایا ہے کہ اگر ہمارے پاس اپنا پلیٹ فارم ہو جہاں سے ہم مکمل آزادی کا نعرہ بلند کر سکیں تو ہمیں کانگریس میں شامل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی اور میرے خیال میں وہ اس میں بالکل حق بجانب ہیں۔

ڈاکٹر اقبال اور ملک برکت علی بھی یہی رائے رکھتے ہیں اسی لئے پنجاب مسلم لیگ نے اپنی مرکزی تنظیم کو یہ سفارش کی ہے کہ مسلم لیگ کا نصب العین ہندوستان کے لئے مکمل آزادی کا حصول ہونا چاہئے ایک جمہوری لیگ جس کی رکنیت فیس چار آنے ہو اور جو عوام سے قریبی رابطے کی حامل ہو وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

ہزاروں نوجوان اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے کو تیار ہوں گے اور ایک ایسی زبردست طاقت فراہم کریں گے جس سے اس کا ہمہ جہتی احترام ابھرے گا اور پھر پنڈت جواہر لعل نہرو کو یہ اعلان کرنے سے پہلے کئی بار سوچنا ہو گا کہ ہندوستان میں صرف دو ہی طاقتیں ہیں جو اہمیت کی حامل ہیں۔ (انگریز اور کانگریس)۔ میں اولیں فرصت میں آپ سے ان تمام امور پر بحث کرنے کا خواہش مند ہوں اور میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ

مجھے کب اور کہاں ملاقات کا موقع فراہم کر سکتے ہیں چاہتا ہوں کہ آپ اسی ماہ کسی وقت لاہور کا ایک طوفانی دورہ کریں جہاں ڈاکٹر اقبال کے مشورہ سے اس گھمبیر مسئلہ پر غور کرنے کی سہولت حاصل ہوگی۔ مجھے آپ کو یہ یاد دہانی کرانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ پنجاب بالآخر سیاسیات ہند کا مرکزی نقطہ ہے

آپ کا مخلص

ظفر علی خاں

۴۴ میکلوڈ روڈ لاہور ۶ مئی ۱۹۳۷

ظفر علی خاں، محمد عالم بنام قائداعظم

مسلمانان پنجاب کو مسلم لیگ میں تفرقہ اندازی کرنے والے لوگوں کے بے ہودہ افعال پر سخت افسوس ہے۔ مسلمانان پنجاب کے ذمہ دار نمائندوں کی رائے جن میں مولانا عبدالقادر قصوری، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، رانا فیروز الدین اور لیگ کے بہت سے ارکان شامل ہیں مقاطع کی حامی ہے اور یہ سب لوگ لاہور کے مٹھی بھر رجعت پسندوں کی حرکات پر متعجب ہیں۔ ہم مسلمانان پنجاب کی جانب سے اظہار خیال کر رہے ہیں۔ مسلمانان پنجاب کی غالب اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔

ظفر علی خاں

محمد عالم

لاہور

ستمبر ۱۹۲۷ء

ظہور احمد

ہندوستان کے دستور کی تشکیل کے سلسلے میں ۱۹۲۴ء میں جو کمیٹی قائم کی گئی اس کمیٹی کے اراکین میں قائداعظم محمد علی جناح، میاں سر فضل حسین، سر مقبول محمود، آغا محمد صفدر مشیر حسین قدوائی۔ سید ظہور احمد، سید رضا علی، چوہدری خلیق الزماں، فضل الحق، آصف علی، نواب سرفراز حسین خان، عبدالعزیز، شعیب قریشی مولوی سید مرتضیٰ ترچناپلی اور چودھری شہاب الدین شامل تھے۔

ظہور الحسن درس، علامہ

سندھ پراونشل مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے رکن اور قائد اعظم کے معتقد

دیکھئے درس ظہور الحسن

ظہور الدین میاں

قائداعظم کے پریس فوٹوگرافر انہوں نے قائداعظم کے حکم پر متعدد تصاویر بنائیں جن میں سندھ اسمبلی ہال کراچی میں قائد اعظم کی بحیثیت گورنر جنرل پاکستان پہلی پاکستان اسمبلی سے خطاب، کوئٹہ میں جون ۱۹۴۸ء میں پارسیوں کے وفد سے ملاقات۔ مارچ ۱۹۴۸ء میں چٹاگانگ سرکٹ ہاؤس میں چٹاگانگ ہل ٹریکس کے چیف سے ملاقات۔ پولیس پریڈ ڈھاکہ سے خطاب وغیرہ شامل ہیں۔

ظہور عالم شہید

دیکھئے شہید ظہور عالم

ظہور، تنویر ظہور

دیکھئے قائداعظم

ظہیر الاسلام فاروقی:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، ۱۹۲۹ء میں قائداعظم نے جب چودہ نکات کا اعلان کیا تو انہوں نے کرنال میں ممتاز مسلمانوں کی ایک ضلعی کانفرنس کا اہتمام کیا اور چودہ نکات کی حمایت میں ایک قرارداد قائداعظم کو ارسال کی ۱۹۳۷ء میں پنجاب مسلم لیگ آرگنائزنگ کمیٹی اور انبالہ ڈویژن کا آرگنائزر بنایا گیا۔ مسلم لیگ کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے ۱۹۳۹ء میں سیٹھ عبداللہ ہارون نے جو کمیٹی بنائی وہ اس کے رکن تھے۔ ۱۹۳۹ء میں پٹنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ ڈیلیگیٹس کمیٹی کے جوائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور ریلوے سٹیشن پر انتظامات کے لئے قائم کی جانے والی کمیٹی کے رکن تھے۔ مسلم لیگ اور کانگریس کے عنوان سے ایک کتابچہ بھی لکھا جس میں انہوں نے مسلم لیگ کے مقاصد اور کانگریس سے اختلافات کی نشاندہی کی گئی تھی۔

انہوں نے کم عمری میں انگریزوں کے خلاف تحریک چلائی

اور قید بھی کاٹی۔

۱۹۸۸ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل حاصل کیا

ظہیرنیاز بیگی

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور قائداعظم محمد علی جناح کے معتقد۔ وہ لاہور میں ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے اور میٹرک تک تعلیم حاصل کی لیکن تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا پھر طبیہ کالج میں داخلہ لیا آخری سال میں پہنچے تو قومی سیاست میں حصہ لینے کی پاداش میں نظر بند کر دیئے گئے پھر ۱۹۲۸ء میں پولیس میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۲۹ء میں علامہ اقبال کی صدارت میں مسٹر بنیکر کے خلاف جو جلسہ ہوا اس میں ایک نظم پڑھنے کی وجہ سے پولیس نے انہیں پنڈال سے نکال دیا۔ ابتدا میں احرار میں شمولیت اختیار کی پھر ۱۹۴۰ء میں جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو وہ مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ دو سال بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی جنرل کونسل کے رکن بنے۔

قائداعظم محمد علی جناح کے ہمراہ تحریک پاکستان کے دنوں میں لاہور۔ دہلی۔ سیالکوٹ۔ الہ آباد۔ فیصل آباد اور دیگر مختلف شہروں کا دورہ کیا۔

۱۹۲۹ء میں انہوں نے موچی دروازہ لاہور میں علامہ اقبال کی صدارت میں ہونے والے جلسے میں ایک نظم پڑھی اور داد پائی۔ ۱۹۴۲ء میں الہ آباد کے جلسہ میں نغمہ پاکستان کے عنوان سے اپنی نظم پڑھی۔ دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ کنونشن میں "بھٹکا ہوا راہی" کے عنوان سے جب قائداعظم کی صدارت میں انہوں نے نظم پڑھی تو ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ ۱۹۴۴ء میں نواب ممدوٹ نے انہیں شاعر پاکستان کا خطاب دیا۔

قیام پاکستان کے بعد نظام اسلام پارٹی میں شمولیت اختیار کی پھر جمہوری پارٹی میں آ گئے۔

۱۹۶۸ء میں صدر پاکستان محمد ایوب خاں کے سرگودھا کے جلسہ میں نظم پڑھی۔ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں تحصیل فیروز والا سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا لیکن ناکام رہے۔ تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

چراغ زندگی۔ میرا دیس (پنجابی) برق و باراں۔ مقصد حیات

جناب ظہیرنیاز بیگی نے یوم قائداعظم پر یہ نظم لکھی۔

دن منایا جا رہا ہے اس عظیم انسان کا\
دوستو جو بانی ہے اس ملک پاکستان کا\
دور حاضر کا مجاہد مرد حق عالی مقام\
جس کی حکمت نے بدل ڈالا زمانے کا نظام\
توڑ ڈالا جس نے مغرب کے خداؤں کا فسوں\
جس کے ہاتھوں سے ہوئے باطل کے پرچم سرنگوں\
جس نے غیروں سے دلائی اپنی ملت کو نجات\
جس نے اک تازہ دیا ہم سب کو پیغام حیات\
ہم یہ اس کا دن محبت سے مناتے جائیں گے\
کیا مگر اپنا بھی منصب سوچنے پائیں گے ہم\
قصہ آزادی کا آئے سال دہرایا گیا\
سچ کہو قائد کے مسلک کو بھی اپنایا گیا

ع

عابد علی عابد

سید عابد علی عابد نے قائداعظم کے عنوان سے ایک نظم میں یوں قائد کو خراج عقیدت پیش کیا۔

گہنا گیا وہ چاند مگر اس کے نور سے
دیوار و در وطن کے ہیں تاباں اسی طرح
مرجھا گیا وہ پھول مگر اس کے رنگ سے
قوسِ قزح ہے صحن گلستاں اسی طرح
چپ ہو گیا وہ ساز مگر اس کے سوز سے
نغمے ہیں وادیوں میں پر افشاں اسی طرح
لہرا چکی وہ برق مگر اس کی تاب سے
ذروں میں زندگی ہے غزل خواں اسی طرح
وہ نقش مٹ گیا مگر اس کے طلسم سے
صرف چمن ہے فصل بہاراں اسی طرح
وہ شمع بجھ گئی مگر اس کے فروغ سے
قندیل آرزو ہے فروزاں اسی طرح
دیکھو تو اس کے کوکبِ اقبال کا عروج
سہمی ہوئی ہے گردشِ دوراں اسی طرح

بالیدہ ہے زمینِ وطن کی نمو میں وہ
مضطر ہے مثلِ شعلہ ہمارے لہو میں وہ

وہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۶ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں سید غلام عباس کے ہاں پیدا ہوئے انہوں نے وہیں ابتدائی تعلیم مکمل کی لیکن جب ان کے والد صاحب لاہور آگئے تو انہیں رنگ محل مشن ہائی سکول میں داخلہ مل گیا۔ میٹرک کے بعد یہاں کے ہیڈ ماسٹر کے ایل رلیارام کے زیر اثر موسیقی کا ذوق پیدا ہوا۔ ۱۹۲۳ء میں بی اے اور ۱۹۲۵ء میں ایل ایل بی کی سند لی۔ اسی اثنا میں ماہنامہ ہزار داستان میں بھی ادارتی کالم لکھتے رہے۔ اس رسالے کے مدیر حکیم احمد شجاع تھے۔ انہوں نے مجلس وضع قانون (پنجاب) میں بھی بطور مترجم کام کیا۔ پھر گجرات میں وکالت شروع کی اس کے بعد دیال سنگھ کالج لاہور میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے اور ۲۵ سال تک اسی درسگاہ سے منسلک رہنے کے بعد سبکدوش ہوئے۔ یہاں سے سبکدوشی کے بعد مجلس ترقی ادب لاہور سے وابستگی اختیار کر لی۔

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔ تاریخ ادبیات فارسی۔ اصول انتقاد ادبیات۔ شعر اقبال۔ تلمیحات اقبال۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (جامعہ پنجاب کے لئے مضامین) داستان فلسفہ۔ فنون لطیفہ۔ انسان اور ایران قدیم جیسی کتابیں لکھیں اور بلند معیار کے تراجم بھی کئے۔

دو شعری مجموعے شب نگار بنداں اور بریشم عود یادگار چھوڑے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۷۱ء کو لاہور میں وفات پائی۔

عاجزی اور انکساری

قائداعظم عاجزی اور انکساری کو ہمیشہ اولیت دیتے تھے اور کبھی ایسی کوئی بات نہ کہتے جس سے ظاہر ہوتا کہ قائداعظم تکبرو غرور سے بات کر رہے ہیں۔ یہی ایک واقعہ قارئین کرام کے لئے باعث مثال ہے۔ جناب سید ہاشم رضا اس واقعہ کے راوی ہیں۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی روح پرور شام تھی جب گورنر جنرل ہاؤس کے وسیع چبوترے پر قائداعظم مسکرا مسکرا کر اپنے مداحوں سے مبارک باد وصول کر رہے تھے۔ میں اور ان کے اے ڈی سی ان کے قریب کھڑے تھے ایک غیر ملکی صحافی نے ان سے کہا آپ کتنے خوش نصیب ہیں۔ کہ آپ نے آج اپنی قوم کے لئے ایک ملک حاصل کر لیا ہے۔ آپ بانی پاکستان ہیں۔ قائداعظم کا جواب تھا میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پاکستان میری زندگی میں بن گیا لیکن میں پاکستان کا بانی نہیں ہوں صحافی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا اگر آپ اس مملکت کے بانی نہیں تو پھر کون ہیں قائداعظم کا جواب تھا۔

Every Mussalman
یعنی ہر ایک مسلمان

عارف شاہ، ڈاکٹر سید

قائداعظم کے معتقد۔ انہوں نے قائداعظم سے تین بار ملاقات کی پہلی ملاقات ۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ کو کراچی میں ڈی جے سندھ کالج سبزہ زار میں ہوئی جہاں کالج کے مسلمان طلباء نے ان کے (قائداعظم) کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا۔ ان

دنوں عارف شاہ کالج کی مسلم اسٹوڈنٹس یونین کے سیکرٹری جنرل تھے۔ دوسری ملاقات جنوری ۱۹۳۸ء کے آخری ہفتہ میں بمبئی میں مالابارہل کی کوٹھی پر ہوئی۔ تیسری ملاقات پولوگراؤنڈ کراچی میں ہوئی جب قائد اعظم نے پہلی پاکستان اولمپکس کا افتتاح کیا تھا۔

تفصیل کے لئے دیکھئے روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ دسمبر ۱۹۶۸ء

عاشق حسین بٹالوی، ڈاکٹر

تحریک پاکستان کے رہنما اور اقبال کے آخری دو سال کے مصنف۔ انہیں قائد اعظم کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ وہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے اس اجلاس میں موجود تھے جس میں قرارداد لاہور کا مسودہ مرتب کیا گیا تھا انہوں نے میاں امیرالدین کی تصنیف "یادِ ایام" پر انتہائی پر مغز تنقیدی تبصرہ بھی لکھا۔

ان کا انتقال لندن میں ۱۹۸۹ء میں ہوا۔

عاصمہ گل عصمی

انہوں نے ان الفاظ میں قائد اعظم کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

السلام اے فخرِ ملت، قائد اعظم سلام
کاروانِ حریت میں زعمیوں کے امام
سر زمینِ پاک ہے تیری مساعی کا صلہ
شاعرِ مشرق کے خوابوں کو دیا تو نے دوام
اتحادِ ملتِ بیضا ترے دم سے ہوا
رہبرانِ قوم میں اونچا ترا سب سے مقام
مرحبا تو نے کیا بیدار خفتہ قوم کو
کس قدر جادو اثر قائد ہے تیرا پیام
جراتِ کردار سے انگریز کو پسپا کیا
ہو گئے مغلوب تجھ سے بے گماں ہندو تمام
منتشر تھے ہم مگر تو نے اکٹھا کر دیا
آ گئی ہاتھوں میں تیرے جب قیادت کی زمام
کر لیا مقصود حاصل قوت اخلاق سے
تھا سیاست کا تری سب سے انوکھا اہتمام
تیری حکمت سے ہوئے آزاد مسلم ہند کے
مدتوں رہتے وگرنہ غیر کے وہ سب غلام
جہل میں جکڑے ہوئے تھے قعر گم نامی میں تھے
کر دیا بابائے ملت تو نے ہم کو نیک نام
تیرا احسان ہم نہ بھولیں گے قیامت تک کبھی
بچہ بچہ کر رہا ہے دل سے تیرا احترام

عالم۔ ایس ایس ڈاکٹر

پاکستان کے نامور ریڈیالوجسٹ۔ قائد اعظم محمد علی جناح اپنی زندگی کے آخری ایام میں جب بستر پر تھے تو ان کے علاج کے لئے جو ٹیم تشکیل دی گئی اس میں ڈاکٹر ایس ایس عالم بھی شامل تھے۔

عالمی پریس (کا خراج عقیدت)

قائد اعظم محمد علی جناح کے انتقال پر ملال پر عالمی پریس نے بھی ان کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

روزنامہ سٹیٹ مین نئی دہلی

ہمیں رنج ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا آدمی اور ان کا گورنر جنرل محمد علی جناح ہمیشہ کے لئے چھن گیا بظاہر مسٹر جناح کی شخصیت میں بعض کمزوریاں موجود تھیں لیکن مسٹر جناح کی عظمت کسی آنکھ سے چھپی ہوئی نہیں تھی۔ ان کی مثال ایک ہیرے کی سی تھی جو انتہائی سخت ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہیرا ہے۔ وہ ایک عظیم اور غیر متزلزل قوت ارادی کے مالک تھے جس استقلال اور عزم کے ساتھ انہوں نے اپنے مقاصد حاصل کئے اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے اپنے لئے منزل مقرر کی اور اس پر پہنچ کر ہی دم لیا۔ ان کی تحصیل بے مثال ہے۔

نیویارک ٹائمز (امریکہ)

وہ قائد اعظم تھے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے حقیقی رہبر، وہ مسلم لیگ کے دماغ تھے اور مسلم قوم کا قلب

ڈیلی ایکسپریس لندن

ڈیلی ایکسپریس لندن نے قائد کی وفات پر لکھا کہ مسٹر جناح کے عزم و استقلال اور محنت و ہمت نے پاکستان کو ایک لڑی میں پرو رکھا تھا ہندوستان میں برطانیہ کے رخصت ہونے کے بعد نوزائیدہ مملکت پاکستان کو جن مصائب و مشکلات سے گزرنا پڑا

یہ آزمائش ان سب سے زیادہ کڑی ہے۔ یعنی قائد اعظم کی وفات۔

نیویارک ہیرلڈ ٹریبون (امریکہ)

قائد اعظم محمد علی جناح کی زندگی کے سال احترام اور اعزازات سے پر تھے۔ ان کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ اپنا کام پورا کر چکے تھے۔ تاریخ سیاسیات میں تخلیق پاکستان ایک بے مثال معرکہ ہے اس کام کو جو بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا مسٹر جناح نے ممکن بنا دیا۔

روزنامہ صدائے مردم تہران

مرحوم محمد علی جناح برصغیر کے بزرگ ترین لیڈروں میں سے تھے جنہوں نے مملکت پاکستان کے قیام کے سلسلے میں حوصلہ فرسا اور قوت شکن تلخیاں اور تکالیف برداشت کیں۔ ان کی ذات گرامی نے مسلمانان ہندوستان کو نشیب اور افتراق سے نکال کر وحدت، یگانگی بخشی اور اس کے نتیجے میں آخر کار تمام مسلمانوں کی امداد و فدا کاری سے ایک ایسی آزاد اسلامی مملکت کے بنانے میں کامیاب ہوئے جس کی آبادی سات کروڑ سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔

ہم روزنامہ صدائے مردم کے کارکنوں اور کارپردازوں کی جانب سے پاکستان کو اس عظیم سانحہ میں اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

روزنامہ کیہان انٹرنیشنل تہران

محمد علی جناح نے کسی ہتھیار اسلحہ اور بغاوت کے بغیر صرف اور صرف امن کے اصولوں کے ذریعے ایک مملکت حاصل کی۔ انہوں نے اپنی ذہانت اور قوت ارادی سے فتح حاصل کی۔ ان کی قوت ارادی کا سامنا اور کوئی قوت نہ کر سکی۔ کیوں کہ ان کے ساتھ ان کے تمام عوام کی قوت اور عزم شامل تھا۔

لندن ٹائمز

قائد اعظم نے اپنی ذات کو ایک بہترین نمونہ پیش کر کے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر دیا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں ان میں وہ ذہنی لچک نہیں تھی جو انگریز کے نزدیک ہندوستانیوں کا خاصا ہے۔ ان کے تمام خیالات ہیرے کی طرح قیمتی مگر سخت واضح اور شفاف ہوتے ان کے دلائل میں ہندو لیڈروں جیسی حیلہ سازی نہ تھی بلکہ وہ جس نقطہ نظر کو اپنا ہدف بناتے تھے اس پر براہ راست نشانہ باندھ کر وار کرتے تھے۔ وہ ایک ناقابل تسخیر حریف تھے۔

روزنامہ بھارت (دہلی)

ہمیں یہ بھی اعتراف کرنا چاہیے کہ متحدہ ہندوستان کی تمام قوتیں ایک شخص سے شکست کھا گئیں۔ غیر جانبدار مورخ مجبور ہوں گے کہ مسٹر جناح کو دنیا کے بڑے آدمیوں میں شمار کریں۔ یقیناً وہ بہت بڑے آدمی تھے نہ ہوتے تو تاریخ کا رخ نہ پلٹ سکتے۔

روزنامہ پرتاب

مسٹر جناح زبردست قوت ارادی کے مالک تھے

نیوز کرانیکل (برطانیہ)

صرف موت ہی وہ دشمن تھا جس سے وہ شکست کھا گئے۔ لیکن وہ موت کے سوا کسی دشمن کے آگے نہیں جھکے۔

روزنامہ ہندو (دہلی)

مسٹر جناح اپنی قوم کے نجات دہندہ تھے یا نہ تھے اس کا جواب تاریخ ہی دے سکتی ہے۔ لیکن اس چیز سے بہرحال انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے ارادے میں حقیقتوں کو مٹانے اور خوابوں کو حقیقت بنانے کی طاقت تھی۔

روزنامہ امرت بازار پتریکا

اگر ہندوستان نے اپنی آزادی کے معمار کو آزادی ملنے کے چند ہی ماہ بعد کھو دیا تو پاکستان بھی کم بدقسمت نہ تھا کیوں کہ پاکستان کے قیام کے تیرھویں مہینے میں ہی قائد اعظم کو چھین لیا گیا۔ قائد اعظم نے مسلمانوں کو وہ دے دیا جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ اب پاکستانیوں اور ان کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ اسے قائم رکھیں اور مضبوط اور ترقی یافتہ ملک بنائیں۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

عباس، بیرسٹر علی محمد

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۴۶ء میں جب لندن تشریف لے گئے تو انہوں نے قائد کا استقبال اپنے مکان پاکستان ہاؤس میں کیا۔

وہ یکم جنوری ۱۹۲۲ء کو ضلع پٹنہ (اب بنگلہ دیش) میں پیدا

ہوئے۔ انہوں نے انگلش لٹریچر میں بی اے آنرز کیا اور ایم اے آنرز کرنے کے لئے کلکتہ کے مشہور و معروف پریذیڈنسی کالج میں داخلہ لیا ۱۹۴۵ء میں انگلستان چلے گئے۔ مشرقی پاکستان کے ممتاز رہنما فضل حق کے منظور نظر تھے۔ لندن میں انہوں نے مختلف نیوز لیٹرز اور پمفلٹ شائع کر کے مسلم لیگ کے مشن کو جاری رکھا ان میں Our Home اور Voice of Pakistan شامل تھے۔ ۱۹۴۶ء میں جب مسلم لیگ نے کابینہ وفد تجاویز کو قبول کر لیا تو انہیں سخت رنج ہوا۔ انہوں نے شہر بھر میں جلوس نکالا اور مطالبہ کیا کہ پاکستان کا قیام عمل میں لایا جائے تاہم ان کے مطالبے پر قائداعظم نے ان تجاویز کو رد کر دیا۔

۱۹۴۹ء میں انہوں نے بار ایٹ لا کیا۔ اور عام مجسٹریٹ سے لے کر ہاؤس آف لارڈ کے جج تک ان کی قانونی مہارت اور سوجھ بوجھ کے معترف تھے۔ مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بن جانے پر واپس اپنے گھر نہ آئے۔

عبدالباری، میاں

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما۔ ۱۹۴۲ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح لائل پور (اب فیصل آباد) تشریف لے گئے تو انہوں نے مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اس طرح انہیں اپنے جذبے اور خلوص کی وجہ سے بہت جلد قائداعظم کا قرب حاصل ہو گیا۔

وہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء و منصور پورہ (کپور تھلہ) میں متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں جب پہلی جنگ عظیم چھڑی تو وہ ایم اے کے طالب علم تھے۔ انہوں نے اپنے ہم نوا طلباء کا ایک گروہ بنایا اور ۵ فروری ۱۹۱۵ء کو ایک قافلے کی صورت میں کابل کے لئے روانہ ہوئے۔ افغانستان کا مشن ناکام ہوا تو انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ رہائی کے بعد لائل پور کی میونسپل حدود میں پابند کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک طویل عرصہ تک سیاست سے کنارہ کش رہے۔ قرارداد لاہور کے بعد پھر سیاسی سرگرمیوں میں زور شور سے حصہ لیتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد وہ اعلیٰ سیاسی مناصب پر فائز رہے۔ ۱۹۶۵ء میں قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لیا تو ناکام ہو گئے۔ اس دوران وہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ ایوب خان نے جب اپنے دستور میں پاکستان کا سرکاری نام جمہوریہ پاکستان رکھنا چاہا تو ان کی مختصر مگر موثر پارٹی نے انہیں وطن عزیز کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھنے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو انتقال کیا۔

عبدالجبار بنتوری

قائداعظم محمد علی جناح نے انہیں ۴ نومبر ۱۹۴۳ء کو مالابار ہل سے یہ خط لکھا۔

ماؤنٹ پلیزنٹ
مالابار ہل
۴ نومبر ۱۹۴۳

ڈیئر سر

مجھے آپ کا ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء کا محررہ خط ملا۔ میں یہاں صرف اس حالیہ پیغام کو دہرا سکتا ہوں جو میں نے مسلمانوں کے نام عید کے موقع پر دیا تھا اس کی ایک نقل بھی بھیج رہا ہوں۔ اور تم ایسے راستے اختیار کر سکتے ہو جنہیں تم موزوں سمجھتے ہو۔

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

اے جے بنتوری اسکوائر
سیکرٹری مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نمبر ۶
چن سوامی مڈلیسر روڈ
ٹسکر ٹاؤن بنگلور

عبدالحامد بدایونی، مولانا

قائداعظم محمد علی جناح نے صوبہ سرحد میں ریفرنڈم میں خدمات انجام دینے کی بنا پر مولانا عبدالحامد بدایونی کو فاتح سرحد کا خطاب دیا تھا۔

وہ ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں بدایوں میں مولانا حکیم عبدالقیوم قادری کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایام طفولیت ہی میں والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا تو بڑے بھائی مولانا عبدالماجد اور والدہ نے تربیت کی مدرسہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں ممتاز علماء سے اکتساب فیض کیا۔ تحصیل علم کے بعد مولانا شاہ مطیع الرسول اور مولانا شاہ عبدالمقتدر سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ دس سال تک مدرسہ شمس العلوم

بدایوں کے مدرس رہے۔
مولانا نے ۱۹۱۴ء میں تحریک خلافت میں حصہ لے کر سیاسی زندگی میں قدم رکھا۔ ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں جب منٹو پارک لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو مولانا نے اس کی حمایت کی۔ ۳۰۔ اگست ۱۹۴۱ء کو لدھیانہ میں پاکستان کانفرنس سے خطاب کیا۔ ۱۹۴۶ء میں مولانا نے مسلم لیگ کے نامزد امیدواروں کے حق میں سندھ، بلوچستان پنجاب اور یو پی کے دورے کئے۔ ۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم میں صوبہ سرحد میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۸ء میں مولانا کی تحریک پر مولانا شاہ عبدالعلیم کی سربراہی میں قائداعظم سے ایک وفد کی ملاقات کی ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا متعدد کتابیں لکھیں فلسفہ عبادات اسلامی اور اسلام کا معاشی نظام مقبول ہوئیں۔
۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء کو ۷۲ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

عبدالحفیظ

تحریک پاکستان کے رہنما۔
وہ ۱۹۰۱ء میں لکھنؤ میں عبدالعزیز قدوائی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے گریجوایشن کیا۔ قائد اعظم محمد علی جناح سے ان کی خط و کتابت بھی رہی۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۷ء تک ہر سال وہ دہلی اور شملہ جا کر برصغیر کی صورت حال پر اہم مسلمان رہنماؤں سے تبادلہ خیال کرتے۔ برطانوی عہد میں محکمہ اطلاعات کے صدر دفتر میں رہے۔ ۱۹۴۰ء میں انہوں نے یونائیٹڈ پریس آف انڈیا کے نام سے ایک خبر رساں ادارہ بھی قائم کیا۔ جس کی قائد نے بھی تعریف کی۔ قیام پاکستان کے بعد پریس سیکرٹری کی حیثیت سے لندن گئے اور وہاں حیدر آباد دکن کے ایجنٹ آفس میں رہے۔ انہوں نے پاکستان آکر یونائیٹڈ پریس آف پاکستان نامی خبر رساں ایجنسی قائم کی۔ ۱۹۸۱ء میں انتقال کیا۔

عبدالحمید خان

مدراس سے لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن۔ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے ۲۷ویں اجلاس میں جو قائداعظم کی صدارت میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں ہوا۔ مدراس کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے قرارداد لاہور کی تائید کی۔

عبدالحمید خاں بھاشانی

قائداعظم محمد علی جناح جب ۱۹۴۶ء میں بنگال اور آسام کا دورہ کر رہے تھے۔ تو اس دوران صوبائی مسلم لیگ کے صدر مولانا عبدالحمید خان بھاشانی سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں مولانا نے مسلم لیگ کی تنظیمی سرگرمیوں کا ذکر کیا اور بڑے دردناک طریقے سے مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا۔ قائداعظم نے مولانا کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سیاست شطرنج کی طرح ہے اس میں جذباتیت نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے لئے ہمت اور ارادوں کی ضرورت ہے۔ مولانا اچھے مبلغ تو ہو سکتے ہیں اور لوگوں کو رلا بھی سکتے ہیں لیکن ایک اچھے لیڈر نہیں بن سکتے۔ اگر انہوں نے اپنا وطیرہ نہ بدلا تو وہ سیاست میں بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔"
وہ ۱۸۷۹ء میں سراج گنج پٹنہ میں پیدا ہوئے انہوں نے جاگیرداری اور سرمایہ داری کے خلاف طویل جدوجہد کی وہ تحریک خلافت، کانگرس، مسلم لیگ عوامی لیگ اور بعد ازاں نیشنل عوامی پارٹی میں شامل رہے۔ اور انگریزوں کے خلاف برصغیر کی بیشتر تحریکوں میں سرگرم حصہ لیا۔ قیام پاکستان سے قبل انہوں نے آسام میں تبلیغ اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور جمیعت العلماء ہند کی شاخ بھی قائم کی۔ انگریزی میں آسام میرٹھ اور بنگال میں مجاہد کے نام سے اخبار بھی جاری کئے۔ بھاشان گاؤں میں سکونت رکھنے کی وجہ سے بھاشانی کہلائے۔
وہ آسام اسمبلی کے رکن ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ اور کسانوں کی تحریک کی قیادت کی۔ انہوں نے سلہٹ میں پاکستان کے حق میں رائے شماری میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔
قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ کی مخالف جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی زبردست کوشش کی۔ صدر ایوب کے دور کے آخری دنوں میں پاکستان میں گھیراؤ جلاؤ کی تحریک کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار متعارف کرایا۔ مشرقی پاکستان میں

جامعہ ملّیہ کالج اور اکیڈمی کا قیام ان کا اہم کارنامہ ہے۔
اسلامی یونیورسٹی کے قیام کے لئے بھی کوشاں رہے بالآخر ۷ انومبر۱۹۷۶ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کیا۔

عبدالحمید خان، مولوی

آسام پراونشل مسلم لیگ کے صدر۔ انہوں نے ۶ مارچ ۱۹۴۶ء کو اس وقت قائداعظم کا گوہاٹی میں استقبال کیا جب وہ وہاں تشریف لے گئے۔

عبدالحمید قاضی، ڈاکٹر

تحریک پاکستان کے رہنما۔ ابتداء میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کے رکن تھے۔ لیکن ۱۹۴۲ء میں اس سے علیحدگی اختیار کر کے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرلی۔ اسی سال انہیں قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ بمبئی صوبہ مسلم لیگ کی ۲۵ رکنی مجلس عاملہ کا رکن بنایا گیا۔ علاوہ ازیں قائد نے انہیں صوبہ بمبئی کے نیشنل گارڈ کا سالار بھی مقرر فرمایا۔ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۲۷ء تک جامعہ ملّیہ دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء میں بی اے کیا ممتاز اساتذہ میں محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر ذاکر حسین اور ڈاکٹر عابد حسین شامل تھے۔ ۱۹۳۲ء میں بار ایٹ لا کے لئے انگلستان کا قصد کیا۔ جس اطالوی بحری جہاز میں وہ انگلستان گئے اس میں علامہ اقبال بھی سوار تھے۔ لندن میں پروفیسروں نے انہیں برلن یونیورسٹی سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کا مشورہ دیا۔ قیام جرمن کے دوران تحریک آزادی کے سلسلے میں متعدد مضامین لکھے۔ انہوں نے تعلیم سے فراغت کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ بمبئی کو منظم کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

اپریل ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں انہوں نے پاکستان میں حکومت الٰہیہ کے قیام کے سلسلے میں قرارداد تیار کی۔ جسے دہلی کے اخبار روزنامہ خلافت نے شائع کیا۔

قیام پاکستان کے بعد جامعہ ملّیہ سے منسلک رہے پھر اردو کالج سے وابستگی اختیار کی۔ بالآخر ۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۱ء تک سندھ یونیورسٹی میں فلسفہ اور نفسیات کی تعلیم دیتے رہے۔ ہندوستان میں عمرانیات پر پہلی کتاب لکھی یہ کتاب ۱۹۳۶ء میں جامعہ ملّیہ سے شائع ہوئی پستانوری اور اس کا فلسفہ بھی ان کی اہم کتاب ہے۔

۱۱ جنوری ۱۹۶۱ء کو کراچی میں انتقال ہوا۔

عبدالحئی حضرت قائداعظم کے ڈرائیور

۱۴ مئی ۱۹۴۰ء کو خط میں انہوں نے عبدالحئی کی ۱۵ دن کی چھٹیوں کی منظوری اس شرط پر دی کہ وہ اپنی جگہ کسی موزوں شخص کو چھوڑ کر جائیں۔ ساتھ ہی یہ تاکید بھی کی تھی کہ جانے سے پہلے اطلاع دینا کہ کیا کچھ انتظامات کر کے جا رہے ہو۔ بعد

ازاں بابائے قوم نے ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء کو خط میں لکھا کہ تمہیں ۱۵ دن سے زیادہ کی چھٹی نہیں دی جاسکتی اگر تم ۱۵ دن کے بعد واپس نہ آئے تو میں دوسرا ڈرائیور رکھ لوں گا۔ اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ میں ۱۰ جون کو بمبئی پہنچنے والا ہوں اس لئے تم ۸ جون تک واپس آجاؤ ورنہ مجھے دوسرا ذمہ دار ڈرائیور رکھنا پڑے گا۔ تم نے اپنی جگہ اپنے جس رشتے دار کو کام پر رکھا ہے وہ صرف کار کی دیکھ بھال کر سکتا ہے وہ اچھا ڈرائیور نہیں ہے۔ بمبئی جیسے شہر میں اس سے کام نہیں لیا جاسکتا۔

ماخذ روزنامہ حریت ۲۴ دسمبر ۱۹۸۶

وہ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے ۲۲ سال کی عمر میں قائد کے ڈرائیور بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ قائداعظم کے ہاں انہوں نے جون ۱۹۴۰ء تک ملازمت کی اور اس دوران میں قائد نے انہیں ایک شیعہ سکول میں داخل کرا دیا جہاں تین سال تک تعلیم حاصل کی اور اس کے تمام اخراجات خود برداشت کئے۔ ابتداء میں انہیں نوے روپے تنخواہ ملتی تھی جسے بعدازاں بڑھا کر ایک سو روپیہ کر دیا گیا۔ قائد نے انہیں بھی خطوط لکھے۔

الفنسٹن لاج میتھران
۱۱ مئی ۱۹۴۰

مسٹر حئی

جہاں تک مالیوں کا تعلق ہے اگر وہ آپ کی ہدایات نہ مانیں تو بہترین بات یہ ہے کہ انہیں برطرف کر دیں اور دیگر کسی ملازم کو رکھیں۔

جہاں تک پٹرول کا تعلق ہے آپ کو تین گیلن کی سپلائی مل سکتی ہے۔ اور ایک میرا یہ خط اپنے اجازت نامے کے طور پر بمبئی گیراج کو دکھا سکتے ہیں۔ مجھے، وہ چیک مل گئے ہیں جو مجھے بھیجے گئے اور وہ ٹھیک ہیں۔ دیگر چیک مجھے براہ راست مل گئے ہیں۔

براہ مہربانی مجھے غلام سرمی کا پتہ بھیجیں میں نے لٹل گبز روڈ پر بنگلہ کرایہ پر دینے کے بارے میں کل ایک تار بھیجا ہے۔ اور مجھے ان کے جواب کا انتظار ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے گھر میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ براہ مہربانی مجھے لیکٹو پیپائن نامی دوا کی ایک بوتل بھیج دیجئے۔ یہ آپ کو میری ڈریسنگ ٹیبل پر میرے بستر کے قریب میرے کمرے میں ملے گی لیکن اگر آپ اسے تلاش نہ کر سکیں تو نہ بھیجیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

الفنسٹن لاج میتھران

۳۱ مئی ۱۹۴۰ء

مسٹر عبدالحئی

مجھے آپ کا ٹیلی گرام ملا اور میں نے نوٹ کیا ہے کہ اگرچہ میں نے آپ کو بتا دیا تھا کہ میں آپ کو پندھرواڑے سے زیادہ چھٹی پر اجازت نہیں دے سکتا اور آپ نے واضح طور پر مجھے یقین دلایا تھا کہ آپ کو زیادہ ضرورت بھی نہیں آپ مجھ سے مزید ایک پندھرواڑے کی رخصت مانگ رہے ہیں۔

میں دس جون سے پہلے بمبئی واپس آرہا ہوں چنانچہ آپ سے کہتا ہوں کہ آپ فوراً بمبئی پہنچیں اگر آپ واپس نہ ہوں اور ۸ جون کو یا اس سے پہلے بمبئی نہ پہنچیں تو پھر مجھے نیا اہل ڈرائیور رکھنا پڑے گا۔ کیوں کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی جگہ کام کرنے والے ڈرائیور کو جو آپ کا رشتہ دار بھی ہے بے حد بادل ناخواستہ قبول کیا تھا اور آپ کی غیر موجودگی میں اسے صرف کاروں کی دیکھ بھال ہی سونپی گئی وہ ایک اچھا ڈرائیور نہیں اور بمبئی میں کاروں کے چلانے اور دیکھ بھال کرنے کے معاملے میں اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ زیادہ سے زیادہ ۸ جون کو واپس آجائیں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

میتھران الفنسٹن لاج

۱۴ مئی ۱۹۴۰

مسٹر حیبی

مجھے آپ کا ۱۲ مئی کا خط مل گیا ہے آپ ۱۸ سے ۱۵ دن کے لئے اپنی تجویز کے مطابق جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ اپنی جگہ پر کام کرنے کے لئے ایک شخص کا بندوبست کر دیں جو کاروں کا چارج لے کیونکہ جیسا کہ آپ کو توقع ہے ۱۲ تاریخ کو مسٹر محمد یامین بمبئی پہنچ رہے ہیں۔

براہ مہربانی اپنی روانگی سے قبل مجھے لکھیں اور مطلع کریں کہ آپ نے کیا انتظامات کئے ہیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

ہوٹل سیسل

شملہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۹

مسٹر عبدالحئی

یہ صرف آپ کو مطلع کرنے کے لئے ہے کہ میں کل شملہ چھوڑ رہا ہوں اور ۱۳ کی صبح کو دہلی پہنچ رہا ہوں چنانچہ براہ مہربانی میرے تمام خطوط نمبر ۱۰ اورنگ زیب روڈ پر میری طرف سے آئندہ اطلاع ملنے تک بھیج دیں۔

باورچی کے بارے میں براہ مہربانی ہمارے پرانے باورچی کو رکھنے کی کوشش کیجئے یا پھر کسی اور کو رکھئے۔ مجھے امید ہے کہ ۲۲ یا ۲۳ تاریخ کو بمبئی میں ہوں گا۔ اور آپ کو ایک تار دے دوں گا۔

براہ مہربانی مجھے بتایئے کہ نئے بنگلے میں کیا ہو رہا ہے اور گھر کے بارے میں دیگر معلومات جو آپ فراہم کر سکیں۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

مسٹر عبدالحئی

معرفت ایم اے جناح

لٹل گبز روڈ مالابار ہل بمبئی

ہوٹل سیسل
شملہ یکم ستمبر ۱۹۳۹ء

مسٹر عبدالحئی کے نام

میں ایک کارڈ منسلک کر رہا ہوں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریلوے اسٹیشن پر کوئی پارسل پہنچا ہے۔ براہ مہربانی اسے چھڑا لیجئے اور مجھے بتایئے کہ یہ کیا ہے اور اگر خراب ہوئے بغیر شملہ بھیجا جا سکتا ہے تو پھر ایسا ہی کریں

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

ہوٹل سیسل
شملہ ۲ ستمبر ۱۹۳۹

مسٹر عبدالحئی

میں آپ کو ایک ریلوے رسید بھیج رہا ہوں برائے مہربانی پارسل چھڑا کر اسے بمبئی میں رکھیں میں سمجھتا ہوں اس میں کتابیں ہیں مجھے نہ بھیجیں جب تک میں واپس نہ آؤں انہیں رکھیں۔

آپ کا
ایم اے جناح

عبدالحئی جعفری:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، وہ ۱۹۰۸ء میں عرب سرائے (دہلی) میں پیدا ہوئے۔ دہلی کے سٹیفن کالج سے بی اے اور دہلی یونیورسٹی سے قانون کا امتحان پاس کیا تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا دوران تعلیم مسلم یوتھ لیگ قائم کی۔ ۱۹۳۴ء میں جب قائداعظم لندن پریوی کونسل میں پریکٹس کر رہے تھے تو اس دوران میں دہلی تشریف لائے اور نظام پیلس میں جعفری صاحب سے ملاقات کی ان کی درخواست پر قائداعظم نے مسجد فتح پوری میں مسلمانوں سے خطاب فرمایا۔ ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان منظور ہونے کے بعد دہلی کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر دفتر قرار دیا گیا تو بہت سے لوگ انہیں بھی ملنے کے لئے آتے تھے، ۴۷۔۱۹۴۶ء میں دہلی میں جب مسلمانوں کا قتل عام ہوا تو دہلی صوبہ مسلم لیگ کے رکن ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے اہم خدمات انجام دیں ۱۹۴۷ء کے بعد وہ مسلم لیگ کے تمام بڑے اجلاسوں میں شرکت کرتے رہے۔ محترمہ فاطمہ جناح کی انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
۱۲ ستمبر ۱۹۸۹ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

عبدالحئی منشی:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن ۱۹۸۸ء کے تحریک پاکستان گولڈ میڈل ایوارڈ کے حامل، قائداعظم کی اپیل پر مسلم لیگ کے لئے جنوبی افریقہ سے دو لاکھ پونڈ تحریک کے لئے دیئے وہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۵ء میں جب مسجد شہید گنج کے تنازعے کے سلسلے میں قائداعظم لاہور تشریف لائے تو منشی صاحب ان کا استقبال کرنے والوں میں تھے۔ ۱۹۴۵ء میں جب مسلم لیگ کے لئے فنڈز جمع کرنے کے لئے قائداعظم نے اپیل کی تو منشی صاحب اس وقت جوہنسبرگ (جنوبی افریقہ) میں تھے چنانچہ انہوں نے جوہنسبرگ سے قائد کی خدمت میں دو لاکھ پونڈ جمع کر کے بھیجے قیام پاکستان کے بعد منشی صاحب نے مہاجرین کی بحالی اور آباد کاری کے لئے بھی اہم خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں قومی دفاعی فنڈ میں کثیر رقم مہیا کی۔

عبدالرب نشتر، سردار

قائداعظم کے ساتھی۔
کل ہند مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن اور قائداعظم کے معتمد ساتھی۔ کوئی خصوصی مشاورت ایسی نہ تھی جس میں وہ شریک نہ ہوئے۔ دیکھئے نشتر، سردار عبدالرب

عبدالرحمٰن، کرنل

قائداعظم محمد علی جناح کے پرنسپل فزیشن (معالج) وہ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے انہوں نے کلکتہ اور ایڈنبرا میں تعلیم مکمل کی ازاں بعد ریاست بھوپال میں چیف میڈیکل آفیسر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد انہیں قائداعظم محمد علی جناح کا پرنسپل فزیشن مقرر کیا گیا۔ نومبر ۱۹۵۱ء میں گورنر جنرل غلام محمد نے انہیں اپنا ذاتی معالج مقرر کیا۔ انہوں نے ۲۰ اپریل ۱۹۵۵ء میں کراچی میں انتقال کیا۔

عبدالرحمن، منشی:

انہوں نے قائداعظم کے بارے میں دو کتابیں لکھیں جن میں قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ اور کردار قائداعظم شامل ہیں۔

وہ ۱۹۱۳ء میں ملتان میں پیدا ہوئے میٹرک تک تعلیم مکمل کی اور صحافت کے شعبے سے وابستہ ہوگئے۔

ملتان کے مشہور اخباروں آفتاب، بیدار، بے دھڑک طوفان، ملتان پنچ کے علاوہ روزنامہ شمس ملتان، روزنامہ زمیندار، شہباز، آزاد اور نوائے وقت میں صحافتی خدمات انجام دیں۔

ملتان میں ہی اپنا مکتبہ قائم کیا جو ان کی وفات کے بعد بھی اشاعت کتب میں مصروف ہے۔

انہوں نے ۱۹۸۹ء کے اوائل میں انتقال کیا، مدفن ملتان میں ہے۔

عبدالرحیم خواجہ

قائداعظم محمد علی جناح نے جب فیصل آباد کا دورہ کیا تو ان دنوں وہ لائل پور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ چنانچہ جلسہ عام میں جاکر وہ قائد کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ انگریزی حکومت نے اظہار وجوہ کا نوٹس دیا۔ کہا کہ میں نے یہ سب کچھ عقیدتاً کیا ہے۔ تاہم ملازمت سے علیحدہ ہوگئے۔

وہ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کرنے کے بعد کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ بار ایٹ لاء کرنے کے بعد آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا۔ اور انڈین سول سروس کے رکن بنے۔ علامہ اقبال سے بھی ملاقاتیں رہیں۔

قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی ڈویژن کے کمشنر اور بعد ازاں محاذ آزادی کشمیر کے انچارج بنا دیئے گئے۔ باؤنڈری کمیشن میں سیکرٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ پنجاب کے چیف سیکرٹری بھی رہے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد حسین شہید سہروردی کے ساتھ مل کر کام کیا۔ ۱۹۶۴ء میں مرکزی مجلس اقبال کے صدر بنے۔

۵ نومبر ۱۹۷۴ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

عبدالرحیم، سر

دسمبر ۱۹۲۵ء میں مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس علی گڑھ میں منعقد ہوا اس میں ہندو مسلم اتحاد کی کوششوں کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کی اس اجلاس میں قائداعظم بھی موجود تھے۔ ووٹنگ کے لئے جب قرارداد کو پیش کیا گیا۔ تو اجلاس کی صدارت سر عبدالرحیم کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں ہندوؤں سے علیحدگی اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ لیکن قائداعظم نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ بعد ازاں جب نواب مزمل اللہ خاں کی رہائش گاہ پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مرکزی و صوبائی اسمبلیوں میں مسلم پارٹی بنانے کی تجویز پیش ہوئی تو سر عبدالرحیم نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لیکن محمد علی جناح کی شرکت کے بغیر انہوں نے اس تجویز کو ناقابل عمل قرار دے دیا۔

۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو قائداعظم نے جب میثاق لکھنؤ میں ترمیم و تنسیخ کر کے ملک میں مخلوط انتخابات کرانے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے ہندوستان کے تیس سربر آوردہ اور مختلف الخیال مسلمان رہنماؤں کو دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں مدعو کیا تو سر عبدالرحیم نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔

وہ ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مڈل ٹمپل لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا وطن واپسی پر کلکتہ ہائی کورٹ میں بطور ایڈووکیٹ رجسٹرڈ ہوئے۔ بعد ازاں کلکتہ میں پریزیڈنسی میں مجسٹریٹ اور مدراس ہائی کورٹ میں جج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۰ تا ۱۹۲۵ء ایگزیکٹو کونسل بنگال کے رکن اور بنگال لیجسلیٹو کونسل رہے۔ انڈی پنڈنٹ پارٹی کے رکن کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۱ء میں بنگال اسمبلی کے رکن رہے۔ اور ۱۹۳۱ تا ۱۹۳۴ء حزب اختلاف کے رہنما رہے۔ ۱۹۳۵ء میں انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس علی گڑھ میں منعقد ہوا اس کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

حکومت برطانیہ نے انہیں سر کا خطاب بھی دیا۔ ۱۹۴۸ء میں وفات پائی۔

عبدالرزاق خان

صوبہ سرحد کے ممتاز رہنما اور قائداعظم کے معتقد۔

۱۹۴۷ء میں جب قائد اعظم کی ہدایت پر مسلم لیگ نے صوبہ سرحد میں تحریک سول نافرمانی کا آغاز کیا تو انہوں نے بھی قائد اعظم کے حکم پر لبیک کہا۔ اور تحریک میں بڑھ چڑھ کر نہ صرف حصہ لیا بلکہ جیل بھی کاٹی۔ وہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء کو صوابی کے گاؤں تورڈھیر (ضلع مردان) میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام شمروز خان تھا۔ کالج میں دوران تعلیم برصغیر کی آزادی کا مسئلہ شروع ہوا۔ تو انہوں نے تعلیم منقطع کر دی۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں مولانا شوکت علی مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ظفر علی خان نے صوابی میں جلسے کئے تو ان کی تقاریر سے متاثر ہو کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔

صوبہ سرحد میں سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں جیل کاٹی اور ۳ جون ۱۹۴۷ء کو رہا ہوئے۔ صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کے سلسلے میں بھی گھر گھر جا کر قائد اعظم کا پیغام پہنچایا اور ووٹ مانگے۔ ۱۹۵۹ء میں بنیادی جمہوریتوں کے رکن بنے۔ ۱۹۷۰ء میں سرحد اسمبلی کے رکن بنے۔ ۱۹۷۳ء میں صوبائی کابینہ میں بھی شامل ہوئے۔

عبدالرشید خان

بلوچستان سے تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن۔ انہوں نے نئی دہلی میں قائد اعظم سے ملاقات کے بعد مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور بلوچستان مسلم لیگ کے سرپرست اعلیٰ رہے۔ حکومت برطانیہ کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک جب قائد اعظم کے حکم پر مسلم لیگ نے چلائی تو مرحوم نے قائد اعظم کے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے بلوچستان سے سب سے پہلے اپنے خان بہادر اور دوسرے خطابات وغیرہ حکومت برطانیہ کو واپس کر دیئے۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بھی نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اور ان کی اور ان کے دوستوں کی کوششوں سے بلوچستان پاکستان میں شامل ہوا۔ وہ ۱۸۸۵ء میں نصیر آباد سب ڈویژن میں پیدا ہوئے۔ کوئٹہ میں تعلیم پائی متعدد گولڈ میڈل لئے۔ ساری عمر سرکاری ملازم رہے آخری عہدہ ڈپٹی سیکرٹری کا تھا۔ قائد اعظم جب کوئٹہ تشریف لائے تو ان کا خیر مقدم کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔

ان کی خدمات کا اعتراف سبی دربار منعقدہ ۱۹۴۸ء میں کیا گیا۔ قیام پاکستان سے پہلے جب فسادات ہوئے تو انہیں بلوچستان امن کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں جموں و کشمیر کی ریاست کی آزادی کے سلسلے میں انہیں بلوچستان کشمیر ریلیف کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔ وہ بارہ سال تک جہاد کشمیر اور امدادی کاموں میں حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۳۰ء میں کوئٹہ میں یتیم خانہ قائم کیا اور ۱۹۳۵ء کے زلزلے میں تعمیر نو میں حصہ لیا۔ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۳۸ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے وہ اے آر سی بلوچستان کے عہدے پر فائز تھے جنکی منشا کے بغیر کوئی تقرر یا تبادلہ کسی محکمہ میں نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر غیر مسلم ان کو اورنگ زیب ثانی کہتے تھے۔ ہندو اور سکھ انہیں اور نگا کے نام سے پکارتے۔ انجمن اسلامیہ بلوچستان سے منسلک رہے اور بعد ازاں اسکے سیکرٹری جنرل، نائب صدر اور صدر ہوئے۔ ۱۴ اپریل ۱۹۶۲ء کو انتقال کیا۔

عبدالرشید، سر میاں

پاکستان کے پہلے چیف جسٹس۔ پاکستان کی نئی آزاد مملکت میں، سب سے سینئر جج کی حیثیت سے انہیں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی میں پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائد اعظم محمد علی جناح سے حلف لینے کا اعزاز حاصل ہوا۔

وہ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے گریجوایشن کی۔ ۱۹۱۱ میں لندن میں مڈل ٹیمپل سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ لاہور میں وکالت شروع کی۔ بعد میں حکومت پنجاب نے انہیں اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل مقرر کیا۔ ۱۹۳۰ء کی دہائی کے وسط میں وہ لاہور ہائی کورٹ کے پہلے جسٹس ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں فیڈرل کورٹ آف پاکستان کے پہلے چیف جسٹس مقرر ہوئے اور ۱۹۵۳ء تک اسی پر فائز رہے۔ پسماندگان میں مظفر رشید، صفدر رشید، بیگم منورہ شاہ اور مسز پروین ہاشم چھوڑے۔

انہوں نے ۶ نومبر ۱۹۸۱ء کو وفات پائی۔

عبدالرشید کیپٹن

قائد اعظم نے کیپٹن عبدالرشید (آزاد ہند فوج) کو دی گئی سزا کو امتیازی سلوک قرار دیا اور کہا۔

میری رائے میں ٹریبونل نے کیپٹن عبدالرشید کو شدید زخم

پہنچانے کے الزام میں غلط سزا دی ہے۔ یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ شدید زخم پہنچانا قتل اور اعانت قتل کے الزامات سے کم خطرناک جرم ہے۔ اب عوام کے سامنے مسئلہ یہ ہے کہ عبدالرشید کو رہا کیا جائے اور اگر ہند فوج کے افسروں اور سپاہیوں کے خلاف مقدمات چلانے کی پالیسی کو فوراً ختم کر دیا جائے ملک بھر میں جو تلخی اور اشتعال پھیل چکا ہے میں اس میں اضافہ کرنے کا خواہاں نہیں ہوں۔ صرف کلکتہ میں ۴۴ معصوم جانیں تلف ہو چکی ہیں اور تقریباً ۷۰۰ اشخاص زخمی ہوئے۔

میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دہلی سے لے کر کلکتہ تک ہر کہیں کیپٹن عبدالرشید کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھے جانے پر میں نے عوام کی آنکھوں میں خون اترا ہوا دیکھا ہر ایک شخص اس کی سزایابی پر غم و غصے سے بھرا ہوا ہے۔ یہ توقع بالکل عبث ہے کہ حکومت کی یہ کارروائی بہت جلد فراموش کر دی جائے گی۔

عبدالرؤف شاہ، سر

سی پی سے لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں اجلاس منعقد ہوا اور قرارداد لاہور پیش کی گئی تو انہوں نے اہل سی پی کی نمائندگی کرتے ہوئے قرارداد کی حمایت کی۔

عبدالرؤف، مولانا

۷ ستمبر ۱۹۲۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں قائداعظم کی زیر صدارت منعقد ہوا تو انہوں نے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے قائداعظم کا استقبال کیا اور حاضرین کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

عبدالستار اسحٰق سیٹھ، حاجی

قائداعظم محمد علی جناح کے قریبی ساتھی اور تحریک پاکستان کے سرگرم رکن، وہ ۱۸۸۶ء میں کیرالہ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ مالابار سے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت میں روزنامہ ہند نکالا۔ قائداعظم ان کا بے حد احترام کرتے رہے اور اس عزت و احترام کے باعث انہیں اپنی مجلس عاملہ میں سال بہ سال نامزد فرماتے رہے اور جب حصول آزادی کے بعد مملکت خداداد پاکستان کو ان کی خدمات کی ضرورت ہوئی تو حضرت قائداعظم کے ایک تار کے جواب میں اپنا تمام مالی اثاثہ اور املاک چھوڑ کر پاکستان آگئے۔

انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز آل انڈیا مسلم لیگ سے کیا اور آخر دم تک بابائے قوم کے ساتھی کی حیثیت سے زندہ رہے، وہ بلڈ پریشر کے عارضہ میں مبتلا تھے اور دو سال تک جناح ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد ۳۱ مئی ۱۹۸۸ء کو کراچی میں انتقال کیا۔ ان کی عمر ۱۰۲ برس تھی۔

عبدالستار خاں نیازی:

انہوں نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کے صدر کے حیثیت سے ۱۹۳۶ء میں خلافت پاکستان کا نقشہ پیش کیا تھا ۱۹۳۹ء میں خلافت پاکستان سکیم پیش کی۔ ۱۹۴۰ء میں اسلامیہ کالج کے ہال میں خلافت پاکستان کانفرنس منعقد کی۔

وہ یکم اکتوبر 1915ء کو پنیالہ (اٹک) میں پیدا ہوئے ۱۹۳۳ء میں تحصیل عیسیٰ خیل سے میٹرک کیا۔ پھر اشاعت اسلام کالج سے قرآن، حدیث، فقہ، سیرت النبی تاریخ اسلام، مذاہب کے تقابلی مطالعہ اور دیگر اسلامی فتاویٰ میں سند فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا فقیر قادر بخش (پیپلاں شریف) سے بے حد متاثر تھے چنانچہ ان کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔

۱۹۳۶ء میں انہوں نے مجلس اصلاح قوم کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ ۱۹۳۸ء میں لاہور سے بی اے کیا اور اپنے چند ساتھیوں کے تعاون سے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی۔ وہ اس کے صدر رہے۔ مولانا ایم اے کرنے کے بعد سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے۔ ۱۹۴۵ء میں پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا نامی کتاب لکھی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پہلی تحریک میں انہیں سزائے موت بھی ہوئی۔ ۱۹۸۸ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ جمعیت العلمائے پاکستان کے جنرل سیکرٹری رہے۔

مولانا نیازی نے ۱۶ مئی ۱۹۴۱ء کو قائداعظم کو لاہور سے خط

لکھا۔ جس میں انہوں نے پنجاب میں مسلم لیگ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ قائداعظم نے اس خط کے جواب میں اوٹاکمنڈ سے ۲۹ مئی ۱۹۴۱ء کو خط لکھا اس میں انہوں نے مولانا نیازی سے کہا کہ وہ اپنے صوبے میں اپنا کام تندہی سے جاری رکھیں انہیں یقین ہے کہ آپ کو کامیابی ہوگی۔

۶ جون ۱۹۴۱ء کو لاہور سے قائداعظم کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے ایسٹرن ٹائمز کا تراشا بھی بھیجا جس میں انہوں نے لائل پور کے جلسے کی روداد بیان کی۔ ۱۴ جون ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم نے اس خط کا جواب دیا اور لکھا کہ ان کے بمبئی پہنچنے کے لئے کون سی تاریخ زیادہ بہتر ہوگی۔ ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو مولانا نے عیسیٰ خیل سے قائد کو خط لکھا۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ ضلع مسلم لیگ کے قیام کے سلسلے میں راہ ہموار ہو گئی ہے مولانا عبدالستار نیازی نے ۱۴ جولائی ۱۹۴۱ء کو قائداعظم کو خط کا جواب دیا۔ ازاں بعد ۲۳ جولائی ۱۹۴۱ء کو قائداعظم نے عبدالستار خاں نیازی کو خط لکھا۔ ازاں بعد بھی خط و کتابت جاری رہی۔۔۔۔ یہاں صرف چند خطوط کا متن دیا جا رہا ہے۔

لاہور

۱۶ مئی ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم السلام علیکم

ہمارے پاکستان سیشن اور دیہی نشر و اشاعت کمیٹی کے دستور کی منظوری کو تقریباً ڈھائی مہینے ہو رہے ہیں ہم ۱۹۳۹ء میں جب ہم نے لیگ کی دستوری کمیٹی کو پاکستان خلافت اسکیم پیش کی تھی میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر تھا اور ہماری کوششوں کے باوجود جب ۱۹۴۰ء میں لیگ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تو آپ کو ہم سے دور رکھا گیا۔ ہمیں بڑی مسرت ہوئی کہ اب ۱۹۴۱ء میں ہم نے اپنے درمیان آپ کو پایا اگر ہم نے پچھلے مارچ سے اب تک کے درمیانی عرصے میں آپ کو کوئی اطلاع نہیں دی تو اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ہم ایسے عناصر کے درمیان گھرے ہوئے تھے جو لیگ کی تنظیم کو اپنے لئے موت کا باعث سمجھتے تھے۔ ایسی لیگ جو ان لوگوں کے ہاتھوں میں آلہ کار نہ بن سکے اور آپ کے سامنے جواب دہ ہو۔ ان لوگوں نے ہمیں بہلانے اور پھسلانے کی بہت کوشش کی، روکنا چاہا، دھمکیاں دیں اور ہر قسم کا لالچ دے کر اور ہر قسم کا خوف پیدا کر کے دیکھ لیا اب جب وہ ناکام ہو چکے ہیں تو بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ کو سول اینڈ ملٹری گزٹ کے اس تراشے سے بخوبی ہو گا جو اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ جن صاحب نے ہمیں نیم تعلیم یافتہ کہا ہے یہی صاحب کچھ دنوں پہلے ہمارے بچاؤ کے لئے مضطرب تھے۔ دس بارہ مرتبہ انہوں نے ہمیں مختلف لوگوں کے ساتھ چائے پر بلایا بہت عمدہ چائے پر اس وقت ہم ان کے لئے اپنی ملت کے پھول چکے تھے۔ ہمارے کاندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری تھی انکے بیان کے مطابق سر سکندر حیات خاں وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود انہیں مقرر کیا تھا۔ کہ وہ ہمیں یہ بتائیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب بے چین ہیں کہ کہیں یہ زہر آلود فرقہ وارانہ پروپیگنڈہ پانچ دریاؤں کی خوبصورت سرزمین کو ناپاک نہ کر دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں بھی ڈھاکہ اور بمبئی کی طرح فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی نقصان پہنچا دیں۔ پہلے ہم بہت قابل تعریف نوجوان تھے۔ ہماری زندگی قوم کے لئے بہت قیمتی تھی اور اب ہم ان کے خیال میں نیم تعلیم یافتہ اور سماج کے ٹھکرائے ہوئے لوگ ہیں۔ مگر سرمایہ کی کمی ہمارے لئے ان سب باتوں سے زیادہ اہم ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں عوام سے چندہ جمع کرنے کے لئے ایک وسیع تنظیم چاہئے اور نشر و اشاعت دونوں کے لئے پہلے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اس صوبے میں پڑھے لکھے لوگ اتنے مالدار نہیں اور نہ وہ اس وقت تک اپنی شناخت پوری طرح لیگ کے ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہیں جب تک کہ انہیں اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ یونی نسٹ لیگ نہیں ہے مسلم لیگ ہے۔ اس کے لئے ہمیں پہلے اپنی نشر و اشاعت کی مہم میں کامیابی حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے بھی سرمایہ کی ضرورت ہے پس ہمارے ساتھ وہی لوگ ہیں جن کے کچھ مفاد بھی ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ان پر توجہ دے رہے ہیں لیکن ہماری مشکلات واضح ہیں انوار احمد صدیقی صاحب نے جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مسلم لیگ کے سیکریٹری ہیں مجھ سے کہا کہ آپ نے ان سے فرمایا ہے کہ اگر پنجاب کے کسی ضلع میں لیگ کی ایک مثالی شاخ قائم ہو جائے تو آپ ہمیں مزید سرمایہ مہیا کر سکتے ہیں۔

ہم اس تجویز پر آپ سے ذاتی طور پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور ایسی صورت حال پر بھی جو برسراقتدار پارٹی کے مخالفانہ رویہ کے نتیجے میں پیدا ہو سکتی ہے۔ موجودہ مالی صورت حال کے پیش نظر

ہمارے لئے یہ بات زیادہ اسان ہوتی اگر آپ سے ہم پنجاب کے قریب ہی کہیں ملاقات کر سکتے بہر حال کسی صورت میں بھی ہم دیر نہیں چاہتے۔ کئی دنوں تک ہمیں آپ کی صحت کے بارے میں تشویش رہی۔ خدا آپ کو آپ کے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

فتح و نصرت اور مستقبل اسلام کے ساتھ ہے۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار نیازی

اوٹاکمنڈ

۲۹ مئی ۱۹۴۱ء

ڈیئر سر

مجھے آپ کا ۱۶ مئی کا خط ملا۔ شکریہ۔ میں اپنی صحت کے بارے میں آپ کی تشویش کے لئے ممنون ہوں۔ اطلاع کے لئے تحریر کر رہا ہوں کہ اب خدا کے فضل سے میں بالکل ٹھیک ہوں۔

مجھے آپ سے اور آپ کے رفقائے کار سے مل کر بڑی خوشی ہوگی مگر میرا موجودہ پروگرام یہ ہے کہ جون کے پہلے ہفتے تک مجھے بمبئی واپس پہنچنا ہے اور کچھ عرصے کے لئے پنجاب کے قریب کسی مقام تک جانے کا موقعہ ملتا ہوا نظر نہیں آتا۔

میں نے آپ کا خط بڑی احتیاط سے پڑھا ہے۔ مجھے آپ کی مشکلات کا احساس بھی ہے۔ لیکن ان سے آپ کی ہمتیں پست نہیں ہونی چاہیں۔ واقعی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ مجھ سے آ کر ملنے کے سلسلے میں غیر ضروری خرچ اور تکلیف کیوں اٹھانا چاہتے ہیں۔ آپ مجھے بہت آسانی سے لکھ سکتے ہیں اور اگر آپ کے پاس کوئی قطعی تجویز ہے تو میرے سامنے رکھ سکتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو میرا مشورہ بھی لے سکتے ہیں میرے خیال میں مجھے یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے کہ آپ کو مدد کے لئے چاہے وہ روپیہ پیسوں کے سلسلے میں ہو یا کسی اور سلسلے میں بنیادی طور پر اپنے صوبے پر انحصار کرنا چاہئے اور کام تندہی سے جاری رکھنا چاہئے عزم وارادے کے ساتھ۔ مجھے یقین ہے آپ کو کامیابی ہوگی اور اس طرح آپ مشکلات پر بہت جلد فتح پالیں گے جتنا کہ آپ سوچ رہے ہیں بشرطیکہ آپ اپنا کام پر سکون طور پر تندہی کے ساتھ اور انکسار کے ساتھ جاری رکھیں:

آپ کا مخلص ایم اے جناح

لاہور

۶ جون ۱۹۴۱ء

جناب قائد اعظم السلام علیکم

میں ۱۶ مئی کو پہلے ہی ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کر چکا ہوں لیکن اب تک آپ کا جواب نہیں ملا۔ ہم بڑی شدت سے آپ کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن اس دوران ہم خاموش نہیں بیٹھے کچھ کرتے رہے ہیں اور ہم نے کچھ ابتدائی کام کر لیا ہے۔

(۱) سب سے پہلے تو یہ کہ لائل پور میں پاکستان پروپیگنڈہ کمیٹی کی مقامی شاخ کی بنیاد رکھدی ہے ہم نے ایک جلسہ عام بھی کیا تھا۔ ایسٹرن ٹائمز لاہور کا تراشہ آپ دیکھ سکتے ہیں جون کے تیسرے ہفتے میں ایک پاکستان کانفرنس منعقد کی جائیگی نواب بہادر یار جنگ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کی صدارت کریں گے

(۲) ۳۰ مئی کو لاہور میں پاکستان دیہی نشرواشاعتی مہم کے سلسلے میں ایک بڑا جلسہ ہوا۔ اس کی تفصیلات روزنامہ احسان اور سول اینڈ ملٹری گزٹ کے منسلکہ تراشوں میں درج ہیں۔

(۳) ۲۰ جون سے ہم لوگ خود نشرواشاعت کی ایک وسیع اور شدید مہم شروع کر رہے ہیں شدید کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ لیگ کی اصلاح ہو سکے اور وسیع کا مطلب یہ ہے کہ جہاں لیگ نہیں ہے وہاں لیگ کی شاخیں قائم کی جائیں۔

اخباروں کے تراشوں میں آپ ہر جگہ دیکھیں گے کہ ہماری کوشش یہی رہی ہے کہ ہم جلاہوں کو مطعون ٹھہرائیں اور آپ کے ہاتھ مضبوط کریں کیونکہ آپ ہی آل انڈیا مسلم لیگ کے امین اور سربراہ ہیں ہمیں آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے

مجھے امید ہے کہ آپ ہماری درخواست پر جو پچھلے خط میں ہم نے آپ سے ہمارے وفد کے لئے ذاتی انٹرویو کے سلسلے میں کی تھی جب بھی آپ کے لئے آسانی ہوگی غور فرمائینگے۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار نیازی

بمبئی

۱۴ جون ۱۹۴۱ء

جناب من

مجھے آپ کا ۶ جون کا خط ملا اور مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ

آپ کے ۱۶ مئی کے خط کے جواب میں میں نے جو ۲۹ مئی کو خط لکھا تھا وہ آپ کو اب تک نہیں ملا۔

بہر حال میں اس خط کی ایک نقل آپ کی اطلاع کے لئے بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ میرے خط پر غور کرنے کے بعد بھی مجھ سے ملنے کے خواہشمند ہیں تو میں آپ کو خوش آمدید کہوں گا براہ کرم مجھے مطلع کیجئے کہ آپ کے بمبئی پہنچنے کے لئے کون سی تاریخ زیادہ بہتر ہوگی۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

عیسیٰ خیل

۲۲ جون ۱۹۴۱ء

جناب قائداعظم السلام علیکم۔

مجھے آپ کے دونوں خط یعنی ۲۹ مئی اور ۱۴ جون ۴۱ کے لکھے ہوئے ملے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں چونکہ پندرہ دن لاہور سے باہر تھا اس لئے خط کے جواب جلد نہیں دے سکا۔ اس درمیانی عرصے میں اپنے ضلع کے دورے میں مشغول رہا۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں ابھی ابتدائی کام بھی نہیں ہوا ہے مجھے امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ضلع مسلم لیگ قائم ہو جائیگی۔

میں آج ہی اپنے گھر لوٹا ہوں اور مجھے آج ہی آپ کے خط ملے ہیں۔ میں نے آپ کا ۲۹ مئی کا خط بڑی احتیاط سے پڑھا ہے اور میں ذاتی طور پر مطمئن ہوں کہ مجھے لکھ کر آپ کے مشوروں سے فائدہ اٹھانا چاہئے لیکن بعض معاملات میں خط و کتابت کافی نہیں ہوتی۔

میں جولائی کے پہلے ہفتہ میں لاہور واپس آؤں گا اور اپنے رفقائے کار سے مشورہ کرنے کے بعد اپنے آخری فیصلے سے مطلع کروں گا۔

آپ کا مخلص

محمد عبدالستار خاں نیازی

عبدالستار خیری

علی گڑھ یونیورسٹی کے طالب علم۔ قائداعظم نے انہیں ۸ نومبر ۱۹۴۴ء کو ایک خط تحریر کیا جس میں قائداعظم نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ اگر ہم نے متحد ہو کر اپنی کوششیں جاری رکھیں تو ہم ایک دن پاکستان کی صورت میں اپنی منزل کو پالیں گے۔ اس خط کے علاوہ بھی قائداعظم نے متعدد خطوط تحریر کئے اس خط کا متن یہ ہے۔

۱۰ اورنگ زیب روڈ

نئی دہلی

۸ نومبر ۱۹۴۴ء

مائی ڈیئر مسٹر خیری

میں آپ کے ۲۹ اکتوبر کے تحریر کردہ خط کے لئے بے حد مشکور ہوں مجھے خوشی ہے کہ اب آپ ایک آزاد فرد ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کو کیوں نظربند رکھا گیا تھا لیکن آپ کو تو علم ہے کہ میں ہمیشہ سے بغیر کسی قانونی چارہ جوئی کے کسی شخص کی آزادی چھین لینے کا سخت مخالف ہوں۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ خیریت سے ہیں اور بے شمار امیدوں کے ساتھ مسلم انڈیا کی بہتری کے لئے کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں مجھے علم ہے کہ ہمارے راستے میں لاتعداد رکاوٹیں ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے شاندار ترقی کی ہے اور لاکھوں افراد کی حمایت اور ہمدردیاں ہمیں حوصلہ فراہم کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر ہم اتحاد و تنظیم کی روح سے بہرہ ور ہو کر کام کریں تو مجھے یقین ہے کہ ہم اپنی منزل پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

وہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے علی گڑھ میں داخلہ لیا لیکن وہاں سے قاہرہ چلے گئے اور وہاں جامعہ الازہر میں داخلہ لے لیا۔ وہاں مفتی محمد عبدہ کے درس میں شرکت کا موقع ملا انگریزی تعلیم کے لئے امریکن کالج بیروت (لبنان) میں داخل ہوئے۔ عیسائیوں کے متعصبانہ رویئے کے باعث انہوں نے بیروت میں ۱۹۰۹ء میں اسلامی دارالعلوم قائم کیا۔

جنگ عظیم اول میں ترکی آکر ایک تنظیم ہند اخوت الاسلامی انجمن قائم کی اور اس کے دو سال بعد ایک اردو ہفت روزہ اخوت

نکلا۔ ۱۹۱۷ء میں سوشلسٹ انٹرنیشنل کانفرنس بمقام اسٹاک ہوم میں شرکت کی۔ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان آکر ایک ماہنامہ اسپرٹ آف دی ٹائم جاری کیا اور پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں جرمن اور فرنسیسی زبان کے استاد مقرر ہوئے انہوں نے ڈیرہ دون جیل اور جھانسی سے قائداعظم سے خط و کتابت کی۔ ستمبر ۱۹۴۵ء میں رہائی کے بعد ان کا انتقال ہوا۔

قائداعظم خطوط کے آئینے میں

عبدالستار خیری بنام قائداعظم

ڈیرہ دون جیل
۷ نومبر ۱۹۴۰ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ عید کے دن کی آپ کی تقریر بہت پسند آئی۔ دیگر نام نہاد مسلم رہنماؤں کی تقاریر اور آپ کی تقریر میں زمین آسمان کا فرق تھا، خدا گواہ ہے جناح صاحب آپ میری محبوب شخصیت ہیں مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ آپ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ ہم اقلیت نہیں ہیں اس ملک کے لئے ہم نام نہاد جمہوری پارلیمانی طرز حکومت پر یقین نہیں رکھتے ہم ایک قوم ہیں۔ چنانچہ ہماری اپنی حدود اور اپنا ملک ہونا چاہئے۔ ان الفاظ اور اس سچائی نے مجھے خوشی سے پاگل کر دیا اس قید تنہائی میں جہاں مجھے آزادی سے محروم کر دیا گیا ہے آپ نے اپنے الفاظ میں مسلم لیگ کے حقیقی موقف کی ترجمانی کر دی ہے۔ ہندوستان کے ہر مسلمان کو یہ محسوس کرنا چاہئے۔ جاننا چاہئے اور اس موقف کے لئے جدوجہد کرنا چاہئے۔ کیا یہی موقف میرے اخبار، آپ کے اخبار اسپرٹ آف دی ٹائم کا مستقل موضوع نہیں تھا؟ کیا علی گڑھ میں ان الفاظ کی بازگشت سنائی نہیں دیتی۔ جناح صاحب۔ علی گڑھ سے بے توجہی مت اختیار کیجئے۔ مجھے معلوم ہے آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ میں دوسروں کی نسبت زیادہ جانتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ آپ علی گڑھ سے بے توجہی نہیں برت سکتے لیکن میں نے اڑتی ہوئی خبر سنی ہے کہ وہاں کانگریسیوں کیمونسٹوں اور ملحدوں نے پھر سر اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ یہ اطلاع مجھے کسی اور نے نہیں بلکہ مسلم یونیورسٹی وارڈ مسلم لیگ کے صدر ڈاکٹر عابد نے تحریراً دی ہے۔ رجسٹرڈ گریجویشن کے حلقہ انتخاب میں کورٹ کا گزشتہ الیکشن آپ کے اس خادم نے کروایا تھا۔ جس میں زبردست مخالفت کے باوجود سو فی صد کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں آئندہ الیکشن کے سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ موسم بہار میں متوقع آئندہ الیکشن کے لئے حلقہ انتخاب میں نئے اراکین کے ناموں کا اندراج ۱۵ دسمبر ۱۹۴۰ء تک ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ وائس چانسلر سر سلیمان کی میعاد بھی اپریل ۱۹۴۱ء میں ختم ہو جائیگی۔ ہمیں ابھی سے نئے وائس چانسلر کے بارے میں غور و فکر کرنا چاہئے۔ اگر صاحب زادہ صاحب کو اس مرتبہ کے لئے مختص کر دیا جائے۔ تو کیا کہنے ورنہ کانگریسیوں، کیمونسٹوں اور ملحدوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ڈاکٹر سر ضیاء الدین سے بہتر ہم کو کوئی دوسرا شخص نہیں ملے گا۔ یہ بات میں نہایت غور و خوص۔ تمام امکانات کا جائزہ لینے کے بعد بغیر کسی بغض کے دل و دماغ کی تمامتر سچائی کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ اس کے علاوہ وہ چونکہ یونیورسٹی کی صورت حال سے پوری طرح واقف ہیں اس لئے مشکل حالات میں یونیورسٹی کے لئے بہترین آدمی ثابت ہوں گے جب کہ دوسرا شخص ان حالات میں ناکام ہو سکتا ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ ڈاکٹر ضیاالدین میں بہت سی خامیاں اور خرابیاں ہیں اور یہ کس میں نہیں ہوتی ہیں۔ ہم کو زیادہ اہم اور بنیادی چیزوں کے تحفظ کے لئے غیر ضروری امور کو نظرانداز کرنا پڑیگا۔ مجھے سر ضیاالدین سے اس معاملے پر گفتگو کرنا ہوگی۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ تیار ہیں یا نہیں۔ آپ ان کو حکم دے سکتے ہیں مجبور کر سکتے آپ کا کہنا ماننا پڑیگا اور آپ کا کہا کرنا ہو گا۔

میں یونیورسٹی کورٹ میں اپنی جدوجہد اس وقت تک جاری رکھونگا جب تک کہ مسلم یونیورسٹی کورٹ سے کانگریسیوں کیمونسٹوں یا ملحدوں کا بالکل خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ جیل میں کانگریسی رہنماؤں کے ساتھ میرے تجربے نے مجھے بلند حوصلہ کر دیا ہے میں نے ان کی سچائی اور عدم تشدد کے اصول دیکھ لئے ہیں میں نے ان عظیم کانگریسی رہنماؤں کو غریب قیدیوں پر تشدد کرتے اور گالیاں دیتے دیکھا ہے۔ جناح صاحب بے بنیاد انسان مضبوط گھر تعمیر نہیں کر سکتے۔ ریاکاری زیادہ عرصہ

پوشیدہ نہیں رہتی۔ میں مسلم لیگ کے پروگرام کے بارے میں بہت پر امید ہوں لیکن ہم کو اپنی ہائی کمان میں مخلص افراد رکھنا ہوں گے۔ ایک مضبوط زنجیر کے لئے کڑی کا مضبوط ہونا بھی ضروری ہے میں یونیورسٹی اور مسلم لیگ کے لئے اپنے کام سے مطمئن ہوں اور مزید بہتری کی امید رکھتا ہوں۔

آج کل میں بہت بلند حوصلہ ہوں۔ جناح صاحب یاد رہے کہ آپ اور میں لیگ کے سب سے زیادہ نوجوان اراکین میں شمار ہوتے ہیں اور ہم اس وقت تک بوڑھے نہیں ہوں گے جب تک کہ ہمارا کام ختم نہیں ہو جاتا۔ ہم ماضی کی بات نہیں کرتے۔ سوائے ان بنیادوں کے جس کے منصوبوں پر ہم اپنا حال اور مستقبل تعمیر کریں گے اگر برطانوی حکومت ہمارے منصوبوں کی تکمیل میں مدد دے گی تو ہم بھی بخوشی اس سے تعاون کریں گے۔ لیکن ہم صرف خدا کے بندے ہیں اور ہر قسم کی مدد کے لئے اس سے رجوع کرتے ہیں اس لئے ہمارے قدم آگے کی طرف بڑھتے جائینگے۔ ہمیشہ خدا پر اس بھروسہ کے ساتھ کہ وہی مدد کرنے والا ہے۔

آپ کا مخلص اور وفادار

محمد عبدالستار خیری

نوٹ: میں نے اس سے پہلے بھی آپ کو دو خط ارسال کئے تھے میں تو اس وقت بھی جواب کا منتظر نہیں تھا اور نہ اب ہوں۔ اگر ہو سکے تو کسی سے اتنا کہہ دیں کہ مجھے بذریعہ کارڈ مطلع کر دے کہ میرے خط آپ تک پہنچ رہے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ پچھلے خط آپ تک پہنچے یا نہیں یا وہ پوسٹ بھی کئے گئے؟

عبدالستار خیری بنام قائداعظم

ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ دون (یوپی)

منگل ۱۲ اگست ۱۹۴۱ء

۸ بجے شب

مائی ڈیر مسٹر جناح

مجھے آپ کی قیادت پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ مسلم لیگ گزشتہ تین برس میں جو اہمیت حاصل کر چکی ہے۔ اس کا اعتراف نہ کرنے والا کوئی بے وقوف ہی ہو گا۔ جس نوع کے لوگوں کی قیادت آپ کر رہے ہیں اس کے باوجود ہماری پیش رفت مسلسل جاری ہے اور وہ بھی نہایت تیزی کے ساتھ اگرچہ

مسٹر ایمبری نے اپنی تازہ ترین تقریر میں اس اسکیم پر جسے اپنی انتہائی شکل میں نام نہاد پاکستان اسکیم کہا گیا ہے ان اعتراضات کا ذکر کیا جو (بقول ان کے) ناقابل تردید ہیں پھر بھی میں اس بیان کو حوصلہ افزا سمجھتا ہوں۔ ان کی تقریر میں اس سے کہیں زیادہ حوصلہ افزا باتیں موجود ہیں بالآخر انہوں نے برطانوی پارلیمانی نظام کو ہندوستان کے لئے غیر موزوں قرار دے کر مسترد کر دیا ہے پھر لگتا ہے کہ انہیں یہ بھی یقین ہے کہ کانگریس کو شاید کبھی حکومت ہندوستان میں وہ طاقتور حیثیت حاصل نہیں ہو سکے گی جو اسے اب تک مردہ آئین کے تحت حاصل تھی، تاہم سیاست میں کوئی چیز حتمی نہیں ہوتی وہ مسٹر ایمبری ہوں یا مسٹر چرچل یا کوئی اور کوئی بھی ہماری جنگ نہیں لڑے گا۔ ہم کو اپنے طور پر اپنے مسائل حل کرنا ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ آپ کی قیادت میں ہم ایسا کر سکیں گے۔

قائداعظم بنام عبدالستار خیری

ماونٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل

بمبئی

۲۷ اگست ۱۹۴۱

ڈیر مسٹر خیری

آپ کا خط مورخہ ۱۴ اگست مجھے ملا۔ بہت بہت شکریہ آپ نے اپنے خط میں مختلف تجاویز پیش کی ہیں۔ میں یقیناً ان پر نہایت احتیاط سے غور کروں گا۔ والسلام

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

عبدالستار خیری بنام قائداعظم

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۲۹ اکتوبر ۱۹۴۴ء

ڈیر مسٹر جناح

شانتی۔ آپ کو صرف یہ اطلاع دینا ہے کہ میں علی گڑھ واپس آ گیا ہوں۔ آپ نے میری نظر بندی کے ابتدائی ایام میں جو کچھ میری رہائی کے لئے کیا اس کے لئے میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ کسی کی بھی کوشش بار آور ثابت نہ ہوئیں کیونکہ

اللہ کو یہی منظور تھا میں جانتا ہوں کہ حکومت بھی مجھے رہا نہ کریگی۔ اگرچہ اس نے متعدد بار کوشش کی لیکن جب آپ کو خط لکھا تھا۔ ہرپرنمینی تال کے پیرول کیمپ میں مجھے سیاسی شخصیات سے خط و کتابت کرنے کی ممانعت کردی گئی تھی اور پھر ان دنوں مجھے خط لکھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوئی اس وقت تک میرا یقین آپ پر اس قدر پختہ ہو چکا تھا کہ میں آپ کو امین کہہ کر پکار سکتا تھا۔ میں آپ کے قول و عمل سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیشہ مجھے پہلے سے علم ہو جاتا ہے کہ اس معاملے میں آپ کا کیا طرز عمل ہو گا اور ہمیشہ میں درست نکلا۔

میں یہ محسوس کرتا ہوں، جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس امر کا زیادہ سے زیادہ احساس رکھتے ہوں گے اور واقف ہونگے کہ ہم نام نہاد مسلمانوں میں اسلامی کردار کا فقدان ہے اور اس کے بغیر کوئی اسلامی کام نہیں کیا جا سکتا۔ آج میں رہائی کے بعد یہ پہلا خط لکھ رہا ہوں۔ جناح صاحب! جیل اور کیمپ میں مجھے غور و فکر اور منصوبہ بندی کے بہترین مواقع ملے میں نے اپنا وقت ضائع نہیں کیا اور اب جبکہ میں از سر نو کام کا آغاز کر رہا ہوں مجھے اپنی عمر بیس سال کم محسوس ہو رہی ہے مجھے یقین ہے کہ پاکستان ضرور معرض وجود میں آیگا لیکن صرف اس صورت میں جب ہم اپنی کامیابی کے لئے اللہ اور اس کی جانب سے عطا کی ہوئی اپنی قوت پر بھروسہ کریں۔ اور اب وقت آگیا ہے۔ پاکستان دیانت دار اور پر خلوص مسلمانوں کی جدوجہد سے معرض وجود میں آیگا چاہے وہ دوسروں کے لئے کتنا ہی ناپسندیدہ، ناراضگی کا باعث اور قابل نفرین ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ پر ایمان، آپ پر یقین ہے اور اپنی ذات پر بھروسہ ہے۔

جب میرے سامنے کام ہوتا ہے تو میں خود کو تندرست و توانا اور جوان محسوس کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ کی صحت بھی اچھی ہوگی اور آپ بھی خود کو روز بروز زیادہ جوان محسوس کرتے ہوں گے خدا آپ کو ان کاموں کے لئے سلامت رکھے جو آپ کو ابھی سرانجام دینے ہیں۔

آپ کا مخلص

ستار خیری

عبدالسلام خورشید ڈاکٹر:

ممتاز صحافی اور معلم ان کی قائداعظم سے خط و کتابت رہی۔ وہ مولانا عبدالمجید سالک کے ہاں بٹالہ (گورداسپور) میں ۱۲ اگست ۱۹۱۹ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۴۲ء میں صحافت میں ڈپلوما لیا ۱۹۵۵ء میں ایم اے تاریخ کا امتحان اول پوزیشن میں پاس کیا۔ سٹریس برگ یونیورسٹی (فرانس) سے سیاسیات اور سماجی سائنس میں ڈپلوما لیا۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی لی اور پنجاب یونیورسٹی سے وابستگی اختیار کر لی ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۸ء پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ صحافت کے صدر رہے۔

تصانیف (۱) پریس ان مسلم ورلڈ (۱۹۵۴) (۳) دنیائے اسلام کی صحافت (۱۹۵۴) (۳) صحافت پاکستان و ہند میں (۴) کاروان صحافت (۵) جرنلزم ان پاکستان (۶) فن صحافت (۷) داستان صحافت (۸) ممالک اسلامیہ کی سیاست (۹) آج کا مصر (۱۰) ایران نو (۱۱) عربوں کا عروج و زوال (ترجمہ) (۱۲) بلال کے سائے میں ترجمہ (۱۳) لبنان (۱۴) پاکستان کے لوک ناچ (۱۵) پنجاب کے رومان (۱۶) سراج الدولہ (۱۷) حیدر علی (۱۸) ٹیپو سلطان (۱۹) شاہ اسمٰعیل (۲۰) اردو کے ہندی شعرا اور دیگر کتب۔

صحافت پاکستان و ہند میں پر داؤد ادبی انعام ملا روزنامہ مشرق میں عالمی حالات حاضرہ پر ہفتہ وار کالم بھی لکھتے ہیں۔

عبدالسلام خورشید بنام قائداعظم

انہوں نے ۲۹ اگست ۱۹۳۸ء کو قائداعظم کے نام آرمی ریکروٹ منٹ بل کے بارے میں خط لکھا وہ لکھتے ہیں۔

"مجھے آرمی ریکروٹ منٹ بل کے بارے میں آپ کا خط مل گیا میں نے (آپ کے ارشاد کے مطابق) آپ کی تقریر کا پورا متن پڑھا اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس بل کی حمایت کرنے میں کاملاً حق بجانب تھے۔

بر سبیل تذکرہ کیا میں آپ سے بعض اہم مسائل کے بارے میں گفت گو کر سکتا ہوں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سلسلے میں مسلم طلباء سے میرا گہرا رابطہ ہے میں ہمیشہ انہیں مسلم لیگ کے وجود کے جواز کا قائل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اتفاق کرتے ہیں لیکن جو چیز انہیں لیگ سے بغاوت پر آمادہ کرتی ہے۔ وہ آپ کی مجلس عاملہ میں خطاب یافتگان کی موجودگی ہے طلبا کہتے ہیں اور میں ان سے بڑی حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ جب بھی کبھی مسلم لیگ نے برطانوی سامراج کے خلاف

کوئی راست اقدام شروع کیا یہ خطاب یافتگان اس میں کبھی حصہ نہیں لیں گے۔

حکومت برطانیہ وقت کے اہم سیاسی مسائل کے بارے میں کانگریسی رہنماؤں سے مشورے کرتی رہتی ہے لیکن مسلم لیگ رہنماؤں سے کبھی مشورے نہیں کرتی ہماری جانب حکومت کا رویہ نہایت مخاصمانہ ہے اس کے باوجود لیگ پر وہ عنصر غالب ہے جس کے حکومت برطانیہ سے دوامی روابط میں یہ لوگ یا تو اپنے خطابات ترک کر دیں یا لیگ سے علیحدہ ہو جائیں۔ اس کے علاوہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں کافی ترقی پسند عناصر موجود نہیں۔ پنجاب میں مسلم لیگ کی تنظیم میں مولانا ظفر علی خاں نے سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے باوجود وہ مجلس عاملہ میں نہیں لئے گئے مولانا حسرت موہانی اسی قسم کی ایک اور مثال ہیں مسلمان عوام کی کوئی ایسی تنظیم زندہ نہیں رہ سکتی جس کا راست اقدام کرنے میں پختہ یقین نہ ہو اور اس سلسلے میں مندرجہ بالا دو شخصیات نہایت مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

یہ بات میرے ضمیر کے خلاف ہے کہ میں ان معاملات کو اخبارات میں لاؤں یا ان کا پلیٹ فارم پر ذکر کروں ایک سچے اور مخلص مسلم لیگی کی حیثیت سے مجھے آپ کی خدمت میں اپنی معروضات پیش کرنی چاہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اول و آخر مسلم لیگی ہوں اور صرف مسلم لیگی ہوں یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں آپ میرے اس خط کا جواب دیں اور اس طرح ایک ایسے مسئلے کے بارے میں میرا اطمینان کرا دیں جس نے میرے دماغ کو پریشان کر رکھا ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ تحریک پاکستان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے۔ یہ تحریک پنجاب میں خاصی نمایاں ہو رہی ہے اور یہ منصوبہ بظاہر قابل عمل اور مناسب نظر آتا ہے۔

آپ کا مخلص
عبدالسلام خورشید

عبدالسلام خورشید جناح مراسلت

مجھے تمہارا ۲۹ اگست ۱۹۳۸ء کا خط مل گیا تھا، علالت کی وجہ سے جواب نہ دے سکا تم نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ میں نے نوٹ کر لی ہیں اور اس کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ تم مجھ سے یہ توقع نہیں کرو گے کہ میں ان مسائل پر خط و کتابت میں بحث کروں میرے نزدیک ابھی مسلمانوں کو سیاسی زبان سیکھنی ہے اور کسی قدر صبر سے کام لینے کی بھی تربیت حاصل کرنی ہے اب مجھے کامیابی کی کچھ امید ہے کیوں کہ مسلمان بیدار ہو رہے ہیں ان میں عزت نفس اور خود اعتمادی پیدا ہو رہی ہے لیکن مکمل طور پر منظم ہونے میں ابھی کچھ وقت اور لگے گا۔

ازاں بعد بھی خط و کتابت جاری رہی۔ اس ضمن میں قائد اعظم کے ایک خط کا جو انہوں نے عبدالسلام خورشید کو لکھا متن دیا جا رہا ہے۔

مجھے تمہارا ۳۱ فروری ۱۹۳۹ء کا خط مل گیا ہے اس کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہاں پنجاب بدقسمتی سے پورے طور پر متحد نہیں لیکن حوصلہ نہ ہارنا۔ ہمارا مقصد صحیح اور انصاف پر مبنی ہے کوئی کام بھی مشکل نہیں ہوتا ہمیں آل انڈیا مسلم لیگ کا کام بھی کرنا چاہیے اور اس کی حمایت بھی جو معلومات تم نے مہیا کی ہیں وہ میں نے نوٹ کر لی ہیں پنجاب میں اس وقت جو حالت پیدا ہو چکی ہے مجھے بڑے دکھ کے ساتھ اس کا احساس ہے اور میں رائے درست کرنے کے لئے پوری ہمت سے کام لے رہا ہوں

عبدالسمیع ۔

ممتاز آرٹسٹ. انہوں نے چاول کے دانے پر قائداعظم کی تصویر بنائی تھی اور اردو میں قائداعظم بھی لکھا ہوا تھا۔ یہ تصویر اور قائداعظم کی آئل پینٹنگ ۴۵ سو روپے میں فروخت ہوئیں۔ وہ پہلے مسلمان آرٹسٹ تھے جنہوں نے کارٹون سازی کا سلسلہ شروع کیا حالانکہ وہ پنسل سکیچ بنایا کرتے تھے ان کے کارٹون ہندوستان ٹائمز۔ نیشنل کال. ہندو ریاست. تیج. ڈان جنگ. انقلاب. مسلمان. مارننگ نیوز اور سول اینڈ ملٹری گزٹ میں چھپتے رہے۔

وہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۰ء کو ہوشنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بمبئی کے جے جے سکول آف آرٹس سے ۱۹۲۳ء میں ڈپلوما لیا۔ ازاں بعد رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ ان کے اخبارات کامریڈ اور ہمدرد میں کام کیا۔ قیام پاکستان سے قبل روزنامہ ڈان سے اور پھر روزنامہ جنگ سے منسلک رہے۔

روزنامہ جنگ کے بعد ہمدرد دواخانہ سے وابستہ ہو گئے اور ہمدرد

نونہال، ہمدرد صحت کے ٹائٹل اور قلمی تصاویر بناتے رہے۔ ٹائٹل ڈیزائن بنانے کی طرح بھی انہوں نے ڈالی۔ دلی کے مشہور رسالہ ماہنامہ ساقی کے لئے سب سے پہلا ٹائٹل انہوں نے ہی بنایا تھا۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو انتقال کیا۔

عبدالسمیع، مولوی:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو بجنور میں ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا

کہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ووٹ مولوی عبد السمیع صاحب نمائندہ لیگ کو دیں انہوں نے یہ بات اس لئے کہی کہ گزشتہ انتخاب میں حافظ ابراہیم مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بلا مقابلہ کامیاب ہوئے تھے لیکن حافظ صاحب لیگ کو چھوڑ کر کانگریس میں شامل ہوگئے اور انہوں نے کانگریسی وزارت قبول کر لی۔

عبدالصمد ککرو، خواجہ:

۱۹۰۸ء میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح سے کلکتہ میں ملاقات کی۔ ان کے آباو اجداد نے بارہ مولا (کشمیر) میں سکونت اختیار کی والد ماجد خواجہ عزیز ککرو نے دہلی دروازے کے باہر شاہ محمد غوث کا مزار تعمیر کرایا خود خواجہ صاحب نے بارہ مولا کی جامع مسجد کو آباد کیا۔ مسلم لیگ کے اولین صدر خواجہ سلیم اللہ اور سر سید احمد خاں سے خاص تعلقات تھے۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں ہر سال شرکت کرتے ۱۹۰۸ء میں قائد اعظم سے ملاقات کی۔ کشمیریوں کی حمایت میں جو بھی تحریک اٹھتی اول بارہ مولا کا رخ کرتی۔ خواجہ صاحب اسے خوش آمدید کہتے اس ضمن میں مہاراجا پرتاپ سنگھ سے بھی ٹکر لی۔ انجمن اسلامیہ جموں کا بالخصوص خیال رکھتے۔ شعر کہتے ذوق سخن بھی تھا۔ فارسی میں متقبل اور اردو میں صمد تخلص کرتے۔ بڑے خوش خط۔ شکستہ خط بھی خوب تھا۔ کلام فخری میں شائع ہوتا۔ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ میں کئی بار نظمیں پڑھیں۔ علامہ اقبال سے بھی تعلق رہا۔

عبدالعزیز:

صوبہ سرحد کے رہنما۔ قائداعظم محمد علی جناح سے ان کی ملاقات ۱۹۴۶ء کے آخر میں اس وقت ہوئی جب صوبہ سرحد کے جناب عبدالقیوم خاں اور سردار عبدالرب نشتر کی درخواست پر جناب منظر عالم نے وفد تشکیل دیا تھا۔ تاکہ صوبہ سرحد میں کانگریس پارٹی کے امیدواروں کا موثر مقابلہ کیا جا سکے۔ یہ وفد علی گڑھ سے براستہ دہلی پشاور کے لئے روانہ ہوا دہلی پہنچنے پر معاً یہ جذبہ پیدا ہوا کہ قائد سے ملاقات کر لی جائے چنانچہ یہ وفد ان کی رہائش گاہ ۱۰ اورنگ زیب روڈ پر پہنچا اور گارڈ کو داخلے کی درخواست کی گارڈ نے فوری طور پر اجازت حاصل کرنے کے بعد بٹھایا اور ساتھ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح نے وفد سے ملاقات کی قائداعظم اس وقت ایڈیٹر ڈان الطاف حسین سے ملاقات کر رہے تھے۔ ان کی ملاقات کے بعد وفد ان سے ملا۔ اور اسے تلقین کی کہ ہم لوگ قانون کے دائرے میں رہ کر مسلم لیگ کے انتخابی مہم میں حصہ لیں اور جلسے اور جلوسوں کے ذریعے مسلم لیگ کے امیدواروں کے لئے کنویسنگ کریں۔

عبدالعزیز سید:

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ۲۶۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۸ء منعقد پٹنہ میں سید عبدالعزیز نے بطور چیئرمین مجلس استقبالیہ قائد اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا تھا اس میں کہا گیا تھا کہ

نیشنلزم اور سوشلزم اسلامی تصورات کے خلاف ہیں۔ مسلمان ہرگز سوشلسٹوں سے ہاتھ نہیں ملا سکتے۔ زندگی کے بارے میں سوشلسٹوں کا نظریہ مساوی ہے۔ سوشلسٹ مذہب کو فضول سمجھتے ہیں اس لئے مسلمانان عالم اس معاشی حل سے متفق نہیں ہیں جو یہ لوگ پیش کرتے ہیں۔ قائداعظم نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہمارے عوام اور ہمارے نوجوان دوست سب کانگریس کی پر فریب باتوں سے مسحور ہوگئے اور ان کے نعروں اور دلفریب فقروں پر یقین کر لیا اور ان کے دام میں آگئے۔ ان کو یقین دلایا گیا تھا کہ کانگریس مادر وطن کی آزادی کے لئے جنگ کر رہی ہے ہمارے بچے ایماندار ہیں لہٰذا وہ اس کا گمان تک نہ کر سکے کہ دوسرے لوگ دوسری قسم کے بھی ہوسکتے ہیں ہمارے نوجوانوں

کو بھی یقین دلانے کی کوشش کی گئی کہ اس وقت مسئلہ صرف معاشی ہے اس لئے جنگ دال بھات کے لئے مزدوروں کے لئے اور کسانوں کے لئے ہو رہی ہے ہمارے بچے اپنی صاف ستھری اور نیک فطرت ہونے کی بنا پر بڑی آسانی سے کانگرسی جال میں پھنس گئے۔ ہم نے چال بازیوں کو دیکھا اور اپنے بچوں کو اصل حقیقت سمجھا کر یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ تمہیں فریب دیا جا رہا ہے۔ کانگریس کی طرف سے ہم پر رجعت پسندی، فرقہ پرستی اور اسی قسم کے طرح طرح کے الزامات عائد کئے گئے اب یہ پرانا کھیل اس ملک میں نئے کھلاڑی نئے انداز میں کھیل رہے ہیں اور ووٹ سے پہلے روٹی کا نعرہ لگا رہے ہیں۔

انہوں نے قائداعظم سے اس وقت پہلی ملاقات کی جب وہ لنکز ان میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

وہ ۱۹ اگست ۱۸۷۲ء کو مولوی الٰہی بخش کے ہاں امرتسر میں پیدا ہوئے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان کے مشہور لاء کالج لنکن ان میں داخلہ لیا وہیں قائد سے ۱۸۹۵ء میں ان کی ملاقات ہوئی۔ ۱۸۹۸ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور ہوشیار پور آکر وکالت کرنے لگے

۱۹۱۹ء میں لاہور آ گئے اور وکالت ہی کو بطور پیشہ اپنایا دو سال تک لاہور میونسپل کمیٹی کے وائس پریذیڈنٹ اور پھر پریذیڈنٹ رہے ۱۹۴۸ء میں انہیں بلا مقابلہ لاہور کارپوریشن کا میئر منتخب کر لیا گیا

اس دوران ۱۹۲۴ء میں لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن بنے اور دس سال تک اس کے رکن رہے پھر سرکاری ملازمتیں کیں مسلم انشورنس کمیٹی کے صدر بھی اور امپرومنٹ ٹرسٹ لاہور کے رکن بھی رہے لاہور سے لارڈ لارنس کا مجسمہ ہٹانے اور پرنس آف ویلز کی آمد پر بائیکاٹ کی قراردادیں ان کی صدارت میں منظور ہوئیں ۱۹۳۶ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کی لیکن بعد ازاں کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو مسلم لیگ کے رکن بنے اور پھر وفات تک تحریک قیام پاکستان اور پاکستان کی ترقی و خوشحالی کے لئے کام کرتے رہے ۲۸ جولائی ۱۹۷۱ء کو لاہور میں وفات

عبدالعزیز میاں

۱۲ مئی ۱۹۳۶ء کو ملک برکت علی نے لاہور میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کے سلسلے میں جو اجلاس طلب کیا اس کی صدارت کے فرائض حکیم الامت علامہ اقبال نے انجام دیئے اجلاس میں ایک قرارداد بھی پیش کی گئی جس کے ذریعے پنجاب مسلم لیگ کی تنظیم جدید عمل میں آئی اور علامہ اقبال کو صوبہ کا صدر نامزد کیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں قائداعظم کو نامزد کیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں قائداعظم کی سکیم کا خیر مقدم کیا گیا اور اس سلسلے میں انہیں مکمل تعاون کا یقین دلایا گیا اس اجلاس میں میاں عبدالعزیز بھی شامل تھے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم پشاور میں پائی لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۱۲ء میں مسلم لیگ پشاور کے صدر منتخب ہوئے۔ مسلم ایسوسی ایشن جاپان کے بھی بانی تھے۔

عبدالعلیم صدیقی

ممتاز عالم دین، قائداعظم محمد علی جناح نے ان کی اقتداء میں قیام پاکستان کے بعد پہلی نماز عید ادا کی۔ وہ ۳ اپریل ۱۸۹۲ء کو میرٹھ میں مولانا محمد عبدالحکیم کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی جامعہ قومیہ میرٹھ سے سولہ برس کی عمر میں درس نظامی کی سند لی۔ ۱۹۱۷ء میں ڈویژنل کالج میرٹھ سے بی اے کیا کالج کی چھٹیوں کے دوران میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور خلافت و اجازت سے نوازے گئے ۱۹۵۱ء میں پوری دنیا کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور اس دوران انگلستان، فرانس، اٹلی، گیانا، سعودی عرب ٹرینی ڈاڈ اور ٹوباگو، امریکا، کینیڈا، فلپائن اور دیگر ممالک کا دورہ کیا۔

متعدد ممالک میں مساجد بھی تعمیر کرائیں۔

۱۹۴۹ء میں سنگاپور میں تنظیم بین المذاہب قائم کی ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی

تصانیف:۔ ذکر حبیب دو حصے، کتاب تصوف، بہار شباب، احکام رمضان، اسلام کی ابتدائی تعلیمات مکالمہ جارج برنارڈ شا، مرزائی حقیقت کا اظہار۔ مدینہ منورہ میں ۱۲ اگست ۱۹۵۴ء کو وفات پائی۔

عبدالغفار خاں:

سرحدی گاندھی اور کانگریسی رہنما، انہوں نے ۱۴ دسمبر

۷ ۱۹۴۷ء کو گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں قائد اعظم سے ملاقات کی اور کشمیر اور سرخ پوشوں کے بارے میں اہم فیصلے کئے جن میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ خان عبد الغفار کشمیر جا کر شیخ عبد اللہ کو پاکستان آنے کی دعوت دیں تاکہ کشمیر کو پاکستان میں شامل کرنے کے بارے میں ضروری فیصلے کئے جاسکیں اس ملاقات میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ قائد اعظم بہت جلد پشاور جا کر سرخ پوشوں کے ہیڈ کوارٹرز جائیں گے جہاں سرخ پوش اور خدائی خدمت گار پاکستان کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرنے اور ہر قسم کے شکوک وشبہات دور کرنے اور اختلافات کے خاتمے کے لئے قائد اعظم کو سلامی دیں گے۔ لیکن بقول نیشنل عوامی پارٹی کے لیڈر مسٹر اجمل خٹک کے خان عبد القیوم خاں نے اس پروگرام کو سبوتاژ کر دیا تھا جو اس وقت صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے۔ تاکہ قائد اعظم اور سرخ پوشوں کے مابین کوئی مفاہمت نہ ہوسکے اور خان قیوم کا اقتدار محفوظ رہے۔

روزنامہ امروز لاہور ۲۱ فروری ۱۹۷۰ء

خان عبد الغفار نے قائد اعظم محمد علی جناح سے تعاون کرنے کے لئے تین نکات پیش کئے تھے اس کا انکشاف اس رپورٹ میں کیا گیا ہے جو صوبہ سرحد کے سابق گورنر لیفٹننٹ جنرل سر آرلاک ہارٹ نے آخری وائسرائے لارڈ ماونٹ بیٹن کو پیش کی تھی۔ نکات یہ تھے

(۱) مکمل صوبائی خود مختاری

(۲) صوبہ سرحد سے متصل جن علاقوں میں پٹھان آباد میں انہیں صوبہ سرحد میں شامل کرنے کا حق اس سے ان کی مراد بلوچستان کا قبائلی علاقہ اور دریائے سندھ کے کنارے واقع مغربی پنجاب کے بعض حصوں سے تھی) دیا جائے۔

(۳) اگر صوبہ سرحد چاہے تو اسے پاکستان سے علیحدہ ہونے کا حق بھی حاصل ہو گا۔

خان عبد الغفار خان نے ۲۰ اگست ۱۹۷۷ء کو پہلی بار مزار قائد اعظم پر فاتحہ خوانی کی اس موقع پر انہوں نے قائد اعظم کو پشتو میں مخاطب کر کے کہا کہ

"ہم دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے بدقسمتی سے مفاد پرستوں نے ہمیں ایک دوسرے سے دور کر دیا اور میرے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائیں جو ملک کے مفاد کے خلاف ثابت ہوا۔ اللہ ہمیں معاف کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں قائد اعظم کے مزار پر اس جذبے کے ساتھ گیا کہ میں خدائی خدمتگار ہوں اور خدائی خدمتگار کوئی بات دل میں نہیں رکھتا اس لئے میں فاتحہ کے لئے گیا تھا۔

وہ ۱۸۹۰ء میں حاجی بہرام خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی بعد ازاں مشن ہائی اسکول پشاور میں داخلہ لیا اور ایک سال تک علی گڑھ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں واپس آئے تو تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔ فوج میں ملازمت کرنا چاہتے تھے مگر کامیابی نہ ہوئی۔

۱۹۱۱ء میں حاجی ترنگ زئی کی تحریک سے وابستہ ہو گئے ۲۹ سال کی عمر تک خاموش کارکن کی حیثیت سے رہے۔ لیکن ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ کے خلاف برصغیر میں تحریک چلی تو انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا ۱۹۲۰ء میں رہا ہوئے۔ اسی برس ہجرت کی تحریک چلی تو وہ بھی کابل چلے گئے۔ تحریک نبوت کو دوبارہ زندہ کیا تو خاں صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا ۱۹۲۴ء میں رہائی ملی تو خلافت کمیٹی کے لئے کام کرنے لگے ۱۹۳۰ء میں انگریزوں کے خلاف آزادی کا آہنگ تیز ہو گیا تو انہیں گرفتار کر لیا گیا اسی سال خدائی خدمتگار تحریک کا آغاز کیا۔ ۱۹۳۱ء میں رہائی ملی ۱۹۳۹ء میں پوری خدائی خدمت گار تحریک سمیت جنگ میں انگریزوں کی حمایت کا اعلان کیا تھا ۱۹۴۴ء میں ہندوستان چھوڑ دو تحریک میں دو پسلیاں ٹوٹ گیں ۱۹۴۶ء میں مرکزی دستور ساز اسمبلی کے رکن بعد ازاں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن رہے ۱۹۴۸ء میں پیپلز پارٹی آف پاکستان قائم کی اسی سال گرفتار ہوئے۔ ون یونٹ کے خلاف تھے ۱۹۵۶ء میں گرفتار ہوئے جنوری ۱۹۵۷ء میں نیشنل عوامی پارٹی بنی تو اس کے رکن بنے۔

۱۹۱۹ء سے ۱۹۶۴ء تک ۴۵ برس میں سے ۳۰ برس جیل میں گزرے۔ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۸ء خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی گزاری۔

۱۹ جنوری ۱۹۸۸ء کو پشاور میں انتقال ہوا اور افغانستان کے شہر جلال آباد میں ۲۰ جنوری ۱۹۸۸ء کو دفن کر دیئے گئے۔

عبد الغفور پھولپوری:

۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس پٹنہ میں

قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں شرکت کے لئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے جو وفد مولانا مفتی حسن چاندی پوری کی قیادت میں پٹنہ بھیجا اس میں مولانا عبدالغفور پھولپوری بھی شامل تھے۔

عبدالغفور خان خلیل، ارباب

۱۹۴۵ء میں قائداعظم کی سرحد میں آمد کے موقع پر انہوں نے قائد کے دورے کو کامیاب بنانے کے لئے انتھک محنت کی

وہ ۱۹۰۷ء میں تہکال میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج پشاور میں تعلیم حاصل کی دوران تعلیم آپ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۲۹ء میں اتمان زئی میں افغان جرگے کی بنیاد پڑی تو انہوں نے اس جرگے میں بطور کارکن شرکت کی۔ ۱۹۳۱ء میں انگریزی حکومت کے خلاف باغیانہ سرگرمیاں جاری رکھنے کے الزام میں گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری کے بعد مقدمہ چلا کر ڈیڑھ سال کے لئے قید بامشقت کی سزا دی گئی ۱۹۳۷ء میں سرحد اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ پھر سرحد کی کانگریسی وزارت میں رہے دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو دوبارہ قید کر لئے گئے۔ ۱۹۴۲ء میں جیل سے رہا ہوئے۔ تو کانگریس سے علیحدہ ہوگئے اور سرحدی عوام کو کانگریس کے پنجے سے نکالنے کے لئے گاؤں گاؤں کا دورہ کیا۔ تحریک سول نافرمانی میں گرفتار ہوئے تو جون ۱۹۴۷ء میں رہائی ملی۔

عبدالغفور سیٹھی :

قائداعظم محمد علی جناح جب پہلی مرتبہ پشاور تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن پر استقبال کرنے والوں میں وہ بھی شامل تھے۔ آپ نے السلام علیکم کے بعد قائداعظم سے ہاتھ ملایا اور پھر اپنے مخصوص لہجے میں قائداعظم کو عربی میں کہا محطہ۔ محطہ۔ محطہ۔ ساتھ یہ اشارہ کرتے ہوئے بتایا ریلوے اسٹیشن کو عربی زبان میں محط کہتے ہیں۔

وہ پشاور کے مشہور سیٹھی خاندان میں پیدا ہوئے دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا اور زندگی کے آخری لمحات تک اسلام اور مسلمان قوم کی خدمت کرتے رہے۔ وہ مسلمانوں کو ہمیشہ یہ تلقین کرتے رہتے تھے کہ اذان کی آواز سننے کے بعد اپنے کاروبار چھوڑ کر نماز پڑھیں۔ انہوں نے قیام پاکستان سے پہلے برصغیر کے تمام بڑے شہروں کا دورہ کیا اور ہر شہر میں مسلمانوں کی دکانوں، عدالتوں، دفتروں سکولوں اور کالجوں میں جاکر عربی زبان میں تعلیم دی انگریز حاکموں کے علاوہ گاندھی، سردار پٹیل اور پنڈت نہرو کو بھی مذہب اسلام کے متعلق دلائل دے کر بتایا کہ یہی ایک مذہب ہے جو دنیا کو تباہی کے راستے سے ہٹا کر صحیح راستے پر گامزن کرتا ہے۔ لہٰذا اس مذہب کو قبول کر کے مسلمان ہو جائیں۔

قیام پاکستان سے قبل وہ قائداعظم کے پاس گئے انہیں کہا کہ کشمیر اور حیدر آباد کے بغیر پاکستان نامکمل رہے گا ان کے بغیر پاکستان کا قیام منظور نہ کیا جائے۔ نیز مشرقی اور مغربی پاکستان کو خشکی کے راستے آپس میں ملانے کے لئے تیس میل چوڑا راستہ پاکستان کو ملنا چاہئے اسی طرح قیام پاکستان کے بعد انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ سکولوں اور کالجوں میں عربی کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

عبدالغفور ہزاروی مولانا

وہ قائداعظم کے قریب رہے اور انہوں نے قائداعظم کو وزیر آباد تشریف لانے اور جلسہ سے خطاب کرنے کی دعوت دی علامہ ہزاروی پر ان دنوں اسی بنا پر قاتلانہ حملہ کیا گیا کیوں کہ احرار اور یونینسٹ نہ چاہتے تھے کہ قائد وزیر آباد آئیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد لاہور کے جلسہ میں سٹیج پر موجود تھے۔

مولانا ہزاروی دسمبر ۱۹۱۰ء میں ہری پور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد ماجد سے گھر پر حاصل کی اور کافیہ تک کتابیں پڑھیں مولانا احمد دین، بھوئی (اٹک) مولانا یار محمد بندیالوی مولانا قطب الدین غور غشتوی. مولانا عبدالحق غور غشتوی اور علامہ مشتاق احمد کانپوری سے بھی استفادہ کیا اور دورہ حدیث کے لئے مولانا حامد رضا خاں بریلوی کی خدمت میں حاضری دی اور وہیں (دارالعلوم منظر الاسلام) سے سند فراغت حاصل کی۔

تکمیل کے بعد بجار ضلع فیصل آباد اور پھر مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات میں تدریسی فرائض انجام دیئے مولانا کا تدریسی امور میں

شہرہ دور دور تک بلند ہو گیا تھا اللہ اہل وزیر آباد کے کہنے پر وزیر آباد تشریف لے آئے اور ۱۹۳۵ء میں ریلوے اسٹیشن کے قریب جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ اس جامعہ کو یہ شرف بھی حاصل رہا کہ یہاں نابغہ روز گار علماء کرام تدریسی فرائض انجام دیتے رہے یہیں مولانا نے دورہ قرآن کی ابتداء کی جسے انہوں نے تاحیات برقرار رکھا۔ اس دورہ قرآن میں بڑے بڑے فضلا کو شامل ہونے کا موقع ملا۔

دوران تعلیم حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑی سے متاثر ہوئے چنانچہ ان کے دست حق پرست پر بیعت کر لی پیرو مرشد کے روحانی فیض کے زیر اثر انہوں نے علماء کرام میں جلد ہی اہم مقام حاصل کر لیا۔ وہ تحریک پاکستان میں بھی شریک رہے۔ ۱۹۴۶ء میں سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں ان کی شرکت بھی اس بات کی غماز ہے مولانا نے تحریک قیام پاکستان کے دوران پاکستان کو نظریاتی مملکت بنانے کے حق میں پر زور تقاریر بھی کیں تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۶۸ء میں جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ وہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اعلی پائے کے شاعر بھی تھے۔ اور چشتی تخلص کرتے تھے۔ ان کی تقریر میں جادو کا سا اثر ہوتا تھا۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو وزیر آباد میں جی ٹی روڈ پر کار کے حادثے میں جام شہادت نوش کیا۔

عبدالغنی:

قائد اعظم محمد علی جناح کی قبر کی کھدائی کرنے والا۔ وہ (گور کن) ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس نے قائد اعظم محمد علی جناح کی قبر تیار کی۔ لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر اور محترمہ فاطمہ جناح کی قبریں بھی اسی نے تیار کیں۔

قائد اعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کی قبر کا درمیانی فاصلہ ۱۲۰ فٹ ہے۔

عبدالغنی میاں:

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائد اعظم کے معتمد خاص۔

جب قائد اعظم نومبر ۱۹۴۲ء میں جالندھر تشریف لائے تو سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری کی حیثیت سے انہوں نے قائد اعظم کے ساتھ اس وقت کی ملکی اور لیگی سرگرمیوں پر تبادلہ خیالات کیا

وہ ۱۹۲۱ء میں جالندھر میں چودھری عبدالحبیب کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے لئے انہیں اسلامیہ ہائی سکول جالندھر میں داخل کرا دیا گیا میٹرک کرنے کے بعد ڈی اے وی کالج جالندھر میں داخلہ لیا اور وہاں سے اچھے نمبروں میں بی اے کا امتحان پاس کیا دوران تعلیم ہی تحریک پاکستان کی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے. جالندھر میں مسلم لیگ کے قیام کے بعد اپنے بڑے بھائی چودھری عبدالحمید (اب پروپرائٹر مکتبہ کارواں کے بسلسلہ ملازمت بطور لیکچرار کابل روانگی پر) کی جگہ جالندھر سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری تعینات ہوئے شہری مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے قائد اعظم نے تبادلہ خیالات کیا تو وہ بھی اس میں شریک ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد یہ برماشیل کے ہیڈ آفس میں بطور ٹریننگ ایڈوائزر ان کی تقرری ہوئی۔

عبدالقادر، شیخ سر:

۲۹ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہوا اس کی صدارت کا فریضہ سر شیخ عبدالقادر نے انجام دیا اس اجلاس میں قائد اعظم نے نہ صرف شرکت کی بلکہ ایک اہم تجویز بھی پیش کی اور بعد ازاں اپنی تقریر میں اس کے بعض نکات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ تجویز یہ تھی کہ لیگ کا اصل مقصد مکمل ذمہ دار حکومت کا حصول ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ خواہش ہے کہ ہندوستان کے موجودہ آئین میں کچھ ترمیمات کی جائیں اس لئے وہ حکومت سے استدعا کرتی ہے کہ بغیر کسی پس و پیش کے فوراً ایک شاہی کمیشن مقرر کرے تاکہ تحقیقات اور جانچ پڑتال کے بعد کمیشن کوئی ایسی اسکیم مرتب کرے جس کی رو سے ہندوستان میں بہت جلد ذمہ دار حکومت قائم کرنے کی شرائط شامل ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں کسی قسم کا آئین مرتب کرتے وقت حسب ذیل اساسی اصولوں کے تحفظ کا خاص طور پر خیال رکھا جائے

۱۔ ملک کی ہر مجلس مقننہ یا دیگر منتخب جماعتوں میں اقلیت کی

مناسب نمائندگی کا سامان کیا جائے اور کسی صوبے کی اکثریت کو اقلیت یا مساوات کے درجہ پر نہ تبدیل کیا جائے۔

۲۔ اقلیت کی نمائندگی کے لئے جداگانہ انتخابات قرار دیئے جائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ کسی خاص وقت یا موقع پر مشترکہ انتخابات کو بھی زیر عمل لا سکے

۳۔ اگر کسی وقت علاقوں کو دوبارہ تقسیم کرنے کی ضرورت محسوس کی جائے تو اس وقت بنگال پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مسلمانوں کی اکثریت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔

۴۔ ہر جماعت کو مذہبی معاملات عقائد اور عبادات اور اشاعت تعلیمات میں مکمل آزادی ہونی چاہئے۔

۵۔ اگر کسی جماعت کے تہائی ممبر کسی قانون یا تجویز کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ ان کے حق میں ضرر رساں ہے تو اس حالت میں یہ قانون یا تجویز پیش نہ کی جائے۔ قائداعظم نے ایک کمیٹی کے قیام کی بھی تجویز پیش کی تاکہ وہ ہندوستان کے دیگر اداروں سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد کوئی اسکیم مرتب کر سکے۔

وہ ۱۸۷۴ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ فورمین کرسچین کالج لاہور میں بی اے تک تعلیم مکمل کی پھر مسلمانان پنجاب کے پہلے انگریزی اخبار آبزرور کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے مخزن جاری کیا اس دوران قانون کی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے

۱۹۰۷ء میں لنکنز ان سے بیرسٹر ایٹ لاء کی ڈگری لی۔ ابتداء میں دہلی میں پھر لاہور میں وکالت شروع کی۔

۱۹۲۱ء میں ان کی قانونی مہارت کے پیش نظر انہیں لاہور ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں پنجاب کے وزیر تعلیم بنے۔ ۱۹۳۹ء میں انہیں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن بنایا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں بہاولپور کے چیف جج مقرر ہوئے۔

اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لئے رسالہ مخزن جاری کیا۔

نوجوانی میں ترکی کا سفر نامہ لکھا جس کا نام انہوں نے مقام خلافت رکھا۔

بہت بڑے صحافی اور خوش بیان مقرر اور ادیب تھے۔ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں لکھتے تھے۔ اردو زبان اور ادب کے اس محسن نے ۹ فروری ۱۹۵۰ء کو لاہور میں وفات پائی۔

عبدالقادر قصوری، مولانا۔

۲۸ فروری ۱۹۳۶ء کو مسجد شہید گنج کے سلسلے میں بادشاہی مسجد میں جو جلسہ عام منعقد ہوا اس کی صدارت مولانا عبدالقادر نے کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد قائداعظم نے انگریزی زبان میں فصیح و بلیغ تقریر کی

وہ دلاور (ضلع گوجرانوالہ) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے عربی اور فارسی کی تعلیم گھر پر اور کچھ اورینٹل کالج لاہور میں حاصل کی۔ اپنی جماعت میں اول رہے۔ پھر مختاری امتحان پاس کیا اور وکالت شروع کر دی ایک مقدمے کی پیروی کے سلسلے میں جب قصور تشریف لے گئے تو تحصیلدار نے بحث سنتے ہی مولانا سے کہا کہ آپ قصور چلے آئیں کیوں کہ یہاں کوئی اچھا وکیل نہیں ہے چنانچہ مولانا قصور چلے گئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

تحریک خلافت اور ترک موالات میں حصہ لیا۔ خود پنجاب کی مجلس خلافت کے صدر تھے۔

نومبر ۱۹۴۲ء میں لاہور میں انتقال کیا لیکن قصور میں دفن ہوئے۔

عبدالقادر گیلانی:

ان کا شمار ان چند خوش نصیب سفیروں میں ہوتا ہے جنہیں قیام پاکستان کے بعد حضرت قائداعظم محمد علی جناح کو اپنی ظاہری اسناد سفارت پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ بغداد میں پیدا ہوئے انہوں نے بغداد میں علوم دینی و دنیاوی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد لندن سکول آف اکنامکس سے امتیاز کے ساتھ گریجویشن کی۔ بعد ازاں وزارت خارجہ میں شمولیت اختیار کر لی اور لندن میں پہلا تقرر ہوا۔ چند سال بعد قاہرہ بھیج دیئے گئے لیکن قیام پاکستان کے فوراً بعد حکومت عراق نے انہیں پاکستان میں اپنا سفیر مقرر کیا۔ ایک سال کے بعد ان کا تبادلہ عرب لیگ کے صدر دفتر اور عراقی نمائندے کے طور پر ہوا۔ دو سال بعد دوبارہ پاکستان بھیج دیئے گئے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۸ء تک مسلسل بیس سال تک پاکستان میں عراق کے سفیر رہے ۱۹۷۲ء میں حکومت پاکستان نے جو حج وفد سعودی

عرب بھیجا اس میں بھی انہیں شامل کیا گیا۔ وہ انگریزی، اردو، پشتو، فارسی، ترکی، فرانسیسی اور عربی پر عبور رکھتے تھے ۲۵ مارچ ۱۹۷۶ء کو شاہ فیصل شہید کی پہلی برسی میں شرکت کی لیکن طبیعت اچانک خراب ہو گئی اور دوسرے روز خالق حقیقی سے جا ملے۔ وہ پہلے مسلمان سفیر تھے جنہوں نے اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر پاکستان کو اپنا وطن ثانی بنایا۔ گلشن اقبال میں واقع دارالعلوم میں دفن ہوئے۔

عبدالقادر لیڈی:

تحریک پاکستان کی ممتاز۔ رہنما قائداعظم محمد علی جناح کے پیغام کو قریہ قریہ پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

زندگی کا بیشتر حصہ قومی خدمات میں صرف کیا۔

وہ ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے اپنے خاوند عبدالقادر کے ساتھ مل کر اردو کو اس کا جائز مقام دلانے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔

انہوں نے پیرانہ سالی میں بھی سماجی خدمت اور تعلیم نسواں کے کاموں کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔

۲۹ جولائی ۱۹۶۵ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

عبدالقدیر، شیخ:

راولپنڈی کے رئیس، راولپنڈی چیمبر آف کامرس کے چیئرمین، قائداعظم جب مری کے راستے سری نگر تشریف لے گئے تو واپسی پر شیخ صاحب نے اپنی کار میں قائداعظم کو کوہالہ میں بیٹھنے کی دعوت دی چنانچہ قائداعظم کار میں آ کر بیٹھ گئے۔ یہ کارواں جب مری پہنچا تو قائد اعظم نے آسٹریا کلب (امبیسڈر کلب) میں خطاب فرمایا۔ دوسرے روز قائد اعظم نے شیخ صاحب کے ہاں کھانا کھایا۔ تیسرے روز کمپنی باغ راولپنڈی میں بڑے جلسہ عام میں شیخ صاحب نے قائداعظم سے اپیل کہ پاکستان کی جنگ لڑنے کے لئے چاندی کی گولیاں دی جائیں لبیک کہتے ہوئے دس ہزار روپے پیش کئے گئے۔ جب قائداعظم راولپنڈی سے روانہ ہوئے تو انہوں نے شیخ صاحب سے دہلی ملنے کو کہا لہٰذا وہ دہلی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

شیخ عبدالقدیر ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے تعلیم کلکتہ میں حاصل کی سینئر کیمبرج کے بعد ۱۹۳۲ء میں اپنے والد شیخ عبدالعزیز کے کاروبار میں شریک ہو گئے۔ والد کے کاروبار سے الگ راولپنڈی مری کے مابین سٹیشن ویگن سروس کا اجرا کیا اس طرح وہ پنڈی کے ٹرانسپورٹر بن گئے۔ ۱۹۴۲ء میں بیرسٹر ایم اے جان کو شکست دے کر کنٹونمنٹ بورڈ راولپنڈی کے کونسلر بنے۔ پنڈی کشمیر ٹرانسپورٹ کے قیام کا سہرا بھی انہی کے سر ہے قیام پاکستان کے بعد پنڈی کشمیر ٹرانسپورٹ کی چالیس گاڑیاں کمشنر راولپنڈی کے کہنے پر مجاہدین کی خدمت میں پیش کیں۔ جو واپس نہ کی گئیں۔

۱۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو جب مولانا شبیر احمد عثمانی کی قائداعظم سے ملاقات ہوئی تو شیخ قدیر کو قائداعظم نے بطور ترجمان منتخب کیا تھا۔ بات چیت میں قائداعظم نے مولانا عثمانی سے کہا تھا کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ بھی شیخ القدیر نے قائم کی۔

عبدالقیوم خاں:

وہ قائداعظم کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے انہیں قائداعظم کی رفاقت میں رہنے کا موقع ملا۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور قائداعظم کے ارشاد پر مسلم لیگ کو صوبہ سرحد میں منظم کرنے اور خدائی خدمت گار کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کو ریفرنڈم میں کامیابی حاصل ہوئی۔

وہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۱ء کو چترال (صوبہ سرحد) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لیا وہاں سے تحصیل علم کے بعد انگلستان جا کر لنڈن سکول آف اکنامکس سے بی ایس سی کیا اور پھر ۱۹۲۶ء میں بیرسٹر ایٹ لاء بنے۔

پاکستان کی آزادی کی جدوجہد میں قائداعظم کا بھرپور ساتھ دیا۔ راست اقدام کی تحریک میں ڈاکٹر خاں صاحب نے انہیں جیل بھیج دیا۔ ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء تا ۳ جون تک قید میں رہے۔ آزادی کے بعد جب وزیر اعلیٰ سرحد ڈاکٹر خان صاحب نے آزادی کی تقریب میں شرکت سے انکار کر دیا تو قائداعظم

نے انہیں صوبہ سرحد کا وزیر اعلیٰ بنایا۔ ۱۹۵۴ء میں ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کے کہنے پر صوبہ سرحد کی قیادت سے الگ ہوگئے اور مرکزی وزیر صنعت بنا دیئے گئے۔ جونہی خان صاحب کو صوبہ سرحد کی وزارت اعلیٰ سے علیحدہ کر دیا گیا تو صوبے کی ترقی رک گئی۔ ان کے عہد میں صوبے میں پشاور یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ میٹرک تک طلبا اور طالبات کے لئے مفت تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ گاؤں گاؤں بجلی پہنچائی گئی۔ عدلیہ کا نظام بہتر بنایا گیا۔ سکندر مرزا کے عہد حکومت میں حکومت سے علیحدہ ہوگئے اور سردار عبدالرب نشتر کے معاون بن گئے۔ پھر انہیں مسلم لیگ کا صدر بنا دیا گیا اس حیثیت سے انہوں نے اکتوبر ۱۹۵۸ء میں جہلم سے گجرات تک ۳۲ میل لمبا جلوس نکالا جس نے ایوان حکومت کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا اس کے نتیجے میں اسی ماہ ملک میں مارشل لاء نافذ ہوگیا اور خان صاحب کو ایک بار پھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ تاہم رہائی کے بعد کافی عرصہ تک سیاسی سرگرمیوں سے علیحدہ رہے۔ ۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کے رکن اور پھر وفاقی وزیر داخلہ بنا دیئے گئے۔ وہ اپریل ۱۹۷۲ء تا جنوری ۱۹۷۷ء اس عہدے پر فائز رہے ازاں بعد وفات تک (۱۹۸۱) سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیا۔

عبدالقیوم خاں جناح مراسلت

عبدالقیوم خان نے ۱۶ اگست کو جب کہ وہ ۱۹۴۵ء کو لکھنؤ میں تھے قائد اعظم کی خدمت میں ایک خط لکھا جس کے مندرجات یہ ہیں۔

لکھنؤ ــــ ۱۶ اگست ۱۹۴۵ء

محترم قائد اعظم

میں ایک پیشہ وارانہ مصروفیت کے تحت یہاں آیا ہوا ہوں اور ۲۵ اگست تک قیام کے بعد پشاور روانہ ہو جاؤں گا۔ اور ۲۷ کو پشاور پہنچوں گا۔

میں آپ کو اپنی زندگی کے سب سے عظیم الشان فیصلے سے مطلع کرنا چاہتا ہوں یہ فیصلہ مہینوں اور ہفتوں کی دلسوزی اور دماغ سوزی کا نتیجہ ہے میں نے مسلم لیگ میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے میرا ایمان ہے کہ آپ نے جو حکمت عملی اختیار کی ہے وہ بالکل درست ہے اور جو مسلمان بھی آپ کی مخالفت کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے اور میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ آپ جیسا فرمائیں گے ویسا ہی کروں گا۔

آپ کا مخلص

عبدالقیوم

عبدالقیوم صاحب زادہ:

قائد اعظم محمد علی جناح نے جب ۱۹۳۶ء میں صوبہ سرحد کا دورہ کیا تو نو دن تک ان کے مکان پر قیام پذیر رہے اور اس دوران صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تنظیم نو سے متعلق تبادلہ خیالات کیا۔

وہ ۱۸۶۴ء میں اپنے آبائی گاؤں ٹوپی (تحصیل صوابی) میں صاحب زادہ عبدالرؤف کے ہاں پیدا ہوئے۔ دس برس کی عمر کو پہنچے کہ والد کا انتقال ہوگیا والدہ پہلے ہی انتقال کر چکی تھیں ماموں سید احمد نے ان کی تربیت کی ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد انہیں ایڈورڈز ہائی سکول پشاور میں داخل کرایا جہاں انہوں نے میٹرک پاس کیا اور محکمہ مال میں پٹواری تعینات ہوئے۔ پھر ترقی کرتے کرتے تحصیلدار کے عہدے تک جا پہنچے ۱۸۹۴ء سے ۱۹۱۹ء تک اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ اور بعد ازاں پولیٹیکل ایجنٹ رہے صاحب زادہ سر عبدالقیوم صوبہ سرحد کے سرسید کہلاتے ہیں کیوں کہ انہوں نے ۱۹۱۳ء میں اسلامیہ کالج پشاور کی بنیاد رکھی۔ سر جارج روس کیپل خیبر کا پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوا تو اس نے صاحب زادہ صاحب کا تعاون حاصل کیا۔ انگریزوں نے صاحب زادہ کی خدمات کا ذکر اپنی دستاویزات میں بھی کیا ہے جن میں ۱۸۸۸ء کی کوہ سیاہ کی لڑائی۔ ۱۸۹۱ء میں سامانہ کی مہم، ۹۸-۱۸۹۷ء میں مہم تراہ ۱۹۰۸ء کی مہم زخہ خیل وغیرہ۔ انگریزوں نے انہیں خان بہادر، سی آئی ای، نواب، اور سر کے خطابات سے نوازنے کے علاوہ ۱۹۲۹ء میں قیصر ہند گولڈ میڈل بھی دیا۔ وہ ۱۹۱۳ء سے وفات تک کالج کونسل کے اعزازی معتمد رہے ۱۹۲۳ء میں صوبہ سرحد کو ہندوستان کی لیجسلیٹو اسمبلی میں نمائندگی ملی تو صوبہ سرحد کی طرف سے محمد اکبر خاں ہوتی اور صاحب زادہ صاحب اس کے رکن بنے ۳۲-۱۹۳۰ء میں منعقدہ گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۹۳۲ء میں حکومت سرحد کے وزیر اعلیٰ رہے۔ ۱۹۳۵ء میں

آزادیِ ہند کی تحریک کے دوران مولانا ظفر علی خاں اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو خیبر یونین کی دعوت پر اسلامیہ کالج پشاور آئے تو اٹک کے پل پر انہیں روک لیا گیا تاہم صاحب زادہ صاحب کے کہنے پر صوبہ میں داخلے پر پابندی ختم کر دی گئی۔ نومبر ۱۹۳۷ء میں اپنے ہی گاؤں ٹوپی میں انتقال کیا۔

عبدالقیوم کانپوری:

قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھی۔ آٹھ سال تک آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے سرگرم رکن رہے۔ یوپی مسلم لیگ کے سالار تھے شعلہ بیان خطیب بن کر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قائد اعظم کے حکم پر انہوں نے سندھ میں آکر جی ایم سید کی شکست میں نمایاں حصہ لیا۔ یہ انہی جیسے مسلم لیگ کے سرفروش مجاہدوں کا کارنامہ ہے کہ قائد اعظم کی قیادت میں پاکستان حاصل کر لیا گیا۔

۱۹۸۷ء میں بعد از مرگ ۱۹۸۷ء کا تحریک پاکستان ایوارڈ دیا گیا۔ اس ضمن میں ان کی بیوہ کو ۵۰ ہزار روپے کا چیک ۷ ستمبر ۱۹۸۷ء بھیجا گیا تھا۔

۱۱ ستمبر ۱۹۸۰ء کو حیدر آباد میں انتقال کر گئے۔

عبدالکریم، حاجی:

قائد اعظم محمد علی جناح کے قیام پاکستان کے دوران ان کے کمپاونڈر اور ڈرائیور۔

ایک مرتبہ حاجی صاحب نے مس جناح سے کہا کہ قائد اعظم سے آپ ہماری سفارش کرا دیں تو انہوں نے لکھ دیا کہ عبدالکریم نے میری خدمت کی ہے لہٰذا اسے خاص طور پر جگہ دی جائے۔

عبدالکریم، مولانا:۔

تحریک پاکستان کے اہم کارکن قائد اعظم کے حکم پر ہفتہ وار الاسلام جاری کیا۔

وہ جنوری ۱۹۰۶ء میں روجھان (ضلع راجن پور) میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار مولانا حافظ شیخ احمد بہت بڑے عالم دین تھے۔ ۱۹۲۱ء میں نواب غوث بخش رئیسانی کے اتالیق کی حیثیت سے بلوچستان آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

بلوچستان کی تحریک آزادی کے علمبردار میر یوسف علی مگسی ان کے شاگرد تھے۔ انہوں نے بلوچستان میں قاضی عیسٰی کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کے قیام میں بھرپور کردار ادا کیا یکم ستمبر ۱۹۴۷ء کو انہوں نے اپنے اخبار کا نام الاسلام سے میزان رکھا اور آزاد پالیسی اختیار کی۔ ۱۹۶۱ء میں میزان روزنامہ بن گیا تو وہ بھی صحافت سے عملی طور پر ریٹائر ہو گئے۔ وہ حضرت خواجہ غلام فرید کے مرید خاص تھے مٹھن کوٹ میں ۱۹ فروری ۱۹۶۹ء کو انتقال کیا ان کے صاحب زادے جمیل الرحمان میزان اخبار کے موجودہ ایڈیٹر ہیں۔

عبدالکریم۔ مولانا حافظ

جون ۱۹۳۸ء میں جب دہلی میں وائسرائے کونسل کا اجلاس منعقد ہوا تو بلوچستان میں نواب اسداللہ خان رئیسانی دہلی تشریف لے گئے تو قائد اعظم نے اس بات کا اظہار کیا کہ بلوچستان میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ نواب مرحوم نے کہا کہ وہ مخصوص ذمہ داریوں کے باعث ایسا نہیں کر سکتے البتہ ایسے لوگوں کے نام پیش کر سکتے ہیں جو یہ قومی خدمت بہ طریق احسن انجام دے سکتے ہیں نواب مرحوم نے جن حضرات کے نام بتائے ان میں مولانا حافظ عبدالکریم کا نام بھی شامل تھا۔ چنانچہ قائد اعظم کے کہنے پر انہوں نے بلوچستان میں مسلم لیگ کو قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

مولانا ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے جید علمائے کرام سے دینی تعلیم مکمل کی اور بلوچستان کے عوام میں آزادی کی نئی روح پھونکنے کے لئے انتھک محنت کی۔ انہوں نے بلوچستان میں سیاسی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے جن شخصیات کو سیاسی تربیت دی ان میں نواب یوسف علی خاں عزیز مگسی۔ میر سیف اللہ مگسی، نواب غوث بخش رئیسانی شامل تھے۔ وہ جامعہ یوسفیہ جھل مگسی کے ناظم بھی رہے۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک حصول پاکستان کے لئے بڑی لگن سے کام کیا۔ بلوچستان میں مسلم لیگ کے ترجمان الاسلام کے مدیر رہے۔

عبداللہ (اردن)

قائد اعظم کے انتقال کے موقع پر عبداللہ سلطنت اردن کے بادشاہ تھے۔ انہوں نے ۱۹۴۶ء تا ۱۹۵۱ء حکومت کی۔

وہ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ انہیں ۱۹۲۱ء میں اردن کا امیر بنایا گیا۔ ۱۹۴٦ء تا ۱۹۵۱ء اس حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ انہوں نے اسرائیل کے خلاف انگریزوں کی تربیت یافتہ عرب فوج کی قیادت کی۔ ۱۹۵۱ء میں قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ المامون سہروردی

قائداعظم محمد علی جناح نے میثاق لکھنؤ میں ترمیم و تنسیخ کے سلسلے میں تجاویز مرتب کرنے کے لئے مسلم لیگ کے متعدد رہنماؤں کا جو اجلاس ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں مدعو کیا تھا اس میں عبداللہ المامون سہروردی بھی شامل تھے۔

عبداللہ انور بیگ مرزا۔

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور مصنف ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر حکومت پنجاب نے انہیں ۱۹۸۹ء کا تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔

وہ ۱۹۰۷ء میں ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ صحافی کی حیثیت سے ایسٹرن ٹائمز لاہور میں کام کی ابتداء کی۔ پھر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور میں سیاسی مضامین لکھنے لگے۔ اس دوران سلسلہ تعلیم بھی جاری رکھا۔ ۱۹۳۳ء میں اورینٹل کالج لاہور سے ایم اے فارسی اور ۱۹۳٦ء میں لاء کالج لاہور سے ایل ایل بی کے امتحانات پاس کئے اور لاہور ہائی کورٹ میں پریکٹس کرنے لگے۔ سٹی مسلم لیگ لاہور کے سیکرٹری رہے۔ سپریم کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ کی حیثیت سے وکالت کے فرائض انجام دیتے تصانیف میں (Since our Fall) اور (The Poet of East) شامل ہیں۔

عبداللہ، خان بہادر ایس

انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اور ان سے عقیدت رکھتے ہوئے اپنے ایک ساتھی رشید کے تعاون سے نیڈن ہوٹل میں ۲۷ اپریل ۱۹۳٦ء کو دعوت طعام دی۔ قائداعظم نے جام صحت کی تجویز کے جواب میں تقریر کی۔

عبداللہ خان روکڑی، امیر

تحریک پاکستان کے رہنما۔ مسلم فیڈریشن کے بانی رکن اور قائداعظم کے معتقد۔ انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم کی تکمیل کی۔ ۱۹۴٦ء میں میانوالی کے پہلے غیر سرکاری چیئرمین منتخب ہوئے۔ اسی سال انہیں لیجسلیٹو اسمبلی کا رکن منتخب کر لیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی وہ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۸ء پنجاب اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۹۷۰ سے ۱۹۷۷ پنجاب اسمبلی کے رکن اور ۱۹۷۷ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں انہیں سینٹ کا رکن منتخب کر لیا گیا۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج شاہ پور میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی وہ اسلامیہ کالج لاہور میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانی رہے۔ مسلم لیگ کے ساتھ ان کی وابستگی دیرینہ ہے قائداعظم کے جانثاروں کی صف اول میں ہونے کے باوجود کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ انہوں نے فلاں فلاں وقت میں قائداعظم سے ملاقات کی۔ تاہم انہیں قائد کو دور سے دیکھنے کا موقع ضرور ملا۔

انہوں نے ایک کتاب بعنوان "میں اور میرا پاکستان" لکھی اس کتاب میں انہوں نے ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت پنجاب میں سرسکندر حیات کے تحت بننے والی وزارت کا ذکر کیا ہے۔

عبداللہ، مرزا محمد (قائداعظم کے محافظ)

نومبر ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ سیالکوٹ میں تشریف لائے تو انہوں نے قائداعظم کی رہائش گاہ پر اپنے دستہ سمیت پہرہ دیا۔

انہوں نے ۱۸ سال کی عمر میں تحریک پاکستان میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ نیشنل گارڈ میں بھرتی ہوئے اور ایک رضا کار دستے کے سالار بنا دیئے گئے۔ انہوں نے چوہڑکانہ ریلوے اسٹیشن پر حضرت قائداعظم کو سلامی بھی

دی۔

قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آباد کاری میں بھرپور حصہ لیا۔ پنجاب رجمنٹ میں قومی تربیت مکمل کر کے پی این جی کے حوالدار مقرر ہوئے اور ڈرل انسٹرکٹر کی حیثیت سے مجاہدین کو تربیت دے کر جنگ آزادی میں بھیجتے رہے۔ ۱۹٦۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں بھی حصہ لیا۔ دسمبر ۱۹۸٦ء میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

عبداللہ میر

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائد اعظم کے معتقد۔ ۱۹۴٦ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر بہار میں مسلم کش فسادات کے موقع پر بہاری مسلمانوں کی دیکھ بھال کے لئے جو وفد پٹنہ بھیجا گیا تھا وہ اس کے قائد تھے۔

وہ ۱۸۹۰ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے زرگری ان کا آبائی پیشہ تھا لہٰذا اس پیشہ کو اپنایا اور تشکیل پاکستان تک امرتسر میں اسی پیشے سے وابستہ رہے۔ علاوہ ازیں پہلوانی کا شوق بھی رکھتے تھے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے امرتسر میں اکھاڑہ بھی قائم کیا تھا۔ جہاں بڑی چھوٹی کشتیوں کے مقابلے بھی ہوتے تھے۔ جلیانوالہ باغ کے حادثے کے وقت امرتسر میں جن نوجوانوں نے انگریزی سامراج کے خلاف تحریک چلائی ان میں وہ بھی پیش پیش تھے۔ برطانوی ہند کی حکومت نے ان کے خلاف مقدمہ بھی قائم کیا تھا۔

مولانا ظفر علی خان سے ان کے مراسم تھے۔ وہ ان کے ساتھ اتحاد ملت اور نیلی پوش تحریک میں بھی کام کرتے رہے۔ مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالار کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان کے موقع پر ہزاروں افراد کو بحفاظت سرحد پار کرائی۔ تین بار جیل کاٹی قیام پاکستان کے بعد وفات تک لاہور میں زندگی کے ایام گزارے۔ ان کے دونوں صاحب زادے وحید میر اور صمد میر بین الاقوامی مکہ باز ہیں۔

عبداللہ ہارون، حاجی

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور قائد اعظم کے ساتھی۔

وہ ۱۸۷۲ء میں کراچی کے ایک کچھی میمن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر تھی کہ والد انتقال کر گئے ماں نے تعلیم و تربیت کی لیکن اپنے بچے کو اعلیٰ تعلیم نہ دلا سکی۔ ہوش سنبھالی تو ماں نے تھوڑا بہت سامان بازار میں فروخت کرنے کے دینا شروع کیا۔ پھر انہوں نے ملازمت اختیار کر لی۔ بعد ازاں ذاتی کاروبار شروع کیا اور اتنی ترقی کی کہ چودہ پندرہ برسوں کے اندر کراچی کے مشہور تاجر بن گئے۔ ۱۸۹۰ء میں آسام سے چینی کی اس قدر کامیاب تجارت کی کہ چینی کا بادشاہ مشہور ہوئے۔ پاکستان کی آزادی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ قائد اعظم کے ساتھ مل کر دن رات کام کیا۔ رفاہ عامہ کے متعدد کام کئے اور مدرسے، کالج اور مسجدیں یتیم خانے اور امداد باہمی کے بنک قائم کئے۔ لوگوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لئے متعدد اخبارات جاری کئے۔ کراچی کا عبداللہ کالج اور عبداللہ ہارون روڈ انہی کی یادگار ہے۔

۲۷ اپریل ۱۹۴۲ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

عبداللطیف پیر آف زکوڑی شریف

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور قائد اعظم کے معتقد۔ انہوں نے ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد میں ہونے والے ریفرنڈم میں اہم کردار ادا کیا اور قائد اعظم محمد علی جناح سے داد وصول کی۔ وہ حضرت فقیر محمد عبدالقادر کے ہاں زکوڑی شریف (صوبہ سرحد) میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بچپن ہی میں والد بزرگوار کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ والدہ اور پڑدادا اکبر کی کوششوں سے دینی تعلیم کی تکمیل کی علوم قدیمہ اور جدیدہ میں مہارت حاصل کرنے کے سلسلے میں جن اساتذہ نے اہم کردار ادا کیا ان میں مولانا محمد داؤد، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا نیاز محمد اور مولانا عبدالباقی جیسے نابغہ روزگار عالم دین شامل ہیں۔

تحریک پاکستان کے دنوں میں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے سلسلے میں ان کی کوششوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

صوبہ سرحد میں ان کی کوششوں ہی سے مسلم لیگ نے ریفرنڈم جیتا۔ وہ اپنے بڑے بھائی کے وصال پر سجادہ نشین بنے۔ ان کا اپنا کتب خانہ ہے جس میں مطبوعہ اور خطی کتب کی کثیر تعداد محفوظ ہے۔

عبداللطیف، ڈاکٹر

انہوں نے ۹۔ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو حیدر آباد دکن سے قائد اعظم کو خط لکھا جس میں انہوں نے سروجنی نائیڈو کے خط کا حوالہ دیتے ہوئے یہ دریافت کیا تھا کہ ان کو کانگریسی رہنماؤں سے دستور کے مسائل پر گفتگو کرنے کی دعوت دی گئی چنانچہ آپ اس سلسلے میں اپنی رائے دیں۔ اسی روز قائد اعظم نے بذریعہ تار انہیں مطلع کیا کہ وہ کانگریس کے کسی رہنما سے نہ ملیں۔

۷۔ اکتوبر کو ڈاکٹر عبداللطیف نے اس کا جواب دیا اور ۲۱ اکتوبر کو قائد اعظم نے ان کو ایک خط کے ذریعے مطلع کیا کہ وہ بمبئی کے بجائے دہلی میں ملاقات رکھیں کیوں کہ میں چند روز بعد دہلی روانہ ہو رہا ہوں۔

وہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن میں تدریسی فرائض سر انجام دیتے رہے انہوں نے تین مشہور کتابیں بھی لکھیں جن کے نام یہ ہیں۔

1) The Muslim Culture in India

2) Cultural Future of India

3) Federation of Cultural Zones for India (1938)

قائد اعظم محمد علی جناح کے نام ۱۰ اگست ۱۹۴۲ء کو ڈاکٹر محمد افضال حسین قادری نے جو خط تحریر کیا اس میں بھی ڈاکٹر عبداللطیف کا ذکر کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر افضال نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر عبداللطیف نے اس نازک وقت پر بھی مسلمانوں کے ساتھ غداری کی ان کا حالیہ بیان جان بوجھ کر غداری اور فریب کاری کے مترادف ہے۔

عبدالمتین چودھری

قائد اعظم نے ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں مسلم لیگی لیڈروں کا جو اجلاس میثاق لکھنؤ کے بارے میں طلب کیا تھا وہ بھی اس میں شامل تھے۔ ۲ مارچ ۱۹۳۲ء کو قائد اعظم نے انہیں لندن سے خط لکھا جس میں انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے بارے میں اس موقف کو ایک مرتبہ پھر دہرایا کہ مسلمان صرف تحفظات کے ذریعے زندہ نہیں رہ سکتے۔ ان کو اپنی صلاحیتوں اور جدوجہد کے سہارے زندہ رہنا ہو گا۔ مسلمان بہت پیچھے ہیں۔ اور انہیں بہت کچھ کرنا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اب صرف ایک راستہ رہ گیا ہے کہ وہ متحد ہو کر چودہ مطالبات کی تائید کریں اور کسی کے آلہ کار نہ بنیں ذمہ دار مرکزی حکومت اس صورت میں منظور کی جائے گی جب ہمارے تحفظات دستور میں موجود ہوں لیکن اس جال میں نہ پھنسئے کہ پہلے صوبوں کو خود مختاری دی جائے بعد میں ذمہ دار مرکزی حکومت کے معاملے پر غور کیا جائے گا مجھے یقین ہے کہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کو ایسی صورت میں جب کہ ہم متحد ہوں گے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

۵ مئی ۱۹۳۲ء کو قائد اعظم نے چودھری صاحب کو ایک اور خط لکھا جس میں انہوں نے خوشگوار موسم کا تذکرہ کیا تھا اور لکھا تھا کہ میں یہاں آرام سے ہوں اور کام کر رہا ہوں مگر دل ہندوستان میں اٹکا ہوا ہے میری اور میری ہمشیرہ کی جانب سے تسلیمات، دینا اسکول گئی ہوئی ہے۔

لندن میں قیام کے دوران قائد اعظم ہندوستان کی صورت حال کے غیر جانبدار اور درست جائزے کے سلسلے میں چودھری عبدالمتین پر دوسروں کے مقابلے میں زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے زیادہ تر خط و کتابت چودھری عبدالمتین سے کی۔

جون ۱۹۳۶ء میں لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور مرکزی پارلیمانی بورڈ کے جو اجلاس منعقد ہوئے ان میں بھی چودھری عبدالمتین نے شرکت کی۔

عبدالمجید بٹ

تحریک پاکستان کے بے لوث کارکن اور قائد اعظم کے باڈی گارڈ۔ امرتسر میں پیدا ہوئے۔

تقسیم سے قبل مطالبۂ پاکستان کی تحریک میں شریک تھے اور آزادی کے بعد وطن کی تعمیر میں مصروف رہے۔ آزادئ وطن کے لئے بہت قربانیاں دیں۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل جب امرتسر میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی تو انہوں نے سکھوں اور ہندوؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے ۳۴ تلواریں خریدیں تین اپنے پاس رکھیں اور باقی علاقے کے نوجوانوں کو دے دیں۔

۱۹۴۰ء میں قرار داد پاکستان کے تاریخی جلسے میں شرکت

کے لئے قائداعظم تشریف لارہے تھے کہ راستے میں لوگوں نے مطالبہ کیا کہ جلسے میں سانحہ مسجد شہید گنج کا ذکر ضرور کریں۔ چنانچہ بٹ صاحب نے باڈی گارڈ کی حیثیت سے حالات کو بھانپنے کے بعد ایک خیمے سے لکڑی کا پرانا میز نکالا اور قائداعظم کو سہارا دے کر میز پر کھڑا کر دیا انہوں نے میز کو پکڑا تا کہ کسی کو شرارت کا موقع نہ ملے۔

نسبت روڈ لاہور پر مقیم ہیں۔

عبدالمجید سندھی

انہوں نے روزنامہ الوحید کے ذریعے قائداعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ کی سرگرمیوں کو سندھ کے دُور افتادہ مقامات پر پہنچانے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔

وہ ۷ جولائی ۱۸۸۹ء کو سندھ کے ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء کو اسلام قبول کیا اور پھر سندھ میں آزادی اسلامی تعلیمات کے فروغ اور عوامی فلاح و بہبود کی تحریکوں میں نمایاں طور پر حصہ لیتے رہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد اگرچہ انہیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تاہم انہوں نے اس کی پرواکئے بغیر اپنے مشن کو جاری رکھا۔ پہلے سندھ سے ہفتہ وار الحق (سکھر) جاری کیا پھر پے در پے چھ اور ہفتہ وار اخبارات کی ادارت سنبھالی۔

۱۹۲۰ء میں الوحید جاری کیا۔ سندھ اور انگریزی میں کم و بیش ایک درجن کتابیں لکھیں۔ تحریک خلافت، آزادی ہند اور تحریک پاکستان میں ان کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان تحریکوں میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی۔ غرض کہ انہوں نے ہر اس تحریک میں شریک ہونا اپنے لئے فرض سمجھا جس سے ملک اور عوام کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہو۔

مولانا شوکت علی نے انہیں اسلام کا سپاہی کہا تھا۔

انہوں نے ۲۵ مئی ۱۹۷۸ء کو وفات پائی۔

عبدالواحد خاں:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن قائداعظم محمد علی جناح جب پہلی بار صوبہ سرحد تشریف لائے تو انہوں نے سردار عبد الرب نشتر کے ہمراہ قائداعظم کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ وہ امان کوٹ (نوشہرہ) میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ ہائی سکول نوشہرہ سے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسلامیہ کالج پشاور میں داخل ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری لی، ۱۹۳۵ء میں انہوں نے اسلامیہ جرگہ صوبہ سرحد کی بنیاد رکھی جسے بعد ازاں قائداعظم کی ہدایت پر مسلم لیگ میں شامل کر دیا گیا، اسی سال دارالعلوم عربیہ کے صدر منتخب ہوئے۔ وہ ۱۹۴۷ء تک اس عہدہ پر فائز رہے وہ صوبہ سرحد کے ان تین ارکان میں شامل تھے جنہوں نے ۱۹۳۷ء میں لکھنؤ کے مقام پر آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی تھی۔ ۱۹۳۶ء کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کے جتنے بھی اجلاس منعقد ہوئے ان سب میں انہوں نے شرکت کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ اور پاکستان مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کے رکن رہے. وفات تک صدر سرحد مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری رہے. معاہدہ تاشقند کی مخالفت میں گرفتار ہوئے ۱۳/اپریل ۱۹۸۴ء کو وفات پائی۔

عبدالوحید خان

انہیں بابائے قوم سے ارتباط کے بارے میں انٹرویو کے لئے چنا گیا تھا۔ ۱۹۳۶ء میں انہیں سلیم پور ہاؤس (لکھنؤ) سے نواب محمد یوسف کے مکان تک قائد کے ہمراہ کار میں جانے کا اتفاق ہوا۔ قائداعظم وہاں آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس کے صدر تھے اور اس کا افتتاح پنڈت نہرو نے کیا۔

عبدالوحید خلیفہ:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز، تحریک پاکستان گولڈ میڈل ۱۹۸۹ء کے حامل۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے سلسلے میں منعقد ہونے والے اجلاس کے لئے جو استقبالیہ کمیٹی تشکیل دی گئی انہیں اس کمیٹی کا رکن نامزد کیا گیا۔ اس تاریخی اجلاس کے لئے ان کے والد بزرگوار خواجہ عبداللہ نے ایک وسیع و عریض پنڈال تیار کرایا۔ وہ پنجاب میں قائداعظم محمد علی جناح کی جائداد کے نگران بھی تھے۔ ان کے والد بزرگوار نے تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں کی سرگرمیوں کی اشاعت کے لئے ہفت روزہ پاکستان بھی جاری کیا وہ اس جریدے کے ناشر بھی تھے۔

ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر قائد اعظم نے انہیں چند جھنڈے بھی عطا کئے جو انہوں نے ۱۹۴۰ء کے اجلاس لاہور کے پنڈال میں لہرائے تھے۔

وہ شادباغ لاہور میں سکونت پذیر ہیں وہاں کے عوام نے ان کی تحریک پاکستان کے سلسلے میں کی گئی خدمات کے اعتراف کے طور پر ۱۹۸۳ء میں مینار پاکستان کا خوبصورت ماڈل پیش کیا۔

چونکہ سماجی خدمات کے سلسلے میں وہ ہمہ وقت تیار رہتے ہیں اس لئے انہیں شادباغ کی متعدد سماجی اور معاشرتی تنظیموں کے مختلف عہدوں پر بھی فائز کیا گیا

عبدالودود

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک بار ان کے خلاف دائر کئے گئے مقدمے کی پیروی کی تھی۔

عبدالولی خان

پاکستان کے سیاست دان۔ انہوں نے متعدد بار قائداعظم پر الزامات لگائے ہیں ان میں ایک الزام یہ بھی ہے کہ ۱۹۴۷ء میں قائداعظم نے صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خاں صاحب کی حکومت کو برطرف کر کے غیر جمہوری اقدام کیا تھا اور اس کے بعد سے پاکستان میں جمہوریت کو پنپنے کا موقع نہیں ملا۔

عبدالولی خان

صوبہ سرحد کے سیاسی رہنما۔ قائداعظم کے مخالفین میں سے ہیں۔

وہ ۱۹۱۶ء میں صوبہ سرحد میں پیدا ہوئے انہوں نے آزاد سکول اتحان زئی (پشاور) اور کرنل براؤن پبلک سکول ڈیرہ دون میں تعلیم پائی۔ ۲۰۰ ایکڑ زمین معاش کا ذریعہ ہے۔ ۱۹۴۲ء میں ہندوستان چھوڑ دو تحریک میں تین سال قید کاٹ کر سیاست میں آئے۔ ۱۹۴۸ء میں خان عبدالقیوم وزیر اعلیٰ سرحد بنے تو پھر انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں رہا ہوئے لیکن ایوب حکومت نے انہیں ۱۹۶۷ء میں پھر گرفتار کر لیا اور گول میز کانفرنس منعقدہ ۱۹۶۹ء میں رہا کیا۔ ۲۷ نومبر ۱۹۷۱ء کو صدر یحییٰ خان نے ان کی جماعت نیپ کو کالعدم قرار دے دیا۔ ۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ ۱۹۷۲ء میں ان کی دو صوبوں میں اکثریت کے باعث انہیں حکومت بنانے کا موقع ملا ۹ ماہ کے بعد عراقی اسلحہ کی آڑ میں نیپ اور جمعیت کی حکومتیں ختم کر دی گئیں۔ ۱۹۷۳ء میں تحریک بحالی جمہوریت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا۔ ۱۹۷۵ء میں شیرپاؤ کے قتل کی آڑ میں گرفتار کر لئے گئے۔ اور حیدر آباد جیل میں نظر بند کر دیئے گئے۔ ۱۹۷۷ء میں جب مسٹر بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو وہ جیل میں تھے لہٰذا ان کی بیگم نے تحریک میں حصہ لیا۔ جولائی ۱۹۷۷ء میں صدر ضیاء الحق بر سر اقتدار آئے تو انہیں رہا کر دیا گیا۔

ایک کتاب بھی لکھی جس میں قائداعظم کی شد و مد سے مخالفت کی گئی ہے۔ ۱۹۸۸ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

عبوری حکومت

۱۶ جون ۱۹۴۶ء کو برطانوی حکومت نے آئین سازی میں پیش رفت کے ساتھ ساتھ مرکز میں عبوری حکومت کے قیام پر بھی زور دیا۔ برطانوی حکومت کی یہ خواہش تھی کہ اس حکومت کو سیاسی جماعتوں کی حمایت بھی حاصل ہونی چاہئے۔ کابینہ مشن کے ارکان کے مشورے سے وائسرائے نے ایک چودہ رکنی ایگزیکٹو کونسل تشکیل کرنے کا اعلان کیا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے یہ اعتراض کیا کہ عبوری حکومت کا قیام مسلم لیگ کے مشورے کے بغیر ہی عمل میں لایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں شملہ میں دونوں بڑی جماعتوں کانگریس اور مسلم لیگ کو برابری کی بنیاد پر حکومت میں شامل کرنے کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا اسے نہیں اپنایا گیا۔ اور عبوری حکومت میں پارسی فرقہ کے ایک رکن کو شامل کر لیا گیا تھا۔

قائداعظم نے کہا کہ ان ترمیموں سے عبوری حکومت میں مسلمانوں کے تناسب کے خلاف اثر پڑے گا۔ قائداعظم نے عبوری حکومت میں اپنے نام کی شمولیت پر بھی اعتراض کیا کیوں کہ انہوں نے وائسرائے کو بتا دیا تھا کہ وہ جب تک مسلم لیگ کے صدر رہیں گے حکومت میں کسی قسم کا کوئی بھی عہدہ قبول نہیں کریں گے، کانگریس نے کابینہ مشن کا منصوبہ صرف اسی حد

تک قبول کیا تھا جس حد تک کہ اس کا تعلق آئین ساز اسمبلی کی تشکیل سے تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جب آئین ساز اسمبلی معرض وجود میں آئے گی تو وہ ایک خود مختار ادارہ ہو گی اور اس لئے اسے کابینہ مشن کے منصوبہ میں ترمیم کرنے کا اختیار ہو گا۔ کانگریس نے عبوری حکومت نہ بنانے کا فیصلہ کیا۔

کابینہ مشن تو ۲۹ جون ۱۹۴۶ء کو واپس برطانیہ چلا گیا لیکن وانسرائے ہند لارڈ ویول نے کانگریسی لیڈروں کی حمایت سے عبوری حکومت کے قیام کے سلسلے میں اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ نے کابینہ مشن کو دی جانے والی منظوری واپس لے لی۔ اور حصول پاکستان کے سلسلے میں راست اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ بالفاظ دیگر مسلم لیگ کے صدر جناب قائداعظم نے کابینہ مشن کے منصوبے کو مسترد کر دیا۔ ۶۔ اگست ۱۹۴۶ء کو وانسرائے لارڈ ویول نے کانگریس کو عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی جسے کانگریس نے ۸۔ اگست کو قبول کر لیا۔ قائداعظم کی ہدایت پر ۱۶۔ اگست ۱۹۴۶ء کو یوم راست اقدام منایا گیا تاہم مسلم لیگ نے یہ سمجھا کہ اگر اس نے عبوری حکومت میں اپنے نمائندے نہ بھیجے تو سیاسی اعتبار سے مسلمان اس حد تک کمزور ہو جائیں گے کہ وہ کبھی حکومت میں نہ آسکیں گے۔ چنانچہ ۲ ستمبر کو آل انڈیا مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شمولیت کا فیصلہ کیا جس کے تحت ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو لیگ کونسلروں نے حلف وفاداری اٹھایا۔ اس طرح مسلم لیگ اور کانگریس نے مل کر حکومت بنائی۔

عبوری حکومت میں جن کونسلروں نے شرکت کی ان کے نام یہ ہیں۔ کونسلروں کی کل تعداد چودہ تھی۔

آل انڈیا مسلم لیگ

۱۔ نواب زادہ لیاقت علی خان	وزیر خزانہ
۲۔ جناب آئی آئی چندری گر	وزیر تجارت
۳۔ سردار عبدالرب نشتر	وزیر مواصلات ڈاک اور فضائیہ
۴۔ راجا غضنفر علی خان	وزیر صحت
۵۔ مسٹر جوگندر ناتھ منڈل (اچھوت نمائندہ)	وزیر قانون

آل انڈیا کانگریس

۶۔ پنڈت جواہر لال نہرو	وزیر خارجہ اور تعلقات دولت مشترکہ
۷۔ ولبھ بھائی پٹیل	وزیر داخلہ۔ اطلاعات و نشریات
۸۔ بلدیو سنگھ (سکھ)	وزیر دفاع
۹۔ راجندر پرشاد	خوراک اور زراعت
۱۰۔ سی راجگو پال اچاریہ	تعلیم اور فنون لطیفہ
۱۱۔ آصف علی	نقل و حمل اور ریلوے
۱۲۔ جگ جیون رام (اچھوت)	
۱۳۔ جان متھائی (عیسائی)	صنعت اور رسد
۱۴۔ بھابھا (پارسی)	تعمیرات معاون اور برقی طاقت

کابینہ میں کونسلروں میں مسلم لیگ کے پانچ، سکھوں کا ایک، پارسیوں کا ایک، عیسائیوں کا ایک اور کانگریس کے چھ نمائندوں نے شمولیت اختیار کی۔

عثمان آزاد، شیخ محمد

روزنامہ انجام کے بانی اور ممتاز مسلم لیگی۔

وہ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے تعلیم کی تکمیل کے بعد انہوں نے ۱۹۳۳ء میں دہلی میں قومی گزٹ نامی اخبار کے اجراء سے صحافت کا آغاز کیا۔ جب یہ انگریزی سامراج کا نشانہ بنا تو انہوں نے روزنامہ انجام جاری کیا جس نے بہت جلد اپنا مقام حاصل کر لیا۔ اور مسلم لیگ کا پیغام ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچایا۔

۱۲۔ ستمبر ۱۹۴۶ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

نیز دیکھئے آزاد شیخ محمد عثمان

عثمان، سید محمد

کلکتہ کارپوریشن کے آخری مسلمان میئر اور ضلع کلکتہ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم نے انہیں ایک خصوصی مشن پر کئی اندرونی اور بیرونی ممالک میں بھیجا۔ واپس میں کراچی آ کر رہے۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد تحریک خلافت میں شمولیت اختیار کی ازاں بعد علی پور سنٹرل جیل میں علامہ راغب احسن کے ساتھ رہے۔ دونوں رہنماؤں نے عہد کیا کہ وہ آئندہ انگریزوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمت قبول نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ ساری زندگی ایک سکول میں پڑھاتے رہے۔ میئر بننے سے قبل کلکتہ

کے ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے لیکن تحریک خلافت سے لے کر قیام پاکستان تک کے درمیانی عرصہ میں انہوں نے مسلم لیگ کے لئے جو خدمات انجام دیں انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

عثمان، صحرائی

انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر کو جناح کی تقریریں کے نام سے مرتب کیا یہ کتاب قائداعظم کی ان تقاریر پر مشتمل ہے جو انہوں نے ۱۹۴۵ء تک کی تھیں۔ یہ کتاب اس اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں قائداعظم کی سیاسی زندگی کے ابتدائی اور آخری دور کے خیالات کی صحیح صحیح عکاسی ہوتی ہے۔ جو طلبا کی سیاست کے لئے بیش بہا خزانہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب ادارہ اشاعت اردو حیدر آباد دکن نے ۱۹۴۵ء میں شائع کی۔

عثمان علی خان

دیکھئے آصف سابع

عثمانیہ یونیورسٹی (حیدر آباد دکن)

قائداعظم محمد علی جناح ۲۷ ستمبر ۱۹۳۹ء کو حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور انہوں نے ۲۸ ستمبر کی شب کو جامعہ عثمانیہ کے قدیم طلبا سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"میرے ملک کے مفادات کے لئے میرا عزم غیر متزلزل ہے اور میں اپنے ملک کے لئے حصول آزادی کی جدوجہد میں کسی سے ہار نہیں مانوں گا۔ میں ہر مسلمان سے کہتا ہوں کہ اسلام تم سب سے یہ توقع رکھتا ہے کہ تم اپنا فرض ادا کرو گے اور ایک قوم کی طرح اپنی جماعت کا ساتھ دو گے۔"

۱۸ جولائی ۱۹۴۴ء کو سری نگر سے عثمانیہ یونیورسٹی کانفرنس حیدر آباد کے نام پیغام دیتے ہوئے قائد نے فرمایا۔

"مجھے عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام اور اس کی ترقی سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے میں حیدر آباد کی اس عظیم درس گاہ کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں مجھے امید ہے کہ آپ کی کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔"

اس یونیورسٹی کی بنیاد حیدر آباد دکن کے آخری مسلمان بادشاہ میر عثمان علی خاں نے رکھی تھی جہاں ادبیات کے علاوہ سائنس۔ طب۔ اور انجینئرنگ وغیرہ تمام علوم کے لئے اردو زبان میں تعلیم دی جاتی تھی۔ جامعہ کی لائبریری اور دارالترجمہ بھی ہے۔

عثمانی شبیر احمد، مولانا

دیکھئے شبیر احمد عثمانی، مولانا

عدم تعاون

دیکھئے تحریک عدم تعاون

عربک کالج (دہلی)

اپریل ۱۹۴۶ء میں جب مسلم لیگ کے ٹکٹ پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے منتخب ارکان کا کنونشن طلب کیا گیا تو قائداعظم محمد علی جناح نے بھی نہ صرف اس میں شرکت کی بلکہ اس کنونشن کی صدارت بھی کی۔ قائداعظم نے اپنی تقریر میں پاکستان کا مطالبہ دہرایا اور کہا ہم بنیادی اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے ایک آئین ساز اسمبلی ہمیں منظور نہیں۔

اگلے روز قائداعظم نے جناح سپورٹس کلب کی جانب سے دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"متحد ہو جائیں تو کامیاب ہو جائیں گے۔ تمام شرکا کنونشن موجود تھے۔ بوہرہ فرقے کے مذہبی رہنما سیدنا طاہر سیف الدین نے اپنی رہائش گاہ پر قائد کو عشائیہ دیا۔ قائداعظم مہمان خصوصی تھے۔"

۱۹ اپریل کو صبح کا سیشن ۳۰۔۱۰ تا ۰۰۔۱ دوپہر قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ شام کو مسلم لیجسلیٹو کونسل کو دئے گئے ایٹ ہوم میں قائد نے شرکت کی۔ رات کا سیشن بعد از نماز عشاء شروع ہوا کر رات دو بجے ختم ہوا قائداعظم نے اختتامی تقریر کی۔ قائداعظم نے جی ایم سید سے ملنے سے انکار کر دیا تا وقتیکہ سید غیر مشروط طور پر اس پر اثر انداز نہ ہوں۔

عرب لیگ

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۴۶ء میں جب لندن تشریف لے گئے تو انہوں نے واپسی پر عرب لیگ کے مہمان کی حیثیت سے

شیفرڈ ہوٹل (قاہرہ) میں قیام کیا۔ اس موقع پر عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری اعظم پاشا نے قائداعظم کے اعزاز میں استقبالیہ دیا جس میں مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی اور مسلم برادر ہڈ ایسوسی ایشن کے رہنما شیخ حسن البنا نے بھی شرکت کی۔

عرب نیوز ایجنسی:

قیام پاکستان سے قبل قائداعظم محمد علی جناح نے ۷ نومبر ۱۹۴۶ء کو اس خبر رساں ایجنسی کو ایک انٹرویو دیا تھا جس میں قائداعظم نے کہا تھا کہ

"عارضی حکومت میں لیگ مسلمانوں اور دوسرے اقلیتی فرقوں کے مفادات کے لئے شریک ہوتی ہے۔ اور اگر مسلم لیگ کے نمائندے عارضی حکومت میں شرکت نہ کرتے تو مرکز میں ہندو حکومت اور وائسرائے ایسے مسلمانوں کو شامل کر لیتے جن پر مسلم ہندوستان کو نہ کوئی اعتماد ہوتا اور نہ کوئی بھروسہ یہ چیز بدترین نتائج کی حامل ہوتی بلکہ ہوئی بھی۔"

۱۶ دسمبر ۱۹۴۶ء کو انہوں نے قاہرہ میں مقیم عرب نیوز ایجنسی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ

"میرے نزدیک ہندو اور مسلمان اس سے زیادہ اشتراک نہیں کر سکتے جو اس وقت ہے۔ میرے نزدیک یہ دونوں بالکل جدا قومیں ہیں اور انہیں اپنی قسمت کا فیصلہ علیحدہ قوم ہی کی طرح کرنا چاہیے۔

عزت اللہ:

تحریک پاکستان کے ایک کارکن اور پبلشر۔ انہوں نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور مسلم لیگ کے جھنڈے تلے قائداعظم کے لیفٹنٹ کی حیثیت سے شب و روز کام کیا۔ قیام و استحکام پاکستان کے بعد مہاجر کیمپوں میں خدمات سرانجام دیں اس کے بعد کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے لئے حتی المقدور کام کیا۔

مسلم لیگ حکومت نے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اردو بازار لاہور میں ۲۶ اگست ۱۹۵۲ء کو ایک بڑا پبلشنگ ہاؤس عطا کیا جسے انہوں نے اقبال کمپنی لیمیٹڈ سے موسوم کیا اقبال کمپنی کے ذریعے انہوں نے جن بین الاقوامی کتب کی اشاعت کی ان میں چھ بین الاقوامی کتب کے انڈیکس ہر جگہ موجود ہیں۔

پھر پاکستانی سیاست میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوئیں کہ ان جیسے بے لوث کارکنوں سے سب کچھ چھین لیا گیا اور ماہنامہ نوائے اقبال بھی بند ہو گیا جنرل ضیاء الحق نے ان کے نقصانات کے ازالے کے لئے احکامات جاری کئے۔

شیخ عزت اللہ رحمٰن سٹریٹ مسلم کالونی سمن آباد لاہور

عزیز الحق، خاں بہادر:

۲ جنوری ۱۹۳۷ء کو جب حضرت قائداعظم ڈھاکا تشریف لے گئے تو مسٹر عزیز الحق بھی ان کے ہمراہ تھے۔ مسٹر عزیز الحق ان دنوں بنگال کے وزیر تعلیم تھے۔

عزیز الدین چودھری:

قائداعظم کے معتقد، اور تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن، وہ فیصل آباد کے باشندے تھے اور ۱۹۴۲ء میں جب قائداعظم لائل پور (اب فیصل آباد) تشریف لائے تو وہ انہیں دعوت دینے کے لئے خود دہلی گئے قائد نے کہا کہ نومبر ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ کی تاریخیں ٹھیک رہیں گی چنانچہ قائد لائل پور تشریف لائے اور انہوں نے وہاں میاں محمد حیات رئیس کی کوٹھی پر قیام کیا۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے رکن بنے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی پنجاب اور قومی اسمبلی کے رکن رہے۔ ان کی صاحب زادی خورشید بیگم ۱۹۸۵ء میں پنجاب اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں۔

عزیز بیگ:

ممتاز صحافی قائداعظم محمد علی جناح نے مارچ ۱۹۴۷ء میں بمبئی کے مشہور تاج محل ہوٹل میں مسلم جرنلسٹس ایسوسی ایشن کے اراکین سے خطاب فرمایا اس میں جناب عزیز بیگ بھی شامل تھے۔ انہوں نے ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے قائد کو مدعو کیا تھا۔ قائد نے چائے سے فارغ ہو کر عزیز بیگ سے کہا کہ تقریریں نہیں ہوں گی۔ لیکن وہ قائداعظم کی اس بات سے متفق نہ ہوئے اور انہوں نے ڈرامائی انداز میں کھڑے ہو کر تقریر کر ڈالی۔ قائداعظم کے لئے اس کا جواب دینا ضروری ہو گیا۔ انہوں نے جو چند الفاظ کہے وہ سنہری حروف میں لکھے

جائیں گے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ایڈیٹروں، رپورٹروں اور نامہ نگاروں کو چاہئے کہ وہ اپنے فن کو ایک مقدس امانت تصور کریں۔

دوسرے الفاظ میں ان کے الفاظ کا مطلب یہ تھا کہ صحافیوں کو اپنے اندر دیانتداری اور صداقت کی خو پیدا کرنی چاہئے۔ کیوں کہ یہ فن کردار کی عظمت اور پختگی کا تقاضا کرتا ہے۔

انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران اپنے ہفتہ وار اخبار گارڈین کے ذریعے قائداعظم اور مسلم لیگ کے پیغام کو مسلمانوں تک پہنچانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ وہ اپنے دور میں انگریزی صحافت میں گنے چنے مسلمان صحافیوں میں شمار ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ انگریزی اخبار سے منسلک رہنے کے بعد گارڈین جاری کیا بعد ازاں سٹار ویکلی نکالتے رہے۔ آخری دنوں میں قائداعظم پر ایک کتاب بھی لکھنا شروع کی۔

وہ ۱۹۱۷ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے انہوں نے وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس کی ڈگری لی اور صحافت کے پیشے سے منسلک ہو گئے ۱۹۴۵ء میں ڈان دہلی کے مدیر معاون بنے پھر اپنا ہفت روزہ سٹار جاری کیا ازاں بعد ہفت روزہ گارڈین کی ادارت کے فرائض انجام دیئے۔

تصانیف:۔ ووٹ کی جنگ (انگریزی) ہارویسٹ آف فریڈم، محبوس کشمیر (انگریزی) سیون مین سپٹمپر ڈیز انگریزی، دی کوائٹ ریولیوشن، پاکستان فیسز انڈیا اینڈ امریکا۔ ان کا انتقال ۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء کو ہوا۔

عزیز جاوید:

"قائداعظم اور سرحد" کے مرتب۔ وہ ۱۹۳۷ء میں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے احیاء پر اس سے منسلک ہوئے اور پھر قیام پاکستان تک تحریک پاکستان سے وابستہ رہے۔ اس دوران ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۰ء تک سرحد مسلم لیگ کے نائب صدر اور پھر ۱۹۴۶ء تک جنرل سیکرٹری رہے۔

انہوں نے مذکورہ کتاب میں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے قیام اور صوبے میں تحریک پاکستان کا آغاز کس طرح ہوا اور سرحدی عوام نے کس طرح کانگریسی اور برطانوی سازشوں کا مقابلہ کیا کے سلسلے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب لکھ کر انہوں نے صوبہ سرحد کے عوام اور آنے والی نسلوں پر احسان کیا ہے۔

عشرت رحمانی:

ممتاز ادیب۔ انہوں نے قائداعظم کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ وہ رام پور میں ۱۶ اپریل ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے ۱۹۳۱ء میں بی اے اور ۱۹۳۵ء میں اسی یونیورسٹی سے ایم اے تاریخ کا امتحان پاس کیا تعلیم سے فراغت کے بعد آل انڈیا ریڈیو سے منسلک ہو گئے۔ آزادی کے بعد ریڈیو پاکستان سے وابستگی اختیار کر لی۔ اور ۱۹۶۰ء میں ریڈیو کی ملازمت سے سبکدوش ہو گئے انہوں نے ریڈیو کے لئے متعدد ڈرامے لکھے

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

حیات جوہر، شہید ملت، برادران ملت، لیاقت علی خان کی تقاریر، مرقع لیاقت۔ قائداعظم۔ بہادر شاہ ظفر، تذکرہ مجاہدین، اکابرین سیاست (دو جلدوں میں)۔ آغا حشر، ہماری آزادی کی کہانی (۵ جلدیں) چھ ستمبر ۱۹۶۵ء انقلاب مصر، ہوا کے دوش پر (ریڈیو فیچر) اردو ڈراما تاریخ و تنقید، مرزا غالب زندگی یا موت، شاعر کی جنت، میرا چمن۔

عشق لہر، استاد:

پنجابی زبان کے ممتاز شاعر اصل نام چراغ دین اور تخلص عشق لہر تھا۔

قائداعظم ان کے محبوب رہنما تھے وہ اپنی شاعری میں جگہ جگہ ان کے بارے میں عقیدت کا اظہار کرتے رہتے تھے انہوں نے قائداعظم کے عنوان سے ایک نظم بھی لکھی۔ جس میں کانگریسی لیڈروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ سالار کارواں کے نام سے یہ نظم لکھی۔

جھیڑے مار دے سن سانوں آپ مر گئے
فیر وی رنگ لا گئی اے مار ساڈی
دکھی دلاں دا حال سنائے نوں بدل چیر کے گئی پکار ساڈی
دریا رحمتاں دا آیا جوش اندر کشتی کس طرح لائی سو پار ساڈی
عشق لہر پہنچائے گا منزلاں تے محمد علی دے ہتھ مہار ساڈی۔

وہ ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں شاعری

کا آغاز کیا۔ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے زبانی علم خاصا تھا حافظ بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں کمال کا دیا تھا۔ ہزاروں اشعار زبانی یاد تھے۔ وہ جب مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر آئے تو پھر مسلم لیگ کی سٹیج پر ان کا طوطی بولنے لگا۔ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا دو تین برس افریقہ میں بھی گزارے نیز بصرے، کوفے، بغداد، نجف اشرف، کربلائے معلی کی بھی زیارتیں کیں۔ پہلے موچی کا کام شروع کیا پھر درزی کا کام سیکھ کر ریلوے ورکشاپ کے درزی خانے میں ملازمت اختیار کر لی۔ شعر بہت خوب کہتے تھے۔ موضوعات میں سیاست کا رنگ نمایاں ہوتا تھا۔ بڑی بڑی مجالس عامہ اور پنجابی زبان کے مشاعروں میں انہیں بہت داد ملتی تھی۔

ان کے شعر پڑھنے کا اپنا انداز تھا۔ وہ جب تک سٹیج پر رہتے سامعین انہیں داد دیتے رہتے۔ غرض کہ وہ مشاعرہ لوٹ لیتے۔

انہوں نے ۲۶ نومبر ۱۹۴۸ء میں انتقال کیا۔

عصر جدید (کلکتہ):

کلکتہ سے جاری ہونے والا روزنامہ۔ اسے ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو مولانا شائق احمد عثمانی نے جاری کیا یہ اخبار تھوڑے ہی عرصے میں آسمان صحافت پر بدر کامل ہو کر چمکا۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۱ء کو مولانا عثمانی کو گرفتار کر لیا گیا تو ان کے دوستوں نے اسے جاری رکھنا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوئی بالاخر ان کی رہائی پر نومبر ۱۹۲۲ء میں دوبارہ جاری ہو گیا ۱۹۲۴ء میں عصر جدید کا اپنا ذاتی پریس قائم ہو گیا جس کے نتیجے میں اخبار کا دائرہ کار صوبہ بہار، اڑلیسہ، یوپی، حیدر آباد دکن، آسام اور برما تک وسیع ہو گیا۔ شدید مشکلات کے باوجود یہ جاری رہا حتیٰ کہ ۱۹۴۵ء میں اس کی شاندار جوبلی منائی گئی۔

اگست ۱۹۴۷ء تک نہایت کامیابی سے عصر جدید کلکتہ سے نکلتا رہا۔ عصر جدید نے مسلم لیگ اور قائداعظم کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا عثمانی فروری ۱۹۴۸ء میں کراچی آ گئے حالات درست ہونے پر دسمبر ۱۹۵۱ء کو پھر عصر جدید جاری کیا لیکن ۱۹۵۴ء میں نقصان ہونے کی وجہ سے بند ہو گیا۔

ڈاکٹر محمد ایوب قادری

عصمت انونو:

قائداعظم کے انتقال پر وہ ترکیہ کے صدر تھے انہوں نے کمال اتاترک کے انتقال کے بعد یہ عہدہ سنبھالا اور وہ ۱۹۵۰ء تک صدر کے عہدے پر فائز رہے۔

وہ انجمن اتحاد و ترقی ترکی کے سرگرم رکن رہے ابتداء میں فوج میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۱۱ء میں جب اٹلی نے طرابلس (لیبیا) پر حملہ کیا تو وہ بھیس بدل کر طرابلس گئے جنگ بلقان اور پہلی عالمی جنگ میں بھی حصہ لیا۔ جہاد آزادی میں کمال اتاترک کا مکمل ساتھ دیا۔ اتاترک کے عہد صدارت میں ترکیہ کے وزیر اعظم رہے (۱۹۲۳ـ۱۹۲۴) (۱۹۲۵ـ۱۹۳۷) اتاترک کے انتقال کے بعد ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۰ء صدر کے عہدے پر فائز رہے ۱۹۶۰ء کے فوجی انقلاب کے بعد ۱۹۶۱ء میں دوبارہ وزیر بنے ۱۹۶۵ء میں مستعفی ہو گئے۔

اور پھر وفات تک سیاسی سرگرمیوں سے علیحدہ رہے۔ انہوں نے ۸۹ برس (۲۴ ستمبر ۱۸۸۴ـ۲۵ دسمبر ۱۹۷۳) عمر پائی۔ آج بھی ترکی میں ان کا نام احترام سے لیا جاتا ہے۔

عطا ربانی، ایئر کموڈور:

قائداعظم کے اے ڈی سی۔ انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو سب سے پہلے ۱۹۳۹ء میں دہلی میں ایک جلسے میں دیکھا۔ تاہم ان کی پہلی ملاقات قائد سے ۱۹۴۵ء میں ہوئی۔ اس وقت وہ برما کے محاذ پر خدمات انجام دے رہے تھے اور قائداعظم نے مسلم لیگ فنڈ کے لئے اپیل کر رکھی تھی چنانچہ انہوں نے جذبۂ حب الوطنی کے تحت کچھ چندہ جمع کیا۔ پھر ان کا تبادلہ کلکتہ میں ہوا وہاں بھی انہوں نے چندے کی مہم جاری رکھی اور ۷۴ ہزار پانچ صد روپے اکٹھے کئے۔ اور حسین شہید سہروردی کی وساطت سے قائد سے ان کی پہلی ملاقات ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد انہیں قائداعظم محمد علی جناح کا اے ڈی سی مقرر کیا گیا وہ ۷ اگست کو اسی طیارے سے دہلی سے کراچی آئے جس میں قائد بھی سوار تھے۔ وہ چھ ماہ تک قائد کے ہمراہ رہے بعد ازاں ایئر فورس نے ان کی خدمات حاصل کر لیں۔ قائداعظم نے ان کی درخواست پر ایک یادگار تصویر جس پر انکے دستخط تھے انہیں دی۔

وہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۲ء کو جالندھر میں میاں رحمت اللہ کے ہاں

پیدا ہوئے انہوں نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ۱۹۴۰ء میں بی اے کیا۔ اور انڈین ایر فورس میں بطور پائلٹ بھرتی ہوئے۔ آر اے ایف سٹاف کالج برطانیہ، (۱۹۵۴_۱۹۵۵) جائنٹ سروسز سٹاف کالج برطانیہ (۱۹۵۹) جائنٹ سروسز سٹاف کالج لیٹی مر Latimar (برطانیہ) اور آر اے ایف سٹاف کالج اینڈ ونزبر برطانیہ سے بھی فضائیہ سے متعلق کورسز کی تکمیل کی۔

اگست ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان کے پہلے اے ڈی سی (فضائی سروس) مقرر ہوئے بعد ازاں امریکا میں پاکستان کے ایر اتاچی۔ کینڈا میں پاکستان کے ایر ایڈوائزر، چیئرمین سندھ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ، چیئرمین سندھ ملکِ بورڈ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں ایر کموڈور کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اعلیٰ خدمات کے اعترافات کے طور پر انہیں امریکا کی حکومت کی جانب سے لیجیئن آف یو ایس اے کا اعزاز بھی ملا۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی کرکٹ اور فٹ بال کی ٹیموں کے علاوہ ہندوستان کی انٹر سروسز کرکٹ ٹیم کی نمائندگی کی اور پاکستان ایئر فورس کی کرکٹ ٹیم کے کپتان رہے۔ پاکستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کی ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن اور قومی سلیکشن کمیٹی پاکستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کے رکن بھی رہے (۱۹۵۷_۱۹۶۲)

عطاء اللہ سجاد:۔

تحریک پاکستان کے کارکن، ممتاز قانون دان اور شاعر۔ وہ وزیر آباد میں پیدا ہوئے۔ ایل ایل بی کرنے کے بعد گوجرانوالہ سے وکالت کا آغاز کیا پھر مکمل طور پر مسلم لیگ سے وابستگی اختیار کر لی۔ تحریک پاکستان کے دوران میں لوگوں کو قانونی تحفظ دینے کا فریضہ بھی ادا کیا۔ اور اپنی تمام تر ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر قسم کی خدمات انجام دیں۔ برصغیر کی آزادی کے سلسلے میں اس کاروان میں شامل ہوئے جس نے پوری تندہی سے کام کیا۔ ۱۹۴۴ء میں قائد اعظم محمد علی جناح جب گوجرانوالہ تشریف لے گئے تو اس تاریخی جلسے کے انتظام و انصرام کے لئے کام کیا قیام پاکستان کے بعد قانون کے پیشے سے منسلک ہوئے متعدد قومی کمیشنوں کے سربراہ رہے۔ پہلے ہائی کورٹ کے اور پھر سپریم کورٹ میں جج کے فرائض انجام دیتے رہے اور اسی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

۱۹۸۸ء میں انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔

عظمت گہوارے میں:

یہ کتاب حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کی مناسبت سے جناب انتظار حسین نے لکھی اور تدوین کا کام سجاد رضوی نے انجام دیا۔ اس کتاب میں قائد اعظم کے بچپن کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور نے شائع کی ہے۔

بابائے قوم کے بارے میں مختلف افراد اور اداروں نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے شائع ہونے والی یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد تصور کی گئی ہے

کتاب کے مطالعے سے یہ تاثر زائل ہو جاتا ہے کہ قائد اعظم کو بچوں سے کوئی لگاؤ یا دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے ان کی زندگی میں بچوں کے لئے کچھ نہ تھا۔

کتاب ۹۸ صفحات پر مشتمل ہے اس کی اشاعت کے اخراجات کے سلسلے میں یونائیٹڈ بنک نے بھی حصہ لیا ہے۔

عظمتوں کے چراغ (تیسری جلد)

یہ کتاب شہاب الدین غوری سے قائد اعظم تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے اسے تحریک پاکستان کے رہنما جناب ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان نے مرتب کیا ہے۔ اس جلد میں تقریباً ۳۱ شخصیات کا باتصویر عکس جمیل ہے۔ اس میں مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، مولانا محمود الحسن، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، پیر مہر علی شاہ، سر محمد یعقوب، مولوی عبد الحق، سر عبد اللہ ہارون، خیری برادران حاجی فضل واحد ترنگزئی، اللہ بخش یوسفی، مولانا عبد الحلیم شرر، آغا حشر کاشمیری، چودھری رحمت علی، ڈاکٹر افضال حسین قادری، سر عبد القادر، سید شمس الحسن، میاں عبد الغفور بیرسٹر، نواب احمد سعید چھتاری، سید غلام بھیک نیرنگ، راجا صاحب پیرپور، سید حسن ریاض، مولانا اشرف علی تھانوی،

علامہ راشد الخیری سر شاہنواز ممدوٹ، خواجہ حسن نظامی، میر عثمان علی خاں، مفکر پاکستان علامہ اقبال، نواب بہادر یار جنگ مولانا آزاد سبحانی اور قائد اعظم کے کارہائے نمایاں شامل ہیں۔
کتاب ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

عظیم رہنما اور عظیم شہر:

یہ کتاب عتیق ظفر شیخ، اشرف علی اور ملک محمد ریاض نے ۱۹۸۷ء میں مرتب کی اور اسے وزارت ثقافت و سیاحت اسلام آباد کے ادارے قومی ادارہ برائے تحفظ دستاویزات نے شائع کیا کتاب کے مندرجات یہ ہیں۔

قائد اعظم کا دورہ کراچی، قائد اعظم کا دورہ لاہور، قائد اعظم کا دورہ لائل پور (فیصل آباد)، قائد اعظم کا دورہ بلوچستان، قائد اعظم کا دورہ سیالکوٹ، قائد اعظم کا دورہ راولپنڈی، قائد اعظم کا دورہ سرحد۔ جناب عتیق ظفر شیخ ڈائریکٹر جنرل قومی ادارہ برائے تحفظ دستاویزات نے پیش لفظ لکھا۔

یہ کتاب اس اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے کہ قائد اعظم نے جن جن شہروں کا دورہ کیا اور وہاں جو تقاریر کیں ان سے عوام الناس کو بیش بہا معلومات میسر ہوتی ہیں۔

عظیم قائد:

نواب زادہ محمود علی خاں کی تصنیف، اسے ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب لاہور نے سرور حفیظ پرنٹرز لاہور سے شائع کرایا۔ طبع اول کی اشاعت جون ۱۹۸۲ء اور طبع دوم اگست ۱۹۸۴ء میں عمل میں آئی۔ طبع دوم کی قیمت ۴۰ روپے تھی اسے حصول پاکستان کی خاطر جانوں کا نذرانہ دینے والے شہدا کے نام منسوب کیا گیا ہے۔ تحریک پاکستان کے ممتاز رکن حسین امام نے اس پر تقریظ لکھی جب کہ پیش لفظ میاں ممتاز دولتانہ نے لکھا۔ مصنف کا تعارف سید مسعود زاہدی ایڈووکیٹ (علیگ) سرگودھا نے کرایا۔

عظیم قائد:

معروف شاعر اکبر کاظمی نے حضرت قائد اعظم کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

عظیم قائد عظیم انساں
وہ راز دارِ حیاتِ نو تھا
برائے ملت نقابِ نو تھا
وہ دارو انقلابِ نو تھا
جو دے گیا صبحِ نو کا عنواں
عظیم قائد عظیم انساں
اسے پڑھو زندگی ملے گی
اسے سنو آگہی ملے گی
اَنا کو تابندگی ملے گی
شعور اس کا ہے حسنِ امکاں
عظیم قائد عظیم انساں
وہ ارتقا کا پیام بھی ہے
ضمیرِ نو کا امام بھی ہے
وہ قوم سے ہم کلام بھی ہے
جو کھو چکی ہے شعورِ دوراں
عظیم قائد عظیم انساں

عقیدہ:

قائد اعظم فرقہ وارایت کو قطعی ناپسند کرتے تھے اور خود کو کسی فرقے سے منسلک ہونے کی بجائے مسلمان کہلانے کو ترجیح دیتے تھے۔ اس ضمن میں ۱۱ اپریل ۱۹۸۵ء کو سندھ ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ نے ۱۹۷۱ء میں حسین جی ولی جی کے دائر کردہ مقدمہ پر جسٹس ظفر حسین مرزا کے فیصلے کو رد کر دیا جو انہوں نے ۱۹۷۶ء میں سندھ ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت میں دیا تھا۔ ڈویژن بینچ نے جسٹس ظفر حسین مرزا کے فیصلے کے خلاف اپیل کی سماعت کرتے ہوئے کہا

(۱) قائد اعظم کے بارے میں فرقہ وارانہ عقائد کا حوالہ قطعی غلط اور غیر متعلق ہے کیوں کہ اس ضمن میں جناب جسٹس عبد القادر شیخ پہلے ہی فیصلہ دے چکے ہیں کہ قائد اعظم حقیقی مسلمان تھے وہ کسی قسم کے فرقہ وارانہ عقائد کے حامل نہ تھے اور قرآن کریم اور رسول کریم کا اتباع کرتے تھے۔

فاضل عدالت نے یہ فیصلہ ڈپٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان مسٹر لیاقت مرچنٹ، مسٹر عزیز بھٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان۔ مسٹر

اکبر مرزا اور شریں جناح میڈیکل ٹرسٹ کی جانب سے پیروی کرنے والے وکیل اشرف فریدی کے دلائل سننے کے بعد عدالت میں اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ عدالت تاریخ اسلام کے ابتدائی ڈیڑھ سو سالوں کو نظر انداز نہیں کر سکتی اس دوران میں فرقے نہ تھے اور فقہ کے چار مکاتب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کی بنیادیں دوسری صدی ہجری میں پڑ گئی تھیں جب کہ سنی عقائد کے بارے میں کتابوں کی تالیف چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں عمل میں آئی۔

فاضل عدالت نے کہا کہ کسی بھی مسلمان کے لئے شیعہ یا سنی ہونا ضروری نہیں ہے عدالت نے مزید کہا کہ ریکارڈ پر موجود شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ قائد اعظم اور محترمہ فاطمہ جناح دونوں نے یہ کہا تھا کہ وہ نہ شیعہ ہیں اور نہ سنی اور صرف اور صرف سادہ سے مسلمان ہیں اور یہ کسی مخصوص مکتب فکر کی عدم موجودگی میں وہ قرآن میں بتائے گئے خالص مسلم لاء کے تحت زندگی بسر کریں گے

۱۹۷۱ء میں قائد اعظم کے بھتیجے حسین بی ولی جی کی جانب سے محترمہ فاطمہ جناح کی جائداد کے انتظام کے سلسلے میں ایک مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ جس میں گواہان سید شریف الدین پیرزادہ، ایم اے ایچ اصفہانی، ایم آر پیر بھائی اور محمد حنیف منیار نے اپنی شہادتیں قلمبند کرائیں۔

جسٹس ظفر حسین مرزا نے سنگل بینچ کی حیثیت سے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ محترمہ فاطمہ جناح شیعہ تھیں چنانچہ ان کی چھوڑی ہوئی تمام جائداد کی حقدار شیریں جناح رہیں گی۔ فاضل جج نے مزید کہا تھا کہ دستاویزات سے ظاہر ہوتا ہے کہ قائد اعظم کے سلسلے میں شیعہ قانون وراثت پر عمل کیا گیا تھا۔ اس موقع پر محترمہ فاطمہ جناح کا ایک بیان عدالت میں پیش کیا گیا۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں نہ شیعہ ہوں اور نہ سنی۔ میں ایک مسلمان ہوں پیغمبر اسلام نے ہمیں دین اسلام دیا ہے نہ کہ فرقہ وارانہ مذہب دیا ہے۔ ڈویژن بینچ کے اس فیصلے کے بعد قائد اعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کے مذہبی عقیدہ کے بارے میں تنازعہ ختم ہو گیا۔

علامہ اقبال اور قائد اعظم (کے سیاسی نظریات)

یہ کتاب محمد حنیف شاہد نے جون ۱۹۷۵ء میں مرتب کی اور قائد اعظم کے صد سالہ جشن کے موقع پر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کی اس کی قیمت ۱۸ روپے مقرر کی گئی یہ ۳۱۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

علامہ اقبال جناح خط و کتابت دیکھئے خطوط اقبال بنام جناح

علم الدین شہید:

راجپال نامی ایک آریا سماجی نے جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ایک نازیبا کتاب لکھی تو انہوں نے راجپال پر چھری کے پے درپے وار کر کے شہید کر دیا تو قائد اعظم محمد علی جناح ان کا مقدمہ لڑنے کے لئے لاہور تشریف لائے تھے۔

وہ ۱۹۱۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے کسی قسم کی کوئی تعلیم حاصل نہ کی تاہم حبِ رسولؐ دل میں موجود تھا اسی لئے انہوں نے راجپال کو رنگیلا رسول نامی کتاب لکھنے پر قتل کر دیا تھا قتل کے الزام میں مقدمہ چلا تو انہیں سزائے موت دینے کا اعلان کیا گیا۔ ہائی کورٹ کے بعد پریوی کونسل نے بھی موت کی سزا بحال رکھی چنانچہ انہیں ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو جب کہ ان کی عمر صرف ۲۸ برس تھی جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ ان کی میت کو لاہور لانے کے سلسلے میں فساد کا شدید خطرہ تھا چنانچہ علامہ اقبال کی ضمانت پر انہیں لاہور لایا گیا۔ لاکھوں افراد نے نماز جنازہ پڑھی اور میانی صاحب کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔

علمدار حسین گیلانی سید:

ممتاز سیاسی رہنما اور تحریک پاکستان کے کارکن۔ وہ ملتان میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ملتان کے مشہور گیلانی خاندان سے ہے۔ دوران تعلیم تحریک پاکستان کی تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ اور ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے نائب صدر منتخب ہوئے۔

انہوں نے انجمن اسلامیہ بھی قائم کی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب لاہور میں حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں آل

انڈیا مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس منعقد ہوا تو انہوں نے ملتان کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے قرارداد کی حمایت کی۔
۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس کراچی میں منعقد ہوا اس میں بھی انہوں نے شرکت کی۔
قائداعظم سے متعدد ملاقاتیں کیں۔ تحریک سول نافرمانی میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں ملتان میں نشتر میڈیکل کالج کا قیام بھی انہی کی سعی کا نتیجہ ہے۔
۱۹۵۵ء میں آئین ساز اسمبلی کے رکن اور ۱۹۵۶ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے۔
انہوں نے ۹ اگست ۱۹۷۸ء کو انتقال کیا۔

علوی منزل:

جناب حاتم علوی نے قائداعظم کو جو خطوط ارسال کئے وہ انہوں نے علوی منزل کراچی سے تحریر کئے تھے۔

علی اکبر خاں، مرزا جسٹس:

قائداعظم ایک مقدمے کے سلسلے میں ایک بار جسٹس علی اکبر خاں مرزا کی عدالت میں حاضر ہوئے تو دوران بحث میں کہیں جسٹس مرزا کی زبان سے یہ نکل گیا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے اس پر قائداعظم نے کہا
"یور لارڈ شپ۔ میں آپ کی ذاتی رائے کو پیتل کے دو بٹنوں کے برابر بھی وقعت نہیں دیتا۔"

علی امام، سر سید:

مسلم لیگ کے ممتاز رہنما انہوں نے ۱۹۱۵ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ میں قائداعظم کے ساتھ شرکت کی۔
۱۹۲۷ء میں سائمن کمیشن کی مخالفت میں مسلم لیگی ارکان کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں بھی شرکت کی۔
وہ ۱۱ فروری ۱۸۶۹ء کو اردو کے ادیب سید امداد امام اثر کے ہاں پیدا ہوئے۔ بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۸ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ امرتسر کی صدارت کے فرائض انجام دیئے
اگست ۱۹۱۹ء میں دکن کے مدارالمہام مقرر ہوئے۔
علامہ اقبال بھی ان سے متاثر تھے انہوں نے اپنی کتاب مثنوی اسرار خودی کو سر علی امام کے نام منسوب کیا اور ان کی مدح میں ۱۹ اشعار بھی لکھے
۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس منعقدہ لندن میں مسلمانان ہند کی نمائندگی کی۔ واپسی پر طبیعت خراب ہو گئی اور بیماری کی حالت میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

علی ظہیر:

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کے سیکرٹری۔ قائداعظم اور ان کے مابین خط و کتابت بھی رہی۔ ۲۴ تا ۲۶ اپریل ۱۹۴۳ء دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا اس کے شروع ہونے سے قبل مسلم لیگ کے ایک طبقہ نے تجویز کیا کہ مسلم لیگ کو اعلان کرنا چاہئے کہ قرآن پاکستان کے دستور کی بنیاد ہوگا۔ (یعنی وہ اصول جو پہلے چار خلفاء کے دور میں ارتقا پذیر ہوئے) یہ تجویز ڈاکٹر قاضی عبد المجید نے پیش کرنا تھی لیکن اس میں اسے پیش نہ کیا۔ (تشکیل پاکستان شیعان علی کا کردار از محمد وجی خاں صفحہ نمبر ۲۳۵) اس ضمن میں جناب علی ظہیر نے قائداعظم کو ۲۵ جولائی ۱۹۴۴ء کو یہ خط تحریر کیا۔
ڈیئر مسٹر جناح
سید نخی حسن امروہی کے نام پریس میں شائع شدہ آپ کے خط اور سیالکوٹ کی تقریر میں شیعہ فرقہ کے حوالہ کے پیش نظر میں آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے حسب الحکم آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ پاکستان کی اسکیم میں مسلم لیگ کی تجویز کے مطابق شیعوں کے رتبہ وحیثیت کو معین اور واضح فرمادیں اس اقدام کی ضرورت منجملہ دیگر وجوہات کے مندرجہ ذیل حالات کے تحت محسوس کی گئی۔
مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جو تجویز پیش کرنے کی بارہا کوشش کی گئی ہے کہ پاکستان کی حکومت کو اس حکومت کے نمونہ پر ڈھالا جائے جو سرزمین عرب پر رسول اکرم کی وفات کے فوراً بعد غالب آ گئی تھی حالانکہ یہ احساس بھی پایا جاتا ہے کہ گزرے ہوئے برسوں کے زمانہ کو واپس لانا ممکن نہیں لیکن اس تجویز سے یہ تشویش ضرور ہوتی ہے کہ غالباً یہ کوشش اس آزادی کو سلب کرنے کی ہے، جو اہل تشیع کو اپنے مذہبی عقائد اور رسومات میں حاصل رہی ہے۔

مسلم نشستوں کے انتخابات کے دوران یہ ایک عام تجربہ ہے کہ جب کبھی وہ (شیعہ) سنی امیدوار کے خلاف کھڑا ہوتا ہے تو اکثریتی رائے دہندگان میں مذہبی تعصب کے نام پر اپیل کی جاتی ہے اور شیعہ صرف اس لئے ہرایا جاتا ہے کہ وہ شیعہ ہے ایسے مواقع پر یہ عام دستور العمل ہے کہ شیعوں کے عقائد مذہبی کی خصوصیات کی بنا پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ سرے سے مسلمان نہیں اور اس لئے وہ ان (سُنیوں) کے ووٹ کے مستحق نہیں شیعوں کو یوپی کانگریس حکومت کے دور میں دو کانگریسی وزراء سے جو تلخ تجربہ ہوا ہے اس کی بنا پر وہ مستقبل میں اس قسم کے مسلم وزراء پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار نہیں حالانکہ پاکستانی صوبوں میں کانگریسی وزارتیں نہیں ہونگی تاہم انہیں خدشہ ہے کہ وہاں جو حضرات وزارتیں تشکیل دیں گے وہ اسی طبقہ اور مزاج کے حامل ہوں گے۔

شیعہ کانفرنس ہندوستان کے لئے مکمل آزادی کے مسلک کو خصوصی اہمیت دیتی ہے اور دیگر ہم خیال جماعتوں کے ساتھ اس جدوجہد کو جاری رکھنے کی خواہاں ہے شیعوں کو یقین ہے کہ ملک کی آزادی کے ساتھ ساتھ مسلمان اگر خواہش کریں تو پاکستان خود بخود حاصل ہو جائے گا۔

حالانکہ مجھے عام شیعوں کی طرف سے کوئی کلی اختیار نہیں تاہم میں محسوس کر رہا ہوں کہ اگر مسلم لیگ انہیں مندرجہ ذیل یقین دہانیاں کرا دے تو وہ اپنے آپ کو بالکل مطمئن محسوس کریں گے۔

۱۔ یہ کہ پاکستان میں ان کی مذہبی آزادی اور رسومات کی بجا آوری میں کوئی مداخلت نہ ہوگی اور کوئی ایسا نیا طریقہ ایجاد نہ کیا جائے گا جس سے ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوں۔

۲۔ انتخابات کے دوران میں شیعوں کے عقائد اور رسومات کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ نہیں ہو گا اور اگر اس قسم کا پروپیگنڈا ہوا تو اس ثبوت سے قطع نظر کہ اس سے الیکشن متاثر ہوا یا نہیں شیعہ امیدوار کے کہنے پر انتخاب کالعدم قرار دیا جائے گا۔

۳۔ شیعوں کو کافی تعداد میں وزارتوں، مجالس واضعان قانون اور دیگر منتخب اداروں میں نشستوں کی ضمانت دی جانی چاہئے نیز تمام عدالتی اور انتظامی آسامیوں پر مسلمانوں کی تقرری میں ان کو معینہ حصہ ملنا چاہئے یہ حصہ مختلف صوبوں میں یقیناً مختلف ہو گا جس کا تعین اس صوبہ کے شیعہ نمائندوں کے مشورے سے کیا جائے گا

۴۔ مسلم لیگ حصول پاکستان کی جدوجہد کے ساتھ پورے ملک کی آزادی کی جدوجہد کرے گی اور اس پر آمادہ رہے گی کہ دیگر سیاسی جماعتوں سے اپنے اختلافات نمٹائے تاکہ ملک کی آزادی خطرے میں نہ پڑنے پائے۔ یہ احساس ہونا چاہئے کہ پہلے پاکستان کے حصول پر اصرار کی بدولت پاکستان اور آزادی دونوں میں تاخیر نہ ہو جائے

۵۔ آخر میں یہ ذکر کر دوں کہ میری نظر میں یہ بہت اہم نکات ہیں جن کی وجہ سے اب تک شیعہ پولیٹیکل کانفرنس اور اکثر شیعہ صاحبان مسلم لیگ سے علیحدہ ہیں مجھے توقع ہے کہ ان سوالات پر جیسے ہی تسلی بخش مفاہمت ہو جاتی ہے دونوں جماعتوں کے درمیان ہم آہنگی کے ساتھ کام کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی

آپ کا مخلص

سید علی ظہیر صدر آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس

"جناب علی ظہیر کے خط کا جو جواب قائداعظم نے دیا اس کی تفصیل اس طرح ہے

مجھے یقین ہے کہ شیعوں کی اکثریت مسلم لیگ کے ساتھ ہے اور ایسے شیعہ جو مسلم لیگ سے محض غلط فہمی کی بنا پر اب تک کنارہ کش ہیں اور شیعوں و مسلم ہند کے مفاد میں غیر مشروط طور پر مسلم لیگ میں شمولیت سے قاصر رہے ہیں میرے خیال میں غیر دانشمندانہ ہیں۔ مسلم لیگ انصاف اور مساوی سلوک کی علمبردار ہے نیز یہ جماعت ہمیشہ بنیادی اصولوں کے لئے مبارز طلبی کرتی رہے گی اور شیعوں کے لئے یہ سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ ان کے ساتھ منصفانہ سلوک نہ کرے گی میرے خیال میں مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کی تفریق پیدا کرنا مسلمانوں کے موقف سے ناروا سلوک ہو گا۔ اور مجھے اس سلسلے میں کوئی معقول وجہ اور مناسبت نظر میں نہیں آتی ہے۔ ہماری تنظیم اب اس حیثیت میں ہے کہ وہ ہر فرد کے ساتھ انصاف کر سکے۔ اور جہاں تک ہماری آواز اور طاقت کو دخل حاصل ہو ان محاسن کا اعتراف کر سکے۔ مسلم لیگ کسی دوسری سیاسی تنظیم کو تسلیم نہیں کر سکتی علاوہ ازیں بہت سے ایسے نکات جنہیں آپ نے پیش کیا ہے مسلمانوں کے داخلی نوعیت کے ہیں کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو بے ربط ہیں حقیقت سے بعید ہیں اور

محض غلط فہمی کی بنا پر اٹھائے گئے ہیں۔"

علی گڑھ یونیورسٹی:

قائداعظم محمد علی جناح علی گڑھ یونیورسٹی کے طلبا کی دعوت پر وہاں جاتے پہلی مرتبہ ۵ فروری ۱۹۳۸ء کو علی گڑھ پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا اس موقع پر انہوں نے طالب علموں کو ماضی کی جدوجہد سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۲۴ء سے گول میز کانفرنس کے انعقاد تک ہندو مسلم اتحاد کی متعدد کوششیں کی گئیں نامعلوم اس وقت میری خودداریوں کو کیا ہو گیا تھا کہ میں کانگریس کے سامنے ہاتھ پھیلایا کرتا تھا۔ میں نے اس مسئلہ کے حل کے لئے اتنی انتھک اور مسلسل کوششیں کیں کہ ایک روزنامے نے اس پر لکھا۔

مسٹر جناح ہندو مسلم اتحاد کے سوال پر بھی بیزار نہیں ہوئے۔ لیکن گول میز کانفرنس کے اجلاس میں مجھے اپنی زندگی کا سب سے بڑا صدمہ پہنچا۔ خطرہ نمودار ہوتے ہیں ہندو دل و دماغ ہندو جذبات اور ہندو روش نے ایسی صورت حال اختیار کرلی کہ اتحاد کی تمام توقعات اٹھ گئیں (قائداعظم کے ۲۷ سال از خواجہ رضی حیدر)

اسی موقع پر قائداعظم نے علی گڑھ یونیورسٹی کے طلبا سے وعدہ کیا کہ وہ سال میں دو مرتبہ علی گڑھ آیا کریں گے۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں علی گڑھ یونیورسٹی کے اساتذہ نے دعوت دی۔

یونین ہال میں جلسہ ہوا جس سے قائداعظم نے خطاب کیا ۶ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائداعظم محمد علی جناح انجمن اتحاد طلبا مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی دعوت پر پھر علی گڑھ گئے انہوں نے اس موقع پر ہندوستان کی دستوری تاریخ کا ایک اجمالی ساخاکہ طلبا کے سامنے پیش کیا۔

۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو قائداعظم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم ایک تعمیری لائحہ عمل کے لئے خود کو وقف کردو اور اپنے آدمیوں میں تعلیم کی اشاعت اور معاشرے کی اصلاح کرو۔ اقتصادی ارتقاء برتر شعور سیاسی اور اپنی تنظیم کو وسیع کرو ۲ نومبر ۱۹۴۲ء کو قائداعظم نے طلبا سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

مسلمانوں کا نعرہ ہے کہ پاکستان حاصل کرو یا مٹ جاؤ۔

میں یقین دلاتا ہوں کہ

مسلمان مٹ گا نہیں بلکہ پاکستان حاصل کرلے گا۔

۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء کو قائداعظم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے مقصد کے قریب تر ہوتے جارہے ہیں۔

ابتداء میں اس کا قیام ۱۸۷۷ء میں کالج کے طور پر عمل میں آیا ۱۹۲۰ء میں سرسید احمد خاں کے صاحب زادے سید محمود کی کوششوں سے اسے یونیورسٹی کا درجہ ملا۔ دیگر کوائف یہ ہیں۔

بانی۔۔۔	سرسید احمد خاں
سن تاسیس	ایم اے او کالج ۱۸۷۷، جو ۱۹۲۰ء میں یونیورسٹی بن گیا،
پہلا گریجویٹ	ایشوری پرشاد
یونین کا پہلا لائف ممبر۔	مہاتما گاندھی
پہلا استقبالیہ	مہندر سنگھ مہاراجا پٹیالہ
پہلا کرکٹ کپتان۔۔۔	راما شنکر مشرا
طلبا کی تعداد	۱۷۰۰۰ (غیر ملکی طلبا ۶۰۰)
اساتذہ کی تعداد	۔
ملازمین کی تعداد	۱۶۰۰
رہائشی ہال	۵۰۰۰
شعبہ جات	۱۲
فیکلٹیز	۷۳
ملحقہ ادارے	۹

- ۶ ہائی سکول (مشتملہ نابیناؤں کا اسکول)
- میڈیکل کالج
- زیڈ ایچ کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی۔
- انسٹی ٹیوٹ آف پٹرولیم اینڈ کیمیکل انجینئرنگ
- انسٹی ٹیوٹ آف بائیو ٹیکنالوجی۔
- انسٹی ٹیوٹ آف اوپتھالمولوجی۔
- انسٹی ٹیوٹ آف فوڈ کرافٹ
- سینٹر آف ایڈوانس اسٹڈی ان ہسٹری
- وومنز کالج
- یونیورسٹی پولیٹیکل کالج
- اجمل خاں طبیہ کالج
- دواخانہ طبیہ کالج

علی محمد راشدی
دیکھئے راشدی، پیر علی محمد

عمدہ سپاہی
دیکھئے راغب احسن

عمر
قائداعظم ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ کو پیدا ہوئے اور ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو انتقال کیا اس اعتبار سے ان کی عمر ۷۱ سال ۸ ماہ اور ۱۶ دن بنتی ہے۔

عمر حیات ملک
دیکھئے حیات ڈاکٹر عمر

عمر سوبانی
قائداعظم محمد علی جناح کا جب رتن بائی سے نکاح ہوا تو قائد کی جانب سے نکاح نامے پر عمر سوبانی نے دستخط کئے۔

قائداعظم اپنے نجی معاملات میں ذاتی طور پر بھی ان سے صلاح مشورہ کرتے تھے۔ وہ بمبئی کے ایک متمول خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء سے یکم جنوری ۱۹۱۶ء تک بمبئی میں مسلم لیگ کا آٹھواں اجلاس منعقد ہوا تھا جس میں اصلاحات مرتب کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس میں وہ بھی شامل تھے۔ ان کے والد کروڑپتی تھے انہوں نے تحریک عدم تعاون کے سلسلے میں منعقدہ ایک اجلاس میں جو ۲۴ فروری ۱۹۱۹ء کی رات کو ہوا میں شرکت کی۔ بعدازاں آزادی ہند کی خاطر انہوں نے مسٹر گاندھی کو کورا چیک دیا۔ مسٹر گاندھی نے چیک پر ایک لاکھ روپے کا اندراج کیا۔

۶ جولائی ۱۹۲۶ کو ان کا انتقال ہوا۔ جنازے میں متعدد شخصیات نے شرکت کی۔ انکی وفات کے بعد خلافت کمیٹی نے بطور یادگار اپنی عمارت کے ایک دروازے کا نام "باب عمر" رکھا۔

عمر ماچس والا (سیٹھ جی)
۵ جون ۱۹۳۸ کو بمبئی کے مشہور قیصر باغ میں میمن برادری کا جو جلسہ منعقد ہوا اس کے اختتام پر کاٹھیاواڑ کے میمن رہنما جناب حاجی عمر ماچس والا نے قائداعظم کی خدمت میں سونے اور چاندی کا بنا ہوا ایک کاسکیٹ اور روپوں کی تھیلی پیش کی۔

عنایت اللہ نسیم سوہدردی، حکیم:۔
تحریک پاکستان کے کارکن، مولانا ظفر علی خاں، مولانا شوکت علی، میاں فیروز الدین اور چوہدری خلیق الزمان کے ساتھی، وہ سدہدرہ (گوجرانوالہ) میں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا ظفر علی خان کے ایما پر مسلم یونیورسٹی طیبہ کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا دوران تعلیم مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے وابستگی اختیار کی۔ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوا اس میں بھی شرکت کی۔ اس کے بعد سید ذاکر علی مرحوم آف آگرہ ناظم انتخابات مسلم لیگ کی ہدایت پر بجنور سہارنپور، مراد آباد اور بلند شہر (یوپی) کے ضمنی انتخاب میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۸ء میں قائداعظم سے علی گڑھ میں ملاقات کی۔

۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۲ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں حصہ لیا۔

قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے لئے کام کیا۔

"ظفر علی خان اور ان کا عہد" کتاب بھی لکھی۔ وہ قومی کونسل برائے محب حکومت پاکستان کے رکن اور مرکزیہ مجلس ظفر علی خان کے بانی وصدر بھی ہیں ۱۹۸۷ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

عنایت کبریا
سرحد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری۔ انہوں نے ۱۹۴۳ء میں قائداعظم کو خط لکھا کہ سرحد مسلم لیگ کی تنظیم کرلی گئی ہے اور اس میں بڑی حد تک وہ کامیاب رہے ہیں۔ ۴ جون ۱۹۴۵ء کو پھر ایک خط لکھا۔

عیدالفطر
قائداعظم نے مسلمانان ہند کے نام پیغام عیدالفطر کا آغاز ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ سے کیا اور اپنی وفات سے ۱۴ دن قبل یعنی ۲۷ اگست ۱۹۴۸ء تک تقریباً یہ سلسلہ ہر سال جاری رکھا۔

۱۲ نومبر ۱۹۳۹ کو جو پیغام عید قائداعظم نے دیا اس میں انہوں نے آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

ہم پچھلی نسل کے لوگوں کو جتنی بھی آزمائشیں درپیش آتی تھیں درپیش آچکی ہیں۔ آج میں اپنے نوجوان دوستوں کے درمیان ان آزمائشوں کو بھول جانا چاہتا ہوں۔ آج کی رات میں ان کے دلوں میں چھپے ہوئے جوان امنگوں کے تازہ سرچشموں کو چھونا چاہتا ہوں کیوں کہ یہی ہیں وہ مردان عمل جو آئندہ ہماری قوم کی تمناؤں کا بوجھ اٹھائیں گے۔

عیسیٰ، قاضی محمد

بلوچستان کے ممتاز سیاسی رہنما اور قائداعظم کے قریبی ساتھی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں جب لاہور میں قرارداد پاکستان قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت میں منظور کی گئی تو انہوں نے بلوچستان کی طرف سے اس کی تائید کی۔ ۶ مارچ ۱۹۴۳ کو جب قائداعظم فرنٹیر میل کے ذریعے دہلی گئے تو ریلوے اسٹیشن پر استقبال کرنے والوں میں قاضی عیسیٰ بھی موجود تھے۔ جون ۱۹۴۳ کے آخری ہفتے میں قاضی صاحب نے قائداعظم کو بلوچستان کا دورہ کرنے کی دعوت دی ان کی دعوت پر قائداعظم جولائی ۱۹۴۳ میں بلوچستان تشریف لے گئے۔ وہ جتنے روز وہاں رہے قاضی عیسیٰ کی رہائش گاہ پر رہے۔

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بلوچستان کے دورے پر جب قائداعظم کوئٹہ پہنچے تو انہوں نے قاضی عیسیٰ کی رہائش گاہ پر قیام کیا۔ قائداعظم کا یہ دورہ مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلے میں تھا جو نہایت کامیاب رہا۔

قائداعظم نے قرارداد پاکستان کی تشریح کرنے کے لئے صوبہ سرحد میں جو وفد بھیجا تھا اس کی قیادت بھی قاضی عیسیٰ نے کی تھی۔ صوبہ سرحد میں انتخابات میں کامیابی کا سہرا بھی قائداعظم نے قاضی عیسیٰ کے سر باندھا۔ اس موقع پر قائد نے فرمایا شاباش فرزند! سرحد کے حالیہ ضمنی انتخابات کی فتح تمہاری دستار میں ایک طرہ امتیاز ہے۔

قاضی محمد عیسیٰ ۱۹۱۳ء میں پشین میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی پھر گورنمنٹ ہائی سکول کوئٹہ سے میٹرک کیا۔ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے۔ جہاں سے انہوں نے ۱۹۳۹ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد سیدھا بمبئی گئے جہاں انہوں نے قائداعظم سے ملاقات کی۔ ۱۹۴۰ء میں بلوچستان کے مسلمانوں کی جانب سے تاریخی قرارداد پاکستان پر دستخط کئے۔ قائداعظم نے انہیں ورکنگ کمیٹی کا رکن بھی بنایا تھا۔ وہ سب سے کم عمر تھے۔ بلوچستان میں مسلم لیگ کو منظم کرنے اور ۱۹۷۱ء میں صوبہ سرحد میں استصواب رائے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد انہیں برازیل میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا۔ صدر ایوب کے مارشل لا کے بعد عملی سیاست سے کنارہ کش ہوگئے۔ اور تمام تر توجہ وکالت پر دینے لگے۔ ۱۹۷۶ء میں جب حضرت قائداعظم کا صد سالہ جشن منایا گیا تو انہیں بھی تقریبات کمیٹی کا رکن بنایا گیا۔

بلوچستان میں تعلیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹ جون ۱۹۷۶ء کو انتقال کیا۔ پشین سے تین میل دوری پر اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہیں۔

عیسیٰ قاضی، بیگم

انہوں نے بلوچستان میں بلوچستان گرلز سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی اور اس کے ذریعے قائداعظم کا پیغام بلوچستان کے کونے کونے میں پہنچایا۔ انہیں قائداعظم کی میزبانی کا شرف بھی حاصل رہا۔ ۱۹۴۳ء میں قائداعظم پہلی بار بلوچستان تشریف لائے تو انہوں نے کوئٹہ میں ۵ جولائی ۱۹۴۳ کو بڑی عید گاہ میں خواتین کے جلسے سے خطاب کیا۔ اسی سال وہ آل انڈیا خواتین مسلم لیگ بلوچستان کی رہنما بنیں۔ انہوں نے ایک کتاب بھی تصنیف کی جس میں مسلم لیگی نقطہ نظر کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

غ

غازی، مرزا ابراہیم

۱۹۴۱ء میں قائداعظم جب آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لئے مدارس تشریف لے گئے تو انہوں نے مرزا ابراہیم غازی کے دو منزلہ بنگلے پر قیام فرمایا۔ جو متمول لوگوں کے کم گنجان علاقے ایگمور میں واقع تھا۔

مرزا ابراہیم غازی اس وقت گھڑیوں کے تاجر تھے قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے کراچی آ گئے اور زیب النساء سٹریٹ میں گرینچ ایجنسیز قائم کی۔

ان کا انتقال ۱۹۸۲ء میں ہوا۔

غازی آبادی، انور

(متوفی ۲۷ جنوری ۱۹۷۹ء) تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور شاعر، قائداعظم کے بہت بڑے شیدائی تھے ۲۳ مارچ کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس قرار داد پاکستان کی منظوری کے لئے منعقد کیا گیا تھا اس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح اپنے مخصوص انداز میں سنائی اور پھر اس نظم کا ہر مصرع برصغیر کے کوچہ و بازار میں گونج اٹھا۔

قیام پاکستان سے پہلے دہلی میں مقیم تھے۔ آزادی کے بعد لاہور آ گئے وہ راسخ العقیدہ مسلمان تھے انہوں نے مسلم لیگ کا پیغام ہندوستان کے کونے کونے تک پہنچایا

دو روز مسلسل بے ہوش رہنے کے بعد ۲۷ جنوری ۱۹۷۹ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

غالب، اسد اللہ:۔

قائداعظم محمد علی جناح سے ان کی ملاقات ۱۹۴۲ء میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کانفرنس منعقدہ جالندھر میں ہوئی دوسری ملاقات ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو فیصل آباد میں اور تیسری ۱۹۴۵ء میں کوئٹہ میں ہوئی۔

غذا:

قائداعظم محمد علی جناح کو سادہ غذا پسند تھی وہ مرغن کھانوں سے پرہیز کرتے وہ اسی قدر کھاتے کہ کام کر سکیں۔ صبح کے ناشتے پر انہیں پوری اور سوجی کا حلوہ بڑا مرغوب تھا۔ کڑک تنوری روٹی انہیں بہت مرغوب تھی انہوں نے بریانی کو کبھی ہاتھ تک نہ لگایا اور صرف تنوری روٹی اور چکن کری کا سالن ہی کھایا کرتے۔ ان کے کھانے کی میز پر کبھی بھی دو سے زیادہ کھانے نظر نہیں آئے وہ اکثر کہا کرتے تھے جب میرے لاکھوں ہم وطنوں کو ایک وقت کا کھانا بھی مشکل سے میسر آ رہا ہے تو پھر مجھے طرح طرح کے کھانے پکوانا اور کھانا کب زیب دیتا ہے۔

غزنوی اور مہاراجا بردوان معاہدہ:

قائداعظم محمد علی جناح ۱۴ جنوری ۱۹۳۷ء کو جب بنگال کے دورے پر تشریف لائے تو انہوں نے غزنوی بردوان معاہدے کے بارے میں ایسوسی ایٹڈ پریس کو دوران ملاقات بتایا۔

مسٹر غزنوی اور بردوان کے درمیان خط و کتابت کو میں پڑھتا رہا ہوں خاص مصالح کے بنا پر مجھے تیسری گول میز کانفرنس میں نہیں بلایا گیا تھا لہٰذا میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ۱۹۲۳ء میں کیا ظہور پذیر ہوا اور نہ مجھے اس کا علم ہے کہ مسٹر غزنوی کے خط میں کس بات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تجاویز کے متعلق مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی اور نہ کسی نے مجھ سے مشورہ کیا۔ ان تجاویز پر میرے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی رائے لئے بغیر اظہار خیال مناسب نہیں ہے۔ ان تجاویز کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا تو مسلم لیگ کونسل کے اختیار میں ہے لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ دونوں حضرات نے انفرادی حیثیت سے کوئی تصفیہ کیا ہے لہٰذا انہوں نے غلط طریقہ کار اختیار کیا

غزنوی، سر عبدالحلیم

ضلع میمن سنگھ (بنگلہ دیش) کے مسلم لیگی رہنما۔ قائد اعظم نے ۱۹۳۸ء میں مرکزی اسمبلی میں ۱۸ افراد پر مشتمل جو پارلیمانی پارٹی تشکیل دی وہ بھی اس کے رکن تھے۔

وہ ۱۱ نومبر ۱۸۷۶ء کو ضلع میمن سنگھ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد سیاست کے میدان میں قدم رکھا۔ ۱۹۲۶ء میں انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن بنے اور

مسلسل ۱۹ سال تک اس کے رکن رہے۔ گول میز کانفرنس میں مندوب کی حیثیت سے خدمات انجام دیں آل انڈیا مسلم کانفرنس میں مندوب کی حیثیت سے خدمات انجام دیں آل انڈیا مسلم کانفرنس اور مسلم ایوان صنعت و تجارت کلکتہ کے صدر رہے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، کے رکن رہے۔ انڈین چیمبرز آف کامرس کے سینئر نائب صدر کی حیثیت سے بھی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

انتخابات کے پرجوش حامی تھے۔ عمر بھر شادی نہ کی۔

غسال قائداعظم:

دیکھئے حاجی کلو

غضنفر علی راجا:۔

قائداعظم محمد علی جناح کے قریبی ساتھی ۶ جون ۱۹۳۶ء کو جب قائداعظم محمد علی جناح نے برکت علی اسلامیہ ہال لاہور اور نیڈوز ہوٹل میں خطاب کیا تو راجا غضنفر علی نے بھی اس میں شرکت کی۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جب قائداعظم نے حکومت ہند کو مخلوط حکومت میں شرکت کرنے کے لئے گئے مسلم لیگیوں کے نام ارسال کئے تو قائداعظم نے راجا صاحب کا نام بھی بھیجا تھا۔

وہ ۱۸۹۴ء میں پنڈدادنخان خان ضلع جہلم میں ایک معزز راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم وہیں مکمل کی پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا اور لاء کالج میں داخل ہوئے۔ لیکن قانون کی تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ تکمیل علوم کے بعد سیاست کے میدان میں قدم رکھا۔ ۱۹۲۳ء میں ہندوستان کی مرکزی مجلس وضع قانون کے رکن ۱۹۳۳ء میں کونسل آف سٹیٹ کے رکن بنے۔ کچھ مدت تک مہاراجہ الور کے وزیر بھی رہے (۱۹۲۸۔ ۱۹۲۹) ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۱ء یونینسٹ پارٹی کے رکن رہے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

غلام احمد، خواجہ:

۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم چند روز کے لئے آرام کرنے کی خاطر سری نگر گئے تو انہوں نے جھیل ڈل میں ایک ہاؤس بوٹ میں قیام کیا انکے میزبان خواجہ غلام احمد تھے جن کی سری نگر میں جیولری کی دکان تھی۔ قائداعظم نے جتنے روز سری نگر میں قیام فرمایا تقریباً ہر روز ان کی دکان پر جاکر بیٹھتے رہے

غلام احمد پرویز ـــــ دیکھئے پرویز غلام احمد

غلام حسین ہدایت اللہ

ممتاز سندھی سیاست دان سندھ میں پہلی مسلم لیگی وزارت تشکیل پائی تو وہ اس کے سربراہ بنے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی پالیسیوں سے متفق تھے۔ قائداعظم نے انہیں سندھ کا گورنر بھی مقرر کیا تھا۔ وہ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ کراچی میں تعلیم پائی پھر بمبئی سے لاء کیا ۱۹۰۴ء میں حیدر آباد میونسپل کمیٹی کے نائب صدر رہے۔ ۱۹۱۲ء میں بمبئی لیجسلیٹو کونسل کا رکن منتخب کیا گیا۔ ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۸ء حکومت بمبئی کے وزیر رہے۔ ۱۹۲۸ تا ۱۹۳۵ء بمبئی ایگزیکٹو کونسل کے رکن ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۷ء رکن لیجسلیٹو اسمبلی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۸ء سندھ کے گورنر رہے ۱۹۴۸ء میں انتقال کیا۔

غلام حیدر جنڈالوی:

تحریک آزادی کشمیر کے مجاہد، انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں منعقد ہونے والے انقلاب آفرین اجلاس میں جموں و کشمیر کے مسلمانوں کے ایک نمائندہ وفد میں مولانا واحد مقرر تھے جنہوں نے اس تاریخی جلسے میں ۴۵ منٹ تک تقریر کی ان کی ولولہ انگیز تقریر سے جلسہ گاہ میں جذبات کا طوفان اٹھ آیا۔ مارچ ۱۹۴۰ء کے اجلاس سے واپس آکر شملہ میں وائسرائے ہند کو ریاست پونچھ کی علیحدگی کا مطالبہ پیش کیا۔ اور پھر ۱۹۴۱ء میں جیل کاٹی۔

وہ ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء جنڈالی (تراڑ کھل) میں سدھن قبیلے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی غلام حیدر خاں پھلیاں پلندری والے سے حاصل کی پھر مدرسہ غوثیہ لاہور میں دینی تعلیم

کی تکمیل کی۔ اور راولاکوٹ میں تجارت کا پیشہ اختیار کیا وہیں ایک جامع مسجد تعمیر کرائی۔ ڈوگرہ حکومت کے خلاف نبرد آزما رہے مسلمانوں نے امیر ملت کا خطاب دیا۔ ۱۹۳۹ء میں دربار جموں و کشمیر کے خلاف آواز اٹھائی اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دئے گئے۔ مسلم کانفرنس کے تیرہویں اجلاس میں پونچھ ریاست کی علیحدگی کا مسودہ پیش کرنے کی بنا پر ایک سال قید کاٹی۔ آزادی کشمیر کے لئے جہاد میں حصہ لیا حکومت آزاد کشمیر نے انہیں غازی ملت کے خطاب سے نوازا۔

التوائے جنگ کے بعد فوج سے اور جہاد آزادی کشمیر کے بعد مسلم کانفرنس کی تنظیم کے لئے دن رات کام کیا کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ۱۱ فروری ۱۹۵۹ء کو سی ایم ایچ میں انتقال کیا اور اپنے گاؤں جنڈالی میں دفن ہوئے۔ مزار پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔

بحوالہ نوائے وقت راولپنڈی
۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء
مضمون کیپٹن ریٹائرڈ محمد امیر خان

غلام رسول:

جب ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں پنجاب مسلم لیگ کو شکست ہوئی تھی تو لیگ کے صرف دو امیدوار ملک برکت علی اور راجا غضنفر علی خاں کامیاب ہوئے۔ راجا صاحب تو چند روز کے بعد مسلم لیگ کو چھوڑ کر یونی نسٹ پارٹی میں شامل ہو گئے اور انہیں سر سکندر حیات خاں نے پارلیمانی سیکرٹری کا عہدہ دے دیا جب غلام رسول خان نے قائداعظم کو مسلم لیگ کی اس شکست کی اطلاع دی تو انہوں نے ذیل کا حوصلہ افزا خط غلام رسول خاں کو لکھا۔

ڈیر مسٹر غلام رسول

آپ کا خط ملا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے پنجاب کی صورتحال کو واضح اور مفصل طریق پر بیان کیا ہے۔ سر محمد اقبال کا والانامہ بھی ملا تھا جس کا جواب میں نے بھیج دیا ہے۔ اس جواب کی ایک نقل آپ کو بھیجتا ہوں میں آپ کی بہادرانہ اور بے باکانہ مساعی کی داد دیتا ہوں آپ کو ناکامی کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے ہمارے معاملہ میں پنجاب کی شکست دراصل ہماری فتح ہے یہ کچھ کم نہیں کہ آپ نے پنجاب کی سرزمین میں مسلم لیگ کا جھنڈا گاڑ دیا ہے ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ کوئی ذی شعور انسان پانچ ماہ کے قلیل عرصے میں معجز نمائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور ہمیں تو ایک عظیم الشان مہم درپیش ہے میں آپ کی کامیابی کا متمنی ہوں۔

آپ کا مخلص
ایم اے جناح

غلام رسول مہر:

(۱۸۹۵ء۔ ۱۶ نومبر ۱۹۷۰ء) معروف و ممتاز صحافی ادیب اور محقق۔ وہ قائداعظم کے قابل اعتماد ساتھیوں میں سے تھے وہ ۱۸۹۵ء میں پھول پور (جالندھر) میں پیدا ہوئے مشن ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ۱۹۲۱ء میں روزنامہ زمیندار کے عملہ ادارت میں شمولیت اختیار کر کے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کیا وہ ایک عرصہ اس اخبار کا اداریہ لکھتے رہے بعد ازاں انہوں مولانا عبدالمجید سالک کے اشتراک سے روزنامہ انقلاب جاری کیا۔ اس اخبار کی اس عرصے ۱۹۲۹ء میں آغاخان کی صدارت میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے انعقاد اور متعلقہ سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا اس کانفرنس میں مسلمانوں کے حقوق کے بارے میں مطالبات مرتب کئے گئے جو بعد میں تمام مسلم جماعتوں خصوصاً قائداعظم محمد علی جناح کے پیش کردہ مشہور چودہ نکات کی بنیاد ہے ایک موقعہ پر جب مسلم لیگ دو حصوں میں بٹ گئی تو مولانا مہر نے دونوں مسلم لیگیوں کو یکجا کرنے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۳۸ء میں قائداعظم نے دوسرے ممالک میں مسلم لیگ کے موقف اور ہندوستانی مسلمانوں کے نقطہ نظر کی ترجمانی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی تھی اس کے سربراہ کراچی کے سر عبداللہ ہارون اور اراکین میں مولانا مہر بھی شامل تھے۔ مولانا مہر نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت اور موقف کے بارے میں مضامین لکھے جنہیں انگریزی اور دوسری زبانوں میں ترجمہ کرا کر بیرونی ممالک میں بھیجا گیا۔ قائداعظم نے ایک اور مرحلے پر ایک اور کمیٹی قائم کی جس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ برصغیر پاکستان و ہند کی تقسیم کے سلسلے میں مختلف تجاویز کا جائزہ لے اور اپنی سفارشات پیش کرے مولانا اس کمیٹی کے بھی رکن تھے۔

مولانا نے ہی اس کمیٹی کی سفارشات کو مرتب کیا۔ مولانا نے نہرو رپورٹ کے خلاف بھی اداریے لکھے مولانا نے علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد کو بھی اپنے اخبار میں نمایاں جگہ دی۔

وہ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی پہلی کتاب سیرت ابن تیمیہ ۱۹۲۵ء میں اشاعت پذیر ہوئی ازاں بعد کلیات غالب، سید احمد شہید اور ان کی تحریک پر مستند کتابیں تحریر کیں۔ تاریخ سندھ بھی مرتب کی شیخ غلام علی اینڈ سنز کی جانب سے شائع ہونے والے اردو جامع انسائیکلو پیڈیا میں شامل پیشتر تاریخی اور اسلامی مضامین لکھنے کا سہرا بھی مولانا کے سر ہے۔

لاہور میں انتقال کیا۔

غلام عباس، چودھری:

قائد اعظم محمد علی جناح کے رفیق کار، قائد اعظم نے اپنی زندگی میں کشمیری مہاجرین کی امداد کے لئے جو کمیٹی قائم کی تھی وہ اس کے نائب صدر تھے۔ وہ ۴ فروری ۱۹۰۴ء کو جموں میں پیدا ہوئے۔ پرنس آف ویلز کالج جموں سے بی اے اور یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے ایل ایل بی کی ڈگری لی۔ سیاست میں زمانہ طالب علمی سے ہی حصہ لینے لگے۔ ابتداء میں ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کشمیر میں شرکت کی بعدازاں اسی تنظیم کے صدر بن گئے۔ اس تنظیم نے ریاست کے محکوم اور مجبور انسانوں میں بیداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے کشمیری مسلمانوں کے حقوق کی بحالی کے لئے جیل بھی کاٹی۔ پہلی گرفتاری ۱۹۳۰ء میں ایل ایل بی کے امتحان میں اس وقت عمل میں آئی، جب کشمیر میں قرآن حکیم کی توہین کے سلسلے میں کشمیری عوام نے صدائے احتجاج بلند کی تھی، ۱۹۳۲ء میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے قیام پر اس کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں ریاستی عوام کے حقوق کا مطالبہ کرنے پر جیل بھیج دئے گئے۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۸ء تک اس تنظیم کے صدر رہے۔ ۱۹۴۶ء میں ان کی صدارت میں کشمیر مسلم کانفرنس میں قرارداد الحاق پاکستان منظور ہوئی۔ فروری ۱۹۴۸ء میں ہجرت کرکے پاکستان آ گئے اور یکم دسمبر ۱۹۵۱ء تک حکومت آزاد کشمیر کے سربراہ رہے۔ ۱۹۵۳ء میں دوبارہ عملی سیاست میں حصہ لینے لگے۔ جون ۱۹۵۸ء میں خط متارکہ جنگ کے توڑنے کے سلسلے میں تحریک چلائی اور گرفتار ہوئے۔ صدر ایوب نے انہیں رہا کیا مئی ۱۹۶۲ء میں کشمیر میں گوریلا جنگ شروع کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور وفات تک (۱۸ دسمبر ۱۹۶۷) جموں و کشمیر کی آزادی کے لئے کام کرتے رہے۔

۱۹۳۶ء میں چودھری غلام عباس کی قائد سے ملاقات سری نگر میں ہوئی۔ چودھری صاحب نے قائد کی خدمت میں ایک استقبالیہ میں سپاس نامہ بھی پیش کیا مارچ ۱۹۴۸ء میں رہا ہو کر پاکستان آئے اور کراچی میں قائد کی خدمت میں حاضری دی قائد نے انہیں تحریک آزادی کشمیر کا نگران اعلیٰ اور مہاجرین کی آباد کاری کے لئے اعلیٰ سطح کی کونسل کا چیرمین نامزد کیا اس موقع پر حضرت قائد اعظم انہیں بازو سے تھام کر اندر لے گئے اور فرمایا۔

غلام عباس

"میں حقیقتاً تم سے بہت خوش ہوں"

غلام محمد:

ممتاز سیاست دان اور قائد اعظم کے ساتھی۔ ایک ماہر مالیات کی حیثیت سے وہ عالمی شہرت رکھتے تھے۔ وہ قائداعظم کے اس قدر معتقد تھے کہ قانون ساز اسمبلی کے اجلاس کے لئے آمد پر شملہ کے چھوٹے سے سٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے کوئی بڑا جمگھٹا نہ لگتا تو وہ بلاناغہ حاضر ہوتے حالانکہ ان دنوں جناح قائد اعظم نہ تھے۔ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد جب پہلا متوازن بجٹ پیش کیا تو قائد اعظم نے ان کی قابلیت اور مہارت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں گلے سے لگالیا اور انہیں جادوگر (Wizard) کا خطاب دیا۔

وہ ۱۸۸۷ء میں لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے تعلیم پائی۔ اوراامپیریل سروس میں ملازمت کا آغاز کیا۔ ابتداء میں ریلوے بورڈ کے ناظم اور پھر مرکزی حکومت میں محکمہ ڈاک و تار نائب ناظم عمومی بنے، جنگ کے دوران حکومت ہند کے کنٹرولر آف جنرل سپلائز اینڈ پرچیز بھی رہے۔

پہلی گول میز کانفرنس میں نواب بھوپال کی جانب سے ان کے ذاتی نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی حیدر آباد دکن میں کچھ عرصہ قبل ٹاٹا کمپنی کے حصہ دار اور مشیر اقتصادیات تھے قیام پاکستان کے بعد مالیات کے محکمے کے وزیر بنے، خان لیاقت علی

خان کی شہادت کے بعد خواجہ ناظم الدین کی جگہ پاکستان کے گورنر جنرل بنے۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں انہوں نے خواجہ ناظم الدین کو برطرف کر دیا اور اکتوبر ۱۹۵۴ء میں ہنگامی حالات کا اعلان کر کے آئین ساز اسمبلی توڑ دی۔

وہ پُر عزم شخصیت کے حامل تھے لیکن سیاست میں ان کا کردار تحکمانہ و مدافعانہ ہی تھا۔

انہیں شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ گرمیوں کے دنوں میں جب شملہ میں حکومت ہند کا قیام ہوتا تو بڑے معرکے کے آل انڈیا مشاعرے ہوتے اور وہ اکثر ان کی صدارت کرتے

غلام محمد بلوچ، ڈاکٹر:

جس روز کرنل الٰہی بخش کی کتاب قائد اعظم کے آخری ایام منظر عام پر آئی تو ڈاکٹر غلام محمد بلوچ دو روز تک روتے رہے اور بار بار ان کی زبان سے یہی الفاظ نکلتے تھے کہ قائد کو ڈاکٹروں اور قوم کے لیڈروں نے قتل کیا ہے انہوں نے اس موقع پر ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب کرنل شیر محمد ملک کو آٹھ صفحات پر مشتمل ایک جائزہ لکھ کر دیا کہ اس کی روشنی میں حکومت تحقیقات کرائے تاکہ پتہ چلے کہ قائد اعظم کی بیماری کی تشخیص میں کیوں اغماض برتا گیا اور تشخیص کے باوجود علاج کیوں نہ ہوا۔

وہ ۱۹۱۱ء میں لیہ میں حکیم عبدالکریم خاں کلاچی بلوچ کے ہاں پیدا ہوئے انہوں نے کوٹ ادو سے میٹرک اور ایمرسن کالج ملتان سے ایف ایس سی کیا ۱۹۳۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم بی بی ایس ڈگری لی اور میو ہسپتال لاہور میں ہاؤس فزیشن مقرر ہوئے پھر تونسہ، ڈیرہ غازی خاں، فورٹ منرو، پانی پت، سمرالہ، جگراؤں اور امرتسر میں خدمات انجام دیں گلینسی میڈیکل کالج امرتسر میں اسسٹنٹ پروفیسر آف میڈیسن رہے۔ ۱۹۴۴ء میں ایم ڈی کی سند لی اور ۱۹۴۶ء میں حکومت ہند کے وظیفہ پر سینہ اور دل کے امراض کی مزید تعلیم کے لئے انگلستان گئے اور ایم آر سی پی کا امتحان پاس کیا ۱۹۴۷ء میں رائل کالج آف فزیشنز (لندن) کے ممبر بنے۔

قیام پاکستان کے بعد میو ہسپتال میں خدمات انجام دینے لگے پھر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں اسسٹنٹ آف میڈیسن مقرر ہوئے۔ یہیں ٹی بی کے پروفیسر رہے۔ جنوری ۱۹۵۳ء میں پروفیسر آف میڈیسن کے طور پر فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں خدمات انجام دینے لگے، ازاں بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن نے انہیں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے لئے پروفیسر آف میڈیسن منتخب کیا۔ ریڑھ کی ہڈی کے کینسر میں مبتلا رہ کر ۲۳ اپریل ۱۹۵۵ء کو وفات پائی۔

لیہ میں دفن ہوئے

غلام محمد خاں بھرگڑی:

سندھ کے ممتاز رہنما۔ وہ ڈینگان نامی گاؤں تعلقہ جیمس آباد ضلع تھرپارکر میں ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے انہوں نے پرائمری تعلیم اپنے ہی گاؤں میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان کراچی کے سندھ مدرسۃ الاسلام سے پاس کیا اعلیٰ تعلیم کی خاطر انگلستان گئے اور وہاں سے قانون کا امتحان پاس کر کے لوٹے اس وقت ان کی عمر تیس سال تھی۔ وطن واپسی پر حیدر آباد میں وکالت کرنے لگے۔ وطن کی بہبود کی خاطر کام کیا۔ زمین کی پیداوار بڑھانے کے لئے کاشت کے نئے طریقے رائج کئے۔ عوام کی آسانی کے لئے کپاس کا ایک کارخانہ لگایا۔ وہ غریبوں کے ہمدرد اور غمگسار تھے۔ ان کی قومی خدمت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

۱۹۲۴ء میں صرف ۴۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

غلام محمد وسان:

انہوں نے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان میں بابائے قوم اور سندھ کے دیگر مسلم لیگی رہنماؤں سر عبداللہ ہارون، غلام حسین ہدایت اللہ، محمد ایوب کھوڑو اور پیرزادہ عبدالستار کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کا ہاتھ بٹایا وہ ۲۱ مارچ ۱۹۱۲ء کو موضع کنہ (تھرپارکر) میں پیدا ہوئے۔ والد خاں بہادر محمد ہاشم اپنے علاقے میں اعزازی مجسٹریٹ تھے۔ ابتداء میں ان کا نام غلام محمد رکھا گیا ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور وہاں کے ایک مکتب میں داخل ہوئے قرآن و حدیث و دیگر دینی علوم کے ساتھ ساتھ فارسی بھی سیکھی ۱۹۲۲ء میں ان کے والد انتقال کر گئے چنانچہ تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا بعد ازاں سندھی اور اردو سیکھی دوسری عالمی جنگ میں سیاست کے میدان میں داخل ہوئے قائد اعظم کے ساتھ مل کر صوبہ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے کی کوشش میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۴۵ء میں جی ایم سید کے

مقابلے میں انتخاب میں کامیاب ہوئے وہ پہلے شخص تھے جنہیں خان بہادر کا خطاب ملا۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آباد کاری میں حصہ لیا۔ صدر ایوب کے مخالفین میں سے تھے۔

انہوں نے ۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو وفات پائی

غلام محی الدین قصوری، حضرت مولانا۔

ممتاز عالم دین اور شہرہ آفاق وکیل، صدر انجمن حمایت اسلام۔

۱۹۴۴ء میں انہوں نے قائد اعظم کی اپیل پر برطانیہ کی طرف سے دیا گیا خطاب خان بہادر واپس کر دیا۔

وہ ۱۸۷۹ء میں قصور میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کی مشہور مذہبی اور تعلیمی انجمن حمایت اسلام کے بانیوں میں سے تھے اور برسوں تک اس کے سیکرٹری، نائب صدر اور صدر رہے۔ لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے بھی صدر تھے۔

وہ ابتداء میں کانگریس کے رکن تھے اور غیر منقسم ہند کی پنجاب صوبائی اسمبلی میں جس کے لئے وہ ۱۹۳۷ء میں منتخب ہوئے تھے مسلم لیگ اسمبلی پارٹی بنانے والے ۱۲ مسلم ارکان میں سے ایک تھے پاکستان میں وہ سماجی برائیوں کے انسداد کے قومی کمیشن کے چیئرمین بھی تھے۔

انہیں ہلال خدمت کا اعزاز بھی حاصل تھا جو پاکستان میں سماجی خدمت کے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے۔

۱۵ ستمبر ۱۹۶۳ء کو باغ جناح کے قریب چہل قدمی کرتے ہوئے اچانک ایک موٹر سائیکل کی زد میں آکر شدید زخمی ہوئے اور پھر جانبر نہ ہو سکے۔

غلام مرتضیٰ بھٹو۔

۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے جو وفد انگلستان بھیجا گیا تھا اس میں قائداعظم کے ساتھ غلام مرتضیٰ بھٹو بھی تھے۔

غلام مرشد:

انہوں نے قائداعظم کے ایک سپاہی کی حیثیت سے انکے زیر ہدایت مسلمانان لاہور کے دلوں میں تحریک پاکستان اور اسلام سے محبت پیدا کرنے کے سلسلے میں بڑا کام کیا

وہ ۱۸۹۵ء میں انگہ (ضلع خوشاب) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد دینی تعلیم شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے حاصل کی وہ ان کے انتہائی قریبی اور خاص شاگردوں میں تھے، معقولات کی تعلیم اجمیر شریف میں حاصل کی اور پھر لاہور آکر مدرسہ نعمانیہ میں مدرس ہو گئے۔ ایک عرصہ تک قرآن پاک وحدیث کا درس دیتے رہے

حکیم الامت سے بڑا لگاؤ تھا۔ ۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال نے انہیں بادشاہی مسجد لاہور کا خطیب مقرر کرایا۔ اور سابق صدر ایوب خاں کے دور تک وہ خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے سنہری مسجد میں بھی خطابت کرتے رہے۔ ہلال کمیٹی کے رکن اور انجمن حمایت اسلام لاہور کے نائب صدر تھے۔ جب جمعیت العلمائے ہند نے قائد اعظم سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا اور کانگریس کی حمایت شروع کر دی تو انہوں نے علامہ شبیر احمد عثانی کے ساتھ مل کر جمعیت العلمائے اسلام کی بنیاد رکھی کلکتہ میں اس جمعیت کے پہلی کنونشن میں علامہ شبیر احمد عثانی کی غیر موجودگی میں صدارت کی اور خطبہ صدارت پڑھا اور بعد میں تحریک پاکستان میں عملی طور پر حصہ لیا اور اس ضمن میں برصغیر کا دورہ کیا۔

۱۴ ستمبر ۱۹۷۹ء کو انہوں نے لاہور میں انتقال کیا اور انہیں انگہ (ضلع خوشاب) کے قبرستان میں دفن کیا گیا

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۹۴۵ء میں ممدوٹ ولا لاہور میں مولانا غلام مرشد کو بلایا ان کے ہمراہ نواب شاہ کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ایم مسعود کھدر پوش بھی تھے۔ مولانا نے جب قائد سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا جمعیت العلمائے ہند (دہلی) جس کے سرپرست مفتی کفایت اللہ، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابو الکلام آزاد جیسے نیشنلسٹ علماء برسوں تحریک پاکستان کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں بہت سے علماء ہمارے ہم نوا بھی ہیں لیکن ان کی کوئی تنظیم نہیں چنانچہ ان علماء پر مشتمل ایک متوازی جمعیت (مرکز کلکتہ) قائم کی گئی اور مختلف صوبوں میں اس کی شاخیں قائم ہوئیں، مولانا راغب احسن نے کلکتہ اجلاس کا باضابطہ افتتاح کیا۔ اور مولانا شبیر احمد عثانی اس کے صدر نامزد ہوئے۔

غلام مصطفیٰ جتوئی

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۸ء میں جب مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلے میں نواب شاہ آئے تو انہوں نے ان سے ملاقات کی۔ قائداعظم کی آمد پر ڈسٹرکٹ کونسل نے جلسے کا اہتمام کیا جلسے کے بعد قائد ان کے دادا کے ہمراہ ان کے گھر آئے۔ جس کمرے میں قائد آئے تو قالین میں آگ لگی ہوئی تھی جس کی بدبو آرہی تھی لوگوں نے آگ بجھادی اس کے بعد قائداعظم نے کہا میں تو سگریٹ نہیں پی رہا تھا پاکستان بننے کے بعد بھی وہ متعدد بار قائد سے ملے۔

وہ ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کو جتوئی میں پیدا ہوئے انہوں نے ابتدائی تعلیم کے بعد کراچی سے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۲ء میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان چلے گئے۔ لیکن ایک سال بعد علالت کی بنا پر وطن واپس آگئے اور عملی سیاست میں قدم رکھا۔ پہلے نواب شاہ لوکل بورڈ کے اور پھر ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان اسمبلی ۱۹۶۲۔ ۱۹۶۵، ۱۹۷۰ اور ۱۹۷۷ کے انتخابات میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲، ۱۹۶۵ میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں پاکستانی وفد کی نمائندگی کی۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں اناوہ میں انٹر پارلیمانی کانفرنس میں رکن کی حیثیت سے شرکت کی۔ دسمبر ۱۹۷۱ میں وفاقی وزیر اور ۲۴ دسمبر ۱۹۷۳ء سے ۵ جولائی ۱۹۷۷ تک سندھ کے وزیر اعلیٰ رہے۔

۱۹۸۸ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں متحدہ اپوزیشن کے لیڈر رہے۔

غلام نبی، ملک

سیاست دان طالب علم رہنما۔ انہوں نے متعدد بار قائد اعظم سے ملاقات کی وہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں صوبہ پنجاب میں وزیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۸ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو انہیں مارشل لاء کے ضابطہ ۶۰ اور ۶۱ الف کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام "داغوں کی بہار" ہے۔

غور، ڈاکٹر ایس ایچ

فروری ۱۹۲۴ میں مرکزی قانون اسمبلی میں جو قرارداد پیش کی گئی تھی اس میں کہا گیا تھا کہ ہندوستان کو مکمل ذمہ دار حکومت کا درجہ اور صوبوں کو خود مختاری دینے کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ میں ضروری ردوبدل کی خاطر فوری اقدامات کئے جائیں۔ اس موقع پر ڈاکٹر غور نے تجویز دی کہ ایک کنونشن طلب کیا جائے قائداعظم نے ان کی تجویز پر روشنی ڈالی۔

۱۶ ستمبر ۱۹۲۴ کو ڈاکٹر غور نے اسمبلی میں ایک تحریک پیش کی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ ایوان انڈین کرمنل لاء امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۰۸ کی بعض دفعات پر غور کرے۔ قائداعظم نے اس تحریک کی حمایت میں تقریر کرتے ہوئے حکومت پر سخت نکتہ چینی کی۔ انہوں نے واضح الفاظ میں کہا کہ جنگ کے خاتمہ پر ہماری خدمات و خلوص کا صلہ ہم کو رولٹ ایکٹ کی صورت میں دیا گیا تھا۔ اور اب ایک مرتبہ پھر ہم پر کالے قوانین مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۱۷ فروری ۱۹۲۵ کو ڈاکٹر غور نے اسمبلی میں ایک تحریک پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ سول مقدمات کے ڈسپوزل کے لئے جو اس وقت پریوی کونسل کی عدالتی کمیٹی بھگتاتی تھی ہندوستان میں ایک سپریم کورٹ قائم کی جائے جس کو انتہائی نوعیت کے جرائم کے مقدموں کے سلسلے میں اپیلوں کی سماعت کا بھی اختیار حاصل ہو۔ ڈاکٹر غور کی اس تحریک کی پنڈت موتی لال نہرو، ہوم ممبر الیگزینڈر موڈی مین اور ہنری ایٹینون نے مخالفت کی۔ لیکن قائداعظم نے تحریک کی مخالفت کرنے والے اراکین کے دلائل کو سختی سے مسترد کیا۔ اور کہا کہ جب تک دنیا قائم ہے وکلاء باقی رہیں گے اور ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ف

فاتح سرحد

صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کے سلسلے میں قائداعظم نے جو وفد بھیجا تھا اس میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شامل تھے۔ مولانا کی شعلہ بار تقریروں کی وجہ سے احراریوں اور سرخ پوشوں کا زور ٹوٹ گیا۔ مولانا کی خدمات کے صلے میں قائداعظم نے انہیں فاتح سرحد کا خطاب دیا۔

نیز دیکھئے۔ عبدالحامد بدایونی، مولانا

فارن اینڈان لینڈ ڈپوٹیشنز سب کمیٹی

یہ کمیٹی مسلم لیگ نے عرب ممالک میں اپنا نقطہ نظر پہنچانے کے لئے قائم کی تھی اس کے نگران خود قائداعظم تھے اور چیئرمین حاجی عبداللہ ہارون اور سیکرٹری پیر علی محمد راشدی صاحب تھے۔ اس کمیٹی نے دوسرے اہم اقدامات کے علاوہ یہ منصوبہ بھی بنایا کہ قاہرہ میں ایک ایک دفتر قائم کیا جائے۔ لیکن حالات نے اس کا موقع نہ دیا اور دوسری جنگ عظیم بھی اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔

فارن کمیٹی نے ممکنہ ذرائع استعمال کئے اور عربوں تک اپنے نظریات پہنچانے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان میں کرنل مجید ملک کی مساعی کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ وہ ان دنوں برطانوی حکومت کے فوجی محکمہ نشرو اشاعت کی ملازمت کے سلسلے میں قاہرہ میں مقیم تھے۔ ان کے علاوہ راجہ صاحب محمود آباد۔ علامہ ابن حسن جارچوی اور مولانا جمال میاں فرنگی نے بھی اہم خدمات انجام دیں۔

فاروق آباد (چوہڑکانہ)

۱۹۴۲ء میں قائداعظم بذریعہ ریل لائل پور (فیصل آباد) جاتے ہوئے کچھ دیر کے لئے یہاں رکے تھے۔ ریلوے اسٹیشن پر مسلم لیگ نیشنل گارڈ نے سلامی دی اور ان کا فقید المثال استقبال کیا قائداعظم نے خوش ہو کر ضلعی سالار چودھری عبدالغنی ایڈووکیٹ (شیخوپورہ) اور عبدالمجید جنرل سیکرٹری مسلم لیگ شیخوپورہ سے کہا "ویل ڈن مائی سن"

فاروق اول

قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال کے وقت وہ مصر کے بادشاہ تھے انہوں نے ۱۹۳۶ سے لے کر ۱۹۵۲ تک مصر پر حکومت کی۔ شاہ فاروق نے قائداعظم کو "شاہ پاکستان" کے خطاب سے بھی نوازا تھا۔ قائداعظم ۱۹۴۶ میں جب لندن سے واپس آئے تو انہوں نے ۱۹ دسمبر کی سہ پہر کو شاہ فاروق سے ملاقات کی

وہ ۱۹۲۰ء میں مصر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے وہیں تعلیم کے مدارج طے کئے۔ اپنے والد فواد اول کی وفات پر مصر کے بادشاہ بنے۔ جنرل نجیب اور کرنل ناصر کی قیادت میں مصر میں جو فوجی انقلاب رونما ہوا اس کے نتیجے میں شاہ فاروق کو نہ صرف دست بردار ہونے پر مجبور کر دیا گیا بلکہ انہیں جلاوطنی کی زندگی بھی اختیار کرنا پڑی۔ ۱۹۶۵ میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پائی۔ قاہرہ میں اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

فاروقی، برہان الدین

دیکھئے برہان الدین فاروقی

فاطمہ بیگم

تحریک پاکستان کی ممتاز کارکن اور پیسہ اخبار کے مالک منشی محبوب عالم کی صاحب زادی۔ قائداعظم محمد علی جناح سے سیاسی امور پر خط و کتابت رہی۔

وہ لاہور میں پیدا ہوئیں انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے تعلیم مکمل کی اور لیڈی میکلیگن کالج لاہور میں استاد کی حیثیت سے خدمات انجام دیں پھر ۱۹۳۰ء میں ان کی تقرری بمبئی میونسپل کارپوریشن میں بحیثیت انسپکٹریس آف سکولز ہوئی۔

تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آل انڈیا مسلم وومینز کانفرنس سے وابستہ رہ کر خواتین کی مرکزی سب کمیٹی

کے قیام کی پرزور حمایت کی۔

۱۹۴۱ء میں پنجاب پرونشل مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی رکن اور ۱۹۴۳ء میں مرکزی سب کمیٹی کی رکن نامزد ہوئیں پنجاب میں خضر حیات کی حکومت کے خلاف مظاہروں میں حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی اور وہ برابر اپنے مشن کی تکمیل کے لئے بر سرپیکار رہیں قائد اعظم محمد علی جناح سے سیاسی امور پر بذریعہ خط و کتابت مشورے لیتی رہیں۔ انہوں نے لاہور میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ۱۹۳۷ء میں ملتان روڈ پر اسلامیہ کالج برائے خواتین اور ایک ہائی سکول کی بنیاد رکھی انجمن خواتین اسلام کی بانی رکن اور پہلی سیکرٹری بھی ہیں۔

ان کا انتقال ۱۹۵۸ء میں ہوا۔

فاطمہ جناح، مس

قائد اعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ محترمہ۔ انہوں نے پوری زندگی اپنے قابل احترام بھائی کے لئے وقف کر دی۔

وہ ۳۱ جولائی ۱۸۹۳ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ وہیں ابتدائی تعلیم پائی دو سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۰۲ء میں والد بھی انتقال کر گئے تو آغوش محبت سے محروم ہو گئیں۔ چنانچہ قائد اعظم نے بڑی محبت سے ان کی تربیت کی اور انہیں عمدہ تعلیم دلوائی۔

قائد نے انہیں باندرا کے کانونٹ سکول میں داخل کرایا اسی سکول کے بورڈنگ میں فاطمہ کی رہائش کا بھی انتظام کیا۔ ۱۹۰۶ء میں قائد نے انہیں سینٹ پیٹرک اسکول کھنڈالا میں داخل کرایا جہاں سے انہوں نے ۱۹۱۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ امتحان پاس کرنے کے بعد محترمہ فاطمہ جناح قائد اعظم کے پاس آ گئیں۔ اور سینئر کیمبرج کی تیاری شروع کر دی۔ ۱۹۱۳ء میں بحیثیت پرائیویٹ طالبہ سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۱۹ء میں انہوں نے ڈاکٹر احمد ڈینٹل کالج کلکتہ میں دندان سازی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلہ لیا۔ ۱۹۲۲ء میں ڈینٹسٹ کی سند لے کر بمبئی آ گئیں۔ ۱۹۲۳ء میں انہوں نے عبدالرحمن سٹریٹ بمبئی میں ایک ڈینٹل کلینک کھول لیا۔ وہ چھ سات سال تک کلینک چلاتی رہیں۔ ۱۹۲۹ء میں جب قائد اعظم کی رفیقہ حیات رتی جناح کا انتقال ہو گیا تو بھائی کے پاس آ کر گھریلو انتظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تاکہ وہ اپنی خانگی پریشانیوں سے آزاد ہو جائیں۔

محترمہ فاطمہ جناح ۱۹۳۶ء تک قائد اعظم کے معتمد ساتھی کی حیثیت سے کام کرتی رہیں۔ ۱۹۴۰ء کے بعد قائد اعظم خفیہ اجلاس اور ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ میں کبھی ساتھ نہ لے کر جاتے۔

۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک قائد اعظم کے دوش بدوش تحریک آزادی وطن میں مسلم خواتین کو بیدار کر کے انہیں ایک نئی ڈگر پر گامزن کیا۔ قائد اعظم نے ایک بار ان کی قومی جدوجہد میں خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا۔ ایک ایسا وقت بھی آیا تھا کہ ہمیں ایک عظیم انقلاب کا سامنا تھا ہم گولیوں کی بوچھاڑ میں تھے۔ حتیٰ کہ موت کے مقابلے کے لئے آمادہ اور تیار تھے اس نازک دور میں میری بہن نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا۔ میرے شانہ بشانہ رہی انتہا کی معتمد رہی اور مجھے سنبھالے رکھا۔

۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ ہوا تو محترمہ فاطمہ جناح نے ہی ان کی پٹی وغیرہ کی تھی اور پھر ڈاکٹر نے قائد کو دیکھا تھا۔

پاکستان بننے کے بعد جب قائد اعظم کو کوئٹہ لے جایا گیا تو وہ بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ محترمہ فاطمہ جناح ان کی بیماری کے دوران ساری رات جاگیں اور اپنے بھائی کے کمرے میں بار بار جھانکتی رہتیں اور جب دیکھتیں کہ بے چینی بڑھ گئی ہے خود آ کر آکسیجن دے جاتی تھیں۔

انہوں نے آل پاکستان مسلم لیگ ویمن ایسوسی ایشن کے لئے بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

قائد اعظم کی وفات کے بعد ان مقاصد عالیہ کی روشنی کا ایک مینار بنی رہیں جن کے مطابق قائد اعظم پاکستان اور ملت کی تعمیر کے خواہاں تھے۔ ان میں وہی شان ایثار وہی حق پرستی وہی حق گوئی وہی آہنی عزم اور وہی روح عمل تھا جسے قائد اعظم کی شخصیت عظمیٰ کے درخشاں اوصاف مانا جاتا ہے۔

۱۹۶۵ء میں وہ صدر ایوب کے مقابلے میں صدارت کی امیدوار تھیں تاہم انتخابی دھاندلیوں کی وجہ سے وہ انتخاب نہ

جیت سکیں اگر ایوب خان اس وقت بر سر اقتدار نہ ہوتے تو وہ کبھی انتخاب نہ جیت سکتے تھے۔

۹ جولائی ۱۹۶۷ کو کراچی میں انتقال کیا۔

فتح علی، شیخ

۲ اگست ۱۹۰۹ء کو انجمن اسلام بمبئی کے زیر اہتمام مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے جو جلسہ منعقد ہوا اس جلسے میں شیخ فتح علی نے لارڈ رپن کی وفات پر ایک قرارداد پیش کی۔ قائد اعظم نے اس قرارداد کی حمایت کی۔

فتح کی علامت

عموماً فتح کی علامت انگریزی حرف وی (V) سے ظاہر کی جاتی ہے۔ جو کہ انگریزوں کی یادگار ہے اس ضمن میں ڈاکٹر محمد سلیم فاروقی روزنامہ نوائے وقت کی اشاعت ۱۴۔ اگست ۱۹۷۷ کو لکھتے ہیں۔

ان دنوں اسلامیہ کالج لاہور کا طالب علم تھا ہماری یہ درس گاہ تحریک پاکستان کی جدوجہد کا ایسا جاندار مرکز تھی جہاں نوجوان طلباء کے ولولے تازہ رہتے تھے۔ قائد اعظم کی قیادت میں ہم میں سے کالج کا ہر طالب علم ان کے پیغام کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچانے کو بے تاب تھا۔ قائد اعظم کی گرجدار آواز آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ قائد اعظم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے کہا۔

دوسروں کا نشان فتح (V) ہے اور پھر ہمارا نشان کیا ہے یہ کہہ کر آپ نے اپنے ہاتھ کو فضا میں لہراتے ہوئے انگشت شہادت کو سیدھا کھڑا کرتے ہوئے کہا یعنی اتحاد۔ اتحاد۔ اتحاد۔

فتح محمد، حافظ

تحریک پاکستان کے سرگرم رکن اور قائد اعظم کے گارڈ۔ وہ ۲۲ فروری ۱۹۲۱ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ والد کی وفات کی وجہ سے تعلیم مکمل نہ کر سکے اور کاروبار شروع کر دیا۔ ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ ان کی صلاحیتوں اور مجاہدانہ کوششوں نے انہیں مسلم لیگ کی نیشنل گارڈ کا سالار مقرر کر دیا۔ نوجوانوں میں نظریہ پاکستان کو راسخ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۲ء میں صالح محمد چیف سالار کے ہمراہ رضا کاروں کے ایک دستہ کی قیادت کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کے ساتھیوں کو جالندھر کے ریلوے اسٹیشن پر سلامی دی اور دسہرہ گراؤنڈ میں منعقدہ جلسے میں حفاظتی انتظامات سنبھالے۔

۱۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں گرفتار ہوئے قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آباد کاری میں حصہ لیا۔ اوکاڑہ شہر میں ان کی خدمات سے متاثر ہو کر ایک محلہ کا نام کوٹ فتح جمال رکھا گیا۔ ۱۹۵۳ کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا۔ ۱۹۵۹ اور ۱۹۶۴ میں بنیادی جمہوریت کے رکن بنے۔ رائفل کلب اوکاڑہ کے جنرل سیکرٹری اور انسٹرکٹر رہے۔ سائیکل ٹریڈ یونین کے جنرل سیکرٹری اور کوٹ فتح جمال اوکاڑہ کے صدر بھی رہے۔ انہیں انجمن تاجران اوکاڑہ کی مجلس عاملہ کا رکن ہونے کا بھی اعزاز حاصل رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۸۳ء میں بلدیاتی انتخاب میں حصہ لیا۔

فٹ بال فیڈریشن (پاکستان)

۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ تو مختلف کھیلوں کے فروغ کے لئے مختلف تنظیمیں معرض وجود میں آئیں۔ ان میں سے ایک پاکستان فٹ بال فیڈریشن بھی ہے۔ جس کا قیام ۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو عمل میں آیا۔ اور اس کا الحاق ورلڈ فٹ بال فیڈریشن (فیفا) سے ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ فیڈریشن کے سرپرست اعلیٰ قائد اعظم محمد علی جناح تھے وقتاً فوقتاً اس کے جو صدر ہوئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ جناب خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ
۲۔ جناب ملک صاحب فیڈرل لیبر منسٹر
۳۔ جناب عطاء الرحمٰن
۴۔ جسٹس عبدالستار صاحب
۵۔ جناب صبور خان صاحب
۶۔ جناب ایئر مارشل اصغر خان صاحب
۷۔ جناب عبدالستار گھول
۸۔ لیفٹننٹ جنرل فضل حق

پہلا عالمی مقابلہ ۱۹۵۰ میں ایران میں ہوا۔ پاکستانی ٹیم نے

وہاں چار میچ کھیلے۔ اس ٹیم کے منیجر خواجہ ریاض احمد اور پروفیسر کوہاٹی ٹیم کے کوچ تھے۔

فخرالدین علی احمد (بھارت کے صدر)

اگرچہ وہ قائداعظم کے سیاسی مخالفین میں سے تھے تاہم قائد اعظم کے مخلص، دیانتدار اور اصول پرست ہونے کا اعتراف کرتے تھے اس ضمن میں انہوں نے ۱۹۷۴ء میں امرتسر ٹی وی پر انٹرویو میں قائداعظم کی آکسفورڈ یونیورسٹی کی تقریروں کے حوالے سے کہا۔

ان کی تقریریں بڑی ولولہ انگیز اور دلوں کو گرما دینے والی ہوتی تھیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی اور ان کی جدوجہد نے میری زندگی پر گہرے نقوش ثبت کئے ہیں۔ میں ان کو برطانوی حکومت کے خلاف لڑی جانے والی جنگ آزادی کا عظیم ترین مجاہد سمجھتا ہوں۔ قائداعظم تحریک آزادی کے اعتدال پسند قوم پرست رہنما تھے۔

وہ ۱۳ مئی ۱۹۰۵ کو پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۳۱ میں سیاسی سرگرمیوں میں ملوث ہوئے اور اس کے نتیجے میں دو مرتبہ جیل کاٹی۔

۱۹۵۶ میں راجیا سبھا کے رکن اور ۱۹۶۶ میں مرکزی وزیر بنے۔ ۱۴ اگست ۱۹۷۴ کو انہوں نے بھارت کے پانچویں صدر کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔

فخر ماتری

قائداعظم سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۳۸ء میں اس وقت ہوئی جب قائداعظم ایک قومی اخبار کے اجراء کے سلسلے میں گجرات کاٹھیاواڑ کے دورے پر تشریف لائے۔ جناب فخر ماتری نے کھیڑا ریلوے اسٹیشن پر قائداعظم کو پھولوں کا ہار پہنایا اور پھر روپوں کی تھیلی پیش کی۔ قائداعظم نے اس موقع پر ان سے کہا اپنے آپ کو منظم کرو۔ جناب فخر ماتری نے کہا کہ میرے ضلع کے مسلمان بہت غریب ہیں ان کا یہ حقیر تحفہ قبول کیجئے۔ قائد نے اردو میں فرمایا فکر مت کرو سب اچھا ہو جائے گا۔

وہ ۱۹۱۷ء میں گجرات کاٹھیاواڑ میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم مکمل کی ۱۹۴۰ تا ۱۹۴۸ ہفت روزہ ملت گجراتی کے ایڈیٹر رہے ۱۹۴۸ میں بمبئی سے جلاوطنی اختیار کی۔ اور کراچی آکر روزنامہ ملت جاری کیا۔ وہ ۱۹۴۸ سے ۱۹۶۶ اس اخبار سے وابستہ رہے۔ ڈیلی لیڈر کراچی اور روزنامہ حریت کراچی (۱۹۶۲۔ ۱۹۶۶) کے ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۶۶ میں وفات پائی۔

فدا محمد خاں

قائداعظم محمد علی جناح جب نومبر ۱۹۴۵ میں صوبہ سرحد کے دورے پر پشاور تشریف لے گئے تو انہوں نے پشاور کے طلباء کی جانب سے قائداعظم کو آٹھ ہزار روپے کی تھیلی پیش کی اور ساتھ ہی یہ عرض بھی کیا کہ اس وقت ہم آٹھ ہزار روپے پیش کر رہے ہیں آئندہ جب آپ آئیں گے تو ہم آٹھ ہزار طلباء آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ جو حصول پاکستان کی مہم میں اپنی جانیں تک لڑا دیں گے۔ اس موقع پر قائداعظم نے طلباء کی مالی امداد کرنے کا بھی وعدہ کیا اور دہلی جا کر پانچ ہزار روپے کا چیک بھیجا۔

وہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۹ کو پشاور میں پیدا ہوئے انہوں نے اسلامیہ ہائی سکول پشاور اور ایڈورڈ کالج پشاور میں تعلیم حاصل کی بی اے کرنے کے بعد علی گڑھ چلے گئے اور وہاں کی مشہور زمانہ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۴۴ میں قانون کا امتحان پاس کیا۔ دوران تعلیم انہوں نے قائداعظم کی ہدایت پر نظریہ پاکستان کی تبلیغ کے سلسلے میں دن رات کام کیا۔ پشاور واپس آنے پر پشاور مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ اس سے قبل میاں برہان الدین اور دیگر ساتھیوں کے تعاون سے قائداعظم نیشنل گارڈ کی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۴۵ میں قائداعظم کی سرحد آمد کے موقع پر جلسے جلوسوں میں نظم وضبط برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ قائد اعظم کو اس تنظیم نے چاندی کی ایک شیلڈ بھی پیش کی۔

ریفرنڈم کے دوران بھی اہم کردار ادا کیا۔ آزادی کے بعد مسلم لیگ ہائی کمان نے ۱۹۵۶ میں پنجاب الیکشن کمیشن کا رکن نامزد کیا۔

۵ جولائی ۱۹۷۸ سے ۲۱ اپریل ۱۹۷۹ تک وفاقی وزیر ہاؤسنگ اور تعمیر رہے۔ ۱۹۸۱ تا ۱۹۸۴ مجلس شوریٰ کے رکن بنے۔ مارچ ۱۹۸۵ء میں انہیں صوبہ سرحد سے سینٹ کا رکن چن لیا گیا۔ ۲۶ اگست ۱۹۸۶ کو صوبہ سرحد کے گورنر بنے۔ بعد

ازاں ۱۹۸۸ میں مسلم لیگ فدا گروپ کے صدر بنا دیئے گئے۔ جب مسلم لیگ، جونیجو گروپ میں مدغم ہو گئی تو انہیں اس عہدے سے ہٹا دیا گیا۔

فرام جناح ٹو ضیا

جسٹس منیر کی انگریزی کتاب۔ اس کتاب میں قائداعظم محمد علی جناح کے دور حکومت سے لے کر صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے دور تک ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ بڑی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔

فرانسسکو فرانکو

قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر سپین پر ایک آمر فرانسسکو فرانکو کی حکومت تھی وہ ۱۹۳۹ سے ۱۹۷۵ تک سپین کا حاکم مطلق رہا۔

وہ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں فوج میں شمولیت اختیار کی۔ مراکش میں فوجی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۵ میں چیف آف سٹاف اور ۱۹۳۶ جزائر کیناری کا گورنر بنا دیئے گئے۔ تاہم پاپولر فرنٹ کی حکومت برسراقتدار آئی تو اس نے انہیں اس عہدے سے سبکدوش کر دیا۔ انہوں نے اٹلی اور جرمنی کی مدد سے انقلابی حکومت تشکیل کی۔ ۱۹۳۹ میں فرانس اور برطانیہ کی حکومتوں نے ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اسی سال ان کی فوجوں نے میڈرڈ پر قبضہ کر لیا۔ وہ اس کے وزیراعظم بنے۔ ۱۹۴۷ میں انہیں تاحیات ملک کا صدر منتخب کیا گیا اور وہ وفات (۲۰ نومبر ۱۹۷۵) تک برسراقتدار رہے۔

فرخ امین

پاکستان کی عارضی حکومت کے قیام کے چار روز بعد یعنی ۲۳ جولائی ۱۹۴۷ کو انہیں نئی دہلی میں حکم ملا کہ وہ ٹھیک دس بجے محمد علی جنرل سیکرٹری سے ملیں۔ وہ مقررہ وقت پر پہنچے تو انہوں نے جناب فرخ امین کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری منتخب کر کے قائداعظم کی خدمت میں بھیجا۔

وہ قائداعظم کے گورنر جنرل بننے کے بعد وفات تک ان کے سیکرٹری رہے۔

ان کا انتقال ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء کو ہوا۔

فرخ حسین

جولائی ۱۹۱۹ میں جب حضرت قائداعظم محمد علی جناح علم الدین شہید کے مقدمہ کی پیروی کے سلسلے میں جسٹس براڈوے اور جسٹس جانسٹن کی عدالت میں گئے تو قائداعظم مسٹر فرخ حسین کے ہمراہ عدالت کے کمرے میں داخل ہوئے۔

فرخ حسین، بیگم:۔

تحریک پاکستان کی رکن اور ۱۹۸۸ء کے تحریک پاکستان گولڈ میڈل کی حامل، انہوں نے ۱۹۴۰ء میں قائداعظم کی ایک آواز پر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی، ان کے شوہر فرخ حسین بھی تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ لاہور کی دوسری خواتین کی امداد و تعاون سے انہوں نے مسلم لیگ کی رکن بنانے کے لئے خواتین کو گھر گھر جا کر آمادہ کیا اور مسلم لیگ کی ایگزیکٹو کی ممبر منتخب ہوئیں۔ اور اس حیثیت سے انہوں نے مختلف اضلاع کے دورے بھی کئے۔ تحریک پاکستان میں ان کے شوہر اور بیٹے نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور انہوں نے بھی گرفتاری پیش کی۔ خواتین میں آزادی کا شعور بیدار کرنے کے لئے انہوں نے جس تندہی سے کام کیا اسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

قیام پاکستان کے بعد بھارت سے اغوا شدہ مسلمان خواتین کی بازیابی کے لئے ہندوستان کا دورہ کیا نیز مہاجرین کی بحالی اور آبادی کے لئے بھی شبانہ روز مصروف کار رہیں۔ لاہور میں مقیم ہیں۔

فرقہ پرستی

قائداعظم فرقہ پرستی کے سخت خلاف تھے۔ وہ خود اہل سنت، اہل تشیع دیوبندی وغیرہ کہلوانے کی نسبت مسلمان کہلوانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس ضمن میں ۱۹۳۶ء میں جمعیتہ العلماء ہند کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

مجھے فرقہ پرست کہا جاتا ہے کیوں کہ میں اپنی قوم کے لئے سامان حفاظت کا طالب ہوں۔ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کوئی مذہبی معاملہ نہیں بلکہ خالصتاً سیاسی ہے۔ ایسے مسائل رومن کیتھولکوں اور پراٹسٹنٹوں میں بھی پیدا

ہوتے رہے۔ حالانکہ وہ دونوں ایک ہی مذہب (عیسائیت) سے تعلق رکھتے اس ملک میں پہلی مرتبہ ایک نمائندہ حکومت قائم ہو رہی ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ اکثریت کی حکومت قائم ہو رہی ہے۔ اور اقلیتوں کو قدرتی طور پر خطرات محسوس ہو رہے ہیں کہ نہ جانے اکثریت ان سے کیا سلوک کرے گی؟ اکثریتیں ظلم کر سکتی ہیں اقتدار و اختیار لوگوں کو مغرور کر سکتا ہے۔ لہذا جمہوری دستور کی ہر سکیم میں اقلیتوں کی حفاظت کا سامان لازمی طور پر شامل ہونا چاہئے۔

لازم ہے کہ اپنی ملت کے فوائد کا لحاظ کریں۔ لہذا خود کو منظم کیجئے اپنی ملت کی خاطر کام کرنے میں کوئی برائی نہیں۔ ایسے اشخاص کو فرقہ پرست کہہ کر رسوا کرنے کا فیشن ہو گیا ہے لیکن میں اس بنا پر فرقہ پرست کہلانے سے نہیں ڈرتا کہ میں نے اپنی ملت کی مدد کی ہے۔

فرقہ پرست ہونے کے طعن پر کان نہ دھریئے میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی اس لئے امداد کر رہا ہوں کہ اگر وہ زیادہ منظم ہو گئے تو قومی جدوجہد کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوں گے۔

انقلاب لاہور ۱۳ اپریل ۱۹۳۶

انہوں نے کبھی خود کو شیعہ یا سنی نہیں کہا تھا۔ میرٹھ کے ایک جلسہ میں مسلم لیگ کے کارکنوں نے ان سے پوچھا تھا کہ وہ سنی ہیں یا شیعہ۔ قائداعظم نے ان سے سوال کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھے جب یہ جواب ملا کہ وہ سنی یا شیعہ نہیں تھے تو قائداعظم نے کہا میں بھی محض مسلمان ہوں۔ ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے جناب شریف الدین پیرزادہ نے کہا کہ ایک ہندو مشرف بہ اسلام ہوا تھا چند مولویوں نے اس سے پوچھا کہ وہ شیعہ ہے یا سنی اس نو مسلم نے جواب دیا میں فرقہ واریت سے بچنا چاہتا ہوں۔ اور اسی لئے مسلمان ہوا ہوں۔ اور اب آپ مجھ سے یہ سوال کر رہے ہیں میں سنی ہوں یا شیعہ میں تو صرف مسلمان ہوں۔

قائداعظم محمد علی جناح فرقہ واریت کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ اس کا حوالہ انہوں نے اپنی متعدد تقاریر میں بھی دیا ہے مثلاً ۷ فروری ۱۹۴۳ کو مولانا اشرف علی تھانوی اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔

کوئٹہ میں یوم حسین پر شیعہ حضرات قائداعظم کو لینے کے لئے آئے تھے۔ آپ نے انکار فرمایا۔ فرمایا کہ مسلمانوں میں ایسی مجالس ہونی چاہئیں جہاں تفرقہ نہ ہو۔ اور آپ کے ہاں ایسی مجالس ہوتی ہیں جن کو میں پسند نہیں کرتا۔ پرانی قربانیوں کا ذکر اچھا ہے لیکن اب کیا فائدہ؟ قوم کو اب جو مشکلات ہیں ان کا حل سوچنا چاہئے اور یہ بات مسلمانوں کے اتفاق اور اتحاد میں ہے۔

قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ
از منشی عبدالرحمٰن ص ۱۳

فرقہ وارانہ فسادات (کراچی)

قائداعظم محمد علی جناح امن و امان اور لاء اینڈ آرڈر کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ وہ خود بھی کوئی کام ایسا نہ کرتے تھے جس سے کسی قسم کی کوئی بے اصولی ہو اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین فرماتے۔ بدقسمتی سے جنوری ۱۹۴۸ میں کراچی میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے تو قائداعظم کراچی کے میئر اور سندھ کے چیف منسٹر ایوب کھوڑو سے بڑے برہم ہوئے اور انہوں نے حکم جاری کیا کہ گولیاں چلاؤ جو کچھ ضروری ہو وہ اقدامات کرو مگر آج کے آج اس قتل اور غارت گری کو ختم ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ ان کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے پولیس اور فوج کے دستوں نے گولیاں چلائیں جس کے نتیجے میں نہ صرف اسی شام کو فسادات رک گئے بلکہ لوگوں نے لوٹا ہوا مال تک متعلقہ افراد کو واپس کر دیا قائداعظم نے اس وقت فرمایا تھا کہ۔

"کوئی بھی مہذب حکومت امن و امان کو بگڑتا ہوا گوارہ نہیں کرے گی۔"

انٹرویو حکیم محمد احسن
روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۶ اگست ۱۹۸۹

فرمان فتح پوری

انہوں نے تحریک پاکستان اور قائداعظم کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

وہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ کو فتح پور ہسوہ (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام سید دلدار علی ہے۔ انہوں نے ۱۹۵۸ میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے، ۱۹۷۵ میں ڈی لٹ اور ۱۹۶۴ میں پی ایچ ڈی کی ڈگریاں لیں۔ ۱۹۵۵ میں بی ایڈ کیا ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا موضوع تھا

اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری

وہ ۱۹۵۵ تا ۱۹۵۸ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کراچی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے بعدازاں کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے وابستہ ہوگئے۔ ماہنامہ نگار کے مدیر بھی ہیں۔

تصانیف

۱۔ تدریس اردو
۲۔ اردو رباعی کا فنی و تاریخی ارتقا
۳۔ تحقیق و تنقید
۴۔ غالب شاعر امروز و فردا
۵۔ اردو کی منظوم داستانیں
۶۔ تاویل و تعبیر
۷۔ دریائے عشق اور بحرالمحبت کا تقابلی مطالعہ
۸۔ نواب مرزا شوق کی مثنویاں
۹۔ اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری
۱۰۔ تدریس اردو (اضافہ)
۱۱۔ زبان اور اردو زبان
۱۲۔ قمر زمانی بیگم
۱۳۔ نیا اور پرانا ادب
۱۴۔ میر انیس حیات اور شاعری
۱۵۔ اردو کی نعتیہ شاعری
۱۶۔ تحقیق و تنقید طبع دوم
۱۷۔ اردو املا اور رسم الخط
۱۸۔ ارمغان گوکل پرشاد
۱۹۔ ہندوی اردو تازے
۲۰۔ اقبال سب کے لئے
۲۱۔ تحریک پاکستان اور قائداعظم
۲۲۔ فن تاریخ گوئی اور اس کی روایت

۱۹۷۲ میں انہیں اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری پر داؤد ادبی انعام ملا۔

فرنٹیر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

قائداعظم محمد علی جناح نے ۴۔ اپریل ۱۹۴۳ کو فرنٹیر مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کو پیغام دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے پیغام بھیجنے کے لئے کہا ہے میں آپ کو کیا پیغام دے سکتا ہوں ہمارے پاس رہنمائی اور ذہنی روشنی حاصل کرنے کے لئے قرآن کی صورت میں عظیم پیغام موجود ہے۔"

فرنٹیر میل

قائداعظم محمد علی جناح ۶ مارچ ۱۹۴۳ کو محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ فرنٹیر میل سے بمبئی سے دہلی پہنچے تھے۔ اسی طرح وہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ کو فرنٹیر میل کے ذریعے پھر بمبئی سے دہلی گئے۔

فری پریس

قائداعظم ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۸ کو انگلستان سے بذریعہ ڈاک جہاز "ازبک" بمبئی تشریف لائے تو فری پریس کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

"جو لوگ قرارداد لکھنؤ سے اختلاف رکھتے ہیں میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ علم بغاوت بلند نہ کریں بلکہ صبر و تحمل سے کام لے کر اپنے آپ کو منظم کریں اور اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے پورا زور لگائیں۔ میں مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا خوف نہ کریں۔ برخلاف اس کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی تنظیم کریں اور متحدہ محاذ بنا کر اپنی قوم کی حفاظت کے لئے ہر معقول مسئلہ پر ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں۔"

نہرو رپورٹ کے بارے میں جب قائداعظم کی رائے لی گئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے نہرو رپورٹ کو بغور مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا ہے اور نہ فیصلہ جات لکھنؤ کی کوئی مستند روئیداد میرے پاس پہنچی ہے۔ البتہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ان فیصلوں نے نہرو رپورٹ کی بعض تجاویز کی صورت کو بدل دیا ہے اس میں شک نہیں کہ رپورٹ پر دستخط کرنے والوں اور مختلف رہنماؤں نے لکھنؤ میں جمع ہو کر ہندو مسلم مصالحت کی سعی کی ہے۔ ہم ان کی جدوجہد کی تعریف کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

بہرحال قائداعظم کی رائے یہ تھی کہ نہرو رپورٹ کوئی خدائی قانون نہیں کہ اس میں تبدیلی نہ ہوسکے۔

فریتھ بیگم جنرل جی ایچ بی

مئی ۱۹۲۹ء میں انگلستان کے عام انتخابات میں کنزرویٹو پارٹی کو لیبر پارٹی نے شکست دے کر اپنی کابینہ بنالی۔ اور مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم اور کرنل ویج وڈ امور ہند کے سیکرٹری بنے۔ اسی خوشی میں وائسرائے ہند لارڈ ارون نے وائسرائے محل شملہ میں مئی کے آخری ہفتہ میں ایک شاندار ضیافت کا اہتمام کیا اس ضیافت میں قائداعظم نے شرکت کی اور اس جگہ ان کی ملاقات جنرل جی ایچ بی فریتھ کی بیوی سے ہوئی اس کے چند ہی دن بعد ان خاتون نے اپنی والدہ کو ایک خط انگلستان لکھا جس میں اس دعوت کا حال اور قائداعظم سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا وہ لکھتی ہیں۔

"کھانے کے بعد مجھے مسٹر جناح سے باتیں کرنے کا موقع ملا۔ وہ بڑے ذہین شخص ہیں اور نہایت عمدہ انگریزی بولتے ہیں۔ وہ آداب اور وضع قطع میں مشہور اداکار ڈوماریز کی پیروی کرتے ہیں۔ اور انگریزی گفتگو میں ایڈ منڈبرک کی تقریروں کا انداز اختیار کرتے ہیں۔ حکومت کی موجودہ پالیسی یہ ہے کہ رفتہ رفتہ اونچے سے اونچے عہدوں کے دروازے مستحق ہندوستانیوں کے لئے کھول دیئے جائیں۔ اگر یہ پالیسی جاری رہی تو مجھے یقین ہے کہ جناح ایک دن ہندوستان کے وائسرائے بنیں گے۔ میں عرصہ سے ان سے ملنا چاہتی تھی اور آج میری یہ خواہش پوری ہوگئی۔"

(محمد علی جناح از ہیکٹر بولائتھو)

فریڈرک کرافٹ

قائداعظم کے اکثر سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ قائداعظم کے والد نے اپنے ایک دوست فریڈرک کرافٹ کے کہنے پر اعلیٰ تعلیم کے لئے قائد کو لندن بھیجا تھا۔ لیکن قائداعظم کے محقق رضوان احمد اپنی کتاب "قائداعظم ـــ ابتدائی تیس سال (دسمبر ۱۹۸۲ ایڈیشن) کے صفحہ ۸۸ پر فریڈرک کرافٹ کا قصہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

نوخیز محمد علی جناح کے سفر لندن کے بارے میں مصنفین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے والد جناح پونجا کو ایک انگریز تاجر فریڈرک کرافٹ نے نوخیز محمد علی کی ذہانت و فطانت دیکھ کر یہ مشورہ دیا تھا کہ اسے لندن بھیجو۔

مگر حالات و واقعات کی دستاویزیں یہ شہادت دیتی ہیں کہ وہ کاروبار کے سلسلے میں لندن بھیجے گئے تھے اس لئے کسی فریڈرک کے اس مشورے کی کوئی بنیاد سرے سے قائم نہیں ہوتی کہ قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو لندن بھیجو۔

دوسری بات یہ ہے کہ فریڈرک نامی ایک تاجر کراچی میں موجود تو تھا مگر جس کمپنی کا نام بتایا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ فریڈرک لی کرافٹ جس کمپنی میں حصہ دار تھا اس کا نام ڈوبلڈ گراہم اینڈ کمپنی تھا۔ اس کمپنی کا اصلی مالک گراہم خاندان تھا لیکن یہاں بھی اس فریڈرک کا نام صرف ۱۸۹۰ تک کے کاغذات میں نظر آتا ہے۔ ۱۸۹۱ میں جو مقدمات ہوئے ہیں ان کے کاغذات میں فریڈرک نام کا کوئی شخص اس کمپنی کے پارٹنرز میں موجود نہیں ہے۔ اس کی جگہ ۱۸۹۱ سے اس کمپنی کے پارٹنر کی حیثیت سے جیمز انس (INNES) کا نام درج ہے۔ ۱۸۹۱ سے ۱۸۹۶ تک فریڈرک کا کہیں کوئی پتہ نہیں۔ نوخیز محمد علی جناح کو لندن بھیجنے کا ارادہ ۱۸۹۲ میں کیا گیا اور ۱۸۹۳ میں ان کو لندن روانہ کر دیا گیا۔

ہیکٹر بولائتھو نے اپنی کتاب میں ایک فریڈرک کے احوال و مزاج کی داستان اس ضمن میں بیان کی ہے مگر لکھا ہے کہ وہ ایکسچینج بروکر تھا۔ حالانکہ کاغذات میں ذاتی طور پر اس کے دلال ہونے کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ برطانوی کمپنیاں دلالی تو کرتی تھیں مگر وہ بروکر نہیں ایجنٹ کہلاتی تھیں۔

پھر بولائتھو نے لندن میں کسی فریڈرک کا حال معلوم کر کے یہ لکھا کہ وہ بچوں کو پسند نہیں کرتا تھا تو پھر تعجب ہی ہے کہ ایسا شخص اس بچے پر مہربان کیسے ہو گیا کہ لندن بھیجنے کا صرف مشورہ ہی نہیں بلکہ جناح پونجا کو بہ اصرار اس پر تیار بھی کیا اور وہ بھی بیرسٹری کی تعلیم کے لئے۔

فریڈم ایٹ مڈنائٹ

اسے امریکہ کے دو مصنفین لیری کولن اور ڈومنک نے تحریر کیا اور SIMON AND SCHUSTER نے اکتوبر ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔

کتاب کے شروع میں ہندوستان کی زبوں حالی اقتصادی اور سیاسی حالات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آگے چل کر تقسیم کے بارے میں بتایا گیا ہے مصنفین نے حضرت قائد اعظم کی ذات گرامی کے بارے میں نہایت ہی رکیک قسم کے ریمارکس تحریر کئے جسے پڑھ کر ہر پاکستانی نے اظہار افسوس کیا ہے۔

انہیں مصنفین نے سخت گیر تک لکھا اس کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قائد اعظم نے ایک جگہ کہا کہ۔

یا تو ہندوستان کی تقسیم ہوگی یا پھر ہمارا ہندوستان ہو جائے گا۔ اس کے مقابلے میں نہرو اور گاندھی کو بے باک مخلص اور مصلحت پسند لیڈر قرار دیا۔

فرینڈز ناٹ ماسٹرز

صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی سوانح عمری۔ اس کتاب میں انہوں نے بابائے قوم کو ان کے عزم، بے مثال قیادت، خلوص اور تدبر پر شاندار خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان بنانے کی جس جدوجہد میں مصروف تھے برطانوی ہندوستانی فوج کے ہم مسلمان افسروں کو اس سے گہری ہمدردی تھی۔ قائد اعظم جنہوں نے قیام پاکستان کے لئے انتھک جدوجہد کی تھی ملک کو ایک آئین دینے سے پہلے ہی ۱۹۴۸ میں انتقال کر گئے اگر وہ آئین بنا لیتے تو عوام اسے قبول کر لیتے۔ اور اس کی حمایت کرتے قائد اعظم ایک با اثر شخصیت اور مکمل اختیارات کے مالک تھے۔ اگر انہیں ایک قابل عمل آئین بنانے کا موقع مل جاتا تو عوام ان کی طرف سے پیش کی ہوئی ہر چیز کو قبول کر لیتے وہ غیر متنازعہ رہنما تھے۔

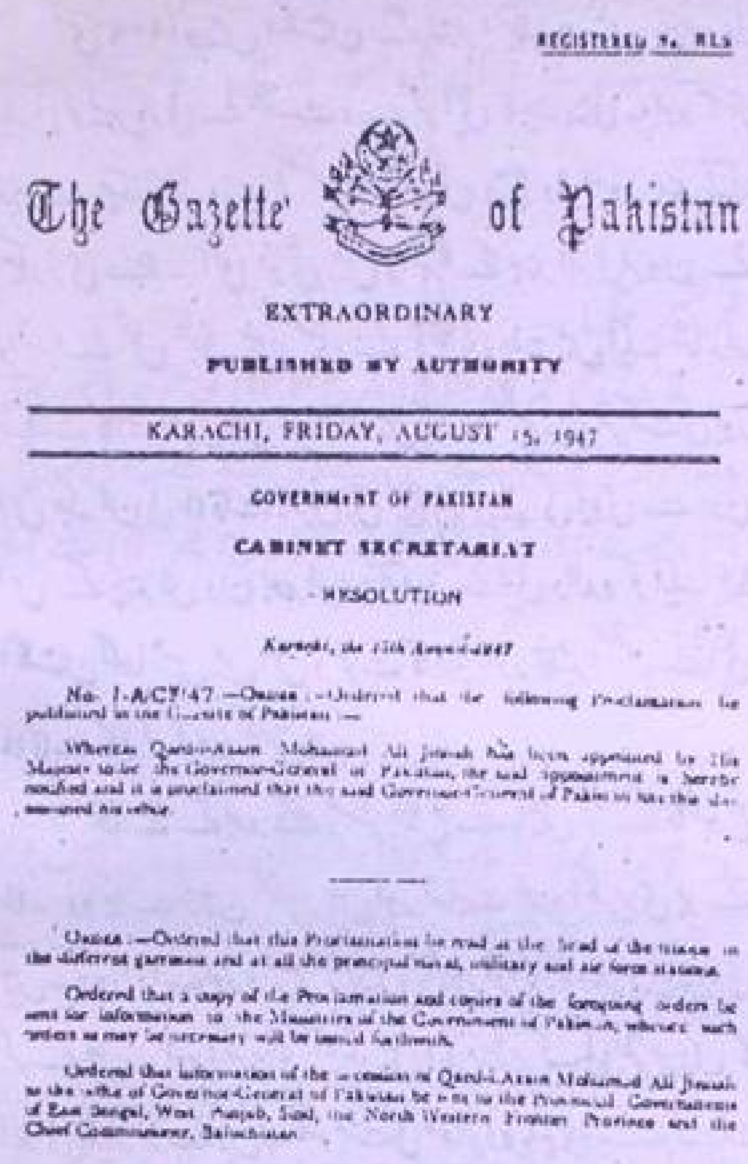
یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی کے زیر اہتمام ۱۹۶۷ میں شائع ہوئی۔

فسٹ گزٹ

قیام پاکستان کے موقع پر جو پہلا گزٹ جاری ہوا اس کا عکس یہ ہے۔

(انگلش میں خط کی فوٹو سٹیٹ)

First Gazette of Pakistan



REGISTERED No. MLS

The Gazette of Pakistan

EXTRAORDINARY

PUBLISHED BY AUTHORITY

KARACHI, FRIDAY, AUGUST 15, 1947

GOVERNMENT OF PAKISTAN

CABINET SECRETARIAT

RESOLUTION

Karachi, the 15th August 1947

No. 1-A/CF/47.—ORDER :—Ordered that the following Proclamation be published in the Gazette of Pakistan :—

Whereas Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah has been appointed by His Majesty to be the Governor-General of Pakistan, the said appointment is hereby notified and it is proclaimed that the said Governor-General of Pakistan has this day assumed his office.

ORDER :—Ordered that this Proclamation be read at the head of the troops in the different garrisons and at all the principal naval, military and air force stations.

Ordered that a copy of the Proclamation and copies of the foregoing orders be sent for information to the Ministers of the Government of Pakistan, whence such orders as may be necessary will be issued forthwith.

Ordered that information of the accession of Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah to the office of Governor-General of Pakistan be sent to the Provincial Governments of East Bengal, West Punjab, Sind, the North Western Frontier Province and the Chief Commissioner, Baluchistan.

فضل الحق مسلم ہال میگزین

ڈھاکہ یونیورسٹی کا مجلہ۔

۲۴ فروری ۱۹۴۲ کو قائد اعظم نے اپنے ایک پیغام میں کہا۔

" دوسروں کو قصور وار ٹھہرانے اور اپنے مخالفین پر الزام لگانے سے کوئی فائدہ نہیں اور اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں کہ ہم اپنے دشمنوں سے بہتر قسم کے سلوک کی امید کریں۔ "

" آپ ہر قیمت پر متحد رہیں اور جو کچھ کہیں یا کریں وہ ایک ہی آواز سے ہو اور ایک ہی مقصد کے لئے ہو۔ ہمارا آخری سہارا ہماری اپنی قوت ہی ہونی چاہئے۔ "

فضل حسین، سر

۱۹۳۷ء میں جب پنڈت نہرو نے مسلمانوں کے اتحاد سے حکومت بنانے کی تجویز مسترد کر دی تو سر فضل حسین نے اپنی تمام تر حمایت قائد اعظم کو پیش کر دی۔

وہ ۱۴ جون ۱۸۷۷ کو پیدا ہوئے ان کے والد بزرگوار کا نام خاں صاحب میاں حسین بخش تھا۔ انہوں نے میونسپل بورڈ سکول ایبٹ آباد، گورنمنٹ ہائی سکول پشاور، گورداسپور اور گورنمنٹ کالج لاہور اور کرائسٹ کالج کیمبرج میں تعلیم مکمل کی۔ گریزان سے ۱۹۰۱ میں بیرسٹرایٹ لاکی ڈگری ملی۔ ۱۹۰۱ تا ۱۹۰۵ میں شہر اقبال میں پریکٹس کرتے رہے۔ ۱۹۰۵ تا ۱۹۲۰ پنجاب چیف کورٹ اور پنجاب ہائی کورٹ میں پریکٹس کی۔ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ ۱۹۲۵ء میں سر کا خطاب ملا۔ گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن رہے لیگ آف نیشنز میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ ۱۹۳۳ میں پنجاب یونیورسٹی نے ایل ایل ڈی اور ۱۹۳۵ میں دہلی یونیورسٹی نے ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری دی۔ مئی۔ جولائی ۱۹۳۶ تک وزیر تعلیم پنجاب رہے۔

پنجاب نیشنلسٹ یونینسٹ پارٹی کے ۱۹۲۳ تا وفات ۹ جولائی ۱۹۳۶ بانی اراکین رہے۔

قائداعظم اور سر فضل حسین کے مابین خط و کتابت بھی ہوتی رہی۔ یہاں وہ خط دیا جارہا ہے جو قائداعظم نے سر فضل حسین کو لکھا تھا۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل بمبئی

۱۱ مئی ۱۹۳۴

ڈیر فضل حسین

آپ کے ۲۵ اپریل کے خط کا بہت بہت شکریہ۔ اب تسلی بخش حد تک میری صحت بہتر ہے اور امید ہے کہ ۲۴ مئی کو بحری جہاز کے ذریعے لندن روانگی کے قابل ہو جاؤں گا۔ مجھے خوشی ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی منظور کردہ قرارداد کی آپ نے تائید کر دی۔ یہ میرے لئے بڑے اطمینان کا باعث ہے کہ مجھے ایک ایسے شخص کی تائید حاصل ہے جس کی رائے کو میں بہت اہمیت دیتا ہوں۔ میں بھی دہلی میں آپ سے ملاقات کا متمنی تھا لیکن عین وقت پر میری متغیر صحت اور آخری چند دنوں میں شدید مصروفیت کے سبب اس ارادے کی تکمیل سے محروم رہا۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی صحت اب بہتر ہے۔ اور یقین ہے کہ جلد ہی آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائیں گے ایک مرتبہ پھر میری صحت کے بارے میں آپ کی نیک خواہشات کا بہت بہت شکریہ۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

میاں فضل حسین بنام قائداعظم

۱۵ مئی ۱۹۳۴

ڈیر مسٹر جناح

آپ کا ۱۱ مئی کا ارسال کردہ خط پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ خط کے مندرجات کے مطابق آپ اپنی بیماری سے مکمل طور پر شفایاب ہو چکے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ ۲۴ تاریخ کو بحری سفر پر روانگی کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ کی صحت کاملہ کے لئے میری نیک تمنائیں قبول ہوں۔

ہندوستان اور خاص کر مسلم ہندوستان آپ کو کھونے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایسے انسان جن میں واضح بصیرت، آزادانہ رائے اور کردار کی پختگی پائی جاتی ہو شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں۔ اور اب جب کہ غیر مسلم ہندوستان کی جانب سے مسلمانوں کی مدد اس بنا پر نہیں کی جاتی کہ وہ ان سے اتحاد یا تعاون کریں بلکہ اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ اپنا مستقبل ان کے حوالے کر دیں۔ ایسے حالات میں مضبوط انسان کی ضرورت جس کے اندر آزادانہ رائے، دیانت اور کردار کی پختگی ہو بہت ضروری اور واضح ہو جاتی ہے۔

مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہندوستانی لیڈروں نے ہندوستان میں سیاسی سرگرمیوں کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ اور گزشتہ دو برس میں انگریزوں کی قومی زندگی میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اتنے فاصلے سے کچھ تو لوگوں سے روابط نہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ معلومات کی کمی کی بنا پر میں کسی نتیجہ پر پہنچنے سے قاصر ہوں۔ لیکن آپ چونکہ وہاں قیام پذیر ہیں اس لئے یقیناً یہ سمجھتے ہوں گے کہ انگریزوں کی قومی زندگی میں ہندوستان کے مقدمے کی کوئی حیثیت نہیں حقیقتاً یہ بہت افسوس ناک صورت حال ہے۔ لیکن اس کا متبادل کیا ہو سکتا ہے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن والی صورت حال میں مسلمانوں کو اپنے اوسان قائم رکھنا ہوں گے ایسے نازک حالات میں آپ کی طرح غیر معمولی اہلیت کے حامل

لوگ ہی قوم کو صحیح راستے پر چلا سکتے ہیں اور اس لئے مجھے اس خبر سے بے حد مسرت ہوئی کہ آپ نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا فیصلہ کیا ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

فضل حق

دیکھئے ابو القاسم فضل الحق

فضل رحمت اللہ

نہرو رپورٹ کی اشاعت کے بعد جب مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تو سر محمد شفیع، آغا خان، ڈاکٹر شفاعت احمد خان، اور حاجی عبداللہ ہارون کی کوششوں سے آل انڈیا مسلم کانفرنس کا قیام عمل میں آیا تو مسٹر فضل رحمت اللہ کی گشتی چٹھی کے جواب میں جس میں آئندہ آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس کی شرکت کے لئے دعوت دی گئی تھی قائد اعظم نے فرمایا کہ بحالت موجودہ کسی ایسی تحریک کا موقع نہیں جیسی کہ داعیان مسلم کانفرنس نے ماہ اگست ۱۹۲۸ میں کی تھی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی کے نمائندے مسلم کانفرنس کی شرکت کے لئے مامور کئے جا سکتے ہیں مگر آل انڈیا مسلم لیگ کا کوئی اجلاس اس کے سالانہ اجلاس سے پہلے جس کی تاریخ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر مقرر ہو چکی ہے، نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ مجھ سے توقع رکھتے ہیں کہ میں لیگ کے اجلاس سے پہلے مجوزہ کانفرنس میں شرکت کروں تو آپ کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ ہم کو اس کا پورا علم ہونا چاہئے کہ داعیان کانفرنس مجوزہ کانفرنس میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ اور اختلاف کی صورت میں فیصلہ کیوں کر ہو گا بالخصوص اس اختلاف کی صورت میں رائے دہی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا جب تک یہ امور بالتفصیل میرے سامنے نہ رکھے جائیں میں مجوزہ کانفرنس کو مفید نہیں سمجھتا۔ آپ کے مکتوب میں مبہم طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ کانفرنس میں نہرو رپورٹ پر غور و خوض کیا جائے گا۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آیا داعیان کانفرنس نے کوئی خاص تجاویز مرتب کی ہیں۔ کن کو کانفرنس میں غور و خوض کے لئے پیش کیا جائے گا۔ میں داعیان کانفرنس کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ کانفرنس کے لئے ۳۱ دسمبر کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اور اس پر کسی صورت میں حاضری زیادہ نہ ہو سکے گی کیوں کہ کرسمس کے ہفتہ میں شرکاء کی بہت بڑی تعداد کلکتہ میں ہو گی۔ آخر میں میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بحالت موجودہ کسی تحریک کا جس کا داعیان کانفرنس کو گزشتہ ماہ اگست میں خیال تھا کوئی موقعہ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہر شخص کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں مسلمانوں کے مابین خوشگوار طریقہ پر اتحاد قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آخر میں قائد اعظم نے مسٹر رحمت اللہ سے درخواست کی کہ وہ لیگ کے آئندہ اجلاس سے پہلے ان کو پوری تفصیلات سے آگاہ کر دیں تاکہ وہ فیصلہ کر سکیں۔

فضول خرچی سے گریز

قائد اعظم محمد علی جناح کو فضول خرچی سے سخت نفرت تھی۔ وہ نہ تو خود فضول خرچ تھے اور نہ ہی دوسروں کو اس کی اجازت دیتے تھے۔ جناب زیڈ اے سلہری نے ایک بار قائد اعظم کی لندن سے رخصتی کے بارے میں جو واقعہ تحریر کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ قائد فضول خرچ لوگوں کو برداشت نہ کرتے تھے وہ لکھتے ہیں۔

آخری واقعہ میں رخصت کا سناؤں گا آمد کی طرح رخصتی پر بھی مسلمانوں کا خاصا ہجوم تھا۔ لیکن چونکہ قائد کے رخصت کا وقت بہت صبح کا تھا۔ دور دراز بستیوں والے جنہیں انڈر گراؤنڈ ٹرینوں سے آنا تھا۔ وہ نہ آسکے کہ ابھی ٹرینوں نے چلنا شروع نہ کیا تھا۔ لیکن ایک مسٹر غلام محمد جو دوکانداری کرتے تھے اور ایسٹ اینڈ میں رہتے تھے پہنچ گئے۔ جب میں نے پوچھا کہ کیسے پہنچے تو کہا ٹیکسی سے آیا ہوں۔ پانچ پونڈ خرچ ہوئے ہیں۔

پانچ پونڈ کا ان دنوں کی مالیت کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ ۱۹۴۶ میں عام سیکرٹریوں کی ہفتہ وار تنخواہ سات پونڈ ہوتی تھی۔ غلام محمد کی قربانی سے میرا چہرہ خوشی سے تمتا اٹھا اور میں اسے کھینچ کر قائد سے ملانے لے گیا اور ان سے عرض کی۔ مسٹر غلام محمد ایسٹ اینڈ سے آپ کو خدا حافظ کہنے کے لئے ٹیکسی پر آئے ہیں اور اس پر پانچ پونڈ خرچ آیا ہے میں سمجھتا تھا کہ اب ہمیں داد ملے گی

کہ ہمارے اندر کیسے کیسے مخلص اور ایثار کرنے والے لوگ ہیں۔ کچھ تحسین کے کلمات کا انتظار کر رہا تھا کہ قائد اعظم ہنسے۔ اپنے ہاتھ ہوا میں اٹھائے اور بلا ساختہ فرمایا تم مسلمان فضول خرچ ہو۔

بے تیغ سپاہی کے مصنف نواب صدیق علی خاں لکھتے ہیں گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالنے کے بعد جب قائد اعظم مشرقی پاکستان کے دورے پر جانے لگے تو ان کے پاس وہی پرانا وقیانوسی ڈکوٹا جہاز تھا جو تقسیم ہند کے وقت گورنر جنرل کے حصہ میں آیا تھا۔ مشرقی پاکستان کے سفر کے لئے اسے راستے میں تیل لینے کے لئے دہلی میں پالم پور کے ہوائی اڈے پر لازماً اترنا تھا۔ مگر قائد اعظم نے سرزمین ہند پر قدم رکھنے گوارا نہ کئے اور فرمایا ایسا انتظام ہو کہ جہاز اترے بغیر سیدھا چلا جائے تو قائد اعظم نے فرمایا کہ پہلے اس کا کرایہ معلوم کیا جائے۔ پتہ چلا کہ آمدورفت پر تقریباً سات لاکھ روپیہ خرچ ہو گا۔ سرکاری خزانہ اس وقت خالی تھا کسی سے اس ضرورت کے لئے روپیہ مانگنا ویسے ہی قائد اعظم کی غیرت خودداری نے گوارا ہی نہ کیا نہ ہی انہوں نے آرام و آسائش پر ٹیکس دہندگان کے گاڑھے پسینے کی کمائی کا ایک پیسہ خرچ کرنا گوارا کیا۔

آخر سوچ بچار کے بعد قائد اعظم نے یہ تجویز نکالی کہ ڈکوٹا جہاز میں پٹرول کی ایک مزید ٹینکی لگا دی جائے تاکہ اسے راستہ میں تیل لینے کی ضرورت نہ پڑے اور وہ ایک ہی پرواز میں منزل مقصود پر پہنچ جائے ماہرین چیختے اور سر پیٹتے ہی رہے۔ لیاقت علی خاں کی بھی ایک نہ چلی۔ قائد اعظم پروگرام کے مطابق کراچی سے لاہور تشریف لے گئے اور وہ اس فرسودہ ڈکوٹا سے انتہائی خطرہ مول لے کر مشرقی پاکستان کے پہلے اور آخری دورے پر تشریف لے گئے اور بخریت واپس لوٹے۔

تعلیم پائی۔ اسی زمانے میں نواب محمد اسحٰق خاں ایم۔ اے۔ او کالج علیگڑھ کے ٹرسٹی تھے اور نواب میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد وائسرائے ہند سے ملاقات کے بعد مسلم یونیورسٹی کے مہمان تصوصی کی حیثیت سے علی گڑھ آتے۔ تیرہ برس کی عمر میں ان کی پہلی ملاقات شاعر مشرق سے ہوئی ۱۹۲۸ء میں نارتھ ویسٹرن ریلوے (اب پاکستان ریلویز) میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۴۰ء میں دوسری جنگ عظیم کے موقع پر دہلی میں کیپٹن بنا کر بھیجے گئے ۱۹۴۳ء میں میجر اور ۱۹۴۴ء میں ایم بی کا خطاب حکومت برطانیہ نے دیا انگریز کمانڈر انچیف اکن لیک نے شاہی انعام کے طور پر ایک تلوار دی اور کرنل کے عہدے پر ترقی دی ۱۹۴۵ء میں فوجیوں کی آباد کاری کے لئے چیف ری سیٹلمنٹ ایڈوائزر مقرر ہوئے۔ پھر صوبہ بمبئی و مدراس میں ڈپٹی ریجنل کمشنر مقرر ہو کر بمبئی آ گئے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئے اور ذاتی کاروبار شروع کر دیا۔ ۱۹۵۰ء میں پہلی بار لاہور کے مطبع سے اپنی یادداشتوں کا پہلا مجموعہ روز گار فقیر شائع کیا

۱۹۶۳ء میں یہ کتاب اضافوں کے ساتھ شائع ہوئی علامہ اقبال کے ذاتی حالات اور یوم پیدائش کے اختلافی مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک بھرپور تحقیقی کتاب مع بے شمار تصاویر اور سینکڑوں غیر مطبوعہ اشعار کے روز گار فقیر جلد دوم کے نام سے نومبر ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی ۱۹۶۵ء میں انگریزی میں Iqbal in Picture شائع کرائی۔

ان کا دوسرا علمی کارنامہ محسن اعظم اور محققین ہے دوسری تصانیف میں ذاتی تاثرات کا ایک اور مجموعہ انجمن قابل ذکر ہے۔ اس میں بھی قائد اعظم اور دیگر شخصیتوں کے احوال درج ہیں جولائی ۱۹۶۸ء میں کراچی میں انتقال کیا۔

فقیر، سید وحید الدین:

"روز گار فقیر" کے مصنف۔ انہوں نے جون ۱۹۴۵ء میں اپنے ایک عزیز سید واجد علی شاہ کے ہمراہ مالابار ہلز بمبئی میں قائد اعظم سے ملاقات کی۔

وہ جون ۱۹۰۶ء میں بازار حکیماں لاہور میں پیدا ہوئے ان کے والد فقیر سید نجم الدین ایک سرکاری عہدے دار تھے۔ انہوں نے لاہور کی مختلف درسگاہوں کے علاوہ علیگڑھ میں بھی

فقیرا خاں:

قائد اعظم محمد علی جناح کے معتقد۔ ان کے قائد کے ساتھ کافی مراسم تھے۔

وہ دھمتوڑ (ہزارہ) میں ۱۸۹۷ء میں جدون قبیلے کی ایک شاخ حسن زئی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد صحافت کو پیشے کے طور پر اپنایا اور اپنے اخبار کے ذریعے مسلم لیگ کا خاص پروپیگنڈہ کیا۔ تحریک پاکستان کی جدوجہد میں

بھرپور شرکت کی۔ صوبہ سرحد میں قائداعظم کا پیغام دور دراز کے علاقوں تک پہنچایا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور ہزارہ مسلم لیگ کونسل کے رکن تھے۔ قائداعظم کی وفات کے بعد ان کی موٹر بطور یادگار مانگنے پران کو دے دی گئی۔ ۱۹۰۰ء میں اس کمیٹی کے رکن بنے جس کے ذمے ہندوستان کی مسلم خواتین کی بازیابی تھا۔ ۱۹۵۱ء میں سرحد اسمبلی کے لئے آزاد امیدوار کھڑے ہوئے اور مخالف امیدوار کو ہرا کر رکن منتخب ہو گئے۔

فلسطین:

قیام پاکستان کے دو ماہ بعد جب فلسطین کی تقسیم کے منصوبے تیار ہو رہے تھے تو قائداعظم نے متنبہ کیا کہ اس سے انتہائی خطرناک اور مستقل ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوگی جب ۱۹۴۷ء میں برطانیہ نے فلسطین کی سپرداری سے دستبرداری کا اعلان کر کے اسے اقوام متحدہ کے سامنے رکھا تو پاکستانی وفد نے فلسطینیوں کے حقوق کی پر زور حمایت کی اس نے کہا کہ اس مقدس سرزمین کو سولی پر چڑھانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور فلسطینیوں پر انتہائی غدارانہ فیصلے مسلط کئے جانے کی تجویزیں ہیں۔ اس وقت افریقہ اور امریکا اور دوسری مغربی طاقتیں اسرائیل کے قیام کے لئے قرارداد منظور کرانے میں کامیاب ہوگئیں مگر اس بے حسی کے عالم میں بھی قائداعظم نے عربوں اور مسلم ممالک کے حقوق کو اوجھل نہ ہونے دیا اور ۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو قائداعظم نے امریکا کے صدر ٹرومین کو ایک طویل تار میں اس فیصلے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

فل کونسل:

محترمہ فاطمہ جناح قائداعظم کی انتہائی قابل اعتماد بن تھیں جب قائد کے سیکرٹری کوئی مسودہ ٹائپ کر کے ان کے پاس لاتے تو وہ فرماتے کہ وہ فل کونسل کے پاس پڑھیں فل کونسل سے مراد قائداعظم اور فاطمہ جناح تھے۔

فلم:

امریکا میں مقیم دو پاکستانیوں نے ۱۶ اگست ۱۹۸۸ء کو دو امریکن مصنفوں کے ساتھ مل کر قائداعظم محمد علی جناح پر ہالی وڈ میں پہلی فلم بنانے کا معاہدہ کیا۔ فلم کا معاہدہ کرنے والوں میں ڈاکٹر طارق جاوید بھی شامل ہیں جو اگست ۱۹۸۸ء میں پاکستان آئے فلم کے سلسلے میں یہ معاہدہ مسٹر رابرٹ میلگن، رابرٹ ہینبز اور عارف چوہدری کے درمیان طے پایا۔ فلم پر ایک کروڑ ڈالر لاگت کا تخمینہ لگایا گیا۔ یہ فلم ۶، ۷ سال میں بغیر حکومتی امداد کے بنانے کا اعلان کیا گیا۔ تاہم امریکی، جاپانی اور کوریائی سرمایہ داروں نے بھی اس میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ فلم کا مسودہ لکھنے کا فریضہ مسٹر میلگن کو سونپا گیا تھا۔

فلیٹی ہوٹل:

قائداعظم محمد علی جناح جب کشمیر میں قیام کے بعد دوبارہ لاہور تشریف لائے تو انہوں نے فلیٹی ہوٹل میں قیام کیا اسی ہوٹل میں ملک افتخار علی اور میاں محمد شفیع اور دیگر کئی حضرات نے قائد سے ملاقات کی۔

یہ ہوٹل اسمبلی ہال واپڈا ہاؤس اور پی آئی اے کے دفتر کے بالکل قریب واقع ہے۔

فلیگ سٹاف ہاؤس:

کراچی میں قائداعظم کی نجی رہائش گاہ، یہ ۱۰ ہزار ۲۱۴ مربع گز رقبے پر مشتمل ہے۔ اس کے تین مدخل ہیں، جن میں سے دو فاطمہ جناح روڈ پر ہیں۔ یہ عمارت ۱۹۴۶ء میں جی او سی سندھ جنرل گریسی کی رہائش گاہ تھی۔ اسی بنا پر اسے فلیگ سٹاف ہاؤس کا نام دیا گیا تھا۔ بعد ازاں اسے کنٹونمنٹ بورڈ نے حاصل کر لیا۔ ۶ مارچ ۱۹۴۷ء میں بہاری تاجر سہراب کوٹرک سے ایم اے ایچ اصفہانی کی وساطت سے خریدا۔ فروری ۱۹۴۷ء میں جنرل گریسی کو قائد نے اس عمارت کو خالی کرنے کا نوٹس دیا، ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ کراچی آئے۔ تو یہیں قیام فرمایا۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں فلیگ سٹاف ہاؤس محترمہ فاطمہ جناح کی صدارتی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا اور ان کا انتخابی نشان لالٹین آویزاں کر دیا گیا۔

۱۹۶۴ء تا ۱۹۸۴ء یہ ویران پڑا رہا۔ اس کی چھت پر جو ٹائیلیں لگی ہوئی ہیں وہ ۱۸۶۵ء کی بنی ہوئی ہیں ۱۹۶۹ء میں صدر یحییٰ خاں نے ایم اے ایچ اصفہانی کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم

کیا اور انہوں نے اس عمارت کو قومی یادگار بنانے کا مشورہ دیا۔ کمیشن نے اس کا نام قائداعظم ری پبلک ہاؤس رکھا۔ وفاقی حکومت نے ۱۹۷۲ء میں حکومت سندھ کو یہ عمارت خریدنے کا مشورہ دیا۔

۲۷ دسمبر ۱۹۷۵ء کو سندھ بلوچستان ہائی کورٹ نے اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دی۔

۱۹۸۰ء میں ایم اے ایچ اصفہانی نے اسے نیلام کرنے کے انتظامات شروع کر دیئے۔ سندھ ہائی کورٹ نے ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ایک امتناعی حکم کے ذریعے فلیگ سٹاف ہاؤس کی فروخت ممتاز قانون دان سید شریف الدین پیرزادہ کی مداخلت پر روک دی ۱۴ فروری ۱۹۸۳ء کو سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس عبدالحیٔ قریشی نے اسے فروخت نہ کرنے کا فیصلہ دیا۔ ۱۴ جون ۱۹۸۴ء کو وفاقی حکومت کی تحویل میں دے دیا گیا۔

چنانچہ محکمہ آثار قدیمہ نے یہ عمارت ۵۱ لاکھ ۷ ہزار روپے میں خرید لی۔ جس کی ادائیگی قائداعظم کی املاک کے ایڈمنسٹریٹروں سید ہاشم رضا، لیاقت ایچ مرچنٹ اور محمد حیات جونیجو کو کر دی گئی۔

۱۹۸۹ء میں اسے قائداعظم عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔

فوجی انقلاب

قائداعظم فوجی انقلاب کے سخت مخالف تھے اس بات کا انکشاف ۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء کو اسلام آباد میں سابق بریگیڈیئر گلزار احمد نے پاکستان کونسل کی ایک تقریب میں کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۴۶ء کے آخر میں انہوں نے ایک منصوبہ بنایا تھا جس کا مقصد انڈین آرمی کے مسلمان افسروں کی مدد سے طاقت کے بل بوتے پر فوجی انقلاب کے ذریعے پاکستان بنانا تھا جب یہ منصوبہ قائداعظم کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اسے مسترد کر دیا۔ بریگیڈیئر گلزار احمد نے بتایا کہ قائد ملت اور سردار عبدالرب نشتر کی سفارش پر قائد سے ان کی ملاقات ہوئی۔ قائداعظم نے سوال کیا آپ کا منصوبہ خفیہ ہو گیا یہ جواب سن کر قائداعظم نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا جو چیز خفیہ ہوتی ہے وہ قابل احترام نہیں ہوتی اور غیر محترم چیز غیر اسلامی ہوتی ہے اس لئے میں ہرگز اپنی قوم کو غیر محترم اور غیر اسلامی حرکت کا مرتکب ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اسلام میں مسائل اور مقاصد دونوں شمار ہوتے ہیں۔

بریگیڈیئر گلزار احمد نے کہا کہ قائد نے میرے اس جذبہ کی تعریف کی کہ میں اسلام کے لئے مرنا چاہتا ہوں ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ جتنا اسلام کے لئے مرنا اہم ہے اتنا ہی اسلام کے لئے جینا بھی اہم ہے اور یہ صرف اسلام پر عمل کر کے ہی ممکن ہے۔

فیاض حسین غازی:۔

تحریک پاکستان کے رہنما اور مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سالار ۱۹۳۷ء میں مجلس اتحاد ملت باغبانپورہ لاہور میں شمولیت اختیار کی پھر مسلم لیگ کے رکن منتخب ہوئے۔ باغبانپورہ میں مسلم لیگ نیشنل گارڈ کا پہلا سالار مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے تاریخ ساز موقع پر آپ مسلم لیگ نیشنل گارڈ کی اس ریلی میں تھے۔ جس نے قائداعظم کو شاندار سلامی دی۔ ۱۹۴۶ء میں پنجاب مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے صوبائی منتظم رہے تحریک پاکستان میں نیشنل گارڈ کے حوالے سے ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

۲۳ جنوری ۱۹۸۹ء کو لاہور میں وفات پائی۔

فیتھ، یونٹی اور ڈسپلن:

قائداعظم کا ایمان تھا کہ جس قوم میں فیتھ، یونٹی اور ڈسپلن جمع ہو جائیں تو وہ قوم کبھی شکست نہیں کھا سکتی لیکن قائداعظم کے اس فرمان کا اردو ترجمہ مسلسل چھتیس سال سے غلط کیا جاتا رہا چنانچہ۔ وفاقی حکومت نے ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا اس میں کہا گیا تھا کہ قائداعظم کے مقولے فیتھ، یونٹی اور ڈسپلن کا صحیح اردو ترجمہ۔ ایمان، اتحاد اور تنظیم ہے۔

فیروز الدین میاں:

قائداعظم کے نعرے کے خالق اور تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن۔ ۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء کو ان کے نام سے لاہور کی ایک

سڑک منسوب کی گئی۔

وہ مجلس خلافت کے رہنماؤں میں شمار کیے جاتے تھے خلافت رجمنٹ کے سالار بھی مقرر ہوئے اور آل انڈیا مجلس خلافت کے رکن بھی۔ انہوں نے آزادی ہند کی تمام تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا زندگی کے آخری عشرے کے اوائل میں مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کمربستہ ہو گئے مسلم لیگ کے لئے ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اپریل ۱۹۳۸ء میں انہوں نے مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں قائداعظم زندہ باد کا نعرہ لگایا جو بہت جلد زبان فرد خاص و عام ہو گیا خضر حیات ٹوانہ نے انہیں پانچ مربع اراضی اور خان بہادر کا لقب دینے کی بھی پیش کش کی لیکن انہوں نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا اکتوبر ۱۹۴۶ء میں ان کا انتقال ہوا۔

فیروز شاہ، محمد،

انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو ان الفاظ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

تھل کی بے مہر مسافت میں وہ ٹھنڈی چھاؤں جیسا ہے
اس کی یادوں کا زاد سفر ماؤں کی دعاؤں جیسا ہے
اک خواب گلاب زمانوں کا اس نے نقشے پر نقش کیا
اس کی خوشبوں سے اب عالم مخمور فضاؤں جیسا ہے
اس نے ہی بصیرت بخشی تھی بے نور بصارت کو آ کر
اب اس سے بچھڑ کر آنکھ مگر اجڑے ہوئے گاؤں جیسا ہے

اک ہم ہیں کہ بازو کٹوا کر شاداں فرحاں سے پھرتے ہیں
اک وہ ہے کہ اب اس کا چہرہ دل گیر صداؤں جیسا ہے
وہ ساتھ رہا تو ہر موسم فیروز گلابوں جیسا تھا
وہ دور ہوا تو ہر رت کا کردار خزاؤں جیسا ہے

وہ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۲ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے انہوں نے ایم اے اردو اور ایم ایڈ کا امتحان پاس کر کے تدریس کے پیشے کو اختیار کیا۔ سحر ستارہ کے نام سے محمد فیروز شاہ کے فن اور شخصیت پر ملک کے مقتدر اہل قلم کی تحریروں پر مشتمل کتاب شائع ہو چکی ہے

وہ شعر [illegible] ی سے بھی رغبت رکھتے تھے۔ تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

دریچہ (مجموعہ کلام)، تحریک پاکستان اور اردو ادب (۳) اظہار خیال (نثر)، بے برگ شجر تنہا (شاعری) نسبتوں کی روشنی (حمد و نعت) پینگھ (شاعری) لبھت چن چراغ دی کہانیاں۔

فیصل آباد:

۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو قائداعظم محمد علی جناح مسلم لیگ صوبائی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے فیصل آباد تشریف لائے۔ اس تاریخی کانفرنس کی صدارت کے لئے خواجہ ناظم الدین کو مدعو کیا گیا۔ میاں عبدالباری (صدر استقبالیہ)، چودھری عزیز الدین، راجا نادر خاں، میاں نور اللہ سابق ایم پی اے، میاں عبدالحمید اختر ایڈووکیٹ خلیق قریشی اور خان ایوب سرور نے تمام انتظامات کیے۔ مصارف سے عہدہ بر آ ہونے کے لئے ایک نیم سرکاری اخبار کے مدیر رمضان سرور نے ڈپٹی کمشنر خواجہ عبدالرحیم اور افسر مال ملک عبدالقدوس سے ۵۰ ہزار روپے لئے۔ جلسہ اقبال پارک (دھوبی گھاٹ) میں ہوا۔ میاں عبدالحمید اختر نے پنڈال تیار کیا قائداعظم، خواجہ ناظم الدین۔ محترمہ فاطمہ جناح اور خان لیاقت علی خان کی اقامت گاہ چنیوٹ بازار سے باہر کرنل حیات خاں مرحوم کا بنگلہ تھا۔

قائداعظم سٹیشن سے باہر آئے تو انہیں ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ بعد ازاں انہیں بگھی پر بٹھایا گیا ان کی ایک جانب محترمہ فاطمہ جناح دوسری جانب خواجہ ناظم الدین، دوسرے اطراف میں رکھے گئے صوفوں پر خاں لیاقت علی خاں، میاں عبدالباری اور میر خلیل الرحمان بیٹھے تھے عقب میں نواب صدیق علی خاں اور احمد نواز پاشا برہنہ تلواریں لئے کھڑے تھے۔ مسلم لیگ نیشنل گارڈز اور قائد کے پیچھے کاروں میں سردار عبدالرب نشتر، راجا غضنفر علی خاں، راجا صاحب محمود آباد، نواب سر محمد اسماعیل خاں، آئی آئی چندریگر، نواب سر یامین خاں، سردار اورنگ زیب خاں، عبداللہ ہارون، یوسف ہارون، لال میاں فرنگی، مولانا عبدالستار نیازی، شیخ خورشید احمد، زیڈ اے سلہری، مسٹر حمید نظامی، میاں محمد شفیع تھے۔ جلوس پر گل پاشی کی گئی لائل پور کی معروف شخصیت لالہ بھگت رام چانانے قائد کو۔

طلائی ہار پہنایا۔ ریل بازار کے سرے پر اور گھنٹہ گھر کے قریب کشمیر ہاؤس کے مالک شیخ فروز الدین نے قائد پر پھول نچھاور کئے اور پانچ سو روپے کا ہار پیش کیا۔ متعدد ہندو تاجروں نے بھی استقبال کیا۔ فضا قائد اعظم زندہ باد کے نعروں سے گونج رہی تھی

اس تاریخی کانفرنس میں قائد نے کہا

مجھے اہل دیہات کی غربت اور مفلوک الحالی دیکھ کر بڑا رنج ہوتا ہے میں نے سفر کے دوران جب ریلوے اسٹیشن پر پنجاب کے دیہاتی مسلمانوں کے گروہ دیکھے تو مجھے ان کے افلاس سے سخت دکھ ہوا۔ پاکستان کی حکومت کا سب سے پہلا کام یہ ہو گا کہ ان لوگوں کا معیار زندگی بلند کرے اور زندگی بلکہ بہتر زندگی سے شاد کام ہونے کا سامان بہم پہنچائے۔

میں اب پاکستان کو معرض وجود میں آتے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پاکستان اب ایک ٹھوس اور اٹل حقیقت بن چکا ہے مسلم لیگ کا پرچم سبز کپڑے کا ٹکڑا ہی نہیں بلکہ پاکستان کی امنگوں اور تمناؤں کا نقیب ہے پاکستان بن کے رہے گا۔ لائل پور اس کا عظیم شہر ہو گا۔ قائد اعظم کے اصرار پر دو ایک کلمات اردو میں بھی کہے۔

مگر انہوں نے اردو پر دسترس نہ رکھنے کے باعث اپنی تقریر انگریزی میں مکمل کی مجمع پر گہرا سکوت طاری تھا اور قائد اعظم کے ارشادات کا مفہوم عام دیہاتی بھی سمجھ رہے تھے۔

فیضان انصاری مولوی محمد:

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور سینئر ایڈووکیٹ، وہ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۷ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو ملتان میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے

انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کے ہر فرمان پر عمل پیرا ہونے کی خود بھی کوشش کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی وہ قائد اعظم کے سچے شیدائی تھے۔

فیض طیب جی:

ستمبر ۱۹۳۱ء میں جب مسلم نوجوانوں کا ایک جلسہ یونین ہال بمبئی میں منعقد ہوا تو جلسے کی صدارت مسٹر فیض جی طیب جی نے کی اس جلسہ سے قائد اعظم نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہو۔ بدقسمتی سے ہم تنظیم کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری آواز سنی جائے اور اس کا کچھ اثر ہو تو چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو منظم کریں۔ مسلمانوں کو اپنی تنظیم کرنے کا مشورہ دینے سے بعض لوگ یہ خیال کریں گے کہ میرا مقصد ہندوؤں سے جنگ کرنا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ میں مسلمانوں کی تنظیم کی خواہش اس لئے کرتا ہوں کہ ان کی آواز میں یقین طور پر اثر پیدا کر سکے۔ اور اس قدر طاقت ور ہو کہ اس کا احترام کیا جائے۔ میں ہمیشہ اس بات پر زور دیتا رہا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ نوجوان اسے ذہن نشین کر لیں گے میں نے اپنے ہم عصروں کے ساتھ اس کے متعلق گفت گو کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا مجھے خوشی ہے کہ نوجوان اب بیدار ہو رہے ہیں۔

فیض محمد:

سالار صوبہ سرحد مسلم لیگ نیشنل گارڈ۔ قائد اعظم نے انھیں ۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء کو یہ خط ارسال کیا۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل بمبئی

۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء

ڈیئر مسٹر فیض محمد

میں کانفرنس میں آپ سب کی ان شاندار خدمات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مختلف اجلاسوں میں بڑے منظم طریقے سے کام کرنے اور ان اجتماعات کے موقعوں پر جو میرے لئے ترتیب دئے گئے تھے پر کی گئیں۔

میں تمہاری ذہانت اور اچھے ڈسپلن کی داد دیتا ہوں۔ اور تمہارے ساتھیوں کی خدمات کو خود مجھے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسی جذبے سے اور نظم وضبط سے نیشنل گارڈ کو منظم رکھیں گے۔ جو ہماری قوم کے لئے ایک اعزاز ہے۔ میں آپ کی کامیابی کا خواہش مند ہوں۔

آپ کا مخلص،

ایم اے جناح

فیض محمد خاں بابوزئی:

نیشنل گارڈ صوبہ سرحد کے رہنما۔ نومبر ۱۹۴۵ء میں جب قائد اعظم نے صوبہ سرحد کا دورہ کیا تو انہوں نے صوبہ سرحد نیشنل گارڈ سے قائد اعظم کے استقبال کے لئے کہا

وہ فروری ۱۹۱۳ء میں موضع بابوزئی (پشاور) میں محمد امیر خاں (مسلم لیگ کے نائب صدر) کے ہاں پیدا ہوئے۔ پشاور میں تعلیم مکمل کی اور ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کے رکن بنے۔ ۱۹۴۰ء میں جب لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو وہ اس وقت اپنے والد کے ہمراہ لاہور کے پنڈال میں صوبہ سرحد کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۶ء سرحد مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالار اعلیٰ رہے۔

تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

فیض محمد عرف فیضو:

اس نے اپریل ۱۹۷۰ء میں فلیگ سٹاف کراچی سے قائد اعظم محمد علی جناح کے نوادرات چوری کر لئے اور وہ ۳ مئی ۱۹۷۰ء کو پکڑا گیا۔

۴ مئی کو پولیس نے اس کا ریمانڈ حاصل کیا۔

ق

قاتلانہ حملہ

۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو رفیق صابر مزنگوی نے قائد اعظم محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ کیا۔

نیز دیکھئے۔ رفیق صابر مزنگوی

قادری، افضال حسین ڈاکٹر

تحریک پاکستان کے رہنما۔ انہوں نے ۱۰ اگست ۱۹۴۲ کو ۹ ذکاء اللہ روڈ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایک خط لکھا وہ لکھتے ہیں۔

میرے محترم قائد اعظم

السلام علیکم۔ مجھے یہ دیکھ کر نہایت رنج ہوا کہ ڈاکٹر عبداللطیف نے اس نازک وقت پر بھی مسلمانوں کے ساتھ غداری کی ان کا حالیہ بیان جان بوجھ کر غداری اور فریب کاری کے مترادف ہے میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اور ہمیشہ شبہ کرتا رہا ہوں کہ کچھ کانگریسی لیڈروں کے ساتھ ان کی ملی بھگت سے تصور پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لئے کانگریس انہیں استعمال کر رہی ہے لیکن ایسی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی اور اللہ کے فضل و کرم سے حصول پاکستان کی تحریک میں ہمیں ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ ہم سب بصد شوق یہ چاہتے ہیں کہ اپنا سب کچھ جدوجہد پاکستان کی نذر کر دیں ہمارے لئے اس سے بڑھ کر لافانی افتخار کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم خود کو عظیم الشان پاکستان کی بنیادوں میں دفن کر دیں۔

کانگریس نے مسلمانوں کے ساتھ مفاہمت سے صاف انکار کر دیا ہے اب اس کا کوئی امکان باقی نہیں رہا لہٰذا مسلم ہندوستان کو اپنا لائحہ عمل خود مرتب کرنا ہوگا۔ قیام پاکستان کے لئے ہمہ گیر جدوجہد شروع کر دینا چاہئے۔

امید ہے کہ آپ ڈاکٹر لطیف کے بارے میں میرے اس بیان کی منظوری دیں گے جو خط کے ساتھ ہی منسلک ہے۔

بہترین تمناؤں اور عقیدتوں کے ساتھ

آپ کا مخلص خادم ہونے پر فخر مند

محمد افضال حسین قادری

قائد اعظم بنام ڈاکٹر قادری

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل بمبئی

۲۳ اگست ۱۹۴۲

ڈیئر مسٹر قادری!

آپ کے ۱۰ اگست کے خط کا بہت بہت شکریہ جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا۔ اس ضمن میں مجلس عاملہ ایک قرار داد منظور کر چکی ہے جواب تک آپ نے بھی پڑھ لی ہوگی۔ توقع ہے کہ ہم مسلمانان ہند کے جذبات احساسات اور ان کی رائے کی ترجمانی کرنے میں کامیاب رہے ہوں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

وہ ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ۱۹۳۲ء میں ایم ایس سی اور ۱۹۳۶ء میں حشرات الارض کے موضوع پر ڈاکٹریٹ آف فلاسفی کی ڈگری لی۔ پھر کیمبرج سے ۱۹۳۸ء میں اعزاز کے ساتھ دوبارہ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

کیمبرج یونیورسٹی میں انہوں نے حصول پاکستان کے سلسلے میں اپنی جدوجہد کا آغاز کیا۔ وہیں ان کی ملاقات چودھری رحمت علی سے ہوئی۔

قرار داد پاکستان کی منظوری کے بعد انہوں نے اپنی تمام تر خدمات مسلم لیگ کے لئے وقف کر دیں۔ کانگریس کی تعلیمی پالیسی وار دھا سکیم کا مطالعہ کر کے مختلف نکات پر شدید تنقید کی اس ضمن میں انہوں نے ایک کتابچہ بھی لکھا۔

قیام پاکستان کے بعد وہ ابتداء میں جنگلات کے تحقیقی ادارے سے منسلک رہے پھر کراچی یونیورسٹی کے ڈیپارٹمنٹ آف زوالوجی کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ اور وفات (۱۹۷۴) تک اسی ادارے سے وابستہ رہے۔

قاضی، آباد احمد

میرٹھ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سیکرٹری۔ انہوں نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۴ کو قائد اعظم کو ایک قرار داد کی نقل بھیجی جو طلباء کے ایک ہنگامی اجلاس میں منظور کی گئی تھی۔ اس میں کہا گیا تھا کہ۔

میرٹھ کالج کے مسلم طلباء مسٹر گاندھی کے غیر منصفانہ، بلا جواز اور غیر منطقی رویئے پر سخت برہم ہیں جو انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ مذاکرات میں روا رکھا ہے۔

قرار داد میں مزید کہا گیا کہ ہندوستان چھوڑ دو کی کانگریسی تجویز مطالبہ پاکستان کو نظر انداز کرنے کی ایک کوشش تھی لیکن پھر بھی امید کی ایک کرن باقی تھی کہ شاید کانگریس بالآخر سبق حاصل کرے گی لیکن یہ امید بھی اس لئے ختم ہو گئی کہ مسٹر گاندھی ابھی تک اس خام خیال میں مبتلا ہیں کہ قائد اعظم کے ساتھ ہندوستان اور پاکستان کے آسمانوں کے نیچے رہنے والے لاکھوں مسلمانوں کا لامحدود جوش و خروش اور جذبات و خواہشات نہیں ہیں۔

فیڈریشن نے مسٹر گاندھی پر زور دیا کہ وہ قرار داد لاہور کو تسلیم کریں اور اعلان کیا کہ مسلم طلباء قائد اعظم کی باصلاحیت قیادت پر پورا بھروسہ کرتے ہیں اور انہیں ہندوستانی مسلمانوں کا نجات دہندہ اور اپنی قومی بیداری، استحکام اور اتحاد کے لئے مینارہ نور سمجھتے ہیں۔ قرار داد میں کہا گیا کہ ہندو مسلم مسئلہ کا واحد حل پاکستان ہے اور ہندوستان کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانے کا یہی سب سے زیادہ محفوظ راستہ ہے۔

قائد اعظم نے ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو خط کے جواب میں فیڈریشن کے سیکرٹری کو لکھا

میں میرٹھ کالج کے مسلمان طلباء کی رائے کی بہت قدر کرتا ہوں براہ مہربانی ان کی حمایت اور حوصلہ افزائی کے لئے جو مجھے ان کی منظور کردہ اس قرار داد سے ملی ہے جسے آپ نے ازراہ کرم مجھے بھیجا ہے ان کا شکریہ ادا کر دیجئے۔

قاضی عبدالمنان

سندھ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کیمپ حیدر آباد کے سیکرٹری۔ انہوں نے ۱۹۴۳ میں قائد اعظم کو ایک خط کے ذریعے حیدر آباد آنے کی دعوت دی اور لکھا۔

میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ حیدر آباد کے مسلم طلباء میں خصوصاً اور سندھ کے طلباء میں عموماً سیاسی شعور بیدار کروں اللہ کا شکر ہے کہ سندھ کے مسلمان

طلباء اب بیدار ہو چکے ہیں اور آپ جب بھی حکم فرمائیں گے وہ پاکستان کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار رہیں گے۔

قائد اعظم نے انہیں ۲۲ جون ۱۹۴۳ کو اس خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔

سی فیلڈ وکٹوریہ روڈ کراچی

۲۲ جون ۱۹۴۳

جناب عالی

مجھے افسوس ہے کہ میری مصروفیات کے لئے وقت متعین ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جب آئندہ میں دسمبر میں آؤں گا تو آپ سے ملاقات کر سکوں گا۔ دریں اثنا مجھے خوشی ہے کہ آپ حیدر آباد سندھ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کو منظم کر رہے ہیں۔ چنانچہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ مجھے اس مرتبہ آپ سے ملاقات کا موقع نہیں ملے گا کیوں کہ میں کوئٹہ جارہا ہوں۔

آپ کا نیاز مند

ایم اے جناح

قاضی عیسیٰ

قائد اعظم محمد علی جناح کے قریبی ساتھی اور تحریک پاکستان کے رہنما۔ قائد اعظم سے انکی پہلی ملاقات ۱۹۳۹ میں دوپہر کے کھانے سے شام ۷ بجے تک رہی۔ انہوں نے ۲ فروری ۱۹۷۶ کو قائد اعظم کے صد سالہ جشن کے موقع پر کہا کہ قائد کی سوانح عمری ان کے رفیقوں سے مرتب کرائی جائے۔

نیز دیکھئے۔ عیسیٰ قاضی

قانون دانی

قائد اعظم قانون دان تھے اور قانون کا احترام ان کے نزدیک سب سے اہم تھا وہ انگریزی حکومت کے دوران بھی کسی کو اس بات کی اجازت نہ دیتے تھے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کرے۔ انہوں ے قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنی جدوجہد کی۔ گاندھی تمام عمر قانون شکنی کی تحریکیں چلاتے رہے۔ ہزار ہا لوگ جیلوں میں گئے۔ انہوں نے تحریک پاکستان کو آئین و قانون کی حدود کے اندر رکھا۔

انہوں نے وکالت کے مقدس پیشے کا ہر لمحہ احترام کیا اور مشکلات کے باوجود خود کو دوسرے لوگوں کی طرح نہ گرایا۔

اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ جب بمبئی میں انہوں نے وکالت کے پیشے کا آغاز کیا تو ابتداء میں انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ آمدنی کا کوئی صحیح ذریعہ نہیں تھا عدالتی دلال روزانہ ان کے پاس آکر کہتے اگر آپ ہمیں فیس میں حصہ دینا قبول کرلیں تو ہم آپ کو زیادہ سے زیادہ مقدمے دلوا سکتے ہیں۔ لیکن ہر بار ان کا جواب نفی میں تھا۔

وہ عدالت میں بحث کے وقت ایک خاص انداز سے کھڑے ہوتے تھے وہ اپنا اکا (مونوکل) آنکھ پر لگاتے اور پھر اطمینان سے جج سے بحث کرتے۔ جب وہ بولتے تو ساری عدالت پر چھا جاتے کہ عدالت بھی دم بخود نظر آتی۔

ایک مقدمے کی سماعت کے دوران جج نے ان سے گلہ کیا مسٹر جناح میں آپ کی آواز سن نہیں سکتا۔ قائد اعظم نے جواب دیا۔ میں بیرسٹر ہوں ایکٹر نہیں۔ جج بات کو پی گیا اور تھوڑی دیر بعد پھر درخواست کی کہ اونچا بولیں۔ قائد اعظم نے کہا کہ اگر جناب کتابوں کا انبار اپنے سامنے سے ہٹا دیں تو مجھے آسانی سے سن سکیں گے۔

ایک دفعہ ان کے سولسٹر (موکلوں کو قانونی مشورہ دینے والا) نے ایک موکل ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ اس کے پاس مقدمے کے لئے زیادہ روپیہ نہیں جناح نے مقدمہ لے لیا وہ ہار گئے لیکن انہیں یقین تھا کہ مقدمے میں جان ہے۔ لہٰذا انہوں نے مشورہ دیا کہ اپیل کی جائے سولسٹر نے پھر انہیں یاد دلایا کہ موکل کے پاس پیسے نہیں جناح نے سولسٹر سے کہا کہ اپیل دائر کرنے کے اخراجات کا کچھ حصہ وہ اپنی جیب سے دے اور خود مفت مقدمہ لڑنے کا وعدہ کیا۔ اپیل میں وہ جیت گئے لیکن جب سولسٹر نے انہیں فیس دلوانا چاہی تو جناح نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ انہوں نے مقدمہ بغیر فیس کے لئے لڑا تھا۔

ایک مرتبہ قائد اعظم بار بار ایک نکتہ جج کو ذہن نشین کروانے کی کوشش میں تھے جب کہ جج اس نکتے کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اگلے نکات سننا چاہتا تھا۔ قائد اعظم اسی نکتے پر اصرار کرتے رہے تو جج نے کہا مسٹر جناح آپ شوق سے اس نکتے کی وضاحت کیجئے میں اسے ایک کان سے سن رہا ہوں اور دوسرے سے اڑاتا جارہا ہوں۔

قائد نے کہا حضور والا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دونوں کانوں کے درمیان ایسی کوئی چیز نہیں جہاں یہ نکتہ ٹھہر سکے۔ پھر

بھی میں اپنی کوشش جاری رکھوں گا۔

انہوں نے زندگی کے ابتدائی دور میں یعنی ۱۹۱۲ میں جنوبی افریقہ کے صوبہ نٹال میں آباد ہندوستانیوں کی حالت زار پر جس جرات سے ایک قرارداد پر اظہار خیال کیا وہ ایک تاریخی واقعہ ہے انہوں نے ان ہندوستانیوں کے ساتھ جاری سلوک کو ظلم و جبر سے تعبیر کیا۔ اور اس مسئلے پر سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کے صدر لارڈ منٹو کی شدید مخالفت کی۔ کونسل میں انہوں نے جو تقریر کی اس کا ایک حصہ یہ ہے۔

مائی لارڈ: کونسل میں جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ قرارداد کے محرک نے غیر مبہم طریقے سے نپے تلے الفاظ میں جس طرح مسئلہ پیش کیا ہے اس کے بعد کسی اور کے لئے کہنے کو بہت کم رہ گیا ہے۔ لیکن سوال کی اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم میں سے کچھ افراد کو اس قرارداد پر اظہار خیال کرنا چاہئے۔ میں بات ہی یہاں سے شروع کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت ہی دردانگیز سوال ہے کیوں کہ جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کے خلاف جو ظلم و تشدد ہوا ہے اس سے ہندوستان کے تمام طبقوں کے جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں۔ اور ان میں زبردست اشتعال پایا جاتا ہے اس موقع پر لارڈ منٹو نے کہا کہ معزز رکن (محمد علی جناح) کو یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت سلطنت انگلستان کے ایک دوست حصے (جنوبی افریقہ) کے بارے میں اظہار خیال کر رہے ہیں انہوں نے جو لفظ ظلم استعمال کیا ہے وہ بہت سخت ہے اس لئے انہیں حالات کو ملحوظ رکھ کر مناسب زبان استعمال کرنی چاہئے اس کے بعد انہوں نے پھر تقریر شروع کی اور کہا میں تو اس سے بھی زیادہ سخت زبان استعمال کرنے کے جذبات رکھتا ہوں تاہم اس کونسل کی تشکیل کا بھی مجھے احساس ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی تجاوز نہیں کرنا چاہتا۔

اسی طرح اپریل ۱۹۱۲ء میں جب مسٹر گوکھلے نے ایلیمنٹری ایجوکیشن بل پیش کیا تو قائداعظم کا ان ارکان سے تصادم ہوا جو تعلیم کے خلاف تھے۔ قائداعظم کونسل کے رکن نواب عبدالمجید پر برس پڑے جنہوں نے تعلیم کو فروغ دینے کی شدید مخالفت کرتے ہوئے بل پر لایعنی اعتراضات کئے تھے۔ قائداعظم نے کہا میرے دوست نواب عبدالمجید نے کہا ہے کہ پھر ہڑتالیں ہوں گی اور ہمارے درمیان سوشلسٹ ہوں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ عزت مآب نواب مجید نے سیاسی خطرات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم لوگوں کو تعلیم دو گے تو وہ ایجی ٹیٹر بن جائیں گے۔ میں نہایت دیانت داری سے حکومت سے کہتا ہوں کہ وہ یہ بتائے کہ کیا تعلیم کا مطلب بغاوت ہے میں یہ کہتا ہوں کہ مملکت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ حکومت اور اس کے اقدامات پر بے تکلفی اور آزادی سے تنقید کرے۔ مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ حکومت کو اس ملک میں اپنے لئے دوست اگر کہیں سے مل سکتے ہیں تو وہ صرف تعلیم یافتہ طبقے ہی سے مل سکتے ہیں لیکن میرے ان الفاظ کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ میں برطانوی حکومت سے محبت کرتا ہوں حالانکہ ہمیں اپنے ملک سے زیادہ محبت ہے ہم حکومت پر تنقید کرتے ہیں ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ آپ غلط راستے پر گامزن ہیں۔ اگر کسی غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ چونکہ غلط ہیں لہٰذا غلطی کرتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صاف ستھری اور آزادانہ تنقید بغاوت نہیں ہے۔

قانونی پیشہ (سے متعلق کاغذات)

چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق نے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۷ء کو سندھ ہائی کورٹ میں قائداعظم سے تعلق رکھنے والے بعض پرانے مقدمات اور دوسری قانونی دستاویزات کی نمائش کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر انہوں نے ایک فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا۔ جس سے قائداعظم کے نام پر ایک خوبصورت مسجد، ایک اکیڈمی اور ایک مدرسے اور گونگے بہرے بچوں کی تعلیم کے ادارے پر مشتمل کمپلکس بنانے کا اعلان کیا گیا۔

انہوں نے اس فنڈ کے لئے ذاتی عطیہ بھی دیا۔ انہوں نے کہا کہ بابائے قوم جب ۱۶ برس کے تھے تو انہوں نے قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لنکن ان کا انتخاب کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس ادارے میں قانون کی تعلیم دینے والے افراد میں سب سے اوپر پیغمبر اعظم کا نام درج ہے۔

قاہرہ

۱۹۴۶ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح لندن تشریف لے گئے تو جاتی اور آتی دفعہ قائداعظم نے مصر کے رہنماؤں سے ملاقات کی۔

۱۶ دسمبر کو قائداعظم جب قاہرہ پہنچے تو انہیں شیفرڈ ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ وہاں عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری اعظم پاشا نے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا جس میں مقتدر شخصیات نے شرکت کی۔ ۱۹ دسمبر کو قائداعظم کو لبرل کانسٹی ٹیوشنل پارٹی کی جانب سے عصرانہ دیا گیا۔ اور کہا۔

ہندو ایمپائر کا مطلب صرف ہندوستان ہی میں اسلام کا خاتمہ نہیں ہو گا بلکہ دوسرے مسلمان ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ اگر ہم ڈوب گئے تو سب ڈوب جائیں گے۔

رات کو نحاس پاشا کے ہاں تشریف لے گئے۔

اسی روز قائداعظم نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا "اگر پاکستان نہ بن سکا تو مشرق وسطیٰ اور عربوں کو سخت خطرے کا سامنا ہو گا۔ اگر برطانیہ سے زیادہ نہیں تو اتنی ہی بڑی مصیبت ہمیشہ کے لئے مسلط ہو جائے گی۔ اور مشرق وسطیٰ کا حال یہ ہو گا کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔

شام کو شاہ فاروق سے بھی قائد کی ملاقات ہوئی۔

قاہرہ، جمہوریہ مصر کا صدر مقام اور براعظم افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ دریائے نیل کے کنارے پر آباد ہے۔ اس کی آبادی ۵۷ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کا سنگ بنیاد فاطمی خلیفہ معزالدین اللہ کے عہد میں رکھا گیا۔ اس کے نزدیک رومی شہر بابلیون اور دریا کے پار قدیم مصر کا دارالحکومت ممفس واقع تھا۔ بارھویں صدی عیسوی میں عیسائیوں نے ناکام حملہ کیا۔ تیرھویں صدی سے سولھویں صدی کے اوائل تک یہاں مملوکوں کی حکومت رہی۔ ۱۵۱۷ تا ۱۷۹۸ عثمانی ترک حکمران رہے۔ ۱۷۹۸ تا ۱۸۰۱ نپولین اور ۱۸۸۲ سے ۱۹۳۶ تک برطانیہ اس پر قابض رہا۔ یہ جدید اور قدیم عمارتوں کا شہر ہے۔ شہر میں بڑی بڑی مساجد بھی ہیں جن میں مسجد ابن طولون، مسجد سلطان حسن، مسجد المعید اور مسجد الاسحاق قابل ذکر ہیں۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا قلعہ اسلامی طرز تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ اس کی تعمیر ۱۱۷۶ء میں مکمل ہوئی اس میں سنگ مرمر کی مسجد بھی ہے۔ قاہرہ ٹاور مشرق وسطیٰ کا بلند ترین ٹاور ہے۔ اس کی بلندی ۱۸۷ میٹر ہے۔ عیدین محل بھی قابل دید عمارت ہے۔ مصری عجائب گھر دنیائے عالم میں اس اعتبار سے منفرد اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں مصری تہذیب کے ۵ ہزار سالہ تاریخ کے انمٹ نقوش محفوظ ہیں۔ فرعون کا مجسمہ بھی اسی عجائب گھر میں ہے۔ اس کے قریب ہی اہرام مصر ہیں۔ قاہرہ میں جامعہ الازہر قدیم یونیورسٹی ہے۔ عرب لیگ کے دفاتر بھی ہیں۔ مصر تجارتی اور صنعتی شہر ہے۔

قائد

ایک جریدے کا نام، جسے ڈاکٹر محمود حسین نے ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی یاد میں جاری کیا۔

قائد آباد

۲۱ دسمبر ۱۹۷۶ کو قومی اسمبلی کے آزاد رکن مولانا ظفر احمد انصاری نے یہ تجویز پیش کی کہ بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ کراچی کا نام قائد آباد رکھ دیا جائے۔

پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اسلام آباد یونیورسٹی کا نام قائداعظم یونیورسٹی رکھنے پر حکومت کے فیصلے کو سراہا اور بلوچستان کے سینیٹر فیض نے اپنی تقریر میں زیارت ریذیڈنسی کا نام قائداعظم ہاؤس رکھنے کی تجویز پیش کی۔ جسے بے حد سراہا گیا۔

قائد آباد

تھل کی آباد کاری کے وقت جو نئے شہر آباد کئے گئے ان میں قائد آباد بھی شامل ہے۔ یہ شہر سرگودھا میانوالی شاہراہ پر واقع ہے اس کا سنگ بنیاد سابق گورنر پنجاب عبدالرب نشتر نے ____ رکھا تھا۔ اور بابائے قوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ان کے نام گرامی پر یہ شہر آباد کیا گیا۔ اس کا نام ۱۳ جنوری ۱۹۵۱ کو قائد آباد رکھنے کی تجویز وزیر صنعت چودھری نذیر احمد نے پیش کی تھی۔

یہاں ہائر سیکنڈری سکول۔ ہسپتال۔ ٹیلی فون ایکسچینج اور دیگر سرکاری اداروں کے دفاتر بھی ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے قائداعظم وولن ملز قائم کی۔ ۱۹۶۲ میں ملز میں قالین سازی اور کھلونوں کی تیاری کا کام شروع ہوا۔ ۱۹۶۳ میں ملک میں پہلی مرتبہ قائد آباد وولن ملز نے مشینی قالین سازی کا اجرا کیا۔

قائد آباد

کراچی میں مزار قائد کے قریب ایک بستی۔ یہ مزار کے چبوترے سے تین سو گز کے فاصلے پر ہے۔ یہ وارڈ نمبر ۲۷ میں واقع تھی۔ یہ آبادی اب وہاں پر نہیں ہے۔ کیوں کہ یہاں قائداعظم کا مزار تعمیر کیا جاچکا ہے۔

قائد آباد (لانڈھی)

کراچی کی مشہور بستی۔ اسے ۱۹۵۰ء میں قائداعظم ریلیف فنڈ سے تعمیر کیا گیا تھا یہ کالونی نیشنل ہائی وے پر آباد ہے۔ اور ابتداء میں صرف ۱۰۰ کوارٹر تعمیر کئے گئے تھے لیکن بعدازاں جب آبادی میں بے پناہ اضافہ ہوا تو یہ کالونی بھی مخلوط ہو کر رہ گئی۔

قائد آباد وولن ملز

یہ مل قائداعظم محمد علی جناح کے نام پر ۱۹۵۴ء میں قائم کی گئی۔ ۳۰ لاکھ روپے کے اداشدہ سرمائے سے قائم ہونے والے اس مشہور صنعتی ادارے نے ۱۹۵۶ء میں کام شروع کیا۔ ۱۹۸۷ء میں یہ اداشدہ سرمایہ بڑھ کر ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے ہوگیا۔ اس مل کی وجہ سے ۵۰۰ گھرانوں کو روزگار کی سہولتیں میسر ہیں۔ اس میں قالین اور اونی مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔

قائد پوسٹ:

سیاچین گلیشیئر پر پاکستان کی فوجی چوکی۔ اس کے بارے میں پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئرمین مس بے نظیر بھٹو نے ۲۴/اکتوبر ۱۹۸۷ء کو انکشاف کیا کہ اس پر بھارت نے قبضہ کرکے اس کا نام گاندھی پوسٹ رکھ دیا ہے۔ بقول ان کے بھارت نے اس وقت اس پوسٹ پر قبضہ کیا جب صدر جنرل محمد ضیاء الحق امن مشن پر بھارت گئے ہوئے تھے۔

قائد ثانی

دیکھئے احمد حسین ملک یا قائد ثانی

قائد کی خوشبو:

سیماب اکبر آبادی کی نظموں کا مجموعہ اس کتاب کو انہوں نے بانی جناح کالج، جناح پولی ٹیکنیک، جناح اکادمی کے نام منسوب کیا ہے

قائد کی خوشبو کی نظمیں ہمارے شعور کو بیدار کرتی ہیں ان نظموں کا ہر شعر اپنے اندر انفرادی جاذبیت رکھتا ہے ان میں وسیع تجربات کی بے پناہ وسعتیں جذب ہیں جو قاری کے شعور کا جزو بن جاتی ہیں

قائد کی خوشبو کے دوسرے باب میں وہ نظمیں شامل ہیں جو سیماب اکبر آبادی نے قائداعظم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد کہی تھیں ان میں سے اکثر روزنامہ جنگ کراچی، روزنامہ انجام کراچی، ہفت روزہ استقلال لاہور ماہنامہ ماہ نو کراچی اور ماہنامہ پرچم کراچی میں شائع ہو کر قبولیت عام حاصل کر چکی ہیں

وہ ۱۸۸۰ء میں اکبر آباد میں پیدا ہوئے ان کا اصل نام علامہ عاشق حسین تھا۔ انہوں نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی عربی، فارسی اور اردو گھر پر والد بزرگوار مولانا محمد حسین صدیقی سے پڑھی، تعلیم کے بعد کانپور ریلوے میں ملازمت اختیار کر لی۔

اور مرصع آگرہ، کے ایڈیٹر رہے۔ داغ دہلوی سے تلمذ رہا

اہم تصانیف

(۱) کار امروز (شعری مجموعہ)، کلام عجم (شعری مجموعہ)، صہبا کہیں، بادہ دوشیں، نشید نو، نامکمل منظوم ترجمہ قرآن، ساز و آہنگ، قائد کی خوشبو۔ کتابوں کی تعداد ۲۸۴ ہے۔ آگرہ میں قصر الادب قائم کیا۔

۳۱ جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں انتقال کیا وہ نظریۂ پاکستان کے زبردست حامی تھے

قائداعظم محمد علی جناح کے افکار و عمل اور شخصیت سے متاثر ہو کر متعدد نظمیں لکھیں جن میں ایک مشہور نظم امیر کارواں ہے۔

قائد اعظم

مشہور اردو پنجابی شاعر اور صحافی تنویر ظہور نے قائد اعظم کے عنوان کے تحت قائد کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

قائد اعظم

تو کہ ہے اک نشان بشری عظمت کا
اپنی دانش بھری محبت کے ساتھ
دنیا کے نقشے پر
ایک نیا آزاد وطن تعمیر کیا
یہ پیارا پاکستان
پاکستان، دلوں کی دھڑکن
آنکھوں کی بینائی
ایک بڑی سچائی
اقبال کے دیکھے خواب کو تو نے زندہ کر دکھلایا
انسانوں میں جیون جوت جگائی تو نے
آج ہماری آنکھوں میں جو روشن منظر اترے ہیں
ان کا نور قیادت تیری
ہر بوٹا ہر کو مل پتا
رنگوں کے گلزار سبھی
چاندی جیسے بہتے دریا
سب کو یاد ہے تیرا نام

قائد اعظم

تو نے پیارے دیس کا نقشہ کھینچا
اپنے پاک لہو سے سینچا
جس میں انسان، انسانوں کو نہ لوٹیں گے
سب کے سب برابر
لیکن کچھ انہونی باتیں
پیارے دیس میں ہو جاتی ہیں
پاک وطن کے محنت کش انسانوں کو
دولت مند، جاگیروں والے
کتنی دیر سے لوٹ رہے ہیں
لیکن اب یہ ظالم
اپنی بازی ہار چکے ہیں
اب اس دیس میں غیرت مندوں کے سر اونچے ہیں
اب تو راج ہے محنت کا
سب کو یاد ہے تیرا نام۔ سب کے دل میں تیرا نام
قائد اعظم

وہ ۱۹ اگست ۱۹۴۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر صحافت کو پیشے کے طور پر اپنایا۔ ماہنامہ سانجھاں جاری کیا۔ روزنامہ جنگ لاہور کی اشاعت کا آغاز ہوا تو وہ اس اخبار سے منسلک ہو گئے۔ پنجابی زبان کے شاعر ہیں۔

جیون پل صراط شعری مجموعہ ہے یہ ۱۹۸۵ میں طبع ہوا۔ کتاب میرا بچپن زیر طبع ہے۔ اداکاری میں یادداشتوں پر مشتمل۔ جیون پل صراط پر شرکت معارف پاکستان کی جانب سے ادبی خدمات کے صلے میں ۱۹۸۹ میں گولڈ میڈل ملا۔

قائد اعظم

یہ ہدیہ عقیدت مشہور شاعر جناب یوسف مثالی نے پیش کیا ہے۔

آبشاروں سے مرے دامن کو تو نے بھر دیا،
کر دیئے سیراب میرے کھیت، میرے گلستاں،
میرے ہر ذرے کو سورج کی طرح چمکا دیا،
چھٹ گئیں جن سے مری قسمت کی سب تاریکیاں!

اب مرے دریاؤں میں ہیں شہد کی موجیں رواں،
اب مرے پیڑوں کی ہر اک ڈال پر ہیں آشیاں،
اب مری سانسوں سے لیتی ہے جنم باد صبا،
اب رقم ہوتی ہے مجھ سے صحن گل کی داستاں،
آرزو ہے تو کہیں سے آئے اور دیکھے مجھے،
اپنی سوچوں کی کسوٹی پر کبھی پرکھے مجھے،
اور پھر سر پر رہے میرے تو بن کر سائباں،
میرے قائد، میرے محسن، میری منزل کے نشاں،
ڈھونڈتا پھرتا ہوں تجھ کو کارواں در کارواں!

وہ ۲۰ فروری ۱۹۵۵ کو ظفروال ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی شعر و ادب سے دلچسپی زمانہ طالب علمی سے ہی تھی للٰذا اسے جاری رکھا۔ ۱۹۸۲ء میں واپڈا میں ملازمت اختیار کی۔ لیکن اس کے باوجود فارغ اوقات میں شعر و ادب میں دلچسپی کو برقرار رکھا۔ ریڈیو پاکستان لاہور سے ان کے پنجابی گیت نشر ہوتے رہتے ہیں۔ انٹر کالج مشاعروں اور مباحثوں میں خصوصی انعامات حاصل کر چکے ہیں۔ شعر و شاعری کے علاوہ فن مصوری سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ متعدد اعلی پایہ کی کتابوں کے سرورق بنا کر داد حاصل کی۔

تصانیف:۔ لمحوں کے سائے (فردیات) ناشناسی کا دکھ (غزلیات)۔ جزائرغزلیات، ماہنامہ مدیر اور قندیل میں صحافتی خدمات بھی انجام دیں۔

قائداعظم

یہ کتاب ۱۹۵۰ء میں گرین پبلشرز گرین ہاؤس میکلوڈ روڈ نے طبع اور محمد رضی الدین نے مرتب کی۔

گرین پبلشرز نے سلسلہ معماران پاکستان کے نام سے کتابوں کا ایک مفید سلسلہ شروع کیا تھا اور اس ضمن میں اس نے علامہ اقبال، قائداعظم، فاطمہ جناح، خواجہ ناظم الدین، لیاقت علی خان، غلام محمد، عبدالرب نشتر، اور سر ظفراللہ خان پر کتابیں شائع کیں۔ ۸۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

زیر نظر کتاب میں سلیس زبان اور شگفتہ انداز میں قائداعظم کی ابتدائی زندگی، تعلیم سیاسی زندگی اور ان کے آخری لمحات کی تفصیل دی گئی ہے۔

یہ کتاب بنیادی طور پر ہائی سکولوں کے بچوں کے لئے مرتب کی گئی تھی۔ اس میں قائداعظم کی زندگی کے واقعات مکالمے کی شکل میں عام فہم اور بچوں کی زبان میں دیئے گئے ہیں۔

قائداعظم ؒ

حیات قائداعظم پر ایک مفصل اور جامع کتاب جسے اے ایم انور حارث نے تحریر کیا اور جس کی اشاعت و طباعت میں بروک بانڈ پاکستان لمیٹڈ نے سرگرم حصہ لیا۔ ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔ اس ضخیم کتاب میں قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کی چند غیر مطبوعہ تصاویر پہلی مرتبہ شائع کی گئیں۔ قائداعظم کی زندگی کے بے شمار پہلوؤں اور کارناموں پر یہ کتاب روشنی ڈالتی ہے۔ اس کتاب کا بڑا مقصد پوری قوم بالخصوص نئی نسل کو ان حقائق سے روشناس کرانا ہے جو ایک عظیم جدوجہد کے پس منظر میں کارفرما ہے۔ ایسی جدوجہد جو قائد کی زندگی کا نصب العین تھی اور جسے بالآخر انہوں نے اپنے غیر متزلزل ایمان اور انتھک کوششوں سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

قائداعظم ؒ

اسے جناب اعجاز احمد نے مرتب کیا۔ اور سنگ میل پبلی کیشنز نے طبع کیا۔ ۲۰۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات شامل کئے گئے۔

خاندان، عملی زندگی، سیاسی زندگی، اسمبلی میں نیا سفر، پاکستان، اناللہ وانا الیہ راجعون، قائداعظم زندہ باد۔ قرارداد پاکستان، قائداعظم نے فرمایا، قائداعظم کی کہانی مہ و سال کی زبانی۔

وہ ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے ملک کے مشہور ناشر جناب نیاز احمد پروپرائٹر سنگ میل پبلی کیشنز کے فرزند ارجمند ہیں۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور پھر اپنے والد کے کاروبار میں شریک ہو گئے۔ فرصت کے لمحات میں انہوں نے قائداعظم پر کتاب مرتب کی۔

قائداعظم ؒ

اسے محمد اشرف خان عطا مدیر معاون روزنامہ زمیندار لاہور نے مرتب کیا اور سردار شوکت حیات کے نام منسوب کیا۔ تقریظ مولانا ظفر علی خان ایم ایل اے نے لکھی۔ غالباً یہ کتاب ۱۹۴۷ میں ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور نے شائع کی۔

قائداعظم (ابتدائی تیس سال)

یہ کتاب ممتاز محقق جناب رضوان احمد کی تصنیف ہے اسے جنرل نالج اکیڈمی کراچی کے جناب ذکی احمد ذکی نے دسمبر

۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔

یہ کتاب رضوان احمد صاحب کی سات آٹھ سالہ کدو کاوش کا نتیجہ اور قائداعظم کی ابتدائی زندگی پر پہلی باقاعدہ کتاب ہونے کے علاوہ انکی پہلی اردو کتاب ہے۔ دستاویزی شہادتوں کی روشنی میں لکھی جانے والی یہ کتاب قائداعظم کے متعلق بہت سے قصے کہانیوں کی تردید ہے۔ اور مزید تحقیق پر مائل کرتی ہے۔

یہ کتاب ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے اور مصنف نے اسے پاکستان کی نئی نسل کے نام معنون کیا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ قائداعظم کی ہمشیرہ محترمہ شیریں جناح نے لکھا ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن لاہور سے ۱۹۸۸ میں مکتبہ آتش فشاں نے شائع کیا۔

حالات کے لئے دیکھیے۔ رضوان احمد

قائداعظمؒ (اپنی بہن کی نظر میں)

یہ کتابچہ طاہر اسدی نے جنوری ۱۹۷۸ء میں مرتب اور مکتبہ صحافت لاہور نے طبع کیا۔ ۴۰ صفحات پر مشتمل اس کتابچے میں محترمہ فاطمہ جناح کے کاغذات سے ملنے والے ایک نادر مسودہ سے قائداعظم کی عظیم ترین قربانیوں بالخصوص اندرونی واقعات پر روشنی ڈالی گئی۔

قائداعظم (ارشادات واقتباسات)

اسے تحسین حسین نے ۱۹۸۸ء میں مرتب اور نذیر سنز لاہور نے شائع کیا ہے۔ قائداعظم کے ارشادات واقتباسات پر مبنی یہ کتاب نوجوان نسل کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح کے ان فرمودات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، دو قومی نظریہ، تحریک پاکستان (منزل بہ منزل) کے تمام پہلو بھی سامنے آتے ہیں۔ ان فرمودات میں قائداعظم کا مشہور نصب العین ایمان۔ اتحاد اور نظم بھی شامل ہے۔ یہی نصب العین تھا جس پر عمل پیرا ہو کر قائداعظم نے باطل قوتوں کا جوانمردی اور جرات سے مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں پاکستان ایسی عظیم مملکت کا قیام عمل میں آیا۔

کتاب کے آخر میں مولف نے قائداعظم کی پیدائش سے وفات تک چیدہ چیدہ واقعات بھی شامل کیے ہیں۔ اس سے کتاب کی افادیت میں دوہرا اضافہ ہوا ہے۔ کتاب کے اس باب کے مطالعہ سے قائداعظم کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا ایک ہلکا سا خاکہ سامنے آجاتا ہے۔ مولف نے اسے الف بائی ترتیب کی بنیاد کے تحت مرتب کیا ہے۔ تاکہ قارئین کو کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

قائداعظم (افکار و کردار)

یہ کتاب راجا رشید محمود نے مرتب کی اور اسے نذیر سنز پبلشرز لاہور نے ۱۹۸۵ میں زیور طبع سے آراستہ کیا۔

کتاب کے ابتداء میں قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات رقم کیے گئے ہیں۔ پھر عنوان بنا کر اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ عناوین یہ ہیں۔

۱۔ قائداعظم ۲۔ قائداعظم اور عشق رسول ۳۔ قائداعظم اور نظریہ پاکستان ۴۔ قائداعظم اور پاکستان ۵۔ قائداعظم اور تعمیر ملت ۶۔ قائداعظم اور نظم وضبط ۷۔ قائداعظم کا نظریہ تعلیم ۸۔ قائداعظم کا تصور جماعت ۹۔ قائداعظم کا مزاج ۱۰۔ قائداعظم اور اردو ۱۱۔ قائداعظم اور طلباء ۱۲۔ قائداعظم اور خواتین ۱۳۔ قائداعظم اور دفاع وطن ۱۴۔ قائداعظم اور گاندھی جی ۱۵۔ قائداعظم اور برطانوی حکومت ۱۶۔ قائداعظم بحیثیت مسلمان ۱۷۔ قائداعظم بحیثیت قانون دان ۱۸۔ قائداعظم بحیثیت سیاست دان ۱۹۔ قائداعظم بحیثیت سربراہ مملکت ۲۰۔ قائداعظم بحیثیت مقرر ۲۱۔ قائداعظم کی نظر میں اقتصادی ترقی کی اہمیت۔

ان مضامین کے مطالعہ سے قاری کے سامنے قائداعظم کی مکمل شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ مرتب نے یہ عنوان باندھ کر قارئین کو ورق گردانی سے بچالیا ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب انفرادی نوعیت کی ہے۔ اور مولف اور پبلشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

راجا رشید محمود یکم اگست ۱۹۳۹ء کو ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں راجا غلام محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۶۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے وابستہ ہوگئے وہ نعت گو شاعر کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ ایوان نعت کے نام سے ایک رسالہ بھی شائع کیا۔ اہم

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔ ورفعنا لک ذکرک (مجموعہ نعت) حدیث شوق (مجموعہ نعت) نقشاں دی ائی۔ اقبال واحمد رضا۔ مدحت گران پیغبر، حق دی تائید، (ہدیہ نعت) اقبال، قائد اعظم اور پاکستان (مقالات) مدح رسول انتخاب نعت۔ نظریہ پاکستان اور نصابی کتب، نصابی کتب آرا و افکار، نصابی کتب تدوین سے طباعت تک۔ نعت خاتم المرسلین، ترجمہ خصائص الکبریٰ ترجمہ تعبیر الرویا، ترجمہ فتوح الغیب، تحریک ہجرت احادیث اور معاشرہ۔ ماں باپ کے حقوق، قائد اعظم افکار و کردار۔

قائد اعظم۔ (چند یادیں، چند ملاقاتیں)

اس کتاب کو جناب آفتاب احمد نے مرتب کیا اور نفتانسا (NAFTANSA) پبلشرز ۱۹۔ ای ۳ گلبرگ ۳ لاہور نے دسمبر ۱۹۷۶ میں شائع کیا۔ مرتب نے کتاب کو اپنے چھوٹے بھائی بلال احمد سے منسوب کیا۔ مرتب نے ۳۴ عنوان باندھے ہیں۔ یہ کتاب ان حضرات کے مضامین پر مشتمل ہے جنہوں نے قائد اعظم کو قریب سے دیکھا، ان سے ملاقات کی اور ان سے متاثر ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

محمد شریف طوسی، کیپٹن ممتاز ملک، سید بادشاہ حسین، عبدالوحید خان، مجیب الرحمٰن شامی، مجاہد حسین، الطاف حسین، اکرام ملک، رضوان احمد، حکیم محمد حسن قرشی، ممتاز حسین، میاں منظر بشیر، محمد الیاس مسعود، عبدالروف شباب مفتی، ڈاکٹر سید عارف شاہ گیلانی۔ میجر آفتاب حسن، رئیس احمد جعفری، ایم ایچ ریاض، سید ابو ظفر ابن اسلام سلمانی۔ ابوالحسن نغمی، شاہد رزاقی، پرویز بشیر، آفتاب احمد، لیڈی ہدائت اللہ، نور الصباح بیگم، مولوی عبدالحق۔

یہ کتاب ۲۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

قائد اعظم (حیات و خدمات)

یہ کتاب جناب شریف المجاہد نے انگریزی میں مرتب کی اور خواجہ رضی حیدر نے اس کا ترجمہ کیا۔ ۱۹۸۳ء میں قائد اعظم اکیڈمی نے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نئی نسل خصوصاً کالج اور یونیورسٹی کی سطح کے طالب علم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہو سکیں گے کہ قائد اعظم نے وہ کونسی خدمات انجام دی تھیں جن کی بناء پر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

اس کا پہلا عنوان ابتدائی زندگی اور نشوو نما ہے۔ یہ ۱۸۷۶ سے ۱۹۰۵ تک کے عرصے پر محیط ہے۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ بھی دیا گیا ہے، جو محققین کے لئے استنائی مفید ہے۔

یہ کتاب ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

نیز دیکھئے شریف المجاہد

قائد اعظم (سوچ تے سیاست)

اس کتاب کو جناب رفیق ڈوگر نے مرتب اور پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور نے پنجابی میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ستمبر ۱۹۸۳ میں شائع ہوئی۔ ویروا کے نام سے عنوانات کی فہرست میں قائد اعظم اِکّتا سفیر، قائد اعظم کشمیر وچ، قائد اعظم امریکیاں دی نظر وچ، قائد اعظم قانون تے پاکستان، شامل ہیں۔

قائد اعظم کی شخصیت اور سیاست کے بارے میں پنجابی زبان میں شائع ہونے والی یہ کتاب ہے یہ کتاب انگریزی اور اردو میں لکھے گئے مضامین کا ترجمہ ہے۔

۱۳۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مطالعہ سے قائد اعظم کی زندگی کے متعدد پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔

رفیق ڈوگر مشہور صحافی میں وہ ۶ جون ۱۹۳۹ کو پیدا ہوئے انہوں نے ایم اے انگریزی، ایم اے اردو اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کئے۔ اور صحافت کے پیشے سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ابتداء میں روزنامہ جسارت سے پھر ہفت روزہ زندگی اور نوائے وقت سے منسلک ہوئے۔ خاکہ نگاری۔ سفر نامہ نگاری اور طنزومزاح ان کے خاص موضوعات ہیں۔

تصانیف:۔

اے آب رود گنگا (سفرنامہ بھارت) چالیس چہرے، دید شنید (اخباری کالم)، مولانا مودودی سے ملاقاتیں۔ معلومات سائنس (باشتراک) قائد اعظم سوچ تے سیاست (پنجابی)

قائد اعظمؒ (معاصرین کی نظر میں)

اس کتاب کو جناب مصباح الحق صدیقی اور تسنیم کوثر گیلانی نے مرتب اور شنزاد پبلشرز لاہور نے ۱۹۵۹ء میں زیور طبع سے

آراستہ کیا۔ کتاب میں جن مشہور شخصیات کے مضامین شامل کیے گئے ہیں ان میں مس فاطمہ جناح، لیاقت علی خان، ممتاز حسن، مصباح الحق صدیقی، رئیس احمد جعفری، سید حسین امام، مطلوب الحسن سید، سید وقار عظیم، بیگم سلمیٰ تصدق حسین۔ ہیکٹر بولیتھو، گیتی آرا بشیر احمد اور شریف المجاہد ایم ڈی تاثیر۔ مسعود گوہر ہادوی، سید حسن مثنیٰ ندوی، فیض محمد سومرو، فرڈ وگلس، حامد علی خاں، فدا احمد عباسی، تسنیم کوثر گیلانی اور تابش صدیقی کے مضامین قابل ذکر ہیں۔

یہ کتاب ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

جناب مصباح الحق صدیقی ۸ نومبر ۱۹۳۱ کو نجیب آباد (ضلع بجنور) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۶۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے لائبریری سائنس کی سند لی اور دیال سنگھ کالج لائبریری سے وابستہ ہو گئے۔

تصانیف میں یہ شامل ہیں:۔

۱۔ Essays on Quaid—i—Azam
۲۔ قائد اعظم معاصرین کی نظر میں
۳۔ قائد اعظم کے حضور
۴۔ علامہ اقبال اپنوں کی نظر میں
۵۔ علامہ اقبال افکار و خیالات
۶۔ بحضور اقبال
۷۔ Iqbal a critical study
۸۔ Life and Teaching of Hazrat Data Gang Bakhsh

قائد اعظم ادبی انعام

یہ انعام ۷ مئی ۱۹۸۹ کو بحال کر دیا گیا۔ اور اب یہ ہر تین سال کی مدت میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس کے تحت سات انعامات دیئے جائیں گے۔ ہر انعام کی مالیت دس ہزار روپے ہے۔ یہ انعامات ۱۹۷۷ میں بند کر دیئے گئے تھے لیکن ۱۹۸۹ میں وزیر اعظم پاکستان مسز بے نظیر بھٹو نے ان انعامات کو بحال کرنے کا اعلان کیا۔

قائد اعظم اکیڈمی

قائد اعظم اکیڈمی کے قیام کے سلسلے میں ممتاز محقق جناب رضوان احمد نے سب سے پہلے اپنا تصور پیش کیا ازاں بعد حکومت پاکستان نے قائد اعظم کے صد سالہ جشن کے موقع پر ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا پہلا اجلاس ۲۶ اگست ۱۹۷۶ء کو کراچی میں منعقد ہوا۔ اس کمیٹی کی جنرل کونسل نے ۶ نومبر ۱۹۷۵ کو قائد اعظم اکیڈمی کے قیام کا فیصلہ کیا۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۵ کو وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں اس کے قیام کا اعلان کیا اور سترہ رکنی کمیٹی بنائی۔ یہ اکیڈمی جامعہ کراچی کے شعبہ صحافت کے سربراہ پروفیسر شریف المجاہد کی سربراہی میں ۹ جنوری ۱۹۷۶ کو وجود میں آئی۔ ۲۸ جنوری ۱۹۷۶ کو اسے ایک خود مختار ادارہ بنایا گیا۔

یہ اکیڈمی ایم اے جناح روڈ پر مزار قائد کے سامنے آٹھ سو مربع گز رقبے پر محیط ہے۔ قبل ازیں اس کا دفتر نومبر ۱۹۷۹ تک پاکستان سیکرٹریٹ کے بلاک ۵۲ کے دو کمروں پر مشتمل تھا۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۴ مارچ ۱۹۸۰ کو تقریباً ساڑھے پانچ ایکڑ قطعہ اراضی الاٹ کی۔

قائد اعظم اکیڈمی کی اپنی لائبریری ہے جس میں کتابوں کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے۔

اس کی ایک کتاب قائد اعظم جناح! اسٹڈیز انٹرپریٹیشن نامی کتاب کو ۱۹۴۰ سے ۱۹۸۱ تک لکھی جانے والی کتب میں عمدہ ترین کتاب قرار دے کر صدارتی انعام ساٹھ ہزار روپے اور ایک گولڈ میڈل بھی دیا گیا۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اس کے پہلے صدر بنے۔ اس کے قیام کا فیصلہ قائد اعظم کی صد سالہ تقریبات کے لئے قائم کی گئی کمیٹی اور ایگزیکٹو کمیٹی کے فیصلوں کی روشنی میں کیا گیا۔ اسکے قیام کا مقصد قائد اعظم کی زندگی، ان کے کارناموں اور ان کی زندگی کے دیگر اہم واقعات کے بارے میں اور اس کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرنے اور ان کی تحقیقات کے کام کو فروغ دینا ہے۔ اس کا انتظام بورڈ آف گورنرز چلاتا ہے جس کے سربراہ وفاقی وزیر تعلیم ہیں۔ اس کے قیام پر بورڈ کے ارکان میں وزیر مذہبی امور مولانا کوثر نیازی۔ اٹارنی جنرل پاکستان، یحییٰ بختیار، وزیر تعلیم سندھ، قدرت اللہ شہاب، ڈاکٹر این اے بلوچ، ایم اے ایچ اصفہانی، اے کے بروہی، شریف الدین پیرزادہ، مولانا ظفر احمد انصاری، سندھ مدرستہ الاسلام کا ایک نمائندہ، پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کی حکومتوں کا ایک ایک نمائندہ۔ بیگم

شائستہ اکرام اللہ اور ڈائرکٹر قائد اعظم اکیڈمی شامل تھے۔

قائد اعظم اکیڈمی کی مطبوعات

ا۔ قائد اعظم محمد علی جناح (۱۹۷۸)
قائد اعظم محمد علی جناح: توضیحی کتابیات (۱۹۷۹)
ب۔ قائد اعظم جناح: اسٹڈیز ان انٹرپریٹیشن (۱۹۸۱)
ملت کا پاسبان (۱۹۸۲)
اسٹوڈنٹ رول ان دی پاکستان موومنٹ (۱۹۷۸)
دی پاکستان ریزولیوشن (۱۹۸۴)
تحریک پاکستان (۱۹۸۳)
سندھ صوبائی لیگ کانفرنس (اردو ۱۹۸۳)
سندھ صوبائی لیگ کانفرنس (سندھی ۱۹۸۴)
علامہ اقبال (اردو ۱۹۸۵)
علامہ اقبال (انگریزی ۱۹۸۶)
ج۔ قائد اعظم مسلم پریس کی نظر میں (۱۹۸۱)
قائد اعظم محمد علی جناح (۱۹۸۱)
ماؤنٹ بیٹن اینڈ پاکستان (۱۹۸۲)
قائد اعظم میری نظر میں (۱۹۸۴)
د۔ اساں جی آزادی جا گواں (سندھی ۱۹۸۰)
قرارداد پاکستان (اردو ۱۹۸۲)
پاکستان جو ٹھراؤ (سندھی ۱۹۸۳)
قائد اعظم: حیات و خدمات (اردو ۱۹۸۳) (سندھی ۱۹۸۶) (بلوچی ۱۹۸۶) (پشتو ۱۹۸۶)
تحریک پاکستان (سندھی ۱۹۸۴) (پشتو ۱۹۸۵) (بلوچی ۱۹۸۵
ر۔ طبع جدید۔ قائد اعظم کے آخری ایام (انگریزی ۱۹۷۸) (اردو ۱۹۷۸)
طلباء اور تعلیم (۱۹۸۲)

1- A Pen Picture of Quaid-i-Azam by S.M.Mujtaba.

2- A Selected Bibliography by Muhammod Anwar

4- Books on Quaid-i-Azam by Dr. Muhammad Husain karachi.

5- Brightor incidents of Quaid-i-Azam A.A.Siddique Karachi

6- Collected works of Quaid-i-Azam by sharif-ud-din pirzada.

7- Congress leaders Correspondence with Quaid-i-Azam by S. Qaim Hussain Jafri. Aziz Book Depot Lahore

8- Correspondence between Mr.Gandhi and Mr.Jinnah Pandat Nehru and Mr. Jinnah and between S.Bose and Mr.Jinnah-Delhi

9- Essays on Quaid-i-Azam by Misbah-ul-Haque Siddique and Tasneem Kausar Gilani, Shazad Publishers Lahore.

10- Founder of Paskistan by L.A Sherwani.

11- Glimpses of Quaid-i-Azam by Jamil-ud-din Ahmad, Educational Press Karachi.

12- Great leader by R.M. white.

13- He shall never die by waris Ishaque.

14- Iqbal's letters to Quaid-i-Azam an anlysis, Lahore 1976

15- Jinnah and the Making of a Nation by M.M. Saleem Qureshi.

16- Jinnah's evidence before the Islington commission minutes of evidences in Parliamentary paper India office record vol 22.

17- Jinnah Faces an assassination by Akbar Pir Bhie, Sound Publication Bombay 1945.

18- Jinnah Gandhi, their role in india's

Quest for freedom by S K Majumdar, Calcutta.

19- Jinnah Gandhi talks text of Correspondence and other relevant documents Delhi.

20- Jinnah Linlithgow Correspendence 1939-1943 Research society of Pakistan Lahore by Waheed Ahmad.

21- Jinnah of Pakistan by stanley wolpert.

22- Jinnan, the creator of Pakistan by Hector Bolitho, Johna Murrey London 1954.

23- Jinnah, the gentelman by G.D. Council.

24- Jinnah, the Mufti-i-Azam of Malabar' Hills by M. R. Deogul.

25- Mohammad Ali Jinnah, Founder of Pakistan by Professer Zia-ud-din- Ahmad.

26- Mohammad Ali Jinnah, an ambassador of unity by Sarojni Naidu, Ganesh and Company Madras 1938.

27- Mohammad Ali in Politics Selected writing by Mushir-ul- Hasan vol. 2 New Delhi.

28- M.A Jinnah- Correspendence by Z.H. Zaidi.

29- Mohammad Ali Jinnah — a Political study by M.H. Sayyid.

30- Meet Mr. Jinnah by A.A Rauoof M. Ashraf Publishers Lahore.

31- Mr Jinnah as a Political Thinker by Dr. Shafique Ali Khan.

32- My Leader by Z.A. Sulehri.

33- Pearls of Truth — speeches of Quaid-i-Azam (1936-1941

34- Paper Presented at the International Congress on Quaid-i-Azam vol. v.
Quaid-i-Azam University Islamabad 1976.

35- Plain Mr Jinnah by Shamas-ul-Hasan, Royal Book company Karachi 1976.

36- Poets tributes to Quaid-i-Azam by Qaim Hussain Jafri and Miss Shahnaz Jafri
Aziz book Depot Lahore

37- Quaid-i-Azam M. Ali Jinnah rare Speeches 1910-1918.
Almahfooz, Rsearch Academey Karachi 1973 by M. Umar.

38- Quaid-i-Azam Jinnah a selected biography by M. Anwar National publishing House Karachi.

39- Quaid-i-Azam Jinnah's correspendence by Sharif-ud-din Pirzada Guild publishing House Karachi.

40- Quaid-i-azam as seen by his Contemporaries by Jamil-ud-din

41- Quaid-i-Azam Jinnah, the story of a nation by G.A.Alana. Feroze sons Karachi.

42- Quaid-i-Azam, as I know him by M.A.H.Isphani.

43- Quaid-i-Azam M.A.Jinnah an annotated bibliography.

44- Quaid-i-Azam Jinnah studies in interpretation. by Sharif-ul-Mujahid Karachi.

45- Quaid-i-Azam as seen by the Bengals.S.Qaim Husan Jafri L.H.R

46- Quaid-i-Azam as Magistrate. by Riaz Ahmad, Alvi Publishers Rawalpindi.

47- Quaid-i-Azam as an Advocate.

48- Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah a towering stateman. by Malik Ifthikhar Ali LHR.

49- Quaid, the Great. by Rafiq Ghaouri.

49- Quaid-i-Azam Correspondence with Punjab Muslim leader S.A. Qaim Hussain Jafri LHR.

50- Quaid-i-Azam Jinnah a chronology. prepared by Riaz Ahmad Karachi.

51- Quaid-i-Azam Paper. Pakistan National Archive Islamabad.

52- Quaid-i-Azam correspondence. by East and West Publishing co, Karachi 1977.

53- Quaid-i-Azam and Pakistan. Quaid-i-Azam University Islamabad.

54- Quaid-i-Azam M.A.Jinnah speeches as Governor General of Pakistan. (1947-48) Karachi.

55- Quaid-i-Azam and Islamic world.

56- Saying of Quaid-i-Azam. by Rizwan Ahmad.

57- Speeches and Statements of Quaid-i-Azam. Research society of Pakistan Lahore.

58- Some aspects of Quaid-i-Azam life. National Comminion on historical and caltural research Islamabad 1978.

59- Some Episodes of Quaid-i-Azam's life by Mr. Laiq Ali.

60- The greatest of the day. Mustafa Gulab, Surat 1940.

61- The Great Leader. by S.Abdul Latif Line art press Lahore 1965.

62- The founder an intimate biography. by A.B.S Jafri Karachi

63- Thus spoke the father. by Ministry of Information Islamabad.

64- Tragedy of Jinnah. by Kilash Chandar.

65- World Scholars on Quaid-i-Azam M.A.Jinnah. by Professor A.H.-Dani, Islamabad.

66- With the Quaid-i-Azam during his last days. by Col. Ilahi Bakhsh.

قائداعظم اکیڈمی کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:۔

(الف) قائداعظم اور تحریک پاکستان کا تاریخی پس منظر، ثقافتی، مذہبی، علمی، لسانی، سماجی، اقتصادی و سیاسی پہلوؤں کا احاطہ کرنا اور پاکستان کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کو انجام دینا منظم کرنا اور فروغ دینا۔

(ب) ایک وسعت پذیر ریسرچ لائبریری کا قیام، تحقیقی مواد اور دستاویزات بشمول قومی دستاویزات کی ڈائریکٹوریٹ، وفاقی وزارت تعلیم کے ذخیرہ قائداعظم سیل کے کاغذات کراچی یونیورسٹی میں تحریک آزادی کی دستاویزات اور نجی ذخیروں کے نسخوں کا حصول۔

(ج) لیکچرز۔ مذاکروں۔ اجلاسوں۔ مطالعاتی گروپوں۔ کانفرنسوں کو منعقد کرانا اور ان کی سرپرستی کرنا اور دیگر اداروں کی جانب سے اسی قسم کی منعقد کردہ سرگرمیوں میں شرکت کرنا اوپر بیان کردہ مقاصد کے حصول کے لئے اکیڈمی۔

(۱) اسکالرشپ جاری اور پروفیسرشپ قائم کرے گی

(۲) کتابیں کتابچے اور جرائد شائع کرے گی۔

(۳) فاضلین کی کاوشوں پر انعامات اور اجر دے گی۔

قائداعظم انٹرنیشنل ایئرپورٹ

۱۱ ستمبر ۱۹۸۹ کو قائداعظم محمد علی جناح کی برسی کے موقع پر وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے کراچی ایئرپورٹ کا نام قائداعظم انٹرنیشنل ایئرپورٹ رکھنے کا اعلان کیا۔

قائداعظم انٹرنیشنل فٹ بال ٹورنامنٹ

یہ ٹورنامنٹ قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے سلسلے میں ہاکی کلب آف پاکستان اسٹیڈیم میں ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۶ کو شروع ہوا جس کا افتتاح سندھ کے گورنر دلاور خاں جی نے کیا۔ اس میں چین، افغانستان، ملائشیا، ماریشس کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ پاکستان گرین ٹیم کی قیادت غلام سرور نے کی۔ پہلا مقابلہ پاکستان گرین کا افغانستان کی ٹیم سے ہوا جس میں افغانستان کو ایک گول سے شکست ہوئی۔

قائداعظم انٹرنیشنل والی بال ٹورنامنٹ

یہ ٹورنامنٹ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۶ کو پشاور میں شروع ہوا۔ اس کے لئے بارہ رکنی ٹیم منتخب کی گئی۔ ٹورنامنٹ میں چین، سری لنکا، نیپال کی ٹیموں نے حصہ لیا۔

قائداعظم انسٹی ٹیوٹ آف سپورٹس اینڈ کلچر (اسلام آباد)

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو اسلام آباد میں انسٹی ٹیوٹ آف سپورٹس اینڈ کلچر میں جب لیاقت جمنازیم اور ساتویں ایشیائی ٹیبل ٹینس مقابلوں کا افتتاح کیا تو انہوں نے اسے پاک چین دوستی کی زندہ علامت قرار دیا اور انسٹی ٹیوٹ کا نام قائداعظم انسٹی ٹیوٹ آف سپورٹس کمپلکس رکھا۔ اور کہا قائداعظم نے ۱۹۴۸ء میں نوجوان کھلاڑیوں کو نصیحت کی تھی کہ پاکستان کو مضبوط بنایا جائے۔ یہ سپورٹس کمپلکس ۲۱ کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں سے پانچ کروڑ روپے عوامی جمہوریہ چین نے فراہم کیے۔

قائداعظمؒ اور آزادی کی تحریک

یہ کتاب پروفیسر جیلانی کامران نے مرتب کی اور ۱۹۸۱ میں مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کی۔ ۲۰۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں جو عناوین دیئے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ قائداعظم اور آزادی کی تحریک، آزادی اور حق حکمرانی، کانگریس کا بدلا ہوا سیاسی پروگرام۔ حکومت برطانیہ اور ہماری قومی جدوجہد۔ قومی جدوجہد کا تشویش ناک زمانہ۔ آزادی کی جانب سفر۔ نظریہ پاکستان کا ادبی و فکری مطالعہ، زندہ رہنما۔ قائداعظم کے ساتھ ہمارے شعوری اور لاشعوری رشتے۔

اس کتاب میں واقعات اور تحریکوں کا محاکمہ ایک وسیع تر تاریخی پس منظر اور فلسفہ تاریخ کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔

وہ ۲۴ اگست ۱۹۲۶ کو پونچھ (کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۴۷ء میں ایم اے انگریزی اور ۱۹۵۷ء میں ایم اے آنرز انگریزی ادبیات پاس کیے۔ موخرالذکر ڈگری ایڈنبرا یونیورسٹی سے لی۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد تدریس کے پیشے کو اپنایا

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

ستانزے، نقش کف پا۔ چھوٹی بڑی نظمیں۔ دستاویز (تنقید) تنقید کا نیا پس منظر۔ نئی نظم کے تقاضے۔ غالب کی تہذیبی شخصیت۔ اقبال اور ہمارا عہد۔ نظریہ پاکستان کا ادبی و فکری مطالعہ۔ قائداعظم اور آزادی کی تحریک۔

O— English reading of Khawaja Farid,s Kafis

O— Ann—ul—Haq reconsidered

O— South Asian Muslim creative mind

قائداعظم اور آزادی کی تحریک پر قائداعظم ایوارڈ اور ۱۹۸۶ میں تمغہ امتیاز ملا۔

قائداعظم اور اصفہانی (خط و کتابت)

یہ کتاب ۱۴ جنوری ۱۹۷۷ کو کراچی سے شائع ہوئی۔ اس میں قائداعظم اور مسٹر اصفہانی کے درمیان ۱۹۳۲ سے ۱۹۴۸ تک کی خط و کتابت شامل ہے۔

نیز دیکھئے۔ قائداعظم جناح میری نظر میں۔

قائداعظم اور اقبال

اسے پروفیسر احمد سعید نے مرتب کیا اور اس کتاب میں انہوں نے قائداعظم اور علامہ اقبال کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالی۔ یہ کتاب ۲۳ صفحات پر مشتمل تھی اور اسے مکتبہ احیاء العلوم شرقیہ ۲۹ علامہ اقبال روڈ لاہور نے شائع کیا۔

حالات کے لئے دیکھے۔ احمد سعید پروفیسر

قائداعظم اور اقلیتیں

یہ کتابچہ چمن لعل کنڈیارو نے مرتب کیا اور اکتوبر ۱۹۷۶ میں پاکستان بالمیک اکیڈمی بیراج سکھر (سندھ) نے شائع کیا۔ مرتب نے اسے حضرت قائداعظم کی روح کے نام معنون کیا ہے۔ یہ بہترین پرنٹنگ پریس لاہور میں شائع ہوا اور اس کے صفحات کی تعداد ۲۴ ہے۔

قائداعظمؒ اور ان کا عہد:

جناب رئیس احمد جعفری کی مشہور کتاب۔ یہ کتاب تحریک پاکستان کے دور شباب میں لکھی گئی تھی۔ اسے مقبول اکیڈیمی لاہور نے زیور طبع سے آراستہ کیا۔

اس کتاب میں مسلم لیگ کے قیام کے پس منظر اور جماعت کے پرچم تلے اور اسلامیان برصغیر کی ایمان افروز سیاسی جدوجہد کی ساری تفصیل بڑی محنت و تلاش و سلیقہ و اہتمام سے پیش کی گئی ہے اس کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ قیام پاکستان کی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اسلامیان برصغیر کو کن مرحلوں سے گزرنا اور کن مشکلات اور مخالفتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مصنف نے اسے راجا صاحب محمود آباد کے نام معنون کیا

اس کتاب سے تاریخ اور قومی جدوجہد آزادی دونوں کے طالب علم یکساں اور سود مند استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے

عناوین میں قائداعظم بحیثیت قانون ساز، قائداعظم کی حق گوئی۔ قائداعظم بحیثیت ایک عظیم سیاست دان، قائداعظم ہندو مسلم اتحاد کے پیغامبر، قائداعظم ایک سیاسی مفکر، قائداعظم کلیم سیاست، قائداعظم ایک پیغامبر قائداعظم ایک شوہر کی حیثیت سے قائداعظم بحیثیت ایک مسلمان، قائداعظم بحیثیت ایک باپ، قائداعظم ایک انقلابی لیڈر، قائداعظم بحیثیت مصلح قوم، قائداعظم صاحب خود، قائداعظم اقبال کا شاہین، قائداعظم حریت کے علمبردار، قائداعظم مرد فقیر، قائداعظم مرد قلندر، قائداعظم مرد مومن قائداعظم معمار پاکستان، قائداعظم جمہوریت کے علمبردار قائداعظم بحیثیت سربراہ مملکت، قائداعظم اور ان کی ہمشیرہ قائداعظم کے مشاغل، قائداعظم کی مرغوبیات، قائداعظم کا سفر آخرت، قائداعظم معاصرین کی نظر میں۔ فرمودات قائداعظم

حالات کے لئے دیکھئے رئیس احمد جعفری

قائداعظمؒ اور راولپنڈی:

پروفیسر منظور الحق صدیقی کی تالیف۔ اسے ۱۹۸۳ء میں قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت اسلام آباد نے شائع کیا۔

فہرست مضامین میں ۱۹۳۶ میں تشریف آوری، ۱۹۴۱ء میں آمد کی افواہ، ۱۹۴۲ء میں قائداعظم آتے آتے رہ گئے،

۱۹۴۴ء میں تشریف آوری، راولپنڈی میں حضرت قائداعظم کا ماتم، اشاریہ، قائداعظم کے مزید پانچ خط، ضمیمے (انگریزی میں) دوسری طرف سے صفحات ۱ تا ۲۴ شامل ہیں

کتاب کے آخر میں چوبیس ضمیمے بزبان انگریزی دیے ہیں ان میں بیس دہ تار یا خط ہیں جو قائداعظم نے راولپنڈی یا مری کے پتے پر لکھے یا راولپنڈی آنے کے بارے میں دوسرے اضلاع والوں کو لکھے۔ ان میں سے اٹھارہ غیر مطبوعہ ہیں۔

کتاب کی تالیف میں زبانی روایات کو درج کرنے سے گریز کیا گیا ہے حالات و واقعات انتہائی چھان پھٹک کرنے کے بعد شامل کتاب کئے گئے ہیں۔

مولف کتاب ۱۹۱۷ء میں قصبہ مہم ضلع رہتک میں پیدا ہوئے۔ حصول تعلیم کے زمانے میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک سرگرم رکن تھے۔ اور اس حیثیت سے ان کا قائداعظم سے باقاعدہ رابطہ رہا۔ مسلم لیگ کے ۱۹۴۰ء کے مشہور اجلاس لاہور میں بھی شریک تھے جس میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی۔

تحریک پاکستان کے دوران میں مسلمانوں کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں وہ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے بعد مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے بالآخر کیڈٹ کالج حسن ابدال سے ملازمت سے سبکدوش ہوئے

ان کے گرانقدر ذاتی کتب خانے میں متعدد نادر و نایاب مطبوعہ اور خطی نسخے، اب تک مسلم لیگ کا ریکارڈ، تحریک پاکستان پر مواد، قدیم شجرے، کتبے، خطوط، دستاویزات شاہی فرامین۔ مہریں اور دستخط موجود ہیں۔

ان کے لاتعداد تحقیقی مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) اور ملک کے بلند پایہ جرائد میں شائع ہو چکے ہیں مستقل تصانیف میں سے ریاضی پر تین کتابوں (۱۹۵۵) کے علاوہ درج ذیل معروف ہیں۔

(۱) Live and Let live (۱۹۴۲)

(۲) سالار مسعود غازی

(۳) نمونے کا ایک نوجوان

(۴) شاہ لطیف بزمی

(۵) ہادی ہریانہ

(۶) محفل معما گوئی

(۷) مآثر الاجداد

(۸) تاریخ حسن ابدال

(۹) قائداعظمؒ اور راولپنڈی

قائداعظم اور سرحد:

اسے جناب عزیز جاوید نے مرتب اور ادارہ تحقیق و تصنیف پشاور نے اکتوبر ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔ جناب فدا محمد خاں لکھتے ہیں۔

مصنف نے سرحد میں تحریک پاکستان کے ہر پہلو پر روشنی ڈال کر تحریک پاکستان کے ایک اہم باب کی تکمیل کی ہے۔ سرحد میں تحریک پاکستان کے سلسلے میں مصنف کا یہ ایک بہت بڑا تحقیقی اور تاریخی کارنامہ ہے۔ کتاب کی خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) قائداعظم کی وہ آئینی جدوجہد جو انہوں نے سرحد کی اصلاحات دلانے کے لئے کی ہے وہ تفصیل کے ساتھ پہلی بار اسی کتاب کے ذریعے منظر عام پر لائی گئی ہے۔

(۲) قائداعظم کے سرحدی دوروں ان کی سرحد میں تقریروں اور سرحد کے لئے ان کے خصوصی پیغامات کو پہلی بار تفصیل کے ساتھ اور صحیح طور پر منظر عام پر لایا گیا۔

(۳) سرحدی عوام کے ساتھ قائداعظم کی نادر اور تاریخی تصاویر جو اس کتاب میں دی گئی ہیں وہ قومی تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ تھیں جنہیں مصنف کی انتھک کوششوں سے محفوظ اور یکجا کر لیا گیا ہے

(۴) اس کتاب کے ذریعے قائداعظم اور سرحدی زعماء کے درمیان ہونے والی خط و کتابت سے صوبے میں تحریک پاکستان پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۵) کتاب میں سرحد کے شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

(۶) خواتین کا تحریک پاکستان میں جو کردار رہا ہے اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

قائداعظمؒ اور طلوع اسلام

جیبی سائز کی یہ کتاب بزم طلوع اسلام کراچی نے سال قائد اعظم ۱۹۷۶ء کی نسبت سے نذرانہ عقیدت کے طور پر شائع کی۔ بنیادی مقصد یہ کہ اس موقع پر قائد کی سیرت و کردار اور اقوال و تعلیمات کے وہ گوشے سامنے لائے جائیں جو تحریک پاکستان کی اصل محرک بنے اور جو کتاب و سنت سے قائد کی والہانہ محبت کے آئینہ دار ہیں۔

اس کتاب کا مطالعہ یوں تو ہر عمر کے لوگوں کے لئے نفع بخش ہے تاہم نوجوان نسل کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

قائداعظمؒ اور صحافت

قائداعظمؒ کے بارے میں اب تک یوں تو متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ان کی حیات اور کارناموں کو اجاگر کرنے کے لئے قائداعظم اکادمی کے نام سے ایک ادارہ بھی کام کر رہا ہے۔ جناب شریف الدین پیرزادہ اور جناب رضوان احمد بھی اس سلسلے میں خاصے سرگرم عمل ہیں لیکن صحافت کے معزز پیشے سے بانی پاکستان کے تعلق اور آزادی صحافت کے حوالے سے قائداعظم کے ارشادات عالیہ کی اب تک نشاندہی نہیں ہو سکی۔ اس طرح حضرت قائداعظم نے ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کے بعد جنوبی ایشیا کی مسلم صحافت کی ترویج و ترقی اور اس سلسلے میں مسلمان مدیران جرائد و اخبارات کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے جو سعی بلیغ فرمائی اس سے اب تک اہل وطن کو پوری طرح واقفیت حاصل نہیں ہو سکی۔ اس طرح یہ بات بھی بہت کم لوگوں کے علم میں ہے کہ قائداعظم نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے فروغ کے لئے ایک نمائندہ مسلمان انگریزی اخبار اور ایک مسلم خبر رساں ایجنسی کے قیام و استحکام میں کتنا کلیدی کردار ادا کیا اس دس سالہ دور میں جو ۱۹۳۷ء سے شروع ہو کر ۱۹۴۷ء تک ہے۔ ۸ سال دوسری عالمگیر جنگ سے متعلق تھے اور جنوبی ایشیا میں نیوز پرنٹ کی کمی کی وجہ سے اخبارات کی اشاعت مرکزی حکومت کی اجازت اور تعاون کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ چنانچہ ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک نکلنے والے مسلم لیگی اخبارات کی اشاعت صرف اور صرف حضرت قائداعظم کی دلچسپی اور تعاون ہی کی بناء پر ممکن ہو سکی۔ ان تمام باتوں کا تفصیلی تذکرہ اور اس ضمن میں قائداعظم کے عملی تعاون کے تمام دستاویزی ثبوت قائداعظم اور صحافت کے عنوان کے تحت ۱۶۸ صفحات پر مشتمل تصنیف میں فراہم کر دئے گئے ہیں۔ اور اس کتاب کے مصنف جو خود بھی تحریک پاکستان کے ایک سرگرم کارکن رہ چکے ہیں اور صحافت کے پیشے سے وابستہ اور منسلک بھی ہیں۔ سید اشتیاق اظہر نے کمال عرق ریزی سے صحافت کے حوالے سے قائداعظم کے کردار و عمل کی نہایت واضح طور پر نشاندہی کر دی ہے۔

جناب اشتیاق اظہر سید ذوالفقار حسین رضوی کے ہاں ۳ مئی ۱۹۲۴ء کو کانپور میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام اشتیاق حسین ہے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے۔

انہوں نے کانپور کے کرائسٹ چرچ کالج سے ۱۹۴۶ء میں بی اے کیا پھر صحافت کو بطور پیشہ اختیار کیا۔

اور محکمہ اطلاعات سندھ کی ملازمت سے ۱۹۸۴ء میں سبکدوش ہوئے

صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ شاعری بھی کرتے ہیں۔ نغمہ و شعر (پہلا مجموعہ کلام)۔ وادی گنگ و جمن سے وادی مہران تک، حسرت موہانی، سندھ کے جدید شاعر اور نذر لطیف بھٹائی۔

قائداعظمؒ اور صوبہ سرحد:

اے جناب محمد شفیع صابر ایم اے انگلش، ایم اے اردو یونیورسٹی گولڈ میڈلسٹ ترقی اردو گولڈ میڈلسٹ، آنرز ان پرشین اور آنرز ان پشتو نے مرتب کیا اور یونیورسٹی بک ایجنسی نے شائع کیا۔ غالباً یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں منظرِ عام پر آئی کیوں کہ پیش لفظ کے آخر میں مرتب نے ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء (پشاور) کی تاریخ ڈالی ہے

یہ کتاب صوبہ سرحد میں قائداعظم محمد علی جناح کے دوروں کی مکمل تفصیل فراہم کرتی ہے۔ اور قائداعظم پر کام کرنے والوں کے لئے بڑی نافع ہے۔

قائداعظم اور لائل پور

یہ کتاب ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے قائداعظم محمد علی جناح کے نومبر ۱۹۴۲ء کے دورہ لائل پور کے نتیجے میں ہونے والے حالات و واقعات کی روشنی میں مرتب کی ہے۔ قائداعظم کا لائل پور کا یہ پہلا اور آخری دورہ تھا جو تین روز کا تھا۔ اس موقع پر انہوں نے وہاں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی تھی۔

قائداعظم کا یہ دورہ قیام پاکستان کی تحریک کے سلسلے میں کئی پہلوؤں سے زبردست اہمیت رکھتا ہے کتاب کے مرکزی حصے کو روزنامہ انقلاب لاہور کے تراشوں اور ہندوستان کی پہلی مسلم خبر رساں ایجنسی اورینٹ پریس کی جاری کردہ اطلاعات نے گھیرا ہے کتاب کو مولانا عبدالمجید سالک، مولانا غلام رسول مہر اور حمید

نظامی کے نام منسوب کیا گیا ہے۔ تحریک پاکستان سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے دلچسپ کتاب ہے۔

اسے سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن ۵ نومبر ۱۹۴۲ء کو سید امین الرحمٰن کے ہاں بھٹنڈہ (پٹیالہ، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۶۴ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا، ۱۹۷۲ء میں سندھ یونیورسٹی سے اردو میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ان کے مقالے کا عنوان تھا غالبیات کا تحقیقی اور توضیحی مطالعہ یہ مقالہ انہوں نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی نگرانی میں مکمل کیا تھا۔

۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۴ء ترقی اردو بورڈ کراچی میں ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پھر گورنمنٹ کالج بہاولنگر، ایف سی کالج لاہور، گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں خدمات انجام دیں بالآخر گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ اس وقت شعبہ اردو کے صدر ہیں۔

تصانیف و تالیفات

(۱) بابائے اردو احوال و افکار۔ (۲) سید وقار عظیم (سوانحی خاکہ) (۳) نقد عبدالحق (۴) خیالستان یلدرم (۵) اشاریہ غالب (۶) مطالعہ یلدرم (۷) غالب اور انقلاب ستاون (۸) قائداعظم اور لائل پور (۹) جامعات میں اقبال، صاحب تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ (۱۰) اقبالیات کا مطالعہ (۱۱) محمد نقوش (۱۲) آپ بیتی رشید احمد صدیقی (ترتیب) (۱۳) ڈاکٹر عبدالحق (۱۴) فورٹ ولیم کالج ترتیب و دیگر۔

قائداعظم اور مسٹر بھٹو:

۲۴ دسمبر ۱۹۷۱ء کو صدر پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے قائداعظم کے یوم پیدائش پر قوم کے نام ایک پیغام میں کہا کہ آج عوامی حکومت قائم ہو چکی ہے اور مستقبل کے مالک عوام ہیں اگر ہم سب محنت کریں تو جلد ہی وہ مستقبل حقیقت بن کر ہمارے سامنے آئے گا جو قائداعظم کے ارشادات کی علی تعبیر ہو گا

ان کے بیان کا مکمل متن یہ ہے

میرے پیارے ہموطنو۔ پچیس سال قبل قائداعظم نے برصغیر کے مسلمانوں کا اپنا وطن بنایا تھا اور ان پچیس سالوں میں یہ دوسرا موقع ہے کہ پاکستان کے عوام تاریخ کے چوراہے پر کھڑے۔ ۱۹۴۷ء کی طرح اب بھی اپنی قومی حیثیت کو برقرار رکھنے کی جدوجہد کر رہے ہیں جو ہمیں تباہ کرنا چاہتی ہے آج بھی قومی جدوجہد کی قوت کا سرچشمہ خود عوام ہیں اور آپ میں سے ہر ایک فرد اپنی قوم کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک شہری کی حیثیت سے اپنی قوت بروئے کار لا رہا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ آج بھی میرے ہموطن میرے بھائی اور بہنیں اس رہنما کے قول و فعل کے ولولہ سے سرشار ہیں۔

جس کا یوم ولادت آج ہم منا رہے ہیں اور جس نے خود پاکستان بنایا لیکن اس وقت ۱۹۴۷ء میں اور آج میں ایک فرق ہے یہ فرق وہ تجربہ ہے جو ہم نے آج حاصل کیا ہے کہ جدید ریاست کے معاملات کس طرح چلائے جانے چاہیں اور کس طرح نہیں۔ اسی تجربہ میں ہماری امید اور حقیقت میں، ہمارا یقین پوشیدہ ہے۔

اس ملک میں ایک کے بعد دوسرے حکمران کی آمد کی پالیسیوں کے اختتام پر جو المناک نتائج سامنے آتے ہیں ان سے قطع نظر مستقبل کے مالک پاکستانی عوام ہیں ایسا مستقبل جس کے لئے کوشش کی جانی چاہئے اور یقیناً یہ مستقبل جلد ہی حقیقت بن کر ابھرے گا آج اور جو وقت ہم گزار چکے ہیں اس میں ایک اور بڑا فرق ہے جب سے قائداعظم ہم سے جدا ہوئے یکے بعد دیگرے آنے والے حکمرانوں نے مسلسل عوام سے دغا کیا ہے لیکن آج عوام خود اپنے ملک کے حکمران ہیں اور اپنے مستقبل کے معمار اور فیصلہ کرنے والے عوام خود ہیں اور یقین امید کی جگہ لے رہا ہے آج جب ہم قائداعظم کی سالگرہ منا رہے ہیں تو دکھ بھی محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں اپنے قائد کے ارشادات کو عملی شکل دینے میں اتنا طویل عرصہ لگا ہے

یہ دکھ عارضی ہے ہمارا عزم اور زیادہ پختہ ہو رہا ہے کہ ہم اس کام میں کامیاب ہوں گے ہم اپنے دل اور دماغ میں پاکستان کا وہ خاکہ محو نہیں ہونے دیں گے جو قائداعظم کے ذہن میں تھا اور ہم اپنی آئندہ نسلوں کو دھوکہ نہیں دیں گے۔ لیکن اگر ہم اپنے یقین کو عزم کو اسی طرح پختہ کرلیں تو ہمارا یقین خوش فہمی میں تبدیل نہیں ہوسکے گا۔ آنے والے دنوں میں ہم سب کو سخت سے سخت محنت کرنا ہوگی۔ اور بے غرضی اور قربانی کے

جذبے کا مظاہرہ کرنا ہو گا آج آپ کی اپنی حکومت آپ کے ملک کے معاملہ کی ذمہ دار ہے۔ میرے ہموطنو آپ ہی نے اس حکومت کو ذمہ داری سونپی ہے میں اپنے اس پختہ عزم کا اظہار کرتا ہوں کہ میری پارٹی اور میرے ساتھی آپ کے مفادات کے لئے کام کریں گے اور آپ کی خدمت کریں گے دن بدن اور لحہ بہ لمحہ آپ کے مسائل کو حل کرنے اور آپ کی امیدوں اور امنگوں کے مطابق کام کریں گے۔ اور آپ کو بھی اپنے آپ کے لئے اپنے ملک کے لئے اور بابائے قوم کے لئے کام کرنا ہے

آئیے آج عہد کریں کہ ہر سال جب قائد اعظم کا یوم پیدائش آئے تو ہم اپنے ضمیر سے یہ کہہ سکیں اور اعلان کر سکیں کہ آگے بڑھے ہیں۔ ہمارا ایمان کمزور نہیں ہوا، ہمارا اتحاد پہلے سے زیادہ مقدس ہو گیا ہے ہمارے نظم وضبط اور محنت نے ہمارے ملک کو اور زیادہ سرسبز کر دیا ہے ہمارے عوام زیادہ تر خوشحال ہیں ہماری زندگیوں میں اور خوشیاں شامل ہو گئی ہیں اس طرح آئیے ہم سال بہ سال قائد اعظم کے آدرش کی تعبیر کے قریب ہوتے جائیں۔

نیز دیکھئے۔ بھٹو، ذوالفقار علی۔ بھٹو بنام قائد اعظم

قائد اعظم اور مسلم اقتصادیات کا احیاء.

تحریک پاکستان کے رہنما جناب محمود علی کی تصنیف یہ کتاب انگریزی میں ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی اس کا اردو ترجمہ ۱۹۸۰ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ مصنف نے یہ کتاب اپنی رفیقہ حیات ہاجرہ کے نام منسوب کی

یہ کتاب ان افراد کے لئے ایک بیش قیمت ہدایت کا سرچشمہ ثابت ہو سکتی ہے جو اس انقلابی تبدیلی کے خواہاں ہیں کہ پاکستان کے اقتصادی ڈھانچے میں پیدا کرنی ہو گی۔

اس کتاب میں مصنف نے بتایا ہے کہ جب اس کارواں نے اس متعین اور واضح انداز میں بتائے گئے راستے پر قدم اٹھائے تو حقیقت میں ان پر کیا گزری انہوں نے اس زوال اور انتشار کے اسباب بھی بیان کئے ہیں اس کتاب میں انہوں نے سماجی اور اقتصادی رجحانات کی نشاندہی کی ہے

وہ یکم ستمبر ۱۹۱۹ء کو مولوی مجاہد علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابھی صرف ڈیڑھ برس کی عمر تھی کہ والد کا انتقال ہو گیا والد بزرگوار مسلم یونیورسٹی کے ایل ایل بی تھے۔ وہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ موصوف نے بنگالی زبان میں کئی بلند پایہ شعری مجموعوں کی تصنیف کی تھی جن میں سے کچھ شائع ہو چکے ہیں

جناب محمود علی نے ۱۹۴۲ء میں شیلانگ (آسام) سے بی اے کیا اور اسی سال آسام مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر منتخب ہوئے دو برس بعد صوبائی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں شامل ہوئے اور ۱۹۴۶ء میں آسام کی صوبائی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

جناب محمود علی ہمیشہ سے پاکستان کی سالمیت اور اتحاد میں پختہ یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے ملک کے ہر علاقے اور طبقے کے لوگوں کی آرزوؤں اور خواہشوں کو پورا کرنے کے سلسلے میں ہمیشہ پر خلوص کوشش کی ہے. ان کی سیاسی زندگی قابل تعریف ہے. ۱۹۴۶ء میں اس وقت جیل گئے جب مسلم لیگ نے اس امر کے خلاف تحریک چلائی تھی کہ بنگال کے اجڑے ہوئے کسانوں کو آسام میں بسنے سے نہ روکا جائے یہ زیادہ تر مسلمان کسان تھے لہٰذا سول نافرمانی کے تحت سزا ملی۔

۱۹۵۰ء میں پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تو انہوں نے سلہٹ میں فسادات کو ختم کرانے میں اہم کردار ادا کیا اس وقت بھی انہیں تحفظ عامہ ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔

۱۹۵۴ء میں شیر بنگال مولوی فضل الحق کی وزارت ختم ہو گئی اور مشرقی پاکستان میں صدارتی راج نافذ کیا گیا تو اس وقت بھی انہیں گرفتار کیا گیا۔ ۱۹۵۵ء میں چودھری محمد علی نے چوتھی بار قید کرایا

۱۹۴۸ء میں نوبلال کے نام سے ایک ہفتہ وار سیاسی اخبار نکلا جو اکتوبر ۱۹۵۸ء تک شائع ہوتا رہا ۱۹۶۹ء میں پھر جاری کیا لیکن یہ بھی ۱۹۷۰ء میں بند ہو گیا۔

۱۹۷۱ء کے پر آشوب زمانے میں ہندوستان اور دیگر کچھ ممالک کے زہریلے اور گمراہ کن پروپیگنڈے کو ناکام اور بے اثر بنانے کے سلسلے میں افریقی، یورپی اور امریکی ممالک میں پاکستان کی حمایت کے سلسلے میں جو قابل قدر خدمات انجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

۱۹۷۱ء کے بعد صدر پاکستان کے مشیر برائے سیاسی امور رہے ۱۹۷۲ء میں وزیر مملکت برائے قومی امور، بیرون ملک پاکستانی اور جیل خانہ جات رہے۔ بعد میں چیف مارشل لاء

ایڈمنسٹریٹر کے مشیر برائے ماحول اور شہری امور و منصوبہ بندی، ہاؤسنگ اینڈ ورکس رہے۔

وزیر مملکت کے ساتھ ساتھ نیشنل کونسل آف سوشل ویلفیئر کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ صدر ضیاء الحق کے عہد میں وزیر مملکت رہے۔

قائد اعظم اور مسلم پریس:

اسے پروفیسر احمد سعید نے مرتب اور ایجوکیشنل ایمپوریم لاہور نے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔ کتاب کے حرف آغاز میں مرتب لکھتے ہیں

اس کتاب میں ان تمام اداریوں کو مرتب کیا گیا ہے جو قائد اعظم کے بارے میں لکھے گئے جن اخبارات سے یہ ادارے لئے گئے ہیں ان میں روزنامہ پیسہ اخبار (۱۹۰۶ـ ۱۹۲۱) ۔ ہفت روزہ پیسہ اخبار (۱۹۲۱ء ـ ۱۹۳۹ء) روزنامہ زمیندار لاہور (۱۹۲۱ء ـ ۱۹۲۸ء) روزنامہ انقلاب لاہور اور روزنامہ الجمعیتہ (دہلی) شامل ہیں۔

پیسہ اخبار کا رویہ قائد کے ساتھ ہمدردانہ رہا یہ اخبار جداگانہ انتخاب کا زبردست حامی، مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم کا ترجمان اور ہندوؤں کے مسلم کش رویہ کا شاکی رہا۔ اسی وجہ سے بعض اوقات جب قائد اعظم مخلوط انتخاب اور ہندو مسلم اتحاد کی حمایت کرتے تو پیسہ اخبار ان کے بیانات پر نکتہ چینی کرنے سے گریز نہ کرتا۔ روزنامہ زمیندار کی پالیسی مختلف رہی

ان تمام اداریوں میں ایک بات واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے کہ قائد اعظم کے نقطہ نظر سے خواہ کسی اخبار کو اتفاق تھا یا اختلاف سبھی اس امر پر متفق تھے کہ قائد اعظم ہندوستان اور مسلمانوں کے ساتھ کبھی غداری نہیں کریں گے

قائد اعظم ایجوکیشنل ٹرسٹ:

اس بڑے منصوبے پر عمل درآمد کے لئے مختلف سرکاری ذرائع اور نجی شعبے سے فنڈز حاصل کئے گئے ہیں تاہم بنیادی طور پر یہ ایک غیر سرکاری منصوبہ ہے۔ اس کی گورننگ باڈی کے چیئرمین ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ ہیں۔ اس منصوبے کے تحت ابتدائی مرحلہ میں ۳۶ ایکڑ پر قائد اعظم ڈویژنل پبلک سکول کے جونیئر سیکشن کی عمارات تعمیر کی جائیں گی۔ جو ۵۶ ہزار مربع فٹ پر محیط ہوں گی اس پر اخراجات کا تخمینہ ایک کروڑ روپے کے لگ بھگ ہے۔ جونیئر سیکشن میں قریباً گیارہ سو طلبا و طالبات کو نرسری سے پانچویں تک تعلیم دی جائے گی۔ سینئر سیکشن کی عمارات ۶۳ ہزار مربع فٹ پر محیط ہوں گی اور ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ ہو گا پھر سکول کو بتدریج انٹرمیڈیٹ اور ڈگری میں تبدیل کیا جائے گا۔ پورے منصوبے پر آٹھ کروڑ خرچ اٹھے گا آڈیٹوریم، اساتذہ کی قیام گاہیں، مسجد، شاپنگ پلازا، ڈسپنسری، سٹاف کلب اور ہوسٹل بھی شامل ہیں۔

قائد اعظم ائرپورٹ (کراچی):

پاکستان سینٹ نے ۲ فروری ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ بروز اتوار اپنے اجلاس میں مولانا کوثر نیازی کی یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی کہ کراچی ایرپورٹ کو قائد اعظم ایرپورٹ اور لاہور ایرپورٹ کو علامہ اقبال ایرپورٹ قرار دیا جائے وزیر مملکت برائے امور خارجہ زین نورانی نے کہا کہ یہ تجویز پہلے ہی حکومت کے زیر غور ہے

مولانا کوثر نیازی نے اس موقع پر کہا کہ ان دونوں ہوائی اڈوں کو ہم قائد اعظم اور علامہ اقبال کے نام منسوب کر کے نئی نسل کو مستقلاً یہ یاد دلاتے رہیں گے کہ ان دونوں رہنماؤں نے پاکستان کے نصب العین کے لئے کیا خدمات انجام دیں۔

نیز دیکھئے قائد اعظم انٹرنیشنل ایرپورٹ

قائد اعظم بٹالین:

آزادی کے وقت ملٹری اکیڈیمی ڈیرہ دون سے جو کیڈٹ کاکول ملٹری اکیڈیمی میں تربیت کے لئے آئے ان کیڈٹوں پر مشتمل پہلے دستہ کو ۲۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو فرسٹ پاکستان بٹالین کا نام دیا گیا۔ اس وقت اس کی دو کمپنیاں تھیں ایک خالد کمپنی اور دوسری طارق۔ مارچ ۱۹۴۸ء میں جب بانی پاکستان یہاں آئے تو انہیں اس بٹالین کا پہلا کرنل انچیف کا عہدہ پیش کیا گیا جسے انہوں نے منظور کر لیا اس بٹالین کو انہوں نے قائد اعظم بٹالین کا نام دیا کاکول اکیڈیمی کا افتتاح خود قائد اعظم نے کرنا تھا اور پروگرام یہ تھا کہ وہ اپنا پرچم بہ نفس نفیس بٹالین کو آ کر

سو نہیں گے افسوس اچانک علالت کی وجہ سے اکیڈیمی اس اعزاز سے محروم ہو گئی۔

قائد اعظم بستی:

یہ بستی لاہور میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو مینار پاکستان کے مقام پر قائم کی گئی اس بستی کے لئے ۸۰۰ خیمے لگائے گئے جن کا تعلق چاروں صوبوں سے تھا۔

قائد اعظم بنام امیر ملت، پیر جماعت علی شاہ:

قیام پاکستان سے چند روز قبل حضرت امیر ملت نے قائد اعظم کو مبارکباد کا خط ارسال کیا اس کے جواب میں ۶/اگست ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم نے امیر ملت کو خط ارسال کیا جس کا متن یہ ہے

۱۰ اورنگ زیب روڈ

نئی دہلی

۶/اگست ۱۹۴۷ء

ڈیر پیر صاحب

آپ کی نیک تمناؤں اور مبارکبادوں کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمان خوش ہیں کہ آخر کار ہم نے دو سو سال کی غلامی کے بعد خود اپنی پاکستان کی آزاد اور خود مختار مملکت بنائی۔

آپ نے ازراہ لطف مجھے شفتالوؤں کا جو پارسل ارسال کیا ہے میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں

بہترین تمناؤں کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

حالات کے لئے دیکھئے جماعت علی شاہ پیر

قائد اعظم بنام ٹرومین:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۸/دسمبر ۱۹۴۷ء کو امریکہ کے صدر ٹرومین کو ایک خط لکھا تھا جس میں فلسطین کو تقسیم کرنے کی سخت مخالفت کی گئی تھی۔ قائد اعظم نے فلسطین کی تقسیم کے متعلق اقوام متحدہ کی قرارداد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ یہ قرارداد اقوام متحدہ کے منشور کے منافی ہے۔ اور دنیا کے تیس کروڑ مسلمان فلسطین کی تقسیم کو منظور نہیں کریں گے۔

نیز دیکھئے ٹرومین ہیری ایس

قائد اعظم بنام دین محمد:

بمبئی ۶ دسمبر ۱۹۲۷ء

ڈیر مسٹر دین محمد

میں اپنا وہ خط آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جو میں نے سیکرٹری کو تحریر کیا تھا۔ یہ خط تمام اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور مجھے امید ہے کہ مسلم لیگ پنجاب کی ان رجعت پسند قوتوں کا شکار نہیں ہو گی جو مفاد پرست گروہ نے پیدا کی ہیں۔ مسلم لیگ کے اجلاس کو کامیاب بنانے کا صرف یہی واحد طریقہ ہے کہ کلکتہ کو مقام اجتماع بنانے کے سلسلے میں ہز ہائی نس آغا خاں کی زبردست حمایت کی جائے۔

مہربانی فرما کر اپنا ووٹ دس تاریخ سے پیشتر سیکرٹری لیگ کو دہلی بذریعہ تار ارسال کر دیں۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح

حالات کے لئے دیکھئے دین محمد شیخ

قائد اعظم بنام عبد السلام خورشید۔

قائد اعظم نے عبد السلام خورشید کے ۲۹ اگست ۱۹۳۸ء کے خط کے جواب میں جو خط لکھا ہے اس کا متن یہ ہے

۸ ہارڈنگ ایونیو

نئی دہلی

۹ ستمبر ۱۹۳۸ء

محترمی

مجھے آپ کا ۲۹ اگست ۱۹۳۸ء کا خط مل گیا میں جواب جلد نہ دے سکا کیوں کہ میری طبیعت ناساز تھی آپ نے مختلف تجاویز پیش کی ہیں میں وہ میں نے نوٹ کر لیں ہیں جن کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے یہ توقع نہیں

کر سکتے کہ ان معاملات پر خط و کتابت میں بحث کروں میرے نزدیک ابھی مسلمانان ہند کو سیاسی زبان سیکھنی ہے اور پھر تھوڑا سا صبر کرنا بھی سیکھنا ہے اب مجھے کامیابی کی کچھ امید ہے کیوں کہ مسلمان جاگ رہے ہیں ان میں خودداری اور خود اعتمادی پیدا ہو رہی ہے لیکن مکمل طور پر منظم ہونے کے لئے انہیں کچھ اور وقت درکار ہے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

حالات کے لئے دیکھئے عبدالسلام خورشید

قائداعظم بنام عبدالقیوم خاں:

قائداعظم محمد علی جناح نے خاں عبدالقیوم خاں کے اس خط کے جواب میں جو انہوں نے قائد کو لکھنؤ سے ۱۶/اگست ۱۹۴۵ء کو لکھا تھا کہا

ٹیلیگرام۔ بمبئی

۲۰/اگست ۱۹۴۵ء

مجھے آپ کا ۱۶اگست کا خط ملا۔ بہت شکریہ مجھے آپ کے فیصلے کی بابت علم ہو کر مسرت ہوئی کہ آپ لیگ میں شامل ہو رہے ہیں، میں آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں جن کا آپ نے اپنے مکتوب میں واضح طور پر اظہار کیا ہے شملہ کانفرنس سے واضح ہو گیا ہے کہ کوئی خوددار مسلمان کسی قیمت پر کانگریس کی نہ حمایت کر سکتا اور نہ کانگریس میں اب کسی دیانتدار مسلمان کے لئے کوئی جگہ ہے۔ شملہ کانفرنس کے بعد کوئی انصاف پسند کلمہ گو کانگریس کی حمایت نہیں کر سکتا مجھے امید ہے کہ اور لوگ بھی آپ کی مثال کی پیروی کرتے ہوئے اپنی قومی تنظیم آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں گے۔ خصوصاً اس نازک وقت میں مسلمانوں کو لیگ میں شامل ہو کر مسلم ہندوستان اور اسلام کے مقاصد کو تقویت پہنچانا چاہئے

جناح

قائداعظم بنام محمد اشرف:

جناب محمد اشرف ان دنوں طالب علم تھے جب ان کی قائداعظم سے کئی ملاقاتیں ہوئیں قائداعظم نے انہیں دو خطوط بھی لکھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابارہل۔ ۲۷ جنوری ۱۹۴۳

بنام ایم اشرف اسکوائر ۶۰ ایڈورڈ روڈ راولپنڈی

ڈیر سر۔ میں آپ کے خط مورخہ ۱۴ جنوری کی رسید بھیجتے ہوئے ان معلومات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے اس خط کے ذریعہ بہم پہنچائی ہیں آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ اس موقع پر طلبا کو کیا کرنا چاہئے میرا جواب یہ ہے کہ انہیں اپنے تعلیمی کردار اور علمی مصروفیات کو خطرے میں ڈالے بغیر آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شریک ہو جانا اور اس کے اغراض و مقاصد کا وفادار رہنا چاہئے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کا مطالعہ کر کے اگر اس سے متفق ہوں تو مسلم لیگ سے ہمدردی اور اس کی تائید کرنی چاہئے لیکن فی الحال آپ کا سب سے بڑا مقصد تعلیمی کیریئر ہونا چاہئے

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

دوسرے خط کا پس منظر یہ ہے کہ جناب محمد اشرف نے قائداعظم سے ان کی دستخط شدہ تصویر کی درخواست کی تھی اس خط کا جواب ان کے سیکرٹری نے دیا جس کا مضمون یہ ہے

ڈیئر سر (آپ کے خط بنام ایم اے جناح) کے جواب میں جس میں آپ نے ان کے فوٹو کی درخواست کی تھی) عرض یہ ہے کہ آپ مطلوبہ فوٹو کی کاپی میسرز SaronyStudio کناٹ پیلس نئی دہلی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ مسٹر جناح کے پاس اس فوٹو کی کوئی فاضل کاپی موجود نہیں

سیکرٹری ایم اے جناح۔

ان خطوط کے ساتھ دو رسیدیں بھی تھیں ایک دس روپے کی رسید جس پر اردو میں لیاقت علی خاں کے دستخط ہیں۔ اور پانچ جون ۱۹۴۶ء کی تاریخ درج ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی دوسری رسید ۵۰ روپے کی ہے اس پر ایم اے جناح کے دستخط ثبت اور ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء کی تاریخ درج ہے۔

قائداعظم بنام محمد خاں جوگیزئی نواب:

قائداعظم محمد علی جناح نے قیام پاکستان سے سات ماہ قبل

۱۵ جنوری ۱۹۴۷ء کو انہیں ایک اہم خط لکھا جس کا متن یہ ہے۔

۱۰ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

اولڈ گورنمنٹ ہاؤس کراچی

۱۵ جنوری ۱۹۴۷

ڈیئر نواب صاحب

مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ تہہ دل سے مسلم لیگ کی حمایت کر رہے ہیں اس نازک وقت میں مسلمانوں کے مابین اتحاد انتہائی ضروری ہے اور آپ جیسا صاحب حیثیت اور باا ثر آدمی اس جدوجہد میں جو ہم پاکستان کے لئے کر رہے ہیں، مسلم قوم اور اسلام کی بہت مدد اور خدمت کر سکتا ہے بلاشبہ آپ صورت حال کو اچھی طرح جانتے ہیں اور میرے لئے اس سے زیادہ کچھ کہنا غیر ضروری ہو گا کہ مسلمانوں کے استحکام ہی میں ان کی نجات ہے

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے

آداب

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

محمد خاں جوگیزئی ۱۸۸۴ء میں بلوچستان میں پیدا ہوئے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں بھرپور کردار ادا کیا بلوچستان سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں پہلے رکن تھے۔ وہ بلوچستان کے جوگیزئی قبیلے کے سربراہ بھی تھے۔ قلعہ سیف اللہ میں۔ انتقال ۱۳ نومبر ۱۹۷۸ء کو ہوا ان کی قائدانہ اور مخلصانہ صلاحیتوں پر حضرت قائداعظم کو ہمیشہ اعتماد رہا۔ یہی وہ اعتماد تھا کہ انہوں نے دہلی پہنچنے کے باوجود اس اعلان پر کہ قائداعظم نے انڈین اسمبلی کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے بحیثیت رکن حلف نہ اٹھایا۔ وہ ۱۹۴۶ء میں انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔

قائداعظم بنام مراتب علی

۱۰ اورنگ زیب روڈ

نئی دہلی

۱۳ مارچ ۱۹۴۴

عزیزم سید مراتب علی

آپ کے ۸ مارچ کے محررہ خط اور میرے قیام لاہور کے دوران ڈنر پارٹی پر مدعو کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے یہ دعوت قبول کر کے بڑی خوشی ہو گی۔ ۲۱ مارچ کی تاریخ میرے لئے مناسب رہے گی۔

آپ کا شکریہ اور میری طرف سے اور مس جناح کی طرف سے سلام خلوص قبول کریں

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

مراتب علی اسکوائر

آشیانہ لاہور

سید مراتب علی کا شمار تحریک پاکستان کے ممتاز کارکنوں میں ہوتا تھا وہ ۱۸۸۲ء میں لاہور میں سید وزیر علی شاہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ زمانہ طالب علمی میں باپ نے انہیں کاروبار میں شریک کر لیا۔ اور باپ بیٹوں نے مل کر اے، اینڈ ایم وزیر علی کے نام سے ایک فرم بنائی۔

۱۹۳۴ء میں جو تجارتی وفد افغانستان گیا وہ اس کے ارکان میں شامل تھے۔ ۱۹۳۵ء میں ریزرو بینک آف انڈیا کے سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز کا قیام عمل میں آیا تو وہ اس کے رکن بنے۔ ۱۹۳۶ء میں ایلکلی اینڈ کیمیکل کارپوریشن آف انڈیا کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ اور قیام پاکستان تک اسی عہدے پر فائز رہے۔

۱۹۴۰ء سے وفات تک ایچی سن کالج لاہور کی مجلس نظم و ضبط کے رکن اور ۱۹۴۲ء میں آل انڈیا مسلم چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے نائب صدر اور اس سے اگلے سال پنجاب کے صدر منتخب ہوئے۔

۱۹۲۹ء میں خان بہادر کا، ۱۹۳۵ء میں سی بی ای کا اور ۱۹۴۰ء میں سر کا خطاب ملا۔

قیام پاکستان کے بعد ریزرو بینک آف انڈیا سے پاکستان کے حصے کی رقم وصول کرنے کے سلسلے میں دور کنی وفد میں شامل تھے۔ قائداعظم کی ہر صدا پر لبیک کہا اور تحریک اور تعمیر پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

قائداعظم بنام ملک برکت علی

لٹل گبس روڈ

مالابار ہل۔ بمبئی

۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

ڈیئر مسٹر برکت علی

مجھے ایک طویل مکتوب غلام رسول سے ملا ایک سر محمد اقبال سے اور خود آپ کی طرف سے ان میں جن تفاصیل کا ذکر کیا گیا ہے میں ان سب پر گفتگو کے ابھی قابل نہیں ہوں لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ تفصیلی نکات کا تجزیہ غیر ضروری ہے کیا میں ایک اصولی بات کروں کہ جب ایک بار یونینسٹ پارٹی کے مسلمان ارکان یا کوئی اور مسلمان لیگی بن جاتا ہے اور مسلم لیگ کے عقیدے، پالیسی اور پروگرام کا اپنے آپ کو پابند بنالیتا ہے تو وہ صرف مسلم لیگی ہے اور کچھ نہیں اور جو لوگ پہلے سے مسلم لیگ میں ہیں وہ نئے لیگیوں سے بہتر نہیں میں شاید آپ کہیں کہ دوسروں نے اب محسوس کیا ہے کہ ہم نے جو پالیسی اور پروگرام چلائے تھے وہ درست تھے اس لئے وہ پورے دل کے ساتھ ہماری صفوں میں شامل ہو گئے اس کے بعد یہ کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا کہ فلاں اس گروپ سے تعلق رکھتا ہے اور فلاں اس گروپ سے یا فلاں اس پارٹی میں شامل ہے یا اس پارٹی میں۔ کیوں کہ اس کا مطلب محض دھڑے بندی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ تھوڑے سے صبر سے کام لیں تو یہ ذیلی اور جزوی معاملات خود بخود منصفانہ انداز میں حل ہو جائیں گے اور وہ بھی اس مفاد میں جو ہم سب کو عزیز ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ یہ خط سر محمد اقبال اور غلام رسول کو دکھا دیں گے مرکزی پارلیمانی بورڈ میں میں نے سر سکندر حیات کے تجویز کردہ بعض نام شامل کئے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں پنجاب کی نمائندگی کے لئے مزید نام تجویز نہیں کروں گا ایسے نام جو سر محمد اقبال صدر ملک زمان مہدی خاں نائب صدر غلام رسول سیکرٹری مسلم لیگ اور خود آپ تجویز کریں۔

میں نہایت مودبانہ انداز میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ میرا نام نیو ٹائمز کے سرپرستوں کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں میں افسوس سے کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ناپسندیدہ ہے کیوں کہ میرے نزدیک یہ چیز انصاف کے منافی ہے کہ ایک اخبار کو میرا نام استعمال کرنے کی اجازت دی جائے اور اس طرح بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر عوام کو یہ تاثر دیا جائے کہ میرا اس اخبار سے کوئی تعلق ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اور میرا نیو ٹائمز سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں میں نیو ٹائمز کو اس حد تک خوش آمدید کہتا ہوں جہاں تک کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے کام کو آگے بڑھا رہا ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ میری بات کو غلط نہ سمجھیں گے جب میں یہ کہتا ہوں کہ میرا نام استعمال نہ کیا جائے۔ جب میری طبیعت درست ہو گی تو میں آپ کے خط کا تفصیلی جواب دوں گا اور دوسروں کے خط کا بھی۔ احترامات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

حالات کے لئے دیکھئے برکت علی ملک

قائد اعظم بنام مولانا حفظ الرحمٰن

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل۔ بمبئی

۳/ اپریل ۱۹۴۷ء

ڈیئر سر

مجھے آپ کی مرسلہ قرارداد اور آپ کا خط مورخہ ۲۵/ مارچ ملا۔ آپ کا اس کے لئے شکر گزار ہوں۔ برطانوی حکومت کے قرطاس ابیض مورخہ ۲۰/ فروری کے شائع ہو جانے کے بعد جو نئی صورت حال پیدا ہو چکی ہے اور اس نازک صورت حال کے پیش نظر جس سے ہم کو قریب ترین مستقبل میں دو چار ہونا ہے میں آپ سے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے مسئلہ پر قطعی متفق ہوں اور میں نے اس مسئلہ پر متعدد بار زور دیا ہے۔ خصوصاً گزشتہ دو یا تین ہفتوں کے دوران میں نے ہر مسلمان سے اپیل کی ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے۔ ہمارے لئے اب یہ وقت نہیں کہ ہم اپنے داخلی اختلافات کے متعلق کوئی مسئلہ کھڑا کر دیں اور یہ صرف ہمارا ہی کام ہونا چاہئے کہ ہم ایک منظم جماعت کی حیثیت سے اپنے دستور اساسی اور اپنے قواعد و ضوابط کی روشنی میں اس کو رفع کریں۔ یہ گھڑی وہ گھڑی نہیں کہ ہم اپنے گھریلو (اندرون خانہ) اختلافات میں الجھ جائیں حالانکہ ہمیں ایک شدید بیرونی خطرہ دھمکا رہا ہو۔ میں اس لئے آپ سے نہایت ہمدردانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ

بغیر کسی مزید تاخیر کے مسلم لیگ میں شریک ہو جائیں اور مسلمانوں کے ملی مقاصد کی حمایت فرمائیں تاکہ پاکستان کا محبوب نصب العین حاصل کر لیں۔ یہ ہمارے اتفاق واتحاد پر منحصر ہے اور مسلم لیگ کی وفادارانہ تائید پر موقوف ہے جو مسلمانان ہند کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔

میں نے واضح کر دیا ہے کہ ہر مسلمان جو مسلم لیگ میں شریک ہونے پر رضامند ہے چاہے گزشتہ دور میں (اب سے پہلے) اس کے نظریات کچھ ہی رہے ہوں خیر مقدم کا مستحق ہے اور میں جمعیت العلمائے ہند کے ہر رکن کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس صورت حال پر دردمندانہ غور کریں گے میں تو جدید رفتار واقعات کی روشنی میں جو وقوع پذیر ہو رہے ہیں، اور ہندوؤں کی اہم سیاسی جماعتوں کی روش دیکھتے ہوئے کوئی دشواری اس امر میں نہیں پاتا ہوں کہ آپ میری استدعا پر لبیک فرمائیں۔ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے بھی اس صورت حال کا احساس کر کے اس امر پر زور دیا ہے کہ اس نازک مرحلے پر ہمارے لئے دوش بدوش کھڑا ہونا کس قدر اہم ہے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

قائد اعظم بنام شبیر احمد عثمانی۔ مولانا.

یکم فروری ۱۹۴۶ء۔

ڈیئر مولانا صاحب

مجھے آپ کا خط مورخہ ۳۱ جنوری موصول ہوا ہے اور اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ مسلم لیگ کے آئین وضوابط کے مطابق نہ صرف یہ کہ مجھے کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ میرے لئے یہ غیر مناسب ہو گا کہ مسلم لیگ نے جو ٹرابیونل مقرر کئے ہیں ان کے اختیارات میں مداخلت کی جائے۔ ہر صوبے میں آل انڈیا مسلم لیگ نے بااختیار اتھارٹی مقرر کی ہیں جنہیں ہر صوبے میں مسلم لیگ کی طرف سے امیدوار منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اولاً صوبائی پارلیمانی بورڈ انتخاب کرتا ہے اور اگر کوئی امیدوار اس فیصلے سے مطمئن نہ ہو تو اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ مرکزی پارلیمانی بورڈ کے سامنے اپیل دائر کرے جس کا فیصلہ آخری اور حتمی ہو گا۔ امید ہے اگر میں آپ سے یہ کہوں تو آپ اس کی داد دیں گے اور قدر دانی کریں گے کہ میرے لئے بہت غیر مناسب ہو گا جو میں پارلیمانی بورڈ کے انتخابات کے معاملے میں اثر انداز ہوں اس لئے میں معذرت خواہ ہوں کہ میں اس معاملے میں مداخلت نہیں کر سکتا

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

قائد اعظم بنام مولانا شوکت علی:

قائد اعظم محمد علی جناح نے فلسطینیوں کے موقف کی مکمل حمایت کرتے ہوئے اعلان بالفور (   ) کو غیر منصفانہ قرار دیا تھا۔ اس کا انکشاف اس خط سے ہوا جو انہوں نے ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء کو شملہ سے مسٹر شوکت علی کے نام لکھا تھا جو اس وقت غیر منقسم بنگال سے مجلس قانون ساز کے رکن تھے اور فلسطین کے بارے میں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے جا رہے تھے

شملہ

۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء

مائی ڈیئر شوکت علی۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ فلسطین کانفرنس اور بنگال مسلم کانفرنس میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں۔ براہ کرم بنگال کے مسلمانوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ انہیں مسلم لیگ اور اس کی پالیسی اور پروگرام کے ساتھ رہنا چاہئے جو نہ صرف مسلمانوں کے بلکہ ملک کے بھی بہترین مفاد میں ہے مجھے یقین ہے کہ بنگال کے مسلمان فلسطین کے عربوں کی مکمل حمایت کریں گے جو انتدابی قوتوں کی ناانصافیوں اور غیر منصفانہ بالفور اعلامیہ کا شکار ہیں اب رائل کمیشن کی تجویز کے مطابق تقسیم فلسطین کا غیر منصفانہ اقدام کیا جا رہا ہے جو اس کی تباہی کا باعث ہو گا۔ جب میں کہتا ہوں کہ ہم فلسطین کے عربوں کی جدوجہد میں ان کے ساتھ ہیں جو اپنی خود مختاری اور اپنے ملک کی آزادی کے لئے کر رہے ہیں تو میں یقیناً بھارت اور بنگال کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہوں ہم ان کی جدوجہد میں ہر ممکن مدد دیں گے جو وہ دشمنوں کی اس خواہش کے خلاف کر رہے ہیں کہ اپنے ملک کی آزادی کے لئے ان کی منصفانہ خواہشات کو دبا دیا جائے میں بنگال کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ

منظم ہو جائیں اور بھارت کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کریں۔

(روزنامہ جنگ کراچی)

۱۵ فروری ۱۹۷۶

حالات کے لئے دیکھئے شوکت علی مولانا

قائد اعظم بنام مولانا ظفر علی خاں

۱۰ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

۲۷ نومبر ۱۹۴۳ء

ڈیئر مولانا ظفر علی خاں

بنگال ریلیف فنڈ کے لئے آپ کی طرف سے ایک ہزار روپے کا چیک آپ کے ۲۳ ماہ حال کے مراسلہ کے ساتھ موصول ہوا جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں یہ چیک کلکتہ مسلم ایوان تجارت کو بھیج دیا گیا ہے اور اس کی سرکاری رسید براہ راست آپ کے پتہ پر بھیج دی ہے

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

حالات کے لئے دیکھئے ظفر علی خاں مولانا۔

قائد اعظم بنام مہدی۔

ماونٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل۔ بمبئی

۲۴ اگست ۱۹۴۳ء

ڈیئر لیفٹننٹ مہدی۔

آپ کے ۴ اگست کے خط کا شکریہ۔ آپ نے ہمارے مطالبہ پاکستان کی جس پر جوش طریقے سے حمایت کی ہے میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور میری ذات کے حوالے سے جو باتیں آپ نے کہی ہیں ان کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں فی الوقت نہ آل انڈیا مسلم لیگ چاہتی اور نہ ہی میری خواہش ہے کہ مسلمان عطیات یا کسی دوسری شکل میں کوئی بڑا ذاتی ایثار کریں اس لئے میں نے اس مسئلہ کو آپ کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ حسب استطاعت آل انڈیا مسلم لیگ کے فنڈ میں چندہ دیں تاکہ ہم اپنا مقصود منزل پاکستان حاصل کر سکیں۔ مجھے خوشی ہے کہ مسلمان آج پہلے سے کہیں زیادہ متحد اور منظم ہیں تاہم ابھی کچھ کرنا باقی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب وقت آیا اور فرصت پڑی تو مسلمان قیام پاکستان کی خاطر اپنا سب کچھ دے دیں گے۔ یہ مسلم انڈیا کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور ہم اس وقت تک اطمینان سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتے اور پاکستان کا پرچم نہیں لہراتے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

قائد اعظم بنام مولوی عبدالحق:۔

قائد اعظم کی اگرچہ مولوی عبدالحق سے ایک آدھ ملاقات ہوئی ہے۔ تاہم اردو کے فروغ کے سلسلے میں ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے قائد اعظم نے انہیں یہ خط لکھا۔

گرانڈ ہوٹل

شملہ

۲۳ ستمبر ۱۹۳۷

محترم جناب۔

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ آپ مسلمانوں کے قومی کاموں بالخصوص ہندی، اردو مسئلہ سے گہری دلچسپی لے رہے ہیں آپ جانتے ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا جلاس ۱۶،۱۵، اور ۱۷ اکتوبر کو لکھنؤ میں منعقد ہو رہا ہے میں آپ کا مشکور ہوں گا اگر آپ مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کریں جو وہیں منعقد ہو گا۔

ہم ہندی اردو قضیہ کے بارے میں آپ کے خیالات معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اور مجھے یقین ہے کہ زبان جیسے اہم مسئلہ کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کرنے میں مسلم لیگ کونسل کو آپ کے خیالات سے بڑی مدد ملے گی مجھے امید ہے کہ آپ اس اجلاس میں ضرور شریک ہوں گے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

مولوی عبدالحق

حیدر آباد دکن

ڈاکٹر مولوی عبدالحق محسن اردو تھے انہوں نے اردو ادب کے فروغ کے لئے نہایت اہم خدمات انجام دیں۔ وہ ۲۰/اپریل ۱۸۷۰ء کو سراوہ ہاپوڑ (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے انہوں نے ۱۸۹۵ء میں علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

سرسید احمد خاں، شبلی نعمانی، الطاف حسین حالی اور سید محمود سے ملاقاتیں رہیں۔ کچھ روز محسن الملک کے پاس بمبئی میں رہے پھر حیدر آباد دکن کے مدرسہ آصفیہ کے صدر اور پھر افسر جنگ کے رسالے افسر کے مدیر مقرر ہوئے مولانا ظفر علی خاں کے دکن ریویو میں تنقیدی مضامین بھی لکھتے رہے۔ ان کے متعدد کتب پر مقدمے اسی دور کے لکھے ہوئے ہیں۔

۱۹۱۱ء میں محکمہ تعلیمات میں مدد گار۔ اور پھر انسپکٹر بنادئے گئے ۱۹۱۲ء میں ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کے شعبہ ترقی اردو کے معتمد منتخب ہوئے۔ دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کے پہلے ناظم اور عثمانیہ کالج اورنگ آباد کے صدر (پرنسپل) کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں

۱۹۳۶ء میں گاندھی نے اردو کی مخالفت کی تو انہوں نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، جامعہ عثمانیہ کی پروفیسری چھوڑ کر انجمن ترقی اردو کو دہلی منتقل کیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئے اور کراچی میں اردو کالج قائم کیا۔ کراچی یونیورسٹی کے اعزازی پروفیسر بھی رہے حکومت پاکستان نے خدمات کے اعتراف کے طور پر ہلال قائد اعظم کا اعزاز دیا۔ تصانیف۔ قواعد اردو۔ دی اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری، لغت کبیر، مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر، انتخاب کلام میر، الہ آباد یونیورسٹی سے ڈی لٹ کی ڈگری لی

قائد اعظم بنام نواب صدیق علی خاں:

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل

۳۱ مئی ۱۹۴۲

ڈیئر مسٹر نواب صدیق علی خان

مجھے آپ کا محررہ ۲۹ مئی ۱۹۴۲ء کا خط ملا جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری رائے میں آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ کو آل انڈیا مسلم لیگ میں ضم کرنا کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ متعدد معاملات میں ان کی مشکلات مختلف ہیں۔ مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہمیں ہر طریقے سے خود کو منظم کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔

میرا خیال ہے نواب بہادر یار جنگ کی طرف سے قائم کردہ کمیٹی میں آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ اور یقیناً آپ سمیت کوئی بھی معروف مسلم لیگی اس کا چیئرمین نہیں ہونا چاہئے۔ جسے آل انڈیا مسلم لیگ نے مقرر کر رکھا ہو تاکہ مختلف ریاستوں میں مسلمانوں کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے عہدہ بر آ ہونے کے لئے ابتدائی طور پر ہدایات دے سکے۔ آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ کے ارکان کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

قائد اعظم بنام طوسی:

قائد اعظم محمد علی جناح سے ان کی خط و کتابت ان کے پرائیویٹ سیکرٹری مطلوب حسین سید کی وساطت سے ہوئی۔ ۱۲ فروری ۱۹۴۱ء کو تحریر کردہ خط میں قائد اعظم کے سیکرٹری نے انہیں لکھا۔

قائد اعظم اس سب کام کے لئے جو آپ کر رہے ہیں، آپ کے شکر گزار ہیں انہوں نے مجھے کہا ہے کہ کیا آپ ایک چھوٹا کتابچہ تحریر کر سکتے ہیں جو کہ مسلم لیگ کی کارکردگی کا خلاصہ ہو اور یہ بتائے کہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ اس سلسلے میں وہ ہر قسم کی مدد جو کہ آپ چاہیں کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے پاس مواد کا خزانہ موجود ہے جو وہ آپ کے حوالے کر سکتے ہیں اگر آپ اس کام کو کرنے پر آمادگی کا اظہار کریں

مسٹر جناح نے آپ کے حالیہ ایسٹرن ٹائمز میں شائع شدہ مضمون بعنوان پولیٹیکل ڈیڈ لاک ان انڈیا کو پسند فرمایا ہے ان کے کہنے کے مطابق یہ حالیہ واقعات کا ایک اچھا خلاصہ ہے اور اگر آپ اسی طرح ۱۹۳۶ء سے شروع کر کے زمانہ حال تک پیش آمدہ بڑے بڑے واقعات کا خلاصہ تحریر کر سکیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ ایک از حد مفید کام ہو گا۔ اس سلسلے میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ بآسولت دہلی آسکیں تو ضرور تشریف لائیں اور

مسٹر جناح سے اس کام کے بارے میں بات چیت کر لیں کہ آپ اس کام کو کس طرح مکمل کرنا پسند کریں گے
حالات کے لئے دیکھئے طوسی ایس ایم

قائداعظم بہار ریلیف فنڈ:

اس فنڈ میں ۱۹۴۶ء میں بیالیس لاکھ روپے جمع ہوا تھا اور یہ فنڈ قیام پاکستان کی تعمیر پر صرف ہوا۔

قائداعظم بہ حیثیت سربراہ مملکت:

اس کتاب کو جناب کلیم نشتر نے مرتب اور مکتبۂ عالیہ لاہور نے سال قائداعظم کی نسبت سے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا۔

یہ قائداعظم کی زندگی کے آخری لمحات کی کہانی ہے جو ۱۰ جولائی ۱۹۴۷ء سے شروع ہو کر ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء پر ختم ہوتی ہے قائداعظم بہ حیثیت سربراہ مملکت پاکستان میں شائع ہونے والی پہلی کتاب ہے۔ اسے اس اعتبار سے بھی کتاب حوالہ کا نام دیا جا سکتا ہے کہ اس میں قیام پاکستان سے وفات قائداعظم تک کے حالات و واقعات کو ماہ و سال کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ قائداعظم کے عہد کی سچی تصویر پیش کرتی ہے۔

قائداعظم بین الاقوامی کانگریس:

۱۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کو قائداعظم کے صد سالہ جشن کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اسلام آباد کے قومی اسمبلی ہال میں قائداعظم بین الاقوامی کانگریس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ قائداعظم نے برصغیر کے مسلمانوں کو انفرادیت اور اجتماعی تشخص عطا کیا ان کے نزدیک قومیت کا متحرک تصور جنگ جو یانہ جارحیت سے مختلف تھا۔ قائداعظم نے جو بیداری اور قیادت دی اگر وہ نہ ہوتی تو جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی انفرادیت یا اجتماعی شخصیت کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی قائد نے برصغیر میں ہماری کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کر دیا۔

کاروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا تھا ڈائس پر وزیر اعظم بھٹو ایک کی جانب وفاقی وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ اور دوسری طرف کانگریس کی آرگنائزنگ کمیٹی کے صدر پروفیسر ابوالہاشم بیٹھے تھے۔ وزیر اعظم کی تقریر کے بعد آرگنائزنگ کمیٹی کے چیئرمین پروفیسر ہاشم نے مختصر تقریر کی۔ اس میں مختلف ممالک کے دو سو سے زیادہ مندوبین نے ۴۴ ممالک سے شرکت کی جن میں ۱۹۰ اسکالر بھی شامل تھے ۲۱ دسمبر کو پارلیمنٹ کے ارکان نے کہا کہ قائد سچے مرد مومن تھے اور انہوں نے ناممکن کو ممکن کر دیکھایا۔

قائداعظم پبلک سکول:

یہ زیر تعمیر سکول یونین کونسل درسہ چھنا (ٹھٹھہ) کی حدود میں دو سو ایکڑ رقبے پر تعمیر کیا جا رہا ہے اس کی حدیں ٹھٹھہ، دادو اور کراچی کے اضلاع سے ملتی ہیں بانی پاکستان کی وصیت کے مطابق انکی جائیداد کی آمدنی کا ایک تہائی حصہ سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی کے لئے وقف ہے جس میں سے ایک کروڑ (جنوری ۱۹۸۹) روپیہ مل چکا ہے اس کے علاوہ کراچی ضلع کونسل نے بھی بیس لاکھ روپے کی رقم دی۔

قائداعظم پبلک سکول (چکلالہ سکیم ۳ راولپنڈی) فیڈرل گورنمنٹ:

یہ سکول اگست ۱۹۸۶ء میں قائم کیا گیا بشیر احمد فیضی اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔

بشیر احمد فیضی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے انہوں نے ۱۹۵۲ء میں ملک وال سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج چکوال سے انٹر اور زمیندارہ کالج گجرات سے ۱۹۵۶ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۵۹ء میں ایم اے اردو اور ۱۹۶۳ء میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی ایڈ کیا ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۵ء اسلامیہ ہائی سکول گجرات میں سیکنڈ ہیڈ ماسٹر رہے پھر ایف جی ٹیکنیکل ہائی سکول طارق آباد راولپنڈی میں بطور ٹرینڈ گریجویٹ ٹیچر ان کی تقرری ہوئی۔ ۱۹۶۸ء میں دو سال کے لئے انگلستان چلے گئے اور رگبی ہائی سکول میں تدریسی فرائض انجام دیئے ۱۹۸۱ء میں انہیں ایف جی ماڈل سکول عابد مجید روڈ کا پرنسپل اور پھر ۱۹۸۶ء میں ایف جی قائداعظم پبلک سکول کا پرنسپل مقرر کیا گیا انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور بے لوث خدمات سے اسے ایک مثالی سکول بنا دیا

قائداعظم پر فلم:

حکومت پاکستان نے قائداعظم محمد علی جناح کی ملی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے قائداعظم کی زندگی پر فلم تیار کرنے کا منصوبہ تیار کیا جس کی اصولی منظوری صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اگست ۱۹۷۸ء میں دی فلم کی تیاری کا کام ایک غیر ملکی فرم سگمنٹ کو دیا گیا جس نے اس پر ۹۳ ہزار دو سو پندرہ پاؤنڈ زرمبادلہ کے علاوہ ساٹھ لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا جس میں سے ایک لاکھ ۲۳ ہزار پونڈ کا زرمبادلہ بھی شامل تھا۔

یہ فلم ۱۹۸۵ء میں مکمل ہوئی اور یہ اس قدر غیر معیاری تھی کہ اسے نمائش کے لئے پیش نہ کیا جا سکا۔

۹ فروری ۱۹۸۷ء کو وفاقی وزیر عدل و انصاف مسٹر وسیم سجاد نے کہا کہ قائداعظم کی زندگی پر مبنی فلم جلد منظر عام پر آ جائے گی۔ لیکن تاحال (۱۹۹۰ء) یہ منظر عام پر نہیں آ سکی ـــ اس وقت ایک پاکستانی تاجر محمود سیرا اس پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔

قائداعظم پر قاتلانہ حملہ:

اسے آتش فشاں پبلی کیشنز نے ۱۹۸۵ء میں طبع کیا۔ بقول پبلشر اس کتاب کو ایک بیرسٹر نے لکھا اور اس کا ترجمہ منیر احمد منیر نے کیا۔ کتاب کا آغاز ان الفاظ سے کیا گیا

اس کٹھن مرحلہ پر جب ہندوستان کے مسلمانوں کی بھلائی اور خوشیوں کا اہتمام ہو رہا تھا اور جب محمد علی جناح فیصلہ کن امور کی طرف پوری طرح متوجہ تھے تو تھوڑی دور ہی یہی کوئی پانچ میل کے فاصلے پر ایک وحشیانہ جرم کی تیاریاں ہو رہی تھیں ایک ایسا جرم اگر کامیاب ہو جاتا تو ایک المیہ ہوتا اور مسلمانوں کے لئے ایک ہولناک بربادی۔ یہ انگریزی کتاب JINNAH FACES AN ASSASSIN کا اردو ترجمہ ہے جو بمبئی سے ٹھاکر اینڈ کمپنی نے دسمبر ۱۹۴۳ء میں شائع کی۔ مصنف کا نام ندارد ہے صرف یہی لکھا ہے بائی ـــ اے بیرسٹر ایٹ لاء

کتاب کا پیش لفظ کشمیری لیڈر جناب کے ایچ خورشید نے لکھا ہے۔

کتاب میں قائداعظم محمد علی جناح کے مقدمہ کی پوری کاروائی شامل کی گئی ہے۔

قائداعظم پروفیسر شپ:

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ۲ جولائی ۱۹۷۶ء کو قائداعظم پروفیسر شپ قائم کر دی گئی۔ اس کے تحت ممتاز سائنس دانوں اور سائنس، انجینئرنگ اور زراعت کے شعبوں میں عالمی شہرت کے پروفیسروں کو تین سال کی مدت کے لئے یونیورسٹی میں آ کر قائداعظم پروفیسر کی نشست سنبھالنے کی دعوت دی جاتی ہے

اس یونیورسٹی کے قیام کا سہرا پروفیسر رفیع انور کے سر ہے جنہوں نے اس کے تعمیری خدوخال کی جانب فروری ۱۹۷۳ء میں توجہ دی یونیورسٹی نے ۱۹۷۵ء میں تدریسی کام کا آغاز کیا ڈاکٹر خیرات ابن رسا اس کے پہلے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔

یونیورسٹی کے لئے سوا لاکھ ترپن ہزار روپے کی لاگت سے چار سو ایکڑ اراضی خریدی گئی جب کہ چھ سو ایکڑ مزید اراضی کی خریداری پر ۴۰ لاکھ بتیس ہزار روپے خرچ ہوئے یونیورسٹی کے تمام اہم شعبے کام کر رہے ہیں

قائداعظم پریس ٹرسٹ

برصغیر پاک و ہند میں آزاد مسلم اخبارات کے لئے قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کے فنڈ سے ایک ٹرسٹ قائم کیا جسے انہوں نے ۱۸ نومبر ۱۹۴۶ء کو دہلی میں رجسٹرڈ کرایا ایک لاکھ ۷۵ ہزار روپے قائداعظم کے پاس ٹرسٹ کی رقم کے طور پر تھے جس میں سے بیشتر حصہ قائداعظم نے کراچی میں روزنامہ ڈان اور منشور کے اجراء کے لئے استعمال کیا۔ ٹرسٹ ڈیڈ میں قائداعظم نے لکھا کہ پرنٹنگ پریس نصب کرنے اور مشینری اور دیگر اثاثوں کی خریداری کے بعد ان کے پاس ۲۲ ہزار ۴۵۰ روپے رہ گئے ہیں۔ قائداعظم نے ٹرسٹی کی حیثیت سے ٹرسٹ کے امور کی نگرانی خود کی اور انہوں نے ایک یا ایک سے زائد جانشینوں کی نامزدگی کے اختیارات محفوظ رکھے۔ تاہم وہ ان دو اخبارات کے اجراء کے سوا رہن یا ٹرسٹ کے اثاثوں کی منتقلی کے تمام اختیارات سے لاتعلق رہے اور اچانک وفات پا گئے۔

قائداعظم پریس کنونشن

مدیران کی طرف سے عہد۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ کو مزار قائداعظم

پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہونے والے مدیران جرائد نے قائد کے حضور اللہ تعالیٰ سے اپنے اس عہد کی تجدید کرتے ہوئے کہا۔

۱۔ ہم مسلمان صحافی کی حیثیت سے نیکی کو پھیلانے اور برائی کو مٹانے کا فریضہ پوری دیانتداری، جراتمندی اور خدا و خلق خدا کے سامنے جوابدہی کے احساس کے ساتھ انجام دیں گے۔

۲۔ ہم پاکستان کی حفاظت و سلامتی ترقی و بقا اور اس کے نظریاتی کردار کے تحفظ کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری فرض شناسی سے انجام دیں گے اور اس راہ میں ہر ممکن قربانی دیں گے۔

۳۔ ہم آزادی اظہار کے اس بنیادی حق کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اس حق کو پامال یا سلب کرنے والی قوتوں کے خلاف ہماری مزاحمت ایمان کے ایک تقاضے کے طور پر مسلسل جاری رہے گی۔

۴۔ ہم پاکستان کو معمار پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے نظریات و افکار کے مطابق ڈھالنے کی ہر کوشش میں بھرپور تعاون کریں گے اور اس کے منافی کوششوں اور سرگرمیوں کی ہر قدم پر مزاحمت کریں گے۔ خدا ہمیں اپنے عہد کو پورا کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

قائداعظم پل

یہ پل آزاد کشمیر میں دریائے جہلم پر باندھا گیا ہے اس کا افتتاح ۱۶ جولائی ۱۹۸۵ کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کیا۔ یہ مظفر آباد سے دو کلومیٹر کی دوری پر دو میل کے مقام پر باندھا گیا ہے۔

قائداعظم پیپر سیل

یہ سیل اس وقت اسلام آباد میں کام کر رہا ہے اس میں قائداعظم محمد علی جناح سے متعلقہ دستاویزات، تاریخی واقعات کو محفوظ کر لیا گیا ہے۔ تحریک پاکستان کی جدوجہد میں مسلمانوں نے حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں جو شاندار جدوجہد کی اسے پاکستان کی آئندہ نسلوں کے استفادہ کے لئے محفوظ کرنا از حد ضروری تھا۔ چنانچہ یہ سیل اسی مقصد کے لئے قائم ہوا۔

قائداعظم ثانی

۱۹ جولائی ۱۹۶۸ کو کراچی میں مسلم لیگی کارکنوں کے ایک اجتماع میں ملک کے تحفظ و سالمیت، استحکام اور ترقی کے لئے صدر ایوب کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں قائداعظم ثانی کا خطاب دیا گیا صوبائی مسلم لیگ کے صدر سید احمد سعید کرمانی نے چند مسلم لیگی کارکنوں کی تجویز پر صدر ایوب کے لئے قائداعظم ثانی کے خطاب کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ صدر ایوب میں راست بازی، خلوص، دیانتداری کی وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو قائداعظم میں تھیں۔ قائداعظم نے دس کروڑ مسلمانوں کو حصول پاکستان کے لئے متحد کیا اور صدر ایوب نے نہ صرف اس ملک کے وقار کو بلند کیا بلکہ بگڑی ہوئی معیشت کو بھی سنبھالا اور قائداعظم کے ورثہ پاکستان کو مثالی ترقی پذیر ملک بنا دیا ہے۔

حریت کراچی
۲۱ جولائی ۱۹۶۸

قائداعظم جناح۔ اسٹڈیز ان انٹرپریٹیشن

Quaid—i—Azam jinnah studies in interpretation

اسے جناب پروفیسر شریف المجاہد نے کئی برسوں کی محنت شاقہ کے بعد لکھا۔ اسے قائداعظم اکیڈمی نے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ یہ قائداعظم کی حیات و خدمات پر ایک فکر انگیز، تجزیاتی محققانہ اور جزئیات نگاری سے بھرپور کتاب ہے اور یہ قائداعظم کی شخصیت کو داستان گوئی کے حصار سے نکال کر علمی سچائی اور حقائق کے دائرے میں لے آتی ہے۔

غرض کہ قائداعظم کی زندگی پر یہ تصنیف ایک نئے اور انوکھے انداز میں لکھی گئی ہے۔ اور بانی پاکستان کے بارے میں مزید تحقیق کی راہیں اجاگر کرتی ہے۔

نیز دیکھئے شریف المجاہد

قائداعظم جناح اور تعمیر ملت

یہ کتاب ڈاکٹر سلیم ایم ایم قریشی نے ۱۹۶۹ میں مرتب کی اور اسے کونسل برائے پاکستان سٹڈیز کراچی نے شائع کیا۔

۱۰۴ صفحات کی یہ کتاب انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ برصغیر کی آزادی کی صحیح تصویر پیش کرنے اور اس عدم توازن کو دور کرنے کے لئے قائداعظم کی سیاسی سوانح عمری مرتب کر کے مرتب نے اسے ایک منفرد کتاب کی حیثیت دی ہے۔

کتاب کا چوتھا باب خاص اہمیت کا حامل ہے اس میں قائداعظم کی سیاسی زندگی کے ابتدائی دور کا ذکر ملتا ہے۔

کتاب کا دسواں باب نہایت اہم ہے۔

قائداعظم جناح (ایک قوم کی سرگزشت)

اس کتاب کو انگریزی میں جناب جی الانا نے لکھا اور اس کا ترجمہ اردو میں رئیس امروہوی نے کیا۔ اسے فیروزسنز لاہور نے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ یہ ایک عظیم قائد کی عظیم سوانح حیات ہی نہیں بلکہ ایک ایسی قوم کی سرگزشت بھی ہے جس نے اپنے لئے ایک منزل متعین کی اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھی جب تک کہ خود منزل نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے نہ لگالیا۔

ممتاز جرمن مستشرق ڈاکٹر این میری شمل نے اس کتاب کے بارے میں کہا کہ یہ ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ قائداعظم کی زندگی پر کوئی ایسا شخص کتاب لکھے جس نے انہیں قریب سے دیکھا ہو اور جو اس قابل ہو کہ ان کی تمام سیاسی اور نجی زندگی کو اس کے صحیح پس منظر کے ساتھ پیش کر سکے۔ جی الانا نے یہ کتاب نہایت لگن اور احتیاط سے لکھی ہے اس کتاب سے قائداعظم کو سمجھنے اور ان کی غیر معمولی شخصیت کی صحیح عظمت سے آشنا ہونے میں پاکستانیوں کے علاوہ غیر ملکیوں کو بھی مدد ملے گی۔

یہ کتاب ۶۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کو جناب جی الانا نے ان نامعلوم شہیدوں کے نام معنون کیا ہے جنہوں نے پاکستان کی جنگ آزادی میں اپنی جان قربان کر دی اور قوم کے ان مخلص و ایثار پیشہ کارکنوں کے نام جنہوں نے حصول پاکستان کی جدوجہد میں بے شمار مصیبتیں جھیلیں۔

قائداعظم (خطوط کے آئینے میں)

اس کتاب کو خواجہ رضی حیدر نے ترتیب دیا اور نفیس اکیڈمی کراچی نے دسمبر ۱۹۸۵ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔

کتاب کو نجی مراسلت اور سیاسی مراسلت میں تقسیم کیا گیا ہے۔ نجی مراسلت میں گمنام منجم کے نام، اسکول کے پرنسپل کے نام، لنکنز ان کے بنچ آف ماسٹرز کے نام، جسٹس بدرالدین طیب جی کے نام، محمد اعظم کے نام، ملازمین کے نام تعزیت نامے، یتیم خانے کے مہتمم کے نام خطوط شامل ہیں۔ جب کہ سیاسی مراسلت میں ابوالکلام آزاد، احمد خان، اسماعیل ابراہیم چندریگر، اللہ بخش یوسفی، امیر حسن صدیقی، افضال حسین قادری، بہادر یار جنگ، پیر بخش خان۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری، پیر صاحب مانکی شریف، جواہر لال نہرو، چودھری خلیق الزمان، حاتم اے علوی، حفظ الرحمٰن سیوہاروی، خان عبدالقیوم خان، راجکمار امیر حیدر خاں، سردار بہادر خاں، شاعر مشرق علامہ اقبال، عبدالستار خاں نیازی، محمد عبدالستار خیری، غفلر مہدی فاطمہ بیگم، فضل الحق، گاندھی جی، لارڈ لنلتھگو، محمد اسد، محمد ایوب کھوڑو، میرزا ابوالحسن اصفہانی، ملک برکت علی، میاں فضل حسین کے نام شامل ہیں۔

خطوط قائداعظم کے مطالعہ سے تحریک پاکستان کے سلسلے میں متعدد پہلو سامنے آتے ہیں۔ خواجہ رضی حیدر اس ضمن میں مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے خطوط قائداعظم کو قومی زبان اردو میں منتقل کیا ہے۔

مرتب نے ہر شخص سے قائداعظم کی مراسلت کا پس منظر بھی بیان کیا ہے۔ تاکہ قاری کو یہ معلوم ہو سکے کہ مسئلہ زیر بحث کی تاریخ کیا ہے اور اس طرح یہ کتاب ایک اہم کتاب حوالہ بن گئی ہے۔

خطوط قائداعظم میں ان خطوط کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے جو انہوں نے کابینہ وفد کے اراکین کو لکھے تھے۔

ان خطوط کے مطالعہ سے اس وقت کے ہندوستان کے مسائل اور آزادی کے مجاہدوں کی سچی تصویر ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔

اگرچہ یہ خطوط سیاسی نوعیت کے ہیں تاہم ان میں قائداعظم کی سیرت اور کردار کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔

حالات کے لئے دیکھئے رضی حیدر خواجہ

قائد اعظم ڈاک ٹکٹ

۔ پہلی برسی کے موقع پر

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو بانی پاکستان کی پہلی برسی کے موقع پر محکمہ ڈاک نے ۳ عدد ٹکٹ مختلف مالیات کے جن پر ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ تا ۱۱ ستمبر تحریر تھا۔ اور اتحاد، یقین محکم و تنظیم کے الفاظ درج ہیں جاری کئے

۔ سولہویں برسی کے موقع پر

محمد علی جناح کی سولہویں برسی پر ۱۱ ستمبر ۱۹۶۴ کو محکمہ ڈاک نے دو ٹکٹ جاری کئے ۱۵ پیسے اور ۵۰ پیسے مالیت کے جن پر قائد اعظم کے مقبرے کی تصویر ہے۔

۔ ۹۰ ویں سالگرہ کے موقع پر

قائد اعظم کی ۹۰ ویں سالگرہ کے موقع پر محکمہ ڈاک نے ۲۵ دسمبر ۱۹۶۶ کو ۱۵ پیسے والا اور ۵۰ پیسے والا ٹکٹ جاری کیا۔ جن میں خوب صورت چوکھٹوں کے درمیان محمد علی جناح کی تصویر دی گئی ہے۔ ٹکٹوں کا سائز ۳۰،۵ × ۱۳۹،۰۰ ایم ایم ہے۔

۔ ۱۴ اگست ۱۹۷۲ کو یوم آزادی کے موقع پر

۲۵ سالہ یوم آزادی کی تقریبات پر محکمہ ڈاک نے ۱۰ پیسے والا ٹکٹ جاری کیا جس پر قائد اعظم اور مینار پاکستان کی تصویر ہے۔

۔ قائد اعظم کی ۲۵ ویں برسی کے موقع پر

محمد علی جناح کی ۲۵ ویں برسی کے موقع پر محکمہ ڈاک نے ۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ کو ایک ٹکٹ جاری کیا۔ جس کی مالیت ۲۰ پیسہ تھی۔

۔ علاقائی تعاون برائے ترقی (آر سی ڈی) کی ۱۲ ویں سالگرہ کے موقع پر

(آر سی ڈی) علاقائی تعاون برائے ترقی کی بارہویں سالگرہ کے موقع پر محکمہ ڈاک نے ۲۰ پیسے والا ٹکٹ جاری کیا جس پر قائد اعظم کی تصویر ہے۔

۔ قائد اعظم کی صد سالہ سالگرہ کے موقع پر

محمد علی جناح کی صد سالہ سالگرہ کے موقع پر محکمہ ڈاک نے ۱۴ اگست ۱۹۷۶ کو ۸ ٹکٹوں کا سیٹ جاری کیا۔ اس میں اوپر کے چار ٹکٹوں پر جن کی مالیت ۱۰ پیسے ۱۵ پیسے ۵ پیسے ا روپیہ ہے۔ صد سالہ پیدائش قائد اعظم کی تصویر کے ساتھ وزیر مینشن۔ سندھ مدرسہ۔ مینار پاکستان اور مقبرے کی تصویریں ہیں۔ ان ٹکٹوں کی مالیت ۳ روپیہ ۵۰ پیسہ ۴۰ پیسہ اور ۲۰ پیسہ ہے۔

۔ قائد اعظم کی صد سالہ سالگرہ کے موقع پر

محمد علی جناح کی صد سالہ سالگرہ پر اسکاٹ جمہوری منعقد ہوئی۔ محکمہ ڈاک نے ۲۰ نومبر ۱۹۷۶ کو ۲۰ پیسے مالیت کا ٹکٹ جاری کیا جس پر قائد اعظم کالی شیروانی اور جناح کیپ پہنے ہوئے سلیوٹ کا جواب دے رہے ہیں ٹکٹ کا سائز ۳۸،۳۴ × ۲۸،۵۰ ہے۔

۔ محمد علی جناح کی صد سالہ سالگرہ کی تقریبات کے موقع پر

۔ قائد اعظم کی صد سالہ سالگرہ کی تقریبات کے موقع پر محکمہ ڈاک نے ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء کو ۱۰ روپے مالیت کا ٹکٹ جاری کیا۔ جس پر قائد اعظم کا پورٹریٹ ہے۔ اس ٹکٹ میں ۲۵ ملی گرام کا ۲۳/۲۴ قیراط سونا استعمال ہوا ہے۔

۔ بہاول پور اور متحدہ عرب امارات کی طرف سے جاری ہونے والے ٹکٹ

الحاق بہاولپور ۱۳ اکتوبر کو پاکستان کے ساتھ الحاق کی پہلی سالگرہ کے موقع پر محکمہ ڈاک بہاول پور نے ایک ٹکٹ جاری کیا جس پر قائد اعظم اور امیر بہاول پور کی تصویر ہے۔

متحدہ عرب امارات کے محکمہ ڈاک نے قائد اعظم کی صد سالہ سالگرہ پر دو ٹکٹ جاری کئے۔ ۵۰ فلسا اور ۸۰ فلسا مالیت کے جن پر قائد اعظم کی تصویر ہے۔

قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول گوجرانوالہ

جی ٹی روڈ گوجرانوالہ پر ۱۶۰ ایکڑ اراضی پر قائم کیا جا رہا ہے۔ تقریباً ۵۳ ہزار مربع فٹ پر مشتمل سکول جونیئر سیکشن کی عمارت ستمبر ۱۹۸۶ تک مکمل کی گئی۔ اس سیکشن میں ۳۲ کلاس روم، لائبریری، لیبارٹری، کمپیوٹر روم اور ایڈمن بلاک شامل ہے۔ ایک اقامتی درس گاہ جس میں چار سو طلبہ کے کوارٹر تعمیر کئے گئے۔ مسجد کا سنگ بنیاد اے زیڈ کے شیر دل کمشنر گوجرانوالہ نے رکھا۔ مسجد کے ارد گرد خوبصورت لان بنایا گیا ہے۔ سکول کا سینئر سیکشن ساٹھ ہزار مربع فٹ رقبے پر محیط ہے۔ مسجد کا ایک کشادہ ہال ہے۔ برآمدہ کھلا صحن، وضو کی جگہ اور امام کے لئے کمرے تعمیر کئے گئے ہیں۔ جب کہ ۴۳ فٹ اونچا ایک خوبصورت مینار بھی ہے۔ سینئر سیکشن میں ہوسٹلز اور عملے کی رہائش گاہوں کی تعمیر بھی مکمل ہو گئی ہے۔

یہ سکول ۱۵ اپریل ۱۹۸۷ء کو سیالکوٹ روڈ پر کرائے کی عمارت میں کھولا گیا۔ اور صرف چار جماعتوں تک اس میں بچے داخل کئے گئے۔ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کی کوششوں سے ۱۶ ایکڑ رقبے پر سکول کی عمارت بننا شروع ہوئی۔ اس ضمن میں قائداعظم ایجوکیشنل ٹرسٹ بھی قائم کیا گیا۔ سینئر سیکشن چھٹی سے دسویں تک ہے۔ کمپیوٹر سسٹم بھی رائج ہے۔ چھوٹے بچوں کے لئے پبلک لائبریری کا انتظام کیا گیا ہے۔ احاطہ میں مسجد آڈی ٹوریم اور کھیل کے میدان وغیرہ بھی ہیں۔ اس میں نرسری کلاس بھی ہے جس میں تین سال کا بچہ داخل ہوتا ہے۔ ان بچوں کی دیکھ بھال کے لئے آیائیں موجود ہیں۔ ٹرینڈ اساتذہ بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔

قائداعظم سپر مارکیٹ

یہ مارکیٹ ۱۹۷۰ میں ماریشیس کے شہر پورٹ لوئیس میں تعمیر کی گئی۔ اس کی تعمیر پر تیس لاکھ روپے خرچ ہوئے اور یہ مارکیٹ پورٹ لوئیس کے میئر کی نگرانی میں مکمل ہوئی۔ بلدیہ کراچی نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ایک روغنی تصویر وہاں روانہ کی۔

قائداعظم سٹریٹ (مانچسٹر)

اگست ۱۹۷۸ میں برطانیہ کے شہر مانچسٹر میں ایک سٹریٹ قائداعظم محمد علی جناح کے نام سے موسوم کی گئی۔ اس کا انکشاف ایک خط سے ہوا جو برطانیہ کے وزیر صنعت مسٹر جیرالڈ کوف مین نے قائداعظم کے سابق پارلیمانی رفیق مسٹر احمد. ای ایچ جعفر کو لکھا کوف مین نے مانچسٹر کونسل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اسٹریٹ کو قائداعظم کے نام سے موسوم کیا جائے مسٹر جعفر نے مسٹر کوف مین کی کوششوں کے لئے ان کا شکریہ ادا کیا۔

لنکا شائر کا یہ شہر دریائے ارول کے کنارے واقع ہے۔ یہاں انجینئرنگ اور کیمیائی اشیا بنانے کی صنعتیں ہیں۔ ربڑ کاغذ اور آٹا پیسنے کے کارخانے بھی ہیں۔ کپڑے کی صنعت کے لئے خاص طور پر مشہور ہے۔ شہر میں متعدد یونیورسٹیاں اور کالج ہیں۔ ویتھن شاپارک شہر کا مشہور پارک ہے۔

۱۸۸۹ میں کاؤنٹی کا صدر مقام قرار پایا۔

قائداعظم سٹوڈنٹس فیڈریشن

اس فیڈریشن کا قیام ۱۹۷۲ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کے جو مقاصد بیان کئے گئے ان میں تعلیمی اداروں میں سیاست کو ختم کرنا، طلباء تنظیموں میں سیاسی پارٹیوں کی مداخلت کو روکنا اور تشدد کے عنصر کو ختم کرنا شامل ہیں۔

اس تنظیم نے نہایت بھرپور انداز میں اپنے اہداف کو پورا کرنے کے لئے کام کیا ہے۔

ساحر دمیر اس کے موجودہ چیئرمین ہیں۔

قائداعظم سٹوڈنٹس ہوسٹل (لندن)

یہ ہوسٹل لندن میں پاکستانی طلباء کے عارضی قیام کے لئے تعمیر کیا گیا ہے قائداعظم کی نسبت سے اس کا نام قائداعظم سٹوڈنٹس ہوسٹل رکھا گیا۔

یہ ہوسٹل لندن کے مصروف ترین علاقے میں واقع ہے۔ شنید ہے کہ اس عمارت کو بیچ کر نیا ہوسٹل تعمیر کیا جائے گا۔

قائداعظم سٹیڈیم (ساہیوال)

یہ سٹیڈیم نور شاہ روڈ پر واقع ہے۔ اس کا سنگ بنیاد گورنر پنجاب لیفٹنٹ جنرل سوار خان نے ۹ مارچ ۱۹۸۰ بروز اتوار بمطابق ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ کو رکھا تھا۔

یہ سٹیڈیم خصوصی طور پر کرکٹ میچوں کے لئے تعمیر کیا گیا ہے اور اس پر ۲۴،۴۳،۱۳۰ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

گراونڈ کی اندرونی پیمائش	۵۵۰ فٹ قطر کے دائرے میں
بیٹھنے کی گنجائش	۲۵۰۰۰ افراد
سیڑھیاں	۷ عدد چوڑائی ساڑھے ۳ فٹ
دروازے	۸ عدد ایک مین، ایک وی آئی پی اور ۶ عمومی۔ ہر ایک کی چوڑائی ۱۰ فٹ ہے

پویلین بلڈنگ، پلے ہال، ڈائننگ ہال، کچن، سٹور اس کے علاوہ ہیں۔

اس کا افتتاح ۱۴ مارچ ۱۹۸۲ء کو چیئرمین ضلع کونسل صوبائی وزیر بلدیات الحاج میاں غلام محمد احمد مانیکا نے کیا پویلین بلڈنگ کی بالائی منزل پر VIP پویلین واقع ہے۔

قائداعظم سوسائٹی پاکستان لائیرز نیشنل فرنٹ (لاہور)

مسٹر محمد اشرف فلاحی اسکے صدر منتخب ہوئے۔

قائداعظم سوسائٹی

یہ سوسائٹی گورنمنٹ کالج باغبانپورہ کے پرنسپل پروفیسر جیلانی کامران نے وزیر تعلیم پنجاب ملک غلام نبی کی خصوصی ہدایت پر ۱۰ جنوری ۱۹۷۶ کو قائم کی۔ تاریخ کے استاد اور تحریک پاکستان، تاریخ پاکستان، اور جدید دنیائے اسلام کے مصنف مسٹر ہدایت اللہ خاں چودھری کو سوسائٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔

سوسائٹی کے قیام کا مقصد نظریۂ پاکستان اور بابائے قوم حضرت قائداعظم کی زندگی اور کارناموں پر مذاکروں اور تقاریر کا اہتمام کرنا اور ان کی صد سالہ سالگرہ کے سلسلے میں تحریک پاکستان کے متعلق ایک کتابچے کی اشاعت تھا۔

قائد اعظم سوسائٹی برائے فلاح مریضاں (بہاولپور)

قائدین سوسائٹی برائے فلاح مریضاں معاشرتی بہبود کے ادارہ کے طور پر ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ کو محکمہ معاشرتی بہبود کے پاس رجسٹر کرائی گئی اس کا مقصد ایسے مستحق مریضوں کو جدید اور قیمتی طبی سہولیات بہم پہنچانا ہے جو عام طور پر ان کی دسترس سے باہر ہوتی ہیں۔ مریضوں کی اکثریت دیہات میں ہوتی ہے۔

قائداعظم میڈیکل کالج کے طلباء و طالبات اور اساتذہ اس کے رکن بن سکتے ہیں۔ اب (۱۹۹۰) تک اس کے ارکان کی تعداد ۵ ہزار سے زائد ہے۔

سوسائٹی کے سرپرست ڈاکٹر سردار عالم صاحب سربراہ شعبہ اطفال کی بدولت سوسائٹی اہم منزل تک پہنچ چکی ہے۔

عہدیدار

صدر	حسن رشید
صدر گرلز سیکشن	مس نعمت جہاں
جنرل سیکرٹری	محسن عالم
فنانس سیکرٹری	طاہر عصمت
ڈرگ سیکشن	شاہد جلیل

قائداعظم سے جنرل ضیاء تک

یہ کتاب جناب ڈاکٹر عارف بٹالوی نے مرتب کی اور اسے ۸۲۔ ۱۹۸۱ء میں الظہیر بک ایجنسی قذافی مارکیٹ لاہور نے شائع کیا۔ ۳۸۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں قائداعظم سے لے کر جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت تک کے چیدہ چیدہ واقعات شامل کئے گئے ہیں جن کا مطالعہ نوجوان نسل خصوصاً تحریک پاکستان کے طالب علموں کے لئے بڑا ضروری ہے۔ موئف نے اسے ان شہیدوں کے نام جنہوں نے قیام پاکستان کے لئے اپنی جانیں نچھاور کیں منسوب کیا۔

جناب عارف بٹالوی ۱۷ اگست ۱۹۱۲ کو پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام گلزار احمد تھا۔ انہوں نے میٹرک کے بعد کاروبار اور ملازمت کی۔ پھر اپنے بھائی کا مکتبہ دین و دانش چلاتے

رہے۔

تصانیف:۔

جنت میں مشاعرہ۔ امیر پاکستان، ارشادات قائد اعظم۔ قائد اعظم سے ضیاء تک۔ تاریخ مسلم لیگ۔ ۱۹۸۸ء میں وفات پائی۔

قائد اعظم (سیرت و کردار کے آئینے میں)

اسے راقم الحروف نے نوجوان نسل کے لئے اس لئے مرتب کیا ہے۔ کہ اسے ملکی تعمیر و ترقی استحکام اور امن و سلامتی کے لئے عظیم قائد کے ارشادات، اقوال اور فرمودات سے متعارف کرایا جاسکے۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اگر اس کتاب کو سامنے رکھ کر قارئین قائد اعظم کی سوانح کا مطالعہ کریں تو پھر ان پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ قائد اعظم کے اصول اور موقف بالکل درست واضح روشن اور حقیقت پر مبنی تھے۔ اور انہوں نے اپنے اصولوں کی خاطر ہر خطرے کو مول لیا۔ اور پوری زندگی دشمنوں کو کوئی موقع نہ دیا کہ وہ ان کے کردار پر شکوک و شبہات کا اظہار کر سکیں۔

یہ کتاب الفیصل ناشران و تاجران کتب نے جون ۱۹۸۹ میں شائع کی۔

قائد اعظم صد سالہ ایوارڈ برائے مسلح افواج

یہ ایوارڈ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ کو قائد اعظم کے صد سالہ جشن کے موقع پر جاری کیا گیا۔ عام طور پر یہ ایوارڈ ۲۳ مارچ اور ۱۴ اگست کو دیا جاتا تھا لیکن صدر نے اس میں ترمیم کر دی اور اب یہ ایوارڈ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ کو دیا گیا۔

قائد اعظم طلائی تمغہ

قائد اعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے موقع پر اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے بنکوں کے اشتراک سے قائد اعظم طلائی تمغہ دینے کا اعلان کیا۔ یہ طلائی تمغہ اس سینئر بینکار کو دیا جائے گا جس نے پاکستان میں بنکاری کے شعبے میں نمایاں خدمات انجام دی ہوں گی۔

قائد اعظم عجائب گھر (اسلام آباد)

۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ کو وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے قائد اعظم یونیورسٹی کیمپس اسلام آباد میں قائد اعظم کے صد سالہ جشن پیدائش کی یادگار کا سنگ بنیاد رکھا۔

قائد اعظم علامہ مشرقی خط و کتابت

علامہ مشرقی نے ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ کو قائد اعظم کے نام ایک تار میں کانگریس اور مسلم لیگ کے مابین مفاہمت کرانے کے سلسلے میں ایک تار بھیجا جس کا متن یہ ہے۔

از مدراس ۔ ۲۸ اپریل

قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح بمبئی

سابق وزیر اعظم مدراس مسٹر سی راج گوپال اچاریہ اور ایڈیٹر سری نواس نے اپنے پیغامات میں مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں کانگریس اور مسلم لیگ کے مابین مفاہمت کا فریضہ سر انجام دوں۔ تاکہ عارضی متحدہ حکومت کا مطالبہ ممکن ہو۔ وقت بڑا نازک ہے کیا آپ میری مداخلت کو قبول فرمائیں گے۔

عنایت اللہ المشرقی

۱۱ مئی ۱۹۴۲ کو علامہ مشرقی نے قائد اعظم کو ایک اور تار دیا جس میں کہا گیا تھا۔

میری ۲۸ اپریل کی تار کا جواب نہیں ملا کیا آپ عارضی طور پر متحدہ حکومت کے قیام کے لئے کم از کم شرائط پر بات کرنا پسند کریں گے۔ یہ بھی واضح فرمائیں کہ کیا آپ راج گوپال اچاریہ سے خاکسار تحریک کا تعاون پسند کرتے ہیں۔

۱۱ مئی کے جوابی تار میں قائد اعظم نے علامہ مشرقی کو لکھا۔

آپ کی ۵ مئی کی تار موصول ہوئی میری آپ سے اپیل یہ ہے کہ اس موقع پر مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کریں۔ متحدہ حکومت کے مطالبے کے بارے میں آپ نے جو خواہش ظاہر کی ہے اس پر خط و کتابت کے ذریعے بحث مناسب نہیں۔

قائد اعظم کی اس تار کے جواب میں ۱۲ مئی کو علامہ مشرقی نے پھر ایک برقیہ لکھا جس میں کہا گیا تھا۔

میں آپ کو مسلم لیگ کی ہر کوشش کے بارے میں جو تحریک

پاکستان کے ساتھ ہندوستان کی مکمل آزادی کے بارے میں ہو گی خاکسار تحریک کی غیر متزلزل تائید کا یقین دلاتا ہوں۔ متحدہ مطالبات کی شرائط پر بحث کے لئے نئی دہلی میں ملاقات کا تعین کیجئے۔

اس تار کا اگرچہ قائداعظم کی جانب سے انہیں کوئی جواب نہ ملا اور گاندھی جی کی رہائی پر قائداعظم نے ۱۹ جولائی ۱۹۴۴ کو ان سے ملاقات کا خیال ظاہر کرتے ہوئے ایک اخباری بیان سری نگر سے حوالہ اشاعت کیا تو ۳۰ جولائی کو خاکسار اعظم نے انہیں ایک خط میں یہ لکھا۔

پچھلے چند ہفتوں کے انتظار کے بعد جب کہ میں نے آپ کو آخری خط لکھا تھا میں آپ کے تازہ بیان پر انتہائی مخلصانہ قدر و محبت کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ ہندوستان کی قسمت کو بہتر بنانے کے لئے میدان میں نکلے ہیں جب کہ آپ کو پہلے بھی یقین دلا چکا ہوں میں اور اس سرزمین کا ہر خاکسار حصول پاکستان اور بطور نتیجہ ہندوستان کی آزادی کے لئے آپ کے ساتھ پورے خلوص اور وفاداری سے کام کرے گا۔

۲۲ مئی ۱۹۴۶ کو انگلستان سے وزارتی مشن کی ہندوستان آمد پر انہوں نے کہا۔

مجھے یقین ہو چکا ہے کہ جب تک پاکستان کو واضح طور پر تسلیم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہندوستان کی آزادی بھی ناقابل تسلیم سمجھی جائے گی۔ مسٹر جناح جب حصول پاکستان میں پوری طرح مخلص ہیں تو میں ایک بار پھر انہیں خاکسار تحریک کی خدمات غیر مشروط طور پر پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ اس راہ میں مل کر کام کرنے کو تیار ہوں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ میری اس پیش کش میں کوئی بد دیانتی ہرگز نہیں بشرطیکہ مسلم لیگ پوری قربانی کے لئے تیار ہو۔ اگر مسٹر جناح متفق ہوں تو میں بغیر ہچکچاہٹ پورا زور لگانے کو تیار ہوں اور ہر خاکسار اس معاملے میں جان کی بازی لگا دے گا۔ میں ہندوؤں کو بھی یقین دلاتا ہوں۔ کہ جب تک وہ مسلمانوں سے اتحاد عمل نہیں کریں گے انہیں کچھ بھی نہیں مل سکے گا۔

منقول از روزنامہ مشرق لاہور
۲۵ اگست ۱۹۷۲ مضمون سید صفدر سلیمی

قائداعظم فاؤنڈیشن

یہ فاؤنڈیشن محترمہ شیریں جناح نے ۱۹۷۴ میں قائم کی اس کے کنوینر مسٹر رضوان احمد ہیں۔ ادارے کی رجسٹریشن کے بعد محترمہ شیریں جناح اس کی صدر اور رضوان احمد سیکرٹری منتخب ہوئے۔

۱۸ اپریل ۱۹۷۵ کو اس نے باقاعدہ طور پر کام شروع کر دیا۔

قائداعظم فیلوشپ ایوارڈ

اس ایوارڈ کا اجراء کراچی یونیورسٹی کی المنائی ایسوسی ایشن نے کیا یہ ایوارڈ ہر سال تقسیم کیا جاتا ہے۔

قائداعظم فیوجی کلر ٹرافی

ملک کے سب سے بڑے قومی کرکٹ مقابلے۔ یکم ستمبر ۱۹۸۲ کو اس ٹورنامنٹ کو فیوجی کلر کی سرپرستی حاصل ہو گئی اور اب یہ ٹرافی قائداعظم فیوجی کلر ٹرافی کہلاتی ہے اور اس میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کو چار لاکھ روپے کے انعامات دیئے جاتے ہیں۔ بورڈ آف کنٹرول فار کرکٹ ان پاکستان اور واسطی انٹرپرائزز لمیٹڈ کے درمیان ایک معاہدے کے تحت اس سب سے بڑی قومی کرکٹ چیمپئن شپ کو سات لاکھ روپے دیئے جاتے ہیں۔ تین لاکھ بی سی پی جب کہ چار لاکھ کھلاڑی لیتے ہیں۔

قائداعظم کا اسلامی کردار

یہ کتاب جناب کرم حیدری نے مرتب اور مطبوعات حرمت راولپنڈی نے ۱۸۸۴ میں طبع کی۔ اس کتاب میں قائداعظم کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت کا جو الزام لگایا جاتا ہے اس کا ازالہ حوالوں سے کیا گیا ہے۔ قائداعظم کے بارے میں آج تک جتنی کتابیں ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں ان میں ان کے کردار کے اسلامی پہلو کے بارے میں ارشادات تو دیئے گئے ہیں تاہم ربط و تسلسل کے ساتھ صرف اسی پہلو پر ان کے بارے میں کوئی کتاب نہ تھی۔

یہ کتاب ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

حالات کے لئے دیکھئے۔

کرم حیدری

قائد اعظم کا بچپن

یہ کتاب ۱۹۷۶ میں سال قائد اعظم کی نسبت سے مکتبہ عالیہ اردو بازار لاہور نے باہتمام کلیم نشتر شائع کی۔ اسے وحید قیصر نے مرتب کیا۔

۸۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں قائد اعظم کی زندگی کے ابتدائی حالات نہایت مستند حوالوں کے ساتھ شامل اشاعت کئے گئے ہیں۔ نوجوان نسل کی رہنمائی میں یہ کتاب انتہائی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

کتاب کے عناوین میں یہ شامل ہیں۔

آباء و اجداد۔ کراچی منتقل ہونا۔ پیدائش۔ درگاہ پر حاضری۔ سکول میں داخلہ۔ شادی۔ لندن میں تعلیم۔ وطن کو واپسی۔ خود اعتمادی۔ کامیابی کا راز۔ پیغام۔

قائد اعظم کا پیغام

قائد اعظم محمد علی جناح کے اقوال پر مشتمل کتابچہ اسے لاہور کے ممتاز ادیب سید قاسم محمود نے مرتب کیا اور اگست ۱۹۶۷ میں شائع کیا۔ انہوں نے اس کتابچے کی تدوین کے بارے میں بتایا کہ جب وہ اسی سال افرایشیائی صحافیوں کے وفد کے ساتھ پیکنگ گئے اور وہاں انہیں چیئرمین ماؤ کی تعلیمات کی ایک کاپی پیش کی تو انہیں بھی اقوال قائد اعظم کے اقتباسات پر مشتمل ایک کتابچے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

سید قاسم محمود ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد صحافت کو بطور پیشہ اپنایا۔ ماہنامہ عالمگیر، ہفت روزہ خیام، ماہنامہ ہمایوں، مکتبہ جدید اور سیارہ ڈائجسٹ سے بھی وابستگی رہی۔ نیشنل بک کونسل آف پاکستان کے نائب ناظم اور مجلس زبان دفتری کے رکن کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دیں۔

فروغ کتب اور دفتری اصطلاحات کی لغت کی ادارت کی اور مینار پاکستان پر ۱۹ تاریخی تختیوں کی تدوین و تزئین کا کام کیا۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا، اسلامی ممالک، سائنس انسائیکلو پیڈیا اور انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا ان کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

پاکستان میں جریدی کتابوں کی اشاعت کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔ اس وقت کراچی میں مکتبہ شاہکار چلا رہے ہیں۔

قائد اعظم کا خطاب

جب سے یہ دنیا معرض وجود میں آئی ہے سینکڑوں ایسی شخصیتوں نے جنم لیا جنہوں نے دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور نہ صرف اپنے ہم وطنوں میں نام پیدا کیا بلکہ دنیا بھر میں مشہور ہوئے لیکن قائد اعظم کا لقب کسی کو بھی نہ ملا۔ ان میں ایک شخصیت قائد اعظم کی تھی۔

انگریز قائد اعظم کو سر کا خطاب دینا چاہتے تھے لیکن قائد اعظم نے اس سے انکار کر دیا۔ تاہم آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ منعقدہ لکھنؤ میں جب موچی دروازہ لاہور کے ایک عوامی کارکن میاں فیروز الدین احمد نے محمد علی جناح کے لئے قائد اعظم کا نعرہ لگایا تو فضا قائد اعظم زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔

تحریک پاکستان کے دوران میں ہندو لیڈر قائد اعظم کی مقبولیت سے سخت پریشان تھے لاہور کے ہندو اخبارات مسلم دشمنی اور حسد و رشک کی آگ میں جل رہے تھے انہوں نے قائد اعظم کے لفظ کو کائد اعظم میں بدل دیا اس کے جواب میں مسلم اخبارات نے بھی مہاتما گاندھی کو مہاطمع گاندھی لکھنا شروع کر دیا۔ جس کا شدید رد عمل ہوا اور ہندو پریس کو مجبوراً قائد اعظم کا صحیح تلفظ لکھنا پڑا۔ لفظ قائد اعظم سب سے پہلے دہلی کے سہ روزہ اخبار الامان نے استعمال کیا۔ یہ اخبار کانپور سے میاں مظہر الدین کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔

قائد اعظم کا خطاب کس نے دیا یہ بھی ایک متنازعہ مسئلہ ہے۔ جامعہ ملیہ ملیر کا ایک ماہنامہ "ستارہ" جنوری ۱۹۷۲ کی اشاعت میں صفحہ نمبر ۳۹ پر تحریر کرتا ہے کہ محمد علی جناح کا لقب قائد اعظم لاہور کے میاں فیروز الدین مرحوم نے دیا تھا جب کہ دوسری روایت یہ ہے کہ قائد اعظم کا خطاب سب سے پہلے کانپور کے میاں مظہر الدین نے اپنے مشہور اخبار الامان کے ذریعہ دیا ہے۔

قائد اعظم کا خطاب (سرکاری)

۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے کراچی میں قائد اعظم محمد علی جناح کو قائد اعظم کا خطاب دیا تھا۔ اس ضمن میں ۶ اکتوبر ۱۹۸۷ کو پنجاب اسمبلی نے بیگم بشریٰ رحمان کی ایک قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا جس میں کہا گیا تھا کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ چونکہ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے سرکاری طور پر قائد اعظم کو قائد اعظم کا خطاب دیا تھا اس لئے ۱۲ اگست کا دن قومی سطح پر منانے کے لئے تقاریب تقسیم انعامات و ایوارڈز میں سے کوئی سرکاری تقریب ۱۲ اگست کو رکھی جائے۔ تاکہ اس دن کی اہمیت قوم پر واضح ہوتی رہے۔ بیگم شاہدہ ملک نے قرارداد میں اپنی اس ترمیم پر زور نہیں دیا کہ ۱۲ اگست کو عام تعطیل کا اعلان کیا جائے۔ بیگم بشریٰ رحمان نے اپنی قرارداد میں مزید کہا کہ پنجاب کو فخر ہے کہ چودھری رحمت علی نے پاکستان کا نام رکھا اور میاں فیروز الدین نے محمد علی جناح کو قائد اعظم کا خطاب دیا۔ جناح کیپ کو بھی اعزاز کے طور پر استعمال کرنے کو کہا گیا۔

قائد کالج:

۱۳/اکتوبر ۱۹۶۴ء کو کراچی میں ایک نیا انٹر کالج (قائد کالج) قائم کیا گیا۔ اس کالج کے لئے عمارت کراچی ڈیویلپمنٹ اتھارٹی نے فراہم کی یہ ڈرگ روڈ پر قائم کیا گیا۔ اسے کراچی بلیر ٹاؤن کلب نے عوام کی سہولت کے لئے قائم کیا۔

قائد اعظم کالج آف کامرس اینڈ بزنس ایڈمنسٹریشن

یہ کالج پشاور میں واقع ہے۔ اور قائد اعظم کی خدمات کے اعتراف کے طور پر اس کا نام قائد اعظم کالج آف کامرس اینڈ ایڈمنسٹریشن رکھا گیا کالج میں مینجمنٹ کے کورس پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہ کالج پشاور یونیورسٹی سے منسلک ہے۔ اس کا اپنا جریدہ ہے جسے "قائد" کا نام دیا گیا ہے۔

قائد اعظم کالونی (راولپنڈی)

یہ کالونی جی پی او اور راولپنڈی سے مغرب کی جانب دھمیال روڈ پر واقع ہے اس کی آبادی تقریباً چار ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ آبادی زیادہ تر سابقہ اور موجودہ فوجیوں کا مسکن ہے۔ اس سے ایک میل کے فاصلے پر ایک نالہ بہتا ہے۔ شہر سے دور ہونے کی بناء پر یہاں یوٹیلٹی سٹورز کارپوریشن سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ یوٹیلٹی سٹور قائم کیا جائے۔ دھمیال روڈ اگرچہ پختہ سڑک ہے لیکن سڑک پر گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔

قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ

یہ کتاب ملتان کے منشی عبدالرحمان نے لکھی اور اسے اپریل ۱۹۸۶ میں کاروان ادب ملتان صدر نے شائع کیا۔ کتاب کا انتساب ان کے نام ہے۔

۱۔ جو قائد اعظم کو شیعہ تصور کرتے ہیں۔
۲۔ جو قائد اعظم کو فاسق فاجر اور کافر اعظم کہتے ہیں۔
۳۔ جو کہتے ہیں کہ قائد اعظم نے اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے پاکستان کا مطالبہ نہ کیا تھا۔

فہرست سے قبل اعلان قائد اعظم دیا گیا ہے جس میں قائد اعظم کی انگلستان واپسی اور مولانا ظفر علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کی ملاقات کا ذکر ملتا ہے۔ اس ضمن میں قائد نے فرمایا۔

میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کر رہا تھا اب میں اسے چھوڑ کر انڈیا میں اس لئے آیا ہوں کہ یہاں لاالہ الااللہ کی مملکت یعنی پاکستان کے قیام کے لئے کوشش کروں۔ اگر لاالہ الااللہ پر مبنی حکومت قائم ہو جائے تو افغانستان۔ ایران۔ ترکی۔ اردن۔ بحرین۔ کویت۔ حجاز۔ عراق۔ فلسطین۔ شام۔ تیونس۔ مراکش۔ الجزائر اور مصر کے ساتھ مل کر یہ کتنا عظیم الشان بلاک بن سکتا ہے۔ (قائد اعظم کا مذہب اور عقیدہ) یہ کتاب ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس کی قیمت ۴۰ روپے مقرر کی گئی۔

قائد اعظم کا مشن

روز نامہ جنگ کراچی میں جناب زیڈ اے سلہری کا مضمون پہلی اشاعت ۱۳ فروری ۱۹۷۶ کو عمل میں آئی۔ دوسری قسط ۱۹ فروری ۱۹۷۶ کو طبع ہوئی تیسری قسط ۲۷ فروری ۱۹۷۶ کو شائع ہوئی۔

قائد اعظم کانفرنس (فیصل آباد)

یہ کانفرنس ۱۸ نومبر ۱۹۸۴ کو فیصل آباد کے اقبال پارک میں منعقد ہوئی۔

قائد اعظم کمپلیکس

چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے کراچی میں ماہرین قانون، ادیبوں، صحافیوں اور مورخین سے سندھ ہائی کورٹ میں قائد اعظم سے متعلق عدالتی مقدمات کے ریکارڈ کی نمائش کے موقعہ پر (۱۲ ستمبر ۱۹۷۷) کہا کہ حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ قائد اعظم کا درجہ گھٹانے کے لئے جان بوجھ کر کوششیں کی گئیں اور ہدایات جاری کی گئیں جو جرم تھا۔ انہوں نے قائد اعظم کے نام پر ایک کمپلیکس تعمیر کرنے کے لئے فنڈ جمع کرنے کا اعلان کیا۔ اور کہا کہ اس کمپلیکس میں خوبصورت مسجد، قائد اعظم اکیڈمی ایک مدرسہ اور گونگے بہرے اور اندھے افراد کے لئے ایک ادارہ شامل ہو گا۔ انہوں نے قائد اعظم یادگار فنڈ میں دل کھول کر عطیات دینے کے لئے عوام سے اپیل کی اور اپنی جیب خاص سے بھی عطیہ دیا۔ انہوں نے اس موقع پر سید شریف الدین پیرزادہ (اٹارنی جنرل) اور مولانا ظفر احمد انصاری کی بڑی تعریف کی۔

قائد اعظم کوئز

اسے جناب ذکی احمد ذکی نے صد سالہ جشن قائد اعظم کے سلسلے میں ۱۹۷۶ میں مرتب اور جنرل نالج اکیڈمی نے شائع کیا۔ کوئز پروگراموں کے سلسلے میں قائد اعظم پر شائع ہونے والی یہ پہلی کتاب ہے۔ اس کتاب میں مولف نے قائد کے بارے میں بیشتر ممکنہ سوالات اور ان کے جوابات فراہم کئے ہیں۔ اور اس طرح معلومات عامہ میں دلچسپی رکھنے والے نوجوان قائد اعظم کی ایک ایسی سوانح تک رسائی کر سکتے ہیں جس میں پورے انحصار کے ساتھ مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

کتاب کی ضخامت ۱۴۴ صفحات ہے۔

قائد اعظم کے آخری ایام

یہ کتاب قائد اعظم محمد علی جناح کے ذاتی معالج ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش کی انگریزی تصنیف The last days of Quaid—i—Azam کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کا ترجمہ صوفی غلام مصطفےٰ تبسم اور خواجہ منظور حسین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی لیکن اس میں اس وقت کی حکومت کے خلاف واقعات کی بنا پر اس پر پابندی لگادی گئی تاہم ۱۹۷۸ء میں قائد اعظم اکیڈمی کراچی نے اسے دوبارہ شائع کیا۔

کتاب میں مصنف نے ان المناک اور ناقابل فراموش واقعات کا ذکر کیا ہے جو دوران علاج پیش آئے۔

کراچی سے زیارت اور زیارت سے کراچی واپسی کے سلسلے میں تمام واقعات کو بالتفصیل پیش کیا گیا ہے۔

نیز دیکھئے۔ الٰہی بخش لیفٹننٹ کرنل

قائد اعظم کے ۷۲ سال

یہ کتاب روز نامہ حریت کے سب ایڈیٹر جناب خواجہ رضی حیدر کا پہلا شاہکار ہے اس کتاب میں قائد اعظم کی زندگی کی تمام اہم اور تاریخ ساز مصروفیات اور متعلقہ واقعات کو قابل اعتبار حوالوں کے ذریعے پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے مواد کی تیاری میں ۸۸ کتابوں کے علاوہ مختلف اخبارات، رسائل، مضامین اور دستاویزات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۴۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کو ۱۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کو مصنف نے قائد اعظم کے بارے میں منعقد ہونے والی انٹرنیشنل کانگریس کے مندوبین کو پیش کیا جس میں انہوں نے خود بھی مقالہ پڑھا۔ یہ کتاب انہوں نے اپنے والد حکیم حضرت قاری احمد پیلی بھیتی کے نام منسوب کیا۔ اسے نفیس اکیڈمی کراچی نے شائع کیا۔

حالات کے لئے دیکھئے رضی حیدر خواجہ

قائداعظم کے تصور کا پاکستان

بانی طلوع اسلام جناب غلام احمد پرویز کی تصنیف۔ اسے ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور نے مارچ ۱۹۷۲ میں شائع کیا۔

جناب غلام احمد پرویز نے یہ کتاب تحریک پاکستان کے حوالے سے قائداعظم کی تمام ترتگ و تاز کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرتب کی ہے۔ یہ ان مضامین اور خطبات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے وقتاً فوقتاً مرتب کئے۔

کتاب ہذا ان عنوانات پر مشتمل ہے۔

پاکستان کا معمار اول۔ معرکہ دین وطن۔ ایک چراغ لاکھ اندھیرے۔ ہم نے پاکستان کیوں مانگا تھا۔ قرآنی پاکستان کیسا ہوتا ہے۔ کیا پاکستان اسلامی مملکت بن سکتا ہے۔ اسلامی مملکت کے فرمانروا۔ پاکستان اور دین وسیاست (حنیف رامے سے ایک انٹرویو)۔ تشکیل پاکستان کے سلسلے میں چند اہم سوالات۔ ہندو کیا ہے۔ نظریہ پاکستان کیا ہے۔ خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی۔ قائداعظم اور دو قومی نظریہ۔ اور پاکستان کا مطلب کیا۔

جیسا کہ ان عنوانات سے ظاہر ہے ان کے مطالعہ سے مختلف موضوعات کے تحت قائداعظم کی شخصیت کے وہ تمام پہلو نکھر اور ابھر کر سامنے آجاتے ہیں جو تحریک پاکستان کے سلسلے میں لازم وملزوم تھے۔

جناب غلام احمد پرویز نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں مختصر ترین مگر جامع انداز میں ان تمام حقائق پر لب کشائی کی جائے جو نئی نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں اور مملکت پاکستان کی بقا ان کا جزو ایمان بن جائے۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے:۔

پرویز غلام احمد

قائداعظم کے شب وروز

یہ کتاب خورشید احمد خاں نے مقتدرہ قومی زبان کے ادارے کے لئے مرتب کی اس میں قائداعظم کے شب وروز کے واقعات شامل کئے گئے ہیں۔ کتاب کا انتساب روح قائد کے نام ہے۔

یوں تو حیات قائد پر بے شمار کتابیں موجود ہیں لیکن ایک آدھ بنیادی کتاب کے سوا کوئی ایسی کتاب مرتب نہیں کی گئی جس میں حیات قائد تاریخ وار بیان کی گئی ہو۔

۱۹۴۴ تا ۱۹۴۷ تین سال کا عرصہ بلاشبہ حیات قائداعظم کا اہم ترین دور ہے اور مرتب نے اس دور کو واقعات کی شکل میں پیش کیا ہے۔

حالات کے لئے دیکھئے:۔

خاں خورشید احمد

قائداعظم کے حضور

پاکستان کے شعراء گاہے گاہے قائداعظم کی خدمت میں جو نذرانہ ہائے عقیدت پیش کرتے رہے ہیں انہیں جناب مصباح الحق صدیقی اور تسنیم کوثر گیلانی نے پہلی بار کتابی شکل میں ۱۹۷۶ میں ترتیب دیا اور شہزاد پبلشرز لاہور نے شائع کیا۔ کتاب کو محترمی جناب مولانا کوثر نیازی اس وقت کے وفاقی وزیر برائے مذہبی واقلیتی امور حکومت پاکستان کے نام منسوب کیا گیا ہے۔

جناب احمد ندیم قاسمی نے کتاب کے تعارف میں لکھا ہے۔ قائداعظم کے حضور شعرائے کرام کے نذرانہ ہائے عقیدت کا یہ انتخاب اس کے مرتبین کے حسن عقیدت حسن ذوق اور حسن انتخاب کا ایک دلربا اور ولولہ انگیز اظہار ہے۔ قائداعظم کی عظیم شخصیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور ابھی بہت کچھ لکھا جائے گا۔ اور لکھا جانا چاہئے ـــــ اس انتخاب کے مرتبین اہل تاریخ وسیاست اور اہل علم وفن کی طرف سے دلی تبریک وتعاون کے مستحق ہیں کہ انہوں نے محض سیاسی نقطہ نظر ہی سے نہیں بلکہ علمی نقطہ نظر سے بھی قائداعظم کی کامیاب جدوجہد کے مثبت نتائج کی تہذیبی اور ادبی تحسین کا آغاز کیا ہے۔

قائداعظم کے ذاتی پہلو

اسے مرزا عزیز بیگ نے مرتب کیا اور یہ کتاب کراچی سے ۱۹۴۷ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

قائداعظم کے ساتھ ۶ ماہ

قائداعظم کے سیکرٹری محمد شریف طوسی کی انگریزی تصنیف

My Reminiscences Quaid—I—Azam

کا اردو ترجمہ۔ اسے اردو کے قالب میں جناب محمد شریف طوسی کے فرزند انجینئر ہارون رشید طوسی نے ڈھالا۔ یہ کتاب قائد اعظم سے ان کی بالمشافہ گفتگو اور مباحث کے نوٹس پر مبنی ہے جو کہ زیادہ تر جنوری ۱۹۴۳ سے مارچ ۱۹۴۳ کے دوران ہوئیں اور یہ قائد اعظم کے متعلق ان کے تاثرات ہیں۔ اسے نیشنل بک فاؤنڈیشن نے ۱۹۷۶ میں شائع کیا۔

قائد اعظم کے لئے عقیدت کے پھول

Tributes to Quaid—i—Azam

یہ کتاب محمد حنیف شاہد نے بہ حروف انگریزی مرتب کی ہے اس میں وہ مضامین شامل ہیں جو بعض ممتاز افراد نے قائد کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے رقم کئے تھے ان میں مادر ملت فاطمہ جناح، نواب زادہ لیاقت علی خان، خواجہ ناظم الدین، مولانا شبیر احمد عثمانی، غلام حسین ہدایت اللہ، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر ممتاز حسن، یحییٰ سید، اے آر صدیقی اور این ایچ ہاشمی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مسز سروجنی نائڈو، بیورلے نکولس اور دیوان چمن لال کے مضامین بھی شامل کئے گئے ہیں۔

اسے سنگ میل پبلی کیشنز نے ۱۹۸۵ میں شائع کیا۔ یہ ۲۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

حالات کے لئے دیکھئے۔ شاہد محمد حنیف

قائد اعظم کے مہ و سال:

اس کتاب کو جناب محمد علی چراغ نے مرتب اور سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب حیات قائد اعظم کا ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کے مطالعہ سے قائد اعظم کی زندگی کے عہد بہ عہد واقعات اور کارنامے اور حصول پاکستان کے لئے ان کی کوششوں کا پتہ چلتا ہے۔

یہ کتاب اس اعتبار سے بھی منفرد اہمیت کی حامل ہے کہ اسے پہلی بار واقعات کی صورت میں قومی زبان میں شائع کیا گیا ہے۔

کتاب میں قائد اعظم محمد علی جناح کی تقاریر اور بیانات کا خلاصہ ان کی اہمیت کے تحت دیا گیا ہے اردو زبان میں اس قسم کی کتاب کی عرصہ دراز سے کمی محسوس کی جارہی تھی جسے جناب محمد علی چراغ نے اپنی شبانہ روز محنت سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ یہ کتاب حقیقی معنوں میں قائد اعظم اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں ان کی کوششوں کا ایک ایسا جامع مرقع ہے کہ جس کا مطالعہ نوجوان نسل کے لئے بڑا ہی ضروری ہے اسے حوالے کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جناب محمد علی چراغ کا شمار ممتاز صحافیوں اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔

وہ ۱۴/فروری ۱۹۴۳ء کو قصور میں پیدا ہوئے انہوں نے ۱۹۷۰ء میں ایم اے صحافت اور ۱۹۷۶ء میں ایم اے پنجابی کے امتحانات پاس کئے اس دوران نیشنل بک کونسل آف پاکستان میں ملازمت اختیار کرلی۔

قائد اعظم محمد علی جناح اور پاکستان سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں پاکستان پر ان کی متعدد کتابیں اس بات کا ثبوت مہیا کرتی ہیں

تصانیف یہ ہیں۔

(۱) مطالعہ پاکستان (۲) پاکستان منزل بہ منزل، قرارداد پاکستان، تاریخ پاکستان، قائد اعظم کے مہ و سال، کشف المحجوب (ترجمہ تلخیص)، تحریک پاکستان، اصطلاحات صحافت، پروپیگنڈہ، فتوح الغیب ترجمہ محمد رسول اللہ ترجمہ، شرمانا چھوڑیئے، بولنا سیکھئے۔ دوست بنئے دوست بنایئے اور بچوں کے لئے بہت سی کتابیں سالک ٹرافی اور دادا بھائی انعام حاصل کر چکے ہیں۔

قائد اعظم کی باتیں:

اسے فرزانہ یاسمین نے بچوں کے لئے مرتب اور مکتبہ عالیہ لاہور نے شائع کیا مرتبہ نے قائد اعظم کے بارے میں شائع شدہ کتابوں سے ان واقعات کو اکٹھا کرنے کی ایک سعی کی ہے جو ان کی سیرت و کردار سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نوجوان نسل قائد اعظم کے کردار، سوچ، عقیدے، اصول پرستی، فرقہ واریت سے نفرت اور اسلامی نظریات کے بارے میں مکمل طور پر روشناس ہو سکے گی۔ کتاب میں قائد کی زندگی کے ان واقعات سے قائد اعظم کی جو شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے وہ بے حد من موہنی اور مثالی ہے۔

کتاب کی مرتبہ نے پیش لفظ میں اس امید کا اظہار کیا ہے کہ

پاکستانی قوم اپنے قائد کے ان واقعات میں ان کے صحیح خدوخال ان کے عزائم و مقاصد ان کے اصول و نظریات کے سچے اور روشن رخ دیکھ سکے گی اور ان سے ایک سبق ایک آدرش پا سکے گی کہ پاکستان اور پاکستانی قوم کے لئے سب سے بڑی ضرورت بھی ہے اور سب سے عظیم متاع بھی۔

قائد اعظم کی پہلی سوانح:

قائد اعظم محمد علی جناح کی پہلی سوانح شائع کرنے کا اعزاز لاہور کے مشہور پبلشر شیخ محمد اشرف کو حاصل ہوا۔ اس سوانح پر قائد اعظم نے دستخط بھی کئے تھے۔

قائد اعظم کی تصویر:

یہ کتاب آغا اشرف نے علیم پبلشرز لاہور کے لئے مرتب کی ہے یہ پہلی بار فروری ۱۹۸۳ء میں اور تیسری مرتبہ ۱۹۸۵ء میں منظر عام پر آئی۔ بقول آغاز اشرف یہ بچوں کے لئے پہلا ناول ہے جس میں پاکستان کی تحریک اور پس منظر تفصیل سے دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی حب الوطنی اور قائد اعظم کی انوکھی تصویر کھینچی گئی ہے پاکستان رائٹرز گلڈ نے اس کتاب پر آغا اشرف کو انعام بھی دیا ہے

روزنامہ مشرق نے اپنے تبصرے میں لکھا ہے

پاکستان میں بچوں کے لئے مقصدی ناول بہت کم لکھے گئے ہیں اور یہ پہلا مقصدی و تاریخی ناول ہے جس کے یقیناً بڑے صحت مند اثرات مرتب ہوں گے اس ناول میں بانی پاکستان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ پاکستان بنانے کا پس منظر کیا تھا یہ کتاب ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

حالات کے لئے دیکھئے آغا اشرف

قائد اعظم کی جائداد سے
اسلامیہ کالج پشاور کا حصہ

۸ اگست ۱۹۸۷ء کو سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس سعید الزمان صدیقی نے قائد اعظم کے بھتیجے اور ان کی جائداد کے ایڈمنسٹریٹر لیاقت ایچ مرچنٹ کے ریفرنس پر ہدایت جاری کی کہ قائد اعظم کی وصیت کے مطابق ان کی وراثت میں سے اسلامیہ کالج پشاور کا حصہ ادا کر دیا جائے۔ قائد کی وصیت کے مطابق ان کی وراثت کے باقی ماندہ حصے کو سندھ مدرسہ الاسلام کراچی، علی گڑھ یونیورسٹی بھارت اور اسلامیہ کالج پشاور میں برابر تقسیم کیا جانا تھا وصیت کے مطابق سندھ مدرسۃ الاسلام کو ۲۴ لاکھ ۵۰ ہزار روپے ادا کر دئے گئے تھے۔ مگر اسلامیہ کالج پشاور کا حصہ یونیورسٹی کو دے دیا گیا۔ اس پر اسلامیہ کالج نے دعوی دائر کیا کہ اس ادارہ کی پشاور یونیورسٹی سے الگ قانونی حیثیت ہے اور اس کا اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز ہے اس لئے بانی پاکستان کی وراثت میں سے اس کا باقی حصہ اسے بھی ادا کیا جائے۔ دوسری طرف پشاور یونیورسٹی نے باقی حصہ پر اپنا حق جتایا۔ قائد اعظم کے جائداد کے ایڈمنسٹریٹر نے سندھ ہائی کورٹ سے رہنمائی طلب کی چنانچہ کورٹ نے ضروری قانونی کاروائی کے بعد اسلامیہ کالج پشاور کو قائد اعظم کی جائداد کے تیسرے حصے کا وارث قرار دیا اور ہدایت کی کہ اسلامیہ کالج پشاور کا حصہ اسے ادا کر دیا جائے سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق اسلامیہ کالج پشاور کے حصے میں ۸۰ لاکھ روپے سے زیادہ رقم آئی

قائد اعظم کی چند نادر تقریریں اور بیانات:
۱۹۴۴_۱۹۴۷ (انگریزی)

انہیں خورشید احمد خاں یوسفی نے ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان پنجاب یونیورسٹی کے لئے مرتب کیا ۲۴۴ صفحات کی یہ کتاب ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں جولائی ۱۹۴۴ء اور اگست ۱۹۴۷ء کے درمیان پوری ۲۴ تقریریں اور بیانات شامل کئے گئے ہیں۔ یہ اعزاز خورشید احمد خاں یوسفی نے حاصل کیا ہے وہ اسلامیہ کالج لاہور کے ایک سابق طالب علم اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی اسلامیہ کالج برانچ کے ایک رکن (۱۹۴۵_۱۹۴۶) تھے۔

اس کتاب میں بعض بہت اہم مگر فراموش کردہ تقاریر شامل ہیں۔ مثلاً نیوز کرانیکل لندن سے انٹرویو (۱۵ فروری ۱۹۴۵)، کوئٹہ کے جلسہ عام سے خطاب (۱۶/ اکتوبر ۱۹۴۵)، پنجاب میں انتخابات کے بارے میں بیان ۱۸ فروری ۱۹۴۶، یوم پاکستان پر اسلامیان ہند کے نام پیغام ۲۴ مارچ ۱۹۴۶ مرکزی اور صوبائی مجالس قانون ساز کے مسلم لیگی ممبروں سے

خطاب دہلی ۷/اپریل ۱۹۴۶، انجمن اتحاد المسلمین حیدر آباد کے صدر مقام پر خطاب ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ ۔ سکندر آباد حیدر آباد دکن میں ایک جلسہ سے خطاب (۱۳ جولائی ۱۹۴۶)

قائد اعظم کی خط و کتابت پنجاب کے مسلمان رہنماوں سے

یہ کتاب ۱۹۷۷ء میں سید قائم حسین جعفری نے بہ حروف انگریزی مرتب کی اور اسے عزیز پبلشرز اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔

اس کتاب میں تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لئے قائد اعظم نے پنجاب کے جن قابل ذکر مسلم رہنماوں سے بذریعہ خط و کتابت معلومات حاصل کیں خط و کتابات شامل ہے۔ اس میں کل ۱۳۱ رہنماوں کے نام قائد اعظم کے خطوط اور ان کے جوابات یکجا کئے گئے ہیں۔ یہ تاریخی دستاویز ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۴۶ء تک کے عرصے پر محیط ہے اور اس سے عصری حالات واقعات، مسائل و مشکلات اور مختلف جماعتوں اور افراد کے رجحانات پر روشنی پڑتی ہے۔

وہ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۳ء کو لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی اور ایم اے تاریخ کے امتحانات پاس کئے۔ قائد اعظم پر متعدد کتب لکھیں جن میں۔

1—Quaid 's Correspondence with the Punjab muslim leader.

(2) Quaid—i—Azam as seen by the Bengalis

(3) Poets Tributes to Quaid—i—Azam, Articles on Quaid—i—Azam.

شامل ہیں۔

قائد اعظم کی شگفتہ مزاجی:

جناب سمیع اللہ قریشی پرنسپل گورنمنٹ کالج جھنگ کی تصنیف۔ اس کی ابتداء مصنف نے اس شعر سے کی ہے

نگہہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

۱۵۲ صفحات کی اس کتاب کو پروفیسر محمد عبد السعید اور پروفیسر عبد الستار چاولہ کے نام منسوب کیا گیا ہے

خوشبو کی جستجو کے عنوان سے پیش لفظ لکھا گیا ہے

اس کتاب میں قائد اعظم کی شگفتہ مزاجی کے واقعات کو ان لوگوں کے حوالے سے قلمبند کیا گیا ہے جو کسی نہ کسی طرح قائد اعظم اور تحریک پاکستان سے وابستہ رہے ہیں۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے ۱۹۸۷ء میں طبع کیا۔

قائد اعظم کی یاد میں!

شاعر ملت آقائی ابوالکیف کیفی سرحدی نے ان الفاظ میں قائد اعظم کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

خلوص دل سے کیا جس کسی نے کارِ عوام
ہوئی نصیب اسی فرد کو حیاتِ دوام
اس کے ذکر سے رہتی ہے گرم بزم جہاں
اسی کی سیرت و کردار سے ہے فکر جواں
اسی کے حسن تدبر کی دھوم ہے ہر سو
اسی کے ذوقِ عمل سے ہے زندگی کی نمو
ہر ایک دور میں چھائی ہوئی بہار اسکی
قدم قدم پہ نمایاں ہے یادگار اسکی
فروغِ دیدۂ اہل ہنر ہے کام اس کا
زباں اہلِ خرد پر رواں ہے نام اس کا
نظامِ کفر کیا جس نے درہم و برہم
انہی کا درس ہے تنظیم و اتحاد و یقیں!
ہے شاہکار انہی کا یہ سر زمینِ حسیں
ولایا ملتِ اسلام کو وہ پاکستان
کہ جس پہ جنت ارضی کا ہو رہا ہے گماں
یہ وہ جہاں ہے جہاں کفر و شرک ہیں نابود
فقط ہے وحدت ملی کا اس وطن میں وجود
نہ کیوں ہوا نعرۂ تکبیر اس وطن میں بلند
فلک کے اوج پہ ڈالی مجاہدوں نے کمند
ہر ایک دل میں جواں ولولوں کا عالم ہے
ہر ایک فکر میں تعمیرِ نو مقدم ہے
زباں پہ قائد اعظم کا درس آ جائے

جناب حضرت کیفی کا کیف چھا جائے

قائد اعظم کیمپ

قائد اعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے موقع پر گرلز گائڈ کیمپ کا ۱۴ نومبر ۱۹۷۶ء کو افتتاح ہوا۔ کیمپ کا افتتاح سندھ کے گورنر الحاج محمد دلاور خانجی نے کیا۔ اس کیمپ کے دو پروگرام بڑے کامیاب ہوئے۔

قائد اعظم کیمپس:

۹/ دسمبر ۱۹۸۷ء کو پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر رفیق احمد خاں کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح کی ملی خدمات کے اعتراف کے طور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اولڈ کیمپس کا نام اقبال کیمپس اور نیو کیمپس کا نام قائد اعظم کیمپس رکھا جائے۔

قائد اعظم گولڈ کپ نیشنل پولو چیمپئن شپ:

قائد اعظم گولڈ کپ کے لئے نیشنل پولو چیمپئن شپ لاہور پولو کلب کے زیر اہتمام ہر سال کھیلی جاتی ہے اس کا آغاز ۱۹۶۴ء میں ہوا تھا اور جیتنے والی ٹیم کے لئے ال آفندی کپ رکھا گیا تھا۔ یہ کپ پولو کے نامور کھلاڑی بریگیڈیئر حسام ال آفندی نے دیا تھا اس سے پہلے پاکستان کا سب سے بڑا ٹورنامنٹ پنجاب چیلنج کپ ہوتا تھا جو پہلی مرتبہ اس کلب کے قیام کے وقت ۱۸۸۶ء میں کھیلا گیا تھا ۱۹۷۶ء میں حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا کہ کھیلوں کی تمام قومی تنظیمیں اپنی نیشنل چیمپئن شپ بانی پاکستان کے نام سے منسوب کریں۔ چنانچہ ال آفندی کپ کا نام تبدیل کر کے قائد اعظم گولڈ کپ رکھا گیا اب یہ ملک کا سب سے بڑا پولو ٹورنامنٹ ہے۔

۱۹۶۴ء سے ماسوائے تین برسوں ۱۹۶۶ء، ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء کو یہ ٹورنامنٹ ہر سال باقاعدگی سے منعقد ہو رہا ہے اس کے علاوہ سب سے پرانا پنجاب چیلنج کپ پولو ٹورنامنٹ بھی بدستور ہو رہا ہے۔

قائد اعظم لاج:

پاکستان سینٹ نے ۷ جنوری ۱۹۷۷ء کو ایک قرارداد منظور کی جس میں ریذیڈنسی کا نام قائد اعظم ہاوس یا لاج رکھنے کی سفارش کی۔ زیارت ریذیڈنسی میں قائد اعظم نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے تھے۔ یہ قرارداد بلوچستان کے سینٹ کے رکن قاضی فیض الحق نے پیش کی اور اس کی بھرپور حمایت وفاقی وزیر مملکت برائے ثقافتی امور ملک محمد جعفر نے کی اور کہا کہ حکومت اس تجویز کا خیر مقدم کرتی ہے۔ انہوں نے اس موقع پر کہا قائد اعظم بلوچستان اور سرحد کی ترقی و خوشحالی کے لئے کوشاں تھے۔ قائد حزب اختلاف محمد ہاشم غلزئی نے اپنی تقریر میں قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ قائد اعظم بلوچستان میں گہری دلچسپی رکھتے تھے اس ضمن میں انہوں نے ۱۹۴۳ء کا وہ وقت یاد دلایا جب انہوں نے (ہاشم غلزئی) لکھنؤ مسلم لیگ کانفرنس میں بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہوئے آزادی کے فوراً بعد اسے صوبہ بنانے کی تجویز پیش کی تو قائد اعظم اس پر بہت خوش ہوئے اور قرارداد میں معمولی تبدیل کرنے کے بعد خود یہ قرارداد مسلم لیگ کی جنرل کونسل میں پیش کی اور منظور کرائی۔

قائد اعظم لاء کالج:

یہ کالج نجی طور پر لاہور میں قائم کیا گیا ہے یہ کالج پنجاب یونیورسٹی سے ملحق نہیں۔ مسٹر جسٹس کے ایم اے صمدانی کو اس کالج کی ایڈوائزری کونسل کا چیئرمین بنایا گیا تھا لیکن انہوں نے اخبار وکلاء لاہور دسمبر ۱۹۸۷ء میں اس بات کی تردید کر دی اور کہا کہ میرا کالج انتظامیہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ میں ان کا سرپرست اور سٹاف ممبر ہوں۔

قائد اعظم لائبریری:

یہ لائبریری الحاج عبداللہ ظہیر الدین لال میاں نے فرید پور میں ۱۹۵۱ء میں قائم کی۔

وہ ۱۹۰۵ء میں فرید پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں ترک موالات اور تحریک خلافت میں شریک رہے برصغیر کی تحریک آزادی کے سلسلے میں بارہ تیرہ مرتبہ قید ہوئے ۱۹۳۶ء میں بنگال

لیجسلیٹو کونسل کے رکن چنے گئے اور پھر نو برس تک اسی منصب پر فائز رہے ۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے ۱۹۴۵ء میں بنگال صوبائی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے ممبر منتخب ہوئے۔ ایک برس بعد بلا مقابلہ فرید پور ڈسٹرکٹ بورڈ کے پہلے غیر سرکاری رکن چنے گئے ۱۹۴۷ء میں فرید پور میونسپلٹی کے چیئرمین اور ۱۹۵۰ء میں امپرومنٹ ٹرسٹ کے بانی سربراہ بنے۔ ۱۹۵۲ء میں دستور ساز اسمبلی میں ان کی تحریک پر کراچی میں اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں نظموں کا مجموعہ چھپا ۱۹۶۲ء میں بلا مقابلہ قومی اسمبلی کے رکن اور پھر چیف پارلیمانی وہپ بنے۔

قائد اعظم لائبریری:

پاکستان کی جدید ترین لائبریری یہ باغ جناح کے اولڈ جمخانہ کلب میں قائم کی گئی ہے قیام پاکستان سے قبل اسے محض تفریح کے لئے استعمال کیا جاتا تھا لیکن قیام پاکستان کے بعد اس کی حیثیت کثیر المقاصد عمارت کی سی ہو گئی مئی ۱۹۸۱ء میں اس عمارت کو نظامت کتب خانہ جات عامہ پنجاب کے حوالے کیا گیا جس نے تین سال کی لگاتار محنت کے بعد یہاں ملک کی جدید ترین لائبریری قائم کر دی۔ عمارتی فن تعمیر کے اعتبار سے یہ ایشیا بھر میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

اس لائبریری کے لئے ابتدائی تین برسوں میں ۴۵ ہزار کتابیں خریدی گئیں کچھ حضرات نے اپنے ذاتی کتب خانوں سے قیمتی عطیات بھی دئے یہاں موجودہ دنیا کے ہر موضوع اور مضمون کی کتابیں انگریزی، اردو، عربی، فارسی، پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی میں موجود ہیں۔ اس وقت یہ شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

(۱) ریفرنس سیکشن (۲) اورینٹل سیکشن (۳) ٹیکسٹ بک سیکشن (۴) شعبہ خواتین (۵) شعبہ اطفال (۶) سمعی وبصری معاونت کا شعبہ

قائد اعظم لائبریری میں ملک اور ملک سے باہر کے چار سو کے قریب رسالے اور اخبارات آتے ہیں اقبال ہال کے نام سے ایک آڈیٹوریم بھی ہے۔

افتتاح اوائل ۱۹۸۵ء میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کیا اس وقت اس لائبریری میں ۶۰ ہزار کتابیں ہیں۔

قائد اعظم مارکیٹ (ماریطانیہ):

ماریطانیہ کے دارالحکومت پورٹ لوئی کی میونسپل کونسل نے اپنی جدید سپر مارکیٹ کو قائد اعظم محمد علی جناح کے نام سے موسوم کرنے کا فیصلہ (۳۰ ستمبر ۱۹۶۹) کیا کونسل نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں قائد اعظم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا اور پورٹ لوئی کے میئر نے کراچی میونسپل کارپوریشن کے نام ایک خط میں یہ اطلاع دی۔

قائد اعظم محمد علی جناح: (کی نجی زندگی کے دو اہم پہلو).

اسے جناب شریف الدین پیرزادہ سابق اٹارنی جنرل، سابق وزیر قانون اور اسلامی کانفرنس کے چیئرمین نے بہ زبان انگریزی لکھا اور قاضی عبدالسلیم نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اسے اگست ۱۹۸۲ء میں شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی نے شائع کیا۔ یہ کتابچہ ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتابچے میں قائد اعظم کی تاریخ پیدائش کو دستاویزی حوالوں سے درست ثابت کیا گیا ہے۔ نیز ان کی اہلیہ محترمہ رتن بائی کے بارے میں تفصیلی معلومات شامل کی گئی ہیں۔ جب کہ اس کی پشت پر مصنف کے حالات زندگی درج کئے گئے ہیں۔

حالات کے لئے دیکھئے شریف الدین پیرزادہ

قائد اعظم محمد علی جناح (معمار پاکستان)

اسے پروفیسر سجاد باقر رضوی نے مرتب کیا اور ۱۹۸۸ء میں سنگ میل پبلی کیشنز نے شائع کیا۔ بقول پروفیسر سجاد باقر رضوی اس کتاب میں ان کے مخاطب نوجوان طالب علم ہیں۔ اس اعتبار سے میں یہ کہوں گا کہ اسے تحقیق کی بجائے تخلیق کہنا چاہئے۔ اس کے مطالعہ سے طالب علموں کے ساتھ ساتھ عام قاری میں تحریک پاکستان کے متعلق قومی جدوجہد کا شعور پیدا ہو گا ویسے بھی کتاب مذکورہ کا انداز بیاں نہایت سادہ اور دل نشین ہے۔

کتاب میں مصنف نے تحریک پاکستان کے اہم واقعات کا جائزہ سطحی طور پر لینے کی بجائے ان واقعات کے پس پردہ ٹھوس عوامل کا ذکر تجزیاتی انداز میں کیا ہے۔

یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے جن کی تفصیل یہ ہے،

(۱) پس منظر (۲) قائداعظم محمد علی جناح۔ معمار پاکستان
(۳) دہلی کانفرنس اور نہرو رپورٹ (۴) گول میز کانفرنس
(۵) ۱۹۳۵ء کا ایکٹ اور قائد اعظم کا ردعمل
(۶) قرارداد پاکستان سے قیام پاکستان تک
(۷) اختتامیہ

وہ ۱۴/اکتوبر ۱۹۲۸ء کو پھول پور اعظم گڑھ یوپی میں پیدا ہوئے انہوں نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو اور سندھ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کے امتحانات پاس کئے۔ کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ تعلیم کی تکمیل پر ابتداً اسلامیہ کالج سول لائنز میں اور پھر اورینٹل کالج لاہور میں خدمات انجام دیں۔

تصانیف

(۱) تہذیب و تخلیق (تنقیدی مضامین) (۲) مغرب کے تنقیدی اصول (۳) تیشۂ لفظ (غزلوں کا مجموعہ) (۴) داستان مغلیہ (ترجمہ) (۵) افتادگان خاک (ترجمہ) (۶) جدید امریکی ناول نگار (ترجمہ) (۷) قائداعظم محمد علی جناح معمار پاکستان اور دیگر بہت سی کتب۔ حلقہ ارباب ذوق لاہور کے سیکرٹری بھی رہے۔

قائداعظم محمد علی جناح (انگلستان سے پاکستان تک):

یہ کتاب جناب چودھری رحمت علی علوی نے ۱۹۷۶ء میں مرتب کی اور اسے ادارہ صوت الاسلام ۲۷ بی پیپلز کالونی لائل پور (اب فیصل آباد) نے طبع کیا۔ ۱۹۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں قائداعظم کے ان حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کا آغاز ان کی جدوجہد پاکستان سے ہوا۔ کتاب کا ابتدائیہ مشہور مسلم لیگی لیڈر خواجہ خیرالدین نے لکھا۔ کلمہ خیر بھی دیا گیا ہے۔

یہ کتاب تعلیم یافتہ حضرات بالخصوص نوجوانوں کے لئے معلومات افزا ثابت ہوگی۔

قائداعظم محمد علی جناح:

بانی پاکستان محمد علی جناح کے حالات کے بارے میں عبدالغفور سندھی کی کتاب، اسے انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی سندھ یونیورسٹی نے ۱۹۸۲ء میں شائع کیا۔ یہ نوعمر طلبا کے لئے معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ کتاب مختصر ضخامت اور ایسی سلیس سندھی زبان میں لکھی گئی ہے، جو تھوڑی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی پڑھ سکتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح:

یہ کتاب چودھری سردار محمد خاں بی اے نے قیام پاکستان سے قبل لکھی۔ یہ سات سو صفحات پر مشتمل تھی، اور اسے قائد اعظم کی گیارہ عکسی تصاویر سے مزین کیا گیا تھا۔

مجلد قیمت فی جلد چھ روپے۔ اسے مکتبہ ادب ۱۲ آرکیڈیا بلڈنگ بمبئی نمبر۸ نے شائع کیا

قائداعظم محمد علی جناح:

یہ کتاب ایس منصور حسن نے پبلشرز دی انیشی ایٹرز کے لئے مرتب کی اور ساٹھ روپے قیمت کے ساتھ ۱۹۸۷ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

مرتب نے قائداعظم کی مقبولیت کے صرف چند گوشوں کو اپنی کتاب کا موضوع بنایا ہے۔ مثلاً

قائداعظم اور خواتین، قائداعظم اور بچے، قائداعظم اور اقلیتیں، قائد اور فوجی افسران، قائداعظم اور شعراء وغیرہ۔

منصور حسن ایک کہنہ مشق صحافی اور ادیب ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح:

اسے پرنسپل فیڈرل گورنمنٹ انٹر کالج کوہاٹ چھاؤنی سعیدہ بخش نے مرتب کیا اسے ۱۹۷۷ء میں آئینہ ادب لاہور نے شائع کیا۔

یہ کتاب قائد کی محبوبیت اور جذباتی وابستگی کو نئی نسل تک منتقل کرنے کی ایک بہت حقیری کوشش ہے اس کتاب کو مرتب کرنے میں طالبات میں سے شاہین فلک ناز (حصہ اردو) اور عائشہ افضل (حصہ انگریزی) نے بھرپور تعاون کیا۔

قائداعظم مسلم پریس کی نظر میں:

یہ کتاب جناب پروفیسر احمد سعید صاحب نے مرتب اور قائد اعظم اکادمی کراچی نے شائع کی۔ زیر نظر کتاب قائداعظم کی

عظیم شخصیت، جدوجہد آزادی کے طویل ماہ و سال پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں مولف نے اخبارات کے وہ اداریئے مرتب کئے ہیں جو قائداعظم اور تحریک پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں ان اداریوں کا زمانہ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۴۸ء تک کے عرصے پر پھیلا ہوا ہے اس مجموعے میں ۲۵۳ اداریئے شامل ہیں ان اداریوں کے مطالعہ سے ان ادوار کے بہت سے پہلو، قائداعظم کی شخصیت اور تحریک پاکستان کے بہت سے گوشے سامنے آتے ہیں یہ کتاب ۶۸۲ صفحات پر اردو ٹائپ میں شائع ہوئی۔

قائداعظم مسلم لیگ:

۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کے نفاذ کے موقع پر خان عبدالقیوم خاں مسلم لیگ کے صدر تھے چنانچہ انہیں بھی دوسرے سیاسی رہنماؤں کے ہمراہ گرفتار کر لیا گیا اور جیل بھیج دیئے گئے لیکن جیل سے رہائی کے لئے انہوں نے ایوب خان کو معافی نامہ لکھ کر دیا جس کے تحت ۱۲ دسمبر ۱۹۶۰ء کو انہیں رہا کر دیا گیا تاہم ایوب خاں کی کنونشن مسلم لیگ کی صدارت سے علیحدگی کے بعد کنونشن مسلم لیگ کے رہنماؤں نے انہیں جماعت کی صدارت سونپنے کی تجویز پیش کی لیکن خان حبیب اللہ خاں، فدا محمد خاں اور مسلم لیگ کے دیگر ارکان کی مخالفت کی بنا پر وہ ایسا نہ کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی علیحدہ جماعت قائداعظم مسلم لیگ قائم کی جس کے منتظم اعلیٰ صاحب زادہ حسن محمود مقرر ہوئے

ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مسلم لیگ کے تینوں دھڑوں نے ادغام پر رضامندی کا اظہار کیا لیکن عملاً ایسا نہ ہو سکا چنانچہ خان عبدالقیوم خان نے قائداعظم مسلم لیگ کو اصلی مسلم لیگ قرار دیا اور اس کی مجلس عاملہ کا اجلاس ایبٹ آباد میں ۱۷، ۱۸ اگست ۱۹۷۰ء کو منعقد ہوا جس میں اس کا منشور منظور ہوا، بھٹو دور میں خان عبدالقیوم خاں مرکزی وزیر رہے ان کی وفات کے بعد اس جماعت کی سرگرمیاں محدود ہو کر رہ گئیں۔

اس کا قیام سابق وزیر اعلیٰ سرحد خان عبدالقیوم خاں کی کوششوں سے ۲۰ مارچ ۱۹۶۹ء کو عمل میں آیا۔ اس ضمن میں انہوں نے اعلان کیا کہ یہ کوئی نئی جماعت نہیں ہے اور نہ ہی نئے نظریات کی حامل ہے بلکہ دراصل اس کا احیاء کیا گیا ہے جس کی تنظیم قائداعظم نے کی تھی۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء خاں عبدالقیوم خان کو کنونشن لیگ کے باغی گروپ کے طلب کردہ کونسل اور کنونشن نے پاکستان مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا اور قائداعظم مسلم لیگ کو خان عبدالقیوم خاں نے اس بڑی تنظیم میں مدغم کرنے پر خاموشی سے رضامندی کا اظہار کیا۔

قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور:

اس کا نام بہاول وکٹوریہ ہسپتال تھا جس نے ۱۹۰۶ء میں کام کا آغاز کیا۔ اس ہسپتال کو اس وقت شہرت حاصل ہوئی جب باقاعدہ طور پر وائسرائے ہند لارڈ ویول نے دسمبر ۱۹۴۵ء میں اس کا افتتاح کیا۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں معدودے چند ہسپتال ایسے تھے جہاں گریجویٹ ڈاکٹروں کو تربیت دی جاتی تھی، بڑھتی ہوئی صنعتی ضروریات کے پیش نظر ملک میں مزید کالجوں کی ضرورت تھی تاہم ۱۹۵۵ء میں عبوری انتظامات کے تحت بہاول میڈیکل سکول قائم کر دیا گیا۔ اس سکول نے دیہی علاقوں کے لئے لائسنس یافتہ ڈاکٹر پیدا کئے۔

یہ بات عیاں تھی کہ زیادہ مدت تک عبوری انتظامات کو نہیں چلایا جا سکتا تھا اس لئے اسے ۱۹۶۷ء میں بند کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں علاقے میں صحت کے مسائل میں مزید اضافہ ہو گیا۔ عوام نے اسے دوبارہ جاری کرنے کا مطالبہ کیا چنانچہ حکومت پنجاب نے ستمبر ۱۹۷۰ء میں میڈیکل کالج کے قیام کا فیصلہ کیا، اس سے دو فوائد حاصل ہوئے ایک تو عوامی مطالبے کو پورا کر دیا گیا اور دوسرے ملک کے دوسرے کالجوں میں داخلے کے لئے دباؤ بھی کم ہو گیا۔

قائداعظم میڈیکل کالج نے باقاعدہ طور پر ۲۲ فروری ۱۹۷۱ء کو کام شروع کیا۔ پنجاب کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل عتیق الرحمٰن نے ۱۳ دسمبر ۱۹۷۱ء کو اس کا افتتاح کیا۔ یہ ۲۴۶ ایکڑ رقبے پر محیط ہے

یہاں سے ۱۰۷ طلبا کا پہلا بیچ ۷۱۔۱۹۷۰ء میں تعلیم مکمل کر کے نکلا تھا۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو اس کا پہلا کانووکیشن ہوا۔ کالج ہذا نے ۱۹۸۸ء تک ۱۵۶۷ ڈاکٹر تیار کئے۔ کالج میں ۱۴ پروفیسر، ۱۲ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ۲۸ اسسٹنٹ پروفیسر اور ۷۸ لیکچرار ہیں۔

اس کے پہلے پرنسپل ڈاکٹر نواب دین تھے، دیگر کوائف یہ

ہیں

تعمیر کے کام کا آغاز	۶/ اکتوبر ۱۹۷۱ء
سنگ بنیاد کی رسم	شیخ التفسیر مولانا شمس الحق افغانی جامعہ اسلامیہ بہاولپور
تعمیرات کے ایگزیکٹو انجینئر	جناب اعجاز احمد چوہدری
لاگت	۵ کروڑ روپے

قائد اعظم میری نظر میں:

یہ کتاب صفیہ سلطانہ انور نے ترتیب دی اور اسے 1953ء میں گوشہ ادب چوک انار کلی لاہور نے شائع کیا۔

اس کتاب میں قائد اعظم کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

قائد اعظم میری نظر میں

یہ کتاب ۱۹۸۷ء میں منظر عام پر آئی اسے زکریا ساجد نے ترتیب اور قائد اعظم اکادمی کراچی نے شائع کیا ہے۔ کتاب قائد اعظم کی سیرت و کردار پر ان کے رفقا اور معاصرین کے تاثرات پر مبنی ہے۔ کتاب میں قائد اعظم کی شخصیت اور ذاتی و صفاتی خصوصیات اپنے تجربات کی روشنی میں وقار انبالوی، خلیل صمدانی، میاں محمد شفیع، مولوی محمد سعید اور محمد احمد زبیری نے بھی روشنی ڈالی ہے یہ کتاب ۲۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

قائد اعظم میموریل فنڈ:

قائد اعظم محمد علی جناح کے مزار کی دیکھ بھال کے لئے جو فنڈ قائم کیا گیا اسے قائد اعظم میموریل فنڈ کا نام دیا گیا۔ اس فنڈ کے قیام کا اعلان گورنر جنرل پاکستان خواجہ ناظم الدین نے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو کیا تھا۔

قائد اعظم میموریل فنڈ کمیٹی (بلوچستان)

۲۵/ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو چیف کمشنر بلوچستان مسٹر اے. جی سیوج کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی بلوچستان کے ریونیو کے جوڈیشنل کمشنر مسٹر اے آر خاں اس کمیٹی کے نائب صدر مقرر ہوئے۔ ارکان میں قبائلی سردار، کوئٹہ میونسپلٹی کے چیرمین، اقلیتوں کے نمائندے اور بلوچستان مسلم لیگ کے صوبائی اور ڈسٹرکٹ صدر شامل تھے۔

قائد اعظم میموریل کالج (ڈھاکا):

یہ کالج قائد اعظم کی وفات کے بعد قائم کیا گیا جہاں ہزاروں کی تعداد میں اردو بولنے والوں کو بہ آسانی داخلہ ملتا رہا۔ بی اے آنرز، بی ایس سی آنرز تک تعلیم اپنی بساط کے مطابق فیس ادا کر کے حاصل کرنے کی سہولت بیس سال تک برقرار رہی۔

اس کے بانی مشہور شاعر شہاب الدین رحمت اللہ تھے۔ وہ ۹ جون ۱۹۱۳ء کو صوبہ بہار (ضلع شاہ آباد) کے ایک معروف رئیس گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم زیر نگرانی حاجی سید زین الدین وارثی مرحوم، پرنسپل گورنمنٹ کالج پٹنہ میں ہوئی۔ پھر قصبہ آرہ میں اپنے والد کے ساتھ رہ کر گھر پر تعلیم پائی اور دو سال تک پڑھ کر میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ ۱۹۳۳ء میں بی اے آنرز (معاشیات) امتیازی طور پر پاس کر کے آئی سی ایس میں داخلہ کے لئے کل ہندوستان مقابلہ کے ایک طویل امتحان میں شرکت کی اور پورے ہندوستان میں پانچویں نمبر پر رہے۔ اس کے بعد انگلستان چلے گئے لندن سے بیرسٹرایٹ لاء کی ڈگری لی آکسفورڈ کے مشہور آرٹ سکول رسکن اسکول آف ڈرائنگ میں فن مصوری کا کورس بھی پاس کیا۔

۱۹۳۷ء میں وطن واپس آکر متحدہ بنگال میں ایس ڈی او مقرر ہوئے۔ پھر تین اضلاع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر کے عہدوں پر فائز رہے تقسیم کے بعد ڈھاکا کے پہلے ڈی سی مقرر ہوئے اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ڈھاکا میں پہلا پاکستانی جھنڈا لہرایا۔

ان کے کارنامے ڈسٹرکٹ آفسران انڈیا (۱۹۳۳ـ۴۷ء) میں محفوظ ہیں۔

جب وہ سراج گنج سب ڈویژن شمالی بنگال میں ایس ڈی او تھے تو وہاں ۱۹۴۱ء میں تاریخی جلسہ عام زیر اہتمام مسلم لیگ منعقد ہوا جسے قائد اعظم نے خطاب کیا اس موقع پر قائد اعظم اور مس فاطمہ جناح کے سراج گنج پہنچنے سے صرف ۲۴ گھنٹے قبل مولوی

فضل الحق وزیر اعلیٰ بنگال اپنے وزیر شمس الدین احمد۔ لیڈر بنگل کریشک سرامک پارٹی کے ہمراہ سراج گنج سرکاری وزٹ پر پہنچے۔ اور منصوبہ تھا کہ جہاں قائد نے خطاب کرنا ہے اس کے پنڈال کو نذر آتش کر دیا جائے۔ اس طرح ہمیشہ کے لئے مسلم لیگ کا نام بنگال سے نیست و نابود ہو جائے گا شہاب صاحب نے مسلم لیگ گارڈز کے ذریعہ ان کا محاصرہ کر لیا

۱۹۵۹ء میں ریٹائر ہو گئے۔ اور ڈھاکا جا کر لاء چیمبر قائم کیا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کراچی آ گئے

رحمت اللہ ماڈل ہائی سکول ڈھاکا۔ قائداعظم میموریل کالج رحمت اللہ اکیڈمی، قائم کیں۔

تصانیف کی تعداد آدھی درجن کے قریب۔ سحر حلال، شعری مجموعہ ہے ۲۳ دسمبر ۱۹۸۴ء کو کراچی میں انتقال کیا

قائداعظم میوزیم کراچی:

اس عجائب گھر کا افتتاح پاکستان کے گورنر جنرل نے ۱۴ اگست ۱۹۵۳ء کو کیا۔ اس میں قائداعظم کی اشیاء لباس اور دیگر اشیاء رکھی گئیں تاہم باقاعدہ میوزیم ۱۹۸۷ء میں قائم کیا گیا۔

قائداعظم محمد علی جناح کی ذاتی اشیاء اور نادر دستاویزات کا میوزیم۔ یہ میوزیم ۱۹۸۷ء میں کراچی میں مزار قائداعظم کے پہلو میں ایک خوبصورت جالی دار عمارت کے اندر قائم کیا گیا ہے۔ میوزیم کے صدر دروازے سے داخل ہوں تو بائیں طرف بابائے قوم کے زیر استعمال رہنے والی دو کاریں شیشے کے کمروں میں رکھی گئی ہیں اور بائیں طرف شوکیسوں میں بانیٔ پاکستان کے لباس کو رکھا گیا ہے لباس میں چوڑی دار سبز رنگ کے پاجامے، گرمیوں میں پہننے والے دیسی کرتے، لکھنوی انداز کے کڑھائی والے کرتے، قمیصیں، ٹائیاں، بش شرٹ، پتلونیں اور مختلف رنگوں کے سویٹر شامل ہیں۔ ایک شوکیس میں گھوڑ سواری کا لباس میوزیم کی زینت ہیں گئے وقتوں کے فیشن کے مطابق بہت سے سفید کالر بھی ہیں اور سیاہ گاؤن بھی شوکیسوں میں دعوت نظارہ دیتے ہیں اس لباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کو زیب تن کرنے والا کس قدر باذوق اور نفیس طبع انسان تھا۔

میوزیم میں بابائے قوم کے ذاتی استعمال کی جو اشیاء رکھی گئی ہیں ان میں جوتے شامل ہیں۔ ان میں کھسے بھی ہیں اور سیاہ رنگ کے چمکدار پمپ شو شامل ہیں۔ میوزیم میں دائیں طرف سے شوکیسوں پر نظر ڈالیں تو لباس اور جوتوں اور برتنوں کے شوکیس نظر آتے ہیں۔ ان میں چینی کے ڈنر سیٹ میز، کرسیاں، ایک لکڑی کی الماری اور صوفہ رکھا ہوا ہے۔

اس سے آگے حضرت قائداعظم کے زیر استعمال ان کا ذاتی اسلحے کا شوکیس ہے جن میں تلواریں اور بندوقیں رکھی ہوئی ہیں

مطالعے کے کمرے میں جہاں دیگر کتابیں ہیں وہاں قرآن مجید بھی موجود ہے۔ ایک شیشے کا کمرہ سپاسناموں سے سجایا گیا ہے یہ وہ سپاسنامے ہیں جو قائد کے حضور مختلف اوقات میں بعض شہروں میں وہاں کے استقبالیوں میں پیش کیے گئے اس سے اگلے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل بھی ہوئی ہے بابائے قوم کی چھتری ہے ایک کپڑے کا تھیلا ہے جس پر بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کے الفاظ کے پہلے حروف ایم اے جے انگریزی لکھے ہوئے ہیں۔ دو گاڑیاں بھی محفوظ کی گئی ہیں۔

قائداعظم نیشنل گارڈ:

دیکھئے فدا احمد خان

قائداعظم ہال (جامعہ ملیہ کراچی):

۲۵/نومبر ۱۹۶۷ء کو ملیر میں جامعہ ملیہ کے قائداعظم ہال کا افتتاح مرکزی وزیر تعلیم قاضی انوار الحق نے کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ملک کی تعلیمی ضروریات کے بڑھتے ہوئے اخراجات پورے کرنے کے لئے نجی اداروں کو حصہ لینا چاہئے۔

قائداعظم ہاؤس:

۲۱/دسمبر ۱۹۷۶ء کو بلوچستان کے سینیٹر قاضی فیض اللہ نے تجویز پیش کی کہ زیارت کی ریذیڈنسی کا نام بدل کر قائداعظم ہاؤس رکھ دیا جائے۔ انہوں نے یہ تجویز پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کے دوران پیش کی۔

قائد اعظم ہاؤس:

دیکھئے زیارت ریذیڈنسی

قائد اعظم ہیومن رائٹس انٹرنیشنل ایوارڈ:

قائد اعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن (۱۹۷۶) کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک لاکھ روپے کا قائد اعظم ہیومن رائٹس انٹرنیشنل ایوارڈ جاری کیا۔ بعدازاں یہ رقم بڑھا کر ۵ لاکھ روپے کر دی گئی۔ ایوارڈ کے منتظمین کے مطابق یہ ایوارڈ ہر اس شخص کو دیا جائے گا جس نے انسانی حقوق کے تحفظ اور اس کے فروغ کے لئے شاندار کارہائے نمایاں کا مظاہرہ کیا ہو گا۔

یہ انعام ۲۱/اکتوبر ۱۹۷۶ء کو جاری کیا گیا۔

قائد اعظم یونیورسٹی:

۴/جولائی ۱۹۶۷ء کو قومی اسمبلی نے اسلام آباد یونیورسٹی کا بل منظور کر لیا۔ اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر شاہ عزیز الرحمان نے اس میں دو ترامیم پیش کی تھیں جنہیں منظور کر لیا گیا اس بل کا مقصد اسلام آباد میں پوسٹ گریجویٹ تعلیم اور تحقیق کے لئے ایک یونیورسٹی کا قیام تھا۔

شاہ عزیز الرحمن نے جو ترامیم پیش کی تھیں ان میں کہا گیا تھا کہ یونیورسٹی کے کسی ملازم کے تقرر، اس کو سزا دینے یا برطرف کرنے کے سلسلے میں وائس چانسلر کے اختیارات محدود کئے جائیں اور وائس چانسلر کو ایسے اختیار دئے جائیں جن کے تحت وائس چانسلر صدر پاکستان کو بھی جو چانسلر ہیں برطرف کر سکتے ہیں۔ دوسری ترمیم کا تعلق یونیورسٹی کے بجٹ سے تھا۔

اپوزیشن کے ارکان نے اس بل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ یونیورسٹی مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) میں کیوں قائم نہیں ہو سکتی۔

۲۲/اگست ۱۹۷۶ء کو سینٹ نے اسلام آباد یونیورسٹی کا نام بدل کر قائد اعظم یونیورسٹی رکھنے کا بل منظور کر لیا۔ یہ بل فلک اختر نے پیش کیا۔

قومی اسمبلی نے اسے پہلے ہی منظور کر لیا تھا، قائد ایوان راؤ عبدالستار قائد حزب اختلاف خواجہ صفدر، مولانا نورانی، مسٹر مسعود احمد خاں اور مسٹر عبدالوحید اختر نے بحث میں حصہ لیا۔

قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد:

قائد اعظم یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ سب سے پہلے ۱۹۶۴ء میں بنایا گیا مارچ ۱۹۶۶ء میں قومی اقتصادی کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی نے اس کی اصولی منظوری دی اور بعدازاں جولائی ۱۹۶۶ء میں باقاعدہ منظوری دی گئی۔

۱۵ سو ایکڑ اراضی پر محیط یہ یونیورسٹی مرگلہ ہلز کے قریب واقع ہے۔ ۱۹۶۷ء میں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اس وقت اس کا نام اسلام آباد یونیورسٹی پڑا۔ یونیورسٹی کے تعمیری اخراجات وفاقی حکومت کے علاوہ یونیسکو اور یو این ڈی پی نے برداشت کئے۔

۶/اکتوبر ۱۹۷۱ء کو صدر یحییٰ خاں نے قائد اعظم یونیورسٹی کے نئے کیمپس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا۔ طلبا کو نہ صرف امور مملکت اور فنی شعبوں کے بارے میں مناسب تعلیم دینے کی ضرورت ہے بلکہ ان کو نظریۂ پاکستان سے روشناس کرانا بھی ضروری ہے۔

۲۸/اپریل ۱۹۷۶ء میں وفاقی حکومت نے قائد اعظم کے جشن صد سالہ کے موقع پر اسلام آباد یونیورسٹی کا نام قائد اعظم یونیورسٹی رکھا۔

یہ یونیورسٹی اعلیٰ سائنسی مضامین کی تدریس کے لئے مخصوص ہے اس کے گیارہ بلاک اب تک تعمیر ہوئے ہیں۔

قحط زدگان (امداد):

اکتوبر ۱۹۴۳ء میں بنگال میں شدید قحط پیدا ہوا جس کے نتیجے میں اٹھارہ لاکھ تہتر ہزار سات سو انتر افراد ہلاک ہوئے (وزیر ہند مسٹر ایمرے)۔

قحط زدگان کی امداد کے لئے ۷ نومبر ۱۹۴۳ء کو مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے سیکرٹری نواب سر یامین خاں کے گھر ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں قائد اعظم کے علاوہ مولانا ظفر علی خاں، نواب زادہ لیاقت علی خاں، ڈاکٹر سر ضیاء الدین سر سید علی رضا، مولانا عبدالمفتی، مسٹر اظہر علی، سیٹھ عبدالستار، نواب صدیق علی خاں، مسٹر یوسف ہارون، غلام بھیک نیرنگ، حاجی

چودھری اسماعیل، چودھری محمد حسین اور حافظ محمد عبداللہ نے شرکت کی،

اجلاس میں یہ طے پایا کہ اسمبلی پارٹی ایک ہزار روپے اپنے ارکان میں سے جمع کر کے قائد اعظم کو دے تاکہ وہ مسلم لیگ پارٹی کی طرف سے بنگال کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے بھیجیں چنانچہ چند روز کے بعد مولانا نے ایک چیک کی صورت میں رقم قائد اعظم کو بھجوادی۔

قد اور وزن:

قائد اعظم محمد علی جناح کا قد پانچ فٹ ساڑھے دس انچ اور عام وزن تقریباً ۱۱۲ پونڈ تھا۔

قدوائی، مشیر حسین:

۱۹۴۴ء میں مرکزی حکومت کے لئے ایک دستور کے بارے میں ہندوستانی اداروں سے مشورہ کرنے کے لئے مسلمان رہنماؤں پر مشتمل جو کمیٹی قائم کی گئی اس میں قائد اعظم محمد علی جناح، میاں سر فضل حسین، سر مقبول محمود، آغا محمد صفدر، سید ظہور احمد، سید رضا علی، چودھری خلیق الزمان، فضل الحق، آصف علی، نواب سرفراز حسین خاں، عبدالعزیز، شعیب قریشی، مولوی سید مرتضیٰ ترچناپلی اور چوہدری شاب الدین کے علاوہ جناب مشیر حسین قدوائی بھی شامل تھے۔

قدوائی امیر الدین:

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور پاکستانی پرچم کے ڈیزائنر، وہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تعلیم پائی۔ پاکستان کے قومی پرچم کا ڈیزائن انہوں نے تجویز کیا تھا جسے قائد اعظم نے منظور کر لیا تھا۔ سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا اور علی برادران کے ساتھ تحریک میں کام کرتے رہے۔ اس دوران میں آل انڈیا مسلم یوتھ کانفرنس کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں سر راس مسعود کے پرنسپل اعزازی سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اور مسلم یونیورسٹی کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کام کرتے رہے۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے سیکرٹری جنرل بھی رہے۔ کانفرنس کے صدر آغا خاں، نائب صدر عبداللہ ہارون اور علامہ اقبال تھے۔ تحریک پاکستان میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ٹیم میں شامل رہے اور علی گڑھ میں پاکستان سکیم تیار کی جس کو بنیاد بنا کر قائد اعظم نے ۱۹۴۰ء کی قرارداد تیار کی۔ یو پی مسلم لیگ میں کئی حیثیتوں سے کام کیا۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن رہے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئے اس سے قبل ۱۹۴۶ء میں پاکستان کے جھنڈے کا ڈیزائن بنایا۔ پاکستان میں لاہور لاء کالج کے پروفیسر رہے۔ سینئر ایڈووکیٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں جمعیت العلمائے پاکستان کے نائب صدر رہے انتقال لاہور میں ۲۱ اگست ۱۹۷۳ء کو ہوا۔

قدیر الدین احمد جسٹس:

سندھ کے سابق گورنر اور جج وہ قائد اعظم کے قریبی ساتھیوں میں تھے۔ ۱۹۴۵ء میں قائد اعظم نے انہیں انڈین نیشنل آرمی کے مسلمان افسروں کے مقدمہ کی پیروی کا فریضہ سونپا تھا وہ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں دہلی مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے

سندھ کے گورنر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں اور ۱۳/اپریل ۱۹۸۹ء کو اپنے عہدے سے مستعفی ہوئے۔

Those who dared, the architect of Pakistan

نامی کتاب بھی لکھی۔ یہ کتاب ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی۔

قرارداد پاکستان:

۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں (قائد اعظم کی صدارت میں) جو قرارداد منظور کی گئی تھی اسے قرارداد لاہور کا نام دیا گیا تھا لیکن قائد اعظم نے ۱۹/نومبر ۱۹۴۰ء کو مرکزی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے اسے پہلی مرتبہ قرارداد پاکستان کا نام دیا۔ اور کہا کہ ہم اس کے حصول کے لئے لڑنے اور مرنے پر بھی تیار ہیں۔

قرارداد پاکستان (مسودہ):

قرارداد پاکستان کا مسودہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کی رات کو گیارہ بجے نواب شاہنواز ممدوٹ کے مکان (ممدوٹ ولا) میں مرتب کیا گیا مرتبین کی تعداد چار تھی جن میں قائد اعظم محمد علی جناح، سر

سکندر حیات خاں، نواب محمد اسمٰعیل اور ملک برکت علی شامل تھے سر سکندر حیات خاں نے اپنی ذاتی مساعی سے اپنی زونل سکیم کے تحت بھی ایک قرارداد مرتب کی تھی اس میں ایجنسی سنٹر کا ذکر بھی کیا گیا تھا قائداعظم نے اس قرارداد کا مسودہ ابتداء میں مسترد کر دیا تھا۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے یہ افواہ پھیلا رکھی ہے کہ قرارداد پاکستان کا مسودہ وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو وزیر ہند لارڈ زٹلینڈ اور ممبر ایگزیکٹو کونسل سر ظفر اللہ خاں کے مشورے سے تیار کیا گیا تھا

قرارداد پاکستان کا اصلی متن انگریزی میں تھا ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو رات کے وقت جب سبجیکٹس کمیٹی میں بحث شروع ہوئی تو بعض لوگ انگریزی نہیں جانتے تھے انہوں نے اعتراض کیا کہ اس کا ترجمہ اردو میں کیجئے نوابزادہ لیاقت علی خاں نے وہی کاغذ مولانا ظفر علی خاں کے حوالے کر دیا کہ آپ سے بہتر ترجمہ کون کر سکے گا مولانا نے وہیں بیٹھے بیٹھے بڑی خوبصورت اور نستعلیق اردو میں ترجمہ کیا متن میں ایک لفظ زون بار بار آتا ہے مولانا نے اس کا ترجمہ منطقہ کیا

سبجیکٹس کمیٹی میں ۲۲ مارچ کو رات کے گیارہ بجے تک بحث ہوتی رہی پھر ۲۳ مارچ کو صبح ۱۰ بجے سے ایک بجے تک بحث جاری رہی۔ اس طویل بحث کے بعد قرارداد منظور ہوئی۔ مسلم لیگ کا کھلا اجلاس قائداعظم کی صدارت میں منٹو پارک (اب اقبال پارک) لاہور میں چار بجے سہ پہر کے وقت ہوا۔ جہاں یہ قرارداد بنگال کے وزیر اعظم مولوی فضل الحق نے پیش کی۔ مولوی صاحب نے نہایت فصیح و بلیغ اردو میں تقریر کی اور مسلمانوں کی تکلیفوں کا ذکر کیا اور انوری کے یہ دو شعر پڑھے۔

ہر بلائے کز آسماں آید
گرچہ بہ دیگرے قضا باشد
بر زمیں نارسیدہ می پرسد
خانہ انوری کجا باشد

۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو رات کے بارہ بجے سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس ختم ہوا تو ملک برکت علی اور عاشق حسین بٹالوی ایک ہی موٹر میں بیٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو گئے راستے میں جناب عاشق حسین بٹالوی نے کہا کہ قرارداد کے الفاظ میں کچھ نقص ہے۔

انہوں نے پوچھا کیا عاشق حسین بٹالوی نے کہا پہلے یہ بتائیے کہ ہندوستان کے شمال مغربی علاقے سے جن کو آپ اپنی مجوزہ مملکت میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی مراد کیا ہے کہنے لگے یہی پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ۔ عاشق حسین بٹالوی نے کہا تو پھر قرارداد میں واضح طور سے ان صوبوں کے نام کیوں نہیں لیتے بولے ___ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو صبح دس بجے جب اس پر بحث ہوئی تو عاشق حسین بٹالوی نے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ لوگ پنجاب اور بنگال کے صوبوں کو مجوزہ مملکتوں میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو جہاں آپ نے ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی منطقوں کا ذکر کیا ہے وہاں صاف لفظوں میں ان صوبوں کے نام لیجئے تاکہ ہمارے مخاطب اور مخالف دونوں ہمارے مطالبے کی حقیقت ابھی سمجھ جائیں۔ ورنہ علاقائی ردوبدل کے تحت پنجاب اور بنگال کا قریباً نصف حصہ کٹ جائے گا

اس کا جواب نوابزادہ لیاقت علی خان نے ان الفاظ میں دیا ___ ہم نے ایک مصلحت کی وجہ سے صوبوں کے نام نہیں لئے اگر ہم پنجاب کا نام لے دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہماری مملکت کی سرحد گوڑگاؤں تک ہوگی حالانکہ ہم علاقائی ردوبدل کے تحت دہلی اور علی گڑھ کو جو ہماری تہذیب اور تعلیم کے مرکز ہیں مجوزہ مملکت میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ مطمئن رہیے علاقائی ردوبدل کا یہ مطلب نہیں کہ پنجاب کا کوئی حصہ ہاتھ سے دینا پڑے گا۔

نوابزادہ صاحب کے اس جواب پر ایوان میں خوب تالیاں بجیں۔

ماخذ ___ قرارداد پاکستان
کی تدوین چند حقائق
ارشاد احمد حقانی
عاشق حسین بٹالوی
روزنامہ جنگ لاہور ۱۱/ اکتوبر ۱۹۸۷ء

قرارداد پاکستان کا متن یہ ہے۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اپنی اس پختہ رائے کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ اسلامی ہند اس وقت تک مطمئن نہیں

ہو گا جب تک آئین ہند کا مسئلہ از سر نو طے نہیں کیا جاتا۔ وہ کوئی متبادل آئین اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک آئین ان کی خواہشات اور منشا کے مطابق نہیں بنایا جاتا۔ اس اجلاس کی مزید رائے یہ ہے کہ کوئی آئین ملک کے لئے قابل عمل اور مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہو سکتا اگر وہ اس اساس پر مبنی نہیں کہ جغرافیائی لحاظ سے ملحق حصوں کو حدود کی مناسب تبدیلی کے بعد اس طرح ملا دیا جائے کہ ہند کے شمال مغربی اور مشرقی علاقے، جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، آزاد ریاستوں میں بدل جائیں اور ان کے ترکیبی اجزاء خود مختار ہوں۔ نیز ان حصوں اور علاقوں میں اقلیتوں کو ان کی مرضی کے مطابق مناسب اور موثر آئینی تحفظات دیئے جائیں تاکہ ان کے مذہبی، تہذیبی، اقتصادی، سیاسی اور دیگر حقوق و مفادات محفوظ رہیں۔ یہ اجلاس مجلس عاملہ کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک ایسا آئین مرتب کرے جو ان بنیادی اصولوں کے مطابق ہو اور جس میں یہ گنجائش ہو کہ متعلقہ علاقے آخر کار دفاع، امور خارجہ، رسل و رسائل، محصول اور دیگر ضروری امور سے متعلق اختیار کے مالک ہو سکیں۔"

(۲۳ مارچ ۱۹۴۰ کو آل انڈیا مسلم لیگ نے قائداعظم کی زیر صدارت اپنے سالانہ اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی)

قرارداد پاکستان اور کانگریس

کانگریسی رہنماؤں نے قرارداد پاکستان کی شد و مد سے مخالفت کی تھی اس ضمن میں کانگریسی لیڈروں نے ۲۱، ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو بہار کے شہر رام گڑھ میں اپنا اجلاس طلب کیا۔ اور مسلم لیگ کے لاہور اجلاس میں منظور ہونے والی قرارداد پاکستان کی اہمیت کم کرنے کی غرض سے ایک قرارداد منظور کی جس میں حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان میں عام رائے دہی کی بنیاد پر ایک آئین ساز اسمبلی منتخب کی جائے جو متحدہ ہندوستان کا آئین تیار کرے۔

کانگریس کے کہنے پر ایک تنظیم آزاد مسلم کانفرنس بھی قائم کی گئی جس کا اجلاس مسٹر مولا بخش سومرو کی صدارت میں منعقد ہوا اور اس میں مفتی کفایت اللہ، مولانا محمد سجاد اور مسٹر آصف علی نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں کھلے الفاظ میں قرارداد لاہور کی مخالفت کی گئی۔ بالآخر قائداعظم نے ۱۲ اپریل ۱۹۴۰ کو ایک بیان جاری کیا جس میں کہا گیا تھا کہ اس وقت گاندھی جی جذباتی فضا میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس لئے میں ان کے اس فضا سے باہر آنے کا منتظر ہوں تاکہ وہ معقولیت کے ساتھ میرے مطمع نظر کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ برصغیر کے تمام مسلمان ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو لاہور میں منظور کی جانے والی قرارداد پر اظہار اعتماد کے لئے یوم پاکستان منائیں گے۔ اس طرح گاندھی کو اپنی اس غلط فہمی کا بھی جواب مل جائے گا کہ لاہور میں پچاس ہزار سے زائد افراد کے درمیان منظور کی جانے والی قرارداد چند افراد کی منظور کردہ نہیں بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی آواز ہے۔

قرارداد دہلی

یہ قرارداد مارچ ۱۹۴۶ میں آل انڈیا مسلم لیگ لیجسلیٹو کونشن کے زیر اہتمام منعقدہ اجلاس میں منظور ہوئی اس اجلاس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح نے کی قرارداد کا متن یہ ہے۔

ہرگاہ کہ اس برصغیر میں بسنے والے دس کروڑ مسلمان ایک ایسے عقیدے پر ایمان رکھتے ہیں جو ان کی زندگی کے ہر شعبۂ تعلیمی و معاشرتی اور سیاسی زندگی کو منضبط کرتا ہے، جو محض کچھ روحانی عقائد اور بعض مخصوص رسم و رواج اور تقریبوں تک محدود نہیں ہے اور اس کے خلاف ہندو دھرم اور فلسفہ حیات ہے، جو ہزاروں سال سے ذات پات کی تفریق کی بنیاد پر ایک نظام قائم کئے ہوئے ہے اس دھرم نے ۶ کروڑ انسانوں کو اچھوتوں کے درجے تک پہنچا دیا ہے۔ انسان اور انسان کے درمیان غیر قدرتی حد بندیاں قائم کر دی ہیں اور اس ملک میں بسنے والی عظیم اکثریت پر معاشرتی عدم مساوات اور معاشرتی ناہمواریوں کو پیدا کرنے والا نظام مسلط کر دیا ہے۔ اور مسلمان، عیسائی اور دوسری اقلیتوں کو معاشرتی اور معاشی طور پر غلام بنانے کے درپے ہے۔

ہرگاہ کہ ہندوؤں کی ذات پات کا نظام قوم پرستی، مساوات، جمہوریت اور ان تمام اچھے نظریات کا جن کا اسلام بھی علمبردار ہے ضد ہے۔ اور ان کا صریح مخالف ہے۔

ہرگاہ کہ مشترکہ مقاصد و تصورات کو پیش نظر رکھ کر ایک

متحدہ ہندوستان میں سب کے ارتقاء کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے مختلف اور متضاد تاریخی پس منظر تمدنی روایات اور معاشی و معاشرتی نظام نے ناممکن بنا دیا ہے۔ اور ہر گاہ کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی دونوں الگ الگ قومیں ہی رہی ہیں۔

ہر گاہ کہ انگریز مغربی جمہوریتوں کے خطوط پر اکثریت کی حکومت کی بنیاد پر ملک میں سیاسی اداروں کا قیام عمل میں لایا ہے جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ایک قوم کی اکثریت دوسری قوم کی اکثریت پر اس کی مرضی کے خلاف اپنی مرضی تھوپ سکتی تھی۔ اور یہ بات ۱۹۳۵ کے ایکٹ کے تحت متعدد اکثریت کے صوبوں میں کانگریس کے ڈھائی سالہ دور حکومت میں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو گئی۔ ان ڈھائی سالوں میں مسلمانوں کو ناقابل بیان طریق پر خوفزدہ کیا گیا۔

اور اس کے نتیجے میں ان نام نہاد تحفظات کی جو دستور اور ہدایات برائے گورنروں میں دیئے گئے ہیں۔ اصل حقیقت سے واقف ہو کر اس نتیجے تک پہنچے کہ اگر کوئی متحدہ ہندوستانی فیڈریشن تشکیل پا گئی تو مسلمان مسلم اکثریت کے صوبوں تک میں منصفانہ سلوک کی توقع نہیں کر سکتے۔ اور مرکز میں بھی ہندو اکثریت کے ہاتھوں ان کے حقوق مفادات کا کبھی بھی تحفظ نہ ہو سکے گا۔ اور ہر گاہ کہ مسلمان اس حتمی فیصلے پر پہنچ چکے ہیں کہ مسلم ہندوستان کو ہندوؤں کے غلبے سے محفوظ رکھنے کے لئے اور خود اپنے تصورات و نظریات کے مطابق اجتماعی زندگی کی تعمیر کرنے کے پورے مواقع حاصل کرنے کے لئے یہ ناگزیر ہے۔ کہ شمال مشرق میں بنگال و آسام اور شمال مغرب میں پنجاب، سرحد اور بلوچستان اور سندھ پر مشتمل ایک خود مختار و آزاد ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے۔

اس لئے مرکز اور صوبوں میں قانون اور اسمبلیوں کے مسلم لیگی ممبروں کا یہ کنونشن اچھی طرح غور و خوض کے بعد یہ اعلان کرتا ہے کہ مسلم قوم متحدہ ہندوستان کے لئے کسی دستور کو بھی تسلیم نہیں کرے گی۔ اور نہ ہی اس مقصد کے لئے بنائے جانے والے کسی ادارے میں شرکت کر سکے گی۔ اور یہ واضح کرنا ہے کہ برطانوی حکومت کا ہندوستانی عوام کو اختیارات حکومت منتقل کرنے کا کوئی فارمولا اس وقت تک قابل قبول نہ ہوگا۔ جب تک کہ مندرجہ ذیل منصفانہ اصولوں پر جو ملک میں داخلی امن و استحکام برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں پورا نہ اترتا ہو۔

۱۔ کہ شمال مشرق میں بنگال اور شمال مغرب میں پنجاب سرحد، سندھ اور بلوچستان کے علاقوں پر جو پاکستانی علاقے ہیں اور جہاں مسلمان واضح اکثریت میں ہیں مشتمل ایک آزاد خود مختار ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے اور اس بات کی غیر مبہم یقین دہانی کرائی جائے کہ بغیر کسی تاخیر کے پاکستان کی تشکیل کر دی جائے گی۔

۲۔ پاکستان اور ہندوستان کے عوام دو علیحدہ علیحدہ دستور ساز ادارے بنائیں جو ہر دو ملکوں کے لئے دستور سازی کا کام انجام دیں۔

۳۔ کہ ہندوستان اور پاکستان میں اقلیتوں کا تحفظ ۲۳ مارچ کے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں منظور شدہ قرارداد کے مطابق کیا جائے۔

۴۔ کہ مرکزی عارضی حکومت میں مسلم لیگ کی شرکت کے لئے مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی منظوری اور اس پر عمل ناگزیر شرط ہے۔

یہ کانفرنس ایک بار پھر پرزور الفاظ میں یہ اعلان کرتی ہے کہ متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر کسی دستور کو جبراً مسلط کرنے کی کوشش یا مسلم لیگ کے مطالبہ کے خلاف مرکز میں عارضی حکومت کے قیام کے لئے ہر جبری اقدام کا مسلمان اپنی بقا و تحفظ اور اپنے قومی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکن طریق سے مقابلہ کریں گے۔

قرارداد کراچی:

یہ قرارداد ۸، ۹ اور ۱۰/ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو کراچی میں سندھ صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں عید گاہ میدان (بندر روڈ) میں پیش کی گئی۔ اجلاس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح نے کی۔ اجلاس میں پنجاب سے سر سکندر حیات، بنگال سے مولوی ابوالقاسم فضل الحق، صوبہ سرحد سے سردار اورنگ زیب آسام سے سر سعد اللہ خان، بہار سے نواب اسماعیل خاں، یوپی سے چودھری خلیق الزمان، مولانا جمال میاں فرنگی، مولانا شوکت علی، بیگم مولانا محمد علی جوہر، راجا صاحب محمود آباد، سید سجاد یلدرم انبالہ سے سید غلام بھیک نیرنگ، گیا، بہار سے عاشق علی وکیل، ناگپور سے عبدالروف شاہ، پنجاب سے خاں بہادر پیر

مرید حسین، نواب احمد یار خاں دولتانہ، ملک برکت علی اور میرٹھ سے نواب زادہ لیاقت خاں نے شرکت کی۔

"ہر گاہ کہ انڈین نیشنل کانگریس کی مجلس عاملہ کا، ہندو مسلم مسئلہ کے بارے میں آل انڈیا مسلم لیگ سے گفت و شنید کرنے سے انکار (اس بہانے سے کہ مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت نہیں ہے) کانگریس کے اس عزم کی عقدہ کشائی کر رہا ہے کہ وہ مسلمان قوم میں نفاق پیدا کر کے ان پر ہمیشہ کے لئے اپنا تسلط برقرار رکھے اور ساتھ ساتھ ہندوستان کی اقلیتوں کے مسئلہ کے باہمی اور پرامن حل کے امکانات کو ایک بار پھر برباد کر دے۔ حالانکہ مسلم لیگ گذشتہ پندرہ برسوں سے اس سلسلہ میں بے نتیجہ کوششیں کرتی رہی ہے۔

"ہر گاہ کہ کانگریس نے اپنے سرمایہ اور اخبارات کے ذریعہ مسلم عوام سے براہ راست رابطہ کی مہم شروع کر دی ہے تاکہ ایک طرف مسلمانوں کا آپس میں اتحاد ٹوٹ جائے اور دوسری طرف دنیا کو یہ گمراہ کن تاثر دیا جائے کہ کانگریس ہی ہندوستان کی سب قوموں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

"ہر گاہ کہ کانگریس نے ہندو راج قائم کرنے کی نیت سے بعض صوبوں میں ایسی وزارتیں بنائی ہیں جن میں یا تو کسی مسلمان کو بالکل شامل ہی نہیں کیا ہے، یا اگر (برائے نام) کوئی مسلمان وزیر لیا بھی ہے تو ایسا، جس کو اپنی مسلمان قوم میں کوئی بھی مقام حاصل نہیں ہے، حالانکہ وزارتیں قائم کرنے کا یہ طریقہ گورنمنٹ آف انڈیا کی آئینی اصلاحات کے ایکٹ (مجریہ ۱۹۳۵) اور برطانیہ سرکار کی طرف سے جاری کردہ ہدایت نامہ کی روح اور الفاظ کے برعکس ہے۔

"ہر گاہ کہ اس غلط طریقہ سے قائم کردہ صوبائی وزارتوں نے اس طرح سے راج کرنا شروع کیا کہ مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا کر کے ان کا حوصلہ پست کر دیں، مسلم کلچر کے صحت مندانہ اور تعمیری اثرات کو (ہندوستان سے) ختم کر دیں، مسلمانوں کے مذہبی رسم و رواج اور ان کی مذہبی ذمہ داریوں کو روک دیں، اور ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے ان کے سیاسی حقوق کو پامال کر دیں۔

"ہر گاہ کہ جمہوریت کے تسلیم شدہ اصولوں کے برعکس کانگریس کی یہ کوشش ہے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان میں بھی مسلمانوں کی سیاسی قوت کو ابھرنے نہ دیا جائے اور اس مقصد سے کانگریس ان صوبوں (مثلاً صوبہ سرحد، بنگال، پنجاب اور سندھ) میں بھی ایسے گروہوں کو برسراقتدار لا رہی ہے، یا ان کے ساتھ مل کر مخلوط وزارتیں بنوا رہی ہے یا مخلوط وزارتوں کی پشت پناہی کر رہی ہے، جن گروہوں کو مسلمان اراکین کی اکثریت اور مسلمان عوام کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔

"اس لئے یہ کانفرنس نہایت ضروری سمجھتی ہے کہ برصغیر میں دائمی امن، اور ہندو مسلمانوں میں آزادانہ ثقافتی ترقی، اقتصادی اور سماجی، اصلاح اور سیاسی حق خود ارادی حاصل کرنے کی خاطر آل انڈیا مسلم لیگ سے سفارش کی جائے کہ وہ اس بات پر از سر نو غور کرے کہ ہندوستان کے لئے کون سا آئین مناسب ہو گا جس کے ذریعہ ان دونوں قوموں کو اپنا اپنا صحیح مقام حاصل ہو سکے اور اپنے لئے ایسا آئینی منصوبہ تیار کرے جس کے تحت مسلمان قوم مکمل طور پر آزادی حاصل کر سکے۔

"مزید یہ کانفرنس آل انڈیا مشترکہ وفاق (جس کے لئے ۱۹۳۵ کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں بندوبست کیا گیا ہے) کو سختی سے نامنظور کرتی ہے اور حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس ایکٹ کو عمل میں لانے سے گریز کرے کیونکہ اس ایکٹ میں درج منصوبہ ہندوستان کے عوام کے لئے بالعموم اور ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص نقصان دہ ہے۔

"آخر میں یہ کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ایسا کوئی بھی آئین قبول نہیں کریں گے بشرطیکہ اس کی بنیاد اس قرارداد میں بیان کئے گئے اصولوں پر مبنی ہو اور مسلم لیگ کے مشورے اور اس کی منظوری سے تیار کیا گیا ہو۔"

یہ قرارداد شیخ عبدالمجید سندھی ایم۔ ایل۔ اے (سندھ) نے پیش کی اور اس کی تائید خان بہادر مشتاق احمد گرمانی، ایم۔ ایل۔ اے (پنجاب) نے کی۔ قرارداد کی مزید تائید سر حاجی عبداللہ ہارون ایم ایل اے (مرکز) سید عبدالروف شاہ ایڈووکیٹ ایم ایل اے (سی۔ پی) اور مولانا عبدالحامد بدایونی (یو۔ پی) نے کی۔

حالات حاضرہ پر شائع ہونے والے ایک جریدہ، "دی انڈین اینیوئل رجسٹر" (۱۹۳۸ء) نے اس قرارداد کو نہایت اہم سمجھ کر اس پر اظہار خیال کیا۔ "دو وفاق ــــ مسلم اور غیر

مسلم" کے عنوان کے تحت تبصرے میں کہا گیا کہ ثقافت کے نام پر نئی مسلم قیادت، ملک کو، کسی چیز کو خاطر میں لائے بغیر، ہندو منطقے اور مسلم منطقے میں تقسیم کردے گی۔ ان مہینوں کے دوران ہم یورپ میں واقع ہونے والے ایک ایسے حادثے کے بارے میں تبادلہ خیال کرتے رہے ہیں جو ان (مسلم قیادت) کو یہ سوچنے پر اکساتا ہے بلکہ ہمت افزائی کرتا ہے کہ جس طرح سوڈیٹن جرمن چیکوسلواکیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اسی طرح ہندوستان کے مسلمان بھی ریاست ہند سے ان علاقوں کو حاصل کرنے میں حق بجانب ہوں گے جہاں مسلمان آباد ہیں۔ قوموں کے حق خودارادی کے نام پر سوڈیٹن علاقہ چیکوسلواکیہ سے الگ ہوگیا اور چھن گیا۔

"ہرگاہ کہ کانگریس نے اپنی مرکزی ہائی کمان کی اتھارٹی کو صوبائی وزارتوں کے کام پر اس طرح مسلط کر رکھا ہے جو طریقہ صرف فاشی آمریتوں میں مروج ہوتا ہے اور اس طریقہ کار کا نتیجہ اب یہ نکل رہا ہے کہ پارلیمانی رسم و رواج اور آئینی روایات کو ابھرنے کا موقع نہیں مل رہا ہے، مسلمانوں کی حق تلفی ہورہی ہے اور انہیں ان کے جائز حصہ حاصل کرنے سے بھی محروم رہنا پڑا ہے۔ اور صوبائی وزارتوں کو دستور کے مطابق مسلمانوں کے حقوق و مفاد کے مدنظر، از سر نو تشکیل کرنے سے بھی صاف انکار ہوچکا ہے۔

"ہرگاہ کہ کانگریس یہ فیصلہ کرچکی ہے کہ:

(الف) مسلمانوں کی سخت مخالفت کے باوجود "ودیا مندر اسکیم" (ہندی میں قدیم ہندو طریقہ تعلیم جس پر ہندو مذہب اور تہذیب کا پہلو غالب رہتا ہے) کو رائج کیا جائے۔

(ب) "بندے ماترم" کے نغمہ کو قومی ترانے کی حیثیت سے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں پر بھی مسلط کیا جائے۔ حالانکہ اس نغمہ کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس میں بت پرستی کے عناصر موجود ہیں۔ اس کے بنیادی نظریہ کے مطابق یہ نغمہ مسلمانوں کے خلاف نفرت کی علامت ہے۔

(ج) ہندی کو دیوناگری رسم الخط میں ہندوستان کا قومی رسم الخط متعین کیا جائے حالانکہ اقلیتوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ہندو مذہب کے خیالات اور ہندو فلسفہ اور ثقافت کا بیج انسانی دماغوں میں بویا جاتا ہے۔ اور ہندوستان پر برہمن کلچر کے مسلط ہونے کا امکان روشن ہوتا ہے۔

(د) ہندو اکثریت کے زور پر بلدیاتی اداروں میں مخلوط انتخابات کرائے جائیں تاکہ مسلمانوں کو صحیح نمائندگی حاصل کرنے کا موقع نہ ملے۔

(ہ) جہاں کہیں ممکن ہو اردو اسکول بند کئے جائیں اور اردو تعلیم کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے تاکہ ہندوستان سے اردو کا نام و نشان مٹ جائے۔

(و) تقریر و تحریر اور جائز سیاسی سرگرمی کی آزادی کو اس بہانے سے ختم کیا جائے کہ (لاء اینڈ آرڈر" (قانون اور امن عامہ) کے لئے خطرہ پیدا ہورہا ہے۔

(ز) مسلمانوں کی مذہبی آزادی اور رسم و رواج میں جبر و تشدد اور اسلحہ کی مدد سے رکاوٹ ڈالی جائے۔

"ہرگاہ کہ ہندوستان کی ہندو اکثریت ہزارہا سال سے دقیانوسی (مذہبی) چھوت چھات کی رسم پر کاربند رہی ہے، جو رسم قوم پرستی، انسانی مساوات، جمہوریت اور ان تمام مہذب اصولوں کے برعکس ہے، جن کو جدید دنیا پہلے ہی تسلیم کرچکی ہے اور ان کو اپنانے کی جدوجہد کررہی ہے۔ اور اس رسم کی وجہ سے آج ہندوستان کے کروڑہا انسان اقتصادی اور سماجی طور پر عدم مساوات کا شکار ہوچکے ہیں اور دائمی غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

"ہرگاہ کہ مشترکہ توقعات اور نظریات کی بناء پر واحد متحد ہندوستان اور متحد قومیت کا ارتقاء اور فروغ ناممکن بن چکا ہے، جس کے اسباب یہ ہیں کہ ہندو اکثریت کی پرانی (مذہبی) چھوت چھات کی ذہنیت بھی قائم ہے اور ہندو اکثریت مسلمان قوم کی بدخواہ ثابت ہوچکی ہے۔ اور اس کے علاوہ ان میں (ہندوؤں اور مسلمانوں میں) مذہب، زبان رسم الخط، ثقافت،

سماجی و تمدنی روایات، نظریاتی رجحانات اور زندگی کے مقاصد میں بنیادی فرق ہے۔ اور بعض علاقوں میں تو نسلی فرق بھی ہے۔

اسی اصول کے مطابق مسلمان ہندوستان کے عین قلب میں مسلم ریاستیں قائم کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں، خواہ ہندوستان کے ایک نئے نقشہ پر اس اسکیم کو جگہ دینے کے لئے لوگوں کی نقل و حمل اور لامحدود تبادلہ کی ضرورت ہی کیوں نہ پڑ جائے۔ اسی قسم کی خواہش اور آرزو کا یہ سارا شاخسانہ ہے اور یہی سارا جذبہ کار فرما ہے کہ سندھ صوبائی مسلم لیگ کانفرنس کے آخری اجلاس میں ۱۰/اکتوبر ۱۹۳۸ء کو جناب محمد علی جناح کی زیر صدارت متذکرہ بالا مقاصد کے پیش نظر ایک قرارداد منظور کی گئی۔ "

حاجی سر عبداللہ اور ان کے ساتھی (جن کے نام انھوں نے استقبالیہ تقریر میں بتائے ہیں: شیخ عبدالمجید، سر غلام حسین ہدایت اللہ، جناب محمد ہاشم گزدر، جناب جی ایم سید، ملک عبدالعزیز، خان بہادر محمد ایوب کھوڑو، جناب ایم اے خالق، میر غلام علی خان تالپور، مولوی محمد ثناء اللہ، مولوی عبدالحیٔ حقانی، سید محمد اسلم، جناب آغا، حاجی عبدالعزیز، جناب یوسف ہارون اور پیر محمد راشدی، جو کانفرنس کے جنرل سیکرٹری تھے۔) خاموش ہو کر نہیں بیٹھے۔ کانفرنس کے اختتام پر ۷/نومبر ۱۹۳۸ء کو سر عبداللہ ہارون نے قائد اعظم کی تقریر اور قرارداد کی نقول سر سلطان محمد شاہ آغا خان سوم کو روانہ کیں۔ اور خط میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ "مسلم لیگی حلقے بڑی سنجیدگی کے ساتھ مسلم ریاستوں اور صوبوں کے ایک علیحدہ وفاق کے حصول کے امکانات پر غور کر رہے ہیں تاکہ ہمیشہ کے لئے ہم ہندوؤں کے ظلم و استحصال سے نجات حاصل کر لیں۔ "

آغا خان نے انہیں نہایت مدبرانہ جواب دیا۔ اپنے خط (۲۰/دسمبر ۱۹۳۸) میں ہز ہائینس نے لکھا کہ "ہندو مسلم تعلقات کے بارے میں ہم سب ایک امکانی حل کا خیر مقدم کریں گے۔ کیا آپ کی لیگ مسلمانوں کی قطعی اور آخری پالیسی کی حیثیت سے "پاکستان" کے مقدمہ کی پیروی کرنے پر آمادہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر رائے عامہ کو آہستہ آہستہ جس قدر جلد ہموار کیا جائے، اتنا ہی بہتر ہے۔ "

ماخذ سندھ صوبائی لیگ

کانفرنس ۱۹۳۸ء

پس منظر و اہمیت از کریم بخش خالد

قرآن:

قائد اعظم محمد علی جناح نے اگست ۱۹۴۴ء میں گاندھی کے نام جو خط ارسال کیا تھا اس میں لکھتے ہیں کہ

"قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ تمام شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امور حیات تک۔ روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک دینوی زندگی جزاو سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزاو سزا تک ہر فعل، قول اور حرکت پر عملی احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے تو یہ بات مابعد حیات اور ہر مقدار اور معیار کے مطابق لکھتا ہوں

۱۲ ستمبر ۱۹۴۵ء کے اخبار زمیندار میں قائد اعظم کا ایک بیان شائع ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے قرآن مسلمانوں کا دستور زندگی ہے یعنی مذہبی، معاشرتی، تمدنی، تجارتی، وعسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے وہ مذہبی رسوم سے لے کر زندگی کی ادنیٰ باتوں تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، اجتماعی حقوق سے انفرادی حقوق تک، پاک بازی سے لے کر جرائم تک اس دنیا کی سزا سے لے کر آخرت کی جزاء تک ہر چیز پر قرآن حاوی ہے

قائد اعظم کا قرآن حکیم پر کس قدر غیر متزلزل ایمان تھا اور وہ اس کی نورانی تعلیم سے کس قدر بہرہ ور تھے اس کا اندازا مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے کہ

اس حقیقت سے سوائے جہلاء کے ہر شخص واقف ہے کہ قرآن مسلمانوں کا بنیادی ضابطۂ زندگی ہے، جو معاشرت، مذہب تجارت، عدالت، فوج، دیوانی، فوجداری اور تعزیرات کے ضوابط کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مذہبی رسوم ہوں یا روزمرہ کے معمولات روح کی نجات کا سوال ہو یا انفرادی واجبات عام اخلاقیات ہوں یا جرائم۔ دنیاوی سزا کا سوال ہو یا آخرت کے مواخذہ کا۔ ان سب کے لئے اس میں قوانین

موجود ہیں اس لئے نبی کریم نے حکم دیا تھا کہ ہر مسلمان قرآن کریم کا نسخہ اپنے پاس رکھے اور اس طرح اپنا مذہبی پیشوا آپ بن جائے۔

قرشی، حکیم آفتاب احمد:

تحریک پاکستان کے رہنما انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران میں آزادی پاکستان کے لئے قائد اعظم کے ہمراہ اہم خدمات انجام دیں

یکم جنوری ۱۹۲۵ء کو شفاالملک حکیم محمد حسن قرشی کے ہاں گجرات میں پیدا ہوئے انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے علاوہ طبیہ کالج لاہور سے زبدۃ الحکماء اور حکیم حاذق کی سند بھی لی۔ ۱۹۴۹ء میں والد کے مطب میں کام شروع کیا۔

موتمر العالم اسلامیہ کے اہم رکن تھے۔ فروری ۱۹۷۴ء میں لاہور میں منعقدہ دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس میں شرکت کی۔

اکابرین تحریک پاکستان پر بھی ایک کتاب لکھی۔ وہ قومی طبی کونسل کے نائب صدر اور صوبائی کونسل صحت کمیٹی پنجاب کے رکن رہے۔ طب یونانی میں ٹیکے کی ایجاد کا سہرا ان کے سر ہے گٹھیا، بلڈ پریشر، یرقان اور بانجھ پن جیسے امراض پر سائنسی بنیادوں پر تحقیق کے کام کو وفات تک جاری رکھا۔

۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ء کو وفات پائی

قرول باغ (دہلی):

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۶/نومبر ۱۹۴۶ء کو مسلم ایسوسی ایشن کی عید پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"میں بھی انسان ہوں۔ مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے لہٰذا ہر شخص کو اختیار ہے کہ میرے کام کے بارے میں مشورے دے اور اس پر تنقید کرے یقین کیجئے کہ ہر خط اور ہر ٹیلیگرام جو مجھے بھیجا جاتا ہے میں بذات خود پڑھتا ہوں ایک ایک سطر پڑھتا ہوں اور میرا زیادہ تر وقت اس میں گزرتا ہے چنانچہ ہر مسلمان زبانی باتوں کے بجائے جو کچھ سوچے محسوس کرے مجھے لکھے میں غور کروں گا اور مناسب ہے تو اس کا مشورہ بھی قبول کروں گا۔"

اسی روز قائد اعظم نے کونسل چیمبرز کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں عید الضحیٰ کی نماز ادا کی۔ خاموشی سے درمیانی صف کے ایک کونے میں جا بیٹھے۔ رہائش گاہ پہ بہت سے اچھوبت مبارک باد دینے کے لئے آئے۔

قریشی، ڈاکٹر اشتیاق حسین:

قائد اعظم محمد علی جناح کو انگلستان سے وطن واپس لانے کے لئے جو وفد تشکیل دیا گیا تھا وہ اس کے رکن تھے

وہ ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے انہوں نے سینٹ سٹیفنز کالج دہلی سے بی اے اور کیمبرج یونیورسٹی سے ۱۹۳۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے اور پنجاب یونیورسٹی کے حلقہ اساتذہ میں شامل ہوئے نواب زادہ لیاقت علی خاں کی کابینہ میں بطور نائب وزیر اطلاعات و نشریات اور وزیر تعلیم کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کے رکن بھی رہے ۱۹۶۱ء میں کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۵ء ادبی اور علمی خدمات کے صلے میں ستارۂ پاکستان کا اعزاز ملا۔ وہ انگریزی اردو اور فرانسیسی، جرمن اور اطالوی زبانوں میں مکمل عبور رکھتے تھے، انہیں قومی زبان کے مقتدرہ کا چیئرمین بھی مقرر کیا گیا تھا۔ ماہر تعلیم اور مستند تاریخ دان کی حیثیت سے متعدد کتابیں لکھیں جن میں علماء سیاست میں، امن کا مذہب، مطالعہ قرآن، پاکستان کی جدوجہد، سلطنت مغلیہ کے انتظامی امور وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۲ جنوری ۱۹۸۱ء کو وفات پائی۔

قریشی سعید احمد:

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور قائد اعظم کے ساتھی، علامہ اقبال کے بڑے معتقد اور معترف تھے تحریک و تاریخ پاکستان پر انہیں ملکہ حاصل تھا ایام جوانی میں جب آپ محکمہ تعلیم سے وابستہ تھے تو جدوجہد پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ جلسے منعقد کئے تقاریر کیں دور دراز کے علاقوں کا سفر کیا۔ حصول پاکستان کے لئے مسلمانوں میں سیاسی و قومی شعور بیدار کرنے کی غرض سے بے پناہ محنت کی قائد اعظم سے ان کی محبت و عقیدت دیدنی تھی۔ آزادی کے بعد ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے اور

ایک عرصہ تک بطور سپروائزر لوکل باڈیز کام کرتے رہے۔ وفات سے قبل کمالیہ میں ریٹائرڈ زندگی بسر کر رہے تھے اور علاقے کے عوام میں اپنی علم دوستی اور قومی خدمت کی بدولت خوب پہچانے جاتے تھے

انہوں نے طویل علالت کے بعد ۲۵ نومبر ۱۹۸۹ء کو انتقال کیا۔

قزلباش، ایم اے کے:

۶ جون ۱۹۳۱ء کو ٹرینٹی کالج لندن میں جو جلسہ عام منعقد ہوا اور جس سے قائداعظم محمد علی جناح نے خطاب کیا اس جلسہ کے صدر جے اے رحیم اور سیکرٹری جناب قزلباش تھے

قطب الدین مرزا:

ہفت روزہ رہنما کے مدیر، یہ ہفتہ وار اخبار انہوں نے ۱۹۲۶ء میں جاری کیا اس کا پہلا شمارہ ۲۶ جون ۱۹۲۶ء کو منظر عام پر آیا۔ ۱۹۵۳ء میں یہ بند ہوگیا۔ اس کی ۱۹۴۱ء (جلد ۱۲) ۱۹۴۲ء (جلد ۱۳) اور ۱۹۴۳ء (جلد ۱۴) کی جلدیں مرزا صاحب کے فرزند مرزا اشرافت بیگ (ایچ ۸۷ شاہراہ راولپنڈی کے پاس محفوظ ہیں) ۔ اور ۱۹۴۵ء (جلد ۱۶)، ۱۹۴۶ء (جلد ۱۷) اور ۱۹۴۸ (۱۹) کی جلدیں اس اخبار کے سابق مدیر محمد فاضل سیٹلائٹ ٹاون راولپنڈی کے پاس ہیں

اس اخبار نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا

قمر الدین سیالوی حضرت خواجہ پیر:۔

تحریک پاکستان کے کارکن، ممتاز عالم دین اور صوفی بزرگ۔ ضلع سرگودہا میں مسلم لیگ کے قیام اور اس کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے خدمات انجام دیں۔

وہ ۷/جولائی ۱۹۰۶ء کو سیال شریف (سرگودہا) میں پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا، مدرسہ صوفیہ اجمیر شریف میں مولانا معین الدین سے بھی کسب فیض کیا تحریک پاکستان کے دوران۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا۔

۱۹۵۶ء میں بنارس سٹی کانفرنس میں بھی پاکستان کے مطالبے کی حمایت کی حالانکہ برطانوی حکومت نے انہیں لالچ دے کر کلمہ حق سے باز رکھنے کی بھی کوشش کی۔ لیکن جب یہ حربہ ناکام ہوگیا تو پیر صاحب کی ساڑھے گیارہ مربع اراضی ضبط کر لی۔ لیکن پیر صاحب بھی تحریک پاکستان سے دستبردار نہ ہوئے اور آخری دم تک مسلم لیگ سے وابستگی اختیار کئے رکھی قیام پاکستان کے بعد ۱۹۷۰ء میں جمیعت العلمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی کے بھی رکن رہے۔ ۱۹۸۱ء میں وصال فرمایا۔ ۱۹۸۷ء میں حکومت پنجاب نے انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

قمر حجازی:

اوکاڑہ کے مشہور شاعر جناب قمر حجازی نے قائداعظم کو ان الفاظ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا، عنوان ہے قائداعظم

سلام اے ملک پاکستان کے عظمت نشاں بانی
ہوں تم پر رحمتیں لاکھوں ہو تم پر فضلِ ربانی
ہے بے شک پاک وہ دھرتی جہاں پیدا ہوئے ہو تم
مبارک ہے گھڑی جس میں ہوئی تشریف ارزانی
ہر اک دل کو عطا تم نے کیا احساس ملت کا
مبارک ہر عمل تیرا، مبارک جذبِ ایمانی
رہو مل جل کے سارے اور پکڑلو رسن اللہ کو
محبت کی زباں بن کر سنایا حکم یزدانی
سلام اس تیرے جذبے پر، جو دشمن پر ہوا غالب
قیامت تک رہے گی یاد سب کو تیری قربانی
یقین محکم، عملِ پیہم، سراسر ذات تھی تیری
ارادے تھے چٹانوں جیسے اور جرات کہستانی
ترا نعرہ تھا ہندو اور مسلم ہیں الگ دونوں
دو قومی نظریئے پر یوں لگائی مہر ایمانی
خدا نے کامرانی سے کیا تھا سرخرو تجھ کو
لکھی تقدیر نے غیروں کی قسمت میں پریشانی
مسلماں ہو گئے آزاد ہمت تیری کے صدقے
سلام اے ملک پاکستان کے عظمت نشاں بانی
خدا تیری لحد پر رحمتوں کے پھول برسائے

قمر تیرے لئے کرتا ہے پیہم یہ دعا خوانی

وہ ۹ ستمبر ۱۹۵۰ء کو کوٹ فتح جمال اوکاڑا میں پیدا ہوئے بی اے، فاضل اردو اور ایس وی کے امتحانات پاس کر کے تدریس کے پیشے کو اپنایا۔ متعدد کتابیں لکھیں۔ شاعری بھی کرتے ہیں۔

قنا، مگن لال:

ہندو رہنما جنھوں نے الفرڈ ہائی سکول راج کوٹ کے میدان میں قائد اعظم کی تقریر کے بعد کہا۔

"جناب جناح صاحب صرف مسلمانوں کے ہی نہیں ہند کے ایک عظیم رہنما ہیں انہوں نے اقلیت کے لئے جو تحریک چلائی ہے وہ انصاف پر مبنی ہے مخالفین کے اخبار بڑی ہی گمراہ کن خبریں شائع کرتے ہیں اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں اور لیگ کی خبروں کو حقیقت کے برعکس پیش کرتے ہیں۔"

قومی اسمبلی اور تصویر قائد:

۱۰/جون ۱۹۶۴ء کو ایوب ہال راولپنڈی میں قائد اعظم محمد علی جناح کی تصویر کی نقاب کشائی کی گئی یہ تصویر اسپیکر کی کرسی کے اوپر لگائی گئی۔ اسپیکر مسٹر فضل القادر چودھری نے نقاب کشائی کی رسم ادا کی۔ اس دوران تمام اراکین نے پرجوش تالیاں بجائیں اور بابائے ملت کے احترام میں کھڑے رہے۔ سپیکر قومی اسمبلی، قائد حزب اقتدار خان عبد الصبور خاں اور قائد حزب اختلاف یوسف خٹک نے زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

قومیت کی نفی:

قائد اعظم محمد علی جناح کے نزدیک، صوبائی تعصب سب سے بڑی لعنت تھی۔ وہ اکثر قوم کو کہا کرتے تھے کہ وہ خود کو پاکستانی کہلائیں۔ ذیل میں ان کا ایک اقتباس درج ہے

ہم نہ بلوچی ہیں، نہ پٹھان ہیں، نہ سندھی ہیں نہ پنجابی نہ بنگالی، اب تو ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہمارے احساسات اور طرز عمل بھی پاکستانیوں جیسے ہونے چاہیں اور ہمیں چاہیے کہ بجائے کسی اور نام کے صرف پاکستانی کہلائے جانے پر فخر کریں۔

خطاب ۱۵ جون ۱۹۴۸

قومی کھیل

پاکستان کے پہلے قومی کھیلوں کا افتتاح حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۳ اپریل ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک پولو گراونڈ (اب باغ قائد اعظم) میں کیا۔ اس ضمن میں کام کی ابتداء جناب احمد ای ایچ جعفر نے کی اور ان کی صدارت میں ۲۵ تا ۲۷ فروری ۱۹۴۸ء کراچی میں پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن کے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کے لئے ایک اجتماع ہوا اس اجتماع میں عہدیداروں کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا

ان کے نام یہ تھے۔

پیٹرن ان چیف	۔ قائد اعظم محمد علی جناح
صدر	۔ احمد ای ایچ جعفر
نائب صدر	۔ پروفیسر اے بی حلیم
ایسوسی ایٹ سیکرٹری	۔ (۱) ایم اے خالق
	۔ (۲) ایس ایم کاظمی
خزانچی	۔ ظفر علی شیخ
اعزازی جنرل سیکرٹری	۔ کیپٹن ایس اے حمید

قائد اعظم جب کھیلوں کے افتتاح کے سلسلے میں آٹھ گھوڑوں کی بگھی میں اور پچاس گھڑ سواروں کی معیت میں آئے تو ان کی آمد پر بگل بجائے گئے

ازاں بعد ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کا قائد سے تعارف کرایا گیا۔ تعارف کے بعد کیپٹن ایس اے حمید قائد اعظم کو ڈائس پر لے گئے اور استقبالیہ کمیٹی کے تمام ارکان ڈائس کے پیچھے کھڑے ہو گئے پیر الہی بخش نے کلام پاک کی تلاوت کی۔ ان کے بعد ای ایچ جعفر نے مختصر تقریر کی پھر قائد اعظم نے پیغام دیا

مارچ پاسٹ کے بعد کھیلوں کے آغاز کا اعلان قائد اعظم نے کیا۔ پھر پنجاب ٹیم کے کپتان ایتھلیٹ ڈائس کے سامنے آئے اور کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل حلف قائد اعظم کے سامنے اٹھایا

ہم حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پاکستان کے پہلے اولمپک اتھلیٹک چمپئن میں بڑی وفاداری، ضابطوں کے احترام کے ساتھ مکمل سپورٹس مین سپرٹ کے ساتھ حصہ لیں گے۔ قائد اعظم اتھلیٹس کے مقابلے دیکھنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

قومی کھیل

نمبر شمار	کب اور کہاں منعقد ہوئی	قائد اعظم ٹرافی کس نے جیتی
۱۹۴۸	۔ کراچی	پنجاب
۱۹۵۰	۔ لاہور	سروسز
۱۹۵۲	۔ لاہور	سروسز
۱۹۵۴	۔ ساہی وال	ٹرافی نہیں دی گئی
۱۹۵۵	۔ ڈھاکا	سروسز
۱۹۵۶	۔ لاہور	آرمی
۱۹۵۸	۔ پشاور	آرمی
۱۹۶۰	۔ ڈھاکا	آرمی
۱۹۶۲	۔ لاہور	آرمی
۱۹۶۴	۔ ڈھاکا	آرمی
۱۹۶۶	۔ لاہور	ٹرافی نہیں دی گئی
۱۹۶۸	۔ ڈھاکا	ریلوے
۱۹۷۰	۔ کراچی	آرمی
۱۹۷۲	۔ لاہور	آرمی
۱۹۷۴	۔ پشاور	آرمی
۱۹۷۶	۔ کراچی	آرمی
۱۹۷۸	۔ لاہور	آرمی
۱۹۸۰	۔ کراچی	آرمی
۱۹۸۲	۔ پشاور	آرمی
۱۹۸۴	۔ فیصل آباد	آرمی
۱۹۸۶	۔ کوئٹہ	آرمی
۱۹۸۸	۔ کراچی	

قومی مجلس دفاع:

وائسرائے ہند نے ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء کو گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کی توسیع اور قومی مجلس دفاع کی تشکیل کا اعلان کیا۔ وائسرائے نے اس اعلان کی اطلاع ایک روز قبل گورنر بمبئی کے ذریعے قائد اعظم کو پہنچائی لیکن قائد اعظم نے سخت برہمی کا اظہار کیا کیوں کہ وائسرائے نے بغیر صدر مسلم لیگ کی اجازت کے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ارکان کو ایگزیکٹو کونسل اور قومی مجلس دفاع کا رکن بنالیا نواب چھتاری بھی اس میں شامل ہو گئے تاہم انہوں نے قائد اعظم کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا۔

قائد اعظم نے بیان دیا۔

وائسرائے کی کونسل میں توسیع اور نام نہاد نیشنل ڈیفنس کونسل کے متعلق سرکاری اعلان بے حد قابل افسوس اور مایوس کن ہے اس اقدام سے مسلم ہندوستان کی صدق دلانہ وفامندانہ اور حقیقی امداد اگر دیانتداری سے حاصل کرنی مقصود ہے تو حاصل نہیں کی جاسکتی اس کی صاف اور سادی وجہ یہ ہے کہ نامزد مسلمان نہ مسلمانوں کے حقیقی نمائندے ہیں اور نہ انہیں مسلمان عوام کا اعتماد حاصل ہے۔ وائسرائے کا تدبر ان سے یکے بعد دیگرے غلطیاں کروا رہا ہے یہ بات افسوسناک اور تکلیف دہ ہے کہ وائسرائے نے مسلم لیگ کے زعماً اور ایگزیکٹو سے بالا بالا مسلم لیگ کے ممبروں کو ترغیب دی اور یہ اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے کہ مسلم لیگ کے بعض ارکان اس ترغیب و تحریص کا شکار ہو گئے۔

جب پچھلے اگست میں حکومت نے پیش کش کی تو وہ مسلم لیگ کو منظور نہ تھی اس کی معقول وجہ یہ ہے کہ اس سے مسلم لیگ کے نمائندہ کو اختیار حکومت میں حقیقی اور جائز حصہ نہیں ملتا۔ کون یہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ رجعت پسندانہ فیصلہ اسلامی ہند کی منظوری اور تعاون حاصل کر سکتا ہے۔ میں وائسرائے کو مسلم لیگ کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے مسلم وزراء اعظم اور لیگ کے بعض ارکان کی لیگ کے لیڈر اور ایگزیکٹو کے مشورہ اور علم کے بغیر اس سکیم کے لئے خدمات حاصل کر کے یہ پھوٹ پیدا کی ہے۔

بہر حال یہ چیز مسلم لیگ کو اس کی صراط مستقیم سے متزلزل نہیں کر سکتی اس چال سے حکومت کو بھی کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا بلکہ بدقسمتی سے اس سے تلخی پیدا ہو گی جو اس وقت موجود نہیں باوجودیکہ اس اعلان سے پہلے بھی حکومت کا رویہ پسندیدہ نہ تھا ان مسلمان وزراء اعظم اور مسلم لیگی ارکان کے رویہ پر جنہوں نے لیگ کے لیڈر اور ایگزیکٹو کے حکم اور علم کے بغیر اپنے آپ کو اس توسیع اور نیشنل ڈیفنس کونسل سے وابستہ کیا ہے مناسب غور ہو گا اور مناسب کارروائی بھی کی جائے گی۔

قیام گاہ دہلی (اورنگ زیب روڈ)

قائد اعظم کی یہ رہائش مسجد نما تھی اور یہ سرخ و سیاہ مرصع کاری سے بھرپور تھی کے پردے پر ہندوستان کا نقرئی نقشہ بنا ہوا تھا۔ پاکستان کو سبز رنگ میں دکھایا گیا تھا۔

بمبئی کی قیام گاہ مالابار ہلز پر اور کراچی کی قیام گاہ مینو نهام روڈ پر تھی۔

قیصر، ملک لال دین:

۱۹۳۵ء کے آئین کے تحت پنجاب میں عام انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا گیا تو قائد اعظم اور علامہ اقبال اس حق میں تھے کہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پنجاب کے مسلمان انتخاب میں حصہ لیں لیکن میاں فضل حسین اس کے حق میں نہ تھے چنانچہ انہوں نے اپنی اتحاد پارٹی کو از سر نو منظم کیا ان حالات میں ملک لال دین قیصر نے قائد اعظم اور میاں فضل حسین کی ملاقات کا اہتمام کرایا۔ اگرچہ بات چیت نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی تاہم اس ضمن میں پنجاب میں مسلم لیگ کے اتحاد کی راہ ہموار ہو گئی۔

وہ ۱۸۹۹ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم حاصل کی پنجابی زبان کے شاعر اور ادیب تھے۔ تحریک خلافت کے فعال کارکن تھے۔ انہوں نے اپنی انقلابی نظموں کے ذریعے مسلمانوں کے لہو کو گرمایا جس کی پاداش میں انہوں نے ۹ مرتبہ جیل کاٹی۔ علامہ اقبال کی خدمت میں بھی رہنے کا موقع ملا مالی حیثیت اگرچہ اچھی نہ تھی لیکن اس کے باوجود ۱۹۲۰ء میں "امام" کے نام سے ایک پرچہ جاری کیا۔ ۱۹۲۱ء میں ٹھیکیداری شروع کر دی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے انتھک محنت کی۔

۱۹۵۶ء میں لاہور میں انتقال کیا۔

قیصر باغ:

۵ جون ۱۹۳۸ء کو بمبئی کے مشہور قیصر باغ میں میمن برادری نے قائد اعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد سپاسنامہ جناب الحاج ابراہیم موتی والا نے پڑھ کر سنایا اس ضمن میں قائد اعظم کی خدمت میں جو سپاسنامہ پیش کیا گیا اس میں کہا گیا تھا کہ تمام میمن برادری حامیان پاکستان میں سے ہے اور تحریک پاکستان میں برابر کی شریک رہی ہے

اس اجلاس کی صدارت جناب عبدالکریم جان محمد میمن نے کی۔ اجلاس میں دیگر رہنماؤں میں سے پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب سر سکندر حیات بنگال کے وزیر اعلیٰ جناب فضل الحق، نواب احمد یار خاں جناب نظام الدین۔ بنگال کے وزیر داخلہ جناب عبدالمتین چودھری۔ آسام کے وزیر زراعت جناب اورنگ زیب خاں سرحد لیگ کے جناب سید عبدالرؤف شاہ اور ملک برکت علی، جناب سیٹھ عبدالمجید، سندھ کے حاجی عبداللہ ہارون، بمبئی کے میئر جناب سلطان جتوئی مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خان، میمن کانفرنس کے صدر سیٹھ حاجی عمر ماچس والا وغیرہ نے شرکت کی۔

قیصر جناح کیمبرج سکول:

اس سکول کی ضلع شیخوپورہ میں سات شاخیں ہیں۔ ساتویں شاخ کے پرنسپل اکرام اللہ خاں ہیں ان کے مطابق اس سکول کا قیام ۱۹۸۳ء میں عمل میں آیا ۱۹۸۴ء میں محکمہ تعلیم نے اسے رجسٹرڈ کیا جناب شوکت ڈوگر اس کے چیئرمین ہیں ان کے بچے قیصر کے نام پر سکول کا نام رکھا گیا برانچوں میں محلہ رسول نگر، پرانا شہر، جوئیاں والا کامونکی، محلہ پیر بہار شاہ، عامر آباد اور بھکھی روڈ شامل ہیں برانچ نمبر ۷ کا قیام ۷/ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو عمل میں آیا تھا۔ طلبا کی تعداد ۱۲۰ کے لگ بھگ ہے معروضی سوالوں کے ساتھ ساتھ طلبا کو (Montessory) طریقہ تعلیم سے بھی روشناس کرایا گیا ہے

قیصر عباس جعفری:

تحریک پاکستان کے سرگرم رکن وہ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں نویں جماعت کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول کرنال سے پاس کیا آبائی ضلع انبالہ چلے گئے اور وہیں سے ۱۹۴۱ء میں میٹرک کیا۔ دوران تعلیم غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قائد اعظم جب بھی اس سکول میں آتے تو تقریری مقابلہ ضرور ہوتا۔ بسلسلہ ملازمت والد ملتان آ گئے چنانچہ ایمرسن کالج ملتان میں داخلہ لیا۔ اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رکن بنے۔ لاہور میں انہیں یونی نسٹ حکومت

کے بغض کی وجہ سے داخلہ نہ ملا۔ تو پاکستان بن گیا قائد اعظم نے مارچ ۱۹۴۸ء میں ڈھاکا جا کر انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرز کا سنگ بنیاد رکھا چنانچہ انہوں نے وہیں سے گریجویشن کی اور بطور ایگزیکٹو انجینئر محکمہ انہار میں داخلہ لیا۔ آٹھ سال تک مرالہ راوی لنک پراجیکٹ پر کام کیا۔ ۱۹۸۵ء میں ریٹائر ہوئے۔

ک

کابینہ کی تقرری (کا حکم نامہ)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو چوہدری محمد علی سیکرٹری جنرل حکومت پاکستان نے قائد اعظم محمد علی جناح کی منظوری کے ساتھ کابینہ کی تقرری کا گزٹ نوٹیفیکیشن جاری کیا۔ اس کے تحت مندرجہ ذیل اشخاص کو کابینہ میں شامل کیا گیا۔ گزٹ کا متن یہ ہے۔

اعلان

کراچی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

نمبر ابی۔ سی۔ ایف۔ ۴۷۔

ہز ایکسی لینسی گورنر جنرل نے از راہ عنایت حکومت پاکستان کی وزارتوں کے لئے مندرجہ ذیل اشخاص کے تقرر پر اپنی رضا مندی ظاہر کی ہے۔

۱۔ مسٹر لیاقت علی خان ۲۔ مسٹر آئی آئی چندریگر ۳۔ مسٹر غلام محمد ۴۔ سردار عبدالرب نشتر ۵۔ مسٹر غضنفر علی ۶۔ مسٹر جوگندر ناتھ منڈل ۷۔ مسٹر فضل الرحمن بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ آنر مسٹر لیاقت علی خان، آنر مسٹر آئی آئی چندریگر، آنر مسٹر غلام محمد، آنر سردار عبدالرب نشتر، آنر مسٹر غضنفر علی، آنر مسٹر جوگندر ناتھ منڈل، اور آنر مسٹر فضل الرحمان نے آج دوپہر سے پہلے اپنے عہدے کی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں

دستخط محمد علی

سیکرٹری جنرل حکومت پاکستان

کابینہ مشن منصوبہ:

۲۴ مارچ ۱۹۴۶ء کو برطانوی سیکرٹری آف اسٹیٹ برائے ہندوستان لارڈ پیتھک لارنس کی سرکردگی میں کابینہ مشن نئی دہلی پہنچا۔ مشن کے دیگر دو ارکان میں سر سٹیفورڈ کرپس اور اے وی الیگزنڈر شامل تھے۔ مشن کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کو جس قدر اور جس پوری طرح ممکن ہو آزادی مل جائے۔

۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کو کابینہ مشن نے تجویز کیا تھا کہ برطانوی ہندوستان اور ہندوستانی ریاستوں پر مشتمل ہندوستانی یونین یا وفاق قائم ہونا چاہئے جس کے پاس امور خارجہ، دفاع اور

مواصلات کے شعبے ہوں۔ وفاق کے ان امور کے علاوہ باقی تمام امور بشمول بچنے والے تمام امور صوبوں کے پاس ہوں گے۔ صوبوں کو ایگزیکٹو اور اسمبلیوں کے ساتھ گروپ بنانے کی آزادی ہو گی اور گروپ اس بات کا یقین کرے گا کہ کون سے صوبائی امور مشترک رکھے جائیں یہ بھی تجویز کیا گیا تھا کہ وفاق اور گروپوں کے مابین ایسا انتظام ہو جائے جس کے تحت کوئی صوبہ اپنی اسمبلی کی کثرت رائے کی مدد سے ابتدائی دس سال گزر جانے پر آئین کی شرائط پر نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ آگے چل کر منصوبہ میں تجویز کیا گیا تھا کہ نیا آئین وضع کرنے کے لئے ایک آئین ساز ادارہ قائم کیا جائے گا یہ ادارہ صوبائی اسمبلیوں کے ارکان منتخب کریں گے اور ابتدائی اجلاس کے بعد صوبائی نمائندے تین گروپوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

گروپ بی(B) پنجاب، سندھ اور سرحد کے شمال مغربی مسلم اکثریت والے علاقوں پر مشتمل ہو گا گروپ سی شمال مشرقی خطہ بشمول بنگال اور آسام اور گروپ اے ہندو اکثریت والے صوبے

کابینہ مشن نے یہ اعلان بھی کیا کہ گروپنگ کابینہ مشن کے منصوبے کا ایک لازمی حصہ ہے اس کا مقصد مسلمانوں کے ان خدشات کو دور کرنا تھا جو کانگریس کی طرف سے اس سے برعکس تاثر دینے کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۴ دسمبر ۱۹۴۵ء کے وزیر ہند کے اس اعلان کو مسترد کر دیا کہ حکومت برطانیہ انتخابات کے بعد ہندوستان میں دستور ساز اسمبلی قائم کرے گی اور ایک کابینہ مشن ہندوستان بھیجے گی تاکہ یہ ہندوستانی رہنماؤں سے ملاقات کر کے ہندوستان کے بحیثیت آزاد مملکت مستقبل کا فیصلہ کر سکے۔

قائداعظم نے اس اعلان کے دو روز بعد فرمایا کہ وفد بھیجنے کا فیصلہ وقت ضائع کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں حکومت کو اپنی تمام تر توجہ تقسیم اور قیام پاکستان پر مرکوز کرنی چاہئے تاکہ ہندو اور مسلمان دونوں کو آزادی مل سکے۔ کابینہ مشن کی آمد پر مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے قائد اعظم کو مشن کے ارکان سے مذاکرات کرنے کا اختیار دیا اور اس کے نتیجے میں انہوں نے ۴ اپریل ۱۹۴۶ء کو مشن کے ارکان سے تین گھنٹے تک ملاقات کی۔ مشن نے ان سے پوچھا۔ کہ وہ ایک علیحدہ پاکستان کے خواہش مند کیوں ہیں تو انہوں نے کہا کہ چندر گپت موریہ کے زمانے سے ہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ حتیٰ کہ انگریزوں کی حکومت کے دوران بھی ہندوستانی ریاستیں الگ اور باختیار رہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ہندوستان ایک ہے بلکہ ان کی تعداد ایک سے زیادہ تھی تاہم انگریزوں نے اسے ایک کر رکھا ہے۔

انہوں نے مذاکرات کے دوران یہ بھی ثابت کیا کہ ہندو اور مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں اگرچہ وہ ایک ہزار سال سے ہندوستان میں ساتھ ساتھ رہتے ہیں تاہم اگر کوئی ہندوستان کے کسی شہر میں جائے تو اسے معلوم ہو گا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے محلے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دس کروڑ مسلمانوں اور ۲۵ کروڑ ہندوؤں جن کا پورا طرز زندگی اس قدر مختلف ہے ملک معظم کی حکومت کیوں کر ایک جگہ رکھے گی۔

قائد اعظم سے بات چیت کرنے کے بعد وفد نے ۱۶/اپریل کو قائد اعظم کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ مسلم لیگ اور کانگریس کل ہند یونین کی تجویز سے اتفاق کر لیں قائد اعظم نے مشن کی اس تجویز کو مکمل طور پر مسترد کر دیا اور کہا کہ اگر مشن نے کوئی کمزوری دکھائی تو کانگریس مزید مطالبات پیش کرے گی۔

کابینہ مشن کے ارکان نے کانگریس کے رہنماؤں سے بھی اس مسئلے پر مذاکرات کئے لیکن مشن کسی نتیجے پر پہنچنے میں کامیاب نہ ہوا۔ بالآخر ۵ مئی کو کانگریس مسلم لیگ اور کابینہ مشن کا سہ فریقی اجلاس شملہ میں طلب کر لیا گیا۔ ۵ مئی کو وائسرائے ہاؤس میں یہ اجلاس شروع ہوا جو ۱۲ مئی تک جاری رہا۔ لیکن اس کے باوجود مسلم لیگ اور کانگریس میں مفاہمت نہ ہو سکی اور بالآخر ۱۲ مئی کو اس کانفرنس کی ناکامی کا اعلان کر دیا گیا۔

۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کو مشن نے اپنا تفصیلی بیان جاری کیا۔

۲۴ مئی کو قائد اعظم نے شملہ سے ایک بیان میں کہا کہ کینٹ مشن کا بیان بے روح ہے اس میں کئی جگہ خلاء موجود ہے مجھے افسوس ہے کہ مشن نے مکمل خود مختار مملکت پاکستان کے مطالبے کو تسلیم نہیں کیا۔ لہٰذا مکمل خود مختار پاکستان کا قیام ہی ہندوستان کے آئینی بحران کا حل ہے۔

تاہم انہوں نے کونسل مسلم لیگ کے اجلاس میں ۸ جون ۱۹۴۶ء کو کابینہ مشن کی تجاویز کو قبول کر لیا لیکن کانگریس نے اسے مسترد کر دیا۔ وائسرائے نے کابینہ مشن کے ارکان کے مشورے سے ایک چودہ رکنی ایگزیکٹو تشکیل دینے کا اعلان کیا۔

۲۹ جون ۱۹۴۶ء کے آخر میں مشن واپس برطانیہ چلا گیا۔ ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ نے کابینہ مشن کے منصوبے کو جو

قبولیت دی تھی وہ اس نے واپس لے لی اور پاکستان کے حصول کے لئے راست اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا۔

کاپر، ڈی، جی سی:

۸ جولائی ۱۹۱۸ء کو یوپی کے انڈین سول سروس کے سرولیم مورس کی مرتب کردہ مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ شائع ہوئی یہ اس قدر جامع رپورٹ تھی کہ سرولیم مورس کو صوبہ متحدہ کا لیفٹننٹ گورنر بنا دیا گیا۔

اس رپورٹ میں انتظامیہ کو دو حصوں میں منقسم کر دیا گیا اس میں کہا گیا تھا کہ مالیہ کے لئے ایک رکن اور پولیس کا ایک رکن بھی گورنر نامزد کرے گا دیگر امور میں بھی گورنر وزراء مقرر کرے گا۔

حکومت نے اس تجویز کو تسلیم نہ کیا کونسل کو اختیار دیا گیا کہ وہ وزراء کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ منظور کر سکتی تھی۔

قائد اعظم نے اس رپورٹ پر کھل کر اظہار خیال کیا انہوں نے اس ضمن میں کہا کہ اس رپورٹ میں میثاق لکھنؤ کی متعدد تجاویز کو شامل نہیں کیا گیا لہذا یہ عوام کے امنگوں کی آئینہ دار نہیں اور اسی وجہ سے یہ رپورٹ اطمینان بخش قرار نہیں دی جا سکتی تاہم انہوں نے اسے مکمل طور پر مسترد نہ کرنے اور اس میں مزید رد و بدل کرنے کے لئے کہا۔

ستمبر ۱۹۱۸ء میں جب اس رپورٹ پر امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں بحث ہوئی تو دو کمیٹیاں مقرر کی گئیں تاکہ وہ اس رپورٹ میں نظر انداز کردہ تجاویز کے معاملے میں مناسب سفارشات پیش کر سکیں۔ کونسل میں سریندر ناتھ بینرجی نے ایک قرارداد پیش کی جس پر قائد اعظم نے اس اصلاحات کو غیر تسلی بخش قرار دیا۔ قائد اعظم نے ۹ اور ۲۳ ستمبر کو مسٹر جی ایس کاپرڈی کی قراردادوں پر تقریر کی۔

قائد اعظم نے ۲۳ ستمبر ۱۹۱۸ء کو مسٹر جی ایس کاپرڈی کی ایک قرارداد کے جواب میں جس میں انہوں نے رولٹ کمیٹی کی رپورٹ ملتوی کرنے کی تجویز پیش کی تھی تقریر کر چکے تھے اور انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں یہ بات امپیریل لیجسلیٹو کونسل کو بتا دی تھی کہ کمیشن کی سفارشات سے جرائم اور سرکشی کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا اس سے جرائم مزید بڑھیں گے۔

کاٹھیاواڑ اور قائد اعظم:

قائد اعظم محمد علی جناح لیگ پریس فنڈ کے سلسلے میں ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء کو کاٹھیاواڑ کے شہر راج کوٹ تشریف لے گئے اس ضمن میں شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور محرابیں اور دروازے بنائے گئے تھے۔ قائد اعظم جب گاڑی سے اترے تو کاٹھیاواڑ مسلم لیگ اور راج کوٹ اسٹیٹ کونسل نے ان پر گل پاشی کی۔ قائد کو چار گھوڑوں کی بگھی پر بٹھا کر آئی آئی چندریگر عثمان عیسیٰ بھائی میمن اور راج کوٹ مسلم کونسل کے صدر حاجی دادا ولی محمد میمن کی معیت میں ان کی قیام گاہ پر لایا گیا۔

شام چھ بجے پارسی بیرسٹر انا ہیزیا نے قائد اعظم کے اعزاز میں پارٹی دی اور کہا کہ

جناح صاحب اب صرف نہ ایک قوم کے رہبر ہیں بلکہ ملک کے اقلیتی فرقوں کے بھی رہنما بن گئے ہیں۔

قائد اعظم نے جوابی تقریر میں کہا کہ

اب تک ہم سیاسی میدان میں بغیر ہتھیار کے لڑتے تھے مگر اب ہمیں ہتھیار جمع کرنے کے لئے رقم کی ضرورت پڑی ہے اس غرض سے ہم دورے پر نکلے ہیں۔

جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے مسلم لیگ تو یہ چاہتی ہے کہ انصاف کسی ایک قوم کو نہیں سب کو ملنا چاہیے خواہ وہ کسی بھی مذہب یا ذات پات سے تعلق رکھتی ہو ___ اقلیتوں کے حقوق جب تک نہیں دیئے جاتے اس وقت تک اکثریت آرام کی نیند نہیں سو سکتی ہند اب جاگ اٹھا ہے اور اب ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم متحد ہو جائیں اگر ہم متحد ہو گئے تو انگریز سرکار اور کانگریس کو ہماری آواز سننی پڑے گی۔

الفرٹ ہائی سکول کے میدان میں قائد اعظم کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی آئی آئی چندریگر نے اپنی تقریر سے جلسے کا آغاز کیا اور کہا کہ قائد اعظم نے کبھی کسی سے چندہ نہیں مانگا بلکہ وہ تو چندہ دینے والے میں سے ہیں۔ کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان کے قائد کا ہاتھ سب سے پہلے انہی کی طرف پھیلا ہے۔

مسلمان خواہ کہیں بھی ہوں ' چاہے راج کوٹ میں بستے ہوں یا فلسطین میں جب ان پر ظلم و ناانصافی ہو گی تو دوسرے مسلمان اور مسلم لیگ خاموش نہیں بیٹھے گی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ حضرات سب ایک نہ ہوئے تو سیاسی معاملات میں بے انتہا نقصان اٹھانا پڑے گا انہوں نے راج کوٹ کے مسلمانوں کی مسلم لیگ کے لئے خدمات کو سراہا بہاولنگر کے بارے میں قائد نے کہا کہ ان پر بے انتہا ظلم ہو رہا ہے اے

ختم کیا جائے۔

مسلمان کہیں بھی بستے ہوں وہ ایک ہیں۔ سرحد اور فاصلے انہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے مخالفین اگر اس گمان میں ہیں کہ وہ اس ملک میں ہندو حکومت قائم کریں گے اور مسلمانوں کو غلام بنائیں گے تو مسلمان کسی بھی حالت میں اس بات کو کبھی منظور نہیں کریں گے اس کے خلاف ایک عظیم تحریک چلائیں ہم اپنے ملک کی آزادی کے ساتھ ساتھ اسلام کی سربلندی بھی چاہتے ہیں آزاد ہند میں آزاد اسلام یہی ہماری تحریک کا مقصد اور نصب العین ہے۔

کانگریس آج نشے میں ہے انہیں اکثریت اور اقتدار کا نشہ چڑھ گیا ہے جب تک وہ ہوش میں نہ آئے گی ہمیں جدوجہد کرنی ہے ان لوگوں کے پاس دھن دولت ہے۔ علم ہے سب کچھ ہے لیکن ایک شے نہیں ہے وہ ہمارے ہاں ہے۔ ہمارے پاس جگر ہے ہمت ہے ہم ایک ہیں' ہمارا خدا ایک ہے ہمارا پیغمبر ایک ہے۔ ہماری کتاب ایک ہے ہم ہند کے نو کروڑ مسلمان ایک ہیں اتحاد کو کیسے توڑا جا سکے گا اس وقت ماحول پلٹ رہا ہے ہند کے سیاسی اسٹیٹ کے پس پردہ بڑی بڑی چالیں کھیلی جا رہی ہیں لیکن مسلمان متحد رہیں اور بیدار رہیں تو کوئی قوت ایسی نہیں جو ضرر پہنچا سکے۔

آج لیگ کے سب کارکنان اپنے اپنے کام کاج چھوڑ کے اپنے وقت کی قربانی دے کر آپ کے پاس آئے ہیں آپ حضرات لیگ کے اس دورے کو کامیاب بنائیں اس سلسلے میں مجھے آپ سے قوی امید ہے آخر میں آپ لوگوں نے جو میرا استقبال کیا ہے میں اس کا احسان مند ہوں گا آپ سب بھائیوں کا جوش اور حوصلہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اب مسلمانوں میں ایک جان پیدا ہو گئی ہے۔ ہمیں کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے ہم ایمانداری سے کام سرانجام دے رہے ہیں۔ کسی کا نقصان نہیں چاہتے لیکن کوئی ہمارا نقصان کرے تو ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔ اس کے بعد لیگ پریس فنڈ وفد کے رکن فتح محمد کھنڈوانی نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اخبار نکالنے کے لئے دل کھول کر چندہ دیں۔

ایک مسلمان نے سوا روپیہ چندہ دیا جام نگر کے رئیس علی محمد جوہری نے ایک سو پانچ روپے کی بولی لگائی کاٹھیاواڑ مسلم لیگ کے صدر جناب عثمان عیسیٰ بھائی میمن اس سوا روپے کو دو سو روپے میں خریدنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس موقع پر ہندو رہنما لگن لال قانے بھی اپنی تقریر میں قائداعظم کی تعریف کی

قائداعظم راج کوٹ سے گونڈل تشریف لے گئے جہاں ان کے اعزاز میں میمن برادری کے جناب سیٹھ نور محمد احمد میمن کی صدارت میں جلسہ ہوا اس موقع پر قائداعظم کو سپاسنامہ بھی پیش کیا گیا ازاں بعد لیگ پریس فنڈ میں عطیات کی تھیلی پیش کی گئی۔

قائداعظم نے اس موقع پر فرمایا کہ میرے آباؤ اجداد کی پیدائش کا گاؤں پانیلی (گونڈل) اسی ریاست میں ہے میں نے سنا ہے کہ یہاں کے حکمران منصف ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کے پاس سیٹھ نور محمد میمن جیسا سراپا مخلص، نیک اور فراخ دل رہنما موجود ہے۔

جلسہ کے خاتمے پر مہاراجا نے قائداعظم کو چائے کی دعوت دی۔

پھر قائداعظم دھوراجی گئے جہاں قائداعظم نے میمن برادری کا ہائی سکول اور فاروقی مسجد بھی دیکھی۔

قائداعظم جب دھوراجی سے جونا گڑھ گئے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا نامور محقق قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی نے استقبالیہ کی تقریر اردو میں پڑھی۔ قائد نے اس موقع پر کہا۔

پچھلے ڈھائی سال سے مسلم لیگ نے مسلمانوں کو کافی حد تک بنگایا ہے کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کو متحد ہو جانا چاہئے۔

قائداعظم نے چند پرانی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کہا میں جب دس سال کا تھا اس وقت جونا گڑھ آیا تھا۔

۲۴ جنوری ۱۹۴۰ء کو نواب مانگرول کی دعوت پر قائداعظم جب مانگرول پہنچے تو ان کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا قائداعظم کا چاندی کی بگھی میں ریاست کی ملٹری کی حفاظت میں جلوس نکالا گیا بعد میں بگھی میں مانگرول کے عوام نے پریس فنڈ میں عطیات دیئے مانگرول سے قائداعظم بانٹوا جاتے ہوئے مانادور میں ''امیر منزل میں ٹھہرے یہاں بھی لوگوں نے لیگ پریس فنڈ میں چندہ دیا۔

۲۴ جنوری کو قائداعظم بانٹوا پہنچے تو انہیں اکیس توپوں کی سلامی دی گئی اور مانادور سٹیٹ کی چار گھوڑوں والی گاڑی میں قائداعظم کو بٹھایا گیا ان کے ہمراہ میمن قوم کے رہنما علی بھائی جوہری حسین قاسم دادا، حاجی پیر محمد بیٹھے تھے۔ رات کو مدرسہ اسلامیہ کے میدان میں قائداعظم کے اعزاز میں حسین قاسم دادا کی صدارت میں جلسہ ہوا جس میں قائداعظم کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

سپاسنامے میں قائد اعظم کی رہنمائی پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور قائد کے اشارے پر جان و مال کی قربانی دینے کا عہد کیا گیا تھا۔

سپاسنامے کے جواب میں قائد اعظم نے فرمایا۔

آپ لوگوں نے جس جوش اور امنگ سے خلوص و محبت کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں میرے اشارے پر آپ جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار ہیں یہ جان کر مجھے دلی خوشی ہوئی ہے ـــــ مگر ایسا موقع آئے گا تو میں یہ بھی مانگوں گا فی الحال جو سیاسی جنگ جاری ہے آج ان ہتھیاروں کے لئے میں آپ کے پاس مالی مدد لینے کے لئے آیا ہوں۔ کانگریس ہائی کمان کے ساتھ آج ہم جو جنگ لڑ رہے ہیں کیا اس کا آپ کو اندازہ ہے۔

کانگریس کے پاس پلیٹ فارم اور اخبارات دونوں ہیں یہ ایک بڑی طاقت ہیں ہر صوبے میں کانگریس کے اخبارات شائع ہوتے ہیں مسلم لیگ کے پاس ہند بھر میں ایک بھی اخبار نہیں۔ کانگریس کے خلاف سیاسی جنگ لڑنے کے لئے آپ نے مجھے آگے بڑھایا ہے میں یونیفارم پہن کر سپاہی بنا ہوں لیکن میرے پاس بندوق نہیں اور یہ بندوق حاصل کرنے کے لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ میں آپ کے پاس پریس فنڈ کے لئے آیا ہوں وہ میں غریبوں سے نہیں لینا چاہتا کیوں کہ غریبوں کی مدد کرنا لیگ کا نصب العین ہے۔

شہر بانٹوا میں بہت سے کروڑ پتی افراد ہیں مجھے امید ہے کہ وہ اس کام میں دل کھول کر مالی تعاون کریں گے۔

نیشنلزم ایک ڈھونگ ہے ایک فریب ہے ہندوستان میں نیشنلزم جیسی کوئی شے نہیں ہند میں صرف دو ازم ہیں ہندو ازم اور مسلم ازم۔ اقتدار اور اکثریت کے نشے میں کانگریس کو ہوش نہیں۔ ہندوستان کے ۹ کروڑ مسلمانوں کو کچل کر برٹش سنگینوں کے سائے میں وہ ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں ہم ہندوستان میں عزت سے رہنا چاہتے ہیں آزاد رہنا چاہتے ہیں اکثریت والی قوم کا غلام بن کر رہنا ہمیں منظور نہیں۔

اے تمام ہندوستان کے مسلمانو! تم ایک ہی پرچم تلے متحد ہو جاؤ۔ مسلمانوں کا خدا ایک ہے نبی ایک ہے۔ کتاب ایک ہے تو ان کا پلیٹ فارم بھی ایک ہی ہونا چاہئے اور ان کی آواز بھی ایک ہی ہونی چاہئے۔ اس وقت مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والی صرف واحد جماعت مسلم لیگ ہے اس کی طاقت دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے کانگریس نے رابطہ مہم کے ذریعہ سے مسلمانوں میں پھوٹ اور انتشار پھیلانے کا جال بچھایا ہے لیکن یہ جال کامیاب نہیں ہو سکتا۔ نئے آئین کے بعد جتنے ذیلی الیکشن ہوئے ہیں ان تمام میں سوائے ایک کے تمام جگہ مسلم لیگ کو فتح حاصل ہوئی ہے۔

کانگریس نے شکست کھائی ہے اس سے لیگ کی عوام میں مقبولیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کانگریس کے پاس بے شمار اخبارات اور بہت سے لیڈر ہیں۔ لیگ کے پاس اخبارات نہیں لیکن پھر بھی کامیاب ہو رہی ہے۔

قائد اعظم کی تقریر کے بعد جناب آئی آئی چندریگر اور جناب کھنڈوانی نے بھی تقاریر کی تھیں اس کے بعد بانٹوا کے رہنے والوں نے لیگ فنڈ میں عطیات پیش کئے تھے۔

۲۵ جنوری کو قائد اعظم کتیانہ پہنچے وہاں بھی جناب عبدالکریم ضیا کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا اور عبدالکریم کی رہائش گاہ پر ٹی پارٹی دی گئی پھر اہالیان کتیانہ نے قائد اعظم کی خدمت میں لیگ پریس فنڈ میں عطیات جمع کرائے۔

قائد اعظم کتیانہ سے راناواؤ گئے اور میمن جماعت ہال میں ان کے اعزاز میں شاندار جلسہ منعقد ہوا قائد نے پر اثر انداز میں مسلمانوں کو متحد ہونے کی تلقین کی۔

راناواؤ سے قائد اعظم پور بندر پہنچے تو ۲۰ ہزار مسلمانوں کے ایک شاندار جلوس نے ان کا استقبال کیا۔ رات کو میمن ابو بکر حاجی اسماعیل جوہری کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں قائد اعظم، چندریگر، کھنڈوانی اور مسلم لیگ کے حامی مکھن لال قنا نے تقاریر کیں۔ اور لیگ پریس فنڈ کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈال کر حاضرین کو متوجہ کیا تھا بعد میں پور بندر، راناواؤ تر سائی محال کی جانب سے لیگ پریس فنڈ میں عطیات پیش کئے۔

۲۶ جنوری کو قائد اعظم نے اوپلیٹا جا کر وہاں نماز جمعہ ادا کی پھر ایک استقبالیہ میں تشریف لے گئے یہاں میمن جماعت کی جانب سے ایک سپاسنامہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور لیگ فنڈ میں لوگوں نے عطیات دیئے۔

اوپلیٹا کے بعد قائد اعظم اپنے آبائی گاؤں پانیلی گئے قائد اعظم نے پانیلی میں محمد بھائی مون دیل والا کی صدارت میں ہونے والے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اپنے دل کی گہرائیوں سے عوام کا شکریہ ادا کیا۔

اسی شام کو قائد اعظم جیت پور گئے۔ وہاں مسلمان کے علاوہ ہندو اور سکھوں نے بھی قائد اعظم پر گل پاشی کی اور میمن یوتھ

لیگ اور میمن برادری کی انجمن اسلام نے قائد کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جلسے کی صدارت ایوب عبدالکریم منیانے کی تھی۔

قائداعظم نے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

حقیقی جنگ بام عروج پر پہنچے گی اس وقت جب ہم میں بہت سے لوگ شاید موجود نہ ہوں گے اس وقت آپ نوجوانوں کو یہ جنگ لڑنی پڑے گی اور اس جنگ کو جاری رکھنا ہو گا۔ اہالیان جیت پور نے بھی قائداعظم کی خدمت میں ۵۳ ہزار روپے پیش کئے۔

۲۷ جنوری کو قائداعظم حاجی داؤد ہسپتال اور ایوب محل دیکھ کر راج کوٹ چلے گئے۔

قائداعظم رات کو احمد آباد پہنچے تو ان کا شاندار استقبال ہوا۔ صفدر حسین کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ قائداعظم نے کہا

کاٹھیاواڑ نے لیگ وفد کا پر خلوص اور گرم جوشی سے استقبال کیا تھا کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کی بیداری نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔

جلسے میں مرحبا مرحبا اور مسلم کاٹھیاواڑ زندہ باد کے نعرے لگے۔ لوگوں نے کہا کہ عمر ماچس والا اور جوہری سیٹھ کون ہیں قائداعظم کے کہنے پر انہیں سٹیج پر بلایا گیا۔

(تحریک آزادی اور میمن برادری
یحیٰی ہاشم باوانی مترجم
کھتری عصمت علی پٹیل)

مغربی ہندوستان کے اس جزیرہ نما کا رقبہ ۲۳۰۰ مربع میل ہے۔ یہ خلیج کچھ اور خلیج کھمبے کے درمیان بحیرہ عرب میں نکلا ہوا ہے۔ یہ سوراشٹر امریلی اور بمبئی کے مغربی احمد آباد کے اضلاع پر مشتمل ہے۔

۱۹۴۸ء میں سوراشٹر میں شامل ہوا۔ یہ تیسری صدی ق م میں سلطنت اشوک کا ایک حصہ تھا۔

کار پر مسلم لیگی پرچم:

جب تک پاکستان وجود میں نہ آیا بابائے قوم نے اپنی موٹر کار پر پرچم نہ لگایا اس بات کا انکشاف ان کے ڈرائیور عبدالحی نے دسمبر ۱۹۸۶ء میں کیا۔ وہ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۰ء قائد کے ڈرائیور رہے اس ضمن میں انہوں نے بتایا کہ جب قائداعظم بمبئی میں اپنی قیام گاہ سے باہر آئے تو میں نے اپنی موٹر کار پر مسلم لیگ کا پرچم لگا دیا قائد نے اپنی موٹر کار پر مسلم لیگ کا پرچم دیکھا تو وہ کچھ کہے بغیر واپس چلے گئے اور انہوں نے مجھے اندر آنے کو کہا میں ڈرتے ڈرتے اندر گیا تو فرمایا

یہ پرچم کس نے لگایا ہے اس پر میں نے جواب دیا کہ جب مسلم لیگی وزراء اپنی موٹر کاروں پر پرچم لگاتے ہیں تو آپ تو مسلم لیگ کے صدر ہیں اس لئے میں نے یہ جسارت کی انہوں نے میز پر مکہ مار کر فرمایا جب تک پاکستان نہیں بنے گا میں موٹر کار پر پرچم نہیں لہراؤں گا چنانچہ میں نے باہر آکر پرچم اتار دیا قائداعظم اس دن موٹر پر نہ بیٹھے انہوں نے مڈ گارڈ اتارنے کا حکم دیا۔

کار لائل، ٹامس:

قائداعظم محمد علی جناح مسٹر ٹامس کار لائل سے بے حد متاثر تھے انہوں نے ان کی تمام کتابوں کا زمانہ طالب علمی میں مطالعہ کیا تھا۔

وہ ۱۷۹۵ء میں سکاٹ لینڈ میں پیدا ہوئے۔ زیادہ تر معلم اور اتالیق کی حیثیت سے غیر مستقل طور پر روزی کماتے رہے۔ اپنے وقت کے معروف ادیب تھے۔

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

درزی کے کپڑوں کی مرمت، انقلاب فرانس، ابطال آلیور کرامویل کے خطوط اور خطبات کے مجموعے اور فریڈرک اعظم کی سوانح عمری۔

انہوں نے ۱۸۸۱ء میں وفات پائی۔

کارونیشن ایر کرافٹ:

۱۹۳۶ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح انگلستان سے ہندوستان واپس آئے تو انہوں نے برطانوی طیارے کارونیشن ایر کرافٹ سے سفر کیا۔

کاشمیری ظہیر:

ممتاز شاعر، ۱۹۴۵ء میں جب قائداعظم بذریعہ ریل نئی دہلی جا رہے تھے تو انہوں نے امرتسر ریلوے اسٹیشن پر قائداعظم سے ان کے کمپارٹمنٹ میں ملاقات کی اور ان سے عرض کیا کہ میں یہاں کی ٹریڈ یونین کا نمائندہ ہوں اور مزدور تنظیموں کے بارے میں کچھ پوچھنے آیا ہوں۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے آئین میں مزدوروں کی

تحریک اور تنظیمی سرگرمیوں کو کس نظر سے دیکھا جائے گا کیا انہیں یونین بنانے اور اجتماعی طور پر اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کی اجازت ہوگی۔ کیا انہیں اچھے معیار زندگی کے ساتھ ساتھ قانونی اور سیاسی آزادی کی ضمانت دی جائے گی۔

قائداعظم نے فرمایا۔

پاکستان ایک جمہوری ملک ہوگا اور اس کا آئین اس کے عوام مرتب کریں گے۔ پاکستان میں ہر گروہ اور طبقے کو بلا لحاظ جماعت و مذہب مساوی شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہوں گے اور جس طبقے کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ تو سوسائٹی کا سب سے بڑا خلاق اور اہم حصہ ہے۔

وہ ۲۱ اگست ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے انہوں نے ایم اے او کالج سے بی اے اور ایم اے انگلش کے امتحانات پاس کئے اور صحافت کو بطور پیشہ اپنایا۔ مگر ایک شاعر کی حیثیت سے نام پیدا کیا۔ ان کی مندرجہ ذیل کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔

(۱) ادب کے مادی نظریئے (تنقیدی مقالات)
(۲) عظمت آدم (شعری مجموعہ)
(۳) تغزل مجموعہ غزلیات
(۴) چراغ آخر شب مجموعہ کلام
(۵) رقص جنوں (شعری مجموعہ)

متعدد فلموں کی کہانیاں بھی لکھیں جن میں آس پاس، شیخ چلی، ہیر سیال، غیرت مند، خون ناحق، کافی ہاوس، انجام اور تین پھول شامل ہیں۔

روزنامہ مساوات لاہور کے مدیر بھی رہے۔

کاکس مقدمہ (Caucus Case)

۱۹۰۷ء میں قائداعظم کو اس مقدمے کی پیروی کرنے کے لئے کہا گیا تھا اس مقدمے میں قائداعظم کو اپنی پوری صلاحیتیں دکھانے کا موقع ملا۔ بمبئی کے چند شہریوں نے ایک درخواست گزاری جس میں یہ الزام لگایا گیا کہ میونسپل بورڈ کے انتخابات میں شہر کے یورپین باشندوں کے ایک گروہ نے سر فیروز شاہ کو ہرانے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کئے تھے۔ سر فیروز شاہ جو مذہباً پارسی تھے کانگریس کے بزرگ لیڈروں میں سے تھے لوگ ان کا بہت احترام کرتے تھے اور شہر کے مقامی معاملات میں ان کا بڑا اثر تھا قائد سر فیروز شا کے دفتر میں کام کرتے تھے۔ انتخاب کی تنسیخ کے لئے جن شہریوں نے درخواست دی تھی انہوں نے اپنی وکالت کے لئے قائداعظم کا انتخاب کیا قائد اگرچہ مقدمہ ہار گئے تاہم انہیں اپنی صلاحیتوں کو دکھانے کا پورا پورا موقع ملا۔ مقدمہ کی بحث سے ان کا وقار بلند ہوا اور پہلی دفعہ ان کا نام اخباروں کی سرخیوں میں آیا۔

محمد علی جناح، ہیکٹر بولائتھو۔

کالاباغ (جناح بیراج)

قائداعظم محمد علی جناح سے عقیدت کی وجہ سے کالاباغ کے نزدیک بیراج کا نام جناح بیراج تعمیر رکھا گیا ہے یہ بیراج ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۶ء کے دوران مکمل ہوا۔ یہ ۳۷۸۱ فٹ لمبا ہے اور اس پر ۱۹۳۰۰۰۰۰ روپے لاگت آئی تھی اس بیراج پر جو جھیل تھل بنائی گئی ہے وہ ۴۶ - - ۱۹۴۵ء میں مکمل ہوئی اور اس کا افتتاح ۷ جنوری ۱۹۴۶ء کو ہوا اس کا کل رقبہ ۲۲ لاکھ ایکٹر ہے اور یہ ۲۲ لاکھ ایکٹر رقبے میں ہے اس وقت یہ جھیل ضلع میانوالی خوشاب بھکر - لیہ اور تحصیل کوٹ ادو کو سیراب کر رہی ہے۔

کامدار مرارجی:

۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بمبئی میں گاندھی جی کی صدارت میں ہوم رول لیگ کا جو اجلاس منعقد ہوا تو اس میں لیگ کے دستور میں ترامیم کی قرار داد پیش کی گئی۔ ترامیم کا مقصد یہ تھا کہ ہوم رول لیگ کو سوراج سبھا کا نام دے کر برطانوی حکومت سے ہند کی مکمل آزادی حاصل کی جائے۔ قائداعظم نے قانونی نقطہ نظر سے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اس اجلاس کو آئین میں ترمیم کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ گاندھی جی نے جب یہ غیر متوقع جواب سنا تو کہا کہ جس رکن کو نیا آئین منظور نہ ہو وہ بخوشی ہوم رول لیگ سے علیحدگی اختیار کرے۔ ۲۵ اکتوبر کو قائداعظم نے اپنے جن ۱۹ ساتھیوں کے ہمراہ اس جماعت سے استعفیٰ دیا ان میں مسٹر کامدار مرارجی بھی شامل تھے۔

کامرار جی گوکل داس ہال:

بمبئی کا مشہور ہال جہاں قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء کو ہوم رول لیگ کے جلسے کی صدارت کی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطبے میں حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ میری آواز فضاؤں کو چیر کر شملے کی بلندی تک پہنچ جائے گی جہاں وائسرائے ہند ملکی مسائل سے بے خبر ہو کر چپ بیٹھے ہیں حالانکہ

ہندوستان کے عوام سیاسی طور پر بیدار ہو چکے ہیں اور وہ اپنے دلوں کی گہرائیوں میں بھی اس کا اثر قبول کر چکے ہیں۔

کامرس کالج (پشاور):

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۶ء میں پہلی بار پشاور تشریف لے گئے تو ان کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ انہوں نے صوبہ سرحد میں یہ بات شدت سے محسوس کی کہ صوبے میں مسلمان کامرس کی تعلیم میں بڑے پیچھے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے (ہندوؤں کے اس تصور کو غلط ثابت کرنے کے لئے کہ مسلمان کامرس کے میدان میں قدم رکھنے کی صلاحیتوں سے عاری ہیں) صوبے میں کامرس کالج کے قیام کے لئے رقم فراہم کی۔

کامل، مظہر علی:

انہوں نے حیدر آباد دکن میں قائداعظم محمد علی جناح اور نظام دکن میر عثمان علی خاں کے مابین کنگ کوٹھی پر ہونے والی ملاقات (جو ۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو ہوئی تھی) کا ذکر اپنے ایک مضمون میں کیا ہے۔

انہوں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ نظام دکن سے ملاقات کے لئے قائداعظم گیسٹ ہاؤس سے صبح دس بجے روانہ ہوئے اور پھر دس منٹ کے بعد واپس آ گئے۔ اس قدر جلد واپس آنے کی وجہ یہ تھی کہ جب قائداعظم کنگ کوٹھی میں داخل ہوئے تو وہ سگار ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ نظام سخت برہم بھی ہوا اور بآواز بلند قائداعظم سے کہا کہ انہیں آداب شاہی کا بھی کوئی لحاظ نہیں۔ قائداعظم نے اسی وقت سگار ہاتھ سے رکھ دیا تاہم زیر بحث آنے والے مسائل چند جملوں میں ختم ہو گئے، اور قائداعظم فوراً اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

عوام کو جب نظام حیدر آباد کے قائد کے ساتھ ناروا سلوک کا پتہ چلا تو انہوں نے نظام کی مذمت کی۔

وہ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ والد قاضی صفدر علی علاقے کے مشہور عالم دین تھے انہوں نے جامعہ نظامیہ سے مولوی کامل کا امتحان پاس کیا اور عربی علوم کی تکمیل کے بعد وکالت کی سند حاصل کی۔

حیدر آباد دکن کی سب سے پہلی مجلس بلدیہ کے انتخاب میں منتخب ہو کر ۵ سال تک شہر کی حالت کو بہتر بنانے کے سلسلے میں انتہائی لگن اور محنت سے کام کیا۔

سقوط حیدر آباد کے بعد ایران چلے گئے اور پھر وہاں سے پاکستان آ کر اردو کالج کراچی میں عربی کی تدریس کا فریضہ انجام دینے لگے۔ ۹ جون ۱۹۷۲ کو کراچی میں انتقال کیا اور حسن سکوائر کے قریب قبرستان میں دفن ہوئے متعدد کتابوں کے مصنف تھے جس میں

اسلام دین فطرت

اسلامی قانون نکاح

اسلام کا سیاسی نظام

اکابر ملت

دکن کی سیاسی تاریخ اور قائداعظم کا آخری دورہ دکن، سفر بلاد اسلامیہ، سلوک المالک فی تدابیر الملک شامل ہیں۔

کانپور مسلم لیگ

قائداعظم محمد علی جناح ۲۹ مارچ ۱۹۴۱ کو پہلی مرتبہ کانپور تشریف لے گئے۔ انہی دنوں میں مسلمان طلباء کی تنظیم کا ایک جلسہ وہاں منعقد ہوا۔ قائداعظم نے بھی اس میں تقریر کی سید حسن احمد شاہ تنظیم کے صدر اور ایس ایم کاظمی اس کے سیکرٹری تھے۔ اس جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

"اکثریتی صوبوں میں تقریباً مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ ہے اور اقلیتی صوبوں میں تقریباً دو کروڑ تو سات کروڑ مسلمانوں کی آزادی کی خاطر اگر دو کروڑ مسلمان قربان ہو جائیں تو یہ آزادی مہنگی نہیں ہوگی"۔

بھارت کا مشہور شہر اس کی موجودہ آبادی تقریباً بیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ بھارت کا یہ شہر دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے۔ ۱۸۷۷ میں نانا صاحب نے برطانوی فوج کے پورے دستے کو یہاں کچل رکھ دیا تھا۔ بڑا تجارتی و صنعتی مرکز ہے۔

کانتے وردے۔

اطالوی بحری جہاز جس کے ذریعے قائداعظم محمد علی جناح ۲۳ اپریل ۱۹۳۵ کو انگلستان روانہ ہوئے۔

کانجی، دوار کا داس

قائد اعظم کے ہوم رول لیگ کے ساتھی اور کتاب گاندھی جی کے مصنف۔ وہ اپنی اس کتاب میں قائد اعظم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ہر مسئلے پر غور و فکر سے کام لیتے اور پھر اس کا حل تلاش کرتے یعنی بغیر سوچے سمجھے کوئی فیصلہ نہ کرتے جب کہ گاندھی جی کی عادت تھی کہ وہ ہر مسئلے میں خواہ متنازعہ ہی کیوں نہ ہو تا اپنی ٹانگ اڑا لیتے تھے۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ کو قائد اعظم گاندھی جی کے رویے اور ہٹ دھرمی کی بنا پر ہوم رول لیگ کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے تھے۔ انکے ساتھ دیگر ۱۹ افراد بھی جن میں ایم آر جیکار، جمنا داس دوار کا داس، کے ایم منشی، ہیرا لال ناناوتی، ناچند اس ماسٹر، گلاب چند دیوچند، چھوٹو بھائی وکیل۔ منگل داس پکواسا، آر جی منصف، ایم کے آزاد، مرارجی کامدار جمنا داس مہتا، ہنس راج پراجی تھکیسری، چندرا شنکر بندما، این بی وبھاکر، منی لال ماناوتی اور وائی ایم پکور سا کے علاوہ کانجی دوار کا داس بھی شامل ہے۔

کانفرنس کمیٹی بمبئی

۱۴، ۱۵ اور ۱۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو بمبئی میں ایک کل جماعتی کانفرنس منعقد کی گئی۔ سرایم ولیسز ویراایا اس کے چیئرمین اور محمد علی جناح جیکار رہناتھ راجن اس کے سیکرٹری تھے۔ اس کانفرنس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں حکومت کی متشددانہ حکمت عملیوں کی مذمت کی گئی اور کانگرس سے کہا گیا کہ وہ بار دولی میں منظور کی جانے والی اس قرارداد کو واپس لے لے جس میں سول نافرمانی کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ کانفرنس میں حکومت کو یہ مشورہ بھی دیا گیا کہ قیدیوں کی رہائی، خلافت اور پنجاب کے مارشل لاء کے معاملے اور سوراج کے اہم ترین مسئلے پر حکومت اور کانگریس کے مابین مذاکرات ہوں اور اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تمام مقدمے واپس لئے جائیں اور تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

کانفرنس میں ایک کمیٹی کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تاکہ تحقیقات کے بعد الزامات ثابت ہونے والے افراد پر عام ملکی قوانین کے تحت مقدمات چلائے جاسکیں۔

وائسرائے نے ان تجاویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ۱۶ جنوری ۱۹۲۲ کو عوامی اداروں کے نام ایک مشترکہ اپیل میں تینوں رہنماؤں سے کہا کہ متنازعہ مسائل کے پروقار سمجھوتے کے سلسلے میں بمبئی کانفرنس کمیٹی سے تعاون کیا جائے۔

اس کانفرنس میں ۳۰۰ رہنماؤں نے شرکت کی۔

کانگریس

قائد اعظم محمد علی جناح نے ابتداء میں کانگریس میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اور ۱۹۰۶ء میں کانگریس کا جو اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا اس میں شرکت کر کے میدان سیاست میں قدم رکھا تھا۔ کانگریس کے پلیٹ فارم سے ہی انہوں نے اپنی اولین تقریر وقف علی الاولاد کے موضوع پر کی تھی۔ اس اولین تقریر کا مقصد سراسر مسمانوں کے مفادات کا تحفظ تھا۔ قائد اعظم کا اس وقت موقف یہ تھا کہ ہندو اور مسلمان باہم متحد ہو کر انگریزوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ نیز اگر دونوں میں اتحاد ہو جائے تو برصغیر کو بہت پہلے آزادی مل سکتی ہے۔

قائد اعظم گاندھی کے منافقانہ رویئے کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے گاندھی یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان پر صرف اور صرف ہندوؤں کی حکمرانی ہو۔ گاندھی کے اس فیصلے کی وجہ سے قائد اعظم نے دسمبر ۱۹۲۰ میں کانگریس سے استعفیٰ دے دیا۔ وہ ۱۹۲۰ میں ہوم رول لیگ سے بھی مستعفی ہو گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ گاندھی نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ تنظیم کا نام صرف تین چوتھائی کی اکثریت کی رائے سے ہی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

وہ گاندھی کی شہ پر چلائی جانے والی تحریک عدم تعاون کے بھی خلاف تھے اس لئے بھی انہیں کانگریس سے علیحدہ ہونا پڑا۔ کانگریس کا قیام ایک انگریز لارڈ ہیوم کی کوششوں سے ۱۸۸۵ میں عمل میں آیا تھا۔

کانگریسی راہنماؤں کی خط و کتابت قائد اعظم کے ساتھ

یہ کتاب سید قائم حسین جعفری نے ۱۹۷۷ میں مرتب کی اور اسے بہ حروف انگریزی عزیز پبلشرز اردو بازار لاہور نے شائع

کیا۔

اس کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ قائد اعظم ابتداء میں ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی اور مبلغ تھے لیکن ہندو ذہنیت کی تنگ نظری اور تعصب نے انہیں وہ راستہ چھوڑ کر مسلمان قوم کی علیحدہ تنظیم اور ان کے لئے الگ وطن کے حصول کا مطالبہ کرنے پر مجبور کر دیا کانگریسی لیڈروں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح محمد علی جناح کو مطالبہ پاکستان سے باز رکھا جائے۔ لیکن کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی اس سلسلے میں ان کی جو خط و کتابت قائد اعظم سے ہوئی۔ زیر نظر کتاب اس کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔ اس سے کانگریسی رہنماؤں اور قائد اعظم کے نقطہ نظر کو سمجھنے میں خاصی مدد ملتی ہے۔ تاریخ دانوں اور محققین کے لئے یہ ایک عمدہ دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

کانگریسی مسلمان

قائد اعظم نے اپنے ایک خطبے میں کانگریسی مسلمانوں کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ:

"کانگریسی خیال کے مسلمان اس بات کی اشاعت کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو غیر مشروط طور پر کانگریس کے حلقے میں آجانا چاہئے تھا لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ان کی سب سے بڑی غلطی ہے اگر مسلمان اس فریب کا شکار ہو گئے تو سمجھ لیجئے کہ ان کی قومی ہستی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا"۔

کانیا، مسٹر جسٹس

قائد اعظم محمد علی جناح ایک مقدمے کے سلسلے میں ۱۹۳۶ء میں مسٹر جسٹس کانیا کی عدالت میں پیش ہوئے تھے حالانکہ قائد اعظم اپنے موکل کے مقدمے کے فیصلے کے بارے میں پر امید نہ تھے۔ اور انہوں نے اس کا اظہار اپنے موکل ہندو تاجر سے بھی کر دیا تھا لیکن وہ نہ مانا بالاخر قائد اعظم عدالت میں پیش ہوئے۔ اور حسب توقع فیصلہ موکل کے خلاف ہوا۔ قائد اعظم نے عدالت میں بیٹھے ہوئے اپنے موکل سے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اس ذلیل کورٹ کے سامنے مجھے مت لے جاؤ مگر تم نہ مانے اب نتیجہ سامنے ہے۔ اتفاق سے جسٹس کانیا نے یہ الفاظ سن لئے اور قائد اعظم سے کہا ابھی تم نے اپنے موکل سے کچھ کہا تھا قائد اعظم نے پوچھا کیا یور لارڈ شپ کو اس گفتگو سے دلچسپی ہے، جو وکیل اپنے موکل سے کرتا ہے اس پر جسٹس کانیا نے اثبات میں جواب دیا تو قائد اعظم نے وہی الفاظ دہرائے اور جسٹس کانیا ایڈووکیٹ جنرل سے پوچھنے میں مصروف ہو گیا کہ کیا ان الفاظ سے عدالت کی توہین ہوتی ہے۔

کاؤنٹی کونسل لندن

۱۹۵۶ء میں قائد اعظم کی لندن کی رہائش گاہ پر ایک یادگاری تختی لگائی۔

کبریا، عنائت

سرحد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری، انہوں نے ۱۹۴۳ میں قائد اعظم کو اپنے ایک خط میں لکھا۔

ہم نے سرحد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی تنظیم کر لی ہے۔ اور اس میں بڑی حد تک ہمیں کامیابی ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے سامنے بعض بنیادی مشکلات ہیں جن پر قابو پانا باقی ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں قائد اعظم کو یقین دلایا۔ کہ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کے مطالبے پر یقین رکھتی ہے۔ اور اس کی تائید کرتی ہے۔ قائد اعظم سے ہدایت حاصل کرتی ہے لیکن مقامی لیڈروں سے اسے کوئی علاقہ نہیں ـــــ دوسرے صوبوں کی طرح صوبہ سرحد میں بھی طلبا اور مسلم لیگ اور اسکے مخالفوں پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ آپ نے جس پر پدرانہ شفقت کا اظہار کیا ہے طلباء اس کے لئے بے حد ممنون ہیں۔

۴ جون ۱۹۴۵ کو عنائت کبریا نے پھر قائد کو خط لکھا کہ حال ہی میں جو واقعات پیش آئے وہ ہمارے قومی وقار پر براہ راست حملہ ہیں۔

خط میں واقعات کی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔

کپورتھلہ

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۶ نومبر ۱۹۴۶ کو تین بجے جالندھر سے کپورتھلہ پہنچے تو اہالیان کپورتھلہ نے قائد کا شاندار استقبال کیا۔ جامعہ مسجد میں کپورتھلہ کے عوام نے قائد کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ ساڑھے چار بجے وزیر اعظم کپورتھلہ خان

بہادر عبدالعزیز نے قائد کو چائے پر مدعو کیا۔ اسی روز قائد اعظم کپور تھلہ سے لاہور روانہ ہو گئے راستے میں امرتسر میں مختصر قیام کیا۔

کتب

قائد اعظم محمد علی جناح کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر یوں تو کتابوں کی تعداد ڈیڑھ دو سو کے لگ بھگ ہے لیکن لائبریریوں میں اس وقت جو کتابیں دستیاب ہیں یہاں ان کے نام دیئے جا رہے ہیں۔

۱۔ "ارشادات قائد اعظم" ۱۹۷۶ نیشنل بک فاؤنڈیشن کراچی

۲۔ "اشاریہ قائد اعظم ۱۹۷۶" پروفیسر احمد سعید نیشنل بک فاؤنڈیشن

۳۔ "افکار قائد اعظم" ۱۹۷۶ محمود عاصم مکتبہ عالیہ لاہور

۴۔ "اقبال، قائد اعظم اور پاکستان" راجا رشید محمود، نذیر سنز پبلشرز لاہور

۵۔ "امیر پاکستان ـ ارشادات قائد اعظم"۔ عارف بٹالوی

۶۔ "بچوں کے قائد اعظم" افضال احمد، رنگا رنگ کتاب کلب کراچی

۷۔ "بے تیغ سپاہی" نواب صدیق علی خاں، الائز بک کارپوریشن کراچی

۸۔ بطل مغفور

۹۔ "بیاد قائد اعظم" خواجہ ظفر نظامی، مکتبہ شاہکار لاہور

۱۰۔ "پنجاب کی کہانی قائد اعظم کی زبانی" محمد حنیف شاہد، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

۱۱۔ "تاریخ میں قائد کا مقام" شریف المجاہد

۱۲۔ "تعلیمات قائد اعظم" کلیم نشتر، مکتبہ عالیہ لاہور

۱۳۔ "حالات قائد اعظم" خالد اختر افغانی، آتش فشاں پبلی کیشنز، لاہور

۱۴۔ "حیات قائد اعظم کے چند نئے پہلو" احمد سعید، قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ اسلام آباد

۱۵۔ "حیات قائد اعظم"۔ امین نواز، شعاع ادب لاہور

۱۶۔ "خطبات قائد اعظم" رئیس احمد جعفری، مقبول اکیڈمی لاہور

۱۷۔ "رہبر فرزانہ"۔ یوسف عزیز، مجید بک ڈپو فیصل آباد

۱۸۔ "روشنی کا مینار"۔ صغیرہ بانو شیریں، مکتبہ عالیہ لاہور

۱۹۔ "زندہ قائد اعظم"۔ منظور احسن عباسی، مکتبہ شاہکار لاہور

۲۰۔ "ساڈا بابا جناح" (پنجابی)۔ ڈاکٹر جاوید سوز، بک کارنر چوک فیصل شہید جہلم

۲۱۔ "ساڈا جناح"، ایم ایس ناز، مقبول اکیڈمی لاہور

۲۲۔ "طلبا اور تعلیم"۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، قائد اعظم اکیڈمی کراچی

۲۳۔ "عظمت گہوارے میں"۔ انتظار حسین سجاد رضوی، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

۲۴۔ "عظیم رہنما اور عظیم شہر" عتیق ظفر شیخ۔ اشرف علی، ملک محمد ریاض قومی ادارہ برائے تحفظ دستاویزات اسلام آباد

۲۵۔ "عظیم قائد"۔ نواب زادہ محمود علی خاں، ادارہ تحقیقات پاکستان لاہور

۲۶۔ "قائد اعظم"۔ م ع سلام، آئینہ ادب لاہور

۲۷۔ "قائد اعظم"۔ بلیغ الدین جاوید، سفینہ ادب لاہور

۲۸۔ "قائد اعظم"۔ چراغ حسن حسرت، مکتبہ کاروان لاہور

۲۹۔ "قائد اعظم" (پشتو) احسان اللہ

۳۰۔ "قائد اعظم ابتدائی تیس سال"۔ رضوان احمد، جنرل نالج اکیڈمی کراچی

۳۱۔ "قائد اعظم اپنی بہن کی نظر میں"۔ طاہر اسدی، مکتبہ صحافت لاہور

۳۲۔ "قائد اعظم ارشادات و اقتباسات"۔ تحقیق نذیر سنز پبلشرز لاہور

۳۳۔ "قائد اعظم افکار و کردار"۔ راجا رشید محمود، نذیر سنز پبلشرز لاہور

۳۴۔ "قائد اعظم ایک سوانح"۔ آغا اشرف بساط ادب لاہور

۳۵۔ "قائد اعظم اور پاکستان"۔ عبدالسلام خورشید

۳۶۔ "قائد اعظم ایک آئین پسند کی حیثیت سے" محمود علی

۳۷۔ "قائد اعظم اور اسلامی طاقت"۔ احمد سعید

۳۸۔ "قائداعظم اور آزادی کی تحریک"۔ پروفیسر جیلانی کامران، مجلس ترقی ادب لاہور

۳۹۔ "قائداعظم اور اردو" (کتابچہ)، دیال سنگھ کالج لاہور

۴۰۔ "قائداعظم اوران کا عہد"۔ رئیس احمد جعفری، مقبول اکیڈمی لاہور۔

۴۱۔ "قائداعظم اور تحریک پاکستان"۔ ڈاکٹر وحید قریشی، مکتبہ عالیہ لاہور۔

۴۲۔ "قائداعظم اور پاکستان" (کتابچہ) مولانا محمد بخش مسلم، محکمہ اوقاف لاہور

۴۳۔ "قائداعظم اور راولپنڈی"۔ منظور الحق صدیقی قومی ادارہ برائے تحقیق وثقافت اسلام آباد۔

۴۴۔ "قائداعظم اور سرحد"۔ عزیز جاوید، ادارہ تحقیق و تصنیف پشاور

۴۵۔ "قائداعظم اور لائل پور"۔ ڈاکٹر معین الرحمٰن، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

۴۶۔ "قائداعظم اور مسلم پریس" (جلد اول) احمد سعید، ایجوکیشنل ایمپوریم لاہور

۴۷۔ "قائداعظم اور ہم"۔ حافظ امرتسری، ہماعظیم پبلشر لاہور

۴۸۔ "قائداعظم اور مسلم طلباء"۔ زبیر صدیقی

۴۹۔ "قائداعظم اور مسلم خواتین"۔ مختلف احباب

۵۰۔ "قائداعظم بحیثیت سربراہ مملکت"۔ کلیم نشتر، مکتبہ عالیہ لاہور

۵۱۔ "قائداعظم پر قاتلانہ حملہ"۔ محمد حنیف شاہد، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور

۵۲۔ "قائداعظم حیات و خدمات"۔ شریف المجاہد، خواجہ رضی حیدر قائداعظم اکیڈمی کراچی

۵۳۔ "قائداعظم جناح"۔ ایک قوم کی سرگزشت۔ جی الانا، فیروز لاہور

۵۴۔ "قائداعظم جیسا میں جانتا ہوں"۔ ایم ایچ اصفہانی، آتش فشاں لاہور

۵۵۔ "قائداعظم خطوط کے آئینے میں"۔ خواجہ رضی حیدر، نفیس اکیڈمی کراچی

۵۶۔ "قائداعظم سیرت و کردار کے آئینے میں"۔ زاہد حسین انجم افضیل ناشران و تاجران کتب لاہور

۵۷۔ "قائداعظم پر منظومات کا مجموعہ"۔ محمود الرحمٰن، تابش صدیقی

۵۸۔ "قائداعظم جناح اور تعمیر ملت"۔ کونسل برائے پاکستان سٹڈیز کراچی

۵۹۔ "قائداعظم دی سوچ"۔ مسعود منور۔ پنجابی ادبی بورڈ لاہور

۶۰۔ "قائداعظم سوچ تے سیاست"۔ رفیق ڈوگر، پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور۔

۶۱۔ "قائداعظم چند یادیں چند باتیں"۔ آفتاب احمد، گفتار پبلشرز کراچی

۶۲۔ "قائداعظم غلط بیانیاں اور حقائق"۔ ڈاکٹر وحید الزمان

۶۳۔ "قائداعظم کا اسلامی کردار"۔ کرم حیدری، مطبوعات حرمت راولپنڈی

۶۴۔ "قائداعظم کا بچپن"۔ وحید قیصر، مکتبہ عالیہ لاہور

۶۵۔ "قائداعظم کا پیغام"۔ سید قاسم محمود، پاکستان اکیڈمی لاہور

۶۶۔ "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ"۔ منشی عبدالرحمٰن، کاروان ادب ملتان۔

۶۷۔ "قائداعظم"۔ محمد رضی الدین، پبلشرز گرین ہاؤس لاہور۔

۶۸۔ "قائداعظم"۔ انور حارث۔ بروک بانڈ لمیٹڈ

۶۹۔ "قائداعظم"۔ محمد اشرف عطا، ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور

۷۰۔ "قائداعظم"۔ اعجاز احمد، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

۷۱۔ "قائداعظم اور اصفہانی خط و کتابت"۔ کراچی

۷۲۔ "قائداعظم اور اقبال"۔ احمد سعید۔ مکتبہ احیاء العلوم شرقیہ لاہور

۷۳۔ "قائداعظم اور اقلیتیں"۔ چمن لعل، کنڈیارو، بالمیک اکیڈمی سکھر

۷۴۔ "قائداعظم اور صحافت"۔ اشتیاق اظہر، میزان ادب

کراچی

۷۵۔ "قائد اعظم اور صوبہ سرحد"۔ محمد شفیع صابر، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور

۷۶۔ "قائد اعظم اور طلوع اسلام"۔ بزم طلوع اسلام کراچی

۷۷۔ "قائد اعظم اور مسلم اقتصادیات کا احیاء"۔ محمود علی، نیشنل بک فاؤنڈیشن

۷۸۔ "قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ"۔ منیر احمد منیر، آتش فشاں پبلی کیشنز لاہور

۷۹۔ "قائد اعظم کی ابتدائی زندگی"۔ حمید احمد خان

۸۰۔ "قائد اعظم کے چودہ نکات"۔ ڈاکٹر حمیدہ کھوڑو

۸۱۔ "قائد اعظم کشمیر میں"۔ خواجہ غلام دین وانی۔

۸۲۔ "قائد اعظم کے تصور کا پاکستان۔" غلام احمد پرویز، لاہور

۸۲۔ "قائد اعظم کی شگفتہ مزاجی۔" سمیع اللہ قریشی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

۸۳۔ "قائد اعظم کی باتیں۔" فرزانہ یاسمین، مکتبہ عالیہ لاہور

۸۴۔ "قائد اعظم کی تصویر۔" آغا اشرف، علیم پبلشرز لاہور۔

۸۵۔ "قائد کی خوشبو، "سیماب اکبر آبادی، جناح لٹریری اکیڈمی کراچی۔

۸۶۔ "قائد اعظم کی ڈائری۔" منصور احمد بٹ، مثالی پبلشرز لاہور

۸۷۔ "قائد اعظم کے آخری ایام۔" کرنل الٰہی بخش، قائد اعظم اکادمی کراچی۔

۸۸۔ "قائد اعظم محمد علی جناح کی نجی زندگی کے دواہم پہلو۔" شریف الدین پیرزادہ ترجمہ قاضی عبدا سلیم، شعبہ تصنیف و تالیف وترجمہ کراچی یونیورسٹی

۸۹۔ "قائد اعظم کے ۷۲ سال۔" خواجہ رضی حیدر، نفیس اکیڈمی کراچی

۹۰۔ "قائد اعظم معمار پاکستان۔" سجاد باقر رضوی، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

۹۱۔ "قائد اعظم محمد علی جناح۔" سعید بخش، آئینہ ادب لاہور

۹۲۔ "قائد اعظم محمد علی جناح۔" مقبول انور داؤدی، فیروز سنز لاہور

۹۳۔ "قائد اعظم مسلم پریس کی نظر میں۔" احمد سعید، قائد اعظم اکادمی کراچی

۹۴۔ "قائد اعظم کے مہ و سال۔" محمد علی چراغ، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

۹۵۔ "قائد اعظم میری نظر میں۔" زکریا ساجد، قائد اعظم اکادمی کراچی

۹۶۔ "قائد اعظم ہم عصروں کی نظر میں۔" جمیل الدین احمد

۹۷۔ "قائد اعظم معاصرین کی نظر میں۔" مصباح الحق صدیقی۔ تسنیم کوثر گیلانی، شہزاد پبلشرز لاہور

۹۸۔ "قائد اعظم محمد علی جناح۔" فوٹوؤں کی البم۔ وزارت اطلاعات حکومت پاکستان

۹۹۔ "قائدین کے خطوط جناح کے نام۔" عبدالرحمٰن سعید، حیدر آباد دکن بھارت

۱۰۱۔ "قائد اعظم سیرت و سوانح۔" ممتاز لیاقت، مکتبہ عالیہ لاہور۔

۱۰۲۔ "قائد اعظم اور نئی نسل۔" محمود عاصم، مکتبہ عالیہ، لاہور

۱۰۲۔ "قائد اعظم پر کتابوں کی ڈائریکٹری۔" عبدالستار چودھری، نیشنل بک کونسل لاہور

۱۰۳۔ "قائد اعظم کا آخری دورہ دکن۔" مولانا مظہر علی کامل۔

۱۰۴۔ "گفتار قائد اعظم۔" احمد سعید، قومی کمیشن برائے تحقیق وثقافت اسلام آباد

۱۰۵۔ "گفتار و کردار قائد اعظم۔" سعید راشد، مکتبہ میری لائبریری لاہور

۱۰۶۔ "محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک۔" شفیق بریلوی، نفیس اکیڈمی کراچی

۱۰۷۔ "محمد علی جناح۔" ہیکٹر بولائتھو، مرکزی اردو بورڈ لاہور

۱۰۸۔ "محمد علی جناح قائداعظم۔" آغا حسین ہمدانی۔ نوید نور راولپنڈی

۱۰۹۔ "مرقع قائد اعظم۔" آغا اشرف۔ مقبول اکیڈمی لاہور

۱۱۰۔ "ملت کا پاسبان۔" کرم حیدری۔ قائد اعظم اکادمی کراچی

۱۱۱۔ "میراث قائداعظم۔" جاوید اقبال۔ فیروز سنز لاہور

۱۱۲۔ "میرا بھائی۔ فاطمہ جناح۔" آتش فشاں پبلی کیشنز لاہور

۱۱۳۔ میر کارواں۔ (۱۹۷۶)۔ مجید بک ڈپو فیصل آباد

۱۱۴۔ "ہمارا قائد پیارا قائد۔" ضیا ساجد۔ علیم پبلشرز لاہور

۱۱۵۔ "نقوش قائداعظم۔" پروفیسر رحیم بخش شاہین۔

۱۱۶۔ "ہمارے قائداعظم۔" خورشید احمد انور۔ سنگ پیپل پبلشنگ لاہور

۱۱۷۔ "ہمارے قائد اعظم۔" اعجاز احمد۔ سنگ میل پبلی کیشنز۔ لاہور

۱۱۸۔ "ہمارے قائد اعظم۔" اعجاز احمد۔ سنگ میل پبلی کیشنز۔ لاہور

۱۱۹۔ "ہمارے قائد۔ محمد علی جناح منظور۔" حسین عباسی۔ ہجری مطبوعات اسلام آباد

۱۲۰۔ "وہ رہبر ہمارا وہ قائد ہمارا۔" ناصر زیدی۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد۔

کتبہ

قائداعظم محمد علی جناح کے مزار پر اردو یا انگریزی میں کوئی کتبہ نہیں لگایا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں وفاقی حکومت وزارت بلدیات میں اردو انگریزی میں مزار قائد کا کتبہ مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے کتبے کی عبارت مذکورہ وزارت کو بھیج دی۔

کچلو، ڈاکٹر سیف الدین

آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری اور بعدازاں کانگریس کے رکن۔ ۳۰/۳۱ مارچ ۱۹۲۹ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس دہلی میں منعقد ہوا اس کی صدارت قائد اعظم نے کی۔ اس اجلاس میں متفقہ طور پر ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں چودہ نکات کا بطور ضمیمہ بھی پیش کیا گیا تھا۔

قرار داد میں کہا گیا تھا کہ قائداعظم محمد علی جناح کے چودہ نکات پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا اور جب تک چودہ نکات کو تسلیم نہ کیا جائے اس وقت تک مسلمان کسی دستور حکومت پر رضامند نہ ہوں گے۔

قرار داد کی حمایت کرنے والوں میں مولانا ابوالکلام آزاد، مفتی کفایت اللہ۔ نصرت احمد خان شروانی کے علاوہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو بھی شامل تھے۔

وہ ۲۵ جنوری ۱۸۸۶ کو عزیز الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ امرتسر۔ علی گڑھ۔ کیمبرج اور جرمنی میں تعلیم مکمل کی۔ وہیں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ ۱۹۱۲ میں وطن واپس آکر پریکٹس شروع کی۔ انجمن اسلامیہ امرتسر کے کاموں میں خاص دلچسپی لینے لگے۔ رولٹ ایکٹ کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لیا گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا اور بیس سال قید کی سزا ہوئی لیکن جلد رہا ہو گئے پھر ترک موالات کی تحریک میں حصہ لیا اور کراچی میں تقریر کرنے کے الزام میں دو سال قید کاٹی۔

پہلے آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری رہے پھر کانگریس سے وابستگی اختیار کر لی اور وفات تک اس سے وابستہ رہے۔

تقسیم ملک پر امرتسر سے دہلی چلے گئے۔ وہیں تجارت کے پیشے کو اپنایا۔ حکومت روس نے انہیں امن کے لئے لینن انعام دیا۔

۲۷ اپریل ۱۹۶۲ کو انتقال کیا۔

کچھ، ریاست

دیکھئے کریم بھائی

کدار ناتھ

علم الدین شہید کے مقدمہ میں راجپال کے دو عینی شاہدوں میں سے ایک۔ قائد اعظم جولائی ۱۹۲۹ء میں لاہور ہائی کورٹ میں مسٹر جسٹس براڈوے اور مسٹر جسٹس جانسٹن کی عدالت میں پیش

ہوئے توانہوں نے دونوں گواہوں کے بارے میں فاضل ججوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ دونوں راجپال کے ملازم تھے۔ لہٰذا ان کی شہادتوں کو پرکھنے کا صرف طریقہ یہ ہے کہ ان کی بیانات کے اختلافات کو دیکھا جائے۔

قائداعظم نے کدار ناتھ کے بیان کو پڑھ کر تعجب کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ گواہ مذکورہ کے بیان میں دوسرے شہادتی بھگت رام کا نام تک نہیں آیا۔ حالانکہ وہ بھی اس وقت موقع پر موجود تھا۔ جب کہ بھگت رام کا کہنا ہے کہ اس نے ملزم علم الدین کا تعاقب کیا اور کدار ناتھ کے ساتھ مل کر ملزم پر کتابیں پھینکیں۔ جرح کے موقع پر بھی کدار ناتھ نے بھگت رام کا نام نہ لیا۔ حالانکہ اس کا نام لینا بڑا ضروری تھا۔

قائداعظم نے کہا کہ گواہ کے مطابق جب ملزم کی گرفتاری عمل میں آئی تو ملزم نے کہا کہ میں نے کوئی چوری نہیں کی۔ ڈاکہ نہیں ڈالا۔ میں نے صرف اپنے پیغمبر کا بدلہ لیا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ملزم بھاگا تھا اور اس کا تعاقب بھی کیا گیا لیکن یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص گرفتار ہوتے ہی اقبال جرم کر لے۔ پولیس کو چاہئے تھا کہ ملزم کا اقبالی بیان مجسٹریٹ کے روبرو لکھوایا جاتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ لہٰذا یہ فرضی کہانی ہے اس لئے اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔

کراچی

۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو کراچی میں سندھ پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے لئے قائداعظم خصوصی طور پر حیدر آباد سے بذریعہ ریل تشریف لائے تھے۔ اس گاڑی میں پانچ سو مندوبین بھی قائد کے ساتھ تھے۔

چھاؤنی اسٹیشن پر قائداعظم کے استقبال کے لئے ایک شاندار گیٹ بنایا گیا تھا جس کا نام باب الاسلام رکھا گیا تھا۔ اپنے صدارتی خطبہ میں کراچی کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے قائداعظم نے کہا۔

"اس عظیم شہر میں جو سندھ کا دارالحکومت ہے اور شاندار بندرگاہ اور مسلمانوں کا پہلا گھر ہونے کی حیثیت سے ایک خصوص اور انفرادی اہمیت کا حامل ہے۔ مجھے انتہائی مسرت ہے کہ میں اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس کی صدارت کر رہا ہوں۔ اس موقع پر میرے جو جذبات ہیں اور اس شہر کی فلاح و بہبود اور ترقی کا جس قدر میں خواہاں ہوں میں اس کا اظہار صحیح معنوں میں نہیں کر سکتا۔

میری خواہش ہے کہ اس شہر کا رتبہ بلند تر ہو اور یہ شہر مسلمانان ہند کے لئے ایک اہم کردار ادا کرے"۔

ہر انسان کی زندگی میں دو واقعات خصوصی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک اس کی پیدائش اور دوسری اس کی موت۔

قائد کی پیدائش بھی کراچی میں اور موت بھی کراچی میں ہوئی۔

یکم جولائی ۱۹۷۴ء کو کراچی کو ڈویژن کا درجہ دے دیا گیا۔ کراچی ضلع کے آخری ڈپٹی کمشنر کنور ادریس تھے۔ اور ڈویژن بنائے جانے کے بعد کراچی کا پہلا کمشنر پرویز احمد بٹ کو مقرر کیا گیا۔ جب کہ تین اضلاع میں سے ڈسٹرکٹ ساؤتھ میں عبدالعزیز اشرفی، ڈسٹرکٹ ویسٹ میں نذر عباس کو پہلا ڈپٹی کمشنر مقرر کیا گیا تھا۔ چوتھے ضلع کا اضافہ کمشنر شاہد عزیز صدیقی کے عہد میں کیا گیا۔ یکم جولائی ۱۹۸۷ بروز بدھ مطابق ۴ ذی قعد ۱۴۰۷ھ کو کراچی کے چوتھے ضلع سنٹرل ڈسٹرکٹ نے کام شروع کر دیا۔ اس نئے ضلع میں لیاقت آباد، فیڈرل بی ایریا۔ ناظم آباد نیو کراچی سب ڈویژن شامل ہیں۔ سب ڈویژن لیاقت آباد میں لیاقت آباد، گلبہار۔ جوہر آباد کی حدود میں آنے والے علاقے شامل ہیں۔ ناظم آباد سب ڈویژن میں ناظم آباد گلبہار پولیس سٹیشنوں کی حدود میں شامل علاقے ہیں جب کہ سب ڈویژن نئی کراچی۔ نیو کراچی۔ خواجہ اجمیر نگری اور شمالی ناظم آباد پولیس اسٹیشنوں کی حدود میں شامل علاقوں پر مشتمل ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے جب مملکت پاکستان کا نظم نسق سنبھالا تھا تو اس وقت کراچی کی آبادی تین لاکھ نفوس پر مشتمل تھی قائداعظم نے پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہونے کے ناطے سے اسے ملک کا صدر مقام قرار دیا تھا۔

بحیرہ عرب کے کنارے آباد یہ شہر ملک کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی اس وقت ۶۰ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

ابتدا میں اس کا نام کلاچی جو گوٹھ تھا جو بعد ازاں کراچی بن گیا۔ یہیں بانی پاکستان نے جنم لیا۔ پاکستان اور افغانستان کی

تمام تر تجارت اسی شہر کے ذریعے ہوتی ہے۔
اسمبلی ہال ۔ ایوان صدر، سندھ ہائی کورٹ، کاٹن ایکسچینج حبیب بنک پلازا، سٹیٹ بنک آف پاکستان اور قائداعظم مزار کے لئے مشہور ہے۔
بین الاقوامی ہوائی اڈہ اور دو بندر گاہیں بھی ہیں۔ کراچی یونیورسٹی اور این ای ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی اور آغا خان یونیورسٹی تعلیم کے اعلیٰ ادارے ہیں۔ یہاں ہر قسم کی صنعتیں ترقی کی منازل طے کر رہی ہیں۔

کراچی بار ایسوسی ایشن

حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کیا اور کہا۔
"اسلام سب انسانوں کے لئے انصاف رواداری، شرافت، دیانت اور عزت کے اعلیٰ اصولوں پر مبنی ہے صرف ایک خدا کا تصور اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اسلام میں انسان انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مساوات آزادی اور اخوت اسلام کے بنیادی اصول ہیں"۔

کرافورڈ کرنل

ستمبر ۱۹۲۴ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے لی کمیشن کی رپورٹ کی آئینی اور قانونی حیثیت پر ایک طویل تقریر کی تھی۔ اس تقریر میں قائداعظم نے لی کمیشن کی رپورٹ پر کڑی نکتہ چینی کی اور کہا کہ ایوان کرنل کرافورڈ کی تمام تر یقین دہانیوں کے باوجود اس رپورٹ کو مسترد کر دے گا۔
۲۵ اگست ۱۹۲۷ کو سینڈ ھرسٹ کمیٹی کی رپورٹ میں ترمیم کے سلسلے میں قائداعظم نے کرنل کرافورڈ کی تقریر کے پرخچے اڑا دیئے۔

کرامت علی، شیخ ایڈووکیٹ۔

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن، بلند پایہ مقرر۔ شعلہ نواز خطیب اور تحریک پاکستان گولڈ میڈل ۱۹۸۹ء کے حامل، قائداعظم کی ہدایت پر انہیں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا رکن نامزد کر دیا وہ نارووال میں پیدا ہوئے انہوں نے قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد شیخوپورہ میں وکالت شروع کر دی ۱۹۳۷ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ سکندر بلدیو معاہدے کے بارے میں شیخ صاحب نے وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات کی اسمبلی میں بھرپور مخالفت کی یہ بات سر سکندر اور ان کے یونینسٹ ساتھیوں کو ناگوار گزری چنانچہ شیخ صاحب نے برملا مسلم لیگ کے اجتماعات میں حمایت شروع کر دی قائداعظم کو جب اس کا علم ہوا تو انہیں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا۔ وہ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک اس کے رکن رہے۔ اس دوران وہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں خضر وزارت کے خلاف تحریک میں گرفتار ہوئے قیام پاکستان کے بعد پنجاب کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ وزیر بلدیات بھی رہے۔ وزارت تعلیم کے دوران انہوں نے تعلیم کے شعبے میں نمایاں تبدیلیاں کیں۔

کرائیڈن

انگلستان کا ہوائی اڈہ۔ قائداعظم جب لندن گئے تو ان کے ہمراہ لیاقت علی خاں اور سردار عبدالرب نشتر بھی تھے۔ اخباری نمائندوں نے قائداعظم پر طیارے سے نکلتے ہی بوچھاڑ کر دی۔ قائداعظم "پلیز سٹیٹمنٹ" مگر قائد نے کوئی پرواہ نہ کی لیکن اسی وقت کسی بڑے تیز قسم کے اخباری نمائندے نے قائد سے پوچھا قائداعظم ہمارے لئے کیا لے کر آئے ہیں۔ (مراد بیان سے تھی) جواب ملا۔

Ihavebroughtfineweatherforyou.

میں تمہارے لئے بہت اچھا موسم لایا ہوں

کیوں کہ اس دن لندن پر خوب دھوپ چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اخبار نویسوں نے پیچھا نہ چھوڑا تو فرمایا آپ کے لئے میرا آج کا بیان صرف یہ ہے کہ میں کوئی بیان نہیں دے رہا۔

کرپس، سٹیفورڈ

۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء کو کابینہ مشن کے جس وفد نے لارڈ پیتھک لارنس کی سربراہی میں قائداعظم سے ملاقات کی ان میں سر اسٹیفورڈ کرپس بھی شامل تھے۔
وہ ۱۸۸۹ کو انگلستان میں پیدا ہوئے۔ قانون کی تعلیم کی تکمیل کے بعد سرکاری وکیل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

کمیونسٹوں کے ساتھ متحدہ محاذ کی تلقین کرنے پر لیبر پارٹی سے نکال دیئے گئے۔ ۱۹۳۹ء میں انہیں دوبارہ شامل کر لیا گیا۔ سر ونسٹن کی وزارت عظمیٰ کے دوران روس میں برطانیہ کے سفیر رہے۔ ہندوستان کی حکومت اختیاری کا منصوبہ لے کر برصغیر آئے برطانیہ کے وزیر اقتصادیات اور وزیر خزانہ بھی رہے۔ خرابی صحت کی بناء پر مستعفی ہو گئے۔

۱۹۵۲ میں انتقال کیا۔

کرپس تجاویز

برصغیر کے نئے آئین کی تدوین کے سلسلے میں ہندوستانی رہنماؤں سے بات چیت کرنے کے لئے سر سٹیفورڈ کرپس ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ کو ہندوستان آئے انہوں نے دو ہفتے ہندوستان میں گزارے۔ اور ہندوستان کے آئندہ آئین کو مرتب کرنے سے متعلق تجاویز کے مسودہ پر بات چیت کی اور چند تجاویز پیش کیں جنہیں کرپس تجاویز کہا جاتا ہے۔ اہم تجاویز یہ ہیں۔

۱۔ جب تک دوسری جنگ جاری ہے مرکز میں ایک عارضی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندے شامل ہوں۔ یہ حکومت جنگی کاموں میں تعاون کرے اس کے بدلے برطانیہ وعدہ کرتا ہے کہ جنگ ختم ہوتے ہی صوبوں میں انتخابات کرائے جائیں گے۔

۲۔ صوبائی اسمبلیوں کے ارکان ایک دستور ساز اسمبلی بنائیں گے یہ اسمبلی جو دستور بنائے گی اسے برطانیہ قبول کرے گا شرط یہ ہے کہ جو صوبے ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی میں شامل نہ ہونا چاہیں اجازت ہوگی کہ اپنی الگ دستور ساز اسمبلی بنا کر اپنا ایک دستور یا آئین بنا لیں اس طرح پاکستان کا اصول مان لیا گیا۔

کانگریس نے کرپس کی تجاویز کو تسلیم نہ کیا کیوں کہ ایک تو اس میں پاکستان کے قیام کی گنجائش موجود تھی دوسرے اقتدار فوری طور پر اس کے حوالے نہیں کیا جا رہا تھا۔ مسلم لیگ نے اس بنا پر تجاویز ماننے سے انکار کر دیا کہ صاف صاف نہیں کہا گیا تھا کہ دو آئین ساز اسمبلیاں بنیں گی۔

کرٹ والڈ ہائیم

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے پاکستان کے ۳۶ ویں یوم آزادی کے موقع پر منصفانہ عالمی سماجی و اقتصادی نظام کی بھرپور وکالت کرنے کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کرٹ والڈ ہائم کو نشان قائد اعظم دیا۔

وہ ۱۹۱۸ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے وی آنا یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری لی۔ پھر محکمہ خارجہ میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۵۵ء میں آسٹریا نے اقوام متحدہ کی رکنیت اختیار کی تو وہ اس بین الاقوامی ادارے میں آسٹریا کے مستقل مبصر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں کینڈا میں آسٹریا کے ناظم الامور اور سفیر رہے۔

انہیں ۱۹۶۸ء میں وزیر خارجہ بنایا گیا۔ ۱۹۷۲ء سے 1981 تک اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل رہے۔ ۱۰ جون ۱۹۸۶ء کو آسٹریا کے صدر منتخب ہوئے۔

کردار قائد اعظم

لارڈ ارون ۱۹۲۵ سے ۱۹۳۱ تک برصغیر کا وائسرائے رہا اس کا عہد بے شمار ہنگامہ آرائیوں کی روداد ہے۔ اوٹاوہ پیکٹ کا ذکر ان میں بہت نمایاں ہے۔

اوٹاوہ کینیڈا کا صدر مقام ہے۔ اس زمانے میں کینڈا آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ اور جنوبی افریقہ کو نو آبادیات کا درجہ حاصل تھا۔ اس کے علاوہ کرہ ارض پر دو درجن سے زیادہ برطانوی مقبوضات تھے۔ جن میں سے برصغیر ہند کو خاص امتیاز حاصل تھا۔

برطانوی سلطنت کے بعض نمائندے اوٹاوہ میں جمع ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ برطانیہ اس کی نو آبادیوں اور مقبوضات کو ایک برادری تصور کیا جائے اور یہ ممالک باہمی تجارت میں ایک دوسرے کے مال پر محصول نہ لیں اور اس طرح صحیح دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ برطانوی حکومت کی عین تمنا تھی کہ ہندوستان کی مرکزی اسمبلی اوٹاوہ پیکٹ کا بل منظور کر لے تاکہ اسے قانونی شکل دی جا سکے۔ اس وقت مرکزی اسمبلی میں تین جماعتیں تھیں۔

۱۔ کانگریس پارٹی

۲۔ انڈی پنڈنٹ پارٹی

۳۔ سرکار کے نامزد ارکان جن کی تعداد ۳۳ فی صد تھی۔

کانگریس پارٹی حکومت کی مخالف تھی۔ نامزد ممبران ہر حالت میں حکومت کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ اس لئے فیصلے کی چابی انڈی پنڈنٹ پارٹی کے پاس تھی۔ اس زمانے میں حضرت

قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کہلاتے تھے اور انگریزی زبان میں شائع ہونے والے اخبارات انہیں عام طور پر مسٹر جینا لکھا کرتے تھے آپ انڈی پنڈنٹ پارٹی کے لیڈر تھے۔ سرکاری گزٹ کے مطابق مرکزی اسمبلی میں اٹاوہ پیکٹ پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کر دیا گیا۔

اس تاریخ سے چند روز پہلے مہاراجا بھاؤنگر حضرت قائد اعظم کے دفتر میں آیا۔ بمبئی میں کوٹھیوں اور دیگر اہم عمارتوں پر مشتمل ایک جائیداد تھی جس کی مالیت دس کروڑ کے لگ بھگ تھی اس جائیداد کے متعلق مہاراجہ کے خاندان میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اور نوبت مقدمے بازی تک پہنچ گئی۔ مہاراجا بھاؤنگر نے حضرت قائد اعظم سے کہا کہ وہ انہیں اس مقدمے میں اپنا وکیل بنانا چاہتا ہے۔ حضرت قائد اعظم نے کاغذات سرسری طور پر دیکھے اور مقدمہ لینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ مقدمہ دیوانی نوعیت کا تھا اور اس زمانے کے دستور کے مطابق جائیداد کی کل قیمت کا ایک فیصد وکیل کا محنتانہ تصور ہوتا تھا۔ اس مقدمے میں محنتانہ دس لاکھ روپے بنتا تھا۔ مہاراجا بھاؤنگر نے نصف رقم پیشگی ادا کرتے ہوئے پانچ لاکھ روپے کا چیک جناب قائد اعظم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

قائد اعظم نے مقدمے کے بعض کوائف اور پہلی پیشی کے متعلق دریافت فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی ڈائری دیکھی ۔ مقدمے کی پہلی پیشی اس تاریخ کو تھی جس روز مرکزی اسمبلی میں اوٹاوہ پیکٹ پر بحث ہونے والی تھی۔

قائد اعظم حقیقت حال کو فوراً سمجھ گئے۔ آپ نے چیک پھاڑ کر پھینک دیا اور مہاراجا سے کہا جاؤ اپنے آقاروں سے کہہ دو کہ تم جناح کو کسی قیمت پر خرید نہیں سکتے۔ میں اسمبلی میں آؤں گا اور اوٹاوہ پیکٹ کا بل ہر حالت میں مسترد ہو گا۔

مقررہ تاریخ کو حضرت قائد اعظم نے اٹاوہ پیکٹ کے بل کے خلاف ایک پر اثر تقریر کی آپ نے فرمایا۔

"ہمارے خام مال کے گاہک جاپان، جرمنی، اٹلی اور فرانس ہیں اگر ہم انگلستان ۔ آسٹریلیا یا کینیڈا کے مال پر محصول نہیں لیں گے تو ان کا مال جاپان جرمنی وغیرہ کے مقابلے میں ارزاں قیمتوں پر فروخت ہو گا اور یوں جرمنی جاپان اور اٹلی سے ہماری باہمی تجارت ختم ہو جائے گی۔ کینڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جنوبی افریقہ کو ہماری خام اجناس کی ضرورت نہیں۔ اس بل کو منظور کر لینے کی شکل میں خام اجناس فروخت کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی منڈی نہ ہو گی۔ اور ملک کی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

قائد اعظم کی تقریر کے بعد رائے شماری بیکار سمجھی گئی اور بل مسترد ہو گیا۔

کرزن لارڈ

برصغیر پاک و ہند کے وائسرائے۔

۲۰ مارچ ۱۹۲۵ کو جب ان کا انتقال ہوا تو امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے جس اجلاس میں ان کے لئے جو تعزیتی قرار دادیں منظور کی گئیں اس اجلاس میں قائد اعظم نے بھی شرکت کی۔

وہ ۱۸۵۹ء میں انگلستان میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۹ تا ۱۹۰۵ وائسرائے ہند کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ تقسیم بنگال بھی ان کے زمانے میں عمل میں آئی۔ شمال مغربی سرحدی صوبے میں نہ صرف امن و امان کی فضا قائم کی بلکہ صوبے میں اصلاحات بھی نافذ کی گئیں۔

تقسیم بنگال کے سلسلے میں بڑی شورش بپا ہوئی۔ جس کا خمیازہ ان کے جانشین کو بھگتنا پڑا۔ ۱۹۲۲۔ ۲۳ میں موزان کانفرنس کی صدارت کی۔ اور وزیر خارجہ برطانیہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ منصوبہ ڈوز کے لئے راہ ہموار کی۔ دہلی میں ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی دربار منعقد کیا۔ کمانڈر انچیف لارڈ کچنر سے اختلافات کی بنا پر ۱۹۰۵ء میں وائسرائے ہند کے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔

کرسچئن دہم (KristianX)

ڈنمارک کے بادشاہ۔ (۱۹۱۲۔ ۱۹۴۷)

انتقال قائد اعظم کے وقت وہ ڈنمارک کے بادشاہ تھے۔ دوسری عالمگیر جنگ میں ڈنمارک پر جرمن فوجی قبضے کے دوران میں اپنی خود عائد کردہ گوشہ نشینی سے قومی مدافعت کا نشان بن گیا۔

کرسچئن مشن سکول (کراچی)

قائد اعظم محمد علی جناح نے اس سکول میں ۸ مئی ۱۸۹۲ کو

چھٹے سٹینڈرڈ میں داخلہ لیا۔ اور یہاں انہوں نے ۴ ماہ تک تعلیم حاصل کی اور ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۲ کو اسکول چھوڑ کر بمبئی چلے گئے۔

یہ کراچی کا پہلا انگریزی طرز کا اسکول تھا۔ جس کی بنیاد کراچی کے پہلے کلکٹر کرنل پریڈی نے ۱۸۴۵ میں رکھی تھی۔ پہلے ایک کچے کمرے پر مشتمل تھا جس میں کلکٹرآفس اور دیگر عملے کے ملازمین کے لڑکے پڑھا کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ کچی عمارت کو چار بلاکوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جو تقریباً سات ایکڑ قطعہ اراضی پر مشتمل ہے۔ اس کی تعمیر پر اس وقت ۴ ہزار روپے خرچ آئے۔ قیام پاکستان کے وقت اس سکول میں کل ۴ سو طلباء و طالبات زیر تعلیم تھے۔ ۱۹ نومبر ۱۹۴۷ کو اس کالج کا صد سالہ جشن منایا گیا۔

اس اسکول کے ریکارڈ کے مطابق قائد اعظم کی تاریخ پیدائش ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۵ لکھی گئی جو کہ غلط ہے۔

کرسمس

قائد اعظم کا یوم ولادت ۲۵ دسمبر ہے اور اسی روز حضرت عیسیٰ بھی دنیا میں تشریف لائے

کرسی کی نقاب کشائی

۷ نومبر ۱۸۸۳ کو وفاقی سیکرٹری اطلاعات و نشریات لیفٹنٹ جنرل مجیب الرحمٰن نے فیصل آباد میں اس تاریخی کرسی کی نقاب کشائی کی جس پر بیٹھ کر ۲۹ نومبر ۱۹۴۲ کو قائد اعظم محمد علی جناح نے دھوبی گھاٹ فیصل آباد کے وسیع و عریض میدان میں خطاب فرمایا تھا۔ اس موقع پر بابائے قوم کا وہ خط بھی نمائش کے لئے پیش کیا گیا تھا جو انہوں نے بمبئی سے ۷ اگست ۱۹۳۸ کو فیصل آباد کے جناب ریاض الدین کے نام لکھا تھا۔

کرکٹ

بچپن میں قائد اعظم کرکٹ کھیلا کرتے تھے کیوں کہ وہ گولیاں کھیلنے سے اس کھیل کو ترجیح دیتے تھے۔

کرم حیدری

ممتاز دانشور اور قائد اعظم پر متعدد کتابوں کے مصنف۔ وہ ۱۲ اگست ۱۹۱۵ کو ملک حکم داد خاں کے ہاں تریٹ (مری) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو اور بی ٹی (۱۹۳۹) کے امتحانات پاس کئے اور محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی۔ اس دوران میں تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھا اور مندرجہ ذیل کتابیں مرتب کیں۔

۱۔ داستان مری
۲۔ سرزمین پوٹھوہار
۳۔ موسیقار (غزل۔ گیت)
۴۔ پوٹھوہاری گیت
۵۔ حیدر کا بیٹا
۶۔ دوش فردا (نظم)
۷۔ سایہ گل
۸۔ نعم (حمد و نعت و منقبت)
۹۔ مہر علی شاہ (منظوم ترجمہ)
۱۰۔ مدیہ داستان (فارسی)
۱۱۔ قائد اعظم محمد علی جناح شخصیت و کردار
۱۲۔ ملت کا پاسبان
۱۳۔ پانی کی پاکیزگی
۱۴۔ آزادئ موہوم
۱۵۔ فتح نامہ سندھ
۱۶۔ رپورٹ آن فیڈرل کیپٹل ایریا (انگریزی)
۱۷۔ کوٹس فرام دی قائد (انگریزی)
۱۸۔ وٹ دی ہولی قرآن سیز اباوٹ دی واٹر سینی ٹیشن اینڈ ہائی جینک پریکٹیشنز (انگریزی)

انہوں نے قائد کی وفات حسرت آیات پر ایک نوحہ لکھا جس کے بول یہ ہیں۔

تو کیا گیا کہ ظلمتیں ابھری ہیں رات کی
کچھ ڈوبتی ہوئی سی ہیں نبضیں حیات کی
پھر کھو رہے ہیں دہر میں اپنا وقار ہم
تجھ سے ہیں شرمسار، بہت شرمسار ہم
(بحضور قائد اعظم ۱۹۴۹)

کرنسی نوٹ:

۱۳ جولائی ۱۹۷۶ء کو سو، دس اور پانچ کے نئے نوٹ بازار

میں آ گئے۔ سو کا نیا نوٹ چار رنگوں میں ہے اس پر قائداعظم کی تصویر بائیں جانب کی بجائے دائیں جانب ہے۔ سو کے نئے نوٹ کا دوسرا بنیادی فرق یہ ہے کہ اس میں گارنٹی کا جملہ صرف اردو میں ہے جب کہ پرانے نوٹ میں یہ انگریزی میں تھا نئے نوٹ پر نمبر کی جگہ بھی تبدیل کر دی گئی۔ چنانچہ ایک نمبر انتہائی دائیں جانب اور ایک انتہائی بائیں جانب نوٹ کی پشت پر بادشاہی مسجد بنی ہوئی ہے۔ یہ سائز میں ڈالر سے مشابہت رکھتا ہے۔

دس روپے کے نوٹ پر بھی تصویر دائیں جانب آ گئی۔ اسی طرح پانچ کے نوٹ پر بھی تصویر دائیں جانب لائی گئی۔

کرن شنکر رائے:

۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی میں دستور ساز اسمبلی کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں کرن شنکر رائے نے نئی اسمبلی کے ایک رکن کی حیثیت سے شرکت کی اس اجلاس کے آخری دور سے قائداعظم نے بھی خطاب کیا تھا۔

کرنل انچیف:

قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان ملٹری اکیڈیمی کو ایک منفرد اعزاز سے نوازا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں جب انہوں نے ٹریننگ بٹالین کا کرنل انچیف ہونا منظور کر لیا تھا تو اس بٹالین نے خود ہی قائداعظم کی ذاتی پہلی پاکستان بٹالین کہلانا شروع کر دیا۔ ازاں بعد ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر دوسری بٹالین بھی قائم کی گئی تھی اپنے نام کے ساتھ یہ بھی قائداعظم کا نام استعمال کرتی ہے۔

کریم بخش:

قیام زیارت کے دوران قائداعظم کے خانسامے اور بیرے۔

وہ لکھتے ہیں۔

"وہ ہم لوگوں کے ساتھ بڑی ہمدردی کے ساتھ پیش آتے وہ یہاں ڈھائی مہینے رہے۔ ان دنوں محترمہ فاطمہ جناح دنبے اور بکرے ذبح کرواتی تھیں اور گوشت ہم غریبوں میں تقسیم ہوتا تھا وہ کپڑوں کی گٹھڑیاں لاتیں اور غریبوں میں تقسیم کرتیں۔ یہاں لوگوں کے پاس کپڑا نہیں ہوتا تھا اور ان دنوں تو کپڑے پر بھی کنٹرول تھا۔

میں مرغی کا سوپ، روسٹ اور قورمہ بناتا تھا۔ شامی کباب اور پلاؤ بھی بناتا۔ قائداعظم ناشتے میں انڈے، مکھن، سلائس اور جام پسند کرتے۔ سوپ پسند کرتے اور ہر کھانا چکھتے تھے"۔

کریم بھائی، سر:

۱۹۱۱ء میں جب انجمن اسلام بمبئی کے صدر کریم بھائی کو حکومت ہند نے سر کا خطاب دیا تو ان کے اعزاز میں انجمن نے ایک تقریب منعقد کی اس تقریب سے قائداعظم نے بھی خطاب کیا انہوں نے کہا۔

"اراکین انجمن اسلام تمام مسلمانان بمبئی کی طرف سے آپ کو اعزاز بیرونسٹی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ بہ استثنا کے فرقہ پارسی سر کریم بھائی پہلے ہندوستانی مسلمان ہیں جن کو جلیل القدر اعزاز ملا ہے۔ آپ وسیع الاخلاق اور فیاض طبیعت کے مالک ہیں اور رفاہ عامہ کے کاموں میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور ان کی فیاضانہ اور شاہانہ سخاوتیں ایسی ہیں جنہوں نے اس ملک کے ہر باشندے کے دل میں گھر کر رکھا ہے۔ آپ کی قابل ذکر فیاضیوں میں سے ایک اپنی قوم یعنی خوجوں کے لئے سوا لاکھ روپے سے ایک یتیم خانہ کا قیام ہے۔ ریاست کچھ میں جناب نے ایک گرلز کالج قائم کیا ہے۔ میوزیم اور سائنس انسٹی ٹیوٹ کے لئے شاہانہ رقوم عطا کی ہیں۔ صرف میوزیم کی امداد میں تین لاکھ روپے مرحمت فرمائے ہیں۔ ہم جارج پنجم کے شکر گزار ہیں کہ ان کی مرحمت کے باعث جناب کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔

ترک بھائیوں کے دکھ درد میں شریک ہونے کے لئے بمبئی میں ۱۰ نومبر ۱۹۱۲ء کو ایک جلسہ عام سر کریم بھائی کی صدارت میں ہوا اس جلسے سے دیگر معززین کے علاوہ قائداعظم نے بھی خطاب کیا۔

انہوں نے کہا مسلمانان ہند ترکی کے اخلاقی مددگار ہیں اور حق و انصاف ترکی کی طرف ہے۔

اسی جلسہ میں انہوں نے ایک قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا تھا کہ دولت برطانیہ اور ترکی کی حکومت کے ان دوستانہ تعلقات کی بنا پر جن کے باعث اول الذکر سے آخر الذکر کو آئے دن اخلاقی اور اقتصادی امداد دی ہے یہ جلسہ حکومت برطانیہ سے اپیل کرتا

ہے کہ وہ اپنے اثرورسوخ سے کام لے کر ترکی حکومت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔ دولت برطانیہ ایک ایسی سلطنت ہے جہاں دیگر سلطنتوں کی نسبت مسلمان سب سے زیادہ تعداد میں آباد ہیں لہٰذا دولت برطانیہ ترکی کو امداد دے جس سے تمام دنیائے اسلام کا مذہبی اور سیاسی تعلق ہے قائداعظم نے اس جلسہ میں ترکی کی مصیبتوں پر بہت افسوس کا اظہار کیا اور حاضرین کی توجہ ترکی کی امداد کی طرف دلائی۔

انہوں نے وائسرائے ہند کی جانب سے انجمن ہلال احمر کے چندہ میں ایک ہزار روپیہ دینے پر وائسرائے کا شکریہ ادا کیا۔

روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۱۴/ نومبر ۱۹۱۲ء

کریون اے (CRAVEN'A')

قائداعظم محمد علی جناح کے پسندیدہ سگریٹ، صحت کے ایام میں قائداعظم یہی سگریٹ استعمال کرتے تھے۔ کوئٹہ میں جب قائداعظم شدید علیل تھے تو انہیں سگریٹ کی طلب ہوئی لیکن کوئٹہ بھر میں سگریٹ ناپید تھے اس پر قائداعظم کے معالج کرنل الٰہی بخش نے کہا کہ میں نے کوئٹہ کے ایک دکاندار کے پاس سگریٹ دیکھے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ ہم پاکستان میں سگریٹوں کی فیکٹری کھول لیں اور سگریٹوں کے لئے امریکا کا تمباکو استعمال کریں۔ قائداعظم نے جوش میں آکر فرمایا۔

"پاکستان میں دنیا کے سب ممالک سے اچھا اور بہترین تمباکو ہوتا ہے ہم امریکا کے محتاج نہیں ہم اپنے ملک میں ہی بہترین تمباکو کو کاشت کر سکتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اسے ترقی دے کر دیگر ممالک کو برآمد کر سکتے ہیں میری تمنا ہے کہ پاکستان ضروریات زندگی کے لئے دوسرے ملکوں کا محتاج نہ رہے بلکہ پاکستان میں ہر چیز پیدا ہو۔ ملک کی دولت ملک میں رہے"۔

کسریٰ:

۱۹۳۶ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے جب مسجد شہید گنج کے سلسلے میں ۲۳/ فروری ۱۹۳۶ء کو گورنر پنجاب سے ملاقات کی تو انہوں نے گورنر موصوف سے سیاسی کارکنوں کی رہائی اور اخبارات کی ضمانتوں جیسے مسائل پر گفت و شنید کی قائداعظم کو اس مسئلے پر خاصی کامیابی بھی ہوئی۔ اس ملاقات کے بعد ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے ایک نمائندے نے قائداعظم سے گورنر کی ملاقات کے نتائج سے آگاہی کے لئے انٹرویو کیا تو قائداعظم نے فرمایا میں کوئی قیصر و کسریٰ نہیں ہوں کہ یہ کہہ سکوں کہ میں آگیا ہوں اور آتے ہی میدان فتح کر لیا ہے۔

قائد نے اس موقع پر کسی قسم کا بھی کوئی بیان دینے سے گریز کیا۔

کشمیر:

مئی ۱۹۳۶ء میں قائداعظم محمد علی جناح پہلی مرتبہ کشمیر تشریف لے گئے۔ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء کو قائداعظم نے سری نگر سے مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کے ۵۴ اراکین کے ناموں کا اعلان کیا۔

قائداعظم ۱۹۳۶ء کو کشمیر سے لاہور پہنچے

قائداعظم محمد علی جناح مسلم کانفرنس کی دعوت پر کشمیر میں تشریف لائے ان کی آمد سے چار روز قبل سٹی و ڈسٹرکٹ مسلم کانفرنس کے مشترکہ اجلاس میں چوہدری حمید اللہ خاں ایم ایل اے کی سیکرٹری شپ میں استقبالیہ کمیٹی قائم کی گئی اور ایک پبلک سکول میں قائد کی آمد کا اعلان کیا گیا۔

۴ مئی ۱۹۴۴ء کو مسلم کانفرنس کے ترجمان اخبار ہفت روزہ جاوید جموں نے اپنے ادارتی نوٹ میں۔ اے آمدنت، باعث آبادی ما کے عنوان سے قائداعظم کے دورۂ کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

ہمارے قائداعظم مئی کے دوسرے ہفتے میں وارد کشمیر ہو رہے ہیں اس سے بڑھ کر ہماری خوش نصیبی اور کیا ہو گی کہ دس کروڑ اسلامیان ہند کا بے تاج بادشاہ خاک کشمیر پر قدم رنجہ فرما رہا ہے ع

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

قائداعظم نے ملت اسلامیہ کا خاک مذلت سے اٹھا کر تخت اقبال پر بٹھایا ہے موصوف نے ہندوستان کی ہیچ مسلم اقلیت کو عظیم الشان اور خود مختار قوم میں بدل دیا ہے اس محسن اعظم کے احسان کو مسلمانوں کی آئندہ نسلیں نہایت فخر سے یاد رکھیں گی۔

خود کشمیر کے متعلق ہمارے رہنما نے جس دلچسپی کا اظہار

فرمایا اور ہماری حالت کو بہتر بنانے کے لئے جو سرگرمی دکھائی اس کے لئے بتیس لاکھ مسلمانوں کا رواں رواں شکر گزار ہے اور اب خدا نے فضل و کرم سے ہمیں موقعہ دیا ہے کہ ہم ان جذبات عقیدت کا اظہار کر سکیں جو ہمیں قائد اعظم کی محبوب شخصیت سے ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم حبیب گڑھ سے لے کر سری نگر تک اپے شفیق لیڈر کا ایسا شاہانہ استقبال کریں جس کی نظیر تاریخ کشمیر میں ناپید ہو ہم دنیا پر ظاہر کر دیں کہ مسٹر جناح صرف برطانوی ہند کے قائد اعظم نہیں بلکہ جمیع مسلمانان ہند کی آنکھ کا نور ہیں اور کشمیر کے مسلمان اپنی ساری بدنصیبیوں کے باوجود اپنے بلند مرتبت قائد اعظم کے استقبال میں کسی سے پیچھے نہیں۔

پروگرام کے مطابق قائد اعظم ۸ مئی ۱۹۴۴ء کو ریاست کے سرمائی صدر مقام جموں پہنچے مسلم کانفرنس کے ممتاز رہنماوں نے ان کا استقبال کیا

رات کو مسلم کانفرنس نے ایک جلسے کا اہتمام کیا جس میں قائد اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ جلسے کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے ہوئی چودھری غلام عباس نے سپاسنامہ پیش کیا قائد اعظم نے تحریک آزادی کا ذکر کرتے ہوئے انتباہ کیا کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو ان کی جدوجہد آزادی میں تنہا نہیں چھوڑیں گے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے دکھ درد میں برابر شریک ہوں گے۔

۹ مئی ۱۹۴۴ء کو قائد اعظم سری نگر روانہ ہوئے ۱۰ بجے اودھ پور پہنچے جہاں اودھ پور کے مسلمانوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ وہاں سے قائد اعظم بانہال گئے بانہال سے دو میل ادھر مسلمان سڑک پر دورویہ کھڑے تھے اور ان دو میلوں میں درجنوں دروازے بنائے گئے تھے۔ بانہال میں قائد اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

۱۰ مئی ۱۹۴۴ء کو قائد اعظم ۲ بجے سری نگر کو روانہ ہوئے اور تقریباً ۵ گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد سری نگر پہنچے۔ مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس نے قائد کو خوش آمدید کہا۔ قائد کے استقبال کا سلسلہ پیر پنجال یعنی منڈہ سے ہوا۔ نیشنل کانفرنس کے زیر اہتمام کول گام ویری ناگ اور شاہ آباد کے ہزاروں زمیندار ان قاضی کنڈ میں جمع ہو گئے۔ کھنہ بل ڈاک بنگلہ کے پاس کئی دروازے بنائے گئے تھے قائد ڈاک بنگلہ پہنچے تو انہوں نے عوام کا شکریہ ادا کیا کھنہ بل سے انہیں ایک دوسری کار میں بٹھایا گیا ان کے ساتھ چودھری غلام عباس۔ مولانا میر واعظ یوسف شاہ اور بخشی غلام محمد بھی تھے۔ کار بیجبہاڑہ پہنچی تو نواحی کسانوں نے جن کی تعداد پانچ ہزار تھی قائد کا پرجوش خیر مقدم کیا قائد اعظم شکریہ ادا کرتے ہوئے اونتی پورہ اور لتہ پورہ ہوتے ہوئے پانپورہ پہنچے اس کے کھلے میدان میں دس ہزار افراد نے ان کا استقبال کیا۔ وہیں پرتاب باغ میں جلسہ منعقد ہوا جلسے کی کارروائی کا آغاز علامہ اقبال کی اس نظم سے ہوا

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا

اس کے بعد شیخ عبد اللہ صدر نیشنل کانفرنس نے ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مسلمانان ہند کے معزز لیڈر اور ہمارے معزز مہمان ہیں اس ریاست کے چالیس لاکھ ہندووں، مسلمانوں اور سکھوں کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں ایک فقرہ میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں متنازعہ فیہ سیاسی معاملات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک بار پھر آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اس کے بعد قائد اعظم نے پانچ منٹ کی مختصر تقریر کی انہوں نے اس تقریر میں کہا کہ

"آپ لوگوں نے جس گرمجوشی سے میرا استقبال کیا اس پر بادشاہ بھی فخر کر سکتے ہیں لیکن یہ استقبال میری ذات کو نہیں بلکہ مسلم لیگ کو کیا گیا ہے جس کا میں صدر ہوں۔ اس سے آپ نے ہندوستان کے لوگوں کی عزت افزائی کی ہے جو مسلم لیگ کے تحت منظم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں کی تمام ملتوں اور فرقوں کے لوگ صلح و آشتی کی زندگی بسر کریں اس کے بعد پنڈت جیا لعل کلیم نے مسٹر جناح کے ارشادات کا ترجمہ اردو میں اور شیخ صاحب نے کشمیری زبان میں سنایا

قائد اعظم وہاں سے درگجن تشریف لے گئے۔ وہاں مسٹر ساغر نے ان کو سپاس نامہ پیش کیا قائد اعظم نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا

"یہ جوش اشتیاق جو آپ نے میری نسبت ظاہر کیا اس کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کہ شکریہ ادا کروں۔ مسلمانوں کو متحد ہونا چاہئے ہمارا خدا ایک پیغمبر ایک، کتاب اقدس ایک اور ہماری آواز بھی ایک ہونی چاہئے ریاست کی مسلم آبادی کے لئے جو کچھ ہم سے ہو سکے گا امداد اور کوشش کریں گے میری ہمدردیاں

دل وجان کے ساتھ آپ کے ساتھ ہیں میر واعظ یوسف شاہ نے کشمیری میں ترجمہ کیا اور قائداعظم کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا"۔

پھر ۱۹ جون ۱۹۴۴ء کو مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں قائداعظم نے شرکت کی اور اس موقع پر فرمایا۔

"کچھ بھائیوں کی رائے ہے کہ مسلمانوں کو نیشنل کانفرنس میں شامل ہونا چاہئے میں نے ان کی دلیل بھی سنی میرا کام کسی کو دبانا نہیں کیوں کہ جو آپ کا سوال ہے برٹش انڈیا سے جدا ہے پھر بھی ایک مسلمان بھائی کی طرح میرا فرض ہر بھائی کی رائے سننا اور انہیں نصیحت کرنا اور ہدایت دینا ہے میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ نیشنل کانفرنس آٹھ برس پہلے ۱۹۳۸ء میں وجود میں آئی میں نے دریافت کیا کہ اس میں ہندو اور سکھ کتنے ہیں؟ جواب ملا چند سکھ اور چند ہندو ہیں ہیں اور اگر ان سات آٹھ برسوں کا جائزہ لیا جائے تو اس (نیشنل کانفرنس) میں نہ ہندو ہیں نہ سکھ! جواب ملا کہ نہ بھی ہوں تو بھی دروازہ بند نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آٹھ سال سے اس دروازے سے ہندو اور سکھ داخل نہ ہوئے تو اس کا سبب کیا ہے؟ یہ غلطی جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان دو فرقے ہو گئے ہیں؟ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہو لو بہت سوچ اور غور و فکر کے بعد آخر یہ جواب ملتا ہے ہم دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں کہ جموں و کشمیر میں فرقہ پرستی نہیں۔ انڈین نیشنل کانگریس بھی برطانوی علاقہ میں سارے ہندوستان کی دعویدار تھی مگر یہ بات سچی نہیں تھی اس نے یہی رویہ اپنائے رکھا کہ جھوٹا پروپیگنڈہ کریں نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ جو مسلمان، عیسائی اور سکھ وغیرہ اس میں شامل ہوئے الگ ہونے لگے

ہر سوال پر ہندو اکثریت نے اقلیت کے نمائندے کی چیز کو ٹھکرا دیا کیا جموں و کشمیر میں بھی فریب بازی کرنا چاہتے ہیں کہ ہر بات میں مسلمان اکثریت اقلیت کو پامال کرتی پھرے یہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ آپ اس سے ہندوؤں اور سکھوں کا اعتماد حاصل کر سکتے ہیں۔ صاف کہئے کہ ہم مسلمان ہیں ہم آپ کے ترجمان نہیں"۔

اقتباس: تحریک حریت کشمیر جلد دوم مرتبہ رشید نثار)

اس اجلاس میں قائداعظم نے یہ بھی فرمایا۔

"میں یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا ہوں کہ ریاست کے مسلمان بیدار ہو گئے ہیں اور اب متحد ہیں جیسا کہ ایک لاکھ انسانوں کے اجتماع سے ظاہر ہے جس میں بوڑھے، جوان، امیر، غریب، مزدور اور تاجر بھی شامل ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ مسلم کانفرنس کا مطالبہ ریاست میں مکمل ذمہ دار نظام حکومت کا ہے لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ آپ کا مقصد سخت جدوجہد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا

ذمہ دار نظام حکومت کوئی پکا ہوا پھل نہیں کہ خود بخود آپ کی جھولی میں آگرے گا اس کے لئے سخت محنت کی ضرورت ہے۔

اس طرح مسلم اسٹوڈنٹس یونین کے سپاسنامے کے جواب میں طلبا کو تلقین کرتے ہوئے قائد نے کہا کہ وہ اپنی نمائندہ جماعت سے وابستہ ہو کر اس کے پروگرام کی تکمیل کریں۔

قائداعظم سری نگر میں ہاؤس بوٹ میں ٹھہرے ہوئے تھے ریاست کشمیر کی دعوت پر سرکاری مہمان کی حیثیت سے یکم جولائی ۱۹۴۴ء کو انہیں گیسٹ ہاؤس میں نمبر ۴ میں منتقل کر دیا گیا۔ کے ایچ خورشید نے قائداعظم کے ساتھ کام شروع کر دیا۔

یہیں پر اگلے روز قاضی عیسیٰ اور لیاقت علی خاں نے قائد سے ملاقات کی اور انہوں نے مسلم لیگ کونسل کے آئندہ اجلاس کے ایجنڈے اور پنجاب کی نئی سیاسی صورتحال پر قائد سے تبادلہ خیالات کیا۔

۳ تا ۱۰ جولائی ۱۹۴۴ء کشمیر کے وزیراعظم پی این راؤ اور وزیر حضوری نواب خسرو جنگ نے قائد سے گیسٹ ہاؤس میں ملاقات کی۔

نوابزادہ لیاقت علی خاں، بیگم لیاقت علی خاں، قاضی عیسیٰ، ہاشم گزدر، پنڈت پریم ناتھ بزاز، چودھری غلام عباس کے علاوہ دیگر کئی مقامی رہنماؤں سے قائد نے ملاقاتیں کیں۔

خواجہ غلام احمد جیولر نے امر سنگھ کلب کے لان میں قائداعظم کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔

۱۱ جولائی ۱۹۴۴ء کو راج گوپال اچاریہ نے راج گوپال اچاریہ خط و کتابت اخبارات میں شائع کرا دی ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نمائندے نے قائداعظم سے ان کے خیالات جاننا چاہے تو انہوں نے فرمایا

فی الحال میں کچھ نہیں کہنا چاہتا

۱۷ اور ۲۱ جولائی ۱۹۴۴ء کے درمیان میرواعظ مولوی محمد یوسف شاہ نے میرواعظ منزل میں قائد اعظم کے اعزاز میں دعوت دی اور ایک کشمیری شال پیش کی اور جب اسے قائد اعظم کے کندھوں پر ڈالا گیا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ

"اب تو میں بھی کشمیری بن گیا ہوں

۱۸ جولائی ۱۹۴۴ء کو انہوں نے عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام پر کہا کہ انہیں اس کے قیام پر بڑی مسرت ہوئی ہے اور وہ اس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔

اس سے اگلے روز یوپی مسلم لیگ کے قائم مقام صدر مسٹر رضوان اللہ قائد اعظم سے ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے باہمی بات چیت کی۔

۲۲ جولائی ۱۹۴۴ء کو قائد اعظم نے فرمایا

"میں کچھ عرصہ یہاں مقیم رہا اس دوران میں مجھے اس ریاست کی آبادی کے تمام طبقوں کو دیکھنے اور مختلف مقامات پر ان کے نظریات کو سننے کا موقع ملا میں نے اپنے متعلق پریس رپورٹوں اور نکتہ چینیوں کو دیکھا جن میں چند ایک نامنصفانہ اور سخت تھیں۔"

میری نسبت عوام اور خصوصاً مسلمانوں نے جس مروت کا اظہار کیا اس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔ ریاست جموں و کشمیر ایک شاندار ملک ہے اور اس کو فردوس ارضی کا موزوں نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ میں نے جموں پہنچنے پر کہا کہ مسلم لیگ کی یہ پالیسی نہیں کہ وہ اس ریاست کے اندرونی نظام یا ان سنجیدہ مسائل جن کا سامنا مہاراجا بہادر اور ان کی حکومت کر رہے ہیں یا ان کے اور ان کی رعایا کے باہمی معاملات میں مداخلت کرے۔ لیکن ہمیں ریاستی مسلمانوں کی بہتری اور بہبود کا خاص خیال ہے میری رائے میں محض معمولی سیر و سیاحت کے لئے آئے ہوئے سیاح کو بھی اس ریاست کے لوگوں کی حالت کو دیکھ کر انتہائی صدمہ ہو گا۔ کیوں کہ انہیں ابتدائی ضروریات بھی میسر نہیں۔ سر بی این راؤ کو اس ریاست کا وزیر اعظم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اس لئے عوام کی نگاہیں اب ان کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ متوقع ہیں کہ نئے وزیر اعظم ان کی حالت کو سدھارنے کے لئے موثر ذرائع اختیار کریں گے۔

میرا دل چاہتا ہے کہ میں مہاراجا کشمیر سے بھی ملاقات کروں کیوں کہ وہ میری آمد کے وقت یہاں نہیں تھے لیکن اب وقت کی کمی ہے۔ میں اس عزت افزائی اور مہمان نوازی کا ممنون ہوں جو حکومت کشمیر نے مجھے سرکاری مہمان کی حیثیت میں دکھائی میں ریاست کے عوام کی خوشحالی اور فارغ البالی کا خواہاں ہوں

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے خصوصیت کے ساتھ ان کی بہتری و بہبود کا خیال ہے

شیخ عبداللہ اور ان کے ساتھیوں اور مسلم کانفرنس نے میرے یہاں آنے سے قبل دہلی اور لاہور میں میرے ساتھ بحث و مباحثہ کیا یہاں آنے پر میرا شاندار استقبال کرنے کی مہربانی کی اور دونوں فریق اس بات کے لئے بے تاب دکھائی دیتے تھے کہ میں ان دونوں کے نظریات کو سنوں اور اس کے بعد ان میں تصفیہ کروں لیکن جب میں نے کافی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ مسلمان ایک پلیٹ فارم پر اور ایک جھنڈے تلے جمع ہوں تو یہ نصیحت نہ محض شیخ عبداللہ کے لئے قابل قبول ثابت ہوئی بلکہ انہوں نے میری مخالفت کرتے ہوئے توہین آمیز زبان استعمال کی اور گالی گلوچ سے بھی گریز نہ کیا۔

میری یہ نصیحت ہے کہ اختلافات کو دلائل، بحث اور مباحثہ اور تبادلہ خیالات اور معقولیت سے رفع کیا جا سکتا ہے۔ غنڈہ ازم سے نہیں میں حکومت کشمیر کی توجہ اس طرح مبذول کراتا ہوں کہ وہ ہر قیمت پر غنڈہ گردی کو دبائے۔

۲۵ جولائی کو قائد اعظم ٹھیک ۱۱ بجکر دس منٹ راولپنڈی کے لئے روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت مسلم کانفرنس، اراکین مسلم سٹوڈنٹس یونین اور کارکنان انجمن درس الاسلام اور متعدد معززین نے انہیں الوداع کہا قائد اعظم اسی روز ساڑھے بارہ بجے بارہ مولا پہنچے۔ سوپور مسلم کانفرنس کے اراکین بھی بارہ مولا آئے۔ یہیں جلسہ ہوا اور مسلمانان بارہ مولا کی طرف سے غلام محی الدین نے سپاسنامہ پیش کیا۔ قائد اعظم نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہاں کے مسلمان اب بیدار ہو گئے ہیں اور اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کی حالت کو سدھارنے کی کوشش کی جائے۔ میری ہدایت یہ ہے کہ مسلمان باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک ہو جائیں ایک جھنڈے، ایک پلیٹ فارم اور ایک نصب العین کو پانے کے لئے مسلم کانفرنس ممد ثابت ہو سکتی ہے قائد اعظم وہاں سے اوڑی آئے وہاں بھی مولوی غلام محمد صاحب نے

ان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ قائداعظم نے اس کے جواب میں کہا کہ مجھے انتہا درجہ خوشی محسوس ہوئی ہے انہوں نے مسلمانوں کو کہا کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنے مسائل حل کرائیں۔

قائداعظم ۲۵ جولائی کو مظفر آباد پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا مسلم کانفرنس۔ شیخ عبداللہ اور دوسرے معزز حضرات نے انہیں الوداع کہا۔ اور وہاں سے قائداعظم راولپنڈی تشریف لے گئے۔

بحوالہ ہفت روزہ کشمیر راولپنڈی
۱۳ تا ۱۹ اگست ۱۹۸۵

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے پاکستان کی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی کو حکم دیا کہ وہ کشمیر میں فوجی کارروائی کریں لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

کشمیر:

قائداعظم محمد علی جناح کشمیر کو بڑی اہمیت دیتے تھے اس کا اندازہ ان کے اس تقریری اقتباس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے

کشمیر کا مسئلہ نہایت نازک مسئلہ ہے، لیکن اس حقیقت کو کوئی انصاف پسند قوم اور ملک نظرانداز نہیں کر سکتا کہ کشمیر تمدنی، ثقافتی، مذہبی، جغرافیائی معاشرتی اور سیاسی طور پر پاکستان کا ایک حصہ ہے۔ جب بھی اور جس نقطہ نظر سے بھی نقشہ پر نظر ڈالی جائے گی، یہ حقیقت واضح ہوتی جائے گی کہ کشمیر سیاسی اور دفاعی حیثیت سے پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کوئی ملک اور قوم اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ اپنی شہ رگ کو دشمن کی تلوار کے نیچے دے دے۔ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ ایک ایسا حصہ، جسے پاکستان سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے یہ کہتے قطعاً ہچکچاہٹ نہیں کہ ریڈ کلف ایوارڈ میں مسلمانوں کے ساتھ فراڈ کیا گیا ہے۔ گورداسپور کے ایک ایسے حصے کو، جو آبادی کے لحاظ سے مسلم اکثریت کا علاقہ تھا، محض اس لئے ہندوستان کے حوالے کر دیا گیا تاکہ ہندوستان کو کشمیر کے معاملات میں مداخلت کی آزادی مل سکے۔ پاکستان نے ریڈ کلف ایوارڈ کو دیانتداری سے تسلیم کیا تھا، لیکن ہندوستان کی نیت میں شروع سے فتور تھا۔ اس فتور کا مظہر کشمیر کا جھگڑا ہے۔

کشمیر کا تنازعہ اور قائد کی تجاویز:

قائداعظم تنازعہ کشمیر کو منصفانہ طریق سے حل کرنے کے خواہش مند تھے چنانچہ اس ضمن میں انہوں نے یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سامنے یہ تجاویز پیش کیں

۱:۔ دونوں گورنر جنرل یہ اعلان کریں کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر فریق جنگ ختم کر دیں اور قبائلیوں کو انتباہ کیا جائے کہ اگر وہ فی الفور جنگ بندی کا حکم نہیں مانیں گے تو پھر دونوں ملکوں کی فوجیں ان کے خلاف کارروائی کریں گی۔

۲:۔ ہندوستان کی افواج اور قبائلی بیک وقت ریاست سے نکل جائیں۔

۳:۔ دونوں گورنر جنرلوں کو ان کی حکومتیں یہ اختیار دیں کہ وہ ریاست میں امن و امان قائم کریں۔ ریاست کا انتظام خود سنبھال لیں اور بلاتاخیر مشترکہ کنٹرول اور نگرانی میں رائے شماری کا بندوبست کریں۔

لارڈ مونٹبیٹن نے وعدہ کیا کہ ان تجاویز کو بھارتی کابینہ کے سامنے پیش کریں گے۔ ۲/نومبر کو بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو نے ایک نشری تقریر میں قائداعظم کی تجاویز کے جواب میں کہا کہ پہلے پاکستان حملہ آوروں کو کشمیر سے نکالنے کا وعدہ کرے۔ دوسرے بھارتی فوج اس وقت تک ریاست میں موجود رہے گی جب تک کہ حملہ آور باہر نکل نہیں جاتے۔ پنڈت نہرو کے نزدیک کشمیر میں بھارتی فوج کے خلاف شریک جہاد سارے مجاہدین حملہ آور تھے۔ ان میں کشمیری مجاہدین اور قبائلی بھائی جو ان کی مدد کو آئے تھے سب شامل تھے۔ دراصل پنڈت نہرو کی شرائط فوجی طاقت کے ذریعے کشمیر کو ہضم کرنے کے لئے بھارت کی فریب کاری کی پہلی قسطیں تھیں۔

کشمیری مہاجرین کی امداد:

حکومت پاکستان کی زیر نگرانی ۲۱ جون ۱۹۴۸ء کو کشمیر مہاجرین کی امداد کی مرکزی کمیٹی نے کشمیری مہاجرین کی ضروریات کے لئے قائداعظم ریلیف فنڈ سے پانچ لاکھ روپے کی نقد رقم اور دیگر اشیاخوردنی کی منظوری دی۔

کفایت اللہ مفتی:

۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس دسمبر کے آخر میں دہلی میں منعقد ہوا میں قائد اعظم کے ساتھ مفتی کفایت اللہ نے بھی شرکت کی وہ ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے ایک قرار داد سے اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ جب تک چودہ نکات منظور نہیں کئے جائیں گے اس وقت تک برصغیر کے مسلمانوں کے لئے کوئی آئین قابل عمل نہ ہو گا۔

جون ۱۹۳۶ء میں بنڈوز ہوٹل میں مسلم لیگ کے جو اجلاس منعقد ہوئے ان میں بھی مفتی کفایت اللہ نے شمولیت اختیار کی۔ ان اجلاسوں کے دیگر رہنماوں کے علاوہ مفتی صاحب نے بھی خطاب کیا اور کہا کہ اگر دارالعلوم دیو بند کے پروپیگنڈے کے اخراجات جو مبلغ پچاس ہزار روپے تھے مسلم لیگ برداشت کر لے تو دیو بند اپنی تمام تر خدمات مسلم لیگ کے سپرد کر دے گا۔ قائد اعظم نے اس مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ لیگ کے پاس نہ اس وقت سرمایہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں اس کا کوئی امکان ہے

مولانا ۱۸۷۵ء میں شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہی حاصل کی لیکن اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیو بند کا رخ کیا گزر اوقات کے لئے ٹوپیاں بنا کر بیچتے تھے۔ فراغت کے بعد دہلی میں کتب دین کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا اس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ نویسی کے کام کی بھی ابتدا کی۔ ۱۹۲۰ء میں درسگاہ امینیہ کے مہتمم اعلیٰ بنا دئے گئے

آزادی ہند کے سلسلے میں بھی خدمات انجام دیں۔ ابتداء میں مسلم لیگ کی حمایت کرتے رہے بعد ازاں کانگریس میں چلے گئے۔

تمام اسلامی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جمعیتہ العلماء ہند کی تنظیم نو کی۔ اور اس کے صدر بھی رہے۔

۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء کو انتقال کیا۔

کفایت علی، میاں:۔

تحریک پاکستان کے اہم رکن، اور ۱۹۸۹ء کے تحریک پاکستان گولڈ میڈل کے حامل، انہیں قائد اعظم سے ملنے کا کئی بار شرف حاصل ہوا۔ قائد اعظم بھی ان سے بڑے التفات سے پیش آئے۔ وہ ۱۹۰۲ء میں بٹالہ (گورداسپور) میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے عہدیداروں سے رابطہ کیا۔

وفاق ہند کے نام سے جو کتاب لکھی۔ اس میں انہوں نے مسلمانوں کو ایک مستقل قوم کی حیثیت سے پیش کیا اور جداگانہ وطن کا مطالبہ جدید نظریات کی روشنی میں کیا گیا تھا ۱۹۳۶ء میں ایک اور فکر انگیز کتاب "ہندوستان اور ملت" بھی لکھی تحریک پاکستان کے سلسلے میں سینکڑوں مضامین لکھے۔ تحریک پاکستان کے دوران اہم خدمات انجام دیں۔ مسلم لیگ کی ممتاز رہنما فاطمہ بیگم ان کی بڑی قدر کرتی تھیں۔ قومی مسائل کا تجزیہ بڑی خوبی سے کرتے ہیں۔

کُل جماعتی کانفرنس (آل پارٹیز کانفرنس)

دسمبر ۱۹۲۸ء میں آل پارٹیز کانفرنس کلکتہ کا انعقاد اس لئے عمل میں لایا گیا کہ نہرو رپورٹ میں ضروری ترامیم کی جا سکیں چنانچہ اس اجلاس میں چار ترمیم پیش کی گئیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مرکزی ادارہ قانون سازی میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

(۲) اگر بالغ رائے دہی کا حق نہ دیا جائے تو بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کی نمائندگی ان کی آبادی کے تناسب سے ہو۔

(۳) مابقی اختیارات مرکز کی بجائے صوبوں کے پاس ہوں

(۴) صوبہ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے اور سرحد کو گورنر کا صوبہ قرار دینے کے معاملات کو نہرو کے آئین کے ساتھ مشروط نہ کیا جائے کانگریس نے ان ترامیم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

کل جماعتی مسلم کانفرنس:

یہ کانفرنس یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو نئی دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں مسلم لیگ، خلافت کمیٹی، جمعیتہ العلمائے ہند اور سر محمد شفیع کی مسلم لیگ نے حصہ لیا کانفرنس نے بحث و تمحیص کے بعد برطانوی حکومت سے مندرجہ ذیل مطالبات کئے۔

(۱) ہندوستان کا آئندہ دستور وفاقی طرز کا بنایا جائے

(۲) مرکزی مقننہ میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دی جائے
(۳) مسلمانوں کے لئے جداگانہ طرز انتخاب کے حق کو بدستور قائم رکھا جائے۔
(۴) جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ان کی نمائندگی کا تناسب برقرار رکھا جائے۔
(۵) مرکزی وصوبائی کابینہ میں مسلمانوں کو معقول حصہ دیا جائے
(۶) سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کیا جائے اور صوبہ سرحد اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کے مساوی اصلاحات نافذ کی جائیں۔
(۷) کوئی ایسا قانون جو مذہب یا تہذیب سے متعلق ہو منظور نہ کیا جائے اگر اس کی مخالفت اقلیتی جماعت کے ۳/۴ ارکان کریں۔
(۸) ہندوستانی مسلمان کوئی ایسا دستور منظور نہیں کریں گے جو بالا اصولوں کے منافی ہو گا۔

کلاڈ بیٹلے (ClaudeBatley)

ماونٹ پلیزنٹ روڈ پر واقع قائداعظم کی کوٹھی کا جو نقشہ تیار ہوا اسے ماہر تعمیرات کلاڈ بیٹلے نے بنایا تھا بقول بیٹلے قائداعظم نے ابتدائی ہدایات دیتے ہوئے اسے بتایا کہ مکان میں ایک بڑا کمرہ استقبال کے لئے، ایک بڑا دالان اور کئی بڑے بڑے لان پارٹیوں کے لئے ہونے چاہیں۔ مکان کی تعمیر کے لئے عملے کا تقرر بھی انہوں نے خود بہت سوچ سمجھ کر کیا۔ تعمیر کا ٹھیکہ ایک انگریز کو دیا۔

اس نئی کوٹھی میں انہوں نے اپنے دفتر کے لئے ایک چھوٹا سا کمرہ بھی بنوایا تھا۔

کلف نارمن:

نیوز کرانیکل لندن کا نامہ نگار۔ اس نے ۲۱ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائداعظم کا انٹرویو لیا۔ اس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہندوستان مختلف قوموں کا ملک ہے ہماری خواہش ہے کہ ہمیں خود مختار ملک پاکستان حاصل ہو۔

کلکتہ:

بھارت کا سب سے بڑا شہر، قائداعظم محمد علی جناح سب سے پہلے کلکتہ میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اجلاس میں دسمبر ۱۹۰۶ء میں شریک ہوئے۔

۱۹۱۲ء کے وسط میں قائداعظم نے کلکتہ میں مسلم رہنماوں کی ایک کانفرنس میں شرکت کی جس میں تقسیم بنگال (۱۹۰۶ء۔ ۱۹۱۱) کی منسوخی پر برہمی کا اظہار کیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں قائداعظم نے بھی شرکت کی، اور مسلم لیگ اور کانگریس کے رہنماؤں کی جانب سے جن متفقہ مطالبات پر مشتمل ایک یاداشت پر دستخط کئے گئے ان میں قائد بھی شامل تھے دسمبر ۱۹۱۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کانگریس کے مشترکہ اجلاس میں قائداعظم نے دونوں جماعتوں کو یکجا کرنے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ ستمبر ۱۹۲۰ء میں انہوں نے کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاسوں میں شرکت کی اس موقع پر انہوں نے مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت بھی کی اور کہا کہ۔

"پہلے پنجاب میں رولٹ ایکٹ کی منظوری کے نتیجے میں ظلم وستم روا رکھا گیا پھر سلطنت عثمانیہ اور خلافت کی بے حرمتی کی گئی"

۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء کو کلکتہ کے کل جماعتی کنونشن میں قائداعظم نے نہرو رپورٹ پر شدید نکتہ چینی کی اور تین ترامیم پیش کیں، اس کانفرنس میں لیاقت علی خاں اور قائداعظم کی پہلی ملاقات ہوئی۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں شرکت کے لئے گئے۔

۱۶ اپریل ۱۹۳۸ء کو قائداعظم نے صوبائی مسلم لیگ کے ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ ۷ اپریل کو محمد علی پارک میں جلسہ ہوا جس میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں ہندوستان کے مختلف حصوں کا دورہ کر کے بے حد خوش ہوا ہوں کہ ہر شخص مسلم لیگ کے جھنڈے تلے آ رہا ہے۔

کلکتہ میں قائداعظم کی گاندھی سے ملاقات ہوئی۔

۲۰ فروری ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے ایک بیان میں کہا کہ مسلمانوں کا مطالبہ اور نعرہ پاکستان ہے پاکستان کے بغیر کسی

سمجھوتے کی گنجائش نہیں۔ ۲۵ فروری کو قائداعظم کو پاکستان ایمبولینس کے آفسروں نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اگلے روز کلکتہ کے مختلف سماجی اداروں نے قائداعظم کو مسلم لیگ فنڈ میں ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے دیے۔

۱۷/اگست ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے کلکتہ کے فسادات پر اظہار افسوس کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ شرپسند عناصر کے خلاف قانون کے مطابق کاروائی کی جائے اور انہیں سزا دی جائے۔

کلکتہ کارپوریشن کے انتخابات۔

قائداعظم محمد علی جناح نے کلکتہ کارپوریشن کے انتخابات کے لئے یہ پیغام دیا۔

کلکتہ میں کارپوریشن کے آئندہ انتخابات کے لئے میں ان تمام امیدواروں کی کامیابی کا متمنی ہوں جنہیں مسلم لیگ نے کھڑا کیا ہے میں ہر اس مسلمان سے جو حلقہ ہائے انتخاب کار کن ہے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ نہ صرف مسلم لیگی امیدواروں کو ووٹ دے بلکہ ان کے لئے کام کرے اور پوری دلی حمایت کرے۔

موجودہ انتخابات جیسے انتخابات اس بڑی جنگ کا ایک حصہ ہیں جس کے لڑنے میں مسلم لیگ مصروف ہے اور ہر فتح خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کے معنی ہیں آخری منزل کی طرف ایک اگلا قدم اٹھانا

دستخط ایم اے جناح — ۱۰ اورنگ زیب روڈ
صدر آل انڈیا مسلم لیگ — نئی دہلی
۱۲ مارچ ۱۹۴۰

کلکتہ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن (قیام):

۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو کلکتہ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔

محمد عبدالواثق اس کے روح رواں اور محمد نعمان آرگنائزنگ سیکرٹری منتخب ہوئے۔

قائداعظم کو مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں شرکت کی دعوت مسٹر محمد نعمان نے دی جسے انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔

محمد علی پارک کلکتہ میں جلسہ منعقد ہوا انہوں نے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء کو اجلاس سے خطاب فرمایا۔

قائداعظم نے اپنی تقریر میں بتایا میں ہندوستان کے مسلمانوں کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں امریکا کے حبشیوں کی حیثیت میں نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ہم بھی ایسی ہی حکومت چاہتے ہیں جیسی ابراہام لنکن چاہتا تھا جو عوام کے لئے عوام کے ذریعے عوام کی حکومت تھی لیکن جب لنکن حکومت نے اس اعلیٰ اصول کو اپنایا تو امریکی حبشیوں کو مستثنیٰ کر دیا اب ضروری یہ ہے کہ کانگریس ہائی کمان کو عقل کا راستہ دکھایا جائے ہمارا موقف انصاف پر مبنی ہے اور اگر ہم متحد رہے تو ہمیں کسی سے ڈرنے کی ضروری نہیں۔

بھارت کا سب سے بڑا شہر اور مغربی بنگال کا صدر مقام اور بندرگاہ۔ اس کی آبادی ۹۰ لاکھ نفوش پر مشتمل ہے۔ اس کا پرانا نام کالی کٹ تھا۔ ۱۶۹۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے دریائے ہگلی کے کنارے جان شرناک نے آباد کیا۔

بنگلہ دیش کے بعد یہ پٹ سن کی مصنوعات کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ یہاں طباعت، کاغذ، تیل، فولاد، چمڑا رنگنے اور پارچہ بافی کے کارخانے ہیں۔

فورٹ ولیم، چڑیا گھر، نیشنل لائبریری، کلکتہ یونیورسٹی۔ ناخدا مسجد، وکٹوریہ میموریل قابل دید عمارات ہیں۔

بندرگاہ اور ہوائی اڈے کی حیثیت سے یہ ایک بین الاقوامی شہر ہے۔

اس کے قریب ہی ہوڑا برج ہے۔

کلیم نشتر:

قائداعظم محمد علی جناح کے معتقد اور ممتاز ناشر اور صحافی۔ انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح پر دو کتابیں لکھیں جن میں قائداعظم بحیثیت سربراہ مملکت اور تعلیمات قائداعظم شامل ہیں۔

وہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے ان کا اصل نام محمد جمیل النبی ہے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد صحافت کو بطور پیشہ اپنایا۔ متعدد اخبارات جرائد سے وابستہ رہے۔ پیپلز ویکلی، ہفت روزہ نوروز اور ماہنامہ فلم ڈائجسٹ کے ایڈیٹر رہے۔ تاریخ و

تحریک پاکستان، قائداعظم اقبالیات کے موضوع پر متعدد وقیع کتابوں کے مولف و مصنف ہیں۔ پاکستان رائٹرز گلڈ، انجمن ناشران علم و ادب کے جنرل سیکرٹری انجمن ادب، ثقافت اور پیپلز فیڈریشن کے بانی رکن ہیں فلم جرنلسٹس ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جنرل رہے۔ مختلف ادبی و سماجی تنظیموں کے رکن ہیں۔ بطور ناشر مکتبہ عالیہ سے وابستہ ہیں۔ ملک کی سماجی زندگی میں پبلشنگ کے شعبہ اور ناشرین کے جائز مقام کے تعین کے لئے ان کی خدمات ایک عمل جاری کی حیثیت رکھتی ہیں۔

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

(۱) قائداعظم بحیثیت سربراہ مملکت (۲) نظریات اقبال (۳) پاک بھارت جنگ (۴) وطن کے پاسبان (۵) بھٹو کی سیاسی زندگی (۶) بھٹو کی شخصیت اور کردار (۷) ہمارے آقا (سیرت پاک) (۸) تعلیمات قائداعظم (۹) سرور کائنات (۱۰) پاکستان کی کہانی (۱۱) تقریر کرنا سیکھئے نیز بچوں کے لئے متعدد کتابیں لکھیں۔

زیر طبع:

(۱) اقبال کی متاع فکر

(۲) قائداعظم ان کے سیاسی حریف

(۳) پاکستان کی سیاسی تاریخ

کمال اتاترک:

قائداعظم محمد علی جناح کمال اتاترک کا بڑا احترام کرتے تھے ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو لاہور کے ہوائی اڈے والٹن پر اے پی آئی ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا اور رائٹرز کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا

"اگر موجودہ دور کے تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو ہماری جنگ آزادی کمال اتاترک کی جنگ آزادی کے مشابہ ہے جس طرح استعماری قوتوں کے ہاتھوں وسیع و عریض خلافت عثمانیہ کی مکمل تباہی کے بعد کمال اتاترک نے کوشش کی کہ اس سلطنت کی راکھ سے کچھ خطہ ارض ایسا حاصل کر لیا جائے جہاں ترک قومی آزادی، خود مختاری اور عزت و آبرو سے زندگی بسر کر سکیں بعینہ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہندوستان میں جہاں مسلمانوں نے کم و بیش ایک ہزار برس حکومت کی ہے عظیم مغلیہ سلطنت کی راکھ سے ایک خطہ زمین ایسا حاصل کر سکیں جہاں مسلمان مکمل آزادی اور خود مختاری کے ساتھ اپنی دینی اور ثقافتی روایات اور طرز بود و باش کے مطابق اپنی زندگی استوار کر سکیں۔"

کمال، اشرف کمال، ملک:

قائداعظم کے قریبی ساتھی۔ افسوس کہ ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

کمال الدین، بیگم:

تحریک آزادی کی رہنما اور قائداعظم کی معتقد، قائداعظم نے دہلی میں ایک ملاقات کے موقع پر بیگم کمال الدین سے فرمایا تھا۔

"میں مانتا ہوں کہ پٹھان، بہادر اور غیور قوم ہے مگر تعجب ہے کہ وہ اکثریت میں ہوتے ہوئے کانگریسی وزارت میں کیوں شامل ہیں جب کہ کانگریس کے متعصبانہ رویئے کا پردہ چاک ہو چکا ہے تو پھر کانگریسی وزارت میں ان کا شامل رہنا باعث حیرت ہے"

بیگم صاحبہ پر قائداعظم کی گفتگو کا بڑا گہرا اثر ہوا اور انہوں نے قائداعظم سے فرمایا۔

"میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ کا پیغام سرحد کے ایک ایک گھر تک پہنچانے میں آپ کے ادنیٰ اشارے پر فوراً جان تک دے دوں گی اور وقت آپ کو بتا دے گا کہ پٹھان عورتیں اور مرد کس طرح کانگریسی وزارت کے ایوانوں کو ڈھاتے ہیں۔

وہ ۱۴/ اگست ۱۸۹۸ء کو جہانگیز پورہ پشاور میں سردار نصرت جنگ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ قرآن پاک اور اسلامی کتابوں کی گھر پر ہی تعلیم مکمل کی فارسی ان کی مادری زبان تھی۔ شادی کے بعد میٹرک کیا اور پھر فارسی کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۳۱ء میں آل انڈیا ویمنز کانگریس کی رکن بن کر سیاسی زندگی کا آغاز کیا اور عورتوں کے حقوق کے تحفظ کی کوششوں کی ابتدا کی۔ ۱۹۳۱ء میں ایشیاویمن کانفرنس منعقدہ لاہور میں اس کی صدارت کی۔ ۱۹۳۴ء میں ہندوستانی عورتوں کا وفد لے کر انگلستان، سوئٹزرلینڈ جرمنی، ہالینڈ، فرانس اور مصر کا دورہ کیا۔ استنبول کانفرنس میں دوبارہ وفد کا رکن چنا گیا۔ ۱۹۴۰ء میں شوہر کی وفات کے بعد ملکی سیاست میں سرگرمی سے حصہ لینا

شروع کیا۔ اور سرحد کی مسلم خواتین کو تحریک پاکستان سے روشناس کرانے کے لئے شمالی مغربی سرحد کے کونے کونے میں گئیں۔ حصول پاکستان کی تحریک میں حصہ لینے کی بنا پر جیل بھی گئیں۔ لیکن دوسرے روز ہی رہا ہو گئیں۔

۲۲ جنوری ۱۹۴۷ء سے ۲۴ فروری ۱۹۴۷ء تک سول نافرمانی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ ۲۸ فروری کو پشاور گئیں۔

صوبہ سرحد میں زنانہ نیشنل گارڈز کے قیام پر وہ اس کی کپتان بنیں۔ تاہم تحریک پاکستان کے سلسلے میں ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

سن وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

کمیونل ایوارڈ:

جب ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین اتحاد کی فضا قائم نہ ہوئی تو برطانوی حکومت نے ۱۹۳۲ء میں اپنی جانب سے چند فیصلے کئے جنہیں کمیونل ایوارڈ کا نام دیا گیا۔ اس کے مطابق

۱۔ مسلمانوں کو جداگانہ انتخابات کا حکم دے دیا گیا

۲۔ سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے ایک نیا مسلم اکثریتی صوبہ بنا دیا گیا۔

۳۔ سرحد کو دوسرے صوبوں کے برابر آئینی اصلاحات دے دی گئیں۔

۴۔ صوبوں میں اقلیتوں کے لئے پاسنگ کا بندوبست کیا گیا۔

۵۔ پنجاب میں ایسا بندوبست کر دیا کہ مسلمانوں کو قانون ساز اسمبلی میں معمولی اکثریت حاصل ہو گئی۔

قائداعظم نے ۲ جنوری ۱۹۳۷ء کو ڈھاکا میں کمیونل ایوارڈ کے بارے میں فرمایا کہ کمیونل ایوارڈ کے خلاف ہندوؤں کو اپنا موجودہ رویہ ترک کر دینا چاہئے۔ محض اخباری پروپیگنڈہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

کنگ اینڈ کمپنی:

قائداعظم محمد علی جناح جب پہلی بار لندن تشریف لے گئے تو ان سے خط و کتابت کنگ اینڈ کمپنی پال مال لندن کے توسط سے ہوتی تھی۔ بعدازاں اس کمپنی کا نام کاکس اینڈ کنگ پڑ گیا۔

رضوان احمد اپنی کتاب قائداعظم ابتدائی تیس سال میں لکھتے ہیں کہ اس کمپنی کے ذریعے پہلی بار قائداعظم کا کراچی سے لندن کے سفر کا اور لندن میں ان کی اقامت کا انتظام ہوا ہو گا۔

کنگ بنچ واک:

۱۹۳۴ء میں جب قائداعظم لندن میں پریوی کونسل میں وکالت کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے اپنا دفتر کنگ بینچ واک میں قائم کر رکھا تھا۔

کنگ کوٹھی:۔

دیکھئے کامل، مظہر علی۔

کنگزوے ہال:

لندن کا وہ ہال جہاں قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۴ دسمبر ۱۹۴۶ء کو مقامی پاکستانیوں کو خطاب کیا اور کہا کہ انگریز پوچھتا ہے کہ آخر ہم کیا چاہتے ہیں ہمارے مطالبات کیا ہیں۔ اس کا سیدھا سادا جواب ہے پاکستان۔

اب پاکستان کو کون روک سکتا ہے کیا انگریز سنگینوں کے سائے میں اقتدار ہندو اکثریت کو منتقل کر دے گا؟ اس کے بعد انہوں نے انگشت شہادت کو اٹھاتے ہوئے کہا کہ ہم آزاد ہوں گے اور پاکستان بن کر رہے گا جمہوریت مسلمان کے خون میں ہے

کنہیالال منکلال منشی:

قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں لکھی ہوئی کتاب کے مصنف اس کا نام گجرات ہے۔ یہ گجراتی زبان میں ہے اس وقت یہ کتاب کراچی کے قومی عجائب گھر کی زینت ہے۔

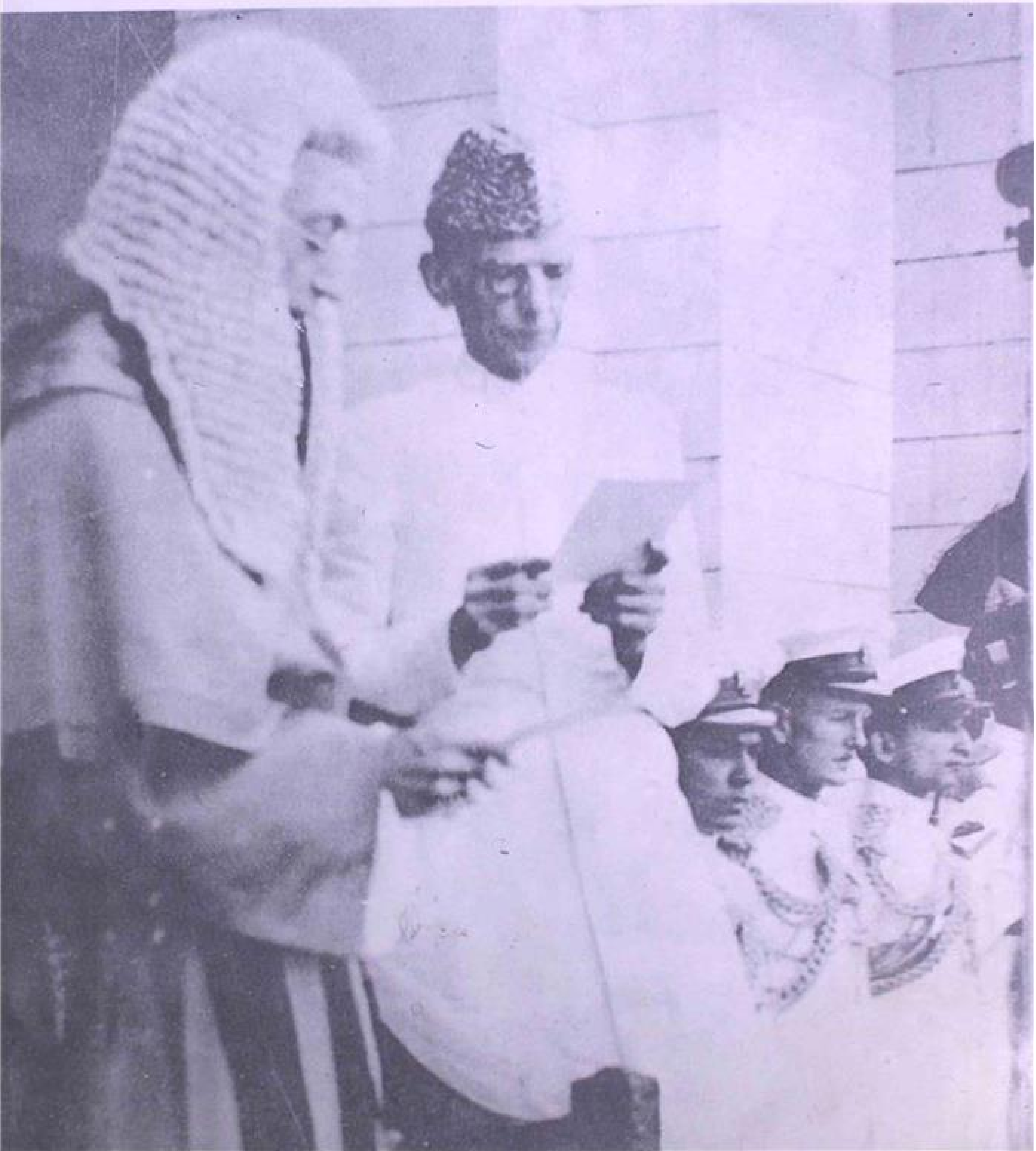
کنیز یوسف، ڈاکٹر۔

پاکستان کی پہلی خاتون وائس چانسلر، بحیثیت طالبہ انہوں نے قائداعظم کو کئی مرتبہ قریب سے دیکھا۔ انہوں نے اس ضمن میں کہا۔ کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب ایک مرتبہ قائداعظم اسلامیہ کالج فار بوائز لاہور میں تشریف لائے تو انہوں نے اپنی

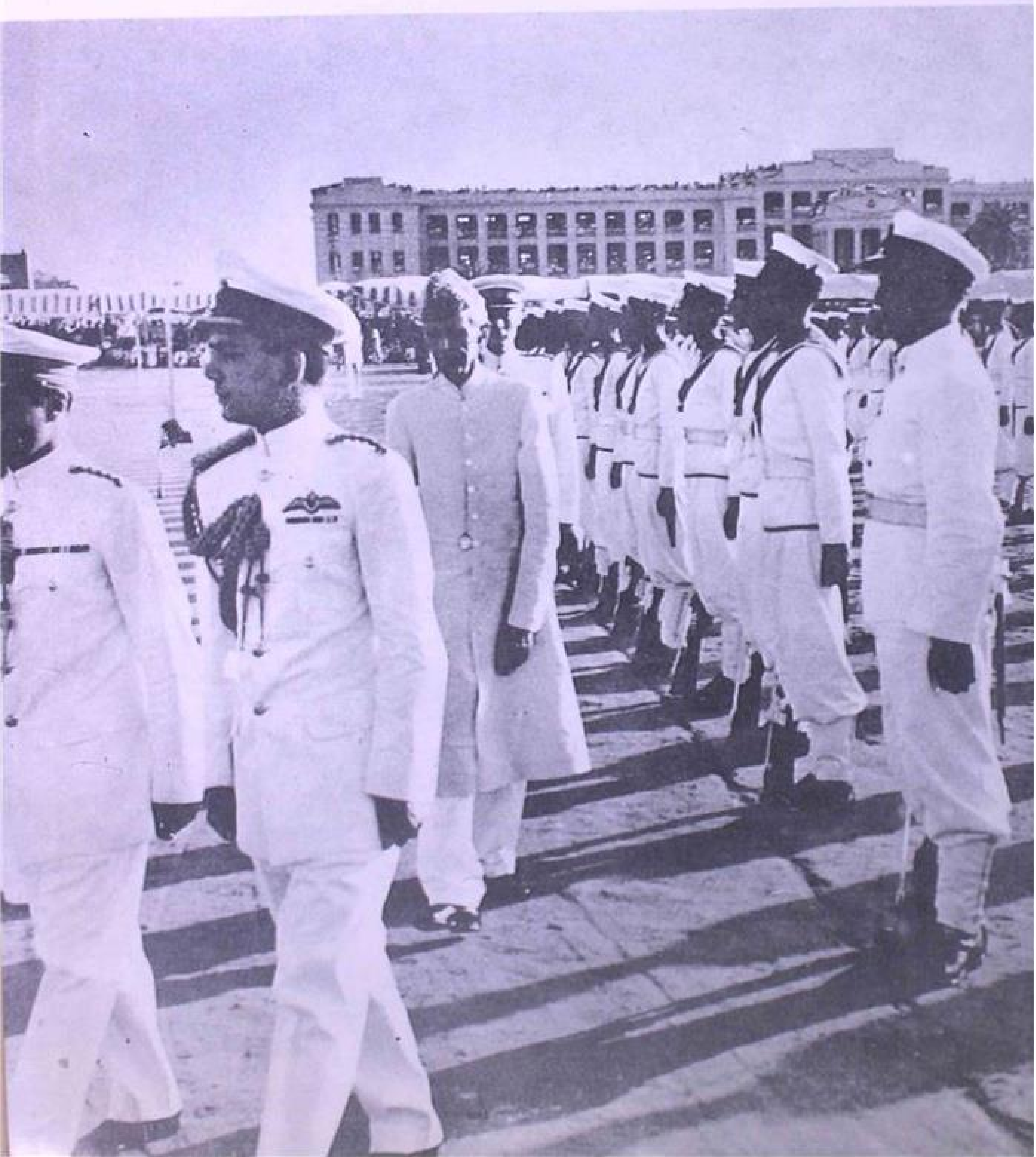
۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظمؒ پاکستان کی پہلی قانون ساز اسمبلی میں آخری وائسرائے ہند
لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی تقریر کے جواب میں خطاب کرتے ہوئے۔



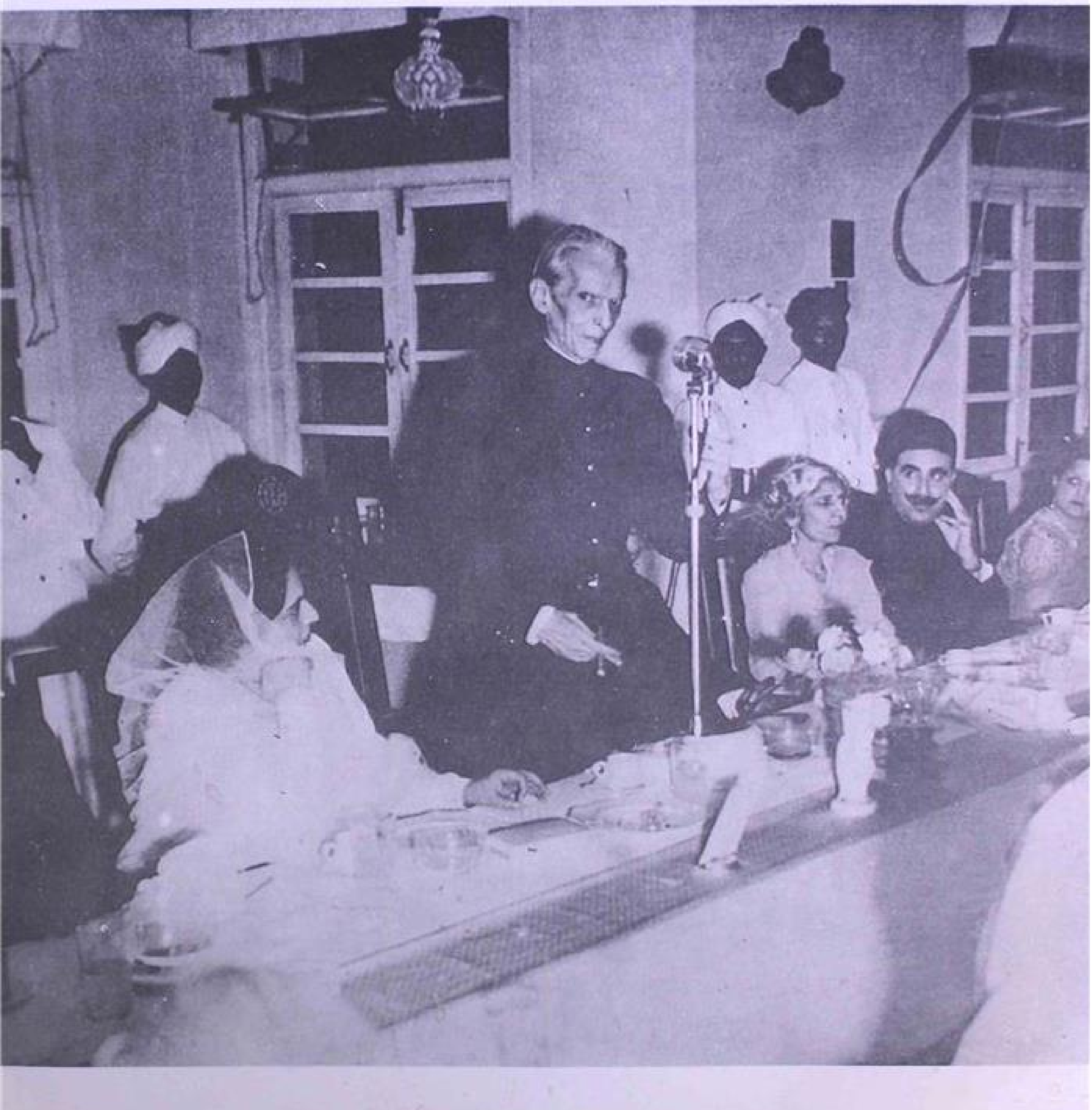
قائداعظمؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے سر عبدالرشید چیف جسٹس آف پاکستان سے حلف اُٹھا رہے ہیں۔



قائداعظمؒ ۱۴؍اگست، ۱۹۴۷ء کو کراچی میں نیوی پریڈ کا معائنہ کر رہے ہیں۔



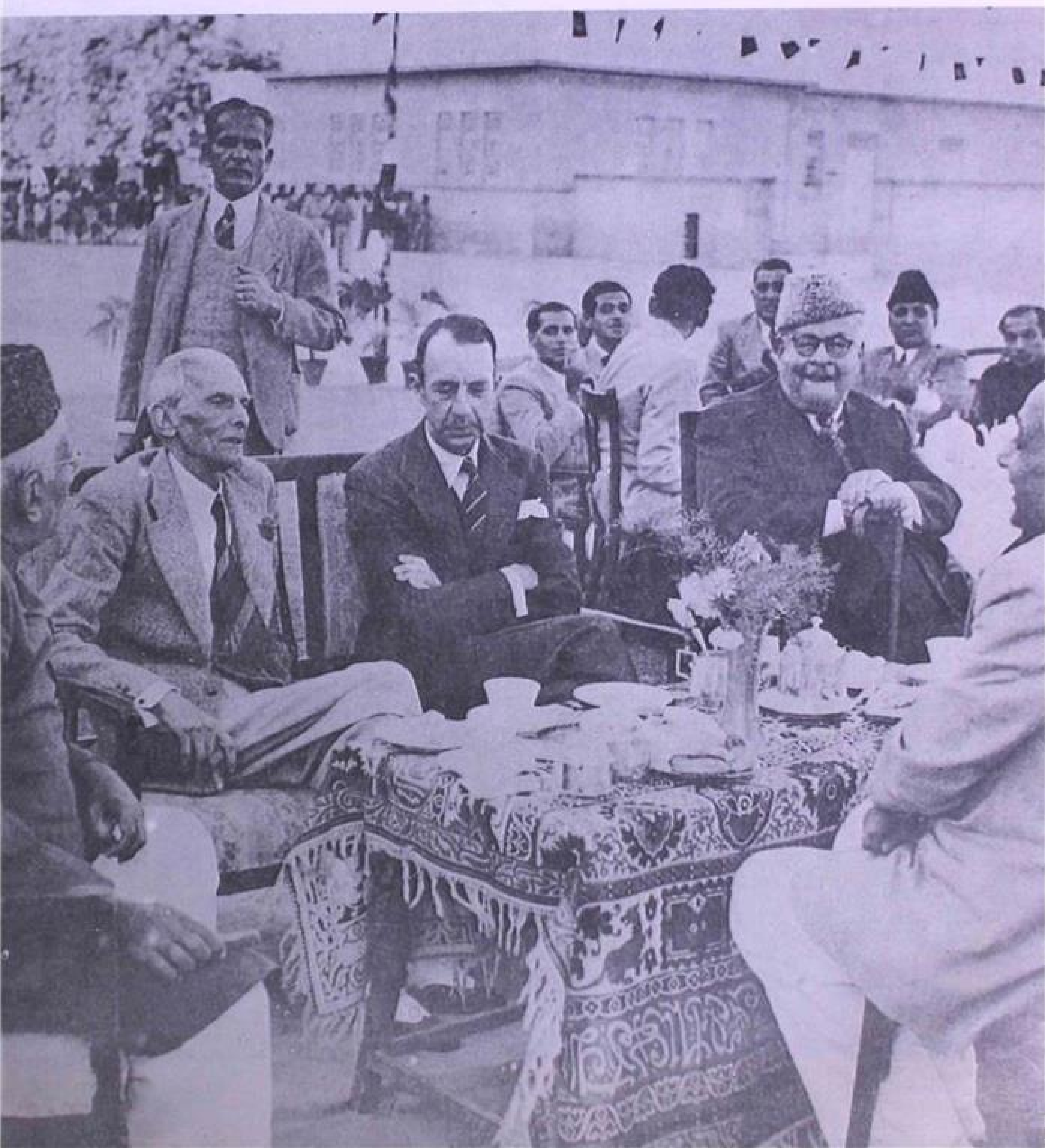
قائداعظمؒ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں ایک عشائیہ سے خطاب کر رہے ہیں۔



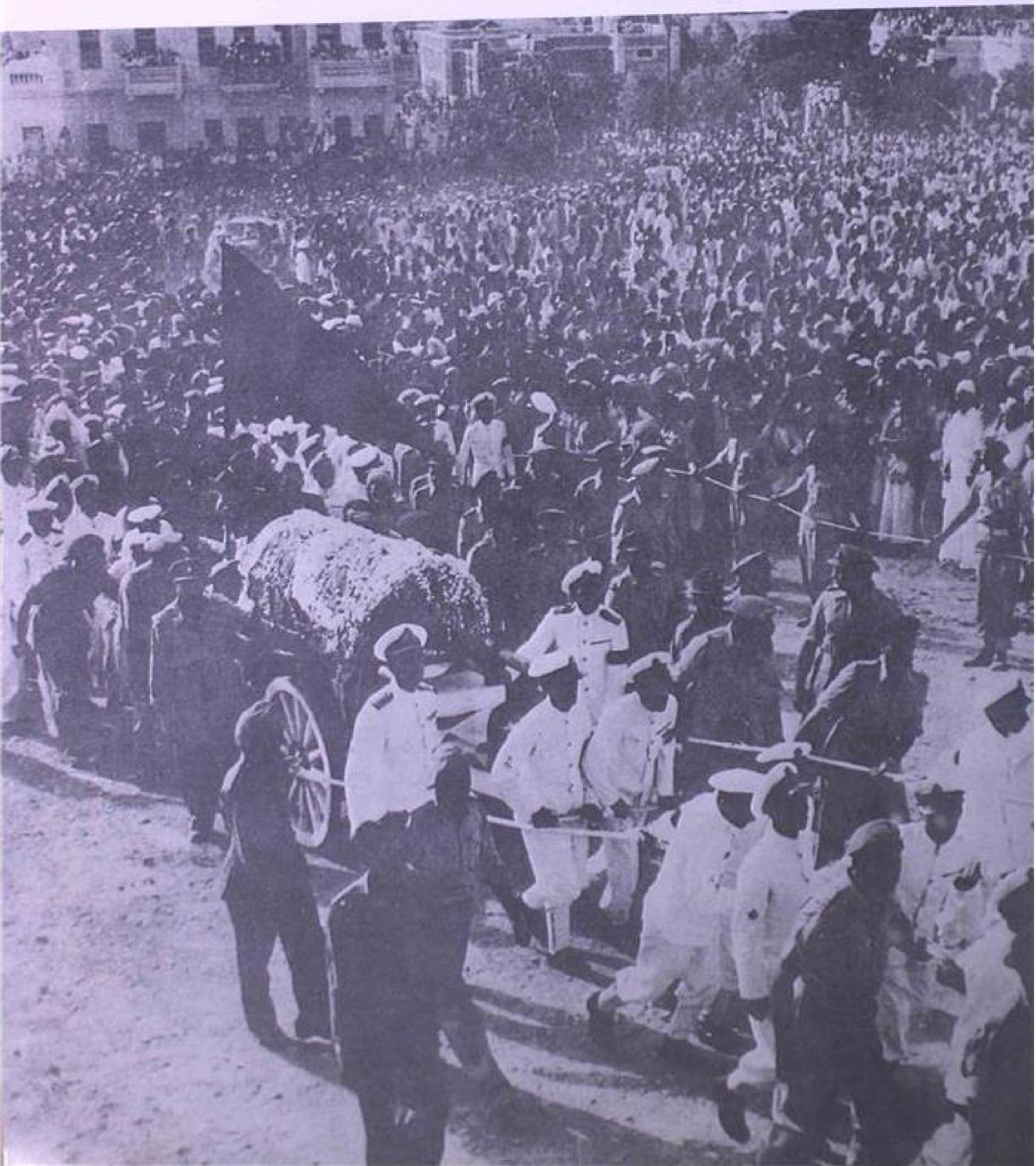
قائداعظمؒ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان (کراچی) کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے۔



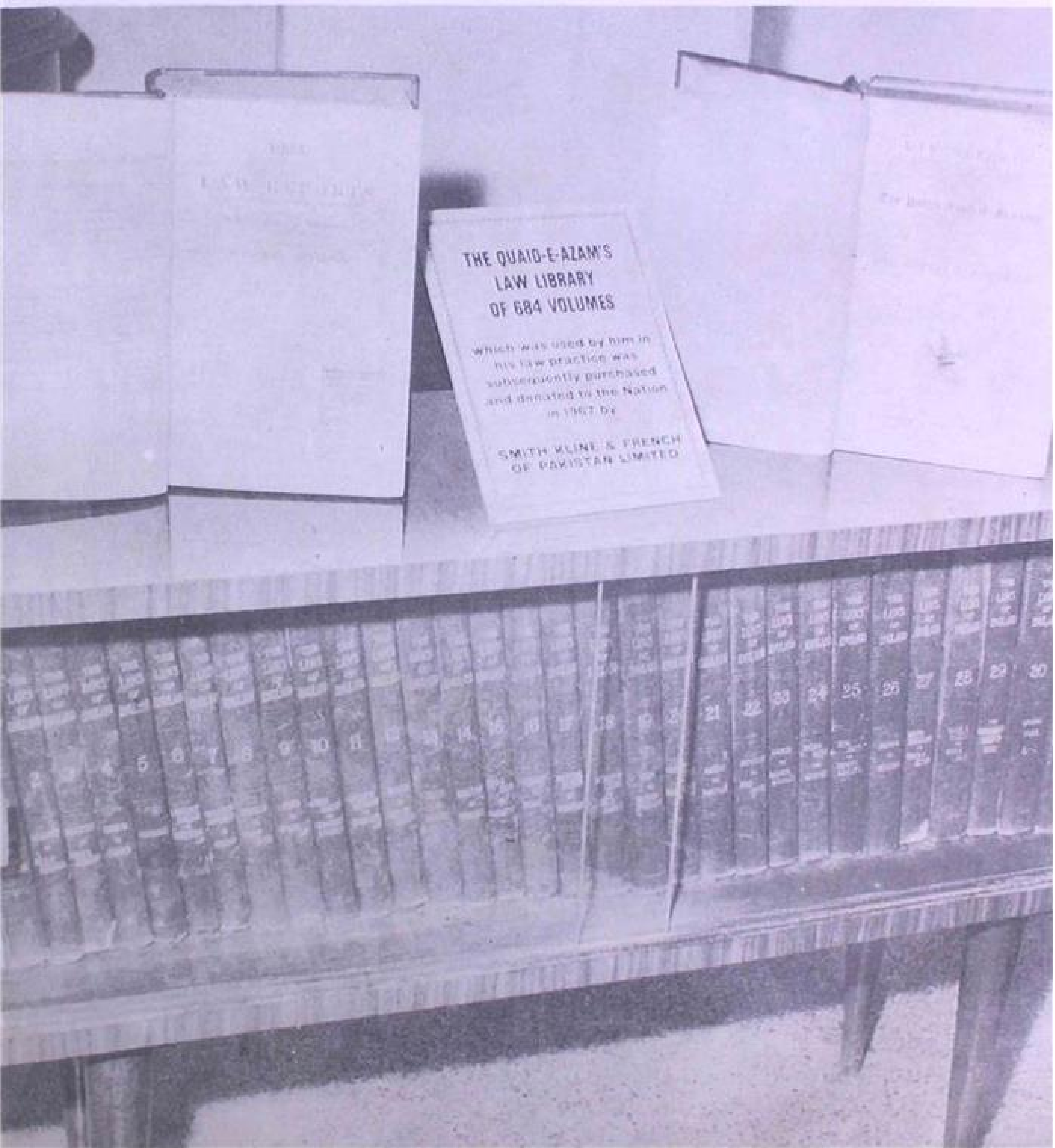
قائداعظمؒ سندھ چیف کورٹ کے ایک استقبالیے میں شرکاء سے گفتگو کر رہے ہیں ۔



۱۱ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو جب قائداعظمؒ لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں "سفرِ آخرت" پر روانہ ہوئے تو پوری قوم اشکبار تھی ــــ تصویر میں میّت کی گاڑی نمایاں ہے جسے پاکستان نیوی کے افسران کھینچ رہے ہیں۔



قائداعظمؒ کی یہ ذاتی لائبریری کراچی کے ایک دواساز ادارے نے
خرید کر قومی ورثہ کے طور پر محفوظ کر دی ہے۔



تقریر کی ابتدا جس واقعہ سے کی وہ آج تک میرے ذہن میں محفوظ ہے فرمانے لگے۔ آج جب میں لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو ایک دس سالہ بچے نے مجھ سے آٹوگراف مانگا۔ میں نے اس بچے سے پوچھا کہ میرا آٹوگراف کیوں لے رہے ہو؟ اس نے برجستہ جواب دیا اس لئے کہ آپ مسلمانوں کے لیڈر ہیں اس پر آپ نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ایک چھوٹا بچہ تو جانتا ہے کہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کا لیڈر ہوں لیکن حیرت ہے کہ نہرو نہیں جانتا

ایک دوسرے موقع پر قائداعظم کے جلسہ کو درہم برہم کرنے کے لئے خاکساروں کے رہنما علامہ مشرقی نے اذان دے دی تھی اس پر قائداعظم نے اپنی تقریر ختم کر کے جلسہ برخاست کر دیا اور کہا کہ اذان ہو جائے تو مسلمانوں پر نماز پڑھنا فرض ہو جاتا ہے۔

وہ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئیں انہوں نے ۱۹۴۱ء میں میٹرک کیا اور پھر اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا ایک طالبہ کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں ملتان میں ان کی تقرری بطور لیکچرار ہوئی۔ گورنمنٹ کالج فار ویمن میں اس کالج میں انہوں نے تین سال اور چھ ماہ پڑھایا پھر لاہور آگئیں اور لاہور کالج برائے خواتین میں خدمات انجام دیتی رہیں۔ ۱۹۵۶ء میں پی ایچ ڈی کرنے کے بعد امریکا گئیں ۱۹۵۹ء میں سیاسی جغرافیے میں پی ایچ ڈی لے کر واپس وطن لوٹیں اور پنجاب یونیورسٹی میں پڑھانا شروع کر دیا ازاں بعد تین سال تک کوئٹہ میں پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۳ء میں ان کا تبادلہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین راولپنڈی میں ہو گیا پھر قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں چار سال وائس چانسلر کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی ادا کئے۔ قائداعظم یونیورسٹی کے شعبے سوشل سائنسز کو پہلی بار انہوں نے ہی متعارف کرایا۔ وائس چانسلری کے بعد نیشنل ایجوکیشن کونسل میں سیکرٹری ہو گئیں۔ جولائی ۱۹۷۷ء میں مارشل لاء نافذ ہوا۔ تو انہوں نے نظریاتی اختلاف کی وجہ سے ریٹائرمنٹ لے لی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد لندن چلی گئیں اور وہاں اپنے قیام کے دوران ایک رسالہ ڈیموکریٹک پاکستان جاری کیا۔ ڈاکٹر صاحبہ ۱۹۸۶ء میں پاکستان واپس آئیں۔

کولٹ مین ایف جے:

۱۹۳۶ء میں علامہ اقبال مسجد شہید گنج کے سلسلے میں کسی اچھے قانون دان کی خدمات حاصل کرنا چاہتے تھے انہوں نے اس مقصد کے لئے قائداعظم کا نام لیا لیکن قائداعظم نے کہا کہ جب وہ ثالث بن کر لاہور آئے تھے تو سکھوں اور ہندوؤں نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا تھا لہٰذا اب انہیں اس جھگڑے میں فریق نہ بنایا جائے چنانچہ انہوں نے اس موقع پر ایک انگریز وکیل ایف جے کولٹ مین کی خدمات حاصل کرنے کے لئے کہا۔

کوئزلنگ اعظم:

چودھری رحمت علی نے اپنی کتاب ”پاکستان پاک قوم کا وطن“ میں عظیم غداری کے عنوان سے ایک طویل باب میں تقسیم ہند کی ۳ جون ۷ ۱۹۴ء والی برطانوی تجویز مان لینے اور لنگڑا لولا پاکستان قبول کر لینے پر قائداعظم پر شدید نکتہ چینی کی اور انہیں کوئزلنگ اعظم قرار دیا۔ انہوں نے لکھا کہ یہ تاریخ کی سب سے بڑی غلطی ہے اور اب برعظیم میں بھی سپین کی تاریخ دہرائی جائے گی سیلانی کی ڈائری کے عنوان سے صادق قریشی نوائے وقت میگزین ۵ تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ چودھری رحمت علی محض تخیلات کی دنیا میں رہتے تھے قائداعظم نے جن نامساعد حالات میں ہندوؤں اور انگریزوں کے مضبوط گٹھ جوڑ سے۔ پاکستان کی تجویز منوائی وہ اسی آہنی عزم والے انسان کا حصہ تھا رحمت علی کو اعتراض تھا کہ ۳ جون کا پلان اور بعد میں ریڈ کلف ایوارڈ کو کیوں منظور کیا گیا۔ انہوں نے ایک جگہ بھی قائداعظم کا لفظ استعمال نہیں کیا ہر جگہ مسٹر جناح لکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے غداری تو دراصل ریڈ کلف اور مونٹ بیٹن نے کی تھی۔ قائداعظم کے پاس اس وقت اس غیر منصفانہ ایوارڈ اور کٹے پھٹے پاکستان کو قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

کوئٹہ:

قائداعظم محمد علی جناح، بلوچستان کے رہنما قاضی عیسیٰ کی دعوت پر کوئٹہ گئے جہاں انہوں نے ۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو بلوچستان مسلم لیگ کے تیسرے سالانہ اجلاس

کا افتتاح کیا۔ یہ اجلاس قاضی عیسیٰ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

قائداعظم نے فرمایا کہ مسلمانان بلوچستان بھی اپنی گراں خوابی سے چونکیں اور ملت مسلمہ کی صفوں میں شامل ہو جائیں آپ کے صوبے میں بھی مسلم لیگ کا نظام روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کی یہی بیداری قومی تعمیر نو کی خشت اول ثابت ہو گی۔ کسی قوم کو بیدار کرنا ایک بڑی عظمت ہے۔ اس کو منظم کرنا اس سے بھی بڑی عظمت ہے اور اس کے لئے جان قربان کر دینا سب سے بڑی عظمت ہے۔ پس اب اٹھو اور دوسرے صوبوں کے شانہ بشانہ صف آرا ہو جائیں۔ ۴ جولائی کو قائداعظم کو مسلمانان بلوچستان کی جانب سے ایک تاریخی تلوار پیش کی گئی تلوار کا تحفہ قبول کرتے ہوئے قائد نے کہا۔

"آپ نے جو تلوار مجھے دی ہے وہ صرف حفاظت کے لئے اٹھے گی سب سے ضروری امر علم ہے یہ تلوار سے زیادہ طاقتور ہے ہم وقت پر جان و مال کی قربانی دیں گے۔"

۷ جولائی کو ٹاؤن ہال کوئٹہ میں بلوچستان مسلم لیگ کی طرف سے ایک شاہانہ ایٹ ہوم دیا گیا اسی روز مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کی طرف سے قائداعظم کو چائے کی دعوت دی گئی۔ چائے کے اختتام پر فیڈریشن کی طرف سے قائد کے حضور ہندوستان کا ایک نقشہ پیش کیا گیا جس پر سبز رنگ کے ریشمی دھاگے سے پاکستان کا علاقہ کشیدہ ہوا تھا۔ یہ نقشہ بہترین چمڑے پر بنایا گیا تھا۔ اور علامہ اقبال کا مشہور عالم مصرعہ کندہ تھا

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

قائداعظم نے ایک مختصر تقریر میں فرمایا آپ نے اپنے کام کا نتیجہ دیکھ لیا ہے لیکن آپ کو ابھی اور کام کرنا ہے کیوں کہ بلوچستان کو ہندوستان کے مستقبل میں ایک عظیم الشان پارٹ ادا کرنا ہے۔ آپ اپنی سستی کو خیرباد کہئے زود فہمی کی عادت ڈالئے۔ استقلال اور وسیع القلبی مبلغین کا خاصہ ہونا چاہئے محنت کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی اگر آپ نے ان لائنوں پر کام کیا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمام اسلامی ہندوستان کے لئے ایک قوت ثابت ہوں گے۔

قائداعظم نے اسی طرح کا ایک اور واقعہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۴۰ میں پیشتر اس کے کہ مسلم لیگ نے پاکستان کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ میں روہیل کھنڈ میں جو اسلامی تاریخ کے نقطہ نظر سے بہت اہم جگہ ہے۔ سفر کر رہا تھا کہ مجھے میری واپسی سے کچھ عرصہ پیشتر ان کی نوجوان خاتون نے پاکستان کا ایک نقشہ پیش کیا جو اس نے اپنے ہاتھ سے کشیدہ کر رکھا تھا۔ میں نے اس نقشہ کو بہت خوشی سے قبول کیا یہ نقشہ ہمارے لئے ایک نیک فال تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کا تصور ایک مدت سے ہمارے دل و دماغ پر مسلط ہے لیکن مسلم لیگ نے اس مطالبے کو ایک شکل دی ہے اور اسے ایک خوبصورت انداز میں پیش کیا، جس کے باعث آج یہ ایک ہمارا قومی مقصود بن گیا ہے۔

قائداعظم ۱۸ جولائی ۱۹۴۳ کو کراچی روانہ ہو گئے۔

قائداعظم ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۵ کو بلوچستان کے دورے پر کوئٹہ پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا اسی روز انہوں نے ریزیڈنسی میں گورنر کے نمائندے سے ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔ ۲۱ اکتوبر کو مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے طالب علموں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ سیاسی نظریات کا عمیق مطالعہ کریں۔ سیاست تعلیم کا ایک حصہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ بلوچستان کروٹ بدل رہا ہے۔ بلوچستان کی نیم سیاسی اور فوجی حکومت کے نظم و نسق کو بدلنے کے لئے عوام میں بیداری کی لہر اور جدوجہد کی تڑپ پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی بیداری آپ کی جدوجہد، آپ کی یکجہتی اور عزم و استقلال سے اس صوبہ کے نظام میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ اپنی جدوجہد آزادی میں صبر و استقلال کا دامن نہ چھوڑیں۔ خواہ حالات کتنے ہی اشتعال انگیز نہ ہوں۔

جولائی ۱۹۴۷ میں قائداعظم پھر کوئٹہ گئے چونکہ ان کی صحت خراب تھی اس لئے وہ زیارت روانہ ہو گئے۔

کھارادر

اس کا شمار کراچی کے قدیم ترین علاقوں میں ہوتا ہے یہ وہی علاقہ ہے جہاں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ولادت ہوئی تھی۔ اس کے نام کے بارے میں دو نقطہ نظر ہیں ایک یہ کہ یہ علاقہ سمندر کے قریب تر ہے۔ اور ماضی میں اس علاقے کے آگے کوئی آبادی نہیں تھی اس لئے ایسے سمندر کے قریب پہنچنے

کا آخری در کہا جاتا تھا اور چونکہ سمندر کا پانی کھارا ہوتا ہے اس لئے یہ علاقہ کھارادر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ ابتداء میں چونکہ کراچی میں پینے کا صاف پانی نہیں ملتا تھا اس لئے لوگ پانی کی ضروریات کی تکمیل کے لئے موزوں مقامات پر کنویں کھود لیا کرتے تھے اسی طرح کا ایک کنواں اس علاقے میں بھی کھودا گیا تھا لیکن چونکہ اس کا پانی کھارا تھا اس لئے اس پانی کی مناسبت سے یہ نام پڑا اس کے قریب ہی میٹھادر کا علاقہ ہے۔

اس علاقے میں میمن مسجد اور اسماعیلی جماعت خانے کے بالمقابل جعفر قدر ٹاور ہے جو ۱۹۱۴ میں بنایا گیا اب اس میں بلدیہ کا شفاخانہ قائم ہے۔

کھوڑو، محمد ایوب

دیکھئے ایوب کھوڑو محمد

کھیر بی.جی

قائداعظم محمد علی جناح کی کوشش تھی کہ دونوں قوموں میں فرقہ وارانہ مفاہمت اور اتحاد کی فضا قائم ہو جائے لیکن جب کانگریسی رہنما راجندر پرشاد نے ہندو مسلم اتحاد کے سلسلے میں ایک طویل بحث کا آغاز کیا تاکہ مسلمانوں میں نفاق ڈالا جائے تو اس وقت قائداعظم نے مسٹر بی.جی کھیر کے ہاتھ گاندھی جی کو ایک پیغام بھیجا جس کا جواب گاندھی جی نے ۲۲ مئی کو دیا۔ جس میں انہوں نے خود کو بے بس ظاہر کیا تھا اور کہا ایسی مشکل میں صرف خدا کو پکارتا ہوں۔

کیڈلک کار

بحیثیت گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح کی سرکاری گاڑی یہ ۱۹۴۳ ماڈل کی کار ہے اور اس کا رنگ سیاہ ہے۔

۱۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو نیشنل موٹرز کمپنی نے اس کار کی مرمت کرا کے اسے مزار قائد کے منتظمین کے حوالے کیا۔

کیکسٹن ہال (لندن)

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۱۲ میں انڈین ایسوسی ایشن کے اراکین سے کیکسٹن ہال لندن میں ۲۸ جون کو خطاب کیا انہوں نے اس موقع پر کہا۔

"ہندوستانی طلباء کی باہمی اجنبیت اور معاشرت کی سب سے بڑی وجہ ذات پات کی لعنت ہے۔ انجمن کے سامنے سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ ہندوستانی طلباء میں علیحدگی کے جذبے کو ختم کرے جس کی وجہ سے وہ انگریزی تعلیم سے مکمل فیض حاصل نہیں کر پا رہے ہیں طلباء کو چاہئے کہ وہ اس تہذیب و تمدن کا مطالعہ کریں جس کی تشکیل برطانوی قوم نے صدیوں کی محنت اور جدوجہد کے بعد کی ہے۔ آپ ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ لے کر وطن واپس لوٹیں۔ طلباء کے لئے سب سے اہم چیز تعلیم ہے اور اس کے بعد سیاست۔ ناپختہ نوجوانوں کو سیاست سے الگ رہ کر ہی زندگی گزارنی چاہئے اور سیاست میں سخت کاری اور مجنونانہ تصورات سے علیحدہ رہنا چاہئے۔

کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن

۱۹۳۱ میں قائداعظم محمد علی جناح کو کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن نے اپنے ہاں مدعو کیا۔ جلسہ اولڈ کامن نیشن روم میں منعقد ہوا قائداعظم نے ایک گھنٹہ تک اس جلسے سے خطاب کیا انہوں نے مخلوط انتخاب کی حمایت کی اور اس بات پر زور دیا کہ ہم سب کو انگریزوں کے خلاف متحد ہو کر کام کرنا چاہئے۔ انہوں نے اس موقع پر اس امر کی وضاحت بھی کی کہ چونکہ مسلمان مشترکہ انتخاب کی حمایت نہیں کرتے اس لئے اس میں جداگانہ انتخابات کی گنجائش بھی ہونی چاہئے۔

قائداعظم نے حکومت برطانیہ سے کہا کہ وہ مسلمانوں کے جائز مطالبات تسلیم کر لے۔

کیمبل جانسن ایلن

گلوب رائٹرز کے نامہ نگار۔ انہوں نے ۲۲ مئی ۱۹۴۷ کو قائداعظم محمد علی جناح سے ایک انٹرویو کیا اس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مجوزہ دونوں بازوؤں (مشرقی اور مغربی پاکستان) کو باہم ملانے کے لئے ہندوستان کی سرزمین پر ایک گزرگاہ کا ہونا ضروری ہے۔

قائداعظم کو انہوں نے پہلی بار ۱۹۴۳ میں مرکزی قانون اسمبلی کے اجلاس میں دیکھا تھا اس موقع پر مسٹر کیمبل نے قائداعظم کی تقریر کو بڑے انہماک سے سنا تھا۔ ۱۹۴۷ میں جب مسٹر

کیمبل جانسن لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے پریس اتاشی مقرر ہوئے تو انہوں نے پریس تعلقات کے بارے میں قائد سے ملاقات کی قائد کے بارے میں ان کا پہلا تاثر یہ تھا کہ وہ بہت ہی باوقار، متین اور آہنی شخصیت کے مالک ہیں انہیں اس کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ اپنی عظمت منوانے کے لئے اپنی آواز میں للکار پیدا کریں۔ وہ فولادی روح رکھتے تھے اور عزم اور ارادے کے بہت پکے تھے۔

وہ ۱۹۱۳ میں پیدا ہوئے انہوں نے ویسٹ منسٹر کرائسٹ چرچ آکسفورڈ میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۳۷ تا ۱۹۴۰ سر آرچی بالڈ سیکلیر کے سیاسی سیکرٹری پھر انٹر الائیڈ ریکارڈز سیکشن کے آفیسر انچارج اور ۱۹۴۷ تا ۱۹۴۸ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے پریس اتاشی رہے۔ انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ریلیشنز کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۴۸ اور ۱۹۶۴ میں پاکستان آئے۔

کینیا

۱۹۲۳ میں برطانوی حکومت نے ہندوستانی آباد کاروں سے جو ناروا سلوک روا رکھا اس پر ہندوستان کے اخبارات نے شدید احتجاج کیا پھر یہ ایک قومی مسئلے کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس موقع پر قائد اعظم نے بمبئی کرانیکل کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا۔

"ہندوستان اور ہندوستانیوں کو خواہ کہیں بھی ہوں اس وقت تک کوئی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا جب تک وہ برطانیہ کے محکوم ہیں۔ خود مختاری کی یادداشتیں پیش کرنے سے خود مختاری نہیں مل سکتی ہم کو ہر قیمت پر اپنے اندر اتحاد پیدا کرنا ہو گا۔ ہم کو خالص سیاسی بنیادوں پر یہ اعلان کرنا چاہئے کہ ہندوستان ہندوستانیوں کا ہے۔" قائد اعظم کا یہ پہلا طویل ترین انٹرویو تھا جس میں انہوں نے قومی اور بین الاقوامی سیاست میں کھل کر اظہار رائے کیا تھا۔

(بحوالہ قائد اعظم کے ۲۷ سال از خواجہ رضی حیدر)

کینیڈا

۱۹۲۶ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی میں جداگانہ انتخاب کے حق میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ تاریخ شاہد ہے کہ کینیڈا میں جداگانہ انتخابات سے ملکی نظام میں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

یہ شمالی امریکا کا شمالی اور دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے۔ اس کا رقبہ ۳۸۴۹۶۷۰ اور آبادی تقریباً پونے تین کروڑ ہے۔ آٹوا ملک کا صدر مقام ہے۔

ایک فرانسیسی سیموئل ذی شمپیل کی کوششوں سے باقاعدہ آبادی کا آغاز ہوا۔

ملک کی سب سے بڑی صنعت زراعت ہے اس کے بعد بھیڑیں پالنا پنیر اور مکھن بنانا اور جنگلی لکڑی کاٹنا۔ اگرچہ وسیع معدنیاتی وسائل غیر مستعمل ہیں تاہم قدرتی گیس سونے تانبے۔ کوئلے۔ لوہے۔ نکل۔ پیٹرولیم۔ نمک۔ المونیم۔ اور یورینیم کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔ کاغذ۔ فولاد گاڑیاں بنانے کی صنعتیں روزافزوں ہیں۔ مانٹریال۔ ٹارنٹو۔ وینکوور۔ اور ونی پگ بڑے شہر ہیں۔ رومن کیتھولک عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ جو کل آبادی کا سولہ فیصد ہیں۔ مسلمان بھی آباد ہیں۔

گ

گاڑیاں

ایک زمانے میں قائداعظم کے پاس پانچ گاڑیاں تھیں ان میں سے سب سے پرانی سن بیم تھی۔ اور لندن سے لائی گئی تھی دوسری گولام ہیچ تیسری لاسالے جو نواب جونا گڑھ نے تحفہ میں دی تھی چوتھی پیکارڈ اور پانچویں شیورلٹ تھی۔

گاندھی ارون معاہدہ

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ کو پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں جو طویل بیان شائع کیا اس میں انہوں نے گاندھی ارون معاہدہ کے بارے میں بھی اظہار خیال کیا وہ لکھتے ہیں۔

جس وقت گاندھی ارون معاہدہ طے پایا تھا اس وقت ملک کا یہ بڑا مدافع کہاں تھا۔

کانگریس نے اس پوزیشن کو منظور کر لیا تھا چنانچہ میں سطور ذیل میں گاندھی ارون معاہدہ کی دفعہ نمبر ۲ کے چند فقروں کو نقل کرتا ہوں تاکہ کانگریس کی پوزیشن اچھی طرح سمجھی جاسکے۔

جس حد تک کہ دستور اساسی سے متعلقہ امور کا تعلق ہے آئندہ مباحث حکومت انگلستان کی منظوری کے بعد گول میز کانفرنس کے اخذ کردہ نتائج پر ہوں گے۔ گول میز کانفرنس میں جس سکیم کی وضاحت کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے لئے فیڈریشن کا قیام نہایت ضروری ہے اس کے علاوہ ہندوستانی ذمہ داری اور تحفظات جن میں دفاع امور خارجہ۔ اقلیتوں کی پوزیشن۔ ہندوستان کی مالی ساکھ اور تعمیرات کے الفاظ کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ یہ معاہدہ ۵ مارچ ۱۹۳۱ کو طے پایا تھا۔

اس معاہدے کا پس منظر یہ ہے۔

وائسرائے ہند لارڈ ارون نے گاندھی جی کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا اور اس کے بعد چار روز تک یعنی ۱۷، ۱۸، ۱۸ اور ۲۷ فروری کو وائسرائے اور گاندھی جی کے مابین مذاکرات ہوئے ان کے نتیجے میں حکومت اور کانگریس کے درمیان جو آٹھ نکاتی معاہدہ طے پایا اس کے اہم نکات یہ ہیں۔

۱۔ کانگریس سول نافرمانی کی تحریک ختم کر دے گی۔

۲۔ کانگریس گول میز کانفرنس میں شرکت کرے گی۔

۳۔ حکومت نے کانگریس کو دبانے کے لئے جو آرڈیننس جاری کئے ہیں انہیں واپس لے لے گی۔

۴۔ حکومت نے چند ایسوسی ایشنوں کو خلاف قانون قرار دینے کے جو احکامات جاری کئے ہیں انہیں منسوخ کر دے گی۔

۵۔ سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں جو لوگ سزا بھگت رہے ہیں انہیں حکومت رہا کر دے گی۔

گاندھی جناح ٹاکس

(GandhiJinnahTalks)

قائداعظم محمد علی جناح اور گاندھی جی کے مابین جو مذاکرات ۹ ستمبر ۱۹۴۴ تا ۲۷ ستمبر ۱۹۴۴ جاری رہے۔ ان کی روئداد گاندھی جناح ٹاکس کے عنوان سے دہلی سے شائع ہوئی۔ اسے نومبر ۱۹۴۴ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مرکزی دفتر واقع دہلی نے کتابی صورت دی۔ اس کتابچے کا تعارف نوابزادہ لیاقت علی خان نے تحریر کیا تھا۔

گاندھی جناح مذاکرات کے سلسلے میں گاندھی نے مدراس کے سابق کانگریسی وزیر اعلیٰ مسٹر راج گوپال اچاریہ فارمولے کی بنیاد پر بات چیت کا آغاز کیا۔ اس فارمولے میں یہ کہا گیا تھا کہ مسلم لیگ کو کانگریس کے ساتھ ہندوستان کے اصول آزادی کی کوششوں میں تعاون کرنا چاہئے۔

اس میں یہ بات تھی کہ جنگ ختم ہوتے ہی ایک کمیشن قائم کیا جانا چاہئے جو مسلم اکثریت والے علاقوں کی نشاندہی کرے گا۔ ان علاقوں کے لوگ فیصلہ کریں گے کہ آیا وہ علیحدہ مملکت کا قیام چاہتے ہیں کہ نہیں۔ لوگوں کی رائے معلوم کرنے کے لئے ایک ریفرنڈم کیا جائے گا۔ اور سیاسی جماعتوں کو اپنے اپنے نقطہ نظر کے پرچار کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ تقسیم کی صورت میں دفاع۔ مالیات۔ اور مواصلات وغیرہ جیسے معاملات کے بارے میں معاہدے کئے جائیں گے۔ فارمولے میں بتایا گیا تھا کہ آبادی کی نقل مکانی رضاکارانہ بنیاد پر ہوگی۔

مسٹر گاندھی چونکہ دو قومی نظریہ کے شدید مخالف تھے اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو حق خود ارادیت دینے سے انکار کر دیا للذا یہ مذاکرات ناکام ہو گئے۔

گاندھی جناح خط و کتابت

ہندو مسلم مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لئے قائداعظم محمد علی جناح نے مسٹر گاندھی سے مذاکرات کئے۔ ان کے تین اہم خط یہ ہیں۔

۱۰ ستمبر ۱۹۴۴ء

محترم جناب گاندھی

ہماری کل ۹ ستمبر کی گفتگو کے حوالے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی انفرادی حیثیت میں مجھ سے ہندو مسلم سمجھوتہ پر بات چیت کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اور یہ کہ آپ نہ تو کانگریس یا ہندوؤں کے ایماء پر آئے ہیں نہ ہی آپ کو کوئی نمائندہ حیثیت یا اختیار ہے۔ حتیٰ کہ آپ ایسا کرنے کے مجاز بھی نہیں۔ قدرتی طور پر میں نے آپ سے کہا تھا کہ فریق ثانی کی طرف سے کوئی نمائندہ حیثیت کا حامل شخص ہونا چاہئے جس کے ساتھ میں بات چیت کر سکوں۔ اور اگر ممکن ہو تو ہندو مسلم مسئلہ پر کوئی سمجھوتہ بھی طے کر لوں لیکن جو حیثیت آپ نے اختیار کی ہے اس کی پہلے کوئی مثال بھی نہیں اور پھر یہ کہ اس سے میرے راستہ میں بے شمار مشکلات حائل ہو جائیں گی۔

آپ جانتے ہیں کہ میں تو مسلم ہند کے ایماء پر صرف آل انڈیا مسلم لیگ تنظیم کے صدر کی حیثیت سے ہی بات کر سکتا ہوں اور اسی کا میں نمائندہ ہوں اور پھر یہ بھی کہ مجھے اس تنظیم کے آئین اور قواعد و ضوابط کے تحت ہی بات کرنا ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو احساس ہے اور آپ تسلیم بھی کریں گے کہ ہندو مسلم مسئلے پر سمجھوتہ ہی سب سے بڑی اور اہم رکاوٹ ہے۔ اور جب تک ان دونوں قوموں کے نمائندے سر جوڑ کر نہیں بیٹھتے کوئی ایک نمائندہ بھی کیا پیش رفت کر سکتا ہے۔

پھر بھی میں نے آپکے سامنے مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور کی وضاحت کر دی اور آپ کو ترغیب دلانے کی کوشش کی کہ آپ اس کے اہم اور بنیادی اصولوں کو تسلیم کر لیں۔ لیکن آپ نے نہ صرف اس پر غور و خوض کرنے سے ہی صاف انکار کر دیا بلکہ آپ نے قرارداد کی بنیاد کی ہی سرے سے پر زور مخالفت کی۔ اور کہا۔

کہ میرے اور آپ کے درمیان ایک سمندر حائل ہے میرے دریافت کرنے پر کہ پھر اس کا متبادل کیا ہے آپ کی تجویز تھی کہ آپ اپنا منظور شدہ مسٹر راج گوپال اچاری کا فارمولا پیش کرتے ہیں۔ للذا ہم نے اس پر بحث و تمحیص کی لیکن چونکہ اس کے مختلف پہلو مبہم اور غیر واضح تھے اور کچھ کی وضاحت بھی درکار تھی للذا میں نے چاہا کہ اس کا تصور آپ سے واضح کر دوں اور اس کا حقیقی مفہوم سمجھنے کی کوشش کروں اور دیکھوں کہ اس میں کیا کیا الجھنیں ہیں للذا اسی لئے میں آپ کو فارمولا میں درج تجاویز کی تشریح اور وضاحت کی تکلیف دے رہا ہوں۔

تھوڑی دیر بحث کے بعد آپ نے درخواست کی تھی کہ میں جن نکات کی تشریح اور وضاحت چاہتا ہوں ان کو ضبط تحریر میں لا کر آپ کو ارسال کروں اور یہ کہ آپ پیر ۱۱ ستمبر شام ساڑھے پانچ بجے ہماری دوسری ملاقات سے قبل ان کا تحریری جواب دے دیں گے۔ للذا وہ نکات آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔

۱۔ تمہید کے متعلق ہی آپ یہ فرمائیے کہ اگر میرے آپ کے درمیان کوئی سمجھوتہ طے پائے تو آپ اپنی کس حیثیت میں اس کی منظوری دینے والے فریق ہوں گے۔

۲۔ شق ۱۔ جہاں تک آزاد ہندوستان کے آئین کا تعلق ہے، جو اس شق میں مذکور ہے تو اولاً آپ بھی فرمائیے کہ آپ کس آئین کا حوالہ دے رہے ہیں۔ اس کی تشکیل کون کرے گا۔ اور یہ کب معرض وجود میں آئے گا۔ اس کے بعد فارمولے میں کہا گیا ہے کہ مسلم لیگ آزادی کے ہندوستانی مطالبے کی تائید کرتی ہے کہ اس سے مراد بمبئی میں ۱۹۴۲ کی آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی اگست کی قرارداد میں شامل کانگریس کا مطالبہ آزادی ہے؟ اور اگر وہ نہیں تو اس شرط کی کیا اہمیت ہے۔ کیوں کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلم لیگ نے تو نہ صرف اپنی قراردادوں میں بلکہ اپنے بنیادی سیاسی مسلک میں بھی جو اس کے آئین میں درج ہے یہ بات اچھی طرح واضح کی ہوئی ہے کہ ہم تمام برصغیر کی آزادی اور خود مختاری چاہتے ہیں اور یہ بات پاکستان اور ہندوستان پر بھی لاگو ہوتی ہیں۔

پھر یہ کہا گیا ہے کہ مسلم لیگ کانگریس کے ساتھ عبوری دور کے لئے عارضی ہنگامی حکومت کی تشکیل میں تعاون کرے گی۔ وہ بنیادیں اور خطوط کیا ہوں گے جن پر ایسی حکومت قائم یا

تشکیل کی جائے گی۔ اگر آپ کے پاس کوئی مکمل اور واضح سکیم ہو تو ازراہ مہربانی مجھے ارسال فرمائیے۔

۳۔ شق ۲۔ اس شق میں مذکور متن کون مقرر کرے گا اور اس کی سفارشات پر عمل در آمد کون کرائے گا۔ نیز اس میں مذکور حتمی اکثریت سے کیا مراد ہے؟ کیا مجوزہ رائے شماری ضلعی سطحوں پر کرائی جائے گی اور اگر نہیں تو یہ اور کس بنیاد پر ہوگی؟ اس بات کا فیصلہ اور تعین کون کرے گا کہ یہ رائے شماری بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوگی۔ یا کسی دیگر قابل عمل رائے دہندگی کی بنیاد پر؟ مذکورہ بالا رائے شماری کے فیصلے یا نتیجے پر عمل در آمد کون کرائے گا؟ کیا صرف سرکاری اضلاع کو ہی جنہیں موجودہ صوبہ بندی کے وقت حالیہ صوبوں سے الگ رکھا گیا ہے کسی ایک ریاست میں شامل ہونے کا حق ہوگا یا ان کو بھی جو موجودہ حدوں سے باہر ہیں حق حاصل ہوگا کہ وہ جس ریاست کے ساتھ چاہیں الحاق کریں۔

۴۔ شق ۳۔ اس شق میں تمام فریقین سے کون مراد ہیں۔

۵۔ شق ۴۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس شق میں جن باہمی معاہدوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ کیسی مشینری یا ایجنسی کے توسط سے کئے جائیں گے؟ دفاع، کامرس، اطلاعات کے تحفظ۔ نیز دیگر بنیادی امور سے کیا مراد ہے اور یہ تحفظ کس مخالف سے ہو گا۔

۶۔ شق ۵۔ ان شرائط کی پابندی اس صورت میں لازمی ہو گی اگر برطانیہ حکومت ہند کے کل اختیارات اور ذمہ داریاں منتقل کرے میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ اقتدار کب، کسے اور کس مشینری یا ایجنسی کی وساطت سے منتقل کیا جائے گا۔

اسی لمحہ تو مجھے بھی اہم نکات سوجھے ہیں جن کی تشریح اور وضاحت درکار ہے امید کرتا ہوں کہ آپ ان مختلف نکات کے بارے میں جن کا میں نے ترتیب وار ذکر کیا ہے تفصیلات سے آگاہ کریں گے تاکہ آپ کی تجاویز کے بارے میں اطمینان سے کسی نتیجے پر پہنچنے سے قبل میں انہیں بہتر طور پر سمجھنے اور جانچنے کے قابل ہو سکوں۔

آپ کا مخلص ــــ ایم اے جناح

مسلم قومیت کے علیحدہ تشخص کے لئے قائد اعظم نے گاندھی کو جو خطوط لکھے ان میں سے چند کا متن یہ ہے۔

۱۷ ستمبر ۱۹۴۴

ہم علیحدگی اور حق خود ارادیت کا حق بحیثیت ایک علیحدہ قوم کے طلب کرتے ہیں۔ نہ کہ ایک علاقائی آبادی کے اور ہم بحیثیت مسلم قوم کے یہ پیدائشی اور ناقابل تنسیخ حق رکھتے ہیں کہ اپنی علیحدہ آزاد اور خود مختار مملکت قائم کریں۔ پاکستان کا قیام کسی موجود یونین سے علیحدگی نہیں جب ہم حق خود اختیاری کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ مسلم قوم کا حق خود اختیاری ہے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۴۴

میں یہ امر تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہوں کہ مسلمانان ہند اس ملک کے دوسرے لوگوں سے علیحدہ یا ممیز ہیں۔ صرف کہہ دینے سے کوئی بات ثابت نہیں ہو جاتی۔ میں علیحدہ قوم کی حیثیت سے نہیں البتہ دو بھائیوں کی حیثیت سے تقسیم ہند کے مطالبہ پر غور کر سکتا ہوں۔

گاندھی جی

۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے گاندھی جی کے قتل پر یہ بیان دیا کہ گاندھی جی کا قتل بھارت کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ وہ ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام موہن داس کرم چند تھا۔ انہوں نے لندن میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۸۹ میں بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے افریقہ چلے گئے اور وہاں سات سال (۱۸۹۳۔ ۱۹۰۰) تک وکالت کے پیشے سے منسلک رہے۔ ۱۹۰۵ میں انہوں نے مغربی لباس ترک کر دیا اور کھدر کا سادہ تہمد کرتا اور پگڑی پہننا شروع کر دی پھر لنگوٹ پر آ گئے۔ 1915 میں ہندوستان چلے گئے۔ اور برصغیر کی آزادی کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ ۱۹۱۹ میں انہوں نے ستیہ گرہ تحریک کا آغاز کیا مختلف موقعوں پر ملکی قوانین کی خلاف ورزی پر قید ہوئے۔

دو مرتبہ ایکس ایکس روز کا برت بھی رکھا۔ ۱۹۳۱ میں ہندوستان کی گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۹۴۲ میں ہندوستان چھوڑ دو تحریک کا آغاز کیا۔ آزادی ہند کے بعد ہندوستانیوں کی فلاح و بہبود میں مصروف ہو گئے۔

۳۰ جنوری ۱۹۴۸ کو انہیں گاڈسے نامی ایک مرہٹہ ہندو نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اپنے خیالات کے اظہار کے لئے کئی

کتابیں لکھیں۔ اپنی سوانح بھی لکھی۔

گاندھی قائداعظم کی نظر میں

گاندھی کا مقام اپنی قوم کے نزدیک جس قدر اہمیت کا حامل تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں حتیٰ کہ وہ انہیں اپنا اوتار مانتے تھے۔ لیکن قائداعظم کی نظر میں گاندھی کوئی قابل قدر شخصیت نہ تھی۔ مثلاً قائداعظم نے ایک مرتبہ گاندھی کے بارے میں فرمایا!

"ہمیں جس حریف سے پالا پڑا ہے وہ گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ جب ان کا مفید مطلب نہیں ہوتا ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ کسی کے نمائندے نہیں اور جب ضرورت ہوتی ہے تو سارے ہندوستان کے واحد نمائندہ بن جاتے ہیں۔ ان کا مقصد وہ نہیں ہوتا جو وہ زبان سے کہتے ہیں اور جو ان کا مقصد ہوتا ہے وہ کبھی زبان پر نہیں لاتے۔ جب اور حربوں سے کام نہیں چلتا تو مرن برت رکھ لیتے ہیں جب کوئی دلیل نہیں بن پڑتی تو اندرونی آواز کو بلا لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے شخص سے ہم کس طرح بات کر سکتے ہیں وہ تو ایک چیستان کا معمہ ہے۔"

گانگ جی وال جی

قائداعظم محمد علی جناح کے چچازاد بھائی۔ انہوں نے بھی قائداعظم کی زندگی پر کتاب لکھی ہے۔ ان کی شادی اس وقت ہوئی جب قائداعظم نو برس کے تھے۔

گجرات

جب تحریک پاکستان زوروں پر تھی تو دوسرے علاقوں کی طرح گجرات میں بھی زمیندار کالج کے طلباء نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی۔ اور قائداعظم محمد علی جناح کو گجرات کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ قائداعظم محمد علی جناح جب کشمیر کے دورے پر واپس دہلی جا رہے تھے تو وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن گجرات کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے ۲۸ جولائی ۱۹۴۴ کو گجرات تشریف لائے ان دنوں گجرات شہر کے جنوب مغربی حصے میں ایک میدان پاسک باغ کے نام سے موسوم تھا۔ قائداعظم کی تشریف آوری پر انہیں گلاب کے ہار پہنائے گئے صاحب زادہ مہدی علی خان نے ان کا استقبال کیا قائداعظم اچکن اور جناح کیپ پہنے ہوئے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے تقریر کرتے ہوئے طلباء کو تلقین کی کہ۔

"وہ قوم کے مستقبل اور اس کی تقدیر ہیں۔ لہٰذا انہیں محنت کرنا چاہئے اور اپنی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے۔" اسی پاسک باغ میں ستمبر ۱۹۸۰ میں جناب فضل حق کے کہنے پر سنگ سفید کا ایک کتبہ لگایا گیا جس پر یہ عبارت رقم تھی

اس جگہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۴ کو قائداعظم نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب کیا تھا۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ جولائی ۱۹۸۷ء میں ایک وزیر باتدبیر کی آمد پر یہ کتبہ اکھاڑ پھینکا گیا یہ کتبہ شاید اس لئے مٹایا گیا تھا کہ اس یادگار کے چبوترے پر وزیر کی سٹیج بنی تھی۔

ماخوذ مضمون گاہے گاہے باز خواں از فضل حق

روزنامہ جنگ لاہور ۳ مئی ۱۹۸۸

گجرات ضلعی صدر مقام ہے یہ صوبائی دارالحکومت لاہور سے ۷۱ میل کی دوری پر جی ٹی روڈ کے کنارے واقع ہے۔ یہ ریل اور سڑک کے ذریعے لاہور، سرگودھا راولپنڈی، آزاد کشمیر سے ملا ہوا ہے۔

زمانہ قدیم سے یہ شہر آباد چلا آ رہا ہے۔ یہاں فرنیچر، چینی کے برتن اور بجلی کے پنکھے تیار کرنے کی صنعتیں روز افزوں ہیں۔ جوتے، ٹائر اور سائیکلوں کے پرزہ جات بھی تیار ہوتے ہیں۔

تعلیمی اداروں میں زمیندار کالج، زمیندار سائنس کالج، سر سید کالج، سویڈش انسٹی ٹیوٹ شامل ہیں۔

یہاں حضرت شاہ دولہ دریائی، سائیں کانواں والا اور شاہ حسین کے مزارات مرجع خلائق ہیں۔ ظہور الٰہی سٹیڈیم شہر کا مشہور کھیلوں کا میدان ہے۔ مشہور لوک داستان "سوہنی مہینوال" کی ہیروئن کا تعلق اسی شہر سے تھا۔

گجراتی

قائداعظم کی مادری زبان

۲۳ دسمبر ۱۸۸۷ کو قائداعظم محمد علی جناح نے بمبئی سے واپس آ کر سندھ مدرستہ الاسلام میں داخلہ لیا انہوں نے داخلے کے رجسٹر پر پہلی مرتبہ گجراتی میں دستخط کئے تھے۔

گریہم وڈ' لیڈی:۔

قائداعظم محمد علی جناح نے دوسری گول میز کانفرنس سے قبل سیمپ اسٹیڈ کے علاقے میں ہیتھ روڈ پر جو عالی شان مکان خرید کیا تھا وہ لیڈی گریہم وڈ کا تھا۔

گزٹ نوٹیفیکیشن (تقرری بطور گورنر جنرل)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا پہلا گزٹ کراچی سے جاری کیا گیا' اس میں بانی پاکستان حضرت قائداعظم کی گورنر جنرل پاکستان کی حیثیت سے نوٹیفیکیشن دی گئی' اور اس کے نیچے ایک حکم کے تحت کیا گیا ہے' کہ اس نوٹیفکیشن کی نقول وزارات اطلاعات و نشریات کے ذریعے تمام وزارتوں کو بھیجی جائیں اور اس طرح قائداعظم محمد علی جناح کی تقرری کے بارے میں مشرقی بنگال مغربی پنجاب' سندھ' شمال مغربی سرحدی صوبہ اور چیف کمشنر بلوچستان کو آگاہ کیا جائے۔

یہ دستاویز پاکستان کی تمام بڑی بڑی لائبریریوں' عجائب گھروں وغیرہ میں محفوظ ہے۔ لاہور میں شاہراہ قائداعظم پر واقع الحمرا آرٹ گیلری میں اگست ۱۹۸۷ء کو مطبوعات کی جو نمائش کی گئی یہ کاپی کی صورت میں نمائش کی زینت میں دی گئی۔ نیز دیکھئے گورنر جنرل کی تقرری

گستاف پنجم:۔

قائداعظم کے انتقال کے وقت سویڈن پر ان کی حکومت تھی انہوں نے سویڈن پر ۱۹۰۷ء تا ۱۹۵۰ء حکومت کی۔

گفتار خیالی

جناب گفتار خیالی نے قائداعظم کو ان الفاظ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے اسے قائداعظم کا عنوان دیا۔

کتنی حقیقتوں کے پیمبر مرے جناح
دیدہ وروں کے شہر کے خاور مرے جناح
بخشی ہے جس نے قوم کو بیباکیٔ نظر
سچ پوچھیے تو ہیں وہی رہبر مرے جناح "
ایسی ہیں مستیاں کہ بہاروں میں بھی نہیں
کیسے پلائے کیف کے ساغر مرے جناح "
کس کو ہے تیری عظمت و رفعت سے انحراف
روشن ہے مثل شمع تو گھر گھر مرے جناح "
دریائے علم و فن میں در تابدار ہے
تو جہل کی ہے راہ میں پتھر مرے جناح "
اعلان حق کیا تھا سر دار برملا
باطل کے سخت سینے میں خنجر مرے جناح "
جکڑے ہوئے تھے ہم جو غلامی کے طوق میں
آزاد کر گئے ہیں ہمیں آ کر مرے جناح "
رہبر تمام جس کی سیاست کے خوشہ چیں
تھے علم کے اک ایسا سمندر مرے جناح "
گفتار جتنے روپ تھے دشمن کے سب کے سب
تو کر گیا ہے ہم پہ اجاگر مرے جناح "

گل جی

پاکستان کے مشہور مصور، انہوں نے بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم کا پورٹریٹ بنایا وہ ۱۹۲۶ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کولمبیا یونیورسٹی سے ہائیڈرالک انجینئرنگ اور ہار پر یونیورسٹی سے سائل مکینکل میں ایم ایس کی ڈگریاں حاصل کیں۔

تجریدی آرٹ کا بے پناہ تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنی ذات کے اندر ایک ادارہ ہیں۔ انہوں نے دنیا کی مشہور شخصیات کے پورٹریٹ بھی بنائے ہیں جن میں فرانس کے چارلز ڈیگال، امریکہ کے صدر ریگن، افغانستان کے ظاہر شاہ، سعودی عرب کے شاہ فیصل، ایران کے رضا شاہ پہلوی، پرنس کریم آغا خان اور پرنس صدرالدین کے علاوہ مسٹر بھٹو اور قائداعظم کے پورٹریٹ بنائے۔

۱۹۸۸ میں قائداعظم ایوارڈ کے علاوہ ستارہ امتیاز، پرائڈ آف پرفارمنس اور جاپان فاؤنڈیشن ایوارڈ کے حامل ہیں۔

گل رعنا

نئی دہلی میں نوابزادہ لیاقت علی خان کی رہائش گاہ جہاں ۳ تا ۶ فروری ۱۹۴۰ قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں لیاقت علی خان، کریم بھائی ایم ایم بمبئی والے راجا محمد امیر احمد خاں (راجہ صاحب محمود آباد) ملک برکت علی، عبدالمتین چوہدری، سر ظفراللہ خان، اورنگ زیب (پشاور) سر حاجی عبداللہ ہارون (سندھ) مولوی اے کے فضل حق (بنگال) اور عبدالستار سیٹھ نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں لاہور میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جو قرارداد پیش کرنا تھی اس کا مسودہ تیار کیا گیا۔ سر سکندر حیات نے قرارداد کا مسودہ تیار کیا اور اس کے الفاظ میر محمود نے لکھوائے لیکن بوجوہ یہ مسودہ پیش نہ کیا جاسکا۔

گلبہار کمپنی

حیدر آباد دکن کی ایک کمپنی جس نے ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ کو قائد اعظم محمد علی جناح کی خدمت میں کیسہ زر پیش کیا۔

گلاب چند دیو چند

قائداعظم محمد علی جناح کے ہوم رول لیگ کے ساتھی انہوں نے قائداعظم کے ساتھ ہی ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں ہوم رول لیگ کی رکنیت سے استعفیٰ دیا تھا۔

گلاب کا پھول

قائداعظم کی دوسری اہلیہ رتن بائی جنہیں بمبئی کے لوگ گلاب کا پھول کے نام سے پکارتے تھے۔ قائداعظم کو بھی گلاب کا پھول زیادہ پسند تھا۔

گلزار احمد نادم، صابری

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن۔ قائد اعظم جب کپور تھلہ تشریف لے جاتے تو ان کی حفاظت کا انتظام کرتے انہوں نے متعدد بار قائد سے ملاقات کی۔ جس کے نتیجے میں قائداعظم انہیں سپاہی کہہ کر پکارتے تھے۔

وہ ۱۹۱۸ میں کپور تھلہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد خاکسار جماعت میں شمولیت اختیار کی مسجد شہید گنج لاہور کے واقع سے کپور تھلہ کے لوگ احرار سے بدظن ہو گئے چنانچہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

گلوب تھیٹر، لاہور

یہاں آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرہواں ملتوی شدہ اجلاس قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں ۲۴ مئی ۱۹۲۴ کو منعقد ہوا۔ قائداعظم نے صدارتی خطبہ پیش کیا۔

ہندوستان کی اس وقت کی تازہ ترین سیاسی صورت حال پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور رولٹ ایکٹ کے نتیجے میں ہونے والی تبدیلیوں اور سرگرمیوں کی نشاندہی اور خلافت کے مسئلے پر روشنی ڈالی۔ قائد اعظم نے غلام محمد بھرگری کی خدمات کو سراہا۔

اجلاس میں ایک کمیٹی اس مقصد کے لئے تشکیل دی گئی تاکہ مرکزی حکومت تمام سیاسی جماعتوں کے مشورے سے ایک قابل قبول آئین تیار کر سکے۔ کمیٹی کے اراکین میں قائداعظم کے علاوہ سر فضل حسین، سر مقبول محمود، آغا محمد صفدر مشیر حسین قدوائی سید ظہور احمد، سید رضا علی، چودھری خلیق الزماں، فضل الحق، آصف علی، نواب سرفراز حسین عبدالعزیز، شعیب قریشی، مولوی سید مرتضیٰ اور چودھری شہاب الدین شریک تھے اس اجلاس میں قائداعظم کو دوبارہ مسلم لیگ کا بلا مقابلہ صدر منتخب کیا گیا۔

خلافت کمیٹی سے مذاکرات کی غرض سے ایک اور کمیٹی بھی بنائی گئی۔

گلشنِ قائداعظم (پشاور)

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۶ء میں جب پشاور کے دورے پر پہلی مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے شاہی باغ میں عوام سے خطاب کیا یہیں حکومت سرحد نے ۱۶ لاکھ روپے کی لاگت سے ایک عظیم الشان یادگار تعمیر کی ہے۔ جو پوری کی پوری سنگ مرمر کی ہے۔ اس کے گرداگرد گلاب کے تختے سجائے گئے ہیں۔ ملحقہ باغ کو گلشنِ قائد کا نام دیا گیا۔ اس یادگار کا افتتاح ۱۴ اگست ۱۹۸۳ کو ہوا۔ اس کا سنگ بنیاد ۲۶ دسمبر ۱۹۸۲ کو رکھا

گیا۔

گلینسی، سر

گورنر پنجاب، ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ کو قائداعظم محمد علی جناح دہلی سے لاہور تشریف لائے اور انہوں نے مسلم لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ ایک جلسہ سے خطاب کے دوران مسٹر گلینسی کے رویہ کی شدید مذمت کی جو مسلمانوں کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو رہا تھا۔

گنتھر جان

امریکا کا مشہور صحافی۔ انہوں نے قائداعظم سے ملاقات کر کے اپنے تاثرات کو ان الفاظ میں قلمبند کیا۔

بلاشک وشبہ قائداعظم مسٹر جناح ایشاء کے دبلے پتلے انسان ہیں۔ لیکن اس ہندوستانی لیڈر کی زبان میں وہ جادو ہے کہ جس وقت اس ہونٹوں سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ پاکستان ہمارا ہے یا تو ہم اسے حاصل کر کے رہیں گے یا دامن اسلام پر سر رکھ کر سو جائیں گے۔ تو دس کروڑ مسلمان پکار اٹھتے ہیں۔ پاکستان زندہ باد۔ میں جب انہیں ملا اور پاکستان کے بارے میں ان کے ساتھ گفت وشنید کی تو میرے سامنے انہوں نے جو دلائل اور براہین رکھے وہ اس قدر مستحکم تھے کہ میں انہیں رد نہ کر سکا۔ (قائداعظم) مسٹر جناح تلک اور فیروز شاہ مہتہ کے زمانہ میں ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار تھے۔ یہ یک لخت اسلام اور مسلمانوں کے لیڈر کیوں کر بن گئے اس کی وجہ چند قوم پرست لیڈر تھے جن کا ہندو مذہب تھا۔

گنیش اینڈ کمپنی

مدراس کا اشاعتی ادارہ جس نے ۱۹۱۸ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی ان تقاریر کا مجموعہ شائع کیا جو انہوں نے ۱۹۱۲ سے ۱۹۱۷ تک کے عرصے میں کی تھیں۔ ان تقاریر کو مسز سروجنی نائیڈو نے مرتب کیا کتاب کا عنوان اتحاد کا سفیر تھا۔

گوپل داس متھرا داس

قائداعظم محمد علی جناح کے دوست وہ بمبئی میں مقیم تھے۔ اس کے توسط سے قائداعظم کا تعارف اے بی اکرم سے ہوا۔ وہ بزی کا کاروبار کرتا تھا کہ اس کا دیوالیہ ہو گیا۔ وہ جاپان چلا گیا اس نے پائی پائی ادا کر دی اس پر ۳۳ کروڑ روپے کا قرض تھا جو معمولی رقم نہ تھی اس سے اندازا ہوتا ہے کہ قائداعظم کے حلقہ احباب میں بھی اعلیٰ کردار کے دوست تھے۔

گوجرانوالہ

قائداعظم محمد علی جناح سٹی مسلم لیگ گوجرانوالہ کے صدر میاں ضیاء الحق کی دعوت پر ۸ مئی ۱۹۴۴ء کو محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ گوجرانوالہ پہنچے۔ جہاں ان کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا ڈسٹرکٹ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر میاں منظور حسین نے قائداعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں قائد کو یقین دلایا گیا تھا کہ وہ ان کا پیغام پنجاب کے کوچہ کوچہ قریہ قریہ تک پہنچا کر دم لیں گے۔ سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

میں اپنے ہندو سکھ بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلم لیگ کسی دیگر قوم، فرقے یا گروہ کے حقوق غصب نہیں کرنا چاہتی ہم صرف اپنا حق مانگتے ہیں۔ ہمارا مذہب اور تاریخ ہمیں یہی درس دیتے ہیں کہ غیر مسلموں سے بھی انصاف کرو ہم وہاں حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں جو ہمارا قانونی حق ہے اور ہم انشاء اللہ یہ حکومت بنا کر ہی دم لیں گے۔ قائداعظم نے یونی نسٹ پارٹی کے بارے میں فرمایا

وہ مسلم لیگ سے یہ کہہ کر کہ وہ قانون انتقال اراضی کو تبدیل کرانا چاہتی ہے متنفر کرنے کی کوشش میں مصروف ہے حالانکہ زمیندار ہمارے بھائی ہیں ہم کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کرتے کہ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگل جائے۔

قائداعظم نے نیشنلسٹ مسلمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہمارے کچھ مسلمان بھائی ہماری بلاوجہ مخالفت کر رہے ہیں ایسا کرنے میں وہ قطعاً حق بجانب ہیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو بہتر ہے ورگرنہ ہم ان کے بغیر بھی خدا کے فضل وکرم سے منزل مراد تک پہنچ کر دم لیں گے۔

قائداعظم نے کہا کہ وہ جہاں بھی گئے بچوں نوجوانوں حتی کہ بوڑھوں اور مستورات نے مسلم لیگ سے دلی وابستگی کا اظہار کیا۔ اگر مسلم لیگ کسی کو نقصان پہنچانے کی سوچتی تو یہ لوگ کبھی

ہمارا ساتھ نہ دیتے۔

پنجاب میں مسلمان ۵۷ فی صد ہیں لیکن تجارت تعلیم اور دیگر کلیدی آسامیوں پر غیر مسلم چھائے ہوئے ہیں۔ کیا اسی کا نام انصاف ہے ہم اپنا حق مانگیں تو ہمیں متعصب اور فرقہ پرست کہا جاتا ہے اس میں فرقہ پرست ہونے کا قطعاً سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہم نے صرف اپنے حقوق مانگتے ہیں۔

قائداعظم خطاب مکمل کر چکے تو خواتین نے پرزور مطالبہ کیا قائداعظم قوم کے باپ ہیں ان سے کسی کو کوئی پردہ نہیں وہ خواتین کے درمیان ضرور آئیں۔ قائداعظم اس درخواست پر ڈاک بنگلہ کی عمارت کے اندر خواتین کے درمیان تشریف لے گئے۔ قائداعظم کو دیکھ کر خواتین نے نعرے لگائے۔ قائد نے خواتین کو مسلم لیگ میں شامل ہونے کے لئے ہدایت کی اور اس کے ساتھ ہی قائد سری نگر روانہ ہو گئے۔

گورکن

دیکھئے عبدالغنی

گورنر جنرل کی تقرری (کا گزٹ نوٹیفکیشن)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کیبنٹ سیکرٹریٹ حکومت پاکستان نے پاکستان کا پہلا گزٹ شائع کیا۔ اس گزٹ میں قائداعظم کی تقرری کا ذکر کیا گیا تھا گزٹ کا متن یہ ہے۔

حکومت پاکستان کیبنٹ سیکرٹریٹ قرارداد

کراچی ۱۵ اگست ۱۹۴۷

نمبر ا۔ بی/سی ایف/۷/۴۷۔ حکم

حکم دیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل فرمان کو پاکستان گزٹ میں شائع کر دیا جائے۔ قائداعظم محمد علی جناح کو ہز میجسٹی کی جانب سے پاکستان کا گورنر جنرل مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس تقرری کی بذریعہ ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ اور اعلان کیا جاتا ہے کہ پاکستان کے مذکورہ گورنر جنرل نے اسی دن اپنے عہدے کی ذمہ داری کو سنبھال لیا ہے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ اس فرمان کو مختلف چھاؤنیوں میں افواج کے سربراہوں اور تمام بحری۔ بری اور فضائی افواج کے اہم مراکز پر پڑھ کر سنا دیا جائے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ فرمان کی نقل اور مذکورہ قبل احکام کی نقلیں حکومت پاکستان کی وزارتوں کے پاس بغرض اطلاع بھیج دی جائیں۔ جب کبھی اس طرح کے احکام کی ضرورت پیش آئے گی وہ فوراً جاری کر دیئے جائیں گے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کے عہدہ گورنر جنرل کی ذمہ داریاں سنبھال لینے کی اطلاع مشرقی بنگال، مغربی پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحد کی صوبائی حکومتوں اور چیف کمشنر بلوچستان کو دی جائے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ (۱۹۳۵)

مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی کی سفارشات پر مبنی یہ ایکٹ برطانوی پارلیمنٹ نے ۲۴ جولائی ۱۹۳۵ کو منظور کیا۔ اس ایکٹ کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ پہلی دفعہ صوبوں کو علیحدہ قانونی اکائیوں کی حیثیت دی گئی۔ موضوعات کی تین فہرستیں بنائی گئیں ایک وفاق کے اختیارات کی فہرست، دوسری صوبوں کے اختیارات کی اور تیسری مشترکہ اختیارات کی۔

سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے ایک صوبے کا کا درجہ دیا گیا شمال مغربی سرحدی صوبے کو پہلی بار مکمل صوبائی خود مختاری دی گئی۔ صوبائی ووٹروں کو فہرست میں جاداد کی شرائط کم کر کے توسیع کی گئی۔ وفاقی قانون ساز اسمبلی میں صوبوں کو برابر نمائندگی دینے کی بجائے ان کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی گئی۔ وفاقی اسمبلی اور وفاقی ایگزیکٹو میں ہندوستانی ریاستوں کو بھی نمائندگی دی گئی دو عملی صوبوں سے ختم کر کے وفاقی مرکز میں رائج کی گئی۔ اس کی بنیاد پر قائداعظم نے پاکستان کے قیام پر ملک کا پہلا آئین نافذ کیا۔

گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج (سیالکوٹ)

افسوس کہ کوشش کے باوجود اس کے کوائف مہیا نہیں ہو سکے۔

گوکھلے گوپال کرشنا۔

کانگریس کے مشہور رہنما۔ قائداعظم محمد علی جناح انہیں حق پرست اور اپنا سیاسی گرو بھی کہتے تھے۔

۱۹۰۵ء میں وہ دوسرے ہندوستانی لیڈروں کے ہمراہ ان

کے ساتھ لندن تشریف لے گئے۔ ۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں جو اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی قائد اعظم نے ان کے ہمراہ اس کانفرنس میں شرکت کی۔

۱۹ مارچ ۱۹۱۲ء کو لیجسلیٹو کونسل میں ابتدائی تعلیم کی سہولتوں میں اضافے کا جو بل پیش کیا گیا اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا اپریل میں بل پر بحث ہوئی تو قائد اعظم نے اس کی حمایت کی اور اس پر لگائے گئے اعتراضات کا بڑے مدلل طریقے سے جواب دیا۔ قائد اعظم نے مسٹر گوکھلے کو مبارکباد دی اور کہا کہ وہ تعلیم کے فروغ کے لئے جو کوششیں کر رہے ہیں وہ لائق صد تحسین ہیں۔

۱۹۱۳ء میں مسٹر گوکھلے نے قائد اعظم کو اتحاد کا پیغامبر کا خطاب دیا۔

اکتوبر ۱۹۱۳ء میں قائد اعظم مسٹر گوکھلے کے ہمراہ لندن سے وطن واپس آئے۔

۱۹/ فروری ۱۹۱۵ء کو جب مسٹر گوکھلے کا انتقال ہوا تو قائد اعظم کو اس پر شدید رنج ہوا

قائد اعظم نے ان کے بارے میں ایک بار یہ کہا تھا کہ میں مسلمانوں کا گوکھلے بننا چاہتا ہوں۔

۱۹ فروری ۱۹۲۱ء کو مسٹر گوکھلے کی چھٹی برسی پر قائد اعظم نے سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا

محب وطن گوکھلے نے قومی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی اور وہ اپنی آخری سانس تک اس موقف پر قائم رہے ہم کو گوکھلے کی زندگی سے سبق حاصل کرتے ہوئے ملک و قوم کی خدمت کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔

وہ ۱۸۶۶ء میں مہاراشٹر میں پیدا ہوئے۔ پونا میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد زندگی تعلیم و تدریس کے لئے مختص کر دی پھر ۱۸۹۹ء میں مجلس قانون ساز بمبئی کے رکن اور ازاں بعد مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رکن بنے اس حیثیت سے بڑی شہرت حاصل کی۔

اعتدال پسند رہنما تھے سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے روح رواں تھے۔

گول میز کانفرنس:

حکومت برطانیہ نے جب یہ دیکھا کہ ہندوستان کا آئینی بحران ختم نہیں ہو رہا تو اس نے اس مقصد کے لئے برطانوی ہند اور ریاستوں سے کانفرنس کے لئے نمائندوں کی نامزدگی کی۔

برطانوی ہند کے لئے جن مسلمان نمائندوں کی نامزدگی عمل میں آئی ان میں سر آغاں خاں، قائد اعظم محمد علی جناح، سر محمد شفیع، مولانا جوہر، مسٹر اے کے فضل الحق، ڈاکٹر شفاعت احمد، چودھری ظفر اللہ اور نواب چھتاری کے نام قابل ذکر ہیں۔

ہندو نمائندوں میں وہ رہنما شامل تھے جو سیاسی پارٹیوں سے وابستہ نہ تھے ان رہنماوں میں سر تیج بہادر سپرو، مسٹر جیاکر مسٹر سری نواس شاستری اور ہندو مہاسبھائی لیڈر ڈاکٹر مونجے شامل تھے۔ کانفرنس کی صدارت کے لئے برطانیہ کے وزیر اعظم ریمزے میکڈانلڈ کا نام تجویز کیا گیا۔

یہ کانفرنس ۱۱ نومبر ۱۹۳۰ء کو لندن میں منعقد ہوئی۔ اور اس کا پہلا اجلاس ۱۹ جنوری ۱۹۳۱ء کو اس اعلان کے ساتھ ختم ہوا کہ حکومت برطانیہ نے مکمل خود مختار حکومت کی تجویز قبول کی جس میں وفاقی مرکز دو عملی کی کچھ خصوصیات کا حامل ہو گا۔

کانفرنس میں مسلمانوں کو ایک الگ قوم کی حیثیت دیئے جانے اور ان کی حق نمائندگی کو تسلیم کر لئے جانے کے مقصد کی وضاحت قائد اعظم، مولانا محمد علی جوہر، سر آغاخاں، فضل الحق، سر محمد شفیع، سر شاہ نواز، چودھری ظفر اللہ خاں، غلام حسین ہدایت اللہ نے کی۔

مولانا محمد علی جوہر کی تقریر سب سے پر جوش اور زور دار تھی۔

گول میز کانفرنس کا دوسرا اجلاس ۷ ستمبر ۱۹۳۱ء کو پھر لندن میں برطانوی وزیر اعظم ریمزے میکڈانلڈ کی صدارت میں منعقد ہوا اجلاس میں مسلم لیگ کی طرف سے قائد اعظم، آغاخاں، ڈاکٹر اقبال نے شرکت کی کانگریس کی طرف سے صرف گاندھی شامل ہوئے۔

کانفرنس میں سر آغاخاں اور قائد اعظم نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے مخلصانہ کوششیں کیں لیکن گاندھی جی کی سابقہ روش اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔

یہ کانفرنس یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کو ختم ہوئی جس کے نتیجے

برطانوی وزیراعظم ریمزے میکڈانلڈ نے اجلاس میں شریک تمام رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ ہندوستان کے مسئلے کا کوئی حل تلاش کریں اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے تو حکومت خود کوئی منصوبہ پیش کرے گی۔

گول میز کانفرنس کا تیسرا اور آخری اجلاس ۱۷ نومبر ۱۹۳۲ء سے ۲۴ دسمبر ۱۹۳۲ء تک جاری رہا۔ اس کانفرنس میں قائداعظم کو شرکت کی دعوت نہ دی گئی۔ اجلاس میں ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندگی سر آغا خاں نے کی۔ اس میں کانگریس نے اس وجہ سے شرکت نہ کی کہ اس کے بڑے بڑے رہنما جیلوں میں تھے۔

اس اجلاس میں مختلف کمیٹیوں کی رپورٹوں پر غور کیا گیا اجلاس میں برطانوی حزب اختلاف لیبر پارٹی نے بھی شمولیت اختیار نہ کی۔

گول میز کانفرنس کی ناکامی کے اسباب یہ تھے۔

۱۔ حکومت برطانیہ وفاقی طرز حکومت کے مطابق آئین دینے پر آمادہ تھی لیکن کانگریس ایسے وفاق کی طلب گار تھی جس میں تمام اختیارات مرکزی حکومت کے پاس ہوں حتیٰ کہ مابقی اختیارات بھی صوبوں کی بجائے مرکزی حکومت کی تحویل میں ہوں۔

۲۔ مسلم لیگ وفاقی طرز حکومت کو قبول کرنے پر رضامند ہوگئی تھی بشرطیکہ یہ وفاق کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ہو یعنی مرکزی کے پاس وہ اختیارات ہوں جو صوبے اپنی مرضی سے اس کی تحویل میں دیں اور مابقی اختیارات صوبوں کے پاس ہوں۔

۳۔ مسلم لیگ مسلمانوں کے لئے قانون ساز مجالس میں علیحدہ نشستیں معین کئے جانے کا مطالبہ کرتی تھی۔ اور پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی غالب نمائندگی برقرار کئے جانے اور سندھ کے علیحدہ صوبہ بنائے جانے کی شرائط کے ساتھ مخلوط طریق انتخاب تک قبول کرنے کو تیار تھی۔

۴۔ مسلم لیگ صوبائی خودمختاری چاہتی تھی جب کہ کانگریس صوبوں پر مرکزی حکومت کی پوری بالادستی قائم رکھنا چاہتی تھی۔

۵۔ کانگریس ہندوستان کی تمام قوموں اور طبقوں کے نمائندگی کی دعوے دار تھی لیکن چونکہ یہ دعوے حقائق کے خلاف تھے اس لئے مسلم لیگ اسے تسلیم نہ کرتی تھی۔

گولڈ اینڈ گن:

خان عبدالقیوم خاں کی تصنیف، یہ کتاب انہوں نے اس وقت لکھی جب وہ کانگریس میں تھے اس اعتبار سے انہوں نے قائداعظم اور مسلم لیگ کی مخالفت بھی کی تھی جس کا ذکر انہوں نے اپنی اس کتاب میں بھی کیا ہے۔

حالات کے لئے دیکھئے عبدالقیوم خاں

گولکنڈہ سگریٹ فیکٹری (حیدر آباد):

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۳۹ء میں دوسری مرتبہ گولکنڈہ سگریٹ فیکٹری کے مقدمہ کے سلسلے میں حیدر آباد تشریف لائے۔

گھوش، راش بہاری:

کانگریس کے رہنما ۱۹۰۷ء میں جب کانگریس دو حصوں میں تقسیم ہوگئی تو راش بہاری گھوش اعتدال پسند گروپ کے ساتھ ہوگئی اس وقت ان کے ساتھ قائداعظم بھی تھے

گھوش نے ۱۹۰۷ء میں سورت میں آل انڈیا کانگریس کے اجلاس کی صدارت بھی کی

گو ٹبلو آف جناح:

دیکھئے سلہری زیڈ اے

گیارہ ستمبر

جناب وقار انبالوی نے گیارہ ستمبر کے عنوان سے قائداعظم کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

پھر سینۂ اخلاف میں تازہ ہے تیرا غم ـــــ اے قائداعظم
پھر آج نگوں یاد میں تیری ہوا پرچم ـــــ اے قائداعظم
یہ ماہ ستمبر ہے کہ ہے ماہ ستمگر ـــــ بے درد سراسر
وہ زخم دیا اس نے کہ جس کا نہیں مرہم ـــــ اے قائداعظم
ترکہ ترا اخلاف نے تیرے نہ سنبھالا ـــــ اے مورث والا
اک سوگ ترا دوسرے محرومی کا ماتم ـــــ اے قائداعظم
تھے پیٹ کے بندے تری تربت کے مجاور ـــــ لیڈر تھے کہ تاجر

آویزش باہم رہی یا سازش پیہم ـــ اے قائد اعظم
جو شمع تیرے خون جگر سے تھی فروزاں ـــ رخشندہ و تاباں
افسوس اس شمع کی لَو ہو گئی مدھم ـــ اے قائد اعظم
کرسی کی لڑائی میں گرا قوم کا پایہ ـــ وہ وقت بھی آیا
کچھ ہم میں سکت رہ گئی باقی نہ رہا دم ـــ اے قائد اعظم
ہم عہد تو کرتے ہیں کہ رکھیں گے تری لاج ـــ افسوس! مگر آج
وہ جہدِ مسلسل ہے نہ وہ کوشش پیہم ـــ اے قائد اعظم

گیڈگل، ڈاکٹر پروفیسر:

قائد اعظم محمد علی جناح نے پروفیسر مذکور کا ذکر اپنے اس انٹرویو میں کیا ہے جو انہوں نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو رائٹر کے نمائندے کو دیا تھا وہ لکھتے ہیں

نامور پروفیسر ڈاکٹر گیڈگل نے بھی اپنے ۱۹ اکتوبر کے بیان میں یہ سچی بات کہی ہے کہ نئی انڈین یونین کی موزوں اور مناسب تعبیر صرف یہ ہے کہ یہ ایک ہندو ریاست ہے یا ہندو قومی ریاستوں کا وفاق ہے وہ کہتا ہے کہ انڈین یونین کو ہندو ریاست کہنا اس بنا پر درست ہے کہ یہی اس کے مزاج کا سب سے نمایاں اور بالاتر پہلو ہے

گیلانی غلام مصطفےٰ شاہ:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز مسلم لیگی رہنما اور مغربی پاکستان اسمبلی کے سابق رکن۔

وہ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد میدان سیاست میں قدم رکھا۔ ۱۹۳۸ء میں جب مجلس اتحاد ملت، مسلم لیگ میں مدغم ہو گئی تو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جدوجہد آزادی کے مجاہدین کی صف میں شامل ہو گئے۔ قیام پاکستان کی جدوجہد کے سلسلے میں پانچ سال تک قید کاٹی۔ خضر وزارت کے خلاف چلنے والی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آباد کاری اور بہبود کے لئے کام کیا۔ تحریک پاکستان میں زبردست خدمات انجام دیں۔ تحریک پاکستان میں نمایاں کارکردگی کے اعتراف میں انہیں ۱۹۸۷ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا گیا۔ وہ ابتداء سے وفات تک مسلم لیگی رہے۔ شعلہ بیاں مقرر تھے۔

انہوں نے ۲۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو لاہور میں وفات پائی۔

ل

لاجپت رائے:

۹ ستمبر ۱۹۲۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو جلسہ کلکتہ میں ہوا اس میں انہوں نے شرکت کی۔ ازاں بعد ۱۹۲۷ء میں وزیر ہند لارڈ برکن ہیڈ نے ہندوستان کو بعض سیاسی مراعات دینے کی غرض سے جو کمیشن قائم کیا اس کی مخالفت کرنے والوں میں قائد اعظم کے ساتھ لالہ لاجپت رائے نے لیجسلیٹو اسمبلی میں ایک قرار داد کے ذریعے اعلان کیا کہ چونکہ اس ایوان کے نزدیک سائمن کمیشن کی ہیئت ترکیبی اور اسکیم قطعی ناقابل قبول ہیں لہٰذا اسمبلی کو اس کمیشن سے کسی حیثیت سے اور کسی منزل پر کسی قسم کا واسطہ نہیں ہو گا۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ اسمبلی کو اس کمیشن پر اعتماد نہیں ہے جو انہوں نے ہندوستان کے آئین کے سلسلے میں مقرر کیا ہے' قائد اعظم نے اس قرارداد پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت ہمارے موقف کو سمجھنے پر تیار نہیں تو ہمیں بھی اس بات کا اختیار حاصل ہے۔ کہ ہم اس سے تعاون کریں یا نہ کریں۔ ۵ مارچ ۱۹۳۶ء کو دیال سنگھ کالج لاہور کے ہال میں جو جلسہ منعقد ہوا اس کالج کی یونین کے صدر لالہ لاجپت رائے تھے انہوں نے قائد اعظم کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں گوکھلے سے تشبیہ دی۔

وہ ۱۹۶۵ء میں جگراؤں (لدھیانہ) میں منشی رادھا کشن کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۰ء میں انٹرنس اور ۱۸۸۳ء میں مختار کاری کا امتحان پاس کیا اور وکالت کو بطور پیشہ اپنایا ۱۸۹۳ء میں ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ انہوں نے دیانند اینگلو ویدک کالج قائم کیا اسی کالج کے سیکرٹری اور پھر پروفیسر تاریخ رہے آریہ یتیم خانہ فیروز پور کے سیکرٹری بھی رہے۔

متعدد کتب تصنیف کیں جن میں گیری بالڈی' دیانند اور سیواجی قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں کانگریس کا جو وفد انگلستان گیا وہ اس میں رکن کی حیثیت سے شریک تھے۔ ۱۹۲۰ء میں کلکتہ میں آل انڈیا کانگریس کے اجلاس کی صدارات کی بندے ماترم

نامی رسالہ جاری کیا۔ ۱۹۲۴ء میں سرونٹس آف پیپل سوسائٹی قائم کی۔

۱۷ نومبر ۱۹۲۸ء کو وفات پائی۔

لارڈ سائین (ہندوستانی بار):

قائداعظم ایک اعلیٰ پائے کے قانون دان تھے۔ اپنی دیانتداری، فرض شناسی اور بے باکی کی وجہ سے خاصی شہرت رکھتے تھے یہی وجہ ہے قائداعظم کو ہندوستانی بار کا لارڈ سائین کہا جاتا تھا۔

لارنس باغ لاہور:

دیکھئے باغ جناح لاہور

لاڑکانہ میونسپل کمیٹی:

قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ یہ سپاسنامہ انگریزی میں ریشمی کپڑے پر تحریر تھا۔

صوبہ سندھ کا یہ مشہور شہر نہر گھاڑ کے کنارے کوٹری حبیب کوٹ ریلوے سیکشن پر حبیب کوٹ سے ۴۰ میل اور دادو سے ۴۶ میل کی دوری پر واقع ہے لاڑک قبیلے کی نسبت سے لاڑکانہ کہلاتا ہے اس کے قریب ہی آدم شاہ کے پوتے محمد کلہوڑا کا مزار مرجع خلائق ہے۔ چانڈ کا میڈیکل کالج، شیخ زید زنانہ ہسپتال، مصطفیٰ کمال پاشا اور ڈاکٹر احمد سوئیکارنو کی یادگاریں اور سر شاہنواز لائبریری کے لئے مشہور ہے۔

۱۹۷۹ء میں ایٹمی سنٹر قائم کیا گیا۔ کیڈٹ کالج کی تعمیر بھی شروع ہے ریلوے سٹیشن جدید طرز کا ہے۔

لال جی حسین بھائی:

انہوں نے ۱۹۲۶ء میں بمبئی سے مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں قائداعظم کے مخالف کی حیثیت سے حصہ لینے کا اعلان کیا الیکشن کے روز مسٹر حسین بھائی لال جی مقابلہ سے دستبردار ہو گئے اور مسٹر محمد علی جناح بلامقابلہ اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔ اگرچہ ہندو کانگریس نے حسین بھائی لال جی کو اسمبلی کا رکن منتخب کرانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا تاہم قائداعظم کے تین ہزار چھ سو ووٹوں کے مقابلے میں صرف ایک سو ستائیس ووٹ نصیب ہوئے۔

مسلمان عوام نے حسین بھائی لال جی کے اس اقدام پر بڑے اضطراب کا اظہار کیا لیکن قائداعظم کی جبیں پر بل تک نہ آیا اور نہ ہی وہ اپنے ذاتی انتخاب کے سلسلہ میں بمبئی تشریف لے گئے کیوں کہ انہیں اپنی قوم پر مکمل بھروسہ تھا قوم نے بھی ان کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائی۔

لال چند نول رائے:۔

امپیریل لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن:۔ دیکھئے مسودہ قانون مال گزاری۔

لال خاں چودھری:

قائداعظم محمد علی جناح کے معتقد اور تحریک پاکستان کے کارکن۔ وہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۰ء کو شیخوپورہ ضلع میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد زمینوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے امیدوار چودھری روشن دین بھنگو کو کامیاب کرانے کی کوشش کی۔ کالر کے علاقے میں قائداعظم کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لئے اہم کردار انجام دیا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی سیاست میں بھرپور حصہ لیتے رہے ۱۹۶۲ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ محترمہ فاطمہ جناح کے صدارتی انتخاب میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

نارنگ منڈی میں ان کی یاد میں لال خاں لائبریری ٹرسٹ بھی قائم کیا گیا ہے انہوں نے ۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ء کو وفات پائی۔

لالن، سیٹھ نور محمد:

کراچی کے مشہور تاجر۔ انہوں نے قائداعظم کی فرم محمد علی جناح بھائی کی فرم سے تقریباً ۲۵ ہزار روپے کی مالیت کی فش ماوز لندن اور تقریباً دس ہزار روپے کی مالیت کی اشیاء چین بھجوائیں اس کاروبار میں نوعمر محمد علی نے دو ہنڈیاں بھی جو ڈھائی ڈھائی ہزار کی تھیں اپنے دستخطوں سے لکھ کر نور محمد لالن کے سپرد کی تھیں۔ ایک ہنڈی ۲۷ نومبر ۱۸۹۲ء کو اور دوسری ۲ دسمبر ۱۸۹۲ء کو لکھی گئی۔

۱۹۱۹ء میں قائداعظم کراچی آئے تو سیٹھ نور محمد لالن سے ملنے کے لئے گئے۔ انہوں نے سیٹھ نور محمد سے اپنے پیدائشی مکان کے

بارے میں پوچھا تو اس نے مکان کی نشان دہی کی اور اپنے پوتے عاشق لالن کو ان کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ قائد کو نیو نہم روڈ پر لے جا کر انہیں ان کا پیدائشی مکان دکھا دے۔

لاہور :

قائداعظم محمد علی جناح کا پسندیدہ شہر۔ اس شہر کو قائد نے قرارداد لاہور کی منظوری کے لئے منتخب کیا۔ ۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کو لاہور کے گلوب تھیٹر میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرہواں ملتوی شدہ اجلاس قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا اپنے خطبہ صدارت میں برصغیر کی سیاسی صورت حال کا ایک مدبر اور سیاست دان کی حیثیت سے نہایت تفصیل سے حقیقت پسندانہ جائزہ پیش کیا۔ رولٹ ایکٹ کی منظوری کے بعد سے ہندوستان میں ہونے والی سیاسی تبدیلیوں اور سرگرمیوں کی نشاندہی کی اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالی اس تقریر میں قائد نے غلام محمد بھرگڑی کی خدمات کو بھی خراج عقیدت پیش کیا۔ ۱۹۲۹ء میں قائداعظم علم الدین شہید کے مقدمے کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے اور لاہور ہائی کورٹ میں پیش ہوئے۔

۲۹ فروری ۱۹۳۶ء کو ثالث کی حیثیت سے مسجد شہید گنج کے قضیے کے سلسلے میں پھر لاہور تشریف لائے۔ لاہور ٹاؤن ہال میں خطاب کیا، پنجاب کے گورنر سے بھی ملاقات کی۔ قائداعظم نے مسجد شہید گنج کے سلسلے میں جو مصالحتی کردار ادا کیا گورنر پنجاب نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اپریل ۱۹۳۶ء میں مرکزی پارلیمانی بورڈ کی تشکیل کے سلسلے میں لاہور آئے اور سر فضل حسین اور ملک لال دین قیصر سے ملاقات کی۔ علامہ اقبال سے بھی تبادلہ خیال کیا۔

جون ۱۹۳۶ء میں کشمیر سے پھر لاہور پہنچے اور برکت علی اسلامیہ ہال اور نیڈوز ہوٹل سے خطاب کیا۔ اجلاس میں چار سو سے زائد مسلم لیگیوں نے حصہ لیا۔

۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائداعظم قرارداد پاکستان کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے اور منٹو پارک میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ جلسے کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں قرارداد لاہور پیش کی گئی اور قائد نے ایک تاریخی خطبہ پیش کیا۔

فروری ۱۹۴۱ء میں قائداعظم پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جلسے میں شرکت کے لئے آئے انہوں نے ۲ مارچ کو اس کے اجلاس میں کہا۔

"اپنے آپ کو ایک قوم کا فرد قرار دینے سے کچھ حاصل نہ ہو گا کوئی قوم ہوا پر نہیں بستی اور زمین پر زندگی گزارتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی زمین کی حاکم ہو۔"

۲۲ نومبر کو علامہ اقبال کے مزار پر حاضری دی ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو قائداعظم نے جناح کالج ور جناح اسکول لاہور کی طالبات کے ایک استقبالیہ میں شرکت اور طالبات سے خطاب کیا۔

۱ مارچ ۱۹۴۴ء کو قائداعظم نے مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اپریل ۱۹۴۴ء کے آخر میں پھر قائداعظم لاہور آئے۔ اور وزیر اعظم پنجاب ملک خضر حیات ٹوانہ سے تبادلہ خیالات کیا۔

۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء کو قائداعظم انتخابات کا جائزہ لینے کے لئے لاہور آئے۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ انتخابات منصفانہ ہوئے تو لیگ سو فی صد کامیابی حاصل کرے گی۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائداعظم لاہور آئے ۲۸ مارچ تک یہیں مقیم رہے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے آخری عشرے میں پھر قائداعظم لاہور آئے

لاہور میونسپل کارپوریشن

۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو لاہور میونسپل کارپوریشن نے مرکزی حکومت سے سفارش کی کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی خدمات کے صلے میں ان کی شخصیت کو بین الاقوامی سطح پر روشناس کرانے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے ایک قائداعظم ایوارڈ جاری کیا جائے۔ دنیا میں امن و انصاف کے لئے کوشش کرنے والوں، محکوم قوموں کے حق خود ارادیت اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے نمایاں خدمات انجام دینے پر یہ ایوارڈ دیا جائے۔ یہ تجویز کارپوریشن کے ماہانہ اجلاس میں میاں مصطفےٰ کمال پاشا نے پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کر لی گئی

لاہور پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ یہ دریائے راوی کے کنارے واقع دار الحکومت سے ۱۸۵ میل کی دوری پر گرینڈ ٹرنک روڈ پر واقع پاکستان میں اندرونی تجارت کے لئے مشہور ہے۔ قریب ہی مغلپورہ ریلوے ورکشاپ ہے۔ چمڑے کی اشیاء، لوہا اور فولاد، ربڑ کیمیائی اشیاء ادویات، سوتی کپڑا، بجلی کے پنکھے، سونے چاندی کے زیورات، سائیکل اور دیگر اشیاء بنانے کے لئے ملک بھر میں مشہور ہے۔ شالامار باغ، باغ جناح

، گلشن اقبال ، ریس کورس پارک ، جلو پارک ، مشہور تفریح گاہیں ہیں ۔ مشہور عمارات میں ہائی کورٹ ، سٹیٹ بنک ، نیشنل بنک ، ایل ڈی اے ، واپڈا ہاؤس ، اسلامی سربراہی مینار الفلاح قابل دید عمارت ہیں مینار پاکستان آزادی کے مینار کے طور پر مشہور ہے ۔ عجائب گھر لاہور میں گندھارا آرٹ کے نمونے اور مغل مصوری اور مسکوکات کے قیمتی ذخیرے ہیں ۔ چند فلم سٹوڈیو ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشن بھی ہیں ۔ اب یہاں خشک بندرگاہ بھی قائم کردی گئی ہے ۔

حضرت سیدنا علی ہجویری ، حضرت پیر مکی ، حضرت میاں میر حضرت مادھولال حسین اور حضرت شاہ محمد غوث کے مزارات مرجع خلائق ہیں ۔

اسی لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس میں حضرت قائداعظم کی صدارت میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی ۔

اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پنجاب یونیورسٹی ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج ، فاطمہ جناح میڈیکل کالج ، اورنیٹل کالج ، علامہ اقبال میڈیکل کالج اور گورنمنٹ کالج مشہور ہیں ۔ مشہور ہسپتالوں میں میو ہسپتال ، گنگا رام ، زید بن سلطان ہسپتال ، لیڈی ولنگڈن ، گلاب دیوی ، اتفاق ، ریلوے اور واپڈا ہسپتال شامل ہیں ۔

لاہور ہائی کورٹ

دیکھئے لاہور

لائبریری

قائداعظم کتابوں کے بڑے دلدادہ تھے ۔ اور اچھی اچھی کتابیں ان کے زیر مطالعہ رہتیں ۔ انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں کتابیں جمع کی تھیں ۔ ان میں سے صرف دو ہزار کراچی یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہیں ۔ قائداعظم کی لائبریری کے بارے میں پروفیسر اختر حنیف یوں رقمطراز ہیں ۔

قائداعظم نے اپنی قانون کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ (قریبا ایک ہزار کتابیں) اوائل ۱۹۴۵ء میں اپنے بمبئی کے قیام کے دوران این ایم ترپاٹھی بمبئی کے ایک بک سیلر کے ہاتھ فروخت کردیا تھا ۔ کیوں کہ آپ نے ۱۹۴۴ء میں قانون کے پیشہ سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی ۔ مجموعہ کتب میں صرف ۶۵ کتابیں ایسی ہیں جن پر آپ نے اپنا نام تحریر کیا ہے یا دستخط کئے ہیں ۔ اور چند پر تاریخ بھی لکھی ہے سب سے پرانی کتاب جس پر دستخط اور تاریخ ہے وہ ہے

Ira Remsen Anintroduction to the study of chemistry . London Macmillan 1893. اس پر آپ نے اپنا نام " محمد علی جناع بھائی " لکھا ہے اور تاریخ ہے ۔ ۲۰ جون ۱۸۹۵ء اس تاریخ سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ آپ اپنے نام کے ساتھ ۱۸۹۵ء تک " بھائی " کا لفظ استعمال کرتے رہے ۔ اس ضمن میں قائد کے سوانح نگار ہیکٹر بولیتھو نے لکھا ہے کہ

" محمد علی جناح اپریل ۱۸۹۴ء تک اپنے نوعمری کے نام جناح بھائی " جو گجراتی لوگوں میں مستعمل ہے ' استعمال کرتے رہے او ر ۱۴ اپریل ۱۸۹۴ء کو قائد نے انگریزی طرز پر اپنے نام کو ایم اے جناح کے طور پر تمام عمر کے لئے اپنایا ۔

ان کتابوں میں صرف ایک کتاب ہے ۔ جس پر آپ نے نوٹ تحریر کیا ہے کتاب کا نام ہے ۔

Walter Scott : Old mortality . Brighton standford. اور نوٹ حسب ذیل ہے ۔

This book is mine till I am dead .
Steel not for fear of shame
So here's owner name.
M.A Jinnah

اس نوٹ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قائد نے انگریزی طرز پر نام جون ۱۸۹۵ء کے بعد اپنایا ۔

مجموعہ کتب میں قائد کی دستخط شدہ کتاب جو سب سے آخری ہے وہ حسب ذیل ہے ۔

Liaquat Ali Khan
: Resolutions of All India Muslim League.

مجموعہ کتب کے جائزے سے

دوسری بات جو معلوم ہوئی ہے وہ یہ کہ کچھ کتابیں مصنفین اور ناشرین نے آپ کو تحفہ میں پیش کیں۔ اور کچھ آپ کے دوستوں اور مداحوں نے ایسی کتابوں کی تعداد جن پر پیش کرنے والوں کے نام تحریر ہیں وہ ۱۲۸ ہیں۔

الائس مینل کا مجموعہ کلام آپ کو مسز سروجنی نائیڈو نے پیش کیا۔ اس پر مسز نائیڈو کا تحریر کیا ہوا حسب ذیل نوٹ ہے۔

To

M.A.Jinnah from his friend and comrade Sarojni Naidu in rememberance of 28th

June 1913 London 'Indian Association.

اپریل ۱۹۱۳ء میں قائداعظم ہندو لیڈر گوپال کرشن گوکھلے کی معیت میں تفریح کے لئے لندن گئے تھے۔ وہاں پر آپ نے گوکھلے اور سروجنی نائیڈو کے ساتھ مل کر انڈین ایسوسی ایشن قائم کی اور ۲۸ جون ۱۹۱۳ء کو کنگز ہال لندن میں ایک یادگار تقریر کی۔ مسز سروجنی نائیڈو نے اسی تقریر کا خصوصی حوالہ دیتے ہوئے کتاب کو تحفتاً پیش کیا۔ اسی کتاب پر مسز نائیڈو کے ہاتھ کا تحریر کیا ہوا ایک اسٹینزا بھی ہے جو حسب ذیل ہے۔

Thou do,not beset the path to every shrine.
My trembling thoughts discern. The goodness the good for which I
price, And if it turn from one sir, I turn
Unto a smile of thine.

دوسرے لوگوں نے جو دستخط شدہ کتابیں قائد کو پیش کیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ مہاراجہ رانا سرلودے بھان جی

۲۔ سر شاہنواز خان آف ممدوٹ

۳۔ سلطان جہاں بیگم نواب آف بھوپال

اس مجموعہ کتب میں چند کتابیں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کی بھی ہیں اور چند آپ کی اہلیہ رتی بائی جناح اور دختر دینا کی ہیں جو اب دینا نیوال واڈیا ہیں اور بمبئی میں مقیم ہیں۔

اپنی کتاب میں ہیکٹر بولیتھو نے لکھا ہے کہ ظاہری طور پر جناح کو ادب، آرٹ اور ہسٹری سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ان کا ذہن ماضی کی طرف راغب نہیں ہوتا تھا اور لندن میں ان کی دلچسپیاں صرف ایکٹران کے لیکچرز اور پارلیمنٹ کی تقاریر تک ہی محدود تھیں۔

یہ صحیح نہیں ہے۔ ان کے ذخیرہ کتب سے اس کی نفی ہوتی ہے۔ قائد ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور لندن کے قیام کے دوران حسب ذیل کتابیں انہوں نے خریدیں۔ حالانکہ وہ تعلیم قانون کی حاصل کر رہے تھے۔

1. Peoms of Elizabeth Barret London. - Routledge, 1893.

2. The Life and Workes of Lord Byron.- London, Fullarton.

ہسٹری سے بھی انہیں عدم دلچسپی نہ تھی بلکہ یہ بھی آپ کا پسندیدہ مضمون تھا اور حسب ذیل کتابیں انہوں نے اپنے لندن کے دوران قیام ۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۶ء تک خریدیں اور ان کا مطالعہ کیا۔

1. Lord Macaulay & The history of England from the accession of James the Second. London, Longman, 1889, 8 Volumes.

2. Edward Gibbon : The decline and fall of Roman Empire London, Fredrick, 1895.

3. George Cos : The crusdes. London Longman, 1889.

4. J.R. Seeley : Expansion of England, London, Macmillan, 1895.

5. F.A. Mignet : History of French Revolution from 1789 to 1814. London, George Bell, 1894.

قائد نے قانون کی کتابوں کے علاوہ جو ان کا پیشہ تھا دیگر علوم کی بھی کتابیں جمع کیں جس سے آپ کی علم سے دلچسپی کا شوق ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کے پاس قریب قریب ہر مضمون پر کتابیں موجود تھیں۔ آپ کا ادب کا شوق نہایت اعلیٰ تھا اور لٹریچر کے معیاری مجموعے جن میں شکسپیر، بائرن، ٹینی سن، ورڈزورتھ کے مکمل ورکس تھے۔ رباعیات عمر خیام، سعدی شیرازی کی گلستان و بوستان، ٹیگور کی گیتانجلی کے انگریزی کے تراجم آپ کے ذخیرہ کتب میں شامل ہیں۔

قائد کو مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام سے والہانہ محبت تھی اور اسلامی کتب کی خرید کا ۱۹۰۰ء سے پہلے ثبوت ملتا ہے آپ اپنی

شروع زندگی میں نپولین بونا پارٹ سے بھی متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کے پاس نپولین کی سوانح حیات پر تین کتابیں موجود ہیں جو آپ نے ۱۹۰۵ سے پہلے حاصل کیں اور ان میں سے دو پر آپ کے دستخط بھی ہیں۔

قائد نے اپنی حاصل کی ہوئی کتابوں کو ہمیشہ احتیاط سے اپنے پاس محفوظ رکھا اور اپنے عہد کو جو آپ نے ۱۸۹۵ء میں کیا تھا عمر بھر نبھایا کہ

This book is mine
Till I am dead

M.A.Jinnah
10th Septembe.

لائل پور (اب فیصل آباد)

قائداعظم محمد علی جناح میاں عبدالباری ضلعی صدر اور جنرل سیکرٹری عزیزالدین کی دعوت پر ۱۷ نومبر ۱۹۴۲ کو بذریعہ ریل لاہور سے لائل پور روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ نواب افتخار حسین ممدوٹ، آغا جان، محمد بیرسٹر راولپنڈی مولانا عبدالستار خان نیازی، سید بہاؤ الدین گیلانی بٹالہ۔ خواجہ ناظم الدین بنگال، مولانا عبدالحامد بدایونی۔ جمال میاں فرنگی محل۔ میاں امیر الدین۔ میاں عبدالکریم سوداگر چرم اور خواجہ عبدالغنی بھی تھے۔ جب گاڑی شیخوپورہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو ظہیر نیاز بیگی نے ریلوے اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا اسی اسٹیشن پر قائداعظم کو تھیلی پیش کرنے کے علاوہ لنچ بھی دیا گیا۔ جب وہاں سے لائل پور پہنچے تو قائد نے فرمایا اب پاکستان کی منزل دور نہیں۔ ریلوے اسٹیشن سے قائداعظم اور خواجہ ناظم الدین کا ڈیڑھ میل لمبا جلوس نکالا گیا جلوس ریلوے اسٹیشن سے ریل بازار اور بھوانہ بازار سے گزرتے ہوئے عید گاہ باغ میں ختم ہوا۔

قائداعظم کی خدمت میں میونسپل کمیٹی لائل پور، کرسچین ایسوسی ایشن اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے سپاس نامے پیش کئے۔ میاں عبدالباری صدر مجلس استقبالیہ اور خواجہ ناظم الدین صدر کانفرنس نے اپنے طویل مگر پر از معلومات خطبے پڑھے۔ خلیق قریشی نے قائداعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ نظم پڑھی۔

ملت کا خضر راہ محمد علی جناح
بے تاج بادشاہ محمد علی جناح
جو رک نہ سکا کفر کے کوہ مہیب سے
وہ سیل بے پناہ محمد علی جناح
گرداب سے وہ قوم کی کشتی نکال کر
لایا لب مراد پہ ہے دیکھ بھال کر
ملت کی آرزو کا ستارا وہی تو ہے
اسلامیوں کی آنکھ کا تارا وہی تو ہے
جس کے اک اک اشارے پر ہو جاں نثار
محبوب دل نواز دل آرا وہی تو ہے
اسلامیوں کو جس نے دیا زندگی کا درس
جرات کا اور تہور و مردانگی کا درس
دانش میں بے نظیر فراست میں باکمال
بیش میں بے مثال سیاست میں باکمال
وہ رہبر وہ قائد اعظم وہ رہنما
وہ قائد جہاں. وہ قیادت میں باکمال
لاریب وہ ہے فضل خدا سے ادا شناس
وہ ماسوا شناس بھی ہے اور خدا شناس

آخر میں سر سکندر حیات خاں وزیراعظم پنجاب نے بھی تقریر کی ۱۸ نومبر دوپہر کو مستورات کا جلسہ زیر صدارت محترمہ فاطمہ جناح منعقد ہوا۔ شام ۵ بجے معززین فیصل آباد نے دعوت چائے دی۔ سردار بہادر دلباغ سنگھ نے لائل پور کے عوام کی جانب سے قائداعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ ۱۹ نومبر کو آخری اجلاس ہوا اور آخر میں قائداعظم نے فرمایا۔

”اب پاکستان کے سوال کو لو۔ یہ سوال بالکل واضح ہے بچہ بچہ جانتا ہے کہ پاکستان کیا ہے میں آپ کو سی پی کا ایک قصہ سناتا ہوں بارہ سال کا ایک بچہ پاکستان کا نعرہ لگا رہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ پاکستان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہماری حکومت۔ میں نے اس سے پوچھا کہ حکومت کہاں قائم کرو گے؟ اس نے کہا بنگال. پنجاب، سندھ اور سرحد میں۔ میں نے پوچھا وہاں کیوں اپنے صوبے میں یہ حکومت قائم کیوں نہیں کرتے۔ وہ کچھ گھبرایا مگر دو منٹ بعد اس میں ہمت آگئی اور اس نے کہا کہ اس لئے کہ وہاں ہماری اکثریت ہے۔ میں کہتا ہوں جب بچے سمجھتے ہیں کہ پاکستان کیا ہے تو یہ بڑے بڑے ہندو اور بڑے بڑے اخبار کیوں جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نہیں سمجھتے کہ پاکستان کیا ہے؟ مگر وہ سمجھنا نہیں چاہتے وہ چال چلتے ہیں۔ یہ فریب بازی اس لئے ہے کہ مسلمانوں کو کسی طرح پھندے میں پھنسایا جاسکے۔ یہ کانفرنس ہر

لحاظ سے غیر معمولی طور پر کامیاب رہی۔"

اجلاس میں ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔ قائداعظم کی خدمت میں باشندگان ضلع نے گیارہ ہزار روپے کی تھیلیاں پیش کیں۔

اس سے قبل سپاسناموں کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا میں اب پاکستان کو معرض وجود میں آتے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پاکستان اب ایک ٹھوس حقیقت بن چکا ہے۔ یہ پرچم سبز ٹکڑے کا نہیں بلکہ پاکستان کی امنگوں اور تمناؤں کا نقیب ہے۔ پاکستان بن کر رہے گا اور لائل پور اس کا عظیم شہر ہو گا۔

(قائداعظم اور لائل پور)
ڈاکٹر معین الرحمن

لاؤنڈلیس، سر جارج :

بمبئی میں مقیم ایک انگریز بیرسٹر۔ انہوں نے قائداعظم کے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ قائد نے ان کے بارے میں فرمایا تھا۔

میں انہیں اپنے باپ کے برابر سمجھتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے بیٹے کا سا سلوک کرتے تھے۔ جب وہ حکومت ہند کے لاء ممبر کی حیثیت سے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں شامل ہو گئے تو میں نے ان کی شدید مخالفت کی۔ بایں ہمہ ہماری دوستی آج تک قائم ہے۔ پنڈت موتی لال اور میں لیجسلیٹو اسمبلی میں خونخوار بلیوں کی طرح لڑتے تھے۔ مگر اس گرما گرمی کے بعد وہ میری بیوی اور میری جانب سے رات کے کھانے پر مدعو ہوتے۔ سیاسی اختلافات کے باوجود میرے دل میں کسی کے لئے بغض و کینہ نہ تھا۔

(قائداعظم جناح ص ۴۰
آر جی الانہ)

لائیڈ جارج :

بمبئی کا گورنر۔ اس نے ہندوستان کے وائسرائے سے ہارن مین، جمنا داس، دوار کا داس، عمر سوبانی، مسز نائیڈو، سیٹھی بنکر، قائداعظم اور گاندھی کی جلاوطنی کے سلسلے میں جو بات چیت کی تھی اس کے نتیجے میں حکومت بمبئی کے چیف سیکرٹری نے ایک حکم نامہ جاری کیا تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ حکومت بمبئی اس اقدام (جلاوطنی) کو بمبئی پریذیڈنسی کی سلامتی اور قیام امن کے لئے ضروری سمجھتی ہے۔

لائق علی، میر :

حیدر آباد کے وزیراعظم

۲۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو جب حکومت ہند نے اعلان کیا کہ وہ کاٹھیاواڑ کی ریاستوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دے گی اور وہاں ایک بریگیڈ فوج بھی بھیج دی۔ انہی دنوں میں حیدر آباد دکن کے وزیراعظم میر لائق علی لاہور آئے اور انہوں نے قائداعظم کے ساتھ علالت کے باوجود تین گھنٹے تک مذاکرات کئے۔

بات چیت میں حیدر آباد کے سیاسی مسائل کے علاوہ برعظیم کے عمومی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ اس طویل ملاقات اور بحث مباحثے نے قائداعظم کو اس قدر کمزور کر دیا کہ ان کے ٹمپریچر میں اضافہ ہو گیا اور وہ کئی روز تک خود کو نہ سنبھال سکے۔

(بحوالہ ملت کا پاسباں کرم حیدری)

وہ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے انہوں نے مانچسٹر یونیورسٹی سے بی ایس سی آنرز میں امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ ۱۳ سال تک انجینئرنگ کے شعبے سے وابستہ رہے۔ ۱۹۴۳ء میں ہندوستان کی سیاست میں دلچسپی لینے لگے۔ قائداعظم کے بڑے قریب تھے۔

قائد نے پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لئے جو جائزہ کمیٹی مقرر کی تھی وہ اس کے رکن تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آزاد حیدر آباد دکن کے وزیراعظم تھے۔ ۱۹۴۸ء میں جب بھارت نے حیدر آباد دکن پر قبضہ کیا تو انہیں گرفتار کر لیا گیا لیکن وہ کسی طرح بھاگ کر پاکستان چلے آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے سات سال تک دفاعی امور کے مشیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۱ء کا زمانہ خاموشی سے گزارا اور اس دوران ٹریجڈی آف حیدر آباد نامی کتاب لکھی۔

پاکستان آنے کے بعد مہاجرین کی آباد کاری کے لئے ایک ٹرسٹ بھی قائم کیا۔

۲۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو نیویارک میں انتقال کیا۔ لیکن جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

لباس :

قائداعظم محمد علی جناح بڑے خوش پوش تھے۔ اس ضمن میں محمد الیاس مسعود ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء کے نوائے وقت لاہور میں لکھتے

ہیں۔

لباس کے معاملہ میں قائداعظم کی پسند اتنی بلند تھی کہ اس کا مقابلہ ہزاروں میں سے ایک آدمی ہی کر سکتا تھا۔ آپ جو بھی لباس زیب تن کرتے وہ اتنا مکمل اور اعلیٰ ہوتا کہ اس میں کوئی بھی آدمی آداب لباس کے اعتبار سے نقص نہ نکال سکتا تھا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ قائداعظم عموماً انگریزی لباس زیب تن کرتے تھے۔ لیکن جب اچکن، چست پاجامہ، ٹوپی اور سلیم شاہی جوتا پہنتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کہ انہوں نے کبھی کوئی اور لباس پہنا ہی نہیں۔ قائداعظم نے شلوار پہلی بار ممدوٹ ولا لاہور میں ۱۹۴۴ء میں پہنی تھی۔ یہ شلواریں لاہور کی ایک مشہور فرم نے تیار کروائی تھیں۔ انہوں نے جب شلوار پہنی تو ممدوٹ ولا کے مغربی برآمدے میں آئے اور بڑے خوش تھے شلوار پہن کر انہوں نے چست پاجامہ کی گھٹن اور پتلون کے بوجھ سے نجات محسوس کی تو بہت خوش ہوئے فرمایا:

"یہ بہت ہلکی ہے اور ہوادار ہونے کے ساتھ ساتھ آرام دہ بھی ہے۔ اس کے بعد وفات تک انہوں نے شلوار ہی پہنی۔

لبرل کانسٹی ٹیوشنل پارٹی :

مصر کی سیاسی جماعت جس نے قائداعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں ۱۹ دسمبر ۱۹۴۶ء کو عصرانہ دیا۔ قائداعظم نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

ہمارے لئے پاکستان زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے۔ اور اگر آپ اپنے گھروں میں آزاد رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ آپ ہماری امداد کریں۔

ہندوامپائر کا مطلب صرف ہندوستان ہی میں اسلام کا خاتمہ نہیں ہو گا بلکہ دوسرے مسلمان ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ اگر ہم ڈوب گئے تو سب ڈوب جائیں گے۔

مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی اور لبرل کانسٹی ٹیوشنل پارٹی کے سیکرٹری جنرل ایاز پاشا قائد کی اس تقریر سے بے حد متاثر ہوئے۔

لٹل گبز روڈ (Little Gibbs Road)

قائداعظم محمد علی جناح نے بمبئی میں جب ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ پر اپنی نئی کوٹھی تعمیر کرائی تو انہوں نے پرانا بنگلہ منہدم کرا دیا۔ اور اس کی جگہ نئی کوٹھی بنوائی۔ اس دوران میں لٹل گبز روڈ پر ایک مکان میں رہے۔

لٹل گبز روڈ پر اب یہ مکان نہیں رہا۔

لٹل گو :

قائداعظم محمد علی جناح کے تمام سوانح نگاروں نے قائداعظم کے لنکن ان میں داخلے سے قبل لٹل گو کا امتحان پاس کرنے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے محقق قائداعظم رضوان احمد لکھتے ہیں کہ ہر بڑی لغت میں اس اصطلاح کے معنی آکسفورڈ یونیورسٹی کے بی اے کے داخلے کا امتحان ہے اور آج بھی اسی معنی میں مستعمل ہے۔

لقمان جی، ابراہیم جی

کراچی کے مشہور تاجر اور بوہرہ فرقہ کے رہنما۔ انہوں نے قائداعظم کی خدمت میں پاکستان کے کرنسی نوٹوں کے نمونے چھاپ کر پیش کئے تھے۔

وہ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پرنٹنگ کے کاروبار کو فروغ دیا۔ تقسیم سے قبل بمبئی میں سب سے بڑا پرنٹنگ پریس قائم کر کے شہرت پائی اسی پریس میں انہوں نے پاکستان کے کرنسی نوٹوں کے نمونے بھی چھاپ کر پیش کئے تھے۔ قائداعظم نے ان کو پاکستان میں سیکورٹی پرنٹنگ پریس قائم کرنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن وہ پاکستان میں جلد نہ آسکے۔ بعد میں انہوں نے پاکستان میں ہیرلڈ بیلی کیٹسز کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کی۔

تقسیم کے وقت انہوں نے گودھرا کے ہندو مسلم فسادات میں ہزاروں مسلمانوں کی جان بچائی۔

۳ مئی ۱۹۶۶ کو کراچی میں انتقال کیا۔

(بحوالہ انجام کراچی ۴ مئی ۱۹۶۶)

لکھنؤ (معاہدہ)

۱۹۱۶ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی کوششوں سے مسلم لیگ اور کانگریس کے سالانہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوئے۔ قائداعظم دو روز قبل اجلاس میں شرکت کے لئے بمبئی سے یہاں آئے۔ مشترکہ اجلاس اے سی مجمدار کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں پہلی مرتبہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کیا۔

یہ اجلاس اس اعتبار سے اہم تھا کہ اس میں صوبائی خود مختاری

اور مرکزی اور صوبائی مجالس قانون ساز کے ۸۰ فی صد ارکان منتخب کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ بھی طے پایا کہ بعض شرائط کے تحت انتظامیہ مجلس قانون ساز کے سامنے جوابدہ ہوگی یہ تحفظ قبول کیا گیا کہ مسودہ قانون یا قرار داد کا اطلاق کسی ایک فرقہ پر نہیں ہو گا۔ اگر اس فرقے کے تین چوتھائی ارکان اس کی مخالفت کریں گے تو اسے منظور کرنے کے لئے کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اس سمجھوتے میں مرکزی حکومت میں مسلم منتخب ارکان کا تناسب ۱/۳-۳۳ فی صد مقرر کیا گیا۔

پنجاب اور بنگال میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان کی نمائندگی کا تناسب علی الترتیب ۵۰ فی صد اور ۴۰ فی صد قرار دیا گیا بمبئی، صوبجات، بہار، ۳۰، ۲۵ اور ۱۵ مقرر کیا گیا۔ پنجاب اور بنگال کو ان کی مسلم اکثریت کے استحقاق سے کم نمائندگی دی گئی۔ البتہ دوسرے صوبوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں تھے وہاں کی آبادی میں تناسب سے زیادہ نمائندگی دی گئی۔ مسلم اہل قلم حضرات نے اس سمجھوتے پر اعتراض کیا کہ مسلمان جن صوبوں میں اقلیت میں تھے وہاں آبادی کے تناسب سے قدرے زیادہ نمائندگی مل جانے سے ان کے لئے کوئی خاص فرق نہ پڑا۔ لیکن پنجاب اور بنگال میں وہ اپنی اکثریت سے محروم ہو گئے۔ اس منصوبے کی بہر حال یہ بڑی خوبی تھی کہ آئینی مسائل پر ایک ایسا سمجھوتا طے پا گیا جس پر ہندو اور مسلمان دونوں قومیں متفق تھیں۔

لکھنؤ کے اس اجلاس میں لیفٹنٹ گورنر سرجیمس ۔۔۔ن نے بھی شرکت کی لیکن اس کے باوجود حکومت پر کڑی نکتہ چینی کی گئی۔ ایک قرار داد کے ذریعے مولانا ظفر علی خان مولانا جوہر مولانا شوکت علی، مولانا آزاد اور مولانا ابوالکلام کی نظر بندی پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ بلاوجہ اور بغیر مقدمات کے نظر بند کئے جانے والے تمام رہنماؤں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

مسلم لیگ اور کانگریس کے اجلاس میں قائد اعظم نے جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے فرمایا۔

اگر ہندوستان کے مسلمانوں نے آج بھی وقت کی نبض پو ہاتھ نہیں رکھا اور اس نئی زندگی سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا اور ملک کی آواز پر کان نہیں دھرے تو وہ اپنی گزشتہ روایات سے غداری کے مجرم ہوں گے۔ اب ہمیں ہندوستان کی تعمیر نو کا بیڑہ اٹھانا ہے ہم سب کی پہل اور آخری منزل ہندوستان ہے جلد یا بدیر ہندوستانی ضرور حکومت خود اختیاری حاصل کر کے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس راہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور یہ ایک اٹل بات ہے انگریزی تدبر اتنا دیوالیہ نہیں ہوا ہے کہ وہ سیاسی بصیرت کھو بیٹھا ہو اسے لئے وہ مجبور ہو گا کہ ہندوستانی نظام حکومت میں خاطر خواہ تبدیلی کرلے۔

ہندوستان کے انگریزی عمال حکومت قدرتی طور پر قدامت پسند ہیں اور انتظامی تغیرات و سیاسی تجربات کو بہت خطرناک سمجھتے ہیں۔ اور ہندوستانیوں کو انتظام حکومت میں حصہ دینے سے گھبراتے ہیں نی اپنے اختیارات میں کمی پسند نہیں کرتے ہیں لیکن ہندوستان کی پر اعتماد اور بے چین آوازیں ان کو پریشان کر دیتی ہیں مگر زیادہ دیر تک ایسا ممکن نہیں کیوں کہ اس طرح طبقاتی جنگ کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ کہنا کہ جمہوری مجالس مشرق میں بار آور نہیں ہو سکتا۔ قطعی غلط ہے۔ اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات اور ادبیات اس امر شاہد ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو اپنے مذہب میں بھی جمہوری نکتہ نگاہ رکھتے ہیں ہم اس بات کا عہد کر چکے ہیں کہ ہم برطانوی حکومت پر یہ ثابت کر دیں گے کہ ہم برطانوی سلطنت میں ایک مساوی شریک کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہندوستان اس سے کسی کم رویئے پر راضی نہیں ہو گا۔ ان کی تقریر ۳۷۰۷ الفاظ پر مشتمل تھی۔

لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ۱۵ تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ اس اعتبار سے اہم تھا کہ اس میں پنجاب، بنگال اور آسام کے وزرائے اعلیٰ نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اس اجلاس میں مسلم لیگ کا پرچم بھی بلند کیا گیا۔ قائد اعظم نے پہلی بار وہ ٹوپی پہن رکھی تھی جو بعد ازاں جناح کیپ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اجلاس میں صوبائی اسمبلیوں کے ندر مسلم لیگ اسمبلی پارٹیاں قائم کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا۔ مولانا ظفر علی خان نے اس اجلاس میں ولولہ انگیز نظم پڑھی۔ اجلاس میں دو ہزار مندوبین نے شرکت کی مندوبین نے بندے ماترم کی مذمت کی۔

کانگرس نے چھ صوبوں میں اقتدار قبول کرنے کے بعد اپنے پروگرام سے ثابت کر دیا ہے مسلمان اس سے انصاف کی توقع نہیں رکھ سکتے مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس میں ۱۵ قرار دادیں منظور کی گئیں۔ پہلی قرار داد میں ڈاکٹر انصاری، سرراس مسعود، سر فضل حسین، خان بہادر مسعود الحسن اور شیخ محمد علی کے لئے

اظہار تعزیت کیا گیا۔

لکھنؤ جنوب مغربی اترپردیش کا مشہور شہر ہے۔ اس کی آبادی دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

یہ ہندوستان کا بہت بڑا تعلیمی مرکز ہے۔ یہاں سوتی کپڑا، چاندی۔ تانبے اور پیتل کے اوزار اور گلی ظروف بنتے ہیں۔ یہاں پر آصف الدولہ کے امام باڑے کے علاوہ شاہی دور کی عمارتی باقیات نچلے درجے کی ہیں جنگ آزادی کے دوران میں انگریزی آبادی کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔

للو بھائی لاء کالج یونین (بمبئی)

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۷ جنوری ۱۹۴۵ کو احمد آباد میں سر للو بھائی لاء کالج یونین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

قانون کے پیشے میں کامیابی صرف ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو وضع دار، محنتی اور مستقل مزاج ہوتے ہیں۔ وکیل کی حیثیت سے نامزد ہونے کے تین سال تک مجھے کسی مقدمے میں بالخصوص کسی وکیل کے ساتھ کام کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ پھر جب میں نے بمبئی میں وکالت شروع کی تو اس وقت بمبئی بار میں انگریزوں کی اکثریت تھی اور بالخصوص سالسٹر کے رواج کی وجہ سے انہوں نے اسے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا۔ اس لئے کسی ہندوستانی کے لئے اس قلعہ کو توڑنا مشکل تھا۔

لمنگٹن روڈ

۱۹۱۸ء میں بمبئی میں کانگرس ہاؤس کے احاطہ میں ایک ہال تعمیر کیا گیا جس میں تقریباً ۵ ہزار آدمی باسانی بیٹھ سکتے تھے۔

یہ ہال لمنگٹن روڈ کے قریب تھا۔

لندن ٹائمز

"قائداعظم محمد علی جناح کی وفات پر دنیا کے عظیم ترین اخبار نے ان الفاظ میں انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

قائداعظم نے اپنی ذات کو ایک بہترین نمونہ پیش کر کے اپنے اس دعوے کو ثابت کر دیا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں ان میں وہ ذہنی لچک نہیں تھی جو انگریز کے نزدیک ہندوستانیوں کا خاصا ہے۔ ان کے تمام خیالات ہیرے کی طرح قیمتی مگر سخت واضح اور شفاف ہوتے تھے۔ ان کے دلائل میں ہندو لیڈروں جیسی حیلہ سازی نہ تھی بلکہ وہ جس نقطہ نظر کو اپنا ہدف بناتے تھے اس پر براہ راست نشانہ باندھ کر وار کرتے تھے وہ ایک ناقابل تسخیر حریف تھے۔"

لندن کانفرنس

برطانوی حکومت نے آئین ساز اسمبلی کی تمام جماعتوں کا تعاون حاصل کرنے کی غرض سے لندن میں ایک کانفرنس طلب کی جس کا اجلاس ۲ دسمبر ۱۹۴۶ کو ہوا۔ کانفرنس میں قائداعظم کے علاوہ جواہر لال نہرو، لیاقت علی خان، سردار بلدیو سنگھ سمیت دیگر ہندوستانیوں نے حصہ لیا۔

لارڈ ویول بھی اس کانفرنس میں جو چار روز تک جاری رہی موجود تھے۔

لندن میں ترکوں کی حمایت

قائداعظم محمد علی جناح عالم اسلام سے خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کے خواہاں تھے۔ انہوں نے آزادی سے پہلے بھی اسلام دشمن تحریکوں کی ہمیشہ خلاف ورزی کی۔ تحریک خلافت کے دنوں میں وہ لندن میں تھے انہوں نے ۲۳ جون ۱۹۲۱ء کو برطانوی حکومت کی پالیسی کی مذمت کرتے ہوئے ترکوں کی حمایت میں کہا۔

"آج ایک مسلمان کے احساسات کیا ہو سکتے ہیں وہ دیکھ رہا ہے کہ ترکوں کا وطن عزیز یونان کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ اور استنبول کو برطانیہ اور اس کے اتحادیوں نے اپنی توپوں کی چھاؤں میں خود اپنے تحفظ کے لئے گروی رکھ لیا ہوا ہے۔ ایسے میں ایک مسلمان کے احساسات کیا ہو سکتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اب انگریزوں کو ہندوستان کے مسلمانوں کی ہمدردیاں کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتیں۔

(جدید دنیائے اسلام صفحہ ۵۷ بی اے کورس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔)

لنکن ان

قانونی تعلیم کا ادارہ جس میں قائداعظم محمد علی جناح نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو داخلہ لیا اور ۲۹ اپریل ۱۸۹۶ء کو ان کے بیرسٹر ہونے کا اعلان ہوا۔ لنکن ان میں قائداعظم کے داخلے کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے جس کا ذکر قائد نے ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو سندھ بار ایسوسی ایشن کی جانب سے منعقدہ سیرت النبیؐ کے

ایک جلسے میں کیا قائد نے اس موقع پر بتایا کہ جب میں قانون کی تعلیم کے لئے گیا تو ایک گائیڈ مجھے چاروں ان (لنکن ان ' گرے ان 'انرٹیمپل اور مڈل ٹیمپل) دکھانے کے لئے لے گیا تو وہاں میں نے دیوار پر بہت کچھ لکھا ہوا دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے بتایا کہ یہ فرسکو ہے جس میں دنیا کے بڑے بڑے مقننوں کے نام لکھے ہوئے ہیں میں نے پوچھا سب سے اوپر کس کا نام ہے اس نے رسول مقبولؐ کا نام لیا تو میں نے کہا میں یہیں پڑھوں گا چنانچہ لنکن ان میں داخلہ لے لیا اور وہاں سے بیرسٹر بن کر نکلے۔

ماخذ۔ قائداعظم کے ابتدائی تیس سال از رضوان احمد

لنکن ان (کا انتخاب)

قائداعظم محمد علی جناح نے بیرسٹی کا امتحان لندن میں قانون کی تعلیم کے چار اداروں کے ہوتے ہوئے لنکنز کا انتخاب کیوں کیا اس ضمن میں قائداعظم نے ۱۹۴۷ء میں کراچی بار کے وکلاء کو اور ۱۹۴۸ء میں کراچی میں منعقد شدہ سیرت کانفرنس میں خود سنایا کہ انہوں نے لندن میں اپنی درس گاہ کا انتخاب اس وجہ سے کیا کہ اس کی پیشانی پر جن مقنن حضرات یعنی Great Law Givers کا نام کندہ تھا ان میں سر فہرست اسم گرامی سرور کائنات رحمتہ اللعالمین خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ان کے اس فیصلے سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا عشق تھا۔ اور اسلامی تعلیمات پر عمل درآمد کے لئے کس قدر خواہاں تھے۔

لنکن ان لائبریری

لندن کے قانونی تعلیم کے مشہور ادارے لنکن ان کی لائبریری۔ اس لائبریری میں قائداعظم محمد علی جناح کی تصویر آویزاں ہے۔

لنلتھگو لارڈ

قرارداد پاکستان کی منظوری کے دو روز بعد یعنی ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہندوستان کے وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے وزیر ہند لارڈ زٹلینڈ کو حسب ذیل خط لکھا۔

"میں جناح کے ان مطالبات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا کہ ہندوستان کو ایک غیر معینہ تعداد کے مذہبی خطوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ آپ چاہیں تو خطوں کی بجائے ڈومینین کا لفظ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ میری رائے میں مسٹر جناح کا موجودہ رویہ کچھ اس طرح کا ہے کہ چونکہ کانگرس ایک بے ہودہ مطالبہ کر رہی ہے جو وہ خود جانتی ہے کہ قابل قبول نہیں اس لئے وہ بھی ایک ایسا ہی ناقابل عمل مطالبہ پیش کریں انہیں خود بھی اس کا احساس ہے لیکن انہیں اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس سے ایک طرف کانگریس کے مطالبہ کے بارے میں مسلمانوں کا مخالفانہ رویہ واضح ہو جائے گا دوسری طرف اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمانوں کے بارے میں یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس واضح نظریات نہیں ہیں اس کا وزن کم ہو جائے گا۔

لنلتھگو جناح مراسلت

نئی دہلی۔ ۵ نومبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر لارڈ لنلتھگو! میں ممنوں ہوں کہ آپ نے مجھے ۴ نومبر کو ملاقات کا موقع عطا کیا۔ آپ نے ۲۸ اکتوبر کو اپنے خط میں لکھا کہ اگر آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی ۲۲ اکتوبر کی قرار داد کے بعض پہلوؤں کی مزید وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ بخوشی مجھے ملاقات کا وقت دیں گے۔

۴ نومبر کو اس موضوع پر آپ سے میری مفصل بحث ہو چکی ہے۔ آپ کے حسب خواہش ذیل کے نکات آپ کا ملاحظے کے لئے ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ جلد جواب فرمائیں گے۔

۱۔ جونہی یہ جنگ ہوئی یا جس وقت واقعات نے اجازت دی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء سے قطع نظر کر کے ہندوستان کے آئندہ کانسٹی ٹیوشن کے پورے مسئلے پر از سر نو غور کیا جائے گا۔

۲۔ ہندوستان کی دو بڑی قوموں یعنی مسلمانوں اور ہندوؤں کی منظوری اور رضامندی کے بغیر ملک معظم کی حکومت یا پارلیمنٹ کسی نوع کا اعلان کرنے یا کسی قسم کا آئین وضع کرنے کی ہرگز مجاز نہیں ہو گی۔

۳۔ ملک معظم کی حکومت کو چاہئے کہ اعراب فلسطین کے تمام جائز قومی مطالبات تسلیم کرنے کی کوشش کرے۔

۴۔ ہندوستانی سپاہیوں کو کسی مسلمان ملک کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔

میں نے ملاقات کے وقت ان جملہ نکات کی تائید میں تفصیلی دلائل آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے تھے۔ اس کے علاوہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی ۱۸ ستمبر اور ۲۲ اکتوبر کی قرار دادوں کی نقول بھی آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیجی جا چکی ہیں۔

مجلس عاملہ کے ۱۹ ستمبر کے اعلان میں ایک اور مسئلے کا بھی ذکر کیا گیا تھا یعنی کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں سے انصاف کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ کیفیت یہ ہے کہ ان صوبوں میں تو مسلمانوں کے ابتدائی حقوق تک کو بے رحمی سے کچلا جا رہا ہے۔ لیکن کانگرس نے چونکہ وزارتوں سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس لئے میں سردست اس موضوع پر کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

گزارش یہ ہے کہ میں کل صبح بمبئی جا رہا ہوں۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

نئی دہلی۔ ۷ نومبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر مسٹر جناح! آپ کے ۵ نومبر کے خط کا بہت بہت شکریہ۔ جن نکات کا ذکر آپ نے کیا ہے میں ان کی اہمیت کو بخوبی محسوس کرتا ہوں۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکا آپ کو جواب بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

آپ کا مخلص

لنلتھگو

بمبئی۔ ۱۸ نومبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر لارڈ لنلتھگو۔ آپ کے ۷ نومبر کے خط کا شکریہ جس دن سے آپ کا خط موصول ہوا ہے چاروں طرف سے یہ تقاضا ہو رہا ہے کہ ہم نے آپس میں کیا معاملہ طے کیا ہے۔ اگر آپ کو چنداں اعتراض نہ ہو تو میں اپنا ۵ نومبر کا جواب اخباروں کو بغرض اشاعت بھیج دوں۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

کیمپ وائسرائے ۲۶/۲۷ نومبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر مسٹر جناح۔ آپ کے ۱۸ نومبر کے خط کا شکریہ۔ مجھے آپ کی اس خواہش کا بخوبی احساس ہے کہ آپ اپنا ۵ نومبر کا خط اور میرا جواب شائع کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر آپ اور دس دن ٹھہر جائیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے خط کی اشاعت اور میرے جواب میں جس کی ترتیب و تدوین میں اس لئے کچھ وقت لگے گا کہ مجھے ملک معظم کی حکومت سے مشورہ کرنا ہے۔ کم سے کم وقفہ ہونا چاہئے۔ تاہم اگر آپ کے خیال میں اس کی بلا توقف اشاعت ضروری ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ بہر حال میری درخواست یہ ہے کہ از راہ کرم مجھے پہلے سے اطلاع کر دیجئے گا کہ کس تاریخ کو آپ یہ خط شائع کر رہے ہیں۔

آپ کا مخلص

لنلتھگو

۲۹ نومبر ۱۹۳۹ء

آپ کے آج کے تار کا بہت شکریہ۔ مجھے امید ہے میرا خط جو ۲۷ نومبر کو بہاولپور سے پوسٹ کیا گیا تھا۔ اب تک آپ کو مل گیا ہو گا!

لنلتھگو

بمبئی۔ ۲۹ نومبر ۱۹۳۹ء (تار)

امید ہے میرا ۱۸ کا خط آپ کو مل گیا ہو گا۔ آپ کے فوری جواب کا منتظر ہوں۔

جناح

کیمپ وائسرائے کلکتہ

۲۳ دسمبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر مسٹر جناح۔ اب میں اس قابل ہوں کہ آپ کے ۵ نومبر کے اس خط کا جواب دے سکوں جس میں آپ نے بعض غور طلب امور میرے سامنے پیش کئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو اس بات کا احساس ہو گا کہ جن امور کا ذکر آپ نے اپنے خط میں کیا ہے، ان میں سے چند ایک ایسے ہیں جن پر اگر تمام متعلقہ پہلوؤں سے بحث کی جائے تو بعض ایسے تنقیح طلب امور سامنے آئیں گے جن کا اثر ہندوستان کی دوسری قوموں پر پڑنا لازمی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خطوط ہم اس وقت ایک دوسرے کو لکھ رہے ہیں ان میں تنقیح طلب امور کے بارے میں کسی قسم کا اعلان یا اظہار خیال کرنا مناسب نہیں تاہم مجھے امید ہے کہ جواب ہر چند کہ اس کا دائرہ

ان پابندیوں نے محدود کر رکھا ہے۔ کسی حد تک آپ کی مشکلات رفع کرنے میں معاون ہو گا۔

۲۔ آپ کے پہلے سوال کے جواب میں میری گزارش یہ ہے کہ میں نے ۱۸ اکتوبر کو ملک معظم کی حکومت کی منظوری سے جو اعلان کیا تھا اس کے مطابق (بوقت ضرورت) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے کسی حصے پر یا اس پالیسی اور خاکے پر جو اس ایکٹ کی بنیاد ہے غور کیا جا سکے گا۔

۳۔ آپ نے جو دوسرا نکتہ پیش کیا ہے اس کے بارے میں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ملک معظم کی حکومت کو اس کا پورا احساس ہے کہ ہندوستان میں کسی آئین اور دستور کے استحکام کے لئے مسلمانوں کو مطمئن کرنا ضروری ہے۔ آپ کو اس سلسلہ میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کی قوم کو ہندوستان میں جو اہمیت حاصل ہے اس کا خیال رکھا جائے گا۔

۴۔ فلسطین کے متعلق پالیسی وضع کرتے وقت ملک معظم کی حکومت نے عربوں کے تمام جائز مطالبات کو تسلیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ملک معظم کی حکومت کو اس معاملہ کی اہمیت کا بخوبی احساس رہے گا۔

۵۔ آخر میں آپ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپکو اس بات کا یقین دلاؤں کہ ہندوستانی سپاہیوں کو کسی مسلمان ملک کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔ خوش قسمتی سے ملک معظم کی حکومت اس وقت کسی مسلمان ملک کے خلاف بر سر پیکار نہیں۔ لہذا یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم آپ محسوس کریں گے کہ ان وسیع حدود کے اندر جن کا اظہار آپ نے اپنے خط میں کیا ہے اس قسم کا یقین دلانا ممکن نہیں۔ کیونکہ ہندوستان کو بہر حال یہ حق حاصل ہے کہ اپنی حفاظت کے لئے اپنی فوج استعمال کر سکے۔ نہیں معلوم آئندہ مستقبل میں کیا واقعات رونما ہوں گے لہذا اس وقت ایسا جواب دینا جس سے ہندوستان کے اس حق کو مشروط اور محدود کر دیا جائے سردست ممکن نہیں۔ بہر حال جیسا کہ آپ کو معلوم ہے حکومت ہند کی درخواست پر ملک معظم کی حکومت نے اس ضمن میں ہر احتیاط کی ہے کہ مسلمانان ہند کے جذبات و احساسات کا احترام کیا جائے۔

آپ کا مخلص

لنلتھگو

۱۰ اورنگ زیب روڈ۔ نئی دہلی

۶ فروری ۱۹۴۰ء

ڈیئر لارڈ لنلتھگو۔ میں اس عریضے کے ہمراہ ورکنگ کمیٹی کی اس قرار داد کی ایک نقل آپ کے ملاحظے کے لئے بھیج رہا ہوں جو کمیٹی نے ۳ فروری ۱۹۴۰ء کو اس خط و کتابت کے متعلق منظور کی ہے۔ جو آپ کے اور میرے درمیان ہوتی جا رہی ہے۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

قرار داد

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے اس خط و کتابت پر غور کیا ہے جو مسٹر جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ اور ہزایکسی لینسی وائسرائے کے درمیان ہوتی رہی ہے اور جس کا اختتام وائسرائے کے ۲۳ دسمبر کے خط پر ہوا ہے۔ ورکنگ کمیٹی کی رائے میں وائسرائے کا جواب اطمینان بخش نہیں کیونکہ بعض اہم پہلو ایسے ہیں جن کی مزید وضاحت اور تشریح درکار ہے لہذا یہ کمیٹی صدر کو اس بات کا اختیار دیتی ہے کہ وہ ورکنگ کمیٹی کے خیالات کو وائسرائے کے سامنے پیش کر کے یہ درخواست کریں کہ ہزایکسی لینسی کو چاہئے کہ ورکنگ کمیٹی کی ان قرار دادوں پر غور کر کے جو ۱۸ ستمبر اور ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ کو منظور کی گئی تھیں امور متعلقہ کے بارے میں یقین دلائیں تاکہ اس طرح مسلمانان ہند کے دلوں سے جملہ شکوک و شبہات اور اندیشے رفع کئے جا سکیں۔

نئی دہلی ۲۳/فروری ۱۹۴۰ء

ڈیئر لارڈ لنلتھگو۔ آپ کے اور میرے درمیان جو خط و کتابت ہوتی رہی ہے جس کا آخری مکتوب آپ نے مجھے ۲۳/دسمبر ۱۹۳۹ء کو لکھا تھا۔ میں نے اسے ۳/فروری ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے سامنے رکھ دیا تھا۔

جیسا کہ آپ نے ۶/فروری کو بوقت ملاقات مجھ سے کہا تھا۔ میں اس ضمن میں ورکنگ کمیٹی کے خیالات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

آپ نے پہلے نکتے کی جو وضاحت فرمائی ہے ورکنگ کمیٹی اسے نظر پسندیدگی سے دیکھتی ہے اور اس بات پر بھی اطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ آپ نے ملک معظم کی حکومت کی منظوری سے ۱۸/اکتوبر ۱۹۳۹ء کو جو اعلان کیا تھا اس میں یہ چیز شامل ہے کہ ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے کسی حصے پر یا اس پالیسی اور خاکے پر جس کے مطابق یہ ایکٹ وضع کیا گیا تھا نظر ثانی کی جا سکے گی۔

جہاں تک دوسرے نکتے کا تعلق ہے ورکنگ کمیٹی آپ کی وضاحت سے مطمئن نہیں۔ ورکنگ کمیٹی نے یہ درخواست کی

تھی کہ اس امر کا حتمی یقین دلایا جائے کہ مسلمانان ہند کی منظوری اور رضامندی کے بغیر اصولاً یا کسی اور طریقے سے اس قسم کا کوئی اعلان نہیں کیا جائے گا۔ نہ ملک معظم کی حکومت کوئی آئین ہندوستان پر مسلط کرے گی نہ پارلیمنٹ ہی کوئی آئین وضع کرے گی۔ یہ صحیح ہے کہ آپ نے ذیل کے الفاظ میں اس نوع کا یقین دلانے کی کوشش ضرور کی ہے کہ

"ملک معظم کی حکومت کو اس کا پورا احساس ہے کہ ہندوستان میں کسی آئین اور دستور کے استحکام کے لئے مسلمانوں کو مطمئن کرنا ضروری ہے۔ آپ کو اس سلسلہ میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کی قوم کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا خیال رکھا جائے۔"

تاہم مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا ہے کہ آپ کے ان الفاظ سے مسلم لیگ کا مطالبہ پورا نہیں ہوتا کیونکہ ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں کا مسئلہ بدستور مشورے کا محتاج رہے گا اور اس کا آخری حل بھی برطانیہ عظمیٰ کے ہاتھ میں ہو گا کہ وہ جس طرح چاہے اس کا تصفیہ کرے افسوس ہے کہ ہم اس پوزیشن کو قبول نہیں کر سکتے۔

جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ ملک معظم کی حکومت سے پرزور درخواست کرتی ہے کہ اس قضیئے کو اس طرح حل کیا جائے جس سے عرب مطمئن ہو جائیں۔ مجلس عاملہ کو آپ کے ان الفاظ سے خوشی ہوئی ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے عربوں کے تمام جائز مطالبات کو تسلیم کرنے کی پوری سعی کی ہے اور آئندہ بھی کوشش جاری رکھی جائے گی۔ دنیائے اسلام کی آنکھیں فلسطین کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ لہٰذا اس قضیئے کا فوری حل تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔

رہا یہ سوال کہ ہندوستانی سپاہیوں کو کسی اسلامی ملک کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا مجلس عاملہ کا خیال ہے کہ آپ کو اس ضمن میں غلط فہمی ہوئی ہے جب ہم نے آپ سے اس بات کا حتمی وعدہ طلب کیا تھا کہ ہندوستانی سپاہیوں کو ہندوستان سے باہر کسی اسلامی ملک کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔ تو ہمارا مقصد اس سے یہ نہیں تھا کہ کل کو اگر ہندوستان پر کسی بیرونی غنیم نے حملہ کیا تو ہندوستان کی حفاظت کے لئے ہندوستانی سپاہیوں کو استعمال نہیں کیا جائے گا۔ بہرکیف ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں یہ اطلاع دی ہے کہ حکومت ہند کی تحریک پر ملک معظم کی حکومت نے اس سلسلہ میں مسلمانان ہند کے جذبات کا احترام کرنے کی ہر ممکن احتیاط کی ہے۔ لیکن ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اس مسئلے پر مزید وضاحت کی جانی چاہئے۔

مسلم لیگ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانان ہند کی طرف سے اس امر کا یقین دلائے کہ مسلمان موجودہ جنگ میں برطانیہ کی پوری مدد کریں گے۔ مجلس عاملہ کی رائے اس مطالبے کے جواب میں یہ ہے کہ پہلے مسلمانان ہند کو اطمینان دلایا جانا ضروری ہے کہ ان کا مستقبل محفوظ ہے اور وہ محض ہوا میں معلق نہیں۔ بنابریں ہم یہ مطالبہ کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ اس قسم کا پختہ یقین دلایا جائے کہ منظوری اور رضامندی کے بغیر آئندہ ہندوستان کے آئین یا کسی عبوری انتظام کے بارے میں کسی فریق کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا اگر ملک معظم کی حکومت مسلمانان ہند کی "لیڈر شپ" کو ایک ذمہ دار فریق سمجھنے پر آمادہ ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ اس "لیڈر شپ" پر اعتماد کرے۔ بالخصوص ایسے مسئلے میں جس کا تعلق مسلمانوں کے مستقبل کا تعین کرنے سے ہے۔

ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ آپ بلاوجہ دوسرے فرقوں کے متعلق اس قدر ذکی الحس ہیں ہماری یہ ہرگز خواہش نہیں کہ کسی فرقے کے ساتھ ناانصافی یا زیادتی کی جائے۔ ہم نے جو غور طلب نکات اٹھائے ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہندوستان کی دوسری طاقتور جماعتوں سے مرعوب ہو کر حکومت کوئی ایسا قدم اٹھانے یا ہندوستان کے آئندہ دستور کے بارے میں کوئی ایسی مفاہمت کرنے پر تیار نہ ہو جائے۔ جس سے مسلمانوں کے مفاد کو نہ صرف نقصان پہنچنے بلکہ انہیں ملیامیٹ کرنے کا احتمال ہو۔

مسئلہ فلسطین کے بارے میں اور ہندوستانی سپاہیوں کے متعلق مسلمانوں کے جن مطالبات کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے ان سے ہرگز کسی دوسرے فرقے کے مفاد کو گزند نہیں پہنچتا۔ موجودہ خط میں جملہ اسباب اور تفصیلات پر سیر حاصل بحث نہیں کی جا سکتی۔ تاہم اگر آپ پسند فرمائیں اور آپ کو اس کام کے لئے فرصت بھی ہو تو میں حاضر ہو کر مجلس عاملہ کا نقطہ نگاہ تفصیل سے پیش کرنے کو آمادہ ہوں۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

وائسرائے ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء

ڈیئر مسٹر جناح۔ آپ کا خط محررہ ۲۴ فروری پڑھ کر خوشی

ہوئی کہ میرے ۲۳ دسمبر کے خط سے آل انڈیا مسلم لیگ کے بعض شکوک و شبہات کا ازالہ ہو گیا ہے۔ آپ کے خط سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ لیگ کی مجلس عاملہ کو مسئلہ فلسطین اور اختتام جنگ کے بعد دستوری معاملات پر نظر ثانی کرنے کے بارے میں میری جانب سے کوئی مزید وضاحت درکار ہے۔

بہر حال آپ یہ معلوم کرنے کے خواہاں ہیں کہ ہندوستانی سپاہیوں کو مسلمان ممالک کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں میرے لئے یہ باعث اطمینان ضرور ہے کہ آپ کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اگر کل کو ہندوستان پر کسی بیرونی غنیم نے حملہ کیا تو ہندوستان کی حفاظت کے لئے ہندوستانی سپاہیوں کو استعمال نہیں کیا جائے گا۔ جہاں تک میں اندازہ کر سکا ہوں آپ اس قسم کی کوئی گارنٹی نہیں مانگتے۔ جس سے ہم آئندہ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں ابھی سے گویا اپنے آپ کو پابند کر دیں۔ سردست اس قسم کی گارنٹی دینا بدیہی طور پر ممکن نہیں۔ تاہم میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اگر کبھی حالات نے اس قسم کی صورت اختیار کی تو جس تردد کا اظہار آپ نے کیا ہے اس سے ہرگز چشم پوشی نہیں کی جائے گی۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس وقت جملہ اسلامی ممالک کے ساتھ معظم کی حکومت کے تعلقات دوستانہ ہمدردانہ ہیں ان میں سے بعض ملکوں کے ساتھ ملک معظم کی حکومت کے باقاعدہ معاہدے قائم ہیں اور بعض کے ساتھ پر خلوص مراسم ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ میں نے آپ کے دوسرے نکتے کی جو وضاحت اپنے خط میں کی ہے اس سے لیگ کی مجلس عاملہ کی بخوبی تسکین نہیں ہوئی۔ آپ نے یقیناً وزیر ہند کی ۱۸ اپریل کی تقریر پڑھی ہو گی جس میں یہ الفاظ بھی درج ہیں۔

.... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ ہندوستان کا دستور اس ملک کے باشندوں کی مرضی کے بغیر برطانوی حکومت اور پارلیمینٹ زبردستی مسلط کرے گی ملک معظم کی حکومت نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ دستور وضع کرتے وقت ہندوستان کی تمام جماعتوں کے نمائندوں سے مشورہ کیا جائے گا۔ ظاہر ہے اس وعدہ کا مطلب یہی ہے کہ دستور کی تشکیل باہمی مشورے سے ہو گی نہ کسی قسم کے جبر و اکراہ سے یہ صحیح ہے کہ اگر متحدہ ہندوستان کے تصور کو حقیقت کا جامہ پہنانا ہے۔

جس کی خاطر بے شمار ہندوستانیوں اور انگریزوں نے محنت کی ہے ــــ تو لازماً ہندوستان کی مختلف قوموں میں باہمی اتحاد کا ہونا ضروری ہے۔ اندریں حالات میں یہ قطعی باور نہیں کر سکتا کہ اس ملک کی کوئی حکومت یا پارلیمنٹ ملک معظم کی رعایا کے آٹھ کروڑ مسلمانوں پر، جو ہندوستان کے باشندے ہیں۔ اس قسم کا آئین زبردستی مسلط کرنے کی کوشش کرے گی جس کے تحت وہ امن و عافیت کی زندگی بسر نہ کر سکیں

مجھے یقین ہے کہ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس ضمن میں جو شکوک پیدا ہو سکتے تھے۔ وزیر ہند کے اس اعلان سے رفع ہو جائیں گے۔

آپ کا مخلص

لنلتھگو

ماتھران ۱۸ مئی ۱۹۴۰ء

ڈیئر لارڈ لنلتھگو۔ آپ کا خط محررہ ۱۹ اپریل ۱۹۴۰ء ملا۔ شکریہ قبول فرمایئے۔ جواب بھیجنے میں جو تاخیر ہوئی ہے اس کے لئے معذرت خواہ ہوں وجہ یہ تھی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی تشکیل کا مسئلہ درپیش تھا اور میں اس سوچ میں تھا کہ یہ مرحلہ طے ہو جائے تو آپ کو خط لکھوں۔ گزارش یہ کہ نئے سال کی مجلس عاملہ کی تشکیل ہو گئی ہے اس لئے میں عنقریب آپ کا خط اس کے سامنے پیش کروں گا اور جو فیصلہ وہاں ہو گا اس سے آپ کو مطلع کروں گا۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

قائد اعظم بمبئی ۱۷/جون ۱۹۴۰ء

ڈیئر لارڈ لنلتھگو۔ مجلس عاملہ کا اجلاس ۱۶ جون کو بمبئی میں ہوا تھا۔ جو قرار داد اجلاس ہذا میں منظور کی گئی تھی اس کی ایک نقل اس عریضے کے ہمراہ آپ کو بھیج رہا ہوں اگر آپ کے خیال میں اس مسئلے پر کسی مزید بحث و تمحیص کی ضرورت ہے یا میرا بالمشافہ حاضر ہونا ضروری ہے تو میں بخوشی آپ سے ملاقات کے لئے آنے کو تیار ہوں۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

وہ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۳ء ہندوستان کے وائسرائے رہے۔ ان کے عہد میں نئے آئین کے مطابق ۱۹۳۷ء میں عام انتخابات منعقد ہوئے اور گیارہ صوبوں میں وزارتیں قائم ہوئیں۔ ان کے عہد میں دوسری جنگ عظیم ہوئی۔ کانگریسی وزارتیں مستعفی ہوئیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرار داد پاکستان منظور ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں

کرپس ہندوستان آیا۔ ۱۹۴۳ء میں بنگال میں شدید قحط پڑا جس سے لاکھوں افراد ہلاک ہوئے۔ کانگریس کی ہندوستان چھوڑ دو تحریک بھی ان کے عہد میں شروع ہوئی۔

لودھی، ابراہیم خان

تحریک پاکستان کے بے لوث کارکن اور قائداعظم کے معتقد انہوں نے قائداعظم سے متعدد ملاقاتیں کیں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس تاریخی اجلاس میں شملہ سے پندرہ مجاہدوں کے ہمراہ شرکت کی اور رات بھر پنڈال کے انچارج رہے۔

وہ ۱۹۰۱ء میں قصبہ اندری ضلع کرنال میں خاں معزاللہ خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے تایا ڈاکٹر کالے خان لودھی کے پاس گنج پورہ میں حاصل کی ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۳ء تک ڈیرہ دون اور سہارنپور میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی عدالتی کارروائی کے لئے قائم امدادی کمیٹی کے ممبر تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے لئے سید طفیل احمد ممبر لیجسلیٹو اسمبلی یوپی کے ہمراہ چندہ کی فراہمی کے فرائض بھی انجام دئے۔ ۳۵۔ ۱۹۳۰ء تک شملہ میں مسلم یوتھ لیگ کے ممبر رہے۔ بعد ازاں مولانا غلام بھیک نیرنگ ڈپٹی لیڈر آل انڈیا مسلم لیگ کے مشورے سے نواب صدیق علی خاں حاجی عبدالستار سیٹھ. مولانا شوکت علی کے ہمراہ ممبران یوتھ لیگ کو قائداعظم محمد علی جناح کی زیر قیادت مسلم لیگ میں شامل کر لیا گیا شملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی جانب سے ہر ممکن خدمات انجام دیں ڈسٹرکٹ لیگ شملہ کے جنرل سیکرٹری اور نائب صدر بھی رہے۔ لیاقت علی خاں مولانا شوکت علی. نواب صدیق علی خاں اور مولانا ظفر علی خاں کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے بطور ڈیلی گیٹ آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس لکھنؤ اور پٹنہ میں بھی شرکت کی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے اجلاس میں شرکت کی ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۷ء تک ریلوے کمرشل سب ایڈوائزری کمیٹی کالکا (شملہ) میں فروٹ اینڈ آئل مرچنٹس ایسوسی ایشن کی جانب سے ممبر اور جنرل سیکرٹری رہے۔

کانگریس کے وزیر جسٹس سر شفاعت پر کسی نامعلوم شخص نے قاتلانہ حملہ کیا جس پر محمد ابراہیم خان لودھی کو دوسرے لیگیوں کے ہمراہ دو ماہ تک تنگ کیا جاتا رہا۔ ضلعی صدر پیرزادہ ذکاءاللہ نے مسلم لیگیوں کے مقدمے کی امداد کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی انہوں نے اس کمیٹی میں شامل ہو کر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تحفظ کیا۔

قیام پاکستان کے بعد حسن ابدال میں رہائش اختیار کی ۱۹۴۸ء میں سیکرٹری انجمن مہاجرین مقرر ہوئے۔ ۴ ستمبر ۱۹۷۲ء کو انتقال کیا حسن ابدال میں سول ہسپتال کے بالمقابل قبرستان میں دفن ہوئے۔

(نوائے وقت راولپنڈی
۲۴ جنوری ۱۹۸۹ء)

لودھی خاں:

آل انڈیا مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے نامزد کردہ قائداعظم کے اے ڈی سی (۱۹۴۲۔۱۹۴۵) اس دوران وہ قائد ملت لیاقت علی خاں کے پرنسپل سیکرٹری بھی رہے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں علیگڑھ مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے۔

وہ علیگڑھ میں پیدا ہوئے اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں تعلیم حاصل کی۔

وہ قائد ملت کے کہنے پر دادری اسٹیشن پر اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جو ہنگامہ ہوا اور قتل و غارت کی وارداتیں ہوئیں ان کی تحقیقاتی رپورٹ پر مامور ہوئے۔

لوکو موٹر کمپنی:

۳۰ اگست ۱۹۳۹ء کو شملہ میں سنٹرل لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا تو اس اجلاس میں لوکو موٹر کمپنی کی رپورٹ پیش کی گئی۔

قائداعظم نے اس رپورٹ کے بارے میں فرمایا یہ ایک ٹیکنیکی رپورٹ ہے اس لئے اس پر ۱۵ ستمبر ۱۹۳۹ء تک بحث ملتوی کر دی جائے۔

لوند خوڑ، غلام محمد:

تحریک پاکستان کے رہنما اور قائداعظم کے معتقد۔

وہ ۱۹۰۸ء میں موضع لوند خوڑ (ضلع مردان) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کے والد حاجی صاحب ترنگزئی کے معاونوں میں شامل ہوگئے۔

وہ ۱۹۳۰ء میں سرخ پوش تحریک کے رکن بنے۔ علاقے کے لوگوں کو انگریزوں کے خلاف بھڑکایا۔ حکومت نے ۱۹۳۰ء میں انہیں گرفتار کر لیا جیل سے رہائی کے بعد آل انڈیا کانگریس نے صوبہ سرحد کانگریس کا صدر بنا دیا۔ سرحد کانگریس کا صدر بننے کے بعد انگریزوں کے خلاف بھرپور عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔

متعدد بار گرفتار ہوئے کانگریس میں تھے تو آل انڈیا کانگریس کا صدارتی انتخاب ہوا تو انہوں نے سبھاش چندر بوس کو ووٹ دیا۔

جب انہیں ہندوؤں کی مسلم کش پالیسی کا علم ہوا تو انہوں نے قائداعظم کو خط لکھا اور مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کی خدمت کی خاطر مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔

۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۷ء کی تحریک سول نافرمانی میں گرفتار ہوئے اور جون ۱۹۴۷ء میں رہائی ملی۔ سرحد ریفرنڈم میں بھی کام کیا۔ کشمیر کی جنگ آزادی میں مالی مدد کی۔ ۱۲ اپریل ۱۹۷۶ کو انتقال کیا۔

لیاقت ایچ مرچنٹ:

سابق ڈپٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان جنہوں نے یکم دسمبر ۱۹۸۶ء کو صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ وہ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد ڈان اخبار کے ٹرسٹی تھے۔

لیاقت ڈیسائی معاہدہ:

یہ معاہدہ لیاقت علی خاں اور بھولا بھائی ڈیسائی کے مابین جنوری ۱۹۴۵ء میں طے پایا قائداعظم نے اس معاہدے سے ۲۲ جنوری کو لاتعلقی کا اظہار کیا۔

اس معاہدے کے تحت دونوں رہنما اس بات پر متفق ہو گئے کہ مرکز میں ایک عارضی حکومت کے قیام کے لئے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں شریک ہوں گی جن کی ترتیب یہ ہوگی۔

(ا) مرکزی عاملہ میں کانگریس اور لیگ کے نامزد اشخاص کی تعداد برابر برابر ہوگی۔ نامزد اشخاص کا مرکزی مقننہ کا رکن ہونا ضروری نہیں ہوگا۔

(ب) اقلیتوں کے نمائندے (خاص طور پر پسماندہ طبقوں اور سکھوں کے)

(ج) کمانڈر انچیف۔

حکومت ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کرے گی۔ کانگریس اور لیگ اس بات پر متفق ہو گئیں کہ اگر اس قسم کی عبوری حکومت بن گئی تو اس کا پہلا کام کانگریس کی مجلس عاملہ کے ارکان کی رہائی ہوگا۔ دونوں لیڈر اس پر بھی متفق ہو گئے کہ صوبوں سے دفعہ ۹۳ کے ہٹائے جائے اور مخلوط حکومتیں بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

لیاقت علی خاں:

قائداعظم کے دست راست۔

وہ یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء کو رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب رستم علی خاں کے ہاں کرنال (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کے بڑے بھائی خورشید علی خاں نے چند ناگہانی جھگڑوں سے تنگ آکر خودکشی کر لی۔ ان کی والدہ محترمہ محمودہ بیگم سہارنپور کے ایک قصبہ راجپور کی رہنے والی تھیں۔

۱۹۱۴ء میں جب لیاقت علی خاں انٹرنس میں تعلیم پا رہے تھے تو ان کی شادی ان کی چچیری بہن جہانگیرہ بیگم سے کر دی گئی اور ۱۹۱۹ء میں ان کے بطن سے ولایت علی خاں پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے دوسری شادی رعنا بیگم سے کر لی اور دو بچے اکبر اور اشرف پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد ۱۹۱۰ء میں علی گڑھ گئے جہاں وہ ۱۹۱۸ء تک امتیازی حیثیت سے امتحانات میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔ علیگڑھ سے بی اے کرنے کے بعد ۱۹۱۹ء میں انگلستان چلے گئے اور ۱۹۲۴ء میں انرٹیمپل سے قانون کی ڈگری لے کر وطن لوٹے۔ ۱۹۲۶ء میں یوپی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے قائداعظم کی مسلم لیگ میں شمولیت کے بعد ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔

۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے انہیں اپنا دست راست کہا تھا۔

۱۹۴۵ء میں شملہ کانفرنس میں مسلم لیگ کے نمائندے کی حیثیت سے حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کی عارضی حکومت میں وزارت خزانہ کا قلمدان سنبھالا اور پہلے ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے ہندوستان کا بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے انہیں ملک کا پہلا وزیر اعظم مقرر کیا علاوہ ازیں وزیر دفاع اور وزیر خارجہ کا عہدہ بھی انہوں نے سنبھالا تھا بعد ازاں چودھری ظفر اللہ کو وزیر خارجہ بنا دیا گیا۔

وہ مسئلہ کشمیر کے حل کے بھی متمنی تھے۔ اس مسئلے کے سلسلے میں ان کی حکمت عملی یہی رہی کہ اسے گفت و شنید کے ذریعے حل کیا جائے جولائی ۱۹۵۱ء میں جب بھارت نے اپنی نوے فیصد فوج پاکستان کی سرحد پر بھیج دی تو انہوں نے اپنا مکہ اتنا بلند کیا کہ دشمن

دہل گئے۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو انہیں راولپنڈی میں جب کہ وہ جلسہ عام سے خطاب کرنے والے تھے سید اکبر نے گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا ان کے آخری کلمات تھے خدا پاکستان کی حفاظت کرے۔

لیاقت علی خان جناح مراسلت

۸۔ بی ہارڈنگ ایونیو

نئی دہلی

۱۵ جنوری ۱۹۴۲ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

۱۔ آپ کا ۱۱ تاریخ کا لکھا ہوا خط کل موصول ہوا۔ شکریہ۔ یوپی لیگ نے اپنے گزشتہ روز کے اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ سالانہ اجلاس الہ آباد میں منعقد کیا جائے۔ یقیناً یہ وقت ایسٹر کی تعطیلات کا ہو گا۔ جو ۳ اپریل سے شروع ہو رہی ہے اجلاس کا مکمل پروگرام جب آپ اگلے مہینے یہاں آئیں گے تو اس وقت ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ جہاں تک کونسل کی میٹنگ کا تعلق ہے ہمیں ایک اجلاس فروری کے مہینے میں بلانا پڑے گا میں نہیں سمجھتا کہ موجودہ وقت میں کلکتہ میں موزوں رہے گا یہ زیادہ مرکزیت رکھتا ہے اور ہمیں وہاں بہتر حاضری کی امید ہے علاوہ ازیں جنگ کی صورتحال کے پیش نظر کلکتہ سے اندرون ملک کی جانب لوگوں کی بہ افراط روانگی ہو رہی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ باوجود اس حقیقت کے کہ محکمہ ریلوے کلکتہ سے خصوصی ٹرینیں چلا رہا ہے لوگوں کو گاڑیوں میں جگہ حاصل کرنے کے لئے کئی کئی روز تک انتظار کرنا پڑتا ہے ان تمام حقائق کے پیش نظر میرے خیال میں دہلی بہتر رہے گا۔

آپ کا مخلص

لیاقت علی خاں

لیبیا کا سیاح:۔

۱۹۴۶ء میں لندن سے واپس آتے ہوئے قائداعظم کا جہاز لیبیا کے ہوائی اڈے الآدم پر اترا تو مزاحاً فرمانے لگے کہ مجھے لیبیا کا سیاح کہلانے کا حق ہو گیا ہے۔

لیجسلیٹو کونسل سے استعفیٰ

رولٹ ایکٹ کی منظوری کے بعد قائداعظم لیجسلیٹو کونسل سے مستعفی ہو گئے اس ضمن میں انہوں نے وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ کو یہ خط لکھا۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ مالابار ہل بمبئی۔

۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

عزت مآب وائسرائے صاحب

رولٹ ایکٹ کی منظوری اور اس پر آپ کی منظوری کے اس سانحہ نے حکومت برطانیہ کے نظریہ انصاف و عدل کے متعلق میرے اعتماد میں تزلزل پیدا کر دیا ہے مزید براں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل کا موجودہ ڈھانچے کو صرف برائے مقننہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں نہ تو اقلیت کی متفقہ آواز کی کوئی حیثیت ہے اور نہ عوام کی رائے کی کوئی عزت و وقعت سمجھی جاتی ہے حکومت نے نہ معلوم کیوں ایک کالے اور پر نفریں قانون کو منظور کر کے انتظامیہ کو عدلیہ پر اختیار دے دیا ہے اس بل کو منظور کرتے وقت ان تمام دلائل کو جو پچھلے سال جنگ میں عوام کا تعاون حاصل کرنے کے لئے دیئے تھے اس کو نظرانداز کر دیا اور وہ اصول و مقاصد جن کے حصول و حفاظت کے لئے برطانیہ جنگ لڑنے کا دعویٰ کرتی ہے ان کو پاؤں تلے روند دیا عدل وانصاف کے بنیادی تقاضوں کو تہ و بالا کر دیا ہے اور عوام کے آئینی حقوق کو اس وقت پامال کیا گیا جب کہ مملکت کو کوئی خطرہ نہیں یہاں تک کہ غیر ذمہ دار بیوروکریٹس جو عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اور عوام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے وہ بھی مقابرین میں اس مسودہ قانون کی منظوری اور اس قانون کی منظوری کے طریق کار کے خلاف احتجاج کے طور پر امپیریل کونسل سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ بحالات موجود کونسل میں میری شمولیت ملک کے عوام کے لئے بے کار ہے اور یہ امر کسی شخص کی عزت نفس کے منافی ہے کہ وہ کسی ایسی حکومت سے تعاون کرے جس نے کونسل کے ایوان میں عوامی نمائندوں اور ایوان سے باہر ملک بھر کے عوام کی رائے کو بالکل نظرانداز کر دیا ہو میں سمجھتا ہوں کہ جو حکومت آئین میں اس قسم کے قانون منظور کرتی ہے اس مہذب حکومت نہیں کہا جا سکتا مجھے اب بھی یہ امید ہے کہ وزیر ہند مسٹر مانٹیگو تاج برطانیہ کو مشورہ دیں گے کہ اس سیاہ قانون کی منظوری نہ دی جائے۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

لیڈر الٰہ آباد:

اس جریدے کے چیف ایڈیٹر وائی چنتامنی تھے ۱۹۳۷ء میں ان کی دو سو صفحات پر مشتمل جو کتاب شائع ہوئی اس کا نام انڈین پولیٹکس ــــ میونٹی میونٹی تھا اس کتاب کے صفحہ ۱۵۰ پر صرف پانچ سطروں میں قائد اعظم کا ذکر کیا گیا ہے۔

لیڈر کی خاصیت:۔

حمید نظامی مرحوم کا بیان ہے کہ علی گڑھ میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس تھا قائداعظم بھی علی گڑھ تشریف لائے ہوئے تھے شام کو غالباً سٹریچی ہال کے قریب لان میں چائے کی دعوت تھی چائے سے پہلے علی گڑھ یونیورسٹی مسلم سٹوڈنٹس یونین کے ارکان نے قائداعظم سے ایک گروپ فوٹو میں شرکت سے درخواست کی جسے آپ نے منظور کر لیا جب لڑکے فوٹو کے لئے کھڑے ہونے لگے تو قائداعظم نے مجھے بھی ایک کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا میں نے معذرت کرتے ہوئے ازراہ مذاق یہ کہہ دیا کہ میں وہابی ہوں اس لئے فوٹو نہیں اتروا سکتا جب یہ تقریر ختم ہوئی تو قائداعظم نے مجھ سے پوچھا کیا واقعی اتنے متشدد وہابی ہو میں نے عرض کیا نہیں وہ بات تو میں نے مذاق کے طور پر کہی تھی فرمانے لگے تو پھر گروپ فوٹو میں کیوں نہیں بیٹھے؟ میں نے جواب دیا کہ فوٹو علی گڑھ والوں کا تھا میرا اس میں بیٹھنا مناسب نہ تھا قائداعظم نے ہنس کر جواب دیا یہ لڑکا کبھی لیڈر نہیں بن سکتا، ایک طالب علم نے جو غالباً جسٹس سلمان مرحوم کے صاحب زادے تھے پوچھا کیوں جناب قائد اعظم نے مسکراتے ہوئے فرمایا لیڈر تو دھکے مار کر بھی فوٹو کے وقت آگے آ جاتے ہیں۔

لیڈی لارڈ ولنگڈن:

۱۹۱۹ء میں بمبئی کے گورنر لارڈ ولنگڈن قائداعظم کو بمبئی کے معزز شہری ہونے کی وجہ سے اکثر گورنمنٹ ہاوس کی دعوتوں میں شرکت کی دعوت دیتے تھے۔

ایک مرتبہ جب قائداعظم اپنی اہلیہ رتی کے ہمراہ گورنر کی دعوت پر گئے تو رتی جناح نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ گلا بڑا اور کھلا تھا لیڈی ولنگڈن نے اسے پسند نہ کیا جب سب لوگ کھانے کی میز پر بیٹھے تو لیڈی ولنگڈن نے ایک اے ڈی سی سے کہا کہ میری شال لے آو شاید مسز جناح کو سردی لگ رہی ہے کہتے ہیں کہ قائداعظم اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے اگر مسز جناح کو سردی محسوس ہو گی تو وہ خود شال مانگ لیں گے۔ قائداعظم یہ کہہ کر دعوت سے اٹھ کر چلے گئے اس کے بعد انہوں نے کبھی ادھر کا رخ نہ کیا۔

بحوالہ ہیکٹر بولائتھو

لیرا کھیم جی:

قائداعظم محمد علی جناح کے سسر، جو بمبئی کے مشہور تاجر تھے اور برطانوی کمپنیوں سے ان کا تعلق تھا جن کو وہ اون فراہم کرتے تھے۔

لیرا کھیم جی ہریانہ کے باشندے تھے جو کاٹھیاواڑ سے سولہ میل کی دوری پر واقع ہے۔

قائداعظم کی شادی لیرا کھیم جی کی بیٹی امربائی سے ہوئی تھی

لیگ فنڈ

قائداعظم محمد علی جناح کی اپیل پر لیگ پریس فنڈ میں کل ڈھائی لاکھ روپے جمع ہوئے جس میں سب سے زیادہ رقم (ڈیڑھ لاکھ) کاٹھیاواڑ کی میمن برادری نے دی تھی جس کی فہرست حسب ذیل ہے۔

شہر کا نام	رقم
جیت پور	۴۳۰۰۰
بانٹوا	۳۵۰۰۰
دھوراجی	۸۵۰۰۰
کتیانہ	۸۵۰۰۰
گونڈل	۶۰۰۰
او پلیٹا	۶۰۰۰
مانگرول	۵۰۰۰
پوربندر	۵۰۰۰
راناواو	۵۰۰۰
ترسائی	۵۰۰۰
جام نگر	۲۰۰۰

راج کوٹ ۱۳۰۰
جونا گڑھ ۱۱۰۰
ویراول ۱۰۰۰
وتھلی ۵۰۰
مانا ورد ۵۰۰

جیت پور میں ۴۳ ہزار کی رقم جمع کی گئی تھی اس میں سے ۲۰۰۰۰ ہزار روپے جیت پور کے باشندے آدم جی داود نے دورے کے آغاز میں قائداعظم محمد علی جناح کو پیش کئے تھے وہ بھی اسی تخمینے میں شامل ہیں۔

لیگ کونسل کی درخواست (بہ سلسلہ واپسی از انگلستان)

ہندوستان کے دستوری ڈھانچے کے بارے میں قرطاس ابیض شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی صفوں میں مایوسی اور بے کسی پائی جاتی تھی ان کی رہنمائی کے لئے کوئی پائے کا لیڈر نہ تھا۔ حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی، مہاراجہ محمود آباد اور سر محمد شفیع وفات پا چکے تھے۔ وہ واحد رہنما جس پر مسلمانوں کو اعتماد تھا اور جو بلا خوف قیادت مہیا کر سکتا تھا لندن میں خود اختیاری جلا وطنی کی زندگی گزار رہا تھا مسلم لیگ کونسل نے اس سوچ بچار پر بہت وقت صرف کیا کہ وہ قائداعظم کو واپسی پر آمادہ کرنے کے لئے اقدامات کرے اس امر پر بھی غور کیا گیا کہ ایک وفد انگلستان بھیجا جائے جو قائداعظم سے مل کر ان پر واپسی کے لئے زور ڈالے۔ انجام کار کونسل نے ایک قرارداد منظور کی جس کے محرک جناب عبدالمتین چوہدری تھے جس میں قائداعظم سے ہندوستان واپس تشریف لا کر مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کی درخواست کی گئی۔ اس قرارداد کا متن قائداعظم کو تار کے ذریعے بھیجا گیا اس کے جواب میں قائداعظم نے جذبات تشکر کا اظہار کیا کہ لیگ نے انہیں یاد رکھا اور وعدہ کیا کہ وہ سال کے آخر تک ہندوستان آئیں گے آخر کار وہ دسمبر ۱۹۳۳ء کے آخر میں بمبئی آگئے جب کہ یہ قرارداد ۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء کو منظور کی گئی تھی۔

لیوپولڈ سوم (Leopold III)

قائداعظم کی وفات (۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء) کے موقع پر بلجیم کے بادشاہ لیوپولڈ سوم تھے انہوں نے بلجیم پر ۱۹۳۴ء سے ۱۹۵۱ء تک حکومت کی۔

م

ماتری بھومی (گجراتی اخبار)

۱۰ مئی ۱۹۴۵ء کو اس گجراتی اخبار نے قائداعظم اور لارڈ ایمری کی جعلی خط و کتابت شائع کی جس سے سیاسی حلقوں میں تہلکہ مچ گیا۔ ۱۲ مئی کو قائداعظم نے ماتھیران سے ایک اخباری بیان میں کہا کہ یہ خط و کتابت قطعی طور پر جعلی ہے۔ ۱۷ مئی کو اس اخبار کے ایڈیٹر چمن لال واڈی لال شاہ نے قائداعظم سے جعلی خط و کتابت شائع ہونے پر معافی مانگ لی۔

مادام توساؤ

فرانسیسی نژاد برطانوی خاتون مومی مجسمہ ساز۔ انہوں نے گاندھی۔ برنارڈ شا، ایچ جی ویلز، ہٹلر، چواین لائی ڈیگال اور دیگر رہنماؤں کے علاوہ قائداعظم محمد علی جناح کا بھی مجسمہ تیار کیا۔ وہ ۱۷۶۱ء میں فرانس میں پیدا ہوئیں وہیں تعلیم پائی۔

۱۸۷۹ء کے انقلاب فرانس کے وقت پیرس میں موجود تھیں۔ ان کے چچا شاہ فرانس لوئی شانزدہم کے دربار سے منسلک تھے۔ مادام کا محل میں آنا جانا تھا۔ اور ان کی دوستی لوئی کی چھوٹی بہن سے ہوگئی۔ مادام کے چچا اگرچہ طبیب تھے مگر شوقیہ موم کے مجسمے بناتے تھے مادام نے مجسمہ سازی کا فن ان سے سیکھا اور پھر خداداد ذہانت اور استعداد کی بنا پر اس کو اتنی ترقی دی کہ آج ان کی نمائش گاہ عجائبات عالم میں سے ہے۔ ۱۸۳۳ء میں لندن آکر عجیب و غریب نمائش گاہ کی بنیاد رکھی مادام توساؤ کی موت کے بعد اس کے ورثا نے اس کے فن مجسمہ سازی کو زندہ رکھا اور آج بھی اس عجائب گھر میں اہم شخصیات کے مجسمے تیار کر کے رکھے جاتے ہیں۔

ان کا انتقال ۱۸۵۰ء میں ہوا۔

مارچ آن (بڑھے چلو)

قائداعظم محمد علی جناح نے یہ تاریخی جملہ اس وقت کہا جب وہ یکم مارچ ۱۹۴۱ء کو اسلامیہ کالج لاہور کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں پاکستان کانفرنس سے خطاب کرنے کے سلسلے میں تشریف لائے تھے۔ قائداعظم نے اس موقع پر حاضرین سے خطاب کیا ایک موقع پر انہوں نے فرمایا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ مسلم لیگ کی قرارداد لاہور بھی اسی شہر میں ۲۳ مارچ کو منظور ہوئی تھی اور آج آپ کی کانفرنس بھی مارچ میں منعقد ہو رہی ہے۔ میں آپ سے کہوں گا مارچ آن (بڑھے چلو)

مارشل لاء ضابطہ نمبر ۸۹

یکم ستمبر ۱۹۷۱ء کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر و صدر مملکت جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے مارشل لاء کا ضابطہ نمبر ۸۹ جاری کیا جس کے تحت مارشل لاء کا ضابطہ نمبر ۷۰ کی ترتیب نو کی گئی۔ اس کا متن یہ ہے۔

ا۔ کوئی شخص ایسا کوئی بیان رپورٹ یا افواہ نہیں پھیلائے گا یا جاری کرے گا یا شائع کرے گا جو

(ا) بالواسطہ یا بلاواسطہ پاکستان کی سالمیت یا استحکام پر اثرانداز ہوتی ہو۔ یا جس کا مقصد مضر اثرات مرتب کرنا ہو یا

(ب) بالواسطہ یا بلاواسطہ مارشل لاء کے نفاذ اس پر عمل کیا یا اس کے جاری رہنے پر نکتہ چینی کرے یا

(ج) بالواسطہ یا بلاواسطہ عوام میں خوف و ہراس یا بد دلی پیدا کرے جس کا ایسا مقصد ہو یا

(د) بالواسطہ یا بلا واسطہ یا جان بوجھ کر چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یا کسی بھی مارشل لاء افسر مسلح افواج یا حکومت یا حکومت کے کسی رکن کے متعلق نفرت یا مایوسی پیدا کرے یا اس پر اکسائے یا

(ر) بالواسطہ یا بلاواسطہ پاکستان کے کسی بھی علاقہ کے عوام یا علاقوں یا طبقوں فرقوں یا شہریوں کے گروہوں میں دشمنی کا احساس ناپسندیدگی یا نفرت پیدا کرے یا نفرت پر ابھارے۔

ص بالواسطہ یا بلاواسطہ مذہب اسلام کے خلاف ہو یا

(ح) قائداعظم کی عزت و توقیر کے منافی ہو

ک کسی سیاسی پارٹی یا اس کے رکن کے خلاف غیر شائستہ تنقید کے مترادف ہو۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے جاری کردہ مارشل لاء ضوابط ۶، ۱۷، ۱۹ اور ۱۵ پر نظر ثانی کی گئی ہے اور یہ ترمیم

(ا) اس سے قبل نظر ثانی شدہ ریگولیشن کے اطلاق کو متاثر نہ

کرتی ہو اور

(ب) اس ضابطہ کے تحت سزا یا جائداد کی ضبطی یا اب تک ترمیم شدہ کسی ضابطہ کے خلاف سرزد جرم کو متاثر نہ کرتی ہو۔

(۲) جو کوئی بھی اس ضابطہ کی دفعات کی خلاف ورزی کرے گا اسے سات سال قید سخت کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

ماگریٹ بروک، مس

امریکی صحافی، اس نے ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کی صاحب زادی ڈینا واڈیا میں صلح کرائی تھی۔ مگر یہ تعلقات بھی زیادہ عرصہ تک برقرار نہ رہ سکے۔

(سید شریف الدین پیرزادہ)

ماری پور

کراچی کا ہوائی اڈہ، اسے اس روز عالمی شہرت ملی جب حضرت قائد اعظم اپنی ہمشیرہ فاطمہ جناح کے ہمراہ ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو دہلی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر ۳۷ - ۵ منٹ پر وائسرائے ہند کے طیارے میں کراچی آئے۔ ہوائی اڈے پر ایک لاکھ سے زائد افراد نے ان کا استقبال کیا۔ اس روز حکومت سندھ نے عام تعطیل کا اعلان کیا تھا۔ قائد اعظم سلک کی شیروانی پہنے اور مس فاطمہ جناح سفید ساٹن کے لباس میں جہاز سے باہر آئے تو سندھ کے گورنر سر غلام حسین ہدایت اللہ سندھ کے وزراء اور راجا غضنفر علی خان، سردار عبدالرب نشتر، جوگندر ناتھ منڈل، مسٹر محمد احسن، میجر جنرل اکبر خان، اور کرنل برنی ملے۔ قائد اعظم کے تین میں سے دو اے۔ ڈی۔ سی رائل انڈین نیوی کے لیفٹننٹ ایس ایم احسن اور رائل انڈین ایئر فورس کے فلائٹ لیفٹننٹ ربانی بھی قائد کے ساتھ آئے تھے۔ قائد اعظم مسٹر یوسف عبداللہ ہارون کے ساتھ مسلم لیگی رضا کاروں کی قطار کے سامنے سے گزرے قائد اعظم کی کار کے ساتھ سینکڑوں کاروں اور گاڑیوں کا قافلہ تین میل لمبے جلوس کی شکل میں گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہوا۔

۲۹ جون ۱۹۴۸ء کو پاک فضائیہ کے سکواڈرن چھ کے ایک حصے نے کوئٹہ سے ماری پور آمد پر قائد اعظم محمد علی جناح کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔

اس کا موجودہ نام مسرور ایر فورس سٹیشن ہے یہ نام ۲۴ مئی ۱۹۶۸ کو رکھا گیا تھا۔

ماز لے، لیونارڈ

آزادی ہند کے آخری لمحات کا مصنف۔ وہ اپنی کتاب میں قائد اعظم کے اسلام سے عشق کے بارے میں ایک واقعہ یوں درج کرتے ہیں۔

وائسرائے (لارڈ مونٹ بیٹن) نے دونوں نئی مملکتوں کے جھنڈے بھی تیار کئے ہوئے تھے۔ بھارت کا جھنڈا کانگریس کے جھنڈے کے نمونے پر اور پاکستان کا جھنڈا مسلم لیگ کے نمونے پر تھا۔ پہلے جھنڈے پر گاندھی جی کا چرخہ تھا اور دوسرے پر ہلال و ستارہ، دونوں جھنڈوں کے اوپر چھوٹا سا یونین جیک تھا جو حجم میں پورے جھنڈے کا ۱/۹ تھا۔ وائسرائے نے یہ جھنڈے نہرو اور قائد اعظم کو بطور نمونہ بھجوا دیئے۔ قائد اعظم نے جواب میں لکھا تھا کہ وہ اس جھنڈے کو کسی صورت میں قبول نہیں کر سکتے کوئی مسلمان اپنے پرچم پر ہلال و ستارہ کے ساتھ صلیب کا نشان برداشت نہیں کر سکتا۔

مضمون میاں عبدالرشید
نوائے وقت لاہور ۱۱ ستمبر ۱۹۸۶

مالابار ہل (رہائش گاہ)

قیام پاکستان کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے قائد اعظم کی بمبئی کی رہائش گاہ کے بارے میں بھارتی سفیر متعینہ پاکستان سری پرکاش کے توسط سے قائد اعظم سے پوچھا کہ کیا وہ اسے کرایہ پر دینا پسند کریں گے۔ لیکن قائد نے کہا کہ ان کا دل نہ توڑیں اور پنڈت نہرو سے کہہ دیں کہ انہوں نے اس مکان کی ایک ایک اینٹ اپنی نگرانی میں لگوائی ہے۔ یہ چھوٹا سا گھر کسی یورپی کو دے دیں یا کوئی ہندوستانی شہزادہ اس میں رہائش رکھے۔ تاہم حکومت ہند نے اسے برطانوی ہائی کمیشن کو لیز پر دے دیا۔ یہ لیز ۱۹۸۱ کے اواخر میں ختم ہو گئی۔

مالٹا

ایک ملک، قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۴۶ء میں جب لندن

تشریف لے گئے تو راستے میں ان کے جہاز کا انجن خراب ہو گیا جس کی وجہ سے انہیں وانسرائے ہند لارڈ ڈیول اور دیگر ہندوستانی رہنماؤں کے ساتھ مالٹا ایرپورٹ پر اترنا پڑا۔ مالٹا کے گورنر نے وانسرائے ہند پنڈت نہرو، قائد اعظم، مسٹر لیاقت علی اور سردار بلدیو سنگھ کو دعوت دی۔ اس کے بعد وہ لندن روانہ ہو گئے۔

لندن سے واپسی پر قائداعظم ۱۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو اپنی پارٹی کے ہمراہ مالٹا پہنچے اور شب کو گورنر مالٹا کے مہمان رہے۔

بحرہ روم کے اس جزیرے کا رقبہ ۱۲۲ مربع میل اور آبادی ساڑھے چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ ملک کے درالحکومت کا نام ویلٹا ہے یہاں پارلیمانی جمہوریت رائج ہے۔ لوگ مالٹی اور انگریزی زبانیں بولتے ہیں۔ رومن کیتھولک یہاں کا سرکاری مذہب ہے۔ جہاز سازی، جہازوں کی مرمت۔ سیاحت۔ زراعت۔ کپڑا۔ بجلی اور آلات اور خوراک کو ڈبوں میں بند کرنے کی صنعتوں سے اسے خاصی آمدنی ہوتی ہے۔

۱۰۹۰ء میں اس پر نارمنوں نے قبضہ کیا پھر ۱۵۳۰ء میں رومی شہنشاہ چارلز پنجم نے اسے یروشلم کے سینٹ جان کے نوابوں کو عطیہ کے طور پر دے دیا۔ ۱۷۹۸ء میں نپولین نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۱۴ء میں برطانیہ نے اسے اپنی نو آبادی بنا لیا۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۴ کو برطانیہ نے اسے آزادی دے دی۔

یہ غیر جانبدار تحریک۔ اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کا رکن ہے۔

مالکم ہیلی، سر

ہوم ممبر، انہوں نے یکم فروری ۱۹۲۴ کو دہلی میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے اجلاس میں کہا ملک کے مختلف طبقوں کے مابین پائی جانے والی بے چینی سے جو سیاسی صورت حال پیدا ہوئی ہے وہ اس بات کی قطعی اجازت نہیں دیتی کہ اس سلسلے میں فوری طور پر کوئی قدم اٹھایا جائے۔ بہر حال انہوں نے تجویز پیش کی کہ مذکورہ ایکٹ کی کارکردگی کے بارے میں تحقیقات کے لئے ایک سرکاری کمیٹی تشکیل دی جا سکتی ہے۔

قائداعظم نے سر مالکم ہیلی کی تجویز پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ ہوم ممبر کی تجویز کو ایک امید افزا قدم ضرور قرار دیتا ہوں۔ لیکن انہوں نے اپنی تجویز کے سلسلے میں کسی صراحت اور وضاحت سے کام نہیں لیا جس کی بنا پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ لفظوں سے کھیلنا جانتے ہیں۔ جب کہ اس قسم کی مضحکہ خیزی ان جیسے سمجھ دار شخص سے متوقع نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اس تجویز کو ایوان میں وقت گزاری کے لئے پیش نہیں کیا۔

مالویہ، مدن موہن پنڈت

۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں سیاسی رہنماؤں کی جو اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی اس میں قائد اعظم کے ہمراہ انہوں نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ء کو مرکزی مجلس قانون ساز کے اجلاس میں سر محمد شفیع کی ایک تجویز پر جس میں انہوں نے کہا تھا کہ صوبہ بہار اور اڑیسہ کی طرح پنجاب میں بھی قانون سازی اور انتظامی امور کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنے کی بجائے۔ آپس میں ملا دینا چاہئے۔ پنجاب کے گورنر اڈوائر نے تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کے سیاسی رہنماؤں کو سخت برا بھلا کہا اور تعلیم یافتہ طبقہ پر طعن تشنیع کی اس حرکت پر متعدد ارکان اجلاس سے واک آوٹ کر گئے جن میں قائد کے ساتھ پنڈت مدن موہن مالویہ بھی شامل تھے۔

۱۰ نومبر ۱۹۱۷ء کو وانسرائے ہند مسٹر مانٹیگو ہندوستان آئے تو انہوں نے مسلم لیگی رہنماؤں اور کانگرسی رہنماؤں سے مذاکرات کئے مذاکرات میں پنڈت مدن موہن مالویہ بھی شامل تھے۔ نومبر ۱۹۲۴ء میں بمبئی میں اتحاد کانفرنس کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں قائد اعظم کے ساتھ جن دیگر رہنماؤں نے شرکت کی ان میں پنڈت مدن مالویہ بھی شامل تھے۔

کانفرنس میں چھ رہنماؤں پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی اس کمیٹی کا مقصد فرقہ وارانہ فسادات کے اسباب معلوم کرنا اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش تھا۔ کمیٹی کا اجلاس ۲۴ جون ۱۹۲۵ کو گاندھی جی کی صدارت میں دہلی میں ہوا۔ کمیٹی نے سیاسی اور فرقہ وارانہ یک جہتی کے علاوہ خود مختاری حاصل کرنے کے لئے جو سب کمیٹی بنائی اس کمیٹی کے اجلاس میں قائد اعظم نے تقریر کی اور پنڈت مدن مالویہ، موتی لال نہرو اور دیگر رہنماؤں کی سیاسی چالوں کو ناکام بنا دیا۔

۳ اپریل ۱۹۲۶ء کو اعتدال پسند رہنماؤں کا جو اجلاس بمبئی میں ہوا اس کانفرنس میں طے پایا کہ اعتدال پسند اور انڈیپنڈنٹ پارٹی کے رہنماؤں پر مشتمل نئی قومی جماعت بنائی جائے۔ کانفرنس میں سرتیج بہادر سپرو۔ قائداعظم، مسٹر جیکار کے ساتھ پنڈت مدن مالویہ پنڈت نے بھی شمولیت اختیار کی۔ اور نئی سیاسی جماعت انڈین نیشنل پارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ برطانیہ کے زیر انتظام ہندوستان کی مکمل خود مختار حکومت قائم کی جائے۔

۷ اگست ۱۹۲۷ء کو شملہ میں مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں قائداعظم کے ساتھ پنڈت مدن موہن مالویہ نے بھی شرکت کی۔ دسمبر ۱۹۲۷ میں جناح لیگ کا جو اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا اس میں پنڈت مدن موہن مالویہ کو بھی خطاب کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہمیں پہلے ہندوستانی اور اس کے بعد ہندو سمجھنا چاہئے۔ قائداعظم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ انہیں پنڈت جی کی یہ بات سن کر دلی خوشی ہوئی ہے کہ ہندو مسلم اپنے اپنے اختلافات کو فراموش کر کے باہم متحد ہو جائیں۔

وہ ۲۵ دسمبر ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد سیاست کے میدان میں قدم رکھا ۱۹۰۹ء تا ۱۹۱۸ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر رہے۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کا قیام ان کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ وہ ۲۱ برس تک (۱۹۱۹ تا ۱۹۴۰) اس کے وائس چانسلر رہے۔

گول میز کانفرنس میں انڈین نیشنل کانگرس کی نمائندگی کی۔ ۱۹۱۰ تا ۱۹۱۱ امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن اور ۱۹۲۳ تا ۱۹۲۴ اور ۱۹۳۶ء میں ہندو مہاسبھا کے صدر رہے۔ اعلیٰ پائے کے مقرر تھے۔ ملک کی آزادی کی مہم میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اس کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

۱۹۴۶ء میں انتقال کیا۔

مانا ودر   کاٹھیاواڑ کا قصبہ

قائداعظم محمد علی جناح جب مانگرول سے بانٹوا جانے لگے تو راستے میں مانا ودر میں مسلمانوں نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ یہاں پر امیر منزل میں قائداعظم کو ٹی پارٹی دی گئی اور مانا ودر کے لوگوں نے دل کھول کر پریس فنڈ میں چندہ جمع کر دیا۔

اس ریاست کا الحاق ۱۹۴۷ء میں پاکستان سے ہوا تھا۔ لیکن بھارت نے اس کے عوام کو حق خود ارادیت سے محروم کر دیا۔

مانٹیگو ایڈون سیموئل

وزیر ہند، ان کی تقرری ۱۱ جولائی ۱۹۱۷ء کو مسٹر آسٹن چیمبرلین کی جگہ عمل میں آئی۔ قائداعظم نے ان کی تقرری کا مشروط طور پر خیر مقدم کیا اور مطالبہ کیا کہ اس سے قبل کہ مانٹیگو اپنا کام شروع کریں حکومت عام معافی کا اعلان کرے اور تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کرے۔

۱۰ نومبر ۱۹۱۷ء کو جب وزیر ہند مانٹیگو ہندوستان آئے تو قائداعظم کے ساتھ سر محمد شفیع سر فضل حسین، سروزیر حسن، سید حسن امام، مظہرالحق راجہ صاحب محمود آباد، ڈاکٹر انصاری اور مولوی فضل حق نے بھی قومی امور پر ان سے تبادلہ خیالات کیا۔

۸ جولائی ۱۹۱۸ء کو مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ شائع ہوئی تو قائداعظم نے اس رپورٹ پر کھل کر اظہار خیالات کیا۔

۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ منظور ہوا تو قائداعظم نے اس بل کے خلاف احتجاج کے طور پر مرکزی لیجسلیٹو کونسل کے رکن کی حیثیت سے مانٹیگو چیمسفورڈ کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا۔ قائداعظم نے اس بل کے خلاف آئینی طریق کار استعمال کیا۔ جب کہ گاندھی جی نے تحریک سول نافرمانی کی دھمکی دی۔

۲۲ جنوری ۱۹۲۵ء کو گورنر جنرل کی صدارت میں دہلی میں مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر ایس ای مانٹیگو کے انتقال کی خبر سنائی گئی قائداعظم بھی اس اجلاس میں موجود تھے۔

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات

۱۹۰۹ء میں برصغیر پاک وہند میں منٹو مارلے اصلاحات کا نفاذ عمل میں آیا تھا لیکن یہ اصلاحات بھی ہندوستانیوں کے مطالبات کو پورا کرنے میں ناکام رہیں۔ بالآخر وزیر ہند مسٹر مانٹیگو اور وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ کی مشترکہ مساعی سے ۱۹۱۹ء میں مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات مرتب ہوئیں اور انہی دونوں شخصیات کے نام سے منسوب ہوئیں۔ اصلاحات

کے اہم نکات یہ ہیں۔
۱۔ امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں دو ایوانی مقننہ قائم کی گئی۔
۲۔ جداگانہ طریق انتخاب کے اصول کو رائے دہی کی بنیاد کے طور پر برقرار رکھا گیا۔
۳۔ مرکزی مجلس قانون ساز کے اختیارات میں قدرے توسیع کر دی گئی۔
۴۔ صوبوں میں دو عملی کو رواج دیا گیا۔ صوبائی محکموں کو دو حصوں کچھ کو براہ راست گورنر کی تحویل میں اور کچھ محکمے وزراء کی کونسل کے سپرد کئے گئے۔
ان اصلاحات کو کانگریس اور مسلم لیگ دونوں نے تسلیم نہ کیا۔ اور دو عملی کے نظام پر شدید اعتراضات کئے گئے۔ تاہم مسلمانوں کا ایک مطالبہ جداگانہ انتخاب پورا ہو گیا۔

مانچسٹر گارجین

لنڈن سے شائع ہونے والا معروف انگریزی جریدہ۔
۲۰ مارچ ۱۹۴۶ کو قائداعظم محمد علی جناح سے اس کے نمائندے نے عبوری حکومت اور عارضی وزارتوں کے قیام کے سلسلے میں ایک انٹرویو لیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔
۱۔ عبوری مشن کی تجویز عارضی وزارتوں کے بارے میں آپ کا خیال کیا ہے۔
۲۔ کیا آپ کانگریسی لیڈروں کے ساتھ عارضی مخلوط وزارتوں میں مسلم لیگ کے لیڈروں کی شرکت پسند کریں گے۔
۳۔ اگر برطانوی حکومت نے عبوری حکومت کو برصغیر کی آزادی کے ساتھ مستقل کرنا چاہا تو آپ اسے منظور کر کے پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہونا قبول کریں گے۔ اس ضمن میں قائداعظم نے نامہ نگار کو جو جوابات دیئے اس کا خلاصہ مسلم لیگ کونسل کے ایک اجلاس میں ۲۱ مارچ کو پیش کیا گیا۔ جو یہ ہے۔
میں اس موضوع پر ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے اور لیگ پارٹی کی پالیسی کے بارے میں اپنے ساتھی ارکان کے خیالات و نظریات کا اظہار کر چکا ہوں۔ لیکن یہ مسئلہ کچھ اس طرح الجھا ہوا ہے اور ہندو کانگریس کے اخبارات نے کانگریس کی طرفداری میں مزید الجھاؤ پیدا کر دیا ہے۔ اور ہندو پریس کچھ اس قسم کا غلط اور گمراہ کن پراپیگنڈہ کر رہا ہے کہ یہ موضوع بار بار وضاحت کا محتاج ہے ظاہر ہے کہ ہندو پریس کانگریس کی جا و بے جا حمایت اور مسلم لیگ کی مخالفت میں ہندو لیڈروں کے بے جا رویہ کو توڑ مروڑ کر سرمایہ دار کانگریس پارٹی کو درست اور بجا ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تاکہ حکومت برطانیہ ہندو لیڈروں کے موقف کی تائید پر آمادہ ہو جائے اور لیگ پر غلط الزامات سے متاثر ہو کر اس کے حقوق تسلیم کرے اور کانگرس کو ہر معاملے میں فوقیت دیتی ہے۔

مانڈوی پوسٹ آفس محمد علی روڈ

بمبئی کی مشہور سڑک پر واقع پوسٹ آفس اس کے قریب ہی ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ کو یوم نجات کے سلسلے میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس کا اہتمام صوبائی مسلم لیگ نے کیا تھا اور یہ بمبئی کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا جلسہ تھا۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض سر محمد علی خان دہلوی نے انجام دیئے۔ راجا صاحب محمود آباد مولانا جمال میاں فرنگی محلی، آئی آئی چندریگر کے علاوہ قائداعظم نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے حاضرین سے فرمایا۔ آج سے کانگریسی وزارتیں ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئیں۔ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو ہمیشہ کے لئے ان سے نجات مل گئی۔

مانکی شریف

دیکھئے امین الحسنات
(پیر صاحب مانکی شریف)

مانگرول

کاٹھیاواڑ کا ایک شہر۔ قائداعظم محمد علی جناح جب کاٹھیاواڑ کے دورے پر گئے تو وہ ۲۴ جنوری ۱۹۴۰ء کو مانگرول تشریف لائے۔
وہ مانگرول کے نواب کے محل میں ٹھہرے۔ بعد میں شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں نے ان کا پر جوش خیر مقدم کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ قائداعظم کا چاندی کی بگھی میں ریاست کی ملٹری کی حفاظت میں جلوس نکالا گیا۔ شہر کے ہندو اور مسلمان

اسکولوں کی طالبات نے استقبالیہ نغمے گا کر خوشی کا اظہار کیا۔ بعد میں مانگرول کے مسلم عوام کی جانب سے پریس فنڈ میں عطیات پیش کئے گئے۔

ماؤنٹ بیٹن

ہندوستان کے آخری وائسرائے اور گورنر جنرل، مشن ودھ ماؤنٹ بیٹن نامی کتاب کے مصنف ایلن کیمبل جانسن اپنی کتاب میں ماؤنٹ بیٹن اور قائد اعظم کا حوالہ پنڈت جواہرلال نہرو کی ملاقات میں دیا۔ جو ۲۵ مارچ ۱۹۴۷ء کو دہلی میں ہوئی۔ ازاں بعد ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظم سے براہ راست بات چیت ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء کو کی۔ اس موقع پر ماؤنٹ بیٹن نے کہا۔

"خدا کی پناہ اس آدمی کی برف پگھلانے میں مجھے آدھ گھنٹہ صرف کرنا پڑا پھر ایک اور موقع پر ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظم کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ جناح کو دیکھ کر میری ترغیب و تحریص کی تمام قوتیں سلب ہو جاتی تھیں۔"

قائد اعظم محمد علی جناح کی لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء کو پہلی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کے بارے میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے یہ محسوس کیا کہ قائد اعظم ایک طرح کے روحانی نور کے حامل تھے۔

۱۶ اپریل کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظم سے کہا کہ انہیں گورنر جنرل بننے دیں تاکہ اثاثوں کی منصفانہ تقسیم ہو سکے مگر مسٹر جناح بقول لارڈ ماؤنٹ بیٹن وزیر اعظم بننا نہیں چاہتے تھے۔

۲۳ جون ۱۹۴۷ء کو قائد نے ان کے پرسنل سیکرٹری سر ایرک میول کو کہا کہ ان کو وائسرائے (لارڈ ماؤنٹ بیٹن) پر مکمل اعتماد ہے اور ۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو چیف آف سٹاف لارڈ ازمے سے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ وائسرائے کو یقین دلائیں کہ وہ انہیں اپنا دوست سمجھتے ہیں۔

ماؤنٹ بیٹن نے یہ محسوس کیا کہ جیسے وہ (قائد اعظم) ایک طرح کے روحانی نور کے حامل شخص تھے مسٹر جناح نے کبھی میری ذہانت پر شک نہیں کیا مگر اخبارات نے میرے بارے میں بدزبانی پر مشتمل مضامین شائع کئے اور پاکستانی سیاست دانوں نے اس لئے میری ذات پر حملے کئے کہ انہیں حملے کے لئے کوئی نہ کوئی ہدف چاہئے تھا۔

قائد اعظم سے پہلی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا کہ جب مسٹر جناح آئے تو ان کے چہرے سے سختی، غرور اور نفرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنی گفتگو مطالبات سے شروع کی اور کہا کہ کم از کم چیز ان کے لئے یہ قابل قبول ہو گی چنانچہ لارڈ بیٹن نے انہیں کہا کہ پہلے ایک دوسرے کو جاننا چاہئے پھر دوبارہ بات چیت شروع ہو گئی۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان میں آمد کی تفصیلات بتائیں۔ اور قائد سے بھی تفصیلات معلوم کیں۔ بقول ان کے قائد اعظم نے ان سے تعاون نہ کیا۔ اور ان کے زیادہ تر جوابات صرف نہیں یا ہاں پر مبنی تھے۔ آدھ گھنٹے کے بعد وہ کچھ کھلے۔ البتہ دوسرے روز کھانے کی دعوت پر قائد اعظم نے ان سے کھل کر بات چیت کی۔

قیام پاکستان سے ایک روز قبل برصغیر کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن پاکستان کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے کراچی آئے تو اسی رات قائد اعظم نے ان کے اعزاز میں سرکاری طور پر ضیافت دی۔ انہیں زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ

انہوں نے اپنے فرائض بڑے شاندار طریقے سے انجام دیئے ہیں۔ اور انتقال اقتدار ایک مثال قائم کر دی ہے۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن پاکستان و ہندوستان کے مشترکہ گورنر جنرل بننا چاہتے تھے۔ انہیں سو فیصد توقع تھی کہ قائد اعظم بھی انہیں پاکستان کا گورنر جنرل بنالیں گے کیوں کہ پنڈت نہرو نے منظور کر لیا تھا

ایک روز ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظم سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ قائد اعظم نے انہیں صاف الفاظ میں جواب دیا اور کہا ــــ کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پاکستان کا گورنر جنرل خود بنوں گا۔

قائد کا یہ جواب سن کر ماؤنٹ بیٹن سیخ پا ہو گئے۔ قائد اعظم نے بڑے تحمل سے برداشت کیا اور پرسکون لہجے میں جواب دیا میں نے یہ فیصلہ ذاتی غرض سے نہیں بلکہ اپنی قوم کے مفاد کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ قائد اعظم نے یہ تجویز پیش کی کہ وہ سپر گورنر جنرل بن جائیں یعنی دو مملکتوں کے گورنر جنرل۔ لیکن ماؤنٹ بیٹن کو یہ منظور نہ تھا کیونکہ وہ اپنے خصوصی مقاصد کے تحت پاکستان کو اپنی گرفت میں رکھنا چاہتے تھے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر ۱۴ اگست کو کراچی میں دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں وائسرائے کی حیثیت سے انہوں نے قائد اعظم سے گورنر جنرل کے عہدے کا حلف اٹھوانا تھا۔ اسی موقع پر یہ افواہ پھیل گئی کہ قائد اعظم کی گاڑی کو گرنیڈ پھینک کر تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس بنا پر ماؤنٹ بیٹن نے قائد کو حلف ملتوی کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر قائد اعظم نے یہ مشورہ قبول نہ کیا حلف کے بعد قائد اعظم نے فرمایا میں آپ کو زندہ لے آیا ہوں۔

وہ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے ان کی والدہ وکٹوریہ برطانیہ کی ملکہ تھیں۔ ۱۹۱۳ء میں برٹش نیوی میں بھرتی ہوئے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۴ - ۴۵ میں برما کو دوبارہ فتح کیا۔ ستمبر ۱۹۴۵ء میں سنگاپور میں جاپانی فوجوں سے ہتھیار ڈلوائے مارچ ۱۹۴۷ء میں برصغیر کے وائسرائے مقرر ہوئے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ کو تقسیم ہند کے بعد جون ۱۹۴۸ تک بھارت کے پہلے گورنر جنرل رہے۔ ۱۹۵۶ء میں ایڈمرل آف دی فلیٹ کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۱۹۶۵ میں جزیرہ وٹ کے گورنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں آرڈر آف میرٹ کا اعزاز ملا۔ ۱۹۷۹ء میں انہیں قتل کر دیا گیا۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

بمبئی کی وہ سڑک جس پر قائد اعظم محمد علی جناح کا بنگلہ تھا یہ بنگلہ مالابار ہل پر تھا۔

مائی برادر

قائد اعظم محمد علی جناح کی حیات جدوجہد اور افکار پر کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ جن میں ان کے رفقاء اور چند غیر ملکی مصنفین کی تحریریں شامل ہیں۔ تاہم محترمہ فاطمہ جناح ان تمام مصنفین سے کہیں زیادہ قریب تھیں انہوں نے ۱۹۶۳ ۔ ۱۹۶۴ میں اپنی یادداشتیں قلم بند کیں۔ مگر وہ منظر عام پر نہ آ سکیں۔ ان یادداشتوں کو مائی برادر سے موسوم کیا گیا اور حیات قائد پر ان سے عمدہ اور مستند حقائق موجود نہیں ہو سکیں گے یہ کتاب اوائل ۱۹۸۷ء میں کراچی سے طبع ہوئی۔ اس کتاب کے باب اول کا عنوان ہے۔ A Nation is Orfhan ed (قوم جو یتیم ہو گئی)

حالات کے لئے دیکھئے فاطمہ جناح مس

مائی بوائے

دیکھئے شاہد حامد جنرل

مائی لیڈر

دیکھئے میرا قائد

مائی ماسٹرز

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا آخری اجلاس کراچی میں طلب کیا تھا۔ اجلاس میں شرکت کے لئے برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے سے کونسلرز صاحبان تشریف لائے۔ تو قائد اعظم نے انہیں "مائی ماسٹرز" کہہ کر پکارا۔

مائیکل ایڈورڈ

بھارت نواز گارڈین کا مضمون نگار اس نے ہندوستان کی آزادی کے موضوع پر اپنی کتاب میں قائد اعظم کے بارے میں یہ ریمارکس دیئے کہ

"جناح ضدی، خود سر اور مغرور شخص تھے۔ اس پر ۱۹۶۴ء میں پاکستانیوں نے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے مصنف کی پرزور مذمت کی تھی۔ اور اس کتاب کو ضبط کرنے کا مطالبہ کیا۔

مبین الاسلام سید

قائد اعظم کے پرسنل اسسٹنٹ۔ وہ میرٹھ کے باشندے تھے۔

متحدہ محاذ

قائد اعظم محمد علی جناح مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی کے قیام کے لئے کوشاں رہے اس ضمن میں انہوں نے ۱۱ دسمبر ۱۹۱۵ء کو مسلم لیگی رہنماؤں سے اپیل کرتے ہوئے کہا۔

۰ "ہم اپنے آئین کے پابند ہیں۔ اگر ہمارا یہ دعوی ہے کہ ہم آزادی، خود مختاری اور حق رائے دہی کے مستحق ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آئین کا احترام کریں اور اس پر عمل کریں اور اپنی صفوں میں مکمل نظم قائم کریں۔ آج صرف ہندوستان ہی نہیں

بلکہ تمام برطانوی سلطنت کی آنکھیں ہم پر لگی ہوئی ہیں۔ اور ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہم اسی سلطنت کے دوسرے ارکان کی طرح آزاد اور خود مختار ہونا چاہتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اپنے اپنے باہمی اختلافات ختم کر دیں اور ایک متحدہ محاذ قائم کریں —— اگر ہم متحد ہو جائیں تو ہمارے ہندو دوست ہماری زیادہ قدر کریں گے۔ اور انہیں یہ یقین ہو جائے گا کہ ہم سیاسی میدان میں ان کے شانہ بشانہ چلنے کے اہل ہیں۔

متروکہ فنڈ (بمبئی)

۲۱ فروری ۱۹۵۸ء کو بمبئی کی ایک عدالت نے قائداعظم محمد علی جناح کے ایک فنڈ کے روپے کو مقامی نادار مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم پر صرف کرنے کا فیصلہ دیا اس فنڈ میں دو لاکھ بیس ہزار روپے پڑے ہوئے تھے۔ اور قائداعظم محمد علی جناح نے یہ رقم ایک اخبار نکالنے کے لئے جمع کر رکھی تھی۔

مشکاف

گورنر جنرل کا ایجنٹ برائے کوئٹہ قلات

مجاہد پاکستان

یہ خطاب تحریک پاکستان کے ایک سپاہی ایم اے شیدا کو دیا گیا۔ وہ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک کے دوران حضرت قائداعظم کے دورہ لاہور میں ان کے محافظ رہے۔ جب قائداعظم اسلامیہ کالج لاہور تشریف لاتے تو انہیں فوجی سلامی بھی پیش کرتے۔

تحریک پاکستان کے دوران ۴۶ - ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت میں کئی اضلاع کے دور افتادہ علاقوں میں قریہ قریہ بستی بستی طوفانی دورے کر کے مسلم لیگ اور قائداعظم کا پیغام پہنچایا۔ فروری ۱۹۴۶ء میں انہیں فیڈریشن (مسلم سٹوڈنٹس) کی جانب سے مجاہد پاکستان کا سرٹیفکیٹ ملا۔ تحریک سول نافرمانی میں گرفتار ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد میں جو ریفرنڈم ہوا اس میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔

مجاہد حسین

قائداعظم محمد علی جناح کے سابق پرسنل اسسٹنٹ

مجاہد کاظمی

ڈان کے سب ایڈیٹر۔ ایک بار ٹیلی فون پر قائداعظم کے پرائیویٹ سیکرٹری نے مجاہد کاظمی کو کسی خبر کی اشاعت کے لئے نوٹ لکھایا مجاہد نے دریافت کیا کہ کیا قائداعظم نے اس کی اشاعت کے لئے ہدایت کی ہے جواب ملا کہ شائع کر دیجئے میں کہہ رہا ہوں۔ مجاہد کاظمی نے خبر نہ چھاپی۔ پرائیویٹ سیکرٹری نے قائداعظم سے شکایت کی اور کہا کہ یہ شخص خود سر اور باغی اور قابل اعتماد نہیں۔ قائداعظم برافروختہ ہوئے چنانچہ مجاہد کاظمی کی قائداعظم کے روبرو پیشی ہو گئی۔ مجاہد نے خبر کی نوعیت بتائی۔ اور کہا کہ رائے رائے میں اس کی اشاعت کے عوامل و عواقب لیگ کے مفاد کے خلاف تھے۔ اور مخالفین خصوصاً کانگرس کو فائدہ پہنچتا تھا۔ قائداعظم نے یہ سن کر غور فرمایا اور مجاہد کے اس فیصلے کو پسند کرتے ہوئے کہا کہ نوجوان ہم بہت خوش ہیں تمہاری دور اندیشی قابل داد ہے۔

ان کا آبائی وطن سہارنپور تھا انہوں نے علی گڑھ سے تعلیم حاصل کی۔ شہزادہ کے لقب سے مشہور تھا۔ یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے بعد ملازمت اختیار کر لی۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے تبدیل ہو کر کراچی چلے آئے۔ اور ڈپٹی سیکرٹری نشریات اور فلم سنسر بورڈ کے چیئرمین رہے۔ ۱۹۷۲ء میں کینسر سے انتقال کیا۔ شعر بھی کہتے تھے۔

مجلس احرار

۱۹۳۶ء میں قائداعظم محمد علی جناح جب پارلیمانی بورڈ کے قیام کے سلسلے میں لاہور تشریف لے گئے تو انہوں نے مجلس احرار کے رہنماؤں سے ملاقات کی مگر کوئی مفید نتائج بر آمد نہ ہوئے۔

نیز دیکھئے۔ احرار مجلس

مجلس قائداعظم

پاکستان سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے سانحے کی بنا پر درد

مند پاکستانیوں اور قائد اعظم کے پرستاروں نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ جب تک نوجوان نسل کو نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان کی ذات سے مکمل طور پر متعارف نہیں کرایا جاتا اس وقت تک نئی نسل نظریہ پاکستان کو نہیں سمجھ سکتی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اسی سبب سے ہوئی تھی کہ نوجوان نسل نظریاتی اساس سے بالکل بے بہرہ تھی۔ اور نظریاتی اساس پر حملہ کے وقت ان کی قوت مدافعت نہ ہونے کے برابر تھی۔ نیز قائد اعظم کی شخصیت کو دھندلانے کے لئے بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ یہی وہ وجوہات تھیں جن کی بناء پر ۱۱ نومبر ۱۹۷۴ کو مجلس قائد اعظم پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے اغراض و مقاصد یہ ہیں۔

۱۔ مجلس قائد اعظم خالصتاً غیر سیاسی تنظیم ہوگی۔

۲۔ مجلس قائد اعظم۔ قائد اعظم کی حیات کے متعلق اور ان کے کارناموں کی تشہیر ان کے نظریات و تعلیمات کا پرچار کرے گی۔ جس کے لئے قائد اعظم کی یاد میں اجلاس سمپوزیم اور سیمینار منعقد کرائے گی۔

۳۔ قائد اعظم اور دو قومی نظریہ کے متعلق لٹریچر شائع کرے گی۔

مجلس مسلم نوجوانان

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۳ جنوری ۱۹۴۱ء کو بمبئی میں انجمن ترقی مسلمین اور مجلس مسلم نوجوانان کے ایک مشترکہ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

مسلم لیگ جو کچھ چاہتی ہے وہ اس قدر کہ اسے ان دو منطقوں میں جسے وہ اپنا وطن سمجھتی ہے اپنی حکومت قائم کرنے اور اپنی تہذیب و تمدن کو ترقی دینے کا موقع ملے۔

مجلہ قائد اعظم

مولانا ظفر علی خان نے قائد اعظم محمد علی جناح کی چونسٹھویں سالگرہ پر قائد اعظم نامی مجلے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ لکھا۔

قائد اعظم سے خطاب

جینا کی صدا اور ہے گاندھی کی کتھا اور
بطحا کی فضا اور ہے وردھا کی ہوا اور
گاندھی کے جھکانے کی جو ہے تجھ کو تمنا
اللہ کی دہلیز پہ گردن کو جھکا اور

مجمدار، اے سی

دسمبر ۱۹۱۶ء میں آل انڈیا کانگرس کا جو اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوا اس کی صدارت اے سی مجمدار نے کی۔ مسلم لیگ کا بھی اجلاس اسی شہر میں ہوا۔ دراصل مسلم لیگ اور کانگرس کے مشترکہ اجلاس کے انعقاد کی یہ کوشش قائد اعظم محمد علی جناح نے کی تھی اور پھر اس اجلاس میں پہلی مرتبہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب کے مطالبے کو تسلیم کر لیا۔ اس طرح باہمی تصفیے سے تقسیم ہند کی بنیاد لکھنؤ میں پڑی۔

مجید ملک، کرنل.

پاکستان کے ریٹائرڈ پرنسپل انفارمیشن آفیسر۔ ۱۹۴۶ء میں سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر قائد کی اپیل پر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ اور پبلک ریلیشنز آفیسر کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ وہ ۱۹۰۲ء میں لاہور میں پیدا ہوئے پنجاب اور علی گڑھ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی کا آغاز صحافت سے کیا وہ سب سے پہلے مسلم آؤٹ لک کے ادارتی عملے کے رکن مقرر ہوئے جو ان دنوں ہندوستانی مسلمانوں کا واحد انگریزی اخبار تھا۔ چند برسوں بعد وہ اس اخبار کے ایڈیٹر بن گئے۔ بعد میں ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۴۰ء میں انہیں نئی دہلی میں بھارتی مسلح افواج کے جنرل ہیڈ کوارٹرز میں اسٹاف آفیسر مقرر کیا گیا اور ترقی کرتے ہوئے انٹر سروسز پبلک ریلیشنز ڈائریکٹوریٹ میں ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ بعد میں اس کے ڈائریکٹر بنے۔ ۱۹۴۶ء میں جب بھارت میں سیاسی کشیدگی بڑھ گئی تو سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ قیام پاکستان کے بعد پھر سرکاری ملازمت میں لے لئے گئے۔ اور انہوں نے نوابزادہ لیاقت علی خاں کے ساتھ امریکا اور کینیڈا کا دورہ کیا۔ ۱۹۵۱ء میں ریٹائر ہوئے اور منصوبہ کولمبو میں پرنسپل انفارمیشن افسر تعینات ہوئے۔ اردو ترقی بورڈ کے ڈائریکٹر بھی رہے۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو کراچی میں انتقال ہوا۔

محبوب احمد قریشی:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن لدھیانہ کے باشندے ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل سے نوازا۔ تحریک پاکستان کے دوران بڑی جرات اور بہادری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ قائد اعظم کے جانثار تھے۔ اور قائد اعظم نے ہی ان کی ذہنی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں مسلم لیگ کا جائنٹ سیکرٹری بھی نامزد کیا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان آ کر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے قیام پاکستان کے بعد پاکستان مسلم لیگ کے قیام کے سلسلے میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس کراچی میں منعقد ہوا وہ اس اجلاس میں بھی شریک ہوئے۔ خان لیاقت علی خاں اور چوہدری خلیق الزمان سے بعض امور پر اختلاف کے سبب سیاست سے علیحدہ ہو گئے مگر اس کے باوجود مسلم لیگ سے وابستگی برقرار رکھی۔

محبوب عالم منشی

ممتاز صحافی اور برصغیر کے مشہور اخبار پیسہ اخبار کے مالک۔ انہوں نے جب ۱۹۱۳ء میں انگلستان کا دورہ کیا تو دوسرے ہندوستانی رہنماؤں کے ساتھ قائد اعظم سے بھی ملاقات کی۔ انہوں نے اپنے تاثرات کو ان الفاظ میں شائع کیا۔

مسٹر محمد علی جناح بیرسٹرایٹ لا ان ہندوستانیوں میں سے ہیں جو مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں آپ سے دو مرتبہ کی ملاقات میں خوب گفتگو اور بحث ہوئی اور اس بحث کے خاتمے پر مجھے ان کے خیالات سے اور ان کی نیت پر پہلے سے زیادہ یقین اور اتفاق ہو گیا۔ مسٹر جناح نہایت ہی قابلیت سے اپنے مقصد کو ایڈووکیٹ کر سکتے ہیں۔ ان کے بارے میں پہلے معلوم ہوا تھا کہ ان کی رائے ہے کہ ترکی کے لئے حکومت سے امداد کی درخواست کرنا اپنے آپ کو زیادہ کمزور بنانے کے مترادف ہے۔ اور ہندوستان کی بہتری کے لئے ہم جو کچھ کر سکتے ہیں اس کو بوجہ طریق احسن نہیں کر سکیں گے۔ کیوں کہ ہم سٹیٹس مین ہیں نہ کہ فلنتھراپسٹ مگر جب جناح صاحب سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ ان کا مطلب یہ نہیں تھا اور انہیں ترکوں سے ویسی ہی ہمدردی ہے جیسی کہ کسی اور کو ہو سکتی ہے۔

وہ ۲۱ فروری ۱۸۶۶ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کیا۔ اوائل عمر میں منشی محبوب عالم کی طبیعت اور فکر زراعت اور دیہاتی صنعت و حرفت کی طرف مائل تھی۔ وہ مقامی انجمن ترقی زراعت کے سیکرٹری تھے۔ گھر کی مالی حالت آسودہ نہ تھی چنانچہ اپنے آبائی مقام فیروز والا (گوجرانوالہ) میں خادم التعلیم کے نام سے ایک چھاپہ خانہ قائم کیا اور اس کے ایک سال کے اندر ۱۸۸۶ء میں ۲۱ سال کی عمر میں زمیندار کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا جس کی کتابت اور سنگ سازی خود کرتے تھے۔ چھاپہ خانہ سے آمدنی ہوئی تو ہفت روزہ ہمت جاری کیا۔ پڑھنے لکھنے کا شوق تھا چنانچہ اپنے زمانے کے مقبول روزنامہ اخبار عام باقاعدگی سے پڑھتے تھے اس کی قیمت ایک پیسہ تھی۔ اس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے پرچے کا نام جو ۱۸۸۷ء میں جاری ہوا پیسہ اخبار رکھا۔ اس وقت ان کی عمر ۲۲ برس تھی۔

فیروز والا سے لاہور آ کر اسے روزنامہ کر دیا۔ اس میں اہل ذوق و شوق کے لئے ایک پاپولر رسالہ انتخاب لاجواب۔ بچوں کے لئے بچوں کا اخبار، عورتوں کے لئے شریف بی بی۔ فروغ زراعت کے لئے باغبان اور طلباء کے لئے کلید امتحان نام کے جریدے شامل تھے۔ اور پھر خود پیسہ اخبار کا ایک ویکلی ایڈیشن جس کی اشاعت روزنامے سے زیادہ تھی۔

انہوں نے لاہور میں ایک شاندار مطبع قائم کیا جس میں سترہ مشینیں نصب تھیں۔ اس مطبع سے مختلف موضوعات پر قریباً سات سو کتابیں چھپیں جن کے کئی کئی ایڈیشن نکلے ان میں سے تقریباً پچاس خود منشی صاحب کے قلم سے تھیں۔

۱۹۱۳ء میں انگلستان گئے تو واپسی پر سفرنامہ یورپ لکھا۔ انہوں نے اپنا رسالہ انتخاب لاجواب نکالا جو لندن کے ٹٹ بٹس کی طرز پر تھا۔

۲۳ مئی ۱۹۳۳ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ پیسہ اخبار نصف صدی تک زندہ و تابندہ رہا۔

محرم

قائد اعظم محمد علی جناح اسلامی شعائر کا بڑا احترام کرتے تھے اس کا اندازہ اس واقع سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

۱۹۴۶ء میں لندن جاتے ہوئے معلوم ہوا کہ شاہ برطانیہ نے ہندوستانی لیڈروں کے اعزاز میں جس روز لنچ کا اہتمام کیا تھا اس روز محرم کی دس تاریخ تھی۔ جب قائداعظم کی خدمت میں گزارش کی گئی تو انہوں نے اپنے شریک سفر لارڈ ویول سے کہا۔

مجھے افسوس ہے کہ اس روز شاہی دعوت میں شریک نہ ہو سکوں گا۔ چنانچہ قائداعظم کے اس ارشاد پر تاریخ بدل دی گئی۔

مسلمانوں کا یہ تہوار دس محرم الحرام کو پیغمبر اسلام حضورؐ کے نواسے حضرت سیدنا امام حسینؓ کی یاد میں میدان کربلا میں شہادت کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

محمد ابراہیم، حافظ

مسلم لیگ اور کانگریس کے رکن

۱۹۳۷ء میں قائداعظم محمد علی جناح جب بجنور تشریف لے گئے اور وہاں ایک جلسہ عام سے خطاب کیا تو انہوں نے اس موقع پر مقامی اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ گزشتہ انتخاب میں حافظ ابراہیم صاحب لیگ کے ٹکٹ پر بلا مقابلہ منتخب ہو گئے۔ لیکن حافظ صاحب لیگ کو چھوڑ کر کانگرس میں چلے گئے اور انہوں نے کانگریسی وزارت قبول کر لی۔ مسلمان اپنے پروانہ نمائندگی کی اس تحقیر کو برداشت نہیں کریں گے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ووٹ مولوی عبدالسیع موجب نمائندہ لیگ کو دیں۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو بجنور میں انہوں نے پھر جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ مسلم لیگ موجودہ انتخاب (ضمنی) میں حافظ ابراہیم کے خلاف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ صاحب نے ہمارے مفاد اور دستور العمل سے بغیر کسی معقول وجہ کے غداری کی ہے۔ حافظ ابراہیم کا کانگریس کے ٹکٹ پر امیدوار کھڑے ہونا ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ کوئی وکیل اپنے مؤکل سے پیسہ لے کر اس کے مفاد کے لئے بحث کرنے پر آمادہ نہ ہو۔

محمد اجمل خان، حکیم مسیح الملک

۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں جو اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی اس میں حکیم صاحب نے قائداعظم کے ساتھ شرکت کی۔ ۱۹۱۵ء میں مسلم لیگ کے اجلاس میں قائد کے ساتھ پھر حکیم محمد اجمل خان نے شمولیت اختیار کی۔ دسمبر ۱۹۱۹ء میں مسلم لیگ کا جو اجلاس امرتسر میں حکیم اجمل خاں کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں شرکت کے لئے قائداعظم خصوصی طور پر بمبئی سے تشریف لائے تھے۔

حکیم اجمل خاں ۱۸۶۴ء میں شریف منزل بلی ماراں دہلی میں پیدا ہوئے۔ گھر پر ابتدائی تعلیم پائی۔ پندرہ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ طب کی تعلیم اپنے بڑے بھائی حکیم عبدالمجید خاں اپنے چچازاد بھائی غلام رضا خاں اور مولوی حکیم جمیل الدین سے حاصل کی۔ ابتداء میں ریاست رام پور میں نواب حامد علی خاں کے طبیب رہے۔ پھر دہلی آ گئے اور ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کے قیام کی قرارداد کی تائید کی۔ ۱۹۰۹ء میں مسلم لیگ کے پہلے اجلاس منعقدہ دہلی میں اس کی مجلس استقبالیہ کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں یورپ گئے۔ ۱۹۲۱ء میں کانگریس کے صدر بنے۔ ۱۹۱۰ء میں ہندوستانی دواخانہ قائم کیا۔ ۱۹۱۲ء میں طبیہ کالج دہلی کی بنیاد رکھی۔

بہت سی کتابوں کے مصنف تھے ان کا دواخانہ برصغیر پاک و ہند کے تمام بڑے شہروں میں قائم ہے۔

۱۹۲۷ء میں انتقال کیا۔

محمد احسن

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما۔ انہوں نے مری میں قائداعظم محمد علی جناح کے جلسے کا انتظام کیا۔

وہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۸ء کو گجرات میں پیدا ہوئے انہوں نے زمیندار کالج گجرات اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۳۴ء میں انہوں نے ملازمت اختیار کی۔ وہ مری میں بطور اعلیٰ انتظامی آفیسر تعینات ہوئے لیکن تحریک پاکستان سے اپنی محبت کی بدولت انہوں نے ملازمت کی پرواہ نہ کی اور بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ جدوجہد آزادی میں شریک ہو گئے اور مری میں جلسے کا اہتمام کیا جس سے قائداعظم نے خطاب کیا اپنے قیام مری میں انہوں نے ذہنِ قوم کی اس طرح سے خدمت کی کہ اس قوم نے انہیں اپنا فرد بنا لیا۔ سرکار برطانیہ نے جب تحریک پاکستان میں حصہ لینے سے منع

کیا تو انہوں نے سرکاری ملازمت ترک کردی اور اپنے والد بہاول بخش کے ساتھ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء میں اپنے والد مرحوم کے ساتھ گرفتاری دی قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۱ء میں اپنے والد کی نشست پر پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اس کے بعد بھی مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے رہے۔ وہ پارلیمانی سیکرٹری بھی رہے۔ انہوں نے اپنی سیاسی زندگی میں کبھی مفاد پرستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ۱۹۶۴ء میں مادر ملت کی صدارتی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے ایک بیٹے اعتزاز احسن وزیر داخلہ ہیں۔

انہوں نے ۹/ اگست ۱۹۸۹ء کو لاہور میں وفات پائی۔

انہوں نے ۲۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی کے شہریوں کی جانب سے قائداعظم کے اعزاز میں منعقد کی گئی تقریب میں قائد کو سپاسنامہ پیش کیا۔ اس موقع پر قائداعظم نے اپنی جوابی تقریر میں فرمایا کہ میں اہالیان سندھ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جہاں پورے برصغیر میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑک رہی تھی سندھ میں مکمل امن وامان رہا۔ اس بات کو قائداعظم نے اپنی تقریر میں بڑی اہمیت دی تھی۔

محمد احسن، حکیم

کراچی کے پہلے مسلمان میئر۔ پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو حکیم محمد احسن کراچی کارپوریشن کے میئر تھے۔ ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو جب قائداعظم دہلی سے کراچی تشریف لائے تو ماری پور کے ہوائی اڈے پر سب سے پہلے انہوں نے ہی قائداعظم کا استقبال کیا۔ وہ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے انہوں نے کراچی میں تعلیم مکمل کی قیام پاکستان سے قبل کراچی کارپوریشن کے میئر منتخب ہوئے انہیں مولانا محمد علی جوہر کی والدہ بی اماں سے ملنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

ہفت زبان ہیں۔

محمد اسحٰق، ابوالفتح:

۱۷/ مارچ ۱۹۱۱ء کو جب امپیریل لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس منعقد ہوا تو قائداعظم نے مسلم اوقاف اور وقف الاولاد کو قانونی حیثیت دینے کے بارے میں بل کا مسودہ کونسل میں پیش کیا اس بل کو پیش کرنے سے پہلے انہوں نے ایک مدلل تقریر کی جس میں انہوں نے بل کو پیش کرنے کے پس منظر کی وضاحت کی اور ابوالفتح محمد اسحٰق چوہدری کے مقدمے کے سلسلے میں جو ۱۸۹۴ء میں پریوی کونسل میں پیش ہوا تھا کونسل کے فیصلے سے پیدا شدہ صورت حال کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس فیصلے کے بعد مسلمانوں میں وقف کی موجودہ صورت حال کے بارے میں بڑا اشتعال پایا جاتا ہے۔ انہوں نے کونسل کے سامنے اس مسئلہ پر حکومت اور اپنے درمیان ہونے والی خط وکتابت کا بھی حوالہ دیا اور کہا کہ حکومت کی اس یقین دہانی پر کہ مسلمانوں کی جانب سے احتجاجی تجاویز کے بعد یہ مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے میں نے بڑے پیمانے پر مسلم رہنماؤں سے تبادلہ خیال کیا ہے اس سلسلہ میں مسلم لیگ نے جو مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کی ترجمانی کرتی ہے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں وقف کا قانون بنانے کا مطالبہ کیا گیا ہے مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں پر مشتمل ایک جماعت جس کا نام ندوۃ العلماء ہے اس نے بھی اس سلسلے میں ایک یادداشت حکومت کو ارسال کی ہے۔ مجھے یہ علم نہیں کہ وہ یادداشت حکومت کو ملی ہے یا نہیں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ اس قرارداد پر انہوں نے پورے ملک سے ہزاروں مسلمانوں سے دستخط حاصل کئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ یادداشت حکومت کو بھیجی گئی ہے اس یادداشت کی کاپی مجھے بھی عظیم عالم مولوی شبلی نے ارسال کی ہے جن کا مسلمانوں کے طبقہ پر کافی اثر ورسوخ ہے اور ان کی رائے کو مسلمانوں میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ اس یادداشت میں اوقاف کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات درج کئے گئے ہیں جو میں کونسل کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں اس کے بعد قائداعظم نے اس موضوع پر مدلل تقریر کی جو ۸۹۷۴ الفاظ پر مشتمل تھی

محمد اسحاق خاں مانسہروی:

مانسہرہ صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین۔ ۵/ مئی ۱۹۳۶ء بروز منگل ان کی ملاقات راولپنڈی میں قائداعظم سے ہوئی۔ قائداعظم نے انہیں ۵۶ رکنی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کا رکن بنایا تھا

وہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم پائی۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف تقاریر کرنے

پر پانچ سال قید کاٹی ۱۹۲۱ء میں رہائی ملی صوبہ سرحد میں داخلہ ممنوع قرار دئے جانے پر ٹیکسلا میں رہائش اختیار کر لی اور وفات تک یہیں رہے یہاں بھی دو مرتبہ گرفتار ہوئے مجلس احرار کے صدر بھی رہے مسجد شہید گنج کے سلسلے میں مولانا ظفر علی خان نے آل انڈیا مجلس اتحاد ملی بنائی تو اس کے نائب صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۸ء سے وفات (۱۹۶۳ء) تک مجرد زندگی گزاری اور راولپنڈی میں محلہ امام باڑہ کی مسجد انگور میں قیام تھا قائد کی راولپنڈی آمد پر ان کی ملاقات ۲۱۶ میکڈ لارو ڈ پر اے ایم جان بیرسٹرایٹ لا (بعد میں مسٹر جسٹس) کے گھر پر ہوئی۔

محمد اسحاق قریشی، پروفیسر:

قائد اعظم کے معتقد اور آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے سیکرٹری. اس حیثیت سے ان کی قائد سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ انہوں نے قائد اعظم کو ۱۹۳۸ء میں پہلی بار اس وقت علی گڑھ میں دیکھا جب کہ وہ زیر تعلیم تھے۔ علی گڑھ میں جو سپاسنامہ قائد اعظم کو پیش کیا گیا اس کی تیاری میں انہوں نے بھی حصہ لیا ان کی قائد اعظم سے سب سے اہم ملاقات ۱۱ جولائی ۱۹۴۷ء کو ۱۰ اورنگ زیب روڈ دہلی میں ہوئی۔ رات کو آل انڈیا ریڈیو نے یہ مژدہ سنایا کہ قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے ہیں۔ مسلم کانفرنس کے قائم مقام صدر جناب چوہدری مجید اللہ خاں اور وہ اس دن پہلے ملاقاتی تھے انہوں نے قائد اعظم کو پاکستان کا گورنر جنرل مقرر ہونے پر مبارکباد دی پھر کشمیر کے متعلق بات چیت کی۔ ازاں بعد لاہور کراچی میں بھی قائد اعظم سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ان ملاقاتوں میں کشمیر اور مہاجرین کشمیر کی عارضی بحالی کے متعلق امور کا ذکر ہوتا تھا بقول پروفیسر صاحب قائد اعظم کشمیر کے معاملہ میں بھارت کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کے خواہاں تھے اور وہ اس جنگ کے نتیجے سے متعلق سو فیصد پر امید بھی تھے۔

کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کی سازشیں تیز تر ہو گئیں تو ۲۱ ستمبر ۱۹۴۷ء کو حکومت کشمیر نے انہیں گرفتار کر لیا۔ بعد ازاں انہیں رہا کر دیا گیا۔

مضمون قائد اعظم کی عظمت اور حسن کردار

مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء

محمد اسلم خٹک:

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائد اعظم کے معتقد خاص۔

وہ ۱۹۰۸ء میں چترال میں پیدا ہوئے انہوں نے لاہور میں اور بعد ازاں آکسفورڈ میں تعلیم پائی اور رائل اکیڈیمی کے آنریری فیلو رہے۔ ۱۹۳۰ء میں آکسفورڈ ہی میں انہوں نے چوہدری رحمت علی اور دیگر مسلم زعما کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۵۹_۱۹۵۷ء میں وہ افغانستان میں پاکستان کے سفیر رہے۔ ۷۱_۱۹۶۷ء میں عراق میں پاکستان کے سفیر رہے۔ ۱۹۶۵ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن اور ۱۹۷۱ء میں سرحد اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اور سپیکر چنے گئے۔ فروری ۱۹۷۳ء میں گورنر سرحد مقرر ہوئے مئی ۱۹۷۴ء تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ ۲۶ر اگست ۱۹۷۴ء کو ایران میں پاکستان کے سفیر مقرر ہوئے۔ ۱۲ جنوری ۱۹۸۲ء کو وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن اور اسی روز صوبہ سرحد سے وفاقی مجلس شوریٰ کے نائب چیئرمین نامزد ہوئے۔ ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۶ء وفاقی وزیر داخلہ رہے۔

وہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں گل مستی زیادہ مشہور ہے اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

محمد اسمٰعیل خاں، نواب:

۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت پہلے عام انتخابات کے بعد ۱۵ تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء لکھنؤ میں قائد اعظم کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد ہوا جلسے کا اہتمام راجا صاحب محمود آباد نے کیا تھا اس جلسے میں ۵۰ ہزار افراد نے شرکت کی تھی، پہلے روز جلسہ عام شروع ہونے سے ایک گھنٹہ قبل راجا صاحب محمود آباد، چوہدری خلیق الزمان مسٹر جناح کی قیام گاہ (محمود آباد ہاؤس قیصر باغ) پر اس دن کے پروگرام پر نظر ڈالنے کی غرض سے جمع تھے کہ نواب اسمٰعیل بھی اس دیوان خانے میں آ گئے اس وقت وہ ایک سیاہ سموری ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے قائد اعظم نواب صاحب کی ٹوپی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا! کیا آپ یہ ٹوپی تھوڑی دیر کے لئے مجھے دے سکتے ہیں نواب صاحب نے اپنی روایتی خوش خلقی کے تحت ٹوپی جناح صاحب کو دے دی اور

درخواست کی کہ وہ اسے اوڑھے رہیں۔ انہوں نے ٹوپی اوڑھ لی سب نے تعریف کی تو خود ملحقہ خواب گاہ میں گئے اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ چنانچہ قائداعظم ٹوپی اوڑھ کر اجلاس میں شریک ہوئے۔ حاضرین نے اس ٹوپی اور شیروانی کی تعریف کی جو قائداعظم اس تقریب میں پہلی مرتبہ زیب تن کئے ہوئے تھے۔

وہ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ میں تعلیم پائی تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا قائداعظم کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ مسلم لیگ الیکشن کمیٹی کے صدر بھی رہے۔

۱۹۳۰ء کے مشہور اجلاس الہ آباد میں دوسرے دن صدارت کی۔ قائداعظم نے انہیں مجلس عاملہ کا رکن بھی بنایا تھا بنگال سرحد اور سندھ میں ضمنی انتخابات کے سلسلے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر بھی رہے۔ میرٹھ کانگریس کمیٹی، میرٹھ پروفیشنل خلافت کمیٹی کے بانی تھے۔ ۱۹۵۸ء (۲۹ جون) میں وفات پائی۔

محمد اسماعیل ماسٹر

قائداعظم محمد علی جناح جب مئی ۱۹۴۴ء میں کشمیر کے دورے پر اسلام آباد آئے تو وہ ان کا استقبال کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔

وہ ۱۹۰۳ء میں اسلام آباد (اننت ناگ) میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم پائی۔ پھر میدان سیاست میں قدم رکھا ۱۹۴۷ء سے قبل آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے سرگرم رکن تھے تحریک پاکستان کے مخلص سپاہی کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ نیشنل کانفرنس ان کی مخالف جماعت تھی تو اس جماعت کے اراکین نے قائداعظم کی آمد کے موقع پر ان پر حملہ کر دیا انہیں قائداعظم کی خدمت میں زخمی حالت میں لایا گیا تو انہوں نے ماسٹر صاحب کی خدمات کو سراہتے ہوئے نیشنل کانفرنس کی مذمت کی۔

۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ ۱۹۸۰ء میں مقبوضہ کشمیر گئے اور مسلسل علالت کے باعث واپس نہ آ سکے چنانچہ وہیں ۲۳/ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو انتقال کیا۔

محمد اشرف شیخ:

لاہور کے مشہور ناشر، انہیں قائداعظم محمد علی جناح کی اولیں سوانح عمریوں میں سے ایک شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کتاب پر قائداعظم کے دستخط بھی تھے۔

وہ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں انہوں نے کشمیری بازار لاہور میں ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جس کے تحت انہوں نے سینکڑوں کی تعداد میں کتب شائع کیں جن میں انگریزی کتابوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

تحریک آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں ۱۹۴۵ء میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ قیام پاکستان کے بعد صدر ایوب کے عہد میں ان کی ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں تمغہ امتیاز دیا گیا۔ وہ جامع مسجد چینیاں والی کے سیکرٹری اور متعدد تدریسی اداروں کی انتظامی کمیٹیوں کے سربراہ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ، سید امیر علی، علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال اور قائداعظم کے معتقد تھے۔ مئی ۱۹۸۰ء میں لاہور میں وفات پائی۔

محمد اعظم:

لیکچرار شعبہ اردو جامع عثمانیہ حیدر آباد دکن، قائداعظم نے انہیں جو خط تحریر کیا اس سے ان کی حضورؒ سے عقیدت و محبت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ
مالابار ہل بمبئی
۲۶ اگست ۱۹۴۴ء

جناب من

آپ کا مکتوب مورخہ ۱۷/ اگست وصول ہوا اور آپ کے حسب خواہش حسب ذیل چند الفاظ اپنی جانب سے بطور پیش لفظ ارسال کرتے ہوئے مسرت محسوس کر رہا ہوں۔

میں حقیقت میں نہایت مسرور ہوں کہ آپ کارلائیل کی کتاب مشاہیر اور مشاہیر پرستی کے ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن شائع کر رہے ہیں میں جب انگلستان میں طالب علم تھا اس وقت میں نے کارلائیل کی اور کتابوں کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ بھی کیا تھا اور اسی وقت سے چیلیا کے اس مرد عاقل کی عظمت میرے

دل میں جاگزیں ہے۔ اس نے ہمارے پیغمبرؐ کے حالات زندگی اور انؐ کے کارناموں کی سچی تصویر کھینچ کر نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ ساری دنیا کی بڑی خدمت انجام دی ہے اس کتاب کے اردو ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کے متعلق میں آپ کے ادارے کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ کی کامیابی کا متمنی ہوں۔ آپ کی روانہ کردہ اردو ترجمہ کی ایک جلد وصول ہوئی۔ جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

محمد اکبر خاں، میجر جنرل ریٹائرڈ۔

قائداعظم کے فوجی مشیر ممتاز جرنیل وہ ۱۸۹۸ء میں ضلع جہلم میں پیدا ہوئے، پروبین ہارس رجمنٹ میں شمولیت اختیار کر کے اپنی فوجی زندگی کی ابتداء کی وہ برصغیر کے پہلے مسلمان جرنیل تھے جنہوں نے پہلی جنگ عظیم میں عراق کے محاذ پر خدمات انجام دے کر ۱۹۱۸ء میں کنگ کمیشن حاصل کیا۔
دوسری جنگ عظیم میں برما کے محاذ پر خدمات انجام دیں اور اسی محاذ پر ایک مہم کے سلسلے میں فروری ۱۹۴۵ء میں حکومت برطانیہ نے ڈسٹنگو شیڈ سروس آرڈر (ڈی ایس او) دیا تھا وہ راولپنڈی سازش کیس کے مرکزی کردار تھے۔ یہ سازش مستقبل کے فوجی انقلاب اور مارشل لاء کا پیش خیمہ تھی۔
نومبر ۱۹۴۷ء میں کشمیر کی لڑائی میں شریک ہوئے اور نومبر ۱۹۴۷ء سے اپریل ۱۹۴۸ء تک وہ تمام علاقہ اپنے کنٹرول میں لے لیا جسے آزاد کشمیر کہا جاتا ہے
قیام پاکستان کے موقع پر قائداعظم نے انہیں اپنا فوجی مشیر مقرر کیا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اسلام کے عظیم سپہ سالاروں اور حربی طریقوں پر کم و بیش چار درجن کتابیں لکھیں۔
کراچی میں ۱۶ جنوری ۱۹۸۴ء کو وفات پائی۔

محمد اکرام عالم، بدایونی، مولانا۔

قانون دان اور استاد ۱۹۴۲ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے لئے ان کا نام تجویز ہوا تو وہ قائداعظم کی خواہش پر نواب زادہ لیاقت علی خاں کے حق میں دستبردار ہو گئے جب قائداعظم نے بریلی کا دورہ کیا تو قائد سے ان کی ملاقات ہوئی۔
وہ بدایوں میں مولانا محمد کریم عالم کے ہاں پیدا ہوئے بدایوں سے ایف اے اور ۱۹۰۱ء میں محمڈن کالج علی گڑھ سے بی اے کیا پھر مولانا محمد علی جوہر نے انہیں رام پور بلا کر محکمہ تعلیم سے وابستہ کر دیا۔ اس ملازمت کے دوران انہوں نے قانون کی تعلیم حاصل کی اور الہ آباد کورٹ میں اگست ۱۹۰۸ء میں وکالت کرنے لگے ۱۹۳۱ء میں بریلی آ گئے۔ قانونی مہارت کی بنا پر انہیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ قانون کا ممتحن منتخب کیا گیا۔ ریاست رام پور کے قانونی مشیر بھی رہے ۱۹۱۴ء میں ان کی مساعی جمیلہ سے بدایوں میں پہلی اردو کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ممتاز ادیبوں کے علاوہ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے بھی شرکت کی۔ انجمن تعلیم مسلمانان بدایوں کے اعزازی سیکرٹری بھی رہے۔
بریلی میں انتقال کیا لیکن بدایوں کے اکرام باغ میں دفن کئے گئے۔

محمد اکرم خاں مولانا۔

برصغیر کے ممتاز صحافی اور قائداعظم کے رفیق کار، ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہوا اس میں انہوں نے قائداعظم کے ساتھ شرکت کی۔ قائد سے خط و کتابت بھی رہی۔
وہ حکیم پور (مغربی بنگال) میں ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۶ء میں کلکتہ کے مدرسہ عالیہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۰۰ء میں اسی مدرسے سے فاضل کی سند لی۔ انہوں نے تحریک آزادی، تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۱۹۳۶ء میں کلکتہ سے روزنامہ آزاد نکالا۔ یہ اخبار بنگال میں مسلم لیگ کے ترجمان کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا۔ متعدد کتب لکھیں جن میں حضورؐ کی سیرت تفسیر قرآن پانچ جلدوں میں لکھی۔ بابائے صحافت کہلاتے تھے۔
قیام پاکستان کے بعد ڈھاکہ کو اپنا مسکن بنایا۔ وفات تک مسلم لیگ کے ساتھ وابستہ رہے۔ رسالہ محمدی کے نگران بھی تھے۔ ڈھاکہ میں انتقال کیا۔ وہیں مسجد بنگش میں سپرد خاک کئے گئے (۱۸ اگست ۱۹۶۸ء)

محمد اکرم خاں بنام قائداعظم:

۱۸۶ اے لوئر سرکلر روڈ کلکتہ

۱۴ دسمبر ۱۹۴۲ء

محترم بندہ تسلیم

چونکہ نوازش نامہ کے لفافہ پر میرا نام غلط اور پتہ ناکافی لکھا گیا تھا اس لئے خط ملنے میں تاخیر ہوگئی ان دنوں کلکتہ سے باہر سدھو پور میں مقیم ہوں اس لئے بھی ۲۴ گھنٹہ کی مزید تاخیر ہوگئی۔ لہٰذا نوازش نامہ مورخہ ۸ دسمبر آج ۱۴ کو دستیاب ہوا امید ہے کہ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب کی تاخیر معاف فرمائیں گے۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ امسال کلکتہ میں سالانہ اجلاس کا انعقاد ناممکن ہوگا۔ بہرحال میں آج ہی مسٹر شہید سہروردی کو خط لکھ رہا ہوں میری رائے میں اگر ممکن ہو سکے تو اولاً سندھ اور اس کے بعد سرحد میں اجلاس کی کوشش زیادہ مناسب ہوگی۔

خادم

محمد اکرم خاں

محمد امین شیخ:

دیکھئے ملتان

محمد امین کھوسو:

تحریک خلافت کے ممتاز رہنما۔ علی گڑھ یونیورسٹی تعلیم کے دوران انہوں نے بابائے قوم حضرت قائداعظم کو طلباء سے خطاب کے لئے مدعو کیا تھا۔

وہ ۱۹۰۱ء میں جیکب آباد سے ۴۵ میل دور ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے۔ اور وہاں سٹوڈنٹس یونین کے صدر تھے۔ تحریک خلافت میں اہم کردار ادا کیا۔ آزادی سے قبل سندھ کی مجلس قانون ساز کے رکن رہے۔ جنگ آزادی میں بھی نمایاں حصہ لیا۔

علی گڑھ سے بی اے ایل ایل بی کرنے کے بعد جیکب آباد میں سندھ کی صوبائی سیاست میں حصہ لینے لگے۔ انگریز کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں سزا کاٹی۔ تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا سندھی میں مولانا جوہر کی زندگی پر کتاب لکھی۔

۷۲ برس کی عمر میں ۵ دسمبر ۱۹۷۳ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

محمد انور ملک:۔

تحریک پاکستان کے کارکن، قائداعظم کی ہدایت پر شیخوپورہ میں ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کی شاخ قائم کی اور اس کے پہلے بانی صدر بنے۔

وہ ۱۹۰۰ء میں سگھیاں (لاہور) میں پیدا ہوئے سنٹرل ماڈل سکول لاہور سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج سے ایم اے اکنامکس کی اسناد لیں۔ ایل ایل بی کی ڈگری بھی لی اور ۱۹۲۳ء میں وکالت کو بطور پیشہ اپنایا۔ اس دوران نواب آف ہوتی مردان کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ وہ آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی منتخب ہوئے اور اس کے تمام اجلاسوں میں شرکت کرتے رہے۔ ۱۹۴۶ء کے صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں ضلع شیخوپورہ کے مسلم لیگی امیدواروں کو کامیاب کرانے کے لئے اہم خدمات انجام دیں، ۱۹۴۷ء میں خضر وزارت کے خلاف چلنے والی سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد گورنر پنجاب کے چیف ایڈوائزر بنے ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں مغربی پاکستان کے ریلیف کمشنر کے عہدے پر کام کیا۔

لاہور شیخوپورہ روڈ پر حادثے کا شکار ہونے سے جاں بحق ہو گئے۔

محمد ایوب خاں، فیلڈ مارشل:

ان کے متعلق مشہور تھا کہ تقسیم ملک کے وقت مسلمانوں کے کسی کام نہ آئے قائداعظم جب تقسیم کے بعد پہلی مرتبہ ڈھاکہ گئے تو ایوب خاں نے بطور جی او سی ان کا استقبال کیا لیکن قائداعظم نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ سلامی کے چبوترے پر قائداعظم مقررہ جگہ سے قدرے پیچھے کھڑے تھے ایوب خاں نے انہیں (قائد کو) ایک قدم آگے بڑھانے کو کہا تو انہوں نے جھڑک دیا کوئی ضرورت نہیں! ایوب خاں ادب سے پیچھے ہٹ گئے غالباً وجہ یہ تھی کہ فیلڈ مارشل ایوب خاں نے تقسیم کے وقت کوئی کام نہیں کیا تھا اس لئے ایوب خاں کے بارے میں

ان کا رویہ درشت تھا۔

محمد ایوب کھوڑو بنام قائد اعظم:

سکھر (سندھ)

۱۶ دسمبر ۱۹۴۲ء

مائی ڈیئر قائد اعظم صاحب

اپنے دو خطوط کا بہت بہت شکریہ قبول کیجئے جنہیں میں نے گزشتہ رات اپنے دورے کے دوران وصول کیا۔ میں ۹ کو کراچی سے دس دن کے دورے کے لئے آیا تھا۔ دو اور مسلمانوں نے ہماری جماعت میں شمولیت اختیار کر لی ہے اور ہماری جماعت نے ۲۸ ارکان کی طاقت حاصل کر لی ہے۔ مجھے امید ہے ہم بڑے مختصر سے عرصے میں ۳۰ ارکان بنانے کے قابل ہو جائیں گے کمیٹی تو اپنا فیصلہ بہت دیر سے دے گی اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ نواب محمد اسماعیل سے کہیں کہ وہ بہت جلد اپنے فیصلے کا اعلان کریں۔

جہاں تک مسلم لیگ کے اجلاس بلانے کا تعلق میں کل ہی کراچی جا رہا ہوں اور دوستوں سے مشورے کے بعد دو تین دنوں کے اندر اندر آپ کو مطلع کر دوں گا۔ احترام کے ساتھ

آپ کا مخلص

محمد ایوب کھوڑو

محمد بخش مسلم:

ممتاز عالم، تحریک پاکستان کے رہنما اور قائد اعظم کے معتقد، انہوں نے قائد اعظم کی ہدایت پر ۱۹۴۳ء، ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء میں ایک ایک ماہ کے لئے دھوراجی (کاٹھیاواڑ) کا دورہ کیا اور وہاں کے عوام کو مسلم لیگ میں شامل ہونے کے لئے ترغیب دی۔

وہ لاہور میں میاں پیر بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں بی اے کیا۔ مولانا غلام مرشد، مولانا اصغر علی روحی، مولانا محمد ذاکر بگوی، مولانا غلام محمد اور مولانا محمد حسین لائل پوری سے علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ نومبر ۱۹۱۹ء میں خلافت کمیٹی کے قیام پر فتویٰ دیا کہ انگریز کی نوکری حرام ہے۔ روزنامہ سیاست اور زمیندار میں ساڑھے اکتیس برس تک ملازمت کی اور بالآخر صحافت کے پیشے سے ۱۹۵۶ء تک منسلک رہے۔ بمبئی کی صوبائی مسلم لیگ کے صدر الحاج یوسف مکی کے کہنے پر مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ اسی زمانے میں مقروض قوم کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ شاعر بھی تھے خطیب کی حیثیت سے زندگی بھر مسلم مسجد (لوہاری) میں خدمات انجام دیں۔ متعدد اسلامی کتابیں لکھیں مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ لاہور میں فروری ۱۹۸۷ء میں انتقال کیا۔

محمد بشیر احمد، جسٹس (ایم بی احمد):

ممتاز قانون دان، قیام پاکستان پر قائد اعظم کے کہنے پر پاکستان تشریف لائے۔

وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم مکمل کی آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں سے قانون کی تعلیم پائی قیام پاکستان پر نہرو نے انہیں ہندوستان میں رہنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے نہرو کی دعوت کو مسترد کرتے ہوئے پاکستان میں قیام کرنے کو ترجیح دی۔ قائد اعظم نے انہیں اپنا قانونی مشیر بھی مقرر کیا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اس کے بعد وفاقی سیکرٹری اطلاعات، تعلیم اور آباد کاری کے عہدوں پر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۹ء میں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جج بنے۔ ۱۹۶۱ء میں حکومت نائیجیریا نے ان کی خدمات مستعار لیں۔ وہ چھ سال تک نائیجیریا کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رہے اور اسی عرصہ میں انہوں نے نائیجیریا کا دستور بنایا۔ یہی دستور آج تک نافذ ہے۔

انہوں نے ۷ جولائی ۱۹۷۸ء کو انتقال کیا۔

محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک:

اس کتاب کو جناب شفیق بریلوی نے مرتب اور نفیس اکیڈیمی کراچی نے دسمبر ۱۹۷۶ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اس کی دوسری اشاعت جنوری ۱۹۸۰ء میں عمل میں آئی۔

زیر نظر کتاب مصنف کی تعمیری کوششوں اور تخلیقی فکر کا شاہکار ہے اس کتاب میں انہوں نے مسلمانوں کی تیرہ سو سالہ تاریخ بڑے اختصار کے ساتھ بیان کی ہے بقول تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن جناب حسین امام

شفیق بریلوی کی یہ کتاب تحریک پاکستان اور قائد اعظم پر

لکھی جانے والی کتابوں میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔
یہ کتاب ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

محمد پٹوئی، میاں:

قائداعظم محمد علی جناح جب پہلی بار اکتوبر ۱۹۳۶ء میں صوبہ سرحد کے دورے پر تشریف لے گئے تو انہوں نے قائداعظم پر اٹھنے والے اخراجات اپنے ذمے لے لئے اور اس ضمن میں ایک ہزار روپیہ دیا۔

محمد جاوید خالد:

تاریخ ساز جوانیاں کے مرتب۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں ہماری قومی زندگی کی انتہائی اہم شخصیات کے بارے میں معلومات اکٹھی کی ہیں۔ تاکہ آج کی نوجوان نسل کو آئیڈیل دکھا کر انسپائر کیا جاسکے۔

اس میں عہد شباب کے حوالے سے بعض بزرگوں کے زریں اقوال سچے موتیوں کی صورت میں بکھیر دئے گئے ہیں۔ کتاب میں جن متنوع شخصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ مولانا شبلی نعمانی، مولانا ظفر علی خاں، علامہ اقبال مولانا محمد علی جوہر مولانا حسرت موہانی اور علامہ سید سلیمان ندوی جیسی نامور اور قابل تقلید ہستیاں شامل کی گئی ہیں۔

محمد حسن پروفیسر:

ماہر اقتصادیات۔ قائداعظم کے زیر قیادت مسلم لیگ کے جس وفد نے کرپس مشن کے ساتھ مذاکرات کئے اس کے دو غیر سرکاری مشیروں میں سے ایک پروفیسر محمد حسن اور دوسرے پروفیسر اے بی حلیم تھے۔

وہ ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اقتصادیات، معاشیات اور انتظامیات میں مہارت پیدا کرنے والے مٹھی بھر مسلمانوں میں سے ایک تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد سیاست میں بھی حصہ لیا اور پنجاب میں مسلم لیگ کی زیر زمین تحریک منظم کی۔ قیام پاکستان کے بعد وہ ہیلی کالج آف کامرس لاہور کے پرنسپل بنے۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان سے جو وفد اقوام متحدہ گیا اس کے رکن تھے۔ قیام پاکستان کے بعد اکنامک انکوائری کمیٹی کے رکن بنے۔ اور متعدد تحقیقاتی رپورٹیں اور کتابیں لکھیں کئی سال تک پاکستان اکنامک جنرل کے چیف ایڈیٹر اور دو سال تک انٹر یونیورسٹی بورڈ کے رکن رہے، ۱۹۶۴ء میں ہیلی کالج کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ اور ۳۰ جنوری ۱۹۷۰ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ ان کے نام پر ہیلی کالج میں حسن بلاک تعمیر کیا گیا ہے۔

محمد حسن خاں، خان بہادر:

قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھی، قائداعظم ۱۹۴۵ء میں جب صوبہ سرحد کے دورے پر تشریف لے گئے تو انہوں نے پشاور میں خان بہادر کے مکان واقع نشتر آباد میں رہائش اختیار کی۔ جب قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء میں انہیں دہلی میں پاکستان کا ڈپٹی ہائی کمشنر بنا کر بھیجا تو قائد نے اپنی مالابار ہل بمبئی والی کوٹھی کو فروخت کرنے کا کام بھی انہی کو سونپا جسے انہوں نے احسن طریقے سے انجام دیا

وہ ۱۸۸۹ء میں پشاور میں پیدا ہوئے تعلیم کی تکمیل کے بعد محکمہ صحت میں ۱۹۰۸ء میں ملازمت کر لی۔ ۱۹۴۲ء میں حکومت ہند نے انہیں شاندار خدمات کے اعتراف کے طور پر خان بہادر کا اعزاز دیا۔ ۱۹۴۵ء میں ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد مسلم لیگ کے لئے خدمات انجام دیں اکتوبر ۱۹۴۷ء میں قائداعظم نے انہیں پاکستان کے ہائی کمشنر متعینہ ہندوستان کا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا وہاں ۲ سال تک خدمات انجام دیں۔ پشاور میں اسٹیٹ بنک آف پاکستان کی شاخ قائم ہوئی تو وہ اس کے ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے۔ قیام پاکستان پر دہلی سے جو مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آئے انہیں بحفاظت پاکستان پہنچانے کا فریضہ ادا کیا۔

محمد حسین الہ آبادی:

بیرسٹر۔

وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں مجلس استقبالیہ کے چیئرمین تھے۔ وہ وکالت میں قائداعظم کے جونیئر تھے۔

محمد حسین چٹھہ:
دیکھئے چٹھہ محمد حسین

محمد حسین شاہ علی پوری:
ممتاز عالم دین اور صوفی بزرگ، صوبہ سرحد میں جب پیر صاحب مانکی شریف کی دعوت پر حضرت قائداعظم نے ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب فرمایا تو انہوں نے اس تاریخی جلسے کی صدارت کی۔ تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا۔

وہ علی پور (سیالکوٹ) میں حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے ہاں ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے قلعہ سوبھا سنگھ سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور پھر مولانا نور احمد امرتسری سے استفادہ کیا۔ پھر دہلی جاکر مدرسہ امینیہ میں درس نظامی کی تکمیل کی قیام دہلی کے دوران میں حکیم محمد اجمل کے طبیہ کالج میں داخلہ لے کر طب کی تعلیم پائی گاؤں واپس آ کر مدرسہ نقشبندیہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ مئی ۱۹۱۴ء میں خلافت سے نوازے گئے۔

شریعت کے بڑے پابند تھے۔ مسجد شہید گنج، سارد ا ایکٹ، تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ متعدد کتابیں لکھیں۔ ماہنامہ انوار صوفیہ میں بے شمار مضامین لکھے۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو وصال فرمایا

محمد حیات نوشاہی:
تحریک آزادی کے رہنما اور پاکستان سکول/ کالج قطر کے پرنسپل گوہر نوشاہی کے والد بزرگوار وہ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۲ء مدرسہ نعمانیہ لاہور میں علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ ۱۹۲۲ء تا ۱۹۲۷ء مولوی جمال الدین سے سنہری مسجد میں حدیث شریف کا درس لیا۔ ۱۹۲۸ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ قائداعظم کے موقف کے زبردست حامی تھے۔

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جب حضرت قائداعظم کا انتقال ہوا تو انہوں نے شرقپور شریف میں ایک لاکھ ہجوم میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی گلزار نوشاہی کے نام سے سلسلہ نوشاہیہ کی تاریخ لکھی۔ ۲۴ جولائی ۱۹۸۳ء کو انتقال کیا۔

محمد خاں جوگیزئی:
تحریک پاکستان کے رہنما اور بلوچستان کے ممتاز سیاسی رہنما، بلوچستان جوگیزئی قبیلے کے سربراہ۔ بلوچستان میں قائداعظم کی ہدایت پر ریفرنڈم میں اہم کردار ادا کیا۔

وہ ۱۸۸۴ء میں نواب بنگلزئی کے ہاں ژوب میں پیدا ہوئے۔ ان کی قائدانہ اور مخلصانہ صلاحیتوں پر حضرت قائد اعظم کو ہمیشہ اعتماد رہا۔ یہی وہ اعتماد تھا کہ انہوں نے دہلی پہنچنے پر اعلان کیا کہ قائداعظم نے انڈین اسمبلی کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے لہٰذا وہ بھی حلف نہ اٹھائیں گے۔ ۱۹۳۹ء میں بلوچستان میں مسلم لیگ کے قیام پر اس میں شامل ہو گئے۔

تحریک پاکستان کے سلسلے میں بھی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جون ۱۹۴۷ء کے بلوچستان کے استصواب میں اہم کردار ادا کیا بلوچستان سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے پہلے رکن تھے۔ ۱۳ نومبر ۱۹۷۸ء کو قلعہ سیف اللہ میں وفات پائی۔

محمد خان نقشبندی:۔
تحریک پاکستان کے رہنما، انکی خدمات کے صلے میں انہیں ۱۹۸۹ء کا تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا گیا، قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۴۴ء میں جالندھر میں منعقدہ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے کونشن میں شرکت کی اور قائداعظم سے شیلڈ حاصل کی۔ وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم رکن تھے۔ ۱۹۴۱ء میں جب اسلامیہ کالج لاہور میں پہلی آل پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی تو اس میں انہوں نے مندوب کی حیثیت سے شرکت کی۔ ۱۹۴۶ء میں انہوں نے سیالکوٹ میں انتخابات کے دوران میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے دستے کی قیادت کی اور مسلم لیگی امیدواروں کے حق میں انتخابی مہم میں بھی حصہ لیا۔ قائداعظم کے سامنے اس بات کا حلف اٹھایا کہ جب تک پاکستان کا قیام عمل میں نہیں آتا وہ سرکاری ملازمتوں پر کسی قیمت پر بھی فائز نہیں ہوں گے۔

محمد دین فوق، منشی:

قائداعظم محمد علی جناح جب آل انڈیا مسلم لیگ کونسل جلسہ منعقدہ لاہور میں ۱۹۴۶ء میں صبح ساڑھے سات بجے تشریف لائے تو منشی صاحب نے یہ شعر لکھا۔

آتی نہیں نظر میں کوئی صورتِ فلاح
شاید بتائیں راہ محمد علی جناح

ازاں بعد انہوں نے یہ شعر مدیر سیاست مولانا حبیب کو دیا جنہوں نے اسے باآواز بلند جلسہ میں پڑھا۔ سامعین اس شعر سے بڑے محظوظ ہوئے۔ اور انہوں نے شاعر کو دل کھول کر داد دی۔

وہ ۱۸۷۷ء میں منشی لدھا خاں کشمیری کے ہاں سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جاکے میں مڈل تک تعلیم مکمل کی پھر لاہور آکر پیسہ اخبار سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۰۱ء میں اپنا پریس قائم کیا اور اخبار پنجۂ فولاد نکالا۔ یہ رسالہ بہت جلد عوام میں مقبول ہو گیا چنانچہ اسے ہفتہ وار بنا دیا گیا۔ ۱۹۰۶ء میں ماہنامہ کشمیری جاری کیا۔ متعدد کتب لکھیں۔ اردو زبان پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ ۱۹۴۵ء میں انتقال کیا۔

محمد ذوقی شاہ، مولانا.

قائداعظم کے قریبی روحانی ساتھی۔ انہوں نے قائداعظم کو متعدد خطوط ارسال کئے ایک خط کا اقتباس اور قائداعظم کا جواب درج ذیل ہے

۲۰ مئی ۱۹۳۸

میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ موجودہ حالات کے تحت طرفین کے لئے کوئی باعزت سمجھوتہ ناممکن ہے اسلام اور کفر کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا ایک مسلمان کسی حالت میں خواہ وہ کتنا کمزور ہو کسی قیمت پر اپنے اسلامی اصولوں کی قربانی نہیں دے سکتا اب ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے وہ یہ کہ اچھے مسلمان بن کر اپنے آپ کو منظم کریں اور ذرا سی اور طاقت حاصل کر کے اسے استعمال کریں۔ مسلمان کا کام یہ نہیں کہ امن کو دنیا میں مسلط کرے زندہ رہو اور زندہ رہنے دو کا اصول مسلمانوں کے لئے کمزوری کی علامت ہے ہم مسلمان اپنے اصولوں کی خاطر زندہ رہنے اور کٹ مرنے کو تیار ہیں اور ہم دوسروں کو بھی مجبور کریں گے کہ امن کے ساتھ رہیں۔ ہندوؤں کی مخالفت کیا ہے ان کی مخالفت اقوام مغرب کی اسلام کے خلاف مخالفت کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔ جس کا ہم مقابلہ کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی واحد قوت یہ اور صرف یہ ہے کہ وہ اہل مغرب کے نقال ہیں بلکہ اس میں بھی وہ اناڑی ہیں اور ان کی قوت صرف وہ امداد ہے جو ان کو مغربی دنیا سے ملتی ہے اور بس

قائداعظم کا جواب:

۳۱ مئی ۱۹۳۸ء

جناب من مجھے آپ کا خط مورخہ ۲۰ مئی کو ملا جس کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں آپ یقین جانئے کہ میں آپ کے قیمتی افادات کو ہمیشہ دل میں جگہ دوں گا میری دلی تمنا ہے کہ آپ سے ملاقات کر کے تمام معاملات کو زیر بحث لاؤں کس قدر افسوس کی بات ہے کہ میں حیدر آباد میں آپ سے ملاقات نہ کر سکا امید ہے کہ بہت جلد ملاقات ہو گی۔ اگر آپ کو اتفاقاً بمبئی آنے کا موقع ملا تو مجھے ضرور اطلاع کیجئے

آپ کا مخلص
محمد علی جناح

وہ ۱۸۷۸ء میں بھارت میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، سر عبدالقادر، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، جسٹس شاہ دین، اکبر الہ آبادی کے ساتھی تھے۔

اردو اور انگریزی میں متعدد کتابیں لکھیں جن میں سردلبراں کو مقبولیت عام حاصل ہوئی۔ یہ کتاب تصوف کا گراں مایہ خزینہ ہے۔ قائداعظم کے نام خطوط بھی لکھے ۱۹۵۱ء میں حج کے لئے گئے تو وہیں انتقال ہو گیا۔ میدان عرفات میں دفن کئے گئے۔

ان کے چار خلفاء ہیں

۱۔ مولانا عمر بھائی (بمبئی)
۲۔ شاہ شہید فریدی (انگلستان)
۳۔ کیپٹن واحد بخش سیال ربانی (بہاولپور)
۴۔ مولانا عبدالسلام انڈیا۔

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔
ا۔ سرِدلبراں (۲) بادہ و ساغر (۳) نزہت العشاق (۴) برزخ (۵) مضامین ذوقی اردو انگریزی (۶) نیو سرچ لائٹ ان ولاک اریز (۷) القاء الہام (۸) رسالہ صوفی ازم انگریزی۔

محمد رفیع بٹ:

پنجاب کے مشہور صنعت کار، قائداعظم نے لاہور میں فیروز پور روڈ پر موجودہ گارڈن ٹاؤن کے علاقے میں واقع غلام نبی اینڈ سنز میں ان سے ملاقات کی۔ انہیں قائد کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ رفیع بٹ نے قائداعظم کو روپوں کی تھیلی بھی پیش کی۔ قائد کی ہدایت پر مسلم لیگ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز کے اجراء کے سلسلے میں وہ دس رکنی بورڈ آف گورنرز کے رکن بنے۔

وہ ۱۹۱۰ء میں لاہور میں غلام نبی بٹ کے ہاں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں والد کے کاروبار میں ہاتھ بٹانے لگے ابتداء میں گڑھی شاہو میں سرجری کا سامان بنانے کے لئے ایک چھوٹی سی فیکٹری لگائی جب کاروبار میں وسعت ہوئی تو انہوں نے فیروز پور روڈ پر فیکٹری قائم کرلی۔ ۱۹۳۷ء میں سٹیل انڈسٹری اور سرجیکل آلات کی اعلیٰ تعلیم کے لئے برمنگھم میں سرکینگ کے زیرہدایت تربیت پائی۔ اور واپسی پر فیروزپور روڈ کی فیکٹری تعمیر کی جسے ہندوستان میں سب سے بڑے کارخانے کی حیثیت حاصل تھی تحریک پاکستان میں دامے درمے اور سخنے حصہ لیا۔

قائداعظم سے ان کی خط و کتابت بھی رہی وہ مغربی پنجاب کے مسلم چیمبرز آف کامرس کے نائب صدر تھے۔ پاکستان کے کارخانہ داروں کے نمائندہ کی حیثیت سے شکاگو کی بین الاقوامی لیبر کانفرنس میں شرکت کی۔ تقسیم ہند سے قبل آل انڈیا مسلم لیگ نے صنعتی منصوبہ بندی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی قائد اعظم انہیں اس میں شامل کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد بھی پاکستان کی صنعتی ترقی کے لئے تجاویز پیش کرنے میں ان کے مشوروں کو ضروری سمجھا جاتا رہا۔

۱۶/نومبر ۱۹۴۸ء کو پاک ایرویز کا طیارہ جو کراچی سے لاہور کے لئے محوِ پرواز تھا وہاڑی کے مقام پر تباہ ہوگیا دیگر مسافروں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوگئے۔

محمد رفیق جوہر لطیفی:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن سالار نیشنل گارڈ، وہ ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے وہ اپنے ایک انٹرویو میں لکھتے ہیں کہ میں دہلی میں تھا کہ قائداعظم ایڈورڈ پارک کے ایک جلسے میں آئے۔ سٹیج کے قریب ہی میں بیٹھا تھا، سٹیج پر لگا ہوا شامیانہ اس قدر نیچے آ گیا کہ قائداعظم کے سر کو چھونے لگا یہ دیکھ کر میں شامیانے کو اوپر اٹھانے لگا قائد نے مجھے منع کیا اور بیٹھنے کو کہا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی طویل تقریر اسی انداز میں کی پھر ایک دفعہ دہلی کے ایک زرگر نے قائداعظم کو چاندی کی ایک گولی جو کافی وزنی تھی پیش کی قائد نے یہ گولی لیتے ہوئے اس سے کہا کہ اس وقت ہم کو چاندی کی نہیں بلکہ اصلی گولی کی ضرورت ہے قائداعظم سے ان کی آخری ملاقات ۱۳/اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی میں ہوئی۔ ۱۴/اگست کو سب سے پہلے جس نیشنل گارڈ نے قائداعظم کو سلامی پیش کی اس گارڈ کے سالار وہ خود تھے۔

محمد زبیر:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۰/مارچ ۱۹۲۷ء کو میثاق لکھنؤ میں ترمیم و تنسیخ کے سلسلے میں بات چیت کرنے کے لئے جن تیس رہنماؤں کو دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں دعوت دی ان میں محمد زبیر شاہ بھی شامل تھے۔

محمد سرفراز گورایہ، چوہدری:۔

تحریک پاکستان کے رہنما انہوں نے ۱۹۴۴ء میں سیالکوٹ میں قائداعظم کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی اور قائداعظم کی ہدایت پر ہی یونینسٹ پارٹی سے علیحدگی اختیار کر کے پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی میں شمولیت کا سب سے پہلے اعلان کیا اس پاداش میں انہیں بے شمار قربانیاں دینی پڑیں اور تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے ذیلداری جیسے منصب کی بھی پرواہ نہ کی علاوہ ازیں سب رجسٹرار ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس چیئرمین (سیالکوٹ) کے عہدوں سے بھی علیحدہ کر دئے گئے لیکن ان کی ان قربانیوں عوام کو بڑا متاثر کیا۔ ۱۹۴۴ء

میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر انتخاب میں حصہ لیا اور اپنے مد مقابل مضبوط ترین حریف مجلس احرار کے امیدوار صاحب زادہ فیض الحسن کو شکست دی۔ ۱۹۴۶ء کی سول نافرمانی کی تحریک میں بھی حصہ لیا اور اس پاداش میں جیل بھی کاٹی لیکن اس کے باوجود ان کے پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی۔

وہ بڈھا گورایہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے

وہ بڈھا گورایہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے
وہیں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے سلسلے میں لاہور میں جو اجلاس منعقد ہوا اس میں مسلم لیگ کے وفد کے سربراہ کی حیثیت سے شرکت کی ۱۹۴۳ء میں ان کا انتخاب ضلع مسلم لیگ کی صدر کی حیثیت سے ہوا۔

محمد شریف، سید (بار ایٹ لاء):

صوبہ مسلم لیگ بنگال کے سیکرٹری، انہوں نے قائد اعظم سے ۱۹۱۳ء میں آگرہ میں مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔ وہ وہاں ایک ہوٹل میں مقیم تھے وہیں راجا صاحب محمود آباد، سر آغا خاں اور قائد اعظم بیٹھے تھے۔ متحد مچھلی بازار کانپور کے قضیہ کا لارڈ ہارڈنگ نے تصفیہ کیا تھا۔ اس ضمن میں جو قرارداد پیش کی گئی اسے قائد اعظم نے منظور کر لیا دوسری بار ان کی قائد سے ملاقات ۱۹۱۶ء کے لکھنؤ کے مسلم لیگ کے اجلاس میں پھر ۱۹۲۸ء میں دہلی میں مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں اور سب سے آخر میں انہوں نے اگست ۱۹۳۹ء میں دہلی میں قائد سے ملاقات کی۔

محمد شریف طوسی:

انہیں قائد اعظم محمد علی کے دو سال تک سیکرٹری رہنے کا شرف حاصل ہوا، وہ ۱۹۰۲ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی پھر لاہور آ کر ایم اے تاریخ (۱۹۲۲ء) اور بی ٹی کے امتحانات پاس کئے اور ۱۹۲۸ء میں میونسپل بورڈ ہائی سکول حافظ آباد میں استاد اعلیٰ مقرر ہوئے ایک سال بعد ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول وزیر آباد میں تبادلہ ہوا اور ۱۹۵۸ء میں یہاں سے ریٹائر ہوئے۔ تحریک پاکستان کے دوران قیام پاکستان کی حمایت میں اخبارات میں مضامین لکھتے رہے اس بنا پر قائد اعظم نے ۱۹۴۲ء میں انہیں بمبئی بلا کر اپنا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا قائد اعظم کے ساتھ قیام کے دوران انہوں نے قائد اعظم کی لائبریری کو ترتیب دیا اور قائد اعظم کی ہدایت پر اپنے مضامین کے دو مجموعے کتابی صورت میں شائع کئے۔ انہیں بمبئی ہوم سٹڈی سرکل کے زیر اہتمام شائع کیا گیا ان کا تعارف خود قائد اعظم نے لکھا۔

وہ دو سال تک قائد کی خدمت میں رہے اور پھر واپس وزیر آباد چلے گئے قائد اعظم کے ساتھ چھ ماہ نامی کتاب لکھی ۱۵ مئی ۱۹۸۳ء کو وفات پائی۔

محمد شفاعت، مولوی:

مزار قائد اعظم کے خادم وہ ۱۹۴۸ء سے مزار پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کی تنخواہ یکم ستمبر ۱۹۷۷ء ۲۳۰ روپے تھی۔ جنرل ضیاالحق نے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۷ء کو ان کی تنخواہ ۵ سو روپے کر دی

محمد شفیع، مولانا مفتی:

دیو بند کے ممتاز عالم دین اور مفتی انہوں نے ۱۹۴۶ء میں حیدر آباد میں اپنے صدارتی خطبہ میں قائد اعظم کے بارے میں فرمایا۔

مسلمانوں نے مسٹر محمد علی جناح کو موجودہ جنگ آزادی کا ایک ماہر فن جرنیل ہونے کی حیثیت سے قائد اعظم قرار دیا ہے اس حیثیت سے کہ وہ شیخ و مرشد ہیں کہ ان سے اصلاح کا کام لیا جائے گا میرے خیال میں شاید ایک مسلمان بھی ان کو اس خیال سے قائد اعظم نہیں کہتا۔ ان کی قیادت ہند کی مسلم جمہور نے صرف اس لئے تسلیم کی ہے کہ انگریز اور ہندو دونوں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور انگریز اس وقت خواہ بین الاقوامی تقاضوں یا اندرونی چیخ و پکار سے متاثر ہو کر جس طرح کی بھی آزادی بر صغیر کو دینا چاہتا ہے ہندو اپنی عددی اکثریت، مستحکم تنظیم اور سرمایہ کے بل بوتے پر اس کا تنہا مالک بننا چاہتا ہے اس لئے اس وقت جنگ جاری ہے اور ظاہر ہے کہ جنگ توپ و تفنگ کی جنگ نہیں ہے بلکہ محض قانون اور آئین کی جنگ ہے اور باتفاق موافق و مخالف یہ امر مسلمہ ہے کہ اس جنگ کے لئے مسٹر جناح سے بہتر جرنیل نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ دوسری قوموں میں

بھی نہیں ہے۔

۱۱ جون ۱۹۴۷ء کو کراچی میں مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا مفتی محمد شفیع نے قائد اعظم کی قیام گاہ پر ملاقات کی اور سرحد میں ریفرنڈم میں کامیابی پر مبارکباد دی اس موقع پر قائد اعظم نے فرمایا۔

مولانا! مبارکباد کے مستحق تو آپ ہیں۔ آپ کی کوششوں سے ہی یہ کامیابی حاصل ہوئی۔

وہ ۱۸۹۶ء میں دیوبند (سہارنپور) میں مولانا محمد یٰسین کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا محمد یٰسین، مولانا منظور احمد، اور حافظ محمد عظیم سے حاصل کی۔ پھر دیوبند جا کر علامہ انور شاہ کاشمیری، مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اور سید اصغر حسین دیوبندی سے دیگر علوم کی تکمیل کی ۱۹۱۹ء میں دارالعلوم میں منصب درس پر فائز ہوئے۔

قیام پاکستان سے قبل کراچی آ گئے اور ۱۹۵۱ء میں کراچی میں علوم اسلامیہ کے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا متعدد دینی کتب تحریر کیں۔ عربی، فارسی اور اردو میں قصائد لکھے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت میں اہم کردار ادا کیا۔

ان کا انتقال ۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو ہوا کراچی میں دفن ہوئے

محمد شفیع، میاں:

(م ش) تحریک پاکستان کے رہنما اور قائد اعظم کے معتقد۔

وہ ۲۷ نومبر ۱۹۱۳ء کو میاں جمال الدین کے ہاں جالندھر (روباں) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں وہیں سے میٹرک کیا۔ پھر لاہور آ کر اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا ۱۹۳۴ء میں بی اے کیا ۱۹۳۵ء میں ایف سی کالج لاہور سے ایم اے انگریزی کیا۔

قیام پاکستان سے قبل پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پہلے اجلاس کی صدارت کی (۱۹۳۷ء) انٹر کالجیٹ مسلم برادر سے منسلک رہے۔ ایم اے انگریزی کرنے کے بعد نیو ٹائمز سے وابستہ رہے پھر سول اینڈ ملٹری گزٹ اور نوائے وقت میں ملازمت کی۔ ۱۹۷۰ء میں رینالہ خورد اور چوچک کے حلقہ سے آزاد امیدوار کے طور پر قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیا مگر ناکام رہے۔ ۱۲ جنوری ۱۹۸۲ء تا فروری ۱۹۸۵ء مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ قائد اعظم کے بارے میں معلومات بہت وسیع ہیں۔

قائد اعظم محمد علی جناح سے میاں صاحب کو بڑی عقیدت و محبت تھی اور دونوں کے مابین خط و کتابت بھی رہی۔ یہاں ان کا یہ خط پیش خدمت ہے۔ جس میں انہوں نے انٹر کالجیٹ برادر ہڈ تنظیم کی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں۔

۵۔ اگست ۱۹۳۶ء

لین ۱۸

قاضی محلہ لاہور چھاؤنی

ڈیئر مسٹر محمد علی جناح

اللہ تعالیٰ آپ کی صحت والی عمر عطا فرمائے آمین تاکہ آپ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک مرکزی تنظیم کی لڑی میں پرونے کے عظیم الشان لیکن مشکل کام کی تکمیل کر سکیں آمین۔ مجھے یقین ہے کہ آپ انٹر کالجیٹ مسلم برادر ھڈ کو بھولے نہیں ہوں گے یہ تنظیم مسلمان نوجوانوں میں دینی اقدار کے احیاء کے لئے سرگرم عمل ہے اگرچہ ہماری یہ تنظیم قطعی غیر سیاسی ہے اور ہم نے آج تک سیاسیات میں عملی حصہ لینے سے اجتناب برتا ہے لیکن ہم نے آپ کی ان مخلصانہ مساعی سے متاثر ہو کر جو آپ نے مسلمانوں کو سیاسی طور پر متحد کرنے کے لئے روا رکھی ہیں آپ کی حمایت کے لئے ایک اخباری بیان جاری کیا تھا اس کی پاداش میں انٹی مسلم لیگ اخبارات نے اپنے آقاؤں کا اشارہ پا کر ہم پر تنقید و جرح کے باب کھول دئے ہیں لیکن ہمیں ان کی قطعاً پرواہ نہیں ہے۔

آپ کے لئے ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں احترام کے جذبات موجزن ہیں اور آپ وہ واحد مسلمان قائد ہیں جنہیں مسلم عوام پیار کرتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے آپ سے بڑھ کر ایسا کوئی لیڈر پیدا نہیں کیا جو فراست اور دور بینی میں آپ سے گھاؤ کھا سکے۔

ہمیں معلوم ہے کہ رجعت پسند عناصر آپ کے راستے میں مشکلات پیدا کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کریں گے لیکن ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ آپ اپنی دیانت داری سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان تمام مشکلات پر قابو پا کر فتح یاب ہوں گے۔

کیا آپ پنجاب کے نوجوانوں کے لئے انٹر کالجیٹ مسلم برادر

ہڈ کے ذریعے کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟ آپ نے اپنے لاہور کے قیام کے دوران ایسا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا

ہمارے اراکین آپ کا پروگرام عوام تک پہنچانے میں سرگرم عمل ہیں۔

آپ کا مخلص

محمد شفیع ایم اے

سیکرٹری انٹر کالجیٹ مسلم برادر ہڈ۔

محمد شفیع میاں کو قائد کا ایک خط.

میاں محمد شفیع نے ۱۹۳۶ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کو اس وقت خطوط لکھنا شروع کئے تھے جب وہ انٹر کالجیٹ مسلم برادر ہڈ کے سیکرٹری تھے یہاں ۲۴ مارچ ۱۹۴۳ء کو میاں شفیع کے نام لکھے جانے والے خط کا متن پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۰ اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

۲۴ مارچ ۱۹۴۳ء

ڈیئر مسٹر شفیع

آپ کا ۲۲ مارچ کا خط مجھے مل گیا ہے شکر گزار ہوں میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ میں اقبال کے ان خطوط کو جو میرے پاس ہیں جتنی جلدی ممکن ہو شائع کرانا چاہتا ہوں لیکن یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ میرے خطوط اقبال کے نام دستیاب نہیں ہیں حالانکہ میں نے ان کی موجودگی کے متعلق ہر ممکن حلقے میں پوچھ گچھ کی ہے بہرحال میرے پاس جو بھی اقبال کے خطوط ہیں میں انہیں چھپوا دینا چاہتا ہوں ان سے ان مسائل پر جو ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں خاص واضح روشنی پڑتی ہے۔

جہاں تک اس کتاب کے اجمالی خاکہ کا تعلق ہے جو اقبال اسلامی فقہ کی تدوین نو پر لکھنا چاہتے تھے اور جو تمہارے پاس محفوظ ہے تو جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں میں کسی ایسے مستند شخص کا نام تجویز نہیں کر سکتا ہوں جو اس خاکے کی روشنی میں مزید ریسرچ کرنے کو تیار ہو چونکہ اس اجمالی خاکہ کا تعلق جیورس پروڈنس سے ہے اس لئے کوئی وکیل ہی اس سے انصاف کر سکے گا۔

آپ نے مسلم لیگ کے لئے جس ہمدردی اور امداد کا اظہار کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ نیک تمناؤں کے ساتھ

تمہارا مخلص

ایم اے جناح

بخدمت مسٹر محمد شفیع

معرفت سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور

محمد صادق، مہر:۔

تحریک پاکستان کے رہنما اور قائداعظم کے معتقد، وہ ۱۸۹۵ء میں دسوہہ میں ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کے والد کو انگریزوں نے خان کا خطاب دیا اور جاگیر بھی عطا کی۔ وکالت کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد تحریک خاکسار میں شمولیت اختیار کر کے سیاسی زندگی کا آغاز ضلعی سالار کی حیثیت سے کیا وہ فیصل آباد میں مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے۔ قائداعظم نے صلاح مشورے کے لئے انہیں متعدد بار دہلی بلایا۔ ۱۹۴۷ء میں خضر وزارت کے خلاف تحریک میں حصہ لیا اور پہلے ہی روز سرکاری خطاب اور جاگیر واپس کر دی۔ حکومت کے خلاف تحریک چلانے پر ہوشیار پور جیل میں قیدی رہے۔ خضر وزارت کے خاتمے کے بعد جیل سے رہا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آباد کاری کے لئے دن رات کام کیا ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی اور پھر مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ایوب خان کے دور حکومت میں وزیر بھی رہے۔

۱۱/جنوری ۱۹۶۸ء کو فیصل آباد میں انتقال کیا۔

محمد صفدر، خواجہ:

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور سابق رکن قومی اسمبلی،وہ ۱۹۱۴ء میں سیالکوٹ شہر کے وسطی علاقہ محلہ کشمیریاں کے ایک کشمیری خاندان میں خواجہ محمد شفیع کے ہاں پیدا ہوئے امریکن مشن سکول میں داخل کرا دیا گیا وہاں سے پرائمری پاس کر کے انجمن اسلامیہ کے تحت چلنے والے اسلامیہ ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ مرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کیا پھر ایل ایل بی کیا ۳۰/اپریل ۱۹۴۴ء کو سیالکوٹ کے تاریخی تالاب شیخ مولا بخش میں قائداعظم نے شہری مسلم لیگ کے زیر اہتمام ایک عوامی جلسہ سے خطاب کیا۔ سردار عبدالرب نشتر بھی ان کے ہمراہ تھے ہم نے باہمی اشتراک سے پانچ سو روپے کا طلائی ہار خرید کر قائداعظم کے گلے میں ڈالا اور ان سے مصافحہ کیا یہ قائد سے ان

کی پہلی ملاقات تھی، ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اس دوران ۱۹۴۱ء میں ان کی شادی ہوئی۔ انہوں نے وکالت کو بطور پیشہ اپنایا ۱۹۷۷ء میں بڑھاپے اور سیاست سے وکالت متاثر ہوئی۔

۱۹۸۲ء میں مجلس شوریٰ کے چیئرمین بنے بعد ازاں ۱۹۸۵ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ نومبر ۱۹۸۸ء میں پھر انتخاب میں حصہ لیا مگر ناکام رہے۔

محمد طفیل، خواجہ:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن مرے کالج سیالکوٹ کے بانی (۱۹۴۳ء) ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح سیالکوٹ تشریف لے گئے تو مسلم طلباء کی جانب سے ان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر حکومت پنجاب نے ۱۹۸۹ء میں انہیں گولڈ میڈل دیا وہ سیالکوٹ میں ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے مرے کالج سیالکوٹ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم سیالکوٹ تشریف لے گئے اور ان کا اجلاس نہایت کامیاب رہا تو خضر حکومت نے مسلم لیگ کے مقابلہ وہاں جلسے کا اہتمام کیا چنانچہ ان کی رہنمائی میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے طلباء نے ان کے جلسے کو نہ صرف ناکام بنانے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ سر چھوٹو رام کی تقریر پر مسلم طلباء نے سیاہ جھنڈیاں لہرا کر ان سے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔ ۴۶۔۱۹۴۵ء کے انتخابات میں خواجہ صاحب مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی کے لئے انتھک محنت کی۔ ان کی دعوت پر پرنس آف ویلز کالج جموں کے مسلمان طلباء کا ایک وفد سیالکوٹ آیا تحریک پاکستان کے سلسلے میں جیل بھی کاٹی۔ تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی۔ اس کتاب کے مطالعے سے ضلع سیالکوٹ کے عوام کی تحریک پاکستان کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے

سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔

محمد عارف:

قائداعظم محمد علی جناح کے ڈرائیور ان دنوں (۱۹۸۸ء) کراچی میں مقیم ہیں اور مسلم لیگ کی ترقی و ترویج کے لئے کوشاں ہیں۔ ۱۱ نومبر ۱۹۸۷ء کو انہوں نے وفاقی وزیر اقبال احمد خاں سے کراچی میں ملاقات کی اور مسلم لیگ کے تنظیمی امور سے متعلق تبادلہ خیال کیا۔

محمد عالم، ڈاکٹر:

برصغیر کے سیاسی رہنما۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں جناح لیگ کا جو اجلاس کلکتہ میں سر محمد یعقوب کی صدارت میں منعقد ہوا اس میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خاں، ملک برکت علی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو ڈاکٹر محمد عالم، مولانا آزاد، سر عبدالرحیم، سر علی امام، مسٹر چھاگلہ۔ مولوی فضل الحق اور راجا صاحب محمود آباد بھی شامل تھے۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو دیگر رہنماؤں کے ساتھ پنجاب سے ڈاکٹر محمد عالم ایم ایل اے نے اس کی تائید کی۔

وہ لاہور کے مشہور قانون دان تھے۔ ان کا نام اس وقت زبان زد خواص و عوام ہوا جب ۱۹۳۶ء میں انہوں نے عدالت میں مسجد شہید گنج کا مقدمہ دائر کیا۔ وہ ۱۹۳۶ء میں صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ انہیں سیاسی جماعتیں بدلنے کی عادت تھی اسی لئے لوگ انہیں ڈاکٹر لوٹا کہا کرتے تھے لاہور سے تریاق کے نام سے اینٹی کمیونل لیگ کے ترجمان کی حیثیت سے روزنامہ جاری کیا۔

محمد عبداللہ شیخ:

شیر کشمیر، مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعلیٰ شیخ صاحب کی قائد اعظم سے پہلی ملاقات ۱۹۳۵ء میں ہوئی وہ اپنی سوانح حیات آتش چنار صفحہ ۲۰۴ پر لکھتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں جناب، محمد علی جناح سری نگر سیر و تفریح کے لئے آئے اس وقت ان کی ہمشیرہ فاطمہ جناح بھی ہمراہ تھیں وہ شیو پورہ میں ایک ہاؤس بوٹ میں مقیم تھے انہی دنوں چیف جسٹس سر برجور دلال کی عدالت میں ایک مقدمہ حنیفہ بیگم اور مہر علی تھانیدار کے متنازعہ نکاح سے متعلق زیر سماعت تھا۔ مہر علی کشمیر پولیس میں تھانیدار تھا اور مقدمہ حنیفہ بیگم سے ان کے نکاح ثانی سے متعلق تھا حنیفہ بیگم کا ایک اور دعویدار استاد عبدالکریم پیر تھا۔ اس ضمن میں مرزا محمد افضل بیگ جناح صاحب سے ان کے ہاؤس بوٹ میں ملے تاکہ

انہیں مقدمے کا وکالت لینے پر مائل کر سکیں۔ بیگ صاحب سے مقدمے کی نوعیت سن کر انھوں نے ایک ہزار روپے فیس طلب کی ہم نے جناح صاحب کو فیس کم کرنے کے لئے کہا تو وہ آمادہ نہ ہوئے اور کہنے لگے آپ کو ایک ہزار روپے فی پیشی دینے ہوں گے میں خیراتی کاموں میں چندہ تو دے سکتا ہوں لیکن پیشہ وارانہ اصولوں کو قربان نہیں کر سکتا چنانچہ مجبوراً معاملہ طے ہو گیا قائد نے پیشی کے دن سر بر جوری کی عدالت میں وکالت کے وہ جوہر دکھائے کہ ایک ہی باریک اور لطیف سے نقطے کی تشریح پر مقدمہ جیت گئے کمال یہ ہے کہ یہ موشگافی اسلامی کیلنڈر سے متعلق ایک نکتے سے متعلق تھی

قائد اعظم شیخ محمد عبداللہ کی مسلم لیگ میں شمولیت کے خواہاں تھے اس ضمن میں ۱۹۴۴ء میں ان کی ملاقات بھی ہوئی دونوں اہم شخصیتوں کا باہمی مباحثہ ہوا اس کے بعد یہ دونوں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے نہ ہوئے

وہ ۱۹۰۵ء میں سری نگر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ لاہور سے بی اے کیا پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم ایس سی کی ڈگری لی۔ قیام پاکستان سے قبل کشمیری مسلمانوں کی قیادت کی اور مسلم کانفرنس قائم کی۔ ہندو مہاراجہ کی حکومت کے خلاف بھی جدوجہد کی جس کے نتیجے میں وہ متعدد بار جیل گئے ۱۹۴۶ء میں کشمیر چھوڑ دو تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۳ء مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم رہے۔ پھر بھارتی حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ جنوری ۱۹۵۸ء میں چار ماہ آزاد رہنے کے بعد پھر گرفتار ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۹ء پھر جیل کاٹی۔ ۲۵ فروری ۱۹۷۵ء تا وفات ستمبر ۱۹۸۲ء مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ رہے۔

محمد عبداللہ، حاجی:

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی اور وہاں سے ایک نیا ولولہ لے کر واپس لوٹے وہ ۱۹۱۰ء میں بدوملہی کے گاؤں میرووال میں پیدا ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر میں مڈل پاس کیا اور گاؤں کی مسجد میں عربی، فارسی میں گلستان بوستان پڑھی ۱۹۲۸ء میں جے وی ۱۹۳۰ء میں منشی اور ۱۹۳۱ء میں ایس وی کرنے کے بعد خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کے ہائی سکول میں استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں فاروق آباد میں تعیناتی ہوئی۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں چوہدری محمد حسین چٹھہ کی قیادت میں کام کیا۔ مہاجرین کی آبادکاری میں حصہ لیا۔ ۱۹۷۰ء میں ریٹائر ہوئے۔

قیام پاکستان کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔

محمد عرفان:

مسلم لیگ کے ممتاز رہنما۔ ۱۱/۱۲/اپریل ۱۹۳۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ بمبئی میں قائداعظم محمد علی جناح کو مرکزی پارلیمانی بورڈ کی تشکیل کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کی۔ قرارداد میں کہا گیا تھا کہ ۳۵ ارکان پر مشتمل مرکزی پارلیمانی بورڈ قائم کیا جائے بعدازاں یہ تعداد بڑھا کر ۵۴ کر دی گئی جو ہر صوبے کے مقامی حالات کے پیش نظر مختلف صوبوں میں صوبائی الیکشن بورڈ قائم کرے اور ان کا مرکزی بورڈ کے ساتھ الحاق کرے۔ اس قرارداد کی مولانا احمد سعید دہلوی (دہلی)، سید حسین امام سر سلمان مٹھا (بمبئی) عبدالحمید خاں (مدراس) خان لیاقت علی خاں متحدہ صوبجات اور مولانا محمد عرفان نے تائید کی۔

محمد علی جناح (قائداعظم):

آغا حسین ہمدانی کی تصنیف اسے نوید پبلشر راولپنڈی نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔ ۹۶ صفحات پر مشتمل اس مختصر سی کتاب میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی۔ کتاب کے آخر میں خطبہ صدارت اجلاس میثاق لکھنؤ، خطبہ صدارت اجلاس قرارداد پاکستان اور خطاب اول ملت پاکستان کے عناوین سے تین خطبے بھی شامل کیے گئے ہیں کتاب کے دوسرے باب میں مسئلہ کشمیر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کا پیش لفظ جناب شریف الدین پیرزادہ نے لکھا ہے انہوں نے آغا حسین ہمدانی کی کوششوں کو قابل تعریف قرار دیا اور کہا کہ انہوں نے ان پہلوؤں پر بھی قلم اٹھایا ہے جو گوشہ گمنامی میں تھے۔

محمد علی جوہر، مولانا.

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے ممتاز رہنما۔

قائداعظم محمد علی جناح مولانا محمد علی جوہر کا انتہائی احترام کرتے

تھے اپنے اخبار کامریڈ میں ایک مضمون لکھنے پر گرفتار کر لئے گئے تو قائداعظم نے وائسرائے کونسل میں متعدد بار یہ سوال اٹھایا کہ انہیں کس جرم کے پاداش میں نظر بند کیا گیا ہے لیکن حکومت کی جانب سے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا گیا۔

وہ ۱۸۷۸ء میں رامپور (یوپی) میں پیدا ہوئے انہوں نے علی گڑھ اور آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی وہ ایک مذہبی انسان تھے اور ہر بات کو تہذیب کی عینک سے دیکھتے تھے کانگریس کی قرار دادوں تک میں جب وہ اس جماعت کے صدر تھے بقول پنڈت نہرو جو اس وقت سیکرٹری تھے وہ کسی نہ کسی طرح خدا کا ذکر ضرور کر دیتے۔ انگریز کے خلاف بھی انہوں نے عوام میں مذہب کی بنیاد پر آزادی کے جذبات کو ابھارا۔ اپنے ذوق کی تکمیل کے لئے ۱۹۱۱ء میں انگریزی اخبار کامریڈ نکالا اردو میں ان کا اخبار ہمدرد بھی خاصا مقبول تھا۔ تحریک خلافت اور ترک موالات دونوں کی روح رواں تھے مسٹر گاندھی علی برادران کی وجہ سے ہی کل ہند لیڈر بنے تھے۔

مذہب کے ایسے دلدادہ تھے کہ جامعہ ملیہ تک میں جس کے وہ بانیوں میں سے تھے اور اس کے پرنسپل تھے اس بات کا خیال رکھا کہ کوئی ملحد ٹیچر اس میں شامل نہ ہونے پائے۔

ہندوستان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے لندن میں جو گول میز کانفرنس ہوئی اس میں شرکت کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

میں سمجھتا ہوں میرا فریضہ ہے کہ اس کانفرنس میں شریک ہوں اور وہاں کے سلطان جابر اور رعایا جابر دونوں کے سامنے کلمہ حق کہہ کر سب سے افضل جہاد کروں تا آنکہ اس کام میں مر جاؤں۔

اور اللہ تعالیٰ نے انکی یہ خواہش پوری کر دی ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو دماغ کی رگیں پھٹیں اور فکر و تدبر کا یہ سرچشمہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خشک ہو گیا۔

مدفن بیت المقدس میں ہے۔

محمد علی، چوہدری:

پاکستان کے پہلے سیکرٹری جنرل قائداعظم کے معتقد اور سابق وزیراعظم پاکستان چوہدری محمد علی نے ۱۱ ستمبر ۱۹۵۵ء کو یوم وفات قائداعظم کے موقع پر سرکاری طور پر محترمہ فاطمہ جناح کو ریڈیو پاکستان سے خطاب کرنے کی دعوت دی۔ محترمہ فاطمہ جناح نے ۱۹۴۸ میں قائداعظم کی وفات کے بعد ریڈیو سے خطاب کرنا ترک کر دیا تھا کیوں کہ جب لیاقت علی خاں وزیر اعظم تھے تو محترمہ فاطمہ جناح کی ایک تقریر کے کچھ اقتباسات حکومت نے روک لئے تھے جس پر محترمہ نے ریڈیو پاکستان کی بجائے اخبارات میں بیانات دینا شروع کر دئے

وہ ۱۹۰۵ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی ڈگری لی اور اسلامیہ کالج لاہور میں کیمسٹری کے لیکچرر مقرر ہوئے ۱۹۲۸ء میں انڈین آڈٹ اینڈ اکاونٹس سروس میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۶ء ریاست بہاولپور کے اکاونٹنٹ جنرل رہے۔ ۱۹۳۸ء میں وزیر خزانہ کے سیکرٹری کی حیثیت سے ان کی تقرری ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے پہلے سیکرٹری جنرل بنا دئے گئے ۱۹۵۱ء میں وزیر خزانہ اور پھر ۱۹۵۵ء میں وزیراعظم پاکستان کا عہدہ سنبھالا۔ ان کے عہد میں ملک کا پہلا آئین تیار ہوا اور وحدت مغربی پاکستان کی تشکیل کے سلسلے میں راہ ہموار ہوئی انہوں نے نظام اسلام کے نام سے ایک جماعت بھی بنائی۔

ایمرجنس آف پاکستان کے نام سے ایک کتاب لکھی کراچی میں یکم دسمبر ۱۹۸۰ء کو انتقال کیا۔

محمد علی حبیب:

دیکھئے ملازمین کی تنخواہیں۔

محمد عنایت اللہ ملک، پروفیسر:۔

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما۔ ۱۹۸۸ء کے تحریک پاکستان گولڈ میڈل کے حامل، مسجد شہید گنج کے تنازعے کے سلسلے میں مجلس اتحاد ملت کے صدر کی حیثیت سے قائداعظم کو لاہور آنے کی دعوت دی انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران مسلمانان ہند کے سیاسی شعور کو بیدار کرنے کے لئے ملک کے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا اور مسلمانوں کے تحفظ و بقا کے لئے انتھک محنت کی۔

انہوں نے اپنی مذہبی و سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۳۴ء میں کیا اور مجلس اتحاد و ملت کے صدر منتخب ہو گئے۔ مسجد شہید گنج کے سلسلے میں ۱۹۳۵ء میں جب قائداعظم لاہور تشریف لائے تو

انہوں نے قائداعظم کے استقبال کے لئے ایک جلوس کا انتظام کیا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد خود کو قیام پاکستان اور تحریک پاکستان کے لئے وقف کر دیا۔

محمد عیسیٰ، قاضی:

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائداعظم کے ساتھی، ۲۶ اپریل ۱۹۴۲ء کے مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ دہلی میں قاضی محمد عیسیٰ نے اپنے دیگر رفقاء کے ہمراہ قائداعظم سے ملاقات کی اور انہیں بلوچستان کی صورت حال سے آگاہ کیا۔ بلوچستان کے مسلمانوں میں انگریزی انتظامیہ کی طرف سے پکڑ دھکڑ کی وجہ سے جو خوف و ہراس پایا جاتا تھا اسے دور کرنے کے لئے قاضی عیسیٰ نے قائداعظم کو بلوچستان آنے کی دعوت دی جسے قائداعظم نے قبول کرتے ہوئے کہا۔ کہ لوگ بھی عجیب غلامانہ ذہنیت رکھتے ہیں ملک کے ہر حصے میں یہ سب مجھ سے بات ضرور کرتے ہیں لیکن کرتے وہی ہیں جو ان سے علاقہ کا انگریز ڈپٹی کمشنر کہتا ہے۔

مزید حالات کے لئے دیکھئے عیسیٰ قاضی محمد

محمد غوث، مخدوم:

جھنگ کے سیاسی رہنما، انہوں نے دو مرتبہ قائداعظم سے ملاقات کی۔ قائداعظم سے اپنی ملاقاتوں کا تذکرہ وہ ساری عمر بڑی لگن اور محبت سے کرتے رہے۔ وہ ۱۹۲۶ء میں شاہ جیونہ جھنگ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد ایچی سن کالج میں تعلیم پائی بعد ازاں اسلامیہ کالج سول لائنز سے گریجوایشن کی۔ اس دوران تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔

۱۹۵۳ء میں ان کی شادی ہوئی اور ۱۹۵۸ء میں اپنے والد بزرگوار مخدوم حضرت حیات شاہ کی وفات کے بعد تقریباً ۳۱ سال کی عمر میں دربار حضرت شاہ جیونہ کے گدی نشین بنے۔

وہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح مذہب سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے اور پکے عبادت گزار تھے ان کے مریدین ملک کے طول و عرض کے علاوہ ایران۔ عراق۔ کشمیر۔ بھارت اور افغانستان میں بھی موجود ہیں۔ انہوں نے سندھ، سرحد، پنجاب کے کئی علاقوں میں امام بارگاہوں اور مساجد کی بنیاد رکھی موضع کوٹلہ رحمان اور موضع قطب میں واقع ۴۵ مربع زرخیز اراضی دربار حضرت شاہ جیونہ کے نام وقف ہے جس کی آمدنی سے ضلع سرگودھا میں ایک یتیم خانہ، ایک مذہبی درس گاہ کام کر رہی ہے ۱۹۸۹ء میں وفات پائی۔

محمد قاسم رضوی، سید:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، ۱۹۸۷ء کے تحریک پاکستان گولڈ میڈل کے حامل۔ اعلیٰ پائے کے مقرر۔ انبالہ میں پیدا ہوئے۔ مسلم ہائی سکول انبالہ سے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کی۔ جب تحریک پاکستان زوروں پر تھی تو جگہ جگہ جا کر پاکستان کے حق میں تقریریں کیں۔ اسلامیہ کالج کے طلباء کے ہمراہ یوپی کا دورہ کیا۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور مسلم لیگ کے جلسوں سے خطاب کرتے اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں لٹریچر تیار کرتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کی انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قائداعظم اسلامیہ کالج لاہور میں تشریف لائے تو انہوں نے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں سندات عطا کیں ۶ جون ۱۹۷۵ء کو انتقال کیا علامہ اقبال کے رفیق، اردو کے مشہور شاعر ادیب بھی تھے۔ تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا اور لاہور میں دفن ہوئے۔

محمد مالک شہید:

پاکستان کے شہید اول، قائداعظم جب ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء کو لاہور تشریف لائے تو اسی روز محمد مالک شہید کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ دیکھنے والوں نے کہا کہ وہاں ان کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔

وہ جنوری ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے ۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو تحریک پاکستان کے سلسلے میں اسلامیہ کالج سے حضرت قائداعظم کے حکم پر جلوس نکالا۔ ہندو طلباء نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق انہیں شہید کر دیا۔

محمد مظہر اللہ، مفتی:

جامع مسجد فتح پوری دہلی کے شاہی امام اور خطیب۔ قائد

اعظم نے مولانا سیف الاسلام سے ایک ملاقات کے موقع پر کہا۔

میں آپ کے بزرگ حضرت مولانا مظہر اللہ کی خدمت میں حاضر تھا تو محترم فرمانے لگے آپ قرآن وسنت کے نام سے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی طرف بلا رہے ہیں مگر افسوس کہ آپ خود قرآن وسنت سے واقف نہیں اس پر مولانا سیف الاسلام نے قائد اعظم سے معلوم کیا کہ آپ نے حضرت مفتی صاحب کے جواب میں کیا فرمایا کیونکہ آپ مسلمانوں کیلئے لیڈر ہیں۔ قائد نے بتایا میں نے حضرت مفتی صاحب سے درخواست کی کہ آپ میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے مجھ کو قرآن وسنت کے علوم سے آگاہ کر دے۔ اس پر مفتی صاحب نے دعا کی۔

وہ ۲۱/اپریل ۱۸۸۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے والد بزرگوار کا نام مولانا محمد سعید تھا وہ بھی عالم دین تھے۔ حفظ قرآن کے بعد ممتاز علماء سے مروجہ دینی تعلیم مکمل کی سید صادق علی شاہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ تمام عمر دینی علوم کی تبلیغ میں گزاری۔ تحریک پاکستان اور تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا۔

وفات ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء۔

محمد منیر، جسٹس:

پاکستان کی سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس اور وزیر قانون، انہوں نے انگریزی میں قائد اعظم ٹو ضیاء نامی کتاب لکھی۔

وہ ۳ مئی ۱۸۹۵ء کو پٹیالہ میں پیدا ہوئے وہیں ابتدائی تعلیم پائی۔ مہندرا کالج پٹیالہ سے بی اے کیا پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ایم اے اقتصادت کرنے کے بعد یونیورسٹی لاء کالج سے قانون کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۱ء میں امرتسر میں اور ۱۹۲۳ء میں لاہور ہائیکورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ اس دوران ایک کتاب قانون شہادت کے اصول اور ان کا خلاصہ لکھا۔ ۱۹۳۷ء میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اور ۱۹۴۰ء میں انکم ٹیکس کی عدالت اپیل کے صدر مقرر ہوئے۔ آزادی سے قبل باونڈری کمیشن کے رکن تھے۔ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۰ء سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رہے۔ ۱۹۶۲ء میں انہیں وزیر قانون مقرر کیا گیا لیکن وہ زیادہ عرصہ تک اس عہدے پر فائز نہ رہے۔ ۱۸ جون ۱۹۸۱ء کو انتقال کیا

محمد مہدی، راجا پیرپور:

پیرپور کے راجا ۱۹۳۱ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کے دست راست سر محمد علی خاں راجا صاحب محمود آباد انتقال کر گئے راجا صاحب نے انتقال سے قبل ریاست کے انتظام اور اپنے بڑے بیٹے راجا امیر احمد خاں کی مشاورت کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا تھا جس کے ٹرسٹیوں میں قائد اعظم کے ساتھ راجا محمد مہدی، شیخ حبیب اللہ، سید وزیر حسن اور چوہدری خلیق الزماں شامل تھے۔

۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کونسل کا جو اجلاس دہلی میں منعقد ہوا اس میں یہ طے پایا تھا کہ مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی بنائی جائے اور لیگ کا پرچم اس جھنڈے کو قرار دیا جائے جو ۱۹۳۷ء کے اجلاس لکھنؤ میں لگایا گیا تھا اس اجلاس میں راجا مہدی کی سرگرمی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا جس کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ کانگریسی وزارتوں کے صوبوں میں جاکر تمام بڑے شہروں اور قصبات میں حالات کا جائزہ لے اور لوگوں کے بیانات قلمبند کر کے کانگریسی وزارتوں کے مظالم پر مشتمل ایک رپورٹ پیش کرے۔

محمد نعمان:

علی گڑھ میں زیر تعلیم طالب علم جنہوں نے حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تجویز پیش کی کہ طالب علموں کی کل ہند تنظیم کے مقابلہ میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی جائے، قائد اعظم نے ان کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے راجا صاحب محمود آباد کو کانفرنس کی صدارت کی ذمہ داری سونپی۔ محمد نعمان اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا پہلا اجلاس کلکتہ میں ۱۹۳۷ء میں قائد اعظم کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس میں پورے برصغیر سے تین سو مندوبین نے شمولیت کی قائد اعظم نے اس موقع پر فرمایا

نئی پود کے نوجوان نہایت قابل تعریف ہیں تم میں سے کئی نوجوان آگے چل کر جناح بنیں گے اور مجھے یقین ہے کہ قوم کا مستقبل تمہارے ہاتھوں میں محفوظ رہے گا۔

محمد نصر اللہ خاں چوہدری:۔

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سپہ سالار۔ وہ تحصیل نارووال کے ایک گاؤں کالا قادر (فیض آباد) میں پیدا ہوئے۔ قانون کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فیصل آباد میں سکونت اختیار کی۔ جب سر سکندر حیات خان پنجاب کے وزیر اعلیٰ تو ایک جلسے سے خطاب کرنے کے لئے فیصل آباد گئے اسی جلسہ میں نوجوانوں نے پاکستان زندہ باد کے نعرے بلند کئے جس پر وہ سخت برہم ہوئے اور کہا کہ ملازمتوں کے لئے آپ لوگ میری کوٹھی کا طوف کریں گے چنانچہ وکالت شروع کرنے کی بجائے قومی خدمت کو شعار بنایا۔

۱۹۴۰ء کے آخر میں ہندو نوجوانوں نے کلکتہ میں مطالبہ پاکستان کے خلاف اکھنڈ بھارت کانفرنس منعقد کی۔ اس کے جواب میں لاہور میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت قائداعظم نے کی ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں انہوں نے جہاں ممتاز دولتانہ کی انتخابی مہم میں شبانہ روز محنت کی اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ سیالکوٹ میں مقیم رہے۔

محمد نواز خاں سردار:

سیاسی رہنما، قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں جن تمیں سرکردہ رہنماؤں کو میثاق لکھنؤ میں ترمیم و تنسیخ پر غور و خوض کرنے کے لئے جو اجلاس بلایا اس میں محمد نواز خاں سردار بھی شامل تھے۔

محمد یامین خان:

قائداعظم کی جناب محمد یامین خان سے بھی خط و کتابت رہی اس ضمن میں یہاں صرف یہ خط پیش کیا جا رہا ہے

لٹل گنبر روڈ مالابار ہل

بمبئی

۲۵ جون ۱۹۳۸ء

جناب عالی

مجھے آپ کے ۱۹ تاریخ والے خط کے ملنے سے بڑی خوشی ہوئی اور مجھے مسرت ہے کہ آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے فروغ میں دلچسپی لے رہے ہیں اور اس کا ایک ممبر بننے کے خواہش مند ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں مسٹر ایم ایم ایس اصفہانی، سیکرٹری صوبائی مسلم لیگ ماہر وکیل محمد علی روڈ بمبئی سے رابطہ قائم کریں۔

مخلص

ایم اے جناح

محمد یامین خان صاحب

ریزیڈنسی ایریا

جے پور ایچ او (راج)

نیز دیکھئے یامین خاں نواب

محمدی سٹیم شپ کمپنی:

قائداعظم محمد علی جناح کی کوششوں سے قائم کی گئی یہ کمپنی حبیب برادران نے قائم کی تھی۔

محمد یعقوب، مولوی سر:

اسمبلی میں قائداعظم کی آزاد پارٹی کے نائب صدر، ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہوا قائد کے ہمراہ اس اجلاس میں راجا صاحب محمود آباد، عمر سوبانی، محمد یعقوب، مولانا محمد اکرم خان، مولانا منیر الزمان، جناب عبد العزیز، آغا صفدر، مولانا عبد القادر قصوری، مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبد الباری مولانا آزاد سبحانی، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا احمد سعید، مفتی کفایت اللہ مولانا عبد الماجد بدایونی اور مولانا عبد اللطیف شامل تھے۔

وہ ۲۷ اگست ۱۸۷۹ء کو مراد آباد میں شاہجہان پور کے مشہور وکیل محمد اسماعیل کے ہاں پیدا ہوئے۔ مراد آباد میں ابتدائی تعلیم مکمل کی علی گڑھ میں بھی زیر تعلیم رہے ازاں بعد مراد آباد ہی میں وکالت شروع کر دی۔ ۱۹۰۸ء میں لندن مسلم لیگ کے رکن بنے۔ مراد آباد میونسپلٹی کے غیر سرکاری چیئرمین بھی رہے۔ ۱۹۱۳ء میں ایم اے او کالج علی گڑھ کے ٹرسٹی بنے۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ بل کی منظوری کے خلاف چلنے والی تحریک میں بھرپور حصہ لیا ۱۹۲۰ء میں صوبائی لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے اس حیثیت سے ۱۹۳۰ء تک قائداعظم کی اسمبلی میں آزاد پارٹی کے نائب صدر رہے۔ اس دوران میں ۱۹۲۶ء میں یوپی مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس اور ۱۹۲۷ء میں

کلکتہ میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔ ۱۹۲۹ء میں فلسطین کانفرنس کے رکن بنے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اعزازی سیکرٹری ہونے کا بھی شرف حاصل رہا (۱۹۳۰ـ۱۹۳۵) حصول پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم اور مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا علامہ اقبال سے بھی خط و کتابت رہی۔

۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو وفات پائی۔

محمد یوسف:

قائداعظم محمد علی جناح کے حجام، ان کا انتقال ۸ جنوری ۱۹۶۴ء کو ہوا۔

محمد یوسف شاہ، میرواعظ:

مئی ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح کشمیر تشریف لے گئے تو میرواعظ کشمیر نے درگجن کے مقام پر کشمیر مسلم کانفرنس کی طرف سے قائداعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا انہوں نے اپنی قیام گاہ میرواعظ منزل میں حضرت قائداعظم کو دعوت دی۔

وہ سری نگر میں ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے انہوں نے دیوبند میں تعلیم مکمل کی اور ۱۹۳۱ء میں کشمیر کی تحریک آزادی کا آغاز کیا وہ متعدد بار آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں انہوں نے مسلم کانفرنس کو تحریک پاکستان کے ساتھ شامل کر دیا۔ انہیں ۱۹۵۲ء اور پھر ۱۹۵۶ء میں آزاد کشمیر کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ ۱۹۶۴ء میں انہوں نے کشمیر کی جدوجہد آزادی کے لئے انقلابی کونسل میں ترجمان کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ انہوں نے کشمیر پر سے بھارتی تسلط کے خلاف رائے عامہ کو روشناس کرنے کے لئے مسلم ممالک کے علاوہ برطانیہ اور فرانس کا بھی دورہ کیا۔ انہوں نے ۷ دسمبر ۱۹۶۸ء کو راولپنڈی میں انتقال کیا اس روز وہ روزے سے تھے۔ اور انتقال ۷ بجے شام ہوا۔

محمود آباد، راجا صاحب:

قائداعظم محمد علی جناح کی ان سے پہلی ملاقات ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ ۱۹۲۵ء میں نانپارہ اسٹیٹ کے مقدمہ میں پیش ہونے کے لئے قائد جب لکھنؤ آئے تو انہوں نے راجہ صاحب کے ہاں بٹلر پیلس میں قیام کیا پھر راجا صاحب کی شادی پر ان سے ملے۔ ۲۳ مئی ۱۹۳۱ء کو مہاراجا محمود آباد کا انتقال ہو گیا چنانچہ ریاست کی دیکھ بھال کے لئے متولی مقرر کئے گئے ان میں سے ایک قائداعظم بھی تھے ۱۹۳۳ء میں راجا صاحب نے لندن میں قائداعظم کی رہائش گاہ سیمپ اسٹیڈ کے علاقے میں ملاقات کی۔ ۱۹۳۴ء میں راجا صاحب ان سے دہلی میں ملے۔ ۱۹۴۸ء میں بغداد سے بھارت جاتے ہوئے پھر قائد سے ملاقات کی۔

محمود آباد ہاؤس:

لکھنؤ میں راجا صاحب محمود آباد کی رہائش گاہ جہاں قائداعظم نے سر سکندر حیات خاں، ملک برکت علی اور میر مقبول کے ساتھ بات چیت کی یہ بات چیت ۱۹۳۷ء (اکتوبر) میں ہوئی۔ اس بات چیت کے نتیجے میں سر سکندر حیات نے اعلان کیا کہ وہ اور ان کی جماعت کے تمام ارکان مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ہیں۔ پھر انہوں نے وہ تقریر پڑھ کر سنائی جو تھوڑی دیر قبل لکھی گئی تھی اور جسے سکندر جناح معاہدے کا نام دیا گیا تھا۔

محمود احمد منٹو، خواجہ:

تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور مسلم لیگ کے بزرگ رہنما، ۱۹۸۸ء میں انہیں راولپنڈی پنجاب سے سینٹ کا ٹکٹ دیا گیا، قائداعظم کے معتقد اور ان کی پالیسیوں پر عمل درآمد کرانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

محمود راجا رشید:

قائداعظم افکار و کردار اور اقبال، قائداعظم اور پاکستان کے مرتب۔ شاعر اور محقق کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ نعت ان کا خاص موضوع ہے۔

وہ یکم اگست ۱۹۳۹ء کو ڈسکہ (سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے انہوں نے وہیں ابتدائی تعلیم مکمل کی پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا اور پنجاب ٹیکسٹ بورڈ لاہور سے وابستہ ہو گئے۔

۱۹۸۸ء میں لاہور سے ماہنامہ نعت جاری کیا یہ پاکستان بھر

میں اپنی نوعیت کا واحد رسالہ ہے جو بے حد مقبول ہے۔
پاکستان اور تحریک پاکستان پر بہت کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

محمود عالم سہروردی، میاں:

تشکیل پاکستان کے وقت جب قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کے نقشے طلب کئے تو نقشے تیار نہیں تھے۔ شہید ملت لیاقت علی خاں اور سردار عبدالرب نشتر بڑے پریشان ہوئے۔ میاں محمود عالم نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ایک بزرگ کے توسط سے شہید ملت تک رسائی حاصل کی چنانچہ وزیر اعظم نے یہ ذمہ داری سونپی انہوں نے دہلی عربک کالج میں بیٹھ کر اور دروازے کھڑکیاں بند کر کے کام شروع کر دیا۔ اور تہجد کے وقت جب شہید ملت اور سردار نشتر تشریف لائے تو کام مکمل ہو چکا تھا

محمود علی خاں نوابزادہ:

تحریک پاکستان کے رہنما۔ قائداعظم محمد علی جناح نے جب آل انڈیا مسلم لیگ کی انتخابی مہم کے سلسلے میں نقرئی گولیوں کی اپیل تو جس وفد نے حضرت قائداعظم کی خدمت میں ایک ہزار روپے کا چیک پیش کیا اس میں وہ بھی شامل تھے۔

وہ کرنال میں نواب لیاقت حسین خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں مکمل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ چلے گئے اور وہاں سے ۱۹۴۵ء میں بی اے کیا۔ قیام پاکستان کے سلسلے میں چلنے والی تمام تحریکوں میں شامل رہے۔ قائد کے ساتھ عقیدت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ قائد اعظم یونین میں تقریر کے لئے اٹھ کر گئے تو انہوں نے ان کا بجھا ہوا سگار اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔

قیام پاکستان کے بعد جون ۱۹۴۸ء میں پاکستان آ گئے۔ اور سیاست سے کنارہ کشی کر کے تعمیر پاکستان میں مصروف ہو گئے۔ وہ مختلف سماجی اور فلاحی تنظیموں کے صدر سیکرٹری اور رکن تھے۔ موتمر عالم اسلامی کے وفد کے رکن کی حیثیت سے ستمبر ۱۹۷۸ء میں سنٹرل ایشیا، تاشقند، سمرقند، بخارا، ماسکو، اور لینن گراڈ کا دورہ کیا اسلامی کانفرنس کے لئے ترکیہ میں جو وفد بھیجا گیا وہ اس کے رکن تھے۔

انہوں نے موتمر عالم اسلامی کے رکن کی حیثیت سے مئی ۱۹۸۰ء میں اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کے اجلاس منعقدہ اسلام آباد میں شرکت کی۔ ۱۹۷۴ء میں فریضۂ حج ادا کیا۔
عظیم قائد کے نام سے ایک کتاب لکھی ۲۰ جولائی ۱۹۸۲ء کو وفات پائی۔

محمود، فضل (فضل محمود):

پاکستان کے سابق ٹسٹ کرکٹر اور ڈی آئی جی ٹریفک۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں جب قائداعظم اسلامیہ کالج لاہور میں تشریف لائے تو انہوں نے فضل محمود سے ملاقات کی اور فرمایا جوان اسے (کرکٹ) جاری رکھو اسی موقع پر انہوں نے فرمایا تھا لڑکو! یہ مارچ کا مہینہ ہے آؤ آگے بڑھیں۔ آگے بڑھیں آگے بڑھیں۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا کرکٹ ٹیم نواب پٹودی کی قیادت میں انگلستان گئی تو انہیں کم عمر ہونے کی وجہ سے ٹیم سے خارج کر دیا گیا۔ واپسی پر آل انڈیا ان انگلینڈ الیون اور ویسٹ آف انڈیا کے درمیان ایک میچ میں انہیں کھیلنے کا موقع ملا۔ انہوں نے چھ وکٹیں لیں۔ ۱۹۵۲ء میں بھارت اور پاکستان کے مابین جو میچ کھیلے گئے ان میں انہوں نے باؤلنگ میں اپنی برتری کا لوہا منوایا پھر پاکستان ٹیم انگلستان گئی تو اوول کے میدان میں انہوں نے کھل کر اپنے جوہر دکھلائے۔ انگلینڈ میں اخبار نویسوں نے ان کی کامیابی سے متاثر ہو کر بولڈ کی بجائے فضلڈ کی ترکیب ایجاد کی تھی۔ اپنے دور کے اس وجیہہ اور بلند قامت کھلاڑی کی کارکردگی اس قدر بہترین تھی کہ انہیں پہلے صدارتی تمغہ حسن کارکردگی سے نوازا گیا۔

وہ ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے والد پروفیسر غلام حسین اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں اقتصادیات پڑھاتے تھے۔ والد کی ترغیب سے کرکٹ کھیلنے لگے۔ اس وقت ان کی عمر ۱۳ برس تھی۔

قیام پاکستان سے قبل وہ کافی شہرت حاصل کر چکے تھے اپنی اعلیٰ پائے کی فارم کی بدولت انہیں آسٹریلیا کا دورہ کرنے والی متحدہ ہندوستان کی ۴۸-۱۹۴۷ء کی ٹیم میں شامل کیا گیا تھا لیکن اس وقت پاکستان بن چکا تھا انہوں نے پاکستان کی سب سے پہلے

نمائندگی نومبر ۱۹۴۸ء میں ویسٹ انڈیز کے خلاف غیر سرکاری ٹسٹ میچ میں حصہ لیتے ہوئے کی۔ ویسٹ انڈیز کی ٹیم کے کپتان جے ڈی گاڈرڈ تھے اور پاکستان کے میاں محمد سعید مرحوم، لیکن فضل محمود اس میچ میں کوئی نمایاں کارکردگی نہ دکھا سکے۔ ان کی باؤلنگ کا تجزیہ یہ تھا

۲۱ اوور ۷ میڈن ۴۰ رنز لیکن کوئی وکٹ نہیں اس ٹیم میں ویکسن، والکاٹ، گومز اور سٹال میئر جیسے نامور کھلاڑی شامل تھے۔

اپریل ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے سیلون (موجودہ سری لنکا) کا دورہ کیا پہلا غیر سرکاری ٹسٹ اوول کولمبو میں کھیلا گیا اس میں پاکستان کی جیت ہوئی اور میچ میں فضل محمود نے ۲۷ اوور کئے ۷ امیڈن تھے انہوں نے ۲۸ رنز دے کر ۶ وکٹیں لیں، ان کے کیریئر کا آخری ٹسٹ ۱۹۶۲ء میں اوول میں کھیلا گیا۔ انہوں نے پاکستان کے لئے ۳۴ ٹسٹ میچوں میں حصہ لیا اور ۱۳۹ وکٹ حاصل کئے پاکستان کے لئے ٹسٹ کرکٹ میں ۱۰۰ وکٹیں لینے والے پہلے بولر تھے۔

محمود ہارون:

حاجی سر عبداللہ ہارون کے صاحب زادے۔ وہ ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کو کراچی میں پیدا ہوئے سندھ کالج میں تعلیم پائی۔ قانون کے گریجوایٹ زیر تعلیم ہی تھے کہ نامور باپ کے ساتھ قومی آزادی کے سپاہی بن گئے۔ ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم کے اے ڈی سی بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۴۸ء میں مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے سالار بنے۔ پھر سالار صوبہ اور آخر کار نیشنل گارڈز کے نائب سالار اعلیٰ بنائے گئے ۱۹۴۳ء میں گودی کے مزدوروں کی انجمن کی فلاح و بہبود میں گہری دلچسپی لی اور مزدور یونین کے صدر منتخب ہوئے ۱۹۴۵ء میں سندھ اسمبلی کے رکن بنے۔ ۱۹۵۵ء میں پھر صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے کراچی کارپوریشن کے میئر بھی رہے ہارون انڈسٹریز اور بہت سے چیمبرز کے عہدیدار رہے۔ ۱۹۶۵ء میں مغربی پاکستان کے وزیر محنت اور تعاون مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں انگلستان میں پاکستان کے ہائی کمشنر اور ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۱ء وفاقی وزیر بعد ازاں ۱۹۷۸ء تا نومبر ۱۹۸۴ء سیاسی امور کے وزیر رہے۔

مختار مسعود:

دیکھئے آواز دوست

مدد اللہ خاں مرذانی:

صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین اور جمعیت العلماء صوبہ سرحد کے جنرل سیکرٹری، انہوں نے قائد اعظم کو ۳۰ مئی ۱۹۴۲ء کو ایک خط لکھا جس کے جواب میں انہوں نے تحریر فرمایا۔

ماؤنٹ پلیزنٹ مالابار ہل

بمبئی ۲ جون ۱۹۴۲ء

جناب عالی

مجھے آپ کا ۳۰ مئی کا لکھا ہوا خط موصول ہوا اس میں آپ نے صوبہ سرحد کی جمعیت علماء کی طرف سے مجھ کو جو مشفقانہ اور ہمدردانہ پیغام بھیجا ہے اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے وہ قرارداد نہیں دیکھی جو جمعیت نے ۲۶ اپریل کو اپنے سالانہ اجلاس میں منظور کی یہ بات نہایت ہمت افزا ہے کہ آپ تہ دل سے آل انڈیا مسلم لیگ کے نصب العین یعنی پاکستان کے حامی ہیں جس کے حصول کے لئے ہم نے اپنی زندگی اور موت کی بازی لگا رکھی ہے انشاء اللہ ہم ہندوستان بھر کے مسلمانوں کی مدد سے اور اپنے اتحاد کے ذریعے اپنی منزل مقصود پر اس سے کہیں جلدی پہنچ جائیں گے جتنا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ ہمیں صرف ایک جھنڈے تلے اور ایک پلیٹ فارم پر یعنی آل انڈیا مسلم لیگ کے ماتحت متحد ہو جانا چاہئے جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ اور ذمہ دار جماعت ہے اور ہمیں پاکستان کے حصول کے لئے متحدہ طور پر زور لگانا چاہئے جو مسلمانان ہند کا عقیدہ بن چکا ہے۔

آپ کی امداد کا شکریہ

آپ کا مخلص ایم اے جناح

مدراس:

بھارت کا مشہور شہر، ۱۹۰۸ء میں جب کانگریس کا ۲۳ واں ملتوی شدہ اجلاس مدراس میں راش بہاری گھوش کی صدارت میں منعقد ہوا تو قائد اعظم نے اس اجلاس کی کارروائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قائد اعظم کی قابلیت اور آئینی سوجھ بوجھ کی بنا پر

انہیں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن بنالیا گیا۔ دسمبر ۱۹۱۴ء میں کانگریس کا جو اجلاس بھوپندر اناتھ باسو کی صدارت میں مدراس میں منعقد ہوا تو کانگریس کے اراکین نے پہلی مرتبہ قائداعظم کی خدمات کو اپنی تقاریر میں سراہا۔ ۱۴ اپریل ۱۹۴۱ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس مدراس میں منعقد ہوا قائداعظم نے اس کی صدارت کی۔ اس موقع پر انہوں نے فرمایا "جب وقت آئے گا تو ہمارے وطن کے منطقوں میں آباد اقلیتیں دیکھیں گی کہ ہمارے مسلم حاکم نہ صرف منصف ہیں بلکہ فیاض بھی اور کیوں نہ ہوں اسلام کی روایات ہی ایسی ہیں اسلام یہی سکھاتا ہے اور اس نے اپنے پیروؤں کو ایسی ہی وراثت دی ہے"

۱۹۴۱ء میں قائداعظم مدراس کے گرمائی دارالحکومت اوٹا کمنڈ تشریف لے گئے جہاں مسلمانوں نے انہیں استقبالیہ دیا۔ اس موقع پر انہوں نے فرمایا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت ہے اور یہ جماعت یقین رکھتی ہے کہ ہماری آزادی کے حصول کا واحد حل قیام پاکستان میں ہے۔

جنوبی بھارت کا مشہور شہر ۶۰ لاکھ نفوس کی آبادی پر مشتمل ہے۔ اسے اہم بندرگاہ اور صوبہ تامل ناڈو کے درالحکومت کی حیثیت بھی حاصل ہے ۱۸۵۷ء میں یہاں یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۱۴ء میں جرمنی کے بحری جنگی جہاز ایمڈن نے یہاں بمباری کی تھی۔ یہاں سیمنٹ، کپڑا، چمڑا، کیمیاوی اشیا لوہا، فولاد تیار کرنے کی صنعتیں ہیں۔ قلعہ سینٹ جارج تاریخی یادگار ہے

مدنی، مولانا حسین احمد:

برصغیر کے ممتاز عالم دین اور سیاسی رہنما و صدر جمعیتہ العلماء ہند، صدر مدارس دیو بند قائداعظم نے ۱۸ اگست ۱۹۳۸ء کو مولانا حسین احمد مدنی کی ایک تقریر کے سلسلے میں جو انہوں نے ۱۵ اگست کو غازی پور میں کی تھی ایک بیان میں کہا کہ میں نے مولانا حسین احمد کے متعلق سنا ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ عام انتخابات کے موقع پر ہم نے مسلم لیگ کی مخالفت اس لئے نہیں کی تھی کہ مسٹر جناح نے یقین دلایا تھا کہ مسلم لیگ کی پالیسی اب بدل گئی ہے اور مسلم لیگ اب آزادئ کامل کی حامی ہے لیکن انتخابات کے ختم ہو جانے کے بعد جب مسٹر جناح ہی نے یہ کہا کہ وہ گفتگو تو محض ایک سیاسی چال تھی ہماری آنکھیں کھل گئیں

یہ سارا بیان سرتاپا غلط ہے۔ ۱۹۳۶ء میں جمعیتہ العلماء ہند کے بعض ارکان کیوں مسلم لیگ کے ساتھ مل گئے تھے اور لیگ کے امیدواروں کی انہوں نے کیوں تائید و حمایت کی تھی اور پھر فوراً ہی وہ کیوں لیگ سے الگ ہو گئے ہیں میرے لئے خود یہ ایک پراسرار معمہ ہے جسے میں حل نہیں کر سکتا۔

مدرسۃ البنات (جالندھر):

قائداعظم نومبر ۱۹۴۲ء میں اس مدرسہ میں گئے اور طالبات سے خطاب کیا۔

مدرسۃ البنات کی بنیاد و اساس مندرجہ ذیل امور کے ایک دھندلے شعور اور مٹے مٹے احساس پر رکھی گئی۔

(۱) اس وقت ہندوستان کی آبادی ۳۲ کروڑ ہے۔

(۲) اس ۳۲ کروڑ میں قریباً سات کروڑ مسلمان ہیں یعنی کل آبادی کی چوتھائی سے بھی کم

(۳) مسلمان۔ ملک کی باقی اقوام سے تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔

(۴) سارے ملک میں ایک سو کے پیچھے ۴ مرد عورت پڑھے لکھے ہیں۔

(۵) اس چار فیصدی میں مسلمان بی بی کا کتنا حصہ ہے۔

(۶) سو میں ایک پوری عورت بھی پڑھی لکھی نہیں۔

(۷) اگر ہزار میں کوئی ایک آدھ بی بی کسی رواجی تعلیم سے آشنا بھی ہے تو اسلامی تعلیم سے بیگانہ ہے

(۸) کیا یہ اس قوم کی بے شرفی اور رذالت کی انتہا نہیں

(۹) کیا ایسی پست اور بے کمال قوم دنیا میں خلق کو اور آخر میں خدا کو کوئی منہ دکھا سکتی ہے اور تاابد کسی صلاح و فلاح کا منہ دیکھ سکتی ہے۔

(۱۰) افسوس! ہندوستان بھر میں کوئی ایک بھی ایسا مدرسہ نہیں جہاں تعلیم حاصل کر کے مسلمان بچیاں حقیقی معنوں میں دختران اسلام کہلا سکیں! ایسی ہی باتیں تاسیس مدرسہ کی محرک ہوئیں۔

ان حالات میں یہ مدرسہ نومبر ۱۹۲۰ء میں انجمن اشاعت

اسلام جالندھر کی سرپرستی میں جاری کیا گیا تعلیم یافتہ مستورات کی ایک مختصر سی جماعت بھی اس کے انتظام میں شریک تھی
اس کے مقاصد میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس مدرسے کے اجراء سے سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ اہل اسلام کی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دی جائے جس سے وہ امور خانہ داری کے علاوہ مذہب اسلام سے اچھی طرح واقف ہو سکیں اسلامی تہذیب و تمدن کی خوگر بن جائیں اور صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔

اس عظیم الشان مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نصاب تعلیم میں اردو زبان کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا آخری منازل میں قرآن مجید کا ترجمہ اور حدیث شریف کے نہایت ضروری اجزا داخل نصاب کئے گئے۔ سیرت نبویؐ اور تاریخ اسلامی کو بھی مناسب مقام پر جگہ دی گئی، حساب کا مضمون بقدر ضرورت رکھا گیا امور خانہ داری میں تیمار داری اور اصول صحت کو نمایاں درجہ حاصل رہا

۱۹۳۱ء تک اس مدرسے میں چار جماعتیں بن چکی تھیں علاوہ ازیں ان چار جماعتوں کے ایک خاص درج بھی تھا جس میں بڑی عمر کی بیبیاں قرآن شریف، معنی اور تفسیر کے ساتھ پڑھتی ہیں۔

دارالاقامتہ کی تعمیر بھی کی گئی اور اس کا ماہانہ خرچ دس روپے رکھا گیا۔

مدرسے کی عمارت حویلی شیخ عشرت مند کے نام سے مشہور تھی یہ مکان محلّہ رستہ میں واقع تھا محترمہ حمیرا خانم اس کی پرنسپل تھیں۔

مذہب اور مذہبی حکومت.

اگست ۱۹۴۱ء میں قائداعظم محمد علی جناح حیدر آباد تشریف لے گئے تو وہاں عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء نے بھی ان سے ملاقات کی اس ملاقات کی رپورٹ اور رینٹ پریس نے ان الفاظ میں مرتب کی۔

سوال:۔ مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟
جواب:۔ جب میں انگریزی میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور محاورے کے مطابق لامحالہ میرا ذہن خدا اور بندے کے باہمی پرائیوٹ تعلق کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقیّد مفہوم یا تصور نہیں میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ مُلّانہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلام کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی سیاسی ہو یا معاشی۔ غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو، قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے بہترین ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لئے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر کا تصور ناممکن ہے۔

مراتب علی، سید:

تحریک پاکستان کے رہنما اور صنعت کار، انہوں نے مسلم لیگ کے اوائل دور میں لاکھوں روپے خرچ کئے اور قیام پاکستان پر جب مالی بحران کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تو انہوں نے اپنا سارا سرمایہ جو غیر ملکی بینکوں میں جمع تھا حکومت پاکستان کے حوالے کر دیا۔

قائداعظم کے دست راست مانے جاتے تھے، وہ سید وزیر علی کے دوسرے لڑکے تھے اور فوج کے واحد ٹھیکیدار بھی، والد کی وفات کے بعد اپنے بھائی سید احسان علی سے مل کر کاروبار سنبھالا۔

انہوں نے بلیڈ تیار کرنے کی ایک فیکٹری، متعدد ٹیکسٹائل ملیں، بناسپتی گھی اور دیگر چھوٹے موٹے کارخانے قائم کئے۔

وہ ۱۸۸۳ء میں لاہور میں سید وزیر علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۴ء میں فقیر سید افتخار الدین کی صاحب زادی محترمہ سیدہ مبارک بیگم سے شادی کی۔

۱۹۰۶ء میں پہلا پبلک اعزاز ہزمیجسٹی امیر کابل کی مجلس پذیرائی کو مہمانداری کی رکنیت کی صورت میں حاصل کیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۶ء تک کل ہند کینٹین کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن کے سیکرٹری اور ۱۹۲۷ء تا ۱۹۴۷ء اس کے ناظم رہے۔ ۱۹۳۴ء میں حکومت ہند نے افغانستان کو جو تجارتی وفد بھیجا تھا وہ اس کے رکن تھے، ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۷ء تک ریزرو بنک آف انڈیا کے سنٹرل

بورڈ آف ڈائریکٹرز کے رکن بنے۔

۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک الکوحل اینڈ کیمیکل کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ کے ڈائریکٹر اور ۱۹۴۰ء سے وفات تک ایچی سن چیفس کالج لاہور کی مجلس نظم وضبط کے رکن بھی رہے ۱۹۴۲ء میں آل انڈیا مسلم چیمبرز آف کامرس پنجاب کے ۱۹۴۴ء میں انڈین چیمبر آف کامرس لاہور کے صدر منتخب ہوئے قیام پاکستان کے بعد اورینٹ ایرویز لاہور کے ڈائریکٹر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں حکومت پاکستان نے ریزرو بنک آف انڈیا سے پاکستان کی امانت کے پچاس کروڑ روپے وصول کرنے کے لئے جو وفد تشکیل دیا گیا وہ اس کے رکن تھے ۱۹۲۹ء میں خان بہادر، ۱۹۳۵ء میں سی بی ای کا اور ۱۹۴۰ء میں سر کا خطاب ملا۔

سید اے اینڈ ایم وزیر علی، وزیر علی انڈسٹریز لمیٹڈ، علی آٹو موبائلز، عباسی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، انٹرنیشنل جنرل انشورنس کمپنی اور پیکجز کے ڈائریکٹر رہے

۲۲ مئی ۱۹۶۱ء کو بعارضہ قلب نشیمن گلبرگ لاہور میں انتقال کیا۔ اور امام باڑہ مبارک بیگم واقع بازار حکیماں اندرون بھاٹی گیٹ دفن ہوئے۔

مرتضیٰ احسن چاندپوری:

ممتاز عالم دین۔

۱۹۳۸ء میں پٹنہ میں منعقدہ اجلاس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے جو وفد بھیجا اس میں مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا عبد الغفور پھولپوری، مولانا عبد الجبار، اور مولانا معظم حسین اور مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری شامل تھے۔ وفد کی قیادت کے فرائض مولانا مرتضیٰ احسن چاندپوری نے ادا کئے۔ وفد نے پٹنہ کے بیرسٹر عبدالعزیز کے مکان پر قائداعظم سے ملاقات کی یہ ملاقات ایک گھنٹے تک جاری رہی۔

مرتضیٰ، مولوی سید:

۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کو لاہور کے گلوب تھیٹر میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ملتوی شدہ سالانہ اجلاس قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا اجلاس کے دوران ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اس کمیٹی کے ذمے مرکزی حکومت کے لئے ایک دستور کے بارے میں دوسرے ہندوستانی اداروں سے مشورہ کرنا تھا۔ یہ کمیٹی جن ارکان پر مشتمل تھی ان میں مولوی سید مرتضیٰ کے علاوہ مندرجہ ذیل ارکان شامل تھے قائداعظم محمد علی جناح، میاں سر فضل حسین، سر مقبول محمود، آغا محمد صفدر، مشیر حسین قدوائی، سید ظہور احمد، سید رضا علی، چوہدری خلیق الزمان، فضل الحق، آصف علی نواب سر فراز حسین خاں، عبدالعزیز، شعیب قریشی اور چوہدری شہاب الدین شامل تھے۔

مردان:

قائداعظم محمد علی جناح جب دسمبر ۱۹۴۵ء میں پشاور گئے تو انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم اور تحریک پاکستان کے لئے چندہ کی اپیل کی تو ہزاروں لوگوں نے اپنی نقدی۔ دستی گھڑیاں یہاں تک کہ قراقلی ٹوپیاں بھی تحریک پاکستان کے لئے چندہ میں پیش کر دیں۔ جلسہ گاہ میں نوابزادہ محمد اکبر نواب آف ہوتی نے اعلان کیا کہ اگر قائداعظم مردان تشریف لائیں تو میں مسلم لیگ کے فنڈ میں ایک مخصوص رقم جمع کراؤں گا قائداعظم ایک لمبے دورے اور شب و روز مسلسل کام کی وجہ سے کافی تھک چکے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ تحریک پاکستان کے لئے کوئی چند روپے بھی دے گا تو میں اس کے پاس بھی جاؤں گا

چنانچہ جب قائداعظم مردان پہنچے تو نواب آف ہوتی نے ان کی خدمت میں پچاس ہزار روپے اپنی طرف سے اور تیس ہزار روپے لوگوں کی طرف سے پیش کئے جنہیں قائد نے بخوشی قبول کر لیا۔

صوبہ سرحد کا یہ مشہور شہر درہ مالاکنڈ کے سرے پر واقع مشہور فوجی چھاؤنی ہے درگئی سے ۲۷ میل اور پشاور سے ۴۱ میل دور ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا عجائب گھر بھی ہے جو گندھارا تہذیب کی یاد دلاتا ہے۔ چینی، سگریٹ اور اسلحہ سازی کے لئے مشہور ہے۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

مرقع قائداعظم:

یہ کتاب آغا اشرف نے مرتب کی اور مقبول اکیڈمی لاہور نے شائع کی اس کی ابتداء ممتاز شاعر ناصر زیدی کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

ہم وہ ہیں جن کی روایات سلف کے آگے

چڑھتے سورج تھے نگوں
قیصر و کسریٰ تھے زبوں
گردش وقت سے اک ایسا زمانہ آیا
ہم نگوں سار و زبوں حال و پراگندہ ہوئے
سال ہا سال کی اس صورت حال کے بعد
ایک انسان اٹھا ایسا کہ جس نے بڑھ کر
عزم و ہمت کا، شجاعت کا چلن عام کیا
اور برسوں کی غلامی کے شکنجے میں کسے
راہ گم کردہ بھٹکتے ہوئے انسانوں کو
لفظ آزادئ جمہور سے آگاہ کیا
اک نئے دور درخشندہ کا پیغام دیا

یہ کتاب ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مولف نے ۳۰ عنوانات باندھے ہیں۔ جن میں پہلا عنوان تقریظ ہے۔

مردم شماری ۱۹۴۱ء

قائداعظم نے ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں مسلمانوں سے کہا تھا کہ وہ نسل اور فرقہ کے خانہ میں خود کو مسلمان لکھیں۔

مرکزی پارلیمانی بورڈ

قائداعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب ہونے کے بعد اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ مسلم لیگ کی تنظیم نو بڑی ضروری ہے چنانچہ شبانہ روز محنت کر کے (۸ تا ۱۱ جون ۱۹۳۶) صوبوں کے مختلف رہنماؤں سے تبادلہ خیال کیا۔ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوششوں کی شدید مخالفت کے باوجود قائداعظم، علامہ اقبال، ملک برکت علی، مولانا شوکت علی، سردار عبدالرب نشتر ایم اے ایچ اصفہانی اور راجا صاحب محمود آباد کے مشورے سے ۵۴ افراد پر مشتمل مرکزی پارلیمانی بورڈ کے قیام میں کامیاب ہو گئے۔

۸ جون ۱۹۳۶ء کو لاہور میں مرکزی پارلیمانی بورڈ کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں قائداعظم کے مجوزہ قاعدے قوانین اور منی فیسٹو کی منظوری دی گئی۔ جن میں آل انڈیا مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کی وضاحت کی گئی تھی۔ قائداعظم کو بورڈ کا صدر، راجا امیر احمد خاں صاحب محمود آباد خزانچی اور عبدالمتین چوہدری سیکرٹری منتخب ہوئے۔

مختلف صوبوں سے مرکزی پارلیمانی بورڈ کے ارکان کے نام یہ ہیں

بنگال:۔ (۱) نواب آف ڈھاکا (۲) مسٹر فضل الحق (۳) خان بہادر عبدالمومن (۴) مولانا اکرم خاں (۵) مسٹر حسین شہید سہروردی (۶) مسٹر عبدالرحمٰن صدیقی (۷) مسٹر ایچ ایم اصفہانی (۸) مسٹر مجیب الرحمان

مدراس:۔ (۱) سید مرتضیٰ صاحب بہادر (۲) مسٹر عبدالحمید خاں میئر مدراس (۳) مسٹر جمال محمد (۴) مسٹر بی پوکر

متحدہ صوبجات:۔ (۱) نواب اسماعیل خاں (۲) نوابزادہ لیاقت علی خاں (۳) راجا صاحب محمود آباد (۴) راجا سلیم پور (۵) مولانا شوکت علی (۶) مسٹر خلیق الزمان (۶) مولانا حسن احمد

بہار:۔ (۱) مسٹر قاضی احمد حسین (۲) مولانا سجاد پھلواری شریف (۳) شاہ مسعود احمد ایکس ایم ایل اے (۴) مسٹر اے حفیظ ایڈووکیٹ (۵) مفتی کفایت اللہ

وسطی صوبجات:۔ (۱) مسٹر رؤف شاہ بی اے ایل ایل بی (۲) مسٹر سیرف بار ایٹ لاء۔

آسام:۔ (۱) مسٹر عبدالمتین چوہدری (۲) مسٹر ایم اے رزاق

سندھ:۔ (۱) شیخ عبدالمجید سندھی (۲) حکیم فتح محمد شروانی (۳) مولوی محمد صدیق کھڈہ (۴) محمد ہاشم گزدر

شمال مغربی سرحدی صوبہ:۔ (۱) ملک پیر بخش ایم ایل سی (۲) مولانا اللہ بخش یوسفی (۳) مولانا عبدالرحیم غزنوی (۴) ملک خدا بخش بی اے ایل ایل بی ایم ایل سی۔

پنجاب:۔ (۱) سر محمد اقبال (۲) مولانا محمد اسحاق خاں مانسہروی (۳) غازی عبدالرحمٰن بی اے (۴) سید زین العابدین (۵) میاں عبدالعزیز (۶) مولانا عبدالقادر قصوری (۷) راجا غضنفر علی خاں (۸) شیخ حسام الدین (۹) چوہدری افضل حق ایم ایل سی (۱۰) چوہدری عبدالعزیز آف بیگوال (۱۱) خواجہ غلام حسین پلیڈر

دہلی:۔ (۱) مولانا احمد سعید

بمبئی:۔ (۱) سر سلیمان قاسم مٹھا (۲) مسٹر آر ایم چنوئے (۳) مسٹر ابوبکر بیگ محمد (۴) مسٹر آئی آئی چندریگر (۵)

ٹھاکر صاحب آف کیرواڈا (۶) خاں بہادر صلاح الدین

مری:

۱۹۴۴ء میں جب بابائے قوم حضرت قائد اعظم کشمیر کے دورے سے لوٹے تو مری تشریف لائے، تو لوئر دیول کے بزرگ رہنما بابا امیر احمد خاں نے انہیں پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کیا۔ قائد اعظم نے یہ گلدستہ اپنی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کو دیتے ہوئے بابا امیر احمد سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

باباجی آپ یہ بتائیں کہ میں کون ہوں اور میرا مشن کیا ہے آپ مسلمانوں کے رہنما حضرت قائد اعظم ہیں اور آپ مسلمانوں کی آزادی کے لئے کوشاں ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب آپ کی محنت رنگ لائے گی۔ قائد اعظم جب اسٹیج پر پہنچے تو حافظ عبد الرشید قریشی نے سورہ الرحمٰن کی تلاوت کی ازاں بعد مری میں مسلم لیگ کے روح رواں خواجہ محمود احمد منٹو اور حاجی اعتبار خاں نے قائد اعظم کی خدمت میں ۵۰۰ روپے کی تھیلی پیش کی مری مسلم لیگ کی جانب سے محترمہ فاطمہ جناح کو بھی اتنے ہی روپوں کی تھیلی دی گئی اس جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے کہا

میں جانتا ہوں کہ مری کا پتہ پتہ مسلم لیگی ہے لیکن ہمیں سامنا ہے ہندو کانگریس اور انگریز سامراج کا۔ چکی کے یہ دو پاٹ ہمیں پیس دینے پر تلے ہوئے ہیں آپ دونوں پاٹوں کے درمیان لوہے کے چنے بن جائیں، تاکہ پیسے نہ جائیں

راولپنڈی سے ۳۲ میل کی دوری پر واقع پاکستان کا صحت افزا مقام۔ یہاں ٹی بی سینی ٹوریم، متعدد بڑے ہوٹل اور کالج بھی ہیں سیاحوں کی جنت کے طور پر مشہور ہے۔

مرید حسین شاہ سید:۔

مسلم لیگ کے ممتاز رکن اور تحریک پاکستان کے رہنما۔ ۱۹۴۴ء میں سیالکوٹ میں منعقد ہونے والی پنجاب مسلم لیگ کانفرنس میں شرکت کی۔ اس کانفرنس میں قائد اعظم کو بھی خصوصی طور پر بلایا گیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں خضر وزارت کے خلاف چلائی جانے والی تحریک میں حصہ لیا اور گرفتار کئے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں پاکستان مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء اور پھر ۱۹۶۵ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ قومی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں ستارہ قائد اعظم کا ایوارڈ ملا۔ ۱۹۸۸ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا گیا۔

ضلع مسلم لیگ سیالکوٹ کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔

مریض قوم کے ڈاکٹر۔

علامہ سید سلیمان ندوی عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے انہوں نے دسمبر ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں شرکت کی اور قائد اعظم کی سیاسی بصیرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی شان میں ایک نظم لکھ دی اس نظم میں انہوں نے قائد اعظم کو "مریض قوم کے ڈاکٹر" کا خطاب عطا کیا۔ نظم کے اشعار یہ ہیں۔

اک زمانہ تھا کہ اسرار دروں مستور تھے
کوہِ شملہ جن دنوں ہم پایۂ زینا رہا
جب کہ داروئے وفا ہر درد کا درماں رہی
جب کہ ہر ناداں عطائی بو علی سینا رہا
جب ہمارے چارہ فرما زہر کہتے تھے اسے
جس پہ اب موقوف ساری قوم کا جینا رہا
بادۂ حبِ وطن کچھ کیف پیدا کر سکے
دور میں یونہی اگر یہ ساغر و مینا رہا
ملتِ دیریں سے گو اصلی قویٰ بیکار ہیں
گوشِ شنوا ہے نہ ہم میں دیدۂ بینا رہا
پر مریض قوم کے جینے کی ہے کچھ کچھ امید
ڈاکٹر اس کا اگر مسٹر علی جینا رہا۔

علامہ سید سلیمان ندوی ایک بلند پایہ عالم دین مورخ، ادیب شاعر اور سیرت نگار تھے۔ وہ ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء کو دیسینہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی سید ابو حبیب سے حاصل کی ۱۸۹۸ء میں انہیں دربھنگہ بھیج دیا گیا جہاں سے انہوں نے ۱۹۰۰ء تک تعلیم حاصل کی پھر دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا۔ اور وہاں مولانا فاروق چڑیا کوٹی، مولانا مفتی عبد اللطیف اور حفیظ اللہ کی رفاقت میسر آئی۔ ۱۹۰۵ء میں جب مولانا شبلی نعمانی ندوہ تشریف لائے تو انہوں نے ان سے بھی استفادہ کیا تعلیم سے فراغت کے بعد الندوہ کے سب ایڈیٹر مقرر

ہوے ۱۹۰۸ء میں ندوہ میں عربی انشاء کے معلم بنا دئے گئے ۱۹۱۳ء تک نائب مدیر رہے ۱۹۱۴ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کا اخبار الہلال جاری ہوا تو وہ اس کے عملہ ادارت میں شامل ہو گئے الہلال میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد مستعفی ہو کر دکن کالج پونہ میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے مولانا شبلی نعمانی نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں علامہ موصوف کو سیرت النبی کی تکمیل کا فریضہ سونپا جسے بہر حال انہوں نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ پھر اعظم گڑھ آگئے اور جولائی ۱۹۱۶ء میں ماہنامہ معارف جاری کیا دار المصنفین کا قیام (۱۹۱۴) بھی ان کی سعی جمیلہ کا نتیجہ تھا۔ جمعیتہ العلماء (۱۹۱۹) اور مجلس خلافت (۱۹۲۰) کے قیام میں بھی بڑی مدد کی۔

۱۹۲۰ء میں مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں لندن جانے والے وفد میں شریک ہوئے ۱۹۲۳ء میں صوبہ بہار خلافت کانفرنس کی صدارت کی۔ فروری ۱۹۲۳ء میں ندوہ کے ناظم مقرر ہوئے۔

۱۹۲۴ء میں حجاز جانے والے خلافت وفد کی قیادت کی۔ مئی ۱۹۲۶ء میں موتمر عالم اسلامی کے اجلاس مکہ معظمہ میں وفد خلافت کی قیادت کی۔ جنوری ۱۹۲۷ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کورٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں حکومت افغانستان کی دعوت پر افغانستان کا سفر کیا۔ نومبر ۱۹۳۶ء میں فلسطین کانفرنس دہلی کی صدارت کی۔ پاکستان کی تحریک میں جب اسلامی نظام کے قیام کا شور و غوغا ہوا تو مسلم لیگ کی تحریک اور نواب اسمٰعیل خاں کی کوشش سے علماء اور اہل علم نے اس نظام کی کتابی تدوین کی طرف توجہ دی اور ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا کنوینر علامہ موصوف کو مقرر کیا گیا جون ۱۹۴۶ء میں بھوپال کے قاضی القضاۃ اور جامعہ حمیدیہ کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۹ء تک ریاست بھوپال میں قیام کیا پھر پاکستان آ گئے۔ اور انہیں تعلیمی بورڈ کا صدر بنا دیا گیا۔ انہوں نے بائیس نکات کی ترتیب کے سلسلے میں منعقدہ کانفرنس کی صدارت کی۔ کراچی یونیورسٹی سینٹ کے رکن بھی بنے۔ مارچ ۱۹۵۳ء میں ڈھاکا میں منعقدہ ہسٹاریکل کانفرنس کی صدارت کی۔ ۲۳ نومبر ۱۹۵۳ء کو کراچی میں انتقال کیا تصانیف (۱) سیرت النبی (۲) حیات امام مالک (۳) رحمت عالم (۴) عرب و ہند کے تعلقات (۵) قیام (تحقیقی مقالہ) (۶) یاد رفتگاں (۷) برید فرہنگ (۸) حیات شبلی (۹) نقوش سلیمانی۔

مزاح:۔

قائد اعظم کے بارے میں یہ بات بڑی مشہور ہے کہ وہ انتہائی سنجیدہ شخصیت تھے اگرچہ یہ بات بہت حد تک درست ہے لیکن وہ ظرافت کو بھی پسند فرماتے بقول فاطمہ جناح قائد اعظم کو سینکڑوں لطیفے ازبر تھے وہ جب ہنسانے پر آتے تو پہروں ہنساتے رہتے۔ قائد اعظم سے متعلق چند مزاحیہ اور دلچسپ واقعات یہاں دئے جا رہے ہیں۔

(۱) ایک مرتبہ بیگم غلام حسین ہدایت اللہ نے قائد اعظم کے بازو پر امام ضامن باندھا اتفاق سے روزنامہ ڈان کے مدیر مسٹر الطاف حسین بھی قائد کے قریب کھڑے تھے۔ قائد اعظم نے اپنا وہ بازو مسٹر الطاف حسین کو دکھاتے ہوئے کہا کہ اب میں ڈان سے بھی محفوظ ہوں۔

(۲) قائد اعظم جب لندن تشریف لے گئے تو ایک اخباری نمائندے نے ان سے یہ سوال کیا کہ آپ بھی کانگریس کے رکن رہ چکے ہیں قائد اعظم نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فرمایا

ہاں جب میں بچہ تھا تو ابتدائی مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا۔

مزار قائد اعظم:

قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد ان کی قبر پر شایان شان مزار تعمیر نہ کیا گیا جس کا محترمہ فاطمہ جناح کو بڑا قلق تھا چنانچہ انہوں نے کراچی کے وسط میں مزار قائد اعظم تعمیر کرنے کی خواہش کا اظہار کراچی کے ایڈمنسٹریٹر سید ہاشم رضا سے کیا۔ سید ہاشم رضا نے محترمہ کی ہدایت پر قائد اعظم کے مزار کے لئے موجودہ جگہ کا انتخاب کیا۔ محترمہ فاطمہ جناح نے بھی اس جگہ کو موزوں قرار دیتے ہوئے مزار کی تعمیر کی ہدایت کی۔

اس جگہ پر جھگیاں بنی ہوئی تھیں انہیں مسمار کر کے ۶۵۰۰۰ مربع گز جگہ مزار کے لئے مختص کر دی گئی۔ بھٹو دور حکومت میں ۳۱ مئی ۱۹۷۶ء کو قومی اسمبلی اور سینٹ نے اس میں ۷۱ ایکٹر رقبہ کے اضافے کا قانون منظور کیا۔

۱۵ اگست ۱۹۵۷ء کو فرانس کے معماروں کی قومی انجمن نے حکومت پاکستان کے ایماء پر قائد اعظم کے مقبرہ کے لئے نقشوں کا عالمی مقابلہ کرایا اس میں حصہ لینے والے پاکستانیوں سے کہا گیا

کہ وہ داخلہ فیس تیس ہزار فرانسیسی فرانک میں ادا کریں۔ یہ تیس ہزار پاکستانی روپے میں قائد اعظم میموریل کے ایگزیکٹو انجینئر کے پاس جمع کرانے کا اعلان کیا گیا لیکن کوئی بھی ڈیزائنر مطلوبہ ڈیزائن تیار کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ بالآخر بمبئی کے مشہور ماہر تعمیرات یحیٰی مرچنٹ کی خدمات حاصل کی گئیں انہوں نے کراچی آکر مزار قائد کے لئے وقف کی گئی جگہ کا سروے کیا اور پھر اپنے کام کی ابتداء کی۔ اس ضمن میں وہ محترمہ فاطمہ جناح اور دیگر پاکستانی حکام سے بھی ملتے رہے۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۵۹ء کو قائد اعظم میموریل فنڈ کمیٹی نے ان کا بنا ہوا نقشہ منظور کر لیا۔

قائد اعظم محمد علی جناح کا مقبرہ کراچی کی پہلی عمارت ہے جس کی تعمیر کا کام شروع ہونے سے قبل ہی اس عمارت کو زلزلہ پروف بنانے کے لئے باقاعدہ طور پر منصوبہ بندی کی گئی تھی اس کی تعمیر میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا تھا کہ اس پر زلزلہ کے جھٹکے اثر انداز نہ ہوں مقبرے کے ڈیزائن کی تیاری کے وقت بھی اور تعمیر کے ہر مرحلے پر اس امر کو مد نظر رکھا گیا تھا کہ زلزلہ سے عمارت محفوظ رہے اس کا سنگ بنیاد ۳۱ جولائی ۱۹۶۰ء کو صدر ایوب نے رکھا اور اس کی تعمیر پر سوا کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس کا ڈیزائن برصغیر کے ممتاز ماہر تعمیرات مسٹر یحیٰی مرچنٹ نے تیار کیا مقبرے کی بنیادیں ۶۰ تا ۷۰ فٹ گہری کھودی گئی تھیں جن میں تہہ بہ تہہ لوہے کے جال بچھائے گئے تھے، مقبرہ کی چار دیواری کی چوڑائی تقریباً ۱۱ فٹ ہے جس کی چنائی سیمنٹ و کنکریٹ کی بڑی اینٹوں کے ذریعے کی گئی ہے یہ اینٹیں اس قدر مضبوط تھیں کہ ۲۰ فٹ کی بلندی سے پختہ زمین پر گرنے کے باوجود نہیں ٹوٹتی تھیں ان اینٹوں کے ذریعے دیوار کی چنائی بھی عام اصول سے ہٹ کر کی گئی تھی۔ اور ہر چوتھے ردے کے بعد کھڑی اینٹیں لگائی گئی تھیں اس طرح یہ اینٹیں اس طرح پھنسی ہوئی تھیں جیسے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائی جاتی ہیں۔ ماہر تعمیرات کے مطابق ۱۱ فٹ چوڑی چار دیواری کی چنائی جب اس طرح کی جائے تو زلزلے کے شدید جھٹکے بھی ان میں معمولی دراڑ پیدا نہیں کر سکتے علاوہ ازیں اس کا سنگ مرمر بھی بڑا مضبوط ہے یہ مردان سے ۳۵ میل دور کھنڈ ترکھاٹ کی پہاڑی سے لایا گیا تھا، اور مغربی جرمنی کی لیبارٹری میں چیک کرایا گیا تھا۔

مقبرہ کی تعمیر کے سلسلے میں سوئٹزرلینڈ کی فرم میسرز سوس بورنگ پاکستان لمیٹڈ نے بنیادوں کو استوار کرنے کا کام کیا۔

اس ضمن میں تعمیراتی مشیر انجینئر خان بہادر محمد سلمان تھے بنیادوں کا کام چھ ماہ میں مکمل کیا گیا۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی قائد اعظم کے مقبرے کی تعمیر کے سلسلے میں جمالیاتی پہلوؤں کے بارے میں مشیر مقرر کئے گئے۔ انہوں نے گنبد کے اوپر کلس کی سفارش کی چاروں گوشوں پر چار برجیاں بھی تعمیر کرنے کو کہا

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے شام چھ بجکر ۲۰ منٹ پر قائد اعظم کے مقبرے کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے کہا۔

یہ پاکستانی قوم کے لئے انتہائی مسرت اور فخر کی بات ہے کہ آج ہم خدا کے فضل سے اس عظیم ذمہ داری کی تکمیل کے قابل ہو گئے ہیں جسے گزشتہ ۱۲ سال میں نظر انداز کیا جاتا رہا ہے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

مولانا احتشام الحق تھانوی نے تلاوت کی۔ اس کے بعد قائد اعظم میموریل فنڈ کمیٹی کی طرف سے صدر کو سپاسنامہ مولانا تھانوی نے پیش کیا۔ مقبرے کا ڈائزین مشہور تعمیرات مسٹر یحیٰی مرچنٹ نے تیار کیا جنہیں قائد اعظم کا اعتماد حاصل تھا۔ اس موقع پر ایک لاکھ افراد وہاں موجود تھا۔ سنگ بنیاد چار فٹ لمبا اور دو فٹ چوڑا ہے سنگ بنیاد کی عبارت یہ ہے۔

مزار قائد اعظم محمد علی جناح

۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء ____ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء

یہ سنگ بنیاد فیلڈ مارشل محمد ایوب خان (ستارہ پاکستان) نے بروز اتوار بتاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۶۰ء بمطابق ۶ صفر ۱۳۸۰ نصب کیا۔

اس روز ساون کی ۱۷ تاریخ اور بکری سال ۲۰۱۷ تھا اسی روز یعنی ۳۱ جولائی ۱۹۶۰ء کو حکومت پاکستان نے ایک سب کمیٹی وزیر داخلہ مسٹر شعیب کی نگرانی میں قائم کی۔ اس کے تین ارکان مقرر کئے گئے۔

۵ اگست ۱۹۶۰ء کو آزاد کشمیر کی حکومت نے مرکزی حکومت کو قائد اعظم کے مقبرے کے لئے عمارتی لکڑی مفت مہیا کرنے کی پیش کش کی عمدہ قسم کی عمارتی لکڑی آزاد کشمیر کے جنگلات میں بکثرت ملتی ہے یہ پیش کش قائد اعظم سے اظہار عقیدت کے طور پر کی گئی تھی۔

مزار کی بنیادوں میں قائد اعظم کی سوانح حیات، پاکستان کے

پرانے سکے اور قرار داد پاکستان کی دستاویز محفوظ کی گئی ہیں۔

۲۴ دسمبر ۱۹۶۷ء میں قائداعظم کے مزار کے بالمقابل حوض اور پارک کی تعمیر کا کام دو لاکھ روپے سے مکمل ہو گیا گنبد پر جو برصغیر کے بڑے گنبدوں میں شمار ہوتا ہے چھ لاکھ روپے لاگت آئی۔ گنبد کا قطر ۷۰ فٹ ہے اس کی تعمیر ۱۹۶۴ء میں شروع ہوئی۔

سطح زمین سے مزار کی بلندی ۱۱۴ فٹ ہے۔ مزار کا چبوترا ۹۰ × ۹۰ فٹ اور پلیٹ فارم ۱۱۴ × ۱۱۴ فٹ ہے۔ پلیٹ فارم کے گرد ۴ فٹ کا پورا پلیٹ فارم پتھر کی سلوں سے بنا ہوا ہے۔ تاکہ مزار گرد و غبار سے محفوظ رہے مزار کی تعمیر میں ۶ ہزار ٹن سیمنٹ ۵ ہزار ٹن فولاد اور ۲۱۲۰۰ مکعب فٹ سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے۔ مزار کے اندرونی گنبد میں حکومت چین کی جانب سے ۲۹ جنوری ۱۹۷۰ء کو دیا گیا فانوس نصب کیا گیا ہے جس کی لمبائی ۸۰ فٹ اور وزن ۲۶ ٹن ہے۔

مزار کے چار دروازے ہیں مرکزی دروازے پر ایک تختی نصب ہے جس پر مزار کی تعمیر میں لینے والے افراد کے نام درج ہیں۔

جو یہ ہیں۔

ماہر تعمیرات ـــــــ یحیٰی مرچنٹ

ایگزیکٹو انجینئر ـــــــ زاہد حسین

ڈائریکٹر کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی ـــــ اے کے خاں

اسٹنٹ انجینئر ـــــــ حافظ اسلام الدین

سنگ مرمر کی تزئین کا کام کرنے والے حضرات میں محمد اسحاق، احمد خان اور چاندی کا کام کرنے والوں میں لیاقت حسین، حافظ محمد صدیق کے نام قابل ذکر ہیں۔

مزار کے اندرونی حصے میں تعویز پر سورۃ نصر پوری اور سورۃ فتح کی ایک آیت کراچی کے مشہور خطاط جناب عبدالمجید دہلوی نے لکھی۔

مزار قائداعظم سے دو فٹ کے فاصلے پر پیتل کی خوبصورت جالیوں کا اکیس فٹ آٹھ انچ لمبا اور سترہ فٹ ۱۴ انچ چوڑا کٹہرا بنایا گیا ہے تاکہ چاندی کے کٹہرے کو محفوظ کیا جاسکے۔ چاندی کے کٹہرے کا وزن ۱۸ ہزار تولے اور مالیت دو لاکھ ۲۵ ہزار روپے ہے جالیاں لگانے کے کام کا حکم صدر یحیٰی خاں نے ستمبر ۱۹۷۰ میں دیا تھا اور یہ کام تین ماہ میں مکمل ہوا۔

مرکزی دروازے سے اندر جائیں تو قبر تک جانے کے لئے ۲۱ سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ مرکز کے دروازے سے مزار کی بیرونی سیڑھیوں تک ۱۵ تالاب بنے ہوئے ہیں۔ ہر تالاب میں دو دو فوارے لگے ہوئے ہیں۔ یہ نیلے رنگ کی ٹائلوں سے مزین ہیں۔ مزار کا اندرونی جنگلا سٹیل کا اور اندرونی چاندی کا ہے۔ مزار پر قائد کی دونوں کاریں کیڈلک اور اوپل پیکارڈ بھی رکھی گئی ہیں۔

۳۰ اگست ۱۹۶۸ء کو صدر ایوب خان نے قائداعظم کے مقبرے کی تعمیر کے کام کی نگرانی اور اس میں استعمال ہونے والے زیب وزینت کے سامان کا انتخاب کرنے کے لئے ایک بورڈ قائم کیا۔ یہ بورڈ پانچ ارکان پر مشتمل تھا۔ صدر کے مشیر سید فدا حسین اس کے سربراہ اور اراکین میں مسٹر ایس ایم رضا (آڈیٹر جنرل پاکستان) مسٹر محمد شفیع پی ڈبلیوڈی کے چیف انجینئر، رحمان کنفنگ انجینئر، مسٹر تاج الدین بھامانی آرکیٹکٹ اور مسٹر اے احمد شامل تھے۔

۱۸ دسمبر ۱۹۶۹ء کو صدر پاکستان جنرل آغا محمد یحیٰی خاں نے مقبرہ کے بقیہ ماحول کی جلد انجام دہی کے لئے تین ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی۔

۱۵ جنوری ۱۹۷۱ء کو یہ مزار عوام کے لئے کھول دیا گیا۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو صدر پاکستان جنرل آغا محمد یحیٰی خان نے ایک آرڈیننس کے ذریعے مزار قائداعظم کے احاطہ کے اندر اور احاطہ سے باہر دس فٹ کے فاصلہ تک مظاہرہ کرنے جلسہ کرنے یا کسی دوسری سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر پابندی عائد کر دی۔

اس اقدام کا مقصد مزار کا تقدس اور وقار برقرار رکھنا تھا۔ آرڈیننس کے تحت مزار کے احاطہ کے اندر کسی قسم کا ہتھیار لے جانے یا کوئی ایسی حرکت کرنے کی بھی ممانعت کی گئی جو مزار کے تقدس کے منافی ہو۔

خلاف ورزی کرنے والے کے لئے تین سال قید یا جرمانہ دونوں سزائیں مقرر کی گئیں۔

نیز قائداعظم میموریل فنڈ میں جمع شدہ رقم کو قائداعظم مزار فنڈ میں منتقل کر دیا گیا۔

یکم جنوری ۱۹۷۳ء کو مزار قائداعظم پر احترام کے طور پر فوج کے یونٹ کا پہرہ لگا دیا گیا۔

۱۵ جنوری ۱۹۷۱ء کو صدر یحییٰ خاں نے قائد اعظم کے مزار کی تعمیر میں حصہ لینے والے چار آرٹسٹوں کو پانچ پانچ سو روپے کے انعامات دیئے۔

۲۲ جنوری ۱۹۷۷ء کو وزیر اعظم بھٹو نے مزار قائد اعظم کی آرائش کے لئے ایرانی ماہرین کا ڈیزائن منظور کیا۔

مزار قائد اعظم کا سنگِ مرمر

۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں روزنامہ جنگ میں جناب میر نبی بخش زہری نے انکشاف کیا کہ مقبرہ میں خراب پتھر استعمال ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے دراڑیں پڑ گیں ہیں اور پتھر کا رنگ کالا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ مقبرہ پر جو سنگ مرمر لگا ہے وہ صوابی کا نہیں بلکہ ملاگوری کا ہے جناب زہری نے اسے صوابی کا بتایا ہے۔ جناب محمد ولی اللہ خان نے روزنامہ جنگ ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں نقطۂ نظر میں لکھا ہے کہ

مقبرہ شروع ہونے سے قبل جب یہ معاملہ کہ کونسا سنگ مرمر عمارت میں استعمال ہو، پیش آیا تو حکومت پاکستان نے جناب خان بہادر سلیمان (مرحوم) کو اور مجھے یہ دیکھنے کے لئے دہلی بھیجا کہ رائے سینا ئی دہلی کی عمارت میں جو سنگ مرمر اور سنگ سرخ استعمال ہوا ہے اس کی اب کیفیت کیا ہے وہاں پہنچنے پر ماہر تعمیرات یحییٰ مرچنٹ جنہوں نے اس کا نقشہ تیار کیا تھا ہم دونوں کے ساتھ شامل ہو گئے تینوں نے عمارت کا بغور معائنہ کیا اور یہ تاثر لیا کہ سنگ مرمر اور سنگ سرخ دونوں ابھی تک بہت اچھی حالت میں ہیں۔ رائے سینا کی تعمیر میں جو سنگ مرمر استعمال ہوا ہے وہ مکرانہ کا ہے اور سنگ سرخ آگرہ کے پاس تانت پور کی اور اس کے اس پاس کی کانوں کا ہے۔ جناب مرچنٹ کا یہ خیال بلکہ اصرار تھا کہ قائد کے مقبرہ میں مکرانہ کا سنگ مرمر استعمال ہونا چاہئے واپسی پر خان بہادر نے حکومت کو رپورٹ پیش کر دی۔ مگر جب محترمہ فاطمہ جناح کو پتہ چلا تو انہوں نے یہ فرمایا کہ قائد کے مقبرہ میں پاکستان کا پتھر لگنا چاہیے اس وقت پاکستان میں سنگ مرمر کی دو کانیں تھیں ایک ملاگوری میں اور دوسری صوابی میں۔ صوابی کا تو پورا پہاڑ ہے اور جو پتھر وہاں سے نکالا جاتا ہے وہ سطحی ہے اور اس کی ساخت کے ذرات موٹے ہیں یہ پتھر زیادہ پائیدار نہیں ملاگوری کا پتھر سخت اور بے لوچ ہے مگر اس کی ساخت کے ذرات باریک ہیں اس لئے یہ پتھر پائیدار ہے اور اچھا پالش لیتا ہے اس پر دھبہ اور رگیں بھی ہیں ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ پتھر ملاگوری کا استعمال کیا جائے۔

مزار قائد اعظم کے احاطہ میں

مزار قائد اعظم کے احاطہ میں محترمہ فاطمہ جناح۔ سردار عبدالرب نشتر جناب نورالامین اور نوابزادہ لیاقت علی خان کی قبریں ہیں۔

مستقل

کان پور سے جاری ہونے والا اخبار، یہ روزنامہ تھا اور اسے مولانا حسرت موہانی نے جاری کیا تھا انہوں نے ۱۹ فروری ۱۹۲۹ء کو اپنے اخبار کے اداریے میں لکھا۔

نیشنلسٹ پارٹی کے لیڈر محمد علی جناح پچھلے دنوں بمبئی میں بیمار تھے اسی لئے وہ اسمبلی میں پبلک سیفٹی ایکٹ پر مباحثہ کے وقت دہلی نہ پہنچ سکے۔ مسٹر جناح کی غیر حاضری سے اس جماعت کو جو پبلک سیفٹی بل کی مخالفت میں کوشاں تھی بہت کچھ ضعف پہنچا اب مسٹر جناح صحت یاب ہو کر ابھی آئے ہیں اور ان کی موجودگی آزاد خیال جماعت کے لئے کامل طور پر موجب تقویت ثابت ہو گی۔

مستقبل کے معمار

قائد اعظم محمد علی جناح طلبا کو مستقبل کا معمار کہتے تھے ان کے نزدیک طلبا کسی زندہ اور باحمیت قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ باتیں جناب محمد اسلم سابق لائبریرین پنجاب پبلک لائبریری لاہور نے اپنے ایک مضمون میں لکھی جس کا عنوان انہوں نے مستقبل کا معمار رکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

طلبا کا عزم واستقلال، جوش وولولہ، جذبہ وطن اور ان کی قربانیاں ملک کی آزادی کے حصول اور ملت کی ترقی و استحکام کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی آزادی اور پاکستان کے قیام کے لئے ہندوستان کے مسلم طلبا نے بھی قائد اعظم کے فرمان کے تحت ناقابل فراموش خدمات سر انجام دی ہیں۔ انہوں نے قائد اعظم کا پیغام ہندوستان کے ہر

صوبے۔ ہر شہر۔ ہر گاؤں ۔ ہر محلے ۔ ہر گلی اور کوچے میں انتہائی جوش اور خلوص کے ساتھ پہنچایا علی گڑھ کے طلبا کیا پنجاب کے طلبا کیا ہندوستان کے دیگر صوبوں کے طلبا سب نے مسلمانوں کی آزادی اور علیحدہ ملک کے قیام کا پیغام گھر گھر پہنچایا ان کے نعرے ہر جگہ پہنچے لے کے رہیں گے پاکستان اور پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ

ان طلباء کی شبانہ روز کوششوں سے کانگریس کے گڑھ صوبہ سرحد میں کانگریس کو شکست فاش ہوئی اور مسلم لیگ کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی جس سے پاکستان کے قیام میں حائل زبردست رکاوٹ دور ہوئی۔ قائداعظم کو ان نوجوان طلباء پر زبردست اعتماد تھا اور ان کی بڑی قدر کرتے تھے اور انھیں اپنی قومی فوج کا ہراول دستہ سمجھتے تھے۔ پاکستان کے قیام میں ہندوستان کے مسلم طلبا کا زبردست کردار ہے

۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں ایک دل افروز اور دل آراء تقریر قائداعظم نے ارشاد فرمائی جس میں صوبہ کے اہم اور تشویش انگیز حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ پنجاب میں طلباء نے مسلم لیگ کے فروغ و استحکام میں بڑا نمایاں حصہ لیا ہے انھوں نے بڑے جوش و خروش سے مسلم لیگ کا پیغام مسلمانوں تک پہنچایا ہے۔

پنجاب میں مسلم لیگ کی کامیابی اور کامرانی کے سب سے بڑے ستون یہی ہونہار نوجوان ہیں۔

مجھے اس بات پر بڑا فخر ہے اور انتہائی خوشی ہے کہ قائداعظم کو نزدیک سے دیکھنے اور ان کے ارشادات دل پذیر سے مستفیض ہونے کے لئے میں ایک طالب علم کی حیثیت سے اس جلسہ میں بڑے ذوق و شوق سے شامل ہوا اور ان کے انتہائی قریب بیٹھا۔ ان دنوں میری سیاسی سوجھ بوجھ تو اتنی زیادہ نہ تھی۔ اور لاہور میں ہندوؤ طلبا بھی کانگریس کے جلسے کیا کرتے تھے۔ جنھیں میں نے ویسے بھی سنا۔ لیکن مجھے قائداعظم کو دیکھنے ان کے قریب بیٹھنے اور ان کے ارشادات سننے کا بہت شوق تھا۔ جو بفضل خدا پورا ہوا۔ میں مسلم لیگ کے جلسوں میں نہایت شوق سے اکثر شامل ہوتا تھا اور مجھے مسلم لیگ سے زبردست لگاؤ تھا۔

جسٹس ذکی الدین (پنجاب ہائیکورٹ) نے تحریک پاکستان اور قائداعظم کے بارے میں اپنی یادیں مرتب کی ہیں جو ہفت روزہ زندگی لاہور ۹۔ ۱۸ اگست ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی ہیں۔ اس میں آپ لکھتے ہیں۔ ۴۲ سے ۴۷ تک کا زمانہ بہت نازک تھا۔ پنجاب یونینسٹ پارٹی کی حکومت تھی۔ مسلم طلباء نے قائداعظم کے پیغام کو قریہ قریہ پہنچا دیا جو کام مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے کیا وہ کوئی بڑی سے بڑی جماعت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اگر فیڈریشن لوگوں کو منظم نہ کرتی تو پنجاب میں جہاں یونینسٹ پارٹی کی حکومت تھی ۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو ۹۵ فیصد نشستیں نہ ملیں۔ قائداعظم کے عام طلباء پر بالخصوص اعتماد کا یہ عالم تھا کہ پنجاب کی سیاست میں جب کوئی اہم موڑ آتا تو فوراً فیڈریشن کے سرکردہ ارکان کو دہلی طلب کرتے اور ان سے مشورہ کرتے اور سیاستدانوں کی رائے پر ہمیشہ ان طلبا کی رائے کو ترجیح دیتے ۔ ڈاکٹر ضیاالاسلام اور حمید نظامی اس سلسلے میں قابل ذکر ہیں۔ آگے چل کر جناب جسٹس صاحب لکھتے ہیں۔

.... آج کے نوجوان کو شاید خبر نہ ہو کہ پاکستان کن حالات میں بنا تھا .... نئی نسل کو پاکستان کی قدر و قیمت کا احساس دلانے کے لئے ان تلخ حقائق اور اس سارے پس منظر کو بتانے کی ضرورت ہے نئی نسل کو جگاؤ کہ یہی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے ۱۴ اگست کا پیغام اور پاکستان کا مطالبہ ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد بھی قائداعظم طلبا کا بہت خیال رکھتے تھے انھیں ان نوجوانوں سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ اور انھیں یقین تھا کہ پاکستان کے استحکام اور اس کی ترقی میں یہ طلبا اعلیٰ کردار ادا کریں گے۔ آپ نے مختلف مواقع پر طلباء سے یہ فرمایا (مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن ۳۱ اکتوبر) پاکستان کو اپنے جوانوں اور بالخصوص طلباء پر فخر ہے. جو آزمائش اور ضرورت کے وقت ہمیشہ صف اول میں رہے ہیں۔

آپ مستقبل کے معمار قوم ہیں۔ اس لئے جو مشکل کام آپ کے سر پر کھڑا ہے۔ اس سے نپٹنے کے لئے اپنی شخصیت میں نظم وضبط پیدا کیجئے مناسب تعلیم و تربیت حاصل کیجئے۔ آپکو پورا پورا احساس ہونا چاہیے کہ آپ کی ذمہ داریاں کتنی زیادہ اور کتنی شدید ہیں اور ان سے عہدہ بر آ ہونے کے لئے ہر وقت تیار اور مستعد ہونا چاہئے

اگر آپ اپنے ساتھ، اپنے والدین کے ساتھ اور اپنی مملکت کے ساتھ انصاف کرنا چاہتے تو آپ کا خاص کام یہ ہے کہ اپنی تعلیم پر پوری پوری توجہ دیں۔ عملی زندگی کی جدوجہد جو آپ کو درپیش ہونے والی ہے۔ اس کے لئے یہ واحد طریقہ ہے صرف اسی طریقے سے آپ اپنی مملکت کے لئے قابل قدر اثاثہ، قوت کا سرچشمہ اور باعث فخر بن سکتے ہیں۔ ملک کو جن بڑے اور اقتصادی مسائل کا سامنا ہے ان کے حل کرنے میں آپ صرف یہی طریقہ اختیار کر کے مدد دے سکتے ہیں کہ وہ دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور سب سے زیادہ طاقت ور قوموں میں اپنا مقام حاصل کر سکے (خطاب جلسہ تقسیم اسناد ڈھاکہ)

آپ اپنی تعلیم سے بے اعتنائی نہ برتیں۔ یہ زمانہ آپ کے تعلیم حاصل کرنے کا ہے۔ اور اس کام میں آپ کو سخت محنت کرنی چاہئے۔ آپ کی تعلیمی زندگی کے یہ چند سال اگر ضائع ہو گئے تو پھر کبھی واپس نہیں آئینگے۔

(ضلع جالندھر پنجاب کے ایک طالب علم کے نام خط)

آپ کی بھلائی آپ کے والدین کی بھلائی بلکہ ساری مملکت کی بھلائی اس میں ہے کہ آپ کی توجہ تحصیل علم کے لئے وقف رہے صرف اس طرح آپ خود کو زندگی کی جنگ کے لئے مسلح کر سکتے ہیں۔

اس زندگی کی جنگ کے لئے جو آپ کو عنقریب پیش آنے والی ہے صرف اس طریقے سے آپ اپنی مملکت کے لئے طاقت اور فخر کا سرچشمہ بن سکتے ہیں اور مسائل حل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں جو اس مملکت کو معاشرتی اور معاشی میدان میں درپیش ہیں۔

(ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر طلبا سے خطاب۔ ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء)

قائد اعظم کے زریں اصول تھے حق گوئی سچائی دیانت اور اسلام سے محبت قائد اعظم سچے مسلمان تھے۔ ان میں وہ تمام صفات موجود تھیں۔ جو ایک مسلمان کے لئے لازمی ہیں۔ انہیں جمہوریت سے محبت تھی۔ لیکن جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔ انہوں نے ایک بار فرمایا۔

یہ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات صرف اسی میں ہے کہ ہم اپنے عظیم ترین قانون بخشنے والے پیغمبر اسلام کے بنائے ہوئے زریں اصولوں پر کاربند ہوں۔ رسالت مآب پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی ہیں۔ اور ۱۳۰۰ سال قبل ہی آپ نے جمہوریت کی بنیادیں رکھ دی تھیں۔

قائد اعظم کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اتحاد ایمان اور تنظیم اور یہ نعرہ بھی بھولنا نہیں چاہئے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ

قائد اعظم زندہ باد پاکستان پائندہ باد

جناب محمد اسلم ۱۹۳۲ء میں ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم مکمل کی پنجاب یونیورسٹی سے فارسی میں ایم اے کرنے کے بعد اسی یونیورسٹی سے لائبریری سائنس میں ڈپلومہ لیا اور لائبریری سروس سے منسلک ہو گئے۔ قائد اعظم پر متعدد مضامین لکھے جنہیں قارئین نے بڑا پسند کیا۔

وہ کتب دار اعلیٰ کی حیثیت سے پنجاب پبلک لائبریری سے مئی ۱۹۸۸ء میں سبکدوش ہوئے۔

تصانیف میں درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ درجہ بندی شامل ہیں۔

مسٹر جناح

مسٹر نعمان کی تصنیف، وہ آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس کے بانی اور جنرل سیکرٹری رہے۔ تقسیم سے قبل وہ مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے۔ اور تحریک پاکستان کے دنوں میں انہیں قائد اعظم کے قریب ہونے کا موقع ملا۔

ان کا دعویٰ کہ قائد اعظم نے انہیں تفصیلی نوٹس لکھوائے تھے جس کی بنا پر ان کی کتاب انتہائی معتبر مواد پر مشتمل ہے۔

مسٹر جناح

۱۹۸۵ء میں دیپالپور کے آدمی نے سبزی کا کاروبار شروع کیا ابتداء میں اسے مسٹر کہنے لگے بعد ازاں یار لوگوں نے جناح کا لفظ شامل کر دیا۔

مسٹر جناح کی تعلیم پرائمری تک ہے اور وہ سبزی کا کاروبار کرتا ہے اس کا انکشاف اوکاڑہ کے صحافی اور شاعر جناب قمر حجازی نے راقم کے نام ایک مکتوب میں کیا۔

مسجد شہید گنج
دیکھئے شہید گنج کا قضیہ

مسعود، ڈاکٹر محمد الیاس:۔
تحریک پاکستان کے رہنما اور قائداعظم محمد علی جناح کے جانثار سپاہی۔ ان کے والد محمد الیاس قریشی نے لاہور میں منعقدہ پہلی پاکستان کانفرنس کے موقع پر حضرت قائداعظم کی خدمت میں پیش کیا ازاں بعد انہوں نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لئے انتھک کوششیں کیں۔ اسلامیہ کالج لاہور میں ۱۹۴۶ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری بھی بنے۔ اس دوران قائداعظم نے ۱۹۴۲ء میں انہیں بہترین کارکن کا تمغہ دیا۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آبادی کاری کے لئے کام کیا ۱۹۸۷ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

مسعود کھدر پوش
قائداعظم کے شیدائی، وہ ۲۶ جون ۱۹۱۶ء کو گمٹی بازار لاہور میں معالج شہنشاہ ایران ڈاکٹر غلام جیلانی کے ہاں پیدا ہوئے انہوں نے ابتدائی تعلیم مولانا غلام مرشد سے حاصل کی۔ ۱۹۳۵ء میں سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور سے میٹرک اور ۱۹۳۸ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ۱۹۴۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری لی۔ اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔

۱۹۴۱ء میں انڈین سول سروس کا امتحان پاس کر کے آکسفورڈ یونیورسٹی سے سندلی اور سرکاری ملازمت میں آ گئے۔ ملازمت کا آغاز بمبئی سے کیا اور ۱۹۷۲ء تک خدمات انجام دیں ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر پہنچنے کے باوجود انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ کھدر کی شلوار اور کھدر کا کرتہ ان کا پہناوا تھا۔

ان کا پہلا تقرر بطور اسسٹنٹ کمشنر بمبئی میں ہوا پھر وہ ضلع خاندیش میں بھیل قوم کی بغاوت فرو کرنے کے لئے گئے اور وہاں بھائی چارے کی فضا قائم کی۔ سندھ میں جاگیرداروں اور کسانوں میں گڑبڑ رہتی تھی چنانچہ ہاری رپورٹ تیار کی اردو میں نماز بھی پڑھائی۔ انہوں نے پنجابی زبان کے فروغ کے لئے بھی کام کیا۔ اور اپنا ذاتی ماہنامہ حق اللہ جاری کیا۔ پنجابی ادبی بورڈ بھی قائم کیا اور اس کے صدر رہے ان کے نام پر مسعود کھدر پوش ایوارڈ بھی جاری کیا گیا ۲۵ دسمبر ۱۹۸۵ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

مسعودی۔ آقائے محمد علی
ایرانی صحافی اور ایڈیٹر روزنامہ اطلاعات ۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو تین رکنی وفد ایران سے پاکستان آیا اس وفد میں دیگر دو افراد آقائے عبدالرحمٰن فرامرزی ایڈیٹر کیہان اور آقائے احمد ملکی ایڈیٹر ہفت روزہ ستارہ شامل تھے۔

قائداعظم نے اس وفد سے ۱۹ اپریل ۱۹۴۸ء کو کراچی میں گیارہ بجے صبح ملاقات کی۔ وفد اور قائداعظم کے مابین مختلف امور پر تبادلہ خیالات ہوا جن میں سندھ کابینہ کی برطرفی بھی شامل تھی۔

ایرانی وفد میں آقائے محمد ملکی بڑے سرگرم صحافی تھے انہوں نے کہا کہ چونکہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اس لئے شاید مغربی پارلیمانی نظام یہاں کامیاب نہ ہو سکے قائد نے آقائے ملکی کو بحث کی مکمل آزادی دے دی۔ قائداعظم نے بالاخر ریاست کے اسلامی تصور کو بالتفصیل بنایا اور کہا کہ

پاکستان کے دستور میں تھیو کریسی، ملاازم اور صوفی ازم کے لئے کوئی جگہ نہیں ہونی چاہئے۔ رخصت کا وقت آیا تو آقائے ملکی نے فارسی کی ایک رباعی پڑھی۔ یہ رباعی سنا کر آقائے ملکی نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اس میں ہرن کی کھال کے ایک ٹکڑے پر حضرت امام باقرؒ کے دست مبارک کی تحریر کردہ آیات قرآنی کو قائداعظم کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کو دیکھ کر قائداعظم بے حد متاثر ہوئے انہوں نے ڈبیہ ہاتھ میں پکڑی اور عینک پہن کر آیات قرآنی کا مطالعہ کیا پھر بڑے ادب سے ڈبیہ کو مینٹل پیس پر سجا دیا پھر آقائے ملکی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ نہ تو کیڑے مکوڑے کی ٹوٹی پھوٹی ٹانگ ہے اور نہ کسی معمولی چیونٹی نے اسے پیش کیا ہے۔ مزید براں میں کوئی بادشاہ بھی نہیں۔ یہ بیش بہا تحفہ ایرانی بھائیوں کی اخوت کا سچا مظہر ہے انہوں نے آقائے ملکی کا شکریہ ادا کیا اور کندھوں پر تھپکی دیتے ہوئے کہا کہ میں اسے ایران کا تیسرا تحفہ

سمجھوں گا۔

یہ سن کر تینوں ایرانی صحافی چونک اٹھے اور معلوم کرنے لگے کہ آخر اس کے علاوہ دو تحفے کون سے ہیں قائد اعظم نے فرمایا کہ دوسرے تحفے ایرانی قوم کی طرف سے ملے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے پاکستان کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے فوری طور پر تسلیم کر لیا اور دوسرا تحفہ قائد اعظم امدادی فنڈ برائے مہاجرین میں ایرانی عوام کے فیاضانہ عطیات کی شکل میں تھا۔

اپنے اس دروے کے دوران ایرانی وفد نے قائد اعظم سے چار بار ملاقات کی۔ ایران واپسی پر آقائے ملکی نے ایک ماہ در پاکستان کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس کا ایک چوتھائی یعنی تقریباً تیس صفحات پر وفد کی قائد اعظم سے ملاقات اور مستقبل میں پاکستان کے خدوخال کے بارے میں قائد اعظم کے خیالات پر مشتمل ہیں۔

مرے کالج:۔

سیالکوٹ کا قدیم ترین تدریسی ادارہ ۲۸/اپریل ۱۹۴۴ء کو قائد اعظم پنجاب مسلم لیگ کانفرنس میں شرکت کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی دعوت پر مرے کالج میں تشریف لے گئے تو انہوں نے کالج کے اساتذہ اور طلبا سے خطاب کیا۔ اس کالج کا قیام ۱۸۸۹ء میں عمل میں آیا کالج کے ۱۶ بڑے کمرے اور ایک بڑا ہال ہے۔ کالج کی مرکزی عمارت کی تعمیر ۱۹۰۹ء میں عمل میں آئی۔ کالج سے ملحقہ شفاخانہ حیوانات بھی ہے اپریل ۱۹۸۹ء میں اس ادارے کا صد سالہ جشن منایا گیا اس ضمن میں ایک تقریب بھی منعقد ہوئی جس سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی کالج کے پرنسپل پروفیسر احمد رضا صدیقی نے تقریب کی صدارت کی۔ تقریب میں طلبا اور طالبات اور ان کے والدین کے علاوہ صوبائی وزیر تعلیم سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ صوبائی وزیر مواصلات چوہدری اختر علی، صوبائی وزیر صحت ملک سلیم اقبال، قانون ساز اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر فرمان علی چوہدری اور دیگر معززین نے شرکت کی۔ وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف نے اسے خود مختار ادارہ قرار دینے کا اعلان کیا۔

مسلح افواج اور قائد اعظم

قائد اعظم محمد علی جناح نے برصغیر جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن قائم کر کے دنیا کی تاریخ میں منفرد مقام حاصل کیا۔ اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے کہ پاکستان جیسی نوزائیدہ مملکت کی بقاء صرف اسی صورت ممکن ہے جبکہ اس کا دفاع مضبوط ترین ہو۔ ان کا یہ پختہ یقین تھا کہ ان کی حکومت کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ پاکستان کو اس قدر مضبوط بنا دیا جائے کہ وہ کسی بھی جارح کی مہم جوئی کا موثر جواب دے سکے۔ ۲۱ جولائی ۱۹۴۸ء کو پاک فوج کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ "یہ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ جو بہترین ہے وہی بچ رہتا ہے، باقی مرجاتے ہیں، ہمیں ثابت کرنا ہے کہ ہم اپنی اس حاصل کردہ آزادی کو قائم و دائم رکھنے کے قابل ہیں۔"

قائد اعظم بنیادی طور پر ایک امن پسند انسان تھے۔ وہ کسی مقصد کے حصول کے لئے تشدد یا جارحیت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ ۱۹۴۸ء کے اوائل میں آرمی آفسروں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"ہماری اس سے بڑھ کر اور کوئی خواہش نہیں کہ ہم خود بھی امن کے ساتھ رہیں اور دوسروں کو بھی امن کے ساتھ رہنے دیں اور اپنے ملک کو کسی بیرونی مداخلت کے بغیر اپنے حقوق کے مطابق ترقی سے ہمکنار کریں اور عام آدمی کا معیار زندگی بہتر بنائیں لیکن تنازعات کو روکنے اور بلاامتیاز امن کو یقینی بنانے کے اہل ایک بین الاقوامی ادارے کی حیثیت میں اقوام متحدہ کی اہلیت پر یقین اور امن کے بارے میں اپنے عہد کے ساتھ انہیں اس ضرورت کا بھی شدت سے احساس تھا کہ پاکستان کو فوجی اور دفاعی لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا جائے۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو بحری جہاز "دلاور" کے جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا "اقوام متحدہ کا ادارہ خواہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو اپنے ملک کے دفاع کی بنیادی ذمہ داری ہم پر ہی عائد ہو گی اور پاکستان کو ہر قسم کی صورت حال اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے"۔

امن کے ساتھ رہنے کے قابل، ناقابل تسخیر دفاعی نظام کی بنیادی اور اہم ضرورت پر زور دیتے ہوئے انہوں نے

"دلاور" کے جوانوں سے فرمایا "اس بے ثبات دنیا میں کمزور اور دفاع سے محروم اقوام ہمیشہ دوسروں کی جارح نظروں کا لالچ بنی رہتی ہیں ہم امن کی اسی صورت میں بہتر طور پر خدمت کر سکتے ہیں کہ ہم دوسروں کی اس غلط فہمی کا تدارک کریں کہ ہم کمزور ہیں اور ہم کو جارحیت کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ ہم دوسروں کے ان مکروہ عزائم کا اسی وقت تدارک کر سکتے ہیں اگر ہم خود کو اس قدر مضبوط بنا سکیں کہ کوئی ہمارے خلاف جارحیت کا ارتکاب کرنے کی جرات نہ کر سکے" ۔ یہ وہ فلسفہ تھا جس پر بابائے قوم نے اپنی حیات میں جب بھی مسلح افواج کے ارکان سے بات چیت کی، ہمیشہ اس پر زور دیا۔

آزادی کا تحفظ صرف اسی صورت ممکن ہے کہ وہ لوگ جنہیں اس کی ذمہ داری سونپی گئی ہے نظم وضبط، مکمل وفاداری، اپنے فرض سے بے لوث لگن اور جسمانی اہلیت سے پوری طرح مُرصّع ہوں، اور یہ ہی وہ لازمی خوبیاں ہیں جو ایک اچھا سپاہی بننے میں مدد دیتی ہیں۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو فوجی افسروں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "کوئی شخص ہمیشہ عظیم خوبیوں کے بارے میں نہیں سوچ سکتا اور بلاشبہ وہ بد قسمت انسان ہو گا اگر وہ خوبیوں اور صلاحیتوں کے تجزیئے میں کھو جائے۔ یہ خوبیاں ہمارے اس ایک واحد جملے میں پنہاں ہیں۔ "اپنی رجمنٹ سے وفاداری" .... اور آپ کے پرچم ایک علامت ہیں اور اس بات کی یاد دلاتے ہیں کہ آپ کی رجمنٹ کا کیا مقصد ہے۔ بعینہٖ جس طرح آپ کا وجود اپنی قوم کے لئے ہے۔

قائد اعظمؒ اپنے خیالات کے اظہار کے لئے زبانی جمع خرچ پر یقین نہیں رکھتے تھے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار چند نپے تلے الفاظ میں لیکن پرزور طریقے سے کیا، لہٰذا انہوں نے مسلح افواج پر واضح کیا کہ وہ ان میں سے ہر ایک سے جس بات کی توقع کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ اپنی متعلقہ رجمنٹ اور بلاشبہ اپنی قوم سے وفادار رہیں۔ ہر موقعے پر انہوں نے مسلح افواج کے تینوں بازوؤں کی نہ صرف تعریف کی بلکہ ان کے لئے کچھ رہنما اصول بھی فراہم کئے۔ جب انہوں نے بکتر بند کور کو فوج کا ہراول دستہ قرار دیا اور ماضی کے گھڑ سوار دستوں سے اس کا موازنہ کیا تو انہوں نے ان کی فوجی اہمیت کا اعتراف کیا۔ انہوں نے کہا صبر و تحمل، بردباری اور ٹکرانے کی قوت جو کہ ماضی میں گھڑ سواروں کے خاص اوصاف تھے، بکتر بند کور کو ان اوصاف کو ہمیشہ رہنما اصول کے طور پر اپنانا چاہئے۔

رسالپور میں ۳ آرمرڈ بریگیڈ ہیڈ کوارٹر کے دورے کے دوران انہوں نے افسروں اور جوانوں سے فرمایا کہ کیولری کو کسی بھی قوم کی اعلیٰ ترین کور تصور کیا جاتا تھا۔ انہوں نے دوسری جنگ عظیم میں اس بریگیڈ کی کامیابیوں اور کامرانیوں کو سراہا اور یاد دلایا کہ کس طرح اس بریگیڈ نے ۱۴ آرمی کی مانی پور روڈ سے رنگون کی طرف پیش قدمی میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کے بریگیڈ پر مشہور ۱۴ آرمی کا جو بیج لگا ہے آپ کے کارنامے واقعی اس کے اہل ہیں۔

۔ انہوں نے بریگیڈ کی اس لحاظ سے بھی تعریف کی کہ حصول آزادی کے بعد آٹھ ماہ کی مختصر مدت میں کس طرح اس نے اپنے آپ کو منظم کیا حالانکہ اس دوران اسے کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور نہ صرف مشرقی پنجاب اور دوسری ریاستوں میں رکے ہوئے لوگوں کو نکالا بلکہ اپنی سرحدوں کے اندر امن وامان کو بھی قائم رکھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک ایسی کامیابی ہے جس کا انحصار بلند حوصلہ، وفاداری اور اپنے فرائض سے بے لوث لگن پر ہے۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ یہ بریگیڈ ہمیشہ مشکل سے مشکل فرائض کو انجام دینے کے لئے خود کو ہمیشہ ہر وقت تیار رکھے گا۔ اسی روز نوشہرہ میں پاکستان آرمڈ کور سنٹر کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے بابائے قوم نے فرمایا کہ پاکستان کو عملی طور پر بکتر بند کور کے میدان میں بالکل نئے سرے سے تربیت شروع کرنی پڑی۔

انہوں نے فرمایا کہ لازمی امر ہے کہ پاکستان میں ایک تربیتی ادارہ جلد از جلد قائم کرنے کے اقدامات کئے جائیں تاکہ ریکروٹوں کی بھرتی ہو اور ان کی تربیت بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہے اور مختلف رجمنٹوں کے کورسز بھی جاری رکھے جائیں۔ انہیں اس کا بخوبی احساس تھا کہ کسی بھی ملک کی مسلح افواج میں کیولری کی کیا اہمیت ہے اس لئے انہوں نے فرمایا کہ اس کور میں بہترین افسر اور جوان شامل کئے جائیں لیکن ان کے ترقی کرنے کا دارومدار ان کی تربیت اور اس سکھلائی پر منحصر ہے، جو فوج کے اس شعبے کے افسروں اور جوانوں کو دی جاتی ہے۔ اور اسی تربیت پر آرمڈ کور کی مجموعی کارکردگی کا بھی انحصار ہے۔

۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو قائد اعظمؒ نے رسالپور اور نوشہرہ میں

مسلح افواج کے مختلف یونٹوں سے خطاب کرتے ہوئے ایک مصروف ترین دن گزارا۔

رائل پاکستان ائر فورس سٹیشن میں اپنی تقریر کے دوران انہوں نے اپنی قیمتی رائے کا اظہار کیا کہ کوئی بھی ملک ایک مضبوط فضائیہ کے بغیر ہمیشہ جارح کی مہم جوئی کا شکار رہے گا۔ انہیں اس حقیقت کا بھی احساس تھا کہ پاکستان کی نوزائیدہ فضائیہ کو سفری جہازوں اور اسلحہ کی کمی کا سامنا ہے۔ انہوں نے فرمایا اگرچہ ان خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ طیارے اور نفری چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو اس وقت بیکار محض ہیں اگر فضائیہ میں جذبہ اور نظم وضبط کا فقدان ہو۔ انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں آپ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ ضبط و نظم اور خود انحصاری کی بدولت ہی رائل پاکستان فضائیہ پاکستان کے شایان شان ہو سکتی ہے۔ انہیں بحریہ کی اہمیت کا بھی از حد احساس تھا اور وہ چاہتے تھے کہ پاک بحریہ یہ جان لے کہ اسے دفاع وطن میں ایک بڑا اہم کردار ادا کرنا ہے۔ انہوں نے بحریہ کو یاد دلایا کہ ان کا مرکز کراچی میں واقع ہے جو کہ نہ صرف مغربی پاکستان میں داخل ہونے کا راستہ ہے بلکہ دوسری اقوام کے جہاز بھی یہاں لنگر انداز ہوتے ہیں علاوہ ازیں یہ شہر مشرق سے مغرب تک فضائی راستہ بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پورے کرہ ارض کے لوگ کراچی سے ہو کر گزرتے ہیں اور ساری دنیا کی آنکھیں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے طرز عمل سے پاکستان کو کبھی نادم نہیں ہونے دیں گے۔ بلکہ آپ اپنی سروس کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھتے ہوئے پاکستان کا دنیا کی عظیم قوموں میں شمار ہونے کا اعزاز برقرار رکھیں گے۔

بابائے قوم اپنے نوزائیدہ ملک کی مسلح افواج پر کس قدر اعتماد رکھتے تھے اس کا اندازہ ان کے ان الفاظ سے لگایا جاتا ہے جو انہوں نے لڑاکا فوج سے خطاب کرتے ہوئے کہے۔ انہوں نے فرمایا جب بھی آپ کو مادر وطن کے دفاع اور قوم کی ——— سلامتی اور حفاظت کے لئے پکار جائے گا تو آپ اپنے اسلاف کی دیرینہ روایات کو قائم رکھیں گے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ آپ پاکستان کا جھنڈا بلند رکھیں گے اور ایک عظیم قوم کی حیثیت سے اپنی عزت ووقار کو قائم ودائم رکھیں گے۔

قائداعظم مسلح افواج سے صرف دفاع وطن کے فریضہ کے متقاضی نہ تھے بلکہ وہ محسوس کرتے تھے کہ انکی ایک مقدس اور اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اس خطہ زمین پر اسلامی جمہوریت کے فروغ اسلامی، سماجی انصاف اور مساوات انسانی جیسی قدروں کے بھی پاسبان ثابت ہوں۔

آزادی سے پہلے بھی قائداعظم مسلح افواج کے بارے میں ایسے ہی خیالات رکھتے تھے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ انہوں نے اپنی جوانی کے ایام میں نہ صرف دفاعی افواج کو منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا بلکہ اس ضمن میں برٹش انڈین گورنمنٹ کی طرف سے قائم کی جانے والی ذیلی کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

قائداعظمؒ دفاع وطن اور مسلح افواج سے متعلق صرف ایک فلسفے کے حامی نہ تھے بلکہ انہوں نے اس فلسفے کو حقیقت کا روپ بھی دیا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسی بصیرت سے سرفراز فرمایا تھا کہ انہوں نے ٹھیک وقت پر ٹھیک فیصلے بھی کئے۔ بابائے قوم جانتے تھے کہ پاکستان متعصب ہندوؤں اور غیر ہمدرد انگریزوں سے چھینا گیا تھا اس لئے انہوں نے ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے کو ہر بات پر ترجیح دی۔ بدقسمتی سے موت کے ظالم ہاتھوں نے پاکستان قائم ہونے کے صرف ایک سال بعد ہی انہیں ہم سے چھین لیا اور وہ اپنے اس مشن یعنی دفاع کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے جو ہمارے ملک کی بقاء کے لئے ریڑھ کی حیثیت رکھتا ہے۔

بابائے قوم کے یہ افکار مسلح افواج کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں، ہماری مسلح افواج ان افکار کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں اور قوم کو جوان سے توقعات وابستہ ہیں وہ ان پر ہمیشہ پورا اتریں گی۔

مسلم انڈیا کا اسلحہ خانہ

قائداعظم محمد علی جناح علی گڑھ کو مسلم انڈیا کا اسلحہ خانہ اور اس کے طلبا کو بہترین سپاہی کہتے تھے۔

مسلم تجاویز

قائداعظم نے آئینی اصلاحات کی جو جنگ لڑی۔ وہ تاریخ پاکستان کی ایک درخشندہ مثال ہے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو انہوں نے صوبوں کے حقوق دلانے کے لئے مختلف الخیال مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا تجاویز میں یہ شامل

ہیں۔

١ سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے جداگانہ صوبہ بنایا جائے

٢ جس بنیاد پر کسی دوسرے صوبہ میں اصلاحات نافذ کی جائیں شمال مغربی سرحدی صوبے کو بھی اس کے برابر دستوری مراعات دی جائیں۔

٣ مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبروں کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو اس کے بعد ان کے شہرۂ آفاق چودہ نکات میں سے دسواں نکتہ حسب ذیل تھا۔

مسلم چیمبرز آف کامرس

اگست ١٩٤٣ء میں قائد اعظم نے مرزا ابوالحسن اصفہانی سے خواہش ظاہر کی کہ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کا ایک وفاق تشکیل دیا جائے جس کے لئے مرزا صاحب نے بمبئی کلکتہ، دہلی اور لاہور کے ذمہ دار مسلمان تاجروں سے مسلسل گفت و شنید کی ۔ بے پناہ مصروفیت کے باوجود مرزا اصفہانی کی مسلسل کوششوں اور جدوجہد کے نتیجے میں قائد اعظم کی یہ خواہش پوری ہوئی اور اس طرح مسلمانوں کے لئے تجارت اور حرفت میں قوت کا ایک ذریعہ مہیا ہو گیا جو آزادی حاصل کرنے کے بعد وطن عزیز کا کاروبار چلانے میں نہایت کار آمد ثابت ہوا۔

مسلم قومیت

قائد اعظم نے اپنی زندگی میں مسلم قومیت کے متعلق بارہا اظہار خیال کیا یہاں اس کی چند مثالیں دی جا رہی ہیں۔

١ قومیت کی تعریف چاہے جس طرح کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے ایک الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس لئے اس بات کے مستحق ہیں کہ ملک میں ان کی اپنی الگ مملکت اور اپنی جداگانہ خود مختار ریاست ہو۔

(اجلاس مسلم لیگ لاہور ٢٣ مارچ ١٩٤٠ء)

٢ ہم مسلمان اپنی تابندہ تہذیب اور تمدن کے لحاظ سے ایک قوم ہیں زبان ادب فنون لطیفہ، فن تعمیر، نام و نسب، شعور و اقتدار، تناسب، قانون و اخلاق، رسم و رواج، تاریخ و روایات، رجحان و مقاصد ہر ایک لحاظ سے ہمار اپنا انفرادی زاویہ نگاہ اور فلسفہ حیات ہے بین الاقوامی قانون کی ہر تعریف ہماری قومیت کو سلامتی دینے کے لئے تیار ہے۔

(انٹرویو ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکا یکم جولائی ١٩٤٢ء)

٣ پاکستان اسی روز وجود میں آگیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے وطن نہیں اور نہ یہ نسل، ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ ہندو قوم کا فرد نہیں رہا وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آگئی۔

(خطاب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ٨ مارچ ١٩٤٤ء)

٤ یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے اور دن کے اجالے کی طرح عیاں کہ ہم اقلیت نہیں ہیں ہم ایک قوم ہیں۔

پنجاب اسٹوڈنٹس فیڈریشن

(٢ مارچ ١٩٤١ء)

مسلم کمرشل بنک

٢٦ دسمبر ١٩٧٥ء کو وفاقی وزیر عبدالحفیظ پیرزادہ نے ١٩٧٦ء کے سال کو سال قائد اعظم قرار دیا تو مسلم کمرشل بنک نے قوم کی خدمت میں ایک خوبصورت کیلنڈر پیش کیا اس کیلنڈر میں قائد اعظم کی زندگی اور کارناموں کی جھلک بے نظیر انداز میں پیش کی گئی اس سے مورخ، دانشور، محقق سیاست دان طالب علم اور نئی پود کو قائد اعظم کو جاننے اور ان کی عظمت کو پہنچانے میں بڑی مدد ملی۔ اس کا ڈائزین۔ ملک کی مشہور ایڈور ٹائزنگ کمپنی اورینٹ ایڈورٹائزر نے بنایا اور گولڈن بلاک ورکس نے شائع کیا پاکستان کے ممتاز مصور اقبال مہدی نے ١٢ خوبصورت پینٹنگس تیار کیں۔

قائد اعظم اکثر کہا کرتے تھے کہ ہمیں دعویٰ ہے کہ ہم دس کروڑ افراد کی ایک قوم ہیں لیکن ان بیسیوں بینکوں میں سے جو ہندوستان میں کام کر رہے ہیں ہمارے پاس صرف ایک بنک (حبیب بنک) ہے صحیح صورت حال بھی یہی تھی لہٰذا مسلم کمرشل بینک قائد اعظم کی خواہش اور سر آدم جی داؤد اور مرزا اصفہانی کی گفت و شنید اور کوشش کے نتیجے میں ٩ جولائی ١٩٤٧ء کو کلکتہ میں عمل میں آیا۔ قیام پاکستان سے قبل قائم ہونے والا یہ مسلمانوں کا تیسرا بنک تھا۔ قیام پاکستان کے بعد سے ١٧ اگست ١٩٤٨ء کو ڈھاکہ منتقل کیا گیا اور ٢٣ اگست ١٩٥٦ء کو اس کا مرکزی دفتر کراچی میں قائم کیا گیا یکم جنوری ١٩٧٤ء کو وفاقی

حکومت نے بنکوں کو قومی تحویل میں لینے کا اعلان کیا تو اس بینک کو بھی قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ نیز اس میں پریمیر بنک کو بھی ضم کر دیا گیا بینک کا ادا شدہ سرمایہ تین کروڑ روپے تھا۔

مسلم کچھی کھتری برادری:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۲ دسمبر ۱۹۴۳ء کو لی مارکیٹ کراچی میں مسلم کچھی برادری کے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

میں آپ کے اس پرجوش استقبال اور اس پر خلوص عطیئے کے لئے تمام مسلم کچھی برادری کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ حضرات نے اپنے علاقے میں جو عزت اور شرف مجھے بخشا ہے لیگ کے فنڈ میں جو یہ عطیہ کی تھیلی پیش کی ہے وہ آپ کی قیام پاکستان کی تحریک اور مسلمانوں کے علیحدہ وطن کے لئے ایک پرجوش جذبے کی عکاسی کرتی ہے۔

اکتوبر ۱۹۴۵ء میں لیگ کا ایک عظیم الشان جلسہ مسلم کچھی برادری کے زیر اہتمام کھتری محلہ نزد ترک مسجد ریور اسٹریٹ کراچی پر منعقد ہوا تھا مرحوم محمد ہاشم گزدر کے تعاون اور رہنمائی کے ذریعے قائد اعظم کو مدعو کیا گیا تھا قائد اعظم نے فرمایا

میں مسلم کچھی کھتری برادری کے سربراہوں اور کارکنوں اور آپ سب بھائیوں کا بھی شکر گزار ہوں آپ بھی پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں برابر کے شریک ہیں میں تمام لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ چند افراد کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں اور اقلیتوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے وجود میں آئی ہے۔ مسلمانوں نے اب تک کسی سیاسی تحریک میں عملی حصہ نہیں لیا تھا۔ لیکن اب بچے جوان اور بوڑھے تمام شریک سفر ہیں۔۔۔

مسلم کچھی کھتری برادری ایک نڈر اور بے باک اور مخیّر قوم ہے اس کو چاہئے کہ متحد ہو کر جدوجہد کرے برادران یہ وقت تعمیری کام کا بے غرض بے لوث ادائیگی فرض کا ہے آپ کو اپنے قول اور فعل دونوں سے اپنے عوام میں ایک نئی روح پھونکنی ہے انہیں یہ محسوس کرائیے کہ وہ ایک مقصد عظیم کے لئے کام کر رہے ہیں مسلم لیگ مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اس کا دسترخوان ہر فرقے اور برادری کے لئے بچھا ہوا ہے۔ وہ ہر طبقے کے حقوق کے تحفظ کو اپنا فرض اولین سمجھتی ہے۔

مسلم کچھی کھتری فری نائٹ اسکول (بمبئی)

مسلم کچھی کھتری جماعت کی بمبئی کی مینجنگ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم محمد علی جناح سے مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری جناب حاجی نور محمد احمد میمن کی معرفت دی مسلم کچھی کھتری فری نائٹ اسکول کے افتتاح کے سلسلے میں رابطہ قائم کیا گیا۔ کھتری احمد حسین عالی۔ کھتری اسمٰعیل بخاری اور کھتری محمد عبداللہ خاکو والا قائد کو لینے کے لئے ماؤنٹ پلیزنٹ مالابار ہلز پر گئے محترمہ فاطمہ جناح بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

قائد کی آمد کے موقع پر ان کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ کچھی جماعت کی جانب سے جناب سیٹھ کھتری حاجی اسمٰعیل محمد تیرائی نے قائد کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ اس میں کہا گیا تھا۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہم ہندوستان کے عظیم رہنما اور جواں ہمت فرزند کو قریب سے دیکھنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں جس نے ہندوستان کے وقار کو بلند کیا آپ نے نہ صرف بمبئی ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ کی حیثیت سے بلکہ وفاقی اسمبلی میں ایک ممتاز اور موثر نمائندے کی حیثیت سے نیز مسلمانوں کے ایک عظیم لیڈر کی حیثیت سے قابل رشک خدمات انجام دی ہیں آپ کی اخلاقی جرات، صائب رائے سیاسی تدبر اور دور اندیشی یہ سب خوبیاں ہندوستان کی آزادی کے لئے بہترین سرمایہ ہیں۔

امیر ملت!

آپ کی سرکردگی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک عمدہ رہنمائی حاصل ہوئی ہے آپ نے ہندوستان کی اقلیتوں کے اہم مسائل کے حل کی راہیں تلاش کی ہیں ان مسائل کے پر اعتماد حل کے بغیر ہندوستان کی ترقی کی راہ ہموار نہیں ہو سکتی

جناب محترم!

مسلمان آج کئی الجھنوں میں گرفتار ہیں چاروں طرف سے کئی طاقتیں ان میں تفریق پیدا کرنے میں مصروف کار ہیں ایسے کٹھن وقت میں ہمیں صرف اجتماعی طاقت اور متحدہ کوشش ہی منزل مقصود تک پہنچا سکتی ہے اس سلسلے میں ہم یہ بات فخر سے

کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں یقین محکم اور اعتماد پیدا کرنے والی آپ کی قیادت ہمارے لئے باعث مسرت ہے۔

ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں اور تعاون آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ہماری مسلم کچھی کھتری برادری کے رہنما مسلم گارڈ میں شامل کھتری نوجوانوں کا دستہ آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہمیشہ اور ہروقت حاضر ہے۔ آپ نے ہمارے اسکول کا افتتاح کر کے ہماری برادری کی جو عزت اور رونق بڑھائی اس کا ہمیں پورا پورا احساس ہے اس عزت افزائی کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں۔

سپاسنامے میں قرارداد لاہور کے بارے میں کہا گیا کہ پورے ہندوستان کی اقتصادیات کا راز گزشتہ سال لاہور میں منظور کی گئی قرارداد میں پنہاں ہے ملک کے گوشے گوشے کے مسلمانوں نے آپ کو اپنے واحد قائد کی حیثیت سے قبول کیا ہے صرف بمبئی کے مسلمانوں کو نہیں ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو آپ پر اعتماد ہے اپنے مذہب اور ہندوستان کی آزادی کے لئے ہم سے جو کچھ ہوسکا ہم کرتے رہے ہیں اور جو ہم سے ہوسکے گا اسے کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔

سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا آپ کے بزرگوں نے تحریک خلافت کی جدوجہد میں صف اول کے رہنما پیدا کئے تھے ایسے رہنماؤں کی کمی صرف اور صرف تعلیم سے پوری ہو سکتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ اعلیٰ تعلیم دلائیں۔ درس گاہیں قائم کریں اور بلا کسی امتیاز مسلمانوں کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں یہ آنے والی نسل کے عظیم سپوت بنیں گے۔ انہیں آزاد مملکت کی باگ ڈور سنبھالنا ہوگی۔ آپ کو چاہئے کہ مسلمانان ہند کی سیاسی، اقتصادی معاشرتی اور تعلیمی نشوونما اور ترقی کے لئے ایک لائحہ عمل بنائیں اور اسے عملی جامہ پہنا کر قوم کے سامنے سرخرو ہوں۔ صرف درس گاہیں کھولنے سے فرائض کی تکمیل نہیں ہوتی۔ آپ اساتذہ کو یہ ذمہ داری سونپیں کہ وہ قابل، باصلاحیت اور اسلامی ذہن رکھنے والے طالب علم اور نوجوان تیار کریں اس طرح وہ اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کر سکیں گے جن سے آپ کا مستقبل روشن اور تابناک ہوگا میں نوجوانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنی تعلیم کی طرف پورا پورا دھیان دیں وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور حالات کروٹ بدل رہے ہیں اپنے آپ کو عمل کے لئے تیار کریں یہ آپ کا پہلا فریضہ ہے۔ آپ اپنی برادری اور مسلمانوں کو ترقی کی جانب اسی صورت میں گامزن کرسکیں گے جب مناسب تعلیم اور مناسب تربیت حاصل کریں گے آپ کی ذمہ داریاں بہت زیادہ اور بہت شدید ہیں۔ ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آپ کو ہروقت مستعد رہنا ہوگا۔

ہندوستان کے تمام مسلمانوں سے میری اپیل ہے کہ سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں برادریوں اور طبقوں میں بٹنے سے مشن کمزور پڑ جائے گا۔ منزل قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔ دنیا میں کامیاب اور کامران ہونے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم سب ایک پرچم تلے جمع ہو جائیں۔

تم ایک ہی پرچم تلے جمع ہو جاؤ مسلمانوں کا خدا ایک ہے رسول ایک ہے کتاب ایک ہے اس لئے ان کا پلیٹ فارم بھی ایک ہی ہونا چاہئے۔

اس وقت مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والی صرف واحد جماعت مسلم لیگ ہے آپ لوگوں کی پشت پر ہندوستان کے نو کروڑ مسلمان ہیں

ان کی تقریر کے بعد کھتری حاجی اسمٰعیل حاجی محمد تیرانی نے یقین دلایا کہ پوری مسلم کچھی برادری مسلم لیگ کے ساتھ ہے اور ہمیشہ ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی آپ نے سکول کا افتتاح کر کے ہمیں عزت بخشی ہے آپ کا بہت بہت شکریہ۔

مسلم کچھی کھتری فری نائٹ سکول پلیٹ:

دی مسلم کچھی کھتری فری نائٹ سکول کے افتتاح کے موقع پر قائداعظم نے جس تختی کی نقاب کشائی کر کے اسکول کا افتتاح کیا اس کی عبارت یہ ہے۔

دی مسلم کچھی کھتری فری نائٹ اسکول بمبئی کا افتتاح جناب قائداعظم محمد علی جناح کے دست مبارک سے ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۹ ہجری یوم دوشنبہ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۴۱ء بروز پیر کی شب کو کیا گیا

مسلم گرلز فیڈریشن بلوچستان:

یہ تنظیم قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر کوئٹہ میں ۱۹۴۶ء میں قائم کی گئی اس تنظیم کی ارکان نے قیام پاکستان کے سلسلے میں

ان تھک محنت کی اور بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے دوش بدوش کام کیا۔ جن خواتین نے اہم کردار ادا کیاان کے نام یہ ہیں۔

لطیفہ صدیقی، زینت النساء، محترمہ بیگم حکیم جان، صفیہ ایوب مس حفیظ، زکیہ قاضی، بیگم سعیدہ قاضی عیسٰی، رشیدہ بخاری، مفور جبیں، زاہدہ سلطانہ، شیریں رشید جان، نور جہاں نسیم اختر، ثمینہ نازلی وغیرہ

مسلم لیگ، آل انڈیا:

ہندوستانی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت۱۸۸۵ء میں آل انڈیا نیشنل کانگریس کاقیام عمل میں آیاتومسلمانوں کے لئے کوئی ایساپلیٹ فارم نہ تھاجہاں سے وہ اپنی آواز متحد ہو کر بلند کر سکتے چنانچہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں محمڈن ایجوکیشن کانفرنس میں ہندوستانی مسلمانوں کی یک جہتی کے لئے اس سکیم پر غور کیا گیااور ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء مسلمان رہنماؤں کاجواجلاس منعقد ہوا تواس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے ایک علیحدہ سیاسی جماعت قائم کی گئی اس کانام سر محمد شفیع نے مسلم لیگ تجویز کیاجو سب کوپسند آیااور پھر یہی نام اختیار کر لیاگیا۔ جن زعماء نے اس جماعت کے قیام میں بھرپور حصہ لیاان میں نواب سلیم اللہ خاں نواب محسن الملک، نواب وقارالملک، سر آغا خاں، سر علی امام، مولانا محمد علی جوہر، مولاناشوکت علی، نواب سر علی محمد خاں راجا صاحب محمود آباد، نواب محمد اسحاق خاں، حکیم اجمل خان مولانا ظفر علی خان، مولانا حسرت موہانی، عزیز مرزا صاحب زادہ آفتاب احمد خاں، میاں محمد شفیع،حسین شہید سہروردی۔ اور بیگم جہاں آراشاہنواز کے نام قابل ذکر ہیں۔

نواب وقارالملک نے اجلاس کی صدارت کی انہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا

ہم جس مقصد کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں وہ نیانہیں ہے یہ اسی روز پیدا ہو گیاتھاجب انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد رکھی گئی۔ سرسیداحمد خاں نے مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ان کی فلاح اور سلامتی اسی میں ہے کہ وہ کانگریس میں شرکت سے اجتناب کریں مسلمان ہندوستان میں اپنی دوسری ہمسایہ قوموں سے ایک خمس کے قریب ہیں اور اسی لئے یہ ایک صاف مضمون ہے کہ اگر کسی وقت برطانوی حکومت نہ رہی تو اس وقت وہی قوم ملک پر حکمران ہوگی جوتعداد میں ہم سے چار گنا زیادہ ہے اور اب ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے دل میں اس بات پر غور کرے کہ اس وقت ہماری حالت یہ ہوگی کہ ہمارا مال، ہماری آبرو اور، ہمارا مذہب سب خطرے میں ہو گا۔ خطبہ صدارت کے بعد نواب سلیم اللہ نے مسلم لیگ کے قیام کی قرار داد پیش کی قرار داد کی تائید میں حکیم اجمل خاں، مسٹر محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خاں نے تقاریر کیں۔

مسلم لیگ کے قیام کے اغراض یہ تھے۔

۱۔ مسلمانوں میں برطانوی راج سے وفاداری کے جذبات کو فروغ دینا

۲۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق و مفادات کاتحفظ

۳۔ ملک میں مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان منافرت کی روک تھام کرنا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کامرکزی دفتر علی گڑھ میں قائم کیاگیا۔ اس کامنشور تیار کرنے کے لئے محمد علی جوہر کی سربراہی میں ایک ساٹھ رکنی کمیٹی بنائی گئی سر آغا خاں اس کے پہلے صدر، نواب وقار الملک سیکرٹری اور نواب محسن الملک جائنٹ سیکرٹری نامزد ہوئے۔

(پہلا اجلاس):

آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا باقاعدہ اجلاس ۲۹، ۳۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو کراچی میں سر آدم جی پیر بھائی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ سر علی محمد خاں نے مندوبین کو خوش آمدید کہاسر آدم جی پیر بھائی کانام صدارت کے لئے نواب وقار الملک نے تجویز کیا تھا۔ نواب علی چوہدری اور میاں محمد شاہ دین نے اس تجویز کی تائید کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں جن اقدامات کی منظوری دی گئی ان میں مسلم لیگ کے آئین کی منظوری اور اس کے اغراض و مقاصد کاازسر نو تعین تھااجلاس مجوزہ آئین کی منظوری دینے کے بعد ملتوی ہو گیا۔ اجلاس کے لئے پچاس ہزار روپے فراہم کئے گئے تھے۔

مسلم لیگ کے منظور کردہ آئین کے تحت مسلم لیگ کی رکنیت کے لئے ۲۵ سال عمر مقرر کی گئی۔

خصوصی اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کے پہلے باقاعدہ اجلاس کے صرف ڈھائی

ماہ بعد یعنی ۱۸ مارچ ۱۹۰۸ء کو خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں کی کوٹھی (واقع علی گڑھ) پر ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت لاہور کے جسٹس شاہ دین نے کی اجلاس میں سر آغاخاں مسلم لیگ کے مستقل صدر اور حسین بلگرامی اعزازی سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اجلاس میں جداگانہ طریق انتخاب کی حمایت کی گئی اور ایک قرارداد کی صورت میں نواب وقار الملک کی خدمات کو سراہا گیا

نیز پنجاب مسلم لیگ کی تشکیل کی توثیق بھی کی گئی۔

دوسرا سالانہ اجلاس:

۳۰ دسمبر ۱۹۰۸ء کو امرتسر میں سر علی امام کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کا دوسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا اجلاس سے متعدد ارکان نے خطاب کیا اور مخلوط طریق انتخاب کو خطرناک قرار دیا۔ منٹو مارلے سکیم کی مخالفت کی گئی کیوں کہ اس میں مسلمانوں کے لئے نشستوں کی تعداد مختص کر دی گئی تھی۔

میاں محمد شفیع نے کھل کر اس بات کا اظہار کیا کہ مسلمانوں کے ایسے مخصوص مفادات کا حصول ضروری ہے جو ہندوستان میں ان کے وجود کے لئے ضروری ہیں۔

سید علی امام نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا۔ کہ منٹو مارلے اصلاحات کے تحت مسلمانوں کی نشستوں کی تعداد مختص کرنے سے مسلم اقلیت کا ہندو اکثریت کے رحم و کرم پر رہ جانے کا خطرہ قائم پیدا ہو جائے گا۔ اور اس طرح ہندوؤں کی بالادستی قائم ہو جائے گی اور مسلمان اپنے حقوق و مفادات کا تحفظ نہ کر سکیں گے۔

تیسرا سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسرا سالانہ اجلاس آنریبل سر غلام محمد علی خاں بہادر پرنس آف ارکاٹ کی صدارت میں دہلی میں ۱۹۰۹ء میں منعقد ہوا اجلاس میں تین سو مندوبین اور پانچ ہزار مبصرین نے شرکت کی۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں

۱۔ لوکل باڈیز میں فرقہ وارانہ نمائندگی۔

۲۔ دفتری ملازمتوں میں مسلمانوں کی شرکت

۳۔ ٹرانسوول کے ہندوستانی کی مدد

۴۔ مسلم لیگ کے دفتر کی علی گڑھ سے لکھنؤ منتقلی

۵۔ حکومت سے براہ راست مسلم لیگ کی خط و کتابت۔ مولوی محمد عزیز مرزا مسلم لیگ کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اجلاس میں سید امیر علی کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے مولوی عبدالعزیز مرزا نے مندرجہ ذیل باقاعدہ تجویز پیش کی جس کی تائید میاں محمد شفیع نے کی تجویز بڑے جوش و خروش سے منظور ہوئی اس میں کہا گیا تھا کہ مسلمانان ہند کی نمائندہ آل انڈیا مسلم لیگ رائٹ آنریبل سید امیر علی سی آئی ای کی ان خدمات کے لئے جو ریفارم اسکیم (منٹو مارلے ریفارم) جس میں جداگانہ نیابت کا حق تسلیم کیا گیا انہوں نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے انجام دیں مسلم لیگ ہدیہ تبریک پیش کرتی ہے۔

اجلاس میں آغاخاں کو دو سال کے لئے صدر منتخب کیا گیا اور پنجاب سے نواب فتح علی خاں قزلباش اور بنگال سے پرنس جہانداد مرزا آف مرشد آباد کو نائب صدر نیز سید وزیر حسن کو جوائنٹ سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

چوتھا سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا چوتھا اجلاس ناگپور میں ۲۸ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۱۰ء سید نبی اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خان بہادر ایچ ایم ملک نے آغاخاں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا اور کہا کہ آپ کی ذات ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے اجلاس میں سید وزیر حسن نے ایک اہم تجویز پیش کی کہ آل انڈیا مسلم لیگ سنجیدگی سے خواہش مند ہے کہ اب جب کہ حکومت کے اعلیٰ ترین عہدوں کے دروازے ہندوستانیوں کے لئے کھول دئے گئے ہیں تو حکومت کو چاہئے کہ وہ انہیں ملک کے دفاع میں زیادہ سے زیادہ حصہ دے حکمرانوں سرداروں اور شریف خانوادوں کے نوجوانوں کو باقاعدہ تربیت کے بعد افواج ہند میں ان عہدوں پر فائز کرے جس کے لئے آج تک صرف برطانوی نژاد ہی اہل سمجھے جاتے ہیں۔

اجلاس میں اردو ہندی زبان اور وقف الاولاد کے مسئلے پر مفصل بحث کی گئی۔

پانچواں اجلاس:

پانچویں اجلاس سے قبل بانکی پور پٹنہ میں سر آغاخاں کی

صدارت میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دسمبر ۱۹۱۲ء میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ

(۱) تاج برطانیہ کے ساتھ وفادارانہ جذبات کا اظہار کیا جائے

(۲) ہندی مسلمانوں کے سیاسی حقوق و مفادات کا تحفظ کیا جائے

(۳) مسلمانوں اور ہندوستان کی دیگر اقوام کے درمیان دوستی اور بھائی چارے کا فروغ ضروری ہے۔

(۴) مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر ملک میں آزادی اور خود مختاری کا حصول لازمی ہے قائد اعظم نے اس اجلاس میں کانگریس کے نقطہ نظر (حکومت خود اختیاری) کی وضاحت کی نواب وقار الملک نے کہا کہ ابھی خود مختاری کا وقت نہیں آیا۔

پانچواں اجلاس:

۳۔ ۴ مارچ ۱۹۱۲ء کو کلکتہ میں سر سلیم اللہ خاں کی زیر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کا پانچواں اجلاس منعقد ہوا اس اجلاس میں نواب سلیم اللہ نے کہا۔ تقسیم بنگال نے صوبے کے مسلمانوں کو نئی زندگی دی تھی اچانک حکومت نے اسے منسوخ کر دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان مواقع سے محروم کر دیا گیا ہے جو تقسیم سے پیدا ہوئے تھی۔

اجلاس میں تقسیم بنگال کے فیصلے کی تنسیخ کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا۔ صدر جلسہ نے حکومت کے اس فیصلے کو کھلی ہوئی مسلم دشمنی قرار دیا۔

سر آغا خاں مسلم لیگ کی صدارت سے مستعفی ہو گئے اور راجا صاحب محمود آباد صدر بنے۔

خان بہادر مولوی بدر الدین حیدر نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں مسٹر سید حسن امام کو کلکتہ ہائی کورٹ کا جج اور مسٹر سید علی امام کو وائسرائے کونسل میں نامزدگی پر حکومت برطانیہ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے رائٹ آنریبل سید امیر علی کی لیاقت، صلاحیت و ادبی کاوشوں اور مسلمانوں کے لئے ان کی گرانقدر خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو پریوی کونسلر مقرر کئے جانے پر حکومت برطانیہ کا شکریہ ادا کیا اور توقع ظاہر کی کہ ان کے حیرت انگیز طور پر غیر متزلزل ٹھوس خیالات اور مضبوط ارادے بالآخر ہمارے فرقے کی نجات کا سبب ہوں گے۔

خطبہ میں ماہر لسانیات سید علی بلگرامی جیسی عظیم شخصیت کے انتقال پر اظہار افسوس کیا سر آغا خاں کی خدمات کو بھی سراہا گیا۔

اجلاس میں سر سید سلطان احمد نے ایک اہم تجویز پیش کی کہ حکومت مسلمانوں کو اعلیٰ ملازمتوں میں جائز حصہ دے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے انہوں نے اعداد و شمار کی روشنی میں ثابت کیا کہ مسلمانوں کو ان کا جائز حق نہیں مل رہا مسٹر غلام حسین نے اپنی تجویز میں ایرانیوں سے جو ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ قریب ترین مذہبی، قومی اور ثقافتی رشتوں میں منسلک ہیں اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کی خدمات کو سراہا۔

چھٹا اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا چھٹا سالانہ اجلاس دسمبر ۱۹۱۲ء میں منعقد ہونا تھا لیکن سید امیر علی جنہوں نے اجلاس کی صدارت کرنا تھی وقت نہ نکال سکے لہٰذا یہ اجلاس ۲۲۔ ۲۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو لکھنؤ میں میاں محمد شفیع کی صدارت میں منعقد ہوا قائد اعظم محمد علی جناح جو اس وقت مسلم لیگ کے رکن نہ تھے بطور مہمان اجلاس میں مدعو کیا گیا۔

اجلاس میں مسلم لیگ کا ترمیم شدہ آئین منظور کیا گیا اور تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہند کے لئے موزوں حکومت خود اختیاری کے نظام کو اپنا نصب العین قرار دیا دوسری قرارداد میں دوسری سیاسی جماعتوں سے ان مقاصد کے حصول کے لئے تعاون کرنے کے ارادے کا اظہار کیا گیا جو مسلم لیگ کے آئین میں شامل تھے۔

قائد اعظم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا لیگ رائٹ آنریبل سید امیر علی اور ایس یو شبلی نعمانی کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس ماہرانہ استعداد کے لئے مسٹر ایم اے جناح کو خصوصی مبارکباد پیش کرتی ہے جس سے انہوں نے لیجسلیٹو کونسل میں اس بل کو پیش کیا اور آگے چل کر اسے قانون کی صدارت دلوائی آخر میں جسٹس سید وزیر حسن کو تہنیتی نعروں کی گونج میں مسلم لیگ کا سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

ساتواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا ساتواں سالانہ اجلاس آگرہ میں ۳۰

۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء سر ابراہیم رحمت اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا اس کے صدر استقبالیہ خان بہادر سید آل نبی تھے۔ انہوں نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں فرمایا۔

ہم افسوسناک اور تکلیف دہ حالات سے گزر رہے ہیں یہ اپنی صفوں کو درست کرنے اور غیر معمولی حالات میں مضبوط متحدہ محاذ بنانے کا وقت ہے یہ انتہائی مشکل اور خطرناک دور ہے اگر ہم شدید احساس ذمہ داری کے ساتھ منظم نہ ہوئے تو مہلک اور سنگین انجام سے دوچار ہوں گے۔

انہوں نے اس موقع پر پریس ایکٹ ۱۹۱۰ء کی منسوخی کا مطالبہ کیا۔ اور ۱۸۸۳ء کے وقف ایکٹ میں ترمیم پر اظہار خیال کرتے ہوئے راجا سید ابو جعفر آف پیرپور کی ترمیم کی طرف توجہ مبذول کرائی جو وہ امپیریل کونسل کے اجلاس میں پیش کرنے والے تھے اس موقع پر انہوں نے آگرہ میں ہندو مسلم فسادات پر بھی اظہار افسوس کیا۔ اجلاس میں سر ابراہیم رحمت اللہ نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا۔ کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور بحث ذاتیات اور گروہ بندی کے خیال سے نہ کی جائے مچھلی بازار کانپور کی مسجد کے دردناک سانحہ کے متعلق مختلف پہلوؤں پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے حکام کے رویئے پر عدم اعتماد اور مسلمانوں پر گولی چلانے پر سخت احتجاج کیا۔ اور سرکاری ملازمین کے رویہ کا شکوہ کیا۔

جنگ بلقان کے سلسلے میں ترکی کے مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہا کہ ترکی کے مسئلہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان خواہ آپس میں کتنے ہی بٹ جائیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کے مذہبی برادرانہ جذبات کو تمام دنیا میں ایک زندہ قوم کی حیثیت حاصل ہے دنیا کے مختلف حصوں کے مسلمانوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ مشکل وقت میں اپنے ہم مذہبوں کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں یہ ایک زندہ معجزہ ہے کہ رسول ؐ مقبول کے ماننے والوں میں اسلامی مواخات جاگزیں ہے۔ اور صدیاں گزرنے کے باوجود ان کے (رسالت مآب ؐ) کے اثرات زائل نہ ہو سکے۔

انہوں نے ترکی اور جنوبی افریقہ کے سلسلے میں برطانیہ کی جانبداری کا تذکرہ کیا اور ہندوستان میں عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے پر زور دیا۔

سید امیر علی کی خدمات کو بھی سراہا گیا اجلاس میں میجر سید حسن بلگرامی نے تجویز پیش کی کہ زنجبار کی صورت حال برقرار رکھی جائے اور برطانوی مشرقی افریقہ اور یوگنڈا میں ہندوستانیوں کے حقوق تبدیل نہ کئے جائیں۔ سر آغا خاں نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لئے سرمایہ کی ضرورت پر ضرور دیا اور کم از کم پانچ لاکھ روپے جمع کرنے کو کہا۔ اجلاس میں پریس ایکٹ کی منسوخی کے لئے بھی تجویز پیش ہوئی قائد اعظم نے سیکرٹری آف سٹیٹ کی کونسل میں نمایاں تبدیلیوں کے لئے حسب ذیل تجاویز پیش کیں۔

(۱) سیکرٹری کی تنخواہ انگریزی تخمینہ کے برابر ہو۔

(۲) کونسل کی کارکردگی اور آزادی کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس کا ایک حصہ نامزد کردہ ہو، ایک منتخب شدہ

(۳) ممبران کونسل کی تعداد نو ہو۔

(۴) کونسل کے منتخب شدہ حصہ کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو جو غیر سرکاری ہوں اور امپیریل اور صوبائی مجالس قانون ساز کے ممبران پر مشتمل حلقہ انتخاب سے ہوں

(۵) نامزد ممبران کی کم از کم آدھی تعداد ایسے عام افراد پر مشتمل ہو جن کی صلاحیتوں اور لیاقت کا ہندوستان کی انتظامیہ سے کوئی رابطہ نہ ہو۔

(۶) کونسل کا باقی نامزد حصہ ان سرکاری ملازمین پر مشتمل ہو جنہوں نے کم از کم دس سال ہندوستان میں ملازمت کی ہو اور جن کو دو سال سے زائد ہندوستان سے باہر رہتے ہوئے نہ ہوئے ہوں۔

(۷) بہ لحاظ اختیارات کونسل مشاورتی ہو نہ انتظامی

(۸) ہر ممبر کی مدت کارکردگی ۵ سال ہو۔۔۔ جلسہ میں نواب وقار الملک کی طرف سے جسٹس سید وزیر حسن اور مولانا محمد علی جوہر پر کامل اعتماد کا اظہار کیا گیا

آٹھواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء تا یکم جنوری ۱۹۱۶ء بمبئی میں بیرسٹر مظہر الحق کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں جن مسلم لیگی رہنماؤں نے حصہ لیا ان میں قائد اعظم کے علاوہ راجا صاحب محمود آباد، سر رضا علی، آفتاب احمد خاں، سر وزیر حسن، مولانا حسرت موہانی، مولوی فضل الحق، ابراہیم

رحمت اللہ یعقوب حسن، سر شفیع، ملک برکت علی، سر فضل حسین، مولانا ظفر علی خاں، سر علی امام، ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خاں اور مولانا محمد علی جوہر نے شرکت کی۔

اجلاس میں جناب عبدالحسن آدم جی پیر بھائی نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں سید حسن بلگرامی کے گزشتہ سال انتقال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ میجر حسن بلگرامی کے انتقال سے ہم ایک ایسی انتہائی ہر دلعزیز شخصیت سے جو چشم تصور میں آسکتی ہے سے محروم ہو گئے ہیں۔ موصوف ہمارے مقصد کے حصول کے لئے ایک مخلص اور نڈر پیروکار تھے جنھوں نے اپنی زندگی کے آخری برسوں میں اپنی تمام تر توجہات کو اسلامی تعلیم کی مشکل گتھیوں کو عملاً سلجھانے کے لئے وقف کر دیا اور علی گڑھ کو اپنا وطن اور ہمہ جہت کار گزاریوں کا مرکز بنا دیا اس کے بعد علمی و ادبی شخصیت خواجہ غلام الثقلین کے انتقال پر اظہار افسوس کیا۔

اجلاس میں قائد اعظم نے ایک تجویز پیش کی کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو آئینی اصلاحات کا مسودہ تیار کرے اس کمیٹی کو اختیار دیا گیا کہ وہ سیاسی جماعتوں یا ان کی مقرر کردہ کمیٹیوں سے حسب منشاء گفت و شنید کرے تاہم اصلاحات کی اسکیم تیار کرنے میں ہندوستان کے مسلمانوں کی ضروریات اور مفادات کا خیال ہمیشہ پیش نظر رہے جسٹس سید وزیر حسن سیکرٹری مسلم لیگ نے اس کمیٹی کے لئے نام تجویز کئے جس کے صدر راجا سر محمد علی محمد خاں بہادر کے سی آئی ای آف محمود آباد مقرر ہوئے۔ دیگر حضرات کے ساتھ سید آل نبی آگرہ، سر سید رضا علی مراد آباد آغا خاں، سر ابراہیم رحمت اللہ بمبئی، مسٹر غلام علی چھاگلہ حیدر آباد سندھ اس کمیٹی کے اراکین مقرر ہوئے اور جسٹس وزیر حسن ایڈووکیٹ لکھنؤ سیکرٹری مقرر ہوئے

اجلاس میں سید آل نبی نے تجویز پیش کی کہ مسلم لیگ اس امر کا اعادہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کے مفاد میں یہ نہایت ضروری ہے کہ فرقہ وارانہ نمائندگی کے اصول کو خود مختار عوامی اداروں تک وسعت دے کر تمام لوکل باڈیز اور بورڈوں میں نافذ اور جاری کیا جائے جو امپیریل اور صوبائی مجالس قانون ساز میں قابل عمل اصول کے مطابق ہے۔

مسٹر یعقوب حسن شیخ نے اس کی تائید کی اور فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ یہ کہیں کہ بجائے حکومت کے نامزد کردہ افراد کے جو ہمیشہ پسندیدہ قسم کے نہیں ہوتے مسلمانوں کو اپنے نمائندے منتخب کرنے دیئے جائیں مسٹر محسن شاہ نے اس کی تائید کی۔ مولانا حسرت موہانی نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ اول تو یہ غیر ضروری ہے دوسرے اس حقیقت کے پیش نظر کہ جب مسلم لیگ اور کانگریس کی کمیٹیاں! اصلاحات اسکیم کے لئے ملنے والی ہیں تو یہ ہو سکتا ہے کہ یہ تجویز عظیم تر اصلاحات کے لئے رکاوٹ نہ بن جائے اور نقصان دہ ثابت ہو۔ مسٹر ایم اے خواجہ نے ترمیم پیش کی۔

قائد اعظم نے مختصر تقریر میں اس تجویز کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی سر ابراہیم رحمت اللہ نے تالیوں کی گونج میں راجا صاحب محمود آباد کا نام آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لئے پیش کرتے ہوئے فرمایا میں ان کے منفرد کردار، خداداد صلاحیتوں ملک سے بے پناہ محبت اور اس کے لئے خدمت کی خواہش و جذبات کی وجہ سے راجا صاحب کا مداح ہوں۔

نواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ۳۰۔۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء کو لکھنؤ کے قیصر باغ میں قائد اعظم کی صدارت میں منعقد ہوا اجلاس میں مولوی وحید حسین کی تجویز اور سید ال نبی صاحب کی تائید سے طے پایا کہ مسلم لیگ مختلف حلقوں کی ان کوششوں کو تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے جو اردو کی عام مستعمل اور مشترکہ زبان کی حیثیت کو تبدیل کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ صرف اردو ہی ملک کی مشترکہ زبان ہو سکتی ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے قائد اعظم کی شان میں قصیدہ کہا جس کا مطلع یہ تھا

اس مریض قوم کے جینے کی ہے کچھ کچھ امید
ڈاکٹر اس کا اگر مسٹر علی جینا رہا

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

(۱) مسلمانوں کی آزادی (۲) مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور تعلیم و ترقی (۳) اردو زبان کا نفاذ۔

دسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا دسواں سالانہ اجلاس ۳۰ دسمبر ۱۹۱۷ء

تا یکم جنوری ۱۹۱۸ء کلکتہ میں منعقد ہوا۔ صدارت کے لئے مولانا محمد علی جوہر کی تصویر کرسی پر رکھی گئی تھی کیوں کہ وہ ان دنوں جیل میں تھے۔ اجلاس میں مولانا محمد علی جوہر کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جو بی اماں (والدہ) کی آواز میں تھا۔

اجلاس میں مسٹر محمد یعقوب نے تجویز پیش کی کہ مسلمانوں کی شدید خواہشات کے پیش نظر لیگ حکومت پر زور دیتی ہے کہ ان کے مفادات کے تحفظ کے لئے آئندہ اصلاحات میں مندرجہ ذیل تحفظات کی ضمانت ہونی چاہئے

۱۔ ملازمتوں میں مسلمانوں کی کافی نمائندگی ہونی چاہئے۔

۲۔ سرکاری یونیورسٹیوں میں مسلمانوں کی نمائندگی اس تناسب سے ہونی چاہئے جیسی کہ اس صوبہ کی مجلس قانون ساز میں ہے۔

۳۔ اردو زبان اور فارسی رسم الخط کو عدالتوں اور سرکاری دفاتر میں جہاں پہلے سے ایسا ہے برقرار رکھا جائے اور اردو ان صوبوں میں پرائمری تک ذریعہ تعلیم رہے۔

۴۔ مسلمانوں کو بقر عید اور محرم کے مواقع پر بغیر کسی سرکاری یا فرقہ کی مداخلت کے مذہبی تقریبات رسم و راج کی روایات کے مطابق بجا آوری میں تحفظ آسانیاں اور مدد فراہم کی جائے یہ تجویز مسٹر اسمٰعیل شیرازی کی تائید کے ساتھ منظور ہوئی۔

کانگرس لیگ اسکیم کے چند تفصیل طلب معاملات پر بات چیت کرنے کے لئے دیگر افراد کے علاوہ راجا صاحب محمود آباد، سید رضا علی، سید آل نبی، سید وزیر حسن، مسٹر ایم اے جناح اور مسٹر غلام علی چھاگلہ پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی ایک اور کمیٹی بھی بنائی گئی جسے چار ماہ کے اندر سیکرٹری کے مسودہ دستور پر غور کر کے مسلم لیگ کی کونسل میں رپورٹ پیش کرنی تھی۔

گیارہواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا گیارہواں سالانہ اجلاس ۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء کو مولوی اے کے فضل الحق کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا، استقبالیہ کمیٹی کے صدر ڈاکٹر انصاری تھے۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے قائد بمبئی سے آئے تھے۔ اجلاس میں راجا صاحب محمود آباد، عمر سوبانی، محمد یعقوب، مولانا محمد اکرم، مولانا منیر الزمان، جناب عبد العزیز، آغا صفدر، مولانا عبد الستار قصوری، مولانا ظفر علی خان، مولانا عبد الباری، مولانا آزاد سبحانی، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا احمد سعید، مفتی کفایت اللہ، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا عبد اللطیف نے شرکت کی۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے اپنے استقبالیہ میں حکومت کے سخت رویہ کی مذمت کی اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔ صوبوں میں مکمل طور پر خود مختار حکومت کے قیام اور ہندوستان پر بھی حکومت خود مختاری کے اصول کے نفاذ کے متعلق قرار دادیں منظور کی گئیں

بارہواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا بارہواں سالانہ اجلاس ۲۶ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۱۹ء امرتسر میں حکیم اجمل خاں کی صدارت میں منعقد ہوا اجلاس میں مصر کے قوم پرستوں کے ساتھ اظہار ہمدردی اور خلیفہ وحید الدین کی اطاعت کے علاوہ تقسیم ترکی کے خلاف احتجاج پر سانحہ امرتسر پر حکومت کی پرزور مذمت اور وا ائے ہند لارڈ چیمسفورڈ کو انگلستان واپس بلانے کے سلسلے میں قرار دادیں منظور کی گئیں

اس اجلاس کی خصوصی بات یہ تھی کہ علی برادران نے جیل سے پانچ سال کے بعد رہائی پانے کے بعد اجلاس میں شرکت کی۔ مولانا محمد علی جوہر نے بڑی جذباتی تقریر کی اور ان مسائل پر بات چیت ہوئی

(۱) ۱۹۱۹ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ

(۲) خلافت کمیٹی کا قیام

(۳) جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد کے مسائل سے نمٹنا

(۴) آل انڈیا مسلم کانفرنس کا قیام

(۵) سانحہ جلیانوالہ

تیرہواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیرہواں سالانہ اجلاس ۳۰۔۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء کو ناگپور میں ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں ترک موالات کی قرار داد منظور کی گئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے ناگپور اجلاس میں اپنے موقف میں تبدیلی کرتے ہوئے ملک کے لئے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا۔

چودھواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا چودھواں سالانہ اجلاس دسمبر ۱۹۲۱ء میں احمد آباد میں مولانا حسرت موہانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ ہندوستان کو مکمل طور پر آزادی دی جائے۔ اس اجلاس میں یہ وضاحت کی گئی کہ

گو ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہیں، تاہم کشمیر، پنجاب، سندھ، مشرقی بنگال اور آسام کے صوبوں میں ان کی اکثریت ہے اس لئے کسی بھی طرح کے متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کی مضبوط ضمانت دینا بڑی ضروری ہے ایسے ہندوستان میں مسلمان، ہندوؤں کو مسلمانوں کے حقوق پامال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

پندرہواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرہواں ملتوی شدہ اجلاس ۲۵،۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کو لاہور کے گلوب تھیٹر میں قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قائداعظم نے صدارتی خطبے میں۔ ہندوستان کی اس وقت کی تازہ ترین سیاسی صورت حال پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور رولٹ ایکٹ کے نتیجے میں ہونے والی تبدیلیوں اور سرگرمیوں کی نشاندہی کی نیز خلافت کے مسئلے پر بھی روشنی ڈالی۔

اجلاس میں مسلم لیگی رہنما غلام محمد بھرگڑی کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اجلاس کی کاروائی کے دوران ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی کے ارکان میں قائداعظم محمد علی جناح، میاں فضل حسین، میر مقبول محمود، آغا محمد صفدر، مشیر حسین قدوائی، سید ظہور احمد، سید رضا علی، چوہدری خلیق الزمان، مولوی فضل الحق، آصف علی، نواب سرفراز حسین، عبدالعزیز شعیب قریشی، مولوی سید مرتضیٰ اور چوہدری شہاب الدین شامل تھے، اسی اجلاس میں قائداعظم کو دوبارہ مسلم لیگ کا بلا مقابلہ صدر چن لیا گیا اجلاس میں ایک اور کمیٹی بھی بنائی گئی تاکہ خلافت کمیٹی سے مذاکرات کر کے مسلمانوں کی تنظیم کے لئے لائحہ عمل تیار کرے۔

سولہواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا سولہواں سالانہ اجلاس سر سید رضا علی کی صدارت میں ۳۰۔۳۱ دسمبر ۱۹۲۴ء کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ سر سید رضا علی نے خطبہ صدارت پڑھتے ہوئے اس دور کی سیاست پر سیر حاصل بحث کی اور کہا کہ ہندو مسلم منافشات کی وجہ سے نہ صرف آبادی کے کثیر حصہ کی دماغی کیفیت بالائی سطح پر آگئی ہے۔

بلکہ قائدین قوم مختلف جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں اور ملک کے سامنے کوئی متحدہ پروگرام پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قانون حکومت ہند کے قائم کردہ نظام کو برباد کر دینے سے آزادی حاصل ہو سکتی ہے کچھ لوگ اس خیال کے بھی ہیں کہ آزادی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مصلحت وقت کے مطابق موجودہ حکومت کو چلائیں یا بند کر دیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کو یقین ہے کہ سچی عقل مندی اس میں ہے کہ موجودہ نظام حکومت پر حتی الامکان عمل کیا جائے یہ سب رائیں رکھنے والی سیاسی جماعتیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

اجلاس میں پبلک سروس کے بارے میں قائداعظم نے جو تجویز پیش کی اس کی تائید ملک برکت علی نے کی نیز صوبہ سرحد میں مکمل اصلاحات جاری کرنے کی تجویز بھی پیش کی گئی۔ اجلاس میں حکومت برطانیہ سے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

سترھواں اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا سترھواں سالانہ اجلاس ۳۰۔۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء کو علی گڑھ میں سر عبدالرحیم کی صدارت میں منعقد ہوا قائداعظم نے بھی نہ صرف اس اجلاس میں شرکت کی بلکہ ہندو مسلم اتحاد کے سلسلے میں ایک قرارداد بھی پیش کی۔ اس موقع پر سر سید علی امام نے چند اہم تجاویز پیش کیں جنہیں تاریخ مسلم لیگ میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ مسلم لیگ کا مقصد ذمہ دار حکومت کا حصول تھا۔ نیز ۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں ترمیم کے لئے چند اساسی اصول پیش کئے

۱۔ ملک کی ہر مجلس مقننہ یا دیگر منتخب اداروں میں اقلیت کو کافی اور موثر نمائندگی کا بندوبست کیا جائے اور کسی صوبے کی اکثریت کو اقلیت یا مساوات کے درجے پر تبدیل نہ کیا جائے

۲۔ فرقہ وارانہ جماعتوں کی نمائندگی کے لئے موجودہ جداگانہ

انتخاب برقرار رکھا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر جماعت کو یہ حق ملنا چاہئے کہ وہ کسی خاص وقت یا موقع پر مشترکہ انتخابات کو بھی زیر عمل لا سکے۔

۳۔ اگر کسی وقت میں علاقوں کو دوبارہ تقسیم کرنے کی ضرورت محسوس کی جائے تو اس وقت پنجاب و بنگال، شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مسلمانوں کی اکثریت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔

۴۔ مکمل مذہبی آزادی! ہر جماعت کو مذہبی معاملات کے عقائد وعبادات کی ادائیگی، رسوم، نشرواشاعت، انجمن سازی، تنظیم اور تعلیم میں مکمل آزادی کی ضمانت ہونی چاہئے۔

۵۔ اگر کسی جماعت کے تین چوتھائی ممبر کسی قانون یا تجویز کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ ان کے حق میں ضرر رساں ہے تو اس حالت میں کسی مجلس واضعان قوانین یا دوسرے منتخب اداروں میں یہ قانون یا تجویز منظور کی جائے انہوں نے رائل کمیشن کے قیام کو بھی ضروری قرار دیا اجلاس میں سید آل نبی نے ایک تجویز پیش کی کہ جب بھی رائل کمیشن مقرر ہو تو اس کے سامنے پیش کرنے کے لئے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور دستور کی پیش رفت کی خاطر اسکیم تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس میں دیگر حضرات کے ساتھ آنریبل سید رضا علی، سر سید علی امام اور قائداعظم کے نام تجویز کئے گئے تھے۔

اٹھارہواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھارہواں سالانہ اجلاس ۲۹۔۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء دہلی میں شیخ عبدالقادر کی صدارت میں منعقد ہوا اجلاس میں شرکت کے لئے علامہ اقبال لاہور سے تشریف لے گئے تھے۔ شیخ عبدالقادر نے اپنے خطبہ صدارت میں حجاز کے دلخراش واقعہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ دوران سال امیر ابن سعود کو حکومت حجاز پر بالادستی حاصل ہوئی عام طور پر توقع تھی کہ مسلمانان ہند کو عرب میں ایک حکومت کی قیام کی امید سے خوشی ہوگی تاکہ وہ بہ آسانی و حفاظت فریضہ حج ادا کر سکیں لیکن بدقسمتی سے ابن سعود کی افواج نے مزارات مقدسہ کے قبور کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے ملک کے مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ ہوئے۔ اس سانحہ نے مسلمانوں کو معاندانہ اور مخالف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک مزارات مقدسہ کی بے حرمتی پر اظہار برہمی کر رہا تھا اور دوسرا مذہبی بنیادوں پر ابن سعود کی حمایت۔ یہ مناقشہ آج بھی شدومد سے جاری ہے اور اس مسئلہ پر حنفی اور اہل حدیث کے درمیان ابتدائی صدی کے مقابلہ میں اختلافات زیادہ شدید تر ہو گئے ہیں گزشتہ چند ماہ میں اس کشاکش نے ایک اور شکل اختیار کر لی ہے اب یہ اختلاف رائے ہے کہ جب کہ قوت ابن سعود کے ہاتھ میں سے ہندوستانی مسلمان فریضہ حج کیوں کر ادا کریں یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ اس سال حج نہ کیا جائے۔

صاحب صدر نے اجلاس میں عماد الملک سید حسین بلگرامی کے انتقال پر مندرجہ ذیل تجویز پیش کی آل انڈیا مسلم لیگ اپنے نہایت تجربہ کار مسلم قائد اور مسلمانوں کے حقوق کے حصول کے لئے ابتدائی کارکنوں میں سے ایک اہم شخصیت نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے انتقال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے اہل خاندان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتی ہے۔

قائداعظم نے یہ اہم تجویز پیش کی

لیگ کا اصل مقصد مکمل ذمہ دار حکومت کا حصول ہے نیز موجودہ آئین میں ترمیم کی جائے اور ایک شاہی کمیشن مقرر کیا جائے جو ہندوستان میں ذمہ دار حکومت قائم کرنے کی سفارشات کرے انہوں نے کسی قسم کا آئین مرتب کرتے وقت ان اساسی اصولوں کے تحفظ پر بھی توجہ مبذول کرائی۔

(۱) ملک کی ہر مجلس مقننہ یا دیگر منتخب جماعتوں میں اقلیت کی مناسب نمائندگی کا سامان کیا جائے اور کسی صوبے کی اکثریت کو اقلیت یا مساوات کے درجہ پر نہ تبدیل کیا جائے۔

(۲) اقلیت کی نمائندگی کے لئے جداگانہ انتخابات قرار دئے جائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری جماعت کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ کسی خاص وقت یا موقع پر مشترکہ انتخابات کو بھی زیر عمل لا سکے۔

(۳) اگر کسی وقت علاقوں کو دوبارہ تقسیم کرنے کی ضرورت محسوس کی جائے تو اس وقت بنگال پنجاب و شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مسلمانوں کی اکثریت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے

(۴) ہر جماعت کو مذہبی معاملات، عقائد اور عبادات اور اشاعت تعلیمات میں مکمل آزادی ہونی چاہئے۔

(۵) اگر کسی جماعت کے تہائی ممبر کسی قانون یا تجویز کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ ان کے حق میں ضرر رساں ہے تو اس حالت میں یہ قانون یا تجویز پاس نہ کی جائے

قائداعظم نے اس موقع پر ایک کمیٹی بھی مقرر کی اس کمیٹی کو یہ ذمہ داریاں سونپی گئیں کہ وہ ہندوستان کے دیگر سیاسی اداروں سے تبادلہ خیال کرنے ایک سکیم مرتب کرے اور اسے لیگ کی مجلس عاملہ کے پاس بغرض غور خوض روانہ کرے جسے بعد ازاں لیگ کی نظر ثانی کے بعد شاہی کمیشن کے پاس بھیجا جائے۔

انیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس سال (یعنی ۱۹۲۷ء) میں دو اجلاس ہوئے کیوں کہ مسلم لیگ دو حصوں (سر شفیع لیگ اور جناح لیگ) میں بٹ گئی تھی۔ لاہور میں سر شفیع کی صدارت میں جو اجلاس منعقد ہوا اس میں مولانا حسرت موہانی، علامہ اقبال، نواب ذوالفقار علی خاں نے شرکت کی یہ اجلاس ۳ دسمبر ۱۹۲۷ء کو منعقد ہوا۔ اجلاس میں سائمن کمیشن کی تجاویز کی حمایت کی گئی اور تجاویز دہلی کی مخالفت۔ قائداعظم مسلم لیگ کا اجلاس ۳۰۔۳۱ دسمبر ۱۹۲۷ء اور یکم جنوری ۱۹۲۷ء کو کلکتہ میں سر محمد یعقوب کی صدارت میں منعقد ہوا موصوف نے خطبہ صدارت میں مسلم لیگ کے اختلافات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مسٹر جناح نے واضح طور پر یہ جتا دیا تھا کہ سائمن کمیشن کے متعلق کوئی اظہار خیال نہ کرے لیکن لاہور مسلم لیگ نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے مسٹر محمد شفیع کی صدارت میں اپنی پالیسی کا اظہار کر دیا۔ اجلاس میں حکیم اجمل خاں اور سید آل نبی کے انتقال پر اظہار افسوس کیا گیا۔

بیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا بیسواں سالانہ اجلاس ۲۶ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۲۸ء البرٹ ہال کلکتہ میں مہاراجا صاحب محمود آباد کی صدارت میں منعقد ہوا اس میں انہوں نے کہا۔

حضرات ہندوستان میں بدنصیبی سے اس وقت ایک عجب گل کھلا ہوا ہے مختلف مقاموں سے مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے ہر شخص اپنی اپنی آواز بلند کرنے کے لئے حتی الوسع کوشاں ہے کوئی شخص خاموش رہنا پسند نہیں کرتا اس لئے اختلاف رائے کا ہونا لازمی ہے موجودہ پالیسی میں رد و بدل کرنے کے مسئلوں پر اختلافات ظہور میں آ رہے ہیں۔ لہٰذا اس اجلاس میں ہم لوگوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ تبدیلیوں کے متعلق غور و خوض کریں اور ایک ایسی پالیسی دنیا کے سامنے پیش کریں جو صرف ہم لوگوں کے لئے نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے قابل تسلیم ہو قبل اس کے کہ میں اس مسئلہ پر تفصیل سے اظہار خیال کروں مسلمانوں کے اس عظیم نقصان کی طرف توجہ مبذول کراؤں جو رائٹ آنریبل سید امیر علی مرحوم کی وفات کی شکل میں ہوا کوئی ہندوستانی ان کی عظمت کا منکر نہیں ہو سکتا۔ وہ ہندوستان کے سپوتوں میں عظیم تر تھے ان کی عمیق علمی اور ادبی حیثیت، پر سوز جذبہ حب الوطنی اور اسلام کے مقصد کے لئے پر جوش اور والہانہ محبت وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد کئے جائیں گے آج ہم ان کا غم منا رہے ہیں لیکن ان کی خدمات اور معینہ زندگی کی مثال کو ایک زندہ قوت کی حیثیت حاصل رہے گی۔ ہندوستانی سیاست اس وقت ایک معمہ معلوم ہوتی ہے کیوں کہ ایک جماعت ایسی ہے جو آزادی کی خواہاں ہے کہ جس کے ذریعے برطانیہ سے تعلق بالکل منقطع ہو جائے برخلاف اس کے ایک جماعت صرف ڈومنین اسٹیٹس کی خواہاں ہے لیکن ان مسئلوں کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے جس کا حل کرنا اہم ضروری ہے۔

اقلیت کے شک و شبہ اور ڈر کو دور کرنا لازمی ہی نہیں بلکہ اکثریت کا فرض ہے اب اس کے فیصلے کا انحصار اقلیت و اکثریت کی ذہنیت پر ہے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے دونوں جماعتوں کو صرف اپنے اپنے حقوق کی قربانیاں ہی کرنا ہی فرض نہیں بلکہ قدرے فیاضی کو بھی راہ دینا لازمی ہے۔ فرقہ وارانہ اختلافات کا حل کرنا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ دونوں جماعتیں تنگ خیالی کو دور کرتے ہوئے انصاف کی راہ اختیار نہ کریں گی۔ مرکزی و اضعان قوانین میں نشستوں کا مخصوص کرنا اور مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں میں آبادی کے لحاظ سے نشستوں کا تعین ایسے مسئلے ہیں جنہیں ہم باہمی مصالحت سے طے کر سکتے ہیں

اس کے بعد مسٹر چھاگلہ نے تحریک پیش کی کہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے ایک وفد مقرر کیا جائے جس کو چاہئے کہ نہرو رپورٹ پر کافی غور و خوض کرے اور یہ دیکھے

کہ گزشتہ سال دسمبر میں ہم لوگوں نے جو مطالبات پیش کئے تھے وہ سب اس میں شامل کئے گئے ہیں یا کہ نہیں۔ نہرو رپورٹ میں جو ترمیمات شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ مسلمانوں کے نقطہ نظر سے سود مند ہیں یا نہیں اور یہ کہ نہرو رپورٹ میں کہاں تک مسلمانوں کے حقوق کا خیال کیا گیا ہے۔

اجلاس میں جمعیت العلمائے ہند کے علاوہ خلافت کمیٹی کے نمائندوں نے بھی حصہ لیا اجلاس میں کانگریس سے مذاکرات کے لئے ۲۳ رکنی وفد بھی تشکیل دیا گیا اور اسے یہ فریضہ سونپا گیا کہ وہ کانگریس اور کانگریسی مسلمانوں کی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لے کر اس کی رپورٹ پیش کرے۔ نیز تجاویز دہلی کی حمایت میں پیش کی جانے والی قرار داد کی تائید قائد اعظم، مولانا جوہر مولانا شوکت علی اور مولانا ظفر علی خان نے کی۔

اکیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکیسواں سالانہ اجلاس الہ آباد میں ۲۹۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ء کو علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی صدارت میں منعقد ہوا اپنے صدارتی خطبے میں علامہ اقبال نے پاکستان کی جغرافیائی حدوں کا خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

میری خواہش ہے کہ پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ سندھ اور بلوچستان کے الحاق سے ایک واحد ریاست قائم کی جائے جو برٹش ایمپائر کے اندر یا اس کے باہر آزاد و خود مختار ہو۔ میرے خیال میں شمال مغرب میں متحدہ انڈین مسلم سٹیٹ کا قیام کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کا مقدر بن چکا ہے علامہ اقبال کی اس صدارتی تقریر کو خطبہ الہ آباد کا نام دیا گیا۔

بائیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا بائیسواں سالانہ اجلاس ۲۶۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء کو سر ظفر اللہ خاں کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مسلم لیگ کے آئین میں یہ ترامیم کی گئیں۔ مثلاً اس شق کو کہ (۱) ہندوستان کے لئے پرامن اور معقول ذرائع سے آزادی کے حصول کو یوں بدل دیا گیا۔

ہندوستان کے لئے مکمل ذمہ دار حکومت کا پرامن اور معقول ذرائع سے حصول جس میں مسلمانوں کے لئے موثر اور معقول تحفظات موجود ہوں

اجلاس میں مسلم لیگ کی رکنیت کے لئے ایک روپیہ چندہ بھی رکھا گیا۔ کونسل کی رکنیت کے لئے ورکنگ کمیٹی قائم کی گئی اس کمیٹی کے ارکان کی تعداد ۲۳ تھی نیز کورم کے لئے ارکان کی تعداد ۷۵ سے کم کر کے ۵۰ کر دی گئی۔

تیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسواں سالانہ اجلاس دو مقامات پر ہوا۔ مسلم لیگ عزیز گروپ کا ہاوڑہ میں ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو بیرسٹر عزیز کی صدارت میں اور مسلم لیگ ہدایت گروپ کا اجلاس دہلی میں ۲۵۔ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء کو منعقد ہوا حافظ ہدایت اللہ نے اجلاس کی صدارت کی، ہاوڑہ میں ہونے والے اجلاس میں ہندوستان کے دستوری ڈھانچے کے سلسلے میں شائع ہونے والے قرطاس ابیض کی شق بنگال میں دوسرے ایوان کے قیام کو رجعت پسندانہ قرار دیا گیا۔ مولوی فضل الحق نے قرطاس ابیض پر قرار داد پیش کی تھی اجلاس میں کمیونل ایوارڈ کو بھی غیر تسلی بخش قرار دیا گیا۔

حافظ ہدایت اللہ نے اپنے صدارتی خطبے میں مسئلہ فلسطین پر اظہار خیال کیا۔

چوبیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۴واں سالانہ اجلاس سر وزیر حسن کی زیر صدارت بمبئی میں ۱۱۔ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کی وفاقی سکیم پر شدید تنقید کی گئی اور قائد اعظم کو مرکزی پارلیمانی بورڈ کی تشکیل کے اختیارات دئے گئے۔ اجلاس میں نوابزادہ لیاقت علی خاں کو مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اس اجلاس میں دو سو مندوبین نے شرکت کی۔ اجلاس کی استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین کریم بھائی ابراہیم تھے۔

صدر جلسہ نے کہا کہ ۱۹۳۵ء کا انڈیا ایکٹ غیر جمہوری اور ہندوستانیوں کے لئے ناقابل قبول ہے قائد اعظم نے ایکٹ کے وفاقی حصے کو بنیادی طور پر غلط، شدید رجعت پسندانہ، ضرر رساں اور برطانوی ہند کے بنیادی مفادات کے لئے مہلک قرار دیا

پچیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا پچیسواں سالانہ اجلاس ۱۵ تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں لکھنؤ میں قائد اعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس میں صوبہ آسام کے وزیر اعلیٰ سر سعد اللہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات اور بنگال کے وزیر اعلیٰ مولوی فضل الحق نے دو ہزار مندوبین کے ساتھ شرکت کی۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ مسلم لیگ کا قومی پرچم بلند کیا گیا نیز قائد اعظم پہلی بار وہ ٹوپی پہن کر آئے جو جناح کیپ کے نام سے مشہور ہے۔

اجلاس میں سات صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے میں صوبائی اسمبلیوں کے اندر مسلم لیگ اسمبلی پارٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا

ایک تجویز میں کانگریس کی اس حرکت پر اظہار بیزاری کیا گیا کہ اس۔ نے بندے ماترم کو قومی ترانہ قرار دیا ہے جو صرف اسلام کے خلاف اور بت پرستانہ ہی نہیں بلکہ حقیقی ترقی کے خلاف ہے۔

ایک اور قرار داد میں ان وزارتوں کی تشکیل کو ناپسند کیا گیا اور ان کی مذمت کی گئی جو بعض صورتوں میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے الفاظ روح اور انسٹرومینٹس آف انسٹرکشن کے خلاف قائم کیں۔ اور اس پر گورنروں کی مذمت کی گئی کہ وہ ان اختیارات کو نافذ کرنے سے قاصر رہے جو مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے مفاد حفاظت کے لئے ان کو دیئے گئے تھے۔

قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا مطمع نظر یہ ہے کہ وہ ایسی آزاد جمہوری ریاست کے وفاق کی صورت میں کامل آزادی حاصل کرے گی جن میں آئین کے اندر مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے حقوق اور مفاد مناسب اور موثر طور پر محفوظ ہوں اردو کی ترقی حفاظت. تعلیم اور تمام سرکاری محکموں میں اس کا استعمال قائم رکھنے کا اور جہاں وہ نہیں ہے اس کے شروع کرنے کا مطالبہ کیا گیا

آخری قرار داد راجہ محمد امیر احمد خان آف محمود آباد نے پیش کی جس میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کو ہدایت کی گئی کہ وہ اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی پروگرام مرتب کرنے کے لئے فوری اقدام کرے۔

۱۔ کارخانہ کے مزدوروں اور دیگر مزدوروں کے لئے کام کے اوقات مقرر کرنا، مزدوری کی کم از کم اجرت مقرر کرنا۔

۲۔ مزدوروں کی رہائش اور غلیظ حالات کو بہتر بنانا اور گندے علاقوں کو ختم کرنا۔

۳۔ دیہی اور شہری قرضوں میں کمی اور سود کی لعنت کو ختم کرنا تاوقتیکہ مناسب قانون نہ بن جائے۔ تمام قرضوں کی ادائیگی میں مہلت دینا۔

۴۔ ایسے قانون کا اجراء جس کی رو سے مکانات ڈگریوں کی عملدر آمد کی صورت میں فروخت ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔

۵۔ مناسب کرایہ مکان اور لگان کا مقرر کیا جانا

۶۔ جبریہ محنت (بیگار) کا خاتمہ

۷۔ دیہاتوں میں اصلاحی کام

۸۔ شہر اور دیہاتوں میں گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی ہمت افزائی کرنا

۹۔ سودیشی بالخصوص ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے کی ہمت افزائی کرنا۔

۱۰۔ صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے ایک انڈسٹریل ہوم قائم کرنا تاکہ آڑھتی کی دستبرد ختم کی جاسکے۔

۱۱۔ بیروزگاری میں امداد کی فراہمی کے ذرائع پیدا کرنا

۱۲۔ لازمی پرائمری تعلیم کی ترقی

۱۳۔ ثانوی اور یونیورسٹیوں بالخصوص سائنس اور ٹیکنیکل تعلیم کی تنظیم نو کرنا۔

۱۴۔ رائفل کلب اور فوجی کالج قائم کرنا۔

۱۵۔ بندش شراب کا نفاذ

۱۶۔ مسلم سوسائٹی سے غیر اسلامی رسم و رواج کا خاتمہ

۱۷۔ رفاہ عامہ کے لئے ایک رضا کار کور کا قیام

۱۸۔ مکمل آزادی کے حصول ذرائع اختیار کرنا۔ اور ان مقاصد کے لئے تمام جماعتوں سے تعاون حاصل کرنا

اجلاس میں ڈاکٹر انصاری، سرراس مسعود، سر فضل حسین خاں بہادر مسعود الحق اور شیخ محمد علی کی وفات پر اظہار تعزیت کیا گیا۔

چھبیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۳۸ء پٹنہ میں زیر

صدارت قائدِ اعظم محمد علی جناح منعقد ہوا قائد اعظم کی صحت خراب تھی اس لئے وہ خطبہ صدارت لکھ نہ سکے تاہم انہوں نے برجستہ تقریر کی جس کے اقتباسات یہ ہیں۔

مجھے یقین ہے اور بہت سے لوگوں کو میری رائے سے اتفاق ہے کہ کانگریس ہائی کمان اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ اپنا کلچر دوسروں سے اختیار کرائیں اور ہندو راج قائم کریں۔ بندے ماترم کی مثال موجود ہے کہ اس کے گائے جانے پر اصرار ہے اور دوسروں کو بھی جن میں مسلمان شامل ہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ اس کا احترام کریں۔ اس پر اصرار ہے کہ سرکاری عمارتوں پر کانگریسی جھنڈا لہرایا جائے اور ہر شخص اس کا احترام کرے اس کے بعد ہندی اور ہندوستانی کا جھگڑا ہے لیکن ہندوستانی رائج کئے جانے کی تحریک کا اصل مقصد اردو کو مٹانا ہے۔ واردھا کی تعلیمی سکیم اور ودھیا مندر سکیم کے متعلق قائد نے فرمایا کہ یہ سکیمیں کافی غور و فکر اور خاص مقصد سے تیار کی گئی ہیں۔

اسی اجلاس میں لاہور کے مسلم لیگی رکن میاں فیروز الدین کی تجویز پر انہیں قائد اعظم کا لقب دیا گیا۔ قائد اعظم نے مولانا شوکت علی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اس اجلاس میں شرکت کے لئے مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا شبیر علی تھانوی، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا عبد الغفور پھولپوری، مولانا عبد الجبار اور مولانا معظم حسین کو بھیجا اس وفد نے مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کی قیادت میں قائد اعظم سے بیرسٹر عبد العزیز کے مکان پر ملاقات کی۔

۔ مولانا شفیق عمادی پھلواری نے یہ نظم پڑھی "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آجا"

اسی اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ خواتین کی سب کمیٹی بنائی جانے کا فیصلہ کیا گیا مسلم لیگ کی اس سب کمیٹی میں محترمہ فاطمہ جناح، بیگم اصفہانی لیڈی سر علی امام اور لیڈی ہارون جیسی عظیم خواتین شامل تھیں۔

اجلاس میں راجا صاحب محمود آباد کو مسلم لیگ کا خازن منتخب کر لیا گیا۔

اس اجلاس کے لئے گراں قدر عطیہ مسٹر رضا امام (سر علی امام کے صاحب زادے) اور راجا صاحب محمود آباد نے دیا۔

علامہ اقبال، کمال اتاترک اور مولانا شوکت علی کے انتقال کے سلسلے میں قرار دادیں بھی منظور کی گئیں۔

ستائیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس لاہور میں قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں ۲۲ تا ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء منعقد ہوا۔ یہ اجلاس اس اعتبار سے تاریخی اہمیت کا حامل تھا کہ اس میں مسلمانوں نے اپنے لئے علیحدہ وطن کے قیام کے سلسلے میں ایک قرار داد منظور کی تھی اس اجلاس میں سر رضا علی کی تجویز پر نوابزادہ لیاقت علی خاں اور راجا صاحب محمود آباد بالترتیب اعزازی سیکرٹری اور اعزازی خازن منتخب ہوئے اور جوائنٹ سیکرٹریوں کا انتخاب کونسل پر چھوڑ دیا گیا سر شاہنواز ممدوٹ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

اجلاس میں جو قرار داد پیش کی گئی اس کا اردو میں ترجمہ مولانا ظفر علی خاں نے کیا۔ یہ قرار داد بنگال کے وزیر اعلیٰ مولوی اے کے فضل الحق نے پیش کی اور تائید کنندگان میں یہ رہنما شامل تھے۔

چوہدری خلیق الزمان (یوپی)، مولانا عبد الحامد بدایونی (یوپی)، بیگم محمد علی جوہر (یوپی)، سردار اورنگ زیب ایم ایل اے (سرحد) سر عبد اللہ ہارون (سندھ)، عبد الحمید خاں (مدراس) ابراہیم اسماعیل چندریگر (بمبئی)، سردار عبد الرؤف شاہ (سی پی) نواب محمد اسماعیل (بہار)، قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان)۔ مولانا ظفر علی خاں (پنجاب) ڈاکٹر محمد عالم (پنجاب) پیر ضیا الدین اندرابی (کشمیر)۔

اجلاس میں کم و بیش ایک لاکھ افراد نے پورے ملک سے شرکت کی۔ خرچ کا اندازہ بیس ہزار روپے لگایا گیا تھا لیکن پونے گیارہ ہزار روپے خرچ ہوئے قائد اعظم نے صدارتی خطبے میں فرمایا۔

مسلم ہندوستان ایسا کوئی دستور قبول نہیں کر سکتا جو ایک ہندو اکثریتی حکومت پر لازماً منتج ہو۔ ایک جمہوری نظام کے تحت جو اقلیتوں پر جبراً مسلط کر دیا جائے ہندوؤں اور مسلمانوں کو یکجا کرنے کے معنی صرف ہندو راج کے ہیں۔ جس قسم کی جمہوریت پر کانگریس کی اعلیٰ کمان فریفتہ ہے اس کا مطلب

اس چیز کی مکمل تباہی و بربادی ہو گا جو اسلام میں بہت ہی زیادہ قابل قدر اور قیمتی ہے۔ گزشتہ اڑھائی سال کے دوران ہمیں صوبائی دساتیر کی کارکردگی کا خاص تجربہ ہو چکا ہے اور اس قسم کی حکومت کا پھر سے اعادہ یقیناً خانہ جنگی کی جانب راہنمائی کرے گا۔ اور ایسی نجی عسکریہ تنظیم کے وجود کا باعث ہو گا۔ جیسی تنظیم کے لئے مسٹر گاندھی نے سکھر کے ہندوؤں کو مشورہ دیا ہے انہوں نے کہا تھا کہ ہندوؤں کو اپنی مدافعت خود کرنی چاہئے، تشدد کے ذریعہ اینٹ کا جواب پتھر سے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو انہیں ترک وطن کر لینا چاہئے۔

مسلمان ایک اقلیت نہیں ہیں جس طرح کہ عام طور پر کہا اور سمجھا جاتا ہے اس کے لئے فقط ذرا چاروں طرف نگاہ دوڑانے کی ضرورت ہے آج بھی ہندوستان کے برطانوی نقشہ کے مطابق گیارہ صوبوں میں سے چار صوبے جہاں مسلمان کا کم و بیش غلبہ ہے ہندو کانگریس کی اعلیٰ کمان کے عدم تعاون اور شہری نافرمانی کے فیصلے کے باوجود حکومت چلا رہے ہیں اور کارپرداز ہیں۔

مسلمان قوم کی ہر تعریف کی رو سے ایک قوم ہیں اور انہیں ان کے اوطان ملنے چاہیں۔ انہیں ان کا علاقہ اور ان کی ریاست بہرحال ملنی چاہئے۔ ہم صلح و امن کے ساتھ دوستی اور خیر سگالی کے ساتھ ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنے پڑوسیوں سے مل جل کر رہنا چاہتے ہیں ہماری خواہش ہے کہ ہماری قوم کے لوگ روحانی، ثقافتی، معاشی، سماجی اور سیاسی زندگی ایک ایسے انداز میں جو ہمارے خیال میں بہت اعلیٰ ہو اور ہمارے مثالی تصورات اور نصب العین اور ہمارے عوام کی فکر کے مطابق ہو پوری طرح اور کامل طور پر پروان چڑھائیں۔ دیانت کا تقاضا ہے اور ہماری قوم کے لاکھوں افراد کا انتہائی اہم مفاد ہم پر ایک مقدس فرض یہ عائد کرتا ہے کہ ایک ایسا باعزت اور پر امن حل تلاش کیا جائے جو سب کے لئے منصفانہ، مفید و موزوں ہو لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے مقصد اور ہماری منزل مقصود سے دھمکیوں اور بھبکیوں سے نہ مرعوب کیا جاسکتا ہے نہ منحرف، ہمیں ہماری مشکلات و نتائج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے اور اس منزل کے حصول کے لئے جو ہمارا مقصود اصلی ہے ہر قسم کی قربانیاں جو درکار ہوں ہمیں دینا چاہئے۔

نماز عصر ۲۳ مارچ کے بعد آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے سالانہ رپورٹ پیش کی اور سبجیکٹ کمیٹی کے صدر کے نامزدہ پندرہ ارکان کے ناموں کا اعلان کیا گیا

اٹھائیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھائیسواں سالانہ اجلاس ۱۲ تا ۱۵ اپریل ۱۹۴۱ء مدراس میں قائداعظم کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس میں شرکت کے لئے قائداعظم بمبئی سے خصوصی طور پر مدراس آئے تھے. اجلاس میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت۔ قائداعظم علالت کی وجہ سے پہلے روز تقریر نہ کر سکے۔

قائداعظم نے دوسرے روز تقریر کرتے ہوئے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا دل ہمیشہ غربا کے ساتھ ہے اور ان کے لئے ہے میں آپ کی خدمت کر رہا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا غربا محسوس کرتے جائیں گے کہ میں ان کا خادم ہوں، اگر میں کامیاب ہو گیا تو اس امر سے کمال مسرت ہو گی اور یہ میرے لئے ایک انعام ہو گا کہ غرباء کا معیار معیشت بلند ہو گا۔ ہم پاکستان کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ہم اپنی حکومت چاہتے ہیں اگر اس حکومت میں انسانوں کے لئے مساوات نہیں تو کس کام کی؟ اگر وہ حکومت غرباء کو ضروریات زندگی مہیا کرنے سے قاصر ہے تو اس کے قیام اور وجود سے کیا حاصل، ہماری جدوجہد کی غایت یہی ہے کہ ہم غربا کی بہبود کے لئے ہر امکانی جدوجہد کر سکیں۔ اجلاس میں کانگرس کی طرف سے شروع کی جانے والی تحریک سول نافرمانی پر ایک قرارداد منظور کی گئی۔

انتیسواں اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا انتیسواں سالانہ اجلاس ۳ تا ۶/اپریل ۱۹۴۲ء قائداعظم کی صدارت میں الہ آباد میں منعقد ہوا۔ قائد اعظم نے فرمایا کرپس مشن کا مدعا ایک ہندوستانی یونین (اتحاد) کا قیام ہے مگر آل انڈیا مسلم لیگ پاکستان سے کم کوئی چیز قبول نہیں کرے گی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کو حق خودارادیت کی ضمانت دی جائے اور برطانوی حکومت ۱۹۴۰ء کی قرارداد پر عمل درآمد کرے۔

تیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۳۰واں اجلاس سالانہ اجلاس ۲۴ تا ۲۶/اپریل ۱۹۴۳ء دہلی میں منعقد ہوا قائد اعظم نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا۔

وقت آگیا ہے کہ قوم کو بنانے کے لئے تعمیری پروگرام شروع کیا جائے تاکہ وہ پاکستان کے نصب العین کی طرف جانے والے راستے پر گامزن ہو۔

اسی اجلاس میں قائد کو دوبارہ مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا قائد اعظم نے کانگریس کی ہند چھوڑ دو تحریک کے جواب میں تقسیم کرو اور چلے جاؤ کا نعرہ دیا۔ اجلاس میں سر عبداللہ ہارون اور سر سکندر حیات خاں کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا گیا۔ میاں بشیر احمد نے پاکستان کا ترانہ پڑھا۔

اکتیسواں سالانہ اجلاس:

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکتیسواں سالانہ اجلاس قائد اعظم کی زیر صدارت ۲۴ تا ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کراچی میں منعقد ہوا قائد اعظم جب بمبئی سے کراچی تشریف لائے تو ان پر ہوائی جہاز سے پھولوں کی بارش کی گئی۔ قائد اعظم نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا۔

برطانوی حکومت کھیل کھیل رہی ہے وہ (برطانوی حکومت کے نمائندین) ایک وقت میں ایک بات کہتے ہیں اور دوسرے وقت میں دوسری اس کا مجمل نتیجہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو کہتے ہیں۔ کہ ہم پاکستان کے مخالف نہیں بلکہ ہندو اس کے مخالف ہیں اور ہندوؤں سے کہتے ہیں کہ ہم اکھنڈ ہندوستان کے مخالف نہیں اس کے مخالف تو مسلمان ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک چیز کے حق میں ہیں یعنی ان کا راج پاٹ قائم رہے۔

کراچی کے اجلاس کی مجلس استقبالیہ کے صدر جی ایم سید تھے۔ قائد اعظم نے اس اجلاس کے بعد چھ ارکان پر مشتمل مجلس عمل بھی تشکیل دی ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) نواب اسماعیل خاں صدر نشیں (۲) مسٹر جی ایم سید (۳) حاجی عبدالستار سیٹھ (۴) نواب ممدوت۔ (۵) قاضی عیسیٰ (۶) لیاقت علی خاں۔

اجلاس میں صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ آنے والی پاکستانی مملکت کے لئے زمین تیار کرنے کی خاطر ایک پنجسالہ معاشی اور معاشرتی منصوبہ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائیں اور کمیٹی ان امور پر رپورٹ پیش کرے۔

(۱) پاکستانی علاقوں میں مملکت کی طرف سے حقوق کا اجراء
(۲) پاکستانی علاقے میں ریاستی صنعتوں کا قیام
(۳) مفت پرائمری تعلیم کا اجراء (۴) اراضی کے نظام میں اصلاح (۵) مالیے کا استحکام (۶) مزارعت کا تحفظ (۷) مزدوروں کے حالات کار اور زراعت میں بہتری (۸) ساہو کارے پر کنٹرول۔

مسلم لیگ آل پاکستان:

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو قائد اعظم کی ہدایت پر دسمبر ۱۹۴۷ء میں لیگی اکابرین کا ایک اجلاس کراچی میں طلب کیا گیا۔

اجلاس میں پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی بجائے پاکستان مسلم لیگ کی تشکیل کی گئی۔ چوہدری خلیق الزماں اس کے چیف آرگنائزر مقرر ہوئے۔

اجلاس میں ۴۷۵ میں سے ۲۵۰ مسلم لیگی زعماء نے شرکت کی۔ نوابزادہ لیاقت علی خاں کو مسلم لیگ کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

فروری ۱۹۴۸ء میں اس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا اس اجلاس میں گیارہ ارکان پر مشتمل آئینی کمیٹی سردار نشتر کی سربراہی میں مقرر کی گئی۔ قائد اعظم نے اپنے لئے کوئی عہدہ قبول نہ کیا۔

مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ (صوبہ سرحد):

قائد اعظم محمد علی جناح نے مرکزی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے قیام کے بعد صوبوں میں بھی پارلیمانی بورڈ قائم کرنے کے لئے متعلقہ صوبوں کے با اثر حضرات کو ہدایات جاری کیں صوبہ سرحد میں قائد نے یہ کام جناب اللہ بخش یوسفی کو سونپا چنانچہ ان کی کاوش سے چار افراد پر مشتمل یہ بورڈ قائم کیا گیا۔

(۱) ملک خدا بخش خاں
(۲) خاں پیر بخش خاں
(۳) اللہ بخش یوسفی

(۴) رحیم بخش غزنوی

اگرچہ صوبہ سرحد میں اس بورڈ کی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر تھیں تاہم اس بورڈ کے قیام سے مسلم لیگ کے مخالفین اپنے مقاصد کے حصول میں اس قدر کامیاب نہ ہو سکے جس قدر وہ توقع رکھتے تھے۔

مسلم لیگ کی تقسیم:

۱۵ مئی ۱۹۲۷ء کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے قائداعظم محمد علی جناح کی دہلی تجاویز سے اتفاق کیا لیکن میاں محمد شفیع نے میاں فضل حسین کے کہنے پر مسترد کر دیا جس کے نتیجے میں مسلم لیگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک گروپ نے حبیبیہ ہال لاہور میں سر محمد شفیع کی صدارت میں اور دوسرے گروپ نے کلکتہ میں مسٹر جناح کی سربراہی میں سر محمد یعقوب کی صدارت میں اپنا اجلاس بلایا۔ لاہور کے اجلاس میں علامہ اقبال، نواب ذوالفقار علی خاں اور مولانا حسرت موہانی نے حصہ لیا اور دہلی تجاویز کی مخالفت اور سائمن کمیشن کی حمایت میں ایک قرارداد منظور کی۔ کلکتہ کے اجلاس میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خاں، ملک برکت علی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو ڈاکٹر محمد عالم، مولانا ابوالکلام آزاد، سر علی امام، رائے بہادر محمود آباد مسٹر ایس ایم چاولہ اور مولوی فضل حق نے شرکت کی۔ اجلاس میں سائمن کمیشن کا مقاطعہ کرنے اور دہلی تجاویز کی حمایت میں قرارداد منظور کی گئی قائداعظم نے اس موقع پر کہا۔

یہ تجاویز متعدد سیاسی رہنماؤں اور میری سوچ و بچار کے اجتماعی کوشش کا نتیجہ ہیں آپ کو یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ ہر کوئی اس قرارداد کے ایک ایک لفظ اور ہر فقرے سے اتفاق کرے گا لیکن جہاں تک اس قرارداد میں پائی جانے والی روح کا تعلق ہے میں یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ تجویز قانونی، مناسب اور ہندوستان کے دونوں گروہوں کے لئے ٹھیک ہے۔

اس ایوان کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم قوم کی اکثریت کو اپنے ساتھ ملانے کے قابل ہوں گے۔ اگر ہمارے عوام کی اکثریت ہمارے ساتھ ہوتی ہے تو اس ضمن میں مجھ سے زیادہ کسی کو بھی اتنی خوشی نہ ہوگی

تاہم اس بات پر غور و فکر کی ضرورت ہے اور آئندہ کے لئے ہمارا فرض ہوگا کہ عوام کی اکثریت کو اس قرارداد کا مدعا بتائیں، اور انہیں اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں اور انہیں سچائی کا یقین دلائیں، جہاں تک مقاصد اور استعمال کا تعلق ہے مجھے یقین ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اس قرارداد سے بہتر کوئی تجویز نہیں مل سکتی۔

مسلم لیگ (کامیابی کے دوراہے پر):

اگرچہ مسلم لیگ کا قیام ۱۹۰۶ء میں عمل میں آیا تاہم اسے اس وقت تک کامیابی نہ ہوئی جب تک کہ قائداعظم نے اس کی صدارت نہ سنبھالی۔ ۱۹۳۷ء تک پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان میں مسلم لیگ کی صورت حال یہ تھی کہ پنجاب کی ۸۶ نشستوں میں سے مسلم لیگ نے صرف دو نشستیں حاصل کیں، سندھ سے ایک ممبر بھی کامیاب نہ ہوا صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کی صورت حال بھی خاطر خواہ نہ تھی، لیکن ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد نے فضا تبدیل کر کے رکھ دی اور ۱۹۴۶ء میں جو انتخابی معرکہ ہوا اس میں مسلم لیگ کی کامیابی حیرت انگیز تھی ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک مسلم لیگ نے جو کامیابی حاصل کی وہ دراصل قائداعظم محمد علی جناح کی ہی مرہون منت تھی۔

مسلم لیگ لائرز قائداعظم کانفرنس:

۳ جولائی ۱۹۷۶ء کو قائداعظم کے صد سالہ جشن کے سلسلے میں مسلم لیگ لائرز قائداعظم کانفرنس شام ۴ بجے مسلم لیگ ہاؤس لاہور میں دو روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ ملک بھر سے پانچ سو نامور وکلا نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل ملک محمد قاسم، صدر رانا عبدالرحیم اور معاون صدر شیخ ظہور الحق تھے، خطبہ استقبالیہ کنیونگ کمیٹی کے سیکرٹری چوہدری محمد نواز نے دیا۔ دوسرے اجلاس کے مہمان پاکستان بار کونسل کے وائس چیئرمین مولوی عرفان احمد انصاری اور صدر اخوندزادہ بہروز سعید اور معاون صدر مسٹر نصر اللہ کلاڈ تھے آخری اجلاس کے مہمان خصوصی پیر پگارو، صدر حیدر غوث علی شاہ اور معاون علامہ سید صفدر صاحب تھے کانفرنس میں قائداعظم سب سے بڑی اسلامی مملکت کے خالق کے موضوع پر مسٹر حسن اے شیخ سینیٹر خواجہ صفدر، ملک قاسم، مسٹر ایم کے خاکوانی بار ایٹ اللہ چوہدری طالب حسین، مسٹر نذر حسین منصور مسٹر

عبدالرحمٰن حاجی، مفتی محمد طفیل گومندی، مسٹر علی امان اللہ نیازی، مسٹر آذر دین حیدر، چوہدری رحمت علی رائے محمد حیات کھرل، چوہدری محمد صادق، چوہدری فقیر اللہ، چوہدری محمد اکرم رانا، اکرام اللہ، چوہدری عبدالرشید، مسٹر اقبال احمد خاں، شیخ اصغر حمید، مسٹر صادق محمد احسن، مسٹر عبدالروف شباب مفتی، مسٹر بی اے فخری اور دیگر مندوبین نے خطاب کیا۔

مقررین نے کہا کہ قائداعظم پاکستان میں جمہوری اقدار کے فروغ اور قانون کی حکمرانی کے آرزومند تھے۔

مسلم لیگ نیشنل گارڈ:

قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ نیشنل گارڈز کا قیام عمل میں آیا اس تنظیم نے قیام پاکستان کے موقع پر مہاجرین کی آبادکاری اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ان تھک جدوجہد کی۔

مسلم ممالک کی آزادی:

قائداعظم محمد علی جناح دنیا بھر میں محکوم مسلمانوں کی آزادی کے خواہاں تھے اس ضمن میں انہوں نے ۱۹۴۳ء میں انڈونیشیا لبنان، شام، مراکش، الجزائر اور لیبیا کی آزادی کا مطالبہ کیا۔

قیام پاکستان کے چند ماہ بعد جب الجزائر، تیونس، لیبیا اور مراکش نے آزادی کے لئے علم بلند کیا تو قائداعظم کے ایماء پر اقوام متحدہ کے اندر اور باہر زبردست حمایت کی گئی اور اس موقع پر قائداعظم نے عرب ممالک کا پورا پورا ساتھ دیا۔

مسلم وائس:

صوبہ سندھ سے مسلم لیگ کا ترجمان اخبار کراچی سے ۱۹۴۱ء میں ہفتہ وار کی حیثیت سے انگریزی میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے مدیر پیر علی محمد راشدی تھے۔ یہ اخبار ابتداء سے آخر تک تحریک پاکستان کے لئے وقف رہا۔ اس اخبار نے کانگریسی پراپیگنڈے کا شدومد سے مقابلہ کیا اور قائداعظم اور مسلم لیگ کی جاندار اور مدلل ترجمانی کی خاص کر سندھ کے ذہین مسلمان طبقے کو بے حد متاثر کیا۔

مسلم ہوائی کمپنی:

قائداعظم محمد علی جناح کی خواہش تھی کہ قیام پاکستان سے قبل مملکت کا کاروبار چلانے کے لئے ہر قسم کا انتظام ان کا اپنا ہونا چاہئے۔ چنانچہ قائداعظم کی تحریک پر ۱۹۴۶ء میں اورینٹ ایرویز کے نام سے فضائی کمپنی کا قیام عمل میں آیا اس کا صدر دفتر کلکتہ میں قائم کیا گیا۔

اورینٹ ایرویز کے قیام کے سلسلے میں قائداعظم نے مرزا ابوالحسن اصفہانی سے کہا تھا کہ وہ کلکتہ میں سر آدم جی اور اپنے بھائی مرزا احمد سے بات چیت کریں۔ قیام پاکستان کے بعد اس کمپنی کو پی آئی اے میں ضم کر دیا گیا۔

مسلم ہوسٹل الہ آباد:

۵ جنوری ۱۹۳۸ء کو مسلم ہاسٹل الہ آباد کے طلبا نے قائداعظم کو سپاسنامہ پیش کیا اس کے جواب میں قائد نے کہا میں اور میرے ساتھی مسلم لیگ کے اصولوں پر بحیثیت ہندوستانیوں کے یقین رکھتے ہیں۔ ہندو اور مسلمان دو قوموں کی طرح ہیں اور ان کے لئے ایک دوسرے میں مدغم ہونا مشکل ہے گویا کمیونلزم ایک ایسی خرابی ہے، جو مدت تک ہندوستان میں رہے گی یہ کوئی نئی چیز نہیں یہ چیز زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے۔

قائداعظم نے طلبا کو ہدایت کی کہ کمیونلزم کے طعنوں سے خوفزدہ نہ ہوں۔ ان طعنوں کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں میں پستی کا احساس پیدا کیا جائے میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر اپنی قوم کی امداد کرنا فرقہ پرستی ہے تو میں فرقہ پرست ہونے پر فخر کرتا ہوں۔ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارے وطن کی ترقی رک جائے۔

خواہ میرے خلاف کتنی ہی نکتہ چینی یا غلط بیانی سے کام کیوں نہ لیا جائے میں اپنے ملک کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا جو لوگ مجھے آج اپنا مخالف تسلیم کرتے ہیں بعد میں انہیں احساس ہو جائے گا۔ کہ میں صرف مسلمانوں کی ہی خدمت نہیں کر رہا ہوں بلکہ خود ان کی اور تمام ملک کی خدمت کر رہا ہوں۔

مسلم ہوسٹل یونین پٹنہ کالج:

۱۱ فروری ۱۹۴۳ء کو پٹنہ کالج مسلم ہوسٹل یونین کے

آنریری سیکرٹری سید اقبال احمد نے قائد اعظم کو لکھا۔
وسیع المشرقی کارنگ دینے کے بہانے ہمارے ادارہ (یعنی مسلم ہوسٹل یونین) کو مسخ کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے ہمارے اوپر ہندو کلچر کو نافذ کرنے کے لئے کالج کے میگزین مور خین رکھا گیا ہے اس کے خلاف ڈان نے سخت تنقید کی ہے لیکن کوئی دباؤ کوئی ظلم کوئی اذیت ہمیں اپنی منزل پر پہنچنے سے روک نہیں سکتی

قائد اعظم نے ۱۷ فروری ۱۹۴۳ء کو اس کا جواب ان الفاظ میں لکھا۔

بہار میں آپ نے اپنی تنظیم کے لئے جو کوششیں کی ہیں انہیں معلوم کر کے مجھے بہت اطمینان ہوا۔ میں جانتا ہوں کہ بہار میں کیا ہو رہا ہے اور میں آپ کے حالات کو غور سے دیکھ سکتا ہوں۔

مسلم یتیم خانہ بمبئی:

قائد اعظم کے نزدیک یتیم اور لاوارث بچوں کی دیکھ بھال ایک اہم مذہبی فریضہ تھا انہوں نے ۱۰ جون ۱۹۱۰ء کو ٹائمز آف انڈیا کی اشاعت میں مسلم یتیم خانہ کے قیام کی ضرورت پر ایک خط لکھا اور مخیر مسلمانوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ وہ بھی اس کار خیر میں حصہ لیں اس ضمن میں انہوں نے خود بھی اپنی جیب سے ایک سو روپیہ یتیم خانہ کے لئے دیا یہ یتیم خانہ بمبئی کے ایک پولیس کمشنر ایس ایم ایڈورڈز کی کوششوں سے قائم ہوا قائد اعظم نے بھی اس کے قیام میں بھرپور حصہ لیا۔

مسلم یوتھ اسٹڈی سرکل:

یہ ادارہ قائد اعظم محمد علی جناح کے ایما پر قائم کیا گیا قائد اعظم کے علاوہ راجا صاحب محمود آباد چوہدری خلیق الزمان اور نواب محمد اسماعیل اس کے سرپرست تھے اس کے قیام کا مقصد پاکستان کے بارے میں مطالعاتی کام کرنا تھا۔ قائد اعظم اس سٹڈی سرکل کے کام میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔

مسلم یونیورسٹی یونین:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۵ فروری ۱۹۳۸ء کو مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) یونین سے اپنے خطاب میں کہا۔

مسلم لیگ نے ایک کارنامہ یہ انجام دیا ہے کہ اس نے تم لوگوں کو قدامت پسند طبقوں سے آزادی دلائی ہے اور اس نقطہ نظر میں تمہیں پختہ کیا ہے کہ جو لوگ خود غرضی اور مفاد پرستی کو ہوا دے رہے ہیں وہ غدار ہیں لیگ نے تمہیں حقیقی طور پر مولویوں اور مولاناؤں کے ناپسندیدہ طبقہ کے چنگل سے آزاد کر دکھایا ہے میری مراد تمام مولویوں سے نہیں ہے ان میں سے چند ایک ایسے بھی ہیں جو عام مسلمانوں کی طرح مخلص اور محب وطن بھی ہیں لیکن ان کا ایک طبقہ ایسا ہے جو یقیناً ناپسندیدہ اور ناقابل قبول ہے میں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو حکومت برطانیہ کانگریس، قدامت پرستوں اور نام نہاد مولویوں کے چنگل سے آزاد کرانے کے بعد آزادیٔ نسواں کے لئے بھی سرگرم عمل ہوں۔

مسودہ قانون مال گزاری:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۴ مارچ ۱۹۳۹ء کو مرکزی قانون ساز اسمبلی میں مسودہ قانون مال گزاری پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

میں نے معمول سے کسی قدر پہلے اس بحث میں حصہ لیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں مسلم لیگ کی حیثیت کو واضح کرنا چاہتا ہوں صرف یہی ایک ترمیم نہیں جس سے ایوان کو عہدہ بر آ ہونا ہے مسودہ کی رو سے اس میں پانچ مدات ہیں۔

۱۔ محصول نمک
۲۔ شکر کی چنگی قبل فروخت
۳۔ محصول در آمد روئی۔
۴۔ داخلی ڈاک کی شرح
۵۔ محصول آمدنی وزائد محصول۔

بحیثیت موجودہ میں اس موازنے کو پسند نہیں کرتا۔ کیوں کہ اس میں ہمارا کوئی دخل یا اختیار نہیں اگر اس میں ہمارا کوئی دخل یا اختیار ہوتا تو ہم اس کی ترتیب دوسری اساس پر رکھتے اب جب کہ موازنہ ایوان کے سامنے آگیا ہے اور ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ مجوزہ محصولات میں کوئی تخفیف یا ترمیم ہو سکتی ہے۔

اس ایوان میں مسلم لیگ کی حیثیت بالکل انوکھی ہے خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ہمیں اس ایوان میں پاسنگ کی حیثیت حاصل ہے

اگر ہم نے حکومت کی تائید کی تو میرا خیال ہے کہ رکن مالیات پوری طاقت کے ساتھ بہ حفاظت تمام اس مسودے کو آگے بڑھاتے ہوئے بغیر کسی ردوبدل کے منظور کرالیں گے اس لئے وہ قدرتی طور پر ہماری جماعت سے استدعا کریں گے کہ ہم ان کی حمایت کریں۔

ہم ایک عرصہ سے اس پر عمل پیرا ہیں اگر حکومت کوئی ایسا ضابطہ پیش کرے جو عوام کی بہبودی کے لئے ہو تو ہم اس کی حمایت کریں اور اگر وہ مفاد عامہ کے خلاف ہو تو اس کی مخالفت کریں لیکن اب اس حکمت عملی میں ردوبدل کرنا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جب کانگریس راستی پر ہو تو اس کی حمایت کریں اور جب حکومت راستی پر تو اس کی حمایت کریں لیکن جب ہم راستی پر ہوں تو ہماری حمایت کوئی نہ کرے اب میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ تمہاری حکمت عملی کیا تھی تمہاری روش کیسی تھی اور میری جماعت کے ساتھ تمہارا طرز عمل کیا رہا۔

مجھے مسرت ہوئی کہ رکن مالیات نے اپنی طویل تقریر میں کہا۔

کان پور کو یاد رکھئے بنارس اور بدایوں کو یاد رکھئے لیکن میں ایوان کو بتا سکتا ہوں کہ ملک میں ایسے بہت سے مقامات ہیں۔ جہاں مسلمانوں کے ابتدائی حقوق بھی پامال کئے جاتے ہیں مگر حکومت نے اس کے لئے کیا کیا زیادہ دن نہیں گزرے مسٹر ولبھ بھائی کی ایک تقریر میں نے پڑھی تھی انہوں نے کہا تھا۔

ان سارے الزامات، ان ساری بد سلوکیوں ناانصافیوں، مظالم اور اذیتوں کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی اس کے بے بنیاد ہونے کا بین ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہو تو گورنر یقیناً مداخلت کرتے

میرا خیال ہے کہ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے بھی حال ہی میں ایک تقریر میں کہا تھا۔

اگر ان تمام بے بنیاد الزامات میں (جو لیگ لگا رہی ہے) صداقت کا شائبہ بھی ہوتا تو گورنر فوراً مداخلت کرتے اور اس طرح خاموش و ساکت نہ بیٹھے رہتے۔ گورنروں نے مداخلت نہیں کی اس لئے میرے معزز دوست مطمئن ہیں۔

مسٹر لال چند نول رائے نے پوائنٹ آف آرڈر ریز کرتے ہوئے کہا جناب میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ تقریر اس مبحث سے متعلق ہے جو اس وقت ایوان میں پیش ہے۔

صدر نشین (آنریبل سر عبدالرحیم) نے فرمایا کہ اگر کرسی صدارت نے معزز رکن کو ٹھیک سمجھا ہے تو وہ اس معاملہ میں اپنی جماعت کے اعمال کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے عام سیاسی حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

پھر قائد اعظم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کئی تقریریں کرنے کی بجائے میں چاہتا ہوں اس مسودہ مال گزاری کے سلسلے میں اپنی جماعت کی روش ایک ہی تقریر میں بیان کردوں۔ مجھے کسی قدر تعجب ہے کہ کیا معزز رکن کو واقعی مداخلت کرنی چاہئے تھی آپ یقیناً اسے تسلیم کریں گے کہ میں ان اراکین میں سے ہوں جو اس ایوان کا بہت کم وقت لیتے ہیں اور میں بغیر سمجھے بوجھے ہر معاملے میں بولنے کا عادی نہیں ہوں۔

مسٹر لال چند نول رائے نے پھر کہا کہ میں اسی کا آئینی پہلو سمجھنا چاہتا تھا۔

قائد اعظم نے فرمایا اب تو آپ سمجھ گئے ہیں مجھے مسرت ہوئی کہ آج ایک معزز رکن نے کچھ تو سیکھ لیا ہاں میں کہہ رہا تھا کہ ہماری یہ حالت ہے فلسطین میں کیا ہوا۔ وزیرستان میں کیا ہوا اس وقت اقتدار اعلیٰ کہاں تھا؟ بھائی پرمانند نے کہا کر مغربی پنجاب غیر مسلم اور حیدر آباد میں۔

قائد اعظم نے فرمایا جب آپ کی باری آئے گی تو اپنی جماعت کی روش کو واضح کیجئے اس وقت تو میں اپنی جماعت کی روش کی وضاحت کر رہا ہوں۔ سترہ مسلمانوں کو کتوں کی طرح مار کر پھینک دیا گیا اور ہم اس اطلاع پر اس وقت تک یقین کریں گے جب تک کہ اسے غلط ثابت نہ کیا جائے کہ بغیر کسی وارننگ اور بغیر کسی حیلہ کے گولی چلائی گئی۔

"کہاں ہے اقتدار؟ اٹھے کیا کر رہا ہے وہ؟ میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہیں یہ امید ہی کیوں ہے کہ ہم تمہارے لئے گل چینی کریں گے اور اپنے دست دامن کے لئے کانٹوں کا خطرہ مول لیں گے تم ہم سے کیوں متوقع رہتے ہو۔ کہ ہم تمہارے فریب چشم و ابرو کے اشاروں پر چلتے رہیں گے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ اس موجودہ قانون مال گزاری کی حد تک اسے کوئی امداد نہ دیں۔ اور دوسری طرف جہاں کانگریس کا تعلق ہے میں اس وقت تک تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ

کانگریس مسلم لیگ کے خلاف نہ صرف معاندانہ اور مخالفانہ روش اختیار کیئے ہوئے ہے بلکہ وہ بداندیش اور ضرر رساں بھی ہے اس لئے میں اس سے کہتا ہوں کہ تمہارے اور ہمارے مابین اشتراک عمل ناممکن ہے۔

شاید کانگریس یہ کہے کہ بہت اچھا، ہماری تعداد یہاں سب سے زیادہ ہے۔ تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہوا کرے تم ترقی یافتہ اور اقتصادیات میں مستحکم ہی سہی اور تم سمجھا کرو کہ سروں کی گنتی ہی آخری فیصلہ ہے لیکن میں تمہیں بتائے دیتا ہوں تم دونوں کو کہ تم تنہا یا یہ تمہارا ادارہ یا تم دونوں متفق ہو کر بھی ہماری روح کو فنا کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔ تم اس تہذیب کو مٹا نہ سکو گے۔ اس اسلامی تہذیب کو جو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ ہمارا نور ایمان زندہ ہے اور زندہ رہے گا تم ہمیں مغلوب کرو ہم پر ظلم و تعدی کرو ہمارے ساتھ بدترین سلوک روا رکھو۔ ہم ایک نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ سنگین فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر ہمیں مرنا ہے تو لڑتے لڑتے مر جائیں گے

ہم اس مسودہ میں کوئی ترمیم پیش نہیں کریں گے تم اپنے مسودہ کا جو چاہو کرو۔

ہم کانگریس کی یا کسی جماعت کی تحریک ترمیم کی حمایت نہیں کریں گے۔ غالباً اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کانگریس کو فتح اور حکومت کو شکست ہو گی کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اگر ہم غیر جانبدار رہے اور ہم غیر جانبدار ہی رہیں گے تو کانگریس کو کافی اکثریت حاصل ہو جائے گی لیکن میں اپنے کانگریسی دوستوں کو بتا دوں کہ تمہاری یہ فتح اس چھوٹے سے کمرے سے باہر نہ جانے پائے گی جو غلام گردش کہلاتا ہے

ہم حکومت کی تائید نہیں کریں گے کیوں کہ حکومت برطانیہ ہمیں معمولی اور ابتدائی شہری حقوق بھی دلوانے میں ناکام رہی ہے گورنر جنرل اور گورنروں کے خصوصی اختیارات محض ایک سازش ثابت ہوئے ہیں بلکہ سازش سے بھی بدتر

مسولینی بنی ٹو:

اطالوی آمر، قائداعظم محمد علی جناح نے انکے دور کو دیکھا تھا اس لئے مسولینی بنی ٹو کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا کیوں کہ وہ قائداعظم کے ہم عصر بھی تھے۔

وہ ۱۸۸۳ء میں ایک لوہار کے ہاں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد استاد اور صحافی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۰۵ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ پہلی جنگ عظیم میں اٹلی کی جنگ میں مداخلت کی وکالت کی پاداش میں ۱۹۱۴ء میں سوشلسٹ تحریک سے نکال دئے گئے۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں اپنی جماعت قائم کی۔ اپنے منشور پر عمل درآمد کرتے ہوئے سوشلسٹوں کے خلاف دہشت کا بازار گرم کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں شاہ اٹلی اور فوج نے وزیر اعظم کے عہدے پر نامزد کیا، ۱۹۲۵ء میں آمریت نافذ کر دی ۳۶-۱۹۳۵ء میں ایتھوپیا پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا، ازاں بعد ۱۹۳۹ء میں البانیہ پر قبضہ کیا۔ جون ۱۹۴۰ء میں دوسری جنگ عظیم میں حصہ لیا اتحادیوں نے سسلی پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا جس کے نتیجے میں ان کی ساکھ ختم ہو گئی۔ جولائی ۱۹۴۳ء میں فسطائیوں کی گرینڈ کونسل نے نہ صرف انہیں استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا بلکہ انہیں گرفتار بھی کر لیا ۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء کو جرمن ہوا باز انہیں رہا کرا کر اپنے ملک لے گئے لیکن انہوں نے پھر شمالی اٹلی میں جمہوریہ فسطائیہ کے نام سے متوازی حکومت قائم کر لی۔ اپریل ۱۹۴۵ء میں انہیں اپنی داشتہ کے ساتھ بھاگتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا دونوں کو گولی سے اڑا دیا گیا اور پھر ان کی نعش کو سڑکوں پر گھسیٹا گیا۔

مسولی پٹنم:

دیکھئے آزادی

مسئلہ خلافت:

قائداعظم محمد علی جناح مسئلہ خلافت کو اسلام کا ایک حقیقی جزو قرار دیتے تھے انہوں نے مئی ۱۹۴۴ء میں ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے نمائندے سے دوران گفتگو فرمایا تھا۔

خلافت کا مسئلہ خاصا پیچیدہ ہو گیا ہے یہ ایک ایسا عمدہ جو اسلام کا حقیقی جزو ہے یہ کسی ایک ملک سے متعلق نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی حدود ہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمان اسے مل جل کر حل کر سکتے ہیں مجھے یقین کامل ہے کہ جو لوگ اسلام کے احکام و قوانین سے پوری طرح آگاہ ہیں وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی اسلامی کانگریس میں اس کے تصفیے کی صورتوں پر غور کریں گے

یہ کانگریس اس وقت زیر تجویز ہے اور مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس منعقد لاہور میں اس پر غور ہو گا۔

اس سے قبل قائداعظم نے جون ۱۹۲۰ء میں بحیثیت صدر بمبئی ہوم رول لیگ وزیر ہند مسٹر ماٹیگو کو ایک تار بھیجا جس میں مسئلہ خلافت کے بارے میں انہوں نے لکھا تھا کہ مسئلہ خلافت کے متعلق جو ظالمانہ غلطی کی گئی ہے اس نے انتہائی خطرناک صورت حال اختیار کر لی ہے اگر ان دونوں غلطیوں (مسئلہ خلافت اور جلیانوالہ باغ) کی بروقت تلافی نہ کی گئی تو ماٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کا بطریق احسن عمل میں آنا ناممکن ہو گا اور شہزادہ ویلز کا خیر مقدم بھی مشتبہ ہو گا۔

مشتاق احمد خاں، نواب:

ریاست حیدر آباد دکن کی طرف سے پاکستان میں ایجنٹ جنرل، قائد سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۲۶ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں ہوئی۔ وہ ۱۹۰۵ء میں موضع دھوگڑی ضلع جالندھر میں فخر الدین احمد خان فخریار جنگ وزیر فنانس مملکت آصفیہ حیدر آباد دکن کے ہاں پیدا ہوئے۔ مدرسۃ العلوم ہائی سکول علی گڑھ، ایم اے او کالج علی گڑھ کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور ایم کینٹ، بیرسٹرایٹ لاء، کمرشل ڈپلوما ڈبلن یونیورسٹی۔ چیف کمرشل منیجر نظام سٹیٹ ریلوے، چیئرمین کمرشل کمیٹی انڈین ریلویز نامزد جنرل منیجر نظام ریلوے ایجنٹ جنرل مملکت آصفیہ حیدر آباد ۱۹۴۸ء ـ ۱۹۵۳ء، چیئرمین پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ ۱۹۵۳ء ـ ۱۹۷۸ء جنرل منیجر ویسٹ پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ ۱۹۵۸ء ـ ۱۹۵۹ء، چیف ٹریفک منیجر کراچی روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ۱۹۵۹ء ـ ۱۹۶۰ء مشیر مواصلات وزارت مواصلات راولپنڈی ۱۹۶۰ء ـ ۱۹۶۴ء منیجنگ ڈائریکٹر پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ ۱۹۷۲ء ـ ۱۹۷۴ء

مشتاق بابری:

پاکستان کے ممتاز مصور

وہ گمٹی بازار لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے دیال سنگھ کالج سے ایف اے کیا ۱۴ برس کی عمر میں والد میراں بخش (جو خود بھی مصور تھے) انتقال کر گئے اور مصور مشرق عبدالرحمان چغتائی سے کسب فیض کیا اوائل عمری ہی میں انہوں نے قائد اعظم کا ایک پورٹریٹ بنایا جس پر نہ صرف انہیں انعام ملا بلکہ اس پینٹنگ کو مولانا ظفر علی خاں کے روزنامہ زمیندار میں چھپنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ ۱۹۵۵ء تک ان کی بنائی ہوئی تصاویر روزنامہ زمیندار میں اشاعت پذیر ہوتی رہیں انہوں نے کلام اقبال کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا اور ان کے اشعار کو رنگوں کے قالب میں ڈھالا، اولیائے کرام سے بھی عقیدت تھی۔

ان کی تصاویر میں مغل آرٹ، تاریخ پاکستان کے حوالے سے واقعات کی تصاویر کے خوبصورت نمونے ہیں، گنبد خضریٰ اور وادیٔ کشمیر کے حسن کی انہوں نے موثر انداز میں عکاسی کی ہے۔ موسیقی سے بھی شغف تھا۔

انہوں نے ۲۶ جنوری ۱۹۸۵ء کو انتقال کیا۔

مشترکہ افواج کی سالگرہ پر سلامی:

دسمبر ۱۹۴۷ء میں کراچی کے پولو گراونڈ میں سکواڈرن لیڈر عمر کے زیر قیادت ایک سو منتخب زیر تربیت افراد کے دستے نے مشترکہ افواج کی سالگرہ کی تقریبات کے سلسلے میں ہونے والی پریڈ میں حصہ لیا جس کی سلامی گورنر جنرل پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے لی۔ سلامی کے چبوترے پر قائد کے پیچھے، بحری فوج کے ایڈمرل جیفرڈ، بری فوج کے میجر جنرل اکبر خاں اور فضائیہ کے گروپ کیپٹن ایلوردی موجود تھے۔

مشترکہ گورنر جنرل:

تقسیم ہند کے موقع پر کانگریس نے ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماونٹ بیٹن کو ہندوستان کا گورنر جنرل بننے کی پیش کش کی تھی لیکن مسلم لیگ نے اس تجوز کو رد کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ماؤنٹ بیٹن کے نہرو خاندان کے ساتھ گہرے تعلقات تھے اور اس بنا پر قائداعظم کسی قیمت پر لارڈ ماونٹ بیٹن کو مشترکہ گورنر جنرل نہ بنانا چاہتے تھے حالانکہ نواب بھوپال نواب اسماعیل، سردار عبدالرب نشتر اور سردار شوکت حیات خاں نے قائداعظم کو یہ تجویز دی کہ لارڈ ماونٹ بیٹن کو گورنر جنرل بننے دیں۔

مشرقی پنجاب اسمبلی:

۱۹/ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو شملہ میں مشرقی پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو اس میں قائداعظم کی وفات پر ایک قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔

مشرقی، علامہ عنایت اللہ:

علامہ مشرقی نے مدراس جیل سے قائداعظم اور گاندھی جی کو خطوط لکھے کہ وہ انگریز کے سامنے کوئی متحدہ مطالبہ پیش کریں۔ ازاں بعد انہوں نے گاندھی جناح ملاقات کی مہم چلائی خاکساروں نے بمبئی اور واردھا میں کئی ماہ تک کیمپ لگائے رکھے بالآخر ملاقات ہوئی جو ناکام رہی۔

لاہور میں ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء کو علامہ مشرقی بقول لیفٹیننٹ کرنل محمد ایوب خاں (اپنے مضمون علامہ مشرقی اور قائداعظم شائع شدہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۹ء) جلسے سے فائدہ اٹھا کر اپنے آئین کی بات کہنا چاہتے تھے وہ جلسہ خراب کرنا چاہتے تو خود کیوں جاتے چند غنڈے بھیج دیتے اذان قریب کی مسجد اہل حدیث سے ہوئی وہ ظہر کی اذان ساڑھے بارہ بجے کہہ دیتے ہیں علامہ نے قائداعظم سے ہاتھ ملایا اور خطاب کرنے کی اجازت چاہی۔ قائداعظم نے کہا کیا آپ مسلم لیگ کے ممبر ہیں علامہ نے کہا نہیں پھر قائداعظم جلسے سے چل دئے۔ علامہ نے جونہی لاؤڈ سپیکر ہاتھ میں پکڑا چند لوگوں نے ٹینٹ کی رسیاں کاٹ دیں اور وہ نیچے دب گئے

وہ ۲۸ اگست ۱۸۸۸ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے انہوں نے فارمن کرسچین کالج لاہور سے ایم اے کیا اور ریاضی کے امتحان میں اول رہے۔ کیمبرج جا کر بھی کئی اعزازات حاصل کئے اور سینئر رینگلر بن گئے۔ متعدد اور امتحانات دے کر مختلف اسناد حاصل کیں جن میں انجینئرنگ کی سند بھی شامل ہے، واپس وطن آکر پہلے اسلامیہ کالج پشاور کے وائس پرنسپل اور پھر پرنسپل رہے (۱۹۱۳ تا ۱۹۱۷) ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۱ء تک مختلف عہدوں پر مامور رہ کر ملازمت سے سبکدوشی حاصل کر لی۔

۱۹۳۱ء میں انہوں نے خاکسار تحریک قائم کی جس کا نشان بیلچہ رکھا۔

متعدد کتب تصنیف کیں جن میں تذکرہ نے خصوصی طور پر شہرت حاصل کی۔ قیام پاکستان سے پہلے ہی ان کی تنظیم عملاً ختم ہو گئی تھی۔

مشرقی قائداعظم خط و کتابت:

علامہ مشرقی نے ۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء کو قائداعظم کے نام ایک تار میں کانگریس اور مسلم لیگ کے مابین مفاہمت کرانے کے سلسلے میں ایک تار بھیجا جس کا متن یہ ہے۔

ازمدراس۔۔۲۸ اپریل

قائداعظم مسٹر محمد علی جناح، بمبئی

سابق وزیر اعظم مدراس مسٹر سی راجگوپال اچاریہ اور ایڈیٹر سری نواسن نے اپنے پیغامات میں مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں کانگریس اور مسلم لیگ کے مابین مفاہمت کا فریضہ سر انجام دوں تاکہ عارضی متحدہ حکومت کا مطالبہ ممکن ہو، وقت بڑا نازک ہے کیا آپ میری مداخلت کو قبول فرمائیں گے

عنایت اللہ المشرقی

۱۱ مئی کو علامہ مشرقی نے قائداعظم کو ایک تار دیا جس میں کہا گیا تھا

میری ۲۸ اپریل کی تار کا جواب نہیں ملا کیا آپ عارضی طور پر متحدہ حکومت کے قیام کے لئے کم از کم شرائط پر بات کرنا پسند کریں گے یہ بھی واضح فرمائیں کہ کیا آپ راجگوپال اچاریہ سے خاکسار تحریک کا تعاون پسند کرتے ہیں

۱۱ مئی کے جوابی تار میں قائداعظم نے علامہ مشرقی کو لکھا۔

آپ کی ۵ مئی کی تار موصول ہوئی۔ میری آپ سے اپیل یہ ہے کہ اس موقع پر مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کریں۔ متحدہ حکومت کے مطالبے کے بارے میں آپ نے جو خواہش ظاہر کی ہے اس پر خط و کتابت کے ذریعے بحث مناسب نہیں،

قائداعظم کی اس تار کے جواب میں ۱۲ مئی کو علامہ مشرقی نے پھر ایک برقیہ لکھا جس میں کہا گیا تھا،

میں آپ کو مسلم لیگ کی ہر کوشش کے بارے میں جو تحریک پاکستان کے ساتھ ہندوستان کی مکمل آزادی کے بارے میں ہو گی خاکسار تحریک کی غیر متزلزل تائید کا یقین دلاتا ہوں متحدہ مطالبات کی شرائط پر بحث کے لئے نئی دہلی میں ملاقات کا تعین کیجئے۔

اس تار کا اگرچہ قائداعظم کی جانب سے انہیں کوئی جواب نہ ملا اور گاندھی جی کی رہائی پر قائداعظم نے ۱۹ جولائی ۱۹۴۴ء کو

ان سے ملاقات کا خیال ظاہر کرتے ہوئے ایک اخباری بیان سری نگر سے حوالہ اشاعت کیا تو ۳۰ جولائی کو خاکسار اعظم نے انہیں ایک خط میں یہ لکھا۔

پچھلے چند ہفتوں کے انتظار کے بعد جب کہ میں نے آپ کو آخری خط لکھا تھا میں آپ کے تازہ بیان پر انتہائی مخلصانہ قدر و محبت کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ ہندوستان کی قسمت کو بہتر بنانے کے لئے میدان میں نکلے ہیں جیسا کہ آپ کو پہلے بھی یقین دلا چکا ہوں پس اور اس سرزمین کا ہر خاکسار حصول پاکستان اور بطور نتیجہ ہندوستان کی آزادی کے لئے آپ کے ساتھ پورے خلوص اور وفاداری سے کام کرے گا۔

۲۲ مئی ۱۹۴۶ء کو انگلستان کے وزارتی مشن کی ہندوستان آمد پر انہوں نے کہا

مجھے یقین ہو چکا ہے کہ جب تک پاکستان کو واضح طور پر تسلیم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہندوستان کی آزادی بھی ناقابل تسلیم سمجھی جائے گی مسٹر جناح جب حصول پاکستان میں پوری طرح مخلص ہیں تو میں ایک بار پھر انہیں خاکسار تحریک کی خدمات غیر مشروط طور پر پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ اس راہ میں مل کر کام کرنے کو تیار ہوں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ میری اس پیش کش میں کوئی بددیانتی ہرگز نہیں بشرطیکہ مسلم لیگ پوری قربانی کے لئے تیار ہو۔ اگر مسٹر جناح متفق ہوں تو میں بلا ہچکچاہٹ پورا زور لگانے کو تیار ہوں اور ہر خاکسار اس معاملے میں جان کی بازی لگا دے گا میں ہندوؤں کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ جب تک وہ مسلمانوں سے اتحاد عمل نہیں کریں گے انہیں کچھ بھی نہیں مل سکے گا۔

مشن روڈ کراچی:

قائد اعظم محمد علی جناح ۹ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی کے فسادزدہ علاقے گئے تو مشن روڈ کے راستے سے گزرے۔ مہاجرین کے ایک گروپ نے انہیں دیکھ کر قائد اعظم اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔

قائد اعظم نے موٹر روک کر مہاجرین سے خطاب کیا اور کہا کہ میں مہاجرین کے جذبات سے پوری طرح آگاہ ہوں جنہیں شدید تکالیف برداشت کرنا پڑ رہی ہیں مجھے مہاجرین سے بے پناہ ہمدردی ہے مگر انہیں صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے۔ حکومت پاکستان شرپسندوں کے خلاف سخت کارروائی کرے گی۔

مشن کالج (لاہور):

اس کالج کا قیام ۱۸۴۹ء میں عمل میں آیا جون ۱۸۸۶ء میں کالج کی عمارت تعمیر کی گئی چونکہ جگہ تنگ تھی اس لئے ۱۸۸۹ء میں اسے نیلا گنبد اور تار گھر کے درمیان منتقل کر دیا گیا یہاں آج کل بنکوں کی بڑی بڑی عمارات ہیں۔ قائد اعظم ایک بار جب لاہور تشریف لائے تو طلباء کی دعوت پر اس کالج میں بھی تشریف لے گئے۔

مصر:

قائد اعظم محمد علی جناح دو مرتبہ مصر تشریف لے گئے ایک بار گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن جاتے ہوئے اور دوسری مرتبہ دسمبر ۱۹۴۶ء میں کراچی واپس جاتے ہوئے یہ انکشاف متحدہ عرب جمہوریہ کی وزارت اطلاعات و ثقافت کی جانب سے قائد اعظم کے صد سالہ جشن ولادت کے موقع پر شائع ہونے والی عربی زبان کی کتاب میں کیا گیا یہ کتاب ۱۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں قائد اعظم کے مشن اور کارناموں کے علاوہ قائد اعظم کے بعد پاکستان کی تعمیر نو کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ کتاب میں ایک باب عربوں کے ساتھ مکمل اتحاد بھی ہے۔

مصر:

اسلامی ملک، مصر کے معاملے میں قائد اعظم کی تائید اور ان تاریخی الفاظ کو کون فراموش کر سکتا ہے کہ

"مصر کی آزادی ہماری آزادی ہے اور جو کامیابی قاہرہ میں حاصل ہو گی اس کی بازگشت کراچی میں بھی سنی جائے گی۔

یہ مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک کا سب سے بڑا ملک ہے اس کا رقبہ ۳۸۶۱۰۲ مربع میل اور آبادی ساڑھے چار کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ اسکندریہ، غزا شبرا، سویز، القنطرہ پورٹ توفیق اور اسماعیلیہ اہم شہر ہیں۔ عربی ملک کی سرکاری زبان ہے۔ مصر کی اہم زرعی پیداوار میں گندم۔ چاول۔ جو۔ گنا اور روئی شامل ہیں۔ روئی کو مصری اقتصادیات میں اہم مقام حاصل ہے۔ پٹرول۔ فاسفیٹ۔ مینگنیز۔ سونا۔ لوہا۔ چونے کا پتھر

اور مونگا معدنی اور پارچہ بافی۔ شکر۔ چمڑا۔ فولاد۔ سیمنٹ۔ مٹی کے برتن۔ مشینیں اہم صنعتی پیداوار ہیں۔

مطلوب الحسن سید

(۸ مارچ ۱۹۱۵۔ ۱۹) قائداعظم محمد علی جناح کے پرائیویٹ سیکرٹری اور محمد علی جناح اے پولیٹیکل سٹڈی کے مصنف۔

انہوں نے ۱۹۳۴ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے بی اے کیا سکول کی تعلیم کے دوران ان کے پاس سائنس تھی لیکن یونیورسٹی کی سطح پر پہنچے تو آرٹس کے مضامین لئے نیز ادبی مضامین میں بھی دلچسپی لینے لگے۔ یونیورسٹی کے زمانے میں انہوں نے یونیورسٹی میگزین کے لئے ایک مضمون دی پیٹر آف یلو آئز لکھا۔

انہوں نے بچپن کا زمانہ زیادہ تر دیہی علاقوں میں گزارا۔ بچپن کے زمانے میں ہاکی اور کرکٹ کے شوقیہ کھلاڑی ہونے کے ساتھ ساتھ گھڑ سواری اور شکار کی طرف بھی مائل تھے۔ ۱۹۴۰ء میں قائداعظم محمد علی جناح کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے اور اس حیثیت سے تقریباً چار سال ان کے ساتھ رہے اس کے بعد انہوں نے اپنی مشہور کتاب بعنوان محمد علی جناح ۔ اے پولیٹیکل سٹڈی لکھی جو ۱۹۴۵ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۴۶ء میں بمبئی سے نکلنے والے ہفتہ وار اخبار دی سٹار کی ادارت کی اور اگلے سال اسے چھوڑ کر طباعت اور گرافک آرٹس کی تعلیم کے لئے لندن چلے گئے جہاں کے لندن سکول آف پرنٹنگ سے انہوں نے فرسٹ ڈویژن میں یہ کورس پاس کیا اس کے بعد ستمبر ۱۹۴۸ء میں پاکستان لوٹے۔ اور السٹریٹڈ ویکلی آف پاکستان کراچی سے نکالنا شروع کیا لیکن آئندہ ہی سال وہ پھر لندن چلے گئے اور ۱۹۵۲ء کے اوائل میں واپس لوٹے اور اپنا وقت اس ملک میں طباعت کے معیار کو بلند تر کرنے کے لئے صرف کیا اور اسی ضمن میں کچھ نئے پیداواری طریقے بھی متعارف کرائے۔ وہ بارہ سال تک پاکستان ایسوسی ایشن آف پرنٹنگ اینڈ گرافک آرٹس انڈسٹری کے چیئرمین رہے اور اس حیثیت سے وہ اس بات میں کامیاب رہے کہ حکومت پاکستان کی توجہ اس صنعت کی حقیقی تعلیمی اور صنعتی مقاصد کی طرف مبذول کرائیں۔ ۱۹۶۷ء میں انڈسٹری نے ان کی بیش بہا خدمات کے اعتراف کے طور پر ان کو فادر آف پرنٹنگ کا خطاب دیا۔

علاوہ ازیں انہوں نے کئی مضامین لکھے اور قائداعظم کی زندگی، ان کے کارناموں اور اس عہد کی تاریخ کے حوالے سے کئی ٹیلی ویژن اور ریڈیو پروگراموں میں شامل رہے ۱۹۷۵ء میں انہوں نے اردو زبان میں بچوں کے لئے کتابچہ ہمارے قائداعظم کے عنوان سے لکھا جس کو رائٹرز گلڈ نے ادبی انعام بھی دیا۔ ۱۹۸۰ء میں انہوں نے جناب احمد جمیل مرزا کے تعاون سے الیکٹرانک کیلی گرافی ـــــ مونوٹائپ لیزر کومب مشین کا سسٹم ایجاد کیا۔ ان کے غیر مطبوعہ کام میں ان کے پانچ منظوم تراجم ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ دی پوئٹک موڈس آف غالب۔ دی پوئٹک موڈس آف خیام۔ اقبال کے اسرار و رموز اور بوستان سعدی۔

مظفر نگر

قائداعظم محمد علی جناح جب مارچ ۱۹۴۰ء میں ایک خصوصی گاڑی کے ذریعے دہلی سے لاہور تشریف لائے تو راستے میں جب ان کی گاڑی غازی پور، مظفر نگر اور میرٹھ، سہارنپور، امرتسر کے ریلوے اسٹیشنوں سے گزری تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔

یہ اترپردیش کا اہم شہر ہے یہ میرٹھ سے جانب شمال ۲۵ میل کی دوری پر واقع ہے۔ یہ غلے اور گنے کی تجارت کے لئے بڑا مشہور ہے۔ یہاں سوتی کپڑا بننے اور آٹا پیسنے کے کارخانے ہیں۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

مظہرالدین، مولانا

قائداعظم کے جاں نثار ساتھی، وہ ۱۸۸۸ء میں شبیر کوٹ (ضلع بجنور) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد دارالسلام دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۹۰۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔ ان کا شمار شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔ مولانا دارالعلوم میں عربی کے استاد بھی رہے۔ ازاں بعد کانپور میں مسجد مچھلی بازار میں مدرسہ الہیات میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جمعیتہ الانصار کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۱۸ء میں روزنامہ مدینہ بجنور سے

وابستہ ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں اپنا اخبار ہفتہ وار الامان جاری کیا بعد ازاں اسے دہلی منتقل کر دیا گیا۔ اس اخبار کے ذریعے تحریک خلافت کی نہ صرف پرزور حمایت کی۔ بلکہ ضلع بجنور خلافت کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۳۵ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔ جمعیتہ العلماء ہند کانپور قائم کی اور اس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ انہوں نے مسلم لیگ کی سرگرمیوں اور تحریک پاکستان کو گھر گھر پہنچانے کے لئے اپنا اخبار وحدت جاری کیا۔ ۱۹۳۷ء میں انہوں نے قائد اعظم اور لیاقت علی خان کو دہلی میں استقبالیہ دیا اور اس ضمن میں ادارہ الامان اور وحدت نے قائد اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ اس سپاسنامے میں قائد اعظم کو فدائے ملک وملت، رہنمائے ملت اور قائد ملت جیسے خطابات سے نوازا گیا۔ انہوں نے ۱۹۳۷ء سے محمد علی جناح کے لقب قائد اعظم کی تشہیر شروع کر دی تھی۔ دسمبر ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ پٹنہ میاں فیروز الدین احمد نے قائد اعظم زندہ باد کا نعرہ لگایا اس کے بعد محمد علی جناح قائد اعظم کے نام سے یاد کئے جانے لگے۔ فلسطین کانفرنس میں شرکت کی (۱۹۳۸) واپسی پر الامان کا مصر نمبر شائع کیا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۳۹ کو مولانا کو ان کے دفتر میں ہی قتل کر دیا گیا۔ نماز جنازہ جامع مسجد دہلی میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں قاتل شفیق گرفتار ہوا اور اسے پھانسی کی سزا ہوئی۔ محمد اظہر الدین اور محمد ظفر الدین ان کے صاحب زادے ہیں۔

مظہر حسین مرزا۔

تحریک پاکستان کے رکن، ۱۹۴۴ء میں حضرت قائد اعظم کی زیر صدارت سیالکوٹ میں جو کانفرنس منعقد ہوئی انہوں نے اس میں بھی شرکت کی۔

وہ ۱۹۱۱ء میں ملہال مغلاں (چکوال) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۳۰ء میں سرگودھا چلے گئے اور وہاں اپنی آبائی زرعی زمینوں کی دیکھ بھال کرنے کے علاوہ ٹرانسپورٹ کا کاروبار بھی کیا۔ ۱۹۴۰ء میں قائد اعظم کی زیر صدارت لاہور میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی ۱۹۴۰ء میں ضلع مسلم لیگ جہلم کے نائب صدر منتخب ہوئے ۱۹۴۷ء میں خضر حیات ٹوانہ کی وزارت کے خلاف تحریک میں تین ماہ کی قید کاٹی۔ صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کے موقع پر ضلع ایبٹ آباد میں راجا غضنفر علی خاں کی زیر سرکردگی کام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی دیکھ بھال اور ان کی مشرقی پنجاب سے منتقلی کے لئے اٹھارہ بسیں حوالے کیں ۱۹۴۸ء میں ضلع مسلم لیگ جہلم کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں تحریک پاکستان گولڈ میڈل حاصل کیا۔

مظہر علی اظہر

احراری رہنما۔ انہوں نے مسٹر جناح اور مسجد شہید گنج کے نام سے قائد اعظم پر ایک کتاب لکھی۔ قائد اعظم کے مخالفین میں سے تھے۔

وہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایم بی ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک اور ۱۹۱۵ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور لاء کالج سے ۱۹۱۷ء میں قانون کی تعلیم حاصل کی۔ جنوری ۱۹۱۸ء میں لاہور میں پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۲۸ء لاہور ہائی کورٹ اور ۱۹۵۴ میں سپریم کورٹ کے مقدمات کی پیروی کرنے کے لئے اجازت نامہ ملا۔

دسمبر ۱۹۲۹ء میں جب مجلس احرار کا قیام عمل میں آیا تو وہ اس کے پہلے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔

تصانیف میں یہ شامل ہیں۔ تحریک مدح صحابہ مسٹر جناح اور مسجد شہید گنج (خوفناک سازش) عصمت آدم کے علاوہ انگریزی میں بھی کتابیں لکھیں۔ ۱۹۷۴ء میں وفات پائی۔

معمار پاکستان

قائد اعظم محمد علی جناح نوجوانوں کو معمار پاکستان کہا کرتے تھے۔ انہوں نے اس مرتبے کو حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ طلباء کو تعلیم پر توجہ دینے کی ہدایت کی اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کا اندازہ ان دو مثالوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان نے انہیں بتایا کہ وہ باہر جارہا ہے اور اسے توقع ہے کہ حکومت اس کی مدد کرے گی تو قائد نے کہا نہیں نہیں! یہ صرف اپنی کوشش سے کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ

تم مسلم لیگ پر کتاب لکھو اور کتاب کی آمدنی سے باہر کے اخراجات پورے کرو۔ تاہم انہوں نے نوجوان کی مدد بھی کی۔

ایک دفعہ قائد اعظم کا ایک دوست اپنے لڑکے کو ان کے پاس لایا اور کہا کہ اسے اتنا لائق بنادیں جتنے کہ آپ خود ہیں۔ حالانکہ وہ لڑکا انگلستان سے بار ایٹ لاء کی ڈگری بھی لایا تھا۔

قائد اعظم دوست سے مل کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ کا بیٹا میرے پاس آسکتا ہے میرے چیمبر میں بیٹھ سکتا ہے لیکن اسے اپنے آپ کو خود نکھارنا ہوگا۔

معین نواز جنگ

دیکھئے ملازمین کی تنخواہیں

مفت لال سوئمنگ باتھ

بمبئی کے کروڑپتی مل مالک۔ ان کا ذکر قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی یونین میں طلباء کے سامنے خطبہ صدارت میں کیا۔

قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ :۔

حال ہی میں بمبئی میں ساحل سمندر پر ایک پیراکی کے تالاب کا افتتاح ہوا ہے۔ جو صرف ہندوؤں کے لئے مخصوص ہے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ سمندر میں بھی تیرنے کو تیار نہیں میں نہیں چاہتا کہ ہندوؤں کے جذبات کا مضحکہ اڑاؤں میں ہر شخص کے مذہبی جذبات کا احترام کرتا ہوں۔

یہ تالاب مفت لال نے ساحل چوپاٹی پر ایک شاندار عمارت کی صورت میں تعمیر کرایا تھا اس کا افتتاح ولبھ بھائی پٹیل (رکن کانگرس) نے کیا تھا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ صرف ہندوؤں کے لئے تھا اس میں مسلمانوں کو داخلہ کی اجازت نہ تھی۔

مقبول انور داؤدی

قائد اعظم پر بچوں کے لئے دو کتابیں لکھیں۔

وہ ۱۹۰۷ء میں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا پھر زمانے کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے امرتسر آگئے اور منشی مولا بخش کشتہ نے ان کی دست گیری کی وہاں انہوں نے ایک کامیاب ادبی پرچہ چمن جاری کیا۔

۱۹۲۸ء میں روزنامہ سیاست لاہور کا فکاہی کالم راز و نیاز لکھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے سب سے پہلی مسلم نیوز سروس لاہور نیوز ایجنسی کے نام سے قائم کی۔ جو بہت کامیاب رہی۔ لاہور ہی سے ہفت روزہ ہلال شروع کیا۔ پھر عطاء اللہ ہاشمی سے مل کر ہفت روزہ اداکار فلمی پرچہ جاری کیا جو قیام پاکستان تک جاری رہا۔

۱۹۳۷ء میں سیاست بند کر دیا گیا کیوں کہ گورنر ایمرسن نہیں چاہتا تھا کہ یہ اخبار زندہ رہے۔ سیاست کے بعد شمس المشائخ رمداس (امرتسر) کے مدیر رہے ۱۹۴۱ء میں فیروز سنز کے شعبہ تصنیف و تالیف کے رکن بنے اسی سال تعلیم و تربیت جاری ہوا اور اس کے پہلے ایڈیٹر بنے۔ اسلامیات پر متعدد کتابیں لکھیں۔ مطالب اقبال، قائد اعظم اور اقبال ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

مقبول محمود، میر

برصغیر کے سیاسی رہنما، انہوں نے ۲۴ مئی ۱۹۲۴ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں شرکت کی اور اس کمیٹی کے رکن بنائے گئے جو مرکزی حکومت کے لئے ایک دستور بنانے کی غرض سے دوسرے ہندوستانی اداروں میں مشورہ کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے میر مقبول محمود لاہور سے لکھنؤ گئے۔ ۱۴ اکتوبر کی رات کو انہوں نے محمود ہاؤس میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں قائد اعظم کے ساتھ شرکت کی اس اجلاس میں سر سکندر حیات خاں نے قائد اعظم کو اپنا رہنما تسلیم کیا اور سکندر جناح معاہدہ طے پایا۔

مکر و فریب کی ڈھال (شیلٹر آف ہپوکریسی)

قائد اعظم محمد علی جناح گاندھی کی شخصیت اور اس کے کردار سے اچھی طرح واقف تھے اور اپنے تجربات کی بنا پر اسے مکر و فریب کی ڈھال کہا کرتے تھے۔

ملازمین کی تنخواہیں

قیام پاکستان کے موقع پر پاکستان کا خزانہ بالکل خالی تھا اور ملازمین کو تنخواہیں دینے کے لئے ایک کوڑی بھی نہ تھی۔ اس سلسلے میں دسمبر ۱۹۴۷ء کے آخری عشرے میں وزارت خزانہ نے قائداعظم کی خدمت میں یہ اہم مسئلہ پیش کیا کہ چونکہ بھارت نے پاکستان کے حصے میں آنے والے ۵۵ کروڑ روپے روک لئے ہیں۔ اس لئے سرکاری ملازمین کی بہت بڑی تعداد بغیر تنخواہ کے کام کر رہی ہے۔ اب تک یہ لوگ بڑے عزم کے ساتھ کام کر رہے ہیں لیکن اگر جنوری ۱۹۴۸ میں بھی انہیں تنخواہ نہ ملی تو خطرہ ہے کہ کہیں ان کا اعتماد متزلزل نہ ہو جائے لہٰذا درخواست ہے کہ اس ضمن میں کچھ انتظام ضرور کیا جائے۔

قائداعظم نے اسی نوٹ کے نیچے یہ لکھا کہ درج ذیل حضرات کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ وہ کل صبح مجھ سے ملاقات کریں۔ چنانچہ متعلقہ افراد کو مطلع کر دیا گیا۔ یہ لوگ قائداعظم کے انتہائی قابل اعتماد ساتھی تھے انہیں ملاقات کا مقصد بھی نہیں بتایا گیا تھا لیکن انہوں نے خود ہی اندازہ لگالیا کہ قائداعظم نے انہیں کس لئے بلایا ہے۔

دوسرے دن وقت مقررہ سے قبل ہی یہ لوگ پہنچ گئے قائداعظم نے تینوں دوستوں کو ایک ساتھ بلایا اور سلام دعا کے بعد صرف ایک جملہ کہا۔

"آپ نے پاکستان بنانے میں ہماری بہت مدد کی ہے۔ اب پاکستان کو چلانے کے لئے بھی آپ کی تھوڑی مدد کی ضرورت ہے"

قائد ہو تو ایسا اور اس کے ماننے والے ہوں تو ایسے۔ قائد کا جملہ ختم ہوتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے یہ گوشت پوست کے نہیں بلکہ برقی آلات کے بنے ہوئے انسان تھے۔ یہ سب ذہنی طور پر قائد کے اسی حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو کر گئے تھے تینوں نے ایک ساتھ جیب میں ہاتھ ڈالا۔ چیک بک نکالی بلینک چیک پر دستخط کئے اور ایک ساتھ قائد کو پیش کرتے ہوئے کہا۔

"قائداعظم پاکستان ہے تو ہم بھی ہیں اگر خدانخواستہ پاکستان کو کچھ ہو گیا تو ہم کہاں ہوں گے"

قائد اپنے ساتھیوں کے مقام و مرتبے سے بخوبی واقف تھے چنانچہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک چیک پر دس کروڑ روپے، دوسرے پر پانچ کروڑ روپے اور تیسرے چیک پر تین کروڑ روپے لکھے۔ قائداعظم نے صرف چند منٹ میں حکومت پاکستان کے لئے اٹھارہ کروڑ روپے کا انتظام کیا۔ لندن میں معین نواز جنگ نے بیس کروڑ پاکستان منتقل کئے اور بائیس کروڑ روپے قائد کے دوستوں نے مختلف ملکوں سے پاکستان بھیجے۔ بھارت نے ۵۵ کروڑ روپے روک لئے تھے تاکہ پاکستان معاشی طور پر تباہ کیا جاسکے۔ قائد نے تین دن میں ساٹھ کروڑ روپے کا انتظام کر کے بھارت کی یہ سازش بھی ناکام بنادی۔

جن تین افراد سے قائداعظم نے ۱۸ کروڑ روپے لئے تھے وہ پاکستان اور قائداعظم کے اتنے وفادار تھے کہ انہوں نے کسی سے اس کا تذکرہ کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ شاید یہ بات ہمیشہ راز رہتی لیکن اس کا انکشاف اس وقت ہوا جب حبیب بنک کی سلور جوبلی ہوئی اور نوادرات کی نمائش میں وہ چیک بھی رکھا گیا جس پر قائداعظم نے اپنے ہاتھ سے دس کروڑ روپے لکھے تھے۔ یہ بلینک چیک پیش کرنے والے حبیب بنک کے بانی محمد علی حبیب تھے۔ دوسرے دو حضرات کے ناموں کی تصدیق نہیں ہو سکی لیکن عام لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں ایک آدم جی لمیٹڈ اور دوسرے ارگ لمیٹڈ کے سربراہ تھے۔

اسی ایک واقعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قائداعظم کے ساتھی ان پر کتنا بھروسہ کرتے تھے اور ان کی ایک آواز پر لبیک کہنے میں ذرا بھی دیر نہ کرتے۔

مضمون کیف بنارسی
بحوالہ روزنامہ جنگ راولپنڈی
یوم آزادی ایڈیشن ۱۶ اگست ۱۹۸۹

ملازمین مزار قائد

(پنشن کا فیصلہ) قائداعظم میموریل فنڈ گورننگ باڈی نے وفاقی وزیر ہاؤسنگ و تعمیرات حاجی حنیف طیب (چیئرمین قائداعظم میموریل فنڈ) کی ہدایت پر مزار قائد پر کام کرنے والے ملازمین کے لئے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۶ء کو پنشن دینے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے سے ان تمام ملازمین کو جن کی مدت ملازمت پانچ سال یا اس سے زائد ہے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

ملّت

بنگال کا مشہور ہفتہ وار اخبار۔ اس اخبار کے نام قائداعظم نے ۷ انومبر ۱۹۴۵ کو ایک پیغام میں فرمایا کام کرو

ملت کا پاسباں

قائد اعظم کے ساتھی، ممتاز سفارت کار اور شاعر میاں بشیر احمد کی مشہور نظم کا عنوان۔ یہ نظم مارچ ۱۹۴۰ کے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں پڑھی گئی۔ نظم یہ ہے۔

ملّت کا پاسباں ہے محمد علی جناح
ملّت ہے جسم، جاں ہے محمد علی جناح
صد شکر پھر ہے گرم سفر اپنا کارواں
اور میر کارواں ہے محمد علی جناح
بیدار مغز، ناظم اسلامیان ہند
ہے کون؟ بے گماں ہے محمد علی جناح
تصویر عزم، جان وفا، روح حریت
ہے کون؟ بے گمان ہے محمد علی جناح
رکھتا ہے دل میں تاب و تواں نو کروڑ کی
کہنے کو ناتواں ہے محمد علی جناح
رگ رگ میں اس کے ولولہ ہے حُبِّ قوم کا
پیری میں بھی جواں ہے محمد علی جناح
لگتا ہے ٹھیک جائے نشانہ پر اس کا تیر
ایسی کڑی کماں ہے محمد علی جناح
ملّت ہوئی ہے زندہ پھر اس کی پکار سے
تقدیر کی اذاں ہے محمد علی جناح
غیروں کے دل بھی سینے کے اندر دہل گئے
مظلوم کی فغاں ہے محمد علی جناح
اے قوم، اپنے قائد اعظم کی قدر کر
اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناح
عمرِ دراز پائے مسلمان کی ہے دعا
ملّت کا ترجماں ہے محمد علی جناح

یہ مشہور نغمہ مسعود رانا کی آواز میں گایا گیا ہے۔

ملت واحدہ

قائد اعظم محمد علی جناح ملّی وحدت پر یقین رکھتے تھے اس ضمن میں انہوں نے متعدد مقامات پر اس کی نشاندہی کی خصوصاً ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور میں قبائلی سرداروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

ہم مسلمان ایک خدا ایک رسول اور ایک کتاب پر یقین رکھتے ہیں۔ پس یہ لازم ہے کہ ہم ملت کے طور پر بھی ایک ہوں۔

ملت کراچی

کراچی سے شائع ہونے والا روزنامہ۔ اسے قائد اعظم کے حکم پر جناب فخر ماتری نے ۱۹۴۸ء میں جاری کیا۔ اس اخبار نے صحافت کو نیا اسلوب بخشا اور یہ اخبار اتحاد عالم اسلامی کے کوشاں رہا ہے۔ اس کی چالیسویں سالگرہ ۲۳ فروری ۱۹۸۸ء میں منائی گئی۔

ملتان

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو نواب ممدوٹ کی وساطت سے ملتان کے شہری حلقے کے مسلمانوں کو بذریعہ تار یہ پیغام بھیجا۔

میں ملتان کے شہری حلقہ انتخاب کے مسلمان ووٹروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کے امیدوار شیخ محمد امین صاحب کو ووٹ دے کر لیگ کے وقار کا علم بلند رکھیں جو ہندوستان بھر میں تنہا مسلمانوں کے حقوق کے لئے مصروف جہاد ہے۔ گمراہ احراری اپنی سرگرمیوں سے نہ صرف مسلمانوں کے بہترین مفاد کو خطرے میں ڈال رہے ہیں بلکہ ملک کے لئے بھی ان کا وجود مضرت رساں ہے۔ ان کو شکست فاش دو۔

(گفتار قائد اعظم اور پروفیسر احمد سعید)

ملکی دفاع

قائد اعظم محمد علی جناح کو قیام پاکستان سے قبل اور اس کے بعد بھی ملکی دفاع سے بڑی دلچسپی رہی اس بات کا اندازہ اسمبلی میں ان کی تقریروں سے لگایا جاسکتا ہے۔ ۶ مارچ ۱۹۲۴ء انہوں نے اسمبلی میں عام بحث کے دوران اس بات پر سخت احتجاج کیا کہ ملکی دفاع میں مقامی لوگوں میں افسروں کو شریک نہیں کیا جارہا چنانچہ ان کے اس مطالبے پر افسروں کی تربیت کے لئے ڈیرہ دون اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا گیا اس عسکری درسگاہ کے نظم و نسق کے سلسلے میں جو کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کا سربراہ بھی قائد اعظم کو بنایا گیا تھا ۱۸ فروری ۱۹۲۵ء کو اسمبلی ہی میں انہوں نے

پھر مطالبہ کیا کہ ہندوستان میں رہنے والوں کو فوجی تربیت دی جائے جنوری ۱۹۳۱ء میں انہوں نے اسمبلی میں پھر تین بار اسی موضوع پر تقریر کی۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو مسلح افواج سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھے اچھی طرح احساس ہے کہ آپ میں سے اکثر کو جنگ کے زمانے میں شدید اعصابی دباؤ کی کیفیت سے سابقہ رہا ہے اور اب آپ کو کچھ سکون چاہئے لیکن مت بھولئے کہ ہماری جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ ہمارے لئے جنگ تو اب شروع ہوئی ہے اور اگر ہمیں اس میں فتح یاب ہونا ہے تو سخت محنت سے کام کرنا ہو گا۔ یہ وقت ذاتی فائدوں، ترقیوں کی فکر اور جاہ و منصب کی دوڑ کا نہیں۔ یہ وقت تعمیری جدوجہد کا بے لوث کام کا ادائے فرض کی مسلسل لگن کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک زبردست موقع عطا کیا ہے کہ ہم ایک نئی مملکت کے معماروں کی حیثیت سے اپنے جوہر دکھائیں دیکھئے! دنیا کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم اس عظیم کام کے اہل ثابت نہیں ہوئے

۲۱ فروری ۱۹۳۸ء کو ملیر چھاؤنی میں انٹی ائر کرافٹ رجمنٹوں کے اجتماع سے خطاب کے دوران فرمایا کہ

اب آپ کو اپنی سرزمین کا محافظ بننا ہے تاکہ یہاں اسلامی جمہوریت، اسلامی سماجی انصاف اور انسانی مساوات قائم ہو اور نشوونما پا سکے اس لئے آپ کو چوکس رہنا ہے۔

ملیر:

کراچی شہر کا ایک حصہ جہاں قائداعظم محمد علی جناح نے نواب آف بہاولپور کی رہائش گاہ پر اگست ۱۹۴۵ء کے تیسرے ہفتے میں قیام فرمایا۔

ممتاز احمد خاں:۔

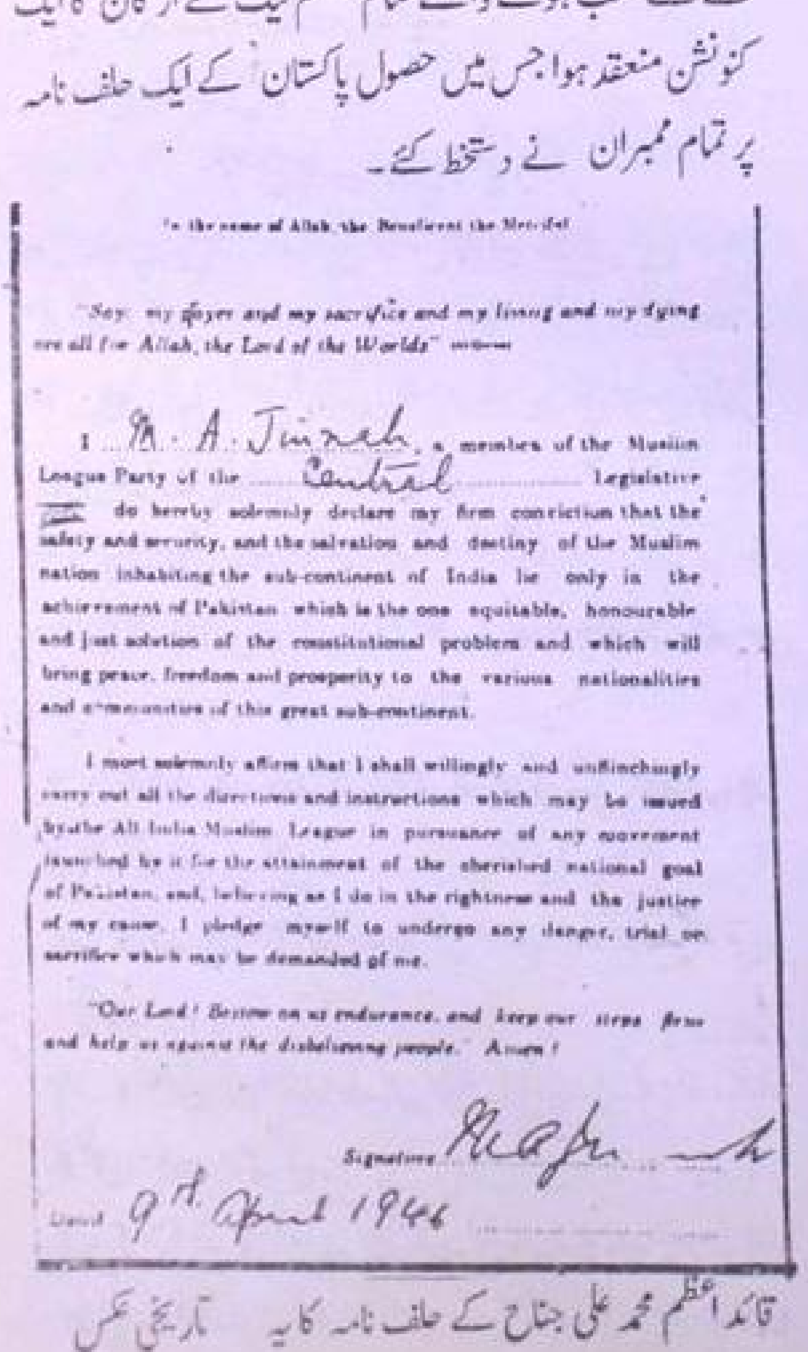
ممتاز صحافی، پاکستان چین دوستی کی انجمن کے صدر، تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن اور قائداعظم کے جانثار سپاہی، قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے جب ملک گیر دورہ کیا تو وہ بھی ان کے ہمراہ رہے۔ ۱۹۴۴ء میں رائٹر ایسوسی ایٹیڈ پریس آف انڈیا سے وابستہ ہوئے۔ تاکہ تحریک آزادی کے سلسلے میں مسلم لیگ، قائداعظم محمد علی جناح اور دیگر سرکردہ رہنماؤں کی کارگزاریوں کی اشاعت اور مسلمانوں کے مفادات کا بھی تحفظ کیا جا سکے۔ اگرچہ اس ادارے کی باگ ڈور غیر مسلموں کے ہاتھ میں تھی تاہم انہوں نے کسی خوف کے بغیر اپنی صحافتی فرائض انجام دیئے دسمبر ۱۹۴۷ء میں رائٹرز لندن کی درخواست پر انہیں کشمیر فرنٹ کی رپورٹنگ کے لئے خصوصی طور پر بھیجا گیا تاکہ کشمیر پر بھارت کے حملے سے پیدا شدہ صورت حال سے بیرونی دنیا کو آگاہ کیا جا سکے۔ ۱۹۸۸ء میں حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے تحریک پاکستان گولڈ میڈل دیا۔

ممدوٹ ولا:

لاہور میں نواب افتخار حسین ممدوٹ مرحوم کی رہائش گاہ جہاں قائداعظم اپنے دورہ لاہور میں آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔

منتخب مسلم لیگی ارکان کا حلف نامہ:

ہندوستان کی مجلس قانون ساز کے انتخابات ۱۹۴۶ء میں عظیم الشان کامیابی کے بعد دہلی میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے منتخب ہونے والے تمام مسلم لیگ کے ارکان کا ایک کنونشن منعقد ہوا جس میں حصول پاکستان کے ایک حلف نامہ پر تمام ممبران نے دستخط کئے۔



In the name of Allah, the Beneficent the Merciful

"Say: my prayer and my sacrifice and my living and my dying are all for Allah, the Lord of the Worlds"

I M. A. Jinnah, a member of the Muslim League Party of the Central Legislature do hereby solemnly declare my firm conviction that the safety and security, and the salvation and destiny of the Muslim nation inhabiting the sub-continent of India lie only in the achievement of Pakistan which is the one equitable, honourable and just solution of the constitutional problem and which will bring peace, freedom and prosperity to the various nationalities and communities of this great sub-continent.

I most solemnly affirm that I shall willingly and unflinchingly carry out all the directions and instructions which may be issued by the All India Muslim League in pursuance of any movement launched by it for the attainment of the cherished national goal of Pakistan, and, believing as I do in the rightness and the justice of my cause, I pledge myself to undergo any danger, trial or sacrifice which may be demanded of me.

"Our Lord! Bestow on us endurance, and keep our steps firm and help us against the disbelieving people." Ameen!

Signature M. A. Jinnah

Dated 9th April 1946

قائداعظم محمد علی جناح کے حلف نامہ کا یہ تاریخی عکس

سید شمس الحسن کلکشن سے حاصل کیا گیا ہے۔

منٹگمری، لارڈ:

برطانیہ کے فیلڈ مارشل، وہ ۲۳ جون ۱۹۴۷ء کو دہلی پہنچے تو انہوں نے کانگریس اور مسلم لیگ کے ممتاز رہنماؤں سے ملاقات کی ملاقاتیوں میں قائداعظم محمد علی جناح بھی شامل تھے۔

منٹو مارلے اصلاحات:

ایڈورڈ ہفتم کی گولڈن جوبلی کے موقع پر حکومت ہندوستان کو جو پیغامات بھیجے گئے تھے ان میں برطانوی حکومت نے ہندوستانی باشندوں کو یہ یقین دہانی کرانے کی کوشش کی کہ ہندوستان کے افراد کے ساتھ جمہوری اقدار اور جمہوری اصولوں کے مطابق سلوک کیا جائے گا چنانچہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۹ء کو اس ضمن میں جو ایکٹ نافذ کیا گیا وہ ایکٹ اصلاحات پر مشتمل تھا اور اس کا نام وائسرائے ہند لارڈ منٹو اور وزیر برائے امور ہند مسٹر مارلے کے نام پر منٹو مارلے اصلاحات رکھا گیا۔

اس کی اہم باتیں یہ تھیں۔

۱۔ مجالس قانون سازی کی توسیع کی گئی

۲۔ پنجاب، برما اور آسام کی مجالس قانون ساز میں تیس ممبران کا اضافہ کیا گیا۔

۳۔ بنگال، یوپی، بمبئی بہار، مدراس اور اڑیسہ کی مجالس قانون ساز کی تعداد میں پچاس کا اضافہ کیا گیا۔

۴۔ جداگانہ نیابت کے اصول کو تسلیم کیا گیا

۵۔ وائسرائے کی کونسل کے ارکان کی تعداد بڑھا کر ساٹھ کر دی گئی۔

۶۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی رائے دہندگی کے سلسلے میں جدا جدا فہرستیں تیار کی گئیں۔

۷۔ قانون ساز اسمبلی کو بجٹ پر مکمل طور پر بحث کرنے کا اختیار دیا گیا۔

۸۔ کونسلوں کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ انکے دائرہ بحث کو بھی وسعت دی گئی۔

۹۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں، میونسپل کمیٹیوں، یونیورسٹیوں اور دوسرے اداروں کے اراکین کے انتخاب کی اجازت دی گئی۔

۱۰۔ وائسرائے کی انتظامیہ کی کونسل جو پہلے انگریز اراکین پر مشتمل تھی اس میں ایک ہندوستانی کا بھی اضافہ کیا گیا۔

منٹو مارلے اصلاحات کا دوسرا نام گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۰۹ء ہے۔

مندر میں محراب:

پروفیسر محمد اجمل نیازی کا بھارت کا سفرنامہ، اسے پویلیر پبلیکشنز اردو بازار لاہور نے اکتوبر ۱۹۸۷ء میں شائع کیا۔ مصنف نے کتاب کو احمد ندیم قاسمی اور عطاء الحق قاسمی سے منسوب کیا ہے۔ کتاب ۹۷ ابواب پر مشتمل ہے انہوں نے یوں تو مختلف مقامات پر قائداعظم کا ذکر کیا ہے لیکن بطور خاص ۶۴ ویں باب میں گاندھی کے حوالے سے قائداعظم کا تذکرہ بھی شامل کیا ہے۔ یہ باب فلم گاندھی کے متعلق ہے۔ مصنف لکھتے ہیں فلم کے ایک سین میں قائداعظم نے گاندھی کی طرف سے ہندوستان کی وزارت عظمیٰ کی پیش کش ٹھکرا دی۔ میں نے کسی طرف فخر سے دیکھا۔ گاندھی نے کہا ہندو اور مسلمان ہندوستان کی دو آنکھیں ہیں، اب بھارت دوسری آنکھ کو ضائع کرنے پر کیوں تلا ہوا ہے گاندھی کے لئے قائداعظم کی طرف سے یہ بہت بڑا سرٹیفکیٹ ہے۔ ہر ہندو گاندھی نہیں ہو سکتا وہ ایک بڑا لیڈر تھا۔ ایک ہندو لیڈر۔

اس باب کے آخر میں لکھتے ہیں جن لوگوں نے قائداعظم اور گاندھی جی کو نہیں دیکھا۔ وہ دنیائے کرکٹ میں ہمارے عمران خاں اور بھارت کے کپیل دیو کو دیکھ لیں بطور کھلاڑی اور بطور انسان، شخصیت، عظمت، وسعت اور شہرت کے حوالے سے فرق صاف ظاہر ہے۔ عمران نے کرکٹ کو اس مقام پر پہنچایا کہ اب کرکٹ گراؤنڈ کو سیاسی میدان کے طور پر بھی پاکستان ہی نے استعمال کیا کرکٹ ڈپلومیسی ہمارے عہد کی نشانی ہے مزا تو جب ہے کہ کھیل، تعلیم، سیاست اور زندگی کے سارے میدان ایک دائرے میں اکٹھے ہو جائیں۔

منڈل، جوگندر ناتھ:

دستور ساز اسمبلی کے رکن، ۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے ہندوستان کی عبوری حکومت کے قیام پر مسٹر جوگندر ناتھ منڈل کو

وزیر نامزد کیا ۱۶ اکتوبر کو شیڈول کاسٹ فیڈریشن کے لوگ جلوس کی شکل میں قائد اعظم کی قیام گاہ پر پہنچے اور عبوری حکومت میں انہیں اچھوتوں کے نمائندے کے طور شامل کرنے پر اظہار مسرت واحسان مندی کیا قائد اعظم نے باہر آکر ان کی محبت وخلوص کا شکریہ ادا کیا اور ان سے کہا کہ میں ہمیشہ سے اچھوتوں کا دوست ہوں، دوسری گول میز کانفرنس میں میں نے ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے بڑی جدوجہد کی اور آئندہ بھی آپ کی مدد کرتا رہوں گا۔ وعدے کرنا اور بھول جانا آسان ہے مگر چونکہ میں باتوں کا قائل نہیں عمل کا قائل ہوں اس لئے میں اس وقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آپ لوگوں کو یقین دلا دوں کہ مسلم لیگ آپ کی مدد کے لئے جو کچھ کر سکتی ہے کرے گی۔

قیام پاکستان کے موقع پر پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کی صدارت کا شرف حاصل کیا۔

مسٹر منڈل نے یہ امید ظاہر کی کہ یہ دستور ساز اسمبلی پاکستان کے لئے ایک مثالی دستور وضع کرے گی نیز اسمبلی نے پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کا عارضی صدر بنا کر مجھے جو عزت بخشی میں تہ دل سے اس کا مشکور ہوں قائد اعظم کو مبارکباد دیتے ہوئے مسٹر منڈل نے کہا۔ میں اس بڑے اور اہم موقع پر قائد اعظم کی خدمت میں ہدیۂ تبریک وتحسین پیش کرتا ہوں وہ پاکستان کے بانی اور معمار ہیں مجھے پورا بھروسہ ہے کہ ان کی اعلیٰ قیادت تدبر اور لیاقت کے زیر سایہ پاکستان کے تمام باشندوں کو خوشی اور ترقی نصیب ہوگی یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسٹر جناح آج کی دنیا میں عظیم ترین مدبر اور عظیم ترین انسان ہیں ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی کا اجلاس ان کی صدارت میں منعقد ہوا تو قائد اعظم کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

وہ ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء سے ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء تک پاکستان کے پہلے وزیر قانون رہے اور پھر مستقل طور پر بھارت میں آباد ہو گئے۔

منشور:

تحریک پاکستان میں آل انڈیا مسلم لیگ اور مسلمانوں کا ترجمان یہ اخبار ۱۹۳۸ء کے آغاز سے جاری ہوا اور ۳ ستمبر ۱۹۴۷ء تک دہلی سے باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ ابتداء سے انتہا تک مولانا حسن ریاض اس اخبار کے مدیر رہے اور مسلم لیگ کے لائحہ عمل اور پالیسی کی تشریح وتفہیم کے سلسلے میں اس اخبار نے اہم کردار ادا کیا۔

اس کی پیشانی پر **واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً** ولا تفرقو۔ اے لوگو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور پراگندہ مت ہو لکھا ہوتا تھا بعد ازاں اس کی پیشانی پر العظمۃ للہ لکھا جانے لگا یعنی ساری عظمت اللہ ہی کے لئے ہے۔

منشورات قائد اعظم:

یہ قائد اعظم محمد علی جناح کی تقاریر، خطبات اور بیانات کا مجموعہ ہے جسے شیخ محمد یوسف بی اے نے مرتب اور مکتبہ ادب ۱۲ آرکیڈیا بلڈنگ بمبئی نمبر ۸ سے سلطانی پریس بمبئی سے چھپوایا گیا۔

اس مجموعے میں ۹ جولائی ۱۹۴۵ء سے لے کر ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء تک کی تمام تقاریر، خطبات اور بیانات شامل کئے گئے ہیں یہ کتاب مئی ۱۹۴۷ء میں طبع ہوئی۔

منٹو پارک لاہور (موجودہ اقبال پارک):

لاہور کا ایک مشہور پارک' یہ بادشاہی مسجد کی دیوار اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال کی دیوار کے سامنے جی ٹی روڈ پر برلب سڑک واقع ہے۔ قیام پاکستان سے قبل اس کا نام منٹو پارک تھا۔ یہ زمین جہاں آج کل اقبال پارک موجود ہے محکمہ زراعت کے قبضے میں تھا اور بقول میاں امیر الدین یہاں جلسہ کرنے کے لئے محکمہ نے آٹھ ہزار روپے طلب کئے تھے جب کہ انہی دنوں میں سکھوں کا جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس کے لئے صرف پانچ سو روپے لئے گئے تھے۔ اقبال پارک ہی وہ مقام ہے جہاں مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے لئے حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۷ واں سالانہ جلسہ منعقد ہوا تھا۔ پاکستان کی قرار داد ابوالقاسم' فضل الحق نے پیش کی تھی اور اس کی تائید چودھری خلیق الزمان نے کی جب کہ اس کے حق میں دیگر زعماء نے بھی تقریریں کیں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب یہاں قرار داد لاہور

کی منظوری دی گئی تو ہندو اخبارات نے طنز کے طور پر قرار دادِ پاکستان لکھا تھا جسے قائداعظم نے منظور کر لیا۔

قیام پاکستان کے بعد جہاں شہر سے انگریزی نام ختم کیے گئے۔ وہاں اس جگہ کا نام علامہ اقبال کی نسبت سے اقبال پارک رکھا گیا اور اب یہی نام مروج ہے۔ مینار پاکستان کی تعمیر سے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگ گئے ہیں۔

منشی ایم کے

انہوں نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو قائداعظم کے ساتھ گاندھی کے رویہ کے خلاف احتجاج کے طور پر ہوم رول لیگ کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔

دیگر افراد میں ایم آر جیکار، جمنا داس دوار کا داس، کانجی دوار کا داس، ہیرا لال نانا دتی، ناپچند اس ماسٹر، گلاب چند دیو چند، چھوٹو بھائی وکیل، منگل داس پکواسا، آر جی منصف، ایم کے آزاد مرارجی کامدار، جمنا داس مہتا، ہنس راج، پراجی ٹھکیسری، چند راشنکر پنڈیہ، ایس بی وبھاکر، منی لال مانادتی اور وائی ایم پکواسا شامل تھے۔

منظر صدیقی (اکبر آبادی):

مشہور شاعر، انہوں نے قائداعظم کے بعد کے عنوان سے یہ منظوم کلام عوام کے لئے پیش کیا

یہ فطرت کی عنایت ہو رہی ہے   کہ پھر بیدار قسمت ہو رہی ہے
فروزاں شمع وحدت ہو رہی ہے   جہاں سے دور ظلمت سو رہی ہے
نئی تنظیم ملّت ہو رہی ہے   روایت پھر حقیقت ہو رہی ہے
نئے سورج ابھرتے جا رہے ہیں   اندھیری رات رخصت ہو رہی ہے
ہمیں اپنی تباہی کا نہیں غم   زمانے کو تو عبرت ہو رہی ہے۔
ہمارا ہی چمن لوٹا گیا تھا   ہمیں سے اب شکایت ہو رہی ہے۔
وہی دنیا جو دوزخ بن چکی تھی   حریفِ باغ جنت ہو رہی ہے
وقارِ آدمیت کیوں نہ بڑھتا   کہ قدر آدمیت ہو رہی ہے
نکھرتی جا رہی ہے زندگانی   ہر اک شے ماہ طلعت ہو رہی ہے
یہ فیضِ قائداعظم تو دیکھو   جہاں میں اپنی شہرت ہو رہی ہے
زمانے میں ہمارے پھر ہیں چرچے   خدا کی پھر عنایت ہو رہی ہے
نہ کیوں تقدیر پر ہوں اپنی نازاں   شریکِ حال فطرت ہو رہی ہے
اندھیرے دور ہوتے جا رہے ہیں۔   نئی اک صبح طلعت ہو رہی ہے۔

وہ ۱۹۱۰ء میں اکبر آباد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ قصر الادب آگرہ میں ملازمت اختیار کی اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شغل بھی جاری رکھا اہم تصانیف میں

(۱) عام فہم عروض (۲) چوتھی عورت (۳) لالہ زار (۴) بنگال کا جادو، (۵) شیریں فرہاد (۶) ماہی گیر (۷) دوست (۸) عبرت (۹) آنسو۔

ماہنامہ پیمانہ اور ہفتہ وار تاج، ثریا، شاعر، کنول، مشورہ اور ایشیا کے مدیر رہے۔

۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

منظور احمد:

پاکستان کے مشہور مصور انہیں قائداعظم سے بے پناہ عقیدت تھی یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ پورٹریٹ قائداعظم ہی کے بنائے۔ ان کا انتقال ۷ اگست ۱۹۸۳ء کو کراچی میں ہوا۔ الیٹ پبلشرز کے منیجنگ ڈائریکٹر جناب احمد مرزا جمیل ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔

منظور الحسن شیخ:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، قائداعظم جب سری نگر تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر کوہالہ پل پار کر کے قائد راولپنڈی میں داخل ہوئے تو انہوں نے قائداعظم کے ڈرائیور کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ شیخ صاحب نے پنجاب مسلم لیگ کے اس سالانہ اجلاس میں شرکت کی جو سیالکوٹ میں ۱۹۴۴ء میں منعقد ہوا اس سے قبل وہ مسلسل ۲۱ برس تک مری کنٹونمنٹ بورڈ کے رکن بھی چلے آ رہے تھے قیام پاکستان کے بعد جہاد کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر مسلم لیگ نے انہیں ۱۹۵۱ء میں صوبائی اسمبلی کا انتخاب لڑنے کے لئے ٹکٹ دیا انتخاب میں انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور ان کے مدمقابل کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

انہوں نے نہ صرف قائداعظم کو ایک پر تکلف دعوت دی

بلکہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے دس ہزار روپے کا چیک بھی پیش کیا۔

۱۹۸۹ء میں ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل سے نوازا گیا اس وقت راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

منظور الحق صدیقی:

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رکن اور قائد اعظم کے معتقد، وہ ۱۹۱۷ء میں قصبہ مہم ضلع رہتک) میں پیدا ہوئے۔

حصول تعلیم کے زمانے میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک سرگرم رکن تھے اور اس حیثیت سے ان کا حضرت قائد اعظم سے رابطہ رہا مسلم لیگ کے ۱۹۴۰ء کے اجلاس منعقدہ لاہور میں شریک ہوئے۔ تحریک پاکستان کے دوران میں بھی خدمات انجام دیں۔

پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے بعد مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی فرائض انجام دے بالاخر کیڈٹ کالج حسن ابدال سے ملازمت سے سبکدوش ہوئے

گرامی قدر ذاتی کتب خانہ ہے جس میں اب تک مسلم لیگ کا ریکارڈ، تحریک پاکستان مواد، قدیم شجرے کتبے، خطوط، دستاویزات، شاہی فرامین، مہریں اور دستخط موجود ہیں۔

انہوں نے لاتعداد مقالات بھی لکھے، تصانیف یہ ہیں۔

(۱) Live and Let live (۲) سالار مسعود غازی نمونے کا ایک نوجوان، شاہ لطیف بری، ہادی ہریانہ مخفل معما گوئی، ماثر الاحوار، تاریخ حسن ابدال، قائد اعظم اور راولپنڈی۔

ان کا پتہ یہ ہے سی اے ۲۴۱ راولپنڈی۔

منظور حسین میاں:

انہوں نے تحریک آزادی پاکستان میں قائد اعظم کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا۔

وہ ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے کردار سے لوگوں کو متاثر کیا اور جس انداز سے اپنے حلقہ نیابت کے لوگوں کی خدمت کی وہ ہمیشہ یاد رہیں گے۔

سیاست اور ملکی امور میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آزادی کے بہت بڑے مجاہد تھے اور قائد اعظم کی قیادت میں آزادی کی جنگ لڑی تھی۔

بھٹو دور حکومت میں انہوں نے پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور وفات کے وقت اسی جماعت سے وابستہ تھے۔

جمہوریت کے فروغ کے لئے کوئی دقیقہ فردگزاشت نہ کیا اور ہر قسم کی قربانی دے کر بھی جمہوریت کی بحالی کے لئے کام کیا وہ مثبت اور تعمیری انداز فکر رکھتے تھے۔

۳۰ مئی ۱۹۷۴ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔

منہاس، علامہ محمد عبداللہ:

قیام پاکستان کے بعد جب حضرت قائد اعظم صوبہ سرحد کے دورے پر پشاور اور رسال پور تشریف لے گئے تو انہیں مسلسل قائد اعظم کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔

وہ ۱۸۸۶ء میں فیروز والہ میں پیدا ہوئے۔ سکول اور کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد پیسہ اخبار لاہور میں قومی اور ملی مسائل پر مضامین لکھنے لگے۔ ۲۱ برس کی عمر میں محکمہ آب وہوا حکومت ہند شملہ میں ملازمت اختیار کی۔ ۲۳ برس کی عمر میں علامہ عبد اللہ یوسف علی کے تجویز کردہ انعامی مضمون ___ مسلمانان ہند کی سب سے بڑی محرومی اور سب سے نمایاں کمزوری کے عنوان سے مضمون لکھا نواب محسن الملک کے سیکرٹری رہے۔ بعد ازاں اخبار وکیل امرتسر کی ادارت کے فرائض انجام دئے۔ اس کے بعد روزنامہ تنظیم امرتسر، ہفت روزہ مسلم راجپوت امرتسر، ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور ہفت روزہ راست گفتار امرتسر، رسالہ جہاں نما اور بعد روزنامہ شہباز پشاور کے مدیر رہے، محکمہ اطلاعات پنجاب سے بھی منسلک رہے مسلم یونیورسٹی فاؤنڈیشن کمیٹی کے سب سے کم عمر رکن تھے مارچ ۱۹۴۷ میں خضر حکومت نے انہیں بھی ایک ماہ تک قید میں رکھا۔

۱۲ جولائی ۱۹۴۹ء کو لاہور میں انتقال ہوا اور قبرستان میانی صاحب میں دفن ہوئے۔

منیار، محمد حنیف:

بمبئی کے مسلمان تاجر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن۔

منیر الزمان:
دیکھئے محمد یعقوب

منی لال مانا دتی:
دیکھئے منشی کے ایم۔

مودودی، سید ابو الاعلیٰ:
یوپی میں مسلم لیگ نے اسلامی حکومت کا خاکہ تیار کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی تھی اس میں مولانا مودودی کی شمولیت، صوبہ سرحد کے لئے ریفرنڈم کے موقعہ پر مولانا مودودی کا یہ اعلان کہ میں اگر صوبہ سرحد میں ہوتا تو میرا ووٹ پاکستان کے حق میں پڑتا۔ قائداعظم کی زندگی میں مولانا مودودی کی ریڈیو پاکستان سے اسلامی نظام حیات پر مسلسل پانچ تقریریں ایسے شواہد میں جنہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا (جنگ ۲۶ اگست ۱۹۸۷ء)
ہفت روزہ تفکر کی ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں جناب قمر الدین خاں رکن ادارہ تحقیقات اسلامیہ حکومت پاکستان نے قبل تقسیم کی جماعت اسلامی کے وفد میں نمائندے کی حیثیت سے قائد سے اپنی ملاقات کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ "جماعت اسلامی کے اغراض و مقاصد اور کردار سازی کے بارے میں پورے اطمینان سے میری گفت گو سننے کے بعد قائد اعظم نے فرمایا
مسلم لیگ اور جماعت اسلامی میں باہمی کوئی تضاد اور تصادم نہیں ہے یہ جماعت اسلام کے اعلیٰ مقاصد کے لئے کام کر رہی ہے جب کہ مسلم لیگ ایک زبردست ہنگامی صورت حال سے دوچار ہے جو نہایت درجہ فوری اور ضروری ہے جسے حاصل کرنے میں اگر ہم ناکام رہے تو پھر جماعت اسلامی کا کام بھی مشکل ہو جائے گا۔ انہوں نے مولانا مودودی کی مساعی اور جماعت اسلامی کے کردار سازی کے پروگرام کو پسند فرمایا
اقبال قائداعظم مودودی اور
تشکیل پاکستان
از اسعد گیلانی

موڈی، ایچ پی:
نومبر ۱۹۲۷ء میں وزیر ہند لارڈ برکن ہیڈ نے ہندوستانیوں کو سیاسی مراعات دینے کے سلسلے میں جو شاہی کمیشن قائم کیا اس کے اراکین میں چونکہ کسی ہندوستانی کو شامل نہ کیا گیا تھا اس لئے قائداعظم کے ہمراہ ایچ پی موڈی نے بھی اس کمیشن کی ہیت ترکیبی پر سخت اعتراض کیا اور اس میں کسی ہندوستانی کی عدم شمولیت کی بنا پر پرزور احتجاج کیا۔

موڈی، سر فرانس:
تقسیم سے قبل صوبہ یوپی کے اور تقسیم کے بعد پاکستانی پنجاب کے گورنر، قائداعظم محمد علی جناح جب نومبر ۱۹۴۱ء میں آگرے تشریف لے گئے تو وہاں کے منتظمین نے بیکر گارڈن میں ان کے جلسے کا اہتمام کیا منتظمین میں حافظ عبدالحمید سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری اور جناب نواب محمد فیاض صدر ایم ایم جنیدی خزانچی بھی شامل تھے۔ لیکن وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو تار بھیجا کہ DonotDisturbMr.Jinnah مسٹر جناح کو پریشان مت کیجئے۔ چنانچہ وہاں جلسہ ہوا۔ جو نہایت کامیاب رہا۔
وہ ۱۹۱۴ء میں انڈین سول سروس میں شامل ہوا۔ ۱۹۳۰۔۳۱ء میں اسے گول میز کانفرنس کے سیکرٹریوں میں ایک سیکرٹری چنا گیا۔ ازاں بعد انڈین ریلوے روز میں ایک علیحدہ عہدے پر فائز ہوا اور ۱۹۳۶ء میں اسے صوبہ یوپی میں ریونیو سیکرٹری کا عہدے دیا گیا وہ سال بھر بعد وہیں چیف سیکرٹری بنا۔ قحط بہار کے دنوں میں (۱۹۴۲۔۱۹۴۳) بہار کا گورنر بنا دیا گیا وہاں اس نے کانگریس کی تحریک کو سختی سے دبایا ۱۹۴۴ء کے آخر میں لارڈ ویول نے اسے مرکزی حکومت میں ہوم ممبر بنا دیا۔ ۱۹۴۶ء میں سندھ کا گورنر جہاں مسلم لیگیوں اور ان کے مخالفوں میں چپقلش تھی اس نے قیام پاکستان کو ناگزیر سمجھ کر اور پاکستان میں اچھا عہدہ حاصل کرنے کی غرض سے مسلم لیگ کی راہ ہموار کی اور تقسیم کے وقت حضرت قائداعظم کے مشورے سے اسے پنجاب کی گورنری ملی۔ کچھ عرصے بعد وہ لندن سدھار گیا اور وہاں ۲۷ برس بعد انتقال کیا۔
۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کو لندن میں انتقال کیا۔

مورو، محمد یوسف:
دیکھئے شیو۔

مولانا جناح:

قائد اعظم جذباتی اور کھوکھلی مداح سرائی سے سخت نفرت کرتے تھے ایک مرتبہ وہ ایک چھوٹے سے شہر میں وارد ہوئے جہاں لوگوں کے بہت بڑے ہجوم نے فرط عقیدت سے

مولانا جناح زندہ باد

کے نعرے لگانے شروع کر دیئے تو قائد اعظم نے جلوس کو رکوالیا اور بڑے غصے سے کہا۔

آپ لوگ مجھے مولانا کہہ کر ہرگز نہ پکاریں میں آپ کا سیاسی لیڈر ہوں مذہبی پیشوا نہیں آپ مجھے مسٹر جناح یا صرف محمد علی جناح کہہ کر مخاطب کریں میں مولانا کا لقب آپ کی زبان سے دوبارہ سننا نہیں چاہتا آگئی بات سمجھ میں

اقتباس از کتاب محمد علی جناح
مولفہ ہیکٹر بولیتھو

مونجے، ڈاکٹر:

مہاسبھا کے رہنما،

انہوں نے امپریل لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا تھا کہ سینڈ ہرسٹ کمیٹی کی رپورٹ کا وہ حصہ جو متفقہ علیہ ہے یعنی ۱۵ سال میں ہندوستانی فوج کے تمام افسر نصف ہندوستانی ہو جائیں گے منظور کیا جائے اس پر قائد اعظم نے بڑی مدلل تقریر کی

گول میز کانفرنس کے دوران میں گاندھی اور مسلم مندوبین کے مابین جو بات چیت ہوئی اور اس نتیجے میں جو تجاویز منظور کی گئیں ان کی ہندو مہاسبھائی جماعت کے لیڈر ڈاکٹر مونجے نے مخالفت کی۔

۱۸ فروری ۱۹۳۵ء کو قائد اعظم نے عربک کالج یونین دہلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

مسلمانوں نے دو مرتبہ مخلوط انتخاب کی بنیاد پر فرقہ وار مسئلہ کے متعلق سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی لیکن سر چمن لعل سیتلواڈ جیسے شخص نے کہا کہ یہ ڈاکٹر مونجے اور جیکار تھے جن پر ان گفتگوؤں کی ناکامی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

۲۹ دسمبر ۱۹۴۰ء کو احمد آباد کے جلسے میں بھی قائد نے ڈاکٹر مونجے کا نام لیا۔ اور کہا کہ ڈاکٹر مونجے ہندو قوم، ہندو راج اور ہندو سلطنت کی باتیں کرتے ہیں۔ کانگریس اور مہاسبھا ایک ہی زبان سے بولتی ہیں لیکن دونوں کے اظہار خیال میں فرق ہے۔

ڈاکٹر مونجے ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے تعلیم کی تکمیل کے بعد میدان سیاست میں قدم رکھا۔ ۱۹۲۷ء تا ۱۹۳۵ء آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے صدر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں انتقال کیا۔

مونوکل:

ایک شیشے والی عینک جو قائد اعظم لگاتے تھے۔

موہن داس:

ہندوستان کے سیاسی رہنما، قائد اعظم نے ۱۰ جون ۱۹۱۸ء کو صوبائی وار کونسل بمبئی کے اجلاس میں اپنی تقریر میں کونسل کے اجلاس میں شریک مہاراجا جام نگر اور موہن داس کی طرف سے پیش کی جانے تجویزوں کی مذمت کی اور کہا کہ فی الوقت حکومت کی تائید کرنے کے بعد میں اپنے مطالبات کو تسلیم کرانے کی امید رکھنا سودا نہیں تو اور کیا ہے ہم اس وقت تک حکومت کی کوئی مدد نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم پر بھروسہ نہ کیا جائے۔

مہابت خان نواب:

جونا گڑھ کے آخری نواب قیام پاکستان کے وقت جب انہوں نے ریاست کا الحاق پاکستان سے کرنے کا اعلان کیا تو قائد اعظم نے اسے ایک تاریخی قدم قرار دیا اور نواب صاحب کو اس فیصلے پر مبارکباد دی۔

ان کا انتقال ۱۹۵۸ء میں ہوا۔ ان کے بیٹے نواب محمد دلاور ۱۹۷۶ء میں سندھ کے گورنر بنے۔

مہاجرین کونسل:

قیام پاکستان کے موقع پر لاکھوں افراد کو اپنے گھربار چھوڑ کر پاکستان ہجرت کرنا پڑا چنانچہ قائد اعظم محمد علی جناح نے ان کی آباد کاری کے لئے مہاجرین کونسل تشکیل کرنے کا اعلان کیا جس میں درج ذیل صوبوں کو مقررہ آدمی بسانے کا حکم دیا

صوبہ سندھ ۲,۰۰,۰۰۰

صوبہ سرحد ۱,۰۰,۰۰۰

ریاست خیرپور

بہاولپور اور بلوچستان ۱,۰۰,۰۰۰

مہاراجہ دربھنگہ :

۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں ایک سو ہندو مسلمان رہنماؤں کی جو اتحاد کانفرنس طلب کی گئی تھی اس میں سر سندر ناتھ بینرجی، گوپال کرشنا گوکھلے، سر سندر لال، پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت مدن موہن مالویہ، سر تیج بہادر سپرو، لارڈ سنہا، سر سلطان محمد آغا خان، نواب وقار الملک، سر ابراہیم رحمت اللہ قائد اعظم محمد علی جناح، حسن امام، مولانا محمد علی جوہر حکیم اجمل خاں، شفیع احمد بارایٹ لاء اور مولوی رفیع الدین احمد شامل تھے۔

مہتا جمناداس :

دیکھئے منشی کے ایم

مہتہ، سر فیروز شاہ :

برصغیر کے ممتاز سیاست دان، قائد اعظم کو ۱۹۰۳ء کو ان کی رفاقت میسر آئی۔ ۱۹۰۷ء میں قائد اعظم ان کے دفتر میں کام کرتے تھے چنانچہ شہریوں نے قائد اعظم کو ایک مقدمے کی پیروی کرنے کو کہا اتفاق سے قائد اعظم مقدمہ ہار گئے لیکن سر فیروز شاہ مہتہ نے اسے بالکل محسوس نہ کیا۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ قائد نے بڑی محنت اور دیانت سے مقدمہ لڑا تھا۔ فیروز شاہ مہتہ نے بمبئی کرانیکل جاری کیا تھا لیکن ۱۹۱۵ء میں جب ان کا انتقال ہو گیا تو قائد اعظم اس اخبار کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین منتخب ہوئے۔

مہدی علی خاں، نواب :

تحریک پاکستان کے مجاہد اور گجرات کے مشہور سیاسی رہنما، ۱۹۴۴ء میں جب حضرت قائد اعظم گجرات تشریف لے گئے تو انہوں نے قائد کے استقبال کے لئے تمام انتظامات کئے۔

وہ گجرات میں پیدا ہوئے زمیندار ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد علی گڑھ چلے گئے جہاں سے انہوں نے بی اے کیا۔ فراغت کے بعد بحیثیت تحصیلدار ان کی تعیناتی ہوئی۔ پھر مختلف اضلاع میں متعدد عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۴۶ء میں حضرت قائد اعظم نے جب انگریزوں کی ملازمت چھوڑنے اور مسلم لیگ میں شامل ہونے کی اپیل کی تو انہوں نے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ اور مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان کے لئے سرگرم عمل ہو گئے سول نافرمانی کے سلسلے میں جیل بھی کاٹی۔

پنجاب اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۲ جون ۱۹۵۸ء کو گجرات میں وفات پائی مدفن وہیں ہے۔

مہناز رفیع :

تحریک پاکستان کی ممتاز کارکن ان کی قائد اعظم سے ملاقات ۱۹۴۶ء میں جامعہ ملیہ دہلی میں ہوئی۔ بقول مہناز رفیع کے قائد اعظم نے سیاست میں منفرد مقام حاصل کرنے کے لئے سچائی کی بنیاد ڈالی انہوں نے ہمیشہ سچ اور جھوٹ کے درمیان فاصلہ رکھا اپنے لئے کبھی نفع و نقصان کو نہ دیکھا وہ اسلام کے اصولوں پر چلتے ہوئے ایک فلاحی مملکت چاہتے تھے وہ نہ صرف مسلمان مرد اور عورت کو برابر سمجھتے تھے بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں سے بھی برابر کا سلوک کرتے تھے۔

موہٹہ پیلس :

یہ بندر روڈ کراچی پر واقع عمارت قائد اعظم کی ملکیت تھی اور اسے قائد اعظم نے محترمہ فاطمہ جناح کو دے دیا تھا۔ اس میں چارٹرڈ بنک بھی قائم رہا، لیکن قائد اعظم نے پاکستان میں اپنے شیرز اور موہٹہ چیمبرز کو فروخت کر دیا تھا۔

میثاق لکھنؤ :

۱۹۱۶ء میں لکھنؤ کے مقام پر آل انڈیا نیشنل کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مابین جو سمجھوتہ طے پایا اسے میثاق لکھنؤ کہا جاتا ہے۔ اس میں قائد اعظم محمد علی جناح نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے یہ سمجھوتہ اس لئے کرایا کہ انگریز پہلی عالمی جنگ کے بعد نئی آئینی اصلاحات نافذ کرنے کا وعدہ کر چکے تھے اور خیال تھا کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات کی آڑ لے کر عوام کو حکومت میں اتنے اختیارات نہیں دیں گے جتنا لوگ چاہتے ہیں۔ ایسے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین جھگڑا ختم کرانا بڑا ضروری تھا چنانچہ میثاق لکھنؤ کے بعد کوئی سیاسی جھگڑا باقی نہ رہا اور ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک متحدہ محاذ بن گیا اس کی

اہم باتیں یہ ہیں

۱۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کا اصول مان لیا۔

۲۔ قانون ساز مجالس میں مسلمانوں کے لئے پاسنگ کا حق تسلیم کر لیا گیا (پاسنگ کا مطلب ہے آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی)

۳۔ مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کے لئے ایک تہائی نمائندگی۔

اس سمجھوتے سے مسلمانوں کو کچھ نقصان بھی ہوا وہ یہ کہ جب مسلمانوں کو ہندو اکثریتی صوبوں میں پاسنگ ملا تو ہندوؤں کی اکثریت قائم رہی لیکن اس کے بدلے جب ہندوؤں کو مسلم اکثریتی صوبوں میں پاسنگ ملا تو چونکہ ان صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت معمولی تھی اس لئے وہ اقلیت میں بدل گئی بہرحال مسلمانوں نے انگریز کے خلاف متحدہ محاذ بنانے کی خاطر یہ قربانی دے دی۔

مجسٹریٹ:

۱۹۰۰ء میں اتفاق سے بمبئی میں ایک مجسٹریٹ کی آسامی خالی مل گئی قائداعظم نے آسامی کے حصول کے لئے درخواست پیش کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس آسامی کا حصول آسان نہ تھا کچھ اثر و رسوخ کی ضرورت تھی لیکن قائداعظم کے پاس اپنی قابلیت کے سوا کچھ نہ تھا اس وقت سر چارلس آلیونٹ شعبۂ عدل و انصاف کے وزیر تھے اور اس آسامی کا پُر کرنا صرف انہی کے اختیار میں تھا چنانچہ قائداعظم ایک کرایہ کی گاڑی پر بیٹھ کر سیدھے ان کے پاس پہنچے سر چارلس انہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اس آسامی پر قائد کا تقرر کیا یہ آسامی تین ماہ کے لئے تھی لیکن میعاد ملازمت میں مزید تین ماہ کی توسیع کر دی گئی اس عرصہ میں جو تنخواہ ان کو ملی اس سے کچھ تو سابقہ قرضے ادا کئے اور جو بچا اسے آئندہ کے لئے محفوظ رکھا جب اس ملازمت کا زمانہ ختم ہو گیا تو دوسری ملازمت مل گئی جو پندرہ سو روپے ماہوار تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر اسے رد کر دیا کہ وہ سو روپیہ یومیہ کمانا چاہتے ہیں۔

میڈنز ہوٹل (دہلی):

قائداعظم محمد علی جناح دسمبر ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے بمبئی سے اپنی اہلیہ کے ہمراہ دہلی تشریف لائے تو انہوں نے میڈنز ہوٹل میں قیام کیا۔

میر کارواں:

جناب حفیظ ہوشیارپوری ملک کے ممتاز شاعر تھے انہوں نے قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا۔

یہ معجزہ ہے ترا میر کارواں بن کر
وہ طرح ڈالی ہے تعمیر گلستاں کے لئے
پیام لطف و مروت ہے جو زمانے کو
نوید صلح و محبت ہے اک جہاں کے لئے

میر کارواں:

یہ کتاب پنجاب لیکچررز ایسوسی ایشن نے قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات میں عملی طور پر حصہ لیتے ہوئے قائداعظم کی شخصیت اور افکار سے متعلق (پچیس مقالات پر مشتمل) مرتب کی۔ اس میں قائداعظم کی شخصیت، فکر اور جدوجہد کے حوالے سے تحریک آزادی اور تخلیق پاکستان کے بنیادی محرکات اور عوامل کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔

میر لائق علی:

انجمن اتحاد المسلمین کے سرگرم کارکن نومبر ۱۹۴۷ء میں نظام حیدر آباد دکن نے انہیں سلطنت آصفیہ کا وزیر اعظم مقرر کیا تھا۔ مسلمانوں کی خدمات کی بدولت وہ بہت جلد قائداعظم کے قریب آ گئے۔

وہ ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے مانچسٹر یونیورسٹی سے پی ایس سی کا امتحان پاس کیا تعلیم کے دوران ہی وہ حیدر آباد دکن کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینے لگے۔ نومبر ۱۹۴۷ء سے ستمبر ۱۹۴۸ء تک حیدر آباد دکن کے وزیراعظم رہے۔ حیدر آباد دکن کے قبضے کے ساتھ

ہی انہیں گرفتار کر لیا گیا تاہم مارچ ۱۹۵۰ء میں بھاگ کر پاکستان آگئے۔ کراچی پہنچ کر انہوں نے وزارت دفاع میں بحیثیت مشیر خدمات انجام دیں۔

قائداعظم نے قیام پاکستان کے اقتصادی احکامات کا جائزہ لینے کے لئے جو کمیٹی بنائی تھی وہ اس کے رکن تھے، پاکستان نے اقوام متحدہ میں اپنا جو پہلا وفد بھیجا تھا اس میں بھی وہ شریک تھے۔ کراچی آنے کے بعد انہوں نے پاکستان میں مقیم حیدر آباد دکن کے باشندوں کے لئے حیدر آباد ٹرسٹ قائم کیا جس کے تحت کراچی میں پہلی ماچس فیکٹری قائم ہوئی۔

انہوں نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو نیویارک میں انتقال کیا۔ وہ حکومت پاکستان کی درخواست پر بنگلہ دیش کے سٹنٹ کے خلاف عالمی رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے نیویارک گئے تھے۔

میراث قائداعظم:

یہ کتاب لاہور ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب جاوید اقبال نے لکھی اور اسے دسمبر ۱۹۶۷ء میں محترمہ فاطمہ جناح سے منسوب کر کے فیروز سنز نے لاہور سے شائع کیا، یہ کتاب ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں قائداعظم محمد علی جناح کے نظریات کو ان عنوانات کے تحت پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ اسلامی جمہوریت

۲۔ اسلامی سوشلزم

۳۔ قومی شیرازہ بندی ۴۔ تعلیم

۵۔ سرکاری ملازمین

۶۔ خارجہ پالیسی

۷۔ دفاع

۸۔ اشاریہ

میرا قائد:

ایک مضمون جو اسلامیہ کالج لاہور کے ایک طالب علم مسٹر ضیاء الحق نے لاہور میں قائداعظم کی آمد اور اسلامیہ کالج کے طلبا سے خطاب کے بارے میں لکھا۔ مضمون کے الفاظ یہ تھے۔

مسلم لیگی اور کانگریسی لیڈر نے کیبنٹ مشن کے اہم رکن کرپس سے مذاکرات شروع کئے انہی دنوں قائداعظم لاہور تشریف لائے تو لاہور کے مسلمانوں نے اپنے محبوب لیڈر کا مثالی استقبال کیا صبح کے وقت قائداعظم لاہور پہنچے۔ فرنٹیئر میل کی آمد سے پہلے لاہور ریلوے اسٹیشن پر اتنے مسلمان اکٹھے ہو گئے پلیٹ فارموں پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی فلک شگاف نعروں میں قائداعظم کو خوش آمدید کہا گیا پھر وہ ریلوے اسٹیشن سے ممدوٹ ولا پہنچے پھر بعد از دوپہر قائداعظم کو ممدوٹ ولا سے اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں لایا گیا ڈیوس روڈ (جہاں ممدوٹ ولا ہے) سے لے کر کالج تک راستے کو نئی نویلی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور قائداعظم کا جلوس اس شان سے چلا کہ ان کی کار کے آگے چار موٹر سائیکلیں تھیں جن پر دو دو جوان سوار تھے پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوان کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ موٹر سائیکل چلانے والوں کے گلوں میں ریوالور لٹک رہے تھے ان موٹر سائیکل سواروں میں اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر خواجہ عبدالحی کے بھائی خواجہ زکریا بھی شامل تھے جو آج پاکستان ایئر فورس میں بہت بڑے عہدے پر فائز ہیں۔ خواجہ زکریا چوڑی چھاتی مضبوط اعضاء اور ساڑھے چھ فٹ قامت کا جوان تھا اس کے چہرے کا رنگ گندمی چمک رہا تھا اس کے علاوہ قائداعظم کی تقریر سننے کے لئے پورے پنجاب کے کالجوں سے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکن آئے تھے ان میں کیمبل پور (اب اٹک)، میانوالی، سرگودھا کے چھ چھ فٹ لمبے جوان شامل تھے جنہیں دیکھ کر قائداعظم کے لبوں پر بار بار مسکراہٹ پھوٹ رہی تھی انہیں دیکھ کر ہی قائداعظم نے کہا یہ خوبصورت صحتمند اور جوان بیٹے میرے ساتھ ہیں میں انہیں ساتھ لے کر چلا ہوں میں دیکھوں گا ان کی موجودگی میں دنیا کی کون سی طاقت ہمیں پاکستان کے حصول سے روک سکتی ہے

کچھ شرپسندوں نے قائداعظم کے اس جلسے کو ناکام بنانے کا پروگرام بنا رکھا تھا یہی وجہ تھی کہ قائداعظم کو موٹر سائیکل سواروں کی حفاظت میں ممدوٹ ولا سے اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں لایا گیا تاکہ شرارتی عنصر کوئی گڑبڑ پیدا نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ اس جلسے کو کامیاب بنانا پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے لئے وقار کا مسئلہ بن گیا تھا کیونکہ کیبنٹ مشن کے اراکین قائداعظم کی مقبولیت کا اندازہ کرنے کے لئے لاہور آئے تھے۔

اسلامیہ کالج کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں قائداعظم کی تقریر

سننے کے لئے تقریباً ڈھائی لاکھ مہمان جمع تھے کرپس اور اس کے ساتھی کالج گراؤنڈ سے ملحقہ وطن ہائی سکول کی چھت کے اوپر بیٹھے مسلمانان لاہور کے جوش و خروش کو دیکھ رہے تھے میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا رضا کار تھا اور میری ڈیوٹی سٹیج کی پشت پر تھی قائد اعظم نے تقریر شروع کی تو قریبی مبارک مسجد سے اذان کی آواز سنائی دی حاضرین جلسہ حیران تھے کہ اس وقت کسی نماز کا وقت نہ تھا آخر اس بے وقت اذان کا کیا مطلب۔

تھوڑی دیر کے بعد جلسہ گاہ کے ایک کونے میں خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ المشرقی نمودار ہوئے اور آہستہ آہستہ سٹیج کی طرف بڑھنے لگے ان کی آمد سے جلسے میں شور مچ گیا جو بعد میں طوفان بدتمیزی کی صورت اختیار کر گیا۔ علامہ مشرقی اس طوفان کے بہاؤ پر بہتے بہتے سٹیج پر قائد اعظم کے قریب پہنچ گئے ان کے اس فعل نے عوام کو اتنا مشتعل کر دیا کہ لوگ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور انہوں نے سٹیج پر سے علامہ مشرقی کو گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اسلامیہ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر عمر حیات ملک قائد اعظم کے قریب بیٹھے تھے۔ حاضرین جلسہ نے علامہ مشرقی کو سٹیج سے گھسیٹ کر ہاتھوں پر اچھالنا شروع کر دیا مگر اس وقت میرے قائد نے انتہائی بردباری اور صبر و تحمل کا ثبوت دیا اور عمر حیات ملک سے مخاطب ہو کر بولے۔

دیکھئے مسٹر ملک علامہ مشرقی کو بحفاظت گھر پہنچنا چاہئے۔

(ماخذ روزنامہ مشرق لاہور ۱۰ جنوری ۱۹۸۷ء
مضمون قائد اعظم محمد علی جناح اور اسلامیہ کالج لاہور
از پروفیسر محمد صدیق

میرا قائد:

زیڈ اے سلہری کی تصنیف

زیر نظر کتاب بزرگ صحافی کی ۱۹۴۵ء کی انگریزی تصنیف "مائی لیڈر" کا محض اردو ترجمہ ہی نہیں بلکہ قائد اعظم کا نظریہ سیاست قومی بیداری، کیا پاکستان ناگزیر تھا؟ قائد اعظم ایوب اور سیاست دان، انگریز کی قائد اعظم دشمنی، قائد اعظم بحیثیت انسان، قائد اعظم کیا چاہتے تھے؟ ایک غلط تناظر، قائد اعظم اور حکیم الامت، ہم نے قائد کو مار دیا۔ مسلم تحریکوں کے عوامل اور نتائج، بنیادی مسئلہ، امن ملک کے اندر اور ملک کے باہر، میرا وطن میرا اپنا وطن۔ قائد اعظمؒ کے نقش قدم پر، برطانیہ میں جہاد آزادی کی داستان قائد اعظمؒ اور اسلامی مملکت میرے قائد اعظمؒ، کیا قائد اعظم کا تصور پاکستان گہنا رہا ہے پر مشتمل انیس مضامین یا مقالوں کے اضافے نے اس کتاب کی افادیت اور بڑھا دی ہے اور اسے "اپ ٹو ڈیٹ" بنا دیا ہے کتاب کا وہ حصہ قابل ذکر ہے جس میں فاضل مصنف نے اس موضوع پر بحث کی ہے کہ گاندھی جی نے یہ جانتے ہوئے کہ تحریک خلافت ناکام ہو جائے گی، بڑی عیاری سے۔ اس تحریک کا ساتھ دیا اور مسلمان جذباتیت سے اس درجہ مغلوب ہو گئے کہ انہوں نے گاندھی جی کو اپنا لیڈر تسلیم کر کے اسے جامع مسجد کے منبر پر لا بٹھایا۔ گاندھی نے دو تین سال تک مسلمانوں کو خوب مغالطہ میں رکھا اور بالآخر اس نے اپنا آپ بے نقاب کیا جب یہ تحریک ناکام ہو گئی۔ قائد اعظم انہی دنوں کانگریس کے اس مرد پیر کی عیاری کو بھانپ گئے تھے۔ کہ وہ مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر درپردہ کانگریسی راج کی بنیادیں رکھ رہا ہے۔ اس کے باوجود وہ کانگریس کا اس امید پر ساتھ دیتے رہے کہ شاید کوئی کانگریسی رہنما ہوش کے ناخون لے۔ اور جب اتمام حجت ہو گئی تو مسلم لیگ کی صدارت قبول کر کے اسے استحکام بخشا، مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کی شکل دی اور بے مثال قیادت سے مسلمانوں کی منزل اول پاکستان حاصل کیا۔ قائد اعظمؒ اور پاکستان سے سلہری صاحب کی وابستگی اور وفاداری ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ پاکستان اور قائد اعظمؒ کے ہر طالب علم اور بالخصوص نسل نو کے لئے نہایت ضروری ہے۔

میراں محمد شاہ:

ممتاز سندھی شاعر، ادیب، سیاست دان اور سفارتی نمائندے۔

وہ ۱۹ مارچ ۱۸۹۸ء کو حیدر آباد کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے ۱۹۱۷ء میں سندھ مدرسۃ السلام سے میٹرک اور ۱۹۲۰ء میں ڈی جے سندھ کالج سے بی اے کیا اس کے بعد بمبئی یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔

شاعر اور نثر نگار کی حیثیت سے مشہور تھے اس زمانے میں وہ مجبور تخلص کرتے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کے چیئرمین منتخب ہوئے اس وقت تک سندھ صوبہ بمبئی کا ایک حصہ

تھا ۱۹۲۸ء میں سندھ سے بمبئی اسمبلی کے رکن بنے۔ سائمن کمیشن کا ممبر بھی مقرر کیا گیا ۱۹۲۹ء سے ۱۹۲۱ء تک ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کے صدر رہے ۱۹۳۱ء میں انہیں سندھ مسلم ادبی سوسائٹی کا صدر اور ۱۹۳۴ء میں سندھ کو صوبہ بمبئی سے الگ کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی اس میں وہ سیکرٹری تھے۔ سندھ کو ۱۹۳۷ء میں جب صوبے کا درجہ ملا تو انہیں صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب کیا گیا۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۸ء تک سندھ اسمبلی کے سپیکر رہے۔ ۱۸ اپریل ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۲ء تک مختلف وزارتوں میں رہے۔ ۱۹۵۲ء میں اسپین میں پاکستان کے سفیر بنے۔ پھر کراچی امپرومنٹ ٹرسٹ کے چیئرمین بنا دئے گئے آخر میں شاہ عبداللطیف یادگار کمیٹی کے سیکرٹری اور سندھی ادبی بورڈ کے چیئرمین رہے اشعار کا مجموعہ کلیات میر کے نام سے طبع ہوا ۱۶ نومبر ۱۹۶۳ء کو حیدر آباد میں انتقال کیا۔

میر ایم کے:

قائد اعظم جب مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلے میں لاہور آئے تو انھوں نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر قائد اعظم کو سلام عرض کرتے ہوئے ان کا ہاتھ تھام لیا اور کہنے لگے خادم کو ایم کے میر کہتے ہیں۔ قائد اعظم کے مسکراتے ہوئے چہرے پر ایک دم خفگی آگئی اور وہ کہنے لگے مسٹر میر آپ نے سخت غلطی کی ہے۔ کہتے ہوئے پلیٹ فارم پر اتر آئے وہ کہنے لگے کہ میں حیران تھا کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے قائد اعظم نے اس وقت کہا اب مجھے ان سب سے مصافحہ کرنا ہوگا اور پھر انھوں نے ان سب لوگوں سے باری باری ہاتھ ملایا جو انہیں الوداع کرنے کے لئے پلیٹ فارم پر جمع تھے۔ اتنے میں گاڑی حرکت میں آگئی اور قائد سب سے مصافحہ کرنے کے بعد چلتی گاڑی میں سوار ہوگئے۔

میر پور خاص:

سندھ کا ایک ضلع۔ قائد اعظم محمد علی جناح دسمبر ۱۹۴۰ء کے تیسرے ہفتے میں مسلم لیگ کے رہنما فقیر محمد منگریو کی دعوت پر میر پور تشریف لے گئے وہ کراچی سے بمبئی جاتے ہوئے یہاں ٹھہرے تھے۔ قائد اعظم کا استقبال میر پور خاص ریلوے سٹیشن پر خان بہادر چوہدری غلام حسین اور ان کے رفقاء نے کیا۔ قائد لطیف گاندھی کی کار میں سوار ہوئے اور ایک جلوس کی شکل میں ریلوے ریسٹ ہاؤس پہنچے۔ دوپہر کا کھانہ محلہ غریب آباد میں خان بہادر غلام محمد وسان کے ہاں کھایا بعد دوپہر کارکنوں کے ایک اجلاس سے خطاب کیا اور شام کو مسٹر لطیف گاندھی کے ہاں چائے پر تشریف لے گئے۔

میونسپل آفس کے نزدیک تقریر کرتے ہوئے قائد نے کہا کہ وہ اپنے اندر اتحاد پیدا کریں اور مسلم لیگ میں شامل ہو کر اس کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ پاکستان حاصل کیا جاسکے قائد اعظم نے ہندوؤں سے کہا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو پوری پوری آزادی ہوگی انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو اسلام نے دئے اور اسلام کسی غیر مسلم کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا۔ اس جلسہ عام کے بعد قائد اعظم رات کو میل ٹرین سے بمبئی روانہ ہو گئے۔

میرٹھ:

بھارت کا مشہور شہر۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۱ فروری اور ۲۲ فروری ۱۹۳۸ء کو میرٹھ میں خطاب فرمایا انھوں نے اچھوتوں کی طرف سے اخبار چھتری کے سٹاف کے ایڈریس کے جواب میں کہا۔

مسلم لیگ نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اقلیتوں کے لئے کام کر رہی ہے ہم ہندوؤں کے دشمن نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس طرح منظم کر دیا جائے کہ اکثریت اپنے زعم و طاقت کے نشہ میں کسی بھی غیر مسلم یا مسلم اقلیت پر ظلم نہ کرے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا کانگریس انصاف سے حکومت کر رہی ہے؟ میرا اور مسلم لیگ کا یہ مقصد ہے کہ ہم کانگریس کو کمزوروں اور مختلف طبقوں اور اقلیتوں کے ساتھ انصاف کرنے کا سبق سکھائیں۔

اسلامی پرچم لہرانے کی رسم ادا کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا۔ کہ جو جھنڈا آج لہرایا گیا ہے یہ نیا نہیں ہے بلکہ تیرہ سو سال پہلے کا اسلامی جھنڈا ہے جس کے نیچے مسلمانوں نے دنیا میں انصاف اور مساوات کی حکومت قائم کی اور دوسروں کے حقوق کی نگرانی کی۔ یہ جھنڈا دو سو برس ہوئے کہ ہندوستان میں کمزور ہو چکا تھا مگر اب مسلم لیگ اس جھنڈے کی عزت برقرار رکھنے کے لئے میدان میں آئی ہے جھنڈا لہرانے کی رسم کے معنی صرف یہ نہیں کہ اسے کھول دیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اور

ہم سب مل کر اس کی عزت قائم رکھنے کا عہد کرتے ہیں اب یہ جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی عزت برقرار رکھو اور اسے سرنگوں نہ ہونے دو اور اس کے نیچے منظم ہو کر خود بھی عزت حاصل کرو اور کمزوروں اور دوسری اقلیتوں کے لئے انصاف کی حکومت قائم کرو۔

میرس روڈ علی گڑھ:

نواب صدر یار جنگ کی کوٹھی اس سڑک پر واقع ہے قائد اعظم جب علی گڑھ تشریف لاتے تو وہ نواب صدر یار جنگ کی کوٹھی پر ہی قیام فرماتے اس کا نام حبیب منزل ہے۔

میکا پیگل:

فلپین کے سابق صدر، وہ ۱۱ جولائی ۱۹۶۲ء کو پاکستان کے سرکاری دورے پر روم سے کراچی پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا اسی روز انہوں نے قائد اعظم کے مزار کی زیارت کی اور پھولوں کی چادر چڑھائی

وہ ۱۹۱۰ء میں صوبہ پام سنگا میں پیدا ہوئے افلاس کے باوجود ذاتی محنت اور تگ و دو سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور قانون اور اقتصادیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لیں، ۳۹ برس کی عمر میں کانگریس کے رکن بنے۔ ۱۹۵۷ء میں فلپین کے نائب صدر منتخب ہوئے۔ اس دوران انہوں نے جاپانی امن کانفرنس میں اپنے ملک کی نمائندگی کی ۵۰۔۱۹۵۱ء میں اقوام متحدہ میں نمائندگی کے فرائض انجام دئے ۱۹۶۱ء میں لبرل پارٹی کی طرف سے انتخابات میں حصہ لیا نومبر ۱۹۶۱ء میں صدر فلپین منتخب ہوئے۔

میکڈانلڈ جیمز:

بمبئی میونسپل کارپوریشن کے صدر، ۱۹۰۳ء میں وہ ایک مقدمے کے سلسلے میں ہائی کورٹ آئے تو کرسی نہ ہونے کی وجہ سے ایک خالی کرسی پر جو وکیلوں کے لئے مخصوص تھی پر بیٹھ گئے اتنے میں قائد اعظم ہائی کورٹ تشریف لے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے بیٹھنے کے لئے کوئی کرسی خالی نہیں ہے۔ قائد نے جیمز میکڈانلڈ کو وکلاء کی کرسی خالی کرنے کو کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ قائد اعظم نے عدالت کے منشی سے کہا کہ وہ کرسی خالی کرائے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے منشی کو متنبہ کیا کہ اگر وہ کرسی خالی نہیں کرائے گا تو وہ اس کی شکایت جج سے کر دیں گے منشی جب جیمز میکڈانلڈ کے پاس گیا تو انہوں نے کرسی خالی کر دی۔ انہوں نے قائد کی اس حرکت پر تاسف نہ کیا بلکہ منشی سے ان کا نام پوچھا اور قائد کو ایک ہزار روپے ماہوار پر کارپوریشن کا مشیر مقرر کر لیا۔

میکڈانلڈ ریمزے:

دیکھئے ریمزے میکڈانلڈ

میکش، مولانا مرتضیٰ احمد خاں:

ممتاز صحافی اور روزنامہ احسان لاہور کے پہلے مدیر اعلیٰ۔ ان کا اخبار لاہور کا پہلا اخبار تھا جس نے مسلم لیگ کی مکمل کر حمایت کی روزنامہ احسان کا افتتاح قائد اعظم نے کیا تھا میکش وہ واحد صحافی ہوئے ہیں جن سے ملاقات کے لئے قائد اعظم خود روزنامہ احسان کے دفتر میں تشریف لائے تھے۔ مرحوم مسلم لیگ کے ہفتہ وار مجلے پاکستان کے مدیر مستول بھی تھے۔

قید فرنگ سے پہلے اور بعد روزنامہ زمیندار سے منسلک رہے اور کچھ عرصہ مدیر اعلیٰ بھی رہے روزنامہ انقلاب میں بھی کام کیا بعد ازاں روزنامہ شہباز جاری کیا، جو تقسیم ہند کے بعد مسلم لیگ کا ترجمان بن گیا مغربی پاکستان اور روزنامہ نوائے پاکستان کے مدیر اعلیٰ بھی رہے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ صحافت میں لیکچرار اور ادارہ معارف اسلامیہ اور پنجاب یونیورسٹی کے ادارتی بورڈ کے رکن ہونے کا بھی شرف حاصل رہا ریڈیو پاکستان سے حالات حاضرہ کے موضوع پر تقریریں بھی کیں۔

خلافت اسلامیہ اور مسلم لیگ دونوں تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا سکندر جناح معاہدہ کے نو معزز اراکین میں سے ایک تھے۔

انہوں نے دسمبر ۱۹۳۸ء میں مسلم ہند کے لئے وطن کی ضرورت ہے کے زیر عنوان ایک سلسلہ مضامین لکھ کر تقسیم ہند کو ہندو مسلم مسئلہ کا واحد حل قرار دیا۔ جن کے خلاف ہندو اخبارات مثلاً پرتاپ لاہور کے ایڈیٹر مہاشہ کرشن

نے کڑی نکتہ چینی کی۔

ان کے مضامین کا ذکر سید شریف الدین پیرزادہ نے اپنی کتاب پاکستان منزل بہ منزل جناب کے کے عزیز نے نظریہ پاکستان کی تاریخ اور چوہدری محمد علی نے ظہور پاکستان میں بھی کیا ہے

سرفراز احمد جیرمیلی ان کے بڑے فرزند ہیں۔

میکلوڈ روڈ (علامہ اقبال روڈ):

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۳۶ء میں مرکزی پارلیمانی بورڈ کی تشکیل کے سلسلے میں لاہور تشریف لے گئے تو وہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی میکلوڈ روڈ پر واقع رہائش پر بھی گئے۔ علامہ اقبال نے قائد اعظم کا پرجوش خیر مقدم کیا اس ملاقات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ دونوں رہنماؤں کے مابین جو غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں وہ دور ہو گئیں۔

مہر عثمان، سید مولوی:

کلکتہ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل اور کلکتہ کارپوریشن کے آخری میئر۔ قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم نے ایک خاص مشن پر کئی اندرونی اور بیرونی ممالک میں روانہ کیا۔ انہوں نے پاکستان کے لئے بے پایاں خدمات انجام دیں۔ تحریک خلافت کے سلسلے میں گرفتار ہو کر علی پور سنٹرل جیل کلکتہ میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور وہیں علامہ راغب احسن کے ساتھ مل کر یہ عہد کیا کہ دونوں زندگی بھر انگریزوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمت قبول نہیں کریں گے چنانچہ وہ ساری عمر سکول میں پڑھاتے رہے۔

میرواعظ، محمد یوسف:

قائد اعظم محمد علی جناح جب ۱۹۴۴ء میں کشمیر تشریف لے گئے تو انہوں نے ۱۱ تا ۱۷ جولائی ۱۹۴۴ء میرواعظ محمد یوسف کی رہائش گاہ میرواعظ منزل میں قیام فرمایا۔ قائد اعظم کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ اور انہیں ایک کشمیری شال پیش کی گئی اور جب قائد اعظم نے شال کو کندھوں پر ڈالا تو انہوں نے مسکرا کر کہا

"اب تو میں بھی کشمیری بن گیا ہوں۔"

میرین لائنز، بمبئی:

بمبئی کا مشہور مقام ۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس میرین لائنز میں جناب مظہر الحق بیرسٹر کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں قائد اعظم نے بھی شرکت کی قائد اعظم نے یہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان کی دونوں بڑی سیاسی جماعتیں کوئی مشترکہ لائحہ عمل حکومت کو پیش کریں جس کی شکل متحدہ ہند کے مطالبات کی ہو۔ بنگالی رہنما مولوی اے کے فضل الحق نے اس کی تائید کی قائد اعظم کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۷ افراد پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں راجا صاحب محمود آباد، میاں محمد شفیع، یوسف ہارون، عبد اللہ ہارون، میاں فضل حسین، مولانا ظفر علی خان مولوی ابوالقاسم فضل الحق، مولانا آزاد مولوی محمد اکرم خان، سر آغا خان، سر ابراہیم رحمت اللہ۔ قائد اعظم محمد علی جناح۔ مسٹر عمر سوبانی سید علی امام، مسٹر مظہر الحق ڈاکٹر سید محمود۔ ڈاکٹر ایم اے انصاری حکیم محمد اجمل خان، میاں محمد حاجی جان، جان محمد چھوٹانی، سیٹھ یعقوب حسن، حاجی محمد عبد الشکور جمال اور حاجی احمد مُلّا داود شامل تھے۔

میکفرسن:

بمبئی کے قائم مقام ایڈوکیٹ جنرل، میکفرسن سے قائد اعظم کی ملاقات ان کے ایک دوست کی وساطت سے ہوئی میکفرسن قائد سے مل کر خاصا متاثر ہوا اور اس نے قائد اعظم کو یہ پیش کش کی کہ وہ ان کے ساتھ کام کریں اور ان کی لائبریری سے استفادہ کریں۔ قائد اعظم میکفرسن سے اس لئے بھی متاثر تھے کہ اس زمانے میں کسی ہندوستانی بیرسٹر کے لئے کسی انگریز کی جانب سے ان جذبات کا اظہار غیر معمولی بات تھی۔

میکفرسن نے قائد اعظم کی ذہانت اور ان کی بے پایاں شخصیت کو مد نظر رکھتے ہوئے چند مقدمات بھی ان کے سپرد کئے

میمن ایوان تجارت:

میمن ایوان تجارت کے اراکین قائد اعظم سے بہت محبت

رکھتے تھے اس بات کا ثبوت انہوں نے اس وقت دیا جب قائد اعظم رفیق صابر نامی شخص کے قاتلانہ حملے سے شدید زخمی ہوئے اور جب وہ شدید علالت کے بعد صحت یاب ہوئے تو قائد اعظم کی صحت یابی کی خوشی میں انہوں نے ایک تقریب کا اہتمام کیا۔

یہ تقریب ۱۴/اکتوبر ۱۹۴۳ء کو بمبئی میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر قائد اعظم نے اجتماع سے خطاب بھی کیا جس کا یہاں خلاصہ پیش کیا جارہا ہے

میں حملے کے متعلق زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیوں کہ یہ معاملہ عدالت کے زیر سماعت ہے تاہم یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ لوگوں کو دھمکیاں دینے یا ان کی جانوں پر حملے کرنے سے ان کے عقائد نہیں بدل سکتے جو مسائل اس وقت ہمارے سامنے ہیں ان کا تصفیہ قاتلوں کی چھریوں سے نہیں ہو سکتا یہ اس حقیقت کا واضح اعادہ ہے جس کا اعلان قرآن کریم نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کیا تھا اور جس کو ہر مسلمان کے عقائد واعمال کی بنیادی اساس ہونا چاہئے یعنی "لاا کراہ فی الدین"

اس موقع پر انہوں نے مخالفین سے کہا کہ وہ مسلم لیگ میں نفاق پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے بے شک مسلم لیگی رہنماؤں کو ہلاک کر سکتے ہیں لیکن اگر ان کی زندگی باقی ہے تو کوئی انہیں ختم نہیں کر سکتا۔ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ مارنے والے سے زندہ رکھنے والا قوی تر ہے اور وہ مالک حقیقی سب کا محافظ ہے مسلم لیگ کسی رہنما یا ذات کا نام نہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی قومی تنظیم ہے۔

مینار پاکستان:

قرارداد پاکستان کی یاد تازہ کرنے کے لئے اقبال پارک لاہور میں جو مینار تعمیر کیا گیا ہے اس پر قائد اعظم محمد علی جناح کی نظریہ پاکستان کے سلسلے میں کی جانے والی تقاریر کے اقتباسات اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی ایک تقریر کا وہ اقتباس بھی شامل ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا

اپنا فرض بجالاتے رہو۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ختم نہیں کر سکتی۔

مینار پاکستان ۱۸ ایکٹر رقبہ پر محیط ہے۔ اس کی تعمیر کے سلسلے میں ۱۹۶۰ء میں صدر ایوب نے ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ اس کا نقشہ ممتاز ماہر تعمیرات مراد خاں نے بنایا اور یہ مینار پانچ سال کی مدت میں میاں عبدالخالق اینڈ کمپنی نے ۷۵ لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل کیا۔ مینار کی بلندی ۱۹۶ فٹ ہے اور سٹین لیس سٹیل کا بالائی حصہ ساڑھے سولہ فٹ ہے۔

مینار پر جو خطاطی کی گئی وہ حافظ محمد یوسف، صوفی خورشید عالم محمد صدیق الماس رقم، ابن پروین رقم اور محمد اقبال کی مرہون منت ہے اب یہاں تفریح کے تمام مواقع میسر ہیں۔

میو ہسپتال لاہور:

لاہور کا قدیم ترین ہسپتال۔ قائد اعظم اس ہسپتال میں اس روز تشریف لائے جب وہ بمبئی سے ۲۰ مارچ کو لاہور پہنچے اور انہوں نے ۱۹ مارچ کو بھی بازار میں نوگزہ کی قبر کے نزدیک پولیس فائرنگ کے نتیجے میں زخمی ہونے والے خاکساروں کی عیادت کی حالانکہ ان کے پروگرام میں خاکساروں کی عیادت شامل نہ تھی بلکہ وہ لاہور ریلوے سٹیشن پر اترے تو انہیں خاکساروں کا پولیس کے ساتھ تصادم اور ان کے زخمی ہونے کا بتایا گیا تو وہ سیدھے میو ہسپتال تشریف لے گئے۔

مینن ، وی پی:

ٹرانسفر آف پاور ان انڈیا کے مصنف۔ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا کہ مسلم لیگ کے مطالبے نے معین شکل ظاہر ہوگئی جس پر مسلم لیگ اب تک بغیر اس کی تعریف کئے ہوئے اصرار کر رہی تھی اور اس سے عموماً مسلمانوں میں مسٹر جناح کی حیثیت بڑھی اور ان کا وقار بلند ہوا۔

ویول پلان کے بارے میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ ویول پلان کو ترک کرنے سے بلاشبہ جناح اور مسلم لیگ کی پوزیشن مستحکم ہوگئی مسٹر جناح ہی ایک ایسے شخص ہیں جو کچھ کر سکتے ہیں اس لئے اب تک تذبذب میں گرفتار مسلمان سیاست دان اور عام لوگ مسلم لیگ کی طرف مائل ہونے لگے۔

ن

ناٹی بوائے:

قائداعظم اپنی عمر سے زیادہ چھوٹی عمر والے رہنماؤں کو ناٹی بوائے کہتے سردار عبدالرب نشتر، راجا صاحب محمود آباد قاضی عیسیٰ کو اسی طرح مخاطب کرتے

نارتھ ویسٹرن مسلم ریلویز ایمپلائز ایسوسی ایشن:

۱۹۴۰ء میں قائد اعظم سے نارتھ ویسٹرن مسلم ایمپلائز ایسوسی ایشن کا ایک وفد ان کی رہائش گاہ دہلی گیا تو وفد کے قائد قیوم نامدار نے ان سے مختصر الفاظ میں اپنا مافی الضمیر بتایا انہوں نے فرمایا۔

میں مسلمانان ہند کی حالت زار سے بخوبی واقف ہوں۔ زندگی کے ہر شعبے میں انگریز حاکموں کو ناانصافیاں اور ہندو افسروں کی دھاندلیاں مجھ سے پوشیدہ نہیں وفد کے قائد نے کہا کہ ہم سب بے جان مورتیوں کی طرح ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور کان ان کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ ہمارے گرد آہنی حصار کھڑے کر دیئے گئے ہیں ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اس طرح تو ساری قوم بے بس ہو کر رہ گئی ہے مجھے ابھی بہت کام کرنا ہے میں اگر ریلوے کے مسلمان ملازمین کی ہی نمائندگی کرنے لگوں تو باقی بھائیوں کا کیا ہو گا۔ آپ مطمئن رہئے۔ آپ کی مشکلات سے بے خبر نہیں۔ وقت قریب آرہا ہے آپ صرف محکمہ ریلوے میں ہی مسلمانوں کی آبادی کے مطابق نمائندگی چاہتے ہیں میں انشاء اللہ ریلوے کا سارا محکمہ آپ کے حوالے کر دوں گا۔

ناسخ سیفی:

تحریک پاکستان کے رکن اور روزنامہ سعادت کے بانی اور مدیر۔ قائداعظم کے کہنے پر کمالیہ سے ہفت روزہ سعادت کا اجراء کیا۔

وہ ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے انہوں نے تعلیم کی تکمیل کے بعد صحافت کو پیشے کے طور پر اپنایا۔ ۱۹۴۳ء میں کمالیہ سے ہفت روزہ سعادت جاری کیا جسے بعد ازاں فیصل آباد اور پھر لاہور منتقل کر دیا گیا اور اسے روزنامہ بنا دیا انہوں نے تحریک پاکستان کے دنوں میں اپنے اخبار کے ذریعے قائد اعظم کا پیغام گھر گھر پہنچانے کی سعی کی۔

وہ مسلم لیگ کے بھی فعال رکن رہے اور وفات تک اس سے وابستہ رہے۔

۷ جولائی ۱۹۸۳ء کو کمالیہ میں دفن ہوئے۔

ناصر زیدی:

انہوں نے بچوں کے لئے وہ رہبر ہمارا وہ قائد ہمارا کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ شاعر، ادیب اور صحافی کی حیثیت سے ان کی شہرت مسلمہ ہے۔

وہ ۸/ اپریل ۱۹۴۳ء کو مظفر نگر یوپی میں پیدا ہوئے انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا شعر و شاعری کا شوق زمانہ طالب علمی سے تھا چنانچہ جلد ہی اور چھوٹی عمر میں عمدہ شعر کہنے لگے۔ ستمبر ۱۹۶۶ء میں برصغیر کے مشہور مجلے ادب لطیف کے مدیر مقرر ہوئے سال قائداعظم کی نسبت سے ایک کتاب وہ قائد ہمارا لکھی۔

دیگر تصانیف میں یہ شامل ہیں۔

بچوں کے لئے کہانیوں کے مجموعے (۲) منتخب افسانے (۱۹۶۷۔ ۱۹۱۷) منتخب غزلیں ۱۹۸۰۔ ۱۹۸۴ ڈوبتے ہوئے چاند کا منظر، وصال بیاد شاعر مشرق انتخاب نعت قابل ذکر ہیں۔

پاکستان رائٹرز گلڈ کے رکن ہیں

ناصر محمود شاہ:۔

تحریک پاکستان کے کارکن۔ ۱۹۴۴ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح سیالکوٹ میں پنجاب مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو انہیں استقبالیہ کمیٹی کا خزانچی مقرر کیا گیا۔ ۱۹۳۷ء میں سیالکوٹ میں مسلم لیگ کی شہری شاخ قائم ہوئی تو اس کے قیام میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان کے سلسلے میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں مندوب کی حیثیت سے شریک ہوئے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی انتخابی مہم کو چلانے کے لئے اپنے

مکان کو انتخابی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اس دوران ۱۹۴۵ء میں شہری مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ خضر وزارت کے خلاف تحریک سول نافرمانی میں رضاکاروں کے ہمراہ گرفتاری پیش کی۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی دیکھ بھال اور آباد کاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۱۹۸۸ء میں ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر حکومت پنجاب نے تحریک پاکستان گولڈ میڈل سے نوازا۔

ناظم الدین خواجہ:

قائداعظم محمد علی جناح خواجہ ناظم الدین کو اپنا معتمد ساتھی سمجھتے انہوں نے ۱۵ فروری ۱۹۴۲ء کو بنگال مسلم لیگ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ سراج گنج میں فرمایا:

خواجہ ناظم الدین ذمہ دار رہنما ہیں اور پاکیزہ کردار کے مالک ہیں۔ ان کا ریکارڈ بالکل صاف ستھرا ہے انہوں نے اپنی پوری عملی زندگی میں اپنا دامن ہر الزام سے پاک بے داغ رکھا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جب ان سے کہا کہ وہ قائداعظم کے جانشین ہیں تو انہوں نے کہا۔

"میں قائداعظم کا جانشین نہیں ان کا سایہ ہوں اور بس اتنا میرے لئے باعث فخر ہو گا۔

یہ فروری ۱۹۴۱ء کی بات ہے کہ غیر منقسم بنگال میں مخلوط وزارت توڑی جا چکی تھی۔ بابائے ملت قائداعظم محمد علی جناح سراج گنج میں صوبہ بنگال کی مسلم لیگ کانفرنس میں خطبہ صدارت پڑھ رہے تھے قائداعظم نے فرمایا۔

جب مخلوط جماعت توڑ دی گئی تو ہزایکسیلنسی (گورنر) کا فرض تھا کہ وہ عظیم ترین واحد جماعت کے لیڈر کو طلب کرتے یہ جماعت بلاشبہ مسلم لیگ تھی ان کا فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اس جماعت کے سربراہ خواجہ ناظم الدین کو طلب کرتے حکومت کو سب سے پہلے اسی رہنما سے پوچھنا چاہئے تھا کہ وہ وزارت بنا سکتا ہے یا نہیں۔ سر ناظم الدین ایک ذمہ دار لیڈر ہیں ان کی شخصیت بے داغ ہے۔ اس آئین کے عمل میں آنے سے بہت پہلے وہ ذمہ دار عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں موجودہ آئین کے نفاذ سے لے کر کابینہ کے استعفیٰ دینے تک وہ سب سے زیادہ اہم وزارت یعنی وزارت داخلہ کے ذمہ دار تھے، یہ تنقید کرنے کا کام سر ناظم الدین کا تھا کہ انہیں کابینہ بنانے کی پیش کش قبول کرنا چاہئے یا نہیں

اگر وہ غلطی کر بیٹھتے اور ہزایکسیلنسی سے کہتے کہ ہاں میں کابینہ بناؤں گا۔ اور پھر وہ کابینہ بنانے میں ناکام ہو جاتے یا عدم اعتماد میں شکست کھا جاتے تو یہ گورنر کی نہیں بلکہ مسلم لیگ کی موت ہوتی۔ مگر گورنر نے انہیں موت کا مقابلہ کرنے کا موقع نہیں دیا۔

ناظم الدین، خواجہ

قائداعظم کے رفیق کار اور مسلم لیگ کے رہنما، وہ خواجہ نظام الدین رئیس احسان منزل ڈھاکا میں ۱۹ جولائی ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)۔ گرامر سکول لندن اور ٹرینٹی ہال کیمبرج میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۲ء میں صرف ۲۸ سال کی عمر میں میدان سیاست میں قدم رکھا اور ڈھاکا میونسپل کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ اور ۱۹۲۹ء تک اس عہدے پر کام کرتے رہے۔ ڈھاکا یونیورسٹی کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن بھی تھے۔

۱۹۲۹ء میں متحدہ بنگال کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے اور ۱۹۳۴ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے اس وقت کی بنگال اسمبلی میں ۱۹۳۰ء میں بڑی کامیابی کے ساتھ مذہبی تعلیم کا بل منظور کرایا مئی ۱۹۳۴ء میں بنگال مجلس قانون ساز کے رکن رہے

اور انہوں نے بنگال کے زرعی قرضہ کا بل اور بنگال دیہی ترقیاتی بل مجلس قانون ساز میں پیش کئے۔ اپریل ۱۹۳۷ء میں متحدہ بنگال کے وزیر داخلہ بنے اور دسمبر ۱۹۴۱ء تک اس عہدے پر فائز رہے مارچ ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۳ء قائد حزب اختلاف رہے اپریل ۱۹۴۳ء میں بنگال میں مسلم لیگ کی وزارت قائم کی اور امور داخلہ کے بھی انچارج رہے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ تک آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے رکن رہے اسٹار آف انڈیا کلکتہ سے جاری کیا۔ اور خاں بہادر عبدالمومن کی معیت میں کلکتہ میں مسلم چیمبر آف کامرس قائم کیا۔ تقسیم کے بعد مشرقی پاکستان کے وزیر اعلیٰ اور پھر قائداعظم کی وفات کے بعد ستمبر ۱۹۴۸ء میں گورنر جنرل بنے۔ بعد ازاں لیاقت علی خاں

کے انتقال کے بعد ۱۹۵۱ء میں وزیر اعظم بنائے گئے۔ وہ اپریل ۱۹۵۳ء تک اسی منصب پر رہے فریضہ حج بھی کیا۔ انتقال ۲۲. اکتوبر ۱۹۶۴ کو ہوا۔

ناگپور:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۲۰ء میں آل انڈیا کانگریس کے اجلاس میں آل انڈیا کانگریس کی رکنیت سے استعفیٰ دیا تھا۔ ازاں بعد وہ مسلم لیگ سے ہی وابستہ رہے

۲۶ دسمبر ۱۹۴۱ء کو ناگپور میں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا جو اجلاس منعقد ہوا اس کی صدارت قائداعظم نے کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد میں کہا گیا تھا کہ مسلم لیگ پہلے کی طرح اب بھی تنہا یا دوسری پارٹیوں کے تعاون سے ملک کے دفاع کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہے بشرطیکہ موجودہ دستور کے تحت مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں اسے مناسب حصہ دیا جائے۔ مگر آئندہ دستور کی تشکیل سے متعلق اہم سیاسی مسئلوں میں اس کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔

بھارت کا یہ مشہور صوبہ مہاراشٹر میں واقع ہے اس کی آبادی تیرہ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے یہاں ۱۹۲۳ میں یونیورسٹی قائم کی گئی۔ پارچہ بافی اور ریشمی کپڑے کے مرکز اور سنگتروں کے لئے پورے برصغیر میں مشہور ہے۔

تجارتی اور صنعتی شہر ہے ایک ہوائی اڈہ بھی ہے۔

نام:

قائداعظم کا پیدائشی نام محمد علی ہے۔ اور یہ نام خاندانی روایات کے مطابق ان کے ماموں قاسم موسیٰ نے رکھا۔ والد جناح پونجا کی نسبت سے محمد علی جناح بھائی لکھنے لگے لیکن بیرسٹری کی سند لینے سے قبل لنکن ان میں درخواست دے کر اپنے نام سے بھائی کا لفظ حذف کرا دیا اور صرف محمد علی جناح نام رکھا۔

نامۂ اعمال:

نواب سر یامین خاں کی سوانح حیات۔ اس میں انہوں نے برصغیر کی سیاسی زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے اور مسلم لیگ کے مختلف اجلاسوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

مسلم لیگ کے ذکر کے ساتھ قائداعظم محمد علی جناح کا ذکر لازم ملزوم ہے اس لئے متعدد جگہوں پر تفصیل سے قائد کے بیانات کو بھی کتاب میں جگہ دی گئی ہے۔

نانا:۔

آغاخاں کے وزیر موسیٰ جمعہ قائداعظم محمد علی جناح کے نانا تھے۔ ۱۸۶۶ء میں جب برطانوی حکومت نے سر آغاخاں کو حقوق و مراعات اور خطابات دیئے تو اس زمانے میں آغاخاں کے وزیر یہی موسیٰ جمعہ تھے ان کی دو اولادیں تھیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی بیٹے کا نام قاسم موسیٰ اور بیٹی کا شیریں موسیٰ تھا۔

موسیٰ جمعہ کا شجرہ نسب اس طرح ہے

ولی
جمعہ
موسیٰ جمعہ
قاسم موسیٰ — شریں موسیٰ
جعفر قاسم — فاطمہ قاسم — خدیجہ قاسم — کلثوم — فضہ
حسین جعفر — موسیٰ جعفر — قاسم جعفر (بڑے)
احمد — زلیخا — شیریں

بحوالہ قائداعظم

ابتدائی تیس سال از رضوان احمد

نانا دتی، ہیرالال

۲۵ اگست ۱۹۲۰ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے جب ہوم رول لیگ کی رکنیت سے استعفیٰ دیا تھا تو ان کے ساتھ دیگر ۱۹ افراد بھی تھے ان میں نانا دتی ہیرالال بھی شامل تھے۔

نانجی جعفر:

قائداعظم محمد علی جناح کے بچپن کے ساتھی وہ بچپن میں قائداعظم کے ساتھ گولیاں کھیلتے رہے لیکن قائداعظم پڑھتے بھی رہے اور وہ وقت بھی آیا جب ایک دن قائداعظم نے اسے گولیاں کھیلتے دیکھ کر کہا بھائی اب گولیاں چھوڑ دو اس سے کپڑے گرد و غبار سے اٹ جاتے ہیں اس کھیل کی بجائے میں تمہارے لئے صاف ستھرا کھیل کا سامان لایا ہوں اس کے بعد نانجی جعفر نے کرکٹ کھیلنا شروع کر دی اور پھر وہ دن بھی آیا جب دونوں ایک دوسرے کے سامنے تھے اور قائداعظم نے

اپنے دوستوں کے سامنے اس سے کہا کہ میں تو انگلینڈ جا رہا ہوں تم دوسرے دوستوں کو کرکٹ کھلاتے رہنا۔

نانک چند:

غازی علم الدین شہید کے مقدمے کا ایک گواہ، قائداعظم جب لاہور ہائی کورٹ میں پیش ہوئے تو نانک چند نے گواہی دیتے ہوئے کہا تھا کہ ملزم (علم الدین شہید) کہتا تھا کہ راج پال میرا دشمن نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔

نائر، راما سوامی:

جسٹس پارٹی کے لیڈر، قائداعظم محمد علی جناح نے جب ۱۹۳۹ء میں یوم نجات منانے کا اعلان کیا تو جسٹس پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے انہوں نے اعلان کیا کہ مسلمان قائداعظم کے کہنے پر یوم نجات منائیں گے لیکن غیر کانگریسی ہندوؤں اور اچھوتوں کو بھی یوم نجات منانے میں مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہئے۔

نٹال (جنوبی افریقہ):

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۱۲ء میں جنوبی افریقہ کے اس صوبے میں آباد ہندوستانیوں کی حالت زار پر قرار داد پیش کی انہوں نے ان ہندوستانیوں کے ساتھ جاری سلوک کو ظلم و جبر سے تعبیر کیا اور اس مسئلے پر سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کے صدر لارڈ منٹو کی شدومد سے مخالفت کی انہوں نے اس ضمن میں فرمایا۔

مائی لارڈ۔ کونسل میں جو قرار داد پیش کی گئی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ قرار داد کے محرک نے غیر مبہم طریقے سے نپے تلے الفاظ میں جس طرح مسئلہ پیش کیا ہے اس کے بعد کسی اور کے لئے کہنے کو بہت کم رہ گیا ہے لیکن سوال کی اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم میں سے کچھ افراد کو اس قرار داد پر اظہار خیال کرنا چاہئے۔ میں بات ہی یہاں سے شروع کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت ہی درد انگیز سوال ہے کیوں کہ جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کے خلاف جو ظلم و تشدد ہو رہا ہے اس سے ہندوستان کے تمام طبقوں کے جذبات شدید مجروح ہوتے ہیں اور ان میں زبردست اشتعال پایا جاتا ہے اس موقع پر لارڈ منٹو نے کہا کہ معزز رکن (محمد علی جناح) کو یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت سلطنت انگلستان کے ایک دوست حصے نٹال کے بارے میں اظہار خیال کر رہے ہیں انہوں نے (محمد علی جناح) جو لفظ "ظلم" استعمال کیا ہے وہ بہت سخت ہے اس لئے انہیں حالات کو ملحوظ رکھ کر مناسب زبان استعمال کرنی چاہئے۔ اس کے بعد قائداعظم نے پھر اپنی تقریر شروع کی اور کہا میں تو اس سے بھی زیادہ سخت زبان استعمال کرنے کے جذبات رکھتا ہوں تاہم اس کونسل کی تشکیل کا بھی مجھے احساس ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی تجاوز نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہندوستانیوں کے ساتھ سخت ترین سلوک ہو رہا ہے اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ملک بھر میں ایسے ہی احساسات پائے جاتے ہیں

مشرقی و جنوبی افریقہ کا صوبہ۔ اس کی آبادی ۳۲ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ پیٹر مارٹزبرگ بڑا شہر اور دارالحکومت ہے ڈربن دوسرا بڑا شہر ہے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ گنے اور تمباکو کی کاشت ہوتی ہے۔

۱۹۱۰ء میں جنوبی افریقہ کا صوبہ بنا۔

نجلنگ آپا:

کانگریس کے صدر۔ وہ ۱۹۰۲ء میں میسور کے ایک غریب زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد پونہ سے قانون کی ڈگری لی اور میسور ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کر دی۔ ۱۹۳۶ء میں میدان سیاست میں آئے۔ تقسیم ہند کے بعد دستور ساز اسمبلی اور کانگریس کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔ اور اس طرح میسور کی سیاست سے ابھر کر مرکزی سیاست میں داخل ہو گئے۔ پھر واپس میسور گئے اور ۱۹۵۶ء میں میسور سے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے ۱۹۶۸ء میں کانگریس کے صدر بنے۔

نجم الحسن کراروی:

ممتاز شیعہ عالم دین اور تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن، انہوں نے قائد سے ملاقات کا ذکر اپنی خود نوشت آہنگ حیات میں کیا ہے۔ ان کی پہلی ملاقات ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء کو پشاور میں سردار عبدالرب نشتر کے مکان پر ہوئی۔ اس ملاقات میں ان

کے ہمراہ غلام حسین خاں، سید رسول شاہ اور ملک غلام عباس بھی تھے۔

یہ ملاقات ۲۵ منٹ پر محیط تھی، اس ملاقات میں بابائے قوم نے کہا کہ اگر علماء نے ہمارا اسی جذبے کے ساتھ ساتھ دیا تو ہم انشاء اللہ جلد اپنی جدوجہد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

وہ ۱۹۱۳ء میں کرارہ صوبہ یوپی میں پیدا ہوئے انہوں نے مدرسہ امجدیہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر مدرستہ الواعظین ناظمیہ، لکھنؤ کالج اور الہ آباد یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوئے ۱۹۳۶ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل طب اور شیعہ عربک کالج سے عماد الادب کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۸ء میں صدر لافاضل کی سند لی۔

۱۹۳۹ء میں پنڈت نیک رام آف کسولی ضلع انبالہ مدرستہ الواعظین لکھنؤ میں آکر مسلمان ہوئے جن کا بعد میں غلام الحسنین نام رکھا گیا مدرستہ الواعظین کے پرنسپل حضرت مولانا سید عدیل اختر نے پنڈت صاحب کو مولانا کراروی کی تحویل میں دے دیا انہوں نے پنڈت جی کو چھ ماہ تک دینی تعلیم دی۔

۱۷ جنوری ۱۹۴۱ء کو کراری میں ایک مدرسہ بنام مدرسہ امجدیہ کھولا۔

جب قادیانیوں کے امیر مرزا بشیر الدین محمود نے پشاور کی ایک تقریر میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ انہیں ایک لاکھ مربع گز زمین دے دی جائے تو انہوں نے اس کی سخت مخالفت کی اور یوں مسلمان مرتد ہونے سے بچ گئے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان مجلس علماء کے قیام سے اس کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۹۵۰ء میں ہفت روزہ شہاب ثاقب جاری کیا، تصانیف یہ ہیں۔

(۱) تاریخ اسلام (سات جلدیں) (۲) چودہ ستارے (۳) ذکر العبا (۴) مختار ال محمد (۵) الغفاری (۶) روح القرآن، (۷) نص خلافت، (۸) بہتر تارے، (۹) صحیح جعفری ترجمہ و تجزیہ اصول کافی

۱۹۷۲ء میں اسلامی نظریات کونسل کے رکن بنے اور تین سال تک رکن رہے قیام پاکستان کے بعد سیاست میں حصہ لیا اور مشکل اوقات میں حکام کو مشوروں سے نوازا۔

یکم جولائی ۱۹۸۲ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

نچلداس وزیرانی

سندھ کے سندھ وزیر قائد اعظم نے ۱۹ فروری ۱۹۴۱ کو سندھ کی سیاسی صورت حال کے سلسلے میں جو بیان جاری کیا اس میں نچلداس وزیرانی کا نام بھی آیا۔ قائد اعظم نے کہ کہا خان بہادر کھوڑو کراچی سے مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے اور انہوں نے سندھ کی سیاسی صورت حال کو نہایت وضاحت کے ساتھ میرے سامنے پیش کیا میں نے اس سلسلے میں سر عبداللہ ہارون سے بھی مشورہ کیا ہے مجھے اس نام نہاد دستاویز کی ایک نقل بھی ملی ہے جو دراصل مسٹر نچلداس وزیرانی سندھ کے ہندو وزیر کے نام ۲۰ نومبر ۱۹۴۰ء کا لکھا ہوا ایک خط ہے اس خط پر مسٹر سید اور خان بہادر کھوڑو کے دستخط ہیں۔ شیخ عبدالمجید کو جوں ہی اس خط کا علم ہوا انہوں نے اس سے بے تعلقی کا اظہار کر دیا

نحاس پاشا۔

۱۹۴۶ء میں جب قائد اعظم محمد علی جناح لندن مذاکرات کے بعد برصغیر واپس آئے تو راستے میں انہوں نے قاہرہ میں وفد پارٹی کے صدر اور مصر کے وزیر اعظم نحاس پاشا سے ملاقات کی۔

ان کا پورا نام مصطفیٰ نحاس پاشا تھا وہ ۱۸۷۶ء میں مصر میں پیدا ہوئے انہوں نے تعلیم کی تکمیل کے بعد میدان سیاست میں قدم رکھا۔ سعد زاغلول پاشا کے بعد وفد پارٹی کے سربراہ بنے۔ برطانوی مصری معاہدے (۱۹۳۶) کی گفت و شنید کے لیڈر تھے اس معاہدے کے تحت مصر کو آزادی نصیب ہوئی۔

کئی مرتبہ مصر کے وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۵۲ء کے انقلاب مصر کے بعد خانہ نشین ہو گئے اور پھر وفات تک خاموش زندگی گزاری ۱۹۶۵ء میں انتقال کیا اور سکندریہ میں دفن ہوئے۔

نذیر احمد خجندی:

ان سے قائد اعظم محمد علی جناح کے قریبی روابط تھے۔ وہ میرٹھ کے رہنے والے تھے اور مولانا ابو الکلام آزاد کے والد ماجد مولانا خیر الدین کی مسجد واقع بمبئی کے مفتی اور خطیب تھے۔ قائد اعظم کی اہلیہ محترمہ رتن بائی نے ۱۸/ اپریل ۱۹۱۸ء کو ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

نذیر نیاز

(مسز طلا) آزادی کی مجاہدہ انہوں نے مارچ ۱۹۴۰ء میں ملتان روڈ کے جناح اسلامیہ کالج میں قائد اعظم کے لئے استقبالیہ تقریر کی اور سپاسنامہ پیش کیا

انہوں نے ۱۹۴۱ء میں بی اے کیا اور پھر لیڈی میکلیگن کالج سے بی ٹی کیا اور پشاور جا کر لیڈی گرفتھ ہائی سکول میں بطور اسسٹنٹ ٹیچر ملازم ہو گئیں اسی ملازمت کے دوران میں انہوں نے تحریک جدوجہد آزادی میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔

صوبہ سرحد میں کانگریس کو شکست دینے اور صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی حکومت کو کامیاب بنانے کے لئے انتھک محنت کی۔

تحریک آزادی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے زنانہ مسلم لیگ کے قیام کے لئے کام کیا۔

۶/اپریل ۱۹۴۷ء کو چند خواتین کے ساتھ سیکرٹریٹ کے اوپر چڑھیں اور یونین جیک اتار کر مسلم لیگ کا پرچم لہرایا اس ضمن میں انہیں ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ تاہم قیام پاکستان کے بعد صوبہ سرحد کی انسپکٹریس آف سکولز اور پھر ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز رہیں۔

نرائن لعل جگت۔

ہندوؤں کے رہنما، قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۶ جنوری ۱۹۴۵ء کو امجد آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

(۱) ہندو مسلم سمجھوتہ یا لیگ کانگریس کی بنیاد ان باتوں پر رکھی جاسکتی ہے

(۲) قرارداد اگست کا وہ حصہ جو مسلمانوں کے خلاف ہے واپس لیا جائے

(۳) مسٹر جگت نرائن لعل کی قرارداد منسوخ کی جائے۔ مسٹر جگت نرائن نے یہ قرارداد پیش کی تھی کہ کانگریس تقسیم ہند کی کسی قرارداد کو منظور نہیں کرے گی۔

نرسیمشو را، بی

اکتوبر میں سپریم کونسل کے جن ۱۹ ارکان نے صوبائی اور مرکزی سطح پر کونسلوں کے قیام کے سلسلے میں وانسرائے ہند کو محضر نامہ بھیجا تھا ان میں قائد اعظم کے ساتھ وہ بھی شامل تھے۔

نشان قائد اعظم:

صدر پاکستان میجر جنرل اسکندر مرزا نے ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء کو امتیازی خدمات انجام دینے والوں کے لئے اعزاز جاری کیا۔

نشتر آباد:

دیکھئے محمد حسن خاں خان بہادر

نشتر، سردار عبدالرب نشتر

قائد اعظم محمد علی جناح کے رفیق کار، عبوری حکومت میں وزیر مواصلات، مرکزی وزیر مواصلات اور گورنر پنجاب، ۱۹۳۵ میں جب وہ صوبہ سرحد اسمبلی کے رکن بنے تو قائد اعظم نے انہیں مبارک باد کا خط لکھا ۱۹۳۷ء میں وہ مسلم لیگ کے باضابطہ رکن بنے قائد اعظم نے انہیں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کا فریضہ بھی سونپا تھا

وہ ۱۸۹۹ء میں کوہاٹ میں عبدالحنان خاں کے ہاں پیدا ہوئے مشن سکول میں ابتدائی تعلیم پائی پھر ۱۹۱۶ء میں سناتن دھرم ہائی سکول سے میٹرک کیا مزید تعلیم کے لئے ایڈورڈ کالج پشاور میں داخلہ لیا لیکن کالج کی تعلیم منقطع کر دی اور پرائیویٹ طور پر منشی فاضل اور پھر بی اے پاس کیا۔ ازاں بعد علی گڑھ یونیورسٹی سے ۱۹۲۵ء میں قانون کا امتحان پاس کر کے درجہ دوم کے وکیل ہونے کا لائسنس حاصل کیا تحریک خلافت صوبہ سرحد میں اصلاحات کی تحریک، رنگیلا رسولؐ کے خلاف تحریک، سائمن کمیشن کے خلاف تحریک اور تحریک پاکستان میں نمایاں طور پر حصہ لیا۔

تحریک خلافت کے سلسلے میں مولانا محمد علی جوہر کا بڑا ساتھ دیا۔

وہ ۱۹۲۹ء میں پشاور میونسپل کمیٹی کے رکن اور پھر صوبائی کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بنے ۱۹۳۰ء میں جب

انگریزوں نے پشاور کے قصہ خوانی بازار میں نہتے جلوس پر اندھا دھند فائرنگ کی جس سے بے شمار افراد جاں بحق ہوگئے سردار نشتر نے حکومت کے اس بہیمانہ اقدام کی شدید مذمت کی اور قصہ خوانی بازار کا نام تبدیل کر کے بازار شہید رکھا۔ اس ضمن میں انہیں ایک سال تک قید بھی کاٹنی پڑی

ہندوستان چھوڑ دو تحریک کے دوران مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۹۳۵ء میں سرحد اسمبلی کے اور ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کے رکن بنے صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ دو سال تک وزیر مالیات بھی رہے ۱۹۴۶ء میں عبوری حکومت بنی تو انہیں وزیر مواصلات مقرر کیا گیا قیام پاکستان کے موقع پر انہیں پھر یہی عہدہ سونپا گیا اس حیثیت سے انہوں نے مہاجرین کو ان کی منزل پر پہنچانے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد دو سال تک صوبہ پنجاب کے گورنر رہے مسلم لیگ کے صدر بھی رہے، ۱۴ فروری ۱۹۵۸ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

نشیمن (گلبرگ لاہور)

۱۹۴۸ء میں جب قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح ایک ماہ کے لئے لاہور تشریف لائے تو سید مراتب علی شاہ کی رہائش گاہ (نشیمن) میں بھی ٹھہرے۔ یہ ۴ ایف سی سی گلبرگ لاہور میں ہے

نصب العین (پاکستان کا):

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء کو دہلی میں پاکستان کے نصب العین کے بارے میں فرمایا

آپ دیہات میں نکل جائیں میں بھی دیہات میں گیا ہوں لاکھوں کروڑوں انسان ایسے ہیں جن کو ایک وقت کی روٹی بھی میسر نہیں کیا یہی پاکستان کا نصب العین ہے کیا آپ کو اندازہ نہیں کہ ان لوگوں کو لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بنایا گیا ہے؟ اگر پاکستان کا نصب العین یہی ہوتا تو میں کبھی اس کے حصول کی جدوجہد نہ کرتا۔

نصراللہ خاں چوہدری:

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائداعظم کے معتقد، انہوں نے لاہور میں پاکستان کانفرنس منعقد کی جس میں قائداعظم بھی شریک ہوئے۔

وہ ۱۹۱۵ء میں نارووال (سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے انہوں نے وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے اور یونیورسٹی لا کالج سے ایل ایل بی کے امتحانات پاس کئے ۱۹۴۰ء میں جب کلکتہ میں ہندو نوجوانوں کی جانب سے اکھنڈ بھارت کانفرنس منعقد ہوئی تو انہوں نے لاہور میں مسلم نوجوانوں کی جانب سے تقسیم ہند کی حمائت میں مارچ ۱۹۴۰ء میں پاکستان کانفرنس منعقد کی، کانفرنس کے دوران قائداعظم طلباء کے مہمان کی حیثیت سے لاہور کے نیڈوز ہوٹل میں ٹھہرے ۱۹۴۲ء میں سر سکندر حیات خاں کی نیشنل ڈیفنس کونسل میں شمولیت کے خلاف جلسوں میں زبردست احتجاج کیا۔ ۱۹۴۴ء میں امرتسر سے صوبائی اسمبلی کے رکن بنے۔ خطوط کے ذریعے تحریک پاکستان کے لئے کام کیا آخری خط جناب حمید نظامی کے نام تھا۔

نصراللہ خاں رانا۔

تحریک پاکستان کے سرگرم رکن ۱۹۸۸ء کے تحریک پاکستان گولڈ میڈل کے حامل، قائداعظم کی ہدایت پر پنجاب بھر میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کرنے کا اہم فریضہ انجام دیا اور مسلم لیگ کو مستحکم سیاسی جماعت بنانے کے لئے اور دور دراز کے علاقوں کا دورہ بھی کیا۔ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۳۷ء میں ہوشیار پور سے پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اس حیثیت سے اسمبلی کے اندر اور باہر پاکستان کے حصول کے لئے شبانہ روز محنت کی۔ اسی سال اپنے ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۴۶ء میں تحصیل ہوشیار سے پھر صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے انہوں نے اپنے مدمقابل یونینسٹ پارٹی کے امیدوار کو زبردست شکست دی۔ تحریک کے دوران انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ قیام پاکستان سے قبل ان پر ایک جھوٹا مقدمہ دائر کرایا گیا۔ لیکن وہ فرار ہو کر شکر گڑھ کے راستے لاہور آ گئے۔ مہاجرین کی آبادکاری کے لئے شبانہ روز محنت کی۔

نصراللہ خاں نوابزادہ۔

صوبہ سرحد کے مسلم لیگی راہنما اور تحریک پاکستان کے کارکن، قائد اعظم کی اپیل پر مسلم لیگ کے فنڈ میں ہزاروں روپے دئے

وہ ۱۸۹۸ء میں ڈیرہ اسماعیل خاں کے مشہور علی زئی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کی پہلی میونسپل کمیٹی کے صدر اور کنٹونمنٹ بورڈ ڈیرہ اسماعیل خاں کے نائب صدر رہے پھر ۱۹۳۲ تا ۱۹۳۶ء صوبہ سرحد لیجسلیٹو کونسل کے رکن رہے ۱۹۴۲ میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر صوبہ سرحد اسمبلی کے امیدوار منتخب ہوئے اور پھر انہیں اس اسمبلی کا ڈپٹی سپیکر منتخب کر لیا گیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے رکن اور ڈیرہ اسماعیل خاں مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ بہار ریلیف فنڈ اور قائد اعظم کی اپیل پر مسلم لیگ فنڈ میں ہزاروں روپے جمع کرائے تحریک سول نافرمانی کو کامیاب بنانے کے لئے انتھک محنت کی ۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

نصرت، جسٹس ایس اے:

پاکستان کے ممتاز قانون دان اور چیف الیکشن کمشنر، وہ ۱۹۲۴ میں پیدا ہوئے، الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے کر کے لکھنؤ یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم حاصل کی اور پاکستان قائم ہوا تو یہاں آکر وکالت شروع کر دی اور کامیاب پریکٹس کی وجہ سے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج مقرر ہوئے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے انتخابات کے سلسلے میں انہیں چیف الیکشن کمشنر مقرر کیا۔ ان کی زیر نگرانی ۱۹۸۴ء میں صدارتی ریفرنڈم فروری ۱۹۸۵ اور نومبر ۱۹۸۸ء میں عام انتخابات منعقد ہوئے۔ ۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء کو ضمنی انتخابات کے انعقاد کا سہرا بھی انہی کے سر رہا۔ انہوں نے انتہائی لگن، محنت اور دیانت داری سے انتخابات کو منصفانہ اور آزادانہ بنایا اور دنیا بھر نے ان کی صلاحیتوں کو سراہا۔

انہیں اس اعتبار سے بھی اہمیت حاصل ہے کہ انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح سے قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں ملاقاتیں کیں۔

نصرت، عبد اللہ ہارون، لیڈی

تحریک پاکستان کی ممتاز کارکن وہ ۹ فروری ۱۸۹۶ء کو ڈاکٹر نیاز علی خاں کے ہاں کرمان (ایران) میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے ایران کے شہر جوشہر کے سکول میں داخلہ لیا لیکن ابتدائی تعلیم کی تکمیل سے قبل ہی انہیں سندھ آنا پڑا جہاں انہوں نے فارسی، عربی، اردو اور انگریزی میں تعلیم حاصل کی۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں ان کی شادی سر عبد اللہ ہارون سے ہوئی۔

انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بی اماں جب بھی کراچی تشریف لاتیں تو وہ ان کے ہاں ٹھہرتیں۔ ۱۹۲۵ء میں انہوں...... نے کراچی میں اصلاح الخواتین کے نام سے خواتین کی ایک انجمن قائم کی۔ اس انجمن کو کراچی میں مسلمان خواتین کی پہلی انجمن ہونے کا اعزاز حاصل ہے ۱۹۳۸ء میں قائد اعظم کی ہدایت پر بیگم محمد علی جوہر کی صدارت میں قائم ہونے والی آل انڈیا خواتین مسلم لیگ کی سب کمیٹی کی رکن بنیں۔

۱۹۴۰ء میں دریائے راوی کے کنارے منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں سرگرمی سے حصہ لیا اور اپنی اعلیٰ خدمات کے صلے میں صوبائی زنانہ مسلم لیگ کی صدر اور پھر آل انڈیا زنانہ مسلم لیگ کی خزانچی رہیں قیام پاکستان کے بعد خواتین مسلم لیگ کی از سر نو تنظیم (۱۹۴۸) کے موقع پر انہیں اس کا صدر بنایا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں گل رعنا نصرت کلب قائم کیا ۲۷ مارچ ۱۹۷۴ء کو ان کا انتقال ہوا۔

نظریۂ پاکستان:

کانگریس نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہندوستان میں بسنے والے تمام مذاہب کے لوگوں کو ایک قوم کہا جائے لیکن قائد اعظم نے ہمیشہ کانگریس کے اس حربے کو ناکام بنایا۔

انہوں نے ۱۷/ اپریل ۱۹۳۸ء کو کلکتہ میں مسلم لیگ کے خصوصی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا

مسلمانوں کے لئے واحد راہ نجات یہ ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا طریق سیکھیں مسلمان اس طرح نہ صرف اجنبی حکمرانوں سے اپنا لوہا منوالیں گے بلکہ اکثریت کو بھی بتا دیں گے کہ مسلمان ملک میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ انہیں اب آئندہ کے لئے بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا مسلمان جھکنے کے لئے پیدا نہیں ہوا اگر اس کو جھکانے کی کوشش کی گئی تو یہ بابر بن جائے گا۔ یہ ٹیپو کی صورت میں نمودار ہو گا۔ یہ مرجائے گا لیکن محکومی

قبول نہ کرے گا۔ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے کہ غلام کا غلام بنے۔ مسلم لیگ سے اگر سمجھوتہ کرنا ہے تو مساویانہ طاقت مان کر آگے بڑھو ورنہ مسلم لیگ کا فیصلہ اٹل ہے کہ وہ مسلمانوں کو کسی فرعونی طاقت کے سامنے جھکنے نہ دے گی۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ۲۷ ویں سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں ہیں۔ بلکہ درحقیقت وہ دو مختلف معاشرتی نظام ہیں۔ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔

یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں بلکہ اکثر متصادم ہوتے رہتے ہیں۔ انسانی زندگی کے بارے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات اور تصورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کے تاریخی ماخذ اور وسائل مختلف ہیں ان کی رزمیہ نظمیں، ان کے سربر آوردہ بزرگ اور قابل فخر تاریخی کارنامے سب مختلف اور الگ رنگ ہیں۔ اکثر اوقات ایک قوم کا زعیم اور رہنما دوسری قوم کے بزرگ اور برتر ہستیوں کا دشمن ثابت ہوتا ہے ایک قوم کی فتح دوسری قوم کی شکست ہوتی ہے ایسی دو قوموں کو ایک ریاست اور ایک حکومت کی ایک مشترکہ گاڑی کے دو بیل بنانے اور ان کو باہمی تعاون کے ساتھ قدم بڑھانے پر آمادہ کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دونوں کے دلوں میں بے صبری روز بروز بڑھتی جائے گی جو انجام کار تباہی لائے گی

۱۹ نومبر ۱۹۴۰ء کو قائداعظم نے مرکزی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا

ہم نے قطعی طور پر اور ہمیشہ کے لئے پاکستان کو اپنی منزل مقصود بنالیا ہے اور ہم اس کے لئے لڑنے مرنے کو تیار ہیں۔ اس کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی کو دل میں جگہ نہ دیجئے گا وہ جمہوریت جو مسٹر بھولا ڈیسائی کے ذہن میں ہے ہلاک ہو چکی ہے ہم تعداد میں کم ہو سکتے ہیں کم ہیں مگر یہ کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ ہم مسلمان اگر چاہیں اور ارادہ کر لیں تو آپکو کانگریس سے سو گنا زیادہ تکالیف دے سکتے ہیں آپ اس حقیقت سے بے خبر ہوں تو ہوں۔ مگر میں بخوبی آگاہ ہوں میں نے یہ بات دھمکی کے لئے نہیں محض آپ کی آگاہی کے لئے کہی

۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

ایک قوم کے لئے ایک وطن یا مملکت بھی لازم ہے۔ اپنے آپ کو ایک قوم قرار دینے سے کچھ حاصل نہ ہو گا کوئی قوم ہوا میں نہیں بستی وہ زمین پر زندگی بسر کرتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی زمین یا مملکت کی حاکم ہو۔ اس کے قبضے میں ایک خود مختار ریاست اور علاقہ ہونا چاہئے۔

۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو قائداعظم نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی یونین میں طلبہ کے سامنے اپنے خطبے میں کہا

پاکستان میں سات کروڑ سے زیادہ مسلمان نہیں ہوں گے اور ہندو ہندوستان میں بائیس کروڑ سے کم نہ ہوں گے کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ بائیس کروڑ اشخاص صرف سات کروڑ کے مقابلہ میں اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہندوستان کا مستقبل محفوظ نہ ہو گا کیونکہ ساری یورشیں شمال مغرب سے ہوئی ہیں اور پاکستان میں بجائے خود ایسی یورشوں کو روکنے کی سکت نہ ہو گی اس لئے ہندوستان میں ایک مرکزی جمہوری حکومت ہونی چاہئے۔

اب وقت آگیا ہے کہ تم ایک تعمیری لائحہ عمل کے لئے اپنے

یکم جولائی ۱۹۴۲ء کو انہوں نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکا کو بیان دیتے ہوئے فرمایا

ہم مسلمان اپنی تابندہ تہذیب اور تمدن کے لحاظ سے ایک قوم ہیں۔ زبان و ادب، فنون لطیفہ، فن تعمیر، نام و نسب، شعور، اقدار و تناسب، قانون و اخلاق، رسم و رواج، تاریخ و روایات اور رجحان و مقاصد پر ایک لحاظ سے ہمارا اپنا انفرادی زاویہ نگاہ اور فلسفہ حیات ہے۔ بین الاقوامی قانون کی ہر تعریف ہماری قومیت کو سلامی دینے کے لئے تیار ہے

۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

پاکستان اسی دن وجود میں آگیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔ ہندوستان کا

جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا۔ وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی۔

۳۰ اگست ۱۹۴۶ء کو جشن عید کے موقع پر قیصر باغ بمبئی میں خطاب کے دوران کہا۔

دس کروڑ مسلمانوں کی زندہ جاوید قوم مٹائی نہیں جا سکتی خواہ ہمیں کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے۔ ہم پاکستان لے کر رہیں گے پاکستان کے بغیر مسلمانان ہند تباہ و برباد ہو جائیں گے

۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ایک غیر ملکی نامہ نگار مسٹر ہوپر کو بیان دیتے ہوئے فرمایا۔

جہاں تک دو قومی نظریئے کا تعلق ہے یہ کوئی نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے۔ ہندوستان کی تقسیم اسی حقیقت کی بنیاد پر ہوئی ہے اور باتوں سے قطع نظر اس حقیقت کی تصدیق گزشتہ دو ماہ کے افسوسناک بلکہ شرمناک واقعات اور حکومت ہندوستان کے اس اقدام سے بھی ہوتی ہے کہ اس نے پاکستان سے ہندوؤں کو نکالنے کی کوشش کی ہے۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ برصغیر میں صرف ایک قوم رہتی ہے۔ میں اسی نکتے پر اب زیادہ زور نہیں دینا چاہتا کچھ اور واقعات و حالات بھی ایسے ہو رہے ہیں۔ جو اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ ہندوستان کی مملکت ایک ہندو مملکت ہے۔

فروری ۱۹۴۸ء میں امریکی نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا۔

پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور زمین پر کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اسے تباہ کر سکے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو فرمایا۔

پاکستان کا قیام ایک ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے اور اگر ہم نے دیانتداری، تن دہی اور بے غرضی کے ساتھ کام کیا تو یہ بھی سال بہ سال شاندار ترقی کرتی رہے گی۔

نقراشی پاشا.

قائد اعظم محمد علی جناح ۱۹۴۶ء میں آخری مرتبہ انگلستان تشریف لے گئے تو واپسی پر انہوں نے ۱۷ دسمبر ۱۹۴۶ء کو شیفرڈ ہوٹل قاہرہ میں قیام فرمایا وہیں ان کی ملاقات مصر کے وزیر اعظم جناب نقراشی پاشا سے ہوئی

نقرئی تالا

یہ وہ تالا ہے جسے قائد اعظم نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کراچی کا افتتاح کرتے ہوئے کھولا تھا۔ اب یہ تالا قومی عجائب گھر کراچی کی زینت ہے۔

نقوش قائد اعظم

اس کتاب کو گورنمنٹ حشمت اسلامیہ کالج راولپنڈی کے پروفیسر رحیم بخش شاہی نے مرتب اور شیخ اکیڈمی بل روڈ لاہور نے نومبر ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔ کتاب کی ابتداء علامہ اقبال کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

چہ باید مرد را طبع بلندے مشرب نابے
دل گرمے، نگاہ پاک بینے، جان بیتابے

اس کتاب میں جن حضرات کے مضامین شامل کئے گئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ نواب مشتاق احمد خان، میاں بشیر احمد، شمیم اختر خان، سراج نظامی، ضیاء الحق ارشد چودھری، اے بی اکرم، محمد حنیف آزاد سید محمد نجم الدین، ممتاز احسن، مطلوب الحسن سید، محمد انیس الرحمٰن عبداللہ ملک، عزیز ملک، خالد اختر افغانی، سید ضمیر جعفری، اشرف عطا پروفیسر احمد الدین ماہروی، اشتیاق حسین قریشی، عنایت اللہ، عشرت رحمانی، السید انصار ناصری، راجہ ف۔ م ماجد، حکیم آفتاب احمد قریشی۔ جسٹس ذکی الدین پال۔ ڈاکٹر الٰہی علوی سید بدار الدین احمد۔ پروفیسر محمد اسحاق قریشی۔ سردار عبدالرب نشتر، فرخ امین۔ جانباز سپاہی۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ ڈاکٹر الٰہ بخش، سید مودودی

۲۔ ملک افتخار علی۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید۔ کیپٹن ممتاز ملک۔ محمد یونس۔ پروفیسر رحیم بخش شاہین۔ محمد جاوید مسعود۔ یہ کتاب ۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

نقوش قائد اعظم

جریدی سلسلے کی یہ کتاب سید قاسم محمود کی زیر ادارت گورنمنٹ کالج راولپنڈی کے پروفیسر رحیم بخش شاہین نے

مرتب کی۔ یہ کتاب ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی پہلی اشاعت باہتمام الجدہ پریس لاہور سے ۱۵ اپریل ۱۹۷۶ء کو عمل میں آئی۔ یہ کتاب ممتاز مصور مصباح الایمان کے خوبصورت ٹائیٹل سے مزین ہے اور اس میں مشاہیر کے منتخب مضامین شامل کئے گئے ہیں۔

نکاح

(دوسرا) ۱۹ اپریل ۱۹۱۸ کو قائداعظم محمد علی جناح کا نکاح رتن بائی سے ہوا اسلامی مہینے کے حساب سے یہ رجب ۱۳۳۶ ہجری تھا۔ قاضی کا انتظام قائد کے ایک دوست دیوجی کانجی نے کیا۔ مولانا محمد حسین نجفی نے خطبہ نکاح پڑھا۔ جامع مسجد بمبئی میں نکاح کی یہ تقریب رتن بائی کے ولی اور قائداعظم کے گواہ راجا صاحب محمود آباد کے نکاح نامے پر دستخطوں سے اختتام پذیر ہوئی۔ رتن بائی کے گواہ کی حیثیت سے مرزا محمد علی نے نکاح نامے پر دستخط کیے۔

نکاح رجسٹر

۱۹ اپریل ۱۹۱۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح کا رتن بائی (مریم بائی) سے نکاح ہوا۔ نکاح رجسٹر کے صفحہ نمبر ۱۱۸ میں یہ عبارت درج ہے۔ یوم جمعہ وقت غروب از روز ہفتم رجب ۱۳۴۹ھ در بنگلہ، محمد علی جینا جناب محترم مسٹر محمد علی ولد جیبو و محترمہ رتن بائی بنت ڈنشا پیٹیٹ فارے۔ بمصداق میعن۔/۱۰۰۱ روپے و مبلغ ۱۲۵۰۰۰ روپے عطیہ وکیل زوجہ حضرت خریعتمد از قبلہ گاہی حاجی شیخ ابوالقاسم نجفی مدظلہ عالی وکیل زوجہ مرزا محمد علی خان راجہ محمود آباد بودہ و محترم مکرم غلام علی وکیل و مسٹر شریف بھائی دیوجی و عمر سوبانی برائے شہادت حاضر بود۔

نمک حلال

قائداعظم کبھی کبھار مزاحیہ گفتگو بھی کر لیا کرتے تھے جناب عاشق حسین بٹالوی کہتے ہیں کہ مارچ ۱۹۳۶ء میں ملک برکت علی کے صاحب زادے شوکت علی کی شادی میں قائداعظم اور میاں فضل حسین دونوں مدعو تھے۔ رات کو جب کھانا تیار ہوا تو غلطی سے فیرنی کی ایک دیگ میں چینی کی بجائے پسا ہوا نمک پڑ گیا جب رکابیاں بھری جانے لگیں تو غلطی کا انکشاف ہوا جلدی سے فیرنی کی دوسری پلیٹ تیار کی گئی اور نمکین فیرنی کی رکابیاں الگ کر کے پھینک دی گئیں۔ اس کے باوجود بعض نمکین رکابیاں بھی دوسری رکابیوں کے ساتھ مل جل گئیں اتفاق کی بات کہ میاں فضل حسین کے سامنے وہی نمکین فیرنی کی رکابی آ گئی میاں صاحب نے فیرنی چکھی تو چپ ہو گئے پھر ملک برکت علی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے میں پانچ برس کے بعد لاہور آیا ہوں اس دوران شاید کھانے کا مذاق بدل گیا ہے ملک صاحب نے کہا مذاق تو وہی ہے آپ بدل گئے ہوں تو میں نہیں کہہ سکتا میاں صاحب نے تعجب سے پوچھا تو میٹھی فیرنی کی بجائے نمکین فیرنی کیوں کھلائی گئی۔ اس پر بڑا قہقہہ بلند ہوا۔ قائداعظم نے پوچھا کیا قصہ ہے؟ جب ان کو حقیقت کا علم ہوا تو بے اختیار ہنسے اور میاں فضل حسین سے کہنے لگے ملک برکت علی آپ کو اپنے گھر کا زیادہ سے زیادہ نمک کھلانا چاہتے ہیں تا کہ ان کا اچھی طرح نمک حلال کریں۔

نندی، مہندراچندر

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں سپریم کونسل کے جن ۱۹ ارکان نے وائسرائے سندھ کو مرکزی اور صوبائی کونسلوں کے قیام کے سلسلے میں جو محضر نامہ بھیجا تھا قائداعظم کے ساتھ ان کے دستخط بھی تھے۔

نواب زاہد علی خان

قائداعظم کے رفیق کار اور تحریک پاکستان کے رہنما۔

انہوں نے ۱۸ سال کی عمر میں مسلم لیگ سے وابستگی اختیار کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اہم عہدوں پر فائز ہوئے یوپی سے اسمبلی کے رکن بھی بنے۔ تحریک پاکستان کے دوران بابائے قوم حضرت قائداعظم کی قیادت میں زبردست خدمات انجام دیں۔

وہ ایک بااصول اور دیانت دار سیاست دان تھے پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت نے انہیں سندھ کا گورنر بنانے کی پیش کش کی تھی لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔

وفات سے چار سال قبل فالج میں مبتلا تھے۔ کہ ۲۵ اگست ۱۹۸۹ء کو اچانک دماغ کی شریان پھٹ گئی جس کے آٹھ گھنٹے بعد

وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔

انہوں نے پسماندگان میں چار بیٹے، دو لڑکیاں اور ایک بیوہ کو سوگوار چھوڑا۔

انہیں سخی حسن قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

جانشینوں کا پتہ:۔ ۲۳۵ سی بلاک ۲ پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی

نواسن، ایس سری

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں سپریم کونسل کے جن انیس ارکان نے قائداعظم کے ساتھ صوبائی اور مرکزی سطح پر بااختیار کونسلوں کے قیام کے سلسلے میں وانسرائے کو جو محضر نامہ بھیجا تھا وہ بھی اس پر دستخط کرنے والوں میں سے تھے۔

نوائے وقت

تحریک پاکستان کے دنوں میں قائداعظم محمد علی جناح نوائے وقت کو ایک روزنامے کی شکل میں دیکھنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے وسط جون ۱۹۴۴ء میں نوائے وقت کے بانی حمید نظامی کو ہدایت کی کہ وہ نوائے وقت کو روز نامہ اخبار کی حقیقت دیں چنانچہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۴ء کو اس کا پہلا شمارہ منصہ شہود پر آیا۔

قبل ازیں قائداعظم نے نوائے وقت کے بانی حمید نظامی کو ایک خط بھی لکھا تھا جس کا متن یہ ہے۔

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل بمبئی

۴ جون ۱۹۴۴ء

مجھے یہ جان کر بہت مسرت ہوئی ہے کہ نوائے وقت ایک ایسا اخبار ہے جسے جذبۂ ایثار سے سرشار ہمارے نوجوان چلاتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ اس نے ایسے مسائل کے بارے میں ہمارے لوگوں کی بہت رہنمائی کی ہے جو مسلم قوم کو درپیش ہیں۔ ہمارے عوام کی فوری ضرورت یہ ہے کہ ان کی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ مسلمان قوم کے اجتماعی مفاد کے لئے اپنی انفرادی بے آرامیوں کو بھول جائیں۔ ہم سب کو چپ چاپ، خاموشی سے، ایک ہی دھن اور لگن کے ساتھ اور ایک ہی مقصد کے لئے اور ایک ہی نظم کے تحت کام کرنے چاہئے۔ وہ وقت دور نہیں جب ہماری مخلصانہ مساعی کے لئے ہمیں اس انعام سے نوازا جائے گا۔ جس کے ہم مستحق ہیں۔

دستخط

ایم اے جناح

نوائے وقت کے تحت اس وقت روز نامہ نیشن لاہور بھی جاری ہے۔

نوائے وقت

پاکستان کا ممتاز اردو روز نامہ، اسے جناب حمید نظامی نے پندرہ روزہ اخبار کی حیثیت سے ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ کو جاری کیا۔ ۱۵ نومبر ۱۹۴۱ کو یہ ہفتہ وار ہو گیا۔

۲۹ مارچ ۱۹۶۶ء کو نوائے وقت نے اپنی چھبیسویں سالگرہ پر ۱۹۴۰ء کے اس پہلے پرچے کے پہلے صفحے کا عکس شائع کیا تھا اس اخبار کا سالانہ چندہ صرف ۲ روپے اور ایک پرچے کی قیمت ایک آنہ تھی۔ اس کے پہلے صفحہ پر سب سے پہلے قائداعظم کا یہ پیغام تھا کہ "میں اردو کی خدمت کو قوم کی خدمت سمجھتا ہوں ۲۲ جولائی ۱۹۴۴ء کو یہ روزنامہ بن گیا۔

یہ اخبار مسلم لیگ کے مسلک کو مقبول بنانے میں کوشاں رہا اور اس نے یونی نیسٹ حکومت کی مخالفت کی اور تخویف اور تہدید کی مہم کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے مخالف طاقتوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۱ اپریل ۱۹۵۱ کو اپنی حق گوئی کی پاداش میں بند کر دیا گیا۔

انگریزی میں اگرچہ ایسٹرن ٹائمز بھی اس وقت شائع ہو رہا تھا اور مسلم لیگ کی ترجمانی کر رہا تھا لیکن اردو کا کوئی ایسا روزنامہ اخبار نہ تھا جو ببانگ دہل لیگ اور قائداعظم کی پالیسیوں کی حمایت کرتا۔ اس ضرورت کے پیش نظر اسے ہفتہ وار سے روز نامہ بنایا گیا۔ قائداعظم نے حمید نظامی سے فرمایا۔

میں چاہتا ہوں کہ لاہور سے ایک روز نامہ اخبار جاری کیا جائے جو سو فیصد، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی ترجمانی کرے اور میں چاہتا ہوں کہ تم یہ اخبار نکالو لہذا ضروری انتظامات اور لوازمات کی تکمیل کے بعد اسے روزانہ بنا دیا گیا۔

پاکستان اور بھارت کی تاریخ میں یہ واحد اخبار ہے جسے قائداعظم نے تین مرتبہ پندرہ روزہ اشاعت پر، ہفتہ وار اشاعت پر اور روز نامہ کے طور پر پڑھا۔

نوٹوں پر تصویر

نوٹوں پر قائد اعظم محمد علی جناح کی سب سے پہلے تصویر میجر جنرل سکندر مرزا کے عہد میں چھاپی گئی۔ مگر یہ نوٹ مارکیٹ میں آئے تو لوگوں نے اس کی مخالفت کی چنانچہ حکومت نے یہ نوٹ بند کر دیا۔ یہ تصویر ایک سو روپے کے نوٹ پر تھی۔

نوجوان جناح عدالت میں

قائد اعظم سرکاری سوانح حیات کے مصنف ہیکٹر بولائتھو نے اپنی کتاب محمد علی جناح کا ایک باب اس عنوان سے باندھا ہے لیکن اس باب میں مصنف نے ۱۹۵۰ء میں بمبئی کے معمر وکلاء کو بطور سند پیش کیا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے تمام واقعات افسانوی رنگ میں پیش کئے گئے ہیں۔

نور احمد حسین، بریگیڈئر

انہیں آخری پانچ ماہ تک قائد اعظم محمد علی جناح کے اے ڈی سی رہنے کا اعزاز حاصل ہے۔ ۱۹۴۶ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ ڈیفنس کالج میں پڑھاتے رہے۔ ۴ سال تک سٹریٹجک سٹڈیز انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر جنرل رہے۔ قائد اعظم کی صد سالہ جشن پر ایک مقالہ لکھا۔ بیرونی ممالک میں ان کے بہت سے مقالے چھپ چکے ہیں۔

۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ کو انہوں نے پاکستان ٹی وی پر شاہد شمسی کے حوالوں کے متعدد جوابات دیئے اور قائد اعظم کی شخصیت اور کردار پر روشنی ڈالی۔

نور احمد خان

قائد اعظم کے میزبان اور ممتاز گلوکارہ نیرہ نور کے والد۔ انہیں ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے والد خان بہادر عیدا خاں کبھی گوہاٹی کے رئیس اعظم کہلاتے تھے۔ اپنے والد کی وفات پر نور احمد امرتسر سے آسام چلے گئے اور ٹھیکیداری کے علاوہ تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لینا شروع کر دیا گوہاٹی کے محلہ لک تکیاں میں ان کی سولہ کنال میں پھیلی ہوئی حویلی تھی۔ جو سیاسی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ ۱۹۴۶ء میں بابائے قوم محمد علی جناح نے اس حویلی میں دو دن دو راتیں گزاریں۔ قائد اعظم نے گوہاٹی میں جلسہ عام سے بھی خطاب کرنا تھا چنانچہ سارا انتظام نور احمد خاں نے کیا۔ قائد اعظم جب گوہاٹی پہنچے تو ان کی کار کا دروازہ نور احمد خان نے کھولا اور انہیں ان کی دو بچیوں رخسانہ اور کلثوم نے ہار پہنائے۔ ان کے ہمراہ خواجہ ناظم الدین، لیاقت علی خان، چوہدری خلیق الزمان، حسین شہید سہروردی، عبدالمتین چوہدری، عبدالباسط اور سر سعد اللہ بھی تھے۔

بیگم نور نے سپاسنامہ لکھا اور بیگم نور نے ہی سپاسنامہ پڑھا قائد اعظم کی خدمت میں شہریوں نے سات ہزار روپے اور نور احمد خان نے دس ہزار روپے کی تھیلی پیش کی۔ ۱۹۵۸ء میں پاکستان آ گئے۔ بیگم نور احمد ۱۹۶۴ میں آسام کے شہر گوہاٹی سے آ گئیں۔

نور الامین

۱۹۶۰ء میں اقوام متحدہ کے اقتصادی اور سماجی کونسل کے اجلاس میں پاکستانی وفد کی قیادت کی۔ ۹ مارچ ۱۹۶۴ کو نیشنل ڈیمو کریٹک یونٹ کے چیئرمین بنے۔ مئی ۱۹۶۵ء میں مومن شاہی حلقہ سے قومی اسمبلی کے رکن اور ۱۳ جون ۱۹۶۹ء کو حزب اختلاف کے لیڈر منتخب ہوئے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو پاکستان ڈیمو کریٹک پارٹی کے صدر اور ۱۵ نومبر ۱۹۷۱ء یونائیٹڈ کوئیٹس کے صدر بنے۔

۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ۷ دسمبر ۱۹۷۱ کو پاکستان کے وزیر اعظم نامزد ہوئے انہیں ۱۴ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ۲۳ اپریل ۱۹۷۲ تا ۱۳ اگست ۱۹۷۳ ملک کے نائب صدر رہے۔ اس حیثیت سے انہوں نے وفاقی حکومت کو اپنے ماہرانہ مشوروں سے بھی نوازا تھا۔

انہوں نے ۲ اکتوبر ۱۹۷۴ کو انتقال کیا اور وہ قائد ملت اور سردار عبدالرب نشتر کے برابر مزار قائد کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

نور الدین

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور پاکستان کے پہلے نائب صدر، انہوں نے ۱۹۳۶ء میں قائد اعظم سے ایک نوجوان وکیل کی حیثیت سے کلکتہ میں ملاقات کی۔

وہ پاکستان کے انتہائی محب وطن سیاست دان تھے انہوں نے سقوط مشرقی پاکستان کے موقع پر خون کے آنسو بہائے تھے۔ پاکستان سے اس قدر محبت تھی کہ گھر بار چھوڑ کر موجودہ پاکستان میں آ گئے۔

وہ میمن سنگھ میں پیدا ہوئے انہوں نے وہیں تعلیم پائی۔ کلکتہ یونیورسٹی سے ۱۹۲۴ء میں قانون کی ڈگری لی اور وہیں پریکٹس شروع کی اور جلد ہی قانونی امور میں مہارت حاصل کر لی۔

ابتداء میں میمن سنگھ ڈسٹرکٹ بورڈ کے صدر اور پھر ۱۹۴۲ میں بنگال لیجسلیٹو کونسل اور ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اسی سال انہیں بنگال اسمبلی کا سپیکر چن لیا گیا۔

تقسیم ہند کے بعد مشرقی پاکستان کی کابینہ میں وزیر سول سپلائی اور بعد ازاں ستمبر ۱۹۴۸ء تا مارچ ۱۹۵۴ء صوبے کے وزیر اعلیٰ رہے۔

نور الصباح بیگم

قائد اعظم محمد علی جناح کی معتقد اور تحریک پاکستان کی کارکن۔

وہ ۱۲ اپریل ۱۸۸۸ کو رامپور یوپی میں پیدا ہوئیں۔ کم عمری میں ان کی شادی ہو گئی۔ شوہر کے زیر اثر جو تحریک خلافت میں حصہ لے رہے تھے بہت ہی کم عمری میں تحریک کے لئے بڑا کام کیا۔ رامپور آ کر مولانا جوہر کی والدہ بی اماں سے ملاقات کی۔ ۱۹۲۵ء میں اخبارات اور رسائل کے لئے لکھنا شروع کیا۔ ۱۹۴۴ء میں دہلی آ کر مسلم لیگ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا محترمہ فاطمہ جناح سے ملاقات کے لئے تحریک پاکستان کے لئے شبانہ روز کام کیا وہ دہلی پروانشل ویمن مسلم لیگ کی سیکرٹری اور بعد ازاں اس کی صدر بنیں۔ تقسیم کے بعد سندھ پراونشل مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی رکن بنیں۔ پھر سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اور روز نامہ جنگ اور اخبار جہاں کے لئے لکھتی رہیں۔ گریزاں۔ گردش دوراں۔ نور مشرق تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار اور پاکستان کی اہم شخصیات تصانیف ہیں۔

۱۵ جولائی ۱۹۷۸ کو کراچی میں انتقال کیا۔

نور اللہ میاں:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، قائد اعظم محمد علی جناح کے بڑے معتقد تھے۔ ۱۹۴۲ء میں جب قائد اعظم فیصل آباد تشریف لے گئے تو انہوں نے کانفرنس کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ بڑے اعلیٰ اوصاف کے حامل اور دیندار شخص تھے انہوں نے برطانیہ میں تعلیم مکمل کی اور ۱۹۳۲ء۔ ۱۹۳۰ء کے دوران مسلم لیگ میں شامل ہو کر اہم خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے رکن بنے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ صوبائی کابینہ میں وزیر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔

مدینہ منورہ میں انتقال کیا حکومت پنجاب نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں تحریک پاکستان گولڈ میڈل سے نوازا۔

نور الٰہی ملک (۱۹۰۵ء۔ ۱۸ اگست ۱۹۷۲)

لاہور کے ممتاز صحافی اور روز نامہ احسان اور شہباز پشاور کے بانی اور مالک۔ انہوں نے ۱۹۳۴ء میں لاہور سے روز نامہ احسان جاری کیا جو ۱۹۴۰ء میں قرار داد پاکستان کی منظوری کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کا ترجمان بن گیا۔ برصغیر میں روز نامہ احسان مسلمانوں کا پہلا اخبار تھا جس نے ٹیلی پرنٹر کا نظام اپنایا۔ اس اخبار کے دفتر میں ٹیلی پرنٹر کی تنصیب کا افتتاح قائد اعظم محمد علی جناح نے کیا تھا۔ قائد اعظم نے ان کے نام ایک خط میں انہیں قوم کا ایک نڈر ترجمان قرار دیا تھا۔

قیام پاکستان سے قبل اخبار احسان نے صحافت کا اعلیٰ معیار قائم تھا اور اردو صحافت کا سنگ میل بن گیا تھا۔ اخبار احسان میں برصغیر کے کہنہ مشق صحافیوں نے مختلف ادوار میں کام کیا ان میں مولانا چراغ حسن حسرت، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش حاجی لق لق اور باری علیگ بھی شامل ہیں۔ وہ مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور اور اسلامیہ ہائی سکول موہنی روڈ لاہور کے بانی اور اسلامی مشن لاہور کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ لاہور میں انتقال کیا۔

نورانہ برادرز

ضلع خوشاب کے دو بھائی الحاج چمن علی نورانہ اور خادم حسین نورانہ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ قائداعظم محمد علی جناح، شاعر مشرق علامہ اقبال اور صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی تصاویر کے خاکے کمپوزنگ کے ذریعے بنائے۔ انہوں نے اس کام کی ابتداء ۱۹۷۰ء میں کی اور وہ اپنی شبانہ روز محنت کے نتیجہ میں ۱۹۷۵ میں قائداعظم محمد علی جناح کا پہلا تصویری خاکہ بنانے میں کامیاب ہوئے۔ ۱۹۸۴ء میں انہوں نے ۱۹۴۷ تا ۱۹۴۸ کی مختلف تصاویر پر مشتمل قائداعظم کا ایک اور خاکہ بنایا۔

نور محمد ارباب

صوبہ سرحد کے سیاسی رہنما اور تحریک پاکستان کے کارکن۔

وہ ۱۲ فروری ۱۹۲۴ کو لانڈی ضلع پشاور میں پیدا ہوئے۔ جہاں ان کی ملکیتی اراضی ہے۔ انہوں نے اسلامیہ کالج پشاور اور علی گڑھ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۳ء میں میدان سیاست میں آئے۔ اور مسلم لیگ کے رکن کی حیثیت سے تحریک پاکستان کے لئے کام کرتے رہے۔ اپریل ۱۹۵۶ میں جب ری پبلکن پارٹی بنی تو یہ اس میں شامل ہوگئے۔

۱۲ ستمبر ۱۹۵۷ء کو انہوں نے صوبائی وزیر کے عہدے کا حلف اٹھایا۔

صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے دنوں میں مسلم لیگ ۲,۴۰,۰۰۰ روپے دیئے تاکہ اس رقم سے ریفرنڈم کے دنوں میں عوام کو پولنگ سٹیشنوں تک لانے میں آسانی پیدا ہو سکے۔

نوشیرواں جی. جمشید

سندھ کی عظیم اصلاحی اور سماجی شخصیت

وہ ۷ جنوری ۱۸۸۶ء کو کراچی کے دولت مند گھرانے میں پیدا ہوئے۔ کالج کی تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے باپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹایا اور قابل قدر کارنامے انجام دیئے۔ ۱۹۱۸ء میں کراچی میں میونسپل کارپوریشن کے کونسلر منتخب ہوئے ان کی خدمات کے صلے میں بہت جلد انہیں میونسپل کارپوریشن کا صدر چن لیا گیا اور اسی حیثیت سے بارہ سال کام کیا۔ بعدازاں کراچی شہر کے پہلے میئر منتخب ہوئے۔ کراچی میں ایمرجنسی سروس یعنی فائر بریگیڈ اور ایمبولینس کا اہتمام کیا۔ سندھ لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ بے شمار تنظیموں کے صدر اور سیکرٹری و بانی رکن تھے۔ منگھوپیر کے علاقے میں معذور افراد کے لئے ادارے کی بنیاد رکھی اور اس میں گونگے، بہرے اور معذور افراد کے لئے اہتمام کیا گیا تھا۔ سکاؤٹنگ تحریک کے بھی رکن تھے۔ وہ سندھ اور کراچی میں سکاؤٹنگ تحریک کے بانی رکن تھے۔ بعدازاں وہ پاکستان میں بھی سکاؤٹس تحریک کے بانی ہے۔ وہ جنرل ہیڈ کوارٹر کے ڈپٹی چیف کمشنر سکاؤٹس اور اعزازی خزانچی بھی تھے۔ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور خوبیوں کی وجہ سے پاکستانیوں کے دلوں میں اپنا مستقل مقام پیدا کر لیا۔

یکم اگست ۱۹۵۲ء کو معمولی علالت کے بعد کراچی میں انتقال کیا۔ محکمہ ڈاک پاکستان نے ۷ جنوری ۱۹۸۸ کو ان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ڈاک ٹکٹ جاری کیا۔

نون، ملک فیروز خان

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے ملک فیروز خان نون کو مشرق وسطیٰ کا خصوصی نمائندہ مقرر کیا تھا۔

وہ ۱۸۹۳ء میں سر محمد حیات خان نون کمشنر کے ہاں پیدا ہوئے۔ انگلستان سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور وطن واپس آکر دو عملی کے دور میں پنجاب اسمبلی کے ممبر بنے وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ وزیر تعلیم بعدازاں انگلستان میں ہائی کمشنر۔ وہاں سے حکومت ہند میں ڈیفنس سیکرٹری رہے اس عہدے کی میعاد ختم ہوئی تو ۱۹۴۶ء کے انتخابات قریب آگئے۔ ملک صاحب نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا مسلم لیگ نے پنجاب میں شہری حقوق کے لئے جو سول نافرمانی شروع کی تھی اس میں قید بھی رہے۔ تقسیم کے بعد مسلم لیگ نے صوبے میں وزارت بنائی تو ملک صاحب کو مختلف اسلامی ممالک کے دوروں پر بھیج دیا گیا۔ پھر انہیں مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا گیا وہاں سے واپسی پر کچھ مدت پنجاب میں وزیر اعلیٰ رہے پھر پہلے مرکزی وزارت میں وزیر خارجہ اور بعد ازاں وزیر اعظم پاکستان رہے۔ ۱۹۵۸ء میں جنرل محمد ایوب خان نے ان کی حکومت کا

تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا تو انہیں یہ عہدہ چھوڑنا پڑا۔ وفات تک خانہ نشین رہے۔ چشم دید کے نام سے اپنی آپ بیتی لکھی۔ دیگر تصانیف میں کینڈا اور ہندوستان احمقوں سے حصول عقل شامل ہیں۔

۱۹۷۰ء میں وفات پائی۔

نہرو

دسمبر ۱۹۱۶ء میں راجا صاحب محمود آباد نے جب کانگریس اور لیگ کے اراکین کے اعزاز میں بہت بڑا ڈنر دیا تو اس میں قائداعظم کے ساتھ پنڈت موتی لال نہرو اور جواہر لال نہرو بھی شریک ہوئے۔

۱۹۳۷ء میں جب پنڈت نہرو نے یہ کہا تھا کہ آج ہندوستان میں صرف دو فریق موجود ہیں یعنی نیشنل کانگرس اور برطانوی حکومت تو قائداعظم نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا دو نہیں ہ تین فریق ہیں۔ یعنی کانگریس، برطانوی حکومت اور مسلمان۔

کیم دسمبر ۱۹۳۹ء تا دسمبر ۱۹۳۹ء پنڈت نہرو اور قائداعظم کے مابین خط و کتابت ہوئی۔ ۱۶ دسمبر کے خط میں قائداعظم کو لکھا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان چونکہ کوئی بنیاد اور مقصد مشترک نہیں ہے لہذا میرا آپ سے ملنا اور گفتگو کرنا بے سود ہے۔ اوائل ۱۹۴۰ء میں پنجاب کے دورے کے دوران پنڈت جواہر لال نہرو نے قائد پر الزام لگایا کہ وہ ہندوستان میں برطانوی تسلط کو قائم رکھنے کی طرف مائل ہیں۔ قائد نے کہا یہ الزام صرف غیر ضروری ہی نہیں بلکہ کمینہ ہے۔

۱۵ اگست ۱۹۴۶ء کو پنڈت نہرو نے قائداعظم کی رہائش گاہ پر ان سے ۸۰ منٹ تک اہم امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ تاہم یہ بات چیت بے نتیجہ رہی۔ ۱۹ اگست کو قائداعظم نے اس کے بیان پر پنڈت جواہر لال نہرو کے بارے میں کہا۔ کہ اگر جواہر لال نہرو یہ کہنے کی بجائے کہ مسلم لیگ نے تعاون نہیں کیا یہ کہتے کہ مسلم لیگ نے شکست قبول نہیں کی تو وہ صداقت سے زیادہ قریب ہوتے۔ ستمبر میں پھر قائداعظم سے مذاکرات کئے۔

کیم دسمبر ۱۹۴۶ کو برطانوی حکومت کی دعوت پر پنڈت نہرو قائداعظم اور دیگر رہنماؤں کے ساتھ لندن گئے۔ جون ۱۹۴۷ء میں وائسرائے ہاؤس میں تقسیم ہند کے منصوبے پر مذاکرات میں شریک ہوئے۔

وہ ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ کو الہ آباد میں پیدا ہوئے کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۱۲ میں الہ آباد میں وکالت کرنے لگے۔ کے ساتھ ہی میدان سیاست میں بھی قدم رکھا اور جلد ہی س میں مقبول ہوگئے۔ ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۵۲، اور ۱۹۵۳ کانگرس کے صدر اور آل انڈیا سٹیٹس پیپل کانفرنس کے صدر رہے۔ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں ۹ مرتبہ جیل کاٹی۔ ستمبر ۱۹۴۶ء میں عبوری حکومت کی جو کابینہ قائم ہوئی اس کے وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔ آزادی ہند کے بعد بھارت کے وزیر اعظم بنے اور وفات تک اسی عہدے پر قائم رہے وہ متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں۔

1)TheDiscovery of India
2)Glimpses of WorldHistory
3)Abunch of old letters

۱۹۵۵ء میں روس، پولینڈ اور یوگوسلاویہ کا دورہ کیا پنچ شیلا کے مصنف تھے زندگی بھر علاقائی معاہدوں کی شدومد سے مخالفت کی اور ناوابستہ ممالک کے اتحاد پر زور دیا۔ ۱۹۶۶ء میں حکومت بھارت نے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر بین الاقوامی جواہر لال نہرو انعام جاری کیا۔ ۱۹۶۴ء میں انتقال کیا۔

نہرو جناح مراسلات

آنند بھون
الہ آباد
کیم دسمبر ۱۹۳۹ء

مکرمی مسٹر جناح

مائی ڈیئر جناح! ہم جب پچھلی مرتبہ دہلی میں ملے تھے تو یہ طے ہوا تھا کہ آئندہ بھی ملاقات ہوگی تاکہ فرقہ وارانہ مسئلے پر مزید بحث و تمحیص ہو سکے۔ آپ نے کہا تھا کہ واپس بمبئی جا کر مجھے اطلاع دیں گے کہ ملاقات کی کون سی تاریخ مقرر کی جا سکتی ہے۔ میں اس وقت سے آپ کے خط کا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جو تاریخ آپ کو منظور ہوگی مجھے اس سے مہربانی فرما کر مطلع کریں

گے۔

سر سٹیفرڈ کرپس بہت جلد ہندوستان آنے والے ہیں اور دو تین ہفتے یہاں قیام کریں گے مجھے ان کے یہاں پہنچنے کی صحیح تاریخ کا ابھی علم نہیں اندازہ یہ ہے کہ ہفتہ عشرہ میں آ جائیں گے۔ اگر ممکن ہوا تو آپ سے وہ ضرور ملیں گے مجھے ان کا پروگرام معلوم نہیں اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کس کس شہر کا دورہ کریں گے۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ بمبئی ضرور جائیں گے ازراہ کرم مجھے ضرور اطلاع دیجئے گا کہ کیا آپ اس مہینے کے تیسرے ہفتے کے لگ بھگ یا کچھ دن بعد تک بمبئی ہی میں ہوں گے؟ اس طرح سر سٹیفرڈ کرپس کو اپنا پروگرام مرتب کرنے میں بہت کچھ آسانی ہو گی۔ وہ ہوائی جہاز سے آ رہے ہیں اور سیدھے الہ آباد پہنچیں گے۔

آپ کا مخلص

جواہر لال نہرو

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل بمبئی

۴ دسمبر ۱۹۳۹ء

مکرمی پنڈت جواہر لال نہرو

آپ کے یکم دسمبر کے خط کا شکریہ میں آئندہ دو تین ہفتے بمبئی ہی میں ٹھہروں گا۔ اگر آپ کو ان دنوں یہاں آنے کی سہولت ہو تو جو تاریخ آپ کو منظور ہو گی میں اس روز آپ سے ملنے بخوشی تیار ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے اطلاع دیجئے گا کہ کس تاریخ کو اور کتنے بجے آپ تشریف لا سکیں گے۔

مجھے بھی سر سٹیفرڈ کرپس کا خط موصول ہوا تھا اور میں نے ان کی ہدایت کے مطابق آپ کی معرفت انہیں جواب بھیج دیا ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے میں آئندہ دو تین ہفتے بمبئی ہی میں ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

سر سٹیفرڈ کرپس کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ۸ کو الہ آباد پہنچیں گے، جب وہ بمبئی آئیں گے میں بخوشی ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہوں۔ جونہی ان کا جواب آیا میں ان کی سہولت کے مطابق ملاقات کی صحیح تاریخ اور وقت کا تعین کر سکوں گا۔

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

آنند بھون

الہ آباد

۹ دسمبر ۱۹۳۹ء

مکرمی مسٹر جناح

دو روز ہوئے میں نے آپ کو لکھا تھا کہ میں بمبئی آ رہا ہوں اور وہاں آپ سے ملاقات ہو گی کل صبح میں نے اخباروں میں آپ کا بیان پڑھا ہے جس میں آپ نے اعلان کیا ہے کہ ۲۲ دسمبر کو اس خوشی میں یوم نجات اور یوم تشکر منایا جائے گا کہ آخر کار ہندوستان کے ان صوبوں میں جہاں کانگرس کی حکومت تھی کانگرس راج کا خاتمہ ہوا ہے۔ میں نے یہ بیان بار بار پڑھا ہے اور پورے چوبیس گھنٹے اس پر غور کرتا رہا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ اپنے اس خط میں آپ کے بیان کے جملہ پہلوؤں پر کسی بحث کا دروازہ کھولوں۔ آپ میرے خیالات و عقائد سے واقف ہیں کہ میں کس طرح ہمیشہ صداقت کی تلاش میں رہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن میں نے مزید روشنی کے حصول میں اپنی کوششوں میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہر چند کہ وہ روشنی مجھے حاصل نہیں ہوئی۔

جس چیز نے کل سے مجھے سخت پریشان کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے درمیان اقدار کی قیمت اور زندگی کی غرض و غایت کا باہمی اختلاف کس حد تک بڑھ چکا ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان جو گفتگو گزشتہ ملاقاتوں میں ہوئی تھی۔ میں نے اس کے بعد یہ محسوس کیا تھا کہ ہمارا اختلاف کچھ زیادہ شدید نہیں۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس خلیج کا پاٹ پہلے سے کہیں زیادہ وسیع ہو گیا ہے۔ اندریں حالات میں حیران ہوں کہ اگر ہم دوبارہ ملے بھی اور ان امور پر جو اس وقت درپیش ہیں تبادلہ خیالات کیا بھی تو حاصل کیا ہو گا۔ جب دو افراد کسی مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لئے ایک جگہ بیٹھتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ بحث کا کوئی مشترکہ موضوع ہو اور ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس بحث سے نتائج حاصل کرنے کے لئے کوئی مشترکہ مقصد سامنے ہو۔ میرا فرض ہے کہ یہ مشکل اپنے سامنے بھی رکھوں اور آپ کی خدمت میں بھی پیش کروں۔

آپ نے دہلی میں ایک خط مجھے دکھایا تھا جو آپ کو بجنور سے موصول ہوا تھا۔ میں نے اس معاملہ کی تحقیقات کی ہے اور میری

تحقیق کے مطابق جو واقعات اس خط میں درج ہیں وہ درست نہیں اگر آپ اصل حقیقت دریافت کرنا چاہیں تو میں آپ کی تشفی کے لئے بجنور سے پوری تفصیل منگوا سکتا ہوں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اس خط کی جو آپ نے مجھے دہلی میں دکھایا تھا۔ ایک نقل عنایت کریں۔

آپ کا مخلص

جواہر لال نہرو

ماونٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل۔

بمبئی ۱۳/ دسمبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر جواہر لال! آپ کا ۹ دسمبر کا خط ملا۔ اخباروں سے معلوم ہوا ہے کہ آپ دورہ کر رہے ہیں اس لئے میں حیران ہوں کہ آپ کو کس پتے سے جواب بھیجوں۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے۔ کہ آپ ۱۴/ دسمبر کو بمبئی پہنچ رہے ہیں۔ لہٰذا یہ عریضہ بمبئی کے پتے سے ارسال کر رہا ہوں۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ "یہ ضروری ہے کہ بحث کا کوئی مشترکہ موضوع ہو اور ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس بحث سے نتائج حاصل کرنے کے لئے کوئی مشترکہ مقصد سامنے ہو۔" یہی وجہ ہے کہ جب گذشتہ اکتوبر میں مجھے آپ سے اور مسٹر گاندھی سے دہلی میں ملنے کا اتفاق ہوا تھا تو میں نے کہا تھا کہ جب تک کانگرس مسلم لیگ کو ہندوستان کے مسلمانوں کی تنہا نمائندہ جماعت تسلیم نہیں کرتی اس وقت تک ہندو مسلم تصفیئے کی گفتگو کا جاری رکھنا ناممکن ہے کیونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے یہ بنیادی شرط طے کر رکھی ہے دوسری بات یہ ہے کہ کانگرس کی ورکنگ کمیٹی نے اپنے ریزولیوشن میں جس قسم کے اعلان کا مطالبہ کیا ہے اور جس کی تائید آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے اپنے ۱۰/ اکتوبر ۱۹۳۹ء کے ریزولیوشن میں کی تھی ہم ہرگز اس کی حمایت نہیں کر سکتے قطع نظر اس سے کہ کانگرس کا یہ ریزولیوشن الجھا ہوا اور ناقابل عمل ہے یہ ضروری ہے کہ پہلے ہم اقلیتوں کے بارے میں کوئی باہمی سمجھوتہ کریں، مسلم لیگ وائسرائے کے بیان سے بھی مطمئن نہیں۔

اگر ہم خوش قسمتی سے ہندو مسلم مسئلے کا کوئی حل تلاش کر لیں تو پھر متحد ہو کر برطانوی حکومت سے ایسے اعلان کا مطالبہ کیا جاسکے گا جو ہمیں مطمئن کر سکے۔ مسٹر گاندھی اور آپ نے میری یہ دونوں تجویزیں قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تاہم آپ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ آپ مجھ سے دوبارہ بھی ملنا پسند فرمائیں گے میں نے جواب میں عرض کیا تھا کہ جب آپ چاہیں میں ملاقات کرنے کو حاضر ہوں۔ آپ نے اپنے یکم دسمبر کے خط میں بھی مجھ سے بمبئی میں ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا تو میں نے اطلاع دی تھی کہ دسمبر کے تیسرے ہفتے تک میں بمبئی ہی میں قیام کروں گا اور اس دوران میں آپ جب چاہیں تشریف لا کر مل سکتے ہیں۔ میں مکرر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس مسئلہ پر مزید گفت و شنید کرنے پر آمادہ ہیں تو میں حاضر ہوں۔

بجنور والے واقعہ کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے لازم ہے کہ کسی خاص نتیجے پر پہنچنے سے پہلے مکمل عدالتی تحقیقات کرائی جائے مزید برآں تنہا ایک واقعہ لے کر اس کی چھان پھٹک کرنا بے معنی سی بات ہے۔ میرے نزدیک ضروری یہ ہے کہ ایک رائل کمیشن مقرر ہونا چاہئے جو اس بات کی نہایت جامع و مانع تحقیقات کرے کہ کانسٹی ٹیوشن کو جس طرح معرض عمل میں لایا گیا ہے وہ کہاں تک قابل اعتراض ہے اور ہمیں کانگرسی حکومتوں کے خلاف کیا کیا شکائتیں ہیں۔

آپ کا مخلص: ایم۔ اے۔ جناح۔

سکینہ مینشن

کارمیکائیل روڈ بمبئی

بمبئی ۱۴/ دسمبر ۱۹۳۹ء

مائی ڈیئر جناح! ۱۳/ دسمبر کے خط کا شکریہ قبول کیجئے جو مجھے آج دوپہر یہاں پہنچنے پر دیا گیا میں نے پچھلا خط الہ آباد سے آپ کا وہ بیان پڑھ کر لکھا تھا جس میں آپ نے مسلمانوں سے درخواست کی تھی کہ کانگرسی حکومتوں کے ختم ہونے پر "یوم نجات و تشکر" منائیں۔ مجھے یہ بیان پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی تھی کہ اب سیاسی مسائل کے بارے میں ہمارے باہمی اختلاف کی خلیج کس حد تک وسیع ہو چکی ہے۔ اسی بنیادی اختلاف کے پیش نظر میں نے محسوس کیا تھا کہ ہمارے مذاکرات کے لئے کوئی مشترکہ زمین باقی نہیں رہی۔ چنانچہ یہی مشکل میں نے آپ سے بیان کی تھی اور وہ مشکل بدستور موجود ہے۔

آپ نے اپنے خط میں دو اور شرطیں پیش کی ہیں۔ جنہیں قبول کئے بغیر باہمی گفت و شنید کا دروازہ نہیں کھل سکتا اول یہ کہ کانگرس مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرے۔ گذارش یہ ہے کہ کانگرس نے ہمیشہ لیگ کو مسلمانوں کی ایک اہم اور ذمہ دار جماعت تسلیم کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم شدت سے خواہش مند ہیں کہ اپنے باہمی اختلافات رفع کئے جائیں۔ نظر بظاہر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس سے بھی آگے جا کر یہ کریں کہ ان مسلمانوں سے قطع تعلق کر لیں جو مسلم لیگ کے تو ممبر نہیں لیکن ہمارے نہایت دیرینہ اور مخلص رفقائے کار ہیں۔ لیگ کے علاوہ مسلمانوں کی اور بھی بہت سی جماعتیں موجود ہیں۔ مثلاً جمعیت علماء آل انڈیا شیعہ کانفرنس مجلس احرار۔ آل انڈیا مومن کانفرنس وغیرہ۔ ٹریڈ یونین اور کسان سبھا جیسے اداروں میں بہت سے مسلمان شامل ہیں۔ عملی طور پر ان میں سے اکثر جماعتوں اور افراد نے وہی پروگرام اختیار کیا ہے جو کانگرس کا ہے ہم کیونکر ان جماعتوں کے وجود سے انکار کر سکتے ہیں۔ یا ان سے اپنا تعلق منقطع کرنے پر تیار ہو سکتے ہیں۔

آپ نے اکثر موقعوں پر یہ کہا ہے اور بجا کہا ہے کہ کانگرس ہندوستان کے ہر شخص کی نمائندگی نہیں کرتی کانگرس واقعی ان لوگوں کی نمائندگی نہیں کرتی جو اس کے پروگرام سے متفق نہیں، خواہ ان میں ہندو ہوں یا مسلمان۔ بالآخر یہی کہنا پڑے گا کہ کانگرس صرف اپنے ممبروں اور ہمدردوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ جیسے مسلم لیگ یا کسی اور جماعت کے بارے میں بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ صرف اپنے ممبروں اور ہوا خواہوں کی نمائندگی کرتی ہے لیکن کانگرس اور لیگ میں اہم ترین فرق یہ ہے کہ در آں حالیکہ کانگرس کی رکنیت کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو کانگرس کے اغراض و مقاصد اور طریق کار سے اتفاق کرتا ہے۔ لیگ کی رکنیت صرف مسلمانوں تک محدود ہے۔ پس آئینی لحاظ سے کانگرس کی بنیاد پرستی (نیشنلزم) ہے، جسے اگر کانگرس ترک کر دے تو اس کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ بہت سے ہندو ایسے ہیں جو ہندو مہاسبھا کے ممبر ہیں اور نہیں چاہتے کہ کانگرس ہندوؤں کی نمائندگی کا دعویٰ کرے اسی طرح سکھ ہیں اور بھی بہت سے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ فرقہ وارانہ مسائل پر ان کی رائے تسلیم کی جائے۔

اندریں حالات مجھے افسوس ہے کہ ہم آپ کا یہ مطالبہ قبول نہیں کر سکتے کہ تمام دیگر جماعتوں کو پس پشت ڈال کر صرف مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کر لیں یہی کیفیت کانگرس کی بھی ہے کہ اپنے وسیع نظام کے باوجود ہم اس کے لئے اس قسم کا دعویٰ ہرگز نہیں کر سکتے۔ با ایں ہمہ میں آپ سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب دو جماعتوں میں مشترک دلچسپی رکھنے والے امور پر گفت و شنید ہوتی ہے تو اس قسم کے سوال رخنہ انداز نہیں ہونے چاہئیں۔

دوسرا نکتہ آپ نے یہ اٹھایا ہے کہ کانگرس نے برطانوی حکومت سے جس اعلان کا مطالبہ کیا ہے، مسلم لیگ اس کی حمایت نہیں کر سکتی یہ امر واقعی افسوس ناک ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرقہ وارانہ مسائل کے باہمی اختلاف کے علاوہ سیاسی مسائل میں بھی ہم آپس میں متفق نہیں ہیں۔ کانگرس نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ برطانوی حکومت سے صرف یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ بتائے کہ اس جنگ میں شامل ہونے سے اس کا مدعا و مقصود کیا ہے۔ دوم یہ کہ ہندوستان کی آزادی کا اعلان کرے اور سوم یہ کہ اس بات کا اعلان کرے کہ ہندوستان کے باشندوں کو یہ حق حاصل ہے کہ بغیر کسی خارجی دخل اندازی کے خود اپنا کانسٹی ٹیوشن وضع کر سکیں۔ اگر مسلم لیگ کو ان باتوں سے اتفاق نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا سیاسی نصب العین قطعی ایک دوسرے سے مختلف ہے کانگرس کا یہ کوئی نیا مطالبہ نہیں بلکہ کانگرس کے آئین کی شق اول میں درج ہے اور گذشتہ کئی سال سے ہم جس پالیسی پر عمل پیرا ہیں وہ بھی اسی پر قائم ہے۔ میں حیران ہوں کہ کانگرس کیونکر اس سے دست بردار ہو سکتی یا بحد آخر اسے تبدیل کر سکتی ہے اگر آپ میری ذاتی رائے پوچھیں تو میں ہرگز اس میں تبدیلی کا روادار نہیں۔ یہ کسی شخص کا ذاتی سوال نہیں بلکہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا باقاعدہ ایک ریزولیوشن ہے جس کی تائید ہندوستان کے گوشے گوشے میں کی جا چکی ہے میں اس بارے میں بالکل بے بس ہوں۔

ظاہر ہے کہ سیاسی نقطہ نگاہ سے ہمارے درمیان کوئی قدر مشترک باقی نہیں اور ہمارے نصب العین بھی الگ الگ ہیں۔ لہٰذا اب کسی قسم کا بحث مباحثہ بالکل بے سود ہے پچھلا خط جو میں

نے آپ کی خدمت میں لکھا تھا وہ آپ کے اس اخباری بیان سے متعلق تھا جس میں آپ نے مسلمانوں کو تاکید کی تھی کہ کانگرسی حکومتیں ختم ہونے پر یوم نجات منائیں۔ آپ کے اس بیان سے بہت سے اہم اور دور رس نتائج پیدا ہونے کا احتمال ہے جن کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں لیکن جن سے ہم سب متاثر ہوں گے۔ ایک طرف یوم نجات منانا اور دوسری طرف فرقہ وارانہ مسائل حل کرنے کی سعی کرنا۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے پر کیونکہ منطبق کی جاسکتی ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات اور اس پس منظر میں ہماری ملاقات کوئی معقول نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم فرقہ وارانہ مسائل کے تصفیئے کی خاطر آپ سے ملنے اور کھلے دل سے تبادلہ خیال کرنے کو ہر وقت تیار ہیں۔

بجنور والے واقعہ کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے، میں اسے پڑھ کر سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یک طرفہ الزام عائد کئے جاتے ہیں جن کی نہ تحقیق و تفتیش ہوتی ہے اور نہ تصفیہ کیا جاتا ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ شکوے شکایتوں کا دفتر کھولنا تو آسان ہے لیکن بغیر تحقیق و تفتیش کے ان پر انحصار کر لینا خطرے سے خالی نہیں۔

آپ کا مخلص جواہر لال نہرو

ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ
مالابار ہل۔ بمبئی
۱۵/ دسمبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر جواہر لال۔ آپ کا خط محررہ ۱۴/ دسمبر ۱۹۳۹ء ملا۔ افسوس ہے کہ آپ نے دوسرے نکتے کے متعلق میری پوزیشن کا صحیح اندازہ نہیں کیا۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ کانگرس نے برطانوی حکومت سے جس اعلان کا مطالبہ کیا ہے۔ مسلم لیگ اس کی حمایت نہیں کر سکتی۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ ہم کانگرس کے اس مطالبے کی حمایت نہیں کر سکتے جو ورکنگ کمیٹی کے ریزولیوشن میں درج ہے اور جس کی تائید آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے ۱۰/ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو کی تھی اس کی وجہ میں اپنے خط میں لکھ چکا ہوں۔

اگر کانگرس کے اس ریزولیوشن میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ خود آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ آپ کسی نوع کی تبدیلی گوارا نہیں کر سکتے اور جب کہ یہ بھی آپ واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ آپ مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی مستند اور نمائندہ جماعت تسلیم کرنے کو تیار نہیں تو پھر بتائیے کہ ان حالات میں آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں کہ میں کیا کروں اور مجھے کیا کرنا چاہئے۔

آپ کا مخلص ایم۔اے جناح

بمبئی
۱۶/ دسمبر ۱۹۳۹ء

ڈیئر جناح۔ آپ کے ۱۵/ دسمبر کے خط کا شکریہ۔ جس اختلاف کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ میں اسے سمجھتا ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ مسلم لیگ اعلان کے مطالبے کی مخالفت نہیں کر سکتی کانگرس کا مطالبہ یہ ہے کہ جنگ کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کی جائے، ہندوستان کی آزادی تسلیم کی جائے اور یہاں کے باشندوں کا یہ حق مانا جائے کہ وہ اپنا دستور وضع کرنے کے مختار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وضع دستور کا یہ حق دراصل آزادی کا جزو لاینفک ہے۔ یہ بنیادی اصول ہیں جو ہمارے مطمح نظر یعنی حصول آزادی سے خود بخود پیدا ہوتے ہیں چونکہ مسلم لیگ کا مطمح نظر بھی یہی ہے اس لئے نظر بظاہر دونوں جماعتوں میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہونا چاہئے یہ صحیح ہے کہ جب ان اصولوں کو معرض عمل میں لانے کا وقت آئے گا تو بہت سے اہم امور بھی زیر غور آئیں گے لیکن جہاں تک بنیادی مطالبات کا تعلق ہے۔ یہ اصول ہندوستانی نیشنلزم کا لب لباب ہیں جنہیں ترک کرنے یا جن میں بہت کچھ رد و بدل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم گویا اپنے ہاتھوں سے اپنی آزادی کو فنا کر دیں گے۔

جنگ کے بارے میں بھی کانگرس گزشتہ گیارہ سال میں بار بار اپنی پالیسی کی وضاحت کر چکی ہے ہمارا موجودہ اعلان اسی پالیسی کا منطقی نتیجہ ہے۔ اس پالیسی کی تشکیل میں ذاتی طور پر میرا بھی حصہ ہے۔ چنانچہ میں اس کو بہت کچھ اہمیت دیتا ہوں۔ آپ محسوس کریں گے کہ پسند یا ناپسند کے سوال سے قطع نظر ایسی پرانی اور محکم پالیسی کو بدلنا بے حد مشکل ہے۔ یہ پالیسی حقیقتاً سیاسی ہے اور میں یہ کہنے کی جرات کروں گا کہ

ہندوستان کے مطالبہ آزادی سے صرف یہی ایک پالیسی پیدا ہو سکتی ہے۔ جزئیات و تفصیلات پر غور و فکر اور بحث ہو سکتی ہے اور باہمی مشورے سے ان پر بھی عمل در آمد ہو گا۔ اس کے علاوہ اقلیت اور دوسرے گروہوں کے مفاد کی نگہداشت بھی کی جائے گی۔ لیکن اس اعلان کی بنیاد ہی سے انکار کر دیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ ہماری پالیسی اور سیاسی نقطہ نگاہ میں سخت اختلاف ہے۔ بحیثیت موجودہ اس کا ہندو مسلم مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہم دونوں کے سیاسی مدعا و مقصود میں کوئی چیز بھی مشترک نہیں۔

میں ایک بار پھر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کا کوئی شخص مسلم لیگ کی اہمیت طاقت اور اثر و رسوخ سے انکار نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لیگ سے گفت و شنید کرنے اور ان مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے بے تاب ہیں جن کا ہمیں اس وقت سامنا ہے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ مختلف شرائط کی صورت میں اس قسم کی مشکلات سدراہ بن جاتی ہیں کہ ہم ان مسائل کی بحث کا آغاز بھی نہیں کر پاتے۔ یہ شرائط جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں، نہایت دور رس اہمیت کی حامل ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ شرطیں کیوں ہمارا راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ میرے نزدیک یہ چنداں مشکل نہیں کہ ان شرطوں کو راستے سے ہٹا کر ہم براہ راست اصل معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کریں لیکن دقت یہ ہے کہ یہ مشکلات اپنی جگہ سے ہٹنے کا نام نہیں لیتیں اور ان میں مزید اضافہ بھی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ میں تو یہ خیال کرنے پر مجبور ہوں کہ اصل رکاوٹ ہمارے سیاسی نقطہ نگاہ اور مطمح نظر کا اختلاف ہے۔

آپ نے اب جو یہ اعلان کر دیا ہے کہ ۲۲/ دسمبر کو ہندوستان بھر میں جلسے کئے جائیں اس سے ایک نفسیاتی الجھن پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی موجودگی میں کوئی باہم افہام و تفہیم ممکن نہیں مجھے اس صورت حال سے سخت رنج ہو رہا ہے۔ کاش آپ اس الجھن کو، جس سے سوائے کدورت اور بد مزگی کے اور کچھ پیدا نہیں ہو گا۔ رفع کر سکیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں فرقہ وارانہ مصالحت کے لئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کروں گا لیکن مجھے اس سلسلہ میں یہ کبھی گوارا نہیں کہ اپنی عزت نفس قربان کر دوں یا آپ سے اس قسم کی قربانی کرنے کو کہوں میرے سیاسی عقائد نہایت پختہ ہیں اور ان عقائد کی خاطر میں نے ہر قسم کی تنگی ترشی برداشت کی ہے میں کبھی ان سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں چہ جائیکہ آج جب کہ پوری دنیا گویا آتش فشاں پہاڑ کے دہانے پر کھڑی ہے۔

آپ کا مخلص جواہر لال نہرو

نہرو رپورٹ:

نہرو رپورٹ کے اہم نکات درج ذیل تھے

۱۔ ہندوستان کو مکمل نو آبادیاتی درجہ دیا جائے اور اس کی مرکزی اور صوبائی سطحوں پر ذمہ دار اور نمائندہ حکومت قائم کی جائے۔ امور خارجہ اور امور دفاع کے محکمے مستقلاً انگریز وزراء کو دیئے جائیں۔

۲۔ مسلمانوں کے جداگانہ طریق انتخاب کو ختم کر دیا جائے کیوں کہ یہ قومی جذبے کے فروغ کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا ہے اس کی بجائے مخلوط طریق انتخاب رائج کیا جائے۔

۳۔ مرکز میں وفاقی پارلیمانی طرز حکومت قائم کی جائے اور جو شعبہ جات مرکزی اور صوبائی فہرست میں نہیں آئے وہ مرکز کو سونپ دئے جائیں۔

۴۔ صوبوں کی لسانی بنیادوں پر از سر نو تشکیل کی جائے

۵۔ پنجاب اور بنگال کے سوا باقی تمام صوبوں میں اقلیتوں کا کوٹا مقرر کیا جائے پنجاب اور بنگال میں مسلم نشستیں مخصوص نہیں کی جا سکتیں کیوں کہ یہ ذمہ دار اور نمائندہ حکومت کے بنیادی اصولوں کے منافی ہے۔

۶۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے ایک الگ صوبہ بنایا جائے۔ شمال مغربی سرحدی صوبے اور بلوچستان میں بھی دوسرے صوبوں کی طرح دستوری اصلاحات نافذ کی جائیں

۷۔ مرکز میں مسلمانوں کو ایک چوتھائی نمائندگی دی جائے اور اکثریتی پارٹی حکومت بنائے

۸۔ دستور میں ایک اعلان حقوق کا اضافہ کیا جائے

نہرو، موتی لال:

پنڈت موتی لال نہرو نے جب نہرو رپورٹ پیش کی تو قائد اعظم نے اسے مکمل طور پر مسترد کر دیا اور چودہ نکات پیش کئے

وہ ۶ مئی ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے انہوں نے قانون کی تعلیم حاصل کی اور سیاست کے میدان میں قدم رکھا۔ ۱۹۱۹ء میں انڈین نیشنل کانگرس کے صدر مقرر ہوئے۔ مرکزی اسمبلی میں سوراجسٹ پارٹی کی قیادت کی۔ اپنے عہد کے ممتاز سیاست دان تھے۔

۱۹۶۱ء میں بھارت میں ان کا صد سالہ جشن منایا گیا۔

۱۹۳۱ء میں وفات پائی۔

نیاز فتح پوری، علامہ:

انہوں نے قائد اعظم محمد علی کے انتقال پر جن الفاظ میں انہیں خراج عقیدت پیش کیا وہ ناقابل فراموش ہیں۔

قائد اعظم کی عظمت کا راز ان کی سیرت کی بلندی، قوت فیصلہ کی مضبوطی اور قوت ارادی کی پختگی اور عمل پیہم اور انسان دوستی میں مضمر ہے ان کا یقین تھا۔

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

وہ بانیٔ پاکستان ہونے کی حیثیت سے دنیا کے عظیم انسان تھے۔ انہوں نے صرف ایک نئے ملک کی تعمیر ہی نہیں کی بلکہ ایک نئی تاریخ، نئے جغرافیہ اور ایک نئی تحریک کی بنا ڈالی اس قدر قلیل مدت میں تاریخ کا رخ بدل دینا قائد اعظم کا وہ کارنامہ ہے جس کی مثال انسانی تاریخ میں کم نظر آتی ہے

وہ ۱۸۸۴ء میں فتح پور میں پیدا ہوئے تعلیم کے بعد اردو کا مشہور و ادبی رسالہ نگار نکالا۔ یہ پہلے بھوپال، پھر لکھنؤ اور کراچی سے جاری رہا۔ نیاز کی شہرت کئی باتوں سے ہے وہ اچھے رومانی افسانہ نگار اور ناولسٹ ہیں۔ تاریخ، تنقید اور مذہبی عمرانی موضوعات پر عالمانہ لیکن شگفتہ شاعرانہ انداز میں بہت سے مضامین لکھے۔ شہاب کی سرگزشت۔ نگارستان۔ جذبات بھاشا اور گہوارہ تمدن اہم تصانیف ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں کراچی میں انتقال کیا۔

نیازی:

ماہر حیوانیات۔ انہوں نے ۱۹۳۸ء میں نئی دہلی میں قائد اعظم کے سامنے چمگادڑوں کی بولیاں اس طرح بولیں کہ قائد اعظم نے گھبرا کر اپنی شیروانی کے بٹن کھول دیئے قائد اعظم کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے ان کے سامنے اپنے فن کا مزید مظاہرہ مناسب نہ سمجھا۔

وہ ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے گاؤں کے قریب ہی پہاڑوں میں مختلف قسم کے جانور پائے جاتے تھے پانچ چھ سال کی عمر ہی سے انہوں نے جانوروں کی بولیاں سیکھنی شروع کر دی تھیں۔

انہوں نے اپنے فن کا مظاہرہ وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین، شاہ ایران، حتی کہ امریکا میں بھی کیا۔

نیازی، عبدالستار خاں:

دیکھئے عبدالستار خاں نیازی۔

نیرنگ، غلام بھیک:

ممتاز صحافی، شاعر تحریک پاکستان کے بے مثال رہنما، وہ ۱۸۷۶ء میں انبالہ میں پیدا ہوئے۔ لاہور سے قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد انبالہ میں وکالت کا آغاز کیا۔ ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ کی کامیابی کے بعد جب پارٹی نے قائد اعظم کو مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا لیڈر منتخب کیا تو انہیں ڈپٹی لیڈر کے فرائض سونپے گئے۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سرگرم رکن تھے۔ انبالہ میں مسلم ہائی سکول قائم کیا۔ وکالت چھوڑ کر تحریک خلافت کے سرکردہ رہنما بن گئے۔ انہوں نے جمعیت تبلیغ اسلام انبالہ بھی قائم کی جس کے تحت مبلغین کے ساتھ مل کر سندھی تحریک کو دبانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انبالہ میں مسلم لیگ کی بنیاد بھی رکھی۔ پندرہ برس تک مرکزی اسمبلی کے بلامقابلہ رکن رہے قیام پاکستان کے بعد جھنگ میں رہائش اختیار کی۔ اور قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے کئی بار صوبائی اور مرکزی وزارتوں کی پیش کش کی گئی لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ مولانا حالی سے متاثر رہے۔ تصانیف میں کلام نیرنگ اور غبار افق شامل ہیں۔ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو انتقال کیا۔

نیڈوز ہوٹل:

لاہور کا ایک مشہور ہوٹل جہاں ۸ جون ۱۹۳۶ کو قائد اعظم

محمد علی جناح کی صدارت میں آل انڈیا مسلم کونسل اور مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کے اجلاس منعقد ہوئے اا اجلاس میں نواب زادہ لیاقت علی خاں راجا صاحب محمود آباد۔ ملک برکت علی، مولانا شوکت علی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا احمد سعید مفتی کفایت اللہ، چوہدری خلیق الزمان، نواب اسماعیل خاں، راجہ نیلم پور، احمد یار خاں دولتانہ عبدالتین چوہدری، راجا غضنفر علی نے شرکت کی علامہ اقبال کے خط ۹/ جون کو غلام رسول نے قائد اعظم کو اسی ہوٹل میں پیش کیا۔

آج کل یہاں واپڈا ہاؤس کی شاندار عمارت ایستادہ ہے۔

نیشنل اگریکلچرل پارٹی:

مارچ ۱۹۳۷ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے یوپی میں اسمبلی کے ان مسلمان اراکین سے مفصل بات چیت کی جو نیشنل اگریکلچرل پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے

ان کی کوشش تھی کہ تمام مسلمان اراکین مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اس ضمن میں مسلم لیگ پارٹی کا ایک اجتماع سلیم پور ہاؤس میں ہوا تھا آخر قائداعظم وہاں سے اٹھ کر نواب سر محمد یوسف کے مکان پر گئے جہاں انہوں نے ان کے سامنے وہ شرائط رکھیں جو مسلم لیگ نے مرتب کی تھیں آخر کار اس بات پر سمجھوتہ ہو گیا کہ غیر لیگی رکن اپنی اپنی جماعتوں سے مستعفی ہو کر اور مسلم لیگ کے حلف نامے پر دستخط کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں یہ معاملہ رات کے تقریباً ایک بجے طے ہوا۔

نیشنل ڈیفنس کونسل:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۲ جولائی ۱۹۴۱ء کو وائسرائے کونسل میں توسیع اور نیشنل ڈیفنس کونسل کے مسئلے پر بمبئی سے یہ بیان جاری فرمایا۔

وائسرائے کی کونسل میں توسیع اور نہام نہاد نیشنل ڈیفنس کونسل کے متعلق سرکاری اعلان بے حد قابل افسوس اور مایوس کن ہے اس اقدام سے مسلم ہندوستان کی صدق دلانہ وفامندانہ اور حقیقی امداد اگر دیانتداری سے حاصل کرنی مقصود ہے تو حاصل نہیں کی جا سکتی اس کی صاف اور ساری وجہ یہ ہے کہ نامزد مسلمان نہ مسلمانوں کے حقیقی نمائندے ہیں اور نہ ہی انہیں مسلمان عوام کا اعتماد حاصل ہے وائسرائے کا تدبران سے یکے بعد دیگرے غلطیاں کروا رہا ہے یہ بات افسوس ناک اور تکلیف دہ ہے کہ وائسرائے نے مسلم لیگ کے رہنما اور ایگزیکٹو سے بالا بالا مسلم لیگ کے عہدوں کو ترغیب دی اور یہ اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے کہ مسلم لیگ کے بعض ارکان اس ترغیب و تحریض کا شکار ہو گئے جب پچھلے اگست میں حکومت نے پیش کش کی تو وہ مسلم لیگ کو منظور نہ تھی اس کی معقول وجہ یہ ہے کہ اس سے مسلم لیگ کے نمائندہ کو اختیار حکومت میں حقیقی اور جائز حصہ نہیں ملتا۔ کون یہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ رجعت پسندانہ فیصلہ اسلامی ہند کی منظوری اور تعاون حاصل کر سکتا ہے۔ میں وائسرائے کو مسلم لیگ کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے مسلم وزراء اعظم اور لیگ کے بعض ارکان کی لیگ کے لیڈر اور ایگزیکٹو کے مشورہ اور علم کے بغیر اس اسکیم کے لئے خدمات حاصل کر کے یہ پھوٹ پیدا کی ہے

بہرحال یہ چیز مسلم لیگ کو اس کی صراط مستقیم سے متزلزل نہیں کر سکتی اس چال سے حکومت کو بھی کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا بلکہ بدقسمتی سے اس سے تلخی پیدا ہو گی جو اس وقت موجود نہیں باوجودیکہ اس اعلان سے پہلے بھی حکومت کا رویہ پسندیدہ نہ تھا ان مسلمان وزراء اعظم اور مسلم لیگی ارکان کے رویہ پر جنہوں نے لیگ کے لیڈر اور ایگزیکٹو کے حکم اور علم کے بغیر اپنے آپ کو اس توسیع اور نیشنل ڈیفنس کونسل سے وابستہ کیا ہے مناسب غور ہو گا اور مناسب کاروائی کی جائے گی

قائداعظم نے ان حضرات کو نیشنل ڈیفنس کونسل سے مستعفی ہونے کو کہا جو مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے منظوری کے بغیر ہی اس میں شامل ہو گئے تھے

قائداعظم محمد علی جناح نے مرکزی اسمبلی میں بھی اس کے خلاف احتجاج کیا۔ اپنی تقریر کے بعد وہ اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئے اور ان کے پیچھے پیچھے مسلم لیگ کے تمام ارکان اسمبلی بھی ایوان سے باہر چلے گئے ان کی سیاسی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ انہوں نے اسمبلی سے واک آؤٹ کیا۔

وائسرائے ہند نے یہ کونسل جولائی ۱۹۴۱ء میں قائم کی اور دوسرے نامزد ارکان کے ساتھ ساتھ پنجاب سے سر سکندر حیات، بنگال سے مسٹر فضل الحق اور آسام سے سر محمد سعد اللہ

خاں کو لیا گیا تھا۔

مولانا عبد الستار خاں نیازی نے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی تو اس فیڈریشن نے ان رہنماؤں کی غداری کے خلاف تحریک چلائی اور اس کے نتیجے میں سر سکندر حیات کو قائد اعظم کے قدموں میں جھکنا پڑا اس نے نہ صرف قائد اعظم سے معافی مانگی بلکہ ڈیفنس کونسل سے بھی استعفیٰ دے دیا۔

نیشنلزم ان کنفلیکٹ ان انڈیا (National ism in conflict in India)

یہ کتاب مسٹر ایم آر ٹی نے لکھی اور اس کا دیباچہ قائد اعظم نے تحریر کیا وہ لکھتے ہیں۔

اس کتاب سے ظاہر ہو گا کہ ہندوستان ایک قومی مملکت نہیں ہے اور یہ کہ ہندوستان ایک ملک نہیں ہے ایک بر صغیر ہے جس میں متعدد قومیں ہیں ان میں دو بڑی قومیں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ہیں جن کی ثقافت تہذیب، زبان، ادب، آرٹ، تعمیرات، نام، اقدار کے تصور، قوانین، سماجی اور اخلاقی ضابطوں، رسوم و سنین تاریخ و روایات، ذوق اور خواہشات زندگی اور اس کے متعلق نظریہ میں بنیادی فرق ہے بلکہ متعدد اعتبار سے یہ سب باتیں ایک دوسرے سے بالکل متغائر اور خلاف ہیں۔

ایم اے جناح
۲۴ دسمبر ۱۹۴۲ء
اورنگ زیب روڈ نئی دہلی

نیشلسٹ مسلم لیگ:

۱۹۲۹ء میں جب مسلم لیگ سے ایک اور جماعت نے علیحدگی اختیار کر لی تو علیحدگی پسندوں نے مولانا ابو الکلام آزاد کی قیادت میں آل انڈیا نیشلسٹ مسلم لیگ کے نام سے ایک تنظیم قائم کر لی تھی۔ یہ گروہ نہرو رپورٹ کی مکمل حمایت کرتا تھا اس کے سیکرٹری ٹی اے کے شروانی تھے بعد میں ڈاکٹر انصاری کی شمولیت سے یہ گروپ مستحکم ہو گیا

نیو ٹائمز:

لاہور سے شائع ہونے والا ہفت وار اخبار اسے ملک برکت علی نے اپنے فرزند ملک مراتب علی کی ادارت میں شائع کیا تھا اس اخبار نے مسلم لیگ کے کام کو آگے بڑھانے میں نہائت اہم کردار ادا کیا۔ ابتداء میں ملک برکت علی نے قائد اعظم کا نام اخبار کے سرپرستوں میں لکھا تھا لیکن قائد اعظم کے محررہ خط ۲۰ نومبر ۱۹۳ء کے متن سے یہ معلوم ہوا کہ قائد اعظم اس بات کو ناپسند کرتے تھے۔

نیوز کرانیکل:

لندن کا انگریزی اخبار اس اخبار کے نامہ نگار اسٹیورٹ گلڈر نے ۱۵ اگست ۱۹۴۴ء کو ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ اور بر صغیر کے حالات و واقعات پر تبادلہ خیال کیا۔

و

واچا، ڈی ای:

مشہور کانگریسی رہنما، ۱۹۰۷ء میں قائداعظم محمد علی جناح کانگریس کے دو حصوں میں بٹ جانے سے اعتدال پسند گروپ میں شامل ہوگئے ان کے ساتھ دیگر رہنماؤں میں راش بہاری گھوش، موتی لال نہرو سریندر ناتھ بینرجی اور ڈی ای واچا قابل ذکر ہیں۔ سورت کے اجلاس کی صدارت پر اگرچہ اختلاف رائے ہوا تاہم یہ گروپ حاوی رہا اور اس گروپ کے ایک فرد راش بہاری گھوش نے صدارت کے فرائض انجام دئے۔

ان کا پورا نام ڈنشا ایڈل جی واچا تھا وہ ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے مذہباً پارسی تھے، الفنسٹن کالج بمبئی میں تعلیم پائی اور مجلسی و دفاعی کاموں میں حصہ لینے کے اعتراف کے طور پر سر کا خطاب حاصل کیا۔ تحریر اور تقریر کے، سر تھے۔ ۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۶ء قانون ساز مجلس بمبئی کے رکن ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۰ء امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن اور ۱۹۲۰ء میں امپیریل بنک آف انڈیا کے گورنر مقرر ہوئے تیس سال تک بمبئی میونسپل کارپوریشن کے ایک رکن اور اٹھارہ سال تک نیشنل کانگریس کے جنرل سیکرٹری اور ۱۹۰۱ء میں کانگریس کے صدر بنے۔ فیروز شاہ مہتہ کے بعد بمبئی کے عوام کے مشہور لیڈر تھے، قیصر ہند کے انگریزی حصے کی ادارت کی اور اخبارات میں بہت سے مقالے قلمبند کئے۔

واڈیا پروفیسر:

۱۹۲۱ء میں گوکھلے کی چھٹی برسی کے موقع پر سرونٹس آف انڈیا کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ (بمقام بمبئی) میں جن رہنماؤں نے تقاریر کیں ان میں پروفیسر واڈیا کے علاوہ مسٹر ایم آر پی بھی شامل تھے۔

واڈیا، نیول:۔

قائداعظم کی اکلوتی صاحب زادی کے خاوند، انہوں نے مرضی سے نیول واڈیا سے شادی کر لی تھی للذا قائداعظم نے اپنی صاحب زادی سے قطع تعلق کر لیا لیکن ان کی وصیت کے مطابق نیویارک میں سالانہ دو لاکھ روپے بھجوائے جاتے رہے۔

نیول واڈیا نے ڈینا سے علیحدگی اختیار کر لی ہے، ان کا ایک صاحب زادہ ہنسلے واڈیا بمبئی میں کاروبار کرتا ہے۔

واردھا سکیم:

۱۹۳۸ء میں پٹنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس منعقد ہوا اس کا افتتاح قائداعظم نے کیا اجلاس کی صدارت راجا صاحب محمود آباد نے کی یوپی۔ آسام اور ہندوستان کے دوسرے حصوں سے مندوبین نے اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں ودیا مندر اسکیم اور واردھا سکیم کی پرزور مخالفت کی گئی۔ قائداعظم نے ان دونوں سکیموں پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے فرمایا۔

واردھا کی تعلیمی اور ودھیا مندر کی اسکیمیں کافی غور و فکر اور خاص مقصد سے تیار کی گئی ہیں اور ان اسکیموں کے بانی گاندھی ہیں جنہوں نے کانگرس کے اس عظیم مقصد کو خاک میں ملا دیا جن کے لئے یہ شروع کی گئی تھی اور کانگرس کو خالص ہندو ادارہ بنا دیا تاکہ ہندو کلچر کو زندہ اور رائج کیا جائے اس وقت ہندوؤں کے دماغ میں یہ بات بسی ہوئی ہے کہ وہ حکمران قوم ہیں اس لئے جہاں تک ممکن ہو تا مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سخت تدابیر اختیار کی جاتی ہیں تو مسلمانوں کے خلاف ضمانتیں طلب کی جاتی ہیں تو مسلم اخبارات سے وہ درحقیقت ایک خالص ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے صوبوں میں ان کی اکثریت حاصل ہے باقی صوبوں میں ان کو اکثریت حاصل نہیں لیکن وہاں وہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں ان کو مسلم لیگ سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔

میں ہر شخص کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ یہ ثابت کر دے کہ میں انگریزوں کے شاہی مفاد کا طرفدار ہوں۔ میں نے اپنی عمر میں مجلس واضعان قانون کے اندر یا باہر کسی بھی شہنشاہیت کی طرفداری نہیں کی۔ مسلم لیگ سوائے مسلم قوم کے کسی کی طرفدار نہیں ہو سکتی کانگریس مرکز میں اپنی سرگرمیوں سے ان چار صوبوں کو جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں معمولی باجگزار ریاستوں میں تبدیل کر سکے گی اگر مسلم لیگ کا معیار بلند کرنا ہے تو مسلمانوں کو اپنی تنظیم جاری رکھنی چاہئے۔ واردھا سکیم کا مطلب مسلمان طلباء طالبات کو ان کے دین سے ہٹا کر غلط راستے پر ڈالنا تھا۔ یہ سکیم مسٹر گاندھی نے تیار کی تھی اس کے

اہم نکات یہ تھے۔

(۱) درسگاہوں میں موسیقی کو لازمی قرار دیا گیا۔

(۲) لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مخلوط تعلیم کا طریقہ تجویز کیا گیا

(۳) دنیا کے سارے مذاہب کی مشترکہ صداقت کو اس سکیم کا ایک جزو قرار دیا گیا۔

جب پاکستان بن رہا تھا کے مرتب رفیق غوری اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں۔

"ظاہر ہے کہ اس اسکیم کا ہر حصہ مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول تھا اور اس کا مقصد ان کی قومی روایات کو مسخ کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا کیوں کہ موسیقی اور وہ بھی درس گاہ میں جہاں جوان لڑکے اور جوان لڑکیاں موجود ہوں اور وہ سب مل کر گائیں بجائیں اسلام کی تعلیم کی رو سے نہ صرف معیوب بلکہ مسلم سوسائٹی کے اخلاق کو تباہ کرنے کے مترادف ہے اسی طرح سے اسلام لڑکیوں اور لڑکوں کے آزادانہ اختلاط کو ناجائز قرار دیتا ہے خصوصاً عمر کے اس دور میں جب جنسی جذبات میں سخت ہیجان ہوتا ہے مخلوط تعلیم نوجوان عورتوں اور مردوں کے اخلاق کے لئے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح تمام مذاہب کی مشترکہ صداقت کا تصور نہایت گمراہ کن تھا اور اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ مسلمان طلبا اپنی اسلامی انفرادیت کو فراموش کر دیں کیوں کہ جب یہ مان لیا جائے کہ ہر مذہب میں ایک جیسی صداقتیں موجود ہیں تو مسلمانوں کے مسلمان رہنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی گویا واردھا اسکیم میں مذاہب کی مشترکہ صداقت کا جزو شامل کر کے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کی ایک منظم سازش کی گئی تھی۔

اسی طرح ودیا مندر اسکیم مسلمان بچوں کے لئے نہایت غیر موزوں ہے مندر کا لفظ ایک خاص مذہبی فرقے اور اس کے مذہب پر رجحانات کی عکاسی کرتا ہے۔

چونکہ تعلیمی اداروں میں تمام مذاہب کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اس لئے سب پر اس کا اطلاق نہ ہوتا تھا چنانچہ مسلمانوں نے اس کے خلاف ناگ پور میں سخت احتجاج کیا گیا۔ مسلمان سر پر کفن باندھ کر میدان میں نکل آئے جب صورت حال بگڑنے لگی تو خان لیاقت علی خاں کی کوششوں سے یہ جھگڑا ختم ہوا اور مسلمانوں کے لئے کانگرس نے اس سکیم کا نام مدینۃ العلم رکھنے کی اجازت دے دی۔

وار کونسل:

پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانوی حکومت کی یہ کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے ہندوستانی باشندوں کو بھی جنگ میں دھکیل دیا جائے اس سلسلے میں وائسرائے لارڈ چیمسفورڈ نے ایک وار کونسل مرکز میں قائم کی جب کہ صوبوں میں گورنروں کے تحت صوبائی وار کونسلیں ہیں۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۸ء کو دہلی میں وائسرائے ہند کی صدارت میں وار کونسل کا اجلاس منعقد ہوا اس اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناح نے بھی نہ صرف شرکت کی بلکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر برطانوی حکومت ہندوستانی عوام کی حمایت و تائید اور اسے شریک جنگ کرنا چاہتی ہے تو ملک میں دستوری اصلاحات کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔

قائداعظم نے اس شرط کے حکومت کو عوام کی جانب سے امداد کا یقین دلایا تاکہ ہندوستانیوں کی بجائے انگریز ہی اپنی فتح یاب کا ڈھنڈورا نہ پیٹ سکیں۔ اس تجویز پر وائسرائے نے پس و پیش کا اظہار کیا لیکن جب قائداعظم نے دلائل دینا شروع کئے تو وائسرائے نے قائداعظم کو دلائل دینے سے روک دیا۔ قائداعظم نے وائسرائے کی سخت الفاظ میں مذمت کی، حالانکہ کانگریسی لیڈروں نے تو غیر مشروط پیش کش بھی کر دی تھی۔ ۱۰ جون ۱۹۱۸ء کو بمبئی کے ٹاؤن ہال میں صوبائی وار کونسل کے اجلاس کی صدارت بمبئی کے گورنر لارڈ ولنگڈن نے کی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ہوم رول لیگ اور بغیر نام لئے قائداعظم کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس ضمن میں جو قرارداد پیش کی گئی لارڈ ولنگڈن نے صوبائی کونسل سے اسے منظور کرنے کی امید ظاہر کی لارڈ ولنگڈن تقریر کر بیٹھے تو ہوم رول لیگ کے رہنما مسٹر تلک نے سرکاری قرارداد میں ترمیم کی تجویز پیش کی لیکن لارڈ ولنگڈن نے اسے بے ضابطہ قرار دے دیا۔ اس کارروائی پر مسٹر تلک اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس اجلاس میں بھی شرکت کی اور انہوں نے واک آؤٹ کی بجائے اپنی تقریر میں لارڈ ولنگڈن کے اس طرز عمل کی مذمت کی جو انہوں نے ہوم رول لیگ کے ارکان خصوصاً مسٹر تلک سے روا رکھا۔ انہوں نے کہا ایک

طرف تو حکومت ہندوستانیوں کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتی اور دوسری طرف وہ سپاہیوں کو بھرتی کرنا چاہتی ہے جب کہ ہم قومی فوج کے قیام کے خواہاں ہیں۔ لارڈ ولنگڈن نے کہا کہ اگر مقرر کو حکومت پر اعتراض ہے تو وہ اس کی شکائت دہلی یا شملہ جا کر کرے کیوں کہ میں اس ضمن میں بے اختیار ہوں۔

قائد اعظم نے کہا کہ اگر صوبہ کی حکومت عوام کا تعاون حاصل کرنے کی خواہش مند ہے تو وہ عوام کے نمائندوں پر بھروسہ کرے ہم اس طرز عمل سے اتفاق نہیں کرتے جو حکومت سے عوامی نمائندوں سے روا رکھا ہے۔ لارڈ ولنگڈن نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ مقرر صدر کی رولنگ پر بحث نہیں کر سکتے۔ لیکن قائد اعظم نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم سرکاری تجویز کی حمایت نہیں کر سکتے

اپنی تقریر مکمل کرنے کے بعد قائد اعظم نے بھی اجلاس سے واک آؤٹ کر دیا۔

پورے ملک کے عوام نے قائد کے اس اقدام کو سراہا۔

والٹن:

لاہور کا پرانا ہوائی اڈہ جہاں قائد اعظم دوسرے علاقوں کے لئے ہوائی جہاز میں سے سوار ہوتے اور اترتے

وال جی پونجا اینڈ کمپنی:

قائد اعظم کے والد اور تایا نے ۱۸۶۴ء میں کراچی آ کر پولٹن مارکیٹ کے قریب والجی پونجا اینڈ کمپنی کے نام کاروبار کا آغاز کیا یہ کمپنی مچھلی، گوند، چمڑے، کا کاروبار کرتی تھی۔ کمپنی نے ماہی گیری کا کام بھی شروع کیا تھا اس سلسلے میں اس کے پاس چھوٹی بڑی کشتیاں بھی تھیں۔ فتح اور گیلانی کے نام سے کمپنی کے پاس دو لانچیں تھیں۔

اشیائے تجارت کی ادھر ادھر منتقلی کے سلسلے میں گدھے گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں بھی کمپنی کے پاس تھیں۔

اس کمپنی پر والکٹ برادرز نے مقدمہ بھی کیا تھا اور کمپنی کی جائیداد قرق کر لی گئی تھی۔

وال چند:

مطلوب الحسن سید نے اپنی کتاب محمد علی جناح ایک ہی سیاسی مطالعہ میں لکھا ہے کہ قائد اعظم کو ایک وکیل نے اپنے یہاں اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کرنے کی پیش کش کی تھی اس کا نام مسٹر وال چند تھا۔

وہ قائد کے سکول کا ساتھی تھا اور دو سال عمر میں ان سے بڑا تھا اس کی پریکٹس اچھی تھی۔ اس پیش کش پر محمد علی جناح نے جواب دیا تھا کہ میں آپ کا بہت ممنوں ہوں لیکن پہلے میں اپنی صلاحیتوں کی آزمائش خود کیوں نہ کر لوں ہاں اگر اپنی آزمائش کے میدان میں پسپا ہو گیا تو پھر آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہو جاؤں گا مسٹر وال چند اس حوصلہ مندانہ جواب سے بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ اچھا میری یہ پیش کش برابر قائم رہے گی۔

بقول محقق قائد اعظم جناب رضوان احمد، اول تو اسکول کا وہ ساتھی جس کی عمر ہی دو سال ان کی عمر سے زیادہ تھی ۱۸۹۴ء میں ایسی عمر میں نہیں ہو سکتا جس کی پریکٹس اچھی ہو۔ ۱۸۹۴ء ہی میں صرف چند ہفتوں کے لئے ان کے کراچی آنے کا تذکرہ کیا جاتا ہے ۱۸۹۴ کے بعد پھر وہ کراچی نہیں آئے ۱۸۹۶ء میں بیرسٹر ہو کر بمبئی پہنچے اور وہیں بیرسٹری شروع کی۔

اسی طرح قائد اعظم کے ۷۲ سال کے مرتب خواجہ رضی حیدر صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

محمد علی جناح نے افسردہ دل اور پژمردہ طبیعت کے ساتھ کراچی کی عدالت کا جائزہ لیا اور چند ہی روز میں یہ اندازہ کر لیا کہ ایک نووارد وکیل کے لئے اس شہر میں زیادہ مواقع موجود نہیں ہیں۔

چنانچہ انہوں نے بمبئی جانے کا فیصلہ کر لیا (حالانکہ وہ کراچی گئے ہی نہیں تھے) محمد علی جناح کے اس فیصلے سے جہاں ان کے افراد خانہ کو اختلاف تھا وہاں ان کے چند دوست بھی اسے پسند نہ کرتے تھے چنانچہ ان کے ایک تاجر دوست وال چند نے محمد علی جناح کو بمبئی جانے سے باز رکھنے کے لئے اپنے کاروبار میں شرکت کی پیش کش بھی کی لیکن محمد علی جناح کے فیصلے اٹل ہوتے تھے انہوں نے اس پیش کش کو یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اگر بمبئی میں بھی وکالت نہ چلی تو واپس آ کر اس پیش کش کو قبول کر لوں گا۔

والدین:

قائد اعظم کے والد بزرگوار جناح پونجا (ابن پونجا بھائی) یا

جینا بھائی خاصے تعلیم یافتہ تھے اور چرچ مشن اسکول (اب سی ایم ایس سکول) میں استاد اور چانڈومل کے پارٹنر تھے۔

والدہ کا نام میٹھی بائی تھا وہ آغا خاں کے وزیر موسیٰ جمعہ کی صاحب زادی تھیں اور عرف عام میں انہیں شیریں بائی کہا جاتا تھا۔

وائسرائے ہاؤس (شملہ):

قائداعظم محمد علی جناح نے وائسرائے ہاؤس شملہ میں کابینہ مشن کے ارکان سے ملاقات کی وفد نے قائد سے کل ہندیونین تجویز سے اتفاق کرنے پر زور دیا لیکن قائداعظم نے اسے قبول کرنے سے معذوری کا اظہار کیا ۵ مئی کو پھر وائسرائے ہاؤس میں سہ فریقی اجلاس ہوا لیکن یہ اجلاس بھی ۱۲ مئی کو بغیر کسی نتیجے کے ختم ہو گیا۔

وائسرائے ہند:

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۰۵ء میں سیاست میں آئے ان کی سیاسی زندگی ۴۲ برسوں (۱۹۰۵۔۱۹۴۷ء) پر محیط رہی۔ اس دوران قائداعظم سے جن نو وائسرائے کا رابطہ پڑا ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ لارڈ منٹو ۱۹۰۵ء۔۱۹۱۰
۲۔ لارڈ ہارڈنگ ۱۹۱۰۔۱۹۱۶
۳۔ لارڈ چیمسفورڈ ۱۹۱۶۔۱۹۲۱
۴۔ لارڈ ریڈنگ ۱۹۲۱۔۱۹۲۶
۵۔ لارڈ ارون ۱۹۲۶۔۱۹۳۱
۶۔ لارڈ ولنگڈن ۱۹۳۱۔۱۹۳۶
۷۔ لارڈ لنلتھ گو ۱۹۳۶۔۱۹۴۳
۸۔ فیلڈ مارشل لارڈ ویول ۱۹۴۳۔۱۹۴۷
۹۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن ۱۹۴۷

وائی ایم سی اے:

قائداعظم محمد علی جناح جب ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے گئے تو راستے میں وائی ایم سی اے کی عمارت کو دیکھ کر فرمایا۔

وائی ایم سی اے کی تنظیم کی ایک بڑی اچھی مثال ہے تھوڑے سے آدمیوں نے دنیا کے کونے کونے میں اس کی شاخیں قائم کر لی ہیں

وائکنگ طیارہ:۔

قائداعظم کے زیر استعمال طیارہ، یہ طیارہ مئی ۱۹۴۸ء میں خریدا گیا اور ۱۸ جون ۱۹۴۸ء کو کراچی پہنچا اور اسے آر۔ پی۔ اے ایف کے سکویڈرن میں شامل کر لیا گیا اسے ویکرس آرمسٹرانگ نے بنایا اور یہ دو سو پینتالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کر سکتا تھا۔ گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح اس طیارے کے ذریعے ۴ جولائی ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ گئے۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں کی جانے والی پروازوں کی تفصیلات یہ ہیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۴۸۔ وزیراعظم کے ساتھ کوئٹہ سے واپسی
۷۔۹ اکتوبر ۱۹۴۸ مشرقی بنگال کے وزیراعلیٰ کے ساتھ ڈھاکا روانگی اور گورنر جنرل کے اہل خانہ کے ساتھ واپسی
۱۳ اکتوبر ۱۹۴۸۔ بمبئی روانگی اور وہاں سے واپسی
۱۶۔۱۷ اکتوبر ۱۹۴۸ پشاور روانگی اور وہاں سے واپسی
۱۹۔ اکتوبر ۱۹۴۸ پشاور روانگی اور وہاں سے واپسی
۲۵ اکتوبر ۱۹۴۸ ڈھاکا روانگی
۲۹ اکتوبر ۱۹۴۸ میل جول کے مشن پر برطانیہ روانگی
۳۰۔۳۱ اکتوبر ۱۹۴۸ پشاور روانگی اور وہاں سے واپسی

یہ طیارہ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۱ء تک زیر استعمال رہا۔ اس وقت پشاور میں واقع پاک فضائیہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

وحید الدین خلیفہ:

۲۶ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۱۹ کو امرتسر میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو بارہواں اجلاس منعقد ہوا اس کی صدارت حکیم اجمل خاں نے کی قائداعظم اجلاس میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر امرتسر آئے تھے۔ اجلاس سے مقتدر مسلم لیگی رہنماؤں نے خطاب کیا اور کئی ایک قراردادوں کی منظوری دی گئی جن میں مصر کے قوم پرستوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور خلیفہ وحید الدین کی اطاعت کا اعلان کیا گیا تقسیم ترکی کے خلاف احتجاج کیا گیا

وحید الزمان:

تحریک پاکستان کے ایک ممتاز رہنما، پاکستان کے سابق

مرکزی وزیر

وہ گوپال گنج (ضلع فرید پور بنگلہ دیش) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے متحدہ بنگال میں مسلم لیگ کو منظم کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ آزادی کے بعد عوامی لیگ اور شیخ مجیب الرحمٰن کی شدید مخالفت کی۔

چند سال تک مرکزی وزیر تجارت رہے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد رضاکارانہ طور پر جلاوطنی اختیار کی اور زیادہ وقت سوئٹزرلینڈ اور برطانیہ میں گزارا۔ ۱۹۷۶ء میں ڈھاکا آ گئے اور وہیں ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۶ کو ان کا انتقال ہوا

وحید قریشی، ڈاکٹر:

ممتاز محقق، نقاد، شاعر، اور ماہر تعلیم، ۱۹۳۸ میں وہ شملہ کے اسلامیہ ہائی سکول میں زیر تعلیم تھے قائداعظم اسی سال وہاں تشریف لائے۔ سکاؤٹوں کو ان کے استقبال کے لئے جانا تھا چنانچہ سکاؤٹ کی حیثیت سے وہ بھی سلامی دینے کے لئے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے قائداعظم آئے تو وہ ان کے قریب آ کر رک گئے اور کوئی بات انگریزی میں کی جوان کی سمجھ میں نہ آئی وہ مسکرائے اور آگے نکل گئے بس یہی موقع انہیں قائداعظم کو قریب سے دیکھنے کو ملا۔

وہ ۱۴ فروری ۱۹۲۵ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم (ایک گاؤں جو کسووال سے چار میل کی دوری پر تھا) حاصل کی نویں جماعت میں زیر تعلیم تھے کہ والد کے ہمراہ شملہ جانے کا اتفاق ہوا وہیں اسلامیہ ہائی سکول میں انہوں نے داخلہ لے لیا لیکن دسویں کا امتحان اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور سے پاس کیا۔ ازاں بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فارسی، ایم اے تاریخ، ڈی لٹ اردو، پی ایچ ڈی کی ڈگریاں لیں۔ پھر محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ اورنٹیل کالج لاہور کے پرنسپل اور مارچ ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۷ء مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کے صدر نشیں (چیئرمین) رہے۔ تین درجن کتابوں کے مصنف

ودیارتن:

علم الدین شہید کے مقدمے کے سلسلے میں راج پال کا گواہ۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ہی علم الدین شہید کو گرفتار کیا تھا

قائداعظم نے اس کے بارے میں کہا کہ دوسرے گواہوں کی طرح ودیارتن کا بیان بھی دوسرے گواہوں سے مختلف ہے۔

اس پر مسٹر جسٹس براڈوے نے کہا کہ گواہ نے پہلے ہی یہ کہہ دیا ہے کہ میں ملزم کے صحیح الفاظ بیان نہیں کر سکتا مگر اس کے بیان کی تلخیص کر سکتا ہوں۔

ودیامندر اسکیم:

دیکھئے وار دھا سکیم

ورڈکٹ آف انڈیا:

ممتاز انگریز مصنف بیورلے نکولس کی کتاب، وہ ۱۹۴۶ میں ہندوستان آئے اور انہوں نے تمام بڑے بڑے سیاسی لیڈروں کے انٹرویو لئے اسی کتاب میں ایک باب ہے ایک دیو قامت شخصیت کے ساتھ انٹرویو یہ انٹرویو قائد کے ساتھ تھا۔ مصنف نے لکھا ہے کہ مسٹر جناح برطانوی راج کا سخت ترین مخالف ہے۔ مگر ان کا استدلال اس قدر کھلا۔ مدلل اور پراثر ہے کہ ان کے اظہار کی چبھن اور تلخی کے باوجود ان سے اتفاق نہ کرنا بڑا مشکل ہے اتنا صاف ذہن رکھنے والا شخص برصغیر ہند میں ڈھونڈے سے نہیں ملے گا۔ آخر میں مصنف نے لکھا کہ صاف نظر آ رہا ہے کہ جلد ہی مملکت پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک دھماکے کے ساتھ ابھرے گی۔

ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ:

اس کمیٹی نے قرارداد لاہور کا مسودہ تیار کیا جسے سر سکندر حیات نے مارچ ۱۹۴۰ میں پیش کرنا تھا لیکن ان کی بجائے مولوی اے کے فضل الحق نے قرارداد لاہور (قرارداد پاکستان) کا مسودہ پیش کیا۔

یہ ورکنگ کمیٹی خواجہ ناظم الدین، خلیق الزمان، سر سکندر حیات (پنجاب) عبد الروف (سی پی) اور عبد الرحمٰن (صدیقی) پر مشتمل تھی۔

وزارت سرحد:

قیام پاکستان کے وقت صوبہ سرحد میں کانگریس کی حکومت

قائم تھی قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت پر صوبہ سرحد میں بھی پاکستان کا پرچم لہرایا گیا اور یوم آزادی منایا گیا لیکن ڈاکٹر خاں صاحب کی حکومت نے آزادی کی تقریب میں حصہ نہ لیا چنانچہ گورنر سر جارج کننگھم کو ہدایت کی کہ وزارت توڑ دیں

۲۲ اگست ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم نے صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت ختم کر دی اور خاں قیوم خاں کو ہدایت کی کہ وہ وزارت تشکیل دیں چنانچہ انہوں نے مسلم لیگی احباب کو اپنی کابینہ میں شامل کیا۔

وزیر چند:

علم الدین شہید کے مقدمہ میں پیش ہونے والے گواہ کوار ناتھ نے جو بیان دیا اس میں گواہ بھگت رام اور گواہ وزیر چند کا نام نہیں آیا تھا۔ اس ضمن میں قائد اعظم نے فرمایا یہ سب کہانی غلط ہے گواہ نے نہ صرف بھگت رام کا نام ہی ترک کر دیا ہے بلکہ وزیر چند کا نام بھی چھوڑ دیا حالانکہ وزیر چند نے ملزم کا تعاقب کیا تھا جرح پر گواہ نے کہا کہ میں وزیر چند کے نام سے کسی شخص کو نہیں جانتا میں اس شہادت پر صرف یہی کہوں گا کہ اگر گواہ سچ بولتا تو وہ بھگت رام کا نام ضرور لیتا اس کے علاوہ وہ پولیس کے سامنے بھی وہ الفاظ بتلاتا جو اس نے بعد میں ملزم کی طرف منسوب کئے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا اس لئے یہ کہانی فرضی ہے دیوان وزیر چند کی شہادت پڑھ کر سناتے ہوئے قائد اعظم نے کہا کہ آیا فاضل جج صاحبان اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کدار ناتھ وزیر چند کو نہیں جانتا تھا اگر اسے نام نہیں آتا تھا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ کوئی آدمی وہاں موجود تھا۔

وزیر حسن، سید:

برصغیر کے ممتاز سیاسی رہنما۔ انہوں نے ۱۹۱۳ء میں مولانا محمد علی جوہر کے ہمراہ لندن میں قائد اعظم سے رابطہ قائم کیا اور قائد اعظم نے ان کی تحریک و ترغیب سے مسلم لیگ کی باقاعدہ رکنیت قبول کر لی۔

بمبئی میں ۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء تا یکم جنوری ۱۹۱۶ء آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس منعقد ہوا اس میں قائد اعظم کے ساتھ وزیر حسن نے بھی شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت بیرسٹر مظہر الحق نے کی۔ ۸ جولائی ۱۹۱۷ء کو مسلم لیگ اور کانگریس کا ایک مشترکہ اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا جس میں محمد علی جناح، سر تیج بہادر سپرو، سر سری نواس شاستری اور سر وزیر حسن پر مشتمل ایک وفد انگلستان بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا اس وفد کے فرائض میں یہ بات بھی شامل تھی کہ کانگریس اور مسلم لیگ کے متحدہ مطالبات کے حق میں جن کی ۱۹ ممبروں کی قرارداد کے ذریعے مکمل تائید کی گئی تھی برطانوی سیاست دانوں اور رائے عامہ کی حمایت حاصل کی جائے تاکہ ان مطالبات اور سیاسی اصلاحات کے منصوبے کو حکومت برطانیہ سے منظور کرایا جا سکے یہ وفد ستمبر میں انگلستان گیا تھا۔

۱۰ نومبر ۱۹۱۷ء کو وزیر ہند سر مانٹیگو ہندوستان آئے تو کانگریس اور مسلم لیگ کے سرکردہ رہنماؤں سے گفت و شنید کی جن رہنماؤں نے وزیر ہند سے ملاقات کی اور انہیں قومی معاملات سے آگاہ کیا ان میں قائد اعظم، سر محمد شفیع، سر فضل حسین، سر وزیر حسن، سعید حسن امام، مظہر الحق، راجا صاحب محمود آباد، ڈاکٹر انصاری اور مولوی فضل حق شامل تھے کانگریسی رہنماؤں میں گاندھی، موتی لال نہرو، پنڈت مدن موہن مالویہ اور مسز اینی بیسنٹ شامل تھے۔ ۱۹۳۱ء میں راجا صاحب محمود آباد کا انتقال ہو گیا انہوں نے اپنی وفات سے قبل راجا امیر احمد خاں (بڑے بیٹے) کی مشاورت کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کر دیا تھا جس کے ٹرسٹوں میں محمد علی جناح شیخ حبیب اللہ، راجا محمد مہدی، سید وزیر حسن اور چودھری خلیق الزمان شامل تھے۔

وہ ۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی اور الہ آباد میں حاصل کی قانون کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وکالت کرنے لگے۔ پھر اودھ چیف کورٹ، لکھنؤ کے جج بنے اور چیف جج کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں جب مسلم لیگ کا ڈھاکا میں قیام عمل میں آیا تو وہ اس کے بانی ارکان میں شامل تھے۔ ابتداء میں وہ اس کے اسٹنٹ سیکرٹری اور پھر سیکرٹری رہے (۱۹۱۲-۱۹۱۹) ۱۹۳۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا وہ ان کی صدارت میں ہوا۔ قائد اعظم کے ساتھیوں میں تھے۔ ۱۹۴۷ء میں انتقال کیا۔

وزیر مینشن (کراچی):

وہ عمارت جہاں ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو قائد اعظم محمد علی جناح پیدا ہوئے۔ اس عمارت کو حضرت قائد اعظم کے انتقال کے

صرف ڈھائی ماہ بعد ایک شخص مسمیٰ وزیر علی احمد دین نے خرید کر اس کا نام وزیر مینشن رکھا جب کہ اس نام سے بابائے قوم حضرت قائد اعظم یا ان کے خان وادے کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ یہ مکان ۱۹۵۳ء میں قومی ملکیت میں لیا گیا اور اسے ایک یاد گار کی حیثیت دی گئی۔

یہاں قائد کی زندگی سے متعلق متعدد نوادرات اور دیگر اشیائے استعمال کا احسن طریقہ سے محیط اور نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔

قیام پاکستان سے قبل یہ گوردھن داس نوتن داس کی ملکیت تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو اسے پونہ کے رنگ و روغن کے تاجر وزیر علی نے مبلغ پچیس ہزار روپے میں خرید لیا اور اس کا نام وزیر مینشن پڑا نچلی منزل میں کپڑے کے آڑھتیوں کی دکانیں جب کہ دو بالائی منزلوں پر وزیر علی اور ان کے رشتہ دار رہتے تھے۔

وزیر مینشن اسٹیشن:

یہ سٹیشن قائد اعظم محمد علی جناح کے مقام ولادت وزیر مینشن کے بالکل قریب واقع ہے۔ اس کا نام ۱۹۷۶ء میں رکھا گیا۔

وسمی ساوی:

بمبئی سے شائع ہونے والا گجراتی ماہنامہ اس نے مئی ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں قائد کو بھیجے گئے ان آٹھ سوالات کے جوابات شائع کئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

	جوابات
(۱) کسی فرد کا قابل قدر وصف کیا ہے؟۔	جذبہ آزادی
(۲) کسی عورت میں قابل قدر وصف کیا ہے؟۔	وفاداری
(۳) زندگی میں کامیابی کے حصول کے لئے	عوام کی محبت کا
(۴) آپ کی پسندیدہ تفریح کیا ہے؟	گھوڑ سواری
(۵) آپ کی پسندیدہ کتاب؟	مانٹی کرسٹو
(۶) آپ کا نصب العین (ماٹو) کیا ہے؟	کبھی مایوس نہ ہو
(۷) آپ کا پسندیدہ پھول؟	للی
(۸) آپ کا پسندیدہ مصنف؟	شیکسپیئر۔

جواب کے آخر میں قائد اعظم نے گجراتی میں دستخط ثبت کئے ہیں۔

ماخذ روزنامہ جنگ کراچی

۱۲ اگست ۱۹۸۷ء

مضمون سید خالد جامعی۔

وصیت نامہ:۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی جائداد کی تقسیم کے سلسلے میں ۳۰ مئی ۱۹۳۹ء کو یہ وصیت نامہ مرتب کیا اور اس میں لکھا کہ میری اس آخری وصیت نامے نے تمام سابقہ وصیت نامے منسوخ کر دیئے اس کے مطابق انہوں نے اپنی بہن فاطمہ جناح، مسٹر محمد علی چائے والا، وکیل بمبئی اور نواب زادہ لیاقت علی خان سکنہ دہلی کو عاملین وصیت مقرر کیا۔ وصیت کی رو سے وہ تمام حصص، تمسکات اور حسابات جو محترمہ فاطمہ جناح کے نام تھے انہی کے نام کر دیئے اس کے علاوہ مالابار ہل بمبئی میں اپنا مکان اس کی تمام زمین ملحقہ عمارتوں تمام فرنیچر، چاندی کے ظروف اور موٹر کار سمیت اپنی بہن فاطمہ جناح کے نام دیئے اور عاملین وصیت کو یہ ہدایت کی کہ گزارے اور دوسرے ضروریات کے لئے انہیں دو ہزار روپے ماہانہ ادا کئے جایا کریں انہوں نے اپنی بہن مریم دوسری بہن شیریں اور اپنے بھائی احمد کے لئے بھی ایک ایک سو روپیہ ماہانہ تاحیات مقرر کیا اپنی بیٹی کے لئے دو لاکھ روپے کی رقم مختص کی اور اس کی آمدنی سے ایک ہزار روپے مہینہ تاحیات مقرر کر دیئے جانے اور اس کی موت کے بعد تمام اس کی اولاد میں تقسیم کرنے کی ہدایت کی ایسی صورت میں کہ اس کی اولاد نہ ہو فرمایا کہ اس رقم کو باقی جائداد کا حصہ قرار دیا جائے۔ تعلیمی اداروں میں سے انہوں نے پچیس ہزار روپیہ انجمن اسلام اسکول بمبئی، پچاس ہزار روپیہ بمبئی یونیورسٹی اور پچیس ہزار روپیہ اینگلو عربک کالج دہلی کے لئے دیا۔

ان خصوصی رقوم کے بعد ان کا جو بھی ترکہ یا جائداد اس وقت موجود تھی یا آئندہ بنے اس کے متعلق ہدایت کی کہ تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ سندھ مدرستہ الاسلام کراچی۔ ایک حصہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور ایک حصہ اسلامیہ کالج پشاور کو دیا جائے۔

قائد اعظم کی وفات کے بعد جب ان کی جائداد کی قیمت لگائی

گئی تو وہ تقریباً نوے لاکھ روپے کی تھی چنانچہ ہر ادارے کے حصے میں تقریباً تیس لاکھ روپیہ آیا۔

وضع:

ممتاز صحافی بیورلے نکلس کے بقول ایشیا کا اہم ترین انسان (قائداعظم) ۶۷ سال کی عمر (بوقت ملاقات ۱۹۴۳) میں ہے دراز قد، چھریرا بدن، وضع دار سلک سوٹ زیب تن کئے ہوئے اور یک چشمی عینک چہرہ پر لگی ہوئی۔ ایک سخت سفید کالر گلے میں جسے وہ شدید گرمیوں میں بھی استعمال کرنے کا عادی ہے وہ شرفائے کے ہسپانیہ کی طرح معلوم ہوتے تھے سیاسی مسلک میں کہنہ مشرب مدبر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی باعظمت آدمی سینٹ جیمس کلب میں بیٹھا ہوا لطیف مشروب نوش جان کر رہا ہو اور جریدہ للی پٹس کے مطالعے میں مصروف ہو۔

وطن (ہفت روزہ):

تحریک پاکستان کے دنوں میں مسلمانوں کے خیالات کی ترجمانی کرنے اور ہند کی آزادی کے لئے مسلمانوں کی رائے عامہ کی صحیح عکاسی کرنے والے قومی اخبار کی اشد ضرورت تھی چنانچہ قائداعظم محمد علی جناح نے بمبئی سے ہفت روزہ وطن کے نام سے ایک اخبار جاری کیا وہی اس کے سرپرست تھے بعدازاں یہ روزنامہ بن گیا آج کل کراچی سے اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

وفات:

۱۳ ستمبر ۱۹۷۹ء کو پاکستان کے سابق اٹارنی جنرل اور اسلامی ممالک کی تنظیم کے سیکرٹری جنرل سعید شریف الدین پیرزادہ نے انکشاف کیا کہ قائداعظم اپنی طبعی موت نہیں مرے بلکہ انہیں ایک سازش کے تحت مروایا گیا ہے اس بات کا انکشاف انہوں نے اسلام آباد سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزے کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔

انہوں نے بتایا کہ حضرت قائداعظم ایسے افراد سے بخوبی آگاہ تھے جو انہیں مار ڈالنا چاہتے تھے لیکن اگر ایسے لوگوں کے ساتھ الجھ جاتے تو پاکستان کا قیام دشوار ہو جاتا اس لئے انہوں نے اپنی ساری توجہ قیام پاکستان پر صرف کر دی مسٹر پیرزادہ جنہیں قائداعظم کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا بتایا کہ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل لیاقت علی خاں نے بھارت کے سابق وزیراعظم مرارجی ڈیسائی سے کچھ امور پر باتیں کی تھیں مسٹر ڈیسائی نے لیاقت علی خاں سے کہا کہ تم تو مان رہے ہو۔ لیکن قائداعظم کو کون منائے گا تو لیاقت علی خاں نے کہا کہ قائداعظم ڈیڑھ برس سے زیادہ زندہ نہیں رہیں گے مسٹر پیرزادہ نے انکشاف کیا کہ اس کے پاس اس سلسلہ میں کافی دستاویزی ثبوت موجود ہیں جنہیں وہ مناسب وقت پر منظر عام پر ضرور لائیں گے۔

نوائے وقت ۱۴ ستمبر ۱۹۷۹

وفات قائداعظم (سرکاری اعلان):

قائداعظم نے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو انتقال کیا ان کے انتقال پر جو سرکاری اعلان جاری کیا گیا اس کا متن یہ ہے۔

کابینہ پاکستان کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان انتہائی رنج و ملال اور غم واندوہ سے اس خبر کا اعلان کرتی ہے کہ موت نے ہمارے محبوب رہنما بابائے پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کو ہم سے چھین لیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حکومت پاکستان ہر ایک مسلمان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس جانکاہ صدمے پر صبر و تحمل، بردباری اور نظم ونسق سے کام لے۔ اس پر آشوب دور میں جب کہ ہمیں قائداعظم کی رہنمائی کی اشد ضرورت تھی قائداعظم ہمیں داغ مفارقت دے کر جنت الفردوس کو چل دئے۔ کابینہ پاکستان اس حادثہ جانکاہ پر محترمہ مس فاطمہ جناح اور قائداعظم کے دیگر رشتہ داروں اور ساری قوم سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

وفد پارٹی مصر کی قومی جماعت

قائداعظم محمد علی جناح دسمبر ۱۹۴۶ء میں لندن سے واپس ہندوستان آئے تو انہوں نے قاہرہ میں قیام کیا اور وفد پارٹی کے رہنما نحاس پاشا سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

یہ جماعت دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر سعد زاغلول پاشا کی کوششوں سے قائم کی گئی تھی۔ یہ جماعت ملک کو برطانوی تسلط سے آزاد کرانا چاہتی تھی۔ مصری عوام نے اس جماعت سے بھرپور تعاون کیا اور ملک کو مکمل طور پر آزاد کرانے کے لئے سامراجیت کے خلاف کمربستہ ہو گئے جس کے نتیجے میں

طریق کار کے مطابق گورنر کو سپاسنامہ پیش کیا جاسکے جس میں ان کی خدمات کا اعتراف ہو اور ان کی یادگار قائم کرنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر سکیں۔

۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کو جلسے کا دن مقرر ہوا حکومت کو اہالیان بمبئی کے اس منصوبے کا علم ہو گیا چنانچہ پولیس کی بھاری تعداد کو ٹاؤن ہال کے باہر متعین کر دیا گیا۔ ۱۱ ستمبر کو ہال کھلنے سے قبل قائداعظم اور ان کے ساتھی، مسٹر جمنا داس، بی جی ہارنیمن، دوار کاداس، عمر سوبانی، ایل آر پی کے تیلنگ، سعید حسین اور پوتھن جوزف وہاں جمع ہو گئے۔

شام ساڑھے پانچ بمبئی کا شیرف پولیس کی بھاری تعداد کے ساتھ ہال میں داخل ہوا اور جلسے کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ شیرف جونہی خطاب کے لئے کھڑا ہوا ہر طرف سے شیم شیم کے نعرے بلند ہونے لگے۔

ایک پارسی سر جمشید جی کو جلسے کا صدر منتخب کیا گیا لیکن مظاہرین نے اس قدر شور مچایا کہ یہ رسمی کاروائی بھی بے مقصد بنادی گئی۔ اس طرح بغیر کسی کاروائی کے جلسے ختم ہو گیا۔

قائداعظم نے اس موقع پر کہا

آج تمہاری کامیابی نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ایک آمر مطلق اور اس کی حکومت کے کارندے سب مل کر بھی تمہیں ڈرانے میں کامیاب نہیں ہو سکے ۱۱ ستمبر کا دن بڑا باسعادت ہے کہ اس دن کو جمہوریت کے پروانوں کو کامیابی ہوئی جاؤ اور خوشیاں مناؤ۔

لارڈ ولنگڈن مدراس اور بمبئی کے گورنر رہے ۱۹۳۶ء ۱۹۳۶ء وائسرائے ہند کی حیثیت سے خدمات انجام دیں دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس انہی کے عہد میں ہوئی ۱۹۳۲ء میں حکومت برطانیہ نے فرقہ وارانہ فیصلہ شائع کیا۔ حکومت ہند نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ انہی کے عہد میں نافذ کیا۔

ولنگڈن پویلین:

۲۵ دسمبر ۱۹۴۲ء کو پورے برصغیر میں قائداعظم محمد علی جناح کی ۶۶ ویں سالگرہ بڑی دھوم دھام سے منائی گئی اس ضمن میں دہلی میں ولنگڈن پویلین میں شہریوں کی جانب سے قائداعظم کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب میں متعدد شعراء نے قائداعظم کو منظوم خراج تحسین پیش کیا مختلف تنظیموں نے قائد کی خدمت میں سپاسنامے پیش کیے قائداعظم نے اپنے خطاب میں حاضرین سے فرمایا کہ آج مسلمان جسد واحد کی طرح متحد ہو گئے ہیں اور وہ حصول پاکستان کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی اور اسلام کی اسی طرح سے خدمت کرتا رہوں گا۔

ولی شاہ سردار:

پاکستان میں افغانستان کے پہلے سفیر انہوں نے اپنی اسناد سفارش پیش کیں۔ وہ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے ۱۹۲۹ء میں اپنے بھائی نادر شاہ کے ساتھ افغانستان کی جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور اپنے وطن کو آزاد کرایا تھا۔

۱۹۲۹ء میں انگلستان سفیر بنا کر بھیجا اور ۱۹۳۱ء میں فرانس تبدیل کر دئے گئے ۱۹۳۶ء میں سردار ہاشم خاں کی غیر موجودگی میں وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا۔ سفارت سے پہلے افغانستان میں وزیر کے عہدے پر فائز تھے۔

۸ مئی ۱۹۴۸ء کو حضرت قائداعظم نے سفیر موصوف کے پاکستان میں تقرر پر فرمایا۔

پاکستان دنیا کے لئے خیر سگالی کا شدید جذبہ رکھتا ہے اس کے عوام نے اپنی نئی نئی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے دل و جان سے کام کرنے کا عزم کر رکھا ہے اس عظیم کام کی تکمیل کے دوران یہاں کے لوگ دنیا کی دوسری مملکتوں کے پر خلوص تعاون و امداد کا خاص طور پر خیال رکھیں گے۔

ولیکا ٹیکسٹائل ملز:

قیام پاکستان کے بعد قائم ہونے والا پہلا کارخانہ اس کا سنگ بنیاد قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں کیا۔ اس موقع پر انہوں نے فرمایا مجھے آج یہاں آکر اور ولیکا ٹیکسٹائل ملز کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھ کر بڑی مسرت ہوئی ہے پاکستان موجودہ دور میں ایک زرعی ملک ہے اور مصنوعات کی تیاری کے لئے اس کا تمام تر انحصار بیرونی دنیا پر ہے

اگر پاکستان کو دنیا میں اپنے حصے کا مناسب کردار ادا کرنا ہے جو اس کے رقبے، آبادی اور وسائل کے شایان شان ہو تو اسے زراعت کے ساتھ ساتھ صنعت کو بھی ترقی دینا ہوگی اور

اپنے معیشت کی بنیاد صنعت پر رکھنی ہوگی۔ اپنی مملکت کو صنعتی بنانے سے ضروریات زندگی کے لئے دوسرے ملکوں کی محتاجی کم ہو جائے گی ہم اپنے عوام کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کریں گے اور مملکت کے وسائل کو بھی بڑھائیں گے۔

صنعت کے لئے قدرت نے ہمیں بہت اقسام کا خام مواد فراہم کر رکھا ہے اور اب یہ فرض ہم پر عائد ہوتا ہے کہ ان ذخائر اور وسائل کو مملکت اور عوام کی بہبود کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائیں

میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی یہ جستجو اس قسم کی مہموں کو سر کرنے کے لئے آئندہ نسلوں کے لئے خوش حالی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

مجھے امید ہے کہ آپ اپنے کارخانے کی منصوبہ بندی میں کارخانوں کے لئے مناسب رہائش اور دیگر ضروری سہولتوں کا خیال رکھیں گے کیوں کہ مطمئن مزدوروں کے بغیر کوئی صنعت پھل پھول نہیں سکتی

مجھے یہاں بلوانے اور ٹیکسٹائل ملز کا سنگ بنیاد رکھ کر دلی تسلی ہوئی ہے۔ مجھے سندھ کے ایک نہایت شریف شہری جس کا تجربہ بہت زیادہ ہے نے بتایا۔ کہ اگر سندھ کو مکمل مواقع فراہم کئے گئے تو وہ زراعت اور صنعت میں مصر سے تین گنا زیادہ ترقی یافتہ ہو جائے گا۔ اور سندھ کے لئے یہ بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ سندھ خوراک کے معاملے میں زائد پیداوار دیتا رہا ہے۔

قائد اعظم نے سندھیوں پر زور دیا کہ انہیں سائنس، تجارت اور صنعت کے دوسرے شعبوں میں ترقی کرنا ہوگی انہوں نے کہا کہ انہیں یہ خیال ہونا چاہئے کہ ملک کی اصل طاقت اور قوت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی جسامت میں رہتے ہوئے پیداوار کرے۔

آخر میں انہوں نے ادارے کے روح رواں کے لئے دعا کی کہ یہ نہ صرف پہلی اور آخری مل ہوگی بلکہ اس کے بعد بھی بہت سی ملیں لگیں گی۔

ولیم برینی، کرنل

قائد اعظم محمد علی جناح کے انگریز ملٹری سیکرٹری۔ انہوں نے یہ عہدہ قیام پاکستان پر سنبھالا۔

ولیم وینسینٹ سر

ہوم ممبر۔ انہوں نے ۶ فروری ۱۹۱۹ء کو رولٹ کمیٹی کی سفارشات پر مبنی ایک بل گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے نام سے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں پیش کیا۔ قائد اعظم نے اس بل کی شدت سے مخالفت کی اور کہا کہ کوئی بھی شخص جو قانون اور انصاف سے واقف ہے اسے اس بل سے شدید صدمہ پہنچے گا۔ کیوں کہ یہ بل شہری آزادیوں پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں اور ایک صحت مند معاشرے کے قیام کی سفارش پیش کرتا ہوں۔ ۷ فروری ۱۹۱۹ کو یہ بل سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ ۱۲ مارچ کو کمیٹی کی رپورٹ کونسل کے سامنے پیش ہونے سے قبل کونسل کے صدر نے کمیٹی کی جانب سے تجویز کی جانے والی تمام ترامیم مسترد کر دیں جس پر مسٹر سریندر ناتھ بنیرجی نے ایک ترمیم پیش کی جس میں کہا گیا تھا کہ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ۔ بل کا مسودہ اور تمام کاغذات واختلافی نوٹ ہائی کورٹوں، لوکل گورنمنٹ اور پبلک باڈیز کو اظہار رائے کے لئے حوالے کر دیئے جائیں اس ترمیم پر کونسل میں بحث کے دوران مسٹر ڈبلیو اے آئرن سائیڈ نے یہ فقرہ چست کیا کہ اس قدر فصاحت کا مظاہرہ کرنے کے باوجود کوئی بھی اس امر پر تیار نہیں کہ وہ مسٹر بنیرجی کی ترمیم کی حمایت کرے اس مرحلہ پر محمد علی جناح کی روایتی اصول پسندی نے جوش مارا اور وہ فوراً کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آئرن سائیڈ کی طنز پر تقریر کی دھجیاں بکھیر دیں اور کہا کہ اس تحریک پر بحث میں حصہ لینے کا میرا قطعی ارادہ نہیں تھا کیوں کہ میں یہ بات اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ حکومت اپنے طور پر یہ طے کر چکی ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی کوئی تجویز قبول نہیں کرے گی۔ لیکن میں صرف اس امید پر تقریر کر رہا ہوں کہ شاید میں مسٹر آئرن سائڈ کے اعتراضات کا جواب دے سکوں مگر میں جانتا ہوں کہ اس کے باوجود ان کی رائے میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی کیوں کہ وہ حکومت کے اشارے پر چلنے پر مجبور ہیں۔ دوران بحث ۱۳ مارچ کو راؤ بہادر بن این شرمانے وضاحت طلب کی کہ بل کی شق نمبر ۲ میں انقلابی تحریک کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کے کیا معنی ہیں۔ اس پر سر جارج لاؤنڈیس نے کہا کہ انقلابی اور انارکسٹ کے لفظ بل میں لغوی معنی میں

استعمال کیے گئے ہیں اور اسی وجہ سے ان الفاظ کی تشریح بل کے ساتھ منسلک نہیں کی گئی ہے۔ راؤ بہادر شرما کی ترمیم کی حمایت کرتے ہوئے محمد علی جناح نے کہا کہ کونسل کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ تمام ایسی خامیوں کی نشاندہی کرے جن کو سلیکٹ کمیٹی نے نظرانداز کر دیا ہے۔

ون ہینڈرڈ گریٹ لائیوز

ٹائمز آف انڈیا بمبئی کی لائبریری ملک کے زیر اہتمام ۱۹۳۸ میں شائع شدہ کتاب اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اشتعال انگیز مواد تھا۔ اس ضمن میں مسعود شاہ نے جن کی عمر اس وقت ۲۲ برس تھی قائداعظم سے ملاقات کی اس ملاقات پر قائداعظم بڑے برافرختہ ہوئے کیوں کہ یہ غیر متوقع اور نامناسب تھی۔ جب قائداعظم کی توجہ اس کتاب کے بارے میں مبذول کرائی گئی تو فرمایا بمبئی میں کیا میں ہی واحد مسلمان ہوں۔

جناب مسعود شاہ نے جواباً کہا

جناب آپ یقیناً ہندوستان کے اہم ترین مسلمان ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو انہوں نے عرض کیا۔

ہم آپ کے سپاہی ہیں اور آپ ہمارے جنرل ہیں جنرلوں کا کام کمان کرنا ہے۔ سپاہی حکم نہیں چلایا کرتے اس جواب پر ذرا مسکرائے اور جناب مسعود شاہ سے اخبارات کے تراشے لے کر مطالعہ کے لئے سیکرٹری کو دے دیئے۔ اگلے روز ٹائمز آف انڈیا نے معافی نامہ جلی حروف میں شائع کیا۔ اور کلب کے ممبروں سے شائع شدہ کتاب واپس منگوائی اور اس پر چپکیاں لگوا دیں۔

ونڈسر پیلس (دہلی)

نئی دہلی میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا مکان جہاں ۳۰ مارچ ۱۹۴۳ کو انہوں نے سید غلام بھیک نیرنگ کی جانب سے ایک عشائیے کا اہتمام کیا۔ عشائیہ میں جہاں بڑی تعداد میں مسلم لیگی رہنماؤں نے شرکت کی وہاں قائداعظم بھی شریک ہوئے۔

وینکا تاپتی راجوبی

مرکزی اسمبلی کے رکن انہوں نے ۱۸ فروری ۱۹۲۵ کو ایوان میں بحث کے لئے جو قرارداد پیش کی تھی اس میں ایوان سے یہ گزارش کی گئی تھی کہ وہ گورنر جنرل سے اس بات کی سفارش کرے کہ ہندوستانی فوج میں انگریزوں کی بجائے کمیشن کے عہدوں کے لئے ہندوستانیوں کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ اس ضمن میں سنڈھرسٹ کی طرز پر ایک کالج بھی قائم کیا جائے۔ قائداعظم نے اس قرارداد کی حمایت کی اور حکومت ہند کے روپے کی مخالفت کی۔

ووڈرو ویت

انگریز مصنف جو کرپس مشن کے ہمراہ ہندوستان آیا اس نے اپنی سوانح عمری میں ہندوستان کے بارے میں اپنے مشاہدات قلم بند کئے ہیں۔ اس باب میں انہوں نے قائداعظم کے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں جو پڑھنے سے متعلق ہیں۔

قائداعظم انتہائی متوازن مزاج اور صاف ذہن کے مالک تھے۔ نیز ہندوستان کے لیڈروں میں صرف مسٹر جناح کو آزادی سے دلچسپی تھی باقی لوگ ذہنی خلفشار کا شکار تھے۔

وی (V)

قائداعظم محمد علی جناح جب حبیبہ ہال لاہور میں تشریف لائے تو انہوں نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"جانتے ہو اتحادیوں کا کیا نشان ہے اور پھر قائداعظم نے اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے وی کا نشان بناتے ہوئے اور انگلیوں کو فضا میں لہراتے ہوئے کہا ان کا نشان V یعنی Victory ہے جس کے معنی فتح کے ہیں۔ پھر سوالیہ انداز میں گویا ہوئے ہمارا کیا نشان ہے؟ اور پھر قائد نے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو سیدھا کھڑا کیا اور چاروں طرف گھماتے ہوئے فرمایا ہمارا یہ نشان ہے اتحاد۔ اتحاد۔ اتحاد

وی بی کالج (ڈیرہ اسماعیل خان)

اس کالج کی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر محمد عمر خان نے نہایت دلسوزی کے ساتھ قائداعظم کو ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو

لکھا کہ وی بی کالج کے مسلم طلباء ہندو پروفیسروں کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں۔ انہوں نے قائداعظم سے شکایت کی کہ ہندو پروفیسر ہمارے لیڈروں کو گالیاں دیتے ہیں اور اب انہوں نے ہمارے مذہب پر بھی حملے شروع کر دیئے ہیں۔ نہرو کے دورہ سرحد کے بعد سے ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ نے اذان پر پابندی لگا دی ہے۔

خط میں قائداعظم سے درخواست کی گئی کہ عبوری حکومت کے مسلمان ممبروں کو ہدایت کی جائے کہ وہ اس معاملے میں ضروری کارروائی کریں۔

ودج وڈ، کرنل

برطانوی حکومت میں امور ہند کے سیکرٹری کا تقرر مئی ۱۹۲۹ء میں اس وقت عمل میں آیا جب لیبر پارٹی کنزرویٹو کی جگہ برسراقتدار آئی اور ریمزے میکڈانلڈ اس حکومت کے وزیر اعظم قرار پائے۔ ان دونوں لارڈ ارون ہندوستان کے وائسرائے تھے۔ لیبر حکومت کے برسراقتدار آنے کی خوشی میں وائسرائے نے شملہ میں ایک شاندار ضیافت کا اہتمام کیا۔ اس ضیافت بر صغیر پاک و ہند کے ممتاز رہنماؤں جن میں قائداعظم بھی شامل تھے شریک ہوئے۔

ویڈربرن۔ ولیم

دیکھئے ویسٹ منسٹر پیلس ہوٹل

ویراول

گجرات کاٹھیاواڑ کی ایک چھوٹی سی بندرگاہ قائداعظم محمد علی جناح کو جب ان کی والدہ عقیقہ کی غرض سے گینوڈ نامی گاؤں میں جو پانیلی سے دس میل دور تھا حسن میر کی درگاہ پر لے گئیں تو قائد کے والد اور والدہ بادبانی کشتی کے ذریعے کراچی سے ویراول پہنچے۔ یہاں سے وہ گینوڈ گئے اور حسن پیر کی درگاہ پر حاضری دی۔

ویسٹرن ہوٹل (دہلی)

میثاق لکھنؤ میں ترمیم و تنسیخ کرنے کے سلسلے میں قائداعظم نے ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ کو ہندوستان کے تیس سرکردہ رہنماؤں کا ایک اجلاس ویسٹرن ہوٹل دہلی میں بلایا تھا۔ اجلاس میں راجا صاحب محمود آباد، سر محمد شفیع، صاحب زادہ عبدالقیوم، مولانا محمد علی جوہر، ڈاکٹر انصاری، سر محمد یعقوب، مولوی شفیع داؤدی، نواب اسماعیل خان، میاں شاہنواز، سر عبدالرحیم، سردار محمد نواز خان، عبدالمتین چوہدری، سر عبدالعزیز، نواب سر ذوالفقار علی خان، ڈاکٹر ایل کے حیدر، مولوی سید مرتضیٰ، امام صاحب جامعہ مسجد دہلی۔ ڈاکٹر سر عبداللہ المامون سہروردی، سید آل نبی اور شاہ محمد زبیر وغیرہ نے شمولیت اختیار کی۔ اجلاس میں قائداعظم نے ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں مسلمانوں کے مطالبات کو پورا کرنے پر زور دیا گیا تھا یہی قرارداد بعدازاں تجاویز دہلی کی صورت اختیار کر گئی۔ اس قرارداد میں سندھ کو بمبئی سے علیحدگی اور نئے صوبے کے قیام اور صوبہ سرحد اور بلوچستان میں دیگر صوبوں کی طرح اصلاحات نافذ کرنے مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو نمائندگی دینے پنجاب اور بنگال کی مجالس قانون ساز میں مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی دینے کے مطالبات کئے گئے تھے۔

ویسٹ منسٹر پیلس ہوٹل

لندن کا معروف ہوٹل۔ اس ہوٹل میں اس ہندوستانی وفد کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا جو سر ولیم ویڈربرن نے دیا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے برطانوی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اراکین کے سامنے کانگریس کی تجاویز کی وضاحت کی۔

سر ولیم کا خطبہ استقبالیہ بڑا امید افزا تھا انہوں نے اپنے مہمانوں کو یقین دلایا کہ ہندوستان میں جو کچھ بے چینی ہے وہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ برطانوی حکومت کی خواہش ہے کہ آریائی نسل کی ان دونوں قوموں (انگریزوں اور ہندوستانیوں) میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور برادرانہ سلوک کا جذبہ پیدا ہو لیکن قائداعظم نے بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں اس کا جواب دیا۔ تقریر کے دوران میں وہ اپنی تجویز کے مختلف نکتے ایک ایک کر کے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر گنتے رہے۔ ان کے مطالبات یہ تھے۔

۱۔ وزیر امور ہند کی تنخواہ ہندوستان کے بجائے برطانیہ کے

خزانے سے دی جائے

۲۔ انڈیا کونسل کی تشکیل میں ردو بدل کیا جائے۔ اس کے ارکان کی تعداد کم از کم نو ہو۔

ویسٹ پنتھ ہاؤس (لندن)

سیمپ اسٹیڈ لندن کے علاقے میں لیتھ روڈ پر واقع ایک مکان۔ جہاں قائداعظم دوسری گول میز کانفرنس سے قبل منتقل ہوئے۔ یہ مکان انہوں نے لیڈی گریہیم وڈ سے خریدا تھا۔

ویول منصوبہ

ویول منصوبے کا اعلان وائسرائے ہند لارڈ ویول نے ۱۴ جون ۱۹۴۵ کو کیا۔

یہ آئینی تصفیہ حاصل کرنے یا اسے مسلط کرنے کی کوشش نہیں تھی اس میں تجویز کیا گیا تھا کہ وائسرائے ایک نئی مجوزہ ایگزیکٹو کونسل بنانے کے لئے ہندوستانی مشیروں کے ساتھ صلاح مشورہ کرے گا۔ وائسرائے نے کہا کہ مجوزہ نئی ایگزیکٹو کونسل میں بڑی بڑی قومیتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔ اور اونچی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو برابر نمائندگی دی جائے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وزارت امور خارجہ کا قلمدان جواب تک وائسرائے کے اپنے ہاتھ میں تھا کونسل کے کسی ہندوستانی رکن کو سونپا جائے گا۔ عبوری حکومت کا قیام کسی طرح سے بھی حتمی، آئینی تصفیہ پر اثرانداز نہیں ہو گا۔ نئی ایگزیکٹو کونسل کے مندرجہ ذیل تین فرائض ہوں گے۔

۱۔ جاپان کے خلاف اس وقت تک پوری تندہی کے ساتھ جنگ جاری رکھنا جب تک جاپان کو شکست فاش نہ ہو۔

۲۔ جنگ کے بعد ترقیات کے مختلف الاقسام کاموں سمیت برطانوی ہند کے حکومت کے تمام فرائض اس وقت تک سرانجام دینا جب تک ایک مستقل آئین پر راضی نامہ نہ ہو جائے اور اسے نافذ نہ کیا جائے۔

۳۔ حکومت میں شامل افراد جب ممکن سمجھیں ان طریقوں پر غور کریں گے۔ جن کے ذریعے اس قسم کا راضی نامہ ہو سکتا۔ وہ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے انہوں نے سندھرسٹ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۱ تا ۱۹۴۳ ہندوستانی افواج کے کمانڈر انچیف تھے۔ اس سے قبل وہ شرق اوسط میں بھی ۱۹۳۹ تا ۱۹۴۱ میں فرائض انجام دیتے رہے۔ وائسرائے کی حیثیت سے مختلف طبقوں میں منافرت کو دور کرنے کی سعی کی۔ کابینہ مشن کی آمد اور سعی مفاہمت ہوئی تو انتخابات کا انعقاد عمل میں آیا۔ اور عبوری حکومت بنائی۔ برطانیہ کی لیبر حکومت سے اختلاف کی بنا پر مستعفی ہو گئے۔

ویول منصوبہ اور پریس کانفرنس

قائداعظم محمد علی جناح نے ویول منصوبہ کی ناکامی کے بعد ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ کو کہا۔

منصوبہ ویول کی جانچ پڑتال اور اس کے قطعی و آخری تجزیہ پر ہمیں علم ہوا کہ یہ ایک دام تزویر ہے کل ہندو ہندو قومیت کے علمبردار آزادی مسٹر گاندھی اور کانگریس جغرافیائی وحدت ہند کے قائل لارڈ ویول اسلامیان پنجاب میں نسبت و تفرقہ اندازی پر آمادہ گلینسی مختصر میں ایک اتحاد اور اشتراک موجود ہے۔ لارڈ ویول کی تجاویز کو اگر ہم قبول کر لیتے تو گویا کہ اپنے ہی قتل نامہ پر دستخط کرنے کے مترادف ہوتے۔ ہر ذی فہم جانتا ہے کہ اگر ہم نے اس انتظام کو قبول کر لیا ہوتا تو مسئلہ پاکستان نذر طاق ہو جاتا اور بلاتعین مدت ایک سرد خانے میں دھرا رہتا۔ پھر کانگریس کی تمنائیں پوری ہوتیں اور اس کو ہندوؤں کی قومی آزادی کے لئے ایک صاف اور سیدھا راستہ مل جاتا اس لئے کہ ایک متحدہ حکومت کی طرح یہ مطالبہ حکومت ایک غیر معین عرصہ تک برقرار رہے گی۔ برطانیہ کی وہ شہرہ آفاق حکمت عملی اور لارڈ ویول کا یہ نظریہ وحدت ہند ہمارے لئے موجب تباہی و ہلاکت تھا۔

۵

ہاتھ

قائداعظم محمد علی جناح کا ہاتھ مشہور منجم جناب ایم اے ملک کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔

خبر ملی کہ تحریک پاکستان کے عظیم رہنما حضرت قائد اعظم محمد علی جناح سیر و سیاحت کی غرض سے جموں کے راستے سری نگر (کشمیر) تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس تاریخی موقع پر مسلمانوں نے کن احساسات و جذبات کا اظہار کیا اس کا اندازہ اس عظیم الشان استقبال سے کیا جاسکتا ہے جس کی نظیر جموں اور کشمیر کی تاریخ میں نہیں ہے۔ یہ موقعہ بہت ہی اہمیت کا حامل تھا۔ بات یہ ہے کہ بڑے بڑے آدمیوں کے ہاتھوں کا مطالعہ میرا سب سے بڑا شوق ہے۔ یہ خبط مجھے اس وقت سے ہے جب میں پرنس آف ویلز کالج جموں میں ابھی فسٹ ایر کا طالب علم تھا۔ قائداعظم کی آمد کی خبر سن کر دل میں شدت کی خواہش پیدا ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح ان کے ہاتھ کی ایک جھلک دیکھ لی جائے مگر اس بے مثل ہاتھ جس سے دس کروڑ مسلمانوں کی قسمت وابستہ تھی۔ اس کی ایک ادنی سی جھلک دیکھ لینا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لاکھوں تماشائیوں اور عقیدتمندوں کے متلاطم سمندر میں قائداعظم تک پہنچنا اور وہ بھی اتنا قریب کہ ہاتھ کی لکیروں کو دیکھا جاسکے۔ بالکل ناممکن نظر آتا تھا۔ ادھر اپنی علمی کم مائیگی کا بھی احساس تھا کہ کہاں کے یکتائے زمانہ ٹھہرے کہ قائداعظم جیسی عظیم المرتبت شخصیت تک رسائی ہوسکے۔ ان ناممکنات کے گرداب میں ہوتے ہوئے ذرا جنون فتنہ ساماں کی بے تابیاں دیکھئے کہ پیہم دماغ سوزی اور ذہنی کاوش کے بعد ایک راستہ سوچ ہی لیا۔ وہ یہ کہ قائداعظم کے قریب تر ہونے کے لئے اپنا نام ان رضا کاروں کی فہرست میں درج کرایا جائے جو ان کی سواری کے ہمراہ گارڈ کی حیثیت سے متعین ہوں پھر کسی موزوں زاویئے سے ایسی شست باندھی جائے کہ ان کے دونوں ہاتھوں کے تمام گوشے پوری طرح عیاں ہو جائیں۔ اس ترکیب کو عملی جامہ پہنانا خاصا دشوار تھا، مگر طبیعت اس پر جم گئی۔ چنانچہ ایک روز والنٹیر کور کے انچارج کے ہاں انٹرویو کے لئے جا دھمکا۔

انچارج:۔ "کیسے آنا ہوا؟"

عرض کیا! "جناب مجھے رضا کاروں میں شامل کر لیا جائے۔"

"آخر کیوں؟" انچارج میں میری طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ میں ایک جانثار والنیٹر ہوں۔"

"مگر آپ کا قد و قامت اور جسم ابھی اس قابل نہیں۔"

"جناب جذبے کو دیکھئے جسم تو صرف خارجی حیثیت رکھتا ہے۔"

"کیا آپ تربیت یافتہ ہیں؟"

میں نے دل کی بات صاف صاف بتا دینے کا فیصلہ کر لیا عرض کیا۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ خاکسار کو پامسٹری سے شغف ہے اور اکثر بڑے آدمیوں کے ہاتھ دیکھنے کے لئے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ جانے کی بھی عادت ہے۔ حسن اتفاق سے قائداعظم تشریف لا رہے ہیں۔ میری یہ معصوم آرزو ہے کہ ان کے ہاتھ کی ایک جھلک دیکھ سکوں۔ اگر آپ نے میرا نام والنٹیرز کی فہرست میں شامل نہ کیا تو ......"

"تو کیا" انچارج نے گرج کر کہا۔

"کچھ نہیں جناب! بس اتنی بات ہے کہ مجھے اور ذرائع اختیار کرنے پڑیں گے، کیونکہ میں نے قائداعظم کا ہاتھ دیکھنے کا عزم کر رکھا ہے۔ میں ان کا ہاتھ دیکھ کر رہوں گا۔"

انچارج میری اس جسارت اور صاف گوئی پر مسکرا دیئے زندہ دل تو تھے ہی۔ جھٹ سے اپنے دونوں ہاتھ میرے سامنے پھیلاتے ہوئے بولے۔

"اچھا پامسٹ ہیں ...... لیجئے بطور ٹیسٹ کیس۔"

انچارج صاحب کا ہاتھ دل اور دماغ کی تمام صلاحیتوں کو صرف کر کے دیکھا گیا (بڑے آدمیوں تک پہنچنے کے لئے رشوت۔ تو ہر جگہ دینی پڑتی ہے، بہت سی باتوں کے علاوہ میں نے یہ بھی بتایا کہ وہ موجودہ عہدے سے ترقی کرتے کرتے کسی جلیل القدر عہدے پر فائز ہوں گے۔ بہرحال ہاتھ دیکھنے کا یہ انداز بے حد کارگر ثابت ہوا اور لیجئے صاحب ہم قائداعظم ڈیفنس کور میں شامل کر لئے گئے۔ بھلا اس سے زیادہ اور کیا خوش نصیبی ہو

سکتی تھی؟

ایک پر شکوہ جلوس کے عین وسط میں ایک کھلی کار کی پچھلی نشست پر قائد اعظم تشریف فرما تھے۔ والنٹیرز کا ایک مضبوط دستہ کار کو حلقے میں لئے ہوئے تھا۔ کار آہستہ آہستہ جلوس کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔ ایک تربیت یافتہ شکاری پرندے کی طرح میری نگاہیں جلوس کی مرکزی شخصیت کے دونوں ہاتھوں پر جمی ہوئی اپنا کام مستعدی سے کر رہی تھیں۔ میرے جذب و انہماک کا یہ عالم تھا کہ جلوس کے بالکل درمیان ہوتے ہوئے ہنگامہ آرائیوں کی بالکل خبر نہ تھی۔ تمام تر توجہ سمٹ سمٹا کر ان دو ہاتھوں پر مرتکز ہو کر رہ گئی تھی جو مجھ سے فقط دو ہاتھ کے فاصلے پر تھے۔

جلوس ڈیڑھ میل کا چکر کاٹ کر تقریباً دو تین گھنٹے کے بعد ڈاک بنگلے پر ختم ہوا۔ اس طویل عرصے میں میں نے قائد اعظم کے دونوں ہاتھوں کو مختلف گوشوں اور زاویوں سے پوری دلجمعی کے ساتھ دیکھا۔ سچی بات یہ ہے کہ جتنا طویل وقت مجھے والنٹیر بن کر قائد اعظم کے ہاتھ کا مشاہدہ کرنے کے لئے ملا اتنا مجھے کسی اور طریقے سے نہیں مل سکتا تھا۔ میرے اور قائد اعظم کے درمیان کوئی زیادہ فاصلہ بھی نہیں تھا بس یہی دو تین فٹ اور بعض دفعہ تو ہجوم کے دباؤ سے یہ فاصلہ اور بھی کم رہ جاتا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار تو دباؤ اس قدر بڑھا کہ ہم تقریباً کار ہی سے چپک گئے تھے۔ اس موقعے پر قائد اعظم نے نہایت مشفقانہ انداز میں ہمیں ہاتھ سے عوام کو پیچھے دھکیلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

PUSH BACK GENTELMEN PUSH BACK

ایک بار تو مجھے کچھ خوف سا بھی محسوس ہوا۔ ہاتھ کے مطالعے کے شوق میں میں نے ڈائری پر چند نکات نوٹ کرنا چاہے۔ قائد اعظم نے مجھے بڑی معنی خیز نگاہوں سے دیکھا اور میں لکھتے لکھتے رہ گیا۔ پھر مجھے ایسا کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔ قائد اعظم کی عقابی نگاہ کی تاب بھلا کیسے لائی جا سکتی تھی؟

اسے حسن اتفاق سمجھئے کہ قائد اعظم کا ہاتھ ایک کھلے ہوئے ورق کی طرح کافی عرصے تک میری نگاہوں کے سامنے رہا اور میں نے جی بھر کر اس کا مطالعہ کیا۔ حسرت اگر کچھ رہی تو فقط یہ کہ میں ان کے ہاتھ کا فوٹو یا پرنٹ نہ لے سکا۔ فن مصوری سے بالکل بیگانگی تھی، ورنہ دنیا کے ایک عظیم المرتبت انسان کے ہاتھ کو نقش جاوداں بنانے کا فخر آج مجھے حاصل ہوتا۔

مجھے ہمیشہ یہ تجسس رہا کہ قائد اعظم کے ہاتھوں کے نقوش یا ان کی کوئی ایسی تصویر مل جائے جس پر ہاتھوں کے خدوخال واضح ہوں۔ اس تجسس میں ہندوستان اور دوسرے ممالک کے چند بین الاقوامی شہرت کے دست شناسوں سے رجوع کیا گیا۔ لیکن خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تعجب ہے کہ دنیا کے اور مشاہیر مثلاً نپولین، سٹالن، ہٹلر، مسولینی، چرچل، روز ویلٹ، گاندھی نہرو اور آئن سٹائن کے نقوش دست میں نے دیکھے اور میرے پاس موجود بھی ہیں۔ قائد اعظم کے نقوش دست انتہائی کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے۔ حال ہی میں ایک خوشگوار اتفاق پیش آیا۔ ایک صاحب کے ہاں جانا ہوا۔ اچانک میری نگاہ ان کے ڈرائنگ روم میں آویزاں قائد اعظم کی ایک دلاویز تصویر پر پڑی یہ تصویر جسے ان صاحب نے شیشے کے فریم میں لگا رکھا تھا۔ ریڈیو پاکستان کے رسالہ "آہنگ" کے سرورق پر شائع ہوئی تھی۔ یہاں قائد اعظم ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی شام کو تخلیق پاکستان کی مبارک تقریب پر قوم سے ایک نشری تقریر میں خطاب کر رہے ہیں۔ میرے نقطہ نگاہ سے اس میں عمدگی کی بات یہ ہے کہ فوٹو گرافر نے یہ تصویر ایک ایسے وقت میں لی ہے جب قائد اعظم اپنے دونوں ہاتھ جوش خطابت میں پھیلائے ہوئے ہیں اور ان پر منقش علامات اور خدو خال بہت صاف نظر آ رہے ہیں۔ زیر اشاعت ہاتھ اسی تصویر سے لیا گیا ہے۔ اس تصویر کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ آج سے سترہ اٹھارہ برس پہلے جن نقوش اور علامات کو میں نے اپنے ذہن میں محفوظ رکھا اور پھر ان کی بناء پر قیافہ آرائی کی وہ من و عن وہی ہیں جو ان کے نقش دست میں موجود ہیں۔

اس تمہید کے بعد اب میں قائد اعظم کے ہاتھ کی نمایاں خصوصیات کا ذکر کروں گا۔ جو چیز قائد اعظم کے ہاتھ میں سب سے نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ ان کا غیر معمولی قسم کا انگوٹھا ہے۔ جس کی بالائی پور کافی لمبی ہے۔ انگوٹھے کی یہ ساخت زبردست قوت فیصلہ اور قوت ارادی کی مظہر ہے۔ اور ایک ایسی شخصیت کی آئینہ دار ہے جو انتہائی نازک حالات میں بھی اپنے اصولوں پر پوری ثابت قدمی اور مضبوطی سے ڈٹ جانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ ایسے لوگ مخالف قوتوں کے شدید دباؤ کے سامنے اپنے

مسلمہ اصولوں سے کبھی دست کش نہیں ہوتے۔ ہتھیار نہیں ڈالتے، ٹوٹ تو سکتے ہیں، جھک نہیں سکتے۔ اصولوں کی یہ پختگی اور اپنے مشن کی صحت و صداقت کا یہ یقین محکم بالآخران کی کامیابی اور فتح پر منتج ہوتا ہے۔ انگوٹھے کی ان صفات کو سامنے رکھئے اور قائداعظم کے کیرکٹر سے موازنہ کیجئے دونوں میں کس قدر مماثلت ہے۔

انگوٹھے کے ساتھ پوری پوری مناسبت رکھتی ہوئی دوسری نمایاں خصوصیات ان کی انڈی پینڈنٹ دماغی لکیر ہے۔ یہ لکیر زندگی کی لکیر سے ہٹ کر منزل کے ابھار کے زیریں حصے سے شروع ہو کر ہاتھ کی ہتھیلی کو پھلانگتی، سیدھی ماری (مریخ) کے ابھار پر ختم ہوتی ہے۔ دماغی لکیر کا یہ مخرج، محل وقوع اور مقام اختتام پامسٹری کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس طرح کی دماغی لکیر بالخصوص ایسی لکیر جس کا ایک سرا اپنے مخرج سے زندگی کی لکیر سے بھی منسلک ہو وہ انسانیت کے ان چند محسنین کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہے جو بے پناہ دماغی قوت اور قابلیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اور جن میں قیادت رہنمائی آزادی فکر و عمل، جدت طبع اور پٹ پٹائی راہوں سے ہٹ کر نئی شاہراہوں کی دریافت کا فطری اور پیدائشی ملکہ ہوتا ہے۔ مگر ان کی یہ دریافت اور تحقیق ان علوم و افکار میں ہوتی ہے جن میں استدلال اور منطق زیادہ اور جذبات کم ہوں۔

مشہور سائنس دانوں، علم ریاضی کے ماہروں، ڈاکٹروں، قانون دانوں، صنعت کاروں، ناقدوں اور منطقیوں کے ہاتھوں پر یہ لکیر اکثر پائی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم کے ہاتھ پر دماغی لکیر کا اس کیفیت میں پایا جانا قطعی طور پر ضروری تھا کیونکہ خیالی دنیا میں رہنے والے مسلمانوں کو کسی ایسی شخصیت کی رہنمائی کی ہی ضرورت تھی جو انہیں واقعات اور حالات کا نہایت بے لاگ اور سائنٹفک انداز میں تجربہ کر کے ٹھوس حقائق سے آشنا کر سکتی تھی۔

قائداعظم کی حقیقت پسند شخصیت کا اظہار ان کی مخصوص دل کی لکیر سے ہوتا ہے۔ جو پہلی اور دوسری انگلی کے درمیان سے شروع ہو کر نہایت صحت و صفائی کے ساتھ دماغ کی لکیر سے مناسب فاصلہ لیتی ہوئی گزرتی ہے۔ اس سے نہایت کم شاخوں کا پھوٹ پھوٹ کر دماغی لکیر پر گرنا ایک معتدل متوازن اور سلجھی ہوئی طبیعت اور مزاج کا مظہر ہے۔ اور ایک ایسی شخصیت کی آئینہ دار ہے جس کے بارے میں یہ باوثوق پیش گوئی کی جا سکتی ہے کہ اس سے جذبات کی رو میں بہہ کر غیر موزوں اور غیر آئینی حرکات سرزد ہونا بعید از قیاس ہے۔

متذکرہ بالا مطالعہ قائداعظم کے ہاتھ کے بارے میں زیادہ تر سیرت و کردار کے پہلو سے ہے۔ درحقیقت یہی ایک پہلو ہے جو پامسٹری کو سائنٹفک بنیادوں پر استوار کرتا ہے اور اس میں افادیت اور مقصدیت پیدا کرتا ہے۔ اور انسان کو اپنے اندر عمدہ صفات پیدا کرنے کے لئے ابھارتا ہے۔ اگر سیرت کا دوسرا نام تقدیر ہے۔ کی حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ قائداعظم کی عظمت کا راز ان کے بلند کیریکٹر میں مضمر ہے اور ان کے بلند کریکٹر کا راز ان کے ہاتھ میں پنہاں ہے۔

سیرت و کردار کے اس مطالعے کے بعد قائداعظم کے ہاتھ پر جو نشانات قابل غور ہیں وہ ذرا اختصار کے ساتھ حسب ذیل ہیں۔

مشتری کے ابھار (یعنی وہ ابھار جو انگشت شہادت کے نیچے واقع ہے) اس پر ستارہ نما نشان ہے جو اپنے مقصد حیات میں عظیم کامیابی اور دوسری ممتاز علامات کی موجودگی میں بین الاقوامی شہرت کی بین علامت ہے۔ یہ ستارہ نما نشان بعینہ اسی مقام پر چرچل، آئیزن ہاور، گاندھی، نہرو اور سٹالن کے ہاتھوں پر بھی موجود ہے۔

۲۔ مشتری اور عطارد کی نمایاں بلندی۔ مشتری بلند عزائم لیڈر شپ، مذہبی رجحانات اور مناظر فطرت سے گہری دلچسپی کا مظہر ہے۔ عطارد بزنس، قانون دانی، فن خطابت اور ٹیکنیکل مسائل کی غیر معمولی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے۔

۳۔ عطارد کے ابھار (جو چھوٹی انگلی کے نیچے واقع ہے) اس پر تین چار عمومی لکیریں ہیں جو مشہور طبی ماہروں اور ڈاکٹروں کے ہاتھوں پر پائی جاتی ہیں۔ ان لکیروں کو پامسٹری کی اصلاحی زبان میں MEDICAL STIGMATA کہا جاتا ہے۔ کیا قائداعظم کو میڈیکل سے شغف تھا؟ مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ استعارۃً ان کے معالج قوم ہونے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۴۔ کامیابی کی درخشاں لکیر جس کا مخرج دماغی لکیر ہے۔ یہ لکیر قسمت کی لکیر کے عین متوازی جاتے ہوئے شمسی ابھار پر ختم ہوتی ہے۔ یہ زندگی کے مقصد یا مقاصد عظیم میں یقینی کامیابی کی واضح

علامت ہے۔ عظیم فاتحوں، سلطنتوں کے بانیوں اور تاریخی شخصیتوں کے ہاتھوں پر اکثر دیکھنے میں آئی ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ خط تقدیر بھی ایسا ہی نمایاں ہو اور ہاتھ کی دوسری علامتیں اس کی تائید کرتی ہوں۔

۵۔ کامیابی کی لکیر کو انگوٹھے کی طرف سے ایک مخالف لکیر کا کاٹتے ہوئے گزرنا یہ آپ کی زندگی پر اس حملے کا مظہر ہے جو قائد اعظم پر غالباً بمبئی میں ایک سر پھرے خاکسار نے کیا تھا چونکہ کامیابی اور عمر کی لکیریں شکست و ریخت کے بغیر منزل کی طرف بڑھتی دکھائی دیتی ہیں۔ اس لئے ان پر کوئی مخالف اثر نہیں پڑا۔

۶۔ انگلیوں کے بالائی پوروں کا نچلے پوروں کے مقابلے میں زیادہ لمبا ہونا غیر معمولی ذہانت، فہم اور بصیرت کی علامت ہے۔

۷۔ بائیں ہاتھ کی نسبت دائیں ہاتھ کی لکیروں کا گہرا اور عمدہ ہونا طبعی استعداد اور آبائی ماحول کے مقابلے میں ذاتی کاوش اور محنت سے ارتقاء کی منزلیں طے کرنا تصور کیا جاتا ہے۔

۸۔ قسمت کی لکیر قمری ابھار سے نمودار ہو کر مشتری کے ابھار پر ختم ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسے عوامی رہنما کی معروف علامت ہے جس کی قوت کا سرچشمہ عوام ہوتے ہیں۔ وہ غیر ملکی امداد یا فوجی انقلاب سے قوت حاصل نہیں کرتے۔ یہی علامت گاندھی، چرچل آئزن ہاور کے ہاتھوں پر موجود ہے۔

۹۔ سلیمانی انگوٹھی یہ حکمران، سلطنت کے بانیوں، عظیم المرتبت ججوں، لوگوں کی موت و حیات کے مسائل پر فیصلہ صادر کرنے والوں اور ان تمام لوگوں کی معروف علامت ہے۔ جس کی شخصیت میں کوئی غیر معمولی کشش ہو۔ حال ہی میں میں نے یہ علامت پاکستان ہائی کورٹ کے ایک فاضل جج جناب جسٹس سجاد احمد جان صاحب کے ہاتھ میں پائی ہے۔

۱۰۔ انگلیوں کی وسطی پور کی گانٹھ بڑی نمایاں ہے۔ یہ علامت بات کی تہہ تک پہنچنے اور قانون کی باریکیوں کو سمجھنے کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔ گانٹھ دار انگلیاں عظیم منطقیوں کی بھی نشانی ہے۔ نہرو اور گاندھی کی انگلیاں بھی اسی ساخت کی تھیں۔

۱۱۔ عمر کی لکیر سے ایک نمایاں شاخ مشتری کے ابھار تک جاتی ہے۔ یہ لیڈر شپ کی فطری صلاحیت، عزائم کی بلندی، مزاج میں خودداری اور کسی حد تک تکبر کی علامت ہے۔

۱۲۔ عمر کی لکیر کے اندر ایک نمایاں مدافعتی لکیر ہے جسے عمر کی دوسری لکیر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ زمانے کے ساتھ چل نکلنے والوں کے بجائے اس کے ساتھ نبرد آزما ہونے کی علامت ہے۔ اس کے ساتھ کامیابی کی لکیر اگر نمایاں ہو (جیسا کہ قائد اعظم کے ہاتھ پر ہے) تو کامیابی و کامرانی بالآخر ان کے قدم چومتی ہے۔ یہ علامت بالعموم فنون حرب کے ماہرین کے ہاتھوں پر پائی جاتی ہے۔ جو جنگی اسرار و مصالح کے ماہر ہوتے ہیں اور جن میں جارحیت اور مدافعت دونوں صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں۔ آئزن ہاور کے ہاتھ پر بھی یہی علامت ہے۔

۱۳۔ چھوٹی انگلی کی بالائی پور مخروطی اور دوسری پوروں کے مقابلے میں لمبی ہے۔ یہ عوامی مقرر اور خطیب کی علامت ہے۔

۱۴۔ عمر کی لکیر پر اختتام کے قریب جزیرہ اور شکست ور کی علامت ہے یہ زندگی کا اختتام ظاہر کرتی ہے۔ اور اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ ایسا شخص مرنے کے وقت گھر سے دور ہوتا ہے۔

مشاہیر عالم میں جس ہاتھ کے ساتھ قائد اعظم کے ہاتھ کی کچھ تھوڑی بہت مماثلت ہے وہ مسٹر چرچل کا ہاتھ ہے دونوں کے انگوٹھے اور قسمت کی لکیریں ایک جیسی ہیں۔ البتہ چرچل کی دماغی لکیر کئی ایک شاخوں میں بٹ جانے کی وجہ سے بڑی وسعت اور ہمہ گیریت کی مظہر ہے۔ مشاہیر عالم میں جس ہاتھ کے ساتھ قائد اعظم کے ہاتھ کی بہت کم مماثلت ہے۔ وہ مہاتما گاندھی کا ہاتھ ہے۔

۱۳ کا ہندسہ مغربی اقوام میں منحوس سمجھا جاتا ہے۔ لیکن پرندوں کی اڑان کی تحقیقات کرنے کے لئے جس کبوتر سے کام لیا جا رہا ہے اس کا نمبر ۱۳ ہے۔ پرواز کے وقت پرندے پروں کی حرکت کی وجہ سے بہت زیادہ جسمانی حرارت پیدا کرتے ہیں۔ اس حرکت کو وہ کیسے دور کرتے ہیں اور کتنی حرارت پیدا کرتے ہیں۔ اس کا جائزہ لینے کے لئے ڈاکٹر ہارٹ نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر بنایا ہے جو اس کبوتر کے جسم پر باندھ دیا جاتا ہے، جونہی کبوتر اڑتا ہے یہ ٹرانسمیٹر دل کی حرکت پر دل کے ہلنے کی تعداد اور سانس کی رفتار کو ریکارڈ کر لیتا ہے۔ اس تجربے سے معلوم ہوا کہ جب کبوتر زمین پر بیٹھتا ہے اس وقت اس کے سانس کی رفتار ۲۵، ۳۰ بار فی منٹ ہوتی ہے۔ لیکن پرواز کے

دوران یہ رفتار ۵۰۰ بار فی منٹ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آرام کے وقت اس کے دل کی حرکت ۱۵۰ بار فی منٹ ہے۔ لیکن پرواز کے وقت یہ حرکت ۶۰۰ بار فی منٹ ہو جاتی ہے۔

جناب ایم اے ملک کا نام محمد اکرم ملک ہے۔ وہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۳ء کو جموں و کشمیر میں ملک غلام حسن کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے سوشل ورک، برٹش کولمبیا یونیورسٹی کینیڈا سے حاصل کی۔ اور تعلیم کی تکمیل کے بعد تدریس کے پیشے کو اپنایا اور پنجاب یونیورسٹی سے اسسٹنٹ پروفیسر چیئرمین سوشل ورک کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

تصانیف:۔ ہاتھ کی زبان۔ زندگی کے جذبات۔ عورت کی نفسیات۔ نوجوانوں کے نفسیاتی مسائل وغیرہ۔

ہاج، ایچ بی

جولائی ۱۹۱۶ء میں حکومت نے ہندوستان کے انتہاپسند لیڈر بال گنگا دھر تلک پر بغاوت کے خلاف مقدمہ دائر کیا تو انھیں ایک سال تک نیک چلن رہنے کے متعلق ۲۰ ہزار روپے کا مچلکہ اور دس دس ہزار روپے کی ضمانت داخل کرانے کو کہا گیا تھا۔ ۷۔ اگست ۱۹۱۶ء کو یہ مقدمہ ایچ بی ہاج ڈی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پونہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ تو حکومت کی طرف سے ڈی بی بینگ اور دبال گنگا دھر تلک کی طرف سے قائداعظم، جوزف، بپٹسٹا، کھاریکا اور آسکر پیش ہوئے۔ مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے پر تلک کے خلاف انت کرشن ٹھاکر ملازم اختر اور مثیل مترجم پیش ہوا اس نے تلک کی مرہٹی تقریر کے انگریزی میں صحیح ترجمہ کی تصدیق کی جو اورینٹل مترجم کے دفتر میں کیا گیا تھا۔ اس گواہ نے بتلایا کہ میں نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ اصل تقریر کا ترجمہ سے مقابلہ کیا تھا۔ مسٹر بینگ نے انگریزی ترجمہ بطور دستاویز پیش کیا اس پر مسٹر جناح نے اعتراض کیا کہ اصل مترجم پیش کئے جائیں۔

مسٹر جناح کا یہ اعتراض نوٹ کر لیا گیا۔

اس موقع پر وکیل سرکار مسٹر بینگ نے تلک کی سزایابیوں کی ایک فہرست پیش کی مسٹر جناح نے کہا میں یہ فہرست دیکھ کر حیران ہوا ہوں۔ مسٹر جناح نے دریافت کیا کہ یہ فہرست اس موقع پر کس دفعہ کے تحت پیش کی جارہی ہے۔ یہ فہرست مقدمے کے ثابت ہو جانے کے بعد سزا بڑھانے کے متعلق پیش کی جاسکتی تھی۔ استغاثہ کو پہلے تلک کو زیر دفعہ ۱۰۸ مجرم ثابت کرنا چاہیئے پھر یہ فہرست پیش کرنی چاہئے۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ مسٹر تلک کی سزایابیاں سب کو معلوم ہیں مسٹر جناح نے کہا میرا مطلب یہ نہیں کہ اس سے مجسٹریٹ کے دل میں تعصب پیدا ہو گا بلکہ اگر فہرست کو داخل کر لیا گیا تو یہ مثل کا حصہ بن جائے گی۔ اور مجسٹریٹ کو لازمی طور پر اس کا خیال رکھنا ہو گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ملزم کے حق میں بہتر نہ ہو گا۔ چند دلائل کے بعد مجسٹریٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ فہرست داخل کی جائے۔ اس کے بعد فہرست پڑھ کر سنائی گئی اس میں ایک سال اٹھارہ ماہ قید اور دوسری چھ سال قید اور ایک ہزار روپے کی سزایابی درج تھی۔ مسٹر جناح نے باضابطہ طور پر ان سزایابیوں کو تسلیم کیا لیکن بتلایا کہ گورنمنٹ نے جرمانہ معاف کر دیا تھا بعدازاں وکیل سرکار نے کہا کہ میں اس مقدمہ کے متعلق کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔

مسٹر جناح نے کہا کہ میں طریق مقدمہ پر بڑا حیران ہوں اول تو استغاثہ نے ہمیں یہ نہیں بتلایا کہ وہ مسٹر تلک کی تین تقریروں کے کن حصوں پر معترض ہیں مسٹر بینگ نے صرف مبہم الزامات لگائے ہیں لیکن یہ کافی نہیں مسٹر بینگ نے پہلے کہا تھا کہ وہ تمام تقریر پر اعتراض کرتے ہیں لیکن بعد میں تین تقریروں کے خاص فقرات پیش کئے جو عدالت کے سامنے مطبوعہ صورت میں پیش ہیں لیکن آپ نے انہیں پڑھ کر نہیں سنایا اور صرف فقرات اور صفحات کا حوالہ دیا ہے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ میں اپنا مقدمہ ان فقرات کے اندر محدود نہیں کروں گا۔ بلکہ تمام تقریروں کو ملحوظ رکھوں گا۔ استغاثہ کی طرف سے اس طرح مقدمہ ختم کرنے پر مسٹر جناح کو گواہوں پر جرح کرنے اور اپنا جواب دعویٰ پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ مسٹر جناح نے شارٹ ہینڈ میں لکھے ہوئے نوٹوں کا جو پہلے گواہوں کے لئے تھے جرح کرنے سے قبل ملاحظہ کرنے کے لئے مہلت طلب کی چنانچہ مقدمہ کی سماعت ۱۸ اگست ۱۹۱۶ پر ملتوی کر دی گئی۔

مقدمہ کی دوبارہ سماعت ہوئی تو قائداعظم نے کہا کہ سوراج کا لفظ کوئی برا نہیں اور نہ اس سے گورنمنٹ کی مخالفت مقصود ہے سوراج کے معنی جیسا کہ بارہا بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ہیں کہ ہندوستانی معاملات کو ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دے دیا

جائے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہندوستان کی حکومت کو چھوڑ کر گورنمنٹ ہندوستان سے چلی جائے تقریر کے خاتمے پر مسٹر جناح نے کہا کہ میرے موکل پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوا جس کی وجہ سے ضمانت لی جائے۔"

چنانچہ تلک کے خلاف مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

ہارڈنگ، لارڈ

قائداعظم محمد علی جناح کی عمر اس وقت ۳۴ برس تھی جب لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند بن کر آئے۔ وہ ۱۹۱۶ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔

ان کے عہد میں ۱۹۱۱ء میں دہلی میں جارج پنجم کا دربار تاج پوشی منعقد ہوا۔ تقسیم بنگال کی تنسیخ عمل میں آئی۔ کلکتہ کی بجائے دہلی کو دارالحکومت کا درجہ ملا۔ ستمبر ۱۹۱۲ میں وائسرائے دہلی میں داخل ہوئے تو ان پر بم پھینکا گیا جس سے وہ زخمی ہوئے۔ پھر بھی ان کا رویہ اہل ہند کے ساتھ منتشرانہ نہ ہوا۔ ۱۹۱۲ء کی عالمی جنگ میں ہندوستان اور کشمیر سے فوج اور ساز و سامان کا انتظام برطانیہ کی امداد کے لئے کیا۔

ہارنیمن بی۔جی

بمبئی کرانیکل کے ایڈیٹر وہ ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے تعلیم کی تکمیل کے بعد صحافت کو بطور پیشہ اپنایا اور وفات تک اسی پیشے سے منسلک رہے۔ ۱۹۴۷ء میں انتقال کیا۔

ہارون سر عبداللہ

دیکھئے عبداللہ ہارون

ہارون، محمود اے

قائداعظم کے اے ڈی سی (۱۹۳۶) وہ ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کو کراچی میں سر عبداللہ ہارون کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کراچی کے گرائمر سکول اور ڈی جے سندھ کالج اور ایس سی شاہانی لاء کالج سے تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۳۶ء میں نیشنل گارڈ کی طرف سے قائداعظم کے اے ڈی سی مقرر ہوئے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے منتخب رکن بھی رہے۔ آل پاکستان مسلم لیگ کونسل میں بھی شمولیت اختیار کی۔ ۴۵۔ ۱۹۴۰ء کے دوران کراچی ہاربر لیبر یونین کے منتخب صدر۔ ۵۱۔ ۱۹۴۳ء کے دوران کراچی فشر مین یونین کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۶۵ء میں مغربی پاکستان کا وزیر برائے لیبر و کواپریشن بنا دیا گیا۔ ۱۹۶۸ء میں بحیثیت ہائی کمشنر برطانیہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۱ء تک بطور وزیر خوراک وزراعت ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ صدر ضیاء الحق کے عہد میں وزیر داخلہ کے عہدے پر فائز ہوئے لیکن نومبر ۱۹۸۴ء میں مستعفی ہو گئے۔

ہارون، یوسف اے

دیکھئے یوسف اے ہارون

ہارون جعفر

قائداعظم کے ساتھی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے وقت وہ بھی موجود تھے۔

وہ ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے دکن کالج پونا میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۵ء میں مرکزی اسمبلی کے رکن بنے۔ وہ ۱۹۴۵ء تک اس کے رکن رہے۔ پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد وزیراعظم محمد علی بوگرہ کے مشیر رہے۔

کویت میں پاکستان کویت ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ برازیل۔ جرمنی۔ آسٹریلیا۔ اردن اور کویت کی حکومتوں نے ان کی خدمات کے صلہ میں اعزازات سے نوازا۔ دسمبر ۱۹۸۸ء میں انہوں نے صدارتی امیدوار کی حیثیت سے انتخاب میں حصہ لیا۔ انہیں ۸۶۷ ووٹوں میں سے صرف ۶ ووٹ ملے۔

ہاشم حسین سترِوالا (سوت والا)

مسلم کچھی برادری کے رہنما۔ ۱۹۴۵ء میں کراچی میں مسلم کچھی کھتری برادری کے زیر اہتمام کھتری محلہ نزد ترک مسجد ریور اسٹریٹ پر منعقد ہوا تو محمد ہاشم گزدر اور ان کی رہنمائی کے ذریعے قائد کو مدعو کیا گیا۔

وہ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ آباء واجداد وریاست کے کچھ شہر مندرہ ضلع کے گاؤں بھجپور کے باشندے تھے۔ اور وہاں

سے کراچی آکر سوت اور رنگ ریزی کا کام کرنے لگے۔ اب بھی ان کی خدمات سوت والے کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ وہ ۱۹۴۳ میں جماعت کی مینجنگ کمیٹی کے پانچویں رکن منتخب ہوئے۔

تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کی تحریک میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس کراچی میں ہوا اس کی سجاوٹ کے لئے انہوں نے دو ہزار پونڈ دیا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں ان کے تعاون سے قائداعظم نے ان کے جلسے سے خطاب فرمایا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو پاکستان کی پہلی سالگرہ کے موقع پر فوجی پرچموں کے تیرہ ہزار گز کپڑے کی گرین کلر میں اپنے کارخانے کراچی ڈائنگ ورکس میں بلا معاوضہ رنگائی کی تھی۔ جس کو مسلم لیگی رہنما حسین بندوق والا نے رنگوایا تھا۔

وہ ۱۹۴۵ء میں جماعت کے نائب صدر اور خزانچی اور ۱۹۵۶ اور ۱۹۵۷ء میں جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔

جماعت کے کاموں میں دلچسپی سے حصہ لیا۔ اپنے فرائض انتہائی ذمہ داری سے انجام دیتے رہے۔ بالآخر ۱۳ جون ۱۹۶۹ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

ہاشم رضا

وہ جولائی ۱۹۴۸ء میں قائداعظم کی خواہش پر کراچی کے پہلے ایڈ منسٹر بنے۔ ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے اور ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے مولوی احمد حسین صاحب سے دینی تعلیم کی ابتدائی والد جسٹس محمد رضا اور والدہ آل فاطمہ دونوں مذہبی امور کے پابند تھے۔ انہوں نے لکھنؤ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ ۱۹۳۲ء میں مقابلے کے امتحان میں شریک ہوئے اور کامیاب ہوئے انڈین سول سروس میں شمولیت اختیار کی۔ پھر ایم اے پولیٹیکل سائنس بھی کیا۔ ۱۹۳۲ ہی میں قائداعظم سے ان کی پہلی ملاقات لکھنؤ میں ہوئی۔

۱۹۶۴ء میں ستارہ پاکستان اور ۱۹۸۵ء میں ستارہ قائداعظم کے ایوارڈ ملے۔

ہاشم گزدر، الحاج محمد

قائداعظم کے معتمد ساتھی۔ صوبہ سندھ کے بمبئی سے علیحدگی کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ تعلق راجپوت قبیلے سیسوڈیا کی ادھے پور شاخ سے تھا۔ وہ یکم فروری ۱۸۹۳ء کو جیسلمیر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۳ء میں سندھ مدرستہ الاسلام میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۰ء میں میٹرک اور چھ سال بعد سول انجینئرنگ کالج کرکی (پونہ) سے ۱۹۱۶ میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ انسٹی ٹیوٹ اور انجینئرز انڈیا کے رکن تھے۔ پیشے میں صوبہ سندھ، ریاست حیدر آباد دکن۔ ریاست بہاول پور اور بمبئی میں پیش بہا خدمات انجام دیں۔ بہاولپور میں راوی ستلج کے منصوبہ آبپاشی کے تحت صحرائے چولستان کا سروے کیا اور دکن میں عثمان ساگر اور حمایت ساگر کی تعمیر میں اہم کام کیا۔ سکھر اور سندھ بیراج سے نکلنے والی نہروں کی تعمیر میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۵۶ تک مسلسل بلدیہ کراچی کے رکن اور ۴۲۔ ۱۹۴۱ میں میئر منتخب ہوئے اور تین سال تک مالیات اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین رہے۔ سندھ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے قیام پر اسکے صدر رہے۔ اور وفات تک اس کے اعزازی سیکرٹری رہے۔ آٹھ سال تک نارتھ ویسٹرن (اب پاکستان ریلوے) ریلوے کی مشاورتی کمیٹی کے رکن رہے۔ ۱۹ سال تک کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ٹرسٹی اور وائس چیئرمین نیز پورٹ حج کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ ۱۹۳۴ سے ۱۹۳۶ تک بمبئی قانون ساز اسمبلی کے رکن اور ۱۹۳۶ میں گورنر کی کونسل کے رکن اور ۱۹۳۷ سے 1951 تک سندھ قانون ساز اسمبلی کے رکن اور پھر مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۹۴۶ء میں متحدہ ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن اور قیام پاکستان کے بعد اس کے رکن اور بعدازاں ڈپٹی اسپیکر رہے۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ اور ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۳ء تک کراچی میں سٹی مسلم لیگ کے صدر اور سندھ اسمبلی مسلم لیگ کے پارلیمانی پارٹی کے جنرل سیکرٹری رہے۔ ۱۹۴۲ سے ۱۹۴۵ تک صوبہ سندھ میں مسلم لیگ کابینہ میں وزیر داخلہ اور ۱۹۴۲ سے آخری وقت تک سیسوڈیا جماعت کے صدر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں بین الاقوامی پارلیمانی کانفرنس پر برطانیہ میں شرکت کی۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قائداعظم سے ملاقات کی۔

تحریک پاکستان میں قائداعظم کے ساتھ پرخلوص جدوجہد

اور آزادی کے بعد پاکستان کے استحکام اور یک جہتی کے سلسلے میں کام کیا۔

ہالینڈ:

انڈونیشیا کے مسلمانوں نے جب ہالینڈ کے خلاف آزادی کی جدوجہد کا آغاز کیا تو قائداعظم نے ۱۹۴۶ء میں دہلی میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں ہالینڈ کی سامراجیت کی شدید مذمت کی اور انڈونیشیا کی جدوجہد آزادی میں شرکت کے لئے چھ سو فوجی نوجوان وہاں بھیجے اس موقع پر انہوں نے برطانیہ کے رویے پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے فرمایا

اس سلسلہ میں برطانیہ نے کوئی آبرومندانہ حل پیش نہیں کیا جب ہالینڈ کی فوجوں نے انڈونیشی فوجوں کے خلاف کارروائی کی تو قائداعظم نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ حکومت ہالینڈ کا یہ فعل مسلم انڈیا اور پاکستان کے نزدیک ایک غیر دوستانہ امر ہے۔ انہوں نے پاکستان سے ہالینڈ کی ایئر لائن کے ایل ایم کے طیاروں پر بھی پابندی عائد کر دی تھی۔

ہائی کورٹ بمبئی:

۱۸۹۶ء میں قائداعظم محمد علی جناح جب لنکن ان لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے بمبئی آئے تو انہوں نے بمبئی ہائی کورٹ میں اپنا نام بطور وکیل درج کرایا۔ ۱۹۰۳ء میں قائداعظم محمد علی جناح ایک ماہر وکیل کی حیثیت سے مقبول عوام ہو گئے چنانچہ انہیں بمبئی کی عدالت کا لارڈ سائمن کہا جانے لگا۔

۱۹۱۲ء میں قائداعظم نے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں اقبال جرم کے قانون سے متعلق بمبئی اور مدراس کے ہائی کورٹ میں زیر بحث دو مقدمات کا حوالہ دیا

ہائی کورٹ لاہور:

قائداعظم محمد علی جناح لاہور ہائی کورٹ میں علم الدین شہید کے مقدمہ کی پیروی کرنے کے لئے ۱۹۲۹ء میں لاہور تشریف لائے تھے۔ قیام پاکستان کے موقع پر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس سر عبدالرشید نے قائداعظم سے حلف لیا تھا۔

ہائی کورٹ مدراس:

دیکھئے ہائی کورٹ بمبئی۔

ہٹلر آڈولف:

جرمنی کا آمر مطلق، نازی پارٹی کا بانی اور رہنمائے اعظم، قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو یوم فتح کے موقع پر دہلی میں پچاس ہزار سے زائد مسلمانوں پر مشتمل جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہٹلر نے ریفرنڈم میں سو فیصدی رائے حاصل کی تھی لیکن وہ ہر قسم کے ساز و سامان سے لیس تھا۔ ہم نے الیکشن میں سو فیصدی کامیابی حاصل کی ہے ہمارے پاس نہ فوج ہے نہ ایئر فورس اور نہ نیوی اور نہ پولیس۔ لیکن مسلم لیگ کو یہ فتح آپ کی مدد سے حاصل ہوئی ہے۔

وہ ۱۸۸۹ء میں براوناؤ (Braunau) میں پیدا ہوئے۔ ایک آسٹروی عہدہ دار کے بیٹے تھے۔

میونخ میں تعلیم مکمل کی۔ پھر وی آنا چلے گئے لیکن وہاں انہیں فنون کی اکیڈیمی میں داخلہ ملا اور انتہائی غربی کے دن گزارے ۱۹۱۳ء میں میونخ چلے گئے پہلی عالمی جنگ میں بویریا کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ کارپورل بنے۔ شجاعت کا تمغہ حاصل کیا ایک گیس سے بھی متاثر ہوئے۔ جنگ کے بعد چند شورش پسندوں کے ساتھ مل کر میونخ میں نازی مزدور پارٹی بنائی یہ پارٹی ابھی مختصر تھی اس پارٹی کو لوڈن ڈورف کی پشت پناہی حاصل تھی۔ متشددانہ انقلاب کے ذریعے جو بلوہ بیئر ہال (۸ ـ ۹ نومبر ۱۹۲۳ء) کہلاتا ہے بویریا پر قبضہ کرنا چاہتی تھی اسی فوج نے جس پر ہٹلر کو بھروسہ تھا اس سازش کا خاتمہ کر دیا چودہ نازی مارے گئے ہٹلر کو قلعہ لینڈز برگ میں پانچ سال کی قید کاٹنے کا حکم ملا لیکن وہ ۱۳ ماہ کے بعد رہا کر دیئے گئے اسی قلعہ میں مائین کامیف (میری جدوجہد) نامی کتاب لکھی جو نازیت کی مقدس کتاب بن گئی۔ ۱۹۲۹ء کے بعد کا اقتصادی بحران نازی پارٹی کی عظیم الشان ترقی میں معاون ثابت ہوا۔ ہٹلر اور ان کے ناظم اعلیٰ گوبلز، یہودی سرمایہ داری، اشتمالیت، صلح نامہ ورسائی اور سماجی جمہوریت پسندوں کو تمام خرابیوں کی جڑ سمجھتے تھے۔

۱۹۳۲ء کے انتخابات میں ہٹلر ہنڈن برگ کے مقابلے میں ناکام رہے تاہم ان کی جماعت ریشتاغ میں سب سے بڑی جماعت تھی۔

مارچ ۱۹۳۳ء میں ریشتاغ (پارلیمنٹ) نے انہیں امر مطلق کے اختیارات سونپ دیے۔

جس کے نتیجے میں وہاں مطلق العنانی قائم ہو گئی۔

۱۹۳۴ء میں ۸۸ فیصد رائے دہندگان نے فیصلہ کر دیا کہ صدارت اور چانسلری دونوں عہدے ہٹلر کی ذات میں جمع رہیں۔

۱۹۴۱ء کے آخر میں ہٹلر نے روس کے محاذ پر جنگ کی خود کمان کی جس کا نتیجہ تباہی خیز ثابت ہوا جرمنی کو مکمل شکست سے بچانے کے لئے فوج اور سول کے اعلیٰ عہدے داروں کے ایک گروہ نے ہٹلر کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور بم ان کی کرسی کے نیچے رکھ دیا مگر وہ مرے نہیں اور سازش کو پولیس کے اعلیٰ افسروں نے ناکام بنا دیا۔ ۳۰/ اپریل ۱۹۴۵ء کو اتحادی فوجیں چاروں طرف سے بڑھتی چلی آرہی تھیں انہوں نے ایوا براؤں کے ساتھ چند گھنٹے پہلے شادی کر لی پھر برلن میں خود کشی کر لی ان کے مقرر کردہ جانشین ایڈمرل ڈونٹس نے چند روز بعد جرمنی کی غیر مشروط حوالگی کا انتظام کر دیا۔

ہدایت اللہ، حاجی:

قائد اعظم محمد علی جناح کے غسال جن کا انتقال ۹۰ برس کی عمر میں ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو ہوا۔

ہدایت اللہ حافظ:

۱۹۳۳ء میں مسلم لیگ تین حصوں (۱) اصلی اور پرانی مسلم لیگ (۲) عبدالعزیز بیرسٹر کی مسلم لیگ اور (۳) حافظ ہدایت اللہ کی مسلم لیگ اپریل ۱۹۳۲ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا تو انہوں نے اس جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے مسلمانان ہند سے اپیل کی کہ وہ اپنے اختلافات کو ختم کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں کیوں کہ یہی جماعت مسلم قوم کے حقوق و مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔
اسی سال وہ مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے تو انہوں نے تینوں مسلم لیگیوں کو متحد کر کے ایک مضبوط اور مستحکم مسلم لیگ کے لئے راہ ہموار کی۔

ہدایت اللہ۔ سر غلام حسین:

۱۹ اگست ۱۹۴۷ء کو سر غلام حسین ہدایت اللہ نے قائد اعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں کراچی کلب میں ایک عشائیہ دیا۔ جی الانا نے قائد اعظم کے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھے قائد اعظم نے اپنے میزبان کے خطبہ استقبالیہ کے جواب میں اپنی گزشتہ زندگی کے کچھ اہم واقعات بیان کئے۔

ہڈسن، ایچ ای:

دی گریٹ ڈیوائڈ کے مصنف، وہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۷ پر حضرت قائد اعظم کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔
ہندوستان کے از سر نو آزاد ہونے کے عظیم ڈرامے کے آخر مرحلے میں جن شخصیتوں نے حصہ لیا ان میں محمد علی جناح بیک وقت سب سے زیادہ پراسرار اور سب سے زیادہ اہم ہیں۔ یہ تو تصور کیا جا سکتا ہے کہ ڈرامے کے دوسرے اہم کرداروں میں فلاں شخصیت کا بول کوئی اور بھی ہو سکتا تھا یا فلاں مفاد یا طبقہ کی ترجمانی فلاں کی بجائے فلاں صاحب بھی کر سکتے تھے حتیٰ کہ آخری وائسرائے کا کردار بھی کوئی اور بخوبی ادا کر سکتا تھا لیکن اس ڈرامے کا انجام بہر حال مختلف نہ ہوتا
اور یہ تصور (ہرگز) نہیں کیا جا سکتا کہ محمد علی جناح کی شخصیت اور قیادت کے بغیر واقعات یہ رخ اختیار کریں گے اور (حصول آزادی کے لئے) آخری پنجہ آزمائی دو برابر کے حریفوں کی بجائے تین فریقوں میں ہوگی اور پاکستان کی نئی قوم اور ریاست معرض وجود میں آئے گی۔"

ہریجن:

دہلی کا اخبار، ۱۶ جنوری ۱۹۴۰؟ء کو گاندھی جی نے قائد اعظم کو ایک خط لکھا تھا جس میں پہلی مرتبہ انہوں نے محمد علی جناح کو قائد اعظم کہہ کر مخاطب کیا گاندھی جی نے اپنے خط میں لکھا کہ اس خط کا مقصد آپ کی خدمت میں اس غیر مطبوعہ مضمون کی ترسیل ہے جسے میں نے ہریجن میں اشاعت کی غرض سے روانہ کیا ہے اس مقصد کے پیش رفت میں یہ مضمون لکھا گیا ہے جسے میں نے آپ کے حالیہ پیامات سے اخذ کیا ہے۔ گاندھی جی نے اس خط کے ہمراہ گلبرگ حیدر آباد دکن کے مسلمانوں کی جانب سے موصول ہونے والے ٹیلیگرام کی نقل بھی منسلک کر دی جو انہوں نے گاندھی جی کو یوم نجات کی کامیابی پر ارسال کیا تھا۔
قرارداد لاہور کی منظوری کے خلاف، گاندھی جی نے ہریجن میں ایک مضمون قلم بند کیا جس میں انہوں نے مسلمانوں سے کہا

کہ وہ ایک قوم کی طرح ہندوستان میں زندگی گزاریں۔ گاندھی جی کے اس مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے قائداعظم نے ۱۲ اپریل ۱۹۴۰ء کو ایک بیان جاری کیا جس میں انہوں نے کہا کہ گاندھی جی اپنے دن کا آغاز بھگوت گیتا کی تلاوت سے کرتے ہیں اور آشرم کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اہنسا کے پجاری، کھدر کے شوقین، سنسکرت اور ودھیا مندر کے داعی اور بندے ماترم کے ماننے والے ہیں اور کوئی مسلمان بھی گاندھی جی کے ان عقائد کو قبول نہیں کر سکتا۔ رام گڑھ کے سالانہ اجلاس میں کون سی چیز اسلامی تھی سوائے اجلاس کے صدر ابو الکلام آزاد کے جن کو ورکنگ کمیٹی کے چار ارکان نے نامزد کیا تھا۔

ہزاروں میں ایک:

روزنامہ پائنیر لکھنؤ کا ایک مضمون یہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء کو شائع اشاعت ہوا۔ اس میں کہا گیا تھا۔

قدرت نے مسٹر جناح کو قیادت کے لئے پیدا کیا ہے آپ دنیا کی ان عظیم الشان شخصیتوں میں شامل ہیں۔ جنہیں قدرت بڑے کاموں کے لئے پیدا کرتی ہے انہیں صرف خیالی آدمی سمجھ کر نظرانداز کر دینا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ لوگ کسی طرح ان کے عملی کاموں سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے ان میں وہ صفات ہیں جو عظیم لوگوں میں پائی جاتی ہیں قدرت نے صلاحیتیں آپ کو دل کھول کر عطا کی ہیں وہ اپنے خلوص اور صحیح جذبہ خدمت کی وجہ سے آج شہرت کے آسمان پر اس ستارے کی طرح چمک رہے ہیں جس سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔

ہسپانو سوئزا:

فرانس کی بنی ہوئی مشہور گاڑی جس میں بیٹھ کر قائداعظم اپنی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ کے ہمراہ ۶ جون ۱۹۳۱ء کو تشریف لائے۔

ہسٹری آف دی انڈین کانگریس:

۱۹۳۵ء میں قائداعظم محمد علی جناح اور راجندر پرشاد کے درمیان آئینی بحران کو حل کرنے کے لئے جو مذاکرات ہوئے اس کی روداد ڈاکٹر پتابھی سیتارمیہ نے اپنی کتاب ہسٹری آف دی انڈین کانگریس میں کیا وہ لکھتے ہیں کہ اس سے ملک کو بڑی مایوسی ہوئی۔

ہفتہ:

قائداعظم نے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء بمطابق ۶ ذی قعد ۱۳۶۷ ہجری بروز ہفتہ کو کراچی میں انتقال کیا تھا۔

ہلال احمد، سید:۔

تحریک پاکستان کے رہنما، انہوں نے جن سنگھیوں کی طرف سے قائداعظم کو ہلاک کرنے کی سازش کو بروقت بے نقاب کیا تھا۔

وہ لدھیانہ میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم حاصل کی تحریک پاکستان کے دوران لدھیانہ مجلس احرار کا مضبوط گڑھ تھا انہوں نے ابتداء میں اسی جماعت میں ۱۹۳۳ء میں شمولیت اختیار کی۔ لیکن بعد ازاں جب ان پر یہ انکشاف ہوا کہ مجلس احرار مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کے قیام پر رضامند نہیں تو انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ۱۹۳۸ء میں ضلعی مسلم لیگ کے معتمد مالیات مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں کشمیر ایجی ٹیشن کے سلسلے میں لدھیانہ سے ۲۵ رضاکاروں کا ایک وفد لے کر کشمیر گئے۔ ۱۹۴۴ء میں بلامقابلہ مسلم لیگ کے ضلعی صدر منتخب ہوئے اور ۱۹۴۷ء تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لینے کی پاداش میں ہندوؤں نے ان کے سر کی قیمت دس ہزار روپے لگائی۔ تاہم جب ہندوؤں کو اس منصوبے میں کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے ان کی جائیداد کو نذر آتش کر دیا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ لاہور میں مقیم ہوئے اور مہاجرین کی بحالی کے لئے اہم خدمات انجام دیں۔

ہلال قائداعظم:

یہ اعزاز ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء کو صدر پاکستان میجر جنرل اسکندر مرزا نے امتیازی خدمات انجام دینے والوں کے لئے جاری کیا۔

ہمارا قائد، پیارا قائد:

یہ کتاب ضیاء ساجد نے ۱۹۸۸ء میں علیم پبلشرز لاہور کے لئے مرتب کی کتاب اسی صفحات پر مشتمل ہے، مرتب نے کتاب میں ان شعراء کی نظموں کو شامل کیا ہے جنہوں نے قائداعظم کو منظوم خراج عقیدت پیش کرنے کا ایک نیا انداز اختیار کیا ہے۔

مرتب نے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو کر اہل دانش کے لئے اپنی فنکارانہ مہارت کا منہ بولتا ثبوت پیش کیا ہے جس کے لئے وہ اور پبلشر دونوں مبارک باد کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

کتاب کی ابتداء ۱۱ ستمبر کے عنوان سے طاہر لاہوری کی نظم سے کی گئی ہے اور اختتام اظہر جاوید کی نظم قائد اعظم سے کیا گیا ہے ان نظموں کے مطالعہ سے قائد اعظم کی شخصیت کا ہر پہلو نکھر کر ہمارے سامنے آ جاتا ہے جو یقیناً نئی نسل کی رہنمائی کے لئے کسی خزینے سے کم نہیں۔ قومی موضوع پر یہ کتاب نہ صرف افادی پہلو لئے ہوئے ہے بلکہ اس سے قائد اعظم کے ساتھ عقیدت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

ضیا ساجد چوہدری برکت اللہ کے ہاں ۵ ۱۹۴۴ کو بھڑتھ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہیں ابتدائی تعلیم مکمل کی پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔ اور صحافت کو بطور پیشہ اپنایا۔ فیچر، افسانہ، ناول، تحقیق، تنقید، مزاح ان کے موضوعات ہیں

تصانیف:

فیض احمد فیض، سعادت حسن منٹو تشکیل پاکستان، پاک بھارت فلم ڈائریکٹری ساحر لدھیانوی، بہت سے ناول بچوں کے لئے کوئی آ جائے گا (افسانوں کا مجموعہ)

ماہنامہ دھنک میں ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۹ اور ماہنامہ سمرن میں ۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۹ء خدمات انجام دیں روزنامہ جنگ لاہور کے اجراء پر اس میں مختلف حیثیتوں سے کام کیا۔ دسمبر ۱۹۸۸ء میں پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کے بعد روزنامہ مساوات کی لاہور سے اشاعت عمل میں آئی تو اس میں خدمات انجام دینے لگے۔

ہمارے قائد:

اسے جناب منظور حسین عباسی نے مرتب کیا ہے اور اس میں قائد اعظم محمد علی جناح کی زندگی کے ایک سو ایک اہم واقعات شامل کئے گئے ہیں اسے ہجرہ مطبوعات کمیٹی یونیورسٹی گرانٹس کمیشن بلڈنگ اسلام آباد نے ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۰ء میں شائع کیا مرتب نے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ حصول بصیرت کی خاطر ان واقعات کو بار بار پڑھا جانا چاہیے۔

ہمارے قائد اعظم:

اس کتاب کو ۱۹۷۶ء میں سال قائد اعظم کے حوالے سے مرتب اور سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا۔ اس کے مرتب اعجاز احمد ہیں۔ یہ کتاب ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے

اس کتاب میں قائد اعظم کی پیدائش، ان کا خاندانی پس منظر اور گھریلو حالات، ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم سیرت، خیالات اور عمل، پیشہ وارانہ سیاسی زندگی، تحریک آزادی سے وابستگی، تحریک پاکستان کی ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم سرکاری مصروفیات اور سیاسی اور انتظامی صلاحیت حتیٰ کہ وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب ہر عمر اور ہر ذہنی استعداد کے طالب علم کے لئے مفید ہے

مرتب کتاب ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے ایف اے تک تعلیم حاصل کی اور پھر اپنے والد کے اشاعتی ادارے سنگ میل پبلی کیشنز سے وابستہ ہو گئے۔

ہمارے قائد اعظم:

یہ کتاب خورشید احمد انور کی انگریزی تصنیف لائف سٹوری آف قائد اعظم کا اردو ترجمہ ہے اسے ینگ پیپل پبلشنگ بیورو لاہور۔ راولپنڈی نے شائع کیا۔ مصنف نے کتاب کے جو عنوانات باندھے ہیں ان کے مطالعہ سے عام قاری بھی استفادہ کر سکتے ہیں کتاب کا پہلا عنوان رحمت اور آخری الوداع ہے یہ ۱۲۸ صفحات پر محیط ہے۔

ہمایوں کبیر:

آکسفرڈ کی انڈین مجلس کے نمائندے انہوں نے ۱۹۳۲ء میں کیمبرج میں قائد اعظم کے اعزاز میں دی جانے والی دعوت میں آکسفورڈ کی نمائندگی کی۔

۱۹۳۸ء میں جب قائد اعظم محمد علی جناح کلکتہ تشریف لے گئے تو ہوڑہ ریلوے اسٹیشن پر کانگریس کے ایک گروہ نے ہمایوں کبیر کی قیادت میں ہنگامہ کرنے کی کوشش کی تھی یہ ہمایوں کبیر بعد میں ہندوستان کی کابینہ میں وزیر بنائے گئے تھے۔

ہمدرد:

۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء کو ہمدرد کی اشاعت میں مولانا محمد علی جوہر

نے مسلم لیگ میں پیدا ہونے والے اختلافات کی تفصیل رقم کی ہے۔ اس میں وہ قائداعظم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

سر محمد شفیع اور ان کے رفقا کار نے ۱۹۲۹ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد کرانا چاہا۔ مسلم لیگ کے دیگر ارکان نے سر آغا خان کو صدر بنانا چاہا اور گو مسٹر جناح نے پسند نہ کیا کہ مسلم لیگ کا اجلاس مدراس میں منعقد ہو جہاں ہندو مسلم تنازعات کا فیصلہ باہمی مفاہمت سے ہو جاتا تاہم انہوں نے کلکتہ کی دعوت کو قبول کر لیا۔

۷ مارچ ۱۹۲۹ میں مولانا محمد علی جوہر اور قائداعظم کی ملاقات ہوئی اس کا مکمل احوال مولانا جوہر نے روزنامہ ہمدرد میں ۵ مارچ کی اشاعت میں لکھا۔

۱۹۱۲ء میں مولانا نے اسے کلکتہ سے جاری کیا ستمبر ۱۹۱۲ء میں مولانا اسے دہلی لے آئے پھر مولانا محمد علی جوہر نے یہ اخبار ۲۳ فروری ۱۹۱۳ء کو روزنامہ کے طور پر دہلی سے جاری کیا اس کا نام نقیب ہمدرد تھا بعد میں یہی اخبار صرف ہمدرد کے نام سے اردو کا اہم اخبار بن گیا یہ پہلا روزنامہ تھا جو ٹائپ میں شائع ہوتا تھا قارئین کو اخبار کی یہ ادا پسند نہ آئی چنانچہ بعد کے شمارے کتابت اور لیتھو طباعت سے شائع ہوئے۔ یہ زمیندار کے بعد سب سے کثیر الاشاعت اخبار تھا اور اس کا معیار بھی بڑا بلند تھا مگر انتظامی حالت ابتر تھی جس نے اس کے چراغ زندگی کو زیادہ دنوں روشن نہ رہنے دیا۔

۹ نومبر ۱۹۲۴ء کو ہمدرد کی حیات ثانی کا آغاز ہوا مولانا جوہر لکھتے ہیں۔

آج سے پہلے جب کبھی دین اقدس کی حمایت و پاسبانی اور ملک و ملت کی خدمت آزادی کے لئے میں نے قدم اٹھایا تو میری توفیق (اللہ کی توفیق) فرمائی کے بھروسے اور تیرے ہی لطف و کرم گستری کے سہارے پر اٹھا تھا اور آج بھی تیری اور صرف تیری ذات مقدس کا سہارا ہے

۱۲/اپریل ۱۹۲۹ء کو مولانا نے اپنا یہ روزنامہ بند کر دیا۔

ہمدم:

۱۹۱۷ء میں قائداعظم محمد علی جناح جب یوپی کا دورہ کیا تو وہاں کے ایک مقامی اخبار اودھ نے قائد کی انگریزی ٹوپی پر اعتراض کیا اس پر روزنامہ ہمدم نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا

از بیل مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے استقبال کی جو کارروائی مقامی ہم عصر اخبار اودھ اخبار نے درج کی ہے، اس میں بعض واقعات غلط تحریر کئے گئے لیکن مثلاً آپ کے انگریزی لباس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ہم عصر مذکور لکھتا ہے کہ صدر نشین کے لئے ایک نہائت عالی شان گاڑی قبل سے انتظار کر رہی تھی جس میں جناح صاحب اور مسٹر منظور الحسن صاحب کپتان رضا کاران مسلم لیگ رونق افروز ہوئے چونکہ استقبال کا انتظام ہندو مسلم دونوں نے کیا اور نہایت خوشی کے ساتھ کیا تھا لہٰذا عوام نے مسٹر منظور الحسن کو جو ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھے صدر نشین خیال کیا اور جس وقت معلوم ہوا کہ صدر نشین وہ شخص ہے جو ہیٹ لگائے ہے مسلمان اور پھر ہندوؤں نے اظہار افسوس کیا تعجب ہے کہ ہمارے ہم عصر کے قائم مقام کو مسٹر بنی اللہ کی بجائے مسٹر منظور الحسن دکھائی دیئے حالانکہ کپتان منظور الحسن صدر نشین کی گاڑی کے آگے اپنے والنٹیروں کی کمان کر رہے تھے مسٹر جناح کے لباس پر ہمارے ہم عصر نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہمیں ایک حد تک ضرور اتفاق ہے واقعی مسلم لیگ کے صدر نشین کو بجائے ہیٹ کے اپنی قومی ٹوپی پہننی چاہئے تھی

ہنٹر کمیٹی:

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۵ جون ۱۹۲۰ء کو آل انڈیا ہوم رول لیگ کی بمبئی شاخ کے صدر کی حیثیت سے یہ تار دیا تھا۔

ہماری لیگ ہنٹر کمیٹی کی کثرت رائے کی رپورٹ کو بالکل خلاف انصاف سمجھتی ہے۔

سر مائیکل اڈوائر اور وائسرائے کی جو بے موقع و بے محل تعریف کی گئی ہے اس کو بھی یہ کونسل خلاف انصاف خیال کرتی ہے۔

جنرل ڈائر کے ظالمانہ جرائم پر محض اظہار ملامت کر دینا کافی نہیں یہ کونسل ملک معظم کی گورنمنٹ کو تنبیہ کرتی ہے کہ جن افسروں کا جرم کسی قسم کے شک وشبہ کے بغیر ثابت ہو چکا ہے ان کے خلاف نیم دلی کے ساتھ کارروائی نہ کرے۔ جو مظالم اس سے پیشتر ہو چکے ہیں جب تک ان پر سختی سے نوٹس نہ لیا جائے گا اس وقت تک آئندہ کے لئے عمدہ حکومت کی ضمانت نہیں ہو سکتی

۱۹۱۹ء میں پنجاب میں مارشل لاء کے مظالم کی تحقیقات کے برطانوی پارلیمینٹ کے مشورے سے حکومت ہند نے ایک کمیٹی قائم کی جس کے صدر لارڈ ہنٹر تھے اس سبب یہ کمیٹی ہنٹر کمیٹی کہلائی۔

ہند آنے کی دعوت:

۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے ایک قرارداد منظور کی یہ قرارداد جناب عبدالمتین چوہدری نے پیش کی تھی قرارداد میں قائد اعظم محمد علی جناح سے انگلستان سے ہندوستان واپس آنے کی درخواست کی گئی تھی۔ قرارداد کا متن قائد اعظم کو تار کے ذریعے بھیجا گیا۔ اس کے جواب میں قائداعظم نے مسلم لیگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں مسلم لیگ کا ممنوں ہوں کہ اس نے مجھے یاد رکھا بالآخر قائد اعظم محمد علی جناح دسمبر ۱۹۳۳ء میں بمبئی تشریف لے آئے۔

انہیں ہندوستان واپس لانے کی ضرورت اس لئے شدت سے محسوس کی گئی تھی کہ برطانوی حکومت نے ہندوستان کے دستوری ڈھانچے کے بارے میں ایک قرطاس ابیض شائع کیا تھا اور مسلمانوں کو کوئی ایسا شخص دکھائی نہ دیتا تھا جو ان کی راہنمائی کرتا کیونکہ حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی جوہر، مہاراجا صاحب محمود آباد اور سر محمد شفیع جیسے پائے کے رہنما انتقال کر چکے تھے، اور سب کی نظر قائد اعظم پر تھی۔

ہند چینی:

۲۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو دہلی میں مرکزی اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا تو مسلم لیگ کے تمام ارکان اسمبلی سیاہ جناح کیپ پہن کر آئے اجلاس میں انڈونیشیا اور ہند چینی میں ہندوستان کی فوجوں کے استعمال پر تحریک التواء پیش ہوئی تو قائد اعظم محمد علی جناح نے بحث میں مکمل طور پر حصہ لیا اور اس اقدام کی مذمت کی۔

۱۸۸۴ء سے ۱۹۵۵ء میں جنوب مشرقی ایشیا کے وہ ممالک جو فرانس کے قبضے میں رہے ہند چینی ممالک کہلائے تھے ان میں کمبوڈیا، لاؤس اور ویت نام شامل تھے۔ ویت نام ۱۹۵۴، کمبوڈیا ۱۹۵۵ اور لاؤس ۱۹۵۴ء میں آزاد ہوئے۔ ان ممالک کی آزادی کے بعد یہ نام متروک ہو چکا ہے۔

ہندوستان چھوڑ دو تحریک:

کانگریس نے برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ کر رکھا تھا کہ وہ پورا اقتدار اس کے حوالے کر دے برطانیہ نے کانگریس کے اس مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو کانگریس نے ہندوستان چھوڑ دو تحریک شروع کی۔ مسٹر گاندھی نے ۸ اگست ۱۹۴۲ء کو اس تحریک کا آغاز کیا اور اپنے لوگوں کو کہا کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لئے مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائیں اس تحریک کو ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خلاف کھلم کھلا بغاوت قرار دے دیا گیا اس تحریک کے نتیجے میں چار ماہ کی مدت میں ۹۴۰ افراد ہلاک ہوئے اور ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپے کی سرکاری املاک تباہ و برباد ہو گئیں۔

ہندوستان چھوڑ دو کے کانگریسی مطالبہ کے جواب میں قائد اعظم کی مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ تقسیم کر کے ملک سے چلے جاؤ مسلم لیگ تحریک سے علیحدہ رہی کیوں کہ یہ مسلمانوں کے خلاف بھی اتنی تھی جتنی کہ انگریزوں کے خلاف۔

ہندوستان کا سیاسی مستقبل:

قائد اعظم محمد علی جناح نے ۹ مارچ ۱۹۴۰ء ہندوستان کے سیاسی مستقبل کے بارے میں مشہور انگریزی ہفتہ وار اخبار ٹائم اینڈ ٹائیڈ میں واضح طور پر لکھا تھا۔ کہ ہندوستان کا سیاسی مستقبل کیا ہے؟

جہاں تک حکومت برطانیہ کا تعلق وہ اپنے اس مقصد کا اعلان کر چکی ہے کہ ہندوستان کو جلد از جلد (Statueofwest Minister) کے مطابق دولت مشترکہ کے دوسرے ارکان کے برابر آزادی دی جائے گی اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ ہندوستان میں اسی قسم کا جمہوری آئین نافذ کرنا چاہتی ہے۔ جس کا اسے خود تجربہ ہے اور جسے وہ سب سے بہتر سمجھتی ہے اس طرز کے آئین کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جو سیاسی جماعت انتخابات میں کامیاب ہو اسی کے ہاتھ میں عنان حکومت ہو۔

یہ ارادہ بہ ظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے مخصوص اور غیر معمولی حالات کو دیکھتے ہوئے نہایت غیر مناسب ہے۔

ہندوستان کا مستقبل:

قائد اعظم محمد علی جناح نے اپریل ۱۹۳۳ء میں عید الاضحیٰ کے موقع پر مسجد احمدیہ لنڈن میں ایک تقریب میں شرکت کی۔ یہ تقریب سر سٹیوارٹ سنڈیمن ایم اے کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قائد نے کہا کہ

اب ہندوستان بہت جلد ترقی کرے گا نیز یہ قرطاس ابیض کی تجاویز ہندوستان کو مطمئن نہیں کر سکتیں انہیں کامل خود مختاری ملنی چاہئے۔ صدر جلسہ نے ان کے خیالات سے اختلاف کیا۔ قائد اعظم نے اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔

(The Eloquent Persuation of the Imam left meno Iscape) ترجمہ: امام صاحب کی فصیح و بلیغ ترغیب نے میرے لئے کوئی راہ بچنے کی نہیں چھوڑی

قائد اعظم کی یہ تقریر برطانوی اور ہندوستانی پریس کی خاص توجہ کا مرکز بنی اور دی ایوننگ سٹینڈرڈ (لندن)، ہندو مدراس، دی سٹیٹسمین کلکتہ، مدراس میل (مدراس)، پایونیر الہ آباد ویسٹ افریقہ افریقہ، ایجپشن گزٹ اسکندریہ جیسے مقتدر اخبارات نے اس کی خبر شائع کی۔

تقریر میں قائد اعظم نے کہا کہ

ہندوستان سماجی، اقتصادی اور سیاسی طور پر ترقی کر رہا ہے اور ملک میں ایک نئی سیاسی زندگی ابھر رہی ہے لیکن تاوقتیکہ ایک معقول حد تک سیلف گورنمنٹ نہ دی جائے اطمینان یا امن کی امید رکھنا مشکل ہے حالات یہ صورت اختیار کر گئے ہیں کہ انگریزی راج یا سلطنت برطانیہ کے اندر رہتے ہوئے ہندوستانی راج میں سے ایک کو اختیار کرنے کا مسئلہ پیدا ہو چکا ہے۔

اس تقریر نے انگلستان اور ہندوستان دونوں ممالک میں زبردست تہلکہ مچا دیا جس کے بعد نوابزادہ لیاقت علی خاں اور ان کی بیگم قائد اعظم کی خدمت میں جولائی ۱۹۳۳ء میں حاضر ہوئے اور ہندوستان واپس آنے کی درخواست کی جسے قائد نے منظور کر لیا۔ اور وہ ہند تشریف لے آئے

ہندوستان کے آئینی مسائل:

چوہدری محمد انور بزایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ نے بوساطت روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء یہ انکشاف کیا کہ قائد اعظم نے قرارداد پاکستان کی روشنی میں ہندوستان کے آئینی مسائل کے نام سے آئین سازی کے مختلف ماہرین کے مضامین کا مجموعہ ترتیب دیا تھا یہ مضامین قائد نے خود فرمائش کر کے لکھوائے تھے۔ اور اس مجموعہ کو بمبئی سے مطلوب حسین سعید نے ۱۹۴۰ء میں شائع کرایا اس کتاب پر ایڈیٹر کی حیثیت سے بابائے ملت حضرت قائد اعظم کا نام درج تھا۔ اس کتاب کی ایک جلد پنجاب پبلک لائبریری میں ۱۹۴۰ء میں آئی تھی۔ جسے ۱۹۴۲ء میں ہیلی کالج آف کامرس لاہور کے ایک طالب علم مسٹر ذوالفقار نے لائبریری سے حاصل کیا اور کچھ عرصہ بعد کتاب واپس نہ کرنے کی پاداش میں اس کی قیمت ادا کر دی۔

ہندوستان کی جنگ آزادی:

خان جی دیور داس کی کتاب، یہ کتاب ۱۹۲۶ء میں کلکتہ سے حیات قائد اعظم میں ہی لکھی گئی۔ اس کتاب میں مصنف نے اہم سرمایہ کاروں کا تذکرہ کیا تھا جس میں سے دس بڑے سرمایہ کاروں کا نام آیا اس میں قائد اعظم بھی شامل تھے اور ان کی وفات تک سرفہرست دس افراد میں ان کا نام شامل رہا

یہ بات کراچی میں ۵ دسمبر ۱۹۸۴ء کو وزیر قانون و پارلیمانی امور سید شریف الدین پیرزادہ نے کمپنی لا ۱۹۸۴ء کے موضوع پر ایک سیمینار منعقدہ کراچی سے خطاب کرتے ہوئے بتائی۔ بقول ان کے قائد اعظم چاہتے تھے کہ کمپنیاں اپنے شیئرز ہولڈرز (حصہ داروں کو نہ صرف زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کریں بلکہ انہیں منظم بھی کریں اور وہ خود بھی بڑے پیمانے پر حصص کی خریداری پر سرمایہ کاری کرتے تھے۔

ہندوستانی سیاسیات بغاوت سے

(Indian Politics Since the Mutiny):

۱۹۷۳ء میں یہ کتاب وائی سی چنتامنی چیف ایڈیٹر الہ آباد نے لکھی دو سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں قائد اعظم کا تذکرہ صفحہ نمبر ۱۵۰ پر پانچ سطروں میں کیا ہے مصنف نے ۱۹۳۷ء تک ہندوستان میں ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے لیکن قائد اعظم کی سیاسی جدوجہد کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا

ہے اور انہیں کسی پہلو سے بھی اجاگر کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

ہندوستانی مجلس کیمبرج:
دیکھئے کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن

ہنس راج پراجی ٹھکیسری:
قائداعظم کے ہوم رول لیگ کے ساتھی۔ جب قائداعظم محمد علی جناح نے گاندھی جی کے رویئے کے خلاف اور ہوم رول لیگ کو سوراج میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا تو قائد نے احتجاجاً استعفیٰ دے دیا اس کے ساتھ ان کے جو ۱۹ ساتھی بھی مستعفی ہوئے ان میں ہنس راج پراجی ٹھکیسری بھی شامل تھے۔

ہوڑہ ریلوے اسٹیشن:
کلکتہ کا ریلوے اسٹیشن۔ جہاں قائداعظم محمد علی جناح ۱۶/اپریل ۱۹۳۸ء کو صوبائی مسلم لیگ کے ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے ان کی آمد پر قائد کا پُر جوش خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہوڑہ ریلوے اسٹیشن سے قائد کو جلوس کی شکل میں جلسہ گاہ لے جایا گیا۔

ہوم رول لیگ:
قائداعظم محمد علی جناح اس وقت ہوم رول لیگ کے صدر بنے جب مسز اینی بیسنٹ کو نظر بند کر دیا گیا۔ اس وقت انہوں نے کہا
مسلمانوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ وہ اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ہندوؤں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ وہ اپنے پس ماندہ بھائیوں کو اوپر اٹھائیں اور اس طرح ہوم رول لیگ کو مضبوط کریں اور خوف و ہراس کو دل سے نکال دیں۔
قائداعظم نے بمبئی ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ منعقدہ ۱۹۱۷ء میں مسز بیسنٹ (صدر ہوم رول لیگ) کی نظر بندی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ہوم رول لیگ کو نظر بند نہیں کرنا چاہتی بلکہ وہ حکومت خود اختیاری کی اس سکیم کو بھی ختم کرنا چاہتی ہے جس کو کانگریس اور مسلم لیگ دونوں نے منظور کیا ہے ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم تہہ دل سے اس سکیم کے حق میں ہیں اور جنگ کے بعد ہم اس سکیم پر اپنی بساط کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔
ایک موقع ایسا بھی آیا کہ قائداعظم نے گاندھی جی کو اس کی صدارت پیش کی۔
ہوم رول لیگ کا قیام ۱۹۱۶ء میں اینی بیسنٹ کی کوششوں سے عمل میں آیا۔

ہوم رول لیگ بمبئی:
دیکھئے کامراجی گوکل داس ہال۔

ہومیو پیتھی:
قائداعظم ہومیو پیتھی طریق علاج سے بڑے متاثر تھے انہیں یہ احساس تھا کہ یہ طریق علاج نہ صرف انتہائی کامیاب ہے بلکہ کم خرچ بھی ہے قیام پاکستان سے قبل بارہ بنکی کے ایک پبلشر کے نام پیغام میں فرمایا
مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ہومیو پیتھک طریق علاج امریکہ اور یورپ کے علاوہ اب اس برعظیم میں بھی ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول ہوتا جا رہا ہے چنانچہ یہ ضروری ہے کہ جو لوگ کفایت بخش اور مؤثر طریق علاج سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں۔

ہیتھ روڈ:
دیکھئے ویسٹ ہیتھ ہاؤس

ہیرا سنگھ کیپٹن:
۱۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو ڈاکٹر ایس ایچ غور نے امپیریل لیجسلیٹو اسمبلی میں ایک تحریک پیش کی کہ ایوان انڈین کریمنل لاء امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۰۸ء کی بعض دفعات پر غور کرے سر الیگزینڈر مڈی مین، ایچ ای ہوم، اے سی چٹرجی کے ساتھ کیپٹن ہیرا سنگھ نے اس تحریک کی مخالفت کی جب قائداعظم محمد علی جناح نے اس تحریک کے حق میں تقریر کی اور حکومت پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ جنگ کے خاتمے پر ہماری خدمات و خلوص کا

صلہ ہم کو رولٹ ایکٹ یک صورت میں دیا گیا تھا اور اب ایک مرتبہ پھر ہم پر کالے قوانین مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اے سی چٹرجی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ مستعفی ہو جائیں لیکن انہوں نے کہا اب ایسا نہیں ہو گا اور من مانی کارروائی کرنے کی مہلت نہیں دی جائے گی۔ اب عوام کو ان کا جائز حق مل کر رہے گا۔ ایوان میں جب یہ بل دوبارہ پیش ہوا تو قائد اعظم نے پھر اس کی مذمت کی۔

ہیکٹر بولائیتھو:

انہیں قائد اعظم کی سوانح حیات لکھنے پر حکومت پاکستان نے ۲ لاکھ ۸۴ ہزار روپے ادا کئے تھے۔ وہ ۹ جنوری ۱۹۵۲ء کو کراچی پہنچے اور قائد اعظم کی سرکاری سوانح لکھنے کا اعزاز حاصل کیا۔

حالات کے لئے دیکھئے بولائیتھو ہیکٹر

ہیسٹنگز روڈ:

نئی دہلی میں واقع قائد اعظم محمد علی جناح کا وہ مکان جو ہیسٹنگز روڈ پر واقع تھا ۳/ اپریل کو اس مکان میں انہوں نے ارکان اسمبلی اور اپنے دیگر رفقاء کار کو ایک عصرانہ دیا۔

ہیمپ اسٹیڈ (Hampstead):

لندن کا ایک علاقہ اس علاقے میں انہوں نے جون ۱۹۳۱ء میں ویسٹ ہیتھ روڈ پر ایک عالی شان مکان دیکھا یہ ویسٹ ہیتھ ہاؤس تھا۔ قائد اعظم مکان کے سامنے ٹھہر گئے اور وہ انہیں پسند آگیا اس سہ منزلہ کوٹھی میں بہت سے کمرے اور چھتر تھے اور ایک اونچا سا مینار بھی جس سے گردو نواح کے علاقے کا منظر خوب دکھتا تھا مکان کے ساتھ ایک دربان خانہ گاڑیوں کے لئے ایک سڑک اور آٹھ ایکڑ کا باغ اور چراگاہ بھی تھی۔ مکان انیسویں صدی کے آخری عشرے کا بنا ہوا تھا۔

ے

یادگار اشیا (گشتی نمائش):

یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء کو وفاقی وزیر تعلیم مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے کراچی میں قائد اعظم کی یادگار اشیاء کی نمائش کا افتتاح کیا مزار قائد اعظم پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ گشتی نمائش کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ پاکستانیوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو برصغیر جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو اس تاریخی جدوجہد سے آگاہ کیا جائے جو انہوں نے آزاد قوم اور ملک کے حصول کے لئے کی۔ قائد اعظم کی زیر قیادت اس جدوجہد کا نتیجہ بالآخر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس گشتی نمائش کا اہتمام آثار قدیمہ اور عجائب گھروں کی نظامت نے کیا اور یہ نمائش ملک کے ۱۱ بڑے شہروں کراچی، حیدر آباد، لاڑکانہ، کوئٹہ، بہاولپور، ملتان، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، پشاور، لاہور لائل پور (اب فیصل آباد) اور اسلام آباد میں دکھائی گئی۔ اس نمائش میں قائد کی سینکڑوں اشیا رکھی گئی تھیں جن میں دو ذاتی کاریں، قانون کی کتب، کپڑے، جوتے، عینکیں، پاسپورٹ، برتن، تلواریں، رائفلیں اور فرنیچر شامل ہے۔ نمائش میں وزیر اعظم بھٹو کے ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۸ء کے قائد اعظم کے نام دو خطوط بھی شامل ہیں۔

یادگار اشیا کا تحقیقاتی کمیشن:

حکومت پاکستان نے بانئ پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی نادر اشیاء اور دستاویزات میں سے قومی اہمیت کی حامل اشیاء اور دستاویزات کے تعین اور ان کی چھان بین کرنے کے لئے ۷ جنوری ۱۹۷۰ء بروز بدھ بمطابق ۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ و ایک تحقیقاتی کمیشن قائم کیا اور مسٹر ایم اچ اصفہانی اس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ راجا صاحب محمود آباد اور ڈائریکٹر محکمہ آثار قدیمہ ایس ایم خاں۔ کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا کمیشن کے دائرہ کار یہ تھا۔

(۱) قائد اعظم کی ورثہ میں چھوڑی ہوئی ہر قسم کی املاک

(۲) یہ اشیاء کس جگہ اور کس کی تحویل میں ہیں

(۳) مندرجہ بالا املاک میں سے کن کو قومی اہمیت کی یادگاروں کے طور پر محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ حکومت کے کمیشن کو ہدایت کی کہ وہ تمام تحقیقات مکمل کر کے اپنی رپورٹ چھ ماہ کے اندر اندر پیش کرے قائداعظم کی یادگار اشیاء اور دستاویزات کی دیکھ بھال کے سلسلے میں حکومت نے ٹھوس اقدامات کئے۔ مثلاً قائداعظم کی مشہور بگھی کو محکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں دے دیا گیا۔ بانی پاکستان کی جو دستاویزات وزارت تعلیم اور قومی امور کے بورڈ آف ریسرچ اینڈ ریفرنس کے پاس تھیں انہیں ایجوکیشن ڈویژن کے حوالے کیا گیا دریں اثنا سرکاری افسروں اور معزز شہریوں پر مشتمل ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی

یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ:

عبداللہ بٹ کی آخری کتاب جسے انہوں نے نومبر ۱۹۴۶ء میں قومی کتب خانہ لاہور سے طبع کرایا۔ اس میں علامہ اقبال، گاندھی، قائداعظم، اسٹالن، اتاترک، آزاد، ابن سعود، نہرو، سبھاش چندر بوس، روزویلٹ، ہٹلر، مسولینی اور چرچل پر مقالے شامل کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں قائداعظم پر مقالہ ان الفاظ میں ختم ہوتا ہے۔ پاکستان کا نعرہ ہندوؤں کی تنگ نظری اور تعصب ہی کا ردعمل ہے۔ مسلمان کو جب اقتصادی طور پر بے دست وپا کر دیا جائے اور سماجی طور پر اچھوت سمجھا جائے تو یقیناً اس کا ردعمل ایک انتہاپسند نعرے کی صورت میں نمودار ہو گا۔ اس نعرے کو تقویت دینے کے لئے اس پر مذہبی رنگ چڑھا دیا گیا۔ اصل میں یہ تحریک کوئی مذہبی تحریک نہیں ہے۔ مذہبی تحریکیں تو ان لوگوں کی قیادت میں چل سکتی ہیں جو مذہب سے کما حقہ واقف ہوں لیکن مسٹر جناح مذہبی آدمی نہیں ہیں اس کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت انہیں اپنا قائد سمجھتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کی کامیاب سے وکالت کی ہے اور انہیں آئینی دستور کی اصطلاحوں میں پیش کیا ہے۔

مسٹر جناح، پاکستان اور مسلم لیگ مترادف الفاظ میں مسٹر جناح کی شخصیت کے بارے میں مختلف لوگوں کے خیالات مختلف ہیں ان کے مخالف، انہیں ضدی، مغرور متعصب اور ہندوستان کی آزادی کا دشمن سمجھتے ہیں لیکن ان کے پروانے انہیں قائداعظم کہہ کر پکارتے ہیں۔ مسٹر جناح کی سیاست وجہ اختلاف ہو سکتی ہے لیکن ان کی دیانت اور اصول پرستی مسلمہ ہے جس کے دوست اور دشمن یکساں مداح میں اور اسی میں جناح کی عظمت کا راز مضمر ہے۔

یادگار قائداعظم:

آزاد کشمیر کے وزیراعظم سردار سکندر حیات خاں نے ۹ جنوری ۱۹۸۷ء کو مظفر آباد میں قائداعظم کی یادگار قائم کرنے کی منظوری دی۔ اس یادگار پر ۳۴ لاکھ روپے خرچ کا تخمینہ لگایا گیا۔ اور اس منصوبہ کی تکمیل کی مدت ایک سال رکھی گئی۔

یادگاروں کی مستقل نمائش:

حکومت پاکستان نے قائداعظم کی یادگاروں کی مستقل نمائش کے انتظامات ۲/اکتوبر ۱۹۷۱ء تک مکمل کر لئے۔

یادگاری تمغے:

وفاقی حکومت نے یہ یادگاری تمغے قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن کے موقع پر جاری کئے اور مختلف سربراہوں کو پیش کئے۔ ان میں شام، ابوظہبی، گھانا کے سربراہ شامل ہیں۔ شام کے صدر حافظ الاسد نے پاکستانی سفیر سیف الرحمان کہانی سے قائداعظم یادگاری تمغہ قبول کرتے ہوئے کہا کہ قائداعظم ایک اصول پسند انسان اور عظیم لیڈر تھے۔ ابوظہبی میں پاکستان کے سفیر انوار الحق نے متحدہ عرب امارات کے شیخ زید بن سلطان کو قائداعظم یادگاری تمغہ دیا اس موقع پر شیخ زید نے کہا کہ قوموں کی تاریخ میں ایسے عظیم رہنما ابھرتے ہیں جو اپنے بعد اپنی عظمت کے نشانات چھوڑ جاتے ہیں۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۶ء کو شاہ حسین (اردن) کو قائداعظم تمغہ دیا گیا تھا۔ ۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کو قائداعظم یادگاری تمغہ یوروگوے کے صدر ڈاکٹر اپاریسیو فیڈیز کو دیا گیا۔

یادگاری ٹکٹ (وحدت مغربی پاکستان):

محکمہ ڈاک پاکستان نے ۷ دسمبر ۱۹۵۵ء کو وحدت مغربی پاکستان کی یادگار میں ۳ عوامی ٹکٹ جاری کئے۔ مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر

ایک صوبہ مغربی پاکستان ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو بنایا گیا تھا۔ سب ٹکٹوں پر مغربی پاکستان کا نقشہ بنایا گیا تھا ان کا سائز پاکستان کے تمام سابقہ ٹکٹوں سے بڑا تھا۔ اوپر کے کونوں میں پاکستانی پرچم لہرا رہا تھا اور نیچے قائداعظم کے سنہری ارشادات اتحاد، یقین محکم اور تنظیم کے الفاظ کندہ تھے ان کی فروخت ۲۹ فروری ۱۹۵۶ء تک تمام ڈاک خانوں میں بند کر دی گئی ۳۱ اگست ۱۹۵۶ء کو استعمال پر پابندی لگا دی گئی۔

ان ٹکٹوں کی مالیت علی الترتیب ۱½ آنہ (گہرا سبز)، ۲ آنہ سیاہی مائل بھورا اور ۱۲ آنہ گہرا سرخ گلابی

یامین خاں نواب سر:

نامۂ اعمال کے مصنف اور تحریک پاکستان کے رہنماء دسمبر ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہوا اس کے بارے میں انہوں نے نامۂ اعمال میں لکھا کہ قائداعظم اس اجلاس میں شرکت کے لئے بمبئی سے دہلی تشریف لائے تھے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ بھی تھیں اور یہ لوگ میڈنس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

۶/ اگست ۱۹۳۳ء کو متحدہ صوبجات کے رہنما کی حیثیت سے نواب یامین خاں نے قائداعظم سے لندن میں ملاقات کی۔ نواب صاحب نے اپنی تصنیف میں اس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

۴ فروری ۱۹۳۸ء کو فیڈرل کورٹ کے جج سر شاہ محمد سلیمان نے اپنی رہائش گاہ البوکرک روڈ نئی دہلی میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں مسلم لیگ کے ارکان اسمبلی و کونسل سب ہی شریک تھے نواب یامین خاں نے اس تقریب کا حال بھی لکھا۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۸ء کو سر یامین خاں نے مسلم لیگ اسمبلی پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ وہ قائداعظم کی دعوت پر اس میں شامل ہوئے تھے غرض کہ نواب صاحب نے جا بجا اپنی کتاب نامۂ اعمال میں قائداعظم کے حوالے کر دئے۔

نواب سر محمد یامین خاں ۱۸۸۶ء میں میرٹھ میں ماہرہ کے رئیس حاجی حافظ محمد سلمان خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے قرآن پاک اردو، فارسی اور عربی تعلیم میرٹھ میں حاصل کی پھر علی گڑھ کالج میں پڑھا۔ ۱۹۱۱ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری لی اسی سال وہ بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے لئے لندن گئے جہاں انہوں نے لنکن ان میں داخلہ کیا ۱۹۱۳ء میں بیرسٹری کی سند لی اور اس سے اگلے سال ستمبر میں ہندوستان آئے اور میرٹھ ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی اور بار کے رکن بنے جنگ عظیم اول اور دوم میں حصہ لیا ۱۹۲۰ء میں مرکزی لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے۔ میرٹھ سے خلافت کمیٹی اور گول میز کانفرنس میں حصہ لیا۔ ابتداء میں ڈیمو کریٹک پارٹی پھر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ۱۹۴۶ء میں سنٹرل اسمبلی کے ڈپٹی پریذیڈنٹ بنے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی میں سکونت اختیار کی اور مختلف کتابیں لکھیں جن میں گاڈ سول اینڈ یونیورسٹی ان سائنس اینڈ اسلام کرائسٹ اینڈ میری، اورنگ زیب اینڈ شیواجی اور نامۂ اعمال (اپنی سرگزشت) قابل ذکر ہیں۔

۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

یتیم خان، فیض الاسلام (راولپنڈی):

قائداعظم محمد علی جناح ۲۷ جولائی ۱۹۴۴ء کو اس یتیم خانہ میں تشریف لائے جہاں انہیں ۲۱ ضرب گولوں کی سلامی دی گئی۔ بنگال کے یتیم بچوں نے مسلم لیگ کا ترانہ گایا۔ قائداعظم کرسی صدارت پر بیٹھے تو ایک چھ سالہ بنگالی بچے نے قرآن پاک کی تلاوت کی ترانہ ملی کے بعد راجا غلام قادر غبار نے قائد کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ قائد نے اس کے جواب میں فرمایا

آج میں کارکنان یتیم خانہ اور اکابر مسلم لیگ کو بالخصوص اور مسلمانان راولپنڈی کو بالعموم مستحق مبارکباد سمجھتا ہوں جنہوں نے بنگالی اور دوسرے قبائلی کی پرورش کا ذمہ لے رکھا ہے مجھے مسرت ہوئی کہ مسلمانان راولپنڈی ترقی پر ہیں اور اب نہ صرف ان میں سیاسی بیداری پیدا ہو چکی ہے بلکہ وہ تعمیر ملت کی طرف بھی بڑھ رہے ہیں جس کا پہلا ثبوت میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ ہمارا مقصد صرف سیاسی عروج ہی نہیں بلکہ سارے مسلمانوں کے ہر پہلو کی حفاظت کرنا اور مسلم قوم کو ہر لحاظ سے مضبوط بنانا ہے۔ اگر ہم نے اپنی کمزوریوں کو دور کر کے مسلم قوم کی اجتماعی، اقتصادی، اصلاحی اور مذہبی زندگی کو مستحکم کر دیا تو وہ دن دور نہیں کہ ہم اپنے عزیز ترین نصب العین پاکستان کو حاصل نہ کر لیں۔

آخر میں قائد اعظم نے اپنی طرف سے مبلغ پانچ سو روپیہ کا گرانقدر عطیہ یتیم خانہ کو دیا

یتیم خانہ و مدرسہ انجمن حیات اسلام (دہلی):

۱۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو دہلی میں یتیم خانہ و مدرسہ انجمن حیات اسلام کا ساتواں سالانہ اجلاس دوجانہ ہاؤس چاوڑی بازار میں منعقد ہوا قائد اعظم نے یتیم خانہ کے طبا کو انعامات تقسیم کئے۔ قائد اعظم نے فرمایا

حضرات جس وقت میرے پاس مولانا حامد علی قریشی آئے اور انہوں نے فرمایا کہ یتیم بچوں کو تقسیم انعامات کے سلسلے میں میری ضرورت ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوئی اس لئے کہ قوم کی بھلائی کے لئے بنیادی کام لائبریری، یتیم خانے، اسکول ہسپتال وغیرہ یہی اصل چیزیں ہیں۔ جن سے مخلوق خدا کی خدمت ہوتی ہے۔ مسلم لیگ ملک کے سیاسی کام کر رہی ہے اور گرچہ وہ بہت بھاری سوال ہے جس کے لئے ہم لڑ رہے ہیں لیکن پھر بھی مسلم لیگ کے پروگرام اور مقاصد میں یہی بنیادی چیزیں شامل ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جس وقت ہم قوم کی خرابیوں اور کمزوریوں کا علاج نہ کریں یہ بڑی بڑی تقریریں سب بیکار ہیں۔

آپ نے اس وقت جو مجھے عزت بخشی ہے وہ اسی سبب سے کہ میں مسلم لیگ کا صدر ہوں اور مسلم لیگ مسلمانوں کا کام کر رہی ہے مسلم لیگ کے پروگرام میں تعلیم (جو ہماری سب سے بڑی کمزوری ہے) ہسپتال، لائبریریاں، سکولز اور آپس میں محبت و اتحاد کے لئے کوشش ہے۔

یتیم خانوں کی اصلاح اور یتیموں کی تربیت بہت ضروری ہے میں خوش ہوں کہ اس یتیم خانہ کی حالت اچھی ہے اگر یہ نہ ہوتے تو ہمارے بچے دہلی کی گلیوں میں بھیک مانگتے۔ میں آپ حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ ایسے یتیم خانوں کی جن میں یتیم بچوں کے لئے اعلیٰ ذہنیت اور دست کاری کا اتنا عمدہ انتظام ہو اس کی مدد کریں۔ میں مولانا حامد علی قریشی سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کی مہربانی سے اب مسلمانوں کو ہوش آگیا ہے اب ان میں طاقت آ گئی ہے کہ اور مجھے امید ہے کہ اس یتیم خانہ کی ترقی کے لئے آپ جو کچھ اور کرنا چاہتے ہیں خدا اس کو بھی پورا کرے گا میں اپنے پیارے بچوں سے یہ سن کر خوش ہوں کہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم پر قوم کے عام بچوں کے مقابلے میں زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جب قدرت ہم کو تعلیم و تربیت سے فراغت دے گی تو ہم ملت اسلامیہ کی روایات کے پیش نظر مرحوم قوم کے زندہ نوجوان ثابت ہوں گی۔ تم نے ایڈریس میں یہ وعدہ کیا ہے مجھے امید ہے کہ تم اس کو ضرور پورا کرو گے۔

یحییٰ بختیار:

قائد اعظم محمد علی جناح کے معتقد ۱۹۴۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں طالب علم رہنما کی حیثیت سے شامل ہو گئے۔ قائد اعظم کے بہت قریب رہنے کا موقع ملا۔

وہ ۱۹۲۲ء میں کوئٹہ میں پیدا ہوئے انہوں نے ابتدائی تعلیم وہیں مکمل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے سیاسیات میں ایم اے کیا۔ پھر قانون کی تعلیم کے لئے انگلستان گئے اور لنکنز ان سے قانون کی ڈگری لی۔ ۱۹۴۹ء میں جوڈیشل کمشنر بلوچستان کی عدالت میں پریکٹس شروع کی پھر سندھ چیف کورٹ اور سپریم کورٹ میں پریکٹس کرتے رہے ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نائب صدر منتخب ہوئے قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۲ء تک عملی سیاست سے علیحدہ رہے ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۷ء پاکستان کے اٹارنی جنرل رہے ۱۹۷۸ء میں مسٹر بھٹو کے مقدمہ میں وکیل صفائی تھے ۱۹۸۸ء میں پولیٹیکل پارٹی ایکٹ کی تنسیخ کا مقدمہ جیتا۔ نومبر ۱۹۸۸ء میں کوئٹہ سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو پاکستان کے اٹارنی جنرل کے عہدے کا حلف اٹھایا

یحییٰ کمال بے تابی:

پاکستان میں ترکی کے پہلے سفیر انہوں نے ۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم محمد علی جناح سے کراچی میں ملاقات کی اور اپنی اسناد سفارت ان کی خدمت میں پیش کیں اس موقع پر انہوں نے کہا۔

پاکستان ایک بہت قدیم تہذیب کا وارث ہے قوموں کی برادری میں پاکستان کی شمولیت ایک اہم تاریخی واقعہ ہے ترکوں کو امید ہے کہ امن اور تہذیب پاکستان کے وجود سے ترقی پائیں گے اور وہ رشتے جو اہل ترکی اور اہل پاکستان کے مابین پہلے سے

موجود ہیں اور بھی استوار ہوں گے۔

قائداعظم نے جواب میں ترکی کے لئے اہل پاکستان کی محبت اور احترام کا اظہار کیا اور کہا۔

اہل پاکستان کے لئے آج کا دن تاریخی وجوہات سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے جیسے کہ آپ نے خود کہا آپ کے اور میرے وطن میں رہنے والے میں بہت پرانے روحانی اور جذباتی رشتے قائم ہیں علاوہ پچھلے پچاس سال میں جب کبھی حالات نے پلٹ کھایا ترکی اور اہل ترکی کا خیال بھی ہمارے دل سے محو نہیں ہوا آپ کی قوم کی شجاعت اور آپ کے زعماکی فراست جس کے بل پر آپ تن تنہا سارے یورپ سے اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے کئی لڑائیاں لڑے ہم سے ہمیشہ خراج تحسین حاصل کرتے رہے کئی تاریخی اور جنگی میدانوں میں آپ کے لیڈروں کے کارنامے، آپ کے قومی انقلابات کی تاریخ آپ کی سیاست دانی کا عروج، آپ کی ہمت اور تدبر، یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہے اور ہمیشہ ہماری نظر میں رہا ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے مسلمان آپ کے وطن کے لئے انتہائی محبت اور احترام کے جذبات دل میں رکھتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ دونوں آزاد ملک پرانے رشتوں کو اور بھی استوار کریں گے اور یہ دوستی اور اتحاد دونوں ملکوں کے لئے فائدہ مند ہو گا۔

یحییٰ مرچنٹ:

مزار قائداعظم محمد علی جناح کے ڈیزائنر۔ وہ بمبئی کے رہنے والے ہیں اور مزار قائداعظم کی تعمیر کے سلسلے میں انہوں نے نمایاں اہم کردار ادا کیا۔

یعقوب حسن سیٹھ:

تحریک پاکستان کے رہنما بانی رکن مدراس پریذیڈنسی مسلم لیگ، رکن مدراس لیجسلیٹو اسمبلی انہوں نے ۱۹۱۵ء میں بمبئی کے تاج ہوٹل میں منعقدہ اجلاس مسلم لیگ میں قائداعظم کے ساتھ شرکت کی ۱۹۱۹ء میں مسلم لیگ کا جو وفد انگلستان گیا وہ اس وفد میں شامل تھے۔ ان کا وطن مدراس تھا انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی ۱۹۰۸ء میں مدراس پریذیڈنسی مسلم لیگ کے رکن بنے ۱۹۰۸ء تا ۱۹۲۱ء اس کے سیکرٹری رہے۔ مدراس خلافت کمیٹی اور سنٹرل خلافت کمیٹی کے لئے اہم خدمات انجام دیں ترک موالات کی تحریک کے سلسلے میں قید کاٹی۔ اسی زمانے میں قرآن پاک کا گہرا مطالعہ کیا۔ اور ایک مجموعہ کتاب الہدیٰ کے نام سے مرتب کیا۔

۱۹۱۶ء تا ۱۹۲۰ء مدراس لیجسلیٹو کونسل کے رکن کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دیں ۱۹۴۰ء میں وفات پائی۔

یعقوب علی خاں:

ممتاز قانون دان اور سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس، انہوں نے یکم نومبر ۱۹۷۵ء کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ وہ قائداعظم کے معتقدین میں شامل تھے۔

یعقوب علی قریشی:

قائداعظم کی ان کے ساتھ بھی مراسلت رہی

ریڈی منی لاج

ماتھران

۲۴ اکتوبر ۱۹۴۰ء

جناب عالی

مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو ملا اور یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے پروگرام کی حمایت اور مسلم قوم کے کاز کے فروغ کے لئے ہفت روزہ پیام عمل شروع کر رہے ہیں میں خوشی کے ساتھ حسب ذیل پیغام دے رہا ہوں۔

آپ نے اپنے ہفتہ روزہ کا نام پیام عمل رکھا ہے چنانچہ میں تمام مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ میں جمع ہو کر اپنی تنظیم کریں کام کریں جو بلا شبہ ہندوستان کے مسلمانوں کی باختیار نمائندہ تنظیم ہے اور سب مل کر ایک پرچم تلے ایک پلیٹ فارم سے ایک آواز میں بات کریں۔

ماضی میں کانپور کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو منظم کرنے اور کام کرنے کی قابل قدر صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ مستقبل میں بھی اس روائت کو برقرار رکھیں گے ہمیں ایسے بے لوث اور مخلص کارکنوں کی ضرورت ہے جو اپنے

مقاصد پر مسلم قومی مفاد کو ترجیح دیں اور زبردست قربانیاں بھی دینی پڑیں تو ہمارے شاندار آئیڈیل کے حصول کے لئے کام کرنے کو تیار ہوں میں کانپور کی طرف سے ایسے ایسے افراد فراہم کئے جانے کا منتظر ہوں جو وہ ماضی میں بھی فراہم کر چکا ہے اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اٹھ کھڑے ہوں اور کام کریں اور مجھے پورا بھروسہ ہے کہ آپ کا جریدہ اس سمت میں زبردست خدمات انجام دے گا یعقوب علی قریشی صاحب

آپ کا مخلص

ایم اے جناح

یعقوب فریدی، ڈاکٹر:

انہوں نے قائداعظم کے ہاتھوں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے جلسہ تقسیم اسناد میں سند حاصل کی۔

وہ یکم مارچ ۱۹۳۰ء کو رسول پور (حافظ آباد) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم رسول پور میں حاصل کی شیخوپورہ سے میٹرک کیا اور اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے انٹرمیڈیٹ اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا اسلامیہ کالج سے فراغت کے بعد ہومیوپیتھک کالج میں داخلہ لیا اور یہاں سے سند حاصل کر کے موچی دروازہ لاہور میں فری ہومیوپیتھک کلینک قائم کیا۔ ۱۹۴۹ء میں ریلوے میں ملازمت اختیار کی پریم یونین کے قیام کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ پریکٹس کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ سب سے پہلے لاہور کی قدیمی درس گاہ دیال سنگھ کالج میں ۴۰ روزہ قرآن کلاس کا اجرا کیا اور پھر اساتذہ، پولیس اور مختلف دفاتر میں چالیس روزہ قرآن کلاسز کے ذریعے لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیمات سے روشناس کراتے رہے۔ بے پناہ خوبیوں کے مالک بڑے عالم دین، خطیب اور مقرر تھے۔ قرآن و حدیث پر مکمل عبور حاصل تھا۔

لاہور میں ۱۹ فروری ۱۹۸۸ء کو وفات پائی چار بچے اور تین بچیاں حافظ قرآن ہیں۔

یک جماعتی حکومت:

قائداعظم محمد علی جناح ایک جماعتی حکومت کے شدید مخالف تھے اس ضمن میں انہوں نے ۸ نومبر ۱۹۴۵ء کو ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکا کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ:

مجھے یقین ہے کہ پاکستان میں ایک پارٹی کی حکومت نہیں ہو گی۔ میں خود ایک پارٹی کی حکومت کی مخالفت کروں گا طاقتور پارٹی کے مقابلے میں جو مختلف پارٹیاں ہوتی ہیں وہ اس کی غلطیوں کی اصلاح میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

ینگ انڈیا:

دہلی سے جاری ہونے والا اخبار۔ ۱۹ جنوری ۱۹۲۱ء کو گاندھی نے اس اخبار میں قائداعظم کے الزامات کی خود تصدیق کی تھی انہوں نے لکھا تھا کہ ہم ایک روحانی جنگ میں مصروف ہیں ہم معمولی زمانہ میں زندگی بسر نہیں کر رہے ہیں معمولی سرگرمیاں ہمیشہ غیر معمولی زمانوں میں رک جاتی ہیں۔ اگر ہم ایک سال میں سوراج حاصل کرنے کے درپے ہیں تو ہمیں تمام امور سے قطع نظر کر کے اپنی تمام توجہات کو اپنے نصب العین پر مرکوز رکھنا چاہئے اس لئے میں ہندوستان بھر کے طلباء کو جو قومی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہ مشورہ دینے کی جرات کرتا ہوں کہ وہ ایک سال کے لئے اپنی تعلیم موقوف کر کے اپنا وقت ہاتھ سے کاتا ہوا سوت تیار کرنے کے لئے وقف کر دیں یہ مادر وطن کی بڑی خدمت ہو گی

ینگ مین کھتری ایسوسی ایشن:

۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ینگ مین کھتری ایسوسی ایشن نے قائداعظم کی خدمت میں کیسہ زر پیش کیا ہاشم ہارون نے اجلاس کی صدارت کی اور ایسوسی ایشن کی جانب سے ۵۰۱ روپے اور چاندی کی ایک طشتری پیش کی۔

قائداعظم نے استقبالی ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

کہ انتخابات کے لئے لیگی امیدواروں کا چناؤ پہلے صوبائی پارلیمانی بورڈ کرے گی جس کے فیصلے کے خلاف مرکزی بورڈ کے پاس اپیل کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ انتخابات مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہیں اور مسلمان ہر طرف سے دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ خود کو بلوچ، سید، پٹھان، میمن اور

خوجہ سمجھنے کی بجائے ایک قوم سمجھیں۔

یوان شوائے:

ممتاز چینی ادیب اور مترجم انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کا چینی زبان میں ترجمہ کیا۔

وہ ۳ جنوری ۱۹۴۵ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۹ء میں بی اے کیا اور چھ سال مزید تعلیم پائی ۱۹۶۵ء میں بیجنگ کے ادارہ نشریات کالج میں داخلہ لیا اور وہیں اردو سیکھی۔

۱۹۷۰ء میں ریڈیو بیکنگ میں ملازمت اختیار کر لی اور دس سال تک مترجم کا فریضہ انجام دیا۔ ۱۹۷۱ء میں بطور مترجم ہیوی کمپلکس ٹیکسلا آ گئے اور دو سال یہاں قیام کے بعد چین چلے گئے اور ۱۹۸۰ء میں وزارت ثقافت میں آ گئے مارچ ۱۹۸۱ء میں پاکستان میں چینی سفارت خانہ میں چار سال کام کیا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے انگریزی بھی سیکھی۔ ۱۹۸۹ء میں تیسری مرتبہ پاکستان آئے انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح، اداس نسلیں اور دیگر کتابوں کا چینی میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۸۶ء میں چینی ادیبوں کی انجمن کے رکن بنے۔

یوپی اسمبلی (قرارداد تقربت):

۱۹/ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو یوپی کی لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر شری پرشوتم داس ٹنڈن نے اسمبلی میں قائداعظم کے بارے میں یہ تقریر کی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسٹر جناح دنیا کے بڑے آدمیوں میں سے ایک ہیں مرحوم دو قوموں کا نظریہ پیش کرنے سے پہلے برسوں تک ہندوستان کی قومی تحریک میں سرگرمی سے کام کرتے رہے اس کے بعد اسمبلی کے ارکان ایک منٹ تک خاموش کھڑے رہے۔

یوپی کن:

پاکستان میں برما کے پہلے سفیر، انہوں نے ۲۱ جنوری ۱۹۴۸ء کو حضرت قائداعظم کی خدمت میں اپنی تقرری کے کاغذات پیش کئے۔

یوپی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن:

قائداعظم نے جب مسلم لیگ کی تنظیم نو کی تو اس کے بعد یوپی کے صدر مقام لکھنؤ میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا ۱۷ نومبر ۱۹۴۰ء کو یوپی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کانفرنس نیوہال الہ آباد میں منعقد ہوا تو کانپور، علی گڑھ، لکھنؤ، جھانسی، فیض آباد، ہمبرپور اور الہ آباد کے ستر مندوبین نے حصہ لیا۔ قائداعظم نے تار کے ذریعے کانفرنس کی کامیابی کے لئے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا۔

یوسف اے ہارون:

حاجی سر عبداللہ ہارون کے فرزند اور تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن قائداعظم محمد علی جناح کا انہوں نے دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر اس وقت استقبال کیا جب وہ ۶ مارچ ۱۹۴۳ء کو تشریف لائے۔ اس سے قبل قائداعظم نے ان سے بنگلور میں ۲۳ اپریل ۱۹۴۱ء کو مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن بنگلور کی پہلی کانفرنس میں ملاقات کی۔

وہ کراچی میں ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے سیاست ورثہ میں ملی ۲۲ سال کی عمر میں میونسپل کارپوریشن کراچی کے رکن بنائے گئے اور ۱۹۴۱ء میں انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ آزادی کے بعد پاکستان کے پہلے سٹاک ایکسچینج کے سربراہ بنے۔ فروری ۱۹۴۹ء تا اگست ۱۹۵۰ء سندھ کے وزیر اعلی رہے اس کے بعد اسٹریلیا میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ ۱۹۵۶ء کے آئین کی تکمیل میں انتہائی مئوثر کردار ادا کیا۔ مسلم چیمبر آف کامرس کراچی کے صدر رہے انہیں پاکستانی صحافت میں بھی اہم مقام حاصل ہے وہ ڈان کراچی کے چیف ایڈیٹر رہے۔ صدر ایوب خان کے عہد میں چھ روز تک مغربی پاکستان کے گورنر رہے (۲۰ تا ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء) جنوری ۱۹۷۳ء پین امریکن ایرویز کے نائب صدر مقرر ہوئے۔

یوسف۔ ایس ایم:

قائداعظم محمد علی جناح کے سابق سیکرٹری صدر پاکستان کے سابق پرنسپل سیکرٹری اور سیکرٹری خارجہ۔

وہ ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ء تک غیر منقسم ہند میں مختلف عہدوں پر فائز رہے تقسیم

کے بعد گورنر جنرل پاکستان (قائداعظم) کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۲ء تک ڈپٹی سیکرٹری شعبہ کابینہ، جوائنٹ سیکرٹری شعبہ کابینہ اور ڈپٹی سیکرٹری تجارت رہے۔ اپریل ۱۹۵۲ء میں جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے پر ترقی ملی۔ یکم مئی ۱۹۶۵ء کو صدر پاکستان کے پرسنل سیکرٹری بنا دئے گئے ۱۲ اپریل ۱۹۶۶ء کو انھیں وزارت خارجہ کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

یوسف جمال انصاری:

جناب یوسف جمال انصاری نے ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ء کے مساوات لاہور میں قائداعظم کو یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

آج کے دن دنیا میں آیا اک ایسا انسان
جس سے کفر کی قوت ٹوٹی تازہ ہوا ایمان
آج کے دن اک مرد مجاہد خاک وطن سے اٹھا
ہاتھ میں آزادی کا پرچم سینے میں قرآن
آج کا دن منسوب ہے اس سے یہ وہ بڑا دن ہے
جس کی محبت پھولی پھلی ہے بن کر پاکستان
اس کی پراسرار کشش کے ایک شارے پر
سب فولاد کے بکھرے ذرے مل کے ہوئے یکجان
تیشۂ حق سے کاٹی اس نے باطل کی زنجیر
اس کے ہاتھوں آزادی کی بیل چڑھی پروان
اچھے اچھوں کو یاد آیا آٹے دال کا بھاؤ
کیسے کیسے گاندھی نہرو چھوڑ گئے میدان
پھر بھی وہ تنظیم و اخوت اور نہ وہ ایمان
قائد اعظم بھول چلے ہیں ہم تیرا فرمان

یوسف شاہ، مولوی:

۱۹۳۵ء میں جب قائداعظم کشمیر گئے تو لوگ ان سے ملنے کے لئے آئے بعض لوگوں نے جب ان سے مولوی یوسف شاہ کے متعلق رائے پوچھی تو انھوں نے انگریزی میں کہا

(He ia a Rotten egg) وہ ایک گندا انڈا ہے۔

یوسف عزیز:

میر کارواں اور امیر فرزانہ کے مولف، مترجم اور مرتب۔

وہ زمانہ طالب علمی میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے مجلّہ روشنی کے مدیر اور مدیر اعلیٰ رہے۔ پنجاب لیکچرز ایسوسی ایشن سرگودھا ڈویژن کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں اقبال اور قائداعظم پر خصوصی مطالعہ میں مصروف ہیں

یوسفی، اللہ بخش:

صوبہ سرحد کے نامور اور ممتاز صحافی انہوں نے قائداعظم کی ہدائت پر پشاور سے ایک اخبار ہلال پاکستان نکالا تھا جو قیام پاکستان تک جاری رہا۔

وہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو محلّہ کریم پورہ میں پیدا ہوئے تعلیم تربیت پشاور میں ہوئی۔ ۱۹۱۵ء میں میٹرک کیا پھر ۱۹۱۷ء میں لندن چیمبر آف کامرس کا امتحان پاس کیا۔ اور فرنٹیر کانسٹیبلری میں ملازم ہوگئے رولٹ ایکٹ کی مخالف تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں ۱۱ مئی ۱۹۲۰ء کو ان کا کورٹ مارشل ہوا اور انہیں چھ ماہ کے لئے نظر بند کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد مستعفی ہو گئے صوبہ سرحد کی سیاسی پیداوار میں اہم کردار ادا کیا جس کا اندازہ ان کی کتاب جدوجہد آزادی میں صوبہ سرحد کا حصہ سے ہوگا۔ ترک مواصلات تحریک میں بھی بڑے زوروں سے حصہ لیا افغانستان ہجرت پر سیکرٹری مقرر ہوئے پہلے شب قدر میں قیام کیا پھر پشاور آگئے خلافت کمیٹی کے جوائنٹ سیکرٹری رہے۔ پرلیس آف ریلز کی آمد پر کامیاب ہڑتال کرائی مولانا شوکت علی کے انتقال پر بمبئی چلے گئے اور آل انڈیا خلافت کمیٹی کے سیکرٹری ہو گئے۔

یوم اقبال:

تصور پاکستان کے خالق اور پاکستان کے قومی شاعر، حضرت علامہ اقبال کو قائداعظم سے والہانہ لگاؤ تھا۔ قائداعظم نے ۹ دسمبر ۱۹۴۴ء کی یوم اقبال کی تقریب میں انہیں گراں قدر الفاظ میں یاد کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

علامہ اقبال اگرچہ ایک عظیم فلسفی اور شاعر تھے لیکن وہ عملی سیاست دان بھی کم پائے کے نہ تھے، وہ اسلامی اصولوں پر ایمان کامل اور یقین محکم کی بنیاد پر، ان چند افراد میں سے تھے

جنہوں نے سب سے پہلے یہ تصور پیش کیا کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی علاقوں کو ہندوستان سے الگ کر کے ایک اسلامی مملکت متشکل کی جا سکتی ہے۔

یوم پاکستان:

۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کو پورے ہندوستان میں یوم پاکستان منایا گیا اس ضمن میں جلسے منعقد کئے گئے اور جلوس نکالے گئے بڑے شہروں میں مسلمان رہنماؤں نے خطاب بھی کیا سب سے بڑا جلسہ دہلی میں قائد اعظم کی صدارت میں منعقد ہوا قائد اعظم نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ دیگر جماعتوں سے کہیں زیادہ مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی اور خود مختاری کی علم بردار ہے ہم انصاف کے طالب ہیں۔ ہم دیگر فرقوں سے جبری منفعت کا ارادہ نہیں رکھتے ہم ایک خود مختار اور آزاد قوم کی طرح اس ملک میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

سر کرپس کی تجویز کے بارے میں میرا مشورہ ہے کہ اب تک حکومت ملک معظم کی تجاویز ہمارے سامنے نہیں آتیں آپ صبرو سکون سے کام لیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اگر وہ تجویز ہندوستان کے مفاد کے خلاف ہوگی تو ہم نہ صرف اسے مسترد کر دیں گے بلکہ پوری طاقت سے اس کی مخالفت کریں گے اور اگر اس کوشش میں جان بھی دینا پڑی تو دے دیں گے۔ میں حکومت کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کو دبانے یا اس کی صفوں میں انتشار کی کوشش نہ کرے۔ یہ بہتان عظیم ہے کہ ہم برطانوی شہنشاہیت کے معاون و مددگار ہیں مجھے ساری زندگی کبھی اس کا تصور بھی نہیں ہوا کہ اس ملک میں اجنبی اقتدار کے تحت رہنا چاہئے۔ مسلمانوں کو خوف ہے کہ سر کرپس کانگریس کے دوست ہیں اور انند بھون میں پنڈت نہرو کے مہمان بھی۔

سر کرپس ہندوستان میں ذاتی حیثیت سے نہیں بلکہ برطانوی نمائندہ کی حیثیت سے آئے ہیں اس لئے حکومت کا جو منصوبہ یا تجویز وہ اپنے ساتھ لائے ہیں۔ جب تک ہمارے سامنے نہ آ جائے صبر سے کام لینا چاہئے۔ سر کرپس نے پریس کانفرنس میں اس امر پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں اور دوسرے فرقوں کے دلوں میں جو تشویش ہے اسے دور ہو جانا چاہئے میں واضح کر دوں کہ ہم بے خوف ہیں۔ ہمارا مقصد صداقت پر مبنی ہے ہم انصاف کے طالب ہیں۔ ہم حکومت کو پریشان کرنا نہیں چاہتے لیکن ہم بیگاروں کی طرح حکومت کی کوشش مدد کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اگر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف کوئی حل یا تجویز زبردستی عائد کی گئی تو اس کی مزاحمت کریں گے اور اس کے جو بھی نتائج ہوں گے نتائج ہوں گے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہندو یا برطانوی قیادت الگ الگ یا مل کر فریب کاریوں اور سازشوں پر اتر آئے تو ہم اس کی مدافعت کریں گے تاآنکہ ہم سب کے سب مرجائیں۔

یوم تشکر:۔

مسلم لیگ نے ۱۹۴۳ء میں قائد اعظم کے قاتلانہ حملہ سے زندہ بچ جانے کی خوشی میں پورے ملک میں یوم تشکر منانے کا اعلان کیا۔ متحدہ ہندوستان کے طول و عرض میں عام جلسے ہوئے۔ مسلم لیگی زعمانے اظہار تشکر کیا اس سلسلے میں ۱۳ ستمبر ۱۹۴۳ء کو جامع مسجد دہلی میں مسٹر لیاقت علی خاں سیکرٹری جنرل آل انڈیا مسلم لیگ کی زیر صدارت ایک عام اجلاس ہوا جس میں دہلی سے شائع ہونے والے مشہور مسلم لیگی اخبار "پاکستان" کے ایڈیٹر پروفیسر عنایت اللہ لاہور نے ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے برملا اعتراف کیا۔

"ہمیں نہایت افسوس ہے کہ مسٹر جناح پر ایک ایسے شخص نے حملہ کیا جو ہمیں سے ایک تھا اور مدتوں مسلم لیگ کے لئے کام کرتا رہا یہ بات اور بھی افسوس ناک ہے کہ حملہ آور رفیق صابر مزنگوی میرے وطن کا رہنے والا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ وہی رفیق صابر ہے جس کو ہم اپنا قابل فخر ساتھی قرار دیتے تھے تو میری گردن مارے شرم کے جھک جاتی ہے

جریدہ، بحرالعمل لکھنؤ ۳۰ جون ۱۹۴۴ء

یوم دعا:

قائد اعظم محمد علی جناح ۳ نومبر ۱۹۴۰ء کو آزاد میدان پارک بمبئی میں ۲۰ ہزار مسلمانوں کے عظیم اجتماع سے جو نماز عید ادا کرنے کے لئے جمع تھے قائد اعظم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ متحد ہو جائیں نو کروڑ مسلمان جو چاہیں حاصل کر سکتے ہیں اور میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اقلیت میں نہیں ہم

ہندوستان میں نام نہاد جمہوری پارلیمانی شکل میں گورنمنٹ میں یقین نہیں رکھتے ہم ایک قوم ہیں اور اس لحاظ سے ہماری اپنی ایک قلمرو اور اپنی ایک حکومت ہونی چاہیے۔

ممالک اسلامیہ کے متعلق آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلامی ممالک سخت خطرے میں ہیں اور ان میں سے کسی پر حملہ ہو سکتا ہے اس یوم دعا پر میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے غیر ملکی بھائیوں کی امداد کرنے کے وسائل پر غور کریں

یوم راست اقدام:۔

وائسرائے ہند لارڈ ویول برطانوی حکومت کی حکمت عملی کے ماتحت برصغیر کی تقسیم پر مبنی کسی سکیم کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے اس لئے قائد اعظم محمد علی جناح ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو اعلان کیا کہ مسلم لیگ کو چاہئے کہ وہ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کو یوم راست اقدام منائے۔ قائد اعظم کے کہنے پر پورے برصغیر کے مسلمانوں نے یہ دن منایا۔ کلکتہ میں یہ دن برصغیر کے سب شہروں سے زیادہ منایا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس روز اس صوبے کے مسلمان وزیر اعلیٰ حسین شہید سہروردی نے عام تعطیل کا اعلان کیا تھا۔ اس ضمن میں کلکتہ میں فسادات بھی ہوئے جن یں ۵۷۴ افراد ہلاک اور ۱۵ ہزار زخمی ہوئے۔ کلکتہ کے فسادات کو انگریزی اخبار سٹیٹسمین نے دی گریٹ کلکتہ کلنگ کا نام دیا۔

علامہ راغب احسن نے اسی دن کو یوم نفیر جہاد پاکستان کا نام دیا۔

یوم راست اقدام کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ برطانوی حکومت اس کے فوراً بعد ہی عبوری حکومت کے قیام پر رضامند ہوگئی

یوم سیاہ:

۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو کانگریس کی نامزد کردہ حکومت نے حلف وفاداری اٹھایا تو مسلم لیگ نے پورے ملک میں یوم سیاہ منایا۔

یوم فتح:

دسمبر ۱۹۴۵ء میں ہندوستان میں عام انتخابات منعقد ہوئے تو مسلم لیگ کو مخالفوں کے مقابلے میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ پاکستان مخالفین کی شکست فاش کے بعد قائد اعظم نے ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو یوم فتح منانے کا اعلان کیا اس موقع پر قائد اعظم نے قوم کے نام ایک پیغام میں فرمایا۔

"ہمارے دشمن ہمیں فنا کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر آپ متحد رہے اللہ کی رسی کو آپ نے مضبوطی سے پکڑے رکھا اور صدق دل کے ساتھ اپنے نیک مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی ضرور دے گا کیونکہ وہ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتا۔"

یوم فلسطین:

قائد اعظم محمد علی جناح اہل فلسطین کے لئے علیحدہ وطن کے خواہاں تھے اس لئے انہوں نے اپنی زندگی میں ہر لمحہ پر فلسطینیوں کی حمائت کی اس ضمن میں انہوں نے فروری ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کی جانب سے ہندوستان بھر میں یوم فلسطین منانے کا بھی اعلان کیا تھا۔

یوم نجات:

ہندوستان کے مختلف صوبوں میں کانگریسی وزارتوں کی برطرفی کے بعد ۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو قائد اعظم محمد علی جناح نے کانگریس سے نجات پانے کے سلسلے میں ہندوستانی مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو یوم نجات پرجوش طریقے سے منائیں۔

مسلمانوں نے قائد اعظم کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے پورے ہندوستان میں جلسے منعقد کئے اور ان جلسوں میں مقررین نے کانگریسی وزارتوں کے دور میں ہونے والے بے پناہ مظالم کا ذکر کیا اور ان سے نجات پانے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

قائد اعظم نے ۲۵ دسمبر ۱۹۳۹ء کو اپنی ۶۴ ویں سالگرہ کے موقع پر بمبئی میں فرمایا اخباری اطلاعات، پرائیویٹ خطوط اور تاروں سے یہ معلوم کر کے مجھے بے حد مسرت ہوئی کہ یوم نجات ملک کے طول و عرض میں پوری کامیابی سے کمال تنظیم و نظم کے ساتھ منایا گیا یوم نجات نے اسلامی ہند کی وحدت ملی اور اتحاد و اتفاق کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔

یوم نجات کا ایک قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں کے

علاوہ دیگر اقلیتوں اور ان کے لیڈروں اور غیر کانگریسی ہندوؤں نے بھی اس دن کے منانے میں حصہ لیا جس سے مسلم لیگ کے حق وانصاف پرور رویہ کا بین ثبوت ملتا ہے مجھے امید ہے کہ وہ تمام لوگ جو ہندوستان کی آئندہ قسمت کو سانچہ میں ڈھالنے کے ذمہ دار ہیں یوم نجات کے سلسلہ میں اس عظیم الشان مظاہرے سے سبق حاصل کریں گے

یونین جیک:

قیام پاکستان سے چند روز پہلے ہندوستان کے پہلے گورنر جنرل لارڈ ماونٹ بیٹن نے بھارت اور پاکستان کے لئے الگ الگ جھنڈوں کے ڈیزائن تیار کئے بھارت کے جھنڈے پر چرخا تھا اور پاکستان کے جھنڈے پر ہلال و ستارہ۔ دونوں جھنڈوں کے اوپر کے دائیں جانب کے کونوں میں چھوٹے چھوٹے یونین جیک تھے قائد نے ماؤنٹ بیٹن سے صاف کہہ دیا کہ کوئی مسلمان اپنے جھنڈے پر ہلال و ستارے کے ساتھ صلیب کا نشان برداشت نہیں کر سکتا

یونین ہال علی گڑھ:۔

مارچ ۱۹۳۹ء میں جب قائداعظم علی گڑھ تشریف لائے تو وہاں کی خواتین نے قائداعظم کے لئے جلسہ کیا۔

یونینسٹ پارٹی:۔

برصغیر پاک و ہند کی مشہور سیاسی جماعت۔ یہ جماعت مسلم لیگ کے موقف کی حامی نہ تھی۔

اس کا قیام پنجاب میں ۱۹۲۳ء میں عمل میں آیا۔ اس زمانے میں پنجاب اسمبلی کے ترانوے ممبروں میں سے منتخب نامزد سرکاری مسلمان ممبروں کی تعداد تیس تھی۔ میاں فضل حسین اس پارٹی کے بانی تھے پارٹی کا نصب العین یہ تھا کہ صوبے کی پس ماندہ اقتصادی حالت بہتر بنائی جائے اور اس کے لئے اہم ضرورتوں کا انتظام کیا جائے ایک پروگرام بنا لیا گیا جس کے ساتھ دیہاتی مسلمانوں، جاٹوں اور سکھوں کو خاص دلبستگی تھی۔ ۱۹۳۵ء میں پارٹی کو از سر نو منظم کیا گیا۔ ۷-۱۹۳۶ کے انتخابات میں پارٹی کے تقریباً ایک سو چالیس ممبر منتخب ہوئے جن میں سے اٹھاسی مسلمان تھے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں اتحاد پارٹی کے مسلم ممبر زیادہ تعداد میں کامیاب نہ ہو سکے لہٰذا اس کی وزارت نہ بن سکی۔ کیوں کہ مسلم لیگ کو سب سے زیادہ نشستیں ملی تھیں آخر مختلف پارٹیوں نے ملک خضر حیات خاں کی قیادت میں مخلوط حکومت بنائی

یونیورسٹی گراؤنڈ (لاہور):

قائداعظم محمد علی جناح نے اس گراؤنڈ پر ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو اہالیان لاہور سے خطاب فرمایا تھا۔ اس گراؤنڈ میں انہوں نے یہ تاریخی جملہ کہا تھا کہ مسلمان مصیبت میں گھبرایا نہیں کرتا"

قائداعظم نے مزید فرمایا

ہم نے اپنی آزادی کی محبوب منزل حاصل کر لی ہے اور دنیا کی پانچویں بڑی اور آزاد اور خود مختار مملکت قائم کر چکے ہیں وہ آزادی جو کوئی قوم مشکلات اور قربانی کے بغیر حاصل نہیں کر سکتی۔ برصغیر پاک و ہند میں رونما ہونے والے حالیہ المناک واقعات اس بات کی گواہی کے لئے کافی ہیں۔ ہم اس قسم کی مشکلات سے دوچار ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی اور ایسے مصائب میں گھرے ہوئے ہیں جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں خوف اور کرب کے سیاہ دن دیکھنا پڑے ہیں۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حوصلے اور خود اعتمادی کے بل بوتے پر اور خدا کے فضل و کرم سے ہم اس مرحلے سے کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں گے

کچھ لوگوں کی یہ سوچ ہوگی کہ مسلم لیگ کی طرف سے ۳ جون ۱۹۴۷ء کے منصوبے کو تسلیم کرنا ایک بہت بڑی غلطی تھی میں آپ کو یہ بتانا پسند کرتا ہوں کہ کسی اور متبادل صورت میں جو نتائج نکلتے وہ اس سے زیادہ تباہ کن تھے اور جن کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ہم نے اپنی طرف سے اس منصوبے پر صاف ضمیر اور ایماندارانہ ارادے کے ساتھ عمل درآمد کے لئے قدم بڑھایا ہے وقت اور تاریخ اس بات کو ثابت کر دے گا اس کے برعکس تاریخ ان لوگوں کے بارے میں اپنی رائے ریکارڈ کرے گی۔ جن کی غداری اور سازش کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں امن و امان کی صورت حال خراب ہوئی اور انتشار کی قوتوں کو کھلم کھلا

آزاد چھوڑ دیا جس کے باعث لاکھوں انسان قتل کر دیئے گئے۔ بے اندازہ املاک تباہ ہوئیں اور لاکھوں انسانوں کو گھروں سے بے گھر کر کے ان کے عزیزوں اور ہر اس چیز سے جو انہیں بے حد عزیز تھی محروم کر کے شدید مشکلات سے دوچار کر دیا۔ نہتے اور معصوم لوگوں کے اس منظم قتل کے سامنے ان خونخوار اور درندہ صفت لوگوں کے بھی ان وحشیانہ مظالم کے سامنے شرم سے جھک جاتے ہیں جن کی درندگی تاریخ میں ضرب المثل ہے۔

ہم ایک ایسی اور پہلے سوچی سمجھی سازش کا شکار ہوئے ہیں جسے ایمانداری جوانمردی اور شرافت کے اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بروئے کار لایا گیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر کرتے ہیں کہ اس نے ان باطل قوتوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہمت اور ایمان جیسے عنصر سے نوازا۔ اگر ہم قرآن حکیم سے رہنمائی اور وجدان حاصل کریں تو میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ آخری فتح ہماری ہوگی۔

ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہ لائیں کہ آپ کے دشمن ہمیشہ کے لئے اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن اس لمحہ ان مشکلات سے ہرگز مایوس نہ ہوں بلکہ اپنے دلوں میں تلاش کریں اور جائزہ لیں کہ آپ نے اس نوزائیدہ اور بڑی مملکت کی تعمیر کے لئے اپنے حصے کا کردار ادا کیا ہے۔

کام کی زیادتی کی وجہ سے جذباتی نہ ہوں۔ نوزائیدہ قوموں کی تاریخ میں بہت سی ایسی مثالیں ہیں جنہوں نے قوت ارادی اور کردار سے خود کو آگے بڑھایا۔ آپ خالص سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ اور کسی سے کم نہیں ہیں دوسروں کی طرح آپ کیوں نہیں کامیاب ہو سکتے۔ جیسا کہ آپ کے آباؤ اجداد ہوئے ہیں۔ آپ کو صرف اپنے اندر مجاہدانہ خصوصیات پیدا کرنا ہوں گی ایک وہ قوم ہیں جس کی تاریخ بہادری شجاعت اور بلند کرداری کی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ ان روایات کے مطابق زندگیاں بنایئے اور اس تاریخ میں ایک اور درخشاں باب کا اضافہ کیجئے۔ میں اب تم میں سے ہر ایک سے یہ چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر کوئی جسے یہ پیغام پہنچے اپنے آپ سے یہ وعدہ کرے اور اگر ضرورت پڑے تو پاکستان کی تعمیر اور اسلام کی حفاظت اور دنیا کی بڑی مملکت کی حیثیت سے جو اندرون اور بیرون امن کی خواہاں ہے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار کرے آپ کا اولین فریضہ یہ ہے کہ ان لاکھوں بے خانماں اور بد قسمت بھائیوں کی آبادکاری کا کام کریں جو اس وقت ہمارے ساتھ ہیں اور بعد ازاں پاکستان میں آئیں گے اس دنیا میں جو پونجی ان کے پاس ہے اس کا یہی مفاد انہیں پہنچ سکتا ہے اب جتنا کچھ بھی ہم ان کے لئے کر سکتے ہیں۔

بھائیوں کی طرح ان کا استقبال کریں۔ کوئی شریف اور مہذب شخص یہ نہیں سوچ سکتا کہ ہم پر وہ ناقابل برداشت بوجھ بن سکتے ہیں۔

جس قدر زیادہ پس انداز کر سکیں وہ وحشت اور درندگی کے شکار ان افراد کی بحالی کے لئے دیں انہوں نے تمام مصائب اس لئے برداشت کئے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اپنے میں حوصلہ پیدا کریں موت سے ہرگز نہ ڈریں۔ ہمارے مذہب نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہر وقت خود کو موت کے لئے تیار رکھنا چاہئے۔ ہمیں پاکستان اور اسلام کی عزت بچانے کی خاطر جرات سے موت کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

مسلمان کے لیے اس سے بہتر کوئی حل نہیں کہ وہ صحیح کام کے لئے شہادت کی موت مرے۔

اپنا فرض بجالاتے رہو اور خدا کی ذات پر بھروسہ رکھو، دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ختم نہیں کر سکتی پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے ہمارے کام اور کارنامے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہم سچائی پر ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی ہمدردیاں خصوصاً اسلامی ممالک کی آپ کے ساتھ ہیں اس کے جواب میں ہم بھی ہر اس قوم کے ممنون ہیں جس نے امداد و تعاون اور دوستی کا ہاتھ بڑھا کر ہماری مدد کی۔

آخر میں میں ایک بار پھر آپ سے اچھی حس کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کے رجحانات کی ہرگز ہرگز حوصلہ افزائی نہ کریں لیکن ایسا سلوک اور عمل کریں کہ آپ اپنی حکومت کے لئے اور اپنے رہنماؤں کے لیے مضبوط ثابت ہوں جو ہمارے بد قسمت بھائیوں کی مشکلات کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ افق پر تاریکی کے بادل چھائے

ہوئے ہیں لیکن میں آپ سے اپیل کرتا ہوں اور قوم کے نام پیغام دیتا ہوں کہ اپنے میں جذبہ اور جوش و خروش پیدا کرو اور حوصلے اور امید کے ساتھ اپنا کام کیے جاؤ انشاء اللہ کامیابی ہماری ہے کیا ہم مایوس ہو کر بیٹھ جائیں ہرگز نہیں۔ اسلامی تاریخ اولعزمی، حوصلے اور استقلال مزاجی کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ بس مشکلوں۔ رکاوٹوں اور مصیبتوں کے باوجود آگے بڑھتے جاؤ مجھے یقین ہے کہ سات کروڑ کی ایسی متحدہ قوم جو عظیم ارادے کی مالک ہو عظیم تہذیب رکھتی ہو۔ تاریخ کی وارث ہو۔ اسے کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔ اب یہ آپ پر ہے۔ کہ کام کریں۔ کام۔ کام اور بس کام' کامیابی ہمارا مقدر ہے اور اپنا یہ نعرہ کبھی نہ بھولے اتحاد' ایمان اور نظم۔

قائد پر اَب تک لکھی جانے والی تمام کُتب
میں نمایاں حیثیت کی حامل کتاب

قائداعظمؒ پر ایک مستند اور جامع انسائیکلوپیڈیا

انسائیکلوپیڈیاءِ قائدِ اعظمؒ

حیاتِ قائداعظمؒ کا عظیمُ الشّان مرقّع

تحریکِ پاکستان سے وابستہ شخصیتوں کے حالات
قائدِ اعظم کے تمام فرمودات، خطوط، خطبات
اقوال، پریس کانفرنسیں، اخباری بیانات

مؤرّخین، محقّقین، طلبا اور تحریکِ پاکستان
کے قارئین کے لیے گراں قدر کتاب